

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ

بے شک یہ ذکر (کتاب نصیحت) ہم ہی نے اُتاری اور ہم ہی اِس کے نگہبان ہیں

کنزُ الایمان فی ترجمۃِ القرآن

جلد اوّل

خزائن العرفان فی تفسیر القرآن

ترجمہ: اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر: حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مع

افادات و اضافات

علامہ ابو التراب محمد ناصر الدین ناصر عطاری المدنی



ناشر:

بزمِ غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فہرست

''ابتدائیہ''

قرآن کریم اللہ عزوجل کی نازل کردہ ایک عظیم الشان کتاب ہے جو علم ومعرفت کا وہ چمکتا دمکتا آفتاب ہے جو نہ صرف مردہ دلوں میں حرارت پیدا کرکے نئی روح پھونکتا ہے اور امید کی بہار دکھاتا ہے بلکہ کفر کی تاریک بھٹکتی راہوں میں ہدایتِ نور دے کر صراطِ مستقیم پر لاتا ہے۔

یہ کتاب انسان کو خود شناس بھی بناتی ہے اور خدا شناس بھی۔

غرض یہ کتاب سراپا اعجاز ہے۔

احباب کی خواہش تھی کہ میں قرآن کریم کے سلسلے میں کوئی ایسی خدمت انجام دوں جو لوگوں کو قرآن فہمی کی طرف مائل کرے اور انھیں قرآن کریم کے قریب لائے تاکہ وہ اس روشن کتاب کی روشنی میں اس کے مواعظ ونصیحت ارشادات و احکامات، دلائل ومسائل حالات و واقعات کو پڑھنے، سمجھنے، عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے میں کسی تامل کا شکار نہ ہوں اور انھیں قرآن کریم کی عزت وعظمت اسکی حرمت وحکمت اور اس میں پائے جانے والی عبرت سے بخوبی آگاہی ہو۔

چنانچہ میں نے اس سلسلے میں غور کیا تو خود کو بھی کم فہم اور ناقص العلم پایا چنانچہ اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ اپنے اکابرین میں سے کسی کے نقشِ پائے مبارک کا سہارا لوں اور اس مبارک کام کو کرنے کی کوشش شروع کروں۔

اللہ عزوجل کا فضل اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظرِ رحمت اور میرے مرشدِ کریم کی نظرِ کرم تھی کہ میں نے ہمت پکڑی اور اپنے علماء اکابرین میں سے صدرالافاضل حضرت علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی مایۂ ناز و بے مثل تفسیر خزائن العرفان کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھا اور اس مبارک تفسیر کی روشنی میں افادات واضافات شامل کرکے بزرگوں کا فیض عوام تک پہنچانے کی ادنیٰ سی کوشش کی۔

قارئین اس میں سے جو بھی برکتیں پائیں انھیں ہمارے اکابرین کی برکتوں کا ایک ذرہ سمجھیں۔ اور خدانخواستہ کوئی نقص پائیں تو وہ میری کم علمی کم فہمی کا شاخسہ جانیں رب کریم اس ادنیٰ ترین کاوش کو اپنے محبوبوں کے صدقے قبول فرما کر اسے میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین۔ بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

نوٹ:

خیال رہے کہ زیرِ نظر تفسیر ''تفسیر خزائن العرفان مع افادات واضافات'' کی ابتداء میں حصولِ برکت کے لئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا تحریر کردہ مقدمہ شامل کیا گیا ہے جو آپ علیہ رحمۃ نے اپنی عظیم الشان تفسیر ''تفسیر نعیمی'' کے شروع میں تحریر فرمایا ہے۔۔۔۔ علاوہ ازیں

قرآن کریم کی یہ تفسیر بنام ''خزائن العرفان مع افادات واضافات'' چند خصوصیات کی حامل ہے۔

(۱) قرآن کریم کے ترجمہ کے لئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا بے مثل و بے نظیر ترجمہ قرآن بنام ''کنزالایمان'' کا انتخاب کیا گیا ہے۔

(۲) عوام کی آسانی کے لئے ترجمۂ قرآن میں کہیں کہیں قوسین میں مشکل الفاظ کے آسان معنی بیان کر دیئے گئے ہیں۔عرض ہے کہ یہ ترجمہ قرآن بنام ''آسان کنزالایمان'' راقم نے دو سال قبل تحریر کیا تھا جو بازار میں دستیاب ہے۔

(۳) تفسیر خزائن العرفان کی روشنی میں شامل کئے گئے افادات و اضافات کے لئے علمائے اہلسنت کی مایۂ ناز و گرانقدر کتب سے استفادہ کیا گیا ہے تاکہ جو بات بھی بیان کی جائے تحقیقی مدلل اور مکمل طور پر مصدقہ ہو۔

(۴) افادات واضافات میں ضرورتاً کہیں کہیں تخریج کا کام بھی کیا گیا ہے۔

(۵) افادات و اضافات بیان کرتے ہوئے اکثر جگہوں پر عوام کو نیک اعمال پر ترغیبات بھی دلائی گئیں ہیں تاکہ قرآن کے اصل مقصد کو عملی جامہ پہنایا جاسکے کیونکہ قرآن محض تلاوت کے لئے نہیں بلکہ عمل کے لئے بھی نازل ہوا ہے۔

(۶) تفسیر مذکور میں کوششیں کی گئی ہے کہ ضمناً کچھ مسائل بھی ساتھ ساتھ بیان کر دیئے جائیں تاکہ شرعی نظر کی وضاحت بھی ہوتی رہے۔

(۷) صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی کی تفسیر خزائن العرفان کچھ بڑے فونٹ میں پیش کی گئی جبکہ افادات و اضافات کا فونٹ نسبتاً کچھ چھوٹا رکھا گیا ہے تاکہ دونوں میں فرق محسوس ہو اور قارئین کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے کہ وہ اس وقت خزائن العرفان کا مطالعہ کرنے کی سعادت پا رہے ہیں یا اس کے ضمن میں پیش کئے گئے افادات واضافات کا مطالعہ کر رہے ہیں۔۔۔

رب کریم اس کاوش کے عظیم مقصد کو پورا فرماتے ہوئے اسے عوام الناس کے نفع بخش بنائے اور اس کا اجر بصورت اپنی رضا مجھ ناچیز کو عطا فرمائے۔(آمین۔بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی

مدینہ: اس کوشش میں دعوت اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیہ کی کتب سے ضرورتاً استفادہ کیا گیا ہے۔

مقدمہ

از حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی

لفظ قرآن کے معنی اور اس کی وجہ تسمیہ: لفظ قرآن یا تو قرء سے بنا ہے یا قراءۃ سے یا قرن سے (تفسیر کبیر پارہ ۲) قرء کے معنی جمع ہونے کے ہیں۔ اب قرآن کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بھی سارے اولین و آخرین کے علموں کا مجموعہ ہے (تفسیر کبیر، روح البیان پارہ ۲) دین دنیا کا کوئی ایسا عمل نہیں جو قرآن میں نہ ہو اسی لئے حق تعالیٰ نے خود فرمایا کہ نزلنا علیك الکتب تبیاناً لکل شئی نیز یہ سورتوں اور آیتوں کا مجموعہ ہے۔ نیز یہ تمام بکھروں کو جمع کرنے والا ہے دیکھو ہندی، سندھی، عربی، عجمی لوگ ان کے لباس، طعام، زبان طریق زندگی سب الگ الگ کوئی صورت نہ تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بکھرے ہوئے بندے جمع ہوتے۔ لیکن قرآن کریم نے ان سب کو جمع فرمایا اور ان کا نام رکھا مسلمان خود فرمایا سماکم المسلمین جیسے کہ شہد مختلف باغوں کے رنگ برنگ پھولوں کا رس ہے مگر اب ان سب رسوں کے مجموعہ کا نام شہد ہے۔ اسی طرح ''مختلف ملکوں'' مختلف زبانوں کے لوگ ہیں۔ مگر اب ان کا نام ہے مسلمان تو گویا یہ کتاب اللہ کے بندوں کو جمع فرمانے والی ہے اسی طرح زندوں اور مردوں میں بظاہر کوئی علاقہ باقی نہ رہا تھا لیکن اس قرآن عظیم نے ان کو بھی خوب جمع فرمایا کہ مردے مسلمان زندوں سے فیض لینے لگے کہ اسی قرآن سے ان پر ایصال ثواب وغیرہ کیا جاتا ہے اور زندے وفات شدہ لوگوں سے کہ وہ حضرات اسی قرآن کی برکت سے ولی قطب، غوث، بنے اور ان کا فیض بعد وفات جاری ہوا انشاء اللہ اس کی بحث و ایاك نستعین میں آئے گی۔

اور اگر یہ قراءۃ سے بنا ہے تو اس کے معنی ہے پڑھتی ہوئی چیز۔ تو اب اس کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ اور انبیائے کرام کو کتابیں یا صحیفے حق تعالیٰ کی طرف سے لکھے ہوئے عطا فرمائے گئے لیکن قرآن کریم پڑھا ہوا اترا۔ اس طرح کہ جبریل امین حاضر ہوتے اور پڑھ کر سنا جاتے اور یقیناً پڑھا ہوا نازل ہونا لکھے ہوئے نازل ہونے سے افضل ہے۔ جس کی بحث دوسری فصل میں آتی ہے نیز جس قدر قرآن کریم پڑھا گیا اور پڑھا جاتا ہے اس قدر کوئی دینی دنیوی کتاب دنیا میں نہ پڑھی گئی۔ کیونکہ جو آدمی کوئی کتاب بناتا ہے۔ وہ تھوڑے سے لوگوں کے پاس پہنچتی ہے اور وہ بھی ایک آدھ دفعہ پڑھتے ہیں۔ اور پھر کچھ زمانہ بعد ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پہلی آسمانی کتابیں بھی خاص خاص جماعتوں کے پاس آئیں اور کچھ دنوں رہ کر پہلے تو بگڑیں پھر ختم ہو گئیں جس کا ذکر تیسری فصل میں انشاء اللہ آئے گا لیکن قرآن کریم کی شان ہے کہ سارے عالم کی طرف آیا اور ساری خدائی میں پہنچا سب نے پڑھا بار بار پڑھا اور دل نہ بھرا۔ اکیلے پڑھا، جماعتوں کے ساتھ پڑھا۔ اگر کبھی تراویح کی جماعت یا شبینہ دیکھنے کا اتفاق ہو تو معلوم ہوگا کہ اس عظمت کے ساتھ کوئی کتاب پڑھی ہی نہیں گئی۔ پر لطف بات یہ ہے کہ اس کو مسلمان نے بھی پڑھا اور کفار نے بھی پڑھا۔ لطیفہ۔ ایک بار رام چندر آریہ نے حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے قرآن کریم کے چودہ پارے یاد ہیں بتائیے آپ کو میرا وید کتنا یاد ہے حضرت موصوف نے

فرمایا۔ یہ تو میرے قرآن کا کمال ہے کہ دوست تو دوست تو دشمنوں کے سینوں میں بھی پہنچ گیا اور تیرے وید کی یہ کمزوری ہے کہ دوستوں کے دل میں بھی گھر نہ کر سکا۔ اور بقول تمہارے دنیا میں وید کو آئے ہوئے کروڑوں بس ہو چکے لیکن ہندوستان سے آگے نہ نکل سکا۔ مگر قرآن کریم چند صدیوں میں تمام عالم میں پہنچ گیا۔

اور اگر یہ قرن سے بنا ہے تو قرن کے معنی ہیں ملنا۔ اور ساتھ رہنا۔ اب اس کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ حق اور ہدایت اس کے ساتھ ہیں نیز اس کی سورتیں اور آیتیں ہر ایک بعض بعض کے ساتھ ہیں کوئی کسی کے مخالف نہیں نیز اس میں عقائد اور اعمال اور اعمال میں اخلاق، سیاسیات، عبادات، معاملات تمام ایک ساتھ جمع ہیں نیز یہ مسلمان کے ہر وقت ساتھ رہتا ہے دل کے ساتھ، خیال کے ساتھ، ظاہری اعضاء کے ساتھ اور باطنی عضووں کے ساتھ دل میں پہنچا۔ اس کو مسلمان بنایا ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ کو حرام کاموں سے روک کر حلال میں مشغول کر دیا غرضیکہ سر سے لے کر پاؤں تک کے ہر عضو پر اپنا رنگ جما دیا۔ پھر زندگی میں ہر حالت میں ساتھ بچپن میں ساتھ جوانی میں ساتھ، بڑھاپے میں ساتھ۔ پھر ہر جگہ ساتھ رہا تخت پر ساتھ۔ تختے پر ساتھ گھر میں ساتھ مسجد میں ساتھ، آبادی میں ساتھ، غرضیکہ ہر حال میں ساتھ پھر مرتے وقت ساتھ کہ پڑھتے اور سنتے ہوئے مرے قبر میں ساتھ کے بعض صحابہ کرام کو ان کو وفات کے بعد قبر میں قرآن پاک پڑھتے ہوئے سنا گیا۔ اور حشر میں ساتھ کہ گناہ گار کو خدا سے بخشوائے پل صراط پر نور بن کر مسلمان کے آگے آگے چلے اور راستہ دکھائے اور بتائے اور جب مسلمان جنت میں پہنچے گا تو فرمایا جائے گا کہ پڑھتا جا اور بڑھتا جا غرضیکہ یہ مبارک چیز کبھی بھی ساتھ نہیں چھوڑتی اس کا دوسرا نام فرقان بھی ہے۔ یہ لفظ فرق سے بنا ہے اس کے معنی میں فرق کرنے والی چیز قرآن کو فرقان اس لئے کہتے ہیں کہ حق و باطل، جھوٹ اور سچ مومن اور کافر میں فرق فرمانے والا ہے قرآن بارش کی مثال ہے دیکھو کسان زمین کے مختلف حصوں میں مختلف بیج بو کر چھپا دیتا ہے کسی کو پتہ نہیں لگتا کہ کہاں کون سا بیج بویا ہوا ہے۔ مگر بارش ہوتے ہی جہاں جو بیج دفن تھا، وہاں وہی پودا نکل آتا ہے تو بارش زمین کے اندر تخم کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کے سینوں میں ہدایت، گمراہی، سعادت، شقاوت، کفر و ایمان کے مختلف تخم امانت رکھے نزول قرآن سے پہلے سب یکساں معلوم ہوتے تھے صدیق و ابوجہل، فاروق و ابولہب میں فرق نہیں آتا تھا قرآن نے نازل ہو کر کھرا اور کھوٹا علیحدہ کر دیا صدیق کا ایمان زندیق کا کفر ظاہر فرما دیا لہٰذا اس کا نام فرقان ہوا یعنی ان میں فرق ظاہر فرمانے والا قرآن کریم کے کل ۳۲ نام ہیں جن کی تفصیل انشاء اللہ شروع سورۂ بقرہ ذالك الكتاب میں بیان کی جائیگی۔

نزول قرآن کریم میں:

نزول کے معنی ہیں اوپر سے نیچے اترنا اور کلام میں اترنا کلام میں نقل و حرکت نہیں ہوسکتی لہٰذا اس کے اترنے اور نقل و حرکت کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں یا تو کسی چیز پر لکھا جائے اور اس چیز کو منتقل کیا جائے جیسے کہ ہم کوئی بات خط میں لکھ کر بھیج دیں تو وہ بذریعہ اس کاغذ کے منتقل ہوئی اس طرح پہلی کتابوں کا نزول ہوا تھا یا کسی آدمی سے کوئی بات کہلا کے بھیج دی جائے اس صورت میں حرکت کرنے والا وہ آدمی ہوگا اور وہ کلام اس کے ذریعے سے حرکت کرے گا اور یا بغیر کسی واسطے کے سننے

والے سے گفتگو کر لی جائے قرآن کریم کا نزول ان پچھلے دو طریقوں سے ہوا یعنی جبریل امین آتے تھے اور آ کر سناتے تھے۔ یہ نزول بذریعہ قاصد ہوا اور قرآن کریم کی بعض آیتیں معراج میں بھی بغیر واسطہ جبریل امین عطا فرمائی گئیں جیسا کہ مشکوۃ شریف باب المعراج میں ہے کہ سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں حضور علیہ السلام کو معراج میں عطا فرمائی گئی لہٰذا قرآن پاک کا نزول دوسری آسمانی کتابوں کے نزول سے زیادہ شاندار ہے کہ وہ لکھی ہوئی آئیں۔ یہ بولا ہوا آیا اور لکھنے اور بولنے میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ بولنے کی صورت میں بولنے کے طریقے سے اتنے معنی بن جاتے ہیں کہ جو لکھنے سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ مثلاً ایک شخص نے ہم کو لکھ کر دیا کہ تم دہلی جاؤ گے ہم لکھی ہوئی عبارت سے ایک ہی مطلب حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس جملے کو اگر وہ بولے تو پانچ چھ طریقے سے بول کر اس میں وہ پانچ چھ معنی پیدا کر سکتا ہے ایسے لہجوں سے بول سکتا ہے کہ جس سے سوال، حکم، تعجب، تمسخر وغیرہ کے معنی پیدا ہو جائیں۔ مجھ سے ایک شخص نے کہا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تاروں کے بارے میں فرمایا ھذا ربی یہ میرا رب ہے اور یہ شرک ہے۔ انبیائے کرام شرک سے معصوم ہوتے ہیں پھر آپ نے یہ کیوں فرمایا۔ میں نے ان سے کہا کہ ہم کو یہ جملہ لکھا ہوا ملا۔ اس سے ہم ان کی مراد کے سمجھنے میں غلطی کر سکتے ہیں ممکن ہے کہ انہوں نے اس کو اس طرح بولا ہو کہ جس سے انکار یا سوال کے معنی پیدا ہو گئے ہوں تو حقیقت میں یہ کلام ان چیزوں کی ربوبیت کے انکار کے لئے ہو غرضیکہ بولنے اور لکھنے میں بڑا فرق ہے۔ (فائدہ) کوئی انسان قرآن کریم کو صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح نہیں جان سکتا اس کی چند وجہیں ہیں۔ ان میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے قرآن کریم جبریل امین کی زبان سے نہ سنا۔ لہٰذا ادا کرنے میں جو اسرار و نکات حاصل ہوئے ہوں گے ان تک ہمارا دماغ کیسے پہنچ سکتا ہے۔

قرآن کریم کا نزول چند طریقے سے اور چند بار ہوا ہے۔ اولا لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف نزول ہوا کہ یکبارگی ماہ رمضان کی شب قدر میں ہوا۔ اس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔

قرآن پاک کا نزول کتنی بار ہوا:

شھر رمضان الذی انزل فیہ القران اور انا انزلنہ فی لیلۃ القدر پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر تقریباً تئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا بقدر ضرورت آتا رہا۔ اور احادیث سے ثابت ہے کہ رمضان میں جبریل امین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سارا قرآن سنایا کرتے تھے اور بعض بعض آیتیں دو دو بار بھی نازل ہوئی ہیں جیسے سورۃ فاتحہ وغیرہ خلاصہ یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن کا نزول کئی طریقے سے ہوا لیکن احکام اس نزول سے جاری فرمائے جاتے تھے جو بذریعہ جبریل امین تھوڑا تھوڑا آتا تھا ہماری اس تقریر سے ایک بڑا اعتراض بھی اٹھ گیا وہ یہ کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم کے بارے میں کہیں نزلنا فرمایا اور کہیں انزلنا اور نزلنا کا معنی ہے آہستہ آہستہ ہم نے اتارا انزلنا کا معنی ہے یکبارگی اتار دیا ان دونوں آیتوں کی مطابقت کیسے کی جائے جواب معلوم ہو گیا کہ چند بار نزول ہوا ہے۔ اور ان آیتوں نے الگ الگ نزولوں کو بیان فرمایا ہے نزول قرآن اور دیگر آسمانی کتب کے نزول میں تین طرح فرق ہے ایک یہ کہ وہ کتب لکھی ہوئی آئیں قرآن پڑھا ہوا یعنی وہ سب تحریری، قرآن تقریری۔ دوسرے یہ کہ وہ سب ان

پیغمبروں کو خاص جگہ بلا کر دی گئیں مگر قرآنی آیات عرب کے گلی کوچوں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر شریف میں آئیں تا کہ حجاز کا ہر ذرہ عظمت والا ہو جائے کہ وہ قرآن کا جائے نزول ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ کتب یکبارگی اتریں قرآن کریم ۲۳ سال میں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ہمکلامی رہے اور مسلمانوں کو عمل آسان ہو کیونکہ یکدم سارے احکام پر عمل مشکل ہوتا ہے۔ دیکھو بنی اسرائیل ایک دم تورات ملنے سے گھبرا گئے اور بولے۔ سمعنا وعصینا

قرآن کا نزول حضور علیہ السلام پر کیوں ہوا:

بندوں کے لئے ضروری ہے کہ حق تعالیٰ کے احکام کو مانیں لیکن یہ ماننا جب ہی ضروری ہوگا جب کہ وہ احکام نبی پاک زبان سے ادا ہوں حق تعالیٰ تو بلا واسطہ کسی غیر نبی سے کلام نہیں فرماتا۔ اگر جبریل امین انسانی شکل میں آ کر لوگوں کو احکام سنا جاتے تو بھی ان پر عمل کرنا ضروری نہ ہوتا اسی طرح کوئی غیر نبی خواب یا الہام یا غیبی آواز سے کسی حکم پر مطلع ہو جائے تو اس کا ماننا شرعاً لازم نہ ہوگا مشکوٰۃ شریف کے شروع میں ہے کہ ایکبار حضرت جبریل امین شکل انسانی میں سائل بن کر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایمان کیا ہے، اسلام کیا ہے، احسان کیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیئے جب وہ دریافت کر کے چلے گئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ جبریل امین تھے اور تم کو تمہاری دینی باتیں سکھانے آئے تھے۔ دیکھو اس موقع پر حضرت جبریل امین نے خود ہی نہ کہہ دیا کہ اے صاحبو! میں جبریل ہوں اور تم کو فلاں فلاں بات کا حکم کرتا ہوں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میری اطاعت ان حضرات پر واجب نہ ہوگی۔ اس لئے حضور علیہ السلام کی زبان پاک سے وہ کلمات لوگوں کو سنوائے۔ اماموں کا قیاس بھی حق تعالیٰ کے فرمان یا حضور کے ارشاد پر مبنی ہوتا ہے۔ ہمارے اس کلام سے نتیجہ یہ نکلا کہ ع

اصل اصول بندگی اس تاجور کی ہے!

کہ نبی کی ہی اطاعت درحقیقت حق تعالیٰ کی اطاعت ہے (فائدہ) پیغمبر کا خواب اور ان کا الہام وغیرہ بھی وحی کی طرح قابل اطاعت ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ اپنے فرزند کو ذبح کر دو حالانکہ بے قصور آدمی کو قتل کرنا شریعت کے خلاف تھا لیکن آپ کے اس خواب نے اس حکم شرعی کو آپ کے حق میں منسوخ کر دیا آج اگر کوئی مسلمان یہ خواب دیکھے تو وہ محض اپنے خواب پر ایسے کام کی جرات نہیں کر سکتا کیونکہ یہ خلاف شریعت ہے۔

قرآن اور حدیث کا فرق:

قرآن اور حدیث دونوں ہی وحی الٰہی ہیں۔ دونوں کی اطاعت ضروری ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قرآن کریم کی عبارت خدا کی طرف سے ہے اور مضمون بھی۔ گویا جس طرح حضرت جبریل امین نے آکر سنایا اسی طرح بلا کسی فرق کے حضور علیہ السلام نے بیان فرما دیا حدیث میں یہ ہے کہ مضمون رب کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ حضور علیہ السلام کے اپنے ہوتے ہیں اب اس مضمون کا رب کی طرف سے آنا یا بطور الہام ہوتا ہے یا فرشتہ ہی عرض کرتا ہے لیکن اس کی ادا حضور علیہ السلام کے اپنے الفاظ سے ہوتی ہے اسی لئے اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے لیکن اس کی تلاوت نماز میں بجائے قرآن شریف کے

نہیں ہوسکتی کیونکہ عمل مضمون پر ہوتا ہے اور تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے اور اسی وجہ سے قرآن پاک کے احکام حدیث سے منسوخ ہوسکتے ہیں ہم اس کی پوری بحث انشاءاللہ تعالیٰ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا میں کریں گے دیکھو غیراللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے مگر حدیث نے اس کا منسوخ کیا وغیرہ وغیرہ اسی لئے قرآن پاک فرماتا ہے **ویعلمھم الکتب والحکمۃ** یعنی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مسلمانوں کو قرآن شریف اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگر حدیث شریف ماننے کی ضرورت نہ ہوتی تو حکمت کا ذکر نہ فرمایا جاتا فقط کتاب کا ذکر ہی کافی تھا حدیث ماننے کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن ناقص ہے قرآن پاک بالکل مکمل کتاب ہے لیکن اس مکمل میں سے مضامین حاصل کرنے کے لئے مکمل ہی انسان کی ضرورت تھی اور وہ نبی ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔ سمندر میں موتی ضرور ہیں لیکن ان کے حاصل کرنے کے لئے کسی غواص (غوطہ خور) کی ضرورت ہے اگر قرآن پاک سے مسائل ہر شخص نکال لیا کرتا تو اس کے سکھانے کے لئے پیغمبر کیوں بھیجے جاتے۔ اس کی پوری بحث انشاءاللہ آئندہ ہوگی اور جس طرح کہ قرآن شریف ہوتے ہوئے حدیث پاک کے ماننے کی ضرورت ہے اور حدیث کے ماننے سے قرآن کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا اسی طرح حدیث وقرآن کے ہوتے ہوئے ہم جیسوں کو فقہ کے ماننے کی بھی ضرورت ہے اور فقہ ماننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن وحدیث ناقص ہوں۔ اسی لئے قرآن کریم نے عام حکم فرمادیا کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور اپنے میں امر والوں (علماء مجتہدین) کی یہ بھی خیال رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہر قول وفعل جو منقول ہوجائے وہ حدیث ہے خواہ ہمارے لئے لائق عمل ہو یا نہیں مگر سنت صرف ان اقوال واعمال کو کہا جاتا ہے جو ہمارے لئے لائق عمل ہوں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا **علیکم بسنتی** تم پر میری سنت لازم ہے۔ یہ نہ فرمایا **علیکم بحدیثی**۔ لہٰذا دنیا میں کوئی شخص اہل حدیث نہیں ہوسکتا کیونکہ تمام حدیثوں پر عمل ناممکن ہاں اہل سنت ہوسکتا ہے یعنی تمام سنتوں پر عمل۔

قرآن پاک کی ترتیب اور اس کا جمع ہونا:

پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ قرآن پاک لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا قرآن کریم فرماتا ہے، **قرآن مجید فی لوح محفوظ**، پھر وہاں سے پہلے آسمان پر لایا گیا پھر وہاں تیئس سال میں آہستہ آہستہ حضور علیہ السلام پر نازل ہوتا رہا مگر یہ نازل ہونا اس لکھے ہوئے کی ترتیب کے موافق نہ تھا کیونکہ یہ نزول بندوں کی ضرورت کے مطابق ہوتا تھا جس آیت کی ضرورت ہوئی وہی آگئی مثلاً اگر اول ہی سے شراب کے حرام ہونے کی آیتیں اتر آتیں تو یقیناً عرب کے نئے مسلمانوں کو دشواری واقع ہوتی کیونکہ وہاں عام طور پر شراب پی جاتی تھی اسی طرح سارے احکام کو سمجھ لو لیکن چونکہ حضور علیہ السلام کی نگاہ پاک لوح محفوظ وغیرہ پر تھی اس لئے آپ ہر آیت کے نزول کے وقت اس کو ترتیب سے جمع کرادیتے تھے اس طرح کہ جو حضرات کاتب وحی مقرر تھے ان کو فرمادیتے تھے کہ یہ آیت فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد رکھو اور یہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے موافق تھی اور طریقہ اس وقت یہ تھا کہ حضرت زید بن ثابت ودیگر بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس خدمت کو انجام

دینے کے لئے مقرر تھے۔

جس وقت جو آیت اترتی حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق اونٹ کی ہڈیوں پر کھجور کے پٹھوں پر اور مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے تھے۔ اور یہ چیزیں متفرق طور پر لوگوں کے پاس رہیں لیکن ان حضرات کو زیادہ اعتماد حفظ پر تھا یعنی عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پورے قرآن کے حافظ تھے جیسا کہ آج حافظ ہیں بلکہ اس سے زیادہ تو یوں سمجھو کہ قرآن پاک کی ترتیب خود حضور علیہ السلام نے دیدی تھی لیکن ایک جگہ کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا تھا۔ اس کی تین وجہیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ چونکہ صدہا حافظ اس کو اسی ترتیب سے یاد کر چکے تھے جو آج تک چلی آرہی ہے اور نماز میں پڑھنا فرض تھا۔ اور نماز کے علاوہ بھی صحابہ کرام برکت کے لئے اس کو اکثر اوقات پڑھتے ہی رہتے تھے اس لئے اس کے ضائع ہونے کا کچھ اندیشہ نہ تھا اور دوسرے یہ کہ جہاد اور دیگر ضروریات کی وجہ سے اتنا موقع نہ مل سکا کہ اس کو ایک جگہ جمع کیا جاتا اور تیسرے یہ کہ جب تک کہ پورا قرآن پاک نہ آجاتا اس کو جمع کرنا غیر ممکن تھا کیونکہ ہر سورت کی کچھ آیات اتر چکی تھیں کچھ اترنے والی ہوتی تھیں حضور کی وفات سے کچھ روز پہلے نزول قرآن کی تکمیل ہوئی غرضیکہ حضور علیہ السلام کی زندگی پاک میں قرآن کریم کتابی شکل میں ایک جگہ جمع نہ ہو سکا البتہ مرتب ہو گیا اللہ کی شان کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یعنی حضور علیہ السلام کی وفات ہی کے سال ملک یمامہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں سے صحابہ کرام کو سخت جنگ کرنی پڑی اور اس جنگ میں تقریباً سات سو حافظ قرآن بھی شہید ہو گئے تب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ صدیقی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر اس طرح حافظ اور قراء شہید ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن پاک ضائع ہو جائے گا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا جنہوں نے حضور علیہ السلام کے زمانہ پاک میں وحی لکھنے کی خدمت انجام دی تھی اور اس کا مہتمم حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار دیا کہ تم تمام جگہ سے قرآن پاک کی آیات جمع کر کے کتابی شکل میں تیار کرو زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے (نوٹ) اس سے بدعت حسنہ کا ثبوت ہوا حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت محنت اور جانفشانی سے ان تمام آیتوں کو یکجا جمع کیا جو کہ لوگوں کے سینوں اور کھجور کے پٹھوں اور ہڈیوں میں لکھی ہوئی تھیں اور ترتیب وہی رہی جو حضور علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ یہ قرآن کا نسخہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات میں ان کے پاس رہا پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا پھر ان کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیوی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حذیفہ ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ آرمینیہ اور آذربائیجان کے کفار سے جنگ فرما رہے تھے وہاں کی مہم سے فارغ ہو کر حاضر دربار ہوئے اور عرض کیا کہ ''اے امیر المومنین لوگوں میں قرآن پاک کے متعلق اختلاف شروع ہو گئے ہیں اگر یہ اختلاف بڑھتے رہے تو مسلمانوں کا حال یہود و نصاریٰ کی طرح ہو جائے گا لہٰذا اس کا جلد کوئی انتظام کیجیے وجہ اختلاف یہ تھی کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے نسخوں میں حضور علیہ السلام کے وہ الفاظ بھی لکھے تھے جو آپ نے بطور تفسیر ارشاد فرمائے تھے اور وہ حضرات اس کو قرآن ہی کا جزو

سمجھ گئے تھے حالانکہ وہ الفاظ قرآن نہ تھے جیسے کہ مصحف ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز ایک نسخہ تمام ملک کے مسلمانوں کے لئے اب کافی نہ تھا نیز حافظ صحابہ کرام کو جولقمہ قرآن مجید میں لگتا تھا اس کے نکالنے میں بہت دشواری ہوتی تھی۔ان وجوہ کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پر زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا اور ان کی مدد کے لئے عبداللہ ابن زبیر اور سعید ابن عاص اور عبداللہ ابن حارث ابن ہشام کو مقرر کیا۔ان حضرات نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے پہلے جمع کئے ہوئے قرآن کو منگایا اور پھر اس کا مقابلہ حفاظ کے حفظ قرآن سے نہایت تحقیق سے کر کے چھ یا سات نسخے نقل کئے اور یہ نسخے عراق، شام، مصر وغیرہ اسلامی ممالک میں بھیج دیئے اور اصل نسخہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس کر دیا اور جن صحابہ کرام کے تفسیر سے ملے ہوئے قرآن کے نسخے تھے اور وہ اس کو قرآن پاک ہی سمجھ بیٹھے تھے ان کو منگوا کر جلوا دیا گیا کیونکہ ان نسخوں کا باقی رہنا آئندہ بڑے فتنوں کا دروازہ کھول دیتا کہ آئندہ لوگ اس کو قرآن پاک ہی سمجھ بیٹھتے۔الحمداللہ اب تک قرآن پاک اسی طرح بلا کم وکاست مسلمانوں میں چلا آرہا ہے ناظرین ہماری اس تقریر سے سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن پاک کی ترتیب نزول قرآن کے مطابق ہوسکتی ہی نہیں تھی کیونکہ موجودہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے اور قرآن پاک کا نزول ضرورت کے مطابق ہوا اور یہ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن پاک کی ترتیب دینے والے خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن اس کو کتابی شکل میں ترتیب دینے والے اولاً صدیق اکبر اور دوسرے عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اس لئے آپ کا لقب ہے عثمان جامع قرآن۔نکتہ: صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی جس بیعت کا نام بیعت الرضوان ہے اس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے کیونکہ ان کو حضور کی طرف سے مکہ معظمہ بھیجا گیا تھا تو حضور علیہ السلام نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور خود ان کی طرف سے بیعت فرمائی۔ع

خود کوزہ وخود کوزہ گر وخود گل کوزہ!

تو حضور علیہ السلام کا ہاتھ گویا عثمان غنی کا ہاتھ ہوا اور حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا یدُ اللہ فوق ایدیھم تو گویا اس واسطے سے عثمان غنی کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے اور قرآن کریم اللہ کا کلام۔تو یوں کلام اللہ، ید اللہ نے جمع فرمایا۔اس لئے عثمان غنی کو جمع قرآن کے لئے منتخب فرمایا گیا۔(نوٹ ضروری) قرآن پاک کی تقسیم اس زمانہ پاک میں دو طریقے سے ہوچکی تھی۔ایک سورتوں سے، دوسری منزلوں سے یعنی قرآن پاک کی سات منزلیں کی گئیں تھیں کہ تلاوت کرنے والا ایک منزل روزانہ کے حساب سے ختم کر سکے سات دن میں۔ان منزلوں کی فمی بشوق میں جمع کیا گیا یعنی پہلی منزل سورہ فاتحہ سے شروع ہوتی ہے دوسری مائدہ سے تیسری سورہ یونس سے چوتھی سورہ بنی اسرائیل سے۔پانچویں سورہ شعراء سے چھٹی سورہ والصفت سے اور ساتویں سورہ ق سے پھر اس کے بعد قرآن پاک کے تیس حصے برابر کئے گئے جس کا نام رکھا گیا تیس سیپارے تا کہ تلاوت کرنے والا ایک سیپارہ روز کے حساب سے ایک مہینے میں قرآن پاک ختم کر سکے پھر قرآن میں زیر و زبر نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تلاوت کرنے میں سخت دشواری محسوس ہوتی تھی کیونکہ غیر عربی لوگ تو پڑھ ہی نہ سکتے تھے اور

عربی حضرات بھی بعض بعض موقعوں پر دشواری محسوس کرتے تھے لہٰذا اس میں زیر وزبر لگائے گئے اور نون قطنی وغیرہ ظاہر کئے گئے مشہور یہ ہے کہ یہ کام حجاج بن یوسف نے کیا۔ اسی حجاج ابن یوسف نے سورتوں کے نام قرآن میں لکھے۔ اس سے پہلے یہ نام قرآن میں نہ لکھے تھے۔ (تفسیر خزائن العرفان) پھر اس ضمن میں تفسیر روح البیان آخر سورہ حجرات میں ہے کہ مصحف عثمانی میں نہ نقطے تھے نہ اعراب نہ رکوع نہ سیپارے نقطے لگانے والے اعراب لگانے والے ابوالاسود دئلی تابعی ہیں جنہوں نے حجاج ابن یوسف کے حکم سے یہ کام کیا۔ پھر خلیل ابن احمد فراعیدی نے مد اور وقف وغیرہ کی علامت قرآن میں لگائیں اور یعرب ابن قحطان نے قرآن کو عربی خط یعنی نسخ میں لکھا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قرآن کے تیس پارے ہیں اور ان میں نصف، ربع، ثلث کے نشانات مامون عباسی کے زمانے میں لگائے گئے رکوع بنائے گئے یعنی حضرت عثمان غنی رمضان شریف کی تراویح کی نماز میں جس قدر قرآن پاک پڑھ کر رکوع فرماتے تھے۔ اتنے حصے کو رکوع قرار دیا گیا اس لئے اس کے نشان پر قرآن مجید کے حاشیے پر ع لگا دیتے ہیں بعض کہتے ہیں یہ عمرو کے نام کا عین ہے بعض کہتے ہیں کہ عثمان کا نام کا عین لیکن صحیح یہ ہے کہ لفظ رکوع کا عین ہے تو حقیقت میں یہ تمام کام تلاوت کرنے والے کی آسانی کے لئے کئے گئے۔ لطیفہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح بیس رکعت ہونی چاہئے نہ کہ آٹھ رکعت اس لئے کہ حضرت عثمان روزانہ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ہر رکعت میں قرآن پاک کا ایک رکوع پڑھتے اور ستائیسویں رمضان المبارک ختم قرآن پاک فرماتے اس حساب سے کل پانچ سو چالیس رکوع بنتے ہیں اور کل رکوع قرآن پاک کے پانچ سو چھپن ہیں چونکہ بعض سورتیں بہت چھوٹی ہیں اس لئے بعض رکعتوں میں دو سورتیں پڑھ لی جاتی ہیں اگر تراویح آٹھ رکعت ہوتی جیسے وہابی کہتے ہیں تو قرآن پاک کے رکوع کے دو سو سولہ ہونے چاہئے تھے اس کی مزید تحقیق کے لئے ہماری کتاب لمعات المصابیح علی الرکعات التراویح دیکھو۔ سورتوں کی ترتیب کے بارے میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ ان کو بھی آیتوں کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہی ترتیب دیا تھا اور بعض فرماتے ہیں کہ نہیں بلکہ صحابہ کرام کے اجتہاد سے یہ ترتیب ہوئی لیکن تفسیر عزیزی نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بہت سی سورتوں کی ترتیب اشارۃً خود ہی فرما دیا تھی جیسے کہ ساتھ طویل سورتیں اور حم والی اور مفصل کی سورتیں ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نمازوں یا اپنے وظیفوں میں ترتیب وار پڑھ کر بتلا دیا تھا اور بعض سورتوں کی ترتیب حضور کے بعد صحابہ کرام اجتہاد سے مضامین کی مناسبت سے واقع ہوئی جیسے کہ کسی بڑے شاعر کے کلام کو ہم ترتیب دیں تو اس کو ردیف کے حرفوں کے مطابق اس طرح ترتیب دیتے ہیں کہ بڑی بڑی غزلیں اور قصیدے پہلے اور مثنوی اس کے بعد قطعے اور رباعیاں اس کے بعد تو ترتیب میں کلام کی موزونیت کا لحاظ رکھا جاتا ہے نہ کہ اس نے یہ کلام کب کہا اسی لئے مدنی بڑی بڑی سورتیں قرآن پاک میں اول ہیں اور مکی سورتیں بعد میں۔

قرآن پاک کی حفاظت:

قرآن پاک سے پہلی کتابیں مثلاً توارات، انجیل وزبور وغیرہ ایک خاص وقت تک کے لئے اور خاص خاص قوموں کے لئے دنیا میں بھیجی گئیں اس لئے حق تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا ذمہ خود نہ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پیغمبران عظام کے دنیا

سے پردہ فرمانے کے بعد وہ کتابیں بھی قریب قریب ختم ہوگئیں لیکن یہ قرآن کریم سارے جہاں کے لئے آیا اور ہمیشہ کے لئے آیا اس لئے رب تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحفظون ہم نے ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں اور سبحان اللہ! ایسی اس کی حفاظت ہوئی کہ کوئی شخص اس میں زیر اور زبر کا فرق نہ کرسکا۔ اس کی حفاظت کا ذریعہ یہ ہوا کہ قرآن کریم فقط کاغذ پر ہی نہ رہا بلکہ مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ کیا گیا صحابہ کرام کے زمانہ کی حالت تو ہم سنی سنائی بیان کرسکتے ہیں لیکن اس زمانے میں تو مشاہدہ ہورہا ہے کہ اگر کسی چھوٹے سے گاؤں میں بھی کسی مجمع کے سامنے کوئی تلاوت کرنے والا ایک زیر زبر کی غلطی کردے تو ہر چہار طرف سے آوازیں آتی ہیں آپ نے غلط پڑھا اس طرح پڑھو۔ اور ہر زمانے ہر جگہ ایک دو نہیں بلکہ صدہا حافظ پیدا ہوتے رہے اس کی مثال یوں سمجھو کہ جب بچہ اسکول میں قدم رکھتا ہے تو چونکہ اسے ابھی کتاب سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہوتی لہٰذا اس کے استاد چھوٹے چھوٹے قاعدے اور کتابیں اس کو خرید کردیتے ہیں وہ بچہ کتابیں پڑھتا بھی جاتی ہے اور ضائع بھی کرتا جاتا ہے جب کسی قدر ہوش سنبھالتا ہے تو اب کتابیں پھاڑتا تو نہیں لیکن ان پر لکھ لکھ کر خراب کرتا رہتا ہے پھر جب خوب سمجھدار ہوجاتا ہے اور کتاب کی قدر و قیمت پہچانتا ہے تو اب کتاب کو جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے اسی طرح دنیا سب سے پہلے خدائی کتابوں اور صحیفوں کو سنبھال نہ سکی تو ان کو برباد کرڈالا پھر توراۃ وانجیل کو بالکل تو نہ مٹایا مگر اپنی طرف سے بہت کچھ اس میں غلط ملط کردیا دنیا کے اخیر دور میں قرآن کریم تشریف لایا اور قدرت نے اس کو سنبھالنے کا طریقہ سکھایا توراۃ وانجیل کسی زمانے میں بگڑی بگڑائی پائی جاتی ہوں گی لیکن اب تو صفحہ ہستی سے قریباً بالکل ناپید ہوگئیں یہ جو پیسے پیسے کی یوحنا اور متی رسول کی انجیلیں فروخت ہورہی ہیں یہ وہ انجیل نہیں جو آسمان سے آئی تھی بلکہ اس کے ترجمے ہوں گے کیونکہ وہ عبرانی زبان میں تھیں اور یہ ترجمے مختلف زبانوں میں ہیں جب وہ اصل کتاب ہمارے سامنے ہے ہی نہیں تو ہم کیسے معلوم کریں کہ یہ ترجمے اس کے صحیح ہیں یا نہیں بخلاف قرآن کریم کے کہ وہی قرآن اسی زمانے میں بعینہٖ موجود ہے۔ جو صاحب قرآن علیہ السلام پر اترا تھا وہ کتابیں تو کیا باقی رہتیں، زبان عبرانی جس میں وہ کتابیں آئیں تھیں وہی دنیا سے غائب ہوگئی۔ بلکہ مصر اور شام وغیرہ ممالک جہاں عبرانی زبان بولی جاتی تھی وہاں عربی زبان نے اپنا سکہ جمالیا اور اس قرآن پاک کی بدولت ہر ملک میں عربی زبان کا دور دورہ ہوگیا چنانچہ الحمدللہ ہندوستان میں بھی لاکھوں کی تعداد میں عربی دان موجود ہیں لیکن عبرانی جاننے والا ایک بھی نہیں ہے حتیٰ کہ مشن اسکولوں میں انجیل تو پڑھائی جاتی ہے مگر افسوس کہ عبرانی اور سریانی زبانیں وہاں بھی غائب ہیں یہ سب قرآن پاک اور صاحب لولاک کی برکت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حیرت یہ ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ محفوظ، اس کے پڑھنے کے طریقے، یعنی قرات (تجوید) محفوظ کہ س، ص، ت، ط، ک، ق، د، ذ، ض، ظ، مد، شد وغیرہ کس طرح ادا کئے جائیں طریقہ تحریر بھی محفوظ ہے یعنی جس طرح کہ صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے تحریر منقول ہے اس کے خلاف قرآن پاک نہیں لکھ سکتے بسم اللہ کا سین لمبا اور میم گول لکھا جاتا ہے کہ کسی قرآن پاک میں سین چھوٹا کرکے نہ لکھا جائے بئس الاسم الفسوق لکھنے میں الاسم آتا ہے جیسا کلمات نحوی میں الاسم آتا ہے علماء فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کو عربی خط میں لکھا

جائے، اردو خط یا نستعلیق میں نہ لکھا جائے، بعض بعض کلمات نحوی قاعدے کے خلاف معلوم ہوتے ہیں لیکن وہ پڑھے ویسے ہی جاتے ہیں جیسے کہ ثابت ہو چکے۔ مثلاً علیہ اللہ ما انسانیہ النفعا وغیرہ ان چیزوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ سبحان اللہ! قرآن پاک ایسا محفوظ ہے کہ اس کے صفات تک محفوظ اگر کوئی مصنف ان باتوں کو بنظر انصاف دیکھے تو قرآن پاک کے قبول کرنے میں تامل نہ کرے ان خوبیوں کو دیکھ کر بعض پادریوں کے منہ میں پانی بھر آیا اولاً تو اس کوشش میں رہے کہ انجیل شریف کو محفوظ کتاب ثابت کر سکیں مگر نہ کر سکے بلکہ بہت سے محققین عیسائیوں نے مان لیا کہ انجیل شریف میں لفظی اور معنی بیشمار تحریفیں ہوئیں اور مان لیا کہ انجیل کی بہت سی آیتیں اور بہت سے باب الحاقی ہیں دیکھو مسٹر ہارن اور ہنری اور اسکاٹ صاحب کی تفاسیر اور دیکھو مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد مصنفہ پادری فنڈر وغیرہ بعض عیسائی پادریوں نے یہ کوشش کی کہ قرآن پاک کو محرف ثابت کریں۔ چنانچہ عبدالمسیح اور ماسٹر رام چند اور پادری عماد الدین نے اس بارے میں رسالے لکھ ڈالے یہ لوگ جس قدر اعتراض کر سکتے ہیں ہم ان کو علیحدہ علیحدہ سوال جواب کی شکل میں بیان کرتے ہیں تاکہ مسلمان ان سے واقف ہوں۔ (۱) سوال: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب قرآن کا نسخہ تیار کیا تو پچھلے نسخوں کو جلوا دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن وہ نہیں ہے جو آسمان سے آیا تھا بلکہ وہ جلایا جا چکا۔ جواب: اس کا جواب دوسری فصل میں نہایت تفصیل سے گزر چکا کہ ان نسخوں کو جلوانا اختلاف کو مٹانے کے لئے تھا کیونکہ ان میں قرآن اور تفسیری عبارات مخلوط تھیں۔ آیات کو لے لیا گیا اگر وہ نسخے باقی رہتے تو آئندہ بڑا اختلاف پیدا ہو جاتا اس تفصیل کو پڑھنے کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اعتراض محض لغو ہے اور دھوکہ دینے کے لئے ہے۔ (۲) سوال: تفسیر اتقان اور بخاری شریف جلد دوم باب جمع قرآن میں ہے کہ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے لقد جاء کم رسول والی آیت تمام جگہ تلاش کی مگر کہیں نہ ملی بجز ابوخزیمہ انصاری کے کہ ان کے پاس یہ لکھی ہوئی موجود تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور آیتیں بھی اس طرح گم ہو گئی ہوں گی نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آیت لکھی ہوئی ہمارے پاس موجود تھی جسے بکری کھا گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور آیتیں بھی اس طرح برباد ہو گئی ہوں گی۔ جواب: اگر ایسی دو چار سو روایتیں بھی جمع کر لی جائیں اور وہ روایتیں قابل قبول بھی ہوں اور کوئی بکری پورا قرآن بھی کھا گئی ہو تب بھی اصل قرآن کا ایک لفظ بھی ضائع نہیں ہو سکتا یہ تو جب ہوتا جب قرآن پاک کا دارومدار توریت و انجیل کی طرح فقط دو چار نسخوں پر ہوتا یہ تو مسلمانوں کے سینوں میں موجود تھا کاغذ کو بکری اور گائے بھینس کھا سکتی ہے حافظ کے سینے کو تو قبر کی مٹی بھی نہیں کھاتی اسے کون کھائے گا جناب وہ صحابہ کرام کا زمانہ تھا اگر آج بھی دنیا سے قرآن پاک کے سارے نسخے ناپید کر دیئے جائیں تو ہندوستان کے کسی معمولی گاؤں کا ایک چھوٹا حافظ بچہ بھی قرآن پاک بعینہ لکھوا سکتا ہے۔ (۳) سوال: مسلمان خود مانتے ہیں کہ قرآن پاک کی بہت سی آیتیں منسوخ ہیں کہ سورہ یاسین سورہ بقرہ کے برابر تھی لیکن نسخ وغیرہ ہو کر کٹ کٹا کر اتنی باقی رہی معلوم ہوا کہ یہ قرآن بعینہ وہ نہیں ہے کہ جو آسمان سے آیا تھا بلکہ اس میں سے بہت سی تبدیلی ہو چکی ہے۔ جواب: تحریف کے معنی یہ ہیں کہ کتاب والے کی غیر موجودگی میں اس کی بغیر مرضی اس کی کتاب میں کمی یا زیادتی کر دی جائے لیکن اگر صاحب کتاب ہی اپنی مرضی سے اپنی کتاب میں

کچھ کمی بیشی کرے تو اس کو کوئی بیوقوف بھی تحریف نہ کہے گا ایک طبیب نسخہ لکھتا ہے بیمار اپنی طرف سے اس میں دوائیں گھٹاتا بڑھاتا ہے تو وہ مریض یقیناً مجرم ہے لیکن اگر طبیب ہی مریض کے حالت میں تبدیلی کی بنا پر اپنے نسخے میں کچھ تبدیلی کرتا ہے تو یہ طبیب کی قابلیت اور نسخے کے مکمل ہونے کی دلیل ہے نہ کے نسخے کے تحریف یہی قرآن پاک میں ہوا کہ بعض سورتوں میں حالات کے موافق خود قرآن بھیجنے والے خدا کی طرف سے ہی احکام بدلے گئے نسخ کی پوری تحقیق ہم انشاءاللہ اس آیت کے ماتحت لکھیں گے کہ ماننسخ من ایۃ انتظار کریں۔ (۴) سوال: مسلمانوں کی بعض جماعتیں (جیسے کہ شیعہ) کہتی ہیں کہ قرآن میں دس پارے کم کر دیئے گئے اور اس قرآن میں سورہ حسنین سورہ علی اور سورہ فاطمہ بھی تھیں پتہ نہیں لگتا کہ وہ کہاں گئیں پھر آپ کس منہ سے کہتے ہیں کہ قرآن پاک محفوظ ہے۔ جواب: کسی بے وقوف شیعہ نے گپ ہانکی ہوگی محققین شیعہ تو بڑے شدومد کے ساتھ اس سے اپنی برات ثابت کرتے ہیں مثلاً ملا صادق، شرح کلینی میں، محمد ابن حسن آملی، شیخ صدوق ابوجعفر محمد بن علی بابو وغیرہ۔ اور کیوں ثابت نہ کریں اس لئے کہ عقیدے سے تو اہل بیت عظام کے اسلام کی ہی خیر نہ رہے گی کیونکہ پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس محرف قرآن کو اپنی نمازوں میں کیوں پڑھا اور اس سے احکام کیوں جاری فرمائے اور قرآن پاک کو تحریف ہوتا ہوا دیکھ کر خاموشی کیوں اختیار کی کیوں نہ سربکف ہوکر میدان میں نکلے اور قرآن پاک کی حفاظت فرمائی اگر وہ اس کام کو کرتے تو تمام مسلمان ان کی امداد کرتے اگر نہ بھی کرتے تو خدا تو امداد کرتا اور خدا بھی امداد نہ کرتا اور جان جاتی تو شہید ہوتے جب مسئلہ خلافت کے لئے امیر معاویہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جنگ ہوسکتی تھی تو حفاظت قرآن کے خلفائے ثلاثہ سے بھی جنگ ہوسکتی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت سب کے بعد تھا اس زمانہ میں خلفائے ثلاثہ پردہ فرما چکے تھے کسی کا خوف نہ تھا تو اصلاح فرمانی ضروری تھی شہید کربلا، سیدالشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں یزید کی بیعت کا مقابلہ میں جان دے سکتے تھے، وہی شہباز اسلام پروانہ شمع رسالت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مسئلہ، حفاظت قرآن پر بھی اپنی جان دے سکتے تھے ان تمام حضرات کا بلااعتراض قرآن پاک کو قبول فرمالینا اس کی صحت کی کھلی ہوئی دلیل ہے کون ایسا بے وقوف شیعہ ہوگا کہ جو کہ اپنے ائمہ دین پر اس قدر اعتراض گوارا کر کے قرآن پاک کی تحریف کا قائل ہوگا اس کی زیادہ تحقیق منظور ہو تو تفسیر فتح المنان کا مطالعہ کریں باقی اور روا ہیات اعتراض جو کئے جاتے ہیں مثلاً ایاك نعبدو ایاك نستعین پر یا قرآن پاک میں انبیاء کرام کے قصوں کے بار بار آنے پر چونکہ ان کا تعلق حفاظت قرآن سے نہیں اس لئے ہم ان کو یہاں بیان نہیں کرتے بلکہ اس آیت کے ماتحت بیان کریں گے وان کنتم فی ریب مما نزلنا ناظرین اس کا انتظار کریں۔

تتمہ بحث:

قرآن پاک کا طریقہ تحریر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے چنانچہ خرپوتی شریف قصیدہ بردہ میں کتب معتبرہ سے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو کاتب وحی تھے قلم کا ہاتھ میں لینا دوات کا موقعہ پر رکھنا ب کو سیدھا کرنا سین کو متفرق کر کے لکھنا م کو ٹیڑھا نہ کرنا وغیرہ سکھاتے تھے اس لئے قرآن پاک کی

تحریر اور اس کی تلاوت ہر ایک میں سنت کا اتباع لازم ہے۔

قرآن پاک کے فضائل وفوائد:

انسان میں کیا طاقت ہے جو رب کے کلام کے فضائل اور اس کے فوائد کو پورے طور پر بیان کر سکے مسلمانوں کی واقفیت کے لئے چند باتیں اس کے فضائل کے متعلق اور چند فائدے بیان کئے جاتے ہیں کلام کی عظمت کلام کرنے والے کی عظمت سے ہوتی ہے ایک بات فقیر بے نوا کے منہ سے نکلتی ہے اس کی طرف کوئی دھیان بھی نہیں دیتا اور ایک بات کسی بادشاہ یا حکیم کے منہ سے نکلتی ہے تو اس کو دنیا میں شائع کیا جاتا ہے اخباروں اور رسالوں میں اس کی اشاعت ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ کلام کی عظمت کا پتہ کلام والے کی عظمت سے لگتا ہے۔ اسی قاعدے کی بنا پر اندازہ لگالو کہ قرآن پاک ایسا معظم کلام ہے کہ اس کے مثل کسی کا کلام نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ خالق کا کلام ہے مثل مشہور ہے کہ کلام الملك ملك الكلام یعنی بادشاہ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہے اس کلام ربانی میں سارے علوم اور ساری حکمتیں موجود ہیں جس میں سے ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق حاصل کرتا ہے اس کا پتہ عقل سے لگتا ہے اور تفسیریں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مفسر میں جیسی قابلیت ہے اس قسم کے وہ بیش بہا موتی اس قرآن سے نکالتا ہے منطقی مفسر کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں از اول تا آخر منطق ہی منطق ہے نحوی اور صرفی مفسر کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں صرف اور نحو ہی ہے۔ فصیح اور بلیغ مفسر کی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں فصاحت و بلاغت کا دریا موجیں مار رہا ہے صوفیاء کرام کی تفسیروں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں سب کچھ ہے لیکن جیسا کہ اس کا شناور، ویسی اس کی تحصیل پھر جہاں تک سمجھنے والے کی سمجھ کی پہنچ وہاں تک اس کی تحقیق اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک جہاز سواریوں سے بھرا ہوا سمندر کے سفر سے آکر کنارے لگا اس جہاز میں کپتان سے لے کر مسافروں تک ہر قسم کے لوگوں نے سفر کیا لیکن اگر کسی مسافر سے سمندر کے کچھ حالات دریافت کئے جائیں تو وہ کچھ نہ بتا سکے گا کیونکہ اس کی نظر فقط پانی کی ظاہری سطح پر تھی اور اگر خلاصی سے کچھ تحقیق کی جائے وہ وہاں کے حالات کا کچھ پتہ دے گا اور اگر کپتان سے معلومات حاصل کی جائیں تو وہ اول سے آخر تک کے سمندر کے تقریباً سارے اندرونی حالات بیان کر سکے گا کہ فلاں جگہ اس کی گہرائی اتنے میل تھی اور فلاں مقام پر پانی میں اس قسم کا پہاڑ تھا میں اپنے جہاز کو اس طرح سے بچا کے لایا وغیرہ وغیرہ اسی طرح قرآن کریم ہم بھی پڑھتے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی پڑھتے تھے اور صحابہ کرام بھی اسی قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی قرآن پاک کو پڑھا کتاب تو ایک ہی ہے لیکن پڑھنے والوں کے ذہن کی رسائی کی انتہائیں الگ الگ ہماری نگاہ فقط ظاہری الفاظ تک ہی بمشکل پہنچتی ہے یہ حضرات بقدر وسعت علمی اس کی تہہ تک پہنچ کر مسائل اور فوائد کو نکال لیتے ہیں بیہقی شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام سے بارہ سال میں سورۃ بقرہ پڑھی اب بتاؤ پڑھنے والے فاروق اعظم جیسے صاحب کمال پڑھانے والے خود صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور بارہ سال کی مدت بتاؤ کہ آقا نے کیا کیا نہ دیا ہوگا اور ان کے نیاز مند خادم عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کیا نہ لیا ہوگا پھر ذرا اس پر بھی غور کرتے چلو کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے الرحمٰن علم القرآن۔ اپنے

محبوب علیہ السلام کو رحمان نے قرآن سکھایا ہے حضرت جبریل علیہ السلام تو فقط پہنچانے والے ہیں سوچو تو کیا سکھانے والا الرحمن اور سیکھنے والا سید الانس والجان اور کیا سیکھایا۔ ''قرآن'' نہ معلوم رب نے کیا دیا اور محبوب علیہ السلام نے کیا کیا لیا اسی لئے تفسیر روح البیان شریف نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام قرآن کی آیت الم لے کر آئے عرض کیا الف حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ''میں نے جان لیا''۔ عرض کیا لام فرمایا ''یقین کر لیا''۔ عرض کیا میم تو فرمایا ''اس کا کرم ہے'' جبریل امین علیہ السلام کہنے لگے کہ حضور علیہ السلام آپ نے کیا سمجھا اور کیا جانا میں تو کچھ بھی نہ سمجھا فرمایا یہ میرے اور رب کے درمیان راز ہیں۔

میان خالق و محبوب رمزے است
کراماً کاتبین راھم خبر نیست

ہمارے اس عرض کرنے کا مدعا یہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا عالم اور بڑے سے بڑا زبان دان قرآن پاک کے متعلق یہ خیال نہ کرے کہ میں نے اس کی حقیقت کو پا لیا قرآن پاک ایک سمندر ناپیدا کنار ہے جتنا جس کا برتن، اتنا وہاں سے وہ پانی لے سکتا ہے۔ لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میرے کوزے میں سارا سمندر آ گیا غرض کہ قرآن کریم حق تعالیٰ کی عظمت کا مظہر ہے جیسے اس کی عظمت کی انتہا نہیں ویسے ہی اس کی عظمت بے انتہا ہے۔ شعر

کلام اللہ بھی نام خدا کیا راحت جان ہے عصائے پیر ہے تیغ جواں ہے حرز طفلاں ہے

خیال رہے کہ تمام انبیاء کرام کے معجزے قصے بن کر رہ گئے کوئی معجزہ نہیں جو آج دیکھا جائے مگر حضور کے بہت سے معجزات تا قیامت رہیں گے جنہیں دنیا آنکھوں سے دیکھے گی قرآن کریم میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں ہر آیت حضور کا معجزہ ہے جن کی مثل بن نہ سکا ان کے پڑھنے سے دل نہیں اکتا تا ایسے ہی حضور کی محبوبیت جو قریباً ہر دل میں آج بھی موجود ہے ہم نے حضور کے نام پر سکھوں، ہندوؤں کو روتے دیکھا۔ ایسے آپ کا بلند ذکر ہر مجلس ہر جگہ ہر زبان پر آپ کا چرچا ہے یہ بھی زندہ جاوید معجزات ہیں جنہیں دنیا دیکھتی ہے اور دیکھتی رہے گی۔ فوائد۔ قرآن کریم کے فوائد کا احاطہ کسی کی زبان، کسی کا قلم، کسی کا دل و دماغ نہیں سکتا بس یوں سمجھو کہ یہ عالم کی تمام روحانی، جسمانی، ظاہری، باطنی ضرورتوں کا پورا فرمانے والا ہے اگر ہم حدیث وفقہ کی روشنی میں قرآن کریم کے صحیح معنوں کے عامل بن جائیں تو ہم کو کبھی بھی کسی حاجت میں کسی قسم کی امداد نہ لینی پڑے ہم اس کے متعلق دو طرح گفتگو کرتے ہیں ایک عقلی اور ایک نقلی اگرچہ مسلمان کے لئے نقلی دلائل کے ہوتے ہوئے عقلی دلائل کی کوئی ضرورت نہیں لیکن زمانہ موجود میں نئی روشنی کے دلدادوں کا اعتماد اپنی لولی لنگڑی عقل پر زیادہ ہے یعنی گلاب کی خوشبو کے مقابلہ میں گیندے کی بدبو سے زیادہ مانوس ہو چکے ہیں اس لئے اولاً ہم ان کی تواضع کے لئے عقلی فوائد بیان کرتے ہیں۔

(۱) سخی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو فقیر کو بلا کر دیں دوسرے جو فقیر کے گھر آ کر دیں کنواں بلا کر دیتا ہے دریا آ کر دیتا ہے اور سمندر بادل بنا کر عالم پر پانی برسا دیتا ہے کعبہ معظّمہ بھی سخی اور قرآن کریم بھی مگر فرق یہ ہے کہ کعبہ معظّمہ کے پاس

بھکاری جائیں اور جا کر فیض لے آئیں قرآن کریم کی یہ شان ہے کہ مشرق و مغرب میں گھر گھر پہنچا اور اپنا فیض جا کر دیا اور جو لوگ کہ بالکل ان پڑھ تھے ان کے لئے علماء مثل بادل کے بنا بنا کر اپنی رحمتوں کی بارش ان پر بھی برسادی۔ ع

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی ہری ہو گئی دم میں کھیتی خدا کی

(۲) آفتاب، وہ نور ہے جو ایک وقت میں آدھی زمین کو چمکاتا ہے اور پھر ظاہر کو چمکاتا ہے اور اپنے سامنے والے کو چمکاتا ہے اور پھر بادل کی وجہ سے اس کی روشنی پھیکی پڑ جاتی ہے کبھی اس کو گرہن بھی لگتا ہے دن بھر میں تین پلٹے کھاتا ہے صبح اور شام کو ہلکا اور دوپہر کو تیز لیکن قرآن کریم آسمان ہدایت کا وہ چمکتا دمکتا سورج ہے جو بیک وقت سارے عالم کو چمکا رہا ہے فقط ظاہر کو نہیں بلکہ دل و دماغ کو بھی منور کر رہا ہے نیز اس کی روشنی جیسے میدانوں پر پڑی رہی ہے اسی طرح پہاڑوں میں غاروں میں اور تہ خانوں میں غرض کہ ہر جگہ پہنچ رہی ہے نہ کبھی اس کو گرہن لگے نہ کوئی بادل اس کی روشنی کو ڈھک سکے۔ اس کی شعائیں بڑی تاریک گھٹاؤں کو بھی چیر کر اپنا کام کرتی ہیں اس لئے رب تعالیٰ نے قرآن پاک کے بارے میں فرمایا وانزلنا الیکم نورا مبینا۔

(۳) آج ہم لوگوں نے اپنی بے علمی کی وجہ سے قرآن کریم کے فیوض و برکات کو محدود سمجھ رکھا ہے بعض لوگوں نے تو اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن کریم فقط اس لئے آیا ہے کہ بیماری میں اسے پڑھ کر دم کر لو اور گھر میں برکت کے واسطے رکھ لو جب کوئی مرنے لگے تو اس پر یاسین پڑھ دو اور بعد موت اس کو پڑھوا کر ایصال ثواب کرو اور باقی رہا عمل، اس کے لئے قرآن کی کوئی ضرورت نہیں اس کے لئے فقط انگریزوں کے بنائے ہوئے قوانین ہیں چنانچہ بعض جگہ کے مسلمانوں نے اپنی خوشی سے اسلامی قوانین کے مقابلہ میں ہندوؤں یا عیسائیوں کے قانونوں کو اپنے پر لازم کر لیا ہے جیسے کہ پنجاب کے زمیندار کاٹھیاواڑ کے عام مسلمان کہ انہوں نے میراث سے اپنی لڑکیوں کو قانونی طور پر محروم کر دیا اور اپنی صورت سیرت طریق زندگانی، لباس وغیرہ میں یکدم غیروں سے مل گئے اور بعض نے یہ کہنا شروع کیا کہ قرآن فقط عمل کے لئے آیا ہے اس کی تلاوت کرنا اس سے دم کرنا تعویذ کرنا یا اس سے ایصال ثواب کرنا اس کے نزول کی حکمت کے خلاف ہے قرآن عمل کے لئے اترا ہے نہ کہ طبابت اور چھومنتر کے لئے وہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک ایک نسخہ ہے نسخے کو فقط پڑھتے رہنے سے شفا نہیں ملتی بلکہ اس کو استعمال کرنا چاہیے۔ یہ وہ خیال فاسد ہے کہ جو پڑھے لکھوں کے دماغ میں بھی گھوم رہا ہے۔ مسٹر عنایت اللہ مشرقی اور ابوالاعلیٰ مودودی اور عوام دیوبندی اسی چکر میں ہیں مگر خیر سے عمل وہاں بھی غائب ہے عمل کا فقط نام ہی نام ہے یا اگر عمل ہے تو ایسا اندھا جیسا کہ مشرقی نے اپنے خاکساروں سے کرا کر صدہا کو موت کے گھاٹ اتروا دیا اور خود معافی مانگ کر خیریت سے گھر آ بیٹھے لیکن دوستو! ان لوگوں میں افراط ہے اور پہلے لوگوں میں تفریط تھی جس طرح سے کہ ہم اپنے مال اور بدن کے اعضاء سے بہت سے کام لیتے ہیں کہ آنکھ سے دیکھتے بھی ہیں روتے بھی ہیں اس میں سرمہ لگا کر زینت بھی حاصل کرتے ہیں ہاتھ سے پکڑتے بھی اور مار کر روتے بھی ہیں زبان سے کھاتے بھی ہیں، بولتے بھی ہیں۔ کھانے کی لذت اور اس کی سردی گرمی بھی محسوس کرتے ہیں اور ایک ہی پھونک سے گرم چائے بھی ٹھنڈی کرتے ہیں سردیوں میں انگلیاں بھی گرم کرتے ہیں

آگ جلاتے بھی ہیں اور چراغ بجھاتے بھی ہیں اسی طرح عبادت میں صدہا ایسی مصلحتیں ہیں روزہ عبادات بھی ہے قسم وغیرہ کا کفارہ بھی جو غریب نکاح نہ کر سکے اس کے لئے شہوت توڑنے کا ذریعہ بھی اسی طرح قرآن کریم صدہا دینی اور دنیوی فوائد لے کر اترا نماز قرآن کے ذریعے سے ادا ہو، کھانا وغیرہ قرآن پڑھ کر شروع کرو شاہی قوانین قرآن سے حاصل کرو بیمار پر قرآن پڑھ کر دم کرو یا تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالو ثواب کے لئے اس کو پڑھو، عمل اس پر کرو غرض کہ یہ قرآن بادشاہ کے لئے قانون، غازی کے لئے تلوار، بیمار کے لئے شفا، غریب کا سہارا، کمزور کا عصا، بچوں کا تعویذ، بے ایمان کے لئے ہدایت، قلب مردہ کی زندگی، قلب غافل کے لئے تنبیہ، گمراہوں کے لئے مشعل راہ، زنگ آلود قلب کی صیقل ہے۔ اگر قرآن کریم صرف احکام کے لئے ہوتا اور دیگر مقاصد اس سے حاصل نہ ہوتے تو اس میں فقط احکام کی آیتیں ہوتیں ذات وصفات کی آیتیں متشابہات انبیائے کرام کے قصے، آیات منسوختہ الاحکام ہرگز نہ ہونی چاہئیں تھیں کیونکہ ان سے احکام حاصل نہیں کئے جاتے اسی طرح سے ان احکام کی آیتیں بھی نہ ہوتیں جن پر عمل ناممکن ہے جیسے کہ نبی کی آواز پر آواز بلند کرنے کی آیتیں یا بارگاہ نبوی میں دعوت کھانے کے آداب یا نبیوں کی بیبیوں سے حرمت نکاح کی آیتیں اور قرآن پاک یہ نہ فرماتا کہ ننزل من القران ما ھو شفاء و رحمته للمومنین اسی طرح اگر قرآن فقط برکت کے لئے اور دم درود کے لئے ہوتا تو اس میں احکام کی آیتیں نہ ہونی چاہئیں تھیں۔ نکتہ۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ قرآن ایک نسخہ ہے اور نسخہ کا پڑھنا مفید نہیں ہوتا۔ یہ مثال غلط ہے بعض چیزوں کے نام میں اور پڑھنے میں تاثیر ہوتی ہے پردیسی آدمی کے پاس گھر سے خط آئے تو فقط پڑھ کر ہی اس کا دل خوش ہو جاتا ہے بیماری ہلکی پڑ جاتی ہے کسی شخص کو مصیبت کی خبر سناؤ سن کر دل کا حال بدل جاتا ہے کسی کو الو گدھا کہہ دو تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ کسی کے سامنے کسی کھٹی چیز کا نام لے دو تو منہ میں پانی بھر آتا ہے اگر روزہ کی حالت میں کسی کا منہ خشک ہو جائے تو اس کو دکھا کر لیموں کاٹو تو اس کی خشکی دور ہو جاتی ہے ہر دوا پلائی ہی نہیں جاتی بلکہ کبھی دکھائی اور سونگھائی بھی جاتی ہے تو جب مخلوق کے نامہ و پیام میں اور ناموں میں اتنا اثر ہے تو خالق کے پیام میں کس قدر اثر ہونا چاہئے خود غور کر لو۔

اب ہم قرآن پاک کے وہ فوائد بیان کرتے ہیں جو احادیث سے ثابت ہے۔

(۱) حدیث شریف میں ہے جس گھر میں روزانہ سورہ بقرہ پڑھی جائے وہ گھر شیطان سے محفوظ رہتا ہے لہٰذا جنات کی بیماریوں سے بھی محفوظ رہے گا۔

(۲) قیامت کے دن سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران ان لوگوں پر سایہ کریں گی اور ان کی شفاعت کریں گی جو دنیا میں قرآن پاک کی تلاوت کے عادی تھے۔

(۳) جو شخص آیۃ الکرسی صبح وشام اور سوتے وقت پڑھ لیا کرے تو اس کا گھر انشاء اللہ آگ کے لگنے اور چوری ہونے سے محفوظ رہے گا۔

(۴) سورہ اخلاص کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے اسی لئے ختم وفاتحہ میں اس کو تین بار پڑھتے ہیں۔

(۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے اس کو دس نیکیوں کے برابر نیکی ملتی

ہے خیال رہے کہ الم ایک حرف نہیں بلکہ الف، لام، میم، تین حروف ہیں لہٰذا فقط اتنا پڑھنے سے تیس نیکیاں ملیں گی۔ خیال رہے کہ الم متشابہات میں سے ہیں جس کے معنی ہم تو کیا جبریل امین علیہ السلام بھی نہیں جانتے مگر اس کے پڑھنے کا ثواب ہے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کا ثواب اس کے سمجھنے پر موقوف نہیں بغیر سمجھے تلاوت پر ثواب ہے ولایتی مرکب دوائیں مریض کو شفا دیتی ہیں ان کے اجزاء معلوم ہوں یا نہ ہوں یوں ہی قرآن کریم شفا اور ثواب ہے معنے معلوم ہوں یا نہ ہوں دیکھو بھینس دودھ کے لئے، بیل کھیتی باڑی کے لئے، گھوڑے، اونٹ، سواری اور بوجھ اٹھانے کے لئے پالے جاتے ہیں مگر طوطی مینا صرف اس لئے پالے جاتے ہیں کہ وہ ہماری سی بولی بولتے ہیں اگر چہ بغیر سمجھے سہی۔ مینا طوطی تمہاری بولی بولیں تو تمہیں پیاری لگے اگر تم جناب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بولی بولو تو رب کو پیارے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں بغیر معنی سمجھے قرآن بیکار ہے اس کا کوئی ثواب نہیں۔

(۶) جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک آفتاب سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔

(۷) قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے میں دوہرا ثواب ملتا ہے اور بغیر دیکھ کر پڑھنے میں ایک ثواب۔ نوٹ: چند چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن پاک، کعبہ معظّمہ، ماں باپ کا چہرہ محبت سے اور عالم دین کی شکل دیکھنا عقیدت سے وغیرہ وغیرہ۔

(۸) قرآن پاک کی تلاوت اور موت کی یاد دل کو اس طرح صاف کر دیتی ہے جیسے کہ زنگ آلود لوہے کو صیقل۔

(۹) جو شخص کہ قرآن پاک کی تلاوت میں اتنا مشغول ہو کہ کوئی دعا نہ مانگ سکے تو خداوند تعالیٰ اس کو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہے۔

(۱۰) جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھا کرے، انشاء اللہ اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

(۱۱) سورۂ الم تنزیل پڑھنے والا جب قبر میں پہنچتا ہے تو یہ سورہ اس طرح اس کی شفاعت کرتی ہے کہ اے اللہ اگر میں تیرا کلام ہوں تو اس کو بخش دے ورنہ تو مجھے اپنی کتاب سے نکال دے اور میت کو اس طرح ڈھک لیتی ہے جیسے چڑیا اپنے پروں سے اپنے بچوں کو اور اسے عذاب سے بچاتی ہے۔

(۱۲) جو شخص کہ سورۂ یاسین اول دن میں دوپہر سے پہلے پڑھنے کا عادی ہو تو اس کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

(۱۳) سورۂ یاسین شریف پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہوتے ہیں اور مشکلیں آسان ہوتی ہیں لہٰذا اس کو بیماروں پر پڑھو۔

(۱۴) سوتے وقت قل یاایھا الکفرون پڑھنے والا انشاء اللہ تعالیٰ کفر سے محفوظ رہے گا یعنی اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

(۱۵) سورۂ فلق اور سورۂ الناس پڑھنے سے آندھی اور اندھیری دور ہوتی ہے اور ان کو پابندی سے پڑھنے والا انشاء اللہ جادو سے محفوظ رہے گا۔

(۱۶) سورۂ فاتحہ جسمانی اور روحانی بیماریوں کی دوا ہے (ہر سورت کے فوائد ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس سورہ کے ساتھ بھی

لکھیں گے واضح رہے کہ قرآن کریم کے فائدے فقط پڑھنے والے پر ہی ختم نہیں ہو جاتے بلکہ دوسروں تک بھی پہنچ جاتے ہیں۔ مثلاً جہاں تک اس کی آواز پہنچے وہاں تک ملائکہ رحمت کا اجتماع ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں کہ حضرت اسید ابن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شب تلاوت قرآن کر رہے تھے اور ان کے پاس ایک گھوڑا بندھا تھا وہ اچانک اچھلنے کودنے لگا آپ باہر تشریف لائے اور نگاہ اٹھا کر دیکھا ایک سائبان تھا جس میں قندیلیں روشن تھیں اس سے گھوڑا ڈر کر کودتا تھا۔ صبح کو آ کر بارگاہ نبوت میں یہ واقعہ عرض کیا۔ ارشاد ہوا کہ رحمت کے فرشتے تھے جو تمہارا قرآن پاک سننے آئے تھے اسی طرح جہاں تک اس کی آواز پہنچے وہاں تک کی ہر ایک چیز درخت، گھاس، بیل، بوٹے، حتیٰ کہ در ودیوار اس کے ایمان کی قیامت میں انشاء اللہ تعالیٰ گواہیں دیں گے اسی طرح اگر تلاوت کرنے والا کچھ آیتیں پڑھ کر بیمار پر دم کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہوگی دیکھو اگر تم کسی باغ کے پاس سے گزرو تو ہاں کے پھولوں کی مہک دور تک محسوس ہوتی ہے جس سے دماغ معطر اور دل خوش ہو جاتا ہے آخر یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ہوا پھولوں سے لگ کر ہر چہار طرف پھیلتی ہے اس ہوا کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ گزرنے والوں کو خوش کر دیتی ہے تو جس زبان سے قرآن پاک پڑھا جائے اس سے لگ کر جو پھونک نکلے وہ کیوں نہ دافع ہر بلا ہو۔ صحابہ کرام نے سانپ کے کاٹے ہوؤں کا سورۂ فاتحہ دم کر کے علاج کیا ہے اسی طرح قرآن کریم کی آیتوں کو لکھ کر تعویذ کی شکل میں بیمار کے ساتھ رکھا جائے تو اس کو شفا ہوتی ہے جس کی آنکھ دکھتی ہو، اس کی آنکھ کے سامنے ایک سبز کپڑا باندھ دیتے ہیں اور اس سے اس کو شفا ہوتی ہے آنکھ میں سرمہ لگانے سے نظر قائم رہتی ہے۔ جب یہ معمولی دوائیں کچھ دیر ہمارے ساتھ رہ کر اپنا اثر دکھاویں تو قرآن حکیم کی آیتیں اس سے کہیں زیادہ شفا بخش کیوں نہ ثابت ہوں گی؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قرآن کریم سے، قرآن شریف کی آیتوں سے بیماریوں کا علاج کیا ہے۔ جس تعویذ گنڈے اور دم سے حدیث پاک میں منع فرمایا گیا وہ زمانہ جاہلیت کے شرکیہ منتر تھے جن میں بتوں سے مدد مانگنے کے الفاظ تھے، قرآن پاک کی آیتوں سے ان کو کیا نسبت؟ اسی طرح اگر قرآن پاک کی تلاوت کر کے کسی کو ثواب بخش دیا جائے تو وہ ضرور اس کو پہنچے گا۔ اگر میں اپنا کمایا ہوا روپیہ کسی کو دوں تو دے سکتا ہوں اسی طرح اپنے کمائے ہوئے ثواب کو دینے کا اختیار بھی رکھتا ہوں۔ ہاں فرق یہ ہے کہ اگر مال چند اشخاص پر تقسیم کیا جائے تو وہ بٹ کر تھوڑا تھوڑا ملے گا اور دینے والے کے پاس نہ رہے گا اگر ثواب صدہا آدمیوں کو بخش دیا جائے تو سب کو پورا پورا ملے گا اور بخشنے والے کو ان سب کے برابر جیسے کوئی عالم یا حافظ صدہا آدمیوں کو عالم یا حافظ بنائے تو وہ علم تقسیم ہو کر نہ ملے گا۔ بلکہ سب کو برابر ملے گا اور پڑھانے والے کے علم میں اور ترقی ہوگی ایصال ثواب کی پوری بحث اور اس کے متعلق تمام اعتراضات اور جوابات انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس آیت کے ماتحت لکھیں گے۔ لها ما کسبت و علیها ما اکتسبت

تلاوت قرآن:

بزرگان دین کی عادتیں تلاوت قرآن پاک کے متعلق جداگانہ تھیں بعض حضرات تو ایک دن رات میں آٹھ ختم کر لیتے تھے چار دن میں اور چار رات میں بعض حضرات چار، بعض دو اور بعض ایک اور بعض لوگ دو دن میں ایک ختم اور بعض تین

دن میں، بعض پانچ دن میں بعض سات دن میں اور سات دن میں ختم کرنا اکثر صحابہ کرام کا معمول تھا اس میں لوگوں کے اسی میں حالات مختلف ہیں بعض تو نہایت تیز پڑھنے کی صورت میں بھی حروف کو ان کے مخرجوں سے ادا کرنے اور صحیح پڑھنے پر قادر ہوتے ہیں اور بعض لوگ اگر تیز پڑھیں تو صحیح نہیں پڑھ سکتے لہٰذا تلاوت کرنے والوں کو چاہیے کہ صحیح پڑھنے کی کوشش کریں کیونکہ ثواب صحیح پڑھنے میں ہے نہ کہ محض جلدی پڑھنے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام اس طرح تلاوت فرماتے تھے کہ ایک ایک حرف صاف صاف معلوم ہوتا تھا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ قرآن کریم جب دل میں اترتا ہے تب اس میں جمتا ہے اور نفع دیتا ہے تلاوت کرنے والا جس اطمینان اور سکون کے ساتھ دنیا میں تلاوت کرتا تھا اسی اطمینان کے ساتھ تلاوت کرتا ہوا جنت میں بڑھتا جائے گا اور جہاں تک اس کی تلاوت ختم ہو گی وہاں تک کا سب ملک اس کو دیا جائے گا بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ اگر عربی سمجھنے پر قدرت رکھتا ہو تو اس کے معنی اور مضامین پر غور کرتا جائے اور رحمت کی آیت آئے تو خوش ہو اور خدا سے رحمت مانگ لے اور جب عذاب کی آیت آئے تو ڈرے اور اس سے پناہ مانگے۔ نیز کوشش کرے کہ تلاوت کے وقت دل حاضر ہو اور خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھے یہاں تک کہ رقت آ جائے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور اگر معنی نہ سمجھتا ہو تو یہ سمجھ کہ تلاوت کرے کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی پڑھتے تھے اور حضور کے صحابہ بھی اولیا اللہ بھی علماء دین بھی جیسے ہلال عید میں تمام انسانوں کی نگاہیں جمع ہو جاتی ہیں۔ ایسے ہی الفاظ قرآن مجید میں سب کی تلاوتیں اور ادائیں جمع ہو جاتی ہیں اگر یہ سمجھ کر تلاوت کی تو انشاء اللہ بہت لذت آئے گی اگرچہ بے وضو بھی قرآن پڑھنا جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ وضو کر کے تلاوت کرے۔ اس میں زیادہ ثواب ہے اور سنت یہ ہے کہ تلاوت پاک جگہ میں ہو مسجد میں ہو تو اور زیادہ بہتر ہے یہ بھی مستحب ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے سر جھکا کر اطمینان سے پڑھے اور اگر تلاوت کرتے وقت مسواک وغیرہ سے منہ کو صاف کرے اور خوشبو بھی لگائے تو بہت ہی اچھا ہے کیونکہ جتنا ادب زیادہ اتنا ہی فیض زیادہ تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ بھی پڑھے اور تلاوت کی حالت میں کسی سے بلاضرورت بات کرنا مکروہ ہے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ تلاوت کے دوران میں کسی سے کلام نہ فرماتے تھے اور اگر کلام کرنا پڑ جائے تو کلام کے دوران قرآن شریف بند رکھے اور پھر بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے۔ مسئلہ: جنبی حیض و نفاس والی عورتوں کا قرآن پاک کو چھونا بھی جائز نہیں اگر چھونا پڑ جائے تو کسی علیحدہ کپڑے سے چھوئیں ادب یہ کہ بے وضو آدمی بھی بغیر کپڑے کے قرآن پاک کو ہاتھ نہ لگائے۔ بہتر یہ ہے کہ جس دن قرآن پاک ختم کرے اس دن اپنے گھر والوں دوستوں کو جمع کرے، سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کے ختم کے وقت اپنے اہل قرابت کو جمع فرماتے اور دعا کرتے تھے حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اس وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے بعض روایتوں میں ہے کہ جو قرآن پاک پڑھ کر حق تعالیٰ کی حمد کرے اور درود پڑھے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو رحمت الٰہی اس کو تلاش کرتی ہے۔ تلاوت کرنے والے کو چاہئے کہ قرآن پاک ختم کرتے ہی دوسری بار اس کو شروع کر دے یعنی سورۂ فاتحہ پڑھ کر سورۂ بقرہ مفلحون تک پڑھ لے پھر دعا مانگے۔ مسئلہ: حافظ تراویح میں جب قرآن پاک پڑھے تو

ایک بار کسی نہ کسی جگہ بسم اللہ شریف بلند آواز سے ضرور پڑھے کیونکہ یہ بھی قرآن پاک کی آیت ہے اور مستحب یہ ہے کہ ہر نمازی نماز میں جب کوئی سورہ شروع کرے تو آہستہ سے بسم اللہ پڑھ لیا کرے سوائے سورۂ توبہ کے۔اس کی پوری بحث تفسیر خزائن العرفان کے مقدمہ میں دیکھو، تتمہ قرآن پاک کا چھوٹی تقطیع پر یا تعویذ طرح چھاپنا مکروہ ہے چاہئے یہ کہ بڑی تقطیع پر چھاپا جائے حروف خوب کھلے ہوں اور اس کے رکوع اور آیتوں اور منزلوں کو دیدہ زیب بنانا مستحب ہے کیونکہ اس میں قرآن پاک کی عظمت کا اظہار ہے۔قرآن پاک اتنی جلدی پڑھنا کہ جس سے بجز تعلمون اور یعلمون کچھ سمجھ میں نہ آئے، یعنی حروف کی ادائیگی پوری طرح نہ ہو، سخت برا ہے حافظوں کو اس کا بہت لحاظ رکھنا چاہیے۔مسئلہ: جس جگہ سب لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہوں وہاں قرآن پاک بلند آواز سے پڑھنا منع ہے یا تو تنہائی میں بلند پڑھو یا وہاں جہاں کم سے کم ایک آدمی سننے والا ہو کیونکہ اس کا سننا فرض کفایہ ہے۔مسئلہ: چند شخصوں کو بیک وقت بلند آواز سے تلاوت کرنا منع ہے یا تو ایک پڑھے باقی سب سنیں یا سب آہستہ پڑھیں۔(تیجے اور ختم والوں کو اس کا خاص خیال رکھنا چاہیے) مکتبوں اور مدرسوں میں جو بچے مل کر پڑھتے ہیں، یہ مجبوری کی وجہ سے ہے۔مسئلہ: قرآن پاک کو خلاف ترتیب الٹا پڑھنا ممنوع ہے ہاں اگر خارج نماز درمیان میں ٹھہرتا جائے جس سے الگ الگ قرآئتیں معلوم ہوتو کوئی مضائقہ ہیں (شامی) اور ترتیب کے مطابق جگہ جگہ سے آیتوں کا پڑھنا جائز ہے۔جیسا کہ فاتحہ اور ختم کے وقت کیا جاتا ہے۔

تفسیر کے معنی اور اس کی تحقیق:

لفظ تفسیر فسر سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کھولنا محاورہ میں تفسیر یہ ہے کہ کلام کرنے والے کا مقصد اس طرح بیان کرنا جس میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے اور مفسرین کی اصطلاح میں تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کے وہ احوال بیان کرنا جس میں عقل کو دخل نہیں بلکہ نقل کی ضرورت ہو جیسے آیات کا شان نزول یا ان کا ناسخ اور منسوخ ہونا وغیرہ تفسیر بالرائے حرام ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے اور ٹھیک بھی کہہ جائے جب بھی خطا کار ہے۔تفسیر قرآن کے چند مرتبے ہیں۔

(۱) تفسیر قرآن بالقرآن یہ سب سے مقدم ہے۔

(۲) تفسیر قرآن بالحدیث کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صاحب قرآن ہیں ان کی تفسیر نہایت صحیح اور اعلیٰ۔

(۳) قرآن کی تفسیر صحابہ کرام خصوصاً فقہائے صحابہ اور خلفائے راشدین کے اقوال سے ہے۔

(۴) تفسیر قرآن تابعین یا تبع تابعین کے قول سے۔اگر روایت سے ہے تو معتبر۔اس کی زائد تحقیق کے لئے ہماری کتاب ''جاء الحق'' یا ''اعلائے کلمۃ اللہ'' مصنف قطب الوقت حضرت قبلہ مہر علی شاہ صاحب کا مطالعہ کرو لفظ تاویل اول سے مشتق ہے اس کے معنی ہیں رجوع کرنا اصطلاح میں تاویل یہ ہے کہ کسی کلام میں چند احتمال ہوں ان میں سے کسی احتمال کو قرینوں سے اور علمی دلائل سے ترجیح دینا یا کلام میں علمی نکات وغیرہ بیان کرنا اس کے لئے نقل کی ضرورت نہیں بلکہ ہر عالم اپنی قوت علمی سے قرآن پاک میں نکات وغیرہ نکال سکتا ہے مگر شرط یہ ہے خلاف شریعت ہرگز نہ ہو اسی لئے مفسرین بڑے

بڑے نکات بیان فرماتے ہیں اور ہر ایک کے لئے نقل پیش نہیں فرماتے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم شریف باب ہشتم میں فرمایا کہ قرآن پاک کے ایک ظاہری معنی ہیں اور ایک باطنی، ظاہری معنی کی تحقیق علماء شریعت فرماتے ہیں اور باطنی کی صوفیائے کرام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں مگر یہ باطنی تفسیر ظاہری معنی کے خلاف ہرگز نہ ہوگی تحریف مشتق ہے حرف سے حرف کے معنی ہیں علیحدہ یا کنارہ اصطلاح میں تحریف یہ ہے کہ کلام کا مطلب ایسا بیان کیا جائے جو کلام کرنے والے کے مقصد کے خلاف ہو مفسرین کی اصطلاح میں تحریف دو طرح کی ہے تحریف لفظی اور تحریف معنی تحریف لفظی یہ ہے کہ قرآن پاک کی عبارت کو دیدہ دانستہ بدل دیا جائے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی اپنی کتابوں میں کیا۔ تحریف معنوی یہ ہے کہ قرآن پاک کے ایسے معنی اور مطلب بیان کئے جائیں جو کہ اجماع امت یا عقیدہ اسلامیہ یا اجماع مفسرین یا تفسیر قرآن کے خلاف ہوں اور وہ یہ کہے کہ آیت کے وہ معنی نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں بیان کر رہا ہوں جیسا کہ اس زمانہ میں چکڑالوی، قادیانی اور دیوبندی وغیرہ کر رہے ہیں دونوں قسم کی تحریفیں کفر ہیں۔ مفسر وہ شخص ہو سکتا ہے۔

(۱) جو کہ قرآن کے مقصد کو پہچان سکے۔

(۲) ناسخ و منسوخ کی پوری خبر رکھتا ہو۔

(۳) آیات و احادیث میں مطابقت کرنے پر قادر ہو۔ یعنی جن آیتوں کا آپس میں مقابلہ معلوم ہوتا ہو یا جو آیات کہ احادیث کے خلاف معلوم ہوتی ہوں ان کی ایسی توجیہہ کر سکے کہ جس سے مخالفت اٹھ جائے۔

(۴) آیتوں کے شان نزول سے باخبر ہو۔

(۵) آیتوں کی توجیہہ کر سکے یعنی جو قرآن پاک کی آیتیں عقل کی رو سے محال ہوتی ہوں ان کو حل کر سکے۔ مثلاً قرآن پاک میں آتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لوگوں نے کہا یا اخت ھرون حالانکہ ہارون علیہ السلام (موسیٰ علیہ السلام کے بھائی) اور حضرت مریم میں سینکڑوں برس کا فاصلہ ہے تو پھر حضرت مریم ان کی بہن کیسے ہو سکتی ہیں اسی طرح قرآن فرماتا ہے کہ سکندر ذوالقرنین نے آفتاب کو کیچڑ میں ڈوبتا ہوا پایا حالانکہ آفتاب ڈوبتے وقت زمین پر نہیں آتا۔ اور نہ کیچڑ اونچی ہو کر آفتاب تک پہنچتی ہے ان جیسی آیات کی توجیہیں کر سکے۔

(۶) آیات میں محذوفات نکالنے پر قدرت رکھتا ہو۔ یعنی بعض جگہ آیات میں پوری کی پوری عبارتیں محذوف ہیں۔ ان کے بغیر نکالے ہوئے آیت کا ترجمہ درست نہیں ہوتا۔

(۷) عرب کے محاورے سے پورے طور پر واقف ہو قرآن پاک نے بہت جگہ وہاں کے خاص محاورے استعمال فرمائے ہیں جیسے تبت یدا ابی لھب وتب ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں یا کہ فما بکت علیھم السماء و الارض کہ کفار کے مرنے پر زمین اور آسمان نہ روئے یاذق انك انت العزیز الکریم یعنی کفار سے جہنم میں کہا جائے گا تو یہ عذاب چکھ تو بڑا عزت اور کرم والا ہے وغیرہ وغیرہ ان جیسی آیات کے مقصود کو پہچان سکے اور معلوم کر سکے کہ اس جگہ کسی

قسم کا محاورہ استعمال ہوا ہے۔

(۸) محکم اور متشابہ آیت کو پہچانتا ہو۔

(۹) قراتوں کے اختلاف سے واقف ہو۔

(۱۰) مکی اور مدنی آیتوں کو جانتا ہو وغیرہ وغیرہ جب اتنی صفتیں موجود ہوں تو تفسیر کرنے کی ہمت کرے اس کی زیادہ تحقیق مقصود ہو تو دیکھو تفسیر فتح البیان کا مقدمہ مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ پرفتن میں تفسیر قرآن کو جتنا آسان سمجھا گیا ہے اتنا آسان اور کوئی کام نہیں سمجھا گیا۔حق تعالیٰ اس زمانے کے فتنوں سے بچائے فقیر حقیر پر تقصیر احمد یار اپنے قصور علم کا اقرار کرتا ہوا محض اللہ تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بھروسے پر اس کام کو شروع کرتا ہے اور اس دریا ناپیدا کنار میں غوطہ لگاتا ہے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا ہے کہ حق بات قلم سے نکلوائے۔اور اسے قبول فرما کہ میرے لئے صدقہ جاریہ اور توشہ آخرت بنائے۔اور جن حضرات نے اس کام میں دامے درمے قدمے قلمے سخنے مدد کی انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

وما توفیقی الا باللہ

احمد یار خان نعیمی اشرفی

مہتمم مدرسہ غوثیہ گجرات

۱۵ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ یوم دوشنبہ مبارکہ

مختصر تعارف اعلیٰ حضرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تذکرہ امام احمد رضا علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی

از میرے شیخ طریقت امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

وِلادت باسعادت

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولی نعمت، عظیمُ البَرَکت، عَظِیمُ المَرتَبت، پروانۂِ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، حامیِ سُنّت، ماحِی بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی ولادت باسعادت بریلی شریف کے مَحلّہ جسولی میں ۱۰ شوّالُ المکرّم ۱۲۷۲ھ بروز ہفتہ بوقتِ ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ کو ہوئی۔ سِنِ پیدائش کے اِعتبار سے آپ کا تاریخی نام اَلْمُختار (۱۲۷۲ھ) ہے۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۵۸، مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی) آپ کا نامِ مبارَک محمد ہے، اور آپ کے دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی محمَّد

بچپن کی ایک حکایت

حضرتِ جناب سیِّد ایوب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گھر پر ایک مولوی صاحب قراٰنِ مجید پڑھانے آیا کرتے تھے۔ایک روز کا ذِکر ہے کہ مولوی صاحِب کسی آیتِ کریمہ میں بار بار ایک لفظ آپ کو بتاتے تھے۔مگر آپ کی زبان مبارک سے نہیں نکلتا تھا۔وہ ''زَبَر'' بتاتے تھے آپ ''زیر'' پڑھتے تھے یہ کیفیت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھی حضور کو اپنے پاس بلایا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب نے غلطی سے زیر کی جگہ زَبَر لکھ دیا تھا، یعنی جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے نکلتا تھا وہ صحیح تھا۔آپ کے دادا نے پوچھا کہ بیٹے جس طرح مولوی صاحب پڑھاتے تھے تم اُسی طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے۔عرض کی میں ارادہ کرتا تھا مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔اِس قسم کے واقعات مولوی صاحب کو بارہا پیش آئے تو ایک مرتبہ تنہائی میں مولوی صاحب نے پوچھا، صاحبزادے! سچ سچ بتادو میں کسی سے کہوں گا نہیں، تم انسان ہو یا جن؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں، ہاں اللہ کا فضل وکرم شامل حال ہے۔(حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۶۸، مکتبۃ المدینہ، بابُ المدینہ کراچی) بچپن ہی سے نہایت نیک طبیعت واقع ہوئے تھے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

پہلا فتویٰ

میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عمر میں تمام مُروَّجہ عُلُوم کی تکمیل اپنے والدِ ماجد رئیسُ المتکلّمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ المنّان سے کرکے سَنَدِ فراغت حاصل کر لی۔ اُسی دن آپ نے ایک سُوال کے جواب میں پہلا فتویٰ تحریر فرمایا تھا۔ فتویٰ صحیح پا کر آپ کے والدِ ماجد نے مَسندِ اِفتاء آپ کے سپرد کر دی اور آخر وقت تک فتاویٰ تحریر فرماتے رہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۲۷۹، مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

اعلیٰ حضرت کی رِیاضی دانی

اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بے اندازہ عُلُومِ جَلیلہ سے نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کم وبیش پچاس عُلُوم میں قلم اُٹھایا اور قابلِ قدر کُتُب تصنیف فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہر فن میں کافی دسترس حاصل تھی۔ علمِ توقیت، (عِلمِ ۔تَو۔قِی۔ت) میں اِس قَدَر کمال حاصل تھا کہ دن کو سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی مِلا لیتے۔ وَقت بِالکل صحیح ہوتا اور کبھی ایک مِنَٹ کا بھی فرق نہ ہوا۔ علمِ رِیاضی میں آپ یگانۂ رُوزگار تھے۔ چُنانچِہ علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضِیاء الدین جو کہ رِیاضی میں غیر مُلکی ڈگریاں اور تَمغہ جات حاصل کیے ہوئے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رِیاضی کا ایک مسئلہ پوچھنے آئے۔ ارشاد ہوا، فرمائیے! اُنہوں نے کہا، وہ ایسا مسئلہ نہیں جسے اتنی آسانی سے عَرض کروں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، کچھ تو فرمائیے۔ وائس چانسلر صاحب نے سوال پیش کیا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُسی وقت اس کا تشفّی بخش جواب دے دیا۔ اُنہوں نے انتہائی حیرت سے کہا کہ میں اِس مسئلہ کے لیے جرمن جانا چاہتا تھا اِتّفاقاً ہمارے دینیات کے پروفیسر مولانا سیِّد سُلَیمان اشرف صاحِب نے میری راہنمائی فرمائی اور میں یہاں حاضر ہوگیا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ اِسی مسئلہ کو کتاب میں دیکھ رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحِب بصد فرحت ومُسرّت واپس تشریف لے گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت سے اِس قدر مُتَأَثِّر ہوئے کہ داڑھی رکھ لی اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوگئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۲۲۳، ۲۲۸، مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی) عِلاوہ ازیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمِ تکسیر، علمِ ہیئت، علمِ جَفَر وغیرہ میں بھی کافی مَہارت رکھتے تھے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی عَلٰی محمَّد

حیرت انگیز قُوتِ حافظہ

حضرت ابوحامد سیِّد محمد محدِّث کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تکمیلِ جواب کے لیے جُزئیاتِ فِقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عَرض کرتے اور حوالہ جات طلب کرتے تو اُسی وقت

آپ فرما دیتے کہ ''رَدُّ المُحتار'' جلد فُلاں کے فُلاں صَفحہ پر فُلاں سَطر میں اِن الفاظ کے ساتھ جُزیئیہ موجود ہے۔ ''دُرِّ مُختار'' کے فُلاں صَفحے پر فُلاں سَطر میں عبارت یہ ہے۔ ''عالمگیری'' میں بقید جلد وصَفحہ وسَطر یہ الفاظ موجود ہیں۔ ہِندیہ میں خَیریہ میں ''مَبسُوط'' میں ایک ایک کتاب فِقہ کی اصل عبارت مع صَفحہ وسَطر بتادیتے اور جب کتابوں میں دیکھا جاتا تو وُہی صَفحہ وسَطر و عبارت پاتے جو زَبانِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا۔ اِس کو ہم زِیادہ سے زِیادہ یِہی کہہ سکتے ہیں کہ خُداداد قوّتِ حافِظہ سے چودہ سو سال کی کتابیں حِفظ تھیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج۱،ص ۲۱۰، مکتبۃ المدینہ، بابُ المدینہ کراچی)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی محمَّد

صرف ایک ماہ میں حِفظِ قران

حضرتِ جناب سیّد ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک روز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے آگے حافِظ لکھ دیا کرتے ہیں، حالانکہ میں اِس لقب کا اَہل نہیں ہوں۔ سَیِّد ایّوب علی صاحِب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی روز سے دَور شُروع کردیا جس کا وَقت غالِباً عشاء کا وُضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا۔ روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے، یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ یاد فرمالیا۔ ایک موقعہ پر فرمایا کہ میں نے کلامِ پاک بالتَّرتیب بکوشِش یاد کرلیا اور یہ اِس لیے کہ ان بندگانِ خُدا کا (جو میرے نام کے آگے حافِظ لکھ دیا کرتے ہیں) کہنا غلط ثابت نہ ہو۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج۱،ص ۲۰۸، مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی محمَّد

عِشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سراپا عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا نُمونہ تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نعتیہ کلام (حدائقِ بخشش شریف) اس اَمر کا شاہد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نوکِ قلم بلکہ گہرائی قلب سے نِکلا ہوا ہر مصرَعہ آپ کی سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے بے پایاں عقیدت ومَحبّت کی شہادت دیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبھی کسی دُنیوی تاجدار کی خوشامد کے لیے قصیدہ نہیں لکھا، اس لیے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی اِطاعت وغلامی کو دل وجان سے قبول کرلیا تھا۔ اس کا اظہار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک شعر میں اس طرح فرمایا۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الْحَمد میں دنیا سے مسلمان گیا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی محمَّد

حُکّام کی خوشامد سے اِجتناب

ایک مرتبہ رِیاست نانپارہ (ضِلع بہرائچ یوپی) کے نواب کی مدح میں شعراء نے قصائد لکھے۔کچھ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی گزارِش کی کہ حضرت آپ بھی نواب صاحِب کی مدح میں کوئی قصیدہ لکھ دیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے جواب میں ایک نعت شریف لکھی جس کا مَطلَع (غزل یا قصیدہ کے شروع کا شعر جس کے دونوں مصروں میں قافیے ہوں وہ مَطلَع کہلاتا ہے۔) یہ ہے۔ ؎

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص، جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اور مَقْطَع (غزل یا قصیدہ کا آخری شعر جس میں شاعر کا تخلّص ہو وہ مَقْطَع کہلاتا ہے۔) میں ''نانپارہ'' کی بندش کتنے لطیف اشارہ میں ادا کرتے ہیں۔ ؎

کروں مدح اہلِ دُوَل رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مِرا دین ''پارہ ناں'' نہیں

فرماتے ہیں کہ میں اہلِ ثروت کی مدح سرائی کیوں کروں۔میں تو اپنے کریم اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے در کا فقیر ہوں۔مرا دین''پارہ نان'' نہیں۔''نان'' کا معنیٰ روٹی اور ''پارہ'' یعنی ٹکڑا۔مطلب یہ کہ میرا دین روٹی کا ٹکڑا نہیں ہے جس کے لیے مالداروں کی خوشامدیں کرتا پھروں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ میں دنیا کے تاجداروں کے ہاتھ بکنے والا نہیں ہوں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیداری میں دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری بار حج کے لیے تشریف لے گئے تو زیارتِ نبیِّ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی آرزو لیے روضہ اَطہر کے سامنے دیر تک صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے، مگر پہلی رات قسمت میں یہ سعادت نہ تھی۔اس موقع پر وہ معروف نعتیہ غزل لکھی جس کے مَطلَع میں دامنِ رحمت سے وابستگی کی اُمید دکھائی ہے۔ ؎

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

لیکن مَقْطَع میں مذکورہ واقِعہ کی یاس انگیز کیفیت کے پیشِ نظر اپنی بے مائیگی کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔ ؎

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ　　تجھ سے شَیدا ہزار پھرتے ہیں

(اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مِصرعِ ثانی میں بطورِ عاجزی اپنے لیے ''کُتّے'' کا لفظ اِستعمال فرمایا ہے مگر سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہُ نے اَدَباً یہاں ''شیدا'' لکھ دیا ہے)

یہ غزل عرض کر کے دیدار کے اِنتظار میں مُؤَدَّب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور چشمانِ سر سے بیداری میں

زیارتِ حُضُورِ اَقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے مشرّف ہوئے۔(حیات اعلیٰ حضرت، ج ا،ص ۹۲،مکتبۃ المدینہ، بابُ المدینہ کراچی)

سُبحٰنَ اللہ عزوجل! قربان جایئے ان آنکھوں پر کہ جنہوں نے عالَمِ بیداری میں محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا دیدار کیا۔کیوں نہ ہو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اندر عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''فَنافی الرَّسول'' کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نعتیہ کلام اِس اَمر کا شاہد ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

سیرت کی جھلکیاں

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے ،اگر کوئی میرے دل کے دوٹکڑے کردے تو ایک پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم لکھا ہوا پائے گا۔(سوانح امام احمد رضا،ص ۹۶، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

تاجدارِ اہلسنّت ،شہزادہ اعلیحضرت حُضور مفتیِ اعظم ھند مولینا مصطفٰی رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان''سامانِ بخشش'' میں فرماتے ہیں۔ ؎

خدا ایک پر ہو تو اِک پر محمد　　　اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں

مَشائخِ زمانہ کی نظروں میں آپ واقعی فَنافی الرَّسول تھے۔اکثر فراقِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم میں غمگین رہتے اورسرد آہیں بھرتے رہتے۔جب پیشہ ور گستاخوں کی گُستاخانہ عبارات کو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جَھڑی لگ جاتی اور پیارے مصطَفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی حمایت میں گستاخوں کا سختی سے رَدّ کرتے تاکہ وہ جھنجھلا کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بُرا کہنا اور لکھنا شروع کردیں۔آپ اکثر اس پر فخر کیا کرتے کہ باری تعالیٰ نے اس دور میں مجھے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے لیے ڈھال بنایا ہے۔طریقِ استعمال یہ ہے کہ بدگویوں کا سختی اور تیز کلامی سے ردّ کرتا ہوں۔کہ اس طرح وہ مجھے برا بھلا کہنے میں مصروف ہو جائیں۔اس وقت تک کے لیے آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی شان میں گستاخی کرنے سے بچے رہیں گے۔حدائقِ بخشش شریف میں فرماتے ہیں۔ ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فِدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

غُرَباء کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے، ہمیشہ غریبوں کی اِمداد کرتے رہتے۔بلکہ آخری وَقت بھی عزیز و اقارِب کو وصیّت کی کہ غُرَباء کا خاص خیال رکھنا۔ان کو خاطِر داری سے اچھے اچھے اور لذیذ کھانے اپنے گھر سے کِھلایا کرنا اور کسی غریب کو مطلق نہ جھڑکنا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر تصنیف و تالیف میں لگے رہتے۔نماز ساری عمر باجماعت ادا کی ،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خوراک بہت کم تھی، اور روزانہ ڈیڑھ دو گھنٹہ سے زیادہ نہ سوتے۔(حیات اعلیٰ حضرت، ج ا،ص ۹۶، مکتبۃ

المدینہ کراچی)

سونے کامُنفَرِد انداز

سوتے وَقت ہاتھ کے اَنگوٹھے کوشہادت کی اُنگلی پر رکھ لیتے تا کہ اُنگلیوں سے لفظ''اللہ''بن جائے۔آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پیر پھیلا کر کبھی نہ سوتے، بلکہ داہنی کروٹ لیٹ کر دونوں ہاتھوں کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے۔اس طرح جسم سے لفظ''محمد''بن جاتا۔(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ا ص ۹۹،مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی)

یہ ہیں اللہ کے چاہنے والوں اور رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے سچے عاشقوں کی ادائیں۔

نامِ خدا ہے ہاتھ میں نامِ نبی ہے ذات میں مُہرِ غلامی ہے پڑی، لکھے ہوئے ہیں نام دو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !صلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی محمّد

ٹرین رُکی رہی!

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک بار پیلی بھیت سے بریلی شریف بذریعہ رَیل جارہے تھے۔راستے میں نواب گنج کے اسٹیشن پر ایک دو مِنَٹ کے لیے ریل رُکی،مغرِب کا وَقت ہو چکا تھا۔آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نَماز کے لیے پلیٹ فارم پر اُترے۔ساتھی پریشان تھے کہ رَیل چلی جائے گی تو کیا ہوگا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اطمینان سے اذان دِلوا کر جماعت سے نَماز شُروع کر دی۔اُدھر ڈرائیور انجن چلاتا ہے لیکن رَیل نہیں چلتی،اِنجن اُچھلتا اور پھر پٹڑی پر گرتا ہے۔

ٹی ٹی، اسٹیشن ماسٹر وغیرہ سب لوگ جمع ہو گئے، ڈرائیور نے بتایا کہ انجن میں کوئی خرابی نہیں ہے۔اچانک ایک پنڈِت چیخ اُٹھا کہ وہ دیکھو کوئی دَرویش نماز پڑھ رہا ہے،شاید رَیل اسی وجہ سے نہیں چلتی؟ پھر کیا تھا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے گرد لوگوں کا ہُجُوم ہو گیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اطمینان سے نَماز سے فارِغ ہو کر جیسے ہی رُفَقا کے ساتھ ریل میں سُوار ہوئے تو ریل چل پڑی۔سچ ہے جو اللہ کا ہو جاتا ہے کائنات اسی کی ہو جاتی ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !صلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی محمّد

تصانیف

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مختلف عُنوانات پر کم وبیش ایک ہزار کتابیں لکھی ہیں۔یوں تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ تک لاکھوں فتوے لکھے،لیکن افسوس! کہ سب کونَقل نہ کیا جاسکا، جونَقل کر لیے گئے تھے ان کا نام ''العطایا النبّویۃ فی الفتاوی الرضویۃ'' رکھا گیا۔فتاویٰ رضویہ(جدید) کی 30 جلدیں ہیں جن کے کُل صفحات:21656،کل سُوالات وجوابات:6847اور کل رسائل:206 ہیں۔(فتاویٰ رضویہ،ج ۳۰،ص ۱۰، رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور)

ہر فتوے میں دلائل کا سمندر موجزن ہے۔قرآن وحدیث،فِقہ، مَنطِق اور کلام وغیرہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی

وُسعتِ نظری کا اندازہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاوٰی کے مُطالعے سے ہی ہوسکتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چند دیگر کُتُب کے نام درج ذیل ہیں: ''سبحٰنُ السُّبُّوح عَن عیبِ کِذب مَقبُوح'' سچے خدا پر جھوٹ کا بہتان باندھنے والوں کے رد میں یہ رسالہ تحریر فرمایا،جس نے مخالفین کے دم توڑ دیئے اور قلم نچوڑ دیئے۔''نُزُولِ آیاتِ فُرقان بِسُکُونِ زمین و آسمان'' اس کتاب میں آپ نے قرآنی آیات سے زمین کو ساکن ثابت کیا ہے۔سائنسدانوں کے اس نظریے کا کہ زمین گردِش کرتی ہے رَدّ فرمایا ہے۔علاوہ ازیں یہ کتابیں تحریر فرمائیں: اَلمُعتَمَدُ المُستَنَد، تَجَلِّیُ الیقین، اَلکَوکَبَۃُ الشِّھابِیۃ، سَلّ السُّیُوف الہندیۃ، حیاۃُ المَوات وغیرہ۔

صَلُّوا عَلَی الحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ترجمہ قرآن شریف

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرانِ مجید کا ترجَمہ کیا جو اُردو کے موجودہ تراجم میں سب پر فائق ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجَمہ کا نام'' کنزُ الایمان'' ہے۔جس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ صدر الافاضل مولانا سیِّد نعیم الدین مُراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاشیہ لکھا ہے۔

وفات حسرت آیات

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے خود اپنے وِصال کی خبر دے کر ایک آیتِ قرآنی سے سالِ وفات کا اِستخراج فرمایا تھا۔وہ آیتِ مبارکہ یہ ہے:

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ

ترجمہ کنزالایمان: اوران پر چاندی کے برتنوں اور کُوزوں کا دَور ہوگا۔(پ ۲۹، الدھر:۱۵)

(سوانح امام احمد رضا،ص ۳۸۴، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

۲۵ صفر المُظَفَّر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء کو جُمُعَۃُ المبارَک کے دن ہندوستان کے وقت کے مطابق 2 بج کر 38 منٹ پر،عین اذان کے وقت اِدھر مُؤَذِّن نے حَیَّ عَلَی الفَلاح کہا اور اُدھر اِمامِ اَہلسنّت ولی نعمت ، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرتَبت ، پروانہ شمعِ رِسالت،مُجَدِّدِ دین وملّت ، حامیِ سُنّت ، ماحِیِ بدعت ، عالِمِ شَرِیعت ، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت،حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رَحمۃُ الرَّحمٰن نے داعیٔ اَجل کو لبیک کہا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیہِ رَاجِعُون۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزارِ پُرانوار بریلی شریف میں آج بھی زیارت گاہِ خاص وعام بنا ہوا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دربارِ رسالت میں انتظار

۲۵ صفر المُظَفَّر کو بیت المقدّس میں ایک شامی بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں اپنے آپ کو دربارِ رسالت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم میں پایا۔تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیائے عِظام رَحِمَہُمُ اللہُ تعالیٰ دربار میں حاضر تھے لیکن مجلس میں سُکوت طاری تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا اِنتظار ہے۔شامی بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم میں عرض کی، حُضور! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس کا انتظار ہے؟ سیِّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا،ہمیں احمد رضا کا اِنتظار ہے۔شامی بزرگ نے عرض کی، حُضُور! احمد رضا کون ہیں؟ ارشاد ہوا، ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔بیداری کے بعد وہ شامی بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور جب وہ بریلی شریف آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس عاشقِ رسول کا اسی روز (یعنی ۲۵ صفر المُظفَّر ۱۳۴۰ھ) کو وصال ہو چکا ہے جس روز انہوں نے خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو یہ کہتے سنا تھا کہ ''ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔''

(سوانح امام احمد رضا،ص ۳۹۱،مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

یا الٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

کنزالایمان کا تقابلی جائزہ

دین اسلام کا حقیقی سرچشمہ قرآن حکیم ہے اور حدیث نبوی بھی اصلاً کتاب مقدس ہی کی شارح وترجمان ہے۔ ہدایتِ انسانی کا نسخۂ کیمیا اور امراض روحانی کی اکسیر شفا اسی جامع ومکمل صحیفۂ آسمانی کے اوراق میں محفوظ ہے جس کا سبب نزول ''ھدًی لِّلنَّاس'' اور ''فیہ شِفاءٌ ورَحمۃٌ لِّلنَّاس'' ہے۔ اس کی آیات بنیات سے حقائق ومعارف کے چشمے ابلتے ہیں اور اسرار حیات کے سوتے بھی پھوٹتے ہیں جن سے انسانی فطرت سیراب ہوتی ہے اور اس کی عقل کو اس کی بارگاہ سے ابدی سکون اور سرمدی اطمینان کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

شرائع احکام اور مذاہب فقہیہ کی تدوین کا اصل مصدر ومنبع بھی قرآن ہے اور اسلام کی ساری عمارت اسی کی مستحکم بنیادوں پر قائم ودائم ہے اس کلامِ الٰہی اور دستور حیات پر جس کی جتنی گہری نظر ہوگی اسے حقائق اشیاء کے ادراک اور اس کی صحیح معرفت میں اتنا ہی کمال نصیب ہوگا اور اخذِ نتائج، استنباطِ مسائل اور مقاصد ومطالبِ دین تک پہنچنے میں قدم قدم پر اس کی مکمل رہنمائی بھی ہوتی رہے گی۔

حضرت فاضل بریلوی کے سینے میں قرآن فہمی کی خداداد صلاحیت ودیعت کی گئی تھی۔ اور تفاسیر معتبرہ راجحہ پر بھی ان کی گہری نظر تھی، جب بھی وہ کسی مسئلہ کی تحقیق کے لئے قلم اٹھاتے تو عموماً سب سے پہلے امّ الکتاب ہی کے دریائے حکمت سے اکتسابِ فیض کرتے اور اس کے سایۂ رحمت میں علم وفضل اور تلاش وجستجو کا سفرِ شوق طے کرتے۔ جس کی محسوس برکتیں یہ ہیں کہ انہوں نے اپنے یقین ووجدان کی حد تک شاید ہی کبھی کسی مسئلے پر لغزش کھائی ہو۔

میرے اس بیان حقیقت پر سیکڑوں کتابیں شاہد عادل ہیں جو کتاب یا رسالہ اٹھایئے آغازِ بحث کے ساتھ ہی پہلی نظر میں کچھ آیتیں ضرور نظر آئیں گی جن میں باریک نکات اور اسرارِ قرآن کو مختلف پہلوؤں سے واضح وروشن کیا گیا ہے، فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں جو رسائل ہیں، ان کا مطالعہ کیجیے ان شآء اللہ آپ کو بھی اطمینان قلب میسر آجائے گا۔

قرآن حکیم کا تفسیری ترجمہ ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن'' (۱۳۳۰ھ) آپ کی قرآن فہمی کا شاہکار ہے، ترجمۂ قرآن میں بھی ورق ورق پر اردو فصاحت وبلاغت کے آبدار موتی ملیں گے جن میں آپ عظمتِ اسلام کی حقیقی جھلک کا چشمِ سر سے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

یہ خدا کا فضل عظیم ہی ہے کہ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہٗ (مصنف بہار شریعت) کے اصرار پیہم پر خاص اوقات میں اس ترجمہ کی کسی طرح تکمیل ہوگئی۔ ترجمہ کرتے وقت نہ تو برائے ترجمہ کوئی سابقہ تیاری اور نہ اس حیثیت سے کتبِ تفسیر ولغت کا کوئی خصوصی مطالعہ کیا جاتا۔ بلکہ اپنی خداداد صلاحیت کے سہارے حضرت فاضل بریلوی بالکل برجستہ زبانی طور پر بولتے جاتے اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اسے لکھتے جاتے۔

صدر الشریعہ اور دیگر خلفاء وتلامذہ اس وقت اور ورطۂ حیرت میں پڑ جاتے جب دیکھتے کہ یہ برجستہ ترجمہ قدیم تفاسیر معتبرہ راجحہ کے بالکل مطابق اور روح قرآن کا صحیح راز داں ہے، ترجمہ میں عربی وارد و زبان وادب کی بھی پوری پوری رعایت ہے اور اسے عظمتِ ربوبیت وشانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی محافظ ونگہبان ہونے کا بھی شرف حاصل ہے ساتھ ہی نحوی ترکیبیں بھی بآسانی سمجھ میں آجاتی ہیں۔

حشرات الارض کی طرح بکھرے ہوئے بہت سے نئے نئے مترجمین کے تراجم قرآن کا ایک اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے۔ اسے پڑھئے اور دل پر ہاتھ رکھ کر اپنے ضمیر سے سوال کیجئے کہ صحیح ومستند ترجمہ کون سا ہے؟ میرا خیال ہے کہ اہل بصیرت پہلی ہی نظر میں خوب وناخوب اور خیر وشر کی تمیز بآسانی کرلیں گے اور دیکھیں گے کہ دوسروں کے مقابلے میں حضرت فاضل بریلوی کا ترجمہ کس آب وتاب اور کس شان وشوکت کا ہے اور انہوں نے قرآن حکیم کی اتباع وپیروی میں کس طرح سمندروں کو کوزوں میں بھرنے کی سعیٔ مشکور کی ہے۔ حالانکہ کتنوں کے قدم لڑکھڑا گئے ہیں اور ضلالت وسفاہت کی خار زار وادیوں میں الجھ کر خسران وہلاکت کے عمیق غار میں جا گرے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اب دیانت وانصاف اور اخلاص قلب کے ساتھ تقابلی مطالعہ کی بسم اللہ پڑھیئے۔

۱۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

(اشرف علی تھانوی)

شروع اللہ نہایت رحم کرنے والے بار بار رحم کرنے والے کے نام سے۔

(عبدالماجد دریابادی)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

(اعلیٰحضرت بریلوی)

مقدم الذکر تراجم میں ''شروع'' کو مقدم کیا گیا ہے جس سے اردو ترجمہ میں نہ تو کوئی خوبی پیدا ہوئی اور نہ ہی بسم اللہ کا مفہوم ومقصود پورا ہوا حضرت فاضل بریلوی کے ساتھ تائیدِ ربانی یہ ہے کہ انہوں نے بامحاورہ ترجمہ بھی فرمایا اور بسم اللہ کے اندر خدا کے نام سے ہر کام کی ابتداء کا جو درس دیا گیا ہے اس پر بھی عمل فرمایا اور اس طرح اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو مقدس وپاکیزہ بنالیا، جس میں سراپا برکت ہی برکت ہے اور جس کا اثر ترجمہ سورۃ الحمد سے لے کر والنّاس تک ظاہر اور بابِ بصیرت پر واضح ہے۔

۲۔ خداوند قدس ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ (پ ۲، ع ۱)

اس آیتِ کریم میں لِنَعْلَمَ کا ترجمہ متعدد اصحاب قلم نے یہ کیا ہے۔

ہم معلوم کر لیں۔(ڈپٹی نذیر احمد) ہمیں معلوم ہو جائے (مرزا حیرت دہلوی) ہم جان لیں (سرسید) ہم کو معلوم ہو جائے (اشرف علی تھانوی)

اور اے محبوب! تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔(اعلیٰ حضرت بریلوی)

عربی اردو ڈکشنری میں چونکہ العلم کا ترجمہ جاننا اور معلوم ہونا پڑا تھا اس لئے یہاں بھی وہی ترجمہ کر دیا گیا، اور اس حقیقت تک ان مترجمین کی نظر نہ پہنچی کہ ربِ کائنات تو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ ہر چیز کا ازلی وابدی طور پر عالم ہے، اس کی شان میں ''ہم جان لیں'' اور ہم کو معلوم ہو جائے۔ اس طرح کا ترجمہ کیا شان الوہیت میں تنقیص یا بے بصیرتی نہیں؟ کیونکہ معلوم تو وہ کرے جس کو پہلے سے اس شئے کا علم نہ ہو، کیا جاننا ان لوگوں کے عقیدے کے مطابق اس کی مشیت ہی پر موقوف ہے؟ عرضی نویسوں کی طرح ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کر لینا اور چیز ہے، اور کلام الٰہی کو صحت عقائد کے ساتھ سمجھ لینا دوسری بات ہے۔ ہر شے کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات کے مزاج سے مکمل واقفیت کے ساتھ اس کا بامحاورہ ترجمہ کر لینا محض توفیق ایزدی ہی سے ممکن ہے اور یہ نعمت ہر کس و ناکس کو نہیں ملتی۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ (الآیۃ)

۳۔ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (پ ۴، ع ۵)

اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو۔

(شیخ دیوبند محمود الحسن)

حالانکہ ابھی خدا نے تم میں جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور یہ کہ وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔

(فتح محمد جالندھری)

اور ابھی تک معلوم نہیں کیا، گویا اب تک خدائے کائنات اس سلسلہ میں غیر علم تھا۔ یہ ترجمہ ہے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کا۔

دوسرے مترجم صاحب نے بزعم خویش، اچھی طرح، ترجمہ کر کے اپنی کچھ فتح دکھانی چاہی تو یوں غارت گری فرمائی۔ اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ معلوم تو کچھ تھا مگر اچھی طرح علم نہیں تھا۔ معاذ اللہ اب وہ نقص پورا کیا جا رہا ہے، آیئے اور ملاحظہ فرمایئے فاضل بریلوی کا ایمان افروز ترجمہ:

اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔

۴۔ نَسُوا اللهَ فَنَسِيَهُمْ ۔ (پ ۱۰، ع ۱۵)

یہ لوگ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے ان کو بھلا دیا۔ ڈپٹی نذیر احمد، فتح محمد جالندھری، محمود الحسن۔

ہر ایک نے اس آیت میں نسیان کا مذکورہ بالا ترجمہ یعنی بھولنا کیا ہے۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ جب خداوند قدوس ہمیشہ عالم الغیب والشہادۃ ہے، اس کا علم اس کی صفت ہے اور اسی صفت جو اپنے موصوف سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہیں ہوسکتی تو یہ نسیان جس سے علم کی نفی ہے۔ اس کا اطلاق اس ذاتِ باری کے لئے کیسے ہوسکتا ہے جو تمام عیوب سے یکسر پاک ہے، مفہوم و معنی جس لحاظ سے بھی دیکھئے یقیناً یہ ترجمہ غلط اور گمراہ کن ہے، کاش یہ مترجمین تفسیر نسفی کا مندرجہ ذیل حصہ پڑھ لیتے تو ہرگز یہ غلط ترجمہ نہ کرتے۔

(وَاَکِیۡدُ کَیۡدًا) وَاُجَازِیۡهِمۡ جَزَآءَ کَیۡدِهِمۡ بِاسۡتِدۡرَاجِیۡ لَهُمۡ مِنۡ حَیۡثُ لَایَعۡلَمُوۡنَ. فَسَمّٰی جزاء الکید کیدا کما سمّٰی جزاء الاعتداء والسیئۃ اعتداءً وسیئۃً وان لم یکن اعتداءً وسیئۃً. وَلَا یَجُوۡزُ اِطۡلَاقُ هٰذَا الۡوَصۡفِ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اِلَّا عَلٰی وَجۡهِ الۡجَزَآءِ کَقَوۡلِهٖ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمۡ. یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمۡ ۚ اَللّٰهُ یَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ۔

(ص ۶۷۸ ج ۳، مدارک التنزیل۔ ابوالبرکات عبداللہ نسفی (م ۷۱۰ھ) (طبع بیروت))

فاضل بریلوی کا صحیح اور بصیرت افروز تفسیری ترجمہ یہ ہے "وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔"

۵۔ اَللّٰهُ یَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ۔ (پ ۱، ع ۲)

اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔ (محمود حسن)

اللہ ہنسی اڑاتا ہے ان کی۔ (مرزا حیرت)

ان منافقوں سے خدا ہنسی کرتا ہے۔ (فتح محمد جالندھری)

اللہ تعالیٰ ان کو بناتا ہے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

اللہ جل شانہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔ (نواب وحید الزماں، غیر مقلد)

اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ (سرسید)

اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ۔ (پ ۲، ع ۲)

ہم تو صرف استہزاء کیا کرتے ہیں۔ (اشرف علی تھانوی)

سبوح وقدوس کی بارگاہِ عظمت میں ہنسی اُڑانا، بنانا، دل لگی کرنا، ٹھٹھا کرنا، اس طرح بازاری محاورے وہی استعمال کرتا ہے جو شان الوہیت سے ناآشنا ہو اور جسے تائید ربانی کا کوئی حصہ نہ ملا ہو۔

اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے، (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) (اعلیٰ حضرت بریلوی)

۶۔ وَمَکَرُوۡا مَکۡرًا وَّمَکَرۡنَا مَکۡرًا۔ (پ ۱۹، ع ۱۹)

اور انہوں نے بنایا ایک فریب۔ (محمود الحسن)

اللہ چالوں میں ان سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ (عبدالماجد دریابادی)

اورانہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی۔(اعلیٰ حضرت بریلوی)

۷۔وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ واللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔(پ ۳، ع ۱۳)

اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔(محمود الحسن)

اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔(اعلیٰ حضرت بریلوی)

۸۔قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا۔(پ ۱۱، ع ۸)

کہہ دے کہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے۔(محمود الحسن۔وفتح محمد وعاشق الٰہی میرٹھی)

تم فرمادو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے۔(اعلیٰ حضرت بریلوی)

۹۔وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا۔(پ ۱۳، ع ۱۲)

اور فریب کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب،(محمود الحسن)

خدائے قدوس کی ذات تو فریب سے پاک ہے، ہاں! ان بے توفیق مترجمین نے امت مسلمہ کے ساتھ مکر کرتے ہوئے انہیں فریب دینے کی ضرور کوشش کی ہے۔صحیح ترجمہ یہ ہے اور ان سے اگلے فریب کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے۔(ترجمہ رضویہ)

۱۰۔كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ۔(پ ۱۳، ع ۳)

یوں تو داؤ بتا دیا ہم نے یوسف کو۔(محمود الحسن)

غضب خدا کا! یہ جہالت وغباوت کہ ذاتِ باری تعالیٰ کو مکر وفریب سے متصف بھی مانا۔اور دوسرے کو داؤ بتانے والا بھی، ایمان افروز ترجمہ یہ ہے۔جس سے ذہن کی ساری گرہیں کھل جائیں۔

ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی۔(اعلیٰ حضرت بریلوی)

۱۱۔فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔(پ ۹، ع ۲)

سو بے ڈر نہیں ہوئے اللہ کے داؤ سے مگر خرابی میں پڑنے والے۔(محمود الحسن)

سو اللہ کی چال سے تو وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہونا ہے۔(ابوالاعلیٰ مودودی)

اس ترجمہ میں بھی وہی پرانی خرابی ہے جو بربادئ ایمان کا باعث ہے۔

تو اللہ کی خفیہ تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔(اعلیٰ حضرت بریلوی)

۱۲۔اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ۔(پ ۵، ع ۱۸)

منافقین دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی ان کو دغا دے گا۔(عاشق الٰہی میرٹھی)

خدا ہی ان کو دھوکہ دے رہا ہے۔(ڈپٹی نذیر احمد)

اور اللہ ان کو دھوکہ میں ڈالنے والا ہے۔ (فتح محمد)

وہ ان کو فریب دے رہا ہے۔ (مرزا حیرت ونواب وحید الزماں)

ان تمام مترجمین کی اجتماعی اور استمراری غلطیوں کے مقابلے میں فاضل بریلوی کا بے نظیر ترجمہ یہ ہے۔

بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی)

۱۳۔ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا۔ (پ ۱۳، ع ٦)

یہاں تک کہ پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہوگئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا، کہ ہمارے فہم نے غلطی کی (اشرف علی)

یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ (محمود الحسن)

مؤخر الذّکر نے، نااُمید ہونے لگے، کا ترجمہ کر کے مایوسی سے کچھ بچنے کی راہ نکالی ہے۔ پھر بھی تائید ربّانی سے ناامیدی کا صدور نہ سہی مگر امکان تو ضرور پایا گیا، اور اول الذکر نے تو "مایوس ہوگئے"۔ صاف صاف ترجمہ کر ڈالا۔ حالانکہ انبیائے کرام تائید ربانی سے نہ "نااُمید ہونے لگے" اور نہ مایوس ہوگئے۔ ہاں مترجم ضرور محروم ہوا، جس کا واضح ثبوت اس کا ترجمہ ہے، تائید ربانی دیکھنی ہو تو یہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا۔ جاءھم نصرنا، اس وقت ہماری مدد آئی۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی)

۱۴۔ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى○ (پ ۱٦، ع ۱٦)

اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے۔ (عاشق الٰہی میرٹھی)

اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے۔ (اشرف علی تھانوی)

چونکہ انبیاء کرام خطا سے معصوم ہیں اس لئے ان کی طرف نافرمانی اور گمرائی کی نسبت کھلا ہوا عصیان اور صریح ضلالت ہے، فاضل بریلوی کا ترجمہ عصمتِ انبیاء کا صحیح محافظ ہے۔

اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی)

۱۵۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا۔ (پ ۱۲، ع ۱۳)

اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال (عزم کے درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور اس کو بھی اس عورت کا کچھ خیال ہو چکا تھا۔ (اشرف علی)

حرف شرط لو کو منقطع مان کر یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس لئے گستاخانہ اور گمراہ کن ہے۔ فاضل بریلوی کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ۔ اگر اپنے رب کی

دلیل نہ دیکھ لیتا۔'' (اعلیٰ حضرت بریلوی)

لوکو منقطع نہ مان کر اس کا ایسا ترجمہ کیا گیا کہ عصمت انبیاء پر کوئی آنچ نہ آئی۔

۱۶۔ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا۔ (پ ۲۸، ع ۲۰)

اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو۔ (محمود الحسن)

''احصان'' کا ترجمہ روکے رکھنا۔ اور فرج، کا ترجمہ شہوت کی جگہ اردو میں لفظی ترجمہ اور صحیح تو کہا جا سکتا ہے مگر احترام پسندانہ ترجمہ ہرگز نہیں چونکہ عفت وطہارتِ مریم کا ذکر ہے۔

اس لئے فصیح اور مناسب ترجمہ یہ ہے۔

اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی)

۱۷۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ (پ ۳۰، ع ۳۴)

آپ (ان کافروں سے) کہہ دیجئے کہ اے کافرو! (اشرف علی)

خداوند قدوس آمر مطلق اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مامور من اللہ ہیں۔ مامور پر آمر کی برتری کے اظہار کے لئے بہترین ترجمہ یہ ہے۔

تم فرماؤ اے کافرو! (اعلیٰ حضرت بریلوی)

فرماؤ کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ یہ رسول اپنے مخاطبوں سے سربلند اور ان پر فرمانروا ہیں۔

۱۸۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ (پ ۱۶، ع ۳)

اے محمد! کہہ دو کہ میں تو محض تم ہی جیسا ایک انسان ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے، کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ (تفہیمات ص ۱۵، حصہ دوم از مودودی)

عبد الشکور کاکوروی نے لکھا ہے، نبی کریم نے فرمایا۔ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ میں تمہاری طرح ایک ''معمولی انسان'' ہوں اگر تم میں اور مجھ میں کچھ فرق ہے تو صرف اتنا کہ میں تمہارے پاس خدائے تعالیٰ کا پیام لایا ہوں۔ (ماہنامہ النجم کا کوریص ۵، ۱۱ جون ۱۹۳۷ء)

محض تم ہی جیسا ایک انسان اور ایک معمولی انسان، یہ دونوں ترجمے قرآن حکیم کے مفہوم کی کھلی ہوئی تحریف ہیں، حبیب کبریا کی عظمت شانِ کا اظہار اس ترجمہ سے واضح ہے جو تائید ربّانی کا حامل اور قرآنِ حکیم کا صحیح ترجمان ہے۔

تم فرماؤ ظاہر صورتِ بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

۱۹۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ (پ ۳۰، ع ۱۸)

اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی۔ (محمود الحسن)

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو آپ کو شریعت کا راستہ بتلا دیا۔ (اشرف علی)

ضلال کے معنی جس طرح گمراہ ہونا، آوارہ پھرنا، بھٹکنا ہے۔ اور ہدایت کی ضد ہے جیسے ارشاد باری ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔ (پ ۱۴، ع ۲۲)

بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی)

اور غوایت کے ہم معنی بھی ہے جیسے مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى○ (پ ۲۷، ع ۵) تمہارے صاحب نہ بہکے، نہ بے راہ چلے۔ (ترجمہ رضویہ) اسی طرح ایک معنی وارفتۂ محبت ہونا بھی ہے۔ کما فی القران۔ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ○ (پ ۱۳، ع ۵) بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی میں ہیں، یعنی حضرت یعقوب کے بارے میں ان کے بیٹوں نے کہا کہ آپ ابھی تک حضرت یوسف کی محبت میں وارفتہ ہیں اور ہمارا کہنا ہے کہ انھیں بھیڑیے نے کھالیا ہے۔ اب فاضل بریلوی کا محتاط اور ہدایت یافتہ ترجمہ سماعت فرمائیں۔

اور تمہیں اپنی محبت میں خود درفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی)

تو جو حق کی طرف راہ پائے وہ قرآن حکیم کا مزاج سمجھے لیکن انبیائے کرام کی شان میں بھی بڑی غلطی کرنے کی حرکت سے جو باز نہیں رہتے وہ تو یہی ترجمہ کریں گے۔ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ (پ ۱۹، ع ۶)

موسیٰ نے جواب دیا کہ (واقعی) اس وقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہوگئی تھی۔ (اشرف علی تھانوی)

۲۰۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (پ ۲۶، ع ۶)

اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لئے۔

اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہئے اور سب مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے بھی۔ (اشرف علی)

اپنے گناہ کے واسطے کا مطلب یہ ہے کہ گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم عن الخطاء نہیں، اور مانگتے رہئے! کا ترجمہ بتاتا ہے کہ اس گناہ میں استمرار ہے۔ یا کم از کم گناہ کا صدور تو ضرور ہوا ہے۔ اس وجہ سے اس کے لئے ہمیشہ استغفار کرنا ضروری ہے، فاضل بریلوی کا گناہ سوز ترجمہ سنیں ان شآء اللہ ایمان میں کچھ تازگی ضرور پیدا ہو جائے گی۔

اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی)

۲۱۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ○ (پ ۱، ع ۱۴)

اور اے پیغمبر اگر تم اس کے بعد کہ تمہارے پاس علم یعنی قرآن آچکا ہے، ان کی خواہشوں پر چلے تو پھر تم کو خدا کے غضب سے بچانے والا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

مولوی اشرف علی تھانوی اور عبدالماجد دریابادی کا ترجمہ بھی اس طرح کا ہے جس سے عصمتِ انبیاء پر براہ راست زد پڑتی ہے۔ لیکن فاضل بریلوی کے ترجمہ نے اس کا شائبہ بھی ختم کر دیا ہے۔

اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا، بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے کوئی تیرا

بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی)

۲۲۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ (پ۱، ع۱)

بتلا دیجیے ہم کو رستہ سیدھا۔ (اشرف علی)

اگر اِرَاءَةُ الطَّرِيْقِ اور اِيْصَالُ اِلَى الْمَطْلُوْبِ کا فرق ان مترجمین کے یہاں واضح ہوتا تو ہرگز یہ ترجمہ نہ کرتے، ایک مومن تو سیدھی راہ پر ہے ہی۔ اب دعا یہ ہے کہ توفیق الٰہی اس راہ پر اس کے شامل حال رہ کر منزل مقصود تک پہنچائے تائید الٰہی کے ساتھ منزل تک وہی پہنچ سکتا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہو•

ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی)

راہ میں دشوار گزار مرحلے اور پرخار وادیاں آئیں لیکن یہ فیضان ہے۔ قرآن حکیم پر ایمان کامل اور اس پر مفسرانہ نظر کا کہ حضرت فاضل بریلوی ہر منزل اور ہر موڑ سے کامیاب گزرے ہیں۔

انور جنہیں اپنی عقل و فلسفہ اور زبان دانی پر ناز تھا کوئی حکیم الامت تھا اور کوئی شیخ الہند، کچھ مفکرِ اسلام ہونے کے مدعی ہیں تو بعض کو اپنی وسعت مطالعہ اور روشن خیالی کا غرّہ ہے۔ انہوں نے ترجمۂ قرآن میں ایسی ایسی ٹھوکریں کھائیں کہ ان کے ایمان و اسلام ہی کی خیر نہ رہی۔

بصیرتِ ایمانی سے محروم ہو کر تاریخ ولغت پر اعتماد کر کے انہوں نے لفظی ترجمہ کرنا چاہا اور اپنے مزعومہ وخود ساختہ نظریات کی تبلیغ کا ایک کامیاب طریقہ سمجھ کر اس کام کا آغاز کیا۔ اس لئے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ جیسی نیت ویسی برکت کے تحت ان کے ہاتھ محرومی ہی کی طرف بڑھے۔ اور ضلالت وگمراہی کی دلدل میں پھنسے اور ہلاکت کے سمندر میں غرق ہوتے ہی گئے۔ ان کے برعکس فاضل بریلوی پر خدا کا ایسا فضل وکرم ہوا اور توفیق الٰہی اس طرح سایہ فگن ہوئی کہ ذوق نظر ہو تو بس دیکھا کیجئے۔ کتنی سچی اور حقیقت افروز بات ذکر کی ہے حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری نے کہ۔

دورِ حاضر میں اردو کے شائع شدہ ترجموں میں صرف ایک ترجمہ کنزالایمان ہے جو قرآن کا صحیح ترجمان ہونے کے ساتھ (۱) تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے۔ (۲) اہل تفویض کے مسلک اسلم کا عکاس ہے۔ (۳) اصحاب تاویل کے مذہب سالم کا مؤید ہے۔ (۴) زبان کی روانی اور سلاست میں بے مثل ہے۔ (۵) عوامی لغات اور بازاری بولی سے یکسر پاک ہے۔ (۶) قرآن حکیم کے اصل منشاء ومراد کو بتاتا ہے۔ (۷) آیاتِ ربانی کے انداز خطاب کو پہنچواتا ہے۔ (۸) قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشان دہی کرتا ہے۔ (۹) قادرِ مطلق کی ردائے عزت وجلال میں نقص وعیب کا دھبہ لگانے والوں کے لئے شمشیر برّاں ہے۔ (۱۰) حضرات انبیاء کی عظمت وحرمت کا محافظ ونگہبان ہے۔ (۱۱) عامۂ مسلمین کے لئے بامحاورہ اردو میں سادہ ترجمان ہے۔ (۱۲) لیکن علماء ومشائخ کے لئے حقائق ومعارف کا امنڈتا سمندر ہے۔

بس اتنا سمجھ لیجئے کہ قرآنِ حکیم، قادرِ مطلب جلّ جلالہٗ کا مقدس کالم ہے اور کنزالایمان اس کا مہذب ترجمان ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہ ترجمہ اس کا ہے جو عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا علمبردار، تائیدِ ربانی کا سرمایہ دار۔ انوارِ ربانی کا حامل۔

حقائق قرآن کا ماہر دقائقِ قرآن کا عارف ہے۔

(سوانح اعلیٰحضرت طبع سوم)

حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ترجمۂ قرآن کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ شیخ الحدیث والتفسیر دارالعلوم جامعہ نعیمیہ کراچی لکھتے ہیں۔

اس ترجمہ میں اردو، عربی کے اسلوب میں رنگی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور فصاحت بیان کے آئینہ میں اعجاز قرآن کا عکس نظر آتا ہے۔ اس ترجمہ میں علم کلام کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا کر عبارت کے سلیس فقروں میں رکھ دی ہیں۔

ذات وصفات۔ جبر وقدر۔ اور نبوت و رسالت کے نازک مسائل کو جس عمدگی اور اختصار کے ساتھ ترجمہ کی سحر کاری سے سہل کیا ہے۔ امام رازی اگر اسے دیکھ پاتے تو بے اختیار آفریں کہتے۔ ابن عطاء و جبائی کے سامنے یہ ترجمہ ہوتا تو شاید اعتزال سے توبہ کر لیتے۔ خامۂ تصوف سے جس طرح اعلیٰحضرت نے آیات کے بطن کو ترجمہ میں ڈھالا ہے غزالی ہوتے تو دیکھ کر وجد کرتے۔ ابن عربی شاد کام ہوتے۔ اور سہروردی دعائیں دیتے۔ ترجمہ کے ضمن میں جو فقہی نگینے لاتے ہیں اگر امام اعظم پر پیش کئے جاتے تو یقیناً مرحبا کہتے۔ اور اگر ابن عابدین اور سید طحطاوی کے سامنے یہ فقہی آبگینے ہوتے تو اعلیٰحضرت سے تلمذ کی آرزو کرتے۔

قرآنِ مجید کے علوم وفنون۔ اس کی فصاحت و بلاغت اور اس کی تاویل وتفسیر پر جو شخص نگاہ رکھتا ہو وہ جب اس ترجمہ کو پڑھے گا تو یقیناً سوچے گا کہ اگر قرآنِ مجید اردو میں اترا ہوتا تو یہ عبارت اس کے قریب تر ہوتی۔ اور جو فصاحتِ زبان سے آشنا ہو اسے کہنا پڑے گا کہ اس ترجمہ میں زبان و بیان کی بلاغت اعجاز کی سرحدوں کو چھوتی معلوم ہوتی ہے۔ (ص ۱۰ محاسن کنزالایمان طبع ششم مرکزی مجلس رضا لاہور)

جماعت اسلامی ہند کا ترجمان ماہنامہ ''الحسنات'' رام پور لکھتا ہے۔

فقہ میں المختار اور فتاویٰ رضویہ کے علاوہ ایک اور علمی کارنامہ ترجمہ قرآن مجید ہے۔ جو ۱۹۱۱ء بمطابق ۱۳۳۰ھ میں کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے منظر عام پر آیا اور جس کے حواشی خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے نام سے مولوی نعیم الدین مرادآبادی نے تحریر فرمائے۔

یہ ترجمہ اس حیثیت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ جن چند آیات قرآنی کے ترجمے میں ذرا سی بے احتیاطی سے حق جلّ مجدہٗ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں بے ادبی کا شائبہ نظر آتا ہے۔ احمد رضا خان نے ان کے بارے میں خاص احتیاط برتی ہے۔ (۵۴۔۵۵ شخصیات نمبر سالانہ ۱۹۷۹ء)

اتنا جامع اور عظیم الشان ترجمہ کس طرح اور کیسے مکمل ہوا، اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

''صدرالشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰحضرت سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی۔

آپ نے وعدہ فرما لیا لیکن دوسرے مشاغلِ دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی۔ جب حضرت صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰحضرت نے فرمایا۔ چونکہ ترجمہ کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے۔ اس لئے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ایک دن کاغذ، قلم اور دوات لے کر اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہوگیا۔

ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰحضرت زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ اس کو لکھتے رہتے۔ لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر ولغت کو ملاحظہ فرماتے۔ بعدہٗ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے۔ بلکہ آپ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن مجید روانی سے پڑھتا جاتا ہے۔

پھر جب حضرت صدر الشریعہ اور دیگر علمائے حاضرین اعلیٰحضرت کے ترجمے کا کتب تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰحضرت کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق ہے۔ (سوانح اعلیٰحضرت، ص ۲۷۴، ۲۷۵)

آپ نے قرآن حکیم کی کوئی مستقل تفسیر نہیں لکھی مگر بعض اہم تفاسیر پر آپ کے جو غیر مطبوعہ محققانہ حواشی ہیں اگر وہ اہل علم کے سامنے آجائیں اور نگاہِ بصیرت سے ان کا مطالعہ کیا جائے تو اس فن میں بھی آپ کے تجر اور مہارت تامہ کا نہایت آسانی سے ہر صاحبِ علم انسان اعتراف کرے گا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی (تلمیذ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی) بن حضرت مولانا فضل رسول بدایونی (تلمیذ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) کے عرس مبارک میں ایک بار آپ تشریف لے گئے۔ وہاں ۹ بجے صبح سے ۳ بجے تک کامل چھ گھنٹے سورۂ والضحیٰ پر تقریب کی اور فرمایا اس سورۂ مبارکہ کی کچھ آیات کی تفسیر (۸۰) اسّی جز لکھ کر چھوڑ دیا ہے کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن حکیم کی تفسیر لکھ سکوں۔ (حیات اعلیٰحضرت جلد اول۔ ص ۹۷)

عرض ناشر

ہم نے "القرآن الکریم (ترجمہ) کنز الایمان" کی اس جزو کو طباعت کے جدید ترین تقاضوں کے مطابق خوبصورت اور جاذب نظر بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس متن کی تصحیح میں بھی اتنی ہی محنت کی ہے جتنی کسی انسان سے ممکن ہے۔ اس کے باوجود اس کے متن میں کسی نوعیت کی کوئی خامی، کمی یا غلطی نظر آئے تو اس تقاضائے بشریت سمجھتے ہوئے درگزر سے کام لیجئے اور ہمیں مطلع فرمایئے تاکہ آئندہ طباعت میں اس کی اصلاح کردی جائے۔ (ادارہ)

تعارف آسان کنز الایمان

قرآن عظیم علم و معرفت کا ایک عظیم و لاثانی اور لافانی خزانہ ہے جو رحمٰن و رحیم پروردگار نے اپنے بندوں کی نفع و ہدایت کے لئے اپنے کلام کی صورت میں نازل فرمایا اور پھر ایک وقت آیا کہ کتابی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں آیا۔

اس کتابِ الٰہی کی شانِ عظمت محتاج بیان نہیں، ہر ذی شعور جانتا ہے کہ اس کتابِ الٰہی کو پڑھنا، سمجھنا اس پر عمل کرنا اور اس کا پیغام دوسروں کو پہنچانا، یہ سب کچھ دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن عظیم کے نازل ہونے سے لے کر اب تک دنیائے اسلام کے اصحاب علم نے اس کی ترویج و اشاعت کی عظیم خدمت کو اپنا دین و ایمان سمجھا اور ہر دور میں وہ اصحابِ علم گزرے جنہوں نے اپنے علم و تحقیق کے مطابق اس کے تراجم فرمائے اور اس کتابِ الٰہی میں موجود علوم و معرفت، رشد و ہدایت کے جام طلب علم کے پیاسوں، میخانۂ عرفاں کے متوالوں، حق کے طلبگاروں کو بھر بھر کر پلائے۔ جن نفوس قدسیہ نے قرآن پاک کی اس عظیم خدمت کو اپنے لئے باعثِ عزت و سعادت سمجھا ان میں سے ایک جگمگاتا نور برساتا نام ''امام اہلسنت مجدد دین وملت پروانۂ شمع رسالت، ہرسنی کے آقائے نعمت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کا ہے جن کا شہرہ آفاق ترجمہ قرآن بنام کنز الایمان آسمانِ سنیت پر آفتاب بن کر اپنی تجلیات سے شمع علم کے پروانوں کو فیض پہنچا رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' لفظی و بامحاورہ ترجمہ کا حسین امتزاج ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسے لغت کی مطابقت سے بھی مزین کیا گیا ہے اس ترجمۂ قرآن میں قرآنی حقائق و معارف کے اسرار و رموز کو ضروریاتِ دین و احادیثِ مبارکہ، اقوال آئمہ کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے سلیس انداز میں اہل بصیرت پر واضح کیا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ بارگاہِ الوہیت کے تقدس اور احترام نبوت کی کماحقہ، پاسداری بھی کی گئی ہے۔ الغرض اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' ایسا مکمل و جامع ترجمہ قرآن ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اب مزید کسی ترجمہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ مگر یہ بات بھی اپنی جگہ حق ہے کہ زبان کوئی بھی ہو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے طرز معاشرت کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ زبان کی تبدیلی بھی رونما ہوتی ہے اور وقت کی ضرورت اور تقاضوں کے تحت اس میں ترمیم کی حاجت درپیش ہوتی ہے تاکہ اپنے مؤقف کو دوسروں تک بہ آسانی پہنچایا و سمجھایا جا سکے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک دور میں جو اردو بولی جاتی تھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تقریباً سو سال سے زائد کا سفر طے کرنے کے بعد اس میں موجود بہت سے الفاظ و محاورے و استعارے اپنے معنی و لغت کے اعتبار سے متروک ہو چکے ہیں۔

اہل علم حضرات کے لئے تو یہ مبارک ترجمہ قرآن کنز الایمان سمجھنا کچھ دشوار نہیں مگر عوام الناس کے فہم و شعور کے لحاظ سے اب اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جانے لگی کہ اس مبارک ترجمہ کو آج کی بولی جانے والی اردو زبان میں مزید

آسان اور عام فہم کر دیا جائے تا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بے مثل ترجمہ قرآن کنز الایمان کا فیض عام طبقے میں بھی عام ہو سکے۔

چنانچہ اس حقیر پُر تقصیر نے بعض احباب کی اس طرف توجہ دلانے پر اس عظیم خدمت کو انجام دینے کی جرأت اختیار کی اور اللہ عزوجل کے خاص فضل اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کرم اور میرے مرشد کریم کی فیضان نظر سے یہ عظیم خدمت پایۂ تکمیل کو پہنچی اور یوں ترجمۂ قرآن بنام ''آسان کنز الایمان'' آج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس ترجمۂ قرآن ''آسان کنزالایمان'' میں جو کچھ بھی خوبیاں پائیں بلاشک وشبہ وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی وہ فیض ہے جو میرے مرشد کریم کی خاص نظر کرم کے ذریعے اس ترجمہ کو حاصل ہوئیں۔اور اس ترجمۂ قرآن میں جو کچھ خامیاں وکوتاہیاں سامنے آئیں وہ یقیناً اس حقیر پر تقصیر کی کم علمی وکم فہمی کا شاخسانہ ہیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب لبیب میرے رؤف ورحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے اور اپنے پیاروں کے صدقہ وطفیل سے اس ترجمۂ قرآن ''آسان کنز الایمان'' کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرما کر اس کی ضیاء باریوں سے اپنے بندوں کے قلب وذہن، فکر ونظر کو منور فرمائے اور اس حقیر پر تقصیر کے لئے ذریعہ نجات بنا کر دنیا وآخرت، قبر وحشر کو جگمگائے۔

طالب دعا

ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی

مختصر تعارف صدر الافاضل

مراد آباد کی وجہ تسمیہ:

ہندوستان ایشیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔اتر پردیش اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے اس صوبہ میں پانچ اضلاع پر مشتمل ''روہیل کھنڈ'' ایک مردم خیز علاقہ ہے۔حافظ رحمت اللہ خاں روہیلہ (متوفی ۱۷۷۴ء) نے اس علاقہ کو فتح کیا اسی وجہ سے اس علاقہ کو ''روہیل کھنڈ'' کہا جاتا ہے۔مراد آباد اسی روہیل کھنڈ کا ایک مشہور صنعتی شہر ہے۔شہنشاہ اعظم شاہجہاں کے بیٹے شہزادہ مراد کے نام پر رستم خاں نامی جرنیل نے اس بستی کا نام ''مراد آباد'' رکھا تھا۔

مغل تاجدار محی الدین اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے دورحکومت میں ایران کے شہر مشہد (جہاں اب بھی اہلسنت کی اکثریت اور سادات کی کثرت ہے۔) سے کچھ ارباب فضل وکمال (صدرالافاضل کے آباء و اجداد) ہندوستان آئے انہیں گوناں گوں صلاحیتوں کے سبب بڑی بڑی جاگیریں عطا کی گئیں۔اور قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔اسی خانوادے میں حضرت علامہ مولانا معین الدین صاحب نزہتؔ کے گھر ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں ایک ہونہار سعادتمند بچے کی ولادت ہوئی، فیروزمندی اور اقبال کے آثار اس کی پیشانی سے ہویدا تھے۔وہی بچہ بڑا ہو کر دنیائے سنیت کا عظیم رہنما آسمان سیاست کا نیر اعظم دنیائے فضل وکمال کا صدرالافاضل اور دنیائے درس وتدریس کا استاذ العلما، نیز میدان شعر وسخن میں نعیم الدین مراد آبادی کے نام سے جانا پہچانا گیا۔مزید براں تدبر تفکر، دیدہ وری، دانشوری علمی جاہ وحشم، شرافت نفس، نیک نیتی، سادگی، اتباع شریعت، زہد واتقا، ادب پروری، سخن سنجی سیاسی بصیرت حق گوئی وراست بازی، جرأت وبے باکی اور دین حق کی حفاظت واشاعتی سرگرمیوں کے ذکر سے صدالافاضل کی شخصیت آراستہ و پیراستہ نظر آتی ہے۔ان کے دربار میں اپنوں اور بے گانوں کی کوئی تمیز نہیں تھی، سواد اعظم میں ان کی حیثیت فخر الامم کی سی تھی مگر اس کے باوجود نہ تو کوئی طنطنہ تھا اور نہ ہی (غیر معقول) کوئی رعب ودبدبہ۔ہاں اگر جاہ جلال تھا تو علم کا، حسن و جمال تھا تو عرفان کا، دبدبہ تھا تو ذہانت کا اور رعب تھا تو نکتہ رسی کا، فالحمدللہ رب العالمین۔

حضرت صدرالافاضل کے والد ماجد حضرت مولانا سید معین الدین نزہتؔ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کئی فرزندوں کو اپنے ہاتھوں سے کم سنی کے عالم میں سپرد خاک کر چکے تھے اس لئے انہوں نے صدرالافاضل کی ولایت باسعادت پر بارگاہ قاضی الحاجات میں یہ نذر مانی تھی کہ اگر میرے بچے کو عمر طبعی عطا ہوئی تو میں اسے جہاد کے لئے پیش کروں گا۔

حضور صدرالافاضل اس پر آشوب دور میں جبکہ دیوبندی مکتبہ فکر کے لوگ آپ کی جان لینے پر تلے ہوئے تھے اس دل ہلا دینے والے ماحول میں ہندو مسلم اتحاد (اہل ہنود کے ساتھ اسلامی موالات) کی زبان وقلم سے مخالفت کر کے اپنے والد ماجد کے نذر کی تکمیل کر رہے تھے۔کسی تقریر میں برسرمجمع ایک شرپسند وہابی ننگی تلوار لیکر کھڑا ہو گیا کہ میں انہیں

(صدرالافاضل کو) قتل کر کے ہی رہوں گا۔ جب اس کی خبر والد ماجد کو ملی تو آپ نے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار یوں فرمایا۔

یا الٰہی بے خطا ہے جرم ہے میرا پسر — دشمنی رکھتے ہیں اس سے شہر والے فتنہ گر

تو برائے احمد مختار و بوبکر و عمر — دشمناں را دوست گرداں دوستاں را دوست تر

علما دیوبندیہ وہابیہ کی مسلسل سازشوں کے باوجود صدالافاضل ہمت نہ ہارے اور دشمنوں کی ہزار دشمنی کے باوجود احقاق حق و ابطال باطل کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہے اور ہر اس مسئلہ کے خلاف میدان میں آکر نعرہ جہاد اور علم بغاوت بلند کرتے رہے جس سے اسلام کا وقار مجروح ہوتا ہوا نظر آیا۔ (انتہی کلام الدکتور)

(مستفاد از مضمون جناب ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم بحوالہ'' تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدرالافاضل)

مرتبہ مولانا نور محمد نعیمی صاحب

خاور ہند کا رخشندہ آفتاب

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کی ولایت طیبہ ماہ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ میں ہوئی، جب آپ چار سال کے ہوئے تو آپ کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا سید محمد معین الدین صاحب نزہت علیہ الرحمۃ والرضوان نے انتہائی تزک و احتشام اور بڑے دھوم دھام سے ''بسم اللہ خوانی'' کی پاکیزہ رسم ادا فرمائی۔ چند ہی مہینے میں حضرت حافظ سید نبی حسین صاحب علیہ الرحمہ نے قرآن کریم کا ناظرہ ختم کرا کے حفظ شروع کرا دیا۔ ساتھ ہی اردو کی تعلیم بھی چلتی رہی۔ چنانچہ آٹھ سال کی عمر میں حضرت حافظ سید نبی حسین صاحب اور حافظ حفیظ الرحمن صاحب علیہما الرحمہ سے قرآن مجید کا حفظ مکمل کر لیا۔ ساتھ ہی ساتھ اردو ادب اور اردوئے معلّٰی میں بھی اچھی خاصی لیاقت پیدا ہوگئی، اور آپ کی تو پرورش ہی تہذیب و ادب کے گہوارے میں ہوئی والد محترم حضرت علامہ مولانا سید محمد معین الدین صاحب نزہت علیہ الرحمہ علم و فضل کے آفتاب، دادا حضرت علامہ مولانا سید محمد امین الدین صاحب راسخ علیہ الرحمہ فضل و کمال کے نیر تاباں، پردادا حضرت مولانا کریم الدین صاحب آزاد علیہ الرحمہ استاذ الشعراء و افتخار الادباء تھے۔ جن کی آغوش تربیت نے آپ کو تہذیب و ادب کا چمکتا ہوا سورج بنا دیا تھا۔ طبیعت میں جولانی اور افتاد تو پیدائشی تھی ہم عمر بچوں میں آپ یگانہ شمار کئے جاتے تھے۔

ذہانت و فطانت

جودتِ طبع میں آپ اتنے بلند تھے کہ آٹھ سال کی عمر شریف میں قرآن کریم حفظ کر کے فارسی میں بھی کافی دسترس حاصل کر لی تھی۔ قبل بلوغ تک ہر سال رمضان المبارک میں نوعمر بچوں کی جماعت کے ساتھ نفلوں میں پابندی سے ختم قرآن مجید پڑھا کرتے۔

درسِ نظامی

فارسی اور معتدبہ حصہ تک عربی کی تعلیم اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان سے حاصل فرمائی اور متوسطات تک علوم

درسیہ اورفن طب حضرت مولانا حکیم فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اس کے بعد خود حضرت مولانا فضل احمد صاحب علیہ الرحمہ ہی حضور صدر الا فاضل رضی اللہ عنہ کو لے کر ایک زبردست بزرگ فاضل قدرۃ الفضل، زبدۃ العلماء شیخ الکل حضرت علامہ مولانا سید محمد گل صاحب کابلی مہتمم مدرسہ امدادیہ مراد آباد کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے۔اور عرض کیا حضور! صاحبزادے صاحب انتہائی ذکی وفہیم ہیں، ملاحسن تک پڑھ چکے ہیں میری دلی خواہش ہے کہ بقیہ درس نظامی کی تکمیل حضرت کی خدمت میں رہ کر کریں۔حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صدر الا فاضل کی پیشانی پر ایک نظر ڈالی اور فوراً بلا کم وکاست قبول فرما کر اظہار مسرت فرمایا۔

زمانہ تحصیل علم کے بے شمار علمی مباحث ہیں،فکر کی جودت وذہانت نے ہمعصروں کے دلوں پر علم کا سکہ جما دیا تھا۔ بار ہا علمی مذاکروں میں ہم چشموں پر غالب وفائق رہے۔

چودہ سال کی عمر میں ایک مرتبہ ہم جماعت طلباء میں فارسی ادب میں مقابلہ ہوا۔دفتر ابوالفضل کو سامنے رکھ کر طے ہوا کہ ہر ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی اپنی انشاء کے جوہر دکھائے۔چنانچہ سبھی ہم جماعت طلباء مضمون لکھ کر لائے۔ مضامین جب پڑھے گئے تو سب نے یک زبان ہوکر اپنے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا مکتوب گرامی قدر دفتر ابوالفضل کے ہم دوش وہم مثل ہے اسی طرح دیگر علمی مذاکروں میں آپ ہمیشہ غالب رہے۔اس قسم کے مذاکرے اور مکالمے ہم سبق بچوں اور منتہی طلباء سے بھی اکثر مدرسے میں ہوا کرتے تھے۔مگر غلبہ آپ کو ہی حاصل رہتا تھا۔

مراد آباد میں حضور صدر الا فاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ محترم شیخ الکل حضرت علامہ مولانا محمد گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام چلنے والا مدرسہ امدادیہ (جس میں حضور صدر الا فاضل تعلیم حاصل کرتے تھے) کی دیوار کے نیچے بالکل متصل دیوبند ثانی جس کو مدرسہ شاہی مسجد کہا جاتا تھا۔دارالعلوم دیوبند پر قابض ہوجانے کے بعد مولوی قاسم نانوتوی نے اسی کے ساتھ ہی اس مدرسہ شاہی مسجد کو قائم کیا تھا جو بہت حد تک مراد آباد اور اس کے اطراف واکناف میں دیوبندیت وہابیت کی نشر گاہ تھا۔حضور صدر الا فاضل بزمانہ طالب علمی کبھی کبھی مدرسہ شاہی مسجد میں تشریف لے جاتے اور اسباق کی سماعت فرماتے ہوئے ایسے ایسے اعتراضات لاتے کہ مدرسہ شاہی مسجد کے اساتذہ حیران ہو کر تحسین وآفرین فرماتے مگر خجالت وشرمندگی ان کے چہروں پر صاف نظر آتی تھی۔

بعض موقعوں پر مدرسہ شاہی مسجد کے اساتذہ کہا کرتے تھے کہ اس نوعمر بچے کے آنے سے ہمارا نظام اسباق درہم برہم ہوگیا ہے۔اور اس کی علمی ذہانت سے لاجواب ہونا ہمارے علمی وقار کو ٹھیس لگتا ہے لہٰذا کہنے لگے کہ میاں درمیان اسباق مت آیا کرو تمہارا اپنا مدرسہ ہے۔تم اپنے مدرسہ میں رہو یہاں کیا ضرورت ہے؟ ذالك فضل الله

اسی طرح مراد آباد کے صدر مقام کمیٹی چوک میں ایک چبوترہ تھا جس پر شام کے وقت کبھی کوئی پادری، کبھی کوئی آریہ سماجی، کبھی کوئی سناتن دھرمی، کبھی کوئی غیر مقلد کبھی کوئی وہابی دیوبندی وغیرہ میں سے کھڑا ہوجاتا اور اپنے خیالات کا اظہار کرتا اپنے دھرم مذہب کی باتیں کرتا۔حضرت صدر الا فاضل بلا جھجک وبے خوف اپنی نوعمری اور طالب علمی کے زمانہ میں ان سے

(مذکورہ مذاہب میں سے بھی جو بھی ہوتا) بحث ومباحثہ شروع کر دیتے اور اس سے خوب خوب مقابلہ کرتے اور اس کے باطل خیالات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیتے تھے۔

زمانہ طالب علمی ہی میں آپ نے بہت سارے مناظرے فرمائے انہیں میں ایک یہ بھی ہے کہ مراد آباد محلہ گل شہید میں قبرستان سے قریب ایک آریہ روزانہ آکر لوگوں کو فاتحہ اور ایصال ثواب سے روکتا تھا کتنے جاہل تو اس کی باتوں میں آبھی جاتے تھے۔ حضرت نے فرمایا حاجی صاحب! چلو چلتے ہیں دیکھیں کون ہے اور کیا کرتا ہے۔ چنانچہ دونوں حضرات قبرستان پہونچے اور فاتحہ پڑھی حسبِ عادت اس نے حضرت صدالافاضل کو بھی بلایا، اور جس طرح لوگوں کو بہکانے کے لئے تقریر کرتا تھا حضرت سے بھی وہی تقریر کرنے لگا۔ حضرت نے پہلے روح سے متعلق اس سے سوال فرمایا وہ لاجواب ہوکر گھبرا اٹھا۔ پھر حضرت نے تناسخ (آواگون) کے باطل ہونے پر متعدد دلیلیں قائم فرمائیں۔ وہ حیران ہوکر کہنے لگا کہ میں نے آج تک کوئی ایسا محقق فلسفی نہیں دیکھا اور عرض گزار ہوا کہ میاں صاحبزادے صاحب میری تسلی ہوگئی اب میں کسی کو فاتحہ سے منع نہیں کروں گا۔

فراغت

استاذ الاساتذہ شیخ الکل حضرت علامہ مولانا سید محمد گل قادری رحمۃ اللہ علیہ سے منطق فلسفہ ریاضی اقلیدس، توقیت وہیئت جفر عربی بحروف غیر منقوطہ تفسیر حدیث اور فقہ فرائض وغیرہا۔ بہت سے مروجہ درس نظامی اور غیر درس نظامی علوم وفنون بھی تفویض ہوئیں۔ زندگی کی بیسویں بہار ہم آغوش تھی، مراد آباد کی مراد برآئی مدرسہ امدادیہ دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ علماء و مشائخ رونق افروز تھے کہ ایک چمکتا ہوا تاج استاد محترم نے دستار کی شکل میں اپنے چہیتے تلمیذ خوش تمیز (صدالافاضل) کے سر پر رکھتے ہوئے ایک تابندہ و درخشندہ سند فراغت ہاتھ میں عطا فرما کر اپنے بغل مسند تدریس وارشاد پر بٹھا دیا یہ رسم دستار فضیلت ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۳ء کو ادا ہوئی۔ اسی وقت آپ کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا سید محمد معین الدین صاحب نزہت علیہ الرحمہ نے بہجت وسرور میں ڈوبکر ایک قطعہ ارشاد فرمایا جس سے مادۂ سنہ فراغت نکلتا ہے۔

ہے میرے پسر کو طلباء پر وہ فضیلت ۔۔۔ سیاروں میں رکھتا ہے جو مریخ فضیلت
نزہت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے ۔۔۔ دستار فضیلت کی ہے تاریخ ''فضیلت''

۱۳۲۰ھ

حضرت صدرالافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے، حافظہ بڑا عمدہ پایا تھا جس کے سبب بعد فراغت ہی کئی علوم وفنون میں ان کی بالادستی مسلم ہوگئی تھی۔ چنانچہ علم وفضل میں یکتا سے روزگار ہوکر قوم کے سامنے آئے۔

اعلیٰ حضرت سے پہلی ملاقات

جودھ پور کا ایک مولوی انتہائی دریدہ دہن گستاخ قلم وہابی تھا جو سامنے تو نہیں آتا مگر اخبار ورسائل میں سنی عالموں کے مضامین کے رد میں مقالے لکھا کرتا تھا۔ اور اس میں اپنے خبث باطن کا اظہار خوب خوب کیا کرتا تھا گویا وہابیوں کا وہ شتر بے

مہار تھا۔اس وقت اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کا آفتاب علم وفضل نصف النہار پر چمک رہا تھا۔قسمت کا مارا خباثت کا ہرکارہ جودھ پوری وہابی مولوی کو اعلیٰ حضرت کا فضل وکمال ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا چنانچہ شیطان نے قلم پکڑایا اور اس نے شرف تلمند کا حق ادا کرتے ہوئے اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک نہایت نامعقول ذلالت ورزالت سے بھرپور مضمون لکھ کر ''نظام الملک اخبار'' میں شائع کرادیا۔حلقۂ اہلسنت میں اضطراب پیدا ہوگیا۔چنانچہ ضیغمِ صحرائے ملت تاجدار اہلسنت استاذ العلماء سند الفضلا،حضور سیدی صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے جودھ پوری مولوی کی تحریر کا نہایت شوخ و طرار دندان شکن اور مسکت جواب قلمبند فرما کر اسی اخبار نظام الملک میں شائع فرمایا۔زمانہ گواہ ہے کہ پھر اسے ایسی دلخراش تحریر کی توفیق کبھی نہ ہوسکی جس میں اعلیٰحضرت کی بے ادبی ہو۔

جب اس بے ادب مضمون اور باادب جواب کی اطلاع لوگوں نے اعلیٰحضرت کو دی اور خود نظام الملک اخبار حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کو اعلیٰحضرت نے خود بہ نفس نفیس ملاحظہ فرمایا تو دل میں حضور صدر الافاضل کی محبت کا دریا موجیں مارنے لگا اور حضور سیدی صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلیٰحضرت نے بڑی بڑی حسرت دیدار اور محبت بیقرار کے ساتھ بریلی شریف تشریف ارزانی کی خواہش ظاہر فرمائی۔چنانچہ اعلیٰحضرت کی طلب پر حضور صدر الافاضل بریلی شریف امام اہلسنت کی بارگاہ میں تشریف لے گئے،اعلیٰحضرت نے اہلسنت کے موقف کی تائید پر بے پناہ دعائیں دیں اور انتہائی شفقت ومحبت سے نوازا۔

واضح رہے کہ اعلیٰحضرت سے پہلی ملاقات اور یہ واقعہ مدرسہ امدادیہ مراد آباد سے فراغت کے فوراً بعد کا ہے۔

الکلمۃ العلیا اور اعلیٰحضرت کا مطالعہ

حضور صدر الافاضل کے فراغت کا زمانہ فکر کی نشر واشاعت کا دور دورہ تھا۔اور جب سے مولوی قاسم نانوتوی نے مراد آباد میں مدرسہ شاہی مسجد کی بنیاد ڈالی تھی ''جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے'' تب سے تو دیوبند اور مراد آباد کنفس واحدہ ہوگئے۔ وہابی گلی کوچوں میں بحث مباحثہ کرتے پھررہے تھے۔لازمی مراد آباد بھی ان کے نظریات کی آماجگاہ ہونا چاہئے تھا ایک صدر الافاضل کی ذات تھی خواہ طالب علمی کا دور ہو یا فراغت کا ہرمحاذ پر پہونچ کر احقاق حق وابطال باطل فرماتے تھے اور دلائل وبراہین سے بھرپور ایسی ایسی بحثیں فرماتے کہ وہابیوں کے لاف وگزاف کے تاروپود بکھر جاتے تھے اسی زمانۂ فراغت میں ہی آپ نے علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک کتاب کی طرح ڈال دی۔ادھر فراغت ہوئی ادھر کتاب مکمل ہوگئی،جو علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی اور جامع کتاب ہے جس کا نام ''الکلمۃ العلیا لاعلار علم المصطفےٰ'' ہے جس کا جواب وہابی آج تک نہ دے سکے اور نہ ہی قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ دے سکیں گے۔

جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مراد آباد میں ایک بزرگ ان پڑھ تھے لیکن مذہبی تبلیغ میں گنجینۂ معلومات تھے۔ان کا نام حاجی ملا محمد اشرف شاذلی تھا۔حاجی صاحب موصوف حضرت صدر الافاضل سے غایت درجہ محبت وشفقت فرماتے تھے۔جب حاجی صاحب نے یہ کتاب سنی تو بے حد خوش ہوئے۔اور بریلی شریف حاضر ہوکر اعلیٰحضرت امام احمد رضا کی خدمت میں

کتاب ''الکلمۃ العلیاء'' پیش کی اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے عالمانہ فاضلانہ اور مجددانہ نقطۂ نظر سے انتہائی دقیق و عمیق نگاہ سے مطالعہ فرمایا اور ارشاد فرمایا ماشاء اللہ بڑی کارآمد اور عمدہ کتاب ہے۔ عبارت شگفتہ مضامین دلائل سے بھرے ہوئے یہ نو عمری اور اتنے احسن براہین کے ساتھ اتنی بلند پایہ کتاب مولانا موصوف کے ہونہار ہونے پر دال ہے۔ آپ نے ملاقات کی خواہش ظاہر فرمائی اور حضرت صدر الافاضل حضرت حاجی ملا محمد اشرف شاذلی مرحوم کے ہمراہ بریلی شریف حاضر ہوگئے پھر تو سلسلہ اتنا بڑھا کہ نہ تو اعلیٰحضرت کو ان کے بغیر چین تھا اور نہ صدر الافاضل کو اعلیٰحضرت کے دیدار کے بغیر سکون۔ اعلیٰحضرت کے آستانہ کے سفر کے لئے حضرت صدر الافاضل کا بستر گھر پر کبھی کھلا ہی نہیں۔ ایک بستر بریلی شریف کے سفر کے لئے خاص تھا جو تمام تر تیاریوں کے ساتھ خاص طور پر بندھا رہتا تھا اس لئے کہ ہر پیر اور جمعرات کو اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضری لازمی ہوا کرتی تھی۔ یہ جب ہوتا تھا کہ جب آپ مرادآباد تشریف فرما ہوتے تھے۔ یہ رشتۂ محبت و مودّت اس قدر مضبوط ہوگیا کہ اعلیٰ حضرت نے صدر الافاضل قدس سرہ کو اپنا معتمد اور اپنے کاموں کا مختار کل بنا دیا۔ یہی وجہ تھی کہ اگر صدر الافاضل نے اعلیٰحضرت سے کسی مضمون یا کچھ عبارتوں میں ترمیم و تنسیخ یا حذف و استرداد کی گزارش فرمائی تو فوراً اعلیٰحضرت نے منظور فرما کر صدر الافاضل کی منشاء کے مطابق کر دیا جس کا قدرے تفصیل ذکر آگے آرہا ہے۔

پروفیسر اشتیاق طالب صاحب (کراچی پاکستان) کا مضمون صدر الافاضل کی سیاسی بصیرت جس کو رضا اکیڈمی پاکستان نے شائع کیا ہے بحوالہ ''تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل مرتبہ مولانا نور محمد نعیمی'' میرے مذکورہ بالا مضمون پر شاہد عدل ہے۔ پروفیسر طالب صاحب رقمطراز ہیں۔

''یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ صدر الافاضل نہ تو فاضل بریلوی کے مرید تھے اور نہ ہی دست گرفتہ خلیفہ، لیکن یہ خصوصیت مولانا سید محمد نعیم الدین کو حاصل رہی کہ جہاں فاضل بریلوی اپنی شرعی ذمہ داریوں کی وجہ سے خود شرکت نہ فرماتے وہاں مولانا سید محمد نعیم الدین آپ کی نمائندگی کرتے۔''

حضرت صدر الافاضل نہ صرف خانوادۂ اعلیٰحضرت بلکہ برصغیر کے تمام معتبر خانوادوں میں قابلِ اعتماد شخصیت کی حیثیت سے رہے۔

بیعت وخلافت

حضرت شیخ شاہ جی محمد شیر میاں پیلی علیہ الرحمۃ والرضوان جو اپنے وقت کے ولی کامل اور قطبِ عصر تھے ان کی خدمت میں حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ پوری ارادت وعقیدت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ شاہ جی علیہ الرحمہ کے ارشاد اور اشارے پر اپنے ہی استاذ گرامی حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد گل صاحب رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔ حضرت شیخ الکل نے اپنے لائق و فائق تلمیذ رشید کو چاروں سلسلوں اور جملہ اوراد و وظائف ذکر و اذکار افکار و اشغال کی اجازت عطا فرما کر ماذون و مجاز بنا دیا اس کے بعد غوث وقت قطبِ دوراں اعلیٰحضرت شیخ المشائخ حضرت سید شاہ سید علی حسین صاحب اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھوچھوی نے بھی خلافت واجازت

سے سرفراز فرمایا۔حضرت صدرالافاضل نے حضرت شیخ المشائخ کی شان میں ایک منقبت بھی لکھی ہے جس کا ایک شعر یوں ہے۔

''راز وحدت کھلے نعیم الدین اشرفی کا یہ فیض ہے تجھ پر''

درس وتدریس

حضور صدرالافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مختلف دینی،علمی تبلیغی تحقیقی تصنیفی اور مناظرہ و مقابلہ نیز فرق باطلہ کے رد وابطال جیسی سرگرمیوں کے باوجود تاحیات درس وتدریس سے وابستہ رہے جس کی وجہ سے علماء وفضلا کی ایک بڑی مضبوط جماعت تیار ہوگئی اور الحمدللہ آپ کے مقصد حیات کی سب سے نمایاں یادگار ''جامعہ نعیمیہ مرادآباد'' سے ابتک تیار ہورہی ہے۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ تاقیام قیامت تیار ہوتی رہے گی۔آپ کے تدریس کا طریقہ انتہائی انوکھا تھا جس کی وجہ سے طلباء کے دل و دماغ پر آپ کا پورا درس نقش ہوجاتا تھا۔افہام وتفہیم میں آپ یکتائے روزگار تھے۔تفسیر، وحدیث،علم کلام،فقہ، واصول،نحو صرف،منطق وفلسفہ، ہیئت وریاضی، نجوم،علم التوقیت وعلم الفرائض غرضیکہ ہرقسم کے علوم وفنون میں ملکہ تامہ حاصل تھا بلکہ آپ امتیازی صلاحیتوں کے مالک تھے۔کسی فن کی کتاب ہو دوران درس وتدریس پرمغز مدلل تقاریر زبانی فرمایا کرتے تھے جس کتاب پر تقریر فرماتے تو یوں معلوم ہوتا جیسے خود حضرت ہی اس کے مصنف ہیں جو کتاب کی گہرائی اور اشارات و مالۂ و ماعلیہ سے وضاحت فرمارہے ہیں۔ بہرحال حضور صدرالافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تدریس میں ایسی بے مثال مہارت حاصل تھی کہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بقول حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ میں نے مدرس دو ہی دیکھے ایک صدرالشریعہ دوسرے صدرالافاضل فرق صرف اتنا تھا کہ صدرالشریعہ اس شعبے سے زیادہ وابستہ رہے اور حضرت صدر الافاضل ذراکم،تصنیفات میں درجنوں سے زیادہ کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔

(تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدرالافاضل)

فائدہ

''ذراکم'' کی وجہ یہ تھی کہ حضور صدرالافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تدریس کے علاوہ تبلیغی دورے،جلسوں میں شرکت وہابیہ دیابنہ،آریہ قادیانی، نیچری،اہلحدیث اور اہل قرآن وغیرہا فرقہائے باطلہ سے اکثر مناظرے کرکے شجر اسلام کی آبیاری گلشن سنیت کی حفاظت بھی کرنی پڑرہی تھی۔اتنے سارے مصروفیات کے باوجود تدریسی فرائض باحسن وجوہ انجام دیتے تھے جس کا اعتراف وقت کے قدرآور علماء کرام اور مفتیان عظام بھی کرتے ہیں۔

وظیفہ تدریس سے استغناء

دنیا بھر کے مدرسین چھوٹے ہوں یا بڑے عموماً تنخواہ دار ہوتے ہیں اور اپنی اپنی صلاحیتوں اور مناصب کے اعتبار سے مشاہرہ لیتے ہیں لیکن صدرالافاضل نے کبھی ایک پیسہ تنخواہ نہیں لیا اور اتنا بڑا مدرسہ جامعہ نعیمیہ بطور خود چلاتے تھے۔

طلاب کے خورد ونوش، مدرسین کی تنخواہ آپ ادا کرتے تھے۔ بقول سیدی بحر العلوم دام ظلہ حضرت کو دست غیب حاصل تھا۔

شان تدریس

تفسیر

تفسیر کا درس اتنا شاندار ہوتا تھا کہ طلباء کے علاوہ اگر وقت خالی رہتا تھا تو جامعہ نعیمیہ کے مدرسین بھی درس میں آ کر بیٹھتے تھے اور حضرت کی تقریر انتہائی غور وخوص سے سماعت کرتے۔ درس تفسیر میں خصوصیت سے تفسیر قرآن بالقرآن، تفسیر قرآن بالحدیث اسباب نزول، مفردات القرآن کی تشریح مفاہیم قرآن کی مثالوں سے وضاحت آیات متشابہات کی توجیہ و تنقیح ناسخ ومنسوخ کی وضاحت مکی و مدنی کی نشاندہی بظاہر آیات مباینات میں تطبیق بظاہر آیات واحادیث میں توفیق اقوال مفسرین میں ترجیح اصول دین اور عقائد اسلام کی تشریح مسائل ضرور یہ کا حسن استنباط واستخراج ظواہر آیات سے پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کا ازالہ، تفسیر قرآن آثار صحابہ سے، تفسیر قرآن دیگر کتب سماویہ سے نیز واقعات امم اور قصص اقوام کا تذکرہ وغیر ہا یہ مذکورہ بالا محررات حضور صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس تفسیر کے محاسن عظمیٰ ہیں۔ جو بوقت درس طلبہ فصیح وبلیغ زبان سے سننے کو پاتے تھے۔ گویا شرکاء درس درسگاہ میں بیٹھ کر امام رازی، امام خازن کی درساہ کا لطف اٹھاتے تھے۔

حدیث

علم حدیث میں تو آپ مشہور خاص و عام تھے۔ ملک کے تمام فضلا، معترف تھے کہ جس طرح حدیث کا درس آپ دیتے ہیں ان کے کانوں نے کبھی نہیں سنا ہے۔ حدیث کے مطالب و مفاہیم اس جامعیت کے ساتھ مختصر الفاظ میں بیان فرماتے کہ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا۔ بظاہر متناقص احادیث کو اس طرح سلجھاتے کہ سننے والے مطمئن ہو جاتے۔ حدیث کی شان ارشاد بیان فرما کر ایسی تقریر فرماتے کہ علم کا چشمہ ابلنے لگتا۔ راجح مرجوح روایتوں پر بھرپور کلام فرماتے۔ اختلافی حدیثوں میں تطبیق وتوفیق تو آپ کا حصہ خاص تھا۔ قابل کلام احادیث پر ایسی جرح وتعدیل فرماتے کہ غیر مقلدین اور اہلحدیث کے ہوش اڑ جاتے۔ علاوہ ازیں ان کے روزمرہ کے بدیہی اور مشہور ومعروف اعتراض کا شافی جواب دینے کے بعد اپنی طرف سے اعتراضات کی ایسی ایسی شقیں بیان فرماتے کہ وہابیوں کے باپ بھی نہ بیان کر پاتے اور پھر خود ہی اپنے نکالے ہوئے اعتراضات کے جواب بھی بیان فرما دیتے۔ اس طرح سے درس حدیث اس قدر دلچسپ ہو جاتا کہ طلباء درسگاہ سے ہشاش بشاش اٹھتے مزید براں اسماء الرجال اور اصول حدیث پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ دوران درس اسناد رواۃ اور مرفوع، مقطوع، موقوف ودیگر اصطلاحات حدیث برجستہ بیان فرماتے جس سے سبق کی تقریر اور مفاہیم ومطالب کے بیان میں چار چاند لگ جاتے۔

فقہ

فقہ کے جزئیات پر اس قدر گہری نظر تھی کہ دارالافتاء میں آئے فتاوے کے جوابات قلم برداشتہ تحریر فرماتے، بہت کم کتب فقہ اور متون جزئیات دیکھنے کی نوبت آتی تھی۔

ایک مرتبہ شہزادہ صدرالافاضل سیدی و مرشدی رہنمائے ملت حضرت علامہ حکیم سید اختصاص الدین صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان مجھ سے فرمانے لگے کہ جب حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کی کتاب بہار شریعت چھپ گئی تو حضرت نے مولانا محمد عمر صاحب نعیمی محدث پاکستان جو اس وقت فارغ ہو چکے تھے اور جامعہ کا اہتمام ان کے ذمہ تھا ان سے فرمایا کہ بہار شریعت کے ہر مسئلہ کے بعد کتاب کا نام لکھا ہوا ہے تم سارے مسائل کو ان کتابوں سے ملا ڈالو تا کہ تمہارے علم میں اضافہ ہو۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد عمر صاحب بہار شریعت کے مسائل کتابوں سے ملانے لگے مگر کہیں کہیں کوئی مسئلہ کتاب کے اس باب میں نہیں ملتا حضرت صدرالافاضل سے آکر ذکر کرتے تو حضرت فرماتے کہ اس مسئلہ کو کتاب کے فلاں باب میں دیکھو وہاں مل جائے گا۔ چنانچہ دیکھتے اور مسئلہ مل جاتا معلوم ہوا کہ حضور صدرالافاضل کو تمام متون فقہ مستحضر تھے۔

دوران تدریس فقہ کی کتابیں ایسی پڑھاتے تھے جیسے انہیں کی لکھی ہوئی ہے۔ مختلف فیہ مسائل میں ایسا کلام فرماتے کہ امام اعظم کے مسلک کی پوری طرح سے تائید و تنقیح ہو جاتی۔ تقریر ایسی شستہ ہوتی کہ ائمہ ثلاثہ میں سے کسی کی اہانت کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا اور مسلک امام اعظم روشن ہو جاتا۔ بہرکیف فقہ میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا فالحمدللہ رب العالمین۔

توقیت و ہیئت

علم ہیئت و نجوم میں حضور صدرالافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خداداد مہارت تامہ حاصل تھی اس کے درس میں آپ امتیازی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ دوران تعلیم ااپ گردش افلاک اور حرکت کواکب و نجوم کے لئے تمثیلات ایسے دلکش انداز میں بیان فرماتے کہ طلباء محسوس کرنے لگتے تھے گویا وہ اجرام فلکیہ کی سیر کر رہے ہیں۔ اور چشم سر سے اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ آپ نے متعدد کرّۂ فلکی تیار کرائے تھے جس میں سبع ثوابت اور سیارگاں کو ہر کرۂ فلک میں یکساں طور پر چاندی کے نقطوں سے واضح کیا تھا جب آپ ہیئت کا سبق پڑھاتے تو وہ کرّۂ سامنے رکھتے تھے اور طلباء کو پڑھاتے پڑھاتے انہیں آسمان کی طرف دیکھنے سے بے نیاز کو دیتے تھے ایسا لگتا تھا کہ آسمان زمین پر چلا آیا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آسمانی کرہ سامنے رکھتے تھے اور طلباء کو پڑھاتے پڑھاتے انہیں آسمان کی طرف دیکھنے سے بے نیاز کر دیتے تھے ایسا لگتا تھا کہ آسمان زمین پر چلا آرہا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آسمانی کرۂ جات آپ کی خاص یادگاروں میں سے ہے اور کتابوں کی طرح یہ بھی آپ کی تصیفات سے ایک عظیم الشان تصنیف ہے اس فن کے علماء اگر یہ اعتراف کریں تو حس بجانب ہوں گے کہ اتنا جامع اور کامل کرّۂ فلک نہ دیکھنے میں آیا اور نہ ہی سننے میں۔ اس سے صدرالافاضل کی عظیم شخصیت اور بے مثل استاد ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

فائدہ

شہزادہ صدرالافاضل حضور رہنمائے ملت حضرت علامہ سید اختصاص الدین علیہ الرحمۃ والرضوان نے متعدد بار یہ بات دہرائی ہے (بدورۂ تلشی پور) کہ ایک کرۂ فلک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ گیا ہے اور ایک کرۂ جامعہ اشرفیہ مبارکپور گیا ہے اور ایک جامعہ عتیقیہ انوارالعلوم تلشی پور میں تھی۔ (جس کو راقم الحروف نے خود دیکھا ہے) ایک مولانا نذیرالاکرم صاحب کے کتب خانہ میں تھا۔ ایک حضور رہنمائے ملت علیہ الرحمہ کے حجرے میں رکھا رہتا تھا۔ اور دو کرہ جامعہ نعیمیہ میں تھے جن کو ۱۹۶۰ء دوران ملازمت مدرسہ اکرم العلوم مرادآباد راقم الحروف نے دیکھے ہیں۔ اور کتنے پاکستان چلے گئے اور کتنے چوروں نے چرالئے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

دارالافتاء

اعلیٰحضرت مجدددین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے بعد حضور سیدنا صدرالافاضل رضی اللہ عنہ کا دارالافتاء ایک جامع شان کا تھا اور لطف کی بات ہے کہ آپ کے دارالافتاء میں نہ کوئی نائب تھا اور نہ ہی آپ دارالافتاء کے لئے نائب رکھتے تھے سارے فتوں کے جوابات آپ بدست خود دیا کرتے تھے۔ ہندو بیرون ہند نیز مرادآباد کے اطراف و اکناف سے بے شمار استفتے اور استفسارات آتے تھے اور حضرت قدس سرہ العزیز باوجود بہت سارے مصروفیات سے اسپر مستزاد بلاناغہ بالالتزام تدریسی خدمات، آئے ہوئے استفتوں کے جوابات تحریر فرماکر مستفیتوں کے پاس روانہ فرمادیا کرتے تھے۔ بفضلہٖ اللہ الکریم فقہ کے جزیات اسقدر مستحضر تھے کہ فتنوں کے جوابات لکھنے کے لئے کتبہائے فقہ بہت کم دیکھا کرتے تھے اور قلم برداشتہ جواب تحریر فرماکر دیدیا کرتے تھے۔ اور آپ کی مشغولیات اسقدر تھیں کہ کتاب دیکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

حضور رہنمائے ملت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میراث وفرائض کے فتوے کثرت سے آتے رہتے تھے مگر حضرت کو جواب لکھنے کے لیے کبھی کتاب دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آج تو ایک بطن، دوبطن، چاربطن کے فتوے اگر دارالافتاء میں آجائیں تو گھنٹوں گھنٹوں کتابیں دیکھی جاتی ہیں۔ تب کہیں جاکر فتوے کا جواب لکھا جاتا ہے اور وہ بھی کبھی ایک مفتی دوسرے مفتی کے فتوے کو مسترد کردیتا ہے مگر حضرت صدرالافاضل کا یہ حال تھا کہ بیس بیس اکیس اکیس بطون کے فتوے بھی کبھی دارالافتاء میں آگئے مگر حضرت قلم برداشتہ بغیر کتاب دیکھے جواب تحریر فرمادیتے تھے۔ البتہ انگلیوں پر کچھ شمار کرتے ضرور دیکھا جاتا تھا اور آپ کے فتوے کے استرداد کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

علم طب

حضور صدرالافاضل رضی اللہ عنہ نے علم طب حکیم حاذق نباض دوراں، حضرت مولانا حکیم فیض احمد صاحب امروہوی سے حاصل کی جس طرح آپ کو علوم منقولیہ وعلوم معقولیہ میں ہمعصر علماء میں تفوق و برتری حاصل تھی اسی طرح قدرت نے

میدان طب میں بھی کمال مہارت عطا فرمائی تھی۔عموماً مریض کا چہرہ دیکھ کر ہی مرض پکڑ لیا کرتے تھے نباضی میں یکتائے زمانہ بین الحکماء تھے مفردات ادویہ کے خواص از بر تھے، مرکبات میں بھی خاصی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ بہت سے علماء جو جامعہ نعیمیہ سے فارغ ہوئے انہوں نے آپ سے علم طب بھی پڑھا ہے جن میں فن طب سے خصوصی لگاؤ دیکھتے تھے انہیں تعلیم وتبلیغ کے علاوہ حکمت وطبابت کا بھی حکم فرمایا کرتے تھے۔آپ کا جو وقت تبلیغ وتدریس سے بچتا تھا اس میں آپ طب و حکمت کے ذریعہ خدمت خلق فی سبیل اللہ فرمایا کرتے تھے۔

تحریر وتقریر وتبلیغ

عموماً دیکھا گیا ہے جو تقریر میں ماہر ہوتا ہے تدریس کا ملکہ وہ نہیں رکھتا اور اگر تقریر وتدریس میں مہارت رکھتا ہے تو تحریر کامیاب نہیں ہوتی، اور یہ تو بالکل بدیہی ہے کہ اکثر علماء رسم الخط میں نہایت کمزور ہوتے ہیں۔لیکن سیدی صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان پر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل واحسان تھا کہ آپ کو ہر فن میں بدطولیٰ حاصل تھا۔تقریر نہایت مدلل و مسجع اور بے تکلف کئی کئی گھنٹے گھنٹے تک عجیب وغریب نکات ورموز سے بھرپور ہوتی تھی۔الفاظ نہایت شگفتہ وشیریں ہوتے تھے۔سننے والوں پر کیف وسرور طاری ہوجاتا۔مجمع کی محویت کا یہ عالم ہوتا کہ اگر سر پر چڑیا بیٹھ جائے۔تو انہیں خبر نہ ہو غرضیکہ اپنے ہم عصر علماء میں بے مثال مقرر تھے۔تحریر نہایت شستہ، صاف اور سلیس ہوتی تھی۔آپ کی خطاطی ایسی عمدہ اور قواعد کے مطابق تھی کہ سینکڑوں خوش نویس اس فن میں آپ کے شاگرد ہیں۔مزید برآں یہ کہ خط کے ساتوں طرزِ تحریر میں بے مثال کمال حاصل تھا حتیٰ کہ ہر ایک رسم الخط کو بائیں ہاتھ سے معکوس بآسانی نہایت خوشخط تحریر فرما سکتے تھے۔

مناظرہ اور طرز استدلال

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کا طرز استدلال بالکل واضح اور روشن ہوتا تھا۔مغلقات ومعضلات اور طول طویل بحثوں کو مختصر مگر جامع الفاظ میں نہایت ظاہر وباہر طریقہ سے بیان کرتے تھے۔اقامت حجۃ میں بھی اور جس پر بھی جو حجج قویہ دلائل قطعیہ قائم فرماتے تھے کسی کو اتنی طاقت نہ کہ توڑ سکتا۔مخالف ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ناممکن تھا کہ جو گرفت فرمائی تھی اس سے گلوخلاصی پاسکتا یا وہ گرفت نرم پڑ جاتی، مخالف عناد میں غضب میں انگلیاں چباتے مگر کچھ نہ کر سکتے تھے۔صدر الافاضل کی یہ صفت تو خاصہ کی حیثیت رکھتی تھی کہ دوران گفتگو کبھی بھی کسی کے ساتھ ناشائستہ غیر مہذب کلمات زبان مبارک پر نہیں آتے تھے۔مقابل کی تضحیک وتحمیق کا شائبہ تک آپ کے بحث واستدلال میں نہیں ہوتا تھا۔

آپ کے مناظرے کا حال تو آگے تفصیل کے ساتھ آرہا ہے۔یہ بات بھی خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ بسا اوقات مناظرے کا کام اپنے شاگردوں سے بھی لیا کرتے تھے۔چنانچہ موضوع مناظرہ ہی سن کر شاگردوں کو پہلی ہی گفتگو میں مقابل کے علمی معیار کا اندازہ لگا کر جواب اور جواب الجواب تلقین فرمادیا کرتے تھے۔اور بتادیتے کہ مخالف یہ جواب دیگا اس کا یہ جواب ہوگا۔لہٰذا ایسا ہی ہوتا اور آپ کے شاگرد فتحیاب ہوکر لوٹتے۔

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ یوں تو سارے فرق باطلہ سے نبرد آزما رہے۔وہابیت دیوبندیت قادیانیت بہائیت

نیچریت کوئی بھی فرقہ ہو ہر ایک کے ایوان عقائد میں زلزلے ڈالے گا ہے گا ہے ہر ایک عقیدے کے مناظرے آتے رہے مگر ہمیشہ میدان مناظرہ صدرالافاضل کے ہاتھ رہا۔ وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، نیچریوں کے ساتھ مناظروں کے داستان کتابی شکلوں میں اس قدر وافر مقدار میں مارکیٹ میں آچکے کہ اب ان کے داستانوں اور قصوں کو سنتے ہوئے کانوں کو برا لگنے لگا۔ البتہ آریوں نے مناظرے کی روداد اور میدان مناظرہ میں ان کی شکست وریخت کے حالات سنتے ہوئے دیکھتے ہوئے اب بھی اچھا لگتا ہے چنانچہ کچھ آریائی مناظرے ضبط تحریر کئے جاتے ہیں۔

مرادآباد کے پنڈت جی

مرادآباد بازار چوک میں آریہ مبلغین روزانہ شام کو اسلام کے خلاف تقریر کرتے تھے۔ حضرت صدرالافاضل قلعہ والی مسجد میں جمعہ پڑھا کر واپس آرہے تھے۔ ملاحظہ فرمایا کہ آریوں کا ایک پنڈت کچھ اعتراض کررہا ہے اور دیوبندی مکتبہ فکر کا ایک مولوی قدرت اللہ نامی (جو مدرسہ شاہی مسجد کے مدرس تھے) جواب دے رہے تھے۔ وہ جب مکمل جواب نہ دے سکے تو وہاں سے فرار ہوگئے اور آریہ پنڈت نے تالی بجائی۔

حضور صدرالافاضل نے فرمایا کہ پنڈت جی آپ کا کیا اعتراض ہے بیان کیجیے اس نے کہا کہ آپ کے پیغمبر نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کیا۔ حضور نے فرمایا کہ زید حضور کے بیٹے نہیں تھے بلکہ متبنّٰی تھے جیسے اردو زبان میں لے پالک کہتے ہیں، حضور نے اپنے کرم سے انہیں بیٹا فرمایا۔ شریعت اسلامیہ میں منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اور نہ ہی وراثت میں حصہ پاتا ہے۔ آریہ پنڈت کہنے لگا ہمارے ہندو دھرم میں منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا ہوجاتا ہے۔ وراثت وغیرہ میں حصہ پاتا ہے۔ حضرت نے دلائل عقلیہ سے ثابت فرمایا کہ کسی کا بیٹا کہنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ حقیقت میں جس کے نطفے سے پیدا ہوا ہے اسی کا بیٹا ہوتا ہے۔ صرف زبان سے بیٹا کہنا اس کی حقیقت کو نہیں بدلتا۔ اس حقیقت کو ایسے عمدہ پیرائے میں بیان فرمایا کہ سارا مجمع آپ کی تقریر سے متاثر ہوگیا۔ مگر پنڈت ماننے کو ہرگز تیار نہیں۔ پھر تو آپ نے اپنا مخصوص مناظرانہ طریقہ استعمال فرمایا اور مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا مجمع والو سنو! میں کہتا ہوں کہ پنڈت جی میرے بیٹے ہیں، پنڈت جی میرے بیٹے ہیں، پنڈت جی میرے بیٹے ہیں۔ پنڈت جی اب میرے بیٹے کہنے سے تم میرے منہ بولے بیٹے ہوگئے اور بقول تمہارے منہ بولے بیٹے کے تمام احکام ثابت ہوگئے۔ چنانچہ بیٹے کی بیوی حرام مگر بیٹے کی ماں حلال، تو تمہاری ماں میرے لئے حلال ہوگئی۔ پنڈت بولا آپ گالی دے رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میرا مدعا ثابت ہوگیا۔ یہ جب تو خود اسے گالی سمجھتا ہے تو معلوم ہوا کہ منہ بولا بیٹا حقیقت میں بیٹا نہیں ہوتا ہے۔ یہ سن کر پنڈت بھرے مجمع میں چلایا کہ آپ کے مولوی صاحب چلے گئے اب میں جاتا ہو پورا مجمع اس کے پیچھے تالیاں بجانے لگا۔

وہابیوں کا پنڈت

دہلی میں رام چند نامی ایک آریہ بہت خوش آواز تھا، غیر مقلدوں وہابیوں نے اسے قرآن مجید کی کچھ سورتیں یاد کروادی تھیں اچھے لہجے کے ساتھ پڑھتا تھا وہ بڑا دیدہ دہن اور گستاخ تھا۔ بریلی آکر اس نے مناظرہ کا چیلنج دیدیا مسلمانوں نے اس

کا چیلنج قبول کرلیا۔ اور حضرت حجۃ الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت علامہ حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں مراد آباد تار دو۔ رات کو صدر الافاضل تشریف لے آئینگے ان سے زیادہ مناسب کوئی دوسرا نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صبح مناظرہ شروع ہوجائے گا۔ تار کسی قدر تاخیر سے پہونچا ٹرین کا وقت گزر گیا۔ صبح کی ٹرین سے صدر الافاضل بریلی کے لئے روانہ ہوئے اور ٹھیک ١٠ بجے بریلی شریف پہونچ گئے۔ حضرت حجۃ الاسلام نے صبح انتظار کیا جب آپ نہ پہونچے تو مولانا ظہور الحسن صاحب رامپور کو مناظر کی حیثیت سے پیش فرمادیا اور پنڈت رام چند سے روح اور مادہ سے متعلق گفتگو شروع ہوئی جس وقت صدر الافاضل مناظر گاہ پہونچے تو گفتگو جاری تھی مگر علمی بحث سے عوام کو بالکل دلچسپی نہ تھی۔ اور نہ ان کے پلے کچھ پڑ رہا تھا۔ حضور صدر الافاضل نے حجۃ الاسلام صاحب فرمایا کہ اگر میں گفتگو شروع کرتا ہوں تو پنڈٹ کہے گا کہ آپ کے مولوی صاحب ہار گئے اس لئے دوسرے مولوی کو کھڑا کیا ہے لہٰذا آپ صدر ہیں اعلان کر دیجئے کہ گیارہ بج گئے ہیں گرمی بہت پڑنے لگی ہے اس لئے بقیہ بحث رات کو ہوگی۔ حضرت حجۃ الاسلام صاحب نے اعلان فرمایا اور جلسہ رات کے لئے ملتوی ہوگیا۔ حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ سب لوگ ٹھہر جائیں اور ہر دو مناظر بھی پانچ منٹ کے لئے ٹھہر جائیں۔ میں مجمع کو یہ بتادوں کہ پنڈت جی اور مولانا کی گفتگو کا نتیجہ کیا نکلا۔ چنانچہ سبھی لوگ ٹھہر گئے۔ صدر الافاضل نے پنڈت رام چند سے فرمایا پنڈت جی آپ یہی تو کہتے ہیں کہ روح انسانی اور روح حیوانی ایک ہے۔ صرف صورت نوعیہ کا فرق ہے پنڈت جی نے کہا جی ہاں میں یہی کہتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب آپ یہ کہتے ہیں کہ فقط صورت ہی کا فرق نہیں ہے بلکہ روح انسانی اور روح حیوانی میں بہت فرق ہے۔ مولانا ظہور الحسن صاحب نے فرمایا جی ہاں صحیح ہے۔

پھر حضور صدر الافاضل نے مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ لوگ کچھ سمجھے؟ مجمع نے کہا کچھ نہیں سمجھے۔ تو صدر الافاضل نے فرمایا کہ پنڈت جی تمہارے ایسا کہنے میں خود تمہاری ہی ذلت و رسوائی ہے اب کبھی ایسا نہ کہنا پنڈت نے کہا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا پنڈت جی میری کتاب کے پندرہ پارے سنا سکتے ہو، ذرا اپنا دید جسے خدا کی کتاب مانتے اس کو تم آدھا سنا دو۔ چوتھائی سنا دو، پندرہ ورق ہی سنا دو۔ یا فقط پانچ ورق ہی پڑھ دو۔ ارے پنڈت جی اس سے قرآن مجید کی صداقت کا پتہ چلتا ہے کہ مخالف کی زبان پر بھی اس کا یہ فیض ہے کہ وہ پندرہ پارے سنانے کے لئے تیار ہے۔ قرآن کا یہ "دعویٰ" ہے "ھدًی للناس" یہ کتاب سارے انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اس مضمون کو صدر الافاضل نے اتنے احسن اور پیارے طریقہ سے بیان فرمایا کہ پورا مجمع حتیٰ کہ ہندو تک بھی قرآن مجید کو کلام الٰہی ماننے پر مجبور ہو گئے۔ فالحمدللہ تعالیٰ۔

مناظرانہ تعاقب اور شردھانند

حضرت صدر الافاضل آریوں کو جگہ جگہ گھیر کر ان سے مناظرہ کا مطالبہ فرماتے رہتے۔ اور اگر کہیں کوئی آریہ خود مناظرہ کا چیلنج کر دیتا تھا تو پھر اس کی شامت ہی آجاتی تھی جیسا کہ اوپر کے سطور میں پڑھ چکے ہیں۔ شدھی تحریک کے بانی شردھانند کا تو آپ نے ناطقہ بند کر رکھا تھا وہ آپ کے سامنے آنے سے گھبراتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ اب پرانا دھرم ہونے کے دعوے پر آپ نے غیرت دلاتے ہوئے مناظرہ کا مطالبہ کرکے پوسٹر شائع فرما دیا اور پورے ہندوستان میں تقسیم کروایا مگر پھر بھی

مناظرہ کے لئے سامنے نہ آیا۔ اب حضرت اس کے تعاقب میں لگ گئے اور مطالبۂ مناظرہ فرمایا تو اس نے قبول کرلیا۔ چنانچہ آپ دہلی آئے وہ دہلی سے فرار ہوکر بریلی پہونچا حضرت بریلی شریف تشریف لے گئے تو وہ لکھنو بھاگ گیا۔ حضرت بھی لکھنو پہنچے، پھر وہ پٹنہ چلا گیا حضرت پٹنہ پہونچے پھر وہ وہاں سے بھاگ کر کلکتہ پہونچا حضرت نے کلکتہ پہونچ کر اسے پکڑ لیا اور مناظر کا مطالبہ فرمایا چنانچہ پنڈت نے مناظرہ سے صاف انکار کردیا۔

اعلیٰحضرت کے وکیل مطلق

سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ حضور صدر الافاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا مقام کیا تھا اور صدر الافاضل اعلیٰحضرت کو کس مقام پر دیکھتے تھے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اعجاز صاحب قادری رضوی (پاکستان) تحریر فرماتے ہیں کہ ہمیں وثوق اور معتمد علیہ روایت پہونچی ہے کہ حضرت صدر الافاضل نے فرمایا ''ایک بار سیدنا اعلیٰحضرت مجدد اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فقہ مجھے علامہ ابن عابدین سے حاصل ہوئی تو ہم نے اسے تواضع پر محمول کیا اس لئے کہ ہماری نگاہ میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ کی تحقیقات عالیہ علامہ شامی کی تحقیقات سے عالی و بلند تر ہیں۔'' معلوم ہوا کہ صدر الافاضل کی نظر اعلیٰحضرت کی تحقیقات اور علامہ شامی کی تحقیقات پر پوری پوری بصیرتانہ طور پر تھی۔ (راقم الحروف)

حضرت علامہ مفتی اعجاز صاحب رضوی اپنے اسی مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کس قدر باعظمت تھے۔ امام اہلسنت مجدد اعظم اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ ذی جاہ سے ''وکالت مطلقہ'' جس جس موقعہ پر حضرت تاجدار اہلسنت صدر الافاضل کو ملتی رہی اس سے یہ اندازہ لگانا بڑا صحیح اور درست ہوگا کہ حضرت صدر الافاضل کا کیا مقام ہے۔ فرق باطلہ اور معاندین سے گفتگو و مناظرات میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ نے بار بار صدر الافاضل کو اپنا وکیل خاص بنایا۔ چنانچہ اسی خصوصیت کی بنا پر خود اعلیٰحضرت قدس سرہ نے بارہا ذکر احباب میں ارشاد فرمایا۔

میرے نعیم الدین کو نعمت اس سے بلا میں سماتے یہ ہیں

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سراہ العزیز کے کارہائے تجدید کی ترویج و اشاعت جس قدر حضرت سلطان العلوم صدر الافاضل قدس سرہ نے فرمایا وہ اہلسنت سواد اعظم پر مخفی نہیں ہے۔ بلاشبہ مسلک اعلیٰحضرت قدس سرہ کی ترویج و اشاعت میں جو خصوصیت حضرت صدر الافاضل کو حاصل ہے وہ ان کی تالیفات و تصنیفات سے ظاہر ہے۔

بحر العلوم حضرت علامہ عبد الباری صاحب فرنگی محلی کی رد میں جب اعلیٰحضرت نے الطاری الداری لکھا تو اس سلسلے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ ''الطاری الداری'' کی تصنیف پر مسودہ جب حضرت صدر الافاضل کو دکھایا گیا تو حضرت صدر الافاضل نے اس میں کثیر مضامین کے بارے میں درخواست کی کہ یہ نکال دیا جائے۔ چنانچہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ نے بلا تامل اسے کاٹ دیا۔ اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہ سے یہ بھی نہ فرمایا کہ کیوں یہ ترمیم پیش کی۔ غرضیکہ بجا طور پر اگر حضرت سلطان العلوم صدر الافاضل کو ''رضویوں کا وکیل'' کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (مضمون مفتی اعجاز احمد رضوی

پاکستان ماخوذ تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدرالافاضل مرتبہ مولانا محمد نعیمی صاحب صفحہ ۳۱۳، ۳۱۲)

توبہ نامہ بحرالعلوم مفتی عبدالباری فرنگی محلی

جب حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت کمیٹی کے بام عروج کے وقت گاندھی کی تحریکات ونظریات کے تحت چند کلمات غیر محتاط خلاف اسلام نکل گئے حتّٰی کہ یہ بھی کہہ گئے۔

عمرے کہ بآیات احادیث گذشت رفتی و نثاربت پرستی کردی

تو اعلیٰحضرت نے خط وکتابت کا سلسلہ شروع فرمایا اور نہایت متین وسنجیدہ لب ولہجہ میں افہام وتفہیم چاہی مگر علامہ فرنگی محلی عقیدت گاندھیت کے نشہ میں اعلیٰحضرت قدس سرہ کی خط وکتابت سے بے پرواہ ہوگئے۔ چنانچہ اعلیٰحضرت نے "الطاری الداری، لہفوات عبدالباری" دو جلدوں میں تالیف فرمائی۔ کتاب چھپ جانے کے بعد جب حضرت علامہ فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے مطالعہ میں آئی تو تجرِ علمی کے ساتھ خشیت الٰہی نے مساعدت کی اور مفاہمت کی طرف میلانِ خاطر کیا چنانچہ اس مفاہمت کے لئے اعلیٰحضرت صدرالشریعہ علامہ مفتی امجد علی صاحب قدس اسرار ہما کو حضرت استاذ العلماء صدرالافاضل رضی اللہ عنہ کی معیت میں لکھنو کے لئے روانہ فرمایا۔ ان تین نفوس قدسیہ پر مشتمل باوقار وفد میں بحیثیت طالب علم محدث اعظم پاکستان بھی تھے۔ جب مولانا فرنگی محلی کو معلوم ہوا کہ بریلی سے انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ ایک وفد آرہا ہے جس میں فلاں فلاں نفوس قدسیہ شریک ہیں تو مولانا فرنگی محلی علیہ الرحمہ نے انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ اپنے بہت سے مریدوں اور محبوں کو لے کر وفد کے خیر مقدم کے لئے بطور استقبال پر اسٹیشن پہونچ گئے جیسے ہی گاڑی سے یہ وفد پلیٹ فارم پر اترا فوراً والہانہ انداز میں مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی مصافحہ ومعانقہ کے لئے بڑھے۔ حضرت حجۃ الاسلام نے یہ کہہ مصافحہ ومعانقہ سے اعراض فرمایا کہ جن بنیادی اختلاف کی وجہ سے ہم آپ سے اور آپ ہم سے دور ہوگئے ان کا تصفیہ ہو جائے پھر معانقہ ہوگا۔ یہ دیکھ کر مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی علیہ الرحمہ اور ان کے ہزاروں مریدین مایوس ہوگئے اور مصالحت وموافقت کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا۔ بالآخر حضور صدرالافاضل رضی اللہ عنہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے پاس ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ آپ ناراض نہ ہوں۔ اور قطعاً عار نہ محسوس کریں حجۃ الاسلام کے اس طرز عمل میں بھی خلوص ودینداری کا جذبہ صادق ہی کارفرما ہے۔ کچھ ذاتی منافرت وکدورت نہیں ہے۔ واقعی بنیادی اور اصولی اختلاف کا تصفیہ پہلے ہونا چاہئے۔

حضور صدرالافاضل رضی اللہ عنہ نے اس حسن تدبر سے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو قائل کیا کہ وہ گفتگو کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ ایسے ماحول میں گفتگو کے لئے حضور صدرالافاضل کو ہی منتخب کیا گیا۔ اور وقت کی نزاکت کے اعتبار سے یہی مناسب بھی تھا۔ گفتگو ایسے خوشگوار ماحول میں ہوئی کہ مولانا فرنگی محلی جھکتے چلے گئے۔ حتّٰی کہ اعتراف حق کے ساتھ اظہار حق کے لئے کاغذ اٹھایا اور اپنے غلطیہائے ماضیہ پر لکھنا شروع کر دیا کہ اتنے میں حضرت مولانا فرنگی محلی کا ایک متمول خادم خاص جو لکھنو کے بوچڑوں میں سے تھا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ اور عرض کرنے لگا کہ حضور اس میں ہماری سخت ذلت ورسوائی ہے۔

مقابلہ کے لئے یہ چیک بک حاضر ہے لاکھ دو لاکھ جتنا چاہیں خرچ فرمائیں مگر توبہ نامہ نہ لکھیں۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے حضرت بحرالعلوم کو کہ انہوں نے نہایت بے نیازانہ طور پر اسے جواب دیا کہ کمرے سے باہر چلے جاؤ کیا تم میرا ایمان چیک بک کے اوپر خریدنا چاہتے ہو۔ مجھے تو ایمان کی پڑی ہے اور تجھے اتنی دولت کا غرّہ ہے۔ میں ایسے لوگوں کو شیاطین الانس سمجھتا ہوں۔ میری یہ توبہ خاتمہ کو درست کرنے کے لئے ہے۔ نہ کہ کسی شخصیت سے مرعوب ہو کر۔

حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے بروقت نہایت متانت سے فرمایا۔ حضرت! یہ تحریر صرف شہادت ملائکہ تک ہے یا ہم تینوں اس کے شاہد ہیں یہ تحریر پریس میں نہیں جائے گی اس کی اشاعت ہرگز نہیں ہوگی۔ تو مولانا بحرالعلوم علیہ الرحمہ نے فوراً فرمایا کہ جب میں اپنے رب کے حضور خوف وخشیت سے تائب ہو رہا ہوں تو اس کے اشاعت کا مجھے کوئی خوف وخطرہ نہیں مجھے تو دنیا کی ذلت سے کہیں زیادہ آخرت کی ذلت ورسوائی سے خطرہ ہے۔ چنانچہ علامہ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا توبہ نامہ ''اخبار ہمدم ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء میں شائع فرمادیا۔ سبحان اللہ العظیم۔ اور پھر تینوں حضرات سے علامہ فرنگی محلی علیہ الرحمۃ نے مصافحہ ومعانقہ فرمایا۔ اور اسی خوشی میں اپنے دولت کدے پر محفل میلاد کا انعقاد بھی کیا۔

اب وہ تحریر لئے ہر سہ نفوس قدسیہ اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی بارگاہ میں پہنچے وہ بے پناہ خوش ہوئے۔ بلکہ اسی کے ساتھ حق پرستی وحق نیوشی کے طور پر آپ نے حکم دیا کہ ''الطاری الداری'' کو نذر آتش کر دیا جائے۔ اس زمانے کے اعتبار سے وہ کئی ہزار کے صرفہ سے چھپی تھی۔ [۱]

[۱] مستفاد از مضمون مفتی حسن علی رضوی۔ ملتان پاکستان مطبوعہ ''تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل''

علی برادران کی توبہ

مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی صاحبان حضرت بحرالعلوم علامہ عبدالباری فرنگی محلی کے مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت بحرالعلوم فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے توبہ اور رجوع کے بعد قدرتی اور نفسیاتی طور پر علی برادران بھی اعلیٰحضرت کی تحقیقات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ جبکہ یہ دونوں حضرات اعلیٰحضرت سے خلافت کمیٹی اور ہندو مسلم اتحاد واشتراک کے موضوع پر گفتگو کر چکے تھے۔ حضرت مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمہ دہلی آئے اور حضرت صدر الافاضل کو پتہ چلا تو آپ دہلی تشریف لے گئے اور مولانا محمد علی جوہر سے ملاقات کی اور خلافت کمیٹی وہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر تفصیلی گفتگو فرمائی بالآخر مولانا جوہر مرحوم نے لاجواب ہو کر توبہ نامہ لکھا اور صدر الافاضل کے حوالہ کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد مولانا شوکت علی علیہ الرحمہ مرادآباد آئے اور حضرت صدر الافاضل نے مولانا شوکت علی علیہ الرحمہ سے خلافت کمیٹی کے موضوع پر ہندو مسلم اتحاد سے متعلق تفصیلی گفتگو ہوئی۔ چنانچہ مولانا مرحوم نے بھی تمام تر خلاف شرع افعال و اعمال سے تائب ہو کر اپنا توبہ نامہ صدر الافاضل کے ہاتھ میں دے دیا۔ فالحمدللہ رب العالمین۔

شدھی تحریک اور صدر الافاضل

۱۹۲۴ء اور ۱۹۲۵ء کے دوران جب پنڈت شردھانند کی شدھی تحریک کا فتنہ زوروں پر تھا تو حضور صدر الافاضل رضی

اللہ عنہ نے اس کی مدافعت کے لئے اس کے مقابلے میں جماعت رضائے مصطفےٰ کے پلیٹ فارم سے فتنۂ ارتداد کا زبردست مقابلہ کر کے اندرون خانہ ہی اسے دفن کر دیا۔ اس کے بعد جب ''گرو گوکل'' کی تحریک چلائی گئی تو آپ نے اس کے مقابلے کے لئے اکابر اہلسنت و جماعت کی ایک زبردست تنظیم ''الجمیعۃ العالیۃ المرکزیۃ'' کے نام سے قائم کی پھر جب پنڈت دیانند سروستی نے ستیارتھ پرکاش نامی کتاب لکھ کر اسلام اور شارع اسلام کی شان میں گستاخی کی تو آپ نے اس کے خلاف زبردست تحریک چلائی اور اس کے اعتراضات وشکوک وشبہات کے مسکت جواب اپنی تقریروں سے اور اپنے ماہنامہ رسالہ ''السواد الاعظم'' میں مستقل مضامین لکھ کر دیئے۔ (اس مضمون کی مکمل تفصیل کے لئے کتاب تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل، مرتبہ مولانا نور محمد صاحب نعیمی کا مطالعہ کریں۔)

تبلیغی خدمات

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت سے تعبیر ہے۔ شدھی تحریک کا تعاقبی دور تو آپ کی حیات طیبہ کا وہ درخشندہ باب ہے کہ جس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔ ''آگرہ'' جو شدھی تحریک کا مرکز تھا، متھرا، بھرت پور، گوڑ گاواں، گوبند گڑھ، حوالی اجمیر، جے پور، کشن گڑھ میرٹھ اور اس کے مضافات بلند شہر، علی گڑھ وغیرہ کا دورہ فرما کر اسلام اور مسلمانوں کی خدمتیں انجام دیں۔ اور شدھی تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حالاں کہ ان تبلیغی اور تعاقبی دوروں میں آپ نے بے مثال تکلیفیں بھی اٹھائیں ہیں۔ مگر کبھی اپنی تکلیفوں کا اظہار اشارے اور کنائے میں نہیں فرمایا۔ البتہ حساس دل والے اور احساس کے پیکروں نے ان اسفار کے مشکلات کے اعتراض میں بخل سے بھی کام نہیں لیا۔ اور برملا اعتراف حقیقت کیا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت مولانا مفتی محمد مستقیم صاحب صاحب مصطفوی کا اعتراف حقیقت قابل قدر بھی ہے اور قابل ذکر بھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہزارہا ہزار لوگ جس عظیم شخصیت صدر الافاضل کے نیاز مند ہوں جو شہر کے پر سہولت ماحول کا خوگر اور عادی ہو جس کے چاہنے اور ماننے والے اس کے ہر آرام وآسائش کا پورا خیال کرتے ہوں، بچپن سے جوانی تک جسے ایک دو میل بھی پیدل چل کر سفر کرنے کی نوبت نہ آئی ہو وہ نازونعم کا پروردہ مسیحائے قوم، ناخواندہ مسلم عوام کے ایمان وعقیدہ کو بچانے کے لئے میلوں پیدل چل رہا ہے۔ نہ کہیں کھانے کا انتظام ہے اور نہ کہیں سونے کا انتظام، بس ایک مسئولیت اور جوابدہی کا احساس ہے۔ نیز مسلم عوام کی خیر خواہی کا جذبہ صادق ہے جو شہر کی پختہ شاہراہوں پر سواری کے ذریعہ آنے جانے والے کو دیہات کی پگڈنڈیوں اور ندی نالے کے نشیب وفراز کی سیر کرا رہا ہے جس کی ناز برداری کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت ہے وہ ماوشما کی ناز برداری بادیہ پیمائی کر رہا ہے۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کا جو عملی مظاہرہ آپ نے فرمایا وہ قابل قدر اور لائق تقلید ہے۔

پہاڑی زبان میں کتاب ''پراچین کا دل'' کی تصنیف

حضرت مولانا محمد حسین صاحب رضوی سابق استاذ جامعہ نظام الدین دہلی کا زیر نظر مضمون حضرت صدر الافاضل کے

تبلیغ وتصنیف میں بالکل ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔دعوت وتبلیغ کے لئے آپ کا سوز تڑپ، بے لوث جدوجہد اور مخلصانہ کوششوں کا قدرے اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اس کی خاطر متعدد مسلم وغیر مسلم علاقوں اور دیہاتوں کا دورہ فرمایا۔اس سلسلہ میں آپ نینی تال گئے الموڑہ اور ہلدوانی وغیرہ کے ایسے پہاڑی علاقوں اور دیہاتوں میں گئے جو علمی اور دینی اعتبار سے کافی پسماندہ تھے۔وہاں کے باشندوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرایا، اور انہیں اسلام پر پوری طرح عمل کرنے اور بری عادتوں، غلط رسم ورواج کو ترک کرنے پر ابھارا۔آپ نے یہاں کے باشندوں کے لئے پہاڑی زبان میں اسلامی تعلیمات پر مشتمل ''پراچین کال'' کے نام سے ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی۔ان تمام دعوتی کوششوں اور تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ اس کام کے لئے ملک کے مختلف مقامات پر آپ نے وفود بھیجے اور مبلغین کو متعین فرمایا۔اس طرح آپ نے پوری زندگی دین کی دعوتی وتبلیغی مشن کو فروغ دینے میں گزار دی۔(بحوالہ کتاب مذکورہ)

مدارس ومکاتب

اسلامی ذہن سازی کے میدان میں اسلامی مدارس ومکاتب کا اہم کردار ہے اسی لئے حضور صدرالافاضل نے مدارس و مکاتب کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔اور ایسے علاقوں میں چھوٹے چھوٹے مدارس ومکاتب قائم فرمائے کہ جہاں کے لوگوں کو دین کے تعلق سے کچھ بھی معلومات نہیں تھی۔اس طرح سے وہاں کے لوگوں کو دینی تعلیم سے آراستہ وپیراستہ فرمادیا۔

اخلاق ومروت اور دادودہش

حضور صدرالافاضل رضی اللہ عنہ اپنے جد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم کے مظہر تھے مصاحبین پروانہ وار نثار ہونے کا جذبہ رکھتے تھے۔تلامذہ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے یہ بات اور اساتذہ کے شاگردوں میں نہیں ملتی۔آپ کے کریمانہ اخلاق کے یگانے گرویدہ اور بیگانے معترف تھے۔آپ کی خدمت عالیہ میں دیگر مقامات سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بغرض استفادہ بکثرت علماء آتے تھے اور تعلیم وتدریس تبلیغ وافتاء کے طور طریقے سیکھتے تھے۔اور علمی وروحانی فیض حاصل کرتے تھے۔اس دوران سب کی کفالت آپ فرماتے تھے۔اور آپ انہیں مختلف تعلیمی وتبلیغی اور تدریسی خدمات پر مامور فرما کر بھیجتے رہتے تھے۔غرضیکہ آپ کی ذات والاصفات بہت ہی زیادہ فیض رساں تھی۔اس سلسلہ میں حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی ناظم جامعہ نعیمیہ لاہور پاکستان کی زبان سے سنیئے۔''میں نے نو سال جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں رہ کر کبھی کسی سائل کو خالی واپس جاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔بلکہ میری آنکھوں نے ایسا بھی دیکھا ہے کہ سائلوں کو بدن کے کپڑے تک دے دیئے ہیں۔بلکہ متعدد غرباء مساکین، بیوائیں اور یتامیٰ کو آپ کے دادودہش سے پلتے اور جیتے دیکھا ہے۔ہر غریب ونادار کو سہارا دینا آپ کا محبوب مشغلہ تھا اور جس کو سہارا دیا وہ ضرور اپنے پیر پر کھڑا ہوجانے کے لائق ہوگیا۔

ماہنامہ السواد الاعظم اور صدرالافاضل کی فکری قیادت

پرنٹ میڈیا اور صحافت عصر جدید میں ذہن سازی کا سب سے بڑا کام انجام دیتے ہیں اس کے ذریعہ جس طرح ذہن

وفکر کی تعمیر کی جاسکتی ہے اسی طرح اذہان وافکار کی تخریب طبیعتوں میں بگاڑ اور بڑے بڑے فتنہ وانقلاب برپا کئے جاسکتے ہیں درحقیقت موجودہ زمانے میں یہ اسلام کی صحیح دعوت وتبلیغ اور قوم مسلم کی ذہنی وفکری رہنمائی کے لئے بڑا ہی موثر ترین آلۂ کار ہے۔

حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کو صحافت کی اہمیت اور اس کے فوائد کا پورا پورا احساس تھا جس کی وجہ سے آپ نے اس کی طرف مکمل توجہ فرمائی اور ابوالکلام آزاد کی ادارت میں کلکتہ سے شائع ہونے والا مشہور جریدہ ''الہلال'' ''البلاغ'' کے لئے عرصہ تک دینی ور تاریخی ادبی وفکری سیاسی وسماجی اور عقائد سے بھرپور دعوتی وتبلیغی مضامین لکھتے رہے۔ لیکن جب ابوالکلام آزاد کے عقائد اور نظریاتی اختلافات کھل کر سامنے آگئے تو آپ نے یہ سلسلہ بند فرمادیا اور خود ''السواد الاعظم'' کے نام سے ایک ماہنامہ مرادآباد سے جاری فرمایا۔ جس کا شمار چند ہی مہینے میں اپنے زمانہ کے اہم اور نامور رسالوں میں ہونے لگا۔

یہ ماہنامہ سنجیدہ اسلوب بلند اسلامی افکار اور ایسے دلکش طرز تحریر کا حامل تھا کہ جس کی طرز تحریر دلوں کو موہ لیتی تھی۔ اس کی فکر انگیز عبارتوں اور شعلہ بار تحریروں نے اپنے وقت کے ذہین وفطین مفکروں کے ذہن وفکر کے دریچے کھول دیئے۔ عقل وخرد کو بیدار کرنا اور مسلمانوں کو جھنجھوڑ دیا۔ اس طرح سے حضور صدر الافاضل نے ''السواد اعظم'' کے ذریعہ قوم وملت کی فکری قیادت بھی باحسن وجوہ فرمائی۔

وہابی، دیوبندی، قادیانی نیچری بہائی، آریہ سماجی غرضیکہ جتنے قسم کی بھی سرخ وسیاہ اور باطل آندھیاں منصوبہ بند طریقے پر ایک جٹ ہو کر اس وقت وفاداران اسلام اور اہلسنت و جماعت پر چلیں۔ بفضل اللہ الکریم صدر الافاضل نے نہایت پامردی کے ساتھ السواد اعظم کے ذریعہ ان کے افکار فاسدہ اور اوہام کاسدہ وعقائد باطلہ کے دندان شکن جواب تاحیات دیتے رہے اور قوم کو بیدار فرماتے رہے۔

کئی قسم کے مضامین مسلسل چھپتے رہے بالخصوص پنڈت دیانند سرستی کی کتاب ''سیتارتھ پرکاش'' (جس میں قرآنی آیتوں پر اعتراضات بھرے پڑے ہیں) اسکے جوابات اور ستر داد میں آپ نے اپنے ماہنامہ السواد الاعظم میں ایک مستقل کالم کے ذریعہ مسلسل قسطوں میں لاجواب مضامین تحریر فرمائے۔ (کاش صدر الافاضل کے تمامی مضامین مل جاتے تو بات ہی کچھ اور ہوتی۔ پھر بھی خدا بھلا کرے ہمارے محب گرامی مولانا نور محمد صاحب نعیمی نعیم القادری کا کہ انہوں نے بڑی جانفشانی اور کٹھن صعوبتوں سے دوچار ہو کر جتنے مہینے کے السواد الاعظم رسالے مل سکے اس میں سے ستیارتھ پرکاش کے جوابات کے مضامین اکٹھا کر کے ''مالیحصل الکل لایترک الکل'' کو پیش نظر رکھ کر تقریباً ستر (۷۰) اسی (۸۰) صفحات پر مشتمل اسی فتاویٰ صدر الافاضل کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل کر کے مسلمانوں پر احسان فرمایا دیا)۔ راقم الحروف۔

فتنۂ انکار حدیث کا مقابلہ

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی درس وتدریس تصنیف وتالیف اور مناظرہ ومقابلہ سے تعبیر ہے۔ آپ کے زمانۂ اقدس کا وہ کونسا فرقہ باطلہ ہے کہ جس سے آپ نبردآزما نہیں ہوئے؟ اور الحمدللہ تحریر وتقریر سے بحث ومباحثہ اور

مناظرہ و مقابلہ سے آپ نے تمام فریق باطلہ کا پامردی سے مقابلہ کر کے ہر میدان میں اپنے مقابل کو شکست فاش دیکر ہزیمت و ذلت سے دوچار کیا۔ انہیں میں ایک نابکار و باطل فرقہ منکر حدیث کا ہے۔ جس کے متعلق مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تقریباً پندرہ سو سال پہلے خبر دیدی تھی کہ ایک مالدار و متکبر شخص قرآن کا قائل ہوگا اور حدیث کا انکار کرے گا۔ حضور صدر الافاضل فرماتے ہیں کہ مسلمان سمجھتے رہے کہ آخر زمانہ میں ایسا وقت آئے گا جب کوئی مدعی اسلام بہ آواز بلند کہے گا کہ فقط قرآان کو مانو اور حدیث کا اعتبار مت کرو۔ لیکن مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خبر ہمارے زمانہ میں پوری ہوئی اور عبداللہ چکڑالوی نے اہل قرآن نامی ایک فرقہ نکالا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح خبر دی تھی بعینہٖ ویسا ہی ہوا کہ اس مغرور و متکبر کیا اور لکھا کہ قرآن پاک سے نماز ثابت نہیں۔ خداوند کریم کی مقرر کردہ کوئی عبادت رسم و حرکت کی پابند نہیں ہوسکتی اور قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی ''صلوٰۃ'' کا لفظ آیا ہے اس کے معنی نماز کے نہیں ہیں اور مثال میں اس نے آیۃ کریمہ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ''الخ اور دوسری آیت ''وکان صلوتھم عندالبیت الامکاء و تصدیہ'' اپنے مدعائے باطل کی تائید کے لئے پیش کی ہے۔

حضور صدر الافاضل نے اس خبیث وملعون عقیدے کا بھی خوب خوب آپریشن اور بڑی مبسوط وطویل بحث اس کے ردو ابطال میں فرمائی ہے۔ صاحب ذوق حضرات السواد الاعظم مراد آباد سے مستفاد و ماخوذ کتاب مقالات صدر الافاضل پر مشتمل ''افکار صدر الافاضل'' کا مطالعہ فرمائیں۔ صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کے طویل جواب کا مختصر خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ اول تو نماز کی فرضیت اور ثبوت میں کلام کرنا ہی دیوانگی سے کم نہیں لیکن اگر نماز کے ثبوت میں کوئی بھی آیۃ نہ ہوتی، کوئی حدیث نہ ہوتی جب بھی انکار ممکن نہیں تھا۔ کیوں کہ کسی چیز کا تواتر کے ساتھ منقول ہونا اور بے شمار بندگان خدا کا ہر قرن میں اس پر عامل رہنا ہی ثبوت کی ایسی محکم دلیل ہے کہ جس کے مقابلے میں لب کشائی کی کوئی عاقل جرأت ہی نہیں کرسکتا۔ ہم کو معلوم ہے کہ بغداد ایک شہر اور خبر متواتر نے اس کا یقین دلایا ہے تو کیا آج کوئی شخص بغداد شہر کے ہونے کا منکر ہوسکتا ہے؟ واضح رہے کہ بغداد کی شہریت کا تواتر اتنا زبردست نہیں ہے جتنا نماز کی فرضیت کا ہے کہ عہد پاک رسالت اور زمانہ نزول وحی سے آج تک نماز کی فرضیت ہم تک ایسے تواتر سے پہونچی ہے کہ جو انقطاع سے پاک ہے ہر قرن میں کروروں بلکہ بے شمار انسان اس تواتر کے عامل و حامل رہے۔ مذکورہ بالا دونوں آیات طیبات کے جوابات تو نے احادیث کریمہ کا انکار کیا اور اب اس کا فرقہ طرح طرح سے مسلمانوں کو غلطی میں ڈالنے اور احادیث سے منحرف کرنے کی فکریں کررہا ہے۔

اس باطل فرقہ کے خبیث بانی (عبداللہ چکڑالوی) کی رد میں آپ نے اپنے رسالہ السواد الاعظم ۱۳۴۸ھ میں قسط وار کئی مضامین چھاپے ہیں جنہیں مقالات صدر الافاضل میں دیکھا اور پڑھا جاسکتا ہے۔ حضرت کے مضامین کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ احادیث کا انکار شریعت و قرآن کا انکار ہے۔ احادیث کریمہ قرآن حکیم کی تفسیر ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کلامی تفسیر کلام اللہ میرا کلام کلام الٰہی کی تفسیر ہے۔ تو جب تفسیر کو چھوڑ دیا تو قرآن پاک کے صحیح

مطالب تک رسائی کا کیا ذریعہ ہے۔ اب اپنے ہوائے نفس کا اتباع رہ گیا ہے اور احادیث کا انکار کرنے سے یہی مقصود بھی ہے۔ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ما اٰتاکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا'' جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اس آیۃ کریمہ میں ارشاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کا حکم صریح ہے۔ احادیث کا انکار اس حکم قرآنی کی کھلی مخالفت ہے۔ دوسری آیۃ میں ارشاد پروردگار ہے۔ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الاوحی یوحیٰ (معصوم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں فرماتے مگر وہ وحی جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام وحی الٰہی ہے اور حدیث کا انکار وحیٔ خداوندی کا انکار ہے۔

فتنۂ انکار نماز کا مقابلہ

لکھنو سے ایک رسالہ نکلتا تھا جس کا نام ''نگار'' تھا اس کا ایڈیٹر نیاز فتح پوری تھا اس نے اپنے رسالہ میں صاف نماز کا انکار کیا ''افکار صدر الافاضل'' میں دیکھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں۔ مضمون کے آخر میں دس آیات کریمہ جو نماز کی فرضیت پر دلالت کرتی ہیں تحریر فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت اور اس کے سوا بکثرت آیات ہیں جن میں کلام کا اسلوب صلوٰۃ بمعنی نماز ماننے پر مجبور کرتا ہے۔ روز روشن میں آفتاب کے انکار کرنے سے زیادہ شنیع تر نیاز فتحپوری کا یہ قول ہے کہ قرآن پاک میں صلوٰۃ بمعنی نماز نہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ)

افغانستان کا ''امیر المومنین'' اور ''امّ المومنین''

قندھار (افغانستان) کا رہنے والا مولوی عبدالسلام درانی جو عہد صدر الافاضل میں بدایوں کے مدرسہ شمس العلوم کا مدرس تھا۔ افغانستان کے شاہ امان اللہ خاں جو مغربیت کے عشق میں اس قدر سرشار تھے کہ انہیں حکومت وسلطنت کی بھی پرواہ نہیں رہ گئی تھی اور اسی مغربیت نوازی میں ہی ملک وسلطنت سے ہاتھ دھونا پڑا تھا۔ مولوی عبدالسلام افغانی نے شاہ امان اللہ خاں کو بڑی سخاوت کے ساتھ مسطورہ ذیل القاب عنایت فرمائے تھے، 'امیر المومنین' خلیفۃ المسلمین' مجاہد فی سبیل اللہ' لاعلاء کلمۃ اللہ غازی اسلام؛ اور شاہ امان اللہ خاں کی بیوی ثریا بیگم کو امّ المومنین کا خطاب عطا کیا تھا۔

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ افغانی مولوی کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ذرا یہ تو بتایئے کہ شاہ امان اللہ خاں نے کون سا جہاد کیا اور کس نے کیا اور کب کیا اور کہاں کیا؟ اور میدان جہاد سے اور غزوہ کفار سے بچ کر فتحیاب ہو کر افغانستان آ گئے کہ مجاہد فی سبیل اللہ لاعلائے کلمۃ اللہ اور غازی اسلام ہو گئے۔ بلکہ امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین کہہ کر خلفا راشدین ابوبکر صدیق، عمر ابن الخطاب، عثمان غنی اور حضرت علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاکیزہ و باعظمت صف میں لا کھڑا کر دیا۔ وہ شاہ امان اللہ جس نے وضع یہود ولباس نصاریٰ اور چھجہ دار ٹوپی (ہیٹ) پہننے کا حکم اپنی رعایا کو دے کر اسلامی وضع کا کھلے عام مذاق اڑایا۔ اور پھر تم نے یہ کہہ کر ہیٹ اصحاب دول عظمیٰ کا لباس ہے ان میں اظہار تنعم ہے لہٰذا یہ مستحسن اور واما بنعمۃ ربك فحدث میں داخل ہے مزید غضب ڈھایا۔ تمہاری یہ دلیل انتہائی ذلیل ہے اور کسی

صاحب علم وعقل کوایسی بات زبان پر لاتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔اصحاب دول عظمیٰ کا لباس نیکر و جانگھیہ بھی ہے، آستین کٹے شلوکے اور کرتے بھی ہیں، سینہ کھلے کھڑے بھی ہیں سب میں اظہار تنعم ہے اورلنگوٹی میں تو اوراظہار تنعم ہوگا کیا خوب معیار تنعم ہے۔جو کچھ یورپ کے بے قید کریں وہ تنعم ہے۔سڑی مچھلی کہ جس کی بو محلے پراگندہ کردے وہ آپ کے نزدیک تنعم ہوگا۔تف ہے ایسی تنعم پر اور اس کو''واما بنعمة ربک فحدث'' میں داخل بتایا، اور کفار کے طریقوں کو ایسی نعمت رب قرار دیا کہ جس کی تحدیث کا قرآن حکم ہے۔کس قسم کی جرأت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے غضب سے بچائے۔شائد کوئی کٹر نیچیری بھی قرآن پاک کے معنی کو اس طرح بگاڑنے کی ہمت نہ کرتا مگر معلوم نہیں کہ ملا صاحب کی آنکھوں پر کس قسم کی پٹی بندھی ہوئی ہے؟ (یہ تو مشتے از نمونہ خروارے ہے تفصیل کے لئے کتاب افکار صدرالافاضل دیکھئے)

رہ گئی ثریا بیگم جس کو افغانی ملا نے''ام المومنین'' کے خطاب سے نوازا اس سلسلہ میں حضور صدرالافاضل کی تحریر ملاحظہ فرمائیے۔اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو''اولی بالمومنین من انفسھم''فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو ام المومنین کے خطاب سے نوازا۔فرمایا قال اللہ تعالیٰ النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم، وہ حقیقتاً مسلمانوں کی مائیں ہیں اور مسلمانوں کی عزت ہیں، ہماری سب کی مائیں ان ماؤں کی نعلین پاک پر قربان۔اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو یہ خطاب خاص عطا فرمایا ہے کسی کی کیا مجال کہ یہ خطاب دوسرے کو دے اور وہ کسی دوسرے کے حق میں صحیح بھی نہیں ہوسکتا۔کیونکہ جس طرح مائیں ہمیشہ کے لئے حرام ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات علی التابید حرام ہیں اور اسی معنی میں انہیں امہات المومنین فرمایا گیا اور یہ مرتبہ ایسا خاص ہے کہ اس میں ان کی اولاد و برادر بھی حصہ نہیں ورنہ ان کے بھائی مسلمانوں کے ماموں اور ان کی بہنیں مسلمانوں کی خالہ ہوجاتیں۔ان کی تمام صاحبزادیاں بھی ان کے اس امتیاز میں شرکت کا دعویٰ نہیں کرسکتیں۔اور اس رشتہ سے اخواۃ المومنین نہیں ہوسکتیں۔جو مرتبہ ایسا خاص اور اتنا تام ہے اس کی کسی دوسرے کے لئے تجویز کتنی بڑی بے باکی ہے۔اور دوسری بات یہ کہ کسی بادشاہ کی بیوی کو ام المومنین کہنا جھوٹ بھی ہے کیونکہ وہ مومنوں پر ہمیشہ کے لئے حرام نہیں اگر بادشاہ چھوڑ دے تو کسی بھی مومن سے وہ نکاح کرسکتی ہے۔ہاں مولوی صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ماں سے پردہ نہیں ہوتا اور ثریا بیگم صاحبہ کسی سے بھی پردہ نہیں کرتی ہیں اسی لئے انہیں ام المومنین کہا گیا ہے۔العیاذ باللہ تعالیٰ۔''بریں عقل ودانش بباید گریست''(پوری تفصیل کے لئے افکار صدرالافاضل دیکھئے)۔

جامعہ نعیمہ مرادآباد

حضور صدرالافاضل رضی اللہ عنہ نے ۱۳۲۸ھ میں ارادہ فرمایا کہ ایک ایسا مدرسہ قائم کرنا چاہیے جس میں معقول و منقول کی معیاری تعلیم ہو۔چنانچہ آپ نے سب سے پہلے ایک انجمن بنائی جس کے ناظم آپ اور صدر حکیم حافظ نواب حامی الدین احمد صاحب مرادآبادی ہوئے۔اس انجمن کے تحت ایک مدرسہ قائم فرمایا جس کو مدرسہ اہلسنت و جماعت کہا جاتا تھا۔جب نواب صاحب اور ان کے رفقاء وہمنواؤں کا انتقال ہوگیا تو انجمن خود بخود ختم ہوگئی اب مدرسہ آپ کی طرف منسوب کیا

جانے لگا۔ اور وہ مدرسہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ پھر جب اس کے فارغ التحصیل طلباء و علماء اطراف و اکناف اور ملک میں پھیل کر اپنے اپنے مقامات پر مدرسے قائم کئے اور ان کا الحاق مراد آباد کے مرکزی مدرسہ نعیمیہ سے ہوا۔ اور ملک کے دیگر مدارس اہلسنت میں سے بیشتر اسی مدرسہ سے ملحق و منسلک ہو گئے۔ تو لازمی اب اس مدرسہ کی حیثیت رائج الوقت زبان میں یونیورسٹی اور قدیم زبان میں ''جامعہ'' کی ہوگئی۔ چنانچہ ۱۳۵۲ھ میں اس مدرسہ کا نام ''جامعہ نعیمیہ'' رکھا گیا اور آج تک اسی نام سے قائم و مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہمیشہ اس کو قائم و دائم رکھے اور دین و مذاہب کی خدمت میں ہمیشہ اسے سب سے آگے رکھے۔ آمین۔

چند مشاہیر تلامذہ (پاکستان)

حضرت علامہ ابوالحسنات صاحب قادری علیہ الرحمہ

حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری علیہ الرحمہ ناظم انجمن حزب الاحناف پاکستان

حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی صاحب محدث پاکستان

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی

مورخ اسلام جسٹس علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ

حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی بی، اے، ازاہریعلیہ الرحمہ

حضرت علامہ نذر احمد صاحب نعیمی، سلانوالی۔ پاکستان

حضرت علامہ غلام فخر الدین صاحب نعیمی گانگوی میاں والی

حضرت علامہ مولانا خدا بخش صاحب نعیمی لاہور پاکستان

حضرت علامہ مفتی امین الدین صاحب نعیمی کامونکی، پاکستان

حضرت علامہ غلام معین الدین صاحب، محدث اعظم پاکستان

حضرت علامہ مفتی سید غلام معین الدین صاحب کاخیل پاکستان

حضرت علامہ حکیم محمد مختار صاحب نعیمی گجرات

حضرت علامہ احمد سعید صاحب صاحب نعیمی شادیانہ، میانوالی

حضرت علامہ محمد صالح صاحب نعیمی فاضل پور ڈیرہ غازی خان

حضرت علامہ غلام محی الدین صاحب مراد آباد

حضرت علامہ محمد اطہر صاحب نعیمی، کراچی پاکستان

ہندوستان میں چند مشاہیر تلامذہ

حضرت علامہ غلام یزدانی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف

برادر شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی سابق شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

سلطان المناظرین امین شریعت مفتی رفاقت حسین کانپوری علیہ الرحمہ

شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین جونپوری علیہ الرحمہ مصنف قانون شریعت

امام المعقولات علامہ سلیمان علیہ الرحمہ بھاگلپوری

حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مبارکپوری، علیہ الرحمہ

مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمن رئیس اعظم اڑیسہ، علیہ الرحمہ

اجمل العلماء حضرت علامہ مفتی اجمل حسین سنبھلی علیہ الرحمہ

فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی عبد الرشید علیہ الرحمہ بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

سلطان المناظرین حضرت مفتی عتیق الرحمٰن نعیمی محدث تلشی پوری علیہ الرحمہ

حضرت علامہ قاضی احسان الحق نعیمی بہرائچی علیہ الرحمہ

سیّاح ایشیاء علامہ نذیر الاکرم مراد آبادی علیہ الرحمہ

حضرت علامہ ظہور احمد علیہ الرحمہ مراد آباد وغیرہ وغیرہ۔

تصنیفات

دینی وملی سیاسی وسماجی تدریسی اور تبلیغی خدمات کے باوجود حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے تقریباً دو درجن کتابیں بطور یادگار ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تفسیر خزائن العرفان شریف

۲۔ نعیم البیان فی تفسیر القرآن (جو ہفت روزہ السواد الاعظم پاکستان میں قسط وار مولانا سید غلام معین الدین صاحب نعیمی چھاپتے تھے یہ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۶۰ء کی بات ہے میں خود السواد الاعظم دورانِ طالب علمی جامعہ عتیقیہ انوار العلوم میں منگا تا رہا۔ کتنی تھی اب کیا ہوئی خدا کو ہی معلوم۔ (راقم الحروف)

۳۔ الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفٰے

۴۔ اطیب البیان درردتقویۃ الایمان

۵۔ مظالم بخدیہ برمقابر قدسیہ

۶۔ اسواط العذاب علٰی قوامع القباب

۷۔ آداب الاخیار

۸۔ سوانح کربلا

۹۔ سیرتِ صحابہ

۱۰۔التحقیقات لدفع التلبیسات

۱۱۔ارشادالانام فی محفل المولود والقیام

۱۲۔کتب العقائد

۱۳۔زالحرمین

۱۴۔المموالات

۱۵۔گلبن غریب نواز

۱۶۔شرح شرح مائتہ عامل (یہ کتاب مفتی حفیظ اللہ صاحب نعیمی شیخ الحدیث دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا کے پاس ہے۔کاش کہ چھپ جائے۔)

۱۷۔ پراچین کال (یہ کتاب پہاڑی زبان میں ہے)

۱۸۔فن سپہ گری۔ (نام ہی سے اس کے مضامین کا پتہ چلتا ہے۔نبیرہ صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا حکیم سید رضوان الدین صاحب قبلہ کے پاس ہے۔)

۱۹۔شرح بخاری (نامکمل غیر مطبوع)

۲۰۔شرح قطبی (نامکمل غیر مطبوع)

۲۱۔ریاض نعیم (مجموعہ کلام)

۲۲۔کشف الحجاب عن مسائل ایصال ثواب

۲۳۔فرائدالنورفی جرائدالقبور۔وغیرہ وغیرہ

گروگوکل تحریک اور مرادآباد کانفرنس

جمعیۃ العلمائی علماء جب گاندھی جی کے بالکل قریب ہوگئے اور ہر معاملے میں ان کے ہمنوا ہوگئے حتٰی کہ گاندھی جی کا تخاطب معراج سے کچھ کم نہیں سمجھتے ان کے اقتدار میں سر نیاز خم کئے ہوئے نظر آرہے ہیں ہندوستان کے سامری نے ایسا جادو پھونکا تھا کہ بڑے بڑے صاحبان جبہ و دستار اور جانے مانے ہوئے لیڈران کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں اور ان کی ملاقات کی وجہ سعادت جانتے ہیں۔یہ تب کی بات ہے جب تحریک خلافت کی تائید گاندھی جی نے کی تھی۔

شاطر اور چالاک قسم کے ہندوؤں نے جب دیکھا کہ ان کو گود میں ایسے لوگ آگئے ہیں کہ ان کو حرص و لالچ دے کر جو چاہئے کرا لیجیے تو انھوں نے یہ چال چلی کہ اپنی مذہبی تہذیب کو تیز کر کے مسلمانوں کو مرتد بنالیا جائے۔چنانچہ ۲۵۔۱۹۲۴ء میں شدھی تحریک شروع کردی اور مسلمانوں کو مرتد بنانے لگے۔

حضور صدرالافاضل رضی اللہ عنہ بقول حضرت علامہ وارث جمال صاحب قادری اعلٰحضرت امام عشق و محبت کی مقدس جماعت کے ہراول دستے کے سالار اعلٰی تھے ان کی رائے سے متفق ہوکر ''جماعت رضائے مصطفٰے'' کی تشکیل ہوئی۔اور اسی

جماعت کے جھنڈے تلے اعاظم رجال علماء اہلسنت بالخصوص حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی معیت میں شدھی تحریک کا پامردی سے مقابلہ کیا جس کی ابتداء آگرہ سے ہوئی۔ چوں کہ شدھی تحریک تقریباً دس اضلاع تک پھیل چکی تھی۔ لہٰذا ہمارے علماء اہلسنت نے جگہ جگہ پہونچ کر فتنۂ ارتداد کا خوب خوب مقابلہ کیا۔ علمائے اہلسنت اس تبلیغی جدوجہد میں ایک مدت مدیر تک آگرہ میں جلوہ افروز رہے۔ اور حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے تو اپنا ہیڈ کوارٹر ہی آگرہ کو بنا لیا تھا۔ اور وہیں سے فتنۂ ارتداد کا مقابلہ مختلف جگہوں پر پہونچ پہونچ کر کرتے رہے۔ آخر کار ''الحق یعلو ولا یعلیٰ'' کی جلوہ گری ہوئی۔ شردھانند جو شدھی تحریک کا بانی تھا اس کی شرارت خاک آلود ہوئی اور ہزار ہا مرتد داخل اسلام ہوئے۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو آرائیوں کے چنگل سے بچا لیا۔

جب شاطران ہند نے دیکھا کہ ان کی شدھی مشن اور تحریک ارتداد کی مٹی پلید ہوگئی تو انہوں نے ایک دوسرا منصوبہ بنایا اور گروکل کی تحریک چلائی جس کا مقصد یہ تھا کہ ایسے گئوشالے کالج بھون اسٹی قائم کئے جائیں کہ جس میں نوعمروں کو داخل کر کے ان کو باقاعدہ ٹریننگ دے کر مسلمانوں کے خلاف غیظ وغضب اور نفرت وحقارت کا پتلا بنا دیا جائے۔ اس طریقہ تعلیم پر حضور صدر الافاضل نے یہ نظریہ قائم فرمایا کہ بظاہر تو یہ تعلیم کا پرچار ہے لیکن نتیجہ میں اب سے بیس پچیس سال کے بعد ایسے لوگ تیار ہو جائیں گے جو مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلیں گے اور اس وقت اس فتنہ کا مقابلہ کرنا آسان نہ ہوگا۔ چنانچہ ملک کے ہر سنی علم کو صدر الافاضل نے جھنجھوڑا اور ان کو ان خطرات سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ اگر تم اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اپنی تنظیم نہ کی ایک سلک میں منسلک نہ ہوئے تو پھر انجام جو ہونا ہے اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے ملک کے اعظم و اکابر اہلسنت علماء ومشائخ کو مرادآباد میں مدعو کیا اور ملک کے کونے کونے سے تقریباً تین سو سے زائد علماء کرام اور مشائخ عظام مراداباد پہونچے اسی کو مرادآباد کانفرنس کہتے ہیں۔

علمائے اہلسنت میں بیداری پیدا کرنے کے لئے صدر الافاضل کی تحریروں سے آپ کی قائدانہ و مدبرانہ صلاحیتوں کا بھرپور جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں علماء دین اور پیشوایانِ اسلام اب قدم اٹھائیں گوشۂ تنہائی سے نکلیں اس لئے کہ نہیں کہ انہیں جاہ ملے یا منصب ملے۔ فقط اس لئے کہ دین کی حفاظت ہو۔ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف پیش آنے والے خطرات کو روک سکیں اور مسلمانوں کے دلوں کو خوف سے محفوظ کر سکیں اب آپ کا یہ تقاعد زہد وانکسار کی حد سے گزر کر غفلت وتکاسل کے دائرے میں آ گیا ہے۔ اور اس انداز سکوت سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصانات پہونچ رہے ہیں اب آپ اس عقیدے کو چھوڑ دیجئے کہ آپ کے فرائض ایک مجلس میں وعظ کہہ دینا یا ایک حلقہ میں درس دے کر خلوت خانہ میں فتویٰ لکھ کر ادا ہو جاتے ہیں اور آپ کو اس پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ بدخواہانِ اسلام تحریک کے لئے کیا کیا تدابیر عمل میں لا رہے ہیں؟ یقیناً یہ آپ کا فرض ہے اور آپ سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اٹھئے اٹھئے اور اپنے فرض کو ادا کیجئے۔

ایسے موقعہ پر حضور صدر الافاضل نے ایک قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے مرادآباد کی سرزمین پر مورخہ ۱۶، ۱۷، ۱۸،

۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کو اکابر اہلسنت اور اربابِ فکر ونظر پر مشتمل ایک عظیم اجتماع کا انعقاد کیا۔جس میں آپ کی دعوت پر دانشوروں کے علاوہ تین سو سے زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ اسی اجلاس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کی داغ بیل ڈالی گئی درحقیقت اس کانفرنس کا قیام بنیادی طور پر گروکول تحریک کی بیخ کنی کے لئے ہوا اس کے اغراض و مقاصد نہایت حوصلہ افزا تھے جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ ہندوستان کے ہر شہر اور قصبات و دیہات میں اسلامی انجمنیں قائم کرنا اور موجودہ انجمنوں کو احسن طریقہ پر جمعیۃ عالیہ مرکزیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس) کے ساتھ مربوط کرنا۔

۲۔ ہندوستان کے کثیر سنی مسلمانوں کے درمیان پیدا شدہ انتشار کو دور کرکے ان کی تنظیم کرنا، اور انفرادی طور پر مذہبی کام کرنے والوں میں ایک ربط پیدا کرکے متحدہ قوت بنانا۔

۳۔تبلیغی کام کو ایک نظم محکم کے ساتھ وسیع کرنا اور اس کے لئے مفید ذرائع اختیار کرنا۔

۴۔تبلیغ کی تعلیم دینے کے لئے خاص مدارس کھولنا۔

۵۔ مذہبی تعلیم عام کرکے مسلمانوں کے ہر طبقہ کو مذہب سے باخبر اور آشنا بنانا، انگریزی خواہ طلباء کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام اور آسان ذرائع بہم پہونچانا اور مزدور پیشہ لوگوں کی تعلیم کے لئے مدارس شبینہ جاری کرنا۔

۶۔مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا اور ان کی معاشرت میں اصلاح کرنا۔

۷۔مسلمانوں سے قرض کی عادت چھوڑوانا اور ایسی تدابیر اختیار کرنا کہ مسلمان اپنی ضرورتیں خود پوری کریں اور غیر اقوام کے سامنے قرض کے لئے ہاتھ پھیلانے کی ذلّت سے محفوظ رہیں۔

۸۔مقروض مسلمانوں کے لئے وہ تدابیر اختیار کرنا کہ وہ محدود مدت میں قرض سے سبکدوش ہوجائیں۔

۹۔ بے کار مسلمانوں کے لئے ذریعہ معاش تجویز کرنا اور انہیں کام پر لگانا۔

۱۰۔ مذکورہ تجاویز کو عوام اہلسنت میں پھیلانا اور مسلمانوں کو ان پر کاربند ہونے کی تلقین کرنا۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا   آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

سنی کانفرنس بنارس

بتاریخ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں منعقد فرمائی جس میں غیر منقسم ہندوستان کے کونے کونے سے علماء کرام و مشائخ عظام شریک ہوئے۔شہزادہ صدر الافاضل حضور رہنمائے ملت سیدومرشدی حضرت علامہ مولانا حکیم سید اختصاص الدین صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان اس فقید المثال کانفرنس کے تعلق سے اکثر بیان فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت کی تحریکی وتبلیغی کاموں میں سب سے نمایاں کام آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) کا انعقاد ہے جس میں تقریباً چوبیس (۲۴) ہزار علماء ومشائخ تھے۔اور تقریباً تین لاکھ سے زائد مجمع تھا۔اتنے بڑے اجتماع کا انتظام وانصرام کوئی معمولی بات نہیں ہے جس میں کانفرنس کے لئے حضرت نے کسی کے سامنے دست سوال نہیں

پھیلایا۔ اور اتنے بڑے مجمع کے کھانے پینے رہنے سہنے کا انتظام اس حسن وخوبی کے ساتھ فرمایا کہ عوام ہوں یا خواص کسی کو بھی شکایت وشکوہ کا موقع نہیں مل سکا۔ بلکہ ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ یہ سارے رہائشی انتظام وآسائش ہمارے ہی لئے تھی۔

اس موقع پر حضور استاذ الکریم بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی وہ تحریر بے محل نہ ہوگی جس کو آپ نے اطیب البیان کے مقدمہ میں حضرت مولانا سید منظور احمد صاحب گھوسی سے روایت کی ہے۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ صدر الافاضل نے اپنی زندگی میں ایک سے ایک بڑے بڑے کام کئے ہیں مثلاً جامعہ نعیمیہ قائم کیا اعلیٰ درجہ کا برقی پریس لگایا، ایک ماہنامہ ''السواد الاعظم'' جاری کیا جو مدتوں شان سے جاری رہا۔ کافی تعداد میں دینی و مذہبی کتابیں اعلیٰ معیار طباعت کے ساتھ شائع فرمائیں کئی کئی آل انڈیا کانفرنسیں منعقد فرمائیں۔ روزانہ کے شاہانہ اخراجات مزید براں مگر کبھی میں نے آپ کو چندہ کی اپیل کرتے دست طلب پھیلاتے اور لفظ سوال منہ سے نکالتے نہیں دیکھا اور سارے اخراجات اپنے بٹوہ سے ہی پورا فرماتے تھے۔ اس کے بعد حضرت بحر العلوم صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ ازخود حضرت کا ہاتھ نہیں بٹاتے تھے مگر آپ نے کبھی مانگا نہیں۔ اس وقت مشہور تھا کہ آپ کو دستِ غیب حاصل ہے۔ اقوال ''بغیر کچھ کہے لوگوں کا ازخود ہاتھ بٹانا یہ بھی تو کرامت ہی ہے۔''

راقم الحروف۔

وفات حسرت آیات

ماہ ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ کی ۱۸ تاریخ اور اکتوبر ۱۹۴۸ئ کی ۲۳ تاریخ تھی جمعہ کا دن تھا صبح سے ہی اس قسم کے آثار پائے جارہے تھے کہ آفتاب علم وعمل ماہتابِ فضل وکمال اختر برج کرامت شیرازہ بند اہلسنت سید وسالار جماعت اعلیٰحضرت سیادت قیادت کا تاجدار قلزم ارثِ نبوت کا گوہر آبدار حقیقت ومعرفت کا شہسوار خاتم المفسرین، راس المحققین، حکیم الحکماء استاذ العلماء سندھ الفضلا، صدر الافاضل فخر الاماثل سیدی وسندی آقائی ومولائی مادی وملجائی کنزی وذخری حضرت علامہ مولانا حافظ و مفتی مفسر ومحدث حکیم الحاج سید محمد نعیم الدین احمد صاحب مرادآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا آج ہی کے دن کے مہمان ہیں۔ وصال حق سے سرفراز ہونے اور تمام اہلسنت وجماعت کو روتا بلکتا چھوڑ جانے والے ہیں۔

بعد نماز جمعہ حضرت کی خدمت میں شاہزادگان حضرت کے داماد حکیم سید حامد علی صاحب مولانا سید غلام معین الدین صاحب نعیمی ودیگر محبین موجود تھے۔ سنبھل سے آپ کے ایک عقیدت کیش چوہدری اختر حسین صاحب قدم بوسی کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضرت سے کچھ غذا نوش فرمانے کے لئے کہا گیا آپ نے منع فرما دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ چوہدری صاحب کے لئے چائے کا انتظام کرو۔ چائے بنائی گئی اور چوہدری صاحب کو چائے دی گئی۔ حضرت سے بھی چائے نوشی کی گزارش کی گئی۔ فرمایا لاؤ حضرت کے داماد اور مولانا سید غلام معین صاحب نے سہارا دے کر کلی کرائی اور چائے پلانی شروع کی کہ یکا یک ضعف کا ایسا حملہ ہوا کہ آپ کو پھر چار پائی پر لٹانا پڑا۔ اور کلمہ شریف سب کے سب پڑھنے لگے۔ کچھ ہی وقفہ کے بعد جب سکون ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم سب کلمہ پڑھ رہے تھے رک کیوں گئے۔ مجھے بہت سکون مل رہا تھا۔

اس کے بعد پھر مرید ہونے والوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔آپ کا شانۂ مبارک محلہ چوکی حسن خاں میں تھا،سب سے پہلے جب محلہ چوکی کی حسن خاں کے مسلمانوں کوآپ کی طبیعت اور ناسازگار حالت کی اطلاع ہوئی تو مرید ہونے کے لئے جوق در جوق کا شانہ اقدس پر حاضر ہونے لگے۔کئی عمامے ایک میں باندھ کر بالا خانہ سے لے کر نیچے تک پھیلا دیا گیا۔تل رکھنے کی جگہ نہیں جس کو دیکھو عمامہ شریف پکڑ کر مرید ہورہا ہے یکے بعد دیگر سے محلہ چوکی حسن خان کے سارے لوگ مرید ہوگئے۔بالکل اسی طرح پردے کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے مرید ہونے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔اور جس جس کی بھی قسمت میں تھا حضرت قدس سرہ کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔شدہ شدہ حضرت کی ناسازیٔ طبع کی خبر پورے مرادآباد شہر میں پھیل گئی جو مرید ہو چکے تھے زیارت اور قدمبوسی کے لئے آتے رہے اور جو مرید نہیں تھے مرید ہونے کے لئے آنے لگے اور اسی طرح جس طرح محلہ کے لوگ عمامہ پکڑ کر مرید ہوئے تھے شہر کے لوگوں نے بھی عمامہ پکڑ کر مرید ہونا شروع کر دیا۔یہ سلسلہ ۱۱ بجے تک چلا ہے مگر حضور رہنمائے ملت علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے تھے کہ ۱۲ بجکر ۲۰ منٹ تک جبتک زبان اقدس میں سکت تھی مرید فرماتے رہے۔اور یہ سلسلہ خیر وبرکت آخری دم تک قائم رہا اس کے بعد کچھ وقفہ کے لئے خاموش ہوگئے اور بیعت کا سلسلہ ختم فرما دیا۔اس کے بعد چشم پاک کھولی ہونٹوں پر خوشی کے آثار نظر آئے آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتے رہے پیشانیٔ مقدس اور چہرۂ مبارک پر بے حد پسینہ آنے لگا۔(امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی بوقتِ وصال اس قدر پسینے نکلے تھے کہ جسے بیان نہیں کیا جاسکتا)۔سینۂ اقدس پر رومال رکھا ہوا تھا خدام بار بار پسینہ پوچھتے تھے،مگر پسینہ نکلتا ہی رہتا تھا۔(بوقتِ مرگ پیشانی سے پسینہ نکلنا خاتمہ بالخیر کی علامت ہے۔راقم الحروف) بعدہٗ خود بخود قبلہ رخ ہوکر اپنے دستہائے پاک اور قدمہائے ناز کو سیدھے کر لئے۔اور اب آواز دھیرے دھیرے مدہم ہوتی چلی گئی حتّٰی کہ انتہائی رنجیف آواز کے وقت شاہزادگان اور خدام نے کان لگا کر سنے تو زبان پر کلمہ طیبہ جاری تھا یک بیک سینۂ اقدس پر ایک نور کی لہر محسوس ہوئی اور ۱۲ بج کر ۲۰ منٹ پر شہزادۂ نور رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی پاکیزہ زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔''اناللہ وانا الیہ راجعون۔''

آپ کی وفات کی خبر پورے شہر اور اطراف واکناف میں آناً فاناً پھیل گئی اور حضرت کے مکان کے باہر سڑکوں پر،گلیوں میں لوگوں کا اژدھام ہوگیا۔حضرت کی وفات سے حضرت کے اہل بیت خاندان عزیز واقارب خدام ومحبین جامعہ نعیمیہ کے ارباب حل وعقد مدرسین وطلباء اور تمامی اہلسنت کو جو صدمہ ہوا۔وہ بیان سے باہر ہے۔علاوہ ازیں اغیار ومعاندین کو بھی ایسا صدمہ ہوا کہ وہ اپنی مسجدوں اور مدرسوں میں روتے تھے اور کہتے تھے کہ زندگی بھر ہمارا اوران کا کیا ہی اختلاف تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ علم وفضل میں یکتائے روزگار اور نظر وبصیرت میں وہ بے مثال تھے۔چنانچہ سنی مدارس ومکاتب کے علاوہ مدرسہ شاہی مسجد،مدرسہ امدادیہ ودیگر مکاتب ومدارس حتّٰی کہ میونسپل کمیٹی کے تحت چلنے والے اسکول ومدارس نے بھی اس روز تعطیل کر دی تھی۔ملک بھر میں علماء کرام اور جماعت اہلسنت کے مدراس میں فوراً تار بھیجے گئے۔قرب وجوار کے علماء اور مدارس میں آدمیوں کے ذریعہ اطلاع پہونچائی گئی۔کثیر تعداد میں علماء کرام اور مشائخ عظام جسے جو ذریعہ میسر آیا مرادآباد آگئے۔

حضرت کے بڑے صاحبزادے صدر العلماء حضرت علامہ مولانا ظفر الدین صاحب قبلہ اور منجھلے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا سید اختصاص الدین صاحب قبلہ اور تاج العلماء حضرت علامہ مولانا محمد عمر صاحب قبلہ اور مہتمم جامعہ حضرت علامہ مولانا محمد یونس صاحب قبلہ اور خادم خاص حضرت علامہ سید غلام معین الدین صاحب نعیمی ان حضرات نے مل کر سرکار صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا۔ بعدۂ جامۂ عروسی پہنایا گیا۔ اور پھر دو دن خانہ زیارت کرائی گئی۔ باہر زائرین کا ایک جم غفیر دیدار اور جنازہ کا منتظر تھا مگر مجمع کے اژدھام کی وجہ سے ممکن نہیں تھا کہ یکے بعد دیگرے فرداً فرداً زائرین کو زیارت کرائی جا سکے۔ لہٰذا جنازہ شریف جامعہ نعیمیہ لے چلنے کا انتظام شروع ہوا۔ تاجدار اہلسنت کے جنازہ کو کندھا دینے کی آرزو سارے حاضری وزائرین کو تھی، لہٰذا جنازہ پاک کی چار پائی میں لمبے لمبے بانس دو رویہ طریقہ پر باندھے گئے تا کہ ہر ایک جنازہ کو کندھا دے سکے پھر بھی مجمع کی کثرت کی وجہ سے کتنے لوگ محروم رہ گئے۔

حضرت کی وصیت کے مطابق جنازہ محلہ چوکی حسن خان تحصیل اسکول نئی سڑک اور کاٹھ دروازہ ہوتے ہوئے جامعہ نعیمیہ میں پہونچا۔ حضرت کے شاہزادگان توغم سے نڈھال تھے جنازہ کے سامنے انہیں کھڑا ہونا دشوار ہو رہا تھا۔ لہٰذا حضور صدر العلماء (بڑے صاحبزادے) نے تاج العلماء حضرت علامہ مولانا محمد عمر صاحب نعیمی کو جنازہ پڑھانے کی اجازت دی اور حضرت تاج العلماء نے تاجدار اہلسنت کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد فراغت نماز آخری دیدار کے لئے اژدھام کی کثرت مانع تھی۔ اس لئے جنازہ دار الحدیث اور اعلان کر دیا گیا کہ زائرین فرداً فرداً ایک دروازہ سے آئیں اور دوسرے دروازہ سے نکل جائیں۔ بعدۂ جامعہ نعیمیہ کی مسجد کے بائیں گوشہ میں آپ کی آرامگاہ مقرر ہوئی اور آپ کو سپرد خاک کرتے ہوئے زبان حال سے عرض گزار ہوئے۔

اے خاکِ تیرہ عزت مہماں نگاہ دار! ایں نور قلب ماست کہ در برگرفتۂ

لمحۂ فکریہ:

فنا فی القلم، رئیس التحریر محب گرامی حضرت علامہ مولانا محمد وارث جمال صاحب قادری بارک اللہ فی علمہ وقلمہ نے بجا فرمایا ہے کہ حضور صدر الافاضل کے اخلاف و باقیات وپس ماندگان میں یوں تو پورا برصغیر ہندو پاک ہے، پورا سواد اعظم ہے جن کی گردنوں پر ان کے بے پایاں احسانات ہیں قومی ملکی مذہبی اور سیاسی وہ کونسا میدان ہے جسے آپ نے اپنے خون جگر سے لالہ زار اور اسلامیان ہند کے لئے مستنیر نہ کیا ہو۔ ''ھل جزاء الاحسان الّا الاحسان'' کے طور پر کیا اسلامیان ہندو پاک کے دامن میں کوئی ایسی متاع گراں بہا ہے جنہیں ان کی بارگاہ عظمت میں بطور خراج تحسین وعقیدت پیش کیا جا سکے؟

قافلہ درد کا اس رات کی تاریکی میں منزل ضبط کا رہ رہ کے پتہ مانگے ہے

غلام غلامانِ آلِ عبار

شعبان علی نعیمی غفرلہ القوی حبابی تلشی پوری ثم بلرامپوری۔

(خطیب وامام سانتا کروز اسٹیشن مسجد، وصدر تنظیم جاء الحق علما اہلسنت مالونی ماڈ۔

اجمالی سوانحی خاکہ

ولایت: ماہ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء

اسم گرامی: سید محمد نعیم الدین

تاریخی نام: غلام مصطفےٰ

القاب: صدر الافاضل، فخر الاماثل، استاذ العلماء

تخلص: نعیمؔ، منعمؔ

والد گرامی: حضرت علامہ مولانا سید محمد معین الدین نزہتؔ مرادآبادی علیہ الرحمہ

جد مکرم: استاذ الشعراء حضرت مولانا سید محمد امین الدین راسخؔ ابن حضرت علامہ مولانا سید کریم الدین آزاد علیہما الرحمۃ والرضوان۔

رسم بسم اللہ خوانی: چار سال کی عمر میں

تکمیل حفظِ قرآن: آٹھ سال کی عمر میں

تعلیم: بیس (۲۰) سال کی عمر تک تمام علوم عقلیہ ونقلیہ سے فراغت

مادر علمی: متوسطات تک گھر ہی میں اپنے والد بزرگوار سے تعلیم حاصل کی بعدہٗ مدرسہ امدادیہ سے فراغت ہوئی۔

دستار فضیلت: ۱۳۲۰ھ (۲۰ سال کی عمر میں)

فتویٰ نویسی: فراغت کے بعد ایک سال مشاقی فرمائی بعدہٗ دارالافتاء کی مستقل خدمات انجام دیتے رہے۔

اساتذہ کرام: حضرت والد صاحب قبلہ، شیخ الکل مولانا سید محمد گل صاحب قادری حافظ سید نبی حسین صاحب، حضرت حافظ حفیظ اللہ صاحب، حضرت علامہ ابوالفضل احمد صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان۔

پیرو مرشد: شیخ الکل استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا سید محمد گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلافت واجازت: شیخ الکل استاذ الاساتذہ حضرت محمد گل قادری، اور شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین صاحب اشرفی میاں کچھوچھوی علیہما الرحمۃ۔

عقد مسنون: ۱۳۲۲ (ہمراہ صاحبزادہ رئیس اعظم مرادآباد)

اولاد امجاد: چار صاحبزادے ۱۔صدر العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی سید ظفر الدین صاحب علیہ الرحمہ، ۲۔رہنمائے ملت حضرت علامہ مولانا سید اختصاص الدین صاحب علیہ الرحمہ، ۳۔حضرت علامہ حکیم سید ظہیر الدین صاحب

علیہ الرحمہ، ۴۔حضرت مولانا حکیم سید اظہار الدین عرف حنفی میاں دام ظلہٗ۔ جو تادم تحریر با حیات ہیں۔ اور چار صاحبزادیاں۔

تصانیف: تفسیر خزائن العرفان شریف۔علاوہ ازیں بیس کتابیں

قیام مدرسہ انجمن اہلسنت: ۱۳۲۸ھ

نشاۃ ثانیہ: جامعہ نعیمیہ ۱۳۵۲ھ

تنظیمی خدمات: الجمیعتہ العالیتہ المرکزیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس) جماعت رضائے مصطفٰی بریلی کے پیٹ فارم سے اسلام دشمن تحریکوں کے تعاقب میں عظیم ترین دین وسنیت کی خدمت انجام دی جو آپ کی زندگی کا روشن ترین باب ہے۔

تبلیغی خدمات: غیر منقسم ہندوستان کے تمامی دینی مذہبی جلسوں میں آپ کی شرکت لازم ہوتی تھی۔ شدھی تحریک، وہابیت اور دیوبندیت کے طوفان بلاخیز سے قوم مسلم کو بچانے کے لئے آپ نے مسلسل سفر فرمائے اور اسلام دشمن نظریات سے آپ نے متعدد کامیاب مناظرے بھی کئے۔ اپنی بات مختصر اور دلکش انداز میں پیش فرما کر مخالف کو جلد از جلد شکست فاش دیدینا آپ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد: ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس: ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء

ماہنامہ السوادالاعظم: اسلام دشمن عناصر کی بخیہ دری کے لئے نیز اپنی بات عوام اہلسنت تک پہونچانے کے لئے آپ نے مراداباد سے اسے جاری فرمایا جو تا حیات مسلسل جاری رہا۔ بعدہٗ مولانا غلام معین الدین نعیمی کی ادارت میں پاکستان میں شائع ہوا۔

وصال پر ملال: ۱۸ ذوالحجۃ المکرمہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء۔ رات ساڑھے بارہ بجے۔ جس کا مادّہ تاریخ ''غلام رسول نکلتا ہے۔''

روضہ مقدسہ: اندرون جامعہ نعیمیہ (مسجد جامعہ کی بائیں جانب)

عرس پاک: ہر سال ۱۶، ۱۷، ۱۸ ذی الحجہ کو اندرون جامعہ انتہائی شان وشوکت سے منایا جاتا ہے۔ (مستفاد از کتاب تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدرالافاضل)

تلاوت قرآن کا ثواب

رضائے الٰہی کیلئے قران پاک کی تلاوت کرنے کا ثواب

قرآن مجید فرقانِ حمید کی تعلیم وتعلم اور تلاوت کے کثیر فضائل قرآن پاک میں بیان کئے گئے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے،

(۱) اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓىٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ

ترجمہ کنزالایمان: جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ (پ۱، البقرۃ:۱۲۱)

(۲) وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۴۵

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کردیا۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۴۵)

(۳) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔

(پ۱۵، بنی اسرائیل:۸۲)

(۴) اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۲۹ لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۳۰ وَالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ۳۱ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ۳۲

ترجمہ کنزالایمان: بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز ٹوٹا (نقصان) نہیں تاکہ ان کے ثواب انہیں بھر پور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا ہے پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ۳۲ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ۳۳ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۳۴ الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۳۵

بندوں کوتو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا یہی بڑا فضل ہے بسنے کے باغوں میں داخل ہوں گے وہ ان میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کی پوشاک ریشمی ہے اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارا غم دور کیا بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اتارا اپنے فضل سے ہمیں اس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے نہ ہمیں اس میں کوئی تکان لاحق ہو۔(پ ۲۲، الفاطر:۲۹ تا ۳۵)

(۵) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔(پ ۲۳، الزمر: ۲۳)

اس بارے میں احادیث کریمہ:

حضرتِ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کریگا۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرۃ، رقم ۸۰۴، ص ۴۰۳)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، روزہ اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے، روزہ عرض کرے گا، یا رب عزوجل! میں نے اسے دن میں کھانے اور پینے سے روک دیا تھا لہذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ جبکہ قرآن کہے گا، اے رب عزوجل! میں نے اسے رات کو سونے سے روک دیا تھا لہذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ پھر ان دونوں کی شفاعت قبول کرلی جائے گی۔(الترغیب والترہیب، کتاب قراءۃ القرآن فی الصلاۃ، رقم ۲۲، ج ۲، ص ۲۳۰)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، قرآن شفاعت کریگا اور اس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور جھگڑے گا تو اس کی تصدیق کی جائے گی جو شخص اسے اپنے پیشِ نظر رکھے گا یہ جنت تک اس کی قیادت کریگا اور جو اسے پس پشت ڈال دے گا یہ اسے ہانکتا ہوا جہنم میں لے جائے گا۔

(طبرانی کبیر، رقم ۱۰۴۵۰، ج ۱۰، ص ۱۹۸)

حضرتِ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے

تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے قرآن پڑھا اور پھر اسے یاد کرلیا، اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام جانا تو اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے گھر والوں سے ایسے دس افراد کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل قاری القرآن، رقم ۲۹۱۴، ج ۴، ص ۴۱۴)

حضرتِ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا، تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ، رقم ۵۰۲۷، ج ۳، ص ۴۱۰)

حضرتِ سیدنا عُقْبَہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ خاتمُ المُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم باہر تشریف لائے ہم اس وقت صفہ (مسجد نبوی شریف کے باہر چبوترے) پر بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ صبح کو بُطحان یا عقیق کی وادیوں میں جائے اور کوئی گناہ اور قطع رحمی کئے بغیر دو بڑے کوہان والی اونٹنیاں لے کر واپس لوٹے؟ تو ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سے ہر ایک یہ پسند کرتا ہے۔ فرمایا، تو تم میں سے کوئی صبح کے وقت مسجد میں کیوں نہیں جاتا اور کتاب اللہ کی دو آیتیں سیکھتا یا تلاوت کرتا کہ یہ تمہارے حق میں دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین آیتیں تمہارے لئے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور جتنی آیتیں سیکھے گا یا پڑھے گا اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہے۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ القرآن، رقم ۸۰۳، ص ۴۰۲)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا، اے ابوذر! تمہارا صبح کے وقت کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھنے کے لئے چلنا تمہارے لئے سو رکعتیں پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لئے جانا خواہ اس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے تمہارے لئے ہزار رکعتیں پڑھنے سے بہتر ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ، رقم ۲۱۹، ج ۱، ص ۱۴۲)

حضرتِ سیدنا معاذ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا، قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دنیا کے سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی تو تمہارا قرآن پر عمل کرنے والے کے بارے میں کیا خیال ہے؟

(ابوداود، کتاب الوتر، باب فی ثواب قرأۃ القرآن، رقم ۱۴۵۳، ج ۲، ص ۱۰۰)

حضرتِ سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے قرآن پڑھا اور اسے سیکھا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن نور کا ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جسکی چمک سورج کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو دو حلے پہنائے جائیں گے جنکی قیمت یہ دنیا ادا نہیں کرسکتی تو وہ پوچھیں گے، ہمیں یہ لباس کیوں پہنائے گئے ہیں؟ ان سے کہا جائے گا، تمہارے بچوں کے قرآن کو تھامنے کے سبب۔

(المستدرک، کتاب فضائل القرآن، باب من قرا القرآن وتعلمہ الخ، رقم ۲۱۳۲، ج ۲، ص ۲۷۸)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، جس نے قرآن پڑھا اسے بری عمر کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَۙ﴿5﴾اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ترجمہ کنزالایمان: پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔

(پ ۳۰، التین: ۵۔۶)

پھر فرمایا، اچھے کام کرنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن پڑھا ہوگا۔

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب من قرأ القرآن لم یرد الی ارذل العمر، رقم ۴۰۰۶، ج ۳، ص ۳۸۲)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات طے کرتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا تو جہاں آخری آیت پڑھے گا وہیں تیرا ٹھکانا ہوگا۔

(ابوداود، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراءۃ، رقم ۱۴۶۴، ج ۲، ص ۱۰۴)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، قیامت کے دن قرآن پڑھنے والا آئے گا تو قرآن عرض کریگا، اے رب عزوجل! اسے حُلّہ پہنا۔ تو اسے کرامت کا حلہ پہنایا جائے گا۔ پھر قرآن عرض کریگا، یارب! اس میں اضافہ فرما۔ تو اسے کرامت کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر قرآن عرض کریگا، اے رب عزوجل! اس سے راضی ہوجا۔ تو اللہ عزوجل اس سے راضی ہوجائے گا۔ پھر اس قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا، قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات طے کرتا جا اور ہر آیت پر اسے ایک نعمت عطا کی جائیگی۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، رقم ۲۹۲۴، ج ۴، ص ۴۱۹)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ

نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، رشک صرف دو آدمیوں پر کیا جاسکتا ہے،ایک: اس شخص پر جسے اللہ عزوجل نے قرآن سکھایا اور وہ دن رات اسے پڑھتا رہے اور اس کا پڑوسی اسے سن کر کہے کاش! مجھے بھی فلاں شخص کی مثل قرآن کی توفیق ملتی تو میں بھی اس کی طرح عمل کرتا، دوسرا: اس شخص پر جسے اللہ عزوجل نے مال عطا فرمایا اور وہ راہِ حق میں اسے خرچ کرے اور کوئی شخص کہے کہ کاش! مجھے بھی فلاں شخص کی مثل مال ملتا تو میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، رقم ۵۰۲۶، ج ۳، ص ۴۱۰)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، تین لوگ ایسے ہونگے جنہیں بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت) دہشت زدہ نہ کرسکے گی اور حساب ان تک نہ پہنچے گا، وہ مشک کے ٹیلے پر ہونگے یہاں تک کہ مخلوق حساب سے فارغ ہوجائے۔(پہلا:)وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قرآن پڑھے اور اس کے ذریعے قوم کی امامت کرائے اور قوم بھی اس سے راضی ہو۔(دوسرا:) اللہ عزوجل کی رضا کے لئے نمازوں کی طرف بلانے والا (یعنی موذن)۔(تیسرا:) وہ غلام جس نے اپنے رب عزوجل اور اپنے دنیوی آقا کا معاملہ خوش اسلوبی سے نبھایا۔

(طبرانی اوسط ،من اسمہ ولید، رقم ۹۲۸۰، ج ۶، ص ۴۲۵)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، اگر میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سات مرتبہ نہ سنی ہوتی تو میں اسے ہرگز نہ بیان کرتا۔ پھر فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ تین افراد مشک کے ٹیلوں پر ہونگے قیامت کے دن کی گھبراہٹ انہیں دہشت زدہ نہ کرے گی اور وہ اس وقت بھی پرسکون ہونگے جب لوگ دہشت زدہ ہونگے۔(۱) وہ شخص جس نے قرآن سیکھا پھر اس کے ذریعے اللہ عزوجل کی رضا اور انعام کا طلب گار رہا، الخ (طبرانی کبیر، رقم ۱۳۵۸۴، ج ۱۲، ص ۳۳۱)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا،تم اللہ عزوجل کی طرف قرآن سے افضل کسی عمل کے ساتھ نہیں لوٹو گے۔

(المستدرک، کتاب فضائل القرآن، باب الجاھر بالقرآن الخ، رقم ۲۰۸۳، ج ۲، ص ۲۵۶)

حضرتِ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، اللہ عزوجل نے بندے کو دو رکعتیں ادا کرنے سے افضل کسی شے کا اذن نہیں دیا اور بندہ جب تک نماز میں ہوتا ہے اس پر رحمتیں نچھاور ہوتی رہتی ہیں اور بندے قرآن کی مثل کسی اور چیز سے اللہ عزوجل کی قربت نہیں پاتے۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ۱۷، رقم ۲۹۲۰، ج ۴، ص ۴۱۸)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، بیشک لوگوں میں سے کچھ اللہ والے ہیں۔صحابہ کرام علیھم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم !وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا،قرآن پڑھنے والے کہ یہی لوگ اللہ والے اور خواص میں شامل ہیں۔

(ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضل من تعلم القرآن وعلمہ، رقم ۲۱۵، ج۱، ص ۱۴۰)

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ ایک رات اپنے اصطبل میں قرآن کی تلاوت فرمارہے تھے کہ ان کا گھوڑا چکر لگانے لگا۔ انہوں نے دوبارہ قرآن کی تلاوت شروع کی تو گھوڑا دوبارہ چھلنے لگا، تیسری مرتبہ بھی ایسے ہی ہوا۔حضرتِ سیدنا اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا (میرے بیٹے) یحیٰ کو نہ روند ڈالے، جب میں گھوڑے کو پکڑنے کیلئے کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے سر پر ایک چھتری سایہ کناں ہے جس میں چراغ روشن ہے اور وہ چھتری فضا میں معلق ہے پھر وہ فضاء میں گم ہوگئی اور میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔

صبح کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں گزشتہ رات اپنے اصطبل میں قرآن پاک کی تلاوت کررہا تھا کہ میرا گھوڑا مست ہوگیا۔تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے ابن حضیر! قرآن پڑھو۔ میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر مست ہوگیا۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر فرمایا، اے ابن حضیر! پڑھو۔تو میں پڑھنے لگا اور گھوڑا پھر مست ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا، اے ابن حضیر پڑھتے رہو۔ پھر جب میں وہاں سے لوٹا تو میں نے اپنے سر پر ایک چھتری کو سایہ کناں دیکھا جس میں چراغ روشن تھے اور وہ فضاء میں معلق تھی پھر وہ فضاء میں بلند ہوتی گئی یہاں تک کہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئی، اسوقت (میرا بیٹا) یحیٰ گھوڑے کے قریب تھا مجھے خوف محسوس ہوا کہ کہیں گھوڑا اسے روند نہ ڈالے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ ملائکہ تھے جو تمہاری قراءت سننے آئے تھے اگر تم تلاوت کرتے رہتے تو صبح لوگ انہیں دیکھتے اور ان میں سے کوئی پوشیدہ نہ رہتا۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب نزول السکینۃ لقراءۃ القرآن، رقم ۷۹۶، ص ۳۹۹)

حضرتِ سیدنا براء رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، یہ سکینہ تھا جو قرآن کے لئے اترا تھا۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب نزول السکینۃ لقراءۃ القرآن، رقم ۷۹۵، ص ۳۹۹)

ایک اور روایت میں ہے کہ جب میں مڑا تو میں نے آسمان وزمین کے درمیان چراغ لٹکے ہوئے دیکھے۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں قراءت جاری رکھنے کی استطاعت نہ رکھ سکا۔ تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو قرآن پاک کی قراءت سننے کے لئے اترے تھے اگر تم قراءت کرتے رہتے تو بہت سے عجائبات دیکھتے۔

(المستدرک، کتاب فضائل القرآن، باب الامر بتعاھد القرآن والنھی الخ، رقم ۲۰۷۹، ج ۲، ص ۲۵۴)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج وملال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، جو قوم اللہ عزوجل کے گھروں میں سے کسی ایک گھر میں کتاب اللہ عزوجل کی تلاوت کرنے اور آپس میں اس کی تکرار کرنے کے لئے جمع ہوتی ہے تو ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے، انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے، ملائکہ انہیں (اپنے پروں سے) چھوتے ہیں اور اللہ عزوجل ملائکہ کے سامنے ان کا چرچا فرماتا ہے۔

(مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، رقم ۲۶۹۹، ص ۱۴۴۷)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ خاتمُ المُرسَلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، جو کتاب اللہ عزوجل میں سے ایک حرف پڑھے گا تو اسے ایک نیکی ملے گی اور یہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی من قرأ حرفا..الخ، رقم ۲۹۱۹، ج ۴، ص ۴۱۷)

جبکہ ایک روایت میں ہے کہ، بیشک یہ قرآن اللہ عزوجل کے دسترخوان کی مثل ہے لہذا تم سے جتنا ہوسکے اس دسترخوان سے کھالیا کرو، یہ قرآن اللہ عزوجل کی رسی، روشن نور اور نفع بخش شفا ہے جو اسے تھام لے یہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور جو اس کی پیروی کرے تو اس کیلئے نجات ہے، یہ کج روی اختیار نہیں کرتا کہ اسے منانا پڑے، ٹیڑھا نہیں ہوتا کہ اسے سیدھا کرنا پڑے، اس کے عجائبات ختم نہیں ہونگے نہ ہی یہ کثرتِ تکرار سے بوسیدہ ہوگا، اس کی تلاوت کیا کرو کیونکہ اللہ عزوجل اس کے ہر حرف کی تلاوت پر تمہیں دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور میں نہیں کہتا کہ ال،م ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

(المستدرک، کتاب فضائل القرآن، رقم ۲۰۸۴، ج ۲، ص ۲۵۶)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے کتاب اللہ عزوجل کی ایک آیت توجہ کے ساتھ سنی اس کے لئے نیکی اضافہ کے ساتھ لکھی جائے گی اور جس نے اس کی تلاوت کی وہ آیت قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگی۔

(مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، رقم ۸۵۰۲، ج ۳، ص ۲۴۵)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے وصیت فرمائیے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل کے خوف کو خود پر لازم کرلو کیونکہ یہی ہر کام کی اصل ہے۔ میں نے عرض کیا، مزید نصیحت فرمائیے۔ تو ارشاد فرمایا کہ قرآن کی تلاوت کو خود پر لازم کرلو کیونکہ یہ تمہارے لئے زمین میں نور اور آسمانوں میں

ذخیرہ ہوگی۔

(الترغیب والترہیب، کتاب قراءۃ القران، باب الترغیب فی قراءۃ القرآن، رقم ۱۰، ج ۲،ص ۲۲۷)

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جسے قرآن نے مجھ سے مانگنے سے روک دیا میں اسے سوال کرنے والوں سے افضل شے عطا فرماؤں گا اور کلام اللہ عزوجل کو دیگر کلاموں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی اللہ عزوجل کی اپنی مخلوق پر فضیلت ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب (۲۵)، رقم ۲۹۳۵، ج ۴،ص ۲۲۷)

حضرتِ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، قرآن پڑھنے والے مؤمن کی مثال اس سنگترے کی طرح ہے جسکی خوشبو بھی اچھی ہے اور ذائقہ بھی اچھا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مؤمن کی مثال اس کھجور کی طرح ہے جسکی خوشبو تو نہیں ہوتی مگر ذائقہ اچھا ہوتا ہے اور قرآن پڑھنے والے منافق یا فاجر کی مثال اس پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے مگر ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق یا فاجر کی مثال اس تمّاں (ایک بوٹی) کی طرح ہوتی ہے جس کی خوشبو نہیں ہوتی اور ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضیلۃ حافظ القرآن، رقم ۷۹۷،ص ۴۰۰)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے ایک لشکر تیار فرمایا جو کثیر افراد پر مشتمل تھا، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان سے قرآن پڑھنے کے لئے کہا سب لوگ قرآن پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ایک چھوٹے بچے کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، تمہیں کتنا قرآن یاد ہے؟ اس نے عرض کیا، اتنا اتنا اور سورہ بقرہ۔ آپ نے فرمایا، کیا تمہیں سورہ بقرہ یاد ہے؟ اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمایا، جاؤ تم ان کے امیر ہو۔

تو ان کے سرداروں میں سے ایک شخص نے عرض کیا، خدا کی قسم! سورہ بقرہ سیکھنے سے مجھے صرف اس خوف نے روک دیا کہ میں اسے یاد نہ رکھ سکوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قرآن سیکھو اور اسے پڑھا کرو کیونکہ قرآن سیکھ کر پڑھنے والے کی مثال مشک سے بھرے ہوئے چمڑے کے تھیلے کی طرح ہے جس کی خوشبو سارے گھر میں پھیل جاتی ہے اور جس نے قرآن سیکھا پھر غافل ہو گیا اور اس کے سینے میں قرآن ہے تو اس کی مثال چمڑے کے اس تھیلے کی طرح ہے جس کے ذریعے مشک کو ڈھانپ دیا گیا ہو۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورۃ البقرۃ الخ، رقم ۲۸۸۵، ج ۴،ص ۴۰۱)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم ، رسول اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا ،قرآن پڑھنے میں مہارت رکھنے والا کراماً کاتبین کے ساتھ ہے اور جو مشقت کے ساتھ اٹک اٹک کر قرآن پڑھتا ہے اس کے لئے دُگنا ثواب ہے۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل الماھر بالقرآن الخ، رقم ۷۹۸، ص ۴۰۰)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا گویا اس نے اپنے پہلو میں (علمِ) نبوت کو سمولیا مگر یہ کہ اس پر وحی نہیں آتی۔

(المستدرک، کتاب اخبار فی فضائل القرآن، باب فضیلۃ قراءۃ القرآن، رقم ۲۰۷۲، ج ۲، ص ۲۵۲)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جو شخص پانچوں نمازوں کی پابندی کریگا وہ غافلین میں نہ لکھا جائے گا اور جس نے ایک رات میں سو آیتیں پڑھیں اسے عبادت گزار بندوں میں لکھا جائے گا۔

(ابن خزیمہ، کتاب جماع ابواب صلاۃ التطوع باللیل، رقم ۱۱۴۲، ج ۲ ص ۱۸۰)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے ایک رات میں دس آیتیں پڑھیں اسے غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔

(مستدرک، کتاب اخبار فی فضائل القرآن، باب من قرأ عشر آیات الخ، رقم ۲۰۸۵، ج ۲، ص ۲۵۷)

سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عزوجل کا خواب میں دیدار کیا تو عرض کیا، یا رب عزوجل! جن اعمال کے ذریعے تیرے بندے تیرا قرب حاصل کرتے ہیں ان میں سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا، اے احمد! وہ میرا کلام پڑھنا ہے۔ میں نے عرض کیا، سمجھ کر پڑھنا یا بغیر سمجھے؟ فرمایا، سمجھ کر اور بغیر سمجھے دونوں طرح سے۔

اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ

منزل ۱

ایاتھا ۷ ۱ سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۵ رکوعھا ۱

سورۂ فاتحہ مکی ہے و۱ اوراس میں سات آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا و۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا و۳ بہت مہربان رحمت والا روز جزا کا مالک و۴

و۱ 'بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ' سورۂ فاتحہ کے اسماء، اس سورۃ کے متعدد نام ہیں ۔فاتحہ، فاتحۃ الکتاب، اُمّ القرآن، سورۃ الکنز، کافیہ، وافیہ، شافیہ، شفا، سبع مثانی، نور، رقیہ، سورۃ الحمد، سورۃ الدعا، تعلیم المسئلہ، سورۃ المناجاۃ، سورۃ التفویض، سورۃ السوال، اُمّ الکتاب، فاتحۃ القرآن، سورۃ الصلوۃ۔ اس سورۃ میں سات آیتیں ستائیس کلمے ایک سو چالیس حرف ہیں کوئی آیت ناسخ یا منسوخ نہیں۔

شانِ نُزول:

یہ سورۃ مکّہ مکرّمہ یا مدینہ منوّرہ یا دونوں میں نازل ہوئی۔ عمرو بن شرجیل سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میں ایک ندا سنا کرتا ہوں جس میں اِقْرَاْ کہا جاتا ہے، ورقہ بن نوفل کو خبر دی گئی عرض کیا، جب یہ ندا آئے آپ باطمینان سنیں، اس کے بعد حضرت جبریل نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا فرمایئے 'بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نُزول میں یہ پہلی سورت ہے مگر دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سورۂ اِقْرَاْ نازل ہوئی۔ اس سورت میں تعلیماً بندوں کی زبان میں کلام فرمایا گیا ہے۔

احکام:

مسئلہ: نماز میں اس سورت کا پڑھنا واجب ہے امام و منفرد کے لئے تو حقیقتاً اپنی زبان سے اور مقتدی کے لئے بقرأتِ حکمیہ یعنی امام کی زبان سے۔ صحیح حدیث میں ہے 'قِرَاءَ ۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَ ۃٌ' امام کا پڑھنا ہی مقتدی کا پڑھنا ہے۔ قرآنِ پاک میں مقتدی کو خاموش رہنے اور امام کی قرأت سننے کا حکم دیا ہے۔ 'اِذَا قُرِیءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا'۔ مسلم شریف کی حدیث ہے 'اِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا' جب امام قرأت کرے تم خاموش رہو اور بہت احادیث میں یہی مضمون ہے۔

مسئلہ: نمازِ جنازہ میں دعا یاد نہ ہو تو سورۂ فاتحہ بہ نیتِ دعا پڑھنا جائز ہے، بہ نیتِ قرأت جائز نہیں (عالمگیری)

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ

ہم تجھی کو پوجیں ف۵ اور تجھی سے مدد چاہیں ف۶ ہم کو سیدھا راستہ چلا ف۷ راستہ

الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۠ ع

اُن کا جن پر تُو نے احسان (انعام) کیا ف۸ نہ اُن کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا ف۹

سورۂ فاتحہ کے فضائل:

احادیث میں اس سورہ کی بہت سے فضیلتیں وارد ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا توریت وانجیل وزبور میں اس کی مثل سورت نہ نازل ہوئی۔ (ترمذی) ایک فرشتہ نے آسمان سے نازل ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کیا اور دو ایسے نوروں کی بشارت دی جو حضور سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئے، ایک سورۂ فاتحہ، دوسرے سورۂ بقر کی آخری آیتیں۔ (مسلم شریف) سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لئے شفا ہے۔ (دارمی) سورۂ فاتحہ سو مرتبہ پڑھ کر جو دعا مانگے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (دارمی)

استعاذہ

مسئلہ: تلاوت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا سنت ہے۔ (خازن) لیکن شاگرد استاد سے پڑھتا ہو تو اس کے لئے سنت نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: نماز میں امام ومنفرد کے لئے سبحان سے فارغ ہوکر آہستہ اعوذ الخ پڑھنا سنت ہے۔ (شامی) التسمیہ

ف۲ مسئلہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قرآنِ پاک کی آیت ہے مگر سورۂ فاتحہ یا اور کسی سورہ کا جزو نہیں اسی لئے نماز میں جَہر کے ساتھ نہ پڑھی جائے۔ بخاری ومسلم میں مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع فرماتے تھے۔

مسئلہ: تراویح میں جو ختم کیا جاتا ہے اس میں کہیں ایک مرتبہ بسم اللہ جَہر کے ساتھ ضرور پڑھی جائے تاکہ ایک آیت باقی نہ رہ جائے۔

مسئلہ: قرآنِ پاک کی ہر سورت بسم اللہ سے شروع کی جائے سوائے سورۂ برأت کے۔

مسئلہ: سورۂ نمل میں آیتِ سجدہ کے بعد جو بسم اللہ آئی ہے وہ مستقل آیت نہیں بلکہ جزوِ آیت ہے بلا خلاف اس آیت کے ساتھ ضرور پڑھی جائے گی، نماز جہری میں جہراً سری میں سراً۔

مسئلہ: ہر مباح کام بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب ہے ناجائز کام پر بسم اللہ پڑھنا ممنوع ہے۔

حضرتِ سیّدُنا عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رِوایت ہے کہ امیرُ الْمُؤمنین حضرتِ سیّدُنا عُثمان اِبْنِ عفّان رضی

اللہ تعالٰی عنہ نے نبیوں کے سلطان ،سرورِ ذیشان ،سردارِ دو جہان، صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم سے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ (کی فضیلت) کے بارے میں اِستِفسار کیا،تو اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّ وَجَلَّ و صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،'یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے اِسمِ اَعْظَم اور اسکے درمِیان ایسا ہی قُرب ہے جیسے آنکھ کی سِیاہی (پُتلی) اور سفیدی میں۔'

(اَلْمُستَدرَک لِلْحاکِم ج اوّل ص ۷۳۸ رقم الحدیث ۲۰۷۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! 'اِسمِ اعظم' کی بَہُت بَرَکتیں ہیں ،اِسمِ اَعظم کے ساتھ جو دُعاء کی جائے وہ قَبول ہوجاتی ہے، 'سرکارِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والدِ ماجد حضرت رئیسُ المُتَکَلِّمِین مولیٰنا نقی علی خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں، 'بعض عُلَماء نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو اِسمِ اعظم کہا۔ سرکارِ بغداد حُضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقُول ہے، بسم اللہ زَبانِ عارِف (عارِف یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو پہچاننے والا) سے ایسی ہے جیسے کلامِ خالق عَزَّ وَجَلَّ سے 'کُن'۔('کُن' یعنی ہوجا')

زَبانِ عارِف (عارِف یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو پہچاننے والا) سے ایسی ہے جیسے کلامِ خالق عَزَّ وَجَلَّ سے 'کُن'۔('کُن' یعنی ہوجا')

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے نیک اور جائز کاموں میں بَرَکت داخِل کرنے کیلئے ہمیں پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ضَرور پڑھ لینا چاہیے۔ اگر آپ بات بات پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنے کی عادت بنانے کے آرزومند ہیں تو دعوتِ اسلامی کے سنّتوں کی تربیّت کے مَدَنی قافلوں میں عاشِقانِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کے ساتھ سنّتوں بھرے سفر کو اپنا معمول بنا لیجئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافِلوں میں دعائیں کرنے والوں کے مسائل حل ہونے کے مُتَعَدَّد واقِعات ملتے رہتے ہیں۔

مفسّرِ شہیر حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں ،اللہ تعالٰی نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ میں اپنے اِسمِ ذات کے ساتھ رَحمت کی دو صِفات کا بیان فرمایا ہے کیوں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نامِ مبارک میں ہیبت تھی اور رَحمٰن اور رَحیم میں رَحمت۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا نام سن کر نیک بندوں کو بھی کچھ عرض کرنے کی جُرأت (جُر۔ءَت) نہ ہوتی تھی لیکن رَحمٰن اور رَحیم سن کر ہر مجرم اور خطا کار کو بھی عرض کرنے کی ہمّت پڑی اور حقیقت بھی یہی ہے، اس کے جلال کے سامنے کون دَم مار سکتا ہے اور ظُہورِ جمال کے وَقت ہر ایک ناز کرسکتا ہے۔ 'تفسیرِ کبیر شریف' میں اس کے ماتحت ایک عجیب حِکایت لکھی ہے کہ ایک سائل ایک بَہُت بڑے مالدار کے عظیمُ الشّان دروازے پر آیا اور کچھ سُوال کیا، مکان میں سے معمولی سی چیز آئی۔ فقیر نے لے لی اور چلا گیا۔ دوسرے دن ایک بہت مضبوط پھاوڑا لے کر آیا اور دروازہ کھودنے لگا، مالِک نے پوچھا، یہ کیا کرتا ہے؟ فقیر نے کہا، 'یا تو عطا کو دروازے کے لائق کر یا دروازہ عطا کے لائق کر' یعنی جب دروازہ اتنا بڑا بنایا ہے تو ضَروری ہے کہ بڑے دروازے سے بڑی ہی بھیک ملا کرے کیونکہ

عطا درواز ے اور نام کے لائق ہی ہونی چاہیے۔ہم فقیر گنہگار بندے بھی عرض کرتے ہیں، اے مولیٰ! عَزَّ وَجَلَّ ہم کو ہمارے لائق نہ دے بلکہ اپنے جُودوسخا کے لائق دے۔ بیشک ہم گُنہگار ہیں لیکن تیری غفّاری ہماری گنہگاری سے وسیع ہے (تفسیرِ نعیمی پہلا پارہ ص ۴۰)

گُنہِ گدا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھ سے ہیں سوا
مگر اے عَفُو ترے عَفْو کا نہ حساب ہے نہ شمار ہے

سورۂ فاتحہ کے مضامین:

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، ربوبیت، رحمت، مالکیت، استحقاقِ عبادت، توفیقِ خیر، بندوں کی ہدایت، توجہ الی اللہ، اختصاصِ عبادت، استعانت، طلبِ رُشد، آدابِ دعا، صالحین کے حال سے موافقت، گمراہوں سے اجتناب و نفرت، دنیا کی زندگانی کا خاتمہ، جزاء اور روزِ جزاء کا مُصرَّح و مُفصَّل بیان ہے اور جملہ مسائل کا اجمالاً۔

ف۳ حمد

مسئلہ: ہر کام کی ابتداء میں تسمیہ کی طرح حمدِ الٰہی بجالانا چاہیئے۔

مسئلہ: کبھی حمد واجب ہوتی ہے جیسے خطبۂ جمعہ میں، کبھی مستحب جیسے خطبۂ نکاح ودعا وہر امرِ ذیشان میں اور ہر کھانے پینے کے بعد، کبھی سنّتِ مؤکّدہ جیسے چھینک آنے کے بعد۔ (طحطاوی)

چھینک پر حمدِ الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ) بجالانا مسنون ہے، بہت لوگ صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتے ہیں۔ پورا کلمہ کہنا چاہیے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ حدیث میں ہے جو چھینک پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے فرشتہ کہتا ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی اس کلمہ کو پورا کر دیتا ہے اور جو کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فرشتہ کہتا ہے یَرْحَمُكَ اللہ، اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) تجھ پر رحم کرے۔ (کنزالعمال، کتاب الصحبۃ، قسم الافعال، حدیث ۲۵۷۶۴، ج۹ ص۹۹)

'رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ' میں تمام کائنات کے حادث، ممکن، محتاج ہونے اور اللہ تعالیٰ کے واجب، قدیم، ازلی، ابدی، حی، قیوم، قادر، علیم ہونے کی طرف اشارہ ہے جن کو ربُّ العالمین مستلزم ہے۔ دولفظوں میں علمِ الٰہیات کے اہم مباحث طے ہو گئے۔

عقیدہ: جس طرح اُس کی ذات قدیم اَزلی اَبدی ہے، صفات بھی قدیم اَزلی اَبدی ہیں۔

عقیدہ: ذات وصفات کے سِوا سب چیزیں حادث ہیں، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔

عقیدہ: صفاتِ الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے، گمراہ بددین ہے۔

عقیدہ: جو عالَم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے، کافر ہے۔

ف۴ 'مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ' ملک کے ظہورِ تام کا بیان اور یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں

کیونکہ سب اس کے مملوک ہیں اور مملوک مستحقِ عبادت نہیں ہوسکتا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ دنیا دار العمل ہے اور اس کے لئے ایک آخر ہے۔ جہان کے سلسلہ کو ازلی وقدیم کہنا باطل ہے۔ اختتامِ دنیا کے بعد ایک جزاء کا دن ہے اس سے تناسخ باطل ہوگیا۔

۵؎ 'اِیَّاكَ نَعْبُدُ' ذکر ذات وصفات کے بعد یہ فرمانا اشارہ کرتا ہے کہ اعتقاد عمل پر مقدّم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے۔

مسئلہ: 'نَعْبُدُ' کے صیغۂ جمع سے ادا بجماعت بھی مستفاد ہوتی ہے اور یہ بھی کہ عوام کی عبادتیں محبوبوں اور مقبولوں کی عبادتوں کے ساتھ درجۂ قبول پاتی ہیں۔

مسئلہ: اس میں ردّ شرک بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کے لئے نہیں ہوسکتی۔

عقیدہ: شرک کے معنی غیرِ خدا کو واجبُ الوجود یا مستحقِ عبادت جاننا، یعنی اُلوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے، اس کے سوا کوئی بات اگرچہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں

۶؎ 'وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ' میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات وخدام واحباب وغیرہ سب عونِ الٰہی کے مَظہَر ہیں، بندے کو چاہئے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دستِ قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء وانبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے عقیدہ باطلہ ہے کیونکہ مقربانِ حق کی امداد امدادِ الٰہی ہے استعانت بالغیر نہیں، اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآنِ پاک میں 'اَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ' اور 'اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ' کیوں وارد ہوتا اور احادیث میں اہلُ اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی۔

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی (683-756ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب مستطاب 'شفاء السقام' میں استمداد واستعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کرکے ارشاد فرماتے ہیں:

یعنی: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

['شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام'، الباب الثامن فی التوسل ۔۔۔ إلخ، ص۱۷۵]۔

صدقت یا سیدی جزاک اللہ عن الإسلام والمسلمین خیراً آمین!

اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (ت)

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی (۹۷۳ھ) قدس سرہ الملکی کتاب افادت نصاب 'جوہر منظم' میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں:

یعنی: 'رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں، تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو خلق وایجاد کرے، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔'

['الجوہر المنظم'، الفصل السابع، فیما ینبغی للزائر۔۔۔الخ، ص ۶۲]

فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۳۳۱-۳۳۲ میں ہے: 'اہل استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلوۃ والسلام والثناء کو عیاذاً باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت ووجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمھیں کیا جواب ملتا ہے۔

۷۔ 'اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ' معرفتِ ذات وصفات کے بعد عبادت، اس کے بعد دعا تعلیم فرمائی اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بندے کو عبادت کے بعد مشغولِ دعا ہونا چاہئے۔ حدیث شریف میں بھی نماز کے بعد دعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ (الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن)۔

صراطِ مستقیم سے مراد اسلام یا قرآن یا خُلقِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضور کے آل واصحاب ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صراطِ مستقیم طریقِ اہلِ سنت ہے جو اہلِ بیت واصحاب اور سنّت وقرآن وسوادِ اعظم سب کو مانتے ہیں۔

۸۔ 'صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ' جملہ اُولیٰ کی تفسیر ہے کہ صراطِ مستقیم سے طریقِ مسلمین مراد ہے، اس سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں کہ جن امور پر بزرگانِ دین کا عمل رہا ہو وہ صراطِ مستقیم میں داخل ہے۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ سنّت وجماعت کی پیروی کرے اہلِ سنت وجماعت وہ لوگ ہیں جو عقائد واعمال میں قرآن وسنت کی پیروی کرتے ہیں اور انہی عقائد واعمال پر تمام صحابہ وتابعین کا بھی عمل رہا۔

(حجۃ اللہ البالغۃ حصہ اول، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص ۱۷۱، مکتبہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

۹؎ 'غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ' اس میں ہدایت ہے کہ مسئلہ طالبِ حق کو دشمنانِ خدا سے اجتناب اور ان کے راہ ورسم، وضع واطوار سے پرہیز لازم ہے۔ ترمذی کی روایت ہے کہ 'مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ' سے یہود اور 'ضَآلِّیۡنَ' سے نصاریٰ مراد ہیں۔

مسئلہ: ضاد اور ظاء میں مباینت ذاتی ہے، بعض صفات کا اشتراک انہیں متحد نہیں کر سکتا لہٰذا غیر المغظوب بظاء پڑھنا اگر بقصد ہو تو تحریفِ قرآن وکفر ہے ورنہ ناجائز۔

مسئلہ: جو شخص ضاد کی جگہ ظا پڑھے اس کی امامت جائز نہیں۔ (محیطِ برہانی)

'آمین' اس کے معنی ہیں ایسا ہی کر یا قبول فرما۔

مسئلہ: یہ کلمۂ قرآن نہیں۔

مسئلہ: سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا سنت ہے، نماز کے اندر بھی اور نماز کے باہر بھی۔

مسئلہ: حضرت امامِ اعظم کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں آمین اخفاء کے ساتھ یعنی آہستہ کہی جائے، تمام احادیث پر نظر اور تنقید سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جہر کی روایتوں میں صرف وائل کی روایت صحیح ہے اس میں 'مَدَّ بِھَا' کا لفظ ہے جس کی دلالت جہر پر قطعی نہیں جیسا جہر کا احتمال ہے ویسا ہی بلکہ اس سے قوی مد ہمزہ کا احتمال ہے اس لئے یہ روایت جہر کے لئے حجت نہیں ہوسکتی، دوسری روایتیں جن میں جہر ورفع کے الفاظ ہیں ان کی اسناد میں کلام ہے علاوہ بریں وہ روایت بالمعنی ہیں اور فہمِ راوی حدیث نہیں لہٰذا آمین کا آہستہ ہی پڑھنا صحیح تر ہے۔

الجزء ۱

ایاتھا ۲۸۶ | ۲ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۸۷ | رکوعاتھا ۴۰

سورۂ بقرۃ مدنی ہے ف۱ اس میں دوسو چھیاسی آیتیں اور چالیس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ معانقۃ ا

ف۲ وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں ف۳ اس میں ہدایت ہے ڈر والوں (پرہیز گاروں) کو ف۴ وہ

ف۱ سورۂ بقرہ یہ سورت مدنی ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مدینہ طیّبہ میں سب سے پہلے یہی سورت نازل ہوئی سوائے آیت ' وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ ' کے کہ حج وَداع میں بمقام مکّہ مکرّمہ نازل ہوئی۔ (خازن) اس سورت میں دوسو چھیاسی آیتیں چالیس رکوع چھ ہزار ایک سو اکیس کلمے پچیس ہزار پانچ سو حرف ہیں۔ (خازن) پہلے قرآنِ پاک میں سورتوں کے نام نہ لکھے جاتے تھے، یہ طریقہ حجّاج نے نکالا۔ ابنِ عربی کا قول ہے کہ سورۂ بقر میں ہزار امر، ہزار نہی، ہزار حکم، ہزار خبریں ہیں، اس کے اخذ میں برکت، ترک میں حسرت ہے، اہلِ باطل جادوگر اس کی استطاعت نہیں رکھتے، جس گھر میں یہ سورت پڑھی جائے تین دن تک سرکش شیطان اس میں داخل نہیں ہوتا۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں یہ سورت پڑھی جائے۔ (جمل) بیہقی و سعید بن منصور نے حضرت مغیرہ سے روایت کی کہ جو شخص سوتے وقت سورۂ بقر کی دس آیتیں پڑھے گا قرآن شریف کو نہ بھولے گا، وہ آیتیں یہ ہیں چار آیتیں اوّل کی اور آیت الکرسی اور دو اس کے بعد کی اور تین آخر سورت کی۔

مسئلہ: طبرانی و بیہقی نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میت کو دفن کر کے قبر کے سرہانے سورۂ بقر کے اول کی آیتیں اور پاؤں کی طرف آخر کی آیتیں پڑھو۔

شانِ نُزول: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک ایسی کتاب نازل فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا جو نہ پانی سے دھو کر مٹائی جا سکے نہ پرانی ہو، جب قرآنِ پاک نازل ہوا تو فرمایا 'ذٰلِكَ الْكِتٰبُ' کہ وہ کتابِ موعود یہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے ایک کتاب نازل فرمانے اور بنی اسمٰعیل میں سے ایک رسول بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا، جب حضور نے مدینہ طیّبہ کو ہجرت فرمائی جہاں یہود بکثرت تھے تو 'الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ' نازل فرما کر اس وعدے کے پورے ہونے کی خبر دی۔ (خازن)

ف۲ 'الٓمّٓ' سورتوں کے اول جو حروفِ مقطّعہ آتے ہیں ان کی نسبت قولِ راجح یہی ہے کہ وہ اَسرارِ الٰہی اور متشابہات سے ہیں، ان کی مراد اللہ اور رسول جانیں ہم اس کے حق ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔

ف۳ اس لئے کہ شک اس میں ہوتا ہے جس پر دلیل نہ ہو، قرآنِ پاک ایسی واضح اور قوی دلیلیں رکھتا ہے جو عاقلِ

مُنصِف کو اس کے کتابِ الٰہی اور حق ہونے کے یقین پر مجبور کرتی ہیں تو یہ کتاب کسی طرح قابلِ شک نہیں جس طرح اندھے کے انکار سے آفتاب کا وجود مشتبہ نہیں ہوتا ایسے ہی مُعانِدِ سیاہ دل کے شک وانکار سے یہ کتاب مشکوک نہیں ہوسکتی۔

مفسر قرآن حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب علم القرآن میں لکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ قرآن میں کوئی شک وتردد نہیں۔ شک کی چار صورتیں ہوسکتی ہیں یا تو بھیجنے والا غلطی کرے یا لانے والا غلطی کرے یا جس کے پاس آیا ہو وہ غلطی کرے یا جنہوں نے اس سے سن کر لوگوں کو پہنچایا انہوں نے دیانت سے کام نہ لیا ہو۔ اگر ان چاروں درجوں میں کلام محفوظ ہے تو واقعی شک وشبہ کے لائق نہیں۔ قرآن شریف کا بھیجنے والا اللہ تعالیٰ، لانے والے حضرت جبریل علیہ السلام، لینے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور سے لے کر ہم تک پہنچانے والے صحابہ کرام ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین) اگر قرآن شریف اللہ تعالیٰ، جبریل علیہ السلام، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک تو محفوظ رہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سچے نہ ہوں اور ان کے ذریعہ قرآن ہم کو پہنچے تو یقینا قرآن میں شک پیدا ہوگیا کیونکہ فاسق کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لاوے تو تحقیق کرلیا کرو۔ (پ26، الحجرات:6)

اب قرآن کا بھی اعتبار نہ رہے گا قرآن پر یقین جب ہی ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام کے تقویٰ ودیانت پر یقین ہو۔

(علم القرآن صفحہ ۲۲۷)

ف ۳ ' هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ' اگرچہ قرآنِ کریم کی ہدایت ہر ناظر کے لئے عام ہے، مومن ہو یا کافر جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ' هُدًى لِّلنَّاسِ ' لیکن چونکہ اِنتفاع اس سے اہلِ تقوٰی کو ہوتا ہے اس لئے ' هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ' ارشاد ہوا جیسے کہتے ہیں بارش سبزہ کے لئے ہے یعنی مُنتفع، اس سے سبزہ ہوتا ہے اگرچہ برستی کلر اور زمین بے گیاہ پر بھی ہے۔ تقوٰی کے کئی معنٰی آتے ہیں، نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرفِ شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مُتّقی وہ ہے جو شرک وکبائر وفواحش سے بچے۔ بعضوں نے کہا مُتّقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔ بعض کا قول ہے تقوٰی حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقوٰی ہے۔ بعض نے کہا تقوٰی یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ تقوٰی حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا نام ہے۔ (خازن) یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔ تقوٰی کے مراتب بہت ہیں عوام کا تقوٰی ایمان لا کر کُفر سے بچنا، مُتوسّطین کا اوامر ونواہی کی اطاعت، خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے۔ (جمل)

حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا تقوٰی سات قسم کا ہے۔

(۱) کُفر سے بچنا یہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے (۲) بدمذہبی سے بچنا یہ ہر سُنی کو نصیب ہے (۳) ہر کبیرہ سے بچنا

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَ الَّذِيْنَ

جو بے دیکھے ایمان لائیں ؔ۵ اور نماز قائم رکھیں ؔ۶ اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں

(۴) صغائر سے بھی بچنا (۵) شبہات سے احتراز (۶) شہوات سے بچنا (۷) غیر کی طرف التفات سے بچنا یہ اخص الخواص کا منصب ہے اور قرآنِ عظیم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے۔

حضرت سیدنا میمون بن مہران رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے کہ 'کوئی بندہ اس وقت تک متّقی نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنا محاسبہ اس سے بھی زیادہ کرے جتنا کہ کوئی شریک اپنے ساتھی کا کیا کرتا ہے۔'

(ذم الھوٰی، الباب الثالث، ص ۴۱)

حضرت سیدنا مالک بن دینار رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ 'اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو (اپنا محاسبہ کرتے ہوئے) اپنے آپ سے کہے' کیا تو ایسا نہیں؟ کیا تو ویسا نہیں؟'

(مکاشفۃ القلوب، فی بیان المحبۃ ومحاسبۃ النفس، ص ۲۶۵)

ؔ۵ 'اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ' یہاں سے 'مُفْلِحُوْنَ' تک آیتیں مومنین باخلاص کے حق میں ہیں جو ظاہراً و باطناً ایماندار ہیں۔ اس کے بعد دو آیتیں کھلے کافروں کے حق میں ہیں جو ظاہراً و باطناً کافر ہیں۔ اس کے بعد 'وَ مِنَ النَّاسِ' سے تیرہ آیتیں منافقین کے حق میں ہیں جو باطن میں کافر ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ (جمل) غیب مصدر یا اسمِ فاعل کے معنی میں ہے، اس تقدیر پر غیب وہ ہے جو حواس وعقل سے بدیہی طور پر معلوم نہ ہو سکے، اس کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو یہ علمِ غیب ذاتی ہے اور یہی مراد ہے آیہ 'عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ' میں اور ان تمام آیات میں جن میں علمِ غیب کی غیرِ خدا سے نفی کی گئی ہے، اس قسم کا علمِ غیب یعنی ذاتی جس پر کوئی دلیل نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، غیب کی دوسری قسم وہ ہے جس پر دلیل ہو جیسے صانعِ عالم اور اس کی صفات اور نبوّات اور ان کے متعلقات احکام وشرائع وروزِ آخر اور اس کے احوال، بعث، نشر، حساب، جزا وغیرہ کا علم جس پر دلیلیں قائم ہیں اور جو تعلیمِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے، اس دوسرے قسم کے غیوب جو ایمان سے علاقہ رکھتے ہیں ان کا علم ویقین ہر مومن کو حاصل ہے اگر نہ ہو آدمی مومن نہ ہو سکے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں انبیاء واولیاء پر جو غیوب کے دروازے کھولتا ہے وہ اسی قسم کا غیب ہے یا غیب معنی مصدری میں رکھا جائے اور غیب کا صلہ مومن بہ قرار دیا جائے یا باء کو متلبسین محذوف کے متعلق کر کے حال قرار دیا جائے، پہلی صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے جو بے دیکھے ایمان لائیں جیسا حضرت مترجم قدس سرہ نے ترجمہ کیا ہے، دوسری صورت میں معنی یہ ہوں گے جو مؤمنین کے پسِ غیب ایمان لائیں یعنی ان کا ایمان منافقوں کی طرح مومنین کے دکھانے کے لئے نہ ہو بلکہ وہ مخلص ہوں، غائب حاضر ہر حال میں مؤمن رہیں۔ غیب کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ غیب سے

یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

وے (خرچ کریں) اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا و۸ اور

قلب یعنی دل مراد ہے، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ وہ دل سے ایمان لائیں۔ (جمل) ایمان جن چیزوں کی نسبت ہدایت ویقین سے معلوم ہے کہ یہ دینِ محمّدی سے ہیں، ان سب کو ماننے اور دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان صحیح ہے، عمل ایمان میں داخل نہیں اسی لئے 'یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ' ترجمۂ کنزالایمان: (جو بے دیکھے ایمان لائیں) کے بعد 'یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ' ترجمۂ کنزالایمان: (نماز قائم رکھیں) فرمایا۔

و۶ نماز کے قائم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اس پر مداومت کرتے ہیں اور ٹھیک وقتوں پر پابندی کے ساتھ اس کے ارکان پورے پورے ادا کرتے اور فرائض، سُنَن، مستحبات کی حفاظت کرتے ہیں، کسی میں خلل نہیں آنے دیتے، مفسدات ومکروہات سے اس کو بچاتے ہیں اور اس کے حقوق اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ نماز کے حقوق دو طرح کے ہیں ایک ظاہری وہ تو یہی ہیں جو ذکر ہوئے، دوسرے باطنی وہ خشوع اور حضور یعنی دل کو فارغ کرکے ہمہ تن بارگاہِ حق میں متوجہ ہوجانا اور عرض ونیاز ومناجات میں محویت پانا۔

ابوحامد حضرتِ سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی منفرد تصنیف 'اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن' میں ہے (نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ) عاجزی وانکساری اور خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا کرے اور حضورِ قلبی کے ساتھ نماز پڑھے، وسوسوں سے بچنے کی کوشش کرے، ظاہری وباطنی طور پر توجہ سے نماز پڑھے، اعضاء پر سکون رکھے، نگاہیں نیچی رکھے، (قیام میں) دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے، تلاوت میں غور وفکر کرے، ڈرتے ہوئے اور خوف زدہ ہوکر تکبیر کہے، خشوع وخضوع کے ساتھ رکوع وسجود کرے، تعظیم وتوقیر کے ساتھ تسبیح پڑھے، اور تشہد اس طرح پڑھے گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے، (رحمتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی) اُمید رکھتے ہوئے سلام پھیرے، اس خوف سے پلٹے کہ نہ جانے میری نماز قبول بھی ہوئی ہے یا نہیں، اور رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ طلب کرنے کی کوشش کرے۔

وے راہِ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا 'یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ' یا مطلق انفاق خواہ فرض وواجب ہو جیسے زکوٰۃ، نذر، اپنا اور اپنے اہل کا نفقہ وغیرہ، خواہ مستحب جیسے صدقاتِ نافلہ، اموات کا ایصالِ ثواب۔

مسئلہ: گیارھویں، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب صدقاتِ نافلہ ہیں اور قرآنِ پاک وکلمہ شریف کا پڑھنا، نیکی کے ساتھ اور نیکی ملا کر اجر وثواب بڑھاتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوبُرزہ اَسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'بندہ جب اپنے بچے ہوئے کھانے میں سے صدقہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس میں اضافہ فرماتا رہتا ہے یہاں تک وہ اُحد پہاڑ کی مثل ہوجاتا ہے۔'

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقہ، رقم ۴۶۱۵، ج ۳، ص ۲۸۶)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،'بیشک اللہ عزوجل روٹی کے ایک لقمے اور کھجوروں کے ایک خوشے اور مساکین کے لئے نفع بخش دیگر اشیاء کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا، (۱) گھر کے مالک کو جس نے صدقے کا حکم دیا (۲) اس کی زوجہ کو جس نے اسے درست کر کے خادم کے حوالے کیا (۳) اس خادم کو جس نے مسکین تک وہ صدقہ پہنچایا۔'

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب اجر الصدقۃ، رقم ۴۶۲۲، ج ۳، ص ۲۸۸)

حضرتِ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا،'عنقریب تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ عزوجل اس طرح کلام فرمائے گا کہ دونوں کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا تو وہ بندہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو جو کچھ اس نے آگے بھیجا وہ اسے نظر آئے گا، جب وہ اپنے بائیں جانب دیکھے گا تو اسے وہی نظر آئے گا جو اس نے آگے بھیجا، اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے آگ نظر آئے گی تو اس آگ سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے ذریعے ہو'اور ایک روایت میں ہے تم میں سے جو آگ سے بچ سکے اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے تو اسے چاہیے کہ ضرور بچے۔'

(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ، رقم ۱۰۱۶، ص ۵۰۷)

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،'تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنے چہرے کو آگ سے بچائے اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے ہو۔'

(مجمع الزوائد، باب الحث علی الصدقۃ، رقم ۴۵۸۰، ج ۳، ص ۲۷۵)

حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو منبر کی سیڑھیوں پر فرماتے ہوئے سنا،' آگ سے بچو! اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے سے ہو بے شک یہ ٹیڑھے پن کو سیدھا کرتی اور بری موت سے بچاتی ہے اور بھوکے پیٹ میں اتنی جگہ گھیرتی ہے جتنی شکم سیر کے پیٹ میں گھیرتی ہے۔'

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی صدقۃ، رقم ۴۵۸۳، ج ۳، ص ۲۷۶)

حضرتِ سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،'بیشک مسلمان کا صدقہ عمر میں اضافہ کرتا ہے اور بُری موت کو دور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے تکبر اور فخر کو دور کرتا ہے۔'

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقہ، رقم ۴۶۰۹، ج ۳، ص ۲۸۴)

حضرتِ سیدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ

وسلّم نے فرمایا،'صدقہ دینے میں جلدی کرو کیونکہ بلاء صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔'اور ایک روایت میں ہے،'صدقہ دیا کرو کیونکہ یہ آگ سے بچاتا ہے۔'

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی صدقۃ، رقم ۴۵۹۰، ج ۳، ص ۲۷۷)

حضرتِ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،'صدقہ دینے میں جلدی کیا کرو کیونکہ بلاء صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔'

(مجمع الزاوئد، باب فضل صدقۃ الزکاۃ، رقم ۴۶۰، ج ۳، ص ۲۸۴)]

مسئلہ:'مِمَّا' میں مِنْ تبعیضیہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ انفاق میں اسراف ممنوع ہے یعنی انفاق خواہ اپنے نفس پر ہو یا اپنے اہل پر یا کسی اور پر، اعتدال کے ساتھ ہو اسراف نہ ہونے پائے۔

'رَزَقْنٰهُمْ' کی تقدیم اور رزق کو اپنی طرف نسبت فرما کر ظاہر فرمایا کہ مال تمہارا پیدا کیا ہوا نہیں، ہمارا عطا فرمایا ہوا ہے، اس کو اگر ہمارے حکم سے ہماری راہ میں خرچ نہ کرو تو تم نہایت ہی بخیل ہو اور یہ بُخل نہایت قبیح۔

ف۸ اس آیت میں اہلِ کتاب سے وہ مومنین مراد ہیں جو اپنی کتاب اور تمام پچھلی آسمانی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کی وحیوں پر بھی ایمان لائے اور قرآنِ پاک پر بھی اور 'مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ' سے تمام قرآنِ پاک اور پوری شریعت مراد ہے۔ (جمل)

مسئلہ: جس طرح قرآنِ پاک پر ایمان لانا ہر مکلّف پر فرض ہے اسی طرح کتبِ سابقہ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائیں البتہ ان کے جو احکام ہماری شریعت میں منسوخ ہو گئے ان پر عمل درست نہیں مگر ایمان ضروری ہے مثلاً پچھلی شریعتوں میں بیتُ المقدس قبلہ تھا، اس پر ایمان لانا تو ہمارے لئے ضروری ہے مگر عمل یعنی نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنا جائز نہیں، منسوخ ہو چکا۔

عقیدہ؛ سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اُن میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے، مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمّت کے سپرد کی تھی، اُن سے اُس کا حفظ نہ ہو سکا، کلامِ الٰہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شریروں نے تو یہ کیا کہ اُن میں تحریفیں کر دیں، یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔

لہٰذا جب کوئی بات اُن کتابوں کی ھمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ھماری کتاب کے مطابق ہے، ہم اُس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ اُن کی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت، مخالفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب، بلکہ یوں کہیں کہ:'اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ھمارا ایمان ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: قرآنِ کریم سے پہلے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے انبیاء پر نازل ہوا ان سب پر اجمالاً ایمان لانا فرضِ

يُوْقِنُوْنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ اِنَّ

آخرت پر یقین رکھیں و۹ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے (کامیاب ہونے) والے بیشک

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾

وہ جن کی قسمت میں کفر ہے و۱۰ انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ٘ وَّ لَهُمْ

اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ (گہرا اندھیرا) ہے۔ و۱۱

عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۷﴾ ع وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا ع ۱/۷

اور ان کے لیے بڑا عذاب اور کچھ لوگ کہتے ہیں و۱۲ کہ ہم اللہ اور پچھلے دن (یوم آخر) پر ایمان لائے

عین ہے اور قرآن شریف پر تفصیلاً فرض کفایہ ہے لہٰذا عوام پر اس کی تفصیلات کے علم کی تحصیل فرض نہیں جب کہ عُلَماء موجود ہوں جنھوں نے اس کی تحصیلِ علم میں پوری جہد صرف کی ہو۔

شریعت کا وہ حکم فرض کفایہ ہے کہ اگر کسی ایک نے ادا کیا تو سب کی طرف سے ہو گیا اور اگر کسی نے ادا نہ کیا تو سب گنہگار ہوں۔

و۹ یعنی دارِ آخرت اور جو کچھ اس میں ہے جزا و حساب وغیرہ سب پر ایسا یقین واطمینان رکھتے ہیں کہ ذرا شک وشبہ نہیں، اس میں اہلِ کتاب وغیرہ کُفّار پر تعریض ہے جن کے اعتقادِ آخرت کے متعلق فاسد ہیں۔

و۱۰ اولیاء کے بعد اعداء کا ذکر فرمانا حکمتِ ہدایت ہے کہ اس مقابلہ سے ہر ایک کو اپنے کردار کی حقیقت اور اس کے نتائج پر نظر ہو جائے۔

شانِ نُزول: یہ آیت ابوجہل، ابولہب وغیرہ کُفّار کے حق میں نازل ہوئی جو علمِ الٰہی میں ایمان سے محروم ہیں اسی لئے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرانا، نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں، انہیں نفع نہ ہوگا مگر حضور کی سعی بیکار نہیں کیونکہ منصبِ رسالتِ عامّہ کا فرض رہنمائی واقامت حُجّت وتبلیغ علٰی وجہِ الکمال ہے۔

مسئلہ: اگر قوم پند پذیر نہ ہو تب بھی ہادی کو ہدایت کا ثواب ملے گا۔ اس آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکینِ خاطر ہے کہ کُفّار کے ایمان نہ لانے سے آپ مغموم نہ ہوں آپ کی سعیِ تبلیغ کامل ہے اس کا اجر ملے گا، محروم تو یہ بدنصیب ہیں جنھوں نے آپ کی اطاعت نہ کی۔ کُفر کے معنٰی اللہ تعالیٰ کے وجود یا اس کی وحدانیت یا کسی نبی کی نبوّت یا ضروریاتِ دین سے کسی امر کا انکار یا کوئی ایسا فعل جو عِنْدَ الشَّرع انکار کی دلیل ہو کُفر ہے۔

و۱۱ خلاصہ: مطلب یہ ہے کہ کُفّار ضلالت و گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے، سننے، سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مُہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندوں کے افعال بھی تحتِ قدرتِ الٰہی ہیں۔

هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸﴾ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ

اور وہ ایمان والے نہیں فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو ف۱۳ اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے

اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمْ

مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور (سمجھ) نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے ف۱۴ تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ۬ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، بدلہ ان کے جھوٹ کا ف۱۵ اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ

ف۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کی راہیں ان کے لئے اول ہی سے بند نہ تھیں کہ جائے عذر ہوتی بلکہ ان کے کُفر و عناد اور سرکشی و بے دینی اور مخالفتِ حق و عداوتِ انبیاء علیہم السلام کا یہ انجام ہے جیسے کوئی شخص طبیب کی مخالفت کرے اور زہرِ قاتل کھالے اور اس کے لئے دوا سے اِنتفاع کی صورت نہ رہے تو خود ہی مستحقِ ملامت ہے۔

ف۱۳ شانِ نُزول: یہاں سے تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'مَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ' وہ ایمان والے نہیں یعنی کلمہ پڑھنا، اسلام کا مدعی ہونا، نماز روزہ ادا کرنا، مومن ہونے کے لئے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جتنے فرقے ایمان کا دعوٰی کرتے ہیں اور کُفر کا اعتقاد رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ کافر خارج از اسلام ہیں، شرع میں ایسوں کو منافق کہتے ہیں، ان کا ضرر کھلے کافروں سے زیادہ ہے۔

'مِنَ النَّاسِ' فرمانے میں لطیف رَمز یہ ہے کہ یہ گروہ بہتر صفات و انسانی کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف وخوبی کے ساتھ نہیں کیا جاتا، یوں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل وکمالات کے اِنکار کا پہلو نکلتا ہے اس لئے قرآنِ پاک میں جا بجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کُفّار کا دستور ہے۔

بعض مفسّرین نے فرمایا 'مِنَ النَّاسِ' سامعین کو تعجب دلانے کے لئے فرمایا گیا کہ ایسے فریبی مکار اور ایسے احمق بھی آدمیوں میں ہیں۔

ف۱۴ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو کوئی دھوکا دے سکے، وہ اسرار ومخفیات کا جاننے والا ہے، مراد یہ ہے کہ منافق اپنے گمان میں خدا کو فریب دینا چاہتے ہیں یا یہ کہ خدا کو فریب دینا یہی ہے کہ رسول علیہ السلام کو دھوکا دینا چاہیں کیونکہ وہ اس کے خلیفہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اَسرار کا علم عطا فرمایا ہے، وہ ان منافقین کے چھپے کُفر پر مطلع ہیں اور مسلمان ان کے اطلاع دینے سے باخبر تو ان بے دینوں کا فریب نہ خدا پر چلے، نہ رسول پر، نہ مؤمنین

الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ

کرو ۱۶ تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے (اصلاح کرنے) والے ہیں سنتا ہے (خبردار) وہی فسادی ہیں

پر بلکہ درحقیقت وہ اپنی جانوں کوفریب دے رہے ہیں۔

عقیدہ؛ جو چیز مُحال ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اُس کی قدرت اُسے شامل ہو، کہ مُحال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا، پھر مُحال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا مُحال ہے یعنی نہیں ہوسکتا تو یہ اگر زیرِ قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا تو مُحال نہ رہا اور اس کو مُحال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یوہیں فنائے باری مُحال ہے، اگر تحتِ قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ مُحال پر قدرت ماننا اللہ (عزوجل) کی اُلوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔

عقیدہ؛ وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اُس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے، یعنی عیب ونقصان کا اُس میں ہونا مُحال ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو، نہ نقصان، وہ بھی اُس کے لیے مُحال، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عیوب اُس پر قطعاً مُحال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، مُحال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ مُحالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقیہ بڑا عیب ہے جس مذہب کی بنا تقیہ پر ہو وہ باطل ہے، تقیہ والے کا حال قابلِ اعتماد نہیں ہوتا، توبہ ناقابلِ اطمینان ہوتی ہے اس لئے عُلَماء نے فرمایا 'لَا تُقْبَلُ تَوْبَۃُ الزِّنْدِیْقِ'۔

ف۱۵ بدعقیدگی کو قلبی مرض فرمایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ بدعقیدگی روحانی زندگی کے لئے تباہ کُن ہے مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹ حرام ہے اس پر عذابِ اَلیم مرتب ہوتا ہے۔

ف۱۶ مسئلہ: کُفّار سے میل جول، ان کی خاطر دین میں مُداہنت اور اہلِ باطل کے ساتھ تَمَلُّق وچاپلوسی اور ان کی خوشی کے لئے صُلحِ کُل بن جانا اور اظہارِ حق سے باز رہنا شانِ منافق اور حرام ہے، اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا۔ آج کل بہت لوگوں نے یہ شیوہ کرلیا ہے کہ جس جلسہ میں گئے ویسے ہی ہو گئے، اسلام میں اس کی ممانعت ہے ظاہر و باطن کا یکساں نہ ہونا بڑا عیب ہے۔

کفار کے ساتھ حسنِ سلوک، کفر اور کفر پر مدد واعانت کے علاوہ دیگر معاملات میں ہوسکتا ہے مثلاً مشرک پڑوسی کے ساتھ حق پڑوس کی ادائیگی اور کافر باپ کی غیر کفریہ معاملات میں اطاعت وغیرہ، وگرنہ کفار سے موالات (یعنی میل جول) ناجائز وحرام ہے، چنانچہ، سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: 'قرآن عظیم نے بکثرت آیتوں میں تمام کفار سے موالات (یعنی میل جول، باہمی اتحاد، آپس کی دوستی) قطعاً حرام فرمائی، مجوس (آگ کے پجاری) ہوں خواہ یہود ونصاریٰ (یہودی وعیسائی) ہوں، خواہ ہُنُود (ہندو) اور سب سے بدتر مُرتدانِ عُنُود (دینِ حق سے بغاوت کرنے والے مرتدین) (فتاوی رضویہ، ج۱۵، ص ۲۷۳)، ہاں! دنیوی معاملات مثلاً خرید وفروخت وغیرہ (اپنی شرائط کے ساتھ) جس سے دین پر ضرر (نقصان) نہ ہو مرتدین کے علاوہ کسی سے ممنوع نہیں (فتاوی رضویہ، ج۲۴، ص۳۳۱ مُلَخَّصًا)

لٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ

مگر انہیں شعور نہیں ،اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے

كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِذَا

ہیں و۱۷ تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں و۱۸ سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں و۱۹ اور جب

مزید تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ شریف کے مذکورہ مقامات کا مطالعہ فرمایئے۔

و۱۷ یہاں 'اَلنَّاسُ' سے یا صحابہ کرام مراد ہیں یا مومنین کیونکہ خدا شناسی ،فرمانبرداری و عاقبت اندیشی کی بدولت وہی انسان کہلانے کے مستحق ہیں۔

مسئلہ: 'اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ' سے ثابت ہوا کہ صالحین کا اِتّباع محمود و مطلوب ہے۔

مسئلہ: یہ بھی ثابت ہوا کہ مذہبِ اہلِ سنّت حق ہے کیونکہ اس میں صالحین کا اِتّباع ہے۔

مسئلہ: باقی تمام فرقے صالحین سے مُنحَرِف ہیں لہذا گمراہ ہیں۔

مسئلہ: بعض عُلَماء نے اس آیت کو زندیق کی توبہ مقبول ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔(بیضاوی) زندیق وہ ہے جو نبوّت کا مُقِرّ ہو، شعائرِ اسلام کا اظہار کرے اور باطن میں ایسے عقیدے رکھے جو بالاتفاق کُفر ہوں ،یہ بھی منافقوں میں داخل ہے۔

و۱۸ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو بُرا کہنا اہلِ باطل کا قدیم طریقہ ہے ،آج کل کے باطل فرقے بھی پچھلے بزرگوں کو بُرا کہتے ہیں ،روافض خلفائے راشدین اور بہت صحابہ کو خوارج ،حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ان کے رُفقاء کو ،غیر مقلّد ائمۂ مجتہدین بالخصوص امامِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ،وہابیہ بکثرت اولیاء و مقبولانِ بارگاہ کو ،مرزائی انبیاءِ سابقین تک کو قرآنی (چکڑالی) صحابہ و محدثین کو ،نیچری تمام اکابرِ دین کو برا کہتے اور زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب گمراہی میں ہیں ،اس میں دیندار عالموں کے لئے تسلّی ہے کہ وہ گمراہوں کی بدزبانیوں سے بہت رنجیدہ نہ ہوں سمجھ لیں کہ یہ اہلِ باطل کا قدیم دستور ہے۔(مدارک)

میرے آقا اعلیٰ حضرت ،اِمامِ اَہلسنّت ،مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: عالمِ دین کو برا کہنا اگر اُس کے عالمِ دین ہونے کے سبب ہے تو کُفر ہے اور عورت نکاح سے باہر۔خواہ بُرا کہنے والا خود عالم ہو یا جاہِل ،اور عالم سُنّیُّ العقیدہ کی تَوہین جاہِل کو جائز نہیں اگرچہ اُس (عالمِ بےعمل) کے عمل کیسے ہی ہوں۔اور بدمذہب و گمراہ ،اگرچہ عالم کہلاتا ہواُسے بُرا کہا جائے گا مگر اُسی قَدَر جتنے کا وہ مُستَحَق ہے ،اور فُحش کلمہ (یعنی گندی گالی) سے ہمیشہ اِجتِناب (بچنا) چاہئے۔
(فتاوٰی رضویہ ج 21 ص 294)

و۱۹ منافقین کی یہ بدزبانی مسلمانوں کے سامنے نہ تھی ،ان سے تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم باخلاص مومن ہیں جیسا کہ اگلی آیت میں ہے 'اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا' یہ تبرّا بازیاں اپنی خاص مجلسوں میں کرتے تھے ،اللہ

لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا

ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں ف۲۰ تو کہیں ہم

مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ یَمُدُّهُمْ فِیْ

تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں ف۲۱ اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے ف۲۲ (جیسا اس کی شان کے لائق

تعالیٰ نے ان کا پردہ فاش کر دیا۔ (خازن) اسی طرح آج کل کے گمراہ فرقے مسلمانوں سے اپنے خیالاتِ فاسدہ کو چھپاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کی کتابوں اور تحریروں سے ان کے راز فاش کر دیتا ہے۔ اس آیت سے مسلمانوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ بے دینوں کی فریب کاریوں سے ہوشیار رہیں دھوکا نہ کھائیں۔

ف۲۰ یہاں شیاطین سے کُفّار کے وہ سردار مراد ہیں جو اغواء میں مصروف رہتے ہیں۔ (خازن و بیضاوی) یہ منافق جب ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے ملنا محض براہِ فریب واستہزاء اس لئے ہے کہ ان کے راز معلوم ہوں اور ان میں فساد انگیزی کے مواقع ملیں۔ (خازن)

ف۲۱ یعنی اظہارِ ایمان تمسخر کے طور پر کیا یہ اسلام کا انکار ہوا۔

مسئلہ: انبیاء علیہم السلام اور دین کے ساتھ استہزاء و تمسخر کُفر ہے۔

مسئلہ ضروریہ: انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں، انکا ذکر تلاوتِ قرآن و روایتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے، اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال...! مولیٰ عزوجل اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اُس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردودِ بارگاہ ہو، پھر اُنکے یہ افعال جن کو زَلّت ولغزش سے تعبیر کیا جائے ہزار ہا حِکَم ومَصالح پر مبنی، ہزار ہا فوائد و برکات کی مُثمِر ہوتی ہیں، ایک لغزشِ اَبِیْنَا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھیے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اُترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مثوبات کے دروازے بند رہتے، اُن سب کا فتح باب ایک لغزشِ آدم کا نتیجہ بارکہ و ثمرہ طیّبہ ہے۔ بالجملہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی لغزش، مَن وتُو کس شمار میں ہیں، صدیقین کی حَسَنات سے افضل واعلیٰ ہے۔

شانِ نُزول: یہ آیت عبداللہ بن اُبَیّ وغیرہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی ایک روز انہوں نے صحابۂ کرام کی ایک جماعت کو آتے دیکھا تو ابنِ اُبَی نے اپنے یاروں سے کہا دیکھو تو میں انہیں کیسا بناتا ہوں جب وہ حضرات قریب پہنچے تو ابنِ اُبَی نے پہلے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستِ مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر آپ کی تعریف کی پھر اسی طرح حضرت عمر اور حضرت علی کی تعریف کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابنِ اُبَی خدا سے ڈر، نفاق سے باز آ کیونکہ منافقین بدترین خَلق ہیں، اس پر وہ کہنے لگا کہ یہ باتیں نفاق سے نہیں کی گئیں بخدا ہم آپ کی طرح مومنِ صادق ہیں، جب یہ حضرات تشریف لے گئے تو آپ اپنے یاروں میں اپنی

طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالۡہُدٰی ۪ فَمَا

ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی

رَبِحَتۡ تِّجَارَتُہُمۡ وَ مَا کَانُوۡا مُہۡتَدِیۡنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُہُمۡ کَمَثَلِ الَّذِی

خریدی ف۲۳ تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے ف۲۴ ان کی کہاوت (مثال) اس کی طرح ہے

اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَہٗ ذَہَبَ اللّٰہُ بِنُوۡرِہِمۡ وَ تَرَکَہُمۡ فِیۡ

جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیریوں میں چھوڑ

چالبازی پر فخر کرنے لگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین مؤمنین سے ملتے وقت اظہارِ ایمان و اخلاص کرتے ہیں اور ان سے علیحدہ ہو کر اپنی خاص مجلسوں میں ان کی ہنسی اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں۔ (اخرجہ الثعلبی والواحدی وضعفہ ابن حجر والسیوطی فی لباب النقول)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام و پیشوایانِ دین کا تمسخر اُڑانا کُفر ہے۔

ف۲۲ اللہ تعالیٰ استہزاء اور تمام نقائص وعیوب سے منزّہ و پاک ہے۔ یہاں جزاءِ استہزاء کو استہزاء فرمایا گیا تا کہ خوب دلنشین ہو جائے کہ یہ سزا اس ناکردنی فعل کی ہے، ایسے موقع پر جزاء کو اسی فعل سے تعبیر کرنا آئینِ فصاحت ہے جیسے جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ میں کمالِ حُسنِ بیان یہ ہے کہ اس جملہ کو جملۂ سابقہ پر معطوف نہ فرمایا کیونکہ وہاں استہزاء حقیقی معنی میں تھا۔

ف۲۳ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنا یعنی بجائے ایمان کے کُفر اختیار کرنا نہایت خسارہ اور ٹوٹے کی بات ہے۔

شانِ نُزول: یہ آیت یا ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو ایمان لانے کے بعد کافِر ہو گئے یا یہود کے حق میں جو پہلے سے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے مگر جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو منکِر ہو گئے یا تمام کُفّار کے حق میں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فِطرتِ سلیمہ عطا فرمائی، حق کے دلائل واضح کئے، ہدایت کی راہیں کھولیں لیکن انہوں نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا اور گمراہی اختیار کی۔

مسئلہ: اس آیت سے بیع تعاطی کا جواز ثابت ہوا یعنی خرید و فروخت کے الفاظ کہے بغیر مَحض رضامندی سے ایک چیز کے بدلے دوسری چیز لینا جائز ہے۔

بیع تعاطی ایسی بیع جس میں ایجاب وقبول کے بغیر چیز لے لیتے ہیں اور قیمت دے دیتے ہیں ایسی بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۱۱، ص ۶۱۵)

ف۲۴ کیونکہ اگر تجارت کا طریقہ جانتے تو اصل پونجی (ہدایت) نہ کھو بیٹھتے۔

ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ

دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا (کچھ دکھائی نہیں دیتا) ۲۵ بہرے گونگے اندھے تو وہ پھر آنے والے (لوٹنے) نہیں یا جیسے آسمان سے اُترتا

السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ مِّنَ

پانی کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک ۲۶ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں، کڑک کے سبب

الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾ یَكَادُ

موت کے ڈر سے ۲۷ اور اللہ (اپنے علم و قدرت سے) کافروں کو گھیرے ہوئے ہے ۲۸ بجلی یوں

۲۵ یہ ان کی مثال ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کچھ ہدایت دی یا اس پر قدرت بخشی پھر انہوں نے اس کو ضائع کر دیا اور ابدی دولت کو حاصل نہ کیا ان کا مال حسرت و افسوس اور حیرت و خوف ہے۔ اس میں وہ منافق بھی داخل ہیں جنہوں نے اظہارِ ایمان کیا اور دل میں کُفر رکھ کر اقرار کی روشنی کو ضائع کر دیا اور وہ بھی جو مؤمن ہونے کے بعد مرتد ہو گئے اور وہ بھی جنہیں فِطرتِ سلیمہ عطا ہوئی اور دلائل کی روشنی نے حق کو واضح کیا مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور گمراہی اختیار کی اور جب حق سننے، ماننے، کہنے، راہِ حق دیکھنے سے محروم ہوئے تو کان، زبان، آنکھ سب بے کار ہیں۔

۲۶ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والوں کی یہ دوسری تمثیل ہے کہ جیسے بارش زمین کی حیات کا سبب ہوتی ہے اور اس کے ساتھ خوفناک تاریکیاں اور مُہیب گرج اور چمک ہوتی ہے اسی طرح قرآن و اسلام قلوب کی حیات کا سبب ہیں اور ذکرِ کُفر و شرک و نفاق ظلمت کے مشابہ جیسے تاریکی رَہرَو کو منزل تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہے ایسے ہی کُفر و نفاق راہ یابی سے مانع ہیں اور وعیدات گرج کے اور حُجَجِ بیّنہ چمک کے مشابہ ہیں۔

شانِ نُزول: منافقوں میں سے دو آدمی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے مشرکین کی طرف بھاگے، راہ میں یہی بارش آئی جس کا آیت میں ذکر ہے اس میں شدت کی گرج کڑک اور چمک تھی، جب گرج ہوتی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں یہ کانوں کو پھاڑ کر مار نہ ڈالے، جب چمک ہوتی چلنے لگتے، جب اندھیری ہوتی اندھے رہ جاتے، آپس میں کہنے لگے خدا خیر سے صبح کرے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس میں دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہے۔ ان کے حال کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لئے مثل (کہاوت) بنایا جو مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں حضور کا کلام ان میں اثر نہ کر جائے جس سے مر ہی جائیں اور جب ان کے مال و اولاد زیادہ ہوتے اور فتوح و غنیمت ملتی تو بجلی کی چمک والوں کی طرح چلتے اور کہتے کہ اب تو دینِ محمّدی سچا ہے اور جب مال و اولاد ہلاک ہوتے اور کوئی بلا آتی تو بارش کی اندھیریوں میں ٹھٹک رہنے والوں کی طرح کہتے کہ یہ مصیبتیں اسی دین کی وجہ سے ہیں او راسلام سے پلٹ جاتے۔ (لباب النقول للسیوطی)

الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ
معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی ۲۹ جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے ۳۰ اور جب
اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اندھیرا ہوا اُن پر تو کھڑے رہ گئے اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا ۳۱ بے شک اللہ
عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ع ۲ ۱۲ ۲
سب کچھ کر سکتا ہے ۳۲ اے لوگو! ۳۳ اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں (پچھلوں) کو پیدا کیا،

۲۷ جیسے اندھیری رات میں کالی گھٹا چھائی ہو اور بجلی کی گرج و چمک جنگل میں مسافر کو حیران کرتی ہو اور وہ کڑک کی وحشت ناک آواز سے باندیشۂ ہلاک کانوں میں انگلیاں ٹھونستا ہو، ایسے ہی کُفّار قرآنِ پاک کے سننے سے کان بند کرتے ہیں اور انہیں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اس کے دلنشین مضامین اسلام و ایمان کی طرف مائل کر کے باپ دادا کا کُفری دین ترک نہ کرا دیں جو ان کے نزدیک موت کے برابر ہے۔

۲۸ لہذا یہ گریز انہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتی کیونکہ وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر قہرِ الٰہی سے خلاص نہیں پا سکتے۔

۲۹ جیسے بجلی کی چمک، معلوم ہوتا ہے کہ بینائی کو زائل کر دے گی ایسے ہی دلائلِ باہرہ کے انوار ان کی بصر و بصیرت کو خیرہ کرتے ہیں۔

۳۰ جس طرح اندھیری رات اور ابر و بارش کی تاریکیوں میں مسافر مُتحیَّر ہوتا ہے، جب بجلی چمکتی ہے تو کچھ چل لیتا ہے جب اندھیرا ہوتا ہے تو کھڑا رہ جاتا ہے اسی طرح اسلام کے غلبہ اور معجزات کی روشنی اور آرام کے وقت منافق اسلام کی طرف راغب ہوتے ہیں اور جب کوئی مشقت پیش آتی ہے تو کُفر کی تاریکی میں کھڑے رہ جاتے ہیں اور اسلام سے ہٹنے لگتے ہیں، اسی مضمون کو دوسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا ' اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ '۔
(خازن صاوی وغیرہ)

۳۱ یعنی اگرچہ منافقین کا طرزِ عمل اس کا مقتضی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے سمع و بصر کو باطل نہ کیا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کی تاثیر مشیت الٰہیہ کے ساتھ مشروط ہے بغیر مشیت تنہا اسباب کچھ نہیں کر سکتے۔
مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مشیت اسباب کی محتاج نہیں، وہ بے سبب جو چاہے کر سکتا ہے۔

۳۲ شَیْ اسی کو کہتے ہیں جسے اللہ چاہے اور جو تحتِ مشیت آ سکے، تمام ممکنات شَیْ میں داخل ہیں اس لئے وہ تحتِ قدرت ہیں اور جو ممکن نہیں واجب یا مُمتنع ہے اس سے قدرت و ارادہ متعلق نہیں ہوتا جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات واجب ہیں اس لئے مقدور نہیں۔

وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے ۳۴ وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا

آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا ۳۵ تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو۔ تو اللہ

لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا

کے لیے جان بوجھ کر برابر والے (ہمسر) نہ ٹھہراؤ ۳۶ اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص)

نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

بندے ۳۷ پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ ۳۸ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو

مسئلہ: باری تعالیٰ کے لئے جھوٹ اور تمام عیوب محال ہیں اسی لئے قدرت کو ان سے کچھ واسطہ نہیں۔

۳۳ اوّل سورہ میں کچھ بتایا گیا کہ یہ کتاب متّقین کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی پھر متّقین کے اوصاف کا ذکر فرمایا، اس کے بعد اس سے منحرف ہونے والے فرقوں کا اور ان کے حوال کا ذکر فرمایا کہ سعادت مند انسان ہدایت وتقوی کی طرف راغب ہو اور نافرمانی وبغاوت سے بچے، اب طریقِ تحصیلِ تقوی تعلیم فرمایا جاتا ہے۔ 'یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ' کا خِطاب اکثر اہلِ مکّہ کو اور 'یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا' کا اہلِ مدینہ کو ہوتا ہے مگر یہاں یہ خِطاب مومن کافِر سب کو عام ہے، اس میں اشارہ ہے کہ انسانی شرافت اسی میں ہے کہ آدمی تقوی حاصل کرے اور مصروفِ عبادت رہے۔ عبادت وہ غایت تعظیم ہے جو بندہ اپنی عبدیت اور معبود کی اُلوہیت کے اعتقاد واعتراف کے ساتھ بجا لائے۔ یہاں عبادت عام ہے اپنے تمام انواع واقسام واصول وفروع کو شامل ہے۔ مسئلہ: کُفّار عبادت کے مامور ہیں جس طرح بے وضو ہونا نماز کے فرض ہونے کا مانع نہیں اسی طرح کافِر ہونا وجوبِ عبادت کو منع نہیں کرتا اور جیسے بے وضو شخص پر نماز کی فرضیت رفعِ حدث لازم کرتی ہے ایسے ہی کافِر پر کہ وجوبِ عبادت سے ترکِ کُفر لازم آتا ہے۔

۳۴ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا فائدہ عابد ہی کو ملتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو عبادت یا اور کسی چیز سے نفع حاصل ہو۔

۳۵ پہلی آیت میں نعمتِ ایجاد کا بیان فرمایا کہ تمہیں اور تمہارے آباء کو معدوم سے موجود کیا اور دوسری آیت میں اسبابِ معیشت وآسائش وآب وغذا کا بیان فرما کر ظاہر کر دیا کہ وہی ولیٔ نعمت ہے تو غیر کی پرستش مَحض باطل ہے۔

۳۶ توحیدِ الٰہی کے بعد حضور سیدِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت اور قرآنِ کریم کے کتابِ الٰہی ومُعجز ہونے کی وہ قاہر دلیل بیان فرمائی جاتی ہے جو طالبِ صادق کو اطمینان بخشے اور منکروں کو عاجز کر دے۔

۳۷ بندۂ خاص سے حضور پرنور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ

بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے (بتا) دیتے ہیں کہ ہر گز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

آدمی اور پتھر ہیں ۳۹ تیار رکھی ہے کافروں کے لیے ۴۰ اور خوش خبری دے، انہیں جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا

اور اچھے کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں رواں ۴۱ جب انہیں ان باغوں سے

۳۸ یعنی ایسی سورت بنا کر لاؤ جو فصاحت و بلاغت اور حسنِ نظم و ترتیب اور غیب کی خبریں دینے میں قرآنِ پاک کی مثل ہو۔

قرآن عظیم کی عظیم الشان و معجزانہ فصاحت و بلاغت کا بول بالا تو دیکھو کہ عرب کے تمام وہ فصحاء و بلغاء جن کی فصیحانہ شعر گوئی اور خطیبانہ بلاغت کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بج رہا تھا مگر وہ اپنی پوری پوری کوششوں کے باوجود قرآن کی ایک سورۃ کے مثل بھی کوئی کلام نہ لا سکے۔ حد ہوگئی کہ قرآن مجید نے فصحاء عرب سے یہاں تک کہہ دیا کہ

یعنی اگر کفار عرب سچے ہیں تو قرآن جیسی کوئی ایک ہی بات لائیں۔ (سورہ طور)

الغرض چار چار مرتبہ قرآن کریم نے فصحاء عرب کو للکارا، چیلنج دیا، جھنجھوڑا کہ وہ قرآن کا مثل بنا کر لائیں۔ مگر تاریخ عالم گواہ ہے کہ چودہ سو برس کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج تک کوئی شخص بھی اس خداوندی چیلنج کو قبول نہ کر سکا اور قرآن کے مثل ایک سورۃ بھی بنا کر نہ لا سکا۔ یہ آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ قرآن مجید حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک لاثانی معجزہ ہے جس کا مقابلہ نہ کوئی کر سکا ہے نہ قیامت تک کر سکتا ہے۔

۳۹ پتّھر سے وہ بُت مراد ہیں جنہیں کُفّار پُوجتے ہیں اور ان کی محبت میں قرآنِ پاک اور رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عناداً انکار کرتے ہیں۔

۴۰ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ پیدا ہو چکی ہے۔

مسئلہ: یہ بھی اشارہ ہے کہ مومنین کے لئے بکرمہ تعالیٰ خلودِ نار یعنی ہمیشہ جہنّم میں رہنا نہیں۔

۴۱ سنّتِ الٰہی ہے کہ کتاب میں ترہیب کے ساتھ ترغیب ذکر فرماتا ہے اسی لئے کُفّار اور ان کے اعمال و عذاب کے ذکر کے بعد مومنین اور ان کے اعمال کا ذکر فرمایا اور انہیں جنّت کی بشارت دی۔

قرآنِ کریم کا اسلوب ہے کہ ترہیب (یعنی ڈرانے) کے بعد ترغیب ہوتی ہے یا پھر کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔

صالحات یعنی نیکیاں وہ عمل ہیں جو شرعاً اچھے ہوں ان میں فرائض و نوافل سب داخل ہیں۔ (جلالین)

مسئلہ: عملِ صالح کا ایمان پر عطف دلیل ہے اس کی کہ عمل جزوِ ایمان نہیں۔

مسئلہ: یہ بشارت مومنینِ صالحین کے لئے بلا قید ہے اور گنہگاروں کو جو بشارت دی گئی ہے وہ مقیّد بمشیتِ الٰہی ہے کہ

مِنۡهَا مِنۡ ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا ۙ قَالُوۡا هٰذَا الَّذِىۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاُتُوۡا بِهٖ

کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا (اس کی نصورت دیکھ کر) کہیں گے، یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا ۴۲ اور وہ

مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمۡ فِيۡهَآ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵﴾

(صورت میں) ملتا جلتا نہیں دیا گیا اور ان کے لیے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں ۴۳ اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسۡتَحۡىٖۤ اَنۡ يَّضۡرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوۡضَةً فَمَا فَوۡقَهَا ؕ

۴۴ بے شک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر ۴۵

چاہے از راہِ کرم معاف فرمائے چاہے گناہوں کی سزا دے کر جنّت عطا کرے۔ (مدارک)

۴۲ جنّت کے پھل باہم مشابہ ہوں گے اور ذائقے ان کے جُدا جُدا اس لئے جنّتی کہیں گے کہ یہی پھل تو ہمیں پہلے مل چکا ہے مگر کھانے سے نئی لذت پائیں گے تو ان کا لطف بہت زیادہ ہو جائے گا۔

۴۳ جنّتی بیبیاں خواہ حوریں ہوں یا اور، سب زنانے عوارض اور تمام ناپاکیوں اور گندگیوں سے مبرا ہوں گی، نہ جسم پر میل ہو گا نہ بول و براز، اس کے ساتھ ہی وہ بدمزاجی و بدخُلقی سے بھی پاک ہوں گی۔ (مدارک وخازن)

۴۴ یعنی اہلِ جنّت نہ کبھی فنا ہوں گے نہ جنّت سے نکالے جائیں گے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جنّت واہلِ جنّت کے لئے فنا نہیں۔

جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں آیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکارنے والا پکار کر کہے گا: '(اے جنت والو!) تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے۔ تم زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، تم جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے، تم آرام سے رہو گے کبھی محنت ومشقت نہ اٹھاؤ گے۔'

(مسلم، رقم الحدیث ۲۸۳۷، ص۱۵۲۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گزشتہ سطور کا مطالعہ کرنے کے بعد یقیناً ہمارا دل بھی یہ چاہے گا کہ 'کاش! ہمیں بھی اس مقامِ رحمت میں داخلہ نصیب ہو جائے، اے کاش! ہمیں بھی اس کے نظارے دیکھنے کو مل جائیں۔' اس خواب کی عملی تعبیر کے لئے ہمیں چاہے کہ اپنی زندگی کے سماجی، مالی، گھریلو، تجارتی بلکہ ہر ہر معاملے میں نفس وشیطان کی پیروی کی بجائے قرآن وسنت کو اپنا راہنما بنائیں اور اس زندگی کو رحمٰن عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اطاعت میں بسر کرتے ہوئے نیکیوں کا خزانہ اکٹھا کریں۔

۴۵ شانِ نُزول: جب اللہ تعالیٰ نے آیہ 'مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ الَّذِى اسۡتَوۡقَدَ' اور آیہ 'اَوۡ كَصَيِّبٍ' میں منافقوں کی دو مثالیں بیان فرمائیں تو منافقوں نے یہ اعتراض کیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالاتر ہے کہ ایسی مثالیں بیان فرمائے۔ اس کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

وہ تو جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق (سچی) ہے ۴۶ رہے کافر

فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّ یَهْدِیْ بِهٖ

وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصود ہے اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے ۴۷ اور بہتیروں کو ہدایت

كَثِیْرًا ؕ وَ مَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

فرماتا ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں ۴۸ وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں ۴۹ پکا ہونے کے بعد

وقف لازم

۴۶ چونکہ مثالوں کا بیان مقتضائے حکمت اور مضمون کو دل نشین کرنے والا ہوتا ہے اور فُصحائے عرب کا دستور ہے اس لئے اس پر اعتراض غلط و بیجا ہے اور بیانِ امثلہ حق ہے۔

۴۷ 'یُضِلُّ بِهٖ' کفّار کے اس مقولہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس مثل سے کیا مقصود ہے اور 'اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا' اور 'اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا' جو دو جملے اوپر ارشاد ہوئے ان کی تفسیر ہے کہ اس مثل سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے جن کی عقلوں پر جہل نے غلبہ کیا ہے اور جن کی عادت مکابرہ و عناد ہے اور جو امرِ حق اور کھلی حکمت کے انکار و مخالفت کے خوگر ہیں اور باوجودیکہ یہ مثل نہایت ہی برمحل ہے پھر بھی انکار کرتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ بہتوں کو ہدایت فرماتا ہے جو غور و تحقیق کے عادی ہیں اور انصاف کے خلاف بات نہیں کہتے وہ جانتے ہیں کہ حکمت یہی ہے کہ عظیم المرتبہ چیز کی تمثیل کسی قدر والی چیز سے اور حقیر چیز کی ادنٰی شے سے دی جائے جیسا کہ اوپر کی آیت میں حق کی نور سے اور باطل کی ظلمت سے تمثیل دی گئی۔

۴۸ شرع میں فاسق اس نافرمان کو کہتے ہیں جو کبیرہ کا مرتکب ہو۔ فسق کے تین درجے ہیں ایک تغابی وہ یہ کہ آدمی اتفاقیہ کسی کبیرہ کا مرتکب ہوا اور اس کو برا ہی جانتا رہا، دوسرا انہماک کہ کبیرہ کا عادی ہوگیا اور اس سے بچنے کی پروا نہ رہی، تیسرا حجود کہ حرام کو اچھا جان کر ارتکاب کرے اس درجہ والا ایمان سے محروم ہوجاتا ہے۔ پہلے دو درجوں میں جب تک اکبر کبائر (شرک و کفر) کا ارتکاب نہ کرے اس پر مومن کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہاں فاسقین سے وہی نافرمان مراد ہیں جو ایمان سے خارج ہوگئے قرآن کریم میں کفار پر بھی فاسق کا اطلاق ہوا ہے 'اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ' بعض مفسرین نے یہاں فاسق سے کافر مراد لئے بعض نے منافق بعض نے یہود۔

۴۹ اس سے وہ عہد مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے کتب سابقہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی نسبت فرمایا ایک قول یہ ہے کہ عہد تین ہیں۔ پہلا عہد وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم سے لیا کہ اس کی ربوبیت کا اقرار کریں اس کا بیان اس آیت میں ہے 'وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ الایة' دوسرا عہد انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے کہ رسالت کی تبلیغ فرمائیں اور دین کی اقامت کریں اس کا بیان آیہ 'وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ' میں

مِيْثَاقِهٖ ۪ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ

اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ف۵۰

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ

وہی نقصان میں ہیں بھلاتم کیوں کر (کیسے) خدا کے منکر ہو گے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں جلایا (زندہ کیا) پھر تمہیں

يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي

مارے گا پھر تمہیں جلائے گا (زندہ کرے گا) پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے ف۵۰ وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ

ہے۔ تیسرا عہد علماء کے ساتھ خاص ہے کہ حق کو نہ چھپائیں اس کا بیان 'وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ' میں ہے۔

اللہ عزوجل نے سابقہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر ایمان لانے کا پختہ عہد لیا، اسی لئے (شبِ معراج) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شرف وفضیلت کے لئے اِتنا ہی کہنا کافی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے امام ہیں۔

ف۵۰ (الف) رشتہ وقرابت کے تعلقات مسلمانوں کی دوستی ومحبت تمام انبیاء کا ماننا کتبِ الٰہی کی تصدیق حق پر جمع ہونا یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ملانے کا حکم فرمایا گیا ان میں قطع کرنا بعض کو بعض سے ناحق جدا کرنا تفرقوں کی بنا ڈالنا ممنوع فرمایا گیا۔

(ب) دلائل توحید ونبوت اور جزائے کفر وایمان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی عام وخاص نعمتوں کا اور آثار قدرت وعجائب وحکمت کا ذکر فرمایا اور قباحت کفر دلنشین کرنے کے لئے کفار کو خطاب فرمایا کہ تم کس طرح خدا کے منکر ہوتے ہو باوجود یہ کہ تمہارا اپنا حال اس پر ایمان لانے کا متقضی ہے کہ تم مردہ تھے مردہ سے جسم بے جان مراد ہے ہمارے عرف میں بھی بولتے ہیں زمین مردہ ہوگئی عربی میں بھی موت اس معنی میں آئی خود قرآن پاک میں ارشاد ہوا 'يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا' تو مطلب یہ ہے کہ تم بیجان جسم تھے عنصر کی صورت میں پھر غذا کی شکل میں پھر اخلاط کی شان میں پھر نطفہ کی حالت میں اس نے تم کو جان دی زندہ فرمایا پھر عمر کی معیار پوری ہونے پر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا اس سے یا قبر کی زندگی مراد ہے جو سوال کے لئے ہوگی یا حشر کی پھر تم حساب وجزا کے لئے اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے اپنے اس حال کو جان کر تمہارا کفر کرنا نہایت عجیب ہے، ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ 'كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ' کا خطاب مؤمنین سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم کس طرح کافر ہو سکتے ہو در آنحالیکہ تم جہل کی موت سے مردہ تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم وایمان کی زندگی عطا فرمائی اس کے بعد تمہارے لئے

الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ

زمین میں ہے ۵۱ پھر آسمان کی طرف استوا (قصد) فرمایا تو ٹھیک (بے نقص) سات آسمان بنائے وہ سب

شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۹﴾ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ

کچھ جانتا ہے ۵۲ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں

قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ

۵۳ بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا ۵۴ اور ہم تجھے سراہتے ہوئے

وہی موت ہے جو عمر گزرنے کے بعد سب کو آیا کرتی ہے اس کے بعد وہ تمہیں حقیقی دائمی حیات عطا فرمائے گا پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں ایسا ثواب دے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر اس کا خطرہ گزرا۔

۵۱ یعنی کانیں سبزے جانور دریا پہاڑ جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے دینی و دنیوی نفع کے لئے بنائے دینی نفع اس طرح کہ زمین کے عجائبات دیکھ کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت وقدرت کی معرفت ہو اور دنیوی منافع یہ کہ کھاؤ پیو آرام کرو اپنے کاموں میں لاؤ تو ان نعمتوں کے باوجود تم کس طرح کفر کرو گے مسئلہ کرخی و ابوبکر رازی وغیرہ نے خلق لکم کو قابل انتفاع اشیاء کے مباح الاصل ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

۵۲ یعنی یہ خلقت وایجاد اللہ تعالیٰ کے عالم جمیع اشیاء ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ایسی پرحکمت مخلوق کا پیدا کرنا بغیر علم محیط کے ممکن و متصور نہیں مرنے کے بعد زندہ ہونا کافر محال جانتے تھے ان آیتوں میں ان کے بطلان پر قوی برہان قائم فرمادی کہ جب اللہ تعالیٰ قادر ہے علیم ہے اور ابدان کے مادے جمع وحیات کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں تو موت کے بعد حیات کیسے محال ہوسکتی ہے پیدائش آسمان وزمین کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان میں فرشتوں کو اور زمین میں جنات کو سکونت دی جنات نے فساد انگیزی کی تو ملائکہ کی ایک جماعت بھیجی جس نے انہیں پہاڑوں اور جزیروں میں نکال بھگایا۔

۵۳ خلیفہ احکام واوامر کے اجراء و دیگر تصرفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے یہاں خلیفہ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اگرچہ اور تمام انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں فرمایا 'یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ' فرشتوں کو خلافت آدم کی خبر اس لئے دی گئی کہ وہ ان کے خلیفہ بنائے جانے کی حکمت دریافت کرکے معلوم کرلیں اور ان پر خلیفہ کی عظمت وشان ظاہر ہو کہ اُن کو پیدائش سے قبل ہی خلیفہ کا لقب عطا ہوا اور آسمان والوں کو ان کی پیدائش کی بشارت دی گئی

مسئلہ: اس میں بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ کام سے پہلے مشورہ کیا کریں اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو مشورہ کی حاجت ہو۔

مشورہ کرنا ایسا مبارک فعل ہے کہ اس سے وہ شخص جس سے مشورہ کیا جائے اپنی قدر و قیمت اور تکریم و اہمیت محسوس کر کے مسرور ہوگا اور اُس کی مشورہ لینے والے سے وابستگی وقربت بڑھے گی۔ بلکہ اگر ناراض اسلامی بھائی سے مشورہ کیا جائے تو یہ مشورہ کرنا اس کا بغض وکینہ کافور اور ناراضگی دور کر کے دل میں لطف ومحبت کا نور پیدا کریگا۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے آیت: وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کے تحت اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن، الجزء الرابع، ص ۱۹۲)

اور اگر ناراض اسلامی بھائی کوئی مشورہ طلب کرے تو اسے بھی اچھے انداز میں بہتر مشورہ ضرور دینا چاہیے۔ ایک مفکر کا قول ہے، 'جب تجھ سے تیرا کوئی دشمن مشورہ کرے تو اسے عمدہ مشورہ دے کیونکہ مشورہ کرنے سے اس کی تیرے ساتھ دشمنی محبت میں بدل جائیگی۔ (المستطرف، ج ۳، ص ۲۴۷)

ایسی پختہ فکر، وسیع النظر، ذوتجربہ اور صائب الرائے شخصیت جس کی درستی وصواب اغلب واکثر ہو اگر بغیر مشورے کے بھی کوئی امر فرما دے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایسی شخصیات ہی کی آراء سے تو قومیں بنتی اور فلاح پاتی ہیں۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفاتِ ظاہری کے بعد حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قافلے کی روانگی کے سلسلے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مشوروں سے قطعِ نظر کرتے ہوئے اپنی وسعتِ ذہنی اور بالغ نظری سے اسے روانہ کرنے کی اپنی رائے پر ہی ثبت اختیار فرمایا، جس کے بعد میں کثیر فوائد ظاہر ہوئے۔ (ملخصاً الریاض النضرہ، الجزء الاول، ص ۹۸)

عتبی کہتے ہیں کہ قومِ عبس کے ایک شخص سے کسی نے پوچھا، تمہاری قوم میں درست رائے والے کتنے زیادہ ہیں؟ اس نے جواب دیا ہم ہزار آدمی ہیں اور ہم میں ایک ہی شخص حازم وتجربہ کار ہے۔ ہم سب (اپنے کاموں میں) اس سے مشورہ کر کے چلتے ہیں۔ تو گویا ہم سب کے سب تجربہ کار و درست رائے والے ہیں۔ (العقد الفرید، ص ٦٧)

مشورے کے باب میں یہ بات انتہائی اہم ہے کہ مشورہ دینے والا کیسا ہے کیونکہ مشیر کا بھی کسی کام میں بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے امیر المؤمنین مولا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم سے استفسار کیا کہ خلفاء ثلٰثہ کے زمانے میں فتوحاتِ اسلامی زیادہ ہوئیں اور آپ کے زمانے میں خانہ جنگی زیادہ رہی اس کا سبب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا، انہیں مشورہ دینے والے ہم تھے اور ہمیں مشورہ دینے والے تم ہو۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مشورہ دینے والا اپنے آپ کو ان اوصاف سے مُتّصِف کرے جس سے اس کی رائے خام سے تام ہو جائے اور وہ مشورہ دینے میں مُفید کردار ادا کر سکے۔ چنانچہ مشورہ دینے والا معاملے کی نوعیت سے صحیح طور پر آگاہ، آدابِ مشورہ سے واقف، تہذیب وشائستگی کا پیکر، خلوص ولِلّٰہیّت کا حامل، غور وخوض کا عادی، سلجھا ہوا، سنجیدہ فکر اسلامی بھائی ہونا چاہیے۔

مشورہ دینے کے آداب میں منقول ہے 'مشورہ دینے والا معاملے کی باریکیوں کا صحیح علم رکھنے والا، مہذب وشائستہ رائے والا ہو کیونکہ بہت سے علم والے درست رائے کی معرفت نہیں رکھتے اور کئی ایسے ہیں جو معمولی بات میں بحث کرنے میں بھی درستی پر نہیں ہوتے'۔ (ایضاً ص ۲۴٦)

مشیر (یعنی مشورہ دینے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ عاجزی واخلاص والا ہو۔ اس کا مقصد اپنی رائے کی برتری ثابت کرنا نہیں بلکہ معاملے کی بہتری ہونا چاہیے۔ لہٰذا اگر ذمہ دار اس کی رائے کے علاوہ کسی اور بات میں بہتری سمجھتے ہوئے اسے

بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ

تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے ۵۵ اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام

الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ

(اشیاء کے) نام سکھائے ۵۶ پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا تو ان کے نام

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ

تو بتاؤ اگر تم سچے ہو ۵۷ بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک

اختیار کرے تو اس کے دل میں کچھ بھی رنج پیدا نہیں ہونا چاہے، بلکہ اسے اپنا یہی ذہن بنائے رکھنا چاہے کہ میرا مشورہ ناقص ہے اگر کام میں آجائے تو میرے لئے ثواب ہے اور اگر کسی اور رائے پر عمل ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں ہی بہتری فرمادے۔ لہٰذا جب بھی مشورہ دیں وسعتِ نظری وقلبی کے ساتھ دیں۔

الحمد للہ عزوجل امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے ہمیں یہ ذہن دیا ہے کہ جب بھی مشورہ دیں یہ کہہ کر دیں کہ 'یہ میرا ناقص مشورہ ہے۔' جب ہم خود اپنے مشورے کو واقعی ناقص جانیں گے تو قبول نہ ہونے پر رنج نہیں ہوگا اور نفس وشیطان بھی کوئی وار نہ کر سکیں گے اور اگر قبول نہ ہونے پر ناراضی کا اظہار کر بیٹھے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارا زبان سے اپنے مشورے کو ناقص کہنا عاجزی نہیں ریاکاری تھا۔ اس لئے مشورہ دینے والے کو پہلے ہی سے اپنا یہ ذہن بنالینا چاہے کہ میرا مشورہ ناقص ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ نہ مانا جائے۔ ورنہ مشورہ مسترد ہونے کی صورت میں شیطان اپنا کام کر دکھاتا اور عزتِ نفس وانا کا مسئلہ بنوا کر آپس میں اختلافات پیدا کروادیتا ہے۔ نیز مشورہ دینے والا یہ بات بھی ذہن میں رکھے کہ مشورہ لینے والے کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کی رائے سے اتفاق نہ کرے

۵۴ ملائکہ کا مقصد اعتراض یا حضرت آدم پر طعن نہیں بلکہ حکمت خلافت دریافت کرنا ہے اور انسانوں کی طرف فساد انگیزی کی نسبت کرنا اس کا علم یا انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہو یا لوح محفوظ سے حاصل ہوا ہو یا خود انہوں نے جنات پر قیاس کیا ہو۔

۵۵ یعنی میری حکمتیں تم پر ظاہر نہیں بات یہ ہے کہ انسانوں میں انبیاء بھی ہوں گے اولیاء بھی علماء بھی اور وہ علمی وعملی دونوں فضیلتوں کے جامع ہوں گے۔

۵۶ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اشیاء و جملہ مسمیات پیش فرما کر آپ کو ان کے اسماء و صفات و افعال وخواص واصول علوم وصناعات سب کا علم بطریق الہام عطا فرمایا۔

۵۷ یعنی اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ میں کوئی مخلوق تم سے زیادہ عالم پیدا نہ کروں گا اور خلافت کے تم ہی مستحق ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ کیونکہ خلیفہ کا کام تصرف وتدبیر اور عدل وانصاف ہے اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں

اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡہُمۡ بِاَسۡمَآئِہِمۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَنۡۢبَاَہُمۡ

تو ہی علم وحکمت والا ہے ۵۸ فرمایا اے آدم بتا دے انھیں سب (اشیاء کے) نام جب اس نے (یعنی آدم نے)

بِاَسۡمَآئِہِمۡ ۙ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ غَیۡبَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۙ

انھیں سب کے نام بتا دیئے ۵۹ فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں

وَ اَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَ مَا کُنۡتُمۡ تَکۡتُمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا

اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو ۶۰ اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ

کہ خلیفہ کو ان تمام چیزوں کا علم ہو جن پر اس کو متصرف فرمایا گیا اور جن کا اس کو فیصلہ کرنا ہے۔

مسئلہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ملائکہ پر افضل ہونے کا سبب علم ظاہر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ علمِ اسماء خلوتوں اور تنہائیوں کی عبادت سے افضل ہے

مسئلہ: اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام ملائکہ سے افضل ہیں۔

۵۸ اس میں ملائکہ کی طرف سے اپنے عجز و قصور کا اعتراف اور اس امر کا اظہار ہے کہ اُن کا سوال استفساراً تھا۔ نہ کہ اعتراضاً اور اب انہیں انسان کی فضیلت اور اُس کی پیدائش کی حکمت معلوم ہوگئی جس کو وہ پہلے نہ جانتے تھے۔

۵۹ یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے ہر چیز کا نام اور اس کی پیدائش کی حکمت بتا دی۔

شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں لکھتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کتنے اور کس قدر علوم عطا فرمائے اور کن کن چیزوں کے علوم و معارف کو عالم الغیب والشہادۃ نے ایک لمحہ کے اندر ان کے سینہ اقدس میں بذریعہ الہام جمع فرما دیا، جن کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام علوم و معارف کی اتنی بلند ترین منزل پر فائز ہو گئے کہ فرشتوں کی مقدس جماعت آپ کے علمی وقار و عرفانی عظمت و اقتدار کے روبرو سربسجود ہو گئی، ان علوم کی ایک فہرست آپ قطب زمانہ حضرت علامہ شیخ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ کی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان شریف میں پڑھئے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے، وہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کا نام، تمام زبانوں میں سکھا دیا اور ان کو تمام ملائکہ کے نام اور تمام اولادِ آدم کے نام، اور تمام حیوانات و نباتات و جمادات کے نام، اور تمام چیز کی صنعتوں کے نام اور تمام شہروں اور تمام بستیوں کے نام اور تمام پرندوں اور درختوں کے نام اور جو آئندہ عالم وجود میں آنے والے ہیں سب کے نام اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جانداروں کے نام اور تمام کھانے پینے کی چیزوں کے نام اور جنت کی تمام نعمتوں کے نام اور تمام چیزوں اور سامانوں کے نام، یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کے نام۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات لاکھ زبانیں سکھائی ہیں۔

[(تفسیر روح البیان، ج۱، ص۱۰۰، پ۱، البقرۃ:۳۱)]

۶۰ ملائکہ نے جو بات ظاہر کی تھی وہ یہ تھی کہ انسان فساد انگیزی و خوں ریزی کرے گا اور جو بات چھپائی تھی وہ یہ تھی

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ٘ۗ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ(۳۴) وَ

آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا ۶۱ اور

قُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا۪

ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے

کہ مستحق خلافت وہ خود ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے افضل واعلم کوئی مخلوق پیدا نہ فرمائے گا مسئلہ اس آیت سے انسان کی شرافت اور علم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تعلیم کی نسبت کرنا صحیح ہے اگرچہ اس کو معلم نہ کہا جائے گا، کیونکہ معلم پیشہ ور تعلیم دینے والے کو کہتے ہیں مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جملہ لغات اور کل زبانیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ مسئلہ: یہ بھی ثابت ہوا کہ ملائکہ کے علوم وکمالات میں زیادتی ہوتی ہے۔

۶۱ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام موجودات کا نمونہ اور عالم روحانی وجسمانی کا مجموعہ بنایا اور ملائکہ کے لئے حصول کمالات کا وسیلہ کیا تو انہیں حکم فرمایا کہ حضرت آدم کو سجدہ کریں کیونکہ اس میں شکر گزاری اور حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت کے اعتراف اور اپنے مقولہ کی معذرت کی شان پائی جاتی ہے بعض مفسّرین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا تھا ان کی سند یہ آیت ہے ' فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ' (بیضاوی) سجدہ کا حکم تمام ملائکہ کو دیا گیا تھا یہی اصح ہے۔ (خازن) مسئلہ: سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک سجدۂ عبادت جو بقصد پرستش کیا جاتا ہے دوسرا سجدۂ تحیت جس سے مسجود کی تعظیم منظور ہوتی ہے نہ کہ عبادت۔

مسئلہ: سجدۂ عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے کسی اور کے لئے نہیں ہوسکتا نہ کسی شریعت میں کبھی جائز ہوا یہاں جو مفسرین سجدۂ عبادت مراد لیتے وہ فرماتے ہیں کہ سجدہ خاص اللہ تعالیٰ کے لئے تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام قبلہ بنائے گئے تھے تو وہ مسجود الیہ تھے نہ کہ مسجود لہ، مگر یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اس سجدہ سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا فضل وشرف ظاہر فرمانا مقصود تھا اور مسجود الیہ کا ساجد سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں جیسا کہ کعبہ معظّمہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبلہ ومسجود الیہ ہے باوجودیکہ حضور اس سے افضل ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں سجدۂ عبادت نہ تھا سجدۂ تحیت تھا اور خاص حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تھا زمین پر پیشانی رکھ کر تھا نہ کہ صرف جھکنا یہی قول صحیح ہے اور اسی پر جمہور ہیں۔ (مدارک)

مسئلہ سجدۂ تحیت پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں منسوخ کیا گیا اب کسی کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ جب حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ مخلوق کو نہ چاہئے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔ (مدارک) ملائکہ میں سب سے پہلا سجدہ کرنے والے حضرت

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا

مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا ف۶۲ کہ حد سے بڑھنے والوں (ظالموں) میں ہو جاؤ گے ف۶۳ تو شیطان نے اس سے (یعنی

الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

جنت سے) انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ (علیحدہ) کر دیا ف۶۴ اور ہم نے فرمایا نیچے اترو (زمین

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ

پر) ف۶۵ آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ف۶۶ پھر سیکھ لیے آدم

جبریل ہیں پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر عزرائیل پھر اور ملائکہ مقربین یہ سجدہ جمعہ کے روز وقتِ زوال سے عصر تک کیا گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ملائکہ مقربین سو برس اور ایک قول میں پانچ سو برس سجدہ میں رہے شیطان نے سجدہ نہ کیا اور براہ تکبر یہ اعتقاد کرتا رہا کہ وہ حضرت آدم سے افضل ہے اس کے لئے سجدہ کا حکم معاذ اللہ تعالیٰ خلاف حکمت ہے اس اعتقاد باطل سے وہ کافر ہو گیا۔

مسئلہ: آیت میں دلالت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل ہیں کہ ان سے انہیں سجدہ کرایا گیا۔

مسئلہ: تکبر نہایت قبیح ہے اس سے کبھی متکبر کی نوبت کفر تک پہنچتی ہے۔ (بیضاوی و جمل)

ف۶۲ اس سے گندم یا انگور وغیرہ مراد ہے (جلالین)

ف۶۳ ظلم کے معنی ہیں کسی شے کو بے محل وضع کرنا یہ ممنوع ہے اور انبیاء معصوم ہیں ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا یہاں ظلم خلاف اولیٰ کے معنی میں ہے۔ مسئلہ: انبیاء علیہم السلام کو ظالم کہنا اہانت و کفر ہے جو کہے وہ کافر ہو جائے گا اللہ تعالیٰ مالک و مولیٰ ہے جو چاہے فرمائے اس میں ان کی عزت ہے دوسرے کی کیا مجال کہ خلاف ادب کلمہ زبان پر لائے اور خطاب حضرت حق کو اپنی جرأت کے لئے سند بنائے، ہمیں تعظیم و توقیر اور ادب و طاعت کا حکم فرمایا ہم پر یہی لازم ہے۔

ف۶۴ شیطان نے کسی طرح حضرت آدم و حوا (علیہما السلام) کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں تمہیں شجر خلد بتا دوں، حضرت آدم علیہ السلام نے انکار فرمایا اس نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، انہیں خیال ہوا کہ اللہ پاک کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے بایں خیال حضرت حوّا نے اس میں سے کچھ کھایا پھر حضرت آدم کو دیا انہوں نے بھی تناول کیا، حضرت آدم کو خیال ہوا کہ 'لَا تَقْرَبَا' کی نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں کیونکہ اگر وہ تحریمی سمجھتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطائے اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔

ف۶۵ حضرت آدم و حوا اور ان کی ذریت کو جو ان کے صلب میں تھی جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا حضرت آدم زمین ہند میں سراندیپ کے پہاڑوں پر اور حضرت حوا جدّے میں اتارے گئے۔ (خازن) حضرت آدم علیہ السلام کی برکت سے زمین کے اشجار میں پاکیزہ خوشبو پیدا ہوئی۔ (روح البیان)

مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا

نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی ۶۷ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہم

اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ

نے فرمایا تم سب جنت سے اُتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو

۶۶ اس سے اختتامِ عمر یعنی موت کا وقت مراد ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بشارت ہے کہ وہ دنیا میں صرف اتنی مدت کے لئے ہیں اس کے بعد پھر انہیں جنت کی طرف رجوع فرمانا ہے اور آپ کی اولاد کے لئے معاد پر دلالت ہے کہ دنیا کی زندگی معین وقت تک ہے عمر تمام ہونے کے بعد انہیں آخرت کی طرف رجوع کرنا ہے۔

۶۷ آدم علیہ السلام نے زمین پر آنے کے بعد تین سو برس تک حیاء سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا اگرچہ حضرت داؤد علیہ السلام کثیر البکاء تھے آپ کے آنسو تمام زمین والوں کے آنسوؤں سے زیادہ ہیں مگر حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو حضرت داؤد علیہ السلام اور تمام اہلِ زمین کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے۔ (خازن) طبرانی و حاکم و ابونعیم و بیہقی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکرِ توبہ میں حیران تھے اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقتِ پیدائش میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں سمجھا تھا کہ بارگاہِ الٰہی میں وہ رُتبہ کسی کو میسر نہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا لہذا آپ نے اپنی دعا میں 'رَبَّنَا ظَلَمْنَا' الآیہ کے ساتھ یہ عرض کیا 'اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ' ابن منذر کی روایت میں یہ کلمے ہیں۔

'اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ كَرَامَتِهٖ عَلَیْكَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ' یعنی یارب میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاہ و مرتبت کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی مسئلہ اس روایت سے ثابت ہے کہ مقبولانِ بارگاہ کے وسیلہ سے دعا بحق فلاں اور بجاہ فلاں کہہ کر مانگنا جائز اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے مسئلہ: اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق واجب نہیں ہوتا لیکن وہ اپنے مقبولوں کو اپنے فضل و کرم سے حق دیتا ہے اسی تفضلی حق کے وسیلہ سے دعا کی جاتی ہے صحیح احادیث سے یہ حق ثابت ہے جیسے وارد ہوا 'مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ'

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ دسویں محرم کو قبول ہوئی جنت سے اخراج کے وقت اور نعمتوں کے ساتھ عربی زبان بھی آپ سے سلب کرلی گئی تھی بجائے اس کے زبان مبارک پر سریانی جاری کردی گئی تھی قبول توبہ کے بعد پھر

فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ

ہوا انہیں نہ کوئی اندیشہ (آئندہ مصیبت کا خوف) اور نہ کچھ غم ۶۸ اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے

اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۹﴾ ع یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا

وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہناا ے یعقوب کی اولاد یاد کرو ۶۹ میرا وہ احسان جو

نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَاَوۡفُوۡا بِعَہۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَہۡدِکُمۡ ۚ وَاِیَّایَ

میں نے تم پر کیا ۷۰ اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا ۷۱ اور خاص میرا ہی ڈر رکھو ۷۲

زبان عربی عطا ہوئی (فتح العزیز) مسئلہ: توبہ کی اصل رجوع الی اللہ ہے اس کے تین رکن ہیں ایک اعتراف جرم دوسرے ندامت تیسرے عزم ترک اگر گناہ قابل تلافی ہو تو اس کی تلافی بھی لازم ہے مثلا تارک صلوۃ کی توبہ کے لئے پچھلی نمازوں کی قضا پڑھنا بھی ضروری ہے توبہ کے بعد حضرت جبرئیل نے زمین کے تمام جانوروں میں حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا اعلان کیا اور سب پر ان کی فرماں برداری لازم ہونے کا حکم سنایا سب نے قبول طاعت کا اظہار کیا۔ (فتح العزیز)

۶۸ یہ مؤمنین صالحین کے لئے بشارت ہے کہ نہ انہیں فزع اکبر کے وقت خوف ہو نہ آخرت میں غم وہ بے غم جنت میں داخل ہوں گے۔

مفسّرِ قرآن، حِبرُ الاُمّہ حضرت سیّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: 'اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر دُنیا میں کوئی خوف نہیں، نہ ہی وہ آخرت میں غمگین ہوں گے بلکہ ربّ تعالیٰ خوشی وعزت کے ساتھ ان کا استقبال فرمائے گا اور انہیں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں عطا کریگا۔ (اَلرَّوۡضُ الۡفَائِقِ فِی الۡمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق)

۶۹ اسرائیل بمعنی عبداللہ عبری زبان کا لفظ ہے یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ (مدارک) کلبی مفسر نے کہا اللہ تعالیٰ نے 'یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا' فرما کر پہلے تمام انسانوں کو عموماً دعوت دی پھر 'اِذۡ قَالَ رَبُّکَ' فرما کر انکے مبدء کا ذکر کیا اس کے بعد خصوصیت کے ساتھ بنی اسرائیل کو دعوت دی یہ لوگ یہودی ہیں اور یہاں سے سیقول تک ان سے کلام جاری ہے کبھی بملاطفت انعام یاد دلا کر دعوت کی جاتی ہے کبھی خوف دلایا جاتا ہے کبھی حجت قائم کی جاتی ہے۔ کبھی ان کی بدعملی پر توبیخ ہوتی ہے کبھی گزشتہ عقوبات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۷۰ یہ احسان کہ تمہارے آباء کو فرعون سے نجات دلائی، دریا کو پھاڑا ابر کو سائبان بنایا ان کے علاوہ اور احسانات جو آگے آتے ہیں ان سب کو یاد کرو اور یاد کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کر کے شکر بجالاؤ کیونکہ کسی نعمت کا شکر نہ کرنا ہی اس کا بھلانا ہے۔

۷۱ یعنی تم ایمان و اطاعت بجالا کر میرا عہد پورا کرو میں جزاء وثواب دے کر تمہارا عہد پورا کروں گا اس عہد کا

فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلَ كَافِرٍۭ
اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اُتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ
بِهٖ ۪ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۫ وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ
بنو ۹۳ے اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو ۹۴ے اور مجھی سے ڈرو اور حق سے باطل کو نہ
بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو

بیان آیہ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ' میں ہے۔

۹۲ے مسئلہ: اس آیت میں شکرِ نعمت و وفاءِ عہد کے واجب ہونے کا بیان ہے اور یہ بھی کہ مومن کو چاہئے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔

جو کوئی حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُس کی غیب سے مدد فرماتا اور لوگوں کے دِلوں میں اُس کی ہَیبت ڈال دیتا ہے۔

حِکایت: ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کافِروں نے گھیر لیا اور تلواریں سونت کر شہید کرنے لپکے مگر سب کا تلوار والا ہاتھ شَل (یعنی سُن) ہو گیا اور وار نہ کر سکے یہ دیکھ کر وہ بُزُرگ اشکبار ہو گئے، کُفّار نے مُتَعَجِّب ہو کر کہا: یہ رونا کیسا! آپ کو تو خوش ہونا چاہئے کہ جان بچ گئی۔ فرمایا: مجھے اس بات نے رُلا دیا کہ میں شہادت کی سعادت سے محروم ہو گیا! اگر تم لوگ مجھے قتل کر دیتے تو میری عِید ہو جاتی کہ رَحمتِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ سے جنّت کا حقدار بن جاتا۔ یہ ایمان افروز جواب سُن کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ سارے کُفّار مسلمان ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والے ان بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کے مفلوج بازوؤں پر اپنا مبارَک ہاتھ پھیرا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے سب کے ہاتھ دُرُست فرما دیئے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔

۹۳ے یعنی قرآن پاک توریت و انجیل پر جو تمہارے ساتھ ہیں ایمان لاؤ اور اہلِ کتاب میں پہلے کافر نہ بنو کہ جو تمہارے اتباع میں کفر اختیار کرے اس کا وبال بھی تم پر ہو۔

۹۴ے ان آیات سے توریت و انجیل کی وہ آیات مراد ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت وصفت ہے مقصد یہ ہے کہ حضور کی نعت دولت دنیا کے لئے مت چھپاؤ کہ متاعِ دنیا ثمنِ قلیل اور نعمت آخرت کے مقابل بے حقیقت ہے۔

شانِ نُزول: یہ آیت کعب بن اشرف اور دوسرے رؤساء وعلماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی قوم کے جاہلوں اور کمینوں سے ٹکے وصول کر لیتے اور ان پر سالانے مقرر کرتے تھے اور انہوں نے پھلوں اور نقد مالوں میں اپنے حق

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۵ے کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ

معین کر لئے تھے انہیں اندیشہ ہوا کہ توریت میں جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت وصفت ہے اگر اس کو ظاہر کریں تو قوم حضور پر ایمان لے آئے گی اور ان کی کچھ پرسش نہ رہے گی۔ یہ تمام منافع جاتے رہیں گے اس لئے انہوں نے اپنی کتابوں میں تغییر کی اور حضور کی نعت کو بدل ڈالا جب ان سے لوگ دریافت کرتے کہ توریت میں حضور کے کیا اوصاف مذکور ہیں تو وہ چھپا لیتے۔ اور ہرگز نہ بتاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن وغیرہ)

۵ے اس آیت میں نماز وزکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو مسئلہ: جماعت کی ترغیب بھی ہے حدیث شریف میں ہے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

جماعت کی بہت تاکید ہے اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ بے جماعت کی نماز سے جماعت والی نماز کا ثواب ستائیس گنا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضل صلاۃ الجماعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنھا، رقم ۶۵۰، ص ۳۲۶)

مسئلہ:۔ مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی جماعت چھوڑنے والا گنہگار اور سزا کے لائق ہے اور جماعت چھوڑنے کی عادت ڈالنے والا فاسق ہے جس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور بادشاہ اسلام اس کو سخت سزا دے گا اور اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب شروط الامامۃ الکبری، ج ۲ ص ۳۴۰۔۳۴۱)

مسئلہ:۔ جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے یعنی بغیر جماعت یہ نمازیں ہوں گی ہی نہیں تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے یعنی محلّہ کے کچھ لوگوں نے جماعت سے پڑھی تو سب کے ذمہ سے جماعت چھوڑنے کی برائی جاتی رہی اور اگر سب نے جماعت چھوڑی تو سب نے برا کیا رمضان شریف میں وتر کو جماعت سے پڑھنا یہ مستحب ہے سنتوں اور نفلوں میں جماعت مکروہ ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲ ص ۳۴۱۔۳۴۲)

مسئلہ:۔ جن عذروں کی وجہ سے جماعت چھوڑ دینے میں گناہ نہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) ایسی بیماری کہ مسجد تک جانے میں مشقت اور دشواری ہو (۲) سخت بارش (۳) بہت زیادہ کیچڑ (۴) سخت سردی (۵) سخت اندھیری رات (۶) آندھی (۷) پاخانہ پیشاب کی حاجت (۸) ریاح کا بہت زور ہونا (۹) ظالم کا خوف (۱۰) قافلہ چھوٹ جانے کا خوف (۱۱) اندھا ہونا (۱۲) اپاہج ہونا (۱۳) اتنا بوڑھا ہونا کہ مسجد تک جانے سے مجبور ہو (۱۴) مال وسامان یا کھانا ہلاک ہوجانے کا ڈر (۱۵) مفلس کو قرض خواہ کا ڈر (۱۶) بیمار کی دیکھ بھال کہ اگر یہ چلا جائے گا تو بیمار کو تکلیف ہوگی یا وہ گھبرائے گا یہ سب جماعت چھوڑنے کے عذر ہیں۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲ ص ۳۴۷۔۳۴۹)

تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِؕ وَ اِنَّهَا

تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں ۷۶ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری (دشوار) ہے

لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَۙ ﴿۴۵﴾ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ

مگر ان پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں ۷۷ جنھیں یقین ہے کہ انھیں اپنے رب سے ملنا ہے اور

مسئلہ:۔عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ کی ہو یا عیدین کی عورت چاہے جوان ہو یا بڑھیا یوں ہی عورتوں کو ایسے مجمعوں میں جانا بھی ناجائز ہے جہاں عورتوں اور مردوں کا اجتماع ہو۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲ ص ۳۶۷)

مسئلہ:۔پہلی صف میں اور امام کے قریب کھڑا ہونا افضل ہے۔لیکن جنازہ میں پچھلی صف میں ہونا افضل ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ مطلب فی الکلام علی الصّف الاول، ج ۲ ص ۳۷۲۔۳۷۴)

مسئلہ:۔امام ہونے کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جو نماز وطہارت وغیرہ کے احکام سب سے زیادہ جاننے والا ہے، پھر وہ شخص جو قرأت کا علم زیادہ رکھتا ہو۔اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں تو وہ شخص زیادہ حقدار ہے جو زیادہ متقی ہو۔اگر اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عمر والا۔پھر جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔پھر زیادہ تہجد گزار۔غرض کہ چند آدمی برابر درجے کے ہوں تو ان میں جو شرعی حیثیت سے فوقیت رکھتا ہو وہی زیادہ حق دار ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲ ص ۳۵۰۔۳۵۲)

مسئلہ:۔فاسق معلن جیسے شرابی، زناکار، جواری، سودخور، داڑھی منڈانے والا یا کٹا کر ایک مشت سے کم رکھنے والا ان لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے اور ان لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور نماز کو دہرانا واجب ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد، ج ۲ ص ۳۵۵۔۳۶۰)

مسئلہ:۔رافضی، خارجی، وہابی اور دوسرے تمام بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز وگناہ ہے اگر غلطی سے پڑھ لی تو پھر سے پڑھے اگر دوبارہ نہیں پڑھے گا تو گناہگار ہوگا۔

(رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب البدعۃ خمسۃ اقسام، ج ۲ ص ۳۵۷۔۳۵۸)

۷۶ شانِ نُزول: عُلَماءِ یہود سے ان کے مسلمان رشتہ داروں نے دین اسلام کی نسبت دریافت کیا تو انہوں نے کہا تم اس دین پر قائم رہو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین حق اور کلام سچا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ایک قول یہ ہے کہ آیت ان یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مشرکین عرب کو حضور کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی اور حضور کے اتباع کرنے کی ہدایت کی تھی پھر جب حضور مبعوث ہوئے تو یہ ہدایت کرنے والے حسد سے خود کافر ہوگئے اس پر انہیں توبیخ کی گئی۔(خازن ومدارک)

۷۷ یعنی اپنی حاجتوں میں صبر اور نماز سے مدد چاہو سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے صبر مصیبتوں کا اخلاقی مقابلہ ہے

انسان عدل وعزم حق پرستی پر بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتا صبر کی تین قسمیں ہیں۔(۱) شدت ومصیبت پر نفس کو روکنا (۲) طاعت وعبادت کی مشقتوں میں مستقل رہنا (۳) معصیت کی طرف مائل ہونے سے طبیعت کو باز رکھنا، بعض مفسرین نے یہاں صبر سے روزہ مراد لیا ہے وہ بھی صبر کا ایک فرد ہے اس آیت میں مصیبت کے وقت نماز کے ساتھ استعانت کی تعلیم بھی فرمائی، کیونکہ وہ عبادتِ بدنیہ ونفسانیہ کی جامع ہے اور اس میں قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہم امور کے پیش آنے پر مشغولِ نماز ہوجاتے تھے، اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا کہ مومنین صادقین کے سوا اوروں پر نماز گراں ہے۔

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ' جو صبر کرنا چاہے گا اللہ عزوجل اسے صبر کی توفیق عطا فرمادے گا اور صبر سے بہتر اور وسعت والی عطا کسی پر نہیں کی گئی۔'

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل التعفف والصبر، رقم ۱۰۵۳، ص ۵۲۴)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ' اللہ عزوجل نے کسی بندے کو صبر سے بہتر اور وسعت والی کوئی بھلائی عطا نہیں فرمائی۔'

(الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر ...الخ، رقم ۲، ج ۴، ص ۱۳۹)

حضرتِ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ' صفائی نصف ایمان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ زمین وآسمان کے درمیان ہر چیز کو بھر دیتے ہیں اور نماز نور ہے، صدقہ دلیل (یعنی راہنما) ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حجت (یعنی دلیل) ہے، ہر شخص دن کی ابتداء اپنے نفس کو بیچنے والا ہوتا ہے اب یا تو اسے آزاد کرتا ہے یا ہلاک۔'

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، رقم ۲۲۳، ص ۱۴۰)

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ' صبر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے۔'

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر ...الخ، رقم ۵، ج ۴، ص ۱۴۰)

حضرتِ سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ' مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا سارا معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ صرف اُسی مومن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے کیونکہ اسکے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تنگدستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔'

(صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب المومن امرہ کلہ خیر، رقم ۲۹۹۹، ص ۱۵۹۸)

رکوع ۵ ع ۵

اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾ ع يٰبَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ

اسی کی طرف پھرنا۷۶ (لوٹنا) اے اولاد یعقوب یاد کرومیرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ

وَاَنِّىۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ

اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی۷۹ اورڈرواس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ (حاجت روا) نہ ہو سکے

شَيۡـًٔـا وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا هُمۡ

گی ۸۰ اور نہ (کافر کے لیے) کوئی سفارش مانی جائے اور نہ کچھ لے کر (اس کی) جان چھوڑی جائے اور نہ

۷۸ اس میں بشارت ہے کہ آخرت میں مؤمنین کو دیدار الٰہی کی نعمت ملے گی

۷۹ 'اَلۡعٰلَمِيۡنَ' کا استغراق حقیقی نہیں مراد یہ ہے کہ میں نے تمہارے آباء کو ان کے زمانہ والوں پر فضیلت دی یا فضل جزئی مراد ہے جو اور کسی امت کی فضیلت کا نافی نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے امت محمدیہ کے حق میں ارشاد ہوا 'كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ' (روح البیان جمل وغیرہ)

۸۰ وہ روز قیامت ہے آیت میں نفس دومرتبہ آیا ہے پہلے سے نفس مؤمن دوسرے سے نفس کافر مراد ہے (مدارک)

مفسر قرآن حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب علم القرآن میں لکھتے ہیں

الف: جن آیتوں میں شفاعت کی نفی ہے وہاں یا تو دھونس کی شفاعت مراد ہے یا کفار کے لئے شفاعت یا بتوں کی شفاعت مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے جبراً شفاعت کوئی نہیں کرسکتا یا کافروں کی شفاعت نہیں یا بت شفیع نہیں۔

ب: جہاں قرآن شریف میں شفاعت کا ثبوت ہے وہاں اللہ کے پیاروں کی مومنوں کے لئے محبت والی شفاعت بالاذن مراد ہے یعنی اللہ کے پیارے بندے مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے محبوبیت کی بنا پر بخشوائیں گے۔

'الف' کی مثال یہ ہے:

پس نہ نفع دے گی ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت۔ (پ29، المدثر:48)

کیا کافروں نے اللہ کے مقابل سفارشی بنا رکھے ہیں۔ (پ24، الزمر:43)

اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔ (پ24، المؤمن:18)

ب کی مثال یہ ہے:

اور آپ انہیں دعا دیں بے شک آپ کی دعا ان کے دل کا چین ہے۔ (پ11، التوبۃ:103)

وہ کون ہے جو رب کے نزدیک اس کی بے اجازت شفاعت کرے۔ (پ3، البقرۃ:255)

شفاعت نفع نہ دے گی مگر ان کو جس کے لئے رب نے اجازت دی اور اس کے کلام سے رب راضی ہوا۔ (پ16، طٰہٰ:109)

ان جیسی بہت سی آیتوں میں مسلمانوں کی شفاعت مراد ہے جو اللہ کے پیارے بندے کریں گے تاکہ آیات میں تعارض نہ ہو۔

نوٹ ضروری: جس حدیث میں ارشاد ہے کہ سنت چھوڑنے والا شفاعت سے محروم ہے۔ اس سے بلندی درجات کی شفاعت

يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِذۡ نَجَّيۡنٰكُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ يَسُوۡمُوۡنَكُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ

ان کی مدد ہو ۸۱ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی ۸۲ کہ وہ تم پر برُا عذاب کرتے تھے

يُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَكُمۡ وَيَسۡتَحۡيُوۡنَ نِسَآءَكُمۡ ؕ وَفِىۡ ذٰلِكُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ

۸۳ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے ۸۴ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی

مراد ہے یعنی اس کے درجے بلند نہ کرائے جائیں گے کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ گناہ کبیرہ والوں کے لئے شفاعت ہے یعنی بخشش کی شفاعت، نیز بعض روایات میں ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے اپنے جانور اور مال کندھے پر لادے ہوئے حاضر بارگاہ نبوی ہوں گے اور شفاعت کی درخواست کریں گے مگر انہیں شفاعت سے منع کردیا جاوے گا۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے منکر ہو کر کافر ہو گئے تھے اور کافر کی شفاعت نہیں جیسے خلافت صدیقی میں بعض لوگ زکوٰۃ کے منکر ہو گئے یا مراد ہے شفاعت نہ کرنا نہ کہ نہ کرسکنا، اس کا بہت خیال چاہیے یہاں بہت دھوکا لگتا ہے۔

۸۱ یہاں سے رکوع کے آخر تک دس نعمتوں کا بیان ہے جو ان بنی اسرائیل کے آباء کو ملیں۔

۸۲ قوم قبط وعمالیق سے جو مصر کا بادشاہ ہوا اس کو فرعون کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان ہے یہاں اسی کا ذکر ہے اس کی عمر چار سو برس سے زیادہ ہوئی آل فرعون سے اس کے متبعین مراد ہیں۔ (جمل وغیرہ)

کہتے ہیں فرعون دن بھر خدائی کا دعویٰ کرتا اور رات کو دعا وزاری میں مشغول رہتا اسی سبب سے جاہ وحشم ومال وملک اس کا مدت تک قائم رہا۔ (مثنوی مولانا روم (مترجم)، دفتر اول، ص ۶۱)

۸۳ *اَسَاءَ الشَّيۡئَ: خراب کرنا، بگاڑ دینا۔ اِلَيۡهِ: کسی کے ساتھ برائی کرنا، گستاخی کرنا، نازیبا حرکت کرنا۔ بِهِ الظَّنَّ: بدگمانی کرنا۔ اَلۡفَهۡمَ: غلط سمجھنا۔ اَلسُّوۡءُ: ہر ناگوار چیز یا بات، برائی، تکلیف واذیت۔*

عذاب سب برے ہوتے ہیں۔ 'سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ' وہ کہلائے گا جو اور عذابوں سے شدید ہو اس لئے حضرت مترجم قُدِّسَ سِرُّہٗ، نے (برا عذاب) ترجمہ کیا (کمافی الجلالین وغیرہ) فرعون نے بنی اسرائیل پر نہایت بے دردی سے محنت ومشقت کے دشوار کام لازم کیے تھے پتھروں کی چٹانیں کاٹ کر ڈھوتے ڈھوتے ان کی کمریں گردنیں زخمی ہو گئیں تھیں غریبوں پر ٹیکس مقرر کیے تھے جو غروب آفتاب سے قبل بجبر وصول کیے جاتے تھے جو نادار کسی دن ٹیکس ادا نہ کرسکا اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیئے جاتے تھے اور مہینہ بھر تک اسی مصیبت میں رکھا جاتا تھا اور طرح طرح کی بے رحمانہ سختیاں تھیں۔ (خازن وغیرہ)

۸۴ فرعون نے خواب دیکھا کہ بَيۡتُ الۡمَقۡدِسۡ کی طرف سے آگ آئی اس نے مصر کو گھیر کر تمام قبطیوں کو جلا ڈالا بنی اسرائیل کو کچھ ضرر نہ پہنچایا اس سے اس کو بہت وحشت ہوئی کاہنوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا

عَظِيۡمٌ ﴿۴۹﴾ وَ اِذۡ فَرَقۡنَا بِكُمُ الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَيۡنٰكُمۡ وَاَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَ اَنۡتُمۡ

بلا تھی (یا بڑا انعام) ۸۵ اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا پھاڑ دیا (دو حصوں میں چیر دیا) تو تمہیں بچالیا اور فرعون والوں کو

تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِذۡ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰۤى اَرۡبَعِيۡنَ لَيۡلَةً ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ

تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا ۸۶ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے

ہوگا جو تیرے ہلاک اور زوال سلطنت کا باعث ہوگا۔ یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کردیا جائے دائیاں تفتیش کے لئے مقرر ہوئیں بارہ ہزار وبروایتے ستر ہزار لڑکے قتل کرڈالے گئے اور نوّے ہزار حمل گرادیئے گئے اور مشیتِ الٰہی سے اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے قوم قبط کے رؤسا نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے اس پر ان کے بچے بھی قتل کیے جاتے ہیں تو ہمیں خدمت گار کہاں سے میسر آئیں گے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کیے جائیں اور ایک سال چھوڑے جائیں تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

۸۵ بلا امتحان و آزمائش کو کہتے ہیں آزمائش نعمت سے بھی ہوتی ہے اور شدت ومحنت سے بھی نعمت سے بندہ کی شکر گزاری اور محنت سے اس کے صبر کا حال ظاہر ہوتا ہے اگر "ذٰلِكُمۡ" کا اشارہ فرعون کے مظالم کی طرف ہو تو بلا سے محنت ومصیبت مراد ہوگی اور اگر ان مظالم سے نجات دینے کی طرف ہو تو نعمت

۸۶ یہ دوسری نعمت کا بیان ہے جو بنی اسرائیل پر فرمائی کہ انہیں فرعونیوں کے ظلم وستم سے نجات دی اور فرعون کو مع اس کی قوم کے ان کے سامنے غرق کیا یہاں آل فرعون سے فرعون مع اپنی قوم کے مراد ہے جیسے کہ "كَرَّمۡنَا بَنِيۡۤ اٰدَمَ" میں حضرت آدم و اولاد آدم دونوں داخل ہیں۔ (جمل) مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی شب میں بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر روانہ ہوئے صبح کو فرعون ان کی جستجو میں لشکر گراں لے کر چلا اور انہیں دریا کے کنارے جا پایا بنی اسرائیل نے لشکر فرعون دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی آپ نے بحکم الٰہی دریا میں اپنا عصا (لاٹھی) مارا اس کی برکت سے عین دریا میں بارہ خشک رستے پیدا ہوگئے پانی دیواروں کی طرح کھڑا ہوگیا ان آبی دیواروں میں جالی کی مثل روشندان بن گئے بنی اسرائیل کی ہر جماعت ان راستوں میں ایک دوسری کو دیکھتی اور باہم باتیں کرتی گزر گئی فرعون دریائی رستے دیکھ کر ان میں چل پڑا جب اس کا تمام لشکر دریا کے اندر آ گیا تو دریا حالت اصلی پر آیا اور تمام فرعونی اس میں غرق ہوگئے دریا کا عرض چار فرسنگ تھا یہ واقعہ بحرِ قُلزم کا ہے جو بحر فارس کے کنارہ پر ہے یا بحر ماورائے مصر کا جس کو اساف کہتے ہیں بنی اسرائیل لب دریا فرعونیوں کے غرق کا منظر دیکھ رہے تھے یہ غرق محرم کی دسویں تاریخ ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن شکر کا روزہ رکھا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ تک بھی یہود اس دن کا روزہ رکھتے تھے حضور نے بھی اس دن کا روزہ رکھا اور فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ

مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوۡنَا عَنۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمۡ

کی پوجا شروع کر دی اور تم ظالم تھے ۸۷ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی ۸۸ کہ کہیں (تاکہ) تم احسان مانو ۸۹

السلام کی فتح کی خوشی منانے اور اس کی شکر گزاری کرنے کے ہم یہود سے زیادہ حق دار ہیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ عاشورہ کا روزہ سنّت ہے۔

حضرت سیِّدُ نا سَلَمہ بن اَکوَع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: 'شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دے: 'جس نے کچھ کھا لیا ہے وہ بقیہ دن کچھ نہ کھائے اور جس نے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ رکھ لے کیونکہ آج عاشوراء کا دن ہے۔'

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث ۲۰۰۷، ص ۱۵۶)

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: 'حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: 'اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تورات میں نازل فرمایا کہ جس نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا گویا اس نے سارا سال روزہ رکھا۔'

(نزھۃ المجالس، کتاب الصوم، باب فضل صیام عاشوراء۔۔۔۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۲۳۳)

حضرت سیِّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: 'جب سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سے دریافت فرمایا: 'یہ کیسا روزہ ہے؟' تو انہوں نے جواب دیا: 'یہ برکت والا دن ہے، اسی دن اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی اسرائیل کو دُشمن سے نجات عطا فرمائی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا اور اسی وجہ سے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔' اس پر حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'ہم تم سے زیادہ موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے تعلق کے حق دار ہیں۔' چنانچہ، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔'

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث ۲۰۰۴، ص ۱۵۶)

حضرت سیِّدُ نا ابن شہاب علیہ رحمۃ اللہ الوہاب ارشاد فرماتے ہیں: 'ہمیں صحابۂ کرام و تابعینِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا علی بن ابی طالب، حضرت سیِّدُ نا ابو موسیٰ اشعری، حضرت سیِّدُ نا علی بن حسین اور حضرت سیِّدُ نا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔'

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث ۱۰۶۹، ج ۱، ص ۲۷۳، مختصراً)

مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام پر جو انعامِ الٰہی ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور شکر بجالانا مسنون ہے اگر کفار بھی قائم کرتے ہوں جب بھی اس کو چھوڑا نہ جائے گا۔

۸۷ فرعون اور فرعونیوں کے ہلاک کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر کی طرف لوٹے

تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَ اِذْ

اورجب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کر دینا کہ کہیں تم راہ پر آؤ

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی

فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىٕكُمْؕ

طرف رجوع لاؤ (توبہ کرو) تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو ۹۰ یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر

اور ان کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے عطائے توریت کا وعدہ فرمایا اور اس کے لئے میقات معین کیا جس کی مدت معہ اضافہ ایک ماہ دس روز تھی مہینہ ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحجہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم میں اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و جانشین بنا کر توریت حاصل کرنے کے لئے کوہ طور پر تشریف لے گئے چالیس شب وہاں ٹھہرے اس عرصہ میں کسی سے بات نہ کی اللہ تعالیٰ نے زبرجدی الواح میں توریت آپ پر نازل فرمائی یہاں سامری نے سونے کا جواہرات سے مرصع بچھڑا بنا کر قوم سے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے وہ لوگ ایک ماہ حضرت کا انتظار کر کے سامری کے بہکانے سے بچھڑا پوجنے لگے سوائے حضرت ہارون علیہ السلام اور آپ کے بارہ ہزار ہمراہیوں کے تمام بنی اسرائیل نے گوسالہ کو پوجا (خازن)

۸۸ عفو کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ جنہوں نے بچھڑے کی پرستش نہیں کی ہے وہ پرستش کرنے والوں کو قتل کریں اور مجرم برضا و تسلیم سکون کے ساتھ قتل ہو جائیں وہ اس پر راضی ہو گئے صبح سے شام تک ستر ہزار قتل ہو گئے تب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام بتضرع و زاری بارگاہِ حق کی طرف ملتجی ہوئے وحی آئی کہ جو قتل ہو چکے شہید ہوئے باقی مغفور فرمائے گئے۔

ان میں کے قاتل و مقتول سب جنتی ہیں مسئلہ: شرک سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے مسئلہ: مرتد کی سزا قتل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت قتل و خونریزی سے سخت تر جرم ہے فائدہ گوسالہ بنا کر پوجنے میں بنی اسرائیل کے کئی جرم تھے ایک تصویر سازی جو حرام ہے دوسرے حضرت ہارون علیہ السلام کی نافرمانی تیسرے گوسالہ پوج کر مشرک ہو جانا یہ ظلم آل فرعون کے مظالم سے بھی زیادہ شدید ہیں کیونکہ یہ افعال ان سے بعد ایمان سرزد ہوئے اس لئے مستحق تو اس کے تھے کہ عذاب الٰہی انہیں مہلت نہ دے اور فی الفور ہلاکت سے کفر پر ان کا خاتمہ ہو جائے لیکن حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی بدولت انہیں توبہ کا موقع دیا گیا یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

۸۹ اس میں اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل کی استعداد فرعونیوں کی طرح باطل نہ ہوئی تھی اور اس کی نسل سے صالحین پیدا ہونے والے تھے چنانچہ ان میں ہزار ہا نبی و صالح پیدا ہوئے۔

فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى

ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان و۹۱ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ

ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک اعلانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آ (پکڑ لیا) لیا اور تم دیکھ رہے تھے

تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا

پھر مرے پیچھے (مرنے کے بعد) ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو اور ہم نے ابر کو

عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا

تمہارا سائبان کیا و۹۲ اور تم پر من اور سلویٰ اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری

و۹۰ یہ قتل ان کے لئے کفارہ تھا۔

و۹۱ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور کفارہ میں اپنی جانیں دے دیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام انہیں گوسالہ پرستی کی عذر خواہی کے لئے حاضر لائیں حضرت ان میں سے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے وہاں وہ کہنے لگے اے موسیٰؑ ہم آپ کا یقین نہ کریں گے جب تک خدا کو علانیہ نہ دیکھ لیں اس پر آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت سے وہ مر گئے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے بتضرع عرض کی کہ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے زندہ فرما دیا مسئلہ: اس سے شان انبیاء معلوم ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام سے 'لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ' کہنے کی شامت میں بنی اسرائیل ہلاک کیے گئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد والوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ انبیاء کی جناب میں ترک ادب غضب الٰہی کا باعث ہوتا ہے اس سے ڈرتے رہیں مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولان بارگاہ کی دعا سے مردے زندہ فرماتا ہے۔

و۹۲ جب حضرت موسیٰؑ علیہ السلام فارغ ہو کر لشکر بنی اسرائیل میں پہنچے اور آپ نے انہیں حکم الٰہی سنایا کہ ملک شام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا مدفن ہے اسی میں بیت المقدس ہے اس کو عمالقہ سے آزاد کرانے کے لئے جہاد کرو اور مصر چھوڑ کر وہیں وطن بناؤ مصر کا چھوڑنا بنی اسرائیل پر نہایت شاق تھا اول تو انہوں نے اس میں پس وپیش کیا اور جب بجبر واکراہ حضرت موسیٰؑ وحضرت ہارون علیہما السلام کی رکاب سعادت میں روانہ ہوئے تو راہ میں جو کوئی سختی ودشواری پیش آتی حضرت موسیٰؑ علیہ السلام سے شکایتیں کرتے جب اس صحرا میں پہنچے جہاں نہ سبزہ تھا نہ سایہ نہ غلہ ہمراہ تھا وہاں دھوپ کی گرمی اور بھوک کی شکایت کی اللہ تعالیٰ نے بدعائے حضرت موسیٰ علیہ السلام ابر سفید کو انکا سائبان بنایا جو رات دن انکے ساتھ چلتا شب کو ان کے لئے نوری ستون اترتا جس کی روشنی میں کام کرتے انکے کپڑے میلے اور پرانے نہ ہوتے ناخن اور بال نہ بڑھتے اس سفر میں جو لڑکا پیدا ہوتا اس کا لباس اس کے ساتھ پیدا

رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝۵۷ وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا
چیزیں ف۹۳ اور انھوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں اپنی ہی جانوں کو بگاڑا کرتے تھے اور جب ہم نے فرمایا

هٰذِهِ الْقَرْیَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَیْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ
اس بستی میں جاؤ ف۹۴ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو ف۹۵

قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰیٰكُمْ ؕ وَ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۵۸ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ
اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں ف۹۶

ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ
تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی ف۹۷ اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا ف۹۸ بدلہ ان

ہوتا جتنا وہ بڑھتا لباس بھی بڑھتا۔

ف۹۳ مَن ترنجبین کی طرح ایک شیریں چیز تھی روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہر شخص کے لئے ایک صاع کی قدر آسمان سے نازل ہوتی لوگ اس کو چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے رہتے سلوٰی ایک چھوٹا پرند ہوتا ہے اس کو ہوا لاتی یہ شکار کر کے کھاتے دونوں چیزیں شنبہ کو تو مطلق نہ آتیں باقی ہر روز پہنچتیں۔ جمعہ کو اور دنوں سے دونی آتیں حکم یہ تھا کہ جمعہ کو شنبہ کے لئے بھی حسب ضرورت جمع کر لو مگر ایک دن سے زیادہ کا جمع نہ کرو بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کی ناشکری کی ذخیرے جمع کیے وہ سڑ گئے اور ان کی آمد بند کر دی گئی۔ یہ انہوں نے اپنا ہی نقصان کیا کہ دنیا میں نعمت سے محروم اور آخرت میں سزاوار عذاب کے ہوئے۔

ف۹۴ اس بستی سے بیتُ المقدِس مراد ہے یا اریحا جو بیت المقدس کے قریب ہے جس میں عمالقہ آباد تھے اور اس کو خالی کر گئے وہاں غلے میوے بکثرت تھے۔

ف۹۵ یہ دروازہ ان کے لئے بمنزلہ کعبہ کے تھا کہ اس میں داخل ہونا اور اس کی طرف سجدہ کرنا سبب کفارہ ذنوب قرار دیا گیا۔

ف۹۶ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ زبان سے استغفار کرنا اور بدنی عبادت سجدہ وغیرہ بجالانا توبہ کا متمم ہے مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مشہور گناہ کی توبہ باعلان ہونی چاہئے مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مقامات متبرکہ جو رحمت الٰہی کے مورد ہوں وہاں توبہ کرنا اور طاعت بجالانا ثمرات نیک اور سرعت قبول کا سبب ہوتا ہے۔ (فتح العزیز) اسی لئے صالحین کا دستور رہا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے موالد و مزارات پر حاضر ہو کر استغفار و اطاعت بجالاتے ہیں عرس و زیارت میں بھی یہ فائدہ متصور ہے۔

ف۹۷ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں اور

ع ۶ ۱۳ ۶ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ

کی بے حکمی کا اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر

بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ

اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے و۹۹ ہر گروہ نے اپنا

زبان سے (حِطّۃٌ) کلمۂ توبہ واستغفار کہتے جائیں انہوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی داخل تو ہوئے سرینوں کے بل گھسٹتے اور بجائے کلمۂ توبہ کے تمسخر سے حَبَّۃٌ فِیْ شَعْرَۃٍ کہا جس کے معنی ہیں (بال میں دانہ)

و۹۸ یہ عذاب طاعون تھا جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار ہلاک ہو گئے۔

طاعون: ایک وبائی متعدی بیماری جس میں ایک پھوڑا ابغل یا جانگھ (یعنی ران) میں نکلتا ہے اوراس کے زہر سے انسان بہت کم جانبر ہوتا ہے، اس میں عموماً تے، غشی اور خفقان (ایک بیماری جس میں دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے) کا غلبہ رہتا ہے، یہ مرض پہلے چوہوں میں پھیلتا ہے پھر انسانوں میں آتا ہے، یہ بیماری پسوؤں (ایک پردار زہریلا کیڑا جس کے کاٹنے سے بدن میں کھجلی ہوتی ہے) کے ذریعے پھیلتی ہے۔ ('اردو لغت'، ج ۱۳، ص ۵۳)

مسئلہ: صحاح کی حدیث میں ہے کہ طاعون پچھلی امتوں کے عذاب کا بقیہ ہے جب تمہارے شہر میں واقع ہو وہاں سے نہ بھاگو دوسرے شہر میں ہو تو وہاں نہ جاؤ

طاعون سے بھاگنے سے متعلق امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مفصل رسالہ: 'تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون' فتاویٰ رضویہ کی جلد ۲۴ صفحہ ۲۸۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ: صحیح حدیث میں ہے کہ جو لوگ مقام وباء میں رضائے الٰہی پر صابر رہیں اگر وہ وباء سے محفوظ رہیں جب بھی انہیں شہادت کا ثواب ملے گا۔

حضرتِ سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا 'طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے'۔

(بخاری، کتاب الطب، رقم ۵۷۳۲، ج ۴، ص ۳۰)

اُم المؤمنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم سے طاعون کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا، 'یہ ایک عذاب ہے جسے اللہ عزوجل تم سے پچھلی امتوں پر بھیجا کرتا تھا پھر اللہ عزوجل نے اسے مؤمنین کے لئے رحمت بنادیا لہذا جو بندہ کسی شہر میں ہو اور وہاں طاعون کی وباء پھیل جائے تو وہ وہیں ٹھہرا رہے اور صبر کرے اور ثواب کی امید کرتے ہوئے اس شہر سے نہ نکلے اور یہ ذہن نشین رکھے کہ جو کچھ اللہ عزوجل نے اس کے لئے لکھ دیا ہے اسے پہنچ کر رہے گا تو اسے ایک شہید کا ثواب دیا جائے گا۔ (بخاری، کتاب الطب، باب اجر الصابرین فی الطاعون، رقم ۵۷۳۴، ج ۴، ص ۳۰)

اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ

گھاٹ پہچان لیا کھاؤ اور پیو خدا کا دیا ف۱۰۰ اور زمین میں فساد اٹھاتے

مُفْسِدِیْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ

نہ پھرو ف۱۰۱ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ف۱۰۲ ہم سے تو ایک کھانے پر ف۱۰۳ ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب

لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىٕهَا وَ فُوْمِهَا وَ

سے دعا کیجیے کہ زمین کی اُگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور

عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ

مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو ف۱۰۴ اچھا مصر ف۱۰۵ یا کسی

ف۹۹ جب بنی اسرائیل نے سفر میں پانی نہ پایا شدت پیاس کی شکایت کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو آپ کے پاس ایک مربع پتھر تھا جب پانی کی ضرورت ہوتی آپ اس پر عصا مارتے اس سے بارہ چشمے جاری ہوجاتے اور سب سیراب ہوتے یہ بڑا معجزہ ہے لیکن سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انگشت مبارک سے چشمے جاری فرما کر جماعت کثیرہ کو سیراب فرمانا اس سے بہت اعظم واعلیٰ ہے کیونکہ عضو انسانی سے چشمے جاری ہونا پتھر کی نسبت زیادہ اعجب ہے۔ (خازن ومدارک)

ف۱۰۰ یعنی آسمانی طعام من وسلوٰی کھاؤ اور اس پتھر کے چشموں کا پانی پیو جو تمہیں فضل الٰہی سے بے محنت میسر ہے۔

ف۱۰۱ نعمتوں کے ذکر کے بعد بنی اسرائیل کی نالیاقتی دوں ہمتی اور نافرمانی کے چند واقعات بیان فرمائے جاتے ہیں۔

ف۱۰۲ بنی اسرائیل کی یہ ادا بھی نہایت بے ادبانہ تھی کہ پیغمبر اولوالعزم کو نام لے کر پکارا یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا اور کوئی تعظیم کا کلمہ نہ کہا (فتح العزیز) جب انبیاء کا خالی نام لینا بے ادبی ہے تو ان کو بشر اور ایلچی کہنا کس طرح گستاخی نہ ہوگا غرض انبیاء کے ذکر میں بے تعظیمی کا شائبہ بھی ناجائز ہے۔

ف۱۰۳ (ایک کھانے) سے (ایک قسم کا کھانا) مراد ہے

ف۱۰۴ جب وہ اس پر بھی نہ مانے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی ارشاد ہوا 'اِهْبِطُوْا'

ف۱۰۵ مصر عربی میں شہر کو بھی کہتے ہیں کوئی شہر ہو اور خاص شہر یعنی مصر موسیٰ علیہ السلام کا نام بھی ہے یہاں دونوں میں سے ہر ایک مراد ہوسکتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہاں خاص شہر مصر مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے لئے یہ لفظ غیر منصرف ہوکر مستعمل ہوتا ہے اور اس پر تنوین نہیں آتی جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے۔ 'اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ' اور 'اُدْخُلُوْا مِصْرَ' مگر یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ سکون اوسط کی وجہ سے لفظ ہند کی طرح اس کو منصرف پڑھنا درست ہے نحو میں اس کی تصریح موجود ہے علاوہ بریں حسن وغیرہ کی قرأت میں مصر بلا تنوین آیا ہے اور بعض مصاحف حضرت

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ۗ وَ

شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا ۱۰۶ اور ان پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری ۱۰۷ اور

بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ

خدا کے غضب میں لوٹے ۱۰۸ یہ بدلہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور

النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

انبیاء کو ناحق شہید کرتے ۱۰۹ یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے (شرعی حدود توڑنے کا) کا بے شک

اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ

ایمان والے نیز یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر

وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ

ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ

عثمان اور مصحف اُبَیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ایسا ہی ہے اسی لئے حضرت مترجم قدس سرہ نے ترجمہ میں دونوں احتمالوں کو اخذ فرمایا ہے اور شہر معین کے احتمال کو مقدم کیا۔

۱۰۶ یعنی ساگ ککڑی وغیرہ کو ان چیزوں کی طلب گناہ نہ تھی لیکن مَنّ و سلوٰی جیسی نعمت بے محنت چھوڑ کر ان کی طرف مائل ہونا پست خیالی ہے ہمیشہ ان لوگوں کا میلان طبع پستی ہی کی طرف رہا اور حضرت موسیٰ و ہارون وغیرہ جلیل القدر بلند ہمت انبیاء (علیہم السلام) کے بعد بنی اسرائیل کی لئیمی و کم حوصلگی کا پورا ظہور ہوا اور تسلط جالوت و حادثہ بخت نصر کے بعد تو وہ بہت ہی ذلیل و خوار ہو گئے اس کا بیان ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ میں ہے۔

۱۰۷ یہود کی ذلت تو یہ کہ دنیا میں کہیں نام کو ان کی سلطنت نہیں اور ناداری یہ کہ مال موجود ہوتے ہوئے بھی حرص سے محتاج ہی رہتے ہیں

۱۰۸ انبیاء و صلحاء کی بدولت جو رتبے انہیں حاصل ہوئے تھے ان سے محروم ہو گئے اس غضب کا باعث صرف یہی نہیں کہ انہوں نے آسمانی غذاؤں کے بدلے ارضی پیداوار کی خواہش کی یا اُسی طرح کی اور خطائیں جو زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں صادر ہوئیں بلکہ عہد نبوت سے دور ہونے اور زمانہ دراز گزرنے سے ان کی استعدادیں باطل ہوئیں اور نہایت قبیح افعال اور عظیم جرم ان سے سرزد ہوئے۔ یہ ان کی اس ذلت و خواری کا باعث ہوئے۔

۱۰۹ جیسا کہ انہوں نے حضرت زکریا و یحییٰ و شعیا علیہم السلام کو شہید کیا اور یہ قتل ایسے ناحق تھے جن کی وجہ خود یہ قاتل بھی نہیں بتا سکتے۔

يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ

تم ف۱۱۰ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا ف۱۱۱ اور تم پر طور کو اونچا کیا ف۱۱۲ لو جو کچھ ہم تم

اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

کو دیتے ہیں زور سے ف۱۱۳ اور اس کے مضمون یاد کرو اس امید پر کہ تمہیں پرہیز گاری ملے پھر اس کے بعد تم

ذٰلِكَ ۚ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَقَدْ

پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے (خسارے) والوں میں ہوجاتے ف۱۱۴ اور بے شک

عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۶۵﴾ ۚ

ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں سے وہ جنھوں نے ہفتہ میں سرکشی کی ف۱۱۵ تو ہم نے اُن سے فرمایا کہ ہوجاؤ بندر دھتکارے

ف۱۱۰ شانِ نزول: ابن جریر و ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی کہ یہ آیت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی۔ (لباب النقول)

ف۱۱۱ کہ تم توریت مانو گے اور اس پر عمل کرو گے پھر تم نے اس کے احکام کو شاق و گراں جان کر قبول سے انکار کر دیا باوجودیکہ تم نے خود بالحاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسی آسمانی کتاب کی استدعا کی تھی جس میں قوانین شریعت اور آئین عبادت مفصل مذکور ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تم سے بار بار اس کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کا عہد لیا تھا جب وہ کتاب عطا ہوئی تم نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور عہد پورا نہ کیا۔

ف۱۱۲ بنی اسرائیل کی عہد شکنی کے بعد حضرت جبریل نے بحکم الٰہی طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر قدر قامت فاصلہ پر معلق کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، یا تو تم عہد قبول کرو ورنہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا اور تم کچل ڈالے جاؤ گے اس میں صورۃً وفا عہد پر اکراہ تھا اور درحقیقت پہاڑ کا سروں پر معلق کر دینا آیت الٰہی اور قدرت حق کی برہان قوی ہے اس سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ بے شک یہ رسول مظہر قدرت الٰہی ہیں۔ یہ اطمینان ان کو ماننے اور عہد پورا کرنے کا اصل سبب ہے۔

ف۱۱۳ یعنی بکوشش تمام۔

ف۱۱۴ یہاں فضل و رحمت سے یا توفیق توبہ مراد ہے یا تاخیر عذاب (مدارک وغیرہ) ایک قول یہ ہے کہ فضل الٰہی اور رحمت حق سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک مراد ہے معنی یہ ہیں کہ اگر تمہیں خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی دولت نہ ملتی اور آپ کی ہدایت نصیب نہ ہوتی تو تمہارا انجام ہلاک و خسران ہوتا۔

ف۱۱۵ شہر ایلہ میں بنی اسرائیل آباد تھے انہیں حکم تھا کہ شنبہ کا دن عبادت کے لئے خاص کر دیں اس روز شکار نہ کریں اور دنیاوی مشاغل ترک کر دیں ان کے ایک گروہ نے یہ چال کی کہ جمعہ کو دریا کے کنارے کنارے بہت سے گڑھے

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾

ہوئے (ذلیل) تو ہم نے (اس بستی کا) یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لیے عبرت کر دیا اور پرہیزگاروں کے لیے

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا

نصیحت اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو ۱۱۶ بولے کہ

اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ

آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں ۱۱۷ فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں ۱۱۸ بولے اپنے رب سے

کھودتے اور شنبہ کی صبح کو دریا سے ان گڈھوں تک نالیاں بناتے جن کے ذریعہ پانی کے ساتھ آکر مچھلیاں گڈھوں میں قید ہو جاتیں یکشنبہ کو انہیں نکالتے اور کہتے کہ ہم مچھلی کو پانی سے شنبہ کے روز نہیں نکالتے چالیس یا ستر سال تک یہی عمل رہا جب حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا عہد آیا آپ نے انہیں اس سے منع کیا اور فرمایا قید کرنا ہی شکار ہے جو شنبہ کو کرتے ہو اس سے باز آؤ ورنہ عذاب میں گرفتار کیے جاؤ گے وہ باز نہ آئے آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے انہیں بندروں کی شکل میں مسخ کر دیا عقل وحواس تو ان کے باقی رہے مگر قوت گویائی زائل ہوگئی بدنوں سے بدبو نکلنے لگی اپنے اس حال پر روتے روتے تین روز میں سب ہلاک ہوگئے ان کی نسل باقی نہ رہی یہ ستر ہزار کے قریب تھے بنی اسرائیل کا دوسرا گروہ جو بارہ ہزار کے قریب تھا انہیں اس عمل سے منع کرتا رہا جب یہ نہ مانے تو انہوں نے ان کے اور اپنے محلوں کے درمیان دیوار بنا کر علیحدگی کر لی ان سب نے نجات پائی بنی اسرائیل کا تیسرا گروہ ساکت رہا اس کے حق میں حضرت ابن عباس کے سامنے عکرمہ نے کہا کہ وہ مغفور ہیں کیونکہ امر بالمعروف فرض کفایہ ہے بعض کا ادا کرنا کل کا حکم رکھتا ہے ان کے سکوت کی وجہ یہ تھی کہ یہ ان کے پند پذیر ہونے سے مایوس تھے عکرمہ کی یہ تقریر حضرت ابن عباس کو بہت پسند آئی اور آپ نے سرور سے اٹھ کر ان سے معانقہ کیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

(فتح العزیز) (تفسیر الصاوی، ج۱، ص ۷۲، پ۱، البقرۃ: ۶۵)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ سرور کا معانقہ سنت صحابہ ہے اس کے لئے سفر سے آنا اور غیبت کے بعد ملنا شرط نہیں۔

۱۱۶ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار تھا اس کے چچا زاد بھائی نے بطمع وراثت اس کو قتل کر کے دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور خود صبح کو اس کے خون کا مدعی بنا وہاں کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقت حال ظاہر فرمائے اس پر حکم صادر ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کا کوئی حصہ مقتول کے ماریں وہ زندہ ہو کر قاتل کو بتا دے گا۔

۱۱۷ کیونکہ مقتول کا حال معلوم ہونے اور گائے کے ذبح میں کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔

۱۱۸ ایسا جواب جو سوال سے ربط نہ رکھے جاہلوں کا کام ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ محاکمہ کے موقع پر استہزاء جاہلوں کا

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا

دعا کیجیے کہ وہ ہمیں بتا دے گائے کیسی کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر

بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ

بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے بولے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ ہمیں بتا دے

لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ

اس کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈہڈہاتی دیکھنے

النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ

والوں کو خوشی دیتی بولے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ ہمارے لیے صاف بیان کر دے وہ گائے کیسی ہے بے شک

تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا

گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ (ہدایت) پا جائیں گے ف۱۱۹ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک

بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ

گائے ہے ف۱۱۹ب جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ

کام ہے انبیاء کی شان اس سے برتر ہے القصہ جب ہی بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ گائے کا ذبح کرنا لازم ہے تو انہوں نے آپ سے اس کے اوصاف دریافت کیے حدیث شریف میں ہے کہ اگر بنی اسرائیل بحث نہ نکالتے تو جو گائے ذبح کر دیتے کافی ہو جاتی۔

ف۱۱۹ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی وہ گائے نہ پاتے

ف۱۱۹ب دنیا کی سب سے قیمتی گائے

یہ بہت ہی اہم اور نہایت ہی شاندار قرآنی واقعہ ہے۔ اور اسی واقعہ کی وجہ سے قرآن مجید کی اس سورۃ کا نام 'سورہ بقرہ' (گائے والی سورۃ) رکھا گیا ہے۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی نیک اور صالح بزرگ تھے اور ان کا ایک ہی بچہ تھا جو نابالغ تھا۔ اور ان کے پاس فقط ایک گائے کی بچھیا تھی۔ ان بزرگ نے اپنی وفات کے قریب اس بچھیا کو جنگل میں لے جا کر ایک جھاڑی کے پاس یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ یا اللہ (عزوجل) میں اس بچھیا کو اس وقت تک تیری امانت میں دیتا ہوں کہ میرا بچہ بالغ ہو جائے۔ اس کے بعد ان بزرگ کی وفات ہو گئی اور بچھیا چند دنوں میں بڑی ہو کر درمیانی عمر کی ہو گئی اور بچہ جوان ہو کر اپنی ماں کا بہت ہی فرمانبردار اور انتہائی نیکوکار رہا۔ اس نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ میں سوتا تھا، اور ایک حصہ میں عبادت کرتا تھا، اور ایک حصہ میں اپنی ماں کی خدمت کرتا تھا۔ اور روزانہ صبح کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور ان کو

فروخت کر کے ایک تہائی رقم صدقہ کردیتا اور ایک تہائی اپنی ذات پر خرچ کرتا اور ایک تہائی رقم اپنی والدہ کو دے دیتا۔

ایک دن لڑکے کی ماں نے کہا کہ میرے پیارے بیٹے! تمہارے باپ نے میراث میں ایک بچھیا چھوڑی تھی جس کو انہوں نے فلاں جھاڑی کے پاس جنگل میں خدا (عزوجل) کی امانت میں سونپ دیا تھا۔ اب تم اس جھاڑی کے پاس جا کر یوں دعا مانگو کہ اے حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل وحضرت اسحٰق (علیہم السلام) کے خدا! تو میرے باپ کی سونپی ہوئی امانت مجھے واپس دے دے اور اس بچھیا کی نشانی یہ ہے کہ وہ پیلے رنگ کی ہے۔ اور اس کی کھال اس طرح چمک رہی ہوگی کہ گویا سورج کی کرنیں اس میں سے نکل رہی ہیں۔ یہ سن کر لڑکا جنگل میں اس جھاڑی کے پاس گیا اور دعا مانگی تو فوراً ہی وہ گائے دوڑتی ہوئی آ کر اس کے پاس کھڑی ہوگئی اور یہ اس کو پکڑ کر گھر لایا تو اس کی ماں نے کہا۔ بیٹا تم اس گائے کو لے جا کر بازار میں تین دینار میں فروخت کر ڈالو۔ لیکن کسی گاہک کو بغیر میرے مشورہ کے مت دینا۔ ان دنوں بازار میں گائے کی قیمت تین دینار ہی تھی۔ بازار میں ایک گاہک آیا جو درحقیقت فرشتہ تھا۔ اس نے کہا کہ میں گائے کی قیمت تین دینار سے زیادہ دوں گا مگر تم ماں سے مشورہ کئے بغیر گائے میرے ہاتھ فروخت کر ڈالو۔ لڑکے نے کہا کہ تم خواہ کتنی بھی زیادہ قیمت دو مگر میں اپنی ماں سے مشورہ کئے بغیر ہرگز ہرگز اس گائے کو نہیں بیچوں گا۔ لڑکے نے ماں سے سارا ماجرا بیان کیا تو ماں نے کہا کہ یہ گاہک شاید کوئی فرشتہ ہو۔ تو اے بیٹا! تم اس سے مشورہ کرو کہ ہم اس گائے کو ابھی فروخت کریں یا نہ کریں۔ چنانچہ اس لڑکے نے بازار میں جب اس گاہک سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ ابھی تم اس گائے کو نہ فروخت کرو۔ آئندہ اس گائے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لوگ خریدیں گے تو تم اس گائے کے چمڑے میں سونا بھر کر اس کی قیمت طلب کرنا تو وہ لوگ اتنی ہی قیمت دے کر خریدیں گے۔

چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد بنی اسرائیل کے ایک بہت مالدار آدمی کو جس کا نام عامیل تھا۔ اس کے چچا کے دونوں لڑکوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اس کی لاش کو ایک ویرانے میں ڈال دیا۔ صبح کو قاتل کی تلاش شروع ہوئی مگر جب کوئی سراغ نہ ملا تو کچھ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قاتل کا پتا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک گائے ذبح کرو اور اس کی زبان یا دم کی ہڈی سے لاش کو مارو تو وہ زندہ ہو کر خود ہی اپنے قاتل کا نام بتا دے گا۔ یہ سن کر بنی اسرائیل نے گائے کے رنگ، اس کی عمر وغیرہ کے بارے میں بحث وکرید شروع کر دی۔ اور بالآخر جب وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ فلاں قسم کی گائے چاہے تو ایسی گائے کی تلاش شروع کر دی یہاں تک کہ جب یہ لوگ اس لڑکے کی گائے کے پاس پہنچے تو ہو بہو یہ ایسی ہی گائے تھی جس کی ان لوگوں کو ضرورت تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے گائے کو اس کے چمڑے میں بھر کر سونا اس کی قیمت دے کر خریدا اور ذبح کر کے اس کی زبان یا دم کی ہڈی سے مقتول کی لاش کو مارا تو وہ زندہ ہو کر بول اٹھا کہ میرے قاتل میرے چچا کے دونوں لڑکے ہیں جنھوں نے میرے مال کے لالچ میں مجھ کو قتل کر دیا ہے یہ بتا کر پھر وہ مر گیا۔ چنانچہ ان دونوں قاتلوں کو قصاص میں قتل کر دیا گیا اور مرد صالح کا لڑکا جو اپنی ماں کا فرمانبردار تھا کثیر دولت سے مالا مال ہو گیا۔

(تفسیر الصاوی، ج۱، ص ۷۵، پ۱، البقرۃ:۶۷)

اس پورے مضمون کو قرآن مجید کی مقدس آیتوں میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں۔ فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتا دے گائے کیسی۔ کہا وہ

فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتا دے اس کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے، وہ ایک پیلی گائے ہے۔ جس کی رنگت ڈہڈہاتی دیکھنے والوں کو خوشی دیتی۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے صاف بیان کرے وہ گائے کیسی ہے بے شک گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے۔ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے، بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں۔ بولے اب آپ ٹھیک بات لائے۔ تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔ اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے۔ اور اللہ کو ظاہر کرنا جو تم چھپاتے تھے۔ تو ہم نے
فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو۔ اللہ یونہی مردے جلائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو۔ (پ۱، البقرۃ:۶۷ تا ۸۳)

درس ہدایت:۔ اس واقعہ سے بہت سی عبرت انگیز اور نصیحت خیز باتیں اور احکام معلوم ہوئے ان میں سے چند یہ ہیں جو یاد رکھنے کے قابل ہیں:۔

(۱) خدا کے نیک بندوں کے چھوڑے ہوئے مال میں بڑی خیر و برکت ہوتی ہے۔ دیکھ لو کہ اس مرد صالح نے صرف ایک بچھیا چھوڑ کر وفات پائی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنی برکت عطا فرمائی کہ ان کے وارثوں کو اس ایک بچھیا کے ذریعے بے شمار دولت مل گئی۔

(۲) اس مرد صالح نے اولاد پر شفقت کرتے ہوئے بچھیا کو اللہ کی امانت میں سونپا تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ اولاد پر شفقت رکھنا اور اولاد کے لئے کچھ مال چھوڑ جانا یہ اللہ والوں کا طریقہ ہے۔

(۳) ماں باپ کی فرماں برداری اور خدمت گزاری کرنے والوں کو خداوند کریم غیب سے بے شمار رزق کا سامان عطا فرما دیتا ہے۔ دیکھ لو کہ اس یتیم لڑکے کو ماں کی خدمت اور فرماں برداری کی بدولت اللہ تعالیٰ نے کس قدر صاحبِ مال اور خوش حال بنا دیا۔

(۴) خداوند قدوس کے احکام میں بحث اور کرید کرنا مصیبتوں کا سبب ہوا کرتا ہے۔ دیکھ لو بنی اسرائیل کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا۔ وہ کوئی سی بھی ایک گائے ذبح کر دیتے تو فرض ادا ہو جاتا مگر ان لوگوں نے جب بحث اور کرید شروع کر دی کہ کیسی گائے ہو؟ کیسا رنگ ہو؟ کتنی عمر ہو؟ تو مصیبت میں پڑ گئے کہ انہیں ایک ایسی گائے ذبح کرنی پڑی جو بالکل نایاب تھی۔ اسی لئے اس کی قیمت اتنی زیادہ ادا کرنی پڑی کہ دنیا میں کسی گائے کی اتنی قیمت نہ ہوئی، نہ آئندہ ہونے کی امید ہے۔

(۵) جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی امانت میں سونپ دے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے اور اس میں بے حساب خیر و برکت عطا فرما دیتا ہے۔

(۶) جو اپنے اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرما دے اللہ تعالیٰ اس کے اہل و عیال کی ایسی پرورش فرماتا ہے کہ جس کو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔

(۷) امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو پیلے رنگ کا جوتا پہنے گا وہ ہمیشہ خوش رہے گا۔ اور اس کو غم بہت کم ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پیلی گائے کے لئے یہ فرمایا کہ 'تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ﴿۶۹﴾' کہ وہ دیکھنے والوں کو خوش کر دیتی ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج۱،ص ۱۶۰،پ۱،البقرۃ:۶۹،)

(۸)اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور جس قدر بھی زیادہ بے عیب اور خوبصورت اور قیمتی ہو اسی قدر زیادہ بہتر ہے۔(واللہ تعالیٰ اعلم)

ستر آدمی مر کر زندہ ہو گئے

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور پر چالیس دن کے لئے تشریف لے گئے تو'سامری'منافق نے چاندی سونے کے زیورات پگھلا کر ایک بچھڑے کی مورت بنا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں تلے کی مٹی اس مورت کے منہ میں ڈال دی تو وہ زندہ ہو کر بولنے لگا۔ پھر سامری نے مجمع عام میں یہ تقریر شروع کر دی کہ اے بنی اسرائیل! حضرت موسیٰ (علیہ السلام) خدا سے باتیں کرنے کے لئے کوہِ طور پر تشریف لے گئے ہیں لیکن خدا تو خود ہم لوگوں کے پاس آ گیا ہے اور بچھڑے کی طرف اشارہ کر کے بولا کہ یہی خدا ہے'سامری' نے ایسی گمراہ کن تقریر کی کہ بنی اسرائیل کو بچھڑے کے خدا ہونے کا یقین آ گیا اور وہ بچھڑے کو پوجنے لگے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور سے واپس تشریف لائے تو بنی اسرائیل کو بچھڑا پوجتے دیکھ کر بے حد ناراض ہوئے پھر غضب وجلال میں آ کر اس بچھڑے کو توڑ پھوڑ کر برباد کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا کہ جن لوگوں نے بچھڑے کی پرستش نہیں کی ہے وہ لوگ بچھڑا پوجنے والوں کو قتل کریں۔ چنانچہ ستر ہزار بچھڑے کی پوجا کرنے والے قتل ہو گئے۔اس کے بعد یہ حکم نازل ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ستر آدمیوں کو منتخب کر کے کوہِ طور پر لے جائیں اور یہ سب لوگ بچھڑا پوجنے والوں کی طرف سے معذرت طلب کرتے ہوئے یہ دعا مانگیں کہ بچھڑا پوجنے والوں کے گناہ معاف ہو جائیں، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چن چن کر اچھے اچھے ستر آدمیوں کو ساتھ لیا اور کوہِ طور پر تشریف لے گئے۔ جب لوگ کوہِ طور پر طلب معذرت واستغفار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ:۔

'اے بنی اسرائیل! میں ہی ہوں، میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں نے ہی تم لوگوں کو فرعون کے ظلم سے نجات دے کر تم لوگوں کو بچایا ہے لہٰذا تم لوگ فقط میری ہی عبادت کرو اور میرے سوا کسی کومت پوجو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ کلام سن کر یہ ستر آدمی ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ اے موسیٰ! ہم ہرگز ہرگز آپ کی بات نہیں مانیں گے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں۔ یہ ستر آدمی اپنی ضد پر بالکل اَڑ گئے کہ ہم کو آپ خدا کا دیدار کرائیے ورنہ ہم ہرگز نہیں مانیں گے کہ خداوند عالم نے یہ فرمایا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو بہت سمجھایا، مگر یہ شریر وسرکش لوگ اپنے مطالبہ پر اڑے رہ گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب وجلال کا اظہار اس طرح فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا اور اس نے ایک ایسی خوفناک چیخ ماری کہ خوف وہراس سے لوگوں کے دل پھٹ گئے اور یہ ستر آدمی مر گئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند عالم سے کچھ گفتگو کی اور ان لوگوں کے لئے زندہ ہو جانے کی دعا مانگی تو یہ لوگ زندہ ہو گئے۔

(تفسیر صاوی، ج۱،ص ۶۴،۶۵،پ۱،البقرۃ:۵۵،۵۶)

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿55﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿56﴾

ترجمہ کنزالایمان:۔اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں

ع ۸ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَ مَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع وَ اِذْ

نہیں بولے اب آپ ٹھیک (تسلی بخش) بات لائے ۱۲۰ تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے و ۱۲۱ اور جب

کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو۔ (پ 1، البقرۃ: 55،56)

درسِ ہدایت:۔ (۱) اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے پیغمبر کی بات نہ مان کر اپنی ضد پر اڑے رہنا بڑی ہی خطرناک بات ہے پھر ان ستر آدمیوں کا مر کر زندہ ہو جانا یہ خداوند قدوس کی قدرت کاملہ کا اظہار و اعلان ہے، تاکہ لوگ ایمان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب مرے ہوئے انسانوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

(۲) اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا قانون یہ تھا کہ گناہِ شرک کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے، پھر قوم کے نیک لوگ ان کے لئے طلب معذرت اور دعاءِ مغفرت کریں، تب ان شرک کرنے والوں کی توبہ قبول ہوتی تھی۔ مگر ہمارے حضور سید الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت چونکہ آسان شریعت ہے اس لئے اس کے قانون میں توبہ قبول ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ گناہ کرنے والے نے اگرچہ کفر و شرک کا گناہ کرلیا ہو سچے دل سے اپنے گناہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور شرمندہ ہو کر معافی طلب کرے اور اپنے دل میں یہ عہد و عزم کرے کہ پھر وہ یہ گناہ نہیں کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا اور اس کے گناہ کو معاف فرمادے گا۔ توبہ قبول ہونے کے لئے گناہ کرنے والوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

سبحان اللہ! یہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے طفیل ہے کہ وہ اپنی امت پر رؤف و رحیم اور بے حد مہربان ہیں تو ان کے طفیل اللہ تعالیٰ بھی اپنے حبیب کی امت پر بہت زیادہ رحیم و کریم بلکہ ارحم الراحمین ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن)

مسئلہ: ہر نیک کام میں انشاء اللہ کہنا مستحب و باعث برکت ہے

و ۱۲۰ یعنی اب تشفی ہوئی اور پوری شان و صفت معلوم ہوئی پھر انہوں نے گائے کی تلاش شروع کی ان اطراف میں ایسی صرف ایک گائے تھی اس کا حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھے ان کا ایک صغیر السن بچہ تھا اور ان کے پاس سوائے ایک گائے کے بچے کے کچھ نہ رہا تھا انہوں نے اس کی گردن پر مہر لگا کر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا اور بارگاہِ حق میں عرض کیا یارب میں اس بچھیا کو اس فرزند کے لئے تیرے پاس ودیعت رکھتا ہوں جب یہ فرزند بڑا ہو یہ اس کے کام آئے ان کا تو انتقال ہو گیا بچھیا جنگل میں بحفظ الٰہی پرورش پاتی رہی یہ لڑکا بڑا ہوا اور بفضلہ صالح و متقی ہوا ماں کا فرمانبردار تھا ایک روز اس کی والدہ نے کہا اے نورِ نظر تیرے باپ نے تیرے لئے فلاں جنگل میں خدا کے نام ایک بچھیا چھوڑ دی ہے وہ اب جوان ہو گئی اس کو جنگل سے لا اور اللہ سے دعا کر کہ وہ تجھے عطا فرمائے لڑکے نے گائے کو جنگل میں دیکھا اور والدہ کی بتائی ہوئی علامتیں اس میں پائیں اور اس کو اللہ کی قسم دے کر بلایا وہ حاضر ہوئی جوان اس کو والدہ کی خدمت میں لایا والدہ نے بازار میں لے جا کر تین دینار پر فروخت کرنے کا حکم دیا اور یہ شرط کی کہ سودا

قَتَلۡتُمۡ نَفۡسًا فَادّٰرَءۡتُمۡ فِيۡهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخۡرِجٌ مَّا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ ۚ﴿۷۲﴾ فَقُلۡنَا

تم نے ایک خون (قتل) کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے تو ہم نے فرمایا

اضۡرِبُوۡهُ بِبَعۡضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحۡىِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰى ۙ وَيُرِيۡكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ

اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو ۱۲۲ اللہ یونہی مردے جلائے (زندہ کرے) گا۔ اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں

ہونے پر پھر اس کی اجازت حاصل کی جائے اس زمانہ میں گائے کی قیمت ان اطراف میں تین دینار ہی تھی جوان جب اس گائے کو بازار میں لایا تو ایک فرشتہ خریدار کی صورت میں آیا اور اس نے گائے کی قیمت چھ دینار لگادی مگر اس شرط سے کہ جوان والدہ کی اجازت کا پابند نہ ہو جوان نے یہ منظور نہ کیا اور والدہ سے تمام قصہ کہا اس کی والدہ نے چھ دینار قیمت منظور کرنے کی تو اجازت دی مگر بیع میں پھر دوبارہ اپنی مرضی دریافت کرنے کی شرط کی جوان پھر بازار میں آیا اس مرتبہ فرشتہ نے بارہ دینار قیمت لگائی اور کہا کہ والدہ کی اجازت پر موقوف نہ رکھو جوان نے نہ مانا اور والدہ کو اطلاع دی وہ صاحب فراست سمجھ گئی کہ یہ خریدار نہیں کوئی فرشتہ ہے جو آزمائش کے لئے آتا ہے۔ بیٹے سے کہا کہ اب کی مرتبہ اس خریدار سے یہ کہنا کہ آپ ہمیں اس گائے کے فروخت کرنے کا حکم دیتے ہیں یا نہیں۔ لڑکے نے یہی کہا فرشتہ نے جواب دیا کہ ابھی اس کو روکے رہو جب بنی اسرائیل خریدنے آئیں تو اس کی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اس کی کھال میں سونا بھر دیا جائے جوان گائے کو گھر لایا اور جب بنی اسرائیل جستجو کرتے ہوئے اس کے مکان پر پہنچے تو یہی قیمت طے کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ضمانت پر وہ گائے بنی اسرائیل کے سپرد کی مسائل اس واقعہ سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ (۱) جو اپنے عیال کو اللہ کے سپرد کرے اللہ تعالیٰ اس کی ایسی عمدہ پرورش فرماتا ہے۔ (۲) جو اپنا مال اللہ کے بھروسہ پر اس کی امانت میں دے اللہ اس میں برکت دیتا ہے مسئلہ (۳) والدین کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (۴) غیبی فیض قربانی و خیرات کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ (۵) راہ خدا میں نفیس مال دینا چاہئے۔ (۶) گائے کی قربانی افضل ہے۔

ف۱۲۱ بنی اسرائیل کے مسلسل سوالات اور اپنی رسوائی کے اندیشہ اور گائے کی گرانی قیمت سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ذبح کا قصد نہیں رکھتے مگر جب ان کے سوالات شافی جوابوں سے ختم کردیئے گئے تو انہیں ذبح کرنا ہی پڑا۔

ف۱۲۲ (۱۲۲) بنی اسرائیل نے گائے ذبح کرکے اس کے کسی عضو سے مردہ کو مارا وہ بحکم الٰہی زندہ ہوا اس کے حلق سے خون کے فوارے جاری تھے اس نے اپنے چچازاد بھائی کو بتایا کہ اس نے مجھے قتل کیا اب اس کو بھی اقرار کرنا پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر قصاص کا حکم فرمایا اس کے بعد شرع کا حکم ہوا کہ

مسئلہ: قاتل مقتول کی میراث سے محروم رہے گا

مسئلہ: لیکن اگر عادل نے باغی کو قتل کیا یا کسی حملہ آور سے جان بچانے کے لئے مدافعت کی اس میں وہ قتل ہوگیا تو

تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ

تمہیں عقل ہو و۱۲۳ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہوگئے و۱۲۴ تو وہ پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ

قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا

کرّے (سخت) اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں

یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ

تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں و۱۲۵ اور اللہ تمہارے کوتکوں (اعمال)

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِیْقٌ

سے بے خبر نہیں تو اے مسلمانو! کیا تمہیں یہ (خواہش) طمع ہے کہ یہ (یہودی) تمہارا یقین لائیں گے اور ان میں

مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ

کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ (جان بوجھ کر) بدل دیتے و۱۲۶

یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی

اور جب مسلمانوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے و۱۲۷ اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں وہ

مقتول کی میراث سے محروم نہ ہوگا۔

و۱۲۳ اور تم سمجھو کہ بے شک اللہ تعالیٰ مردے زندہ کرنے پر قادر ہے اور روز جزا مردوں کو زندہ کرنا اور حساب لینا حق ہے۔

و۱۲۴ اور ایسے بڑے نشانہائے قدرت سے تم نے عبرت حاصل نہ کی۔

و۱۲۵ بایں ہمہ تمہارے دل اثر پذیر نہیں پتھروں میں بھی اللہ نے ادرک وشعور دیا ہے انہیں خوف الٰہی ہوتا ہے وہ تسبیح کرتے ہیں۔ 'اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ' مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اطراف مکہ میں گیا جو درخت یا پہاڑ سامنے آتا تھا السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کرتا تھا۔

و۱۲۶ جیسے انہوں نے توریت میں تحریف کی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت بدل ڈالی۔

و۱۲۷ شان نزول یہ آیت ان یہودیوں کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہودی منافق جب صحابہ کرام سے ملتے تو کہتے کہ جس پر تم ایمان لائے اس پر ہم بھی ایمان لائے تم حق پر ہو اور تمہارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں ان کا قول حق ہے ہم ان کی نعت و

النصف

بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْؕ

علم جو اللہ نے تم پر کھولا (ظاہر کیا) مسلمانوں سے بیان کیے دیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے یہاں تمہیں پر

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَ لَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾

حجت لائیں کیا تمہیں عقل نہیں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ

وَ مِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِیَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

ظاہر کرتے ہیں اور ان میں کچھ اَن پڑھ ہیں کہ جو کتاب ف۱۲۸ کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا ف۱۲۹ یا کچھ اپنی من

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْۗ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں تو خرابی (بربادی) ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس

لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاؕ فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَ وَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا

سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں ف۱۳۰ تو خرابی ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان

صفت اپنی کتاب توریت میں پاتے ہیں ان لوگوں پر رؤساء یہود ملامت کرتے تھے اس کا بیان 'وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ' میں ہے۔(خازن) فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ حق پوشی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کا چھپانا اور کمالات کا انکار کرنا یہود کا طریقہ ہے آج کل کے بہت سے گمراہوں کی یہی عادت ہے۔

ف۱۲۸ کتاب سے توریت مراد ہے۔

ف۱۲۹ امانی اُمنیہ کی جمع ہے اور اس کے معنی زبانی پڑھنے کے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ کتاب کو نہیں جانتے مگر صرف زبانی پڑھ لینا بغیر معنی سمجھے۔(خازن) بعضے مفسرین نے یہ معنی بھی بیان کیے ہیں کہ امانی سے وہ جھوٹی گھڑی ہوئی باتیں مراد ہیں جو یہودیوں نے اپنے علماء سے سن کر بے تحقیق مان لی تھیں۔

ف۱۳۰ شانِ نُزول: جب سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو علماء توریت ورؤساء یہود کو قوی اندیشہ ہو گیا کہ ان کی روزی جاتی رہے گی اور سرداری مٹ جائے گی کیونکہ توریت میں حضور کا حلیہ اور اوصاف مذکور ہیں جب لوگ حضور کو اس کے مطابق پائیں گے فوراً ایمان لے آئیں گے اور اپنے علماء اور رؤساء کو چھوڑ دیں گے اس اندیشہ سے انہوں نے توریت میں تحریف وتغییر کر ڈالی اور حلیہ شریف بدل دیا۔ مثلاً توریت میں آپ کے اوصاف یہ لکھے تھے کہ آپ خوب رو ہیں بال خوب صورت آنکھیں سرگیں قد میانہ ہے اس کو مٹا کر انہوں نے یہ بتایا کہ وہ بہت دراز قامت ہیں آنکھیں کنجی نیلی بال الجھے ہیں۔ یہی عوام کو سناتے یہی کتاب الٰہی کا مضمون بتاتے اور سمجھتے کہ لوگ حضور کو اس کے خلاف پائیں گے تو آپ پر ایمان نہ لائیں گے ہمارے گرویدہ رہیں گے اور ہماری کمائی میں فرق نہ آئے گا۔

يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ

کے لیے اس کمائی سے اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن ف۱۳۱ تم فرمادو کیا خدا سے تم نے

عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا

کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا ف۱۳۲ یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓــٴَـتُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ

تمہیں علم نہیں ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اس کی خطا (گناہ) اسے گھیر لے ف۱۳۳ وہ دوزخ والوں میں ہے

النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓىٕكَ

انھیں ہمیشہ اس میں رہنا اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جنت

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ع۹

والے ہیں انھیں ہمیشہ اس میں رہنا اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى

اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ف۱۳۴ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور

ف۱۳۱ شانِ نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہود کہتے تھے کہ وہ دوزخ میں ہرگز داخل نہ ہوں گے مگر صرف اتنی مدت کے لئے جتنے عرصے ان کے آباء واجداد نے گوسالہ پوجا تھا اور وہ چالیس روز ہیں اس کے بعد وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ف۱۳۲ کیونکہ کذب بڑا عیب ہے، اور عیب اللہ تعالٰی پر محال، لہذا اس کا کذب تو ممکن نہیں لیکن جب اللہ تعالٰی نے تم سے صرف چالیس روز کے عذاب کے بعد چھوڑ دینے کا وعدہ ہی نہیں فرمایا تو تمہارا قول باطل ہوا۔

عقیدہ: وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اُس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے، یعنی عیب ونقصان کا اُس میں ہونا مُحال ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو، نہ نقصان، وہ بھی اُس کے لیے مُحال، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، مُحال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ مُحالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہوجائے گی باطلِ محض ہے، کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان! نقصان تو اُس مُحال کا ہے کہ تعلّقِ قدرت کی اُس میں صلاحیت نہیں۔

ف۱۳۳ اس آیت میں گناہ سے شرک وکفر مراد ہے اور احاطہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ نجات کی تمام راہیں بند ہوجائیں اور کفر وشرک ہی پر اس کو موت آئے کیونکہ مومن خواہ کیسا بھی گنہگار ہو گناہوں سے گھرا نہیں ہوتا اس لئے کہ ایمان جو اعظم طاعت ہے وہ اس کے ساتھ ہے۔

ف۱۴۳ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنٰی ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے بدن و مال سے ان کی خدمت میں دریغ نہ کرے جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے

مسئلہ: اگر والدین اپنی خدمت کے لئے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دے ان کی خدمت نفل سے مقدم ہے۔

مسئلہ: واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کیے جاسکتے والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو احادیث سے ثابت ہیں یہ ہیں کہ تہ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھے رفتار و گفتار میں نشست و برخاست میں ادب لازم جانے ان کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے ان کو راضی کرنے کی سعی کرتا رہے اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیتیں جاری کرے ان کے لئے فاتحہ صدقات تلاوت قرآن سے ایصال ثواب کرے اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے، ہفتہ وار ان کی قبر کی زیارت کرے۔(فتح العزیز)

والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بدمذہبی میں گرفتار ہوں تو ان کو بہ نرمی اصلاح و تقویٰ اور عقیدہ حقہ کی طرف لانے کی کوشش کرتا رہا۔(خازن)

حضرتِ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا،' یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟' فرمایا،' وہ ہی تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں۔'

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب برالوالدین، رقم ۳۶۶۲، ج ۴، ص ۱۸۶)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا،' والد کی رضا میں اللہ عزوجل کی رضا ہے اور اللہ عزوجل کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔' ایک اور روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ' اللہ عزوجل کی رضا والدین کی رضا میں ہے۔'

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء من الفضل فی رضاء الوالدین، رقم ۱۹۰۷، ج ۳، ص ۳۶۰)

حضرتِ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا،' جو اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے اسکے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ عزوجل اسکی عمر میں اضافہ کر دیتا ہے۔'

(المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب من بر والدیہ زاد اللہ فی عمرہ، رقم ۷۳۳۹، ج ۵، ۲۱۳)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا،' اسکی ناک خاک آلود ہو پھر اس کی ناک مٹی میں مل جائے۔' عرض کیا گیا،' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس کی؟' فرمایا،' جو اپنے والدین یا ان میں کسی ایک کو بڑھاپے میں پائے اور (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہو سکے۔'

وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ
مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو ف۱۳۵ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر تم پھر گئے ف۱۳۶

تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا
مگر تم میں سے تھوڑے ف۱۳۷ اور تم روگرداں ہو ف۱۳۸ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ

تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ
اپنوں کا خون نہ کرنا اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا

تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ
اور تم گواہ ہو پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے میں سے ایک گروہ کو ان کے وطن

مِّنْ دِيَارِهِمْ ز تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى
سے نکالتے ہو ان پر مدد دیتے ہو (ان کے مخالف کو) گناہ اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں

تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ
تو بدلہ دے کر چھڑا لیتے ہو اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے ف۱۳۹ تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب رغم من ادرک ابویہ، رقم ۲۵۵۱، ص ۱۳۸۱)]

ف۱۳۵ اچھی بات سے مراد نیکیوں کی ترغیب اور بدیوں سے روکنا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں حق اور سچ بات کہو اگر کوئی دریافت کرے تو حضور کے کمالات و اوصاف سچائی کے ساتھ بیان کردو۔ آپ کی خوبیاں نہ چھپاؤ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ صفا پر کھڑے ہو کر تلبیہ پڑھ رہے تھے اور فرما رہے تھے: 'اے زبان! اچھی بات کہو فائدہ ہوگا اور بری بات سے خاموشی اختیار کرو سلامت رہو گی اس سے پہلے کہ تمہیں ندامت اٹھانی پڑے۔'

(احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، ج ۳، ص ۱۳۵)

ف۱۳۶ عہد کے بعد۔

ف۱۳۷ جو ایمان لے آئے مثل حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے انہوں نے تو عہد پورا کیا۔

ف۱۳۸ اور تمہاری قوم کی عادت ہی اعراض کرنا اور عہد سے پھر جانا ہے۔

ف۱۳۹ شانِ نزول: توریت میں بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں وطن سے نہ نکالیں اور جو بنی اسرائیل کسی کی قید میں ہو اس کو مال دے کر چھڑا لیں اس عہد پر انہوں نے اقرار بھی کیا اپنے نفس پر شاہد بھی ہوئے لیکن قائم نہ رہے اور اس سے پھر گئے صورت واقعہ یہ ہے کہ نواح مدینہ میں یہود کے دو فرقے بنی

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ

اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو ف۱۴۰

الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں (کرتوتوں) سے بے

تَعْمَلُوْنَ ۝۸۵ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۡ فَلَا يُخَفَّفُ

خبر نہیں ف۱۴۱ یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول (خرید لی) لی تو نہ ان پر سے

قُرَیظَہ اور بنی نُضَیر سکونت رکھتے تھے اور مدینہ شریف میں دو فرقے اَوس وخَزرَج رہتے تھے بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے اور بنی نضیر خزرج کے یعنی ہر ایک قبیلہ نے اپنے حلیف کے ساتھ قسما قسمی کی تھی کہ اگر ہم میں سے کسی پر کوئی حملہ آور ہو تو دوسرا اس کی مدد کرے گا اوس اور خزرج باہم جنگ کرتے تھے بنی قریظہ اوس کی اور بنی نضیر خزرج کی مدد کے لئے آتے تھے اور حلیف کے ساتھ ہو کر آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چلاتے تھے بنی قریظہ بنی نضیر کو اور وہ بنی قریظہ کو قتل کرتے تھے اور انکے گھر ویران کر دیتے تھے انہیں ان کے مساکین سے نکال دیتے تھے لیکن جب انکی قوم کے لوگوں کو ان کے حلیف قید کرتے تھے تو وہ ان کو مال دے کر چھڑا لیتے تھے مثلاً اگر بنی نضیر کا کوئی شخص اوس کے ہاتھ میں گرفتار ہوتا تو بنی قریظہ اوس کو مالی معاوضہ دے کر اس کو چھڑا لیتے باوجود یکہ اگر وہی شخص لڑائی کے وقت انکے موقعہ پر آجاتا تو اس کے قتل میں ہرگز دریغ نہ کرتے اس فعل پر ملامت کی جاتی ہے کہ جب تم نے اپنوں کی خونریزی نہ کرنے ان کو بستیوں سے نہ نکالنے ان کے اسیروں کو چھڑانے کا عہد کیا تھا اس کے کیا معنی کہ قتل و اخراج میں تو درگزر نہ کرو اور گرفتار ہو جائیں۔ تو چھڑاتے پھر و عہد میں سے کچھ ماننا اور کچھ نہ ماننا کیا معنی رکھتا ہے۔ جب تم قتل و اخراج سے باز نہ رہے تو تم نے عہد شکنی کی اور حرام کے مرتکب ہوئے اور اس کو حلال جان کر کافر ہو گئے، مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظلم و حرام پر امداد کرنا بھی حرام ہے مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب الٰہی کے ایک حکم کا نہ ماننا بھی ساری کتاب کا نہ ماننا اور کفر ہے فائدہ اس میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ جب احکام الٰہی میں سے بعض کا ماننا بعض کا نہ ماننا کفر ہوا تو یہود کا حضرت سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو ماننا کفر سے نہیں بچا سکتا۔

ف۱۴۰ دنیا میں تو یہ رسوائی ہوئی کہ بنی قریظہ ۳ ہجری میں مارے گئے ایک روز میں ان کے سات سو آدمی قتل کیے گئے تھے اور بنی نضیر اس سے پہلے ہی جلاوطن کر دیئے گئے، حلیفوں کی خاطر عہد الٰہی کی مخالفت کا یہ وبال تھا مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی طرفداری میں دین کی مخالفت کرنا علاوہ اخروی عذاب کے دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتا ہے۔

ف۱۴۱ اس میں جیسی نافرمانوں کے وعید شدید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے افعال سے بے خبر نہیں ہے، تمہاری نافرمانیوں

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ ع۱۰
عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی ف۱۴۲ اور اس کے
بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ
بعد پے درپے رسول بھیجے ف۱۴۳ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں ف۱۴۴ اور پاک روح سے ف۱۴۵
الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ
اس کی مدد کی ف۱۴۶ تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ (حکم) لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تو تکبر
فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۫ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ
کرتے ہو تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو ف۱۴۷ اور یہودی بولے ہمارے

پر عذاب شدید فرمائے گا ایسے ہی اس آیت میں مؤمنین وصالحین کے لئے مژدہ ہے کہ انہیں اعمال حسنہ کی بہترین جزاء ملے گی (تفسیر کبیر)

ف۱۴۲ اس کتاب سے توریت مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام عہد مذکور تھے سب سے اہم عہد یہ تھے کہ ہر زمانہ کے پیغمبروں کی اطاعت کرنا ان پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم وتوقیر کرنا۔

ف۱۴۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک متواتر انبیاء آتے رہے ان کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے یہ سب حضرات شریعت موسوی کے محافظ اور اس کے احکام جاری کرنے والے تھے چونکہ خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کسی کو نہیں مل سکتی اس لئے شریعت محمدیہ کی حفاظت واشاعت کی خدمت ربانی علماء اور مجددین ملت کو عطا ہوئی۔

ف۱۴۴ ان نشانیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مراد ہیں جیسے مردے زندہ کرنا، اندھے اور برص والے کو اچھا کرنا، پرند پیدا کرنا، غیب کی خبر دینا وغیرہ

ف۱۴۵ روح القدس سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں کہ روحانی ہیں وحی لاتے ہیں جس سے قلوب کی حیات ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے پر مامور تھے۔ آپ ۳۳ سال کی عمر شریف میں آسمان پر اٹھالئے گئے اس وقت تک حضرت جبریل علیہ السلام سفر حضر میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوئے۔ تائید روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جلیل فضیلت ہے سید عالم کے صدقہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض امتیوں کو بھی تائید روح القدس میسر ہوئی صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے منبر بچھایا جاتا وہ نعت شریف پڑھتے حضور ان کے لئے فرماتے 'اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ'

ف۱۴۶ پھر بھی اے یہود تمہاری سرکشی میں فرق نہ آیا۔

ف۱۴۷ یہود پیغمبروں کے احکام اپنی خواہشوں کے خلاف پا کر انہیں جھٹلاتے اور موقع پاتے تو قتل کر ڈالتے تھے، جیسے

بَلۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَقَلِيۡلًا مَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ وَ لَمَّا

دلوں پر پردے پڑے ہیں و۱۴۸ بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں

جَآءَهُمۡ كِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ ۙ وَكَانُوۡا

و۱۴۹ اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق

مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ

فرماتی ہے و۱۵۰ اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے و۱۵۱ تو جب تشریف لایا ان

مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ ۡ فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۹﴾ بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهٖۤ

کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے و۱۵۲ تو اللہ کی لعنت منکروں پر کس برے مولوں (داموں)

اَنۡفُسَهُمۡ اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بَغۡيًا اَنۡ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ عَلٰى

انھوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے اُتارے سے منکر ہوں و۱۵۳ اس کی جلن (حسد) سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے

کہ انہوں نے حضرت شعیا او زکریا اور بہت انبیاء کو شہید کیا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی درپے رہے کبھی آپ پر جادو کیا کبھی زہر دیا طرح طرح کے فریب بارادہ قتل کیے۔

و۱۴۸ یہود نے یہ استہزاءً کہا تھا ان کی مراد یہ تھی کہ حضور کی ہدایت کو ان کے دلوں تک راہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا کہ بے دین جھوٹے ہیں، قلوب اللہ تعالیٰ نے فطرت پر پیدا فرمائے ان میں قبول حق کی لیاقت رکھی انکے کفر کی شامت ہے کہ انہوں نے سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اعتراف کرنے کے بعد انکار کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی اس کا اثر ہے کہ قبول حق کی نعمت سے محروم ہوگئے۔

و۱۴۹ یہی مضمون دوسری جگہ ارشاد ہوا:۔ بَلۡ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيۡهَا بِكُفۡرِهِمۡ فَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا

و۱۵۰ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور حضور کے اوصاف کے بیان میں (کبیر وخازن)

و۱۵۱ شانِ نُزول: سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نُزول سے قبل یہود اپنے حاجات کے لئے حضور کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اس طرح دعا کیا کرتے تھے:۔
'اَللّٰهُمَّ افۡتَحۡ عَلَيۡنَا وَانۡصُرۡنَا بِالنَّبِيِّ الۡاُمِّيِّ' یارب ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح ونصرت عطا فرما مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مقبولان حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے قبل جہان میں حضور کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اس وقت بھی حضور کے وسیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔

و۱۵۲ یہ انکار عناد وحسد اور حبِّ ریاست کی وجہ سے تھا۔

و۱۵۳ یعنی آدمی کو اپنی جان کی خلاصی کے لئے وہی کرنا چاہئے جس سے رہائی کی امید ہو یہود نے یہ برا سودا کیا کہ

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ
جن بندوں پر چاہے وحی اتارے و۱۵۴ تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے و۱۵۵ اور کافروں کے لیے ذلت کا
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ
عذاب ہے و۱۵۶ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ و۱۵۷ تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اترا اس
اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ
پر ایمان لاتے ہیں و۱۵۸ اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق فرماتا ہوا و۱۵۹
قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ
تم فرماؤ کہ پھر اگلے (اس سے پہلے) انبیاء کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا و۱۶۰ اور بے شک
جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾
تمہارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد و۱۶۱ بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم ظالم تھے

اللہ کے نبی اور اسکی کتاب کے منکر ہو گئے۔

و۱۵۴ یہود کی خواہش تھی کہ ختمِ نبوت کا منصب بنی اسرائیل میں سے کسی کو ملتا جب دیکھا کہ وہ محروم رہے بنی اسمٰعیل نوازے گئے تو حسد سے منکر ہو گئے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ حسد حرام اور محرومیوں کا باعث ہے۔

حسد کی ایک آفت یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ عزوجل کے فیصلے پر ناراضگی پائی جاتی ہے کہ وہ کسی کو ایسی نعمت عطا فرمائے جس میں تمہارے لئے کسی نقصان کا پہلو نہ ہو تب بھی تم اس سے حسد کرتے ہو۔

و۱۵۵ یعنی انواع واقسام کے غضب کے سزاوار ہوئے۔

و۱۵۶ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت واہانت والا عذاب کفار کے ساتھ خاص ہے مومنین کو گناہوں کی وجہ سے عذاب ہوا بھی تو ذلت واہانت کے ساتھ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ'

و۱۵۷ اس سے قرآن پاک اور تمام وہ کتابیں اور صحائف مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے یعنی سب پر ایمان لاؤ۔

و۱۵۸ اس سے ان کی مراد توریت ہے۔

و۱۵۹ یعنی توریت پر ایمان لانے کا دعویٰ غلط ہے چونکہ قرآن پاک جو توریت کا مصدق ہے اس کا انکار توریت کا انکار ہوگیا۔

و۱۶۰ اس میں بھی ان کی تکذیب ہے، کہ اگر توریت پر ایمان رکھتے تو انبیاء علیہم السلام کو ہرگز شہید نہ کرتے۔

و۱۶۱ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر تشریف لے جانے کے بعد۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ

اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے پیمان لیا ۱۶۲ اور کوہ طور کو تمہارے سروں پر بلند کیا لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں ۱۶۳

بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا ۗ وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

زور سے (پوری کوشش سے عمل کرو) اور سنو بولے ہم نے سنا اور نہ مانا اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا

بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِیْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۹۳) قُلْ اِنْ

ان کے کفر کے سبب تم فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو (توریت پر) ۱۶۴ تم فرماؤ

كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ

اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لیے ہو نہ اوروں کے لیے تو بھلا موت کی آرزو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۹۴) وَ لَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ

تو کرو اگر سچے ہو ۱۶۵ اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ۱۶۶ ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے ۱۶۷

۱۶۲ اس میں بھی ان کی تکذیب ہے کہ شریعت موسوی کے ماننے کا دعویٰ جھوٹا ہے اگر تم مانتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور ید بیضا وغیرہ کھلی نشانیوں کے دیکھنے کے بعد گوسالہ پرستی نہ کرتے۔

۱۶۳ توریت کے احکام پر عمل کرنے کا۔

۱۶۴ اس میں بھی ان کے دعوائے ایمان کی تکذیب ہے۔

۱۶۵ یہود کے باطل دعاوی میں سے ایک یہ دعویٰ تھا کہ جنت خاص انہی کے لئے ہے اس کا رد فرمایا جاتا ہے کہ اگر تمہارے زعم میں جنت تمہارے لئے خاص ہے اور آخرت کی طرف سے تمہیں اطمینان ہے اعمال کی حاجت نہیں تو جنتی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیوی مصائب کیوں برداشت کرتے ہو موت کی تمنا کرو کہ تمہارے دعویٰ کی بنا پر تمہارے لئے باعث راحت ہے اگر تم نے موت کی تمنا نہ کی تو یہ تمہارے کذب کی دلیل ہوگی حدیث شریف میں ہے کہ اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو سب ہلاک ہو جاتے اور روئے زمین پر کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔

۱۶۶ یہ غیب کی خبر اور معجزہ ہے کہ یہود باوجود نہایت ضد اور شدت مخالفت کے بھی تمنائے موت کا لفظ زبان پر نہ لا سکے۔

۱۶۷ جیسے نبی آخر الزمان اور قرآن کے ساتھ کفر اور توریت کی تحریف وغیرہ مسئلہ: موت کی محبت اور لقائے پروردگار کا شوق اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر نماز کے بعد دعا فرماتے 'اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَوَفَاةً بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ' یارب مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر میں وفات نصیب فرما بالعموم تمام صحابہ کبار اور بالخصوص شہدائے بدر و احد و اصحاب بیعت رضوان موت فی سبیل اللہ کی محبت

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ معانقۃ ۲

اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور بے شک تم ضرور انھیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں

وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَ مَا هُوَ

اور مشرکوں سے ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جیے ف۱۶۸ اور وہ اسے عذاب سے دور نہ کرے گا اتنی

بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ ع ۱۰

عمر دیا جانا (درازی عمر) اور اللہ ان کے کو تک (اعمال) دیکھ رہا ہے تم فرما دو جو کوئی

كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

جبریل کا دشمن ہو ف۱۶۹ تو اس (جبریل) نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق

رکھتے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لشکر کفار کے سردار رستم بن فرخ زاد کے پاس جو خط بھیجا اس میں تحریر فرمایا تھا 'اِنَّ مَعِيَ قَوْمًا يُّحِبُّوْنَ الْمَوْتَ كَمَا يُحِبُّ الْاَعَاجِمُ الْخَمْرَ' یعنی میرے ساتھ ایسی قوم ہے جو موت کو اتنا محبوب رکھتی ہے جتنا عجمی شراب کو اس میں لطیف اشارہ تھا کہ شراب کی ناقص مستی کو محبت دنیا کے دیوانے پسند کرتے ہیں اور اہلُ اللہ موت کو محبوب حقیقی کے وصال کا ذریعہ سمجھ کر محبوب جانتے ہیں، فی الجملہ اہل ایمان آخرت کی رغبت رکھتے ہیں اور اگر طول حیات کی تمنا بھی کریں تو وہ اس لئے ہوتی ہے کہ نیکیاں کرنے کے لئے کچھ اور عرصہ مل جائے جس سے آخرت کے لئے ذخیرۂ سعادت زیادہ کرسکیں اگر گزشتہ ایام میں گناہ ہوئے ہیں تو ان سے توبہ و استغفار کرلیں مسئلہ: صحاح کی حدیث میں ہے کوئی دینوی مصیبت سے پریشان ہوکر موت کی تمنا نہ کرے اور درحقیقت حوادث دنیا سے تنگ آ کر موت کی دعا کرنا صبر و رضا و تسلیم و توکل کے خلاف و ناجائز ہے۔

ف۱۶۸ مشرکین کا ایک گروہ مجوسی ہے آپس میں تحیت و سلام کے موقع پر کہتے ہیں 'زہ ہزار سال' یعنی ہزار برس جیو مطلب یہ ہے کہ مجوسی مشرک ہزار برس جینے کی تمنا رکھتے ہیں یہودی ان سے بھی بڑھ گئے کہ انہیں حرص وزندگانی سب سے زیادہ ہے۔

آگ کی پوجا کرنے والے کو مجوسی کہتے ہیں۔

ف۱۶۹ شانِ نُزول: یہودیوں کے عالم عبداللہ بن صوریا نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا آپ کے پاس آسمان سے کون فرشتہ آتا ہے فرمایا جبریل ابن صوریا نے کہا وہ ہمارا دشمن ہے عذاب شدت اور خسف اتارتا ہے کئی مرتبہ ہم سے عداوت کرچکا ہے اگر آپ کے پاس میکائیل آتے تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔

ف۱۷۰ تو یہود کی عداوت جبریل کے ساتھ بے معنی ہے بلکہ اگر انہیں انصاف ہوتا تو وہ جبریل امین سے محبت کرتے اور ان کے شکر گزار ہوتے کہ وہ ایسی کتاب لائے جس سے ان کی کتابوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور 'بُشْرٰی

يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ

فرماتا اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو ف۱۷۰ جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں

وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ

اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا ف۱۷۱ اور بے شک ہم نے تمہاری

اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَ مَا يَكْفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا

طرف روشن آیتیں اتاریں ف۱۷۲ اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ اور کیا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں ان

نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ

میں کا ایک فریق اسے پھینک (توڑ) دیتا ہے بلکہ ان میں بہتیروں (اکثر) کو ایمان نہیں ف۱۷۳ اور جب ان کے پاس

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ

تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول ف۱۷۴ ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا ف۱۷۵ تو کتاب والوں سے ایک

لِلْمُؤْمِنِيْنَ فرمانے میں یہود کا رد ہے کہ اب تو جبریل ہدایت و بشارت لا رہے ہیں پھر بھی تم عداوت سے باز نہیں آتے۔

ف۱۷۱ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و ملائکہ کی عداوت کفر اور غضب الٰہی کا سبب ہے، اور محبوبانِ حق سے دشمنی خدا سے دشمنی کرنا ہے۔

ف۱۷۲ شانِ نزول: یہ آیت ابن صوریا یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہ لائے جسے ہم پہچانتے اور نہ آپ پر کوئی واضح آیت نازل ہوئی جس کا ہم اتباع کرتے۔

ف۱۷۳ شانِ نزول: یہ آیت مالک بن صیف یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کو اللہ تعالیٰ کے وہ عہد یاد دلائے جو حضور پر ایمان لانے کے متعلق کیے تھے تو ابن صیف نے عہد ہی کا انکار کر دیا۔

ف۱۷۴ یعنی سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ف۱۷۵ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توریت زبور وغیرہ کی تصدیق فرماتے تھے اور خود ان کی کتابوں میں بھی حضور کی تشریف آوری کی بشارت اور آپ کے اوصاف و احوال کا بیان تھا اس لئے حضور کی تشریف آوری اور آپ کا وجود مبارک ہی ان کتابوں کی تصدیق ہے تو حال اس کا مقتضی تھا کہ حضور کی آمد پر اہل کتاب کا ایمان اپنی کتابوں کے ساتھ اور زیادہ پختہ ہوتا مگر اس کے برعکس انہوں نے اپنی کتابوں کے ساتھ بھی کفر کیا، سدی کا قول ہے کہ جب حضور

كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ

گروہ نے اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی ف۱۷۶ گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے ف۱۷۷ اور اس کے پیرو ہوئے

عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ

جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں ف۱۷۸ اور سلیمان نے کفر نہ کیا ف۱۷۹ ہاں شیطان کافر

كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ

ہوئے ف۱۸۰ لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت

کی تشریف آوری ہوئی تو یہود نے توریت سے مقابلہ کرکے توریت وقرآن کو مطابق پایا تو توریت کو بھی چھوڑ دیا۔

ف۱۷۶ یعنی اس کتاب کی طرف بے التفاتی کی، سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ یہود نے توریت کو حریر و دیبا کے ریشمی غلافوں میں زر وسیم کے ساتھ مطلّا ومزیّن کرکے رکھ لیا اور اس کے احکام کو نہ مانا۔

ف۱۷۷ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے چار فرقے تھے ایک توریت پر ایمان لایا اور اس نے اس کے حقوق کو بھی ادا کیا یہ مومنین اہل کتاب ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے اور 'اَكْثَرُهُمْ' سے ان کا پتا چلتا ہے دوسرا فرقہ جس نے بالاعلان توریت کے عہد توڑے اس کے حدود سے باہر ہوئے سرکشی اختیار کی 'نَبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ' میں ان کا بیان ہے تیسرا فرقہ وہ جس نے عہد شکنی کا اعلان تو نہ کیا لیکن اپنی جہالت سے عہد شکنی کرتے رہے انکا ذکر 'بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ' میں ہے۔ چوتھے فرقے نے ظاہری طور پر تو عہد مانے اور باطن میں بغاوت وعناد سے مخالفت کرتے رہے یہ تصنع سے جاہل بنتے تھے۔ 'كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ' میں ان پر دلالت ہے۔

ف۱۷۸ شانِ نزول: حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے تو آپ نے ان کو اس سے روکا اور ان کی کتابیں لے کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کی وفات کے بعد شیاطین نے وہ کتابیں نکلوا کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام اسی کے زور سے سلطنت کرتے تھے بنی اسرائیل کے صلحاء وعلماء نے تو اس کا انکار کیا لیکن ان کے جہال جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم بتا کر اس کے سیکھنے پر ٹوٹ پڑے۔ انبیاء کی کتابیں چھوڑ دیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک اسی حال پر رہے اللہ تعالٰی نے حضور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی براءت میں یہ آیت نازل فرمائی۔

ف۱۷۹ کیونکہ وہ نبی ہیں اور انبیاء کفر سے قطعاً معصوم ہوتے ہیں ان کی طرف سحر کی نسبت باطل وغلط ہے کیونکہ سحر کا کفریات سے خالی ہونا نادر ہے۔

ف۱۸۰ جنہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادوگری کی جھوٹی تہمت لگائی۔

وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ

و ماروت پر اُترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ

و۱۸۱ تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جُدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر

بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ

نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے و۱۸۲ اور وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان دے گا اور نفع نہ دے گا اور بے شک

عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۛ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ

ضرور انھیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا (خریدا) آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بے شک کیا بُری چیز ہے وہ جس کے

اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

بدلے انھوں نے اپنی جانیں بیچیں کسی طرح انھیں علم ہوتا و۱۸۳ اور اگر وہ ایمان لاتے و۱۸۴ اور پرہیز گاری

لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا ع ۱۲ ۱۲

کرتے تو اللہ کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے کسی طرح انھیں علم ہوتا اے ایمان والو و۱۸۵ راعنا

و۱۸۱ جنہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادوگری کی جھوٹی تہمت لگائی۔

یعنی جادو سیکھ کر اور اس پر عمل و اعتقاد کر کے اور اس کو مباح جان کر کافر نہ بن یہ جادو فرماں بردار و نافرمان کے درمیان امتیاز و آزمائش کے لئے نازل ہوا جو اس کو سیکھ کر اس پر عمل کرے کافر ہو جائے گا بشرطیکہ اس جادو میں منافی ایمان کلمات و افعال ہوں جو اس سے بچے نہ سیکھے یا سیکھے اور اس پر عمل نہ کرے اور اس کے کفریات کا معتقد نہ ہو وہ مومن رہے گا یہی امام ابو منصور ماتریدی کا قول ہے مسئلہ جو سحر کفر ہے اس کا عامل اگر مرد ہو قتل کر دیا جائے گا مسئلہ: جو سحر کفر نہیں مگر اس سے جانیں ہلاک کی جاتی ہیں اس کا عامل قطاع طریق کے حکم میں ہے مرد ہو یا عورت

مسئلہ: جادوگر کی توبہ قبول ہے (مدارک)

و۱۸۲ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور تاثیر اسباب تحت مشیت ہے۔

و۱۸۳ اپنے انجام کار و شدت عذاب کا۔

و۱۸۴ حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ پاک پر۔

و۱۸۵ شانِ نزول: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے۔ رَاعِنَا یارسول اللہ اس کے یہ معنی تھے کہ یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو

تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

نہ کہواور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو ۱۸۶ اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ

۱۸۷ وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک ۱۸۸ وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے

اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوءِ ادب کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن ماردوں گا یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اس پر آپ رنجیدہ ہوکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں رَاعِنَا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ اُنْظُرْنَا کہنے کا حکم ہوا مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم وتوقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع۔

مفسر قرآن حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب علم القرآن میں لکھتے ہیں۔

اس سے پتا لگا کہ جو کوئی توہین کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا لفظ بولے جس میں گستاخی کا شائبہ بھی نکلتا ہو وہ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔(جیسے راعنا)

خلاصہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو قرآن میں ہر جگہ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر پکارا، موحد یا نمازی یا مولوی یا فاضل دیوبند کہہ کر نہ پکارا تاکہ پتا لگے کہ رب تعالیٰ کی تمام نعمتیں ایمان سے ملتی ہیں اور ایمان کی حقیقت وہ ہے جو ان آیتوں میں بیان ہوئی یعنی غلامی سرکار مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔توحید نوٹ کا کاغذ ہے اور نبوت اس کی مہر جیسے نوٹ کی قیمت سرکاری مہر سے ہے اس کے بغیر وہ قیمتی نہیں اسی طرح ایمان کے نوٹ کی قیمت بازار قیامت میں جب ہی ہوگی جب اس پر حضور کے نام کی مہر لگی ہو۔ان سے منہ موڑ کر توحید کی کوئی قیمت نہیں اسی لئے کلمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ہے اور قبر میں توحید کا اقرار کرانے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہچان ہے۔خیال رہے کہ حدیث وقرآن میں بھی مسلمانوں کو موحد نہ کہا گیا بلکہ مومن ہی سے خطاب فرمایا۔

۱۸۶ اور ہمہ تن گوش ہوجاؤ تاکہ یہ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور توجہ فرمائیں کیونکہ دربار نبوت کا یہی ادب ہے،مسئلہ دربار انبیاء میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے۔

۱۸۷ مسئلہ: 'لِلْكٰفِرِيْنَ' میں اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔

۱۸۸ شان نزول: یہود کی ایک جماعت مسلمانوں سے دوستی وخیرخواہی کا اظہار کرتی تھی ان کی تکذیب میں یہ آیت نازل ہوئی مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار خیرخواہی کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔(جمل)

مِّنۡ خَيۡرٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ يَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ

تمہارے رب کے پاس سے ۱۸۹ اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا ؕ اَلَمۡ

جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں ۱۹۰ تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر

۱۸۹ یعنی کفار اہل کتاب اور مشرکین دونوں مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں اور اس رنج میں ہیں کہ ان کے نبی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت و وحی عطا ہوئی اور مسلمانوں کو یہ نعمت عظمٰی ملی (خازن وغیرہ)

۱۹۰ شانِ نُزول: قرآنِ کریم نے شرائع سابقہ و کتب قدیمہ کو منسوخ فرمایا تو کفار کو بہت توحش ہوا اور انہوں نے اس پر طعن کیے اس پر یہ آیہء کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ منسوخ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ناسخ بھی دونوں عین حکمت ہےں اور ناسخ کبھی منسوخ سے زیادہ سہل وانفع ہوتا ہے، قدرت الٰہی پر یقین رکھنے والے کو اس میں جائے تردد نہیں کائنات میں مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰی دن سے رات کو گرما سے سرما کو جوانی سے بچپن کو بیماری سے تندرستی کو بہار سے خزاں کو منسوخ فرماتا ہے۔ یہ تمام نسخ وتبدیل اس کی قدرت کے دلائل ہیں تو ایک آیت اور ایک حکم کے منسوخ ہونے میں کیا تعجب نسخ درحقیقت حکم سابق کی مدت کا بیان ہوتا ہے کہ وہ حکم اس مدت کے لئے تھا اور عین حکمت تھا کفار کی نافہمی کہ نسخ پر اعتراض کرتے ہیں اور اہل کتاب کا اعتراض ان کے معتقدات کے لحاظ سے بھی غلط ہے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام کی منسوخیت تسلیم کرنا پڑے گی یہ ماننا ہی پڑے گا کہ شنبہ کے روز دنیوی کام ان سے پہلے حرام نہ تھے ان پر حرام ہوئے یہ بھی اقرار ناگزیر ہوگا کہ توریت میں حضرت نوح علیہ السلام کی امت کے لئے تمام چوپائے حلال ہونا بیان کیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت سے حرام کردیئے گئے ان امور کے ہوتے ہوئے نسخ کا انکار کس طرح ممکن ہے مسئلہ: جس طرح آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوتی ہے اسی طرح حدیث متواتر سے بھی ہوتی ہے

مسئلہ: نسخ کبھی صرف تلاوت کا ہوتا ہے کبھی صرف حکم کا، کبھی تلاوت وحکم دونوں کا بیہقی نے ابوامامہ سے روایت کی کہ ایک انصاری صحابی شب کو تہجد کے لئے اٹھے اور سورہ فاتحہ کے بعد جو سورت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اس کو پڑھنا چاہا لیکن وہ بالکل یاد نہ آئی اور سوائے بسم اللہ کے کچھ نہ پڑھ سکے صبح کو دوسرے اصحاب سے اس کا ذکر کیا ان حضرات نے فرمایا ہمارا بھی یہی حال ہے وہ سورت ہمیں بھی یاد تھی اور اب ہمارے حافظہ میں بھی نہ رہی سب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واقعہ عرض کیا حضور اکرم نے فرمایا آج شب وہ سورت اٹھالی گئی اس کے حکم وتلاوت دونوں منسوخ ہوئے جن کاغذوں پر وہ لکھی گئی تھی ان پر نقش تک باقی نہ رہے۔

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت

تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں
وَ الْاَرْضِؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ
اور زمین کی بادشاہی اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی اور نہ مدد گار کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے۔

قرآن کریم نے جہاں اگلی کتابوں کو منسوخ فرما دیا ہے وہاں خود قرآن کریم کی بعض آیتوں نے بھی بعض کو منسوخ فرمایا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔اول:۔تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔دوم:۔صرف تلاوت منسوخ ہو حکم باقی ہو۔جیسے آیت رجم وہ یہ ہے اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔سوم:۔صرف حکم منسوخ ہو تلاوت باقی ہو جیسے۔مرقات المفاتیح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اَلْمَنْسُوْخُ اَنْوَاعٌ مِّنْهَا التِّلَاوَةُ وَالْحُكْمُ مَعًا وَهُوَ مَا نُسِخَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِیْ حَیَاةِ الرَّسُوْلِ بِالْاِنْسَاءِ حَتّٰى رُوِیَ اَنَّ سُوْرَةَ الْاَحْزَابِ كَانَتْ تَعْدِلُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَمِنْهَا الْحُكْمُ دُوْنَ التِّلَاوَةِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى، لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ، وَمِنْهَا التِّلَاوَةُ دُوْنَ الْحُكْمِ كَاٰیَةِ الرَّجْمِ وَهِیَ اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ

منسوخ کی کئی قسمیں ہیں۔

(1) ایک یہ کہ تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔یہ قرآن کا وہ حصہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حیات ظاہری میں بُھلا کر منسوخ کیا گیا۔یہاں تک کہ مروی ہے کہ سورہ اَحزاب سورہ بقرہ کے برابر تھی۔

(2) ایک یہ کہ حکم منسوخ ہو تلاوت باقی ہو جیسے لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ

(3) ایک یہ کہ تلاوت منسوخ ہو نہ کہ حکم جیسے آیت رجم۔ان تینوں قسموں کے نَسخ کو سورہ بقرہ کی آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا میں بیان کیا گیا ہے۔'اِنْسَاء' نَسخ ہی کی ایک قسم ہے۔جیسا کہ ملا جیون قدس سرہ فرماتے ہیں فَیَكُوْنُ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهٖ نَنْسَخْ مَنْسُوْخُ اَحَدُهُمَا فَقَطْ مِنْ قَوْلِهٖ اَوْ نُنْسِهَا مَنْسُوْخُ التِّلَاوَةِ وَالْحُكْمِ جَمِیْعًا وَاِنَّمَا اَعَادَهَا مَعَ دَخُوْلِهٖ فِی الْمَنْسُوْخِ اِظْهَارًا لِّكَمَالِهٖ حَیْثُ فِی النَّسْخِ لَا یَبْقٰى مِنْهُ اَثَرٌ فِی اللَّفْظِ وَلَا فِی الْمَعْنٰى

پس نَنسخ سے مراد صرف مَنْسُوْخُ التِّلَاوَة یا صرف مَنْسُوْخُ الْحُكْم ہے۔اَوْ نُنْسِهَا سے مَنْسُوْخُ الْحُكْمِ وَالتِّلَاوَة مراد ہے۔باوجودے کہ یہ منسوخ میں داخل ہے اس کا اعادہ اس کے کمالِ نَسخ کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ اس کا کوئی نشان باقی نہیں،، نہ لفظ میں نہ معنی میں حضرت ملا علی قاری اور ملا احمد جیون دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ نُنْسِهَا سے مراد وہ آیات ہیں جن کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہیں جیسے سورہ اَحزاب کے بارے میں گزر چکا کہ وہ سورہ بقرہ کے برابر تھی اور سورہ طلاق کے بارے میں بھی وارد ہے کہ یہ سورۃ بقرہ سے بھی بڑی تھی۔

بیہقی شریف میں حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں نمازِ تہجد

تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ

رسول سے ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا ف۱۹۱ اور جو ایمان کے بدلے

بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ

کفر لے ف۱۹۲ وہ ٹھیک (سیدھا) راستہ سے بہک گیا بہت کتابیوں نے چاہا ف۱۹۳ کاش تمہیں

کے لئے اٹھے۔سورہ فاتحہ کے بعد جو سورۃ ہمیشہ تلاوت کیا کرتے تھے اس کو پڑھنا چاہا لیکن وہ بالکل یاد نہ آئی۔صبح کو دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا۔انھوں نے بتایا کہ میرا بھی یہی حال ہے۔دونوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: 'آج شب وہ سورت اٹھالی گئی۔اُس کا حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہوگیا۔جن کاغذوں پر لکھی تھی اُن پر نقش تک باقی نہیں'۔

مع ہذا بعض حضرات کو بعض منسوخ التلاوۃ والحکم کے الفاظ یاد بھی تھے جیسے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت تھی عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ یُحَرِّمْنَ۔اس کا حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ منسوخ التلاوۃ والحکم کی دو قسمیں ہیں بعض ذہنوں میں محفوظ رہیں اور بعض بالکل محو ہوگئیں۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ قرآن مُنَزَّل مِنَ اللہ کا ایک حصہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور تمام امت کے ذہنوں سے اس طرح اٹھالیا گیا کہ وہ کسی کو بالکل یاد نہ رہا حتی کہ جن کاغذوں پر لکھا تھا ان پر نقش تک باقی نہ رہا۔قرآن کریم کا یہ حصہ مُصحف میں مَا بَیْنَ الدَّفَتَیْنِ موجود نہیں۔اس لئے وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہرگز نہیں کہ جتنا قرآن مجید نازل ہوا تھا وہ سب کا سب مصحف میں مَا بَیْنَ الدَّفَتَیْنِ محفوظ ہے اور رہے گا۔اِس کا اِدّعا کرنا خود قرآن کریم اور اَحادیث کو جھٹلانا ہے۔وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ سے مراد یہ ہے کہ 'نَسْخ' اور 'اِنْسَاء' کے بعد جو کچھ بچا جس کی تحدید اور ترتیب حسبِ ارشادِ ربانی خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں ہی فرمادی تھی جو مختلف اشیاء پر مکتوب اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سینوں میں محفوظ تھا۔جسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ایک صحیفہ میں جمع کیا گیا۔اور جس کی کثیر نقلیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاد اسلامیہ میں بھجوائیں جو عہد صدیق سے لے کر آج تک مصحف میں مَا بَیْنَ الدَّفَتَیْنِ موجود ہے۔وہ پورا پورا محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا۔اس میں کسی قسم کا تَغَیُّر وتَبَدُّل، تَرْمِیْم وتَنْسِیْخ، اِزْدِیَادُونَقْص، تَقَدُّم وتَاَخُّر راہ نہیں پاسکتا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حیات ظاہری میں حسب منشاء ربانی بعض آیتوں کے نسیان کو قرآن کے محفوظ ہونے کے منافی سمجھنا اپنی دیانت اور اپنے دین سے ہاتھ دھونا ہے۔(تحقیقات ص ۷۳ تا ۷۵)

ف۱۹۱ شانِ نزول یہود نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے پاس آپ ایسی کتاب لائیے جو آسمان سے ایک بارگی نازل ہو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۱۹۲ یعنی جو آیتیں نازل ہوچکی ہیں ان کے قبول کرنے میں بے جا بحث کرے اور دوسری آیتیں طلب کرے۔

مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ جس سوال میں مفسدہ ہو وہ بزرگوں کے سامنے پیش کرنا جائز نہیں اور سب سے بڑا مفسدہ یہ

يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں (لوٹا دیں) اپنے دلوں کی جلن سے ؁۱۹۴ بعد اس کے کہ حق

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے تو تم چھوڑ و اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بے شک اللہ

کہ اس سے نافرمانی ظاہر ہوتی ہو۔

؁۱۹۳ شان نزول جنگ احد کے بعد یہود کی جماعت نے حضرت حذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو تمہیں شکست نہ ہوتی تم ہمارے دین کی طرف واپس آجاؤ، حضرت عمار نے فرمایا تمہارے نزدیک عہد شکنی کیسی ہے انہوں نے کہا نہایت بری آپ نے فرمایا میں نے عہد کیا ہے کہ زندگی کے آخر لمحہ تک سید عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ پھروں گا اور کفر نہ اختیار کروں گا، اور حضرت حذیفہ نے فرمایا میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے اسلام کے دین ہونے قرآن کے ایمان ہونے کعبہ کے قبلہ ہونے، مومنین کے بھائی ہونے سے پھر یہ دونوں صاحب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی خبر دی حضور نے فرمایا تم نے بہتر کیا اور فلاح پائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

؁۱۹۴ اسلام کی حقانیت جاننے کے بعد یہود کا مسلمانوں کے کفر و ارتداد کی تمنا کرنا اور یہ چاہنا کہ وہ ایمان سے محروم ہو جائیں حسداً تھا حسد بڑا ہی عیب ہے، (مسئلہ) حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسد سے بچو وہ نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔

(مسئلہ) حسد حرام ہے۔

امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں

حَسَد کرنے والے کو حاسِد اور جس سے حَسَد کیا جائے اُس کو مَحْسُود کہتے ہیں۔'لِسانُ الْعَرَب' جلد 3 صفحہ 166 پر حَسَد کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

'اَلْحَسَدُ اَنْ تَتَمَنّٰى زَوَالَ نِعْمَةِ الْمَحْسُوْدِ اِلَيْكَ۔'

یعنی حَسَد یہ ہے کہ تُو تمنّا کرے کہ مَحْسُود کی نعمت اُس سے زائل ہو کر تجھے مل جائے۔

حسد کی تعریف کا آسان لفظوں میں خُلاصہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ تعریف سے معلوم ہوا کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر تمنّا کرنا کہ کاش! اِس سے یہ نعمت چھِن کر مجھے حاصِل ہو جائے۔ مَثَلاً کسی کی شہرت یا عزّت سے نفرت کا جذبہ رکھتے ہوئے خواہش کرنا کہ یہ کسی طرح ذلیل ہو جائے اور اس کی جگہ مجھے عزّت کا مقام حاصِل ہو جائے، نیز کسی مالدار سے جَل کر یہ تمنّا کرنا کہ اِس کا کسی طرح نقصان ہو جائے اور یہ غریب ہو جائے اور میں اس کی جگہ پر دولت مند بن جاؤں۔ اس طرح کی تمنا کرنا حَسَد ہے۔ اور مَعاذَ اللہ

كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ

ہر چیز پر قادر ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو ۱۹۵ اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی

مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَ قَالُوْا لَنْ

آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں (محفوظ) پاؤ گے بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور اہل کتاب بولے ہرگز

عَزَّ وَجَلَّ یہ وَبا کافی پھیل چکی ہے، آج کل دوسرے کا کاروبار ٹھپ کرنے کیلئے بڑی جِدّ وجُہد کی جاتی ہے، اُس کے مال کی خواہ مخواہ خرابیاں بیان کر کے اُس دکاندار پر طرح طرح کے اِلزامات ڈالے جاتے ہیں اور یوں حَسَد کے سبب جھوٹ، غیبت ، چُغلی، آبرو ریزی اور نہ جانے کیا کیا مزید گناہ کئے جاتے ہیں۔ آہ! اب اکثر مسلمانوں میں بھائی چارہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ پہلے کے مسلمان کتنے بھلے انسان ہوتے تھے اس کو اس حِکایت سے سمجھئے:

سیّدی قطبِ مدینہ کی حکایت

خلیفہ اعلیٰ حضرت، شیخُ الفضیلت، سیِّدُ نا و مولٰینا و مرشِدُ نا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی المعروف قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تُرکوں کے 'دورِ خدمت' سے ہی مدینہ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں مقیم ہو گئے تھے، تقریباً سَتّر برس وہاں قِیام رہا اور اب جنّتُ البقیع میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزارِ فائضُ الانوار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے عَرض کی: یاسیّدی! پہلے کے (غالباً ترکوں کے دَور کے) اہلِ مدینہ کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیسا پایا؟ فرمایا: ایک مالدار حاجی صاحِب غُرَباء میں کپڑا تقسیم کرنے کی غَرَض سے خریداری کیلئے ایک بزّاز (یعنی کپڑا بیچنے والے) کی دُکان پر پہنچے اور مطلوبہ کپڑا کافی مقدار میں طَلَب کیا۔ دکاندار نے کہا: میں آپ کا آرڈر پورا تو کرسکتا ہوں مگر میری درخواست ہے کہ آپ سامنے والی دُکان سے خرید فرما لیجئے کیونکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ آج میری اچھی بِکری ہوگئی ہے، اُس بے چارے پڑوسی دُکان دار کا آج دھندا کچھ مَندا (یعنی کم ہوا) ہے۔ حضرتِ سیِّدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: پہلے کے اہلِ مدینہ ایسے تھے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔

دل سے دنیا کی اُلفت نکالو! اس تباہی سے مولیٰ بچالو

مجھ کو دیوانہ اپنا بنالو، یانبی تاجدارِ مدینہ

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے مال و دولت یا اثر و وجاہت سے گمراہی و بے دینی پھیلاتا ہو تو اس کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے اس کے زوالِ نعمت کی تمنا حسد میں داخل نہیں اور حرام بھی نہیں۔

۱۹۵ مومنین کو یہود سے درگزر کا حکم دینے کے بعد انہیں اپنے اصلاحِ نفس کی طرف متوجہ فرماتا ہے۔

حضرتِ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا 'اللہ عزوجل نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں تو جو انہیں ادا کریگا اور ان کے حق کو ہلکا جانتے ہوئے انہیں ضائع نہ کریگا تو اللہ عزوجل کا اس سے عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جو انہیں ادا نہیں کریگا اس کا اللہ عزوجل کے پاس کوئی عہد نہیں اگر اللہ عزوجل چاہے تو اسے عذاب

يَّدۡخُلَ الۡجَنَّةَ اِلَّا مَنۡ كَانَ هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى ؕ تِلۡكَ اَمَانِيُّهُمۡ ؕ قُلۡ هَاتُوۡا

جنت میں نہ جائے گا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو ؁۱۹۶ یہ ان کی خیال بندیاں (خیالی باتیں) ہیں تم فرماؤ لاؤ

بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ

اپنی دلیل ؁۱۹۷ اگر سچے ہو ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لیے اور وہ نیکو کار ہے ؁۱۹۸ تو اس کا

اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ۖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۳ وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ

نیگ (اجرت و ثواب) اس کے رب کے پاس ہے اور انھیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم ؁۱۹۹ اور یہودی

دے چاہے تو اسے جنت میں داخل فرمائے۔'

ابو داوٗد شریف کی روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ 'اللہ عزوجل نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو ان کے لئے بہتر طریقہ سے وضو کرے اور انہیں ان کے وقت میں ادا کرے اور ان کے رکوع وسجود، خشوع کے ساتھ پورے کرے تو اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کی مغفرت فرما دے اور جو انہیں ادا نہیں کریگا تو اللہ عزوجل کے ذمہ اس کے لئے کچھ نہیں چاہے تو اسے معاف فرمادے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔'

(سنن ابوداوٗد، کتاب الصلوۃ، باب المحافظۃ علی وقت الصلوات، رقم ۴۲۵، ج ۱، ص ۱۷۶)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سب سے افضل عمل کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا 'نماز' اس نے پوچھا 'اس کے بعد؟' فرمایا 'نماز' اس نے عرض کیا 'اس کے بعد؟' 'فرمایا 'نماز' اس نے عرض کیا 'اس کے بعد؟' فرمایا 'اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا'

(مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم ۶۶۱۳، ج ۲، ص ۵۸۰)]

؁۱۹۶ یعنی یہود کہتے ہیں کہ جنت میں صرف یہودی داخل ہوں گے اور نصرانی کہتے ہیں کہ فقط نصرانی اور یہ مسلمانوں کو دین سے منحرف کرنے کے لئے کہتے ہیں جیسے نسخ وغیرہ کے لچر شبہات انہوں نے اس امید پر پیش کئے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے دین میں کچھ تردد ہو جائے اسی طرح ان کو جنت سے مایوس کر کے اسلام سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں، چنانچہ آخر پارہ میں ان کا یہ مقولہ مذکور ہے۔ 'وَقَالُوۡا كُوۡنُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى تَهۡتَدُوۡا' اللہ تعالیٰ ان کے اس خیال باطل کا رد فرماتا ہے۔

؁۱۹۷ مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نفی کے مدعی کو بھی دلیل لانا ضرور ہے بغیر اس کے دعوٰی باطل و نامسموع ہوگا۔

؁۱۹۸ خواہ وہ کسی زمانہ کسی نسل کسی قوم کا ہو۔

؁۱۹۹ اس میں اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کا یہ دعوٰی کہ جنت کے فقط وہی مالک ہیں بالکل غلط ہے کیونکہ دخول جنت مرتب ہے، عقیدۂ صحیحہ وعمل صالح پر اور یہ انہیں میسّر نہیں۔

لَيۡسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىۡءٍ ۖ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيۡسَتِ الۡيَهُوۡدُ عَلٰى شَىۡءٍ ۙ وَّهُمۡ

بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں ف۲۰۰ حالانکہ

يَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِهِمۡ ۚ فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ

وہ کتاب پڑھتے ہیں ف۲۰۱ اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی بات کہی ف۲۰۲ تو اللہ قیامت کے دن

بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ

اُن میں فیصلہ کردے گا جس بات میں جھگڑ (اختلاف کر) رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ف۲۰۳ جو اللہ کی

ف۲۰۰ شانِ نزول: نجران کے نصارٰی کا وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو علمائے یہود آئے اور دونوں میں مناظرہ شروع ہوگیا آوازیں بلند ہوئیں شور مچا یہود نے کہا کہ نصارٰی کا دین کچھ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل شریف کا انکار کیا اسی طرح نصارٰی نے یہود سے کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں اور توریت شریف وحضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۲۰۱ یعنی باوجود علم کے انہوں نے ایسی جاہلانہ گفتگو کی حالانکہ انجیل شریف جس کو نصارٰی مانتے ہیں اس میں توریت شریف اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق ہے اسی طرح توریت جس کو یہودی مانتے ہیں اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور ان تمام احکام کی تصدیق ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے۔

ف۲۰۲ علمائے اہل کتاب کی طرح ان جاہلوں نے جو نہ علم رکھتے تھے نہ کتاب جیسے کہ بت پرست آتش پرست وغیرہ انہوں نے ہر ایک دین والے کی تکذیب شروع کی اور کہا کہ وہ کچھ نہیں انہیں جاہلوں میں سے مشرکین عرب بھی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دین کی شان میں ایسے ہی کلمات کہے۔

ف۲۰۳ شانِ نزول: یہ آیت بیت المقدس، کی بے حرمتی کے متعلق نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ روم کے نصرانیوں نے بنی اسرائیل پر فوج کشی کی ان کے مردانِ کارآزما کو قتل کیا ذریت کو قید کیا توریت کو جلایا بیت المقدس کو ویران کیا اس میں نجاستیں ڈالیں، خنزیر ذبح کیے، معاذ اللہ بیت المقدس خلافت فاروقی تک اسی ویرانی میں رہا، آپ کے عہد مبارک میں مسلمانوں نے اس کو بنا کیا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے ابتدائے اسلام میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا تھا اور جنگ حدیبیہ کے وقت اس میں نماز وحج سے منع کیا تھا۔

جدید تاریخ اور یہودی قبضہ

پہلی جنگ عظیم دسمبر 1917ء کے دوران انگریزوں نے بیت المقدس اور فلسطین پر قبضہ کر کے یہودیوں کو آباد ہونے کی عام اجازت دے دی۔ یہود ونصارٰی کی سازش کے تحت نومبر 1947ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے دھاندلی سے کام لیتے

مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَاؕ اُولٰٓىٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ
مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لیے جانے سے ۲۰۴ اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ۲۰۵ ان کو نہ پہنچتا تھا
اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآىٕفِیْنَؕ۬ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے ۲۰۶ اور ان کے لیے آخرت میں
عَظِیْمٌ(۱۱۴) وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُۗ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِؕ
بڑا عذاب ۲۰۷ اور پورب و پچھم سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف

ہوئے فلسطین اور عربوں اور یہودیوں میں تقسیم کر دیا اور جب 14 مئی 1948ء کو یہودیوں نے اسرائیل کے قیام کا اعلان کر دیا تو پہلی عرب اسرائیل جنگ چھڑ گئی۔ اس کے جنگ کے نتیجے میں اسرائیلی فلسطین کے 78 فیصد رقبے پر قابض ہو گئے، تاہم مشرقی یروشلم (بیت المقدس) اور غرب اردن کے علاقے اردن کے قبضے میں آ گئے۔ تیسری عرب اسرائیل جنگ (جون 1967ء) میں اسرائیلیوں نے بقیہ فلسطین اور بیت المقدس پر بھی تسلط جما لیا۔ یوں مسلمانوں کا قبلہ اول ہنوز یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ یہودیوں کے بقول 70ء کی تباہی سے ہیکل سلیمانی کی ایک دیوار کا کچھ حصہ بچا ہوا ہے جہاں دو ہزار سال سے یہودی زائرین آ کر رویا کرتے تھے اسی لیے اسے "دیوار گریہ" کہا جاتا ہے۔ اب یہودی مسجد اقصیٰ کو گرا کو ہیکل تعمیر کرنے کے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ اسرائیل نے بیت المقدس کو اپنا دارالحکومت بھی بنا رکھا ہے۔ (وکیپیڈیا)

۲۰۴ ذکر نماز خطبہ تسبیح وعظ نعت شریف سب کو شامل ہے اور ذکر اللہ کو منع کرنا ہر جگہ برا ہے۔ خاص کر مسجدوں میں جو اسی کام کے لئے بنائی جاتی ہیں

مسئلہ: جو شخص مسجد کو ذکر و نماز سے معطل کر دے وہ مسجد کا ویران کرنے والا اور بہت ظالم ہے۔

۲۰۵ مسئلہ: مسجد کی ویرانی جیسے ذکر و نماز کے روکنے سے ہوتی ہے ایسے ہی اس کی عمارت کے نقصان پہنچانے اور بے حرمتی کرنے سے بھی۔

۲۰۶ دنیا میں انہیں یہ رسوائی پہنچی کہ قتل کئے گئے گرفتار ہوئے جلا وطن کئے گئے خلافت فاروقی وعثمانی میں ملک شام ان کے قبضہ سے نکل گیا بیت المقدس سے ذلت کے ساتھ نکالے گئے۔

۲۰۷ شان نزول: صحابہ کرام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک اندھیری رات سفر میں تھے جہت قبلہ معلوم نہ ہو سکی ہر ایک شخص نے جس طرف اس کا دل جما نماز پڑھی صبح کو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حال عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جہت قبلہ معلوم نہ ہو سکے تو جس طرف دل جمے کہ یہ قبلہ ہے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اس آیت کے شانِ نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اس مسافر کے حق میں نازل ہوئی جو سواری پر نفل ادا کرے اس کی سواری جس طرف متوجہ ہو جائے اس طرف اس کی نماز درست ہے بخاری و مسلم کی احادیث سے یہ ثابت ہے ایک قول یہ ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ط

(ترجمہ) ہے بے شک اللہ وسعت والا علم والا ہے اور بولے خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی پاکی ہے اسے (ہر عیب سے)

بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ

ف۲۰۸ بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ف۲۰۹ سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں نیا پیدا کرنے والا

جب تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا تو یہود نے مسلمانوں پر طعنہ زنی کی ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی بتایا گیا کہ مشرق مغرب سب اللہ کا ہے جس طرف چاہے قبلہ معین فرمائے کسی کو اعتراض کا کیا حق (خازن) ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت دعاء کے حق میں وارد ہوئی حضور سے دریافت کیا گیا کہ کس طرف منہ کرکے دعا کی جائے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حق سے گریز وفرار میں ہے اور ''اَیْنَمَا تُوَلُّوْا'' کا خطاب ان لوگوں کو ہے جو ذکر الٰہی سے روکتے اور مسجدوں کی ویرانی میں سعی کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی رسوائی اور عذاب آخرت سے کہیں بھاگ نہیں سکتے کیونکہ مشرق ومغرب سب اللہ کا ہے جہاں بھاگیں گے وہ گرفت فرمائے گا اس تقدیر پر وجہ اللہ کے معنی خدا کا قرب وحضور ہے (فتح) ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ اگر کفار خانہء کعبہ میں نماز سے منع کریں تو تمہارے لئے تمام زمین مسجد بنادی گئی ہے جہاں سے چاہو قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو، نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتادے، نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں، نہ چاند، سورج، ستارے نکلے ہوں یا ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کرسکے، تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تحری کرے (سوچے جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی مونھ کرے)، اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری فی القبلۃ، ج ۲، ص ۱۴۳۔

مسئلہ: تحری کرکے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی، ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔

''تنویر الأبصار''، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۴۳، وغیرہ۔

مسئلہ: ایسا شخص اگر بے تحری کسی طرف مونھ کرکے نماز پڑھے، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں قبلہ ہی کی طرف مونھ کیا ہو، ہاں اگر قبلہ کی طرف مونھ ہونا، بعد نماز یقین کے ساتھ معلوم ہوا، ہوگئی اور اگر بعد نماز اس کا جہت قبلہ ہونا گمان ہو، یقین نہ ہو یا اثنائے نماز میں اسی کا قبلہ ہونا معلوم ہوا، اگرچہ یقین کے ساتھ تو نماز نہ ہوئی۔

''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری فی القبلۃ، ج ۲، ص ۱۴۷۔

مسئلہ: اگر سوچا اور دل میں کسی طرف قبلہ ہونا ثابت ہوا، مگر اس کے خلاف دوسری طرف اس نے مونھ کیا، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں وہی قبلہ تھا، جدھر مونھ کیا، اگرچہ بعد کو یقین کیساتھ اسی کا قبلہ ہونا معلوم ہو۔

''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۴۷۔

ف۲۰۸ شان نزول: یہود نے حضرت عزیر کو اور نصارٰی نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہا مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی فرمایا سُبْحٰنَهٗ، وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے اولاد ہو اس کی طرف

وَالۡاَرۡضِ ؕ وَ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِیۡنَ

آسمانوں اور زمین کا ف۲۱۰ اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہوجا وہ فوراً ہوجاتی ہے ف۲۱۱ اور جاہل

لَا یَعۡلَمُوۡنَ لَوۡلَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ اَوۡ تَاۡتِیۡنَاۤ اٰیَۃٌ ؕ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ

بولے ف۲۱۲ اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا ف۲۱۳ یا ہمیں کوئی نشانی ملے ف۲۱۴ ان سے اگلوں (پہلوں) نے بھی ایسی ہی

اولاد کی نسبت کرنا اس کو عیب لگانا اور بے ادبی ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لئے اولاد بتائی میں اولاد اور بیوی سے پاک ہوں۔

ف۲۰۹ اور مملوک ہونا اولاد ہونے کے منافی ہے جب تمام جہان اس کا مملوک ہے، تو کوئی اولاد کیسے ہوسکتا ہے

مسئلہ: اگر کوئی اپنی اولاد کا مالک ہوجائے وہ اسی وقت آزاد ہوجائے گی۔

ف۲۱۰ جس نے بغیر کسی مثال سابق کے اشیاء کو عدم سے وجود عطا فرمایا۔

مفسر قرآن حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب علم القرآن میں لکھتے ہیں۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

وہ اللہ آسمانوں اور زمین کا ایجاد فرمانے والا ہے۔(پ1، البقرۃ:117)

فرمادو کہ میں انوکھا رسول نہیں ہوں۔(پ26، الاحقاف:9)

ان دونوں آیتوں میں بدعت لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی انوکھا نیا رب تعالیٰ فرماتا ہے:

اور عیسٰی علیہ السلام کے پیروؤں کے دل میں ہم نے نرمی اور رحمت رکھی اور ترک دنیا یہ بات جو انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی۔ ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان کے مومنوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہت سے فاسق ہیں۔(پ27، الحدید:27)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں نے رہبانیت اور تارک الدنیا ہونا اپنی طرف سے ایجاد کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو اس کا حکم نہ دیا۔ بدعت حسنہ کے طور پر انہوں نے یہ عبادت ایجاد کی اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بدعت کا ثواب دیا مگر جو اسے نباہ نہ سکے یا جو ایمان سے پھر گئے وہ عذاب کے مستحق ہوگئے معلوم ہوا کہ دین میں نئی بدعتیں ایجاد کرنا جو دین کے خلاف نہ ہوں ثواب کا باعث ہیں مگر انہیں ہمیشہ کرنا چاہیے جیسے چھ کلمے، نماز میں زبان سے نیت، قرآن کے رکوع وغیرہ، علم حدیث، محفل میلاد شریف، اورختم بزرگان، کہ یہ دینی چیزیں اگر چہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد ایجاد ہوئیں مگر چونکہ دین کے خلاف نہیں اور ان سے دینی فائدہ ہے لہٰذا باعث ثواب ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے بہت ثواب ہوگا۔

ف۲۱۱ یعنی کائنات اس کے ارادہ فرماتے ہی وجود میں آجاتی ہے۔

ف۲۱۲ یعنی اہل کتاب یا مشرکین۔

مِّثۡلَ قَوۡلِهِمۡ ؕ تَشَابَهَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ قَدۡ بَيَّنَّا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾

کہی ان کی سی بات ان کے ان کے دل ایک سے ہیں و۲۱۵ بے شک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لیے

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ وَّلَا تُسۡـئَلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۱۹﴾

و۲۱۶ بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا

وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ ؕ قُلۡ اِنَّ هُدَى

و۲۱۷ اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو و۲۱۸ تم فرما دو

اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ الَّذِىۡ جَآءَكَ

اللہ ہی کی ہدایت (حقیقی) ہدایت ہے و۲۱۹ اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ

مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ

تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار و۲۲۰ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جیسی چاہیے

وقف منزل

و۲۱۳ یعنی بے واسطہ خود کیوں نہیں فرماتا جیسا کہ ملائکہ و انبیاء سے کلام فرماتا ہے یہ ان کا کمال تکبر اور نہایت سرکشی تھی، انہوں نے اپنے آپ کو انبیاء و ملائکہ کے برابر سمجھا۔

شان نزول: رافع بن خزیمہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ سے فرمایئے وہ ہم سے کلام کرے ہم خود سنیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

و۲۱۴ یہ ان آیات کا عناداً انکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔

و۲۱۵ کوری و نابینائی اور کفر و قساوت میں اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی گئی کہ آپ ان کی سرکشی اور معاندانہ انکار سے رنجیدہ نہ ہوں پچھلے کفار بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے۔

و۲۱۶ یعنی آیاتِ قرآنی و معجزات باہرات انصاف والے کو سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا یقین دلانے کے لئے کافی ہیں مگر جو طالب یقین نہ ہو وہ دلائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا

و۲۱۷ کہ وہ کیوں ایمان نہ لائے اس لئے کہ آپ نے اپنا فرض تبلیغ پورے طور پر ادا فرما دیا۔

و۲۱۸ اور یہ ناممکن کیونکہ وہ باطل پر ہیں۔

و۲۱۹ وہی قابل اتباع ہے اور اس کے سوا ہر ایک راہ باطل و ضلالت۔

و۲۲۰ یہ خطاب امت محمدیہ کو ہے کہ جب تم نے جان لیا کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس حق و ہدایت لائے تو تم ہرگز کفار کی خواہشوں کا اتباع نہ کرنا اگر ایسا کیا تو تمہیں کوئی عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں۔ (خازن)

يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی زیاں کار (خسارہ پانے والے) ہیں ۲۲۱
الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ ع ۱۴
اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے
فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ
اس زمانہ کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو گی اور
لَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى
نہ اس کو کچھ لے کر چھوڑیں اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے ۲۲۲ اور نہ ان کی مدد ہو اور جب ۲۲۳ ابراہیم کو اس

۲۲۱ شانِ نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت اہل سفینہ کے باب میں نازل ہوئی جو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر بارگاہ رسالت ہوئے تھے ان کی تعداد چالیس تھی بتیس اہلِ حبشہ اور آٹھ شامی راہب ان میں بحیرا راہب بھی تھے۔ معنی یہ ہیں کہ درحقیقت توریت شریف پر ایمان لانے والے وہی ہیں جو اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور بغیر تحریف وتبدیل پڑھتے ہیں اور اس کے معنی سمجھتے اور مانتے ہیں اور اس میں حضور سید کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت وصفت دیکھ کر حضور پر ایمان لاتے ہیں اور جو حضور کے منکر ہوتے ہیں وہ توریت پر ایمان نہیں رکھتے۔

۲۲۲ اس میں یہود کا رد ہے جو کہتے تھے ہمارے باپ دادا بزرگ گزرے ہیں ہمیں شفاعت کر کے چھڑا لیں گے انہیں مایوس کیا جاتا ہے کہ شفاعت کافر کے لئے نہیں

مفسر قرآن حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب علم القرآن میں لکھتے ہیں

الف: جن آیتوں میں شفاعت کی نفی ہے وہاں یا تو دھونس کی شفاعت مراد ہے یا کفار کے لئے شفاعت یا بتوں کی شفاعت مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے جبراً شفاعت کوئی نہیں کر سکتا یا کافروں کی شفاعت نہیں یا بت شفیع نہیں۔

ب: جہاں قرآن شریف میں شفاعت کا ثبوت ہے وہاں اللہ کے پیاروں کی مومنوں کے لئے محبت والی شفاعت بالاذن مراد ہے یعنی اللہ کے پیارے بندے مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے محبوبیت کی بنا پر بخشوائیں گے۔

'الف' کی مثال یہ ہے:

وہ قیامت کا دن جس میں نہ خرید وفروخت ہے نہ دوستی نہ شفاعت۔ (پ3، البقرۃ:254)

اور اس دن سے ڈرو کہ کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوگی اور نہ اس کو کچھ لے کر چھوڑ دیں اور نہ اسے کوئی شفاعت نفع دے اور نہ ان کی مدد ہو۔ (پ1، البقرۃ:123)

پس نہ نفع دے گی ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت۔ (پ29، المدثر:48)

اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًاؕ

کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا ف۲۲۴ تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں ف۲۲۵ فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے

کیا کافروں نے اللہ کے مقابل سفارشی بنا رکھے ہیں۔(پ24،الزمر:43)

اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔(پ24،المؤمن:18)

شفاعت کا اختیار نہیں سواء ان کے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔(پ25،الزخرف:86)

اللہ سے الگ ہو کر نہ تمہارا کوئی دوست ہے نہ سفارشی۔(پ۲۱،السجدۃ:۴)

ان جیسی تمام آیتوں میں کفار کی شفاعت، بتوں کی شفاعت، جبری شفاعت کا انکار ہے۔ان آیتوں کو نبیوں، ولیوں یا مومنوں کی شفاعت سے کوئی تعلق نہیں۔

ب کی مثال یہ ہے:

اور آپ انہیں دعا دیں بے شک آپ کی دعا ان کے دل کا چین ہے۔(پ11،التوبۃ:103)

وہ کون ہے جو رب کے نزدیک اس کی بے اجازت شفاعت کرے۔(پ3،البقرۃ:255)

یہ لوگ شفاعت کے مالک نہیں سواء ان کے جنہوں نے رب کے نزدیک عہد لے لیا ہے۔(پ16،مریم:87)

یہ حضرات نہ شفاعت کریں گے مگر اس کی جس سے رب راضی ہوا (مومن کی)۔(پ17،الانبیآء:28)

شفاعت نفع نہ دے گی مگر ان کو جس کے لئے رب نے اجازت دی اور اس کے کلام سے رب راضی ہوا۔(پ16،طٰہٰ:109)

ان جیسی بہت سی آیتوں میں مسلمانوں کی شفاعت مراد ہے جو اللہ کے پیارے بندے کریں گے۔

نوٹ ضروری: جس حدیث میں ارشاد ہے کہ سنت چھوڑنے والا شفاعت سے محروم ہے۔اس سے بلندی درجات کی شفاعت مراد ہے یعنی اس کے درجے بلند نہ کرائے جائیں گے کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ گناہ کبیرہ والوں کے لئے شفاعت ہے یعنی بخشش کی شفاعت، نیز بعض روایات میں ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے اپنے جانور اور مال کندھے پر لادے ہوئے حاضر بارگاہ نبوی ہوں گے اور شفاعت کی درخواست کریں گے مگر انہیں شفاعت سے منع کر دیا جاوے گا۔اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے منکر ہو کر کافر ہو گئے تھے اور کافر کی شفاعت نہیں جیسے خلافت صدیقی میں بعض لوگ زکوٰۃ کے منکر ہو گئے یا مراد ہے شفاعت نہ کرنا نہ کہ نہ کرسکنا، اس کا بہت خیال چاہیے یہاں بہت دھوکا لگتا ہے۔

ف۲۲۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سرزمین اہواز میں بمقام سوس ہوئی پھر آپ کے والد آپ کو بابل ملک نمرود میں لے آئے یہود و نصارٰی و مشرکین عرب سب آپ کے فضل و شرف کے معترف اور آپ کی نسل میں ہونے پر فخر کرتے ہیں اللہ تعالٰی نے آپ کے وہ حالات بیان فرمائے جن سے سب پر اسلام کا قبول کرنا لازم ہو جاتا ہے کیونکہ جو چیزیں اللہ تعالٰی نے آپ پر واجب کیں وہ اسلام کے خصائص میں سے ہیں۔

ف۲۲۴ خدائی آزمائش یہ ہے کہ بندے پر کوئی پابندی لازم فرما کر دوسروں پر اس کے کھرے کھوٹے ہونے کا اظہار کر دے۔

ف۲۲۵ جو باتیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آزمائش کے لئے واجب کی تھیں ان میں مفسرین کے چند قول ہیں قتادہ کا قول ہے کہ وہ مناسکِ حج ہیں مجاہد نے کہا اس سے وہ دس چیزیں مراد ہیں جو اگلی آیات میں مذکور ہیں حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ وہ دس چیزیں یہ ہیں۔

(۱) مونچھیں کتروانا۔(۲) کلی کرنا (۳) ناک میں صفائی کے لئے پانی استعمال کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) سر میں مانگ نکالنا (۶) ناخن ترشوانا (۷) بغل کے بال دور کرنا (۸) موئے زیر ناف کی صفائی (۹) ختنہ (۱۰) پانی سے استنجا کرنا۔ یہ سب چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر واجب تھیں اور ہم پر ان میں سے بعض واجب ہیں بعض سنت۔

مونچھیں کتروانا

مفسر قرآن حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب اسلامی زندگی میں لکھتے ہیں

قرآن کریم فرماتا ہے:

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ (پ2، البقرہ:208)

انسان کو قدرت نے دو قسم کے اعضاء دیئے ہیں ایک ظاہری دوسرے چھپے ہوئے ظاہری عُضو تو صورت چہرا آنکھ، ناک، کان وغیرہ ہیں اور چھپے ہوئے عضو دل، دماغ، جگر وغیرہ۔ مسلمان کامل ایمان والا جب ہو سکتا ہے کہ صورت میں بھی مسلمان ہو اور دل سے بھی یعنی اسلام کا اس پر ایسا رنگ چڑھے کہ صورت اور سیرت دونوں کو رنگ دے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ موجیں مار رہا ہو اس میں ایمان کی شمع جل رہی ہو اور صورت ایسی ہو جو اللہ عزوجل! کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پسند تھی یعنی مسلمان کی سی اگر دل میں ایمان ہے مگر صورت بھگوان داس کی سی تو سمجھ لو کہ اسلام میں پورے داخل نہ ہوئے سیرت بھی اچھی بناؤ اور صورت بھی۔ غور سے سنو! حضرت مغیرہ ابنِ شیبہ جو کہ اصحابی رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم ہیں، ایک بار ان کی مونچھیں کچھ بڑھ گئی تھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا کہ اے مغیرہ! تمہاری مونچھیں بڑھ گئیں۔ کاٹ لو انہوں نے خیال کیا کہ گھر جا کر قینچی سے کاٹ دوں گا۔ مگر سرکاری فرمان ہوا کہ ہماری مسواک لو۔ اس پر بڑھے ہوئے بال رکھ کر چھری سے کاٹ دو۔ یعنی اتنی بھی مہلت نہ دی کہ گھر جا کر قینچی سے کاٹیں، نہیں یہاں ہی کاٹ دو جس سے معلوم ہوا کہ بڑی مونچھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کو ناپسند تھیں دنیا میں ہزاروں پیغمبر تشریف لائے مگر کسی نبی نے نہ داڑھی منڈائی اور نہ مونچھیں رکھائیں، لہٰذا داڑھی فطرت یعنی سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے حدیث پاک میں ہے داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو اور مشرکین کی مخالفت کرو۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث ۲۵۹، ص ۱۵۴)

کلی کرنا اور ناک میں پانی استعمال کرنا

: ترمذی و ابوداود نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے توراۃ میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا برکت ہے۔ اس کو میں نے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے ذکر کیا، حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: 'کھانے کی برکت اس کے پہلے وضو کرنا اور اس کے بعد وضو کرنا ہے'۔

'سنن الترمذی'، کتاب الأطعمۃ، باب ماجاء فی الوضوء قبل الطعام وبعدہ، الحدیث: ۱۸۵۳، ج ۴، ص ۳۳۴.

:احناف کے نزدیک: تین کلیوں کے لئے تین بار نیا پانی لینا سنت ہے۔ جیسا کہ علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: 'تین چلو پانی سے تین کلیاں کرے کہ ہر بار مونھ کے ہر پرزے پر پانی بہ جائے اور روزہ دار نہ ہوتو غرغرہ کرے۔'
(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب السواک،، ج ۱، ص ۲۴۸)

حضرتِ سیدنا عبداللہ صُنَابَحِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا 'جب بندہ وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں، جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، یہاں تک کہ اسکی آنکھوں کی پلکوں کے نیچے کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں حتی کہ اس کے ہاتھ کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں، پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں حتیٰ کہ پاؤں کے ناخنوں کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں، پھر اس کا مسجد کی طرف چلنا اور نماز پڑھنا مزید برائں (یعنی اضافی عبادت) شمار ہوتا ہے۔'
(سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب مسح الاذنین مع الرأس، رقم۔۔۔۔۔۔۔، ج ۱، ص ۴۷)

حضرتِ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا 'جوشخص نماز کا ارادہ کرتے ہوئے وضو کرنے کیلئے آتا ہے پھر اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو پہلا قطرہ پڑتے ہی اس کی ہتھیلیوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، جب وہ کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی چڑھاتا ہے اور ناک کو جھاڑتا ہے تو پہلا قطرہ ٹپکتے ہی اس کی زبان اور ہونٹوں کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنا منہ دھوتا ہے تو اس کی آنکھ اور کان کے تمام گناہ پہلا قطرہ پڑتے ہی جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ کہنیوں سمیت ہاتھ اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھوتا ہے تو ہر گناہ سے سلامتی (یعنی پاکی) حاصل کرلیتا ہے اور اس حال میں نکلتا ہے جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا، پھر جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اسکا درجہ بلند فرمادیتا ہے اور اگر بیٹھ جائے تو سلامتی کے ساتھ بیٹھتا ہے۔'
(مسند احمد، حدیث امام ابی اُمامۃ الباہلی، رقم ۲۲۳۳۰، ۲۲۳۳۵، ج ۵، ص ۲۹۸)

مسواک کرنا

ام المؤمنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا 'مسواک میں منہ کی پاکیزگی اور رب عزوجل کی رضا ہے۔۔ طبرانی شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ 'اور آنکھوں کی جلاء یعنی زندگی ہے۔' (سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب السواک اذا قام من اللیل، ج ۱، ص ۱۰)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا 'مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک میں منہ کی پاکیزگی اور رب عزوجل کی رضا ہے، جب بھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے مسواک کرنے کی وصیت کی یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ مجھ پر اور میری

امت پر فرض نہ ہوجائے اور اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر مسواک کرنا فرض کردیتا اور بے شک میں اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں اپنے اگلے دانت زائل نہ کرلوں۔'
(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب السواک، رقم ۲۸۹، ج ۱، ص ۱۸۶)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، 'بلاشبہ مجھے مسواک کا اس قدر حکم دیا گیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں مسواک کے بارے میں میری طرف وحی نہ آجائے۔' (مسند احمد، مسند عبداللہ بن العباس، رقم ۲۷۹۹، ج ۱، ص ۶۵۸)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحب ِجُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، 'اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔' جبکہ ایک روایت میں ہے کہ 'میں انہیں ہر نماز کے وقت وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'
(صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، باب السواک یوم الجمعۃ، رقم ۸۸۷، ج ۱، ص ۳۰۷)

حضرتِ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسواک کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ خاتَمُ الْمُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا 'بندہ جب مسواک کرتا ہے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پیچھے ایک فرشتہ بھی کھڑا ہوجاتا ہے اور اس کی قراءت کو غور سے سنتا ہے اور جب بھی وہ کوئی آیت یا کلمہ پڑھتا ہے تو فرشتہ اس سے قریب ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے تو اس کے منہ سے جتنا قرآن نکلتا ہے فرشتے کے منہ میں داخل ہوجاتا ہے، اس لئے تم قرآن کیلئے اپنے منہ کو پاک رکھا کرو۔'
(مسند بزار، رقم ۶۰۳، ج ۲، ص ۲۱۴)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، 'مسواک کے ساتھ دو رکعت پڑھنا بغیر مسواک کے ستر رکعتیں پڑھنے سے افضل ہے۔'
(الترغیب والترہیب، کتاب الطہارۃ، الترغیب فی السواک، رقم ۱۸، ج ۱، ص ۱۰۲)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ 'مجھے مسواک کے ساتھ دو رکعتیں پڑھنا بغیر مسواک کے ستر رکعتیں پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔' (الترغیب والترہیب، کتاب الطہارۃ، الترغیب فی السواک، رقم ۱۸، ج ۱، ص ۱۰۲)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، 'مسواک کے ساتھ نماز پڑھنا بغیر مسواک کے نماز پڑھنے سے ستر گنا افضل ہے۔'

(مسند احمد، مسند عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم ۲۶۴۰۰، ج ۱۰، ص ۱۴۱)

ما نگ نکالنا

سر کے بیچ میں سے مانگ نکالئے کہ سنت ہے ۔ جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں 'بعض لوگ داہنے یا بائیں جانب مانگ نکالتے ہیں، یہ سنت کے خلاف ہے ۔ سنت یہ ہے کہ اگر سر پر بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے ۔ اور بعض لوگ مانگ نہیں نکالتے بلکہ بالوں کو سیدھے رکھتے ہیں یہ بھی سنت منسوخہ اور یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔'

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص۱۹۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اِس سے ہمیں بخوبی معلوم ہوگیا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اپنے سر اقدس پر پورے ہی بال رکھے ۔ آجکل جو چھوٹے چھوٹے بال رکھے جاتے ہیں، اس طرح کے بال رکھنا سنت نہیں ہے ۔

پیارے اسلامی بھائیو! طرح طرح کی تراش خراش والے بال رکھنے کی بجائے ہمیں چاہے کہ پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اپنے سر پر آدھے کانوں تک، کانوں کی لو تک یا اتنی بڑی زلفیں رکھیں کہ شانوں کو چھولیں ۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک دھاگہ لے کر آدھے کان سے یا ایک کان کی لو سے سر کے پچھلے حصے کی طرف سے دوسرے کان کے نصف تک یا دوسرے کان کی لو تک لے جائیں اور اسے مضبوطی سے پکڑ لیں، اب اس دھاگے سے نیچے جتنے بال آئیں وہ کٹوا دیجئے ۔

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہم سب مسلمانوں کو خلافِ سنّت بال رکھنے اور رکھوانے کی سوچ سے نجات دے کر نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری پیاری، میٹھی میٹھی سنت زلفیں رکھنے والی 'مدنی سوچ' عطا فرما۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ناخن، حجامت، موئے بغل وغیرہ سے متعلق سنّتیں اور آداب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

ہمارے پیارے سرکار، مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفائی کو بے حد پسند فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: 'اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ یعنی صفائی آدھا ایمان ہے۔'

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ۹۲، الحدیث ۳۵۳۰، ج۵، ص ۳۰۸)

چنانچہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ظاہر و باطن دونوں کی صفائی کا خیال رکھے ۔ ظاہر کی صفائی کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ اپنا جسم اور لباس وغیرہ نجاست سے پاک رکھنے کے ساتھ ساتھ میل کچیل وغیرہ سے بھی صاف رکھنا چاہیے ۔ نیز اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو بھی درست رکھیں ۔ ناخن بھی زیادہ نہ بڑھنے دیں کہ ان میں میل کچیل بھر جاتا ہے اور وہ کھانا وغیرہ کھانے میں پیٹ کے اندر پہنچتا ہے جس کے سبب طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے ۔ نیز بغل وزیرِ ناف کے بال بھی صاف کرتے رہنا چاہیے ۔ رہا باطن کی صفائی کا معاملہ تو اپنے باطن کو بھی کینہ مسلم، غرور و تکبر، بغض وحسد، وغیرہ وغیرہ رذائل سے پاک وصاف رکھنا ضروری ہے ۔ باطن کی صفائی کے لئے اچھی صحبت بے حد ضروری ہے ۔ ظاہری صفائی یعنی

ناخن، موئے بغل وغیرہ کی صفائی کے متعلق مدنی پھول ملاحظہ ہوں۔

چالیس دن کے اندر اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں، مونچھیں اور ناخن تراشنا بغل کے بال اکھاڑنا اور موئے زیر ناف مُونڈنا۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیرِ ناف مُونڈنے میں ہمارے لئے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب فی خصال الفطرۃ، الحدیث ٢٥٨، ص ١٥٣)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیثِ بالا سے پتا چلا کہ چالیس دن کے اندر اندر یہ کام ضرور کرلینا چاہیے۔ ہفتہ میں ایک بار نہانا او ربدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیرِ ناف دور کرنا مستحب ہے۔ پندرہویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زیادہ گزار دینا مکروہ وممنوع ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ١٦، ص ١٩٦) پیارے اسلامی بھائیو! ہوسکے تو ہر جمعہ کو یہ کام کر ہی لینے چاہیں کیونکہ ایک حدیثِ مبارک میں ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔

(شعب الایمان، باب فی الطھارات فصل الوضوء، الحدیث ٢٧٦٣، ج ٣، ص ٢٤)

ہاتھوں کے ناخن تراشنے کا طریقہ

ہاتھوں کے ناخن تراشنے کے دو طریقے یہاں بیان کئے جاتے ہیں ان دونوں میں سے آپ جس طریقے پر بھی عمل کریں گے ان شآء اللہ عزوجل سنت کا ثواب پائیں گے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کبھی ایک پر عمل کرلیں کبھی دوسرے پر۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ہوجائے گا۔ چنانچہ ذیل میں دونوں طریقے پیش کئے جاتے ہیں:

(١) مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے ناخن کاٹنے کی یہ سنت منقول ہے کہ سب سے پہلے سیدھے ہاتھ کی چھنگلیا، پھر بیچ والی، پھر انگوٹھا، پھر منجھلی (یعنی چھنگلیا کے برابر والی) پھر شہادت کی انگلی۔ اب بائیں ہاتھ میں پہلے انگوٹھا، پھر بیچ والی، پھر چھنگلیا، پھر شہادت کی انگلی، پھر منجھلی۔ یعنی سیدھے ہاتھ کے ناخن چھنگلیا سے کاٹنا شروع کریں اور الٹے ہاتھ کے ناخن انگوٹھے سے۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ١٦، ص ١٩٥)

(٢) دوسرا طریقہ آسان ہے اور یہ بھی ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرکے ترتیب وار چھنگلیا سمیت ناخن تراشیں مگر انگوٹھا چھوڑ دیں۔ اب الٹے ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرکے ترتیب وار انگوٹھے سمیت ناخن تراش لیں۔ اب آخر میں سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا جو باقی تھا اس کا ناخن بھی کاٹ لیں۔ اس طرح سیدھے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور سیدھے ہی ہاتھ پر ختم۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ١٦، ص ١٩٦)

پاؤں کے ناخن کاٹنے کا طریقہ:

بہارِ شریعت میں 'دُرِّ مختار' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ پاؤں کے ناخن تراشنے کی کوئی ترتیب منقول نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ وضو میں پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اُسی ترتیب کے مطابق پاؤں کے ناخن کاٹ لیں۔ یعنی سیدھے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کرکے ترتیب وار انگوٹھے سمیت ناخن تراش لیں پھر الٹے پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کرکے چھنگلیا سمیت

ناخن کاٹ لیں۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۹۶)

(۳) دانت سے ناخن نہیں کاٹنا چاہیے کہ مکروہ ہے اوراس سے مرض برص پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے۔معاذ اللہ عزوجل

(ردالمحتار مع درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۶۸)

(۴) لمبے ناخن شیطان کی نشست گاہ ہیں۔یعنی ان پر شیطان بیٹھتا ہے۔

(کیمیائے سعادت، اصل دوم درطہارت، ج۱، ص ۱۶۸)

(۵) ناخن یا بال وغیرہ کاٹنے کے بعد دفن کردینا چاہیں۔بیت الخلا یا غسل خانہ میں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۶۸)

(۶) ناخن تراش لینے کے بعد انگلیوں کے پورے دھو لینے چاہیں۔

(۷) بغل کے بالوں کو اُکھاڑنا سنت ہے اور مونڈنا گناہ بھی نہیں۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۷۱)

(۸) ناک کے بال نہ اُکھاڑیں کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہوجانے کا خوف ہے۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان والحصا...الخ، ج۵، ص ۳۵۸)

(۹) گردن کے بال مونڈنا مکروہ ہے۔(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۷۰) یعنی جب کہ سر کے بال نہ مونڈائیں صرف گردن ہی کے مونڈائیں۔ہاں اگر پورے سر کے بال مونڈائیں تو اس کے ساتھ گردن کے بھی مونڈا دیں۔نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے حجامت کے سوا گردن کے بال مونڈانے سے منع فرمایا۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۲۹۶۹، ج۲، ص ۱۸۷)

(۱۰) اَبرو کے بال اگر بڑے ہوجائیں تو ان کو ترشوا سکتے ہیں۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹، ص ۶۷۰)

(۱۱) داڑھی کا خط بنوانا جائز ہے۔(ردالمحتار، ج۴، ص ۶۷۱)

امام اہلسنّت، مجدِدِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 22 صفحہ 296 پر لکھتے ہیں: 'داڑھی قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں، جبڑوں، ٹھوڑی پر جمتی ہے اور عرضاً اس کا بالائی حصہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے۔جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رونگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں، یوں ہی گالوں پر جو خفیف بال کسی کے کم کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں وہ بھی داڑھی میں داخل نہیں۔یہ بال قدرتی طور پر موئے ریش سے جدا وممتاز ہوتے ہیں۔اس کا مسلسل راستہ جو قلموں کے نیچے سے ایک مخروطی شکل پر جانب ذقن جاتا ہے یہ بال اس راہ سے جدا ہوتے ہیں، نہ ان میں موئے محاسن کے مثل قوت نامیہ، ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسا اوقات ان کی پرورش باعث تشویہ خلق وتقبیح صورت ہوتی ہے جو شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں۔

(۱۲) ہاتھ، پاؤں اور پیٹ کے بال دور کرنا چاہیں تو منع نہیں۔

(بہارِشریعت، حصہ ۱۶،ص ۱۹۷)

(۱۳) سینہ اور پیٹھ کے بال کاٹنا یا مونڈنا اچھا نہیں۔(المرجع السابق)

(۱۴) داڑھی بڑھانا سنن انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے ہے۔(بہارشریعت،حصہ ۱۶،ص ۱۹۷) مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔' ہاں ایک مشت سے زائد ہوجائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔'

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹،ص ۶۷۱)

(۱۵) مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں۔ بعض اسلاف رحمہم اللہ (یعنی گزشتہ بزرگوں) کی مونچھیں اس قسم کی تھیں۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع عشر فی الختان والحصا...الخ، ج۵،ص ۳۵۸)

(۱۶) مرد کو چاہیے کہ موئے زیر ناف اُسترے وغیرہ سے مونڈ دے۔

(بہارشریعت،حصہ ۱۶،ص ۱۹۶)

(۱۷) اس کام کے لئے بال صفا پاؤڈر وغیرہ کا استعمال مرد وعورت دونوں کو جائز ہے۔(بہارشریعت،حصہ ۱۶،ص ۱۹۷)

(۱۸) موئے زیرناف کو ناف کے عین نیچے سے مونڈنا شروع کریں۔

(بہارشریعت،حصہ ۱۶،ص ۱۹۷)

(۱۹) جنابت کی حالت میں (یعنی غسل فرض ہونے کی صورت میں) نہ کہیں کے بال مونڈیں نہ ہی ناخن تراشیں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔(بہارشریعت،حصہ ۱۶،ص ۱۹۷)

(۲۰) اسلامی بہنیں اپنے سر وغیرہ کے بال ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں غیرمحرم کی نظر پڑے۔(بہارشریعت،حصہ ۱۶،ص ۸۱)

(۲۱) انسان کے بال (خواہ وہ جسم کے کسی بھی حصے کے ہوں) ناخن، حیض کا لتہ (یعنی وہ کپڑا جس سے حیض کا خون صاف کیا گیا ہو) اور انسانی خون ان چاروں چیزوں کو دفن کر دینے کا حکم ہے۔(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹،ص ۶۶۸)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں اپنے ظاہر وباطن دونوں کو صاف رکھنے کی توفیق عطا فرما اور اس معاملہ میں جو جو سنتیں ہیں ان تمام سنتوں پر خوش دِلی سے عمل کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

دو وَرْدِ سنتوں کا پئے شاہِ کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُمت کے دل سے لذت فیشن نکال دو

(مغیلانِ مدینہ،ص ۲۸)

ختنہ

ختنہ کرنا سنت ہے اور یہ شعائرِ اسلام میں سے ہے کہ اس سے مسلمان اور غیر مسلم میں امتیاز ہوتا ہے اسی لئے اسے مسلمانی بھی

قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ

والا ہوں عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا ۲۲۶ اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًاؕ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّىؕ وَ عَهِدْنَاۤ

۲۲۷ لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا ۲۲۸ اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ ۲۲۹ اور ہم

کہا جاتا ہے۔ ولادت کے سات دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے، ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال تک ہے۔

(الفتاوی الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، باب التاسع عشر فی الختان...الخ، ج۵،ص۳۵۷، وبہارِ شریعت، حصہ ۱۶،ص۲۰۰)

اور اگر سات سال سے پہلے ختنہ کردیا گیا جب بھی حرج نہیں۔ بعض لوگ عقیقہ کے ساتھ ہی ختنہ کرتے ہیں، یہ آسانی اور آرام (سے) ہو جاتا ہے کیوں کہ اس وقت بچہ چلنے پھرنے کے قابل تو ہے نہیں، تا کہ زخم بڑھا لے۔ اگر ماں کا دودھ اس پر ڈالا جاتا رہے تو بہت جلد زخم بھر جاتا ہے۔ ختنہ کرنے سے پہلے نائی کی اُجرت طے ہونا ضروری ہے جو اس کو ختنہ کے بعد دے دی جائے۔ علاج میں خاص کر نگرانی رکھی جائے، تجربہ کار نائی سے ختنہ کرایا جائے اور تجربہ کار آدمی اس کا خیال رکھے۔

حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنے بچے کا ساتویں دن ختنہ کرو کہ یہ گوشت اگنے کے لئے جلدی اور ستھرا ہے اور دل کے لئے راحت ہے۔

(کنزالعمال، کتاب النکاح، الفصل الثالث فی الختان، الاکمال، الحدیث ۴۵۳۰۴، ج۸،ص۱۸۱)

پانی سے استنجا

سُنَن ابنِ ماجہ میں ابوایوب و جابر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مروی، کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: 'اے گروہِ انصار! اللہ تعالیٰ نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف کی، تو بتاؤ تمہاری طہارت کیا ہے۔' عرض کی نماز کے لیے ہم وُضو کرتے ہیں اور جنابت سے غُسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، فرمایا: 'تو وہ یہی ہے اس کا التزام رکھو۔'

سنن ابن ماجہ، أبواب الطھارۃ، باب الاستنجاء بالماء، الحدیث: ۳۵۵، ج۱،ص۲۲۲.

۲۲۶ مسئلہ: یعنی آپ کی اولاد میں جو ظالم (کافر) ہیں وہ امامت کا منصب نہ پائیں گے مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کا پیشوا نہیں ہوسکتا اور مسلمانوں کو اس کا اتباع جائز نہیں۔

۲۲۷ بیت سے کعبہ شریف مراد ہے اور اس میں تمام حرم شریف داخل۔

کعبہ شریف

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکّہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اِس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (پ4،اٰل عمران: 96_97)

حضرتِ سیّدُ نا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: 'اس آیتِ مبارکہ میں' بَیت سے مراد کعبۃ اللہ شریف ہے۔ جس کو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے بیتُ المعمور کی سیدھ میں زمین میں رکھا۔ جیسا کہ مروی ہے کہ حضرتِ سیّدُ نا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کو جنت سے (زمین پر) اُتارا گیا اور آپ علیہ السلام نے حجِ بیت اللہ فرمایا پھر فرشتوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے عرض کی: 'اے آدم علیہ السلام! آپ کا حج قبول ہوگیا۔ اور ہم نے آپ سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ شریف کا حج کیا تھا۔ آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے ان سے دریافت فرمایا: 'تم حج میں کیا پڑھتے تھے؟' انہوں نے عرض کی: 'ہم سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَر پڑھا کرتے تھے۔' پھر حضرتِ سیّدُ نا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام بھی طواف میں یہی پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے: 'اے اللہ عزَّ وَجَلَّ! میری اولاد میں اس گھر کو تعمیر کرنے والا بنا۔ تو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے وحی فرمائی کہ 'میں اپنا گھر تیری اولاد میں سے اپنے خلیل (حضرت) ابراہیم (علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام) سے بنواؤں گا۔ میں اس کے ہاتھوں اس کی تعمیر کا فیصلہ کر چکا ہوں۔' جب حضرتِ سیّدُ نا نوح علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کے عہد میں طوفان آیا تو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے بیت اللہ شریف کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا، وہ سبز زمرد کا تھا اور اس میں جنت کے چراغوں میں سے ایک چراغ تھا۔

حضرتِ سیّدُ نا جبرائیل علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام حَجرِ اَسوَد کو اُٹھا کر جَبَلِ ابوقُبَیس میں چھوڑ آئے تاکہ غرق ہونے سے محفوظ ہو جائے۔ حضرتِ سیّدُ نا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کے زمانہ تک بیت اللہ کی جگہ خالی رہی۔ جب آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام کے ہاں حضرتِ سیّدُ نا اسماعیل علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام اور حضرتِ سیّدُ نا اسحاق علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام پیدا ہوئے تو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام کو بیت اللہ شریف کی بنیاد رکھنے کا حکم دیا۔ آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام نے عرض کی: 'یا اللہ عزَّ وَجَلَّ! مجھے اس کی نشانی بیان فرمادے۔' تو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے بیت اللہ شریف کی مقدار ایک بادل بھیجا جو آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام کے ساتھ ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام مکّہ مکرمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا پہنچے تو بیت اللہ شریف کے مقام پر وہ بادل رُک گیا۔ آپ کو پکارا گیا: 'اے ابراہیم (علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام)! اس بادل کے سائے پر بنیاد رکھو، نہ کم کرنا نہ زیادہ۔' حضرتِ سیّدُ نا جبرائیل علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام حضرتِ سیّدُ نا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کو بتاتے جاتے اور وہ عمارت بناتے جاتے۔ حضرتِ سیّدُ نا اسماعیل علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام کو پتھر اٹھا اٹھا کر پکڑاتے۔'

ف۲۲۸ امن بنانے سے یہ مراد ہے کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے یا یہ کہ وہاں شکار تک کو امن ہے یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر بھیڑیے بھی شکار کا پیچھا نہیں کرتے، چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مومن اس میں داخل ہو کر عذاب سے مامون ہو جاتا ہے حرم کو حرم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل ظلم شکار حرام و ممنوع ہے۔ (احمدی) اگر کوئی مجرم بھی داخل ہو جائے تو وہاں اس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ (مدارک)

حدیث شریف میں ہے کہ کعبۂ معظّمہ بیت المقدس سے چالیس سال قبل بنایا گیا۔ (اس میں ایسی نشانیاں ہیں) جو اس کی حرمت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرند کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر

اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ

نے تاکید فرمائی ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع

السُّجُوْدِ(۱۲۵) وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ

سجود والوں کے لیے اور جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے

سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو اِدھر اُدھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہوجاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہوکر گزر جائیں، اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے۔ اور وُحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتّٰی کہ کتّے اس سرزمین میں ہرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظّمہ کی طرف کھچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شبِ جمعہ کو ارواحِ اَولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہوجاتا ہے۔ انہیں آیات میں سے مقامِ ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا آیت میں بیان فرمایا گیا۔ اور مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے اور اس میں آپ کے قدمِ مبارک کے نشان تھے جو باوجود طویل زمانہ گزرنے اور بکثرت ہاتھوں سے مَس ہونے کے ابھی تک کچھ باقی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قتل و جنایت کرکے حرم میں داخل ہوتو وہاں نہ اس کو قتل کیا جائے، نہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔

ف۲۲۹ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظّمہ کی بنا فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحباب کے لئے ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد ہیں۔ (احمدی وغیرہ)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے خاتم المُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کَعْبَۃُ اللہ شریف سے ٹیک لگا کر فرماتے ہوئے سنا، رُکن (اسود) اور مقام ابراہیم علیہ السلام جنت کے یاقُوتوں میں سے دو یاقُوت ہیں، اگر اللہ عزوجل ان دونوں کا نور مٹا نہ دیتا تو یہ مشرق ومغرب کی ہر چیز کو روشن کر دیتے۔

(جامع الترمذی، کتاب الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر والاسود والرکن، رقم ۸۷۹، ج ۲ ص ۲۴۸)

ایک روایت میں ہے کہ 'بیشک رکن (اسود) اور مقام ابراہیم علیہ السلام جنت کے یاقوتوں میں سے ہیں اگر یہ اپنے اندر آدمیوں کی خطائیں جذب نہ کرتے تو مشرق ومغرب کی ہر چیز کو روشن کر دیتے اور جو بیمار یا مصیبت زدہ انہیں چھولے اسے شفا دے دی جاتی ہے۔'

(شعب الایمان، باب فی المناسک، فضل فضیلۃ الحجر الاسود والمقام، رقم ۴۰۳۱، ج ۳، ص ۴۴۹)

اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ قَالَ وَمَنْ

والوں کوطرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جوان میں سے اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان لائیں ف۲۲۳ فرمایا اور

كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِؕ وَبِئْسَ

جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا پھر اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کر دوں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی

الْمَصِیْرُ﴿۱۲۶﴾ وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُؕ رَبَّنَا

اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں (بنیادیں) اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے اے رب

تَقَبَّلْ مِنَّاؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ

ہمارے ہم سے قبول فرما ف۲۲۴ بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا (مطیع)

ف۲۲۳ چونکہ امامت کے باب میں 'لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ' ارشاد ہو چکا تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دعا میں مومنین کو خاص فرمایا اور یہی شان ادب تھی اللہ تعالیٰ نے کرم کیا دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ رزق سب کو دیا جائے گا مومن کو بھی کافر کو بھی لیکن کافر کا رزق تھوڑا ہے یعنی صرف دنیوی زندگی میں وہ بہرہ مند ہو سکتا ہے۔

ف۲۲۴ پہلی مرتبہ کعبہ معظّمہ کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی اور بعد طوفانِ نوح پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر تعمیر فرمائی یہ تعمیر خاص آپ کے دستِ مبارک سے ہوئی اس کے لئے پتھر اٹھا کر لانے کی خدمت و سعادت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو میسر ہوئی دونوں حضرات نے اس وقت یہ دعا کی کہ یارب ہماری یہ طاعت و خدمت قبول فرما۔

نبیِّ مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے:'جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اُتارا تو ارشاد فرمایا:'میں تمہارے ساتھ ایک گھر اُتار رہا ہوں،اس کے گرد اسی طرح طواف کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور اس کے پاس اسی طرح نماز پڑھی جائے گی جس طرح میرے عرش کے گرد نماز پڑھی جاتی ہے۔' پھر جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو اسے اُٹھا لیا گیا،انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کا حج تو کیا کرتے تھے مگر اس کی جگہ نہیں جانتے تھے،پھر اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر اسے ظاہر فرمایا تو انہوں نے اسے پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے تعمیر کیا:وہ پہاڑ (۱) جبل الحراء (۲) جبلِ ثبیر (۳) جبل لبنان (۴) جبل الطیر اور (۵) جبل الخیر ہیں،لہٰذا تم سے جتنا ہو سکے اس سے نفع اٹھالو۔'

(الترغیب والترھیب،کتاب الحج،باب الترغیب فی الحج والعمرۃ۔۔۔۔۔الخ،الحدیث:۱۷۰۹،ص۲،ص۷۵)

کعبہ کی تعمیر

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راست بازی اور امانت و دیانت کی بدولت خداوند عالم عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس قدر مقبولِ خلائق بنا دیا اور عقلِ سلیم اور بے مثال دانائی کا ایسا عظیم جوہر عطا فرما دیا کہ کم عمری میں آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے عرب کے بڑے بڑے سرداروں کے جھگڑوں کا ایسا لاجواب فیصلہ فرما دیا کہ بڑے بڑے دانشوروں اور سرداروں نے اس فیصلہ کی عظمت کے آگے سر جھکا دیا، اور سب نے بالاتفاق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا حکم اور سردارِ اعظم تسلیم کرلیا۔ چنانچہ اس قسم کا ایک واقعہ تعمیر کعبہ کے وقت پیش آیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر پینتیس (۳۵) برس کی ہوئی تو زوردار بارش سے حرم کعبہ میں ایسا عظیم سیلاب آ گیا کہ کعبہ کی عمارت بالکل ہی منہدم ہو گئی۔ حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بنایا ہوا کعبہ بہت پرانا ہو چکا تھا۔ عمالقہ، قبیلۂ جرہم اور قصی وغیرہ اپنے اپنے وقتوں میں اس کعبہ کی تعمیر ومرمت کرتے رہے تھے مگر چونکہ عمارت نشیب میں تھی اس لئے پہاڑوں سے برساتی پانی کے بہاؤ کا زوردار دھارا وادیٔ مکہ میں ہوکر گزرتا تھا اور اکثر حرم کعبہ میں سیلاب آ جاتا تھا۔ کعبہ کی حفاظت کے لیے بالائی حصہ میں قریش نے کئی بند بھی بنائے تھے مگر وہ بند بار بار ٹوٹ جاتے تھے۔ اس لیے قریش نے یہ طے کیا کہ عمارت کو ڈھا کر پھر سے کعبہ کی ایک مضبوط عمارت بنائی جائے جس کا دروازہ بلند ہو اور چھت بھی ہو۔

السیرۃ الحلبیۃ، باب بنیان قریش الکعبۃ...الخ، ج۱، ص۲۰۴ مختصراً

چنانچہ قریش نے مل جل کر تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ اس تعمیر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے اور سرداران قریش کے دوش بدوش پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے مختلف قبیلوں نے تعمیر کے لیے مختلف حصے آپس میں تقسیم کر لئے۔ جب عمارت 'حجر اسود' تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ ہم ہی 'حجر اسود' کو اٹھا کر دیوار میں نصب کریں۔ تاکہ ہمارے قبیلہ کے لئے یہ فخر واعزاز کا باعث بن جائے۔ اس کشمکش میں چار دن گزر گئے یہاں تک نوبت پہنچی کہ تلواریں نکل آئیں بنوعبدالدار اور بنوعدی کے قبیلوں نے تو اس پر جان کی بازی لگا دی اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق اپنی قسموں کو مضبوط کرنے کے لئے ایک پیالہ میں خون بھر کر اپنی انگلیاں اس میں ڈبو کر چاٹ لیں۔ پانچویں دن حرم کعبہ میں تمام قبائل عرب جمع ہوئے اور اس جھگڑے کو طے کرنے کے لئے ایک بڑے بوڑھے شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ کل جو شخص صبح سویرے سب سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو اس کو پنچ مان لیا جائے۔ وہ جو فیصلہ کر دے سب اس کو تسلیم کر لیں۔ چنانچہ سب نے یہ بات مان لی۔ خدا عزوجل کی شان کہ صبح کو جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہوا وہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب پکار اٹھے کہ واللہ یہ 'امین' ہیں لہٰذا ہم سب ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جھگڑے کا اس طرح تصفیہ فرمایا کہ پہلے آپ نے یہ حکم دیا کہ جس جس قبیلہ کے لوگ حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھنے کے مدعی ہیں ان کا ایک ایک سردار چن لیا جائے۔ چنانچہ ہر قبیلہ والوں نے اپنا اپنا سردار چن لیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو بچھا کر حجر اسود کو اس پر رکھا اور سرداروں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر کو اٹھائیں۔ چنانچہ سب سرداروں نے چادر کو اٹھایا اور جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچ گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے متبرک ہاتھوں سے اس مقدس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح ایک ایسی خونریز لڑائی ٹل گئی جس کے نتیجہ میں نہ معلوم کتنا خون خرابا ہوتا۔

السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حدیث بنیان الکعبۃ...الخ، ص۷۹

خانہ کعبہ کی عمارت بن گئی لیکن تعمیر کے لئے جو سامان جمع کیا گیا تھا وہ کم پڑ گیا اس لئے ایک طرف کا کچھ حصہ باہر چھوڑ کر نئی

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ

و۲۴۳ اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت

بنیاد قائم کر کے چھوٹا سا کعبہ بنالیا گیا کعبہ معظّمہ کا یہی حصہ جس کو قریش نے عمارت سے باہر چھوڑ دیا 'حطیم' کہلاتا ہے جس میں کعبہ معظّمہ کی چھت کا پرنالا گرتا ہے۔

کعبہ کتنی بار تعمیر کیا گیا؟

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 'تاریخ مکہ' میں تحریر فرمایا ہے کہ 'خانہ کعبہ' دس مرتبہ تعمیر کیا گیا:

(۱) سب سے پہلے فرشتوں نے ٹھیک 'بیت المعمور' کے سامنے زمین پر خانہ کعبہ کو بنایا۔(۲) پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی۔(۳) اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں نے اس عمارت کو بنایا۔(۴) اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اس مقدس گھر کو تعمیر کیا۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔(۵) قوم عمالقہ کی عمارت۔(۶) اس کے بعد قبیلہ جرہم نے اس کی عمارت بنائی۔(۷) قریش کے مورث اعلیٰ 'قصی بن کلاب' کی تعمیر۔(۸) قریش کی تعمیر جس میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی اور قریش کے ساتھ خود بھی اپنے دوش مبارک پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے۔(۹) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تجویز کردہ نقشہ کے مطابق تعمیر کیا۔ یعنی حطیم کی زمین کو کعبہ میں داخل کر دیا۔ اور دروازہ سطح زمین کے برابر نیچا رکھا اور ایک دروازہ مشرق کی جانب اور ایک دروازہ مغرب کی سمت بنا دیا۔(۱۰) عبدالملک بن مروان اموی کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ اور ان کے بنائے ہوئے کعبہ کو ڈھا دیا۔ اور پھر زمانۂ جاہلیت کے نقشہ کے مطابق کعبہ بنا دیا۔ جو آج تک موجود ہے۔

لیکن حضرت علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سیرت میں لکھا ہے کہ نئے سرے سے کعبہ کی تعمیر جدید صرف تین ہی مرتبہ ہوئی ہے:

(۱) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تعمیر (۲) زمانۂ جاہلیت میں قریش کی عمارت اور ان دونوں تعمیروں میں دو ہزار سات سو پینتیس (۲۷۳۵) برس کا فاصلہ ہے (۳) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعمیر جو قریش کی تعمیر کے بیاسی سال بعد ہوئی۔

حضرات ملائکہ اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے فرزندوں کی تعمیرات کے بارے میں علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ صحیح روایتوں سے ثابت ہی نہیں ہے۔ باقی تعمیروں کے بارے میں انہوں نے لکھا کہ یہ عمارت میں معمولی ترمیم یا ٹوٹ پھوٹ کی مرمت تھی۔ تعمیر جدید نہیں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حاشیۃ صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب فضل مکۃ وبنیانہا، حاشیۃ: ۴، ج۱، ص ۲۱۵

و۲۴۳ وہ حضرات اللہ تعالیٰ کے مطیع ومخلص بندے تھے پھر بھی یہ دعا اس لئے ہے کہ طاعت و اخلاص میں اور زیادہ کمال کی طلب رکھتے ہیں ذوق طاعت سیر نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ ـ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔

عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ

کے ساتھ رجوع (توبہ قبول) فرما و۲۳۳ بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اے رب ہمارے اور بھیج

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

ان میں و۲۳۴ ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب و۲۳۵ اور پختہ علم

و۲۳۳ حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام معصوم ہیں آپ کی طرف سے تو یہ تواضع ہے اور اللہ والوں کے لئے تعلیم ہے مسئلہ کہ یہ مقام قبول دُعا ہے اور یہاں دعا و توبہ سنت ابراہیمی ہے۔

سوال: معصوم کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو اور اس وجہ سے اس کا گناہ کرنا ناممکن ہو۔

سوال: کیا انبیاء کے سوا اور کوئی بھی معصوم ہوتا ہے؟

جواب: ہاں، فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں اور کوئی نہیں۔

سوال: کیا امام اور ولی بھی معصوم ہوتے ہیں؟

جواب: جی نہیں؛ انبیاء اور فرشتوں علیہم السلام کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں ہوتا، اولیاء کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے گناہوں سے بچاتا ہے مگر معصوم صرف انبیاء اور فرشتے ہی ہیں۔

(النبراس، مبحث مسئلہ عصمۃ الانبیاء علیہم السلام ص ۲۸۳ النبراس، مبحث الملائکہ علیہم السلام ص ۲۸۷)

سوال: کچھ لوگ اماموں کو نبیوں کی طرح معصوم سمجھتے ہیں؟

اماموں کو نبیوں کی طرح معصوم سمجھنا بددینی و گمراہی ہے۔ نبیوں اور فرشتوں کے معصوم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمالیا ہے۔ اس سبب سے ان حضرات کا گناہ میں مبتلا ہونا شرعاً محال ہے برخلاف اماموں اور اولیاء کے۔ اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے بچاتا ہے۔ لیکن اگر کبھی ان حضرات سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو یہ شرعاً محال نہیں۔

(بہار شریعت، ج ۱، ح ۱، ص ۱۳)

و۲۳۴ یعنی حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کی ذریت میں یہ دُعا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھی یعنی کعبہ معظّمہ کی تعمیر کی عظیم خدمت بجالانے اور توبہ و استغفار کرنے کے بعد حضرت ابراہیم واسمٰعیل نے یہ دعا کی کہ یارب اپنے محبوب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری نسل میں ظاہر فرما اور یہ شرف ہمیں عنایت کر یہ دعا قبول ہوئی اور ان دونوں صاحبوں کی نسل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا اولاد حضرت ابراہیم میں باقی انبیاء حضرت اسحٰق کی نسل سے ہیں۔

مسئلہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا میلاد شریف خود بیان فرمایا امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی کہ حضور

وَيُزَكِّيۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۲۹﴾ وَ مَنۡ يَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ ع ١٥ ٨ ١٥

سکھائے و۲۳۶ اور انہیں خوب ستھرا فرمادے و۲۳۷ بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا اور ابراہیم کے دین سے کون منہ

اِبۡرٰهٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصۡطَفَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا ۚ وَ اِنَّهٗ

پھیرے (بے رغبتی کرے) و۲۳۸ سوا اس کے جو دل کا احمق (جاہل، بے وقوف) ہے اور بے شک ضرور ہم نے دنیا میں اسے

فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذۡ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسۡلِمۡ ۙ قَالَ

چن لیا و۲۳۹ اور بے شک وہ آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے و۲۴۰ جب کہ اس سے اس کے رب

نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا بحالیکہ حضرت آدم کے پتلہ کا خمیر ہو رہا تھا میں تمہیں اپنے ابتدائے حال کی خبر دوں میں دعائے ابراہیم ہوں، بشارت عیسیٰ ہوں، اپنی والدہ کی اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھی اور ان کے لئے ایک نور ساطع ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے ایوان وقصور اُن کے لئے روشن ہو گئے اس حدیث میں دعائے ابراہیم سے یہی دعا مراد ہے جو اس آیت میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آخر زمانہ میں حضور سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا الحمد للہ علیٰ احسانہ (جمل وخازن)

و۲۳۵ اس کتاب سے قرآن پاک اور اس کی تعلیم سے اس کے حقائق ومعانی کا سکھانا مراد ہے۔

و۲۳۶ حکمت کے معنی میں بہت اقوال ہیں بعض کے نزدیک حکمت سے فقہ مراد ہے، قتادہ کا قول ہے کہ حکمت سنت کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ حکمت علم احکام کو کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ حکمت علم اسرار ہے۔

و۲۳۷ ستھرا کرنے کے یہ معنی ہیں کہ لوح نفوس وارواح کو کدورات سے پاک کرکے حجاب اٹھاویں اور آئینہ استعداد کی جلا فرما کر انہیں اس قابل کردیں کہ ان میں حقائق کی جلوہ گری ہو سکے۔

و۲۳۸ شان نزول: علماء یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام نے اسلام لانے کے بعد اپنے دو بھتیجوں مہاجر وسلمہ کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں فرمایا ہے کہ میں اولاد اسمٰعیل سے ایک نبی پیدا کروں گا جن کا نام احمد ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا راہ یاب ہوگا اور جو ایمان نہ لائے گا ملعون ہے، یہ سن کر سلمہ ایمان لے آئے اور مہاجر نے اسلام سے انکار کردیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ظاہر کردیا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود اس رسول معظم کے مبعوث ہونے کی دعا فرمائی تو جو اُن کے دین سے پھرے وہ حضرت ابراہیم کے دین سے پھرا اس میں یہود ونصاریٰ ومشرکین عرب پر تعریض ہے جو اپنے آپ کو افتخاراً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے جب ان کے دین سے پھر گئے تو شرافت کہاں رہی۔

و۲۳۹ رسالت وخلّت کے ساتھ رسول وخلیل بنایا۔

و۲۴۰ جن کے لئے بلند درجے ہیں تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کرامت دارین کے جامع ہیں تو ان کی طریقت و

اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُؕ

نے فرمایا گردن رکھ عرض کی میں نے گردن رکھی اس کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا۔ اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم

یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَؕ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ

نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے یہ دین تمہارے لیے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان بلکہ تم

كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُۙ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ

میں کے خود موجود تھے ۲۴۱ جب یعقوب کو موت آئی جب کہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے

مِنْۢ بَعْدِیْؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ

بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم و اسمٰعیل ۲۴۲ و اسحاق کا

اِلٰهًا وَّاحِدًاۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْۚ لَهَا مَا

ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں یہ ۲۴۳ ایک امت ہے کہ گزر چکی ۲۴۴ ان کے لیے ہے جو انہوں

كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْۚ وَ لَا تُسْــٴَـلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَ قَالُوْا

نے کمایا اور تمہارے لیے ہے جو تم کماؤ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش (پوچھ گچھ) نہ ہوگی اور کتابی بولے ۲۴۵

ملت سے پھرنے والا ضرور نادان و احمق ہے۔

۲۴۱ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے کہا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے روز اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بہتان کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔ (خازن) معنیٰ یہ ہیں کہ اے بنی اسرائیل تمہارے پہلے لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے آخر وقت ان کے پاس موجود تھے جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر اُن سے اسلام و توحید کا اقرار لیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا جو آیت میں مذکور ہے۔

۲۴۲ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں داخل کرنا تو اس لئے ہے کہ آپ ان کے چچا ہیں اور چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اور آپ کا نام حضرت اسحاق علیہ السلام سے پہلے ذکر فرمانا دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام سے چودہ سال بڑے ہیں دوسرے اس لئے کہ آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد ہیں۔

۲۴۳ یعنی حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام اور ان کی مسلمان اولاد۔

۲۴۴ یہود تم ان پر بہتان مت اٹھاؤ۔

كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

یہودی یا نصرانی ہوجاؤ راہ (ہدایت) پاؤ گے تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ

اور مشرکوں سے نہ تھے و۲۴۶ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَاۤ

اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کیے گئے موسیٰ و عیسیٰ اور جو عطا کیے گئے

اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ

باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے

مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا

ہیں پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری

فَاِنَّمَا هُمْ فِىْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾ ؕ

ضد (کھلی مخالفت) میں ہیں و۲۴۷ تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی ہے سنتا جانتا

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ

و۲۴۸ ہم نے اللہ کی رینی (رنگائی) لی و۲۴۹ اور اللہ سے بہتر کس کی رینی؟ (رنگائی) اور ہم اسی کو پوجتے ہیں تم فرماؤ

و۲۴۵ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت رؤساء یہود اور نجران کے نصرانیوں کے جواب میں نازل ہوئی یہودیوں نے تو مسلمانوں سے یہ کہا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں اور توریت تمام کتابوں سے افضل ہے اور یہودی دین تمام ادیان سے اعلیٰ ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے حضرت سید کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انجیل شریف وقرآن شریف کے ساتھ کفر کرکے مسلمانوں سے کہا تھا کہ یہودی بن جاؤ اسی طرح نصرانیوں نے بھی اپنے ہی دین کو حق بتا کر مسلمانوں سے نصرانی ہونے کو کہا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

و۲۴۶ اس میں یہود ونصاریٰ وغیرہ پر تعریض ہے کہ تم مشرک ہو اس لئے ملت ابراہیم پر ہونے کا دعویٰ جو تم کرتے ہو وہ باطل ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو خطاب فرمایا جاتا ہے۔ کہ وہ ان یہود ونصاریٰ سے یہ کہ دیں قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا الْاٰيَةَ۔

و۲۴۷ اور ان میں طلب حق کا شائبہ بھی نہیں۔

و۲۴۸ یہ اللہ کی طرف سے ذمہ ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس میں غیب کی خبر

اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا

کیا اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو ۲۵۰ حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی ۲۵۱ اور ہماری کرنی (ہمارے اعمال)

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ

ہمارے ساتھ اور تمہاری کرنی (تمہارے اعمال) تمہارے ساتھ اور ہم نرے (خالص اللہ) اسی کے ہیں ۲۵۲ بلکہ تم

اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ

یوں کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کے بیٹے یہودی یا نصرانی تھے تم فرماؤ

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً

کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو ۲۵۳ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جس کے پاس اللہ کی طرف کی گواہی ہو اور وہ

ہے کہ آئندہ حاصل ہونے والی فتح وظفر کا پہلے سے اظہار فرمایا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ذمہ پورا ہوا اور یہ غیبی خبر صادق ہو کر رہی کفار کے حسد وعناد اور ان کے مکائد سے حضور کو ضرر نہ پہنچا حضور کی فتح ہوئی بنی قُرَیظہ قتل ہوئے بنی نُضَیر جلاوطن کئے گئے یہود ونصاریٰ پر جزیہ مقرر ہوا۔

۲۴۹ یعنی جس طرح رنگ کپڑے کے ظاہر وباطن میں نفوذ کرتا ہے اس طرح دینِ الٰہی کے اعتقاداتِ حقہ ہمارے رگ وپے میں سما گئے ہمارا ظاہر و باطن قلب وقالب اس کے رنگ میں رنگ گیا ہمارا رنگ ظاہری رنگ نہیں جو کچھ فائدہ نہ دے بلکہ یہ نفوس کو پاک کرتا ہے۔ ظاہر میں اس کے آثار اوضاع وافعال سے نمودار ہوتے ہیں نصاریٰ جب اپنے دین میں کسی کو داخل کرتے یا ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو پانی میں زرد رنگ ڈال کر اس میں اس شخص یا بچہ کو غوطہ دیتے اور کہتے کہ اب یہ سچا نصرانی ہوا اس کا اس آیت میں رد فرمایا کہ یہ ظاہری رنگ کسی کام کا نہیں۔

۲۵۰ شانِ نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا ہم پہلی کتاب والے ہیں ہمارا قبلہ پرانا ہے ہمارا دین قدیم ہے انبیاء ہم میں سے ہوئے ہیں اگر سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہوتے تو ہم میں سے ہی ہوتے اس پر یہ آیہء کریمہ نازل ہوئی۔

۲۵۱ اسے اختیار ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے نبی بنائے عرب میں سے ہو یا دوسروں میں سے۔

۲۵۲ کسی دوسرے کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتے اور عبادت وطاعت خالص اسی کے لئے کرتے ہیں تو ہم مستحق اکرام ہیں۔

۲۵۳ اس کا قطعی جواب یہی ہے کہ اللہ ہی اعلم ہے تو جب اس نے فرمایا: "مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا" تو تمہارا یہ قول باطل ہوا۔

عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْۚ

اسے چھپائے ف۲۵۴ اور خدا تمہارے کوتکوں (برے اعمال) سے بے خبر نہیں وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

ان کے لیے ان کی کمائی اور تمہارے لیے تمہاری کمائی اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہو گی۔

ف۲۵۴ یہ یہود کا حال ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شہادتیں چھپائیں جو توریت شریف میں مذکور تھیں کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے نبی ہیں اور ان کے یہ نعت وصفات ہیں اور حضرت ابراہیم مسلمان ہیں اور دین مقبول اسلام ہے نہ یہودیّت ونصرانیت۔

الجزء ۲ سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا ؕ

اب کہیں گے وہ۲۵۵ بیوقوف لوگ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے، جس پر تھے وہ۲۵۶ تم فرما دو کہ

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَ

پورب پچھم (مشرق ومغرب) سب اللہ ہی کا ہے وہ۲۵۷ جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے اور بات یوں ہی

كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل، کہ تم لوگوں پر گواہ ہو وہ۲۵۸ اور یہ رسول تمہارے نگہبان

وہ۲۵۵ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جب بجائے بیت المقدس کے کعبہ معظّمہ کو قبلہ بنایا گیا اس پر انہوں نے طعن کئے کیونکہ یہ انہیں ناگوار تھا اور وہ نسخ کے قائل نہ تھے ایک قول پر یہ آیت مشرکین مکّہ کے اور ایک قول پر منافقین کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے کفار کے یہ سب گروہ مراد ہوں کیونکہ طعن و تشنیع میں سب شریک تھے اور کفار کے طعن کرنے سے قبل قرآن پاک میں اس کی خبر دے دینا غیبی خبروں میں سے ہے طعن کرنے والوں کو بے وقوف اس لئے کہا گیا کہ وہ نہایت واضح بات پر معترض ہوئے باوجودیکہ انبیاء سابقین نے نبی آخر الزماں کے خصائص میں آپ کا لقب ذوالقبلتین ذکر فرمایا اور تحویل قبلہ اس کی دلیل ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی پہلے انبیاء خبر دیتے آئے ایسے روشن نشان سے فائدہ نہ اٹھانا اور معترض ہونا کمال حماقت ہے۔

وہ۲۵۶ قبلہ اس جہت کو کہتے ہیں جس طرف آدمی نماز میں منہ کرتا ہے یہاں قبلہ سے بیت المقدس مراد ہے۔

وہ۲۵۷ اسے اختیار ہے جسے چاہے قبلہ بنائے کسی کو کیا جائے اعتراض بندے کا کام فرماں برداری ہے۔

وہ۲۵۸ دنیا و آخرت میں مسئلہ: دنیا میں تو یہ کہ مسلمان کی شہادت مومن کافر سب کے حق میں شرعاً معتبر ہے اور کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں۔

مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس امت کا اجماع حجت لازم القبول ہے

مسئلہ: اموات کے حق میں بھی اس امت کی شہادت معتبر ہے رحمت وعذاب کے فرشتے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی تعریف کی حضور نے فرمایا واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی برائی کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ حضور کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا: پہلے جنازہ کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوئی دوسرے کی تم نے برائی بیان کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوئی تم زمین میں اللہ کے شہداء (گواہ) ہو پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی

مسئلہ: یہ تمام شہادتیں صلحاء اُمت اور اہل صدق کے ساتھ خاص ہیں اور ان کے معتبر ہونے کے لئے زبان کی

عَلَیْكُمْ شَهِیْدًاؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ

و گواہ و۲۵۹ اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی

نگہداشت شرط ہے جو لوگ زبان کی احتیاط نہیں کرتے اور بے جا خلاف شرع کلمات ان کی زبان سے نکلتے ہیں اور ناحق لعنت کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت نہ وہ شافع ہوں گے نہ شاہد اس اُمت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کوئی نہیں آیا۔ حضرات انبیاء سے دریافت فرمایا جائے گا وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی اس پر اُن سے 'اِقَامَةً لِلْحُجَّةِ' دلیل طلب کی جائے گی وہ عرض کریں گے کہ اُمت محمدیہ ہماری شاہد ہے یہ اُمت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی اس پر گزشتہ اُمت کے کفار کہیں گے اِنہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے دریافت فرمایا جائے گا تم کیسے جانتے ہو یہ عرض کریں گے یارب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا قرآن پاک نازل فرمایا ان کے ذریعے سے ہم قطعی و یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء نے فرضِ تبلیغ علیٰ وجہ الکمال ادا کیا پھر سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کی امت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا حضور انکی تصدیق فرمائیں گے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اشیاء معروفہ میں شہادت تسامع کے ساتھ بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علمِ یقینی سننے سے حاصل ہو اُس پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔

و۲۵۹ امت کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطلاع کے ذریعہ سے احوال امم و تبلیغ انبیاء کا علم قطعی و یقینی حاصل ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکرم الٰہی نور نبوت سے ہر شخص کے حال اور اس کی حقیقت ایمان اور اعمال نیک و بد اور اخلاص و نفاق سب پر مطلع ہیں

مسئلہ: اسی لئے حضور کی شہادت دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نے اپنے زمانہ کے حاضرین کے متعلق جو کچھ فرمایا مثلاً: صحابہ و ازواج و اہل بیت کے فضائل و مناقب یا غائبوں اور بعد والوں کے لئے مثل حضرت اویس و امام مہدی وغیرہ کے اس پر اعتقاد واجب ہے

مسئلہ: ہر نبی کو ان کی امت کے اعمال پر مطلع کیا جاتا ہے تاکہ روز قیامت شہادت دے سکیں چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت عام ہوگی اس لئے حضور تمام امتوں کے احوال پر مطلع ہیں فائدہ یہاں شہید بمعنی مطلع بھی ہوسکتا ہے کیونکہ شہادت کا لفظ علم و اطلاع کے معنی میں بھی آیا ہے۔ 'قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ'

امام ترمذی محمد بن علی والدِ عبدالعزیز سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ

کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے ف۲۶۰ اور بے شک یہ بھاری تھی مگر ان پر،جنہیں اللہ

هَدَی اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ

نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے ف۲۶۱ بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان

ہر دوشنبہ و پنج شنبہ کو اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ کے سامنے، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور انکے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے، تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنی بداعمالیوں سے ایذا نہ دو۔

(نوادر الاصول الاصل السابع واستون والمائۃ الخ دار صادر بیروت ص ۲۱۳)

اے اللہ! ہمیں ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما جن پر تو اور ہمارا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خوش ہوں اور ان سے ہمارے ماں باپ کے چہروں کی نورانیت اور چمک میں اضافہ ہو، آمین۔(ت)

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

بے شک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر ہوتے ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

(حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۵۸ عمران القصیر دار الکتاب العربی بیروت ۶/۱۷۹)

امام اجل عبداللہ بن مبارک سعید بن مسیّب بن حزن رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی:

کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم وآلہ وسلم پر ان کی اُمّت کے اعمال صبح وشام دو دفعہ پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم انہیں ان کی نشانی صورت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(کتاب الزھد باب فی عرض عمل الاحیاء علی الاموات حدیث دار الکتب العلمیہ بیروت الجزء الرابع ص ۴۲)

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ذکر فرمایا اور اسے حضور کے خصائص سے گنا اور ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو بھی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر اعمالِ امت انبیاء اور آباء کے ساتھ پیش ہوتے ہیں۔(یہ بات امام مناوی نے حدیث ابن سعد مذکور کے تحت فرمائی ہے، اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ت)

(التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث حیاتی خیر لکم مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/۵۰۲)]

ف۲۶۰ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے بعد ہجرت بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا سترہ مہینے کے قریب اس طرف نماز پڑھی پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ اس تحویل کی ایک یہ حکمت ارشاد ہوئی کہ اس سے مومن و کافر میں فرق و امتیاز ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ف۲۶۱ شان نزول بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے زمانہ میں جن صحابہ نے وفات پائی ان کے رشتہ داروں نے تحویل قبلہ کے بعد ان کی نمازوں کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اطمینان دلایا گیا کہ ان کی

رَّحِیۡمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡہِکَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبۡلَۃً تَرۡضٰہَا ۪

مہر والا ہے، ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا ۲۶۲ تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف

فَوَلِّ وَجۡہَکَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَ حَیۡثُ مَا کُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡہَکُمۡ

جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی

شَطۡرَہٗ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ لَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ؕ

طرف کرو ۲۶۳ اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے ۲۶۴ اور اللہ ان کے

نمازیں ضائع نہیں ان پر ثواب ملے گا۔ فائدہ نماز کو ایمان سے تعبیر فرمایا گیا کیونکہ اس کی ادا اور بجماعت پڑھنا دلیل ایمان ہے۔

۲۶۲ شانِ نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا اور حضور اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھر گئے مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرف رُخ کیا۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضا منظور ہے اور آپ ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔

۲۶۳ اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں روبقبلہ ہونا فرض ہے۔

مسئلہ: جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو، مثلاً مریض ہے کہ اس میں اتنی قوت نہیں کہ ادھر رُخ بدلے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جو متوجہ کردے یا اس کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے جس کے چوری ہوجانے کا صحیح اندیشہ ہو یا کشتی کے تختہ پر بہتا جارہا ہے اور صحیح اندیشہ ہے کہ استقبال کرے تو ڈوب جائے گا یا شریر جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا مگر بے مددگار سوار نہ ہونے دے گا یا یہ بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہوسکے گا اور ایسا کوئی نہیں جو سوار کرادے، تو ان سب صورتوں میں جس رُخ نماز پڑھ سکے، پڑھ لے اور اعادہ بھی نہیں، ہاں سواری کے روکنے پر قادر ہو تو روک کر پڑھے اور ممکن ہو تو قبلہ کو مونھ کرے، ورنہ جیسے بھی ہوسکے اور اگر روکنے میں قافلہ نگاہ سے مخفی ہوجائے گا تو سواری ٹھہرانا بھی ضروری نہیں، یوہیں روانی میں پڑھے۔

'ردالمحتار'، کتاب الصلاۃ، مطلب: کرامات الاولیاء ثابتۃ، ج۲، ص۱۴۲۔

نماز میں غلطی کرنے والے پر انفرادی کوشش

اعلیٰ حضرت عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ ربِّ الۡعِزَّت نماز کے بعد دہلی (ھند) کی ایک مسجد میں مشغولِ وظیفہ تھے۔ ایک صاحب آئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگے۔ جب تک قیام میں رہے مسجد کی دیوار کو دیکھتے رہے، رُکوع میں بھی سر اوپر اٹھا کر سامنے دیوار ہی کی طرف نظر رکھی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس وقت تک اعلیٰ حضرت عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ ربِّ الۡعِزَّت بھی اپنا وظیفہ مکمل کر چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اپنے پاس بلا کر شرعی مسئلہ سمجھایا کہ 'نماز میں کس کس حالت میں کہاں کہاں نگاہ ہونی چاہیے۔' پھر فرمایا: 'بحالتِ رُکوع نگاہ پاؤں پر ہونی چاہیے۔' یہ سنتے ہی وہ صاحب قابو سے باہر ہوگئے

وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ(۱۴۴) وَ لَىٕنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ

کوتکوں (اعمال) سے بے خبر نہیں اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر آؤ وہ

اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْۚ وَ مَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ

تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے و۲۶۵ اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو و۲۶۶ اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ

اور کہنے لگے: ' واہ صاحب! بڑے مولانا بنتے ہو، نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے اور تم میرا منہ قبلہ سے پھیرنا چاہتے ہو!' یہ سن کر اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے ان کی سمجھ کے مطابق کلام کرتے ہوئے فرمایا: 'پھر تو سجدہ میں بھی پیشانی کے بجائے ٹھوڑی زمین پر لگائیے!' یہ حکمت بھرا جملہ سن کر وہ بالکل خاموش ہوگئے اور ان کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ 'قبلہ رُو ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اوّل تا آخر قبلہ کی طرف منہ کر کے دیوار کو دیکھا جائے، بلکہ صحیح مسئلہ وہی ہے جو اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے بیان فرمایا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج۱، ص ۳۰۳)

مَدَنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مقولہ مشہور ہے:

' كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ ' (یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو)

(ابجد العلوم، ج۱، ص ۱۲۹)

آپ نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے ایک عام شخص سے اس کی عَقل کے مطابق کلام کیا تو آپ کی زبان سے نکلے ہوئے حکمت بھرے ایک جملے نے بَرَسہا بَرس سے نماز میں غَلَطی کرنے والے کی لمحہ بھر میں اِصلاح فرما دی۔ 'اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش' کرنے والے مُبلِّغین کو چاہیے کہ اس مَدَنی پھول کو اپنے دل کے مَدَنی گلدستے میں سجا کر اسلامی بھائیوں کو دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں، ہفتہ وار اِجتماعات وغیرہ میں شرکت کروانے کے لئے اِنفرادی کوشش کریں، اِنْ شاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کامیابی ان کے قدم چُومے گی۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اعلیٰ حضرت پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالیٰ علٰی محمَّد

و۲۶۴ کیونکہ ان کی کتابوں میں حضور کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ بھی مذکور تھا کہ آپ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھریں گے اور ان کے انبیاء نے بشارتوں کے ساتھ حضور کا یہ نشان بتایا تھا کہ آپ بیت المقدس اور کعبہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے۔

و۲۶۵ کیونکہ نشانی اس کو نافع ہوسکتی ہے جو کسی شبہ کی وجہ سے منکر ہو یہ تو حسد وعناد سے انکار کرتے ہیں انہیں اس سے کیا نفع ہوگا۔

بَعۡضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا

کے تابع نہیں ۲۶۷ اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت

لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ ؕ

تو ضرور ستم گار ہوگا جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ۲۶۸ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے

وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنۡهُمۡ لَيَكۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا

۲۶۹ اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں ۲ (اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف

وقف لازم وقف منزل

۲۶۶ معنی یہ ہیں کہ یہ قبلہ منسوخ نہ ہوگا تو اب اہل کتاب کو یہ طمع نہ رکھنا چاہئے کہ آپ ان میں سے کسی کے قبلہ کی طرف رخ کریں گے۔

۲۶۷ ہر ایک کا قبلہ جدا ہے یہود تو صخرہ بیت المقدس کو اپنا قبلہ قرار دیتے ہیں اور نصاریٰ بیت المقدس کے اس مکان شرقی کو جہاں نفخِ روحِ حضرتِ مسیح واقع ہوا۔ (فتح)

۲۶۸ یعنی علماء یہود و نصاریٰ

۲۶۹ مطلب یہ ہے کہ کتب سابقہ میں نبی آخر الزماں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف ایسے واضح اور صاف بیان کئے گئے ہیں جن سے علماء اہل کتاب کو حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہ سکتا اور وہ حضور کے اس منصب عالی کو اتم یقین کے ساتھ جانتے ہیں احبار یہود میں سے عبداللہ بن سلام مشرف باسلام ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ آیہ 'یَعۡرِفُوۡنَہٗ' میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے انہوں نے فرمایا کہ اے عمر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو بے اشتباہ پہچان لیا اور میرا حضور کو پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدر جہا زیادہ اتم و اکمل ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیسے انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اللہ کی طرف سے اس کے بھیجے رسول ہیں ان کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں بیٹے کی طرف سے ایسا یقین کس طرح ہو عورتوں کا حال ایسا قطعی کس طرح معلوم ہوسکتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا سر چوم لیا۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ غیرِ محلِ شہوت میں دینی محبت سے پیشانی چومنا جائز ہے۔

بوسہ دینا اگر بشہوت ہو تو ناجائز ہے اور اکرام و تعظیم کے لیے ہو تو ہوسکتا ہے۔ پیشانی پر بوسہ بھی انھیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی دونوں آنکھوں کے درمیان کو بوسہ دیا۔

"سنن ابن ماجہ"، کتاب الجنائز، الحدیث: ۱۴۵۷، ج ۲، ص ۲۸۳.

اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا

سے (یا حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو اس میں شک نہ کرنا اور ہر ایک کے لیے توجہ کی ایک سمت ہے

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ

کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں تم کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

آئے گا ۱؎ بے شک اللہ جو چاہے کرے اور جہاں سے آؤ ۲؎ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو

وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙۗ

اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت (اعتراض)

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِيْ ۗ وَ لِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ

نہ رہے ۳؎ مگر جو ان میں ناانصافی کریں ۴؎ تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لیے ہے کہ میں اپنی نعمت تم

ع ۱۷ — وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ف۲ یعنی توریت و انجیل میں جو حضور کی نعت و صفت ہے علماء اہل کتاب کا ایک گروہ اس کو حسداً و عناداً دیدہ و دانستہ چھپاتا ہے۔

مسئلہ: حق کا چھپانا معصیت و گناہ ہے۔

ف۱ روز قیامت سب کو جمع فرمائے گا اور اعمال کی جزا دے گا۔

ف۲ یعنی خواہ کسی شہر سے سفر کے لئے نکلو نماز میں اپنا منہ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کرو۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو، نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتادے، نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں، نہ چاند، سورج، ستارے نکلے ہوں یا ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے، تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تحری کرے (سوچے جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی مونھ کرے)، اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

ف۳ اور کفار کو یہ طعن کرنے کا موقع نہ ملے کہ انہوں نے قریش کی مخالفت میں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کا قبلہ بھی چھوڑ دیا باوجود یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں ہیں اور ان کی عظمت و بزرگی مانتے بھی ہیں۔

وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ

پر پوری (کامل) کروں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے وف۲۷۵ کہ تم پر ہماری

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا

آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے وف۲۷۶ اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے وف۲۷۷ اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے

لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ ع ۱۸/۵/۲ معانقۃ ۳

جس کا تمہیں علم نہ تھا تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا وف۲۷۸ اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو

وف۲۷۴ اور براہ عناد بیجا اعتراض کریں۔

وف۲۷۵ یعنی سید عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وف۲۷۶ نجاستِ شرک وذنوب سے۔

وف۲۷۷ حکمت سے مفسرین نے فقہ مراد لی ہے۔

یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ ظاہر وباطن کی پاکیزگی کے لئے علم کا ہونا بے حد ضروری ہے۔اور ظاہر وباطن کی پاکیزگی ہی کو اصلاحِ نفس کا نام دیا جاتا ہے۔پھر یہ کہ علم کے حصول کا حکم تو حدیث شریف میں بڑے واضح طور پر دیا گیا ہے۔چنانچہ،حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:'طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ ترجمہ:ہرمسلمان مردوعورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔

'(المقاصد الحسنۃ،حرف الطاء المھملۃ،الحدیث:۶۶۰،ص ۲۸۲)

(ابن ماجۃ،کتاب السنۃ،باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم،الحدیث ۲۲۴،ص ۲۴۹۱)

سیدی اعلیٰ حضرت،امام اہلسنت،مجدد دین وملت،حامی سنت،ماحی شرک وبدعت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں:'ہراس شخص پر اُس کی حالت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے اور انہیں میں سے ہیں مسائل حلال وحرام کہ ہرفردِ بشر (یعنی انسان) ان کا محتاج ہے اور مسائلِ علمِ قلب یعنی فرائضِ قلبیہ مثل تواضع

وف۲۷۸ ذکر تین طرح کا ہوتا ہے۔(۱) لسانی (۲) قلبی (۳) بالجوارح۔ذکر لسانی تسبیح،تقدیس،ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے خطبہ توبہ استغفار دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔ذکر قلبی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا اس کی عظمت وکبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا علماء کا استنباط مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہیں۔

ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضاء طاعتِ الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لئے سفر کرنا یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے تسبیح وتکبیر ثناء وقراءت تو ذکر لسانی ہے اور خشوع وخضوع اخلاص ذکر قلبی اور قیام،رکوع وسجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم طاعت بجالا کر مجھے یاد کرو میں

تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔قرآن وحدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر طرح کے ذکر کو شامل ہیں ذکر بالجہر کو بھی اور بالاخفاء کو بھی۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا،' اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں جو وہ مجھ سے کرتا ہے اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر کسی مجمع میں کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوجاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چلتے ہوئے آتا ہے تو میری رحمت اس کے پاس دوڑتی ہوئی آتی ہے۔'

(بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ ویحذرکم اللہ نفسہ، رقم ۷۴۰۵، ج ۴، ص ۵۴۱)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ رب عزوجل فرماتا ہے،' اے ابن آدم! جب تو تنہائی میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی تنہا تیرا ذکر کرتا ہوں اور جب تو کسی مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر مجمع میں تیرا ذکر کرتا ہوں۔'

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی الاکثار من ذکراللہ، رقم ۳، ج ۲، ص ۲۵۲)

حضرتِ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا،' اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ اپنے دل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اپنے فرشتوں کی جماعت میں اس کا چرچا کرتا ہوں اور جب میرا بندہ کسی مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں رفیق اعلیٰ میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔'

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب فی الاکثار من ذکراللہ الخ، رقم ۲، ج ۲، ص ۲۵۲)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا،' اللہ عزوجل فرماتا ہے جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے لئے ہلتے ہیں تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔'

(ابن ماجہ، کتاب الادب، باب فضل الذکر، رقم ۳۷۹۲، ج ۴، ص ۲۴۳)

حضرتِ سیدنا ابودَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا،' کیا میں تمہیں تمہارے اس عمل کے بارے میں نہ بتاؤں جو تمہارے رب عزوجل کے نزدیک سب سے بہتر اور پاکیزہ ہے، تمہارے درجات میں سب سے اونچا اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے، تمہارے لئے دشمنوں سے لڑنے اور ان کی گردنیں کاٹنے یا اپنی گردن کٹوانے سے بہتر ہے؟' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا،' ضرور ارشاد فرمائیں۔' آپ نے ارشاد فرمایا،' اللہ عزوجل کا ذکر۔'

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِؕ-اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ(۱۵۳)

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو ۲۷۹ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے

حضرتِ سیدنا معاذ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ عزوجل سے زیادہ اللہ تعالی کے عذاب سے بچانے والی کوئی چیز نہیں۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب ۶، رقم ۳۳۸۸، ج ۵ ص ۲۴۶)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسلامی احکامات مجھ پر کثیر ہوگئے ہیں مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں۔' ارشاد فرمایا' تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہا کرے۔'

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الذکر، رقم ۳۳۸۶، ج۵، ص ۲۴۵)

۲۷۹ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی سخت مہم پیش آتی نماز میں مشغول ہوجاتے اور نماز سے مدد چاہنے میں نماز استسقا وصلوۃ حاجت داخل ہے۔

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'صبر اوّل صدمے پر ہوتا ہے۔' (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، الحدیث: ۱۲۸۳، ص ۱۰۰)

یعنی صبر وہی قابلِ تعریف ہوتا ہے جو اچانک مصیبت پہنچنے پر کیا جائے کیونکہ بعد میں تو طبعی طور پر صبر آہی جاتا ہے۔ اسی لئے بعض حکماء نے ارشاد فرمایا: 'عقل مند کو چاہے کہ پریشانی کے ایام کی ابتداء ہی میں وہ کام کرلیا کرے جسے احمق پانچ دن بعد کرتا ہے۔'

خَاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'صبر سے بہتر اور وسعت والی کوئی چیز کسی کو عطا نہیں ہوئی۔'

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب استعناف عن المسألۃ، الحدیث: ۱۴۶۹، ص ۱۱۶)

حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم نے حضرت سیدنا اشعث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: 'اگر تم صبر کرنا چاہو تو ایمان اور اَجر کی امید پر صبر کرلو ورنہ جانوروں کی طرح صبر آہی جائے گا۔'

(کتاب الکبائر للامام الذہبی، فصل فی التعزیۃ، ص ۲۱۹)

ابو حامد حضرتِ سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی منفرد تصنیف اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن میں لکھتے ہیں۔

نمازِ استسقاء سے پہلے روزہ رکھا جائے، توبہ میں جلدی کی جائے، بقدرِ استطاعت ظلم روکنے کی پوری پوری کوشش کی جائے، ایک دوسرے پر برتری نہ جتائی جائے، نمازِ استسقاء کے لئے نکلنے سے پہلے غسل کیا جائے، خاموشی کی عادت بنائی جائے اور اُس حالت پر غور وفکر کیا جائے جس کی وجہ سے بارش روک دی گئی، ان گناہوں کا اعتراف کیا جائے جن کی وجہ سے یہ سزا ملی اور آئندہ ان گناہوں کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا جائے، خطبہ سننے کے لئے خاموشی اختیار کی جائے، تکبیرات کے درمیان کثرت سے تسبیحات وغیرہ کی جائیں، استغفار کی کثرت کی جائے، اور دعا کرتے ہوئے چادر کو پلٹ دیا جائے (یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کردے کہ حال بدلنے کی فال ہو)۔

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو ف۲۸۰ بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں ف۲۸۱ اور ضرور ہم تمہیں

نماز حاجت

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کو کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ اس کے لئے دو یا چار رکعت نماز پڑھتے۔

(سنن أبی داود، کتاب التطوع، باب وقت قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم ۱۳۱۹، ج ۲، ص ۵۲)

حدیث شریف میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے باقی تین رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آجائے تو اچھا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر تین مرتبہ اس آیت کو پڑھے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ پھر تین بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھے پھر تین بار کوئی درود شریف پڑھے پھر یہ دعا پڑھے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

(جامع الترمذی، کتاب الوتر، باب صلاۃ الحاجۃ، رقم ۴۷۸، ج ۲، ص ۲۱)

ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی اسی طرح حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب جو نابینا تھے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم! آپ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو صبر کرو اور یہ تمہارے حق میں بہتر ہے انہوں نے عرض کی کہ حضور دعا کر دیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے ان کو یہ حکم دیا کہ تم خوب اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِیُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیارے ہو کر اس شان سے آئے کہ گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔

(جامع الترمذی، کتاب احادیث شتی، باب ۱۲۷، رقم ۳۵۸۹، ج ۵، ص ۳۳۶۔ المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۹، رقم ۸۳۱۱، ص ۳۰)

ف۲۸۰ شان نزول: یہ آیت شہداء بدر کے حق میں نازل ہوئی لوگ شہداء کے حق میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہوگیا

وہ دنیوی آسائش سے محروم ہوگیا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرتِ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجسَّم ، رسول اکرم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے کر ایک درخت کے اوپر چڑھ گئے اور مجھے ایک بہت خوبصورت اور فضیلت والے گھر میں داخل کر دیا، میں نے اس جیسا گھر کبھی نہیں دیکھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ 'یہ شہداء کا گھر ہے۔'

(بخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المجاھدین فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۹۱، ج ۲، ص ۲۵۱)

۲۸۱ موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے ان کی ارواح پر رزق پیش کئے جاتے ہیں انہیں راحتیں دی جاتی ہیں ان کے عمل جاری رہتے ہیں اجر وثواب بڑھتا رہتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں: جب آدمی مرتا ہے روح میں بالکل کوئی تغیر نہیں ہوتا جس طرح پہلے حامل قوی تھی اب بھی ہے اور جو شعور وادراک اسے پہلے تھا اب بھی ہے بلکہ اب زیادہ صاف اور روشن ہے۔اھ ملخصاً (ت)

(تفسیر عزیزی ۲، آیت ولاتقولوا لمن یقتل الخ ۱۵۴ ح ۲۸۱، افغانی دارالکتب لال کنواں دہلی ۱/ ۵۵۹)

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک ، صاحبِ لَولاک ، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ 'جب بندے حساب کے لئے کھڑے ہوں گے تو ایک قوم اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے آئے گی جن سے خون بہہ رہا ہوگا اور جنت کے دروازے پر آکر بھیڑ کر دے گی۔ پوچھا جائے گا 'یہ کون ہیں؟' جواب دیا جائے گا 'یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور رزق دیئے جاتے تھے۔'

(المعجم الاوسط للطبرانی من اسمہ احمد، رقم ۱۹۹۸، ج ۱، ص ۵۴۲)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیّدُ المبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن نے فرمایا 'شہداء جنت کے دروازے پر ایک نہر کے کنارے ایک سبز گنبد میں رہتے ہیں اور صبح وشام جنت سے ان کے لئے رزق بھیجا جاتا ہے۔'

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ ابن عباس بن عبدالمطلب، رقم ۲۳۹۰، ج ۱ ص ۵۷۱)

حضرتِ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجسَّم ، رسول اکرم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے فرمایا 'بیشک شہداء کی روحیں جنت میں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں جو جنت کے پھلوں یا جنت کے درختوں میں سے کھاتی ہیں۔'

(الترغیب والترہیب، کتاب الجہاد، باب الترغیب فی الشھادۃ، رقم ۱۸، ج ۲، ص ۲۰۷)

رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم سے شہداء کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں، ان کے گھونسلے عرش سے معلق ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے

ہیں پھر ان قندیلوں میں لوٹ آتے ہیں، پھر ان کا رب عزوجل ان پر تجلّی فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے،'کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟' وہ عرض کرتے ہیں،'ہمیں کس چیز کی خواہش ہوگی جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔'اللہ عزوجل! تین مرتبہ یہی فرماتا ہے کہ'کوئی خواہش ہے؟' جب وہ جان لیتے ہیں کہ ہمارے لئے کچھ مانگے بغیر چارہ نہیں تو عرض کرتے ہیں،'یا رب عزوجل! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تا کہ ہم ایک مرتبہ پھر تیری راہ میں قتل کئے جائیں۔'جب اللہ عزوجل دیکھتا ہے کہ انہیں کوئی حاجت نہیں تو انہیں چھوڑ دیتا ہے۔'

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ارواح الشھداء فی الجنۃ، رقم ۱۸۸۷، ص ۱۰۴۷)

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کو قبر میں جنتی نعمتیں ملتی ہیں شہید وہ مسلمان مکلف ظاہر ہے جو تیز ہتھیار سے ظلماً مارا گیا ہو اور اس کے قتل سے مال بھی واجب نہ ہوا ہو یا معرکہ جنگ میں مردہ یا زخمی پایا گیا اور اس نے کچھ آسائش نہ پائی اس پر دنیا میں یہ احکام ہیں کہ نہ اس کو غسل دیا جائے نہ کفن اپنے کپڑوں میں ہی رکھا جائے اسی طرح اس پر نماز پڑھی جائے اسی حالت میں دفن کیا جائے آخرت میں شہید کا بڑا رتبہ ہے بعض شہداء وہ ہیں کہ ان پر دنیا کے یہ احکام تو جاری نہیں ہوتے لیکن آخرت میں ان کے لئے شہادت کا درجہ ہے جیسے ڈوب کر یا جل کر یا دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا، طلب علم، سفر حج غرض راہ خدا میں مرنے والا اور نفاس میں مرنے والی عورت اور پیٹ کے مرض اور طاعون اور ذات الجنب اور سل میں اور جمعہ کے روز مرنے والے وغیرہ۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا،'تم کس کو شہداء میں شمار کرتے ہو؟' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا،'جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔' آپ نے ارشاد فرمایا،'اس طرح تو میری امت میں شہید بہت کم ہوں گے۔' تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا،'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو پھر شہید کون ہے؟' فرمایا،'جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو اللہ کی راہ میں مرجائے وہ شہید ہے اور جو طاعون میں مبتلاء ہوکر مرجائے وہ بھی شہید ہے۔'

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشھداء، رقم ۱۹۱۴، ص ۱۰۶۰)

حضرتِ سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا،'جو راہِ خدا عزوجل میں نکلے پھر مرجائے یا قتل کردیا جائے تو وہ شہید ہے اور اگر اس کا گھوڑا یا اونٹ اسے گرا کر ماردے یا کوئی سانپ کاٹ لے یا اپنے بستر پر مرجائے الغرض جس طرح اللہ عزوجل چاہے اسی طریقے سے اس کی موت واقع ہو تو وہ شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے۔'

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فیمن مات غازیا، رقم ۲۴۹۹، ج ۳، ص ۱۴)

حضرتِ سیدتنا ام حرام رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا،'سمندر میں چکرا کر قے کرنے والے کے لئے ایک شہید کا ثواب ہے اور سمندر میں ڈوب کر مرنے والے کے لئے ایک شہید کا ثواب ہے۔'

تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ

آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے ف۲۸۲ اور کچھ مالوں اور جانوں

وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ

اور پھلوں کی کمی سے ف۲۸۳ اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں

(ابوداوٗد، کتاب الجہاد، باب فضل الغزو فی البحر، رقم ۲۴۹۳، ج۳، ص۱۱)

ف۲۸۲ آزمائش سے فرمانبردار و نافرمان کے حال کا ظاہر کرنا مراد ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالٰی مصیبتیں دے کر بھی آزماتا ہے تو جس نے ان میں بے صبری کا مظاہرہ کیا، واوَیلا مچایا، ناشکری کے کلمات زَبان سے ادا کئے یا بیزار ہو کر معاذَاللہ عزَّوَجَلَّ خودکُشی کی راہ لی، وہ اِس امتحان میں بُری طرح ناکام ہو کر پہلے سے کروڑہا کروڑ گُنا زائد مصیبتوں کا سزاوار ہو گیا۔ بے صبری کرنے سے مصیبت تو جانے سے رہی اُلٹا صَبر کے ذَرِیعہ ہاتھ آنے والا عظیم الشّان ثواب ضائع ہو جاتا ہے جو کہ بذاتِ خود ایک بَہُت بڑی مصیبت ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک علیہ رحمۃ اللہ المالِک کا فرمانِ عالی شان ہے، "مُصیبت (ابتداءً) ایک ہوتی ہے (مگر) جب مُصیبت زدہ جَزَع (فَزَع یعنی بے صبری اور واوَیلا) کرتا ہے تو (ایک کے بجائے) دو مصیبتیں ہو جاتی ہیں (۱) ایک تو وُہی مصیبت باقی رَہتی ہے اور دوسری مصیبت (صَبر کرنے پر ملنے والے) اَجر کا ضائع ہو جانا ہے اور یہ (اجر ضائع ہونے والی دوسری مصیبت) پہلی (مصیبت) سے بڑھ کر ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۴۳، پشاور)

یعنی پہلے پہل مصیبت کا نقصان صِرف دُنیوی ہی تھا مگر صَبر کی صورت میں ہاتھ آنے والے عظیم الشّان اَجر کا بے صبری کے باعِث ضائع ہو جانا اُس سے بھی بڑی مصیبت ہے کہ اِس میں آخرت کا بَہُت بڑا نقصان ہے۔

ف۲۸۳ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: کہ خوف سے اللہ کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے مالوں کی کمی سے زکوۃ و صدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ موتیں ہونا، پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے اس لئے کہ اولاد دل کا پھل ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کا بچہ مرتا ہے اللہ تعالٰی ملائکہ سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی وہ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یارب، پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا عرض کرتے ہیں ہاں یارب، فرماتا ہے اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور 'اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ' پڑھا فرماتا ہے اس کے لئے جنت میں مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ حکمت: مصیبت کے پیش آنے سے قبل خبر دینے میں کئی حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس سے آدمی کو وقت مصیبت صبر آسان ہو جاتا ہے، ایک یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلاد مصیبت کے وقت صابر و شاکر اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو اور اس کی طرف رغبت ہو، ایک یہ کہ آنے والی مصیبت کی قبل وقوع اطلاع غیبی خبر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ

مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ

ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ۲۸۴ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں (خاص فضل وکرم) ہیں

رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ

اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں بے شک صفا اور مروہ ۲۸۵ اللہ کے نشانوں سے ہیں ۲۸۶

ہے ایک حکمت یہ کہ منافقین کے قدم ابتلاء کی خبر سے اُکھڑ جائیں اور مومن ومنافق میں امتیاز ہو جائے۔

۲۸۴ حدیث شریف میں ہے کہ وقت مصیبت کے 'اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ' پڑھنا رحمت الٰہی کا سبب ہوتا ہے یہ بھی حدیث میں ہے کہ مؤمن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کفارۂ گناہ بناتا ہے۔

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اللہ تعالیٰ کے اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب مؤمن میرے کسی حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لیتا ہے اور جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو 'اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (ہم اللہ عزوجل کے مال ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹنا ہے۔)' پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے لئے تین اچھی خصلتیں لکھتا ہے، (۱) اللہ عزوجل اس پر درود بھیجتا ہے، (۲) اللہ عزوجل اس پر رحمت نازل فرماتا ہے، (۳) اور اسے ہدایت کے راستے پر ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مصیبت کے وقت 'اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ' کہتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی پریشانی دور فرما دیتا ہے اور اس کے کام کا انجام اچھا فرماتا ہے اور اسے ایسا بدل عطا فرماتا ہے جس پر وہ راضی ہو جاتا ہے۔'

(المعجم الکبیر، رقم ۱۳۰۲۷، ج ۱۲، ص ۱۹۷)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'میری امت کو ایک ایسی چیز عطا کی گئی جو پچھلی کسی امت کو نہیں دی گئی اور وہ چیز مصیبت کے وقت 'اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ' کہنا ہے۔'

(المعجم الکبیر، رقم ۱۲۴۱۱، ج ۱۲، ص ۳۲)

حضرتِ سیدنا فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'جسے کوئی مصیبت پہنچی اور وہ مصیبت کو یاد کر کے 'اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ' کہے اگرچہ اس مصیبت کو کتنا ہی زمانہ گزر چکا ہو تو اللہ اس کے لئے وہی ثواب لکھے گا جو مصیبت کے دن لکھا تھا۔'

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر علی المصیبۃ، رقم ۱۶۰۰، ج ۲، ص ۲۶۸)

۲۸۵ صفا ومروہ مکّہ مکرّمہ کے دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظّمہ کے مقابل جانب شرق واقع ہیں مروہ شمال کی طرف مائل اور صفا جنوب کی طرف جبل ابی قُبَیس کے دامن میں ہے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ان دونوں

پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں چاہِ زمزم ہے بحکم الٰہی سکونت اختیار فرمائی اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا نہ یہاں سبزہ تھا نہ پانی نہ خوردونوش کا کوئی سامان رضائے الٰہی کے لئے ان مقبول بندوں نے صبر کیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بہت خردسال تھے تشنگی سے جب ان کی جاں بلبی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ بے تاب ہوکر کوہ صفا پر تشریف لے گئیں وہاں بھی پانی نہ پایا تو اُتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی اور اللہ تعالٰی نے 'اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ' کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا کہ غیب سے ایک چشمہ زمزم نمودار کیا اور ان کے صبر و اخلاص کی برکت سے ان کے اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبول بارگاہ کیا اور ان دونوں کو محل اجابت دعا بنایا۔

ف۲۸٦ شعائر اللہ سے دین کے اعلام یعنی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ عرفات مزدلفہ جمار ثلثہ، صفا، مروہ، منٰی، مساجد یا ازمنہ جیسے رمضان، اشہر حرام، عیدالفطر و اضحٰی جمعہ ایام تشریق یا دوسرے علامات جیسے اذان، اقامت نمازِ با جماعت، نمازِ جمعہ، نماز عیدین، ختنہ یہ سب شعائر دین ہیں۔

صفا اور مروہ وہ پہاڑ ہیں جن پر حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں سات بار چڑھیں اور اتریں۔ اس اللہ والی کے قدم پڑ جانے کی برکت سے یہ دونوں پہاڑ شعائر اللہ بن گئے اور تا قیامت حاجیوں پر اس پاک بی بی کی نقل اتارنے میں ان پر چڑھنا اور اترنا سات بار لازم ہو گیا۔ بزرگوں کے قدم لگ جانے سے وہ چیز شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ فرماتا ہے:

تم لوگ مقام ابراہیم کو جاءِ نماز بناؤ۔ (پ1، البقرۃ:125)

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظّمہ کی تعمیر کی وہ بھی حضرت خلیل علیہ السلام کی برکت سے شعائر اللہ بن گیا اور اس کی تعظیم ایسی لازم ہو گئی کہ طواف کے نفل اس کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھنا سنت ہو گئے کہ سجدہ میں سر اس پتھر کے سامنے جھکے۔

جب بزرگوں کے قدم پڑ جانے سے صفا مروہ اور مقام ابراہیم شعائر اللہ بن گئے اور قابل تعظیم ہو گئے تو قبور انبیاء و اولیاء جس میں یہ حضرات دائمی قیام فرما ہیں یقیناً شعائر اللہ ہیں اور ان کی تعظیم لازم ہے۔

رب تعالٰی فرماتا ہے:

پس لوگ بولے کہ ان اصحاب کہف پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے اور وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے کہ ہم تو ضرور ان پر مسجد بنائیں گے۔ (پ15، الکھف:21)

اصحاب کہف کے غار پر جو ان کا آرام گاہ ہے گذشتہ مسلمانوں نے مسجد بنائی اور رب نے ان کے کام پر ناراضگی کا اظہار نہ کیا پتا لگا کہ وہ جگہ شعائر اللہ بن گئی جس کی تعظیم ضروری ہو گئی۔

اور قربانی کے جانور (ہدی) ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے بنائے تمہارے لئے ان میں خیر ہے۔ (پ17، الحج:36)

جو جانور قربانی کے لئے یا کعبہ معظّمہ کیلئے نامزد ہو جائے وہ شعائر اللہ ہے اس کا احترام چاہیے جیسے قرآن کا جزدان اور کعبہ کا

اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ

تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے ف۲۸ اور جو کوئی بھلی

غلاف اور زمزم کا پانی اور مکہ شریف کی زمین۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کو رب یا رب کے پیاروں سے نسبت ہے ان سب کی تعظیم ضروری ہے۔ فرماتا ہے:

میں اس شہر مکہ معظّمہ کی قسم فرماتا ہوں حالانکہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (پ30، البلد: 1۔2)

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا پہاڑ کی اور اس امانت والے شہر مکہ شریف کی۔ (پ30، التین: 1۔3)

طور سینا پہاڑ اور مکہ معظّمہ اس لئے عظمت والے بن گئے کہ طور کو کلیم اللہ سے اور مکہ معظّمہ کو حبیب اللہ علیہما السلام سے نسبت ہوگئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے پیاروں کی چیزیں شعائر اللہ ہیں جیسے قرآن شریف، خانہ کعبہ، صفا مروہ پہاڑ، مکہ معظّمہ، بیت المقدس، طور سینا، مقابر اولیاء اللہ وانبیاء کرام، آب زمزم وغیرہ اور شعائر اللہ کی تعظیم وتوقیر قرآنی فتوے سے دلی تقویٰ ہے جو کوئی نمازی روزہ دار تو ہو مگر اس کے دل میں تبرکات کی تعظیم نہ ہو وہ دلی پرہیزگار نہیں۔

ف۲۸ شان نزول زمانہ جاہلیت میں صفا ومروہ پر دو بت رکھے تھے صفا پر جو بت تھا اس کا نام اساف اور جو مروہ پر تھا اس کا نام نائلہ تھا کفار جب صفا ومروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے عہد اسلام میں بت تو توڑ دیئے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے اس لئے مسلمانوں کو صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا کہ اس میں کفار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ کچھ مشابہت ہے اس آیت میں ان کا اطمینان فرما دیا گیا کہ چونکہ تمہاری نیت خالص عبادت الٰہی کی ہے تمہیں اندیشہ مشابہت نہیں اور جس طرح کعبہ کے اندر زمانہ جاہلیت میں کفار نے بت رکھے تھے اب عہد اسلام میں بت اٹھا دیئے گئے اور کعبہ شریف کا طواف درست رہا اور وہ شعائر دین میں سے رہا اسی طرح کفار کی بت پرستی سے صفا ومروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا

اساف اور نائلہ کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے زنا کیا تو اللہ عزوجل نے ان دونوں کا چہرہ مسخ کر کے پتھر بنا دیا۔

تم یہ دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ کہ کوئی شخص نافرمانی کا مرتکب ہونے کے باوجود ابھی تک صحیح وسالم ہے اور اسے جلدی سزا نہیں ملتی، عقل مند کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے نفس پر غرور کرے، اپنے نفس پر غرور کرنے والا اچھا نہیں اگرچہ وہ سلامت رہے اور اکثر اللہ عزوجل تمہارے لئے سزا کو جلدی مقدر کر دیتا ہے جبکہ دوسروں کے لئے نہیں کیونکہ اُسے اس سے روکنے والا کوئی نہیں کہ کبھی بہت شنیع وقبیح چیز کے ساتھ جلدی سزا ہو جاتی ہے یعنی دل کا مسخ ہونا، بارگاہِ حق میں حاضری سے دوری، ہدایت کے بعد گمراہی اور بارگاہِ خداوندی کی طرف متوجہ ہونے کے بعد اعراض کرنا۔

(اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ)

مسئلہ: سعی (یعنی صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا) واجب ہے حدیث سے ثابت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی ہے اس کے ترک سے دم دینا یعنی قربانی واجب ہوتی ہے مسئلہ: صفا ومروہ کے درمیان سعی حج و

تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ

بات اپنی طرف (اپنی خوشی) سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور

الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ

ہدایت کو چھپاتے ہیں و۲۸۸ بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور

عمرہ دونوں میں لازم ہے فرق یہ ہے کہ حج کے اندر عرفات میں جانا اور وہاں سے طواف کعبہ کے لئے آنا شرط ہے اور عمرہ کے لئے عرفات میں جانا شرط نہیں۔

مسئلہ: عمرہ کرنے والا اگر بیرونِ مکّہ سے آئے اس کو براہ راست مکّہ مکرّمہ میں آکر طواف کرنا چاہئے اور اگر مکہ کا ساکن ہو تو اس کو چاہئے کہ حرم سے باہر جائے وہاں سے طواف کعبہ کا احرام باندھ کر آئے حج و عمرہ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ حج سال میں ایک ہی مرتبہ ہوسکتا ہے کیونکہ عرفات میں عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو جانا جو حج میں شرط ہے سال میں ایک ہی مرتبہ ممکن ہے اور عمرہ ہر دن ہوسکتا ہے اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں۔

و۲۸۸ یہ آیت علماء یہود کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریف اور آیت رجم اور توریت کے دوسرے احکام کو چھپایا کرتے تھے۔

مسئلہ: علوم دین کا اظہار فرض ہے۔

یہودیوں میں سے ایک مرد وعورت نے زنا کیا تھا۔ یہ لوگ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں مقدمہ لائے (شاید اس خیال سے کہ ممکن ہے کوئی معمولی اور ہلکی سزا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تجویز فرمائیں تو قیامت کے دن کہنے کو ہو جائیگا کہ یہ فیصلہ تیرے ایک نبی نے کیا تھا، ہم اس میں بے قصور ہیں۔) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ 'توراۃ میں رجم کے متعلق کیا ہے؟' یہودیوں نے کہا، ہم زانیوں کو فضیحت (4) اور رُسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں (یعنی توریت میں رجم کا حکم نہیں ہے) عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم جھوٹے ہو توریت میں بلاشبہ رجم ہے۔ توریت لاؤ۔ یہودی توریت لائے اور کھول کر ایک شخص پڑھنے لگا اوس نے آیتِ رجم پر ہاتھ رکھ کر ماقبل و مابعد کو پڑھنا شروع کیا (آیتِ رجم کو چھپالیا اور اسکو نہیں پڑھا) عبداللہ بن سلام نے فرمایا: اپنا ہاتھ اوٹھا۔ اوس نے ہاتھ اوٹھایا تو آیتِ رجم اوس کے نیچے چمک رہی تھی۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے زانی وزانیہ کے متعلق حکم فرمایا، وہ دونوں رجم کیے گئے اور یہودیوں سے دریافت فرمایا: کہ 'جب تمھارے یہاں رجم موجود ہے تو کیوں تم نے اسے چھوڑ دیا ہے؟' یہودیوں نے کہا، وجہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں جب کوئی شریف و مالدار زنا کرتا تو اوسے چھوڑ دیا کرتے تھے اور کوئی غریب ایسا کرتا تو اوسے رجم کرتے۔ پھر ہم نے مشورہ کیا کہ کوئی ایسی سزا تجویز کرنی چاہیے، جو امیر وغریب سب پر جاری کی جائے، لہٰذا ہم نے یہ سزا تجویز کی کہ اوس کا مونھ کالا کریں اور گدھے پر اُلٹا سوار کرکے شہر میں تشہیر کریں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کے نزدیک یہ آیتِ مبارکہ نصاریٰ

وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓىٕكَ اَتُوْبُ

(سب) لعنت کرنے والوں کی لعنت ف۲۸۹ مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول

عَلَیْهِمْ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ

فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے

اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا

ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ف۲۹۰ ہمیشہ رہیں گے اس میں

یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا

نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے اور تمہارا معبود ایک معبود ہے ف۲۹۱ اس کے سوا کوئی

کے حق میں نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ وہ توارات میں موجود نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے اوصاف چھپاتے تھے۔

جبکہ ایک قول یہ ہے کہ یہ (حکم میں) عام ہے اور یہی درست ہے کیونکہ الفاظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے سبب کے خصوص کا نہیں کیونکہ حکم کو مناسب وصف پر مرتب کرنا علت بیان کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دین چھپانا یقیناً لعنت کے استحقاق کے مناسب ہے، لہٰذا وصف کے عام ہونے کی صورت میں حکم کا عموم ثابت ہوجائے گا۔

ف۲۸۹ لعنت کرنے والوں سے ملائکہ و مومنین مراد ہیں ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے تمام بندے مراد ہیں۔

ف۲۹۰ مومن تو کافروں پر لعنت کریں گے ہی کافر بھی روز قیامت باہم ایک دوسرے پر لعنت کریں گے

مسئلہ: اس آیت میں ان پر لعنت فرمائی گئی جو کفر پر مرے اس سے معلوم ہوا کہ جس کی موت کفر پر معلوم ہو اس پر لعنت کرنی جائز ہے

مسئلہ: گنہگار مسلمان پر بالتعیین لعنت کرنا جائز نہیں لیکن علی الاطلاق جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں چور اور سود خوار وغیرہ پر لعنت آئی ہے۔

لغت میں 'لعنت' کے معنی 'دوری' کے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں لعنت کے معنی دو ۲ طرح سے بیان کئے گئے ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کی رحمت اور اسکی جنت سے دوری، تو کسی پر لعنت کرنے کے معنی کبھی تو یہ ہونگے کہ تو اللہ عزوجل کی رحمت وجنت سے دور ہو۔

(۲) اور کبھی اللہ عزوجل کے قرب اور اسکی خاص رحمتوں سے دُوری، یا پچھلے نیک بندوں کو اسکی جناب میں جو مرتبہ ملا اس مرتبہ سے دوری مراد ہوگی۔

ع ۱۹ ۱۱ ۳ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ ع اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ

معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان بے شک آسمانوں و۲۹۲ اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور

النَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ

مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ

نے آسمان سے پانی اُتار کر مردہ زمین کو اس سے جِلا دیا (ہرا بھرا کردیا) اور زمین میں ہر قسم کے جانور

دَآبَّةٍ ص وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے (اس کے حکم سے کام پر لگے ہیں)

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا

ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں

یہاں پہلے معنی مراد ہیں

و۲۹۱ شانِ نزول: کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا آپ اپنے رب کی شان وصفت بیان فرمایئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتادیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے نہ وہ متجزّی ہوتا ہے نہ مُنقسِم نہ اس کے لئے مثل نہ نظیر۔ اُلوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا۔ وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اس کا قسیم نہیں اپنے صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ابوداؤد و ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک یہی آیت 'وَاِلٰهُكُمْ' دوسری 'الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ' الآیہ'

و۲۹۲ کعبہ معظّمہ کے گرد مشرکین کے تین سو ساٹھ بت تھے جنہیں وہ معبود اعتقاد کرتے تھے انہیں یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ معبود صرف ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس لئے انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی آیت طلب کی جس سے وحدانیت پر استدلال صحیح ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں یہ بتایا گیا کہ آسمان اور اس کی بلندی اور اس کا بغیر کسی ستون اور علاقہ کے قائم رہنا اور جو کچھ اس میں نظر آتا ہے آفتاب مہتاب ستارے وغیرہ یہ تمام اور زمین اور اس کی درازی اور پانی پر مفروش ہونا اور پہاڑ دریا چشمے معاون جواہر درخت سبزہ پھل اور شب و روز کا آنا جانا گھٹنا بڑھنا کشتیاں اور ان کا مسخر ہونا باوجود بہت سے وزن اور بوجھ کے روئے آب پر رہنا اور آدمیوں کا ان میں سوار ہو کر دریا کے عجائب دیکھنا اور تجارتوں میں ان سے بار برداری کا کام لینا اور بارش اور اس سے خشک و مردہ ہو جانے کے بعد زمین کا سرسبز و شاداب کرنا اور تازہ زندگی عطا فرمانا اور زمین کو انواع و اقسام

يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ

اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں و۲۹۲ ب اور کیسی ہو اگر دیکھیں ظالم وہ

کے جانوروں سے بھر دینا جس میں بیشمار عجائب حکمت ودیعت ہیں اسی طرح ہواؤں کی گردش اور ان کے خواص اور ہوا کے عجائبات اور اَبر اور اس کا اتنے کثیر پانی کے ساتھ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہنا یہ آٹھ انواع ہیں جو حضرت قادر مختار کے علم و حکمت اور اس کی وحدانیت پر برہان قوی ہیں اور ان کی دلالت وحدانیت پر بے شمار وجوہ سے ہے اجمالی بیان یہ ہے کہ یہ سب امور ممکنہ ہیں اور ان کا وجود بہت سے مختلف طریقوں سے ممکن تھا مگر وہ مخصوص شان سے وجود میں آئے یہ دلالت کرتا ہے کہ ضرور ان کے لئے موجد ہے قادر و حکیم جو بمقتضائے حکمت و مشیت جیسا چاہتا ہے بناتا ہے کسی کو دخل و اعتراض کی مجال نہیں وہ معبود بالیقین واحد و یکتا ہے کیونکہ اگر اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی فرض کیا جائے تو اس کو بھی اس مقدورات پر قادر ماننا پڑے گا اب دو حال سے خالی نہیں یا تو ایجاد و تاثیر میں دونوں متفق الارادہ ہوں گے یا نہ ہوں گے اگر ہوں تو ایک ہی شئے کے وجود میں دو موثروں کا تاثیر کرنا لازم آئے گا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ مستلزم ہے معلول کے دونوں سے مستغنی ہونے کو اور دونوں کی طرف مفتقر ہونے کو کیونکہ علت جب مستقلہ ہو تو معلول صرف اسی کی طرف محتاج ہوتا ہے دوسرے کی طرف محتاج نہیں ہوتا اور دونوں کو علت مستقلہ فرض کیا گیا ہے تو لازم آئے گا کہ معلول دونوں میں سے ہر ایک کی طرف محتاج ہو اور ہر ایک سے غنی ہو تو نقیضین مجتمع ہوگئیں اور یہ محال ہے اور اگر یہ فرض کرو کہ تاثیر ان میں سے ایک کی ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور دوسرے کا عجز لازم آئے گا جو اِلٰہ ہونے کے منافی ہے اور اگر یہ فرض کرو کہ دونوں کے ارادے مختلف ہوتے ہیں تو تمانع و تطارد لازم آئے گا کہ ایک کسی شئے کے وجود کا ارادہ کرے اور دوسرا اسی حال میں اس کے عدم کا تو وہ شئے ایک ہی حال میں موجود و معدوم دونوں ہوگی یا دونوں نہ ہوگی یہ دونوں تقدیریں باطل ہیں ضرور ہے کہ یا موجود گی ہوگی یا معدوم ایک ہی بات ہوگی اگر موجود ہوئی تو عدم کا چاہنے والا عاجز ہوا اِلٰہ نہ رہا اور اگر معدوم ہوئی تو وجود کا ارادہ کرنے والا مجبور رہا اِلٰہ نہ رہا لہٰذا ثابت ہوگیا کہ الٰہ ایک ہی ہوسکتا ہے اور یہ تمام انواع بے نہایت وجوہ سے اس کی توحید پر دلالت کرتے ہیں۔

و۲۹۲ (ب) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اَشَدُّ سے مراد پختگی اور ہمیشگی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین جب کسی بت کی پوجا کرتے اور پھر کوئی اس سے اچھی چیز دیکھ لیتے تو اس بت کو چھوڑ کر اس سے اچھی چیز کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے (یعنی کافر اپنی محبتیں بدلتے رہتے تھے جبکہ مؤمن صرف اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے محبت کرتے ہیں)۔

(التفسیر الکبیر للامام فخر الدین الرازی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۶۵، ج ۲، ص ۱۷۸)

ظَلَمُوْۤا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ

وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کی سامنے آئے گا اس لیے کہ سارا زور خدا کو (سب طاقت وقوت اللہ کی) ہے اور اس لیے کہ اللہ کا

الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ

عذاب بہت سخت ہے جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے ف۲۹۳ اور دیکھیں گے عذاب

وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ

اور کٹ جائیں گی ان سب کی ڈوریں ف۲۹۴ اور کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے توڑ دیتے

مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَا

جیسے انہوں نے ہم سے توڑ دی یونہی اللہ انہیں دکھائے گا ان کے کام ان پر حسرتیں ہو کر ف۲۹۵

هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ٘ ع ۲۰

اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں ف۲۹۶ حلال پاکیزہ ہے

ف۲۹۳ یہ روز قیامت کا بیان ہے جب مشرکین اور ان کے پیشوا جنہوں نے انہیں کفر کی ترغیب دی تھی ایک جگہ جمع ہوں گے اور عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھ کر ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں گے۔

ف۲۹۴ یعنی وہ تمام تعلقات جو دنیا میں ان کے مابین تھے خواہ وہ دوستیاں ہوں یا رشتہ داریاں یا باہمی موافقت کے عہد

ف۲۹۵ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال ان کے سامنے کرے گا تو انہیں نہایت حسرت ہوگی انہوں نے یہ کام کیوں کئے تھے ایک قول یہ ہے کہ جنت کے مقامات دکھا کر ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے تو یہ تمہارے لئے تھے پھر وہ مساکین و منازل مؤمنین کو دیئے جائیں گے اس پر انہیں حسرت و ندامت ہوگی۔

ف۲۹۶ یہ آیت ان اشخاص کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے بجار وغیرہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دینا اس کی رزاقیت سے بغاوت ہے مسلم شریف کی حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مال میں اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہوں وہ ان کے لئے حلال ہے اور اسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو باطل سے بے تعلق پیدا کیا پھر ان کے پاس شیاطین آئے اور انہوں نے دین سے بہکایا اور جو میں نے ان کے لئے حلال کیا تھا اس کو حرام ٹھہرایا ایک اور حدیث میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تلاوت کی تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوۃ کر دے حضور نے فرمایا: اے سعد اپنی خوراک پاک کرو مستجاب الدعوۃ ہو جاؤ گے اس ذات پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا یَاۡمُرُكُمۡ بِالسُّوۡٓءِ

اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو (پیچھے نہ چلو) بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی

وَالۡفَحۡشَآءِ وَاَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا

کا اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو (منسوب کرو) جس کی تمہیں خبر نہیں اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے

مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَیۡنَا عَلَیۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا

پر چلو ۲۹۷ تو کہیں گے بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل

یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡـًٔا وَّلَا یَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا كَمَثَلِ الَّذِیۡ یَنۡعِقُ

رکھتے ہوں اور نہ ہدایت ۲۹۸ اور کافروں کی کہاوت (مثال) اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو

بِمَا لَا یَسۡمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۷۱﴾ یٰۤاَیُّهَا

کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے ۲۹۹ بہرے گونگے اندھے تو انہیں سمجھ نہیں ۳۰۰ اے

جان ہے آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک قبولیت سے محرومی رہتی ہے۔ (تفسیر ابن کبیر)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'حلال کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔' (یعنی ایمان لانے کے بعد حلال کا طلب کرنا۔)

(رواہ الطبرانی فی الاوسط بلفظ طلب الحلال واجب، رقم ۸۶۱۰، ج ۶ ص ۲۳۱)

حضرت سیدنا یحیی بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: 'اطاعت اللہ عزوجل کے خزانوں میں پوشیدہ ہے اور اس کی کنجی دعا ہے اور حلال کھانا اس کنجی کے دندانے ہیں، اگر کنجی میں دندانے نہیں ہوں گے تو دروازہ بھی نہیں کھلے گا اور جب خزانہ نہیں کھلے گا تو اس کے اندر پوشیدہ اطاعت تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے لہٰذا اپنے لقمے کی حفاظت کرو اور اپنے کھانے کو پاکیزہ بناؤ تاکہ جب تمہیں موت آئے تو برے اعمال کی سیاہی کی جگہ نیک اعمال کا نور تمہارے سامنے ظاہر ہو اور اپنے اعضاء کو حرام کھانے کے گناہ سے روکے رکھو تاکہ یہ ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے لذت پاسکیں۔

۲۹۷ توحید و قرآن پر ایمان لاؤ اور پاک چیزوں کو حلال جانو جنہیں اللہ نے حلال کیا۔

۲۹۸ توحید و قرآن پر ایمان لاؤ اور پاک چیزوں کو حلال جانو جنہیں اللہ نے حلال کیا۔

۲۹۹ یعنی جس طرح چوپائے چرنے والے کی صرف آواز ہی سنتے ہیں کلام کے معنی نہیں سمجھتے یہی حال ان کفار کا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائے مبارک کو سنتے ہیں لیکن اس کے معنی دل نشین کر کے ارشادِ فیض بنیاد سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

۳۰۰ یہ اس لئے کہ وہ حق بات سن کر منتفع نہ ہوئے کلام حق ان کی زبان پر جاری نہ ہوا نصیحتوں سے انہوں نے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ

ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو و۱۰۰ ۳

تَعْبُدُوْنَ (۱۷۲) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ

اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار و۲۰۰ ۳ اور خون و۳۰۰ ۳ اور سور کا گوشت و۴۰۰ ۳ اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا

فائدہ نہ اٹھایا۔

و۱۰۰ ۳ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر واجب ہے۔

سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کی تصنیف شاہراہ اولیاء میں ہے؛

پیارے اسلامی بھائی! ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مسلسل ملتی رہتی ہیں۔لہذا! اِسے چاہیے کہ وہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرے اور شکر کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں غور کرے، اس کی عطاء پر راضی ہو اور اُس کی کسی نعمت کی ناشکری نہ کرے۔جبکہ شکر کی انتہاء یہ ہے کہ زبان سے بھی ان نعمتوں کا شکر کرے۔ بلاشبہ ساری مخلوق پوری کوشش کے باوجود اللہ عزوجل کی ایک نعمت کے شکر کا حق ادا نہیں کرسکتی۔اس لئے کہ شکر کی توفیق ملنا بھی ایک نئی نعمت ہے لہذا اس پر بھی شکر واجب ہے۔چنانچہ تم پر ہر توفیقِ شکر پر بھی زیادہ سے زیادہ شکر کرنا لازم ہے۔لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا ولی بنالے تو اس سے کثرتِ شکر کی ذمہ داری اٹھا دیتا ہے۔ وہ اس کے تھوڑے عمل پر بھی راضی ہوجاتا ہے اور اسے اس عمل کا ثواب بھی دگنا عطا فرماتا ہے جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ اس کا بندہ اِس تک نہیں پہنچ پائے گا۔

و۲۰۰ ۳ جو حلال جانور بغیر ذبح کئے مرجائے یا اس کو طریق شرع کے خلاف مارا گیا ہو مثلاً گلا گھونٹ کر یا لاٹھی پتھر ڈھیلے غُلّے گولی سے مار کر ہلاک کیا گیا ہو یا وہ گر کر مر گیا ہو یا کسی جانور نے سینگ سے مارا ہو یا کسی درندے نے ہلاک کیا ہو اس کو مردار کہتے ہیں اور اسی کے حکم میں داخل ہے زندہ جانور کا وہ عضو جو کاٹ لیا گیا ہو۔

مسئلہ: مردار کا کھانا حرام ہے مگر اس کا پکا ہوا چمڑا کام میں لانا اور اس کے بال سینگ ہڈی پٹھے سُم سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔(تفسیر احمدی)

مسئلہ: جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ذبح شرعی سے اون کا گوشت اور چربی اور چمڑا پاک ہوجاتا ہے مگر خنزیر کہ اس کا ہر جز نجس ہے اور آدمی اگرچہ طاہر ہے اس کا استعمال ناجائز ہے۔الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹ ص ۵۱۳۔

و۳۰۰ ۳ مسئلہ خون ہر جانور کا حرام ہے اگر بہنے والا ہو دوسری آیت میں فرمایا: 'اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا'

خون

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت اور نجاست پر اتفاق کیا ہے، ہاں رگوں اور گوشت میں جو خون بچ جائے وہ معاف ہے، اسی وجہ سے دوسری آیت میں مسفوحاً (بہنے والا ہونے) کی قید لگا کر اسے خارج کر دیا، جو اس پہلی آیت میں مطلق ہونے کا فائدہ دے رہا ہے اور صحیح حدیث پاک کی وجہ سے جگر اور تلی کو (حکمِ حرمت سے) خارج قرار دیا گیا اور یہ دونوں بھی

بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

گیا و۳۰۵ تو جو ناچار ہو و۳۰۶ نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ

مسفوح کی قید لگانے سے خارج ہوئے،

و۳۰۴ مسئلہ: خنزیر (سور) نجس العین ہے اس کا گوشت پوست بال ناخن وغیرہ تمام اجزاء نجس و حرام ہیں کسی کو کام میں لانا جائز نہیں چونکہ اُوپر سے کھانے کا بیان ہو رہا ہے اس لئے یہاں گوشت کے ذکر پر اکتفا فرمایا گیا۔

غذاء چونکہ اپنے کھانے والے کے بدن کا جزو بن جاتی ہے، اور لازمی بات ہے کہ غذاء کھانے والا اُس جنس کی صفات و اخلاق سے متصف ہو جاتا ہے جس جنس سے وہ غذاء حاصل ہو رہی ہے اور خنزیر چونکہ انتہائی مذموم صفات پر پیدا کیا گیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں: حرصِ فاحش، ممنوع کاموں میں شدید رغبت اور غیرت کا نہ ہونا۔ پس انسان پر اس کا کھانا حرام کر دیا گیا تا کہ وہ ایسی بری کیفیت سے متصف نہ ہو جائے اور یہی وجہ ہے کہ جب عیسائیوں اور بالخصوص فرنگیوں نے اس کو کھانے پر ہیشگی اختیار کی تو وہ بڑے حرص، ممنوعات میں شدید رغبت اور بے غیرتی و بے حیائی کا شکار ہو گئے۔

و۳۰۵ مسئلہ: جس جانور پر وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف سے ملا کر وہ حرام ہے مسئلہ: اور اگر نام خدا کے ساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملایا تو مکروہ ہے

مسئلہ: اگر ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ عقیقہ کا بکرا ولیمہ کا دنبہ یا جس کی طرف سے وہ ذبیحہ ہے اسی کا نام لیا یا جن اولیاء کے لئے ایصال ثواب منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (تفسیر احمدی)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں: 'یہاں سے معلوم ہوا 'وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ' جو حرام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کے وقت جب غیرِ خدا کا نام اس طرح لیا جائے گا اس وقت حرام ہوگا اور وہابیہ کہتے ہیں کہ آگے پیچھے جب کبھی غیر خدا کا نام لے دیا جائے حرام ہو جاتا ہے بلکہ یہ لوگ تو مطلقاً ہر چیز کو حرام کہتے ہیں جس پر غیر خدا کا نام لیا جائے ان کا یہ قول غلط اور باطل محض ہے اگر ایسا ہو تو سب ہی چیزیں حرام ہو جائیں گی۔ کھانے پینے اور استعمال کی سب چیزوں پر لوگوں کے نام لے دیئے جاتے ہیں اور ان سب کو حرام قرار دینا شریعت پر افترا اور مسلم کو زبردستی حرام کا مرتکب بنانا ہے معلوم ہوا کہ بعض مسلمان گائے، بکرا، مرغ جو اس لئے پالتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر کسی ولی اللہ کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے گا یہ جائز ہے اور جانور بھی حلال ہے اس کو 'مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ' میں داخل کرنا جہالت ہے کیوں کہ مسلمان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس نے 'تقرب الی غیر اللہ' کی نیت کی ہٹ دھرمی اور سخت بدگمانی ہے، مسلم ہرگز ایسا خیال نہیں رکھتا۔ عقیقہ اور ولیمہ اور ختنہ وغیرہ کی تقریبوں میں جس طرح جانور ذبح کرتے ہیں اور بعض مرتبہ پہلے ہی سے متعین کر لیتے ہیں کہ فلاں موقع اور فلاں کام کے لئے ذبح کیا جائے گا جس طرح یہ حرام نہیں ہے وہ بھی حرام نہیں۔'

(بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۵۔۷۶)

سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، حامی سنت، ماحی شرک و بدعت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

بخشنے والا مہربان ہے وہ جو چھپاتے ہیں ف۳۰۷ اللہ کی اُتاری کتاب اور اس کے

رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب طبقات کبرٰی احوال حضرت سیدی ابوالمواہب محمد شاذلی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں:

یعنی حضرت ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا حضور نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اس کا پورا ہونا چاہو تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ کے لئے کچھ نذر مان لیا کرو اگرچہ ایک ہی پیسہ ہو تمہاری حاجت پوری ہوگی۔

(طبقات کبرٰی امام عبدالوہاب الشعرانی)

یہ ہیں اولیاء کی نذریں، اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ نذر اولیاء کو مااھل بہ لغیر اللہ میں داخل کرنا باطل ہے، ایسا ہوتا تو ائمہ دین کیونکر اسے قبول فرماتے اور کھاتے کھلاتے بلکہ مااھل بہ لغیر اللہ وہ جانور ہے جو ذبح کے وقت تکبیر میں غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

ف۳۰۶ مضطر وہ ہے جو حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہو اور اس کو نہ کھانے سے خوف جان ہو خواہ تو شدت کی بھوک یا ناداری کی وجہ سے جان پر بن جائے اور کوئی حلال چیز ہاتھ نہ آئے یا کوئی شخص حرام کے کھانے پر جبر کرتا ہو اور اس سے جان کا اندیشہ ہو ایسی حالت میں جان بچانے کے لئے حرام چیز کا قدر ضرورت یعنی اتنا کھالینا جائز ہے کہ خوف ہلاکت نہ رہے۔

مسئلہ: اضطرار کی حالت میں یعنی جبکہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لیے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھالینے پر اس صورت میں مؤاخذہ نہیں۔

الدرالمختار'وردالمحتار'، کتاب الحظر والإباحۃ، ج۹، ص۵۵۹

ف۳۰۷ شان نزول: یہود کے علماء ورؤساء جو امید رکھتے تھے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے مبعوث ہوں گے جب انہوں نے دیکھا کہ سید عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری قوم میں سے مبعوث فرمائے گئے تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ توریت وانجیل میں حضور کے اوصاف دیکھ کر آپ کی فرمانبرداری کی طرف جھک پڑیں گے اور ان کے نذرانے ہدیئے تحفے تحائف سب بند ہو جائیں گے حکومت جاتی رہے گی اس خیال سے انہیں حسد پیدا ہوا اور توریت وانجیل میں جو حضور کی نعت وصفت اور آپ کے وقت نبوت کا بیان تھا انہوں نے اس کو چھپایا اس پر یہ آیہ ءکریمہ نازل ہوئی

مسئلہ: چھپانا یہ بھی ہے کہ کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے نہ وہ کسی کو پڑھ کر سنایا جائے نہ دکھایا جائے

يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں ف۳۰۸ وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں ف۳۰۹ اور اللہ قیامت کے دن

اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے وہ لوگ ہیں جنہوں

اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾

نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار (برداشت) ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ

یہ اس لیے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اُتاری اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے ف۳۱۰ وہ

شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ع ۲۱ ۹ ۵

ضرور پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ف۳۱۱ ہاں

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَ

اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ف۳۱۲ اور

اور یہ بھی چھپانا ہے کہ غلط تاویلیں کرکے معنی بدلنے کی کوشش کی جائے اور کتاب کے اصل معنی پر پردہ ڈالا جائے۔

ف۳۰۸ یعنی دنیا کے حقیر نفع کے لئے اخفاء حق کرتے ہیں۔

ف۳۰۹ کیونکہ یہ رشوتیں اور یہ مال حرام جو حق پوشی کے عوض انہوں نے لیا ہے انہیں آتش جہنم میں پہنچائے گا۔

ف۳۱۰ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی کہ انہوں نے توریت میں اختلاف کیا بعض نے اس کو حق کہا بعض نے غلط تاویلیں کیں بعض نے تحریفیں ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی اس صورت میں کتاب سے قرآن مراد ہے اور ان کا اختلاف یہ ہے کہ بعض ان میں سے اس کو شعر کہتے تھے بعض سحر بعض کہانت۔

ف۳۱۱ شان نزول: یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ یہود نے بیت المقدس کے مشرق کو اور نصاریٰ نے اس کے مغرب کو قبلہ بنا رکھا تھا اور ہر فریق کا گمان تھا کہ صرف اس قبلہ ہی کی طرف منہ کرنا کافی ہے اس آیت میں ان کا رد فرما دیا گیا کہ بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہوگیا۔ (مدارک) مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب اہل کتاب اور مؤمنین سب کو عام ہے اور معنی یہ ہیں کہ صرف روبقبلہ ہونا اصل نیکی نہیں جب تک عقائد درست نہ ہوں اور دل اخلاص کے ساتھ رب قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہو۔

ف۳۱۲ اس آیت میں نیکی کے چھ طریقے ارشاد فرمائے (۱) ایمان لانا (۲) مال دینا (۳) نماز قائم کرنا (۴) زکوۃ دینا

اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ۙ

اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو

وَ السَّآىٕلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ

اور گردنیں چھوڑانے میں ۳۱۳ اور نماز قائم رکھے اور زکوۃ دے اور اپنا قول

(۵) عہد پورا کرنا (۶) صبر کرنا

ایمان کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے کہ وہ حی و قیوم علیم حکیم سمیع بصیر غنی قدیر ازلی ابدی واحد لاشریک لہ ہے دوسرے قیامت پر ایمان لائے کہ وہ حق ہے اس میں بندوں کا حساب ہوگا اعمال کی جزا دی جائے گی مقبولان حق شفاعت کریں گے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعادت مندوں کو حوض کوثر پر سیراب فرمائیں گے پل صراط پر گزر ہوگا اور اس روز کے تمام احوال جو قرآن میں آئے یا سید انبیاء نے بیان فرمائے سب حق ہیں تیسرے فرشتوں پر ایمان لائے کہ وہ اللہ کی مخلوق اور فرمانبردار بندے ہیں نہ مرد ہیں نہ عورت ان کی تعداد اللہ جانتا ہے چار ان میں سے بہت مقرب ہیں جبرئیل میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام چوتھے کتب الٰہیہ پر ایمان لانا کہ جو کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی حق ہے ان میں چار بڑی کتابیں ہیں۔(۱) توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (۲) انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (۳) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر (۴) قرآن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئیں اور پچاس صحیفے حضرت شیث پر تیس حضرت ادریس پر دس حضرت آدم پر دس حضرت ابراہیم پر نازل ہوئے علیہم الصلوۃ والسلام پانچویں تمام انبیاء پر ایمان لانا کہ وہ سب اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور معصوم یعنی گناہوں سے پاک ہیں ان کی صحیح تعداد اللہ جانتا ہے، ان میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں 'نَبِیّٖنَ' بصیغہ جمع مذکر سالم ذکر فرمایا اشارہ کرتا ہے کہ انبیاء مرد ہوتے ہیں کوئی عورت کبھی نبی نہیں ہوئی جیسا کہ 'وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا' الآیہ سے ثابت ہے، ایمان مجمل یہ ہے 'اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِجَمِیْعِ مَا جَآءَ بِهِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' یعنی میں اللہ پر ایمان لایا، اور ان تمام امور پر جو سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے۔

(تفسیر احمدی)

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا،'سب اعمال میں سے سب سے افضل کام کون سے ہیں؟' سید عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا،'اللہ عزوجل پر ایمان لانا، اسکی تصدیق کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب ای العمل افضل الخ، ج۱، رقم ۲۰۱، ص ۲۲۴، ۲۲۵)

۳۱۳ ایمان کے بعد اعمال کا اور اس سلسلہ میں مال دینے کا بیان فرمایا اس کے چھ مصرف ذکر کئے گردنیں چھڑانے

بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ

پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیز گار ہیں اے ایمان والو تم پر فرض ہے ف۳۱۴

سے غلاموں کا آزاد کرنا مراد ہے یہ سب مستحب طور پر مال دینے کا بیان تھا مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ دینا بحالت تندرستی زیادہ اجر رکھتا ہے بہ نسبت اس کے کہ مرتے وقت زندگی سے مایوس ہو کر دے (کذافی حدیث عن ابی ہریرہ)

مسئلہ: حدیث شریف میں ہے کہ رشتہ دار کو صدقہ دینے میں دو ثواب ہیں ایک صدقہ کا ایک صلہ رحم کا (نسائی شریف)

حضرتِ سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم ،کہ رشتہ داری عرش کے ساتھ لٹکتی ہوئی کہتی ہے کہ جو میرے ساتھ تعلق جوڑے گا اللہ عزوجل اسکے ساتھ تعلق جوڑے گا اور جو میرے ساتھ تعلق توڑے گا اللہ تعالی اسکے ساتھ تعلق توڑے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب صلۃ الرحم، رقم ۲۵۵۵، ص ۱۳۸۳)

حضرتِ سیدتنا ام کلثوم بنت عُقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو کینہ پرور رشتہ دار کو دیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ کینہ پرور رشتہ دار کو صدقہ دینے میں صدقہ بھی ہے اور قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی بھی۔

(المستدرک، کتاب الزکاۃ، باب افضل الصدقۃ..الخ رقم ۱۵۱۵، ج ۲ ص ۲۷)

ف۳۱۴ شانِ نزول: یہ آیت اوس وخزرج کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت تعداد مال وشرف میں زیادہ تھا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک کے بدلے دو کو قتل کرے گا زمانہ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعدی کے عادی تھے عہد اسلام میں یہ معاملہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور عدل ومساوات کا حکم دیا گیا اور اس پر وہ لوگ راضی ہوئے قرآن کریم میں قصاص کا مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے اس آیت میں قصاص وعفو دونوں کے مسئلہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو قصاص وعفو میں مختار کیا چاہیں قصاص لیں یا عفو کریں، آیت کے اول میں قصاص کے وجوب کا بیان ہے۔

مسئلہ: قتل عمد کی سزا دنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی متعین ہے۔ ہاں اگر اولیائے مقتول معاف کر دیں یا قاتل سے مال لے کر مصالحت کر لیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے مگر بغیر مرضی قاتل اگر مال لینا چاہیں تو نہیں ہو سکتا۔ یعنی قاتل اگر قصاص کو کہے تو اولیائے مقتول اس سے مال نہیں لے سکتے۔ مال پر مصالحت کی صورت میں دیت کی برابر یا کم یا زیادہ تینوں صورتیں جائز

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ

کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو ف۳۱۵ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام

وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ

اور عورت کے بدلے عورت ف۳۱۶ تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی ف۳۱۷ تو بھلائی

وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ

سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو

ہیں۔ یعنی مال لینے کی صورت میں یہ ضرور نہیں کہ دیت سے زیادہ نہ ہو اور جس مال پر صلح ہوئی وہ دیت کی قسم سے ہو یا دوسری جنس سے ہو دونوں صورتوں میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔

الدرالمختار، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۵۸

ف۳۱۵ اس سے ہر قاتل بالعمد پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو مسلمان کو یا کافر کو مرد کو یا عورت کو کیونکہ قتلٰی جو قتیل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے ہاں جس کو دلیلِ شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا۔ (احکام القرآن)

ف۳۱۶ اس آیت میں بتایا گیا جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا، خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اور اہل جاہلیت کا یہ طریقہ ظلم ہے جو ان میں رائج تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ ایک کے بدلے دو کو قتل کرتے غلاموں میں ہوتی تو بجائے غلام کے آزاد کو مارتے عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کرتے اور محض قاتل کے قتل پر اکتفا نہ کرتے اس کو منع فرمایا گیا۔

ف۳۱۷ معنی یہ ہیں کہ جس قاتل کو ولی مقتول کچھ معاف کریں اور اس کے ذمہ مال لازم کیا جائے اس پر اولیاء مقتول تقاضا کرنے میں نیک روش اختیار کریں اور قاتل خوں بہا خوش معاملگی کے ساتھ ادا کرے اس میں صلح بر مال کا بیان ہے۔ (تفسیر احمدی)

مسئلہ: ولی مقتول کو اختیار ہے کہ خواہ قاتل کو بے عوض معاف کرے یا مال پر صلح کرے اگر وہ اس پر راضی نہ ہو اور قصاص چاہے تو قصاص ہی فرض رہے گا۔ (جمل)

مسئلہ: اگر مقتول کے تمام اولیاء قصاص معاف کردیں تو قاتل پر کچھ لازم نہیں رہتا۔

مسئلہ: اگر مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہوجاتا ہے اور مال واجب ہوتا ہے۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: ولی مقتول کو قاتل کا بھائی فرمانے میں دلالت ہے اس پر کہ قتل گرچہ بڑا گناہ ہے مگر اس سے اخوت ایمانی قطع نہیں ہوتی اس میں خوارج کا ابطال ہے جو مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں۔

اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِى

اس کے بعد جو زیادتی کرے و۳۱۸ اس کے لیے دردناک عذاب ہے اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو

الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ

و۳۱۹ کہ تم کہیں بچو تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے اگر کچھ مال

تَرَكَ خَيْرًا ۚۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى

چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور و۳۲۰

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر تو جو وصیت کو سن سنا کر بدل دے و۳۲۱ اس کا گناہ انہیں بدلنے

و۳۱۸ یعنی بدستور جاہلیت غیر قاتل کو قتل کرے یا دیت قبول کرنے اور معاف کرنے کے بعد قتل کرے۔

و۳۱۹ کیونکہ قصاص مقرر ہونے سے لوگ قتل سے باز رہیں گے اور جانیں بچیں گی۔

سیدی اعلی حضرت ، امام اہلسنت ، مجدد دین وملت ، حامی سنت ، ماحی شرک و بدعت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں

یعنی خون کے بدلے خون لو گے تو مفسدوں کے ہاتھ رکیں گے اور بے گناہوں کی جانیں بچیں گی ، اور اسی لیے حد جاری کرتے وقت حکم ہوا کہ مسلمان جمع ہو کر دیکھیں تا کہ موجب عبرت ہو۔

فتاوی رضویہ ج ۲۹ ص ۳۱۰

و۳۲۰ یعنی موافق دستور شریعت کے عدل کرے اور ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہ کرے اور محتاجوں پر مالداروں کو ترجیح نہ دے

مسئلہ : ابتدائے اسلام میں یہ وصیت فرض تھی جب میراث کے احکام نازل ہوئے منسوخ کی گئی اب غیر وارث کے لئے تہائی سے کم میں وصیت کرنا مستحب ہے بشرطیکہ وارث محتاج نہ ہوں یا ترکہ ملنے پر محتاج نہ رہیں ورنہ ترکہ وصیت سے افضل ہے۔ (تفسیر احمدی)

مسئلہ : جس کے پاس مال کی قلت ہے اور اولاد کی کثرت اسے وصیت نہ کرنا ہی افضل ہے اور اگر ورثہ اغنیا ہوں یا مال کی دو تہائیاں بھی ان کے لیے بہت ہوں گی ، تو تہائی کی وصیت کر جانا بہتر ہے ، الدر المختار و رد المحتار ، کتاب الحظر والاباحۃ ، فصل فی البیع ، ج ۹ ، ص ۱۰۷

و۳۲۱ خواہ وصی ہو یا ولی شاہد اور وہ تبدیل کتابت میں کرے یا تقسیم میں یا ادائے شہادت میں اگر وہ وصیت موافق شرع ہے تو بدلنے والا گنہگار ہے۔

یُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۱۸۱ؕ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا

والوں پر ہے و۳۲۲ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا گناہ کیا

فَاَصْلَحَ بَیْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۱۸۲ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

تو اس نے ان میں صلح کرا دی اس پر کچھ گناہ نہیں و۳۲۳ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو و۳۲۴

اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں (تم سے پہلوں) پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں

و۳۲۲ اور دوسرے خواہ وہ مُوْصٰی ہوں یا مُوْصٰی لہ، بری ہیں۔

و۳۲۳ معنی یہ ہیں کہ وارث یا وصی یا امام یا قاضی جس کو بھی موصی کی طرف سے ناانصافی یا ناحق کارروائی کا اندیشہ ہو وہ اگر موصی لہ یا وارثوں میں شرع کے موافق صلح کرادے تو گنہگار نہیں کیونکہ اس نے حق کی حمایت کے لئے باطل کو بدلا ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو وقت وصیت دیکھے کہ موصی حق سے تجاوز کرتا اور خلاف شرع طریقہ اختیار کرتا ہے تو اس کو روک دے اور حق وانصاف کا حکم کرے۔

و۳۲۴ اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے روزہ شرع میں اس کا نام ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض یا نفاس سے خالی عورت صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبادت خورد و نوش ومجامعت ترک کرے (عالمگیری وغیرہ) رمضان کے روزے ۱۰ شعبان ۲ ھ کو فرض کئے گئے (درمختار و خازن) اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے عبادت قدیمہ ہیں۔ زمانہ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے اگرچہ ایام واحکام مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے

روزہ فرض اور اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ بلا عذرِ شرعی اس کا چھوڑ دینا گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور روزہ رکھ کر اگر بلا عذرِ شرعی قصداً توڑ دے تو کفارہ لازم ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ دن لگاتار روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

انبیاء کرام علیھم السلام کے روزے

روزہ گزشتہ اُمّتوں میں بھی تھا مگر اُس کی صُورت ہمارے روزوں سے مختلف تھی۔ رِوایات سے پتا چلتا ہے کہ 'حضرتِ سیّدُ نا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھا'

(کنزالعمّال ج ۸ ص ۲۵۸ حدیث ۲۴۱۸۸)

'حضرتِ سیّدُ نا نُوح نَجِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہمیشہ روزہ دار رہتے'

(ابنِ ماجہ ج ۲ ص ۳۳۳ حدیث ۱۷۱۴)

'حضرتِ سیّدُ نا عیسٰی روحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہمیشہ روزہ رکھتے تھے کبھی نہ چھوڑتے تھے'

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ

پرہیز گاری ملے و۳۲۵ گنتی کے دن ہیں و۳۲۶ تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو و۳۲۷ تو اتنے

(کنزالعُمّال، ج۸ ص ۳۰۴ حدیث ۲۴۶۲۴)

'حضرتِ سَیِّدُنا داود، علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھتے'

(صحیح مسلم ص ۵۸۴ حدیث ۱۱۸۹)

حضرتِ سَیِّدُنا سُلَیمان علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تین دن مہینے کے شروع میں، تین دن درمیان میں اور تین دن آخر میں (یعنی مہینے میں ۹ دن) روزہ رکھا کرتے۔

(کنزالعُمّال ج۸ ص ۳۰۴ حدیث ۲۴۶۲۴)

و۳۲۵ اور تم گناہوں سے بچو کیونکہ یہ کسرِ نفس کا سبب اور متقین کا شعار ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سَخت گرمی ہے، پیاس سے حلق سُوکھ رہا ہے، ہونٹ خُشک ہو رہے ہیں، پانی موجود ہے مگر روزہ دار اُس کی طرف دیکھتا تک نہیں، کھانا موجود ہے بُھوک کی شدّت سے حالت دِگرگُوں ہے مگر وہ کھانے کی طرف ہاتھ تک نہیں بڑھاتا۔آپ اندازہ فرمایئے اِس شخص کا خُدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ پر کِتنا پُختہ ایمان ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اِس کی حَرَکت ساری دُنیا سے تو چُھپ سکتی ہے مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اِس کا یہ یقینِ کامِل روزے کا عملی نتیجہ ہے۔کیونکہ دُوسری عِبادتیں کِسی نہ کِسی ظاہِری حَرَکت سے ادا کی جاتی ہیں مگر روزے کا تعلُّق باطِن سے ہے۔اِس کا حال اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سِوا کوئی نہیں جانتا اگر وہ چُھپ کر کھاپی لے تب بھی لوگ تو یہی سمجھتے رہیں گے کہ یہ روزہ دار ہے۔مگر وہ محض خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے باعث کھانے پینے سے اپنے آپ کو بچا رہا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہوسکے تو اپنے بچّوں کو بھی جلدی جلدی روزہ رکھنے کی عادت ڈلوایئے تاکہ جب وہ بالِغ ہوجائیں تو اُنہیں روزہ رکھنے میں دُشواری نہ ہو۔ چُنانچہ فُقَہائے کِرام رَحِمَھُمُ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں، بچّہ کی عُمر دس سال کی ہوجائے اور اُس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اُس سے رَمَضانُ الْمبارَک میں روزہ رکھوایا جائے۔ اگر پُوری طاقت ہونے کے باوُجود نہ رکھے تو مار کر رکھوایئے اگر رکھ کر توڑ دیا تو قَضاء کا حُکم نہ دیں گے۔اور نَماز توڑ دے تو پھر پڑھوایئے۔

(رَدُّالمُحتار ج ۳ ص ۳۸۵)

و۳۲۶ یعنی صرف رمضان کا ایک مہینہ

و۳۲۷ سفر سے وہ مراد ہے جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو اس آیت میں اللہ تعالٰی نے مریض و مسافر کو رخصت دی کہ اگر اس کو رمضان مبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک کا اندیشہ ہو یا سفر میں شدت و تکلیف کا تو وہ مرض و سفر کے ایام میں افطار کرے اور بجائے اس کے ایام منہیّہ کے سوا اور دنوں میں اس کی قضا کرے، ایام منہیّہ پانچ دن ہیں جن میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ دونوں عیدین اور ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں تیرھویں تاریخیں

دَورانِ سَفَر بھی روزہ نہ رکھنے کی اِجازت ہے۔ سَفَر کی مِقدار بھی ذِہن نشین کر لیجئے۔ سَیِّدی و مُرشدی امامِ اَہلسنّت، اعلٰی حضرت،

مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَهٗ فِدۡیَةٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ ؕ فَمَنۡ

روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا ۳۲۸ پھر جو اپنی طرف سے نیکی

مولٰینا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن کی تحقیق کے مُطابِق شرْعاً سَفر کی مِقدار ساڑھے ستاون میل (یعنی تقریباً بانوے کلومیٹر) ہے جو کوئی اِتنی مِقدار کا فاصِلہ طے کرنے کی غَرَض سے اپنے شہر یا گاؤں کی آبادی سے باہَر نکل آیا، وہ اب شرعاً مُسافِر ہے۔ اُسے روزہ قضاء کر کے رکھنے کی اِجازت ہے اور نَماز میں بھی وہ قَصر کریگا۔ مُسافِر اگر روزہ رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے مگر چار رَکْعت والی فَرض نَمازوں میں اُسے قَصر کرنا واجِب ہے۔ نہیں کریگا تو گُنہگار ہوگا۔ اور جَہالتاً (یعنی علم نہ ہونے کی وجہ سے) پوری (چار) پڑھی تو اس نَماز کا پھیرنا بھی واجب ہے

(مُلَخّصاً فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ ج۸ ص۲۷۰)

مسئلہ: مریض کو محض وہم پر روزے کا افطار جائز نہیں جب تک دلیل یا تجربہ یا غیر ظاہر الفسق طبیب کی خبر سے اس کا غلبہ ظن حاصل نہ ہو کہ روزہ مرض کے طول یا زیادتی کا سبب ہوگا۔

معمولی بیماری کوئی مجبوری نہیں

کوئی سخت بیمار ہوا اور اُسے روزہ رکھنے کی صُورت میں مَرَض بڑھ جانے یا دیر میں شِفا یابی کا گُمانِ غالِب ہو تو ایسی صُورت میں بھی روزہ قضاء کرنے کی اِجازت ہے۔ مگر آج کل دیکھا جاتا ہے کہ معمولی نَزلہ، بُخار یا دَردِ سَر کی وجہ سے لوگ روزہ ترک کر دیا کرتے ہیں یا مَعَاذَ اللہ عزوجل رکھ کر توڑ دیتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کسی صحیح شَرعی مجبوری کے بِغیر کوئی روزہ چھوڑ دے اگرچِہ بعد میں ساری عُمر بھی روزے رکھے، اُس ایک روزے کی فضیلت کو نہیں پاسکتا۔

مسئلہ: جو بالفعل بیمار نہ ہو لیکن مسلمان طبیب یہ کہے کہ وہ روزے رکھنے سے بیمار ہو جائے گا وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا یا اس کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو بھی افطار جائز ہے،

حَمل والی یا دُودھ پِلانے والی عورت کو اگر اپنی یا بچّہ کی جان جانے کا صحیح اَندیشہ ہے تو اجازت ہے کہ اسوقت روزہ نہ رکھے۔ خواہ دُودھ پِلانے والی بچّہ کی ماں ہو یا دائی، اگرچِہ رَمَضانُ الْمُبارَک میں دُودھ پِلانے کی نوکری اِختیار کی ہو۔

(دُرِّمُختار، ردُّ المُحتار ج۳ ص۴۰۳)

مسئلہ: جس مسافر نے طلوع فجر سے قبل سفر شروع کیا اس کو تو روزے کا افطار جائز ہے لیکن جس نے بعد طلوع سفر کیا اس کو اس دن کا افطار جائز نہیں۔

۳۲۸ مسئلہ: جس بوڑھے مرد یا عورت کو پیرانہ سالی کے ضعف سے روزہ رکھنے کی قدرت نہ رہے اور آئندہ قوت حاصل ہونے کی امید بھی نہ ہو اس کو شیخ فانی کہتے ہیں اس کے لئے جائز ہے کہ افطار کرے اور ہر روزے کے بدلے

تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

زیادہ کرے و۳۲۹ تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو و۳۳۰

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا و۳۳۱ لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں

وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى

تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو

سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا

نصف صاع یعنی ایک سو پچھتر روپیہ اور ایک اٹھنی بھر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا اس سے دونے جو یا اس کی قیمت بطور فدیہ دے

شیخِ فانی، یعنی وہ مُعَمَّر بُزُرگ جن کی عُمر اتنی بڑھ چکی ہے کہ اب وہ بے چارے روز بروز کمزور ہی ہوتے چلے جائیں گے۔ جب وہ بِالکل ہی روزہ رکھنے سے عاجز ہو جائیں۔ یعنی نہ اب رکھ سکتے ہیں نہ آئندہ روزے کی طاقت آنے کی اُمید ہے۔ اُنہیں اب روزہ نہ رکھنے کی اِجازت ہے۔ لہٰذا ہر روزہ کے بدلہ میں (بطورِ فِدیہ) ایک صَدَقہ فِطر (ایک کلو 920 گرام) گیہوں یا اُس کا آٹا یا اُن گیہوں کی رقم ہے۔) کی مِقدار مِسکین کو دَیدیں۔

(دُرِّمُختار ج ۳ ص ۴۱۰)

مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی قوت آگئی تو روزہ واجب ہوگا۔

اگر فِدْیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی طاقت آگئی تو دیا ہوا فِدْیہ صَدَقہ نَفْل ہوگیا۔ اُن روزوں کی قضاء رکھیں۔

(عالمگیری ج ا ص ۲۰۷)

مسئلہ: اگر شیخ فانی نادار ہو اور فدیہ دینے کی قدرت نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اپنے عفوِ تقصیر کی دعا کرتا رہے۔

و۳۲۹ یعنی فدیہ کی مقدار سے زیادہ دے۔

و۳۳۰ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ مسافر و مریض کو افطار کی اجازت ہے لیکن زیادہ بہتر و افضل روزہ رکھنا ہی ہے۔

و۳۳۱ اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں۔ (۱) یہ کہ رمضان وہ ہے جس کی شان و شرافت میں قرآن پاک نازل ہوا۔ (۲) یہ کہ قرآن کریم میں نزول کی ابتداء رمضان میں ہوئی۔ (۳) یہ کہ قرآن کریم بتمامہ رمضان المبارک کی شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا اور بیت العزت میں رہا یہ اسی آسمان پر ایک مقام ہے

وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو۳۳۲ اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو (شکر ادا کرو)

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں (اپنی رحمت سے) ۳۳۳ دعا قبول کرتا ہوں

یہاں سے وقتاً فوقتاً حسب اقتضائے حکمت جتنا جتنا منظور الٰہی ہوا جبریل امین لاتے رہے یہ نزول تیئیس سال کے عرصہ میں پورا ہوا۔

حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (متوفی: ۸۱۰ھ) اپنی تصنیف اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ مہینے کو مشہور ہونے کی وجہ سے شہر کہا جاتا ہے اور ماہِ رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اللہ عزَّ وَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان 'اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ' سے مراد یہ ہے کہ اس کے فرض روزوں میں قرآنِ کریم اُتارا گیا۔

حضرت سیِّدُنا ابن عباس وابن شہاب رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں: "مکمل قرآنِ حکیم لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک ہی دفعہ ماہِ رمضان، شبِ قدر میں نازل کیا گیا۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ السلام موقتاً فوقتاً واقعات وحوادثات کے مطابق اسے حضور نبئ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے پاس لاتے رہے۔"

اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ ص ۸۰

۳۳۲ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے تو چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر ۲۹ رمضان کو چاند کی رؤیت نہ ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

۳۳۳ اس میں طالبانِ حق کی طلب مولیٰ کا بیان ہے جنہوں نے عشق الٰہی پر اپنے حوائج کو قربان کر دیا وہ اسی کے طلبگار ہیں انہیں قرب ووصال کے مژدہ سے شاد کام فرمایا شانِ نزول: ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشق الٰہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے اس پر نوید قرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالٰی مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہے وہ اس کے دور والے سے ضرور بعد رکھتی ہے اور اللہ تعالٰی سب بندوں سے قریب ہے مکانی کی یہ شان نہیں منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ دوست نزدیک تر از من بمن ست۔ ویں عجب تر کہ من از وے دورم

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، "اللہ عزوجل فرماتا ہے: 'میں اپنے بندے کے (مجھ سے کئے جانے والے) گمان کے قریب ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔'"

(مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب، رقم ۲۶۷۵، ج ۱، ص ۱۴۴۲)

اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ

پکارنے والے کی جب مجھے پکارے ۳۴۳ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ (ہدایت) پائیں

لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ

روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا ۳۴۵ وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس اللہ

۳۴۴ دعا عرضِ حاجت ہے اور اجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر 'لَبَّیْكَ عَبْدِیْ' فرماتا ہے مراد عطا فرمانا دوسری چیز ہے وہ بھی کبھی اس کے کرم سے فی الفور ہوتی ہے کبھی بمقتضائے حکمت کسی تاخیر سے کبھی بندے کی حاجت دنیا میں روا فرمائی جاتی ہے کبھی آخرت میں کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس کی حاجت روائی میں اس لئے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے۔ کبھی دعا کرنے والے میں صدق و اخلاص وغیرہ شرائط قبول نہیں ہوتے اسی لئے اللہ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے

مسئلہ: ناجائز امر کی دعا کرنا جائز نہیں دعا کے آداب میں سے ہے کہ حضور قلب کے ساتھ قبول کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرے اور شکایت نہ کرے کہ میری دعا قبول نہ ہوئی ترمذی کی حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد حمد و ثناء اور درود شریف پڑھے پھر دعا کرے۔

جتنے بھی آداب دعا ہیں وہ سب قبولیت کا سبب ہیں اگر دعا میں ان کو جمع کر لیا جائے تو انشاء اللہ عزوجل دعا کی قبولیت کا باعث ہونگے بلکہ بعض آداب ایسے ہیں کہ جو دعا میں شرط کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے: یکسوئی کے ساتھ دعا کرنا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اور دیگر نیک امور بجالا کر دعا کرنا۔

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا' اللہ عزوجل فرماتا ہے:' اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا تو میں تیرے گناہوں کی مغفرت فرماتا رہوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں'۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب(۱۰۷)، رقم ۳۵۵۱، ج ۵، ص ۳۱۸)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،' دعا عبادت کا مغز ہے'۔

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، رقم ۳۳۸۲، ج ۵، ص ۲۴۳)

۳۴۵ شانِ نزول: شرائع سابقہ میں افطار کے بعد کھانا پینا مجامعت کرنا نمازِ عشاء تک حلال تھا بعد نمازِ عشاء یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام ہو جاتی تھیں یہ حکم زمانہ اقدس تک باقی تھا بعض صحابہ سے رمضان کی راتوں میں بعدِ عشاء مباشرت وقوع میں آئی ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اس پر وہ حضرات نادم ہوئے اور درگاہ رسالت صلی اللہ

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ

نے جانا (ازل میں) کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا ۳۳۶

بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَكُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى

تو اب ان سے صحبت کرو ۳۳۷ اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو ۳۳۸ اور کھاؤ اور پیو ۳۳۹ یہاں تک کہ

علیہ وآلہ وسلم میں عرض حال کیا اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا اور یہ آیت نازل ہوئی اور بیان کر دیا گیا کہ آئندہ کے لئے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مجامعت کرنا حلال کیا گیا۔

تفسیر:

(۱) یہ حلت قطعی ہے جس کا انکار کفر ہے کبھی مباح یا مستحب کا انکار بھی کفر ہوتا ہے۔

(۲) اس سے یہ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خطاء چھوٹوں کیلئے عطا کا ذریعہ ہوتی ہے، عالم کا ظہور آدم علیہ السلام کے گندم کھانے کے صدقے سے ہے۔ ہماری اطاعتوں سے ان کی خطائیں افضل ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں خیانت سے مراد غلطی، لغزش، خطا ہے۔ نہ وہ جو گناہِ کبیرہ ہے، جیسے انبیاء کرام علیہم السلام کی خطا کو قرآنِ مجید میں ظلم فرمایا گیا۔

(۳) اس سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ رب عزوجل نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی گزشتہ غلطی کو معاف فرما دیا کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہ فرمایا، یہ ان کی خصوصیت ہے۔ دوسرا یہ کہ اب جو کوئی ان بزرگوں کی اس لغزش کو برائی سے یاد کرے وہ سخت مجرم ہے، رب عزوجل معافی کا اعلان کر چکا تو تم بگڑنے والے کون۔ (تفسیر نور العرفان)

ف۳۳۶ اس خیانت سے وہ مجامعت مراد ہے جو قبل اباحت رمضان کی راتوں میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی تھی اس کی معافی کا بیان فرما کر ان کی تسکین فرما دی گئی۔

ف۳۳۷ یہ امر اباحت کے لئے ہے کہ اب وہ ممانعت اٹھا دی گئی اور لیالیِ رمضان میں مباشرت مباح کر دی گئی۔

ف۳۳۸ اس میں ہدایت ہے کہ مباشرت نسل و اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہئے جس سے مسلمان بڑھیں اور دین قوی ہو مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ مباشرت موافق حکم شرع ہو جس محل میں جس طریقہ سے مباح فرمائی اس سے تجاوز نہ ہو۔ (تفسیر احمدی)

مسئلہ: اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر ونفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنّتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سنّت و تعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذّت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔

الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۳۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ جو اللہ نے لکھا اس کو طلب کرنے کے معنی ہیں رمضان کی راتوں میں کثرتِ عبادات اور بیدار رہ کر شب قدر کی جستجو کرنا۔

يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا

تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر ف۳۴۰ پھر رات آنے

الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ

تک روزے پورے کرو ف۳۴۱ اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو ف۳۴۲ یہ اللہ

ف۳۳۹ یہ آیت صرمہ بن قیس کے حق میں نازل ہوئی آپ محنتی آدمی تھے ایک دن بحالت روزہ دن بھر اپنی زمین میں کام کر کے شام کو گھر آئے بیوی سے کھانا مانگا وہ پکانے میں مصروف ہوئیں یہ تھکے ہوئے تھے آنکھ لگ گئی جب کھانا تیار کر کے انہیں بیدار کیا انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا کیونکہ اس زمانہ میں سوجانے کے بعد روزہ دار پر کھانا پینا ممنوع ہوجاتا تھا اور اسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا ضعف انتہا کو پہنچ گیا تھا دوپہر کو غشی آگئی ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور رمضان کی راتوں میں ان کے سبب سے کھانا پینا مباح فرمایا گیا جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انابت ورجوع کے باعث قربت حلال ہوئی۔

ف۳۴۰ رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی، معنی یہ ہیں کہ تمہارے لئے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمایا گیا (تفسیر احمدی) مسئلہ: صبح صادق تک اجازت دینے میں اشارہ ہے کہ جنابت روزے کے منافی نہیں جس شخص کو بحالت جنابت صبح ہوئی وہ غسل کرلے اس کا روزہ جائز ہے۔ (تفسیر احمدی)

مسئلہ: اسی سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا کہ رمضان کے روزے کی نیت دن میں جائز ہے۔

ادائے روزہ رَمَضان اور نَذْرِ مُعَیَّن اور نَفْل کے روزوں کیلئے نِیَّت کا وَقت غُروبِ آفتاب کے بعد سے ضَحوَہ کُبریٰ یعنی نِصفُ النَّہار شرعی سے پہلے پہلے تک ہے اِس پورے وَقت کے دَوران آپ جب بھی نِیَّت کرلیں گے یہ روزے ہوجائیں گے۔ (رَدُّ الْمُحتار ج ۳ ص ۳۳۲)

ف۳۴۱ اس سے روزے کی آخر حد معلوم ہوتی ہے اور یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ بحالت روزہ خوردونوش ومجامعت میں سے ہر ایک کے ارتکاب سے کفارہ لازم ہوجاتا ہے۔ (مدارک)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! رَمَضانُ الْمُبارَک کا روزہ رکھ کر بِغیر کسی صحیح مجبوری کے جان بُوجھ کر توڑ دینے سے بَعض صُورتوں میں صِرف قَضاء لازِم آتی ہے اور بَعض صُورتوں میں قَضاء کے ساتھ ساتھ کفّارہ بھی لازِم ہوجاتا ہے۔ اِس کے بارے میں چنداَحکام بَیان ہوں اِس سے پہلے یہ ذِہن نشین کرلیجئے کہ روزہ کا کفّارہ کیا ہے۔

روزہ کے کفارہ کا طریقہ

روزہ توڑنے کا کَفّارہ یہ ہے کہ مُمکِن ہو تو ایک باندی یا غُلام آزاد کرے اور یہ نہ کرسکے مَثَلاً اِس کے پاس نہ لونڈی، غُلام ہے نہ

اتنا مال کہ خرید سکے، یا مال تو ہے مگر غُلام مُیَسَّر نہیں، جیسا کہ آج کل لونڈی غُلام نہیں ملتے۔ تو اب پے دَر پے ساٹھ روزے رکھے۔ یہ بھی اگر ممکن نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دونوں وَقت کھانا کِھلائے یہ ضروری ہے کہ جس کو ایک وقت کھلایا دوسرے وقت بھی اُسی کو کھلائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ساٹھ مساکین کو ایک ایک صَدَقۂ فِطر یعنی ایک کلو 920 گرام گیہوں یا اُس کی رقم کا مالک کر دیا جائے۔ ایک ہی مسکین کو اکٹھے ساٹھ صَدَقۂ فِطر نہیں دے سکتے۔ ہاں یہ کر سکتے ہیں کہ ایک ہی کو ساٹھ دن تک روزانہ ایک ایک صَدَقۂ فِطر دیں۔ رَوزوں کی صُورت میں (دَورانِ کَفّارہ) اگر درمیان میں ایک دِن کا بھی روزہ چُھوٹ گیا تو پھر نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے، پہلے کے روزے شامِل حساب نہ ہوں گے اگرچہ اُنسٹھ رکھ چُکا تھا۔ چاہے بیماری وغیرہ کسی بھی عُذر کے سبب چُھوٹا ہو۔ ہاں عورت کو اگر حَیض آجائے تو حَیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے، یہ ناغے شُمار نہیں کئے جائیں گے۔ یعنی پہلے کے روزے اور حَیض کے بعد والے دونوں مِل کر ساٹھ ہوجانے سے کَفّارہ ادا ہوجائے گا۔ (مُلَخَّص از ردالمحتار ج ۳ ص ۳۹۰)

جو کوئی رات سے ہی روزے کی نِیّت کر چکا ہو اور پھر صُبح یا دِن میں کسی بھی وَقْت بلکہ اگر اِفْطار سے ایک لَمحہ بھی قَبل کسی صحیح مجبوری کے بِغیر کسی ایسی چیز جس سے طبیعتِ اِنسانی نفرت نہ کرتی ہو (مَثَلًا کھانا، پانی، چائے، پھل، بِسکٹ، شربت، شہد، مِٹھائی وغیرہ وغیرہ) سے عَمَدًا (یعنی جان بوجھ کر) روزہ توڑ ڈالے تو اب رَمَضان شریف کے بعد اِس روزہ کی قضاء کی نِیَّت سے ایک روزہ رکھنا ہوگا۔ اور پھر اُس کا کَفّارہ بھی دینا ہوگا۔

مسئلہ علماء نے اس آیت کو صومِ وصال یعنی بَیْہ کے روزے کے ممنوع ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

و۲۴۳ اس میں بیان ہے کہ رمضان کی راتوں میں روزہ دار کے لئے جماع حلال ہے جب کہ وہ معتکف نہ ہو

مسئلہ: اعتکاف میں عورتوں سے قربت اور بوس و کنار حرام ہے

مسئلہ: مردوں کے اعتکاف کے لئے مسجد ضروری ہے۔

مسئلہ: معتکف کو مسجد میں کھانا، پینا، سونا جائز ہے

مسئلہ: عورتوں کا اعتکاف ان کے گھروں میں جائز ہے

مسئلہ) اعتکاف ہر ایسی مسجد میں جائز ہے جس میں جماعت قائم ہو

مسئلہ: اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔

جو رَمَضانُ المبارَک کے عِلاوہ بھی صِرْف ایک دن مسجِد کے اندر اِخلاص کے ساتھ اِعتِکاف کرلے اُس کیلئے بھی زبردست ثواب کی بِشارت ہے۔ چُنانچِہ اعتِکاف کی ترغیب دلاتے ہوئے، سرکارِ نامدار، دو عالم کے مالِک ومختار شَہَنشاہِ اَبرار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا وخوشنودی کیلئے ایک دن کا اعتِکاف کریگا اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے اور جہنّم کے درمیان تین خَندقیں حائل کر دے گا جن کی مَسافت مشرِق ومغرِب کے فاصلے سے بھی زیادہ ہوگی۔‘‘ (الدرالمنثور ج ۱ ص ۴۸۶)

اُمّ المُؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایت ہے کہ سرکارِ ابدِ قرار، شفیعِ روزِ شمار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَاؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انہیں

يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ

پرہیزگاری ملے اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ

لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ ع ۲۳ ۷

اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا لو ف۳۴۳ جان بوجھ کر۔ تم سے نئے چاند کو

والہٖ وسلّم کا فرمانِ خوشبودار ہے:

ترجمہ: 'جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی نیّت سے اعتِکاف کیا اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔' (جامع صغیر ص ۵۱۶ الحدیث ۸۴۸۰)

امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ محمد مصطَفٰی، حبیب کبریا صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کا فرمانِ خوشنما ہے:

ترجمہ: 'جس نے رَمَضانُ الْمُبارَک میں (دس دن کا) اعتِکاف کرلیا وہ ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔'

(شعب الایمان ج ۳ ص ۴۲۵ حدیث ۲۹۶۶)

ف۳۴۳ اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر یا چھین کر چوری سے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی یا چغل خوری سے یہ سب ممنوع و حرام ہے۔

لوگوں کا مال ناحق دبا لینے والوں، ڈکیتیاں کرنے والوں، چٹّھیاں بھیج کر رقموں کا مطالبہ کرنے والوں کو خوب غور کرلینا چاہئے کہ آج جو مالِ حرام بآسانی گلے سے نیچے اترتا ہوا محسوس ہورہا ہے وہ بروزِ قیامت کہیں سخت مصیبت میں نہ ڈال دے۔ سنو! سنو! حضرت سیِّدُنا فقیہ اَبُواللَّیث سَمرقندی علیہ رحمۃ اللہِ القوی 'قُرَّةُ الْعُيُوْن' میں نقل کرتے ہیں: بے شک پُلصراط (پُل۔صِراط) پر آگ کی بَیڑیاں ہیں، جس نے حرام کا ایک درہم بھی لیا اُس کے پاؤں میں آگ کی بَیڑیاں ڈالی جائیں گی، جس کے سبب اِسے پُلصراط پر گزرنا دشوار ہوجائیگا، یہاں تک کہ اُس درہم کا مالک اِس کی نیکیوں میں سے اِس کا بدلہ نہ لے لے اگر اِس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو وہ اُس کے گناہوں کا بوجھ بھی اُٹھائے گا اور جہنّم میں گر پڑیگا۔

(قُرَّةُ العُیون ومعہ الروض الفائق ص ۳۹۲ کوئٹہ)

میرے آقا اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فتاوٰی رضویہ شریف جلد 24 صَفْحہ 342 میں طَبَرانی شریف کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: سلطانِ دو جہان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: مَنْ اٰذٰى مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِىْ وَمَنْ اٰذَانِىْ فَقَدْ اٰذَى اللهَ. (یعنی) جس نے (بِلاوجہِ شَرعی) کسی مسلمان کو ایذاء دی اُس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اُس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ایذاء دی۔' (اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط ج ۲ ص ۳۸۷ حدیث ۳۶۰۷)

الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا

پوچھتے ہیں و۳۴۴ تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے و۳۴۵ اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ و۳۴۶

الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪

گھروں میں پچھیت (پچھلی دیوار) توڑ کر آؤ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ و۳۴۷

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز فائدہ کے لئے کسی پر مقدمہ بنانا اور اس کو حکام تک لے جانا ناجائز وحرام ہے اسی طرح اپنے فائدہ کی غرض سے دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لئے حکام پر اثر ڈالنا رشوتیں دینا حرام ہے جو حکام رس لوگ ہیں وہ اس آیت کے حکم کو پیش نظر رکھیں حدیث شریف میں مسلمانوں کے ضرر پہنچانے والے پر لعنت آئی ہے۔

و۳۴۴ شانِ نزول: یہ آیت حضرت معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم انصاری کے جواب میں نازل ہوئی ان دونوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند کا کیا حال ہے ابتداء میں بہت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا ہے یہاں تک کہ پورا روشن ہوجاتا ہے پھر گھٹنے لگتا ہے اور یہاں تک گھٹتا ہے کہ پہلے کی طرح باریک ہوجاتا ہے ایک حال پر نہیں رہتا اس سوال سے مقصد چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمتیں دریافت کرنا تھا۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سوال کا مقصود چاند کے اختلافات کا سبب دریافت کرنا تھا۔

و۳۴۵ چاند کے گھٹنے بڑھنے کے فوائد بیان فرمائے کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں اور آدمیوں کے ہزارہا دینی و دنیوی کام اس سے متعلق ہیں زراعت، تجارت، لین دین کے معاملات، روزے اور عید کے اوقات عورتوں کی عدتیں حیض کے ایام حمل اور دودھ پلانے کی مدتیں اور دودھ چھڑانے کے وقت اور حج کے اوقات اس سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اول میں جب چاند باریک ہوتا ہے تو دیکھنے والا جان لیتا ہے کہ ابتدائی تاریخیں ہیں اور جب چاند پورا روشن ہوتا ہے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ مہینے کی درمیانی تاریخ ہے اور جب چاند چھپ جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ ختم پر ہے اسی طرح ان کی مابین ایام میں چاند کی حالتیں دلالت کیا کرتی ہیں پھر مہینوں سے سال کا حساب ہوتا ہے یہ وہ قدرتی جنتری ہے جو آسمان کے صفحہ پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے بھی اور بے پڑھے بھی سب اس سے اپنا حساب معلوم کرلیتے ہیں۔

و۳۴۶ شانِ نزول: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کے لئے احرام باندھتے تو کسی مکان میں اس کے دروازے سے داخل نہ ہوتے اگر ضرورت ہوتی تو پچھیت توڑ کر آتے اور اس کو نیکی جانتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی،

و۳۴۷ خواہ حالت احرام ہو یا غیر احرام

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور اللہ کی راہ میں لڑو ۳۴۸ ان سے جو تم سے لڑتے ہیں ۳۴۹ اور

لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ

حد سے نہ بڑھو ۳۵۰ اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو ۳۵۱

وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَ لَا

اور انہیں نکال دو ۳۵۲ جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا ۳۵۳ اور ان کا فساد تو قتل سے بھی

۳۴۸ ۶ھ میں حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا اس سال سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ سے بقصد عمرہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا اور اس پر صلح ہوئی کہ آپ سال آئندہ تشریف لائیں تو آپ کے لئے تین روز مکہ مکرمہ خالی کر دیا جائے گا چنانچہ اگلے سال ۷ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ قضاء کے لئے تشریف لائے اب حضور کے ساتھ ایک ہزار چار سو کی جماعت تھی مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کفار وفائے عہد نہ کریں گے اور حرم مکہ میں شہر حرام یعنی ماہ ذی القعدہ میں جنگ کریں گے اور مسلمان بحالت احرام ہیں اس حالت میں جنگ کرنا گراں ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت سے ابتدائے اسلام تک نہ حرم میں جنگ جائز تھی نہ ماہ حرام میں نہ حالت احرام میں تو انہیں تردد ہوا کہ اس وقت جنگ کی اجازت ملتی ہے یا نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۴۹ اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ جو کفار تم سے لڑیں یا جنگ کی ابتداء کریں تم ان سے دین کی حمایت اور اعزاز کے لئے لڑو یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ کیا گیا اور کفار سے قتال کرنا واجب ہوا خواہ وہ ابتداء کریں یا نہ کریں یا یہ معنی ہیں کہ جو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ بات سارے ہی کفار میں ہے کیونکہ وہ سب دین کے مخالف اور مسلمانوں کے دشمن ہیں خواہ انہوں نے کسی وجہ سے جنگ نہ کی ہو لیکن موقع پانے پر چوکنے والے نہیں، یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ جو کافر میدان میں تمہارے مقابل آئیں اور تم سے لڑنے والے ہوں ان سے لڑو اس صورت میں ضعیف بوڑھے بچے مجنون اپاہج اندھے بیمار عورتیں وغیرہ جو جنگ کی قدرت نہیں رکھتے اس حکم میں داخل نہ ہوں گے ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔

۳۵۰ جو جنگ کے قابل نہیں ان سے نہ لڑو یا جن سے تم نے عہد کیا ہو یا بغیر دعوت کے جنگ نہ کرو کیونکہ طریقہ شرع یہ ہے کہ پہلے کفار کو اسلام کی دعوت دی جائے اگر انکار کریں تو جزیہ طلب کیا جائے اس سے بھی منکر ہوں تب جنگ کی جائے اس معنی پر آیت کا حکم باقی ہے منسوخ نہیں۔ (تفسیر احمدی)

۳۵۱ خواہ حرم ہو یا غیر حرم۔

۳۵۲ مکہ مکرمہ سے۔

تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ

سخت ہے و۳۵۴ اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں و۳۵۵ اور اگر تم سے لڑیں

فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

تو انہیں قتل کرو و۳۵۶ کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں و۳۵۷ تو بے شک اللہ بخشنے

رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۗ فَاِنِ انْتَهَوْا

والا مہربان ہے اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ

فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ

باز آئیں و۳۵۸ تو زیادتی (سختی) نہیں مگر ظالموں پر ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام اور ادب

و۳۵۳ سال گزشتہ چنانچہ روز فتح مکہ جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا اُن کے ساتھ یہی کیا گیا۔

و۳۵۴ فساد سے شرک مراد ہے یا مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکنا۔

و۳۵۵ کیونکہ یہ حرمت حرم کے خلاف ہے۔

و۳۵۶ کہ انہوں نے حرم شریف کی بے حرمتی کی۔

و۳۵۷ قتل وشرک سے۔

و۳۵۸ کفر و باطل پرستی سے۔

مبسوط شمس الائمہ سرخسی وکفایہ وعنایہ وتبیین وبحر الرائق وردالمحتار وغیرہا میں ہے:

۔یہ ارشاد کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو ان کو قتل کرو منسوخ ہے، بیان اس کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتداء میں یہ حکم تھا کہ مشرکوں سے درگزر اور روگردانی فرمائیں ارشاد تھا اچھی طرح درگزر کرو اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ پھر حضور کو حکم ہوا کہ سمجھانے اور خوبی کے ساتھ دلیل قائم فرمانے سے دین کی طرف بلاؤ کہ ارشاد تھا اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت کے ساتھ بلاؤ۔ پھر اجازت فرمائی گئی کہ ان کی طرف سے قتال کی ابتدا ہو تو لڑو، ارشاد تھا کہ جن سے قتال کیا جائے انھیں پروانگی ہے، اور ارشاد تھا کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو۔ پھر بعض اوقات ابتدا قتال کا حکم ہوا ارشاد فرمایا جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکوں کو قتل کرو پھر مطلقا ابتداء بالقتال کا حکم ہوا سب زمانوں اور سب مکانوں میں ارشاد ہوا ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے، اور فرمایا ان سے لڑو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے۔

(کفایۃ وعنایہ مع فتح القدیر کتاب السیر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵ / ۱۹۳)

کنز میں ہے: جہاد کی پہل کرنا فرض کفایہ ہے۔

(کنز الدقائق کتاب السیر والجہاد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۸۳)

وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَیْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى

کے بدلے ادب ہے ۳۵۹ جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے

عَلَیْكُمْ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ

کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے اور اللہ کی راہ

اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَ اَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ مع ۱

میں خرچ کرو ۳۶۰ اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو ۳۶۱ اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے

۳۵۹ جب گزشتہ سال ذی القعدہ ۶ھ میں مشرکین عرب نے ماہ حرام کی حرمت و ادب کا لحاظ نہ رکھا اور تمہیں ادائے عمرہ سے روکا تو یہ بے حرمتی ان سے واقع ہوئی اور اس کے بدلے بتوفیق الٰہی ۷ھ کے ذی القعدہ میں تمہیں موقع ملا کہ تم عمرۂ قضا کو ادا کرو

۳۶۰ اس سے تمام دینی امور میں طاعت و رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرنا مراد ہے خواہ جہاد ہو یا اور نیکیاں۔

۳۶۱ راہِ خدا میں انفاق کا ترک بھی سبب ہلاک ہے اور اسراف بیجا بھی اور اس طرح اور چیز بھی جو خطرۂ ہلاک کا باعث ہو ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے حتی کہ بے ہتھیار میدان جنگ میں جانا یا زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کرنا

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ میں نے سیّدُ الْمُبلّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے سونے یا چاندی پر بخل کیا اور اسے راہِ خدا عزوجل میں خرچ نہ کیا تو وہ قیامت کے دن ایک ایسا انگارا ہوگا جس کے ساتھ اسے داغا جائے گا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۶۴۱، ج ۲، ص ۱۵۳)

شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اُحد پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے اور اسے میں تیسرے دن کی صبح تک باقی رکھوں اور میرے پاس اس میں سے کچھ رہے مگر وہ چیز جسے میں قرض کے لئے تیار رکھوں۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، باب الترہیب فی الانفاق۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۳۸۱، ج ۱، ص ۴۳۸)

مسئلہ: علماء نے اس سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ جس شہر میں طاعون ہو وہاں نہ جائیں اگرچہ وہاں کے لوگوں کو وہاں سے بھاگنا ممنوع ہے۔

عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

طاعون بنی اسرائیل کے حق میں عذاب تھا مگر اس خیرالامم یعنی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حق میں یہ بیماری رحمت ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ طاعون کی بیماری میں مرنے والا شہید ہوتا ہے۔

(تفسیر صاوی، ج ۱، ص ۶۸، پ ۱، البقرۃ: ۵۹)

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ

اللہ کے محبوب ہیں اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو ۳۶۲ پھر اگر تم روکے جاؤ ۳۶۳ تو قربانی بھیجو جو

مسئلہ یہ ہے کہ جس بستی میں طاعون کی وبا پھیلی ہو وہاں جانا نہیں چاہے اور اگر اپنی بستی میں وبا آجائے تو بستی چھوڑ کر دوسری جگہ بھاگنا نہیں چاہیئے بلکہ طاعون کی وبا میں اپنی بستی ہی کے اندر خدا پر توکل کر کے صبر کے ساتھ رہنا چاہے اگر اس بیماری میں مر گیا تو شہید ہوگا اور طاعون کے ڈر سے بستی چھوڑ کر بھاگنے والے پر اتنا بڑا گناہ ہوتا ہے جتنا کہ جہاد کے دن میدان چھوڑ کر بھاگنے والوں پر گناہ ہوتا ہے اس لئے ہرگز ہرگز بھاگنا نہیں چاہے بلکہ اس بیماری میں صبر کے ساتھ اپنی ہی بستی میں مقیم رہنا چاہے کہ اس پر خداوند تعالیٰ نے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۳۶۲ اور ان دونوں کو ان کے فرائض و شرائط کے ساتھ خاص اللہ کے لئے بے سستی و نقصان کامل کرو۔ حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور مکّہ معظّمہ کے طواف کا اس کے لئے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے مسئلہ: حج بقول راجح ۹ھ میں فرض ہوا اس کے فرضیت قطعی ہے حج کے فرائض یہ ہیں۔ (۱) احرام (۲) عرفہ میں وقوف (۳) طواف زیارت۔ حج کے واجبات (۱) مزدلفہ میں وقوف (۲) صفا و مروہ کے درمیان سعی (۳) رمی جمار اور (۴) آفاقی کے لئے طواف رجوع اور (۵) حلق یا تقصیر عمرہ کے رکن طواف و سعی ہیں اور اس کی شرط احرام و حلق ہے حج و عمرہ کے چار طریقے ہیں۔ (۱) افراد بالحج وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل میقات سے یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور دل سے اس کی نیت کرے خواہ زبان سے تلبیہ کے وقت اس کا نام لے یا نہ لے (۲) افراد بالعمرہ وہ یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے خواہ وقت تلبیہ زبان سے اس کا ذکر کرے یا نہ کرے اور اس کے لئے اشہر حج میں یا اس سے قبل طواف کرے خواہ اس سال میں حج کرے یا نہ کرے مگر حج و عمرہ کے درمیان المام صحیح کرے اس طرح کہ اپنے اہل کی طرف حلال ہو کر واپس ہو۔ (۳) قران یہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کو ایک احرام میں جمع کرے وہ احرام میقات سے باندھا ہو یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل اول سے حج و عمرہ دونوں کی نیت ہو خواہ وقت تلبیہ زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے۔ (۴) تمتع یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور اشہر حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اس کے اشہر حج میں ہوں اور حلال ہو کر حج کے لئے احرام باندھے اور اسی سال حج کرے اور حج و عمرہ کے درمیان اپنے اہل کے ساتھ المام صحیح نہ کرے۔ (مسکین و فتح)

مسئلہ: اس آیت سے علماء نے قران ثابت کیا ہے۔

۳۶۳ حج یا عمرہ سے بعد شروع کرنے اور گھر سے نکلنے اور محرم ہو جانے کے یعنی تمہیں کوئی مانع ادائے حج یا عمرہ سے

الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

(آسانی سے) میسر آئے ف۳۶۴ اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے ف۳۶۵ پھر جو تم میں بیمار ہو

مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے ف۳۶۶ تو بدلہ دے روزے ف۳۶۷ یا خیرات ف۳۶۸ یا قربانی پھر

فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۫ وقفة فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے ف۳۶۹ تو اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے ف۳۷۰

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ

پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے ف۳۷۱ اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر

پیش آئے خواہ وہ دشمن کا خوف ہو یا مرض وغیرہ ایسی حالت میں تم احرام سے باہر آجاؤ۔

ف۳۶۴ اونٹ یا گائے یا بکری اور یہ قربانی بھیجنا واجب ہے۔

ف۳۶۵ یعنی حرم میں جہاں اس کے ذبح کا حکم ہے مسئلہ یہ قربانی بیرون حرم نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ: اس قربانی کے لیے یہ ضرور ہے کہ حرم میں ہو، بیرون حرم نہیں ہوسکتی اور سنت یہ کہ منیٰ میں ہو اور اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی فجر طلوع ہونے سے بارھویں کے غروب آفتاب تک ہے مگر یہ ضرور ہے کہ رَمی کے بعد ہو، رَمی سے پہلے کریگا تو دَم لازم آئے گا اور اگر بارھویں تک نہ کی تو ساقط نہ ہوگی بلکہ جب تک زندہ ہے قربانی اس کے ذمہ ہے۔

لباب المناسک والمسلک المتقسط، (باب القران، فصل فی ھدی القارن والمتمتع)، ص ۲۶۳

ف۳۶۶ جس سے وہ سر منڈانے کے لئے مجبور ہو اور سر منڈا لے۔

ف۳۶۷ تین دن کے

کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور یہ مُحرِم تھے اور ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جُوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں، ارشاد فرمایا: کیا یہ کیڑے تمھیں تکلیف دے رہے ہیں؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: 'سر مونڈا ڈالو اور تین صاع کھانا چھ مسکینوں کو دیدو یا تین روزے رکھو یا قربانی کرو'

صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز حلق الرأس...إلخ، الحدیث: ۸۳۔(۱۲۰۱)، ص ۶۱۸

ف۳۶۸ چھ مسکینوں کا کھانا ہر مسکین کے لئے پونے دو سیر گیہوں

ف۳۶۹ یعنی تمتع کرے۔

ف۳۷۰ یہ قربانی تمتع کی ہے حج کے شکر میں واجب ہوئی خواہ تمتع کرنے والا فقیر ہو، عید الضحیٰ کی قربانی نہیں جو فقیر و مسافر پر واجب نہیں ہوتی۔

عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ
جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو ۳۷۲ اور
ع ۲۴ ۸ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ
اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے حج کے کئی مہینہ ہیں جانے ہوئے ۳۷۳

۳۷۱ یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہے رکھ لے خواہ ایک ساتھ یا متفرق کر کے بہتر یہ ہے کہ ۷۔۸۔۹ ذی الحجہ کو رکھے۔

مسئلہ: قارِن کو اگر قربانی میسر نہ آئے کہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہیں، نہ اتنا اسباب کہ اُسے بیچ کر جانور خریدے تو دس روزے رکھے۔ ان میں تین تو وہیں یعنی یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک احرام باندھنے کے بعد رکھے، خواہ سات، آٹھ، نو، کو رکھے یا اس کے پہلے اور بہتر یہ ہے کہ نویں سے پہلے ختم کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر رکھے، تینوں کا پے در پے رکھنا ضرور نہیں اور سات روزے حج کا زمانہ گزرنے کے بعد یعنی تیرھویں کے بعد رکھے، تیرھویں کو یا اس کے پہلے نہیں ہو سکتے۔ ان سات روزوں میں اختیار ہے کہ وہیں رکھے یا مکان واپس آکر اور بہتر مکان پر واپس ہو کر رکھنا ہے اور ان دسوں روزوں میں رات سے نیت ضرور ہے۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب السابع فی قران والمتمتع، ج۱، ص۲۳۹
والدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص۶۳۶.

مسئلہ: اگر پہلے کے تین روزے نویں تک نہیں رکھے تو اب روزے کافی نہیں بلکہ دَم واجب ہوگا، دَم دے کر احرام سے باہر ہو جائے اور اگر دَم دینے پر قادر نہیں تو سر مونڈا کر یا بال کتروا کر احرام سے جُدا ہو جائے اور دو دَم واجب ہیں۔

الدرالمختار، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص۶۳۸.

مسئلہ: قادر نہ ہونے کی وجہ سے روزے رکھ لیے پھر حلق سے پہلے دسویں کو جانور مل گیا، تو اب وہ روزے کافی نہیں لہٰذا قربانی کرے اور حلق کے بعد جانور پر قدرت ہوئی تو وہ روزے کافی ہیں، خواہ قربانی کے دنوں میں قدرت پائی گئی یا بعد میں۔ یوہیں اگر قربانی کے دنوں میں سر نہ مونڈایا تو اگرچہ حلق سے پہلے جانور پر قادر ہو وہ روزے کافی ہیں۔

الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص۶۳۸

۳۷۲ مسئلہ: اہل مکہ کے لئے نہ تمتع ہے نہ قران اور حدود مواقیت کے اندر کے رہنے والے اہل مکہ میں داخل ہیں۔ مواقیت پانچ ہیں۔(۱) ذوالحلیفہ (۲) ذات عرق (۳) جحفہ (۴) قرن (۵) یلملم، ذوالحلیفہ: اہل مدینہ کے لئے ذات عرق اہل عراق کے لئے، جحفہ اہل شام کے لئے، قرن اہل نجد کے لئے، یلملم اہلِ یمن کے لئے۔

۳۷۳ شوال ذوالقعدہ اور دس تاریخیں ذی الحجہ کی حج کے افعال انہی ایام میں درست ہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے ان ایام سے پہلے حج کا احرام باندھا تو جائز ہے لیکن بکراہت

فَمَنۡ فَرَضَ فِیۡہِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الۡحَجِّ ؕ وَمَا

تو جواُن میں حج کی نیت کرے ف۳۷۴ تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا ف۳۷۵ حج کے وقت

تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یَّعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ؕ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی ۫ وَاتَّقُوۡنِ

تک اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے ف۳۷۶ اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے ف۳۷۷

یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ فَاِذَاۤ

اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو ف۳۷۸ تم پر کچھ گناہ نہیں ف۳۷۹ کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب عرفات

ف۳۷۴ یعنی حج کو اپنے اوپر لازم و واجب کرے احرام باندھ کر یا تلبیہ کہہ کر یا ہدی چلا کر اس پر یہ چیزیں لازم ہیں جن کا آگے ذکر فرمایا جاتا ہے۔

ف۳۷۵ رفث جماع یا عورتوں کے سامنے ذکر جماع یا کلام فحش کرنا ہے نکاح اس میں داخل نہیں۔

مسئلہ: مُحرِم یا مُحرِمَہ کا نکاح جائز ہے مجامعت جائز نہیں۔ فسوق سے معاصی وسیّأات اور جدال سے جھگڑا مراد ہے خواہ وہ اپنے رفیقوں یا خادموں کے ساتھ ہو یا غیروں کے ساتھ۔

ف۳۷۶ بدیوں کی ممانعت کے بعد نیکیوں کی ترغیب فرمائی کہ بجائے فسق کے تقویٰ اور بجائے جدال کے اخلاق حمیدہ اختیار کرو۔

ف۳۷۷ شانِ نزول: بعض یمنی حج کے لئے بے سامانی کے ساتھ روانہ ہوتے تھے اور اپنے آپ کو متوکل کہتے تھے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر سوال شروع کرتے اور کبھی غصب و خیانت کے مرتکب ہوتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ توشہ لے کر چلو اوروں پر بار نہ ڈالو سوال نہ کرو کہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ کا توشہ ساتھ لو جس طرح دینوی سفر کے لئے توشہ ضروری ہے ایسے ہی سفر آخرت کے لئے پرہیزگاری کا توشہ لازم ہے۔

ف۳۷۸ یعنی عقل کا مقتضٰی خوفِ الٰہی ہے جو اللہ سے نہ ڈرے وہ بے عقلوں کی طرح ہے۔

سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ ا کا فرمانِ عبرت نشان ہے، 'جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر شے سے خوف زدہ کرتا ہے۔'

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱، ص ۵۴۱، رقم الحدیث ۹۸۴)

حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ ص سے مروی ہے کہ سرورِ عالم، نورِ مجسم ا نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، 'مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کروں گا اور نہ اس کے لئے دو امن جمع کروں گا، اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے تو میں قیامت کے دن اسے خوف میں مبتلاء کروں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہے تو میں بروزِ قیامت اسے

اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ ۪ وَ اذۡکُرُوۡہُ کَمَا

سے پلٹو ؁۳۸۰ تو اللہ کی یاد کرو ؁۳۸۱ مشعر حرام کے پاس ؁۳۸۲ اور اس کا ذکر کرو جیسے

ھَدٰىکُمۡ ۚ وَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الضَّآلِّیۡنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِیۡضُوۡا مِنۡ حَیۡثُ

اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بے شک اس سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے ؁۳۸۳ پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو تم بھی

امن میں رکھوں گا۔'

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱، ص ۴۸۳، رقم الحدیث ۷۷۷)

حضرت سَیِّدُ نا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ کونین انے ارشاد فرمایا، 'اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسے آگ سے نکالو جس نے مجھے کبھی یاد کیا ہو یا کسی مقام میں میرا خوف کیا ہو۔'

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱، ص ۴۷۰، رقم الحدیث ۷۴۰)

؁۳۷۹ شانِ نزول: بعض مسلمانوں نے خیال کیا کہ راہِ حج میں جس نے تجارت کی یا اونٹ کرایہ پر چلائے اس کا حج ہی کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی

مسئلہ: جب تک تجارت سے افعالِ حج کی ادا میں فرق نہ آئے اس وقت تک تجارت مباح ہے۔

؁۳۸۰ عرفات ایک مقام کا نام ہے جو مَوقِف ہے ضحاک کا قول ہے کہ حضرت آدم وحوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے مقام پر جمع ہوئے اور دونوں میں تعارف ہوا اس لئے اس دن کا نام عرفہ اور مقام کا نام عرفات ہوا ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اس لئے اس دن کا نام عرفہ ہے

مسئلہ: عرفات میں وقوف فرض ہے کیونکہ افاضہ بلا وقوف متصور نہیں۔

؁۳۸۱ تلبیہ وتہلیل وتکبیر وثنا ودعا کہ ساتھ یا نماز مغرب وعشاء کے ساتھ۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ میں تشریف لائے یہاں مغرب وعشا کی نماز پڑھی پھر لیٹے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی، جب صبح ہوگئی اُس وقت اذان واقامت کے ساتھ نماز فجر پڑھی، پھر قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام میں آئے اور قبلہ کی جانب مونھ کر کے دعا وتکبیر وتہلیل وتوحید میں مشغول رہے اور وقوف کیا یہاں تک کہ خوب اُجالا ہو گیا اور طلوعِ آفتاب سے قبل یہاں سے روانہ ہوئے۔

صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۱۸، ص ۶۳۴

؁۳۸۲ مشعر حرام جبل قُزَح ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے

مسئلہ: وادیٔ مُحَسِّر کے سوا تمام مزدلفہ موقف ہے اس میں وقوف واجب بے عذر ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے اور مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے۔

؁۳۸۳ طریق ذکر وعبادت کچھ نہ جانتے تھے۔

اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَیْتُمْ

وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں و۳۸۴ اور اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر جب

مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًاؕ فَمِنَ

اپنے حج کے کام پورے کر چکو و۳۸۵ تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے و۳۸۶ بلکہ اس سے زیادہ اور

النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾

کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں

و۳۸۴ قریش مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے تھے اور سب لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف نہ کرتے جب لوگ عرفات سے پلٹتے تو یہ مزدلفہ سے پلٹتے اور اس میں اپنی بڑائی سمجھتے اس آیت میں انہیں حکم دیا گیا کہ سب کے ساتھ عرفات میں وقوف کریں اور ایک ساتھ پلٹیں یہی حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی سنت ہے۔

و۳۸۵ طریق حج کا مختصر بیان یہ ہے کہ حاجی ۸ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ سے منٰی کی طرف روانہ ہو وہاں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی فجر تک ٹھہرے اسی روز منٰی سے عرفات آئے بعد زوال امام دو خطبے پڑھے یہاں حاجی ظہر و عصر کی نماز امام کے ساتھ ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھے ان دونوں نمازوں کے لئے اذان ایک ہوگی اور تکبیریں دو اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت ظہر کے سوا کوئی نفل نہ پڑھا جائے اس جمع کے لئے امام اعظم ضروری ہے۔ اگر امام اعظم نہ ہو یا گمراہ بد مذہب ہو تو ہر ایک نماز علیحدہ اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے اور عرفات میں غروب تک ٹھہرے پھر مزدلفہ کی طرف لوٹے اور جبل قُزَح کے قریب اترے مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے عشاء کے وقت میں پڑھے اور فجر کی نماز خوب اوّل وقت خوب اندھیرے میں پڑھے وادی محسّر کے سوا تمام مزدلفہ اور بطن عُرنہ کے سوا تمام عرفات موقف ہے جب صبح خوب روشن ہو تو روزِ نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو منٰی کی طرف آئے اور بطنِ وادی سے جمرۂ عقبہ کی ۷ مرتبہ رمی کرے پھر اگر چاہے قربانی کرے پھر بال منڈائے یا کترائے پھر ایامِ نحر میں سے پھر طواف زیارت کرے پھر منٰی آ کر تین روز اقامت کرے اور گیارہویں کے زوال کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد کے قریب ہے پھر جو اس کے بعد ہے پھر جمرۂ عقبہ ہر ایک کی سات سات مرتبہ پھر اگلے روز ایسا ہی کرے پھر اگلے روز ایسا ہی پھر مکّہ مکرمہ کی طرف چلا آئے

(تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے)

حج کی معلومات کے لیے امیر اہل سنت دامت برکاتھم العالیۃ کی مایہ ناز تصنیف رفیق الحرمین کا مطالعہ فرمائیں۔

و۳۸۶ زمانہ جاہلیّت میں عرب حج کے بعد کعبہ کے قریب اپنے باپ دادا کے فضائل بیان کیا کرتے تھے۔ اسلام میں بتایا گیا کہ یہ شہرت و خود نمائی کی بیکار باتیں ہیں بجائے اس کے ذوق و شوق کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرو۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا

اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں

عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

عذاب دوزخ سے بچا و۳۸۷ ایسوں کو ان کی کمائی سے بھاگ (خوش نصیبی) ہے و۳۸۸ اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے و۳۸۹

مسئلہ: اس آیت سے ذکرِ جہر و ذکرِ جماعت ثابت ہوتا ہے۔

و۳۸۷ دعا کرنے والوں کی دو قسمیں بیان فرمائیں ایک وہ کافر جن کی دعا میں صرف طلبِ دنیا ہوتی تھی آخرت پر ان کا اعتقاد نہ تھا ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں دوسرے وہ ایمان دار جو دنیا و آخرت دونوں کی بہتری کی دعا کرتے ہیں۔

کافر اگر کوئی بظاہر نیک کام مثل تصدق وغیرہ کرے بھی تو اس کا بدلہ اسے دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے، آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں وہاں انھیں کچھ ہاتھ نہ آئے گا، جنت کا کھانا پینا کافروں کے لئے حرام ہے، پاکیزہ رزق اور زینت کے سامان آخرت میں خاص مسلمانوں کے لئے ہیں، کافروں کے اعمال کو اللہ تعالیٰ برباد کر کے ایسا کر دیتا ہے کہ جیسے روزن میں سے دھوپ آئے تو اس کے اندر ریزے سے اڑتے ہیں اور ہاتھ میں لو تو کچھ نہیں، کافروں کے اعمال کی یہ مثال ہے کہ شدید آندھی کے دن میں کہیں کچھ راکھ پڑی جسے آندھی کے جھونکے۔ اڑا لے گئے کہ اب وہ ذرے بھی نہیں دکھائی دیتے کچھ ہاتھ آنا تو بڑی بات ہے،

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۴]

مسئلہ: مؤمن دنیا کی بہتری جو طلب کرتا ہے وہ بھی امرِ جائز اور دین کی تائید و تقویت کے لئے اس لئے اس کی یہ دعا بھی امورِ دین سے ہے۔

حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'بیشک اللہ عزوجل حیّ اور کریم ہے یعنی وہ اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ کوئی بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور وہ اسے خالی لوٹا دے۔'

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب (۱۱۹)، رقم ۳۵۶۷، ج ۵، ص ۳۲۶)

حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'بیشک اللہ عزوجل رحیم اور کریم ہے اور اپنے بندے سے حیا فرماتا ہے کہ وہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے تو اللہ عزوجل ان ہاتھوں میں کوئی بھلائی نہ رکھے۔'

(مستدرک، کتاب الدعاء، باب ان اللہ عزوجل حی کریم یستحی من عبدہ رقم ۱۸۷۵، ج ۲، ص ۱۷۰)

و۳۸۸ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ دعا کسب و اعمال میں داخل ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ۚ وَ

اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں ۳۹۰ تو جو جلدی کر کے دو دن (رمی کر کے مکہ معظمہ) میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ

وآلہ وسلم اکثر یہی دعا فرماتے تھے 'اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ '

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا' کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہیں دشمنوں سے نجات دلائے اور تمہارے رزق میں اضافہ کردے؟ اپنے دن اور رات میں اللہ عزوجل سے دعا مانگا کرو کیونکہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔' (مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب الاستنصار بالدعاء، رقم ۱۸۱۹۹ ۱۰، ص ۲۲۱)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: 'دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور زمین وآسمان کا نور ہے۔'

(مستدرک، کتاب الدعا والتکبیر، باب الدعاء سلاح المومن، رقم ۱۸۵۵، ج ۲، ص ۱۶۲)

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا' اللہ عزوجل سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو کیونکہ اللہ عزوجل اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور خوشحالی کا انتظار کرنا سب سے افضل عبادت ہے۔'

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی انتظار الفرج وغیر ذالک، رقم ۳۵۸۲، ج ۵، ص ۳۳۳)

و۳۸۹ عنقریب قیامت قائم کر کے بندوں کا حساب فرمائے گا تو چاہئے کہ بندے ذکر و دعا و طاعت میں جلدی کریں۔ (مدارک وخازن)

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا' اللہ عزوجل فرماتا ہے، عنقریب قیامت کے دن جمع ہونے والے جان جائیں گے کہ کرم والے لوگ کون ہیں؟' عرض کیا گیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کرم والے لوگ کون ہیں؟' فرمایا' ذکر کی محفلیں قائم کرنے والے۔'

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الاذکار، رقم ۸۱۳، ج ۲، ص ۹۳)

حضرتِ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ' رحمٰن عزوجل کی بارگاہ میں کچھ لوگ ہونگے جو نہ تو انبیاء ہونگے نہ ہی شہداء، ان کے چہروں کی چمک لوگوں کی نگاہوں کو خیرہ کئے دیتی ہوگی انبیاء اور شہداء ان کے مرتبے اور ان کی بارگاہِ الٰہی میں قربت پر حیران ہوں گے،' عرض کیا گیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے؟' فرمایا' وہ لوگ مختلف قبائل سے آکر اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کیلئے جمع ہوکر تو اچھی باتوں سے لطف اندوز ہونے والے ہوں گے جیسے کھجور کھانے والا اس کے ذائقہ سے لطف اندوز ہوتا ہے۔'

(مجمع الزوائد، کتاب الاذکار باب ماجاء فی مجالس الذکر، رقم ۱۶۷۷۱، ج ۱۰، ص ۷۸)

ف۳۹۰ ان دنوں سے ایّام تشریق اور ذکر اللہ سے نمازوں کے بعد اور رمی جمار کے وقت تکبیر کہنا مراد ہے۔

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں، وہ یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

تنویر الأبصار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳،ص ۷۱، ۷۴، وغیرہ

مسئلہ: تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً واجب ہے یعنی جب تک کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو کہ اس نماز پر بنا نہ کر سکے، اگر مسجد سے باہر ہوگیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا کلام کیا اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہوگئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو کہہ لے۔

الدرالمختار' و'ردالمحتار'، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳،ص ۷۳۔

مسئلہ: تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اس کی اقتدا کی اگرچہ عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا اور اگر اس کی اقتدا نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔

'الدرالمختار'، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳،ص ۷۴۔

مسئلہ: نفل پڑھنے والے نے فرض والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی میں اس مقتدی پر بھی واجب ہے اگرچہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔

الدرالمختار' و'ردالمحتار'، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳،ص ۷۴۔

مسئلہ: نفل و سنت و وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔

'الدرالمختار' و'ردالمحتار'، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳،ص ۷۳۔

مسئلہ: اور دِنوں میں نماز قضا ہوگئی تھی ایّام تشریق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں۔ یوہیں ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں۔ یوہیں سال گذشتہ کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اس سال کے ایّام تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں، ہاں اگر اسی سال کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انھیں دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔

ردالمحتار'، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح إسماعیل، ج ۳،ص ۷۴۔

مسئلہ: منفرد پر تکبیر واجب نہیں۔ الجوہرۃ النیرۃ'، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین، ص ۱۲۲۔

مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ: امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی یا عورت ہو۔

الدرالمختار' و'ردالمحتار'، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳،ص ۷۶۔

مسئلہ: ان تاریخوں میں اگر عام لوگ بازاروں میں باعلان تکبیریں کہیں تو انہیں منع نہ کیا جائے۔

الدرالمختار'، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳،ص ۷۵۔

مَنْ تَاَخَّرَ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ اِلَیْهِ

نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں پرہیز گار کے لیے و۳۹۱ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اسی

تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ یُشْهِدُ

کی طرف اٹھنا ہے اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے و۳۹۲ اور اپنے دل

اللّٰهَ عَلٰى مَا فِیْ قَلْبِهٖ ۙ وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِی الْاَرْضِ

کی بات پر اللہ کو گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین

لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَ یُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَ اِذَا

میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں اور جب اس سے

قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَ

کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی و۳۹۳ ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت بُرا بچھونا (ٹھکانہ)

مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ

ہے اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے و۳۹۴ اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر

و۳۹۱ بعض مفسرین کا قول ہے کہ زمانہ جاہلیّت میں لوگ دو فریق تھے بعض جلدی کرنے والوں کو گناہ گار بتاتے تھے، بعض رہ جانے والوں کو، قرآنِ پاک نے بیان فرمادیا کہ ان دونوں میں کوئی گناہ گار نہیں۔

و۳۹۲ شانِ نزول: یہ ہے اور اس سے اگلی آیت اَخْنَس بن شَرِیْق منافق کے حق میں نازل ہوئی جو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت لجاجت سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا اور اپنے اسلام اور آپ کی محبت کا دعوٰی کرتا اور اس پر قسمیں کھاتا اور درپردہ فساد انگیزی میں مصروف رہتا تھا مسلمانوں کے مویشی کو اس نے ہلاک کیا اور ان کی کھیتی کو آگ لگادی۔

و۳۹۳ گناہ سے ظلم و سرکشی اور نصیحت کی طرف التفات نہ کرنا مراد ہے۔ (خازن)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن اِسی طرح کے ایک اِستِفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: اور حکم سُن کر گناہ پر ہٹ (یعنی ضد) کرنا استحقاقِ عذاب نار ہے۔

ابلیس کی پیروی سے حکمِ خدا و رسول پر نہ چلنا اور ظالم کے حکم پر چلنا گناہِ کبیرہ ہے، اِستحقاقِ جہنّم ہے۔ مگر کوئی مسلمان کیسا ہی فاسِق فاجِر ہو یہ خیال نہیں کرتا کہ اللہ و رسول کے حکم پر اس (یعنی ظالم) کے حکم کو ترجیح ہے۔ ایسا سمجھے تو آپ (یعنی خود) ہی کافِر ہے۔ وَالعِیاذ بِاللّٰہ تعالٰی۔ وَاللّٰہُ تَعالٰی اَعلَم۔ (فتاوٰی رضویہ ج 24 ص 348)

و۳۹۴ شانِ نزول: حضرت صہیب ابن سنان رومی مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَ لَا تَتَّبِعُوْا

مہربان ہے اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو ف۳۹۵ اور شیطان کے قدموں پر نہ

خدمت میں مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے مشرکین قریش کی ایک جماعت نے آپ کا تعاقب کیا تو آپ سواری سے اترے اور ترکش سے تیر نکال کر فرمانے لگے کہ اے قریش تم میں سے کوئی میرے پاس نہیں آ سکتا جب تک کہ میں تیر مارتے مارتے تمام ترکش خالی نہ کردوں اور پھر جب تک تلوار میرے ہاتھ میں رہے اس سے ماروں اس وقت تک تمہاری جماعت کا کھیت ہوجائے گا اگر تم میرا مال چاہو جو مکہ مکرمہ میں مدفون ہے تو میں تمہیں اس کا پتا بتادوں، تم مجھ سے تعرض نہ کرو وہ اس پر راضی ہوگئے اور آپ نے اپنے تمام مال کا پتا بتادیا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی حضور نے تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا: کہ تمہاری یہ جاں فروشی بڑی نافع تجارت ہے۔

ف۳۹۵ شان نزول: اہل کتاب میں سے عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعت موسوی کے بعض احکام پر قائم رہے شنبہ کی تعظیم کرتے اس روز شکار سے اجتناب لازم جانتے اور اونٹ کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کرتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ چیزیں اسلام میں تو مباح ہیں ان کا کرنا ضروری نہیں اور توریت میں ان سے اجتناب لازم کیا گیا ہے تو ان کے ترک کرنے میں اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہے اور شریعت موسوی پر عمل بھی ہوتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ اسلام کے احکام کا پورا اتباع کرو یعنی توریت کے احکام منسوخ ہوگئے اب ان سے تمسک نہ کرو (خازن)

مفسر قرآن حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب اسلامی زندگی میں لکھتے ہیں

انسان کو قدرت نے دو قسم کے اعضاء دیئے ہیں ایک ظاہری دوسرے چھپے ہوئے ظاہری عُضو تو صورت چہرا آنکھ، ناک، کان وغیرہ ہیں اور چھپے ہوئے عضو دل، دماغ، جگر وغیرہ۔ مسلمان کامل ایمان والا جب ہوسکتا ہے کہ صورت میں بھی مسلمان ہوا اور دل سے بھی یعنی اسلام کا اس پر ایسا رنگ چڑھے کہ صورت اور سیرت دونوں کو رنگ دے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ موجیں ماررہا ہو اس میں ایمان کی شمع جل رہی ہو اور صورت ایسی ہو جو اللہ عزوجل! کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پسند تھی یعنی مسلمان کی سی اگر دل میں ایمان ہے مگر صورت بھگوان داس کی سی تو سمجھ لو کہ اسلام میں پورے داخل نہ ہوئے سیرت بھی اچھی بناؤ اور صورت بھی۔ غور سے سنو! حضرت مغیرہ ابن شیبہ جو کہ اصحابی رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں، ایک بار ان کی مونچھیں کچھ بڑھ گئی تھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے مغیرہ! تمہاری مونچھیں بڑھ گئیں۔ کاٹ لو انہوں نے خیال کیا کہ گھر جا کر قینچی سے کاٹ دوں گا۔ مگر سرکاری فرمان ہوا کہ ہماری مسواک لو۔ اس پر بڑھے ہوئے بال رکھ کر چھری سے کاٹ دو۔ یعنی اتنی بھی مہلت نہ دی کہ گھر جا کر قینچی سے کاٹیں، نہیں یہاں ہی کاٹ دو جس سے معلوم ہوا کہ بڑی مونچھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ناپسند تھیں دنیا

میں ہزاروں پیغمبر تشریف لائے مگر کسی نبی نے نہ داڑھی منڈائی اور نہ مونچھیں رکھائیں، لہٰذا داڑھی فطرت یعنی سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے حدیث پاک میں ہے داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو اور مشرکین کی مخالفت کرو۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث ۲۵۹، ص ۱۵۴)

اس کے علاوہ بہت سے نقلی دلیلیں دی جا سکتی ہیں۔ مگر ہمارے نئے تعلیم یافتہ لوگ نقلی دلائل کے مقابلے عقلی باتوں کو زیادہ مانتے ہیں گویا گلاب کے پھول کے مقابلے میں گینڈے کے پھول ان کو زیادہ پیارے ہیں اس لئے عقلی باتیں بھی عرض کرتا ہوں سنو! اسلامی شکل اور اسلامی لباس میں اتنے فائدے ہیں

(۱) گورنمنٹ نے ہزاروں محکمے بنا دیئے ہیں، ریلوے، ڈاکخانہ، پولیس، فوج اور کچہری وغیرہ اور ہر محکمے کیلئے وردی علیحدہ علیحدہ مقرر کردی کہ اگر لاکھوں آدمیوں میں کسی محکمہ کا آدمی کھڑا ہو تو صاف پہچان میں آجاتا ہے، اگر کوئی سرکاری نوکر اپنی ڈیوٹی کے وقت اپنی وردی میں نہ ہو تو اس پر جرمانہ ہوتا ہے اگر بار بار کہنے پر نہ مانے تو برخاست کردیا جاتا ہے اسی طرح ہم بھی محکمہ اسلام اور سلطنت مصطفوی اور حکومت الٰہیہ کے نوکر ہیں ہمارے لئے علیحدہ شکل مقرر کردی کہ اگر لاکھوں کافروں کے بیچ میں کھڑے ہوں تو پہچان لئے جائیں کہ مصطفےٰ علیہ السلام کا غلام وہ کھڑا ہے اگر ہم نے اپنی وردی چھوڑ دی تو ہم بھی سزا کے مستحق ہوں گے۔

(۲) قدرت نے انسان کی ظاہری صورت اور دل میں ایسا رشتہ رکھا ہے کہ ہر ایک کا دوسرے پر اثر پڑتا ہے اگر آپ کا دل غمگین ہے تو چہرہ پر اداسی چھا جاتی ہے اور دیکھنے والا کہہ دیتا ہے کہ خیر تو ہے چہرہ کیوں اداس ہے دل میں خوشی ہے تو چہرہ بھی سرخ و سپید ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ دل کا اثر چہرہ پر ہوتا ہے اسی طرح اگر کسی کو دق (یعنی ٹی۔بی) کی بیماری ہے تو حکیم کہتے ہیں کہ اس کو اچھی ہوا میں رکھو اچھے اور صاف کپڑے پہناؤ اس کو فلاں دوا کے پانی سے غسل دو کہے بیماری تو دل میں ہے یہ ظاہری جسم کا علاج کیوں ہو رہا ہے اسی لئے کہ اگر ظاہر اچھا ہوگا تو اندر بھی اچھا ہو جائے گا۔

تندرست آدمی کو چاہیے کہ روزانہ غسل کرے صاف کپڑے پہنے صاف گھر میں رہے تو تندرست رہے گا۔ اسی طرح غذا کا اثر بھی دل پر پڑتا ہے۔ سؤر کھانا شریعت نے اسی لے حرام فرمادیا کہ اس سے بے غیرتی پیدا ہوتی ہے کیونکہ سؤر بے غیرت جانور ہے اور سؤر کھانے والی قومیں بھی بے غیرت ہوتی ہیں جس کا تجربہ ہو رہا ہے اگر چیتے یا شیر کی چربی کھائی جائے تو دل میں سختی اور بربریت پیدا ہوتی ہے چیتے اور شیر کی کھال پر بیٹھنا اسی لئے منع ہے کہ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے، غرضیکہ ماننا پڑے گا کہ غذا اور لباس کا اثر دل پر ہوتا ہے تو اگر کافروں کی طرح لباس پہنا گیا یا کفار کی سی صورت بنائی گئی تو یقیناً دل میں کافروں سے محبت اور مسلمانوں سے نفرت پیدا ہو جاوے گی غرضیکہ یہ بیماری آخر میں مہلک ثابت ہوگی اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ ' جو کسی دوسری قول سے مشابہت پیدا کرے وہ ان میں سے ہے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۸۳۲۷، ج ۶، ص ۱۵۱)

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کی سی صورت بناؤ تاکہ مسلمانوں ہی کی طرح سیرت پیدا ہو۔

(۳) ہندوستان میں اکثر ہندو مسلم فساد ہوتا رہتا ہے اور بہت جگہ سننے میں آیا کہ فساد کی حالت میں بعض مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے کیونکہ پہچانے نہ گئے کہ یہ مسلمان ہیں یا ہندو چنانچہ تیسرے سال جو بریلی اور پیلی بھیت میں ہندو

مسلم فساد ہوا اس جگہ سے خبریں کہ بہت سے مسلمانوں کوخود مسلمانوں نے ہندو سمجھ کرفنا کردیا۔ یہ اس نئے فیشن کی برکتیں ہیں میرے ولی نعمت مرشد برحق حضرت صدر الا فاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دام ظلہم نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم ریل میں سفر کررہے تھے کہ ایک اسٹیشن سے ایک صاحب سوار ہوئے جو بظاہر ہندو معلوم ہوتے تھے گاڑی میں جگہ تنگ تھی ایک لالہ جی سے ان کا جگہ لینے کا جھگڑا ہوگیا۔ لالہ جی کے ساتھی زیادہ تھے اس لئے لالہ جی نے ان حضرت کوخوب پیٹا مسلمان مسافر بیچ بچاؤ میں زیادہ نہ پڑے کیونکہ سمجھتے تھے کہ ہندو آپس میں لڑرہے ہیں ہمارا زیادہ زور دینا خلاف مصلحت ہے۔ بے چارے شامت کے مارے پٹ کٹ کر ایک طرف کھڑے ہوگئے جب اگلے اسٹیشن پر اترے تو انہوں نے کہا السلام علیکم تب معلوم ہوا کہ یہ حضرت مسلمان ہیں تب ہم نے افسوس کیا اور ان سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے فیشن نے آپ کو اس وقت پٹوایا۔

میں جب کبھی بازار وغیرہ جاتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ سلام کیسے کروں معلوم نہیں کہ ہندو کون ہے اور مسلمان کون؟ بہت دفعہ کسی کو کہا اسلام علیکم انہوں نے فرمایا بندگی صاحب ہم شرمندہ ہوگئے۔ میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں تک ہوسکے مسلمان کی دکان سے چیز خریدوں مگر دوکاندار کی شکل ایسی ہوتی ہے کہ پہچان نہیں ہوتی کہ یہ کون ہیں اگر دوکان پر کوئی بورڈ لگا ہے جس کے نام سے معلوم ہوگیا کہ یہ مسلمان کی دوکان ہے تو خیر ورنہ بہت دشواری ہوتی ہے غرضیکہ مسلمانوں کو چاہے کہ شکل اور لباس میں کفار سے علیٰحدہ رہیں

(۴) کسی کو نہیں معلوم کہ اس کی موت کہاں ہوگی۔ اگر ہم پردیس میں مرگئے جہاں ہمارا جان پہچان والا کوئی نہ ہو تو سخت مشکل درپیش ہوگی۔ لوگ پریشان ہوں گے کہ ان کو دفن کریں یا آگ میں جلادیں کیونکہ صورت سے پہچان نہ پڑے گی چنانچہ چند سال پیشتر علی گڑھ کے ایک صاحب کا ریل میں انتقال ہوگیا خبر ہونے پر رات میں میں نعش اتار لی گئی مگر اب یہ فکر ہوئی کہ یہ ہے کون؟ ہندو یا مسلمان اس کو سپردِ خاک کریں یا آگ میں ڈالیں آخر ان کا ختنہ دیکھا گیا تب پتہ لگا کہ یہ مسلمان ہیں خلاصہ یہ ہے کہ کفار کی سی شکل اور ان کا سا لباس زندگی میں بھی خطرناک ہے اور مرنے کے بعد بھی۔

(۵) زمین میں جب بیج بویا جاتا ہے تو اولاً ایک سیدھی سی شاخ ہی نکلتی ہے پھر آکر ہر طرف پھیلتی ہے پھر اس میں پھل نکلتے ہیں اگر کوئی شخص اس کی چوطرف کی شاخوں اور پتوں کو کاٹ ڈالے تو پھل نہیں کھاسکتا۔ اسی طرح کلمہ طیبہ ایک بیج ہے جو مسلمان کے دل میں بویا گیا، پھر صورت اور ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک کی طرف اس درخت کی شاخیں چلیں کہ اس کلمہ نے مسلمان کی آنکھ کو غیر صورتوں سے علیٰحدہ کردیا۔ ہاتھ کو حرام چیز کے چھونے سے روک دیا۔ صورت پر ایمانی آثار پیدا کردیئے کان کو غیبت سننے اور زبان کو جھوٹ بولنے غیبت کرنے سے روکا جو شخص دل سے مسلمان تو ہو مگر کافروں کی سی صورت بنائے اپنے ہاتھ، پاؤں، زبان، آنکھ، ناک، کان کو حرام کاموں سے نہ روکے وہ اسی شخص کی طرح ہوگا جو آم کا بیج بودے اور اس کی تمام شاخیں وغیرہ کاٹ ڈالے جس طرح وہ بیوقوف پھل سے محروم رہے گا اسی طرح یہ مسلمان اسلام کے پھلوں سے محروم رہے گا۔

(۶) پکا رنگ وہ ہوتا ہے جو کسی پانی یا دھوبی سے نہ چھوٹے اور کچا رنگ وہ جو چھوٹ جائے۔ تو اے مسلمانو! تم اللہ عزوجل! کے رنگ میں رنگ ہوئے ہو۔

خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ

چلو ف۳۹۶ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور اگر اس کے بعد بھی بچلو (پھسلو سیدھے راستے سے) کہ تمہارے پاس روشن حکم

الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ

آچکے ف۳۹۷ تو جان لو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے کاہے (کس چیز) کے انتظار میں ہیں ف۳۹۸ مگر یہی کہ

۲۵ ع ۱۴ ۹ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ قُضِیَ الْاَمْرُ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ ع

اللہ کا عذاب آئے چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں ف۳۹۹ اور کام ہو چکے اور سب کاموں کا رجوع اللہ کی

سَلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ كَمْ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ ؕ وَ مَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ

طرف ہے بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں ف۴۰۰ اور جو اللہ کی آئی ہوئی نعمت کو بدل

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے اللہ کی رینی (رنگائی) لی اور اللہ سے بہتر کس کی رینی (رنگائی)؟ (پ 1، البقرہ 138)

گر تم کفار کو دیکھ کر اپنے رنگ کو کھو بیٹھے تو جان لو کہ تمہارا رنگ کچا تھا۔ اگر پکا رنگ ہوتا تو اوروں کو رنگ آتے۔

ف۳۹۶ اس کے وساوس وشبہات میں نہ آؤ۔

ف۳۹۷ اور باوجود واضح دلیلوں کے اسلام کی راہ کے خلاف روش اختیار کرو۔

ف۳۹۸ ملّت اسلام کے چھوڑنے اور شیطان کی فرمانبرداری کرنے والے۔

ف۳۹۹ جو عذاب پر مامور ہیں۔

ف۴۰۰ کہ ان کے انبیاء کے معجزات کو ان کے صدق نبوت کی دلیل بنایا ان کے ارشاد اور ان کی کتابوں کو دین اسلام کی حقانیت کا شاہد کیا۔

تمام خوبیاں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لئے ہیں جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ایسا 'احد' ہے جو اپنی صفت سَرْمَدِیّت (یعنی ازلی وابدی ہونے) میں یکتا ہے۔ وہ ایسا 'فرد' ہے جو اپنی صفتِ ربوبیت (یعنی رب ہونے) میں یکتا ہے۔ وہ ایسا 'شکور' ہے جس کے علاوہ حقیقۃً کسی کا شکر کیا جاتا ہے نہ کسی کی حمد۔ وہ ایسا 'غفور' ہے جو سچی توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ ایسا بادشاہِ حقیقی ہے جس نے سب ممالک اور بادشاہوں کو فنا کیا جبکہ اس کی سلطنت کو کبھی زوال نہ آئے گا۔ وہ ایسا بلند رتبہ ہے جس کی طرف پاکیزہ کلمات بلند ہوتے ہیں۔ وہ ایسا حاکمِ مطلق ہے جس نے تمام اہلِ دنیا کی موت کا اٹل فیصلہ فرما دیا ہے لہٰذا کوئی بھی اس دُنیا میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اس نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ قابلِ حمد وستائش راہِ حق کی طرف لوگوں کی راہنمائی فرمائیں اور انہیں اس ہستی کے سامنے پردہ بنائے رکھا جس کے لئے بروزِ قیامت شفاعت اور لِوَاءُ الحمد (یعنی حمد کے جھنڈے) کا وعدہ ہے اور اس ہستی کو خَاتَمُ الاَنبیاء صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم بنا کر بھیجا تاکہ وہ لوگوں کے لئے راہِ ہدایت واضح فرمائیں۔

بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ

دے واا؎ تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے کافروں کی نگاہ میں دُنیا کی زندگی آراستہ کی گئی و۲۰۲؎

الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اور مسلمانوں سے ہنستے (مذاق کرتے) ہیں و۴۰۳؎ اور ڈر والے ان سے اوپر ہوں گے قیامت

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ

کے دن و۴۰۴؎ اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے لوگ ایک دین پر تھے و۴۰۵؎ پھر

وقف لازم

وا۰؎ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے آیات الٰہیہ مراد ہیں جو سبب رشد و ہدایت ہیں اور ان کی بدولت گمراہی سے نجات حاصل ہوتی ہے انہیں میں سے وہ آیات ہیں جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت وصفت اور حضور کی نبوت و رسالت کا بیان ہے یہود و نصارٰی کی تحریفیں اس نعمت کی تبدیل ہے۔

و۴۰۲؎ وہ اسی کی قدر کرتے اور اسی پر مرتے ہیں۔

و۴۰۳؎ اور سامان دنیوی سے ان کی بے رغبتی دیکھ کر ان کی تحقیر کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور صہیب و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھ کر کفار تمسخر کرتے تھے اور دولت دنیا کے غرور میں اپنے آپ کو اونچا سمجھتے تھے۔

حضرتِ سیدنا ابرھیم بن ادھم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کی وجہ سے اللہ عزوجل مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں۔' ارشاد فرمایا کہ 'وہ عمل جس کی وجہ سے اللہ عزوجل تم سے محبت فرمائے گا دنیا سے بے رغبتی ہے اور وہ عمل جس کی وجہ سے لوگ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے وہ یہ ہے کہ تمہارے پاس جو مال ہے اسے لوگوں کے سپرد کردو۔'

(الترغیب والترہیب، کتاب التوبۃ والزھد، الترغیب فی الزھد فی الدنیا، رقم ۲، ج ۴، ص ۷۵)

حضرتِ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا 'نیک لوگوں نے دنیا سے بے رغبتی سے بڑھ کر کسی عمل سے زینت حاصل نہیں کی۔'

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھد فی الدنیا، رقم ۱۸۰۵۹، ج ۱۰، ص ۵۱۰)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، 'دنیا سے بے رغبتی دل وجان کو راحت بخشتی ہے۔'

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھد فی الدنیا، رقم ۱۸۰۵۸، ج ۱۰، ص ۵۰۹)

و۴۰۴؎ یعنی ایماندار روز قیامت جناب عالیہ میں ہوں گے اور مغرور کفار جہنم میں ذلیل وخوار۔

اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ص وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے ف۴۰۶ اور ڈر سناتے ف۴۰۷ اور ان کے ساتھ سچی کتاب اُتاری ف۴۰۸ کہ

لِیَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ؕ وَ مَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ

وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے اور کتاب میں اختلاف انہیں نے ڈالا

اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ج فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِیْنَ

جن کو وہ دی گئی تھی ف۴۰۹ بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن حکم (دلائل) آچکے ف۴۱۰ آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے

اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى

ایمان والوں کو وہ حق بات سجھادی (ہدایت دے دی) جس میں جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ جسے چاہے سیدھی

صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ

راہ دکھائے کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی

الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ

سی رو داد (حالت) نہ آئی ف۴۱۱ پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں

ف۴۰۵ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہد نوح تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت پر تھے پھر ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا یہ بعثت میں پہلے رسول ہیں (خازن)

ف۴۰۶ ایمانداروں اور فرمانبرداروں کو ثواب کی (مدارک وخازن)

ف۴۰۷ کافروں اور نافرمانوں کو عذاب کا (خازن)

ف۴۰۸ جیسا کہ حضرت آدم وشیث وادریس پر صحائف اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت حضرت داؤد پر زبور حضرت عیسیٰ پر انجیل اور خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ پر قرآن۔

ف۴۰۹ یہ اختلاف تبدیل وتحریف اور ایمان وکفر کے ساتھ تھا جیسا کہ یہود ونصاریٰ سے واقع ھوا۔(خازن)

ف۴۱۰ یعنی یہ اختلاف نادانی سے نہ تھا بلکہ۔

ف۴۱۱ اور جیسی سختیاں ان پر گزر چکیں ابھی تک تمہیں پیش نہ آئیں

شان نزول: یہ آیت غزوۂ احزاب کے متعلق نازل ہوئی جہاں مسلمانوں کو سردی اور بھوک وغیرہ کی سخت تکلیفیں پہنچی تھیں اس میں انہیں صبر کی تلقین فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ راہِ خدا میں تکالیف برداشت کرنا قدیم سے خاصانِ خدا کا معمول رہا ہے۔ ابھی تو تمہیں پہلوں کی سی تکلیفیں پہنچی بھی نہیں ہیں بخاری شریف میں حضرت خباب بن ارت رضی

الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِؕ-اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ(۲۱۴)

تک کہ (بے قرار ہو کر) کہہ اٹھا رسول ۴۱۲ اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد ۴۱۳ سن لو بے شک اللہ کی

یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ۬ؕ-قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ

مدد قریب ہے تم سے پوچھتے ہیں ۴۱۴ کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں

وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِؕ-وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ

اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو بھلائی کرو ۴۱۵ بے شک اللہ اسے جانتا ہے ۴۱۶

اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سایہ کعبہ میں اپنی چادر مبارک سے تکیہ کئے ہوئے تشریف فرماتے تھے ہم نے حضور سے عرض کی کہ حضور ہمارے لئے کیوں دعا نہیں فرماتے ہماری کیوں مدد نہیں کرتے فرمایا تم سے پہلے لوگ گرفتار کئے جاتے تھے زمین میں گڑھا کھود کر اس میں دبائے جاتے تھے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے جاتے تھے اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت نوچے جاتے تھے اور ان میں کی کوئی مصیبت انہیں ان کے دین سے روک نہ سکتی تھی۔ (بخاری ج4 ص386 حدیث 6943)

ف۴۱۲ یعنی شدت اس نہایت کو پہنچ گئی کہ ان امتوں کے رسول اور ان کے فرمانبردار مومن بھی طلب مدد میں جلدی کرنے لگے باوجودیکہ رسول بڑے صابر ہوتے ہیں اور ان کے اصحاب بھی لیکن باوجود ان انتہائی مصیبتوں کے وہ لوگ اپنے دین پر قائم رہے اور کوئی مصیبت و بلا ان کے حال کو متغیر نہ کر سکی۔

ف۴۱۳ اس کے جواب میں انہیں تسلی دی گئی اور یہ ارشاد ہوا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایمان کے ساتھ زِندَگی گزارنے والا ہی کامیاب ہے، بڑا نازُک مُعامَلہ ہے، شیطان ہر وَقت ایمان کی گھات میں لگا رَہتا ہے۔ مصیبت آنے پر صَبْر کرتے ہوئے ہر حال میں ربِّ ذوالجلال عَزَّ وَجَلَّ کی رِضا پر راضی رَہنا چاہئے۔ پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ ہمارا مالِک و مُختار ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ جسے چاہے بے حساب جنّت میں داخِل فرمائے اور جسے چاہے امتحان میں مُبتلا کر کے صَبْر کی توفیق عطا فرما کر انعام و اِکرام کی بارِشیں فرمائے۔ مومِن کامِل وُہی ہے جو ہر حال میں ربِّ ذوالجلال عَزَّ وَجَلَّ کا شکر گزار بندہ بن کر رہے۔ مُصیبتوں کی وجہ سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر اعتراض کر کے خود کو ہمیشہ کیلئے جہنّم کے حوالے کر دینے والا شخص بَہُت ہی بڑا بدنصیب ہے۔ ہر مسلمان کو امتحان کے لئے تیّار رَہنا چاہئے

ف۴۱۴ شانِ نزول: یہ آیت عمرو بن جموع کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں اس آیت میں انہیں بتادیا گیا کہ جس قسم کا اور جس قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے اور مصارف اس کے یہ ہیں۔

مسئلہ: آیت میں صدقہ نافلہ کا بیان ہے ماں باپ کو زکوۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔ (جمل وغیرہ)

عَلِیْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ

تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے وے ۴۱۷ اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور

ف۴۱۵ یہ ہر نیکی کو عام ہے انفاق ہو یا اور کچھ اور باقی مصارف بھی اس میں آ گئے۔

ف۴۱۶ اس کی جزا عطا فرمائے گا۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرتِ سیدنا زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'اے عورتو! صدقہ کیا کرو اگر چہ اپنے زیورات ہی سے کرو۔' تو میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور ان سے کہا، 'آپ ایک تنگدست شخص ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے، جایئے اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے پوچھئے کہ اگر میں آپ پر صدقہ کروں تو کیا میری طرف سے صدقہ ادا ہو جائے گا ورنہ میں اسے آپ کے علاوہ کسی اور پر صدقہ کر دوں۔' تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا، 'تم خود ہی چلی جاؤ۔' لہٰذا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ انصار کی ایک عورت بھی یہی سوال کرنے کے لئے درِدولت پر حاضر ہے۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے مرعوب رہتیں تھیں چنانچہ جب حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف آئے تو ہم نے ان سے کہا، 'رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ دو عورتیں دروازے پر یہ سوال کرنے کے لئے کھڑی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہر اور اپنے زیرِ کفالت یتیموں پر صدقہ کریں تو کیا انکی طرف سے صدقہ ادا ہو جائے گا؟ اور اے بلال! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔'

تو حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے دریافت فرمایا، 'وہ عورتیں کون ہیں؟' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، 'انصار کی ایک عورت اور زینب ہے۔' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، 'کونسی زینب؟' عرض کیا، 'عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ۔' تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، 'ان دونوں کے لئے دُگنا اجر ہے، ایک رشتہ داری کا اور دوسرا صدقہ کا۔'
(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ..الخ، رقم ۱۰۰۰، ص ۵۰۱)

حضرتِ سیدنا ابو اُمَامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'رشتہ دار پر کئے جانے والے صدقہ کا ثواب دوگنا کر دیا جاتا ہے۔' (المعجم الکبیر، رقم ۷۸۳۴، ج ۸، ص ۲۰۶)

حضرتِ سیدنا سَلْمان بن عامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے میں دو صدقے ہیں، صدقہ اور صلہ رحمی۔'

هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ

وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے

ع ۲۶ ۱۰ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؑ ﴿۲۱۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ

اور تم نہیں جانتے و۴۱۸ تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم و۴۱۹ تم فرماؤ اس

(ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب استحبات ابتاء الم،،، الخ، رقم ۲۳۸۵، ج ۴، ص ۷۷)

و۴۱۷ مسئلہ: جہاد فرض ہے جب اس کے شرائط پائے جائیں اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر چڑھائی کریں تو جہاد فرض عین ہوتا ہے ورنہ فرض کفایہ۔

جہاد ابتدائً فرض کفایہ ہے کہ ایک جماعت نے کرلیا تو سب بری الذمہ ہیں اور سب نے چھوڑ دیا تو سب گنہگار ہیں اور اگر کفار کسی شہر پر اچانک حملہ کردیں تو وہاں والے مقابلہ کریں اور اون میں اتنی طاقت نہ ہو تو وہاں سے قریب والے مسلمان مدد کریں اور ان کی طاقت سے بھی باہر ہو تو جو ان سے قریب ہیں وہ بھی شریک ہوجائیں وعلٰی ہذا القیاس۔ الدرالمختار' و'ردالمحتار'، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۱۹۶۔۱۹۸۔

مسئلہ ۵: اگر کفار کسی شہر پر اچانک حملہ کردیں تو اس وقت فرض عین ہے یہاں تک کہ عورت اور غلام پر بھی فرض ہے اور اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ عورت اپنے شوہر سے اجازت لے بلکہ اجازت نہ دینے کی صورت میں بھی جائیں اور شوہر پر منع کرنے کا گناہ ہوا۔ یوہیں ماں باپ سے بھی اجازت لینے کی حاجت نہیں بلکہ مریض بھی جائے ہاں پرانا مریض کہ جانے پر قادر نہ ہو اوسے معافی ہے۔

البحرالرائق' کتاب السیر، ج ۵، ص ۱۲۲.

جہاد واجب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ اسلحہ اور لڑنے پر قدرت ہو اور کھانے پینے کے سامان اور سواری کا مالک ہو نیز اس کا غالب گمان ہو کہ مسلمانوں کی شوکت بڑھے گی۔ اور اگر اس کی امید نہ ہو تو جائز نہیں کہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

الفتاوی الھندیۃ'، کتاب السیر، الخ، ج ۲، ص ۱۸۸ و'الدرالمختار'، کتاب الجہاد، ج ۶، ص ۲۰۳.

و۴۱۸ کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے تو تم پر لازم ہے کہ حکم الٰہی کی اطاعت کرو اور اسی کو بہتر سمجھو چاہے وہ تمہارے نفس پر گراں ہو۔

یہ یاد رہے! کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے! کہ کس کے لئے کیا بہتر ہے۔ مثلاً کسی کا روزگار نہیں، یا گھر میں کھانسی کا مَرَض ہے۔ دعا کی گئی۔ مگر کھانسی رکتی ہی نہیں۔ اب کیا معلوم! کہ اسے کینسر کا مَرَض ہونا تھا، مگر کھانسی کے ذریعے بدل دیا گیا۔ کسی کو کینسر ہے، علاج کے لئے رقم نہیں، یا دعا کرائی مگر مَرَض صحیح نہیں ہوا، تو ہوسکتا ہے کینسر کا مَرَض دے کر اس کے بدلے ایمان وعافیت کی موت اور جنّت میں پیارے پیارے آقا صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کا پڑوس نصیب میں لکھ دیا گیا ہو۔

حضرت سیدنا ابوالورّاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ 'میں نے اللہ عزوجل سے ایک مرتبہ کوئی دعا مانگی تو اس نے میری دعا قبول فرمالی (اور مجھے اتنا نوازا) کہ میں (ساری عمر کے لئے) اپنی حاجت کو بھول گیا'۔

فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ

میں لڑنا بڑا گناہ ہے ۲۰ اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا

اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ لَا

اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا ۲۱ اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد ۲۲ قتل سے سخت تر

يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ

ہے ۲۳ اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے ۲۴ اور تم میں جو

مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ

کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور

تم دعا کے دوران اس حق کو قائم رکھو جو اللہ عزوجل کا تم پر ہے، اور اپنی خواہش ہی کے پیچھے مت پڑو کہ وہ خوب جانتا ہے کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے؟

ف۱۹ شانِ نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی اس نے مشرکین سے قتال کیا ان کا خیال تھا کہ وہ روز جمادی الاخریٰ کا آخر دن ہے مگر درحقیقت چاند ۲۹ کو ہوگیا تھا اور رجب کی پہلی تاریخ تھی اس پر کفار نے مسلمانوں کو عار دلائی کہ تم نے ماہ حرام میں جنگ کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق سوال ہونے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۲۰ مگر صحابہ سے یہ گناہ واقع نہیں ہوا کیونکہ انہیں چاند ہونے کی خبر ہی نہ تھی ان کے نزدیک وہ دن ماہ حرام رجب کا نہ تھا۔

مسئلہ: ماہائے حرام میں جنگ کی حرمت کا حکم آیہ 'اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ' سے منسوخ ہوگیا۔

ف۲۱ جو مشرکین سے واقع ہوا کہ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو سال حدیبیہ کعبہ معظمہ سے روکا اور آپ کے زمانہ قیام مکہ معظمہ میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اتنی ایذائیں دیں کہ وہاں سے ہجرت کرنا پڑی۔

ف۲۲ یعنی مشرکین کا کہ وہ شرک کرتے ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کو مسجد حرام سے روکتے اور طرح طرح کی ایذائیں دیتے ہیں۔

ف۲۳ کیونکہ قتل تو بعض حالات میں مباح ہوتا ہے اور کفر کسی حال میں مباح نہیں اور یہاں تاریخ کا مشکوک ہونا عذر معقول ہے اور کفار کے کفر کے لئے تو کوئی عذر ہی نہیں۔

ف۲۴ اس میں خبر دی گئی کہ کفار مسلمانوں سے ہمیشہ عداوت رکھیں گے کبھی اس کے خلاف نہ ہوگا اور جہاں تک ان

الْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

آخرت میں و۴۲۵ اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا وہ جو ایمان لائے اور

الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ

وہ جنہوں نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے (ہجرت کی) اور اللہ کی راہ میں لڑے وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں اور

اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۱۸﴾ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے و۴۲۵ تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے

سے ممکن ہوگا وہ مسلمانوں کو دین سے منحرف کرنے کی سعی کرتے رہیں گے۔'اِنِ اسْتَطَاعُوْا' سے مستفاد ہوتا ہے کہ بکرمہ تعالیٰ وہ اپنی مراد میں ناکام رہیں گے۔

و۴۲۵ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ارتداد سے تمام عمل باطل ہوجاتے ہیں آخرت میں تو اس طرح کہ ان پر کوئی اجر وثواب نہیں اور دنیا میں اس طرح کہ شریعت مرتد کے قتل کا حکم دیتی ہے اس کی عورت اس پر حلال نہیں رہتی وہ اپنے اقارب کا ورثہ پانے کا مستحق نہیں رہتا اس کا مال معصوم نہیں رہتا اس کی مدح وثنا وامداد جائز نہیں۔(روح البیان وغیرہ)

شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'جو اپنا دین تبدیل کرلے اس کی گردن مار دو۔'(کنز العمال، کتاب الایمان والاسلام، قسم الاقوال، باب الارتداد، الحدیث:۳۹۰، ج۱، ص۶۱)

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔'(صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب لایعذب بعذاب اللہ، الحدیث:۳۰۱۷، ص۲۴۲)

نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'جو اپنے دین سے پھر جائے یعنی مرتد ہوجائے اسے قتل کر دو۔(سنن ابی داوٗد، کتاب الحدود، باب حکم فیمن ارتد، الحدیث:۴۳۵۱، ص۱۵۴۰)

شانِ نزول: عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں جو مجاہدین بھیجے گئے تھے ان کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے اس لئے اس روز قتال کرنا گناہ تو نہ ہوا لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ ان کا یہ عمل جہاد مقبول ہے اور اس پر انہیں امیدوار رحمت الٰہی رہنا چاہئے اور یہ امید قطعاً پوری ہوگی۔(خازن)

مسئلہ: 'یَرْجُوْنَ' سے ظاہر ہوا کہ عمل سے اجر واجب نہیں ہوتا بلکہ ثواب دینا محض فضلِ الٰہی ہے۔

و۴۲۵ (الف) اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:'اللہ عزوجل پر کسی کا کوئی حق واجب نہیں ہے، اللہ عزوجل جو چاہتا کرتا ہے، جسے چاہے اپنی رحمت سے نواز دے اور جسے چاہے عذاب میں مبتلا کردے، عرش سے فرش اور تحت الثریٰ تک جو کچھ ہے وہ سب کا سب اللہ عزوجل کے قبضے میں

وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ؕ

اورلوگوں کے لیے کچھ دنیوی نفع بھی اوران کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے ف۲۶۴ اورتم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں ف۲۶۵

ہے، ساری مخلوق اسی کی ہے، ہر چیز کا خالق وہ ہی ہے، اللہ عزوجل کے سوا کوئی پیدا کرنے والانہیں ہے توان سب کے باوجود تُو اللہ عزوجل کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا ہے؟

اللہ عزوجل جسے چاہے اور جس طرح چاہے حکومت وسلطنت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے واپس لے لیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت میں مبتلا کردیتا ہے، اللہ عزوجل کی بہتری سب پر غالب ہے اور وہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔' (فتوح الغیب، مترجم، ص ۸۰)

ف۲۶۴ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر شراب کا ایک قطرہ کنویں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو اس میں اپنے جانوروں کو نہ چراؤں سبحان اللہ گناہ سے کس قدر نفرت ہے۔ 'رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی اِتِّبَاعُھُمْ ' شراب ۳ھ میں غزوۂ احزاب سے چند روز بعد حرام کی گئی اس سے قبل یہ بتایا گیا تھا کہ جوئے اور شراب کا گناہ اس کے نفع سے زیادہ ہے نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ سرور پیدا ہوتا ہے یا اس کی خرید وفروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے اور جوئے میں کبھی مفت کا مال ہاتھ آتا ہے اور گناہوں اور مفسدوں کا کیا شمار عقل کا زوال غیرت وحمیت کا زوال عبادات سے محرومی لوگوں سے عداوتیں سب کی نظر میں خوار ہونا دولت و مال کی اضاعت ایک روایت میں ہے کہ جبریل امین نے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند ہیں۔ حضور نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ ایک تو یہ ہے کہ میں نے شراب کبھی نہیں پی، یعنی حکم حرمت سے پہلے بھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے اور میں چاہتا تھا کہ عقل اور بھی تیز ہو، دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی بت کی پوجانہیں کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے نہ نفع دے سکے نہ ضرر، تیسری خصلت یہ ہے کہ کبھی میں زنا میں مبتلا نہ ہوا کہ اس کو بے غیرتی سمجھتا تھا، چوتھی خصلت یہ تھی کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں اس کو کمینہ پن خیال کرتا تھا،

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جہنم کے خطرات میں لکھتے ہیں:

شراب

شراب کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُمُّ الخبائث یعنی تمام گناہوں کی جڑ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اِس کو حرام فرمایا اور حدیثوں میں بھی کثرت سے اِس کی حُرمت اور مخالفت کا ذکر آیا ہے شراب کی برائی کے بارے میں چند حدیثیں بھی پڑھ لیجئے۔ چنانچہ

حدیث:۱

حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب کے بارے میں دریافت کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ان کو منع فرمادیا تو اُنہوں نے کہا کہ میں تو صرف دوا ہی کیلئے شراب بناتا ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دوا نہیں ہے بلکہ یہ ایک بہت بڑی بیماری ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب تحریم التداوی بالخمر، الحدیث ۱۹۸۴، ص ۱۰۹۷)

حدیث:۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شراب پی لے گا چالیس دن تک اُس کی نماز قبول نہیں ہوگی لیکن اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ پھر اگر دوبارہ اس نے شراب پی لی تو پھر چالیس دن تک اُس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ لیکن اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ پھر اگر اس نے تیسری بار شراب پی لی تو پھر چالیس دنوں تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی لیکن اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ پھر اگر چوتھی مرتبہ اس نے شراب پی لی تو پھر چالیس دنوں تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی لیکن اس کے بعد اگر اس نے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور قیامت کے دن اس کو جہنم میں دوزخیوں کی پیپ کی نہر میں سے پلایا جائے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی شارب الخمر، الحدیث ۱۸۶۹، ج ۳، ص ۳۴۱)

حدیث:۳

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ لائے تو اس کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الاشربۃ، باب ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام، الحدیث ۱۸۷۲، ج ۳، ص ۳۴۳)

حدیث:۴

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے یہاں ایک یتیم لڑکے کی شراب رکھی ہوئی تھی۔ جب سورہ مائدہ نازل ہوئی (اور شراب حرام ہوگئی) تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا اور یہ بھی کہا کہ وہ ایک یتیم کی ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو بہادو۔

(سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی النھی للمسلم ...الخ، الحدیث ۱۲۶۷، ج ۳، ص ۳۳)

حدیث:۵

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل ہیں کہ اُنہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میں نے چند یتیموں کے لئے شراب خریدی ہے جو میری پرورش میں ہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ شراب کو بہادو اور مٹکوں کو توڑ ڈالو۔

(سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی بیع الخمر والنھی عن ذالک، الحدیث ۱۲۹۷، ج ۳، ص ۴۶)

قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِي الدُّنْيَا وَ

تم فرماؤ جو فاضل بچے ۴۲۸ اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم دنیا اور آخرت کے کام سوچ کر کرو ۴۲۹ اور

مسئلہ: شطرنج تاش وغیرہ ہار جیت کے کھیل اور جن پر بازی لگائی جائے سب جوئے میں داخل اور حرام ہیں۔

(روح البیان)

جوا

جوا کھیلنا اور جوئے کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی حرام، اور اس کا استعمال گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔قرآن نے اسے حرام فرمایا اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جوا کھیلنے کی حرمت اور ممانعت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

حدیث:۱

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ُنرد ُ(جوا کھیلنے کا آلہ) سے کھیلے اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب اللعب بالنرد، الحدیث ۳۷۶۲، ج ۴، ص ۲۳۰۔سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی النھی عن اللعب بالنرد، الحدیث ۴۹۳۸، ج ۴، ص ۳۷۱)

حدیث:۲

حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نردشیر (جوا کھیلنے کا سامان) سے جوا کھیلا تو گویا اُس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبویا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب اللعب بالنرد، الحدیث ۳۷۶۳، ج ۴، ص ۲۳۱۔سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی النھی عن اللعب بالنرد، الحدیث ۴۹۳۹، ج ۴، ص ۳۷۱)

مسائل وفوائد

جوا کھیلنا حرام وگناہ ہے اور اس سے حاصل کی ہوئی کمائی بھی حرام و ناجائز ہے اور جوا کھیلنے کے تمام سامان وآلات کو خریدنا، بیچنا اور استعمال کرنا ناجائز وگناہ ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ جوا کھیلنے کے آلات کو اگر کوئی توڑ پھوڑ ڈالے تو اُس سے کوئی تاوان نہیں لیا جائے گا۔ اِس زمانہ میں لاٹری کا بہت رواج ہے مگر خوب سمجھ لو! کہ یہ بھی ایک قسم کا جوا ہے اور اِس کے ذریعہ انعام کے نام سے جو رقم ملتی ہے وہ جوئے کے ذریعے کمائی ہے لہٰذا یہ بھی ناجائز ہی ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے بچنا شرعاً لازم وضروری ہے۔

۴۲۷ شانِ نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ مقدار ارشاد فرمائیں کتنا مال راہِ خدا میں دیا جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن)

۴۲۸ یعنی جتنا تمہاری حاجت سے زائد ہو۔ ابتدائے اسلام میں حاجت سے زائد مال کا خرچ کرنا فرض تھا صحابہ کرام اپنے مال میں سے اپنی ضرورت کی قدر لے کر باقی سب راہ خدا میں تصدّق کردیتے تھے۔ یہ حکم آیت زکوۃ

الْاٰخِرَةِ ؕ وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰىؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ

تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں ف۳۰۴ تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے (اسلامی) بھائی

فَاِخْوَانُكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْؕ اِنَّ

ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے (فسادی) کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک

سے منسوخ ہو گیا۔

ف۲۹۴ کہ جتنا تمہاری دنیوی ضرورت کے لئے کافی ہو وہ لے کر باقی سب اپنے نفع آخرت کے لئے خیرات کردو (خازن)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور اللہ عزوجل بندے کے عفو ودرگزر کے سبب اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے اور جو اللہ عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔'

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب العفو والتواضع، رقم ۲۵۸۸، ص ۱۳۹۷)

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، 'اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلو اور مشغولیت سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرلو اور اللہ عزوجل کا کثرت سے ذکر کرنے اور پوشیدہ اور ظاہری طور پر کثرت سے صدقہ کے ذریعے اللہ عزوجل سے اپنا رابطہ جوڑ لو تو تمہیں رزق دیا جائے گا اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری مصیبتیں دور کی جائیں گی۔'

(ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، فی فرض الجمعۃ، رقم ۱، ج ۲، ص ۵)

حضرتِ سیدنا عُقبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'بیشک کسی شخص کا صدقہ اس کی قبر سے گرمی کو دور کر دیتا ہے اور قیامت کے دن مؤمن اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا۔'

(المعجم الکبیر، عن عقبہ، رقم ۷۸۸، ج ۱۷، ص ۲۸۶)

ف۳۰۴ کہ ان کے اموال کو اپنے مال سے ملانے کا کیا حکم ہے شان نزول آیت 'اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا' [پ ۴ آیت ۱۰ سورہ النساء] کے نزول کے بعد لوگوں نے یتیموں کے مال جدا کر دیئے اور ان کا کھانا پینا علیحدہ کر دیا اس میں یہ صورتیں بھی پیش آئیں کہ جو کھانا یتیم کے لئے پکایا اور اس میں سے کچھ بچ رہا وہ خراب ہو گیا اور کسی کے کام نہ آیا اس میں یتیموں کا نقصان ہوا یہ صورتیں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر یتیم کے مال کی حفاظت کی نظر سے اس کا کھانا اس کے اولیاء اپنے کھانے کے ساتھ ملا لیں تو اس کا کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یتیموں کے فائدے کے لئے ملانے کی اجازت دی گئی۔

اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنۡکِحُوا الۡمُشۡرِکٰتِ حَتّٰی یُؤۡمِنَّ ؕ وَلَاَمَۃٌ مُّؤۡمِنَۃٌ

اللہ زبردست حکمت والا ہے اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہوجائیں ف۴۳۱ اور بے شک مسلمان

خَیۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِکَۃٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَتۡکُمۡ ۚ وَلَا تُنۡکِحُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ حَتّٰی یُؤۡمِنُوۡا ؕ

لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے ف۴۳۲ اگرچہ وہ تمہیں بھاتی (پسند) ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں ف۴۳۳

وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَیۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِکٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَکُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ یَدۡعُوۡنَ اِلَی النَّارِ ۚۖ

اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں ف۴۳۴

ف۴۳۱ شانِ نزول: حضرت مرثد غَنَوی ایک بہادر شخص تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مکّہ مکرّمہ روانہ فرمایا تاکہ وہاں سے تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں وہاں عناق نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت رکھتی تھی حسین اور مالدار تھی جب اس کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے پاس آئی اور طالب وصال ہوئی آپ نے بخوفِ الٰہی اس سے اعراض کیا اور فرمایا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا تب اس نے نکاح کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ یہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت پر موقوف ہے اپنے کام سے فارغ ہوکر جب آپ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کرکے نکاح کی بابت دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر احمدی) بعض علماء نے فرمایا جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کرے وہ مشرک ہے خواہ اللہ کو واحد ہی کہتا ہو اور توحید کا مدعی ہو (خازن)

ف۴۳۲ شانِ نزول: ایک روز حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کسی خطا پر اپنی باندی کے طمانچہ مارا پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اس کا ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حال دریافت کیا عرض کیا کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور حضور کی رسالت کی گواہی دیتی ہے۔ رمضان کے روزے رکھتی ہے خوب وضو کرتی ہے اور نماز پڑھتی ہے حضور نے فرمایا وہ مؤمنہ ہے آپ نے عرض کیا: تو اس کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا میں اس کو آزاد کرکے اس کے ساتھ نکاح کروں گا اور آپ نے ایسا ہی کیا اس پر لوگوں نے طعنہ زنی کی کہ تم نے ایک سیاہ فام باندی کے ساتھ نکاح کیا باوجودیکہ فلاں مشرکہ حرّہ عورت تمہارے لئے حاضر ہے وہ حسین بھی ہے مالدار بھی ہے اس پر نازل ہوا۔ وَلَاَمَۃٌ مُّؤۡمِنَۃٌ، یعنی مسلمان باندی مشرکہ سے بہتر ہے خواہ مشرکہ آزاد ہو اور حسن و مال کی وجہ سے اچھی معلوم ہوتی ہو۔

ف۴۳۳ یہ عورت کے اولیاء کو خطاب ہے

مسئلہ: مسلمان عورت کا نکاح مشرک و کافر کے ساتھ باطل و حرام ہے۔

ان تمام آیتوں میں شرک سے مراد کفر ہے کیوں کہ مومنہ کا کسی کافر مرد سے نکاح جائز نہیں۔ کوئی کفر جس پر انسان مرجاوے بخشا نہ جاوے گا۔ مومن ہر کافر سے بہتر ہے۔ اگر یہاں شرک کے معنی صرف بت پرستی کیا جاوے تو غلط ہوگا۔

ف۴۳۴ تو ان سے اجتناب ضروری اور ان کے ساتھ دوستی وقرابت ناروا۔

شیخ طریقت امیر اہلسنت، بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب میں لکھتے ہیں ؛

کیا مُسلمان اور کافِر برابر ہیں؟

سُوال: ایک بوڑھا آدمی لوگوں میں بیٹھ کر کہہ رہا تھا: 'اِنسانیَّت کی خدمت کرنی چاہیئے ، چاہے مسلمان ہو یا کافِر ، اللہ کے یہاں سب انسان برابر ہیں ، بخشش کا دارو مدار عقیدے پر نہیں عمل پر ہے۔' حاضِرین اُس کی ہر بات پر اِثبات (یعنی تائید) میں سر ہِلا رہے تھے۔ حکمِ شَرعی ارشاد ہو۔

جواب: بوڑھے کی یہ باتیں کُفرِیّات سے بھرپور ہیں۔ وہ بوڑھا اور جو معنیٰ سمجھنے کے باوُجود تائید میں سر ہِلا رہے تھے وہ سب کافِر و مُرتَد ہو گئے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے یہاں سب انسان ہرگز برابر نہیں۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ پارہ 28 سُورۃُ الحَشر کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجَمۂ کنزالایمان: دوزخ والے اور جنّت والے برابر نہیں۔

اور پارہ 2 سُورَۃُ البَقَرَہ آیت نمبر 221 میں ارشادِ ربانی ہے:

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک مسلمان غلام ، مُشرِک سے اچّھا ہے اگرچِہ وہ تمہیں بھاتا ہو۔

سماجی کارُکن

دراصل جن کو سماجی خدمت کی لگن کے ساتھ ساتھ نام و نُمود کی بھی دُھن ہوتی ہے وہ لوگ عُمُوماً اِنسانیَّت کی بُنیاد پر بلاامتیازِ مذہب ہر ضَر ورتمند انسان کی خدمت کرتے ہیں ، شیطان ایسوں کو اپنا کھلونا بنالیتا ہے اور لوگوں کی مُصیبتیں دِکھا دِکھا کر اُن کے دل میں باغِیانہ وَسوسے ڈالتا ہے، جس کی بِنا پر بعض اَوقات ان کی توجُّہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی حکمتوں کی طرف سے ہٹ جاتی ہے اور پھر وہ دُکھیاروں کی ہمدردی کی رَو میں بہ کر مَعاذَاللہ عَزَّ وَجَلَّ کُفرِیّات بکنے لگتے ہیں۔ ایک بار میری (سگِ مدینہ عُفِیَ عنہ کی) ملاقات اسی طرح کے ایک انتہائی سرگرم سماجی لیڈر سے ہوئی ، دورانِ گفتگو جذبات میں آکر اُس نے مَعاذَاللہ کچھ اس طرح سے کُفرِیّات بکنے شروع کر دیئے: 'غریب بھوکے مر رہے ہیں ، اللہ کے یہاں فقط صَبر ہے ، اللہ خود زمین پر آکر صَبر کرے یا آسمان سے کسی کو بھیج کر اُسے صَبر کروا کر دیکھے تو اس کو پتا چلے کہ صَبر کس طرح ہوتا ہے!!!' یہ کُفریات سے بھرپور گفتگو سن کر میں تو ہکّا بکّا رَہ گیا۔ بعد میں کسی طرح ترکیب بنی اور اَلحمدُ للہ عَزَّ وَجَلَّ اُسے توبہ کروانے میں کامیابی حاصل ہوگئی۔

کلِمۂ کُفر کی تائید بھی کُفر ہے

بعض اوقات سِیاسی قائِدین ، اَفسران اور ضَر ورت سے زیادہ پڑھے لکھے' لوگ بھی مذکورہ انداز میں کُفرِیّات بکتے اور لوگ ہاں میں ہاں کر رہے ہوتے ہیں بلکہ بعض تو اتنے بکواسی ہوتے ہیں کہ کُفرِیّات بکتے جاتے ہیں اور حاضِرین سے دادوُصُول کرنے کے انداز میں پوچھتے بھی جاتے ہیں: کیوں بھئی! میں غَلَط تو نہیں کہہ رہا؟ حاضِرین کیلئے یہ موقع سخت آزمائش کا ہوتا ہے بعض لوگ ایسے موقع پر نہ چاہتے ہوئے بھی مُرُوّت میں ہاں میں ہاں ملا دیتے اور خود کو کفر کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں۔

وَ اللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖۚ وَ یُبَیِّنُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا (رغبت دلاتا) ہے اپنے حکم (ارادہ کرم) سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے

ع ۲۷ یَتَذَكَّرُوْنَ۠ (۲۲۱) وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِؕ قُلْ هُوَ اَذًىۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ

کہ کہیں وہ نصیحت (قبول کریں) مانیں اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم ف۴۳۵ تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو

کیوں کہ جو کُفری بات سمجھنے کے باوُجود ہاں میں ہاں ملائے اُس پر بھی حکمِ کفر ہے۔ یاد رکھئے! کافروں سے دوستی حرام ہے، کُفّار کی دوستی کا ایک مَنفی اثر یہ بھی ہے کہ وہ کُفریّات بک کر نام کے مسلمان سے ہاں میں ہاں کروا کر اُسے کُفر کے غار میں دھکیلتے رہتے ہیں۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمارا ایمان سلامت رکھے۔

اٰمین بجاہِ النَّبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

کافِر سے دوستی رکھنا حرام ہے

سُوال: کافِر سے دوستی رکھنا کیسا ہے؟

جواب: حرام ہے۔ یاد رکھئے! بُری صُحبت بُرا رنگ لاتی ہے، جو لوگ کُفّار کے مُمالِک میں تعلیم یا رُوزگار کے سلسلے میں جاتے اور وہاں کُفّار کی صحبتیں اپناتے ہیں نیز جو لوگ اسلامی ممالِک میں بھی کفّار کو دوست بناتے اور ان سے دوستیاں رَچاتے ہیں اُن سب کے لئے لمحۂ فکریّہ ہے۔ خزائنُ العرفان صَفْحَہ 96 پر ہے: ’کُفّار سے دوستی و مَحَبَّت ممنوع و حرام ہے۔ انہیں راز دار بنانا، ان سے مُوالات (یعنی باہمی اتّحاد) کرنا ناجائز ہے۔ اگر جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت صِرف ظاہری برتاؤ جائز ہے۔‘

پارہ 3 سورۂ اٰلِ عمران کی 28 ویں آیتِ کریمہ میں خدائے رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

ترجمۂ کنزالایمان: مسلمان، کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا، اور جو ایسا کریگا اسے اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) سے کچھ عِلاقہ نہ رہا۔ (پ 3 اٰلِ عمران 28)

یاد رکھئے! بُری صُحبت بُرا رنگ لاتی ہے، جو لوگ کُفّار کے مُمالِک میں تعلیم یا رُوزگار کے سلسلے میں جاتے اور وہاں کُفّار کی صحبتیں اپناتے ہیں نیز جو لوگ اسلامی ممالِک میں بھی کفّار کو دوست بناتے اور ان سے دوستیاں رَچاتے ہیں اُن سب کے لئے لمحۂ فکریّہ ہے۔

کافِر سے مَحَبَّت کرنے کا حکم

سُوال: کیا کافِر سے مَحَبَّت بھی نہیں رکھ سکتے؟

جواب: جی نہیں۔ ان سے نہ دوستی رکھ سکتے ہیں نہ ہی مَحَبَّت۔ چُنانچہ مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان تفسیرِ نعیمی میں فرماتے ہیں: کُفّار سے مَحَبَّت سخت منع ہے۔ اس کی مُمانَعت میں بَہُت آیتیں اور بے شمار حدیثیں وارِد ہوئیں۔ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمۂ کنزالایمان: یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ (پ 6 المائدہ 51)

ف۴۳۵ شانِ نزول: عرب کے لوگ یہود و مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے کمال نفرت کرتے تھے ساتھ کھانا پینا ایک

فِی الْمَحِیْضِ ۙ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ

حیض کے دنوں اوران سے نزدیکی نہ کروجب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہوجائیں توان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں

اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (۲۲۲) نِسَآؤُكُمْ

اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو تمہاری عورتیں تمہارے

حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ

لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو ۴۳۶ اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو ۴۳۷ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور

مکان میں رہنا گوارا نہ تھا بلکہ شدت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے اور نصارٰی اس کے برعکس حیض کے ایام میں عورتوں کے ساتھ بڑی محبت سے مشغول ہوتے تھے اور اختلاط میں بہت مبالغہ کرتے تھے مسلمانوں نے حضور سے حیض کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور افراط وتفریط کی راہیں چھوڑ کر اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی اور بتادیا گیا کہ حالتِ حیض میں عورتوں سے مجامعت ممنوع ہے۔

حیض ونفاس کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری حرام ہے اور عورت کی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک بدن کے کسی حصہ پر بھی ہاتھ لگانا یا اپنے بدن کے کسی حصہ سے اس کو چھونا حرام ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حیض والی عورت سے جماع کرے یا عورت کے پچھلے مقام میں جماع کرے یا کاہن (نجومی وغیرہ) کے پاس جائے تو اس نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم پر نازل کی ہوئی شریعت کے ساتھ کفر کیا۔

(سنن الترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ اتیان.....الخ، الحدیث: ۱۳۵، ج۱، ص۱۸۵)

مطلب یہ ہے کہ اگر ان کاموں کو حلال جان کر کیا تو وہ یقیناً کافر ہوگیا کیونکہ اللہ عزوجل کے حرام کو حلال جاننا کفر ہے اور اگر ان کاموں کو حرام مانتے ہوئے کرلیا تو سخت گنہگار ہوا اور مسلمان ہوتے ہوئے کفر کا کام کیا۔ واللہ تعالٰی اعلم

حیض ونفاس کی حالت میں عورت کے ساتھ کھانا، پینا اور سونا جائز ہے صرف صحبت کرنا اور ناف سے لے کر گھٹنے تک کے بدن کو چھونا حرام ونا جائز ہے۔ (فقط واللہ تعالٰی اعلم)

۴۳۶ یعنی عورتوں کی قربت سے نسل کا قصد کرو نہ قضاء شہوت کا۔

۴۳۷ یعنی اعمال صالحہ یا جماع سے قبل بسم اللہ پڑھنا۔

جماع کے آداب

(ہم بستری کرنے والے کو چاہیے کہ) خوشبو لگائے، اچھی گفتگو کرے، محبت کا اظہار کرے، شہوت کے ساتھ بوس وکنار کرے، چاہت ودلچسپی کا اظہار کرے، پھر بِسْمِ اللہ شریف پڑھے، ستر کو کسی کپڑے وغیرہ سے چھپالے اور قبلہ کی سمت رخ نہ کرے۔

اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً

جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنالو ف۴۳۸ کہ

لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ

احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی قسم کر لو اور اللہ سنتا

عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا

جانتا ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائیں ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام

ف۴۳۸ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر جانے اور ان سے کلام کرنے اور ان کے خصوم کے ساتھ ان کی صلح کرانے سے قسم کھالی تھی جب اس کے متعلق ان سے کہا جاتا تھا تو کہہ دیتے تھے کہ میں قسم کھاچکا ہوں اس لئے یہ کام کر ہی نہیں سکتا اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی اور نیک کام کرنے سے قسم کھالینے کی ممانعت فرمائی گئی

مسئلہ: اگر کوئی شخص نیکی سے باز رہنے کی قسم کھالے تو اس کو چاہئے کہ قسم کو پورا نہ کرے بلکہ وہ نیک کام کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی امر پر قسم کھالی پھر معلوم ہوا کہ خیر اور بہتری اس کے خلاف میں ہے تو چاہئے کہ اس امر خیر کو کرے اور قسم کا کفارہ دے۔

مسئلہ: بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ اس آیت سے بکثرت قسم کھانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو کمی بہتر ہے اور بات بات پر قسم کھانی نہ چاہیے اور بعض لوگوں نے قسم کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے کہ قصد و بے قصد زبان سے جاری ہوتی ہے اور اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ بات سچی ہے یا جھوٹی یہ سخت معیوب ہے اور غیر خدا کی قسم مکروہ ہے اور یہ شرعاً قسم بھی نہیں یعنی اس کے توڑنے سے کفارہ لازم نہیں۔

تبیین الحقائق، کتاب الأیمان، ج ۳، ص ۴۱۸، ۴۱۹، وغیرہ

مسئلہ: بعض قسمیں ایسی ہیں کہ اون کا پورا کرنا ضروری ہے مثلاً کسی ایسے کام کے کرنے کی قسم کھائی جس کا بغیر قسم کرنا ضروری تھا یا گناہ سے بچنے کی قسم کھائی تو اس صورت میں قسم سچی کرنا ضرور ہے۔ مثلاً خدا کی قسم ظہر پڑھوں گا یا چوری یا زنا نہ کروں گا۔ دوسری وہ کہ اوس کا توڑنا ضروری ہے مثلاً گناہ کرنے یا فرائض و واجبات نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھوں گا یا چوری کروں گا یا ماں باپ سے کلام نہ کروں گا تو قسم توڑ دے۔ تیسری وہ کہ اوس کا توڑنا مستحب ہے مثلاً ایسے امر کی قسم کھائی کہ اوس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ چوتھی وہ کہ مباح کی قسم کھائی یعنی کرنا اور نہ کرنا دونوں یکساں ہیں اس میں قسم کا باقی رکھنا افضل ہے۔

المبسوط للسرخسی، کتاب الأیمان، ج ۴، الجزء الثامن، ص ۱۳۳، ۱۳۴

كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ

تمہارے دلوں نے کیے ۴۳۹؎ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے اور وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس

تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَ اِنْ

جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر اس مدت میں پھر آئے (رجوع کرے) تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر

عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

چھوڑ (طلاق) دینے کا ارادہ پکا کر لیا تو اللہ سنتا جانتا ہے ۴۴۰؎ اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں (نکاح ثانی سے) ہیں

ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَ لَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ

تین حیض تک ۴۴۱؎ اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ۴۴۲؎

۴۳۹؎ مسئلہ: قسم تین طرح کی ہوتی ہے (۱) لغو (۲) غموس (۳) منعقدہ

(۱) لغو یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ اس کے خلاف ہو یہ معاف ہے اور اس پر کفارہ نہیں۔

(۲) غموس یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے اس میں گنہگار ہوگا۔ (۳) منعقدہ یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائے اس قسم کو اگر توڑے تو گنہگار بھی ہے اور کفارہ بھی لازم۔

۴۴۰؎ شانِ نزول: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال دو سال تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جانے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھا لیتے تھے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے تھے نہ وہ بیوہ ہی تھیں کہ کہیں اپنا ٹھکانہ کر لیتیں نہ شوہر دار کہ شوہر سے آرام پاتیں اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لئے چار مہینے کی مدت معین فرمادی کہ اگر عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصہ کے لئے یا غیر معین مدت کے لئے ترک صحبت کی قسم کھالے جس کو ایلا کہتے ہیں تو اس کے لئے چار ماہ انتظار کی مہلت ہے اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کے لئے بہتر ہے یا رکھنا اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگئی۔

مسئلہ: اگر مرد صحبت پر قادر ہو تو رجوع صحبت ہی سے ہوگا اور اگر کسی وجہ سے قدرت نہ ہو تو بعد قدرت صحبت کا وعدہ رجوع ہے۔ (تفسیری احمدی)

۴۴۱؎ اس آیت میں مطلقہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی اگر وہ شوہر کے

كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ

اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں ۳؎ اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے (رجوع کرنے)

اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ

کا حق پہنچتا ہے اگر ملاپ چاہیں ۴؎ اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق ۵؎ اور مردوں کو

عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ ع اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ ع ۲۸ ۷ ۱۲

ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہ طلاق ۶؎ دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا

پاس نہ گئی تھیں اور ان سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں ہے جیسا کہ آیہ مَالَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ میں ارشاد ہے اور جن عورتوں کو خورد سالی یا کبرسنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا جو حاملہ ہو ان کی عدت کا بیان سورہ طلاق میں آئے گا۔ باقی جو آزاد عورتیں ہیں یہاں ان کی عدت وطلاق کا بیان ہے کہ اُن کی عدت تین حیض ہے۔

مسئلہ: ان صورتوں میں اگر عورت کو حیض نہیں آتا ہے کہ ابھی ایسے سن کو نہیں پہنچی یا سن ایاس کو پہنچ چکی ہے یا عمر کے حساب بالغہ ہو چکی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو عدت تین مہینے ہے۔

الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج ۵، ص ۱۸۶۔۱۹۲

۲؎ وہ حمل ہو یا خون حیض کیونکہ اس کے چھپانے سے رجعت اور ولد میں جو شوہر کا حق ہے وہ ضائع ہوگا۔

۳؎ یعنی یہی مقتضائے ایمانداری ہے۔

۴؎ یعنی طلاق رجعی میں عدت کے اندر شوہر عورت سے رجوع کرسکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو لیکن اگر شوہر کو ملاپ منظور ہو تو ایسا کرے ضرر رسانی کا قصد نہ کرے جیسا کہ اہل جاہلیت عورت کو پریشان کرنے کے لئے کرتے تھے۔

الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعۃ، ج ۵، ص ۲۶

۵؎ یعنی جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادا واجب ہے اسی طرح شوہروں پر عورتوں کے حقوق کی رعایت لازم ہے۔

۶؎ یعنی طلاق رجعی

شانِ نزول: ایک عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور رجعت کرتا رہے گا ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کرلے گا پھر طلاق دے دے گا اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمادیا کہ

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍؕ وَ لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ

ہے وے۴۷ یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے وف۴۸ اور تمہیں روا (حلال نہیں) نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا وف۴۹

اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْــٴًـا اِلَّاۤ اَنْ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا

اس میں سے کچھ واپس لو وف۵۰ مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں (شرعی حقوق) قائم نہ کریں گے وف۵۱ پھر اگر تمہیں

یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ (معاوضہ) دے کر عورت چھٹی لے

فَلَا تَعْتَدُوْهَاۚ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۲۹) فَاِنْ

(جان چھڑا لے) وف۵۲ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں

طلاق رجعی دو بار تک ہے اس کے بعد طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں۔

وف۴۷ رجعت کرکے۔

وف۴۸ اس طرح کہ رجعت نہ کرے اور عدت گزر کر عورت بائنہ ہوجائے۔

وف۴۹ یعنی مہر

وف۵۰ طلاق دیتے وقت

وف۵۱ جو حقوق زوجین کے متعلق ہیں۔

وف۵۲ یعنی طلاق حاصل کرے

شانِ نزول: یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ کے باب میں نازل ہوئی یہ جمیلہ ثابت بن قیس ابن شماس کے نکاح میں تھیں اور شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اپنے شوہر کی شکایت لائیں اور کسی طرح ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب ثابت نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں ان کو آزاد کردوں جمیلہ نے اس کو منظور کیا ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی اس طرح کی طلاق کو خُلَع کہتے ہیں

مسئلہ: خُلَع طلاق بائن ہوتا ہے۔

مسئلہ: خُلَع میں لفظ خلع کا ذکر ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر جدائی کی طلب گار عورت ہو تو خُلَع میں مقدار مہر سے زائد لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے نشوز نہ ہو مرد ہی علیحدگی چاہے تو مرد کو طلاق کے عوض مال لینا مطلقاً مکروہ ہے۔

طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ

پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے و۵۳ پھر وہ

طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ

دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں و۵۴ اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

(قائم رکھیں) گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَ لَا

میعاد آ لگے و۵۵ تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو و۵۶ یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دو و۵۷ اور انہیں

مسئلہ: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر اُس کے قبول کیے خلع نہیں ہوسکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر زوج وزوجہ میں نااتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کرسکیں گے تو خلع میں مضایقہ نہیں اور جب خلع کرلیں تو طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور جو مال ٹھہرا ہے عورت پر اُس کا دینا لازم ہے۔

الھدایۃ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج ۲، ص ۲۶۱۔

مسئلہ ۳: اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو خلع پر مطلقاً عوض لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو جتنا مہر میں دیا ہے اُس سے زیادہ لینا مکروہ پھر بھی اگر زیادہ لے لے گا تو قضاء جائز ہے۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع وما فی حکمہ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۴۸۸۔

و۵۳ مسئلہ: تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوجاتی ہے اب نہ اس سے رجوع ہوسکتا ہے نہ دوبارہ نکاح جب تک کہ حلالہ ہو یعنی بعد عدت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ بعد صحبت طلاق دے پھر عدت گزرے۔

اگر شوہر نے بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو بغیر حلالہ کے چارہ نہیں۔ خواہ یکبارگی تین طلاقیں دیں یا جدا جدا کرکے۔ ہر صورت میں اب بغیر حلالہ کے کوئی صورت دوبارہ نکاح میں آنے کی نہیں۔

و۵۴ دوبارہ نکاح کرلیں۔

اگر نکاح میں حلالہ کی شرط نہ رکھی جائے تو گناہ نہیں مثلاً کوئی قابلِ اعتماد آدمی ہے اس کے سامنے ساری صورت حال بیان کردی جائے تو وہ عورت سے عدت گزرنے کے بعد نکاح کرلے اور نکاح میں حلالہ کی شرط نہ رکھی جائے پھر وہ آدمی نکاح کے بعد جماع کرکے طلاق دیدے تو اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ اگر اچھی نیت ہے تو اجر کا مستحق ہے پھر پہلا شوہر عورت کی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرلے۔ (بہار شریعت ۸/ ۷۲)

تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَا

ضرر (نقصان) دینے کے لیے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے ۵۸ اور اللہ کی

تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ٘ وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَاۤ اَنْزَلَ

آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنالو ۵۹ اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے ۶۰ اور وہ

عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

جو تم پر کتاب اور حکمت ۶۱ اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ

بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ ع ۲۹ ۱۳

سب کچھ جانتا ہے ۶۲ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد (عدت) پوری ہو جائے ۶۳ تو اے عورتوں کے والیو

اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ

انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں ۶۴ جب کہ آپس میں موافق شرع (شریعت کے مطابق) رضامند ہو

بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ

جائیں ۶۵ یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا

۵۵ یعنی عدت تمام ہونے کے قریب ہو

شانِ نزول: یہ آیت ثابت بن یسار انصاری کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی اور جب عدت قریب ختم ہوتی تھی رجعت کرلیا کرتے تھے تاکہ عورت قید میں پڑی رہے۔

۵۶ یعنی نباہنے اور اچھا معاملہ کرنے کی نیت سے رجعت کرو۔

۵۷ اور عدت گزر جانے دو تاکہ بعد عدت وہ آزاد ہو جائیں۔

۵۸ کہ حکم الٰہی کی مخالفت کرکے گنہگار ہوتا ہے۔

۵۹ کہ ان کی پرواہ نہ کرو اور انکے خلاف عمل کرو۔

۶۰ کہ تمہیں مسلمان کیا اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنایا۔

۶۱ کتاب سے قرآن اور حکمت سے احکام قرآن و سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے۔

۶۲ اس سے کچھ مخفی نہیں۔

۶۳ یعنی ان کی عدت گزر چکے۔

۶۴ جن کو انہوں نے اپنے نکاح کے لئے تجویز کیا ہو خواہ وہ نئے ہوں یا یہی طلاق دینے والے یا ان سے پہلے جو

طلاق دے چکے تھے۔

ف۶۵۴ اپنے کفو میں مہر مثل پر کیونکہ اس کے خلاف کی صورت میں اولیاء اعتراض وتعرض کا حق رکھتے ہیں۔

شیخ طریقت امیر اہلسنت، بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُم الْعَالِیہ اپنی کتاب پردے کے بارے میں سوال جواب میں لکھتے ہیں؛

سُوال: اسلام نے تو یہ درس دیا ہے کہ گورے کو کالے اور کالے کو گورے پر فضیلت حاصل نہیں پھر کفو کے معاملے میں ذات اور برادری کا اتنا کیوں لحاظ کیا جاتا ہے؟

جواب: اسلام نے جو یہ کہا ہے کہ گورے کو کالے اور کالے کو گورے پر فضیلت نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کی عزت آبرو جان مال کی حفاظت بغیر کسی فرق کے کی جائے اور احترام اور عزّت میں کسی کو گھٹیا نہ سمجھا جائے یونہی اللہ اور اس کے رسول کے جو اَحکام ہیں اس پر عمل کرنے میں بھی تمام برابر ہیں گورے کو کالے اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔اس بات کی بھی گنجائش نہیں کہ غریب جُرم کرے تو اسے سزا ملے اور امیر جُرم کرے تو اسے چھوڑ دیا جائے تو سوال میں اسلام کے جس فلسفے کا ذکر ہوا وہ بالکل حق ہے لیکن اس کی مُراد کیا ہے یہ ذکر کر دی گئی۔اب رہا مُعامَلہ کفو میں ذات، برادری اور پیشہ دھندا وغیرہ دیکھنے کا۔اوّل تو یہ کہ اِس کا اعتبار کرنے کا حکم بھی اسلام ہی نے دیا ہے رسولِ پاک، صاحِب لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'اپنی لڑکیوں کا نکاح نہ کرو مگر صرف کفو میں'
(اَلسُّنَنُ الکُبریٰ لِلْبَیْہَقِی ج ۷ ص ۲۱۵ حدیث ۱۳۷۶۰)

ترمذی شریف میں امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیم سے مروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ منوّرہ، سلطان مکّہ مکرّمہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو (۱) نماز کا جب وقت آجائے (۲) جنازہ جب موجود ہو (۳) بے شوہر والی کے نکاح میں جب کُفو مل جائے۔ (ترمِذی ج ۲ ص ۳۳۹ حدیث ۱۰۷۷) دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ شادی ایک زندگی بھر رہنے والے بندھن کا نام ہے جس میں ذہنی ہم آہنگی اور مزاج کے ملنے کا اعتبار اور لحاظ کرنا ایک ضَروری چیز ہے۔کسی بھی جوڑے کی کامیاب زندگی کے لئے صرف یہی نہیں کہ ان دونوں کے درمیان اتّفاق اور ہم آہنگی ہو ناضَروری ہے بلکہ دونوں طرف کے خاندانوں میں بھی ہم آہنگی ہوناضَروری ہے۔اور کفو کا اعتبار اس مقصود کے حصول میں معاون و مددگار ہوتا ہے۔اسی بنا پر اس کی رعایت کرنے کا حکم ہے۔

تیسری بات یہ ہے کفو کا اعتبار درحقیقت حقِّ اولیاء کی بنا پر ہے یعنی باپ دادا وغیرہ چُونکہ سرپرست ہوتے ہیں۔کفو کی رعایت نہ کیے جانے پر لوگوں کے طعن وتشنیع کا یہی لوگ ہَدَف بنتے ہیں اور انہیں جس عار (رسوائی) کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔اس بنا پر ان کو عار (ذلّت) سے بچانے کے لئے خود انہیں کفو کا اعتبار کرنے کا حکم دیا گیا۔اور اگر لڑکی ان کی اجازت کے بغیر کہیں اور غیر کفو میں نکاح کر لیتی ہے تو حقِّ اولیاء کی رعایت نہ ہونے کی بنا پر نکاح کے منعقد نہ ہونے کا حکم دیا گیا۔

شانِ نزول: معقل بن یسار مزنی کی بہن کا نکاح عاصم بن عدی کے ساتھ ہوا تھا انہوں نے طلاق دی اور عدت

وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ

اور پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو ؃۶۶۴ پورے دو

كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ

برس اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے ؃۶۷۴ اور جس کا بچہ ہے ؃۶۸۴ اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے

گزرنے کے بعد پھر عاصم نے درخواست کی تو معقل بن یسار مانع ہوئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری شریف)

؃۶۶۴ بیان طلاق کے بعد یہ سوال طبعاً سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا اس لئے یہ قرین حکمت ہے کہ بچہ کی پرورش کے متعلق ماں باپ پر جو احکام ہیں وہ اس موقع پر بیان فرما دیئے جائیں لہٰذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا۔

مسئلہ: ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلوانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو، یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔ (تفسیر احمدی و جمل وغیرہ)

مسئلہ: بچہ کو دودھ پلانا ماں پر اُسوقت واجب ہے کہ کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی نہ ملے یا بچہ دوسری کا دودھ نہ لے یا اُس کا باپ تنگدست ہے کہ اُجرت نہیں دے سکتا اور بچہ کی مِلک میں بھی مال نہ ہو ان صورتوں میں دودھ پلانے پر ماں مجبور کی جائے گی اور اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو دیانۃً ماں کے ذمہ دودھ پلانا ہے مجبور نہیں کی جاسکتی۔

الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج ۵، ص ۳۵۴

؃۶۷۴ یعنی اس مدت کا پورا کرنا لازم نہیں اگر بچہ کو ضرورت نہ رہے اور دودھ چھڑانے میں اس کے لئے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی چھڑانا جائز ہے۔ (تفسیر احمدی خازن وغیرہ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی بہار شریعت میں لکھتے ہیں: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمت نکاح ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا تو حرمت نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔ مدت پوری ہونے کے بعد بطورِ علاج بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ ۷، ص ۲۹)

كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ

حسب دستور و۴۶۹ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے و۴۷۰ اور

و۴۶۸ یعنی والد، اس انداز بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

و۴۶۹ مسئلہ: بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے اس کے لئے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔

دودھ پلانے کی فضیلت:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: 'جب کوئی عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے کہ جیسے کسی جاندار کو زندہ کر دیا ہو۔ پھر جب وہ اسکو دودھ چھڑاتی ہے تو ایک فرشتہ اسکے کاندھے پر تھپکی دیتا اور کہتا ہے اپنا عمل دوبارہ شروع کر۔ (یعنی اس کے گناہ بخش دیئے گئے اب دوبارہ اپنے اعمال کا آغاز کرے)

(کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الثانی فی ترغیبات تختص بالنساء، الحدیث ۴۵۱۵۲، ج ۱۶، ص ۱۷۱)

مسئلہ: شوہر اپنی زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لئے جبر نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے جب تک کہ اس کے نکاح یا عدت میں رہے۔

بچے کے لئے ماں کا دودھ بہترین تحفہ ہے، بوتل کا دودھ کبھی بھی اس کا نعم البدل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے بچّے کو ماں کا دوُدھ پلانا چاہیے شدید مجبوری کی صورت میں اسے کسی نیک عورت کا دودھ پلایا جائے ۔حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: 'دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔ (الجامع الصغیر، الحدیث ۴۵۲۵، ص ۲۷۷)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔

مسئلہ: عورت کو طلاق دے دی اس نے اپنے بچہ کو دو ۲ برس کے بعد تک دودھ پلایا تو دو ۲ برس کے بعد کی اُجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی یعنی لڑکے کا باپ اُجرت دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور دو ۲ برس تک کی اُجرت اس سے جبراً لی جا سکتی ہے۔ الفتاوی الھندیۃ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۴۲۔۳۴۳

مسئلہ: اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچہ کے دوددھ پلانے پر بہ اجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اسی اجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر راضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے اور اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر احمدی مدارک) المعروف سے مراد یہ ہے کہ حسب حیثیت ہو بغیر تنگی اور فضول خرچی کے۔

و۴۷۰ یعنی اس کو اس کے خلاف مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے۔

بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ

نہ اولاد والے کواس کی اولاد سے واے۴ (یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو) و۲ے۴ اور جو باپ کا قائم

ذٰلِكَۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاؕ وَ

مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور

اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ

اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا (طے شدہ اجرت)

اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَ

بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور

الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ

تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو

واے۴ زیادہ اجرت طلب کر کے۔

و۲ے۴ ماں کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بگڑی ہوئی اولاد کے والدین اس کی ذمہ داری ایک دوسرے پر عائد کر کے خود کو بری الذمہ سمجھتے ہیں مگر یاد رکھئے اولاد کی تربیت صرف ماں یا محض باپ کی نہیں بلکہ دونوں کی ذمہ داری ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

(پ ۲۸،تحریم:۶)

جب نبی اکرم،نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے یہ آیتِ مبارکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے تلاوت کی تو وہ یوں عرض گزار ہوئے: 'یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم! ہم اپنے اہل وعیال کو آتش جہنم سے کس طرح بچا سکتے ہیں؟' سرکارِ مدینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: 'تم اپنے اہل وعیال کو ان چیزوں کا حکم دو جو اللہ عزوجل کو محبوب ہیں اور ان کاموں سے روکو جو رب تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔'

(الدرالمنثور للسیوطی،ج۸،ص۲۲۵)

اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ

روکے رہیں ۳۵؎ تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں

اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (۲۳۴) وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا

جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ

عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ

رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو ۳۶؎ اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد

اور حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: 'تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ بادشاہ نگران ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل وعیال کا نگران ہے اس سے اس کے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگران ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'

(صحیح البخاری، کتاب العتق، باب کراہیۃ التطاول....الخ، الحدیث ۲۵۵۴، ج۲، ص۱۵۹)

۳۵؎ حاملہ کی عدت تو وضع حمل ہے جیسا کہ سورہ طلاق میں مذکور ہے یہاں غیر حاملہ کا بیان ہے جس کا شوہر مرجائے اس کی عدت چار ماہ دس روز ہے۔ اس مدت میں نہ وہ نکاح کرے نہ اپنا مسکن چھوڑے نہ بے عذر تیل لگائے، نہ خوشبو لگائے، نہ سنگار کرے، نہ رنگین اور ریشمیں کپڑے پہنے نہ مہندی لگائے، نہ جدید نکاح کی بات چیت کھل کر کرے اور جو طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کا بھی یہی حکم ہے البتہ جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اس کو زینت اور سنگار کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہا کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے اور خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ اُس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا۔ یوہیں سفید خوشبودار سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا گیرو کا رنگا ہوا یا سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔

'الدر المختار'، کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج۵، ص۲۲۱۔

'الفتاوی الھندیۃ'، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج۱، ص۵۳۳۔

و'الجوہرۃ النیرۃ'، کتاب العدۃ، الجزء الثانی، ص۱۰۲۔

یوہیں پڑیا کا رنگ گلابی۔ دھانی۔ چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جن میں تزین (بناؤ سنگھار) ہوتا ہے سب کو ترک کرے۔

مسئلہ: جس کپڑے کا رنگ پُرانا ہوگیا کہ اب اُس کا پہننا زینت نہیں اُسے پہن سکتی ہے۔ یوہیں سیاہ رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں جبکہ ریشم کے نہ ہوں۔

سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا

کرو گے ف۴۷۵ ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی بات (اشارۃً) کہو جو شرع میں

مَّعْرُوْفًا ؕ وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى یَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَ اعْلَمُوْۤا

معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے (عدت ختم نہ ہو جائے) ف۴۷۶ اور

اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا

حَلِیْمٌ۠ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا ع ۳۰ ۴ ۱۴

حلم والا ہے تم پر کچھ مطالبہ نہیں ف۴۷۷ تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر

لَهُنَّ فَرِیْضَةً ۖۚ وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ

کر لیا ہو ف۴۷۸ اور ان کو کچھ برتنے کو دو ف۴۷۹ مقدور والے پر اس کے لائق (حسب وسعت) اور تنگدست پر اس کے

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج۱، ص ۵۳۳

ف۴۷۴ یعنی عدت میں نکاح اور نکاح کا کھلا ہوا پیام تو ممنوع ہے، لیکن پردہ کے ساتھ خواہش نکاح کا اظہار گناہ نہیں مثلاً یہ کہے کہ تم بہت نیک عورت ہو یا اپنا ارادہ دل ہی میں رکھے اور زبان سے کسی طرح نہ کہے۔

مسئلہ: جو عورت عدت میں ہو اُس کے پاس صراحۃً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے اگرچہ نکاح فاسد یا عتق کی عدت میں ہو اور موت کی عدت ہو تو اشارۃً کہہ سکتے ہیں اور طلاق رجعی یا بائن یا فسخ کی عدت میں اشارۃً بھی نہیں کہہ سکتے اور وطی بالشبہہ یا نکاح فاسد کی عدت میں اشارۃً کہہ سکتے ہیں اشارۃً کہنے کی صورت یہ ہے کہ کہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر یہ نہ کہے کہ تجھ سے، ورنہ صراحت ہو جائیگی یا کہے میں ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جس میں یہ یہ وصف ہوں اور وہ اوصاف بیان کرے جو اس عورت میں ہیں یا مجھے تجھ جیسی کہاں ملیگی۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد، ج۱، ص ۵۳۴

ف۴۷۵ اور تمہارے دلوں میں خواہش ہوگی اسی لئے تمہارے واسطے تعریض مباح کی گئی۔

ف۴۷۶ یعنی عدت گزر چکے۔

ف۴۷۷ مہر کا

ف۴۷۸ شانِ نزول: یہ آیت ایک انصاری کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور کوئی مہر معین نہ کیا پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اگر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی تو مہر لازم نہیں ہاتھ

مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

لائق حسب دستور کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر و۸۰ اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق

تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ يَّعْفُوْنَ

دے دی اوران کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں و۸۱

اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَ اَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَ لَا

یا وہ زیادہ دے و۸۲ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے و۸۳ اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے

تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى

اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے و۸۴ نگہبانی (حفاظت) کرو

الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ

سب نمازوں کی و۸۵ اور بیچ کی نماز کی و۸۶ اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے و۸۷ پھر اگر خوف (دشمن یا

لگانے سے مجامعت مراد ہے اور خلوت صحیحہ اسی کے حکم میں ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ذکر مہر بھی نکاح درست ہے مگر اس صورت میں بعد نکاح مہر معین کرنا ہوگا اگر نہ کیا تو بعد دخول مہر مثل لازم ہو جائے گا۔

و۷۹ تین کپڑوں کا ایک جوڑا۔

و۸۰ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اس کو قبل دخول طلاق دی ہو اس کو تو جوڑا دینا واجب ہے اور اس کے سوا ہر مطلقہ کے لئے مستحب ہے۔ (مدارک)

و۸۱ اپنے اس نصف میں سے۔

و۸۲ نصف سے جو اس صورت میں واجب ہے۔

و۸۳ یعنی شوہر۔

و۸۴ اس میں حسن سلوک و مکارم اخلاق کی ترغیب ہے۔

و۸۵ یعنی پنجگانہ فرض نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرتے رہو اس میں پانچوں نمازوں کی فرضیت کا بیان ہے اور اولاد و ازواج کے مسائل و احکام کے درمیان میں نماز کا ذکر فرمانا اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ ان کو ادائے نماز سے غافل نہ ہونے دو اور نماز کی پابندی سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے جس کے بغیر معاملات کا درست ہونا متصور نہیں۔

نماز کا ثواب

حضرتِ سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ

رُکۡبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنۡتُمۡ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۳۹﴾

درندے وغیرہ) میں ہو تو پیادہ (پیدل) یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم

وَ الَّذِیۡنَ یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡکُمۡ وَ یَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا ۚۖ وَّصِیَّۃً لِّاَزۡوَاجِہِمۡ مَّتَاعًا

نہ جانتے تھے اور جو تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لیے وصیت کر جائیں ف۴۸۸

اِلَی الۡحَوۡلِ غَیۡرَ اِخۡرَاجٍ ۚ فَاِنۡ خَرَجۡنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ فِیۡ مَا فَعَلۡنَ فِیۡۤ

سال بھر تک نان نفقہ دینے کی بے نکالے ف۴۸۹ پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انہوں نے

اَنۡفُسِہِنَّ مِنۡ مَّعۡرُوۡفٍ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَ لِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ

اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور طلاق والیوں کے لیے بھی مناسب

بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ حَقًّا عَلَی الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۲۴۱﴾ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ

طور پر نان و نفقہ ہے یہ واجب ہے پرہیز گاروں پر اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے اپنی آیتیں کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو

رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، ثابت قدم رہو اور (اس کی برکتیں) ہرگز شمار نہ کر سکو گے اور یاد رکھو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز پڑھنا ہے اور مومن ہی ہر وقت باوضو رہ سکتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، باب المحافظۃ علی الوضوء، رقم ۲۷۷، ج۱، ص۱۷۸)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، نماز ایک بہترین عمل ہے جو اس میں اضافہ کر سکے تو وہ ضرور کرے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فضل الصلوۃ، رقم ۳۵۰۵، ج۲، ص۵۱۵)

ف۴۸۶ حضرت امام ابو حنیفہ اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے اور احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

ف۴۸۷ اس سے نماز کے اندر قیام کا فرض ہونا ثابت ہوا۔

ف۴۸۸ اپنے اقارب کو۔

ف۴۸۹ ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال کی تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان و نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی۔ پھر ایک سال کی عدت تو "یَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِہِنَّ اَرۡبَعَۃَ اَشۡہُرٍ وَّ عَشۡرًا" سے منسوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر کیا گیا لہٰذا اب اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا حکمت اس کی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث کی بیوہ کا نکلنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے تھے اور اس کو عار سمجھتے تھے اس لئے اگر ایک دم چار

ع ۳۱/۷ ۱۵

تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے (طاعون کی) موت کے

الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ اَحْیَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى

ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ فرما دیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا

والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں ف۴۹۰ اور لڑو اللہ کی راہ میں ف۴۹۱ اور جان لو

ماہ دس روز کی عدت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر بہت شاق ہوتی لہذا بتدریج انہیں راہ پر لایا گیا۔

ف۴۹۰ بنی اسرائیل کی ایک جماعت تھی جس کے بلاد میں طاعون ہوا تو وہ موت کے ڈر سے اپنی بستیاں چھوڑ بھاگے اور جنگل میں جا پڑے بحکم الٰہی سب وہیں مر گئے کچھ عرصہ کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور وہ مدتوں زندہ رہے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی موت کے ڈر سے بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا تو بھاگنا بے کار ہے جو موت مقدر ہے وہ ضرور پہنچے گی بندے کو چاہئے کہ رضائے الٰہی پر راضی رہے مجاہدین کو بھی سمجھنا چاہئے کہ جہاد سے بیٹھ رہنا موت کو دفع نہیں کر سکتا لہذا دل مضبوط رکھنا چاہئے۔

ستر ہزار مردے زندہ ہو گئے

یہ حضرت حزقیل علیہ السلام کی قوم کا ایک بڑا ہی عبرت خیز اور انتہائی نصیحت آمیز واقعہ ہے جس کو خداوند قدوس نے قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام کون تھے؟:۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ ہیں جو منصب نبوت پر سرفراز کئے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اقدس کے بعد آپ کے خلیفہ اول حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی۔ ان کے بعد حضرت کالب بن یوحنا علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خلافت سے سرفراز ہو کر مرتبہ نبوت پر فائز ہوئے۔ پھر ان کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین اور نبی ہوئے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام کا لقب ابن العجوز (بڑھیا کے بیٹے) ہے۔ اور آپ ذوالکفل بھی کہلاتے ہیں۔ 'ابن العجوز' کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس وقت پیدا ہوئے تھے

جب کہ ان کی والدہ ماجدہ بہت بوڑھی ہو چکی تھیں۔ اور آپ کا لقب ذوالکفل اس لئے ہوا کہ آپ نے اپنی کفالت میں لے کر ستر انبیاء کرام کو قتل سے بچا لیا تھا جن کے قتل پر یہودی قوم آمادہ ہو گئی تھی۔ پھر یہ خود بھی خدا کے فضل و کرم سے یہودیوں کی تلوار سے بچ گئے اور برسوں زندہ رہ کر اپنی قوم کو ہدایت فرماتے رہے۔

(تفسیر الصاوی، ج۱، ص۲۰۶، پ۲، البقرۃ ۲۴۳)

مردوں کے زندہ ہونے کا واقعہ

اس کا واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت جو حضرت حزقیل علیہ السلام کے شہر میں رہتی تھی، شہر میں طاعون کی وبا پھیل جانے سے ان لوگوں پر موت کا خوف سوار ہو گیا۔ اور یہ لوگ موت کے ڈر سے سب کے سب شہر چھوڑ کر ایک جنگل میں بھاگ گئے اور وہیں رہنے لگے تو اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی یہ حرکت بہت زیادہ ناپسند ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک عذاب کے فرشتہ کو اس جنگل میں بھیج دیا۔ جس نے ایک پہاڑ کی آڑ میں چھپ کر اور چیخ مار کر بلند آواز سے یہ کہہ دیا کہ 'موتوا' یعنی تم سب مرجاؤ اور اس مہیب اور بھیانک چیخ کو سن کر بغیر کسی بیماری کے بالکل اچانک یہ سب کے سب مر گئے جن کی تعداد ستر ہزار تھی۔ ان مردوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ لوگ ان کے کفن و دفن کا کوئی انتظام نہیں کر سکے اور ان مردوں کی لاشیں کھلے میدان میں بے گور و کفن آٹھ دن تک پڑی پڑی سڑنے لگیں اور بے انتہا تعفن اور بدبو سے پورے جنگل بلکہ اس کے اطراف میں بدبو پیدا ہو گئی۔ کچھ لوگوں نے ان کی لاشوں پر رحم کھا کر چاروں طرف سے دیوار اٹھا دی تا کہ یہ لاشیں درندوں سے محفوظ رہیں۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کا اس جنگل میں ان لاشوں کے پاس گزر ہوا تو اپنی قوم کے ستر ہزار انسانوں کی اس موتِ ناگہانی اور بے گور و کفن لاشوں کی فراوانی دیکھ کر رنج و غم سے ان کا دل بھر گیا۔ آبدیدہ ہو گئے اور باری تعالیٰ کے دربار میں دکھ بھرے دل سے گڑگڑا کر دعا مانگنے لگے کہ یا اللہ یہ میری قوم کے افراد تھے جو اپنی نادانی سے یہ غلطی کر بیٹھے کہ موت کے ڈر سے شہر چھوڑ کر جنگل میں آ گئے۔ یہ سب میرے شہر کے باشندے ہیں ان لوگوں سے مجھے انس تھا اور یہ لوگ میرے دکھ سکھ کے شریک تھے۔ افسوس کہ میری قوم ہلاک ہو گئی اور میں بالکل اکیلا رہ گیا۔ اے میرے رب یہ وہ قوم تھی جو تیری حمد کرتی تھی اور تیری توحید کا اعلان کرتی تھی اور تیری کبریائی کا خطبہ پڑھتی تھی۔

آپ بڑے سوزِ دل کے ساتھ دعا میں مشغول تھے کہ اچانک آپ پر یہ وحی اتر پڑی کہ اے حزقیل (علیہ السلام) آپ ان بکھری ہوئی ہڈیوں سے فرما دیجئے کہ اے ہڈیو! بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم فرماتا ہے کہ تم اکٹھا ہو جاؤ۔ یہ سن کر بکھری ہوئی ہڈیوں میں حرکت پیدا ہوئی اور ہر آدمی کی ہڈیاں جمع ہو کر ہڈیوں کے ڈھانچے بن گئے۔ پھر یہ وحی آئی کہ اے حزقیل (علیہ السلام) آپ فرما دیجئے کہ اے ہڈیو! تم کو اللہ کا یہ حکم ہے کہ تم گوشت پہن لو۔ یہ کلام سنتے ہی فوراً ہڈیوں کے ڈھانچوں پر گوشت پوست چڑھ گئے۔ پھر تیسری بار یہ وحی نازل ہوئی۔ اے حزقیل اب یہ کہہ دو کہ اے مردو! خدا کے حکم سے تم سب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ نے یہ فرما دیا تو آپ کی زبان سے یہ جملہ نکلتے ہی ستر ہزار لاشیں دم زدن میں ناگہاں یہ پڑھتے ہوئے کھڑی ہو گئیں کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ۔ پھر یہ سب لوگ جنگل سے روانہ ہو کر اپنے شہر میں آ کر دوبارہ آباد ہو گئے۔ اور اپنی عمروں کی مدت بھر زندہ رہے لیکن ان لوگوں پر اس موت کا اتنا نشان باقی رہ گیا کہ ان کی اولاد کے جسموں سے سڑی ہوئی لاش کی بدبو برابر آتی رہی اور یہ لوگ جو کپڑا بھی پہنتے تھے وہ کفن کی صورت میں ہو جاتا تھا۔ اور قبر میں جس طرح کفن میلا ہو جاتا تھا ایسا ہی میلا پن ان کے کپڑوں پر نمودار ہو جاتا تھا۔ چنانچہ یہ اثرات آج تک ان یہودیوں میں پائے جاتے ہیں جو ان لوگوں کی نسل سے باقی رہ گئے ہیں۔

(تفسیر روح البیان، ج۱، ص۳۷۸، پ۲، البقرۃ:۲۴۳)

درسِ ہدایت:۔ بنی اسرائیل کے اس محیر العقول واقعہ سے مندرجہ ذیل ہدایات ملتی ہیں:

(۱) آدمی موت کے ڈر سے بھاگ کر اپنی جان نہیں بچا سکتا۔ لہٰذا موت سے بھاگنا بالکل ہی بیکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو

اَنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ

کہ اللہ سنتا جانتا ہے ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے ف۴۹۲ تو اللہ اس کے لیے

موت مقدر فرما دی ہے وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گی نہ ایک سیکنڈ اپنے وقت سے پہلے آسکتی ہے نہ ایک سیکنڈ بعد آئے گی لہٰذا بندوں کو لازم ہے کہ رضاء الٰہی پر راضی رہ کر صابر و شاکر رہیں اور خواہ کتنی ہی وبا پھیلے یا گھمسان کا رن پڑے اطمینان و سکون کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور یہ یقین رکھیں کہ جب تک میری موت نہیں آتی مجھے کوئی نہیں مار سکتا اور نہ میں مرسکتا ہوں اور جب میری موت آجائے گی تو میں کچھ بھی کروں، کہیں بھی چلا جاؤں، بھاگ جاؤں یا ڈٹ کر کھڑا رہوں میں کسی حال میں بچ نہیں سکتا۔

(۲) اس آیت میں خاص طور پر مجاہدین کو ہدایت کی گئی ہے کہ جہاد سے گریز کرنا یا میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جانا ہرگز موت کو دفع نہیں کرسکتا لہٰذا مجاہدین کو میدانِ جنگ میں دل مضبوط کر کے ڈٹے رہنا چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ میں موت کے وقت سے پہلے نہیں مرسکتا، نہ کوئی مجھے مار سکتا ہے۔ یہ عقیدہ رکھنے والا اس قدر بہادر اور شیر دل ہوجاتا ہے کہ خوف اور بزدلی کبھی اس کے قریب نہیں آتی اور اس کے پائے استقلال میں کبھی بال برابر بھی کوئی لغزش نہیں آسکتی۔ اسلام کا بخشا ہوا یہی وہ مقدس عقیدہ ہے کہ جس کی بدولت مجاہدین اسلام ہزاروں کفار کے مقابلہ میں تنہا پہاڑ کی طرح جم کر جنگ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ فتح مبین ان کے قدموں کا بوسہ لیتی تھی۔ اور وہ ہر جنگ میں مظفر و منصور ہو کر اجرِ عظیم اور مالِ غنیمت کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے گھروں میں اس حال میں واپس آتے تھے کہ ان کے جسموں پر زخموں کی کوئی خراش بھی نہیں ہوتی تھی اور وہ کفار کے دل بادل لشکروں کا صفایا کر دیتے تھے۔ شاعر مشرق نے اس منظر کی تصویر کشی کرتے ہوئے کسی مجاہد اسلام کی زبان سے یہ ترانہ سنایا ہے کہ ؎

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
حق سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے؟ ہم توپ سے لڑ جاتے تھے
نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

(کلیات اقبال، بانگِ درا، ص ۱۶۴)

ف۴۹۱ اور موت سے نہ بھاگو جیسا بنی اسرائیل بھاگے تھے کیونکہ موت سے بھاگنا کام نہیں آتا۔

ف۴۹۲ یعنی راہ خدا میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرے راہِ خدا میں خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا یہ کمال لطف و کرم ہے بندہ اس کا بنایا ہوا اور بندے کا مال اس کا عطا فرمایا ہوا حقیقی مالک وہ اور بندہ اس کی عطا سے مجازی ملک رکھتا ہے مگر قرض سے تعبیر فرمانے میں یہ دل نشین کرنا منظور ہے کہ جس طرح قرض دینے والا اطمینان رکھتا ہے کہ اس کا مال

لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى

بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے ف۹۳۴ اور تمہیں اسی کی طرف پھر (لوٹ) جانا ہے اے محبوب کیا

ضائع نہیں ہوا وہ اس کی واپسی کا مستحق ہے ایسا ہی راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ وہ اس انفاق کی جزا بالیقین پائے گا اور بہت زیادہ پائے گا۔

حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'مجھے بتایا گیا ہے کہ اعمال ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے کہ میں تم سب سے افضل ہوں۔'

(ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ علی غیرھا الخ، رقم ۲۴۳۳، ج ۴، ص ۹۵)

حضرتِ سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، 'بیشک مسلمان کا صدقہ عمر میں اضافہ کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے تکبر اور فخر کو دور کرتا ہے (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، رقم ۴۶۰۹، ج ۳، ص ۲۸۴)

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، 'صدقہ دینے میں جلدی کرو کیونکہ بلاء صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔' اور ایک روایت میں ہے، 'صدقہ دیا کرو کیونکہ یہ آگ سے بچاتا ہے۔' (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی صدقۃ، رقم ۴۵۹۰، ج ۳، ص

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، 'تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسند ہے۔' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال زیادہ پسند ہے۔' فرمایا 'تمہارا مال تو وہ ہے جسے تم آگے بھیج چکے (یعنی صدقہ کر چکے) اور جو تم نے چھوڑا وہ تو وارث کا مال ہے۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب ماقدم من مالہ فھولہ، رقم ۶۴۴۲، ج ۴، ص ۲۳۰)

ف۹۳۴ جس کے لئے چاہے روزی تنگ کرے جس کے لئے چاہے وسیع فرمائے تنگی و فراخی اس کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے سے وسعت کا وعدہ کرتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو بَرْزَہ اَسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، 'بندہ جب اپنے بچے ہوئے کھانے میں سے صدقہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس میں اضافہ فرماتا رہتا ہے یہاں تک وہ اُحد پہاڑ کی مثل ہوجاتا ہے۔'

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، رقم ۴۶۱۵، ج ۳، ص ۲۸۶)

شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'جو مسلمان کسی برہنہ مسلمان کو لباس پہنائے اللہ عزوجل اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا، جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے اللہ عزوجل اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پلائے اللہ عزوجل اسے مہر لگی ہوئی عمدہ لذیذ شراب پلائے گا۔ (سنن ابی داود،

وقف لازم

اَلۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی ۘ اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابۡعَثۡ لَنَا

تم نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا ۹۴ جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ہمارے لیے کھڑا کر دو

مَلِكًا نُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلۡ عَسَیۡتُمۡ اِنۡ كُتِبَ عَلَیۡكُمُ الۡقِتَالُ اَلَّا

ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا تمہارے انداز ایسے ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے

تُقَاتِلُوۡا ؕ قَالُوۡا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَقَدۡ اُخۡرِجۡنَا مِنۡ

تو پھر نہ کرو بولے ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے

کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث: ۱۶۸۲، ص ۱۳۴۸)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندہ جب صدقہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے تو سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے ہی اللہ عزوجل اس سے راضی ہو کر اسے قبول فرما لیتا ہے۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۱۵۰، ج ۱۱، ص ۳۲۰)

ف۹۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور انہوں نے عہدِ الٰہی کو فراموش کیا بت پرستی میں مبتلا ہوئے سرکشی اور بدافعالی انتہا کو پہنچی ان پر قوم جالوت مسلّط ہوئی جس کو عمالقہ کہتے ہیں کیونکہ جالوت عملیق بن عاد کی اولاد سے ایک نہایت جابر بادشاہ تھا اس کی قوم کے لوگ مصر و فلسطین کے درمیان بحر روم کے ساحل پر رہتے تھے انہوں نے بنی اسرائیل کے شہر چھین لئے آدمی گرفتار کئے طرح طرح کی سختیاں کیں اس زمانہ میں کوئی نبی قوم بنی اسرائیل میں موجود نہ تھے خاندانِ نبوت سے صرف ایک بی بی باقی رہی تھیں جو حاملہ تھیں ان کے فرزند تولد ہوئے ان کا نام اشمویل رکھا جب وہ بڑے ہوئے تو انہیں علم توریت حاصل کرنے کے لئے بیت المقدس میں ایک کبیر السن عالم کے سپرد کیا وہ آپ کے ساتھ کمال شفقت کرتے اور آپ کو فرزند کہتے جب آپ سن بلوغ کو پہنچے تو ایک شب آپ اس عالم کے قریب آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اسی عالم کی آواز میں یا اشمویل کہہ کر پکارا آپ عالم کے پاس گئے اور فرمایا کہ آپ نے مجھے پکارا ہے عالم نے بایں خیال کہ انکار کرنے سے کہیں آپ ڈر نہ جائیں یہ کہہ دیا کہ فرزند تم سو جاؤ پھر دوبارہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اسی طرح پکارا اور حضرت اشمویل علیہ السلام عالم کے پاس گئے عالم نے کہا کہ اے فرزند اب اگر میں تمہیں پھر پکاروں تو تم جواب نہ دینا تیسری مرتبہ میں حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ہو گئے اور انہوں نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کا منصب عطا فرمایا آپ اپنی قوم کی طرف جایئے اور اپنے رب کے احکام پہنچایئے جب آپ قوم کی طرف تشریف لائے انہوں نے تکذیب کی اور کہا کہ آپ اتنی جلدی نبی بن گئے اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے لئے ایک بادشاہ قائم کیجئے۔ (خازن وغیرہ)

دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىٕنَاؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْؕ وَ

وطن اور اپنی اولاد سے ف۴۹۵ تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا منہ پھیر گئے مگر ان میں سے تھوڑے ف۴۹۶ اور

اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ (۲۴۶) وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ

اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر

مَلِكًاؕ قَالُوْۤا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ

بھیجا ہے ف۴۹۷ بولے اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی ف۴۹۸ اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں

وَ لَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً

بھی وسعت نہیں دی گئی ف۴۹۹ فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا ف۵۰۰ اور اسے علم اور جسم میں کشادگی

ف۴۹۵ کہ قوم جالوت نے ہماری قوم کے لوگوں کو ان کے وطن سے نکالا ان کی اولاد کو قتل و غارت کیا چار سو چالیس شاہی خاندان کے فرزندوں کو گرفتار کیا جب حالت یہاں تک پہنچ چکی تو اب ہمیں جہاد سے کیا چیز مانع ہوسکتی ہے تب نبی اللہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور ان کے لئے ایک بادشاہ مقرر کیا اور جہاد فرض فرمایا (خازن)

ف۴۹۶ جن کی تعداد اہل بدر کے برابر تین سو تیرہ تھی۔

ف۴۹۷ طالوت بنیامین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں آپ کا نام طول قامت کی وجہ سے طالوت ہے حضرت اشمویل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عصا ملا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جو شخص تمہاری قوم کا بادشاہ ہوگا اس کا قد اس عصا کے برابر ہوگا۔ آپ نے اس عصا سے طالوت کا قد ناپ کر فرمایا کہ میں تم کو بحکم الٰہی بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتا ہوں اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے (خازن و جمل)

ف۴۹۸ بنی اسرائیل کے سرداروں نے اپنے نبی حضرت اشمویل علیہ السلام سے کہا کہ نبوت تو لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں چلی آتی ہے اور سلطنت یہود بن یعقوب کی اولاد میں اور طالوت ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں ہیں تو بادشاہ کیسے ہوسکتے ہیں۔

ف۴۹۹ وہ غریب شخص ہیں بادشاہ کو صاحب مال ہونا چاہئے۔

ف۵۰۰ یعنی سلطنت ورثہ نہیں کہ کسی نسل و خاندان کے ساتھ خاص ہو یہ محض فضل الٰہی پر ہے اس میں شیعہ کا رد ہے جن کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت وراثت ہے۔

فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾

زیادہ دی و۱۰۵ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے و۲۰۵ اور اللہ وسعت (دینے) والا علم والا ہے و۳۰۵

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت و۴۰۵ جس میں تمہارے

و۱۰۵ یعنی نسل و دولت پر سلطنت کا استحقاق نہیں علم و قوت سلطنت کے لئے بڑے معین ہیں اور طالوت اس زمانہ میں تمام بنی اسرائیل سے زیادہ علم رکھتے تھے اور سب سے جسیم اور توانا تھے۔

و۲۰۵ اس میں وراثت کو کچھ دخل نہیں۔

و۳۰۵ جسے چاہے غنی کردے اور وسعت مال عطا فرمادے اس کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت اشمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالٰی نے انہیں سلطنت کے لئے مقرر فرمایا ہے تو اس کی نشانی کیا ہے۔ (خازن و مدارک)

و۴۰۵ یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زر اندود صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس کو اللہ تعالٰی نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں ان کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوت سرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ کے آپ کے اصحاب حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا یہ صندوق وراثتاً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی، چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کی نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کی عصا اور تھوڑا سامن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔

(تفسیر روح البیان، ج۱، ص۳۸۶، پ۲، البقرۃ:۲۴۸)

حضرت موسی علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالٰی نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ

رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں (تبرکات) معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں

إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع ۳۲ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ

گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر

بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَ

سے جدا ہوا (نکلا) ف۵۰۵ بولا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پیے وہ میرا نہیں اور

مَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا

جو نہ پیے وہ میرا ہے مگر وہ جو ایک چلّو اپنے ہاتھ سے لے لے ف۵۰۶ تو سب نے اس سے پیا مگر

قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا

تھوڑوں نے ف۵۰۷ پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے بولے ہم میں آج طاقت نہیں

بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لئے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مقر ہوئے اور بے درنگ جہاد کے لئے آمادہ ہوگئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہوگیا طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کئے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے (جلالین وجمل وخازن ومدارک وغیرہ)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز واحترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے فائدہ تابوت میں انبیاء کی جو تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں اللہ کی طرف سے آئی تھیں۔

ف۵۰۵ یعنی بیت المقدس سے دشمن کی طرف روانہ ہوا وہ وقت نہایت شدت کی گرمی کا تھا لشکریوں نے طالوت سے اس کی شکایت کی اور پانی کے طلبگار ہوئے۔

ف۵۰۶ یہ امتحان مقرر فرمایا گیا تھا کہ شدت تشنگی کے وقت جو اطاعت حکم پر مستقل رہا وہ آئندہ بھی مستقل رہے گا اور سختیوں کا مقابلہ کر سکے گا اور جو اس وقت اپنی خواہش سے مغلوب ہو اور نافرمانی کرے وہ آئندہ سختیوں کو کیا برداشت کرے گا۔

ف۵۰۷ جن کی تعداد تین سو تیرہ تھی انہوں نے صبر کیا اور ایک چلّو ان کے اور انکے جانوروں کے لئے کافی ہوگیا اور انکے قلب وایمان کو قوت ہوئی اور نہر سے سلامت گزر گئے اور جنہوں نے خوب پیا تھا ان کے ہونٹ سیاہ ہوگئے تشنگی اور

الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ

جالوت اور اس کے لشکروں کی بولے وہ جنہیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا کہ بارہا کم

فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا

جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے و۵۰۸ پھر جب سامنے آئے جالوت

بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

اور اس کے لشکروں کے عرض کی اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل (صبر کی بہتات کر) اور ہمارے پاؤں جمے رکھ (ثابت

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۵۰﴾ ؕ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ۫ وَقَتَلَ دَاوٗدُ

قدم رکھ) کافر لوگوں پر ہماری مدد کر تو انہوں نے ان کو بھگا دیا (شکست دی) اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد نے

جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ

جالوت کو و۵۰۹ اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت (نبوت) عطا فرمائی اور اسے و۵۱۰ جو چاہا سکھایا و۵۱۱ اور اگر اللہ لوگوں میں

بڑھ گئی اور ہمت ہار گئے۔

و۵۰۸ ان کی مدد فرماتا ہے اور اسی کی مدد کام آتی ہے۔

و۵۰۹ حضرت داؤد علیہ السلام کے والد ایشا طالوت کے لشکر میں تھے اور انکے ساتھ انکے تمام فرزند بھی حضرت داؤد علیہ السلام ان سب میں چھوٹے تھے بیمار تھے رنگ زرد تھا بکریاں چراتے تھے جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا وہ اس کی قوت جسامت دیکھ کر گھبرائے کیونکہ وہ بڑا جابر قوی شہ زور عظیم الجثہ قدآور تھا طالوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دوں گا اور نصف ملک اس کو دوں گا مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا تو طالوت نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ بارگاہ الہی میں دعا کریں آپ نے دعا کی تو بتایا گیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام جالوت کو قتل کریں گے طالوت نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں تو میں اپنی لڑکی آپ کے نکاح میں دوں اور نصف ملک پیش کروں آپ نے قبول فرمایا اور جالوت کی طرف روانہ ہو گئے صف قتال قائم ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن لے کر مقابل ہوئے جالوت کے دل میں آپ کو دیکھ کر دہشت پیدا ہوئی مگر اس نے باتیں بہت متکبرانہ کیں اور آپ کو اپنی قوت سے مرعوب کرنا چاہا آپ نے فلاخن میں پتھر رکھ کر مارا وہ اس کی پیشانی توڑ کر پیچھے سے نکل گیا اور جالوت مر کر گر گیا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو لا کر طالوت کے سامنے ڈال دیا تمام بنی اسرائیل خوش ہوئے اور طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حسب وعدہ نصف ملک دیا اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا ایک مدت کے بعد

النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى

بعض سے بعض کو دفع نہ کرے ف۵۱۲ تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہاں پر فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۵۲﴾

آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے (بذریعہ جبرائیل بیان فرماتے) ہیں اور تم بے شک رسولوں میں ہو

طالوت نے وفات پائی تمام ملک پر حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت ہوئی

(تفسیر جمل علی الجلالین، ج۱،ص۳۰۸، پ۲، البقرۃ۲۵۱)

ف۵۱۰ حکمت سے نبوت مراد ہے۔

ف۵۱۱ جیسے کہ زرہ بنانا اور جانوروں کا کلام سمجھنا۔

ف۵۱۲ یعنی اللہ تعالیٰ نیکوں کے صدقہ میں دوسروں کی بلائیں بھی دفع فرماتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک صالح مسلمان کی برکت سے اس کے پڑوس کے سو گھر والوں کی بلا دفع فرماتا ہے سبحان اللہ نیکوں کا قرب بھی فائدہ پہنچاتا ہے (خازن)

الجزء ۳ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وقف لازم

یہ و۵۱۳ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا (فضیلت دی) و۵۱۴ ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَیْنَا عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ

و۵۱۵ اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا و۵۱۶ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں و۵۱۷ اور پاکیزہ

و۵۱۳ یہ حضرات جن کا ذکر ماسبق میں اور خاص آیہ ’اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ‘ میں فرمایا گیا۔

و۵۱۴ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے مراتب جداگانہ ہیں بعض حضرات سے بعض افضل ہیں اگرچہ نبوت میں کوئی تفرقہ نہیں وصفِ نبوت میں سب شریک یک دگر ہیں مگر خصائص و کمالات میں درجے متفاوت ہیں یہی آیت کا مضمون ہے اور اسی پر تمام امت کا اجماع ہے۔ (خازن و مدارک)

و۵۱۵ یعنی بے واسطہ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر کلام سے مشرف فرمایا اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج میں (جمل)

و۵۱۶ وہ حضور پر نور سیّد انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ آپ کو بدرجات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا اس پر تمام امت کا اجماع ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے آیت میں حضور کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح نہ کی گئی اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوِ شان کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذاتِ اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ تمام انبیاء پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا، درجوں بلند کیا ان درجوں کی کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمائی تو اب کون حد لگا سکتا ہے ان بے شمار خصائص میں سے بعض کا اجمالی و مختصر بیان یہ ہے کہ آپ کی رسالت عامہ ہے تمام کائنات آپ کی امت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا‘ دوسری آیت میں فرمایا ’لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا‘ مسلم شریف کی حدیث میں ارشاد ہوا ’اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلَآئِقِ كَآفَّةً‘ اور آپ پر نبوت ختم کی گئی قرآن پاک میں آپ کو خاتم النّبیّین فرمایا حدیث شریف میں ارشاد ہوا ’خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ‘ آیات بیّنات و معجزات باہرات میں آپ کو تمام انبیاء پر افضل فرمایا گیا، آپ کی امت کو تمام امتوں پر افضل کیا گیا، شفاعتِ کُبریٰ آپ کو مرحمت ہوئی، قرب خاص معراج آپ کو ملا، علمی و عملی کمالات میں آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے علاوہ بے انتہا خصائص آپ کو عطا ہوئے۔ (مدارک، جمل، خازن بیضاوی وغیرہ)

بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

روح سے اس کی مدد کی و۵۱۸ اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ ان کے پاس

جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَ لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَ لَوْ شَآءَ

کھلی نشانیاں آچکیں و۵۱۹ لیکن وہ تو مختلف ہو گئے ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا و۵۲۰ اور اللہ

اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ﴿۲۵۳﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا ع ۳۳ ۵ ۱

چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہے کرے و۵۲۱ اے ایمان والو اللہ کی راہ میں ہمارے

اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا

دیے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید فروخت ہے نہ کافروں کے لیے دوستی اور نہ

حضرت آدم علیہ السلام اور سرکارِ دو عالم:

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا، وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کئے تو ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا، عرض کی، الٰہی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا گیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر باب ماورد فی اصطفائہ علی العالمین الخ دار الفکر بیروت، ۲ / ۱۱۱

کنز العمال حدیث ۳۲۰۵۲، موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱ / ۴۳۷

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ، بیشک میں نے دنیا واہل دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں، اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ذکر ما خص بہ وشرف بہ من بین الانبیاء دار الفکر بیروت، ۲ / ۱۳۷-۱۳۶

و۵۱۷ جیسے مردے کو زندہ کرنا، بیماروں کو تندرست کرنا، مٹی سے پرند بنانا، غیب کی خبریں دینا وغیرہ۔

و۵۱۸ یعنی جبریل علیہ السلام سے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔

و۵۱۹ یعنی انبیاء کے معجزات۔

و۵۲۰ یعنی انبیاء سابقین کی امتیں بھی ایمان وکفر میں مختلف رہیں یہ نہ ہوا کہ تمام امت مطیع ہو جاتی۔

و۵۲۱ اس کے ملک میں اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا اور یہی خدا کی شان ہے۔

شَفَاعَةٌ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۬

شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں و۵۲۲ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں و۵۲۳ وہ آپ زندہ اوروں (سارے عالم)

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ

کا قائم رکھنے والا و۵۲۴ اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند و۵۲۵ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں و۵۲۶

و۵۲۲ کہ انہوں نے زندگانی دنیا میں روز حاجت یعنی قیامت کے لئے کچھ نہ کیا۔

و۵۲۳ اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی توحید کا بیان ہے اس آیت کو آیت الکرسی کہتے ہیں احادیث میں اس کی بہت فضیلتیں وارد ہیں۔

حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے محبوب، دانائے غیوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: 'یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ پر سب سے عظیم آیت کون سی نازل ہوئی؟' تو حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'آیت الکرسی' پھر ارشاد فرمایا: 'اے ابوذر! سات آسمان کرسی کے مقابلہ میں ایک انگوٹھی کی طرح ہیں جو کسی جنگلی زمین میں پڑی ہو اور عرش کی کرسی پر فضیلت اس طرح ہے جیسے جنگلی زمین کی فضیلت اس انگوٹھی پر ہے۔'

(الاسماء والصفات للبیھقی، مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ مفردات الفاظ القرآن، ص ۵۵۸)

حضرتِ سیدنا ابی بن کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'اے ابومنذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ قرآن پاک کی جو آیتیں تمہیں یاد ہیں ان میں کون سی آیت عظیم ہے؟' میں نے عرض کیا، 'اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ' پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، 'اے ابومنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔'

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل سورۃ الکھف وآیۃ الکرسی، رقم ۸۱۰، ص ۴۰۵)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'ہر چیز کی ایک بلندی ہے اور بیشک قرآن کی بلندی سورۂ بقرہ ہے، اور اس میں ایک آیت ایسی ہے، جو کہ قرآن پاک کی آیتوں کی سردار ہے۔'

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورۃ البقرۃ الخ، رقم ۲۸۸۷، ج ۴، ص ۴۰۲)

ایک روایت میں ہے کہ (سورہ) بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآن مجید کی آیتوں کی سردار ہے، جس گھر میں آیۃ الکرسی پڑھی جائے اگر شیطان وہاں موجود ہوگا تو بھاگ جائے گا۔'

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب من سورۃ البقرۃ، رقم ۳۰۸۰، ج ۲، ص ۶۴۷)

و۵۲۴ یعنی واجب الوجود اور عالم کا ایجاد کرنے اور تدبیر فرمانے والا۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بغیر اس کے حکم (اجازت) کے ۵۲۷ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

اور جو کچھ ان کے پیچھے ۵۲۸ اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے ۵۲۹ اس کی

۵۲۵ کیونکہ یہ نقص ہے اور وہ نقص وعیب سے پاک ۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی کتاب لُبَابُ الْاِحْیَاء میں فرماتے ہیں

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی حیات وقدرت:

بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ زندہ وقادر ہے، جبار وغالب ہے، اسے کوئی عاجزی وکوتاہی لاحق نہیں ہوتی۔ نہ اسے اونگھ و نیند آتی ہے نہ اس پر فنا وموت طاری ہوتی ہے۔ وہ بادشاہی وملکوت کا مالک اور عزت وجبروت والا ہے، اسی کے لئے حکومت وغلبہ ہے، پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کے اختیار میں ہے۔ تمام آسمان اسی کے قابو میں ہیں وہ پیدا کرنے اور ایجاد کرنے میں یکتا ہے۔ کسی چیز کو ابتداءً وجود دینے اور کسی نمونہ کے بغیر پیدا کرنے میں وہ یکتا ہے۔ اس نے مخلوق اور ان کے اعمال کو پیدا کیا اور ان کے رزق اور موت کا تعین کیا۔ نہ اس کی مقدورات کا شمار ہے نہ ہی معلومات کی انتہا ہے۔

(لُبَابُ الْاِحْیَاء ص ۴۰)

۵۲۶ اس میں اس کی مالکیت اور نفاذ امر وتصرف کا بیان ہے اور نہایت لطیف پیرایہ میں ردّ شرک ہے کہ جب سارا جہان اس کی ملک ہے تو شریک کون ہوسکتا ہے، مشرکین یا تو کواکب کو پوجتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں یا دریاؤں پہاڑوں، پتھروں، درختوں، جانوروں، آگ وغیرہ کو جو زمین میں ہیں جب آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کی ملک ہے تو یہ کیسے پوجنے کے قابل ہوسکتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوسعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'جب اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو قیامت کے اس دن میں جمع فرمائیگا جس میں کوئی شک نہیں ہے تو ایک مُنادی یہ ندا کرے گا کہ جس شخص نے اللہ عزوجل کے لئے کسی عمل میں دوسرے کو شریک کیا تھا تو وہ اس کا ثواب بھی غیر اللہ سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شریک سے بے نیاز ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد ص ۴۰۷، رقم ۴۲۰۳)

۵۲۷ اس میں مشرکین کا رد ہے جن کا گمان تھا کہ بت شفاعت کریں گے انہیں بتادیا گیا کہ کفار کے لئے شفاعت نہیں اللہ کے حضور مَاْذُوْن کے سوا کوئی شفاعت نہیں کرسکتا اور اذن والے انبیاء وملائکہ ومومنین ہیں۔

ان جیسی تمام آیتوں میں کفار کی شفاعت، بتوں کی شفاعت، جبری شفاعت کا انکار ہے۔ ان آیتوں کو نبیوں، ولیوں یا مومنوں کی شفاعت سے کوئی تعلق نہیں۔

۵۲۸ یعنی ماقبل ومابعد یا امور دنیا وآخرت۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ

کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین ف۵۳ اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے

الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۖ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ

بلند بڑائی والا ف۵۳۱ کچھ زبردستی (جبر) نہیں ف۵۳۲ دین میں بے شک خوب جدا ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے

ف۵۲۹ اور جن کو وہ مطلع فرمائے وہ انبیاء و رسل ہیں جن کو غیب پر مطلع فرمانا ان کی نبوّت کی دلیل ہے دوسری آیت میں ارشاد فرمایا لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (خازن)

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ 'شفا شریف' میں فرماتے ہیں:

نبوّت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

(کتاب الشفاء، باب الرابع، فصل اعلم ان اللہ۔۔۔۔۔۔۔الخ، جز اول، ص ۲۵۰)

امام ابن حجر مکی 'مدخل' میں اور امام قسطلانی 'مواہب اللدنیہ' میں فرماتے ہیں:

نبوّت نباء سے ماخوذ ہے بمعنی خبر یعنی اللہ تعالٰی نے آپ کو غیب پر اطلاع دی۔ (ت)

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الثانی، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۸۳)

ف۵۳۰ اس میں اس کی عظمتِ شان کا اظہار ہے اور کرسی سے یا علم و قدرت مراد ہے یا عرش یا وہ جو عرش کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور ممکن ہے کہ یہ وہی ہو جو فلک البروج کے نام سے مشہور ہے۔

ف۵۳۱ اس آیت میں الٰہیّات کے اعلٰی مسائل کا بیان ہے اور اس سے ثابت ہے کہ اللہ تعالٰی موجود ہے الٰہیت میں واحد ہے حیات کے ساتھ متصف ہے واجب الوجود اپنے ماسوا کا موجد ہے تحیز و حلول سے منزّہ اور تغیر اور فتور سے مبرّا ہے نہ کسی کو اس سے مشابہت نہ عوارضِ مخلوق کو اس تک رسائی ملک و ملکوت کا مالک اصول و فروع کا مُبدِع قوی گرفت والا جس کے حضور سوائے ماذون کے کوئی شفاعت کے لئے لب نہ ہلا سکے تمام اشیاء کا جاننے والا جلی کا بھی اور خفی کا بھی کلّی کا بھی اور جزئی کا بھی واسع الملک والقدرۃ ادراک و وہم و فہم سے برتر و بالا۔

سب خوبیاں اللہ عزّ وجلّ کے لئے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ خود زندہ اور دوسروں کا قائم رکھنے والا ہے، وہ پاک اور بلند ہے، اُسے نہ اُونگھ آتی ہے، نہ نیند، اُسے فنا نہیں، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، زمین و آسماں کی ہر چیز اس کی عظمت پر گواہ ہے، عقل اس کی مثل یا شبیہ نہیں پا سکتی، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے یہاں سفارش کرے، اس کی بارگاہ میں کسی کو سوال و جواب کرنے کی جرأت نہیں، مخلوق کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے ہر چیز کا اس کو علم ہے، اور اس کے علم میں سے اتنا ہی پا سکتے ہیں جتنا وہ چاہے، کوئی اس کے علم میں سے اس کی حقیقت کی تمثیل بھی نہیں پا سکتا، زمین و آسماں اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں، اس کی ہیبت سے ہر چیز کا خوف ظاہر ہے، اور ان کی نگہبانی اُسے بھاری نہیں، اور وہ ان کی حفاظت سے نہیں تھکتا، وہی ہے بلند بڑائی والا جو بلند و برتر عظمت والا ہے۔

بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰىۗ لَا انْفِصَامَ لَهَاؕ

تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے ف۵۳۳ اس نے بڑی محکم گرہ (مضبوط رسی) تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں

وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْاۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ والی (مددگار) ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں (باطل) سے ف۵۳۴ نور (حق) کی

النُّوْرِ۬ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـٴُـهُمُ الطَّاغُوْتُۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى

طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیریوں

الظُّلُمٰتِؕ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۠ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ

کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا

ع ۳۴ ۲

حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

وقف لازم

اسے (نمرود کو) جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر ف۵۳۵ کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی ف۵۳۶

رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ

جب کہ ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے ف۵۳۷ بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں ف۵۳۸ ابراہیم نے فرمایا تو

ف۵۳۲ صفات الٰہیہ کے بعد 'لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ' فرمانے میں یہ اشعار ہے کہ اب عاقل کے لئے قبول حق میں تامل کی کوئی وجہ باقی نہ رہی۔

ف۵۳۳ اس میں اشارہ ہے کہ کافر کے لئے اول اپنے کفر سے توبہ و بیزاری ضرور ہے اس کے بعد ایمان لانا صحیح ہوتا ہے۔

ف۵۳۴ کفر و ضلالت کی ایمان و ہدایت کی روشنی اور

ف۵۳۵ غرور و تکبر پر

ف۵۳۶ اور تمام زمین کی سلطنت عطا فرمائی اس پر اس نے بجائے شکر و طاعت کے تکبر و تجبر کیا اور ربوبیت کا دعوٰی کرنے لگا اس کا نام نمرود بن کنعان تھا سب سے پہلے سر پر تاج رکھنے والا یہی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو خدا پرستی کی دعوت دی خواہ آگ میں ڈالے جانے سے قبل یا اس کے بعد تو وہ کہنے لگا کہ تمہارا رب کون ہے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔

ف۵۳۷ یعنی اجسام میں موت و حیات پیدا کرتا ہے ایک خدا ناشناس کے لئے یہ بہترین ہدایت تھی اور اس میں بتایا گیا تھا کہ خود تیری زندگی اس کے وجود کی شاہد ہے کہ تو ایک بے جان نطفہ تھا جس نے اس کو انسانی صورت دی اور

حیات عطا فرمائی وہ رب ہے اور زندگی کے بعد پھر زندہ اجسام کو جو موت دیتا ہے وہ پروردگار ہے اس کی قدرت کی شہادت خود تیری اپنی موت وحیات میں موجود ہے اس کے وجود سے بے خبر رہنا کمال جہالت وسفاہت اور انتہائی بدنصیبی ہے یہ دلیل ایسی زبردست تھی کہ اس کا جواب نمرود سے بن نہ پڑا اور اس خیال سے کہ مجمع کے سامنے اس کو لاجواب اور شرمندہ ہونا پڑتا ہے اس نے کج بحثی اختیار کی۔

و۵۳۸ نمرود نے دو شخصوں کو بلایا ان میں سے ایک کو قتل کیا ایک کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ میں بھی جلاتا مارتا ہوں یعنی کسی کو گرفتار کر کے چھوڑ دینا اس کو جلانا ہے یہ اس کی نہایت احمقانہ بات تھی کہاں قتل کرنا اور چھوڑنا اور کہاں موت و حیات پیدا کرنا قتل کئے ہوئے شخص کو زندہ کرنے سے عاجز رہنا اور بجائے اس کے زندہ کے چھوڑنے کو جلانا کہنا ہی اس کی ذلت کے لئے کافی تھا عقلاء پر اسی سے ظاہر ہوگیا کہ جو حجت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم فرمائی وہ قاطع ہے اور اس کا جواب ممکن نہیں لیکن چونکہ نمرود کے جواب میں شان دعوٰی پیدا ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر مناظرانہ گرفت فرمائی کہ موت وحیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدور میں نہیں اے ربوبیت کے جھوٹے مدعی تو اس سے سہل کام ہی کر دکھا جو ایک متحرک جسم کی حرکت کا بدلنا ہے۔

ایک تاریخی مناظرہ

یہ نمرود اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا مناظرہ ہے جس کی روئیداد قرآن مجید میں مذکور ہے۔

نمرود کون تھا؟:۔ نمرود بڑے طنطنے کا بادشاہ تھا سب سے پہلے اس نے اپنے سر پر تاج شاہی رکھا اور خدائی کا دعویٰ کیا۔ یہ ولد الزنا اور حرامی تھا اور اس کی ماں نے زنا کرالیا تھا جس سے نمرود پیدا ہوا تھا کہ سلطنت کا کوئی وارث پیدا نہ ہوگا تو بادشاہت ختم ہوجائے گی۔ لیکن یہ حرامی لڑکا بڑا ہوکر بہت بڑا بادشاہ بن گیا۔ مشہور ہے کہ پوری دنیا کی بادشاہی صرف چار ہی شخصوں کو ملی جن میں سے دو مومن تھے اور دو کافر۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ذوالقرنین تو صاحبان ایمان تھے اور نمرود و بخت نصر یہ دونوں کافر تھے۔ نمرود نے اپنی سلطنت بھر میں یہ قانون نافذ کر دیا تھا کہ اس نے خوراک کی تمام چیزوں کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ یہ صرف ان ہی لوگوں کو خوراک کا سامان دیا کرتا تھا جو لوگ اس کی خدائی کو تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے دربار میں غلہ لینے کے لئے تشریف لے گئے تو اس خبیث نے کہا کہ پہلے تم مجھ کو اپنا خدا تسلیم کرو جبھی میں تم کو غلہ دوں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھرے دربار میں علی الاعلان فرما دیا کہ تو جھوٹا ہے اور میں صرف ایک خدا کا پرستار ہوں جو وحدہ لاشریک لہ ہے یہ سن کر نمرود آپے سے باہر ہوگیا اور آپ کو دربار سے نکال دیا اور ایک دانہ بھی نہیں دیا۔ آپ اور آپ کے چند متبعین جو مومن تھے بھوک کی شدت سے پریشان ہوکر جاں بلب ہو گئے۔ اس وقت آپ ایک تھیلا لے کر ایک ٹیلے کے پاس تشریف لے گئے اور تھیلے میں ریت بھر کر لائے اور خداوند قدوس سے دعا مانگی تو وہ ریت آٹا بن گئی اور آپ نے اس کو اپنے متبعین کو کھلایا اور خود بھی کھایا۔ پھر نمرود کی دشمنی اس حد تک بڑھ گئی کہ اس نے آپ کو آگ میں ڈلوا دیا۔ مگر وہ آگ آپ پر گلزار بن گئی اور آپ سلامتی کے ساتھ اس آگ سے باہر نکل آئے اور علی الاعلان نمرود کو جھوٹا کہہ کر خدائے وحدہ لاشریک لہ کی توحید کا چرچا کرنے لگے۔ نمرود نے آپ کے کلمہ حق سے تنگ آ کر ایک دن آپ

اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَؕ

اللہ سورج کو لاتا ہے پورب (مشرق) سے تو اس کو پچھّم (مغرب) سے لے آ ف۵۳۹ تو ہوش اڑ گئے کافر کے

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵۸﴾ اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ

اور اللہ راہ (ہدایت) نہیں دکھاتا ظالموں کو یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر ف۵۴۰ اور وہ ڈھئی (مسمار ہوئی) پڑی تھی

کو اپنے دربار میں بلایا اور حسب ذیل مکالمہ بہ صورت مناظرہ شروع کردیا۔

(تفسیر صاوی، ج۱،ص۲۱۹، ۲۲۰، پ ۳، البقرۃ:۲۵۸)

نمرود: اے ابراہیم! بتاؤ تمہارا رب کون ہے جس کی عبادت کی تم لوگوں کو دعوت دے رہے ہو؟

حضرت ابراہیم: اے نمرود! میرا رب وہی ہے جو لوگوں کو جلاتا اور مارتا ہے۔

نمرود: یہ تو میں بھی کرسکتا ہوں چنانچہ اس وقت اس نے دو قیدیوں کو جیل خانہ سے دربار میں بلوایا ایک کو موت کی سزا ہوچکی تھی اور دوسرا رِہا ہوچکا تھا۔ نمرود نے پھانسی پانے والے کو تو چھوڑ دیا اور بے قصور کو پھانسی دے دی اور بولا کہ دیکھ لو کہ جو مردہ تھا میں نے اس کو جلا دیا اور جو زندہ تھا میں نے اس کو مردہ کردیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ نمرود بالکل ہی احمق اور نہایت ہی گھامڑ آدمی ہے جو 'جلانے اور مارنے' کا یہ مطلب سمجھ بیٹھا، اس لئے آپ نے اس کے سامنے ایک دوسری بہت ہی واضح اور روشن دلیل پیش فرمائی۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا:

حضرت ابراہیم: اے نمرود! میرا رب وہی ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تو خدا ہے تو ایک دن سورج کو مغرب سے نکال دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دلیل سن کر نمرود مبہوت و حیران رہ گیا اور کچھ بھی نہ بول سکا۔ اس طرح یہ مناظرہ ختم ہوگیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مناظرہ میں فتح مند ہوکر دربار سے باہر تشریف لائے اور توحید الٰہی کا وعظ علی الاعلان فرمانا شروع کردیا۔

ف۵۳۹ یہ بھی نہ کرسکے تو ربوبیت کا دعوٰی کس منہ سے کرتا ہے

مسئلہ: اس آیت سے علم کلام میں مناظرہ کرنے کا ثبوت ہوتا ہے۔

ف۵۴۰ بقول اکثر یہ واقعہ عُزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے بیت المقدس مراد ہے جب بُخْتِ نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا گرفتار کیا تباہ کر ڈالا پھر حضرت عُزیر علیہ السلام وہاں گزرے آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے تمام بستی میں پھرے کسی شخص کو وہاں نہ پایا بستی کی عمارتوں کو منہدم دیکھا تو آپ نے براہ تعجب کہا 'اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا' اور آپ نے اپنی سواری کے حمار کو وہاں باندھ دیا اور آپ نے آرام فرمایا اسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی اور گدھا بھی مرگیا یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے اس سے ستر برس بعد اللہ تعالٰی نے شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ

اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ انہیں پھر یہاں لایا اور وہ بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عُزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا جب آپ کی وفات کو سو برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا پہلے آنکھوں میں جان آئی ابھی تک تمام جسم مردہ تھا وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا یہ واقعہ شام کے وقت غروب آفتاب کے قریب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہاں کتنے دن ٹھہرے آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم آپ کا خیال یہ ہوا کہ یہ اسی دن کی شام ہے جس کی صبح کو سوئے تھے، فرمایا بلکہ تم سو برس ٹھہرے اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے رس کو دیکھئے کہ ویسا ہی ہے اس میں بو تک نہ آئی اور اپنے گدھے کو دیکھئے دیکھا تو وہ مر گیا تھا گل گیا، اعضاء بکھر گئے تھے ہڈیاں سفید چمک رہی تھیں آپ کی نگاہ کے سامنے اس کے اعضاء جمع ہوئے اعضاء اپنے اپنے مواقع پر آئے ہڈیوں پر گوشت چڑھا گوشت پر کھال آئی بال نکلے پھر اس میں روح پھونکی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے پھر آپ اپنی اس سواری پر سوار ہو کر اپنے محلہ میں تشریف لائے سر اقدس اور ریش مبارک کے بال سفید تھے عمر وہی چالیس سال کی تھی کوئی آپ کو نہ پہچانتا تھا۔ اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے ایک ضعیف بڑھیا ملی جس کے پاؤں رہ گئے تھے۔ وہ نابینا ہو گئی تھی وہ آپ کے گھر کی باندی تھی اور اس نے آپ کو دیکھا تھا آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ عُزیر کا مکان ہے اس نے کہا ہاں، اور عُزیر کہاں، انہیں مفقود ہوئے سو برس گزر گئے یہ کہہ کر خوب روئی آپ نے فرمایا میں عُزیر ہوں اس نے کہا سبحان اللہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے سو برس مردہ رکھا پھر زندہ کیا اس نے کہا حضرت عُزیر مستجاب الدعوات تھے جو دعا کرتے قبول ہوتی آپ دعا کیجئے میں بینا ہو جاؤں تاکہ میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھوں آپ نے دعا فرمائی وہ بینا ہوئی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھ خدا کے حکم سے یہ فرماتے ہی اس کے مارے ہوئے پاؤں درست ہو گئے۔ اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ بے شک حضرت عُزیر ہیں وہ آپ کو بنی اسرائیل کے محلہ میں لے گئی وہاں ایک مجلس میں آپ کے فرزند تھے جن کی عمر ایک سو اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی اور آپ کے پوتے بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے بوڑھیا نے مجلس میں پکارا کہ یہ حضرت عُزیر تشریف لے آئے اہلِ مجلس نے اس کو جھٹلایا اس نے کہا مجھے دیکھو آپ کی دعا سے میری یہ حالت ہو گئی لوگ اٹھے اور آپ کے پاس آئے آپ کے فرزند نے کہا کہ میرے والد صاحب کے شانوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال تھا جسم مبارک کھول کر دکھایا گیا تو وہ موجود تھا اس زمانہ میں توریت کا کوئی نسخہ نہ رہا تھا کوئی اس کا جاننے والا موجود نہ تھا۔ آپ نے تمام توریت حفظ پڑھ دی ایک شخص نے کہا کہ مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا کہ بُختِ نصر کی

عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ

اپنی چھتوں پر وا۵۴۱ بولا اسے کیونکر جلائے (زندہ کرے) گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا

عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ

سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم فرمایا نہیں تجھے سو

لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى

برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بُو نہ لایا اور اپنے گدھے

حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا

کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم

ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ

انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب

قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ

کچھ کر سکتا ہے اور جب عرض کی ابراہیم نے وا۵۴۲ اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مُردے جلائے (زندہ کرے) گا

ستم انگیزیوں کے بعد گرفتاری کے زمانہ میں میرے دادا نے توریت ایک جگہ دفن کر دی تھی اس کا پتہ مجھے معلوم ہے اس پتہ پر جستجو کر کے توریت کا وہ مدفون نسخہ نکالا گیا اور حضرت عُزیر علیہ السلام نے اپنی یاد سے جو توریت لکھائی تھی اس سے مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف کا فرق نہ تھا۔ (جمل)

وا۵۴۱ کہ پہلے چھتیں گریں پھر ان پر دیواریں آپڑیں۔

وا۵۴۲ مفسرین نے لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا جوار بھاٹے میں سمندر کا پانی چڑھتا اترتا رہتا ہے جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اس لاش کو کھاتیں جب اتر جاتا تو جنگل کے درندے کھاتے جب درندے جاتے تو پرند کھاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو شوق ہوا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کئے جائیں گے آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا یارب مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ فرمائے گا اور انکے اجزاء دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے جمع فرمائے گا لیکن میں یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا ملک الموت حضرت رب العزت سے اذن لے کر آپ کو یہ بشارت سنانے آئے آپ نے بشارت سن کر اللہ کی حمد کی اور ملک الموت سے فرمایا کہ اس خُلّت کی علامت کیا ہے انہوں نے عرض کیا یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے اور

اَ وَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ۵۴۳ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے ۵۴۴ فرمایا تو اچھا چار

مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ

پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلالے ۵۴۵ پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر

۳۵ ع ۳ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۠(۲۶۰) مَثَلُ الَّذِیْنَ

انہیں بلاوہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ۵۴۶ اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ان کی کہاوت (مثال)

آپ کے سوال پر مردے زندہ کرے تب آپ نے یہ دعا کی۔ (خازن)

۵۴۳ اللہ تعالیٰ عالم غیب وشہادت ہے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمال ایمان ویقین کا علم ہے باوجود اس کے یہ سوال فرمانا کہ کیا تجھے یقین نہیں اس لئے ہے کہ سامعین کو سوال کا مقصد معلوم ہوجائے اور وہ جان لیں کہ یہ سوال کسی شک وشبہ کی بناء پر نہ تھا۔ (بیضاوی وجمل وغیرہ)

۵۴۴ اور انتظار کی بے چینی رفع ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا معنی یہ ہیں کہ اس علامت سے میرے دل کو تسکین ہوجائے کہ تو نے مجھے اپنا خلیل بنایا۔

۵۴۵ تاکہ اچھی طرح شناخت ہوجائے۔

تصوف کا ایک نکتہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن چار پرندوں کو ذبح کیا ان میں سے ہر پرند ایک بری خصلت میں مشہور ہے مثلاً مور کو اپنی شکل وصورت کی خوبصورتی پر گھمنڈ رہتا ہے اور مرغ میں کثرت شہوت کی بری خصلت ہے اور گدھ میں حرص اور لالچ کی بری عادت ہے اور کبوتر کو اپنی بلند پروازی اور اونچی اڑان پر نخوت وغرور ہوتا ہے۔ تو ان چاروں پرندوں کے ذبح کرنے سے ان چاروں خصلتوں کو ذبح کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ چاروں پرند ذبح کئے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کے زندہ ہونے کا منظر نظر آیا اور ان کے دل میں نور اطمینان کی تجلی ہوئی۔ جس کی بدولت انہیں نفسِ مطمئنہ کی دولت مل گئی تو جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا دل زندہ ہوجائے اور اس کو نفسِ مطمئنہ کی دولت نصیب ہوجائے اس کو چاہے کہ مرغ ذبح کرے یعنی اپنی شہوت پر چھری پھیر دے اور مور کو ذبح کرے یعنی اپنی شکل وصورت اور لباس کے گھمنڈ کو ذبح کرڈالے اور گدھ کو ذبح کرے یعنی حرص اور لالچ کا گلا کاٹ ڈالے اور کبوتر کو ذبح کرے یعنی اپنی بلند پروازی اور اونچے مرتبوں کے غرور ونخوت پر چھری چلادے۔ اگر کوئی ان چاروں بری خصلتوں کو ذبح کرڈالے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ اپنے دل کے زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا اور اس کو نفسِ مطمئنہ کی سرفرازی کا شرف حاصل ہوجائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(تفسیر جمل، ج۱، ص۳۲۸، پ۳، البقرۃ:۲۶۰)

۵۴۶ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرند لئے مور۔ مرغ۔ کبوتر۔ کوّا۔ انہیں بحکم الٰہی ذبح کیا ان کے پر

يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ

جواپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں وے۵۴ اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں و۸ے۵۴ ہر بال

سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۶۱﴾

میں سو دانے و۹ے۵۴ اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

اکھاڑے اور قیمہ کر کے ان کے اجزاء باہم خلط کر دیئے اور اس مجموعہ کے کئی حصہ کئے ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھا اور سر سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے پھر فرمایا چلے آؤ حکم الٰہی سے یہ فرماتے ہی وہ اجزاء اڑے اور ہر ہر جانور کے اجزاء علٰیحدہ علٰیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکلیں بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے حاضر ہوئے اور اپنے اپنے سروں سے مل کر بعینہٖ پہلے کی طرح مکمل ہو کر اڑ گئے سبحان اللہ۔

پھر حضرتِ سیّدُنا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رُک کر عرض کرنے لگے: 'اے ابراہیم (علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام)! آپ ہم سے کیا چاہتے تھے کہ آپ نے ہمیں ذبح کر دیا؟ یاد رکھیں! جو کچھ آپ نے ہمارے ساتھ کیا ہے ہوسکتا ہے آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو۔ چنانچہ اسی رات آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا، گویا اللہ عزَّ وَجَلَّ فرما رہا ہے:' اے ابراہیم (علیہ والسلام)! ہم نے تجھے مردے زندہ کر کے دکھائے اب تم ہمیں زندوں کو مار کر دکھاؤ۔

(اَلرَّوۡضُ الۡفَائِقِ فِی الۡمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق)

وے۵۴ خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شفاخانہ بنا دیا جائے یا اموات کے ایصال ثواب کے لئے تیجہ دسویں بیسویں چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔

و۸ے۵۴ اگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسناد مجازی جائز ہے جب کہ اسناد کرنے والا غیر خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو اسی لئے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے، یہ مضر ہے، یہ درد کی دافع ہے، ماں باپ نے پالا عالم نے گمراہی سے بچایا بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ سب میں اسناد مجازی اور مسلمان کے اعتقاد میں فاعل حقیقی صرف اللہ تعالٰی ہے باقی سب وسائل۔

و۹ے۵۴ تو ایک دانہ کے سات سو دانے ہو گئے اسی طرح راہِ خدا میں خرچ کرنے سے سات سو گناہ اجر ہو جاتا ہے۔

حضرتِ سیدنا خُرَیم بن فاتِک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،' جو اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ خرچ کرے اس کے لئے سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل النفقۃ فی سبیل اللہ، رقم ۱۶۳۱، ج ۳، ص ۲۳۳)

حضرتِ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سیّدُ المبلغین، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ

وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ف۵۵۰ پھر دیے (دینے کے بعد) پیچھے نہ احسان رکھیں (جتائیں) نہ

اَذًىۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

تکلیف دیں ف۵۵۱ ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اچھی

کی بارگاہ میں نکیل والی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا، 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اللہ عزوجل کی راہ میں وقف ہے۔' تو آپ نے فرمایا، 'تجھے اس کے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ملیں گی جن میں سے ہر ایک نکیل والی ہوگی۔'

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الصدقۃ فی سبیل اللہ، رقم ۱۸۹۲، ص ۱۰۴۹)

ف۵۵۰ شانِ نزول: یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لئے ایک ہزار اونٹ مع سامان پیش کئے اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہ رسالت میں حاضر کئے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے رکھ لئے اور نصف راہِ خدا میں حاضر ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم نے دیئے اور جو تم نے رکھے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت فرمائے۔

مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲، ص ۳۴۳۔۳۴۴ والمواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۶۵۔۶۷ ملخصاً

ف۵۵۱ احسان رکھنا تو یہ کہ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کئے اور اس کو مکدّر کریں اور تکلیف دینا یہ کہ اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا مفلس تھا مجبور تھا نکمّا تھا ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباؤ دیں یہ ممنوع فرمایا گیا۔

احسان جتانا اللہ عزوجل کی اعلیٰ صفات جبکہ ہماری مذموم صفات میں سے ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا احسان جتانا مہربانی ہے اور مخلوق کو اس کا واجب کردہ شکر ادا کرنے کی یاددہانی ہے جبکہ ہمارا احسان جتانا عار دلانا ہوتا ہے کیونکہ صدقہ لینے والا مثال کے طور پر غیر کا محتاج ہونے کی وجہ سے شکستہ دل ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ کے اوپر ہونے کا اعتراف کرتا ہے، لہٰذا جب دینے والا اپنی نعمت کا اظہار کرے یا برتری جتائے یا اس احسان کے عوض کوئی خدمت یا شکر کا مطالبہ کرے تو یہ چیز لینے والے کے نقصان، شکستہ دلی، عار محسوس کرنے اور دل کے ٹوٹنے میں اضافہ کرتی ہے جو کہ عظیم قباحتیں ہیں کیونکہ اس میں احسان جتانے والے کے لئے ملکیت، فضل اور اس مالکِ حقیقی عزوجل سے غفلت پائی جاتی ہے جو کہ عطا فرما کر خوش ہوتا ہے اور اس عطا و بخشش پر سب سے بڑھ کر قادر ہے۔

لہٰذا اللہ عزوجل کی بارگاہ کو پیشِ نظر رکھنا اور اس کا شکر ادا کرتے رہنا واجب ہے نیز اللہ عزوجل کے فضل و جود میں اس سے جھگڑنے کی طرف لے جانے والی چیزوں سے بچنا بھی واجب ہے کیونکہ احسان وہی جتاتا ہے جو اس بات سے غافل ہوتا ہے

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ

بات کہنا اور درگزر کرنا ۵۵۲ اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو ۵۵۳ اور اللہ بے پروا

حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ

حلم والا ہے اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے

كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

کر ۵۵۴ اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا

کہاوت (مثال) ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نرا (چکنا پتھر) پتھر کر چھوڑا

يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾

۵۵۵ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو (ثواب) نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ (ہدایت) نہیں دیتا

کہ اللہ عزوجل ہی عطا کرنے والا اور فضل فرمانے والا ہے۔

(اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ)

۵۵۲ یعنی اگر سائل کو کچھ نہ دیا جائے تو اس سے اچھی بات کہنا اور خوش خلقی کے ساتھ جواب دینا جو اس کو ناگوار نہ گزرے اور اگر وہ سوال میں اصرار کرے یا زبان درازی کرے تو اس سے درگزر کرنا۔

۵۵۳ عار دلا کر یا احسان جتا کر یا اور کوئی تکلیف پہنچا کر۔

۵۵۴ یعنی جس طرح منافق کو رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی وہ اپنا مال ریاکاری کے لئے خرچ کر کے ضائع کر دیتا ہے اس طرح تم احسان جتا کر اور ایذا دے کر اپنے صدقات کا اجر ضائع نہ کرو۔

۵۵۵ یہ منافق ریاکار کے عمل کی مثال ہے کہ جس طرح پتھر پر مٹی نظر آتی ہے لیکن بارش سے وہ سب دور ہو جاتی ہے خالی پتھر رہ جاتا ہے یہی حال منافق کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روز قیامت وہ تمام عمل باطل ہوں گے کیونکہ رضائے الٰہی کے لئے نہ تھے۔

ریاکار کے لیے ایک بڑا نقصان و خسارہ یہ ہے کہ جب لوگوں کو ان کے اَعمال کا ثواب ملے گا اور ان پر اِنعامات کی بارش ہوگی تو ریاکار کی تمام لوگوں کے سامنے بے عزتی ہوگی۔ اس سے کہا جائے گا، تو نے اپنے عمل کے ذریعے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا نہیں چاہی بلکہ تیرا مقصود یہ تھا کہ لوگ تیری تعریف کریں تو تُو ان کے پاس جا اور ان ہی سے اپنا اِنعام وصول کر اور وہ لوگ کیونکر کچھ دے سکیں گے کیونکہ وہ تو خود ایک ایک نیکی کے محتاج ہوں گے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: 'جب اللہ عَزَّ وَجَلَّ تمام اگلوں اور پچھلوں

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِیْتًا مِّنْ

اوران کی کہاوت (مثال) جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے (سکون وقرار پانے)

اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِۚ فَاِنْ لَّمْ

کو ۵۵۶ اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ (رتیلی زمین) پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے (دگنے) میوے لایا پھر اگر زور کا مینھ

یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ

اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے ۵۵۷ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۵۵۸ کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا ۵۵۹

کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا تو ایک مُنادِی یہ نداء کریگا کہ جس نے کسی عمل میں کسی کو شریک کیا (یعنی ریا کاری کی) تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ثواب اس ہی سے لے کیونکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ شرک سے بے پرواہ ہے۔

(جامع الترمذی، الحدیث ۳۱۶۵، ج ۵، ص ۱۰۵)

۵۵۶ راہ خدا میں خرچ کرنے پر۔

۵۵۷ یہ مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی با اخلاص مؤمن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے۔

۵۵۸ اور تمہاری نیت واخلاص کو جانتا ہے۔

انسان مخلص کب ہوتا ہے؟ اس بارے میں اسلاف کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے چند اقوال ملاحظہ ہوں؛

(1) حضرتِ سیدنا یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سُوال ہوا کہ انسان کب مخلص ہوتا ہے؟ فرمایا: 'جب شیر خوار بچہ کی طرح اُس کی عادت ہو۔ شیر خوار بچہ کی کوئی تعریف کرے تو اُسے اچھی نہیں لگتی اور مُذمّت کرے تو اُسے بُری نہیں معلوم ہوتی۔ جس طرح وہ اپنی تعریف و مذمّت سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اِسی طرح انسان جب تعریف و مذمّت کی پرواہ نہ کرے تو مُخلص کہا جاسکتا ہے۔ (اَخلاقُ الصّالحِین مطبوعہ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

(2) حضرت ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کس وقت سمجھے کہ وہ مخلصین میں سے ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب وہ اعمالِ صالحہ میں پوری کوشش صَرف کردے اور اس کو پسند کرے کہ میں معزز نہ سمجھا جاؤں۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۳)

(3) کسی امام سے پوچھا گیا: 'مخلص کون ہے؟' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: 'مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیاں اس طرح چھپائے جس طرح اپنے گناہ چھپاتا ہے۔'

(4) ایک اور بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا گیا: 'اخلاص کی اِنتہا کیا ہے؟' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: 'وہ یہ کہ تم لوگوں سے تعریف کی خواہش نہ کرو۔'

(الزواجر، الکبیرۃ الثانیۃ الشرک الاصغر۔۔۔۔۔۔ الخ، خاتمۃ فی الاخلاص، ج ۱، ص ۹۰)

لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ

کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا ف۵۶۰ جس کے نیچے ندیاں بہتیں اس کے لیے اس میں ہر قسم کے

الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ

پھلوں سے ہے ف۵۶۱ اور اسے بڑھاپا آیا ف۵۶۲ اور اس کے ناتواں بچے ہیں ف۵۶۳ تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں

نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ ع ۳۶

آگ تھی تو جل گیا ف۵۶۴ ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ ف۵۶۵

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید خُدرِی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: 'بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ اہل جنت سے فرمائے گا: 'اے جنتیو!' تو وہ عرض کریں گے: 'اے ہمارے رب عَزَّ وَجَلَّ! ہم حاضر ہیں اور بھلائی تو تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے۔' اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا: 'کیا تم راضی ہو؟' تو وہ عرض کریں گے: 'اے ہمارے رب عَزَّ وَجَلَّ! ہم کیوں نہ راضی ہوں کہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا۔' تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا: 'میں تمہیں اس سے بھی افضل نعمت نہ عطا فرماؤں؟' وہ عرض کریں گے: 'اس سے افضل شے کونسی ہوگی؟' تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا: 'میں تمہیں اپنی رضا سونپتا ہوں لہٰذا! آج کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔'

(بخاری ج ۴ ص ۲۶۰ حدیث ۶۵۳۹)

ف۵۵۹ یعنی کوئی پسند نہ کرے گا کیونکہ یہ بات کسی عاقل کے گوارا کرنے کے قابل نہیں ہے۔

ف۵۶۰ اگرچہ اس باغ میں بھی قسم قسم کے درخت ہوں مگر کھجور اور انگور کا ذکر اس لئے کیا کہ یہ نفیس میوے ہیں۔

ف۵۶۱ یعنی وہ باغ فرحت انگیز و دلکشا بھی ہے اور نافع اور عمدہ جائیداد بھی۔

ف۵۶۲ جو حاجت کا وقت ہوتا ہے اور آدمی کسب و معاش کے قابل نہیں رہتا۔

ف۵۶۳ جو کمانے کے قابل نہیں اور ان کی پرورش کی حاجت ہے غرض وقت نہایت شدت حاجت کا ہے اور دارومدار صرف باغ پر اور باغ بھی نہایت عمدہ ہے۔

ف۵۶۴ وہ باغ تو اس وقت اس کے رنج و غم اور حسرت و یاس کی کیا انتہا ہے یہی حال اس کا ہے جس نے اعمال حسنہ تو کئے ہوں مگر رضائے الٰہی کے لئے نہیں بلکہ ریا کی غرض سے اور وہ اس گمان میں ہو کہ میرے پاس نیکیوں کا ذخیرہ ہے مگر جب شدتِ حاجت کا وقت یعنی قیامت کا دن آئے تو اللہ تعالٰی ان اعمال کو نامقبول کردے اور اس وقت اس کو کتنا رنج اور کتنی حسرت ہوگی ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ آپ کے علم میں یہ آیت کس باب میں نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ یہ مثال ہے ایک دولت مند شخص کے لئے جو نیک عمل کرتا ہو پھر شیطان کے اغواء سے گمراہ ہو کر اپنی تمام نیکیوں کو ضائع کردے۔ (مدارک و خازن)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ
اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو ۵۶۶ اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے
الْاَرْضِ۪ وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ
زمین سے نکالا ۵۶۷ اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے ۵۶۸ اور تمہیں ملے تو نہ لوگے جب تک
تُغْمِضُوْا فِیْهِؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ
اس میں چشم پوشی (درگزر) نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے۔ شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا (ڈراتا) ہے ۵۶۹
وَ یَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِۚ وَ اللّٰهُ یَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًاؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ
محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا ۵۷۰ اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے (گناہوں کی) بخشش اور فضل کا ۵۷۱ اور اللہ

۵۶۵ اور سمجھو کہ دنیا فانی اور عاقبت آنی ہے۔

۵۶۶ مسئلہ: اس سے کسب کی اباحت اور اموال تجارت میں زکوٰۃ ثابت ہوتی ہے۔ (خازن و مدارک) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیت صدقہ نافلہ وفرضیہ دونوں کو عام ہو (تفسیر احمدی)

۵۶۷ خواہ وہ غلے ہوں یا پھل یا معادن وغیرہ۔

۵۶۸ شانِ نزول بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

مسئلہ: مصدِّق یعنی صدقہ وصول کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ متوسط مال لے نہ بالکل خراب نہ سب سے اعلٰی۔

۵۶۹ کہ اگر خرچ کرو گے صدقہ دو گے تو نادار ہو جاؤ گے۔

۵۷۰ یعنی بخل کا اور زکوٰۃ وصدقہ نہ دینے کا اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ شیطان کسی طرح بخل کی خوبی ذہن نشین نہیں کرسکتا اسلیئے وہ یہی کرتا ہے کہ خرچ کرنے سے ناداری کا اندیشہ دلا کر روکے آج کل جو لوگ خیرات کو روکنے پر مصر ہیں وہ بھی اسی حیلہ سے کام لیتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا شعیب حربفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ) شیطان تمہیں صدقہ وخیرات سے منع کرتا اور گناہوں کا حکم دیتا ہے جبکہ اللہ عزَّ وَجلَّ تمہیں فرمانبرداری اور صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ اس کے ذریعے تم اس سے مغفرت اور اس کا فضل پاؤ اور اللہ عزَّ وَجلَّ صدقہ کرنے والے کا ثواب جانتا ہے۔

(الدر المنثور، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۶۸، ج ۲، ص ۶۵)

حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ زمین پر جو بھی صدقہ نکالا جاتا ہے وہ ستر شیطانوں کے جبڑوں سے چھڑا کر دیا جاتا ہے وہ سب بندے کو صدقہ دینے سے روکتے ہیں۔'

(الزھد لابن المبارک، باب الصدقۃ، الحدیث ۶۴۹، ص ۲۲۸)

عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا

وسعت والا علم والا ہے اللہ حکمت دیتا ہے ۵۷۲ جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی

كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے اور تم جو خرچ کرو ۵۷۳ یا منت مانو ۵۷۴

نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا

اللہ کو اس کی خبر ہے ۵۷۵ اور ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں اگر خیرات

۵۷۱ صدقہ دینے پر اور خرچ کرنے پر۔

۵۷۲ حکمت سے یا قرآن وحدیث وفقہ کا علم مراد ہے یا تقویٰ یا نبوّت (مدارک وخازن)

جب کوئی ذی علم کسی علم سے عزوشرف حاصل کرنا چاہے تو صرف علم فقہ ہی کو یہ عظمت حاصل ہے کہ اس سے عزوشرف حاصل کیا جائے کیونکہ خوشبوئیں تو ساری مہکتی ہیں لیکن مشک جیسی کوئی خوشبو نہیں اور پرندے تو سب ہی اڑتے ہیں لیکن ہر ایک کا اڑنا باز جیسا نہیں ہے۔

علم فقہ کی عظمت وفضیلت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی اور اس کو لفظ 'خیر' سے تعبیر فرمایا جو کسی شے کی مدح میں ایک جامع اور وسیع المفہوم لفظ ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ کتب فقہ کا مطالعہ کرنا قیام اللیل سے بہتر ہے۔

الدر المختار، المقدمۃ، ج ۱، ص ۱۰۱

صاحب ملتقط نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ انسان کو سب سے پہلے حلال وحرام اور احکام شرعیہ ومسائل فقہیہ کا علم حاصل کرنا چاہیے اس کے مقابلے میں اسے دیگر علوم کو ترجیح نہیں دینی چاہیے صرف ان ہی میں انہماک مناسب ہے۔

الملتقط، کتاب المخارج، باب الفوائد والحکایات، ص ۴۵۹

۵۷۳ نیکی میں خواہ بدی میں۔

۵۷۴ طاعت کی یا گناہ کی نذر عرف میں ہدیہ اور پیش کش کو کہتے ہیں اور شرع میں نذر عبادت اور قربتِ مقصودہ ہے اسی لئے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر کی تو وہ صحیح نہیں ہوئی نذر خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ کے لئے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فقراء کو نذر کے صرف کا محل مقرر کرے مثلاً کسی نے یہ کہا یارب میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کردے کہ فلاں بیمار کو تندرست کردے تو میں فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں یا وہاں کے خدام کو روپیہ پیسہ دوں یا ان کی مسجد کے لئے تیل یا بوریا حاضر کروں تو یہ نذر جائز ہے۔

الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۵۴۲،۵۴۳

الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ

علانیہ دوتو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے ف۵۷۶

وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ

اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں (مٹیں) گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے انہیں راہ (ہدایت) دینا تمہارے

هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ

ذمہ لازم نہیں ف۵۷۷ ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو اچھی چیز (راہِ خدا میں) دو تو تمہارا ہی بھلا ہے ف۵۷۸

ف۵۷۵ وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔

ف۵۷۶ صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب اخلاص سے اللہ کے لئے دیا جائے اور ریا سے پاک ہو تو خواہ ظاہر کر کے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں۔

مسئلہ: لیکن صدقہ فرض کا ظاہر کر کے دینا افضل ہے اور نفل کا چھپا کر

مسئلہ: اور اگر نفل صدقہ دینے والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لئے ظاہر کر کے دے تو یہ اظہار بھی افضل ہے (مدارک)

حضرتِ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'نیکیاں برائی کے دروازوں سے بچاتی ہیں اور پوشیدہ صدقہ اللہ عزوجل کے غضب سے بچاتا ہے اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کر دیتی ہے۔

(طبرانی کبیر، رقم ۸۰۱۴، ج ۸، ص ۲۶۱)

حضرتِ سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'چھپا کر صدقہ دینا اللہ عزوجل کے غضب کو بجھاتا ہے۔'

(طبرانی کبیر، رقم ۸۰۱۴، ج ۸، ص ۲۶۱)

ف۵۷۷ آپ بشیر و نذیر و داعی بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ کا فرض دعوت پر تمام ہو جاتا ہے اس سے زیادہ جہد آپ پر لازم نہیں۔

شانِ نزول: قبل اسلام مسلمانوں کی یہود سے رشتہ داریاں تھیں اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے مسلمان ہونے کے بعد انہیں یہود کے ساتھ سلوک کرنا ناگوار ہونے لگا۔ اور انہوں نے اس لئے ہاتھ روکنا چاہا کہ ان کے اس طرزِ عمل سے یہود اسلام کی طرف مائل ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ
اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لیے اور جو مال دو تمہیں (اس کا بدلہ) پورا ملے گا
وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا
اور نقصان نہ دیے جاؤ گے ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں
یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ٘ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ
روکے گئے ۵۷۹ زمین میں چل نہیں سکتے ۵۸۰ نادان انہیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب ۵۸۱

۵۷۸ تو دوسروں پر اس کا احسان نہ جتاؤ۔
حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، 'اللہ عزوجل فرماتا ہے تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔' اور فرمایا،' کہ اللہ عزوجل کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، دن رات مسلسل خرچ کرنے سے بھی ان میں کوئی کمی نہیں آتی، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سے اس نے زمین وآسمانوں کو پیدا فرمایا ہے خرچ کررہا ہے، بے شک اس سے اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی، اس کا عرش پانی پر تھا اور میزان اسی کے دست قدرت میں ہے جسے وہ جھکاتا اور بلند کرتا ہے۔
(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی النفقۃ، رقم ۹۹۳ ص ۴۹۸)
۵۷۹ یعنی صدقات مذکورہ جو آیۂ 'وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ' میں ذکر ہوئے ان کا بہترین مصرف وہ فقراء ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کو جہاد وطاعت الٰہی پر روکا
شانِ نزول: یہ آیت اہل صفّہ کے حق میں نازل ہوئی ان حضرات کی تعداد چار سو کے قریب تھی یہ ہجرت کرکے مدینہ طیّبہ حاضر ہوئے تھے نہ یہاں ان کا مکان تھا نہ قبیلہ کنبہ نہ ان حضرات نے شادی کی تھی ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے رات میں قرآن کریم سیکھنا دن میں جہاد کے کام میں رہنا آیت میں ان کے بعض اوصاف کا بیان ہے۔
۵۸۰ کیونکہ انہیں دینی کاموں سے اتنی فرصت نہیں کہ وہ چل پھر کر کسب معاش کرسکیں۔
حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'اے فقراء کے گروہ! صبر کرو یہاں تک کہ تم حوضِ (کوثر) پر مجھ سے ملو اور بے شک تم سب سے پہلے میرے پاس آؤ گے۔'
(فضائل الصحابۃ لابن حنبل، الحدیث ۱۴۴۹، الجزء ۲، ص ۸۰۵، بدون 'یا معشر الفقراء')
پس پاک ہے وہ ذات جس نے تمہیں خوشی ومسرت اور کمال عطا فرمایا! تم سے محبت کی اور تمہیں فقر اختیار کرنے کی ترغیب دی اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کے ساتھ تمہیں اس کے مانگنے کا حکم فرمایا کہ 'میری امت کے فقراء، امیروں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے

تَعۡرِفُہُمۡ بِسِیۡمٰہُمۡ ۚ لَا یَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ

تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے وف۵۸۲ سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ

بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّہَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَہُمۡ

اسے جانتا ہے وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر وف۵۸۳ ان کے لیے ان کا نیگ

اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِیۡنَ

(انعام) ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم وہ جو سود کھاتے ہیں وف۵۸۴

ع ۳۸ ۵ — الربع — وقف لازم

اور وہ (نصف دن) پانچ سو سال کا ہوگا، وہ کھائیں گے، پئیں گے، نعمتیں لوٹیں گے، اور لوگ حساب کے غم میں ہوں گے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث ۱۰۷۳۵، ج ۳، ص ۶۰۵)

(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ما جاء ان فقراء۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۳۵۴، ص ۱۸۸۸)

ف۵۸۱ یعنی چونکہ وہ کسی سے سوال نہیں کرتے اس لئے ناواقف لوگ انہیں مالدار خیال کرتے ہیں۔

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّد المبلغین، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا، 'اے ابوذر! کیا تم کثرت مال ہی کو غنا سمجھتے ہو؟' میں نے عرض کیا،'جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!' تو ارشاد فرمایا، 'کیا تم قلتِ مال ہی کو فقر سمجھتے ہو؟' میں نے عرض کیا،'جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!' تو ارشاد فرمایا،'اصل غناء تو دل کی غناء ہے اور اصل فقر تو دل کا فقر ہے۔

(صحیح ،ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الفقر والزھد والقناعۃ، رقم ۶۸۴، ج ۲، ص ۷۳)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،'غنی وہ نہیں جس کے پاس کثیر مال ہو بلکہ غنی تو وہ ہے جس کا نفس غنی ہو۔

(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب لیس الغنی عن کثرۃ العرض، رقم ۱۰۵۱، ص ۵۲۲)

ف۵۸۲ کہ مزاج میں تواضع وانکسار ہے، چہروں پر ضعف کے آثار ہیں، بھوک سے رنگ زرد پڑ گئے ہیں۔

ف۵۸۳ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنے کا نہایت شوق رکھتے ہیں اور ہر حال میں خرچ کرتے رہتے ہیں

شانِ نزول: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے راہِ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کئے تھے دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر، ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا آپ نے ان چاروں کو خیرات کردیا۔ ایک رات میں ایک دن میں ایک کو پوشیدہ ایک کو ظاہر

فائدہ: آیت کریمہ میں نفقۂ لیل کو نفقۂ نہار پر اور نفقۂ سر کو نفقۂ علانیہ پر مقدم فرمایا گیا اس میں اشارہ ہے کہ چھپا کر دینا ظاہر کرکے دینے سے افضل ہے۔

يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ

قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو ؔ۵۸۵

الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ

یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند (مثل) ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع (تجارت) کو

وقف لازم

ؔ۵۸۴ اس آیت میں سود کی حرمت اور سودخواروں کی شامت کا بیان ہے سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے یہ صریح ناانصافی ہے دوم سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سودخوار کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہنچاتی ہے۔ سوم سود کے رواج سے باہمی مودت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ کسی کو قرض حسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا چہارم سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سودخوار اپنے مدیون کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سودخوار اور اس کے کارپرداز اور سودی دستاویز کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

سود کی تعریف

احناف کے نزدیک سود کی تعریف یہ ہے: 'عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔' (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۹۶)

ایک اور روایت میں ہے کہ دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر بادلوں کی سی گرج اور بجلی کی سی کڑک سنی اور ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھروں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اُن میں سانپ اور بچھو باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے پوچھا: 'اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟' تو انہوں نے بتایا: 'یہ سود خور ہیں۔'

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث: ۶۵۷۷، ج ۴، ص ۲۱۱، بتغیرٍ)

رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: '(بظاہر) سود اگرچہ زیادہ ہی ہو آخرکار اس کا انجام کمی پر ہوتا ہے۔'

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۴۰۲۶، ج ۲، ص ۱۰۹)

ؔ۵۸۵ معنٰی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہوسکتا گرتا پڑتا چلتا ہے، قیامت کے روز سودخوار کا ایسا ہی حال ہوگا کہ سود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہوجائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گرگر پڑے گا۔ سعید بن

وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

اور حرام کیا سود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا ۵۸۶

وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

اور اس کا کام (معاملہ) خدا کے سپرد ہے ۵۸۷ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾

۵۸۸ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو ۵۸۹ اور بڑھاتا ہے خیرات کو ۵۹۰ اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار

جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ یہ علامت اس سود خور کی ہے جو سود کو حلال جانے۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: 'سود خور کو قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے سود کھانے کے بارے میں سب اہلِ محشر جان لیں گے۔'

(کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الثانیۃ عشرۃ، باب الریاء، ص ۶۸)

۵۸۶ یعنی حرمت نازل ہونے سے قبل جو لیا اس پر مواخذہ نہیں۔

۵۸۷ جو چاہے امر فرمائے جو چاہے ممنوع و حرام کرے بندے پر اس کی اطاعت لازم ہے۔

۵۸۸ مسئلہ: جو سود کو حلال جانے وہ کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ ہر ایک حرام قطعی کا حلال جاننے والا کافر ہے۔

سُود کے ایک درہم کا وبال:

سرکارِ اَبد قرار، شفیعِ روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: 'سود کا ایک درہم اللہ عزوجل کے نزدیک چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن حنظلۃ بن ابی عامر، رقم ۲۲۰۱۶، ج ۸، ص ۲۲۳)

حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: 'اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہ عن العُیُوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک مرتبہ فجر کی نماز ادا فرمائی تو اپنا رُخِ انور ہماری طرف کر کے فرمایا: 'کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟' ہم نے عرض کیا: 'نہیں، یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! پھر حضور نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (معراج کا واقعہ ذکر فرماتے ہوئے) سود کے بارے میں بتایا کہ ہم چلتے چلتے خون کی ایک نہر پر پہنچے، اس میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک شخص کھڑا تھا، جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ نہر میں موجود شخص نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو باہر کھڑے شخص نے اس کے منہ پر ایک پتھر مارا اور اسے اس کی جگہ واپس پہنچا دیا پھر جب بھی وہ شخص باہر نکلنے لگتا تو یہ شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا تو وہ واپس اپنی جگہ لوٹ جاتا۔ میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا: 'یہ سود خور ہے، اس کے ساتھ قیامت تک اسی طرح کیا جاتا رہے گا۔'

(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرویا بعد صلاۃ الصبح، رقم ۷۰۴۷، ج ۴، ص ۴۲۵)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ
بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اُن
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴿۲۷۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو، اور نہ کچھ غم اے ایمان والو
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ
اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو ۵۹۱ پھر اگر ایسا نہ کرو

ف۵۸۹ اور اس کو برکت سے محروم کرتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اس سے نہ صدقہ قبول کرے نہ حج نہ جہاد نہ صِلہ۔

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'جس نے مال حرام کمایا اللہ عزوجل نہ اس کا صدقہ قبول فرمائے گا، نہ غلام آزاد کرنا، نہ حج کرنا اور نہ ہی عمرہ کرنا اور اس کے لئے اس کی تعداد کے مطابق گناہ ہیں اور اس کی موت کے بعد جو حرام مال بچ گیا وہ اس کے لئے جہنم کا سامان ہوگا'

(ذکرہ الزبیدی فی الاتحاف، کتاب الحلال والحرام، الباب الاول، ج ۶، ص ۴۵۶، دون قولہ ولا اعتقادٗ اولا حجاً ولا عسرٗ اوکانت لہ بعد اوزار)

ف۵۹۰ اس کو زیادہ کرتا ہے اور اس میں برکت فرماتا ہے دنیا میں اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب بڑھاتا ہے۔

حضرتِ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، 'عنقریب تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ عزوجل اس طرح کلام فرمائے گا کہ دونوں کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا تو وہ بندہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو جو کچھ اس نے آگے بھیجا وہ اسے نظر آئے گا، جب وہ اپنے بائیں جانب دیکھے گا تو اسے وہی نظر آئے گا جو اس نے آگے بھیجا، اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے آگ نظر آئے گی تو اس آگ سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے ذریعے ہو۔' اور ایک روایت میں ہے تم میں سے جو آگ سے بچ سکے اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے تو اسے چاہیے کہ ضرور بچے۔

(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ، رقم ۱۰۱۶، ص ۵۰۷)

ف۵۹۱ شانِ نزول: یہ آیت اُن اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو سود کی حُرمت نازل ہونے سے قبل سودی لین دین کرتے تھے اور اُن کی گراں قدر سودی رقمیں دُوسروں کے ذمہ باقی تھیں اس میں حکم دیا گیا کہ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کے مطالبہ بھی واجب الترک ہیں اور پہلا مقرر کیا ہوا سود بھی اب لینا جائز نہیں۔

قرآنِ کریم کا اسلوب ہے کہ ترہیب (یعنی ڈرانے) کے بعد ترغیب ہوتی ہے یا پھر کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے لہذا یہاں بھی اس کے انجام سے نصیحت دلاتے ہوئے، مطیع و فرمانبردار کے مقام و مرتبہ کو ایک عاصی و گناہ گار سے ممتاز کرتے ہوئے، نیز

تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ۚ وَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَکُمۡ رُءُوۡسُ

تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا و۵۹۲ اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو

اس پر ان کی تعریف و مذمت میں مبالغہ کرتے ہوئے ترہیب کے بعد ترغیب کا ذکر ہو رہا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ عزوجل سے ڈرو اور سود کی بقیہ رقم کو مقروضوں سے وصول نہ کرو، اور اس سے قبل اللہ عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان فَلَہٗ مَا سَلَفَ سے واضح کر دیا ہے کہ حرمتِ سود کا حکم نازل ہونے سے پہلے جو سود وصول کیا گیا وہ حرام نہیں سوائے اس کے کہ جو سود حرمت کا حکم نازل ہونے کے بعد وصول کیا گیا کیونکہ وہ حرام ہے اب اس شخص کے لئے اپنے اصل مال سے زائد مال لینا جائز نہیں اس وجہ سے اب نزولِ حکم کے بعد مکلف ہونے کی بناء پر اس پر ایسا کرنا حرام ہوگا۔

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ اہلِ مکہ تمام یا چند ایک اور اہلِ طائف کے چند افراد سودی لین دین کیا کرتے تھے لہٰذا جب وہ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تو اس سود میں ان کا آپس میں جھگڑا ہو گیا جس پر انہوں نے ابھی تک قبضہ نہیں کیا تھا تو یہ آیتِ مبارکہ اس بات کا حکم لے کر اُتری کہ وہ صرف اپنے اصل اموال ہی واپس لیں گے اس سے زائد کچھ وصول نہیں کریں گے۔

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: 'خبردار، جان لو! زمانۂ جاہلیت کا ہر معاملہ میرے قدموں تلے ختم کر دیا گیا ہے۔' پھر ارشاد فرمایا: 'جاہلیت کا سود بھی ختم کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلا سود جس کو میں ختم کر رہا ہوں وہ حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سود ہے۔'

(صحیح المسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی، الحدیث: ۲۹۵۰، ص ۸۸۱)

و۵۹۲ یہ وعید و تہدید میں مبالغہ و تشدید ہے کس کی مجال کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا تصور بھی کرے چنانچہ اُن اصحاب نے اپنے سودی مطالبہ چھوڑے اور یہ عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی ہمیں کیا تاب اور تائب ہوئے۔

علامہ ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الہیتمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی پُراثر تالیف اَلزَّوَاجِرُ عَنۡ اِقۡتِرَافِ الۡکَبَائِرِ میں اس کی تفسیر یوں ہے

یعنی اگر تم ایمان والے ہو تو سودی کاروبار سے باز آ جاؤ اور اگر اس سے نہ رُکے تو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اعلان جنگ کر دو، اور جس نے بھی ایسا کیا تو وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

اس حرب سے مراد یا تو دُنیوی جنگ ہے یا پھر اُخروی جنگ۔

دُنیوی جنگ سے مراد یہ ہے کہ شریعت نافذ کرنے والے حکام پر لازم ہے کہ جب انہیں کسی کے بارے میں سود لینے کا پتہ چلے تو اسے قید کر دیں یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے، لیکن اگر سود خور صاحبِ حیثیت اور ذی حشم ہو کہ تم اس پر جنگ کئے بغیر قدرت حاصل نہیں کر سکتے تو اسی طرح جنگ کرو جیسے (حضرت سیدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مانعینِ زکوٰۃ کے ساتھ کی تھی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے: 'جو سودی کاروبار میں ملوث ہو اس پر توبہ پیش کی جائے اگر توبہ

اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى

نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ ف۵۹۳ اور نہ تمہیں نقصان ہو ف۵۹۴ اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک

مَيْسَرَةٍ ۗ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا

اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر جانو ف۵۹۵ اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی

کرلے تو اچھی بات ہے ورنہ اس کا سرتن سے جدا کر دیا جائے۔'

آیتِ مبارکہ میں جنگ کرنے کا یہ حکم دو چیزوں کا احتمال رکھتا ہے کہ یا تو مطلقاً جو بھی سود لے اس کے ساتھ جنگ کی جائے یا پھر صرف اس کے ساتھ جو اسے حلال اور جائز سمجھ کر لے، ایک قول یہ مروی ہے کہ 'اعلانِ جنگ سود کو جائز سمجھنے والے سے ہے۔' جبکہ ایک قول کے مطابق اس سے بھی اور دوسروں سے بھی ہے، لیکن آیتِ کریمہ کی ترتیب کے لحاظ سے مناسب پہلا قول ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے فرمانِ عالیشان کا مفہوم ہے کہ 'اگر تم سود کی حرمت پر ایمان رکھتے ہو تو اسے چھوڑ دو جو باقی ہے، اور اگر ایمان نہیں رکھتے تو اعلانِ جنگ کر دو۔'

اُخروی جنگ سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل اس کا خاتمہ برائی پر فرمائے گا، کیونکہ جس نے بھی اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ جنگ کی تو اس کا خاتمہ بالخیر کس طرح ہو سکتا ہے؟ نیز اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جنگ کرنا درحقیقت اس کی رحمت کے مقامات سے دوری اور بدبختی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرنا ہے۔

(اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ)

ف۵۹۳ زیادہ لے کر۔

ف۵۹۴ راس المال گھٹا کر۔

علامہ ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الہیتمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی پُراثر تالیف اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ میں اس کی تفسیر یوں ہے

جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو سود کا تقاضا کرنے والوں نے یہ کہتے ہوئے توبہ کر لی کہ 'ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں کیونکہ ہم میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جنگ کرنے کی کوئی طاقت نہیں۔' لہٰذا وہ اپنے اصل مال لینے پر ہی راضی ہو گئے اور جب ان کے مطالبہ کی وجہ سے مقروضوں نے تنگ دستی کا شکوہ کیا تو انہوں نے صبر کرنے سے انکار کر دیا۔

ف۵۹۵ قرضدار اگر تنگ دست یا نادار ہو تو اس کو مہلت دینا یا قرض کا جز و یا کل معاف کر دینا سبب اجرِ عظیم ہے مسلم شریف کی حدیث ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنا سایۂ رحمت عطا فرمائے گا جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و

تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ع ۳۸ ۸ ۲

طرف پھرو (پلٹو) گے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہو گا و۵۹۶

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ط

اے ایمان والو جب تم ایک مقرر مدت تک کسی دَین کا لین دین کرو و۵۹۷ تو اسے لکھ لو و۵۹۸

وَ لْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ص وَ لَا یَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ

اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے و۵۹۹ اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اُسے اللہ

بَرصلّٰی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا،' جس نے مومن کی دنیاوی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کی، اللہ عزوجل قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے اسکی ایک پریشانی دور فرمائے گا جو دنیا میں تنگ دست کو آسانی فراہم کریگا، اللہ عزوجل دنیا وآخرت میں اس کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا اور اللہ عزوجل اسوقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔'

(مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القران، رقم ۲۶۹۹، ص ۱۴۴۷)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلّٰی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا،' جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کے قرض میں کمی کی، اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی انظار المعسر، رقم ۱۳۱۰، ج ۳ ص ۵۲)

و۵۹۶ یعنی نہ ان کی نیکیاں گھٹائی جائیں نہ بدیاں بڑھائی جائیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سب سے آخر آیت ہے جو حضور پر نازل ہوئی اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیس روز دنیا میں تشریف فرما رہے۔ اور ایک قول میں نو شب اور ایک میں سات لیکن شعبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ سب سے آخر آیت 'رِبٰوا' نازل ہوئی۔

و۵۹۷ خواہ وہ دین مبیع ہو یا ثمن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اس سے بیع سَلَم مراد ہے بَیْعِ سَلَمْ یہ ہے کہ کسی چیز کو پیشگی قیمت لے کر فروخت کیا جائے اور مبیع مشتری کو سپرد کرنے کے لئے ایک مدت معین کرلی جائے اس بیع کے جواز کے لئے جنس، نوع، صفت، مقدار مدت اور مکان ادا اور مقدار راس المال ان چیزوں کا معلوم ہونا شرط ہے۔

و۵۹۸ لکھنا مستحب ہے، فائدہ اس کا یہ ہے کہ بھول چوک اور مدیون کے انکار کا اندیشہ نہیں رہتا۔

و۵۹۹ اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہ کرے نہ فریقین میں سے کسی کی رو رعایت۔

فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا

نے سکھایا ہے ف۶۰۰ تو اسے لکھ دینا چاہیے اور جس بات پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق

يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا

میں سے کچھ رکھ نہ چھوڑے (کم نہ لکھے) پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل یا ناتواں ہو یا

يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ

لکھا نہ سکے ف۶۰۱ تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے ف۶۰۲

مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ

پھر اگر دو مرد نہ ہوں ف۶۰۳ تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو ف۶۰۴

مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا

کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے اور گواہ جب بلائے

يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا

جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں ف۶۰۵ اور اسے بھاری نہ جانو (سستی نہ کرو) کہ دَین چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد

ف۶۰۰ حاصل معنٰی یہ کہ کوئی کاتب لکھنے سے منع نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وثیقہ نویسی کا علم دیا بے تغییر و تبدیل دیانت و امانت کے ساتھ لکھے یہ کتابت ایک قول پر فرض کفایہ ہے اور ایک قول پر فرض عین بشرطِ فراغ کاتب جس صورت میں اس کے سوا اور نہ پایا جائے اور ایک قول پر مستحب کیونکہ اس میں مسلمانوں کی حاجت برآری اور نعمت علم کا شکر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے یہ کتابت فرض تھی پھر لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ سے منسوخ ہوئی۔

ف۶۰۱ یعنی اگر مدیون مجنون و ناقص العقل یا بچہ یا شیخِ فانی ہو یا گونگا ہونے یا زبان نہ جاننے کی وجہ سے اپنے مدعا کا بیان نہ کرسکتا ہو۔

ف۶۰۲ گواہ کے لئے حریت و بلوغ مع اسلام شرط ہے کفار کی گواہی صرف کفار پر مقبول ہے۔

ف۶۰۳ مسئلہ: تنہا عورتوں کی شہادت جائز نہیں خواہ وہ چار کیوں نہ ہوں مگر جن امور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے جیسے کہ بچہ جننا باکرہ ہونا اور نسائی عیوب اس میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے مسئلہ: حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت بالکل معتبر نہیں صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے اس کے سوا اور معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہے۔ (مدارک واحمدی)

ف۶۰۴ جن کا عادل ہونا تمہیں معلوم ہو اور جن کے صالح ہونے پر تم اعتماد رکھتے ہو۔

اِلٰۤى اَجَلِهٖؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا

تک لکھت کرلو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں

اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ

شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی سر دست کا سودا (نقد تجارت) دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے

اَلَّا تَكْتُبُوْهَاؕ وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ۪ وَ لَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِیْدٌ۬ؕ

کا تم پر گناہ نہیں ۶۰۶ اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کرلو ۶۰۷ اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو (یا نہ لکھنے

وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ

والا ضرر دے نہ گواہ) ۶۰۸ اور جو تم ایسا کرو تو یہ تمہارا فسق (گناہ) ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ

۶۰۵ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادائے شہادت فرض ہے جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی کا چھپانا جائز نہیں یہ حکم حدود کے سوا اور امور میں ہے لیکن حدود میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے بلکہ اخفاء افضل ہے حدیث شریف میں ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستاری کرے گا لیکن چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری کیا گیا ہے اس کا حق تلف نہ ہو گواہ اتنی احتیاط کرسکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے گواہی میں یہ کہنے پر اکتفا کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا۔

مسئلہ: مدعی کے طلب کرنے پر گواہی دینا لازم ہے اور اگر گواہ کو اندیشہ ہو کہ گواہی نہ دے گا تو صاحبِ حق کا حق تلف ہو جائے گا یعنی اُسے معلوم ہی نہیں ہے کہ فلاں شخص معاملہ کو جانتا ہے کہ اُسے گواہی کے لیے طلب کرتا اس صورت میں بغیر طلب بھی گواہی دینا لازم ہے۔

الدر المختار، کتاب الشہادات، ج ۸، ص ۱۹۶

مسئلہ: شہادت فرضِ کفایہ ہے بعض نے کرلیا تو باقی لوگوں سے ساقط اور دو ہی شخص ہوں تو فرض عین ہے۔ خواہ تحمل ہو یا ادا یعنی گواہ بنانے کے لیے بلائے گئے یا گواہی دینے کے لیے دونوں صورتوں میں جانا ضروری ہے۔

البحر الرائق، کتاب الشہادات، ج ۷، ص ۹۷

۶۰۶ چونکہ اس صورت میں لین دین ہوکر معاملہ ختم ہوگیا اور کوئی اندیشہ باقی نہ رہا نیز ایسی تجارت اور خرید و فروخت بکثرت جاری رہتی ہے اس میں کتابت و اشہاد کی پابندی شاق و گراں ہوگی۔

۶۰۷ یہ مستحب ہے کیونکہ اس میں احتیاط ہے۔

۶۰۸ 'یُضَآرَّ' میں دو احتمال ہیں مجہول و معروف ہونے کے قراءۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما اوّل کی اور قراءۃ عمر رضی

شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ

سب کچھ جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو ف۶۰۹ اور لکھنے والا نہ پاؤ ف۶۱۰ تو گرو (رہن) ہو قبضہ میں دیا ہوا ف۶۱۱

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ

اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا ف۶۱۲ اپنی امانت ادا کردے ف۶۱۳ اور اللہ سے ڈرے

رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ ف۶۱۴ اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے ف۶۱۵ اور اللہ تمہارے

ع ۳۹ تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا

کاموں کو جانتا ہے۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ ف۶۱۶ تمہارے جی

اللہ تعالیٰ عنہ ثانی کی مؤیّد ہے پہلی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ اہل معاملہ کاتبوں اور گواہوں کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ وہ اگر اپنی ضرورتوں میں مشغول ہوں تو انہیں مجبور کریں اور ان کے کام چھڑائیں یا حق کتابت نہ دیں یا گواہ کو سفر خرچ نہ دیں اگر وہ دوسرے شہر سے آیا ہو دوسری تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ کاتب و شاہد اہل معاملہ کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ باوجود فرصت و فراغت کے نہ آئیں یا کتابت میں تحریف و تبدیل زیادتی و کمی کریں۔

ف۶۰۹ اور قرض کی ضرورت پیش آئے۔

ف۶۱۰ اور وثیقہ و دستاویز کی تحریر کا موقعہ نہ ملے تو اطمینان کے لئے۔

ف۶۱۱ یعنی کوئی چیز دائن کے قبضہ میں گروی کے طور پر دے دو مسئلہ: یہ مستحب ہے اور حالتِ سفر میں رہن آیت سے ثابت ہوا اور غیر سفر کی حالت میں حدیث سے ثابت ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی رکھ کر بیس صاع جَو لئے مسئلہ اس آیت سے رہن کا جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ف۶۱۲ یعنی مدیون جس کو دائن نے امین سمجھا تھا۔

ف۶۱۳ اس امانت سے دین مراد ہے۔

ف۶۱۴ کیونکہ اس میں صاحبِ حق کے حق کا ابطال ہے یہ خطاب گواہوں کو ہے کہ وہ جب شہادت کی اقامت و ادا کے لئے طلب کئے جائیں تو حق کو نہ چھپائیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب مدیونوں کو ہے کہ وہ اپنے نفس پر شہادت دینے میں تامل نہ کریں۔

ف۶۱۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور گواہی کو چھپانا ہے۔

مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ

میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا و۶۱۷ تو جسے چاہے گا بخشے گا و۶۱۸ اور جسے چاہے گا

حدیث: ابن ماجہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جہنم واجب کردے گا۔

سنن ابن ماجہ، ابواب الأحکام، باب شھادۃ الزور، الحدیث: ۲۳۷۳، ج ۳، ص ۱۲۳

حدیث: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مرد مسلم کا مال ہلاک ہوجائے یا کسی کا خون بہایا جائے اُس نے جہنم واجب کرلیا۔

المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۵۴۱، ج ۱۱، ص ۱۷۲۔۱۷۳

و۶۱۶ بدی۔

و۶۱۷ انسان کے دل میں دو طرح کے خیالات آتے ہیں ایک بطور وسوسہ کے ان سے دِل کا خالی کرنا انسان کی مقدرت میں نہیں لیکن وہ ان کو برا جانتا ہے اور عمل میں لانے کا ارادہ نہیں کرتا ان کو حدیث نفس اور وسوسہ کہتے ہیں اس پر مؤاخذہ نہیں بخاری و مسلم کی حدیث ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میری امت کے دلوں میں جو وسوسہ گزرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے تجاوز فرماتا ہے جب تک کہ وہ انہیں عمل میں نہ لائیں یا ان کے ساتھ کلام نہ کریں یہ وسوسے اس آیت میں داخل نہیں، دوسرے وہ خیالات جن کو انسان اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور ان کو عمل میں لانے کا قصد و ارادہ کرتا ہے ان پر مؤاخذہ ہوگا اور انہیں کا بیان اس آیت میں ہے

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

'جان لیجئے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ بندوں کو ان کی طاقت کے مطابق ہی مکلّف بناتا ہے اور انسان کے بس میں نہیں کہ وہ شیطانی وسوسوں کو روک سکے یا طبیعت کو اس حالت پر لے آئے کہ وہ خواہشات کی طرف مائل نہ ہو۔ انسان تو یہی کرسکتا ہے کہ وہ خواہشات کا مقابلہ اس کراہت سے کرے جو انجام کی معرفت، علم دین اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور آخرت پر ایمان کی وجہ سے اسے حاصل ہوئی ہے، جب وہ ایسا کرلے تو اس نے اس عمل کی ادائیگی میں انتہائی کوشش کرلی اور وہ اسی بات کا مُکلّف ہے۔ اس بات پر احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں جیسا کہ مروی ہے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی خدمت میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہمارے دلوں میں کچھ ایسے خیالات آتے ہیں کہ اگر ہم آسمان سے گرجائیں اور ہمیں پرندے اچک لیں یا ہوا ہمیں کسی جگہ سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ پھینک دے تو ہمیں یہ بات ان خیالات کو زبان پر لانے سے زیادہ پسند ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے پوچھا کیا تم ان خیالات کو ناپسند کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: 'یہ تو واضح ایمان ہے۔'

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی رد الوسوسۃ، الحدیث ۵۱۱۱، ج ۴، ص ۴۲۵)

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۸۴ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ

سزا دے گا ۶۱۹ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے

رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ قف

پاس سے اس پر اُترا اور ایمان والے سب نے مانا ۶۲۰ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو ۶۲۱

مسئلہ: کُفر کا عزم کرنا کُفر ہے اور گناہ کا عزم کر کے اگر آدمی اس پر ثابت رہے اور اس کا قصد و ارادہ رکھے لیکن اس گناہ کو عمل میں لانے کے اسباب اس کو بہم نہ پہنچیں اور مجبوراً وہ اس کو کر نہ سکے تو جمہور کے نزدیک اس سے مؤاخذہ کیا جائے گا شیخ ابو منصور ماتریدی اور شمس الائمہ حلوائی اسی طرف گئے ہیں اور ان کی دلیل آیہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ ' اور حدیث حضرت عائشہ ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ بندہ جس گناہ کا قصد کرتا ہے اگر وہ عمل میں نہ آئے جب بھی اس پر عقاب کیا جاتا ہے۔ مسئلہ: اگر بندے نے کسی گناہ کا ارادہ کیا پھر اس پر نادم ہوا اور استغفار کیا تو اللہ اس کو معاف فرمائے گا۔

۶۱۸ اپنے فضل سے اہلِ ایمان کو۔

۶۱۹ اپنے عدل سے۔

۶۲۰ زجاج نے کہا کہ جب اللہ تعالٰی نے اس سورت میں نماز۔ زکوۃ۔ روزے حج کی فرضیت اور طلاق۔ ایلاء حیض و جہاد کے احکام اور انبیاء کے واقعات بیان فرمائے تو سورت کے آخر میں یہ ذکر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مؤمنین نے اس تمام کی تصدیق فرمائی اور قرآن اور اس کے جملہ شرائع و احکام کے منزّل مِنَ اللہ ہونے کی تصدیق کی۔

۶۲۱ یہ اصول و ضروریاتِ ایمان کے چار مرتبے ہیں۔ (۱) اللہ تعالٰی پر ایمان لانا یہ اسطرح کہ اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ واحد اَحَد ہے اسکا کوئی شریک و نظیر نہیں اس کے تمام اسمائے حسنہ و صفاتِ عُلیا پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم اور ہر شئے پر قدیر ہے اور اس کے علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ (۲) ملائکہ پر ایمان لانا یہ اس طرح پر ہے کہ یقین کرے اور مانے کہ وہ موجود ہیں معصوم ہیں پاک ہیں اللہ تعالٰی کے اور اس کے رسولوں کے درمیان احکام و پیام کے وسائط ہیں۔ (۳) اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا اس طرح کہ جو کتابیں اللہ تعالٰی نے نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں کے پاس بطریق وحی بھیجیں بے شک و شبہہ سب حق و صدق اور اللہ کی طرف سے ہیں اور قرآن کریم تغییر تبدیل تحریف سے محفوظ ہے اور محکم و متشابہ پر مشتمل ہے۔ (۴) رسولوں پر ایمان لانا اسطرح پر کہ ایمان لائے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں جنہیں اُسنے اپنے بندوں کی طرف بھیجا اسکی وحی کے امین ہیں گناہوں سے پاک معصوم ہیں ساری خلق سے افضل ہیں ان میں بعض حضرات بعض سے افضل ہیں۔

لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا ۫ غُفۡرَانَكَ

یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے ۶۲۲ اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا ۶۲۳ تیری

رَبَّنَا وَ اِلَیۡكَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتۡ

معافی (مغفرت عطا) ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس

وَعَلَیۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ

کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا (نیک عمل کئے) اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی ۶۲۴ اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم

رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا

بھولیں ۶۲۵ یا چوکیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں (پہلی امتوں) پر رکھا

۶۲۲ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے بعض کا انکار کیا۔

۶۲۳ تیرے حکم و ارشاد کو

۶۲۴ اس آیت کا منشا یہ ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھ سکتا، فرضی روزہ نہیں رکھ سکتا، اس آیت میں اسی لئے سعی اور کسب کا ذکر ہے یا منشاء یہ ہے کہ اپنی ملکیت انہی عملوں پر ہے جو خود کر لئے جاویں کیا خبر کوئی دوسرا ثواب بھیجے یا نہ بھیجے۔ اس کے بھروسا پر خود غافل رہنا بیوقوفی ہے۔

یعنی ہر جان کو عمل نیک کا اجر و ثواب اور عمل بد کا عذاب و عقاب ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کو طریقِ دُعا کی تلقین فرمائی کہ وہ اس طرح اپنے پروردگار سے عرض کریں۔

۶۲۵ اور سہو سے تیرے کسی حکم کی تعمیل میں قاصر رہیں۔

سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں

علی بن موسیٰ حداد کا بیان ہے کہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ایک جنازہ میں گیا اور محمد بن قدامہ جوہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ جب میت دفن ہوگئی تو ایک نابینا قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے لگا تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کہا کہ اے فلاں! قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنا بدعت ہے۔ پھر جب ہم لوگ قبرستان سے باہر آئے تو محمد بن قدامہ جوہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ آپ مبشر بن اسمٰعیل حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ وہ قابلِ بھروسا اور ثقہ محدث ہیں۔ تو محمد بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ وہ حدیث میں آپ کے استاذ بھی ہیں؟ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جی ہاں تو محمد بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ مجھے مبشر بن اسمٰعیل حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خبر دی کہ عبدالرحمن بن علاء بن لجلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ دفن

تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ

تھا اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار (برداشت) نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں بخش

مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۸۶ ع ۸

دے اور ہم پر مہر کر (رحم فرما) تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے

ایاتها ۲۰۰ | ۳ سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ ۸۹ | رکوعاتها ۲۰

سورۂ آل عمران مدنی ہے ف۱ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں

الٓمّٓ ۝۱ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝۲ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں ف۲ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اس نے تم پر یہ سچی کتاب اُتاری

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۝۳ مِنْ قَبْلُ هُدًى

اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اُتاری لوگوں کو راہ

کے بعد میرے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتیں پڑھی جائیں اور انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عمر کو وصیت کرتے سنا ہے، یہ سن کر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علی بن موسیٰ حداد کو بھیجا کہ جا کر اس نابینا سے کہہ دو کہ وہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھا کرے۔

احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب السادس، بیان زیارۃ القبور والدعاء للمیت وما یتعلق بہ، ج۵، ص۲۴۵

حدیث:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ شیطان اس گھر میں سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورۃ البقرۃ۔۔۔الخ، رقم ۲۸۸۶، ج۴، ص۴۰۲)

ف۱ سورہ آل عمران مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اس میں دو سو آیتیں تین ہزار چار سو اسی کلمہ چودہ ہزار پانچ سو بیس حروف ہیں۔

ف۲ شان نزول: مفسرین نے فرمایا: کہ یہ آیت وفد نجران کے حق میں نازل ہوئی جو ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا اس میں چودہ سردار تھے اور تین اس قوم کے بڑے اکابر و مقتدا ایک عاقب جس کا نام عبدالمسیح تھا یہ شخص امیر قوم تھا اور بغیر اس کی رائے کے نصاریٰ کوئی کام نہیں کرتے تھے دوسرا سید جس کا نام ایہم تھا یہ شخص اپنی قوم کا معتمد اعظم اور مالیات کا افسرِ اعلیٰ تھا خورد و نوش اور رسدوں کے تمام انتظامات اسی کے حکم سے ہوتے تھے تیسرا ابو حارثہ ابن علقمہ تھا یہ شخص نصاریٰ کے تمام علماء اور پادریوں کا پیشوائے اعظم تھا سلاطین روم اس کے علم اور اس کے دینی عظمت کے لحاظ سے اس کا اکرام و ادب کرتے تھے یہ تمام لوگ عمدہ اور قیمتیں پوشاکیں پہن کر بڑی

لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ

دکھاتی اورفیصلہ اُتارا بے شک وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے ۳ؔ ان کے لیے سخت عذاب

شَدِیْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی

ہے اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اللہ پر کچھ چھپا نہیں

الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ؕ ﴿۵﴾ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ

زمین میں نہ آسمان میں وہی ہے کہ تمہاری تصویر (صورت) بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے ۵ؔ

شان وشکوہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مناظرہ کرنے کے قصد سے آئے اور مسجد اقدس میں داخل ہوئے حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اس وقت نماز عصر ادا فرما رہے تھے ان لوگوں کی نماز کا وقت بھی آ گیا اور انہوں نے بھی مسجد شریف ہی میں جانب شرق متوجہ ہو کر نماز شروع کر دی فراغ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو شروع کی حضور علیہ الصلوۃ والتسلیمات نے فرمایا: تم اسلام لاؤ کہنے لگے ہم آپ سے پہلے اسلام لا چکے حضور علیہ الصلوۃ والتسلیمات نے فرمایا یہ غلط ہے یہ دعوٰی جھوٹا ہے تمہیں اسلام سے تمہارا یہ دعوٰی روکتا ہے کہ اللہ کے اولاد ہے اور تمہاری صلیب پرستی روکتی ہے اور تمہارا خنزیر کھانا روکتا ہے انہوں نے کہا کہ اگر عیسٰی خدا کے بیٹے نہ ہوں تو بتائیے ان کا باپ کون ہے اور سب کے سب بولنے لگے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے ضرور مشابہ ہوتا ہے انہوں نے اقرار کیا پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب حی لا یموت ہے اس کے لئے موت محال ہے اور عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر موت آنے والی ہے انہوں نے اس کا بھی اقرار کیا پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب بندوں کا کارساز اور انکا حافظ حقیقی اور روزی دینے والا ہے انہوں نے کہا ہاں حضور نے فرمایا کیا حضرت عیسٰی بھی ایسے ہی ہیں کہنے لگے نہیں فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالٰے پر آسمان وزمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں انہوں نے اقرار کیا حضور نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی بغیر تعلیم الٰہی اس میں سے کچھ جانتے ہیں انہوں نے کہا نہیں حضور نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسٰی حمل میں رہے پیدا ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے بچوں کی طرح غذا دیئے گئے کھاتے پیتے تھے عوارضِ بشری رکھتے تھے انہوں نے اس کا اقرار کیا حضور نے فرمایا پھر وہ کیسے الٰہ ہو سکتے ہیں جیسا کہ تمہارا گمان ہے اس پر وہ سب ساکت رہ گئے اور ان سے کوئی جواب بن نہ آیا اس پر سورۂ آل عمران کی اوّل سے کچھ اوپر اسی ۸۰ آیتیں نازل ہوئیں

فائدہ صفات الٰہیہ میں حی بمعنی دائم باقی کے ہے یعنی ایسا ہمیشگی رکھنے والا جس کی موت ممکن نہ ہو

قیوم وہ ہے جو قائم بالذات ہو اور خلق اپنی دُنیوی اور اُخروی زندگی میں جو حاجتیں رکھتی ہے اس کی تدبیر فرمائے۔

۳ؔ اس میں وفد نجران کے نصرانی بھی داخل ہیں۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۶ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ

اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا ۵ وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف

اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ

معنی رکھتی ہیں ۶ وہ کتاب کی اصل ہیں ۷ اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے ۸ وہ جن کے دلوں میں کجی

ف۴ مرد۔عورت۔گورا، کالا، خوب صورت بدشکل وغیرہ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا مادۂ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس روز جمع ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن علقہ یعنی خونِ بستہ کی شکل میں ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن پارۂ گوشت کی صورت میں رہتا ہے پھر اللہ تعالےٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق اس کی عمر اس کے عمل اس کا انجام کار یعنی اس کی سعادت وشقاوت لکھتا ہے پھر اس میں روح ڈالتا ہے تو اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں آدمی جنّتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ہاتھ بھر کا یعنی بہت ہی کم فرق رہ جاتا ہے تو کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے، اسی پر اس کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور داخل جہنّم ہوتا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے پھر کتاب سبقت کرتی ہے اور اس کی زندگی کا نقشہ بدلتا ہے اور وہ جنّتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور داخل جنت ہوجاتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب القدر، الحدیث: ۶۵۹۴، ص ۵۵۲ ملتقطاً)

ف۵ اس میں بھی نصارٰی کا رد ہے جو حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو خدا کا بیٹا کہتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔

ف۶ جس میں کوئی احتمال واشتباہ نہیں۔

مفسر قرآن حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب علم القرآن میں فرماتے ہیں:

ان محکمات میں بعض آیات وہ ہیں جن کے معنی بالکل صاف وصریح ہیں۔جن کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔فرمادو وہ اللہ ایک ہے۔انہیں نصوص قطعیہ کہا جاتا ہے۔اور بعض آیات وہ ہیں جن میں نہ تو متشابہات کی سی پوشیدگی ہے کہ ذہن کی رسائی وہاں تک نہ ہوسکے نہ نصوص قطعیہ کی طرح ظہور ہے کہ تامل کرنا ہی نہ پڑے۔اس قسم کی آیتوں میں تفسیر کی ضرورت ہے بغیر تفسیر کے صرف ترجمہ کبھی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔

اس تفسیر کی چار صورتیں ہیں۔'تفسیر قرآن بالقرآن' کیونکہ خود قرآن بھی اپنی تفسیر کرتا ہے۔پھر 'تفسیر قرآن بالحدیث' کیونکہ قرآن کو جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔پھر 'تفسیر قرآن بالاجماع' یعنی علماء کا جس مطلب پر اتفاق ہوا وہی درست ہے۔پھر 'تفسیر قرآن باقوال مجتہدین' ان تمام تفسیروں میں پہلی قسم کی تفسیر بہت مقدم ہے کیونکہ جب خود کلام فرمانے والا رب تعالیٰ ہی اپنے کلام کی تفسیر فرمادے تو اور طرف جانا ہرگز درست نہیں۔اگر پچاس آیتوں میں ایک

زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَ مَا
(ٹیڑھاپن) ہے ف۹ وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں ف۱۰ گمراہی چاہنے (گمراہ کرنے) ف۱۱ اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو

یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ
ف۱۲ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے ف۱۳ اور پختہ علم والے ف۱۴ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ف۱۵

عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا
سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ف۱۶ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے ف۱۷ اے رب ہمارے دل ٹیڑھے

بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۸ رَبَّنَاۤ
نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا اے رب

مضمون کچھ اجمال کے ساتھ بیان ہوا ہو اور ایک آیت میں اس کی تفصیل کر دی گئی ہو تو یہ آیت ان پچاس آیتوں کی تفسیر ہوگی اور ان پچاس کا وہی مطلب ہوگا جو اس آیت نے بیان کیا۔

ف۷ کہ احکام میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور حلال و حرام میں انہیں پر عمل۔

ف۸ وہ چند وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں ان میں سے کون سی وجہ مراد ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے یا جس کو اللہ تعالیٰ اس کا علم دے۔

ف۹ یعنی گمراہ اور بدمذہب لوگ جو ہوائے نفسانی کے پابند ہیں۔

ف۱۰ اور اس کے ظاہر پر حکم کرتے ہیں یا تاویل باطل کرتے ہیں اور یہ نیک نیتی سے نہیں بلکہ (جمل)

ف۱۱ اور شک و شبہ میں ڈالنے (جمل)

ف۱۲ اپنی خواہش کے مطابق باوجودیکہ وہ تاویل کے اہل نہیں (جمل و خازن)

ف۱۳ حقیقت میں (جمل) اور اپنے کرم و عطا سے جس کو وہ نوازے

ف۱۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپ فرماتے تھے کہ میں راسخین فی العلم سے ہوں اور مجاہد سے مروی ہے کہ میں ان میں سے ہوں جو متشابہ کی تاویل جانتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ راسخ فی العلم وہ عالم باعمل ہے جو اپنے علم کا متبع ہو اور ایک قول مفسرین کا یہ ہے کہ راسخ فی العلم وہ ہیں جن میں چار صفتیں ہوں۔ تقوی اللہ کا۔ تواضع لوگوں سے زُہد دنیا سے مجاہدہ نفس کے ساتھ (خازن)

ف۱۵ کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو معنی اس کی مراد ہیں حق ہیں اور اس کا نازل فرمانا حکمت ہے

ف۱۶ محکم ہو یا متشابہ۔

ف۱۷ اور راسخ علم والے کہتے ہیں۔

ع ۹ ۹

إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٩﴾ إِنَّ

ہمارے بے شک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے ف۱۸ اس دن کے لیے جس میں کوئی شبہہ نہیں ف۱۹ بے شک

الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ

اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا ف۲۰ بے شک وہ جو کافر ہوئے ف۲۱ ان کے مال اور اُن کی اولاد اللہ سے انہیں کچھ نہ بچا سکیں گے

وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ

(عذاب الٰہی سے) اور وہی دوزخ کے ایندھن ہیں جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں (پہلوں) کا طریقہ انہوں نے

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ قُل

ہماری آیتیں جھٹلائیں تو اللہ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا اور اللہ کا عذاب سخت فرما دو

لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾

کافروں سے کوئی دم جاتا ہے (عنقریب) کہ تم (مسلمانوں سے) مغلوب ہوگے اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے ف۲۲ اور وہ

ف۱۸ حساب یا جزا کے واسطے

ف۱۹ وہ روزِ قیامت ہے

ف۲۰ تو جس کے دل میں کجی ہو وہ ہلاک ہوگا اور جو تیرے منت و احسان سے ہدایت پائے وہ سعید ہوگا نجات پائے گا
مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کذب منافی الوہیت ہے لہذا حضرت قدوس قدیر کا کذب محال اور اس کی طرف اس کی نسبت سخت بے ادبی (مدارک و ابومسعود وغیرہ)

ف۲۱ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منحرف ہو کر

ف۲۲ شانِ نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب بدر میں کفار کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکست دے کر مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو حضور نے یہود کو جمع کر کے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے پہلے اسلام لاؤ کہ تم پر ایسی مصیبت نازل ہو جیسی بدر میں قریش پر ہوئی تم جان چکے ہو میں نبی مرسل ہوں تم اپنی کتاب میں یہ لکھا پاتے ہو اس پر انہوں نے کہا کہ قریش تو فنونِ حرب سے ناآشنا ہیں اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں خبر دی گئی کہ وہ مغلوب ہوں گے اور قتل کئے جائیں گے گرفتار کئے جائیں گے ان پر جزیہ مقرر ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز میں چھ سو کی تعداد کو قتل فرمایا اور بہتوں کو گرفتار کیا اور اہلِ خیبر پر جزیہ مقرر فرمایا۔
سلطنت اسلامیہ کی جانب سے ذمی کفار پر جو مقرر کیا جاتا ہے اسے جزیہ کہتے ہیں۔ جزیہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ ان سے کسی مقدار معین پر صلح ہوئی کہ سالانہ وہ ہمیں اتنا دیں گے اس میں کمی بیشی کچھ نہیں ہو سکتی نہ شرع نے اس کی کوئی خاص مقدار

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَاؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى

بہت ہی بُرا بچھونا (ٹھکانا)۔ بے شک تمہارے لیے نشانی تھی ۲۳ دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے ۲۴ ایک جتھا اللہ

كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِؕ وَ اللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُؕ

کی راہ میں لڑتا ۲۵ اور دوسرا کافر ۲۶ کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ (۱۳) زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ

ہے ۲۷ بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت ۲۸

مقرر کی بلکہ جتنے پر صلح ہو جائے وہ ہے۔

الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجھاد، فصل فی الجزیۃ، ج ۶ ص ۳۰۵، ۳۰۶

۲۳ اس کے مخاطب یہود ہیں اور بعض کے نزدیک تمام کفار اور بعض کے نزدیک مومنین (جمل)

۲۴ جنگ بدر میں۔

۲۵ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب ان کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی ستّر مہاجر اور دو سو چھتیس انصار مہاجرین کے صاحب رایت حضرت علی مرتضٰے تھے اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما اس کل لشکر میں دو گھوڑے ستر اونٹ اور چھ زرہ آٹھ تلواریں تھیں اور اس واقعہ میں چودہ صحابہ شہید ہوئے چھ مہاجر اور آٹھ انصار۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجاہدین اسلام کی صف بندی سے فارغ ہو کر مجاہدین کی قرارداد کے مطابق اپنے اس چھپر میں تشریف لے گئے جس کو صحابہ کرام نے آپ کی نشست کے لئے بنا رکھا تھا۔ اب اس چھپر کی حفاظت کا سوال بے حد اہم تھا کیونکہ کفار قریش کے حملوں کا اصل نشانہ حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی ذات تھی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اس چھپر کا پہرہ دے لیکن اس موقع پر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یار غار حضرت صدیق باوقار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی قسمت میں یہ سعادت لکھی تھی کہ وہ ننگی تلوار لے کر اس جھونپڑی کے پاس ڈٹے رہے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چند انصاریوں کے ساتھ اس چھپر کے گرد پہرہ دیتے رہے۔ (زُرقانی ج ۱ ص ۴۱۸)

۲۶ کفار کی تعداد نو سو پچاس تھی ان کا سردار عتبہ بن ربیعہ تھا اور انکے پاس سو (۱۰۰) گھوڑے تھے اور سات سو اونٹ اور بکثرت زرہ اور ہتھیار تھے (جمل)

۲۷ خواہ اس کی تعداد قلیل ہی ہو اور سروسامان کی کتنی ہی کمی ہو۔

۲۸ تاکہ شہوت پرستوں اور خدا پرستوں کے درمیان فرق و امتیاز ظاہر ہو جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔

النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ
عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے
الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ
اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے و۲۹ اور اللہ ہے جس کے پاس
حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ
اچھا ٹھکانا و۳۰ تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے و۳۱ بہتر چیز بتادوں پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس

و۲۹ اس سے کچھ عرصہ نفع پہنچتا ہے پھر فنا ہوجاتی ہے انسان کو چاہئے کہ متاعِ دنیا کو ایسے کام میں خرچ کرے جس میں اس کی عاقبت کی درستی اور سعادتِ آخرت ہو۔

و۳۰ جنّت تو چاہیئے کہ اس کی رغبت کی جائے اور دُنیائے ناپائیدار کی فانی مرغوبات سے دل نہ لگایا جائے۔

حضرتِ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، 'نیک لوگوں نے دنیا سے بے رغبتی سے بڑھ کر کسی عمل سے زینت حاصل نہیں کی۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھد فی الدنیا، رقم ۱۸۰۵۹، ج ۱۰، ص ۵۱۰)

حضرتِ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا، 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے، جسے میں کروں تو اللہ عزوجل مجھ سے محبت کرنے لگے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔' ارشاد فرمایا، 'دنیا سے بے رغبتی اختیار کرلو اللہ عزوجل تم سے محبت فرمائے گا اور لوگوں کے مال سے بے نیاز ہوجاؤ لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الزھد فی الدنیا، رقم ۴۱۰۲، ج ۴، ص ۴۲۳)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، 'دنیا سے بے رغبتی دل وجان کو راحت بخشتی ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھد فی الدنیا، رقم ۱۸۰۵۸، ج ۱۰، ص ۵۰۹)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ 'جب تم دنیا سے بے رغبتی کرنے والے کسی شخص کو دیکھو تو اُس کی صحبت اختیار کرو کیونکہ اس کی باتوں میں حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، ماجاء فی الزھد فی الدنیا، رقم ۱۸۰۶۰، ج ۱۰، ص ۵۱۰، رواہ عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ)

و۳۱ متاعِ دنیا سے۔

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ

جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں ف۳۲ اور اللہ کی خوشنودی ف۳۳

مِّنَ اللّٰهِؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِۚ(۱۵) اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا

اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے ف۳۴ وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِۚ(۱۶) اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ

تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے صبر والے ف۳۵ اور سچے ف۳۶ اور ادب والے اور راہ خدا میں

وَ الْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ(۱۷) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ

خرچنے والے اور پچھلے پہر سے معافی مانگنے والے ف۳۷ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ف۳۸

ف۳۲ جو زنانہ عوارض اور ہر ناپسند و قابلِ نفرت چیز سے پاک۔

ف۳۳ اور یہ سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔

ف۳۴ اور ان کے اعمال و احوال جانتا اور ان کی جزا دیتا ہے۔

ف۳۵ جو طاعتوں اور مصیبتوں پر صبر کریں اور گناہوں سے باز رہیں۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ' مومن اور مومنہ کو اپنی جان، اولاد اور مال کے ذریعے آزمایا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہوگا

(ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، رقم ۲۴۰۷، ج ۴، ص ۱۷۹)

ف۳۶ جن کے قول اور ارادے اور نیتیں سب سچی ہوں۔

ف۳۷ اس میں آخر شب میں نماز پڑھنے والے بھی داخل ہیں اور وقت سحر کے دعا و استغفار کرنے والے بھی یہ وقت خلوت و اجابت دعا کا ہے۔ حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ مُرغ سے کم نہ رہنا کہ وہ تو سحر سے ندا کرے اور تم سوتے رہو۔

حضرتِ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،' بے شک جنت میں کچھ ایسے محلات ہیں جن میں آر پار نظر آتا ہے، اللہ عزوجل نے وہ محلات ان لوگوں کیلئے تیار کئے ہیں جو محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں، سلام کو عام کرتے اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھتے ہیں۔ (صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب افشاء السلام واطعام الطعام، رقم ۵۰۹، ج ۱، ص ۳۶۳)

حضرتِ سیدنا اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر،

سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا،' قیامت کے دن تمام لوگ ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے پھر ایک منادی ندا کریگا کہ' کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے تھے؟' پھر وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور وہ تعداد میں بہت کم ہونگے اور بغیر حساب جنت میں داخل ہوجائیں گے، پھر تمام لوگوں سے حساب شروع ہوگا۔' (الترغیب، والترہیب، کتاب النوافل، رقم ۹، ج ۱، ص ۲۴۰)

۳۸ شانِ نزول احبار شام میں سے دو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ نبی آخر الزماں کے شہر کی یہی صفت ہے، جو اس شہر میں پائی جاتی ہے جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور کے شکل وشمائل توریت کے مطابق دیکھ کر حضور کو پہچان لیا اور عرض کیا آپ محمد ہیں حضور نے فرمایا ہاں، پھر عرض کیا کہ آپ احمد ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا ہاں، عرض کیا ہم ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ نے ٹھیک جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے فرمایا سوال کرو انہوں نے عرض کیا کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کون سی ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کو سن کر وہ دونوں حبر مسلمان ہوگئے حضرت سعید بن جُبَیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ معظّمہ میں تین سو ساٹھ بت تھے جب مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل ہوئی تو کعبہ کے اندر وہ سب سجدہ میں گر گئے۔

حضرتِ سیِّدُنا غالب قطان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں کہ' ایک دفعہ میں نے تجارت کی غرض سے کوفہ میں حضرتِ سیِّدُنا اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ ایک رات جب میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو وہ رات کو تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیتِ مبارکہ پر پہنچے تو کہنے لگے:' میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں جس کی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے گواہی دی اور اس گواہی کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سپرد کرتا ہوں، یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پاس میری امانت ہے۔ پھر انہوں نے اس آیتِ طیبہ کو کئی بار دہرایا۔ میں نے دل میں سوچا کہ ضرور اس کے متعلق انہوں نے کچھ سن رکھا ہے۔ چنانچہ، میں نے ان کے ساتھ مل کر نماز ادا کی اور رخصت ہوتے وقت عرض کی:' میں نے آپ کو یہ آیتِ مبارکہ بار بار پڑھتے سنا ہے، کیا آپ نے اس کے متعلق کوئی (فضیلت) سنی ہے؟' تو انہوں نے فرمایا:' اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! میں ایک سال تک نہیں بتاؤں گا۔'

چنانچہ، میں نے ان کے دروازے پر وہ دن لکھ دیا اور سال گزرنے کا انتظار کرنے لگا، سال گزرنے پر میں نے عرض کی: ' اے ابو محمد! سال گزر چکا ہے۔' تو ارشاد فرمایا:' مجھے حضرتِ سیِّدُنا ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے بتایا ہے کہ رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:' قیامت کے دن اس آیتِ مبارکہ کو پڑھنے والا لایا جائے گا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا:' میرے اس بندے کا میرے پاس عہد ہے اور میں سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے کا حق دار ہوں، (اے فرشتو!) میرے بندے کو جنت میں داخل کردو۔

(المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۴۵۳، ج ۱۰، ص ۱۹۹)

منقول ہے:' جس نے سوتے وقت مذکورہ آیتِ مبارکہ پڑھی اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس سے ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جو تا قیامت اس (پڑھنے والے) کے لئے استغفار کرتا رہے گا۔

النصف

وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآىِٕمًۢا بِالْقِسْطِؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُؕ﴿۱۸﴾ اِنَّ
اور فرشتوں نے اور عالموں نے ۳۹ انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا بے شک

الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۫ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ
اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے ۴۰ اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی ۴۱ مگر بعد اس کے کہ انہیں علم

مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ
آ چکا ۴۲ اپنے دلوں کی جلن سے ۴۳ اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو تو بے شک اللہ جلد

الْحِسَابِ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِؕ وَقُلْ
حساب لینے والا ہے پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرما دو میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوں اور

لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْاۚ
جو میرے پیرو ہوئے ۴۴ اور کتابیوں اور اَن پڑھوں سے فرماؤ ۴۵ کیا تم نے گردن رکھی ۴۶ پس اگر وہ گردن رکھیں

(تفسیر القرطبی، سورۃ آل عمران، تحت الآیۃ ۱۸، ج ۲، الجزء الرابع، ص ۳۴)

۳۹ یعنی انبیاء و اولیاء نے۔

۴۰ اس کے سوا کوئی اور دین مقبول نہیں یہود و نصارٰی وغیرہ کفار جو اپنے دین کو افضل و مقبول کہتے ہیں اس آیت میں ان کے دعوے کو باطل کر دیا۔

۴۱ یہ آیت یہود و نصارٰی کے حق میں وارد ہوئی جنہوں نے اسلام کو چھوڑا اور انہوں نے سیّد انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت میں اختلاف کیا۔

۴۲ وہ اپنی کتابوں میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و صفت دیکھ چکے اور انہوں نے پہچان لیا کہ یہی وہ نبی ہیں جن کی کتبِ الٰہیہ میں خبریں دی گئی ہیں۔

۴۳ یعنی ان کے اختلاف کا سبب ان کا حسد اور منافع دنیویہ کی طمع ہے۔

۴۴ یعنی میں اور میرے متبعین ہمہ تن اللہ تعالٰی کے فرمانبردار اور مطیع ہیں ہمارا دین دینِ توحید ہے جس کی صحت تمہیں خود اپنی کتابوں سے بھی ثابت ہو چکی ہے تو اس میں تمہارا ہم سے جھگڑا کرنا بالکل باطل ہے

۴۵ جتنے کافر غیر کتابی ہیں وہ اُمّیّین میں داخل ہیں انہیں میں سے عرب کے مشرکین بھی ہیں۔

۴۶ اور دین اسلام کے حضور سر نیاز خم کیا یا باوجود براہین بیّنہ قائم ہونے کے تم ابھی تک اپنے کفر پر ہو یہ دعوتِ اسلام کا ایک پیرایہ ہے اور اس طرح انہیں دینِ حق کی طرف بلایا جاتا ہے

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ

جب تو راہ (ہدایت) پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو تم پر تو یہی حکم پہنچا دینا ہے وکے۴ اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ

وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے و۴۸ اور انصاف کا حکم کرنے والوں

يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

کو قتل کرتے ہیں انہیں خوشخبری دو درد ناک عذاب کی یہ ہیں وہ جن کے

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى

اعمال اکارت گئے دنیا و آخرت میں و۴۹ اور اُن کا کوئی مددگار نہیں (آخرت میں) و۵۰ کیا تم نے انہیں

الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

نہ دیکھا (غور نہیں کیا) جنھیں کتاب کا ایک حصہ ملا و۵۱ کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں کہ وہ ان کا فیصلہ کرے

وکے۴ وہ تم نے پورا کرہی دیا اس سے انہوں نے نفع نہ اٹھایا تو نقصان میں وہ رہے اس میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ آپ ان کے ایمان نہ لانے سے رنجیدہ نہ ہوں۔

و۴۸ جیسا کہ بنی اسرائیل نے صبح کو ایک ساعت کے اندر تینتالیس (۴۳) نبیوں کو قتل کیا پھر جب ان میں سے ایک سو بارہ عابدوں نے اٹھ کر انہیں نیکیوں کا حکم دیا اور بدیوں سے منع کیا تو اسی روز شام کو انہیں بھی قتل کر دیا اس آیت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے یہود کو توبیخ ہے کیونکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے ایسے بدترین فعل سے راضی ہیں۔

و۴۹ مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی جناب میں بے ادبی کفر ہے اور یہ بھی کہ کُفر سے تمام اعمال اکارت ہوجاتے ہیں

و۵۰ کہ انہیں عذابِ الٰہی سے بچائے۔

و۵۱ یعنی یہود کو کہ انہیں توریت شریف کے علوم و احکام سکھائے گئے تھے جن میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و احوال اور دینِ اسلام کی حقانیت کا بیان ہے اس سے لازم آتا تھا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں اور انہیں قرآنِ کریم کی طرف دعوت دیں تو وہ حضور پر اور قرآن شریف پر ایمان لائیں اور اس کے احکام کی تعمیل کریں لیکن ان میں سے بہتوں نے ایسا نہیں کیا اس تقدیر پر آیت میں 'مِنَ الْکِتَابِ' سے توریت اور کتاب اللہ سے قرآن شریف مراد ہے۔

یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ(۲۳) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا

پھر ان میں سے ایک گروہ اس سے روگرداں ہوکر پھر جاتا ہے ف۵۲ یہ جرأت ف۵۳ انہیں اس لیے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں ہرگز

النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۪ وَ غَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ(۲۴)

ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دنوں ف۵۴ اور ان کے دین میں انہیں فریب دیا اس جھوٹ نے

فَكَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ۫ وَ وُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ

جو باندھتے تھے ف۵۵ تو کیسی ہوگی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس دن کے لیے جس میں شک نہیں ف۵۶ اور ہر جان کو اس کی

ف۵۲ شانِ نزول اس آیت کے شانِ نزول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ آئی ہے کہ ایک مرتبہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بیت المِدراس میں تشریف لے گئے اور وہاں یہود کو اسلام کی دعوت دی نُعَیْم ابن عمرو اور حارث ابن زید نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کس دین پر ہیں فرمایا، ملّتِ ابراہیمی پر وہ کہنے لگے حضرت ابراہیم علیہ السلام تو یہودی تھے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا توریت لاؤ ابھی ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہوجائے گا اس پر نہ جمے اور منکر ہوگئے اس پر یہ آیتِ شریفہ نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت میں کتاب اللہ سے توریت مراد ہے انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ یہود خیبر میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور توریت میں ایسے گناہ کی سزا پتھر مار مار کر ہلاک کردینا ہے لیکن چونکہ یہ لوگ یہودیوں میں اونچے خاندان کے تھے اس لئے انہوں نے ان کا سنگسار کرنا گوارہ نہ کیا اور اس معاملہ کو باِیں امید سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لائے کہ شاید آپ سنگسار کرنے کا حکم نہ دیں مگر حضور نے ان دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم دیا اس پر یہود طیش میں آئے اور کہنے لگے کہ اس گناہ کی یہ سزا نہیں آپ نے ظلم کیا، حضور نے فرمایا کہ فیصلہ توریت پر رکھو کہنے لگے یہ انصاف کی بات ہے توریت منگائی گئی اور عبداللہ بن صوریا یہود کے بڑے عالم نے اس کو پڑھا اس میں آیت رجم آئی جس میں سنگسار کرنے کا حکم تھا عبداللہ نے اس پر ہاتھ رکھ لیا اور اس کو چھوڑ گیا حضرت عبداللہ بن سلام نے اس کا ہاتھ ہٹا کر آیت پڑھ دی یہودی ذلیل ہوئے اور وہ یہودی مرد و عورت جنہوں نے زنا کیا تھا حضور کے حکم سے سنگسار کئے گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۵۳ کتابِ الٰہی سے روگردانی کرنے کی۔

ف۵۴ یعنی چالیس دن یا ایک ہفتہ پھر کچھ غم نہیں۔

ف۵۵ اور ان کا یہ قول تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں وہ ہمیں گناہوں پر عذاب نہ کرے گا مگر بہت تھوڑی مدت

ف۵۶ اور وہ روزِ قیامت ہے۔

مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ

کمائی (اعمال کا بدلہ) پوری بھر (بالکل پوری) دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے

تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ

سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ

ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے وےؔ۵ تو دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا

النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫

حصہ دن میں ڈالے و۵۸ اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مُردہ نکالے و۵۹

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

اور جسے چاہے بے گنتی (بے حساب) دے مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ

بنالیں مسلمانوں کے سوا و۶۰ اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ (تعلق) نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو

وےؔ۵ شانِ نزول فتح مکہ کے وقت سیّد انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ملک فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود و منافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور کہاں فارس و روم کے ملک وہ بڑے زبردست اور نہایت محفوظ ہیں اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور آخر کار حضور کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔

و۵۸ یعنی کبھی رات کو بڑھائے دن کو گھٹائے اور کبھی دن کو بڑھا کر رات کو گھٹائے یہ تیری قدرت ہے تو فارس و روم سے ملک لے کر غلامانِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عطا کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے

و۵۹ زندے سے مردے کا نکالنا اس طرح ہے جیسے کہ زندہ انسان کو نطفۂ بے جان سے اور پرند کے زندہ بچے کو بے روح انڈے سے اور زندہ دِل مؤمن کو مردہ دل کافر سے اور زندہ سے مُردہ نکالنا اس طرح جیسے کہ زندہ انسان سے نطفۂ بے جان اور زندہ پرند سے بے جان انڈا اور زندہ دل ایمان دار سے مردہ دِل کافر

و۶۰ شانِ نزول حضرت عبادہ ابنِ صامت نے جنگِ احزاب کے دِن سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں جو میرے حلیف ہیں میری رائے ہے کہ میں دشمن کے مقابل ان سے مدد حاصل کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور کافروں کو دوست اور مددگار بنانے کی ممانعت فرمائی گئی۔

تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةًؕ وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ۝۲۸ قُلْ

اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا (لوٹنا) ہے وا۶ تم فرما دو

اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝۲۹ یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا

حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کے علاوہ کسی سے دوستی نہ کرو اور تمہارا کھانا متقی ہی کھائے۔(جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی صحبۃ المومن، الحدیث: ۲۳۹۵، ص ۱۸۹۲)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ محبت کریگا اگر چہ ان جیسے عمل نہ بھی کرے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن نضر، الحدیث: ۱۳۸۲۹، ج ۴، ص ۵۳۳، ملخصاً)

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ بات تو لازم ہے کہ اس نے فاسق سے اس کے فسق کی وجہ سے محبت کی اور صالحین سے ان کی نیکی کی وجہ سے بغض رکھا، لہٰذا یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جس طرح فسق کا ارتکاب کبیرہ گناہ ہے اسی طرح اس سے محبت کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے، صالحین سے بغض رکھنے کا معاملہ بھی اسی طرح ہے، کیونکہ ان بدکاروں سے محبت اور نیکوکاروں سے بغض رکھنا اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دینے پر دلالت کرتا ہے اور اسلام سے بغض رکھنا کفر ہے، لہٰذا مناسب بھی یہی ہے کہ اس کی طرف رسائی کے ذرائع بھی کبیرہ گناہ ہوں۔

وا۶ کفار سے دوستی ومحبّت ممنوع وحرام ہے، انہیں راز دار بنانا اُن سے موالات کرنا ناجائز ہے اگر جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت صرف ظاہری برتاؤ جائز ہے۔

یاد رکھئے! بُری صُحبت بُرا رنگ لاتی ہے، جو لوگ کُفّار کے مُمالِک میں تعلیم یا رُوزگار کے سلسلے میں جاتے اور وہاں کُفّار کی صحبتیں اپناتے ہیں نیز جو لوگ اسلامی ممالِک میں بھی کفّار کو دوست بناتے اور ان سے دوستیاں رَچاتے ہیں اُن سب کے لئے لمحۂ فکریّہ ہے۔

تفسیر لباب التاویل میں ہے: یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ یہودی حلیف تھے غزوہ احزاب میں انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں میری رائے ہوتی ہے کہ دشمن پر ان سے مدد لوں، اس پر یہ آیہ کریمہ اتری کہ مسلمان غیر مسلم کو مددگار نہ بنائیں کہ یہ مسلمانوں کو حلال نہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ رشتے، خواہ یارانے، خواہ نرے میل کے باعث کافروں سے دوستانہ برتیں یا ان سے لطف ونرمی کے ساتھ پیش آئیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور اللہ تعالیٰ کے لئے عداوت ایک عظیم باب اور ایمان کی جڑ ہے۔

معانقة ۲

عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖۛ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَ بَیْنَهٗۤ
حاضر پائے گی و۶۲ اور جو بُرا کام کیا امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس (میری بداعمالی) میں دور کا

ع ۳ ۱۰

اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۠ ۳۰ قُلْ اِنْ
فاصلہ ہوتا و۶۳ اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے ۔ اے محبوب تم فرما دو

كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ
کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا و۶۴ اور تمہارے گناہ بخش دے گا

وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۳۱ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا و۶۵ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش

یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ۳۲ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ
(پسند) نہیں آتے کافر بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو

(لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت آیہ ۳/۲۸ مصطفی البابی مصر ۱/۳۳۶)

و۶۲ یعنی روز قیامت ہر نفس کو اعمال کی جزا ملے گی اور اس میں کچھ کمی و کوتاہی نہ ہوگی

و۶۳ یعنی میں نے یہ برا کام نہ کیا ہوتا

و۶۴ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبّت کا دعوٰی جب ہی سچّا ہوسکتا ہے جب آدمی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متبع ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اختیار کرے

شانِ نزول حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے پاس ٹھہرے جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے تھے اور انہیں سجا سجا کر ان کو سجدہ کر رہے تھے حضور نے فرمایا اے گروہِ قریش خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے دین کے خلاف ہوگئے قریش نے کہا ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبّتِ الٰہی کا دعوٰی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اتباع و فرماں برداری کے بغیر قابلِ قبول نہیں جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے حضور کی غلامی کرے اور حضور نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور کا نافرمان اور محبتِ الٰہی کے دعوٰی میں جھوٹا ہے۔

و۶۵ یہی اللہ کی محبت کی نشانی ہے اور اللہ تعالٰی کی اطاعت بغیر اطاعتِ رسول نہیں ہوسکتی بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی ۔

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ

سارے جہاں سے ۶۶ یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے ۶۷ اور اللہ سنتا جانتا ہے جب عمران کی

قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا

بی بی نے عرض کی ۶۸ اے رب میرے میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے (بچہ) کہ خالص تیری ہی خدمت

فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ

میں رہے ۶۹ تو تو مجھ سے قبول کرلے (میری دعا) بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے پھر جب اسے جنا بولی اے رب میرے

حضرتِ سیدنا ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا' ہر عمل کا ایک جوش اور ہر جوش کی ایک انتہا ہے تو جس کی انتہا میری سنت پر ہوگی وہ ہدایت یافتہ ہوگا اور جس کی انتہا میری سنت کے خلاف ہوگی وہ ہلاکت میں مبتلا ہوگا۔

(المسند الامام احمد بن حنبل، رقم ۶۹۷۶، ج ۲، ص ۶۶۱)

۶۶ یہود نے کہا تھا کہ ہم حضرت ابراہیم و اسحٰق و یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں اور انہیں کے دین پر ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتادیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اسلام کے ساتھ برگزیدہ کیا تھا اور تم اے یہود اسلام پر نہیں ہو تو تمہارا یہ دعوٰی غلط ہے

۶۷ ان میں باہم نسلی تعلقات بھی ہیں اور آپس میں یہ حضرات ایک دوسرے کے معاون و مددگار بھی

۶۸ عمران دو ہیں ایک عمران بن یَصہر، بن فاہث بن لاوٰی بن یعقوب یہ تو حضرت موسیٰ و ہارون کے والد ہیں دوسرے عمران بن ماثان یہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مریم کے والد ہیں دونوں عمرانوں کے درمیان ایک ہزار آٹھ سو برس کا فرق ہے یہاں دوسرے عمران مراد ہیں ان کی بی بی صاحبہ کا نام حنّہ بنت فاقوذا ہے یہ مریم کی والدہ ہیں۔

۶۹ اور تیری عبادت کے سوا دنیا کا کوئی کام اس کے متعلق نہ ہو بیت المقدس کی خدمت اس کے ذمہ ہو علماء نے واقعہ اس طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت زکریا و عمران دونوں ہم زُلف تھے فاقوذا کی دُختر ایشاع جو حضرت یحیٰی کی والدہ ہیں اور ان کی بہن حنّہ جو فاقوذا کی دوسری دختر اور حضرت مریم کی والدہ ہیں وہ عمران کی بی بی تھیں ایک زمانہ تک حنّہ کے اولاد نہیں ہوئی یہاں تک کہ بڑھاپا آگیا اور مایوسی ہوگئی یہ صالحین کا خاندان تھا اور یہ سب لوگ اللہ کے مقبول بندے تھے ایک روز حنّہ نے ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچہ کو بھرا رہی تھی یہ دیکھ کر آپ کی دل میں اولاد کا شوق پیدا ہوا اور بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ یارب اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اس کو بیت المقدس کا خادم بناؤں اور اس خدمت کے لئے حاضر کردوں جب وہ حاملہ ہوئیں اور انہوں نے یہ نذر مان لی تو ان کے شوہر نے

وَضَعۡتُهَآ اُنۡثٰىؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡؕ وَلَيۡسَ الذَّكَرُ كَالۡاُنۡثٰى‌ۚ وَاِنِّىۡ

یہ تو میں نے لڑکی جنی ف۹ے اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں ف۱ے اور

سَمَّيۡتُهَا مَرۡيَمَ وَاِنِّىۡۤ اُعِيۡذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ﴿۳۶﴾

میں نے اس کا نام مریم رکھا ف۲ے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوۡلٍ حَسَنٍ وَّاَنۡۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا‌ ؕ كُلَّمَا

تو اُسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا ف۳ے اور اسے اچھا پروان چڑھایا ف۴ے اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا جب

دَخَلَ عَلَيۡهَا زَكَرِيَّا الۡمِحۡرَابَ ۙ وَجَدَ عِنۡدَهَا رِزۡقًا ‌ۚ قَالَ يٰمَرۡيَمُ اَنّٰى لَكِ

زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے ف۵ے کہا اے مریم یہ تیرے پاس

فرمایا: کہ یہ تم نے کیا کیا اگر لڑکی ہوگی تو وہ اس قابل کہاں ہے اس زمانہ میں لڑکوں کو خدمتِ بیتُ المقدس کے لئے دیا جاتا تھا اور لڑکیاں عوارض نسائی اور زنانہ کمزوریوں اور مردوں کے ساتھ نہ رہ سکنے کی وجہ سے اس قابل نہیں سمجھی جاتی تھیں اس لئے ان صاحبوں کو شدید فکر لاحق ہوئی اور حنّہ کے وضع حمل سے قبل عمران کا انتقال ہوگیا۔

ف۹ے حنّہ نے یہ کلمہ اعتذار کے طور پر کہا اور ان کو حسرت و غم ہوا کہ لڑکی ہوئی تو نذر کسی طرح پوری ہو سکے گی

ف۱ے کیونکہ یہ لڑکی اللہ کی عطا ہے اور اس کے فضل سے فرزند سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہے یہ صاحب زادی حضرت مریم تھیں اور اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے اجمل و افضل تھیں

ف۲ے مریم کے معنی عابدہ ہیں۔

ف۳ے اور نذر میں لڑکے کی جگہ حضرت مریم کو قبول فرمایا حنّہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیتُ المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا یہ احبار حضرت ہارون کی اولاد میں تھے اور بیتُ المقدس میں ان کا منصب ایسا تھا جیسا کہ کعبہ شریف میں حجبہ کا چونکہ حضرت مریم ان کے امام اور ان کے صاحبِ قربان کی دختر تھیں اور ان کا خاندان بنی اسرائیل میں بہت اعلٰی اور اہل علم کا خاندان تھا اسلئے ان سب نے جن کی تعداد ستائیس تھی حضرت مریم کو لینے اور ان کا تکفّل کرنے کی رغبت کی حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ان کا سب سے زیادہ حقدار ہوں کیونکہ میرے گھر میں ان کی خالہ ہیں معاملہ اس پر ختم ہوا کہ قرعہ ڈالا جائے قرعہ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے نام پر نکلا۔

ف۴ے حضرت مریم ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک سال میں۔

ف۵ے بے فصل میوے جو جنت سے اترتے اور حضرت مریم نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔

هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے۔ بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی (بے حساب) دے و۷۶

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ

یہاں و۷۷ پکارا زکریا نے اپنے رب کو بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولا د

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ

بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا و۷۸ بے شک

اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا

اللہ آپ کو مژدہ (خوشخبری) دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی و۷۹ تصدیق کرے گا اور سردار و۸۰ اور ہمیشہ کے لیے

و۷۶ حضرت مریم نے صغرسنی میں کلام کیا جب کہ وہ پالنے میں پرورش پا رہی تھیں جیسا کہ ان کے فرزند حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حال میں کلام فرمایا

مسئلہ یہ آیت کراماتِ اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن کے ہاتھوں پر خوارق ظاہر فرماتا ہے حضرت زکریا نے جب یہ دیکھا تو فرمایا جو ذات پاک مریم کو بے وقت بے فصل اور بغیر سبب کے میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے وہ بے شک اس پر قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کو نئی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں امید منقطع ہوجائے کے بعد فرزند عطا کرے بایں خیال آپ نے دعا کی جس کا اگلی آیت میں بیان ہے۔

و۷۷ یعنی محراب بیت المقدس میں دروازے بند کر کے دعا کی۔

و۷۸ حضرت زکریا علیہ السلام عالم کبیر تھے۔ قربانیاں بارگاہِ الٰہی میں آپ ہی پیش کیا کرتے تھے اور مسجد شریف میں بغیر آپ کے اِذن کے کوئی داخل نہیں ہوسکتا تھا جس وقت محراب میں آپ نماز میں مشغول تھے اور باہر آدمی دخول کی اجازت کا انتظار کر رہے تھے دروازہ بند تھا اچانک آپ نے ایک سفید پوش جوان دیکھا وہ حضرت جبریل تھے انہوں نے آپ کو فرزند کی بشارت دی جو 'اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ' میں بیان فرمائی گئی۔

و۷۹ کلمہ سے مراد حضرت عیسٰی ابنِ مریم ہیں کہ انہیں اللہ تعالےٰ نے کُن فرما کر بغیر باپ کے پیدا کیا اور ان پر سب سے پہلے ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے والے حضرت یحییٰ ہیں جو حضرت عیسٰی علیہ السلام سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے یہ دونوں حضرات خالہ زاد بھائی تھے حضرت یحییٰ کی والدہ اپنی بہن حضرت مریم سے ملیں تو انہیں اپنے حاملہ ہونے پر مطلع کیا حضرت مریم نے فرمایا میں بھی حاملہ ہوں حضرت یحییٰ کی والدہ نے کہا اے مریم مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔

و۸۰ سیّد اس رئیس کو کہتے ہیں جو مخدوم و مُطاع ہو حضرت یحییٰ مؤمنین کے سردار اور علم و حلم و دین میں ان کے رئیس تھے۔

مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ

عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے ف۸۱ بولا اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو پہنچ گیا بڑھاپا

وَ امْرَاَتِیْ عَاقِرٌؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ

ف۸۲ اور میری عورت بانجھ ف۸۳ فرمایا اللہ یوں ہی کرتا ہے جو چاہے ف۸۴ عرض کی اے میرے رب میرے لیے کوئی نشانی

اٰیَةًؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًاؕ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا

کردے ف۸۵ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں سے بات نہ کرے مگر اشارہ سے اور اپنے رب کی بہت یاد کر ف۸۶

وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْكَارِ۠ ﴿۴۱﴾ وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓىٕكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ ع۴/۱۱/۱۲

اور کچھ دن رہے (شام) اور تڑکے (صبح) اس کی پاکی بول (تسبیح کر) اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا

وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۲﴾ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ

ف۸۷ اور خوب ستھرا کیا ف۸۸ اور آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا ف۸۹ اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے

ف۸۱ حضرت زکریا علیہ السلام نے براہ تعجب عرض کیا۔

ف۸۲ اور عمر ایک سو بیس سال کی ہو چکی۔

ف۸۳ ان کی عمر اٹھانوے سال کی مقصود سوال سے یہ ہے کہ بیٹا کس طرح عطا ہوگا آیا میری جوانی لوٹائی جائے گی اور بی بی کا بانجھ ہونا دور کیا جائے گا یا ہم دونوں اپنے حال پر رہیں گے۔

ف۸۴ بڑھاپے میں فرزند عطا کرنا اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں۔

ف۸۵ جس سے مجھے اپنی بی بی کے حمل کا وقت معلوم ہو تاکہ میں اور زیادہ شکر و عبادت میں مصروف ہوں

ف۸۶ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آدمیوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے زبان مبارک تین روز تک بند رہی اور تسبیح و ذکر پر آپ قادر رہے اور یہ ایک عظیم معجزہ ہے کہ جس میں جوارح صحیح و سالم ہوں اور زبان سے تسبیح و تقدیس کے کلمات ادا ہوتے رہیں مگر لوگوں کے ساتھ گفتگو نہ ہو سکے اور یہ علامت اس لئے مقرر کی گئی کہ اس نعمتِ عظیمہ کے ادائے حق میں زبان ذکر و شکر کے سوا اور کسی بات میں مشغول نہ ہو۔

ف۸۷ کہ باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کے لئے نذر میں قبول فرمایا اور یہ بات اُن کے سوا کسی عورت کو میسّر نہ آئی اسی طرح ان کے لئے جنتی رزق بھیجنا حضرت زکریا کو ان کا کفیل بنانا یہ حضرت مریم کی برگزیدگی ہے۔

ف۸۸ مرد رسیدگی سے اور گناہوں سے اور بقول بعضے زنانے عوارض سے۔

ف۸۹ کہ بغیر باپ کے بیٹا دیا اور ملائکہ کا کلام سنوایا۔

وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ؕ

کھڑی ہو و۹۰ اور اس کے لیے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر

وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ

تمہیں بتاتے ہیں و۹۱ اور تم اُن کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم

لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓىٕكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ

ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے و۹۲ اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے

بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۙۗ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

اپنے پاس سے ایک کلمہ کی و۹۳ جس کا نام ہے مسیح عیسٰی مریم کا بیٹا رودار (باعزت) ہوگا و۹۴ دنیا اور آخرت میں

وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۴۶﴾

اور قرب والا و۹۵ اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں (جھولے میں) و۹۶ اور پکی عمر میں و۹۷ اور خاصوں میں ہوگا

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ

بولی اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا و۹۸ فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے

و۹۰ جب فرشتوں نے یہ کہا کہ حضرت مریم نے اتنا طویل قیام کیا کہ آپ کے قدم مبارک پر ورم آ گیا اور پاؤں پھٹ کر خون جاری ہو گیا۔

و۹۱ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کے علوم عطا فرمائے۔

و۹۲ باوجود اس کے آپ کا ان واقعات کی اطلاع دینا دلیل قوی ہے اس کی کہ آپ کو غیبی علوم عطا فرمائے گئے۔

و۹۳ یعنی ایک فرزند کی۔

و۹۴ صاحبِ جاہ و منزلت۔

و۹۵ بارگاہِ الٰہی میں۔

و۹۶ بات کرنے کی عمر سے قبل۔

و۹۷ آسمان سے نزول کے بعد اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے زمین کی طرف اتریں گے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور دجّال کو قتل کریں گے۔

و۹۸ اور دستور یہ ہے کہ بچہ عورت و مرد کے اختلاط سے ہوتا ہے تو مجھے بچہ کس طرح عطا ہوگا نکاح سے یا یونہی بغیر مرد کے۔

مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ

جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اور اسے سکھائے گا کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّیْ

اور حکمت اور توریت اور انجیل اور رسول ہو گا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس

قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ

ایک نشانی لایا ہوں و۹۹ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک

فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ

مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے و۱۰۰ اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد (پیدائشی) اندھے اور سفید داغ والے کو و۱۰۱

الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُيُوْتِكُمْ ؕ

اور میں مردے جلاتا (زندہ کرتا) ہوں اللہ کے حکم سے و۱۰۲ اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر

و۹۹ جو میرے دعوائے نبوّت کے صدق کی دلیل ہے۔

و۱۰۰ جب حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا دعوٰی کیا اور معجزات دکھائے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمگادڑ پیدا کریں آپ نے مٹی سے چمگادڑ کی صورت بنائی پھر اس میں پھونک ماری تو وہ اڑنے لگی چمگادڑ کی خصوصیّت یہ ہے کہ وہ اڑنے والے جانوروں میں بہت اکمل اور عجیب تر ہے اور قدرت پر دلالت کرنے میں اوروں سے ابلغ کیونکہ وہ بغیر پروں کے تو اُڑتی ہے اور دانت رکھتی ہے اور ہنستی ہے اور اس کی مادہ کے چھاتی ہوتی ہے اور بچہ جنتی ہے باوجودیکہ اُڑنے والے جانوروں میں یہ باتیں نہیں ہیں (روح البیان، ج ۲، ص ۳۷، پ ۳، آل عمران: ۴۹)

و۱۰۱ جس کا برص عام ہو گیا ہو اور اطبا اس کے علاج سے عاجز ہوں چونکہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں طب انتہائے عروج پر تھی اور اس کے ماہرین امر علاج میں یدطولٰے رکھتے تھے اس لئے ان کو اسی قسم کے معجزے دکھائے گئے تاکہ معلوم ہو کہ طب کے طریقہ سے جس کا علاج ممکن نہیں ہے اس کو تندرست کر دینا یقیناً معجزہ اور نبی کے صدق نبوّت کی دلیل ہے وہب کا قول ہے کہ اکثر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا تھا ان میں جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا تھا اور جسے چلنے کی طاقت نہ ہوتی اس کے پاس خود حضرت تشریف لے جاتے اور دعا فرما کر اس کو تندرست کرتے اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی شرط کر لیتے۔
(روح البیان، ج ۲، ص ۳۷، پ ۳، آل عمران: ۴۹)

و۱۰۲ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا ایک عازر جس کو آپ کے ساتھ اخلاص تھا جب اس کی حالت نازک ہوئی تو اس کی بہن نے آپ کو اطلاع دی مگر وہ آپ سے تین روز

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ

رکھتے ہو ف۱۰۳ بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے

کی مسافت کے فاصلہ پر تھا جب آپ تین روز میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کے انتقال کو تین روز ہو چکے آپ نے اس کی بہن سے فرمایا ہمیں اس کی قبر پر لے چل وہ لے گئی آپ نے اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائی عازر باذن الٰہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا اور اس کے اولاد ہوئی ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ حضرت کے سامنے جا رہا تھا آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی وہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھوں سے اتر پڑا کپڑے پہنے گھر آیا زندہ رہا اولاد ہوئی ایک عاشر کی لڑکی شام کو مری اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے اس کو زندہ کیا ایک سام بن نوح جن کی وفات کو ہزاروں برس گزر چکے تھے لوگوں نے خواہش کی کہ آپ ان کو زندہ کریں آپ ان کی نشاندہی سے قبر پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی سام نے سنا کوئی کہنے والا کہتا ہے اَجِبْ رُوْحَ اللہ یہ سنتے ہی وہ مرعوب اور خوف زدہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی اس ہول سے ان کا نصف سر سفید ہوگیا، پھر وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لائے اور انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ دوبارہ انہیں سکرات موت کی تکلیف نہ ہو بغیر اس کے واپس کیا جائے چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہوگیا اور باذنِ اللہ فرمانے میں رد ہے نصارٰی کا جو حضرت مسیح کی الوہیت کے قائل تھے۔

(روح البیان، ج۲،ص۳۷، پ۳، آل عمران:۴۹)

ف۱۰۳ جب حضرت عیسٰی علیہ الصلوۃ والتسلیمات نے بیماروں کو اچھا کیا اور مردوں کو زندہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور کوئی معجزہ دکھایئے تو آپ نے فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو جمع کر رکھتے ہو میں اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں اسی سے ثابت ہوا کہ غیب کے علوم انبیاء کا معجزہ ہیں اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دستِ مبارک پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا آپ آدمی کو بتا دیتے تھے جو وہ کل کھا چکا اور آج کھائے گا اور جو اگلے وقت کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ آپ کے پاس بچے بہت سے جمع ہو جاتے تھے آپ انہیں بتاتے تھے کہ تمہارے گھر فلاں چیز تیار ہوئی ہے تمہارے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے فلاں چیز تمہارے لئے اٹھا رکھی ہے بچے گھر جاتے روتے گھر والوں سے وہ چیز مانگتے گھر والے وہ چیز دیتے۔ اور ان سے کہتے کہ تمہیں کس نے بتایا بچے کہتے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے تو لوگوں نے اپنے بچوں کو آپ کے پاس آنے سے روکا اور کہا وہ جادوگر ہیں ان کے پاس نہ بیٹھو اور ایک مکان میں سب بچوں کو جمع کر دیا حضرت عیسٰی علیہ السلام بچوں کو تلاش کرتے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا وہ یہاں نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ پھر اس مکان میں کون ہے انہوں نے کہا سور ہیں فرمایا ایسا ہی ہوگا اب جو دروازہ کھولتے ہیں تو سب سور ہی سور تھے۔ الحاصل غیب کی خبریں دینا انبیاء کا معجزہ ہے اور بے وساطت انبیاء کوئی بشر امورِ غیب پر مطلع نہیں ہوسکتا

مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ

پہلی کتاب توریت کی اور اس لیے کہ حلال کروں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں و۱۰۴ اور میں تمہارے پاس

رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا

تمہارے رب کی طرف سے (اپنی نبوت کی) نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو بے شک میرا تمہارا سب کا رب اللہ ہے تو

صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى

اسی کو پوجو و۱۰۵ یہ ہے سیدھا راستہ پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا و۱۰۶ بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں

اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا

اللہ کی طرف حواریوں نے کہا و۱۰۷ ہم دین خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں

و۱۰۴ جو شریعت موسیٰ علیہ السلام میں حرام تھیں جیسے کہ اونٹ کے گوشت مچھلی کچھ پرند۔

و۱۰۵ یہ اپنی عبدیت کا اقرار اور اپنی ربوبیت کی نفی ہے اس میں نصاریٰ کا رد ہے

و۱۰۶ یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے دیکھا کہ یہود اپنے کفر پر قائم ہیں اور آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور اتنی آیات باہرات اور معجزات سے اثر پذیر نہیں ہوئے اور اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے پہچان لیا تھا کہ آپ ہی وہ مسیح ہیں جن کی توریت میں بشارت دی گئی ہے اور آپ ان کے دین کو منسوخ کریں گے تو جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے دعوت کا اظہار فرمایا تو یہ ان پر بہت شاق گزرا اور وہ آپ کے ایذا و قتل کے درپے ہوئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے کفر کیا۔

و۱۰۷ حواری وہ مخلصین ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے مددگار تھے اور آپ پر اوّل ایمان لائے یہ بارہ اشخاص تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ 'حواری' جو آپ پر ایمان لا کر اور اپنے اپنے اسلام کا اعلان کر کے اپنے تن من دھن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت وحمایت کے لئے ہر وقت اور ہر دم کمر بستہ رہے، یہ کون لوگ تھے؟ اور ان لوگوں کو 'حواری' کا لقب کیوں اور کس معنی کے لحاظ سے دیا گیا؟

تو اس بارے میں صاحب تفسیر جمل نے فرمایا کہ 'حواری' کا لفظ 'حور' سے مشتق ہے جس کے معنی سفیدی کے ہیں چونکہ ان لوگوں کے کپڑے نہایت سفید اور صاف تھے اور ان کے قلوب اور نیتیں بھی صفائی ستھرائی میں بہت بلند مقام رکھتی تھیں اس بناء پر ان لوگوں کو 'حواری' کہنے لگے اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ چونکہ یہ لوگ رزق حلال طلب کرنے کے لئے دھوبی کا پیشہ اختیار کر کے کپڑوں کی دھلائی کرتے تھے اس لئے یہ لوگ 'حواری' کہلائے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ سب لوگ شاہی خاندان سے تھے اور بہت ہی صاف اور سفید کپڑے پہنتے تھے اس لئے لوگ ان کو حواری کہنے لگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں آپ کھانا کھایا کرتے تھے اور وہ پیالہ کبھی کھانے سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ کسی نے بادشاہ کو اس کی اطلاع دے دی تو اس نے آپ کو دربار میں طلب کر کے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں عیسیٰ بن مریم خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ وہ بادشاہ آپ کی ذات اور آپ کے معجزات سے متاثر ہو کر آپ پر ایمان لایا اور سلطنت کا تخت و تاج چھوڑ کر اپنے تمام اقارب کے ساتھ آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ چونکہ یہ شاہی خاندان بہت ہی سفید پوش تھا۔ اس لئے یہ سب 'حواری' کے لقب سے مشہور ہو گئے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ سفید پوش مچھیروں کی ایک جماعت تھی جو مچھلیوں کا شکار کیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم لوگ مچھلیوں کا شکار کرتے ہو اگر تم لوگ میری پیروی کرنے پر کمربستہ ہو جاؤ تو تم لوگ آدمیوں کا شکار کر کے ان کو حیات جاودانی سے سرفراز کرنے لگو گے۔ ان لوگوں نے آپ سے معجزہ طلب کیا تو اس وقت 'شمعون' نامی مچھلی کے شکاری نے دریا میں جال ڈال رکھا تھا مگر ساری رات گزر جانے کے باوجود ایک مچھلی بھی جال میں نہیں آئی تو آپ نے فرمایا کہ اب تم جال دریا میں ڈالو۔ چنانچہ جیسے ہی اس نے جال کو دریا میں ڈالا لمحہ بھر میں اتنی مچھلیاں جال میں پھنس گئیں کہ جال کو کشتی والے نہیں اٹھا سکے۔ چنانچہ دو کشتیوں کی مدد سے جال اٹھایا گیا اور دونوں کشتیاں مچھلیوں سے بھر گئیں۔ یہ معجزہ دیکھ کر دونوں کشتی والے جن کی تعداد بارہ تھی سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ ان ہی لوگوں کا لقب 'حواری' ہے۔

اور بعض علماء کا قول ہے کہ بارہ آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان لوگوں کے ایمان کامل اور حسن نیت کی بناء پر ان لوگوں کو یہ کرامت مل گئی کہ جب بھی ان لوگوں کو بھوک لگتی تو یہ لوگ کہتے کہ یا روح اللہ! ہم کو بھوک لگی ہے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر ہاتھ مار دیتے تو زمین سے دو روٹیاں نکل کر ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جایا کرتی تھیں اور جب یہ لوگ پیاس سے فریاد کیا کرتے تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر ہاتھ مار دیا کرتے اور نہایت شیریں اور ٹھنڈا پانی ان لوگوں کو مل جایا کرتا تھا اسی طرح یہ لوگ کھاتے پیتے تھے۔ ایک دن ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اے روح اللہ! ہم مومنوں میں سب سے افضل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے روزی حاصل کر کے دکھائے۔ یہ سن کر ان بارہ حضرات نے رزقِ حلال کے لئے دھوبی کا پیشہ اختیار کر لیا چونکہ یہ لوگ کپڑوں کو دھو کر سفید کرتے تھے اس لئے 'حواری' کے لقب سے پکارے جانے لگے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے ایک رنگریز کے ہاں ملازم رکھوا دیا تھا۔ ایک دن رنگریز مختلف کپڑوں کو نشان لگا کر چند رنگوں کو رنگنے کے لئے آپ کے سپرد کر کے کہیں باہر چلا گیا۔ آپ نے ان سب کپڑوں کو ایک ہی رنگ کے برتن میں ڈال دیا۔ رنگریز نے گھبرا کر کہا کہ آپ نے سب کپڑوں کو ایک ہی رنگ کا کر دیا۔ حالانکہ میں نے نشان لگا کر مختلف رنگوں کا رنگنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے کپڑو! تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہی رنگوں کے ہو جاؤ، جن رنگوں کا یہ چاہتا تھا۔ چنانچہ ایک ہی برتن میں سے لال، سبز، پیلا، جن جن کپڑوں کو رنگریز جس جس رنگ کا چاہتا تھا وہ کپڑا اسی رنگ کا ہو کر نکلنے لگا۔ آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر تمام حاضرین جو سفید پوش تھے اور جن کی تعداد بارہ تھی، سب ایمان لائے یہی لوگ 'حواری' کہلانے لگے۔

مُسْلِمُوْنَ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ

کہ ہم مسلمان ہیں و۱۰۸ اے رب ہمارے ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اُتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی

الشّٰهِدِيْنَ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴿۵۴﴾ اِذْ

دینے والوں میں لکھ لے اور کافروں نے مکر کیا و۱۰۹ اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر

قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ

والا ہے و۱۱۰ یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسٰی میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا و۱۱۱ اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا و۱۱۲ اور

حضرت امام قفال علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ ان بارہ حواریوں میں کچھ لوگ بادشاہ ہوں اور کچھ مچھیرے ہوں اور کچھ دھوبی ہوں اور کچھ رنگریز ہوں۔ چونکہ یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص جاں نثار تھے اور ان لوگوں کے قلوب اور نیتیں صاف تھیں اس بناء پر ان بارہ پاکبازوں اور نیک نفسوں کو 'حواری' کا لقب معزز عطا کیا گیا۔ کیونکہ 'حواری' کے معنی مخلص دوست کے ہیں۔ (تفسیر جمل علی الجلالین، ج۱،ص ۴۲۴۔۴۲۳،پ ۳،آل عمران:۵۲)

و۱۰۸ مسئلہ: اس آیت سے ایمان و اسلام کے ایک ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء کا دین اسلام تھا نہ کہ یہودیت ونصرانیت۔

و۱۰۹ یعنی کفار بنی اسرائیل نے حضرت عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے ساتھ مکر کیا کہ دھوکے کے ساتھ آپ کے قتل کا انتظام کیا اور اپنے ایک شخص کو اس کام پر مقرر کردیا۔

و۱۱۰ اللہ تعالٰی نے اُن کے مکر کا یہ بدلہ دیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا اور حضرت عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو اُن کے قتل کے لئے آمادہ ہوا تھا چنانچہ یہود نے اس کو اسی شبہ پر قتل کردیا۔ مسئلہ لفظ مکر لُغتِ عرب میں سَتر، یعنی پوشیدگی کے معنٰی میں ہے اسی لئے خفیہ تدبیر کو بھی مکر کہتے ہیں اور وہ تدبیر اگر اچھے مقصد کے لئے ہو تو محمود اور کسی قبیح غرض کے لئے ہو تو مذموم ہوتی ہے مگر اُردو زبان میں یہ لفظ فریب کے معنٰی میں مستعمل ہوتا ہے اس لئے ہرگز شانِ الٰہی میں نہ کہا جائے گا اور اب چونکہ عربی میں بھی بمعنی خداع کے معروف ہوگیا ہے اس لئے عربی میں بھی شانِ الٰہی میں اس کا اطلاق جائز نہیں آیت میں جہاں کہیں وارد ہوا وہ خفیہ تدبیر کے معنٰی میں ہے۔

و۱۱۱ یعنی تمہیں کفار قتل نہ کرسکیں گے (مدارک وغیرہ)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت علیہ رحمۃ الرحمن کی تنبیہ توَفّی مَنام (یعنی نیند) کو بھی شامل ہے اور موت کو بھی۔

(تفسیر الطبری، ال عمران، تحت الآیۃ ۵۵، ج ۳،ص ۲۸۹،۲۸۸)

تو اب معنی یہ ہوں گے کہ عیسٰی علیہ السلام میں تم کو سُلا دینے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تم کو کافروں سے اور فرض کیا جائے 'توَفّی' کے معنی اگر موت ہی کے ہیں تو یہ کہاں سے نکلا کہ تم کو وفات دینے والا ہوں تم

مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ

تجھے کافروں سے پاک کر دوں گا اور تیرے پیروؤں کو ف۱۱۳ قیامت تک تیرے منکروں پر ف۱۱۴ غلبہ دوں گا

الْقِیٰمَةِۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ فرما دوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو

فَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ٘ وَ مَا

تو وہ جو کافر ہوئے میں انہیں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کروں گا اور ان کا کوئی

کو پھر اُٹھانے والا ہوں اپنی طرف، 'ف' نہیں، 'ثم' نہیں 'وٗ' ہے اور وہ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا صرف جمع کے لیے آتا ہے اور 'ک' خطاب جو رَافِعُکَ میں ہے وہ نہ صرف رُوح سے خِطاب ہے اور نہ صرف جسم سے، بلکہ رُوح مَعَ الْجَسَد (یعنی جسم کے ساتھ روح) مخاطب ہے اگر صرف روح مراد ہوتی تو رَافِعُکَ نہ فرمایا جاتا بلکہ رَافِعُ رُوحِکَ۔

اِسی طرح عُلمائے کرام نے مِعراج جَسَدی کو فرمایا ہے کہ فرمایا گیا ہے 'اَسْرٰی عَبْدِہٖ' عبد رُوح مَعَ الْجَسَد کا نام ہے اگر مِعراج رُوحی ہوتی تو 'اَسْرٰی بِرُوحِ عَبْدِہٖ' فرمایا جاتا۔ (تفسیر الطبری، پ ۱۵، بنی اسرائیل تحت الایۃ ۱، ج ۸، ص ۱۶)

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ)

ف۱۱۲ آسمان پر محلِ کرامت اور مُقرَّب ملائکہ میں بغیر موت کے حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسٰی میری اُمت پر خلیفہ ہو کر نازل ہوں گے صلیب توڑیں گے خنازیر کو قتل کریں گے چالیس سال رہیں گے نکاح فرمائیں گے اولاد ہوگی، پھر آپ کا وصال ہوگا وہ اُمت کیسے ہلاک ہو جس کے اول میں ہوں اور آخر عیسٰی اور وسط میں میرے اہل بیت میں سے مہدی مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام مَنارَۂ شرقی دمشق پر نازل ہوں گے یہ بھی وارد ہوا کہ حجرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدفون ہوں گے۔

ایک شخص کو یہودیوں نے جس کا نام 'ططیانوس' تھا آپ کے مکان میں آپ کو قتل کر دینے کے لئے بھیجا۔ اتنے میں اچانک اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک بدلی کے ساتھ بھیجا اور اس بدلی نے آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔ آپ کی والدہ جوشِ محبت میں آپ کے ساتھ چمٹ گئیں تو آپ نے فرمایا کہ اماں جان! اب قیامت کے دن ہماری اور آپ کی ملاقات ہوگی اور بدلی نے آپ کو آسمان پر پہنچا دیا۔ یہ واقعہ بیت المقدس میں شب قدر کی مبارک رات میں وقوع پذیر ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف بقول علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ۳۳ برس کی تھی اور بقول علامہ زرقانی شارح مواہب، اس وقت آپ کی عمر شریف ایک سوبیس برس کی تھی اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی آخر میں اسی قول کی طرف رجوع فرمایا ہے۔

(تفسیر جمل علی الجلالین، ج ۱، ص ۴۲۷، پ ۳، آل عمران: ۵۷)

ف۱۱۳ یعنی مسلمانوں کو جو آپ کی نبوت کی تصدیق کرنے والے ہیں

ف۱۱۴ جو یہود ہیں۔

لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ
مدد گار نہ ہو گا اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ ان کا نیگ (انعام) انھیں
اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ
بھرپور دے گا اور ظالم اللہ کو نہیں بھاتے یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں کچھ آیتیں
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ
اور حکمت والی نصیحت عیسٰی کی کہاوت (مثال) اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے ف۱۱۵ اسے مٹی سے
تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ
بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں
الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا
میں نہ ہونا پھر اے محبوب جو تم سے عیسٰی کے بارے میں حجت کریں (جھگڑیں) بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما
نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۫ ثُمَّ
دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر
نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ
مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں ف۱۱۶ یہی بے شک سچا بیان ہے ف۱۱۷

ف۱۱۵ شانِ نزول نصارٰی نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ حضور سے کہنے لگے آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسٰی اللہ کے بندے ہیں فرمایا ہاں اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے جو کواری بتول عذراء کی طرف القاء کئے گئے نصارٰی یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے یا محمد کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کئے گئے تو جب انہیں اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے۔

ف۱۱۶ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصارٰی نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کرلیں کل آپ کو جواب دیں گے جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبدالمسیح آپ کی کیا رائے ہے اس نے کہا اے جماعت نصارٰی تم

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ف۱۱۸ اور بے شک اللہ ہی غالب ہے حکمت والا پھر اگر وہ منہ پھیریں (ایمان نہ لائیں) تو اللہ

عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ ع قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا ع ۶ ۱۴

فسادیوں کو جانتا ہے تم فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ (ایسی بات) کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے ف۱۱۹

وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا

یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں ف۱۲۰ اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ يٰۤاَهْلَ

رب نہ بنا لے اللہ کے سوا ف۱۲۱ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں اے

پہچان چکے کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہوجاؤ گے اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑ و اور گھر کو لوٹ چلو یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ اور علی حضور کے پیچھے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور حضور ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا اے جماعت نصارٰی میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہوجاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا یہ سن کر نصارٰی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے آخر کار انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کردیئے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہوجاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصارٰی ہلاک ہوجاتے۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب الوفد الرابع عشر...الخ، ج۵، ص۱۸۶۔۱۹۰ ملتقطاً)

ف۱۱۷ کہ حضرت عیسٰی اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ان کا وہ حال ہے جو اوپر مذکور ہوچکا

ف۱۱۸ اس میں نصارٰی کا بھی رد ہے اور تمام مشرکین کا بھی

ف۱۱۹ اور قرآن اور توریت اور انجیل اس میں مختلف نہیں

ف۱۲۰ نہ حضرت عیسٰی کو نہ حضرت عزیر کو نہ اور کسی کو۔

الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ

کتاب والو ابراہیم کے باب میں کیوں جھگڑتے ہو توریت اور انجیل تو نہ اُتری مگر ان کے

بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ

بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں و۱۲۲ سنتے ہو یہ جو تم ہو و۱۲۳ اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا و۱۲۴

تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا

تو اس میں و۱۲۵ کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے و۱۲۶

كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے و۱۲۷

و۱۲۱ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے احبار و رہبان کو بنایا کہ انہیں سجدے کرتے اور ان کی عبادتیں کرتے۔ (جمل)

و۱۲۲ نزول نجران کے نصاریٰ اور یہود کے احبار میں مباحثہ ہوا یہودیوں کا دعوٰی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور نصرانیوں کا یہ دعوٰی تھا کہ آپ نصرانی تھے یہ نزاع بہت بڑھا تو فریقین نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حَکَم مانا اور آپ سے فیصلہ چاہا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور علماء توریت وانجیل پر ان کا کمال جہل ظاہر کر دیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کا دعوٰی ان کے کمال جہل کی دلیل ہے۔ یہودیت و نصرانیت توریت وانجیل کے نزول کے بعد پیدا ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ جن پر توریت نازل ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صدہا برس بعد ہے اور حضرت عیسیٰ جن پر انجیل نازل ہوئی ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دو ہزار برس کے قریب ہوا ہے اور توریت وانجیل کسی میں آپ کو یہودی یا نصرانی نہیں فرمایا گیا باوجود اس کے آپ کی نسبت یہ دعوٰی جہل وحماقت کی انتہا ہے۔

و۱۲۳ اے اہلِ کتاب تم۔

و۱۲۴ اور تمہاری کتابوں میں اس کی خبر دی گئی تھی یعنی نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور اور آپ کی نعت وصفت کی جب یہ سب کچھ جان پہچان کر بھی تم حضور پر ایمان نہ لائے اور تم نے اس میں جھگڑا کیا۔

و۱۲۵ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہودی یا نصرانی کہتے ہیں۔

و۱۲۶ حقیقت حال یہ ہے کہ۔

و۱۲۷ تو نہ کسی یہودی یا نصرانی کا اپنے آپ کو دین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا صحیح ہو سکتا ہے نہ کسی مشرک کا بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں یہود و نصاریٰ پر تعریض ہے کہ وہ مشرک ہیں

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ

بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے و۱۲۸ اور یہ نبی و۱۲۹

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اور ایمان والے و۱۳۰ اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے کتابیوں کا ایک گروہ دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں

لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

گمراہ کر دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں اور انہیں شعور نہیں و۱۳۱ اے کتابیو

لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ

اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو و۱۳۲ اے کتابیو حق میں باطل کیوں ملاتے ہو و۱۳۳

ع ۸/۱۵ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ع وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ

اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں (اپنے جھوٹ کی) خبر ہے اور کتابیوں کا

اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا

ایک گروہ بولا و۱۳۴ وہ جو ایمان والوں پر اُترا و۱۳۵ صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور شام کو منکر ہو جاؤ

اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ج وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ

شاید وہ پھر جائیں و۱۳۶ اور یقین نہ لاؤ مگر اس کا جو تمہارے دین کا پیرو ہو تم فرما دو کہ اللہ

و۱۲۸ اور انکے عہدِ نبوت میں ان پر ایمان لائے اور انکی شریعت پر عامل رہے۔

و۱۲۹ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

و۱۳۰ اور آپ کے اُمتی۔

و۱۳۱ شانِ نزول یہ آیت حضرت معاذ بن جبل و حذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی جن کو یہود اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش کرتے اور یہودیت کی دعوت دیتے تھے اس میں بتایا گیا کہ یہ ان کی ہوس خام ہے وہ ان کو گمراہ نہ کرسکیں گے۔

و۱۳۲ اور تمہاری کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت وصفت موجود ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہیں اور ان کا دین سچا دین۔

و۱۳۳ اپنی کتابوں میں تحریف و تبدیل کرکے۔

و۱۳۴ اور انہوں نے باہم مشورہ کرکے یہ مکر سوچا۔

الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ

ہی کی ہدایت (حقیقی) ہدایت ہے وے۱۳ (یقین کیوں نہ لاؤ) اس کا کہ کسی کو ملے و۱۳۸ جیسا تمہیں ملا یا کوئی تم پر حجت

عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

لا سکے تمہارے رب کے پاس و۱۳۹ تم فرما دو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا

عَلِيْمٌ ۚۙ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ وَمِنْ

علم والا ہے اپنی رحمت سے و۱۴۰ خاص کرتا ہے جسے چاہے و۱۴۱ اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے

اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ

کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا کر دے گا و۱۴۲ اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس

و۱۳۵ یعنی قرآن شریف۔

و۱۳۶ شانِ نزول یہود اسلام کی مخالفت میں رات دن نئے نئے مکر کیا کرتے تھے خیبر کے علماء یہود کے بارہ شخصوں نے باہمی مشورہ سے ایک یہ مکر سوچا کہ ان کی ایک جماعت صبح کو اسلام لے آئے اور شام کو مرتد ہو جائے اور لوگوں سے کہے کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ نبی موعود نہیں ہیں جن کی ہماری کتابوں میں خبر ہے تا کہ اس حرکت سے مسلمانوں کو دین میں شبہ پیدا ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کا یہ راز فاش کر دیا اور ان کا یہ مکر نہ چل سکا اور مسلمان پہلے سے خبردار ہو گئے۔

و۱۳۷ اور جو اس کے سوا ہے وہ باطل و گمراہی ہے۔

و۱۳۸ دین و ہدایت اور کتاب و حکمت اور شرف فضیلت۔

و۱۳۹ روز قیامت۔

و۱۴۰ یعنی نبوّت و رسالت سے۔

و۱۴۱ مسئلہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوّت جس کسی کو ملتی ہے اللہ کے فضل سے ملتی ہے اس میں استحقاق کا دخل نہیں (خازن)

و۱۴۲ شانِ نزول یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی اور اس میں ظاہر فرمایا گیا کہ ان میں دو قسم کے لوگ ہیں امین و خائن بعض تو ایسے ہیں کہ کثیر مال ان کے پاس امانت رکھا جائے تو بے کم و کاست وقت پر ادا کر دیں جیسے حضرت عبداللہ بن سلام جنکے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا تھا آپ نے اس کو ویسا ہی ادا کیا اور بعض اہل کتاب میں اتنے بد دیانت ہیں کہ تھوڑے پر بھی ان کی نیت بگڑ جاتی ہے جیسے کہ فنحاص بن عازوراء جس کے پاس کسی نے ایک اشرفی امانت رکھی تھی مانگتے وقت اس سے مکر گیا۔

بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْهِ قَآىٕمًاؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا

کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھیر کر (واپس) نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے ف۱۴۳ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں

لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌۚ وَ یَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ

کہ اَن پڑھوں ف۱۴۴ کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ (پکڑ) نہیں اور اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں

یَعْلَمُوْنَ(۷۵) بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ(۷۶) اِنَّ

ف۱۴۵ ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا عہد پورا کیا اور پرہیزگاری کی اور بے شک پرہیزگار اللہ کو خوش (پسند) آتے ہیں۔

الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓىٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی

جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں ف۱۴۶ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں

الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ۪ وَ لَهُمْ

اور اللہ نہ ان سے بات کرے نہ ان کی طرف نظر (رحمت) فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے (کفر و گناہوں سے)

عَذَابٌ اَلِیْمٌ(۷۷) وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ف۱۴۷ اور ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں

ف۱۴۳ اور جب ہی دینے والا اس کے پاس سے ہٹے وہ مال امانت ہضم کر جاتا ہے۔

ف۱۴۴ یعنی غیر کتابیوں۔

ف۱۴۵ کہ اس نے اپنی کتابوں میں دوسرے دین والوں کے مال ہضم کر جانے کا حکم دیا ہے باوجود یہ کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں کوئی ایسا حکم نہیں۔

ف۱۴۶ شانِ نزول یہ آیت یہود کے احبار اور انکے رؤساء ابو رافع و کنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف و حیی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا وہ عہد چھپایا تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے متعلق ان سے توریت میں لیا گیا۔ انہوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے ہاتھوں سے کچھ کا کچھ لکھ دیا اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور زر حاصل کرنے کے لئے کیا۔

ف۱۴۷ مسلم شریف کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین لوگ ایسے ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام فرمائے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت کرے نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے اور انہیں دردناک عذاب ہے اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو تین مرتبہ پڑھا حضرت ابوذر راوی نے کہا

مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ
میل (ملاوٹ) کرتے ہیں کہ تم سمجھو یہ بھی کتاب میں ہے اور وہ کتاب میں نہیں اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ
اللہ کے پاس سے نہیں اور اللہ پر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں ف۱۴۸ کسی آدمی کا یہ حق نہیں
اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ
کہ اللہ اُسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے ف۱۴۹ پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ
بندے ہو جاؤ ف۱۵۰ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ف۱۵۱ ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم
تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ
درس کرتے ہو ف۱۵۲ اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا ف۱۵۳ کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھیرا لو کیا تمہیں

کہ وہ لوگ ٹوٹے اور نقصان میں رہے یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں حضور نے فرمایا ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور احسان جتانے والا اور اپنے تجارتی مال کو جھوٹی قسم سے رواج دینے والا حضرت ابو امامہ کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کا حق مارنے کے لئے قسم کھائے اللہ اس پر جنت حرام کرتا ہے اور دوزخ لازم کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اگرچہ تھوڑی ہی چیز ہو فرمایا اگرچہ ببول کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

ف۱۴۸ شانِ نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصارٰی دونوں کے حق میں نازل ہوئی کہ انہوں نے توریت وانجیل کی تحریف کی اور کتاب اللہ میں اپنی طرف سے جو چاہا ملایا۔

ف۱۴۹ اور کمال علم و عمل عطا فرمائے اور گناہوں سے معصوم کرے۔

ف۱۵۰ یہ انبیاء سے ناممکن ہے اور ان کی طرف ایسی نسبت بہتان ہے۔ شانِ نزول نجران کے نصارٰی نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم انہیں رب مانیں اس آیت میں اللہ تعالٰی نے ان کے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ممکن ہی نہیں اس آیت کے شانِ نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابو رافع یہودی اور سید نصرانی نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا محمد آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں حضور نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لئے بھیجا۔

ف۱۵۱ ربّانی کے معنی عالم فقیہ اور عالم باعمل اور نہایت دیندار کے ہیں۔

ف۱۵۲ اس سے ثابت ہوا کہ علم و تعلیم کا ثمرہ یہ ہونا چاہئے کہ آدمی اللہ والا ہو جائے جسے علم سے یہ فائدہ نہ ہوا اس کا علم

اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ ع ٨ ٩ ١٦

کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو لیے وا۱۵۴ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد

لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا

لیا وا۱۵۵ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول وا۱۵۶ کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق

مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ

فرمائے وا۱۵۷ تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری

اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ

ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو

تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ

کوئی اس وا۱۵۸ کے بعد پھرے وا۱۵۹ تو وہی لوگ فاسق ہیں وا۱۶۰ تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں وا۱۶۱

وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَيْهِ

اور اسی کے حضور گردن رکھے (اس کے تابع حکم) ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں وا۱۶۲ خوشی سے وا۱۶۳ اور مجبوری سے

ضائع اور بے کار ہے۔

وا۱۵۳ اللہ تعالیٰ یا اس کا کوئی نبی۔

وا۱۵۴ ایسا کسی طرح نہیں ہوسکتا۔

وا۱۵۵ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں اس سے ثابت ہوا کہ حضور تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں

وا۱۵۶ یعنی سید عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وا۱۵۷ اس طرح کہ انکے صفات و احوال اس کے مطابق ہوں جو کتب انبیاء میں بیان فرمائے گئے ہیں۔

وا۱۵۸ عہد

وا۱۵۹ اور آنے والے نبی محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے اعراض کرے۔

وا۱۶۰ خارج از ایمان۔

وا۱۶۱ بعد عہد لئے جانے کے اور دلائل واضح ہونے کے باوجود۔

يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ

ف۱۶۴ اور اسی کی طرف پھیریں گے یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اترا ابراہیم

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى

اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ ملا موسیٰ اور عیسیٰ

وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

اور انبیاء کو ان کے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے ف۱۶۵ اور ہم اسی کے حضور گردن جھکائے ہیں

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ

اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ

کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لا کر کافر ہو گئے ف۱۶۶ اور گواہی دے چکے تھے کہ

الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾

رسول ف۱۶۷ سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آ چکی تھیں ف۱۶۸ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ لا

ان کا بدلہ یہ ہے کہ اُن پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ

ف۱۶۲ ملائکہ اور انسان و جنات۔

ف۱۶۳ دلائل میں نظر کر کے اور انصاف اختیار کر کے۔ اور یہ اطاعت ان کو فائدہ دیتی اور نفع پہنچاتی ہے۔

ف۱۶۴ کسی خوف سے یا عذاب کے دیکھ لینے سے جیسا کہ کافر عندالموت وقت یاس ایمان لاتا ہے یہ ایمان اسکو قیامت میں نفع نہ دے گا۔

ف۱۶۵ جیسا کہ یہود و نصارٰی نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے بعض کے منکر ہو گئے۔

ف۱۶۶ شانِ نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصارٰی کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضور کی بعثت سے قبل آپ کے وسیلہ سے دعائیں کرتے تھے اور آپ کی نبوت کے مُقِرّ تھے اور آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرتے تھے جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو حسداً آپ کا انکار کرنے لگے اور کافر ہو گئے معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالٰی ایسی قوم کو کیسے توفیق ایمان دے کہ جو جان پہچان کر اور مان کر منکر ہو گئی۔

ف۱۶۷ یعنی سید انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَۙ(۸۸) اِلَّا الَّذِیْنَ
اس میں رہیں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے مگر جنھوں نے اس کے بعد
تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۸۹) اِنَّ الَّذِیْنَ
توبہ کی و۱۶۹ اور آیا سنبھالا (عقائد و اعمال دوست کئے) تو ضرور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک
كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْۚ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ
وہ جو ایمان لا کر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے و۱۷۰ ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی و۱۷۱ اور وہی ہیں بہکے
الضَّآلُّوْنَ(۹۰) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ
ہوئے (کامل گمراہ) وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں کسی سے زمین بھر سونا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا
اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّ
اگرچہ اپنی خلاصی (عذاب سے چھٹکارہ پانے) کو دے اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اور
ع ۹ ۱۱/۱۷ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ۠(۹۱)
ان کا کوئی یار نہیں۔

و۱۶۸ اور وہ روشن معجزات دیکھ چکے تھے۔

و۱۶۹ اور کفر سے باز آئے۔ شانِ نزول: حارث ابن سوید انصاری کو کفار کے ساتھ جا ملنے کے بعد ندامت ہوئی تو انہوں نے اپنی قوم کے پاس پیام بھیجا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کریں کہ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تب وہ مدینہ منورہ میں تائب ہو کر حاضر ہوئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی توبہ قبول فرمائی

و۱۷۰ شانِ نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے ساتھ کفر کیا پھر کفر میں اور بڑھے اور سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کے ساتھ کفر کیا، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل تو اپنی کتابوں میں آپ کی نعت وصفت دیکھ کر آپ پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کے ظہور کے بعد کافر ہوگئے اور پھر کفر میں اور شدید ہوگئے۔

و۱۷۱ اس حال میں یا وقت موت یا اگر وہ کفر پر مرے۔

الجزء ۴

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو ۱۷۲ اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو

عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ

معلوم ہے سب کھانے بنی اسرائیل (اولاد یعقوب) کو حلال تھے مگر وہ جو یعقوب نے اپنے اوپر حرام

عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ

کر لیا تھا توریت اُترنے سے پہلے تم فرماؤ توریت لاکر پڑھو اگر سچے ہو ۱۷۳ تو

۱۷۲ بر سے تقوٰی وطاعت مراد ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجبہ ہوں یا نافلہ سب اس میں داخل ہیں حسن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرے وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو (خازن) عمر بن عبدالعزیز شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے ان سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کردیتے فرمایا شکر مجھے محبوب ومرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ راہِ خدا میں پیاری چیز خرچ کروں (مدارک) بخاری ومسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصاری مدینے میں بڑے مالدار تھے انہیں اپنے اموال میں بیرحا (باغ) بہت پیارا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا مجھے اپنے اموال میں بیرحا سب سے پیارا ہے میں اس کو راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہوں حضور نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہ نے بایمائے حضور اپنے اقارب اور بنی عم میں اس کو تقسیم کردیا

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الاقارب، رقم ۱۴۶۱، ج۱، ص ۴۹۳)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسٰی اشعری کو لکھا کہ میرے لئے ایک باندی خرید کر بھیج دو جب وہ آئی تو آپ کو بہت پسند آئی آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لئے اس کو آزاد کردیا۔

ایک مرتبہ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ سے ان کے ایک عزیز نے (بطورِ برکت) ان کے استعمال کا عصا مانگا تو آپ نے فرمایا: 'ایک کی بجائے دو لے لیجئے۔' جواباً انہوں نے واقعی دونوں عصا لے لئے۔ ان صاحب کے بیٹے نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے استعمال کا عصا کون سا ہے؟ (تاکہ ایک عصا واپس کیا جاسکے) لیکن آپ نے فرمایا کہ میں دونوں عصا لے لینے کی اجازت دے چکا ہوں نیز میں اپنی پسندیدہ شے راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کا ثواب کمانا چاہتا ہوں، قرآن پاک میں ہے ترجمۂ کنزالایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔ (پ ۴، اٰل عمران: ۹۲)

(تعارفِ امیرِاہلسنت)

۱۷۳ شانِ نزول: یہود نے سید عالم سے کہا کہ حضور اپنے آپ کو ملّتِ ابراہیمی پر خیال کرتے ہیں باوجود یکہ حضرت

كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ

اس کے بعد جو اللہ پر جھوٹ باندھے ف۱۷۴ تو وہی

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۗ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ

ظالم ہیں تم فرماؤ اللہ سچا ہے تو ابراہیم کے دین پر چلو ف۱۷۵ جو ہر باطل سے جدا تھے اور شرک

وقف جبریل علیہ السلام

الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا

والوں میں نہ تھے بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت (کے لیے) کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا

وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَ مَنْ

اور سارے جہان کا رہنما ف۱۷۶ اس میں کھلی نشانیاں ہیں ف۱۷۷ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ ف۱۷۸ اور جو اس

ابراہیم علیہ السلام اونٹ کا گوشت اور دودھ نہیں کھاتے تھے آپ کھاتے ہیں تو آپ ملّتِ ابراہیمی پر کیسے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم پر حلال تھیں یہود کہنے لگے کہ یہ حضرت نوح پر بھی حرام تھیں حضرت ابراہیم پر بھی حرام تھیں اور ہم تک حرام ہی چلی آئیں اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا گیا کہ یہود کا یہ دعوٰی غلط ہے بلکہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب پر حلال تھیں حضرت یعقوب نے کسی سبب سے ان کو اپنے اوپر حرام فرمایا اور یہ حرمت ان کی اولاد میں باقی رہی یہود نے اس کا انکار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توریت اس مضمون پر ناطق ہے اگر تمہیں انکار ہے تو توریت لاؤ اس پر یہود کو اپنی فضیحت و رسوائی کا خوف ہوا اور وہ توریت نہ لا سکے ان کا کذب ظاہر ہو گیا اور انہیں شرمندگی اٹھانی پڑی

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ پچھلی شریعتوں میں احکام منسوخ ہوتے تھے اس میں یہود کا رد ہے جو نسخ کے قائل نہ تھے

فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی تھے باوجود اس کے یہود کو توریت سے الزام دینا اور توریت کے مضامین سے استدلال فرمانا آپ کا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہے اور اس سے آپ کے وہبی اور غیبی علوم کا پتہ چلتا ہے

ف۱۷۴ اور کہے کہ ملتِ ابراہیمی میں اونٹوں کے گوشت اور دودھ اللہ تعالیٰ نے حرام کئے تھے

ف۱۷۵ کہ وہی اسلام اور دین محمدی ہے

ف۱۷۶ شانِ نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المقدس، ہمارا قبلہ ہے کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے انبیاء کا مقام ہجرت وقبلۂ عبادت ہے مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے طاعت وعبادت کے لئے مقرر کیا نماز کا قبلہ حج اور طواف کا موضع بنایا جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں وہ کعبہ معظّمہ ہے جو شہر مکہ معظّمہ میں واقع ہے حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ معظّمہ بیت المقدس سے چالیس سال قبل بنایا گیا۔

تاریخ کعبہ معظّمہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قائم کردہ بیت اللہ بغیر چھت کے ایک مستطیل نما عمارت تھی جس کے دونوں طرف دروازے کھلے تھے جو سطح زمین کے برابر تھے جن سے ہر خاص و عام کو گذرنے کی اجازت تھی۔ اس کی تعمیر میں 5 پہاڑوں کے پتھر استعمال ہوئے تھے جبکہ اس کی بنیادوں میں آج بھی وہی پتھر ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھے تھے۔

(ویکیپیڈیا)

تفسیر کبیر میں ہے: یعنی کعبہ معظّمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہم ہے یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہوگیا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا اور یہ خاص قدرت الہیہ ومعجزہ انبیاء ہے پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کردی کہ وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا پھر اسے حق سبحنہ نے مدتہا مدت باقی رکھا تو یہ اقسام کے عجیب وغریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۳/ ۹۶ ف۱۷۶ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۸/ ۱۵۵)

و۱۷۷ جو اس کی حرمت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرند کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو اِدھر اُدھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہوجاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہوکر گزر جائیں اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے اور وُحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتی کہ کتے اس سرزمین میں ہرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظّمہ کی طرف کھچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شب جمعہ کو ارواحِ اَولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہوجاتا ہے انہیں آیات میں سے مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا آیت میں بیان فرمایا گیا (مدارک وخازن واحمدی)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا، 'جو بیت اللہ میں داخل ہوا وہ بھلائی میں داخل ہوگیا اور برائی سے پاک ہوکر مغفرت یافتہ ہوکر نکلا۔'

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب المناسک، باب استحباب دخول الکعبۃ، رقم ۳۰۱۳، ج ۴، ص ۳۳۳)

و۱۷۸ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے اور اس میں آپ کے قدمِ مبارک کے نشان تھے جو باوجود طویل زمانہ گزرنے اور بکثرت ہاتھوں سے مَس ہونے کے ابھی تک کچھ باقی ہیں

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قد سے اونچی دیوار قائم کرنے کے لئے استعمال کیا تھا تاکہ وہ اس پر اونچے ہوکر دیوار تعمیر کریں۔ مقام ابراہیم خانہ کعبہ سے تقریبا سوا 13 میٹر مشرق کی جانب

دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًاؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًاؕ

میں آئے امان میں ہو ۱۷۹ اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے ۱۸۰

وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے ۱۸۱ تم فرماؤ اے کتابیو اللہ کی آیتیں

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ﳓ وَ اللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ

کیوں نہیں مانتے ۱۸۲ اور تمہارے کام اللہ کے سامنے ہیں تم فرماؤ اے کتابیو کیوں اللہ

تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شُهَدَآءُؕ وَ مَا

کی راہ (اسلام) سے روکتے ہو ۱۸۳ اسے جو ایمان لائے اسے ٹیڑھا کیا چاہتے ہو اور تم خود اس پر گواہ ہو اور

قائم ہے۔1967ء سے پہلے اس مقام پر ایک کمرہ تھا مگر اب سونے کی ایک جالی میں بند ہے۔

(وکیپیڈیا)

یعنی نجدیوں نے وہ کمرہ توڑ دیا۔

۱۷۹ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قتل و جنایت کر کے حرم میں داخل ہو تو وہاں نہ اس کو قتل کیا جائے نہ اس پر حد قائم کی جائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔

جس جگہ کوئی ولی رہتے ہوں یا رہے ہوں یا کبھی بیٹھے ہوں وہ جگہ حرمت والی ہے، وہاں عبادت اور دعا زیادہ قبول ہوتی ہے اس کی تعظیم کرو، دعا مانگو۔

۱۸۰ مسئلہ: اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر زاد و راحلہ سے فرمائی زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہئے کہ جا کر واپس آنے تک کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل و عیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہئے راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔

حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیثِ پاک صحیح سند سے مروی ہے،

میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ان شہروں میں ان لوگوں کو (امیر بنا کر) بھیجوں جو جا کر استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو تلاش کر کے ان پر جزیہ لازم کریں کیونکہ وہ مسلمان نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ اٰلِ عمران، تحت الآیۃ: ۹۷، ج ۲، ص ۷۳)

۱۸۱ اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطعی کا منکر کافر ہے

۱۸۲ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ
اللہ تمہارے وف۱۸۴ کوتکوں (برے اعمال) سے بے خبر نہیں اے ایمان والو اگر تم کچھ کتابیوں کے کہے
الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ
پر چلے تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر (بنا) کر چھوڑیں گے وف۱۸۵ اور تم کیونکر (کیسے) کفر کروگے تم پر اللہ کی
وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَ فِیْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَ مَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ
آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول تشریف لایا اور جس نے اللہ کا سہارا لیا
هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ ع ۱۰
تو ضرور وہ سیدھی راہ دکھایا گیا اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے
وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا
اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو وف۱۸۶ سب مل کر اور

وف۱۸۳ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرکے اور آپ کی نعت وصفت چھپا کر جو توریت میں مذکور ہے۔

وف۱۸۴ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت توریت میں مکتوب ہے اور اللہ کو جو دین مقبول ہے وہ صرف دین اسلام ہی ہے

وف۱۸۵ شانِ نزول: اَوس وخزرج کے قبیلوں میں پہلے بڑی عداوت تھی اور مدتوں ان کے درمیان جنگ جاری رہی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ان قبیلوں کے لوگ اسلام لا کر باہم شیر وشکر ہوئے ایک روز وہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے اُنس ومحبت کی باتیں کررہے تھے شاس بن قیس یہودی جو بڑا دشمن اسلام تھا اس طرف سے گزرا اور ان کے باہمی روابط دیکھ کر جل گیا اور کہنے لگا کہ جب یہ لوگ آپس میں مل گئے تو ہمارا کیا ٹھکانا ہے ایک جوان کو مقرر کیا کہ انکی مجلس میں بیٹھ کر ان کی پچھلی لڑائیوں کا ذکر چھیڑے اور اس زمانہ میں ہر ایک قبیلہ جو اپنی مدح اور دوسروں کی حقارت کے اشعار لکھتا تھا پڑھے چنانچہ اس یہودی نے ایسا ہی کیا اور اس کی شرانگیزی سے دونوں قبیلوں کے لوگ طیش میں آگئے اور ہتھیار اٹھا لئے قریب تھا کہ خونریزی ہوجائے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خبر پا کر مہاجرین کے ساتھ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے جماعت اہل اسلام یہ کیا جاہلیت کے حرکات ہیں میں تمہارے درمیان ہوں اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کی عزت دی جاہلیت کی بلا سے نجات دی تمہارے درمیان الفت ومحبت ڈالی تم پھر زمانۂ کفر کی حالت کی طرف لوٹتے ہو حضور کے ارشاد نے ان کے دلوں پر اثر کیا اور انہوں نے سمجھا کہ یہ شیطان کا فریب اور دشمن کا مکر تھا انہوں نے ہاتھوں سے ہتھیار پھینک دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور حضور سید عالم

تَفَرَّقُوۡا ۪ وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً
آپس میں پھٹ نہ جانا (فرقوں میں نہ بٹ جانا)، و۱۸۷ اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بیر تھا (دشمنی تھی)
فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَکُنۡتُمۡ عَلٰی
اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے و۱۸۸ اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر
شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ
تھے و۱۸۹ تو اس نے تمہیں اُس (ہلاکت) سے بچا دیا و۱۹۰ اللہ تم سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں (تا کہ)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فرمانبردارانہ چلے آئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

و۱۸۶ 'حَبۡلِ اللّٰہِ' کی تفسیر میں مفسرین کے چند قول ہیں بعض کہتے ہیں اس سے قرآن مراد ہے مُسلم کی حدیث شریف میں وارد ہوا کہ قرآن پاک حبل اللہ ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہے جس نے اُس کو چھوڑا وہ گمراہی پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حبل اللہ سے جماعت مراد ہے اور فرمایا کہ تم جماعت کو لازم کرلو کہ وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوط تھامنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ثعلبی نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت کی کہ آپ نے آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ہم ہی حبل اللہ ہیں۔
(الصواعق المحرقۃ، الباب الحادی عشر، الفصل الاول فی الآیات الواردۃ فیھم، ص ۱۵۱)

و۱۸۷ جیسے کہ یہود و نصارٰی متفرق ہو گئے اس آیت میں اُن افعال و حرکات کی ممانعت کی گئی جو مسلمانوں کے درمیان تفرق کا سبب ہوں طریقہ مسلمین مذہب اہل سنت ہے اس کے سوا کوئی راہ اختیار کرنا دین میں تفریق اور ممنوع ہے۔
آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا۔
'جو تم سے قطع رحمی کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو، جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو اور جو تمہیں نہ دے تم اسے دو'
(شعب الایمان جلد ۶ ص ۲۶۱ حدیث ۸۰۸۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! باہمی الفت ایک اچھی صفت ہے خصوصاً جب کہ تقوٰی، دین اور اللہ عزوجل کے لئے محبت کی بنیاد پر ہو۔ اس سلسلے میں آیات، احادیث اور آثار کی کثرت اس کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔

و۱۸۸ اور اسلام کی بدولت عداوت دور ہو کر آپس میں دینی محبت پیدا ہوئی حتّٰی کہ اَوس اور خزرج کی وہ مشہور لڑائی جو ایک سو بیس سال سے جاری تھی اور اس کے سبب رات دن قتل و غارت کی گرم بازاری رہتی تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذریعہ اللہ تعالٰی نے مٹادی اور جنگ کی آگ ٹھنڈی کر دی اور جنگ جو قبیلوں میں الفت و محبت کے جذبات پیدا کر دیئے۔

و۱۸۹ یعنی حالتِ کفر میں کہ اگر اسی حال پر مرجاتے تو دوزخ میں پہنچتے۔

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

تم ہدایت پاؤ اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

سے منع کریں ۱۹۱ اور یہی لوگ مراد کو پہنچے (کامیاب ہوئے) ۱۹۲ اور اُن جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے

۱۹۰ دولت ایمان عطا کر کے۔

۱۹۱ اس آیت سے امر معروف و نہی منکر کی فرضیت اور اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔

دعوتِ اسلامی کی ضرورت

اِس آیتِ مُقدّسہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مُفسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان تفسیرِ نعیمی جلد 4 صَفْحہ 72 پر فرماتے ہیں: 'اے مسلمانو! تم سب کو ایسی جماعت ہونا چاہیے یا ایسی جماعت بنو یا ایسی جماعت بن کر رہو جو تمام ٹیڑھے لوگوں کو خیر (یعنی بھلائی) کی دعوت دے، کافروں کو ایمان کی، فاسقوں کو تقوے کی، غافلوں کو بیداری کی، جاہلوں کو عِلم و مَعرِفَت کی، خشک مزاجوں کو لذّتِ عِشق کی، سونے والوں کو بیداری اور اچّھی باتوں، اچّھے عقیدوں، اچّھے عملوں کا زَبانی، قلمی، عملی، قوّت سے، نرمی سے (اور حاکم مَحکوم کو) گرمی سے حُکم دے، اور بُری باتوں، بُرے عقیدے، بُرے کاموں، بُرے اِرادوں، بُرے خیالات سے لوگوں کو زَبان، دِل، قلم، تلوار سے (اپنے اپنے منصب کے مطابق) روکے۔

چھوٹے بڑے سبھی مُبلّغ ہیں

مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مزید فرماتے ہیں: 'سارے مسلمان مبلّغ ہیں، سب پر ہی فرض ہے کہ لوگوں کو اچّھی باتوں کا حکم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔' مطلب یہ کہ یہ جو شخص جتنا جانتا ہے اُتنا دوسرے اسلامی بھائیوں تک پہنچائے جس کی تائید میں مُفسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان نَقْل کرتے ہیں: کہ حُضُور تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً۔

میری طرف سے پہنچا دو اگرچِہ ایک ہی آیت ہو۔ (صَحِیحُ البُخارِیّ ج ۲ ص ۴۶۲ حدیث ۳۴۶۱)

۱۹۲ حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا کہ نیکیوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے روکنا بہترین جہاد ہے۔

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ 'اللہ عزوجل نے جس نبی کو بھی کسی امت میں مبعوث کیا اُن کے ساتھ انکی امت میں کچھ حواری اور صحابہ ہوتے تھے جو انکی سنت پر عمل کرتے اور انکے احکام کی پیروی کرتے پھر انکے بعد وہ لوگ آتے ہیں جو ایسی بات کہتے ہیں جس پر خود عمل نہیں کرتے اور وہ کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا، لہذا جو اِس طرح کے لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کریگا وہ مومن ہے، جو اپنی زبان سے جہاد کریگا وہ مومن ہے اور جو اپنے دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو یہ بھی نہ کر سکے تو اس میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں۔'

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النہی عن المنکر، رقم ۵۰، ص ۴۴)

تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُؕ وَ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ

اور اُن میں پھوٹ پڑ گئی (۱۹۳) بعد اس کے کہ روشن نشانیاں اُنہیں آچکی تھیں (۱۹۴) اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے

عَظِیْمٌۙ (۱۰۵) یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ

جس دن کچھ منہ اونجالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے تو وہ جن کے منہ

وُجُوْهُهُمْ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (۱۰۶)

کالے ہوئے (۱۹۵) کیا تم ایمان لا کر کافر ہوئے (۱۹۶) تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ اور وہ جن کے

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (۱۰۷)

منہ اونجالے (روشن) ہوئے (۱۹۷) وہ اللہ کی رحمت (جنت) میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے

(۱۹۳) جیسا کہ یہود ونصاریٰ آپس میں مختلف ہوئے اور ان میں ایک دوسرے کے ساتھ عناد و دشمنی راسخ ہوگئی یا جیسا کہ خود تم زمانۂ اسلام سے پہلے جاہلیت کے وقت میں متفرق تھے تمہارے درمیان بغض وعناد تھا

مسئلہ: اس آیت میں مسلمانوں کو آپس میں اتفاق واجتماع کا حکم دیا گیا اور اختلاف اور اس کے اسباب پیدا کرنے کی ممانعت فرمائی گئی احادیث میں بھی اس کی بہت تاکیدیں وارد ہیں اور جماعت مسلمین سے جدا ہونے کی سختی سے ممانعت فرمائی گئی ہے جو فرقہ پیدا ہوتا ہے اس حکم کی مخالفت کر کے ہی پیدا ہوتا ہے اور جماعت مسلمین میں تفرقہ اندازی کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور حسب ارشاد حدیث وہ شیطان کا شکار ہے اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهُ۔

(۱۹۴) اور حق واضح ہو چکا تھا۔

(۱۹۵) یعنی کفّار اُن سے توبیخاً کہا جائے گا۔

(۱۹۶) اس کے مخاطب یا تو تمام کفار ہیں اس صورت میں ایمان سے روز میثاق کا ایمان مراد ہے جب اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے 'بَلٰی' کہا تھا اور ایمان لائے تھے اب جو دُنیا میں کافر ہوئے تو اُن سے فرمایا جاتا ہے کہ روز میثاق ایمان لانے کے بعد تم کافر ہوگئے حسن کا قول ہے کہ اس سے منافقین مراد ہیں جنہوں نے زبان سے اظہار ایمان کیا تھا اور ان کے دل مُنکر تھے عِکرمہ نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہیں جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل تو حضور پر ایمان لائے اور حضور کے ظہور کے بعد آپ کا انکار کر کے کافر ہوگئے ایک قول یہ ہے کہ اس کے مخاطب مرتدین ہیں جو اسلام لا کر پھر گئے اور کافر ہوگئے۔

(۱۹۷) یعنی اہل ایمان کہ اس روز بکرمہٖ تعالیٰ وہ فرحان وشاداں ہوں گے اور اُن کے چہرے چمکتے دمکتے ہوں گے داہنے بائیں اور سامنے نُور ہوگا۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ مَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم ٹھیک ٹھیک تم پر پڑھتے ہیں اور اللہ جہان والوں پر ظلم نہیں چاہتا ؃۱۹۸

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ ع ۱۱/۸ كُنْتُمْ

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے۔

خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

تم بہتر ہو ؃۱۹۹ ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو

؃۱۹۸ اور کسی کو بے جرم عذاب نہیں دیتا اور کسی کی نیکی کا ثواب کم نہیں کرتا۔

؃۱۹۹ اے اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شانِ نزول: یہودیوں میں سے مالک بن صیف اور وہب بن یہودا نے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا ہم تم سے افضل ہیں اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ترمذی کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت جماعت پر ہے جو جماعت سے جدا ہوا دوزخ میں گیا۔

سیّدُ الْمُرسَلین، خاتَمُ النَّبِیّین، جنابِ رحمۃٌ لِّلعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، 'اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے کسی ایک کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(سنن ابوداؤد، ج ۳، ص ۴۵۰، الحدیث ۳۶۶۱)

حضرت سیِّدُنا کعبُ الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت الفردوس خاص اُس شخص کے لئے ہے جو نیکی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے۔ (تنبیہ المغترّین ص ۲۹۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مسلمانوں تک نیکی کی دعوت پہنچانے کی کوشش عموماً دو طرح سے ہوتی ہے: (۱) اِجتماعی کوشش، (۲) اِنفرادی کوشش۔ اَلحمدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی بنائی ہوئی تحریک 'دعوتِ اسلامی' دونوں طرح سے نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ اجتماعی کوشش کے نظارے ہمیں دعوتِ اسلامی کے 'سنّتوں بھرے اجتماعات'، 'کیسٹ اجتماع'، 'VCD اجتماع'، 'علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت' میں نظر آئیں گے اور اِنفرادی کوشش کے بارے میں امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: 'دعوتِ اسلامی کا 99.9 فیصد کام انفرادی کوشش کے ذریعے ہی ممکن ہے۔' یہی وجہ ہے کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ نے نیکی کی دعوت عام کرنے کی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے ایک ایک اسلامی بھائی پر اِنفرادی کوشش کر کے مسلمانوں کو یہ ذہن دینا شروع کیا کہ 'ان شاء اللہ عَزَّ وَجَلَّ مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔' چنانچہ سوالاً جواباً مرتب کردہ شریعت وطریقت کے جامع مجموعہ '72 مَدَنی انعامات' میں آپ دامت برکاتہم العالیہ نے بائیسواں مَدَنی انعام یہ عطا کیا کہ کیا

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے ۲۰۰ تو ان کا بھلا تھا اُن میں کچھ مسلمان ہیں

وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ یَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ یُوَلُّوْكُمُ

۲۰۱ اور زیادہ کافر وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا ۲۰۲ اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے

الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ اَیْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا

۲۰۳ پھر ان کی مدد نہ ہوگی ان پر جمادی گئی خواری (ذلت) جہاں ہوں امان

بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ

نہ پائیں ۲۰۴ مگر اللہ کی ڈور ۲۰۵ اور آدمیوں کی ڈور سے ۲۰۶ اور غضب الٰہی کے سزاوار (حقدار) ہوئے اور اُن پر

آج آپ نے کم ازکم دو اسلامی بھائیوں کو انفرادی کوشش کے ذریعے مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات اور دیگر مَدَنی کاموں کی ترغیب دِلائی۔

۲۰۰ سید انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

۲۰۱ جیسے کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور انکے اصحاب یہود میں سے اور نجاشی اور ان کے اصحاب نصارٰی میں سے۔

۲۰۲ زبانی طعن وتشنیع اور دھمکی وغیرہ سے

شانِ نزول یہود میں سے جو لوگ اسلام لائے تھے جیسے حضرت عبداللہ ابن سلام اور اُن کے ہمراہی رؤساء یہود ان کے دشمن ہوگئے اور انہیں ایذا دینے کی فکر میں رہنے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالٰی نے ایمان لانے والوں کو مطمئن کردیا کہ زبانی قیل وقال کے سوا وہ مسلمانوں کو کوئی آزار نہ پہنچا سکیں گے غلبہ مسلمانوں ہی کو رہے گا اور یہود کا انجام ذلت ورسوائی ہے۔

۲۰۳ اور تمہارے مقابلہ کی تاب نہ لاسکیں گے یہ غیبی خبریں ایسی ہی واقع ہوئیں۔

شانِ نزول، مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کے یہودی قبائل بہت ہی مالدار، انتہائی جنگجو اور بہت بڑے جنگ باز تھے اور ان کو اپنی لشکری طاقت پر بڑا گھمنڈ اور ناز تھا۔ جنگِ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین کا حال سن کر ان یہودیوں نے مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا کہ قبائل قریش فنون جنگ سے ناواقف اور بے ڈھنگے تھے اس لیے وہ جنگ ہار گئے اگر مسلمانوں کو ہم جنگ بازوں اور بہادروں سے پالا پڑا تو مسلمانوں کو ان کی چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ اور واقعی صورتحال ایسی ہی تھی کہ سمجھ میں نہیں آسکتا تھا کہ مٹھی بھر کمزور اور بے سروسامان مسلمانوں سے قبائل یہود کا یہ مسلح ومنظم لشکر کبھی شکست کھا جائے گا۔ مگر اس حال وماحول میں غیب داں رسول نے قرآن کی زبان سے اس غیب کی خبر کا اعلان فرمایا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہود کے قبائل میں سے بنوقریظہ قتل کردیئے گئے اور بنونضیر جلاوطن کردیئے گئے اور خیبر کو مسلمانوں نے فتح کرلیا اور باقی یہود ذلت کے ساتھ جزیہ ادا کرنے پر مجبور ہوگئے۔

۲۰۴ ہمیشہ ذلیل ہی رہیں گے عزّت کبھی نہ پائیں گے اسی کا اثر ہے کہ آج تک یہود کو کہیں کی سلطنت میسّر نہ آئی

عَلَیۡہِمُ الۡمَسۡکَنَۃُ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ یَقۡتُلُوۡنَ

جمادی گئی محتاجی ۲۰۷ یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے اور پیغمبروں کو

الۡاَنۡۢبِیَآءَ بِغَیۡرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوۡا وَّ کَانُوۡا یَعۡتَدُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ لَیۡسُوۡا سَوَآءً ؕ

ناحق شہید کرتے یہ اس لیے کہ نافرماں بردار اور سرکش تھے سب ایک سے نہیں

مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ یَّتۡلُوۡنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیۡلِ وَ ہُمۡ

کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ (راہ) حق پر قائم ہیں ۲۰۸ اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں اور

یَسۡجُدُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

سجدہ کرتے ہیں ۲۰۹ اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے

جہاں رہے رعایا وغلام ہی بن کر رہے۔

فقیہِ اعظم ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر چہ آیت مذکورہ میں ذِلّت وَمَسکَنَت کی ضرب یہود پر مطلق بیان کی گئی ہے، لیکن دوسری آیت میں یہ مُقیَّد ہے لہٰذا یہ آیت اُس کی تفسیر ہو جائے گی۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ترجمہ کنز الایمان: ان پر جمادی گئی خواری جہاں ہوں اماں نہ پائیں مگر اللہ کی ڈور اور آدمیوں کی ڈور سے۔ (پ ۴، ال عمران ۱۱۲) چونکہ قرآن پاک کا اصول ہے کہ اَلْقُرْاٰنُ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا (قرآن کی بعض آیتیں بعض کی تفسیر کرتی ہیں) لہٰذا اب مطلب یہ ہوا کہ یہود لاکھ سر پٹکیں، لاکھ کوشش کریں، ہاتھ پیر ماریں، از خود اپنے بل بوتے پر قہر خداوندی کی چھاپ ہرگز نہیں مٹا سکتے۔ ہاں! اگر توفیق ایزدی دستگیری فرمائے اور مومن بن کر اللہ کی رسی پکڑ لیں تو یہ ذلت ورسوائی کا داغ مٹ سکتا ہے۔ اگر شقاوت اَزَلی انہیں یہ سعادت حاصل نہ کرنے دے تو دوسری صورت یہ ہے کہ دنیا میں کسی کے دست نگر ہو کر ان کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال لیں تو یہ داغ دور ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اب آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ ان کی موجودہ سلطنت قرآنی بیان 'وَحَبل مِن النَّاس' (پ ۴، اٰل عمران ۱۱۲) کے مِصداق 'غیروں' کی بیساکھیوں کے سہارے ہے۔

(مقالاتِ شارح بخاری، ج ۱، ص ۱۲۴)

۲۰۵ تھام کر یعنی ایمان لا کر۔

۲۰۶ یعنی مسلمانوں کی پناہ لے کر اور انہیں جزیہ دے کر۔

۲۰۷ چنانچہ یہودی کو مالدار ہو کر بھی غناءِ قلبی میسر نہیں ہوتا۔

۲۰۸ شانِ نزول: جب حضرت عبداللہ بن سلام اور انکے اصحاب ایمان لائے تو احبار یہود نے جل کر کہا کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہم میں سے جو ایمان لائے ہیں وہ برے لوگ ہیں اگر برے نہ ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اس پر یہ آیت نازل فرمائی گئی عطاء کا قول ہے 'مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتَابِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ' سے چالیس مرد اہل نجران کے بتیس ۳۲ حبشہ کے آٹھ روم کے مراد ہیں جو دین عیسوی پر تھے پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔

وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِؕ وَاُولٰٓىٕكَ مِنَ

اور برائی سے منع کرتے ہیں و۲۱۰ اور نیک کاموں پر دوڑتے (جلدی کرتے) ہیں اور یہ لوگ

الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ

لائق ہیں اور وہ جو بھلائی (نیکی) کریں ان کا حق نہ مارا جائے گا اور اللہ کو معلوم ہیں

بِالْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ

ڈر والے و۲۱۱ وہ جو کافر ہوئے ان کے مال اور اولاد و۲۱۲ ان کو اللہ (کے عذاب) سے کچھ نہ

مِّنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـاؕ وَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا

بچا لیں گے اور وہ جہنمی ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا و۲۱۳ کہاوت (مثال) اس کی

و۲۰۹ یعنی نماز پڑھتے ہیں اس سے یا تو نمازِ عشاء مراد ہے جو اہلِ کتاب نہیں پڑھتے یا نمازِ تہجد۔

و۲۱۰ اور دین میں مداہنت نہیں کرتے۔

حدیث: حدود اللہ میں مداہنت کرنے والا (یعنی خلافِ شرع چیز دیکھے اور باوجود قدرت منع نہ کرے اس کی) اور حدود اللہ میں واقع ہونے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک قوم نے جہاز کے بارے میں قرعہ ڈالا، بعض اوپر کے حصہ میں رہے بعض نیچے کے حصہ میں، نیچے والے پانی لینے اوپر جاتے اور پانی لے کر ان کے پاس سے گزرتے ان کو تکلیف ہوتی (انھوں نے اس کی شکایت کی) نیچے والے نے کلہاڑی لے کر نیچے کا تختہ کاٹنا شروع کیا۔

اوپر والوں نے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے کہ تختہ توڑ رہے ہو؟ اس نے کہا میں پانی لینے جاتا ہوں تو تم کو تکلیف ہوتی ہے اور پانی لینا مجھے ضروری ہے۔ (لہٰذا میں تختہ توڑ کر یہیں سے پانی لے لوں گا اور تم لوگوں کو تکلیف نہ دوں گا) پس اس صورت میں اگر اوپر والوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کھودنے سے روک دیا تو اسے بھی نجات دیں گے اور اپنے کو بھی اور اگر چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کیا اور اپنے کو بھی۔

(صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب القرعۃ فی المشکلات...الخ، الحدیث: ۲۶۸۶، ج ۲، ص ۲۰۸)

و۲۱۱ یہود نے عبداللہ بن سلام اور انکے اصحاب سے کہا تھا کہ تم دین اسلام قبول کرکے ٹوٹے میں پڑے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی کہ وہ درجاتِ عالیہ کے مستحق ہوئے اور اپنی نیکیوں کی جزا پائیں گے یہود کی بکواس بے ہودہ ہے۔

و۲۱۲ جن پر انہیں بہت ناز ہے۔

و۲۱۳ شانِ نزول: یہ آیت بنی قُرَیظَہ ونُضَیر کے حق میں نازل ہوئی یہود کے روساء نے تحصیلِ ریاست و مال کی غرض سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ ان کے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے وہ رسول کی دُشمنی میں ناحق اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکینِ قریش کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ ابوجہل کو اپنی دولت و مال پر بڑا فخر تھا اور ابوسفیان نے بدر و اُحد میں مشرکین پر

یُنۡفِقُوۡنَ فِیۡ ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا کَمَثَلِ رِیۡحٍ فِیۡہَا صِرٌّ اَصَابَتۡ حَرۡثَ قَوۡمٍ

جو اس دنیا کی زندگی میں وا۲۱۴ خرچ کرتے ہیں اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا (گرم آندھی، لو) ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر

ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ فَاَہۡلَکَتۡہُ ؕ وَمَا ظَلَمَہُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنۡ اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾

پڑی جو اپنا ہی برا کرتے تھے تو اسے بالکل مار گئی وا۲۱۵ اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَۃً مِّنۡ دُوۡنِکُمۡ لَا یَاۡلُوۡنَکُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا

اے ایمان والو غیروں (کفار) کو اپنا راز دار نہ بناؤ وا۲۱۶ وہ تمہاری برائی (نقصان پہنچانے)

بہت کثیر مال خرچ کیا تھا ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت تمام کفار کے حق میں عام ہے ان سب کو بتایا گیا کہ مال و اولاد میں سے کوئی بھی کام آنے والا اور عذابِ الٰہی سے بچانے والا نہیں۔

وا۲۱۴ مُفَسِّرین کا قول ہے کہ اس سے یہود کا وہ خرچ مراد ہے جو اپنے علماء اور رؤساء پر کرتے تھے ایک قول یہ ہے کہ کفار کے تمام نفقات و صدقات مراد ہیں ایک قول یہ ہے کہ ریا کار کا خرچ کرنا مراد ہے کیونکہ ان سب لوگوں کا خرچ کرنا یا نفع دنیوی کے لئے ہوگا یا نفع اُخروی کے لئے اگر محض نفع دنیوی کے لئے ہو تو آخرت میں اس سے کیا فائدہ اور ریاکار کو تو آخرت اور رضائے الٰہی مقصود ہی نہیں ہوتی اس کا عمل دکھاوے اور نمود کے لئے ہوتا ہے ایسے عمل کا آخرت میں کیا نفع اور کافر کے تمام عمل اکارت ہیں وہ اگر آخرت کی نیت سے بھی خرچ کرے تو نفع نہیں پا سکتا ان لوگوں کے لئے وہ مثال بالکل مطابق ہے جو آیت میں ذکر فرمائی جاتی ہے

وا۲۱۵ یعنی جس طرح کہ برفانی ہوا کھیتی کو برباد کر دیتی ہے اسی طرح کُفر انفاق کو باطل کر دیتا ہے۔

وا۲۱۶ ان سے دوستی نہ کرو محبت کے تعلقات نہ رکھو وہ قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔

شانِ نزول: بعض مسلمان یہود سے قرابت اور دوستی اور پڑوس وغیرہ تعلقات کی بنا پر میل جول رکھتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

مسئلہ: کفار سے دوستی و محبت کرنا اور انہیں اپنا راز دار بنانا ناجائز و ممنوع ہے۔

مسلمان اپنے دنیوی معاملات میں کافروں سے مشورہ کیا کرتے تھے اور ان سے موانست رکھتے تھے اس لئے دونوں کے درمیان رضاعت اور قسمیں تھیں، پس مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ اگرچہ کافر دین میں ان کے مخالف ہیں تاہم اسباب معاش وغیرہ میں ان کے خیر خواہ ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس آیۃ مذکورہ میں کافروں کے ساتھ رواداری اور راز داری سے منع فرمایا لہذا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل ایمان کے علاوہ غیروں کو راز دار بنانے کی ممانعت فرمائی، پھر یہ تمام کافروں سے نہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ اور اس کی اس روایت سے تاکید ہوتی ہے کہ جس میں یہ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی

مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ

میں کمی نہیں کرتے ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے بیر (بغض) ان کی باتوں سے جھلک اٹھا (ظاہر ہوگیا) اور وہ ۲۱ جو سینے

اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یہ درخواست کی گئی کہ یہاں اہل جیرہ میں سے ایک شخص عیسائی ہے اس کی یادداشت (قوت حافظہ) بھی بڑی قوی ہے اور خط بھی خوبصورت (یعنی خوشنویس) ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے ہاں اسے منشی مقرر کرلیں، ارشاد فرمایا پھر تو میں غیر مسلموں کو اپنا راز دار بنالیا، لہٰذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیۃ مذکورہ کو اس پر دلیل ٹھہرایا کہ عیسائی کو راز دار بنانے کی ممانعت ہے۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) ۳/۱۱۸ تحت آیۃ یایہاالذین آمنوالاتتخذ وابطانۃ الخ ف۲۱۶ مطبعۃ البہیمۃ المصریۃ مصر ۸/۱۰۔۲۰۹)

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم مسلمان کے سوا کسی اور کو ساتھی نہ بناؤ اور پرہیز گار کے سوا کوئی تمہارا کھانا نہ کھائے۔

(سنن ابی داود، کتاب الآداب، باب من یؤمران یجالس، الحدیث ۴۸۳۲، ج ۴، ص ۳۴۱)

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ چھ آدمیوں پر میں نے لعنت کی ہے اور اللہ نے لعنت کی ہے اور ہر نبی علیہ السلام نے لعنت کی ہے۔ وہ چھ آدمی یہ ہیں

(۱) اللہ عزوجل کی کتاب میں کچھ بڑھا دینے والا (۲) اللہ عزوجل کی تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) زبردستی غلبہ حاصل کرنے والا تاکہ وہ ان لوگوں کو عزت دے جنہیں خدا عزوجل نے ذلیل کر دیا ہے اور ان لوگوں کو ذلیل کرے جنہیں خدا عزوجل نے عزت دی ہے (۴) خدا عزوجل کے حرام کو حلال ٹھہرانے والا (۵) میری اولاد سے وہ سلوک حلال سمجھنے والا جو اللہ عزوجل نے حرام کیا ہے (۶) میری سنت کو چھوڑ دینے والا۔

(سنن الترمذی، کتاب القدر، باب ۱۷، الحدیث ۲۱۶۱، ج ۴، ص ۶۱)

مسائل وفوائد

مذکورہ بالا آیت اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین و بد دینوں، بد مذہبوں سے میل و ملاپ و محبت و دوستی کرنا، اور ان لوگوں کو اپنا راز دار بنانا ناجائز و حرام، سخت گناہ کبیرہ اور جہنم کا کام ہے۔ واضح رہے کہ دنیاوی معاملات مثلاً سودا بیچنا خریدنا، مال کا لین دین اور معاملات کی بات چیت کفار و مشرکین اور بد دینوں، بد مذہبوں سے شریعت میں منع نہیں۔ مگر موالات اور ایسی محبت و دوستی کہ ان کے کفر اور بد مذہبیت سے نفرت ختم ہوجائے یہ یقیناً حرام و گناہ اور جہنم کا کام ہے۔ اس زمانے میں بہت سے مسلمان اس بلا میں گرفتار ہیں۔ انہیں اس گناہ کے کام سے توبہ کرکے اپنی اصلاح کر لینی چاہیے خداوند کریم سب کو خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

۲۱ غیظ وعناد

اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ
میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو ۲۱۸ سنتے ہو یہ جو تم ہو (تو)

وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ
تم تو انہیں چاہتے ہو ۲۱۹ اور وہ تمہیں نہیں چاہتے ۲۲۰ اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو ۲۲۱ اور وہ جب تم سے ملتے

وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ
ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ۲۲۲ اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصہ سے تم فرما دو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن (قلبی جلن، حسد)

اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَاِنْ
میں ۲۲۳ اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے ۲۲۴

تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ
اور تم کو برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں اور اگر صبر اور پرہیز گاری کیے رہو ۲۲۵ تو ان کا داؤ تمہارا کچھ نہ بگاڑے

شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ ع ۱۲ ۱۱ ۲
گا بے شک ان کے سب کام خدا کے (علم وقدرت کے) گھیرے میں ہیں (اور یاد کرو) اے محبوب جب تم صبح کو ۲۲۶ اپنے

۲۱۸ تو اُن سے دوستی نہ کرو۔

۲۱۹ رشتہ داری اور دوستی وغیرہ تعلقات کی بناء پر۔

۲۲۰ اور دینی مخالفت کی بنا پر تم سے دشمنی رکھتے ہیں۔

۲۲۱ اور وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں رکھتے۔

۲۲۲ یہ منافقین کا حال ہے۔

۲۲۳ بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست ☆ کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

۲۲۴ اور اس پر وہ رنجیدہ ہوں۔

۲۲۵ اور اُن سے دوستی و محبت نہ کرو

مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دشمن کے مقابلے میں صبر وتقوی کام آتا ہے۔

۲۲۶ بمقام مدینہ طیّبہ بقصد اُحد۔

'اُحد' ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل دور ہے۔ چونکہ حق و باطل کا یہ عظیم معرکہ اسی پہاڑ کے دامن میں درپیش ہوا اسی لئے یہ لڑائی 'غزوۂ اُحد' کے نام سے مشہور ہے اور قرآن مجید کی مختلف آیتوں میں اس لڑائی کے واقعات کا خداوند عالم نے تذکرہ فرمایا ہے۔

الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ

دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے ۲۲؎ اور اللہ سنتا جانتا ہے جب تم میں کے دو گروہوں

۲۲؎ جمہور مُفسّرین کا قول ہے کہ یہ بیان جنگِ اُحد کا ہے جس کا اجمالی واقعہ یہ ہے کہ جنگ بدر میں شکست کھانے سے کفّار کو بڑا رنج تھا اس لئے اُنہوں نے بقصدِ انتقام لشکرِ گراں مرتب کرکے فوج کشی کی، جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ لشکرِ کفّار اُحد میں اُترا ہے تو آپ نے اصحاب سے مشورہ فرمایا اس مشورت میں عبداللہ بن ابی بن سلول کو بھی بلایا گیا جو اس سے قبل کبھی کسی مشورت کے لئے بُلایا نہ گیا تھا اکثر انصار کی اور اس عبداللہ کی یہ رائے ہوئی کہ حضور مدینہ طیبہ میں ہی قائم رہیں اور جب کفّار یہاں آئیں تب اُن سے مقابلہ کیا جائے یہی سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی تھی لیکن بعض اصحاب کی رائے یہ ہوئی کہ مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر لڑنا چاہئے اور اسی پر انہوں نے اصرار کیا سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت سرائے اقدس میں تشریف لے گئے اور اسلحہ زیب تن فرما کر باہر تشریف لائے اب حضور کو دیکھ کر ان اصحاب کو ندامت ہوئی اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور کو رائے دینا اور اس پر اصرار کرنا ہماری غلطی تھی اس کو معاف فرمایئے اور جو مرضیءِ مُبارک ہو وہی کیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ نبی کے لئے سزاوار نہیں کہ ہتھیار پہن کر قبل جنگ اُتار دے مشرکین اُحد میں چہار شنبہ پنج شنبہ کو پہنچے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ ایک انصاری کی نماز جنازہ پڑھ کر روانہ ہوئے اور پندرہ شوال ۳ھ روز یک شنبہ اُحد میں پہنچے یہاں نزول فرمایا اور پہاڑ کا ایک درّہ جو لشکرِ اسلام کے پیچھے تھا اس طرف سے اندیشہ تھا کہ کسی وقت دشمن پشت پر سے آکر حملہ کرے اس لئے حضور نے عبداللہ بن زُبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ وہاں مامور فرمایا کہ اگر دشمن اس طرف سے حملہ آور ہو تو تیر باری کرکے اُس کو دفع کردیا جائے اور حکم دیا کہ کسی حال میں یہاں سے نہ ہٹنا اور اس جگہ کو نہ چھوڑنا خواہ فتح ہو یا شکست ہو عبداللہ بن ابی بن سلول منافق جس نے مدینہ طیبہ میں رہ کر جنگ کرنے کی رائے دی تھی اپنی رائے کے خلاف کئے جانے کی وجہ سے برہم ہوا اور کہنے لگا کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوعمر لڑکوں کا کہنا تو مانا اور میری بات کی پرواہ نہ کی اس عبداللہ بن اُبَی کے ساتھ تین سو منافق تھے ان سے اس نے کہا کہ جب دشمن لشکرِ اسلام کے مقابل آجائے اس وقت بھاگ پڑو تاکہ لشکرِ اسلام میں ابتری ہوجائے اور تمہیں دیکھ کر اور لوگ بھی بھاگ نکلیں۔ مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد معہ ان منافقین کے ہزار تھی اور مشرکین تین ہزار، مقابلہ ہوتے ہی عبداللہ بن اُبَی منافق اپنے تین سو منافقوں کو لے کر بھاگ نکلا اور حضور کے سات سو اصحاب حضور کے ساتھ رہ گئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو ثابت رکھا یہاں تک کہ مشرکین کو ہزیمت ہوئی اب صحابہ بھاگتے ہوئے مشرکین کے پیچھے پڑ گئے اور حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں قائم رہنے کے لئے فرمایا تھا وہاں قائم نہ رہے تو اللہ تعالیٰ نے اِنہیں یہ دکھا دیا کہ بدر میں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی برکت سے فتح ہوئی تھی یہاں حضور کے حکم

مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَاۙ وَ اللّٰهُ وَلِیُّهُمَاؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱۲۲)

کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں ف۲۲۸ اور اللہ ان کا سنبھالنے والا (مددگار) ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۲۳)

بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے ف۲۲۹ تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو جب اے

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ

محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے

الْمَلٰٓىٕكَةِ مُنْزَلِیْنَؕ (۱۲۴) بَلٰۤىۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا

تین ہزار فرشتہ اُتار کر ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں

یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ (۱۲۵) وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ

تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا ف۲۳۰ اور یہ فتح اللہ نے نہ کی

کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں سے رُعب و ہیبت دور فرمائی اور وہ پلٹ پڑے اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت رہی جس میں حضرت ابوبکر و علی و عباس و طلحہ و سعد تھے اسی جنگ میں دندانِ اقدس شہید ہوا اور چہرۂ اقدس پر زخم آیا اسی کے متعلق یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، غزوۃ احد، ج ۲، ص ۳۹۹۔۴۰۱ ملتقطاً

ومدارج النبوت، قسم سوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۱۱۴

ف۲۲۸ یہ دونوں گروہ انصار میں سے تھے ایک بنی سلمہ خزرج میں سے اور ایک بنی حارثہ اَوس میں سے یہ دونوں لشکر کے بازو تھے جب عبداللہ بن ابی بن سلول منافق بھاگا تو انہوں نے بھی واپس جانے کا قصد کیا اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور انہیں اس سے محفوظ رکھا اور وہ حضور کے ساتھ ثابت رہے یہاں اس نعمت و احسان کا ذکر فرمایا ہے۔

شرح الزرقانی علی المواھب، باب غزوۃ احد، ج ۲، ص ۴۰۱، ۴۰۲

ف۲۲۹ تمہاری تعداد بھی کم تھی تمہارے پاس ہتھیاروں اور سواروں کی بھی کمی تھی۔

شرح الزرقانی علی المواھب، باب غزوۃ احد، ج ۲، ص ۴۰۳

ف۲۳۰ چنانچہ مؤمنین نے روز بدر صبر و تقویٰ سے کام لیا اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ پانچ ہزار فرشتوں کی مدد بھیجی اور مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی شکست ہوئی۔

جنگ بدر

جنگ بدر کفر و اسلام کا مشہور ترین معرکہ ہے۔ ۱۷ رمضان ۲ھ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام 'بدر' میں یہ جنگ ہوئی۔ اس

اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَىٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ

مگر تمہاری خوشی کے لیے اور اسی لیے کہ اس سے تمہارے دلوں کو چین ملے ۲۳۱ اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس

الْحَكِیْمِۙ (۱۲۶) لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْ یَكْبِتَهُمْ فَیَنْقَلِبُوْا

سے ۲۳۲ اس لیے کہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے ۲۳۳ یا انہیں ذلیل کرے کہ نامراد پھر (لوٹ) جائیں

لڑائی میں تعداد اور اسلحہ کے لحاظ سے مسلمان بہت ہی کمتر اور پست حالی میں تھے۔ مسلمانوں میں بوڑھے، جوان اور بچے اور انصار و مہاجرین کل مل کر تین سو تیرہ مجاہدین اسلام علم نبوی کے زیرِ سایہ کفار کے ایک عظیم لشکر سے نبرد آزما تھے۔ سامانِ جنگ کی قلت کا یہ عالم تھا کہ پوری اسلامی فوج میں چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ اور کفار کا لشکر تقریباً ایک ہزار نہایت ہی جنگجو اور بہادروں پر مشتمل تھا اور ان بہادروں کے ساتھ ایک سو بہترین گھوڑے، سات سو اونٹ اور قسم قسم کے مہلک ہتھیار تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی گھبراہٹ اور بے چینی ایک قدرتی بات تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر جاگ کر خدا عزوجل سے لو لگائے مصروف دعا تھے کہ

'الٰہی! اگر یہ چند نفوس ہلاک ہو گئے تو پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والے نہ رہیں گے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، مناشدۃ الرسول ربہ النصر، ج۱، ص ۵۵۴ ملخصاً)

دعا مانگتے ہوئے آپ کی چادر مبارک دوشِ انور سے زمین پر گر پڑی اور آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے یار غار تھے۔ آپ کو اس طرح بے قرار دیکھ کر اُن کے دل کا سکون و قرار جاتا رہا۔ انہوں نے چادر مبارک کو اٹھا کر آپ کے مقدس کندھے پر ڈال دیا اور آپ کا دست مبارک تھام کر بھرائی ہوئی آواز میں بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضور اب بس کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اپنے یار غار صدیق جاں نثار (رضی اللہ عنہ) کی گزارش مان کر آپ نے دعا ختم کر دی۔

صبح کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیاتِ جہاد کی تلاوت فرما کر ایسا ولولہ انگیز وعظ فرمایا کہ مجاہدین کی رگوں میں خون کا قطرہ قطرہ جوش و خروش کا سمندر بن کر طوفانی موجیں مارنے لگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی کہ اگر صبر کے ساتھ تم مجاہدین میدانِ جنگ میں ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کے لئے آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیج دے گا۔

چنانچہ پانچ ہزار فرشتوں کی فوج میدانِ جنگ میں اتر پڑی اور دم زدن میں میدانِ جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین کا جھنڈا لہرا رہے تھے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کے علمبردار تھے۔ کفار کے ستر آدمی قتل ہو گئے۔ اور ستر گرفتار ہوئے باقی اپنا سارا سامان چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ کفار کے مقتولین میں قریش کے بڑے بڑے نامور سردار جو بہادری اور سپہ گری میں یکتائے روزگار تھے۔ ایک ایک کر کے سب موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ یہاں تک کہ کفار قریش کی لشکری طاقت ہی فنا ہو گئی۔ مسلمانوں میں کل چودہ خوش نصیبوں کو شہادت کا شرف ملا جن میں چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے اور مسلمانوں کو بے شمار مالِ غنیمت ملا جو کفار چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے۔

۲۳۱ اور دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے پریشانی اور اضطراب نہ ہو۔

خَآىِٕبِيۡنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيۡسَ لَكَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ اَوۡ يُعَذِّبَهُمۡ

یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب

فَاِنَّهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ

کرے کہ وہ ظالم ہیں اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے جسے

وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا ع ۱۳ / ۹

چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان اے ایمان والو سود دونا دون دگنا

تَاۡكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً‌ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ‌ۚ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا

نہ کھاؤ و۲۳۴ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور

و۲۳۲ تو چاہئے کہ بندہ مسبّب الاسباب پر نظر رکھے اور اسی پر توکل رکھے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ ایک مُسلَّمہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر لیتا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اسے دنیوی پریشانیوں سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔ جو اُس خالقِ لَم یَزَل عَزَّ وَجَلَّ کے کاموں میں لگ جاتا ہے تو وہ مُسَبِّبُ الاسباب اسے ایسے ایسے اسباب مہیا فرماتا ہے کہ جن کے بارے میں وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں بھی ایسا یقینِ کامل عطا فرمائے کہ ہماری نظر اسباب پر نہ ہو بلکہ خالقِ اسباب کی طرف ہو۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں توکل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

و۲۳۳ اس طرح کہ اُن کے بڑے بڑے سردار مقتول ہوں اور گرفتار کئے جائیں جیسا کہ بدر میں پیش آیا۔

و۲۳۴ مسئلہ: اس آیت میں سود کی ممانعت فرمائی گئی مع توبیخ کے اس زیادتی پر جو اس زمانہ میں معمول تھی کہ جب میعاد آجاتی تھی اور قرضدار کے پاس ادا کی کوئی شکل نہ ہوتی تو قرض خواہ مال زیادہ کر کے مدّت بڑھا دیتا۔ اور ایسا بار بار کرتے جیسا کہ اس ملک کے سود خوار کرتے ہیں اور اس کو سود در سود کہتے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ گناہ کبیرہ سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

شانِ نزول؛ زمانۂ جاہلیت میں اگر کسی کا کسی پر مخصوص مدت تک کے لئے 100 درہم قرض ہوتا اور مقروض تنگ دستی کی بناء پر ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ اس مقروض سے کہتا: 'میں تمہاری ادائیگی کی مقررہ مدت میں اضافہ کر دیتا ہوں تم مال میں اضافہ کر دو' اس طرح بسا اوقات اس کا مال 200 درہم ہو جاتا، اور جب دوسری مقررہ مدت آتی اور مقروض دوبارہ رقم ادا نہ کر پاتا تو وہ مزید انہی شرائط پر مدت بڑھا دیتا یہاں تک کہ اس طریقہ سے وہ کئی مدتوں تک اضافہ کرتا جاتا اور اس طرح سینکڑوں درہم اس مقروض سے وصول کر لیتا، پس اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: یعنی سود کو چھوڑ دو اور اللہ عزوجل سے ڈرو تا کہ تم فلاح وکامیابی پا سکو۔

اس آیتِ مبارکہ میں اس بات کی جانب اشارہ پایا جا رہا ہے کہ اگر اس سودی رَوِش (یعنی خصلت) کو ترک نہ کیا تو کبھی بھی

النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ

اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار رکھی ہے ف۲۳۵ اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو ف۲۳۶ اس امید پر کہ تم رحم

تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ

کیے جاؤ اور دوڑو ف۲۳۷ اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان

وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

و زمین ف۲۳۸ (ہیں جو) پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے ف۲۳۹ وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی (امیری) میں

فلاح و کامیابی حاصل نہیں کرسکیں گے۔

(اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ)

ف۲۳۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس میں ایمانداروں کو تہدید ہے کہ سود وغیرہ جو چیزیں اللہ نے حرام فرمائیں ان کو حلال نہ جانیں کیونکہ حرام قطعی کو حلال جاننا کُفر ہے۔

ربایعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مرتکب ہے فاسق مردود الشہادۃ ہے عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔(بہار شریعت)

ف۲۳۶ کہ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاعت طاعتِ الٰہی ہے اور رسُول کی نافرمانی کرنے والا اللہ کا فرمانبردار نہیں ہوسکتا۔

ف۲۳۷ توبہ و ادائے فرائض و طاعات و اخلاصِ عمل اختیار کرکے۔

ف۲۳۸ یہ جنّت کی وُسعت کا بیان ہے اس طرح کہ لوگ سمجھ سکیں کیونکہ اُنہوں نے سب سے وسیع چیز جو دیکھی ہے وہ آسمان و زمین ہی ہے اس سے وہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین کے طبقے طبقے اور پرت پرت بنا کر جوڑ دیئے جائیں اور سب کا ایک پرت کردیا جائے اس سے جنّت کے عرض کا اندازہ ہوتا ہے کہ جنّت کتنی وسیع ہے ہرقل بادشاہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ جب جنّت کی یہ وسعت ہے کہ آسمان و زمین اس میں آجائیں تو پھر دوزخ کہاں ہے۔حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ سُبحانَ اللہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے اس کلام بلاغت نظام کے معنی نہایت دقیق ہیں ظاہر پہلو یہ ہے کہ دورۂ فلکی سے ایک جانب میں دن حاصل ہوتا ہے تو اس کے جانب مقابل میں شب ہوتی ہے اسی طرح جنت جانبِ بالا میں ہے اور دوزخ جہت پستی میں یہود نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا تھا اس پر انہوں نے کہا کہ توریت میں بھی اسی طرح سمجھایا گیا ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی قدرت و اختیار سے کچھ بعید نہیں جس شے کو جہاں چاہے رکھے یہ انسان کی تنگی نظر ہے کہ کسی چیز کی وسعت سے حیران ہوتا ہے تو پوچھنے لگتا ہے کہ ایسی

وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ۚ

اور رنج (غریبی) میں وف۲۴۰ اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا

اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں وا۲۴۱ اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں و۲۴۲

لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪ۙ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ

اور گناہ کون بخشے اللہ کے سوا اور اپنے کیے (گناہوں) پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں(ڈٹے نہ رہیں)

بڑی چیز کہاں سمائے گی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جنّت آسمان میں ہے یا زمین میں فرمایا کون سی زمین اور کون سا آسمان ہے جس میں جنت سما سکے عرض کیا گیا پھر کہاں ہے فرمایا آسمانوں کے اوپر زیرِ عرش۔

تفسیر الخازن، ج۱،ص ۳۰۱

و۲۳۹ اس آیت اور اس سے اوپر کی آیت 'وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ' سے ثابت ہوا کہ جنّت و دوزخ پیدا ہو چکیں موجود ہیں۔

تفسیر الخازن، ج۱،ص ۳۰۲

و۲۴۰ یعنی ہر حال میں خرچ کرتے ہیں بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سید عالم نے فرمایا خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا یعنی خدا کی راہ میں دو تمہیں اللہ کی رحمت سے ملے گا۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ 'صدقہ مال میں کچھ کمی نہیں کرتا اور اللہ عزوجل بندے کے عفوو درگزر سے کام لینے کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، باب استحباب العفو والتواضع، رقم ۲۵۸۸،ص ۱۳۹۷)

وا۲۴۱ یعنی اُن سے کوئی کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو۔

و۲۴۲ اور توبہ کریں اور گناہ سے باز آئیں اور آئندہ کے لئے اس سے باز رہنے کا عزم پختہ کریں کہ یہ توبہ مقبولہ کے شرائط میں سے ہے۔

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ ذیشان ہے:

ترجمہ: وہ شخص جو استغفار کرے گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں اگرچہ وہ ایک دن میں ستر بار گناہ کرے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار، الحدیث ۱۵۱۴،ص ۱۳۳۵)

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

ایسوں کو بدلہ اُن کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں و۲۴۳ جن کے نیچے نہریں رواں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ

ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں (نیک لوگوں) کا کیا اچھا نیگ (انعام، حصہ) ہے و۲۴۴ تم سے پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آچکے

سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا

ہیں و۲۴۵ تو زمین میں چل کر دیکھو (غور کرو) کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا و۲۴۶ یہ لوگوں

بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ

کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیز گاروں کو نصیحت (ہدایت) ہے اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ و۲۴۷

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ

تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو اگر تمہیں و۲۴۸ کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی

و۲۴۳ شانِ نزول: تیہان خرما فروش کے پاس ایک حسین عورت خرمے خریدنے آئی اُس نے کہا یہ خرمے تو اچھے نہیں ہیں عمدہ خرمے مکان کے اندر ہیں اس حیلے سے اس کو مکان میں لے گیا اور پکڑ کر لپٹا لیا اور منہ چوم لیا عورت نے کہا خدا سے ڈر یہ سنتے ہی اس کو چھوڑ دیا اور شرمندہ ہوا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حال عرض کیا اس پر یہ آیت "وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا" نازل ہوئی ایک قول یہ ہے کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی دونوں میں محبت تھی اور ہر ایک نے ایک دوسرے کو بھائی بنایا تھا ثقفی جہاد میں گیا تھا اور اپنے مکان کی نگرانی اپنے بھائی انصاری کے سپرد کر گیا تھا ایک روز انصاری گوشت لایا جب ثقفی کی عورت نے گوشت لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو انصاری نے اُس کا ہاتھ چوم لیا اور چومتے ہی اس کو سخت ندامت و شرمندگی ہوئی اور وہ جنگل میں نکل گیا اپنے سر پر خاک ڈالی اور منہ پر طمانچے مارے جب ثقفی جہاد سے واپس آیا تو اس نے اپنی بی بی سے انصاری کا حال دریافت کیا اس نے کہا خدا ایسے بھائی نہ بڑھائے اور واقعہ بیان کیا انصاری پہاڑوں میں روتا استغفار و توبہ کرتا پھرتا تھا ثقفی اس کو تلاش کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا اِس کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

و۲۴۴ یعنی اطاعت شعاروں کے لئے بہتر جزا ہے۔

و۲۴۵ پچھلی اُمتوں کے ساتھ جنہوں نے حرص دنیا اور اس کے لذات کی طلب میں انبیاء و مرسلین کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلتیں دیں پھر بھی وہ راہِ راست پر نہ آئے تو انہیں ہلاک و برباد کر دیا۔

و۲۴۶ تاکہ تمہیں عبرت ہو۔

و۲۴۷ اس کا جو جنگِ اُحد میں پیش آیا۔

الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ

ویسی ہی تکلیف پاچکے ہیں ف۲۴۹ اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں ف۲۵۰ اور اس لیے کہ اللہ

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ۙ

پہچان کرادے ایمان والوں کی ف۲۵۱ اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو

وَ لِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَمْحَقَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ

اور اس لیے کہ اللہ مسلمانوں کو نکھار کردے ف۲۵۲ اور کافروں کو مٹا دے ف۲۵۳ کیا اس گمان میں ہو

تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۴۲﴾

کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی

وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۪ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ

آزمائش کی ف۲۵۴ اور تم تو موت کی تمنا کیا کرتے تھے اس کے ملنے (جنگ دیکھنے) سے پہلے ف۲۵۵ تو اب وہ (موت اور

ف۲۴۸ جنگِ اُحد میں۔

ف۲۴۹ جنگِ بدر میں باوجود اس کے انہوں نے پست ہمّتی نہ کی اور تم سے مقابلہ کرنے میں سُستی سے کام نہ لیا تو تمہیں بھی سُستی و کم ہمّتی نہ چاہئے۔

ف۲۵۰ کبھی کِسی کی باری ہے کبھی کِسی کی۔

ف۲۵۱ صبر و اخلاص کے ساتھ کہ اُن کو مشقت و ناکامی جگہ سے نہیں ہٹا سکتی اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آسکتی۔

ف۲۵۲ اور انہیں گناہوں سے پاک کردے۔

ف۲۵۳ یعنی کافروں سے جو مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ تو مسلمانوں کے لئے شہادت و تطہیر ہیں اور مُسلمان جو کُفّار کو قتل کریں تو یہ کُفّار کی بربادی اَور اُن کا استیصال ہے۔

ف۲۵۴ کہ اللہ کی رضاء کے لئے کیسے زخم کھاتے اور تکلیف اُٹھاتے ہیں اِس میں اُن پر عِتاب ہے جو روزِ اُحد کُفّار کے مقابلہ سے بھاگے۔

ف۲۵۵ شانِ نزول: جب شُہداءِ بدر کے درجے اور مرتبے اور ان پر اللہ تعالیٰ کے انعام و احسان بیان فرمائے گئے تو جو مسلمان وہاں حاضر نہ تھے انہیں حسرت ہوئی اور انہوں نے آرزو کی کہ کاش کِسی جہاد میں انہیں حاضری میسّر آئے اور شہادت کے درجات ملیں اِنہی لوگوں نے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُحد پر جانے کے لئے اصرار کیا تھا

تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ع وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ

اس کی سختی) تمہیں نظر آئی آنکھوں کے سامنے اور محمد تو ایک رسول ہیں ف۲۵۶ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے ف۲۵۷

اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ

تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ (یا اللہ کے دین)

فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ

کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا ف۲۵۸ اور کوئی جان

تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

بے حکم خدا مر نہیں سکتی ف۲۵۹ سب کا وقت لکھا رکھا ہے ف۲۶۰ اور جو دنیا کا انعام چاہے ف۲۶۱ ہم اس میں سے اسے

ع ۱۴/۵

اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۲۵۶ اور رسولوں کی بعثت کا مقصود رسالت کی تبلیغ اور حجّت کا لازم کر دینا ہے نہ کہ اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا۔

ف۲۵۷ اور اُنکے متبعین اُن کے بعد اُن کے دین پر باقی رہے

شانِ نزول جنگِ اُحد میں جب کافروں نے پکارا کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے اور شیطان نے یہ جھوٹی افواہ مشہور کی تو صحابہ کو بہت اِضطراب ہوا اور اُن میں سے کچھ لوگ بھاگ نکلے پھر جب ندا کی گئی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہیں تو صحابہ کی ایک جماعت واپس آئی حضور نے انہیں ہزیمت پر ملامت کی اُنہوں نے عرض کیا ہمارے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی شہادت کی خبر سُن کر ہمارے دِل ٹوٹ گئے اور ہم سے ٹھہرا نہ گیا اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ انبیاء کے بعد بھی اُمّتوں پر اُن کے دین کا اتباع لازم رہتا ہے تو اگر ایسا ہوتا بھی تو حضور کے دین کا اتباع اور اس کی حمایت لازم رہتی۔

ف۲۵۸ جو نہ پھرے اور اپنے دین پر ثابت رہے ان کو شاکرین فرمایا کیونکہ اُنہوں نے اپنے ثبات سے نعمتِ اسلام کا شکر ادا کیا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امین الشاکرین ہیں۔

ف۲۵۹ اس میں جہاد کی ترغیب ہے، اور مسلمانوں کو دُشمن کے مقابلہ پر جری بنایا جاتا ہے کہ کوئی شخص بغیر حکمِ الٰہی کے مر نہیں سکتا چاہے وہ مہالک و معارک میں گھس جائے اور جب موت کا وقت آتا ہے تو کوئی تدبیر نہیں بچا سکتی۔

ف۲۶۰ اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔

لشکرِ اسلام کا عظیم مجاہد

حضرتِ سیِّدُنا حبیب بن صُہبان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان فرماتے ہیں کہ میں جنگِ قادسیہ میں شریک ہوا۔ ہمارے دُشمن 'مدائن' کی طرف بھاگے تو ہم نے ان کا تعاقب کیا۔ راستے میں دریائے 'دِجلَہ' حائل تھا۔ دُشمن نے پُل توڑ دیا اور کشتیوں میں سوار ہو کر

مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَ

دیں اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اُسے دیں ۲۶۲ اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں اور

كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ

کتنے ہی انبیاء نے جہاد کیا ان کے ساتھ بہت خدا والے تھے تو نہ سست پڑے اُن مصیبتوں سے جو اللہ

دریا عبور کرلیا۔ جب ہم پل کے قریب پہنچے تو وہ پانی میں بہہ رہا تھا۔ کوئی راہ نظر نہ آئی۔ کشتیاں تھیں نہیں کہ ان کے ذریعے دریا عبور کرتے۔ بالآخر لشکرِ اسلام میں سے ایک عظیم مجاہد نے اپنا گھوڑا لشکر سے نکالا اور دریا میں دوڑا دیا وہ مردِ مجاہد قرآنِ پاک کی یہ آیت پڑھتا جارہا تھا:

ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی جان بے حکم خدا مر نہیں سکتی سب کا وقت لکھا رکھا ہے۔ (پ4، اٰلِ عمران:145)

دیکھتے ہی دیکھتے اس عظیم مجاہد نے دریا عبور کرلیا۔ اس کے پیچھے پیچھے تمام لشکر نے اپنی اپنی سواریاں دریا میں اتار دیں اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے فضل وکرم سے سب لشکر بمعہ ساز وسامان صحیح وسالم دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ کسی کی رسی یا ایک تیر بھی گم نہ ہوا۔ جب دشمن نے ہمیں دیکھا تو ان کا پورا لشکر بغیر جنگ کئے بہت سارا مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ لشکرِ اسلام میں سے ہر مجاہد کو تیرہ تیرہ جانور اور بہت سے سونے چاندی کے برتن ملے۔ بغیر جنگ کئے مسلمانوں کو یہ عظیم فتح حاصل ہوئی اور مالِ غنیمت بھی بے انتہا ملا۔

(عیون الحکایات)

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

ف۲۶۱ اور اس کو اپنے عمل وطاعت سے حصولِ دنیا مقصود ہو۔

جو عمل اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رِضا کیلئے کیا جائے اُس میں ثواب ملتا ہے، رِیاء یعنی اگر دِکھاوے کیلئے کیا جائے تو وُہی عمل گناہ کا باعِث بن جاتا ہے اور اگر کچھ بھی نیت نہ ہو تو نہ ثواب ملے نہ گناہ جبکہ وہ عمل فی نفسِہٖ مُباح (یعنی جائز) ہو۔ مَثَلاً کوئی حلال چیز جیسا کہ آئسکریم یا مٹھائی یا روٹی کھائی اور اس میں کچھ بھی نیت نہ کی تو نہ ثواب ہوگا نہ گناہ۔ البتّہ قِیامت میں حساب کا مُعامَلہ در پیش ہوگا جیسا کہ سرکارِ نامدار، دو عالم کے مالِک و مختار، شَہَنْشاہِ اَبرار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے، حَلَالُهَا حِسَابٌ وَّحَرَامُهَا عَذَابٌ۔ یعنی اس کے حلال میں حساب ہے اور حرام میں عذاب۔

(فردوس بماثور الخطاب ج ۵ ص ۲۸۳ حدیث ۸۱۹۲)

ف۲۶۲ اس سے ثابت ہوا کہ مدار نیّت پر ہے جیسا کہ بخاری ومسلم شریف کی حدیث میں آیا ہے۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۱، ص ۱، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا

کی راہ میں انہیں پہنچیں اور نہ (ان کے دل) کمزور ہوئے اور نہ (دشمن کے آگے) دبے ۲۶۳ اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں

كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْۤ

اور وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے سوا اس دعا کے ۲۶۴ کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے کام میں

اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

کیں ۲۶۵ اور ہمارے قدم جما دے اور ہمیں ان کافر لوگوں پر مدد دے ۲۶۶ تو اللہ نے انہیں

ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا ع ۱۵ ۵ ۶

دنیا کا انعام دیا ۲۶۷ اور آخرت کے ثواب کی خوبی ۲۶۸ اور نیکی والے اللہ کو پیارے ہیں اے ایمان

۲۶۳ ایسا ہی ہر ایماندار کو چاہئے۔

۲۶۴ یعنی حمایت دین و مقاماتِ حرب میں اُن کی زبان پر کوئی ایسا کلمہ نہ آتا جس میں گھبراہٹ پریشانی اور تزلزل کا شائبہ بھی ہوتا بلکہ وہ استقلال کے ساتھ ثابت قدم رہتے اور دُعا کرتے۔

۲۶۵ یعنی تمام صغائر و کبائر باوجودیکہ وہ لوگ ربانی یعنی اتقیا تھے پھر بھی گناہوں کا اپنی طرف نسبت کرنا شانِ تواضع وانکسار اور آدابِ عبدیت میں سے ہے۔

۲۶۶ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ طلبِ حاجت سے قبل توبہ واستغفار آدابِ دُعا میں سے ہے۔

دُعا کے کچھ اور آداب

(دعا کرنے والے کو چاہیے کہ) دل جمعی کے ساتھ دعا کرے، تمام غموں اور فکروں کو مجتمع کرلے (یعنی اپنی حاجت بارگاہِ الٰہی میں پیش کرے)، کمزوری وذلت کا اظہار کرے، (اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر) اچھی امید رکھے، عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا کرے، غربت ومحتاجی دور کرنے کا سوال کرے، ڈوبنے والے کی سی کیفیت طاری کرے، بقدرِ استطاعت ذات باری تعالٰی کی معرفت حاصل کرے، دعا کرتے ہوئے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عظیم عزت وحرمت کو پیشِ نظر رکھے، اس کی بارگاہ میں توجہ کرتے ہوئے اپنی ہتھیلیاں پھیلا دے، اور دعا قبول ہونے کا یقین رکھے اور ساتھ ہی ساتھ اس بات سے خوف زدہ بھی ہو کہ کہیں ناکام ونامراد نہ لوٹا دیا جاؤں اور خوش حالی کا منتظر رہے، دعا کرتے ہوئے باہمی دشمنی دل سے نکال دے، رحمتِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ کی اُمید رکھتے ہوئے نیک نیتی سے دعا کرے اور دعا کے بعد ہتھیلیوں کو چہرے پر پھیر لے۔

(اَلْاٰدَابُ فِی الدِّیْن)

۲۶۷ یعنی فتح وظفر اور دشمنوں پر غلبہ۔

۲۶۸ مغفرت وجنّت اور استحقاق سے زیادہ انعام واکرام۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

والو اگر تم کافروں کے کہے پر چلے ۲۶۹ تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دیں گے ۲۷۰ پھر ٹوٹا کھا کے پلٹ

خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ

جاؤ گے ۲۷۱ بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ۲۷۱ب کوئی دم جاتا ہے کہ (عنقریب) ہم کافروں کے دلوں

الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ

میں رعب ڈالیں گے ۲۷۲ کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا جس پر اس نے کوئی سمجھ (دلیل) نہ اُتاری

۲۶۹ خواہ وہ یہود و نصاریٰ ہوں یا منافق و مشرک۔

۲۷۰ کفر و بے دینی کی طرف۔

۲۷۱ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ کُفّار سے علیحدگی اختیار کریں اور ہرگز اُن کی رائے و مشورے پر عمل نہ کریں اور اُن کے کہے پر نہ چلیں۔

۲۷۱(ب) ابوسفیان جنگ کے میدان سے واپس جانے لگا تو ایک پہاڑی پر چڑھ گیا اور زور زور سے پکارا کہ کیا یہاں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اس کا جواب نہ دو، پھر اس نے پکارا کہ کیا تم میں ابوبکر ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی کچھ جواب نہ دے، پھر اس نے پکارا کہ کیا تم میں عمر ہیں؟ جب اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا تو ابوسفیان گھمنڈ سے کہنے لگا کہ یہ سب مارے گئے کیونکہ اگر زندہ ہوتے تو ضرور میرا جواب دیتے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضبط نہ ہو سکا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چلا کر کہا کہ اے دشمن خدا! تو جھوٹا ہے۔ ہم سب زندہ ہیں۔

ابوسفیان نے اپنی فتح کے گھمنڈ میں یہ نعرہ مارا کہ 'اُعْلُ هُبَل' 'اُعْلُ هُبَلْ' یعنی اے ہبل! تو سربلند ہو جا۔ اے ہبل! تو سربلند ہو جا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم لوگ بھی اس کے جواب میں نعرہ لگاؤ۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہم کیا کہیں؟ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ یہ نعرہ مارو کہ اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلّ یعنی اللہ سب سے بڑھ کر بلند مرتبہ اور بڑا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ یعنی ہمارے لئے عزیٰ (بت) ہے اور تمہارے لئے کوئی 'عزیٰ' نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے جواب میں یہ کہو کہ اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ یعنی اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

ابوسفیان نے بہ آواز بلند بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ اور جواب ہے لڑائی میں کبھی فتح کبھی شکست ہوتی ہے۔ اے مسلمانو! ہماری فوج نے تمہارے مقتولوں کے کان ناک کاٹ کر ان کی صورتیں بگاڑ دی ہیں مگر میں نے نہ تو اس کا حکم دیا تھا، نہ مجھے اس پر کوئی رنج و افسوس ہوا ہے یہ کہہ کر ابوسفیان میدان سے ہٹ گیا اور چل دیا۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد، الحدیث: ۴۰۴۳، ج ۳، ص ۳۴

۲۷۲ جنگِ اُحد سے واپس ہو کر جب ابوسفیان وغیرہ اپنے لشکریوں کے ساتھ مکّہ مکرّمہ کی طرف روانہ ہوئے تو اُنہیں

وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُؕ وَ بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ

اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا بُرا ٹھکانا ناانصافوں کا اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جب کہ تم اس

اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ عَصَیْتُمْ

کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے و۲۷۳ یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کیا اور حکم میں جھگڑا ڈالا و۲۷۴

مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَؕ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ

اور نافرمانی کی و۲۷۵ بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تمہاری خوشی کی بات و۲۷۶ تم میں کوئی دُنیا چاہتا تھا و۲۷۷ اور

یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْؕ

تم میں کوئی آخرت (کا ثواب) چاہتا تھا و۲۷۸ پھر تمہارا منہ ان (کفار) سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے و۲۷۹ اور بے شک اس

اس پر افسوس ہوا کہ ہم نے مسلمانوں کو بالکل ختم کیوں نہ کر ڈالا آپس میں مشورہ کرکے اس پر آمادہ ہوئے کہ چل کر اُنہیں ختم کر دیں جب یہ قصد پختہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رُعب ڈالا اور انہیں خوفِ شدید پیدا ہوا اور وہ مکہ مکرمہ ہی کی طرف واپس ہو گئے اگرچہ سبب تو خاص تھا لیکن رُعب تمام کُفّار کے دلوں میں ڈال دیا گیا کہ دُنیا کے سارے کفار مسلمانوں سے ڈرتے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ دینِ اسلام تمام ادیان پر غالب ہے۔

المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ احد، ج ۲ ص ۴۰۹، ۴۱۰

و۲۷۳ جنگِ اُحد میں۔

و۲۷۴ کُفّار کی ہزیمت کے بعد حضرت عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ جو تیر انداز تھے وہ آپس میں کہنے لگے کہ مشرکین کو ہزیمت ہو چکی اب یہاں ٹھہر کر کیا کریں چلو کچھ مالِ غنیمت حاصل کرنے کی کوشش کریں بعض نے کہا مرکز مت چھوڑو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتاکید حکم فرمایا ہے کہ تم اپنی جگہ قائم رہنا کسی حال میں مرکز نہ چھوڑنا جب تک میرا حکم نہ آئے مگر لوگ غنیمت کے لئے چل پڑے اور حضرت عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ دس سے کم اصحاب رہ گئے۔

المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ احد، ج ۲ ص ۴۰۵، ۴۰۹، ۴۱۰ ملتقطاً

و۲۷۵ کہ مرکز چھوڑ دیا اور غنیمت حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔

و۲۷۶ یعنی کُفّار کی ہزیمت۔

و۲۷۷ جو مرکز چھوڑ کر غنیمت کے لئے چلا گیا۔

و۲۷۸ جو اپنے امیر عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہ کر شہید ہو گیا۔

شرح الزرقانی علی المواھب، باب غزوۃ احد، ج ۲ ص ۴۱۵

و۲۷۹ اور مصیبتوں پر تمہارے صابر و ثابت رہنے کا امتحان ہو۔

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّ

نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور

الرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَیْلَا تَحْزَنُوْا

پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے ۲۸۰ تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا ۲۸۱ اور معافی اس

عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ

لیے سنائی کہ جو ہاتھ سے گیا اور جو افتاد پڑی اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے پھر تم پر غم کے بعد

عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰى طَآىٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَ طَآىٕفَةٌ قَدْ

چین کی نیند اُتاری ۲۸۲ کہ تمہاری ایک جماعت کو گھیرے تھی ۲۸۳ اور ایک گروہ کو ۲۸۴ اپنی جان کی

اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ ؕ یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا

پڑی تھی ۲۸۵ اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے ۲۸۶ جاہلیت کے سے گمان کہتے کیا اس کام

مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا

میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے تم فرما دو کہ اختیار تو سارا اللہ کا ہے ۲۸۷ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں ۲۸۸

ف ۲۸۰ کہ خدا کے بندو میری طرف آؤ۔

ف ۲۸۱ یعنی تم نے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کر کے آپ کو غم پہنچایا تھا اس کے بدلے تم کو ہزیمت کے غم میں مبتلا کیا۔

ف ۲۸۲ جو رُعب وخوف دلوں میں تھا اس کو اللہ تعالٰی نے دُور کیا اور امن وراحت کے ساتھ اُن پر نیند اُتاری یہاں تک کہ مسلمانوں کو غنودگی آ گئی اور نیند نے اُن پر غلبہ کیا حضرت ابوطلحہ فرماتے ہیں کہ روزِ اُحد نیند ہم پر چھا گئی ہم میدان میں تھے تلوار ہمارے ہاتھ سے چھوٹ جاتی تھی پھر اُٹھاتے تھے پھر چھوٹ جاتی تھی۔

ف ۲۸۳ اور وہ جماعت مؤمنین صادق الایمان کی تھی۔

ف ۲۸۴ جو منافق تھے۔

ف ۲۸۵ اور وہ خوف سے پریشان تھے اللہ تعالٰی نے وہاں مؤمنین کو منافقین سے اس طرح ممتاز کیا تھا کہ مؤمنین پر تو امن واطمینان کی نیند کا غلبہ تھا اور منافقین خوف وہراس میں اپنی جانوں کے خوف سے پریشان تھے اور یہ آیتِ عظیمہ اور معجزۂ باہرہ تھا۔

ف ۲۸۶ یعنی منافقین کو یہ گمان ہو رہا تھا کہ اللہ تعالٰی سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہ فرمائے گا یا یہ کہ حضور شہید

يُبۡدُوۡنَ لَكَ ؕ يَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ كَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا هٰهُنَا ؕ قُلۡ لَّوۡ

جو تم پر ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا ۲۸۹ تو ہم یہاں نہ مارے جاتے

كُنۡتُمۡ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ لَبَرَزَ الَّذِيۡنَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمۡ ۚ

تم فرمادو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جن کا مارا جانا لکھا جا چکا تھا اپنی قتل گاہوں تک نکل کر آتے ۲۹۰ اور اس

وَلِيَبۡتَلِىَ اللّٰهُ مَا فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ

لیے کہ اللہ تمہارے سینوں کی بات آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے ۲۹۱ اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی

بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ ۙ اِنَّمَا

بات جانتا ہے ۲۹۲ بے شک وہ جو تم میں سے پھر گئے ۲۹۳ جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں انہیں

اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّيۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا ۚ وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

شیطان ہی نے لغزش دی ان کے بعض اعمال (غلطیوں) کے باعث ۲۹۴ اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا بے شک

غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَقَالُوۡا ع ۱۶/۷

اللہ بخشنے والا حلم والا ہے اے ایمان والو ان کافروں ۲۹۵ کی طرح نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت کہا

ہو گئے۔ اب آپ کا دین باقی نہ رہے گا۔

۲۸۷ فتح وظفر قضا وقدر سب اُس کے ہاتھ ہے۔

۲۸۸ منافقین اپنا کُفر اور وعدۂ الٰہی میں اپنا متردد ہونا اور جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ چلے آنے پر متاسّف ہونا

۲۸۹ اور ہمیں سمجھ ہوتی تو ہم گھر سے نہ نکلتے مسلمانوں کے ساتھ اہلِ مکّہ سے لڑائی کے لئے نہ آتے اور ہمارے سردار نہ مارے جاتے۔ پہلے مقولہ کا قائل عبداللہ بن اُبَی بن سلول منافق ہے اور اِس مقولہ کا قائل معتب بن قشیر۔

۲۹۰ اور گھروں میں بیٹھ رہنا کچھ کام نہ آتا کیونکہ قضا وقدر کے سامنے تدبیر وحیلہ بے کار ہے۔

۲۹۱ اخلاص یا نفاق

۲۹۲ اس سے کچھ چھپا نہیں اور یہ آزمائش دُوسروں کو خبردار کرنے کے لئے ہے۔

۲۹۳ اور جنگِ اُحد میں بھاگ گئے اور نبیء کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تیرہ یا چودہ اصحاب کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔

۲۹۴ کہ اُنہوں نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے بَرخلاف مرکز چھوڑا۔

۲۹۵ یعنی ابن ابی وغیرہ منافقین۔

لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا

جب وہ سفر یا جہاد کو گئے ؃۲۹۶ کہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے

مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِیَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ یُحْیٖ وَ

جاتے اس لیے کہ اللہ ان کے دلوں میں اس کا افسوس رکھے اور اللہ جلاتا (زندہ کرتا)

یُمِیْتُ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَ لَىٕنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ

اور مارتا ہے ؃۲۹۷ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور بے شک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ ؃۲۹۸ تو اللہ کی بخشش

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَ لَىٕنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى

اور رحمت ؃۲۹۹ ان کے سارے دھن دولت سے بہتر ہے اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ کی طرف اٹھنا ہے

؃۲۹۶ اور اِس سفر میں مر گئے یا جہاد میں شہید ہو گئے۔

؃۲۹۷ موت وحیات اُسی کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو مسافر و غازی کو سلامت لائے اور محفوظ گھر میں بیٹھے ہوئے کو موت دے اُن منافقین کے پاس بیٹھ رہنا کیا کسی کو موت سے بچا سکتا ہے اور جہاد میں جانے سے کب موت لازم ہے اور اگر آدمی جہاد میں مارا جائے تو وہ موت گھر کی موت سے بدرجہا بہتر لہٰذا منافقین کا یہ قول باطل اور فریب دہی ہے اور ان کا مقصد مسلمانوں کو جہاد سے نفرت دلانا ہے جیسا کہ اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

؃۲۹۸ اور بالفرض وہ صورت پیش ہی آجائے جس کا تمہیں اندیشہ دلایا جاتا ہے۔

؃۲۹۹ جو راہِ خدا میں مرنے پر حاصل ہوتی ہے۔

حضرتِ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، ''راہِ خدا عزوجل میں ایک مہینہ جہاد کرنا پوری زندگی روزے رکھنے سے بہتر ہے اور جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مرجائے وہ بڑی گھبراہٹ (قیامت کی دہشت) سے محفوظ رہے گا اور اس تک اس کا رزق اور جنت کی خوشبو پہنچتی رہے گی اور قیامت تک اسے مجاہد کا ثواب ملتا رہے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الجہاد، باب الرباط، رقم ۹۵۰۴، ج ۵، ص ۵۲۸)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، ''اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والا رات بھر عبادت اور دن بھر روزہ رکھنے والے کی طرح ہے جو نہ تو کوئی روزہ چھوڑتا ہے اور نہ کوئی نماز، یہاں تک کہ اللہ عزوجل اسے اس کے اہل کی طرف ثواب یا غنیمت کے ساتھ لوٹائے یا اس کو شہادت سے سرفراز فرما کر جنت میں داخل فرمائے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۴۶۰۳، ج ۷، ص ۶۸)

ایک روایت میں ہے کہ ''مجاہد جب جہاد کرتے ہوئے مرجائے تو اس کا وہ عمل جسے وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا قیامت تک لکھا

اللّٰہِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ

ف۳۰۰ تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے **ف۳۰۱** اور اگر تند مزاج

جاتا رہے گا اور اس تک اس کا رزق پہنچتا رہے گا اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ ٹھہر جا اور حساب ختم ہونے تک لوگوں کی شفاعت کر۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجہاد، باب الترغیب فی الرباط فی سبیل اللہ عزوجل، رقم ۷، ج ۲، ص ۱۵۵)

ف۳۰۰ یہاں مقاماتِ عبدیّت کے تینوں مقاموں کا بیان فرمایا گیا پہلا مقام تو یہ ہے کہ بندہ بخوفِ دوزخ اللہ کی عبادت کرے اُسکو عذابِ نار سے امن دی جاتی ہے اس کی طرف ''لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ'' میں اشارہ ہے دُوسری قسم وہ بندے ہیں جو جنّت کے شوق میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس کی طرف "وَرَحْمَةٌ" میں اشارہ ہے کیونکہ رحمت بھی جنت کا ایک نام ہے تیسری قِسم وہ مخلص بندے ہیں جو عشقِ الٰہی اور اسکی ذاتِ پاک کی محبت میں اِس کی عبادت کرتے ہیں اور اُن کا مقصود اُس کی ذات کے سوا اور کچھ نہیں ہے اِنہیں حق سبحانہ،تعالیٰ اپنے دائرۂ کرامت میں اپنی تجلّی سے نوازے گا اِس کی طرف 'لَاِالَی اللّٰہِ تُحْشَرُوْنَ' میں اشارہ ہے۔

ف۳۰۱ اور آپ کے مزاج میں اِس درجہ لُطف وکرم اور رأفت ورحمت ہوئی کہ روزِ اُحد غضب نہ فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں اپنے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اُن اَخلاقِ حسنہ کا بیان فرماتا ہے کہ جن کی بدولت خصوصیت کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب رہنا اور اِرشاداتِ عالیہ پر عمل کرنا پسند کرتے تھے چنانچہ اس آیتِ کریمہ سے اندازہ لگائیے کہ اگر ہم اسلامی بھائیوں کے ساتھ بدسُلوکی و بداَخلاقی، بات بات پر ان کی تَفْحِیک وتذ لیل کریں، مشورہ لیں اور نہ ہی حوصلہ افزائی کریں تو ماتحت اسلامی بھائی کس طرح مدنی کاموں کو دُھن کے ساتھ کر سکے گا۔

سیدی اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجددِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رِسالت، عاشقِ ماہِ نبوت، باعثِ خیرو برکت الحاج، الحافظ، القاری، الشاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن 'حدائقِ بخشش' شریف میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

دُشمنوں کی آنکھ میں بھی پُھول تم
دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

ہلکی پُھلکی عِبادت

رحمت والے آقا، مکے مدینے والے مصطفی، سب کے حاجت روا ومُشکل کُشا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دِلکُشا ہے: 'کیا میں تُمھیں آسان ترین اور جِسم کے لئے ہلکی پھلکی عِبادت نہ بتاؤں؟ وہ ہے' خاموشی اور حُسنِ خُلق۔

(الصمت لابن ابی دنیا، الحدیث ۷۲، ج ۷، ص ۴۷)

اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کا محبوب بندہ

ایک روایت میں یوں ہے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہ

الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ

سخت دل ہوتے ۳۰۲ تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو ۳۰۳ اور

فِی الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ ﴿۱۵۹﴾

کاموں میں ان سے مشورہ لو ۳۰۴ اور جب کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو ۳۰۵ بے شک توکل والے اللہ کو

تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بندوں میں اللہ تعالٰی کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ ارشاد فرمایا 'جو اخلاق میں سب سے اچھے ہوں۔
(صحیح ابن حبان، الحدیث ۴۸۶، ج ۱، ص ۳۵۲)

۳۰۲ اور شدّت و غِلظت سے کام لیتے۔
دشمنانِ رسول نے قرآن کی زَبان سے یہ خدائی اعلان سنا مگر کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ اس کے خلاف کوئی بیان دیتا یا اس آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت کو جھٹلاتا بلکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بڑے سے بڑے دشمن نے بھی اس کا اعتراف کیا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہت ہی بلند اخلاق، نرم خو اور رحیم و کریم ہیں۔
۳۰۳ تا کہ اللہ تعالٰی معاف فرمائے۔
۳۰۴ کہ اُس میں اُن کی دِلداری بھی ہے اور عزّت افزائی بھی اور یہ فائدہ بھی کہ مشورہ سنّت ہوجائے گا اور آئندہ امّت اِس سے نفع اُٹھاتی رہے گی۔ مشورہ کے معنٰی ہیں کِسی امر میں رائے دریافت کرنا
مسئلہ: اِس سے اِجتہاد کا جواز اور قیاس کا حجّت ہونا ثابت ہوا۔ (مدارک وخازن)
حضرت سیدنا حسنِ بصری اور ضحاک رحمہما اللہ تعالٰی سے مروی ہے کہ اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کا حکم اس وجہ سے نہیں دیا کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو ان کے مشورہ کی حاجت ہے بلکہ اس لئے کہ انہیں مشورے کی فضیلت کا علم دے اور آپ کے بعد آپ کی امت مشورہ کرنے میں آپ کی اقتداء اور اتباع کرے۔ (تفسیر قرطبی، الجزء الرابع، ص ۱۹۲)
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے امام ابنِ عدی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم مشورے سے مستغنی ہیں لیکن اللہ عزوجل نے مشورے کو میری امت کے لئے رحمت بنادیا ہے۔ (روح المعانی ، ج ۴، ص ۱۰۷)
حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما بیان کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اس میں کسی مسلمان شخص سے مشورہ کرے اللہ تعالٰی اسے درست کام کی ہدایت دے دیتا ہے۔
(تفسیر درمنثور، ج ۷، ص ۳۵۷)
حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا فرمان ہے 'کوئی قوم جب بھی آپس میں مشورہ کرتی ہے اللہ تعالٰی اسے ان کی افضل رائے کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن، الجزء الرابع، ص ۱۹۳، ط.)

اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ یَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ

پیارے ہیں اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا ف۳۰۶ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری

بَعْدِهٖ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَ مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ

مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے ف۳۰۷ اور

یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا

جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو ان کی کمائی (اعمال کی جزا) بھرپور دی جائے گی

یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ

اور ان پر ظلم نہ ہوگا تو کیا جو اللہ کی مرضی پر چلا ف۳۰۸ وہ اس جیسا ہوگا جس نے اللہ کا غضب اوڑھا (حقدار بنا) ف۳۰۹ اور اس کا

جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا

ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بُری جگہ پلٹنے کی وہ اللہ کے یہاں درجہ درجہ ہیں ف۳۱۰ اور اللہ ان کے کام

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ

دیکھتا ہے بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا ف۳۱۱ مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ف۳۱۲ ایک رسول ف۳۱۳

ف۳۰۵ توکل کے معنی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ پر اعتماد کرنا اور کاموں کو اُس کے سپرد کر دینا مقصود یہ ہے کہ بندے کا اعتماد تمام کاموں میں اللہ پر ہونا چاہئے

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا ہے کہ مشورہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔

ف۳۰۶ اور مددِ الٰہی وہی پاتا ہے جو اپنی قوت وطاقت پر بھروسہ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی قدرت ورحمت کا اُمیدوار رہتا ہے۔

ف۳۰۷ کیونکہ یہ شانِ نبوّت کے خلاف ہے اور انبیاء سب معصوم ہیں اور اِن سے ایسا ممکن نہیں نہ وحی میں نہ غیر وحی میں اور جو کوئی شخص کچھ چھپا رکھے اُس کا حکم اِسی آیت میں آگے بیان فرمایا جاتا ہے۔

ف۳۰۸ اور اِس کی اطاعت کی نافرمانی سے بچا جیسے کہ مہاجرین وانصار وصالحین امت۔

ف۳۰۹ یعنی اللہ کا نافرمان ہوا جیسے منافقین وکُفّار۔

ف۳۱۰ ہر ایک کی منزلت اور اس کا مقام جُدا نیک کا الگ بد کا الگ۔

ف۳۱۱ منّت نعمتِ عظیمہ کو کہتے ہیں اور بے شک سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت نعمتِ عظیمہ ہے کیونکہ خلق کی پیدائش جہل وعدمِ دَرایت وقلتِ فہم ونقصانِ عقل پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں گمراہی سے رہائی دی اور حضور کی بدولت انہیں بینائی عطا فرما کر جہل سے نکالا اور آپ کے صدقہ

اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ

بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے ف۳۱۴ اور انہیں پاک کرتا ہے ف۳۱۵ اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے ف۳۱۶ اور

كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ النصف

وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے ف۳۱۷ کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے ف۳۱۸ کہ اس سے دُونی تم (کفار کو) پہنچا چکے ہو

مِّثْلَیْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ

ف۳۱۹ تو کہنے لگو کہ یہ کہاں سے آئی ف۳۲۰ تم فرما دو کہ وہ تمہاری ہی طرف سے آئی ف۳۲۱ بے شک اللہ سب

قَدِیْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ

کچھ کر سکتا ہے اور وہ مصیبت جو تم پر آئی ف۳۲۲ جس دن دونوں فوجیں ف۳۲۳ ملی تھیں وہ (جنگ) اللہ کے حکم سے تھی اور اس لیے کہ

میں راہِ راست کی ہدایت فرمائی اور آپ کے طفیل میں بے شمار نعمتیں عطا کیں۔

ف۳۱۲ یعنی اُن کے حال پر شفقت و کرم فرمانے والا اور اُن کے لئے باعثِ فخر و شرف جس کے احوال زُہد و وَرَع راست بازی دیانت داری خصائلِ جمیلہ اخلاقِ حمیدہ سے وہ واقف ہیں۔

ف۳۱۳ سیّدِ عالم خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ف۳۱۴ اور اُس کی کتاب مجید فرقانِ حمید اُنکو سُناتا ہے باوجود یہ کہ اُن کے کان پہلے کبھی کلامِ حق و وحیِ سماوی سے آشنا نہ ہوئے تھے۔

ف۳۱۵ کُفر و ضلالت اور ارتکابِ محرمات و معاصی اور خصائلِ ناپسندیدہ و ملکاتِ رذیلہ و ظلماتِ نفسانیہ سے۔

ف۳۱۶ اور نفس کی قوت علمیہ اور علمیہ دونوں کی تکمیل فرماتا ہے۔

ف۳۱۷ کہ حق و باطل و نیک و بد میں امتیاز نہ رکھتے تھے اور جہل و نابینائی میں مبتلا تھے۔

ف۳۱۸ جیسی کہ جنگِ اُحد میں پہنچی کہ تم میں سے ستّر قتل ہوئے۔

ف۳۱۹ بدر میں کہ تم نے ستّر کو قتل کیا ستّر کو گرفتار کیا۔

ف۳۲۰ اور کیوں پہنچی جب کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

ف۳۲۱ کہ تم نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے خلاف مدینہ طیّبہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے پر اصرار کیا پھر وہاں پہنچنے کے بعد باوجود حضور کی شدید ممانعت کے غنیمت کے لئے مرکز چھوڑا یہ سبب تمہارے قتل و ہزیمت کا ہوا۔

ف۳۲۲ اُحد میں۔

ف۳۲۳ مؤمنین و مشرکین کی۔

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا

پہچان کرادے ایمان والوں کی اور اس لیے کہ پہچان کرادے ان کی جو منافق ہوئے و۳۲۴ اور ان سے و۳۲۵ کہا گیا کہ آؤ و۳۲۶

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ

اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ و۳۲۷ بولے اگر ہم لڑائی ہوتی (لڑنا) جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن ظاہری ایمان کی

يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ

بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں اپنے منہ سے کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا

اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں و۳۲۸ وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں و۳۲۹ کہا اور آپ بیٹھ رہے کہ

مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا

وہ ہمارا کہا مانتے و۳۳۰ تو نہ مارے جاتے تم فرما دو تو اپنی ہی موت ٹال دو اگر سچے ہو و۳۳۱ اور

تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

جو اللہ کی راہ میں مارے گئے و۳۳۲ ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں

و۳۲۴ یعنی مؤمن و منافق ممتاز ہو گئے۔

و۳۲۵ یعنی عبداللہ بن ابی بن سلول وغیرہ منافقین سے۔

و۳۲۶ مسلمانوں کی تعداد بڑھاؤ اور حفاظت دین کے لئے۔

و۳۲۷ اپنے اہل و مال کو بچانے کے لئے۔

و۳۲۸ یعنی نفاق

و۳۲۹ یعنی شہدائے اُحد جو نسبی طور پر ان کے بھائی تھے ان کے حق میں عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین نے۔

و۳۳۰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں نہ جاتے یا وہاں سے پھر آتے۔

و۳۳۱ مروی ہے کہ جس روز منافقین نے یہ بات کہی اسی دن ستر منافق مر گئے۔

و۳۳۲ شان نزول: اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت شہداء احد کے حق میں نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں جنتی میوے کھاتے ہیں طلائی قنادیل جو زیر عرش معلّق ہیں ان میں رہتے ہیں جب انہوں نے کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ

یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ

روزی پاتے ہیں ۳۳۲ شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل ۳۳۳ سے دیا اور خوشیاں

ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا۔ پس یہ آیت نازل فرمائی۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی فضل الشھادۃ، رقم ۲۵۲۰، ج ۳، ص ۲۲)

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ارواح الشھداء فی الجنۃ، رقم ۱۸۸۷، ص ۱۰۴۷)

اس سے ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں جسم کے فنا کے ساتھ فنا نہیں ہوتیں۔

۳۳۳ اور زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں۔ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے کہ حیات روح و جسم دونوں کے لئے ہے علماء نے فرمایا کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانہ صحابہ میں اور اس کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو انکے جسم تر و تازہ پائے گا۔ (خازن وغیرہ)

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ 'جب بندے حساب کے لئے کھڑے ہوں گے تو ایک قوم اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے آئے گی جن سے خون بہہ رہا ہوگا اور جنت کے دروازے پر آ کر بھیڑ کر دے گی۔ پوچھا جائے گا 'یہ کون ہیں؟' جواب دیا جائے گا، 'یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور رزق دیئے جاتے تھے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی من اسمہ احمد، رقم ۱۹۹۸، ج ۱، ص ۵۴۲)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولید بن عبدالملک اموی کے دورِ حکومت میں جب روضہ منورہ کی دیوار گر گئی اور بادشاہ کے حکم سے نئی بنیاد کھودی گئی تو اچانک بُنیاد میں ایک پاؤں نظر آیا، لوگ گھبرا گئے اور خیال کیا کہ یہ حضور نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قدم مبارک ہے۔ لیکن جب صحابئ رسول حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دیکھا اور پہچانا تو قسم کھا کر فرمایا کہ یہ حضورِ انور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مقدس پاؤں نہیں بلکہ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم شریف ہے۔ یہ سن کر لوگوں کی گھبراہٹ اور بے چینی کو قدرے سکون ہوا۔

(عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تحت الحدیث ۱۳۹۰، ج ۶، ص ۳۱۰، مطبوعہ ملتان)

حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرتِ سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما کو شہادت کے بعد بصرہ کے قریب دفن کر دیا گیا۔ آپ کی قبر شریف نشیب میں تھی اس لئے قبر مبارک کبھی کبھی پانی میں ڈوب جاتی تھی۔ آپ نے ایک شخص کو بار بار خواب میں آ کر اپنی قبر بدلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس

شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنا خواب بیان کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دس ہزار درہم میں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان خرید کر اس میں قبر کھودی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے مقدس جسم کو پرانی قبر سے نکال کر نئی قبر میں دفن کر دیا۔ کافی مدت گزر جانے کے باوجود اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عزوجل آپ کا مقدس جسم سلامت اور بالکل تر و تازہ تھا۔

(اسد الغابۃ طلحۃ بن عبید اللہ، ج ۳، ص ۸۷ ملخصاً، دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں مدینہ منورہ کے اندر نہریں کھودنے کا حکم دیا، ایک نہر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے پہلو میں نکل رہی تھی۔ لاعلمی میں اچانک نہر کھودنے والے کا پھاوڑا آپ کے قدم مبارک پر پڑ گیا اور آپ کا پاؤں کٹ گیا، تو اس میں سے تازہ خون بہہ نکلا، حالانکہ آپ کو دفن ہوئے چالیس سال گزر چکے تھے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، من کرامات عبداللہ، ص ۶۱۵ ملخصاً، مطبوعہ برکاتِ رضا، ہند)

بعدِ انتقال تازہ خون کا نکلنا، اس بات کا ثبوت ہے کہ شہداء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک دو مرتبہ قبر مبارک سے نکالا گیا۔ پہلی مرتبہ چھ ماہ کے بعد نکالا گیا، تو وہ اسی حالت میں تھے جس حالت میں دفن کیا گیا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ھل یخرج المیت، الحدیث ۱۳۵۱، ج ۱، ص ۴۵۴، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوسری مرتبہ چھیالیس برس کے بعد اپنے والد ماجد (یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) کی قبر کھود کر ان کے مقدس جسم کو نکالا، تو میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب ان کا ہاتھ اٹھایا گیا، تو زخم سے خون بہنے لگا۔ پھر جب ہاتھ زخم پر رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔ اور ان کا کفن جو ایک چادر کا تھا، وہ بدستور صحیح و سالم تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، من کرامات عبداللہ، ص ۶۱۵، مطبوعہ برکاتِ رضا ہند)

حضرت حُذیفہ الیمانی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

پوری دنیا سے آنے والے لاکھوں زائرین کی موجودگی میں دو صحابہ کرام حضرت حذیفہ الیمانی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجسام مبارک کی منتقلی کا یہ واقعہ غالباً ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۵۱ ہجری میں پیش آیا۔

جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کو دو رات برابر شاہِ عراق کو صحابی رسول حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ میرے مزار میں پانی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار میں نمی آنا شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے ہم دونوں کو اصل مقام سے منتقل کر کے دریائے دِجلہ سے ذرا فاصلے پر دفن کر دیا جائے۔ (حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ حضور پُرنور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے راز دار صحابی رضی اللہ عنہ کے طور پر مشہور ہیں حدیث پاک میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رازوں کو جانتے ہیں جنہیں اور کوئی نہیں جانتا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب من القی لہ وسادۃ، الحدیث ۶۲۷۸، ج ۴، ص ۱۷۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وقف لازم

لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۱۷۰

منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی اُن سے نہ ملے وف۳۳۵ کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

غم خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا

اُمورِ سلطنت میں اِنہماک کے باعث شاہِ عراق یہ خواب قطعی بھول گئے۔ تیسری شب حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ نے عراق کے مفتیٔ اعظم کو خواب میں یہی ہدایت کی۔ چنانچہ مفتی اعظم عراق نے وزیر اعظم کے ساتھ بادشاہ سے ملاقات کی اور خواب سنایا۔ مفتی اعظم نے صحابہ کرام علیھم الرضوان کے مزارات کو کھولنے اور ان کو منتقل کرنے کا فتوٰی دیدیا جو اخبارات میں شائع کردیا گیا۔ اس موقع پر انتہائی محتاط اندازے کے مطابق کم وبیش پانچ لاکھ افراد نے شرکت کی۔ بروز پیر شریف بارہ بجے کے بعد لاکھوں افراد کی موجودگی میں مزاراتِ مقدسہ کھولے گئے تو معلوم ہوا کہ مزار میں نمی پیدا ہو چلی تھی۔ پہلے حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ کے جسمِ مبارک کو کرین کے ذریعے زمین سے اسطرح اوپر اٹھایا گیا کہ ان کا مقدس جسم کرین پر نسب کئے ہوئے اسٹریچر پر خود بخود آ گیا۔ جسمِ مُبارک کو بڑے احترام سے ایک شیشے کے تابوت میں رکھا گیا۔ اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو مزار سے باہر نکالا گیا۔ الحمدللہ عَزَّ وَجَلَّ دونوں اصحابِ رسول (رضی اللہ عنھما) کے اجسامِ مقدسہ اور کفن حتّٰی کہ ریش ہائے مبارک کے بال تک بالکل صحیح سلامت تھے۔ بلکہ اجسام مقدسہ کو دیکھ کر تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ شاید انہیں رحلت فرمائے ہوئے دو تین گھنٹے سے زائد وقت نہیں گزرا۔

حضرتِ سیدنا ملاعلی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے ارشاد فرمایا: اَولیاء کرام رضی اللہ عنھم کی دونوں حالتوں یعنی حیات وممات میں اصلاً فرق نہیں، اسی لئے کہا گیا ہے! کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، الحدیث ۱۳۶۶، ج ۳ ص ۴۵۹، دارالفکر بیروت)

ف۳۳۴ فضل وکرامت اور انعام واحسان موت کے بعد حیات دی اپنا مقرب کیا جنت کا رزق اور اس کی نعمتیں عطا فرمائیں اور ان منازل کے حاصل کرنے کے لئے توفیق شہادت دی۔

حضرتِ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے کر ایک درخت کے اوپر چڑھ گئے اور مجھے ایک بہت خوبصورت اور فضیلت والے گھر میں داخل کر دیا، میں نے اس جیسا گھر کبھی نہیں دیکھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔

(بخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المجاھدین فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۹۱، ج ۲، ص ۲۵۱)

ف۳۳۵ اور دنیا میں وہ ایمان وتقوٰی پر ہیں جب شہید ہوں گے ان کے ساتھ ملیں گے اور روز قیامت امن اور چین کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ ع ۱۷ مع ۸

اجر مسلمانوں کا ف۳۳۶ وہ جو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا ف۳۳۷

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ

ان کے نکوکاروں اور پرہیز گاروں کے لیے بڑا ثواب ہے وہ جن سے لوگوں نے کہا ف۳۳۸ کہ لوگوں (کفار) نے ف۳۳۹

اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖۗ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ

تمہارے لیے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان (مخلص مسلمانوں) کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس (کافی)

وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ

ہے اور کیا اچھا کارساز ف۳۴۰ تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے ف۳۴۱ کہ انہیں کوئی برائی نہ پہنچی اور

ف۳۳۶ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے حضور نے فرمایا جس کسی کے راہ خدا میں زخم لگا وہ روز قیامت ویسا ہی آئے گا جیسا زخم لگنے کے وقت تھا اس کے خون میں خوشبو مشک کی ہوگی اور رنگ خون کا ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے کہ شہید کو قتل سے تکلیف نہیں ہوتی مگر ایسی جیسی کسی کو ایک خراش لگے مسلم شریف، حدیث میں ہے شہید کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔

ف۳۳۷ شانِ نزول: جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد جب ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مقام روحاء میں پہنچے تو انہیں افسوس ہوا کہ وہ واپس کیوں آگئے مسلمانوں کا بالکل خاتمہ ہی کیوں نہ کردیا یہ خیال کرکے انہوں نے پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کے تعاقب کے لئے روانگی کا اعلان فرمادیا صحابہ کی ایک جماعت جن کی تعداد ستر تھی اور جو جنگ احد کے زخموں سے چور ہو رہے تھے حضور کے اعلان پر حاضر ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جماعت کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوگئے جب حضور مقام حمراء الاسد پر پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے تو وہاں معلوم ہوا کہ مشرکین مرعوب و خوف زدہ ہوکر بھاگ گئے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۳۳۸ یعنی نُعیم بن مسعود اشجعی نے۔

ف۳۳۹ یعنی ابوسفیان وغیرہ مشرکین نے۔

ف۳۴۰ شانِ نزول: جنگ اُحد سے واپس ہوتے ہوئے ابوسفیان نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ اگلے سال ہماری آپ کی مقام بدر میں جنگ ہوگی۔ حضور نے انکے جواب میں فرمایا انشاء اللہ جب وہ وقت آیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جنگ کے لئے روانہ ہوئے تو اللہ تعالٰی نے ان کے دل میں خوف ڈالا اور انہوں نے واپس ہوجانے کا ارادہ کیا اس موقع پر ابوسفیان کی نُعَیم بن مسعود اشجعی سے ملاقات ہوئی جو عمرہ کرنے آیا تھا ابوسفیان نے اس سے کہا کہ اے نعیم اس زمانہ میں میری لڑائی مقام بدر میں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ

اللہ کی خوشی پر چلے و۳۴۲ اور اللہ بڑے فضل والا ہے و۳۴۳ وہ تو شیطان ہی ہے کہ اپنے دوستوں

یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَ لَا

سے دھمکاتا ہے و۳۴۴ تو ان سے نہ ڈرو و۳۴۵ اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو و۳۴۶ اور اے محبوب تم

یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْــٴًـا ؕ یُرِیْدُ

ان کا کچھ غم نہ کرو جو کفر پر دوڑتے ہیں و۳۴۷ وہ اللہ (کے دین) کا کچھ نہ بگاڑیں گے اور

اللّٰهُ اَلَّا یَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

اللہ چاہتا ہے کہ آخرت (کی نعمتوں) میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے و۳۴۸ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے وہ جنہوں نے

طے ہو چکی ہے اور اس وقت مجھے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جنگ میں نہ جاؤں واپس جاؤں تو مدینہ جا اور تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو میدان جنگ میں جانے سے روک دے اس کے عوض میں تجھ کو دس اونٹ دوں گا نعیم نے مدینہ پہنچ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں ان سے کہنے لگا کہ تم جنگ کے لئے جانا چاہتے ہو اہل مکہ نے تمہارے لئے بڑے لشکر جمع کئے ہیں خدا کی قسم تم میں سے ایک بھی پھر کر نہ آئے گا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں ضرور جاؤں گا چاہے میرے ساتھ کوئی بھی نہ ہو پس حضور ستر سواروں کو ہمراہ لے کر حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے بدر میں پہنچے وہاں آٹھ شب قیام کیا مال تجارت ساتھ تھا اس کو فروخت کیا خوب نفع ہوا اور سالم غانم مدینہ طیبہ واپس ہوئے جنگ نہیں ہوئی چونکہ ابوسفیان اور اہل مکہ خوف زدہ ہو کر مکہ شریف کو واپس ہو گئے تھے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

و۳۴۱ بامن و عافیت منافع تجارت حاصل کر کے۔

و۳۴۲ اور دشمن کے مقابلہ کے لئے جرأت سے نکلے اور جہاد کا ثواب پایا۔

و۳۴۳ کہ اس نے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آمادگی جہاد کی توفیق دی اور مشرکین کے دلوں کو خوف زدہ کر دیا کہ وہ مقابلہ کی ہمت نہ کر سکے اور راہ میں سے واپس ہو گئے۔

و۳۴۴ اور مسلمانوں کو مشرکین کی کثرت سے ڈراتا ہے جیسا کہ نعیم بن مسعود اشجعی نے کیا۔

و۳۴۵ یعنی منافقین و مشرکین جو شیطان کے دوست ہیں ان کا خوف نہ کرو۔

و۳۴۶ کیونکہ ایمان کا مقتضا ہی یہ ہے کہ بندے کو خدا ہی کا خوف ہو۔

و۳۴۷ خواہ وہ کُفّارِ قریش ہوں یا منافقین یا رؤساء یہود یا مرتدین وہ آپ کے مقابلہ کے لئے کتنے ہی لشکر جمع کریں کامیاب نہ ہوں گے۔

اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْــٴًـاۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(۱۷۷) وَ لَا

ایمان کے بدلے کفر مول لیا و۴۹ ۳ اللہ (کے دین) کا کچھ نہ بگاڑیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور ہر گز کافر اس

یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْؕ-اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ

گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو اسی لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ (غافل ہو

لِیَزْدَادُوْۤا اِثْمًاۚ-وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ(۱۷۸) مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

کر) اور گناہ میں بڑھیں و۵۰ ۳ اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں

عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰى یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِؕ-وَ مَا كَانَ اللّٰهُ

جس پر تم ہو و۵۱ ۳ جب تک جدا نہ کر دے گندے کو و۵۲ ۳ ستھرے (مخلص) سے و۵۳ ۳ اور اللہ کی شان یہ نہیں

و۴۸ ۳ اس میں قدریہ و معتزلہ کا رد ہے اور آیت دلیل ہے اس پر کہ خیر و شر بہ ارادۂ الٰہی ہے۔

و۴۹ ۳ یعنی منافقین جو کلمۂ ایمان پڑھنے کے بعد کافر ہوئے یا وہ لوگ جو باوجود ایمان پر قادر ہونے کے کافر ہی رہے اور ایمان نہ لائے۔

و۵۰ ۳ حق سے عناد اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلاف کر کے حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا، کون شخص اچھا ہے فرمایا جس کی عمر دراز ہو اور عمل اچھے ہوں عرض کیا گیا اور بدتر کون ہے فرمایا جس کی عمر دراز ہو اور عمل خراب۔

و۵۱ ۳ اے کلمہ گویانِ اسلام

و۵۲ ۳ یعنی منافق کو

و۵۳ ۳ مومن مخلص سے یہاں تک کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے احوال پر مطلع کر کے مومن و منافق ہر ایک کو ممتاز فرما دے۔ شانِ نزول: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خلقت و آفرینش سے قبل جب کہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اسی وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہِ استہزاء کہا کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا باوجود یکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالٰی کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ

لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا

کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے ۵۴ ۳ تو ایمان

بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ

لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ ۵۵ ۳ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ

اور جو بخل کرتے ہیں ۵۶ ۳ اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے

سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ

لیے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق (پھندا) ہوگا ۵۷ ۳ اور اللہ ہی وارث ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا یارسول اللہ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں حضور نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اتر آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔ اور حضور کے علم غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔

۵۴ ۳ تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیوب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔

۵۵ ۳ اور تصدیق کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب پر مطلع کیا ہے۔

۵۶ ۳ بخل کی معنیٰ میں اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل ہے اسی لئے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں چنانچہ اس آیت میں بھی ایک وعید آرہی ہے ترمذی کی حدیث میں ہے بخل اور بد خلقی یہ دو خصلتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں۔ اکثر مفسرین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکوٰۃ کا نہ دینا مراد ہے۔

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا: ''فقیر ہر گز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر اغنیاء کے ہاتھوں، سن لو ایسے مالداروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزکوٰۃ، باب فرض الزکوٰۃ، الحدیث ۴۳۲۴، ج ۳، ص ۱۹۷)

۵۷ ۳ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی روز قیامت وہ مال

الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۠ (۱۸۰) ع لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا ع ۱۸/۹/۹

آسمانوں اور زمین کا و۳۵۸ اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے بے شک اللہ نے سنا جنھوں نے کہا کہ

سانپ بن کراس کوطوق کی طرح لپٹے گا اور یہ کہہ کرڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی مشہورِ زمانہ تالیف 'فیضانِ سنّت' جلد اوّل کے صفحہ 405 پر لکھتے ہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! زکوٰۃ نہ دینے والے کیلئے خوفناک عذابات ہیں، چُنانچہ میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن قراٰن وحدیث میں بیان کردہ عذابات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں، 'خُلاصہ یہ ہے کہ جس سونے چاندی کی زکوٰۃ نہ دی جائے، روزِ قِیامت جہنّم کی آگ میں تپا کر اُس سے اُن کی پیشانیاں، کروٹیں، پیٹھیں داغی جائیں گی۔ اُن کے سر، پستان پر جہنّم کا گرم پتّھر رکھیں گے کہ چھاتی توڑ کر شانے سے نکل جائیگا اور شانے کی ہڈّی پر رکھیں گے کہ ہڈّیاں توڑتا سینے سے نکل آئے گا، پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا، گُدّی توڑ کر پیشانی سے اُبھرے گا۔ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی روزِ قِیامت پُرانا خبیث خونخوار اژدہا بن کر اُس کے پیچھے دوڑے گا، یہ ہاتھ سے روکے گا، وہ ہاتھ چبالے گا، پھر گلے میں طوق بن کر پڑے گا، اس کا مُنہ اپنے مُنہ میں لے کر چبائے گا کہ میں ہوں تیرا مال، میں ہُوں تیرا خزانہ۔ پھر اسکا سارا بدن چبا ڈالے گا۔ والعِیاذ باللہ ربّ العٰلمین (فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ ج ۱۰ ص ۱۵۳)

میرے آقا اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زکوٰۃ نہ دینے والے کو قِیامت کے عذاب سے ڈرا کر سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں، اے عزیز! کیا خدا اور رسول عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرمان کو یونہی ہنسی ٹھٹھا سمجھتا ہے یا (قِیامت کے ایک دن یعنی) پچاس ہزار برس کی مدّت میں یہ جانکاہ مُصیبتیں جھیلنی سَہل جانتا ہے، ذرا یہیں کی آگ میں ایک آدھ روپیہ (چھوٹا سا سکّہ) گرم کر کے بدن پر رکھ کر دیکھ، پھر کہاں یہ خفیف (ہلکی سی) گرمی، کہاں وہ قہر آگ، کہاں یہ ایک ہی روپیہ کہاں وہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال، کہاں یہ مِنَٹ بھر کی دیر کہاں وہ ہزاروں برس کی آفت، کہاں یہ ہلکا سا چِہکا (یعنی معمولی سا داغ) کہاں وہ ہڈّیاں توڑ کر پار ہونے والا غضب۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کو ہدایت بخشے۔ (اَیضاً ص ۱۷۵)

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت لکھتے ہیں: غرض زکوٰۃ نہ دینے کی جانکاہ آفتیں وہ نہیں جن کی تاب آسکے، نہ دینے والے کو ہزار سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی امید رکھنا چاہیے کہ ضعیف البنیان انسان کی کیا جان، اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں سُرمہ ہو کر خاک میں مل جائیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے اِن شاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ زکوٰۃ و خیرات کے ضروری احکامات کی معلومات ہوتی رہیں گی اور عمل کے جذبے میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

و۳۵۸ وہی دائم باقی ہے اور سب مخلوق فانی ان سب کی ملک باطل ہونے والی ہے۔ تو نہایت نادانی ہے کہ اس مال ناپائیدار پر بخل کیا جائے اور راہ خدا میں نہ دیا جائے۔

وقف لازم

اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ

اللہ محتاج ہے اور ہم غنی و۳۵۹ اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا و۳۶۰ اور انبیاء کو ان کا

حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ

ناحق شہید کرنا و۳۶۱ اور فرمائیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب یہ بدلا ہے ان (بداعمالیوں) کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے

اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَاۤ اَلَّا

بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے اقرار کر لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر

نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ

ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے و۳۶۲ تم فرمادو مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے

مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾

پاس کھلی نشانیاں (معجزات) اور یہ حکم لے کر آئے جو تم کہتے ہو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو تو اے محبوب

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ

و۳۶۳ اگر وہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں تو تم سے اگلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے جو صاف نشانیاں و۳۶۴

و۳۵۹ یہود نے یہ آیہ "مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا" سن کر کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معبود ہم سے قرض مانگتا ہے تو ہم غنی ہوئے وہ فقیر ہوا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

و۳۶۰ اعمال ناموں میں۔

و۳۶۱ قتل انبیاء کو اس مقولہ پر معطوف کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں جرم بہت عظیم ترین ہیں۔ اور قباحت میں برابر ہیں اور شانِ انبیاء میں گستاخی کرنے والا شانِ الٰہی میں بے ادب ہو جاتا ہے۔

و۳۶۲ شانِ نزول: یہود کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم سے توریت میں عہد لیا گیا ہے کہ جو مدعی رسالت ایسی قربانی نہ لائے جس کو آسمان سے سفید آگ اتر کر کھائے اس پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انکے اس کذب محض اور افتراء خالص کا ابطال کیا گیا کیونکہ اس شرط کا توریت میں نام و نشان بھی نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ نبی کی تصدیق کے لئے معجزہ کافی ہے کوئی معجزہ ہو جب نبی نے کوئی معجزہ دکھایا اس کے صدق پر دلیل قائم ہوگئی اور اس کی تصدیق کرنا اور اس کی نبوت کو ماننا لازم ہو گیا اب کسی خاص معجزہ کا اصرار حجت قائم ہونے کے بعد نبی کی تصدیق کا انکار ہے۔

و۳۶۳ جب تم نے یہ نشانی لانے والے انبیاء کو قتل کیا اور ان پر ایمان نہ لائے تو ثابت ہو گیا کہ تمہارا یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔

وَ الْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ(۱۸۴) كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِؕ-وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ

اور صحیفے اور چمکتی کتاب و۳۶۵ لے کر آئے تھے ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو

یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ-فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَؕ-وَ مَا الْحَیٰوةُ

قیامت ہی کو پورے ملیں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا (کامیاب ہوا) اور دنیا کی زندگی تو یہی

الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ(۱۸۵) لَتُبْلَوُنَّ فِیْۤ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ۫-وَ لَتَسْمَعُنَّ

دھوکے کا مال ہے و۳۶۶ بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں و۳۶۷ اور بے

و۳۶۴ یعنی معجزات باہرہ

و۳۶۵ توریت وانجیل

و۳۶۶ دنیا کی حقیقت اس مبارک جملہ نے بے حجاب کر دی آدمی زندگانی پر مفتون ہوتا ہے اسی کو سرمایہ سمجھتا ہے اور اس فرصت کو بے کار ضائع کر دیتا ہے۔ وقت اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بقانہ تھی اس کے ساتھ دل لگانا حیات باقی اور اخروی زندگی کے لئے سخت مضرت رساں ہوا حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ دنیا طالبِ دنیا کے لئے متاع غرور اور دھوکے کا سرمایہ ہے لیکن آخرت کے طلب گار کے لئے دولتِ باقی کے حصول کا ذریعہ اور نفع دینے والا سرمایہ ہے یہ مضمون اس آیت کے اوپر کے جملوں سے مستفاد ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم، نورِ مجسَّم، شاہ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عظمت نشان ہے: 'اے اللہ عزوجل! زندگی تو صرف آخرت کی ہے پس تو مہاجرین اور انصار کو نیک بنا دے۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصحۃ والفراغ....الخ، الحدیث: ۱۳۔ ۶۴۱۲، ص۵۳۹)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے کندھے پکڑ کر ارشاد فرمایا: 'دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر بن کر رہو۔' حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: 'جب تو شام کرے تو آنے والی صبح کا انتظار مت کر، اور جب صبح کرے تو شام کا منتظر نہ رہ، اور حالت صحت میں بیماری کے لئے اور زندگی میں موت کے لئے تیاری کر لے۔'

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الدنیا....الخ، الحدیث: ۶۴۱۶، ص۵۳۹)

پیارے اسلامی بھائی!

یہ لمبی امیدیں تمہیں نیکی کے کام کرنے سے ہرگز غفلت میں نہ ڈالیں، ------ یہ دنیا جس میں ہم زندگی گزار رہے ہیں، آخرت کی کھیتی ہے، ------ ہم پر لازم ہے کہ اپنی عمر بھلائی کے کاموں میں صرف کریں کیونکہ ہر نئے دن، دنیا ہم سے دور ہوتی جاری رہی ہے اور آخرت ہمارے قریب آ رہی ہے، ------ آج عمل کا موقع ہے اور کوئی حساب نہیں لیکن کل صرف حساب ہوگا اور کچھ عمل نہ کر سکیں گے۔

مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَ

شک ضرور تم اگلے کتاب والوں ۳۶۸ اور مشرکوں سے بہت کچھ بُرا (دل آزاد باتیں) سنو گے اور اگر

اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ

تم صبر کرو اور بچتے رہو ۳۶۹ تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور یاد کرو جب اللہ

اے انسان! نیکی کے کاموں میں کوشش کر اور موت سے پہلے پہلے اپنی عمر سے فائدہ اٹھا۔۔۔۔۔۔ دنیا ایک محدود وقت ہے اس میں جتنے بھلائی کے کام تو کرنا چاہے کرسکتا ہے، ۔۔۔۔۔ اور ایک وقت وہ ہے جو آنے والا ہے جس میں تجھے نہیں معلوم کہ قادر مطلق عزوجل تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمانے والا ہے...؟ جو لمحہ گزر گیا تیرے اچھے یا برے عمل کو ساتھ لے گیا اب وہ قیامت تک واپس نہیں آئے گا۔ اے انسان! اپنی فراغت سے موقع اٹھا اور صحت سے فائدہ حاصل کر (یعنی زندگی کے ایسے لمحات کو غنیمت جان اور کچھ نیک اعمال کرلے)۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: 'دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے اکثر لوگ دھوکے میں ہیں (ایک) صحت اور (دوسری) فراغت۔'

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصحۃ والفراغ......الخ، الحدیث: ۶۴۱۲، ص ۵۳۹)

۳۶۷ حقوق و فرائض اور نقصان اور مصائب اور امراض و خطرات و قتل و رنج و غم وغیرہ سے تا کہ مؤمن و غیر مومن میں امتیاز ہوجائے مسلمانوں کو یہ خطاب اس لئے فرمایا گیا کہ آنے والے مصائب و شدائد پر انہیں صبر آسان ہوجائے۔

۳۶۸ یہود و نصارٰی سے۔

بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین و صحابہ و تابعین تو مخالفین کے سَبّ و شَتم (یعنی گالی گلوچ) سے بچے نہیں یہ درکنار جب اللہ واحد قہّار اور اس کے پیارے حبیب و محبوب احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹا نا چاہی، انہیں عیب لگائے تو 'او رکوئی' کس گنتی میں؟

حق گوئی کی ایک پہچان

ایک صاحبِ ولایت نے حضرت محبوبِ الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضری کا منزلِ دُور دَراز سے قصد فرمایا۔ راہ میں جس سے حضرت محبوبِ الٰہی (قدس اللہ سرہ العزیز) کا حال دریافت فرماتے لوگ تعریف ہی کرتے۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا میری محنت ضائع ہوئی کہ یہ اگر حق گو ہوتے لوگ ضرور اُن کے بدگو ہوتے جب دہلی قریب رہی اُنہوں نے لوگوں سے پوچھا، اب مذمّتیں سنیں، کوئی کہتا: وہ دہلی کا مکار ہے، کوئی کچھ کہتا، کوئی کچھ کہتا۔ انہوں نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میری محنت وصول ہوئی۔

۳۶۹ معصیّت سے

مِیۡثَاقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَکۡتُمُوۡنَہٗ ۫ فَنَبَذُوۡہُ

نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا ف۳ تو انہوں نے

وَرَآءَ ظُہُوۡرِہِمۡ وَ اشۡتَرَوۡا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ فَبِئۡسَ مَا یَشۡتَرُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا

اسے (اس عہد کو) اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا (بھلا دیا) اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کیے ف۳ تو کتنی بُری

تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوۡا وَّ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ یُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ یَفۡعَلُوۡا

خریداری ہے ف۳ ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کیے اُن کی

فَلَا تَحۡسَبَنَّہُمۡ بِمَفَازَۃٍ مِّنَ الۡعَذَابِ ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَ لِلّٰہِ مُلۡکُ

تعریف ہو ف۳ ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے

ف۳ اللہ تعالیٰ نے علماء توریت وانجیل پر واجب کیا تھا کہ ان دونوں کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرنے والے جو دلائل ہیں وہ لوگوں کو خوب اچھی طرح مشرح کر کے سمجھا دیں اور ہرگز نہ چھپائیں۔

یہ آیت اگرچہ سرکارِ والا تبار، بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اوصاف چھپانے کی وجہ سے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئیں مگر چونکہ اعتبار الفاظ کے عموم ہی کا ہوتا ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ مذکورہ آیتِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص عقلی دلائل کے محتاج کے سامنے دین کے ارکان کو عقلی دلائل سے مزین کر کے بیان کرنے پر قادر ہو پھر بھی بیان نہ کرے یا حاجت کے باوجود احکامِ شرع میں سے کوئی بات چھپائے تو اسے یہ وعید لاحق ہو کر رہے گی۔

ف۳ اور رشوتیں لے کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کو چھپایا جو توریت وانجیل میں مذکور تھے۔

ف۳ علم دین کا چھپانا ممنوع ہے، حدیث شریف میں آیا کہ جس شخص سے کچھ دریافت کیا گیا جس کو وہ جانتا ہے اور اس نے اس کو چھپایا روزِ قیامت اس کے آگ کی لگام لگائی جائے گی۔

(المستدرک، کتاب العلم، باب من سئل عن علم ـــــــ الخ، الحدیث: ۳۵۲، ج۱، ص۲۹۷)

(مسند ابی یعلی، مسند ابن عباس، الحدیث: ۲۵۸۷، ج۲، ص۵۰۰)

مسئلہ: علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے فائدہ پہنچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غرض فاسد کے لئے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔

شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'علم کے معاملہ میں ایک دوسرے کی خیرخواہی چاہو کیونکہ تم میں سے کسی کا اپنے علم میں خیانت کرنا اپنے مال میں خیانت کرنے سے زیادہ سخت ہے اور اللہ عزوجل تم سے اس کے بارے میں ضرور پوچھ گچھ فرمائے گا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۷۰۱، ج۱۱، ص۲۱۵)

ف۳ شانِ نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور

۱۳ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ ع ۱۹ ۹ ۱۰

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ۳۷۴ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیْنَ

اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں (قدرت کی) نشانیاں ہیں ۳۷۵ عقل مندوں کے لیے ۳۷۶

باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا جائے۔

مسئلہ: اس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والے کے لئے اور اس کے لئے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے جو لوگ بغیر علم اپنے آپ کو عالم کہلواتے ہیں یا اسی طرح اور کوئی غلط وصف اپنے لئے پسند کرتے ہیں انہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

جھوٹی تعریف کو پسند کرنا حرام ہے

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت فتاوٰی رضویہ جلد 21 صفحہ 597 پر لکھتے ہیں: اگر اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے کہ لوگ اُن فضائل سے اس کی ثناء (یعنی تعریف) کریں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرام قطعی ہے۔

تعریف کو پسند کرنا کب مُستَحَب ہے؟

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت مزید لکھتے ہیں: ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو اگر چہ تاویل معروف ومشہور کے ساتھ، جیسے شَمْسُ الْاَئِمَّہ وفَخْرُ الْعُلَمَاءِ وَتَاجُ الْعَارِفِیْن وَاَمْثَالُ ذٰلِك (یعنی اماموں کے آفتاب، اہل علم کے لئے فخر، اور عارفوں کے تاج، اور اسی قسم کے دوسرے توصیفی کلمات (جو مدح کی تعریف وتوصیف ظاہر کریں) کہ مقصود اپنے ہم عصر یا مصر (یعنی ہم زمانہ یا شہر) کے لوگ ہوتے ہیں اور اس پر اس لئے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہورہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی (تعریف) ان کو نفعِ دینی پہنچائے گی سمعِ قبول سے سُنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائے گی تو یہ حقیقۃً حبِّ مدح (تعریف کی محبت) نہیں بلکہ حبِّ نصحِ مسلمین (مسلمانوں کی خیر خواہی کی محبت) ہے اور وہ محض ایمان ہے۔ طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے: ''ریاست کی چاہت اور محبت کے تین اسباب ہیں، دوسرا یہ ہے کہ اقتدار اس لئے چاہتا ہے تاکہ اس کی وجہ سے نفاذ حق اعزاز دین اور لوگوں کی اصلاح کر سکے، اگر یہ ممنوع اُمور مثلاً ریا وتلبیس، اور واجب اور سنت کے چھوڑنے سے خالی ہو تو نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب (موجب اجر وثواب ہے) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کی حکایت بیان فرمائی (کہ وہ بارگاہ رب العزت میں عرض گزار ہوتے ہیں) اے پروردگار! ہمیں پرہیز گار اور ڈرنے والے لوگوں کا امام (یعنی پیشوا) بنادے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج ۲۱ ص ۵۹۷)

۳۷۴ اس میں ان گستاخوں کا رد ہے جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ فقیر ہے۔

۳۷۵ صانع قدیم علیم حکیم قادر کے وجود پر دلالت کرنے والی۔

سب خوبیاں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لئے جو اپنی وحدانیت (یعنی ایک ہونے) میں مضبوط وطاقتور ہے۔ پس وہ واحد وغالب ہے۔ وہ

یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ۳۷۶ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے

اپنی اَزَلیّت (یعنی ہمیشہ سے ہونے) میں یکتا و بے مثل ہے۔ اس نے سارے جہان کو حیرت و بے بسی کے سمندر میں غرق کر دیا۔ اس نے موجودات کو حکمت سے بنایا اور اس کے بنانے کی حکمت میں کوئی عیب ہے نہ کمزوری۔ اس نے آسمانی پوشاک کو خوبصورتی اور عمدہ و احسن طریقے کے ساتھ چمکتے ستاروں سے زینت بخشی۔ اس کے سامنے چاند اور سورج کے نقش بنائے گویا کہ خالص چاندی اور خالص سونا ہے۔ شہابِ ثاقب (یعنی ٹوٹنے والے چمکدار ستارے) کے ذریعے چوری چھپے سننے سے مکمل حفاظت فرمائی اور اسے نگاہِ عبرت رکھنے والے عقلمندوں کے لئے نشانی بنایا۔ اس نے پانی کی تہہ پر زمین کو بچھایا اور اسے اپنی قدرتِ کاملہ سے بہترین طریقہ پر نمایاں فرمایا اور پہاڑوں کی میخوں کے ذریعے اسے قرار بخشا۔ اور مردانِ غیب (اولیاء کی ایک قسم)، اقطاب اور مخلص نیکوکاروں کا اُسے مسکن بنایا۔ اور ان خاص بندوں کو عزت و کرامت کی خلعت (خِل۔عَت: یعنی عطیہ) عطا فرمائی۔ دنیا کو ان سے پھیر دیا تو وہ نہیں جانتے کہ 'مال بچانا اور جمع کرنا' کسے کہتے ہیں۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے انہیں، اشارہ و کنایہ کو سمجھ جانے والوں کے لئے حق کو قائم کرنے والے خلفاء بنایا۔ اور ان میں سے بعض کو اپنی مملکت میں نرمی و آسانی اور اپنے بندوں کو نصیحت کرنے کے لئے خاص فرمایا جیسا کہ صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔

۳۷۶ جن کی عقل کدورت سے پاک ہو اور مخلوقات کے عجائب و غرائب کو اعتبار و استدلال کی نظر سے دیکھتے ہوں۔

۳۷۷ یعنی تمام احوال میں مسلم شریف میں مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام احیان میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے بندہ کا کوئی حال یادِ الٰہی سے خالی نہ ہونا چاہئے حدیث شریف میں ہے جو بہشتی باغوں کی خوشہ چینی پسند کرے اسے چاہئے کہ ذکر الٰہی کی کثرت کرے۔

حسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے:

ترجمہ: غافل لوگوں میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر کرنے والے کی مثال اس طرح ہے جس طرح مُردوں میں زندہ ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ، الحدیث ۶۴۰۷، ص ۵۳۸، مفہوماً)

حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

غافل لوگوں میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر کرنے والے کی مثال اس طرح ہے جیسے سوکھے درختوں میں سرسبز درخت ہو۔

(شعب الایمان للبیھقی، باب فی محبۃ اللہ، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ، الحدیث ۵۶۵، ج ۱، ص ۴۱۱ 'کھشیم' بدلہ 'الشجر')

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: 'جو لوگ کسی جگہ بیٹھ کر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے ان کا احاطہ کر لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنی بارگاہ میں (اپنی شان کے مطابق) ان کا تذکرہ فرماتا ہے۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الادب، باب فضل الذکر، الحدیث ۳۷۹۱، ص ۲۷۰۲)

نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'جو لوگ کسی جگہ جمع ہوتے ہیں اور اس میں اللہ

وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

ہیں و۳۷۸ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا و۳۷۹ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾

اے رب ہمارے بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے اُسے ضرور تو نے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖۗ

اے رب ہمارے ہم نے ایک منادی (پکارنے والے) کو سُنا و۳۸۰ کہ ایمان کے لیے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ ۚ

ہم ایمان لائے اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرما دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر

رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ

و۳۸۱ اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ و۳۸۲ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں قیامت کے دن

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ

رسوا نہ کر بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت

عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی نبیِٔ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پاک بھیجتے ہیں تو بروزِ قیامت وہ مجلس ان کے لئے باعث حسرت ہوگی۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصحبۃ والمجالسۃ، الحدیث ۵۹۱، ج ۱، ص ۳۹۷)

و۳۷۸ اور اس سے ان کے صانع کی قدرت وحکمت پر استدلال کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ۔

و۳۷۹ بلکہ اپنی معرفت کی دلیل بنایا۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: 'ایک جماعت اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بارے میں غور وفکر کرنے لگی تو نبیِٔ کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی مخلوق کے بارے میں غور وفکر کرو اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بارے میں غور وفکر نہ کرو کیونکہ تم اس کی قدرت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

(العظمۃ لابی الشیخ الاصبھانی، باب الامر بالتفکر فی آیات اللہ ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۵، ص ۱۸)

و۳۸۰ اس منادی سے مراد یا سید انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی شان میں 'دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ' وارد ہے یا قرآن کریم۔

و۳۸۱ انبیاء وصالحین کے کہ ہم ان کے فرماں برداروں میں داخل کئے جائیں۔

و۳۸۲ وہ فضل ورحمت۔

عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى ۚ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا
نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو ۳۸۳ تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے
وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ
گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا
سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ
اور ضرور انہیں (جنت کے) باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں ۳۸۴ اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ
وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِى
ہی کے پاس اچھا ثواب ہے اے سُننے والے کافروں کا شہروں میں اہلے گہلے پھرنا (عیش و آرام سے گھومنا پھرنا) ہرگز تجھے دھوکا
الۡبِلَادِ ؕ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ ۙ قف ثُمَّ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيۡنَ
نہ دے ۳۸۵ تھوڑا برتنا ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بُرا بچھونا (ٹھکانہ) لیکن وہ جو اپنے رب سے
اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا نُزُلًا مِّنۡ
ڈرتے ہیں ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کی طرف کی مہمانی اور جو اللہ کے پاس
عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ لِّلۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ
ہے وہ نیکیوں کے لیے سب سے بھلا ۳۸۶ اور بے شک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان

۳۸۳ اور جزائے اعمال میں عورت و مرد کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

شانِ نزول: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر ہی نہیں سنتی یعنی مردوں کے فضائل تو معلوم ہوئے لیکن یہ بھی معلوم ہو کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ ثواب ملے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انکی تسکین فرمادی گئی کہ ثواب عمل پر مرتب ہے عورت کا ہو یا مرد کا۔

۳۸۴ یہ سب اللہ کا فضل و کرم ہے۔

۳۸۵ شانِ نزول: مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا کہ کفار و مشرکین اللہ کے دشمن تو عیش و آرام میں ہیں اور ہم تنگی و مشقت میں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ کفار کا یہ عیش متاع قلیل ہے اور انجام خراب۔

۳۸۶ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ سلطان کونین ایک بوریئے پر آرام فرما ہیں چمڑہ کا تکیہ جس میں ناریل کے

يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ

لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری طرف اُترا اور جو ان کی طرف اُترا ۳۸۷ ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

۳۸۸ اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے ۳۸۹ یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد

الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

حساب کرنے والا ہے اے ایمان والو صبر کرو ۳۹۰ اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع ۲۰

سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو۔

ریشے بھرے ہوئے ہیں زیر سر مبارک ہے جسم اقدس میں بوریئے کے نقش ہو گئے ہیں یہ حال دیکھ کر حضرت فاروق رو پڑے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبب گریہ دریافت کیا تو عرض کیا کہ یارسول اللہ قیصر و کسرٰی تو عیش و راحت میں ہوں اور آپ رسول خدا ہو کر اس حالت میں ۔فرمایا کیا تمہیں پسند نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔

۳۸۷ شانِ نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت نجاشی بادشاہِ حبشہ کے باب میں نازل ہوئی ان کی وفات کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا چلو اور اپنے بھائی کی نماز پڑھو جس نے دوسرے ملک میں وفات پائی ہے حضور بقیع شریف میں تشریف لے گئے اور زمین حبشہ آپ کے سامنے کی گئی اور نجاشی بادشاہ کا جنازہ پیش نظر ہوا اس پر آپ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھی اور اس کے لئے استغفار فرمایا۔ سبحان اللہ۔کیا نظر ہے کیا شان ہے سرزمین حبشہ حجاز میں سامنے پیش کر دی جاتی ہے منافقین نے اس پر طعن کیا اور کہا دیکھو حبشہ کے نصرانی پر نماز پڑھتے ہیں جس کو آپ نے کبھی دیکھا بھی نہیں اور وہ آپ کے دین پر بھی نہ تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۳۸۸ عجز و انکسار اور تواضع و اخلاص کے ساتھ۔

۳۸۹ جیسا کہ یہود کے رؤساء لیتے ہیں۔

۳۹۰ اپنے دین پر اور اس کو کسی شدت و تکلیف وغیرہ کی وجہ سے نہ چھوڑ و صبر کے معنٰی میں حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صبر نفس کو ناگوار امر پر روکنا ہے بغیر جزع کے بعض حکماء نے کہا، صبر کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) ترک شکایت (۲) قبول قضا (۳) صدوق رضا

ایاتھا ۱۷۶ ۴ سُوْرَۃُ النِّسَآءِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۲ رکوعاتھا ۲۴

۱ سورۂ نساء مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں ایک سو چھہتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا

اے لوگو ۲ اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (آدم) سے پیدا کیا ۳ اور اسی میں سے اُس کا

۱ سورۂ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو چھہتر (۱۷۶) آیتیں ہیں اور تین ہزار پینتالیس کلمے اور سولہ ہزار تیس (۱۶۰۳۰) حرف ہیں۔

۲ یہ خطاب عام ہے تمام بنی آدم کو۔

۳ ابوالبشر حضرتِ آدم سے جن کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا تھا انسان کی ابتدائے پیدائش کا بیان کر کے قدرتِ الٰہیہ کی عظمت کا بیان فرمایا گیا اگرچہ دنیا کے بے دین بدعقلی و نافہمی سے اس کا مضحکہ اُڑاتے ہیں لیکن اصحابِ فہم و خرد جانتے ہیں کہ یہ مضمون ایسی زبردست برہان سے ثابت ہے جس کا انکار محال ہے مردم شماری کا حساب پتہ دیتا ہے کہ آج سے سو برس قبل دنیا میں انسانوں کی تعداد آج سے بہت کم تھی اور اس سے سو برس پہلے اور بھی کم تو اس طرح جانبِ ماضی میں چلتے چلتے اس کمی کی حد ایک ذات قرار پائے گی یا یوں کہئے کہ قبائل کی کثیر تعدادیں ایک شخص کی طرف منتہی ہوجاتی ہیں مثلاً سید دنیا میں کروڑوں پائے جائیں گے مگر جانبِ ماضی میں اُن کی نہایت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ذات پر ہوگی اور بنی اسرائیل کتنے بھی کثیر ہوں مگر اس تمام کثرت کا مرجع حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک ذات ہوگی اسی طرح اور اوپر کو چلنا شروع کریں تو انسان کے تمام شُعوب و قبائل کی انتہا ایک ذات پر ہوگی اس کا نام کتبِ الٰہیہ میں آدم علیہ السلام ہے اور ممکن نہیں ہے کہ وہ ایک شخص توالُد و تَناسُل کے معمولی طریقہ سے پیدا ہو سکے اگر اس کے لئے باپ فرض بھی کیا جائے تو ماں کہاں سے آئے لہٰذا ضروری ہے کہ اس کی پیدائش بغیر ماں باپ کے ہو اور جب بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تو بالیقین اُنہیں عناصر سے پیدا ہوگا جو اُس کے وجود میں پائے جاتے ہیں پھر عناصر میں سے جو عنصر اس کا مسکن ہو اور جس کے سوا دوسرے میں وہ نہ رہ سکے لازم ہے کہ وہی اس کے وجود میں غالب ہو اس لئے پیدائش کی نسبت اُسی عنصر کی طرف کی جائے گی یہ بھی ظاہر ہے کہ توالد و تناسل کا معمولی طریقہ ایک شخص سے جاری نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس کے ساتھ ایک اور بھی ہو کہ جوڑا ہوجائے اور وہ دوسرا شخص انسانی جو اس کے بعد پیدا ہو مُقتضائے حکمت یہی ہے کہ اُسی کے جسم سے پیدا کیا جائے کیونکہ ایک شخص کے پیدا ہونے سے نوع موجود ہوچکی مگر یہ بھی لازم ہے کہ اس کی خلقت پہلے انسان سے توالد معمولی کے سوا کسی اور طریقہ سے ہو کیونکہ توالدِ معمولی بغیر دو کے ممکن ہی نہیں اور یہاں ایک ہی ہے لہٰذا حکمت الٰہیہ نے حضرت آدم کی ایک بائیں پسلی ان کے خواب کے وقت نکالی اور اُن سے اُن کی بی بی حضرت حوّا کو پیدا کیا چونکہ حضرت حوّا بطریق

زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ

جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں

بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ① وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا

کا لحاظ ف۴ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے اور یتیموں کو اُن کے مال دو ف۵ اور ستھرے ف۶

تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

کے بدلے گندا نہ لو ف۷ اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ بے شک یہ بڑا گناہ ہے

توالد معمولی پیدا نہیں ہوئیں اس لئے وہ اولاد نہیں ہوسکتیں جس طرح کہ اس طریقہ کے خلاف جسم انسانی سے بہت سے کیڑے پیدا ہوا کرتے ہیں وہ اس کی اولاد نہیں ہوسکتے ہیں خواب سے بیدار ہوکر حضرت آدم نے اپنے پاس حضرت حوّا کو دیکھا تو محبتِ جنسیّت دِل میں موجزن ہوئی اُن سے فرمایا تم کون ہوانہوں نے عرض کیا عورت فرمایا کس لئے پیدا کی گئی ہو۔عرض کیا آپ کی تسکینِ خاطر کے لئے تو آپ اُن سے مانوس ہوئے۔

ف۴ انہیں قطع نہ کرو حدیث شریف میں ہے جو رزق کی کشائش چاہے اس کو چاہئے کہ صلۂ رحمی کرے اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت رکھے۔

صلہ رحمی

صلہ رحم کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام ہے،جن رشتہ والوں کے ساتھ صلہ واجب ہے وہ کون ہیں۔بعض علما نے فرمایا:وہ ذو رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا:اس سے مراد ذو رحم ہیں،محرم ہوں یا نہ ہوں۔

ف۵ شانِ نزول:ایک شخص کی نگرانی میں اُس کے یتیم بھتیجے کا کثیر مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا اور اس نے اپنا مال طلب کیا تو چچا نے دینے سے انکار کردیا اِس پر یہ آیت نازل ہوئی اِس کو سن کر اُس شخص نے یتیم کا مال اُس کے حوالہ کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس کے ساتھ بہترین سلوک کیا جاتا ہو۔اور مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بدترین گھر وہ ہے کہ جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس کے ساتھ برا برتاؤ کیا جاتا ہو۔

(سنن ابن ماجہ،کتاب الادب،باب حق الیتیم،الحدیث ۳۶۷۹،ج ۴،ص ۱۹۳)

ف۶ یعنی اپنے حلال مال۔

ف۷ یتیم کا مال جو تمہارے لئے حرام ہے اس کو اچھا سمجھ کر اپنے ردّی مال سے نہ بدلو کیونکہ وہ ردّی تمہارے لئے

حُوۡبًا كَبِيۡرًا ﴿۲﴾ وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں (ان سے نکاح کر کے) انصاف نہ کرو گے ۸ تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش

مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا

آئیں (پسند ہوں) دو دو اور تین تین اور چار چار ۹ پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں

مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰٓى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ﴿۳﴾ؕ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ

جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو ۱۰ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو ۱۱ پھر

حلال وطیّب ہے اور یہ حرام وخبیث۔

۸ اور ان کے حقوق کی رعایت نہ رکھ سکو گے

۹ آیت کے معنی میں چند قول ہیں حسن کا قول ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ اپنی زیر ولایت یتیم لڑکی سے اُس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے باوجودیکہ اُس کی طرف رغبت نہ ہوتی پھر اُس کے ساتھ صحبت ومعاشرت میں اچھا سلوک نہ کرتے اور اُس کے مال کے وارث بننے کے لئے اُس کی موت کے منتظر رہتے اِس آیت میں اُنہیں اِس سے روکا گیا ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے تو بے انصافی ہوجانے کے اندیشہ سے گھبراتے تھے اور زنا کی پرواہ نہ کرتے تھے اُنہیں بتایا گیا کہ اگر تم ناانصافی کے اندیشہ سے یتیموں کی ولایت سے گریز کرتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو اور اُس سے بچنے کے لئے جو عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں اُن سے نکاح کرو اور حرام کے قریب مت جاؤ۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت وسرپرستی میں تو ناانصافی کا اندیشہ کرتے تھے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ باک نہیں رکھتے تھے اُنہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو اُن کے حق میں ناانصافی سے بھی ڈرو۔ اُتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کرسکو عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ قریش دس دس بلکہ اس سے زیادہ عورتیں کرتے تھے اور جب اُن کا بار نہ اٹھ سکتا تو جو یتیم لڑکیاں اُن کی سرپرستی میں ہوتیں اُن کے مال خرچ کر ڈالتے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی استطاعت دیکھ لو اور چار سے زیادہ نہ کرو تاکہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے۔

مسئلہ: اِس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لئے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے خواہ وہ حُرّہ ہوں یا اَمہ یعنی باندی

مسئلہ: تمام امت کا اجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے اُن کی آٹھ بی بیاں تھیں حضور نے فرمایا اِن میں سے چار رکھنا، ترمذی کی حدیث میں ہے کہ غیلان بن

نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــٴًـا مَّرِیْٓــٴًـا ﴿۴﴾ وَ لَا

اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا ۱۲ اور بے عقلوں

تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ

کو ۱۳ ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس (ان یتیموں کے مال) ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے اور انہیں اس

اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۵﴾ وَ ابْتَلُوا الْیَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا

میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو ۱۴ اور یتیموں کو آزماتے رہو ۱۵ یہاں تک کہ جب وہ

النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ

نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال اُنہیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور

اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ

اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جسے حاجت نہ ہو (غنی ہو) وہ بچتا رہے ۱۶ اور جو

سلمہ ثقفی اسلام لائے اُن کے دس بی بیاں تھیں وہ ساتھ مسلمان ہوئیں حضور نے حکم دیا اِن میں سے چار رکھو۔

ف۱۰ مسئلہ: اِس سے معلوم ہوا کہ بی بیوں کے درمیان عدل فرض ہے نئی پرانی باکرہ ثیّبہ سب اِس اِستحقاق میں برابر ہیں یہ عدل لباس میں کھانے پینے میں سکنٰی یعنی رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔

الدر المختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۳۷۵

ف۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ مَہر کی مستحق عورتیں ہیں نہ کہ ان کے اولیاء اگر اولیاء نے مَہر وصول کر لیا ہو تو انہیں لازم ہے کہ وہ مہر اس کی مستحق عورت کو پہنچا دیں۔

ف۱۲ مسئلہ: عورتوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو مہر کا کوئی جزو ہبہ کریں یا کل مہر مگر مہر بخشوانے کے لئے انہیں مجبور کرنا اُن کے ساتھ بدخُلقی کرنا نہ چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے 'طِبْنَ لَكُمْ' فرمایا جس کے معنٰی ہیں دل کی خوشی سے معاف کرنا

ف۱۳ جو اتنی سمجھ نہیں رکھتے کہ مال کا مَصرَف پہچانیں اُس کو بے محل خرچ کرتے ہیں اور اگر اُن پر چھوڑ دیا جائے تو وہ جلد ضائع کر دیں گے

ف۱۴ جس سے اُن کے دل کو تسلّی ہو اور وہ پریشان نہ ہوں مثلاً یہ کہ مال تمہارا ہے اور تم ہوشیار ہو جاؤ گے تو تمہیں سپرد کیا جائیگا۔

ف۱۵ کہ اِن میں ہوشیاری اور معاملہ فہمی پیدا ہوئی یا نہیں

ف۱۶ یتیم کا مال کھانے سے۔

فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا

حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب (ضرورت کی حد تک) کھائے پھر جب تم ان کے مال اُنہیں سپرد کرو تو ان پر گواہ

عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۶﴾ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ

کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور

الْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ

قرابت والے اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو

اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۷﴾ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

یا بہت حصہ ہے اندازہ باندھا (شریعت کا مقرر کردہ) ہوا ف۱۷ پھر بانٹتے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم

وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ

اور مسکین آجائیں تو اس میں ف۱۸ سے انہیں بھی کچھ دو ف۱۹ اور اُن سے اچھی بات کہو ف۲۰ اور ڈریں ف۲۱ وہ

لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا

لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا اُنہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں ف۲۲ اور سیدھی

ف۱۷ زمانۂ جاہلیّت میں عورتوں اور بچوں کو وِرثہ نہ دیتے تھے اِس آیت میں اُس رسم کو باطل کیا گیا۔

ف۱۸ اجنبی جن میں سے کوئی میّت کا وارث نہ ہو

ف۱۹ قبل تقسیم اور یہ دینا مستحب ہے

ف۲۰ اس میں عذرِ جمیل وعدہ حسنہ اور دعائے خیر سب داخل ہیں اِس آیت میں میت کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو کچھ بطورِ صدقہ دینے اور قول معروف کہنے کا حکم دیا زمانۂ صحابہ میں اِس پر عمل تھا محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ اُن کے والد نے تقسیمِ میراث کے وقت ایک بکری ذبح کرا کے کھانا پکایا اور رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں کو کھلایا اور یہ آیت پڑھی ابن سیرین نے اسی مضمون کی عبیدہ سلمانی سے بھی روایت کی ہے اُس میں یہ بھی ہے کہ کہا کہ اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا۔ تیجہ جس کو سوئم کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ اس میں رشتہ داروں اور یتیموں و مسکینوں پر تصدق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت اور دعا قول معروف ہے اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہوگیا ہے جو بزرگوں کے اِس عمل کا ماخذ تو تلاش نہ کر سکے باوجود یہ کہ اتنا صاف قرآن پاک میں موجود تھا لیکن انہوں نے اپنی رائے کو دین میں دخل دیا اور عمل خیر کو روکنے پر مُصِر ہوگئے۔ اللہ ہدایت کرے۔

ف۲۱ وصی اور یتیموں کے ولی اور وہ لوگ جو قریبِ موت مرنے والے کے پاس موجود ہوں۔

قَوۡلًا سَدِیۡدًا ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ

بات کریں ۲۳ وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نِری آگ بھرتے ہیں ۲۴

ع ۱/۱۲ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ﴿۱۰﴾ یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ ٭

اور کوئی دم جاتا ہے (عنقریب) کہ بھڑکتے دھڑے (آتش کدے) میں جائیں گے اللہ تمہیں حکم دیتا ہے ۲۵ تمہاری اولاد

لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ۚ فَاِنۡ کُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَیۡنِ فَلَہُنَّ ثُلُثَا مَا

کے بارے میں ۲۶ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے ۲۷ پھر اگر نِری (صرف) لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر ۲۸ تو

تَرَکَ ۚ وَ اِنۡ کَانَتۡ وَاحِدَۃً فَلَہَا النِّصۡفُ ؕ وَ لِاَبَوَیۡہِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا

ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اُس کا آدھا ۲۹ اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ

۲۲ اور مرنے والے کی ذُرِّیّت کے ساتھ خلاف شفقت کوئی کارروائی نہ کریں جس سے اُس کی اولاد پریشان ہو۔

۲۳ مریض کے پاس اُس کی موت کے قریب موجود ہونے والوں کی سیدھی بات تو یہ ہے کہ اُسے صدقہ و وصیت میں یہ رائے دیں کہ وہ اتنے مال سے کرے جس سے اس کی اولاد تنگ دست نادار نہ رہ جائے اور وصی و ولی کی سیدھی بات یہ ہے کہ وہ مرنے والے کی ذرّیّت سے حُسنِ خُلق کے ساتھ کلام کریں جیسا اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہیں

۲۴ یعنی یتیموں کا مال ناحق کھانا گویا آگ کھانا ہے کیونکہ وہ سبب ہے عذاب کا۔ حدیث شریف میں ہے روزِ قیامت یتیموں کا مال کھانے والے اِس طرح اُٹھائے جائیں گے کہ اُن کی قبروں سے اور اُن کے منہ سے اور اُنکے کانوں سے دھواں نکلتا ہوگا تو لوگ پہچانیں گے کہ یہ یتیم کا مال کھانے والا ہے۔

حدیثِ معراج میں شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: پھر میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن پر کچھ لوگ مقرر تھے جو ان کے جبڑوں کو چیرتے اور دوسرے آگ کے پتھر لے کر آتے اور ان کے مونہوں میں ڈال دیتے جو ان کی پیٹھوں سے جا نکلتے۔ میں نے دریافت کیا: 'اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟' تو انہوں نے کہا: 'یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ النساء، تحت الآیۃ:۱۰، ج ۲، ص ۱۹۵، مفہومًا)

۲۵ وَرَثہ کے متعلق۔

۲۶ اگر میت نے بیٹے بیٹیاں دونوں چھوڑی ہوں تو۔

۲۷ یعنی دختر کا حصہ پسر سے آدھا ہے اور اگر مرنے والے نے صرف لڑکے چھوڑے ہوں تو کل مال اُنکا۔

۲۸ یا دو (۲)

۲۹ اِس سے معلوم ہوا کہ اگر اکیلا لڑکا وارث رہا ہو تو کُل مال اُس کا ہوگا کیونکہ اوپر بیٹے کا حصہ بیٹیوں سے دُونا بتایا

السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ

سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو ف۳۰ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے ف۳۱ تو ماں

فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ

کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں ف۳۲ تو ماں کا چھٹا ف۳۳ بعد اس وصیت کے جو کر گیا

بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ

اور دَین (قرض) کے ف۳۴ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا ف۳۵

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (۱۱) وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ

یہ حصہ باندھا (مقرر کیا) ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں

اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا

اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے

تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ

جو وصیت وہ کر گئیں اور دَین (قرض) نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے ف۳۶ اگر تمہارے اولاد

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ

نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں ف۳۷ جو وصیت تم

گیا ہے تو جب اکیلی لڑکی کا نصف ہوا تو اکیلے لڑکے کا اُس سے دُونا ہوا اور وہ کُل ہے

ف۳۰ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی کہ ان میں سے ہر ایک کو اولاد کہا جاتا ہے

ف۳۱ یعنی صرف ماں باپ چھوڑے اور اگر ماں باپ کے ساتھ زوج یا زوجہ میں سے کسی کو چھوڑا تو ماں کا حصہ زوج کا حصہ نکالنے کے بعد جو باقی بچے اس کا تہائی ہوگا نہ کہ کُل کا تہائی

ف۳۲ سگے خواہ سوتیلے۔

ف۳۳ اور ایک ہی بھائی ہو تو وہ ماں کا حصہ نہیں گھٹا سکتا۔

ف۳۴ کیونکہ وصیت اور دَین یعنی قرض ورثہ کی تقسیم سے مقدم ہے اور دَین وصیت پر بھی مقدم ہے۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّ الدَّيْنَ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ

ف۳۵ اس لئے حصوں کی تعیین تمہاری رائے پر نہیں چھوڑی۔

ف۳۶ خواہ ایک بی بی ہو یا کئی ایک ہوگی تو وہ اکیلی چوتھائی پائے گی کئی ہونگی تو سب اس چوتھائی میں برابر شریک ہوں

بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ

کر جاؤ اور دین (قرض) نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے

امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ

ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا پھر اگر وہ بہن بھائی ایک

مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِی الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ

سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں ۳۷ و ۳۸ میت کی وصیّت اور دین نکال کر (قرض) جس میں اس نے

مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ

نقصان نہ پہنچایا ہو ۳۹ یہ اللہ کا ارشاد (حکم) ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اور جو حکم مانے

يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے (جنت کے) باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے

گی خواہ بی بی ایک ہو یا کئی ہوں حصہ یہی رہے گا۔

۳۷ خواہ بی بی ایک ہو یا زیادہ

۳۸ کیونکہ وہ ماں کے رشتہ کی بدولت مستحق ہوئے اور ماں تہائی سے زیادہ نہیں پاتی اور اسی لئے اُن میں مرد کا حصہ عورت سے زیادہ نہیں ہے۔

۳۹ اپنے وارثوں کو تہائی سے زیادہ وصیت کر کے یا کسی وارث کے حق میں وصیت کر کے۔

مسائل۔ فرائضِ وارث کئی قسم ہیں اصحابِ فرائض یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے حصے مقرر ہیں مثلاً بیٹی ایک ہو تو آدھے مال کی مالک زیادہ ہوں تو سب کے لئے دو تہائی۔ پوتی اور پرپوتی اور اس سے نیچے کی ہر پوتی اگر میت کے اولاد نہ ہو تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت نے ایک بیٹی چھوڑی ہو تو یہ اُس کے ساتھ چھٹا پائے گی اور اگر میت نے بیٹا چھوڑا تو ساقط ہو جائے گی کچھ نہ پائے گی اور اگر میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں تو بھی پوتی ساقط ہو گی لیکن اگر اُس کے ساتھ یا اُس کے نیچے درجہ میں کوئی لڑکا ہو گا تو وہ اُس کو عصبہ بنا دے گا۔ سگی بہن میّت کے بیٹا یا پوتا نہ چھوڑنے کی صورت میں بیٹیوں کے حکم میں ہے۔ علاتی بہنیں جو باپ میں شریک ہوں اور اُن کی مائیں علٰیحدہ علٰیحدہ ہوں وہ حقیقی بہنوں کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی مثل ہیں اور دونوں قسم کی بہنیں یعنی علاتی و حقیقی میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور بیٹے اور پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ کے ساتھ ساقط اور امام صاحب کے نزدیک دادا کے ساتھ بھی محروم ہیں۔ سوتیلے بھائی بہن جو فقط ماں میں شریک ہوں اِن میں سے ایک ہو تو چھٹا اور زیادہ ہوں تو تہائی اور ان میں مرد عورت برابر حصہ پائیں گے اور بیٹے پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ دادا کے ہوتے

وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۳﴾ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے

یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۱۴﴾ ع وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ ع ۲ ۱۳

اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے ف۴۲ اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری

ساقط ہوجائیں گے باپ چھٹا حصہ پائے گا اگر میت نے بیٹا یا پوتا یا اُس سے نیچے کے پوتے چھوڑے ہوں اور اگر میت نے بیٹی یا پوتی یا اور نیچے کی کوئی پوتی چھوڑی ہو تو باپ چھٹا اور وہ باقی بھی پائے گا جو اصحاب فرض کو دے کر بچے دادا یعنی باپ کا باپ۔ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں مثل باپ کے ہے سوائے اس کے کہ ماں کو ثلث مَابَقِیَ کی طرف رد نہ کرسکے گا۔ ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر میت نے اپنی اولاد یا اپنے بیٹے یا پوتے یا پر پوتے کی اولاد یا بہن بھائی میں سے دو چھوڑے ہوں خواہ وہ بھائی سگے ہوں یا سوتیلے اور اگر اُن میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو تو ماں کل مال کا تہائی پائے گی اور اگر میت نے زوج یا زوجہ اور ماں باپ چھوڑے ہوں تو ماں کو زوج یا زوجہ کا حصہ دینے کے بعد جو باقی رہے اُس کا تہائی ملے گا اور جَدّہ کا چھٹا حصہ ہے خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی نانی یا باپ کی طرف سے ہو یعنی دادی ایک ہو یا زیادہ ہوں اور قریب والی دور والی کے لئے حاجب ہوجاتی ہے اور ماں ہر ایک جدہ کو محجوب کرتی ہے اور باپ کی طرف کی جدات باپ کے ہونے سے محجوب ہوتی ہیں اِس صورت میں کچھ نہ ملے گا زوج چہارم پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے پوتے پر پوتے وغیرہ کی اولاد چھوڑی ہو اور اگر اس قسم کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو شوہر نصف پائے گا زوجہ میت کی اور اس کے بیٹے پوتے وغیرہ کی اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ پائے گی اور نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی عصبات وہ وارث ہیں جن کے لئے کوئی حصہ معیّن نہیں اصحابِ فرض سے جو باقی بچتا ہے وہ پاتے ہیں اِن میں سب سے اولٰی بیٹا ہے پھر اُس کا بیٹا پھر اور نیچے کے پوتے پھر باپ پھر دادا پھر آبائی سلسلہ میں جہاں تک کوئی پایا جائے پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر باپ شریک بھائی کا بیٹا۔ پھر چچا پھر باپ کے چچا پھر دادا کے چچا پھر آزاد کرنے والا پھر اُس کے عصبات ترتیب وار اور جن عورتوں کا حصّہ نصف یا دو تہائی ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہوجاتی ہیں اور جو ایسی نہ ہوں وہ نہیں ذوی الارحام اصحابِ فرض اور عصبات کے سوا جو اقارب ہیں وہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اور ان کی ترتیب عصبات کی مثل ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: 'تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ' یعنی یہ اللہ عزوجل کی حدیں ہیں۔

(سنن دارقطنی، کتاب الوصایا، الحدیث: ۴۲۴۹، ج ۴، ص ۱۷۸)

ف۴۲ کیونکہ کُل حدوں سے تجاوز کرنے والا کافر ہے اس لئے کہ مؤمن کیسا بھی گنہگار ہو ایمان کی حد سے تو نہ گزرے گا۔

مِنْ نِّسَآىٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

کریں اُن پر خاص اپنے میں کے (مومن متقی مرد) ف۴۱ چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو

فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰى یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ

ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو ف۴۲ یہاں تک کہ انہیں موت اٹھا لے یا اللہ اُن کی کچھ راہ نکالے ف۴۳

سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾ وَ الَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا

اور تم میں جو مرد عورت ایسا کام کریں ان کو ایذا دو ف۴۴ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیک ہوجائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو

عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ

بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ف۴۵ وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم

یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓىٕكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ

کرلیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے بُرائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں ف۴۶ ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: 'مرد یا عورت اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کے کام کرتے ہیں پھر جب ان پر نزع کا عالم طاری ہوتا ہے تو وہ دونوں وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچا کر اپنے لئے جہنم واجب کر لیتے ہیں۔' پھر حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی آیت مبارکہ پڑھی۔

(جامع الترمذی، ابواب الوصایا، باب ماجاء فی الضرار فی الوصیۃ، الحدیث: ۲۱۱۷، ص ۱۸۶۳)

ف۴۱ یعنی مسلمانوں میں کے۔

ف۴۲ کہ وہ بدکاری نہ کرنے پائیں۔

ف۴۳ یعنی حد مقرر فرمائے یا توبہ اور نکاح کی توفیق دے جو مفسرین اس آیت میں 'اَلْفَاحِشَةَ' (بدکاری) سے زنا مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حبس کا حکم حدود نازل ہونے سے قبل تھا حدود کے ساتھ منسوخ کیا گیا۔

(خازن وجلالین واحمدی)

ف۴۴ جھڑکو گھڑکو برا کہو شرم دلاؤ جوتیاں مارو (جلالین و مدارک وخازن وغیرہ)

ف۴۵ حسن کا قول ہے کہ زنا کی سزا پہلے ایذا مقرر کی گئی پھر حبس پھر کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا ابن بحر کا قول ہے کہ پہلی آیت 'وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ' ان عورتوں کے باب میں ہے جو عورتوں کے ساتھ (بطریقِ مُساحقت) بدکاری کرتی ہیں اور دوسری آیت 'وَالَّذٰنِ' لواطت کرنے والوں کے حق میں ہے اور زانی اور زانیہ کا حکم سورہ نور میں بیان فرمایا گیا اس تقدیر پر یہ آیتیں غیر منسوخ ہیں اور ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دلیل ظاہر ہے اس پر جو وہ فرماتے ہیں کہ لواطت میں تعزیر ہے حد نہیں۔

عَلَیۡہِمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ﴿۱۷﴾ وَلَیۡسَتِ التَّوۡبَۃُ لِلَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ

کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور وہ توبہ ان کی (مقبول) نہیں جو گناہوں میں لگے

السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَہُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّیۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِیۡنَ

رہتے ہیں ۴۷ یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی ۴۸ اور نہ

یَمُوۡتُوۡنَ وَہُمۡ کُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعۡتَدۡنَا لَہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۱۸﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ

ان کی جو کافر مریں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۴۹ اے ایمان والو تمہیں حلال

اٰمَنُوۡا لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرۡہًا ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡہُنَّ لِتَذۡہَبُوۡا

نہیں کہ عورتوں کے (مال کے) وارث بن جاؤ زبردستی ۵۰ اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا

۴۶ ضحّاک کا قول ہے کہ جو توبہ موت سے پہلے ہو وہ قریب ہے۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتمُ المُرسلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، ' جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرمالے گا

(مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار، رقم ۲۷۰۳، ص ۱۴۴۹)

۴۷ اور توبہ میں تاخیر کرتے جاتے ہیں۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، ' جب تک بندے کی روح حلقوم (گلے) تک نہ پہنچ جائے اللہ عزوجل بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔' (پ8، الانعام:158)

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ، رقم ۴۲۵۳، ج ۴، ص ۴۹۲)

۴۸ قبول توبہ کا وعدہ جو اوپر کی آیت میں گزرا وہ ایسے لوگوں کے لئے نہیں ہے اللہ مالک ہے جو چاہے کرے اُن کی توبہ قبول کرے یا نہ کرے بخشے یا عذاب فرمائے اس کی مرضی (احمدی)

۴۹ اس سے معلوم ہوا کہ وقتِ موت کافر کی توبہ اور اس کا ایمان مقبول نہیں۔

فرعون جب اپنے لشکروں کے ساتھ دریا میں غرق ہونے لگا تو ڈوبتے وقت تین مرتبہ اس نے اپنے ایمان کا اعلان کیا مگر اس کا ایمان مقبول نہیں ہوا اور وہ کفر ہی کی حالت میں مرا۔ لہٰذا بعض لوگوں نے جو یہ کہا ہے کہ فرعون مومن ہو کر مرا، ان کا قول قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ (تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۸۹۱، پ ۱۱، یونس: ۹۰)

۵۰ شانِ نزول: زمانہ جاہلیت کے لوگ مال کی طرح اپنے اقارب کی بی بیوں کے بھی وارث بن جاتے تھے پھر اگر چاہتے تو بے مہر انہیں اپنی زوجیت میں رکھتے یا کسی اور کے ساتھ شادی کر دیتے اور خود مہر لے لیتے یا انہیں قید کر

بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوۡهُنَّ

اس میں سے کچھ لے لو ۵۱ مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں ۵۲ اور ان سے اچھا برتاؤ کرو

بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـًٔـا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ

۵۳ پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں ۵۴ تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت

خَيۡرًا كَثِيۡرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنۡ اَرَدۡتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّكَانَ زَوۡجٍ ۙ وَّاٰتَيۡتُمۡ

بھلائی رکھے ۵۵ اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو ۵۶ اور اُسے

اِحۡدٰٮهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَيۡـًٔـا ؕ اَتَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا

ڈھیروں مال دے چکے ہو ۵۷ تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس ۵۸ لوگے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ

رکھتے کہ جو ورثہ انہوں نے پایا ہے وہ دے کر رہائی حاصل کریں یا مر جائیں تو یہ اُن کے وارث ہو جائیں غرض وہ عورتیں بالکل ان کے ہاتھ میں مجبور ہوتی تھیں اور اپنے اختیار سے کچھ بھی نہ کر سکتی تھیں اس رسم کو مٹانے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی گئی۔

۵۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ اس کے متعلق ہے جو اپنی بی بی سے نفرت رکھتا ہو اور اس لئے بدسلوکی کرتا ہو کہ عورت پریشان ہو کر مہر واپس کر دے یا چھوڑ دے اس کی اللہ تعالیٰ نے مُمانعت فرمائی۔

ایک قول یہ ہے کہ لوگ عورت کو طلاق دیتے پھر رجعت کرتے پھر طلاق دیتے اس طرح اس کو مُعلّق رکھتے تھے کہ نہ وہ ان کے پاس آرام پا سکتی نہ دوسری جگہ ٹھکانہ کر سکتی، اس کو منع فرمایا گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ میّت کے اولیاء کو خطاب ہے کہ وہ اپنے مورث کی بی بی کو نہ روکیں۔

۵۲ شوہر کی نافرمانی یا اس کی یا اس کے گھر والوں کی ایذا و بدزبانی یا حرام کاری ایسی کوئی حالت ہو تو خُلع چاہنے میں مُضائقہ نہیں۔

۵۳ کھلانے پہنانے میں بات چیت میں اور زوجیت کے امور میں۔

۵۴ بد خُلقی یا صورت ناپسند ہونے کی وجہ سے تو صبر کرو اور جدائی مت چاہو۔

یعنی بدخلق یا بدصورت بیوی کو طلاق دینے میں جلدی نہ کرو ممکن ہے کہ رب تعالیٰ اسی بیوی سے ایسی لائق اولاد دے جس میں تمہارے لئے بہت خیر ہو جائے۔ (تفسیر نور العرفان)

۵۵ ولد صالح وغیرہ۔

۵۶ یعنی ایک کو طلاق دے کر دوسری سے نکاح کرنا۔

۵۷ اس آیت سے گراں مہر مقرر کرنے کے جواز پر دلیل لائی گئی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسرِ منبر فرمایا کہ

مُّبِيۡنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيۡفَ تَاۡخُذُوۡنَهٗ وَقَدۡ اَفۡضٰى بَعۡضُكُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ وَّاَخَذۡنَ

سے ۵۹ اور کیوں کر اُسے واپس لو گے حالانکہ تم میں ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہولیا اور وہ تم سے

مِنۡكُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ

گاڑھا عہد لے چکیں (جس سے مہر لازم ہوگیا) ۶۰ اور باپ دادا کی منکوحہ (سوتیلی ماؤں) سے نکاح نہ کرو ۶۱ مگر جو ہو

ع ۸ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقۡتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيۡلًا ﴿۲۲﴾ ع حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ

گزرا وہ بے شک بے حیائی ۶۲ اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ ۶۳ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں

اُمَّهٰتُكُمۡ وَبَنٰتُكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ وَعَمّٰتُكُمۡ وَخٰلٰتُكُمۡ وَبَنٰتُ الۡاَخِ وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ

۶۴ اور بیٹیاں ۶۵ اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں ۶۶ اور تمہاری

عورت کے مہر گراں نہ کرو ایک عورت نے یہ آیت پڑھ کر کہا کہ اے ابن خطاب اللہ ہمیں دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو اس پر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے جو چاہو مقرر کرو سبحان اللہ خلیفہ رسول کے شانِ انصاف اور نفس شریف کی پاکی رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى اِتِّبَاعَهٗ آمین

۵۸ کیونکہ جدائی تمہاری طرف سے ہے

۵۹ یہ اہلِ جاہلیّت کے اس فعل کا رد ہے کہ جب انہیں کوئی دوسری عورت پسند آتی تو وہ اپنی بی بی پر تہمت لگاتے تاکہ وہ اس سے پریشان ہو کر جو کچھ لے چکی ہے واپس دے دے اس طریقہ کو اس آیت میں منع فرمایا اور جھوٹ اور گناہ بتایا۔

۶۰ وہ عہد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ

مسئلہ: یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ خلوتِ صحیحہ سے مہر مؤکّد ہو جاتا ہے

۶۱ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ اپنی ماں کے سوا باپ کے بعد اس کی دوسری عورت کو بیٹا بیاہ لیتا تھا۔

۶۲ کیونکہ باپ کی بی بی بمنزلہ ماں کے ہے کہا گیا ہے نکاح سے وطی مراد ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کی موطوءہ یعنی جس سے اس نے صحبت کی ہو خواہ نکاح کر کے یا بطریق زنا یا وہ باندی ہو اس کا وہ مالک ہو کر ان میں سے ہر صورت میں بیٹے کا اس سے نکاح حرام ہے۔

ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۰۹۔

۶۳ اب اس کے بعد جس قدر عورتیں حرام ہیں ان کا بیان فرمایا جاتا ہے ان میں سات تو نسب سے حرام ہیں۔

1 ماں، 2 بیٹی، 3 بہن، 4 پھوپی، 5 خالہ، 6 بھتیجی، 7 بھانجی۔

۶۴ اور ہر عورت جس کی طرف باپ یا ماں کے ذریعہ سے نسب رجوع کرتا ہو یعنی دادیاں و نانیاں خواہ قریب کی

وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ وَ

مائیں جنہوں نے دودھ پلایا و۶۷ اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں و۶۸ اور ان کی بیٹیاں

رَبَآىٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ٘ فَاِنْ لَّمْ

جو تمہاری گود میں ہیں و۶۹ ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان

تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ٘ وَ حَلَآىٕلُ اَبْنَآىٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ

سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں و۷۰ اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیاں و۷۱

ہوں یا دور کی سب مائیں ہیں اور اپنی والدہ کے حکم میں داخل ہیں۔

و۶۵ پوتیاں اور نواسیاں کسی درجہ کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں۔

و۶۶ یہ سب سگی ہوں یا سوتیلی ان کے بعد ان عورتوں کا بیان کیا جاتا ہے جو سبب سے حرام ہیں۔

و۶۷ دودھ کے رشتے شیر خواری کی مدت میں قلیل دودھ پیا جائے یا کثیر اس کے ساتھ حرمت متعلق ہوتی ہے شیر خواری کی مدت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک تیس ماہ اور صاحبین کے نزدیک دو سال ہیں شیر خواری کی مدت کے بعد دودھ پیا جائے اس سے حرمت متعلق نہیں ہوتی اللہ نے رضاعت (شیر خواری) کو نسب کے قائم مقام کیا ہے اور دودھ پلانے والی کو شیر خوار کی ماں اور اس کی لڑکی کو شیر خوار کی بہن فرمایا اسی طرح دودھ پلائی کا شوہر شیر خوار کا باپ اور اس کا باپ شیر خوار کا دادا اور اس کی بہن اس کی پھوپھی اور اس کا ہر بچہ جو دودھ پلائی کے سوا اور کسی عورت سے بھی ہو خواہ وہ قبل شیر خواری کے پیدا ہوا یا اس کے بعد وہ سب اس کے سوتیلے بھائی بہن ہیں اور دودھ پلائی کی ماں شیر خوار کی نانی اور اُس کی بہن اُس کی خالہ اور اُس شوہر سے اُس کے جو بچے پیدا ہوں وہ شیر خوار کے رضاعی بھائی بہن اور اُس شوہر کے علاوہ دوسرے شوہر سے جو ہوں وہ اس کی سوتیلے بھائی بہن اس میں اصل یہ حدیث ہے کہ رضاع سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں اس لئے شیر خوار پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے نسبی و رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔

و۶۸ یہاں سے محرمات بالصّھریّۃ کا بیان ہے وہ تین ذکر فرمائی گئیں۔(۱) بیبیوں کی مائیں، بیبیوں کی بیٹیاں اور بیٹوں کی بیبیاں بیبیوں کی مائیں صرف عقد نکاح سے حرام ہو جاتی ہیں خواہ وہ بیبیاں مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ (یعنی ان سے صحبت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو)

و۶۹ گود میں ہونا غالب حال کا بیان ہے حرمت کے لئے شرط نہیں۔

و۷۰ ان کی ماؤں سے طلاق یا موت وغیرہ کے ذریعہ سے قبل صحبت جُدائی ہونے کی صورت میں اُن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔

اَصۡلَابِكُمۡ ۙ وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور دو بہنیں اکٹھی کرنا و۲ے مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ

غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۙ ﴿۲۳﴾

بخشنے والا مہربان ہے

وا‍ے اس سے مُتبنّٰی نکل گئے ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے اور رَضاعی بیٹے کی بی بی بھی حرام ہے کیونکہ وہ نسبی کے حکم میں ہے اور پوتے پرپوتے بیٹوں میں داخل ہیں۔

و۲ے یہ بھی حرام ہے خواہ دونوں بہنوں کو نکاح میں جمع کیا جائے یا ملک یمین کے ذریعے سے وطی میں اور حدیث شریف میں پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی کا نکاح میں جمع کرنا بھی حرام فرمایا گیا اور ضابطہ یہ کہ نکاح میں ہر ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ہر ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری اس کے لئے حلال نہ ہو جیسے کہ پھوپھی بھتیجی اگر پھوپھی کو مرد فرض کیا جائے تو چچا ہوا بھتیجی اس پر حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کیا جائے تو بھتیجا ہوا پھوپھی اس پر حرام ہے حرمت دونوں طرف سے ہے اگر ایک طرف سے ہو تو جمع حرام نہ ہوگی جیسے کہ عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی ان دونوں کو جمع کرنا حلال ہے کیونکہ شوہر کی لڑکی کو مرد فرض کیا جائے تو اس کے لئے باپ کی بیوی تو حرام رہتی ہے۔ مگر دوسری طرف سے یہ بات نہیں ھے یعنی شوہر کی بی بی کو اگر مرد فرض کیا جائے تو یہ اجنبی ھوگا اور کوئی رشتہ ہی نہ رہے گا۔ الدرالمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۲۱

الجزء ۵

وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ۚ

اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آجائیں ۳؎ یہ اللہ کا نوشتہ (تحریر حکم) ہے تم پر اور اُن

وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ

۴؎ کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو قید میں لاتے ۵؎ نہ پانی گراتے ۶؎

مُسٰفِحِیْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً ؕ وَ لَا

تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ان کے بندھے (مقرر کردہ) ہوئے مہر انہیں دو اور قرار داد

جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا تَرٰضَیْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا

کے بعد اگر تمہارے آپس میں کچھ رضا مندی ہو جاوے تو اس میں گناہ نہیں ۷؎ بے شک اللہ علم و

حَكِیْمًا ﴿۲۴﴾ وَ مَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ

حکمت والا ہے اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں

۳؎ گرفتار ہو کر بغیر اپنے شوہروں کے وہ تمہارے لئے بعد استبراء حلال ہیں اگرچہ دارالحرب میں اُن کے شوہر موجود ہوں کیونکہ تباین دارین کی وجہ سے اُن کی شوہروں سے فُرقت ہو چکی۔

شانِ نزول: حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے ایک روز بہت سی قیدی عورتیں پائیں جن کے شوہر دارالحرب میں موجود تھے تو ہم نے اُن سے قربت میں تامّل کیا، اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۴؎ محرمات مذکورہ

۵؎ نکاح سے یا مِلکِ یمین سے اِس آیت سے کئی مسئلے ثابت ہوئے مسئلہ نکاح میں مہر ضروری ہے مسئلہ: اگر مہر معین نہ کیا ہو جب بھی واجب ہوتا ہے مسئلہ: مہر مال ہی ہوتا ہے نہ کہ خدمت و تعلیم وغیرہ جو چیزیں مال نہیں ہیں مسئلہ اتنا قلیل جس کو مال نہ کہا جائے مہر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا حضرت جابر اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مہر کی ادنیٰ مقدار دس درم ہیں اس سے کم نہیں ہوسکتا۔

۶؎ اس سے حرام کاری مراد ہے اور اِس تعبیر میں تنبیہ ہے کہ زانی محض شہوت رانی کرتا اور مستی نکالتا ہے اور اس کا فعل غرضِ صحیح اور مقصدِ حَسن سے خالی ہوتا ہے نہ اولاد حاصل کرنا نہ نسل و نسب محفوظ رکھنا نہ اپنے نفس کو حرام سے بچانا اِن میں سے کوئی بات اس کو مدّنظر نہیں ہوتی وہ اپنے نطفہ و مال کو ضائع کر کے دین و دنیا کے خسارہ میں گرفتار ہوتا ہے۔

۷؎ خواہ عورت مہر مقرّر شدہ سے کم کر دے یا بالکل بخش دے یا مرد مقدارِ مہر کی اور زیادہ کر دے۔

فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَیٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِكُمْؕ

تو اُن سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں ۷۹ اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے

بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

تم میں ایک دوسرے سے ہے تو ان (لونڈیوں) سے نکاح کرو ۷۹ ان کے مالکوں کی اجازت سے ۸۰

بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍۚ فَاِذَاۤ

اور حسب دستور ان کے مہر انہیں دو ۸۱ قید میں آتیاں نہ مستی نکالتی اور نہ یار ۸۲ بناتی جب وہ

اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ

قید میں آجائیں ۸۳ پھر بُرا کام (زنا) کریں تو ان پر اُس سزا کی آدھی (پچاس کوڑے) ہے جو آزاد عورتوں پر ہے ۸۴

۷۸ یعنی مسلمانوں کی ایماندار کنیزیں کیونکہ نکاح اپنی کنیز سے نہیں ہوتا وہ بغیر نکاح ہی مولیٰ کے لئے حلال ہے معنٰی یہ ہیں کہ جو شخص حُرّۂ مؤمنہ سے نکاح کی مَقدِرت وو ُسعت نہ رکھتا ہو وہ ایماندار کنیز سے نکاح کرے یہ بات عار کی نہیں ہے۔

مسئلہ: جو شخص حُرّہ سے نکاح کی وسعت رکھتا ہو اُس کو بھی مسلمان باندی سے نکاح کرنا جائز ہے یہ مسئلہ اس آیت میں تو نہیں ہے مگر اُوپر کی آیت وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ سے ثابت ہے

مسئلہ: ایسے ہی کتابیہ باندی سے بھی نکاح جائز ہے اور مؤمنہ کے ساتھ اَفضل و مستحب ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوا۔

۷۹ یہ کوئی عار کی بات نہیں فضیلت ایمان سے ہے اسی کو کافی سمجھو۔

۸۰ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ باندی کو اپنے مولیٰ کی اجازت بغیر نکاح کا حق نہیں اسی طرح غلام کو۔

۸۱ اگرچہ مالک اُن کے مہر کے مولیٰ ہیں لیکن باندیوں کو دینا مولیٰ ہی کو دینا ہے کیونکہ خود وہ اور جو کچھ اُن کے قبضہ میں ہو سب مولیٰ کی مِلک ہے یا یہ معنٰی ہیں کہ اُن کے مالکوں کی اجازت سے مہر انہیں دو۔

۸۲ یعنی علانیہ وخفیہ کسی طرح بدکاری نہیں کرتیں۔

۸۳ اور شوہر دار ہو جائیں۔

۸۴ جو شوہر دار نہ ہوں یعنی پچاس تازیانے کیونکہ حُرہ کے لئے سو تازیانے ہیں اور باندیوں کو رَجم نہیں کیا جاتا کیونکہ رجم قابلِ تنصیف نہیں ہے۔

۸۵ باندی سے نکاح کرنا۔

الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ

یہ اس کے ۸۵ لیے جسے تم میں سے زنا کا اندیشہ ہے اور صبر کرنا تمہارے لیے بہتر ہے ۸۶ اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۟ؑ ﴿۲۵﴾ یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَكُمْ وَ یَهْدِیَكُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ ع ۳

بخشنے والا مہربان ہے اللہ چاہتا ہے کہ اپنے احکام تمہارے لیے بیان کردے اور تمہیں اگلوں کی روشیں بتادے ۸۷

قَبْلِكُمْ وَ یَتُوْبَ عَلَیْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶﴾ وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ

اور تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اللہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے

عَلَیْكُمْ ۫ وَ یُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا ﴿۲۷﴾

اور جو اپنے مزوں کے پیچھے پڑے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھی راہ سے بہت الگ ہو جاؤ ۸۸

یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ﴿۲۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے ۸۹ اور آدمی کمزور بنایا گیا ۹۰ اے ایمان والو آپس میں ایک

اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ

دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ ۹۱ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضا مندی کا ہو ۹۲

۸۶ باندی کے ساتھ نکاح کرنے سے کیونکہ اِس سے اولاد مملوک پیدا ہوگی۔

۸۷ انبیاء وصالحین کی۔

۸۸ اور حرام میں مبتلا ہوکر اُنہیں کی طرح ہوجاؤ۔

۸۹ اور اپنے فضل سے احکام سَہل کرے۔

۹۰ اس کو عورتوں سے اور شہوات سے صبر دُشوار ہے حدیث میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں بھلائی نہیں اور اُن کی طرف سے صبر بھی نہیں ہوسکتا نیکوں پر وہ غالب آتی ہیں بداُن پر غالب آجاتے ہیں۔

۹۱ چوری خیانت غصب۔ جوا، سُود جتنے حرام طریقے ہیں سب ناحق ہیں سب کی مُمانعت ہے۔

۹۲ وہ تمہارے لئے حلال ہے۔

پس اللہ عزوجل نے واضح فرمادیا کہ تجارت اسی صورت میں جائز ہوسکتی ہے جبکہ فریقین کی رضامندی سے ہو اور رضامندی تب ہی حاصل ہوسکتی ہے جبکہ وہاں نہ تو ملاوٹ ہو اور نہ ہی دھوکا۔

اور یہاں پر ملاوٹ اور دھوکا اس حیثیت سے ہے کہ اس شخص کا اکثر مال لے لیا گیا اور وہ اپنے ساتھ ہونے والے اس باطل حیلے سے بے خبر ہے جو ملاوٹ اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ دھوکا دہی پر دلالت کرتا

تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ

اور اپنی جانیں قتل نہ کرو ؔ۹۳ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے اور جو ظلم و

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

زیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ (گرفت فرمانا) اللہ

يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

کو آسان ہے اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے ؔ۹۴ تو تمہارے اور گناہ ؔ۹۵ ہم

ہے، پس یہ شدید حرام اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ناراضگی کا سبب ہے، اور ایسا کرنے والا احادیثِ مبارکہ کی وعیدوں کے تحت داخل ہے۔

پس جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رضا، اپنے دین اور دنیا کی سلامتی، مُرُوّت، عزت اور اپنی آخرت چاہتا ہے اسے چاہے کہ اپنے دین کے لئے کوشش کرے اور اس دھوکے اور ملاوٹ پر مبنی کاروبار میں سے کوئی چیز اختیار نہ کرے۔

ؔ۹۳ ایسے اَفعال اختیار کرکے جو دنیا یا آخرت میں ہلاکت کا باعث ہوں اس میں مسلمانوں کو قتل کرنا بھی آگیا اور مؤمن کا قتل خود اپنا ہی قتل ہے کیونکہ تمام مومن نفس واحد کی طرح ہیں مسئلہ: اِس آیت سے خودکُشی کی حُرمت بھی ثابت ہوئی اور نفس کا اِتباع کرکے حرام میں مبتلا ہونا بھی اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔

ؔ۹۴ اور جن پر وعید آئی یعنی وعدۂ عذاب دیا گیا مثلِ قتل زنا چوری وغیرہ کے۔

صغیرہ وکبیرہ گناہوں کی پہچان حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ حضور نبی پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’کوئی گناہ بار بار کرنے سے صغیرہ نہیں رہتا اور کوئی گناہ توبہ کے بعد کبیرہ نہیں رہتا۔ (کشف الخفاء، الحدیث: ۳۰۷۰، ج۲، ص۳۳۲)

ؔ۹۵ صغائر مسئلہ کفر وشرک تو نہ بخشا جائے گا اگر آدمی اسی پر مرا (اللہ کی پناہ) باقی تمام گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اللہ کی مشیت میں ہیں چاہے اُن پر عذاب کرے چاہے معاف فرمائے۔

کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا فرق مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی تفسیر نعیمی میں اس طرح بیان فرماتے ہیں: ’’مطلق گناہِ کبیرہ شرک ہے اور مطلق گناہِ صغیرہ برے خیالات۔ ان کے درمیان ہر گناہ اپنے نیچے کے لحاظ سے کبیرہ ہے، اوپر کے لحاظ سے صغیرہ۔

گناہ کا صغیرہ کبیرہ ہونا کرنے والے کے لحاظ سے ہے۔ ایک ہی گناہ ہم جیسے گنہگاروں کے لئے صغیرہ ہے اور متّقی پرہیز گاروں کے لئے کبیرہ، جس پر عتابِ الٰہی عزوجل ہوجاتا ہے۔ حسنات الابرار سیأات المقربین۔ بلکہ حضرات انبیاء کرام وخاص اولیاءِ عظام کی خطاؤں پر بھی پکڑ ہوجاتی ہے۔ حالانکہ ہمارے لئے خطا گناہ ہی نہیں۔

وَّنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى

بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ (جنت میں) داخل کریں گے اور اس کی آرزو (حسد) نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو

بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ

دوسرے پر بڑائی دی و۹۶ مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ و۹۷

وَ سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ وَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا

اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور ہم نے سب کے لیے مال کے مستحق (وارث)

مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَ الَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ

بنا دیے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا و۹۸ انہیں ان کا

(تفسیر نعیمی، سورۃ النسآء تحت الآیۃ: ۳۱، ج ۵، ص ۴۰۔۴۱)

و۹۶ خواہ دُنیا کی جہت سے یا دین کی کہ آپس میں حسد و بغض نہ پیدا ہو حسد نہایت بری صفت ہے حسد والا دوسرے کو اچھے حال میں دیکھتا ہے تو اپنے لئے اس کی خواہش کرتا ہے اور ساتھ میں یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کا بھائی اس نعمت سے محروم ہو جائے۔ یہ ممنوع ہے بندے کو چاہئے کہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہے اُس نے جس بندے کو جو فضیلت دی خواہ دولت و غنا کی یا دینی مناصب و مدارج کی یہ اُس کی حکمت ہے شانِ نزول: جب آیتِ میراث میں ’لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ‘ نازل ہوا اور میت کے ترکہ میں مرد کا حصہ عورت سے دُونا مقرر کیا گیا تو مَردوں نے کہا کہ ہمیں اُمید ہے کہ آخرت میں نیکیوں کا ثواب بھی ہمیں عورتوں سے دونا ملے گا اور عورتوں نے کہا کہ ہمیں اُمید ہے کہ گناہ کا عذاب ہمیں مردوں سے آدھا ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالٰی نے جس کو جو فضل دیا وہ عین حکمت ہے بندے کو چاہئے کہ وہ اُس کی قضا پر راضی رہے۔

و۹۷ ہر ایک کو اُس کے اعمال کی جزاء۔

شان نزول: اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم بھی اگر مرد ہوتے تو جہاد کرتے اور مَردوں کی طرح جان فدا کرنے کا ثواب عظیم پاتے اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اِنہیں تسکین دی گئی کہ مَرد جہاد سے ثواب حاصل کر سکتے ہیں تو عورتیں شوہروں کی اطاعت اور پاکدامنی سے ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔

و۹۸ اس سے عقدِ موالات مراد ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجہولُ النّسب شخص دُوسرے سے یہ کہے کہ تو میرا مولٰی ہے میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور میں کوئی جنایت کروں تو تجھے دِیَت دینی ہوگی دُوسرا کہے میں نے قبول کیا اِس صورت میں یہ عقد صحیح ہو جاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور دِیّت بھی اُس پر آ جاتی ہے اور دوسرا بھی اِسی کی طرح سے مجہولُ النّسب ہو اور ایسا ہی کہے اور یہ بھی قبول کر لے تو اُن میں سے ہر ایک دوسرے کا

نَصِیْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا۠ ﴿۳۳﴾ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى ع ۵/۸/۲

حصہ دو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے مرد افسر (حاکم) ہیں عورتوں پر و۹۹ اس لیے

النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ

کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی و۱۰۰ اور اس لیے کہ مردوں نے اُن پر اپنے مال خرچ کیے و۱۰۱ تو

وارث اور اُس کی دِیّت کا ذِمہ دار ہوگا یہ عقد ثابت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اِس کے قائل ہیں۔

الھدایۃ، کتاب الولائ، فصل فی وَلاءِ المُوالاۃ، ج۲، ص۲۷۰.

وُالدرالمختار، کتاب الوَلاء، فصل فی ولاءِ الموالاۃ، ج۹، ص۲۱۱.

و۹۹ تو عورتوں کو اُن کی اطاعت لازم ہے اور مردوں کو حق ہے کہ وہ عورتوں پر رِعایا کی طرح حکمرانی کریں اور اُن کے مصالح اور تدابیر اور تادیب وحفاظت کا سرانجام کریں

شانِ نزول: حضرت سعد بن ربیع نے اپنی بی بی حبیبہ کو کسی خطا پر ایک طمانچہ مارا اُن کے والِد انہیں سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور انکے شوہر کی شکایت کی اِس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

بہترین بیوی وہ ہے!

(۱) جو اپنے شوہر کی فرماں برداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے۔

(۲) جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے!

(۳) جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔

(۴) جو خود تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی رہے۔

(۵) جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور جو مل جائے اس پر صبر وشکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

(۶) جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے اور نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

(۷) جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت وناموس کی حفاظت کرے۔

(۸) جو شوہر کے مال اور مکان وسامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت ونگہبانی کرتی رہے۔

(۹) جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی ومالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

(۱۰) جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔

(۱۱) جو مَیکا اور سسرال دونوں گھروں میں ہردلعزیز اور باعزت ہو!

(۱۲) جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت ومروت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں!

(۱۳) جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ وحقوق العباد کو ادا کرتی رہے۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ

نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح ۱۰۲ اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور

تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ

جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو ۱۰۳ تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں (ہلکی مار) مارو ۱۰۴ پھر

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ۞۳۴

اگر وہ تمہارے حکم میں آ جائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے ۱۰۵

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ

اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو ۱۰۶ تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی

اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا

طرف سے ۱۰۷ یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا

(۱۴) جو سسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔

(۱۵) جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھائے پئے۔

۱۰۰ یعنی مردوں کو عورتوں پر عقل و دانائی اور جہاد اور نبوّت و خلافت و امامت و اذان و خطبہ و جماعت و جمعہ و تکبیر و تشریق اور حدود و قصاص کی شہادت کے اور ورثہ میں دونے حصّے اور تعصیب اور نکاح و طلاق کے مالک ہونے اور نسبوں کے ان کی طرف نسبت کئے جانے اور نماز و روزہ کے کامل طور پر قابل ہونے کے ساتھ کہ اُن کے لئے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ نماز و روزہ کے قابل نہ ہوں اور داڑھیوں اور عماموں کے ساتھ فضیلت دی۔

۱۰۱ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے نفقے مردوں پر واجب ہیں۔

۱۰۲ اپنی عفت اور شوہروں کے گھر مال اور اُن کے راز کی۔

۱۰۳ انہیں شوہر کی نافرمانی اور اُس کے اطاعت نہ کرنے اور اُس کے حقوق کا لحاظ نہ رکھنے کے نتائج سمجھاؤ جو دُنیا و آخرت میں پیش آتے ہیں اور اللہ کے عذاب کا خوف دِلاؤ اور بتاؤ کہ ہمارا تم پر شرعاً حق ہے اور ہماری اطاعت تم پر فرض ہے اگر اس پر بھی نہ مانیں۔

۱۰۴ ضرب غیر شدید۔

۱۰۵ اور تم گناہ کرتے ہو پھر بھی وہ تمہاری توبہ قبول فرماتا ہے تو تمہاری زیر دست عورتیں اگر قصور کرنے کے بعد معافی چاہیں تو تمہیں بطریق اولیٰ معاف کرنا چاہئے اور اللہ کی قدرت و برتری کا لحاظ رکھ کر ظلم سے مجتنب رہنا چاہئے۔

۱۰۶ اور تم دیکھو کہ سمجھانا، علیحدہ سونا، مارنا کچھ بھی کارآمد نہ ہوا اور دونوں کی نااتفاقی رفع نہ ہوئی۔

خَبِیْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی

خبر دار ہے ۱۰۸؎ اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ ۱۰۹؎ اور ماں باپ سے بھلائی کرو ۱۱۰؎ اور

الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ

رشتہ داروں ۱۱۱؎ اور یتیموں اور محتاجوں ۱۱۲؎ اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے ۱۱۳؎ اور کروٹ

۱۰۷؎ کیونکہ اقارب اپنے رشتہ داروں کے خانگی حالات سے واقف ہوتے ہیں اور زوجین کے درمیان موافقت کی خواہش بھی رکھتے ہیں اور فریقین کو ان پر اطمینان بھی ہوتا ہے اور اُن سے اپنے دل کی بات کہنے میں تامل بھی نہیں ہوتا ہے۔

۱۰۸؎ جانتا ہے کہ زوجین میں ظالم کون ہے۔

مسئلہ: پنچوں کو زوجین میں تفریق کردینے کا اختیار نہیں۔

۱۰۹؎ نہ جاندار کو نہ بے جان کو نہ اُس کی ربوبیت میں نہ اُس کی عبادت میں۔

۱۱۰؎ ادب و تعظیم کے ساتھ اور اُنکی خدمت میں مستعِد رہنا اور اُن پر خرچ کرنے میں کمی نہ کرو۔ مُسلم شریف کی حدیث ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا اُس کی ناک خاک آلود ہو حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا کِس کی یارسول اللہ فرمایا جس نے بوڑھے ماں باپ پائے یا اُن میں سے ایک کو پایا اور جنّتی نہ ہوگیا۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سوال کیا کہ 'اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے؟' فرمایا، 'وقت پر نماز پڑھنا۔' میں نے عرض کیا 'پھر کون سا؟ فرمایا، والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید ،باب وسمی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم ۷۵۳۴، ج ۴، ص ۵۸۹)

۱۱۱؎ حدیث شریف میں ہے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک کرنے والوں کی عمر دراز اور رزق وسیع ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، کہ 'جو اپنے رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ پسند کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے تعلق جوڑے رکھے۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب صلۃ، رقم ۲۵۵۷، ص ۱۳۸۴)

۱۱۲؎ حدیث: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی سرپرستی کرنے والا ایسے قریب ہوں گے جیسے اَنگشت شہادت اور بیچ کی انگلی

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۲۲۲۱۵، ج ۸، ص ۲۷۲)

بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ

کے ساتھی وف۱۱۴ اور راہ گیر وف۱۱۵ اور اپنی باندی غلام سے وف۱۱۶ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے

مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ۣ ﴿ۙ۳۶﴾ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ وَ یَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَ یَکۡتُمُوۡنَ

والا بڑائی مارنے والا وف۱۱۷ جو آپ بخل کریں اور اَوروں سے (بھی) بخل کے لیے کہیں وف۱۱۸ اور اللہ نے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو ارشاد فرمایا کہ 'یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو اپنے کھانے میں سے کھلایا کرو۔

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ ...الخ باب ماجاء فی الایتام، رقم ۱۳۵۰۸، ج ۸، ص ۲۹۳)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ 'اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ جس نے یتیم پر رحم کیا اور اسکے ساتھ نرمی سے گفتگو کی اور اس کی یتیمی اور کمزوری پر رحم کھایا اور اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے مال سے اپنے پڑوسی پر فخر نہ کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عذاب نہ دے گا'

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ علی الاقارب صدقۃ المراۃ علی زوجھا، رقم ۴۶۵۲، ج ۳، ص ۲۹۷)

حدیث: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیوہ اور مسکین کی امداد وخبر گیری کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کے مثل ہے۔

وف۱۱۳ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل مجھے ہمیشہ ہمسایوں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کرتے رہے اِس حد تک کہ گمان ہوتا تھا کہ اُن کو وارث قرار دیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الوصاۃ بالجار، الحدیث: ۶۰۱۴ و ۶۰۱۵، ج ۴، ص ۱۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خدا عزوجل کی قسم! وہ مومن نہیں ہوگا خدا عزوجل کی قسم! وہ مومن نہیں ہوگا خدا عزوجل کی قسم! وہ مومن نہیں ہوگا تو کسی نے کہا کہ کون؟ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم تو فرمایا کہ وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اثم من لاأمن جارہ...الخ، الحدیث: ۶۰۱۶، ج ۴، ص ۱۰۴)

وف۱۱۴ یعنی بی بی یا جو صحبت میں رہے یا رفیقِ سفر ہو یا ساتھ پڑھے یا مجلس و مسجد میں برابر بیٹھے۔

وف۱۱۵ اور مسافر و مہمان حدیث: جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھے اُسے چاہئے کہ مہمان کا اکرام کرے۔(بخاری ومسلم)

وف۱۱۶ کہ انہیں اُن کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دو اور سخت کلامی نہ کرو اور کھانا کپڑا بقدرِ ضرورت دو۔حدیث: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں بدخُلق داخل نہ ہوگا۔(ترمذی)

مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾ وَ الَّذِيْنَ

جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپائیں ۱۱۹ اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو اپنے

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ

مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں ف۱۲۰ اور ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ قیامت پر اور

ف۱۱۷ مُتکبّر خود بین جو رشتہ داروں اور ہمسایوں کو ذلیل سمجھے۔

شہنشاہِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں خبر نہ دوں ہر سرکش، اکڑ کر چلنے والا اور بڑائی چاہنے والا جہنمی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الکبر، الحدیث: ۶۰۷۱، ص ۵۱۳)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص اپنے کپڑوں میں اِتراتا ہوا سر اَکڑا اکڑ چل رہا تھا کہ اللہ عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، الحدیث: ۵۷۸۹، ص ۴۹۴)

ف۱۱۸ بخل یہ ہے کہ خود کھائے دُوسرے کو نہ دے شُحّ یہ ہے کہ نہ کھائے نہ کھلائے سخا یہ ہے کہ خود بھی کھائے اور دُوسروں کو بھی کھلائے، جود یہ ہے کہ آپ نہ کھائے دوسرے کو کھلائے۔

بخیل شخص دراصل اپنا ہی نقصان کرتا ہے کیونکہ راہِ خدا عزوجل میں خرچ کیا ہوا مال بلاشبہ دنیا میں برکت اور آخرت میں اجر وثواب کی صورت میں نفع بخش ہوتا ہے جبکہ بخیل ان دونوں (برکت وثواب) سے محروم رہتا ہے

شانِ نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرنے میں بخل کرتے اور چھپاتے تھے

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ علم کو چھپانا مذموم ہے۔

ف۱۱۹ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کو پسند ہے کہ بندے پر اُس کی نعمت ظاہر ہو۔

مسئلہ: اللہ کی نعمت کا اظہار اخلاص کے ساتھ ہو تو یہ بھی شکر ہے اور اس لئے آدمی کو اپنی حیثیت کے لائق جائز لباسوں میں بہتر پہننا مستحب ہے۔

ف۱۲۰ بخل کے بعد صرفِ بیجا کی برائی بیان فرمائی کہ جو لوگ محض نمود ونمائش اور نام آوری کے لئے خرچ کرتے ہیں اور رضائے الٰہی انہیں مقصود نہیں ہوتی جیسے کہ مشرکین ومنافقین یہ بھی انہیں کے حکم میں ہیں جن کا حکم اُوپر گزر گیا۔

شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں کی خاطر ایسے اعمال سے خود کو مزین کرے کہ جن کی حقیقت اللہ عزوجل کے علم میں کچھ اور ہو تو اللہ عزوجل اس کو اپنی بارگاہ سے دور فرما دیتا ہے۔

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۲۱۶۶۰، ج ۷، ص ۱۶۹)

مَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ﴿۳۸﴾ وَ مَا ذَا عَلَیْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

جس کا مصاحب (ساتھی) شیطان ہوا ف۱۲۱ تو کتنا برا مصاحب ہے اور ان کا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ اور

الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِیْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ

قیامت پر اور اللہ کے دیے میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ف۱۲۲ اور اللہ ان کو جانتا ہے اللہ ایک

لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ

ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی (دگنا) کرتا اور اپنے پاس سے بڑا

اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى

ثواب دیتا ہے تو کیسی (حالت) ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں ف۱۲۳ اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور

هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا ﴿۴۱﴾ؕ یَوْمَىٕذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نگہبان بنا کر لائیں ف۱۲۴ اس دن تمنا کریں گے وہ جنھوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش انہیں مٹی میں دبا کر

بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَ لَا یَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا ﴿۴۲﴾ؑ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا ع ۶ ۹

زمین برابر کر دی جائے اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے ف۱۲۵ اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ

الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ

ف۱۲۶ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی حالت میں بے نہائے مگر مسافری میں ف۱۲۷

محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'جو اپنے قول اور لباس کے ذریعے لوگوں کی خاطر بنے سنورے اور عمل میں اس کے خلاف کرے اس پر اللہ عزوجل، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۲۱۷۰۰، ج ۷، ص ۱۷۵)

ف۱۲۱ دنیا وآخرت میں دنیا میں تو اس طرح کہ وہ شیطانی کام کرکے اُس کو خوش کرتا رہا اور آخرت میں اس طرح کہ ہر کافر ایک شیطان کے ساتھ آتشی زنجیر میں جکڑا ہوا ہوگا۔ (خازن)

ف۱۲۲ اس میں سراسر اُن کا نفع ہی تھا۔

ف۱۲۳ اُس نبی کو اور وہ اپنی امت کے ایمان و کفر و نفاق اور تمام افعال پر گواہی دیں کیونکہ انبیاء اپنی اُمتوں کے اَفعال سے باخبر ہوتے ہیں۔

ف۱۲۴ کہ تم نبیُّ الانبیاء اور سارا عالَم تمہاری اُمّت۔

ف۱۲۵ کیونکہ جب وہ اپنی خطاء سے مُکَر یں گے اور قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مُشرِک نہ تھے اور ہم نے خطا نہ کی تھی تو اُنکے مونہوں پر مُہر لگادی جائے گی اور اُن کے اعضاء و جوارح کو گویائی دی جائے گی وہ اُن کے خلاف شہادت دیں گے۔

حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ

اور اگر تم بیمار ہو (۱۲۸) یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت

الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا

سے آیا ہو (۱۲۹) یا تم نے عورتوں کو چھوا (۱۳۰) اور پانی نہ پایا (۱۳۱) تو پاک مٹی سے تیمم کرو (۱۳۲) تو اپنے منہ

بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ

اور ہاتھوں کا مسح کرو (۱۳۳) بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کو

(۱۲۶) شانِ نزول: حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ایک جماعتِ صحابہ کی دعوت کی اِس میں کھانے کے بعد شراب پیش کی گئی بعضوں نے پی کیونکہ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی پھر مغرب کی نماز پڑھی امام نشہ میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ پڑھ گئے اور دونوں جگہ لا ترک کردیا اور نشہ میں خبر نہ ہوئی اور معنی فاسد ہوگئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع فرمادیا گیا تو مسلمانوں نے نماز کے اوقات میں شراب ترک کردی اس کے بعد شراب بالکل حرام کردی گئی

مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ آدمی نشہ کی حالت میں کلمۂ کفر زبان پر لانے سے کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ میں دونوں جگہ لا کا ترک کُفر ہے لیکن اس حالت میں حضور نے اس پر کفر کا حکم نہ فرمایا بلکہ قرآن پاک میں اُن کو يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے خطاب فرمایا گیا۔

(۱۲۷) جبکہ پانی نہ پاؤ تیمم کرلو۔

(۱۲۸) اور پانی کا استعمال ضرر کرتا ہو۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمّم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۸

(۱۲۹) یہ کنایہ ہے بے وضو ہونے سے

(۱۳۰) یعنی جماع کیا۔

(۱۳۱) اس کے استعمال پر قادر نہ ہونے خواہ پانی موجود نہ ہونے کے باعث یا دور ہونے کے سبب یا اس کے حاصل کرنے کا آلہ نہ ہونے کے سبب یا سانپ، درندہ، دُشمن وغیرہ کوئی ہونے کے باعث۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمّم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۸

(۱۳۲) یہ حکم مریضوں، مسافروں، جنابت اور حدث والوں کو شامل ہے جو پانی نہ پائیں یا اس کے استعمال سے عاجز ہوں۔ (مدارک)

مسئلہ: حیض ونفاس سے طہارت کے لئے بھی پانی سے عاجز ہونے کی صورت میں تیمّم جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف

اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا

کتاب سے ایک حصہ ملا ف۱۳۴ گمراہی مول لیتے ہیں ف۱۳۵ اور چاہتے ہیں ف۱۳۶ کہ تم بھی راہ سے بہک جاؤ

میں آیا ہے۔

ف۱۳۳ طریقۂ تیمّم تیمّم کرنے والا دل سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے تیمم میں نیت بالا جماع شرط ہے کیونکہ وہ نصّ سے ثابت ہے جو چیز مٹی کی جنس سے ہو جیسے گرد ریتا پتھّر ان سب پر تیمم جائز ہے خواہ پتھّر پر غبار بھی نہ ہو لیکن پاک ہونا ان چیزوں کا شرط ہے تیمم میں دو ضربیں ہیں، ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرہ پر پھیرلیں دوسری مرتبہ ہاتھوں پر۔
الدرالمختار، کتاب الطھارۃ، باب التیمّم، ج ا، ص ۴۴۸.

مسئلہ: پانی کے ساتھ طہارت اصل ہے اور تیمم پانی سے عاجز ہونے کی حالت میں اُس کا پُورا پُورا قائم مقام ہے جس طرح حدث پانی سے زائل ہوتا ہے اسی طرح تیمم سے حتّٰی کہ ایک تیمم سے بہت سے فرائض ونوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔

مسئلہ: تیمم کرنے والے کے پیچھے غُسل اور وضو کرنے والے کی اقتدا صحیح ہے۔

شانِ نزول: غزوۂ بنی المُصطلَق میں جب لشکرِ اسلام شب کو ایک بیاباں میں اُترا جہاں پانی نہ تھا اور صبح وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ تھا وہاں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا اس کی تلاش کے لئے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں اقامت فرمائی صبح ہوئی تو پانی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آیتِ تیمم نازل فرمائی۔ اُسَیْد بن حُضَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے آلِ ابوبکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے یعنی تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت آسانیاں ہوئیں اور بہت فوائد پہنچے پھر اونٹ اٹھایا گیا تو اس کے نیچے ہار ملا۔
صحیح البخاری، کتاب التیمّم، باب التیمّم، الحدیث: ۳۳۴، ج ا، ص ۱۳۳

ہار گم ہونے اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ بتانے میں بہت حکمتیں ہیں۔ حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے قیام اُنکی فضیلت ومنزلت کا مُشْعِر ہے۔ صحابہ کا جُستجُو فرمانا اس میں ہدایت ہے کہ حضور کے ازواج کی خدمت مؤمنین کی سعادت ہے اور پھر حکمِ تیمم ہونا معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی خدمت کا ایسا صلہ ہے جس سے قیامت تک مسلمان منتفع ہوتے رہیں گے سبحان اللہ۔

ف۱۳۴ وہ یہ کہ توریت سے اُنہوں نے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو پہچانا اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو اس میں بیان تھا اس حصّہ سے وہ محروم رہے اور آپ کی نبوت کے مُنکِر ہوگئے۔ شانِ نزول یہ آیت رِفاعہ بن زید اور مالک بن دَخشم یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی یہ دونوں جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرتے تو زبان ٹیڑھی کرکے بولتے۔

ف۱۳۵ حضور کی نبوت کا انکار کرکے۔

السَّبِيۡلَ ﴿۴۴﴾ وَ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِكُمۡ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ٝ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ

اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو ف۱۳۷ اور اللہ کافی ہے والی ف۱۳۸ اور اللہ کافی ہے

نَصِيۡرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا يُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوۡلُوۡنَ

مددگار کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں ف۱۳۹ اور کہتے ہیں ہم نے ف۱۴۰ سنا اور (دل میں کہتے ہیں کہ) نہ

سَمِعۡنَا وَ عَصَيۡنَا وَاسۡمَعۡ غَيۡرَ مُسۡمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلۡسِنَتِهِمۡ وَ طَعۡنًا فِى

مانا اور ف۱۴۱ سنیے آپ سنائے نہ ف۱۴۲ جائیں اور راعنا کہتے ہیں ف۱۴۳ زبانیں پھیر کر ف۱۴۴

الدِّيۡنِ ؕ وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا وَاسۡمَعۡ وَ انۡظُرۡنَا لَكَانَ

اور دین میں طعنہ کے لیے ف۱۴۵ اور اگر وہ ف۱۴۶ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے

خَيۡرًا لَّهُمۡ وَ اَقۡوَمَ ۙ وَ لٰكِنۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۴۶﴾

لیے بھلائی اور راستی میں زیادہ (فائدہ مند) ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ مِّنۡ

ف۱۴۷ اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اُتارا تمہارے ساتھ والی کتاب ف۱۴۸ کی تصدیق فرماتا قبل اس کے کہ ہم

ف۱۳۶ اے مسلمانو۔

ف۱۳۷ اور اُس نے تمہیں بھی اُن کی عداوت پر خبردار کر دیا تو چاہئے کہ اُن سے بچتے رہو

ف۱۳۸ اور جس کا کارساز اللہ ہو اُسے کیا اندیشہ۔

ف۱۳۹ جو توریت شریف میں اللہ تعالیٰ نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں فرمائے۔

ف۱۴۰ جب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کچھ حکم فرماتے ہیں تو۔

ف۱۴۱ کہتے ہیں۔

ف۱۴۲ یہ کلمہ ذوجہتین ہے مدح وذم کے دونوں پہلو رکھتا ہے مدح کا پہلو تو یہ ہے کہ کوئی ناگوار بات آپ کے سننے میں نہ آئے اور ذَم کا پہلو یہ کہ آپ کو سننا نصیب نہ ہو۔

ف۱۴۳ باوجود یہ کہ اس کلمہ کے ساتھ خطاب کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ یہ ان کی زبان میں خراب معنٰی رکھتا ہے۔

ف۱۴۴ حق سے باطل کی طرف۔

ف۱۴۵ کہ وہ اپنے رفیقوں سے کہتے تھے کہ ہم حضور کی بدگوئی کرتے ہیں اگر آپ نبی ہوتے تو آپ اِس کو جان لیتے اللہ تعالیٰ نے اُن کے خبث ضمائر کو ظاہر فرما دیا۔

ف۱۴۶ بجائے اُن کلمات کے اہلِ اَدب کے طریقہ پر

قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ

بگاڑ دیں کچھ مونہوں کو وف۱۴۹ تو انہیں پھیر دیں ان کی پیٹھ کی طرف یا اُنہیں لعنت کریں جیسی لعنت کی ہفتہ والوں پر وف۱۵۰

السَّبْتِؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (۴۷) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا

اور خدا کا حکم ہو کر رہے بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے

دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُۚ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا (۴۸) اَلَمْ

معاف فرما دیتا ہے وف۱۵۱ اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا (فساد پھیلایا) کیا تم نے انہیں نہ

وف۱۴۷ اتنا کہ اللہ نے اُنہیں پیدا کیا اور روزی دی اور اس قدر کافی نہیں جب تک کہ تمام ایمانیات کو نہ مانیں اور سب کی تصدیق نہ کریں

وف۱۴۸ توریت۔

وف۱۴۹ آنکھ، ناک، ابرو وغیرہ نقشہ مٹا کر۔

وف۱۵۰ ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور لازم ہے اور لعنت تو اُن پر ایسی پڑی کہ دنیا انہیں ملعون کہتی ہے یہاں مفسّرین کے چند اقوال ہیں بعض اس وعید کا وقوع دنیا میں بتاتے ہیں بعض آخرت میں بعض کہتے ہیں کہ لعنت ہو چکی اور وعید واقع ہو گئی بعض کہتے ہیں ابھی انتظار ہے بعض کا قول ہے کہ یہ وعید اس صورت میں تھی جب کہ یہود میں سے کوئی ایمان نہ لاتا اور چونکہ بہت سے یہود ایمان لے آئے اِس لئے شرط نہیں پائی گئی اور وعید اُٹھ گئی۔ حضرت عبداللہ بن سلام جو اعظم علمائے یہود سے ہیں انہوں نے ملک شام سے واپس آتے ہوئے راہ میں یہ آیت سُنی اور اپنے گھر پہنچنے سے پہلے اسلام لا کر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ میں نہیں خیال کرتا تھا کہ میں اپنا منہ پیٹھ کی طرف پھر جانے سے پہلے اور چہرہ کا نقشہ مٹ جانے سے قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں گا یعنی اس خوف سے اُنہوں نے ایمان لانے میں جلدی کی کیونکہ توریت شریف سے اُنہیں آپ کے رسولِ برحق ہونے کا یقینی علم تھا اسی خوف سے حضرت کعب احبار جو علماء یہود میں بڑی منزلت رکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سن کر مسلمان ہو گئے۔

وف۱۵۱ معنی یہ ہیں کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں اس کے لئے ہمیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار مرتکبِ کبائر ہو اور بے توبہ بھی مر جائے تو اُس کے لئے خلود نہیں اِس کی مغفرت اللہ کی مشیّت میں ہے چاہے معاف فرمائے یا اُس کے گناہوں پر عذاب کرے پھر اپنی رحمت سے جنّت میں داخل فرمائے اس آیت میں یہود کو ایمان کی ترغیب ہے، اور اس پر بھی دلالت ہے کہ یہود پر عُرفِ شرع میں مُشرِک کا اطلاق درست ہے۔

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں ف۱۵۲ بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہوگا دانہ خرما کے ڈورے

فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع ۸/۴

برابر ف۱۵۳ دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں ف۱۵۴ اور یہ کافی ہے صریح گناہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

کیا تم نے وہ نہ دیکھے جنہیں کتاب کا ایک حصّہ ملا ایمان لاتے ہیں بُت اور شیطان پر

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾

اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ (ہدایت) پر ہیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ ؕ اَمْ لَهُمْ

یہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار (مددگار) نہ پائے گا ف۱۵۵ کیا ملک

نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ ۙ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ

میں ان کا کچھ حصہ ہے ف۱۵۶ ایسا ہو تو لوگوں کو تل بھر (ذرہ برابر) نہ دیں یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں ف۱۵۷

ف۱۵۲ یہ آیت یہود و نصارٰی کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا اور اُس کا پیارا بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہود و نصارٰی کے سوا کوئی جنّت میں نہ داخل ہوگا اس آیت میں بتایا گیا کہ انسان کا دِین داری اور صلاح و تقوٰی اور قرب و مقبولیت کا مدعی ہونا اور اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا کام نہیں آتا۔

ف۱۵۳ یعنی بالکل ظلم نہ ہوگا وہی سزا دی جائے گی جس کے وہ مستحق ہیں۔

ف۱۵۴ اپنے آپ کو بے گناہ اور مقبول بارگاہ بتا کر۔

ف۱۵۵ شانِ نزول: یہ آیت کعب بن اشرف وغیرہ علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جو ستّر سواروں کی جمعیّت لے کر قریش سے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے پر حلف لینے پہنچے، قریش نے اُن سے کہا چونکہ تم کتابی ہو اس لئے تم سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زیادہ قرب رکھتے ہو ہم کیسے اطمینان کریں کہ تم ہم سے فریب کے ساتھ نہیں مل رہے ہو اگر اطمینان دلانا ہو تو ہمارے بتوں کو سجدہ کرو تو انہوں نے شیطان کی اطاعت کر کے بتوں کو سجدہ کیا پھر ابوسفیان نے کہا کہ ہم ٹھیک راہ پر ہیں یا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعب بن اشرف نے کہا تمہیں ٹھیک راہ پر ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالٰی نے ان پر لعنت فرمائی کہ انہوں نے حضور کی عداوت میں مشرکین کے بتوں تک کو پُوجا۔

عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۚ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ

اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ؎۱۵۸ تو ہم نے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت

وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا (۵۴) فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُؕ وَ كَفٰى

عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا ؎۱۵۹ تو ان میں کوئی اس پر ایمان لایا ؎۱۶۰ اور کسی نے اس سے منہ پھیرا ؎۱۶۱ اور

بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا (۵۵) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًاؕ

دوزخ کافی ہے بھڑکتی آگ ؎۱۶۲ جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے جب کبھی

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَؕ اِنَّ اللّٰهَ

ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں بے شک اللہ

كَانَ عَزِیْزًا حَكِیْمًا (۵۶) وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ ع

غالب حکمت والا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ہم انہیں (جنت کے)

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ٘ وَّ

باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے ان کے لیے وہاں ستھری بیبیاں ہیں ؎۱۶۳ اور

نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا (۵۷) اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى

ہم انہیں وہاں داخل کریں گے جہاں سایہ ہی سایہ ہوگا ؎۱۶۴ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں

؎۱۵۶ یہود کہتے تھے کہ ہم مُلک و نُبوّت کے زیادہ حق دار ہیں تو ہم کیسے عربوں کا اتباع کریں اللہ تعالیٰ نے اُن کے اِس دعوے کو جھٹلا دیا کہ اُن کا مُلک میں حِصّہ ہی کیا ہے اور اگر بالفرض کچھ ہوتا تو اُن کا بُخل اس درجہ کا ہے کہ۔

؎۱۵۷ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلِ ایمان سے۔

؎۱۵۸ نبوّت و نصرت و غلبہ و عزت وغیرہ نعمتیں۔

؎۱۵۹ جیسا کہ حضرت یوسف اور حضرت داوٗد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کو تو پھر اگر اپنے حبیب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کرم کیا تو اس سے کیوں جلتے اور حسد کرتے ہو۔

؎۱۶۰ جیسے کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور اُن کے ساتھ والے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔

؎۱۶۱ اور ایمان سے محروم رہا۔

؎۱۶۲ اس کے لئے جو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔

؎۱۶۳ جو ہر نجاست و گندگی اور قابلِ نفرت چیز سے پاک ہیں۔

اَهۡلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمۡتُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا

سپرد کرو ؁۱۶۵ اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو ؁۱۶۶ بے شک اللہ تمہیں

يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ﴿۵۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ

کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سُنتا دیکھتا ہے اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا

؁۱۶۴ یعنی سایۂ جنّت جس کی راحت وآسائش رسائی فہم واحاطۂ بیان سے بالاتر ہے۔

؁۱۶۵ اصحاب امانات اور حُکام کوامانتیں دیانت داری کے ساتھ حق دار کوادا کرنے اور فیصلوں میں انصاف کرنے کا حکم دیا بعض مفسّرین کا قول ہے کہ فرائض بھی اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں اُن کی ادا بھی اس حکم میں داخل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار باتیں جس شخص میں پائی جائیں گی وہ خالص منافق ہوگا اور اِن میں سے اگر ایک بات پائی گئی تو اس شخص میں نفاق کی ایک بات پائی گئی۔ یہاں تک کہ اس سے توبہ کرلے۔

(۱) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

(۲) اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۳) اور جب کوئی معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے۔

(۴) اور جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، الحدیث: ۳۴، ج ۱، ص ۲۵)

؁۱۶۶ فریقین میں سے اصلاً کسی کی رعایت نہ ہو علماء نے فرمایا کہ حاکم کو چاہئے کہ پانچ باتوں میں فریقین کے ساتھ برابر سلوک کرے۔ (۱) اپنے پاس آنے میں جیسے ایک کوموقع دے دوسرے کوبھی دے (۲) نشست دونوں کو ایک سی دے (۳) دونوں کی طرف برابر متوجہ رہے (۴) کلام سننے میں ہر ایک کے ساتھ ایک ہی طریقہ رکھے (۵) فیصلہ دینے میں حق کی رعایت کرے جس کا دوسرے پر حق ہو پُورا پُورا دِلائے، حدیث شریف میں ہے انصاف کرنے والوں کو قربِ الٰہی میں نوری منبر عطا ہوں گے۔

شانِ نزول: بعض مفسّرین نے اِس کی شانِ نزول میں اِس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ فتحِ مکّہ کے وقت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن طلحہ خادم کعبہ سے کعبہ معظّمہ کی کلید لے لی۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے وہ کلید انہیں واپس دی اور فرمایا کہ اب یہ کلید ہمیشہ تمہاری نسل میں رہے گی اس پر عثمان بن طلحہ حجبی اسلام لائے اگرچہ یہ واقعہ تھوڑے تغیرات کے ساتھ بہت سے محدّثین نے ذکر کیا ہے مگر احادیث پر نظر کرنے سے یہ قابلِ وُثوق نہیں معلُوم ہوتا کیونکہ ابن عبداللہ اور ابن مندہ اور ابن اثیر کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان بن طلحہ ۸ ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہو چکے تھے اور اُنہوں نے فتحِ مکّہ کے روز کُنجی خود اپنی خوشی سے پیش کی

وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى

اور حکم مانو رسول کا و۱۶۷ اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں و۱۶۸ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اُسے

اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ

اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو (شرعی فیصلہ کرو) اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو و۱۶۹ یہ بہتر ہے

تھی بخاری اور مُسلم کی حدیثوں سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔

(بخاری شریف، کتاب المغازی، باب دخول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اعلیٰ مکۃ، رقم ۴۲۸۹، ج ۵ ص ۱۴۸۔۱۴۹)

و۱۶۷ کہ رسول کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے بخاری و مسلم کی حدیث ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

قرآن مجید کی یہ مقدس آیات اعلان کر رہی ہیں کہ اطاعتِ رسول کے بغیر اسلام کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اور اطاعت رسول کرنے والوں ہی کے لئے ایسے ایسے بلند درجات ہیں کہ وہ حضرات انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کے ساتھ رہیں گے۔

ہر امتی پر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ہے کہ ہر امتی ہر حال میں آپ کے ہر حکم کی اطاعت کرے اور آپ جس بات کا حکم دے دیں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی اس کی خلاف ورزی کا تصور بھی نہ کرے کیونکہ آپ کی اطاعت اور آپ کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دینا ہر امتی پر فرض عین ہے۔

و۱۶۸ اسی حدیث میں حضور فرماتے ہیں جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی اِس آیت سے ثابت ہوا کہ مُسلم اُمراء و حکام کی اطاعت واجب ہے جب تک وہ حق کے موافق رہیں اور اگر حق کے خلاف حکم کریں تو ان کی اطاعت نہیں۔

مُفسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اِس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: 'خواہ دینی حکومت والے ہوں جیسے عالم، مُرشِدِ کامل، فَقِیہ، مُجتَہد یا دنیاوی حُکومت والے جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی حُکّام۔ لیکن دینی حُکّام کی اطاعت دنیاوی حُکّام پر بھی واجِب ہوگی، مگر ان دونوں کی اِطاعت میں یہ شرط ہے کہ نَص کے خِلاف حکم نہ دیں ورنہ ان کی اطاعت نہیں۔۔۔۔مزید فرماتے ہیں فُقَہاء کی طرف رُجوع کرنا بھی رسول ہی کی طرف رجوع کرنا ہے کیونکہ فُقَہاء حُضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی کا حکم سناتے ہیں، جیسے حُضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت ہے ایسے ہی عالم دین کی فرمانبرداری رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری ہے۔ (نُورُ العرفان ص 137)

و۱۶۹ اس آیت سے معلوم ہوا کہ احکام تین قسم کے ہیں ایک وہ جو ظاہر کتاب یعنی قرآن سے ثابت ہوں ایک وہ جو ظاہر حدیث سے ایک وہ جو قرآن و حدیث کی طرف بطریق قیاس رجوع کرنے سے اولی الامر میں امام امیر بادشاہ حاکم قاضی سب داخل ہیں خلافتِ کاملہ تو زمانۂ رسالت کے بعد تیس سال رہی مگر خلافتِ ناقصہ خلفاء عباسیہ میں بھی تھی اور اب تو امامت بھی نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ امام کے لئے قریش میں سے ہونا شرط ہے اور یہ بات اکثر مقامات

وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ؑ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ یَزۡعُمُوۡنَ اَنَّہُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ ع ۸/۹/۵

اور اس کا انجام سب سے اچھا کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اُترا

اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَحَاکَمُوۡۤا اِلَی الطَّاغُوۡتِ وَ قَدۡ

اور اس پر جو تم سے پہلے اُترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا

اُمِرُوۡۤا اَنۡ یَّکۡفُرُوۡا بِہٖ ؕ وَ یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّضِلَّہُمۡ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا

کہ اُسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکاوے ف۱۷۱ اور جب

قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوۡلِ رَاَیۡتَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ

ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر

عَنۡکَ صُدُوۡدًا ﴿ۚ۶۱﴾ فَکَیۡفَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ ثُمَّ

پھر جاتے ہیں کیسی (حالت) ہوگی جب ان پر کوئی افتاد پڑے وا۱۷ بدلہ ان (بداعمالیوں) کا جو اُن کے ہاتھوں نے آگے

میں معدوم ہے لیکن سلطنت و امارت باقی ہے اور چونکہ سلطان و امیر بھی اولوالامر میں داخل ہیں اِس لئے ہم پر اُن کی اطاعت بھی لازم ہے۔

ف۱۷۱ شانِ نزول: بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا، یہودی نے کہا چلو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طے کرالیں منافق نے خیال کیا کہ حضور تو بے رعایت محض حق فیصلہ دیں گے اس کا مطلب حاصل نہ ہوگا اس لئے اُس نے باوجود مدعیء ایمان ہونے کے یہ کہا کہ کعب بن اشرف یہودی کو پنچ بناؤ (قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے) یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خوار ہے اِس لئے اُس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے اُس کو پنچ تسلیم نہ کیا ناچار منافق کو فیصلہ کے لئے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آنا پڑا۔ حضور نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا اس کا معاملہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طے فرما چکے لیکن یہ حضور کے فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے فرمایا کہ ہاں میں ابھی آ کر اس کا فیصلہ کرتا ہوں یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اُس کو قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اُس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔ (الدرالمنثور، النساء: ۶۵، ج ۲، ص ۵۸۵)

وا۱۷ جس سے بھاگنے بچنے کی کوئی راہ نہ ہو جیسی کہ بشر منافق پر پڑی کہ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔

جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ

بھیجاو ف۱۷۲ پھر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی (جھوٹی) قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور میل ہی تھا ف۱۷۳

الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ

ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں اُن سے رسا (حکمت بھری)

اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

بات کہو ف۱۷۴ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے ف۱۷۵ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

ظلم کریں ف۱۷۶ تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے (تمہارے وسیلے سے) معافی چاہیں اور رسول ان کی

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى

شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں ف۱۷۷ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ

ف۱۷۲ کفر و نفاق اور معاصی جیسا کہ بشر منافق نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ سے اعراض کر کے کیا۔

ف۱۷۳ اور وہ عذر و ندامت کچھ کام نہ دے جیسا کہ بشر منافق کے مارے جانے کے بعد اُس کے اولیاء اُس کے خُون کا بدلہ طلب کرنے آئے اور بے جا معذرتیں کرنے اور باتیں بنانے لگے اللہ تعالیٰ نے اس کے خون کا کوئی بدلہ نہیں دلایا کیونکہ وہ کشتنی ہی تھا۔

ف۱۷۴ جو اُن کے دِل میں اثر کر جائے

ف۱۷۵ جب کہ رسول کا بھیجنا ہی اس لئے ہے کہ وہ مُطاع بنائے جائیں اور اُن کی اطاعت فرض ہو تو جو اُن کے حکم سے راضی نہ ہو اُس نے رسالت کو تسلیم نہ کیا وہ کافر واجب القتل ہے۔

ف۱۷۶ معصیت و نافرمانی کر کے۔

ف۱۷۷ اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کار برآری کا ذریعہ ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضہء اقدس پر حاضر ہوا اور روضۂ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سُنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرضِ حاجت کے لئے اُس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ

ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ

يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ

نہ پائیں اور جی سے مان لیں و۱۷۸ اور اگر ہم اُن پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھر بار

دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ

چھوڑ کر نکل جاؤ و۱۷۹ تو اُن میں تھوڑے ہی ایسا کرتے اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت (ہدایت) دی جاتی ہے

مسئلہ قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی 'جَآءُوْكَ' میں داخل اور خیرُ القرون کا معمول ہے۔

مسئلہ: بعد وفات مقبُولانِ حق کو (یا) کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: مقبُولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! ہم نے تیرا فرمان سنا اور تیرے حکم کو مانا، تیرے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا قصد کیا، اپنے گناہوں کے معاملہ میں ان کو شفیع بناتے ہیں جن گناہوں نے ہماری پیٹھ کو بوجھل کر دیا، ہم اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتے ہیں اور اپنی لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں، اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! تو ہماری توبہ قبول فرما اور ہمارے حق میں اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی شفارش قبول فرما، ان کی اس قدر ومنزلت کے وسیلہ سے جو تیری بارگاہ میں ہے اور اس حق کے صدقے جو تجھ پر ہے۔

و۱۷۸ معنیٰ یہ ہیں کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدقِ دِل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہوسکتے سبحان اللہ اس سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان معلوم ہوتی ہے۔

شانِ نزول: پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آبِ رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا معاملہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا حضور نے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ باوجودیکہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی

و۱۷۹ جیسا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکل جانے اور توبہ کے لئے اپنے آپ کو قتل کا حکم دیا تھا

شانِ نزول: ثابت بن قیس بن شمّاس سے ایک یہودی نے کہا کہ اللہ نے ہم پر اپنا قتل اور گھر بار چھوڑنا فرض کیا تھا ہم اس کو بجالائے ثابت نے فرمایا کہ اگر اللہ ہم پر فرض کرتا تو ہم بھی ضرور بجالاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّ اِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾

وف۱۸۰ تو اس میں اُن کا بھلا تھا اور ایمان پر خوب جمنا اور ایسا ہوتا تو ضرور ہم انہیں اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے

وَّ لَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ

اور ضرور ہم ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کرتے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا

الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ

ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء وف۱۸۱ اور صدیق وف۱۸۲ اور شہید وف۱۸۳ اور

الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ

نیک لوگ وف۱۸۴ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے

عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا ع ۹ / ۱۱

جاننے والا اے ایمان والو ہوشیاری سے کام لو وف۱۸۵ پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو اور تم

وف۱۸۰ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی فرماں برداری کی۔

وف۱۸۱ تو انبیاء کے مخلص فرمانبردار جنت میں اُن کی صحبت و دیدار سے محروم نہ ہوں گے۔

وف۱۸۲ صدیق انبیاء کے سچے متبعین کو کہتے ہیں جو اخلاص کے ساتھ اُن کی راہ پر قائم رہیں مگر اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضل اصحاب مُراد ہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق۔

اِن کے ذکر سے دِلوں کو فرحت، رُوحوں کو مُسرت اور فکر ونظر کو جَودَت (یعنی تیزی) ملتی ہے اور ذکر کرنے والے پر رحمت نازل ہوتی ہے۔ حضرت سفیان بن عُیَیْنہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، رقم ۱۰۷۵۰، ج ۷، ص ۳۳۵، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

وف۱۸۳ جنہوں نے راہِ خدا میں جانیں دیں۔

وف۱۸۴ وہ دیندار جو حق العباد اور حق اللہ دونوں ادا کریں اور اُن کے احوال و اعمال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک ہوں شانِ نزول: حضرت ثوبان سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال محبّت رکھتے تھے جُدائی کی تاب نہ تھی ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے کہ چہرہ کا رنگ بدل گیا تھا تو حضور نے فرمایا آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے عرض کیا نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد بجُز اس کے کہ جب حضور سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت و پریشانی ہوجاتی ہے جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پاسکوں گا آپ اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے جنت بھی دی تو اس مقام عالی تک رسائی کہاں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسکین دی گئی کہ باوجود فرق منازل کے فرمانبرداروں کو باریابی اور معیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔

جَمِیۡعًا ﴿۷۱﴾ وَ اِنَّ مِنۡکُمۡ لَمَنۡ لَّیُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنۡ اَصَابَتۡکُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالَ قَدۡ اَنۡعَمَ

میں کوئی وہ ہے کہ ضرور دیر لگائے گا ۱۸۶ پھر اگر تم پر کوئی افتاد پڑے تو کہے خدا کا مجھ پر احسان تھا

اللّٰہُ عَلَیَّ اِذۡ لَمۡ اَکُنۡ مَّعَہُمۡ شَہِیۡدًا ﴿۷۲﴾ وَ لَئِنۡ اَصَابَکُمۡ فَضۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ لَیَقُوۡلَنَّ

کہ میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا اور اگر تمہیں اللہ کا فضل ملے ۱۸۷ تو

کَاَنۡ لَّمۡ تَکُنۡۢ بَیۡنَکُمۡ وَ بَیۡنَہٗ مَوَدَّۃٌ یّٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ مَعَہُمۡ فَاَفُوۡزَ فَوۡزًا

ضرور کہے ۱۸۸ گویا تم میں اس میں کوئی دوستی نہ تھی اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا

عَظِیۡمًا ﴿۷۳﴾ فَلۡیُقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یَشۡرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا

تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت

بِالۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ مَنۡ یُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیُقۡتَلۡ اَوۡ یَغۡلِبۡ فَسَوۡفَ نُؤۡتِیۡہِ

لیتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم

اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۷۴﴾ وَ مَا لَکُمۡ لَا تُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ

اسے بڑا ثواب دیں گے اور تمہیں (اے مسلمانوں) کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں ۱۸۹ اور کمزور مردوں اور عورتوں

الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الۡوِلۡدَانِ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ ہٰذِہِ

اور بچوں کے واسطے (جو) یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس

(الجامع لاحکام القرآن، الحدیث ۲۳۰۹، ج ۵، ص ۲۶۱)

۱۸۵ دشمن کے گھات سے بچو اور اسے اپنے اوپر موقع نہ دو ایک قول یہ بھی ہے کہ ہتھیار ساتھ رکھو۔

تو تم اس دشمن کی بات نہ سننا اس لئے کہ وہ جھوٹا اور شریر ہے اور اس کی نصیحت قبول نہ کرنا کیونکہ وہ دھوکے باز ہے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کی تدبیریں جائز ہیں۔

۱۸۶ یعنی منافقین۔

۱۸۷ تمہاری فتح ہو اور غنیمت ہاتھ آئے۔

۱۸۸ وہی جس کے مقولہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ،

۱۸۹ یعنی جہاد فرض ہے اور اس کے ترک کا تمہارے پاس کوئی عذر نہیں۔

۱۸۹ (ب) اس قسم کی بے شمار آیتیں ہیں ولی کے معنی دوست بھی ہیں اور مددگار بھی، مالک بھی وغیرہ۔ اگر ان آیات میں ولی کے معنی مددگار کئے جائیں اور کہا جائے کہ جو خدا کے سوا کسی کو مددگار سمجھے وہ مشرک اور کافر ہے تو نقل

الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ
کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے
لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ؕ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
کوئی مدد گار دے دے ف۱۸۹ ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں ف۱۹۰ اور کفار
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ
شیطان کی راہ (کفر کی حمایت) میں لڑتے ہیں تو شیطان کے دوستوں سے ف۱۹۱ لڑو بے شک شیطان کا داؤ
كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ؑ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
کمزور ہے ف۱۹۲ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ روک ف۱۹۳ اور نماز قائم رکھو
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ
اور زکوٰۃ دو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا ف۱۹۴ تو ان میں بعضے (منافقین) لوگوں (کفار) سے ایسا ڈرنے لگے جیسے

ع ۱۰

وعقل دونوں کے خلاف ہے نقل کے تو اس لئے کہ خود قرآن میں اللہ کے بندوں کے مددگار ہونے کا ذکر ہے۔
(علم القرآن)

ف۱۹۰ اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی گئی تا کہ وہ ان کمزور مسلمانوں کو کفار کے پنجۂ ظلم سے چھڑائیں جنہیں مکّہ مکرّمہ میں مشرکین نے قید کرلیا تھا اور طرح طرح کی ایذائیں دے رہے تھے اور اُن کی عورتوں اور بچوں تک پر بے رحمانہ مظالم کرتے تھے اور وہ لوگ اُن کے ہاتھوں میں مجبور تھے اس حالت میں وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی خلاصی اور مددِ الٰہی کی دعائیں کرتے تھے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کا ولی و ناصر کیا اور انہیں مشرکین کے ہاتھوں سے چھڑایا اور مکّۂ مکرّمہ فتح کرکے اُن کی زبردست مدد فرمائی۔

ف۱۹۱ اعلاءِ دین اور رضائے الٰہی کے لئے۔

ف۱۹۲ یعنی کافروں کا اور وہ اللہ کی مدد کے مقابلہ میں کیا چیز ہے۔

ف۱۹۳ قتال سے، شانِ نزول: مشرکینِ مکّہ مکرّمہ میں مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیتے تھے ہجرت سے قبل اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک جماعت نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجئے انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اور بہت ایذائیں دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اُن کے ساتھ جنگ کرنے سے ہاتھ روکو، نماز اور زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو۔

فائدہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز و زکوٰۃ جہاد سے پہلے فرض ہوئیں۔

ف۱۹۴ مدینہ طیبہ میں اور بدر کی حاضری کا حکم دیا گیا۔

كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ

(مومن) اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زائد اور بولے وف۱۹۵ اے رب ہمارے تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا

اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ

وف۱۹۶ تھوڑی مدت تک ہمیں اور جینے دیا ہوتا تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا (جینا) تھوڑا ہے وف۱۹۷ اور ڈر والوں کے لیے

اتَّقٰى ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ

آخرت اچھی اور تم پر تاگے (دھاگے) برابر ظلم نہ ہوگا وف۱۹۸ تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی وف۱۹۹ اگرچہ مضبوط قلعوں

فِىْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ

میں ہو اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے وف۲۰۰ تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ

برائی پہنچے وف۲۰۱ تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی وف۲۰۲ تم فرما دو سب اللہ کی طرف سے ہے وف۲۰۳

هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ

تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ

وف۱۹۵ یہ خوف طبعی تھا کہ انسان کی جبلّت ہے کہ موت و ہلاکت سے گھبراتا اور ڈرتا ہے۔

وف۱۹۶ اس کی حکمت کیا ہے یہ سوال وجہِ حکمت دریافت کرنے کے لئے تھا نہ بطریقِ اعتراض اسی لئے اُن کو اس سوال پر توبیخ وزجر نہ فرمایا گیا بلکہ جواب تسکین بخش عطا فرما دیا گیا۔

وف۱۹۷ زائل و فانی ہے۔

وف۱۹۸ اور تمہارے اجر کم نہ کئے جائیں گے تو جہاد میں اندیشہ و تامل نہ کرو۔

وف۱۹۹ اور اس سے رہائی پانے کی کوئی صورت نہیں اور جب موت ناگزیر ہے تو بستر پر مر جانے سے راہ خدا میں جان دینا بہتر ہے کہ یہ سعادتِ آخرت کا سبب ہے۔

وف۲۰۰ ارزانی و کثرت پیداوار وغیرہ کی۔

وف۲۰۱ گرانی قحط سالی وغیرہ

وف۲۰۲ یہ حال منافقین کا ہے کہ جب انہیں کوئی سختی پیش آتی تو اس کو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کرتے اور کہتے جب سے یہ آئے ہیں ایسی ہی سختیاں پیش آیا کرتی ہیں۔

وف۲۰۳ گرانی ہو یا ارزانی قحط ہو یا فراخ حالی رنج ہو یا راحت آرام ہو یا تکلیف فتح ہو یا شکست حقیقت میں سب

اللّٰہِ ؕ وَ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ

اللہ کی طرف سے ہے ۲۰۴ اور جو بُرائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے ۲۰۵ اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے

رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ

رسول بھیجا ۲۰۶ اور اللہ کافی ہے گواہ ۲۰۷ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا ۲۰۸ اور جس نے

اللہ کی طرف سے ہے۔

۲۰۴ اُس کا فضل ورحمت ہے

۲۰۵ کہ تو نے ایسے گناہوں کا ارتکاب کیا کہ تو اس کا مستحق ہوا مسئلہ: یہاں بُرائی کی نسبت بندے کی طرف مجاز ہے اور اُوپر جو مذکور ہوا وہ حقیقت تھی بعض مفسّرین نے فرمایا کہ بدی کی نسبت بندے کی طرف بر سبیلِ ادب ہے خلاصہ یہ کہ بندہ جب فاعلِ حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اُسی کی طرف سے جانے اور جب اسباب پر نظر کرے تو بُرائیوں کو اپنی شامتِ نفس کے سبب سے سمجھے۔

۲۰۶ عرب ہوں یا عجم آپ تمام خلق کے لئے رسُول بنائے گئے اور کل جہان آپ کا اُمّتی کیا گیا یہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالتِ منصب اور رفعتِ منزلت کا بیان ہے۔

۲۰۷ آپ کی رسالتِ عامہ پر تو سب پر آپ کی اطاعت اور آپ کا اتباع فرض ہے۔

۲۰۸ شانِ نزول: رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبّت کی اِس پر آج کل کے گستاخ بددینوں کی طرح اُس زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا نصارٰی نے عیسٰی بن مریم کو رب مانا اس پر اللہ تعالی نے اِن کے رَدّ میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ کہ بے شک رسُول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

حضرتِ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہمیں چند نصیحتیں فرمائیں جن سے ہمارے دل تڑپ اٹھے اور آنکھیں بہہ پڑیں تو ہم نے عرض کیا کہ' یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یہ رخصت ہونے والے کی نصیحت لگتی ہے، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کچھ وصیت فرمائیں'۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، 'میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی اور امیر کی بات سن کر اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ کسی غلام کو تمہارا امیر بنادیا جائے اور تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت سے اختلاف دیکھے گا تو اس وقت میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا اور اسے دانتوں سے پکڑ لینا اور نو پیدا اُمور سے بچتے رہنا کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ٘ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ
منہ پھیرا و۲۰۹ تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا و۲۱۰ پھر جب تمہارے
عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ
پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اس کے خلاف رات کو منصوبے گانٹھتا ہے اور اللہ لکھ رکھتا ہے
مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا
ان کے رات کے منصوبے و۲۱۱ تو اے محبوب تم ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو
يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا
تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں و۲۱۲ اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے و۲۱۳
كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ
اور جب ان کے پاس کوئی بات اطمینان و۲۱۴ یا ڈر و۲۱۵ کی آتی ہے اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں و۲۱۶ اور اگر

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة، رقم ۲۶۸۵، ج ۴، ص

و۲۰۹ اور آپ کی اطاعت سے اعراض کیا۔

و۲۱۰ شانِ نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایمان و اطاعت شعاری کا اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے ہم حضور پر ایمان لائے ہیں ہم نے حضور کی تصدیق کی ہے حضور جو ہمیں حکم فرمائیں اُس کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔

و۲۱۱ ان کے اعمال ناموں میں اور اُس کا اِنہیں بدلہ دے گا

و۲۱۲ اور اس کے عُلوم وحِکَم کو نہیں دیکھتے کہ اُس نے اپنی فصاحت سے تمام خَلق کو عاجز کر دیا ہے اور غیبی خبروں سے منافقین کے احوال اور ان کے مکروکید کا اِفشاء راز کر دیا ہے اور اوّلین وآخرین کی خبریں دی ہیں۔

و۲۱۳ اور زمانہء آئندہ کے متعلق غیبی خبریں مطابق نہ ہوتیں اور جب ایسا نہ ہوا اور قرآن پاک کی غیبی خبروں سے آئندہ پیش آنے والے واقعات مطابقت کرتے چلے گئے تو ثابت ہوا کہ یقیناً وہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے نیز اس کے مضامین میں بھی باہم اختلاف نہیں اسی طرح فصاحت و بلاغت میں بھی کیونکہ مخلوق کا کلام فصیح بھی ہو تو سب یکساں نہیں ہوتا کچھ بلیغ ہوتا ہے تو کچھ رکیک ہوتا ہے جیسا کہ شعراء اور زباندانوں کے کلام میں دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بہت ملیح اور کوئی نہایت پھیکا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے کلام کی شان ہے کہ اس کا تمام کلام فصاحت و بلاغت کی اعلیٰ مرتبت پر ہے۔

و۲۱۴ یعنی فتحِ اسلام۔

و۲۱۵ یعنی مسلمانوں کی ہزیمت کی خبر

اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْؕ

اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں وے۲۱ کی طرف رجوع لاتے و۲۱۸ تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾

میں کاوش کرتے ہیں و۲۱۹ اور اگر تم پر اللہ کا فضل و۲۲۰ اور اس کی رحمت و۲۲۱ نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے و۲۲۲ ۲۲۲

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَۚ عَسَى

مگر تھوڑے و۲۲۳ تو اے محبوب اللہ کی راہ میں لڑو و۲۲۴ تم تکلیف نہ دیے جاؤ گے مگر اپنے دم کی و۲۲۵ اور مسلمانوں کو آمادہ کرو

اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْاؕ وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِیْلًا ﴿۸۴﴾

و۲۲۶ قریب ہے کہ اللہ کافروں کی سختی روک دے و۲۲۷ اور اللہ کی آنچ (جنگی طاقت) سب سے سخت تر ہے اور اس کا عذاب سب

و۲۱۶ جو مفسدے کا موجب ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی فتح کی شہرت سے تو کفار میں جوش پیدا ہوتا ہے اور شکست کی خبر سے مسلمانوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔

و۲۱۷ اکابر صحابہ جو صاحب رائے اور صاحبِ بصیرت ہیں۔

و۲۱۸ اور خود کچھ دخل نہ دیتے۔

و۲۱۹ مسئلہ: مفسرین نے فرمایا اس آیت میں دلیل ہے جواز قیاس پر اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک علم تو وہ ہے جو بہ نصِ قرآن وحدیث حاصل ہو اور ایک علم وہ ہے جو قرآن وحدیث سے استنباط وقیاس کے ذریعے حاصل ہوتا ہے

مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ امورِ دینیہ میں ہر شخص کو دخل دینا جائز نہیں جو اہل ہو اس کو تفویض کرنا چاہئے۔

و۲۲۰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت۔

و۲۲۱ نزول قرآن۔

و۲۲۲ اور کفر وضلال میں گرفتار رہتے۔

و۲۲۳ وہ لوگ جو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور قرآن پاک کے نزول سے پہلے آپ پر ایمان لائے جیسے زید بن عَمرو بن نُفَیل اور ورقہ بن نَوفل اور قیس بن ساعِدہ۔

و۲۲۴ خواہ کوئی تمہارا ساتھ دے یا نہ دے اور تم اکیلے رہ جاؤ۔

و۲۲۵ شانِ نزول: بدرِ صغرٰی کی جنگ جو ابوسفیان سے ٹھہر چکی تھی جب اس کا وقت آپہنچا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں جانے کے لئے لوگوں کو دعوت دی بعضوں پر یہ گراں ہوا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ جہاد نہ چھوڑیں اگرچہ تنہا ہوں اللہ آپ کا ناصر ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے یہ حکم پا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرِ صغرٰی کی جنگ کے لئے روانہ ہوئے صرف ستّر سوار ہمراہ تھے۔

مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً

سے کڑا (زبردست) جو اچھی سفارش کرے ف۲۲۸ اس کے لیے اس میں سے حصّہ ہے ف۲۲۹ اور جو بُری سفارش کرے

سَیِّئَةً یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ﴿۸۵﴾ وَ اِذَا

اُس کے لیے اس میں سے حصّہ ہے ف۲۳۰ اور اللہ ہر چیز پر قادر اور جب تمہیں کوئی کسی (اچھے) لفظ سے

حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ

سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب

ف۲۲۶ انہیں جہاد کی ترغیب دو اور بس۔

ف۲۲۷ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں کا یہ چھوٹا سا لشکر کامیاب آیا اور کفار ایسے مرعوب ہوئے کہ وہ مسلمانوں کے مقابل میدان میں نہ آسکے۔

فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شجاعت میں سب سے اعلی ہیں کہ آپ کو تنہا کفار کے مقابل تشریف لے جانے کا حکم ہوا اور آپ آمادہ ہو گئے۔

ف۲۲۸ کسی سے کسی کی کہ اس کو نفع پہنچائے یا کسی مصیبت و بلا سے خلاص کرائے اور ہو وہ موافقِ شرع تو۔

ف۲۲۹ اجر و جزا۔

حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، 'جب کوئی حاجت مند آئے تو اسکی سفارش کیا کرو تاکہ تمہیں اجر ملے اور اللہ جو چاہے نبی کی زبان سے فیصلہ جاری کروائے۔ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب التحریض علی الصدقۃ والشفاعۃ فیھا، ج۱، رقم ۱۴۳۲، ص ۴۸۳)

حضرت سیدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، 'سب سے افضل صدقہ زبان کا صدقہ ہے۔' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، 'یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسَلَّم! زبان کا صدقہ کیا ہے؟' فرمایا، 'تمہاری وہ سفارش جس سے کسی قیدی کو رہائی دلا دو، کسی کا خون کرنے سے بچا لو اور کوئی بھلائی اپنے بھائی کی طرف بڑھا دو اور اس سے کوئی مصیبت دور کر دو۔

(شعب الایمان، باب فی تعاون علی البر والتقوی، ج۶، رقم ۷۶۸۳۔ ۷۶۸۳، ص ۱۲۴)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، 'جو کوئی اپنے مسلمان بھائی اور کسی صاحبِ حیثیت کے درمیان بھلائی پہنچنے یا تنگی کے آسان ہونے میں مددگار بنا تو اللہ تبارک وتعالیٰ پل صراط پر اسکی مدد فرمائے گا جس دن قدم ڈگمگا رہے ہونگے۔

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب فضل قضاء الحوائج، ج۸، رقم ۱۳۷۰۹، ص ۳۴۹)

ف۲۳۰ عذاب و سزا۔

حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ

لینے والا ہے ۲۳۱ اللہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور وہ ضرور تمہیں اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں

اس سے مراد ایسی سفارش ہے جس کے ذریعے کسی شرعی سزا کے نفاذ کو روکنے کی کوشش کی جائے جیسا کہ حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'جسکی سفارش اللہ کی حدود پار کر جائے اس نے اللہ کی مخالفت کی۔'

(مستدرک، کتاب الحدود، باب من حالت شفاعتہ الخ، رقم الحدیث ۸۲۱۸، ج ۵ ص ۵۴۶)

۲۳۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: 'تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر تم عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔'

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی افشاء السلام، الحدیث ۵۱۹۳، ج ۴، ص ۴۴۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے عرض کیا، اسلام کی کون سی چیز سب سے بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تم کھانا کھلاؤ (مسکینوں کو) اور سلام کہو ہر شخص کو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب السلام للمعرفۃ وغیر المعرفۃ، الحدیث ۶۲۳۶، ج ۴، ص ۱۶۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہو سکے تو جب بس میں سوار ہوں، کسی اسپتال میں جانا پڑ جائے، کسی ہوٹل میں داخل ہوں جہاں لوگ فارغ بیٹھے ہوں، جہاں جہاں مسلمان اکٹھے ہوں، سلام کر دیا کریں۔ یہ دو الفاظ زبان پر بہت ہی ہلکے ہیں، مگر ان کے فوائد وثمرات بہت ہی زیادہ ہیں۔

مسائلِ: سلام، سلام کرنا سنّت ہے (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۸۸)

اور جواب دینا فرض اور جواب میں افضل ہے کہ سلام کرنے والے کے سلام پر کچھ بڑھائے مثلاً پہلا شخص السلام علیکم کہے تو دوسرا شخص وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے اور اگر پہلے نے ورحمۃ اللہ بھی کہا تھا تو یہ وبرکاتہ اور بڑھائے پس اس سے زیادہ سلام وجواب میں اور کوئی اضافہ نہیں ہے کافر، گمراہ، فاسق اور استنجا کرتے مسلمانوں کو سلام نہ کریں۔

(بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)

جو شخص خطبہ یا تلاوت قرآن یا حدیث یا مذاکرہ علم یا اذان یا تکبیر میں مشغول ہو اس حال میں ان کو سلام نہ کیا جائے اور اگر کوئی سلام کرے تو اُن پر جواب دینا لازم نہیں اور جو شخص شطرنج، چوسر، تاش، گنجفہ وغیرہ کوئی ناجائز کھیل کھیل رہا ہو یا گانے بجانے میں مشغول ہو یا پاخانہ یا غسل خانہ میں ہو یا بے عذر برہنہ ہو اس کو سلام نہ کیا جائے۔

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ جدید، ج ۲۲، ۴۰۹)

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ﴿۸۷﴾ ع فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ وَاللّٰهُ ع ۱۱ ۸

اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ۲۳۲ تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں (تم) دو فریق ہو گئے ۲۳۳ اور اللہ نے انہیں اوندھا

مسئلہ: آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو بی بی کو سلام کرے ہندوستان میں یہ بڑی غلط رسم ہے کہ زن وشو کے اتنے گہرے تعلقات ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو سلام سے محروم کرتے ہیں باوجود یہ کہ سلام جس کو کیا جاتا ہے اس کے لئے سلامتی کی دعا ہے۔

مسئلہ: بہتر سواری والا کمتر سواری والے کو اور کمتر سواری والا پیدل چلنے والے کو اور پیدل بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹے بڑے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب یسلم الراکب علی الماشی والقلیل علی الکثیر، الحدیث ۲۱۶۰، ص ۱۱۹۱)

حضرت مولا علی کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہُ الْکَرِیم سے روایت ہے' جب کوئی شخص گزرتے ہوئے سلام کہہ دے اور بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص جواب دے تو سب لوگوں کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجآء فی ردواحد عن الجماعۃ، الحدیث ۵۲۱۰، ج ۴، ص ۴۵۲)

سلام کرتے وقت حد رکوع تک (اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں) جھک جانا حرام ہے اگر اس سے کم جھکے تو مکروہ۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۲)

بدقسمتی سے آج کل عام طور پر سلام کرتے وقت لوگ جھک جاتے ہیں۔ البتہ کسی بزرگ کے ہاتھ چومنے میں حرج نہیں بلکہ ثواب ہے اور یہ بغیر جھکے ممکن نہیں یہاں ضرورت ہے۔ جبکہ سلام کے وقت جھکنے کی حاجت نہیں۔

بُڑھیا کا جواب آواز سے دیں اور جوان عورت کے سلام کا جواب اتنا آہستہ دیں کہ وہ نہ سنے۔ البتہ اتنی آواز لازمی ہے کہ جواب دینے والا خود سن لے۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)

جب دو اسلامی بھائی ملاقات کریں تو سلام کریں اور اگر دونوں کے بیچ میں کوئی ستون، کوئی درخت یا دیوار وغیرہ درمیان میں حائل ہو جائے پھر جیسے ہی ملیں دوبارہ سلام کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: 'جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلامی بھائی کو ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر ان کے درمیان درخت دیوار یا پتھر وغیرہ حائل ہو جائے اور وہ پھر اس سے ملے تو دوبارہ اس کو سلام کرے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل یفارق الرجل....الخ، الحدیث ۵۲۰۰، ج ۴، ص ۴۵۰)

ف۲۳۲ یعنی اس سے زیادہ سچا کوئی نہیں اس لئے کہ اس کا کِذب ناممکن ومحال ہے کیونکہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ پر محال ہے وہ جملہ عیوب سے پاک ہے۔

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: 'انبیائے علیہم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعثِ نفرت ہو جیسے کذب وخیانت وجہل وغیرہا صفات ذمیمہ (یعنی بری صفتوں) سے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مرّوت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ

اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْاؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ

کر دیا ؎۲۳۴ ان ؎۲۳۵ کے کوتکوں (کرتوتوں) کے سبب کیا یہ چاہتے ہو کہ اسے (ہدایت کی) راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۸۸ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ

گمراہ کرے تو ہر گز تو اس کے لیے راہ نہ پائے گا وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو

سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِؕ فَاِنْ

جاؤ تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ ؎۲۳۶ جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں ؎۲۳۷ پھر اگر وہ

تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا

منہ پھیریں ؎۲۳۸ تو اُنہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ

وَّلَا نَصِيْرًا ۝۸۹ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ

نہ مدد گار ؎۲۳۹ مگر وہ جو ایسی قوم سے علاقہ رکھتے ہیں کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے ؎۲۴۰ یا

تعمدِ صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔

(الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ، الباب الثانی فی الامور المھمۃ فی الشریعۃ ،الفصل الاوّل فی تصحیح الاعتقاد، ج۱، ص۲۸۸)

؎۲۳۳ شانِ نزول: منافقین کی ایک جماعت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے رک گئی تھی ان کے باب میں اصحاب کرام کے دو فرقے ہو گئے ایک فرقہ قتل پر مُصر تھا اور ایک اُن کے قتل سے انکار کرتا تھا اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

؎۲۳۴ کہ وہ حضور کے ساتھ جہاد میں جانے سے محروم رہے۔

؎۲۳۵ ان کے کفر وارتداد اور مشرکین کے ساتھ ملنے کے باعث تو چاہئے کہ مسلمان بھی ان کے کفر میں اختلاف نہ کریں۔

؎۲۳۶ اس آیت میں کفار کے ساتھ موالات ممنوع کی گئی خواہ وہ ایمان کا اظہار ہی کرتے ہوں۔

؎۲۳۷ اور اس سے ان کے ایمان کی تحقیق نہ ہو لے۔

؎۲۳۸ ایمان وہجرت سے اور اپنی حالت پر قائم رہیں۔

؎۲۳۹ اور اگر تمہاری دوستی کا دعوٰی کریں اور مدد کے لئے تیار ہوں تو ان کی مدد نہ قبول کرو۔

؎۲۴۰ یہ استثناء قتل کی طرف راجع ہے کیونکہ کفار ومنافقین کے ساتھ موالات کسی حال میں جائز نہیں اور عہد سے یہ عہد مراد ہے کہ اس قوم کو اور جو اس قوم سے جا ملے اس کو امن ہے جیسا کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکۂ مکرّمہ تشریف لے جاتے وقت ہلال بن عویمر اسلمی سے معاملہ کیا تھا۔

جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ

تمہارے پاس یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت نہ رہی کہ تم سے لڑیں وا۲۴ یا اپنی قوم سے لڑیں و۲۴۲ اور اللہ چاہتا تو

اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا

ضرور انہیں تم پر قابو دیتا تو وہ بے شک تم سے لڑتے و۲۴۳ پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور

اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ

صلح کا پیام ڈالیں تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہ رکھی و۲۴۴ اب کچھ اور تم ایسے (دشمن) پاؤ گے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ

جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امان میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امان میں رہیں و۲۴۵ جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد و۲۴۶ کی طرف

اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ

پھیرے تو اس پر اوندھے گرتے ہیں پھر اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور و۲۴۷ صلح کی گردن نہ ڈالیں اور اپنے ہاتھ

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ

نہ روکیں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور یہ ہیں جن پر ہم نے

سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ع وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ ع ۱۲/۹

تمہیں صریح اختیار دیا و۲۴۸ اور مسلمان کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر و۲۴۹ اور جو کسی

و۲۴۱ اپنی قوم کے ساتھ ہو کر۔

و۲۴۲ تمہارے ساتھ ہو کر۔

و۲۴۳ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔

و۲۴۴ کہ تم ان سے جنگ کرو بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ حکم آیت ' اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ' سے منسوخ ہو گیا۔

و۲۴۵ شانِ نزول: مدینہ طیبہ میں قبیلہء اسد و غطفان کے لوگ ریاءً کلمہء اسلام پڑھتے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے اور جب ان میں سے کوئی اپنی قوم سے ملتا اور وہ لوگ ان سے کہتے کہ تم کس چیز پر ایمان لائے تو وہ لوگ کہتے کہ بندروں بچھوؤں وغیرہ پر اس انداز سے ان کا مطلب یہ تھا کہ دونوں طرف سے رسم و راہ رکھیں اور کسی جانب سے انہیں نقصان نہ پہنچے یہ لوگ منافقین تھے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

و۲۴۶ شرک یا مسلمان سے جنگ۔

مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ

مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو

يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ

سپرد کی جائے ۲۵۰ مگر یہ کہ وہ معاف کردیں پھر اگر وہ ۲۵۱ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے ۲۵۲ اور خود مسلمان ہے تو

وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ

صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ۲۵۳ اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خوں بہا سپرد کی

وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ٘ تَوْبَةً

جائے اور ایک مسلمان مملوک ۲۵۴ آزاد کرنا تو جس کا ہاتھ نہ پہنچے ۲۵۵ وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے ۲۵۶ یہ اللہ کے یہاں

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا

اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے

ف ۲۴۷ جنگ سے باز آکر

ف ۲۴۸ ان کے کفر، غدر اور مسلمانوں کی ضرر رسانی کے سبب۔

ف ۲۴۹ یعنی مومن کافر کی مثل مباح الدم نہیں ہے جس کا حکم اوپر کی آیت میں مذکور ہو چکا تو مسلمان کا قتل کرنا بغیر حق کے روا نہیں اور مسلمان کی شان نہیں کہ اس سے کسی مسلمان کا قتل سرزد ہو بجز اس کے کہ خطاء ہو اس طرح کہ مارتا تھا شکار کو یا کافر حربی کو اور ہاتھ بہک کر زد پڑی مسلمان پر یا یہ کہ کسی شخص کو کافر حربی جان کر مارا اور تھا وہ مسلمان۔

ف ۲۵۰ یعنی اس کے وارثوں کو دی جائے وہ اسے مثل میراث کے تقسیم کرلیں دِیّت مقتول کے ترکہ کے حکم میں ہے اس سے مقتول کا دَین بھی ادا کیا جائے گا وصیت بھی جاری کی جائے گی۔

ف ۲۵۱ جو خطاء قتل کیا گیا۔

ف ۲۵۲ یعنی کافر

ف ۲۵۳ لازم ہے اور دیت نہیں

ف ۲۵۴ یعنی اگر مقتول ذمی ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو مسلمان کا۔

ف ۲۵۵ یعنی وہ کسی غلام کا مالک نہ ہو۔

ف ۲۵۶ لگاتار روزہ رکھنا یہ ہے کہ ان روزوں کے درمیان رمضان اور ایام تشریق نہ ہوں اور درمیان میں روزوں کا سلسلہ بعذر یا بلا عذر کسی طرح توڑا نہ جائے۔

شان نزول: یہ آیت عیاش بن ربیعہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی وہ قبل ہجرت مکہ مکرمہ میں اسلام لائے اور گھر

فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا

تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے وے ۲۵ اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا

عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ لَا

بڑا عذاب اے ایمان والو جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو اور جو تمہیں سلام کرے

والوں کے خوف سے مدینہ طیبہ جا کر پناہ گزیں ہوئے ان کی ماں کو اس سے بہت بے قراری ہوئی اور اس نے حارث اور ابوجہل اپنے دونوں بیٹوں سے جو عیاش کے سوتیلے بھائی تھے یہ کہا کہ خدا کی قسم نہ میں سایہ میں بیٹھوں نہ کھانا چکھوں نہ پانی پیوں جب تک تم عیاش کو میرے پاس نہ لے کر آؤ وہ دونوں حارث بن زید بن ابی اُنیسہ کو ساتھ لے کر تلاش کے لئے نکلے اور مدینہ طیبہ پہنچ کر عیاش کو پالیا اور ان کو ماں کے جزع فزع بے قراری اور کھانا پینا چھوڑ نے کی خبر سنائی اور اللہ کو درمیان دے کر یہ عہد کیا کہ ہم دین کے باب میں تجھ سے کچھ نہ کہیں گے اس طرح وہ عیاش کو مدینہ سے نکال لائے اور مدینہ سے باہر آ کر اس کو باندھا اور ہر ایک نے سو سو کوڑے مارے پھر ماں کے پاس لائے تو ماں نے کہا میں تیری مشکیں نہ کھولوں گی جب تک تو اپنا دین ترک نہ کرے پھر عیاش کو دھوپ میں بندھا ہوا ڈال دیا اور ان مصیبتوں میں مبتلا ہو کر عیاش نے ان کا کہا مان لیا اور اپنا دین ترک کر دیا تو حارث بن زید نے عیاش کو ملامت کی اور کہا تو اسی دین پر تھا اگر یہ حق تھا تو تو نے حق کو چھوڑ دیا اور اگر باطل تھا تو تو باطل دین پر رہا یہ بات عیاش کو بڑی ناگوار گزری اور عیاش نے کہا میں تجھ کو اکیلا پاؤں گا تو خدا کی قسم ضرور قتل کر دوں گا اس کے بعد عیاش اسلام لائے اور انہوں نے مدینہ طیبہ ہجرت کی اور ان کے بعد حارث بھی اسلام لائے اور ہجرت کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے لیکن اس روز عیاش موجود نہ تھے نہ انہیں حارث کے اسلام کی اطلاع ہوئی قباء کے قریب عیاش نے حارث کو دیکھ پایا اور قتل کر دیا تو لوگوں نے کہا اے عیاش تم نے بہت برا کیا حارث اسلام لا چکے تھے اس پر عیاش کو بہت افسوس ہوا اور انہوں نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا اور کہا کہ مجھے تاوقتِ قتل ان کے اسلام کی خبر ہی نہ ہوئی اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وے ۲۵ حضرت ابوسعید و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ "اگر تمام آسمان و زمین والے ایک مسلمان کا خون کرنے میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اُن سب کو منہ کے بل اَوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب الدیات، باب الحکم فی الدماء، الحدیث ۱۴۰۳، ج ۳، ص ۱۰۰)

مسلمان کو عمداً قتل کرنا سخت گناہ اور اشد کبیرہ ہے۔

الدر المختار، کتاب الجنایات، ج10، ص158

حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کا ہلاک ہونا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے پھر یہ قتل اگر

تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًاۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ

اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں و۲۵۸ تم جیتی دنیا کا اسباب چاہتے ہو تو

الدُّنْیَا٘ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ

اللہ کے پاس بہتیری غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے و۲۵۹ پھر اللہ نے تم پر احسان کیا و۲۶۰ تو تم پر تحقیق کرنا

ایمان کی عداوت سے ہو یا قاتل اس قتل کو حلال جانتا ہو تو یہ کفر بھی ہے

فائدہ: خلود مدتِ دراز کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور قاتل اگر صرف دنیوی عداوت سے مسلمان کو قتل کرے اور اس کے قتل کو مباح نہ جانے جب بھی اس کی جزا مدت دراز کے لئے جہنم ہے۔

ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اس کے متعلق صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں اختلاف ہے جیسا کہ کتب حدیث میں یہ بات مذکور ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسے قاتل کی بھی مغفرت ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو بخش دے۔

الدر المختار، ورد المحتار، کتاب الجنایات، ج10،ص158

فائدہ: خلود کا لفظ مدت طویلہ کے معنی میں ہوتا ہے تو قرآن کریم میں اس کے ساتھ لفظ ابد مذکور نہیں ہوتا اور کفار کے حق میں خلود بمعنی دوام آیا ہے تو اس کے ساتھ ابد بھی ذکر فرمایا گیا ہے

شان نزول: یہ آیت مُقیّس بن خبابہ کے حق میں نازل ہوئی اس کے بھائی قبیلہ بنی نجار میں مقتول پائے گئے تھے اور قاتل معلوم نہ تھا بنی نجار نے بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیت ادا کردی اس کے بعد مقیس نے باغوائے شیطان ایک مسلمان کو بے خبری میں قتل کردیا اور دیت کے اونٹ لے کر مکہ کو چلتا ہوگیا اور مرتد ہوگیا یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جو مرتد ہوا۔

و۲۵۸ یا جس میں اسلام کی علامت ونشانی پاؤ اس سے ہاتھ روکو اور جب تک اس کا کفر ثابت نہ ہوجائے اس پر ہاتھ نہ ڈالو

ابوداؤد وترمذی کی حدیث میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی لشکر روانہ فرماتے حکم دیتے کہ اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو قتل نہ کرنا

مسئلہ: اکثر فقہاء نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی یہ کہے کہ میں مومن ہوں تو اس کو مومن نہ مانا جائے گا کیونکہ وہ اپنے عقیدہ ہی کو ایمان کہتا ہے اور اگر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے جب بھی اس کے مسلمان ہونے کا حکم نہ کیا جائے گا جب تک کہ وہ اپنے دین سے بیزاری کا اظہار اور اس کے باطل ہونے کا اعتراف نہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کفر میں مبتلا ہو اس کے لئے اس کفر سے بیزاری اور اس کو کفر جاننا ضرور ہے۔

فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ

لازم ہے ۲۶۱ بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد

الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ

جہاد کرتے ہیں ۲۶۲ اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے

۲۵۹ یعنی جب تم اسلام میں داخل ہوئے تھے تو تمہاری زبان سے کلمہ شہادت سن کر تمہارے جان و مال محفوظ کر دیئے گئے تھے اور تمہارا اظہار بے اعتبار نہ قرار دیا گیا تھا ایسا ہی اسلام میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تمہیں بھی سلوک کرنا چاہئے۔

شان نزول: یہ آیت مِرْ دَاس بن نہیک کے حق میں نازل ہوئی جو اہل فدک میں سے تھے اور اُن کے سوا اُن کی قوم کا کوئی شخص اسلام نہ لایا تھا اس قوم کو خبر ملی کہ لشکر اسلام ان کی طرف آ رہا ہے تو قوم کے سب لوگ بھاگ گئے مگر مِرْ دَاس ٹھہرے رہے جب انہوں نے دور سے لشکر کو دیکھا تو بایں خیال کہ مبادا کوئی غیر مسلم جماعت ہو یہ پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں لے کر چڑھ گئے جب لشکر آیا اور انہوں نے اللہ اکبر کے نعروں کی آوازیں سنیں تو خود بھی تکبیر پڑھتے ہوئے اتر آئے اور کہنے لگے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ السلام علیکم مسلمانوں نے خیال کیا کہ اہل فدک تو سب کافر ہیں یہ شخص مغالطہ دینے کے لئے اظہارِ ایمان کرتا ہے بایں خیال اُسامہ بن زید نے ان کو قتل کر دیا اور بکریاں لے آئے جب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے تو تمام ماجرا عرض کیا حضور کو نہایت رنج ہوا اور فرمایا تم نے اس کے سامان کے سبب اس کو قتل کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ کو حکم دیا کہ مقتول کی بکریاں اس کے اہل کو واپس کریں۔

۲۶۰ کہ تم کو اسلام پر استقامت بخشی اور تمہارا مؤمن ہونا مشہور کیا۔

۲۶۱ تاکہ تمہارے ہاتھ سے کوئی ایمان دار قتل نہ ہو۔

۲۶۲ اس آیت میں جہاد کی ترغیب ہے کہ بیٹھ رہنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں مجاہدین کے لئے بڑے درجات وثواب ہیں اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ بیماری یا پیری و ناطاقتی یا نابینائی یا ہاتھ پاؤں کے ناکارہ ہونے اور عذر کی وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہوں وہ فضیلت سے محروم نہ کئے جائیں گے اگر نیت صالح رکھتے ہوں۔

حضرتِ سیدنا ابو سَعِید خُدرِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں سوال کیا، سب سے

دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ

بڑا کیاو۲۶۳ اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایاو۲۶۴ اور اللہ نے جہاد والوں کوو۲۶۵ بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

سے فضیلت دی ہے اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت و۲۶۶ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ لوگ (کافر و منافق)

رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ ع ۱۳ ۵ ۱۰

جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے (کس انتظار)

قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً

میں تھے کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھےو۲۶۷ کہتے ہیں (فرشتے) کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم

افضل آدمی کون ہے؟' فرمایا' وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ذریعے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرے۔' عرض کیا گیا' پھر کون افضل ہے؟' فرمایا' وہ مومن جو کسی گھاٹی میں اللہ عزوجل کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والرباط، رقم ۱۸۸۸، ص ۱۰۴۷)

حدیث بخاری میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت فرمایا کچھ لوگ مدینہ میں رہ گئے ہیں ہم کسی گھاٹی یا آبادی میں نہیں چلتے مگر وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں انہیں عذر نے روک لیا ہے۔

و۲۶۳ جو عذر کی وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہو سکے اگرچہ وہ نیت کا ثواب پائیں گے لیکن جہاد کرنے والوں کو عمل کی فضیلت اس سے زیادہ حاصل ہے۔

اِن آیاتِ مبارکہ کے تحت جُمہور مُفسّرِین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ جنّت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دونوں گروہوں سے ہے یعنی فتحِ مکّہ سے قبل ایمان لانے والے اور فتحِ مکّہ کے بعد ایمان لانے والے اور جہاد میں شرکت کرنے والے اور بیٹھنے والے، اور 'اَلْحُسْنٰی' سے مُراد جنّت ہے اَلبتّہ ان کے مرتبہ و مقام کے اِعتبار سے جنّت کے دَرَجات مختلف ہوں گے جیسا کہ اِن مذکورہ آیات کے تحت تفسیر ابنِ عبّاس، تفسیرِ جلالین، تفسیرِ کبیر، تفسیرِ بیضاوی، تفسیرِ خازِن، تفسیرِ رُوحُ المَعَانی وغیرہا میں مذکور ہے۔

و۲۶۴ جہاد کرنے والے ہوں یا عذر سے رہ جانے والے۔

و۲۶۵ بغیر عذر کے۔

و۲۶۶ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے جنت میں سو درجے مہیا فرمائے ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے آسمان اور زمین۔

و۲۶۷ شانِ نزول: یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے کلمہ اسلام تو زبان سے ادا کیا مگر جس

فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓىٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ۟ۙ (۹۷) اِلَّا
اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت بُری جگہ پلٹنے کی ۲۶۸ مگر وہ جو
الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّ لَا
دبا لیے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنھیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے ۲۶۹ اور نہ
یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ۟ۙ (۹۸) فَاُولٰٓىٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا
راستہ جانیں تو قریب ہے اللہ ایسوں کو معاف فرمائے ۲۷۰ اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا
غَفُوْرًا (۹۹) وَ مَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِیْرًا
ہے اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش
وَّ سَعَةً ؕ وَ مَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ
پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا ۲۷۱ اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے

زمانہ میں ہجرت فرض تھی اس وقت ہجرت نہ کی اور جب مشرکین جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے گئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوئے اور کفار کے ساتھ ہی مارے بھی گئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ کفار کے ساتھ ہونا اور فرض ہجرت ترک کرنا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔

ف۲۶۸ مسئلہ: یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جو شخص کسی شہر میں اپنے دین پر قائم نہ رہ سکتا ہو اور یہ جانے کہ دوسری جگہ جانے سے اپنے فرائضِ دینی ادا کرسکے گا اس پر ہجرت واجب ہوجاتی ہے۔

حدیث میں ہے جو شخص اپنے دین کی حفاظت کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا اگرچہ ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو اس کے لئے جنت واجب ہوئی اور اس کو حضرت ابراہیم اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میسر ہوگی۔

ف۲۶۹ زمینِ کفر سے نکلنے اور ہجرت کرنے کی۔

ف۲۷۰ کہ وہ کریم ہے اور کریم جو امید دلاتا ہے پوری کرتا ہے اور یقیناً معاف فرمائے گا۔

ف۲۷۱ شانِ نزول: اس سے پہلی آیت جب نازل ہوئی تو جُندع بن ضَمرۃُ اللَّیثی نے اس کو سنا یہ بہت بوڑھے شخص تھے کہنے لگے کہ میں مستثنٰی لوگوں میں تو ہوں نہیں کیونکہ میرے پاس اتنا مال ہے کہ جس سے میں مدینہ طیبہ ہجرت کرکے پہنچ سکتا ہوں۔ خدا کی قسم مکہ مکرمہ میں اب ایک رات نہ ٹھروں گا مجھے لے چلو چنانچہ ان کو چار پائی پر لے کے چلے مقام تنعیم میں آکر ان کا انتقال ہوگیا۔ آخر وقت انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کہا یارب یہ تیرا اور یہ تیرے رسول کا میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت کی یہ خبر پا کر صحابہ کرام نے فرمایا

ع ۱۴ / ۱۱ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۠ۧ(۱۰۰) وَ اِذَا

موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا ۲۷۲ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ﳓ اِنْ

جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر

خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْاؕ اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا(۱۰۱)

سے پڑھو ۲۷۳ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے ۲۷۴ بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں اور اے محبوب جب تم

کاش وہ مدینہ پہنچتے تو ان کا اجر کتنا بڑا ہوتا اور مشرک ہنسے اور کہنے لگے کہ جس مطلب کے لئے نکلے تھے وہ نہ ملا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۲۷۲ اس کے وعدے اور اس کے فضل و کرم سے کیونکہ بطریق استحقاق کوئی چیز اس پر واجب نہیں اس کی شان اس سے عالی ہے

مسئلہ: جو کوئی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو پورا کرنے سے عاجز ہو جائے وہ اس طاعت کا ثواب پائے گا

مسئلہ: طلبِ علم، جہاد، حج، زیارت، طاعت، زہد و قناعت اور رزقِ حلال کی طلب کے لئے ترک وطن کرنا خدا اور رسول کی طرف ہجرت ہے اس راہ میں مرجانے والا اجر پائے گا۔

۲۷۳ یعنی چار رکعت والی دو رکعت ۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۹.

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۳.

والھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۱، ص۸۰.

۲۷۴ مسئلہ: خوفِ کفار قصر کے لئے شرط نہیں۔

حدیث: یعلی بن امیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو امن میں ہیں پھر ہم کیوں قصر کرتے ہیں فرمایا اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے تم اس کا صدقہ قبول کرو اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں چار رکعت والی نماز کو پورا پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ جو چیزیں قابل تملیک نہیں ہیں ان کا صدقہ اسقاطِ محض ہے رد کا احتمال نہیں رکھتا۔ آیت کے نزول کے وقت سفر اندیشہ سے خالی نہ ہوتے تھے اس لئے آیت میں اس کا ذکر بیانِ حال ہے شرطِ قصر نہیں حضرت عبداللہ بن عمر کی قراءت بھی دلیل ہے جس میں 'اَنْ یَّفْتِنَكُمْ' بغیر 'اِنْ خِفْتُمْ' کے ہے صحابہ کا بھی یہی عمل تھا کہ امن کے سفروں میں بھی قصر فرماتے جیسا کہ اوپر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور احادیث

وَ اِذَا كُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ

اُن میں تشریف فرما ہو<u>ف۲۷۵</u> پھر نماز میں ان کی امامت کرو<u>ف۲۷۶</u> تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو<u>ف۲۷۷</u>

وَ لْیَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىٕكُمْ۪ وَ لْتَاْتِ

اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں<u>ف۲۷۸</u> پھر جب وہ سجدہ کرلیں<u>ف۲۷۹</u> تو (ایک رکعت پڑھ کر) ہٹ کر تم سے پیچھے ہوجائیں<u>ف۲۸۰</u> اور

سے بھی یہ ثابت ہے اور پوری چار پڑھنے میں اللہ تعالی کے صدقہ کا رَد کرنا لازم آتا ہے لہذا قصر ضروری ہے۔

مسئلہ: جس سفر میں قصر کیا جاتا ہے اس کی ادنٰی مدت تین رات دن کی مسافت ہے جو اونٹ یا پیدل کی متوسط رفتار سے طے کی جاتی ہو اور اس کی مقداریں خشکی اور دریا اور پہاڑوں میں مختلف ہوجاتی ہیں جو مسافت متوسط رفتار سے چلنے والے تین روز میں طے کرتے ہوں اور اس کے سفر میں قصر ہوگا۔

فتاوٰی رضویہ (جدید)، ج۸،ص۲۷۰

مسئلہ: مسافر کی جلدی اور دیر کا اعتبار نہیں خواہ وہ تین روز کی مسافت تین گھنٹہ میں طے کرے جب بھی قصر ہوگا اور اگر ایک روز کی مسافت تین روز سے زیادہ میں طے کرے تو قصر نہ ہوگا غرض اعتبار مسافت کا ہے۔

فتاوٰی رضویہ (جدید)، ج۸،ص۲۷۰

<u>ف۲۷۵</u> یعنی اپنے اصحاب میں۔

<u>ف۲۷۶</u> اس میں جماعتِ نمازِ خوف کا بیان ہے

شانِ نزول: جہاد میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین نے دیکھا کہ آپ نے مع تمام اصحاب کے نماز ظہر بجماعت ادا فرمائی تو انہیں افسوس ہوا کہ انہوں نے اس وقت میں کیوں نہ حملہ کیا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا ہی اچھا موقع تھا بعضوں نے ان میں سے کہا اس کے بعد ایک اور نماز ہے جو مسلمانوں کو اپنے ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے یعنی نماز عصر جب مسلمان اس نماز کے لئے کھڑے ہوں تو پوری قوت سے حملہ کرکے انہیں قتل کردو اس وقت حضرت جبریل نازل ہوئے اور انہوں نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ یہ نماز خوف ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے 'وَاِذَا كُنْتَ فِیْهِمْ اَلْاٰیَةَ'

جامع الترمذی'، أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ النساء، الحدیث:۳۰۴۶، ج۵،ص۲۷

<u>ف۲۷۷</u> یعنی حاضرین کو دو جماعتوں میں تقسیم کردیا جائے ایک ان میں سے آپ کے ساتھ رہے آپ انہیں نماز پڑھائیں اور ایک جماعت دشمن کے مقابلہ میں قائم رہے۔

الدرالمختار'، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳،ص۸۶۔۸۸.

و'الفتاوی الھندیۃ'، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون فی صلاۃ الخوف، ج۱،ص۱۵۴۔۱۵۵، وغیرہما

<u>ف۲۷۸</u> یعنی جو لوگ دشمن کے مقابل ہوں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اگر جماعت کے

طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْیَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ

اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی ف۲۸۱ اب وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہیے کہ اپنی پناہ

وَ اَسْلِحَتَهُمْۚ-وَدَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ

اور اپنے ہتھیار لیے رہیں ف۲۸۲ کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ

نمازی مراد ہوں تو وہ لوگ ایسے ہتھیار لگائے رہیں جن سے نماز میں کوئی خلل نہ ہو جیسے تلوار خنجر وغیرہ بعض مفسرین کا قول ہے کہ ہتھیار ساتھ رکھنے کا حکم دونوں فریقوں کے لئے ہے اور یہ احتیاط کے قریب ہے۔

الفتاوی الھندیۃ'، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون فی صلاۃ الخوف، ج۱، ص۱۵۶

، و'الدرالمختار'، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۸.

ف۲۷۹ یعنی دونوں سجدے کر کے رکعت پوری کر لیں۔

الدرالمختار'، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۶۔۸۸.

و'الفتاوی الھندیۃ'، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون فی صلاۃ الخوف، ج۱، ص۱۵۴۔۱۵۵، وغیرہما

ف۲۸۰ تاکہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہو سکیں۔

ف۲۸۱ اور اب تک دشمن کے مقابل تھی۔

ف۲۸۲ پناہ سے زِرہ وغیرہ ایسی چیزیں مراد ہیں جن سے دشمن کے حملے سے بچا جا سکے ان کا ساتھ رکھنا بہر حال واجب ہے جیسا کہ قریب ہی ارشاد ہوگا 'وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ' اور ہتھیار ساتھ رکھنا مستحب ہے نمازِ خوف کا مختصر طریقہ یہ ہے کہ پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابل جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آ کر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آ کر دوسری رکعت بغیر قراءت کے پڑھے اور سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابل چلی جائے پھر دوسری جماعت اپنی جگہ آ کر ایک رکعت جو باقی رہی تھی اس کو قراءت کے ساتھ پورا کر کے سلام پھیرے کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور پہلی لاحق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی طرح نماز خوف ادا فرمانا مروی ہے۔ حضور کے بعد بھی نماز خوف صحابہ پڑھتے رہے ہیں حالت خوف میں دشمن کے مقابل اس اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کس قدر ضروری ہے

مسائل: حالت سفر میں اگر صورتِ خوف پیش آئے تو اس کا یہ بیان ہوا لیکن اگر مقیم کو ایسی حالت پیش آئے تو وہ چار رکعت والی نمازوں میں ہر ہر جماعت کو دو دو رکعت پڑھائے اور تین رکعت والی نماز میں پہلی جماعت کو دو رکعت اور دوسری کو ایک۔

فَیَمِیْلُوْنَ عَلَیْكُمْ مَّیْلَةً وَّاحِدَةًؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ

تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں وف۲۸۳ اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینھ (بارش) کے سبب تکلیف ہو

مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ

یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لیے رہو وف۲۸۴ بے شک اللہ نے کافروں کے لیے خواری

اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا(۱۰۲) فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا

(ذلت) کا عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے

وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ

اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے وف۲۸۵ پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور (ہمیشہ کی طرح) نماز قائم کرو بے شک نماز

الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج ۳، ص ۸۶۔۸۸۔

و'الفتاوی الھندیۃ'، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون فی صلاۃ الخوف، ج ۱، ص ۱۵۴۔۱۵۵، وغیرہما

وف۲۸۳ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ ذات الرقاع سے جب فارغ ہوئے اور دشمن کے بہت آدمیوں کو گرفتار کیا اور اموال غنیمت ہاتھ آئے اور کوئی دشمن مقابل باقی نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے جنگل میں تنہا تشریف لے گئے تو دشمن کی جماعت میں سے حُوَیْرِث بن حارث مُحارِبی یہ خبر پا کر تلوار لئے ہوئے چُھپا چُھپا پہاڑ سے اترا اور اچانک حضرت کے پاس پہنچا اور تلوار کھینچ کر کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور دعا فرمائی جب ہی اس نے حضور پر تلوار چلانے کا ارادہ کیا اوندھے منھ گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی حضور نے وہ تلوار لے کر فرمایا کہ تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا کہنے لگا میرا بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ فرمایا 'اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ' پڑھ تو تیری تلوار تجھے دے دوں گا اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اس کی شہادت دیتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے نہ لڑوں گا اور زندگی بھر آپ کے کسی دشمن کی مدد نہ کروں گا آپ نے اس کی تلوار اس کو دے دی کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ مجھ سے بہت بہتر ہیں فرمایا ہاں ہمارے لئے یہی سزاوار ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ہتھیار اور بچاؤ ساتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

(احمدی) (الشفا ج 1 ص 106)

وف۲۸۴ کہ اس کا ساتھ رکھنا ہمیشہ ضروری ہے

شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عبدالرحمن بن عوف زخمی تھے اور اس وقت ہتھیار رکھنا ان کے لئے بہت تکلیف اور بار تھا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حالت عذر میں ہتھیار کھول رکھنے کی اجازت دی گئی۔

عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (۱۰۳) وَ لَا تَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا

مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے ۲۸۶ اور کافروں کی تلاش میں سستی نہ کرو اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں

۲۸۵ یعنی ذکر الٰہی کی ہر حال میں مداومت کرو اور کسی حال میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ رہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر فرض کی ایک حد مُعیّن فرمائی سوائے ذِکر کے اس کی کوئی حد نہ رکھی فرمایا ذکر کرو کھڑے بیٹھے کروٹوں پر لیٹے رات میں ہو یا دن میں خشکی میں ہو یا تری میں سفر میں اور حضر میں غناء میں اور فقر میں تندرستی اور بیماری میں پوشیدہ اور ظاہر۔

حضرت سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں کو نصیحتیں فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

نمازوں کے بعد اپنے اوراد و وظائف کے لئے مخصوص اوقات مقرر کرلو جس میں تم قرآنِ حکیم کی تلاوت اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر کیا کرو اور اس کی عطا کردہ نعمتوں بالخصوص صبر کی توفیق پر اس کا شکر ادا کیا کرو۔

(امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں)

مسئلہ: اس سے نمازوں کے بعد بغیر فصل کے کلمہ توحید پڑھنے پر استدلال کیا جاسکتا ہے جیسا کہ مشائخ کی عادت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے

مسئلہ: ذکر میں تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، ثناء، دعا سب داخل ہیں۔

۲۸۶ تو لازم ہے کہ اس کے اوقات کی رعایت کی جائے۔

ایک دن محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ 'جو نماز کی پابندی کریگا یہ اس کے لئے نور، برہان یعنی رہنما اور نجات ثابت ہوگی اور جو اس کی پابندی نہیں کریگا اس کے لئے نہ نور ہوگا، نہ برہان اور نہ ہی نجات کا کوئی ذریعہ اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن العاص، الحدیث، ۶۵۸۷، ج ۲، ص ۵۷۴)

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: 'بے نمازی کا حشر ان لوگوں کے ساتھ اس لئے ہوگا کہ اگر اسے اس کے مال نے نماز سے غافل رکھا تو وہ قارون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر اس کی حکومت نے اسے غفلت میں ڈالا تو وہ فرعون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا یا اس کی غفلت کا سبب اس کی وزارت ہوگی تو وہ ہامان کے مشابہ ہوا لہٰذا اس کے ساتھ ہوگا یا پھر اس کی تجارت اسے غفلت میں ڈالے گی لہٰذا وہ مکہ کے کافر اُبَیّ بن خلف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوٰۃ، ص ۲۱)

تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ یَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا یَرْجُوْنَ ؕ

بھی دکھ پہنچتا ہے جیسا تمہیں پہنچتا ہے اور تم اللہ سے وہ (اجر و ثواب کی) امید رکھتے ہو جو وہ

ع ۱۵ ۱۲ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا۠ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۲۸۷ اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری کہ تم لوگوں

لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآىٕنِیْنَ خَصِیْمًا ﴿۱۰۵﴾ۙ

میں فیصلہ کرو ۲۸۸ جس طرح تمہیں اللہ دکھائے ۲۸۹ اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو

وَّ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۰۶﴾ۚ وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ

اور اللہ سے معافی چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور ان کی طرف سے نہ جھگڑو جو اپنی جانوں کو

یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا ﴿۱۰۷﴾ۙۚ یَّسْتَخْفُوْنَ

خیانت میں ڈالتے ہیں ۲۹۰ بے شک اللہ نہیں چاہتا (پسند نہیں کرتا) کسی بڑے دغا باز گنہگار ۲۹۰ ب کو آدمیوں سے

۲۸۷ شانِ نزول احد کی جنگ سے جب ابوسفیان اور ان کے ساتھی واپس ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو صحابۂ اُحد میں حاضر ہوئے تھے اُنہیں مشرکین کے تعاقب میں جانے کا حکم دیا اصحاب زخمی تھے انہوں نے اپنے زخموں کی شکایت کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۲۸۸ شانِ نزول: انصار کے قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طُعمہ بن اُبیرِق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کی زِرہ چُرا کر آٹے کی بوری میں زید بن سمین یہودی کے یہاں چھپائی جب زرہ کی تلاش ہوئی اور طعمہ پر شُبہ کیا گیا تو وہ انکار کر گیا اور قسم کھا گیا بوری پھٹی ہوئی تھی اور آٹا اس میں سے گرتا جاتا تھا اس کے نشان سے لوگ یہودی کے مکان تک پہنچے اور بوری وہاں پائی گئی یہودی نے کہا کہ طعمہ اس کے پاس رکھ گیا ہے اور یہود کی ایک جماعت نے اس کی گواہی دی اور طعمہ کی قوم بنی ظفر نے یہ عزم کرلیا کہ یہودی کو چور بتائیں گے اور اس پر قسم کھالیں گے تاکہ قوم رسوانہ ہو اور ان کی خواہش تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طعمہ کو بری کر دیں اور یہودی کو سزا دیں اسی لئے انہوں نے حضور کے سامنے طعمہ کے موافق اور یہودی کے خلاف جھوٹی گواہی دی اور اس گواہی پر کوئی جَرح وقدح نہ ہوئی (اس واقعہ کے متعلق یہ نازل ہوئی اس واقعہ کے متعلق متعدد روایات آئی ہیں اور ان میں باہم اختلافات بھی ہیں)

۲۸۹ اور علم عطا فرمائے علمِ یقینی کو قوتِ ظہور کی وجہ سے رویت سے تعبیر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہرگز کوئی نہ کہے کہ جو اللہ نے مجھے دکھایا اس پر میں نے فیصلہ کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ منصب خاص اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا آپ کی رائے ہمیشہ صَواب ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حقائق و حوادث آپ کے پیش نظر کر دیئے ہیں اور دوسرے لوگوں کی رائے ظن کا مرتبہ رکھتی ہے۔

مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰى مِنَ

چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے ۲۹۱ اور اللہ ان کے پاس ہے ۲۹۲ جب دل میں وہ (بری) بات تجویز کرتے ہیں جو

الْقَوْلِؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا ۱۰۸ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ

اللہ کو ناپسند ہے ۲۹۳ اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے سنتے ہو یہ جو تم ہو ۲۹۴ دنیا کی زندگی میں

فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ

تو ان کی طرف سے جھگڑے تو ان کی طرف سے کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن یا کون ان کا وکیل (حمایتی) ہوگا

عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ۱۰۹ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ

اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا

اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۱۱۰ وَمَنْ یَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖؕ

مہربان پائے گا اور جو گناہ کمائے تو اس کی کمائی اسی کی جان پر پڑے

۲۹۰ معصیت کا ارتکاب کرکے۔

۲۹۰ (ب) حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ 'بخیل، دغاباز اور براحکمران جنت میں داخل نہ ہونگے اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والے وہ غلام ہوں گے جو اللہ عزوجل اور اپنے آقاؤں کے معاملے کو خوش اسلوبی سے نبھایا کرتے تھے۔

(مجمع الزوائد، کتاب اھل الجنۃ، باب فی اوائل من...الخ، رقم ۱۸۷۱۵، ج ۱۰، ص ۷۵۹)

۲۹۱ حیا نہیں کرتے۔

۲۹۲ ان کا حال جانتا ہے اس پر ان کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا۔

۲۹۳ جیسے طُعمہ کی طرف داری میں جھوٹی قسم اور جھوٹی شہادت۔

۲۹۴ اے قوم طعمہ۔

۲۹۴ (ب) حضرتِ سیّدُنا ابوغالب علیہ رحمۃ اللہ الغالب فرماتے ہیں: 'میں ابوامامہ کے پاس شام کے وقت جایا کرتا تھا۔ ایک دن ان کے پڑوس میں ایک مریض کے پاس گیا تو وہ مریض کو جھڑک رہے تھے اور فرما رہے تھے: 'افسوس ہے تجھ پر، اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے! کیا میں نے تجھے بھلائی کا حکم نہ دیا اور برائی سے نہ روکا تھا؟ تو وہ نوجوان بولا: 'اے میرے محترم! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے میری ماں کے سپرد کر دے اور میرا معاملہ اسی کے حوالے فرما دے تو میری ماں میرے ساتھ کیسا معاملہ فرمائے گی؟' تو انہوں نے جواب دیا: 'وہ تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔'

وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَ مَنْ یَّكْسِبْ خَطِیْٓــٴَـةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ

اور اللہ علم و حکمت والا ہےف۲۹۵ اور جو کوئی خطا یا گناہ کمائےف۲۹۶ پھر اسے (اس گناہ کو) کسی بے گناہ

ع ۱۶ / ۸ / ۱۳ بَرِیْٓــٴًـا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۲﴾ع وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ وَ

پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ف۲۹۷ ہوتا

رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ یُّضِلُّوْكَ ؕ وَ مَا یُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا

تو ان میں کے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکا دے دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں ف۲۹۸

یَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَیْءٍ ؕ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ

اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گےف۲۹۹ اور اللہ نے تم پر کتاب ف۳۰۰ اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم

الثلثة تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ

نہ جانتے تھےف۳۰۱ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہےف۳۰۲ ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں ف۳۰۳

تو اس نے عرض کی: 'اللہ عَزَّ وَجَلَّ مجھ پر میری والدہ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔' پھر اس کی روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔ چنانچہ، جب اس کے چچا نے اس کے ساتھ قبر میں اُتر کر اُسے دفن کیا اور قبر کو برابر کر دیا تو اس نے گھبرا کر چیخ ماری۔ میں نے پوچھا: 'کیا ہوا؟' تو کہنے لگا: 'اس کی قبر وسیع کر دی گئی اور نور سے بھر دی گئی ہے۔'

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث ۷۱۱۵، ج۵، ص۴۱۷)

ف۲۹۵ کسی کو دوسرے کے گناہ پر عذاب نہیں فرماتا۔

ف۲۹۶ صغیرہ یا کبیرہ۔

ف۲۹۷ تمہیں نبی و معصوم کر کے اور رازوں پر مُطلع فرما کے۔

ف۲۹۸ کیوں کہ اس کا وبال انہیں پر ہے۔

ف۲۹۹ کیونکہ اللہ نے آپ کو ہمیشہ کے لئے معصوم کیا ہے۔

ف۳۰۰ یعنی قرآن کریم۔

ف۳۰۱ امورِ دین و احکامِ شرع و علومِ غیب

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب و حکمت کے اَسرار و حقائق پر مُطلع کیا یہ مسئلہ قرآن کریم کی بہت آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔

بلاشبہ ہزاروں واقعات جو صحاح ستہ اور احادیث کی دوسری کتابوں میں ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں، امت کو جھنجھوڑ کر متنبہ کر رہے ہیں کہ اول سے ابد تک کے تمام علوم غیبیہ کے خزانوں کو علام الغیوب جل جلالہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْ
مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو
ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ
اللہ کی رضا چاہنے کو ایسا کرے تو اُسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے اور جو رسول کا خلاف کرے
الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِـعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ
بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر (گمراہی میں ہی)
مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۱۱۵﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ ع ۱۷ ۱۴
چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی ف۳۰۴ اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا

سینۂ نبوت میں ودیعت فرمادیا ہے۔ لہٰذا ہر امتی کو یہ عقیدہ رکھنا لازمی اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ یہ عقیدہ قرآن مجید کی مقدس تعلیم کا وہ عطر ہے جس سے اہل سنت کی دنیائے ایمان معطر ہے۔
(سیرت مصطفی)

ف۳۰۲ کہ تمہیں ان نعمتوں کے ساتھ ممتاز کیا۔

ف۳۰۳ یہ سب لوگوں کے حق میں عام ہے۔

حضرتِ سیدنا ابودَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ 'کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ سے افضل عمل نہ بتاؤں؟' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، 'یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتایئے فرمایا کہ 'وہ عمل آپس میں روٹھنے والوں میں صلح کرادینا ہے کیونکہ روٹھنے والوں میں ہونے والا فساد خیر کو کاٹ دیتا ہے۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین، رقم ۴۹۱۹، ج ۴، ص ۳۶۵)

ف۳۰۴ یہ آیت دلیل ہے اس کی کہ اِجماع حُجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے کہ کتاب و سنت کی مخالفت جائز نہیں (مدارک) اور اس سے ثابت ہوا کہ طریقِ مسلمین ہی صراطِ مستقیم ہے
حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کا اتباع کرو جو جماعتِ مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔
مُفسّرِ شہیر حکیم الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں؛
معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے۔ اسی طرح ختم فاتحہ، محفل میلاد، عرس بزرگان عامۃ المسلمین کے عمل ہیں اور مسلمان انہیں اچھا سمجھ کر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے: وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ اور

وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ

جائے اوراس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے و۳۰۵ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں

بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا

پڑا یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو و۳۰۶ اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان

مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾

وقف لازم

کو و۳۰۷ جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا و۳۰۸ قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصّہ لوں گا

فرمایا: مَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ۔ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔(تفسیرنورالعرفان)

و۳۰۵ شانِ نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ آیت ایک کہن سال اعرابی کے حق میں نازل ہوئی جس نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبیَ اللہ میں بوڑھا ہوں گناہوں میں غرق ہوں بجز اس کے کہ جب سے میں نے اللہ کو پہچانا اور اس پر ایمان لایا اس وقت سے کبھی میں نے اس کے ساتھ شرک نہ کیا اور اس کے سوا کسی اور کو ولی نہ بنایا اور جرأت کے ساتھ گناہوں میں مبتلا نہ ہوا اور ایک پل بھی میں نے یہ گمان نہ کیا کہ میں اللہ سے بھاگ سکتا ہوں شرمندہ ہوں، تائب ہوں، مغفرت چاہتا ہوں اللہ کے یہاں میرا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت نصِ صریح ہے اس پر کہ شرک بخشا نہ جائے گا اگر مشرک اپنے شرک پر مرے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مشرک جو اپنے شرک سے توبہ کرے اور ایمان لائے تو اس کی توبہ و ایمان مقبول ہے۔

مفسّرِ شہیر حکیم الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں؛

ان تمام آیتوں میں شرک سے مراد کفر ہے کیوں کہ مومنہ کا کسی کافر مرد سے نکاح جائز نہیں۔ کوئی کفر جس پر انسان مرجاوے بخشا نہ جاوے گا۔ مومن ہر کافر سے بہتر ہے۔ اگر یہاں شرک کے معنی صرف بت پرستی کیا جاوے تو غلط ہوگا۔ (علم القرآن)

و۳۰۶ یعنی مؤنث بتوں کو جیسے لات، عُزّٰی، مَنات وغیرہ یہ سب مؤنث اور عرب کے ہر قبیلے کا بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور اس کو اس قبیلہ کی اُنثٰی (عورت) کہتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قراءت 'اِلَّا اَوْثَاناً' اور حضرت ابن عباس کی قراءت میں 'اِلَّآ اُثناً' آیا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اِناث سے مراد بُت ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکین عرب اپنے باطل معبودوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مشرکین بتوں کو زیور وغیرہ پہنا کر عورتوں کی طرح سجاتے تھے۔

و۳۰۷ کیونکہ اسی کے اِغواء سے بت پرستی کرتے ہیں۔

و۳۰۸ شیطان۔

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ

و۳۰۹ قسم ہے میں ضرور (راہ ہدایت سے) بہکادوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا ف۳۱۰ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے

فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِؕ وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ

کان چیریں گے ف۳۱۱ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے ف۳۱۲ اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست

و۳۰۹ انہیں اپنا مطیع بناؤں گا۔

ف۳۱۰ طرح طرح کی کبھی عمرِ طویل کی کبھی لذّاتِ دنیا کی کبھی خواہشاتِ باطلہ کی کبھی اور کبھی اور۔

و۳۱۱ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا کہ اونٹنی جب پانچ مرتبہ بیاہ لیتی تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کر لیتے اور اس کا دودھ بتوں کے لئے کر لیتے اور اس کو بَحِیرہ کہتے تھے شیطان نے اُن کے دِل میں یہ ڈال دیا تھا کہ ایسا کرنا عبادت ہے۔

و۳۱۲ مردوں کا عورتوں کی شکل میں زنانہ لباس پہننا عورتوں کی طرح بات چیت اور حرکات کرنا جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ یہی وہ آیہ کریمہ ہے جس کی رو سے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زنان مذکورہ پر لعنت فرمائی اور اس کی علت یہی خدا کی بنائی چیز بگاڑنی بتائی، بعینہٖ یہی کیفیت داڑھی منڈانے کی ہے۔ منہ کے بال نوچنے والیاں تغیر خلق اللہ کرتی ہیں یوں ہی داڑھی منڈوانے والے تو یہ سب فلیغیرن خلق اللہ (تو وہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ میں تبدیلی کرینگے۔ت) میں داخل اور شیطان کے محکوم اور اللہ ورسول کے ملعون ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی اکلیل فی استنباط التنزیل میں زیر آیہ کریمہ فرماتے ہیں: آیۃ مذکورہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ خصی کرنے، بدن گودنے اور ان جیسے دیگر اعمال مثلاً بال جوڑنے، دانتوں میں کشادگی پیدا کرنے اور چہرے کے بال نوچنے کی حرمت پر۔(ت)

(الاکلیل فی استنباط التنزیل تحت آیۃ ۴/ ۱۱۹ ف ۳۱۲ مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ کوئٹہ ص ۸۲)

تفسیر مدارک شریف میں ہے: اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو تبدیل کریں گے یعنی خصی کرنے، بدن گدوانے سفید بالوں کو سیاہ کرنے اور زنانہ اوصاف اپنانے میں۔(مختصراً عبارت مکمل ہوئی)۔(ت)

(مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) تحت آیۃ ۴/ ۱۱۹، دارالکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۵۲)

شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں زیر حدیث مذکور المغیرات خلق اللہ (اللہ کی بناوٹ کو بدلنے والی عورتیں۔ت) فرماتے ہیں: مثلہ یعنی حلیہ بگاڑنا اور داڑھی مونڈنے یا منڈوانے اور اس قسم کے دوسرے کام کرنے کے حرام ہونے کی یہی علت اور سبب ہے۔

خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ

بنائے وہ صریح ٹوٹے (خسارے) میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے ۳۱۳ اور شیطان انہیں وعدے نہیں

اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَ لَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

دیتا مگر فریب کے ۳۱۴ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کچھ دیر جاتی ہے کہ ہم انہیں (جنت کے) باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ

نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کا سچا وعدہ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی کام

قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ

نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے ۳۱۵ اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر ۳۱۶ جو بُرائی کرے گا ۳۱۷

(اشعۃ اللمعات، کتاب اللباس، باب الترجل الفصل الاول، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۵۷۲)

۳۱۳ اور دل میں طرح طرح کی اُمیدیں اور وسوسے ڈالتا ہے تاکہ انسان گمراہی میں پڑے۔

۳۱۴ کہ جس چیز کے نفع اور فائدہ کی توقع دلاتا ہے درحقیقت اس میں سخت ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔

۳۱۵ جو تم نے سوچ رکھا ہے کہ بت تمہیں نفع پہنچائیں گے۔

۳۱۶ خواہ مشرکین میں سے ہو یا یہود نصاریٰ میں سے۔

۳۱۷ جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں ہمیں آگ چند روز سے زیادہ نہ جلائے گی یہود و نصاریٰ کا یہ خیال بھی مشرکین کی طرح باطل ہے۔

حضرتِ سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک شخص نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

اور کہا کہ 'اگر ہمیں ہر ہر عمل کا بدلہ ملے گا پھر تو ہم ہلاک ہوجائیں گے۔' جب یہ بات اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم تک پہنچی تو فرمایا کہ 'ہاں! دنیا ہی میں اس کا بدلہ تکلیف وہ جسمانی بیماری کے ذریعہ سے دیا جائے گا۔

(الاحسان بترتیبِ صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر ....الخ، رقم ۲۹۱۲، ج ۴، ص ۲۵۴)

حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا، 'یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس آیت کریمہ کے بعد ہم کسی اجر کی امید رکھیں؟ جبکہ ہمیں اپنے ہر عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا کہ 'اے ابوبکر! اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے، کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا

بِهٖ ۙ وَ لَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ

اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار و۳۱۸ اور جو کچھ بھلے کام

الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا

کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان و۳۱۹ تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور انہیں تل بھر نقصان نہ دیا جائے گا اور

يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ

اس سے بہتر کس کا دین جس نے اپنا منہ اللہ کے لیے جھکا دیا و۳۲۰ اور وہ نیکی والا ہے اور ابراہیم کے دین پر و۳۲۱

وَّ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي

جو ہر باطل سے جدا تھا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا و۳۲۲ اور اللہ ہی کا ہے

ع ۱۸/۱۱/۱۵ السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے و۳۲۳ اور تم سے عورتوں کے بارے

تم تنگدستی میں مبتلاء نہیں ہوتے؟' میں نے عرض کیا، 'کیوں نہیں؟' فرمایا کہ 'یہی وہ جزاء ہے جو تمہیں دی جاتی ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر ...الخ، رقم ۶۰، ج ۴، ص ۱۴۹)

و۳۱۸ یہ وعید کفار کے لئے ہے۔

و۳۱۹ مسئلہ: اس میں اشارہ ہے کہ اعمال داخلِ ایمان نہیں۔

و۳۲۰ یعنی اطاعت واخلاص اختیار کیا۔

و۳۲۱ جو ملت اسلام کے موافق ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت وملت سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت میں داخل ہے اور خصوصیات دین محمدی کے اس کے علاوہ ہیں دین محمدی کا اتباع کرنے سے شرع وملت ابراہیم علیہ السلام کا اتباع حاصل ہوتا ہے چونکہ عرب اور یہود ونصارٰی سب حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ السلام سے اِنتساب پر فخر کرتے تھے اور آپ کی شریعت ان سب کو مقبول تھی اور شرع محمدی اس پر حاوی ہے تو ان سب کو دین محمدی میں داخل ہونا اور اس کو قبول کرنا لازم ہے۔

و۳۲۲ خُلّت صفائے مَوَدّت اور غیر سے اِنقطاع کو کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیمات یہ اوصاف رکھتے تھے اس لئے آپ کو خلیل کہا گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ خلیل اس مُحِبّ کو کہتے ہیں جس کی محبت کاملہ ہو اور اس میں کسی قسم کا خَلَل اور نقصان نہ ہو یہ معنٰی بھی حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیمات میں پائے جاتے ہیں تمام انبیاء کے جو کمالات ہیں سب سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہیں حضور اللہ کے خلیل بھی ہیں جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے اور حبیب بھی جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ فخراً نہیں کہتا۔

النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ ۙ وَمَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ فِیْ یَتٰمَى

میں فتویٰ پوچھتے ہیں ؑ ۳۲۴ تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے اُن یتیم

ف ۳۲۳ اور وہ اس کے احاطہِ علم وقدرت میں ہے احاطہ بالعلم یہ ہے کہ کسی شے کے لئے جتنے وجوہ ہو سکتے ہیں ان میں سے کوئی وجہ علم سے خارج نہ ہو۔

ف ۳۲۴ شانِ نزول: زمانۂ جاہلیت میں عرب کے لوگ عورت اور چھوٹے بچوں کو میت کے مال کا وارث نہیں قرار دیتے تھے۔ جب آیت میراث نازل ہوئی تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا عورت اور چھوٹے بچے وارث ہوں گے، آپ نے ان کو اس آیت سے جواب دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یتیموں کے اولیاء کا دستور یہ تھا کہ اگر یتیم لڑکی صاحب مال و جمال ہوتی تو اس سے تھوڑے مہر پر نکاح کر لیتے اور اگر حسن و مال نہ رکھتی تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر حسنِ صورت نہ رکھتی اور ہوتی مالدار تو اس سے نکاح نہ کرتے اور اس اندیشہ سے دوسرے کے نکاح میں بھی نہ دیتے کہ وہ مال میں حصہ دار ہو جائے گا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر انہیں ان عادتوں سے منع فرمایا۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الاعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جنتی زیور میں لکھتے ہیں:

انسان کی اصلاح دینِ اسلام کا اوّلین مقصد ہے۔ مرد وعورت کی حیثیت اس اعتبار سے ایک سی ہے، بلکہ شریعت اسلامیہ نے خواتین کے حقوق بالتاکید ارشاد فرمائے کیونکہ عرصۂ دراز سے یہ صنفِ نازک ظلم وستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔ قدرت نے اگرچہ اسے مرد کی طرح ذی روح اور ذی شعور بنایا تھا لیکن اس کے ساتھ برتاؤ مٹی کی بے جان مورتیوں کا سا کیا جاتا تھا۔ جواء میں اسے داؤ پر لگایا جا سکتا تھا۔ خاوند کی لاش کے ساتھ قانوناً اسے جل کر راکھ ہونا پڑتا تھا۔ کہیں اسے تمام برائیوں کی جڑ اور انسان کی ساری بدبختیوں کا سرچشمہ یقین کیا جاتا تھا اور کہیں چوٹی کے نامور فلسفی اس کے انسان ہونے کو بھی مشکوک نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ اس کو ملکیت کے حقوق حاصل نہ تھے۔ اسے ازدواجی بندھنوں میں مقید کرنے سے پہلے اس سے کوئی رائے لینے تک کا تصور نہ تھا۔ یہ، بلکہ اس سے بھی بدتر حالات تھے جن میں اسلام سے پہلے یہ صنفِ نازک گرفتار تھی۔

لیکن اسلام نے پہلی مرتبہ اعلان کیا کہ جس طرح مرد کے حقوق عورت پر ہیں اسی طرح عورت کے حقوق بھی مرد پر ہیں۔ اس کی بھی رائے ہے اور قانون اس کی رائے کا احترام کرتا ہے۔ اسے اپنے والدین، اپنے خاوند، اپنی اولاد کا وارث تسلیم کیا گیا۔ اس کو ملکیت کے حقوق تفویض کیے گئے۔ مرد کو بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔ بیٹی کی صورت میں اس کو رحمت قرار دیا۔ ماں کے روپ میں اس کے قدموں کو جنت کی چوکھٹ سے تشبیہ دی۔ غرض معاشرے میں اسے وہ عزت اور مقام دیا جس کا اس سے پہلے تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔

اب ایک مسلمان عورت پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ تعلیماتِ اسلامیہ سے واقفیت وآگہی حاصل کرے، انہیں اپنے ذہن میں وسیع جگہ دے۔ اس جہانِ ناپائیدار میں اس کے شب وروز اسی کے مطابق گزریں۔ کیونکہ اس رزم گاہِ حیات میں جیت اسی کی ہے جس نے اپنا جینا مرنا اسلام کے مطابق کر لیا۔ (جنتی زیور ص 9)

النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جوان کا مقرر (طے شدہ) ہے ف۳۲۵ اور انہیں (ناپسند کرنے کے سبب) نکاح

وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰى بِالْقِسْطِؕ وَ مَا

میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو اور کمزور ف۳۲۶ بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم

تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِیْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا

رہو ف۳۲۷ اور تم جو بھلائی کرو تو اللہ کو اس کی خبر ہے اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے

نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًاؕ وَ الصُّلْحُ

رغبتی کا اندیشہ کرے ف۳۲۸ تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں ف۳۲۹ اور صلح خوب

خَیْرٌؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

ہے ف۳۳۰ اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں ف۳۳۱ اور اگر تم نیکی اور پرہیز گاری کرو ف۳۳۲ تو اللہ کو تمہارے

ف۳۲۵ میراث سے۔

ف۳۲۶ یتیم۔

ف۳۲۷ ان کے پورے حقوق ان کو دو۔

ف۳۲۸ زیادتی تو اس طرح کہ اس سے علیحدہ رہے کھانے پہننے کو نہ دے یا کمی کرے یا مارے یا بدزبانی کرے اور اعراض یہ کہ محبت نہ رکھے بول چال ترک کردے یا کم کردے۔

ف۳۲۹ اور اس صلح کے لئے اپنے حقوق کا بار کم کرنے پر راضی ہوجائیں۔

اختلاف دور کرنے کے لیے جو عقد کیا جائے اُس کو صلح کہتے ہیں۔ وہ حق جو باعث نزاع تھا اوس کو مصالح عنہ اور جس پر صلح ہوئی اُس کو بدل صلح اور مصالح علیہ کہتے ہیں۔ صلح میں ایجاب ضروری ہے اور معین چیز میں قبول بھی ضروری ہے اور غیر معین میں قبول ضروری نہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۳، ص ۱۱۳۰)

ف۳۳۰ اور زیادتی اور جدائی دونوں سے بہتر ہے۔

ف۳۳۱ ہر ایک کو اپنی راحت و آسائش چاہتا اور اپنے اوپر کچھ مشقت گوارا کرکے دوسرے کی آسائش کو ترجیح نہیں دیتا۔

ف۳۳۲ اور باوجود نامرغوب ہونے کے اپنی موجودہ عورتوں پر صبر کرو اور برعایت حق صحبت ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور انہیں ایذا اور رنج دینے سے اور جھگڑا پیدا کرنے والی باتوں سے بچتے رہو اور صحبت و معاشرت میں نیک سلوک کرو اور یہ جانتے رہو کہ وہ تمہارے پاس امانتیں ہیں۔

تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ

کاموں کی خبر ہے و۳۴۳ اور تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو اور چاہے کتنی ہی حرص

فَلَا تَمِیۡلُوۡا كُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡهَا كَالۡمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ

کرو تو یہ تو و۳۴۴ نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر میں لٹکتی چھوڑ دو و۳۴۵ اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو تو بے شک

اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنۡ یَّتَفَرَّقَا یُغۡنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنۡ سَعَتِهٖ ؕ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر وہ دونوں و۳۴۶ جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی کشایش سے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر

وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِیۡمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَلَقَدۡ

دے گا و۳۴۷ اور اللہ کشایش والا حکمت والا ہے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور بے شک

وَصَّیۡنَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَ اِیَّاكُمۡ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنۡ

تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو و۳۴۸ اور اگر کفر کرو تو

و۳۴۳ وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔

و۳۴۴ یعنی اگر کئی بیبیاں ہوں تو یہ تمہاری مقدرت میں نہیں کہ ہر امر میں تم انہیں برابر رکھو اور کسی امر میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ ہونے دو نہ میل و محبت میں نہ خواہش و رغبت میں نہ عشرت و اختلاط میں نہ نظر و توجہ میں تم کوشش کر کے یہ تو کر نہیں سکتے لیکن اگر اتنا تمہارے مقدور میں نہیں ہے اور اس وجہ سے ان تمام پابندیوں کا بار تم پر نہیں رکھا گیا اور محبت قلبی اور میل طبعی جو تمہارا اختیاری نہیں ہے اس میں برابری کرنے کا تمہیں حکم نہیں دیا گیا۔

الدرالمختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۳۷۵

و۳۴۵ بلکہ یہ ضرور ہے کہ جہاں تک تمہیں قدرت و اختیار ہے وہاں تک یکساں برتاؤ کرو محبت اختیاری شے نہیں تو بات چیت حسن و اخلاق کھانے پہننے پاس رکھنے اور ایسے امور میں برابری کرنا اختیاری ہے ان امور میں دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا لازم و ضروری ہے۔

الدرالمختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج ۴، ص ۳۷۴

و۳۴۶ زن و شو باہم صلح نہ کریں اور وہ جدائی ہی بہتر سمجھیں اور خلع کے ساتھ تفریق ہو جائے یا مرد عورت کو طلاق دے کر اس کا مہر اور عدت کا نفقہ ادا کر دے اور اس طرح وہ

و۳۴۷ اور ہر ایک کو بہتر بدل عطا فرمائے گا۔

و۳۴۸ اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کے حکم کے خلاف نہ کرو توحید و شریعت پر قائم رہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کا حکم قدیم ہے تمام امتوں کو اس کی تاکید ہوتی رہی ہے۔

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا

بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۳۳۹ اور اللہ بے نیاز ہے ۳۴۰ سب خوبیوں

حَمِیْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۱۳۲﴾

سراہا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ کافی ہے

اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَ یَاْتِ بِاٰخَرِیْنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ

کارساز اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں لے جائے ۳۴۱ اور اَوروں کو لے آئے اور اللہ کو اس کی قدرت

قَدِیْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِؕ وَ

ہے جو دنیا کا انعام چاہے تو اللہ ہی کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا انعام ہے ۳۴۲ اور

ع ۱۹ ۸ ۱۲ كَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ

اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم ہوجاؤ اللہ کے لیے گواہی

شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ

دیتے چاہے اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ہو ۳۴۳

فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ

بہرحال اللہ کو اس کا سب سے زیادہ اختیار ہے (کہ اس کی رضا چاہی جائے) تو خواہش کے پیچھے نہ جاؤ کہ حق سے الگ پڑو اور اگر تم ہیر پھیر

تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۱۳۵﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا

کرو ۳۴۴ یا منہ پھیرو ۳۴۵ تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ۳۴۶ اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ

۳۳۹ تمام جہان اس کے فرماں برداروں سے بھرا ہے تمہارے کفر سے اس کا کیا ضرر۔

۳۴۰ تمام خلق سے اور ان کی عبادت سے۔

۳۴۱ معدوم کردے۔

۳۴۲ معنٰی یہ ہیں کہ جس کو اپنے عمل سے دنیا مقصود ہو اور اس کی مراد اتنی ہی جو اللہ اس کو دے دیتا ہے اور ثواب آخرت سے وہ محروم رہتا ہے اور جس نے عمل رضائے الٰہی اور ثواب آخرت کے لئے کیا تو اللہ دنیا و آخرت دونوں میں ثواب دینے والا ہے تو جو شخص اللہ سے فقط دنیا کا طالب ہو وہ نادان، خسیس اور کم ہمت ہے۔

۳۴۳ کسی کی رعایت و طرفداری میں انصاف سے نہ ہٹو اور کوئی قرابت و رشتہ حق کہنے میں مخل نہ ہونے پائے۔

۳۴۴ حق بیان میں اور جیسا چاہئے نہ کہو۔

بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ

اور اللہ کے رسول پر ف۳۴۷ اور اِس کتاب پر جو اپنے اِس رسول پر اُتاری اور

مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ

اُس کتاب پر جو پہلے اُتاری ف۳۴۸ اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو ف۳۴۹ تو وہ

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ

ضرور دور کی گمراہی میں پڑا بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر

كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ﴿۱۳۷﴾ ؕ

کافر ہوئے پھر اور کفر میں ف۳۵۰ بڑھے اللہ ہرگز نہ انہیں بخشے ف۳۵۱ اور نہ انہیں (ہدایت کی) راہ دکھائے

ف۳۴۵ ادائے شہادت سے۔

ف۳۴۶ جیسے عمل ہوں گے ویسا بدلہ دے گا۔

ف۳۴۷ یعنی ایمان پر ثابت رہو یہ معنٰی اس صورت میں ہیں کہ:- 'یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا' کا خطاب مسلمانوں سے ہو اور اگر خطاب یہود و نصارٰی سے ہو تو معنٰی یہ ہیں کہ اے بعض کتابوں بعض رسولوں پر ایمان لانے والو تمہیں یہ حکم ہے اور اگر خطاب منافقین سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ اے ایمان کا ظاہری دعوٰی کرنے والو اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ یہاں رسول سے سیّد انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کتاب سے قرآن پاک مراد ہے

شانِ نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت عبداللہ بن سلام اور اسد واُسید وثَعلبہ بن قَیس اور سلام وسلمہ و یامین کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ مومنین اہل کتاب میں سے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم آپ پر اور آپ کی کتاب پر اور حضرت موسٰیؑ پر اور توریت پر اور عُزَیر پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے سوا باقی کتابوں اور رسولوں پر ایمان نہ لائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اللہ پر اور اس کے رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور قرآن پر اور اس سے پہلی ہر کتاب پر ایمان لاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۳۴۸ یعنی قرآن پاک پر اور ان تمام کتابوں پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالٰی نے قرآن سے پہلے اپنے انبیاء پر نازل فرمائیں۔

ف۳۴۹ یعنی ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے کہ ایک رسول اور ایک کتاب کا انکار بھی سب کا انکار ہے۔

ف۳۵۰ شانِ نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت موسٰیؑ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر بچھڑا پوج کر کافر ہوئے پھر اس کے بعد ایمان لائے پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَاۙ (۱۳۸) الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ

خوش خبری دو منافقوں کو کہ ان کے لیے درد ناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًاؕ (۱۳۹) وَ

بناتے ہیں ۳۵۲ کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے ۳۵۳ اور بے شک

قَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا وَ یُسْتَهْزَاُ بِهَا

اللہ تم پر کتاب ۳۵۴ میں (حکم) اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان

فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖۤ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ

لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ۳۵۵ ورنہ

اور انجیل کا انکار کرکے کافر ہوگئے پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کا انکار کرکے اور کفر میں بڑھے ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہوگئے ایمان کے بعد پھر ایمان لائے یعنی انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا تاکہ ان پر مؤمنین کے احکام جاری ہوں۔ پھر کفر میں بڑھے یعنی کفر پر ان کی موت ہوئی۔

۳۵۱ جب تک کفر پر رہیں اور کفر پر مریں کیونکہ کُفر بخشا نہیں جاتا مگر جب کہ کافر توبہ کرے اور ایمان لائے جیسا کہ فرمایا۔ قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ۔

۳۵۲ یہ منافقین کا حال ہے جن کا خیال تھا کہ اسلام غالب نہ ہوگا اور اس لئے وہ کفار کو صاحب قوت اور شوکت سمجھ کر ان سے دوستی کرتے تھے اور ان سے ملنے میں عزت جانتے تھے باوجود یہ کہ کفار کے ساتھ دوستی ممنوع اور ان کے ملنے سے طلب عزت باطل۔

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں اسی آیہ کریمہ کے تحت ہے: اس آیت میں ان کی نامرادی کا بیان ہے جو کافروں سے استعانت کرتے ہیں، فرماتا ہے کیا کافروں کی دوستی سے غلبہ وقوت چاہتے ہیں عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے اس میں ان کی رائے فاسد ہونے پر دلیل فرمائی کہ جب تمام عزتیں حضرت عزت کے لئے خاص ہیں کہ اس کے دوستوں کے سوا کسی کو نہیں مل سکتیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عزت صرف اللہ تعالیٰ ورسول اور مسلمانوں کے لئے ہے تو اس سے واجب ہوا کہ غیروں سے عزت چاہنا باطل اور ان سے نفع پہنچنا محال (مختصرا)

(ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت آیۃ ۴/ ۱۳۸، ۱۳۹ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۴۴)

۳۵۳ اور اس کے لئے جس کو وہ عزت دے جیسے کہ انبیاء ومؤمنین۔

۳۵۴ یعنی قرآن۔

اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْكٰفِرِیْنَ فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعَاۙ(۱۴۰) الَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْۚ

تم بھی انہیں جیسے ہو۵۶ ۳ بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا وہ جو تمہاری حالت تکا (منتظر رہا) کرتے

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْۤا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ﲁ وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِیْنَ

ہیں تو اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے کہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۵۷ ۳ اور اگر کافروں کا حصہ ہو

نَصِیْبٌۙ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَیْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَؕ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ

تو ان (کافروں) سے کہیں کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا۵۸ ۳ اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا۵۹ ۳ تو اللہ تم سب میں

۵۵ ۳ کفار کی ہم نشینی اور ان کی مجلسوں میں شرکت کرنا ایسے ہی اور بے دینوں اور گمراہوں کی مجلسوں کی شرکت اور ان کے ساتھ یارانہ ومُصاحبت ممنوع فرمائی گئی۔

صحبت کا اثر مسلّمہ ہے، انسان اپنے ہمنشین کی عادات، اخلاق اور عقائد سے ضرور متاثّر ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے سے سختی سے منع فرمایا ہے جن کا رات دن کا مشغلہ اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن حکیم پر طعن وتشنیع کرنا ہے لہٰذا ایسے خطرناک اور بھیانک قسم کے قبیح وشنیع ناسور سے آلودہ مریضوں کی صحبت سے بچو ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس ناپاک مرض میں مبتلا ہو جاؤ، سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: بچ اس بات سے جو کان کو بُری لگے۔

(المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الغادیۃ، الحدیث: ۱۶۷۰۱، ج ۵، ص ۶۰۵)

(الفتاوی الرضویۃ جدید، کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۲۴، ص ۳۱۷)

اور بالخصوص دینی معاملات اور عقائد کے متعلق تو بری صحبت سے اجتناب انتہائی ضروری ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: آدمی اپنے دوست کے دین اور اس کے طور طریق پر ہوتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ وہ دیکھے کہ کس سے دوستی رکھتا ہے۔

(المسند لامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۸۴۲۵، ج ۳، ص ۲۳۳)

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: یعنی یہ علم دین ہے پس تم دیکھو کہ تم اپنا دین کس سے حاصل کرتے ہو۔

(صحیح مسلم، مقدمۃ، باب بیان ان الاسناد من الدین ...الخ، ص ۱۱)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم فرماتے ہیں کہ منکرانِ تقدیر کے پاس نہ بیٹھو نہ اُنہیں اپنے پاس بٹھاؤ نہ ان سے سلام کلام کی ابتدا کرو۔ (سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی ذراری المشرکین، الحدیث: ۴۷۲۰، ج ۴، ص ۳۰۵)

۵۶ ۳ اس سے ثابت ہوا کہ کفر کے ساتھ راضی ہونے والا بھی کافر ہے۔

۵۷ ۳ اس سے ان کی مراد غنیمت میں شرکت کرنا اور حصہ چاہنا ہے۔

بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ ع ۲۰/۱۷

ف۳۶۰ قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا ف۳۶۱ اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا ف۳۶۲

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ

بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں ف۳۶۳ اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں

قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ ۖ

ف۳۶۴ تو ہارے جی (بے دلی) سے ف۳۶۵ لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا ف۳۶۶ بیچ میں ڈگمگا

ف۳۵۸ کہ ہم تمہیں قتل کرتے گرفتار کرتے مگر ہم نے یہ کچھ نہیں کیا۔

ف۳۵۹ اور انہیں طرح طرح کے حیلوں سے روکا اور ان کے رازوں پر تمہیں مُطّلع کیا تو اب ہمارے اس سلوک کی قدر کرو اور حصہ دو (یہ منافقوں کا حال ہے)

ف۳۶۰ اے ایماندارو اور منافقو۔

ف۳۶۱ کہ مؤمنین کو جنت عطا کرے گا اور منافقوں کو داخل جہنم کرے گا۔

ف۳۶۲ یعنی کافر نہ مسلمانوں کو مٹا سکیں گے نہ حجت میں غالب آسکیں گے علماء نے اس آیت سے چند مسائل مستنبط کئے ہیں (۱) کافر مسلمان کا وارث نہیں (۲) کافر مسلمان کے مال پر اِس تیلاء پا کر مالک نہیں ہوسکتا۔
(۳) کافر کو مسلمان غلام کے خریدنے کا مجاز نہیں (۴) ذمی کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جائے گا۔ (جمل)

ف۳۶۳ کیونکہ حقیقت میں تو اللہ کو فریب دینا ممکن نہیں۔

علامہ ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الہیتمی علیہ رحمۃ اللہ القوی تالیف اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ میں لکھتے ہیں ؛یعنی جس طرح وہ اپنے گمان میں اللہ عزوجل کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں تو اسی کی مثل قیامت کے دن انہیں بھی اس کی سزا دی جائے گی اور وہ اس طرح کہ پہلے انہیں ایک نور دیا جائے گا جس طرح کہ بقیہ تمام مؤمنین کو دیا جائے گا، جب وہ اسے لے کر پل۔

ف۳۶۴ مؤمنین کے ساتھ۔

ف۳۶۵ کیونکہ ایمان تو ہے نہیں جس سے ذوقِ طاعت اور لطفِ عبادت حاصل ہو محض ریا کاری ہے اس لئے منافق کو نماز بار معلوم ہوتی ہے۔

صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'جس کی نماز نہیں اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں۔

(کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الترھیب عن ترک الصلاۃ، الحدیث: ۱۹۰۹۴، ج ۷، ص ۱۳۳)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو کیونکہ جس

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

رہے ہیں و۳۶۷ نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے و۳۶۸ اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے کوئی

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

راہ نہ پائے گا اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾

مسلمانوں کے سوا و۳۶۹ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لیے صریح حجت کر لو و۳۷۰

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں و۳۷۱ اور تو ہرگز اُن کا کوئی مددگار نہ پائے گا مگر وہ جنہوں نے

الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ

توبہ کی و۳۷۲ اور سنورے (نیکوکار ہوئے) اور اللہ کی رسی مضبوط تھامی اور اپنا دین خالص اللہ کے لیے کرلیا (مخلص

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ

مسلمان ہوئے) تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں و۳۷۳ اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب دے گا اور اللہ تمہیں

بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ اور اللہ ہے صلہ دینے والا جاننے والا

نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کا ذمہ اس سے اٹھ جائے گا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۰۲۳، ج۱۲، ص۱۹۶ بدون 'لاتترک الصلوٰۃ متعمدًا')

و۳۶۶ اس طرح کہ مسلمانوں کے پاس ہوئے تو نماز پڑھ لی اور علیحدہ ہوئے تو ندارد

و۳۶۷ کفر و ایمان کے۔

و۳۶۸ نہ خالص مؤمن نہ کھلے کافر۔

و۳۶۹ اس آیت میں مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار کو دوست بنانا منافقین کی خصلت ہے تم اس سے بچو۔

و۳۷۰ اپنے نفاق کی اور مستحقِ جہنم ہوجاؤ۔

و۳۷۱ منافق کا عذاب کافر سے بھی زیادہ ہے کیونکہ وہ دنیا میں اظہار اسلام کر کے مجاہدین کے ہاتھوں سے بچا رہا ہے اور کفر کے باوجود مسلمانوں کو مغالطہ دینا اور اسلام کے ساتھ استہزاء کرنا اس کا شیوہ رہا ہے۔

و۳۷۲ نفاق سے۔

و۳۷۳ دارین میں۔

الجزء ٦

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا
اللہ پسند نہیں کرتا بُری بات کا اعلان کرنا ۳۷۴ مگر مظلوم سے ۳۷۵ اور اللہ سُنتا
عَلِیْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا
جانتا ہے اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر کرو تو بے شک اللہ معاف کرنے والا
قَدِیْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ
قدرت والا ہے ۳۷۶ وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر

۳۷۴ یعنی کسی کے پوشیدہ حال کا ظاہر کرنا۔ اس میں غیبت بھی آ گئی، چغل خوری بھی۔ عاقل وہ ہے جو اپنے عیبوں کو دیکھے ایک قول یہ بھی ہے کہ بُری بات سے گالی مراد ہے۔

۳۷۵ کہ اس کو جائز ہے کہ ظالم کے ظلم کا بیان کرے وہ چور یا غاصب کی نسبت کہہ سکتا ہے کہ اس نے میرا مال چرایا غصب کیا

شانِ نزول: ایک شخص ایک قوم کا مہمان ہوا تھا انہوں نے اچھی طرح اس کی میزبانی نہ کی جب وہ وہاں سے نکلا تو اُن کی شکایت کرتا نکلا اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باب میں نازل ہوئی ایک شخص سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آپ کی شان میں زباں درازی کرتا رہا آپ نے کئی بار سکوت کیا مگر وہ باز نہ آیا تو ایک مرتبہ آپ نے اس کو جواب دیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شخص مجھ کو بُرا کہتا رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا میں نے ایک مرتبہ جواب دیا تو حضور اٹھ گئے، فرمایا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تم نے جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۷۶ تم اس کے بندوں سے درگزر کرو وہ تم سے درگزر فرمائے گا۔

حدیث: تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم ۶۵۵۲، ج ۲، ص ۵۶۵ بالاختصار)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا، 'قیامت کے دن جب لوگ حساب کے لیے کھڑے ہوں گے تو ایک مُنادی اعلان کریگا، جسکا کچھ ذمہ اللہ کی طرف نکلتا ہے وہ اٹھے اور جنت میں داخل ہوجائے۔' (لیکن کوئی کھڑا نہ ہوگا) منادی پھر اعلان کریگا، جسکا ذمہ اللہ تعالٰی کی طرف نکلتا ہے وہ کھڑا ہو۔' لوگ حیرانی سے پوچھیں گے، اللہ کی طرف کسی کا ذمہ کیسے نکل سکتا ہے؟' جواب ملے گا، (وہ) جو لوگوں کو معاف کرنے والے تھے۔

اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ

دیں و۳۷۷ اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے و۳۷۸ اور چاہتے ہیں کہ ایمان

يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۟ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا

وکفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں یہی ہیں ٹھیک ٹھیک (پکے) کافر و۳۷۹ اور ہم نے کافروں کے لیے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۟ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ

ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں

اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۟ ع ٢١

فرق نہ کیا انھیں عنقریب اللہ ان کے ثواب دے گا و۳۸۰ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے و۳۸۱

'پھر اس اس طرح لوگ کھڑے ہونگے اور بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب الترغیب فی العفوعن القاتل، ج ۳، رقم ۱۷، ص ۲۱۱)

و۳۷۷ اس طرح کہ اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے رسولوں پر نہ لائیں۔

و۳۷۸ شانِ نزول: یہ آیت یہود و نصارٰی کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضرت موسٰی علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت عیسٰی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انہوں نے کفر کیا۔ اور نصارٰی حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے اور انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کیا۔

و۳۷۹ بعض رسولوں پر ایمان لانا انہیں کفر سے نہیں بچاتا کیونکہ ایک نبی کا انکار بھی تمام انبیاء کے انکار کے برابر ہے۔
شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جہنم کے خطرات میں لکھتے ہیں:
دین اسلام کی ضروریات میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا یا اُس میں شک کرنا، یا اُس سے ناراض ہونا یا اُس کو حقیر سمجھنا یا اُس کی توہین کرنا یہ سب کفر ہے۔ مثلاً خداعزوجل کی ذات وصفات سے انکار کرنا یا خداعزوجل کے رسولوں اور نبیوں علیہم السلام میں سے کسی رسول یا نبی کا انکار کرنا یا خداعزوجل کی کتابوں میں سے کسی کتاب کا انکار کرنا یا فرشتوں کا انکار کرنا یا قیامت کا انکار کرنا یا کسی نبی، یا رسول یا فرشتہ یا قرآن یا کعبہ کی توہین کرنا۔

(جہنم کے خطرات ص ۲۷)

و۳۸۰ مرتکبِ کبیرہ بھی اس میں داخل ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان رکھتا ہے معتزلہ صاحب کبیرہ کے خُلود عذاب کا عقیدہ رکھتے ہیں اس آیت سے ان کے اس عقیدہ کا بطلان ثابت ہوا۔

و۳۸۱ مسئلہ: یہ آیت صفاتِ فعلیہ (جیسے کہ مغفرت ورحمت) کے قدیم ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حدوث کے قائل کو کہنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) ازل میں غفور ورحیم نہیں تھا پھر ہو گیا اس کے اس قول کو یہ آیت باطل کرتی ہے۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى

اے محبوب اہل کتاب وسلا ۳۸۲ تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب اُتار دو وسلا ۳۸۳ تو وہ تو موسیٰ

اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ

سے اس سے بھی بڑا سوال کر چکے وسلا ۳۸۴ کہ بولے ہمیں اللہ کو علانیہ دکھا دو تو اُنھیں کڑک (غیبی عذاب) نے لیا انکے گناہوں

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا

پر پھر بچھڑا لے بیٹھے وسلا ۳۸۵ بعد اس کے کہ روشن آیتیں وسلا ۳۸۶ ان کے پاس آچکیں تو ہم نے یہ معاف فرما دیا وسلا ۳۸۷ اور

مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا

ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ دیا وسلا ۳۸۸ پھر ہم نے ان پر طور کو اونچا کیا ان سے عہد لینے (کہ توریت کو مانو) کو اور ان سے فرمایا

الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا

(بیت المقدس کے) کہ دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور ان سے فرمایا کہ ہفتہ میں حد سے نہ بڑھو وسلا ۳۸۹ اور ہم نے ان

وسلا ۳۸۲ براہِ سرکشی۔

وسلا ۳۸۳ یکبارگی شانِ نزول: یہود میں سے کعب بن اشرف وفنحاص بن عازوراء نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے یکبارگی کتاب لایئے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت لائے تھے یہ سوال ان کا طلبِ ہدایت و اتباع کے لئے نہ تھا بلکہ سرکشی و بغاوت سے تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وسلا ۳۸۴ یعنی یہ سوال ان کا کمالِ جہل سے ہے اور اس قسم کی جہالتوں میں ان کے باپ دادا بھی گرفتار تھے اگر سوال طلبِ رُشد کے لئے ہوتا تو پورا کر دیا جاتا مگر وہ تو کسی حال میں ایمان لانے والے نہ تھے۔

وسلا ۳۸۵ اس کو پوجنے لگے۔

وسلا ۳۸۶ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مُعجزات جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق پر واضحُ الدلالۃ تھے اور باوجودیکہ توریت ہم نے یکبارگی نازل کی تھی لیکن خوئے بد را بہانہء بسیار بجائے اطاعت کرنے کے اُنہوں نے خدا کے دیکھنے کا سوال کیا۔

وسلا ۳۸۷ جب انہوں نے توبہ کی اس میں حضور کے زمانہ کے یہودیوں کے لئے توقع ہے کہ وہ بھی توبہ کریں تو اللہ انہیں بھی اپنے فضل سے معاف فرمائے۔

وسلا ۳۸۸ ایسا تسلط عطا فرمایا کہ جب آپ نے بنی اسرائیل کو توبہ کے لئے خود ان کے اپنے قتل کا حکم دیا اور انکار نہ کر سکے اور انہوں نے اطاعت کی۔

وسلا ۳۸۹ یعنی مچھلی کا شکار وغیرہ جو عمل اس روز تمہارے لئے حلال نہیں نہ کرو سورۂ بقر میں ان تمام احکام کی

غَلِيْظًا ﴿١٥٤﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ

سے گاڑھا عہد لیا ۳۹۰ تو ان کی کیسی بد عہدیوں کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور اس لیے کہ وہ آیات الٰہی کے منکر ہوئے

بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

۳۹۱ اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے ۳۹۲ اور انکے اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں ۳۹۳ بلکہ اللہ نے انکے کفر کے سبب

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٥٥﴾ وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿١٥٦﴾

ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے اور اس لیے کہ انہوں نے کفر کیا ۳۹۴ اور مریم پر بڑا بہتان اٹھایا

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسٰی بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا ۳۹۵ اور ہے یہ کہ انھوں نے نہ اسے قتل کیا اور

صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ

نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا ۳۹۶ اور وہ جو اس کے بارہ میں اختلاف کر رہے ہیں ضرور اس کی

مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿١٥٧﴾ بَلْ رَّفَعَهُ

طرف سے شبہہ میں پڑے ہوئے ہیں ۳۹۷ انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں ۳۹۸ مگر یہی گمان کی پیروی ۳۹۹ اور بے شک

تفصیلیں گزر چکیں ۔

۳۹۰ کہ جو انہیں حکم دیا گیا ہے وہ کریں اور جس کی ممانعت کی گئی ہے اس سے باز رہیں پھر انہوں نے اس عہد کو توڑا۔ (تفسیر الصاوی، ج۱، ص ۷۲، پ۱، البقرۃ: ٦٥)

۳۹۱ جو انبیاء کے صدق پر دلالت کرتے تھے جیسے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کے معجزات ۔

۳۹۲ انبیاء کا قتل کرنا تو ناحق ہے ہی کسی طرح حق ہو ہی نہیں سکتا لیکن یہاں مقصود یہ ہے کہ ان کے زعم میں بھی انہیں اس کا کوئی استحقاق نہ تھا۔

۳۹۳ لہذا کوئی پند و وعظ کارگر نہیں ہوسکتا۔

۳۹۴ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ بھی ۔

۳۹۵ یہود نے دعوٰی کیا کہ انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کو قتل کر دیا اور نصارٰی نے اس کی تصدیق کی تھی اللہ تعالٰی نے ان دونوں کی تکذیب فرما دی

۳۹۶ جس کو انہوں نے قتل کیا اور خیال کرتے رہے کہ یہ حضرت عیسٰی ہیں باوجود یکہ ان کا یہ خیال غلط تھا۔ (حاشیہ محی الدین شیخ زادہ علی البیضاوی، تحت الآیۃ ۱۵۷، ج ۳، ص ۴۴۴)

۳۹۷ اور یقینی نہیں کہہ سکتے کہ وہ مقتول کون ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ مقتول عیسٰی ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ چہرہ تو عیسٰی

اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

انہوں نے اس (عیسیٰ) کو قتل نہیں کیا و۴۰۰ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا و۴۰۱ اور اللہ غالب حکمت والا ہے کوئی کتابی ایسا نہیں

اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾ ۚ فَبِظُلْمٍ

جو اس (عیسیٰ) کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے و۴۰۲ اور قیامت کے دن وہ اُن پر گواہ ہوگا و۴۰۳ تو یہودیوں کے

کا ہے اور جسم عیسٰی کا نہیں لہذا یہ وہ نہیں اسی تردّد میں ہیں۔

(حاشیہ محی الدین شیخ زادہ علی البیضاوی، تحت الآیۃ ۱۵۷، ج ۳، ص ۴۴۴)

و۳۹۸ جو حقیقت حال ہے۔

و۳۹۹ اور اٹکلیں دَوڑانا۔

و۴۰۰ ان کا دعوئے قتل جھوٹا ہے۔ (حاشیہ محی الدین شیخ زادہ علی البیضاوی، تحت الآیۃ ۱۵۷، ج ۳، ص ۴۴۴)

و۴۰۱ صحیح وسالم بسوئے آسمان احادیث میں اس کی تفصیلیں وارد ہیں سورۂ آل عمران میں اس واقعہ کا ذکر گزر چکا ہے۔

و۴۰۲ اس آیت کی تفسیر میں چند قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہود ونصارٰی کو اپنی موت کے وقت جب عذاب کے فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتے ہیں جن کے ساتھ انہوں نے کفر کیا تھا اور اس وقت کا ایمان مقبول ومعتبر نہیں دوسرا قول یہ ہے کہ قریب قیامت جب حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اس وقت کے تمام اہل کتاب اُن پر ایمان لے آئیں گے اس وقت حضرت عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والتسلیمات شریعتِ محمدیہ کے مطابق حکم کریں گے اور اُسی دین کے آئمہ میں سے ایک امام کی حیثیت میں ہوں گے اور نصارٰی نے ان کی نسبت جو گمان باندھ رکھے ہیں ان کا اِبطال فرمائیں گے دینِ محمدی کی اشاعت کریں گے اس وقت یہود ونصارٰی کو یا تو اسلام قبول کرنا ہوگا یا قتل کر ڈالے جائیں گے جزیہ قبول کرنے کا حکم حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول کرنے کے وقت تک ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ ہر کتابی اپنی موت سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے گا۔ چوتھا قول یہ ہے کہ اللہ تعالٰی پر ایمان لے آئے گا لیکن وقتِ موت کا ایمان مقبول نہیں نافع نہ ہوگا۔

(تفسیر الطبری، النسائ، تحت الآیۃ ۱۵۹، ج ۴، ص ۳۵۷، ۳۵۸ ملخصاً)

و۴۰۳ یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام یہود پر تو یہ گواہی دیں گے کہ انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کے حق میں زبانِ طعن دراز کی اور نصارٰی پر یہ کہ اُنہوں نے آپ کو رب ٹھرایا۔ اور خدا کا شریک گردانا اور اہلِ کتاب میں سے جو لوگ ایمان لے آئیں ان کے ایمان کی بھی آپ شہادت دیں گے۔

مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ

بڑے ظلم کے ف۴۰۴ سبب ہم نے وہ بعض ستھری چیزیں کہ ان کے لیے حلال تھیں ف۴۰۵ ان پر حرام فرمادیں اور اس لیے کہ انہوں

سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ

نے بہتوں (زیادہ) کو اللہ کی راہ (اسلام) سے روکا اور اس لیے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کیے گئے تھے اور لوگوں کا مال

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ

ناحق کھا جاتے ف۴۰۶ اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کے لیے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے ہاں جو

الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَاۤ

ان میں علم میں پکے ف۴۰۷ اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

طرف اُترا اور جو تم سے پہلے اترا ف۴۰۸ اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر

ع ۲۲ ۲ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ

ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے ف۴۰۸ب بیشک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے

ف۴۰۴ نقضِ عہد وغیرہ جن کا اُوپر آیات میں ذکر ہو چکا۔

ف۴۰۵ جن کا سورۂ اَنعام کی یہ آیہ 'وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا' میں بیان ہے۔

ف۴۰۶ رشوت وغیرہ حرام طریقوں سے۔

ف۴۰۷ مثل حضرت عبداللہ بن سلام اور اُن کے اصحاب کہ جو علمِ راسخ اور عقلِ صافی اور بصیرتِ کاملہ رکھتے تھے انہوں نے اپنے علم سے دینِ اسلام کی حقیقت کو جانا اور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

ف۴۰۸ پہلے انبیاء پر۔

ف۴۰۸ (ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، 'یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جسے کرنے کے بعد میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟' فرمایا، 'اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کرو کہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور فرض نمازیں ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔' تو اس نے عرض کیا 'مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اس پر زیادتی نہ کروں گا۔' جب وہ لوٹ گیا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، 'جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔'

(صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، رقم ۱۳۹۷، ج ۱، ص ۴۷۲)

اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ

وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی ۴۰۹ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور

اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰى وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَۚ

اسحٰق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے

وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًاۚ(۱۶۳) وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ

داؤد کو زبور عطا فرمائی اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے ۴۱۰ فرما چکے اور ان رسولوں کو جن کا

نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًاۚ(۱۶۴) رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ

ذکر تم سے نہ فرمایا ۴۱۱ اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا ۴۱۲ رسول خوشخبری دیتے ۴۱۳ اور

مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

ڈر سناتے ۴۱۴ کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے ۴۱۵ اور اللہ غالب

۴۰۹ شانِ نزول: یہود و نصارٰی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو یہ سوال کیا تھا کہ اُن کے لئے آسمان سے یکبارگی کتاب نازل کی جائے تو وہ آپ کی نبوّت پر ایمان لائیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان پر حجت قائم کی گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا بکثرت انبیاء ہیں جن میں سے گیارہ کے اسماء شریفہ یہاں آیت میں بیان فرمائے گئے ہیں اہلِ کتاب اُن سب کی نبوّت کو مانتے ہیں ان سب حضرات میں سے کسی پر یکبارگی کتاب نازل نہ ہوئی تو جب اس وجہ سے ان کی نبوّت تسلیم کرنے میں اہلِ کتاب کو کچھ پس و پیش نہ ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے اور مقصود رسولوں کے بھیجنے سے خَلق کی ہدایت اور ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید و معرفت کا درس دینا اور ایمان کی تکمیل اور طریقِ عبادت کی تعلیم ہے کتاب کے متفرق طور پر نازل ہونے سے یہ مقصد بروجہِ اَتم حاصل ہوتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا بہ آسانی دل نشین ہوتا چلا جاتا ہے اس حکمت کو نہ سمجھنا اور اعتراض کرنا کمال حماقت ہے۔

۴۱۰ قرآن شریف میں نام بنام فرما چکے ہیں۔

۴۱۱ اور اب تک ان کے اسماء کی تفصیل قرآن پاک میں ذکر نہیں فرمائی گئی۔

۴۱۲ تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے واسطہ کلام فرمانا دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت میں قادح نہیں جن سے اس طرح کلام نہیں فرمایا گیا ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتاب کا یکبارگی نازل ہونا دوسرے انبیاء کی نبوت میں کچھ بھی قادح نہیں ہوسکتا۔

۴۱۳ ثواب کی ایمان لانے والوں کو۔

عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ
حکمت والا ہے لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اُتارا وہ اس نے اپنے علم سے اُتارا ہے اور
الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿١٦٦﴾ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا
فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی و ہ جنہوں نے کفر کیا ف۴۱۶ اور اللہ کی راہ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿١٦٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ
سے روکا ف۴۱۷ بے شک وہ دور کی گمراہی میں پڑے بے شک جنہوں نے کفر کیا ف۴۱۸ اور
يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿١٦٨﴾ ۙ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
حد سے بڑھے ف۴۱۹ اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا ف۴۲۰ اور نہ انہیں کوئی راہ دکھائے مگر جہنم کا راستہ کہ اس میں ہمیشہ
فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ
ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول ف۴۲۱ حق
الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي
کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے تو ایمان لاؤ اپنے بھلے کو اور اگر تم کفر کرو ف۴۲۲ تو بے شک اللہ ہی کا

ف۴۱۴ عذاب کا کفر کرنے والوں کو۔

ف۴۱۵ اور یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ اگر ہمارے پاس رسول آتے تو ہم ضرور ان کا حکم مانتے اور اللہ کے مطیع و فرماں بردار ہوتے اس آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں کی بعثت سے قبل خَلق پر عذاب نہیں فرماتا جیسا دوسری جگہ ارشاد فرمایا ' وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ' اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ معرفت الٰہی بیانِ شرع و زبانِ انبیاء ہی سے حاصل ہوتی ہے عقلِ محض سے اس منزل تک پہنچنا میسّر نہیں ہوتا۔

ف۴۱۶ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے۔

ف۴۱۷ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و صفت چھپا کر اور لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈال کر (یہ حال یہود کا ہے)

ف۴۱۸ اللہ کے ساتھ۔

ف۴۱۹ کتاب الٰہی میں حضور کے اوصاف بدل کر اور آپ کی نبوّت کا انکار کرکے۔

ف۴۲۰ جب تک وہ کفر پر قائم رہیں یا کفر پر مریں۔

ف۴۲۱ سید انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ف۴۲۲ اور سید انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا انکار کرو تو اس میں ان کا کچھ ضرر نہیں اور اللہ تمہارے

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا

ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اے کتاب والو اپنے دین میں (اپنی طرف سے)

تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ

زیادتی نہ کرو ۴۲۳ اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ ۴۲۴ مسیح عیسٰی مریم کا بیٹا

مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ٘ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

۴۲۵ اللہ کا رسول ہی ہے (بیٹا نہیں) اور اس کا ایک کلمہ ۴۲۶ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور

ایمان سے بے نیاز ہے۔

۴۲۳ شانِ نزول: یہ آیت نصارٰی کے حق میں نازل ہوئی جن کے کئی فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت جُداگانہ کُفری عقیدہ رکھتا تھا۔ نسطوری آپ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے مرقوسی کہتے کہ وہ تین میں کے تیسرے ہیں اور اس کلمہ کی توجیہات میں بھی اختلاف تھا، بعض تین اقنوم مانتے تھے اور کہتے تھے کہ باپ بیٹا روح القدس باپ سے ذات بیٹے سے عیسٰی روح القدس سے ان میں حُلول کرنے والی حیات مراد لیتے تھے تو اُن کے نزدیک الٰہ تین تھے اور اس تین کو ایک بتاتے تھے' توحید فی التثلیث' اور' تثلیث فی التوحید' کے چکر میں گرفتار تھے بعض کہتے تھے کہ عیسٰی ناسوتیت اور الوہیت کے جامع ہیں ماں کی طرف سے اُن میں ناسوتیت آئی اور باپ کی طرف سے الوہیت آئی 'تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا' یہ فرقہ بندی نصارٰی میں ایک یہودی نے پیدا کی جس کا نام بولص تھا اور اُس نے اُنہیں گمراہ کرنے کے لئے اس قسم کے عقیدوں کی تعلیم کی اس آیت میں اہلِ کتاب کو ہدایت کی گئی کہ وہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کے باب میں افراط و تفریط سے باز رہیں خدا اور خدا کا بیٹا بھی نہ کہیں اور ان کی تنقیص بھی نہ کریں۔

۴۲۴ اللہ کا شریک اور بیٹا بھی کسی کو نہ بناؤ اور حلول و اتحاد کے عیب بھی مت لگاؤ اور اس اعتقادِ حق پر رہو کہ۔

۴۲۵ ہے اور اس محترم کے لئے اس کے سوا کوئی نسب نہیں۔

۴۲۶ کُن فرمایا اور وہ بغیر باپ اور بغیر نطفہ کے محض امرِ الٰہی سے پیدا ہو گئے۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اِس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں؛

اس آیت میں عیسٰی علیہ السلام کو مریم کا بیٹا فرمایا حالانکہ اولاد کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے نہ کہ ماں کی طرف آپ کا اگر والد ہوتا تو آپ کی نسبت اسی کی طرف ہونی چاہیے تھی نیز قرآن کریم نے کسی عورت کا نام نہ لیا اور نہ کسی کی پیدائش کا واقعہ اس قدر تفصیل سے بیان فرمایا چونکہ آپ کی پیدائش عجیب طرح صرف ماں سے ہے لہذا ان بی بی کا نام بھی لیا اور واقعہ پیدائش پورے ایک رکوع میں بیان فرمایا، نیز انہیں کلمۃ اللہ اور اللہ کی روح فرمایا، معلوم ہوا کہ

رُسُلِهٖ ۚ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ

اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ وے۴۲ اور تین نہ کہو و۴۲۸ باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے و۴۲۹ پاکی اُسے

سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى

اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اُسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے و۴۳۰ اور اللہ کافی

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓئِكَةُ

کارساز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا و۴۳۱ اور نہ مقرب فرشتے اور جو اللہ کی بندگی سے نفرت

الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَ مَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ

اور تکبر کرے تو کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان سب کو (روز قیامت ذلت کے ساتھ) اپنی طرف

جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ

ہانکے گا و۴۳۲ تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اُن کی مزدوری انہیں بھر پور دے کر اپنے

وقف لازم

ع ۲۳ ۳

آپ کی پیدائش ایک کلمہ سے ہے اور آپ کی روح مافوق الاسباب آئی ہے۔

(علم القرآن)

وے۴۲ اور تصدیق کرو کہ اللہ واحد ہے بیٹے اور اولاد سے پاک ہے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرو اور اس کی کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسولوں میں سے ہیں۔

مبلغ اسلام حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی: ۸۱۰ھ) اپنی تصنیف 'اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ' میں لکھتے ہیں۔

تمام خوبیاں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لئے جو اپنی ربوبیت میں معزز ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ وہ اپنی ہمیشگی میں ہر عیب سے پاک ہے۔ ہمیشہ سے یکتا و بے نیاز ہے۔ اس کی ہمیشگی (والی صفت) کا کبھی ادراک نہیں کیا جا سکتا اور خیال و نظر اس کے ایک ہونے کو شمار نہیں کر سکتے۔ وہ ہمسر و مقابل، ہم پلہ، بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ)

و۴۲۸ جیسا کہ نصارٰی کا عقیدہ ہے کہ وہ کفرِ محض ہے۔

و۴۲۹ کوئی اس کا شریک نہیں۔

و۴۳۰ اور وہ سب کا مالک ہے اور جو مالک ہو وہ باپ نہیں ہو سکتا۔

و۴۳۱ شانِ نزول: نصارٰی نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اُس نے حضور سے کہا کہ آپ حضرت عیسٰی کو عیب لگاتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں حضور نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے

يَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

فضل سے اُنہیں اور زیادہ دے گا اور وہ جنھوں نے ف۴۳۳ نفرت اور تکبر کیا تھا اُنہیں درد ناک سزا

أَلِيمًا ۙ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧٣﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

دے گا اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار اے لوگو بے شک تمہارے پاس

قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾ فَأَمَّا

اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی ف۴۳۴ اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتارا ف۴۳۵ تو وہ جو

الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَ

اللہ پر ایمان لائے اور اس کی رسی مضبوط تھامی تو عنقریب اللہ اُنہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا ف۴۳۶ اور

يَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿١٧٥﴾ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي

اُنہیں اپنی طرف سیدھی (ہدایت کی) راہ دکھائے گا اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ ف۴۳۷

الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ

میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے ف۴۳۸ اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا

لئے یہ عار کی بات نہیں، اس پر یہ آیتِ شریفہ نازل ہوئی۔

ف۴۳۲ یعنی آخرت میں اس تکبر کی سزا دے گا۔

ف۴۳۳ عبادتِ الٰہی بجالانے سے۔

ف۴۳۴ دلیل واضح سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد ہے جن کے صدق پر اُن کے معجزے شاہد ہیں اور منکرین کی عقلوں کو حیران کر دیتے ہیں۔

ف۴۳۵ یعنی قرآن پاک۔

ف۴۳۶ دلیل واضح سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد ہے جن کے صدق پر اُن کے معجزے شاہد ہیں اور منکرین کی عقلوں کو حیران کر دیتے ہیں۔

ف۴۳۷ یعنی قرآن پاک۔

ف۴۳۶ اور جنت و درجاتِ عالیہ عطا فرمائے گا۔

ف۴۳۷ کلالہ اس کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ باپ چھوڑے نہ اولاد۔ (بہار شریعت ج ۲۰ ص ۱۱۰۷)

ف۴۳۸ شانِ نزول: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیمار تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وَ هُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا

آدھا ہے و۴۳۹ اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو ف۴۴۰ پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو

تَرَكَ ؕ وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع ۲۴/۵

اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں (شریعت کے راستے سے) بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

ایاتھا ۱۲۰ ۵ سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۲ رکوعاتھا ۱۶

سورۂ مائدہ مدنی ہے اور اس میں ایک سو بیس ۱۲۰ آیات اور سولہ کوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا و۱

وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت جابر بے ہوش تھے حضرت نے وضو فرما کر آبِ وضو اُن پر ڈالا انہیں افاقہ ہوا آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور تشریف فرما ہیں عرض کیا یارسول اللہ میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی، (بخاری و مسلم) ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جابر میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری سے نہیں ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

مسئلہ: بزرگوں کا آبِ وضو تبرک ہے اور اس کو حصولِ شفا کے لئے استعمال کرنا سنت ہے۔

مسئلہ: مریضوں کی عیادت سنت ہے۔

مسئلہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالٰی نے علوم غیب عطا فرمائے ہیں، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضرت جابر کی موت اس مرض میں نہیں ہے۔

و۴۳۹ اگر وہ بہن سگی یا باپ شریک ہو۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶ ص ۴۴۸

ف۴۴۰ یعنی اگر بہن بے اولاد مری اور بھائی رہا تو وہ بھائی اُس کے کل مال کا وارث ہوگا۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفروض، ج ۶ ص ۴۴۹

و۱ سورۂ مائدہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی سوائے آیت ' اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ' کے یہ آیت روزِ عرفہ حجۃ الوداع میں نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں اس کو پڑھا، اس میں ایک سو بیس آیتیں اور بارہ

رکوع ۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ اُحِلَّتۡ لَـكُمۡ بَهِيۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا

اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو ۲ تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا (عنقریب بتایا)

يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ غَيۡرَ مُحِلِّى الصَّيۡدِ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ مَا يُرِيۡدُ ①

جائے گا تم کو ۳ لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو ۴ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَـرَامَ وَلَا الۡهَدۡىَ

جو چاہے اے ایمان والو حلال نہ ٹھہرالو اللہ کے نشان ۵ اور نہ ادب والے مہینے ۶ اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں

وَلَا الۡقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّيۡنَ الۡبَيۡتَ الۡحَـرَامَ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ

اور نہ ۷ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں ۸ اور نہ ان کا مال و آبرو جو عزت ۹ والے گھر کا قصد کر کے آئیں

ہزار چار سو چونسٹھ حرف ہیں۔

۲ عقود کے معنٰی میں مفسّرین کے چند قول ہیں ابنِ جریر نے کہا کہ اہلِ کتاب کو خطاب فرمایا گیا ہے معنٰی یہ ہیں کہ اے مؤمنینِ اہلِ کتاب میں نے کُتبِ متقدمہ میں سیدِ عالم محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت کرنے کے متعلق جو تم سے عہد لئے ہیں وہ پورے کرو۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ خِطاب مؤمنین کو ہے انہیں عقود کے وفا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان عقود سے مراد ایمان اور وہ عہد ہیں جو حرام و حلال کے متعلق قرآنِ پاک میں لئے گئے۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ اس میں مؤمنین کے باہمی معاہدے مراد ہیں۔

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک علامت پائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے، اور وہ خصلتیں یہ ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے (۳) جب عہد کرے تو دھوکا دے اور (۴) جب کسی سے جھگڑے تو گالی گلوچ بکے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، الحدیث: ۳۴، ص ۵)

۳ یعنی جن کی حرمت شریعت میں وارد ہوئی ان کے سوا تمام چوپائے تمہارے لئے حلال کئے گئے۔

۴ مسئلہ: کہ خشکی کا شکار حالتِ احرام میں حرام ہے اور دریائی شکار جائز ہے جیسا کہ اس سورۃ کے آخر میں آئے گا۔
الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۹۳

۵ اس کے دین کے معالم، معنٰی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے فرض کیں اور جو منع فرمائیں سب کی حُرمت کا لحاظ رکھو۔

۶ ماہ ہائے حج جن میں قتال زمانۂ جاہلیت میں بھی ممنوع تھا اور اسلام میں بھی یہ حکم باقی رہا۔

رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ

اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو ف۱۰ اور تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ

صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وقف لازم

انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا زیادتی کرنے پر نہ اُبھارے ف۱۱ اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی

ف۷ وہ قربانیاں۔

ف۸ عرب کے لوگ قربانیوں کے گلے میں حرم شریف کے اشجار کی چھالوں وغیرہ سے گلوبند بُن کر ڈالتے تھے تاکہ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ حَرَم کو بھیجی ہوئی قربانیاں ہیں اور ان سے تعرُّض نہ کریں۔

ردالمحتار، کتاب الحج، باب الھدی، ج ۴، ص ۴۲

ف۹ حج و عمرہ کرنے کے لئے۔

شانِ نُزول: شُریح بن ہند ایک مشہور شقی تھا وہ مدینہ طیّبہ میں آیا اور سید عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ خَلقِ خدا کو کیا دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا اپنے ربّ کے ساتھ ایمان لانے اور اپنی رسالت کی تصدیق کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی، کہنے لگا بہت اچھی دعوت ہے میں اپنے سرداروں سے رائے لے لوں تو میں بھی اسلام لاؤں گا اور انہیں بھی لاؤں گا، یہ کہہ کر چلا گیا حضور سید عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آنے سے پہلے ہی اپنے اصحاب کو خبر دے دی تھی کہ قبیلۂ ربیعہ کا ایک شخص آنے والا ہے جو شیطانی زبان بولے گا اس کے چلے جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کا چہرہ لے کر آیا اور غادِر و بدعہد کی طرح پیٹھ پھیر کر گیا یہ اسلام لانے والا نہیں چنانچہ اس نے غدر کیا اور مدینہ شریف سے نکلتے ہوئے وہاں کے مویشی اور اموال لے گیا، اگلے سال یمامہ کے حاجیوں کے ساتھ تجارت کا کثیر سامان اور حج کی قلادہ پوش قربانیاں لے کر بارادۂ حج نکلا، سید عالَم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے، راہ میں صحابہ نے شُریح کو دیکھا اور چاہا کہ مویشی اس سے واپس لے لیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ جس کی ایسی شان ہو اس سے تعرُّض نہ چاہئے۔

ف۱۰ یہ بیانِ اباحت ہے کہ احرام کے بعد شکار مباح ہو جاتا ہے۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصید، ج ۱، ص ۲۵۰، ۲۵۱

ف۱۱ یعنی اہلِ مکّہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب کو روزِ حُدیبیہ عمرہ سے روکا، ان کے اس معاندانہ فعل کا تم انتقام نہ لو۔

وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲﴾

مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو ف۱۲ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے

حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ

تم پر حرام ہے ف۱۳ مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے

وَالۡمُنۡخَنِقَۃُ وَالۡمَوۡقُوۡذَۃُ وَالۡمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیۡحَۃُ وَمَاۤ اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا

مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا

ذَکَّیۡتُمۡ ۟ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ ؕ ذٰلِکُمۡ فِسۡقٌ ؕ

مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے

ف۱۲ بعض مفسّرین نے فرمایا جس کا حکم دیا گیا اس کا بجا لانا بِر اور جس سے منع فرمایا گیا اس کو ترک کرنا تقوٰی اور جس کا حکم دیا گیا اس کو نہ کرنا اِثم (گناہ) اور جس سے منع کیا گیا اس کا کرنا عدوان (زیادتی) کہلاتا ہے۔

عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب کے صَفْحَہ 478 پر لکھتے ہیں؛

حدیث میں ہے رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: جو دانستہ (یعنی جان بوجھ کر) کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد دینے چلا وہ یقیناً اِسلام سے نکل گیا۔ (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر ج1 ص 227 حدیث 619)

ف۱۳ آیت 'اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ' میں جو استثناء ذکر فرمایا گیا تھا یہاں اس کا بیان ہے اور گیارہ چیزوں کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے،

ایک مُردار یعنی جس جانور کے لئے شریعت میں ذَبح کا حکم ہو اور وہ بے ذبح مر جائے،

الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹ ص۴۹۰

۲ دوسرے بہنے والا خون،

۳ تیسرے سور کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء،

۴ چوتھے وہ جانور جس کے ذَبح کے وقت غیرِ خدا کا نام لیا گیا ہو جیسا کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ بُتوں کے نام پر ذَبح کرتے تھے اور جس جانور کو ذَبح تو صرف اللہ کے نام پر کیا گیا ہو مگر دوسرے اوقات میں وہ غیرِ خدا کی طرف منسوب رہا ہو وہ حرام نہیں جیسے کہ عبداللہ کی گائے، عقیقے کا بکرا، ولیمہ کا جانور یا وہ جانور جن سے اولیاء کی ارواح کو ثواب پہنچانا منظور ہو، ان کو غیرِ وقتِ ذَبح میں اولیاء کے ناموں کے ساتھ نامزد کیا جائے مگر ذَبح ان کا فقط اللہ کے نام پر ہو اس وقت کسی دوسرے کا نام نہ لیا جائے، وہ حلال وطیّب ہیں۔ اس آیت میں صرف اسی کو حرام فرمایا گیا ہے جس کو ذَبح

اَلْیَوْمَ یَىٕسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِیْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِؕ اَلْیَوْمَ

آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی و۱۴ تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے

کرتے وقت غیرِ خدا کا نام لیا گیا ہو، وہابی جو ذبح کی قید نہیں لگاتے وہ آیت کے معنٰی میں غلطی کرتے ہیں اور ان کا قول تمام تفاسیرِ معتبرہ کے خلاف ہے اور خود آیت ان کے معنی کو بننے نہیں دیتی کیونکہ 'مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ' کو اگر وقتِ ذبح کے ساتھ مقیّد نہ کریں تو 'اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ' کا استثناء اس کو لاحق ہوگا اور وہ جانور جو غیرِ وقتِ ذبح میں غیرِ خدا کے نام سے موسوم رہا ہو وہ 'اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ' سے حلال ہوگا، غرض وہابی کو آیت سے سند لانے کی کوئی سبیل نہیں،

(ماخوذ از تفسیر طبری، پ ۶، المائدہ تحت الآیۃ: ۳، ج ۴، ص ۴۱۴ ودیگر تفاسیر)

۵ پانچواں گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور،

۶ چھٹے وہ جانور جو لاٹھی، پتھر، ڈھیلے، گولی، چھرے یعنی بغیر دھار دار چیز سے مارا گیا ہو،

۷ ساتویں جو گر کر مَرا ہو خواہ پہاڑ سے یا کنوئیں وغیرہ میں،

۸ آٹھویں وہ جانور جسے دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو اور وہ اس کے صدمے سے مر گیا ہو،

۹ نویں وہ جسے کسی درندے نے تھوڑا سا کھایا ہو اور وہ اس کے زخم کی تکلیف سے مر گیا ہو لیکن اگر یہ جانور مر نہ گئے ہوں اور بعد ایسے واقعات کے زندہ بچ رہے ہوں پھر تم انہیں باقاعدہ ذبح کر لو تو وہ حلال ہیں،

۱۰ دسویں وہ جو کسی تھان پر عبادۃً ذبح کیا گیا ہو جیسے کہ اہلِ جاہلیت نے کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ ۳۶۰ پتھر نصب کئے تھے جن کی وہ عبادت کرتے اور ان کے لئے ذبح کرتے تھے اور اس ذبح سے ان کی تعظیم و تقرّب کی نیت کرتے تھے،

۱۱ گیارھویں حصّہ اور حکم معلوم کرنے کے لئے پانسہ ڈالنا، زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کو جب سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ کام درپیش ہوتے تو وہ تین تیروں سے پانسے ڈالتے اور جو نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے اور اس کو حکمِ الٰہی جانتے، ان سب کی ممانعت فرمائی گئی۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الاوّل فی رکنہ...الخ، ج ۵، ص ۲۸۵

و۱۴ یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز جو جمعہ کو تھا بعدِ عصر نازل ہوئی، معنی یہ ہیں کہ کُفّار تمہارے دین پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی علیہ الرحمۃ کی تالیف عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں ہے؛

ہجرت کے بعد گو برابر اسلام ترقی کرتا رہا اور ہر محاذ پر کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کو فتوحات بھی حاصل ہوتی رہیں اور کفار اپنی چالوں میں ناکام و نامراد بھی ہوتے رہے۔ مگر پھر بھی کفار برابر اسلام کی بیخ کنی میں مصروف ہی رہے اور یہ آس لگائے

اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا وف۱۵ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی وف۱٦ اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند

ہوئے تھے کہ کسی نہ کسی دن ضرور اسلام مٹ جائے گا اور پھر عرب میں بت پرستی کا چرچا ہو کر رہے گا۔ کفار اپنی اسی موہوم امید کی بناء پر برابر اپنی اسلام دشمن اسکیموں میں لگے رہے اور طرح طرح کے فتنے بپا کرتے رہے۔

مگر ۱۰ ھ حجۃ الوداع کے موقع پر جب کافروں نے مسلمانوں کا عظیم مجمع میدانِ عرفات میں دیکھا اور ان ہزاروں مسلمانوں کے اسلامی جوش اور رسول کے ساتھ ان کے والہانہ جذبات عقیدت کا نظارہ دیکھ لیا تو کفار کے حوصلوں اور ان کی موہوم امیدوں پر اوس پڑ گئی اور وہ اسلام کی تباہی و بربادی سے بالکل ہی مایوس ہو گئے۔ چنانچہ اس واقعہ کی عکاسی کرتے ہوئے خاص میدانِ عرفات میں بعد عصر یہ آیات نازل ہوئیں۔(جمل ج ا ص ٤٦٤)

وف۱۵ اور امورِ تکلیفیہ میں حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قیاس کے قانون سب مکمل کر دیئے، اسی لئے اس آیت کے نُزول کے بعد بیانِ حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہ ہوئی اگرچہ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ' نازل ہوئی مگر وہ آیت موعظت و نصیحت ہے۔بعض مفسّرین کا قول ہے کہ دین کامل کرنے کے معنیٰ اسلام کو غالب کرنا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ حجّۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہو سکا۔ ایک قول یہ ہے کہ معنیٰ یہ ہیں کہ میں نے تمہیں دشمن سے امن دی۔ ایک قول یہ ہے کہ دین کا اِکمال یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا۔

شانِ نُزول: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم روزِ نُزول کو عید مناتے فرمایا کون سی آیت؟ اس نے یہی آیت 'اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ ' پڑھی آپ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس کے مقامِ نُزول کو بھی پہچانتا ہوں وہ مقام عرفات کا تھا اور دن جمعہ کا، آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لئے وہ دن عید ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئی اس دن ۲ دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔

(تفسیر جمل، ج ۲، ص ۱۸۰، پ ٦، المائدۃ: ۳)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے ورنہ حضرت عمر و ابنِ عباس رضی اللہ عنہم صاف فرما دیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ عیدِ میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ اعظمِ نِعَمِ الٰہیہ کی یادگار و شکر گزاری ہے۔

وف۱٦ مکہ مکرّمہ فتح فرما کر۔

فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ③

کیا وکا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے و۱۸ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ

اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں و۱۹ اور جو شکاری

الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ٘ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ

جانور تم نے سدھا لیے و۲۰ انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے

و۱۷ کہ اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں۔

و۱۸ معنٰی یہ ہیں کہ اوپر حرام چیزوں کا بیان کر دیا گیا ہے لیکن جب کھانے پینے کو کوئی حلال چیز میسّر ہی نہ آئے اور بھوک پیاس کی شدت سے جان پر بن جائے اس وقت جان بچانے کے لئے قدرِ ضرورت کھانے پینے کی اجازت ہے اس طرح کہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو یعنی ضرورت سے زیادہ نہ کھائے اور ضرورت اسی قدر کھانے سے رفع ہو جاتی ہے جس سے خطرۂ جان جاتا رہے۔

(درمختار معہ ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج۹، ص۵۵۹)

و۱۹ جنکی حرمت قرآن و حدیث اجماع اور قیاس سے ثابت نہیں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ طیّبات وہ چیزیں ہیں جن کو عرب اور سلیم الطبع لوگ پسند کرتے ہیں اور خبیث وہ چیزیں ہیں جن سے سلیم طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔
ہر چیز مباح اور جائز ہے جب تک اس کے عدم جواز یا تحریم پر کوئی دوسرا حکم نہ ہو صاحبِ ہدایہ علیہ الرحمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

الھدایۃ، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج۱، ص۲۷۸.

والأشباہ والنظائر، الفن الأول: القواعد الکلیۃ، النوع الاول، القاعدۃ الثالثۃ، ص۵۷.

حدیث شریف میں ہے:

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ

سنن ابن ماجۃ، کتاب الأطعمۃ، باب أکل الجبن والسمن، الحدیث: ۳۳۶۷، ج۴، ص۵۶

حلال وہ ہے جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال فرمادیا اور حرام وہ ہے جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جن چیزوں سے سکوت اختیار فرمایا وہ معاف ہیں اور مباح۔

لہٰذا ہر وہ چیز جس سے اللہ عزوجل نے سکوت اختیار فرمایا وہ جائز و مباح ہے اگر اسے کوئی شخص ناجائز یا حرام یا گناہ کہے اس پر لازم ہے کہ وہ دلیل شرعی لائے کیونکہ مسکوت عنہا (جس سے سکوت کیا گیا) کو مباح و جائز کہنے کے لئے یہ حدیث ہی کافی ہے۔

و۲۰ خواہ وہ درندوں میں سے ہوں مثل کتّے اور چیتے کے یا شکاری پرندوں میں سے مثل شکرے، باز، شاہین وغیرہ

عَلَیۡکُمۡ وَ اذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلَیۡہِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۴﴾

جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں ۲۱ اور اس پر اللہ کا نام لو ۲۲ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر

کے، جب انہیں اس طرح سدھالیا جائے کہ جو شکار کریں اس میں سے نہ کھائیں اور جب شکاری ان کو چھوڑے تب شکار پر جائیں، جب بلائے واپس آجائیں، ایسے شکاری جانوروں کو معلَّم کہتے ہیں۔ الھدایۃ، کتاب الصّید، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۴۰۱۔

والدرالمختار، کتاب الصّید، ج ۱۰، ص ۵۶۔

۲۱ اور خود اس میں سے نہ کھائیں الھدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۴۰۱، ۴۰۲۔

۲۲ آیت سے جو مستفاد ہوتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے کتّا یا شکرہ وغیرہ کوئی شکاری جانور شکار پر چھوڑا تو اس کا شکار چند شرطوں سے حلال ہے

(۱) شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا

(۲) اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو

(۳) شکاری جانور بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَر کہہ کر چھوڑا گیا ہو

(۴) اگر شکاری کے پاس شکار زندہ پہنچا ہو تو اس کو بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَر کہہ کر ذبح کرے، اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو حلال نہ ہوگا مثلاً اگر شکاری جانور معلَّم (سکھایا ہوا) نہ ہو یا اس نے زخم نہ کیا ہو یا شکار پر چھوڑتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَر نہ پڑھا ہو یا شکار زندہ پہنچا ہو اور اس کو ذبح نہ کیا ہو یا معلَّم کے ساتھ غیر معلَّم شکار میں شریک ہو گیا ہو یا ایسا شکاری جانور شریک ہو گیا ہو جس کو چھوڑتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَر نہ پڑھا گیا ہو یا وہ شکاری جانور مجوسی کافر کا ہو، ان سب صورتوں میں وہ شکار حرام ہے۔

تبیین الحقائق، کتاب الصید، ج ۷، ص ۱۲۰

مسئلہ: تیر سے شکار کرنے کا بھی یہی حکم ہے اگر بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَر کہہ کر تیر مارا اور اس سے شکار مجروح ہو کر مر گیا تو حلال ہے اور اگر نہ مرا تو دوبارہ اس کو بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَر پڑھ کر ذبح کرے، اگر اس پر بسم اللہ نہ پڑھی یا تیر کا زخم اس کو نہ لگا یا زندہ پانے کے بعد اس کو ذبح نہ کیا، ان سب صورتوں میں حرام ہے۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصّید، الباب الرابع فی بیان شرائط الصّید، ج ۵، ص ۴۲۷

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی حرمت پر دلیل نہ ہونا بھی اس کی حلّت کے لئے کافی ہے۔

شانِ نُزول: یہ آیت عدی ابنِ حاتم اور زید بن مہلہل کے حق میں نازل ہوئی جن کا نام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیر رکھا تھا، ان دونوں صاحبوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ کتّے اور باز کے ذریعہ سے

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُؕ وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ۪

نہیں لگتی آج تمہارے لیے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا ۲۳ تمہارے لیے حلال ہے

وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ٘ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ

اورتمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان ۲۴ اور پارسا عورتیں ان میں سے جن

شکار کرتے ہیں توکیا ہمارے لئے حلال ہےتو اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

۲۳ یعنی ان کے ذبیحے۔

مسئلہ: مسلم وکتابی کا ذبیحہ حلال ہےخواہ وہ مرد ہو یا عورت یا بچّہ۔

الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹،ص۴۹۵۔۴۹۹

۲۴ نکاح کرنے میں عورت کی پارسائی کا لحاظ مستحب ہےلیکن صحتِ نکاح کے لئے شرط نہیں۔

عمدہ سے عمدہ بیج بھی اسی وقت اپنے جوہر دکھا سکتا ہے جب اس کے لئے عمدہ زمین کا انتخاب کیا جائے۔ماں بچے کے لئے گویا زمین کی حیثیت رکھتی ہے،لہٰذا بیوی کے انتخاب کے سلسلے میں مرد کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے کہ ماں کی اچھی یا بری عادات کل اولاد میں بھی منتقل ہوں گی۔متعدد احادیثِ کریمہ میں مرد کو نیک، صالحہ اور اچھی عادات کی حامل پاک دامن بیوی کا انتخاب کرنے کی تاکید کی گئی ہے چنانچہ

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِرسالت، شہنشاہِ نُبوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا:'کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے چار چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے، (۱) اس کا مال، (۲) حسب نسب، (۳) حسن و جمال اور (۴) دین۔' پھر فرمایا:'تمہارا ہاتھ خاک آلود ہو تم دیندار عورت کے حصول کی کوشش کرو۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، الحدیث ۵۰۹۰، ج ۳،ص ۴۲۹)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:'عورتوں سے ان کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کرو اور نہ ہی ان کے مال کی وجہ سے نکاح کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا حسن اور مال انہیں سرکشی اور نافرمانی میں مبتلا کر دے، بلکہ ان کی دینداری کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح کرو۔کیونکہ چپٹی ناک، اور سیاہ رنگ والی کنیز دین دار ہو تو بہتر ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب تزویج ذات الدین، الحدیث ۱۸۵۹، ج ۲،ص ۴۱۵)

حضرتِ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حبیبِ پروردگار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:'تقویٰ کے بعد مومن کے لیے نیک بی بی سے بہتر کوئی چیز نہیں اگر اسے حکم کرتا ہےتو وہ اطاعت کرتی ہے اور اسے دیکھے تو خوش کردے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کردے اور اگر وہ کہیں چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے (یعنی خیانت وضائع نہ کرے)۔

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ

کو تم سے پہلے کتاب ملی جب تم انہیں ان کے مہر دو قید میں لاتے ہوئے ۲۵ نہ مستی نکالتے

مُسٰفِحِیْنَ وَ لَا مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ٘

اور نہ آشنا بناتے ۲۶ اور جو مسلمان سے کافر ہو اس کا کیا دھرا (اچھے اعمال) سب اکارت گیا اور وہ

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب فضل النساء، الحدیث ۱۸۵۷، ج۲،ص۴۱۴)

۲۵ نکاح کرکے۔

۲۶ ناجائز طریقہ پر مستی نکالنے سے بے دھڑک زنا کرنا اور آشنا بنانے سے پوشیدہ زنا مراد ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن 'فتاوی رضویہ ج ۲۲ص ۲۰۲' پر فرماتے ہیں: یہ فعل ناپاک حرام وناجائز ہے حدیث شریف میں ہے 'ناکح الید ملعون' جلق لگانے والے (مشت زنی کرنے والے) پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(کشف الخفاء، حرف النون، ج۲،ص۲۹۱)

زنا بہت سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا آخرت میں جہنم کا عذاب، اور دنیا میں زنا کار کی یہ سزا ہے کہ زنا کار مرد و عورت اگر کنوارے ہوں تو بادشاہِ اسلام اِن کو مجمع عام میں ایک سو دُرّے لگوائے گا اور اگر وہ شادی شدہ ہوں تو انہیں عام مجمع کے سامنے سنگسار کرادے گا یعنی اِن پر پتھر برسا کر ان کو جان سے مار ڈالے گا۔اور دنیا میں خداوندی عذاب کے بارے میں ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ 'کثر فیھم الموت' یعنی زنا کار قوم میں بکثرت موتیں ہوں گی۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب تغیر الناس، الفصل الثالث، الحدیث: ۵۳۷۰، ج۳،ص۱۴۸۔الموطا للامام مالک، کتاب الجہاد، باب ماجاء فی الغلول، الحدیث ۱۰۲۰، ج۲،ص۱۹)

ایک اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ 'اخذوا بالسنۃ' یعنی زنا کار قوم قحط میں مبتلا کر دی جائے گی۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الحدود، الفصل الثالث، الحدیث: ۳۵۸۲، ج۲ص ۳۱۴۔المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمرو بن العاص، الحدیث ۱۷۸۳۹، ج۶،ص ۲۴۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنے والا جتنی دیر تک زنا کرتا رہتا ہے اس وقت تک وہ مومن نہیں رہتا۔

(صحیح البخاری، کتاب المحاربین، باب اثم الزناۃ...الخ، الحدیث ۶۸۱۰، ج۴،ص۳۳۸)

مطلب یہ ہے کہ زنا کاری کرتے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے پھر اگر وہ اس کے بعد توبہ کر لیتا ہے تو اس کا نورِ ایمان پھر اس کو مل جاتا ہے، ورنہ نہیں۔

الغرض دنیا و آخرت میں اس فعلِ بد کا انجام ہلاکت و بربادی ہے۔لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے معاشرہ کو اس ہلاکت خیز بدکاری کی نحوست سے بچائیں خداوندکریم عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل میں ہر مسلمان مرد و عورت

وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ
آخرت میں زیاں کار ہے ؎۲۷ اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو ؎۲۸
فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ
تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ ؎۲۹ اور سروں کا مسح کرو ؎۳۰ اور گٹوں تک
اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
پاؤں دھوؤ ؎۳۱ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو ؎۳۲ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو

کو اِس بلاءِ عظیم سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

؎۲۷ کیونکہ اِرتداد سے تمام عمل اَکارت ہو جاتے ہیں۔

الھدایۃ'، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، الجزء الثانی، ص ۴۰۷، وغیرہا

؎۲۸ اور تم بے وضو ہو تو تم پر وضو فرض ہے اور فرائض وضو کے یہ چار ہیں جو آگے بیان کئے جاتے ہیں۔
فائدہ: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہر نماز کے لئے تازہ وضو کے عادی تھے اگرچہ ایک وضو سے بھی بہت سی نمازیں فرائض ونوافل درست ہیں مگر ہر نماز کے لئے جُداگانہ وضو کرنا زیادہ برکت وثواب کا موجِب ہے۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ ابتدائے اسلام میں ہر نماز کے لئے جُداگانہ وضو فرض تھا بعد میں منسوخ کیا گیا اور جب تک حَدَث واقع نہ ہو ایک ہی وضو سے فرائض ونوافل سب کا ادا کرنا جائز ہوا۔

؎۲۹ کہنیاں بھی دھونے کے حکم میں داخل ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے، جمہور اسی پر ہیں۔

الفتاوی الھندیۃ'، کتاب الطہارۃ، الباب الاوّل فی الوضوء، الفصل الاوّل، ج۱، ص ۴

؎۳۰ چوتھائی سر کا مسح فرض ہے یہ مقدار حدیثِ مغیرہ سے ثابت ہے اور یہ حدیث آیت کا بیان ہے۔

الفتاوی الھندیۃ'، کتاب الطہارۃ، الباب الاوّل فی الوضوء، الفصل الاوّل، ج۱، ص ۴

؎۳۱ یہ وضو کا چوتھا فرض ہے، حدیث صحیح میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو پاؤں پر مسح کرتے دیکھا تو منع فرمایا اور عطا سے مروی ہے وہ بہ قسم فرماتے ہیں کہ میرے علم میں اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی نے بھی وضو میں پاؤں پر مسح نہ کیا۔

الفتاوی الھندیۃ'، کتاب الطہارۃ، الباب الاوّل فی الوضوء، الفصل الاوّل، ج۱، ص ۵

؎۳۲ مسئلہ: جنابت سے طہارتِ کاملہ لازم ہوتی ہے، جنابت کبھی بیداری میں دفق وشہوت کے ساتھ اِنزال سے ہوتی ہے اور کبھی نیند میں احتلام سے جس کے بعد اثر پایا جائے حتیٰ کہ اگر خواب یاد آیا مگر تری نہ پائی تو غسل واجب نہ ہوگا اور کبھی سبیلین میں سے کسی میں ادخالِ حشفہ سے فاعل ومفعول دونوں کے حق میں خواہ اِنزال ہو یا نہ ہو، یہ تمام

اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا
یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور ان صورتوں میں پانی نہ
صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُؕ مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ
پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو اللہ نہیں چاہتا کہ تم
عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ
پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم
تَشْكُرُوْنَ ⑥ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ مِیْثَاقَهُ الَّذِیْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤۙ اِذْ
احسان مانو اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر ۳۳ اور وہ عہد جو اُس نے تم سے لیا ۳۴ جب کہ تم
قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا٘ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑦
نے کہا ہم نے سنا اور مانا ۳۵ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے

صورتیں جنابت میں داخل ہیان سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: حیض ونفاس سے بھی غسل لازم ہوتا ہے، حیض کا مسئلہ سورۂ بقرہ میں گزر گیا اور نفاس کا موجِبِ غسل ہونا اِجماع سے ثابت ہے۔ تیمّم کا بیان سورۂ نساء میں گزر چکا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'جس نے جنابت سے غسل کرتے وقت اپنے جسم سے بال برابر جگہ دھونا چھوڑ دی اس کے ساتھ جہنم میں ایسا ایسا کیا جائے گا۔' حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: 'اسی لئے میں نے اپنے بالوں سے دشمنی کر لی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سر کے بال منڈوائے رکھتے تھے۔

(سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب فی الغسل من الجنابۃ، الحدیث: ۲۴۹، ص ۱۲۴۰)

مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔ (جامع الترمذی، ابواب الطہارۃ، ماجاء ان تحت کل شعرۃ جنابۃ، الحدیث: ۱۰۶، ص ۱۶۴۳)

۳۳ کہ تمہیں مسلمان کیا۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں؛

لہٰذا میلاد شریف، گیارہویں شریف، بزرگوں کے عرس، فاتحہ، چالیسواں، تیجہ وغیرہ سب جائز ہیں کیونکہ یہ اللہ کی نعمت کی یادگاریں ہیں اور یادگاریں منانا حکمِ قرآنی ہے۔ (علم القرآن)

۳۴ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے وقت شبِ عقبہ اور بیعتِ رضوان میں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ٘ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

اے ایمان والو اللہ کے حکم پر خوب قائم (عمل پیرا) ہوجاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ۳٦ اور تم کو

شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى٘ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ایمان والے نیکوکاروں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ

لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے اور وہ جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہی دوزخ والے ہیں ۳۷

الْجَحِيْمِ ۝۱۰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ

اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر

يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ

دست درازی کریں تو اُس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیے ۳۸ اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں

۳۵ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ہر حال میں۔

۳٦ اس طرح کی قرابت وعداوت کا کوئی اثر تمہیں عدل سے نہ ہٹا سکے۔

۳۷ یہ آیت نصِّ قاطع ہے اس پر کہ خلود ِنار سوائے کُفّار کے اور کسی کے لئے نہیں۔ (خازن)

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب جہنم کے خطرات میں ہے۔

اللہ عزوجل نے انسان کو اپنی تمام مخلوق پر شرف اور برتری عطا فرمائی اور اشرف المخلوقات بنایا۔ اسے تحقیق وتفکر کا ایسا شعور عطا فرمایا کہ یہ براہین ودلائل کی روشنی میں حق وباطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ اس نے لوگوں کی ہدایت ورہبری کے لیے پیغمبر مبعوث فرمائے، جنہوں نے اپنے فرائض منصبی کو کاملاً ادا کیا۔ لوگوں کو دعوتِ توحید دیتے ہوئے صرف ایک معبود ربّ عزوجل کی عبادت کی طرف بلایا، ایمان وکفر کا فرق واضح کیا، ایمان لانے والوں کے لیے انعاماتِ خداوندی اور ابدی نعمتوں کا مژدہ سنایا اور کفر وشرک پر اڑے رہنے والوں کو اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرایا۔ تو خوش نصیب ہیں وہ جنہوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا، ایمان لائے اور توحید ورسالت کا اقرار کر کے اپنے رب عزوجل کی رضا کے حصول میں کوشاں ہوگئے۔ اور بدنصیبی ہے ان لوگوں کی جنہوں نے یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اللہ عزوجل کی آیتوں کو جھٹلایا، کفر وشرک کو اختیار کیا، اللہ عزوجل اور اس کے رسولوں علیہم السلام کی نافرمانی کو اپنا شعار بنالیا اور عذاب جہنم کے حق دار ہوئے۔ (جہنم کے خطرات)

۳۸ شانِ نُزول: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منزل میں قیام فرمایا، اصحاب جُدا جُدا درختوں کے

ع ۲/۶ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا

کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا ف۳۹ اور ہم نے اُن

مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ

میں بارہ سردار قائم کیے ف۴۰ اور اللہ نے فرمایا بے شک میں ف۴۱ تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور

اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو ف۴۲

لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ

بے شک میں تمہارے گناہ اُتار دوں گا اور ضرور تمہیں (جنت کے) باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں

فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ

پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا ف۴۳ تو اُن کی کیسی بدعہدیوں ف۴۴

سائے میں آرام کرنے لگے، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ایک درخت میں لٹکا دی، ایک اعرابی موقع پا کر آیا اور چھپ کر اس نے تلوار لی اور تلوار کھینچ کر حضور سے کہنے لگا اے محمد تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور نے فرمایا اللہ، یہ فرمانا تھا حضرت جبریل نے اس کے ہاتھ سے تلوار گرادی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لے کر فرمایا کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ کہنے لگا کہ کوئی نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (تفسیر ابوالسعود)

المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ غطفان، ج ۲، ص ۳۸۲ مختصراً

ف۳۹ کہ اللہ کی عبادت کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، توریت کے احکام کا اِتّباع کریں گے۔

ف۴۰ ہر سبط (گروہ) پر ایک سردار جو اپنی قوم کا ذمّہ دار ہو کہ وہ عہد وفا کریں گے اور حکم پر چلیں گے۔

ف۴۱ مدد و نصرت سے۔

ف۴۲ یعنی اس کی راہ میں خرچ کرو۔

ف۴۳ واقعہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ انہیں اور ان کی قوم کو ارضِ مقدّسہ کا وارث بنائے گا جس میں کنعانی جبّار رہتے تھے تو فرعون کے ہلاک کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوا کہ بنی اسرائیل کو ارضِ مقدّسہ کی طرف لے جائیں، میں نے اس کو تمہارے لئے دار و قرار بنایا ہے تو وہاں جاؤ اور جو دشمن وہاں ہیں ان پر جہاد کرو، میں تمہاری مدد فرماؤں گا اور اے موسیٰ تم اپنی قوم کے ہر ہر سبط میں سے ایک ایک سردار بناؤ اس طرح بارہ سردار مقرر کرو ہر ایک ان میں سے اپنی قوم کے حکم ماننے اور عہد وفا کرنے کا ذمّہ دار ہو، حضرت

مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ
پر ہم نے انہیں لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دیے اللہ کی باتوں کو ف۴۵ ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں اور
نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا
بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں ف۴۶ اور تم ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے ف۴۷ سوا
قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ مِنَ
تھوڑوں کے ف۴۸ تو انہیں معاف کر دو اور ان سے درگزرو ف۴۹ بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں اور وہ
الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪
جنھوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے عہد لیا ف۵۰ تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی
فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ
گئیں ف۵۱ تو ہم نے اُن کے آپس میں قیامت کے دن تک بیر (دشمنی) اور بغض ڈال دیا ف۵۲ اور عنقریب اللہ انہیں بتا

موسیٰ علیہ السلام سردار منتخب کر کے بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہوئے، جب اَرِیحاء کے قریب پہنچے تو ان نقیبوں کو تجسُّسِ احوال کے لئے بھیجا، وہاں انہوں نے دیکھا کہ لوگ بہت عظیم الجُثّہ اور نہایت قوی و توانا صاحبِ ہیبت و شوکت ہیں، یہ ان سے ہیبت زدہ ہو کر واپس ہوئے اور آ کر انہوں نے اپنی قوم سے سب حال بیان کیا باوجودیکہ ان کو اس سے منع کیا گیا تھا لیکن سب نے عہد شکنی کی سوائے کالب بن یوقنا اور یوشع بن نون کے کہ یہ عہد پر قائم رہے۔

ف۴۴ کہ انہوں نے عہدِ الٰہی کو توڑا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آنے والے انبیاء کی تکذیب کی اور انبیاء کو قتل کیا، کتاب کے احکام کی مخالفت کی۔

ف۴۵ جن میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے اور جو توریت میں بیان کی گئیں ہیں۔

ف۴۶ توریت میں کہ سیدِ عالَم محمّدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِتّباع کریں اور ان پر ایمان لائیں۔

ف۴۷ کیونکہ دغا و خیانت و نقضِ عہد اور رسولوں کے ساتھ بدعہدی ان کی اور ان کے آباء کی قدیم عادت ہے۔

ف۴۸ جو ایمان لائے۔

ف۴۹ اور جو کچھ ان سے پہلے سرزد ہوا اس پر گرفت نہ کرو۔

شانِ نُزول: بعض مفسّرین کا قول ہے کہ یہ آیت اس قوم کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا پھر توڑا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی، اس صورت میں معنیٰ یہ ہیں کہ ان کی اس عہد شکنی سے درگزر کیجئے جب تک کہ وہ جنگ سے باز رہیں اور جزیہ ادا کرنے سے منع نہ کریں۔

ف۵۰ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کا۔

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا
دے گا جو کچھ کرتے تھے ۵۳ اے کتاب والو ۵۴ بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول ۵۵ تشریف لائے
مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ
کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں ۵۶ اور بہت سی معاف فرماتے ہیں ۵۷
وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ
بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ۵۸ اور روشن کتاب ۵۹ اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اُسے جو اللہ کی

۵۱ انجیل میں اور انہوں نے عہد شکنی کی۔

۵۲ قتادہ نے کہا کہ جب نصارٰی نے کتابِ الٰہی (انجیل) پر عمل کرنا ترک کیا اور رسولوں کی نافرمانی کی، فرائض ادا نہ کئے، حدود کی پروانہ کی تو اللہ تعالٰی نے ان کے درمیان عداوت ڈال دی۔

۵۳ یعنی روزِ قیامت وہ اپنے کردار کا بدلہ پائیں گے۔

۵۴ یہودیو ونصرانیو۔

۵۵ سیدِ عالم محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

۵۶ جیسے کہ آیتِ رجم اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حضور کا اس کو بیان فرمانا معجزہ ہے۔

۵۷ اور ان کا ذکر بھی نہیں کرتے نہ ان پر مؤاخذہ فرماتے ہیں کیونکہ آپ اسی چیز کا ذکر فرماتے ہیں جس میں مصلحت ہو۔

۵۸ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکیٔ کفر دور ہوئی اور راہِ حق واضح ہوئی۔

امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی کے رسالے سیاہ فام غلام سے ماخوذ؛

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بے شک ہمارے مَدَنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حقیقت نور ہے مگر یہ یاد رکھئے کہ بَشَرِیَّت کے انکار کی اجازت نہیں۔ چُنانچِہ میرے آقا اعلٰی حضرت، امام اَحمد رَضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بَشَرِیَّت کا مُطلَقاً انکار کفر ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۳۵۸)

لیکن آپ کی بَشَرِیَّت عام انسانوں کی طرح نہیں بلکہ آپ سیِّدُ البشر، افضلُ البَشَر اور خیرُ البشر ہیں۔ جیسا کہ پروردگار کا فرمانِ نور بار ہے۔

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ میں نور سے مُراد حُضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔

چُنانچِہ سیِّدُنا امام محمد بن جَرِیر طَبَری علیہ رحمۃ اللہ القوی (مُتَوَفّٰی 310 ھجری) نے فرمایا: یَعْنِیْ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) یعنی نور سے مُراد محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔

وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ

مرضی پر چلا سلامتی کے ساتھ اور انہیں (کفر و گمراہی کی) اندھیریوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور

مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ قُلْ

انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے بے شک کافر ہوئے وہ جنھوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے ف۶۰ تم فرما دو پھر اللہ کا کوئی

فَمَنْ یَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّهْلِكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّهٗ وَ

کیا کر سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور

مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ

تمام زمین والوں کو ف۶۱ اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان

یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى

کی جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور یہودی اور نصرانی بولے کہ ہم

(تفسیرُ الطّبری ج ۴ ص ۵۰۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جلیلُ القدر، حافظُ الحدیث امام ابوبکر عبدالرّزّاق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی 'المُصَنَّف' میں حضرتِ سیِّدُنا جابِر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، وہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی: 'یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلّم)! میرے ماں باپ حُضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) پر قربان! مجھے بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے کیا چیز بنائی؟' فرمایا: اے جابِر! بے شک بِالیقین، اللہ تعالٰی نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(فتاوی رضویہ ج ۳۰ ص ۶۵۸، الجزءُ المفقُود مِن الجزء الاوّل مِنَ المُصَنَّف، لِلعبد الرّزّاق، ص ۶۳ رقم ۱۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میرا مشورہ ہے کہ 'نور' کے مسئلہ پر تفصیلی معلومات کیلئے مُفسّرِ شہیر حکیمُ الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان کا 'رسالہ نور' کا مُطالَعہ فرمایئے۔

ف۵۹ یعنی قرآن شریف۔

ف۶۰ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نجران کے نصارٰی سے یہ مقولہ سرزد ہوا اور نصرانیوں کے فرقہ یعقوبیہ و ملکانیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ حضرت مسیح کو اللہ بتاتے ہیں کیونکہ وہ حلول کے قائل ہیں اور ان کا اعتقادِ باطل یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے بدنِ عیسٰی میں حلول کیا معاذ اللہ و تعالَى اللّٰهُ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ' اللہ تعالٰی نے اس آیت میں حکمِ کُفر دیا اور اس کے بعد ان کے مذہب کا فساد بیان فرمایا۔

ف۶۱ اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا تو پھر حضرت مسیح کو اللہ بتانا کتنا صریح باطل ہے۔

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ

اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں ﴿۶۲﴾ تم فرمادو پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے ﴿۶۳﴾ بلکہ تم آدمی

مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

ہو اس کی مخلوقات سے جسے چاہے بخشتا ہے اور جسے چاہے سزا دیتا ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں

وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ٘ وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۸﴾ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ

اور زمین اور ان کے درمیان کی اور اسی کی طرف پھرنا ہے اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے

رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِیْرٍ وَّ

یہ رسول ﴿۶۴﴾ تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا ﴿۶۵﴾ کہ کبھی کہو

لَا نَذِیْرٍ ٘ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِیْرٌ وَّ نَذِیْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۹﴾ ع ۳/۸

کہ ہمارے پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں اور اللہ کو سب

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ

قدرت ہے اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کیے ﴿۶۶﴾

﴿۶۲﴾ شانِ نزول: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہلِ کتاب آئے اور انہوں نے دین کے معاملہ میں آپ سے گفتگو شروع کی، آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے اس کے عذاب کا خوف دلایا تو وہ کہنے لگے کہ اے محمد آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس دعوے کا بُطلان ظاہر فرمایا گیا۔

﴿۶۳﴾ یعنی اس بات کا تو تمہیں بھی اقرار ہے کہ گنتی کے دن تم جہنّم میں رہو گے تو سوچو کوئی باپ اپنے بیٹے کو یا کوئی شخص اپنے پیارے کو آگ میں جلاتا ہے، جب ایسا نہیں تو تمہارے دعوے کا کِذب و بُطلان تمہارے اقرار سے ثابت ہے۔

﴿۶۴﴾ محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم۔

﴿۶۵﴾ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پانچ سو انہتر برس کی مدّت نبی سے خالی رہی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی منّت کا اظہار فرمایا جاتا ہے کہ نہایت حاجت کے وقت تم پر اللہ تعالٰی کی عظیم نعمت بھیجی گئی اور اس میں الزامِ حُجّت و قطعِ عذر بھی ہے کہ اب یہ کہنے کا موقع نہ رہا کہ ہمارے پاس تنبیہ کرنے والے تشریف نہ لائے۔

﴿۶۶﴾ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی تشریف آوری نعمت ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس کے ذکر کرنے کا حکم دیا کہ وہ برکات و ثمرات کا سبب ہے۔ اس سے محافلِ میلادِ مبارک کے موجبِ برکات و

اَنۡۢبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمۡ مُّلُوۡکًا ٭ۖ وَّ اٰتٰکُمۡ مَّا لَمۡ یُؤۡتِ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۰﴾ یٰقَوۡمِ

اور تمہیں بادشاہ کیا ۶۷ اور تمہیں وہ دیا جو آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا ۶۸ اے قوم اس پاک

ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَۃَ الَّتِیۡ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمۡ وَ لَا تَرۡتَدُّوۡا عَلٰۤی اَدۡبَارِکُمۡ

زمین میں داخل ہو جو اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے اور پیچھے نہ پلٹو ۶۹ کہ (دنیا و آخرت کے)

فَتَنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِیۡنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِنَّ فِیۡہَا قَوۡمًا جَبَّارِیۡنَ ٭ۖ وَ اِنَّا لَنۡ

نقصان پر پلٹو گے بولے اے موسیٰ اس میں تو بڑے زبردست (طاقتور) لوگ ہیں اور اس میں

نَّدۡخُلَہَا حَتّٰی یَخۡرُجُوۡا مِنۡہَا ۚ فَاِنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنۡہَا فَاِنَّا دٰخِلُوۡنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ

ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں جائیں دو مرد کہ اللہ سے

رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیۡنَ یَخَافُوۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمَا ادۡخُلُوۡا عَلَیۡہِمُ الۡبَابَ ۚ

ڈرنے والوں میں سے تھے ۷۰ اللہ نے انہیں نوازا ۷۱ بولے کہ زبردستی (ہمت کرکے) دروازے میں ۷۲ ان پر داخل

ثمرات اور محمود و مستحسن ہونے کی سند ملتی ہے۔

۶۷ یعنی آزاد و صاحبِ حشم و خدم اور فرعونیوں کے ہاتھوں میں مقیّد ہونے کے بعد ان کی غلامی سے نجات حاصل کرکے عیش و آرام کی زندگی پانا بڑی نعمت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جو کوئی خادم اور عورت اور سواری رکھتا وہ مَلِک کہلایا جاتا ہے۔

۶۸ جیسے کہ دریا میں راہ بنانا، دشمن کو غرق کرنا، مَن اور سلوٰی اُتارنا، پتّھر سے چشمے جاری کرنا، اَبر کو سائبان بنانا وغیرہ۔

۶۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد دلانے کے بعد ان کو اپنے دشمنوں پر جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اے قوم ارضِ مقدّسہ میں داخل ہو جاؤ۔ اس زمین کو مقدّس اس لئے کہا گیا کہ وہ انبیاء کی مسکن تھی۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی سکونت سے زمینوں کو بھی شرف حاصل ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے باعثِ برکت ہوتا ہے۔ کلبی سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہِ لبنان پر چڑھے تو آپ سے کہا گیا دیکھیئے جہاں تک آپ کی نظر پہنچے وہ جگہ مقدّس ہے اور آپ کی ذُرِّیَّت کی میراث ہے، یہ سرزمین طُور اور اس کے گرد و پیش کی تھی اور ایک قول یہ ہے کہ تمام مُلکِ شام۔

۷۰ کالب بن یوقنا اور یوشع بن نون جو ان نقبا میں سے تھے جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبابرہ کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

۷۱ ہدایت اور وفاءِ عہد کے ساتھ، انہوں نے جبابرہ کا حال صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا اور اس کا افشاء نہ کیا بخلاف دوسرے نُقَبا کے کہ انہوں نے افشاء کیا تھا۔

فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ۬ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۳﴾

ہو اگر تم دروازے میں داخل ہوگے تو تمہارا ہی غلبہ ہے وسے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ

بولے وے اے موسیٰ ہم تو وہاں وھے کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں تو آپ جائیے اور آپ کا رب

فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ

تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں موسیٰ نے عرض کی اے رب میرے مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور

فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ

اپنے بھائی کا تو تو ہم کو ان بے حکموں (نافرمانوں) سے جدا رکھ و٦ے فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے وے چالیس برس

وٓے شہر کے۔

وسے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مدد کا وعدہ کیا ہے اور اس کا وعدہ ضرور پورا ہونا، تم جبارین کے بڑے بڑے جسموں سے اندیشہ نہ کرو ہم نے انہیں دیکھا ہے ان کے جسم بڑے ہیں اور دل کمزور ہیں، ان دونوں نے جب یہ کہا تو بنی اسرائیل بہت برہم ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ ان پر سنگ باری کریں۔

وٓے بنی اسرائیل۔

وھے جبّارین کے شہر میں۔

و٦ے اور ہمیں ان کی صحبت اور قُرب سے بچایا، یہ معنٰی کہ ہمارے ان کے درمیان فیصلہ فرما۔

علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی علیہ الرحمۃ کی پر اثر تالیف عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں ہے۔

جب فرعون دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور تمام بنی اسرائیل مسلمان ہو گئے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان نصیب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آپ بنی اسرائیل کا لشکر لے کر ارض مقدس (بیت المقدس) میں داخل ہو جائیں۔ اُس وقت بیت المقدس پر عمالقہ کی قوم کا قبضہ تھا جو بدترین کفار تھے اور بہت طاقتور وجنگجو اور نہایت ہی ظالم لوگ تھے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر قوم عمالقہ سے جہاد کے لئے روانہ ہوئے مگر جب بنی اسرائیل بیت المقدس کے قریب پہنچے تو ایک دم بزدل ہو گئے اور کہنے لگے کہ اس شہر میں 'جبارین' (عمالقہ) ہیں جو بہت ہی زور آور اور زبردست ہیں۔ لہٰذا جب تک یہ لوگ شہر میں رہیں گے ہم ہرگز ہرگز شہر میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہاں تک کہہ دیا کہ اے موسیٰ آپ اور آپ کا خدا جا کر اس زبردست قوم سے جنگ کریں۔ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ بنی اسرائیل کی زبان سے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا رنج وصدمہ ہوا اور آپ نے باری تعالیٰ کے دربار میں یہ عرض کیا۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص 31)

وے اس میں نہ داخل ہو سکیں گے۔

اَرْبَعِیْنَ سَنَةًۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ۠ (۲۶) ع ۸

تک بھٹکتے پھریں زمین میں ۸۷ے تو تم اُن بے حکموں (نافرمانوں) کا افسوس نہ کھاؤ اور انہیں پڑھ کر سناؤ

وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ

آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر ۸۸ے جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی

وقف لازم

۸۷ے وہ زمین جس میں یہ لوگ بھٹکتے پھرے نوفرسنگ تھی اور قوم چھ لاکھ، جنگی جو اپنے سامان لئے تمام دن چلتے تھے جب شام ہوتی تو اپنے کو وہیں پاتے جہاں سے چلے تھے یہ ان پر عقوبت تھی سوائے حضرت موسیٰ و ہارون و یوشع و کالب کے کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے آسانی فرمائی اور ان کی اعانت کی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آگ کو سرد اور سلامتی بنایا اور اتنی بڑی جماعتِ عظیمہ کا اتنے چھوٹے حصۂ زمین میں چالیس برس آوارہ و حیران پھرنا اور کسی کا وہاں سے نکل نہ سکنا خوارقِ عادات میں سے ہے، جب بنی اسرائیل نے اس جنگل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کھانے پینے وغیرہ ضروریات اور تکالیف کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کو آسمانی غذا مَن وسلویٰ عطا فرمایا اور لباس خود ان کے بدن پر پیدا کیا جو جسم کے ساتھ بڑھتا تھا اور ایک سفید پتھر کوہِ طُور کا عنایت کیا کہ جب رختِ سفر اُتارتے اور کسی وقت ٹھہرتے تو حضرت اس پتھر پر عصا مارتے اس سے بنی اسرائیل کے بارہ اسباط کے لئے بارہ چشمے جاری ہو جاتے اور سایہ کرنے کے لئے ایک اَبر بھیجا اور تیہ میں جتنے لوگ داخل ہوئے تھے ان میں سے جو بیس سال سے زیادہ عمر کے تھے سب وہیں مر گئے سوائے یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کے اور جن لوگوں نے ارضِ مقدّسہ میں داخل ہونے سے انکار کیا ان میں سے کوئی بھی داخل نہ ہو سکا اور کہا گیا ہے کہ تیہ میں ہی حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی وفات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس برس بعد حضرت یوشع کو نبوّت عطا کی گئی اور جبّارین پر جہاد کا حکم دیا گیا۔ آپ باقی ماندہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر گئے اور جبّارین پر جہاد کیا۔

۸۸ے جن کا نام ہابیل اور قابیل تھا۔ اس خبر کو سنانے سے مقصد یہ ہے کہ حسد کی برائی معلوم ہو اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرنے والوں کو اس سے سبق حاصل کرنے کا موقع ملے۔ عُلَماءِ سِیَر و اَخبار کا بیان ہے کہ حضرت حوّا کے حمل میں ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تھا اور جب کہ آدمی صرف حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں منحصر تھے تو مناکحت کی اور کوئی سبیل ہی نہ تھی اسی دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح لیودا سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور ہابیل کا اقلیما سے جو قابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا، قابیل اس پر راضی نہ ہوا اور چونکہ اقلیما زیادہ خوبصورت تھی اس لئے اس کا طلب گار ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی لہٰذا تیری بہن ہے اس کے ساتھ تیرا

لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ

بولا قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا ف۸۰ کہا اللہ اسی سے (اسی کا صدقہ) قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے ف۸۱

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ

بے شک اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا

لِاَقْتُلَكَۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَ

کہ تجھے قتل کروں ف۸۲ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو مالک ہے سارے جہاں کا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا ف۸۳ اور تیرا

اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ۚ فَطَوَّعَتْ لَهٗ

گناہ ف۸۴ دونوں تیرے ہی پلّہ پڑے تو تُو دوزخی ہوجائے اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے تو اس کے (قابیل کے) نفس

نکاح حلال نہیں، کہنے لگا یہ تو آپ کی رائے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا، آپ نے فرمایا تو تم دونوں قربانیاں لاؤ جس کی قربانی مقبول ہوجائے وہی اقلیما کا حقدار ہے، اس زمانہ میں جو قربانی مقبول ہوتی تھی آسمان سے ایک آگ اُتر کر اس کو کھا لیا کرتی تھی، قابیل نے ایک انبار گندم اور ہابیل نے ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی، آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو لے لیا اور قابیل کے گیہوں چھوڑ گئی، اس پر قابیل کے دل میں بہت بغض وحسد پیدا ہوا۔

(روح البیان، ج ۲،ص ۳۷۹، پ ۶، المائدۃ: ۲۷ تا ۳۰)

ف۸۰ جب حضرت آدم علیہ السلام حج کے لئے مکّہ مکرّمہ تشریف لے گئے تو قابیل نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا، ہابیل نے کہا کیوں؟ کہنے لگا اس لئے کہ تیری قربانی مقبول ہوئی، میری نہ ہوئی اور تو اقلیما کا مستحق ٹھہرا اس میں میری ذلّت ہے۔

(روح البیان، ج ۲،ص ۳۷۹، پ ۶، المائدۃ: ۲۷ تا ۳۰)

ف۸۱ ہابیل کے اس مقولہ کا یہ مطلب ہے کہ قربانی کا قبول کرنا اللہ کا کام ہے وہ متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے تو متّقی ہوتا تو تیری قربانی قبول ہوتی، یہ خود تیرے افعال کا نتیجہ ہے، اس میں میرا کیا دخل ہے۔

(روح البیان، ج ۲،ص ۳۷۹، پ ۶، المائدۃ: ۲۷ تا ۳۰)

ف۸۲ اور میری طرف سے ابتدا ہو باوجودیکہ میں تجھ سے قوی و توانا ہوں یہ صرف اس لئے کہ۔

(روح البیان، ج ۲،ص ۳۷۹، پ ۶، المائدۃ: ۲۷ تا ۳۰)

ف۸۳ یعنی مجھ کو قتل کرنے کا۔

ف۸۴ جو اس سے پہلے تو نے کیا کہ والد کی نافرمانی کی، حسد کیا اور خدائی فیصلہ کو نہ مانا۔

(روح البیان، ج ۲،ص ۳۷۹، پ ۶، المائدۃ: ۲۷ تا ۳۰)

نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ

نے اُسے بھائی کے قتل کا چاؤ دلایا تو اُسے قتل کر دیا تو رہ گیا نقصان میں ۸۵ تو اللہ نے ایک کوّا بھیجا زمین کریدتا کہ

فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ كَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ ؕ قَالَ یٰوَیْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ

اسے دکھائے کیونکر اپنے بھائی کی لاش چھپائے ۸۶ بولا ہائے خرابی میں اس کوّے

اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ ۛۚ

جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا تو پچھتاتا رہ گیا ۸۷

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ

وقفِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم معانقۃ ۵

اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے

اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا

یا زمین میں فساد کیے ۸۸ تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا ۸۹ اور جس نے ایک جان کو جلا لیا ۹۰ اس نے

۸۵ اور متحیّر ہوا کہ اس لاش کو کیا کرے کیونکہ اس وقت تک کوئی انسان مرا ہی نہ تھا، مدّت تک لاش کو پُشت پر لادے پھرا۔

(روح البیان، ج ۲ ص ۳۷۹، پ ٦، المائدۃ: ۲۷ تا ۳۰)

۸٦ مروی ہے کہ دو کوّے آپس میں لڑے ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا پھر زندہ کوّے نے اپنی مِنقار (چونچ) اور پنجوں سے زمین کُرید کر گڈھا کیا، اس میں مرے ہوئے کوّے کو ڈال کر مٹی سے دبا دیا، یہ دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مُردے کی لاش کو دفن کرنا چاہئے چنانچہ اس نے زمین کھود کر دفن کر دیا۔ (جلالین، مدارک وغیرہ)

۸۷ اپنی نادانی و پریشانی پر اور یہ ندامت گناہ پر نہ تھی کہ توبہ میں شمار ہو سکتی یا ندامت کا توبہ ہونا سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اُمّت کے ساتھ خاص ہو۔ (مدارک)

۸۸ یعنی خونِ ناحق کیا کہ نہ تو مقتول کو کسی خون کے بدلے قِصاص کے طور پر مارا، نہ شرک و کُفر یا قطعِ طریق وغیرہ کسی موجِبِ قتل فساد کی وجہ سے مارا۔

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ''اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بڑا گناہ اس جان کو قتل کرنا ہے جس کے قتلِ ناحق کو اللہ عزوجل نے حرام فرمادیا ہے اور کسی جان کو ناحق اَذیت دینا حلال نہیں (پھر مثال بیان فرمائی) اگرچہ چڑیا ہی ہو کہ اگر کوئی شخص اس سے کھیلا یہاں تک کہ وہ مرگئی اور اسے بغیر حاجت کے ذبح بھی نہ کیا تو وہ قیامت کے دن کانوں کو پھاڑ دینے والی کڑک کی مثل آواز سے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں عرض گزار ہوگی:

النَّاسَ جَمِيعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا

گویا سب لوگوں کو جلا لیا (بچا لیا) اور بیشک ان کے پاس ہمارے ۹۱ رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے ۹۲ پھر بے شک ان

مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ

میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں ۹۳ وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ۹۴ اور ملک میں

اے میرے اللہ عزوجل! اس سے پوچھ کہ اس نے بلا وجہ مجھے اذیت کیوں دی اور مجھے قتل کیوں کیا تھا؟ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: 'مجھے میری عزت وجلال کی قسم! مَیں تیرا حق ضرور دلاؤں گا اور سن لو! کوئی ظالم مجھ سے نہ بچ سکے گا، مَیں ہر اس شخص کو عذاب دوں گا جس نے ناحق کسی جان کو اذیت دی ہوگی اور اگر مَیں کسی ظالم سے مظلوم کا پورا پورا بدلہ نہ دلاؤں تو مَیں خود بے جا کرنے والا ٹھہروں گا۔'

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: 'مَیں ہی بدلہ دینے والا بادشاہ ہوں۔ میری عزت وجلال کی قسم! آج کے دن کسی پر ظلم نہ کروں گا اور آج کے دن کوئی ظالم مجھ سے نہ بچ سکے گا اگرچہ ایک طمانچہ ہو یا ہاتھ کی مار ہو یا ہاتھ کو مروڑا ہو اور مَیں سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کو بھی بدلہ دلاؤں گا اور لکڑی سے ضرور پوچھوں گا کہ تُو نے لکڑی کو خراش کیوں لگائی؟ اور پتھر سے ضرور پوچھوں گا کہ تُو نے پتھر کو تکلیف کیوں دی؟ اور وہ شخص کہ جس پر مظلوم کا حق ہے اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک کہ اپنی نیکیوں سے اس کا حق ادا نہ کردے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہوں کا بوجھ اس کے سر ڈال کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(قُرَّۃُ الْعُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ ص78۔79)

۸۹ کیونکہ اس نے حقُّ اللہ کی رعایت اور حدودِ شریعت کا پاس نہ کیا۔

۹۰ اس طرح کہ قتل ہونے یا ڈوبنے یا جلنے وغیرہ اسبابِ ہلاکت سے بچایا۔

محدث جلیل فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مختصر مگر جامع تصنیف 'قُرَّۃُ الْعُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ' میں ہے۔

یعنی اگر ایک ہزار افراد ایک قتل میں شریک ہوجائیں تو ان میں سے ہر ایک قتل کے جرم میں برابر کا شریک ہے اور سب پر تمام لوگوں کے قتل کا گناہ ہوگا اور جس نے کسی جان کو مجبوری کی حالت میں روٹی کا ایک ٹکڑا یا لقمہ کھلا کر یا پیاس کے وقت ایک گھونٹ پانی پلا کر یا اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت دور کر کے اس پر احسان کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کردیا اور اللہ عزوجل کی تمام مخلوق پر احسان کیا۔ (قُرَّۃُ الْعُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ ص82)

۹۱ یعنی بنی اسرائیل کے۔

۹۲ معجزاتِ باہرات بھی لائے اور احکام وشرائع بھی۔

۹۳ کہ کفر وقتل وغیرہ کا ارتکاب کر کے حدود سے تجاوز کرتے ہیں

۹۴ اللہ تعالیٰ سے لڑنا یہی ہے کہ اس کے اولیاء سے عداوت کرے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا، اس آیت

اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ

فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ان کے ایک طرف

اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی

کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین (وطن) سے دور کردیے جائیں یہ دنیا میں اُن کی رُسوائی ہے

الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ

اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب مگر وہ جنھوں نے توبہ کر لی اس سے پہلے کہ تم ان

تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۴﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ع ۵ ۸ ۹

پر قابو پاؤ ؀۹۵ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف

اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾

وسیلہ ڈھونڈھو ؀۹۶ اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا

بے شک وہ جو کافر ہوئے جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کی برابر اور اگر ان کی مِلک ہو کہ اسے دے کر

میں قطاعِ طریق یعنی رہزنوں کی سزا کا بیان ہے۔

شانِ نُزول: ۶ ھ میں عُرَینہ کے چند لوگ مدینہ طیّبہ میں آکر اسلام لائے اور بیمار ہوگئے، ان کے رنگ زرد ہوگئے، پیٹ بڑھ گئے، حضور نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیا کریں، ایسا کرنے سے وہ تندرست ہوگئے مگر تندرست ہو کر مرتَد ہوگئے اور پندرہ اونٹ لے کر وہ اپنے وطن کو چلتے ہوگئے، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طلب میں حضرت یسار کو بھیجا ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ایذائیں دیتے دیتے شہید کر ڈالا پھر جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گرفتار کر کے حاضر کئے گئے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیرِ احمدی)

؀۹۵ یعنی گرفتاری سے قبل توبہ کر لینے سے وہ عذابِ آخرت اور قطعِ طریق (رہزنی) کی حد سے تو بچ جائیں گے مگر مال کی واپسی اور قصاص حقُ العباد ہے یہ باقی رہے گا۔ (احمدی)

؀۹۶ جس کی بدولت تمہیں اس کا قُرب حاصل ہو۔

مُتعَدَّد احادیثِ مبارَکہ میں اس بات کا واضح ثُبوت موجود ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں اَنبیاء اَولیاء کا وسیلہ پیش کرنا دعاؤں کی قَبولیت کا آسان ذریعہ ہے۔

بینائی واپس آگئی

حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنی

بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۳۶﴾

قیامت کے عذاب سے اپنی جان چھڑائیں تو ان سے نہ لیا جائے گا اور ان کے لیے دکھ کا عذاب ہے ۹۷

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ

دوزخ سے نکلنا چاہیں گے اور وہ اس سے نہ نکلیں گے اور اُن کو دوامی (ہمیشہ کی)

مُّقِیْمٌ ﴿۳۷﴾ وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا

سزا ہے اور جو مرد یا عورت چور ہو ۹۸ تو ان کا ہاتھ کاٹو ۹۹ ان کے کیے کا بدلہ اللہ

نابینائی کی شکایت عرض کی، آپ نے ارشادفرمایا: 'صبر کرو۔' عرض کی: 'مجھے ہاتھ پکڑ کر چلانے والا کوئی نہیں ہے، جس کی وجہ سے مجھے مشقت کا سامنا ہے۔' ارشادفرمایا: 'جا کر وُضو کرو اور دو رَکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فَتُقْضٰی لِیْ حَاجَتِیْ راوی (یعنی سیِّدُ نا عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! ہم وہاں سے اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ وہی صاحب دوبارہ وہاں آئے تو اُن کی بینائی اس طرح بحال ہوچکی تھی کہ گویا وہ کبھی نابینا ہی نہ تھے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج۹، ص ۳۰، الحدیث ۸۳۱۱)

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ

حضرتِ سیِّدُ نا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کے زمانہ خلافت میں) لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش کے لیے یوں دعا کی: 'اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا (ترجمہ:) اے ہمارے اللہ! ہم تجھ سے اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے تو تو ہمیں بارش عطا فرماتا تھا، اب ہم اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں ہمیں بارش عطا فرمادے۔' راوی فرماتے ہیں: پھر اس دعا کی بَرَکت سے انہیں بارش دی جاتی۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، الحدیث ۱۰۱۰، ج ۱/ص ۳۴۶)

اِمام مُوسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا وسیلہ

اپنے زمانے میں حنابلہ (یعنی فقہ حنبلی کے پیروکاروں) کے شیخ امام خلّال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے جب بھی کوئی معاملہ درپیش ہوتا ہے، میں امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے مزار پر حاضر ہوکر آپ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری مشکل کو آسان کر کے میری مراد مجھے عطا فرمادیتا ہے۔

(تاریخ بغداد، باب ماذکر فی مقابر بغداد المخصوصۃ بالعلماء والزھاد، ج ۱ ص ۱۳۳)

۹۷ یعنی کُفّار کے لئے عذاب لازم ہے اور اس سے رہائی پانے کی کوئی سبیل نہیں۔

۹۸ اور اس کی چوری دو مرتبہ کے اقرار یا دو مَردوں کی شہادت سے حاکم کے سامنے ثابت ہو اور جو مال چُرایا ہے وہ

نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ

کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے (نیک اعمال کرے) تو

فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

اللہ اپنی مہر (رحمت) سے اس پر رجوع فرمائے گا ف۱۰۰ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لیے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ

ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی سزا دیتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے چاہے اور

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۰﴾ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ

اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۱۰۱ اے رسول تمہیں غمگین نہ کریں وہ جو کفر پر

دس درہم سے کم کا نہ ہو۔

(کمافی حدیثِ ابنِ مسعود)

الدرالمختار، کتاب السرقۃ، ج۶،ص ۱۳۲۔۱۳۸۔

ف۹۹ یعنی داہنا اس لئے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں 'اَیْمَانَهُمَا' آیا ہے۔

مسئلہ: پہلی مرتبہ کی چوری میں داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا پھر دوبارہ اگر کرے تو بایاں پاؤں، اس کے بعد بھی اگر چوری کرے تو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے۔

فتح القدیر، کتاب السرقۃ، ج۵،ص ۱۲۲۔۱۲۴

مسئلہ: چور کا ہاتھ کاٹنا تو واجب ہے اور مالِ مسروق موجود ہو تو اس کا واپس کرنا بھی واجب اور اگر وہ ضائع ہو گیا ہو تو ضمان واجب نہیں۔(تفسیرِ احمدی)

ف۱۰۰ اور عذابِ آخرت سے اس کو نجات دے گا۔

حضرت قاضی شُرَیح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ 'اے ابنِ آدم! میری طرف اٹھ، میری رحمت تیری طرف چل کر آئے گی اور تُو میری طرف قدم بڑھا، میری رحمت تیری طرف دوڑتی ہوئی آئے گی۔(مسند احمد بن حنبل، مسند صحابی، رقم ۱۵۹۲۵، ج۵،ص ۳۹۴)

ف۱۰۱ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ عذاب کرنا اور رحمت فرمانا اللہ تعالیٰ کی مشیّت پر ہے وہ مالک ہے جو چاہے کرے کسی کو مجالِ اعتراض نہیں، اس سے قدریہ و معتزلہ کا اِبطال ہو گیا جو مطیع پر رحمت اور عاصی پر عذاب کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب کہتے ہیں۔

فِی الْکُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَ مِنَ

دوڑتے ہیں ف۱۰۲ جو کچھ وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور اُن کے دل مسلمان نہیں ف۱۰۳ اور کچھ یہودی

الَّذِیْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۙ لَمْ یَاْتُوْكَ ؕ

جھوٹ خوب سنتے ہیں ف۱۰۴ اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں ف۱۰۵ جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی باتوں

یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو

وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ

اور یہ نہ ملے تو بچو ف۱۰۶ اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا کچھ بنا

شَیْــٴًـا ؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا

نہ سکے گا وہ ہیں کہ اللہ نے (ان کی بداعمالیوں کے سبب) ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا اُنہیں دنیا میں

ف۱۰۲ اللہ تعالیٰ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کو "یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ" کے خطاب عزّت کے ساتھ مخاطب فرما کر تسکینِ خاطر فرماتا ہے کہ اے حبیب میں آپ کا ناصر و مُعین ہوں، منافقین کے کُفر میں جلدی کرنے یعنی ان کے اظہارِ کُفر اور کُفّار کے ساتھ دوستی و موالات کر لینے سے آپ رنجیدہ نہ ہوں۔

ف۱۰۳ یہ ان کے نفاق کا بیان ہے۔

ف۱۰۴ اپنے سرداروں سے اور ان کے افتراؤں کو قبول کرتے ہیں۔

ف۱۰۵ ماشاء اللہ حضرت مترجم قدّس سرّہ نے بہت صحیح ترجمہ فرمایا، اس مقام پر بعض مُترجمین و مفسّرین سے لغزش واقع ہوئی کہ انہوں نے لِقَوْمٍ کے لام کو علّت قرار دے کر آیت کے معنی یہ بیان کئے کہ منافقین و یہود اپنے سرداروں کی جھوٹی باتیں سنتے ہیں، آپ کی باتیں دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر کر سنتے ہیں جس کے وہ جاسوس ہیں مگر یہ معنیٰ صحیح نہیں اور نظمِ قرآنی اس سے بالکل موافقت نہیں فرماتی بلکہ یہاں لام مِنْ کے معنیٰ میں ہے اور مراد یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے سرداروں کی جھوٹی باتیں خوب سنتے ہیں اور لوگ یعنی یہودِ خیبر کی باتوں کو خوب مانتے ہیں جن کے احوال کا آیت شریف میں بیان آرہا ہے۔ (تفسیر ابوالسعود و جمل)

ف۱۰۶ شانِ نُزول: یہودِ خیبر کے شرفاء میں سے ایک بیاہے مرد اور بیاہی عورت نے زنا کیا، اس کی سزا توریت میں سنگسار کرنا تھی یہ اُنہیں گوارا نہ تھا اس لئے انہوں نے چاہا کہ اس مقدمے کا فیصلہ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرائیں چنانچہ ان دونوں (مجرموں) کو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیّبہ بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر حضور حد کا حکم دیں تو مان لینا اور سنگسار کرنے کا حکم دیں تو مت ماننا، وہ لوگ یہودِ بنی قُریظہ و بنی نُضیر کے پاس آئے اور خیال کیا کہ یہ

حضور کے ہم وطن ہیں اوران کے ساتھ آپ کی صلح بھی ہے، ان کی سفارش سے کام بن جائے گا چنانچہ سردارانِ یہود میں سے کعب بن اشرف وکعب بن اسد وسعید بن عمرو و مالک بن صیف و کنانہ بن ابی الحقیق وغیرہ انہیں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ دریافت کیا، حضور نے فرمایا کیا میرا فیصلہ مانو گے؟ انہوں نے اقرار کیا، آیتِ رجم نازل ہوئی اورسنگسار کرنے کا حکم دیا گیا، یہود نے اس حکم کو ماننے سے انکار کیا، حضور نے فرمایا کہ تم میں ایک نوجوان گورا یک چشم فدک کا باشندہ ابنِ صوریا نامی ہے، تم اس کو جانتے ہو؟ کہنے لگے ہاں، فرمایا وہ کیسا آدمی ہے؟ کہنے لگے کہ آج روئے زمین پر یہود میں اس کے پایہ کا عالم نہیں، توریت کا یکتا ماہر ہے، فرمایا اس کو بلاؤ چنانچہ بلایا گیا، جب وہ حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا تو ابنِ صوریا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہود میں سب سے بڑا عالم تو ہی ہے؟ عرض کیا لوگ تو ایسا ہی کہتے ہیں، حضور نے یہود سے فرمایا اس معاملہ میں اس کی بات مانو گے؟ سب نے اقرار کیا تب حضور نے ابنِ صوریا سے فرمایا میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے حضرت موسیٰ پر توریت نازل فرمائی اورتم لوگوں کو مصر سے نکالا، تمہارے لئے دریا میں راہیں بنائیں، تمہیں نجات دی، فرعونیوں کو غرق کیا، تمہارے لئے ابر کو سایہ بان بنایا 'منّ وسلوٰی' نازل فرمایا، اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں حلال وحرام کا بیان ہے کیا تمہاری کتاب میں بیاہے مرد وعورت کے لئے سنگسار کرنے کا حکم ہے؟ ابنِ صوریا نے عرض کیا بے شک ہے اسی کی قسم جس کا آپ نے مجھ سے ذکر کیا عذاب نازل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اقرار نہ کرتا اور جھوٹ بول دیتا مگر یہ فرمائیے کہ آپ کی کتاب میں اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا جب چار عادل ومعتبر شاہدوں کی گواہی سے زنا بصراحت ثابت ہو جائے تو سنگسار کرنا واجب ہو جاتا ہے، ابنِ صوریا نے عرض کیا بخدا بعینہٖ ایسا ہی توریت میں ہے پھر حضور نے ابنِ صوریا سے دریافت فرمایا کہ حکمِ الٰہی میں تبدیلی کس طرح واقع ہوئی، اس نے عرض کیا کہ ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم کسی شریف کو پکڑتے تو چھوڑ دیتے اورغریب آدمی پر حد قائم کرتے، اس طرزِ عمل سے شرفاء میں زنا کی بہت کثرت ہوگئی یہاں تک کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے چچا زاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے اس کو سنگسار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے زنا کیا تو بادشاہ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا، اس کی قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور انہوں نے کہا جب تک بادشاہ کے بھائی کو سنگسار نہ کیا جائے اس وقت تک اس کو ہرگز سنگسار نہ کیا جائے گا، تب ہم نے جمع ہو کر غریب شریف سب کے لئے بجائے سنگسار کرنے کے یہ سزا نکالی کہ چالیس کوڑے مارے جائیں اور منھ کالا کر کے گدھے پر الٹا بٹھا کر گشت کرائی جائے، یہ سن کر یہود بہت بگڑے اور ابنِ صوریا سے کہنے لگے تو نے حضرت کو بڑی جلدی خبر دے دی اور ہم نے جتنی تیری تعریف کی تھی تو اس کا مستحق نہیں، ابنِ صوریا نے کہا کہ حضور نے مجھے توریت کی قسم دلائی اگر مجھے عذاب کے نازل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپ کو خبر نہ دیتا، اس کے بعد حضور کے حکم سے ان دونوں زنا کاروں کو سنگسار کیا گیا اور یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن)

صحیح البخاری'کتاب المحاربین...الخ، باب أحکام أھل الذمۃ...الخ، الحدیث ۶۸۴۱، ج ۴، ص ۳۴۹

خِزۡیٌ ۚۖ وَّ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوۡنَ لِلۡكَذِبِ اَكّٰلُوۡنَ
رُسوائی ہے اور انہیں آخرت میں بڑا عذاب بڑے جھوٹ سننے والے بڑے حرام خور ف۱۰۷ تو اگر
لِلسُّحۡتِ ؕ فَاِنۡ جَآءُوۡكَ فَاحۡكُمۡ بَیۡنَهُمۡ اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ ۚ وَ اِنۡ تُعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ
تمہارے حضور حاضر ہوں ف۱۰۸ تو ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو ف۱۰۹ اور اگر تم ان سے منہ پھیر لو گے
فَلَنۡ یَّضُرُّوۡكَ شَیۡــًٔا ؕ وَ اِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَیۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ
تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے ف۱۱۰ اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک انصاف والے اللہ
الۡمُقۡسِطِیۡنَ ﴿۴۲﴾ وَ كَیۡفَ یُحَكِّمُوۡنَكَ وَ عِنۡدَهُمُ التَّوۡرٰىةُ فِیۡهَا حُكۡمُ اللّٰهِ ثُمَّ
کو پسند ہیں اور وہ تم سے کیونکر فیصلہ چاہیں گے حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے ف۱۱۱
یَتَوَلَّوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۴۳﴾ ع اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ ع ۶ ۹ ۱۰
بایں ہمہ (مگر) اسی سے منہ پھیرتے ہیں ف۱۱۲ اور وہ ایمان لانے والے نہیں بے شک ہم نے توریت اُتاری اس

ف۱۰۷ یہ یہود کے حُکّام کی شان میں ہے جو رشوتیں لے کر حرام کو حلال کرتے اور احکامِ شرع کو بدل دیتے تھے۔

مسئلہ: رشوت کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ حدیث شریف میں رشوت لینے دینے والے دونوں پر لعنت آئی ہے۔

رشوت لینا دینا، اور دونوں کے درمیان دلالی کرنا حرام و گناہ ہے قرآن میں رشوت کو 'سُحت' یعنی مال حرام کہا گیا ہے اور حدیثوں میں اس کی شدید ممانعت آئی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے رشوت دینے والے، اور رشوت لینے والے اور اِن دونوں کے درمیان دلالی کرنے والے پر لعنت فرمائی۔

(سنن الترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجاء فی الراشی...الخ، الحدیث ۱۳۴۲، ج ۳، ص ۶۶۔ کنز العمال، کتاب الامارۃ، باب الرشوۃ، الحدیث ۱۵۰۷۶، ج ۲، ص ۴۵، عن ثوبان)

ف۱۰۸ یعنی اہلِ کتاب۔

ف۱۰۹ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخیّر فرمایا گیا کہ اہلِ کتاب آپ کے پاس کوئی مقدمہ لائیں تو آپ کو اختیار ہے فیصلہ فرمائیں یا نہ فرمائیں۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ یہ تخییر آیۃ 'وَاَنِ احۡكُمۡ بَیۡنَهُمۡ' سے منسوخ ہوگئی امام احمد نے فرمایا کہ ان آیتوں میں کچھ منافات نہیں کیونکہ یہ آیت مفیدِ تخییر ہے اور آیت 'وَاَنِ احۡكُمۡ الخ' میں کیفیّتِ حکم کا بیان ہے۔ (خازن و مدارک وغیرہ)

ف۱۱۰ کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان۔

ف۱۱۱ کہ بیاہے مرد اور شوہر دار عورت کے زنا کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا ہے۔

فِيۡهَا هُدًى وَّ نُوۡرٌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا

میں ہدایت اورنور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرماں بردار نبی اور عالم

وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوۡا عَلَيۡهِ

اور فقیہ کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی تھی و۱۱۳ اور وہ اس پر گواہ تھے تو و۱۱۴

شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ وَمَنۡ

لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت

لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَاۤ اَنَّ

نہ لو و۱۱۵ اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے و۱۱۶ وہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے توریت میں ان پر واجب

النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ ۙ وَالۡعَيۡنَ بِالۡعَيۡنِ وَالۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَالۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ

کیا و۱۱۷ کہ جان کے بدلے جان و۱۱۸ اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج۱، ص ۵۳۲

و۱۱۲ باوجودیکہ توریت پر ایمان لانے کے مدعی بھی ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ توریت میں رجم کا حکم ہے اس کو نہ ماننا اور آپ کی نبوّت کے منکر ہوتے ہوئے آپ سے فیصلہ چاہنا نہایت تعجّب کی بات ہے۔

و۱۱۳ کہ اس کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھیں اور اس کے درس میں مشغول رہیں تاکہ وہ کتاب فراموش نہ ہو اور اس کے احکام ضائع نہ ہوں۔ (خازن)

مسئلہ: توریت کے مطابق انبیاء کا حکم دینا جو اس آیت میں مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم سے پہلی شریعتوں کے جو احکام اللہ اور رسول نے بیان فرمائے ہوں اور ان کے ہمیں ترک کا حکم نہ دیا ہو منسوخ نہ کئے گئے ہوں وہ ہم پر لازم ہوتے ہیں۔ (جمل وابوالسعود)

و۱۱۴ اے یہودیو تم سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت اور رجم کا حکم جو توریت میں مذکور ہے اس کے اظہار میں۔

و۱۱۵ یعنی احکامِ الٰہیہ کی تبدیل بہرصورت ممنوع ہے خواہ لوگوں کے خوف اور ان کی ناراضی کے اندیشہ سے ہو یا مال وجاہ ورشوت کی طمع سے۔

و۱۱۶ اس کا منکر ہو کر 'کما قالہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہما'۔

و۱۱۷ اس آیت میں اگرچہ یہ بیان ہے کہ توریت میں یہود پر قصاص کے یہ احکام تھے لیکن چونکہ ہمیں ان کے ترک کا حکم نہیں دیا گیا اس لئے ہم پر یہ احکام لازم رہیں گے کیونکہ شرائعِ سابقہ کے جو احکام خدا ورسول کے بیان سے ہم تک پہنچے اور منسوخ نہ ہوئے ہوں وہ ہم پر لازم ہوا کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی آیت سے ثابت ہوا۔

وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ

اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے ف۱۱۹ پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کراوے تو وہ اس کا گناہ اُتار دے

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ

گا ف۱۲۰ اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں اور ہم اُن نبیوں کے پیچھے ان کے

بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

نشان قدم پر (ان کے بعد) عیسٰی بن مریم کو لائے تصدیق کرتا ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی ف۱۲۱ اور ہم نے اسے انجیل

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى

عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق فرماتی ہے توریت کی کہ اس سے پہلی تھی اور ہدایت ف۱۲۲

وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ

اور نصیحت پرہیز گاروں کو اور چاہیے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے اس میں اُتارا ف۱۲۳ اور جو

ف۱۱۸ یعنی اگر کسی نے کسی کو قتل کیا تو اس کی جان مقتول کے بدلے میں ماخوذ ہوگی خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام مسلم ہو یا ذمّی۔

شانِ نُزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل نہ کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مدارک)

ف۱۱۹ یعنی مماثلت و مساوات کی رعایت ضروری ہے۔

ف۱۲۰ یعنی جو قاتل یا جنایت کرنے والا اپنے جُرم پر نادم ہو کر وبالِ معصیت سے بچنے کے لئے بخوشی اپنے اوپر حکمِ شرعی جاری کرائے تو قصاص اس کے جُرم کا کفّارہ ہوجائے گا اور آخرت میں اس پر عذاب نہ ہوگا۔ (جلالین و جمل)، بعض مفسّرین نے اس کے معنٰی یہ بیان کئے ہیں کہ جو صاحبِ حق قصاص کو معاف کردے تو یہ معافی اس کے لئے کفّارہ ہے۔ (مدارک)، تفسیر احمدی میں ہے یہ تمام قصاص جب ہی واجب ہونگے جب کہ صاحبِ حق معاف نہ کرے اگر وہ معاف کردے تو قصاص ساقط۔

ف۱۲۱ احکامِ توریت کے بیان کے بعد احکامِ انجیل کا ذکر شروع ہوا اور بتایا گیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام توریت کے مصدِّق تھے کہ وہ منزَّل من اللہ ہے اور نسخ سے پہلے اس پر عمل واجب تھا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شریعت میں اس کے بعض احکام منسوخ ہوئے۔

ف۱۲۲ اس آیت میں انجیل کے لئے لفظ ھُدًی دو جگہ ارشاد ہوا پہلی جگہ ضلالت و جہالت سے بچانے کے لئے رہنمائی مراد ہے دوسری جگہ ھُدًی سے سیدِ انبیاء حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت مراد ہے جو حضور علیہ

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ
اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب
بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ
اُتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ف۱۲۴ اور ان پر محافظ و گواہ تو ان میں فیصلہ کرو اللہ کے اُتارے سے ف۱۲۵
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا
اور اے سننے والے ان (کفار) کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر ہم نے
مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ
تم سب کے لیے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا ف۱۲۶ اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر منظور یہ ہے کہ جو
لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا
کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے ف۱۲۷ تو بھلائیوں کی طرف سبقت چاہو تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے تو وہ
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾ۙ وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ
تمہیں بتا دے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے اور یہ کہ اے مسلمان اللہ کے اُتارے پر حکم کر اور
لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
ان کی خواہشوں پر نہ چل اور ان سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے لغزش نہ دے دیں کسی حکم میں جو تیری طرف اُترا

الصلوٰۃ والسلام کی نبوّت کی طرف لوگوں کی راہ یابی کا سبب ہے۔

ف۱۲۳ یعنی سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی نبوّت کی تصدیق کرنے کا حکم۔

ف۱۲۴ جو اس سے قبل حضراتِ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔

ف۱۲۵ یعنی جب اہلِ کتاب اپنے مقدمات آپ کی طرف رجوع کریں تو آپ قرآنِ پاک سے فیصلہ فرمائیں۔

ف۱۲۶ یعنی فروع و اعمال ہر ایک کے خاص ہیں اور اصل دین سب کا ایک۔ حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایمان حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے یہی ہے کہ 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ' کی شہادت اور جو اللہ کی طرف سے آیا اس کا اقرار کرنا اور شریعت و طریق ہر اُمّت کا خاص ہے۔

ف۱۲۷ اور امتحان میں ڈالے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ ہر زمانہ کے مناسب جو اَحکام دیئے کیا تم ان پر اس یقین و اعتقاد کے ساتھ عمل کرتے ہو کہ ان کا اختلاف مشیّتِ الٰہیہ کے اقتضاء سے حکمتِ بالغہ اور دنیوی و اُخروی مصالحِ نافعہ پر مبنی ہے یا حق کو چھوڑ کر ہوائے نفس کا اتّباع کرتے ہو۔ (تفسیر ابوالسعود)

اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ

پھر اگر وہ منہ پھیریں ف۱۲۸ تو جان لو کہ اللہ ان کے بعض گناہوں کی ف۱۲۹ سزا ان کو پہنچانا چاہتا ہے ف۱۳۰

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ

اور بے شک بہت آدمی بے حکم (نافرمان) ہیں تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں ف۱۳۱ اور اللہ سے

اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا ع ۱۱

بہتر کس کا حکم یقین (ایمان) والوں کے لیے اے ایمان والو یہود و نصارٰی کو

الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ وقف غفران وقف لازم وقف منزل عند البعض

دوست نہ بناؤ ف۱۳۲ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ف۱۳۳ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ

ف۱۲۸ اللہ کے نازل فرمائے ہوئے حکم سے۔

ف۱۲۹ جن میں یہ اعراض بھی ہے۔

ف۱۳۰ میں قتل وگرفتاری وجلا وطنی کے ساتھ اور تمام گناہوں کی سزا آخرت میں دے گا۔

ف۱۳۱ جو سراسر گمراہی اور ظلم اور مخالفِ احکامِ الٰہی ہوتا تھا۔

شانِ نُزول: بنی نُضَیر اور بنی قُرَیظہ یہود کے دو قبیلے تھے ان میں باہم ایک دوسرے کا قتل ہوتا رہتا تھا جب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیّبہ میں رونق افروز ہوئے تو یہ لوگ اپنا مقدّمہ حضور کی خدمت میں لائے اور بنی قُرَیظہ نے کہا کہ بنی نُضَیر ہمارے بھائی ہیں، ہم وہ ایک جد کی اولاد ہیں، ایک دین رکھتے ہیں، ایک کتاب (توریت) مانتے ہیں لیکن اگر بنی نُضَیر ہم میں سے کسی کو قتل کریں تو اس کے خون بہا میں ہم ستّر وَسق کھجوریں دیتے ہیں اور اگر ہم میں سے کوئی ان کے کسی آدمی کو قتل کرے تو ہم سے اس کے خون بہا میں ایک سو چالیس وَسق لیتے ہیں، آپ اس کا فیصلہ فرما دیں حضور نے فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ قُرَیظی اور نُضَیری کا خون برابر ہے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں، اس پر بنی نُضَیر بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کے فیصلہ سے راضی نہیں، آپ ہمارے دشمن ہیں، ہمیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ کیا جاہلیّت کی گمراہی وظلم کا حکم چاہتے ہیں۔

مدارج النبوت، قسم دوم، باب سوم، ج ۲، ص ۵۱-۵۲

والمواھب اللدنیۃ، ھجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۱۴۱

ف۱۳۲ مسئلہ: اس آیت میں یہود ونصارٰی کے ساتھ دوستی ومُوالات یعنی ان کی مدد کرنا، ان سے مدد چاہنا، ان کے ساتھ مَحبت کے روابط رکھنا ممنوع فرمایا گیا یہ حکم عام ہے اگرچہ آیت کا نُزول کسی خاص واقعہ میں ہوا ہو۔

شانِ نُزول: یہ آیت حضرت عبادہ بن صامت صحابی اور عبداللہ بن اُبَی بن سلول کے حق میں نازل ہوئی جو منافقین کا

فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِیْنَ فِیْ

انہیں میں سے ہے ۱۳۴؎ بے شک اللہ بے انصافوں کو (ہدایت کی) راہ نہیں دیتا ۱۳۵؎ اب تم انہیں دیکھو گے جن کے

سردار تھا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت کثیر التعداد دوست ہیں جو بڑی شوکت وقوت والے ہیں، اب میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اور اللہ ورسول کے سوا میرے دل میں اور کسی کی محبت کی گنجائش نہیں، اس پر عبداللہ بن اُبَی نے کہا کہ میں تو یہود کی دوستی سے بیزاری نہیں کرسکتا، مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے اور مجھے ان کے ساتھ رسم وراہ رکھنی ضرور ہے، حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ یہ یہود کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے، عبادہ کا یہ کام نہیں اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن)

۱۳۳؎ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کوئی بھی ہوں ان میں باہم کتنے ہی اختلاف ہوں، مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ سب ایک ہیں 'اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ'۔ (مدارک)

۱۳۴؎ اس میں بہت شدّت وتاکید ہے کہ مسلمانوں پر یہود ونصارٰی اور ہر مخالفِ دینِ اسلام سے علیحدگی اور جدا رہنا واجب ہے۔ (مدارک وخازن)

امیر المؤمنین مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: اَلْاَعْدَاءُ ثَلٰثَةٌ عَدُوُّكَ وَعَدُوُّ صَدِیْقِكَ وَصَدِیْقُ عَدُوِّكَ (دشمن تین ہیں: ایک تیرا دشمن، ایک تیرے دوست کا دشمن اور ایک تیرے دشمن کا دوست)۔

یوں ہی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے دشمن تینوں قسم ہیں: ایک تو ابتداءً اُس کے دشمن، وہ کافرانِ اصلی ہیں۔

(المختصر المحتاج الیہ للذہبی ص ۱۲۵)

اس آیت کریمہ نے بالکل تصفیہ فرمادیا کہ جو اُن سے دوستی رکھے وہ بھی اُن میں سے ہے، اُن ہی کی طرح کافر ہے، اُن کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی یاد رکھیے کہ 'ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہوں۔ (تمہید ایمان)

۱۳۵؎ جو کافروں سے دوستی کرکے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا کاتب نصرانی تھا، حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ نصرانی سے کیا واسطہ؟ تم نے یہ آیت نہیں سنی 'یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ، الایۃ' انہوں نے عرض کیا اس کا دین اس کے ساتھ مجھے تو اس کی کتابت سے غرض ہے، امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ نے انہیں ذلیل کیا تم انہیں عزّت نہ دو، اللہ نے انہیں دور کیا تم انہیں قریب نہ کرو حضرت ابوموسیٰ نے عرض کیا کہ بغیر اس کے حکومتِ بصرہ کا کام چلانا دشوار ہے یعنی اس ضرورت سے مجبوری اس کو رکھا ہے کہ اس قابلیّت کا دوسرا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا، اس پر حضرت امیر المومنین نے فرمایا نصرانی مر گیا والسلام یعنی فرض کرو کہ وہ مرگیا اس وقت جو انتظام کرو گے وہی اب کرو اور اس سے ہرگز کام نہ لو یہ آخری بات ہے۔

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِیْبَنَا دَآىِٕرَةٌؕ
دلوں میں آزار ہے ف۱۳۶ کہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش
فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا
آجائے ف۱۳۷ تو نزدیک ہے کہ اللہ فتح لائے ف۱۳۸ یا اپنی طرف سے کوئی حکم ف۱۳۹ پھر اس پر جو اپنے دلوں میں
فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِیْنَؕ(۵۲) وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا
چھپایا تھا ف۱۴۰ پچھتاتے رہ جائیں اور ف۱۴۱ ایمان والے (یہود سے) کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنھوں (منافقین) نے اللہ کی قسم
بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ(۵۳)
کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب اکارت گیا تو رہ گئے نقصان میں ف۱۴۲
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ
اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا ف۱۴۳ تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا

(خازن)

ف۱۳۶ یعنی نفاق۔

ف۱۳۷ جیسا کہ عبداللہ بن اُبَی منافق نے کہا۔

ف۱۳۸ اور اپنے رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو مظفّر و منصور کرے اور ان کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے اور مسلمانوں کو ان کے دشمن یہود و نصارٰی وغیرہ کُفّار پر غلبہ دے چنانچہ یہ خبر صادق ہوئی اور بکرمہٖ تعالیٰ مکّہ مکرّمہ اور یہود کے بِلاد فتح ہوئے۔ (خازن وغیرہ)

ف۱۳۹ جیسے کہ سرزمینِ حجاز کو یہود سے پاک کرنا اور وہاں ان کا نام ونشان باقی نہ رکھنا یا منافقین کے راز افشاء کرکے انہیں رسوا کرنا۔ (خازن وجلالین)

ف۱۴۰ یعنی نفاق یا منافقین کا یہ خیال کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کُفّار کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوں گے۔

ف۱۴۱ منافقین کا پردہ کُھلنے پر۔

ف۱۴۲ کہ دنیا میں ذلیل و رسوا ہوئے اور آخرت میں عذابِ دائمی کے سزاوار۔

ف۱۴۳ کُفّار کے ساتھ دوستی و موالات بے دینی و ارتداد کی مستدعی ہے، اس کی ممانعت کے بعد مرتدین کا ذکر فرمایا اور مرتد ہونے سے قبل لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی چنانچہ یہ خبر صادق ہوئی اور بہت لوگ مرتد ہوئے۔

علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی علیہ الرحمۃ کی پراثر تالیف عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں ہے۔

خلافت صدیق اکبر کے سات مرتد قبائل

يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫

کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

میں لڑیں گے اور کسی ملامت (مخالفت) کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ (خوف) نہ کریں گے ف۱۴۴ یہ اللہ

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ

کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے (کفار) تمہارے دوست نہیں (ہاں) مگر اللہ اور اس کا رسول اور

(۱) قبیلہ فزارہ جس کا سردار عیینہ بن حصن فزاری تھا (۲) قبیلہ غطفان جس کا سردار قرہ بن سلمہ قشیری تھا (۳) قبیلہ بنو سلیم جس کا سرغنہ فجاءۃ بن یالیل تھا (۴) قبیلہ بنی یربوع جس کا سربراہ مالک بن بریدہ تھا (۵) قبیلہ بنو تمیم جن کی امیر سجاح بنت منذر ایک عورت تھی جس نے مسیلمۃ الکذاب سے شادی کر لی تھی (۶) قبیلہ کندہ جو اشعث بن قیس کے پیروکار تھے (۷) قبیلہ بنو بکر جو حطمی بن یزید کے تابعدار تھے۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مرتد ہونے والے ساتوں قبیلوں سے مہینوں تک بڑی خونریز جنگ فرمائی۔ چنانچہ کچھ ان میں سے مقتول ہو گئے اور کچھ توبہ کر کے پھر دامنِ اسلام میں آ گئے۔

دورِ فاروقی کا مرتد قبیلہ

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں صرف ایک ہی قبیلہ مرتد ہوا اور یہ قبیلہ غسان تھا۔ جس کی سرداری جبلہ بن ایہم کر رہا تھا۔ مگر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرچم کے نیچے صحابہ کرام نے جہاد کر کے اس گروہ کا قلع قمع کر دیا اور پھر اس کے بعد کوئی قبیلہ بھی مرتد ہونے کے لئے سر نہیں اٹھا سکا۔

اس طرح مرتد ہونے والے ان گیارہ قبیلوں کا سارا فتنہ و فساد مجاہدینِ اسلام کے جہادوں کی بدولت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

(تفسیر جمل علی الجلالین، ج ۲، ص ۲۳۹، پ ۶، المائدۃ: ۵۴)

ان مرتدین سے لڑنے والے اور ان شریروں کا قلع قمع کرنے والے صحابہ کرام تھے۔ جن کے بارے میں برسوں پہلے قرآنِ مجید نے غیب کی خبر دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص279)

ف۱۴۴ یہ صفت جن کی ہے وہ کون ہیں اس میں کئی قول ہیں۔ حضرت علی مرتضٰی و حسن و قتادہ نے کہا کہ یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے اصحاب ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہونے اور زکوٰۃ سے منکر ہونے والوں پر جہاد کیا۔ عیاض بن غنم اشعری سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کی نسبت فرمایا کہ یہ ان کی قوم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ لوگ اہلِ یمن ہیں جن کی تعریف بخاری و مسلم کی حدیثوں میں آئی ہے۔ سدی کا قول ہے کہ یہ لوگ انصار ہیں جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور ان اقوال میں کچھ منافات نہیں کیونکہ ان سب حضرات کا ان صفات کے ساتھ متصف ہونا صحیح ہے۔

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ۝۵۵ وَ

ایمان والے و۱۴۵ کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور (اطاعت سے) جھکے ہوئے ہیں و۱۴۶ اور

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ کی پراثر تالیف عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں چند آدمی اور وفات اقدس کے بعد بہت لوگ مرتد ہونے والے تھے جن سے اسلام کی بقا کو شدید خطرہ لاحق ہونے والا تھا۔لیکن قرآن مجید نے برسوں پہلے یہ غیب کی خبر دی اور یہ پیش گوئی فرما دی کہ اس بھیانک اور خطرناک وقت پر اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو پیدا فرمائے گا جو اسلام کی محافظت کرے گی اور وہ ایسی چھ صفتوں کی جامع ہوگی جو تمام دنیوی واخروی فضائل وکمالات کا سرچشمہ ہیں اور یہی چھ صفات ان محافظین اسلام کی علامات اور ان کی پہچان کا نشان ہوں گی اور وہ چھ صفات یہ ہیں:

(۱) وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوں گے (۲) وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے

(۳) وہ مومنین پر بہت مہربان ہوں گے (۴) وہ کافروں کے لئے بہت سخت ہوں گے (۵) وہ خدا کی راہ میں جہاد کریں گے

(۶) وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خائف نہیں ہوں گے۔

صاحب تفسیر جمل نے کشاف کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ عرب کے گیارہ قبیلے اسلام قبول کر لینے کے بعد آگے پیچھے اسلام سے منحرف ہوکر مرتد ہو گئے۔تین قبائل تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں اور سات قبیلے حضرت امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور ایک قبیلہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے بعد۔مگر یہ گیارہ قبائل اپنی انتہائی کوششوں کے باوجود اسلام کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔بلکہ مجاہدین اسلام کے سرفروشانہ جہادوں کی بدولت یہ سب مرتدین تہس نہس ہوکر فنا کے گھاٹ اتر گئے اور پرچم اسلام برابر بلند سے بلند تر ہوتا ہی چلا گیا۔اور قرآن مجید کا وعدہ اور غیب کی خبر بالکل سچ اور صحیح ثابت ہوکر رہی۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص277)

و۱۴۵ جن کے ساتھ موالات حرام ہے ان کا ذکر فرمانے کے بعد ان کا بیان فرمایا جن کے ساتھ موالات واجب ہے۔شانِ نُزول: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ ہماری قوم قُریظہ اور نُضَیر نے ہمیں چھوڑ دیا اور قسمیں کھالیں کہ وہ ہمارے ساتھ مجالست (ہم نشینی) نہ کریں گے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن سلام نے کہا ہم راضی ہیں اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے پر، اس کے رسول کے نبی ہونے پر، مؤمنین کے دوست ہونے پر اور حکم آیت کا تمام مؤمنین کے لئے عام ہے سب ایک دوسرے کے دوست اور مُحِب ہیں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم مسلمان کے سوا کسی اور کو ساتھی نہ بناؤ اور پرہیزگار کے سوا کوئی تمہارا کھانا نہ کھائے۔

(سنن ابی داود، کتاب الآداب، باب من یؤمران یجالس، الحدیث ۴۸۳۲، ج۴، ص۳۴۱)

وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۵۶﴾ ع ۸ ۱۲

جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَکُمۡ ہُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ

اے ایمان والو جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے وکے۱۴ اور وہ جو تم سے پہلے کتاب

الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ الۡکُفَّارَ اَوۡلِیَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنۡ کُنۡتُمۡ

دیے گئے اور کافر و۱۴۸ ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان

مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذَا نَادَیۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوۡہَا ہُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ

رکھتے ہو و۱۴۹ اور جب تم نماز کے لیے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں و۱۵۰ یہ

قَوۡمٌ لَّا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۵۸﴾ قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ ہَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا

اس لیے کہ وہ نرے بے عقل لوگ ہیں و۱۵۱ تم فرماؤ اے کتابیو تمہیں ہمارا کیا برا لگا یہی نہ کہ ہم ایمان لائے

و۱۴۶ جملہ 'وَھُمۡ رٰکِعُوۡنَ' دو وجہ رکھتا ہے ایک یہ کہ پہلے جملوں پر معطوف ہو دوسری یہ کہ حال واقع ہو، پہلی وجہ اظہر و اقوٰی ہے اور حضرت مُترجم قدّس سرّہٗ کا ترجمہ بھی اسی کے مساعد ہے۔ (جمل عن السمین) دوسری وجہ پر دو احتمال ہیں ایک یہ کہ 'یُقِیۡمُوۡنَ وَیُؤۡتُوۡنَ' دونوں فعلوں کے فاعل سے حال واقع ہو اس صورت میں معنٰی یہ ہوں گے کہ وہ بخشوع و تواضُع نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (تفسیر ابوالسعود) دوسرا احتمال یہ ہے کہ صرف 'یُؤۡتُوۡنَ' کے فاعل سے حال واقع ہو، اس صورت میں معنٰی یہ ہوں گے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور متواضع ہو کر زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (جمل) بعض کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے کہ آپ نے نماز میں سائل کو انگشتری صدقہ دی تھی وہ انگُشتری انگشتِ مبارک میں ڈھیلی تھی بے عملِ کثیر کے نکل گئی لیکن امام فخر الدین رازی نے تفسیرِ کبیر میں اس کا بہت شدّ و مد سے ردّ کیا ہے اور اس کے بُطلان پر بہت وجوہ قائم کئے ہیں۔

وکے۱۴ شانِ نُزول: رفاعہ بن زید اور سوید بن حارث دونوں اظہارِ اسلام کے بعد منافق ہو گئے۔ بعض مسلمان ان سے مَحبت رکھتے تھے اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ زبان سے اسلام کا اظہار کرنا اور دل میں کُفر چُھپائے رکھنا دین کو ہنسی اور کھیل بنانا ہے۔

و۱۴۸ یعنی بُت پرست مشرک جو اہلِ کتاب سے بھی بدتر ہیں۔ (خازن)

و۱۴۹ کیونکہ خدا کے دشمنوں سے دوستی کرنا ایمان دار کا کام نہیں۔

و۱۵۰ شانِ نُزول: کلبی کا قول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤذّن نماز کے لئے اذان کہتا اور مسلمان اٹھتے تو یہود ہنستے اور تمسخُر کرتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ سدی کا قول ہے کہ مدینہ طیّبہ میں جب مؤذّن اذان

بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُۙ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ (۵۹) قُلْ

اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اُترا و۱۵۲ اور یہ کہ تم میں اکثر بے حکم (نافرمان) ہیں تم فرماؤ

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَیْهِ

کیا میں بتا دوں جو اللہ کے یہاں اس سے بدتر درجہ میں ہیں و۱۵۳ وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا

وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِیْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَؕ اُولٰٓىٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ

اور ان میں سے کر دیے بندر اور سور و۱۵۴ اور شیطان کے پجاری ان کا ٹھکانا زیادہ برا ہے و۱۵۵ اور

اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ (۶۰) وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا

یہ سیدھی (ہدایت کی) راہ سے زیادہ بہکے اور جب تمہارے پاس آئیں و۱۵۶ تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور وہ آتے وقت بھی

میں 'اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' اور 'اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ' کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ جل جائے جھوٹا، ایک شب اس کا خادم آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے آگ سے ایک شرارہ اُڑا اور وہ نصرانی اور اس کے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا۔

و۱۵۱ جو ایسے سفیہانہ اور جاہلانہ حرکات کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اذان نصِ قرآنی سے بھی ثابت ہے۔

و۱۵۲ شانِ نُزول: یہود کی ایک جماعت نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ آپ انبیاء میں سے کس کس کو مانتے ہیں، اس سوال سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر آپ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو نہ مانیں تو وہ آپ پر ایمان لے آئیں لیکن حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور جو اس نے ہم پر نازل فرمایا اور جو حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و اسباط پر نازل فرمایا اور جو حضرت عیسٰی و موسیٰ کو دیا گیا یعنی توریت و انجیل اور جو اور نبیوں کو ان کے ربّ کی طرف سے دیا گیا سب کو مانتا ہوں، ہم انبیاء میں فرق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں جب انہیں معلوم ہوا کہ آپ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نبوّت کو بھی مانتے ہیں تو وہ آپ کی نبوّت کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے جو عیسٰی کو مانے ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

و۱۵۳ کہ اس برحق دین والوں کو تو تم محض اپنے عناد و عداوت ہی سے برا کہتے ہو اور تم پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور غضب فرمایا اور آیت میں جو مذکور ہے وہ تمہارا حال ہوا تو بدتر درجہ میں تو تم خود ہو، کچھ دل میں سوچو۔

و۱۵۴ صورتیں مسخ کر کے۔

و۱۵۵ اور وہ جہنّم ہے۔

و۱۵۶ شانِ نُزول: یہ آیت یہود کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ایمان و اخلاص کا اظہار کیا اور کفر و ضلال چھپائے رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما

بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝۶۱ وَ تَرٰى
کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر اور اللہ خوب جانتا ہے جو چھپا رہے ہیں اور اُن وے۱۵ میں تم بہتوں
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا
کو دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی اور حرام خوری پر دوڑتے ہیں و۱۵۸ بے شک بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۶۲ لَوْ لَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ
انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے
وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۶۳ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ
اور حرام کھانے سے بے شک بہت ہی بُرے کام کر رہے ہیں و۱۵۹ اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے و۱۶۰
مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ
ان کے ہاتھ باندھے جائیں و۱۶۱ اور ان پر اس (بیہودہ بات) کہنے سے لعنت ہے بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں و۱۶۲

وقف لازم

کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حال کی خبر دی۔

وے۱۵ یعنی یہود۔

و۱۵۸ گناہ ہر معصیت و نافرمانی کو شامل ہے۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ گناہ سے توریت کے مضامین کو چھپانا اور اس میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو محاسن و اوصاف ہیں ان کا مخفی رکھنا اور عُدوان یعنی زیادتی سے توریت کے اندر اپنی طرف سے کچھ بڑھا دینا اور حرام خوری سے رشوتیں وغیرہ مراد ہیں۔ (خازن)

و۱۵۹ کہ لوگوں کو گناہوں اور بُرے کاموں سے نہیں روکتے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ علماء پر نصیحت اور بدی سے روکنا واجب ہے اور جو شخص بُری بات سے منع کرنے کو ترک کرے اور نہی منکر سے باز رہے وہ بمنزلہ مرتکب گناہ کے ہے۔

و۱۶۰ یعنی معاذ اللہ وہ بخیل ہے۔

شانِ نزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہود بہت خوش حال اور نہایت دولت مند تھے جب انہوں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب و مخالفت کی تو ان کی روزی کم ہوگئی، اس وقت فخاص یہودی نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہے یعنی معاذ اللہ وہ رزق دینے اور خرچ کرنے میں بُخل کرتا ہے، اس کے اس قول پر کسی یہودی نے منع نہ کیا بلکہ راضی رہے اسی لئے یہ سب کا مقولہ قرار دیا گیا اور یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی۔

و۱۶۱ تنگی اور داد و دہش سے۔ اس ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ یہود دنیا میں سب سے زیادہ بخیل ہو گئے یا یہ معنٰی ہیں کہ ان کے ہاتھ جہنّم میں باندھے جائیں اور اس طرح انہیں آتشِ دوزخ میں ڈالا جائے، ان کی اس بے ہودہ گوئی اور

كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

عطا فرماتا ہے جیسے چاہے و۱۶۳ اور اے محبوب یہ و۱۶۴ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا اس سے ان میں

طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ

بہتوں کو شرارت اور کفر میں ترقی ہوگی و۱۶۵ اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیر ڈال دیا و۱۶۶ جب کبھی لڑائی کی

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ

آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا (ناکام بنا دیتا) ہے و۱۶۷ اور زمین میں فساد (پھیلانے) کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں

وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا

اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ

گناہ اُتار دیتے اور ضرور انہیں چین کے باغوں میں لے جاتے اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل و۱۶۸ اور

الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ

جو کچھ اُن کی طرف ان کے رب کی طرف سے اُترا و۱۶۹ تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے

گستاخی کی سزا میں۔

و۱۶۲ وہ جواد کریم ہے۔

و۱۶۳ اپنی حکمت کے موافق اس میں کسی کو مجالِ اعتراض نہیں۔

و۱۶۴ قرآن شریف۔

و۱۶۵ یعنی جتنا قرآنِ پاک اُترتا جائے گا اتنا حسد و عناد بڑھتا جائے گا اور وہ اس کے ساتھ کُفر و سرکشی میں بڑھتے رہیں گے۔

و۱۶۶ وہ ہمیشہ باہم مختلف رہیں گے اور ان کے دل کبھی نہ ملیں گے۔

و۱۶۷ اور ان کی مدد نہیں فرماتا وہ ذلیل ہوتے ہیں۔

و۱۶۸ اس طرح کہ سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور آپ کا اِتّباع کرتے کہ توریت و انجیل میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔

و۱۶۹ یعنی تمام کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائیں سب میں سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ پر ایمان لانے کا حکم ہے۔

اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع ۹ / ۱۳

سے وَنٹ۱۷۰ ان میں کوئی گروہ اگر اعتدال پر ہے وٹ۱۷۱ اور ان میں اکثر بہت ہی برے کام کررہے ہیں وٹ۱۷۲

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے وٹ۱۷۳ اور ایسا نہ ہو تو (گویا)

رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے وٹ۱۷۴ بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ

تم فرما دو اے کتابیو تم (اللہ کے نزدیک) کچھ بھی (عزت والے) نہیں ہو وٹ۱۷۵ جب تک نہ قائم کرو توریت اور

الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا وٹ۱۷۶ اور بے شک اے محبوب وہ جو تمہاری طرف تمہارے

مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾

رب کے پاس سے اُترا اُس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر کی اور ترقی ہوگی وٹ۱۷۷ تو تم کافروں کا کچھ غم نہ کھاؤ بے شک وہ

وٹ۱۷۰ یعنی رزق کی کثرت ہوتی اور ہر طرف سے پہنچتا۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین کی پابندی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے رزق میں وُسعت ہوتی ہے۔

وٹ۱۷۱ حد سے تجاوز نہیں کرتا۔ یہ یہودیوں میں سے وہ لوگ ہیں جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

وٹ۱۷۲ جو کُفر پر جمے ہوئے ہیں۔

وٹ۱۷۳ اور کچھ اندیشہ نہ کرو۔

وٹ۱۷۴ یعنی کُفّار سے جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ سفروں میں شب کو حضور اقدس سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا جاتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی پہرہ ہٹا دیا گیا اور حضور نے پہرہ داروں سے فرمایا کہ تم لوگ چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی۔

المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی خدمہ صلی اللہ علیہ وسلم ...الخ، ج ۴، ص ۵۱۹۔ ۵۲۲ ملتقطاً

وٹ۱۷۵ کسی دین و ملّت میں نہیں۔

وٹ۱۷۶ یعنی قرآنِ پاک ان تمام کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت اور آپ پر ایمان لانے کا حکم ہے جب تک حضور پر ایمان نہ لائیں توریت وانجیل کی اقامت کا دعویٰ صحیح نہیں ہوسکتا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ

جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ف۱۷۸ اور اسی طرح یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی ان میں جو کوئی سچے دل سے اللہ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ

اور قیامت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو ان پر (دنیا و آخرت میں) نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم بے شک

أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ

ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا ف۱۷۹ اور ان کی طرف رسول بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی

رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوا

رسول وہ بات لے کر آیا جو ان کے نفس کی خواہش نہ تھی ف۱۸۰ ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں ف۱۸۱ اور اس

أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا

گمان میں ہیں کہ کوئی سزا نہ ہوگی ف۱۸۲ تو (ان کے دل) اندھے اور بہرے ہوگئے ف۱۸۳ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی

كَثِيرٌ مِنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ

ف۱۸۴ پھر ان میں بہتیرے (دل کے) اندھے اور بہرے ہوگئے اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے

هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ

ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے ف۱۸۵ اور مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب ف۱۸۶

ف۱۷۷ کیونکہ جتنا قرآنِ پاک نازل ہوتا جائے گا یہ مکابرہ وعناد سے اس کے انکار میں اور شدّت کرتے جائیں گے۔

ف۱۷۸ اور دل میں ایمان نہیں رکھتے منافق ہیں۔

ف۱۷۹ توریت میں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں اور حکمِ الٰہی کے مطابق عمل کریں۔

ف۱۸۰ اور انہوں نے انبیاء علیہم السلام کے احکام کو اپنی خواہشوں کے خلاف پایا تو ان میں سے۔

ف۱۸۱ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب میں تو یہود و نصاریٰ سب شریک ہیں مگر قتل کرنا یہ خاص یہود کا کام ہے، انہوں نے بہت سے انبیاء کو شہید کیا جن میں سے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام بھی ہیں۔

ف۱۸۲ اور ایسے شدید جُرموں پر بھی عذاب نہ کیا جائے گا۔

ف۱۸۳ حق کے دیکھنے اور سننے سے یہ ان کے غایتِ جہل اور نہایتِ کُفر اور قبولِ حق سے بدرجہ غایت اعراض کرنے کا بیان ہے۔

ف۱۸۴ جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد توبہ کی اس کے بعد دوبارہ۔

رَبِّیۡ وَ رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ الۡجَنَّۃَ وَ مَاۡوٰىہُ

اور تمہارا رب بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ

اور ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے ۱۸۷

ثَلٰثَۃٍ ۘ وَ مَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّاۤ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہُوۡا عَمَّا یَقُوۡلُوۡنَ لَیَمَسَّنَّ

وقف لازم

اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا ۱۸۸ اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے ۱۸۹ تو جو ان میں کافر مریں گے ان کو ضرور

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا یَتُوۡبُوۡنَ اِلَی اللّٰہِ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَہٗ ؕ

درد ناک عذاب پہنچے گا تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے اور اللہ بخشنے والا

وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ

مہربان مسیح بن مریم نہیں مگر ایک رسول ۱۹۰ اس سے پہلے بہت رسول ہو گزرے ۱۹۱ اور اس کی ماں

۱۸۵ نصارٰی کے بہت فرقے ہیں، ان میں سے یعقوبیہ اور ملکانیہ کا یہ قول تھا وہ کہتے تھے کہ مریم نے اِلٰہ جنا اور یہ بھی کہتے تھے کہ اِلٰہ نے ذاتِ عیسٰی میں حُلول کیا اور وہ ان کے ساتھ متّحد ہو گیا تو عیسٰی اِلٰہ ہو گئے' تَعَالَی اللّٰہُ عَنۡ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیۡرًا' (خازن)

۱۸۶ اور میں اس کا بندہ ہوں اِلٰہ نہیں۔

۱۸۷ یہ قول نصارٰی کے فرقہ مرقوسیہ و نسطوریہ کا ہے۔ اکثر مفسّرین کا قول ہے کہ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اللہ اور مریم اور عیسٰی تینوں اِلٰہ ہیں اور اِلٰہ ہونا ان سب میں مشترک ہے۔ متکلّمین فرماتے ہیں کہ نصارٰی کہتے ہیں کہ باپ، بیٹا، روح القدس یہ تینوں ایک اِلٰہ ہیں۔

۱۸۸ نہ اس کا کوئی ثانی نہ ثالث، وہ وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے، اس کا کوئی شریک نہیں باپ، بیٹے، بیوی سب سے پاک۔

۱۸۹ اور تثلیث کے معتقد رہے توحید اختیار نہ کی۔

۱۹۰ ان کو اِلٰہ ماننا غلط باطل اور کُفر ہے۔

۱۹۱ وہ بھی معجزات رکھتے تھے یہ معجزات ان کے صدقِ نبوّت کی دلیل تھے، اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام بھی رسول ہیں، ان کے معجزات بھی دلیلِ نبوّت ہیں، انہیں رسول ہی ماننا چاہئے جیسے اور انبیاء علیہم السلام کو معجزات کی بنا پر خدا نہیں مانتے ان کو بھی خدا نہ مانو۔

قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ؕ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ
صدیقہ ہے ١٩٢ دونوں کھانا کھاتے تھے ١٩٣ دیکھو تو ہم کیسی صاف نشانیاں ان کے لیے

لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے اوندھے جاتے ہیں (کہ حق نظر نہیں آتا) تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو تمہارے

یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ
نقصان کا مالک نہ نفع کا ١٩٤ اور اللہ ہی سنتا جانتا ہے تم فرماؤ اے کتاب والو اپنے دین میں

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا
ناحق زیادتی نہ کرو ١٩٥ اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو ١٩٦ جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور

مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿۷۷﴾ع لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ع ١٠ ١١ ١٤
سیدھی راہ سے بہک گئے لعنت کیے گئے وہ جنھوں نے کفر کیا بنی

مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا
اسرائیل میں داؤد اور عیسٰی بن مریم کی زبان پر ١٩٧ یہ ١٩٨ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بُری بات کرتے

١٩٢ جو اپنے ربّ کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہیں۔

١٩٣ اس میں نصارٰی کا رد ہے کہ اِلٰہ غذا کا محتاج نہیں ہوسکتا تو جو غذا کھائے، جسم رکھے، اس جسم میں تحلیل واقع ہو، غذا اس کا بدل بنے، وہ کیسے اِلٰہ ہوسکتا ہے۔

١٩٤ یہ اِبطالِ شرک کی ایک اور دلیل ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اِلٰہ (مستحقِ عبادت) وہی ہوسکتا ہے جو نفع وضرر وغیرہ ہر چیز پر ذاتی قدرت واختیار رکھتا ہو، جو ایسا نہ ہو وہ اِلٰہ مستحقِ عبادت نہیں ہوسکتا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نفع و ضرر کے بالذات مالک نہ تھے، اللہ تعالٰی کے مالک کرنے سے مالک ہوئے تو ان کی نسبت اُلوہیت کا اعتقاد باطل ہے۔ (تفسیر ابوالسعود)

١٩٥ یہود کی زیادتی تو یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نبوّت ہی نہیں مانتے اور نصارٰی کی زیادتی یہ کہ انہیں معبود ٹھہراتے ہیں۔

١٩٦ یعنی اپنے بددین باپ دادا وغیرہ کی۔

١٩٧ باشندگانِ ایلہ نے جب حد سے تجاوز کیا اور سنیچر کے روز شکار ترک کرنے کا جو حکم تھا اس کی مخالفت کی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پر لعنت کی اور ان کے حق میں بددعا فرمائی تو وہ بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کردیئے

وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی بُرے کام

يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

کرتے تھے ف۱۹۹ ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بُری چیز اپنے

لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا

لیے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ف۲۰۰ اور اگر وہ ایمان

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا

لاتے ف۲۰۱ اللہ اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اُترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے ف۲۰۲ مگر ان میں

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ

تو بہتیرے فاسق ہیں ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں

گئے اور اصحابِ مائدہ نے جب نازل شدہ خوان کی نعمتیں کھانے کے بعد کُفر کیا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ان کے حق میں بددعا کی تو وہ خنزیر اور بندر ہو گئے اور ان کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ (جمل وغیرہ) بعض مفسّرین کا قول ہے کہ یہود اپنے آباء پر فخر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے ہم انبیاء کی اولاد ہیں۔ اس آیت میں انہیں بتایا گیا کہ ان انبیاء علیہم السلام نے ان پر لعنت کی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت عیسٰی علیہما السلام نے ان پر لعنت کی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت عیسٰی علیہما السلام نے سیدِ عالَم محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی کی بشارت دی اور حضور پر ایمان نہ لانے اور کُفر کرنے والوں پر لعنت کی۔

ف۱۹۸ لعنت۔

ف۱۹۹ مسئلہ: آیت سے ثابت ہوا کہ نہی منکر یعنی بُرائی سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اور بدی کو منع کرنے سے باز رہنا سخت گناہ ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے عُلَماء نے اوّل تو انہیں منع کیا جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ عُلَماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے، ان کے اس عِصیان وتعَدّی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالٰی نے حضرت داؤد و حضرت عیسٰی علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت اُتاری۔

ف۲۰۰ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کُفّار سے دوستی و موالات حرام اور اللہ تعالٰی کے غضب کا سبب ہے۔

ف۲۰۱ صدق و اخلاص کے ساتھ بغیر نفاق کے۔

ف۲۰۲ اس سے ثابت ہوا کہ مشرکین کے ساتھ دوستی اور موالات علامتِ نفاق ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے ہم

اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

نصاریٰ ہیں ف۲۰۳ یہ اس لیے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور یہ غرور نہیں کرتے ف۲۰۴

ف۲۰۴ اس آیت میں ان کی مدح ہے جو زمانۂ اقدس تک حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دین پر رہے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت معلوم ہونے پر حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام پر ایمان لے آئے۔

شانِ نُزول: ابتدائے اسلام میں جب کُفّارِ قریش نے مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیں تو اصحابِ کرام میں سے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حضور کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کی، ان مہاجرین کے اسماء یہ

(۱) حضرت عثمان غنی اور ان کی زوجہ طاہرہ (۲) حضرت رقیہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور (۳) حضرت زبیر (۴) حضرت عبداللہ بن مسعود (۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (۶) حضرت ابوحذیفہ اور ان کی زوجہ (۷) حضرت سہلہ بنتِ سہیل اور (۸) حضرت مصعب بن عمیر (۹) حضرت ابوسلمہ اور ان کی بی بی (۱۰) حضرت اُمِّ سلمہ بنتِ اُمیّہ (۱۱) حضرت عثمان بن مظعون (۱۲) حضرت عامر بن ربیعہ اور ان کی بی بی (۱۳) حضرت لیلٰی بنتِ ابی خثیمہ (۱۴) حضرت حاطب بن عمرو (۱۵) حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم یہ حضرات نبوّت کے پانچویں سال ماہِ رجب میں بحری سفر کرکے حبشہ پہنچے، اس ہجرت کو ہجرتِ اُولیٰ کہتے ہیں، ان کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب گئے پھر اور مسلمان روانہ ہوتے رہے یہاں تک کہ بچّوں اور عورتوں کے علاوہ مہاجرین کی تعداد بیاسی مَردوں تک پہنچ گئی، جب قریش کو اس ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے ایک جماعت تحفہ تحائف لے کر نجاشی بادشاہ کے پاس بھیجی، ان لوگوں نے دربارِ شاہی میں باریابی حاصل کرکے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے مُلک میں ایک شخص نے نبوّت کا دعوٰی کیا ہے اور لوگوں کو نادان بنا ڈالا ہے ان کی جماعت جو آپ کے مُلک میں آئی ہے وہ یہاں فساد انگیزی کرے گی اور آپ کی رعایا کو باغی بنائے گی، ہم آپ کو خبر دینے کے لئے آئے ہیں اور ہماری قوم درخواست کرتی ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالہ کیجئے، نجاشی بادشاہ نے کہا ہم ان لوگوں سے گفتگو کرلیں، یہ کہہ کر مسلمانوں کو طلب کیا اور ان سے دریافت کیا کہ تم حضرت عیسٰی اور ان کی والدہ کے حق میں کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ حضرت جعفر بن ابی طالب نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور کلمۃُ اللہ و روحُ اللہ ہیں اور حضرت مریم کنواری پاک ہیں، یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھا کر کہا خدا کی قسم تمہارے آقا نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے کلام میں اتنا بھی نہیں بڑھایا جتنی یہ لکڑی یعنی حضور کا ارشادِ کلامِ عیسٰی علیہ السلام کے بالکل مطابق ہے۔ یہ دیکھ کر مشرکینِ مکّہ کے چہرے اُتر گئے پھر نجاشی نے قرآن شریف سننے کی

خواہش کی ، حضرت جعفر نے سورۂ مریم تلاوت کی اس وقت دربار میں نصرانی عالم اور درویش موجود تھے قرآنِ کریم سُن کر بے اختیار رونے لگے اور نجاشی نے مسلمانوں سے کہا تمہارے لئے میری قلمرو میں کوئی خطرہ نہیں ۔ مشرکینِ مکّہ ناکام پھرے اور مسلمان نجاشی کے پاس بہت عزّت و آسائش کے ساتھ رہے اور فضلِ الٰہی سے نجاشی کو دولتِ ایمان کا شرف حاصل ہوا ۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں لکھتے ہیں ؛

دو بڑے ایک چھوٹا دشمن

قرآن مجید نے بار بار اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اور اعلان فرمایا کہ ہر کافر مسلمان کا دشمن ہے اور کفار کے دل و دماغ میں مسلمانوں کے خلاف ایک زہر بھرا ہوا ہے اور ہر وقت اور ہر موقع پر کافروں کے سینے مسلمانوں کی عداوت اور کینے سے آگ کی بھٹی کی طرح جلتے رہتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کفار کے تین مشہور فرقوں یہود و مشرکین اور نصاریٰ میں سے مسلمانوں کے سب سے بڑے اور سخت ترین دشمن کون ہیں؟ اور کون سا فرقہ ہے جس کے دل میں نسبتاً مسلمانوں کی دشمنی کم ہے؟ تو اس سوال کے جواب میں سورہ مائدۃ کی مندرجہ ذیل آیت شریفہ نازل ہوئی ہے ۔ لہٰذا اس پر کامل ایمان رکھتے ہوئے اپنے بڑے اور چھوٹے دشمنوں کو پہچان کر ان سبھوں سے ہوشیار رہنا چاہیے ۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص286)

ف۲۰۴ مسئلہ : اس سے ثابت ہوا کہ علم اور ترکِ تکبُّر بہت کام آنے والی چیزیں ہیں اور اُن کی بدولت ہدایت نصیب ہوتی ہے ۔

الجزء ۷

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اُترا تو ان کی ف۲۰۵ آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے اُبل رہی ہیں ف۲۰۶ اس لئے

عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ مَا لَنَا

کہ وہ حق (اسلام) کو پہچان گئے کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ف۲۰۷ تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے ف۲۰۸ اور

لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ

ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اُس حق پر کہ ہمارے پاس آیا اور ہم طمع (تمنا) کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

کے ساتھ داخل کرے ف۲۰۹ تو اللہ نے ان کے اس کہنے کے بدلے انہیں (جنت کے) باغ دیئے جن کے نیچے نہریں رواں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا

ہمیشہ اُن میں رہیں گے یہ بدلہ ہے نیکوں کا ف۲۱۰ اور وہ جنھوں نے کفر کیا اور

ف۲۰۵ یعنی قرآن شریف۔

ف۲۰۶ یہ ان کی رقّتِ قلب کا بیان ہے کہ قرآنِ کریم کے دل میں اثر کرنے والے مضامین سن کر رو پڑتے ہیں چنانچہ نجاشی بادشاہ کی درخواست پر حضرت جعفر نے اس کے دربار میں سورۂ مریم اور سورۂ طٰہٰ کی آیات پڑھ کر سنائیں تو نجاشی بادشاہ اور اس کے درباری جن میں اس کی قوم کے عُلَماء موجود تھے سب زار وقطار رونے لگے، اسی طرح نجاشی کی قوم کے ستر آدمی جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے حضور سے سورۂ یٰسٓ سُن کر بہت روئے۔

(السیرۃ النبویۃ، ذکر الھجرۃ الاولٰی، ج۱، ص۳۰۰، ارسال القریش الی الحبشۃ، ج۱، ص۳۱۰)

ف۲۰۷ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہم نے ان کے برحق ہونے کی شہادت دی۔

ف۲۰۸ اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل کر جو روزِ قیامت تمام اُمّتوں کے گواہ ہوں گے۔ (یہ انہیں انجیل سے معلوم ہو چکا تھا)

ف۲۰۹ جب حبشہ کا وفد اسلام سے مشرف ہو کر واپس ہوا تو یہود نے انہیں اس پر ملامت کی، اس کے جواب میں انہوں نے یہ کہا کہ جب حق واضح ہو گیا تو ہم کیوں ایمان نہ لاتے یعنی ایسی حالت میں ایمان نہ لانا قابلِ ملامت ہے، نہ کہ ایمان لانا کیونکہ یہ سبب ہے فلاحِ دارین کا۔

ف۲۱۰ جو صدق واخلاص کے ساتھ ایمان لائیں اور حق کا اقرار کریں۔

بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۠ ﴿۸۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ ع ۱۱

ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ ہیں دوزخ والے اے ایمان والو و۲۱۱ حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے

اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَ كُلُوْا مِمَّا

لئے حلال کیں و۲۱۲ اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں اور کھاؤ جو کچھ

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا

تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے اللہ تمہیں نہیں

یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ ۚ

پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر و۲۱۳ ہاں ان قسموں پر گرفت (پکڑ) فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا و۲۱۴ تو ایسی قسم کا

فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْكُمْ اَوْ

بدلہ دس مسکینوں کو کھانا دینا و۲۱۵ اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے و۲۱۶ یا

و۲۱۱ شانِ نُزول: صحابہ کرام کی ایک جماعت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سن کر ایک روز حضرت عثمان بن مظعون کے یہاں جمع ہوئی اور انہوں نے باہم ترکِ دنیا کا عہد کیا اور اس پر اتفاق کیا کہ وہ ٹاٹ پہنیں گے، ہمیشہ دن میں روزے رکھیں گے، شب عبادتِ الٰہی میں بیدار رہ کر گزارا کریں گے، بستر پر نہ لیٹیں گے، گوشت اور چکنائی نہ کھائیں گے، عورتوں سے جُدا رہیں گے، خوشبو نہ لگائیں گے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس ارادہ سے روک دیا گیا۔

(تفسیر جمل علی الجلالین، ج ۲، ص ۲۶۷، پ ۷، المائدۃ: ۸۶)

و۲۱۲ یعنی جس طرح حرام کو ترک کیا جاتا ہے اس طرح حلال چیزوں کو ترک نہ کرو اور نہ مبالغۃً کسی حلال چیز کو یہ کہو کہ ہم نے اس کو اپنے اوپر حرام کرلیا۔

و۲۱۳ غلط فہمی کی قسم یعنی یمینِ لغو یہ ہے کہ آدمی کسی واقعہ کو اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھالے اور حقیقت میں وہ ایسا نہ ہو ایسی قسم پر کفارہ نہیں۔ (ماخوذ من المختصر للقدوری، ص ۳۵۳)

و۲۱۴ یعنی یمینِ منعقدہ پر جو کسی آئندہ امر پر قصد کر کے کھائی جائے ایسی قسم توڑنا گناہ بھی ہے اور اس پر کفّارہ بھی لازم ہے۔ (ماخوذ من المختصر للقدوری، ص ۳۵۳)

و۲۱۵ دونوں وقت کا خواہ انہیں کھلاوے یا پونے دوسیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جَو صدقۂ فطر کی طرح دے دے۔

الدر المختار و رد المحتار، کتاب الأیمان، مطلب: کفارۃ الیمین، ج ۵، ص ۵۲۳.

مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ ایک مسکین کو دس روز دے دے یا کھلا دیا کرے۔

كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ

انھیں کپڑے و۲۱۷ دینا یا ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے و۲۱۸ یہ بدلہ ہے

اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ و۲۱۹ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو و۲۲۰ اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَ

کہ کہیں تم احسان مانو (شکر کرو) اے ایمان والو شراب اور جُوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں

الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ

شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ شیطان یہی چاہتا ہے کہ

(۱) اسّی روپے بھر کے سیر کے حساب سے فی مسکین کھانے کا وزن پونے دو سیر چار بھر، یہ اصل وزن ہے مگر احتیاطی حکم یہ ہے کہ اتنے وزن کا جو جس پیمانے میں سمائے اس پیمانے سے گندم دیا جائے جس کا وزن دو سیر تین چھٹانک اٹھنی بھر ہوتا ہے اور نئے حساب سے دو کلو پینتالیس گرام یہ نصف صاع کا احتیاطی وزن ہے،

تفصیل فتاوٰی رضویہ والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الأیمان، مطلب: کفارۃ الیمین، ج ۵، ص ۵۲۳۔

و۲۱۶ یعنی نہ بہت اعلٰی درجہ کا نہ بالکل ادنٰی بلکہ متوسط۔

الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الأیمان، مطلب: کفارۃ الیمین، ج ۵، ص ۵۲۴

و۲۱۷ اوسط درجہ کے جن سے اکثر بدن ڈھک سکے۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک تہبند اور کُرتا یا ایک تہبند اور ایک چادر ہو۔

مسئلہ: کفّارہ میں ان تینوں باتوں کا اختیار ہے خواہ کھانا دے، خواہ کپڑے، خواہ غلام آزاد کرے ہر ایک سے کفّارہ ادا ہو جائے گا۔ الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الأیمان، مطلب: کفارۃ الیمین، ج ۵، ص ۵۲۳

و۲۱۸ مسئلہ: روزہ سے کفّارہ جب ہی ادا ہو سکتا ہے جب کہ کھانا، کپڑا دینے اور غلام آزاد کرنے کی قدرت نہ ہو۔

مسئلہ: یہ بھی ضروری ہے کہ یہ روزے متواتر رکھے جائیں۔

الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الأیمان، مطلب: کفارۃ الیمین، ج ۵، ص ۵۲۳

و۲۱۹ اور قسم کھا کر توڑ دو یعنی اس کو پورا نہ کرو۔

مسئلہ: قسم توڑنے سے پہلے کفّارہ دینا درست نہیں۔

الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الأیمان، مطلب: کفارۃ الیمین، ج ۵، ص ۵۲۳

و۲۲۰ یعنی انہیں پورا کرو اگر اس میں شرعاً کوئی حرج نہ ہو اور یہ بھی حفاظت ہے کہ قسم کھانے کی عادت ترک کی جائے۔

الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّوۡقِعَ بَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِى الۡخَمۡرِ وَالۡمَيۡسِرِ وَيَصُدَّكُمۡ

تم میں بیر (نفرت) اور دشمنی (بغض) ڈلوا دے شراب اور جوئے میں (مبتلا کرکے) اور

عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ‌ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا

تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے وا۲۲۱ تو کیا تم (ان کاموں سے) باز آئے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو

وا۲۲۱ اس آیت میں شراب اور جوئے کے نتائج اور وبال بیان فرمائے گئے کہ شراب خواری اور جوئے بازی کا ایک وبال تو یہ ہے کہ اس سے آپس میں بُغض اور عداوتیں پیدا ہوتی ہیں اور جوان بدیوں میں مبتلا ہو وہ ذکرِ الٰہی اور نماز کے اوقات کی پابندی سے محروم ہوجاتا ہے۔

شراب کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُمُّ الخبائث یعنی تمام گناہوں کی جڑ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اِس کو حرام فرمایا اور حدیثوں میں بھی کثرت سے اِس کی حُرمت اور مخالفت کا ذکر آیا ہے شراب کی برائی کے بارے میں چند حدیثیں بھی پڑھ لیجئے۔ چنانچہ

حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب کے بارے میں دریافت کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو منع فرمادیا تو اُنہوں نے کہا کہ میں تو صرف دوا ہی کیلئے شراب بناتا ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دوا نہیں ہے بلکہ یہ ایک بہت بڑی بیماری ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب تحریم التداوی بالخمر، الحدیث ۱۹۸۴، ص ۱۰۹۷)

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل ہیں کہ اُنہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں نے چند یتیموں کے لئے شراب خریدی ہے جو میری پرورش میں ہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ شراب کو بہادو اور مٹکوں کو توڑ ڈالو۔

(سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی بیع الخمر والنھی عن ذالک، الحدیث ۱۲۹۷، ج ۳، ص ۴۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شراب اور جوا اور شطرنج اور باجرہ کی شراب سے منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الاشربۃ، باب النھی عن المسکر، الحدیث ۳۶۸۵، ج ۳، ص ۴۶۰)

جوا کھیلنا اور جوئے کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی حرام، اور اس کا استعمال گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کو حرام فرمادیا ہے اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جوا کھیلنے کی حرمت اور ممانعت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو نَرد (جوا کھیلنے کا آلہ) سے کھیلے اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نافرمانی کی۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب اللعب بالنرد، الحدیث ۳۷۶۲، ج ۴، ص ۲۳۰۔ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی

الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ

رسول کا اور ہوشیار رہو (شیطان سے) پھر اگر تم پھر جاؤ ۲۲۲ تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم

الْمُبِیْنُ ﴿۹۲﴾ لَیْسَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْۤا

پہنچا دینا ہے ۲۲۳ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں ۲۲۴ جو کچھ انھوں نے چکھا جب کہ

اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا

ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں

وَّ اَحْسَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۹۳﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ ع ۱۲

اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے ۲۲۵ اے ایمان والو ضرور اللہ تمھیں آزمائے گا

النھی عن اللعب بالنرد، الحدیث ۴۹۳۸، ج ۴، ص ۳۷۱)

حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نردشیر (جوا کھیلنے کا سامان) سے جوا کھیلا تو گویا اُس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبویا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب اللعب بالنرد، الحدیث ۳۷۶۳، ج ۴، ص ۲۳۱۔ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی النھی عن اللعب بالنرد، الحدیث ۴۹۳۹، ج ۴، ص ۳۷۱)

۲۲۲ اطاعتِ خدا اور رسول سے۔

۲۲۳ یہ وعید و تہدید ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمِ الٰہی صاف صاف پہنچا دیا تو ان کا جو فرض تھا ادا ہو چکا اب جو اعراض کرے وہ مستحقِ عذاب ہے۔

۲۲۴ شانِ نُزول: یہ آیت ان اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو شراب حرام کئے جانے سے قبل وفات پا چکے تھے۔ حرمتِ شراب کا حکم نازل ہونے کے بعد صحابۂ کرام کو ان کی فکر ہوئی کہ ان سے اس کا مؤاخذہ ہوگا یا نہ ہوگا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حرمت کا حکم نازل ہونے سے قبل جن نیک ایمانداروں نے کچھ کھایا پیا وہ گنہگار نہیں۔

۲۲۵ آیت میں لفظِ 'اِتَّقَوْا' جس کے معنٰی ڈرنے اور پرہیز کرنے کے ہیں تین مرتبہ آیا ہے پہلے سے شرک سے ڈرنا اور پرہیز کرنا، دوسرے سے شراب اور جوئے سے بچنا، تیسرے سے تمام محرَّمات سے پرہیز کرنا مراد ہے۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ پہلے سے ترکِ شرک، دوسرے سے ترکِ معاصی و محرَّمات، تیسرے سے ترکِ شبہات مراد ہے۔ بعض کا قول ہے کہ پہلے سے تمام حرام چیزوں سے بچنا اور دوسرے سے اس پر قائم رہنا اور تیسرے سے زمانۂ نُزولِ وحی میں یا اس کے بعد جو چیزیں منع کی جائیں ان کو چھوڑ دینا مراد ہے۔ (مدارک و خازن و جمل وغیرہ)

بِشَیۡءٍ مِّنَ الصَّیۡدِ تَنَالُہٗۤ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ رِمَاحُکُمۡ لِیَعۡلَمَ اللّٰہُ مَنۡ یَّخَافُہٗ
ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں ۲۲۶ کہ اللہ پہچان کرا دے ان (لوگوں) کی
بِالۡغَیۡبِ ۚ فَمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۹۴﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ
جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے ۲۲۷ اس کے لئے دردناک عذاب ہے اے ایمان
اٰمَنُوۡا لَا تَقۡتُلُوا الصَّیۡدَ وَ اَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ وَ مَنۡ قَتَلَہٗ مِنۡکُمۡ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ
والو شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو ۲۲۸ اور تم میں جو اُسے قصداً (جان بوجھ کر) قتل کرے ۲۲۹ تو اس کا بدلہ
مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحۡکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ ہَدۡیًۢا بٰلِغَ الۡکَعۡبَۃِ اَوۡ
یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے ۲۳۰ تم میں کے دو ثقہ (عادل، متقی) آدمی اس کا حکم کریں ۲۳۱ یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی

۲۲۶ ۶ ہجری جس میں حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا، اس سال مسلمان مُحرِم (احرام پوش) تھے اس حالت میں وہ اس آزمائش میں ڈالے گئے کہ وُحوش وطیور بکثرت آئے اور ان کی سواریوں پر چھا گئے، ہاتھ سے پکڑنا، ہتھیار سے شکار کر لینا بالکل اختیار میں تھا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس آزمائش میں وہ بفضلِ الٰہی فرمانبردار ثابت ہوئے اور حکمِ الٰہی کی تعمیل میں ثابت قدم رہے۔ (خازن وغیرہ) کتاب المغازی للواقدی، غزوۃ الحدیبیۃ، ج ۲، ص ۲۲۰

۲۲۷ اور بعد ابتلاء کے نافرمانی کرے۔

۲۲۸ مسئلہ: مُحرِم پر شکار یعنی خشکی کے کسی وحشی جانور کو مارنا حرام ہے۔

مسئلہ: جانور کی طرف شکار کرنے کے لئے اشارہ کرنا یا کسی طرح بتانا بھی شکار میں داخل اور ممنوع ہے۔

مسئلہ: حالتِ احرام میں ہر وحشی جانور کا شکار ممنوع ہے خواہ وہ حلال ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: کاٹنے والا کتّا اور کوّا اور بچھو اور چیل اور چوہا اور بھیڑیا اور سانپ ان جانوروں کو احادیث میں فواسق فرمایا گیا اور ان کے قتل کی اجازت دی گئی۔

مسئلہ: مچھر، پسّو، چیونٹی، مکھی اور حشرات الارض اور حملہ آور درندوں کو مارنا معاف ہے۔ (تفسیر احمدی وغیرہ)

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصید، ج ۱، ص ۲۴۸)

۲۲۹ مسئلہ: حالتِ احرام میں جن جانوروں کا مارنا ممنوع ہے وہ ہر حال میں ممنوع ہے عمداً ہو یا خطاء، عمداً کا حکم تو اس آیت سے معلوم ہوا اور خطاء کا حدیث شریف سے ثابت ہے۔

(مدارک)) الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۶، وغیرہ)

۲۳۰ ویسا ہی جانور دینے سے مراد یہ ہے کہ قیمت میں مارے ہوئے جانور کے برابر ہو حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا یہی قول ہے اور امام محمد و شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک خلقت وصورت میں مارے

كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖؕ عَفَا

و۲۳۲ یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا و۲۳۳ یا اس کے برابر روزے (رکھے) کہ اپنے کام (نافرمانی) کا وبال چکھے اللہ

اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَؕ وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

نے معاف کیا جو ہو گزرا و۲۳۴ اور جو اب کرے گا اللہ اُس سے بدلہ لے (سزا دے) گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا حلال

اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّیَّارَةِۚ وَ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ

ہے تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور تم پر حرام ہے

صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًاؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ

خشکی کا شکار و۲۳۵ جب تک تم احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے اللہ نے ادب

ہوئے جانور کی مثل ہونا مراد ہے۔

(مدارک واحمدی)) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصید، ج۱،ص ۲۴۸)

و۲۳۱ یعنی قیمت کا اندازہ کریں اور قیمت وہاں کی معتبر ہوگی جہاں شکار مارا گیا ہو یا اس کے قریب کے مقام کی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصید، ج۱،ص ۲۴۸)

و۲۳۲ یعنی کفّارہ کے جانور کا حرم مکّہ شریف کے باہر ذبح کرنا درست نہیں مکّہ مکرّمہ میں ہونا چاہئے اور عین کعبہ میں بھی ذبح جائز نہیں، اسی لئے کعبہ کو پہنچتی فرمایا، کعبہ کے اندر نہ فرمایا اور کفّارہ کھانے یا روزہ سے ادا کیا جائے تو اس کے لئے مکّہ مکرّمہ میں ہونے کی قید نہیں باہر بھی جائز ہے۔

(تفسیر احمدی وغیرہ)) الدر المختار، ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳،ص ۶۸۱)

و۲۳۳ مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ شکار کی قیمت کا غلّہ خرید کر مساکین کو اس طرح دے کہ ہر مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر پہنچے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس قیمت میں جتنے مسکینوں کے ایسے حصّے ہوتے تھے اتنے روزے رکھے۔

(الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳،ص ۶۸۱)

و۲۳۴ یعنی اس حکم سے قبل جو شکار مارے۔

و۲۳۵ اس آیت میں یہ مسئلہ بیان فرمایا گیا کہ مُحرِم کے لئے دریا کا شکار حلال ہے اور خشکی کا حرام، دریا کا شکار وہ ہے جس کی پیدائش دریا میں ہو اور خشکی کا وہ جس کی پیدائش خشکی میں ہو۔

مسئلہ: پانی کے جانور کو شکار کرنا جائز ہے، پانی کے جانور سے مراد وہ جانور ہے جو پانی میں پیدا ہوا ہو اگرچہ خشکی میں بھی کبھی رہتا ہو اور خشکی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش خشکی کی ہو اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔

لباب المناسک، (باب الجنایات، فصل فی ترک الواجبات بعذر)، ص ۳۶۰

الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ

والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا و۲۳۶ اور حرمت والے مہینہ اور حرم کی قربانی و۲۳۷ اور گلے میں علامت (حج کی

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

قربانیوں کی) آویزاں جانوروں کو و۲۳۸ یہ اس لئے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ ؕ

اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے و۲۳۹ اور اللہ بخشنے والا مہربان

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا

رسول پر نہیں مگر (اللہ کا) حکم پہنچانا و۲۴۰ اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو و۲۴۱ تم

يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي

فرما دو کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں و۲۴۲ اگرچہ تجھے گندے کی کثرت بھائے تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل

الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ

والو کہ تم فلاح پاؤ اے ایمان والو ایسی باتیں (سوال) نہ پوچھو جو تم پر ظاہر

ع ۱۳/۷ ۲

و۲۳۶ کہ وہاں دینی و دنیوی امور کا قیام ہوتا ہے، خائف وہاں پناہ لیتا ہے، ضعیفوں کو وہاں امن ملتی ہے، تاجر وہاں نفع پاتے ہیں، حج و عمرہ کرنے والے وہاں حاضر ہو کر مناسک ادا کرتے ہیں۔

و۲۳۷ یعنی ذی الحجّہ کو جس میں حج کیا جاتا ہے۔

و۲۳۸ کہ ان میں ثواب زیادہ ہے، ان سب کو تمہارے مصالح کے قیام کا سبب بنایا۔

و۲۳۹ تو حرم و احرام کی حرمت کا لحاظ رکھو۔ اللہ تعالٰی نے اپنی رحمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد اپنی صفت شدیدُ العقاب ذکر فرمائی تاکہ خوف و رجاء سے تکمیلِ ایمان ہو، اس کے بعد صفتِ غفور و رحیم بیان فرما کر اپنی وسعت و رحمت کا اظہار فرمایا۔

و۲۴۰ تو جب رسول حکم پہنچا کر فارغ ہو گئے تو تم پر طاعت لازم اور حجّت قائم ہو گئی اور جائے عذر باقی نہ رہی۔

و۲۴۱ اس کو تمہارے ظاہر و باطن نفاق و اخلاص سب کا علم ہے۔

و۲۴۲ یعنی حلال و حرام، نیک و بد، مسلم و کافر اور کھرا کھوٹا ایک درجہ میں نہیں ہوسکتا۔

سیدنا واحدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی تفسیر میں اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم! میری تجارت کا ذریعہ شراب کی خرید و فروخت تھا اور میں نے اس سے بہت سا مال جمع کر رکھا ہے اب اگر میں اس مال کو اللہ عزوجل کی اطاعت میں

تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ

کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں و۲۴۳ اور اگر انھیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی اللہ

خرچ کروں تو کیا مجھے اس سے نفع ہوگا؟' نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا 'اگر تم یہ مال حج، جہاد یا صدقے میں خرچ کرو تب بھی اللہ عزوجل کے نزدیک اس کی حیثیت مچھر کے پر جتنی بھی نہ ہوگی، اللہ عزوجل صرف پاکیزہ صدقات ہی قبول فرماتا ہے۔' تو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے فرمان کی تصدیق کے لئے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

(تفسیر زاد المسیر ،سورۃ المائدۃ،تحت الآیۃ (قل لایستوی الخبیث) الجزء ۲،ص ۲۷۰)

سیدنا حسن اور سیدنا عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں :'اس سے مراد حلال اور حرام ہیں۔

و۲۴۳ شانِ نُزول : بعض لوگ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے یہ خاطرِ مبارک پر گراں ہوتا تھا ، ایک روز فرمایا کہ جو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرو میں ہر بات کا جواب دوں گا ، ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا انجام کیا ہے؟ فرمایا جہنّم ، دوسرے نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے اس کے اصلی باپ کا نام بتادیا جس کے نطفہ سے وہ تھا کہ صداقہ ہے باوجودیکہ اس کی ماں کا شوہر اور تھا جس کا یہ شخص بیٹا کہلاتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ایسی باتیں نہ پوچھو جو ظاہر کی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔ (تفسیر احمدی) بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرماتے ہوئے فرمایا جس کو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرے ، عبداللہ بن حُذافہ سہمی نے کھڑے ہوکر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا حذافہ پھر فرمایا اور پوچھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اٹھ کر اقرارِ ایمان و رسالت کے ساتھ معذرت پیش کی۔ ابنِ شہاب کی روایت ہے کہ عبداللہ بن حُذافہ کی والدہ نے ان سے شکایت کی اور کہا کہ تو بہت نالائق بیٹا ہے تجھے کیا معلوم کہ زمانۂ جاہلیّت کی عورتوں کا کیا حال تھا ، خدانخواستہ تیری ماں سے کوئی قصور ہوا ہوتا تو آج وہ کیسی رسوا ہوتی ، اس پر عبداللہ بن حُذافہ نے کہا کہ اگر حضور کسی حبشی غلام کو میرا باپ بتادیتے تو میں یقین کے ساتھ مان لیتا۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ لوگ بطریقِ اِستہزاء اس قِسم کے سوال کیا کرتے تھے ، کوئی کہتا میرا باپ کون ہے ، کوئی پوچھتا میری اونٹنی گم ہوگئی ہے وہ کہاں ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں حج فرض ہونے کا بیان فرمایا ، اس پر ایک شخص نے کہا کیا ہر سال فرض ہے؟ حضرت نے سکوت فرمایا ، سائل نے سوال کی تکرار کی تو ارشاد فرمایا کہ جو میں بیان نہ کروں اس کے درپے نہ ہو اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے۔

صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرۃ فی العمر، الحدیث ۴۱۲۔(۱۳۳۷)،ص ۶۹۸.

ذالتفسیر الکبیر، سورۃ المآئدۃ، تحت الآیۃ:۱۰۱، ج ۴،ص ۴۴۴

عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا

انہیں معاف کر چکا ہے ؀۲۴۴ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے تم سے اگلی (پہلے کی) ایک قوم نے انہیں پوچھا ؀۲۴۵ پھر ان سے

كٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِیْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّ

منکر ہو بیٹھے اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ؀۲۴۶

لٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں ؀۲۴۷ اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں ؀۲۴۸

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ احکام حضور کو مُفوّض ہیں، جو فرض فرمادیں وہ فرض ہو جائے نہ فرمائیں نہ ہو۔

؀۲۴۴ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس امر کی شرع میں ممانعت نہ آئی ہو وہ مباح ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا، حرام وہ ہے جس کو اس نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت کیا وہ معاف تو کُلفت میں نہ پڑو۔ (خازن) (سنن ابن ماجۃ، کتاب الأطعمۃ، باب أکل الجبن والسمن، الحدیث: ۳۳۶۷، ج ۴، ص ۵۶)

؀۲۴۵ اپنے انبیاء سے اور بے ضرورت سوال کئے، حضراتِ انبیاء نے احکام بیان فرمادیئے تو بجا نہ لاسکے۔

؀۲۴۶ زمانۂ جاہلیت میں کُفّار کا یہ دستور تھا کہ جو اونٹنی پانچ مرتبہ بچّے جنتی اور آخر مرتبہ اس کے نَر ہوتا اس کا کان چیر دیتے پھر نہ اس پر سواری کرتے، نہ اس کو ذبح کرتے، نہ پانی اور چارے پر سے ہنکاتے اس کو بحیرہ کہتے اور جب سفر پیش ہوتا یا کوئی بیمار ہوتا تو یہ نذر کرتے کہ اگر میں سفر سے بخیریت واپس آؤں یا تندرست ہو جاؤں تو میری اونٹنی سائبہ (بجار) ہے اور اس سے بھی نفع اٹھانا بحیرہ کی طرح حرام جانتے اور اس کو آزاد چھوڑ دیتے اور بکری جب سات مرتبہ بچّے جن چکتی تو اگر ساتواں بچّہ نَر ہوتا تو اس کو مرد کھاتے اور اگر مادّہ ہوتا تو بکریوں میں چھوڑ دیتے اور ایسے ہی اگر نَر مادّہ دونوں ہوتے اور کہتے کہ یہ اپنے بھائی سے مل گئی اس کو وصیلہ کہتے اور جب نَر اُونٹ سے دس گیابھ حاصل ہو جاتے تو اس کو چھوڑ دیتے نہ اس پر سواری کرتے، نہ اس سے کام لیتے، نہ اس کو چارے پانی پر سے روکتے اس کو حامی کہتے۔ (مدارک) بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ بُتوں کے لئے روکتے تھے کوئی اس جانور کا دودھ نہ دوہتا اور سائبہ وہ جس کو اپنے بُتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے کوئی ان سے کام نہ لیتا، یہ رسمیں زمانۂ جاہلیّت سے ابتدائے عہدِ اسلام تک چلی آرہی تھیں۔ اس آیت میں ان کو باطل کیا گیا۔

؀۲۴۷ کیونکہ اللہ تعالٰی نے ان جانوروں کو حرام نہیں کیا، اس کی طرف اس کی نسبت غلط ہے۔

؀۲۴۸ جو اپنے سرداروں کے کہنے سے ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں، اتنا شعور نہیں رکھتے کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول نے حرام نہ کی اس کو کوئی حرام نہیں کرسکتا۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا

اور جب ان سے کہا جائے آؤ اس طرف جو اللہ نے اُتارا اور رسول کی طرف کہیں ف۲۴۹ ہمیں وہ بہت (کافی) ہے جس پر

وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَاؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

ہم نے اپنے باپ داد کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں اور نہ راہ پر ہوں ف۲۵۰

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْؕ

اے ایمان والو تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو ف۲۵۱

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو (اعمال) تم کرتے تھے اے ایمان والو ف۲۵۲

ف۲۴۹ یعنی حکمِ خدا اور رسول کا اِتباع کرو اور سمجھ لو کہ یہ چیزیں حرام نہیں۔

ف۲۵۰ یعنی باپ دادا کا اِتّباع جب درست ہوتا کہ وہ علم رکھتے اور سیدھی راہ پر ہوتے۔

ف۲۵۱ مسلمان کُفّار کی محرومی پر افسوس کرتے تھے اور انہیں رنج ہوتا تھا کہ کُفّار عناد میں مبتلا ہو کر دولتِ اسلام سے محروم رہے، اللہ تعالٰی نے ان کی تسلّی فرما دی کہ اس میں تمہارا کچھ ضرر نہیں، امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فرض ادا کر کے تم بری الذِّمہ ہو چکے، تم اپنی نیکی کی جزا پاؤ گے۔ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا اس آیت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے وجوب کی بہت تاکید کی ہے کیونکہ اپنی فکر رکھنے کے معنٰی یہ ہیں ایک دوسرے کی خبر گیری کرے، نیکیوں کی رغبت دلائے، بدیوں سے روکے۔ (خازن)

حدیثِ شریف میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا: 'اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو اور اس کا مفہوم غلط انداز سے بیان کرتے ہو جبکہ میں نے رسول اللہ عزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: 'جو کوئی قوم گناہ کا کام کرے اور ان میں روکنے کے قابل کوئی شخص ہو لیکن وہ نہ روکے تو قریب ہے کہ اللہ عزَّ وَجَلَّ ان سب کو اپنے عذاب میں مبتلا کر دے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الأمر والنھی، الحدیث ۴۳۳۸، ص ۱۵۳۹، بتغیرٍ)

حضرت سیِّدنا ابو ثعلبہ خُشَنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ عزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: 'اے ابو ثعلبہ! نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اگر تم دیکھو کہ بُخل کی اطاعت اور خواہشِ نفس کی اتباع کی جاتی ہے، دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر ذی رائے اپنی رائے پر اِتراتا ہے، تو تم اپنی فکر کرو اور عوام کو چھوڑ دو بے شک تمہارے بعد اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح فتنے ہیں اس وقت جو دین اختیار کریگا جس طرح تم نے اختیار کیا ہے تو اسے تم میں سے پچاس (کے ثواب کے برابر) ثواب ملے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الأمر والنھی، الحدیث ۴۳۴۱، ص ۱۵۳۹، بتغیرٍ)

اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا

تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں کسی کو موت آئے و۲۵۳ وصیت کرتے وقت تم میں کے

عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ

دو معتبر شخص ہیں یا غیروں میں کے دو جب تم ملک میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کا

و۲۵۲ شانِ نُزول: مُہاجرین میں سے بدیل جوحضرت عمرو بن العاص کے مَوالی میں سے تھے بقصدِ تجارت مُلکِ شام کی طرف دونصرانیوں کے ساتھ روانہ ہوئے، ان میں سے ایک کا نام تمیم بن اوس داری تھا اور دوسرے کا عدی بن بداء، شام پہنچتے ہی بدیل بیمار ہو گئے اور انہوں نے اپنے تمام سامان کی ایک فہرست لکھ کر سامان میں ڈال دی اور ہمراہیوں کو اس کی اطلاع نہ دی، جب مرض کی شدّت ہوئی تو بدیل نے تمیم و عدی دونوں کو وصیّت کی کہ ان کا تمام سرمایہ مدینہ شریف پہنچ کر ان کے اہل کو دے دیں اور بدیل کی وفات ہو گئی، ان دونوں نے ان کی موت کے بعد ان کا سامان دیکھا، اس میں ایک چاندی کا جام تھا جس پر سونے کا کام بنا تھا اس میں تین سو مثقال چاندی تھی، بدیل یہ جام بادشاہ کو نذر کرنے کے قصد سے لائے تھے ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں ساتھیوں نے اس جام کو غائب کر دیا اور اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد جب یہ لوگ مدینہ طیّبہ پہنچے تو انہوں نے بدیل کا سامان ان کے گھر والوں کے سپرد کر دیا، سامان کھولنے پر فہرست ان کے ہاتھ آ گئی جس میں تمام متاع کی تفصیل تھی، سامان کو اس کے مطابق کیا تو جام نہ پایا اب وہ تمیم اور عدی کے پاس پہنچے اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بدیل نے کچھ سامان بیچا بھی تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، کہا کوئی تجارتی معاملہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں پھر دریافت کیا بدیل بہت عرصہ بیمار رہے اور انہوں نے اپنے علاج میں کچھ خرچ کیا؟ انہوں نے کہا نہیں، وہ تو شہر پہنچتے ہی بیمار ہو گئے اور جلد ہی ان کا انتقال ہو گیا، اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ان کے سامان میں ایک فہرست ملی ہے اس میں چاندی کا ایک جام سونے سے مُنقّش کیا ہوا جس میں تین سو مثقال چاندی ہے، یہ بھی لکھا ہے تمیم و عدی نے کہا ہمیں نہیں معلوم، ہمیں تو جو وصیّت کی تھی اس کے مطابق سامان ہم نے تمہیں دے دیا، جام کی ہمیں خبر بھی نہیں، یہ مقدمہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہوا، تمیم و عدی وہاں بھی انکار پر جمے رہے اور قَسم کھا لی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ پھر وہ جام مکّہ مکرّمہ میں پکڑا گیا، جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا کہ میں نے یہ جام تمیم و عدی سے خریدا ہے، مالکِ جام کے اولیاء میں سے دو شخصوں نے کھڑے ہو کر قَسم کھائی کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ احق ہے، یہ جام ہمارے مُورِث کا ہے۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترمذی)

و۲۵۳ یعنی موت کا وقت قریب آئے، زندگی کی امید نہ رہے، موت کے آثار و علامات ظاہر ہوں۔

مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا

حادثہ پہنچے ان دونوں (گواہوں) کو نماز کے بعد روکو ۲۵۴ وہ اللہ کی قسم کھائیں اگر تمہیں کچھ شک پڑے ۲۵۵ ہم

نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ

حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے ۲۵۶ اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے ایسا کریں تو ہم ضرور

الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا

گنہگاروں میں ہیں پھر اگر پتہ چلے کہ وہ کسی گناہ کے سزا وار ہوئے ۲۵۷ تو ان کی جگہ دو اور کھڑے ہوں

مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ

ان میں سے کہ اس گناہ یعنی جھوٹی گواہی نے ان کا حق لے کر ان کو نقصان پہنچایا ۲۵۸ جو میت سے زیادہ قریب ہوں تو اللہ

۲۵۴ اس نماز سے نمازِ عصر مراد ہے کیونکہ وہ لوگوں کے اجتماع کا وقت ہوتا ہے۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نمازِ ظہر یا عصر کیونکہ اہلِ حجاز مقدمات اسی وقت کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھ کر عدی و تمیم کو بلایا، ان دونوں کو منبر شریف کے پاس قسمیں دیں، ان دونوں نے قسمیں کھائیں، اس کے بعد مکہ مکرمہ میں وہ جام پکڑا گیا تو جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا میں نے تمیم و عدی سے خریدا ہے۔ (مدارک)

۲۵۵ ان کی امانت و دیانت میں اور وہ یہ کہیں کہ۔

۲۵۶ یعنی جھوٹی قسم نہ کھائیں گے اور کسی کی خاطر ایسا نہ کریں گے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'قسم اٹھانے والا یا تو قسم توڑ کر گنہگار ہوگا یا اپنی قسم پر شرمندہ ہوگا۔'

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الایمان، باب من کرہ الایمان باللہ...الخ، الحدیث ۱۹۸۳۹، ج ۱۰، ص ۵۴، واللفظ لہ)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے: 'اللہ عزوجل نے مجھے اس بات کا اِذن دیا ہے کہ میں حاملینِ عرش میں سے ایک فرشتے کا تذکرہ کروں، اُس کے قدم سب سے نچلی زمین میں گڑے ہوئے ہیں اور اس کی گردن عرش سے متصل ہے، وہ اپنا سر اٹھا کر عرض کرتا ہے: 'یا الٰہی عزوجل! تو کتنا عظیم ہے۔' تو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: 'جو میرے نام کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے وہ میری عظمت کو نہیں جانتا۔'

(رواہ الحاکم، کتاب الایمان، باب تسبیح دیک رجلاہ...الخ، الحدیث، ۷۸۸۳، ج ۵، ص ۴۲۲ بنحوہ وبتصرفہ)

۲۵۷ خیانت کے یا جھوٹ وغیرہ کے۔

۲۵۸ اور وہ میت کے اہل و اَقارب ہیں۔

شَهَادَتِهِمَا وَ مَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے ان دو کی گواہی سے اور ہم حد سے نہ بڑھے ف۲۵۹ ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہوں یہ

يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَ

قریب تر ہے اس سے کہ گواہی جیسی چاہیے ادا کریں یا ڈریں کہ کچھ قسمیں رد کر دی جائیں ان کی قسموں کے بعد ف۲۶۰ اور

ع ۱۴ ۸ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ

اللہ سے ڈرو اور حکم سنو (اور مانو) اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا جس دن اللہ جمع فرمائے گا

الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ

رسولوں کو ف۲۶۱ پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا ف۲۶۲ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی ہے سب

الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِىْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى

غیبوں کا جاننے والا ف۲۶۳ جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں

وقف لازم وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ قف تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَ

پر ف۲۶۴ جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی ف۲۶۵ تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے (جھولے) میں ف۲۶۶ اور پکی عمر

ف۲۵۹ چنانچہ بدیل کے واقعہ میں جب ان کے دونوں ہمراہیوں کی خیانت ظاہر ہوئی تو بدیل کے ورثاء میں سے دو شخص کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ یہ جام ہمارے مُورِث کا ہے اور ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ ٹھیک ہے۔

ف۲۶۰ حاصل معنٰی یہ ہے کہ اس معاملہ میں جو حکم دیا گیا کہ عدی و تمیم کی قسموں کے مال برآمد ہونے پر اولیاء میّت کی قسمیں لی گئیں، یہ اس لئے کہ لوگ اس واقعہ سے سبق لیں اور شہادتوں میں راہِ حق و صواب نہ چھوڑیں اور اس سے خائف رہیں کہ جھوٹی گواہی کا انجام شرمندگی و رسوائی ہے۔

فائدہ: مدّعی پر قسم نہیں لیکن یہاں جب مال پایا گیا تو مدعا علیہا نے دعوٰی کیا کہ انہوں نے میّت سے خرید لیا تھا، اب ان کی حیثیت مدّعی کی ہوگئی اور ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہ تھا لہٰذا ان کے خلاف اولیائے میّت کی قسم لی گئی۔

ف۲۶۱ یعنی روزِ قیامت۔

ف۲۶۲ یعنی جب تم نے اپنی اُمّتوں کو ایمان کی دعوت دی تو انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا، اس سوال میں منکرین کی توبیخ ہے۔

ف۲۶۳ انبیاء کا یہ جواب ان کے کمالِ ادب کی شان ظاہر کرتا ہے کہ وہ علمِ الٰہی کے حضور اپنے علم کو اصلاً نظر میں نہ لائیں گے اور قابلِ ذکر قرار نہ دیں گے اور معاملہ اللہ تعالٰی کے علم و عدل پر تفویض فرمادیں گے۔

اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۚ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ
ہوکر و۲۶۷ اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت و۲۶۸ اور توریت اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرند کی سی
كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ
مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی و۲۶۹ اور تو مادر زاد (پیدائشی) اندھے اور سفید
الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ ۚ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ
داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا و۲۷۰ اور جب میں نے بنی اسرائیل
عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ
کو تجھ سے روکا و۲۷۱ جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں (واضح معجزات) لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے کہ یہ و۲۷۲ تو

و۲۶۴ کہ میں نے ان کو پاک کیا اور جہاں کی عورتوں پر ان کو فضیلت دی۔

و۲۶۵ یعنی حضرت جبریل سے کہ وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ رہتے اور حوادث میں ان کی مدد کرتے۔

و۲۶۶ صِغرِ سنی میں اور یہ معجزہ ہے۔

و۲۶۷ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام قیامت سے پہلے نُزول فرمائیں گے کیونکہ کہولت (پختہ عمر) کا وقت آنے سے پہلے آپ اُٹھا لئے گئے، نُزول کے وقت آپ تینتیس ۳۳ سال کے جوان کی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے اور بمصداق اس آیت کے کلام کریں گے اور جو پالنے میں فرمایا تھا 'اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ' وہی فرمائیں گے۔(جمل)

مُفسّرِ شہیر حکیم الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت بچپن اور بڑھاپے میں کلام کرنا ہے بچپن میں کلام کرنا تو اس لئے معجزہ ہے کہ بچے اتنی عمر میں بولا نہیں کرتے اور بڑھاپے میں کلام کرنا اس لئے معجزہ ہے کہ آپ بڑھاپے سے پہلے آسمان پر گئے اور وہاں سے آکر بوڑھے ہوکر کلام کریں گے۔

(علم القرآن)

و۲۶۸ یعنی اسرارِ علوم۔

و۲۶۹ یہ بھی حضرت عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کا معجزہ تھا۔

جیسا کہ پ ۳، آل عمران: ۴۹ میں گزر چکا۔

و۲۷۰ اندھے اور سفید داغ والے کو بینا اور تندرست کرنا اور مُردوں کو قبروں سے زندہ کر کے نکالنا، یہ سب باذنِ اللہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے معجزاتِ جلیلہ ہیں۔

جیسا کہ پ ۳، آل عمران: ۴۹ میں گزر چکا۔

مُّبِيۡنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذۡ اَوۡحَيۡتُ اِلَى الۡحَوَارِيّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِىۡ وَبِرَسُوۡلِىۡ‌ۚ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا

نہیں مگر کھلا جادو اور جب میں نے حواریوں ۳؎ کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ۴؎ ایمان لاؤ بولے

۲؎ یہ ایک اور نعمت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہود کے شر سے محفوظ رکھا جنہوں نے حضرت کے معجزاتِ باہرات دیکھ کر آپ کے قتل کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اُٹھا لیا اور یہود نامراد رہ گئے۔

۲؎ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔

آپ کے چار مشہور معجزات یہ ہیں؛

(۱) مٹی کے پرند بنا کر ان میں پھونک مار کر ان کو اڑا دینا۔

(۲) مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا۔

(۳) مردوں کو زندہ کرنا۔

(۴) اور جو کچھ کھایا اور جو کچھ گھروں میں چھپا کر رکھا اس کی خبر دینا۔

۳؎ حواری حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب اور آپ کے مخصوصین ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ 'حواری' جو آپ پر ایمان لاکر اور اپنے اپنے اسلام کا اعلان کر کے اپنے تن من دھن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت وحمایت کے لئے ہر وقت اور ہر دم کمر بستہ رہے، یہ کون لوگ تھے؟ اور ان لوگوں کو 'حواری' کا لقب کیوں اور کس معنی کے لحاظ سے دیا گیا؟

تو اس بارے میں صاحب تفسیر جمل نے فرمایا کہ 'حواری' کا لفظ 'حور' سے مشتق ہے جس کے معنی سفیدی کے ہیں چونکہ ان لوگوں کے کپڑے نہایت سفید اور صاف تھے اور ان کے قلوب اور نیتیں بھی صفائی ستھرائی میں بہت بلند مقام رکھتی تھیں اس بناء پر ان لوگوں کو 'حواری' کہنے لگے اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ چونکہ یہ لوگ رزق حلال طلب کرنے کے لئے دھوبی کا پیشہ اختیار کر کے کپڑوں کی دھلائی کرتے تھے اس لئے یہ لوگ 'حواری' کہلائے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ سب لوگ شاہی خاندان سے تھے اور بہت ہی صاف اور سفید کپڑے پہنتے تھے اس لئے لوگ ان کو حواری کہنے لگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں آپ کھانا کھایا کرتے تھے اور وہ پیالہ کبھی کھانے سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ کسی نے بادشاہ کو اس کی اطلاع دے دی تو اس نے آپ کو دربار میں طلب کر کے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں عیسیٰ بن مریم خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ وہ بادشاہ آپ کی ذات اور آپ کے معجزات سے متاثر ہو کر آپ پر ایمان لایا اور سلطنت کا تخت وتاج چھوڑ کر اپنے تمام اقارب کے ساتھ آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ چونکہ یہ شاہی خاندان بہت ہی سفید پوش تھا۔ اس لئے یہ سب 'حواری' کے لقب سے مشہور ہو گئے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ سفید پوش مچھیروں کی ایک جماعت تھی جو مچھلیوں کا شکار کیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم لوگ مچھلیوں کا شکار کرتے ہو اگر تم لوگ میری پیروی کرنے پر کمر بستہ ہو جاؤ تو تم لوگ آدمیوں کا شکار کر کے ان کو حیات جاودانی سے سرفراز

وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ

ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں ۲۷۵ جب حواریوں نے کہا اے عیسٰی بن مریم کیا آپ کا رب

کرنے لگو گے۔ ان لوگوں نے آپ سے معجزہ طلب کیا تو اس وقت 'شمعون' نامی مچھلی کے شکاری نے دریا میں جال ڈال رکھا تھا مگر ساری رات گزر جانے کے باوجود ایک مچھلی بھی جال میں نہیں آئی تو آپ نے فرمایا کہ اب تم جال دریا میں ڈالو۔ چنانچہ جیسے ہی اس نے جال کو دریا میں ڈالا لمحہ بھر میں اتنی مچھلیاں جال میں پھنس گئیں کہ جال کو کشتی والے نہیں اٹھا سکے۔ چنانچہ دو کشتیوں کی مدد سے جال اٹھایا گیا اور دونوں کشتیاں مچھلیوں سے بھر گئیں۔ یہ معجزہ دیکھ کر دونوں کشتی والے جن کی تعداد بارہ تھی سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ ان ہی لوگوں کا لقب 'حواری' ہے۔

اور بعض علماء کا قول ہے کہ بارہ آدمی حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان لوگوں کے ایمان کامل اور حسن نیت کی بناء پر ان لوگوں کو یہ کرامت مل گئی کہ جب بھی ان لوگوں کو بھوک لگتی تو یہ لوگ کہتے کہ یا روح اللہ! ہم کو بھوک لگی ہے، تو حضرت عیسٰی علیہ السلام زمین پر ہاتھ مار دیتے تو زمین سے دو روٹیاں نکل کر ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جایا کرتی تھیں اور جب یہ لوگ پیاس سے فریاد کیا کرتے تھے تو حضرت عیسٰی علیہ السلام زمین پر ہاتھ مار دیا کرتے اور نہایت شیریں اور ٹھنڈا پانی ان لوگوں کو مل جایا کرتا تھا اسی طرح یہ لوگ کھاتے پیتے تھے۔ ایک دن ان لوگوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے پوچھا کہ اے روح اللہ ! ہم مومنوں میں سب سے افضل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے روزی حاصل کر کے دکھائے۔ یہ سن کر ان بارہ حضرات نے رزقِ حلال کے لئے دھوبی کا پیشہ اختیار کر لیا چونکہ یہ لوگ کپڑوں کو دھو کر سفید کرتے تھے اس لئے 'حواری' کے لقب سے پکارے جانے لگے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو ان کی والدہ نے ایک رنگریز کے ہاں ملازم رکھوا دیا تھا۔ ایک دن رنگریز مختلف کپڑوں کو نشان لگا کر چند رنگوں کو رنگنے کے لئے آپ کے سپرد کر کے کہیں باہر چلا گیا۔ آپ نے ان سب کپڑوں کو ایک ہی رنگ کے برتن میں ڈال دیا۔ رنگریز نے گھبرا کر کہا کہ آپ نے سب کپڑوں کو ایک ہی رنگ کا کر دیا۔ حالانکہ میں نے نشان لگا کر مختلف رنگوں کا رنگنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے کپڑو! تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہی رنگوں کے ہو جاؤ، جن رنگوں کا یہ چاہتا تھا۔ چنانچہ ایک ہی برتن میں سے لال، سبز، پیلا، جن جن کپڑوں کو رنگریز جس جس رنگ کا چاہتا تھا وہ کپڑا اسی رنگ کا ہو کر نکلنے لگا۔ آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر تمام حاضرین جو سفید پوش تھے اور جن کی تعداد بارہ تھی، سب ایمان لائے یہی لوگ 'حواری' کہلانے لگے۔

حضرت امام قفال علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ ان بارہ حواریوں میں کچھ لوگ بادشاہ ہوں اور کچھ مچھیرے ہوں اور کچھ دھوبی ہوں اور کچھ رنگریز ہوں۔ چونکہ یہ سب حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مخلص جاں نثار تھے اور ان لوگوں کے قلوب اور نیتیں صاف تھیں اس بناء پر ان بارہ پاکبازوں اور نیک نفسوں کو 'حواری' کا لقب معزز عطا کیا گیا۔ کیونکہ 'حواری' کے معنی مخلص دوست کے ہیں۔

(تفسیر جمل علی الجلالین، ج۱، ص ۴۲۴۔ ۴۲۳، پ ۳، آل عمران: ۵۲)

۲۷۵ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر۔

يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ

ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتارے و۲۷٦ کہا اللہ سے ڈرو (نئے نئے مطالبات نہ کرو) اگر

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ

ایمان رکھتے ہو و۲۷۷ بولے ہم چاہتے ہیں و۲۷۸ کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں و۲۷۹ اور ہم آنکھوں

اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

(سے بھی) دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا و۲۸۰ اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں و۲۸۱ عیسٰی بن مریم نے عرض کی

اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا

اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو و۲۸۲ ہمارے اگلے پچھلوں کی و۲۸۳

و۲۷۵ ظاہر اور باطن میں مخلص و مطیع۔

و۲۷٦ معنٰی یہ ہیں کہ کیا اللہ تعالٰی اس باب میں آپ کی دعا قبول فرمائے گا۔

و۲۷۷ اور تقوٰی اختیار کرو تا کہ یہ مراد حاصل ہو۔ بعض مفسّرین نے کہا معنٰی یہ ہیں کہ تمام اُمّتوں سے نرالا سوال کرنے میں اللہ سے ڈرو یا یہ معنٰی ہیں کہ اس کی کمالِ قدرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں تردُّد نہ کرو، حواری مؤمنِ عارف اور قدرت الٰہیہ کے معترف تھے انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے عرض کیا۔

و۲۷۸ حصولِ برکت کے لئے۔

و۲۷۹ اور یقین قوی ہو اور جیسا کہ ہم نے قدرتِ الٰہی کو دلیل سے جانا ہے مشاہدہ سے بھی اس کو پختہ کرلیں۔

و۲۸۰ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

و۲۸۱ اپنے بعد والوں کے لئے۔ حواریوں کے یہ عرض کرنے پر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے انہیں تیس روزے رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تم ان روزوں سے فارغ ہو جاؤ گے تو اللہ تعالٰی سے جو دعا کرو گے قبول ہوگی، انہوں نے روزے رکھ کر خوان اُترنے کی دعا کی، اس وقت حضرت عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے غسل فرمایا اور موٹا لباس پہنا اور دو رکعت نماز ادا کی اور سر مبارک جھکایا اور رو کر یہ دعا کی جس کا اگلی آیت میں ذکر ہے۔

و۲۸۲ یعنی ہم اس کے نُزول کے دن کو عید بنائیں، اس کی تعظیم کریں، خوشیاں منائیں، تیری عبادت کریں، شکر بجالائیں۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالٰی کی خاص رحمت نازل ہو اس دن کو عید بنانا اور خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا، شکرِ الٰہی بجالانا طریقۂ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالٰی کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکرِ الٰہی بجالانا اور اظہارِ فرح اور سرور کرنا مستحسن و محمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

آسمانی دسترخوان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے یہ عرض کیا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب یہ کرسکتا ہے کہ وہ آسمان سے ہمارے پاس ایک دسترخوان اتار دے؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس طرح کی نشانیاں طلب کرنے سے اگر تم لوگ مومن ہوتو خدا سے ڈرو۔ یہ سن کر حواریوں نے کہا کہ ہم نشانی طلب کرنے کے لئے یہ سوال نہیں کررہے ہیں بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم شکم سیر ہوکر خوب کھائیں اور ہم کو اچھی طرح آپ کی صداقت کا علم ہوجائے تاکہ ہمارے دلوں کو قرار آجائے اور ہم اس بات کے گواہ بن جائیں تاکہ بنی اسرائیل کو ہماری شہادت سے یقین اور اطمینان کلی حاصل ہوجائے اور مومنین کا یقین اَور بڑھ جائے اور کفار ایمان لائیں۔

حواریوں کی اس درخواست پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں دعا مانگی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دسترخوان تو اتار دوں گا لیکن اس کے بعد بنی اسرائیل میں سے جو کفر کریگا میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ تمام جہان والوں میں سے کسی کو ایسا عذاب نہیں دوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چند فرشتے ایک دسترخوان لے کر آسمان سے اترے جس میں سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں۔

(تفسیر جلالین ،ص ۱۱۱، پ ۷، المائدۃ: ۱۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتے دسترخوان میں روٹی اور گوشت لے کر آسمان سے زمین پر نازل ہوئے اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ تلی ہوئی ایک بہت بڑی مچھلی تھی جس میں کانٹا نہیں تھا اور اس میں سے روغن ٹپک رہا تھا اور اس کے سر کے پاس نمک اور دم کے پاس سرکہ تھا اور اس کے اردگرد قسم قسم کی سبزیاں تھیں اور پانچ روٹیاں تھیں۔ ایک روٹی کے اوپر روغن زیتون، دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر، پانچویں پر گوشت کی بوٹیاں تھیں۔ دسترخوان کے ان سامانوں کو دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری شمعون نے کہا جو تمام حواریوں کا سردار تھا، کہ اے روح اللہ! یہ دسترخوان دنیا کے کھانوں میں سے ہے یا آخرت کے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ نہ تو دنیا کے کھانوں میں سے ہے نہ آخرت کے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہارے لئے اس کھانے کو ابھی ابھی ایجاد فرما کر بھیجا ہے۔ (تفسیر جمل علی الجلالین، ج ۲ ،ص ۳۰۴، پ ۷، المائدۃ: ۱۱۵)

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ خوب شکم سیر ہوکر کھاؤ۔ اور خبردار اس میں کسی قسم کی خیانت نہ کرنا۔ اور کل کے لئے ذخیرہ بنا کر نہ رکھنا۔ مگر بنی اسرائیل نے اس میں خیانت بھی کرڈالی اور کل کے لئے ذخیرہ بنا کر بھی رکھ لیا۔ اس نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر یہ عذاب آیا کہ یہ لوگ رات کو سوئے تو اچھے خاصے تھے مگر صبح کو اٹھے تو مسخ ہوکر کچھ خنزیر اور کچھ بندر بن گئے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی موت کے لئے دعا مانگی تو تیسرے دن یہ لوگ مرکر دنیا سے نیست ونابود ہوگئے اور کسی کو یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ ان کی لاشوں کو زمین نگل گئی یا اللہ نے ان کو کیا کردیا۔

(تفسیر جمل علی الجلالین، ج ۲ ،ص ۳۰۴، پ ۷، المائدۃ: ۱۱۵)

اللہ تعالیٰ نے اس عجیب اور عظیم الشان واقعہ کا تذکرہ قرآن مجید کی سورۂ مائدہ میں فرمایا ہے۔ اور اسی واقعہ کی وجہ سے اس سورہ کا نام 'مائدہ' رکھا گیا۔ 'مائدہ' دسترخوان کو کہتے ہیں۔

وَ اٰخِرِنَا وَ اٰیَةً مِّنْكَ ۚ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ

اور تیری طرف سے نشانی ف۲۸۴ اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے اللہ نے فرمایا کہ میں

مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا

اُسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا ف۲۸۵ تو بے شک میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے جہاں میں کسی پر نہ

ع ۱۵/۷ ۵ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

کروں گا ف۲۸۶ اور جب اللہ فرمائے گا ف۲۸۷ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو

اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ

دو خدا بنا لو اللہ کے سوا ف۲۸۸ عرض کرے گا پاکی ہے تجھے ف۲۸۹ مجھے روا (گوارا) نہیں کہ وہ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ

بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی ف۲۹۰ اگر میں نے ایسا کہا ہو تو ضرور تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں

وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ

نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا ف۲۹۱ میں نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی

ف۲۸۳ جو دیندار ہمارے زمانہ میں ہیں ان کی اور جو ہمارے بعد آئیں ان کی۔

ف۲۸۴ تیری قدرت کی اور میری نبوّت کی۔

ف۲۸۵ یعنی خوان نازل ہونے کے بعد۔

ف۲۸۶ چنانچہ آسمان سے خوان نازل ہوا، اس کے بعد جنہوں نے ان میں سے کُفر کیا وہ صورتیں مسخ کر کے خنزیر بنا دیئے گئے اور تین روز میں سب ہلاک ہو گئے۔

ف۲۸۷ روزِ قیامت عیسائیوں کی توبیخ کے لئے۔

ف۲۸۸ اس خِطاب کو سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کانپ جائیں گے اور۔

ف۲۸۹ جملہ نقائص وعیوب سے اور اس سے کہ کوئی تیرا شریک ہو سکے۔

ف۲۹۰ یعنی جب کوئی تیرا شریک نہیں ہو سکتا تو میں یہ لوگوں سے کیسے کہہ سکتا تھا۔

ف۲۹۱ علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرنا اور معاملہ اس کو تفویض کر دینا اور عظمتِ الٰہی کے سامنے اپنی مسکینی کا اظہار کرنا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شانِ ادب ہے۔

ف۲۹۲ 'تَوَفَّیْتَنِیْ' کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر دلیل لانا صحیح نہیں کیونکہ اول تو لفظ تَوَفّی موت کے

اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ

جو تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کو پوجو جو میرا بھی رب اور تمہارا بھی رب اور میں ان پر مطلع تھا

فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا و۲۹۲ تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے

شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

حاضر ہے و۲۹۳ اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب

الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ

حکمت والا و۲۹۴ اللہ نے فرمایا کہ یہ و۲۹۵ ہے وہ دن جس میں سچوں کو و۲۹۶ ان کا سچ کام آئے گا ان کے لئے (جنت کے)

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی

عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَ

یہ ہے بڑی کامیابی اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی سلطنت اور

هُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع ۱۶ ۵ ۶

وہ ہر چیز پر قادر ہے و۲۹۷

لیے خاص نہیں، کسی شے کے پورے طور پر لینے کو کہتے ہیں خواہ وہ بغیر موت کے ہو جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوا ’’اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا‘‘ (رکوع ۲) دوم جب یہ سوال و جواب روزِ قیامت کا ہے تو اگر لفظ (تَوَفّی) موت کے معنی میں بھی فرض کر لیا جائے جب بھی حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت قبلِ نُزول اس سے ثابت نہ ہو سکے گی۔

و۲۹۳ اور میرا ان کا کسی کا حال تجھ سے پوشیدہ نہیں۔

و۲۹۴ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہے کہ قوم میں بعض لوگ کُفر پر مُصر رہے۔ بعض شرفِ ایمان سے مشرّف ہوئے، اس لئے آپ کی بارگاہِ الٰہی میں یہ عرض ہے کہ ان میں سے جو کُفر پر قائم رہے ان پر تو عذاب فرمائے تو بالکل حق و بجا اور عدل و انصاف ہے کیونکہ انہوں نے حُجّت تمام ہونے کے بعد کُفر اختیار کیا اور جو ایمان لائے انہیں تو بخشے تو تیرا فضل و کرم ہے اور تیرا ہر کام حکمت ہے۔

و۲۹۵ روزِ قیامت۔

ایاتھا ۱۶۵ ۶ سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ مَکِّیَّۃٌ ۵۵ رکوعاتھا ۲۰

سورہ انعام مکی ہے اس میں ایک سو پینسٹھ آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا ف۱

ف۲۹۶ جو دنیا میں سچائی پر رہے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

ف۲۹۷ صادق کو ثواب دینے پر بھی اور کاذب کو عذاب فرمانے پر بھی۔

مسئلہ: قدرت ممکنات سے متعلق ہوتی ہے نہ کہ واجبات و محالات سے تو معنیٰ آیت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر امرِ ممکن الوجود پر قادر ہے۔(جمل)

مسئلہ: جو چیز مُحال ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اُس کی قدرت اُسے شامل ہو، کہ مُحال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہوسکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا، پھر مُحال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا مُحال ہے یعنی نہیں ہوسکتا تو یہ اگر زیرِ قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا تو مُحال نہ رہا اور اس کو مُحال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یوہیں فنائے باری مُحال ہے، اگر تحتِ قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ مُحال پر قدرت ماننا اللہ (عزوجل) کی اُلوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔

(الفتاوی الرضویۃ، سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح ج۱۵،ص ۳۲۲)

مسئلہ: کذب وغیرہ عیوب وقبائح اللہ سُبحانہ تبارک وتعالیٰ کے لئے محال ہیں، ان کو تحتِ قدرت بتانا اور اس آیت سے سند لانا غلط و باطل ہے۔

ف۱ سورۂ اَنعام مکی ہے، اس میں بیس رکوع اور ایک سو پینسٹھ آیتیں، تین ہزار ایک سو کلمہ اور بارہ ہزار نو سو پینتیس حرف ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ کُل سورۃ ایک ہی شب میں بمقام مکّۂ مکرّمہ نازل ہوئی اور اس کے ساتھ ستّر ہزار فرشتے آئے جن سے آسمانوں کے کنارہ بھر گئے۔ یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ وہ فرشتے تسبیح وتقدیس کرتے آئے اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سبحان ربی العظیم فرماتے ہوئے سر بسجود ہوئے۔

حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: 'جس نے صبح کی نماز میں 'سورہ انعام' کی ابتدائی تین آیات 'یَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ' تک تلاوت کیں، چالیس ہزار فرشتے اس کی طرف نازل ہوں گے، جن کے اعمال کی مثل اس کے نامہ اعمال میں اجر لکھا جائے گا اور سات آسمانوں کے اوپر سے ایک فرشتہ نیچے آئے گا جس کے پاس لوہے کا گُرز ہوگا پس اگر شیطان اس کے دل میں کوئی وسوسہ ڈالنا چاہے گا تو وہ فرشتہ اس شیطان کو ایک ضرب لگائے گا جس سے اس شخص اور شیطان کی درمیان ستّر حجاب (یعنی پردے) حائل ہوجائیں گے، پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس سے فرمائے گا:'اے میرے بندے! میں تیرا رب ہوں، میرے عرش کے سائے میں چل، حوضِ کوثر سے سیراب ہو، نہرِ سَلْسَبِیْل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ۬ؕ ثُمَّ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے ۲ اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی ۳ اس پر ۴

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝۱ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى

کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں ۵ وہی ہے جس نے تمہیں ۶ مٹی سے پیدا کیا پھر ایک میعاد کا حکم

سے غسل کر اور جنت میں بغیر کسی حساب وعذاب کے داخل ہوجا۔

(الدرالمنثور، تفسیر سورۃ الانعام، ج ۳، ص ۲۴۵)

حضرت سیّدُنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جس نے نمازِ فجر جماعت سے پڑھی پھر اسی جگہ بیٹھا رہا اور سورہ انعام کی پہلی تین آیات تلاوت کیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ساتھ ستّر فرشتے مقرر فرمادے گا جو قیامت تک اللہ عزَّ وجلَّ کی تسبیح بیان کریں گے اور اس شخص کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔

(روح المعانی، تفسیر سورۃ الانعام، ج ۷، ص ۹۸)

حضرت سیّدُنا ابومحمد حبیب بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس نے سورہ انعام کی ابتدائی تین آیات کی تلاوت کی اللہ عزَّ وجلَّ اس کے لئے ستّر ہزار فرشتے بھیجے گا جو قیامت تک اس شخص کے لئے استغفار کرتے رہیں گے اور ان ملائکہ کے اجر کی مثل اسے اجر دیا جائے گا اور قیامت کے دن اللہ عزَّ وجلَّ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا اور جنت کے پھل کھلائے گا اور وہ شخص حوضِ کوثر سے پئے گا اور نہرِ سلسبیل سے غسل کریگا، اللہ عزَّ وجلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''میں تیرا رب عزَّ وجلَّ ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔

(الدرالمنثور، تفسیر سورۃ الانعام، ج ۳، ص ۲۴۵)

۲ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا توریت میں سب سے اول یہی آیت ہے اس آیت میں بندوں کو شانِ استغناء کے ساتھ حمد کی تعلیم فرمائی گئی اور پیدائشِ آسمان وزمین کا ذکر اس لئے ہے کہ ان میں ناظرین کے لئے بہت عجائبِ قدرت وغرائبِ حکمت اور عبرتیں ومنافع ہیں۔

۳ یعنی ہر ایک اندھیری اور روشنی خواہ وہ اندھیری شب کی ہو یا کُفر کی یا جہل کی یا جہنّم کی اور روشنی خواہ دن کی ہو یا ایمان وہدایت وعلم وجنّت کی۔ ظلمات کو جمع اور نور کو واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ باطل کی راہیں بہت کثیر ہیں اور راہِ حق صرف ایک دینِ اسلام۔

۴ یعنی باوجود ایسے دلائل پر مطلع ہونے اور ایسے نشانہائے قدرت دیکھنے کے۔

۵ دوسروں کو حتّٰی کہ پتّھروں کو پُوجتے ہیں باوجودیکہ اس کے مُقِر ہیں کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔

۶ یعنی تمہاری اصل حضرت آدم کو جن کی نسل سے تم پیدا ہوئے۔

اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲ وَ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ

رکھا وے اور ایک مقررہ وعدہ اس کے یہاں ہے و۸ پھر تم لوگ شک کرتے ہو اور وہی اللہ ہے آسمانوں اور

فِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳ وَ مَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ

زمین کا و۹ اسے تمہارا چھپا اور ظاہر سب معلوم ہے اور تمہارے کام جانتا ہے اور ان (کافروں) کے پاس کوئی بھی نشانی

اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ۝۴ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا

اپنے رب کی نشانیوں سے نہیں آتی مگر اس سے منہ پھیر لیتے (انکار کردیتے) ہیں تو بے شک انھوں نے حق کو جھٹلایا و۱۰ جب

جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ یَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵ اَلَمْ یَرَوْا كَمْ

ان کے پاس آیا تو اب انھیں خبر ہوا چاہتی ہے اس چیز کی جس پر ہنس رہے تھے و۱۱ کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا

ہم نے ان سے پہلے و۱۲ کتنی سنگتیں (قومیں) کھپا دیں (ہلاک کردیں) انھیں ہم نے زمین میں وہ جماؤ دیا و۱۳ جو تم کو نہ

السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ

دیا اور ان پر موسلا دھار پانی بھیجا و۱۴ اور اُن کے نیچے نہریں بہائیں و۱۵ تو انھیں ہم نے ان کے گناہوں کے سبب ہلاک

فائدہ: اس میں مشرکین کا رد ہے جو کہتے تھے کہ ہم جب گل کر مٹی ہو جائیں گے پھر کیسے زندہ کئے جائیں گے؟ انہیں بتایا گیا کہ تمہاری اصل مٹی ہی سے ہے تو پھر دوبارہ پیدا کئے جانے پر کیا تعجب، جس قادر نے پہلے پیدا کیا اس کی قدرت سے بعد موت زندہ فرمانے کو بعید جاننا نادانی ہے۔

و۷ جس کے پورا ہو جانے پر تم مرجاؤ گے۔

و۸ مرنے کے بعد اُٹھانے کا۔

و۹ اس کا کوئی شریک نہیں۔

و۱۰ یہاں حق سے یا قرآن مجید کی آیات مراد ہیں یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے معجزات۔

و۱۱ کہ وہ کیسی عظمت والی ہے اور اس کی ہنسی بنانے کا اُنجام کیسا وبال وعذاب۔

و۱۲ پچھلی اُمتوں میں سے۔

و۱۳ قوت و مال اور دنیا کے کثیر سامان دے کر۔

و۱۴ جس سے کھیتیاں شاداب ہوں۔

و۱۵ جس سے باغ پرورش پائے اور دنیا کی زندگانی کے لئے عیش وراحت کے اسباب بہم پہنچے۔

بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۶ وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ
کیا ف۱۶ اور ان کے بعد اور سنگت اٹھائی ف۱۷ اور اگر ہم تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا اُتارتے ف۱۸
قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ
کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا
مُّبِيْنٌ ۝۷ وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ
جادو اور بولے ف۱۹ ان پر ف۲۰ کوئی فرشتہ کیوں نہ اُتارا گیا اور اگر ہم فرشتہ اتارتے ف۲۱ تو کام تمام ہو گیا ہوتا ف۲۲
لَا يُنْظَرُوْنَ ۝۸ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا
پھر انھیں مہلت نہ دی جاتی ف۲۳ اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے ف۲۴ جب بھی اسے مرد ہی بناتے ف۲۵ اور ان پر وہی شبہ

ف۱۶ کہ انہوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور ان کا یہ سرو سامان انہیں ہلاک سے نہ بچا سکا۔

ف۱۷ اور دوسرے قَرن والوں کو ان کا جانشین کیا، مدعا یہ ہے کہ گزری ہوئی اُمّتوں کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ لوگ باوجود قوّت و دولت و کثرتِ مال و عیال کے کُفر و طُغیان کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے تو چاہیئے کہ ان کے حال سے عبرت حاصل کر کے خوابِ غفلت سے بیدار ہوں۔

ف۱۸ شانِ نُزول: یہ آیت نضر بن حارث اور عبداللہ بن اُمیّہ اور نَوفل بن خُویلد کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تم ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کتاب نہ لاؤ جس کے ساتھ چار فرشتے ہوں، وہ گواہی دیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور تم اس کے رسول ہو۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ یہ سب حیلے بہانے ہیں اگر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اُتار دی جاتی وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر اور ٹٹول کر دیکھ لیتے اور یہ کہنے کا موقع بھی نہ ہوتا کہ نظر بندی کر دی گئی تھی کتاب اُترتی نظر آئی، تھا کچھ بھی نہیں تو بھی یہ بدنصیب ایمان لانے والے نہ تھے، اس کو جادو بتاتے اور جس طرح شَقُّ القمر کو جادو بتایا اور اس معجزہ کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اس طرح اس پر بھی ایمان نہ لاتے کیونکہ جو لوگ عناداً انکار کرتے ہیں وہ آیات و معجزات سے منتفع نہیں ہو سکتے۔

ف۱۹ مشرکین۔

ف۲۰ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

ف۲۱ اور پھر بھی یہ ایمان نہ لاتے۔

ف۲۲ یعنی عذاب واجب ہو جاتا اور یہ سُنّتِ الٰہیہ ہے کہ جب کُفّار کوئی نشانی طلب کریں اور اس کے بعد بھی ایمان نہ لائیں تو عذاب واجب ہو جاتا ہے اور وہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔

يَلْبِسُوْنَ ﴿۹﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ

رکھتے جس میں اب پڑے ہیں اور ضرور اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹا (مذاق) کیا گیا تو وہ جوان سے ہنستے تھے

سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ع قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ

ان کی ہنسی اُنھیں کو لے بیٹھی و۲۶ تم فرما دو و۲۷ زمین میں سیر کرو پھر

انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط

دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا و۲۸ تم فرماؤ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں و۲۹ تم فرماؤ اللہ کا ہے و۳۰

و۲۳ ایک لمحہ کی بھی اور عذاب مؤخّر نہ کیا جاتا تو فرشتہ کا اُتارنا جس کو وہ طلب کرتے ہیں انہیں کیا نافع ہوتا۔

و۲۴ یہ ان کُفّار کا جواب ہے جو نبی علیہ السلام کو کہا کرتے تھے یہ ہماری طرح بشر ہیں اور اسی خبط میں وہ ایمان سے محروم رہتے تھے، انہیں انسانوں میں سے رسول مبعوث فرمانے کی حکمت بتائی جاتی ہے کہ ان کے مستفیض ہونے اور تعلیمِ نبی سے فیض اٹھانے کی یہی صورت ہے کہ نبی صورتِ بشری میں جلوہ گر ہو کیونکہ فرشتہ کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے کی تو یہ لوگ تاب نہ لا سکتے، دیکھتے ہی ہیبت سے بے ہوش ہو جاتے یا مرجاتے اس لئے اگر بالفرض رسول فرشتہ ہی بنایا جاتا۔

و۲۵ اور صورتِ انسانی ہی میں بھیجتے تا کہ یہ لوگ اس کو دیکھ سکیں، اس کا کلام سُن سکیں، اس سے دین کے اَحکام معلوم کر سکیں لیکن اگر فرشتہ صورتِ بشری میں آتا تو انہیں پھر وہی کہنے کا موقع رہتا کہ یہ بشر ہے تو فرشتہ کو نبی بنانے کا کیا فائدہ ہوتا۔

و۲۶ وہ مبتلائے عذاب ہوئے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلّی و تسکینِ خاطر ہے کہ آپ رنجیدہ و مَلُول نہ ہوں، کُفّار کا پہلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی دستور رہا ہے اور اس کا وبال ان کُفّار کو اٹھانا پڑا ہے نیز مشرکین کو تنبیہ ہے کہ پچھلی اُمّتوں کے حال سے عبرت حاصل کریں اور انبیاء کے ساتھ طریقِ ادب ملحوظ رکھیں تاکہ پہلوں کی طرح مبتلائے عذاب نہ ہوں۔

و۲۷ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان تمسخُر کرنے والوں سے کہ تم۔

و۲۸ اور انہوں نے کُفر و تکذیب کا کیا ثمرہ پایا۔

و۲۹ اگر وہ اس کا جواب نہ دیں تو۔

و۳۰ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی جواب ہی نہیں ہے اور وہ اس کے خلاف نہیں کر سکتے کیونکہ بُت جن کو مشرکین پُوجتے ہیں وہ بے جان ہیں، کسی چیز کے مالک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے، خود دوسرے کے مملوک ہیں، آسمان و زمین کا وہی مالک ہو سکتا ہے جو حیّ و قیوم، ازلی و ابدی، قادرِ مطلق ہر شئے پر متصرّف و حکمران ہو، تمام چیزیں اس کے پیدا

قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ

اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت لکھ لی ہے ف۳۱ بے شک ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا ف۳۲ اس میں کچھ

فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَ

شک نہیں وہ جنھوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی ف۳۳ ایمان نہیں لاتے اور اسی کا ہے جو بستا (موجود) ہے رات اور

النَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ

دن میں ف۳۴ اور وہی ہے سنتا جانتا ف۳۵ تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی (معبود) بناؤں ف۳۶ وہ اللہ جس نے آسمان

وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ يُطْعِمُ وَ لَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ

اور زمین پیدا کیے اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے ف۳۷ تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں ف۳۸

اَسْلَمَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ

اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن ف۳۹

کرنے سے وجود میں آئی ہوں، ایسا سوائے اللہ کے کوئی نہیں اس لئے تمام سماوی و ارضی کائنات کا مالک اس کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔

ف۳۱ یعنی اس نے رحمت کا وعدہ کیا اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہوسکتا کیونکہ وعدہ خلافی و کذب اس کے لئے محال ہے اور رحمت عام ہے دینی ہو یا دنیوی اپنی معرفت اور توحید اور علم کی طرف ہدایت فرمانا بھی رحمت میں داخل ہے اور کفّار کو مہلت دینا اور عقوبت میں تعجیل نہ فرمانا بھی کہ اس سے انہیں توبہ اور انابت کا موقع ملتا ہے۔ (جمل وغیرہ)

ف۳۲ اور اعمال کا بدلہ دے گا۔

ف۳۳ کفر اختیار کرکے۔

ف۳۴ یعنی تمام موجودات اسی کی مِلک ہے اور وہ سب کا خالق، مالک، ربّ ہے۔

ف۳۵ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

ف۳۶ شانِ نزول: جب کفّار نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ دادا کے دین کی دعوت دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۳۷ یعنی خلق سب اس کی محتاج ہے وہ سب سے بے نیاز۔

ف۳۸ کیونکہ نبی اپنی اُمّت سے دین میں سابق ہوتے ہیں۔

ف۳۹ یعنی روزِ قیامت۔

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

کے عذاب کا ڈر ہے اُس دن جس سے عذاب پھیر دیا جائے ف۴۰ ضرور اس پر اللہ کی مہر ہوئی اور یہی

الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ

کھلی کامیابی ہے اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی ف۴۱ پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے بھلائی

بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ

پہنچائے ف۴۲ تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۴۳ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور وہی ہے حکمت

الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ۫ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَ

والا خبر دار تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی ف۴۴ تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور

بَيْنَكُمْ ۫ وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ

تم میں ف۴۵ اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں ف۴۶ اور جن جن کو پہنچے ف۴۷

ف۴۰ اور نجات دی جائے۔

ف۴۱ بیماری یا تنگ دستی یا اور کوئی بلا۔

ف۴۲ مثل صحت و دولت وغیرہ کے۔

ف۴۳ قادرِ مطلق ہے ہر شے پر ذاتی قدرت رکھتا ہے، کوئی اس کی مشیّت کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تو کوئی اس کے سوا مستحقِ عبادت کیسے ہو سکتا ہے، یہ ردِ شرک کی دل میں اثر کرنے والی دلیل ہے۔

ف۴۴ شانِ نزول: اہلِ مکّہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ اے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں کوئی ایسا دکھایئے جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہو۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

ف۴۵ اور اتنی بڑی اور قابلِ قبول گواہی اور کس کی ہو سکتی ہے۔

ف۴۶ یعنی اللہ تعالیٰ میری نبوّت کی شہادت دیتا ہے اس لئے کہ اس نے میری طرف اس قرآن کی وحی فرمائی اور یہ ایسا معجزہ ہے کہ تم باوجود فصیح بلیغ صاحبِ زبان ہونے کے اس کے مقابلہ سے عاجز رہے تو اس کتاب کا مجھ پر نازل ہونا اللہ کی طرف سے میرے رسول ہونے کی شہادت ہے، جب یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقینی شہادت ہے اور میری طرف وحی فرمایا گیا تاکہ میں تمہیں ڈراؤں کہ تم حکمِ الٰہی کی مخالفت نہ کرو۔

ف۴۷ یعنی میرے بعد قیامت تک آنے والے جنہیں یہ قرآن پاک پہنچے خواہ وہ انسان ہوں یا جن ان سب کو میں حکمِ الٰہی کی مخالفت سے ڈراؤں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کو قرآنِ پاک پہنچا گویا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کا کلام مبارک سنا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ

تو کیا تم ف۴۸ یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہیں تم فرماؤ کہ میں یہ گواہی ف۴۹ نہیں دیتا ف۵۰ تم فرماؤ کہ وہ تو ایک

وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۞ ۱۹ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا

ہی معبود ہے ف۵۱ اور میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو ف۵۲ جن کو ہم نے کتاب دی ف۵۳ اس نبی کو پہچانتے

یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۞ ۲۰ ع وَ مَنْ

ہیں ف۵۴ جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ف۵۵ جنھوں نے (کفر کرکے) اپنی جان نقصان میں ڈالی تو وہ ایمان نہیں لاتے اور

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ ۲۱

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ف۵۶ یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک ظالم فلاح نہ پائیں گے

وَ یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ

اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تم

تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسرٰی اور قیصر وغیرہ سلاطین کو دعوتِ اسلام کے مکتوب بھیجے (مدارک وخازن) اس کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ کہ 'مَنْ بَلَغَ' میں مَنْ مرفوعُ المحل ہے اور معنٰی یہ ہیں کہ اس قرآن سے میں تم کو ڈراؤں اور وہ ڈرائیں جنہیں یہ قرآن پہنچے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تر وتازہ کرے اس کو جس نے ہمارا کلام سنا اور جیسا سنا ویسا پہنچایا بہت سے پہنچائے ہوئے سننے والے سے زیادہ اہل ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے سننے والے سے زیادہ اَفقَہ ہوتے ہیں اس سے فقہا کی منزلت معلوم ہوتی ہے۔

ف۴۸ اے مشرکین۔

ف۴۹ اے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ف۵۰ جو گواہی تم دیتے ہو اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ٹھہراتے ہو۔

ف۵۱ اس کا کوئی شریک نہیں۔

ف۵۲ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص اسلام لائے اس کو چاہئے کہ توحید و رسالت کی شہادت کے ساتھ اسلام کے ہر مخالف عقیدہ و دین سے بیزاری کا اظہار کرے۔

ف۵۳ یعنی عُلمائے یہود و نصارٰی جنھوں نے توریت وانجیل پائی۔

ف۵۴ آپ کے حُلیہ شریف اور آپ کے نعت وصفت سے جو ان کتابوں میں مذکور ہے۔

ف۵۵ یعنی بغیر کسی شک وشبہ کے۔

ف۵۶ اس کا شریک ٹھہرائے یا جو بات اس کی شان کے لائق نہ ہو اس کی طرف نسبت کرے۔

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا

دعویٰ کرتے تھے پھر ان کی کچھ بناوٹ نہ رہی و۵۷ مگر یہ کہ بولے ہمیں اپنے رب اللہ کی قسم کہ

مُشْرِكِیْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

ہم مشرک نہ تھے دیکھو کیسا جھوٹ باندھا خود اپنے اوپر و۵۸ اور گم گئیں ان سے جو باتیں

یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

بناتے تھے اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے و۵۹ اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کردیے

یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا

ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کان میں ٹینٹ (روئی) اور اگر ساری نشانیاں دیکھیں تو ان پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ ارشاد فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو واجب، صادق، کذب جس کے لئے محال بذاتہ ہے، جس کی ذات کے لیے ہر نقص اور عیب محال بذاتہ ہے، اور جو شخص اس کے لئے امکانِ کذب کا قول کرے اور خلفِ وعید کے ذریعہ اس کا راستہ بنائے تو بیشک وہ دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہوا، فرمادیجئے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا، اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی، جو یہاں اندھا ہو آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے، تمھاری خرابی اللہ پر کذب کی تہمت نہ باندھو کہ تمھیں عذاب سے پیس ڈالے گا، بیشک جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھتے ہیں انھیں چھٹکارا نہ ملے گا دنیا میں تھوڑا برتنا ہے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب، اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا سنتا ہے اللہ کی لعنت ان ظالموں پر، اور اللہ تعالیٰ وُہ ذات ہے جس نے اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرک لوگ ناپسند کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کے صحابہ پر، اور ان پر برکتیں اور کرامتیں نازل فرمائے جب تک اس کو یاد کرنے والے یاد کرتے رہیں اور جب تک اس کے ذکر سے غافل لوگ غفلت کرتے رہیں، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ سب جہانوں کے پالنے والے کے لئے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۴، ص ۴۶۵)

و۵۷ یعنی کچھ معذرت نہ ملی۔

و۵۸ کہ عمر بھر کے شرک ہی سے مکر گئے۔

و۵۹ ابوسفیان، ولید ونضر اور ابوجہل وغیرہ جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوتِ قرآنِ پاک سننے لگے تو نضر سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کہتے ہیں؟ کہنے لگا میں نہیں جانتا زبان کو حرکت دیتے ہیں اور پہلوں کے قِصّہ کہتے ہیں جیسے میں تمہیں سُنایا کرتا ہوں، ابوسفیان نے کہا کہ ان کی باتیں مجھے حق معلوم ہوتی

جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ

کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر ہوں تو کافر کہیں یہ تو نہیں مگر اگلوں کی داستانیں ف۶۰

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَ اِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ

اور وہ اس سے روکتے ف۶۱ اور اُس سے دور بھاگتے ہیں اور ہلاک نہیں کرتے مگر اپنی جانیں ف۶۲

اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ

اور انہیں شعور نہیں اور کبھی تم دیکھو جب وہ آگ پر کھڑے کیے جائیں گے تو کہیں گے کاش کسی طرح ہم واپس

وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا

بھیجے جائیں ف۶۳ اور اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں بلکہ ان پر کھل گیا جو پہلے

يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ

چھپاتے تھے ف۶۴ اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی (کفر) کریں جس سے منع کیے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں اور

ہیں ابوجہل نے کہا کہ اس کا اقرار کرنے سے مرجانا بہتر ہے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

ف۶۰ اس سے ان کا مطلب کلامِ پاک کی وحیٔ الٰہی ہونے کا انکار کرنا ہے۔

ف۶۱ یعنی مشرکین لوگوں کو قرآنِ شریف سے یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ پر ایمان لانے اور آپ کا اِتّباع کرنے سے روکتے ہیں۔

شانِ نُزول: یہ آیت کُفّارِ مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی مجلس میں حاضر ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکتے تھے اور خود بھی دور رہتے تھے کہ کہیں کلام مبارک ان کے دل میں اثر نہ کر جائے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت حضور کے چچا ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین کو تو حضور کی ایذا رسانی سے روکتے تھے اور خود ایمان لانے سے بچتے تھے۔

ف۶۲ یعنی اس کا ضرر خود انہیں کو پہنچتا ہے۔

ف۶۳ دنیا میں۔

ف۶۴ جیسا کہ اوپر اسی رکوع میں مذکور ہو چکا کہ مشرکین سے جب فرمایا جائے گا کہ تمہارے شریک کہاں ہیں تو وہ اپنے کُفر کو چھپا جائیں گے اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ پھر جب انہیں ظاہر ہو جائے گا جو وہ چھپاتے تھے یعنی ان کا کُفر اس طرح ظاہر ہوگا کہ ان کے اعضا و جوارح ان کے کُفر و شرک کی گواہیاں دیں گے تب وہ دنیا میں واپس جانے کی تمنّا کریں گے۔

قَالُوْۤا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا

بولے و۶۵ وہ تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہمیں اٹھنا نہیں و۶۶ اور کبھی تم دیکھو جب اپنے رب کے حضور

عَلٰى رَبِّهِمْؕ قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَاؕ قَالَ فَذُوْقُوا

کھڑے کیے جائیں گے فرمائے گا کیا یہ حق نہیں و۶۷ کہیں گے کیوں نہیں ہمیں اپنے رب کی قسم فرمائے گا تو اب

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِؕ حَتّٰۤى اِذَا ع ١٠ ٣ ٩

عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا بے شک ہار (نقصان) میں رہے وہ جنھوں نے اپنے رب سے ملنے کا انکار کیا یہاں تک کہ جب

جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِیْهَاۙ وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ

ان پر قیامت اچانک آ گئی بولے ہائے افسوس ہمارا اس پر کہ اس کے ماننے میں ہم نے تقصیر کی اور وہ اپنے و۶۸ بوجھ

اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا

اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں ارے کتنا بُرا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں و۶۹ اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود

لَعِبٌ وَّلَهْوٌؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ

اور بے شک و۷۰ پچھلا گھر بھلا ان کے لیے جو ڈرتے ہیں و۷۱ تو کیا تمہیں سمجھ نہیں ہمیں معلوم ہے

و۶۵ یعنی کُفّار جو بَعث و آخرت کے منکِر ہیں اور اس کا واقعہ یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کُفّار کو قیامت کے احوال اور آخرت کی زندگانی، ایمانداروں اور فرمانبرداروں کے ثواب، کافروں اور نافرمانوں پر عذاب کا ذکر فرمایا تو کافر کہنے لگے کہ زندگی تو بس دنیا ہی کی ہے۔

و۶۶ یعنی مرنے کے بعد۔

و۶۷ کیا تم مرنے کے بعد زندہ نہیں کئے گئے۔

و۶۸ گناہوں کے۔

و۶۹ حدیث شریف میں ہے کہ کافر جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کے سامنے نہایت قبیح بھیانک اور بہت بدبودار صورت آئے گی، وہ کافِر سے کہے گی تو مجھے پہچانتا ہے؟ کافِر کہے گا نہیں تو وہ کافِر سے کہے گی میں تیرا خبیث عمل ہوں دنیا میں تو مجھ پر سوار رہا تھا آج میں تجھ پر سوار ہوں گا اور تجھے تمام خَلق میں رُسوا کروں گا۔ پھر وہ اس پر سوار ہو جاتا ہے۔

و۷۰ جسے بقا نہیں جلد گزر جاتی ہے اور نیکیاں اور طاعتیں اگرچہ مؤمنین سے دنیا ہی میں واقع ہوں لیکن وہ امورِ آخرت میں سے ہیں۔

نَعۡلَمُ اِنَّهٗ لَيَحۡزُنُكَ الَّذِىۡ يَقُوۡلُوۡنَ فَاِنَّهُمۡ لَا يُكَذِّبُوۡنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ

کہ تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں ۷۲ تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے ۷۳ بلکہ ظالم اللہ کی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجۡحَدُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَصَبَرُوۡا عَلٰى مَا

آیتوں سے انکار کرتے ہیں ۷۴ اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے صبر کیا اس جھٹلانے اور ایذائیں

كُذِّبُوۡا وَاُوۡذُوۡا حَتّٰٓى اَتٰٮهُمۡ نَصۡرُنَا‌ ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ‌ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَكَ

پانے پر یہاں تک کہ اُنھیں ہماری مدد آئی ۷۵ اور اللہ کی باتیں بدلنے والا کوئی نہیں ۷۶ اور تمہارے پاس رسولوں کی

۷۱ اس سے ثابت ہوا کہ اعمالِ متّقین کے سوا دنیا میں جو کچھ ہے سب لہو ولعب ہے۔

حضرتِ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، نیک لوگوں نے دنیا سے بے رغبتی سے بڑھ کر کسی عمل سے زینت حاصل نہیں کی۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھد فی الدنیا، رقم ۱۸۰۵۹، ج ۱۰، ص ۵۱۰)

۷۲ شانِ نُزول: اَخنس بن شریق اور ابوجہل کی باہم ملاقات ہوئی تو اَخنس نے ابوجہل سے کہا اے ابوالحکم (کُفّار ابوجہل کو ابوالحکم کہتے تھے) یہ تنہائی کی جگہ ہے اور یہاں کوئی ایسا نہیں جو میری تیری بات پر مطلع ہو سکے اب تو مجھے ٹھیک ٹھیک بتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچّے ہیں یا نہیں؟ ابوجہل نے کہا کہ اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک سچّے ہیں کبھی کوئی جھوٹا حرف ان کی زبان پر نہ آیا مگر بات یہ ہے کہ یہ قُصَی کی اولاد ہیں اور لِوا، سقایت، حجابت، ندوہ وغیرہ تو سارے اعزاز انہیں حاصل ہی ہیں، نبوّت بھی انہیں میں ہو جائے تو باقی قریشیوں کے لئے اعزاز کیا رہ گیا۔ ترمذی نے حضرت علی مرتضٰی سے روایت کی کہ ابوجہل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے ہم تو اس کتاب کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لائے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

۷۳ اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکینِ خاطر ہے کہ قوم حضور کے صدق کا اعتقاد رکھتی ہے لیکن ان کی ظاہری تکذیب کا باعث ان کا حسد وعناد ہے۔

۷۴ آیت کے یہ معنٰی بھی ہوتے ہیں کہ اے حبیبِ اکرم آپ کی تکذیب آیاتِ الٰہیہ کی تکذیب ہے اور تکذیب کرنے والے ظالم۔

۷۵ اور تکذیب کرنے والے ہلاک کئے گئے۔

۷۶ اس کے حکم کو کوئی پلٹ نہیں سکتا، رسولوں کی نُصرت اور ان کے تکذیب کرنے والوں کا ہلاک اس نے جس وقت مقدر فرمایا ہے ضرور ہو گا۔

مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ (۳۴) وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ

خبریں آہی چکیں ہیں ف۷۷ اور اگر ان کا (اسلام سے) منہ پھیرنا تم پر شاق گزرا ہے ف۷۸ تو اگر تم سے ہو سکے

اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍؕ وَ لَوْ شَآءَ

تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کر لو یا آسمان میں زینہ پھر ان کے لیے نشانی لے آؤ ف۷۹ اور

اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ (۳۵) اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ

اللہ چاہتا تو انھیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے تو ہر گز نادان نہ مانتے تو وہی ہیں جو

الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَؕ وَ الْمَوْتٰى یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ (۳۶) وَ قَالُوْا

سنتے ہیں ف۸۰ اور ان مردہ دلوں ف۸۱ کو اللہ اٹھائے گا ف۸۲ پھر اس کی طرف ہانکے جائیں گے ف۸۳ اور بولے ف۸۴

لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً وَّ لٰكِنَّ

ان پر کوئی نشانی کیوں نہ اُتری ان کے رب کی ف۸۵ طرف سے تم فرماؤ کہ اللہ قادر ہے کہ کوئی نشانی اُتارے لیکن ان میں

النصف

وقف غفران

وقف منزل

عند البعض علی یسمعون

ف۷۷ اور آپ جانتے ہیں کہ انہیں کُفّار سے کیسی ایذائیں پہنچیں، یہ پیشِ نظر رکھ کر آپ دل مطمئن رکھیں۔

ف۷۸ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خواہش تھی کہ سب لوگ اسلام لے آئیں جو اسلام سے محروم رہتے ہیں ان کی محرومی آپ پر بہت شاق رہتی۔

ف۷۹ مقصود ان کے ایمان کی طرف سے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی امید منقطع کرنا ہے تا کہ آپ کو ان کے اِعراض کرنے اور ایمان نہ لانے سے رنج و تکلیف نہ ہو۔

ف۸۰ دل لگا کر سمجھنے کے لئے وہی پند پذیر ہوتے ہیں اور دینِ حق کی دعوت قبول کرتے ہیں۔

ف۸۱ یعنی کُفّار۔

ف۸۲ روزِ قیامت۔

ف۸۳ اور اپنے اعمال کی جزا پائیں گے۔

ف۸۴ کُفّارِ مکہ۔

ف۸۵ کُفّار کی گمراہی اور ان کی سرکشی اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ کثیر آیات و معجزات جو انہوں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ کئے تھے ان پر قناعت نہ کی اور سب سے مُکر گئے اور ایسی آیت طلب کرنے لگے جس کے ساتھ عذابِ الٰہی ہو جیسا کہ انہوں نے کہا تھا۔ 'اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ' یاربّ اگر یہ حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا (تفسیر ابوالسعود)

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ

بہت نرے (بالکل) جاہل ہیں ف۸۶ اورنہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے

اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ

مگر تم جیسی امتیں ف۸۷ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا ف۸۸ پھر اپنے رب کی طرف

يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ

اٹھائے جائیں گے ف۸۹ اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں بہرے اور گونگے ہیں ف۹۰ اندھیروں میں ف۹۱ اللہ

يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ

جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے سیدھے (ہدایت کے) راستہ (پر) ڈال دے ف۹۲ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر تم پر

اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ

اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے ف۹۳ اگر سچے ہو ف۹۴ بلکہ اسی کو پکارو گے

ف۸۶ نہیں جانتے کہ اس کا نزول ان کے لئے بلا ہے کہ انکار کرتے ہی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

ف۸۷ یعنی تمام جاندار خواہ وہ بہائم ہو یا درندے یا پرند، تمہاری مثل اُمّتیں ہیں۔ یہ مماثلت جمیع وجوہ سے تو ہے نہیں بعض سے ہے، ان وجوہ کے بیان میں بعض مفسّرین نے فرمایا کہ حیوانات تمھاری طرح اللہ کو پہچانتے، واحد جانتے، اس کی تسبیح پڑھتے، عبادت کرتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہونے میں تمہاری مثل ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ انسان کی طرح باہمی الفت رکھتے اور ایک دوسرے سے تفہیم و تفہّم کرتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ روزی طلب کرنے، ہلاکت سے بچنے، نر مادہ کی امتیاز رکھنے میں تمہاری مثل ہیں۔ بعض نے کہا کہ پیدا ہونے، مرنے، مرنے کے بعد حساب کے لئے اٹھنے میں تمہاری مثل ہیں۔

ف۸۸ یعنی جملہ علوم اور تمام 'مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ' کا اس میں بیان ہے اور جمیع اشیاء کا علم اس میں ہے، اس کتاب سے یا قرآنِ کریم مراد ہے یا لوحِ محفوظ۔ (جمل وغیرہ)

ف۸۹ اور تمام دَوَابّ وطیور کا حساب ہوگا، اس کے بعد وہ خاک کر دیئے جائیں گے۔

ف۹۰ کہ حق ماننا اور حق بولنا انہیں میسّر نہیں۔

ف۹۱ جہل اور حیرت اور کُفر کے۔

ف۹۲ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

ف۹۳ اور جن کو دنیا میں معبود مانتے تھے ان سے حاجت روائی چاہو گے۔

ف۹۴ اپنے اس دعوٰی میں کہ معاذ اللہ بُت معبود ہیں تو اس وقت انہیں پکارو مگر ایسا نہ کرو گے۔

صٰدِقِیْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِیَّاهُ تَدْعُوْنَ فَیَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ
تو وہ اگر چاہے وہ۹۵ جس پر اُسے پکارتے ہو اسے اٹھا لے اور شریکوں

ع ۴ ۱۱ ۱۰ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ
کو بھول جاؤ گے وہ۹۶ اور بے شک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو اُنھیں (ان کے کفر کے سبب) سختی اور

الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا
تکلیف سے پکڑا وے۹۷ کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں وہ۹۸ تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑائے ہوتے لیکن ان

وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا
کے دل تو سخت ہو گئے وہ۹۹ اور شیطان نے ان کے کام (بداعمالیاں) ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے پھر جب انھوں نے بھلا

مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ
دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئیں تھیں و۱۰۰ ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے وا۱۰ یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو

وہ۹۵ تو اس مصیبت کو۔

وہ۹۶ جنہیں اپنے اعتقادِ باطل میں معبود جانتے تھے اور ان کی طرف التفات بھی نہ کرو گے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ تمہارے کام نہیں آسکتے۔

وے۹۷ فقر و افلاس اور بیماری وغیرہ میں مبتلا کیا۔

وہ۹۸ اللہ کی طرف رجوع کریں، اپنے گناہوں سے باز آئیں۔

وہ۹۹ وہ بارگاہِ الٰہی میں عاجزی کرنے کے بجائے کُفر و تکذیب پر مُصِر رہے۔

و۱۰۰ اور وہ کسی طرح پند پذیر نہ ہوئے، نہ پیش آئی ہوئی مصیبتوں سے، نہ انبیاء کی نصیحتوں سے۔

وا۱۰ صحت و سلامت اور وسعتِ رزق و عیش وغیرہ کے۔

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا، جب تم دیکھو کہ اللہ عزوجل کسی بندے کے گناہ گار ہونے کے باوجود اس پر عطاؤں کی بارش برسا رہا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی اس کیلئے ڈھیل (یعنی مہلت) ہے۔
پھر حضور رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسلَّم نے یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمائی۔

(مسند احمد، ج۶، رقم ۱۷۳۱۳، ص ۱۲۲)

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا، اللہ عزوجل کی مدد سے ناامید ہونا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سے خود کو محفوظ تصور کرنا کبیرہ گناہوں سے بڑھ کر ہے۔ (مکارمُ الاخلاق ص ۴۸)

اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ

اُنھیں ملا ف۱۰۲ تو ہم نے اچانک اُنھیں پکڑ لیا ف۱۰۳ اب وہ آس ٹوٹے (نجات سے ناامید) رہ گئے تو جڑ کاٹ دی گئی

ظَلَمُوْا ؕ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ

ظالموں کی ف۱۰۴ اور سب خوبیاں سراہا اللہ رب سارے جہاں کا ف۱۰۵ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان آنکھ لے لے

اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ

اور تمہارے دلوں پر (غفلت کی) مہر کردے ف۱۰۶ تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیزیں لادے ف۱۰۷ دیکھو ہم

نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ هُمْ یَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ

کس کس رنگ (طریقوں) سے آیتیں بیان کرتے ہیں پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے

بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ

اچانک ف۱۰۸ یا کھلم کھلا ف۱۰۹ تو کون تباہ ہو گا سوا ظالموں کے ف۱۱۰ اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر

اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ

خوشی اور ڈر سناتے ف۱۱۱ تو جو ایمان لائے اور سنورے ف۱۱۲ ان کو نہ کچھ اندیشہ (خوف) نہ کچھ غم

ف۱۰۲ اور اپنے آپ کو اس کا مستحق سمجھے اور قارون کی طرح تکبّر کرنے لگے۔

ف۱۰۳ اور مبتلائے عذاب کیا۔

ف۱۰۴ اور سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے کوئی باقی نہ چھوڑا گیا۔

ف۱۰۵ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہوں، بے دینوں، ظالموں کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس پر شکر کرنا چاہئے۔

ف۱۰۶ اور علم و معرفت کا تمام نظام درہم برہم ہو جائے۔

ف۱۰۷ اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں تو اب توحید پر قوی دلیل قائم ہوگئی کہ جب اللہ کے سوا کوئی اتنی قدرت و اختیار والا نہیں تو عبادت کا مستحق صرف وہی ہے اور شرک بدترین ظلم و جرم ہے۔

ف۱۰۸ جس کے آثار و علامات پہلے سے معلوم نہ ہوں۔

ف۱۰۹ آنکھوں دیکھتے۔

ف۱۱۰ یعنی کافروں کے کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور یہ ہلاکت ان کے حق میں عذاب ہے۔

ف۱۱۱ ایمانداروں کو جنّت و ثواب کی بشارتیں دیتے اور کافروں کو جہنّم و عذاب سے ڈراتے۔

ف۱۱۲ نیک عمل کرے۔

يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا
اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں انھیں عذاب پہنچے گا بدلہ ان کی بے حکمی (نافرمانی) کا تم
يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَاۤ
فرمادو میں تم سے (دعوے سے) نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں و۱۱۲ ب اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ (بغیر اللہ
اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى
کے بتائے) غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں و۱۱۳ میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے و۱۱۴ تم

و۱۱۲ (ب) تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے

یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں، تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے انکی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا علم حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا: میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے، ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ما کان و ما یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہی۔

(غرائب القرآن، (تفسیر النیسابوری) تحت آلایۃ ۶/ ۵۰ مصطفی البابی مصر ۷/ ۱۱۲) ف ۱۱۲ ب

و۱۱۳ کفّار کا طریقہ تھا کہ وہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کے سُوال کیا کرتے تھے، کبھی کہتے کہ آپ رسول ہیں تو ہمیں بہت سی دولت اور مال دیجئے کہ ہم کبھی محتاج نہ ہوں، ہمارے لئے پہاڑوں کو سونا کر دیجئے، کبھی کہتے کہ گزشتہ اور آئندہ کی خبریں سنایئے اور ہمیں ہمارے مستقبل کی خبر دیجئے کیا کیا پیش آئے گا تاکہ ہم منافع حاصل کرلیں اور نقصانوں سے بچنے کے پہلے سے انتظام کرلیں، کبھی کہتے ہمیں قیامت کا وقت بتایئے کب آئے گی، کبھی کہتے آپ کیسے رسول ہیں جو کھاتے پیتے بھی ہیں نکاح بھی کرتے ہیں، ان کے ان تمام باتوں کا اس آیت میں جواب دیا گیا کہ یہ کلام نہایت بےمحل اور جاہلانہ ہے کیونکہ جو شخص کسی امر کا مُدعی ہو اس سے وہی باتیں دریافت کی جاسکتی ہیں جو اس کے دعوٰی سے تعلق رکھتی ہوں، غیر متعلق باتوں کا دریافت کرنا اور ان کو اس دعوٰی کے خلاف حُجّت بنانا انتہا درجہ کا جَہل ہے اس لئے ارشاد ہوا کہ آپ فرما دیجئے کہ میرا دعوٰی یہ تو نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں جو تم مجھ سے مال دولت کا سوال کرو اور میں اس کی طرف التفات نہ کروں تو رسالت سے منکِر ہو جاؤ، نہ میرا دعوٰی ذاتی غیب دانی کا ہے کہ اگر میں تمہیں گزشتہ یا آئندہ کی خبریں نہ بتاؤں تو میری نبوّت ماننے میں عُذر کرسکو، نہ میں نے فرشتہ ہونے کا دعوٰی کیا ہے کہ کھانا پینا، نکاح کرنا قابلِ اعتراض ہو تو جن چیزوں کا دعوٰی ہی نہیں کیا

ع ۹ ۱۱ وَالْبَصِيْرُ ۗ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا

فرماؤ کیا برابر ہوجائیں گے اندھے اور انکھیارے (آنکھوں والے) ف۱۱۵ تو کیا تم غور نہیں کرتے اور اس قرآن سے انہیں ڈراؤ

اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ

جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں کہ اللہ کے سوا نہ ان کا کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارشی اس امید پر کہ وہ پرہیزگار

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۗ مَا عَلَيْكَ مِنْ

ہوجائیں اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے ف۱۱۶ تم پر ان کے

حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ

حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں ف۱۱۷ پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ

سے بعید ہے اور یونہی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے کے لیے فتنہ بنایا کہ مالدار کافر محتاج مسلمانوں کو دیکھ کر ف۱۱۸ کہیں کیا یہ

ان کا سوال بے محل ہے اور اس کی اجابت مجھ پر لازم نہیں، میرا دعوٰی نبوّت و رسالت کا ہے اور جب اس پر زبردست دلیلیں اور قوی براہنیں قائم ہوچکیں تو غیر متعلق باتیں پیش کرنا کیا معنٰی رکھتا ہے۔

فائدہ: اس سے صاف واضح ہوگیا کہ اس آیتِ کریمہ کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع کئے جانے کی نفی کے لئے سند بنانا ایسا ہی بے محل ہے جیسا کفّار کا ان سوالات کو انکارِ نبوّت کی دستاویز بنانا بے محل تھا علاوہ بریں اس آیت سے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ عطائی کی نفی کسی طرح مراد ہی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس صورت میں تعارض بینَ الآیات کا قائل ہونا پڑے گا وَہُوَ بَاطِل۔ مفسّرین کا یہ بھی قول ہے کہ حضور کا 'لَا اَقُوْلُ لَكُمْ' الآیہ فرمانا بطریقِ تواضع ہے۔ (خازن و مدارک وجمل وغیرہ)

ف۱۱۴ اور یہی نبی کا کام ہے تو میں تمہیں وہی دوں گا جس کا مجھے اِذن ہوگا، وہی بتاؤں گا جس کی اجازت ہوگی، وہی کروں گا جس کا مجھے حکم ملا ہو۔

ف۱۱۵ مؤمن و کافر عالم و جاہل۔

ف۱۱۶ شانِ نُزول: کفّار کی ایک جماعت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی انہوں نے دیکھا کہ حضور کے گرد غریب صحابہ کی ایک جماعت حاضر ہے جو ادنٰی درجہ کے لباس پہنے ہوئے ہیں، یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ ہمیں ان لوگوں کے پاس بیٹھتے شرم آتی ہے، اگر آپ انہیں اپنی مجلس سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی خدمت میں حاضر رہیں، حضور نے اس کو منظور نہ فرمایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۱۱۷ سب کا حساب اللہ پر ہے، وہی تمام خَلق کو روزی دینے والا ہے، اس کے سوا کسی کے ذمّہ کسی کا حساب نہیں۔ حاصل

عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝۵۳ وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ

ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہم میں سے ف۱۱۹ کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو اور جب تمہارے حضور وہ حاضر

يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ

ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے ف۱۲۰

مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ

کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ۝۵۴ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۵۵ ع قُلْ ع ۶ ۱۲

مہربان ہے اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں ف۱۲۱ اور اس لیے کہ مجرموں کا راستہ (طریقہ) ظاہر ہوجائے ف۱۲۲ تم فرماؤ

اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ

مجھے منع کیا گیا ہے کہ انہیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ف۱۲۳ تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر

اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ

نہیں چلتا ف۱۲۴ یوں ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ رہوں تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل

مِّنْ رَّبِّيْ وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

پر ہوں ف۱۲۵ اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی تم جلدی مچا رہے ہو ف۱۲۶ حکم نہیں مگر اللہ کا

معنٰی یہ کہ وہ ضعیف فُقَراء جن کا اوپر ذکر ہوا آپ کے دربار میں قرب پانے کے مستحق ہیں انہیں دور نہ کرنا ہی بجا ہے۔

ف۱۱۸ بطریقِ حسد۔

ف۱۱۹ کہ انہیں ایمان و ہدایت نصیب کی باوجودیکہ وہ لوگ فقیر غریب ہیں اور ہم رئیس سردار ہیں، اس سے ان کا مطلب اللہ تعالٰی پر اعتراض کرنا ہے کہ غُرَباء اُمراء پر سبقت کا حق نہیں رکھتے تو اگر وہ حق ہوتا جس پر یہ غُرَباء ہیں تو وہ ہم پر سابق نہ ہوتے۔

ف۱۲۰ اور اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا۔

ف۱۲۱ تاکہ حق ظاہر ہو اور اس پر عمل کیا جائے۔

ف۱۲۲ تاکہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

ف۱۲۳ کیونکہ یہ عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔

ف۱۲۴ یعنی تمہارا طریقہ اِتباعِ نفس و خواہش ہوا ہے نہ کہ اِتّباعِ دلیل اس لئے اختیار کرنے کے قابل نہیں۔

يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ
وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی
لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۸﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ
کررہے ہو وےا۱۲ تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا و۱۲۸ اور اللہ خوب جانتا ہے ستم گاروں کو اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں
الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ
غیب کی انہیں وہی جانتا ہے و۱۲۹ اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا

و۱۲۵ اور مجھے اس کی معرفت حاصل ہے، میں جانتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں، روشن دلیل قرآن شریف اور معجزات اور توحید کے براہینِ واضحہ سب کو شامل ہے۔

و۱۲۶ کُفّار اِستہزاء حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ ہم پر جلدی عذاب نازل کرائیے۔ اس آیت میں انہیں جواب دیا گیا اور ظاہر کر دیا گیا کہ حضور سے یہ سوال کرنا نہایت بے جا ہے۔

و۱۲۷ یعنی عذاب۔

و۱۲۸ میں تمہیں ایک ساعت کی مہلت نہ دیتا اور تمہیں ربّ کا مخالف دیکھ کر بے دَرَنگ ہلاک کر ڈالتا لیکن اللہ تعالیٰ حلیم ہے عقوبت میں جلدی نہیں فرماتا۔

و۱۲۹ تو جسے وہ چاہے وہی غیب پر مطلع ہوسکتا ہے بغیر اس کے بتائے کوئی غیب نہیں جان سکتا۔

(واحدی)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں

مَفَاتِیح وَمَقَالِید میں فرق

(پھر فرمایا) دارِ دنیا شہادت ہے اور دارِ آخرت غیب، غیب کی کنجیوں کو 'مَفَاتِیح' اور شہادت کی کنجیوں کو 'مَقَالِید' کہتے ہیں۔

قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے:

اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) ہی کے پاس ہیں غیب کی مَفَاتِیح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذاتِ خود) نہیں جانتا۔ (پ ۷، الانعام: ۵۹)

اور دوسری جگہ فرماتا ہے:

خدا ہی کے لیے ہیں مَقَالِید (کنجیاں) آسمان و زمین کی۔ (پ ۲۴، الزمر: ۶۳)

مَفَاتِیح اور مقالید سے نام اقدس کا استخراج

اور مَفَاتِیح کا حرف اول (م) و حرفِ آخر (ح) اور مقالید کا حرفِ اول (م) و حرفِ آخر (د) انہیں مرکب کرنے سے نامِ اقدس ظاہر ہوتا ہے 'محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

اِلَّا یَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ

ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو ف۱۳۰ اور وہی ہے

مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ

جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے ف۱۳۱ اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے

یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو ف۱۳۲ پھر اسی کی طرف پھرنا ہے ف۱۳۳ پھر وہ بتا دے گا جو کچھ

تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ع وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ یُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا ع ۱۲/۵

تم کرتے تھے اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے ف۱۳۴ یہاں

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں

کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

اور یا اس طرف اشارہ ہوسکتا ہے مفاتیح و مقالید غیب و شہادت سب حجرہ خفا یا عدم میں مُقَفَّل (یعنی بند) تھیں وہ مِفتاح و مِقلاد (یعنی چابی) جس سے ان کا قُفل (یعنی تالا) کھولا گیا اور میدانِ ظہور میں لایا گیا وہ ذاتِ اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کہ اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مُقَفَّل حجرہ عدم یا خفا میں رہتے ۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(ملفوظاتِ اعلٰی حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت ص 507)

ف۱۳۰ کتابِ مبین سے لوحِ محفوظ مراد ہے، اللہ تعالٰی نے مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ کے علوم اس میں مکتوب فرمائے ۔

ف۱۳۱ تو تم پر نیند مسلّط ہوتی ہے اور تمہارے تصرُّفات اپنے حال پر باقی نہیں رہتے ۔

ف۱۳۲ اور عمر اپنی انتہا کو پہنچے ۔

ف۱۳۳ آخرت میں ۔ اس آیت میں بَعث بعدَ الموت یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونے پر دلیل ذکر فرمائی گئی جس طرح روز مرّہ سونے کے وقت ایک طرح کی موت تم پر وارد کی جاتی ہے جس سے تمہارے حواس معطل ہو جاتے ہیں اور چلنا پھرنا پکڑنا اور بیداری کے افعال سب معطل ہوتے ہیں، اس کے بعد پھر بیداری کے وقت اللہ تعالٰی تمام قُویٰ کو ان کے تصرّفات عطا فرماتا ہے یہ دلیل بیّن ہے اس بات کی کہ وہ زندگانی کے تصرُّفات بعدِ موت عطا کرنے پر اسی طرح قادر ہے ۔

ف۱۳۴ فرشتے جن کو کراماً کاتبین کہتے ہیں وہ بنی آدم کی نیکی اور بدی لکھتے رہتے ہیں، ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہیں ایک داہنے ایک بائیں، نیکیاں داہنی طرف کا فرشتہ لکھتا ہے اور بدیاں بائیں طرف کا، بندوں کو چاہئے ہوشیار رہیں

جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا

تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں ف۱۳۵ اور وہ قصور نہیں کرتے ف۱۳۶ پھر

اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَ هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ

پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف سنتا ہے اسی کا حکم ہے ف۱۳۷ اور وہ سب سے جلد حساب کرنے والا ف۱۳۸ تم

يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ

فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی آفتوں سے جسے پکارتے ہو گڑگڑا کر اور آہستہ کہ اگر وہ ہمیں اس

هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ

سے بچا دے تو ہم ضرور احسان مانیں گے ف۱۳۹ تم فرماؤ اللہ تمہیں نجات دیتا ہے اس سے اور ہر بے چینی سے پھر

اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ

تم شریک ٹھہراتے ہو ف۱۴۰ تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے تلے

اور بدیوں اور گناہوں سے بچیں کیونکہ ہر ایک عمل لکھا جاتا ہے اور روزِ قیامت وہ نامۂ اعمال تمام خلق کے سامنے پڑھا جائے گا تو گناہ کتنی رسوائی کا سبب ہوں گے اللہ پناہ دے۔ (آمین ثم آمین)

ف۱۳۵ ان فرشتوں سے مراد یا تو تنہا مَلَکُ الموت ہیں، اس صورت میں صیغۂ جمع تعظیم کے لئے ہے یا مَلَکُ الموت مع ان فرشتوں کے مراد ہیں جو ان کے اعوان ہیں جب کسی کی موت کا وقت آتا ہے مَلَکُ الموت بحکمِ الٰہی اپنے اعوان کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیتے ہیں جب روح حلق تک پہنچتی ہے تو خود قبض فرماتے ہیں۔ (خازن)

عقیدہ: وہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الٰہی ہے، خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطاً، وہ اللہ (عزوجل) کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغائر و کبائر سے پاک ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۱، ص 90)

ف۱۳۶ اور تعمیلِ حکم میں ان سے کوتاہی واقع نہیں ہوتی اور ان کے عمل میں سُستی اور تاخیر راہ نہیں پاتی، اپنے فرائض ٹھیک وقت پر ادا کرتے ہیں۔

ف۱۳۷ اور اس روز اس کے سوا کوئی حکم کرنے والا نہیں۔

ف۱۳۸ کیونکہ اس کو سوچنے، جانچنے، شمار کرنے کی حاجت نہیں جس میں دیر ہو۔

ف۱۳۹ اس آیت میں کُفّار کو تنبیہ کی گئی کہ خشکی اور تری کے سفروں میں جب وہ مبتلائے آفات ہو کر پریشان ہوتے ہیں اور ایسے شدائد و اَہوال پیش آتے ہیں جن سے دل کانپ جاتے ہیں اور خطرات قلوب کو مضطرب اور بے چین کر دیتے ہیں اس وقت بُت پرست بھی بُتوں کو بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرتا ہے اسی کی جناب میں تضرُّع و زاری کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مصیبت سے اگر تو نے نجات دی تو میں شکر گزار رہوں گا اور تیرا حقِ نعمت بجا لاؤں گا۔

مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ

(زمین) سے یا تمہیں بھڑا (لڑا) دے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے دیکھو ہم کیونکر

كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ ؕ

طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں کہ کہیں (تاکہ) ان کو سمجھ ہو ۱۴۱ اور اسے ۱۴۲ جھٹلایا تمہاری قوم نے اور یہی حق ہے

قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ؕ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ اِذَا

تم فرماؤ میں تم پر کچھ کڑوڑا (حاکم اعلیٰ) نہیں ۱۴۳ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے ۱۴۴ اور عنقریب جان جاؤ گے اور اے

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ

سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں ۱۴۵ تو ان سے منہ پھیر لے ۱۴۶ جب تک اور بات میں

ف۱۴۰ اور بجائے شکر گزاری کے ایسی بڑی ناشکری کرتے ہو اور یہ جانتے ہوئے کہ بُت نکمے ہیں، کسی کام کے نہیں پھر انہیں اللہ کا شریک کرتے ہو، کتنی بڑی گمراہی ہے۔

ف۱۴۱ مفسّرین کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں، ایک جماعت نے کہا کہ اس سے اُمّتِ محمّد یہ مراد ہے اور آیت انہیں کے حق میں نازل ہوئی۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب یہ نازل ہوا کہ وہ قادر ہے تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے، تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ہی پناہ مانگتا ہوں اور جب یہ نازل ہوا کہ یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو فرمایا میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں اور جب یہ نازل ہوا یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے تو فرمایا یہ آسان ہے۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجدِ بنی معاویہ میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد طویل دعا کی پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں نے اپنے ربّ سے تین سوال کئے ان میں سے صرف دو قبول فرمائے گئے، ایک سوال تو یہ تھا کہ میری اُمّت کو قحطِ عام سے ہلاک نہ فرمائے یہ قبول ہوا، ایک یہ تھا کہ انہیں غرق سے عذاب نہ فرمائے یہ بھی قبول ہوا، تیسرا سوال یہ تھا کہ ان میں باہم جنگ و جدال نہ ہو یہ قبول نہیں ہوا۔

ف۱۴۲ یعنی قرآن شریف کو یا نُزولِ عذاب کو۔

ف۱۴۳ میرا کام ہدایت ہے قلوب کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔

ف۱۴۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو خبریں دیں ان کے لئے وقت معیّن ہیں ان کا وقوع ٹھیک اسی وقت ہوگا۔

ف۱۴۵ طعن تشنیع اِستہزاء کے ساتھ۔

صحبت کا اثر مسلّمہ ہے، انسان اپنے ہمنشین کی عادات، اخلاق اور عقائد سے ضرور متاثّر ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے سے سختی سے منع فرمایا ہے جن کا رات دن کا مشغلہ اسلام، پیغمبرِ اسلام اور قرآن حکیم پر

حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ

پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان (یہ حکم) بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَ مَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ

اور پرہیزگاروں پر اُن کے حساب سے کچھ نہیں و۱۴۷ ہاں (انھیں) نصیحت

لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ ذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا

دینا شاید وہ باز آئیں و۱۴۸ اور چھوڑ دے ان کو (ان کے حال پر) جنھوں نے اپنا دین ہنسی کھیل بنالیا اور اُنھیں دنیا

طعن وتشنیع کرنا ہے لہٰذا ایسے خطرناک اور بھیانک قسم کے قبیح وشنیع ناسور سے آلودہ مریضوں کی صحبت سے بچو ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس ناپاک مرض میں مبتلا ہو جاؤ، سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: بچ اس بات سے جو کان کو بُری لگے۔

(المسند لاامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الغادیۃ، الحدیث:۱۶۷۰۱، ج۵، ص۶۰۵)

و۱۴۶ اوران کی ہم نشینی ترک کر۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے دینوں کی جس مجلس میں دین کا احترام نہ کیا جاتا ہو مسلمان کو وہاں بیٹھنا جائز نہیں، اس سے ثابت ہو گیا کہ کُفّار اور بے دینوں کے جلسے جن میں وہ دین کے خلاف تقریریں کرتے ہیں ان میں جانا، سننے کے لئے شرکت کرنا جائز نہیں اور ردو جواب کے لئے جانا مُجالَست نہیں بلکہ اظہارِ حق ہے ممنوع نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔

بُرے ماحول سے بچو کہ وہ بُری صحبت کا باعث ہے جو موجب ہلاکت ہے۔

بُرے ماحول کو اپنانے والے افراد اپنی عزت و وقار اور حیثیت کو کھودیتے ہیں، اس کی مثال یوں سمجھیں کہ وہ مکھی کی دوسری قسم کی روش کو اپناتے ہیں یعنی چمنستان موجود ہے اطراف سرسبز وشاداب اور گل وگلزار بھی ہے مگر وہ مکھی غلاظت ہی کا انتخاب کرتی ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ وہ تمام خوبصورت جسم کو چھوڑ کر صرف اسی مقام کا انتخاب کرتی ہے جو زخمی ہوتا ہے جس میں خون و پیپ بھرا ہوتا ہے اسی لئے لوگ اس سے متنفر ہوتے ہیں اور یہ بات کون نہیں جانتا کہ غلیظ ماحول سے تعلق رکھنے والی مکھیاں وبا و بیماری ہی کا ذریعہ بنتی ہیں معلوم ہوا کہ غلیظ اور گھناؤنے ماحول سے وابستہ ہونے والے افراد اپنے وقار ہی کو مجروح نہیں کرتے بلکہ دوسروں کی عزت و وقار کے بھی درپے ہوتے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم بُرے ماحول اور بری صحبت سے اجتناب کریں۔

و۱۴۷ یعنی طعن واِستہزاء کرنے والوں کے گناہ انہیں پر ہیں، انہیں سے اس کا حساب ہوگا، پرہیزگاروں پر نہیں۔

شانِ نُزول: مسلمانوں نے کہا تھا کہ ہمیں گناہ کا اندیشہ ہے جب کہ ہم انہیں چھوڑ دیں اور منع نہ کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

و۱۴۸ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ پندونصیحت اور اظہارِ حق کے لئے ان کے پاس بیٹھنا جائز ہے۔

وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ ذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۗۖ لَيْسَ لَهَا

کی زندگانی نے فریب دیا اور قرآن سے نصیحت دو و۱۴۹ کہ کہیں (تاکہ) کوئی جان اپنے کیے پر پکڑی نہ جائے و۱۵۰

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ

اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اُس سے نہ لیے (قبول نہ کیے) جائیں

اُولٰٓىٕكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا

یہ ہیں و۱۵۱ وہ جو اپنے کیے پر پکڑے گئے اُنھیں پینے کا کھولتا پانی اور دردناک عذاب بدلہ ان کے کفر کا

ع ۸ ۱۰ ۱۴ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۠ (۷۰) قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ

تم فرماؤ و۱۵۲ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ بُرا و۱۵۳ اور الٹے پاؤں

عَلٰۤى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ

پلٹا دیے جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی و۱۵۴ اس کی طرح جسے شیطان نے زمین میں راہ بھلا دی و۱۵۵

حَيْرَانَ ۪ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ

حیران ہے اس کے رفیق اسے راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ادھر آ تم فرماؤ کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے و۱۵۶ اور ہمیں حکم

و۱۴۹ اور احکامِ شرعیہ بتاؤ۔

و۱۵۰ اور اپنے جرائم کے سبب عذابِ جہنّم میں گرفتار نہ ہو۔

و۱۵۱ دین کو ہنسی اور کھیل بنانے والے اور دنیا کے مفتون۔

و۱۵۲ اے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین سے جو اپنے باپ دادا کے دین کی دعوت دیتے ہیں۔

و۱۵۳ اور اس میں کوئی قدرت نہیں۔

و۱۵۴ اور اسلام اور توحید کی نعمت عطا فرمائی اور بت پرستی کے بدترین وبال سے بچایا۔

و۱۵۵ اس آیت میں حق و باطل کے دعوت دینے والوں کی ایک تمثیل بیان فرمائی گئی کہ جس طرح مسافر اپنے رفیقوں کے ساتھ تھا جنگل میں بُھوتوں اور شیطانوں نے اس کو رستہ بہکا دیا اور کہا منزلِ مقصود کی یہی راہ ہے اور اس کے رفیق اس کو راہِ راست کی طرف بلانے لگے وہ حیران رہ گیا کدھر جائے، انجام اس کا یہی ہوگا کہ اگر وہ بُھوتوں کی راہ پر چل دے تو ہلاک ہو جائے گا اور رفیقوں کا کہا مانے تو سلامت رہے گا اور منزل پر پہنچ جائے گا۔ یہی حال اس شخص کا ہے جو طریقۂ اسلام سے بہکا اور شیطان کی راہ چلا، مسلمان اس کو راہِ راست کی طرف بلاتے ہیں اگر ان کی بات مانے گا راہ پائے گا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

الْهُدٰى ؕ وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۟ۙ وَ اَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ
ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھ دیں و۱۵۷ جو رب ہے سارے جہان کا اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو
وَ هُوَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۟ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ
اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے اور وہی ہے جس نے آسمان و زمین ٹھیک بنائے و۱۵۸
بِالْحَقِّ ؕ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ ؕ۬ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ لَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ
اور جس دن فنا ہوئی ہر چیز کو کہے گا ہو جا وہ فوراً ہو جائے گی اس کی بات سچی ہے اور اسی کی سلطنت ہے جس دن
فِی الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ؕ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۟ وَ اِذْ قَالَ
صور پھونکا جائے گا و۱۵۹ ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا اور وہی ہے حکمت والا خبردار اور یاد کرو جب
اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ
ابراہیم نے اپنے باپ (چچا) و۱۶۰ آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں
مُّبِیْنٍ ۟ وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ
پاتا ہوں و۱۶۱ اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی و۱۶۲ اور اس لیے کہ وہ عین الیقین

و۱۵۶ یعنی جو طریق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے واضح فرمایا اور جو دین (اسلام) ان کے لئے مقرر کیا وہی ہدایت ونور ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ دین باطل ہے۔

و۱۵۷ اور اسی کی اطاعت وفرمانبرداری کریں اور خاص اسی کی عبادت کریں۔

و۱۵۸ جن سے اس کی قدرتِ کاملہ اور اس کا علم محیط اور اس کی حکمت وصنعت ظاہر ہے۔

و۱۵۹ کہ نام کو بھی کوئی سلطنت کا دعوٰی کرنے والا نہ ہوگا، تمام جبابرہ، فراعنہ اور سب دنیا کی سلطنت کا غرور کرنے والے دیکھیں گے کہ دنیا میں جو وہ سلطنت کا دعوٰی رکھتے تھے وہ باطل تھا۔

و۱۶۰ قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے۔ امام علامہ جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفاء میں بھی ایسا ہی لکھا ہے، چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں، قرآنِ کریم میں ہے ’نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا‘ اس میں حضرت اسمٰعیل کو حضرت یعقوب کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے باوجودیکہ آپ عم ہیں۔ حدیث شریف میں بھی حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اَب فرمایا چنانچہ ارشاد کیا ’رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ‘ اور یہاں اَبِی سے حضرت عباس مراد ہیں۔ (مفرداتِ راغب وکبیر وغیرہ)

مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ

والوں میں ہو جائے و۱۶۳ پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا و۱۶۴ بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر

و۱۶۱ یہ آیت مشرکینِ عرب پر حُجّت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو معظّم جانتے تھے اور ان کی فضیلت کے معترف تھے، انہیں دکھایا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام بُت پرستی کو کتنا بڑا عیب اور گمراہی بتاتے ہیں اگر تم انہیں مانتے ہو تو بُت پرستی تم بھی چھوڑ دو۔

و۱۶۲ یعنی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو دین میں بینائی عطا فرمائی ایسے ہی انہیں آسمانوں اور زمین کے مُلک دکھاتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس سے آسمانوں اور زمین کی خَلق مراد ہے۔ مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ آیاتِ سمٰوات و ارض مراد ہیں، یہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو صَخرہ (پتھر) پر کھڑا کیا گیا اور آپ کے لئے سماوات مکشوف کئے گئے یہاں تک کہ آپ نے عرش و کرسی اور آسمانوں کے تمام عجائب اور جنّت میں اپنے مقام کو معائنہ فرمایا، آپ کے لئے زمین کشف فرما دی گئی یہاں تک کہ آپ نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائب دیکھے۔ مفسّرین کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ رویت بچشمِ باطن تھی یا بچشمِ سر۔ (درِّ منثور و خازن وغیرہ)

و۱۶۳ کیونکہ ہر ظاہر و مخفی چیز ان کے سامنے کر دی گئی اور خَلق کے اعمال میں سے کچھ بھی ان سے نہ چُھپا رہا۔

و۱۶۴ عُلَماءِ تفسیر اور اصحابِ اَخبار و سِیَر کا بیان ہے کہ نُمرود ابنِ کنعان بڑا جابر بادشاہ تھا، سب سے پہلے اسی نے تاج سر پر رکھا، یہ بادشاہ لوگوں سے اپنی پرستش کراتا تھا، کاہن اور مُنجّم کثرت سے اس کے دربار میں حاضر رہتے تھے۔ نمرود نے خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا ہے اس کی روشنی کے سامنے آفتاب ماہتاب بالکل بے نور ہو گئے اس سے وہ بہت خوف زدہ ہوا، کاہنوں سے تعبیر دریافت کی، انہوں نے کہا اس سال تیری قلمرو میں ایک فرزند پیدا ہوگا جو تیرے زَوالِ مُلک کا باعث ہوگا اور تیرے دین والے اس کے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے، یہ خبر سن کر وہ پریشان ہوا اور اس نے حکم دے دیا کہ جو بچہ پیدا ہو قتل کر ڈالا جائے اور مرد عورتوں سے علیٰحدہ رہیں اور اس کی نگہبانی کے لئے ایک محکمہ قائم کر دیا گیا۔ تقدیراتِ الٰہیہ کو کون ٹال سکتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں اور کاہنوں نے نمرود کو اس کی بھی خبر دی کہ وہ بچہ حمل میں آ گیا لیکن چونکہ حضرت کی والدہ صاحبہ کی عمر کم تھی ان کا حمل کسی طرح پہچانا ہی نہ گیا جب زمانۂ ولادت قریب ہوا تو آپ کی والدہ اس تہ خانے میں چلی گئیں جو آپ کے والد نے شہر سے دور کھود کر تیار کیا تھا، وہاں آپ کی ولادت ہوئی اور وہیں آپ رہے، پتھروں سے اس تہ خانہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا، روزانہ والدہ صاحبہ دودھ پلا آتی تھیں اور جب وہاں پہنچتی تھیں تو دیکھتی تھیں کہ آپ اپنی سَرِ اَنگشت چُوس رہے ہیں اور اس سے دودھ برآمد ہوتا ہے، آپ بہت جلد بڑھتے تھے، ایک مہینہ میں اتنا جتنے دوسرے بچے

قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ

جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش (پسند) نہیں آتے ڈوبنے والے پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب

قَالَ لَىٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ

وہ ڈوب گیا کہا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انھیں گمراہوں میں ہوتا ف۱۶۵ پھر

الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ

جب سورج جگمگاتا دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو ف۱۶۶ یہ تو ان سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں

اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ

بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو ف۱۶۷ میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور

ایک سال میں، اس میں اختلاف ہے کہ آپ تہ خانہ میں کتنے عرصہ رہے۔ بعض کہتے ہیں سات برس، بعض تیرہ برس، بعض سترہ برس، یہ مسئلہ یقینی ہے کہ انبیاء ہر حال میں معصوم ہوتے ہیں اور وہ اپنی ابتداءِ ہستی سے تمام اوقاتِ وجود میں عارف ہوتے ہیں، ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ سے دریافت فرمایا میرا ربّ (پالنے والا) کون ہے؟ انہوں نے کہا میں، فرمایا تمہارا ربّ کون ہے؟ انہوں نے کہا تمہارے والد، فرمایا ان کا ربّ کون ہے؟ اس پر والدہ نے کہا خاموش رہو اور اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ تمہارا فرزند ہی ہے اور یہ گفتگو بیان کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابتدا ہی سے توحید کی حمایت اور عقائدِ کُفریہ کا اِبطال شروع فرما دیا اور جب ایک سوراخ کی راہ سے شب کے وقت آپ نے زُہرہ یا مُشتری ستارہ کو دیکھا تو اِقامتِ حُجّت شروع کر دی کیونکہ اس زمانہ کے لوگ بُت اور کواکب کی پرستش کرتے تھے تو آپ نے ایک نہایت نفیس اور دل نشیں پیرایہ میں انہیں نظر و استدلال کی طرف رہنمائی کی جس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ عالَم بتمامہٖ حادِث ہے، اِلٰہ نہیں ہوسکتا، وہ خود مُوجِد و مُدَبِّر کا محتاج ہے جس کے قدرت و اختیار سے اس میں تغیّر ہوتے رہتے ہیں۔ (ماخوذ از روح البیان، ج ۳، ص ۵۹، پ ۷، الانعام: ۷۵)

ف۱۶۵ اس میں قوم کو تنبیہ ہے کہ جو قمر کو اِلٰہ ٹھہرائے وہ گمراہ ہے کیونکہ اس کا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا دلیلِ حدوث و امکان ہے۔ (ماخوذ از روح البیان، ج ۳، ص ۵۹، پ ۷، الانعام: ۷۵)

ف۱۶۶ شمس مؤنث غیر حقیقی ہے اس کے لئے مذکر و مؤنث کے دونوں صیغے استعمال کئے جا سکتے ہیں، یہاں ہٰذا مذکر لایا گیا اس میں تعلیمِ ادب ہے کہ لفظِ ربّ کی رعایت کے لئے لفظِ تانیث نہ لایا گیا اسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفت میں علّام آتا ہے نہ کہ علامہ۔

ف۱۶۷ حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ثابت کر دیا کہ ستاروں میں چھوٹے سے بڑے تک کوئی بھی ربّ

الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَ حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ

زمین بنائے ایک اُسی کا ہو کر و۱۶۸ اور میں مشرکوں میں نہیں اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی کہا کیا اللہ

اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنِ ؕ وَ لَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ

کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو تو وہ مجھے (شروع سے ہی) راہ بتا چکا و۱۶۹ اور مجھے ان کا ڈر نہیں جنھیں تم شریک بتاتے ہو

رَبِّیْ شَیْــٴًـا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ كَیْفَ اَخَافُ

و۱۷۰ ہاں جو میرا ہی رب کوئی بات چاہے و۱۷۱ میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے اور میں تمہارے

مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ

شریکوں سے کیونکر ڈروں و۱۷۲ اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک اس کو ٹھہرایا جس کی تم پر اس نے کوئی سند نہ اتاری

سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِیْنَ

تو دونوں گروہوں میں امان کا زیادہ سزا وار (حقدار) کون ہے و۱۷۳ اگر تم جانتے ہو وہ جو ایمان

وقف لازم

اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَ

ع ۱۵ ۹ ۱۲

لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کے لیے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں اور

ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا، ان کا اِلٰہ ہونا باطل ہے اور قوم جس شرک میں مبتلا ہے آپ نے اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور اس کے بعد دینِ حق کا بیان فرمایا جو آگے آتا ہے۔

(ماخوذ از روح البیان، ج ۳، ص ۵۹، پ ۷، الانعام: ۷۵)

و۱۶۸ یعنی اسلام کے سوا باقی تمام اَدیان سے جدا رہ کر۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دینِ حق کا قیام و استحکام جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ تمام اَدیانِ باطلہ سے بیزاری ہو۔

و۱۶۹ اپنی توحید و معرفت کی۔

و۱۷۰ کیونکہ وہ بے جان بُت ہیں نہ ضرر دے سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں، ان سے کیا ڈرنا، یہ آپ نے مشرکین سے جواب میں فرمایا تھا جنھوں نے آپ سے کہا تھا کہ بُتوں سے ڈرو ان کے بُرا کہنے سے کہیں آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچ جائے۔

و۱۷۱ وہ ہوگی کیونکہ میرا ربّ قادرِ مطلق ہے۔

و۱۷۲ جو بے جان جَماد اور عاجزِ محض ہیں۔

و۱۷۳ مُوحِّد یا مشرک۔

تِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَیْنٰهَاۤ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰى قَوْمِهٖؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُؕ اِنَّ

یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی ہم جسے چاہیں

رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۸۳﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَؕ كُلًّا هَدَیْنَاۚ وَ نُوْحًا

درجوں بلند کریں ف۱۶۴ بے شک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کیے ان سب کو ہم نے

هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ

راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور

هٰرُوْنَؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ زَكَرِیَّا وَ یَحْیٰى وَ عِیْسٰى

ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو اور زکریا اور یحیٰی اور عیسیٰ

وَ اِلْیَاسَؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًاؕ وَ

اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں اور اسمٰعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور

كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْۚ

ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی ف۱۶۵ اور کچھ ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض

ف۱۶۴ علم و عقل و فہم و فضیلت کے ساتھ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درجے بلند فرمائے، دنیا میں علم و حکمت و نبوّت کے ساتھ اور آخرت میں قرب و ثواب کے ساتھ۔

ف۱۶۵ نبوّت و رسالت کے ساتھ۔

مسئلہ: اس آیت سے اس پر سند لائی جاتی ہے کہ انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ عالَم اللہ کے سوا تمام موجودات کو شامل ہے، فرشتے بھی اس میں داخل ہیں تو جب تمام جہان والوں پر فضیلت دی تو ملائکہ پر بھی فضیلت ثابت ہوگئی، یہاں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا اور اس ذکر میں ترتیب نہ زمانہ کے اعتبار سے ہے نہ فضیلت کے، نہ واو ترتیب کا مقتضی لیکن جس شان سے کہ انبیاء علیہم السلام کے اسماء ذکر فرمائے گئے اس میں ایک عجیب لطیفہ ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی ہر ایک جماعت کو ایک خاص طرح کی کرامت و فضیلت کے ساتھ ممتاز فرمایا تو حضرت نوح و ابراہیم و اسحٰق و یعقوب کا اوّل ذکر کیا کیونکہ یہ انبیاء کے اُصول ہیں یعنی ان کی اولاد میں بکثرت انبیاء ہوئے جن کے اَنساب انہیں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ نبوّت کے بعد مراتبِ معتبرہ میں سے مُلک و اختیار و سلطنت و اقتدار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد و سلیمان کو اس کا حظِّ وافر دیا اور مراتبِ رفیعہ میں سے مصیبت و بلاء پر صابر رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو اس کے ساتھ ممتاز فرمایا پھر مُلک و صبر کے دونوں مرتبے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنایت کئے کہ آپ نے شدّت و بلاء پر مدتوں صبر فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے نبوّت کے ساتھ

وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ

کو و۱۷۶ اور ہم نے انھیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی یہ اللہ کی (خاص) ہدایت ہے کہ اپنے بندوں میں جسے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ

چاہے دے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا یہ ہیں

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا

جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تو اگر یہ لوگ و۱۷۷ اس سے منکر ہوں تو ہم نے اس کے لیے ایک ایسی

بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ

قوم لگا رکھی ہے جو انکار والی نہیں و۱۷۸ یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انھیں کی راہ چلو و۱۷۹

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ ع ۱۰ ۸ ۱۲

تم فرماؤ میں قرآن (تبلیغ دین) پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو و۱۸۰ اور یہود نے اللہ

مُلکِ مصر عطا کیا۔ کثرتِ معجزات وقوتِ براہین بھی مراتبِ معتبرہ میں سے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے حضرت موسٰی و ہارون کو اس کے ساتھ مشرف کیا۔ زُہد و ترکِ دنیا بھی مراتبِ معتبرہ میں سے ہے۔ حضرت زکریا و یحیٰی و عیسٰی و الیاس کو اس کے ساتھ مخصوص فرمایا، ان حضرات کے بعد اللہ تعالٰی نے ان انبیاء کا ذکر فرمایا کہ جن کے نہ متّبعین باقی رہے نہ ان کی شریعت جیسے کہ حضرت اسمٰعیل، یسع، یونس، لوط علیہم الصلٰوۃ والسلام۔ اس شان سے انبیاء کا ذکر فرمانے میں ان کی کرامتوں اور خصوصیتوں کا ایک عجیب لطیفہ نظر آتا ہے۔

و۱۷۶ ہم نے فضیلت دی۔

و۱۷۷ یعنی اہلِ مکّہ۔

و۱۷۸ اس قوم سے یا انصار مراد ہیں یا مہاجرین یا تمام اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور پر ایمان لانے والے سب لوگ۔

فائدہ: اس آیت میں دلالت ہے کہ اللہ تعالٰی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نُصرت فرمائے گا اور آپ کی دین کو قوت دے گا اور اس کو تمام اَدیان پر غالب کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ غیبی خبر واقع ہوگئی۔

و۱۷۹ مسئلہ: علمائے دین نے اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں کیونکہ خِصالِ کمال و اوصافِ شرف جو جُدا جُدا انبیاء کو عطا فرمائے گئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب کو جمع فرما دیا اور آپ کو حکم دیا 'فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ' تو جب آپ تمام انبیاء کے اوصافِ کمالیہ کے جامع ہیں تو بے شک سب سے افضل ہوئے۔

حَقَّ قَدۡرِهٖۤ اِذۡ قَالُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ قُلۡ مَنۡ اَنۡزَلَ

کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی و۱۸۱ جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا تم فرماؤ کس نے اُتاری وہ

الۡكِتٰبَ الَّذِىۡ جَآءَ بِهٖ مُوۡسٰى نُوۡرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجۡعَلُوۡنَهٗ قَرَاطِيۡسَ

کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور لوگوں کے لیے ہدایت جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنا لیے

تُبۡدُوۡنَهَا وَتُخۡفُوۡنَ كَثِيۡرًا ۚ وَعُلِّمۡتُمۡ مَّا لَمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَلَاۤ اٰبَآؤُكُمۡ ؕ قُلِ

ظاہر کرتے ہو و۱۸۲ اور بہت سے چھپا لیتے ہو و۱۸۳ اور تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے و۱۸۴ جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو

اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرۡهُمۡ فِىۡ خَوۡضِهِمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ

اللہ کہو و۱۸۵ پھر انہیں چھوڑ دو ان کی بیہودگی میں انہیں کھیلتا و۱۸۶ اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اُتاری و۱۸۷

و۱۸۰ اس آیت سے ثابت ہوا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خَلق کی طرف مبعوث ہیں اور آپ کی دعوت تمام خَلق کو عام اور کل جہان آپ کی اُمّت۔ (خازن)

و۱۸۱ اور اس کی معرفت سے محروم رہے اور اپنے بندوں پر اس کو جو رحمت و کرم ہے اس کو نہ جانا۔

شانِ نُزول: یہود کی ایک جماعت اپنے حِبرُ الاحبار مالک ابنِ صیف کو لے کر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجادلہ کرنے آئی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا میں تجھے اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی، کیا توریت میں تو نے یہ دیکھا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَبۡغَضُ الۡحِبۡرَ السَّمِيۡنَ ' یعنی اللہ کو موٹا عالم مبغوض ہے؟ کہنے لگا ہاں یہ توریت میں ہے، حضور نے فرمایا تو موٹا عالم ہی تو ہے اس پر غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اُتارا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اس میں فرمایا گیا کس نے اُتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے تو وہ لاجواب ہوا اور یہود اس سے برہم ہوئے اور اس کو جھڑکنے لگے اور اس کو حِبر کے عہدہ سے معزول کر دیا۔ (مدارک وخازن)

و۱۸۲ ان میں سے بعض کو جس کا اظہار اپنی خواہش کے مطابق سمجھتے ہو۔

و۱۸۳ جو تمہاری خواہش کے خلاف کرتے ہیں جیسے کہ توریت کے وہ مضامین جن میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت مذکور ہے۔

و۱۸۴ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور قرآنِ کریم سے۔

و۱۸۵ یعنی جب وہ اس کا جواب نہ دے سکیں کہ وہ کتاب کس نے اُتاری تو آپ فرما دیجئے اللہ نے۔

و۱۸۶ کیونکہ جب آپ نے حُجّت قائم کر دی اور انداز و نصیحت نہایت کو پہنچا دی اور ان کے لئے جائے عذر نہ چھوڑی، اس پر بھی وہ باز نہ آئیں تو انہیں ان کی بے ہودگی میں چھوڑ دیجئے۔ یہ کُفّار کے حق میں وعید و تہدید ہے۔

مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَاؕ وَ الَّذِیْنَ

تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو آگے تھیں اور اس لیے کہ تم ڈر سناؤ سب بستیوں کے سردار کو ۱۸۸ اور جو کوئی سارے جہاں

یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ (۹۲) وَ مَنْ اَظْلَمُ

میں اس کے گرد ہیں اور جو آخرت پر ایمان لاتے ہیں ۱۸۹ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں اور

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے ۱۹۰ مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی اور

سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ

جو ۱۹۱ کہے ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا اللہ نے اتارا ۱۹۲ اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہیں

۱۸۷ یعنی قرآن شریف۔

۱۸۸ اُمُّ القُریٰ مکّہ مکرّمہ ہے کیونکہ وہ تمام زمین والوں کا قبلہ ہے۔

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: '(اے مکہ) تُو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور شہر میں سکونت اختیار نہ کرتا۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل مکۃ، الحدیث: ۳۹۲۶، ص ۲۰۵۳)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'خدا کی قسم! تُو اللہ عزوجل کی سب سے بہترین زمین ہے اور مجھے اللہ عزوجل کی زمین میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل مکۃ، الحدیث: ۳۹۲۵، ۲۰۵۲)

سیِّدُ المُبلّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'زمین میں سب سے پہلے بیت اللہ شریف کا ٹکڑا رکھا گیا، پھر اس سے دوسری زمین پھیلائی گئی اور سطح زمین پر اللہ عزوجل نے سب سے پہلے جو پہاڑ رکھا وہ جَبَلِ اَبِیْ قُبَیس ہے پھر اس سے پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا۔

(شعب الایمان، باب فی المناسک، حدیث الکعبۃ والمسجد الحرام، الحدیث: ۳۹۸۴، ج ۳، ص ۴۳۲)

شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'مکہ مکرمہ اُمُّ القُریٰ یعنی تمام شہروں کی اصل ہے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال، رقم: ۵۴۶، حسام بن مصک بن ظالم ۔۔۔۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۳۶۳)

۱۸۹ اور قیامت وآخرت اور مرنے کے بعد اُٹھنے کا یقین رکھتے ہیں اور اپنے انجام سے غافل و بےخبر نہیں ہیں۔

۱۹۰ اور نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرے۔

۱۹۱ شانِ نُزول: یہ آیت مُسَیلمہ کذّاب کے بارے میں نازل ہوئی جس نے یَمامہ عَلاقہ یمن میں نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ قبیلۂ بنی حنیفہ کے چند لوگ اس کے فریب میں آ گئے تھے یہ کذّاب زمانۂ خلافتِ حضرت ابوبکر

صدیق میں وحشی قاتلِ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

مسیلمہ کذاب

یہ خود کو' رحمٰن الیمامہ' کہلواتا تھا پورا نام مسیلمہ بن ثمامہ تھا یہ کہتا تھا' جو مجھ پر وحی لاتا ہے اس کا نام رحمٰن ہے' یہ اپنے قبیلے بنو حنیف کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوا تھا ایک روایت کے مطابق ایمان لایا تھا بعد میں مرتد ہوگیا تھا اور ایک روایت کے مطابق اس نے تخلف کیا اور کہا اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اپنے بعد خلیفہ بنادیں تو میں مسلمان ہوجاؤں اور ان کی متابعت کرلوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اس کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور اس کے سر پر کھڑے ہوگئے اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے دست اقدس میں کھجور کی ایک شاخ تھی فرمایا اگر تو مجھ سے اس شاخ کو بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں بجز اس کے جو مسلمانوں کے بارے میں حکم الٰہ ہے اور ایک روایت کے مطابق اس نے تھوڑی دیر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے گفتگو کرنے کے بعد کہا اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم مجھے اپنی نبوت میں شریک کرلیں یا اپنا جانشین مقرر کردیں تو میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے بیعت کرنے کو تیار ہوں اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا (اور اس وقت آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی) کہ تم نبوت میں سے اگر یہ لکڑی بھی مجھ سے مانگو تو نہیں مل سکتی بہرحال جب دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ناکام و نامراد واپس ہوا تو اس نے خود ہی اعلان نبوت کرڈالا اور اہل یمامہ کو بھی گمراہ و مرتد بنانا شروع کردیا اس نے شراب و زنا کو حلال کرکے نماز کی فرضیت کو ساقط کردیا مفسدوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ مل گئی اس کے چند عقائد یہاں بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) سمت معین کرکے نماز پڑھنا کفر و شرک کی علامت ہے لہٰذا نماز کے وقت جدھر دل چاہے منہ کرلیا جائے اور نیت کے وقت کہا جائے کہ میں بے سمت نماز ادا کررہا ہوں۔

(۲) مسلمانوں کے ایک پیغمبر ہیں لیکن ہمارے دو ہیں ایک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ہیں اور دوسرا مسیلمہ اور ہر امت کے کم از کم دو پیغمبر ہونے چاہیں۔

(۳) مسیلمہ کے ماننے والے اپنے آپ کو رحمانیہ کہلاتے تھے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنی کرتے تھے شروع مسیلمہ کے خدا کے (مسیلمہ کا نام رحمان بھی مشہور تھا) کے نام سے جو مہربان ہے۔

(۴) ختنہ کرنا حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس نے ایک کتاب بھی وضع کی تھی جس کے دو حصے تھے پہلے کو' فاروق اول' اور دوسرے کو' فاروق ثانی' کہا جاتا تھا اور اس کی حیثیت کسی طرح قرآن سے کم نہ سمجھتے تھے اسی کو نمازوں میں پڑھا جاتا تھا اس کی تلاوت کو باعث ثواب خیال کرتے۔ اس شیطانی صحیفے کے چند جملے ملاحظہ ہوں: یا ضفدع بنت ضفدع نقی ما تنقین اعلاک فی الماء واسفلک فی الطین لا الشارب تمنعین ولا الماء تکدرین ترجمہ: اے مینڈکی کی بچی اسے صاف کر جسے تو صاف کرتی ہے تیرا بالائی حصہ تو پانی میں اور نچلا حصہ مٹی میں ہے نہ تو پانی پینے والوں کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گدلا کرتی ہے۔

اس وحی شیطان کا مطلب کیا ہے یہ بیان نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مسیلمیوں کے نزدیک قرآن کریم اور فاروق کی تفسیر کرنا حرام تھا اب ذرا فاروق اول کی سورۃ الفیل بھی پڑھیے' الفیل و ما الفیل له ذنب دبیل و خرطوم طویل ان ذلك من

خلق ربنا الجلیل ' یعنی ہاتھی اور وہ ہاتھی کیا ہے اس کی بھدی دم ہے اور لمبی سونڈ ہے یہ ہمارے رب جلیل کی مخلوق ہے۔ اس کی یہ وحی شیطانی سن کر ایک بچی نے کہا کہ یہ وحی ہو ہی نہیں سکتی اس میں کیا بات بتائی گئی ہے جو ہمیں معلوم نہیں ہے سب کو پتہ ہے کہ ہاتھی کی دم بھدی اور سونڈ طویل ہوتی ہے۔ مسیلمہ کذاب اس شیطانی کتاب کے علاوہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے شعبدہ بازی بھی کرتا تھا جس کو وہ اپنا معجزہ کہتا تھا اور وہ یہ تھا کہ اس نے ایک مرغی کے بالکل تازہ انڈے کو سر کے میں ڈال کر نرم کیا اور پھر اس کو ایک چھوٹے منہ والی بوتل میں ڈالا انڈہ ہوا لگنے سے پھر سخت ہو گیا بس مسیلمہ لوگوں کے سامنے وہ بوتل رکھتا اور کہتا کہ کوئی عام آدمی انڈے کو بوتل میں کسطرح ڈال سکتا ہے لوگ اس کو حیرت سے دیکھتے اور اسکے کمال کا اعتراف کرنے لگتے تھے۔ اس کے علاوہ جب لوگ اس کے پاس کسی مصیبت کی شکایت لے کر آتے تو یہ انکے لیے دعا بھی کرتا مگر اس کا نتیجہ ہمیشہ برعکس ہوتا تھا چنانچہ لوگ اس کے پاس ایک بچے کو برکت حاصل کرنے کو لائے اس نے اپنا ہاتھ بچے کے سر پر پھیرا وہ گنجا ہو گیا ایک عورت ایک مرتبہ اسکے پاس آئی کہا کہ ہمارے کھیت سوکھے جا رہے ہیں کنویں کا پانی کم ہو گیا ہے ہم نے سنا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے خشک کنوؤں میں پانی ابلنے لگتا ہے آپ بھی ہمارے لیے دعا کریں چنانچہ اس کذاب نے اپنے مشیر خاص نہار سے مشورہ کیا اور اپنا تھوک کنویں میں ڈالا جس کی نحوست سے کنویں کا رہا سہا پانی بھی ختم ہو گیا ایک مرتبہ اس کذاب نے سنا کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آپ دہن لگایا تھا تو انکی آنکھوں کی تکلیف ختم ہو گئی تھی اس نے بھی کئی مریضوں کی آنکھوں میں تھوک لگایا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس کی آنکھ میں یہ تھوک لگاتا وہ بدنصیب اندھا ہو جاتا تھا۔ ایک معتقد نے آکر بیان کیا کہ میرے بہت سے بچے مر چکے ہیں صرف دو لڑکے باقی ہیں آپ ان کی درازی عمر کی دعا کریں کذاب نے دعا کی اور کہا جاؤ تمہارے چھوٹے بچے کی عمر چالیس سال ہوگی یہ شخص خوشی سے جھومتا ہوا گھر پہنچا تو ایک اندوہناک خبر اس کی منتظر تھی کہ ابھی اس کا ایک لڑکا کنویں میں گر کر ہلاک ہو گیا ہے اور جس بچے کی عمر چالیس سال بتائی تھی وہ اچانک ہی بیمار ہوا اور چند لمحوں میں چل بسا اور ایک روایت کے مطابق ایک لڑکے کو بھیڑیے نے پھاڑ ڈالا تھا اور دوسرا کنویں میں گر کر ہلاک ہوا تھا۔

ان لوگوں پر تعجب ہے جو اس ملعون کے ایسے کرتوتوں کے باوجود اس کی پیروی کرتے تھے اور اس سے بیزار نہ ہوتے تھے چونکہ جاہلوں کی جماعت میں غرض کے بندے شامل تھے لہٰذا جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ ظاہری ہوا تو اس کا کاروبار چمک گیا اور ایک لاکھ سے زیادہ جہال اس کے اردگرد جمع ہو گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت مقدسہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۲۴ ہزار کا لشکر لیکر اس کے استیصال کو تشریف لے گئے ان کے مقابل ۴۰ ہزار کا لشکر کفار تھا فریقین میں خوب لڑائی ہوئی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور یہ بدبخت کذاب حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل بجہنم ہوا اور اس وقت آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: میں زمانہ کفر میں سب سے اچھے آدمی کا قاتل تھا اور زمانہ اسلام میں سب سے بدتر کا قاتل ہوں۔

(ملخص از ترجمان اہلسنت بابت ماہ نومبر 1973 ص ۲۹ تا ۳۳، مدارج النبوۃ مترجم جلد دوم صفحہ ۵۵۲ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور)

و۱۹۲ شانِ نزول: یہ عبداللہ بن ابی سرح کاتبِ وحی کے حق میں نازل ہوئی۔ جب آیت ' وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا

الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ

اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں ف۱۹۳ کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں

بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ(۹۳) وَ لَقَدْ

خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے ف۱۹۴ اور اس کی آیتوں سے

جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْۚ

تکبر کرتے اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا ف۱۹۵ اور پیٹھ پیچھے چھوڑ

وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُاؕ لَقَدْ

آئے جو مال و متاع ہم نے تمہیں دیا تھا اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کا تم اپنے میں

تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۠(۹۴) ع ۱۱ ۱۷

ساجھا (شریک) بتاتے تھے ف۱۹۶ بے شک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی ف۱۹۷ اور تم سے گئے جو دعوے کرتے تھے ف۱۹۸

الْاِنْسَانَ ' نازل ہوئی اس نے اس کو لکھا اور آخر تک پہنچتے پہنچتے پیدائشِ انسان کی تفصیل پر مطلع ہو کر متعجب ہوا اور اس حالت میں آیت کا آخر 'فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ' بے اختیار اس کی زبان پر جاری ہو گیا، اس پر اس کو یہ گھمنڈ ہوا کہ مجھ پر وحی آنے لگی اور مرتد ہو گیا، یہ نہ سمجھا کہ نورِ وحی اور قوت وحُسنِ کلام سے آیت کا آخر کلمہ زبان پر آ گیا، اس میں اس کی قابلیت کا کوئی دخل نہ تھا زورِ کلام خود اپنے آخر کو بتا دیا کرتا ہے جیسے کبھی کوئی شاعر نفیس مضمون پڑھے وہ مضمون خود قافیہ بتا دیتا ہے اور سننے والے شاعر سے پہلے قافیہ پڑھ دیتے ہیں، ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ہرگز ویسا شعر کہنے پر قادر نہیں تو قافیہ بتانا ان کی قابلیّت نہیں کلام کی قوت ہے اور یہاں تو نورِ وحی اور نورِ نبی سے سینہ میں روشنی آتی تھی چنانچہ مجلس شریف سے جُدا ہونے اور مرتد ہو جانے کے بعد پھر وہ ایک جملہ بھی ایسا بنانے پر قادر نہ ہوا جو نظمِ قرآنی سے مل سکتا، آخر کار زمانۂ اقدس ہی میں قبلِ فتحِ مکّہ پھر اسلام سے مشرف ہوا۔

ف۱۹۳ اَرواح قبض کرنے کے لئے جھڑکتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں۔

ف۱۹۴ نبوّت اور وحی کے جھوٹے دعوے کر کے اور اللہ کے لئے شریک اور بی بی بچے بتا کر۔

ف۱۹۵ نہ تمہارے ساتھ مال ہے نہ جاہ، نہ اولاد جن کی مَحبت میں تم عمر بھر گرفتار رہے، نہ وہ بت جنہیں پُوجا کئے، آج ان میں سے کوئی تمہارے کام نہ آیا، یہ کُفّار سے روزِ قیامت فرمایا جاوے گا۔

ف۱۹۶ کہ وہ عبادت کے حقدار ہونے میں اللہ کے شریک ہیں۔ (معاذ اللّٰہ)

ف۱۹۷ اور علاقے ٹوٹ گئے، جماعت منتشر ہو گئی۔

ف۱۹۸ تمہارے وہ تمام جُھوٹے دعوے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے باطل ہو گئے۔

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ

بیشک اللہ دانے اور گٹھلی کو (زمین میں) چیرنے والا ہے و۱۹۹ زندہ کو مردہ سے نکالنے و۲۰۰ اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا

مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا

و۲۰۱ یہ ہے اللہ تم کہاں اوندھے جاتے ہو و۲۰۲ تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا اور اس نے رات کو چین بنایا و۲۰۳

و۱۹۹ توحید و نبوّت کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے کمالِ قدرت وعلم وحکمت کے دلائل ذکر فرمائے کیونکہ مقصودِ اعظم اللہ سبحانہ اور اس کے تمام صفات و افعال کی معرفت ہے اور یہ جاننا کہ وہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور جو ایسا ہو وہی مستحقِ عبادت ہوسکتا ہے، نہ کہ وہ بُت جنہیں مشرکین پُوجتے ہیں۔ خشک دانہ اور گٹھلی کو چیر کر ان سے سبزہ اور درخت پیدا کرنا اور ایسی سنگلاخ زمینوں میں ان کے نرم ریشوں کو رواں کرنا جہاں آہنی میخ بھی کام نہ کرسکے اس کی قدرت کے کیسے عجائبات ہیں۔

مبلغ اسلام حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی: ۸۱۰ھ) اپنی تصنیف 'اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ' میں لکھتے ہیں۔

مِثلیّت سے پاک ذات:

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے عقل والوں پر پردے ڈال دیئے کہ وہ اس کا احاطہ کرسکیں تو وہ حیران و پریشان ہیں، اور انہیں اپنی توحید کی نشانیاں دکھائیں تو انہوں نے نہ مخالفت کی اور نہ ہی مثل ہونے کا دعویٰ کیا اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنی بزرگی وعظمت کا ذکر ان کے دلوں میں ڈالا تو وہ اس کی یاد میں مست ہو گئے اور کہنے لگے: 'اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں۔' اس نے اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر فضل وکرم کرتے ہوئے انہیں بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں، اور اپنے دشمنوں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا۔ اور اپنا ادراک کرنے سے لوگوں کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے لہٰذا وہ کسی کے متعلق اس کے مثل یا مشابہ ہونے کا وہم تک نہیں کرتے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِي الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ)

و۲۰۰ جاندار سبزہ کو بے جان دانے اور گٹھلی سے اور انسان وحیوان کو نُطفہ سے اور پرند کو انڈے سے۔

و۲۰۱ جاندار درخت سے بے جان گٹھلی اور دانہ کو اور انسان وحیوان سے نُطفہ کو اور پرندے سے انڈے کو یہ اس کے عجائبِ قدرت وحکمت ہیں۔

و۲۰۲ اور ایسے براہین قائم ہونے کے بعد کیوں ایمان نہیں لاتے اور موت کے بعد اٹھنے کا یقین نہیں کرتے، جو بے جان نُطفہ سے جاندار حیوان پیدا کرتا ہے اس کی قدرت سے مُردہ کو زندہ کرنا کیا بعید ہے۔

و۲۰۳ کہ خَلق اس میں چین پاتی ہے اور دن کی تکان و ماندگی کو استراحت سے دور کرتی ہے اور شب بیدار زاہد تنہائی میں اپنے ربّ کی عبادت سے چین پاتے ہیں۔

وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۹۶﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ
اورسورج اور چاند کو (دنیا کے) حساب (کا ذریعہ بنایا) ف۲۰۴ یہ سادھ (مقرر کیا ہوا) ہے زبردست جاننے والے کا اور وہی ہے
جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ
جس نے تمہارے لیے تارے بنائے کہ ان سے راہ پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں میں ہم نے نشانیاں مفصل بیان کر دیں
لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ
علم والوں کے لیے اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ف۲۰۵ پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے ف۲۰۶ اور کہیں امانت
مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ
رہنا ف۲۰۷ بے شک ہم نے مفصل آیتیں بیان کر دیں سمجھ والوں کے لیے اور وہی ہے جس نے آسمان سے
السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ
پانی اتارا تو ہم نے اس سے ہر اگنے والی چیز نکالی ف۲۰۸ تو ہم نے اس سے نکالی سبزی جس میں سے دانے نکالتے ہیں
حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ
ایک دوسرے پر چڑھے ہوتے اور کھجور کے گابھے سے پاس پاس گچھے اور انگور کے باغ اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے
وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ
اور کسی بات میں الگ اس کا پھل دیکھو جب پھلے اور
یَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ
اس کا پکنا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے اور ف۲۰۹ اللہ کا شریک ٹھہرایا جنّوں کو ف۲۱۰ حالانکہ

ف۲۰۴ کہ ان کے دورے اور سیر سے عبادات و معاملات کے اوقات معلوم ہوں۔

ف۲۰۵ یعنی حضرت آدم سے۔

ف۲۰۶ کے رحم میں یا زمین کے اوپر۔

ف۲۰۷ باپ کی پشت میں یا قبر کے اندر۔

ف۲۰۸ پانی ایک اور اس سے جو چیزیں اُگائیں وہ قسم قسم اور رنگارنگ۔

ف۲۰۹ باوجودیکہ ان دلائلِ قدرت و عجائبِ حکمت اور اس انعام و اکرام اور ان نعمتوں کے پیدا کرنے اور عطا فرمانے کا اقتضاء تھا کہ اس کریم کارساز پر ایمان لاتے بجائے اس کے بُت پرستوں نے یہ ستم کیا (جو آیت میں آگے مذکور ہے) کہ۔

ف۲۱۰ کہ ان کی اطاعت کر کے بُت پرست ہو گئے۔

خَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَصِفُوْنَ۠(۱۰۰) ع ۱۲ ۱۸

اسی نے ان کو بنایا اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گڑھ (بنا) لیں جہالت سے پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ اَنّٰى یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌؕ وَ

بے کسی نمونہ کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں و۲۱۱ اور

خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ(۱۰۱) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ

اس نے ہر چیز پیدا کی و۲۱۲ اور وہ سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب و۲۱۳ اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ(۱۰۲) لَا تُدْرِكُهُ

ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو وہ ہر چیز پر نگہبان ہے و۲۱۴ آنکھیں اُسے احاطہ نہیں کرتیں و۲۱۵ اور سب آنکھیں

و۲۱۱ اور بے عورت اولاد نہیں ہوتی اور زوجہ اس کی شان کے لائق نہیں کیونکہ کوئی شے اس کی مثل نہیں۔

و۲۱۲ تو جو ہے وہ اس کی مخلوق ہے اور مخلوق اولاد نہیں ہوسکتی تو کسی مخلوق کو اولاد بتانا باطل ہے۔

و۲۱۳ جس کے صفات مذکور ہوئے اور جس کے یہ صفات ہوں وہی مستحقِ عبادت ہیں۔

مبلغ اسلام حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (متوفی:۸۱۰ھ) اپنی تصنیف 'اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق' میں لکھتے ہیں۔

تمام تعریفیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لئے جس کی حقیقت کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ وہ ہی گناہوں کو بخشتا ہے اور وہ ہی عیبوں کو چھپاتا ہے۔ وہ ہی دکھوں کو دور کرتا ہے اور وہی شکستہ دلوں کو جوڑتا ہے۔ وہ اپنی نظیر اور مشابہ سے بلند تر ہے۔ شکوک وشبہات سے پاک ہے۔ وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ 'مَحْمُوْد' ہے کہ سختیوں اور تکالیف پر صرف اسی کی حمد کی جاتی ہے۔ وہ 'مَشْکُوْر' ہے کہ خوش حالی اور تنگ دستی ہر حال میں اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ وہ ہی حقیقی 'کَرِیْم' ہے کہ حقیقی جودوکرم سے صرف وہی پہچانا جاتا ہے۔ وہ 'رَحِیْم' اور محبوبِ اعظم ہے کہ رکوع وسجود صرف اس کے لئے ہے۔ وہ ہی 'قَدِیْمُ الذَّات' اور 'بَدِیْعُ الصِّفَات' (یعنی بے مثل صفات والا) ہے کہ دُکھوں کو دُور کرنے کے لئے اسی کو پکارا جاتا ہے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق)

و۲۱۴ خواہ وہ رزق ہو یا اَجل یا عمل۔

و۲۱۵ مسائل: اِدراک کے معنٰی ہیں مرئی کے جوانب وحدود پر واقف ہونا اسی کو اِحاطہ کہتے ہیں۔ ادراک کی یہی تفسیر حضرت سعید ابنِ مسیّب اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے منقول ہے اور جمہور مفسّرین ادراک کی تفسیر احاطہ سے فرماتے ہیں اور احاطہ اسی چیز کا ہوسکتا ہے جس کے حدود و جہات ہوں، اللہ تعالٰی کے لئے حد وجہت محال ہے تو اس کا ادراک و احاطہ بھی ناممکن، یہی مذہب ہے اہلِ سُنّت کا، خوارج ومعتزلہ وغیرہ گمراہ فرقے ادراک اور رویت میں فرق نہیں کرتے اس لئے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے کہ انہوں نے دیدارِ الٰہی کو محالِ عقلی قرار دے دیا

الْاَبْصَارُ ۫ وَ هُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ

اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے پورا باطن پورا خبر دار تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں

بَصَآىٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ

تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے بُرے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں

بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَ لِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَ لِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ

اور ہم اسی طرح آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ف۲۱۶ اور اس لیے کہ کافر بول اٹھیں کہ تم تو پڑھے ہو اور اس

یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

لیے کہ اُسے علم والوں پر واضح کر دیں اس پر چلو جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے ف۲۱۷ اس کے سوا کوئی معبود

وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكُوْا ؕ وَ مَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ

نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیر لو اور اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے تمہیں ان پر نگہبان نہیں کیا

حَفِیْظًا ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اور تم ان پر کڑوڑے (حاکم اعلیٰ) نہیں اور انھیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ

باوجودیکہ نفیٔ رویت نفیٔ علم کو مستلزم ہے ورنہ جیسا کہ باری تعالیٰ بخلاف تمام موجودات کے بلا کیفیت و جہت جانا جا سکتا ہے ایسے ہی دیکھا بھی جا سکتا ہے کیونکہ اگر دوسری موجودات بغیر کیفیت و جہت کے دیکھی نہیں جا سکتی تو جانی بھی نہیں جا سکتی، راز اس کا یہ ہے کہ رویت و دید کے معنٰی یہ ہیں کہ بصر کسی شئے کو جیسی کہ وہ ہو ویسا جانے تو جو شئے جہت والی ہوگی اس کی رویت و دید جہت میں ہوگی اور جس کے لئے جہت نہ ہوگی اس کی دید بے جہت ہوگی۔

دیدارِ الٰہی: آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنین کے لئے اہلِ سُنّت کا عقیدہ اور قرآن و حدیث و اِجماعِ صحابہ و سلفِ اُمّت کے دلائلِ کثیرہ سے ثابت ہے۔ قرآنِ کریم میں فرمایا 'وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ' اس سے ثابت ہے کہ مومنین کو روزِ قیامت ان کے ربّ کا دیدار میسّر ہوگا، اس کے علاوہ اور بہت آیات اور صحاح کی کثیر احادیث سے ثابت ہے۔ اگر دیدارِ الٰہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام دیدار کا سوال نہ فرماتے۔ 'رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ' ارشاد نہ کرتے اور ان کے جواب میں 'اِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ' نہ فرمایا جاتا۔ ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ آخرت میں مؤمنین کے لئے دیدارِ الٰہی شرع میں ثابت ہے اور اس کا انکار گمراہی۔

ف۲۱۶ کہ حُجّت لازم ہو۔

ف۲۱۷ اور کفّار کی بے ہودہ گوئیوں کی طرف التفات نہ کرو، اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکینِ خاطر ہے کہ آپ کُفّار کی یاوہ گوئیوں سے رنجیدہ نہ ہوں، یہ ان کی بدنصیبی ہے کہ وہ ایسی واضح برہانوں سے فائدہ نہ اٹھائیں۔

اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠

اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے و۲۱۸ یونہی ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس کے عمل بھلے کر

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

دیے ہیں پھر انھیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے اور وہ انھیں بتادے گا جو کرتے تھے اور انھوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے

اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ

حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے تم فرمادو کہ نشانیاں تو اللہ کے

عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ

پاس ہیں و۲۱۹ اور تمھیں و۲۲۰ کیا خبر کہ جب وہ آئیں تو یہ ایمان نہ لائیں گے اور ہم پھیر دیتے ہیں ان کے دلوں

وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۳ ۱۰ ۱۹

اور آنکھوں کو و۲۲۱ جیسا وہ پہلی بار ایمان نہ لائے تھے و۲۲۲ اور انھیں چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں

و۲۱۸ قتادہ کا قول ہے کہ مسلمان کفّار کے بتوں کی برائی کیا کرتے تھے تاکہ کفّار کو نصیحت ہو اور وہ بت پرستی کے عیب سے باخبر ہوں مگر ان ناخدا شناس جاہلوں نے بجائے پند پذیر ہونے کے شانِ الٰہی میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولنی شروع کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اگرچہ بتوں کو برا کہنا اور ان کی حقیقت کا اظہار طاعت و ثواب ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کفّار کی بدگوئیوں کو روکنے کے لئے اس کو منع فرمایا گیا۔ ابنِ انباری کا قول ہے کہ یہ حکم اول زمانہ میں تھا جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت عطا فرمائی منسوخ ہو گیا۔

و۲۱۹ وہ جب چاہتا ہے حسبِ اقتضائے حکمت نازل فرماتا ہے۔

و۲۲۰ اے مسلمانو۔

و۲۲۱ حق کے ماننے اور دیکھنے سے۔

و۲۲۲ ان آیات پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر ظاہر ہوئی تھیں مثل شق القمر وغیرہ معجزاتِ باہرات کے۔

الجزء ۸

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ حَشَرْنَا عَلَیْهِمْ كُلَّ شَیْءٍ

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اُتارتے و۲۲۳ اور ان سے مردے باتیں کرتے اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھا لاتے

قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

جب بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے و۲۲۴ مگر یہ کہ خدا چاہتا و۲۲۵ ولیکن ان میں بہت نرے جاہل ہیں و۲۲۶

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے

اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًاؕ وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا

پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات و۲۲۷ دھوکے کو اور تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے و۲۲۸ تو انھیں ان کی بناوٹوں

یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ لِتَصْغٰۤى اِلَیْهِ اَفْـٕدَةُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ لِیَرْضَوْهُ

پر چھوڑ دو و۲۲۹ اور اس لیے کہ اس و۲۳۰ کی طرف ان کے دل جھکیں جنھیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں اور

وَ لِیَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ

گناہ کمائیں جو اُنہیں کمانا ہے تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ چاہوں اور وہی ہے جس نے

و۲۲۳ شانِ نُزول: ابنِ جریر کا قول ہے کہ یہ آیت اِستہزاء کرنے والے قریش کی شان میں نازل ہوئی جنہوں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمارے مُردوں کو اُٹھا لائیے ہم ان سے دریافت کرلیں کہ آپ جو فرماتے ہیں یہ حق ہے یا نہیں اور ہمیں فرشتے دکھائیے جو آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لائیے۔ اس کے جواب میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

و۲۲۴ وہ اہلِ شقاوت ہیں۔

و۲۲۵ اس کی مشیّت جو ہوتی ہے وہی ہوتا ہے، جو اس کے علم میں اہلِ سعادت ہیں وہ ایمان سے مشرّف ہوتے ہیں۔

و۲۲۶ نہیں جانتے کہ یہ لوگ وہ نشانیاں بلکہ اس سے زیادہ دیکھ کر بھی ایمان لانے والے نہیں۔ (جمل و مدارک)

و۲۲۷ یعنی وسوسے اور فریب کی باتیں اِغوا کرنے کے لئے۔

و۲۲۸ لیکن اللہ تعالٰی اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے امتحان میں ڈالتا ہے تاکہ اس کے محنت پر صابر رہنے سے ظاہر ہوجائے کہ یہ جزیلِ ثواب پانے والا ہے۔

و۲۲۹ اللہ انہیں بدلہ دے گا، رسوا کرے گا اور آپ کی مدد فرمائے گا۔

و۲۳۰ بناوٹ کی بات۔

اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ

تمہاری طرف مفصل کتاب اُتاری ۲۳۱ اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اُترا

مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا

ہے ۲۳۲ تو اے سُننے والے تو ہر گز شک والوں میں نہ ہو اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف

وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ

میں اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ۲۳۳ اور وہی ہے سنتا جانتا اور اے سُننے والے (مسلمان) زمین میں اکثر وہ ہیں

فِی الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ

کہ تو ان کے کہے پر چلے تو تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں وہ صرف گمان کے پیچھے ہیں ۲۳۴ اور نری اٹکلیں

اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ

(فضول اندازے) دوڑاتے ہیں ۲۳۵ تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون بہکا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَ

ہدایت والوں کو تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ۲۳۶ اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو اور تمہیں کیا ہوا

۲۳۱ یعنی قرآن شریف جس میں امر و نہی، وعدہ و وعید اور حق و باطل کا فیصلہ اور میرے صدق کی شہادت اور تمہارے افتراء کا بیان ہے۔

شانِ نُزول: سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کہا کرتے تھے کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک حَکَم مقرر کیجئے ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۳۲ کیونکہ ان کے پاس اس کی دلیلیں ہیں۔

۲۳۳ نہ کوئی اس کی قضا کا تبدیل کرنے والا، نہ حکم کا رد کرنے والا، نہ اس کا وعدہ خلاف ہو سکے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ کلام جب تامّ ہے تو وہ قابلِ نقص و تغییر نہیں اور وہ قیامت تک تحریف و تغییر سے محفوظ ہے۔ بعض مفسّرین فرماتے ہیں معنٰی یہ ہیں کہ کسی کی قدرت نہیں کہ قرآنِ پاک کی تحریف کر سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کا ضامن ہے۔ (تفسیر ابو السعود)

۲۳۴ اپنے جاہل اور گمراہ باپ دادا کی تقلید کرتے ہیں، بصیرت و حق شناسی سے محروم ہیں۔

۲۳۵ کہ یہ حلال ہے یہ حرام اور اٹکل سے کوئی چیز حلال حرام نہیں ہوتی جسے اللہ اور اس کے رسول نے حلال کیا وہ حلال اور جسے حرام کیا وہ حرام۔

۲۳۶ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذَبح کیا گیا، نہ وہ جو اپنی موت مَرا یا بتوں کے نام پر ذَبح کیا گیا وہ حرام ہے، حِلّت

مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ

کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس وے۲۳ پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تم سے مفصل بیان کرچکا جو کچھ تم پر حرام ہوا و۸ ۲۳ مگر جب تمہیں

عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ

اس سے مجبوری ہو و۹ ۲۳ اور بے شک بہتیرے (بہت سے) اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں بے

عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ

جانے بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے اور چھوڑ دو کھلا اور چھپا گناہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا تَاْكُلُوْا

وہ جو گناہ کماتے ہیں عنقریب اپنی کمائی کی سزا پائیں گے اور اسے نہ کھاؤ جس پر

مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى

اللہ کا نام نہ لیا گیا و۲۴ اور وہ بے شک حکم عدولی ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں (کفار) کے دلوں

اللہ کے نام پر ذبح ہونے سے متعلق ہے۔ یہ مشرکین کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ جو انہوں نے مسلمانوں پر کیا تھا کہ تم اپنا قتل کیا ہوا تو کھاتے ہو اور اللہ کا مارا ہوا یعنی جو اپنی موت مرے اس کو حرام جانتے ہو۔

وے۲۳ ذبیحہ۔

و۸ ۲۳ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ حرام چیزوں کا مفصّل ذکر ہوتا ہے اور ثبوتِ حُرمت کے لئے حکمِ حُرمت درکار ہے اور جس چیز پر شریعت میں حُرمت کا حکم نہ ہو وہ مباح ہے۔

و۹ ۲۳ تو عندَ الِاضطرار قدرِ ضرورت روا ہے۔

مسئلہ ۱: اضطرار کی حالت میں یعنی جبکہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لیے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھا لینے پر اس صورت میں مؤاخذہ نہیں، بلکہ نہ کھا کر مرجانے میں مؤاخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان دینا ہوگا۔

الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والاِباحۃ، ج۹ ص۵۵۹

مسئلہ ۲: پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے، تو کسی چیز کو پی کر اپنے کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے۔ پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائے گی، تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے۔

الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والاِباحۃ، ج۹ ص۵۵۹

و۲۴ وقتِ ذبح نہ تحقیقاً نہ تقدیراً، خواہ اس طرح کہ وہ جانور اپنی موت مر گیا ہو یا اس طرح کہ اس کو بغیر تسمیہ کے یا غیرِ خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، یہ سب حرام ہیں لیکن جہاں مسلمان ذبح کرنے والا وقتِ ذبح بسم اللّٰہِ اللّٰہُ

اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ۠ (۱۲۱) اَوَ مَنْ كَانَ ع۴ ۱۱

میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کا کہنا مانو ۲۴۱ تو اس وقت تم مشرک ہو ۲۴۲ اور کیا وہ کہ مُردہ تھا تو ہم نے

مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي

اُسے زندہ کیا ۲۴۳ اور اس کے لیے ایک نور کر دیا ۲۴۴ جس سے لوگوں میں چلتا ہے ۲۴۵ وہ اس جیسا ہو جائے

الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَاؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۲۲)

گا جو اندھیریوں میں ہے ۲۴۶ ان سے نکلنے والا نہیں یونہی کافروں کی آنکھ میں ان کے اعمال بھلے کر دیے

اکبر کہنا بھول گیا وہ ذبح جائز ہے، وہاں ذکر تقدیری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ الدرالمختار، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۵۔۴۹۹

۲۴۱ اور اللہ کے حرام کئے ہوئے کو حلال جانو۔

۲۴۲ کیونکہ دین میں حکمِ الٰہی کو چھوڑنا اور دوسرے کے حکم کو ماننا، اللہ کے سوا اور کو حاکم قرار دینا شرک ہے۔

۲۴۳ مُردہ سے کافر اور زندہ سے مومن مراد ہے کیونکہ کُفر قلوب کے لئے موت ہے اور ایمان حیات۔

۲۴۴ نور سے ایمان مراد ہے جس کی بدولت آدمی کُفر کی تاریکیوں سے نجات پاتا ہے۔ قتادہ کا قول ہے کہ نور سے کتاب اللہ یعنی قرآن مراد ہے۔

۲۴۵ اور بینائی حاصل کر کے راہِ حق کا امتیاز کر لیتا ہے۔

۲۴۶ کُفر و جہل و تیرہ باطنی کی۔ یہ ایک مثال ہے جس میں مومن و کافر کا حال بیان فرمایا گیا ہے کہ ہدایت پانے والا مومن اس مُردہ کی طرح ہے جس نے زندگانی پائی اور اس کو نور ملا جس سے وہ مقصود کی راہ پاتا ہے اور کافر اس کی مثل ہے جو طرح طرح کی اندھیریوں میں گرفتار ہوا اور ان سے نکل نہ سکے، ہمیشہ حیرت میں مُبتلا رہے۔ یہ دونوں مثالیں ہر مومن و کافر کے لئے عام ہیں اگرچہ بقول حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ان کا شانِ نُزول یہ ہے کہ ابوجہل نے ایک روز سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نَجس چیز پھینکی تھی اس روز حضرت امیرِ حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کو گئے ہوئے تھے، جس وقت وہ ہاتھ میں کمان لئے ہوئے شکار سے واپس آئے تو انہیں اس واقعہ کی خبر دی گئی گو ابھی تک وہ ایمان سے مشرف نہ ہوئے تھے مگر یہ خبر سُن کر ان کو نہایت طیش آیا اور وہ ابوجہل پر چڑھ گئے اور اس کو کمان سے مارنے لگے اور ابوجہل عاجزی و خوشامد کرنے لگا اور کہنے لگا اے ابویعلٰی (حضرت امیر حمزہ کی کُنیت ہے) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ محمد (مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم) کیسا دین لائے اور انہوں نے ہمارے معبودوں کو بُرا کہا اور ہمارے باپ دادا کی مخالفت کی اور ہمیں بدعقل بتایا، اس پر حضرت امیرِ حمزہ نے فرمایا تمہارے برابر بدعقل کون ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر پتھروں کو پُوجتے ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفٰے (صلی اللہ

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْكُرُوْا فِیْهَاؕ وَ مَا
گئے ہیں اور اُسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے مجرموں کے سرغنہ کئے کہ اس میں داؤں کھیلیں و۲۴۷ اور
یَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ(۱۲۳) وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ قَالُوْا لَنْ
داؤں نہیں کھیلتے مگر اپنی جانوں پر اور انھیں شعور نہیں و۲۴۸ اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو کہتے ہیں ہم ہرگز
نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ
ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا و۲۴۹ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی
رِسَالَتَهٗؕ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا
رسالت و۲۵۰ رکھے عنقریب مجرموں کو اللہ کے یہاں ذلت پہنچے گی اور سخت عذاب بدلہ ان کے
كَانُوْا یَمْكُرُوْنَ(۱۲۴) فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِۚ وَ
مکر (فریب) کا اور جسے اللہ (ہدایت کی) راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے و۲۵۱ اور

وقف منزل
وقف لازم

علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اسی وقت حضرت امیرِ حمزہ اسلام لے آئے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو حضرت امیرِ حمزہ کا حال اس کے مشابہ ہے جو مُردہ تھا، ایمان نہ رکھتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور نورِ باطن عطا فرمایا اور ابوجہل کی شان یہی ہے کہ وہ کُفر وجَہل کی تاریکیوں میں گرفتار ہے اور۔

و۲۴۷ اور طرح طرح کے حیلوں اور فریبوں اور مکاریوں سے لوگوں کو بہکاتے اور باطل کو رواج دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

و۲۴۸ کہ اس کا وبال انہیں پر پڑتا ہے۔

و۲۴۹ یعنی جب تک ہمارے پاس وحی نہ آئے اور ہمیں نبی نہ بنایا جائے۔

شانِ نُزول: ولید بن مغیرہ نے کہا تھا کہ اگر نبوّت حق ہوتو اس کا زیادہ مستحق میں ہوں کیونکہ میری عمر سیدِ عالَم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ ہے اور مال بھی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

و۲۵۰ یعنی اللہ جانتا ہے کہ نبوّت کی اہلیت اور اس کا استحقاق کس کو ہے کس کو نہیں، عمر و مال سے کوئی مستحقِ نبوّت نہیں ہوسکتا اور یہ نبوّت کے طلب گار تو حسد، مکر، بدعہدی وغیرہ قبائح افعال اور رذائل خِصال میں مبتلا ہیں، یہ کہاں اور نبوّت کا منصبِ عالی کہاں۔

و۲۵۱ اس کو ایمان کی توفیق دیتا ہے اور اس کے دل میں روشنی پیدا کرتا ہے۔

جب سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے فرمان میں موجود لفظ 'شَرح' کے معنی پوچھے گئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'بے شک نور جب دل میں داخل ہوتا ہے تو

مَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ

جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے ف۲۵۲ گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ هٰذَا صِرَاطُ

اللہ یونہی عذاب ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو اور یہ ف۲۵۳ تمہارے رب

رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ

کی سیدھی راہ ہے ہم نے آیتیں مفصل بیان کر دیں نصیحت ماننے والوں کے لیے ان کے لیے سلامتی کا گھر (جنت) ہے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ

اپنے رب کے یہاں اور وہ ان کا مولیٰ ہے یہ ان کے کاموں کا پھل ہے اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ

اور فرمائے گا اے جن کے گروہ تم نے بہت آدمی گھیر لیے ف۲۵۴ اور ان کے دوست (کافر) آدمی عرض کریں گے اے ہمارے رب

رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ

ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا ف۲۵۵ اور (یہاں تک کہ) ہم اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی

مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ

تھی ف۲۵۶ فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانہ ہے ہمیشہ اس میں رہو مگر جسے خدا چاہے ف۲۵۷ اے محبوب بے شک تمہارا رب حکمت والا علم

اس کے لئے سینہ کشادہ ہو جاتا ہے اور وہ کھل جاتا ہے، عرض کی گئی: 'یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے؟' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'ہاں دھوکے والے گھر (یعنی دنیا) سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور ہمیشہ والے گھر کی طرف متوجہ ہونا، نیز موت آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا۔

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب أعلام النور في الصدور، الحدیث ۷۹۳۳، ج۵، ص۴۴۲، بتغیرٍ قلیلٍ)

ف۲۵۲ کہ اس میں علم اور دلائل توحید و ایمان کی گنجائش نہ ہو تو اس کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ جب اس کو ایمان کی دعوت دی جاتی ہے اور اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس پر نہایت شاق ہوتا ہے اور اس کو بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔

ف۲۵۳ دینِ اسلام۔

ف۲۵۴ ان کو بہکایا اور اغوا کیا۔

ف۲۵۵ اس طرح کہ انسانوں نے شہوات و مَعاصی میں ان سے مدد پائی اور جنّوں نے انسانوں کو اپنا مطیع بنایا، آخر کار اس کا نتیجہ پایا۔

ف۲۵۶ وقت گزر گیا، قیامت کا دن آ گیا، حسرت و ندامت باقی رہ گئی۔

ع ۱۵/۸/۲ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ

والا ہے اور یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں بدلہ ان کے کیے کا و۲۵۸ اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ

اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہ آئے تھے تم پر میری آیتیں پڑھتے اور تمہیں یہ دن و۲۵۹ دیکھنے سے

هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى

ڈراتے و۲۶۰ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی و۲۶۱ اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور خود اپنی جانوں

اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ

پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے و۲۶۲ یہ و۲۶۳ اس لیے کہ تیرا رب بستیوں کو و۲۶۴ ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ ان کے

و۲۵۷ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ اِستثناء اس قوم کی طرف راجع ہے جس کی نسبت علمِ الٰہی میں ہے کہ وہ اسلام لائیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں گے اور جہنّم سے نکالے جائیں گے۔

و۲۵۸ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ جب کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہے تو اچھوں کو ان پر مسلّط کرتا ہے، بُرائی چاہتا ہے تو بُروں کو۔ اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جو قوم ظالم ہوتی ہے اس پر ظالم بادشاہ مسلّط کیا جاتا ہے تو جو اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے رہائی چاہیں انہیں چاہئے کہ ظلم ترک کریں۔

و۲۵۹ یعنی روزِ قیامت۔

و۲۶۰ اور عذابِ الٰہی کا خوف دلاتے۔

و۲۶۱ کافر جن اور انسان اقرار کریں گے رسول ان کے پاس آئے اور انہوں نے زبانی پیام پہنچائے اور اس دن کے پیش آنے والے حالات کا خوف دلایا لیکن کافروں نے ان کی تکذیب کی اور ان پر ایمان نہ لائے۔ کفّار کا یہ اقرار اس وقت ہوگا جب کہ ان کے اعضاء و جوارح ان کے شرک و کُفر کی شہادت دیں گے۔

و۲۶۲ قیامت کا دن بہت طویل ہوگا اور اس میں حالات بہت مختلف پیش آئیں گے۔ جب کُفّار مومنین کے انعام و اکرام اور عزّت و منزلت کو دیکھیں گے تو اپنے کُفر و شرک سے منکر ہو جائیں گے اور اس خیال سے کہ شاید مُکر جانے سے کچھ کام بنے یہ کہیں گے 'وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ' یعنی خدا کی قسم ہم مشرک نہ تھے، اس وقت ان کے مونہوں پر مُہریں لگا دی جائیں گی اور ان کے اعضاء ان کے کُفر و شرک کی گواہی دیں گے۔ اسی کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا 'وَشَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ'۔

و۲۶۳ یعنی رسولوں کی بعثت۔

و۲۶۴ ان کی معصیت اور۔

وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا

لوگ بے خبر ہوں ؀۲۶۵ اور ہر ایک کے لیے ؀۲۶۶ ان کے کاموں سے (کے) درجے ہیں اور تیرا رب ان کے اعمال سے

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَ رَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَسْتَخْلِفْ مِنْۢ

بے خبر نہیں اور اے محبوب تمہارا رب بے پرواہ ہے رحمت والا اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں لے جائے ؀۲۶۷ اور

بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَاۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ

جسے چاہے تمہاری جگہ لادے (بسا دے) جیسے تمہیں اوروں کی اولاد سے پیدا کیا ؀۲۶۸ بیشک جس کا تمہیں وعدہ

لَاٰتٍ ۙ وَّ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ

دیا جاتا ہے ؀۲۶۹ ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ میں اپنا کام

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَ

کرتا ہوں تو اب جاننا چاہتے ہو کس کا رہتا ہے آخرت کا گھر بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے اور ؀۲۷۰

جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ

اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیے ان میں اُسے ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال (فاسد) میں

؀۲۶۵ بلکہ رسول بھیجے جاتے ہیں وہ انہیں ہدایتیں فرماتے ہیں، حُجّتیں قائم کرتے ہیں، اس پر بھی وہ سرکشی کرتے ہیں تب ہلاک کئے جاتے ہیں۔

؀۲۶۶ خواہ وہ نیک ہو یا بد۔ نیکی اور بدی کے درجے ہیں انہی کے مطابق ثواب وعذاب ہوگا۔

؀۲۶۷ یعنی ہلاک کردے۔

؀۲۶۸ اور ان کا جانشین بنایا۔

؀۲۶۹ وہ چیز خواہ قیامت ہو یا مرنے کے بعد اٹھنا یا حساب یا ثواب وعذاب۔

؀۲۷۰ زمانۂ جاہلیت میں مشرکین کا طریقہ تھا کہ وہ اپنی کھیتیوں اور درختوں کے پھلوں اور چوپایوں اور تمام مالوں میں سے ایک حصّہ تو اللہ کا مقرر کرتے تھے اور ایک حصہ بُتوں کا، تو جو حصّہ اللہ کے لئے مقرر کرتے تھے اس کو تو مہمانوں اور مسکینوں پر صَرف کردیتے تھے اور جو بُتوں کے لئے مقرر کرتے تھے وہ خاص ان پر اور ان کے خادموں پر صرف کرتے اور جو حصّہ اللہ کے لئے مقرر کرتے اگر اس میں سے کچھ بُتوں والے حصہ میں مل جاتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر بُتوں والے حصّہ میں سے کچھ اس میں سے ملتا تو اس کو نکال کر پھر بُتوں ہی کے حصّہ میں شامل کردیتے۔ اس آیت میں ان کی اس جہالت اور بدعقلی کا ذکر فرما کر ان پر تنبیہ فرمائی گئی۔

وَهٰذَا لِشُرَكَآىِٕنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ

اور یہ ہمارے شریکوں کا وا۷۲ تو وہ (حصہ) جو ان کے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا اور جو خدا کا ہے وہ ان

يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآىِٕهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ

کے شریکوں کو پہنچتا ہے کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں و۷۲ اور یوں ہی بہت مشرکوں کی نگاہ میں

الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَ لِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ

ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل بھلا کر دکھایا ہے و۷۲ کہ انھیں ہلاک کریں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کر دیں و۷۲

دِيْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ

اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو (اے محبوب) تم انھیں چھوڑ دو وہ ہیں اور ان کے افتراء اور بولے و۷۲ یہ مویشی اور

اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖۗ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ

کھیتی روکی ہوئی و۷۲ ہے اسے وہی کھائے جسے ہم چاہیں اپنے جھوٹے خیال سے (یہ بات کہتے ہیں) و۷۲ اور کچھ

و۷۲ یعنی بُتوں کا۔

و۷۲ اور انتہا درجہ کے جہل میں گرفتار ہیں، خالقِ مُنعم کے عزت و جلال کی انہیں ذرا بھی معرفت نہیں اور فسادِ عقل اس حد تک پہنچ گیا کہ انہوں نے بے جان بُتوں پتّھر کی تصویروں کو کارسازِ عالَم کے برابر کر دیا اور جیسا اس کے لئے حصّہ مقرر کیا ایسا ہی بُتوں کے لئے بھی کیا، بے شک یہ بہت ہی بُرا فعل اور انتہا کا جہل اور عظیم خطا و ضلال ہے، اس کے بعد ان کے جہل اور ضلالت کی ایک اور حالت ذکر فرمائی جاتی ہے۔

و۷۲ یہاں شریکوں سے مراد وہ شیاطین ہیں جن کی اطاعت کے شوق میں مشرکین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی معصیت گوارا کرتے تھے اور ایسے قبائح افعال اور جاہلانہ افعال کے مرتکب ہوتے تھے جن کو عقلِ صحیح کبھی گوارا نہ کر سکے اور جن کی قباحت میں ادنیٰ سمجھ کے آدمی کو بھی تردُّد نہ ہو، بُت پرستی کی شامت سے وہ ایسے فسادِ عقل میں مبتلا ہوئے کہ حیوانوں سے بدتر ہو گئے اور اولاد جس کے ساتھ ہر جاندار کو فطرۃً محبت ہوتی ہے شیاطین کے اِتّباع میں اس کا بے گناہ خون کرنا انہوں نے گوارا کیا اور اس کو اچھا سمجھنے لگے۔

و۷۲ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ لوگ پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دین پر تھے شیاطین نے ان کو اغوا کر کے ان گمراہیوں میں ڈالا تا کہ انہیں دینِ اسمٰعیلی سے منحرف کرے۔

و۷۲ مشرکین اپنے بعض مویشیوں اور کھیتیوں کو اپنے باطل معبودوں کے ساتھ نامزد کر کے کہ۔

و۷۲ ممنوع الِانتفاع۔

و۷۲ یعنی بُتوں کی خدمت کرنے والے وغیرہ۔

ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا افْتِرَآءً عَلَیْهِ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ

مویشی ہیں جن پر چڑھنا حرام ٹھہرایا ف۲۷۸ اور کچھ مویشی کے ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیتے ف۲۷۹ یہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے

بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا

عنقریب وہ انھیں بدلہ دے گا اُن کے افتراؤں کا اور بولے جو ان مویشی کے پیٹ میں ہے وہ نرا (خالص) ہمارے مردوں

وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤی اَزْوَاجِنَا ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ

کا ہے ف۲۸۰ اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور مرا ہوا نکلے تو وہ سب ف۲۸۱ اس میں شریک ہیں قریب ہے کہ اللہ

وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ

انھیں ان کی ان باتوں کا بدلہ دے گا بے شک وہ حکمت و علم والا ہے بے شک تباہ ہوئے وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں احمقانہ

عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا

جہالت سے ف۲۸۲ اور حرام ٹھہراتے ہیں وہ جو اللہ نے اُنھیں روزی دی ف۲۸۳ اللہ پر جھوٹ باندھنے کو ف۲۸۴ بے شک

ف۲۷۸ جن کو بحیرہ، سائبہ، حامی کہتے ہیں۔

ف۲۷۹ بلکہ ان بُتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں اور ان تمام افعال کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں اللہ نے اس کا حکم دیا ہے۔

ف۲۸۰ صرف انہیں کے لئے حلال ہے اگر زندہ پیدا ہو۔

ف۲۸۱ مرد و عورت۔

ف۲۸۲ شانِ نُزول: یہ آیت زمانۂ جاہلیت کے ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی لڑکیوں کو نہایت سنگ دلی اور بے رحمی کے ساتھ زندہ درگور کر دیا کرتے تھے، ربیعہ و مُضر وغیرہ قبائل میں اس کا بہت رواج تھا اور جاہلیت کے بعض لوگ لڑکوں کو بھی قتل کرتے تھے اور بے رحمی کا یہ عالَم تھا کہ کتّوں کی پرورش کرتے اور اولاد کو قتل کرتے تھے، ان کی نسبت یہ ارشاد ہوا کہ تباہ ہوئے۔ اس میں شک نہیں کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اس کی ہلاکت سے اپنی تعداد کم ہوتی ہے، اپنی نسل مٹتی ہے، یہ دنیا کا خسارہ ہے، گھر کی تباہی ہے اور آخرت میں اس پر عذابِ عظیم ہے تو یہ عمل دنیا اور آخرت میں تباہی کا باعث ہوا اور اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر لینا اور اولاد جیسی عزیز اور پیاری چیز کے ساتھ اس قسم کی سفّاکی اور بے دردی گوارا کرنا انتہا درجہ کی حماقت اور جہالت ہے۔

ف۲۸۳ یعنی بحیرے، سائبہ، حامی وغیرہ جو مذکور ہو چکے۔

ف۲۸۴ کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ایسے مذموم افعال کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کا یہ خیال اللہ پر اِفتراء ہے۔

ع ۱۶ ۱۱ ۲ مُهْتَدِيْنَ ۝١٤٠ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ

وہ بہکے اور راہ (ہدایت) نہ پائی و۲۸۵ اور وہی ہے جس نے پیدا کیے باغ کچھ زمین پر چھتے (چھائے) ہوئے و۲۸۶

وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ

اور کچھ بے چھتے (تنوں پر کھڑے) اور کھجور اور کھیتی جس میں رنگ رنگ کے کھانے و۲۸۷ اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے

مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا

و۲۸۸ اور کسی میں الگ و۲۸۹ کھاؤ اس کا پھل جب پھل لائے اور اس کا حق (زکوٰۃ) دو جس دن کٹے و۲۹۰ اور بے جا نہ

تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝١٤١ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ

خرچو و۲۹۱ بے شک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝١٤٢

و۲۹۲ کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں (اس کے کہے) پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا

و۲۸۵ حق وصواب کی۔

و۲۸۶ یعنی ٹٹیوں پر قائم کئے ہوئے مثل انگور وغیرہ کے۔

و۲۸۷ رنگ اور مزے اور مقدار اور خوشبو میں باہم مختلف۔

و۲۸۸ مثلاً رنگ میں یا پتوں میں۔

و۲۸۹ مثلاً ذائقہ اور تاثیر میں۔

و۲۹۰ معنٰی یہ ہیں کہ یہ چیزیں جب پھلیں کھانا تو اسی وقت سے تمہارے لئے مباح ہے اور اس کی زکوٰۃ یعنی عُشر اس کے کامل ہونے کے بعد واجب ہوتا ہے جب کھیتی کاٹی جائے یا پھل توڑے جائیں۔

مسئلہ: لکڑی، بانس، گھانس کے سوا زمین کی باقی پیداوار میں اگر یہ پیداوار بارش سے ہو تو اس میں عُشر واجب ہوتا ہے اور اگر رہٹ وغیرہ سے ہو تو نصف عُشر۔

الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۳

و۲۹۱ حضرت مُترجِم قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اِسراف کا ترجمہ بے جا خرچ کرنا فرمایا، نہایت ہی نفیس ترجمہ ہے۔ اگر کُل مال خرچ کر ڈالا اور اپنے عیال کو کچھ نہ دیا اور خود فقیر بن بیٹھا تو سدی کا قول ہے کہ یہ خرچ بے جا ہے اور اگر صدقہ دینے ہی سے ہاتھ روک لیا تو یہ بھی بے جا اور داخلِ اِسراف ہے جیسا کہ سعید بن مُسیّب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سفیان کا قول ہے کہ اللہ کی طاعت کے سوا اور کام میں جو مال خرچ کیا جاوے وہ قلیل بھی ہو تو اسراف ہے۔ زُہری کا قول ہے کہ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ معصیت میں خرچ نہ کرو۔ مجاہد نے کہا کہ حق اللہ میں کوتاہی کرنا اسراف ہے اور اگر ابوقُبیس

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

صریح (کھلا) دشمن ہے آٹھ نر و مادہ ایک جوڑا بھیڑ کا اور ایک جوڑا بکری کا تم فرماؤ کیا اس نے

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ

دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہیں ۲۹۳ کسی علم سے بتاؤ اگر تم سچے ہو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ

اور ایک جوڑا اونٹ کا اور ایک جوڑا گائے کا تم فرماؤ کیا

ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

اس نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہیں ۲۹۴

پہاڑ سونا ہو اور اس تمام کو راہِ خدا میں خرچ کر دو تو اسراف نہ ہو اور ایک درہم معصیت میں خرچ کرو تو اِسراف

۲۹۲ چوپائے دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ بڑے جو لادنے کے کام میں آتے ہیں، کچھ چھوٹے مثل بکری وغیرہ کے جو اس قابل نہیں، ان میں سے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کئے انہیں کھاؤ اور اہلِ جاہلیت کی طرح اللہ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ۔

۲۹۳ یعنی اللہ تعالیٰ نے نہ بھیڑ بکری کے نر حرام کئے نہ ان کی مادائیں حرام کیں، نہ ان کی اولاد، ان میں سے تمہارا یہ فعل کہ کبھی نر حرام ٹھہراؤ کبھی مادہ، کبھی ان کے بچّے، یہ سب تمہارا اِختراع ہے اور ہوائے نفس کا اِتّباع، کوئی حلال چیز کسی کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتی۔

۲۹۴ اس آیت میں اہلِ جاہلیت کو توبیخ کی گئی جو اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام ٹھہرا لیا کرتے تھے جن کا ذکر اوپر کی آیات میں آچکا ہے، جب اسلام میں احکام کا بیان ہوا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدال کیا اور ان کا خطیب مالک بن عوف جشمی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یا محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے سنا ہے آپ ان چیزوں کو حرام کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں حضور نے فرمایا تم نے بغیر کسی اصل کے چند قسمیں چوپایوں کی حرام کر لیں اور اللہ تعالیٰ نے آٹھ نر و مادہ اپنے بندوں کے کھانے اور ان کے نفع اٹھانے کے لئے پیدا کئے، تم نے کہاں سے انہیں حرام کیا، ان میں حُرمت نر کی طرف سے آئی یا مادہ کی طرف سے؟ مالک بن عوف یہ سن کر ساکت اور متحیّر رہ گیا اور کچھ نہ بول سکا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بولتا کیوں نہیں، کہنے لگا آپ فرمایئے میں سنوں گا سبحان اللہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی قوت اور زور نے اہلِ جاہلیت کے خطیب کو ساکت و حیران کر دیا اور وہ بول ہی کیا سکتا تھا، اگر کہتا کہ نر کی طرف سے حُرمت آئی تو لازم ہوتا کہ تمام نر حرام ہوں، اگر کہتا کہ مادہ کی طرف سے تو ضروری ہوتا کہ ہر ایک مادہ حرام ہو اور اگر کہتا جو پیٹ میں ہے وہ

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَاۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا و۲۹۵ تو اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے

كَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۠ (۱۴۴) قُلْ ع

کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے بے شک اللہ ظالموں کو (ہدایت کی) راہ نہیں دکھاتا (اے محبوب) تم فرماؤ و۲۹۶

لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً

میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام و۲۹۷ مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا

اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ

بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ و۲۹۸ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا تو جو ناچار

اللّٰهِ بِهٖۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۴۵) وَ عَلَى

ہوا و۲۹۹ نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے و۳۰۰ اور

حرام ہے تو پھر سب ہی حرام ہو جاتے کیونکہ جو پیٹ میں رہتا ہے وہ نر ہوتا ہے یا مادہ ۔ وہ جو تخصیصیں قائم کرتے تھے اور بعض کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیتے تھے اس حُجّت نے ان کے اس دعوٰیٔ تحریم کو باطل کر دیا علاوہ بریں ان سے یہ دریافت کرنا کہ اللہ نے نر حرام کئے ہیں یا مادہ یا ان کے بچے ، یہ منکرِ نبوّت مخالف کو اِقرارِ نبوّت پر مجبور کرتا تھا کیونکہ جب تک نبوّت کا واسطہ نہ ہو تو اللہ تعالٰی کی مرضی اور اس کا کسی چیز کو حرام فرمانا کیسے جانا جا سکتا ہے چنانچہ اگلے جملہ نے اس کو صاف کیا ہے ۔

و۲۹۵ جب یہ نہیں ہے اور نبوّت کا تو اقرار نہیں کرتے تو ان احکامِ حُرمت کو اللہ کی طرف نسبت کرنا کِذب و باطل و افترائے خالص ہے ۔

و۲۹۶ ان جاہل مشرکوں سے جو حلال چیزوں کو اپنی خواہشِ نفس سے حرام کر لیتے ہیں ۔

و۲۹۷ اس میں تنبیہ ہے کہ حُرمت جہتِ شرع سے ثابت ہوتی ہے نہ ہَوائے نفس سے ۔

مسئلہ : تو جس چیز کی حُرمت شرع میں وارد نہ ہو اس کو ناجائز و حرام کہنا باطل ، ثبوتِ حُرمت خواہ وحیٔ قرآنی سے ہو یا وحیٔ حدیث سے ، یہی معتبر ہے ۔

و۲۹۸ تو جو خون بہتا نہ ہو مثلاً جگر و تلی کے وہ حرام نہیں ۔

رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: 'ہمارے لیے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں ۔ دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں ۔

سنن ابن ماجہ' ، کتاب الأطعمۃ ، باب الکبد والطحال ، الحدیث : ۳۳۱۴ ، ج ۴ ، ص ۳۲

الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور ۳۰۱ اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام

شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَایَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ

کی مگر جو اُن کی پیٹھ میں لگی ہو یا آنت یا ہڈی سے ملی ہو ہم نے یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا ۳۰۲

جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ ۖ٘ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ

اور بے شک ہم ضرور سچے ہیں پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرماؤ کہ تمہارا رب

وَّاسِعَةٍ ۚ وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ

وسیع رحمت والا ہے ۳۰۳ اور اس کا عذاب مجرموں پر سے نہیں ٹالا جاتا ۳۰۴ اب کہیں گے مشرک کہ ۳۰۵

اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكْنَا وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ

اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے ۳۰۶ ایسا ہی ان سے اگلوں

كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰی ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ

نے جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا عذاب چکھا ۳۰۷ تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے

۲۹۹ اور ضرورت نے اسے ان چیزوں میں سے کسی کے کھانے پر مجبور کیا ایسی حالت میں مضطر ہو کر اس نے کچھ کھایا۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۶ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

۳۰۰ اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔

۳۰۱ جو انگلی رکھتا ہو خواہ چوپایہ ہو یا پرند، اس میں اُونٹ اور شُتر مرغ داخل ہیں۔ (مدارک بعض مفسّرین کا قول ہے کہ یہاں شُتر مرغ اور بط اور اونٹ خاص طور پر مراد ہیں۔

۳۰۲ یہود اپنی سرکشی کے باعث ان چیزوں سے محروم کئے گئے لہذا یہ چیزیں ان پر حرام رہیں اور ہماری شریعت میں گائے بکری کی چربی اور اُونٹ اور بط اور شتر مرغ حلال ہیں، اسی پر صحابہ اور تابعین کا اِجماع ہے۔ (تفسیرِ احمدی)

۳۰۳ مُکذِّبین کو مہلت دیتا ہے اور عذاب میں جلدی نہیں فرماتا تاکہ انہیں ایمان لانے کا موقع ملے۔

۳۰۴ اپنے وقت پر آہی جاتا ہے۔

۳۰۵ یہ خبرِ غیب ہے کہ جو بات وہ کہنے والے تھے وہ بات پہلے سے بیان فرمادی۔

۳۰۶ ہم نے جو کچھ کیا یہ سب اللہ کی مشیّت سے ہوا، یہ دلیل ہے اس کی کہ وہ اس سے راضی ہے۔

۳۰۷ اور یہ عذرِ باطل ان کے کچھ کام نہ آیا کیونکہ کسی امر کا مشیّت میں ہونا اس کی مرضی و مامور ہونے کو مستلزم نہیں،

فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ

کہ اسے ہمارے لیے نکالو تم تو نِرے گمان (خام خیال) کے پیچھے ہو اور تم یونہی تخمینے کرتے ہو ۳۰۸ تم فرماؤ

فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ

تو اللہ ہی کی حجت پوری ہے ۳۰۹ تو وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو

الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ

گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا ۳۱۰ پھر اگر وہ گواہی دے بیٹھیں ۳۱۱ تو تو اے سننے والے ان کے ساتھ

وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ

گواہی نہ دینا اور ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور

هُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ع قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا ع ۱۸/۵

اپنے رب کا برابر والا ٹھہراتے ہیں ۳۱۲ تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ (کر) سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا ۳۱۳ یہ

تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ

کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ۳۱۴ اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث

مرضی وہی ہے جو انبیاء کے واسطے سے بتائی گئی اور اس کا امر فرمایا گیا۔

۳۰۸ اور غلط اٹکلیں چلاتے ہو۔

۳۰۹ کہ اس نے رسول بھیجے، کتابیں نازل فرمائیں، راہِ حق واضح کردی۔

۳۱۰ جسے تم اپنے لئے حرام قرار دیتے ہو اور کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے، یہ گواہی اس لئے طلب کی گئی کہ ظاہر ہو جائے کہ کُفّار کے پاس کوئی شاہد نہیں ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہ ان کی تراشیدہ بات ہے۔

۳۱۱ اس میں تنبیہ ہے کہ اگر یہ شہادت واقع ہو بھی تو وہ محض اِتباعِ ہَوا اور کِذب و باطل ہوگی۔

۳۱۲ بُتوں کو معبود مانتے ہیں اور شرک میں گرفتار ہیں۔

۳۱۳ اس کا بیان یہ ہے۔

۳۱۴ کیونکہ تم پر ان کے بہت حقوق ہیں انہوں نے تمہاری پرورش کی، تمہارے ساتھ شفقت اور مہربانی کا سلوک کیا، تمہاری ہر خطرے سے نگہبانی کی، ان کے حقوق کا لحاظ نہ کرنا اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کا ترک کرنا حرام ہے۔

حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب 'بہشت کی کنجیاں' میں ذکر فرمایا ہے

اپنے والدین کی خدمت و اطاعت اور ان کو راضی رکھنا یہ بلاشبہ جنت میں لے جانے والا عمل اور بہشت کی کنجیوں میں سے ایک بہت بڑی اور اہمیت والی کنجی اور جنت کی شاہراہوں میں سے ایک بڑی شاہراہ ہے۔ آج کل کی اولاد اپنے اس فریضہ

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ

ہم تمہیں اور انھیں سب کو رزق دیں گے ۳۱۵ اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی ۳۱۶ اور

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو ۳۱۷ یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ

سے بہت غافل ہے۔ مگر ان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی کرنے والے کو جنت تو ملنی ہی نہیں سکتی اور دنیا میں یہ خطرہ ہر وقت سر پر سوار ہے کہ جو اولاد ماں باپ کے ساتھ برا سلوک کرے گی تو اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ میں جیسا سلوک اپنے ماں باپ کے ساتھ کر رہا ہوں میری اولاد بھی میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے گی اس لیے سب کو چاہیے کہ ماں باپ کے ساتھ بہترین سلوک کرے ان کو راضی رکھنا بے حد ضروری اور بہت بڑا کارنامہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(بہشت کی کنجیاں ص ۱۹۴)

۳۱۵ اس میں اولاد کو زندہ درگور کرنے اور مار ڈالنے کی حُرمت بیان فرمائی گئی جس کا اہلِ جاہلیت میں دستور تھا کہ وہ اکثر ناداری کے اندیشہ سے اولاد کو ہلاک کرتے تھے، انہیں بتایا گیا کہ روزی دینے والا تمہارا، ان کا سب کا اللہ ہے پھر تم کیوں قتل جیسے شدید جُرم کا اِرتکاب کرتے ہو۔

۳۱۶ کیونکہ انسان جب کُھلے اور ظاہر گناہ سے بچے اور چُھپے گناہ سے پرہیز نہ کرے تو اس کا ظاہر گناہ سے بچنا بھی لِلّٰہِیَّت سے نہیں، لوگوں کے دکھانے اور ان کی بدگوئی سے بچنے کے لئے ہے اور اللہ کی رضا و ثواب کا مستحق وہ ہے جو اس کے خوف سے گناہ ترک کرے۔

امام عبدالرحمٰن ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی پُراثر تالیف بَحْرُ الدُّمُوْعِ میں ہے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دوجہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے: 'زنا کبیرہ گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ ہے اور زانی پر قیامت تک اللہ عزوجل، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت برستی رہے گی اور اگر وہ توبہ کرے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔

(رواہ النسائی طرفہ الاخیر فی السنن، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقۃ، رقم ۴۸۷۶، ص ۲۴۰۳)

۳۱۷ وہ امور جن سے قتل مباح ہوتا ہے یہ ہیں مُرتد ہونا یا قِصاص یا بیاہے ہوئے کا زنا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو، اس کا خون حلال نہیں مگر ان تین سببوں میں سے کسی ایک سبب سے یا تو بیاہے ہونے کے باوجود اس سے زنا سرزد ہوا ہو یا اس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو اور اس کا قصاص اس پر آتا ہو یا وہ دین چھوڑ کر مرتد ہو گیا ہو۔

حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب جہنم کے خطرات میں ذکر فرمایا ہے۔

تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۵۱﴾ وَ لَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى يَبۡلُغَ

تمہیں عقل ہو اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے و۳۱۸ جب تک

اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ‌ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا‌ ۚ

وہ اپنی جوانی کو پہنچے و۳۱۹ اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کے مقدور بھر

وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى‌ ۚ وَبِعَهۡدِ اللّٰهِ اَوۡفُوۡا‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ

اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ

لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ۙ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىۡ مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ‌ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا

کہیں تم نصیحت مانو اور یہ کہ و۳۲۰ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو و۳۲۱

حضرت ابوسعید و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اگر تمام آسمان و زمین والے ایک مسلمان کا خون کرنے میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اُن سب کو منہ کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب الدیات، باب الحکم فی الدمائ، الحدیث ۱۴۰۳، ج ۳، ص ۱۰۰)

و۳۱۸ جس سے اس کا فائدہ ہو۔

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اے ابوذر! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، 2 آدمیوں کا کبھی حاکم نہ بننا اور یتیم کے مال کی جانب مائل نہ ہونا۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، الحدیث: ۴۷۲۰، ص ۱۰۰۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس کے ساتھ بہترین سلوک کیا جاتا ہو۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بدترین گھر وہ ہے کہ جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس کے ساتھ برا برتاؤ کیا جاتا ہو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب حق الیتیم، الحدیث ۳۶۷۹، ج ۴، ص ۱۹۳)

و۳۱۹ اس وقت اس کا مال اس کے سپرد کر دو۔

و۳۲۰ ان دونوں آیتوں میں جو حکم دیا۔

و۳۲۱ جو اسلام کے خلاف ہوں، یہودیت ہو یا نصرانیت یا اور کوئی مِلّت۔

مفسر قرآن حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب 'علم القرآن' میں لکھتے ہیں

ہم نے قرآن سے پوچھا تو اس نے اس کی تفسیر کی ہے۔

ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت دے۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ (پ 1، الفاتحۃ: 5-6)

اس آیت نے بتایا کہ قرآن میں جہاں کہیں سیدھا راستہ بولا گیا ہے اس سے وہ دین اور وہ مذہب مراد ہے جو اولیاء اللہ، علماء

السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ

کہ تمہیں اس کی (اسلامی کی) راہ سے جدا کردیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے پھر ہم

اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِیْۤ اَحْسَنَ وَ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى

نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ف۳۲۲ پورا احسان کرنے کو اس پر جو نیکوکار ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت

ع ۱۹ ۴ ۲ وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ ع وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

اور رحمت کہ کہیں (تاکہ) وہ ف۳۲۳ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں ف۳۲۴ اور یہ برکت والی کتاب ف۳۲۵ ہم نے

فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ لا اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى

اُتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو کبھی کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں

دین، صالحین کا مذہب ہو یعنی مذہب اہل سنت، نئے دین و مذہب ٹیڑھے راستہ ہیں اگرچہ اس مذہب کے بانی سارا قرآن ہی پڑھ کر ثابت کریں کہ یہ مذہب سچا ہے جیسے قادیانی، دیوبندی، شیعہ وغیرہ، اسی طرح قرآن شریف نے جگہ جگہ غیر اللہ کو پکارنے سے منع فرمایا اور پکارنے والے پر کفر وشرک کا فتویٰ دے دیا۔

ف۳۲۲ توریت۔

حضرتِ علّامہ مولیٰنا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی خدمت میں عرض کیا گیا جب تَورَیت 'تَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ' (یعنی ہر شئ کی وضاحت) ہے تو دوسرے سے علم حاصل کرنے کی کیا ضرورت؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کوئی اعتراض نہیں۔ تورَیت کا 'تَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ' ہونا فرمایا ہے اس تفصیل کا باقی رہنا کہیں نہیں فرمایا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تورَیت لے کر آئے یہاں دیکھا کہ لوگ گؤ سالہ (یعنی بچھڑا) کے آگے سجدہ کرتے اور اس کی پَرَسْتِش (یعنی پوجا) کرتے ہیں۔ آپ کی شانِ جَلال (یعنی عظمتِ رُعب ودبدبہ) کی یہ حالت تھی کہ جس وقت جَلال طاری ہوتا آدھ گز آگ کا شُعلَہ کُلاہ مُبارَک سے اُوپر کو اُٹھتا۔ جَلال میں آکر اَلواحِ تَورَیت (یعنی توریت کی تختیاں) پھینک دیں وہ ٹوٹ گئیں۔

(تفسیر الطبری، سورۃ الاعراف، تحت الایۃ ۱۵۰، ج ۶، ص ۶۵ ملخصًا)

امام مُجاہِد تِلْمِیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ 'تَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ' اُڑ گئی صرف اَحکام باقی رہ گئے۔ (تفسیر الطبری، سورۃ الاعراف، تحت الایۃ ۱۵۰، ج ۶، ص ۶۸ ملخصاً)

ف۳۲۳ یعنی بنی اسرائیل۔

ف۳۲۴ اور بعث وحساب اور ثواب وعذاب اور دیدارِ الٰہی کی تصدیق کریں۔

ف۳۲۵ یعنی قرآن شریف جو کثیرُ الخیر اور کثیرُ النفع اور کثیرُ البرکۃ ہے اور قیامت تک باقی رہے گا اور تحریف وتبدیل و نسخ سے محفوظ رہے گا۔

طَآىِٕفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا۪ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَۙ(۱۵۶) اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ

پر اُتری تھی ف۳۲۶ اور ہمیں ان کے پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی ف۳۲۷ یا

اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کہو کہ اگر ہم پر کتاب اُترتی تو ہم ان سے زیادہ ٹھیک راہ پر ہوتے ف۳۲۸ تو تمہارے پاس تمہارے رب کی

وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ صَدَفَ عَنْهَاؕ

روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آئی ف۳۲۹ تو اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے منہ پھیرے

سَنَجْزِی الَّذِیْنَ یَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰیٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا

عنقریب وہ جو ہماری آیتوں سے منہ پھیرتے ہیں ہم اُنھیں بڑے عذاب کی سزا دیں گے بدلہ ان کے منہ پھیرنے

یَصْدِفُوْنَ(۱۵۷) هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَوْ یَاْتِیَ رَبُّكَ اَوْ یَاْتِیَ

کا، کاہے (کس چیز) کے انتظار میں ہیں ف۳۳۰ مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے ف۳۳۱ یا تمہارے رب کا عذاب یا تمہارے

بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَؕ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ

رب کی ایک نشانی آئے ف۳۳۲ جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام

ف۳۲۶ یعنی یہود و نصارٰی پر توریت اور انجیل۔

ف۳۲۷ کیونکہ وہ ہماری زبان ہی میں نہ تھی نہ ہمیں کسی نے اس کے معنٰی بتائے، اللہ تعالٰی نے قرآنِ کریم نازل فرما کر ان کے اس عُذر کو قطع فرما دیا۔

ف۳۲۸ کُفّار کی ایک جماعت نے کہا تھا کہ یہود و نصارٰی پر کتابیں نازل ہوئیں مگر وہ بدعقلی میں گرفتار رہے، ان کتابوں سے منتفع نہ ہوئے، ہم ان کی طرح خفیفُ العقل اور نادان نہیں ہیں، ہماری عقلیں صحیح ہیں، ہماری عقل و ذہانت اور فہم و فراست ایسی ہے کہ اگر ہم پر کتاب اُترتی تو ہم ٹھیک راہ پر ہوتے، قرآن نازل فرما کر ان کا یہ عُذر بھی قطع فرما دیا چنانچہ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

ف۳۲۹ یعنی یہ قرآنِ پاک جس میں حُجَتِ واضحہ اور بیان صاف اور ہدایت و رحمت ہے۔

ف۳۳۰ جب وحدانیت و رسالت پر زبردست حُجّتیں قائم ہو چکیں اور اعتقاداتِ کُفر و ضلال کا بُطلان ظاہر کر دیا گیا تو اب ایمان لانے میں کیوں توقُّف ہے، کیا انتِظار باقی ہے۔

ف۳۳۱ ان کی اَرواح قبض کرنے کے لئے۔

ف۳۳۲ قیامت کی نشانیوں میں سے۔ جمہور مفسّرین کے نزدیک اس نشانی سے آفتاب کا مغرب سے طُلوع ہونا مراد

تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًاؕ قُلِ انْتَظِرُوْۤا اِنَّا

نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی ۳۴۳ (اے محبوب) تم فرماؤ رستہ دیکھو ۳۴۴

مُنْتَظِرُوْنَ۝۱۵۸ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ

ہم بھی دیکھتے ہیں وہ جنھوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے ۳۴۵ اے محبوب تمہیں

ہے۔ ترمذی کی حدیث میں بھی ایسا ہی وارد ہے، بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب مغرب سے طلوع نہ کرے اور جب وہ مغرب سے طلوع کرے گا اور اسے لوگ دیکھیں گے تو سب ایمان لائیں گے اور یہ ایمان نفع نہ دے گا۔

۳۴۳ یعنی طاعت نہ کی تھی، معنٰی یہ ہیں کہ نشانی آنے سے پہلے جو ایمان نہ لائے نشانی کے بعد اس کا ایمان قبول نہیں، اسی طرح جو نشانی سے پہلے توبہ نہ کرے بعد نشانی کے اس کی توبہ قبول نہیں لیکن جو ایمان دار پہلے سے نیک عمل کرتے ہوں گے نشانی کے بعد بھی ان کے عمل مقبول ہوں گے۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: 'جب تک بندے کی روح حلقوم (گلے) تک نہ پہنچ جائے اللہ عزوجل بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ، رقم ۴۲۵۳، ج ۴، ص ۴۹۲)

حضرتِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ 'اپنی جان پر بہت ظلم کرنے والے شخص کی کسی سے ملاقات ہوئی تو اِس نے اُس سے پوچھا، میں نے ننانوے افراد کو ظلماً قتل کیا ہے کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟' تو اس نے کہا کہ 'میں تجھ سے یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ قاتل کی توبہ قبول نہیں فرماتا تو یہ جھوٹ ہے، یہاں ایک عبادت گزار قوم ہے ان کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر اللہ عزوجل کی عبادت کرو۔' وہ شخص ان کی طرف جاتے ہوئے راستے میں مرگیا تو اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں بحث ہوگئی تو اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ بھیجا اس نے ان سے کہا کہ 'دونوں جانب کی زمین کو ناپ لو یہ جس علاقے کے قریب ہوگا انہیں سے ہوگا۔' تو انہوں نے اسے توبہ کرنے والوں کی بستی سے انگلی کے پورے کے برابر قریب پایا تو اس کی مغفرت کردی گئی۔ (طبرانی کبیر، مسند امیر معاویہ، رقم ۸۶۷، ج ۱۹، ص ۳۶۹)

۳۴۴ ان میں سے کسی ایک کا یعنی موت کے فرشتوں کی آمد یا عذاب یا نشانی آنے کا۔

۳۴۵ مثل یہود و نصارٰی کے۔ حدیث شریف میں ہے یہود اکہتر ۷۱ فرقے ہوگئے، ان سے صرف ایک ناجی ہے باقی سب ناری اور نصارٰی بہتر ۷۲ فرقے ہوگئے ایک ناجی باقی سب ناری اور میری اُمّت تہتر ۷۳ فرقے ہوجائے گی وہ سب کے سب ناری ہوں گے سوائے ایک کے جو سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ

شَیۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهُمۡ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنۡ جَآءَ

ان سے کچھ علاقہ نہیں ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ انھیں بتادے گا جو کچھ وہ کرتے تھے و۳۳۶ جو ایک نیکی

بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا ۚ وَ مَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَهَا وَ

لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں و۳۳۷ اور جو بُرائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر اور

جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہے۔

سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق ھذہ الأمۃ، الحدیث: ۲۶۵۰، ج ۴، ص ۲۹۲

و سنن ابن ماجۃ، کتاب الفتن، باب افتراق الأمم، الحدیث: ۳۹۹۳، ج ۴، ص ۳۵۳

و۳۳۶ اور آخرت میں انہیں اپنے کردار کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

و۳۳۷ یعنی ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کی جزا اور یہ بھی حد و نہایت کے طریقہ پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے جتنا چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھائے، ایک کے سات سو کرے یا بے حساب عطا فرمائے۔ اصل یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب مَحض فضل ہے، یہی مذہب ہے اہلِ سُنّت کا اور بدی کی اُتنی ہی جزا، یہ عدل ہے۔

امام عبدالرحمٰن ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی پُراثر تالیف بَحْرُ الدُّمُوع میں ہے۔

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان سے ہرگز دھوکے میں نہ پڑنا:

کیونکہ گناہ اگرچہ ایک ہی ہو اپنے ساتھ دس بُری خصلتیں لے کر آتا ہے:

(1) بندہ گناہ کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو غضب دلاتا ہے اور وہ عَزَّوَجَلَّ اسے پورا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

(2) وہ (یعنی گناہ کرنے والا) ابلیس ملعون کو خوش کرتا ہے۔

(3) جنّت سے دور ہو جاتا ہے۔

(4) جہنّم کے قریب آجاتا ہے۔

(5) وہ اپنی سب سے پیاری چیز یعنی اپنی جان کو تکلیف دیتا ہے۔

(6) وہ اپنے باطن کو ناپاک کر بیٹھتا ہے حالانکہ وہ پاک ہوتا ہے۔

(7) اعمال لکھنے والے فِرِشتوں یعنی کراماً کاتبین کو ایذاء دیتا ہے۔

(8) وہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو روضہ مبارکہ میں رنجیدہ کر دیتا ہے۔

(9) زمین و آسمان اور تمام مخلوق کو اپنی نافرمانی پر گواہ بنالیتا ہے۔

(10) وہ تمام انسانوں سے خِیانت اور ربُّ العٰلمین عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا ہے۔

(بَحْرُ الدُّمُوع صَفحہ 48 تا 49)

هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا

ان پر ظلم نہ ہو گا تم فرماؤ بے شک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ف۳۳۸ ٹھیک

مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ

دین ابراہیم کی ملّت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے ف۳۳۹ تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں

وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ

اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور

اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَ لَا

میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ف۳۴۰ تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب چاہوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے ف۳۴۱ اور

تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

جو کوئی کچھ کمائے وہ اسی کے ذمّہ ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی ف۳۴۲ پھر تمہیں اپنے رب

مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ

کی طرف پھرنا ہے ف۳۴۳ وہ تمہیں بتا دے گا جس میں اختلاف کرتے تھے اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب

ف۳۳۸ یعنی دینِ اسلام جو اللہ کو مقبول ہے۔

ف۳۳۹ اس میں کفّارِ قُریش کا رد ہے جو گمان کرتے تھے کہ وہ دینِ ابراہیمی پر ہیں، اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک و بُت پرست نہ تھے تو بُت پرستی کرنے والے مشرکین کا یہ دعوٰی کہ وہ ابراہیمی ملّت پر ہیں باطل ہے۔

ف۳۴۰ اوّلیّت یا تو اس اعتبار سے ہے کہ انبیاء کا اسلام ان کی اُمّت پر مقدّم ہوتا ہے یا اس اعتبار سے کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم اوّل مخلوقات ہیں تو ضرور اوّل المسلمین ہوئے۔

ف۳۴۱ شانِ نُزول: کُفّار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ ہمارے دین کی طرف لوٹ آیئے اور ہمارے معبودوں کی عبادت کیجئے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولید بن مغیرہ کہتا تھا کہ میرا رستہ اختیار کرو اس میں اگر کچھ گناہ ہے تو میری گردن پر۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ وہ رستہ باطل ہے، خدا شناس کس طرح گوارا کرسکتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو ربّ بتائے اور یہ بھی باطل ہے کہ کسی کا گناہ دوسرا اٹھا سکے۔

ف۳۴۲ ہر شخص اپنے گناہ میں ماخوذ ہوگا دوسرے کے گناہ میں نہیں۔

ف۳۴۳ روزِ قیامت۔

الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَكُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِىۡ مَاۤ اٰتٰٮكُمۡ‌ؕ

کیا وﷲ ۳ اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی وﷳ ۳ کہ تمہیں آزمائے وﷴ ۳ اس چیز میں جو تمہیں عطا

اِنَّ رَبَّكَ سَرِيۡعُ الۡعِقَابِ‌ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۱۶۵

کی بے شک تمہارے رب کو عذاب کرتے دیر نہیں لگتی اور بے شک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے

النصف ع ۲۰

اٰیاتہا ۲۰۶ — ۷ سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَافِ مَكِّيَّةٌ ۳۹ — رکوعاتہا ۲۴

سورہ اعراف مکی ہے اس میں دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے وا

الٓمّٓصٓ ۝۱ كِتٰبٌ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ فَلَا يَكُنۡ فِىۡ صَدۡرِكَ حَرَجٌ مِّنۡهُ لِتُنۡذِرَ بِهٖ وَ

اے محبوب! ایک کتاب تمہاری طرف اُتاری گئی تو تمہارا جی اس سے نہ رُکے و۲ اس لیے کہ تم اس سے

ذِكۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۲ اِتَّبِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُوۡا مِنۡ

ڈر سناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت اے لوگو اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا و۳ اور اسے چھوڑ کر اور

وﷲ ۳ کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتَم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کی اُمّت آخر الاُمَم ہے اس لئے ان کو زمین میں پہلوں کا خلیفہ کیا کہ اس کے مالک ہوں اور اس میں تصرّف کریں۔

وﷳ ۳ شکل و صورت میں، حسن و جمال میں، رزق و مال میں، علم و عقل میں، قوّت و کمال میں۔

وﷴ ۳ یعنی آزمائش میں ڈالے کہ تم نعمت و جاہ و مال پا کر کیسے شکر گزار رہتے ہو اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ کس قسم کے سلوک کرتے ہو۔

و۱ یہ سورت مکّۂ مکرّمہ میں نازِل ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ یہ سورت مکّیہ ہے سواء پانچ آیتوں کے جن میں سے پہلی 'وَاسۡـَٔلۡهُمۡ عَنِ الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡ' ہے اس سورت میں دو سو چھ ۲۰۶ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں اور تین ہزار تین سو پچیس کلمے اور چودہ ہزار دس ۱۴۰۱۰ حرف ہیں۔

و۲ بایں خیال کہ شاید لوگ نہ مانیں اور اس سے اِعراض کریں اور اس کی تکذیب کے درپے ہوں۔

و۳ یعنی قرآن شریف جس میں ہدایت و نور کا بیان ہے۔ زُجاج نے کہا کہ اِتّباع کرو قرآن کا اور اس چیز کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے کیونکہ یہ سب اللہ کا نازِل کیا ہوا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا۔ 'مَاۤ اٰتٰٮكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ الآیہ' یعنی جو کچھ رسول تمہارے پاس لائیں اسے اخذ کرو اور جس سے منع فرمائیں

دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ وَ كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا

حاکموں کے پیچھے نہ جاؤ بہت ہی کم سمجھتے ہو اور کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کیں ۴؎ تو ان پر ہمارا عذاب

بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآىِٕلُوْنَ ۝۴ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ

رات میں آیا یا جب وہ دوپہر کو سوتے تھے ۵؎ تو ان کے منہ سے کچھ نہ نکلا جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے

قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۵ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ لَنَسْـَٔلَنَّ

کہ ہم ظالم تھے ۶؎ تو بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان (امتوں) سے جن کے پاس رسول گئے ۷؎ اور بے شک ضرور ہمیں

الْمُرْسَلِيْنَ ۝۶ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّ مَا كُنَّا غَآىِٕبِيْنَ ۝۷ وَ الْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ

پوچھنا ہے رسولوں سے ۸؎ تو ضرور ہم ان کو بتادیں گے ۹؎ اپنے علم سے اور ہم کچھ غائب نہ تھے اور اس دن تول

الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ

ضرور ہونی ہے ۱۰؎ تو جن کے پلے بھاری ہوئے ۱۱؎ وہی مراد کو پہنچے اور جن کے پلے ہلکے ہوئے ۱۲؎

اس سے باز رہو۔

۴؎ اب حکمِ الٰہی کا اِتباع ترک کرنے اور اس سے اِعراض کرنے کے نتائج پچھلی قوموں کے حالات میں دکھائے جاتے ہیں۔

۵؎ معنٰی یہ ہیں کہ ہمارا عذاب ایسے وقت آیا جب کہ انہیں خیال بھی نہ تھا یا تو رات کا وقت تھا اور وہ آرام کی نیند سوتے تھے یا دن میں قیلولہ کا وقت تھا اور وہ مصروفِ راحت تھے نہ عذاب کے نُزول کی کوئی نشانی تھی نہ قرینہ کہ پہلے سے آگاہ ہوتے اچانک آ گیا اس سے کُفّار کو مُتنبّہ کیا جاتا ہے کہ وہ اسبابِ امن و راحت پر مغرور نہ ہوں، عذابِ الٰہی جب آتا ہے تو دَفعۃً آجاتا ہے۔

۶؎ عذاب آنے پر انہوں نے اپنے جُرم کا اِعتراف کیا اور اس وقت اِعتراف بھی فائدہ نہیں دیتا۔

۷؎ کہ انہوں نے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا اور ان کے حکم کی کیا تعمیل کی۔

۸؎ کہ انہوں نے اپنی اُمّتوں کو ہمارے پیام پہنچائے اور ان اُمّتوں نے انہیں کیا جواب دیا۔

۹؎ رسولوں کو بھی اور ان کی اُمّتوں کو بھی کہ انہوں نے دنیا میں کیا کیا۔

۱۰؎ اس طرح کہ اللہ عزّوجلّ ایک میزان قائم فرمائے گا جس کا ہر ایک پلّہ اتنی وُسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان وُسعت ہے۔ ابنِ جوزی نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلٰوۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی میں میزان دیکھنے کی درخواست کی جب میزان دکھائی گئی اور آپ نے اس کے پلّوں کی وُسعت دیکھی تو عرض کیا یا ربّ کس کا مقدور ہے کہ ان کو نیکیوں سے بھر سکے ارشاد ہوا کہ اے داؤد میں جب اپنے بندوں

فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ وَ لَقَدْ

تو وہی ہیں جنھوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے ف۱۳ اور بے شک ہم

مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع ۸

نے تمہیں زمین میں جماؤ (ٹھکانا) دیا اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بنائے ف۱۴ بہت ہی کم شکر کرتے ہو ف۱۵

وَ لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖۗ فَسَجَدُوْۤا

اور بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں

اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ

گرے مگر ابلیس یہ سجدہ والوں میں نہ ہوا فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب

اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿۱۲﴾

میں نے تجھے حکم دیا تھا ف۱۶ بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اُسے مٹی سے بنایا ف۱۷ فرمایا تو

سے راضی ہوتا ہوں تو ایک کھجور سے اس کو بھر دیتا ہوں یعنی تھوڑی نیکی بھی مقبول ہو جائے تو فضلِ الٰہی سے اتنی بڑھ جاتی ہے کہ میزان کو بھر دے۔

ف۱۱ نیکیاں زیادہ ہوئیں۔

ف۱۲ اور ان میں کوئی نیکی نہ ہوئی یہ کُفّار کا حال ہوگا جو ایمان سے محروم ہیں اور اس وجہ سے ان کا کوئی عمل مقبول نہیں۔

ف۱۳ کہ ان کو چھوڑتے تھے، جھٹلاتے تھے، ان کی اِطاعت سے منہ موڑتے تھے۔

ف۱۴ اور اپنے فضل سے تمہیں راحتیں دیں باوجود اس کے تم۔

ف۱۵ شکر کی حقیقت نعمت کا تصور اور اس کا اظہار ہے اور ناشکری نعمت کو بھول جانا اور اس کو چُھپانا۔

ف۱۶ مسئلہ: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امرُ وجوب کے لئے ہوتا ہے اور سجدہ نہ کرنے کا سبب دریافت فرمانا توبیخ کے لئے ہے اور اس لئے کہ شیطان کی مُعانَدت اور اس کا کُفر و کِبر اور اپنی اصل پر مُفتخِر ہونا اور حضرت آدم علیہ السلام کے اصل کی تحقیر کرنا ظاہر ہو جائے۔

حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں فرمایا ہے۔

ابلیس کیا تھا اور کیا ہو گیا؟

ابلیس جس کو شیطان کہا جاتا ہے۔ یہ فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا جو آگ سے پیدا ہوا تھا۔ لیکن یہ فرشتوں کے ساتھ ساتھ ملا جلا رہتا تھا اور دربارِ خداوندی میں بہت مقرب اور بڑے بڑے بلند درجات و مراتب سے سرفراز تھا۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابلیس چالیس ہزار برس تک جنت کا خزانچی رہا اور اَسّی ہزار برس تک ملائکہ کا ساتھی رہا اور بیس ہزار برس تک

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ
یہاں سے اُتر جا تجھے (حق) نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر غرور کرے نکل ۱۸ تو ہے
الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ
ذلت والوں میں ۱۹ بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں فرمایا
الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾
تجھے مہلت ہے ۲۰ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا ۲۱

ملائکہ کو وعظ سنا تا رہا اور تیس ہزار برس تک مقربین کا سردار رہا اور ایک ہزار برس تک روحانیین کی سرداری کے منصب پر رہا اور چودہ ہزار برس تک عرش کا طواف کرتا رہا اور پہلے آسمان میں اس کا نام عابد اور دوسرے آسمان میں زاہد، اور تیسرے آسمان میں عارف اور چوتھے آسمان میں ولی اور پانچویں آسمان میں تقی اور چھٹے آسمان میں خازن اور ساتویں آسمان میں عزازیل تھا اور لوح محفوظ میں اس کا نام ابلیس لکھا ہوا تھا اور یہ اپنے انجام سے غافل اور خاتمہ سے بے خبر تھا۔ (تفسیر صاوی، ج۱، ص۵۱، پ۱، البقرۃ: ۳۴، تفسیر جمل، ج۱ ص ۶۰)

۱۷ اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ آگ مٹی سے افضل و اعلٰی ہے تو جس کی اصل آگ ہوگی وہ اس سے افضل ہوگا، جس کی اصل مٹی ہو اور اس خبیث کا یہ خیال غلط و باطل ہے کیونکہ افضل وہ ہے جسے مالک و مولیٰ فضیلت دے، فضیلت کا مدار اصل و جوہر پر نہیں بلکہ مالک کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہے اور آگ کا مٹی سے افضل ہونا یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ آگ میں طیش و تیزی اور ترفُّع ہے۔ یہ سبب استکبار کا ہوتا ہے اور مٹی سے وقار، حلم و حیا و صبر حاصل ہوتے ہیں، مٹی سے مُلک آباد ہوتے ہیں آگ سے ہلاک، مٹی امانت دار ہے جو چیز اس میں رکھی جائے اس کو محفوظ رکھے اور بڑھائے۔ آگ فنا کر دیتی ہے باوجود اس کے لطف یہ ہے کہ مٹی آگ کو بجھا دیتی ہے اور آگ مٹی کو فنا نہیں کر سکتی علاوہ بریں حماقت و شقاوت ابلیس کی یہ کہ اس نے نص کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مقابل قیاس کیا اور جو قیاس کہ نص کے خلاف ہو وہ ضرور مردود۔

۱۸ جنّت سے کہ یہ جگہ اطاعت و تواضُع والوں کی ہے منکر و سرکش کی نہیں۔

حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں فرمایا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ابلیس نے انکار کر دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی تحقیر اور اپنی بڑائی کا اظہار کر کے تکبر کیا اسی جرم کی سزا میں خداوندِ عالم نے اس کو مردودِ بارگاہ کر کے دونوں جہان میں ملعون فرما دیا اور اس کی پیروی کرنے والوں کو جہنم میں عذابِ نار کا سزاوار بنا دیا۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص ۲۵۴)

۱۹ کہ انسان تیری مذمّت کرے گا اور ہر زبان تجھ پر لعنت کرے گی اور یہی تکبّر والے کا انجام ہے۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ

پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے ۲۲

شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا

اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ۲۳ فرمایا یہاں سے نکل جا رد کیا گیا راندہ

مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ يٰۤاٰدَمُ

ہوا (پھٹکار کھاتا) ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا ۲۴ اور اے

۲۰ اور مدّت اس مہلت کی سورۂ حجر میں بیان فرمائی گئی ۔ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ اور یہ وقت نفخۂ اُولیٰ کا ہے جب سب لوگ مر جائیں گے ,شیطان نے مُردوں کے زندہ ہونے کے وقت تک کی مہلت چاہی تھی اور اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ موت کی سختی سے بچ جائے یہ قبول نہ ہوا اور نفخۂ اولیٰ تک کی مُہلت دی گئی۔

حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں فرمایا ہے۔

اس سے ایک بہت بڑا درس ہدایت تو یہ ملتا ہے کہ کبھی ہرگز ہرگز اپنی عبادتوں اور نیکیوں پر گھمنڈ اور غرور نہیں کرنا چاہے اور کسی گنہگار کو اپنی مغفرت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہے کیونکہ انجام کیا ہوگا اور خاتمہ کیسا ہوگا عام بندوں کو اس کی کوئی خبر نہیں ہے اور نجات وفلاح کا دارومدار درحقیقت خاتمہ بالخیر پر ہی ہے بڑے سے بڑا عابد اگر اس کا خاتمہ بالخیر نہ ہوا تو وہ جہنمی ہوگا اور بڑے سے بڑا گنہگار اگر اس کا خاتمہ بالخیر ہو گیا تو وہ جنتی ہوگا دیکھ لو ابلیس کتنا بڑا عبادت گزار اور کس قدر مقرب بارگاہ تھا اور کیسے کیسے مراتب ودرجات کے شرف سے سرفراز تھا۔ مگر انجام کیا ہوا؟ کہ اس کی ساری عبادتیں غارت واکارت ہو گئیں اور وہ دونوں جہان میں ملعون ہو کر عذابِ جہنم کا حق دار بن گیا۔ کیونکہ اس کو اپنی عبادتوں اور بلندی یٔ درجات پر غرور اور تکبر ہو گیا تھا مگر وہ اپنے انجام اور خاتمہ سے بالکل بے خبر تھا۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص ۲۵۵)

۲۱ کہ بنی آدم کے دل میں وسوسے ڈالوں اور انہیں باطل کی طرف مائل کروں گناہوں کی رغبت دلاؤں تیری اِطاعت اور عبادت سے روکوں اور گمراہی میں ڈالوں ۔

۲۲ یعنی چاروں طرف سے انہیں گھیر کر راہِ راست سے روکوں گا۔

۲۳ چونکہ شیطان بنی آدم کو گمراہ کرنے اور مبتلائے شہوات وقبائح کرنے میں اپنی انتہائی سَعی خرچ کرنے کا عَزم کر چکا تھا اس لئے اسے گمان تھا کہ وہ بنی آدم کو بہکا لے گا۔ انہیں فریب دے کر خداوندِ عالَم کی نعمتوں کے شکر اور اس کی طاعت وفرمانبرداری سے روک دے گا۔

۲۴ تجھ کو بھی اور تیری ذُرِّیّت کو بھی اور تیری اطاعت کرنے والے آدمیوں کو بھی ،سب کو جہنّم میں داخل کیا جائے گا، شیطان کو جنّت سے نکال دینے کے بعد حضرت آدم کو خِطاب فرمایا جو آگے آتا ہے۔

اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

آدم تو اور تیرا جوڑا ۲۵ جنت میں رہو تو اُس سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ

حد سے بڑھنے والوں میں ہوگے پھر شیطان نے ان کے جی (دل) میں خطرہ (وسوسہ) ڈالا کہ ان پر کھول دے ان کی

عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ

شرم کی چیزیں ۲۶ جو ان سے چھپی تھیں ۲۷ اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم

تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ

دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے والے ۲۸ اور ان سے (جھوٹی) قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں

النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ

تو اُتار لایا انہیں فریب سے ۲۹ پھر جب انہوں نے وہ پیڑ چکھا ان پر ان کی شرم کی چیزیں

حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب جنتی زیور میں فرمایا ہے۔

یاد رکھو کہ جس آدمی میں تکبر کی شیطانی خصلت پیدا ہو جائے گی اس کا وہی انجام ہوگا جو شیطان کا ہوا کہ وہ دونوں جہان میں خداوند قہار و جبار کی پھٹکار سے مردود اور ذلیل و خوار ہوگیا۔ یاد رکھو کہ تکبر خدا کو بے حد ناپسند ہے اور یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں داخل ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں داخل ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، رقم ۹۱، ص ۶۱)

۲۵ یعنی حضرت حوا۔

۲۶ یعنی ایسا وسوسہ ڈالا کہ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہو جائیں۔ اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ وہ جسم جس کو عورت کہتے ہیں اس کو چھپانا ضروری اور کھولنا منع ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اس کا کھولنا ہمیشہ سے عقل کے نزدیک مذموم اور طبیعتوں کو ناگوار رہا ہے۔

۲۷ اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں صاحبوں نے اب تک ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔

۲۸ کہ جنت میں رہو اور کبھی نہ مرو۔

۲۹ معنی یہ ہیں کہ ابلیس ملعون نے جھوٹی قسم کھا کر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دھوکا دیا اور پہلا جھوٹی قسم کھانے والا ابلیس ہی ہے حضرت آدم علیہ السلام کو گمان بھی نہ تھا کہ کوئی اللہ کی قسم کھا کر جھوٹ بول سکتا ہے اس لئے آپ نے اس کی بات کا اعتبار کیا۔

طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ

کُھل گئیں ف۳۰ اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے اور انھیں ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمھیں اس پیڑ

تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا

سے منع نہ کیا اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے ہم نے

ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ

اپنا آپ بُرا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے فرمایا (فی الحال جنت سے)

اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى

اُترو ف۳۱ تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے ف۳۱ ب اور تمھیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا

ف۳۰ اور جنّتی لباس جسم سے جدا ہو گئے ۔ اور ان میں ایک دوسرے سے اپنا بدن چُھپا نہ سکا اس وقت تک ان صاحبوں میں سے کسی نے خود بھی اپنا ستر نہ دیکھا تھا اور نہ اس وقت تک انہیں اس کی حاجت پیش آئی تھی ۔

ف۳۱ اے آدم وحوّا مع اپنی ذُرّیّت کے جو تم میں ہے ۔

ف۳۱ (ب) حضرت علامہ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں فرمایا ہے ۔

اس ارشاد ربانی سے یہ سبق ملتا ہے کہ یہ جو انسانوں میں مختلف وجوہات کی بناء پر عداوتیں اور دشمنیاں چل رہی ہیں یہ کبھی ختم ہونے والی نہیں ۔ لاکھ کوشش کرو کہ دنیا میں لوگوں کے درمیان عداوت اور دشمنی کا خاتمہ ہوجائے مگر چونکہ یہ حکم خداوندی کے باعث ہے اس لئے یہ عداوتیں کبھی ہرگز ختم نہ ہوں گی ۔ کبھی ایک ملک دوسرے ملک کا دشمن ہوگا ، کبھی مزدور اور سرمایہ دار میں دشمنی رہے گی ، کبھی امیر وغریب کی عداوت زور پکڑے گی ، کبھی مذہبی ولسانی دشمنی رنگ لائے گی ، کبھی تہذیب وتمدن کے باہمی ٹکراؤ کی دشمنی ابھرے گی ، کبھی ایمان داروں اور بے ایمانوں کی عداوت رنگ دکھائے گی ۔

الغرض دنیا میں انسانوں کی آپس میں عداوت ودشمنی کا بازار ہمیشہ گرم ہی رہے گا اس لئے لوگوں کو اس سے رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہونے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے اور نہ اس عداوت اور دشمنی کو ختم کرنے کی تدبیروں پر غور وخوض کر کے پریشان ہونے سے کوئی فائدہ ہے ۔

کیونکہ جس طرح اندھیرے اور اجالے کی دشمنی ، آگ اور پانی کی دشمنی ، گرمی اور سردی کی دشمنی کبھی ختم نہیں ہوسکتی ، ٹھیک اسی طرح انسانوں میں آپس کی دشمنی کبھی ختم نہیں ہوسکتی ۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے زمین پر آنے سے پہلے ہی یہ فرما دیا کہ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یعنی ایک انسان دوسرے انسان کا دشمن ہوگا تو یہ عداوت ودشمنی خلقی اور فطری ہے جو حکمِ الٰہی اور اس کی مشیت سے ہے تو پھر بھلا کون ہے جو اس عداوت کا دنیا سے خاتمہ کراسکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص ۲۵۵)

حِیْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَ فِیْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع یٰبَنِیْۤ ۲ ۱۵ ۹

فرمایا اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں اٹھائے جاؤ گے ۳۲ اے آدم کی اولاد بیشک ہم نے تمہاری

اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًا ط وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى لا

طرف ایک لباس وہ اُتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک ۳۳ وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس

ذٰلِكَ خَیْرٌ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ

وہ سب سے بھلا ۳۴ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں اے آدم کی اولاد ۳۵ خبردار تمہیں شیطان فتنہ

الشَّیْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا

میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا اُتروا دیے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انھیں

۳۲ روزِ قیامت حساب کے لئے۔

۳۳ یعنی ایک لباس تو وہ ہے جس سے بدن چُھپایا جائے اور ستر کیا جائے اور ایک لباس وہ ہے جس سے زینت ہو اور یہ بھی غرض صحیح ہے۔

۳۴ پرہیزگاری کا لباس ایمان حیا، نیک خصلتیں، نیک عمل ہیں۔ یہ بے شک لباسِ زینت سے افضل وبہتر ہیں۔

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ باحَیا نوجوان میں فرمایا ہے۔

حیاء کے معنیٰ ہیں 'عیب لگائے جانے کے خوف سے جھینپنا' اس سے مُراد وہ وَصف ہے جو ان چیزوں سے روک دے جو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں۔ 'لوگوں سے شرما کر کسی ایسے کام سے رُک جانا جو ان کے نزدیک اچھا نہ ہو' مخلوق سے حیاء' کہلاتا ہے۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ عام لوگوں سے حیاء کرنا دنیاوی برائیوں سے بچائے گا اور عُلَماء وَصُلَحاء سے حیا کرنا دینی بُرائیوں سے باز رکھے گا۔ مگر حَیاء کے اچھا ہونے کے لئے ضَروری ہے کہ مخلوق سے شرمانے میں خالق عَزَّ وَجَلَّ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو اور نہ کسی کے حُقُوق کی ادائیگی میں وہ حیا رُکاوٹ بن رہی ہو۔ 'اللہ تعالیٰ سے حیاء' یہ ہے کہ اُس کی ہَیبت و جلال اور اس کا خوف دل میں بٹھائے اور ہر اُس کام سے بچے جس سے اُس کی ناراضی کا اندیشہ ہو۔ حضرتِ سیِّدُنا شہابُ الدّین سُہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: 'اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے عظمت وجلال کی تعظیم کے لئے روح کو جُھکانا حیاء ہے۔' اور اِسی قَبیل (قِسم) سے حضرتِ سیِّدُنا اِسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاء ہے جیسا کہ وارِد ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے اپنے پَروں سے خود کو چُھپائے ہوئے ہیں۔

(مرقاۃُ الْمَفاتیح ج ۸ ص ۸۰۲، تحت الحدیث ۵۰۷۱ دارُالفِکر بیروت)

۳۵ شیطان کی کَیّادی اور حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اس کی عداوت کا بیان فرما کر بنی آدم کو مُتنبّہ اور ہوشیار کیا جاتا ہے کہ وہ شیطان کے وسوسے اور اِغواء اور اس کی مکّاریوں سے بچتے رہیں جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایسی فریب کاری کر چکا ہے وہ ان کی اولاد کے ساتھ کب درگزر کرنے والا ہے۔

سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا

نظر پڑیں بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے و۳۶ بے شک ہم نے

الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا

شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے جو ایمان نہیں لاتے اور جب کوئی بے حیائی کریں و۳۷ تو کہتے ہیں ہم نے اس پر

عَلَيْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ

اپنے باپ دادا کو پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا و۳۸ تو فرماؤ بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا

اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫ وَ اَقِيْمُوْا

کیا اللہ پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور اپنے منہ سیدھے (کعبہ

وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۬ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ

کی طرف) کرو ہر نماز کے وقت و۳۸ب اور اس کی عبادت کرو نرے (خالص) اس کے بندے ہو کر جیسے اس نے تمہارا آغاز

۳۶ اللہ تعالیٰ نے جنّوں کو ایسا اِدراک دیا ہے کہ وہ انسانوں کو دیکھتے ہیں اور انسانوں کو ایسا اِدراک نہیں ملا کہ وہ جنّوں کو دیکھ سکیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی راہوں میں پیر جاتا ہے۔ حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شیطان ایسا ہے کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو تم ایسے سے مدد چاہو جو اس کو دیکھتا ہو اور وہ اسے نہ دیکھ سکے یعنی اللہ کریم ستار، رحیم غفار سے مدد چاہو۔

۳۷ اور کوئی قبیح فعل یا گناہ ان سے صادر ہو جیسا کہ زمانۂ جاہلیّت کے لوگ مرد و عورت ننگے ہو کر کعبۂ معظّمہ کا طواف کرتے تھے۔ عطاء کا قول ہے کہ بے حیائی شرک ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر قبیح فعل اور تمام مَعاصی و کَبائر اس میں داخل ہیں اگرچہ یہ آیت خاص ننگے ہو کر طواف کرنے کے بارے میں آئی ہو، جب کُفّار کی ایسی بے حیائی کے کاموں پر ان کی مذمّت کی گئی تو اس پر انہوں نے جو کہا وہ آگے آتا ہے۔

۳۸ کُفّار نے اپنے افعالِ قبیحہ کے دو عذر بیان کئے، ایک تو یہ کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو یہی فعل کرتے پایا لہٰذا ان کی اِتّباع میں یہ بھی کرتے ہیں یہ تو جاہل بدکار کی تقلید ہوئی اور یہ کسی صاحبِ عقل کے نزدیک جائز نہیں، تقلید کی جاتی ہے اہلِ علم وتقوٰی کی نہ کہ جاہل گمراہ کی۔ دوسرا عذر ان کا یہ تھا کہ اللہ نے انہیں ان افعال کا حکم دیا ہے، یہ محض اِفتراء و بُہتان تھا چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ رد فرماتا ہے۔

۳۸ (ب) مسئلہ: استقبال قبلہ عام ہے کہ بعینہٖ کعبۂ معظّمہ کی طرف مونھ ہو، جیسے مکہ مکرمہ والوں کے لیے یا اس جہت کو مونھ ہو جیسے اوروں کے لیے۔

تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِیْقًا هَدٰى وَ فَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا

کیا ویسے ہی پلٹو گے و۳۹ ایک فرقے کو راہ دکھائی و۴۰ اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی و۴۱ انھوں نے اللہ

الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ

کو چھوڑ کر شیطانوں کو والی بنا یا و۴۲ اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں اے آدم کی

خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا

اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ و۴۳ اور کھاؤ اور پیو و۴۴ اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے

الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، بحث النیۃ، ج ۲، ص ۱۳۴

یعنی تحقیق یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص تحقیق کرسکتا ہے، اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو، جیسے مکۂ معظّمہ کے مکانوں میں جب کہ مثلاً چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں، تو عین کعبہ کی طرف مونھ کرنا فرض ہے، جہت کافی نہیں اور جسے یہ تحقیق ناممکن ہو، اگرچہ خاص مکۂ معظّمہ میں ہو، اس کے لیے جہت کعبہ کو مونھ کرنا کافی ہے۔ (افاداتِ رضویہ)

و۳۹ یعنی جیسے اس نے تمھیں نیست سے ہَست کیا ایسے ہی بعدِ موت زندہ فرمائے گا۔ یہ اُخروی زندگی کا انکار کرنے والوں پر حُجّت ہے اور اس سے یہ بھی مُستفاد ہوتا ہے کہ جب اسی کی طرف پلٹنا ہے اور وہ اعمال کی جزا دے گا تو طاعات وعبادات کو اس کے لئے خالص کرنا ضروری ہے۔

و۴۰ ایمان ومعرِفت کی اور انہیں طاعت وعبادت کی توفیق دی۔

و۴۱ وہ کُفّار ہیں۔

و۴۲ ان کی اِطاعت کی، ان کے کہے پر چلے، ان کے حکم سے کُفر ومَعاصی کو اختیار کیا۔

و۴۳ یعنی لباسِ زینت اور ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا خوشبو لگانا داخلِ زینت ہے۔

مسئلہ: اور سنّت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہَیئت کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہو کیونکہ نماز میں ربّ سے مُناجات ہے تو اس کے لئے زینت کرنا عِطر لگانا مُستحَب جیسا کہ ستر، طہارت واجب ہے۔

شانِ نُزول: مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ زمانۂ جاہلیّت میں دن میں مرد اور عورتیں رات میں ننگے ہو کر طواف کرتے تھے، اس آیت میں ستر چُھپانے اور کپڑے پہننے کا حکم دیا گیا اور اس میں دلیل ہے کہ سترِ عورت نماز وطواف اور ہر حال میں واجب ہے۔

و۴۴ شانِ نُزول: کلبی کا قول ہے کہ بنی عامر زمانۂ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کردیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو بالکل کھاتے ہی نہ تھے اور اس کو حج کی تعظیم جانتے تھے، مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر عرض کیا یارسولَ اللہ ہمیں ایسا کرنے کا زیادہ حق ہے، اس پر یہ نازِل ہوا کہ کھاؤ اور پیو گوشت ہو خواہ چکنائی ہو اور اِسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر

ع ۳/۱۰ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ

اسے پسند نہیں تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی (حلال کردہ) وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی ۴۵ اور پاک

مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

رزق ۴٦ تم فرماؤ کہ وہ (نعمت) ایمان والوں کے لیے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کی ہے

ہو چکنے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اِسراف ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کی اس کو حرام کرلو۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے اِسراف اور تکبّر سے بچتا رہ۔

مسئلہ: آیت میں دلیل ہے کہ کھانے اور پینے کی تمام چیزیں حلال ہیں سوائے ان کے جن پر شریعت میں دلیلِ حُرمت قائم ہو کیونکہ یہ قاعدہ مقرّرہ مسلّمہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اِباحت ہے مگر جس پر شارع نے مُمانعت فرمائی ہو اور اس کی حُرمت دلیلِ مستقل سے ثابت ہو۔

امیر اہلسنت حضرت مولانا محمد الیاس قادری رضوی دامت برکاتھم العالیہ اپنی گھریلو علاج میں فرمایا ہے۔

علمِ طب کی دلچسپ حکایت

حضرت علی بن حسین واقِد (علیہ رحمۃُ اللہِ الواحد) سے ایک نصرانی (کرسچین) ڈاکٹر نے کہا: تمہارے دین میں 'علمِ طِبّ' بالکل نہیں لہٰذا تمہارا دین ناقِص ہے۔ انہوں نے جواب دیا: ہمارے پیارے پیارے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے سارے کا سارا علمِ طِبّ قراٰنِ پاک کی اِس آدھی آیت (ترجَمۂ کنزالایمان: کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔ پارہ 8 سورۃُ الْاَعراف 31) میں بیان فرما دیا ہے۔ وہ ڈاکٹر بولا: تمہارے نبی نے بھی کیا کہیں علمِ طِبّ کا تذکِرہ کیا ہے؟ فرمایا: طبیبوں کے طبیب اللہ کے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے چندلفظوں میں سارا طِبّ جمع فرما دیا ہے، ارشاد فرمایا ہے: 'مِعدہ ساری بیماریوں کا گھر اور پرہیز سارے علاجوں کا سر ہے، بدن کے ہر حصہ کو اُس کا حق دو۔' یہ سُن کر نصرانی (کرسچین) ڈاکٹر حیران ہو کر کہنے لگا: واقِعی تمہارے قراٰن اور تمہارے رسول نے جالینوس (جو کہ دنیا کا بہت بڑا طبیب گزرا ہے) کیلئے طِبّ کا کوئی مسئلہ چھوڑا ہی نہیں، سب کچھ بیان کر دیا!

(تفسیرِ نعیمی پارہ 8 ص 393)

۴۵ خواہ لباس ہو یا اور سامانِ زینت۔

رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ 'تُو جو چاہے کھا اور تُو جو چاہے پہن، جب تک دو باتیں نہ ہوں، اسراف وتکبر۔'

'صحیح البخاری'، کتاب اللباس، باب قول اللہ تعالیٰ: (قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ)، ج ۴، ص ۴۵.

رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ 'کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور پہنو، جب تک اسراف وتکبر کی آمیزش نہ ہو۔'

'سنن ابن ماجۃ'، کتاب اللباس، باب البس ماشئت... الخ، الحدیث: ۳۶۰۵، ج ۴، ص ۱٦۲.

و'سنن النسائی'، کتاب الزکاۃ، باب الاختیال فی الصدقۃ، الحدیث: ۲۵۵۵، ص ۴۲۰.

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ

ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں ف۴۷ علم والوں کے لیے ف۴۸ تم فرماؤ میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ

ہیں ف۴۹ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ ف۵۰ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ

نے سند نہ اُتاری اور یہ ف۵۱ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے ف۵۲

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا

تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہو نہ آگے اے

يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا

آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں کے رسول آئیں ف۵۳ میری آیتیں پڑھتے تو جو پرہیزگاری کرے ف۵۴ اور سنورے ف۵۵

ف۴۶ اور کھانے پینے کی لذیذ چیزیں۔

مسئلہ: آیت اپنے عُموم پر ہے ہر کھانے کی چیز اس میں داخل ہے کہ جس کی حُرمت پر نَص وارد نہ ہوئی ہو (خازن) تو جو لوگ توشۂ گیارھویں، میلاد شریف، بزرگوں کی فاتحہ عُرس، مجالسِ شہادت وغیرہ کی شیرینی، سبیل کے شربت کو ممنوع کہتے ہیں وہ اس آیت کے خلاف کر کے گناہ گار ہوتے ہیں اور اس کو ممنوع کہنا اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہے اور یہی بِدعت وضَلالت ہے۔

ف۴۷ جن سے حلال وحرام کے احکام معلوم ہوں۔

ف۴۸ جو یہ جانتے ہیں کہ اللہ واحد لاشریک لہ ہے وہ جو حرام کرے وہی حرام ہے۔

ف۴۹ یہ خِطاب مشرکین سے ہے جو برہنہ ہو کر خانۂ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی پاک چیزوں کو حرام کر لیتے تھے، ان سے فرمایا جاتا ہے کہ اللہ نے یہ چیزیں حرام نہیں کیں اور ان سے اپنے بندوں کو نہیں روکا، جن چیزوں کو اس نے حرام فرمایا وہ یہ ہیں جو اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے ان میں سے بے حیائیاں ہیں جو کھلی ہوئی ہوں یا چھپی ہوئی، قولی ہوں یا فعلی۔

ف۵۰ حرام کیا۔

ف۵۱ حرام کیا۔

ف۵۲ وقتِ مُعیّن جس پر مُہلت ختم ہوجاتی ہے۔

ف۵۳ مفسّرین کے اس میں دو قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ رُسُل سے تمام مُرسَلین مراد ہیں، دوسرا یہ کہ خاص سیدِ عالَم خاتَم

خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا

تو اس پر نہ کچھ خوف اور نہ کچھ غم اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا

عَنْهَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

وہ دوزخی ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖؕ اُولٰٓىٕكَ یَنَالُهُمْ نَصِیْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِؕ حَتّٰۤى

اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں انھیں ان کے نصیب کا لکھا پہنچے گا و۵۶ یہاں تک کہ جب ان کے پاس

اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَهُمْۙ قَالُوْۤا اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

ہمارے بھیجے ہوئے و۵۷ ان کی جان نکالنے آئیں تو ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے

الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جو تمام خَلق کی طرف رسول بنائے گئے ہیں اور صیغۂ جمع تعظیم کے لئے ہے۔

و۵۴ ممنوعات سے بچے۔

و۵۵ طاعات وعبادات بجالائے۔

و۵۶ یعنی جتنی عمر اور روزی اللہ نے ان کے لئے لکھ دی ہے ان کو پہنچے گی۔

و۵۷ مَلَکُ المَوت اور ان کے اَعوان ان لوگوں کی عمریں اور روزیاں پوری ہونے کے بعد۔

مَلَکُ الموت کا اعلان:

حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور جانِ رحمت، ماہِ نبوت، شفیعِ اُمَّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: 'کوئی گھر ایسا نہیں جس کے دروازے پر ملک الموت (یعنی موت کا فرشتہ) روزانہ پانچ مرتبہ نہ کھڑا ہوتا ہو۔ جب وہ ایسے انسان کو پاتا ہے جس کا رزق ختم ہو چکا ہوتا اور عمر مکمل ہو چکی ہوتی ہے تو اس پر موت کا غم ڈال دیتا ہے، پھر موت کی سختیاں اس بندے کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ پھر جس کی گھر والی اپنے بال منتشر کرتی، چہرہ پیٹتی، گریہ وزاری کرتی اور ہلاکت وتباہی کو پکارتی ہے تو ملک الموت کہتا ہے: 'تم پر ہلاکت ہو، یہ آہ وبُکا کیوں کرتے ہو؟ میں نے تو کسی کا رزق نہیں چھینا، نہ کسی کی موت اس کے قریب کی، نہ کسی کے پاس حکمِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے بغیر آیا اور نہ اس کے حکم کے بغیر کسی کی روح قبض کی اور میں تو تمہارے پاس بار بار آؤں گا حتی کہ تم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔'

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! اگر لوگ مردے کا ٹھکانہ دیکھ لیں اور اس کا کلام سن لیں تو اپنی میت کو بھول جائیں اور اپنی جانوں پر رونے لگیں۔ یہاں تک کہ جب مردے کو تخت پر رکھا جاتا ہے تو اس کی روح تخت کے اوپر پھڑ پھڑاتے ہوئے پکارتی ہے: 'اے میرے اہل وعیال! دُنیا تمہارے ساتھ اس طرح نہ کھیلے جس طرح میرے ساتھ کھیلی۔ میں نے حلال وغیرِ حلال مال جمع کیا پھر وہ مال دوسروں کے لئے چھوڑ آیا، اس کا نفع تمہارے لئے ہے اور نقصان

اللّٰہِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَہِدُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِہِمْ اَنَّہُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ
کہتے ہیں وہ ہم سے گم گئے ف۵۸ اور اپنی جانوں پر آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ کافر تھے اللہ اُن سے ف۵۹ فرماتا
ادْخُلُوْا فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِی النَّارِ ؕ كُلَّمَا
ہے کہ تم سے پہلے جو اور جماعتیں جن اور آدمیوں کی آگ میں گئیں اُنھیں میں جاؤ جب ایک
دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤی اِذَا ادَّارَكُوْا فِیْهَا جَمِیْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ
گروہ ف۶۰ داخل ہوتا ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے ف۶۱ یہاں تک کہ جب سب اس میں جا پڑے تو پچھلے پہلوں کو
لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ
کہیں گے ف۶۲ اے رب ہمارے انھوں نے ہم کو بہکایا تھا تو انھیں آگ کا دونا عذاب دے فرمائے گا سب کو
ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَیْنَا
دونا (دگنا) ہے ف۶۳ مگر تمہیں خبر نہیں ف۶۴ اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے تو تم کچھ ہم سے اچھے
ع ۸ ۱۱ مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا
نہ رہے ف۶۵ تو چکھو عذاب بدلہ اپنے کئے کا ف۶۶ وہ جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر

میرے لئے۔ پس جو کچھ مجھ پر گزری ہے اس سے محتاط رہو (یعنی عبرت حاصل کرو)۔'

(الفتوحات المکیۃ لابن عربی، الباب الموفی ستین وخمسمائۃ فی وصیۃ حکمیۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ، ج ۸، ص ۴۶۵)

ف۵۸ ان کا کہیں نام ونشان ہی نہیں۔

ف۵۹ ان کافروں سے روزِ قیامت۔

ف۶۰ دوزخ میں۔

ف۶۱ جو اس کے دین پر تھا تو مشرک مشرکوں پر لعنت کریں گے اور یہود یہودیوں پر اور نصارٰی نصارٰی پر۔

ف۶۲ یعنی پہلوں کی نسبت اللہ تعالٰی سے کہیں گے۔

ف۶۳ کیونکہ پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور پچھلے بھی ایسے ہی ہیں کہ خود گمراہ ہوئے اور گمراہوں کا ہی اِتّباع کرتے رہے۔

ف۶۴ کہ تم میں سے ہر فریق کے لئے کیسا عذاب ہے۔

ف۶۵ کُفر وضَلال میں دونوں برابر ہیں۔

ف۶۶ کُفر کا اور اعمالِ خبیثہ کا۔

بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے ۶۷ اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں

حَتّٰى یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ

جب تک سوئی کے ناکے میں اونٹ داخل نہ ہو ۶۸ اور مجرموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ۶۹ اُنھیں

۶۷ نہ ان کے اعمال کے لئے نہ ان کی ارواح کے لئے کیونکہ ان کے اعمال و ارواح دونوں خبیث ہیں۔ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کُفّار کی ارواح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور مؤمنین کی ارواح کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ ابنِ جُریج نے کہا کہ آسمان کے دروازے نہ کافروں کے اعمال کے لئے کھولے جائیں نہ ارواح کے لئے یعنی نہ زندگی میں ان کا عمل ہی آسمان پر جاسکتا ہے نہ بعدِ موت روح۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آسمان کے دروازے نہ کھولے جانے کے یہ معنٰی ہیں کہ وہ خیر و برکت اور رحمت کے نُزول سے محروم رہتے ہیں۔

حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی:۸۱۰ھ) اپنی تصنیف 'اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق' میں فرمایا ہے۔

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: 'کافر جب دنیا سے جارہا ہوتا ہے تو اس کے پاس سیاہ چہروں والے فرشتے آتے ہیں جن کے پاس بالوں سے بنے ہوئے کمبل ہوتے ہیں۔ وہ تاحدِ نگاہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آکر اس کے سر کے قریب بیٹھ کر کہتے ہیں: 'اے خبیث جان! اللہ عزَّ وَجلَّ کی ناراضگی اور غضب کی طرف نکل۔' اس کی روح تمام اعضاء میں بکھری ہوتی ہے جس کو جسم میں سے اس طرح نکالا جاتا ہے جس طرح گوشت بھوننے والی ترسیخ اُون میں ڈال کر کھینچی جائے تو وہ اُون کو ادھیڑ دیتی ہے، اس کے تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے ہیں، ملک الموت علیہ السلام اس کی روح نکالتے ہیں لیکن فرشتے اُن کے ہاتھ میں ایک لمحہ بھی نہیں رہنے دیتے بلکہ اسے لے کر اس کمبل میں ڈال دیتے ہیں جس سے انتہائی ناگوار بُو نکل کر پوری روئے زمین پر پھیل جاتی ہے۔ پھر وہ اس کو پکڑ کر ملائکہ کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں: 'یہ خبیث روح کس کی ہے؟' وہ فرشتے جواب دیتے ہیں: 'یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے۔' اور برے برے القابات سے اس کا نام لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن ان کے لئے نہیں کھولا جاتا۔ یہ ارشاد فرمانے کے بعد شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی

(پھر فرمایا کہ) اللہ عزَّ وَجلَّ فرماتا ہے: 'اس کا نامۂ اعمال سِجّین (یہ وہ مقام ہے جہاں بدکاروں کے اعمال لکھے جاتے ہیں) میں لکھ دو۔' پھر اس کی روح کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ (اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص۱۸۷)

جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۱﴾ وَ الَّذِیْنَ

آگ ہی بچھونا اور آگ ہی اوڑھنا ؎۷۰ اور ظالموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور وہ جو

اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ ؗ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ

ایمان لائے اور طاقت بھر اچھے کام کئے ہم کسی پر (اس کی) طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے وہ جنت والے ہیں

الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ

انھیں اس میں ہمیشہ رہنا اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے ؎۷۱ ان کے

؎۶۸ اور یہ مُحال، تو کُفّار کا جنّت میں داخل ہونا مُحال کیونکہ مُحال پر جو موقوف ہو وہ مُحال ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کُفّار کا جنّت سے محروم رہنا قطعی ہے۔

؎۶۹ مُجرِمین سے یہاں کُفّار مراد ہیں کیونکہ اوپر ان کی صفت میں آیاتِ الٰہیّہ کی تکذیب اور ان سے تکبُّر کرنے کا بیان ہو چکا ہے۔

؎۷۰ یعنی اوپر نیچے ہر طرف سے آگ انہیں گھیرے ہوئے ہے۔

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ غیبت کی تباہ کاریاں میں فرمایا ہے۔

کُفر پر مرنے والے کے عذابِ قبر کی کیفیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آہ! جس کا ایمان برباد ہو گیا خدا کی قسم! وہ کہیں کا نہ رہے گا، جب کُفر پر مرنے والا بدنصیب آدمی قبر میں پہنچے گا تو مُنکر نکیر کے سُوالات کے دُرُست جوابات نہ دے سکے گا اور پھر خوفناک عذابات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ چُنانچِہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، 'بہارِ شریعت' جلد اوّل صَفْحہ 110 تا 111 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس وَقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنَّم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہنچے گی اور اس پر عذاب دینے کے لیے دو فرِشتے مقرّر ہوں گے، جو اندھے اور بہرے ہوں گے، ان کے ساتھ لوہے کا گُرز ہوگا کہ پہاڑ پر اگر مارا جائے تو خاک ہو جائے، اُس ہتھوڑے سے اُس کو مارتے رہیں گے۔ نیز سانپ اور بچھو اسے عذاب پہنچاتے رہیں گے، نیز اعمال اپنے مناسب شکل پر متشکل (مُتَ شَک۔ کِل) ہو کر کتّا یا بھیڑیا یا اور شکل کے بن کر اُس کو ایذا پہنچائیں گے۔

(غیبت کی تباہ کاریاں ص ۴۷)

؎۷۱ جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتیں صاف کر دی گئیں اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر محبت و مَودّت۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ہم اہلِ بدر کے حق میں نازِل ہوا اور یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ان میں سے ہوں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے وَنَزَعْنَا

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ
نیچے نہریں بہیں گی اور کہیں گے ۴۲؎ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی ۴۳؎ اور ہم راہ نہ پاتے

لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ
اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا بے شک ہمارے رب کے رسول حق (سچا کلام) لائے ۴۴؎ اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمہیں

الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ
میراث ملی صلہ ۴۵؎ تمہارے اعمال کا اور جنت والوں نے دوزخ والوں کو پکارا کہ

مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ' فرمایا۔ حضرت علی مرتضٰی کے اس ارشاد نے رَفض کی بیخ و بنیاد کا قلع قمع کر دیا۔

عقیدہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم، انبیا نہ تھے، فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں بعض کے لیے لغزشیں ہوئیں، مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے خلاف ہے۔

اللہ عزوجل نے 'سورہ حدید' میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبلِ فتحِ مکہ اور بعدِ فتحِ مکہ اور اُن کو اِن پر تفضیل دی اور فرما دیا:

(وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى)

'سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرما لیا'

ساتھ ہی ارشاد فرما دیا:

(وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۰﴾)

'اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کرو گے'

تو جب اُس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ ان سب سے ہم جنتِ بے عذاب و کرامت و ثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ اُن کی کسی بات پر طعن کرے...؟! کیا طعن کرنے والا اللہ (عزوجل) سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۲۹، ص ۱۰۰۔۱۰۱، ۲۶۴، ۳۳۶، ۳۶۱۔۳۶۳)

۴۲؎ مؤمنین جنّت میں داخل ہوتے وقت۔

۴۳؎ اور ہمیں ایسے عمل کی توفیق دی جس کا یہ اجر و ثواب ہے اور ہم پر فضل و رحمت فرمائی اور اپنے کرم سے عذابِ جہنّم سے محفوظ کیا۔

۴۴؎ اور جو انہوں نے ہمیں دنیا میں ثواب کی خبریں دیں وہ سب ہم نے عِیاں دیکھ لیں، ان کی ہدایت ہمارے لئے کمال لطف و کرم تھا۔

۴۵؎ مسلم شریف کی حدیث میں ہے جب جنّتی جنّت میں داخل ہوں گے، ایک نِدا کرنے والا پکارے گا تمہارے لئے زندگانی ہے، کبھی نہ مرو گے تمہارے لئے تندرستی ہے، کبھی بیمار نہ ہو گے تمہارے لئے عیش ہے، کبھی تنگ حال نہ

اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا

ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا ۷۶ تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے ۷۷ سچا وعدہ

نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ

تمہیں دیا تھا بولے ہاں اور بیچ میں منادی نے پکار دیا کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر جو اللہ کی راہ

عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ بَیْنَهُمَا

سے روکتے ہیں ۷۸ اور اُس سے کجی چاہتے ہیں ۷۹ اور آخرت کا انکار رکھتے ہیں اور جنت و دوزخ کے بیچ میں ایک

حِجَابٌ ۚ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّۢا بِسِیْمٰهُمْ ۚ وَ نَادَوْا

پردہ ہے ۸۰ اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے ۸۱ کہ دونوں فریق کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گی ۸۲ اور وہ جنتیوں کو

وقف لازم

ہوگے ۔ جنّت کو میراث فرمایا گیا اس میں اشارہ ہے کہ وہ محض اللہ کے فضل سے حاصل ہوئی ۔ (مسلم، رقم الحدیث ۷۲۸۳ ص ۱۵۲۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

گزشتہ سطور کا مطالعہ کرنے کے بعد یقیناً ہمارا دل بھی یہ چاہے گا کہ 'کاش! ہمیں بھی اس مقام رحمت میں داخلہ نصیب ہوجائے، اے کاش! ہمیں بھی اس کے نظارے دیکھنے کو مل جائیں'۔اس خواب کی عملی تعبیر کے لئے ہمیں چاہے کہ اپنی زندگی کے سماجی، مالی، گھریلو، تجارتی بلکہ ہر ہر معاملے میں نفس وشیطان کی پیروی کی بجائے قرآن وسنت کو اپنا راہنما بنائیں اور اس زندگی کو رحمٰن عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اطاعت میں بسر کرتے ہوئے نیکیوں کا خزانہ اکٹھا کریں۔

پیارے اسلامی بھائیو! یوں تو ہر نیک عمل کی جزا جنت کو قرار دیا گیا ہے لیکن کچھ اعمال ایسے ہیں جن کے عاملین کو رحمتِ عالم اپنے خصوصی طور پر دخولِ جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔اسی نوعیت کی ایک بشارت دیتے ہوئے

مدنی آقا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'جو مجھے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کی حفاظت کی ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، رقم: ۶۴۷۴، ج ۴، ص ۲۴۰)

۷۶ اور رسولوں نے فرمایا تھا کہ ایمان وطاعت پر اجر وثواب پاؤ گے۔

۷۷ کفر ونافرمانی پر عذاب کا۔

۷۸ اور لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے منع کرتے ہیں۔

۷۹ یعنی یہ چاہتے ہیں کہ دینِ الٰہی کو بدل دیں اور جو طریقہ اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمایا ہے اس میں تغیر ڈال دیں۔ (خازن)

۸۰ جس کو اَعراف کہتے ہیں۔

اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ قف لَمْ یَدْخُلُوْهَا وَ هُمْ یَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِذَا

پکاریں گے کہ سلام تم پر یہ وف۸۳ جنت میں نہ گئے اور اس کی طمع رکھتے ہیں اور جب ان کی وف۸۴

صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ لا قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ

آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھریں گی کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کے

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۷﴾ ع وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ قَالُوْا ع ۸ ۱۲

ساتھ نہ کر اور اعراف والے کچھ مردوں کو وف۸۵ پکاریں گے جنھیں ان کی پیشانی سے پہچانتے ہیں کہیں گے

مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ

تمہیں کیا کام آیا تمہارا جتھا اور وہ جو تم غرور کرتے تھے وف۸۶ کیا یہ ہیں وہ لوگ وف۸۷ جن پر تم قسمیں

وف۸۱ یہ کس طبقہ کے ہوں گے اس میں بہت مختلف اقوال ہیں ۔ ایک قول تو یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں وہ اَعراف پر ٹھہرے رہیں گے جب اہلِ جنّت کی طرف دیکھیں گے تو انہیں سلام کریں گے اور دوزخیوں کی طرف دیکھیں گے تو کہیں گے یاربّ ہمیں ظالم قوم کے ساتھ نہ کر، آخر کار جنّت میں داخل کئے جائیں گے ۔ ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ جہاد میں شہید ہوئے مگر ان کے والدین ان سے ناراض تھے وہ اَعراف میں ٹھہرائے جائیں گے ۔ ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے والدین میں سے ایک ان سے راضی ہو ایک ناراض وہ اعراف میں رکھے جائیں گے ۔ ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ اَعراف کا مرتبہ اہلِ جنّت سے کم ہے ۔ مجاہد کا قول یہ ہے اَعراف میں صُلَحاء، فُقَراء، عُلَماء ہوں گے اور ان کا وہاں قیام اس لئے ہوگا کہ دوسرے ان کے فضل و شرف کو دیکھیں اور ایک قول یہ ہے کہ اَعراف میں اَنبیاء ہوں گے اور وہ اس مکانِ عالی میں تمام اہلِ قیامت پر مُمتاز کئے جائیں گے اور ان کی فضیلت اور رتبۂ عالیہ کا اظہار کیا جائے گا تاکہ جنّتی اور دوزخی ان کو دیکھیں اور وہ ان سب کے احوال اور ثواب و عذاب کے مقدار و احوال کا معائنہ کریں ۔ ان قولوں پر اصحابِ اَعراف جنّتیوں میں سے افضل لوگ ہوں گے کیونکہ وہ باقیوں سے مرتبہ میں اعلٰی ہیں ۔ ان تمام اقوال میں کچھ تناقُض نہیں ہے اس لئے کہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہر طبقہ کے لوگ اَعراف میں ٹھہرائے جائیں اور ہر ایک کے ٹھہرانے کی حکمت جُداگانہ ہو ۔

وف۸۲ دونوں فریق سے جنّتی اور دوزخی مراد ہیں ، جنّتیوں کے چہرے سفید اور تر و تازہ ہوں گے اور دوزخیوں کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی ، یہی ان کی علامتیں ہیں ۔

وف۸۳ اَعراف والے ابھی تک ۔

وف۸۴ اَعراف والوں کی ۔

وف۸۵ کُفّار میں سے ۔

لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَنْتُمْ

کھاتے تھے کہ اللہ ان پر اپنی رحمت کچھ نہ کرے گا و۸۸ ان سے تو کہا گیا کہ جنت میں جاؤ نہ تم

تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ نَادٰۤی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ

کو اندیشہ نہ کچھ غم اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا

الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۰﴾ۙ

کچھ فیض دو یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا و۸۹ (جنتی) کہیں گے بےشک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے

الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ

جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا و۹۰ اور دنیا وی زیست نے انھیں فریب دیا و۹۱ تو آج ہم انھیں چھوڑ دیں گے

كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَ مَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ

جیسا انھوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا اور جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے اور بےشک ہم ان کے پاس

بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ

ایک کتاب لائے و۹۲ جسے ہم نے ایک بڑے علم سے مفصل کیا ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لیے کاہے کی راہ دیکھتے

و۸۶ اور اہلِ اعراف غریب مسلمانوں کی طرف اشارہ کرکے کفّار سے کہیں گے۔

و۸۷ جن کو تم دنیا میں حقیر سمجھتے تھے اور۔

و۸۸ اب دیکھ لو کہ جنّت کے دائمی عیش و راحت میں کس عزّت و احترام کے ساتھ ہیں۔

و۸۹ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اعراف والے جنّت میں چلے جائیں گے تو دوزخیوں کو بھی طمع دامن گیر ہوگی اور وہ عرض کریں گے یا ربّ جنّت میں ہمارے رشتہ دار ہیں، اجازت فرما کہ ہم انہیں دیکھیں ان سے بات کریں، اجازت دی جائے گی تو وہ اپنے رشتہ داروں کو جنّت کی نعمتوں میں دیکھیں گے اور پہچانیں گے لیکن اہلِ جنّت ان دوزخی رشتہ داروں کو نہ پہچانیں گے کیونکہ دوزخیوں کے منہ کالے ہوں گے صورتیں بگڑ گئی ہوں گی تو وہ جنّتیوں کو نام لے لے کر پکاریں گے۔ کوئی اپنے باپ کو پکارے گا کوئی بھائی کو اور کہے گا میں جل گیا مجھ پر پانی ڈالو اور تمہیں اللہ نے دیا ہے کھانے کو دو، اس پر اہلِ جنّت۔

و۹۰ کہ حلال و حرام میں اپنی ہوائے نفس کے تابع ہوئے جب ایمان کی طرف انہیں دعوت دی گئی مسخرگی کرنے لگے۔

و۹۱ اس کی لذّتوں میں آخرت کو بھول گئے۔

و۹۲ قرآن شریف۔

اِلَّا تَاْوِیْلَهٗ ؕ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ

ہیں مگر اس کی کہ اس کتاب کا کہا ہوا انجام سامنے آئے جس دن اس کا بتایا انجام واقع ہوگا و۹۳ بول اٹھیں گے وہ جو اسے

قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ

پہلے سے بھلائے بیٹھے تھے و۹۴ کہ بے شک ہمارے رب کے رسول حق لائے تھے تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری

فَیَشْفَعُوْا لَنَاۤ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْۤا

شفاعت کریں یا ہم واپس بھیجے جائیں کہ پہلے کاموں کے خلاف کام کریں و۹۵ بے شک انھوں نے اپنی جانیں نقصان

اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ ع ۶/۱۳

میں ڈالیں اور ان سے کھو گئے جو بہتان اٹھاتے تھے و۹۶ بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۫ یُغْشِی

آسمان اور زمین و۹۷ چھ دن میں بنائے و۹۸ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے و۹۹ رات دن کو ایک

و۹۳ اور وہ روزِ قیامت ہے۔

و۹۴ نہ اس پر ایمان لاتے تھے نہ اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔

و۹۵ یعنی بجائے کُفر کے ایمان لائیں اور بجائے معصیت اور نافرمانی کے طاعت اور فرمانبرداری اختیار کریں مگر نہ انہیں شَفاعت مُیسّر آئے گی نہ دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔

و۹۶ اور جھوٹ بکتے تھے کہ بُت خدا کے شریک ہیں اور اپنے پُجاریوں کی شَفاعت کریں گے، اب آخرت میں انہیں معلوم ہوگیا کہ ان کے یہ دعوے جھوٹے تھے۔

و۹۷ مع ان تمام چیزوں کے جو ان کے درمیان ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہوا۔ ''وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ''۔

و۹۸ چھ دن سے دنیا کے چھ دنوں کی مقدار مراد ہے کیونکہ یہ دن تو اس وقت تھے نہیں، آفتاب ہی نہ تھا جس سے دن ہوتا اور اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ ایک لمحہ میں یا اس سے کم میں پیدا فرماتا لیکن اتنے عرصہ میں ان کی پیدائش فرمانا بہ تقاضائے حکمت ہے اور اس سے بندوں کو اپنے کاموں میں تدریج اختیار کرنے کا سبق ملتا ہے۔

و۹۹ یہ اِستِواء مُتَشابِہات میں سے ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اِستِواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب۔ حضرت مُتَرجِم قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا، یا اس کے معنٰی یہ ہیں کہ آفرِینَش کا خاتمہ عرش پر جا ٹھہرا۔ واللہ اعلم باسرار کتابہ

الَّيۡلَ النَّهَارَ يَطۡلُبُهٗ حَثِيۡثًا ۙ وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ وَ النُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِهٖ ؕ
دوسرے سے ڈھانکتا ہے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا سب اُس کے حکم کے دبے

اَلَا لَهُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۵۴﴾ اُدۡعُوۡا رَبَّكُمۡ تَضَرُّعًا
ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے

وَّ خُفۡيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُعۡتَدِيۡنَ ﴿۵۵﴾ ۚ وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بَعۡدَ
اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں ف۱۰۰ اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ ف۱۰۱ اس کے سنور نے

ف۱۰۰ حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلّم نے فرمایا، 'اللہ عزوجل فرماتا ہے: 'میں اپنے بندے کے (مجھ سے کئے جانے والے) گمان کے قریب ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔
(مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب، رقم ۲۶۷۵، ج ا، ص ۱۴۴۲)

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، 'اللہ عزوجل فرماتا ہے: 'اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا تو میں تیرے گناہوں کی مغفرت فرماتا رہوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔'
(ترمذی، کتاب الدعوات، باب (۱۰۷)، رقم ۳۵۵۱، ج ۵، ص ۳۱۸)

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، 'دعا مانگنے سے مت اکتاؤ کیونکہ دعا کی ہمراہی میں کوئی ہلاک نہ ہوگا۔
(مستدرک، کتاب الدعاء والتکبیر، باب لایھلک مع الدعاء احد، رقم ۱۸۶۱، ج ۲، ص ۱۶۴)

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلّم نے فرمایا، 'کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہیں دشمنوں سے نجات دلائے اور تمہارے رزق میں اضافہ کردے؟ اپنے دن اور رات میں اللہ عزوجل سے دعا مانگا کرو کیونکہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب الاستنصار بالدعاء، رقم ۱۷۱۹۹، ج ۱۰، ص ۲۲۱)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلّم نے فرمایا: 'دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور زمین وآسمان کا نور ہے۔
(مستدرک، کتاب الدعا والتکبیر، باب الدعاء سلاح المومن، رقم ۱۸۵۵، ج ۲، ص ۱۶۲)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلّم نے فرمایا، 'اللہ عزوجل کے نزدیک کوئی چیز دعاء سے زیادہ عزت والی نہیں۔

اِصۡلَاحِهَا وَادۡعُوۡهُ خَوۡفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ مِّنَ

کے بعد ۱۰۲ اور اس سے دعا کرو (عذاب سے) ڈرتے اور طمع کرتے بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے

الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی

اور وہی ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے اس کی رحمت کے آگے مژدہ (خوشخبری) سناتی ۱۰۳ یہاں تک کہ جب اٹھالائیں

اِذَاۤ اَقَلَّتۡ سَحَابًا ثِقَالًا سُقۡنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنۡزَلۡنَا بِهِ الۡمَآءَ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ

بھاری بادل ہم نے اسے کسی مُردہ شہر کی طرف چلایا ۱۰۴ پھر اس سے پانی اُتارا پھر اس سے طرح

مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ کَذٰلِكَ نُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰی لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَالۡبَلَدُ

طرح کے پھل نکالے اسی طرح ہم مُردوں کو نکالیں گے ۱۰۵ کہیں تم نصیحت مانو اور جو اچھی زمین ہے

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، رقم ۳۳۸۱، ج ۵ ص ۲۴۳)

دعا اللہ تعالٰی سے خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں اور یہ داخلِ عبادت ہے کیونکہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو عاجز و مُحتاج اور اپنے پروردگار کو حقیقی قادر و حاجت رَوا اعتقاد کرتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں وارِد ہوا 'اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ' تضرُّع سے اظہارِ عجز و خشوع مراد ہے اور ادبِ دعا میں یہ ہے کہ آہستہ ہو۔ حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا علانیہ دعا کرنے سے ستّر درجہ زیادہ افضل ہے۔

مسئلہ: اس میں عُلَماء کا اختلاف ہے کہ عبادات میں اظہار افضل ہے یا اِخفاء، بعض کہتے ہیں کہ اِخفاء افضل ہے کیونکہ وہ رِیا سے بہت دور ہے، بعض کہتے ہیں کہ اظہار افضل ہے اس لئے کہ اس سے دوسروں کو رغبتِ عبادت پیدا ہوتی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ اگر آدمی اپنے نفس پر رِیا کا اندیشہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اِخفاء افضل ہے اور اگر قلب صاف ہو اندیشۂ رِیا نہ ہو تو اظہار افضل ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ فرض عبادتوں میں اظہار افضل ہے، نمازِ فرض مسجد ہی میں بہتر ہے اور زکوٰۃ کا اظہار کرکے دینا ہی افضل ہے اور نفل عبادات میں خواہ وہ نماز ہو یا صدَقہ وغیرہ ان میں اِخفاء افضل ہے۔ دعا میں حد سے بڑھنا کئی طرح ہوتا ہے اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت بلند آواز سے چیخے۔

۱۰۱ کُفر و مَعصیت و ظلم کرکے۔

۱۰۲ اَنبیاء کے تشریف لانے، حق کی دعوت فرمانے، اَحکام بیان کرنے، عدل قائم فرمانے کے بعد۔

۱۰۳ بارش کا اور رحمت سے یہاں مینہ مراد ہے۔

۱۰۴ جہاں بارش نہ ہوئی تھی سبزہ نہ جما تھا۔

۱۰۵ یعنی جس طرح مردہ زمین کو ویرانی کے بعد زندگی عطا فرماتا اور اس کو سرسبز و شاداب فرماتا ہے اور اس میں

الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ

اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے ۱۰۶ اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل ۱۰۷ ہم یونہی طرح طرح

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ ع لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

ع ۵ ۱۴

سے آیتیں بیان کرتے ہیں ۱۰۸ ان کے لیے جو احسان مانیں بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۱۰۹

کھیتی، درخت، پھل پھول پیدا کرتا ہے۔ ایسے ہی مُردوں کو قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا کیونکہ جو خشک لکڑی سے تر و تازہ پھل پیدا کرنے پر قادر ہے اسے مُردوں کا زندہ کرنا کیا بعید ہے۔ قدرت کی یہ نشانی دیکھ لینے کے بعد عاقل، سلیم الحواس کو مُردوں کے زندہ کئے جانے میں کچھ تردُّد باقی نہیں رہتا۔

۱۰۶ یہ مؤمن کی مثال ہے جس طرح عمدہ زمین پانی سے نفع پاتی ہے اور اس میں پھول پھل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح جب مؤمن کے دل پر قرآنی انوار کی بارش ہوتی ہے تو وہ اس سے نفع پاتا ہے، ایمان لاتا ہے، طاعات و عبادات سے پھلتا پھولتا ہے۔

حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی: ۸۱۰ھ) اپنی تصنیف 'اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ' میں فرمایا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہ، الرَّبَّانِی یوں دُعا مانگا کرتے تھے: 'یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! مجھے اس بات پر تعجب نہیں کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں تو تیرا ایک حقیر بندہ ہوں۔ بلکہ تعجب تو اس بات پر ہے کہ تو مجھ سے محبت فرماتا ہے حالانکہ تو مالک اور قدرت والا ہے۔'

حضرت سیِّدُنا یحیٰی بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ القاضی یوں مناجات کرتے تھے: 'یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! یہ بات عجیب نہیں کہ ایک حقیر بندہ اپنے ربِّ جلیل عَزَّ وَجَلَّ سے محبت کرتا ہے۔ بلکہ عجیب بات تو یہ ہے کہ ربِّ جلیل عَزَّ وَجَلَّ اپنے ذلیل بندے سے محبت کرتا ہے۔'

بعض عارفین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: 'محبت ایک دانہ ہے جو دلوں کی زمین میں کاشت کیا جاتا اور عقلوں کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ پس وہ پانی کی صفائی اور زمین کی عمدگی کے مطابق پھل دیتا ہے۔'

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ)

۱۰۷ یہ کافر کی مثال ہے کہ جیسے خراب زمین بارش سے نفع نہیں پاتی ایسے ہی کافر قرآن پاک سے مُنتفع نہیں ہوتا۔

۱۰۸ جو توحید و ایمان پر حُجّت و بُرہان ہیں۔

۱۰۹ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کا نام لمک ہے، وہ متوشلخ کے، وہ اخنوخ علیہ السلام کے فرزند ہیں، اخنوخ حضرت اِدریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس یا پچاس سال کی عمر میں نبوّت سے سرفراز فرمائے گئے۔ آیاتِ بالا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دلائلِ قُدرت و غرائبِ صَنعت بیان فرمائے جن

فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ

تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو ف۱۱۰ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ف۱۱۱ بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب

یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ

کا ڈر ہے ف۱۱۲ اس (نوح) کی قوم کے سردار بولے بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں (نوح نے کہا) کہا اے

یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ

میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا

رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ

اور تمہارا بھلا چاہتا اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے اور کیا تمہیں اس کا اچنبھا ہوا کہ تمہارے پاس

ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾

تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت ف۱۱۳ کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو اور کہیں تم پر رحم ہو

سے اس کی توحید و رَبوبیّت ثابت ہوتی ہے اور مرنے کے بعد اٹھنے اور زندہ ہونے کی صحت پر دلائلِ قاطعہ قائم کئے، اس کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کا ذکر فرماتا ہے اور ان کے ان معاملات کا جو انہیں اُمّتوں کے ساتھ پیش آئے۔ اس میں نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تسلّی ہے کہ فقط آپ ہی کی قوم نے قبولِ حق سے اِعراض نہیں کیا بلکہ پہلی اُمّتیں بھی اِعراض کرتی رہیں اور انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کا انجام دنیا میں ہلاک اور آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ انبیاء کی تکذیب کرنے والے غضبِ الٰہی کے سزاوار ہوتے ہیں۔ جو شخص سید عالَم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تکذیب کرے گا اس کا بھی یہی انجام ہوگا۔ انبیاء کے ان تذکروں میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کی زبردست دلیل ہے کیونکہ حضور اُمّی تھے پھر آپ کا ان واقعات کو تفصیلاً بیان فرمانا بالخصوص ایسے مُلک میں جہاں اہلِ کتاب کے علماء بکثرت موجود تھے اور سرگرم مخالف بھی تھے، ذرا سی بات پاتے تو بہت شور مچاتے، وہاں حضور کا ان واقعات کو بیان فرمانا اور اہلِ کتاب کا ساکت و حیران رہ جانا صریح دلیل ہے کہ آپ نبیِّ برحق ہیں اور پروردگارِ عالَم نے آپ پر علوم کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

ف۱۱۰ وہی مستحقِ عبادت ہے۔

ف۱۱۱ تو اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔

ف۱۱۲ روزِ قیامت کا یا روزِ طوفان کا اگر تم میری نصیحت قبول نہ کرو اور راہِ راست پر نہ آؤ۔

ف۱۱۳ جس کو تم خوب جانتے اور اس کے نسب کو پہچانتے ہو۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
تو انھوں نے اسے وا۱۱۴ جھٹلایا تو ہم نے اُسے اور جو و۱۱۵ اس کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور اپنی آیتیں جھٹلانے
بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ
والوں کو ڈبو دیا بے شک وہ اندھا گروہ تھا و۱۱۶ اور عاد کی طرف و۱۱۷ ان کی برادری سے ہود کو بھیجا و۱۱۸ کہا اے
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ
میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں و۱۱۹ اس کی قوم کے سردار بولے
كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾
بے شک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں و۱۲۰
قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ
کہا اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ (تعلق) میں تو پروردگار عالم کا رسول ہوں تمہیں اپنے رب کی
رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ
رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں و۱۲۱ اور کیا تمہیں اس کا اچنبھا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف
رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ
سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کا جانشین

و۱۱۴ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو۔

و۱۱۵ ان پر ایمان لائے اور۔

و۱۱۶ جسے حق نظر نہ آتا تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان کے دل اندھے تھے، نورِ معرفت سے ان کو بہرہ نہ تھا۔

و۱۱۷ یہاں عادِ اُولٰی مراد ہے، یہ حضرت ہُود علیہ السلام کی قوم ہے اور عادِ ثانیہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے اسی کو ثمود کہتے ہیں، ان دونوں کے درمیان سو برس کا فاصلہ ہے۔ (جمل)

و۱۱۸ ہُود علیہ السلام نے۔

و۱۱۹ اللہ کے عذاب کا۔

و۱۲۰ یعنی رسالت کے دعوٰی میں سچا نہیں جانتے۔

و۱۲۱ کُفّار کا حضرت ہُود علیہ السلام کی جناب میں یہ گستاخانہ کلام کہ تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں، جھوٹا گمان کرتے

قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةًۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

کیا و۱۲۲ اور تمہارے بدن کا پھیلاؤ بڑھایا و۱۲۳ تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو و۱۲۴ کہ کہیں تمہارا بھلا ہو

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۚ فَاْتِنَا بِمَا

بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو و۱۲۵ کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو و۱۲۶ ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں

تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ

چھوڑ دیں تو لاؤ و۱۲۷ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو کہا و۱۲۸ ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور

غَضَبٌؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ

غضب پڑ گیا و۱۲۹ کیا مجھ سے خالی ان ناموں میں جھگڑ رہے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے و۱۳۰ اللہ

ہیں، انتہا درجہ کی بے ادبی اور کمینگی تھی اور وہ مستحق اس بات کے تھے کہ انہیں سخت ترین جواب دیا جاتا مگر آپ نے اپنے اَخلاق وادب اور شانِ حِلم سے جو جواب دیا اس میں شانِ مقابلہ ہی نہ پیدا ہونے دی اور ان کی جہالت سے چشم پوشی فرمائی۔ اس سے دنیا کو سبق ملتا ہے کہ سُفہاء اور بدخِصال لوگوں سے اس طرح مُخاطبہ کرنا چاہئے مع ہذا آپ نے اپنی رِسالت اور خیر خواہی و امانت کا ذکر فرمایا۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اہلِ عِلم و کمال کو ضرورت کے موقع پر اپنے منصب و کمال کا اِظہار جائز ہے۔

و۱۲۲ یہ اس کا کتنا بڑا احسان ہے۔

و۱۲۳ اور بہت زیادہ قوّت و طُولِ قامت عنایت کیا۔

و۱۲۴ اور ایسے مُنعِم پر ایمان لاؤ اور طاعات و عبادات بجا لا کر اس کے احسان کی شکر گزاری کرو۔

و۱۲۵ یعنی اپنے عبادت خانہ سے حضرت ہُود علیہ السلام اپنی قوم کی بستی سے علیحدہ ایک تنہائی کے مقام میں عبادت کیا کرتے تھے جب آپ کے پاس وحی آتی تو قوم کے پاس آ کر سنا دیتے۔

(تفسیر الصاوی، ج ۲، ص ۶۸۶، پ ۸، الاعراف: ۷۰)

و۱۲۶ بُت۔ (تفسیر الصاوی، ج ۲، ص ۶۸۶، پ ۸، الاعراف: ۷۰)

و۱۲۷ وہ عذاب۔

و۱۲۸ حضرت ہود علیہ السلام نے۔

و۱۲۹ اور تمہاری سرکشی سے تم پر عذاب آنا واجب و لازم ہو گیا۔

و۱۳۰ اور انہیں پوجنے لگے اور معبود ماننے لگے باوجودیکہ ان کی کچھ حقیقت ہی نہیں ہے اور اُلوہیّت کے معنٰی سے قطعاً خالی و عاری ہیں۔

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ

نے ان کی کوئی سند نہ اُتاری تو راستہ دیکھو و۱۳۱ میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں تو ہم نے اُسے اور اس کے ساتھ والوں

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا

(مؤمنین) کو و۱۳۲ اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی و۱۳۳ اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے و۱۳۴ تھے ان کی جڑ کاٹ دی و۱۳۵

و۱۳۱ عذابِ الٰہی کا۔

و۱۳۲ جو ان کے مُتَّبِع تھے اور ان پر ایمان لائے تھے۔

و۱۳۳ اس عذاب سے جو قومِ ہُود پر اترا۔

و۱۳۴ اور حضرت ہُود علیہ السلام کی تکذیب کرتے۔

و۱۳۵ اور اس طرح ہلاک کر دیا کہ ان میں ایک بھی نہ بچا۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ قومِ عاد اَحقاف میں رہتی تھی جو عُمّان و حَضر مُوت کے درمیان علاقۂ یمن میں ایک ریگستان ہے۔ انہوں نے زمین کو فِسق سے بھر دیا تھا اور دنیا کی قوموں کو اپنی جَفا کاریوں سے اپنے زورِ قوت کے زُعم میں پامال کر ڈالا تھا۔ یہ لوگ بُت پرست تھے ان کے ایک بُت کا نام صَداء، ایک کا صَمُود، ایک کا ہَباء تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں حضرت ہُود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، آپ نے انہیں توحید کا حکم دیا، شرک و بُت پرستی اور ظلم وجَفا کاری کی ممانعت کی، اس پر وہ لوگ منکر ہوئے آپ کی تکذیب کرنے لگے اور کہنے لگے ہم سے زیادہ زور آور کون ہے؟ چند آدمی ان میں سے حضرت ہُود علیہ السلام پر ایمان لائے وہ تھوڑے تھے اور اپنا ایمان چھپائے رہتے تھے۔ ان مؤمنین میں سے ایک شخص کا نام مَرثَد ابنِ سعد بن عفیر تھا وہ اپنا ایمان مخفی رکھتے تھے جب قوم نے سرکشی کی اور اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب کی اور زمین میں فساد کیا اور ستم گاریوں میں زیادتی کی اور بڑی مضبوط عمارتیں بنائیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ انہیں گمان ہے کہ وہ دنیا میں ہمیشہ ہی رہیں گے جب ان کی نوبت یہاں تک پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے بارش روک دی تین سال بارش نہ ہوئی اب وہ بہت مصیبت میں مبتلا ہوئے اور اس زمانہ میں دستور یہ تھا کہ جب کوئی بلا یا مصیبت نازِل ہوتی تھی تو لوگ بیت اللہ الحرام میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس کے دفع کی دعا کرتے تھے اسی لئے ان لوگوں نے ایک وفد بیت اللہ کو روانہ کیا، اس وفد میں قیل بن عنزا اور نعیم بن ہزال اور مرثد بن سعد تھے، یہ وہی صاحب ہیں جو حضرت ہُود علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور اپنا ایمان مخفی رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں مکّہ مکرّمہ میں عمالیق کی سُکونت تھی اور ان لوگوں کا سردار معاویہ بن بکر تھا اس شخص کا ننہال قومِ عاد میں تھا اسی علاقہ سے یہ وفد مکۂ مکرّمہ کے حوالی میں معاویہ بن بکر کے یہاں مقیم ہوا اس نے ان لوگوں کا بہت اِکرام کیا، نہایت خاطر و مدارات کی، یہ لوگ وہاں شراب پیتے اور باندیوں کا ناچ دیکھتے تھے۔ اس طرح انہوں نے عیش ونشاط میں ایک مہینہ بسر کیا، معاویہ کو خیال آیا کہ یہ لوگ تو راحت میں پڑ گئے اور قوم کی مصیبت کو بھول گئے جو وہاں گرفتارِ بلا ہے مگر معاویہ بن بکر کو یہ خیال بھی تھا کہ اگر وہ ان لوگوں سے کچھ

كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۟ ﴿۷۲﴾ وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا ع ۸/۱۶

اور وہ ایمان والے نہ تھے اور ثمود کی طرف و۱۳۶ ان کی برادری سے صالح کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ

کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے و۱۳۷ روشن دلیل آئی و۱۳۸ یہ اللہ کا ناقہ

اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

(اونٹنی) ہے و۱۳۹ تمہارے لیے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ و۱۴۰ کہ

کہے تو شاید وہ یہ خیال کریں کہ اب اس کو میزبانی گراں گزرنے لگی ہے اس لئے اس نے گانے والی باندی کو ایسے اشعار دیئے جن میں قومِ عاد کی حاجت کا تذکرہ تھا جب باندی نے وہ نظم گائی تو ان لوگوں کو یاد آیا کہ ہم اس قوم کی مصیبت کی فریاد کرنے کے لئے مکّۂ مکرّمہ بھیجے گئے ہیں، اب انہیں خیال ہوا کہ حرم شریف میں داخل ہو کر قوم کے لئے پانی برسنے کی دعا کریں اس وقت مرثد بن سعد نے کہا کہ اللہ کی قسم تمہاری دعا سے پانی نہ برسے گا لیکن اگر تم اپنے نبی کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تو بارش ہوگی اور اس وقت مرثد نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا، ان لوگوں نے مرثد کو چھوڑ دیا اور خود مکّۂ مکرّمہ جا کر دعا کی، اللہ تعالیٰ نے تین ابر بھیجے ایک سفید، ایک سُرخ، ایک سیاہ اور آسمان سے نِدا ہوئی کہ اے قیل! اپنے اور اپنی قوم کے لئے ان میں سے ایک ابر اختیار کر اس نے ابرِ سیاہ کو اختیار کیا بایں خیال کہ اس سے بہت پانی برسے گا چنانچہ وہ ابر قومِ عاد کی طرف چلا اور وہ لوگ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے مگر اس میں سے ایک ہوا چلی وہ اس شدّت کی تھی کہ اونٹوں اور آدمیوں کو اُڑا اُڑا کر کہیں سے کہیں لے جاتی تھی، یہ دیکھ کر وہ لوگ گھروں میں داخل ہوئے اور اپنے دروازے بند کر لئے مگر ہوا کی تیزی سے بچ نہ سکے اس نے دروازے بھی اُکھیڑ دیئے اور ان لوگوں کو ہلاک بھی کر دیا اور قدرتِ الٰہی سے سیاہ پرندے نمودار ہوئے جنہوں نے ان کی لاشوں کو اُٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ حضرت ہُود مؤمنین کو لے کر قوم سے جُدا ہو گئے تھے اس لئے وہ سلامت رہے۔ قوم کے ہلاک ہونے کے بعد ایمانداروں کو ساتھ لے کر مکّۂ مکرّمہ تشریف لائے اور آخر عُمر شریف تک وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔

(روح البیان، ج ۳، ص ۱۸۷ تا ۱۸۹، پ ۸، الاعراف: ۷۰)

و۱۳۶ جو حجاز و شام کی درمیان سرزمینِ حِجر میں رہتے تھے۔

و۱۳۷ میرے صدقِ نبوّت پر۔

و۱۳۸ جس کا بیان یہ ہے کہ۔

و۱۳۹ جو نہ کسی پیٹھ میں رہا، نہ کسی پیٹ میں، نہ کسی نر سے پیدا ہوا، نہ مادہ سے، نہ حمل میں رہا، نہ اس کی خِلقت

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی

تمہیں درد ناک عذاب آئے گا اور یاد کرو ف۱۴۱ جب تم کو عاد کا جانشین کیا اور ملک میں جگہ دی کہ نرم

الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا

زمین میں محل بناتے ہو ف۱۴۲ اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو ف۱۴۳ تو اللہ کی نعمتیں

اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا

یاد کرو ف۱۴۴ اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو اس کی قوم کے تکبر والے سردار کمزور

مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ

مسلمانوں سے بولے کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے

مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا

رسول ہیں بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں ف۱۴۵ متکبر بولے

اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ

جس پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے انکار ہے پس ف۱۴۶ ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی

تدریجاً کمال کو پہنچی بلکہ طریقۂ عادیہ کے خلاف وہ پہاڑ کے ایک پتھر سے دفعتاً پیدا ہوا۔ اس کی یہ پیدائش معجزہ ہے پھر وہ ایک دن پانی پیتا ہے اور تمام قبیلۂ ثمود ایک دن۔ یہ بھی معجزہ ہے کہ ایک ناقہ ایک قبیلہ کے برابر پی جائے اس کے علاوہ اس کے پینے کے روز اس کا دودھ دوہا جاتا تھا اور وہ اتنا ہوتا تھا کہ تمام قبیلہ کو کافی ہو اور پانی کے قائم مقام ہو جائے یہ بھی معجزہ اور تمام وُحوش وحیوانات اس کی باری کے روز پانی پینے سے باز رہتے تھے یہ بھی معجزہ۔ اتنے معجزات حضرت صالح علیہ السلام کے صدقِ نبوّت کی زبردست حُجّتیں ہیں۔

ف۱۴۰ نہ مارو، نہ ہکاؤ، اگر ایسا کیا تو یہی نتیجہ ہوگا۔

ف۱۴۱ اے قوم ثمود۔

ف۱۴۲ موسم گرما میں آرام کرنے کے لئے۔

ف۱۴۳ موسم سرما کے لئے۔

ف۱۴۴ اور اس کا شکر بجالاؤ۔

ف۱۴۵ ان کے دین کو قبول کرتے ہیں، ان کی رسالت کو مانتے ہیں۔

ف۱۴۶ قوم ثمود نے۔

وَ قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

اور بولے اے صالح ہم پر لے آؤ ف۱۴۷ جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر تم رسول ہو تو اُنھیں زلزلہ نے آلیا تو صبح کو

فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے تو صالح نے اُن سے منہ پھیرا ف۱۴۸ اور کہا اے میری قوم بے شک

ف۱۴۷ وہ عذاب۔

حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے۔ آپ نے جب قوم ثمود کو خدا (عزوجل) کا فرمان سنا کر ایمان کی دعوت دی تو اس سرکش قوم نے آپ سے یہ معجزہ طلب کیا کہ آپ اس پہاڑ کی چٹان سے ایک گابھن اونٹنی نکالیے جو خوب فربہ اور ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہو۔ چنانچہ آپ نے چٹان کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ فوراً ہی پھٹ گئی اور اس میں سے ایک نہایت ہی خوبصورت و تندرست اور خوب بلند قامت اونٹنی نکل پڑی جو گابھن تھی اور نکل کر اس نے ایک بچہ بھی جنا اور یہ اپنے بچے کے ساتھ میدانوں میں چرتی پھرتی رہی۔

اس بستی میں ایک ہی تالاب تھا جس میں پہاڑوں کے چشموں سے پانی گر کر جمع ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! دیکھو یہ معجزہ کی اونٹنی ہے۔ ایک روز تمہارے تالاب کا سارا پانی یہ پی ڈالے گی اور ایک روز تم لوگ پینا۔ قوم نے اس کو مان لیا پھر آپ نے قوم ثمود کے سامنے یہ تقریر فرمائی۔

چند دن تو قوم ثمود نے اس تکلیف کو برداشت کیا کہ ایک دن اُن کو پانی نہیں ملتا تھا۔ کیونکہ اس دن تالاب کا سارا پانی اونٹنی پی جاتی تھی۔ اس لئے ان لوگوں نے طے کر لیا کہ اس اونٹنی کو قتل کر ڈالیں۔

قدار بن سالف:۔ چنانچہ اس قوم میں قدار بن سالف جو سرخ رنگ کا بھوری آنکھوں والا اور پستہ قد آدمی تھا اور ایک زنا کار عورت کا لڑکا تھا۔ ساری قوم کے حکم سے اس اونٹنی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ حضرت صالح علیہ السلام منع ہی کرتے رہے، لیکن قدار بن سالف نے پہلے تو اونٹنی کے چاروں پاؤں کو کاٹ ڈالا۔ پھر اس کو ذبح کر دیا اور انتہائی سرکشی کے ساتھ حضرت صالح علیہ السلام سے بے ادبانہ گفتگو کرنے لگا۔

زلزلہ کا عذاب:۔ قوم ثمود کی اس سرکشی پر عذابِ خداوندی کا ظہور اس طرح ہوا کہ پہلے ایک زبردست چنگھاڑ کی خوفناک آواز آئی۔ پھر شدید زلزلہ آیا جس سے پوری آبادی اُتھل پتھل ہو کر چکنا چور ہو گئی۔ تمام عمارتیں ٹوٹ پھوٹ کر تہس نہس ہو گئیں اور قوم ثمود کا ایک ایک آدمی گھٹنوں کے بل اوندھا گر کر مر گیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قوم ثمود کی پوری بستی برباد و ویران ہو کر کھنڈر بن گئی اور پوری قوم فنا کے گھاٹ اتر گئی کہ آج اُن کی نسل کا کوئی انسان روئے زمین پر باقی نہیں رہ گیا۔

(تفسیر الصاوی، ج ۲ ص ۶۸۸، پ ۸، الاعراف: ۷۳۔ ۷۷ تا ۷۹ ملخصاً)

ف۱۴۸ جب کہ انہوں نے سرکشی کی۔ منقول ہے کہ ان لوگوں نے چہار شنبہ کو ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس کے بعد تین روز زندہ رہو گے، پہلے روز تمہارے سب کے چہرے زرد ہو جائیں گے،

رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ

میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچادی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کے غرضی (پسند کرنے والے) ہی نہیں اور لوط کو

لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ

بھیجا ف۱۴۹ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی

لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ مَا

تم تو مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو ف۱۵۰ عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد

كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

سے گزر گئے ف۱۵۱ اور اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ ان ف۱۵۲

دوسرے روز سرخ، تیسرے روز سیاہ، چوتھے روز عذاب آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا، یک شنبہ کو دوپہر کے قریب آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے ان لوگوں کے دل پھٹ گئے اور سب ہلاک ہو گئے۔ (تفسیر الصاوی، ج۲ص۶۸۸، پ۸، الاعراف: ۷۳۔۷۷ تا۷۹ ملخصاً)

ف۱۴۹ جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھتیجے ہیں آپ اہلِ سَدوم کی طرف بھیجے گئے اور جب آپ کے چچا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سرزمینِ فلسطین میں نُزول فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام اُردن میں اترے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہلِ سَدوم کی طرف مبعوث کیا آپ ان لوگوں کو دینِ حق کی دعوت دیتے تھے اور فعلِ بد سے روکتے تھے جیسا کہ آیت شریف میں ذکر آتا ہے۔

ف۱۵۰ یعنی ان کے ساتھ بدفعلی کرتے ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے اپنی امت پر خوف ہے وہ قومِ لوط کا عمل ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی حد اللوطی، الحدیث ۱۴۶۲، ج۳، ص۱۳۸)

حضرت عمرو بن ابی عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو قوم لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی حد اللوطی، الحدیث ۱۴۶۱، ج۳، ص۱۳۷)

حضرت وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قومِ لوط کا عمل کرتے ہوئے مرے گا تو اُس کی قبر اُس کو قوم لوط میں پہنچادے گی اور اُس کا حشر قوم لوط کے ساتھ ہوگا۔

(کنز العمال، کتاب الحدود من قسم الاقوال، الحدیث ۱۳۱۲۷، ج۳، الجزء الخامس، ص۱۳۵)

ف۱۵۱ کہ حلال کو چھوڑ کر حرام میں مبتلا ہوئے اور ایسے خبیث فعل کا ارتکاب کیا۔ انسان کو شہوت بقائے نسل اور دنیا کی آبادی کے لئے دی گئی ہے اور عورتیں محلِّ شہوت و موضوعِ نسل بنائی گئی ہیں کہ ان سے بطریقۂ معروف حسبِ

يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ

کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں و۱۵۲ تو ہم نے اسے و۱۵۳ اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اس کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہوئی و۱۵۵ اور ہم نے ان پر ایک مینہ برسایا و۱۵۶ تو دیکھو کیسا انجام ہوا

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ ع وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ ع ۱۰ / ۱۲ / ۱۷

مجرموں کا و۱۵۷ اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا و۱۵۸ کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا

اجازتِ شرع اولاد حاصل کی جائے، جب آدمیوں نے عورتوں کو چھوڑ کر ان کا کام مَردوں سے لینا چاہا تو وہ حد سے گزر گئے اور انہوں نے اس قوّت کے مقصدِ صحیح کو فوت کر دیا کیونکہ مَرد کو نہ حمل رہتا ہے نہ وہ بچّہ جنتا ہے تو اس کے ساتھ مشغول ہونا سوائے شیطانیت کے اور کیا ہے! عُلَمائے سِیَر واَخبار کا بیان ہے کہ قومِ لُوط کی بستیاں نہایت سرسبز و شاداب تھیں اور وہاں غلّے اور پھل بکثرت پیدا ہوتے تھے زمین کا دوسرا خِطّہ اس کا مِثل نہ تھا اس لئے جابجا سے لوگ یہاں آتے تھے اور انہیں پریشان کرتے تھے، ایسے وقت میں اِبلیسِ لعین ایک بوڑھے کی صورت میں نمودار ہوا اور ان سے کہنے لگا کہ اگر تم مہمانوں کی اس کثرت سے نَجات چاہتے ہو تو جب وہ لوگ آئیں تو ان کے ساتھ بدفعلی کرو، اس طرح یہ فعلِ بد انہوں نے شیطان سے سیکھا اور ان میں رائج ہوا۔

و۱۵۲ یعنی حضرت لوط اور انکے مُتّبِعین۔

و۱۵۳ اور پاکیزگی ہی اچھی ہوتی ہے وہی قابلِ مدح ہے لیکن اس قوم کا ذوق اتنا خراب ہوگیا تھا کہ انہوں نے اس صفتِ مدح کو عیب قرار دیا۔

و۱۵۴ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کو۔

و۱۵۵ وہ کافِرہ تھی اور اس قوم سے مَحبت رکھتی تھی۔

و۱۵۶ عجیب طرح کا جس میں ایسے پتھر برسے کہ گندھک اور آگ سے مرکّب تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ بستی میں رہنے والے جو وہاں مقیم تھے وہ تو زمین میں دھنسا دیئے گئے اور جو سفر میں تھے وہ اس بارش سے ہلاک کیے گئے۔

و۱۵۷ مجاہد نے کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نازِل ہوئے اور انہوں نے اپنا بازو قومِ لوط کی بستیوں کے نیچے ڈال کر اس خطہ کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب پہنچ کر اس کو اوندھا کر کے گرا دیا اور اسکے بعد پتھروں کی بارش کی گئی۔

حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں فرمایا ہے۔ جب قوم لوط کی سرکشی اور بدفعلی قابل ہدایت نہ رہی تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام چند فرشتوں کو ہمراہ لے کر آسمان سے اتر پڑے۔ پھر یہ فرشتے مہمان بن کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے اور یہ سب فرشتے بہت ہی

مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ وَ لَا

تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی و۱۵۹ تو ناپ اور تول پوری

تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَاؕ ذٰلِكُمْ

کرو اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو و۱۶۰ اور زمین میں انتظام کے بعد فساد نہ پھیلاؤ یہ

خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَۚ(۸۵) وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ

تمہارا بھلا ہے اگر ایمان لاؤ اور ہر راستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کو ڈراؤ اور

حسین اور خوبصورت لڑکوں کی شکل میں تھے۔ان مہمانوں کے حسن و جمال کو دیکھ کراور قوم کی بدکاری کا خیال کر کے حضرت لوط علیہ السلام بہت فکرمند ہوئے۔تھوڑی دیر بعد قوم کے بدفعلوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور ان مہمانوں کے ساتھ بدفعلی کے ارادہ سے دیوار پر چڑھنے لگے۔حضرت لوط علیہ السلام نے نہایت دل سوزی کے ساتھ ان لوگوں کو سمجھانا اوراس برے کام سے منع کرنا شروع کردیا۔مگر یہ بدفعل اور سرکش قوم اپنے بے ہودہ جواب اور برے اقدام سے باز نہ آئی۔تو آپ اپنی تنہائی اور مہمانوں کے سامنے رسوائی سے تنگ دل ہوکر غمگین ورنجیدہ ہوگئے۔یہ منظر دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ عزوجل کے نبی آپ بالکل کوئی فکر نہ کریں۔ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو ان بدکاروں پر عذاب لے کراترے ہیں۔لہٰذا آپ مومنین اور اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر صبح ہونے سے قبل ہی اس بستی سے دور نکل جائیں اور خبردار کوئی شخص پیچھے مڑ کر اس بستی کی طرف نہ دیکھے ورنہ وہ بھی اس عذاب میں گرفتار ہوجائے گا۔چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں اور مومنین کو ہمراہ لے کر بستی سے باہر نکل گئے۔پھر حضرت جبریل علیہ السلام اس شہر کی پانچوں بستیوں کو اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان کی طرف بلند ہوئے اور کچھ اوپر جا کر ان بستیوں کو الٹ دیا اور یہ آبادیاں زمین پر گر کر چکنا چور ہوکر زمین پر بکھر گئیں۔پھر کنکر کے پتھروں کا مینہ برسا اوراس زور سے سنگ باری ہوئی کہ قوم لوط کے تمام لوگ مر گئے اور ان کی لاشیں بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھر گئیں۔عین اس وقت جب کہ یہ شہر الٹ پلٹ ہورہا تھا۔حضرت لوط علیہ السلام کی ایک بیوی جس کا نام 'واعلہ' تھا جو درحقیقت منافقہ تھی اورقوم کے بدکاروں سے محبت رکھتی تھی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھ لیا اور یہ کہا کہ 'ہائے رے میری قوم' یہ کہہ کر کھڑی ہوگئی پھر عذابِ الٰہی کا ایک پتھر اس کے اوپر بھی گر پڑا اور وہ بھی ہلاک ہوگئی۔

جو پتھر اس قوم پر برسائے گئے وہ کنکروں کے ٹکڑے تھے۔اور ہر پتھر پر اُس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جو اس پتھر سے ہلاک ہوا۔(تفسیر الصاوی، ج ۲،ص ۶۹۱، پ ۸، الاعراف: ۸۴)

و۱۵۸ حضرت شُعیب علیہ السلام نے۔

و۱۵۹ جس سے میری نبوّت و رِسالت یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے،اس دلیل سے معجزہ مراد ہے۔

و۱۶۰ ان کے حق دیانت داری کے ساتھ پورے پورے ادا کرو۔

تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ

اللہ کی راہ سے انہیں روکو ف۱۶۱ جو اس پر ایمان لائے اور اس میں کجی چاہو اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے

قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اِنْ كَانَ

اس نے تمہیں بڑھا دیا ف۱۶۲ اور دیکھو ف۱۶۳ فسادیوں کا کیسا انجام ہوا اور اگر تم میں ایک

طَآىِٕفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآىِٕفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا

گروہ اس پر ایمان لایا جو میں لے کر بھیجا گیا اور ایک گروہ نے نہ مانا ف۱۶۴ تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ

فَاصْبِرُوْا حَتّٰى یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸۷﴾

ہم میں فیصلہ کرے ف۱۶۵ اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ف۱۶۶

ف۱۶۱ اور دین کا اِتّباع کرنے میں لوگوں کے لئے سدِّ راہ نہ بنو۔

ف۱۶۲ تمہاری تعداد زیادہ کردی تو اس کی نعمت کا شکر کرو اور ایمان لاؤ۔

ف۱۶۳ بہ نگاہِ عبرت پچھلی اُمّتوں کے احوال اور گزرے ہوئے زمانوں میں سرکشی کرنے والوں کے انجام و مآل دیکھو اور سوچو۔

ف۱۶۴ یعنی اگر تم میری رسالت میں اختلاف کرکے دو فرقے ہوگئے ایک فرقے نے مانا اور ایک منکر ہوا۔

ف۱۶۵ کہ تصدیق کرنے والے ایمانداروں کو عزّت دے اور انکی مدد فرمائے اور جھٹلانے والے منکرین کو ہلاک کرے اور انہیں عذاب دے۔

ف۱۶۶ کیونکہ وہ حاکمِ حقیقی ہے۔

الجزء ۹

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اس کی قوم کے متکبر سردار بولے اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی

مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَاؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ

بستی سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آ جاؤ کہا ۱۶۷ کیا اگرچہ ہم بیزار ہوں ۱۶۸

افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَاؕ وَ مَا

ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر تمہارے دین میں آ جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے بچایا ہے ۱۶۹ اور ہم

یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَاؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ

مسلمانوں میں کسی کا کام نہیں کہ تمہارے دین میں آئے مگر یہ کہ اللہ چاہے ۱۷۰ جو ہمارا رب ہے ہمارے رب کا علم ہر چیز

عِلْمًاؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَاؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ

کو محیط ہے اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ۱۷۱ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر ۱۷۲ اور تیرا فیصلہ

الْفٰتِحِیْنَ ﴿۸۹﴾ وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا

سب سے بہتر ہے اور اس کی قوم کے کافر سردار بولے کہ اگر تم شعیب کے تابع ہوئے تو ضرور

اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾ مع ۴

تم نقصان میں رہو گے تو انہیں زلزلہ نے آ لیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ۱۷۳

۱۶۷ حضرت شُعیب علیہ السلام نے۔

۱۶۸ حاصل مطلب یہ ہے کہ ہم تمہارا دین نہ قبول کریں گے اور اگر تم نے ہم پر جبر کیا جب بھی نہ مانیں گے کیونکہ۔

۱۶۹ اور تمہارے دینِ باطل کے قبح و فساد کا علم دیا ہے۔

۱۷۰ اور اس کو ہلاک کرنا منظور ہو اور ایسا ہی مقدّر ہو۔

۱۷۱ اپنے تمام اُمور میں، وہی ہمیں ایمان پر ثابت رکھے گا وہی زیادتِ اِیقان کی توفیق دے گا۔

۱۷۲ زُجاج نے کہا کہ اس کے یہ معنٰی ہو سکتے ہیں کہ اے ربّ ہمارے امر کو ظاہر فرما دے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ ان پر ایسا عذاب نازِل فرما جس سے ان کا باطل پر ہونا اور حضرت شُعیب علیہ السلام اور ان کے مُتّبِعین کا حق پر ہونا ظاہر ہو۔

۱۷۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر جہنّم کا دروازہ کھولا اور ان پر دوزخ کی شدید گرمی بھیجی جس سے سانس بند ہو گئے، اب نہ انہیں سایہ کام دیتا تھا نہ پانی اس حالت میں وہ تہ خانہ میں داخل

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚۛ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ

شعیب کو جھٹلانے والے گویا ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے شعیب کو جھٹلانے والے ہی تباہی

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ

میں پڑے تو شعیب نے ان سے منہ پھیرا ف۱۷۴ اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور

نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ ع ۹ ۱

تمہارے بھلے کو نصیحت کی ف۱۷۵ تو کیونکر غم کروں کافروں کا اور نہ بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی ف۱۷۶ مگر یہ کہ

نَّبِيٍّ اِلَّاۤ اَخَذْنَاۤ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا

اس کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں پکڑا ف۱۷۷ کہ وہ کسی طرح زاری کریں ف۱۷۸ پھر

مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ

ہم نے برائی کی جگہ بھلائی بدل دی ف۱۷۹ یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے ف۱۸۰ اور بولے بے شک ہمارے باپ دادا کو رنج

ہوئے تا کہ وہاں انہیں کچھ امن ملے لیکن وہاں باہر سے زیادہ گرمی تھی وہاں سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگے، اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا جس میں نہایت سرد اور خوش گوار ہوا تھی، اس کے سایہ میں آئے اور ایک نے دوسرے کو پکار پکار کر جمع کر لیا، مرد، عورتیں، بچے سب مجتمع ہو گئے تو وہ بحکمِ الٰہی آگ بن کر بھڑک اُٹھا اور وہ اس میں اس طرح جل گئے جیسے بھاڑ میں کوئی چیز بھن جاتی ہے۔ قتادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شُعیب علیہ السلام کو اصحابِ ایکہ کی طرف بھی مبعوث فرمایا تھا اور اہلِ مَدْیَن کی طرف بھی۔ اصحابِ ایکہ تو اَبر سے ہلاک کئے گئے اور اہلِ مَدْیَن زلزلہ میں گرفتار ہوئے اور ایک ہولناک آواز سے ہلاک ہو گئے۔

(تفسیر الصاوی، ج ۲، ص ۶۸۸، پ ۸، الاعراف: ۷۳۔۷۷ تا ۹۷ ملخصاً)

ف۱۷۴ جب ان پر عذاب آیا۔

ف۱۷۵ مگر تم کسی طرح ایمان نہ لائے۔

ف۱۷۶ جس کو اس کی قوم نے نہ جھٹلایا ہو۔

ف۱۷۷ فقر و تنگدستی اور مرض و بیماری میں گرفتار کیا۔

ف۱۷۸ تکبُّر چھوڑیں، توبہ کریں، حکمِ الٰہی کے مطیع بنیں۔

ف۱۷۹ کہ سختی و تکلیف کے بعد راحت و آسائش پہنچنا اور بدنی و مالی نعمتیں ملنا اطاعت و شکر گزاری کا مُسْتَدْعِی ہے۔

ف۱۸۰ انکی تعداد بھی زیادہ ہوئی اور مال بھی بڑھے۔

فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا

وراحت پہنچے تھے ف۱۸۱ تو ہم نے انھیں اچانک ان کی غفلت میں پکڑ لیا ف۱۸۲ اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور

لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ

ڈرتے ف۱۸۳ تو ضرور ہم اُن پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے ف۱۸۴ مگر انھوں نے تو جھٹلایا ف۱۸۵ تو ہم نے

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّ هُمْ

انھیں ان کے کئے پر گرفتار کیا ف۱۸۶ کیا بستیوں والے ف۱۸۷ نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو آئے جب

نَآىٕمُوْنَ ﴿۹۷﴾ؕ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّ هُمْ

وہ سوتے ہوں یا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں ف۱۸۸

ع ۱۲ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ع

کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں ف۱۸۹ تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے ف۱۹۰

ف۱۸۱ یعنی زمانہ کا دستور ہی یہ ہے کبھی تکلیف ہوتی ہے کبھی راحت۔ ہمارے باپ دادا پر بھی ایسے احوال گزر چکے ہیں۔اس سے ان کا مُدّعا یہ تھا کہ پچھلا زمانہ جو سختیوں میں گزرا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ عُقوبت وسزا نہ تھا تو اپنا دین ترک کرنا نہ چاہئے نہ ان لوگوں نے شدّت وتکلیف سے کچھ نصیحت حاصل کی نہ راحت وآرام سے ان میں کوئی جذبۂ شکر وطاعت پیدا ہوا وہ غفلت میں سرشار رہے۔

ف۱۸۲ جب کہ انہیں عذاب کا خیال بھی نہ تھا۔ان واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور بندوں کو گناہ وسرکشی ترک کرکے اپنے مالِک کا رضا جو ہونا چاہئے۔

ف۱۸۳ اور خدا اور رسول کی اِطاعت اختیار کرتے اور جس چیز کو اللہ اور رسول نے منع فرمایا اس سے باز رہتے۔

ف۱۸۴ ہر طرف سے انہیں خیر پہنچتی ، وقت پر نافع اور مفید بارشیں ہوتیں ، زمین سے کھیتی پھل بکثرت پیدا ہوتے ، رزق کی فراخی ہوتی ، امن وسلامتی رہتی ، آفتوں سے محفوظ رہتے۔

ف۱۸۵ اللہ کے رسولوں کو۔

ف۱۸۶ اور اَنواعِ عذاب میں مُبتلا کیا۔

ف۱۸۷ کُفّار خواہ وہ مکّۂ مُکرّمہ کے رہنے والے ہوں یا گردوپیش کے یا اور کہیں کے۔

ف۱۸۸ اور عذاب کے آنے سے غافل ہوں۔

ف۱۸۹ اور اس کے ڈھیل دینے اور دُنیوی نعمت دینے پر مغرور ہوکر اس کے عذاب سے بے فکر ہوگئے ہیں۔

اَوَلَمْ یَهْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ
اور کیا وہ جو زمین کے مالکوں کے بعد اس کے وارث ہوئے انہیں اتنی ہدایت نہ ملی کہ ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں پر

بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ
آفت پہنچائیں ف۱۹۱ اور ہم ان کے دلوں پر مُہر کرتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں سنتے ف۱۹۲ یہ بستیاں ہیں ف۱۹۳ جن کے احوال

عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآىٕهَا ۚ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا
ہم تمہیں سناتے ہیں ف۱۹۴ اور بے شک ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں ف۱۹۵ لے کر آئے تو وہ ف۱۹۶ اس قابل نہ

ف۱۹۰ اور اس کے مُخلِص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں۔ رَبیع بن خُثَیم کی صاحبزادی نے ان سے کہا کیا سبب ہے میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے ہیں؟ فرمایا! اے نورِ نظر، تیرا باپ شَب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہو کر سو جانا کہیں سببِ عذاب نہ ہو۔

سیدنا امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہرہ آفاق تصنیف فیضان احیاء العلوم' میں ہے۔

مقربین کا خوف

انبیاء کرام علیہم السلام باوجود اس کے کہ ان پر نعمتوں کا فیضان ہوا خوف رکھتے تھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں حتی کہ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام دونوں رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم دونوں کیوں روتے ہو۔ میں نے تم دونوں کو امن عطا کیا ہے انہوں نے عرض کیا یا اللہ! تیری خفیہ تدبیر سے کون بے خوف ہوسکتا ہے۔

گویا جب ان دونوں کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام غیبوں کو جاننے والا ہے اور انہیں (اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر) امور کی غایت سے آگاہی نہیں ہوسکتی تو وہ اس بات سے بے خوف نہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میں نے تم دونوں کو امن دیا ان کے لئے ابتلاء و آزمائش کے طور پر ہو اور ان کے لئے خفیہ تدبیر ہو حتی کہ اگر ان کا خوف ٹھہر جائے تو ظاہر ہو جائے کہ وہ خفیہ تدبیر خداوندی سے بے خوف ہیں اور انہوں نے اپنی بات کو پورا نہیں کیا۔

(فیضان احیاء العلوم ص ۱۸۸)

ف۱۹۱ جیسا کہ ہم نے ان کے مَورِثوں کو ان کی نافرمانی کے سبب ہلاک کیا۔

ف۱۹۲ اور کوئی پند و نصیحت نہیں مانتے۔

ف۱۹۳ قوم حضرت نوح اور عاد و ثمود اور قوم حضرت لُوط و قوم حضرت شعیب کی۔

ف۱۹۴ تاکہ معلوم ہو کہ ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اپنے دشمنوں یعنی کافروں کے مُقابلہ میں مدد کیا کرتے ہیں۔

بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَ مَا وَجَدْنَا

ہوئے کہ وہ اس پر ایمان لاتے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ف۱۹۷ اللہ یونہی چھاپ (مُہر) لگا دیتا ہے کافروں کے دلوں پر ف۱۹۸

لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَ اِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ

اور ان میں اکثر کو ہم نے قول کا سچا نہ پایا ف۱۹۹ اور ضرور ان میں اکثر کو بے حکم ہی پایا پھر ان ف۲۰۰ کے بعد ہم نے

بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡىِٕهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

موسیٰ کو اپنی نشانیوں ف۲۰۱ کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو انھوں نے ان نشانیوں پر زیادتی کی ف۲۰۲

عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ قَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ

تو دیکھو کیسا انجام ہوا مفسدوں کا اور موسیٰ نے کہا اے فرعون میں پروردگار عالم کا رسول ہوں

الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ

مجھے سزا وار ہے کہ اللہ پر نہ کہوں مگر سچی بات ف۲۰۳ میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی

بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ

طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں ف۲۰۴ تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ چھوڑ دے ف۲۰۵ بولا اگر تم کوئی نشانی لے

ف۱۹۵ یعنی مُعجزاتِ باہرات۔

ف۱۹۶ تا دَمِ مرگ۔

ف۱۹۷ اپنے کُفر و تکذیب پر جمے ہی رہے۔

ف۱۹۸ جن کی نسبت اس کے علم میں ہے کہ کُفر پر قائم رہیں گے اور کبھی ایمان نہ لائیں گے۔

ف۱۹۹ انہوں نے اللہ کے عہد پورے نہ کئے ان پر جب کبھی کوئی مصیبت آتی تو عہد کرتے کہ یاربّ تو اگر اس سے ہمیں نَجات دے تو ہم ضرور ایمان لائیں گے پھر جب نَجات پاتے عہد سے پھر جاتے۔ (مَدارِک)

ف۲۰۰ انبیاءِ مذکورین۔

ف۲۰۱ یعنی مُعجزاتِ وَاضِحات مثل یَدِ بَیضا و عصا وغیرہ۔

ف۲۰۲ انہیں جھٹلایا اور کُفر کیا۔

ف۲۰۳ کیونکہ رسول کی یہی شان ہے وہ کبھی غلط بات نہیں کہتے اور تبلیغِ رِسالت میں ان کا کِذب مُمکِن نہیں۔

ف۲۰۴ جس سے میری رسالت ثابت ہے اور وہ نشانی مُعجزات ہیں۔

ف۲۰۵ اور اپنی قید سے آزاد کر دے تا کہ وہ میرے ساتھ اَرضِ مُقدسہ میں چلے جائیں جو ان کا وطن ہے۔

بِاٰیَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ

کر آئے ہو تو لاؤ اگر سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا وہ فوراً ایک ظاہر اژدھا ہو گیا ف۲۰۶

مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّ نَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ ع ۱۳ ۹ ۴

اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا ف۲۰۷ قوم فرعون کے سردار بولے یہ

فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۹﴾ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا

تو ایک علم والا جادوگر ہے ف۲۰۸ تمہیں تمہارے ملک ف۲۰۹ سے نکالا چاہتا ہے تو تمہارا

تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِی الْمَدَآىٕنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۱۱۱﴾

کیا مشورہ ہے بولے انہیں اور ان کے بھائی ف۲۱۰ کو ٹھہرا اور شہروں میں لوگ جمع کرنے والے بھیج دے

یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْۤا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا

کہ ہر علم والے جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں ف۲۱۱ اور جادوگر فرعون کے پاس آئے بولے کچھ ہمیں انعام ملے

ف۲۰۶ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے عصا ڈالا تو وہ ایک بڑا اژدہا بن گیا زَرد رنگ، مُنہ کھولے ہوئے، زمین سے ایک مِیل اونچا، اپنی دُم پر کھڑا ہو گیا اور ایک جبڑا اس نے زمین پر رکھا اور ایک قصرِ شاہی کی دیوار پر پھر اس نے فرعون کی طرف رُخ کیا تو فرعون اپنے تخت سے کُود کر بھاگا اور ڈر سے اس کی رِیح نِکل گئی اور لوگوں کی طرف رُخ کیا تو ایسی بھاگ پڑی کہ ہزاروں آدمی آپس میں کُچل کر مَر گئے۔ فرعون گھر میں جا کر چیخنے لگا اے موسیٰ! تمہیں اس کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا اس کو پکڑ لو میں تم پر ایمان لاتا ہوں اور تمہارے ساتھ بنی اِسرائیل کو بھیجے دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اُٹھا لیا تو وہ مثلِ سابق عصا تھا۔ (تفسیر الصاوی، ج ۲)

ف۲۰۷ اور اس کی روشنی اور چمک نورِ آفتاب پر غالب ہو گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کی ہدایت کے لئے اُس کے دربار میں بھیجا تو دو معجزات آپ کو عطا فرما کر بھیجا۔ ایک 'عصا' دوسرا 'ید بیضا' (روشن ہاتھ) حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تھے تو ایک دم آپ کا ہاتھ روشن ہو کر چمکنے لگتا تھا، پھر جب آپ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال دیتے تو وہ اپنی اصلی حالت پر ہو جایا کرتا تھا۔ اس معجزہ کو قرآنِ عظیم نے مختلف سورتوں میں بار بار ذکر فرمایا ہے۔

ف۲۰۸ جس نے جادو سے نظر بندی کی اور لوگوں کو عصا اژدھا نظر آنے لگا اور گندمی رنگ کا ہاتھ آفتاب سے زیادہ روشن معلوم ہونے لگا۔

ف۲۰۹ مصر۔

اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا
گا اگر ہم غالب آئیں بولا ہاں اور اس وقت تم مقرب ہوجاؤ گے بولے

یٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّاۤ
اے موسیٰ یا تو ۲۱۲ آپ ڈالیں یا ہم ڈالنے والے ہوں ۲۱۳ کہا تمہیں ڈالو ۲۱۴ جب انھوں نے

اَلْقَوْا سَحَرُوْۤا اَعْیُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَ اَوْحَیْنَاۤ
ڈالا ۲۱۵ لوگوں کی نگاہوں پر جادو کر دیا اور انھیں ڈرایا اور بڑا جادو لائے اور

اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ ۚ فَوَقَعَ الْحَقُّ
ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو ناگاہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا ۲۱۶ تو حق

وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ۚ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ ۚ وَ اُلْقِیَ
ثابت ہوا اور ان کا کام باطل ہوا تو یہاں وہ مغلوب پڑے اور ذلیل ہو کر پلٹے اور جادو گر

۲۱۰ حضرت ہارون۔

۲۱۱ جو سحر میں ماہر ہو اور سب سے فائق، چنانچہ لوگ روانہ ہوئے اور اَطراف و بِلاد میں تلاش کر کے جادوگروں کو لے آئے۔

۲۱۲ پہلے اپنا عصا۔

۲۱۳ جادُوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ادب کیا کہ آپ کو مُقدّم کیا اور بغیر آپ کی اجازت کے اپنے عمل میں مشغول نہ ہوئے، اس ادب کا عِوض انہیں یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان و ہدایت کے ساتھ مُشرّف کیا۔

۲۱۴ یہ فرمانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس لئے تھا کہ آپ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے اور اعتمادِ کامل رکھتے تھے کہ ان کے معجزے کے سامنے سحر ناکام و مَغلوب ہوگا۔

۲۱۵ اپنا سامان جس میں بڑے بڑے رَسّے اور شہتیر تھے تو وہ اَژدھے نظر آنے لگے اور میدان ان سے بھرا معلوم ہونے لگا۔

۲۱۶ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو وہ ایک عظیم الشان اَژدہا بن گیا۔ ابنِ زید کا قول ہے کہ یہ اجتماع اِسکندریہ میں ہوا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے اَژدھے کی دُم سَمُندر کے پار پہنچ گئی تھی، وہ جادوگروں کی سحر کاریوں کو ایک ایک کر کے نِگل گیا اور تمام رَسّے وَلٹّھے جوانہوں نے جمع کئے تھے جو تین سو اُونٹ کا بار تھے سب کا خاتمہ کر دیا، جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دستِ مبارک میں لیا تو پہلے کی طرح عصا ہو گیا اور اس کا حجم اور وَزن اپنے حال پر رہا، یہ دیکھ کر جادوگروں نے پہچان لیا کہ عصائے موسیٰ سحر نہیں اور قدرتِ بَشَری ایسا کرشمہ نہیں

السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ

سجدے میں گرا دیے گئے وکا۲ بولے ہم ایمان لائے جہان کے رب پر جو رب ہے موسیٰ اور

هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ

ہارون کا فرعون بولا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں یہ تو بڑا جعل (فریب) ہے

مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَاۤ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ

جو تم سب نے و۲۱۸ شہر میں پھیلایا ہے کہ شہر والوں کو اس سے نکال دو و۲۱۹ تو اب جان جاؤ گے و۲۲۰ قسم ہے کہ میں

اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلٰى

تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی دوں گا و۲۲۱ بولے ہم اپنے

رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ مَا تَنْقِمُ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ

رب کی طرف پھرنے والے ہیں و۲۲۲ اور تجھے ہمارا کیا بُرا لگا یہی نہ کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لائے جب وہ

رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ ع ۱۸/۱۴

ہمارے پاس آئیں اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے و۲۲۳ اور ہمیں مسلمان اٹھا و۲۲۴ اور قوم فرعون کے سردار

دِکھا سکتی، ضرور یہ امرِ سماوی ہے۔ یہ بات سمجھ کر وہ 'اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ' کہتے ہوئے سجدے میں گر گئے۔

و۲۱۷ یعنی یہ مُعجزہ دیکھ کر ان پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار سجدے میں گر گئے، معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے پیشانیاں پکڑ کر زمین پر لگا دیں۔

و۲۱۸ یعنی تم نے اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے سب نے مُتّفِق ہو کر۔

و۲۱۹ اور خود اس پر مسلّط ہو جاؤ۔

و۲۲۰ کہ میں تمہارے ساتھ کس طرح پیش آتا ہوں۔

و۲۲۱ نیل کے کنارے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دنیا میں پہلا سُولی دینے والا، پہلا ہاتھ پاؤں کاٹنے والا فرعون ہے۔ فرعون کی اس گفتگو پر جادوگروں نے یہ جواب دیا جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔

و۲۲۲ تو ہمیں موت کا کیا غم کیونکہ مر کر ہمیں اپنے ربّ کی لِقاء اور اس کی رَحمت نصیب ہو گی اور جب سب کو اسی کی طرف رُجوع کرنا ہے تو وہ خود ہمارے تیرے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔

و۲۲۳ یعنی ہم کو صَبرِ کامل تام عطا فرما اور اس کثرت سے عطا فرما جیسے پانی کسی پر اُنڈیل دیا جاتا ہے۔

و۲۲۴ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ لوگ دن کے اوّل وقت میں جادوگر تھے اور اسی روز آخر وقت

فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ

بولے کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لیے چھوڑتا ہے کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں و۲۲۵ اور موسیٰ تجھے اور تیرے ٹھہرائے

وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ

ہوئے معبودوں کو چھوڑ دے و۲۲۶ بولا اب ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی بیٹیاں زندہ رکھیں گے اور ہم بے شک

قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ

ان پر غالب ہیں و۲۲۷ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ کی مدد چاہو و۲۲۸ اور صبر کرو و۲۲۹ بے شک زمین کا مالک

میں شہید۔

و۲۲۵ یعنی مِصر میں تیری مُخالفت کریں اور وہاں کے باشندوں کا دین بدلیں اور یہ انہوں نے اس لئے کہا تھا کہ ساحروں کے ساتھ چھ لاکھ آدمی ایمان لے آئے تھے۔ (مَدارِک)

و۲۲۶ کہ نہ تیری عبادت کریں نہ تیرے مقرّر کئے ہوئے معبودوں کی۔ سدی کا قول ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کے لئے بُت بنوا دیئے تھے اور ان کی عبادت کرنے کا حکم دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں تمہارا بھی ربّ ہوں اور ان بُتوں کا بھی۔ بعض مُفسّرین نے فرمایا کہ فرعون دَہرِی تھا یعنی صانِعِ عالَم کے وجود کا مُنکِر، اس کا خیال تھا کہ عالَمِ سِفلی کے مُدبِّر کواکب ہیں اسی لئے اس نے ستاروں کی صورتوں پر بُت بنوائے تھے ان کی خود بھی عبادت کرتا تھا اور دوسروں کو بھی ان کی عبادت کا حکم دیتا تھا اور اپنے آپ کو مطاع و مَخدُوم زمین کا کہتا تھا اسی لئے 'اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى' کہتا تھا۔

و۲۲۷ قومِ فرعون کے سرداروں نے فرعون سے یہ جو کہا تھا کہ کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں، اس سے ان کا مطلب فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور آپ کی قوم کے قتل پر اُبھارنا تھا جب انہوں نے ایسا کیا تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو نُزولِ عذاب کا خوف دلایا اور فرعون اپنی قوم کی خواہش پر قدرت نہیں رکھتا تھا کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کی قوّت سے مَرعُوب ہو چکا تھا اسی لئے اس نے اپنی قوم سے یہ کہا کہ ہم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کریں گے، لڑکیوں کو چھوڑ دیں گے۔ اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اس طرح قومِ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعداد گھٹا کر ان کی قوت کم کریں گے اور عوام میں اپنا بھرم رکھنے کے لئے یہ بھی کہہ دیا کہ ہم بے شک ان پر غالب ہیں لیکن فرعون کے اس قول سے کہ ہم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کریں گے، بنی اسرائیل میں کچھ پریشانی پیدا ہوگئی اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کی شکایت کی، اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا۔ (جو اس کے بعد آتا ہے)

و۲۲۸ وہ کافی ہے۔

و۲۲۹ مصیبتوں اور بلاؤں پر اور گھبراؤ نہیں۔

لِلّٰهِ ۚ قف يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا

اللہ ہے ف۲۳۰ اپنے بندوں میں جسے چاہے وارث بنائے ف۲۳۱ اور آخر میدان پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے ف۲۳۲ بولے

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ

ہم ستائے گئے آپ کے آنے سے پہلے ف۲۳۳ اور آپ کے تشریف لانے کے بعد ف۲۳۴ کہا قریب ہے کہ تمہارا رب

عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع وَ لَقَدْ اَخَذْنَاۤ ع ۱۵ ۲ ۵

تمہارے دشمن کو ہلاک کرے اور اس کی جگہ زمین کا مالک تمہیں بنائے پھر دیکھے کیسے کام کرتے ہو ف۲۳۵ اور بے شک

اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا

ہم نے فرعون والوں کو برسوں کے قحط اور پھلوں کے گھٹانے سے پکڑا ف۲۳۶ کہ کہیں وہ نصیحت مانیں ف۲۳۷

جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ

تو جب انہیں بھلائی ملتی ف۲۳۸ کہتے یہ ہمارے لئے ہے ف۲۳۹ اور جب برائی پہنچتی تو موسیٰ اور

ف۲۳۰ اور زمینِ مصر بھی اس میں داخل ہے۔

ف۲۳۱ یہ فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو توقّع دلائی کہ فرعون اور اس کی قوم ہلاک ہوگی اور بنی اسرائیل ان کی زمینوں اور شہروں کے مالک ہوں گے۔

ف۲۳۲ انہیں کے لئے فتح و ظفر ہے اور انہیں کے لئے عاقبتِ محمودہ۔

ف۲۳۳ کہ فرعون اور فرعونیوں نے طرح طرح کی مصیبتوں میں مُبتلا کر رکھا تھا اور لڑکوں کو بہت زیادہ قتل کیا تھا۔

ف۲۳۴ کہ اب وہ پھر ہماری اولاد کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو ہماری مدد کب ہوگی اور یہ مصیبتیں کب دفع کی جائیں گی۔

ف۲۳۵ اور کس طرح شکرِ نعمت بجالاتے ہو۔

ف۲۳۶ اور فقر و فاقہ کی مصیبت میں گرفتار کیا۔

ف۲۳۷ اور کُفر و معصیّت سے باز آئیں۔فرعون نے اپنی چار سو برس کی عمر میں سے تین سو بیس سال تو اس آرام کے ساتھ گزارے تھے کہ اس مدّت میں کبھی درد یا بخار یا بھوک میں مُبتلا ہی نہیں ہوا، اب قحط سالی کی سختی ان پر اس لئے ڈالی گئی کہ وہ اس سختی ہی سے خدا کو یاد کریں اور اس کی طرف متوجّہ ہوں لیکن وہ کُفر میں اس قدر راسخ ہو چکے تھے کہ ان تکلیفوں سے بھی ان کی سرکشی ہی بڑھتی رہی۔

ف۲۳۸ اور اَرزانی و فَراخی و امن و عافیت ہوتی۔

ف۲۳۹ یعنی ہم اس کے مستحق ہی ہیں اور اس کو اللہ کا فضل نہ جانتے اور شکرِ الٰہی نہ بجالاتے۔

مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

اس کے ساتھ والوں سے بدشگونی لیتے ف۲۴۰ سن لو ان کے نصیبہ کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے ف۲۴۱ لیکن ان میں اکثر

وَ قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰیَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۲﴾

کو خبر نہیں اور بولے تم کیسی بھی نشانی لے کر ہمارے پاس آؤ کہ ہم پر اس سے جادو کرو ہم کسی طرح تم پر ایمان لانے والے

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰیٰتٍ

نہیں ف۲۴۲ تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان ف۲۴۳ اور ٹڈی اور گھن (یا کلنی یا جوئیں) اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں ف۲۴۴

ف۲۴۰ اور کہتے کہ یہ بلائیں ان کی وجہ سے پہنچیں اگر یہ نہ ہوتے تو یہ مصیبتیں نہ آتیں۔

ف۲۴۱ جو اس نے مُقدّر کیا ہے وہی پہنچتا ہے اور یہ ان کے کُفر کے سبب ہے۔ بعض مفسّرین فرماتے ہیں معنٰی یہ ہیں کہ بڑی شامت تو وہ ہے جو ان کے لئے اللہ کے یہاں ہے یعنی عذابِ دوزخ۔

ف۲۴۲ جب ان کی سرکشی یہاں تک پہنچی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حق میں بد دعا کی۔ آپ مُستجابُ الدعوات تھے، دعا قبول ہوئی۔

ف۲۴۳ جب جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد بھی فرعونی اپنے کُفر و سرکشی پر جمے رہے تو ان پر آیاتِ الٰہیہ پیا پے وارِد ہونے لگیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام نے دعا کی تھی کہ یاربّ! فرعون زمین میں بہت سرکش ہو گیا اور اس کی قوم نے عہد شکنی کی، انہیں ایسے عذاب میں گرفتار کر جو ان کے لئے سزا ہو اور میری قوم اور بعد والوں کے لئے عبرت تو اللہ تعالیٰ نے طوفان بھیجا، اَبر آیا، اندھیرا ہوا، کثرت سے بارش ہونے لگی، قِبطیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا یہاں تک کہ وہ اس میں کھڑے رہ گئے اور پانی ان کی گردنوں کی ہنسلیوں تک آ گیا، ان میں سے جو بیٹھا ڈوب گیا، نہ ہل سکتے تھے نہ کچھ کام کر سکتے تھے، سنیچر سے سنیچر تک سات روز تک اسی مصیبت میں مبتلا رہے اور باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل کے گھر ان کے گھروں سے متصل تھے ان کے گھروں میں پانی نہ آیا۔ جب یہ لوگ عاجز ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام سے عرض کیا ہمارے لئے دعا فرمائیے کہ یہ مصیبت رفع ہو تو ہم آپ پر ایمان لائیں اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی طوفان کی مصیبت رفع ہوئی، زمین میں وہ سرسبزی و شادابی آئی جو پہلے نہ دیکھی تھی، کھیتیاں خوب ہوئیں، درخت خوب پھلے تو فرعونی کہنے لگے یہ پانی تو نعمت تھا اور ایمان نہ لائے۔ ایک مہینہ تو عافیت سے گذرا پھر اللہ تعالیٰ نے ٹِڈی بھیجی وہ کھیتیاں اور پھل، درختوں کے پتے، مکان کے دروازے، چھتیں، تختے، سامان حتّٰی کہ لوہے کی کیلیں تک کھا گئیں اور قِبطیوں کے گھروں میں بھر گئیں اور بنی اسرائیل کے یہاں نہ گئیں۔ اب قِبطیوں نے پریشان ہو کر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی، ایمان لانے کا وعدہ کیا اس پر عہد و پیمان کیا۔ سات روز یعنی شنبہ سے شنبہ تک ٹڈی

کی مصیبت میں مبتلا رہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے نجات پائی۔ کھیتیاں اور پھل جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ ہمیں کافی ہیں ہم اپنا دین نہیں چھوڑتے چنانچہ ایمان نہ لائے عہدِ وفا نہ کیا اور اپنے اعمالِ خبیثہ میں مبتلا ہو گئے۔ ایک مہینہ عافیت سے گزرا پھر اللہ تعالیٰ نے قُمّل بھیجے۔ اس میں مفسّرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ قُمّل گُھن ہے، بعض کہتے ہیں جوں، بعض کہتے ہیں ایک اور چھوٹا سا کیڑا ہے، اس کیڑے نے جو کھیتیاں اور پھل باقی رہے تھے وہ کھا لئے، کپڑوں میں گھس جاتا تھا اور جلد کو کاٹتا تھا، کھانے میں بھر جاتا تھا اگر کوئی دس بوری گیہوں چکی پر لے جاتا تو تین سیر واپس لاتا باقی سب کیڑے کھا جاتے۔ یہ کیڑے فرعونیوں کے بال، بھنویں، پلکیں چاٹ گئے، جسم پر چیچک کی طرح بَھر جاتے، سونا دشوار کر دیا تھا۔ اس مصیبت سے فرعونی چیخ پڑے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا ہم توبہ کرتے ہیں آپ اس بلا کے دفع ہونے کی دعا فرمایئے چنانچہ سات روز کے بعد یہ مصیبت بھی حضرت کی دعا سے رفع ہوئی لیکن فرعونیوں نے پھر عہد شکنی کی اور پہلے سے زیادہ خبیث تر عمل شروع کئے، ایک مہینہ امن میں گزرنے کے بعد پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مینڈک بھیجے اور یہ حال ہوا کہ آدمی بیٹھتا تھا تو اسکی مجلس میں مینڈک بھر جاتے تھے، بات کرنے کے لئے منہ کھولتا تو مینڈک کود کر مُنہ میں پہنچتا۔ ہانڈیوں میں مینڈک، کھانوں میں مینڈک، چولھوں میں مینڈک بھر جاتے تھے، آگ بجھ جاتی تھی، لیٹتے تھے تو مینڈک اوپر سوار ہوتے تھے۔ اس مصیبت سے فرعونی رو پڑے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا اب کی بار ہم پکی توبہ کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے عہد و پیمان لے کر دعا کی تو سات روز کے بعد یہ مصیبت بھی دفع ہوئی اور ایک مہینہ عافیت سے گزرا لیکن پھر انہوں نے عہد توڑ دیا اور اپنے کُفر کی طرف لوٹے پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بددعا فرمائی تو تمام کنوؤں کا پانی، نہروں اور چشموں کا پانی، دریائے نیل کا پانی غرض ہر پانی ان کے لئے تازہ خون بن گیا، انہوں نے فرعون سے اس کی شکایت کی تو کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادو سے تمہاری نظر بندی کر دی۔ انہوں نے کہا کیسی نظر بندی ہمارے برتنوں میں خون کے سوا پانی کا نام ونشان ہی نہیں تو فرعون نے حکم دیا کہ قِبطی بنی اسرائیل کے ساتھ ایک ہی برتن سے پانی لیں تو جب بنی اسرائیل نکالتے تو پانی نکلتا قِبطی نکالتے تو اسی برتن سے خون نکلتا یہاں تک کہ فرعونی عورتیں پیاس سے عاجز ہو کر بنی اسرائیل کی عورتوں کے پاس آئیں اور ان سے پانی مانگا تو وہ پانی ان کے برتن میں آتے ہی خون ہو گیا تو فرعونی عورت کہنے لگی کہ تو پانی اپنے منہ میں لے کر میرے منہ میں کُلی کر دے جب تک وہ پانی اسرائیلی عورت کے منہ میں رہا پانی تھا جب فرعونی عورت کے منہ میں پہنچا خون ہو گیا۔ فرعون خود پیاس سے مُضطر ہوا تو اس نے تر درختوں کی رَطوبت چُوسی وہ رَطوبت منہ میں پہنچتے ہی خون ہو گئی۔ سات روز تک خون کے سوا کوئی چیز پینے کی مُیسّر نہ آئی تو پھر حضرت موسیٰ علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی یہ مصیبت بھی رفع ہوئی مگر ایمان پھر بھی نہ لائے۔

مُّفَصَّلٰتٍ قف فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ

تو انھوں نے تکبر کیا وف۲۴۵ اور وہ مجرم قوم تھی اور جب ان پر عذاب پڑتا کہتے

قَالُوْا یٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ج لَىٕنْ كَشَفْتَ عَنَّا

اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے وف۲۴۶ بے شک اگر تم ہم پر

الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ج ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا

سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے پھر جب ہم اُن سے

عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰۤى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

عذاب اٹھا لیتے ایک مدت کے لئے جس تک انھیں پہنچنا ہے جبھی وہ پھر جاتے تو ہم نے ان سے بدلہ لیا

فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ اَوْرَثْنَا

تو انھیں دریا میں ڈبو دیا وف۲۴۷ اس لئے کہ ہماری آیتیں جھٹلاتے اور ان سے بے خبر تھے وف۲۴۸ اور ہم نے اس

الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا

قوم کو وف۲۴۹ جو دبا لی گئی تھی اس زمین وف۲۵۰ کے پورب (مشرق) پچھم (مغرب) کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت

(تفسیر الصاوی، ج۲، ص۸۰۳، پ۹، الاعراف: ۱۳۳)

وف۲۴۴ ایک کے بعد دوسری اور ہر عذاب ایک ہفتہ قائم رہتا اور دوسرے عذاب سے ایک مہینہ کا فاصلہ ہوتا۔

(تفسیر الصاوی، ج۲، ص۸۰۳، پ۹، الاعراف: ۱۳۳)

وف۲۴۵ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔

(تفسیر الصاوی، ج۲، ص۸۰۳، پ۹، الاعراف: ۱۳۳)

وف۲۴۶ کہ وہ آپ کی دعا قبول فرمائے گا۔

وف۲۴۷ یعنی دریائے نیل میں جب بار بار انہیں عذابوں سے نجات دی گئی اور وہ کسی عہد پر قائم نہ رہے اور ایمان نہ لائے اور کُفر نہ چھوڑا تو وہ میعاد پوری ہونے کے بعد جو ان کے لئے مقرر فرمائی گئی تھی انہیں اللہ تعالیٰ نے غرق کر کے ہلاک کر دیا۔

وف۲۴۸ اصلاً تدبُّر و التفات نہ کرتے تھے۔

وف۲۴۹ یعنی بنی اسرائیل کو۔

وف۲۵۰ یعنی مصر و شام۔

فِیْهَا ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَ
رکھی و۲۵۱ اور تیرے رب کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا بدلہ ان کے صبر کا اور
دَمَّرْنَا مَا كَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ (۱۳۷) وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ
ہم نے برباد کردیا و۲۵۲ جو کچھ فرعون اور اس کی قوم بناتی اور جو چنائیاں اٹھاتے (تعمیر کرتے) تھے اور ہم نے و۲۵۳ بنی
اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا
اسرائیل کو دریا پار اُتارا تو ان کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ اپنے بتوں کے آگے آسن مارے (جم کر بیٹھے) تھے و۲۵۴ بولے اے
یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (۱۳۸) اِنَّ
موسیٰ ہمیں ایک خدا بنا دے جیسا ان کے لئے اتنے خدا ہیں بولا تم ضرور جاہل لوگ ہو و۲۵۵ یہ حال تو
هٰۤؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۱۳۹) قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ
بربادی کا ہے جس میں یہ و۲۵۶ لوگ ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں نرا باطل ہے کہا کیا اللہ کے سوا
اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (۱۴۰) وَ اِذْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
تمہارا اور کوئی خدا تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں زمانے بھر پر فضیلت دی و۲۵۷ اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں فرعون
یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ
والوں سے نجات بخشی کہ تمہیں بری مار دیتے تمہارے بیٹے ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں باقی رکھتے اور اس
ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ (۱۴۱) ع وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا ع ۱۶ ۱۲ ۲
میں رب کا بڑا فضل ہوا و۲۵۸ اور ہم نے موسیٰ سے و۲۵۹ تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں و۲۶۰ دس

و۲۵۱ نہروں، درختوں، پھلوں، کھیتیوں اور پیداوار کی کثرت سے۔

و۲۵۲ ان تمام عمارتوں اور ایوانوں اور باغوں کو۔

و۲۵۳ فرعون اور اس کی قوم کو دسویں محرّم کو غرق کرنے کے بعد۔

و۲۵۴ اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ ابنِ جُریج نے کہا کہ یہ بُت گائے کی شکل کے تھے ان کو دیکھ کر بنی اسرائیل۔

و۲۵۵ کہ اتنی نشانیاں دیکھ کر بھی نہ سمجھے کہ اللہ واحد لاشریک لہ ہے اس کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں اور کسی کی عبادت جائز نہیں۔

و۲۵۶ بُت پرست۔

و۲۵۷ یعنی خدا وہ نہیں ہوتا جو تلاش کر کے بنا لیا جائے بلکہ خدا وہ ہے جس نے تمہیں فضیلت دی کیونکہ وہ فضل واحسان

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ

اور بڑھا کر پوری کیں تو اس کے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا وا۲۶۱ اور موسیٰ نے و۲۶۲ اپنے بھائی ہارون سے کہا

اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ

میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا اور جب

مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۚ قَالَ

موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا و۲۶۳ عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ

پر قادر ہے تو وہی عبادت کا مستحق ہے۔

و۲۵۸ یعنی جب اس نے تم پر ایسی عظیم نعمتیں فرمائیں تو تمہیں کب شایان ہے کہ تم اس کے سوا اور کی عبادت کرو۔

و۲۵۹ توریت عطا فرمانے کے لئے ماہِ ذُوالقعدہ کی۔

ایک اور روایت کے مطابق ماہ ذوالحجہ،

ایک قول کے مطابق 'بِعَشْرٍ' سے مراد محرم کا پہلا عشرہ تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ذوالحجۃ الحرام کا پہلا عشرہ تھا۔ پہلے قول کے مطابق آخری دن یومِ عاشوراء کا تھا اور یہی وہ دن ہے جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور ان پر اپنی کتاب تورات نازل فرمائی۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ)

و۲۶۰ ذی الحجّہ کی۔

وا۲۶۱ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بنی اسرائیل سے وعدہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان کے دشمن فرعون کو ہلاک فرما دے تو وہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک کتاب لائیں گے جس میں حلال وحرام کا بیان ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو ہلاک کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ربّ سے اس کتاب کے نازِل فرمانے کی درخواست کی، حکم ہوا کہ تیس روزے رکھیں جب وہ روزے پورے کر چکے تو آپ کو اپنے دہنِ مبارک میں ایک طرح کی بُو معلوم ہوئی، آپ نے مسواک کی، ملائکہ نے عرض کیا کہ ہمیں آپ کے دہنِ مبارک سے بڑی محبوب خوشبو آیا کرتی تھی آپ نے مسواک کر کے اس کو ختم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ ماہِ ذی الحجّہ میں دس روزے اور رکھیں اور فرمایا کہ اے موسیٰ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ روزے دار کے منہ کی خوشبو میرے نزدیک خوشبوئے مُشک سے زیادہ اَطیَب ہے۔

و۲۶۲ پہاڑ پر مُناجات کے لئے جاتے وقت۔

و۲۶۳ آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام فرمایا اس پر ہمارا ایمان ہے اور ہماری کیا حقیقت ہے کہ ہم اس کلام کی حقیقت سے بَحث کر سکیں۔ اَخبار میں وارد ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کلام

لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰکِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ ۚ

میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ۲۶۴ ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ

لے گا ۲۶۵ پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش پھر جب ہوش ہوا بولا

سننے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے طہارت کی اور پاکیزہ لباس پہنا اور روزہ رکھ کر طورِ سینا میں حاضر ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ایک ابر نازل فرمایا جس نے پہاڑ کو ہر طرف سے بقدر چار فرسنگ کے ڈھک لیا۔ شیاطین اور زمین کے جانور حتیٰ کہ ساتھ رہنے والے فرشتے تک وہاں سے علیحدہ کر دیئے گئے اور آپ کے لئے آسمان کھول دیا گیا تو آپ نے ملائکہ کو مُلاحظہ فرمایا کہ ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ نے عرشِ الٰہی کو صاف دیکھا یہاں تک کہ اَلواح پر قلموں کی آواز سنی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا۔ آپ نے اس کی بارگاہ میں اپنے معروضات پیش کئے اس نے اپنا کلامِ کریم سُنا کر نوازا۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے لیکن جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا وہ انہوں نے کچھ نہ سُنا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلامِ ربّانی کی لذّت نے اس کے دیدار کا آرزو مند بنایا۔ (خازن وغیرہ)

۲۶۴ ان آنکھوں سے سوال کر کے بلکہ دیدارِ الٰہی بغیر سوال کے مَحض اس کی عطا و فضل سے حاصل ہوگا، وہ بھی اس فانی آنکھ سے نہیں بلکہ باقی آنکھ سے یعنی کوئی بشر مجھے دنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیدارِ الٰہی ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو کیونکہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ روزِ قیامت مؤمنین اپنے ربّ عزّوجلّ کے دیدار سے فیضیاب کئے جائیں گے علاوہ بریں یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عارِف باللہ ہیں، اگر دیدارِ الٰہی ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز سوال نہ فرماتے۔

۲۶۵ اور پہاڑ کا ثابت رہنا امرِ ممکن ہے کیونکہ اس کی نسبت فرمایا 'جَعَلَہٗ دَکًّا' اس کو پاش پاش کر دیا تو جو چیز اللہ تعالیٰ کی مجعول ہو اور جس کو وہ موجود فرمائے ممکن ہے کہ وہ نہ موجود ہو اگر اس کو نہ موجود کرے کیونکہ وہ اپنے فعل میں مختار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہاڑ کا استقرار امرِ ممکن ہے مَحال نہیں اور جو چیز امرِ ممکن پر معلّق کی جائے وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے مَحال نہیں ہوتی لہٰذا دیدارِ الٰہی جس کو پہاڑ کے ثابت رہنے پر معلّق فرمایا گیا وہ ممکن ہوا تو ان کا قول باطِل ہے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار مَحال بتاتے ہیں۔

جنت میں خداعزوجل کا دیدار

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو خداعزوجل کا ایک منادی یہ اعلان کریگا کہ اے اہلِ جنت! ابھی تمہارے لئے اللہ عزوجل کا ایک اور وعدہ بھی ہے۔ تو اہلِ جنت کہیں گے کہ اللہ عزوجل

اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ یٰمُوْسٰۤى
پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۲۶۶ فرمایا اے موسیٰ
اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ﳲ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ
میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا
الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ
شکر والوں میں ہو اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں ۲۶۷ لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل اور فرمایا اے موسیٰ
شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِیْكُمْ دَارَ
اسے مضبوطی سے لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں ۲۶۸ عنقریب میں تمہیں دکھاؤں گا بے حکموں
الْفٰسِقِیْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَكَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ
کا گھر ۲۶۹ اور میں اپنی آیتوں سے انھیں پھیردوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی

نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا ہے! کیا اللہ عزوجل نے ہم کو جہنم سے نجات دے کر جنت میں نہیں داخل کر دیا ہے؟ تو منادی جواب دے گا کہ کیوں نہیں! پھر ایک دم خداوند قدوس عزوجل اپنے حجاب اقدس کو دور فرما دے گا (اور جنتی لوگ خدا عزوجل کا دیدار کرلیں گے) تو جنتیوں کو اس سے زیادہ جنت کی کوئی نعمت پیاری نہ ہوگی۔ سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی رؤیۃ الرب تبارک وتعالیٰ، الحدیث: ۲۵۶۱، ج ۴، ص ۲۴۸

اسی طرح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چودھویں رات کو چاند کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ عنقریب (قیامت کے دن) اپنے رب عزوجل کو دیکھو گے جس طرح تم لوگ چاند کو دیکھ رہے ہو۔ (یعنی جس طرح چاند کو دیکھنے میں کوئی کسی کے لئے حجاب اور آڑ نہیں بنتا اسی طرح تم لوگ اپنے رب عزوجل کو دیکھو گے) تو اگر تم لوگوں سے ہو سکے تو نماز فجر و نماز عصر کبھی نہ چھوڑو۔

صحیح مسلم، کتاب المساجد... الخ، باب فضل صلاتی... الخ، الحدیث ۶۳۳، ص ۳۱۷

۲۶۶ بنی اسرائیل میں سے۔

۲۶۷ توریت کی جو سات یا دس تھیں زَبَرجَد کی یا زُمُرّد کی۔

۲۶۸ اس کے اَحکام پر عامل ہوں۔

۲۶۹ جو آخرت میں ان کا ٹھکانا ہے۔ حَسن وعطا نے کہا کہ بے حکموں کے گھر سے جہنّم مراد ہے۔ قتادہ کا قول ہے کہ معنٰی یہ ہیں کہ میں تمہیں شام میں داخل کروں گا اور گزری ہوئی اُمتوں کے منازِل دکھاؤں گا جنہوں نے اللہ کی

الْحَقِّ ؕ وَ اِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا

چاہتے ہیں ف۲۷۵ اور اگر سب نشانیاں دیکھیں ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کی راہ دیکھیں اس میں

یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

چلنا پسند نہ کریں ف۲۷۶ اور گمراہی کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ اس لئے کہ انھوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ لِقَآءِ

ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے بے خبر بنے اور جنھوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے دربار

الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَ اتَّخَذَ

کو جھٹلایا ان کا سب کیا دھرا اکارت گیا انھیں کیا بدلہ ملے گا مگر وہی جو کرتے تھے اور موسیٰ کے ف۲۷۷

مخالفت کی تا کہ تمہیں اس سے عبرت حاصل ہو۔ عطیہ عوفی کا قول ہے کہ دار الفاسقین سے فرعون اور اس کی قوم کے مکانات مراد ہیں جو مصر میں ہیں۔ سدی کا قول ہے کہ اس سے منازلِ کُفّار مراد ہیں۔ کلبی نے کہا کہ عاد وثمود اور ہلاک شدہ اُمّتوں کے منازِل مراد ہیں جن پر عرب کے لوگ اپنے سفروں میں ہوکر گزرا کرتے تھے۔

ف۲۷۵ ذوالنون قدّس سرُّہٗ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حکمتِ قرآن سے اہلِ باطل کے قلوب کا اکرام نہیں فرماتا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مراد یہ ہے کہ جو لوگ میرے بندوں پر تجبُّر کرتے ہیں اور میرے اولیاء سے لڑتے ہیں میں انہیں اپنی آیتوں کے قبول اور تصدیق سے پھیر دوں گا تا کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائیں یہ ان کے عناد کی سزا ہے کہ انہیں ہدایت سے محروم کیا گیا۔

ف۲۷۶ یہی تکبُّر کا ثمرہ، مُتکبِّر کا انجام ہے۔

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، الحدیث ۲۶۷، ص ۶۹۴)

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

بڑائی میری چادر اور عظمت میرا ازار ہے، تو جس نے ان دونوں میں سے کسی ایک میں مجھ سے جھگڑا کیا میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔ (سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب البراءۃ من الکبر۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۴۱۷۴، ص ۲۷۳۱)

ف۲۷۷ طور کی طرف اپنے ربّ کی مُناجات کے لئے جانے کے۔

قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌؕ اَلَمْ یَرَوْا
بعد اس کی قوم اپنے زیوروں سے ۲۷۳ ایک بچھڑا بنا بیٹھی بے جان کا دھڑ ۲۷۴ گائے کی طرح آواز کرتا کیا نہ دیکھا کہ
اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَ لَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًاۘ اِتَّخَذُوْهُ وَ كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَ لَمَّا
وہ ان سے نہ بات کرتا ہے اور نہ انھیں کچھ راہ بتائے ۲۷۵ اسے لیا اور وہ ظالم تھے ۲۷۶ اور جب پچھتائے اور
سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَ رَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْاۙ قَالُوْا لَىٕنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا
سمجھے کہ ہم بہکے بولے اگر ہمارا رب ہم پر مہر نہ کرے
وَ یَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَ لَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ
اور ہمیں نہ بخشے تو ہم تباہ ہوئے اور جب موسیٰ ۲۷۷ اپنی قوم کی طرف پلٹا غصہ میں بھرا
اَسِفًاۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْۚ
جھنجلایا ہوا ۲۷۸ کہا تم نے کیا بُری میری جانشینی کی میرے بعد ۲۷۹ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے ۲۸۰ جلدی کی
وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ
اور تختیاں ڈال دیں ۲۸۱ اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا ۲۸۲ کہا اے میرے ماں جائے ۲۸۳

وقف لازم

(تفسیر الصاوی، ج۱،ص ۶۳، پ۱، البقرۃ:۵۱)

۲۷۳ جو انہوں نے قومِ فرعون سے اپنی عید کے لئے عاریت لئے تھے۔

(تفسیر الصاوی، ج۱،ص ۶۳، پ۱، البقرۃ:۵۱)

۲۷۴ اور اس کے مُنہ میں حضرت جبریل کے گھوڑے کے قدم کے نیچے کی خاک ڈالی جس کے اثر سے وہ۔

(تفسیر الصاوی، ج۱،ص ۶۳، پ۱، البقرۃ:۵۱)

۲۷۵ ناقص ہے، عاجز ہے، جماد ہے یا حیوان، دونوں تقدیروں پر صلاحیت نہیں رکھتا کہ پُوجا جائے۔

۲۷۶ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اعراض کیا اور ایسے عاجز و ناقص بچھڑے کو پُوجا۔

۲۷۷ اپنے ربّ کی مُناجات سے مشرّف ہو کر طور سے۔

۲۷۸ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خبر دے دی تھی کہ سامری نے ان کی قوم کو گمراہ کر دیا۔

۲۷۹ کہ لوگوں کو بچھڑا پُوجنے سے نہ روکا۔

۲۸۰ اور میرے توریت لے کر آنے کا انتظار نہ کیا۔

۲۸۱ توریت کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے۔

۲۸۲ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قوم کا ایسی بدترین معصیت میں مبتلا ہونا نہایت شاق اور گراں

الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَ كَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ﳲ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَ لَا

قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مارا ڈالیں تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسا ۲۸۴ اور مجھے ظالموں

تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِاَخِیْ وَ اَدْخِلْنَا فِیْ

میں نہ ملا ۲۸۵ عرض کی اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے ۲۸۶ اور ہمیں اپنی رحمت کے اندر لے

ع ۱۸ رَحْمَتِكَ ﳲ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُهُمْ

لے اور تو سب مہر (رحم) والوں سے بڑھ کر مہر (رحم) والا بیشک وہ جو بچھڑا لے بیٹھے عنقریب انہیں

غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ﴿۱۵۲﴾

ان کے رب کا غضب اور ذلت پہنچنا ہے دنیا کی زندگی میں اور ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہیں بہتان ہایوں (باندھنے والوں) کو

وَ الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْۤا ٘ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

اور جنہوں نے برائیاں کیں اور ان کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو اس کے بعد تمہارا رب بخشنے والا

لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَ لَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖۚ وَ فِیْ

مہربان ہے ۲۸۷ اور جب موسیٰ کا غصہ تھما (رُکا) تختیاں اٹھا لیں اور ان کی تحریر میں

نُسْخَتِهَا هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ اخْتَارَ مُوْسٰى

ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد

قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

ہمارے وعدہ کے لئے چنے ۲۸۸ پھر جب انہیں زلزلہ نے لیا ۲۸۹ موسیٰ نے عرض کی اے رب میرے تو چاہتا تو پہلے

ہوا، تب حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔

۲۸۳ میں نے قوم کو روکنے اور انکو وعظ و نصیحت کرنے میں کمی نہیں کی لیکن۔

۲۸۴ اور میرے ساتھ ایسا سُلوک نہ کرو جس سے وہ خوش ہوں۔

۲۸۵ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائی کا عُذر قبول کر کے بارگاہِ الٰہی میں۔

۲۸۶ اگر ہم میں سے کسی سے کوئی اِفراط یا تفریط ہوگئی۔ یہ دعا آپ نے بھائی کو راضی کرنے اور اَعدا کی شَماتت رفع کرنے کے لئے فرمائی۔

۲۸۷ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ گناہ خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ جب بندہ ان سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ان سب کو معاف فرماتا ہے۔

اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ

ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا ۲۹۰ کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک فرمائے گا جو ہمارے بے عقلوں نے کیا ۲۹۱ وہ نہیں مگر

هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا

تیرا آزمانا تو اس سے بہکائے جسے چاہے اور راہ دکھائے جسے چاہے تو ہمارا مولیٰ ہے تو ہمیں

فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

بخش دے اور ہم پر مہر (رحم) کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی لکھ ۲۹۲

حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ

اور آخرت میں بے شک ہم تیری طرف رجوع لائے فرمایا ۲۹۳ میرا عذاب میں جسے چاہے دوں ۲۹۴

وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے ۲۹۵ تو عنقریب میں ۲۹۶ نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں

وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ

اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب

۲۸۸ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ کے حضور حاضر ہو کر قوم کی گوسالہ پرستی کی عذر خواہی کریں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں لے کر حاضر ہوئے۔

۲۸۹ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زلزلہ میں مبتلا ہونے کا سبب یہ تھا کہ قوم نے جب بچھڑا قائم کیا تھا یہ ان سے جدا نہ ہوئے تھے۔ (خازن)

۲۹۰ یعنی میقات میں حاضر ہونے سے پہلے تاکہ بنی اسرائیل ان سب کی ہلاکت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے اور انہیں مجھ پر قتل کی تہمت لگانے کا موقع نہ ملتا۔

۲۹۱ یعنی ہمیں ہلاک نہ کر اور اپنا لطف و کرم فرما۔

۲۹۲ اور ہمیں توفیقِ طاعت مرحمت فرما۔

۲۹۳ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔

۲۹۴ مجھے اختیار ہے سب میرے مملوک اور بندے ہیں کسی کو مجالِ اعتراض نہیں۔

۲۹۵ دنیا میں نیک اور بد سب کو پہنچتی ہے۔

۲۹۶ آخرت کی۔

الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ ۫ یَاۡمُرُہُمۡ

کی خبریں دینے والے کی ۲۹۷ جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں ۲۹۸ وہ انھیں بھلائی کا

بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہٰہُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ یُحِلُّ لَہُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ

حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر

۲۹۷ یہاں رسول سے بہ اجماعِ مفسّرین سیدِ عالم محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ آپ کا ذکر وصفِ رسالت سے فرمایا گیا کیونکہ آپ اللہ اور اس کے مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ فرائضِ رسالت ادا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی وشرائع واَحکام اس کے بندوں کو پہنچاتے ہیں، اس کے بعد آپ کی توصیف میں نبی فرمایا گیا اس کا ترجمہ حضرت مُترجم قدّس سرّہ نے (غیب کی خبریں دینے والے) کیا ہے اور یہ نہایت ہی صحیح ترجمہ ہے کیونکہ نَبأ خبر کو کہتے ہیں جو مفیدِ علم ہو اور شائبۂ کذب سے خالی ہو۔ قرآنِ کریم میں یہ لفظ اس معنٰی میں بکثرت مستعمل ہوا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوا 'قُلۡ ہُوَ نَبَؤٌا عَظِیۡمٌ' ایک جگہ فرمایا 'تِلۡکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہَاۤ اِلَیۡکَ' ایک جگہ فرمایا 'فَلَمَّاۤ اَنۡۢبَاَہُمۡ بِاَسۡمَآئِہِمۡ' اور بکثرت آیات میں یہ لفظ اس معنٰی میں وارد ہوا ہے پھر یہ لفظ یا فاعل کے معنٰی میں ہوگا یا مفعول کے معنٰی میں، پہلی صورت میں اس کے معنٰی غیب کی خبریں دینے والے اور دوسری صورت میں اس کے معنٰی ہوں گے غیب کی خبریں دیئے ہوئے اور دونوں معنٰی کو قرآنِ کریم سے تائید پہنچتی ہے۔ پہلے معنٰی کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے 'نَبِّیٔۡ عِبَادِیۡۤ' دوسری آیت میں فرمایا 'قُلۡ اَؤُنَبِّئُکُمۡ' اور اسی قبیل سے ہے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد جو قرآنِ کریم میں وارِد ہوا 'اُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ' اور دوسری صورت کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔ 'نَبَّاَنِیَ الۡعَلِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ' اور حقیقت میں انبیاء علیہم السلام غیب کی خبریں دینے والے ہی ہوتے ہیں۔ تفسیرِ خازن میں ہے کہ آپ کے وصف میں نبی فرمایا کیونکہ نبی ہونا اعلٰی اور اشرف مراتب میں سے ہے اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ اللہ کے نزدیک بہت بلند درجے رکھنے والے اور اس کی طرف سے خبر دینے والے ہیں 'اُمّی' کا ترجمہ حضرت مترجم قدّس سرّہ نے (بے پڑھے) فرمایا یہ ترجمہ بالکل حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد کے مطابق ہے اور یقیناً اُمّی ہونا آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی سے پڑھا نہیں اور کتاب وہ لائے جس میں اوّلین و آخرین اور غیبوں کے علوم ہیں۔ (خازن)

خاکی و برَاُوجِ عرش منزل، اُمّی و کتاب خانہ در دِل دیگر: اُمّی و دقیقہ دانِ عالَم، بے سایہ وسائبانِ عالَم صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسَلَامُہ۔

۲۹۸ یعنی توریت وانجیل میں آپ کی نعت وصفت ونبوّت لکھی پائیں گے۔

حدیث: حضرت عطاء ابنِ یسار نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف

دریافت کئے جو توریت میں مذکور ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضور کے جو اوصاف قرآنِ کریم میں آئے ہیں انہیں میں کے بعض اوصاف توریت میں مذکور ہیں، اس کے بعد انہوں نے پڑھنا شروع کیا اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا شاہد و مبشّر اور نذیر اور اُمّیّوں کا نگہبان بنا کر۔ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام مُتوکّل رکھا، نہ بد خُلق ہو نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے، نہ بُرائی سے بُرائی کو دفع کرو لیکن خطا کاروں کو معاف کرتے ہو اور ان پر احسان فرماتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں نہ اُٹھائے گا جب تک کہ تمہاری برکت سے غیر مُستقیم مِلّت کو اس طرح راست نہ فرماوے کہ لوگ صِدق و یقین کے ساتھ ' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ' پکارنے لگیں اور تمہاری بدولت اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان شُنوا اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہو جائیں اور حضرت کعب اَحبار سے حضور کی صفات میں توریت شریف کا یہ مضمون بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت میں فرمایا کہ میں انہیں ہر خوبی کے قابل کروں گا، اور ہر خُلقِ کریم عطا فرماؤں گا اور اطمینانِ قلب و وقار کو ان کا لباس بناؤں گا اور طاعات و اِحسان کو ان کا شعار کروں گا اور تقوٰی کو ان کا ضمیر اور حکمت کو ان کا راز اور صدق و وفا کو ان کی طبیعت اور عفو و کرم کو ان کی عادت اور عدل کو ان کی سیرت اور اظہارِ حق کو ان کی شریعت اور ہدایت کو ان کا اِمام اور اسلام کو ان کی مِلّت بناؤں گا۔ اَحمد انکا نام ہے، خَلق کو ان کے صدقے میں گمراہی کے بعد ہدایت اور جہالت کے بعد علم و معرِفت اور گمنامی کے بعد رِفعت و منزِلت عطا کروں گا اور انہیں کی برکت سے قِلّت کے بعد کثرت اور فقر کے بعد دولت اور تفرُّقے کے بعد مَحبت عنایت کروں گا، انہیں کی بدولت مختلف قبائل غیر مجتمع خواہشوں اور اختلاف رکھنے والے دلوں میں اُلفت پیدا کروں گا اور ان کی اُمّت کو تمام اُمّتوں سے بہتر کروں گا۔ ایک اور حدیث میں توریت شریف سے حضور کے یہ اوصاف منقول ہیں میرے بندے احمدِ مختار، انکا جائے ولادت مکّہ مکرّمہ اور جائے ہجرت مدینہ طیّبہ ہے، ان کی اُمّت ہر حال میں اللہ کی کثیر حمد کرنے والی ہے۔ یہ چند نقول احادیث سے پیش کئے گئے، کُتبِ اِلٰہیہ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صِفت سے بھری ہوئی تھیں۔ اہلِ کتاب ہر قَرن میں اپنی کتابوں میں تراش خراش کرتے رہے اور ان کی بڑی کوشش اس پر مسلّط رہی کہ حضور کا ذکر اپنی کتابوں میں نام کو نہ چھوڑیں۔ توریت انجیل وغیرہ ان کے ہاتھ میں تھیں اس لئے انہیں اس میں کچھ دشواری نہ تھی لیکن ہزاروں تبدیلیں کرنے کے بعد بھی موجودہ زمانہ کی بائیبل میں حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی بِشارت کا کچھ نہ کچھ نشان باقی رہ ہی گیا۔ چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی ہوئی بائیبل میں یوحنا کی انجیل کے باب چودہ کی سولھویں آیت میں ہے۔ ' اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے' لفظِ مددگار پر حاشیہ ہے اس میں اس کے معنٰی وکیل یا شفیع لکھے تو اب حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ایسا آنے والا جو شفیع ہو اور ابد تک رہے یعنی اس کا دین کبھی منسوخ نہ ہو بجز سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے کون ہے

الْخَبٰٓىِٕثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْؕ فَالَّذِیْنَ

حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ و۲۹۹ اور گلے کے پھندے و۳۰۰ جو ان پر تھے اُتارے گا تو وہ جو اس پر و۳۰۱

پھر اُنتیسویں تیسویں آیت میں ہے۔ "اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہوجائے تو تم یقین کرو اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں" کیسی صاف بشارت ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی اُمّت کو حضور کی ولادت کا کیسا منتظر بنایا اور شوق دلایا ہے اور دنیا کا سردار خاص سیدِ عالم کا ترجمہ ہے اور یہ فرمانا کہ مجھ میں اس کا کچھ نہیں حضور کی عظمت کا اظہار اور اس کے حضور اپنا کمالِ ادب و انکسار ہے پھر اسی کتاب کے باب سولہ کی ساتویں آیت ہے۔ "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا" اس میں حضور کی بشارت کے ساتھ اس کا بھی صاف اظہار ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں، آپ کا ظہور جب ہی ہوگا جب حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی تشریف لے جائیں۔ اس کی تیرھویں آیت ہے "لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" اس آیت میں بتایا گیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر دینِ الٰہی کی تکمیل ہوجائے گی اور آپ سچائی کی راہ یعنی دینِ حق کو مکمّل کردیں گے۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور یہ کلمہ کہ اپنی طرف سے نہ کہے گا جو کچھ سنے گا وہی کہے گا خاص 'مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی' کا ترجمہ ہے اور یہ جملہ کہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا اس میں صاف بیان ہے کہ وہ نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غیبی علوم تعلیم فرمائیں گے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا۔ 'یُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ' اور 'مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ'۔

و۲۹۹ یعنی سخت تکلیفیں جیسے کہ توبہ میں اپنے آپ کو قتل کرنا اور جن اعضاء سے گناہ صادر ہوں ان کو کاٹ ڈالنا۔

و۳۰۰ یعنی احکامِ شاقّہ جیسے کہ بدن اور کپڑے کے جس مقام کو نجاست لگے اس کو قینچی سے کاٹ ڈالنا اور غنیمتوں کو جلانا اور گناہوں کا مکانوں کے دروازوں پر ظاہر ہونا وغیرہ۔

و۳۰۱ یعنی محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

اس آیت کریمہ میں بھی رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تعظیم ونصرت کرنے والوں کو کامیابی کی ضمانت دی گئی ہے۔
یہ ارشادات ربانی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پیش نظر تھے، اس لئے انہوں نے اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ایسی تعظیم کی کہ دنیا کے کسی شہنشاہ کی بھی اس طرح تعظیم نہ کی جاسکی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعظیم وتوقیر کا حال دیکھ کر صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کے نمائندہ عروہ بن مسعود نے جو ابھی ایمان نہ لائے تھے، یہ تأثر پیش کیا تھا، گویا یہ اپنے کا نہیں غیر کا

تاثر ہے۔آپ نے کہا:

'اے لوگو! خدا کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں بھی پہنچا ہوں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کی ڈیوڑھیوں پر بھی حاضری دے چکا ہوں۔خدا کی قسم کسی بادشاہ کی اتنی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی، جتنی تعظیم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی انکے اصحاب علیہم الرضوان کرتے ہیں۔ جب کبھی بھی ان کے دہن اقدس سے لعاب مبارک نکلا وہ کسی نہ کسی شیدائی کے ہاتھ میں پڑا جسے اس نے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیا، اور جب وہ اپنے اصحاب کو کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل میں دوڑ پڑتے ہیں، اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی کے لئے ایک دوسرے پر پیش قدمی کرتے ہیں، اور جب وہ گفتگو فرماتے ہیں تو وہ لوگ خاموش اور پرسکون رہتے ہیں اور تعظیم وتوقیر میں ان کی طرف نظر بھر کر دیکھتے تک نہیں'۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ج ۳،ص ۲۶۸)

یہ تھا صحابہ کرام علیہم الرضوان کا انداز تعظیم وتوقیر کا اجمالی خاکہ جسے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ایک بیگانے نے پیش کیا تھا، خود صحابہ کرام علیہم الرضوان نے واقعات کی دنیا میں تعظیم وتوقیر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کیسی کیسی مثالیں پیش کی ہیں انہیں تو آپ اصل کتاب میں ملاحظہ کریں گے یہاں پر بس بعض مثالوں پر اکتفا کیا جائیگا۔

(۱) غزوہ خیبر کی واپسی میں مقام صہبا پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا، حضرت علی نے نماز عصر نہ پڑھی تھی اپنی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جارہا ہے، مگر اس خیال سے کہ زانو سرکاتا ہوں تو مبادا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خواب مبارک میں خلل آجائے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا جب چشم مبارک کھلی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دعا فرمائی آفتاب پلٹ آیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر ادا کی پھر سورج ڈوب گیا۔

(الشفاء، ج ۱،ص ۵۹۴،شواہد النبوۃ، رکن سادس، ص ۲۲۰)

تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خاطر افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوۃ وسطیٰ (نماز عصر) مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے قربان کردی چشم فلک نے ایسا منظر کبھی نہ دیکھا ہوگا رب تعالیٰ کے ایک بندہ کی درخواست پر اس کے ایک فدائی کے لئے سورج کو پلٹایا گیا ہو، اور ایک فدائی نے محض تعظیم وتوقیر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیش نظر اتنی عظیم قربانی دی ہو۔اسی کو امام اہلسنت قدس سرہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز

اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

(۲) ہجرت کے موقع پر یار غار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو جاں نثاری کی مثال قائم کی ہے وہ بھی اپنی جگہ بے مثال ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں غار کے قریب پہنچے تو پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اترے صفائی کی، غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا، ایک سوراخ کو بند کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو آپ نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا ڈال کر اسکو بند کیا، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بلایا اور حضور تشریف لے گئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے، اتنے میں سانپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو کاٹ

لیا، مگر صدیق اکبر، شدتِ الم کے باوجود محض اس خیال سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آرام میں خلل نہ واقع ہو، بدستور ساکن وصامت رہے، آخر جب پیمانہ صبر لبریز ہوگیا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، جب آنسو کے قطرے چہرہ اقدس پر گرے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیدار ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واقعہ عرض کیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ڈسے ہوئے حصے پر اپنا لعاب دہن لگا دیا فوراً آرام مل گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ سانپ کا یہ زہر ہر سال عود کرتا بارہ سال تک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس میں مبتلا رہے پھر آخر اس زہر کے اثر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی۔

(مدارج النبوت، ج ۲، ص ۵۸)

(۳) رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ذوالقعدہ ۶ھ میں صحابہ کے ساتھ عمرہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حدیبیہ پہنچے تو قریش پر خوف وہراس طاری ہوا اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا اور ان کو یہ ہدایات دیں کہ تم قریش کو یہ بتانا کہ ہم جنگ کے لئے نہیں عمرہ کی ادائیگی کیلئے آئے ہیں اور ان کو اسلام کی دعوت بھی دینا اور وہ مسلمان مرد وعورت جو مکہ میں ہیں انکو فتح کی خوشخبری سنانا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ ان سے حضرت ابان بن سعد اموی ملے جو ابھی ایمان نہ لائے تھے انھوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنی پناہ وضمانت دی اور اپنے گھوڑے پر سوار کر کے ان کو مکہ مکرمہ لائے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لوگوں تک رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ ادھر حدیبیہ میں صحابہ علیہم الرضوان کہنے لگے کہ عثمان خوش نصیب ہیں کہ ان کو طواف بیت اللہ نصیب ہو چکا ہوگا۔ یہ سن کر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ میرے بغیر طواف نہ کریں گے۔ اس دوران یہ افواہ اڑ گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ میں قتل کر دیئے گئے اسلئے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیعت لی، جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ چونکہ اس وقت مکہ میں تھے اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر ان کو بیعت کے شرف میں داخل کیا۔ اس طرح رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار پایا۔

بیعت رضوان کے بعد جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے ان سے کہا آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ نے طواف بیت اللہ کر لیا۔

آپ نے جواب دیا تم نے یہ میرے بارے میں درست اندازہ نہ لگایا، اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میں مکہ میں ایک سال تک بھی پڑا رہتا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حدیبیہ میں ہوتے تب بھی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغیر طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھ سے طواف کرنے کیلئے کہا تھا مگر میں نے انکار کر دیا۔

(مدارج النبوت، ذکر سال ششم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، فرضیت حج، ج ۲، ص ۲۰۹)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اندر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وادب کا یہ پاس قابل ملاحظہ ہے کہ کفار آپ سے پیشکش کر رہے ہیں کہ طواف تنہا کر لو مگر آپ جواب دیتے ہیں مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میں اپنے آقا

اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ

ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا ف۲۰۳ وہی بامُراد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغیر طواف کرلوں۔ ادھر مسلمانوں کا یہ تاثر کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نصیب ہیں کہ ان کو طواف کعبہ نصیب ہوگیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سن کر فرمایا عثمان ہمارے بغیر ایسا نہیں کرسکتے۔ گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بھی اپنے فدائی پر پورا اعتماد تھا۔ آقا ہو تو ایسا اور غلام ہو تو ایسا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس قسم کی تعظیم اور اس طرح کا ادب صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اپنا کوئی ایجاد کردہ یا اختراعی نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم اور مجلس کے آداب خود بیان فرمائے ہیں۔ دنیا کا شہنشاہ آتا ہے تو اپنے دربار کے آداب خود بناتا ہے اور جب جاتا ہے تو اپنے نظام آداب کو بھی لے جاتا ہے۔ مگر شہنشاہ اسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار کا عالم ہی نرالا ہے، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لاتے ہیں تو خالق کائنات عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار کا ادب نازل فرماتا ہے اور کسی خاص وقت تک آپ نے جواب دیا تم نے یہ میرے بارے میں درست اندازہ نہ لگایا، اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میں مکہ میں ایک سال تک بھی پڑا رہتا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حدیبیہ میں ہوتے تب بھی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغیر طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھ سے طواف کرنے کیلئے کہا تھا مگر میں نے انکار کردیا۔

(مدارج النبوت، ذکر سال ششم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، فرضیت حج، ج۲، ص۲۰۹)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اندر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وادب کا یہ پاس قابل ملاحظہ ہے کہ کفار آپ سے پیشکش کررہے ہیں کہ طواف تنہا کرلو مگر آپ جواب دیتے ہیں مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغیر طواف کرلوں۔ ادھر مسلمانوں کا یہ تاثر کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نصیب ہیں کہ ان کو طواف کعبہ نصیب ہوگیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سن کر فرمایا عثمان ہمارے بغیر ایسا نہیں کرسکتے۔ گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بھی اپنے فدائی پر پورا اعتماد تھا۔ آقا ہو تو ایسا اور غلام ہو تو ایسا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس قسم کی تعظیم اور اس طرح کا ادب صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اپنا کوئی ایجاد کردہ یا اختراعی نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم اور مجلس کے آداب خود بیان فرمائے ہیں۔ دنیا کا شہنشاہ آتا ہے تو اپنے دربار کے آداب خود بناتا ہے اور جب جاتا ہے تو اپنے نظام آداب کو بھی لے جاتا ہے۔ مگر شہنشاہ اسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار کا عالم ہی نرالا ہے، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لاتے ہیں تو خالق کائنات عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار کا ادب نازل فرماتا ہے اور کسی خاص وقت تک کیلئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ادب کے قوانین مقرر فرماتا ہے۔

(صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عشق رسول)

ف۲۰۳ اس نُور سے قرآن شریف مراد ہے جس سے مومن کا دل روشن ہوتا ہے اور شک و جہالت کی تاریکیاں دور ہوتی

ع ۱۹ ۹
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ا۟لَّذِیْ لَهٗ
ہوئے تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں ف۳۰۳ کہ آسمانوں اور
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ
زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جلائے (زندہ کرے) اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور
رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ
اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اُس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو
تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَ
کہ تم راہ پاؤ اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے ف۳۰۴ انصاف کرتا اور
قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ
ہم نے انھیں بانٹ دیا بارہ قبیلے گروہ گروہ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو جب اس سے اس کی قوم نے ف۳۰۵
قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ
پانی مانگا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ف۳۰۶ ہر گروہ

ہیں اور علم ویقین کی ضیاء پھیلتی ہے۔

ف۳۰۳ یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عُموم رسالت کی دلیل ہے کہ آپ تمام خَلق کے رسول ہیں اور کُل جہاں آپ کی اُمّت۔ بخاری ومسلم کی حدیث ہے حضور فرماتے ہیں پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں۔

(۱) ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سُرخ وسیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

(۲) میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے نہیں ہوئی تھیں۔

(۳) میرے لئے زمین پاک اور پاک کرنے والی (قابلِ تیمّم) اور مسجد کی گئی جس کسی کو کہیں نماز کا وقت آئے وہیں پڑھ لے۔

(۴) دشمن پر ایک ماہ کی مَسافت تک میرا رُعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔

(۵) اور مجھے شفاعت عنایت کی گئی۔ مسلم شریف کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ میں تمام خَلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیاء ختم کئے گئے۔

ف۳۰۴ یعنی حق سے۔

ف۳۰۵ تیہ میں۔

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ

نے اپنا گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے ان پر ابر سائبان کیا و۳۰۷ اور ان پر

الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا

من وسلویٰ اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی پاک چیزیں اور انھوں نے و۳۰۸ ہمارا کچھ نقصان نہ کیا لیکن اپنی ہی جانوں کا برُا

اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَ اِذْ قِیْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ وَ كُلُوْا مِنْهَا

کرتے ہیں اور یاد کرو جب اُن و۳۰۹ سے فرمایا گیا اس شہر میں بسو و۳۱۰ اور اس میں

حَیْثُ شِئْتُمْ وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِیْٓــٴٰـتِكُمْ ؕ

جو چاہو کھاؤ اور کہو گناہ اُترے اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے عنقریب نیکوں

سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ

کو زیادہ عطا فرمائیں گے تو ان میں کے ظالموں نے بات بدل دی اس کے خلاف جس کا انھیں حکم تھا و۳۱۱

لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَ سْــٴَـلْهُمْ عَنِ ع۵ ۲۰

تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا بدلہ ان کے ظلم کا و۳۱۲ اور ان سے حال پوچھو اس

الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ یَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ اِذْ تَاْتِیْهِمْ وقف لازم

بستی کا کہ دریا کنارے تھی و۳۱۳ جب وہ ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھتے و۳۱۴

و۳۰۶ ہر گروہ کے لئے ایک چشمہ۔

و۳۰۷ تاکہ دھوپ سے امن میں رہیں۔

و۳۰۸ ناشکری کرکے۔

و۳۰۹ بنی اسرائیل۔

و۳۱۰ یعنی بیت المقدس میں۔

و۳۱۱ یعنی حکم تو تھا کہ حِطَّۃٌ کہتے ہوئے دروازے میں داخل ہوں، حطۃ توبہ اور استغفار کا کلمہ ہے لیکن وہ بجائے اس کے براہِ تمسخر حنطۃ فی شعیرۃ کہتے ہوئے داخل ہوئے۔

و۳۱۲ یعنی عذاب بھیجنے کا سبب ان کا ظلم اور حکمِ الٰہی کی مخالفت کرنا ہے۔

و۳۱۳ حضرت نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ اپنے قریب رہنے والے یہود سے توبیخاً اس بستی والوں کا حال دریافت فرمائیں۔ مقصود اس سوال سے یہ تھا کہ کُفّار پر ظاہر کر دیا جائے کہ کُفر و معصیت ان کا قدیمی دستور

حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّ يَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ
جب ہفتے کے دن ان کی مچھلیاں پانی پر تیرتی ان کے سامنے آتیں اور جو دن ہفتے کا نہ ہوتا نہ آتیں اس طرح ہم انھیں

معانقۃ ۲ النصف

نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ
آزماتے تھے ان کی بے حکمی کے سبب اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو

مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ
جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انھیں سخت عذاب دینے والا بولے تمہارے رب کے حضور معذرت کو ۳۱۵ اور

ہے، سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور حضور کے معجزات کا انکار کرنا یہ ان کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے ان کے پہلے بھی کُفر پر مُصِر رہے ہیں، اس کے بعد ان کے اَسلاف کا حال بیان فرمایا کہ وہ حکمِ الٰہی کی مخالفت کے سبب بندروں اور سُوروں کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے۔ اس بستی میں اختلاف ہے کہ وہ کون تھی۔ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ ایک قریہ مِصر و مدینہ کے درمیان ہے، ایک قول ہے کہ مدین وطور کے درمیان، زُہری نے کہا کہ وہ قریہ طبریہ شام ہے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ وہ مَدْیَن ہے، بعض نے کہا اِیلہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۱۴ کہ باوجود ممانعت کے ہفتے کے روز شکار کرتے۔ اس بستی کے لوگ تین گروہ میں منقسم ہو گئے تھے، ایک تہائی ایسے لوگ تھے جو شکار سے باز رہے اور شکار کرنے والوں کو منع کرتے تھے اور ایک تہائی خاموش تھے دوسروں کو منع نہ کرتے تھے اور منع کرنے والوں سے کہتے تھے ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے اور ایک گروہ وہ خطا کار لوگ تھے جنہوں نے حکمِ الٰہی کی مخالفت کی اور شکار کیا اور کھایا اور بیچا اور جب وہ اس معصیّت سے باز نہ آئے تو منع کرنے والے گروہ نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ بُود و باش نہ رکھیں گے اور گاؤں کو تقسیم کر کے درمیان میں ایک دیوار کھینچ دی، منع کرنے والوں کا ایک دروازہ الگ تھا جس سے آتے جاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے خطا کاروں پر لعنت کی، ایک روز منع کرنے والوں نے دیکھا کہ خطا کاروں میں سے کوئی نہیں نکلا تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید آج شراب کے نشہ میں مدہوش ہو گئے ہوں گے انہیں دیکھنے کے لئے دیوار پر چڑھے تو دیکھا کہ وہ بندروں کی صورتوں میں مسخ ہو گئے تھے اب یہ لوگ دروازہ کھول کر داخل ہوئے تو وہ بندر اپنے رشتہ داروں کو پہچانتے تھے اور ان کے پاس آ کر ان کے کپڑے سونگھتے تھے اور یہ لوگ ان بندر ہو جانے والوں کو نہیں پہچانتے تھے، ان لوگوں نے ان سے کہا کیا ہم لوگوں نے تم سے منع نہیں کیا تھا انہوں نے سَر کے اشارے سے کہا ہاں اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور منع کرنے والے سلامت رہے۔ (تفسیر الصاوی، ج ۱، ص ۷۲)

۳۱۵ تاکہ ہم پر نہی عنِ المنکر ترک کرنے کا اِلزام نہ رہے۔

یَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ یَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ
شاید انھیں ڈر ہو ۳۱۶ پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انھیں ہوئی تھی ہم نے بچا لیے وہ جو
اَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَىٕیْسٍۭ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا
برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو برے عذاب میں پکڑا بدلہ ان کی نافرمانی کا پھر جب انھوں نے ممانعت کے
عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـٕیْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ
حکم سے سرکشی کی ہم نے اُن سے فرمایا ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے ۳۱۷ اور جب تمہارے رب نے حکم سنا دیا
لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِؕ اِنَّ رَبَّكَ
کہ ضرور قیامت کے دن تک ان ۳۱۸ پر ایسے کو بھیجتا رہوں گا جو انھیں بری مار چکھائے ۳۱۹ بے شک تمہارا رب
لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ ۚۖ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ
ضرور جلد عذاب والا ہے ۳۲۰ اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ۳۲۱ اور انھیں ہم نے زمین میں متفرق کر دیا گروہ گروہ
مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ٘ وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّیِّاٰتِ
ان میں کچھ نیک ہیں ۳۲۲ اور کچھ اور طرح کے ۳۲۳ اور ہم نے انھیں بھلائیوں اور برائیوں سے
لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ
آزمایا کہ کہیں وہ رجوع لائیں ۳۲۴ پھر اُن کی جگہ ان کے بعد وہ ۳۲۵ ناخلف آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے ۳۲۶

۳۱۶ اور وہ نصیحت سے نفع اُٹھا سکیں۔

۳۱۷ وہ بندر ہو گئے اور تین روز اسی حال میں مبتلا رہ کر ہلاک ہو گئے۔ (تفسیر الصاوی، ج ۱، ص ۷۲۲)

۳۱۸ یہود۔

۳۱۹ چنانچہ ان پر اللہ تعالیٰ نے بخت نصر اور سنجاریب اور شاہانِ روم کو بھیجا جنھوں نے انہیں سخت ایذائیں اور تکلیفیں دیں اور قیامت تک کے لئے ان پر جزیہ اور ذِلّت لازم ہوئی۔

۳۲۰ انکے لئے جو کُفر پر قائم رہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان پر عذاب مُستمِر رہے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

۳۲۱ ان کو جو اللہ کی اطاعت کریں اور ایمان لائیں۔

۳۲۲ جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور دین پر ثابت رہے۔

۳۲۳ جنہوں نے نافرمانی کی اور جنہوں نے کُفر کیا اور دین کو بدلا اور مُتغیّر کیا۔

يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَ اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ

اس دنیا کا مال لیتے ہیں ؂۳۲۷ اور کہتے اب ہماری بخشش ہوگی ؂۳۲۸ اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس

مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ

اور آئے تو لے لیں ؂۳۲۹ کیا ان پر کتاب میں عہد نہ لیا گیا کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کریں مگر

؂۳۲۴ بھلائیوں سے نعمت وراحت اور بُرائیوں سے شدّت وتکلیف مراد ہے۔

؂۳۲۵ جن کی دو قسمیں بیان فرمائی گئیں۔

؂۳۲۶ یعنی توریت کے جو انہوں نے اپنے اَسلاف سے پائی اور اس کے اوامر ونواہی اور تحلیل وتحریم وغیرہ مضامین پر مطّلع ہوئے۔ مدارک میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے ان کی حالت یہ ہے کہ۔

؂۳۲۷ بطورِ رشوت کے احکام کی تبدیل اور کلام کی تغییر پر اور وہ جانتے بھی ہیں کہ یہ حرام ہے لیکن پھر بھی اس گناہِ عظیم پر مُصِر ہیں۔

؂۳۲۸ اور ان گناہوں پر ہم سے کچھ مؤاخذہ نہ ہوگا۔

حضرت سیّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی مشہور زمانہ تصنیف 'احیاء العلوم' (یعنی احیاء کا خلاصہ) لبابُ الاحیاء میں لکھتے ہیں: اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے واضح فرمایا کہ اس قسم کی امید کی کوئی حقیقت نہیں جب تک وہ تمام اسباب نہ پائے جائیں جن کا اس سے پہلے ہونا ضروری ہے، اس پر حضرت سیّدُنا زید خیل رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ روایت بھی دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: 'میں اس شخص کی علامت پوچھنے آیا ہوں، جس سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اور اس کی علامت بھی بیان فرما دیجئے جس سے بھلائی کا ارادہ نہیں فرماتا؟' نبیِّ اَکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے پوچھا: 'تم نے صبح کس حال میں کی؟' انہوں نے عرض کی: 'میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں بھلائی اور اہلِ خیر سے محبت کرتا ہوں اور اگر میں کسی نیکی پر قادر ہوتا ہوں تو اس کی طرف جلدی کرتا ہوں اور ثواب کے ملنے پر یقین رکھتا ہوں اور اگر مجھ سے کوئی عمل چھوٹ جائے تو اس پر غمگین ہوتا ہوں اور اس کا مشتاق ہوتا ہوں۔' تو نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت، قاسمِ نعمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'اللہ عَزَّ وَجَلَّ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کی یہی علامت ہے اور اگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا تیرے ساتھ دوسرا ارادہ ہوتا تو وہ تمہیں اس کی طرف لے جاتا، پھر اسے اس بات کی پرواہ نہ ہوتی کہ تم کس وادی میں ہلاک ہوتے ہو۔

(حلیۃ الاولیاء، عبداللہ بن مسعود، الحدیث ۱۳۰۰، ج ۱، ص ۴۶۱)

؂۳۲۹ اور آئندہ بھی گناہ کرتے چلے جائیں۔ سدی نے کہا کہ بنی اسرائیل میں کوئی قاضی ایسا نہ ہوتا تھا جو رشوت نہ لے جب اس سے کہا جاتا تھا کہ تم رشوت لیتے ہو تو کہتا تھا کہ یہ گناہ بخش دیا جائے گا، اس کے زمانہ میں دوسرے اس

اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ وَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا
حق اور انھوں نے اُسے پڑھا ف۳۳۰ اور بے شک پچھلا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کو ف۳۳۱ تو کیا تمہیں
تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ الَّذِیْنَ یُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیْعُ
عقل نہیں اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں ف۳۳۲ اور انھوں نے نماز قائم رکھی ہم نیکوں کا نیگ (اجر) نہیں
اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ
گنواتے اور جب ہم نے پہاڑ ان پر اٹھایا گویا وہ سائبان ہے اور سمجھے کہ وہ ان پر گر پڑے گا ف۳۳۳ تو جو
بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وَ اِذْ اَخَذَ ع ۲۱/۹/۱۱
ہم نے تمہیں دیا زور سے ف۳۳۴ اور یاد کرو جو اس میں ہے کہ کہیں تم پرہیزگار ہو اور اے محبوب
رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ
یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انھیں خود ان پر گواہ کیا

پر طعن کرتے تھے لیکن جب وہ مرجاتا یا معزول کر دیا جاتا اور وہی طعن کرنے والے اس کی جگہ حاکم و قاضی ہوتے تو وہ بھی اسی طرح رشوت لیتے۔

ف۳۳۰ لیکن باوجود اس کے انہوں نے اس کے خلاف کیا۔ توریت میں گناہ پر اصرار کرنے والے کے لئے مغفرت کا وعدہ نہ تھا تو ان کا گناہ کئے جانا، توبہ نہ کرنا اور اس پر یہ کہنا کہ ہم سے مؤاخذہ نہ ہوگا یہ اللہ پر افترا ہے۔

ف۳۳۱ جو اللہ کے عذاب سے ڈریں اور رشوت و حرام سے بچیں اور اس کی فرمانبرداری کریں۔

ف۳۳۲ اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں اور اس کے تمام احکام کو مانتے ہیں اور اس میں تغییر و تبدیل روا نہیں رکھتے۔ شانِ نُزول: یہ آیت اہلِ کتاب میں سے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ ایسے اصحاب کے حق میں نازِل ہوئی جنہوں نے پہلی کتاب کا اِتباع کیا اور اس کی تحریف نہ کی، اس کے مضامین کو نہ چھپایا اور اس کتاب کے اِتّباع کی بدولت انہیں قرآنِ پاک پر ایمان نصیب ہوا۔ (خازن و مدارک)

ف۳۳۳ جب بنی اسرائیل نے تکالیفِ شاقّہ کی وجہ سے احکامِ توریت کو قبول کرنے سے انکار کیا تو حضرت جبریل نے بحکمِ الٰہی ایک پہاڑ جس کی مقدار ان کے لشکر کے برابر ایک فرسنگ طویل، ایک فرسنگ عریض تھی اُٹھا کر سائبان کی طرح ان کے سرداروں کے قریب کر دیا اور ان سے کہا گیا کہ احکامِ توریت قبول کرو ورنہ یہ تم پر گرا دیا جائے گا۔ پہاڑ کو سروں پر دیکھ کر سب کے سب سجدے میں کر گر گئے مگر اس طرح کے بایاں رخسارہ و ابرو تو انہوں نے سجدے میں رکھ دی اور داہنی آنکھ سے پہاڑ کو دیکھتے رہے کہ کہیں گر نہ پڑے چنانچہ اب تک یہودیوں کے سجدے کی یہی شان ہے۔

معانقۃ

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ

میں تمہارا رب نہیں ف۳۳۵ سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے ف۳۳۶ کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی

هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ

خبر نہ تھی ف۳۳۷ یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے ف۳۳۸ تو کیا

بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو اہلِ باطل نے کیا ف۳۳۹ اور ہم اسی طرح آیتیں رنگ رنگ سے بیان ف۳۴۰ کرتے ہیں

وَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ

اور اس لئے کہ کہیں وہ پھر آئیں ف۳۴۱ اور اے محبوب انھیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں ف۳۴۲ تو وہ ان

ف۳۳۴ عزم و کوشش سے۔

ف۳۳۵ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذُرِّیّت نکالی اور ان سے عہد لیا۔ آیات و حدیث دونوں پر نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذُرِّیّت نکالنا اس سلسلہ کے ساتھ تھا جس طرح کہ دنیا میں ایک دوسرے سے پیدا ہوں گے اور ان کے لئے ربوبیت اور وحدانیت کے دلائل قائم فرما کر اور عقل دے کر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب فرمائی۔

ف۳۳۶ اپنے اوپر اور ہم نے تیری ربوبیت اور وحدانیت کا اقرار کیا، یہ شاہد کرنا اس لئے ہے۔

ف۳۳۷ ہمیں کوئی تنبیہ نہیں کی گئی تھی۔

ف۳۳۸ جیسا انہیں دیکھا ان کے اِتّباع و اقتداء میں ویسا ہی کرتے رہے۔

ف۳۳۹ یہ عذر کرنے کا موقع نہ رہا جب کہ ان سے عہد لے لیا گیا اور ان کے پاس رسول آئے اور انہوں نے اس عہد کو یاد دلایا اور توحید پر دلائل قائم ہوئے۔

ف۳۴۰ تا کہ بندے تدبّر و تفکّر کر کے حق و ایمان قبول کریں۔

ف۳۴۱ شرک و کُفر سے توحید و ایمان کی طرف اور نبی صاحبِ معجزات کے بتانے سے اپنے عہدِ میثاق کو یاد کریں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

ف۳۴۲ یعنی بلعم باعور جس کا واقعہ مفسّرین نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبّارین سے جنگ کا قصد کیا اور سرزمینِ شام میں نُزول فرمایا تو بلعم باعور کی قوم اس کے پاس آئی اور اس سے کہنے لگی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ کثیر لشکر ہے وہ یہاں آئے ہیں ہمیں ہمارے بلاد سے نکالیں گے اور قتل کریں گے اور بجائے ہمارے بنی اسرائیل کو اس سرزمین میں آباد کریں گے، تیرے پاس اسمِ اعظم ہے اور

مِنۡہَا فَاَتۡبَعَہُ الشَّیۡطٰنُ فَکَانَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ ﴿۱۷۵﴾ وَ لَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰہُ بِہَا

سے صاف نکل گیا ؀۳۴۳ تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اُسے اٹھا لیتے ؀۳۴۴

وَ لٰکِنَّہٗۤ اَخۡلَدَ اِلَی الۡاَرۡضِ وَ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ ۚ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الۡکَلۡبِ ۚ اِنۡ

مگر وہ تو زمین پکڑ گیا ؀۳۴۵ اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس

تَحۡمِلۡ عَلَیۡہِ یَلۡہَثۡ اَوۡ تَتۡرُکۡہُ یَلۡہَثۡ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا

پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے ؀۳۴۶ یہ حال ہے ان کا جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

تیری دعا قبول ہوتی ہے تو نکل اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر اللہ تعالیٰ انہیں یہاں سے ہٹا دے۔ بلعم باعور نے کہا تمہارا بُرا ہو حضرت مُوسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور ان کے ساتھ فرشتے ہیں اور ایمان دار لوگ ہیں، میں کیسے ان پر دعا کروں؟ میں جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ ہے اگر میں ایسا کروں تو میری دنیا وآخرت برباد ہو جائے گی مگر قوم اس سے اصرار کرتی رہی اور بہت اِلحاح وزاری کے ساتھ انہوں نے اپنا یہ سوال جاری رکھا تو بلعم باعور نے کہا کہ میں اپنے ربّ کی مرضی معلوم کرلوں اور اس کا یہی طریقہ تھا کہ جب کبھی کوئی دعا کرتا پہلے مرضی الٰہی معلوم کرلیتا اور خواب میں اس کا جواب مل جاتا چنانچہ اس مرتبہ بھی اس کو یہی جواب ملا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہیوں کے خلاف دعا نہ کرنا، اس نے قوم سے کہہ دیا کہ میں نے اپنے ربّ سے اجازت چاہی تھی مگر میرے ربّ نے ان پر دعا کرنے کی مُمانعت فرما دی تب قوم نے اس کو ہدیئے اور نذرانے دیئے جو اس نے قبول کئے اور قوم نے اپنا سوال جاری رکھا تو پھر دوسری مرتبہ بلعم باعور نے ربّ تبارک وتعالیٰ سے اجازت چاہی اس کا کچھ جواب نہ ملا، اس نے قوم سے کہہ دیا کہ مجھے اس مرتبہ کچھ جواب ہی نہ ملا قوم کے لوگ کہنے لگے کہ اگر اللہ کو منظور نہ ہوتا تو وہ پہلے کی طرح دوبارہ بھی منع فرماتا اور قوم کا اِلحاح واصرار اور بھی زیادہ ہوا حتّٰی کہ انہوں نے اس کو فتنہ میں ڈال دیا اور آخر کار وہ بددعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھا تو جو بددعا کرتا اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو اس کی قوم کی طرف پھیر دیتا تھا اور اپنی قوم کے لئے جو دعائے خیر کرتا تھا بجائے قوم کے بنی اسرائیل کا نام اس کی زبان پر آتا تھا۔ قوم نے کہا اے بلعم یہ کیا کر رہا ہے؟ بنی اسرائیل کے لئے دعا کرتا ہے ہمارے لئے بددعا، کہا یہ میرے اختیار کی بات نہیں، میری زبان میرے قبضہ میں نہیں ہے اور اس کی زبان باہر نکل پڑی تو اس نے اپنی قوم سے کہا میری دنیا وآخرت دونوں برباد ہو گئیں۔ اس آیت میں اس کا بیان ہے۔

(تفسیر الطبری، الاعراف تحت الآیۃ ۱۷۶، الحدیث ۱۵۴۳۱، ج ۶ ص ۱۲۳)

؀۳۴۳ اور ان کا اِتّباع نہ کیا۔

؀۳۴۴ اور بلند درجہ عطا فرما کر اَبرار کی منازِل میں پہنچاتے۔

بِاٰیٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَاۨ الْقَوْمُ

تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں کیا بُری کہاوت ہے اُن کی

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ

جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جان کا بُرا کرتے تھے جسے اللہ راہ دکھائے تو وہی

الْمُهْتَدِیْ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ

راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے اور بے شک ہم نے جہنم کے

كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا

لئے پیدا کیے بہت جِنّ اور آدمی وے۳۴ وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں و۳۴۸ اور وہ آنکھیں جن سے

یُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓىٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ

دیکھتے نہیں و۳۴۹ اور وہ کان جن سے سُنتے نہیں و۳۵۰ وہ چوپایوں کی طرح ہیں و۳۵۱ بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ و۳۵۲

و۳۴۵ اور دنیا کا مفتوں ہوگیا۔

و۳۴۶ یہ ایک ذلیل جانور کے ساتھ تشبیہ ہے کہ دنیا کی حرص رکھنے والا اگر اس کو نصیحت کرو تو مفید نہیں، مبتلائے حرص رہتا ہے، چھوڑ دو تو اسی حرص کا گرفتار۔ جس طرح زبان نکالنا کتّے کی لازمی طبیعت ہے ایسی ہی حرص ان کے لئے لازم ہوگئی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، باب اسماء۔۔۔۔۔الخ، ج۵، ص۹۸)

(غمز العیون البصائر، الفن الثالث، باب فائدہ لیس من الحیوان من یدخل۔۔۔۔۔الخ، ج۳، ص۲۳۹)

وے۳۴ یعنی کفّار جو آیاتِ الٰہیہ میں تدبّر سے اِعراض کرتے ہیں، ان کا کافِر ہونا اللہ کے علمِ ازلی میں ہے۔

و۳۴۸ یعنی حق سے اعراض کرکے آیاتِ الٰہیہ بھی تدبّر کرنے سے محروم ہوگئے اور یہی دل کا خاص کام تھا۔

و۳۴۹ راہِ حق وہدایت اور آیاتِ الٰہیہ اور دلائلِ توحید۔

و۳۵۰ موعظت ونصیحت کو بگوش قبول اور باوجود قلب وحواس رکھنے کے وہ امورِ دین میں ان سے نفع نہیں اٹھاتے لہٰذا۔

و۳۵۱ کہ اپنے قلب وحواس سے مَدارکِ علمیّہ ومعارفِ ربّانیّہ کا اِدراک نہیں کرتے ہیں۔ کھانے پینے کے دُنیوی کاموں میں تمام حیوانات بھی اپنے حواس سے کام لیتے ہیں، انسان بھی اتنا ہی کرتا رہا تو اس کو بہائم پر کیا فضیلت۔

و۳۵۲ کیونکہ چوپایہ بھی اپنے نفع کی طرف بڑھتا ہے اور ضرر سے بچتا اور اس سے پیچھے ہٹتا ہے اور کافِر جہنّم کی راہ پر چل کر اپنا ضَرر اختیار کرتا ہے تو اس سے بدتر ہوا۔ آدمی روحانی، شہوانی، سماوی، ارضی ہے جب اس کی روح شہوات

اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪

وہی غفلت میں پڑے ہیں اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام و۳۵۳ تو اسے اُن سے پکارو

وَ ذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآىٕهٖ ؕ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَ

اور انھیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں و۳۵۴ وہ جلد اپنا کیا پائیں گے اور ہمارے بنائے

پر غالب ہوجاتی ہے تو ملائکہ سے فائق ہوجاتا ہے اور جب شہوات روح پر غلبہ پاجاتی ہیں تو زمین کے جانوروں سے بدتر ہوجاتا ہے۔

و۳۵۳ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام جس کسی نے یاد کر لئے جنّتی ہوا۔ عُلَماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اسمائے اِلٰہیہ ننانوے میں منحصر نہیں ہیں۔ حدیث کا مقصود صرف یہ ہے کہ اتنے ناموں کے یاد کرنے سے انسان جنّتی ہوجاتا ہے۔

شانِ نُزول: ابوجہل نے کہا تھا کہ محمّد (مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعوٰی تو یہ ہے کہ وہ ایک پروردگار کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور رحمٰن دو کو کیوں پکارتے ہیں؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور اس جاہِل بے خرد کو بتایا گیا کہ معبود تو ایک ہی ہے نام اس کے بہت ہیں۔

حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی:۸۱۰ھ) اپنی تصنیف 'اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق' میں لکھتے ہیں:

پاک ہے ملک وملکوت والا، عزت وعظمت والا، وہ زندہ ہے جسے موت نہیں۔ وہ پوشیدہ رازوں، دلوں کی دھڑکنوں اور چھپے ہوئے خیالوں کی آہٹوں کو بھی جانتا ہے۔ اس نے عقلوں کو اپنی معرفت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اس سمندر میں غرق کردیا جس کی کوئی ابتداء ہے نہ انتہاء۔ وہ سوچوں کو پیغام دینے والا ہے، اس کی معرفت کی راہ میں سوچ رک گئی اور حیران ہے مگر وہ ہمیشہ سے باقی ہے۔ احساس کا جاسوس آیا تاکہ اس کی بعض صفات کو جانے لےتو تقدیر نے اسے آواز دی کہ اے حیرت زدہ! تو کہاں چل دیا، دروازے اور راستہ تو بند ہیں۔ اس کے ادراک کی طرف کوئی راہ نہیں۔ نہ ہی اس کی کوئی شبیہ و مثل ہے۔ ایسا سمندر ہے کہ وہاں سے 'جوہر' نکالنا کسی 'غوطہ خور' کے لئے ممکن نہیں۔ ایسی رات ہے کہ بہت چمکنے والا ستارہ بھی اس میں آنکھ کے لئے روشنی نہیں کرسکتا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے تمام موجودات کو بنایا، زمانے کی تدبیر فرمائی، انسان کو پیدا کیا اور پھر اسے بولنا سکھایا، قرآن کریم اتارا، ایمان وکفر اور اطاعت ونافرمانی کو مقدر کیا، وہ بھول سے پاک ہے، اسے ایک کام دوسرے سے غافل نہیں کرتا، زمانے اسے نہیں بدل سکتے، امور کا بدلنا اس پر مختلف نہیں ہوتا۔ اختیار کو مقرر فرمانے والا ہے اور قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اس کی شان سب سے بلند ہے، اور اسی کے لئے ہیں سب اچھے نام اور بلند صفات۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق)

ع ۲۲ ۱۰ ۱۲ وَمِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ۠ ﴿۱۸۱﴾ وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا

ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں ۳۵۵ اور جنھوں نے ہماری آیتیں

بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَ اُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ

جھٹلائیں جلد ہم انھیں آہستہ آہستہ ۳۵۶ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے انھیں خبر نہ ہوگی اور میں انھیں ڈھیل

كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَ لَمْ یَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا

دوں گا ۳۵۷ بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے ۳۵۸ کیا سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو جنون سے کچھ علاقہ نہیں وہ تو

نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَ لَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

صاف ڈر سنانے والے ہیں ۳۵۹ کیا انھوں نے نگاہ نہ کی آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں اور جو جو چیز اللہ

۳۵۴ اس کے ناموں میں حق و استقامت سے نکلنا کئی طرح پر ہے۔

مسائل: ایک تو یہ کہ اس کے ناموں کو کچھ بگاڑ کر غیروں پر اطلاق کرنا جیسے کہ مشرکین نے اِلٰہ کا لات اور عزیز کا عُزّٰی اور منان کا منات کر کے اپنے بُتوں کے نام رکھے تھے، یہ ناموں میں حق سے تجاوز اور ناجائز ہے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالٰی کے لئے ایسا نام مقرّر کیا جائے جو قرآن و حدیث میں نہ آیا ہو یہ بھی جائز نہیں جیسے کہ سخی یا رفیق کہنا کیونکہ اللہ تعالٰی کے اسماء توقیفیہ ہیں۔ تیسرے حسنِ ادب کی رعائیت کرنا تو فقط یا ضار، یا مانع، یا خالق القِردۃ کہنا جائز نہیں بلکہ دوسرے اسماء کے ساتھ ملا کر کہا جائے گا یا ضار، یا نافع اور یا مُعطی، یا خالقَ الخَلق۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالٰی کے لئے کوئی ایسا نام مقرّر کیا جائے جس کے معنٰی فاسد ہوں یہ بھی بہت سخت ناجائز ہے جیسے کہ لفظ رام اور پرماتما وغیرہ۔ پنجم ایسے اسماء کا اطلاق جن کے معنٰی معلوم نہیں ہیں اور یہ نہیں جانا جاسکتا کہ وہ جلالِ الٰہی کے لائق ہیں یا نہیں۔

۳۵۵ یہ گروہ حق پژوہ عُلَماء اور ہادیانِ دین کا ہے۔ اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ ہر زمانہ کے اہلِ حق کا اِجماع حُجّت ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی زمانہ حق پرستوں اور دین کے ہادیوں سے خالی نہ ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک گروہ میری اُمّت کا تا قیامت دینِ حق پر قائم رہے گا اس کو کسی کی عداوت و مخالفت ضَرر نہ پہنچا سکے گی۔

۳۵۶ یعنی تدریجی۔

۳۵۷ ان کی عمریں دراز کر کے۔

۳۵۸ اور میری گرفت سخت۔

۳۵۹ شانِ نُزول: جب نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ صفا پر چڑھ کر شب کے وقت قبیلہ قبیلہ کو پکارا اور فرمایا کہ میں تمہیں عذابِ الٰہی سے ڈرانے والا ہوں اور آپ نے انہیں اللہ کا خوف دلایا اور پیش آنے والے حوادِث کا ذکر کیا تو ان میں سے کسی نے آپ کی طرف جُنون کی نسبت کی۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور فرمایا گیا کیا انہوں نے

مِنۡ شَیۡءٍ ۙ وَّ اَنۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ اَجَلُهُمۡ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ
نے بنائی ۳۶۰ اور یہ کہ شاید اُن کا وعدہ نزدیک آ گیا ہو ۳۶۱ تو اس کے بعد اور کونسی بات پر

بَعۡدَهٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ وَ یَذَرُهُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِهِمۡ
یقین لائیں گے ۳۶۲ جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور انھیں چھوڑتا ہے کہ اپنی سرکشی

یَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾ یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرۡسٰهَا ؕ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ
میں بھٹکا کریں تم سے قیامت کو (کے بارے) پوچھتے ہیں ۳۶۳ کہ وہ کب کو ٹھہری ہے تم فرماؤ اس کا علم تو میرے

رَبِّیۡ ۚ لَا یُجَلِّیۡهَا لِوَقۡتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕۘ ثَقُلَتۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ لَا تَاۡتِیۡكُمۡ
رب کے پاس ہے اُسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا ۳۶۴ بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں تم پر نہ آئے گی

اِلَّا بَغۡتَةً ؕ یَسۡـَٔلُوۡنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنۡهَا ؕ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ
مگر اچانک تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اُسے خوب تحقیق کر رکھا ہے تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے

وقف لازم
وقف منزل

فکر و تامّل سے کام نہ لیا اور عاقبت اندیشی و دور بینی بالکل بالائے طاق رکھ دی اور یہ دیکھ کر کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اقوال و افعال میں ان کے مخالف ہیں اور دنیا اور اس کی لذّتوں سے آپ نے مُنہ پھیر لیا ہے، آخرت کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور اس کا خوف دلانے میں شب و روز مشغول ہیں۔ ان لوگوں نے آپ کی طرف جنون کی نسبت کر دی یہ ان کی غلطی ہے۔

۳۶۰ ان سب میں اس کی وحدانیت اور کمالِ حکمت وقدرت کی روشن دلیلیں ہیں۔

۳۶۱ اور وہ کُفر پر مر جائیں اور ہمیشہ کے لئے جہنّمی ہو جائیں۔ ایسے حال میں عاقل پر ضروری ہے کہ وہ سوچے سمجھے دلائل پر نظر کرے۔

۳۶۲ یعنی قرآنِ پاک کے بعد اور کوئی کتاب اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی رسُول آنے والا نہیں جس کا انتظار ہو کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔

۳۶۳ شانِ نُزول: حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودیوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتائیے کہ قیامت کب قائم ہوگی کیونکہ ہمیں اس کا وقت معلوم ہے اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔

۳۶۴ قیامت کے وقت کا بتانا رسالت کے لوازم سے نہیں ہے جیسا کہ تم نے قرار دیا اور اے یہود تم نے جو اس کا وقت جاننے کا دعوٰی کیا یہ بھی غلط ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو مخفی کیا ہے اور اس میں اس کی حکمت ہے۔

اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ نَفۡعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا
لیکن بہت لوگ جانتے نہیں ۳۶۵ تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں ۳۶۶ مگر جو
شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوۡ كُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ لَاسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَيۡرِ ۖۚ وَمَا مَسَّنِىَ معانقۃ
اللہ چاہے ۳۶۷ اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی بُرائی
السُّوۡٓءُ ۛۚ اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ ع ۲۳/۱۴
نہ پہنچی ۳۶۸ میں تو یہی ڈر ۳۶۹ اور خوشی سنانے والا ہوں انھیں جو ایمان رکھتے ہیں وہی ہے جس نے تمہیں ایک

۳۶۵ اس کے اِخفاء کی حکمت تفسیرِ روح البیان میں ہے کہ بعض مشائخ اس طرف گئے ہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلامِ الٰہی وقتِ قیامت کا علم ہے اور یہ حصر آیت کے مُنافی نہیں۔

۳۶۶ شانِ نُزول: غزوۂ بنی مُصطلق سے واپسی کے وقت راہ میں تیز ہوا چلی چوپائے بھاگے تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہوگیا اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میرا ناقہ کہاں ہے؟ عبداللہ بن اُبَیّ منافق اپنی قوم سے کہنے لگا ان کا کیسا عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی تو خبر دے رہے ہیں اور اپنا ناقہ معلوم ہی نہیں کہ کہاں ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا یہ قول بھی مخفی نہ رہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا ناقہ اس گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں اُلجھ گئی ہے چنانچہ جیسا فرمایا تھا اسی شان سے وہ ناقہ پایا گیا اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔ (تفسیر کبیر)

۳۶۷ وہ مالکِ حقیقی ہے جو کچھ ہے اس کی عطا سے ہے۔

ان جیسی تمام آیتوں میں یہ مراد ہے کہ رب تعالیٰ کے اذن کے بغیر میں کچھ نہیں کرسکتا ہر چیز میں اس کی اجازت کا حاجتمند ہوں ورنہ قرآن پاک کی دیگر آیات میں ہے:

غنی کر دیا انہیں اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔ (پ10، التوبۃ:74)

اور اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انہیں اللہ اور اس کے رسول نے دیا۔ (پ10، التوبۃ:59)

جب آپ کہتے تھے اس سے جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اسے نعمت دی کہ اپنی بیوی کو روکو۔ (پ22، الاحزاب:37)

ان آیتوں سے پتا لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غنی کرتے ہیں نعمت دیتے ہیں ان میں یہ ہی مراد ہے کہ اللہ کے حکم، اللہ کے ارادہ اور اذن سے نعمتیں بھی دیتے اور فضل بھی کرتے ہیں۔ لہٰذا دونوں قسم کی آیتوں میں تعارض نہیں۔

۳۶۸ یہ کلام براہِ ادب وتواضُع ہے۔ معنیٰ یہ ہیں کہ میں اپنی ذات سے غیب نہیں جانتا، جو جانتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع اور اس کی عطا سے۔ (خازن) حضرت مُترجم قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا بھلائی جمع کرنا اور بُرائی نہ پہنچنا اسی کے اختیار میں ہوسکتا ہے جو ذاتی قدرت رکھے اور ذاتی قدرت وہی رکھے گا جس کا علم بھی ذاتی ہو کیونکہ جس کی ایک صفت ذاتی ہے اس کے تمام صفات ذاتی، تو معنیٰ یہ ہوئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور

مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ اِلَيۡهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰٮهَا

جان سے پیدا کیا ۳۷۰ اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا ۳۷۱ کہ اس سے چین پائے ۳۷۲ پھر جب مرد اس پر چھایا

حَمَلَتۡ حَمۡلًا خَفِيۡفًا فَمَرَّتۡ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثۡقَلَتۡ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنۡ اٰتَيۡتَنَا

اسے ایک ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اسے لئے پھرا کی پھر جب بوجھل پڑی دونوں نے اپنے رب سے دعا کی ضرور اگر تو ہمیں جیسا

صَالِحًا لَّنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰٮهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ

چاہیے بچہ دے گا تو بے شک ہم شکر گزار ہوں گے پھر جب اس نے انھیں جیسا چاہیے بچہ عطا فرمایا انھوں نے اس کی عطا

فِيۡمَاۤ اٰتٰٮهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشۡرِكُوۡنَ مَا لَا يَخۡلُقُ شَيۡـًٔا

میں اس کے ساجھی (شریک) ٹھہرائے تو اللہ کو برتری ہے اُن کے شرک سے ۳۷۳ کیا اسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ

میں بھلائی جمع کر لیتا اور برائی نہ پہنچنے دیتا۔ بھلائی سے مراد راحتیں اور کامیابیاں اور دشمنوں پر غلبہ ہے اور برائیوں سے تنگی و تکلیف اور دشمنوں کا غالب آنا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بھلائی سے مراد سرکشوں کا مُطیع اور نافرمانوں کا فرمانبردار اور کافروں کا مؤمن کر لینا ہو اور بُرائی سے بدبخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا، تو حاصلِ کلام یہ ہوگا کہ اگر میں نفع وضرر کا ذاتی اختیار رکھتا تو اے منافقین وکافرین تمہیں سب کو مؤمن کر ڈالتا اور تمہاری کُفری حالت دیکھنے کی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔

۳۶۹ سنانے والا ہوں کافروں کو۔

۳۷۰ عِکرمہ کا قول ہے کہ اس آیت میں خِطاب عام ہے ہر ایک شخص کو اور معنٰی یہ ہیں کہ اللہ وہی ہے جس نے تم میں سے ہر ایک کو ایک جان سے یعنی اس کے باپ سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کی بی بی کو بنایا پھر جب وہ دونوں جمع ہوئے اور حمل ظاہر ہوا اور ان دونوں نے تندرست بچہ کی دعا کی اور ایسا بچہ ملنے پر ادائے شکر کا عہد کیا پھر اللہ تعالٰی نے انہیں ویسا ہی بچہ عنایت فرمایا۔ ان کی حالت یہ ہوئی کہ کبھی تو وہ اس بچہ کو طبائع کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسے دہریوں کا حال ہے، کبھی ستاروں کی طرف جیسا کواکب پرستوں کا طریقہ ہے، کبھی بُتوں کی طرف جیسا بُت پرستوں کا دستور ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ وہ ان کے اس شرک سے برتر ہے۔ (کبیر)

۳۷۱ یعنی اس کے باپ کی جنس سے اس کی بی بی بنائی۔

۳۷۲ مرد کا چھانا کنایہ ہے جماع کرنے سے اور ہلکا سا پیٹ رہنا ابتدائے حمل کی حالت کا بیان ہے۔

۳۷۳ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ اس آیت میں قریش کو خِطاب ہے جو قُصَیّ کی اولاد ہیں۔ ان سے فرمایا گیا کہ تمہیں ایک شخص قُصَیّ سے پیدا کیا اور اس کی بی بی اسی کی جنس سے عَرَبی قرشی کی تاکہ اس سے چین و آرام پائے پھر جب ان کی درخواست کے مطابق انہیں تندرست بچہ عنایت کیا تو انہوں نے اللہ کی اس عطا میں دوسروں کو شریک بنایا

وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾
بنائے و۳۷۴ اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں اور نہ وہ ان کو کوئی مدد پہنچا سکیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کریں و۳۷۵ اور اگر تم

وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَتَّبِعُوْكُمْؕ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ
انھیں و۳۷۶ راہ کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے نہ آئیں و۳۷۷ تم پر ایک سا ہے چاہے انھیں پکارو یا چپ رہو و۳۷۸

اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ
بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں و۳۷۹

فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ
تو انھیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں

بِهَاۤ٘ اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ٘ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ٘ اَمْ لَهُمْ
یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں یا ان کے آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے

اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَاؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ
کان ہیں جن سے سنیں و۳۸۰ تم فرماؤ کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤں چلو اور مجھے مہلت نہ دو و۳۸۱ بے شک

اور اپنے چاروں بیٹوں کا نام عبد مُناف، عبد العزّٰی، عبد قُصَی اور عبد الدار رکھا۔

و۳۷۴ یعنی بُتوں کو جنھوں نے کچھ نہیں بنایا۔

و۳۷۵ اس میں بُتوں کی بے قدری اور بُطلانِ شرک کا بیان اور مشرکین کے کمالِ جہل کا اظہار ہے اور بتایا گیا ہے کہ عبادت کا مستحق وہی ہوسکتا ہے جو عابد کو نفع پہنچانے اور اس کا ضرر دفع کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ مشرکین جن بُتوں کو پُوجتے ہیں ان کی بے قدرتی اس درجہ کی ہے کہ وہ کسی چیز کے بنانے والے نہیں، کسی چیز کے بنانے والے تو کیا ہوتے خود اپنی ذات میں دوسرے سے بے نیاز نہیں، آپ مخلوق ہیں، بنانے والے کے محتاج ہیں، اس سے بڑھ کر بے اختیاری یہ ہے کہ وہ کسی کی مدد نہیں کرسکتے اور کسی کی کیا مدد کریں خود انہیں ضرر پہنچے تو دفع نہیں کرسکتے، کوئی انہیں توڑ دے ،گرادے جو چاہے کرے وہ اس سے اپنی حفاظت نہیں کرسکتے، ایسے مجبور بے اختیار کو پُوجنا انتہا درجہ کا جہل ہے۔

و۳۷۶ یعنی بُتوں کو۔

و۳۷۷ کیونکہ وہ نہ سُن سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں۔

و۳۷۸ وہ بہر حال عاجز ہیں ایسے کو پُوجنا اور معبود بنانا بڑی بے خردی ہے۔

و۳۷۹ اور اللہ کے مملوک و مخلوق، کسی طرح پُوجنے کے قابل نہیں اس پر بھی اگر تم انہیں معبود کہتے ہو؟

وَلِیِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ٘ وَ هُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ
میرا والی اللہ ہے جس نے کتاب اُتاری و۳۸۲ اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے و۳۸۳ اور جنھیں اس

مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ
کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی مدد کریں و۳۸۴ اور اگر تم انھیں راہ کی

اِلَى الْهُدٰى لَا یَسْمَعُوْا ؕ وَ تَرٰىهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَ هُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ
طرف بلاؤ تو نہ سُنیں اور تو انھیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں و۳۸۵ اور انھیں کچھ بھی نہیں سوجھتا اے محبوب

الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ
معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو و۳۸۵ب اور اے سُننے والے اگر شیطان و۳۸۶ تجھے کوئی کونچا

و۳۸۰ یہ کچھ بھی نہیں تو پھر اپنے سے کمتر کو پُوج کر کیوں ذلیل ہوتے ہو۔

و۳۸۱ شانِ نُزول: سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بُت پرستی کی مَذمّت کی اور بُتوں کی عاجزی اور بے اختیاری کا بیان فرمایا تو مشرکین نے دھمکایا اور کہا کہ بُتوں کو بُرا کہنے والے تباہ ہوجاتے ہیں، برباد ہوجاتے ہیں، یہ بُت انہیں ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی کہ اگر بُتوں میں کچھ قدرت سمجھتے ہو تو انہیں پُکارو اور میری نقصان رسانی میں ان سے مدد لو اور تم بھی جو مکر وفریب کر سکتے ہو وہ میرے مقابلہ میں کرو اور اس میں دیر نہ کرو، مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں اور تم سب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔

و۳۸۲ اور میری طرف وحی بھیجی اور میری عزّت کی۔

و۳۸۳ اور ان کا حافِظ وناصِر ہے اس پر بھروسہ رکھنے والوں کو مشرکین وغیرہ کا کیا اندیشہ، تم اور تمہارے معبود مجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

و۳۸۴ تو میرا کیا بگاڑ سکیں گے۔

و۳۸۵ کیونکہ بُتوں کی تصویریں اس شکل کی بنائی جاتی تھیں جیسے کوئی دیکھ رہا ہے۔

و۳۸۵ب اس آیتِ مبارکہ کے نزول کے بعد حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد یہ ہے کہ جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے جوڑو اور جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کردو۔ (الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، سورۃ الاعراف، آیت ۱۹۹، ج۳، ص ۶۳۰)

و۳۸۶ کوئی وسوسہ ڈالے۔

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ نے مدنی مذاکرے میں ارشاد فرمایا؛

بُرے خیالات کو وَسْوَسَہ اور اچّھے خیالات کو اِلْہام کہتے ہیں ۔ وَسْوَسَہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے جب کہ اِلہام رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ کی طرف سے ۔اللہُ رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ نے ہر اِنسان کے دل پر ایک فِرِشتہ مقرّر کیا ہوا ہے جو اسے نیکیوں کی طرف بُلاتا ہے اسے مُلْہِم کہتے ہیں اور اس کی دعوت کو اِلْہام کہتے ہیں ۔اس کے مُقابلے میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی طرف سے دل پر ایک شیطان مُسلَّط کر دیا گیا ہے جو بُرائی کی طرف بلاتا ہے ۔اس شیطان کو وَسْوَاس کہتے ہیں اور اس کی دعوت کو وَسْوَسَہ کہتے ہیں ۔ مِرقاۃ اور اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات میں ہے کہ جُوں ہی کسی اِنسان کا بچّہ پیدا ہوتا ہے اُسی وقت اِبلیس کے ہاں بھی بچّہ پیدا ہوتا ہے جسے فارسی میں ہَمزَاد اور عَرَبی میں وَسْوَاس کہتے ہیں ۔

(مِرْاٰۃُ الْمَنَاجِیح ج ۱ ص ۸۱ تا ۸۳ مُلَخَّصًا ضیاء القرآن مرکز الاولیاء لاھور)

شیطان صرف طَہارت اور نَماز کے بارے میں ہمیں وساوِس میں مبتلا کرنے پر اِکتِفاء نہیں کرتا بلکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بارے میں بھی وَسْوَسے ڈالتا ہے ۔ تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، مَخْزنِ جُودو سخاوت پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ الْعِزَّت، مُحسنِ انسانیت عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے اس وَسْوَسہ شیطانی سے ہمیں آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: 'تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ فُلاں چیز کس نے پیدا کی؟ فُلاں کس نے؟ یہاں تک کہ وہ کہتا ہے تمہارے ربّ عَزَّ وَجَلَّ کو کس نے پیدا کیا؟ جب اس حد تک پہنچے تو 'اَعُوْذُ بِاللّٰہِ' پڑھ لو اور اس سے باز رہو۔ (صَحِیحُ الْبُخَارِی ج ۲ ص ۳۹۹ حدیث ۳۲۷۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یعنی اس کا جواب سوچنے کی کوشش بھی مت کرو ورنہ شیطان سُوال پر سُوال کرتا جائے گا۔ بس اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھ کر اسے بھگا دو۔

امام رازی علیہ رحمۃ اللہ علیہ اور شیطان

مَنْقُول ہے کہ امام فخر الدِّین رازی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کے نَزْع کا وقت جب قریب آیا تو آپ کے پاس شیطان حاضر ہوا کیونکہ اُس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اِس بندے کا ایمان سَلب ہو جائے ۔ اگر اس وقت وہ اِیمان سے پِھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹ سکے گا۔ شیطان نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ تم نے تمام عمر مُناظروں، بحثوں میں گزاری خدا عَزَّ وَجَلَّ کو بھی پہچانا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بے شک خدا عَزَّ وَجَلَّ ایک ہے ۔ شیطان بولا: اس پر کیا دلیل؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دلیل پیش کی ۔ شیطان خبیث مُعَلِّمُ الْمَلَکُوت رہ چکا ہے، اس نے وہ دلیل توڑ دی ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسری دلیل قائم کی ، اس خبیث نے وہ بھی توڑ دی ۔ یہاں تک کہ 360 دلیلیں حضرتِ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قائم کیں مگر اس لعین نے سب توڑ دیں ۔ اب امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت پریشانی میں اور نہایت مایوس ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر حضرت شیخ نجم الدّین کُبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہیں دور دراز مقام پر وُضُو فرما رہے تھے ۔ وہاں سے پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِمام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آواز دی کہ کہہ کیوں نہیں دیتے کہ میں نے خدا عَزَّ وَجَلَّ کو بے دلیل ایک مانا۔

(اَلْمَلْفُوظ حصہ ۴ ص ۳۸۹ فرید بک سٹال مرکز الاولیاء لاہور)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اس واقِعہ سے معلوم ہوا وساوِس سے نَجات اور خاتِمہ بِالْخَیر کا ایک ذریعہ کسی پیر کامل کے ہاتھ میں

الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا

دے (کسی بُرے کام پر اکسائے) تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سُنتا جانتا ہے بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب

مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَاِخْوَانُهُمْ

انھیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ۳۸۷ اور وہ جو شیطانوں

يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا

کے بھائی ہیں ۳۸۸ شیطان انھیں گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر کمی نہیں کرتے اور اے محبوب جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ

اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ

تو کہتے ہیں تم نے دل سے کیوں نہ بنائی تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے یہ

رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ

تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنا ہے اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کے لئے اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا

وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّ

کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو ۳۸۹ اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو ۳۹۰ زاری (عاجزی) اور

ہاتھ دے دینا بھی ہے کہ مُرشِد کی باطنی توجُّہ سے بھی وَسوَسہ شیطانی رَفع دَفع ہوجاتا ہے حتّٰی کہ خاتِمہ بِالْخیر نصیب ہوجاتا ہے وَرنہ شیطان لعین جان کَنی کے عالم میں وساوِس کے ہتھکنڈے اِستِعمال کر کے مسلمان کے ایمان کو برباد کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ اللہ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان کو ایمان عافیت کے ساتھ موت نصیب فرمائے۔

(مدنی مذاکرے قسط ۳)

۳۸۷ اور وہ اس وسوسے کو دور کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

۳۸۸ یعنی کُفّار۔

۳۸۹ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآنِ کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارجِ نماز، اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرف ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے باب میں ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں خطبہ سننے کے لئے گوش بر آواز ہونے اور خاموش رہنے کا حکم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے نماز و خطبہ دونوں میں بغور سُننا اور خاموش رہنا واجب ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قراءت کرتے ہیں تو نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنیٰ سمجھو۔ غرض اس آیت سے قراءت خَلْفَ الْاِمام کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کو اس کے مقابل حُجّت قرار دیا جا سکے۔ قراءت خَلْفَ الْاِمام کی تائید

دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ

ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام ف۳۹۱ اور غافلوں میں نہ ہونا بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس

الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ یَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ ع ۲۴ ۱۸ ۱۴ السجدۃ الاولٰی

ہیں ف۳۹۲ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بولتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ف۳۹۳

میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ 'لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ' مگر اس حدیث سے قرأت خلف الامام کا وجوب تو ثابت نہیں ہوتا صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز کامل نہیں ہوتی تو جب کہ حدیث قراءۃُ الامام لہ قراءۃٌ سے ثابت ہے کہ امام کا قرأت کرنا ہی مقتدی کا قرأت کرنا ہے تو جب امام نے قرأت کی اور مقتدی ساکت رہا تو اس کی قرأت حکمیہ ہوئی اس کی نماز بے قرأت کہاں رہی، یہ قرأت حکمیہ ہے تو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے سے قرآن و حدیث دونوں پر عمل ہو جاتا ہے اور قرأت کرنے سے آیت کا اِتّباع ترک ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم، ص ۱۶۷)

ف۳۹۰ اوپر کی آیت کے بعد اس آیت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف سننے والے کو خاموش رہنا اور بے آواز نکالے دل میں ذکر کرنا یعنی عظمت و جلالِ الٰہی کا استحضار لازم ہے کذا فی تفسیر ابنِ جریر۔ اس سے امام کے پیچھے بلند یا پست آواز سے قرأت کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور دل میں عظمت و جلالِ حق کا استحضار اور ذکرِ قلبی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم، ص ۱۶۹)

مسئلہ: ذکر بالجہر اور ذکر بالاِخفاء دونوں میں نُصوص وارِد ہیں، جس شخص کو جس قسم کے ذکر میں ذوق و شوقِ تام و اخلاصِ کامل مُیسّر ہو اس کے لئے وہی افضل ہے کذا فی ردّالمحتار وغیرہ۔

ف۳۹۱ شام عصر و مغرب کے درمیان کا وقت ہے ان دونوں وقتوں میں ذکر افضل ہے کیونکہ نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک اور اسی طرح نمازِ عصر کے بعد غروب تک نماز ممنوع ہے اس لئے ان وقتوں میں ذکر مُستحَب ہوا تاکہ بندے کے تمام اوقات قربت و طاعت میں مشغول رہیں۔

ف۳۹۲ یعنی ملائکہ مقرّبین۔

ف۳۹۳ یہ آیت آیاتِ سجدہ میں سے ہے ان کے پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ لازم ہو جاتا ہے۔

مُسلم شریف کی حدیث میں ہے جب آدمی آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہے اور کہتا ہے افسوس بنی آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا وہ سجدہ کر کے جنّتی ہوا اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں انکار کر کے جہنّمی ہو گیا۔

اٰیاتھا ۷۵ ۸ سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ مَدَنِیَّۃٌ ۸۸ رکوعاتھا ۱۰

سورہ انفال مدنی ہے اس میں پچھتر ۷۵ آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ف۱

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں ف۲ تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور

اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۱

رسول ہیں ف۳ تو اللہ سے ڈرو ف۴ اور اپنے آپس میں میل (صلح صفائی) رکھو اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ف۵ ان کے دل ڈر جائیں اور جب اُن پر اس کی آیتیں

اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَۚۖ ۲ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا

پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں ف۶ وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیے سے

رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَؕ ۳ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّاؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس ف۷

ف۱ یہ سورت مدنی ہے بجز سات آیتوں کے جو مکۂ مکرّمہ میں نازِل ہوئیں اور 'اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ' سے شروع ہوتی ہیں۔ اس میں پچھتّر آیتیں اور ایک ہزار پچھتّر کلمے اور پانچ ہزار اسی حرف ہیں۔

ف۲ شانِ نزول: حضرت عُبادہ بن صامِت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ہم اہلِ بدر کے حق میں نازِل ہوئی جب غنیمت کے معاملہ میں ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور بدمزگی کی نوبت آ گئی تو اللہ تعالیٰ نے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکال کر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا آپ نے وہ مال برابر تقسیم کر دیا۔

ف۳ جیسے چاہیں تقسیم فرمائیں۔

ف۴ اور باہم اختلاف نہ کرو۔

ف۵ تو اس کی عظمت وجلال سے۔

ف۶ اور اپنے تمام کاموں کو اس کے سپرد کریں۔

ف۷ بقدر ان کے اعمال کے کیونکہ مؤمنین کے احوال ان اوصاف میں متفاوت ہیں۔ اس لئے ان کے مراتب بھی جُدا گانہ ہیں۔

وَمَغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ۝٤ كَمَاۤ اَخۡرَجَكَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَيۡتِكَ بِالۡحَقِّ ۖ وَاِنَّ

اور بخشش ہے اور عزت کی روزی و۸ جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد

فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَكٰرِهُوۡنَ ۝٥ يُجَادِلُوۡنَكَ فِى الۡحَـقِّ بَعۡدَ مَا تَبَيَّنَ

کیا و۹ اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا و۱۰ سچی بات میں تم سے جھگڑتے تھے و۱۱ بعد اس کے کہ

و۸ جو ہمیشہ اکرام و تعظیم کے ساتھ بے محنت و مشقت عطا کی جائے۔

و۹ یعنی مدینہ طیّبہ سے بدر کی طرف۔

و۱۰ کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ انکی تعداد کم ہے، ہتھیار تھوڑے ہیں، دشمن کی تعداد بھی زیادہ ہے اور وہ اسلحہ وغیرہ کا بڑا سامان رکھتا ہے۔

مختصر واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان کے مُلکِ شام سے ایک قافلہ ساتھ آنے کی خبر پا کر سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ انکے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے، مکّہ مکرّمہ سے ابوجہل قریش کا ایک لشکرِ گراں لے کر قافلہ امداد کے لئے روانہ ہوا۔ ابوسفیان تو رستہ سے کترا کر مع اپنے قافلہ کے ساحلِ بحر کی راہ چل پڑے اور ابوجہل سے اس کے رفیقوں نے کہا کہ قافلہ تو بچ گیا اب مکّۂ مکرّمہ واپس چل تو اس نے انکار کر دیا اور وہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے قصد سے بدر کیطرف چل پڑا۔ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کُفّار کے دونوں گروہوں میں سے ایک پر مسلمان کو فتح مند کرے گا خواہ قافلہ ہو یا قریش کا لشکر۔ صحابہ نے اس میں موافقت کی مگر بعض کو یہ عُذر ہوا کہ ہم اس تیاری سے نہیں چلے تھے اور نہ ہماری تعداد اتنی ہے، نہ ہمارے پاس کافی سامانِ اسلحہ ہے۔ یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں گزرا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قافلہ تو ساحل کی طرف نکل گیا اور ابوجہل سامنے آ رہا ہے۔ اس پر ان لوگوں نے پھر عرض کیا یارسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم قافلے ہی کا تعاقُب کیجئے اور لشکرِ دشمن کو چھوڑ دیجئے، یہ بات ناگوارِ خاطرِ اقدس ہوئی تو حضرتِ صدیقِ اکبر و حضرتِ عمر رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر اپنے اخلاص و فرمانبرداری اور رضا جُوئی و جاں نثاری کا اظہار کیا اور بڑی قوت و استحکام کے ساتھ عرض کی کہ وہ کسی طرح مرضئ مبارک کے خلاف سُستی کرنے والے نہیں ہیں پھر اور صحابہ نے بھی عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جو امر فرمایا اس کے مطابق تشریف لے چلیں ہم ساتھ ہیں، کبھی تخلّف نہ کریں گے، ہم آپ پر ایمان لائے، ہم نے آپ کی تصدیق کی، ہم نے آپ کے اِتّباع کے عہد کئے ہمیں آپ کی اِتّباع میں سمندر کے اندر کُود جانے سے بھی عذر نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو اللہ کی برکت پر بھروسہ کرو اس نے مجھے وعدہ دیا ہے میں تمہیں بشارت دیتا ہوں، مجھے دشمنوں کے گرنے کی جگہ نظر آ رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کُفّار کے مرنے اور گرنے کی جگہ نام بنام بتا دیں اور ایک

كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ ؕ﴿۶﴾ وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ

ظاہر ہوچکی ؁۱۲ گویا وہ آنکھوں دیکھی موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں ؁۱۳ اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ

اِحْدَى الطَّآىٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ

ان دونوں گروہوں ؁۱۴ میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں (کوئی

لَكُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ ۙ﴿۷﴾ لِیُحِقَّ

نقصان نہ ہو) ؁۱۵ اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے ؁۱۶ اور کافروں کی جڑ کاٹ دے ؁۱۷ کہ سچ کو

الْحَقَّ وَ یُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ﴿۸﴾ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ

سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا ؁۱۸ پڑے بُرا مانیں مجرم جب تم اپنے رب سے فریاد

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ ﴿۹﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ

کرتے تھے ؁۱۹ تو اُس نے تمہاری سُن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزاروں فرشتوں کی قطار سے ؁۲۰ اور یہ تو اللہ

ایک کی جگہ پر نشانات لگا دیئے اور یہ معجزہ دیکھا گیا کہ ان میں سے جو مرکر گرا اسی نشان پر گرا اس سے خطا نہ کی۔

؁۱۱ اور کہتے تھے کہ ہمیں لشکرِ قریش کا حال ہی معلوم نہ تھا کہ ہم ان کے مقابلہ کی تیاری کر کے چلتے۔

؁۱۲ یہ بات کہ حضرت سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کرتے ہیں حکمِ الٰہی سے کرتے ہیں اور آپ نے اعلان فرما دیا ہے کہ مسلمانوں کو غیبی مدد پہنچے گی۔

؁۱۳ یعنی قریش سے مقابلہ انہیں ایسا مُہیب معلوم ہوتا ہے۔

؁۱۴ یعنی ابوسفیان کے قافلے اور ابوجہل کے لشکر۔

؁۱۵ یعنی ابوسفیان کا قافلہ۔

؁۱۶ دینِ حق کو غلبہ دے اس کو بلند و بالا کرے۔

؁۱۷ اور انہیں اس طرح ہلاک کرے کہ ان میں سے کوئی باقی نہ بچے۔

؁۱۸ یعنی اسلام کو ظہور و ثبات عطا فرمائے اور کُفر کو مٹائے۔

؁۱۹ شانِ نُزُول: مسلم شریف کی حدیث ہے روزِ بدر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا کہ ہزار ہیں اور آپ کے اصحاب تین سو دس سے کچھ زیادہ تو حضور قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھ پھیلا کر اپنے ربّ سے یہ دعا کرنے لگے، یا ربّ جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پورا کر، یا ربّ جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما، یا ربّ اگر تو اہلِ اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کردے گا تو زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی۔ اسی طرح حضور دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دوشِ مبارک سے چادر شریف اُتر گئی تو حضرت ابوبکر حاضر ہوئے اور چادر مبارک

اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَىٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
نے کیا مگر تمہاری خوشی کو اور اس لئے کہ تمہارے دل چین پائیں اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے ۲۱ بے شک اللہ

عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۠ ﴿۱۰﴾ اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ ع ۱۵
غالب حکمت والا ہے جب اُس نے تمہیں اُونگھ سے گھیر دیا تو اُس کی طرف سے چین (تسکین) تھی ۲۲ اور آسمان سے تم پر

السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَ لِیَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ
پانی اُتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے

دوشِ اقدس پر ڈالی اور عرض کیا یا نبی اللہ آپ کی مناجات اپنے ربّ کے ساتھ کافی ہوگئی، وہ بہت جلد اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازِل ہوئی۔ (زرقانی، ج ۲، ص ۲۷۰)

۲۰ چنانچہ اوّل ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان اس روز کافِروں کا تعاقُب کرتے تھے اور کافِر مسلمانوں کے آگے آگے بھاگتا جاتا تھا اچانک اوپر سے کوڑے کی آواز آتی تھی اور سوار کا یہ کلمہ سنا جاتا تھا 'اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ' یعنی آگے بڑھ اے حیزوم (حیزوم حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے) اور نظر آتا تھا کہ کافِر گر کر مر گیا اور اس کی ناک تلوار سے اُڑا دی گئی اور چہرہ زخمی ہوگیا۔ صحابہ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے یہ معائنے بیان کئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آسمان سوم کی مدد ہے۔ ابوجہل نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کہاں سے ضرب آتی تھی؟ مارنے والا تو ہم کو نظر نہیں آتا تھا آپ نے فرمایا فرشتوں کی طرف سے تو کہنے لگا پھر وہی تو غالب ہوئے تم تو غالب نہیں ہوئے۔

۲۱ تو بندے کو چاہئے کہ اسی پر بھروسہ کرے اور اپنے زور و قوت اور اسباب و جماعت پر ناز نہ کرے۔

۲۲ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غُنودگی اگر جنگ میں ہو تو امن ہے اور اللہ کی طرف سے ہے اور نماز میں ہو تو شیطان کی طرف سے ہے۔ جنگ میں غُنودگی کا امن ہونا اس سے ظاہر ہے کہ جسے جان کا اندیشہ ہو اسے نیند اور اونگھ نہیں آتی۔ وہ خطرے اور اِضطِراب میں رہتا ہے۔ خوفِ شدید کے وقت غُنودگی آنا حصولِ امن اور زوالِ خوف کی دلیل ہے۔ بعض مفسّرین نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو دشمنوں کی کثرت اور مسلمانوں کی قلّت سے جانوں کا خوف ہوا اور بہت زیادہ پیاس لگی تو ان پر غُنودگی ڈال دی گئی جس سے انہیں راحت حاصل ہوئی اور تکان اور پیاس رفع ہوئی اور وہ دُشمن سے جنگ کرنے پر قادِر ہوئے، یہ اُونگھ ان کے حق میں نعمت تھی اور یکبارگی سب کو آئی۔ جماعتِ کثیر کا خوفِ شدید کی حالت میں اسی طرح یکبارگی اُونگھ جانا خلافِ عادت ہے اسی لئے بعض عُلَماء نے فرمایا کہ یہ اُونگھ معجزہ کے حکم میں ہے۔ (زرقانی، ج ۲، ص ۲۷۰)

يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا
اور اس سے تمہارے قدم جمادے و۲۳ جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ
مسلمانوں کو ثابت رکھو و۲۴ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے
الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ
اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور (جوڑ) پر ضرب لگاؤ و۲۵ یہ اس لئے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی
رَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ
اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے یہ تو چکھو و۲۶ اور

و۲۳ روزِ بدر مسلمان ریگستان میں اُترے، ان کے اور ان کے جانوروں کے پاؤں ریت میں دھنسے جاتے تھے اور مشرکین ان سے پہلے لبِ آب قبضہ کر چکے تھے۔ صحابہ میں بعض حضرات کو وضو کی، بعض کو غسل کی ضرورت تھی اور پیاس کی شدّت تھی تو شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ تم گمان کرتے ہو کہ تم حق پر ہو، تم میں اللہ کے نبی ہیں اور تم اللہ والے ہو اور حال یہ ہے کہ مشرکین غالب ہو کر پانی پر پہنچ گئے تم بغیر وضو اور غسل کئے نمازیں پڑھتے ہو تو تمہیں دشمن پر فتح یاب ہونے کی کس طرح امید ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے مِینہ بھیجا جس سے جنگل سیراب ہو گیا اور مسلمانوں نے اس سے پانی پیا اور غسل کئے اور وضو کئے اور اپنی سواریوں کو پلایا اور اپنے برتنوں کو بھرا اور غبار بیٹھ گیا اور زمین اس قابل ہو گئی کہ اس پر قدم جمنے لگے اور شیطان کا وسوسہ زائل ہوا اور صحابہ کے دل خوش ہوئے اور یہ نعمت فتح وظفر حاصل ہونے کی دلیل ہوئی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، مناشدۃ الرسول ربہ النصر، ج۱، ص ۵۵۴، ملخصاً)

و۲۴ ان کی اعانت کر کے اور انہیں بشارت دے کر۔

و۲۵ ابوداؤد مازنی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے، فرماتے ہیں کہ میں مشرک کی گردن مارنے کے لئے اس کے درپے ہوا اس کا سر میری تلوار پہنچنے سے پہلے ہی کٹ کر گر گیا تو میں نے جان لیا کہ اس کو کسی اور نے قتل کیا۔ سہل بن حنیف فرماتے ہیں کہ روزِ بدر ہم میں سے کوئی تلوار سے اشارہ کرتا تھا تو اس کی تلوار پہنچنے سے پہلے ہی مشرک کا سر جسم سے جدا ہو کر گر جاتا تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یک مشت سنگریزے کُفّار پر پھینک کر مارے تو کوئی کافر ایسا نہ بچا جس کی آنکھوں میں اس میں سے کوئی پڑا نہ ہو۔ بدر کا یہ واقعہ صبح جمعہ سترہ رمضان مبارک ۲ ہجری میں پیش آیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، مناشدۃ الرسول ربہ النصر، ج۱، ص ۵۵۴، ملخصاً)

و۲۶ جو بدر میں پیش آیا اور کُفّار مقتول اور مقیّد ہوئے یہ تو عذاب دنیا ہے۔

فَذُوْقُوْهُ وَ اَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ
اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہے ۲۷ اے ایمان والو جب کافروں کے لام (لشکر) سے تمہارا مقابلہ ہو تو
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗۤ
انھیں پیٹھ نہ دو ۲۸ اور جو اس دن انھیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے
اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ
یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے
جَهَنَّمُؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ۪ وَ مَا
اور کیا بُری جگہ ہے پلٹنے کی ۲۹ تو تم نے انھیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے ۳۰ انھیں قتل کیا اور اے محبوب
رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰىۚ وَ لِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً
وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا
حَسَنًاؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۸﴾
فرمائے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے یہ ۳۱ تو لو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ کافروں کا داؤ سست کرنے والا ہے
اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُۚ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ وَ اِنْ
اے کافرو اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو یہ فیصلہ تم پر آ چکا ۳۲ اور اگر باز آؤ ۳۳ تو تمہارا بھلا ہے اور اگر تم پھر شرارت کرو تو

۲۷ آخرت میں۔

۲۸ یعنی اگر کُفّار تم سے زیادہ بھی ہوں تو ان کے مقابلہ سے نہ بھاگو۔

۲۹ یعنی مسلمانوں میں سے جو جنگ میں کُفّار کے مقابلہ سے بھاگا وہ غضبِ الٰہی میں گرفتار ہوا، اس کا ٹھکانا دوزخ ہے سوائے دو حالتوں کے، ایک تو یہ کہ لڑائی کا ہنر یا کرتب کرنے کے لئے پیچھے ہٹا ہو وہ پیٹھ دینے اور بھاگنے والا نہیں ہے، دوسرے جو اپنی جماعت میں ملنے کے لئے پیچھے ہٹا ہو وہ بھی بھاگنے والا نہیں ہے۔

۳۰ شانِ نُزول: جب مسلمان جنگِ بدر سے واپس ہوئے تو ان میں سے ایک کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا، دوسرا کہتا تھا میں نے فلاں کو قتل کیا اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اس قتل کو تم اپنے زور وقوت کی طرف نسبت نہ کرو کہ یہ درحقیقت اللہ کی امداد اور اس کی تقویت اور تائید ہے۔

۳۱ فتح ونصرت۔

۳۲ شانِ نُزول: یہ خِطاب مشرکین کو ہے جنہوں نے بدر میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کی اور ان

تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَ لَنْ تُغْنِیَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَوْ كَثُرَتْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

ہم پھر سزا دیں گے اور تمہارا جتھا تمہیں کچھ کام نہ دے گا چاہے کتنا ہی بہت ہو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ

ع ۲ ۱۶ الْمُؤْمِنِیْنَ۠ ﴿۱۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ

مسلمانوں کے ساتھ ہے اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو ۳۴ اور سن سنا کر اس سے

میں سے ابوجہل نے اپنی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ دعا کی کہ یاربّ ہم میں جو تیرے نزدیک اچھا ہو اسکی مدد کر اور جو بُرا ہوا سے مبتلائے مصیبت کر اور ایک روایت میں ہے کہ مشرکین نے مکّۂ مکرّمہ سے بدر کو چلتے وقت کعبۂ معظّمہ کے پردوں سے لپٹ کر یہ دعا کی تھی کہ یاربّ اگر محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حق پر ہوں تو ان کی مدد فرما اور اگر ہم حق پر ہوں تو ہماری مدد کر اس پر یہ آیت نازِل ہوئی کہ جو فیصلہ تم نے چاہا تھا وہ کر دیا گیا اور جو گروہ حق پر تھا اس کو فتح دی گئی، یہ تمہارا مانگا ہوا فیصلہ ہے اب آسمانی فیصلہ سے بھی جو ان کا طلب کیا ہوا تھا، اسلام کی حقانیت ثابت ہوئی۔ ابوجہل بھی اس جنگ میں ذلّت اور رسوائی کے ساتھ مارا گیا اور اس کا سر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر کیا گیا۔

۳۳ سیدِ عالَم محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عداوت اور حضور کے ساتھ جنگ کرنے سے۔

۳۴ کیونکہ رسول کی اطاعت اور اللہ کی اطاعت ایک ہی چیز ہے۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ہر امتی پر رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حق ہے کہ ہر امتی ہر حال میں آپ کے ہر حکم کی اطاعت کرے اور آپ جس بات کا حکم دے دیں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی اس کی خلاف ورزی کا تصور بھی نہ کرے کیونکہ آپ کی اطاعت اور آپ کے احکام کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا ہر امتی پر فرضِ عین ہے۔

قرآن مجید کی یہ مقدس آیات اعلان کر رہی ہیں کہ اطاعتِ رسول کے بغیر اسلام کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اور اطاعت رسول کرنے والوں ہی کے لئے ایسے ایسے بلند درجات ہیں کہ وہ حضرات انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین کے ساتھ رہیں گے۔ ہر امتی کے لئے اطاعت رسول کی کیا شان ہونی چاہیے اس کا جلوہ دیکھنا ہو تو اس روایت کو بغور پڑھیئے۔

سونے کی انگوٹھی پھینک دی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہے۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر پھینک دی اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کے انگارہ کو اپنے ہاتھ میں ڈالے؟ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تو اپنی انگوٹھی کو اٹھا لے اور (اس کو بیچ کر) اس سے نفع اٹھا۔ تو اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا تو اب میں اس انگوٹھی کو کبھی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ (اور وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا)

وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا
نہ پھرو اور ان جیسے نہ ہونا جنھوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے ۳۵

یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا
بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے

یَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَ لَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا
گونگے ہیں جن کو عقل نہیں ۳۶ اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی ۳۷ جانتا تو انھیں سنا دیتا اور اگر ۳۸ سنا دیتا جب بھی انجام

وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا
کار منہ پھیر کر پلٹ جاتے ۳۹ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو ۴۰ جب رسول تمہیں

مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الخاتم، الحدیث: ۴۳۸۵، ج ۲، ص ۱۲۳

۳۵ کیونکہ جو سن کر فائدہ نہ اُٹھائے اور نصیحت پذیر نہ ہو اس کا سُننا سُننا ہی نہیں ہے۔ یہ منافقین و مشرکین کا حال ہے مسلمانوں کو اس سے دور رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

۳۶ نہ وہ حق سنتے ہیں، نہ حق بولتے ہیں، نہ حق کو سمجھتے ہیں۔ کان اور زبان و عقل سے فائدہ نہیں اُٹھاتے، جانوروں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ یہ دیدہ و دانستہ بہرے گونگے بنتے اور عقل سے دشمنی کرتے ہیں۔

شانِ نُزول: یہ آیت بنی عبدالدار بن قُصَیّ کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ جو کچھ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہم اس سے بہرے گونگے اندھے ہیں۔ یہ سب لوگ جنگِ اُحد میں مقتول ہوئے اور ان میں سے صرف دو شخص ایمان لائے مصعب بن عمیر اور سویبط بن حرملہ۔

۳۷ یعنی صدق و رغبت۔

۳۸ بحالتِ موجودہ یہ جانتے ہوئے کہ ان میں صدقِ رغبت نہیں ہے۔

۳۹ اپنے عِناد اور حق سے دشمنی کے باعث۔

۴۰ کیونکہ رسول کا بلانا اللہ ہی کا بلانا ہے۔

بخاری شریف میں سعید بن معلّٰی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا مجھے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر میں نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔ ایسا ہی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب نماز پڑھتے تھے حضور نے انہیں پکارا، انہوں نے جلدی نماز تمام کر کے سلام عرض کیا، حضور نے فرمایا تمہیں جواب دینے سے کیا بات مانع ہوئی، عرض کیا حضور میں نماز

دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ

اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی ف۴۱ اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے

وَ اَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ

اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہر گز تم میں خاص ظالموں کو ہی نہ پہنچے گا ف۴۲

خَآصَّةً ۚ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ

اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اور یاد کرو ف۴۳ جب تم

میں تھا۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے قرآنِ پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو عرض کیا بے شک آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ماجاء فی فاتحۃ الکتاب، الحدیث: ۴۴۷۴، ج ۳، ص ۱۶۳

ف۴۱ اس چیز سے یا ایمان مراد ہے کیونکہ کافر مردہ ہوتا ہے، ایمان سے اس کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ قتادہ نے کہا کہ وہ چیز قرآن ہے کیونکہ اس سے دلوں کی زندگی ہے اور اس میں نَجات ہے اور عصمتِ دارین ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ چیز جہاد ہے کیونکہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ ذلّت کے بعد عزّت عطا فرماتا ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ وہ شہادت ہے اس لئے شہداء اپنے ربّ کے نزدیک زندہ ہیں۔

ف۴۲ بلکہ اگر تم اس سے نہ ڈرے اور اس کے اسباب یعنی ممنوعات کو ترک نہ کیا اور وہ فتنہ نازِل ہوا تو یہ نہ ہوگا کہ اس میں خاص ظالم اور بدکار ہی مبتلا ہوں بلکہ وہ نیک اور بد سب کو پہنچ جائے گا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے درمیان ممنوعات نہ ہونے دیں یعنی اپنے مقدور تک برائیوں کو روکیں اور گناہ کرنے والوں کو گناہ سے منع کریں اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو عذاب ان سب کو عام ہوگا، خطا کار اور غیر خطا کار سب کو پہنچے گا۔ حدیث شریف میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخصوص لوگوں کے عمل پر عذابِ عام نہیں کرتا جب تک کہ عام طور پر لوگ ایسا نہ کریں کہ ممنوعات کو اپنے درمیان ہوتا دیکھتے رہیں اور اس کے روکنے اور منع کرنے پر قادِر ہوں باوجود اس کے نہ روکیں نہ منع کریں جب ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عذاب میں عام و خاص سب کو مبتلا کرتا ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم میں سرگرمِ معاصی ہو اور وہ لوگ باوجود قدرت کے اس کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم نہی عنِ المنکر ترک کرتی ہے اور لوگوں کو گناہوں سے نہیں روکتی وہ اپنے اس ترکِ فرض کی شامت میں مبتلائے عذاب ہوتی ہے۔

ف۴۳ اے مؤمنین مہاجرین ابتدائے اسلام میں ہجرت کرنے سے پہلے مکّۂ مکرّمہ میں۔

مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ

تھوڑے تھے ملک میں دبے ہوئے ۴۴ ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں ۴۵ جگہ

وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۲۶ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

دی اور اپنی مدد سے زور دیا اور ستھری چیزیں تمہیں روزی دیں ۴۶ کہ کہیں تم احسان مانو اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۷

اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو ۴۷ اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ

۴۴ قریش تم پر غالب تھے اور تم۔

۴۵ مدینہ طیّبہ میں۔

۴۶ یعنی اموالِ غنیمت جو تم سے پہلے کسی اُمت کے لئے حلال نہیں کئے گئے تھے۔

۴۷ فرائض کا چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ سے خیانت کرنا ہے اور سنّت کا ترک کرنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ شانِ نُزول: یہ آیت ابولبابہ ہارون بن عبدالمنذر انصاری کے حق میں نازِل ہوئی۔ واقعہ یہ تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودِ بنی قُریظہ کا دو ہفتے سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ فرمایا، وہ اس محاصرہ سے تنگ آ گئے اور ان کے دل خائف ہو گئے تو ان سے ان کے سردار کعب بن اسد نے یہ کہا کہ اب تین شکلیں ہیں یا تو اس شخص یعنی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو اور ان کی بیعت کر لو کیونکہ قسم بخدا وہ نبیٔ مُرسَل ہیں یہ ظاہر ہو چکا اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے، ان پر ایمان لے آئے تو جان مال اہل و اولاد سب محفوظ رہیں گے مگر اس بات کو قوم نے نہ مانا تو کعب نے دوسری شکل پیش کی اور کہا کہ تم اگر اسے نہیں مانتے تو آؤ پہلے ہم اپنے بی بی بچوں کو قتل کر دیں پھر تلواریں کھینچ کر محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کے مقابل آئیں کہ اگر ہم اس مقابلہ میں ہلاک بھی ہو جائیں تو ہمارے ساتھ اپنے اہل و اولاد کا غم تو نہ رہے، اس پر قوم نے کہا کہ اہل و اولاد کے بعد جینا ہی کس کام کا تو کعب نے کہا یہ بھی منظور نہیں ہے تو سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کی درخواست کرو شاید اس میں کوئی بہتری کی صورت نکلے تو انہوں نے حضور سے صلح کی درخواست کی لیکن حضور نے منظور نہ فرمایا سوائے اس کے کہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کے فیصلہ کو منظور کریں، اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیجئے کیونکہ ابولبابہ سے ان کے تعلقات تھے اور ابولبابہ کا مال اور ان کی اولاد اور ان کے عیال سب بنی قُریظہ کے پاس تھے، حضور نے ابولبابہ کو بھیج دیا۔ بنی قُریظہ نے ان سے رائے دریافت کی کہ کیا ہم سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کر لیں کہ جو کچھ وہ ہمارے حق میں فیصلہ دیں وہ ہمیں قبول ہو۔ ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ یہ تو گلے کٹوانے کی بات ہے، ابولبابہ کہتے ہیں کہ میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے تھے کہ میرے دل میں یہ بات جم گئی کہ مجھ

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾ ع ۳

خیانت اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے ۴۸ اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ۴۹

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ

اے ایمان والو اگر اللہ سے ڈرو گے ۵۰ تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کرلو اور تمہاری برائیاں

وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۹﴾ وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

اُتار دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے

لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ

کہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال دیں ۵۱ اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ

سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت واقع ہوئی، یہ سوچ کر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تو نہ آئے سیدھے مسجد شریف پہنچے اور مسجد شریف کے ایک سُتون سے اپنے آپ کو بندھوالیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ نہ کچھ کھائیں گے نہ پئیں گے یہاں تک کہ مَرجائیں یا اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے۔ وقتاً فوقتاً ان کی بی بی آ کر انہیں نمازوں کے لئے اور انسانی حاجتوں کے لئے کھول دیا کرتی تھیں اور پھر باندھ دیئے جاتے تھے۔ حضور کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ ابولبابہ میرے پاس آتے تو میں ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے یہ کیا ہے تو میں انہیں نہ کھولوں گا جب تک اللہ ان کی توبہ قبول نہ کرے۔ وہ سات روز بندھے رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ بے ہوش ہوکر گر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی، صحابہ نے انہیں توبہ قبول ہونے کی بشارت دی تو انہوں نے کہا میں خدا کی قسم نہ کُھلوں گا جب تک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے خود نہ کھولیں۔ حضرت نے انہیں اپنے دستِ مبارک سے کھول دیا، ابولبابہ نے کہا میری توبہ اس وقت پوری ہوگی جب میں اپنی قوم کی بستی چھوڑ دوں جس میں مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی اور میں اپنے کُل مال کو اپنے مِلک سے نکال دوں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہائی مال کا صدقہ کرنا کافی ہے، ان کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی۔

۴۸ کہ آخرت کے کاموں میں سدِ راہ ہوتا ہے۔

۴۹ تو عاقل کو چاہئے کہ اسی کا طلب گار رہے اور مال و اولاد کے سبب سے اس سے محروم نہ ہو۔

۵۰ اس طرح کہ گناہ ترک کرو اور طاعت بجالاؤ۔

۵۱ اس میں اس واقعہ کا بیان ہے جو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر فرمایا کہ کُفّارِ قریش دارالندوہ (کمیٹی گھر) میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور ابلیسِ لعین ایک بُڈھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخِ نجد ہوں، مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا مجھ سے تم کچھ نہ

چھپانا، میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا، انہوں نے اس کو شامل کرلیا اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی، ابوالبختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کردو اور مضبوط بندشوں سے باندھ دو، دروازہ بند کردو، صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں۔ اس پر شیطانِ لعین جو شیخِ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور کہا نہایت ناقص رائے ہے، یہ خبر مشہور ہوگی اور ان کے اصحاب آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے۔ لوگوں نے کہا شیخِ نجدی ٹھیک کہتا ہے پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان کو (یعنی محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) اونٹ پر سوار کرکے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں۔ ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا جس شخص نے تمہارے ہوش اُڑا دیئے اور تمہارے دانشمندوں کو حیران بنادیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو، تم نے اس کی شیریں کلامی، سیف زبانی، دل کشی نہیں دیکھی ہے اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کرکے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔ اہلِ مجمع نے کہا شیخِ نجدی کی رائے ٹھیک ہے اس پر ابوجہل کھڑا ہوا اور اس نے یہ رائے دی کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دی جائیں، وہ سب یکبارگی حضرت پر حملہ آور ہو کر قتل کردیں تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبائل سے نہ لڑ سکیں گے۔ غایت یہ ہے کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا۔ ابلیسِ لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابوجہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہوگیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گزارش کیا اور عرض کیا کہ حضور اپنی خواب گاہ میں شب کو نہ رہیں، اللہ تعالیٰ نے اِذن دیا ہے مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں۔ حضور نے علی مرتضٰی کو شب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری چادر شریف اوڑھو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی اور حضور دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک مشتِ خاک دستِ مبارک میں لی اور آیت ' اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا ' پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری، سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی، سب اندھے ہوگئے اور حضور کو نہ دیکھ سکے اور حضور مع ابوبکر صدیق کے غارِ ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی مرتضٰی کو لوگوں کو امانتیں پہنچانے کے لئے مکّۂ مکرّمہ میں چھوڑا۔ مشرکین رات بھر سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سرائے کا پہرہ دیتے رہے، صبح کو جب قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی ہیں، ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دریافت کیا گیا کہ کہاں ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لئے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور اس غار میں تین روز ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔) السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص۱۹۱۔ ۱۹۳)

الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ
کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر اور جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو کہتے ہیں ہاں ہم نے سنا ہم چاہتے تو ایسی ہم
هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ
بھی کہہ دیتے یہ تو نہیں مگر اگلوں کے قصے ۵۲ اور جب بولے ۵۳ کہ اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری
الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ
طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی درد ناک عذاب
اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ
ہم پر لا اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو ۵۴ اور اللہ انہیں عذاب

۵۱ ب ان تمام آیتوں میں جہاں مکر یا خداع کا فاعل کفار ہیں۔ اس سے مراد دھوکا فریب ہے اور جہاں اس کا فاعل رب تعالیٰ ہے وہاں مراد یا تو مکر کی سزا ہے یا خفیہ تدبیر۔ (علم القرآن ص ۱۳۷)

۵۲ شانِ نُزول: یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازِل ہوئی جس نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآنِ پاک سُن کر کہا تھا کہ ہم چاہتے تو ہم بھی ایسی ہی کتاب کہہ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ مقولہ نقل کیا کہ اس میں ان کی کمال بے شرمی و بے حیائی ہے کہ قرآنِ پاک کی تحدّی فرمانے اور فُصَحائے عرب کو قرآنِ کریم کے مثل ایک سورۃ بنا لانے کی دعوتیں دینے اور ان سب کے عاجز و درماندہ رہ جانے کے بعد یہ کلمہ کہنا اور ایسا اِدّعائے باطل کرنا نہایت ذلیل حرکت ہے۔

۵۳ کُفّار اور ان میں یہ کہنے والا یا نضر بن حارث تھا یا ابوجہل جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے۔

۵۴ کیونکہ رحمۃ لِلعالمین بنا کر بھیجے گئے ہو اور سنّتِ الٰہیہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں اس کے نبی موجود ہوں ان پر عام بربادی کا عذاب نہیں بھیجتا جس سے سب کے سب ہلاک ہوجائیں اور کوئی نہ بچے۔ ایک جماعت مفسّرین کا قول ہے کہ یہ آیت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت نازِل ہوئی جب آپ مکّۂ مکرّمہ میں مقیم تھے پھر جب آپ نے ہجرت فرمائی اور کچھ مسلمان رہ گئے جو استِغفار کیا کرتے تھے تو 'وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ' نازِل ہوا جس میں بتایا گیا کہ جب تک استِغفار کرنے والے ایماندار موجود ہیں اس وقت تک بھی عذاب نہ آئے گا پھر جب وہ حضرات بھی مدینہ طیّبہ کو روانہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فتحِ مکّہ کا اذن دیا اور یہ عذابِ مَوعود آ گیا جس کی نسبت اس آیت میں فرمایا 'وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ' محمد بن اسحاق نے کہا کہ 'مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ' بھی کُفّار کا مقولہ ہے جو ان سے حکایۃً نقل کیا گیا، اللہ عزوجل نے ان کی جہالت کا ذکر فرمایا کہ اس قدر احمق ہیں، آپ ہی تو یہ کہتے ہیں کہ یاربّ اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر نازِل کر اور آپ ہی یہ کہتے ہیں کہ یا محمد (صلی اللہ

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ
کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں ۵۵ اور انھیں کیا ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ کرے وہ تو
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ
مسجد حرام سے روک رہے ہیں ۵۶ اور وہ اس کے اہل نہیں ۵۷ اس کے اولیاء تو پرہیز گار ہی
اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً
ہیں مگر ان میں اکثر کو علم نہیں اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی ۵۸
وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
تو اب عذاب چکھو ۵۹ بدلہ اپنے کفر کا بے شک کافر اپنے مال خرچ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ
کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں ۶۰ تو اب انھیں خرچ کریں گے پھر وہ ان پر پچھتاوا ہوں گے ۶۱

علیہ وآلہ وسلم) جب تک آپ ہیں عذاب نازِل نہ ہوگا کیونکہ کوئی اُمّت اپنے نبی کی موجودگی میں ہلاک نہیں کی جاتی، کس قدر مُعارِض اقوال ہیں۔

۵۵ اس آیت سے ثابت ہوا کہ استغفار عذاب سے امن میں رہنے کا ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت کے لئے دو امانیں اتاریں۔ ایک میرا ان میں تشریف فرما ہونا، ایک ان کا استغفار کرنا۔

۵۶ اور مؤمنین کو طوافِ کعبہ کے لئے نہیں آنے دیتے جیسا کہ واقعۂ حُدیبیہ کے سال سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو روکا۔

۵۷ ایمان لانے سے۔

۵۸ یعنی نماز کی جگہ سیٹی اور تالی بجاتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قریش ننگے ہو کر خانۂ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور یہ فعل ان کا یا تو اس اعتقادِ باطل سے تھا کہ سیٹی اور تالی بجانا عبادت ہے اور یا اس شرارت سے کہ ان کے اس شور سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں پریشانی ہو۔

۵۹ قتل و قید کا بدر میں۔

۶۰ یعنی لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے سے مانع ہوں۔

شانِ نُزول: یہ آیت کُفّار میں سے ان بارہ قریشیوں کے حق میں نازِل ہوئی جنہوں نے لشکرِ کُفّار کا کھانا اپنے ذمّہ لیا تھا اور ہر ایک ان میں سے لشکر کو کھانا دیتا تھا ہر روز دس اونٹ۔

عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۬ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ۙ

پھر مغلوب کر دیے جائیں گے اور کافروں کا حشر جہنم کی طرف ہو گا

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ يَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ

اس لئے کہ اللہ گندے کو ستھرے سے جدا فرما دے ف۶۲ اور نجاستوں کو تلے

فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ؒ قُلْ لِّلَّذِيْنَ ع ۴ / ۹ / ۱۸

اوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دے وہی نقصان پانے والے ہیں ف۶۳ تم کافروں

كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَ اِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ

سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا ف۶۴ اور اگر پھر وہی کریں تو اگلوں کا دستور گزر

سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ

چکا ہے ف۶۵ اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد ف۶۶ باقی نہ رہے اور

لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے اگر پھر وہ باز رہیں تو اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے اور اگر وہ پھریں ف۶۷ تو جان لو کہ

اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

اللہ تمہارا مولیٰ ہے ف۶۸ تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار

ف۶۱ کہ مال بھی گیا اور کام بھی نہ بنا۔

ف۶۲ یعنی گروہِ کفّار کو گروہِ مؤمنین سے ممتاز کر دے۔

ف۶۳ کہ دنیا و آخرت کے ٹوٹے میں رہے اور اپنے مال خرچ کر کے عذابِ آخرت مول لیا۔

ف۶۴ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر جب کفر سے باز آئے اور اسلام لائے تو اس کا پہلا کفر اور معاصی معاف ہو جاتے ہیں۔

ف۶۵ کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے اور اپنے انبیاء اور اولیاء کی مدد فرماتا ہے۔

ف۶۶ یعنی شرک۔

ف۶۷ ایمان لانے سے۔

ف۶۸ تم اس کی مدد پر بھروسہ رکھو۔

الجزء ۱۰

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو ف۶۹ تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول و (رسول کے) قرابت والوں اور یتیموں اور

الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰی

محتاجوں اور مسافروں کا ہے ف۷۰ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس پر جو (احکام غنیمت) ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ

پر فیصلہ کے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں ف۷۱ اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے جب تم نالے کے (اس) اس کنارے تھے

اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَ لَوْ

ف۷۲ اور کافر پرلے (دوسرے) کنارے اور قافلہ ف۷۳ تم سے ترائی میں ف۷۴ (کفار سے قریب تھا) اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ

ف۶۹ خواہ قلیل یا کثیر۔ غنیمت وہ مال ہے جو مسلمانوں کو کُفّار سے جنگ میں بطریقِ قہر و غلبہ حاصل ہو۔

(الدرالمختار، کتاب الجہاد، باب المغنم وقسمتہ، ج۶ ص۲۱۸، وغیرہ)

مسئلہ: مالِ غنیمت پانچ حصوں پر تقسیم کیا جائے اس میں سے چار حصے غانمین کے۔

(الدرالمختار، کتاب الجہاد، باب المغنم وقسمتہ، ج۶ ص۲۱۸، وغیرہ)

ف۷۰ مسئلہ: غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے ایک حصہ جو کُل مال کا پچیسواں حصہ ہوا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہلِ قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں اور مسکینوں، مسافروں کے لئے۔

الدرالمختار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج۶ ص۲۳۷

مسئلہ: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضور اور آپ کے اہلِ قرابت کے حصے بھی یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو ملیں گے اور پانچواں حصہ انہیں تین پر تقسیم ہو جائے گا۔ یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا۔

الدرالمختار، کتاب الجہاد، فصل فی کیفیۃ القسمۃ، ج۶ ص۲۳۷

ف۷۱ اس دن سے روزِ بدر مراد ہے اور دونوں فوجوں سے مسلمانوں اور کافِروں کی فوجیں اور یہ واقعہ سترہ یا انیس رمضان کو پیش آیا۔ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی اور مشرکین ہزار کے قریب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہزیمت دی ان میں سے ستّر سے زیادہ مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے۔

ف۷۲ جو مدینہ طیّبہ کی طرف ہے۔

ف۷۳ قریش کا جس میں ابوسفیان وغیرہ تھے۔

ف۷۴ تین میل کے فاصلہ پر ساحل کی طرف۔

تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ ۙ وَ لٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬

کرتے (جنت کا منصوبہ بناتے) تو (کفار کا جنگی سامان) ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے ف۵ لیکن یہ اس لئے کہ اللہ پورا کرے جو کام

لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّ یَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ

ہونا ہے ف۶ کہ جو ہلاک ہو دلیل سے (حق دیکھنے کے باوجود) ہلاک ہووے ف۷ اور جو جیے دلیل سے جیے ف۸ (اسلام کی حقانیت

لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ ۙ اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَ لَوْ اَرٰىكَهُمْ

دیکھ کر ایمان لائے) اور بے شک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے جبکہ اے محبوب اللہ تمہیں کافروں کو تمہاری خواب میں (ہمت بڑھانے کو)

كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ لَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ

تھوڑا دکھاتا تھا ف۹ اور اے مسلمانو! اگر وہ تمہیں بہت کر کے دکھاتا تو ضرور تم بزدلی کرتے اور (بدر کے) معاملہ میں جھگڑا ڈالتے ف۱۰

ف۵ یعنی اگر تم اور وہ باہم جنگ کا کوئی وقت مُعیّن کرتے پھر تمہیں اپنی قلت و بے سامانی اور ان کی کثرت و سامان کا حال معلوم ہوتا تو ضرور تم ہیبت و اندیشہ سے میعاد میں اختلاف کرتے۔

ف۶ یعنی اسلام اور مسلمین کی نصرت اور دین کا اعزاز اور دشمنانِ دین کی ہلاکت اس لئے تمہیں اس نے بے میعاد ہی جمع کر دیا۔

ف۷ یعنی حُجّتِ ظاہرہ قائم ہونے اور عبرت کا معائنہ کر لینے کے بعد۔

ف۸ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ ہلاک سے کُفر، حیات سے ایمان مراد ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جو کوئی کافِر ہو اس کو چاہئے کہ پہلے حُجّت قائم کرے اور ایسے ہی جو ایمان لائے وہ یقین کے ساتھ ایمان لائے اور حُجّت و برہان سے جان لے کہ یہ دین حق ہے اور بدر کا واقعہ آیاتِ واضحہ میں سے ہے اس کے بعد جس نے کُفر اختیار کیا وہ مکابر ہے، اپنے نفس کو مغالطہ دیتا ہے۔

ف۹ یہ اللہ تعالٰی کی نعمت تھی کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کُفّار کی تعداد تھوڑی دکھائی گئی اور آپ نے اپنا یہ خواب اصحاب سے بیان کیا اس سے ان کی ہمتیں بڑھیں اور اپنے ضعف و کمزوری کا اندیشہ نہ رہا اور انہیں دشمن پر جرأت پیدا ہوئی اور قلب قوی ہوئے۔ انبیاء کا خواب حق ہوتا ہے آپ کو کُفّار دکھائے گئے تھے اور ایسے کُفّار جو دنیا سے بے ایمان جائیں اور کُفر ہی پر ان کا خاتمہ ہو وہ تھوڑے ہی تھے کیونکہ جو لشکر مقابل آیا تھا اس میں کثیر لوگ وہ تھے جنہیں اپنی زندگی میں ایمان نصیب ہوا اور خواب میں قِلّت کی تعبیر ضعف سے ہے چنانچہ اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو غالب فرما کر کُفّار کا ضعف ظاہر کر دیا۔

ف۱۰ اور ثبات و فرار میں متردّد رہتے۔

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَ اِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا

(بحث کرتے) مگر اللہ نے بچالیا ۸۱ بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور جب لڑتے وقت ۸۲ تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے

وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

۸۳ اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا ۸۴ کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے ۸۵ (یعنی اسلام کا غلبہ) اور اللہ کی طرف سب

الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ ۷ ع ۱

کاموں کی رجوع ہے اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو ۸۶

كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ ج وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا

کہ تم مراد (کامیابی) کو پہونچو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری

۸۱ تم کو بُزدلی اور تردُّد اور باہمی اختلاف سے۔

۸۲ اے مسلمانو۔

۸۳ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ہماری نگاہوں میں اتنے کم جچے کہ میں نے اپنے برابر والے ایک شخص سے کہا کہ تمہارے گمان میں کافِر ستّر ہوں گے اس نے کہا کہ میرے خیال میں سو ہیں اور تھے ہزار۔

۸۴ یہاں تک کہ ابوجہل نے کہا کہ انہیں رسیّوں میں باندھ لو گویا کہ وہ مسلمانوں کی جماعت کو اتنا قلیل دیکھ رہا تھا مقابلہ کرنے اور جنگ آزما ہونے کے لائق بھی خیال نہیں کرتا تھا اور مشرکین کو مسلمانوں کی تعداد تھوڑی دکھانے میں یہ حکمت تھی کہ مشرکین مقابلہ پر جم جائیں، بھاگ نہ پڑیں اور یہ بات ابتداء میں تھی، مقابلہ ہونے کے بعد انہیں مسلمان بہت زیادہ نظر آنے لگے۔

۸۵ یعنی اسلام کا غلبہ اور مسلمانوں کی نصرت اور شرک کا ابطال اور مشرکین کی ذلّت اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے کا اظہار کہ جو فرمایا تھا وہ ہوا کہ جماعتِ قلیلہ لشکرِ گراں پر فتح یاب ہوئی۔

۸۶ اس سے مدد چاہو اور کُفّار پر غالب ہونے کی دعائیں کرو۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو ہر حال میں لازم ہے کہ وہ اپنے قلب و زبان کو ذکرِ الٰہی میں مشغول رکھے اور کسی سختی و پریشانی میں بھی اس سے غافل نہ ہو۔

حضرتِ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا: 'کیا میں تمہارے اعمال میں سے ان اعمال کی خبر نہ دوں کہ جو اعمال میں سے سب سے بہتر، تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ، درجات کے لحاظ سے بلند و بالا اور خرچ کے اعتبار سے زر و مال سے بھی بہتر ہیں؟ اور اس سے بھی کہ تم کسی دشمن کا سامنا کرو اور پھر وہ تمہاری گردنیں کاٹ دیں اور تم ان کی گردنیں کاٹ دو؟' انہوں نے عرض کی: 'یارسول

وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا

بندھی ہوئی ہوا (کفار کے دل سے تمہاری ہیبت) جاتی رہے گی ۸۷ اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے ۸۸ اور ان

كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

(کفار) جیسے نہ ہونا جو اپنے گھروں سے نکلے اتراتے (تکبر کرتے) اور لوگوں کے دکھانے کو اور اللہ کی راہ سے روکتے ۸۹

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور خبر دیجئے؟' فرمایا: 'اللہ عزوجل کا ذکر کرنا۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب فضل الذکر، رقم ۳۳۸۷، ج ۵، ص ۲۴۵)

۸۷ اس آیت سے معلوم ہوا کہ باہمی تنازع ضعف و کمزوری اور بے وقاری کا سبب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باہمی تنازع سے محفوظ رہنے کی تدبیر خدا اور رسول کی فرماں برداری اور دین کا اِتّباع ہے۔

۸۸ ان کا معین و مددگار۔

مُصیبت پر صبر کی حکمت

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک نبی علیہ السّلام نے اپنے پروردگار عَزَّ وَجَلَّ کے دربار میں عرض کی: اے میرے ربُّ العزّت! مومن بندہ تیری اطاعت کرتا اور تیری معصیّت (نافرمانی) سے بچتا ہے (لیکن) تُو اِس سے دنیا لپیٹ لیتا اور اس کو آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔ اور کافر تیری اطاعت نہیں کرتا بلکہ تجھ پر اور تیری مَعصیّت (نافرمانی) پر جُرأت کرتا ہے لیکن تُو اس سے مصیبت کو دُور رکھتا اور اُس کیلئے دنیا کُشادَہ کر دیتا ہے (آخر اس میں کیا حکمت ہے؟) اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ان کی طرف وَحی فرمائی: بندے بھی میرے ہیں اور مصیبت بھی میرے اختیار میں ہے اور سب میری حَمد کے ساتھ میری تسبیح کرتے ہیں۔ مومِن کے ذِمّہ گناہ ہوتے ہیں تو میں اس سے دنیا کو دُور کر کے اس کو آزمائش میں ڈالتا ہوں تو یہ (آزمائش و مصیبت) اس کے گناہوں کا کفّارہ بن جاتی ہے حتّٰی کہ وہ مجھ سے ملاقات کریگا تو میں اسے نیکیوں کا بدلہ دُوں گا اور کافِر کی (دُنیوی اعتبار سے) کچھ نیکیاں ہوتی ہیں تو میں اُس کیلئے رِزْق کُشادَہ کرتا اور مصیبت کو اُس سے دُور رکھتا ہوں تو یوں اُس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیتا ہوں حتّٰی کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کریگا تو میں اُس کے گناہوں کی اس کو سزا دوں گا۔ (اِحیاء العلوم ج 4 ص 162)

۸۹ شانِ نُزُول: یہ آیت کُفّارِ قریش کے حق میں نازِل ہوئی جو بدر میں بہت اتراتے اور تکبّر کرتے آئے تھے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی یاربّ یہ قریش آگئے تکبّر و غُرور میں سرشار اور جنگ کے لئے تیار، تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔ یاربّ اب وہ مدد عنایت ہو جس کا تو نے وعدہ کیا تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب ابوسفیان نے دیکھا کہ قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں رہا تو انہوں نے قریش کے پاس پیام بھیجا کہ تم قافلہ کی مدد کے لئے آئے تھے اب اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا واپس جاؤ۔ اس پر ابوجہل نے کہا کہ خدا کی قسم ہم واپس نہ ہوں گے یہاں تک کہ ہم بدر میں اُتریں، تین روز قیام کریں، اونٹ ذَبح کریں، بہت سے کھانے پکائیں، شرابیں پئیں،

اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ

اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں اور جب کہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام (کفر و گناہ) بھلے کر دکھائے ف۹۰

لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ

اور بولا (اے کافرو) آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے

نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ

الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں ف۹۱ میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا ف۹۲

اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ ع اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ ع ۲

میں اللہ سے ڈرتا ہوں ف۹۳ اور اللہ کا عذاب سخت جب کہتے تھے منافق ف۹۴ اور وہ جن کے

کنیزوں کا گانا بجانا سنیں، عرب میں ہماری شہرت ہو اور ہماری ہیبت ہمیشہ باقی رہے لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا جب وہ بدر میں پہنچے تو جامِ شراب کی جگہ انہیں ساغرِ موت پینا پڑا اور کنیزوں کی ساز و نوا کی جگہ رونے والیاں انہیں روئیں۔ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو حکم فرماتا ہے کہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور سمجھ لیں کہ فخر و ریا اور غرور و تکبّر کا انجام خراب ہے، بندے کو اخلاص اور اطاعتِ خدا اور رسول چاہئے۔

ف۹۰ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت اور مسلمانوں کی مخالفت میں جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس پر ان کی تعریفیں کیں اور انہیں خبیث اعمال پر قائم رہنے کی رغبت دلائی اور جب قریش نے بدر میں جانے پر اتفاق کر لیا تو انہیں یاد آیا کہ ان کے اور قبیلۂ بنی بکر کے درمیان عداوت ہے ممکن تھا کہ وہ یہ خیال کر کے واپسی کا قصد کرتے، یہ شیطان کو منظور نہ تھا اس لئے اس نے یہ فریب کیا کہ وہ سراقہ بن مالک بن جعشم بنی کنانہ کے سردار کی صورت میں نمودار ہوا اور ایک لشکر اور ایک جھنڈا ساتھ لے کر مشرکین سے آملا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تمہارا ذمہ دار ہوں، آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں جب مسلمانوں اور کافروں کے دونوں لشکر صف آرا ہوئے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مشتِ خاک مشرکین کے مُنہ پر ماری اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حضرت جبریل، ابلیسِ لعین کی طرف بڑھے جو سراقہ کی شکل میں حارث بن ہشام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا وہ ہاتھ چھٹا کر مع اپنے گروہ کے بھاگا۔ حارث پکارتا رہ گیا سراقہ سراقہ تم تو ہمارے ضامن ہوئے تھے کہاں جاتے ہو، کہنے لگا مجھے وہ نظر آتا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتا۔ اس آیت میں اس واقعہ کا بیان ہے۔

ف۹۱ اور امن کی جو ذمہ داری لی تھی اس سے سبک دوش ہوتا ہوں۔ اس پر حارث بن ہشام نے کہا کہ ہم تیرے بھروسہ پر آئے تھے اس حالت میں ہمیں رسوا کرے گا، کہنے لگا۔

ف۹۲ یعنی لشکرِ ملائکہ۔

قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيۡنُهُمۡ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ
دلوں میں آزار ہے ۹۵ کہ یہ مسلمان اپنے دین پر مغرور (گھمنڈ کا شکار) ہیں ۹۶ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے ۹۷ تو بے
عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝۴۹ وَلَوۡ تَرٰۤى اِذۡ يَتَوَفَّى الَّذِيۡنَ كَفَرُوا ۙ الۡمَلٰٓئِكَةُ يَضۡرِبُوۡنَ
شک اللہ ۹۸ غالب حکمت والا ہے اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں مار رہے ہیں
وُجُوۡهَهُمۡ وَ اَدۡبَارَهُمۡ ۚ وَ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ۝۵۰ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ
ان کے منہ پر اور ان کی پیٹھ پر ۹۹ اور چکھو آگ کا عذاب یہ ۱۰۰ بدلہ ہے اس (کفر) کا جو تمہارے ہاتھوں
اَيۡدِيۡكُمۡ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ۝۵۱ ۙ كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ
نے آگے بھیجا ۱۰۱ اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۱۰۲ جیسے فرعون والوں اور ان سے

۹۳ کہیں وہ مجھے ہلاک نہ کردے۔ جب کُفّار کو ہزیمت ہوئی اور وہ شکست کھا کر مکّۂ مکرّمہ پہنچے تو انہوں نے یہ مشہور کیا کہ ہماری شکست و ہزیمت کا باعث سراقہ ہوا، سراقہ کو یہ خبر پہنچی تو اسے حیرت ہوئی اور اس نے کہا یہ لوگ کیا کہتے ہیں نہ مجھے ان کے آنے کی خبر، نہ جانے کی، ہزیمت ہوگئی جب میں نے سنا ہے تو قریش نے کہا کہ تو فلاں فلاں روز ہمارے پاس آیا تھا اس نے قسم کھائی کہ یہ غلط ہے تب انہیں معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا۔

۹۴ مدینہ کے۔

۹۵ یہ مکّۂ مکرّمہ کے کچھ لوگ تھے جنہوں نے کلمۂ اسلام تو پڑھ لیا تھا مگر ابھی تک ان کے دلوں میں شک وتردُّد باقی تھا۔ جب کُفّارِ قریش سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کے لئے نکلے یہ بھی ان کے ساتھ بدر میں پہنچے، وہاں جاکر مسلمانوں کو قلیل دیکھا تو شک اور بڑھا اور مُرتد ہوگئے اور کہنے لگے۔

۹۶ کہ باوجود اپنی ایسی قلیل تعداد کے ایسے لشکرِ گراں کے مقابل ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۹۷ اور اپنا کام اس کے سپرد کردے اور اس کے فضل و احسان پر مطمئن ہو۔

۹۸ اس کا حافظ و ناصر ہے۔

۹۹ لوہے کے گُرز جو آگ میں لال کئے ہوئے ہیں اور ان سے جو زخم لگتا ہے اس میں آگ پڑتی ہے اور سوزش ہوتی ہے، ان سے مار کر فرشتے کافروں سے کہتے ہیں۔

۱۰۰ مصیبتیں اور عذاب۔

۱۰۱ یعنی جو تم نے کسب کیا کُفر اور عصیان۔

۱۰۲ کسی پر بے جرم عذاب نہیں کرتا اور کافِر پر عذاب کرنا عدل ہے۔

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ
اگلوں (پہلوں) کا دستور و۱۰۳ (طریقہ) وہ اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے تو اللہ نے انھیں ان کے گناہوں پر پکڑا بے شک اللہ

شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَكُ مُغَیِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى
قوت والا سخت عذاب والا ہے یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم سے جو نعمت انھیں دی تھی بدلتا نہیں جب تک وہ خود نہ

یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ
بدل جائیں و۱۰۴ (ناشکری کریں) اور بے شک اللہ سنتا جانتا ہے جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں (پہلوں)

وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ
کا دستور (طریقہ) انھوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں تو ہم نے اُن کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ہم نے

فِرْعَوْنَ ۚ وَ كُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ
فرعون والوں کو ڈبو دیا و۱۰۵ اور وہ سب ظالم تھے بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ (یہودی) ہیں

كَفَرُوْا فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ۖۚ اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ
جنھوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں و۱۰۶

و۱۰۳ یعنی ان کافروں کی عادت کُفر و سرکشی میں فرعونی اور ان سے پہلوں کی مثل ہے تو جس طرح وہ ہلاک کئے گئے یہ بھی روزِ بدر قتل و قید میں مبتلا کئے گئے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس طرح فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام کی نبوّت کو یہ یقین جان کر ان کی تکذیب کی یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو جان پہچان کر تکذیب کرتے ہیں۔

و۱۰۴ اور زیادہ بدتر حال میں مبتلا نہ ہوں جیسے کہ اللہ تعالٰی نے کُفّارِ مکّہ کو روزی دے کر بھوک کی تکلیف رفع کی، امن دے کر خوف سے نجات دی اور ان کی طرف اپنے حبیب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث کیا۔ انہوں نے ان نعمتوں پر شکر تو نہ کیا بجائے اس کے یہ سرکشی کی کہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی تکذیب کی، ان کی خوں ریزی کے درپے ہوئے اور لوگوں کو راہِ حق سے روکا۔ سدی نے کہا کہ اللہ کی نعمت حضرت سیدِ انبیاء محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

و۱۰۵ ایسے ہی یہ کُفّارِ قریش ہیں جنہیں بدر میں ہلاک کیا گیا۔

و۱۰۶ شانِ نزول: 'اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبّ' اور اس کے بعد کی آیتیں بنی قُریظہ کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئیں جن کا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد تھا کہ وہ آپ سے نہ لڑیں گے، نہ آپ کے دشمنوں کی مدد کریں گے،

فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ

اور ڈرتے نہیں وے۱۰۷ تو اگر تم انھیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انھیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پس ماندوں (پیچھے آنے والوں) کو

خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ

بھگاؤ وے۱۰۸ اس امید پر کہ شاید انھیں عبرت ہو وے۱۰۹ اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو وے۱۱۰ تو ان کا عہد ان کی طرف

عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ع ۳ ۲

پھینک دو برابری پر وے۱۱۱ بے شک دغا والے اللہ کو پسند نہیں اور ہرگز کافر اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ وہ وے۱۱۲ ہاتھ (قبضہ)

سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ

سے نکل گئے بے شک وہ عاجز نہیں کرتے وے۱۱۳ (کرسکتے) اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے وے۱۱۴ اور جتنے گھوڑے

انہوں نے عہد توڑا اور مشرکینِ مکّہ نے جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کی تو انھوں نے ہتھیاروں سے ان کی مدد کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معذرت کی کہ ہم بھول گئے تھے اور ہم سے قصور ہوا پھر دوبارہ عہد کیا اور اس کو بھی توڑا۔ اللہ تعالٰی نے انہیں سب جانوروں سے بدتر بتایا کیونکہ کُفّار سب جانوروں سے بدتر ہیں اور باوجود کُفر کے عہد شکن بھی ہوں تو اور بھی خراب۔

وے۱۰۷ خدا سے نہ عہد شکنی کے خراب نتیجے سے اور نہ اس سے شرماتے ہیں باوجود یہ کہ عہد شکنی ہر عاقل کے نزدیک شرمناک جرم ہے اور عہد شکنی کرنے والا سب کے نزدیک بے اعتبار ہوجاتا ہے۔ جب اس کی بے غیرتی اس درجہ پہنچ گئی تو یقیناً وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔

وے۱۰۸ اور ان کی ہمتیں توڑ دو اور ان کی جماعتیں منتشر کردو۔

وے۱۰۹ اور وہ پند پذیر ہوں۔

وے۱۱۰ اور ایسے آثار و قرائن پائے جائیں جن سے ثابت ہو کہ وہ عذر کریں گے اور عہد پر قائم نہ رہیں گے۔

وے۱۱۱ یعنی انہیں اس عہد کی مخالفت کرنے سے پہلے آگاہ کردو کہ تمہاری بدعہدی کے قرائن پائے گئے لہذا وہ عہد قابلِ اعتبار نہ رہا اس کی پابندی نہ کی جائے گی۔

وے۱۱۲ جنگِ بدر سے بھاگ کر قتل و قید سے بچ گئے اور مسلمانوں کے۔

وے۱۱۳ اپنے گرفتار کرنے والے کو۔ اس کے بعد مسلمانوں کو خِطاب ہوتا ہے۔

وے۱۱۴ خواہ وہ ہتھیار ہوں یا قلعے یا تیر اندازی۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں قوت کے معنٰی رمی یعنی تیر اندازی بتائے۔

رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا
باندھ سکو (چھاؤنیاں تیار رکھو) کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں و۱۱۵ اور ان کے سوا
تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ
کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے و۱۱۶ اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں (اس کا بدلہ) پورا دیا
اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى
جائے گا و۱۱۷ اور کسی طرح گھاٹے (نقصان) میں نہیں رہو گے اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں (صلح چاہیں) تو تم بھی جھکو
اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۱﴾ وَ اِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ
و۱۱۸ اور اللہ پر بھروسہ رکھو بے شک وہی ہے سنتا جانتا اور اگر وہ تمہیں فریب دیا (دھوکہ دینا) چاہیں و۱۱۹ تو بے شک اللہ تمہیں

و۱۱۵ یعنی کُفّار اہلِ مکّہ ہوں یا دوسرے۔

و۱۱۶ ابنِ زید کا قول ہے کہ یہاں اوروں سے منافقین مراد ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ کافِر جن۔

و۱۱۷ اس کی جزا وافر ملے گی۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، 'جس نے اللہ عزوجل پر ایمان اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے گھوڑے کو اللہ عزوجل کی راہ میں وقف کر دیا تو اس کا چارا، پانی، لید اور پیشاب قیامت کے دن نیکیاں بنا کر اسکی میزان میں ڈال دی جائیں گی۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من احتبس فرسا، رقم ۲۸۵۳، ج ۲، ص ۲۶۹)

حضرتِ سیدتنا اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ 'گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی پوشیدہ ہے لہذا جو انہیں راہِ خدا عزوجل میں تیار کرنے کے لئے باندھے اور اللہ عزوجل کی راہ میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے ان پر خرچ کرے تو ان گھوڑوں کے شکم سیر ہونے، ان کے سیراب ہونے، ان کی لید اور پیشاب کو قیامت کے دن اس کے میزان میں نیکیاں بنا کر ڈال دیا جائے گا اور جو اسے دکھاوے اور غرور وتکبر کی وجہ سے باندھے تو اس کا چارا، پانی، اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن اس کے میزان میں خسارہ کا سبب ہوں گے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، من حدیث اسماء ابنۃ یزید رضی اللہ عنہا، رقم ۲۷۶۴۵، ج ۱۰، ص ۴۳۶)

و۱۱۸ ان سے صلح قبول کر لو۔

و۱۱۹ صلح کا اظہار مکر کے لئے کریں۔

اللّٰہُ ؕ ھُوَ الَّذِیۡۤ اَیَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۲﴾ وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ لَوۡ
کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا (قوت دی) اپنی مدد کا مسلمانوں کا اور ان (مسلمانوں) کے دلوں میں میل (ملاپ) کر دیا
اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ
ف۱۲۰ اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے ف۱۲۱ لیکن اللہ نے ان کے دل
بَیۡنَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۶۳﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ
ملا دیئے بے شک وہی ہے غالب حکمت والا اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے
الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۴﴾ ع یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلَی الۡقِتَالِ ؕ اِنۡ یَّكُنۡ ع ۸/۴
مسلمان تمہارے پیرو ہوئے ف۱۲۲ اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم

ف۱۲۰ جیسا کہ قبیلۂ اوس وخزرج میں مَحبت والفت پیدا کردی باوجود یہ کہ ان میں سو برس سے زیادہ کی عداوتیں تھیں اور بڑی بڑی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں، یہ مَحض اللہ کا کرم ہے۔

ف۱۲۱ یعنی ان کی باہمی عداوت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ انہیں ملا دینے کے لئے تمام سامان بے کار ہو چکے تھے اور کوئی صورت باقی نہ رہی تھی، ذرا ذرا سی بات میں بگڑ جاتے اور صدیوں تک جنگ باقی رہتی، کسی طرح دو دل نہ مل سکتے جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور عرب لوگ آپ پر ایمان لائے اور انہوں نے آپ کا اِتّباع کیا تو یہ حالت بدل گئی اور دلوں سے دیرینہ عداوتیں اور کینے دور ہوئے اور ایمانی مَحبّتیں پیدا ہوئیں ۔ یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روشن معجزہ ہے۔

حضورنبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: 'تم میں سے وہ شخص مجلس میں میرے زیادہ قریب ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، جو اپنے پہلوؤں کو جھکا دیتے ہوں اور دوسروں سے محبت کرتے ہیں اور دوسرے ان سے محبت کرتے ہیں۔

(مکارم الاٗخلاق للطبرانی مع مکارم الاٗخلاق لابن ابی الدنیا، باب ما جاء فی حسن الخلق، الحدیث ۶، ص ۳۱۴)

نبیٔ مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: 'مؤمن محبت کرنے والا ہوتا ہے اور اس سے محبت کی جاتی ہے اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو دوسروں سے محبت نہیں کرتا اور نہ اس سے محبت کی جاتی ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی مالک سھل بن الساعدی، الحدیث ۲۲۹۰۳، ج ۸، ص ۴۳۵، بتغیرٍ)

ف۱۲۲ شانِ نُزول: سعید بن جبیر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں نازِل ہوئی۔ ایمان سے صرف تینتیس مرد اور چھ عورتیں مشرّف ہو چکے تھے

مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا

میں کے بیس (مسلمان) صبر والے ہوں گے دوسو (کفار) پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں کے سو ہوں تو کافروں کے ہزار

اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ

پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے و۱۲۳ (دنیا کی خاطر لڑتے ہیں) اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرمائی (حکم آسان

عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ

فرمایا) اور اسے علم ہے کہ تم کمزور ہو تو گر تم میں سو (مسلمان) صبر والے ہوں دوسو (کفار) پر غالب آئیں گے اور اگر تم

اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے

تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ اس قول کی بنا پر یہ آیت مکّی ہے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مدنی سورت میں لکھی گئی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں قبلِ قتال نازِل ہوئی اس تقدیر پر آیت مدنی ہے اور مؤمنین سے یہاں ایک قول میں انصار، ایک میں تمام مہاجرین و انصار مراد ہیں۔

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیہِ رَحمۃُ الرَّحمٰن ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں فرماتے ہیں:

: حضرت عمر فاروق اَعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایمان لائے جب کُل مرد و عورت ۳۹ مسلمان تھے۔ آپ چالیسویں مسلمان ہیں، اسی واسطے آپ کا نام 'مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِیْن' ہے یعنی چالیس مسلمانوں کے پورا کرنے والے۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

کُفّار نے جب سنا تو کہا آج ہم اور مسلمان آدھوں آدھ ہوگئے۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو خوشخبری ہو کہ آج آسمانوں پر عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اسلام لانے پر شادی رچائی گئی (یعنی جشن منایا گیا) ہے (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضائل اصحاب رسول، فضل عمر، الحدیث ۱۰۳، ج ۱، ص ۷۶)

و۱۲۳ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ اور بشارت ہے کہ مسلمانوں کی جماعت صابر رہے تو بمددِ الٰہی دس گنے کافروں پر غالب رہے گی کیونکہ کُفّار جاہل ہیں اور ان کی غرض جنگ سے نہ حصولِ ثواب ہے، نہ خوفِ عذاب، جانوروں کی طرح لڑتے بھڑتے ہیں تو وہ للّٰہیّت کے ساتھ لڑنے والوں کے مقابل کیا ٹھہر سکیں گے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازِل ہوئی تو مسلمانوں پر فرض کردیا گیا کہ مسلمانوں کا ایک، دس کے مقابلہ سے نہ بھاگے پھر آیت 'اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ' نازِل ہوئی تو یہ لازم کیا گیا کہ ایک سو، دوسو ۲۰۰ کے مقابل قائم رہیں یعنی دس گنے

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ
کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے ف۱۲۴ تم لوگ دنیا کا مال
عَرَضَ الدُّنْيَا ۖۗ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۷ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ
چاہتے ہو ف۱۲۵ اور اللہ آخرت چاہتا ہے ف۱۲۶ اور اللہ غالب حکمت والا ہے اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا ف۱۲۷
اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۶۸ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ
(کہ اللہ مواخذہ نہ فرمائیگا) تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال (فدیہ) لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا تو کھاؤ جو

سے مقابلہ کی فرضیت منسوخ ہوئی اور دوگنے کے مقابلہ سے بھاگنا ممنوع رکھا گیا۔

ف۱۲۴ اور قتلِ کُفّار میں مبالغہ کرکے کُفر کی ذلّت اور اسلام کی شوکت کا اظہار نہ کرے۔

شانِ نُزول: مسلم شریف وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ جنگِ بدر میں ستّر کافِر قید کرکے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں لائے گئے حضور نے ان کے متعلق صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم و قبیلے کے لوگ ہیں میری رائے میں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس سے مسلمانوں کو قوت بھی پہنچے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام نصیب کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی آپ کو مکّۂ مکرّمہ میں نہ رہنے دیا یہ کُفر کے سردار اور سرپرست ہیں ان کی گردنیں اُڑائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فدیہ سے غنی کیا ہے علی مرتضٰی کو عقیل پر اور حضرت حمزہ کو عباس پر اور مجھے میرے قرابتی پر مقرر کیجئے کہ ان کی گردنیں ماردیں آخر کار فدیہ ہی لینے کی رائے قرار پائی اور جب فدیہ لیا گیا تو یہ آیت نازِل ہوئی۔

ف۱۲۵ یہ خطاب مؤمنین کو ہے اور مال سے فدیہ مراد ہے۔

ف۱۲۶ یعنی تمہارے لئے آخرت کا ثواب جو قتلِ کفّار و اعزازِ اسلام پر مرتب ہے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ حکم بدر میں تھا جبکہ مسلمان تھوڑے تھے پھر جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور وہ فضلِ الٰہی سے قوی ہوئے تو قیدیوں کے حق میں نازِل ہوئی ''فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً'' اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مؤمنین کو اختیار دیا کہ چاہے کافِروں کو قتل کریں چاہے انہیں غلام بنائیں چاہے فدیہ لیں چاہے آزاد کریں۔ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا فی کس تھا جس کے سولہ سو درہم ہوئے۔

ف۱۲۷ یہ کہ اجتہاد پر عمل کرنے والے سے مواخذہ نہ فرمائے گا اور یہاں صحابہ نے اجتہاد ہی کیا تھا اور انکی فکر میں یہی بات آئی تھی کہ کافِروں کو زندہ چھوڑ دینے میں ان کے اسلام لانے کی امید ہے اور فدیہ لینے میں دین کو تقویت ہوتی ہے اور اس پر نظر نہیں کی گئی کہ قتل میں عزت اسلام اور تہدیدِ کُفّار ہے۔

مسئلہ: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس دینی معاملہ میں صحابہ کی رائے دریافت فرمانا مشروعیتِ اجتہاد کی دلیل ہے

ع ۵ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ

غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ ۱۲۸ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے غیب کی خبریں بتانے والے

لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا

(نبی) جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ ۱۲۹ اگر اللہ نے تمہارے دل میں بھلائی جانی ۱۳۰ تو

یا 'کِتَابٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ' سے وہ مراد ہے جو اس نے لوحِ محفوظ میں لکھا کہ اہلِ بدر پر عذاب نہ کیا جائے گا۔

۱۲۸ جب اوپر کی آیت نازِل ہوئی تو اصحابِ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فدیئے لئے تھے ان سے ہاتھ روک لئے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور بیان فرمایا گیا کہ تمھاری غنیمتیں حلال کی گئیں انھیں کھاؤ۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے غنیمتیں حلال کیں ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ کی گئی تھیں۔

۱۲۹ شانِ نُزول: یہ آیت حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازِل ہوئی ہے جو سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہیں، یہ کُفّارِ قریش کے ان دس سرداروں میں سے تھے جنہوں نے جنگِ بدر میں لشکرِ کُفّار کے کھانے کی ذمہ داری لی تھی اور یہ اس خرچ کے لئے بیس اوقیہ سونا ساتھ لے کر چلے تھے (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) لیکن ان کے ذمے جس دن کھلانا تجویز ہوا تھا خاص اسی روز جنگ کا واقعہ پیش آیا اور قتال میں کھانے کھلانے کی فرصت ومہلت نہ ملی تو یہ بیس اوقیہ سونا ان کے پاس بچ رہا جب وہ گرفتار ہوئے اور یہ سونا ان سے لے لیا گیا تو انہوں نے درخواست کی کہ یہ سونا ان کے فدیہ میں محسوب کرلیا جائے مگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرمایا۔ ارشاد کیا جو چیز ہماری مخالفت میں صرف کرنے کے لئے لائے تھے وہ نہ چھوڑی جائے گی اور حضرت عباس پر ان کے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے فدیئے کا بار بھی ڈالا گیا تو حضرت عباس نے عرض کیا یا محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مجھے اس حال میں چھوڑو گے کہ میں باقی عمر قریش سے مانگ مانگ کر بسر کیا کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ سونا کہاں ہے جس کو تمہارے مکّۂ مکرّمہ سے چلتے وقت تمہاری بی بی ام الفضل نے دفن کیا ہے اور تم ان سے کہہ کر آئے ہو کہ خبر نہیں ہے مجھے کیا حادثہ پیش آئے اگر میں جنگ میں کام آجاؤں تو یہ تیرا ہے اور عبداللہ اور عبیداللہ کا اور فضل اور قثم کا (سب انکے بیٹے تھے) حضرت عباس نے عرض کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے ربّ نے خبردار کیا ہے اس پر حضرت عباس نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ سچے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اس کے بندے اور رسول ہیں میرے اس راز پر اللہ کے سوا کوئی مطّلع نہ تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجوں عقیل ونوفل کو حکم دیا وہ بھی اسلام لائے۔

۱۳۰ خلوصِ ایمان اور صحتِ نیّت سے۔

مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾ وَ اِنْ

جو تم سے لیا گیا ف۱۳۱ اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۳۲ اور اے

يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ

محبوب اگر وہ ف۱۳۳ تم سے دغا چاہیں گے ف۱۳۴ تو اس سے پہلے اللہ ہی کی خیانت کر چکے ہیں جس پر اس نے اتنے تمہارے

وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا

قابو میں دے دیے ف۱۳۵ (مسلمان کو ان پر غلبہ دیا) اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے ف۱۳۶

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ

گھر بار چھوڑے (ہجرت کی) اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے ف۱۳۷ اور وہ جنھوں نے (مہاجرین کو) جگہ دی اور

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ

مدد کی ف۱۳۸ وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں ف۱۳۹ (میراث پائیں گے) اور وہ جو ایمان لائے ف۱۴۰ اور ہجرت نہ کی تمہیں ان کا

ف۱۳۱ یعنی فدیہ۔

ف۱۳۲ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بحرین کا مال آیا جس کی مقدار اسّی ہزار تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ ظہر کے لئے وضو کیا اور نماز سے پہلے پہلے کُل کا کُل تقسیم کر دیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس میں سے لے لو تو جتنا ان سے اٹھ سکا اتنا انہوں نے لے لیا وہ فرماتے تھے کہ یہ اس سے بہتر ہے کہ جو اللہ نے مجھ سے لیا اور میں اس کی مغفرت کی امید رکھتا ہوں اور ان کے تموّل کا یہ حال ہوا کہ ان کے بیس غلام تھے سب کے سب تاجر اور ان میں سب سے کم سرمایہ جس کا تھا اس کا بیس ہزار کا تھا۔

ف۱۳۳ وہ قیدی۔

ف۱۳۴ تمہاری بیعت سے پھر کر اور کُفر اختیار کر کے۔

ف۱۳۵ جیسا کہ وہ بدر میں دیکھ چکے ہیں کہ قتل ہوئے، گرفتار ہوئے، آئندہ بھی اگر ان کے اطوار وہی رہے تو انہیں اسی کا امیدوار رہنا چاہئے۔

ف۱۳۶ اور اسی کے رسول کی مَحبت میں انہوں نے اپنے۔

ف۱۳۷ یہ مہاجرینِ اوّلین ہیں۔

ف۱۳۸ مسلمانوں کی اور انہیں اپنے مکانوں میں ٹھہرایا یہ انصار ہیں۔ ان مہاجرین اور انصار دونوں کے لئے ارشاد ہوتا ہے۔

ف۱۳۹ مہاجر انصار کے اور انصار مہاجر کے۔ یہ وراثت آیت 'وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ' سے

شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى

ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے مگر ایسی

قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

قوم پر (مدد نہ کرو جن سے) کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور کافر آپس میں

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ؕ

ایک دوسرے کے وارث ہیں ف۱۴۱ ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہو گا ف۱۴۲

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا

اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنھوں (مسلمان مہاجرین کو) نے جگہ دی اور

اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ف۱۴۳ اور جو بعد کو ایمان لائے

مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ مِنْكُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ

اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں ف۱۴۴ اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک

منسوخ ہوگئی۔

ف۱۴۰ اور مکۂ مکرّمہ ہی میں مقیم رہے۔

ف۱۴۱ ان کے اور مؤمنین کے درمیان وراثت نہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو کفّار کی موالات و موارثت سے منع کیا گیا اور ان سے جدا رہنے کا حکم دیا گیا اور مسلمانوں پر باہم میل جول رکھنا لازم کیا گیا۔

ف۱۴۲ یعنی اگر مسلمانوں میں باہم تعاون و تناصر نہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو کر ایک قوت نہ بن جائیں تو کفّار قوی ہوں گے اور مسلمان ضعیف اور یہ بڑا فتنہ و فساد ہے۔

ف۱۴۳ پہلی آیت میں مہاجرین و انصار کے باہمی تعلقات اور ان میں سے ہر ایک کے دوسرے کے معین و ناصر ہونے کا بیان تھا۔ اس آیت میں ان دونوں کے ایمان کی تصدیق اور ان کے مَورِدِ رحمتِ الٰہی ہونے کا ذکر ہے۔

ف۱۴۴ اور تمہارے ہی حکم میں ہیں اے مہاجرین و انصار۔ مہاجرین کے کئی طبقے ہیں ایک وہ ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ مدینۂ طیّبہ کو ہجرت کی انہیں مہاجرینِ اوّلین کہتے ہیں۔ کچھ وہ حضرات ہیں جنہوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینۂ طیّبہ کی طرف انہیں اصحابُ الہجرتین کہتے ہیں۔ بعض حضرات وہ ہیں جنہوں نے صلح حُدیبیہ کے بعد فتحِ مکّہ سے قبل ہجرت کی یہ اصحابِ ہجرتِ ثانیہ کہلاتے ہیں۔ پہلی آیت میں مہاجرینِ اوّلین کا ذکر ہے اور اس

بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۷۵﴾ ع

ہیں اللہ کی کتاب (قرآن) میں و۱۴۵ (اب رشتہ دار میراث پائیں گے) بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے

آیاتها ۱۲۹ ۹ سُوۡرَةُ التَّوۡبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳ رکوعاتها ۱۶

و۱ سورۂ توبہ مدینہ میں نازل ہوئی ہے اس میں ایک سو انتیس آیات اور سولہ رکوع ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖۤ اِلَى الَّذِيۡنَ عٰهَدْتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ؕ﴿۱﴾ فَسِيۡحُوۡا

بیزاری کا حکم سناتا ہے (اعلان ہے) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ (مشرکین) قائم نہ

فِى الۡاَرۡضِ اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ وَّاعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ غَيۡرُ مُعۡجِزِى اللّٰهِ‌ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ

رہے و۲ تو چار مہینے (آزادی سے) زمین پر چلو پھرو (پھر فیصلہ ہے قتل یا اسلام) اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے و۳ اور

آیت میں اصحابِ ہجرتِ ثانیہ کا۔

و۱۴۵ اس آیت سے توارُث بالہجرت منسوخ کیا گیا اور ذوِی الارحام کی وراثت ثابت ہوئی۔

و۱ سورہ توبہ مدنیہ ہے مگر اِس کے اخیر کی آیتیں لقد جاء کم رسول سے آخر تک ان کو بعض علماء مکی کہتے ہیں اس سورت میں سولہ رکوع ایک سو انتیس آیتیں چار ہزار اٹھتر کلمے دس ہزار چار سو اٹھاسی حرف ہیں اس سورت کے دس نام ہیں ان میں سے توبہ اور برات دو نام مشہور ہیں اس سورت کے اول بسم اللہ نہیں لکھی گئی اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جبرءیل علیہ السلام اس سورت کے ساتھ بسم اللہ لے کر نازل ہی نہیں ہوءے تھے اور نبی کریم نے بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں فرمایا حضرت علی المرتضی سے مروی ھے کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورت تلوار کے ساتھ امن اٹھا دینے کے لئے نازل ہوئ بخاری نے حضرت برا سے روایت کیا کہ قرآن کریم کی سورتوں میں سب سے آخر یہی سورت نازل ہوئ۔

حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمتِ بے پایاں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "غور تو کرو کہ سورہ توبہ میں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نہیں لکھی گئی اِسی طرح ذَبح کے وَقت پوری بسم اللہ نہیں پڑھتے بلکہ یوں کہتے ہیں بسم اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکبر، اِس میں کیا حکمت ہے؟ حکمت یہ ہے کہ سورہ توبہ میں اوّل سے آخر تک جہاد اور قِتال کا ذِکر ہے اور یہ کافروں پر قَہر ہے، اِسی طرح ذَبح میں جانور کی جان لی جاتی ہے یہ بھی جبر وقَہر کا وَقت ہوتا ہے اس موقع پر رَحمت کا ذِکر نہ کرو۔ سبحٰن اللہ عَزَّوَجَلَّ تو جو شخص پوری بسم اللہ شریف (یعنی بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ) کا وِرد کرے تو اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ خدا کے غَضَب سے محفوظ رہے گا۔

(تفسیرِ نعیمی جلد اول ص ۴۳)

و۲ مشرکینِ عرب اور مسلمانوں کے درمیان عہد تھا، ان میں سے چند کے سوا سب نے عہد شکنی کی تو ان عہد شکنوں کا عہد ساقط کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ چار مہینے وہ امن کے ساتھ جہاں چاہیں گزاریں ان سے کوئی تعرُّض نہ کیا

مُخْزِی الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲﴾ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ

یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے وہ ۴ اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج

الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَیْرٌ

کے دن وہ ۵ کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کرو وہ ۶ تو بھلا ہے

جائے گا۔ اس عرصہ میں انہیں موقع ہے کہ خوب سوچ سمجھ لیں کہ ان کے لئے کیا بہتر ہے اور اپنی احتیاطیں کر لیں اور جان لیں کہ اس مدت کے بعد اسلام منظور کرنا ہوگا یا قتل۔ یہ سورت ۹ ہجری میں فتحِ مکّہ سے ایک سال بعد نازِل ہوئی۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سنہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج مقرر فرمایا تھا اور انکے بعد علی مرتضٰی کو مجمعِ حُجّاج میں یہ سورت سنانے کے لئے بھیجا چنانچہ حضرت علی مرتضٰی نے دس ذی الحجّہ کو جَمرۂ عُقبہ کے پاس کھڑے ہو کر ندا کی 'یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ' میں تمہاری طرف رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فِرستادہ آیا ہوں، لوگوں نے کہا آپ کیا پیام لائے ہیں؟ تو آپ نے تیس یا چالیس آیتیں اس سورت مبارکہ کی تلاوت فرمائیں پھر فرمایا میں چار حکم لایا ہوں۔

(۱) اس سال کے بعد کوئی مشرک کعبۂ معظّمہ کے پاس نہ آئے۔ (۲) کوئی شخص بَرَہنہ ہو کر کعبۂ معظّمہ کا طواف نہ کرے۔ (۳) جنّت میں مؤمن کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (۴) جس کا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عہد ہے وہ عہد اپنی مدت تک رہے گا اور جس کی مدت معیّن نہیں ہے اس کی معیاد چار ماہ پر تمام ہو جائے گی۔ مشرکین نے یہ سن کر کہا کہ اے علی اپنے چچا کے فرزند (یعنی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خبر دے دیجئے کہ ہم نے عہد پس پشت پھینک دیا، ہمارے ان کے درمیان کوئی عہد نہیں ہے بجُز نیزہ بازی اور تیغ زنی کے۔ اس واقعہ میں خلافتِ حضرتِ صدیقِ اکبر کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو تو امیرِ حج بنایا اور حضرت علی مرتضٰی کو ان کے پیچھے سورۂ براءت پڑھنے کے لئے بھیجا تو حضرت ابوبکر امام ہوئے اور حضرت علی مرتضٰی مقتدی۔ اس سے حضرت ابوبکر کی تقدیم حضرت علی مرتضٰی پر ثابت ہوئی۔

وہ ۳ اور باوجود اس مہلت کے اسکی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔

وہ ۴ دنیا میں قتل کے ساتھ اور آخرت میں عذاب کے ساتھ۔

وہ ۵ حج کو حجِ اکبر فرمایا اس لئے کہ اس زمانہ میں عمرہ کو حجِ اصغر کہا جاتا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس حج کو حجِ اکبر اس لئے کہا گیا کہ اس سال رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج فرمایا تھا اور چونکہ یہ جمعہ کو واقع ہوا تھا اس لئے مسلمان اس حج کو جو روزِ جمعہ ہو حجِ وَداع کا مذکّر جان کر حجِ اکبر کہتے ہیں۔

وہ ۶ کُفر و غدر سے۔

لَّكُمْ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ

اور اگر منہ پھیرو وے تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے و۸ (پکڑ سے بچ نہ سکو گے) اور

كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ

کافروں کو خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انھوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی

يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى

نہیں کی و۹ (قائم رہے) اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی (مقررہ) مدت تک پورا کرو

مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۴﴾ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا

بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے پھر جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو

الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ

مشرکوں کو مارو و۱۰ جہاں پاؤ و۱۱ اور انھیں پکڑو اور قید کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو (کہ نکلنے نہ پائیں)

مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ

پھر اگر وہ توبہ کریں و۱۲ اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ (راستہ) چھوڑ دو و۱۳ بے شک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى

اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اے محبوب اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے و۱۴ تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے (اگر

و۷ ایمان لانے اور توبہ کرنے سے۔

و۸ یہ وعیدِ عظیم ہے اور اس میں یہ اعلام ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب نازِل کرنے پر قادر ہے۔

و۹ اور اس کو اس کی شرطوں کے ساتھ پورا کیا۔ یہ لوگ بنی ضمرہ تھے جو کنانہ کا ایک قبیلہ ہے اور ان کی مدت کے نو مہینے باقی رہے تھے۔

و۱۰ جنہوں نے عہد شکنی کی۔

و۱۱ حِلّ میں، خواہ حرم میں کسی وقت و مکان کی تخصیص نہیں۔

و۱۲ شرک و کُفر سے اور ایمان قبول کریں۔

و۱۳ اور قید سے رہا کردو اور ان سے تعرُّض نہ کرو۔

و۱۴ مہلت کے مہینے گزرنے کے بعد تا کہ آپ سے توحید کے مسائل اور قرآنِ پاک سنیں جس کی آپ دعوت دیتے ہیں۔

يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۟ؒ كَيْفَ

ایمان نہ لائے تو) پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچادو ۱۵ یہ اس لئے کہ وہ نادان لوگ (اسلام کی خوبیوں سے ناواقف) ہیں و۱۶

يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

مشرکوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد کیونکر ہوگا و۱۷ مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

پاس ہوا و۱۸ تو جب تک وہ تمہارے لئے عہد پر قائم رہیں تم ان کے لئے قائم رہو بے شک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں

الْمُتَّقِيْنَ ۟ كَيْفَ وَ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ

بھلا کیونکر و۱۹ ان کا حال تو یہ ہے کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۟ۚ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ

اپنے منہ سے (میٹھی بات کرکے) تمہیں راضی کرتے ہیں و۲۰ اور ان کے دلوں میں انکار ہے اور ان میں اکثر بے حکم ہیں و۲۱ اللہ کی

اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۟ لَا

آیتوں کے بدلے تھوڑے دام مول لئے و۲۲ تو اس (اسلام) کی راہ سے روکا و۲۳ بے شک وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں کسی

و۱۵ اگر ایمان نہ لائے۔

مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ مستأمَن کو ایذا نہ دی جائے اور مدت گزرنے کے بعد اس کو دارالِاسلام میں اقامت کا حق نہیں۔

و۱۶ اسلام اور اس کی حقیقت کو نہیں جانتے تو انہیں امن دینی عین حکمت ہے تاکہ کلام اللہ سنیں اور سمجھیں۔

و۱۷ کہ وہ غدر و عہد شکنی کیا کرتے ہیں۔

و۱۸ اور ان سے کوئی عہد شکنی ظہور میں نہ آئی مثل بنی کنانہ و بنی ضمرہ کے۔

و۱۹ عہد پورا کریں گے اور کیسے قول پر قائم رہیں گے۔

و۲۰ ایمان اور وفائے عہد کے وعدے کرکے۔

و۲۱ عہد شکن، کفر میں سرکش، بے مُرُوّت، جھوٹ سے نہ شرمانے والے انہوں نے۔

و۲۲ اور دنیا کے تھوڑے سے نفع کے پیچھے ایمان و قرآن چھوڑ بیٹھے اور جو عہد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تھا وہ ابوسفیان کے تھوڑے سے لالچ دینے سے توڑ دیا۔

و۲۳ اور لوگوں کو دینِ الٰہی میں داخل ہونے سے مانع ہوئے۔

يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰ فَاِنْ تَابُوْا وَ

مسلمان میں نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا ۲۴ اور وہی سرکش ہیں پھر اگر وہ ۲۵ توبہ کریں اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں ۲۶ اور ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں

يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱ وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

جاننے والوں کے لئے ۲۷ اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے

فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ

سرغنوں (سرداروں) سے لڑو ۲۸ بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں ۲۹ کیا اس قوم سے نہ

قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ

لڑو گے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑیں ۳۰ اور رسول کے (مدینہ منورہ سے) نکالنے کا ارادہ کیا ۳۱ حالانکہ انھیں کی طرف سے

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ قَاتِلُوْهُمْ

(جنگ میں) پہل ہوئی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو تو ان سے لڑو اللہ

۲۴ جب موقع پائیں قتل کر ڈالیں تو مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ جب مشرکین پر دسترس ہو پائیں تو ان سے درگزر نہ کریں۔

۲۵ کفر و عہد شکنی سے باز آئیں اور ایمان قبول کر کے۔

۲۶ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہلِ قبلہ کے خون حرام ہیں۔

۲۷ اس سے ثابت ہوا کہ تفصیلِ آیات پر جس کو نظر ہو وہ عالم ہے۔

۲۸ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو کافر ذِمّی دینِ اسلام پر ظاہر طعن کرے اس کا عہد باقی نہیں رہتا اور وہ ذمہ سے خارج ہو جاتا ہے اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

۲۹ اس آیت سے ثابت ہوا کہ کُفّار کے ساتھ جنگ کرنے سے مسلمانوں کی غرض انہیں کُفر و بداعمالی سے روک دینا ہے۔

۳۰ اور صلح حدیبیہ کا عہد توڑا اور مسلمانوں کے حلیف خزاعہ کے مقابل بنی بکر کی مدد کی۔

۳۱ مکّۂ مکرّمہ سے دارالندوہ میں مشورہ کر کے۔

کفار کانفرنس

جب مکہ کے کافروں نے یہ دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفار مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لے کر مکہ پر چڑھائی نہ کر دیں۔ چنانچہ اس خطرہ کا دروازہ بند کرنے کے لئے کفار مکہ نے اپنے دارالندوہ (پنچائت گھر) میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی۔ اور یہ کفار مکہ کا ایسا زبردست نمائندہ اجتماع تھا کہ مکہ کا کوئی بھی ایسا دانشور اور بااثر شخص نہ تھا جو اس کانفرنس میں شریک نہ ہوا ہو۔ خصوصیت کے ساتھ ابوسفیان، ابوجہل، عتبہ، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، اُمیہ بن خلف وغیرہ وغیرہ تمام سردارانِ قریش اس مجلس میں موجود تھے۔ شیطانِ لعین بھی کمبل اوڑھے ایک بزرگ شیخ کی صورت میں آ گیا۔ قریش کے سرداروں نے نام ونسب پوچھا تو بولا کہ میں 'شیخ نجد' ہوں اس لئے اس کانفرنس میں آ گیا ہوں کہ میں تمہارے معاملہ میں اپنی رائے بھی پیش کر دوں۔ یہ سن کر قریش کے سرداروں نے ابلیس کو بھی اپنی کانفرنس میں شریک کر لیا اور کانفرنس کی کارروائی شروع ہوگئی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ابوالبختری نے یہ رائے دی کہ ان کو کسی کوٹھری میں بند کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور ایک سوراخ سے کھانا پانی ان کو دے دیا کرو۔ شیخ نجدی (شیطان) نے کہا کہ یہ رائے اچھی نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم لوگوں نے ان کو کسی مکان میں قید کر دیا تو یقیناً ان کے جاں نثار اصحاب کو اس کی خبر لگ جائے گی اور وہ اپنی جان پر کھیل کر ان کو قید سے چھڑا لیں گے۔

ابوالاسود ربیعہ بن عمرو عامری نے یہ مشورہ دیا کہ ان کو مکہ سے نکال دو تاکہ یہ کسی دوسرے شہر میں جا کر رہیں۔ اس طرح ہم کو ان کے قرآن پڑھنے اور ان کی تبلیغ اسلام سے نجات مل جائے گی۔ یہ سن کر شیخ نجدی نے بگڑ کر کہا کہ تمہاری اس رائے پر لعنت، کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کلام میں کتنی مٹھاس اور تاثیر و دل کشی ہے؟ خدا کی قسم! اگر تم لوگ ان کو شہر بدر کر کے چھوڑ دو گے تو یہ پورے ملک عرب میں لوگوں کو قرآن سنا سنا کر تمام قبائل عرب کو اپنا تابع فرمان بنا لیں گے اور پھر اپنے ساتھ ایک عظیم لشکر کو لے کر تم پر ایسی یلغار کر دیں گے کہ تم ان کے مقابلہ سے عاجز و لاچار ہو جاؤ گے اور پھر بجز اس کے کہ تم ان کے غلام بن کر رہو کچھ بنائے نہ بنے گی اس لئے ان کو جلاوطن کرنے کی تو بات ہی مت کرو۔

ابوجہل بولا کہ صاحبو! میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی یہ سن کر سب کے کان کھڑے ہو گئے اور سب نے بڑے اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ کہیے وہ کیا ہے؟ تو ابوجہل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور سب یکبارگی حملہ کر کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالیں۔ اس تدبیر سے خون کرنے کا جرم تمام قبیلوں کے سر پر رہے گا۔ ظاہر ہے کہ خاندان بنو ہاشم اس خون کا بدلہ لینے کے لئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا یقیناً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم لوگ مل جل کر آسانی کے ساتھ خون بہا کی رقم ادا کر دیں گے۔ ابوجہل کی یہ خونی تجویز سن کر شیخ نجدی مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور کہا کہ بے شک یہ تدبیر بالکل درست ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ تمام شرکاء کانفرنس نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو پاس کر دیا اور مجلس شوریٰ برخاست ہوگئی اور ہر شخص یہ خوفناک عزم لے کر اپنے اپنے گھر چلا گیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص۱۹۱۔۱۹۳)

يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ
انھیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انھیں رسوا کرے گا ۳۲ اور تمہیں ان پر مدد (فتح) دے گا ۳۳ اور ایمان والوں کا جی

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ
ٹھنڈا کرے گا (سکون بخشے گا) اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا ۳۴ اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے ۳۵ اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا
علم و حکمت والا ہے کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی (آزاد) چھوڑ دیے جاؤ گے (جہاد فرض نہ ہوگا) اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی

مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَ
(ظاہر نہ فرمایا) ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے ۳۶ اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں

اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ ع مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ ع ۲ ۱۰ ۸
گے ۳۷ اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے مشرکوں کو (حق) نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں ۳۸

۳۲ قتل و قید سے۔

۳۳ اور ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔

۳۴ یہ تمام مواعید پورے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبریں صادق ہوئیں اور نبوّت کا ثبوت واضح تر ہوگیا۔

۳۵ اس میں اِشعار ہے کہ بعض اہلِ مکّہ کفر سے باز آ کر تائب ہوں گے۔ یہ خبر بھی ایسی ہی واقع ہوگئی چنانچہ ابوسفیان اور عکرمہ بن ابوجہل اور سہیل بن عمرو ایمان سے مشرف ہوئے۔

۳۶ اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔

۳۷ اس سے معلوم ہوا کہ مخلِص اور غیر مخلِص میں امتیاز کر دیا جائے گا اور مقصود اس سے مسلمانوں کو مشرکین کی موالات اور انکے پاس مسلمانوں کے راز پہنچانے سے ممانعت کرنا ہے۔

۳۸ مسجدوں سے مسجدِ حرام کعبۂ معظّمہ مراد ہے، اس کو جمع کے صیغے سے اس لئے ذکر فرمایا کہ وہ تمام مسجدوں کا قبلہ اور امام ہے اس کا آباد کرنے والا ایسا ہے جیسے تمام مسجدوں کا آباد کرنے والا اور جمع کا صیغہ لانے کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہر بقعہ مسجدِ حرام کا مسجد ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مسجدوں سے جنس مراد ہو اور کعبۂ معظّمہ اس میں داخل ہو کیونکہ وہ اس جنس کا صدر ہے۔

شانِ نُزول: کُفّارِ قریش کے رُؤسا کی ایک جماعت جو بدر میں گرفتار ہوئی اور ان میں حضور کے چچا حضرت عباس بھی تھے ان کو اصحاب کرام نے شرک پر عار دلائی اور حضرت علی مرتضٰی نے تو خاص حضرت عباس کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ

شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِؕ اُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَ فِی النَّارِ هُمْ
خود اپنے کفر کی (قول وفعل سے) گواہی دے کر ف۳۹ ان کا تو سب کیا دھرا (اچھا کام) اکارت (ضائع) ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ
رہیں گے ف۴۰ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم

الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓىٕكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ
کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں ف۴۱ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ف۴۲ تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت (پانے) والوں

الْمُهْتَدِیْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ
میں ہوں تو کیا (اے کافر) تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرا لی جو اللہ

وآلہ وسلم کے مقابل آنے پر بہت سخت سُست کہا، عباس کہنے لگے کہ تم ہماری برائیاں تو بیان کرتے ہو اور ہماری خوبیاں چھپاتے ہو، ان سے کہا گیا کیا آپ کی کچھ خوبیاں بھی ہیں، انہوں نے کہا ہاں ہم تم سے افضل ہیں ہم مسجدِ حرام کو آباد کرتے ہیں، کعبہ کی خدمت کرتے ہیں، حاجیوں کو سیراب کرتے ہیں، اسیروں کو رہا کراتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی کہ مسجدوں کا آباد کرنا کافروں کو نہیں پہنچتا کیونکہ مسجد آباد کی جاتی ہے اللہ کی عبادت کے لئے تو جو خدا ہی کا منکر ہو اس کے ساتھ کُفر کرے وہ کیا مسجد آباد کرے گا اور آباد کرنے کے معنی میں بھی کئی قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ آباد کرنے سے مسجد کا بنانا، بلند کرنا، مرمت کرنا مراد ہے، کافر کو اس سے منع کیا جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مسجد آباد کرنے سے اس میں داخل ہونا، بیٹھنا مراد ہے۔

ف۳۹ اور بُت پرستی کا اقرار کر کے۔ یعنی یہ دونوں باتیں کس طرح جمع ہوسکتی ہیں کہ آدمی کافر بھی ہو اور خاص اسلامی اور توحید کے عبادت خانہ کو آباد بھی کرے۔

ف۴۰ کیونکہ حالتِ کُفر کے اعمال مقبول نہیں، نہ مہمانداری، نہ حاجیوں کی خدمت، نہ قیدیوں کا رہا کرانا۔ اس لئے کہ کافر کا کوئی فعل اللہ کے لئے تو ہوتا نہیں لہٰذا اس کا عمل سب اکارت ہے اور اگر وہ اسی کُفر پر مرجائے تو جہنّم میں ان کے لئے ہمیشگی کا عذاب ہے۔

ف۴۱ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مؤمنین ہیں۔ مسجدوں کے آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لئے وہ نہیں بنائی گئیں۔ مسجدیں عبادت کرنے اور ذکر کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں اور علم کا درس بھی ذکر میں داخل ہے۔

ف۴۲ یعنی کسی کی رضا کو رضائے الٰہی پر کسی اندیشہ سے بھی مقدم نہیں کرتے۔ یہی معنی ہیں اللہ سے ڈرنے اور غیر

وقف لازم

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِؕ وَ
اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ (کفار) اللہ کے نزدیک (مسلمانوں کے) برابر نہیں اور

اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَۘ(۱۹) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ
اللہ ظالموں کو (ہدایت کی) راہ نہیں دیتا ۴۳ وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و

سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ
جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے ۴۴ اور وہی مراد (کامیابی) کو پہنچے

الْفَآىٕزُوْنَ(۲۰) یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا
۴۵ ان کا رب انہیں خوشی (خوشخبری) سناتا ہے اپنی رحمت (خاص) اور اپنی رضا کی ۴۶ اور ان (جنت کے) باغوں کی جن میں

نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌۙ(۲۱) خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ(۲۲) یٰۤاَیُّهَا
انہیں دائمی (نہ ختم ہونے والی) نعمت ہے ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے اے

سے نہ ڈرنے کے۔

۴۳ مراد یہ ہے کہ کُفّار کو مؤمنین سے کچھ نسبت نہیں، نہ ان کے اعمال کو ان کے اعمال سے کیونکہ کافر کے اعمال رائیگاں ہیں خواہ وہ حاجیوں کے لئے سبیل لگائیں یا مسجد حرام کی خدمت کریں۔ ان کے اعمال کو مومن کے اعمال کے برابر قرار دینا ظلم ہے۔

شانِ نُزول: روزِ بدر جب حضرت عباس گرفتار ہو کر آئے تو انہوں نے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ تم کو اسلام اور ہجرت و جہاد میں سبقت حاصل ہے تو ہم کو بھی مسجدِ حرام کی خدمت اور حاجیوں کے لئے سبیلیں لگانے کا شرف حاصل ہے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور آگاہ کیا گیا کہ جو عمل ایمان کے ساتھ نہ ہوں وہ بیکار ہیں۔

۴۴ دوسروں سے۔

۴۵ اور انہیں کو دنیا و آخرت کی سعادت ملی۔

۴۶ اور یہ اعلیٰ ترین بشارت ہے کیونکہ مالِک کی رحمت و رضا بندے کا سب سے بڑا مقصد اور پیاری مراد ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکارنے والا پکار کر کہے گا: '(اے جنت والو!) تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے۔ تم زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے تم جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے تم آرام سے رہو گے کبھی محنت و مشقت نہ اٹھاؤ گے۔

(مسلم، رقم الحدیث ۷ ۲۸۳، ص ۱۵۲۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً ہمارا دل بھی یہ چاہے گا کہ کاش! ہمیں بھی اس مقامِ رحمت میں داخلہ نصیب ہو جائے، اے کاش

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَکُمۡ وَ اِخۡوَانَکُمۡ اَوۡلِیَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡکُفۡرَ

ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر

عَلَی الۡاِیۡمَانِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّہُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾ قُلۡ اِنۡ کَانَ

کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں ۴۷؎ تم فرماؤ اگر تمہارے

اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَ عَشِیۡرَتُکُمۡ وَ اَمۡوَالُ

باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے

!ہمیں بھی اس کے نظارے دیکھنے کو مل جائیں۔' اس خواب کی عملی تعبیر کے لئے ہمیں چاہے کہ اپنی زندگی کے سماجی، مالی، گھریلو، تجارتی بلکہ ہر ہر معاملے میں نفس وشیطان کی پیروی کی بجائے قرآن وسنت کو اپنا راہنما بنائیں اور اس زندگی کو رحمٰن عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اطاعت میں بسر کرتے ہوئے نیکیوں کا خزانہ اکٹھا کریں۔

۴۷؎ جب مسلمانوں کو مشرکین سے ترکِ موالات کا حکم دیا گیا تو بعض لوگوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ آدمی اپنے باپ بھائی وغیرہ قرابت داروں سے ترکِ تعلق کرے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور بتایا گیا کہ کُفّار سے موالات جائز نہیں چاہے ان سے کوئی بھی رشتہ ہو چنانچہ آگے ارشاد فرمایا۔

استاذ العلماء، سند الفضلاء، فخر الاماثل، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی مایہ ناز تصنیف 'سوانح کربلا' میں لکھتے ہیں:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آباء واجداد، انبیاء واولیاء، اولاد، عزیز، اقارب، دوست، احباب، مال، دولت، مسکن، وطن سب چیزوں کی محبت سے اور خود اپنی جان کی محبت سے زیادہ ضروری ولازم ہے۔ اور اگر ماں باپ یا اولاد اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رابطۂ عقیدت ومحبت نہ رکھتے ہوں تو ان سے دوستی ومحبت رکھنا جائز نہیں۔ قرآن پاک میں اس مضمون کی صدہا آیتیں ہیں۔ اب چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں:

بخاری ومسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک میں اُسے اس کے والد اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ ہوں۔

صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، الحدیث: ۱۵، ج ۱، ص ۱۷

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں جس میں ہوں وہ لذت وشیرینی ایمان کی پالیتا ہے۔ (۱) جس کو اللہ ورسول سارے عالم سے زیادہ پیارے ہوں (۲) اور جو کسی بندے کو خاص اللہ کے لئے محبوب رکھتا ہو (۳) اور جو کفر سے رہائی پانے اور مسلمان ہونے کے بعد کفر میں لوٹنے کو ایسا برا جانتا ہو جیسا اپنے آپ کو آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال...الخ، الحدیث: ۶۷، ص ۴۱

وصحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من کرہ ان یعود فی الکفر ...الخ، الحدیث: ۲۱، ج ۱، ص ۱۹

اقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ

مال اور وہ سودا (تجارت) جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے

مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لائے ۴۸ اور اللہ

ع ۳/۸/۹ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۲۴﴾ لَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىۡ مَوَاطِنَ كَثِيۡرَةٍ ۙ وَّيَوۡمَ

فاسقوں (دنیا طلب لوگوں) کو راہ (ہدایت) نہیں دیتا بے شک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی ۴۹ اور (غزوہ) حنین کے دن جب

حُنَيۡنٍ ۙ اِذۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ كَثۡرَتُكُمۡ فَلَمۡ تُغۡنِ عَنۡكُمۡ شَيۡــًٔا وَّضَاقَتۡ عَلَيۡكُمُ

تم اپنی کثرت (تعداد) پر اترا گئے (فخر کرنے لگے) تھے تو وہ (تعداد کی کثرت) تمہارے کچھ کام نہ آئی ۵۰ (اور قدم اکھڑ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت رکھنے والی چیزوں کو محبوب رکھنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں داخل ہے قدرتی طور پر انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے نسبت رکھنے والی تمام چیزیں اس کو محبوب ہو جاتی ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وطن پاک اور حضور کے وطن پاک کے رہنے والوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو جان و دل سے محبوب رکھتے ہیں۔ (سوانح کربلا ص ۲۵)

۴۸ اور جلدی آنے والے عذاب میں مبتلا کرے یا دیر میں آنے والے میں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دین کے محفوظ رکھنے کے لئے دنیا کی مَشقت برداشت کرنا مسلمان پر لازم ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات کچھ قابلِ اِلتفات نہیں اور خدا اور رسول کی مَحبت ایمان کی دلیل ہے۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر مسلمان پر اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت فرض عین ہے کیونکہ اس آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! جب تم ایمان لائے ہو اور اللہ و رسول کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو اب اس کے بعد اگر تم لوگ کسی غیر کی محبت کو اللہ و رسول کی محبت پر ترجیح دو گے تو خوب سمجھ لو کہ تمہارا ایمان اور اللہ و رسول کی محبت کا دعویٰ بالکل غلط ہو جائے گا اور تم عذاب الٰہی اور قہر خداوندی سے نہ بچ سکو گے۔

نیز آیت کے آخری حصے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس کے دل میں اللہ و رسول کی محبت نہیں یقیناً بلا شبہ اس کے ایمان میں خلل ہے۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۸۳۱)

۴۹ یعنی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات میں مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا جیسا کہ واقعۂ بدر اور قُریظہ اور نُضیر اور حُدیبیہ اور خیبر اور فتحِ مکّہ میں۔

۵۰ حُنین ایک وادی ہے طائف کے قریب، مکّۂ مکرّمہ سے چند میل کے فاصلہ پر۔ یہاں فتحِ مکّہ سے تھوڑے ہی روز بعد قبیلۂ ہوازن وثقیف سے جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کثیر بارہ ہزار یا اس سے زائد تھی اور مشرکین چار ہزار تھے جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو مسلمانوں میں سے کسی شخص نے اپنی کثرت پر نظر کر

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی

گئی) اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہوگئی ۵۱ پھر تم (کافروں کو) پیٹھ دے کر پھر گئے (میدان چھوڑ گئے) پھر اللہ نے اپنی

رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ

تسکین اتاری اپنے رسول پر ۵۲ اور مسلمانوں پر ۵۳ اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے ۵۴ اور کافروں کو عذاب

كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰی مَنْ

دیا ۵۵ اور منکروں کی یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ (کی توفیق) دے گا ۵۶

کے یہ کہا کہ اب ہم ہرگز مغلوب نہ ہوں گے، یہ کلمہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت گراں گزرا کیونکہ حضور ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر توکّل فرماتے تھے اور تعداد کی قلت و کثرت پر نظر نہ رکھتے تھے۔ جنگ شروع ہوئی اور قتالِ شدید ہوا مشرکین بھاگے اور مسلمان مالِ غنیمت لینے میں مصروف ہو گئے تو بھاگے ہوئے لشکر نے اس کو غنیمت سمجھا اور تیروں کی بارش شروع کر دی اور تیر اندازی میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس ہنگامے میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے، لشکر بھاگ پڑا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سوائے حضور کے چچا حضرت عباس اور آپ کے ابنِ عم ابوسفیان بن حارث کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ حضور نے اس وقت اپنی سواری کو کفّار کی طرف آگے بڑھایا اور حضرت عباس کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے اپنے اصحاب کو پکاریں، ان کے پکارنے سے وہ لوگ لبّیک لبّیک کہتے ہوئے پلٹ آئے اور کفّار سے جنگ شروع ہوگئی جب لڑائی خوب گرم ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک میں سنگ ریزے لے کر کفّار کے مونہوں پر مارے اور فرمایا ربِّ محمّد کی قسم بھاگ نکلے، سنگریزوں کا مارنا تھا کہ کفّار بھاگ پڑے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی غنیمتیں مسلمانوں کو تقسیم فرما دیں۔ ان آیتوں میں اس واقعہ کا بیان ہے۔

۵۱ اور تم وہاں نہ ٹھہر سکے۔

۵۲ کہ اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ قائم رہے۔

۵۳ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پکارنے سے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے۔

۵۴ یعنی فرشتے جنہیں کفّار نے ابلق گھوڑوں پر سفید لباس پہنے، عمامہ باندھے دیکھا، یہ فرشتے مسلمانوں کی شوکت بڑھانے کے لئے آئے تھے۔ اس جنگ میں انہوں نے قتال نہیں کیا، قتال صرف بدر میں کیا تھا۔

۵۵ کہ پکڑے گئے، مارے گئے، ان کے عیال و اموال مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

۵۶ اور توفیقِ اسلام عطا فرمائے گا چنانچہ ہوازن کے باقی لوگوں کو توفیق دی اور وہ مسلمان ہو کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نے ان کے اسیروں کو رہا فرما دیا۔

يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو مشرک

نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً
نرے ناپاک ہیں ۵۷ تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں ۵۸ اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا
ہے ۵۹ تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے ۶۰ بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے لڑو

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ
ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر ۶۱ اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ

۵۷ کہ ان کا باطن خبیث ہے اور وہ نہ طہارت کرتے ہیں، نہ نجاستوں سے بچتے ہیں۔

۵۸ نہ حج کے لئے نہ عمرہ کے لئے اور اس سال سے مراد ۹ ہجری ہے اور مشرکین کے منع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان ان کو روکیں۔

۵۹ کہ مشرکین کو حج سے روک دینے سے تجارتوں کو نقصان پہنچے گا اور اہلِ مکّہ کو تنگی پیش آئے گی۔

۶۰ عکرمہ نے کہا ایسا ہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے انہیں غنی کر دیا، بارشیں خوب ہوئیں، پیداوار کثرت سے ہوئی۔ مقاتل نے کہا کہ خطّہ ہائے یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اہلِ مکّہ پر اپنی کثیر دولتیں خرچ کیں (اگر چاہے) فرمانے میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہئے کہ طلبِ خیر اور دفعِ آفات کے لئے ہمیشہ اللہ کی طرف متوجہ رہے اور تمام امور کو اسی کی مشیّت سے متعلق جانے۔

۶۱ اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کی ذات اور جملہ صفات و تنزیہات کو مانے اور جو اس کی شان کے لائق نہ ہو اس کی طرف نسبت نہ کرے اور بعض مفسّرین نے رسولوں پر ایمان لانا بھی اللہ پر ایمان لانے میں داخل قرار دیا ہے تو یہود و نصارٰی اگرچہ اللہ پر ایمان لانے کے مدّعی ہیں لیکن ان کا یہ دعوٰی باطل ہے کیونکہ یہود تجسیم و تشبیہ کے اور نصارٰی حلول کے معتقِد ہیں تو وہ کس طرح اللہ پر ایمان لانے والے ہو سکتے ہیں، ایسے ہی یہود میں سے جو حضرت عزیر کو اور نصارٰی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی اللہ پر ایمان لانے والا نہ ہوا، اسی طرح جو ایک رسول کی تکذیب کرے وہ اللہ پر ایمان لانے والا نہیں۔ یہود و نصارٰی بہت انبیاء کی تکذیب کرتے ہیں لہٰذا وہ اللہ پر ایمان لانے والوں میں نہیں۔

شانِ نُزول: مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازِل ہوئی جب کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روم سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا اور اسی کے نازِل ہونے کے بعد غزوۂ تبوک ہوا۔ کلبی کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے قبیلۂ قُریظہ

وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا

اور اس کے رسول نے ۶۲ اور سچے دین ۶۳ (اسلام) کے تابع (اس پر عمل کرنے والے) نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیے

الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ ع ۵/۱۰

گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر ۶۴ اور یہودی بولے عزیر اللہ کا بیٹا ہے ۶۵ اور

النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ

نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں ۶۶ اگلے (پہلے والے)

اور نُضیر کے حق میں نازِل ہوئی۔ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے صلح منظور فرمائی اور یہی پہلا جزیہ ہے جو اہلِ اسلام کو ملا اور پہلی ذلّت ہے جو کُفّار کو مسلمانوں کے ہاتھ سے پہنچی۔

۶۲ قرآن و حدیث میں اور بعض مفسّرین کا قول ہے کہ معنی یہ ہیں کہ توریت و انجیل کے مطابق عمل نہیں کرتے، ان کی تحریف کرتے ہیں اور احکام اپنے دل سے گڑھتے ہیں۔

۶۳ اسلام دینِ الٰہی۔

۶۴ معاہد اہلِ کتاب سے جو خراج لیا جاتا ہے اس کا نام جزیہ ہے۔

مسائل: یہ جزیہ نقد لیا جاتا ہے اس میں ادھار نہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۹، ص ۱۳۴)

مسئلہ: جزیہ دینے والے کو خود حاضر ہو کر دینا چاہئے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۹، ص ۱۳۴)

مسئلہ: پیادہ پا لے کر حاضر ہو کر کھڑے ہو کر پیش کرے۔

مسئلہ: قبولِ جزیہ میں تُرک و ہندو وغیرہ اہلِ کتاب کے ساتھ ملحق ہیں سوا مشرکینِ عرب کے کہ ان سے جزیہ قبول نہیں۔

مسئلہ: اسلام لانے سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے۔ حکمت جزیہ مقرر کرنے کی یہ ہے کہ کُفّار کو مہلت دی جائے کہ تاکہ وہ اسلام کے محاسن اور دلائل کی قوت دیکھیں اور کتبِ قدیمہ میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و صفت دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہونے کا موقع پائیں۔

۶۵ اہلِ کتاب کی بے دینی کا جو اوپر ذکر فرمایا گیا یہ اس کی تفصیل ہے کہ وہ اللہ کی جناب میں ایسے فاسد اعتقاد رکھتے ہیں اور مخلوق کو اللہ کا بیٹا بنا کر پوجتے ہیں۔

شانِ نزول: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہود کی ایک جماعت آئی، وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا کس طرح اِتّباع کریں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا اور آپ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۶۶ جن پر نہ کوئی دلیل نہ برہان اور پھر اپنی جہل سے اس باطلِ صریح کے معتقد بھی ہیں۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚۘ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْۤا

کافروں کی سی بات بناتے ہیں اللہ انھیں مارے (غارت کرے) کہاں کہاں اوندھے جاتے (بہکے جارہے) ہیں ۶۷ انھوں نے

اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَ مَاۤ

اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ۶۸ اور مسیح بن مریم کو ۶۹ اور انھیں

اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا

(یہ) حکم نہ تھا ۷۰ مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے ان کے شرک سے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور ۷۱ اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا (نہ ہونے دے گا) مگر (سوائے اس کے)

يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ

اپنے نور کا پورا کر ۷۲ برا مانیں کافر وہی ہے جس نے اپنا رسول ۷۳ ہدایت اور

دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰۤاَيُّهَا

سچے دین (اسلام) کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ۷۴ پڑے برا مانیں (برا مانتے رہیں) مشرک اے

النصف

۶۷ اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر حجّتیں قائم ہونے اور دلیلیں واضح ہونے کے باوجود اس کفر میں مبتلا ہوتے ہیں۔

۶۸ حکمِ الٰہی کو چھوڑ کر ان کے حکم کے پابند ہوئے۔

۶۹ کہ انہیں بھی خدا بنایا اور ان کے نسبت یہ اعتقادِ باطل کیا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں یا خدا نے ان میں حلول کیا ہے۔

۷۰ ان کی کتابوں میں نہ ان کے انبیاء کی طرف سے۔

۷۱ دینِ اسلام یا سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کے دلائل۔

۷۲ اور اپنے دین کو غلبہ دینا۔

۷۳ محمّدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۷۴ اور اس کی حجّت قوی کرے اور دوسرے دینوں کو اس سے منسوخ کرے چنانچہ الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ ضحاک کا قول ہے کہ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نُزول کے وقت ظاہر ہوگا جب کہ کوئی دین والا ایسا نہ ہوگا جو اسلام میں داخل نہ ہوجائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کے سوا ہر ملت ہلاک ہوجائے گی۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ
ایمان والو بے شک بہت پادری اور جوگی لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں ۵۷ اور اللہ کی
بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ
راہ (اس کے دین و احکام) سے ۵۸ روکتے ہیں اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی
وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا
اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ۵۹ انھیں خوش خبری سناؤ درد ناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا

۵۷ اس طرح کہ دین کے احکام بدل کر لوگوں سے رشوتیں لیتے ہیں اور اپنی کتابوں میں طمعِ زر کے لئے تحریف و تبدیل کرتے ہیں اور کُتُبِ سابقہ کی جن آیات میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت وصفت مذکور ہے، مال حاصل کرنے کے لئے ان میں فاسد تاویلیں اور تحریفیں کرتے ہیں۔

۵۸ اسلام سے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے۔

۵۹ بُخل کرتے ہیں اور مال کے حقوق ادا نہیں کرتے زکوۃ نہیں دیتے۔

شانِ نُزول: سدی کا قول ہے کہ یہ آیت مانعینِ زکٰوۃ کے حق میں نازِل ہوئی جب کہ اللہ تعالیٰ نے اَحبار اور رُہبان کی حرصِ مال کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں کو مال جمع کرنے اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے سے حذر دلایا۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس مال کی زکٰوۃ دی گئی وہ کنز نہیں خواہ دفینہ ہی ہو اور جس کی زکٰوۃ نہ دی گئی وہ کنز ہے جس کا ذکر قرآن میں ہوا کہ اس کے مالک کو اس سے داغ دیا جائے گا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحاب نے عرض کیا کہ سونے چاندی کا تو یہ حال معلوم ہوا پھر کون سا مال بہتر ہے جس کو جمع کیا جائے۔ فرمایا ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور نیک بی بی جو ایماندار کی اس کے ایمان پر مدد کرے یعنی پرہیزگار ہو کہ اس کی صحبت سے طاعت وعبادت کا شوق بڑھے (رواہ الترمذی)

مسئلہ: مال کا جمع کرنا مباح ہے مذموم نہیں جب کہ اس کے حقوق ادا کئے جائیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت طلحٰہ وغیرہ اصحاب مالدار تھے اور جو اصحاب کہ جمعِ مال سے نفرت رکھتے تھے وہ ان پر اعتراض نہ کرتے تھے۔

حضرت سیِّدُنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت سراپا عظمت میں حاضر ہوا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کعبۃُ اللہ شریف کے سائے میں تشریف فرما تھے، جب مجھے دیکھا تو فرمایا: 'ربِّ کعبہ کی قسم! وہ زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔' میں نے عرض کی: 'کون سے لوگ؟' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: 'وہ لوگ جو زیادہ مال والے ہیں البتہ! وہ لوگ (اس سے خارج ہیں) جو اپنے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں اس طرح، اس طرح خرچ کریں اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ جو شخص

فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ فَتُکۡوٰی بِہَا جِبَاہُہُمۡ وَ جُنُوۡبُہُمۡ وَ ظُہُوۡرُہُمۡ ؕ ہٰذَا مَا کَنَزۡتُمۡ

جہنم کی آگ میں ۷۸ پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں ۷۹ یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ

لِاَنۡفُسِکُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَکۡنِزُوۡنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّۃَ الشُّہُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰہِ اثۡنَا

کر رکھا تھا (اور زکوٰۃ نہ دی تھی) اب چکھو مزا اس جوڑنے کا بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ

عَشَرَ شَہۡرًا فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ مِنۡہَاۤ اَرۡبَعَۃٌ

مہینے ہیں ۸۰ اللہ کی کتاب میں ۸۱ جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار

حُرُمٌ ؕ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ ۬ۙ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِیۡہِنَّ اَنۡفُسَکُمۡ وَ قَاتِلُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ

حرمت والے ہیں ۸۲ یہ سیدھا (آسان) دین ہے تو ان مہینوں میں ۸۳ اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت

اونٹ، گائے یا بکریوں کا مالک ہو اور ان کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن وہ جانور پہلے سے زیادہ موٹے تازے آئیں گے وہ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گے اور پاؤں سے روندیں گے جب آخری گزر جائے گا تو پہلا دوبارہ آئے گا حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب تغلیظ عقوبۃ من لایؤدی الزکاۃ، الحدیث ۲۳۰۰ ص ۸۳۴)

۷۸ اور شدّتِ حرارت سے سفید ہو جائے گا۔

۷۹ جسم کے تمام اطراف و جوانب اور کہا جائے گا۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانعین زکوٰۃ کے بارے میں نازل ہونے والے اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: 'جب مال جمع کر کے رکھنے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو داغا جائے گا تو کوئی درہم دوسرے درہم سے اور کوئی دینار دوسرے دینار سے نہ چھوئے گا بلکہ اس کے جسم کو اتنا وسیع کر دیا جائے گا کہ اس پر ہر درہم و دینار کو رکھا جاسکے۔ (تفسیر الدر المنثور، تحت الآیۃ: ۳۵ (یوم یحمٰی علیہا۔۔۔۔۔۔ الخ) ج ۴، ص ۱۷۹، مفہومًا)

پیشانی اور پیٹھ

اللہ عزوجل نے اس شخص کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو داغنے کے ساتھ اس لئے مخصوص فرمایا کہ بخیل مالدار جب کسی فقیر کو دیکھتا ہے تو ترش روئی دکھاتا ہے اور اس کے ماتھے پر شکنیں پڑ جاتی ہیں اور وہ اس سے پہلو تہی اختیار کرتا ہے پھر جب فقیر اس کے قریب آتا ہے تو وہ اس سے پیٹھ پھیر لیتا ہے لہٰذا ان اعضاء کو داغ کر سزا دی جائے گی تاکہ عمل کی سزا اسی کی جنس سے ہو۔

۸۰ یہاں یہ بیان فرمایا گیا کہ احکامِ شرع کی بنا قمری مہینوں پر ہے جن کا حساب چاند سے ہے۔

۸۱ یہاں اللہ کی کتاب سے یا لوحِ محفوظ مراد ہے یا قرآن یا وہ حکم جو اس نے اپنے بندوں پر لازم کیا۔

۸۲ تین متّصل ذوالقعدہ و ذوالحجہ، محرّم اور ایک جدا رَجَب۔ عرب لوگ زمانۂ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قتال حرام جانتے تھے۔ اسلام میں ان مہینوں کی حرمت و عظمت اور زیادہ کی گئی۔

كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنَّمَا

لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۸۴ ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر

النَّسِیْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ

(سوائے اس کے کہ) اور کفر (مزید آگ) میں بڑھنا ۸۵ اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ایک برس اسے حلال ۸۶ ٹھہراتے

يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ

ہیں اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی ۸۷ اور اللہ کے حرام کئے

لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ع ۵ ۸ ۱۱

ہوئے حلال کرلیں ان کے برے کام ان کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں اور اللہ کافروں کو (ہدایت کی) راہ نہیں دیتا اے ایمان

اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ

والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ خدا کی راہ میں کوچ کرو (جہاد کے لئے نکلو) تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے ہو ۸۸

۸۳ گناہ و نافرمانی سے۔

۸۴ ان کی نصرت و مدد فرمائے گا۔

۸۵ نَسی لغت میں وقت کے مؤخر کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں شہرِ حرام کی حرمت کا دوسرے مہینے کی طرف ہٹا دینا مراد ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں عرب اَشہرِ حُرُم (یعنی ذوالقعدہ و ذی الحجّہ، محرّم، رَجَب) کی حرمت و عظمت کے معتقِد تھے تو جب کبھی لڑائی کے زمانے میں یہ حرمت والے مہینے آجاتے تو ان کو بہت شاق گزرتے اس لئے انہوں نے یہ کیا کہ ایک مہینے کی حرمت دوسرے کی طرف ہٹانے لگے، محرّم کی حرمت صَفَر کی طرف ہٹا کر محرّم میں جنگ جاری رکھتے اور بجائے اس کے صَفَر کو ماہِ حرام بنا لیتے اور جب اس سے بھی تحریم ہٹانے کی حاجت سمجھتے تو اس میں بھی جنگ حلال کر لیتے اور ربیع الاوّل کو ماہِ حرام قرار دیتے۔ اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومتی اور ان کے اس طرزِ عمل سے ماہ ہائے حرام کی تخصیص ہی باقی نہ رہی، اس طرح حج کو مختلف مہینوں میں گھوماتے پھرتے تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حَجّۃُ الوَداع میں اعلان فرمایا کہ نَسی کے مہینے گئے گزرے ہوئے اب مہینوں کے اوقات کی وضعِ الٰہی کے مطابق حفاظت کی جائے اور کوئی مہینہ اپنی جگہ سے نہ ہٹایا جائے اور اس آیت میں نَسی کو ممنوع قرار دیا گیا اور کُفر پر کُفر کی زیادتی بتایا گیا کیونکہ اس میں ماہ ہائے حرام میں تحریمِ قتال کو حلال جاننا اور خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کر لینا پایا جاتا ہے۔

۸۶ یعنی ماہِ حرام کو یا اس ہٹانے کو۔

۸۷ یعنی ماہِ حرام چار ہی رہیں اس کی تو پابندی کرتے ہیں اور ان کی تخصیص توڑ کر حکمِ الٰہی کی مخالفت، جو مہینہ حرام تھا اسے حلال کر لیا اس کی جگہ دوسرے کو حرام قرار دیا۔

اَرَضِیۡتُمۡ بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا مِنَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا فِی الۡاٰخِرَۃِ

کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی اور جیتی دنیا کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا ۸۹

۸۸ اور سفر سے گھبراتے ہو۔

شانِ نُزول: یہ آیت غزوۂ تبوک کی ترغیب میں نازِل ہوئی۔ تبوک ایک مقام ہے اطرافِ شام میں مدینۂ طیّبہ سے چودہ منزل فاصلہ پر۔ رجب ۹ ہجری میں طائف سے واپسی کے بعد سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی کہ عرب کے نصرانیوں کی تحریک سے ہرقل شاہِ روم نے رومیوں اور شامیوں کی فوج گراں جمع کی ہے اور وہ مسلمانوں پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا۔ یہ زمانہ نہایت تنگی، قحط سالی اور شدتِ گرمی کا تھا یہاں تک کہ دو دو آدمی ایک ایک کھجور پر بسر کرتے تھے، سفر دور کا تھا، دشمن کثیر اور قوی تھے اس لئے بعض قبیلے بیٹھ رہے اور انہیں اس وقت جہاد میں جانا گراں معلوم ہوا اور اس غزوہ میں بہت سے منافقین کا پردہ فاش اور حال ظاہر ہو گیا۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غزوہ میں بڑی عالی ہمتی سے خرچ کیا دس ہزار مجاہدین کو سامان دیا اور دس ہزار دینار اس غزوہ پر خرچ کئے، نوسو اونٹ اور سو گھوڑے مع ساز و سامان کے اس کے علاوہ ہیں اور اصحاب نے بھی خوب خرچ کیا، ان میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق ہیں جنہوں نے اپنا کُل مال حاضر کر دیا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال حاضر کیا اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت علی مرتضٰی کو مدینہ طیّبہ میں چھوڑا۔ عبداللہ بن اُبَی اور اس کے ہمراہی منافقین ثنیۃ الوداع تک چل کر رہ گئے جب لشکرِ اسلام تبوک میں اترا تو انہوں نے دیکھا کہ چشمے میں پانی بہت تھوڑا ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پانی سے اس میں کلی فرمائی جس کی برکت سے پانی جوش میں آیا اور چشمہ بھر گیا، لشکر اور اس کے تمام جانور اچھی طرح سیراب ہوئے۔ حضرت نے کافی عرصہ یہاں قیام فرمایا۔ ہرقل اپنے دل میں آپ کو سچا نبی جانتا تھا اس لئے اسے خوف ہوا اور اس نے آپ سے مقابلہ نہ کیا۔ حضرت نے اطراف میں لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالد کو چار سو زائد سواروں کے ساتھ اکیدر حاکمِ دومۃ الجندل کے مقابل بھیجا اور فرمایا کہ تم اس کو نیل گائے کے شکار میں پکڑ لو چنانچہ ایسا ہی ہوا جب وہ نیل گائے کے شکار کے لئے اپنے قلعے سے اترا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کو گرفتار کر کے خدمت اقدس میں لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جزیہ مقرر فرما کر اس کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح حاکمِ ایلہ پر اسلام پیش کیا اور جزیہ پر صلح فرمائی۔ واپسی کے وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے قریب تشریف لائے تو جو لوگ جہاد میں ساتھ ہونے سے رہ گئے تھے وہ حاضر ہوئے حضور نے اصحاب سے فرمایا کہ ان میں سے کسی سے کلام نہ کریں اور اپنے پاس نہ بٹھائیں جب تک ہم اجازت نہ دیں تو مسلمانوں نے ان سے اعراض کیا یہاں تک کہ باپ اور بھائی کی طرف بھی التفات نہ کیا اسی باب میں یہ

اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

اگر نہ کوچ کرو گے تو و۹۰ تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا و۹۱ اور تم اس

وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ

کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے اگر تم محبوب (رسول) کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی

نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ

شرارت (سازش) سے انہیں (مکہ مکرمہ سے) باہر تشریف لے جانا ہوا و۹۲ صرف دو جان سے (صرف دو تھے) جب وہ دونوں و۹۳ (رسول اور

يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ

صدیق اکبر) غار (ثور) میں تھے جب (رسول) اپنے یار (صدیق اکبر) سے و۹۴ فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے

آیتیں نازل ہوئیں۔

و۸۹ کہ دنیا اور اس کی تمام متاع فانی ہے اور آخرت اور اس کی تمام نعمتیں باقی ہیں۔

و۹۰ اے مسلمانو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسبِ حکم اللہ تعالیٰ۔

و۹۱ جو تم سے بہتر اور فرمانبردار ہوں گے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت اور ان کے دین کو عزت دینے کا خود کفیل ہے تو اگر تم اطاعتِ فرمانِ رسول میں جلدی کرو گے تو یہ سعادت تمہیں نصیب ہوگی اور اگر تم نے سستی کی تو اللہ تعالیٰ دوسروں کو اپنے نبی کے شرفِ خدمت سے سرفراز فرمائے گا۔

و۹۲ یعنی وقتِ ہجرت مکّہ مکرّمہ سے جب کہ کُفّار نے دارالندوہ میں حضور کے لئے قتل و قید وغیرہ کے بُرے بُرے مشورے کئے تھے۔

و۹۳ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

ہجرت کی رات حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے نکل کر مقام 'حزورہ' کے پاس کھڑے ہو گئے اور بڑی حسرت کے ساتھ 'کعبہ مکرمہ' کو دیکھا اور فرمایا کہ اے شہر مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا اور کسی جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ہی قرارداد ہو چکی تھی، وہ بھی اسی جگہ آ گئے اور اس خیال سے کہ کفار ہمارے قدموں کے نشان سے ہمارا راستہ پہچان کر ہمارا پیچھا نہ کریں پھر یہ بھی دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے نازک زخمی ہو گئے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور اس طرح خاردار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات غارِ ثور پہنچے۔

(مدارج النبوۃ، بحث 'غارِ ثور' ج ۲، ص ۵۸)

و۹۴ یعنی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔

بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ

اس پر اپنا سکینہ اتارا ۹۵ اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں ۹۶ اور کافروں کی بات نیچے ڈالی ۹۷ اللہ ہی کا بول

مسئلہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت اس آیت سے ثابت ہے۔ حسن بن فضل نے فرمایا جو شخص حضرت صدیق اکبر کی صحابیت کا انکار کرے وہ نصِ قرانی کا منکر ہو کر کافر ہوا۔

۹۵ اور قلب کو اطمینان عطا فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار کی صفائی کی اور اپنے کپڑوں کو پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یارِ غار کے پاؤں میں کاٹا۔ مگر جاں نثار نے اس خیال سے پاؤں نہیں ہٹایا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خوابِ راحت میں خلل نہ پڑ جائے۔ مگر درد کی شدت سے یارِ غار کے آنسوؤں کی دھار کے چند قطرات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار پر نثار ہو گئے۔ جس سے رحمتِ عالم بیدار ہو گئے اور اپنے یارِ غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہو گئے۔ پوچھا ابوبکر کیا ہوا؟ عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زخم پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا، جس سے فوراً ہی سارا درد جاتا رہا اور زخم بھی اچھا ہو گیا۔ تین رات حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غار میں رونق افروز رہے۔ کفار مکہ نے آپ کی تلاش میں مکّہ کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر حفاظتِ خداوندی کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے یہ منظر دیکھ کر کفار آپس میں کہنے لگے کہ اگر اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی، نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرا گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آ گئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مت گھبراؤ، خدا ہمارے ساتھ ہے۔ (پ10، التوبہ:40)

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکینہ اتر پڑا کہ وہ بالکل ہی مطمئن اور بے خوف ہو گئے اور چوتھے دن یکم ربیع الاول دوشنبہ کے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غار سے باہر تشریف لائے اور مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ، بحث غارِ ثور، ج ۲، ص ۵۸)

۹۶ ان سے مراد ملائکہ کی فوجیں ہیں جنہوں نے کُفّار کے رُخ پھیر دیئے اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکے اور بدر و اَحزاب و حُنین میں بھی انہیں غیبی فوجوں سے مدد فرمائی۔

۹۷ دعوتِ کُفر و شرک کو پست فرمایا۔

الْعُلْیَا ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ
بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے کوچ (جہاد) کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے ۹۸ اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال
وَ اَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ
اور جان سے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانو ۹۹ اگر کوئی قریب مال
عَرَضًا قَرِیْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَ لٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَیْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ
یا متوسط سفر ہوتا ۱۰۰ تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے ۱۰۱ مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا (مشکل ہوگیا)
سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ
اب اللہ کی قسم کھائیں گے ۱۰۲ کہ ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے ۱۰۳ اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں ۱۰۴

۹۸ یعنی خوشی سے یا گرانی سے۔ ایک قول یہ ہے کہ قوت کے ساتھ یا ضعف کے ساتھ اور بے سامانی سے یا سرو سامان سے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک دن بڑھاپے میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ توبہ کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بچو! مجھے تم لوگ جہاد کا سامان دو کیونکہ میرا رب جوانی اور بڑھاپے دونوں حالتوں میں مجھے جہاد کا حکم فرماتا ہے۔ ان کے بیٹوں نے کہا کہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں تمام جہادوں میں شرکت کی سعادت حاصل کر لی ہے اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اس لئے اب جہاد میں نہ جایئے ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ مگر یہ کسی طرح بھی گھر بیٹھنے پر راضی نہیں ہوئے اور جہاد کا سامان جمع کر کے جہاد میں جانیوالی ایک کشتی پر سوار ہو کر جہاد کے لیے روانہ ہو گئے۔ خدا کی شان کہ اس کشتی ہی پر ان کی وفات ہو گئی۔ اتفاق سے ان کی قبر کے لیے سمندر میں کوئی جزیرہ بھی نہیں ملا، سات دنوں تک کشتی میں آپ کی لاش مبارک رکھی رہی، ساتویں دن سمندر میں ایک جزیرہ ملا تو آپ اس جزیرہ میں مدفون ہوئے۔ سات دن گزرنے کے باوجود آپ کے جسم اطہر پر کسی قسم کا کوئی تغیر رونما نہیں ہوا تھا۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف الزای، زید بن سھل رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۱۲۳

۹۹ کہ جہاد کا ثواب بیٹھ رہنے سے بہتر ہے تو مستعدی کے ساتھ تیار ہو اور کاہلی نہ کرو۔

۱۰۰ اور دنیوی نفع کی امید ہوتی اور شدید محنت و مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا۔

۱۰۱ شانِ نُزول: یہ آیت ان منافقین کی شان میں نازِل ہوئی جنہوں نے غزوۂ تبوک میں جانے سے تخلّف کیا تھا۔

۱۰۲ یہ منافقین اور اس طرح معذرت کریں گے۔

۱۰۳ منافقین کی اس معذرت سے پہلے خبر دے دینا غیبی خبر اور دلائلِ نبوّت میں سے ہے چنانچہ جیسا فرمایا تھا ویسا

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٤٢﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ

اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک ضرور جھوٹے ہیں اللہ تمہیں معاف کرے و۱۰۵ تم نے انھیں کیوں (جہاد سے رہ جانے کا) اذن

لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٤٣﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

دے دیا جب تک نہ کھلے تھے (ظاہر نہ ہوئے) تم پر سچے اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے وہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان

بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

رکھتے ہیں تم سے چھٹی (جہاد سے رہ جانے کی اجازت) نہ مانگیں گے اس سے کہ اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور اللہ خوب

بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٤﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

جانتا ہے پرہیز گاروں کو تم سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے و۱۰۶ اور

ارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ

ان کے دل شک میں پڑے ہیں تو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہیں و۱۰۷ انھیں نکلنا منظور ہوتا

ہی پیش آیا اور انہوں نے یہی معذرت کی اور جھوٹی قسمیں کھائیں۔

و۱۰۴ جھوٹی قسم کھا کر۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹی قسمیں کھانا سبب ہلاکت ہے۔

و۱۰۵ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ سے ابتدائے کلام وافتتاحِ خطاب مخاطب کی تعظیم وتوقیر میں مبالغہ کے لئے ہے اور زبانِ عرب میں یہ عُرفِ شائع ہے کہ مخاطب کی تعظیم کے موقع پر ایسے کلمے استعمال کئے جاتے ہیں۔ قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے شفا میں فرمایا جس کسی نے اس سوال کو عتاب قرار دیا اس نے غلطی کی کیونکہ غزوۂ تبوک میں حاضر نہ ہونے اور گھر رہ جانے کی اجازت مانگنے والوں کو اجازت دینا نہ دینا دونوں حضرت کے اختیار میں تھے اور آپ اس میں مختار تھے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا 'فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ' آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دیجئے تو 'لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ' فرمانا عتاب کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ اظہار ہے کہ اگر آپ انہیں اجازت نہ دیتے تو بھی وہ جہاد میں جانے والے نہ تھے اور 'عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ' کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے، گناہ سے تو تمہیں واسطہ ہی نہیں۔ اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تکریم وتوقیر اور تسکین وتسلی ہے کہ قلبِ مبارک پر 'لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ' فرمانے سے کوئی بار نہ ہو۔

و۱۰۶ یعنی منافقین۔

و۱۰۷ نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے، نہ کُفّار کے ساتھ رہ سکے نہ مؤمنین کا ساتھ دے سکے۔

لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّ لٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ قِيْلَ

تو اس کا سامان (تیاری) کرتے مگر خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند ہوا تو ان میں کاہلی بھر دی و۱۰۸ اور و۱۰۹ فرمایا گیا کہ بیٹھ رہو

اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاۡاَوْضَعُوْا

بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ و۱۱۰ اگر وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا اور تم میں فتنہ ڈالنے

خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

کو تمہارے بیچ میں غرابیں دوڑاتے (فساد ڈالتے) و۱۱۱ اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں و۱۱۲ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ

بے شک انھوں نے پہلے ہی فتنہ چاہا تھا و۱۱۳ اور اے محبوب تمہارے لئے تدبیریں الٹی پلٹیں و۱۱۴ یہاں تک کہ حق آیا و۱۱۵

وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ ؕ

اور اللہ کا حکم ظاہر ہوا و۱۱۶ اور انھیں ناگوار تھا اور ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں

اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ

نہ ڈالئے و۱۱۷ سن لو وہ فتنہ ہی میں پڑے و۱۱۸ اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو (اے مسلمانو) اگر تمہیں بھلائی پہنچے

و۱۰۸ اور جہاد کا ارادہ رکھتے۔

و۱۰۹ ان کے اجازت چاہنے پر۔

و۱۱۰ بیٹھ رہنے والوں سے عورتیں، بچے، بیمار اور اپاہج لوگ مراد ہیں۔

و۱۱۱ اور جھوٹی جھوٹی باتیں بنا کر فساد انگیزیاں کرتے۔

و۱۱۲ جو تمہاری باتیں ان تک پہنچائیں۔

و۱۱۳ اور وہ آپ کے اصحاب کو دین سے روکنے کی کوشش کرتے جیسا کہ عبداللہ بن اُبَی بن سلول منافق نے روزِ اُحد کیا کہ مسلمانوں کو اغواء کرنے کے لئے اپنی جماعت لے کر واپس ہوا۔

و۱۱۴ اور انہوں نے تمہارا کام بگاڑنے اور دین میں فساد ڈالنے کے لئے بہت مکر و حیلے کئے۔

و۱۱۵ یعنی اللہ تعالٰی کی طرف سے تائید و نصرت۔

و۱۱۶ اور اس کا دین غالب ہوا۔

و۱۱۷ شانِ نُزول: یہ آیت جد بن قیس منافق کے حق میں نازِل ہوئی جب نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے لئے تیاری فرمائی تو جد بن قیس نے کہا یا رسولَ اللہ میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا بڑا شیدائی ہوں مجھے

تَسُؤْهُمْ ۚ وَ اِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَ يَتَوَلَّوْا

وہ ۱۱۹ تو انھیں (کافروں کو) برا لگے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے ۱۲۰ تو کہیں ۱۲۱ ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کرلیا تھا (جہاد پر نہ

وَّ هُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَ عَلَى

جا کر ٹھیک کیا) اور خوشیاں مناتے پھر جائیں تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر (وہی) جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحْدَى

مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے تم فرماؤ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک

الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَ نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ

کا وہ ۱۲۲ اور ہم تم پر اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس سے وہ ۱۲۳ یا ہمارے ہاتھوں وہ ۱۲۴

بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا

تو اب راہ دیکھو (انجام کا انتظار کرو) ہم بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہے ہیں وہ ۱۲۵ تم فرماؤ کہ دل سے خرچ کرو یا ناگواری سے

اندیشہ ہے کہ میں رومی عورتوں کو دیکھوں گا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اس لئے آپ مجھے یہیں ٹھہر جانے کی اجازت دیجئے اور ان عورتوں کے فتنہ میں نہ ڈالئے، میں آپ کی اپنے مال سے مدد کروں گا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اس کا حیلہ تھا اور اس میں سوائے نِفاق کے اور کوئی علّت نہ تھی، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور اسے اجازت دے دی۔ اس کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی۔

وہ ۱۱۸ کیونکہ جہاد سے رک رہنا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنا بہت بڑا فتنہ ہے۔

وہ ۱۱۹ اور تم دشمن پر فتح یاب ہو اور غنیمت تمہارے ہاتھ آئے۔

وہ ۱۲۰ اور کسی طرح کی شدّت پیش آئے۔

وہ ۱۲۱ منافقین کہ چالاکی سے جہاد میں نہ جا کر۔

وہ ۱۲۲ یا تو فتح و غنیمت ملے گی یا شہادت و مغفرت کیونکہ مسلمان جب جہاد میں جاتا ہے تو وہ اگر غالب ہو جب تو فتح و غنیمت اور اجرِ عظیم پاتا ہے اور اگر راہِ خدا میں مارا جائے تو اس کو شہادت حاصل ہوتی ہے جو اس کی اعلیٰ مراد ہے۔

وہ ۱۲۳ اور تمہیں عاد و ثمود وغیرہ کی طرح ہلاک کرے۔

وہ ۱۲۴ تم کو قتل و اسیری کے عذاب میں گرفتار کرے۔

وہ ۱۲۵ کہ تمہارا کیا انجام ہوتا ہے۔

لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِیْنَ (۵۳) وَ مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ
تم سے ہرگز قبول نہ ہوگا ۱۲۶ بے شک تم بے حکم (نافرمان) لوگ ہو اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا

مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ وَ لَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ
بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے (بوجھل دل سے) اور خرچ نہیں کرتے

هُمْ كُسَالٰى وَ لَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ (۵۴) فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ
مگر ناگواری سے ۱۲۷ تو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد (کی کثرت) کا تعجب نہ آئے (حیرت نہ ہو)

اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ
اللہ یہی چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں سے ان پر وبال ڈالے (عذاب دے) اور اگر کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے

وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ (۵۵) وَ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ
۱۲۸ اور اللہ کی (جھوٹی) قسمیں کھاتے ہیں ۱۲۹ کہ وہ تم میں سے ہیں ۱۳۰ اور (درحقیقت وہ) تم میں سے ہیں نہیں ۱۳۱

قَوْمٌ یَّفْرَقُوْنَ (۵۶) لَوْ یَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَیْهِ وَ هُمْ
ہاں وہ لوگ (تم مسلمانوں سے) ڈرتے ہیں ۱۳۲ اگر (وہ تم سے بچنے کے لیے) پائیں کوئی پناہ یا غار یا سما جانے کی جگہ تو رسیاں

یَجْمَحُوْنَ (۵۷) وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّلْمِزُكَ فِی الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ
تڑاتے ادھر پھر جائیں گے ۱۳۳ (ادھر کا رخ کرلیں گے) اور ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا (عیب

۱۲۶ شانِ نزول: یہ آیت جد بن قیس منافق کے جواب میں نازِل ہوئی جس نے جہاد میں نہ جانے کی اجازت طلب کرنے کے ساتھ یہ کہا تھا کہ میں اپنے مال سے مدد کروں گا۔ اس پر حضرت حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ تم خوشی سے دو یا ناخوشی سے تمہارا مال قبول نہ کیا جائے گا یعنی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو نہ لیں گے کیونکہ یہ دینا اللہ کے لئے نہیں ہے۔

۱۲۷ کیونکہ انہیں رضائے الٰہی مقصود نہیں۔

۱۲۸ تو وہ مال ان کے حق میں سببِ راحت نہ ہوا بلکہ وبال ہوا۔

۱۲۹ منافقین اس پر۔

۱۳۰ یعنی تمہارے دین وملّت پر ہیں، مسلمان ہیں۔

۱۳۱ تمہیں دھوکا دیتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔

۱۳۲ کہ اگر ان کا نِفاق ظاہر ہوجائے تو مسلمان ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو مشرکین کے ساتھ کرتے ہیں

اِنْ لَّمْ یُعْطَوْا مِنْهَاۤ اِذَا هُمْ یَسْخَطُوْنَ ۝۵۸ وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

لگاتا) ہے ف۱۳۴ تو اگر ان ف۱۳۵ میں سے (ان کی مرضی کے مطابق) کچھ ملے تو راضی ہوجائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض اور کیا اچھا

وَ رَسُوْلُهٗ ۙ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى

ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں

ع ۱۷/۱۳ اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝۵۹ع اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا

اللہ ہی کی طرف رغبت ہے ف۱۳۶ زکوٰۃ تو انھیں لوگوں کے لئے ہے ف۱۳۷ محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل (وصول) کر کے لائیں

وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ

اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے (پیدا کی جائے) اور گردنیں چھوڑانے (غلاموں کو آزاد کرنے) میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور

السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝۶۰ وَ مِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ

مسافر کو یہ ٹھیرایا (مقرر کیا) ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے

اس لئے وہ براہِ تقیّہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔

ف۱۳۳ کیونکہ انہیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں سے انتہا درجے کا بُغض ہے۔

ف۱۳۴ شانِ نُزول: یہ آیت ذُوالخُوَیصَرَہ تمیمی کے حق میں نازِل ہوئی، اس شخص کا نام حُرقُوص بن زُہَیر ہے اور یہی خوارج کی اصل و بنیاد ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ذُوالخُوَیصَرَہ نے کہا یارسولَ اللہ عدل کیجئے! حضور نے فرمایا تجھے خرابی ہو میں نہ عدل کروں گا تو عدل کون کریگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن مار دوں، حضور نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اس کے اور بھی ہمراہی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

(ملخصاً، جامع ترمذی، کتاب الفتن، باب فی صفۃ المارقۃ، الحدیث ۲۱۹۵، ج ۴، ص ۸۰)

(مسند امام احمد، مسند البصریین، حدیث ۱۹۸۰۴، ج ۷، ص ۱۸۳)

ف۱۳۵ صدقات۔

ف۱۳۶ کہ ہم پر اپنا فضلِ وسیع کرے اور ہمیں خَلق کے اموال سے غنی اور بے نیاز کردے۔

ف۱۳۷ جب منافقین نے تقسیمِ صدقات میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کیا تو اللہ عزوجل نے اس آیت میں بیان فرما دیا کہ صدقات کے مستحق صرف یہی آٹھ قسم کے لوگ ہیں۔ انہیں پر صدقات صَرف کئے جائیں گے، ان

کے سوا اور کوئی مستحق نہیں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اموالِ صدقہ سے کوئی واسطہ ہی نہیں، آپ پر اور آپ کی اولاد پر صدقات حرام ہیں تو طعن کرنے والوں کو اعتراض کا کیا موقع۔ صدقہ سے اس آیت میں زکوٰۃ مراد ہے۔

مسئلہ: زکوٰۃ کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ قرار دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے مؤلّفۃُ القلوب باجماعِ صحابہ ساقط ہو گئے کیونکہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی۔ یہ اجماع زمانۂ صدیق میں منعقد ہوا۔

مسئلہ: فقیر وہ ہے جس کے پاس ادنیٰ چیز ہو اور جب تک اس کے پاس ایک وقت کے لئے کچھ ہو اس کو سوال حلال نہیں۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ سوال کر سکتا ہے۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۷

عاملین وہ لوگ ہیں جن کو امام نے صدقے تحصیل کرنے پر مقرر کیا ہو، انہیں امام اتنا دے جو ان کے اور ان کے متعلقین کے لئے کافی ہو۔

الدرالمختار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۳۴۔۳۳۶، وغیرہ

مسئلہ: اگر عامل غنی ہو تو بھی اس کو لینا جائز ہے۔

الدرالمختار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۳۴۔۳۳۶، وغیرہ

مسئلہ: عامل سید یا ہاشمی ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے نہ لے۔ گردنیں چھوڑانے سے مراد یہ ہے کہ جن غلاموں کو ان کے مالکوں نے مکاتَب کر دیا ہو اور ایک مقدار مال کی مقرر کر دی ہو کہ اس قدر وہ ادا کر دیں تو آزاد ہیں، وہ بھی مستحق ہیں، ان کو آزاد کرانے کے لئے مالِ زکوٰۃ دیا جائے۔ قرضدار جو بغیر کسی گناہ کے مبتلائے قرض ہوئے ہوں اور اتنا مال نہ رکھتے ہوں جس سے قرض ادا کریں انہیں ادائے قرض میں مالِ زکوٰۃ سے مدد دی جائے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بے سامان مجاہدین اور نادار حاجیوں پر صَرف کرنا مراد ہے۔ ابنِ سبیل سے وہ مسافر مراد ہیں جس کے پاس مال نہ ہو۔

مسئلہ: زکوٰۃ دینے والے کو یہ بھی جائز ہے کہ وہ ان تمام اقسام کے لوگوں کو زکوٰۃ دے اور یہ بھی جائز ہے کہ ان میں سے کسی ایک ہی قسم کو دے۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸

والدرالمختار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۴۰

مسئلہ: زکوٰۃ انہیں لوگوں کے ساتھ خاص کی گئی تو ان کے علاوہ اور دوسرے مصرف میں خرچ نہ کی جائے گی، نہ مسجد کی تعمیر میں، نہ مردے کے کفن میں، نہ اس کے قرض کی ادا میں۔

مسئلہ: زکوٰۃ بنی ہاشم اور غنی اور ان کے غلاموں کو نہ دی جائے اور نہ آدمی اپنی بی بی اور اولاد اور غلاموں کو دے۔ (تفسیر احمدی و مدارک)

النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ
(نبی) کو ستاتے ہیں ف۱۳۸ اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں (کہ تمہارے عیب چھپے رہیں) اللہ پر ایمان لاتے
لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں ف۱۳۹ اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ
دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے تمہارے سامنے اللہ کی (جھوٹی) قسم کھاتے ہیں ف۱۴۰ کہ (ہم نے کچھ نہیں کیا تا کہ) تمہیں راضی کرلیں
اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ
ف۱۴۱ اور اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ (اخلاص و اطاعت سے) اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے کیا انھیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور
وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ
اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے منافق
الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ
ڈرتے ہیں کہ ان ف۱۴۲ پر کوئی سورت ایسی اترے جو ان ف۱۴۳ کے دلوں کی چھپی ف۱۴۴ (منافقت) جتا دے (ظاہر کردے) تم فرماؤ

ف۱۳۸ یعنی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

شانِ نُزول: منافقین اپنے جلسوں میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ناشائستہ باتیں بکا کرتے تھے۔ ان میں سے بعضوں نے کہا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوگئی تو ہمارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ جلاس بن سوید منافق نے کہا ہم جو چاہیں کہیں حضور کے سامنے مُکر جائیں گے اور قسم کھالیں گے وہ تو کان ہیں ان سے جو کہہ دیا جائے سن کر مان لیتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازِل فرمائی اور یہ فرمایا کہ اگر وہ سننے والے بھی ہیں تو خیر اور صلاح کے سننے اور ماننے والے ہیں شر اور فساد کے نہیں۔

ف۱۳۹ نہ منافقوں کی بات پر۔

ف۱۴۰ منافقین اس لئے۔

ف۱۴۱ شانِ نُزول: منافقین اپنی مجلسوں میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آکر اس سے مُکر جاتے تھے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی بریّت ثابت کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھانے سے زیادہ اہم اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا تھا اگر ایمان رکھتے تھے تو ایسی حرکتیں کیوں کیں جو خدا اور رسول کی ناراضی کا سبب ہوں۔

اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا

(ابھی) ہنسے جاؤ (عنقریب) اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں

كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا

گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں (دل لگی کرتے) تھے و۱۴۵ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے

و۱۴۲ مسلمانوں۔

و۱۴۳ منافقوں۔

و۱۴۴ دلوں کی چھپی چیز ان کا نفاق ہے اور وہ بُغض و عداوت جو وہ مسلمانوں کے ساتھ رکھتے تھے اور اس کو چھپایا کرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات دیکھنے اور آپ کی غیبی خبریں سننے اور ان کو واقع کے مطابق پانے کے بعد منافقوں کو اندیشہ ہو گیا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کوئی ایسی سورت نازِل نہ فرمائے جس سے ان کے اسرار ظاہر کر دیئے جائیں اور ان کی رسوائی ہو۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔

و۱۴۵ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلِ سنّت، مُجدّدِ دین وملّت مولانا شاہ اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن تمہیدُ الایمان مَعَہ، حُسّامُالحُرَمَین صَفحہ 94 تا 95 (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر نَقل فرماتے ہیں: کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی، اس کی تلاش تھی، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: 'اونٹنی فُلاں جنگل میں فُلاں جگہ ہے۔' اس پر ایک مُنافِق بولا 'محمد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم بتاتے ہیں کہ اُونٹنی فُلاں جگہ ہے، محمد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم غیب کیا جانیں!' اِس پر اللہ عزَّوَجَلّ نے آیتِ کریمہ اُتاری کہ' کیا اللہ ورسول سے ٹھٹّھا (مسخری) کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم مسلمان کہلا کر اِس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔

(تفسیر دُرِّمنثور ج4 ص230)

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، حرف الزاء، ج ۲، ص ۳۵۷، تفسیر طبری، سورۃ التوبۃ، تحت الایۃ ۶۵، ج۶، حدیث ۱۶۹۳۳، ص ۴۱۰)

مسلمانو دیکھو! محمدٌ رّسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی شان میں گستاخی کرنے سے کہ 'وہ غیب کیا جانیں'، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ، تم اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے عُلومِ غیب سے مُطلَقاً مُنکِر ہیں۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ وقران ورسول سے ٹھٹّھا (مسخری) کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافر و مُرتَدّ ٹھہرایا اور کیوں نہ ہو کہ غیب کی بات جاننی شانِ نُبوّت ہے۔

(تمہیدُ الایمان ص 94، 95)

شانِ نُزول: غزوۂ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین نفروں میں سے دو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تمسخُراً کہتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آ جائیں گے، کتنا بعید خیال ہے اور ایک نفر بولتا تو نہ تھا مگر

تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ

نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر وا۱۴۶ اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں وا۱۴۷ تو اوروں

طَآىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۶۶﴾ ع اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ

کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے وا۱۴۸ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں وا۱۴۹

بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ

برائی کا حکم دیں وا۱۵۰ اور بھلائی سے منع کریں وا۱۵۱ اور اپنی مٹھی بند رکھیں وا۱۵۲ (بخل کریں) وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے وا۱۵۳

ع ۸ ۱۴ وقف لازم

ان باتوں کو سن کر ہنستا تھا۔ حضور نے ان کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے انہوں نے کہا ہم راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور ان کا یہ عذر و حیلہ قبول نہ کیا گیا اور ان کے لئے یہ فرمایا گیا جو آگے ارشاد ہوتا ہے۔

وا۱۴۶ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کُفر ہے جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں۔

وا۱۴۷ اس کے تائب ہونے اور بہ اخلاص ایمان لانے سے۔ محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ اس سے وہی شخص مراد ہے جو ہنستا تھا مگر اس نے اپنی زبان سے کوئی کلمۂ گستاخی نہ کہا تھا۔ جب یہ آیت نازِل ہوئی تو وہ تائب ہوا اور اخلاص کے ساتھ ایمان لایا اور اس نے دعا کی کہ یاربّ مجھے اپنی راہ میں مقتول کر کے ایسی موت دے کہ کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ میں نے غسل دیا، میں نے کفن دیا، میں نے دفن کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کا پتہ ہی نہ چلا ان کا نام یحیٰی بن حمیر اشجعی تھا اور چونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدگوئی سے زبان روکی تھی اس لئے انہیں توبہ و ایمان کی توفیق ملی۔

وا۱۴۸ اور اپنے جرم پر قائم رہے اور تائب نہ ہوئے۔

وا۱۴۹ وہ سب نفاق اور اعمالِ خبیثہ میں یکساں ہیں ان کا حال یہ ہے کہ۔

وا۱۵۰ یعنی کُفر و معصیت اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کا۔ (خازن)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی کو گمراہی کی دعوت دی اسے اس گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور ان کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن حسنۃ الخ، ص ۱۴۳۸، رقم: ۲۶۷۴)

وا۱۵۱ یعنی ایمان و طاعت و تصدیقِ رسول سے۔

وا۱۵۲ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے۔

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ

تو اللہ نے انھیں چھوڑ دیا و۱۵۴ بے شک منافق وہی پکے بے حکم (نافرمان) ہیں اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں

الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ

اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ انھیں بس (سزا کے لیے کافی) ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ

اور ان کے لئے قائم رہنے والا (ہمیشہ کا) عذاب ہے جیسے وہ (منافق) جو (اے منافقو) تم سے پہلے تھے تم سے زور (طاقت) میں بڑھ کر تھے

اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ

اور ان کے مال اور اولاد تم سے زیادہ تو وہ اپنا (دنیاوی نعمتوں کا) حصہ و۱۵۵ برت گئے تو (پا چکے) تم نے اپنا (دنیاوی نعمتوں کا) حصہ برتا (پایا) جیسے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَ خُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ

اگلے (پہلے والے) اپنا حصہ برت گئے (پا چکے) اور تم بیہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے و۱۵۶ ان کے (اچھے) عمل

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ

اکارت (برباد) گئے دنیا اور آخرت میں اور وہی لوگ گھاٹے (نقصان) میں ہیں و۱۵۷ کیا انھیں و۱۵۸ اپنے سے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۙ۬ وَ قَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَ

اگلوں کی خبر نہ آئی و۱۵۹ نوح کی قوم و۱۶۰ اور عاد و۱۶۱ اور ثمود و۱۶۲ اور ابراہیم کی قوم و۱۶۳ اور مدین والے و۱۶۴ اور

و۱۵۳ اور انہوں نے اس کی اطاعت و رضا طلبی نہ کی۔

و۱۵۴ اور ثواب و فضل سے محروم کر دیا۔

و۱۵۵ لذّات و شہواتِ دنیویہ کا۔

و۱۵۶ اور تم نے اِتّباعِ باطل اور تکذیبِ خدا و رسول اور مؤمنین کے ساتھ استہزاء کرنے میں ان کی راہ اختیار کی۔

و۱۵۷ انہیں کُفّار کی طرح اے منافقین تم ٹوٹے میں ہو اور تمہارے عملِ باطل ہیں۔

و۱۵۸ یعنی منافقوں کو۔

و۱۵۹ گزری ہوئی اُمّتوں کا حال معلوم نہ ہوا کہ ہم نے انہیں اپنے حکم کی مخالفت اور اپنے رسولوں کی نافرمانی کرنے پر کس طرح ہلاک کیا۔

و۱۶۰ جو طوفان سے ہلاک کی گئی۔

و۱۶۱ جو ہوا سے ہلاک کئے گئے۔

اَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ

وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں ف١٦٥ ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے ف١٦٦ تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر

لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ

ظلم کرتا ف١٦٧ بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے ف١٦٨ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

وقف لازم

ایک دوسرے کے رفیق ہیں ف١٦٩ بھلائی کا حکم دیں ف١٧٠ اور برائی سے منع کریں اور

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىٕكَ

نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر

سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو (جنت کے)

ف١٦٢ جو زلزلہ سے ہلاک کئے گئے۔

ف١٦٣ جو سلبِ نعمت سے ہلاک کی گئی اور نمرود مچھر سے ہلاک کیا گیا۔

ف١٦٤ یعنی حضرت شُعیب علیہ السلام کی قوم جو روزِ ابر کے عذاب سے ہلاک کی گئی۔

ف١٦٥ اور زیر و زبر کر ڈالی گئیں۔ وہ قومِ لوط کی بستیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان چھ کا ذکر فرمایا اس لئے کہ بلادِ شام و عراق و یمن جو سرزمینِ عرب کے بالکل قریب ہیں ان میں ان ہلاک شدہ قوموں کے نشان باقی ہیں اور عرب لوگ ان مقامات پر اکثر گزرتے رہتے ہیں۔

ف١٦٦ ان لوگوں نے بجائے تصدیق کرنے کے اپنے رسولوں کی تکذیب کی جیسا کہ اے منافقین کُفّار تم کر رہے ہو، ڈرو کہ انہیں کی طرح مبتلائے عذاب نہ کئے جاؤ۔

ف١٦٧ کیونکہ وہ حکیم ہے بغیر جرم کے سزا نہیں فرماتا۔

ف١٦٨ کہ کُفر اور تکذیبِ انبیاء کر کے عذاب کے مستحق بنے۔

ف١٦٩ اور باہم دینی مَحبت و موالات رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے معین و مددگار ہیں۔

ف١٧٠ یعنی اللہ اور رسول پر ایمان لانے اور شریعت کا اِتّباع کرنے کا۔

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ 'انسانی بدن کے ہر حصے پر روزانہ ایک صدقہ ہے۔' لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا، ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو باتیں بتائی ہیں یہ ان میں سے سب سے زیادہ سخت ہے۔' ارشاد

الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ
باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا ف۱۷۱ بسنے کے
جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۷۲﴾ ع یٰۤاَیُّهَا ع ۹ ۱۵
(سدا بہار) باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ف۱۷۲ یہی ہے بڑی مراد (کامیابی) پانی اے غیب کی خبریں دینے والے
النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ
(نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر ف۱۷۳ اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ
الْمَصِیْرُ ﴿۷۳﴾ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ
پلٹنے کی اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہ کہا ف۱۷۴ اور بے شک ضرور انھوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر

فرمایا، 'تمہارا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور تمہارا راستے سے گندگی ہٹا دینا صدقہ ہے اور تمہارا نماز کے لئے چلنے میں ہر قدم صدقہ ہے۔'

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب فی اماطۃ الاذی عن الطریق، رقم ۶، ج ۳، ص ۳۷۷)

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید خُدْرِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ 'تم میں سے کوئی جب کسی برائی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ برائی کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اور جو اپنے ہاتھ سے بدلنے کی استطاعت نہ رکھے اسے چاہیے کہ اپنی زبان سے بدل دے اور جو اپنی زبان سے بدلنے کی بھی استطاعت نہ رکھے اسے چاہیے کہ اپنے دل میں بُرا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے۔

(سنن نسائی، کتاب الایمان، باب تفاضل اھل الایمان، ج ۸، ص ۱۱۱ بتغیر قلیل)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے عرض کیا، 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال دار لوگ اجر لے گئے حالانکہ وہ بھی ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، 'کیا اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی ایسی چیز نہیں بنائی جو تم صدقہ کرسکو؟ بیشک ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ (یعنی نیکی کی دعوت دینا) صدقہ ہے اور نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ (یعنی برائی سے منع کرنا) صدقہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان اسم الصدقۃ، رقم ۱۰۰۶، ص ۵۰۳)

ف۱۷۱ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنّت میں موتی اور یاقوتِ سرخ اور زَبَرجَد کے محل مؤمنین کو عطا ہوں گے۔

ف۱۷۲ اور تمام نعمتوں سے اعلیٰ اور عاشقانِ الٰہی کی سب سے بڑی تمنا 'رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِجَاهِ حَبِیْبِهٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'

ف۱۷۳ کافِروں پر تو تلوار اور حرب سے اور منافقوں پر اقامتِ حُجّت سے۔

اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

ہو گئے اور وہ (مکروفریب) چاہا تھا جو انھیں نہ ملاو۱۷۵ (کامیاب نہ ہوا) اور انھیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انھیں اپنے

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا

فضل سے غنی کردیاو۱۷۶ تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے اور اگر (اسلام سے) منہ پھیریں و۱۷۷ تو اللہ انھیں سخت عذاب

اَلِيْمًا ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ وَ

کرے گا دنیا اور آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہو گا نہ مدد گار و۱۷۸ اور

مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ

ان میں کوئی وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور

و۱۷۴ شانِ نُزول: امام بغوی نے کلبی سے نقل کیا کہ یہ آیت جلاس بن سوید کے حق میں نازِل ہوئی۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک روز سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک میں خُطبہ فرمایا اس میں منافقین کا ذکر کیا اور ان کی بدحالی و بدمآلی کا ذکر فرمایا یہ سن کر جلاس نے کہا کہ اگر محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو عامر بن قیس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جلاس کا مقولہ بیان کیا، جلاس نے انکار کیا اور کہا کہ یارسولَ اللہ عامر نے مجھ پر جھوٹ بولا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو حکم فرمایا کہ منبر کے پاس قسم کھائیں، جلاس نے بعد عصر منبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ کی قسم کھائی کہ یہ بات اس نے نہیں کہی اور عامر نے اس پر جھوٹ بولا پھر عامر نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ بے شک یہ مقولہ جلاس نے کہا اور میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا پھر عامر نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کے حضور میں دعا کی یارب اپنے نبی پر سچے کی تصدیق نازِل فرما۔ ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی حضرت جبریل یہ آیت لے کر نازِل ہوئے آیت میں فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ' سن کر جلاس کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسولَ اللہ سنئے اللہ نے مجھے توبہ کا موقع دیا، عامر بن قیس نے جو کچھ کہا سچ کہا، میں نے وہ کلمہ کہا تھا اور اب میں توبہ و استغفار کرتا ہوں حضور نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور وہ توبہ پر ثابت رہے۔

و۱۷۵ مجاہد نے کہا کہ جلاس نے افشائے راز کے اندیشہ سے عامر کے قتل کا ارادہ کیا تھا اس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ پورا نہ ہوا۔

و۱۷۶ ایسی حالت میں ان پر شکر واجب تھا نہ کہ ناسپاسی۔

و۱۷۷ توبہ و ایمان سے اور کُفر و نفاق پر مُصِر رہیں۔

و۱۷۸ کہ انہیں عذابِ الٰہی سے بچا سکے۔

الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ بَخِلُوۡا بِہٖ وَ تَوَلَّوۡا وَّ ہُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۷۶﴾

بھلے (نیک) آدمی ہو جائیں گے ف۱۷۹ تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور (اطاعت سے) منہ پھیر کر پلٹ

فَاَعۡقَبَہُمۡ نِفَاقًا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ اِلٰی یَوۡمِ یَلۡقَوۡنَہٗ بِمَاۤ اَخۡلَفُوا اللّٰہَ مَا

گئے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن (وقت موت) تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے

وَعَدُوۡہُ وَ بِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ سِرَّہُمۡ

وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے ف۱۸۰ کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی

ف۱۷۹ شانِ نُزول: ثعلبہ بن حاطب نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی اس کے لئے مالدار ہونے کی دعا فرمائیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس بہت سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ کر سکے، دوبارہ پھر ثعلبہ نے حاضر ہو کر یہی درخواست کی اور کہا اسی کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ حضور نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس کی بکریوں میں برکت فرمائی اور اتنی بڑھیں کہ مدینہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی تو ثعلبہ ان کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہو گیا۔ حضور نے اس کا حال دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا مال بہت کثیر ہو گیا ہے اور اب جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہ رہی۔ حضور نے فرمایا کہ ثعلبہ پر افسوس پھر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ کے تحصیل کرنے والے بھیجے، لوگوں نے انہیں اپنے اپنے صدقات دیے جب ثعلبہ سے جا کر انہوں نے صدقہ مانگا اس نے کہا یہ تو ٹیکس ہو گیا، جاؤ میں سوچ لوں جب یہ لوگ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو حضور نے ان کے کچھ عرض کرنے سے قبل دو مرتبہ فرمایا 'ثعلبہ پر افسوس' تو یہ آیت نازِل ہوئی پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قبول فرمانے کی ممانعت فرما دی۔ وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر واپس ہوا پھر اس صدقہ کو خلافتِ صدیقی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی اسے قبول نہ فرمایا پھر خلافتِ فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا انہوں نے بھی قبول نہ فرمایا اور خلافتِ عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہو گیا۔ (مدارک)

ف۱۸۰ امام فخر الدّین رازی نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد شکنی اور وعدہ خلافی سے نِفاق پیدا ہوتا ہے تو مسلمان پر لازم ہے کہ ان باتوں سے احتراز کرے اور عہد پورا کرنے اور وعدہ وفا کرنے میں پوری کوشش کرے۔

حدیث شریف میں ہے منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے خلاف کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔

وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۷۸﴾ اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ

کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے و۱۸۱ وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں

الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ

و۱۸۲ اور ان کو جو (زیادہ مال) نہیں پاتے مگر (سوائے اس کے کہ) اپنی محنت (مزدوری) سے و۱۸۳ تو (کمایا) ان سے ہنستے (مذاق اڑاتے

مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا

ہیں) ہیں و۱۸۴ اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (اے نبی) تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ

تم (اپنے رحم و کرم کے سبب) ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انھیں نہیں بخشے گا و۱۸۵ یہ اس لئے کہ

و۱۸۱ اس پر کچھ مخفی نہیں منافقین کے دلوں کی بات بھی جانتا ہے اور جو آپس میں وہ ایک دوسرے سے کہیں وہ بھی۔

و۱۸۲ شانِ نُزول: جب آیت صدقہ نازِل ہوئی تو لوگ صدقہ لائے ان میں کوئی بہت کثیر لائے انہیں تو منافقین نے ریا کار کہا اور کوئی ایک صاع (2/1 ـ 3 سیر) لائے تو انہیں کہا اللہ کو اس کی کیا پرواہ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کی رغبت دلائی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا کل مال آٹھ ہزار درہم تھا چار ہزار تو یہ راہِ خدا میں حاضر ہے اور چار ہزار میں نے گھر والوں کے لئے روک لئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم نے دیا اللہ اس میں برکت فرمائے اور جو روک لیا اس میں بھی برکت فرمائے، حضور کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کا مال بہت بڑھا یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے دو بیبیاں چھوڑیں انہیں آٹھواں حصہ ملا جس کی مقدار ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھی۔

و۱۸۳ ابوعقیل انصاری ایک صاع کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور انہوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ میں نے آج رات پانی کھینچنے کی مزدوری کی، اس کی اجرت دو صاع کھجوریں ملیں، ایک صاع تو میں گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا اور ایک صاع راہِ خدا میں حاضر ہے۔ حضور نے یہ صدقہ قبول فرمایا اور اس کی قدر کی۔

و۱۸۴ منافقین اور صدقہ کی قلّت پر عار دلاتے ہیں۔

و۱۸۵ شانِ نُزول: اوپر کی آیتیں جب نازِل ہوئیں اور منافقین کا نِفاق کھل گیا اور مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا تو منافقین سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے معذرت کر کے کہنے لگے کہ آپ ہمارے لئے اِستِغفار کیجئے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہ فرمائے گا چاہے آپ اِستِغفار میں مبالغہ کریں۔

ع ۸ ۱۶ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠ ﴿۸۰﴾ فَرِحَ

وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں (کافروں) کو راہ نہیں دیتا و۱۸۶ (جہاد سے) پیچھے رہ جانے والے

الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْۤا اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

(منافقین) اس پر خوش ہوئے کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے و۱۸۷ اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے

وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ

اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے اس گرمی میں نہ نکلو (اے محبوب) تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے

حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّ لْیَبْكُوْا كَثِیْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا

سخت گرم ہے کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی و۱۸۸ تو انہیں چاہیے تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں و۱۸۹ بدلہ (کفر و گناہ) اس کا جو کماتے (کرتے

كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآىٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ

تھے) تھے و۱۹۰ پھر اے محبوب و۱۹۱ (منافقین) اگر اللہ تمہیں ان و۱۹۲ میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ و۱۹۳ تم سے

و۱۸۶ جو ایمان سے خارج ہوں جب تک کہ وہ کفر پر رہیں۔ (مدارک)

و۱۸۷ اور غزوۂ تبوک میں نہ گئے۔

و۱۸۸ تو تھوڑی دیر کی گرمی برداشت کرتے اور ہمیشہ کی آگ میں جلنے سے اپنے آپ کو بچاتے۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابوخَیثمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا جذبہ تو دیکھئے! غزوۂ تبوک کے موقع پر (آپ کسی اور مقام سے جب) سفر سے دوپہر کے وَقْت اپنے باغ میں تشریف لائے وہاں دیکھا کہ ٹھنڈا پانی، گرما گرم روٹیاں اور خوبصورت بیویاں حاضر ہیں۔ فرمایا: انصاف کے خلاف ہے کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تبوک کے تپتے ہوئے صَحرا میں ہوں اور میں باغ کے اندر گرم روٹیاں اور ٹھنڈا پانی استِعمال کروں! (دُور دراز کے سفر اور تھکن اور سخت گرمی کے باوُجود) اپنے گھر میں داخل ہوئے بغیر ہی تلوار لے کر چل پڑے اور سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں میں حاضر ہوگئے۔ یہی وہ حضرات ہیں جن کے صدقے میں ہم جیسے لاکھوں گنہگار بخشے جائیں گے۔ اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

(نورُ العِرفان ص ۳۱۸، روح البیان ج ۳ ص ۴۷۵)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔

و۱۸۹ یعنی دنیا میں خوش ہونا اور ہنسنا چاہے کتنی ہی دراز مدّت کے لئے ہو مگر وہ آخرت کے رونے کے مقابل تھوڑا ہے کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت دائم اور باقی ہے۔

و۱۹۰ یعنی آخرت کا رونا دنیا میں ہنسنے اور خبیث عمل کرنے کا بدلہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ

لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ

جہاد کے نکلنے کی اجازت مانگے توتم فرمانا کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو تم نے پہلی

رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى

دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ۱۹۴ اور ان (منافقین) میں سے کسی کی

اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق (کفر) ہی

وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

میں مر گئے ۱۹۵ اور ان کے مال یا اولاد (کی کثرت) پر تعجب نہ کرنا (کہ ان پر یہ کرم کیوں ہے) اللہ یہی چاہتا ہے کہ اس سے

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم جانتے وہ جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا حتی کہ دودھ تھن میں واپس آجائے۔ (الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۷۱ کتاب الجہاد)

نبی اکرم تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: 'جس مومن کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو نکلتا ہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو پھر اس کے چہرے کی گرمی اسے پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دیتا ہے'

(شعب الایمان جلد اول ص ۴۹۱ حدیث ۸۰۲)

۱۹۱ غزوۂ تبوک کے بعد۔

۱۹۲ مُتَخَلِّفِین۔

۱۹۳ اگر وہ منافق جو تبوک میں جانے سے بیٹھ رہا تھا۔

۱۹۴ عورتوں، بچوں، بیماروں اور اپاہجوں کے۔

مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ جس شخص سے مکر و خداع ظاہر ہو، اس سے انقطاع اور علیٰحدگی کرنا چاہیئے اور مَحض اسلام کے مدّعی ہونے سے مصاحبت و موافقت جائز نہیں ہوتی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منافقین کے جہاد میں جانے کو منع فرمادیا۔ آج کل جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر کلمہ گو کو ملا لو اور اس کے ساتھ اتفاق و اتحاد کرو۔ یہ اس حکم قرآنی کے بالکل خلاف ہے۔

۱۹۵ اس آیت میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کے جنازے کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا۔

اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِذَاۤ اُنْزِلَتْ

دنیا میں ان پر وبال کرے (اس کے ذریعے عذاب دے) اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے اور جب کوئی سورت اترے کہ

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن و زیارت کے لئے کھڑے ہونا بھی ممنوع ہے اور یہ جو فرمایا (اور فِسق ہی میں مر گئے) یہاں فِسق سے کُفر مراد ہے۔ قرآنِ کریم میں اور جگہ بھی فِسق بمعنی کُفر وارِد ہوا ہے جیسے کہ آیت 'اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِناً كَمَنْ كَانَ فَاسِقاً' میں۔

مسئلہ: فاسق کے جنازے کی نماز جائز ہے اس پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے اور اس پر عُلَماء صالحین کا عمل اور یہی اہلِ سنّت و جماعت کا مذہب ہے۔

'الدرالمختار'، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۷، وغیرہما

مسئلہ: اس آیت سے مسلمانوں کے جنازے کی نماز کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے اور اس کا فرضِ کفایہ ہونا حدیثِ مشہور سے ثابت ہے الدرالمختار 'و' ردالمحتار'، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۰۔

مسئلہ: جس شخص کے مؤمن یا کافر ہونے میں شبہ ہو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: جب کوئی کافر مر جائے اور اس کا ولی مسلمان ہو تو اس کو چاہیئے کہ بطریقِ مسنون غسل نہ دے بلکہ نجاست کی طرح اس پر پانی بہا دے اور نہ کفنِ مسنون دے بلکہ اتنے کپڑے میں لپیٹ دے جس سے ستر چھپ جائے اور نہ سنّت طریقہ پر دفن کرے اور نہ بطریقِ سنّت قبر بنائے صرف گڑھا کھود کر دبا دے۔

الدرالمختار 'و' ردالمحتار'، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: مہم اِذا قال ان شتمت، ج ۳، ص ۱۵۸۔

شانِ نُزول: عبداللہ بن اُبَی بن سلول منافقوں کا سردار تھا جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے جو مسلمان، صالح، مخلص صحابی اور کثیر العبادت تھے۔ انہوں نے یہ خواہش کی کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے باپ عبداللہ بن اُبَی بن سلول کو کفن کے لئے اپنا قمیص مبارک عنایت فرما دیں اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی لیکن چونکہ اس وقت تک ممانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضور کا یہ عمل ایک ہزار آدمیوں کے ایمان لانے کا باعث ہوگا اس لئے حضور نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ کی شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس جو بدر میں اسیر ہو کر آئے تھے تو عبداللہ بن اُبَی نے اپنا کُرتہ انہیں پہنایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا بدلہ کر دینا بھی منظور تھا۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور اس کے بعد پھر کبھی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی منافق کے جنازہ کی شرکت نہ فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی چنانچہ جب کُفّار نے دیکھا کہ ایسا شدید العداوت شخص جب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ اللہ کے حبیب اور اس کے سچّے رسول ہیں۔ یہ سوچ کر ہزار کافر مسلمان ہو گئے۔ مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲، ص ۳۷۷

سُوۡرَۃٌ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَجَاہِدُوۡا مَعَ رَسُوۡلِہِ اسۡتَاۡذَنَکَ اُولُوا الطَّوۡلِ مِنۡہُمۡ

اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے مقدور والے (جو جہاد کے قابل ہیں) تم سے رخصت (نہ جانے کی اجازت)

وَقَالُوۡا ذَرۡنَا نَکُنۡ مَّعَ الۡقٰعِدِیۡنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوۡا بِاَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مَعَ الۡخَوَالِفِ

مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے کہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہولیں انھیں پسند آیا کہ پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ

وَطُبِعَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ فَہُمۡ لَا یَفۡقَہُوۡنَ ﴿۸۷﴾ لٰکِنِ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ

ہوجائیں اور ان کے دلوں پر مہر کردی گئی ف۱۹۶ تو وہ کچھ نہیں سمجھتے ف۱۹۷ لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انھوں

جٰہَدُوۡا بِاَمۡوَالِہِمۡ وَاَنۡفُسِہِمۡ ؕ وَاُولٰٓئِکَ لَہُمُ الۡخَیۡرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ

نے اپنے مالوں جانوں سے جہاد کیا اور انھیں کے لئے بھلائیاں ہیں ف۱۹۸ اور یہی مراد (کامیابی) کو پہنچے

الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ

اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں (جنتیں) جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی

ع ١١ ٩ ١٧ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۸۹﴾ ع وَجَآءَ الۡمُعَذِّرُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ لِیُؤۡذَنَ لَہُمۡ وَ

بڑی مراد (کامیابی) ملنی ہے اور بہانے بنانے والے گنوار (دیہاتی) آئے ف۱۹۹ کہ انھیں رخصت دی جائے اور

قَعَدَ الَّذِیۡنَ کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ ؕ سَیُصِیۡبُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡہُمۡ عَذَابٌ

بیٹھ رہے وہ جنھوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا ف۲۰۰ جلد ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب

ف۱۹۶ ان کے کفر و نفاق اختیار کرنے کے باعث۔

ف۱۹۷ کہ جہاد میں کیا فوز و سعادت اور بیٹھ رہنے میں کیسی ہلاکت و شقاوت ہے۔

ف۱۹۸ دونوں جہان کی۔

ف۱۹۹ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جہاد سے رہ جانے کا عذر کرنے۔ ضحاک کا قول ہے کہ یہ عامر بن طفیل کی جماعت تھی انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا نبی اللہ اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں جائیں تو قبیلۂ طے کے عرب ہماری بی بیوں بچوں اور جانوروں کو لوٹ لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ نے تمہارے حال سے خبردار کیا ہے اور وہ مجھے تم سے بے نیاز کرے گا۔ عمرو بن علاء نے کہا کہ ان لوگوں نے عذرِ باطل بنا کر پیش کیا تھا۔

ف۲۰۰ یہ دوسرے گروہ کا حال ہے جو بغیر کسی عذر کے بیٹھ رہے، یہ منافقین تھے انہوں نے ایمان کا دعوٰی جھوٹا کیا تھا۔

اَلِیۡمٌ ﴿۹۰﴾ لَیۡسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَی الۡمَرۡضٰی وَ لَا عَلَی الَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ

پہونچے گا ف۲۰۱ ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں ف۲۰۲ اور نہ بیماروں پر ف۲۰۳ اور نہ ان پر جنھیں خرچ کا مقدور (استطاعت)

مَا یُنۡفِقُوۡنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوۡا لِلّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ؕ مَا عَلَی الۡمُحۡسِنِیۡنَ مِنۡ

نہ ہو ف۲۰۴ جبکہ اللہ اور رسول کے خیر خواہ رہیں ف۲۰۵ نیکی والوں (خدمت دینی انجام دینے والے) پر کوئی راہ (گناہ) نہیں ف۲۰۶

سَبِیۡلٍ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۹۱﴾ وَّ لَا عَلَی الَّذِیۡنَ اِذَا مَاۤ اَتَوۡکَ لِتَحۡمِلَہُمۡ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انھیں سواری عطا فرماؤ ف۲۰۷ تم سے یہ

ف۲۰۱ دنیا میں قتل ہونے کا اور آخرت میں جہنّم کا۔

ف۲۰۲ باطل والوں کا ذکر فرمانے کے بعد سچّے عذر والوں کے متعلق فرمایا کہ ان پر سے جہاد کی فرضیت ساقط ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ ان کے چند طبقے بیان فرمائے، پہلے ضعیف جیسے کہ بوڑھے، بچے، عورتیں اور وہ شخص بھی انہیں میں داخل ہے جو پیدائشی کمزور، ضعیف، نحیف، ناکارہ ہو۔

البحرالرائق، کتاب السیر، ج۵،ص۱۲۱، و الدرالمختار، کتاب الجہاد، ج۶،ص۲۰۱

ف۲۰۳ یہ دوسرا طبقہ ہے جس میں اندھے، لنگڑے، اپاہج بھی داخل ہیں۔

البحرالرائق، کتاب السیر، ج۵،ص۱۲۲

ف۲۰۴ اور سامانِ جہاد نہ کرسکیں یہ لوگ رہ جائیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

الفتاوی الھندیۃ، کتاب السیر، الباب الاول فی تفسیرہ...الخ، ج۲،ص۱۸۸، و الدرالمختار، کتاب الجہاد، ج۶،ص۲۰۳

ف۲۰۵ ان کی اطاعت کریں اور مجاہدین کے گھر والوں کی خبر گیری رکھیں۔

حضرتِ سیدنا زید بن خالد جُہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان مہیا کیا تو اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے غازی کے جہاد پر جانے کے بعد اس کے اہل خانہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو اس نے بھی جہاد کیا۔"

(بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل من جھز غازیا۔۔۔۔۔الخ، رقم ۲۸۴۳، ج۲،ص۲۶۷)

ف۲۰۶ مؤاخذہ کی۔

ف۲۰۷ شانِ نزول: اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے چند حضرات جہاد میں جانے کے لئے حاضر ہوئے انہوں نے حضور سے سواری کی درخواست کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تمہیں سوار کروں تو وہ روتے واپس ہوئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی۔

قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ۪ تَوَلَّوْا وَّ اَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ

جواب پاتے ہیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں اس پر یوں واپس جائیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ابلتے

حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ

ہوں اس غم سے کہ خرچ کا مقدور نہ پایا (مالی استطاعت نہیں) مواخذہ تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں

وَ هُمْ اَغْنِیَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

اور وہ دولت مند ہیں و۲۰۸ انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے ان کے

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

دلوں پر (کفر کی) مہر کردی تو وہ کچھ نہیں جانتے و۲۰۹

و۲۰۸ جہاد میں جانے کی قدرت رکھتے ہیں باوجود اس کے۔

و۲۰۹ کہ جہاد میں کیا نفع وثواب ہے۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، ’جہاد کیا کرو خود کفیل ہوجاؤ گے، روزے رکھو تندرست ہوجاؤ گے اور سفر کیا کرو غنی ہوجاؤ گے۔‘

(مجمع الزاوئد، کتاب الصیام، باب فی فضل الصیام، رقم ۵۰۷۰، ج ۳، ص ۴۱۶)

حضرتِ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، ’جو سچے دل سے اللہ عزوجل سے شہادت کا سوال کریگا اللہ عزوجل اسے شہداء کی منزل میں پہنچادے گا اگرچہ اس کا انتقال اپنے بستر پر ہوا ہو۔‘

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشھادۃ، رقم ۱۹۰۹، ص ۱۰۵۷)

الجزء ۱۱

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ

تم سے بہانے بنائیں گے ف۲۱۰ جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے

قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے ف۲۱۱ پھر اس کی طرف

اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ

پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں جتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے اب تمہارے آگے اللہ کی (جھوٹی) قسمیں

بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ

کھائیں گے جب ف۲۱۲ تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو ف۲۱۳ تو ہاں تم ان کا خیال

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ

چھوڑ دو ف۲۱۴ وہ تو نرے پلید ہیں ف۲۱۵ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے تھے ف۲۱۶ تمہارے آگے قسمیں

ف۲۱۰ اور باطل عذر پیش کریں گے، یہ جہاد سے رہ جانے والے منافق تمہارے اس سفر سے واپس ہونے کے وقت۔

ف۲۱۱ کہ تم نفاق سے توبہ کرتے ہو یا اس پر قائم رہتے ہو۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ زمانۂ مستقبل میں وہ مومنین کی مدد کریں گے، ہوسکتا ہے کہ اسی کی نسبت فرمایا گیا ہو کہ اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے کہ تم اپنے اس عہد کو بھی وفا کرتے ہو یا نہیں۔

ف۲۱۲ اپنے اس سفر سے واپس ہو کر مدینۂ طیّبہ میں۔

ف۲۱۳ اور ان پر ملامت و عتاب نہ کرو۔

ف۲۱۴ اور ان سے اجتناب کرو۔ بعض مفسّرین نے فرمایا مراد یہ ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھنا، ان سے بولنا ترک کر دو چنانچہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ منافقین کے پاس نہ بیٹھیں، ان سے بات نہ کریں کیونکہ ان کے باطن خبیث اور اعمال قبیح ہیں اور ملامت و عتاب سے ان کی اصلاح نہ ہوگی اس لئے کہ۔

ف۲۱۵ اور پلیدی کے پاک ہونے کا کوئی طریقہ نہیں۔

ف۲۱۶ دنیا میں خبیث عمل۔

شانِ نزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت جد بن قیس اور معتب بن قشیر اور انکے ساتھیوں کے حق میں نازِل ہوئی۔ یہ اسّی ۸۰ منافق تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے کلام نہ کرو۔ مقاتل نے کہا کہ یہ آیت عبداللہ بن اُبَی کے حق میں نازِل ہوئی، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے

لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ

کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ و۲۱۷ تو بے شک اللہ فاسق لوگوں

الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا

سے راضی نہ ہوگا و۲۱۸ گنوار و۲۱۹ کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں و۲۲۰ اور اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے

أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ

رسول پر اتارے اس سے جاہل رہیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور کچھ گنوار وہ ہیں کہ جو اللہ

مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ

کی راہ میں خرچ کریں تو اسے تاوان سمجھیں و۲۲۱ اور تم پر گردشیں آنے کے انتظار میں رہیں و۲۲۲ انھیں پر ہے

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا

بری گردش و۲۲۳ اور اللہ سنتا جانتا ہے اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں و۲۲۴ اور جو خرچ

قسم کھائی تھی کہ اب کبھی وہ جہاد میں جانے سے سُستی نہ کرے گا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ حضور اس سے راضی ہو جائیں۔ اس پر یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازِل ہوئی۔

و۲۱۷ اور ان کے عذر قبول کرلو تو اس سے انہیں کچھ نفع نہ ہوگا کیونکہ تم اگر ان کی قسموں کا اعتبار بھی کرلو۔

و۲۱۸ اس لئے کہ وہ ان کے دل کے کُفر و نفاق کو جانتا ہے۔

و۲۱۹ جنگل کے رہنے والے۔

و۲۲۰ کیونکہ وہ مجالسِ علم اور صحبتِ عُلَماء سے دور رہتے ہیں۔

و۲۲۱ کیونکہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں رضائے الٰہی اور طلبِ ثواب کے لئے تو کرتے نہیں، ریاکاری اور مسلمانوں کے خوف سے خرچ کرتے ہیں۔

و۲۲۲ اور یہ راہ دیکھتے ہیں کہ کب مسلمانوں کا زور کم ہو اور کب وہ مغلوب ہوں، انہیں خبر نہیں کہ اللہ کو کیا منظور ہے وہ بتلا دیا جاتا ہے۔

و۲۲۳ اور وہی رنج و بلا اور بدحالی میں گرفتار ہوں گے۔

شانِ نُزول: یہ آیت قبیلۂ اسد و غطفان و تمیم کے اَعرابیوں کے حق میں نازِل ہوئی پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان میں سے جن کو مستثنیٰ کیا ان کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ (خازن)

و۲۲۴ مجاہد نے کہا کہ یہ لوگ قبیلۂ مُزینہ میں سے بنی مقرن ہیں۔ کلبی نے کہا وہ اسلم اور غفار اور جُہینہ کے قبیلہ ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ

يُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرۡبَةٌ لَّهُمۡ ؕ سَيُدۡخِلُهُمُ

کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ف۲۲۵ ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے

اللّٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۹۹﴾ وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ

اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور سب میں اگلے پہلے مہاجر ف۲۲۶

الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ

اور انصار ف۲۲۷ اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے ف۲۲۸ اللہ ان سے راضی ف۲۲۹ اور

رَضُوۡا عَنۡهُ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ

وہ اللہ سے راضی ف۲۳۰ اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی

ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۰۰﴾ وَمِمَّنۡ حَوۡلَـكُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ مُنٰفِقُوۡنَ ۛؕ وَمِنۡ اَهۡلِ

بڑی کامیابی ہے اور تمہارے آس پاس کے ف۲۳۱ کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے ان

الۡمَدِيۡنَةِ ۛؔ مَرَدُوۡا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعۡلَمُهُمۡ ؕ نَحۡنُ نَعۡلَمُهُمۡ ؕ سَنُعَذِّبُهُمۡ

کی خو ہو گئی ہے نفاق تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں ف۲۳۲ جلد ہم انہیں دوبارہ ف۲۳۳

اور اسلم اور شجاع اور غفار موالی ہیں، اللہ اور رسول کے سوا ان کا کوئی مولا نہیں۔

ف۲۲۵ کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں صدقہ لائیں تو حضور ان کے لئے خیر و برکت و مغفرت کی دعا فرمائیں، یہی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا۔

مسئلہ: یہی فاتحہ کی اصل ہے کہ صدقہ کے ساتھ دعائے مغفرت کی جاتی ہے لہذا فاتحہ کو بدعت و ناروا بتانا قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔

ف۲۲۶ وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں یا اہلِ بدر یا اہلِ بیت رضوان۔

ف۲۲۷ اصحابِ بیعتِ عُقبۂ اُولٰی جو چھ حضرات تھے اور اصحابِ بیعتِ عُقبۂ ثانیہ جو بارہ تھے اور اصحابِ بیعتِ عقبۂ ثالثہ جو ستّر اصحاب ہیں، یہ حضرات سابقین انصار کہلاتے ہیں۔ (خازن)

ف۲۲۸ کہا گیا ہے کہ ان سے باقی مہاجرین وانصار مراد ہیں تو اب تمام اصحاب اس میں آ گئے اور ایک قول یہ ہے کہ پیرو ہونے والوں سے قیامت تک کے وہ ایماندار مراد ہیں جو ایمان وطاعت و نیکی میں انصار و مہاجرین کی راہ چلیں۔

ف۲۲۹ اس کو ان کے نیک عمل قبول۔

ف۲۳۰ اس کے ثواب وعطا سے خوش۔

مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ

عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے وَ۲۲۴ اور کچھ اور ہیں جو اپنے گناہوں کے مقر

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ہوئے وَ۲۲۵ اور ملایا ایک کام اچھا وَ۲۲۶ اور دوسرا بُرا وَ۲۲۷ قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ

وَ۲۲۱ یعنی مدینۂ طیّبہ کے قُرب وجوار۔

وَ۲۲۲ اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ ایسا جاننا جس کا اثر انہیں معلوم ہو، وہ ہمارا جاننا ہے کہ ہم انہیں عذاب کریں گے یا حضور سے منافقین کے حال جاننے کی نفی باعتبار ماسبق ہے اور اس کا علم بعد کو عطا ہوا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ' (جمل) کلبی و سدی نے کہا کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزِ جمعہ خطبہ کے لئے قیام کر کے نام بنام فرمایا نکل اے فلاں تو منافق ہے، نکل اے فلاں تو منافق ہے تو مسجد سے چند لوگوں کو رسوا کر کے نکالا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو اس کے بعد منافقین کے حال کا علم عطا فرمایا گیا۔

وَ۲۲۳ ایک بار تو دنیا میں رسوائی اور قتل کے ساتھ اور دوسری مرتبہ قبر میں۔

وَ۲۲۴ یعنی عذابِ دوزخ کی طرف جس میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔

حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذکورہ آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جُمعہ کے دن خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: 'اے فُلاں کھڑے ہو جا اور نکل جا کیونکہ تو مُنافِق ہے۔' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مُنافقوں کا نام لے لے کر ان کو مسجِد سے نکال دیا اور ان کو خوب رُسوا کیا۔ پھر حضرتِ سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخِل ہوئے تو ایک شخص نے حضرتِ سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: آپ کو خوشخبری ہو، اللہ عزوجل نے آج مُنافقین کو ذلیل ورُسوا کر دیا ہے۔ حضرتِ سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مسجِد سے ذلیل ہو کر نکالا جانا پہلا عذاب تھا اور دوسرا عذاب، عذابِ قبر ہے۔

(تفسیر طَبَری، ج۶ص۴۵۷، دارالکتب العلمیۃ بیروت، عمدۃ القاری ج۶ ص ۲۷۴، دارالفکر بیروت نزھۃ القاری ج۲ ص ۸۶۲)

وَ۲۲۵ اور انہوں نے دوسروں کی طرح جھوٹے عذر نہ کئے اور اپنے فعل پر نادم ہوئے۔

شانِ نُزول: جمہور مفسّرین کا قول ہے کہ یہ آیت مدینۂ طیّبہ کے مسلمانوں کی ایک جماعت کے حق میں نازِل ہوئی جو غزوۂ تبوک میں حاضر نہ ہوئے تھے اس کے بعد نادم ہوئے اور توبہ کی اور کہا افسوس ہم گمراہوں کے ساتھ یا عورتوں کے ساتھ رہ گئے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب جہاد میں ہیں۔ جب حضور اپنے سفر سے واپس ہوئے اور قریبِ مدینہ پہنچے تو ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور ہرگز نہ کھولیں گے یہاں تک کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کھولیں۔ یہ قسمیں کھا کر وہ مسجد کے ستونوں سے بندھ گئے جب حضور تشریف لائے اور انہیں ملاحظہ کیا تو فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد میں

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا

بخشنے والا مہربان ہے اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو

وَ صَلِّ عَلَیْهِمْؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا

اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو و۲۳۸ بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور سنتا جانتا ہے کیا انہیں خبر نہیں کہ

اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ

اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دستِ قدرت میں لیتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی

التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ

توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے و۲۳۹ اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور

حاضر ہونے سے رہ گئے تھے۔ انہوں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ یہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور ان سے راضی ہو کر انہیں خود نہ کھولیں۔ حضور نے فرمایا اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں نہ کھولوں گا نہ ان کا عذر قبول کروں جب تک کہ مجھے اللہ کی طرف سے ان کے کھولنے کا حکم دیا جائے۔ تب یہ آیت نازِل ہوئی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کھولا تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ مال ہمارے رہ جانے کے باعث ہوئے، انہیں لیجئے اور صدقہ کیجئے اور ہمیں پاک کر دیجئے اور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمایئے۔ حضور نے فرمایا مجھے تمہارے مال لینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس پر اگلی آیت نازِل ہوئی 'خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ'۔

و۲۳۶ یہاں عملِ صالح سے یا اعترافِ قصور اور توبہ مراد ہے یا اس تخلُّف سے۔ پہلے غزوات میں نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہونا یا طاعت و تقویٰ کے تمام اعمال، اس تقدیر پر آیت تمام مسلمانوں کے حق میں ہوگی۔

و۲۳۷ اس سے تخلُّف یعنی جہاد سے رہ جانا مراد ہے۔

و۲۳۸ آیت میں جو صدقہ وارِد ہوا ہے اس کے معنٰی میں مفسّرین کے کئی قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ صدقہ غیر واجبہ تھا جو بطورِ کفّارہ کے ان صاحبوں نے دیا تھا جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس صدقہ سے مراد وہ زکوٰۃ ہے جو ان کے ذمہ واجب تھی، وہ تائب ہوئے اور انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لینے کا حکم دیا۔ امام ابوبکر رازی جصاص نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔ (خازن و احکام القرآن) مدارک میں ہے کہ سنّت یہ ہے کہ صدقہ لینے والا صدقہ دینے والے کے لئے دعا کرے اور بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن ابی اَوفی کی حدیث ہے کہ جب کوئی نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صدقہ لاتا آپ اس کے حق میں دعا کرتے، میرے باپ نے صدقہ حاضر کیا تو حضور نے دعا فرمائی 'اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰى'

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ فاتحہ میں جو صدقہ لینے والے صدقہ پا کر دعا کرتے ہیں، یہ قرآن و حدیث کے

الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
مسلمان اور جلد اس کی طرف پلٹو گے جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام تمہیں
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ
جتا دے گا اور کچھ ۲۴۰ موقوف رکھے گئے اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول کرے ۲۴۱
عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا
اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی ۲۴۲ نقصان پہنچانے کو ۲۴۳ اور کفر کے سبب ۲۴۴

مطابق ہے۔

۲۳۹ اس میں توبہ کرنے والوں کو بشارت دی گئی کہ ان کی توبہ اور ان کے صدقات مقبول ہیں۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ جن لوگوں نے اب تک توبہ نہیں کی اس آیت میں انہیں توبہ اور صدقہ کی ترغیب دی گئی۔

۲۴۰ متخلّفین میں سے۔

۲۴۱ متخلّفین یعنی غزوۂ تبوک سے رہ جانے والے تین قسم کے تھے۔ ایک منافقین جو نِفاق کے خُوگر اور عادی تھے، دوسرے وہ لوگ جنہوں نے قصور کے اعتراف اور توبہ میں جلدی کی جن کا اوپر ذکر ہو چکا، تیسرے وہ جنہوں نے توقّف کیا اور جلدی توبہ نہ کی، یہی اس آیت سے مراد ہیں۔

۲۴۲ شانِ نُزول: یہ آیت ایک جماعتِ منافقین کے حق میں نازِل ہوئی جنہوں نے مسجدِ قُبا کو نقصان پہنچانے اور اس کی جماعت متفرق کرنے کے لئے اس کے قریب ایک مسجد بنائی تھی۔ اس میں ایک بڑی چال تھی وہ یہ کہ ابو عامر جو زمانِ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا تھا، سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینۂ طیّبہ تشریف لانے پر حضور سے کہنے لگا یہ کون سا دین ہے جو آپ لائے ہیں، حضور نے فرمایا میں ملّتِ حنیفیہ، دینِ ابراہیم لایا ہوں، کہنے لگا میں اسی دین پر ہوں، حضور نے فرمایا نہیں، اس نے کہا کہ آپ نے اس میں کچھ اور ملا دیا ہے، حضور نے فرمایا نہیں، میں خالص، صاف ملّت لایا ہوں۔ ابو عامر نے کہا ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اس کو مسافرت میں تنہا اور بیکس کر کے ہلاک کرے، حضور نے آمین فرمایا۔ لوگوں نے اس کا نام ابو عامر فاسق رکھ دیا، روزِ اُحد ابو عامر فاسق نے حضور سے کہا کہ جہاں کہیں کوئی قوم آپ سے جنگ کرنے والی ملے گی میں اس کے ساتھ ہو کر آپ سے جنگ کروں گا چنانچہ جنگِ حنین تک اس کا یہی معمول رہا اور وہ حضور کے ساتھ مصروفِ جنگ رہا، جب ہوازن کو شکست ہوئی اور وہ مایوس ہو کر مُلکِ شام کی طرف بھاگا تو اس نے منافقین کو خبر بھیجی کہ تم سے جو سامانِ جنگ ہو سکے قوت و سلاح سب جمع کرو اور میرے لئے ایک مسجد بناؤ، میں شاہِ روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے رومی لشکر لے کر آؤں گا اور (سیدِ عالَم) محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا۔ یہ خبر پا کر ان لوگوں نے مسجدِ ضرار بنائی تھی اور سیدِ عالَم صلی

وَّ تَفۡرِیۡقًۢا بَیۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ

اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو ؎۲۴۵ اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے ؎۲۴۶

وَ لَیَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰی ؕ وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمۡ

اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں (اے محبوب)

فِیۡہِ اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقۡوٰی مِنۡ اَوَّلِ یَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ

اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا ؎۲۴۷ بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے ؎۲۴۸ وہ

اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تھا یہ مسجد ہم نے آسانی کے لئے بنادی ہے کہ جو لوگ بوڑھے، ضعیف، کمزور ہیں وہ اس میں بہ فراغت نماز پڑھ لیا کریں، آپ اس میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ اب تو میں سفرِ تبوک کے لئے پابرکاب ہوں، واپسی پر اللہ کی مرضی ہوگی تو وہاں نماز پڑھ لوں گا جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ شریف کے قریب ایک موضع میں ٹھہرے تو منافقین نے آپ سے درخواست کی کہ ان کی مسجد میں تشریف لے چلیں۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور ان کے فاسد ارادوں کا اظہار فرمایا گیا تب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اصحاب کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جا کر ڈھا دیں اور جلا دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ابو عامر راہب مُلکِ شام میں بحالتِ سفر بے کسی و تنہائی میں ہلاک ہوا۔

المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۹۷۔۹۸ ماخوذاً

؎۲۴۳ مسجدِ قُبا والوں کے۔

؎۲۴۴ کہ وہاں خدا اور رسول کے ساتھ کُفر کریں اور نِفاق کو قوت دیں۔

؎۲۴۵ جو مسجدِ قُبا میں نماز کے لئے مجتمع ہوتے ہیں۔

؎۲۴۶ یعنی ابو عامر راہب۔

؎۲۴۷ اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجدِ ضرار میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ مسئلہ: جو مسجد فخر و ریا اور نمود و نمائش یا رضائے الٰہی کے سوا اور کسی غرض کے لئے یا غیرِ طیّب مال سے بنائی گئی ہو وہ مسجدِ ضرار کے ساتھ لاحق ہے۔ (مدارک)

؎۲۴۸ اس سے مراد مسجدِ قُبا ہے جس کی بنیاد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی اور جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قُبا میں قیام فرمایا اس میں نماز پڑھی۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ مسجدِ قُبا میں تشریف لاتے تھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مسجدِ قُبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ مفسّرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مسجدِ مدینہ مراد ہے اور اس میں بھی حدیثیں وارِد ہیں، ان دونوں

فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں ف۲۴۹ اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ

تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر ف۲۵۰ وہ بھلا یا وہ جس نے اپنی نیو چنی (بنیاد رکھی)

بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي

ایک گراؤ (ٹوٹے ہوئے کناروں والے) گڑھے کے کنارے ف۲۵۱ تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے (گر) پڑا ف۲۵۲

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ

اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی ف۲۵۳ مگر یہ کہ ان کے دل

تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ ع ۱۳/۱۱/۲

ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ف۲۵۴ اور اللہ علم و حکمت والا ہے بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں

باتوں میں کچھ تعارض نہیں کیونکہ آیت کا مسجدِ قُبا کے حق میں نازِل ہونا اس کو مستلزم نہیں ہے کہ مسجدِ مدینہ میں یہ اوصاف نہ ہوں۔

ف۲۴۹ تمام نجاستوں سے یا گناہوں سے۔

شانِ نُزول: یہ آیت اہلِ مسجدِ قُبا کے حق میں نازِل ہوئی۔ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اے گروہِ انصار اللہ عزوجل نے تمہاری ثنا فرمائی تم وضو اور استنجے کے وقت کیا عمل کرتے ہو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بڑا استنجہ تین ڈھیلوں سے کرتے ہیں اس کے بعد پھر پانی سے طہارت کرتے ہیں۔

مسئلہ: نجاست اگر جائے خروج سے متجاوز ہو جائے تو پانی سے استنجا واجب ہے ورنہ مستحب۔

مسئلہ: ڈھیلوں سے استنجا سنّت ہے نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر مواظبت فرمائی اور کبھی ترک بھی کیا۔

ف۲۵۰ جیسے کہ مسجدِ قُبا اور مسجدِ مدینہ۔

ف۲۵۱ جیسے کہ مسجدِ ضرار والے۔

ف۲۵۲ مراد یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے دین کی بنا تقوٰی اور رضائے الٰہی کی مضبوط سطح پر رکھی وہ بہتر ہے نہ کہ وہ جس نے اپنے دین کی بنا باطل و نفاق کے گراؤ گڈھے پر رکھی۔

ف۲۵۳ اور اس کے گرائے جانے کا صدمہ باقی رہے گا۔

ف۲۵۴ خواہ قتل ہو کر یا مر کر یا قبر میں یا جہنّم میں۔ معنی یہ ہیں کہ ان کے دلوں کا غم و غصہ تا مرگ باقی رہے گا۔

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب تک ان

الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے و۲۵۵ اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں و۲۵۶ اور مریں و۲۵۷

فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَ

اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں و۲۵۸ اور

مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ

اللہ سے زیادہ قول کا پورا (سچا) کون تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے (تجارت) کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور

کے دل اپنے قُصور کی ندامت اور افسوس سے پارہ پارہ نہ ہوں اور وہ اخلاص سے تائب نہ ہوں اس وقت تک وہ اسی رنج وغم میں رہیں گے۔ (مدارک)

و۲۵۵ راہِ خدا میں جان و مال خرچ کر کے جنّت پانے والے ایمان داروں کی ایک تمثیل ہے جس سے کمال لطف وکرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگارِ عالَم نے انہیں جنّت عطا فرمانا، ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا، یہ کمال عزّت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے خریدے کس چیز کو، جو نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہماری پیدا کی ہوئی، جان ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی، مال ہے تو اس کا عطا فرمایا ہوا۔

شانِ نُزول: جب انصار نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شبِ عُقبہ بیعت کی تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسولَ اللہ اپنے ربّ کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرما لیجئے جو آپ چاہیں، فرمایا میں اپنے ربّ کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا، فرمایا جنّت۔

و۲۵۶ خدا کے دشمنوں کو۔

و۲۵۷ راہِ خدا میں۔

و۲۵۸ اس سے ثابت ہوا کہ تمام شریعتوں اور ملّتوں میں جہاد کا حکم تھا۔

حضرتِ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا: اسلام کے کوہان کی بلندی راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنا ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۸۸۵، ج۸، ص ۲۲۳)

حضرتِ سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا: میں کفیل ہوں (یعنی ضامن ہوں) اس کے لئے جو مجھ پر ایمان لائے، میری اطاعت

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾ اَلتَّآىٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآىٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ
یہی بڑی کامیابی ہے توبہ والے ف۲۵۹ عبادت والے ف۲۶۰ سراہنے والے ف۲۶۱ روزے والے رکوع
السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ
والے سجدہ والے ف۲۶۲ بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں
لِحُدُوْدِ اللّٰهِؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ
نگاہ رکھنے والے ف۲۶۳ اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو ف۲۶۴ نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں
یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَ لَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ
اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں ف۲۶۵ جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں ف۲۶۶

کرے اور ہجرت کرے تو میں اسے جنت کے کنارے اور وسط میں ایک مکان کی ضمانت دیتا ہوں اور اس کا کفیل ہوں جو مجھ پر ایمان لائے اور اطاعت کرے اور جہاد کرے، میں اسے جنت کے وسط اور جنت کے اعلیٰ مقام کے ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں'' پھر فرمایا، ''جس نے ایسا کیا اس نے خیر کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور شر سے بچنے کا کوئی موقع نہ گنوایا، اب وہ جہاں مرنا چاہے مر جائے۔''

(نسائی، کتاب الجہاد، باب مالمن اسلم وھاجر وجاھد، ج۶، ص۲۱)

ف۲۵۹ تمام گناہوں سے۔

ف۲۶۰ اللہ کے فرمانبردار بندے جو اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت کو اپنے اوپر لازم جانتے ہیں۔

ف۲۶۱ جو ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے ہیں۔

ف۲۶۲ یعنی نمازوں کے پابند اور ان کو خوبی سے ادا کرنے والے۔

ف۲۶۳ اور اس کے احکام بجالانے والے یہ لوگ جنّتی ہیں۔

ف۲۶۴ کہ وہ اللہ کا عہد وفا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنّت میں داخل فرمائے گا۔

ف۲۶۵ شانِ نُزول: اس آیت کی شانِ نُزول میں مفسّرین کے چند قول ہیں (۱) نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استِغفار کروں گا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازِل فرما کر ممانعت فرمادی۔

(بخاری، باب قصہ ابی طالب، ج۲ ص ۵۸۳، رقم: ۳۸۸۴)

(۲) سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے ربّ سے اپنی والدہ کی زیارتِ قبر کی اجازت چاہی

اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسۡتِغۡفَارُ اِبۡرٰهِیۡمَ لِاَبِیۡهِ اِلَّا عَنۡ مَّوۡعِدَةٍ وَّ

اور ابراہیم کا اپنے باپ ؁۲۶۷ (چچا) کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا ؁۲۶۸

اس نے مجھے اجازت دی پھر میں نے ان کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہ دی اور مجھ پر یہ آیت نازِل ہوئی۔ ''مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ''

اقول: یہ وجہ شانِ نُزول کی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث حاکم نے روایت کی اور اس کو صحیح بتایا اور ذہبی نے حاکم پر اعتماد کر کے میزان میں اس کی تصحیح کی لیکن مختصر المستدرک میں ذہبی نے اس حدیث کی تضعیف کی اور کہا کہ ایوب بن ہانی کو ابنِ معین نے ضعیف بتایا ہے علاوہ بریں یہ حدیث بخاری کی حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں اس آیت کے نُزول کا سبب آپ کا والدہ کے لئے استغفار کرنا نہیں بتایا گیا بلکہ بخاری کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ ابو طالب کے لئے استغفار کرنے کے باب میں یہ حدیث وارِد ہوئی، اس کے علاوہ اور حدیثیں جو اس مضمون کی ہیں جن کو طبرانی اور ابنِ سعد اور ابنِ شاہین وغیرہ نے روایت کیا ہے وہ سب ضعیف ہیں۔ ابن سعد نے طبقات میں حدیث کی تخریج کے بعد اس کو غلط بتایا اور سند المحدثین امام جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ التعظیم والمنتہ میں اس مضمون کی تمام احادیث کو معلول بتایا لہٰذا یہ وجہ شانِ نُزول میں صحیح نہیں اور یہ ثابت ہے اس پر بہت دلائل قائم ہیں کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ موحّدہ اور دینِ ابراہیمی پر تھیں۔

(۳) بعض اصحاب نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے آبا کے لئے استغفار کرنے کی درخواست کی تھی۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

؁۲۶۶ شرک پر مرے۔

؁۲۶۷ یعنی آزر۔

؁۲۶۸ اس سے یا تو وہ وعدہ مراد ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے آزر سے کیا تھا کہ میں اپنے ربّ سے تیری مغفرت کی دُعا کروں گا یا وہ وعدہ مراد ہے جو آزر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسلام لانے کا کیا تھا۔ شانِ نُزول: حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازِل ہوئی 'سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّیۡ' تو میں نے سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کر رہا ہے باوجود یکہ وہ دونوں مشرک تھے تو میں نے کہا تو مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے، اس نے کہا کیا ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لئے دعا نہ کی تھی وہ بھی تو مشرک تھا۔ یہ واقعہ میں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور بتایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا استغفار بہ امیدِ اسلام تھا جس کا آزر آپ سے وعدہ کر چکا تھا اور آپ آزر سے استغفار کا وعدہ کر چکے تھے جب وہ امید منقطع ہوگئی تو آپ نے اس سے اپنا علاقہ قطع کر دیا۔

عَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ
پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا (لاتعلق ہوگیا) و۲۶۹ بے شک ابراہیم ضرور بہت آہیں
حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ
کرنے والا و۲۷۰ متحمل ہے اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ فرمائے و۲۷۱ جب تک انھیں صاف نہ
لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
بتا دے کہ کس چیز سے انھیں بچنا ہے و۲۷۲ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے بے شک اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں
وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾
اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی والی اور نہ مددگار بے شک اللہ کی رحمتیں
لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ
متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اور ان مہاجرین اور انصار پر جنھوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ
الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ
دیا و۲۷۳ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں و۲۷۴ پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا و۲۷۵

و۲۶۹ اور استغفار کرنا ترک فرما دیا۔

و۲۷۰ کثیر الدعا مُتضرّع۔

و۲۷۱ یعنی ان پر گمراہی کا حکم کرے اور انہیں گمراہوں میں داخل فرماوے۔

و۲۷۲ معنٰی یہ ہیں کہ جو چیز ممنوع ہے اور اس سے اجتناب واجب ہے اس پر اللہ تبارک وتعالٰی اس وقت تک کہ اپنے بندوں کی گرفت نہیں فرماتا کہ جب تک اس کی ممانعت کا صاف بیان اللہ کی طرف سے نہ آجائے لہذا قبلِ ممانعت اس فعل کے کرنے میں حرج نہیں۔ (مدارک وخازن)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی جانب شرع سے ممانعت نہ ہو وہ جائز ہے۔

شانِ نزول: جب مؤمنین کو مشرکین کے لئے استغفار کرنے سے منع فرمایا گیا تو انہیں اندیشہ ہوا کہ ہم پہلے جو استغفار کر چکے ہیں کہیں اس پر گرفت نہ ہو۔ اس آیت سے انہیں تسکین دی گئی اور بتایا گیا کہ ممانعت کا بیان ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے سے مؤاخذہ ہوتا ہے۔

و۲۷۳ یعنی غزوۂ تبوک میں جس کو غزوۂ عُسرت بھی کہتے ہیں، اس غزوہ میں عسرت کا یہ حال تھا کہ دس دس آدمیوں میں سواری کے لئے ایک ایک اونٹ تھا، نوبت بہ نوبت اسی پر سوار ہو لیتے تھے اور کھانے کی قلّت کا یہ حال تھا کہ ایک

اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ

بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے ۲۷۶ یہاں تک کہ جب زمین

ایک کھجور پر کئی کئی آدمی بسر کرتے تھے اس طرح کہ ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی چوس کر ایک گھونٹ پانی پی لیا، پانی کی بھی نہایت قلّت تھی، گرمی شدت کی تھی، پیاس کا غلبہ اور پانی ناپید۔ اس حال میں صحابہ اپنے صدق و یقین اور ایمان و اخلاص کے ساتھ حضور کی جاں نثاری میں ثابت قدم رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالٰی سے دعا فرمائیے! فرمایا کیا تمہیں یہ خواہش ہے عرض کیا جی ہاں تو حضور نے دستِ مبارک اٹھا کر دعا فرمائی اور ابھی دستِ مبارک اٹھے ہی ہوئے تھے کہ اللہ تعالٰی نے ابر بھیجا، بارش ہوئی، لشکر سیراب ہوا، لشکر والوں نے اپنے برتن بھر لئے اس کے بعد جب آگے چلے تو زمین خشک تھی، ابر نے لشکر کے باہر بارش ہی نہیں کی وہ خاص اسی لشکر کو سیراب کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔

۲۷۴ اور وہ اس شدت و سختی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونا گوارا کریں۔

۲۷۵ اور وہ صابر و ثابت رہے اور ان کا اخلاص محفوظ رہا اور جو خطرہ دل میں گزرا تھا اس پر نادم ہوئے۔

۲۷۶ توبہ سے جن کا ذکر آیت ' وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ ' میں ہے اور یہ تین صاحب کعب بن مالک اور ہلال بن اُمیہ اور مرارۃ بن ربیع ہیں، یہ سب انصاری تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک سے واپس ہو کر ان سے جہاد میں حاضر نہ ہونے کی وجہ دریافت فرمائی اور فرمایا ٹھہرو جب تک اللہ تعالٰی تمہارے لئے کوئی فیصلہ فرمائے اور مسلمانوں کو ان لوگوں سے ملنے جلنے، کلام کرنے سے ممانعت فرما دی حتی کہ ان کے رشتہ داروں اور دوستوں نے ان سے کلام ترک کر دیا یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کو کوئی پہچانتا ہی نہیں اور ان کی کسی سے شناسائی ہی نہیں اس حال پر انہیں پچاس روز گزرے۔

مولانا محمد اکرم رضوی اپنی کتاب 'صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا عشق رسول میں اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں؛

تین صحابہ حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم بغیر کسی قوی عذر کے سستی کے باعث جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی سرگزشت بڑی تفصیل کے ساتھ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ میں جنگ تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں بھی اتنا مالدار نہیں تھا جتنا تبوک کے وقت تھا اس وقت میرے پاس خود ذاتی دو اونٹنیاں تھیں اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹنیاں نہ ہوئی تھیں۔ جنگ تبوک کے موقع پر چونکہ سفر دور کا تھا اور گرمی بھی شدید تھی اس لئے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے صاف اعلان فرمایا تھا کہ لوگ تیاری کر لیں چنانچہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے ساتھ ہوگئی کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا اور مجمع کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص اگر چھپنا چاہتا کہ میں نہ جاؤں اور پتا نہ چلے تو ہو سکتا تھا۔ میں بھی سامان سفر کی تیاری کا ارادہ صبح ہی کرتا مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی۔ میں اپنے دل میں خیال کرتا کہ مجھے وسعت حاصل ہے پختہ ارادہ کروں گا تیاری فوراً ہو جائے گی۔

اسی طرح دن گزرتے گئے حتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم روانہ بھی ہوگئے اور مسلمان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے مگر میرا سامان سفر تیار نہ ہوا۔ پھر مجھے یہ خیال رہا کہ ایک دو روز میں تیار ہوکر لشکر سے جاملوں گا۔ اس طرح آج کل پر ٹالتا رہا حتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور مسلمان تبوک کو روانہ ہوگئے۔ اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان نہ ہوسکا۔ اب جب مدینہ منورہ میں ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن کے اوپر نفاق کا بدنما داغ لگا ہوا تھا یا معذور تھے۔ ادھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر نہیں پڑتے کیا بات ہوئی؟ ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! اس کو مال و جمال کے فخر نے روکا، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ غلط کہا ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلے آدمی ہیں، مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ ارشاد نہ فرمایا حتی کہ چند روز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم ہوا اور فکر پیدا ہوئی۔ دل میں جھوٹے جھوٹے عذر آتے تھے کہ اس وقت کسی فرضی عذر سے جان بچا لوں پھر کسی وقت معافی کی درخواست کرلوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مشورہ کرتا رہا مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم تشریف لے ہی آئے تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دیگی اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان لی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی عادت تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اوّل مسجد میں تشریف لیجاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں۔ چنانچہ حسب معمول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم تشریف لائے تو مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں تشریف فرمارہے اور منافق لوگ جھوٹے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ان کے ظاہری حال کو قبول فرماتے رہے کہ اتنے میں میں بھی حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو سلام کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا اور اعراض فرمایا میں نے عرض کیا۔ یا نبی اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے اعراض کیوں فرمالیا۔ خدا عزوجل کی قسم! میں نہ تو منافق ہوں نہ مجھے ایمان میں کچھ تردد ہے۔ ارشاد فرمایا: کہ یہاں آ۔ میں قریب ہوکر بیٹھ گیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: تجھے کس چیز نے روکا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اگر میں کسی دنیادار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصے سے کوئی نہ کوئی بات بنا کر خلاصی پالیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ عزوجل نے عطا فرمایا ہے۔ لیکن یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے متعلق مجھے علم ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے سامنے جھوٹ نہیں چل سکتا۔ اور اگر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے سچی بات عرض کروں جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم مجھ سے ناراض ہوجائیں تو مجھے امید ہے کہ خدا عزوجل کی ذات پاک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے عتاب کو زائل کردے گی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم میں سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ عزوجل! مجھے کوئی عذر نہ تھا اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں تھا کسی زمانہ میں بھی اس سے پہلے نہ ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کہ اچھا اٹھ جاؤ تمھارا فیصلہ اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا۔ میں وہاں سے اٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھ سے کہا: بخدا ہم نہیں جانتے کہ تو نے اس

سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو۔ اگر تو کوئی عذر کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا استغفار تیرے لئے کافی تھا۔

میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو۔ لوگوں نے بتایا کہ دو شخصوں کے ساتھ اور بھی یہی معاملہ ہوا کہ انھوں نے بھی یہی گفتگو کی جو تو نے کی اور یہی جواب ان کو بھی ملا ہے جو تجھ کو ملا ایک ہلال بن امیہ دوسرے مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ہم تینوں سے بولنے کی بھی ممانعت فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے۔ اب اس ارشاد کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے تعمیل اس طرح کر کے دکھادی کہ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کیا۔ گویا دنیا ہی بدل گئی حتی کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے ہمیں تنگ معلوم ہونے لگی سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے در و دیوار بے گانے ہو گئے مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ اگر میں اس حال میں مر گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں گے اور خدانخواستہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا وصال شریف ہو گیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہوں گا نہ مجھ سے کوئی کلام کریگا نہ میری نماز جنازہ پڑھے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے ارشاد کے خلاف کون کرسکتا ہے۔

غرض ہم تینوں نے پچاس دن اس حال میں گزارے۔ میرے دونوں رفقاء شروع ہی سے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ میں سب میں قوی تھا، چلتا پھرتا، بازار میں جاتا، نماز میں شریک ہوتا، مگر مجھ سے کوئی بات نہ کرتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو کر سلام کرتا۔ اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے لب مبارک جواب کے لئے ہلے یا نہیں؟ نماز کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پوری کرتا اور آنکھ چرا کر دیکھتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم مجھے دیکھتے بھی ہیں یا نہیں۔ جب میں مشغول ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم مجھے دیکھتے اور جب میں ادھر متوجہ ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم مجھ سے رخ انور پھیر لیتے اور میری جانب سے اعراض فرمالیتے۔

غرض یہی حالات گزرتے رہے اور مسلمانوں کا بات چیت بند کردینا مجھ پر بہت ہی بھاری ہو گیا تو میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیوار پر چڑھا وہ میرے رشتہ کے چچازاد بھائی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت ہی زیادہ تھے میں نے اوپر چڑھ کر سلام کیا۔ تو انھوں نے بھی سلام کا جواب نہ دیا میں نے ان کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے محبت ہے انھوں نے اس کا جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ ہی رہے میں نے تیسری بار قسم دے کر پوچھا تو انھوں نے صرف اتنا کہا۔ اللہ عزوجل جانے اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم یہ کلمہ سنکر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں وہاں سے لوٹ آیا۔

اسی دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جارہا تھا کہ ایک قبطی کو جو نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعب بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا پتا بتایئے۔ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ کر کے بتایا۔ وہ نصرانی میرے پاس آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لا کر دیا اس میں لکھا ہوا تھا، ''ہمیں معلوم ہوا ہے کہ

تمہارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے تجھ پر ظلم کر رکھا ہے تجھے اللہ عزوجل ذلت کی جگہ نہ رکھے اور ضائع نہ کرے تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے۔' حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ خط پڑھ کر اناللہِ پڑھا کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے ہیں اور مجھے اسلام تک سے ہٹانے کی تدبیریں ہونے لگی ہیں۔ یہ ایک مصیبت اور آئی اور اس خط کو میں نے ایک تنور میں پھینک دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے جا کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! اب تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے اعراض کی وجہ سے کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے۔

اس حالت میں ہم پر چالیس روز گزرے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا قاصد میرے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا یہ ارشادِ والا لیکر آیا کہ اپنی زوجہ کو بھی چھوڑ دو میں نے دریافت کیا کہ کیا منشا ہے اسکو طلاق دیدوں؟ کہا نہیں بلکہ اس سے علیحدگی اختیار کرلو اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی ان ہی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا میں نے اپنی زوجہ سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے میں چلی جا جب تک اللہ تعالیٰ اس امر کا فیصلہ نہ فرمائے، وہیں رہنا۔ ہلال بن امیہ کی زوجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! ہلال بالکل بوڑھے شخص ہیں کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا تو ہلاک ہوجائیں گے، اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اجازت دیں تو میں کچھ کام کاج ان کا کردیا کروں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا اچھا اس بات کی تجھے اجازت ہے مگر قربت نہ ہو انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! اس بات کی طرف تو ان کو میلان بھی نہیں جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا ہے آج تک ان کا وقت روتے ہی گزر رہا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حال میں دس روز اور گزرے کہ ہم سے بات چیت میل جول چھوٹے ہوئے پورے پچاس دن ہوگئے۔ پچاسویں دن صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی اور زندگی دوبھر ہورہی تھی کہ سلع پہاڑ کی چوٹی پر ایک زور سے چلانے والے نے آواز دی کہ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشخبری ہو تم کو میں اتنا ہی سنکر سجدہ میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہوگئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا جس پر ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی جو سب سے پہلے پہنچ گئی، اسکے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار بھاگے ہوئے آئے، میں نے اپنے پہننے کے کپڑے اس بشارت دینے والے کی نذر کئے اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوشخبری لیکر لوگ گئے۔ میں جب مسجد نبوی میں گیا تو لوگ خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ مبارکباد دینے کے لئے دوڑے اور سب سے پہلے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر مبارکباد دی اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یادگار رہے گا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں جا کر سلام کیا تو چہرہ انور کھل رہا تھا اور خوشی کے انوار چہرہ مبارک سے ظاہر ہورہے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جتنی جائداد ہے وہ سب اللہ عزوجل کے راستے میں صدقہ ہے (اس لئے کہ یہ امارت و ثروت ہی اس مصیبت کا سبب بنی تھی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے

عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ

اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہوگئی و۲۷۷ اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے و۲۷۸ اور انہیں یقین ہوا کہ

مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۠ (۱۱۸) ع ۱۴ ۸ ۳

اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر و۲۷۹ ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (۱۱۹) مَا كَانَ لِاَهْلِ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو و۲۸۰ اور سچوں کے ساتھ ہو و۲۸۱ مدینہ والوں و۲۸۲ اور ان کے

فرمایا کہ اس میں تنگی ہوگی کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو میں نے عرض کیا بہتر ہے کچھ حصہ میرے پاس بھی رہنے دیا جائے مجھے سچ ہی نے نجات دی اس لئے میں نے عہد کیا ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک.....الخ، الحدیث: ۴۴۱۸، ج۳،ص ۱۴۵)

و۲۷۷ اور انہیں کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی جہاں ایک لمحہ کے لئے انہیں قرار ہوتا ہر وقت پریشانی اور رنج و غم بے چینی و اضطراب میں مبتلا تھے۔

و۲۷۸ شدّتِ رنج و غم سے نہ کوئی اَنیس ہے جس سے بات کریں نہ کوئی غم خوار جسے حالِ دل سنائیں، وحشت و تنہائی ہے اور شب و روز کی گریہ وزاری۔

و۲۷۹ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور۔

و۲۸۰ معاصی ترک کرو۔

و۲۸۱ جو صادق الایمان ہیں مخلص ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے حضرت ابوبکر و عمر مراد ہیں رضی اللہ عنہما۔ ابنِ جریر کہتے ہیں کہ مہاجرین۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ لوگ جن کی نیتیں ثابت رہیں اور قلب و اعمال مستقیم اور وہ اخلاص کے ساتھ غزوۂ تبوک میں حاضر ہوئے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اِجماع حُجّت ہے کیونکہ صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا، اس سے ان کے قول کا قبول کرنا لازم آتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے کون سا ہمنشین بہتر ہے۔ ارشاد فرمایا، وہ جس کے دیکھنے سے تمہیں اللہ کی یاد آئے، جس کے کلام سے تمہارے عمل میں اضافہ ہو اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب الجلساء خیر، رقم ۱۷۶۸۶، ج۱۰، ص ۳۸۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے

الْمَدِیْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا

گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں و۲۸۳ اور نہ یہ کہ

یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا

ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں و۲۸۴ یہ اس لئے کہ انھیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک

مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا یَنَالُوْنَ مِنْ

اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں و۲۸۵ جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا

عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ

بگاڑتے ہیں و۲۸۶ اس سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے و۲۸۷ بے شک اللہ نیکوں کا نیگ (اجر)

ساتھی کے دین پر ہوتا ہے، پس خیال رکھو کہ تم کس کو اپنا دوست بنا رہے ہو۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ۴۵، رقم ۲۳۸۵، ج ۴، ص ۱۶۷)

مفسر قرآن حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی مراۃ المناجیح میں لکھتے ہیں:

صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسانی طبیعت میں اخذ یعنی لے لینے کی خاصیت ہے۔ حریص کی صحبت سے حرص، زاہد کی صحبت سے زہد وتقوی ملے گا۔ خیال رہے کہ خلّت دلی دوستی کو کہتے ہیں جس سے محبت دل میں داخل ہوجاوے۔ یہ ذکر دوستی ومحبت کا ہے کسی فاسق وفاجر کو اپنے پاس بٹھا کر متقی بنادینا تبلیغ ہے۔ حضور انور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے گنہگاروں کو اپنے پاس بلا کر متقیوں (یعنی پرہیزگاروں) کا سردار بنادیا۔ (مراۃ المناجیح ج6 ص599)

و۲۸۲ یہاں اہلِ مدینہ سے مدینۂ طیبہ میں سکونت رکھنے والے مراد ہیں خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار۔

و۲۸۳ اور جہاد میں حاضر نہ ہوں۔

و۲۸۴ بلکہ انہیں حکم تھا کہ شدّت وتکلیف میں حضور کا ساتھ نہ چھوڑیں اور سختی کے موقع پر اپنی جانیں آپ پر فدا کریں۔

استاذ العلماء، سند الفضلاء، فخر الاماثل، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی مایہ ناز تصنیف 'سوانح کربلا' میں تحریر فرماتے ہیں:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آباء واجداد، انبیاء واولیاء، اولاد، عزیز، اقارب، دوست، احباب، مال، دولت، مسکن، وطن سب چیزوں کی محبت سے اور خود اپنی جان کی محبت سے زیادہ ضروری ولازم ہے۔ اور اگر ماں باپ یا اولاد اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رابطۂ عقیدت ومحبت نہ رکھتے ہوں تو ان سے دوستی ومحبت رکھنا جائز نہیں۔ قرآن پاک میں اس مضمون کی صدہا آیتیں ہیں۔

و۲۸۵ اور کفّار کی زمین کو اپنے گھوڑوں کے سُموں سے روندتے ہیں۔

و۲۸۶ قید کرکے یا قتل کرکے یا زخمی کرکے یا ہزیمت دے کر۔

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً وَّ لَا یَقْطَعُوْنَ
ضائع نہیں کرتا اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا و۲۸۸ یا بڑا و۲۸۹ اور جو نالا طے کرتے ہیں سب
وَادِیًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ مَا كَانَ
ان کے لئے لکھا جاتا ہے تا کہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انھیں صلہ دے و۲۹۰ اور مسلمانوں سے

و۲۸۷ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اطاعتِ الٰہی کا قصد کرے اس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا، حرکت کرنا، ساکن رہنا سب نیکیاں ہیں اللہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں۔

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،' اللہ عزوجل کی راہ میں سفر کرنا یا اس سے واپس لوٹنا دنیا اور اسکی ہر چیز سے بہتر ہے جنت میں تم میں سے کسی کی کمان رکھنے یا کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی حور اہل زمین پر ظاہر ہو جائے تو زمین وآسمان کے درمیان کی ہر چیز کو روشن کر دے اور اس کو خوشبو سے بھر دے اور حور عین کے سر کی اوڑھنی دنیا اور اسکی ہر چیز سے بہتر ہے۔'

(بخاری، کتاب الجہاد، باب الحور العین الخ، رقم ۲۷۹۶، ج ۲، ص ۲۵۲)

و۲۸۸ یعنی قلیل مثلاً ایک کھجور۔

حضرتِ سیدنا خُریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،' جو اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ خرچ کرے اس کے لئے سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے۔'

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل النفقۃ فی سبیل اللہ، رقم ۱۶۳۱، ج ۳، ص ۲۳۳)

حضرتِ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں نکیل والی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا،' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اللہ عزوجل کی راہ میں وقف ہے۔' تو آپ نے فرمایا،' تجھے اس کے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ملیں گی جن میں سے ہر ایک نکیل والی ہوگی۔'

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الصدقۃ فی سبیل اللہ، رقم ۱۸۹۲، ص ۱۰۴۹)

و۲۸۹ جیسا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے جیشِ عُسرت میں خرچ کیا۔

سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۳۷۲۰، ج ۵، ص ۳۹۱

و۲۹۰ اس آیت سے جہاد کی فضیلت اور اس کا احسن الاعمال ہونا ثابت ہوا۔

اس ضمن میں چند احادیث بھی پڑھتے چلیں۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سب سے افضل عمل کے بارے میں سوال کیا تو رسول

الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں ۲۹۱ تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ۲۹۲ ایک جماعت

لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں ۲۹۳ اس امید پر کہ

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا 'نماز' اس نے پوچھا 'اس کے بعد؟' فرمایا 'نماز' اس نے عرض کیا 'اس کے بعد؟' فرمایا 'نماز' اس نے عرض کیا 'اس کے بعد؟' فرمایا 'اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا' (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم ۶۶۱۳، ج ۲، ص ۵۸۰)

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، 'جس نے اونٹنی کو دومرتبہ دوہنے کے درمیانی وقت تک اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کیا، اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے اور جس نے اللہ عزوجل سے سچے دل سے شہادت کا سوال کیا پھر وہ مرگیا یا اسے قتل کردیا گیا تو اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔'

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فیمن سال اللہ تعالی الشھادۃ، رقم ۲۵۴۱، ج ۳، ص ۳۰)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا، 'یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟' فرمایا، 'اللہ عزوجل پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔'

(مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللہ تعالی افضل الاعمال، رقم ۸۴، ص ۵۷)

۲۹۱ اور ایک دم اپنے وطن خالی کردیں۔

۲۹۲ ایک جماعت وطن میں رہے اور۔

۲۹۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ قبائلِ عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتیں اور وہ حضور سے دین کے مسائل سیکھتے اور تَفَقُّہ حاصل کرتے اور اپنے لئے احکام دریافت کرتے اور اپنی قوم کے لئے، حضور انہیں اللہ اور رسول کی فرماں برداری کا حکم دیتے اور نماز زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم کے لئے انہیں ان کی قوم پر مامور فرماتے، جب وہ لوگ اپنی قوم میں پہنچتے تو اعلان کردیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دین کے تمام ضروری علوم تعلیم فرمادیتے۔ (خازن) یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزۂ عظیمہ ہے کہ بالکل بے پڑھے لوگوں کو بہت تھوڑی دیر میں دین کے احکام کا عالِم اور قوم کا ہادی بنا دیتے تھے۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

مسئلہ: علمِ دین حاصل کرنا فرض ہے جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لئے ممنوع و حرام ہیں اس کا

يَحۡذَرُوۡنَ ۝۱۲۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ يَلُوۡنَكُمۡ مِّنَ الۡكُفَّارِ ع ۵ ۴

وہ بچیں ۲۹۴ اے ایمان والو جہاد کرو (پہلے) ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں ۲۹۵ اور (یہ) چاہیے

سیکھنا فرضِ عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرضِ کفایہ۔

حدیث شریف میں ہے علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(سنن ابن ماجۃ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الحدیث ۲۲۴، ص ۲۴۹۱)

(شعب الإیمان، باب فی طلب العلم، الحدیث: ۱۶۶۵، ج ۲، ص ۲۵۴)

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم سیکھنا نفل نماز سے افضل ہے۔

مسئلہ: طلبِ علم کے لئے سفر کا حکم حدیث شریف میں ہے جو شخص طلبِ علم کے لئے راہ چلے اللہ اس کے لئے جنّت کی راہ آسان کرتا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ ــــــ الخ، الحدیث: ۲۶۸۲، ص ۱۹۲۲)

(المستدرک، کتاب العلم، باب فضل العلم ــــــ الخ، الحدیث: ۳۲۰، ج ۱، ص ۲۸۳)

مسئلہ: فِقہ افضل ترین علوم ہے۔

حدیث شریف میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے لئے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقیہ بناتا ہے، میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا۔

بخاری، کتاب العلم،، الحدیث ۷۱، ج ۱، ص ۴۲

حدیث میں ہے ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔ (کنزالعمال، کتاب العلم، الحدیث ۲۸۹۰۴۱، ج ۱۰، ۶۴)

فِقہ احکامِ دین کے علم کو کہتے ہیں، فِقہِ مُصطلَح اس کا صحیح مصداق ہے۔

فِقہ (فِق۔ہْ) کے لُغوی معنیٰ کلام کرنے والے کے کلام سے اس کی غَرَض (مقصد) کو سمجھنا ہے (کتابُ التعریفات ص 11) اِصطِلاح میں اَلْعِلْمُ بِاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ یعنی شریعت کے فروعی اَحکام کے علم کو فِقہ کہتے ہیں۔ (اَلْمُفْردات ص 64) فِقہ کے انکار کرنے والے کے مُتعلِّق فتاویٰ رضویہ جلد 14 صَفْحہ نمبر 622 پر میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: جو مسلمان کہلا کر فِقہ (یعنی دین کی سمجھ حاصل کرنے) کو اَصلاً (بالکل بھی) نہ مانے (تو) نہ کِتابی (ہے) نہ خارِجی بلکہ مُرتَد ہے، اسلام سے خارِج۔ اور اگر کوئی تاویل کرتا ہے تو کم از کم بد دین گمراہ۔ (فِقہ یعنی 'دین کی سمجھ' کا ذکر یہاں قراٰنِ پاک میں موجود ہے)

۲۹۴ عذابِ الٰہی سے احکامِ دین کا اِتّباع کرکے۔

۲۹۵ قتال تمام کافروں سے واجب ہے قریب کے ہوں یا دور کے لیکن قریب والے مقدّم ہیں پھر جو ان سے متّصل

وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ ع

کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ف۲۹۶ اور جب کوئی سورت اترتی ہے

سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی دی ف۲۹۷ تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو

فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اور جن کے دلوں میں آزار ہے ف۲۹۸

فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَ لَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ

انھیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی ف۲۹۹ اور وہ کفر ہی پر مر گئے کیا انھیں ف۳۰۰ نہیں سوجھتا کہ ہر سال

يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

ایک یا دو بار آزمائے جاتے ہیں ف۳۰۱ پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں

وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ

اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے ف۳۰۲ کہ کوئی تمہیں

انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ

دیکھتا تو نہیں ف۳۰۳ پھر پلٹ جاتے ہیں ف۳۰۴ اللہ نے ان کے دل پلٹ دیے ف۳۰۵ کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ف۳۰۶

ہوں ایسے ہی درجہ بدرجہ۔

ف۲۹۶ انہیں غلبہ دیتا ہے اور انکی نصرت فرماتا ہے۔

ف۲۹۷ یعنی منافقین آپس میں بطریقِ استہزاء ایسی باتیں کہتے ہیں ان کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔

ف۲۹۸ شک و نفاق کا۔

ف۲۹۹ کہ پہلے جتنا نازِل ہوا تھا اسی کے انکار کے وبال میں گرفتار تھے، اب جو اور نازِل ہوا اس کے انکار کی خباثت میں بھی مبتلا ہوئے۔

ف۳۰۰ یعنی منافقین کو۔

ف۳۰۱ امراض و شدائد اور قحط وغیرہ کے ساتھ۔

ف۳۰۲ اور آنکھوں سے نکل بھاگنے کے اشارے کرتا ہے اور کہتا ہے۔

ف۳۰۳ اگر دیکھتا ہوا تو بیٹھ گئے ورنہ نکل گئے۔

رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول و۳۰۷ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ

کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان و۳۰۸ پھر اگر وہ منہ پھیریں و۳۰۹ تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی

و۳۰۴ کُفر کی طرف۔

و۳۰۵ اس سبب سے۔

و۳۰۶ اپنے نفع وضرر کو نہیں سوچتے۔

و۳۰۷ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی قرشی، جن کے حسب و نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم ان کے صدق و امانت، زہد و تقوٰی، طہارت و تقدّس اور اخلاقِ حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو اور ایک قراءۃ میں 'اَنْفَسِكُمْ' بفتحِ فا آیا ہے، اس کے معنٰی ہیں کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف و افضل۔ اس آیتِ کریمہ میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلادِ مبارک کا بیان ہے۔ ترمذی کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کر کے فرمایا۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ محفلِ میلادِ مبارک کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم مسلمانوں کیلئے سُلطانِ مدینہ منوّرہ، شَہَنشاہِ مَکّہ مکرّمہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یومِ ولادت سے بڑھکر کون سا دن 'یومِ اِنعام' ہوگا؟ تمام نعمتیں اُنہیں کے طُفَیل تو ہیں اور یہ دن عید سے بھی بہتر کہ اُنہیں کے صدقہ میں عید بھی عید ہوئی۔ اِسی وجہ سے پیر شریف کے دن روزہ رکھنے کا سبب ارشاد فرمایا: فِیْهِ وُلِدْتُّ یعنی اِس دن میری وِلادت ہوئی۔ (صحیح مسلم ص ۵۹۱ حدیث ۱۱۶۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کی طرف سے دنیا کے بے شمار مُمالِک کے لاتعداد مقامات پر ہر سال عیدِ میلادُ النَّبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم شاندار طریقے پر منائی جاتی ہے۔ ربیعُ النُّور شریف کی ۱۲ویں شب کو عظیمُ الشّان اجتماعِ میلاد کا اِنعقاد ہوتا ہے اور بِالخُصوص میرے حُسنِ ظَن کے مُطابِق اُس رات دنیا کا سب سے بڑا اجتماعِ مِیلاد بابُ المدینہ کراچی میں مُنعَقِد ہوتا ہے۔ اور عید کے روز مرحبا یا مصطفٰی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دُھومیں مچاتے ہوئے بے شمار جُلوسِ میلاد نکالے جاتے ہیں جن میں لاکھوں عاشقانِ رسول شریک ہوتے ہیں۔

صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم
عیدِ میلادُ النَّبی تو عید کی بھی عید ہے
صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم
بالیقیں ہے عیدِ عیداں عیدِ میلادُ النَّبی

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۲۹﴾ ع١٦/٥

ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے ف٣١٠

ف٣٠٨ اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دو ناموں سے مشرف فرمایا۔ یہ کمال تکریم ہے اس سرورِانور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب 'سیرت مصطفیٰ میں لکھتے ہیں:

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کی ہدایت واصلاح اور ان کی صلاح و فلاح کے لئے جیسی جیسی تکلیفیں برداشت فرمائیں اور اس راہ میں آپ کو جو جو مشکلات درپیش ہوئیں ان کا کچھ حال آپ اس کتاب میں پڑھ چکے ہیں۔ پھر آپ کو اپنی امت سے جو بے پناہ محبت اور اسکی نجات و مغفرت کی فکر اور ایک ایک امتی پر آپ کی شفقت ورحمت کی جو کیفیت ہے اس پر قرآن میں خداوند قدوس کا یہ فرمان گواہ ہے آپ پوری پوری راتیں جاگ کر عبادت میں مصروف رہتے اور امت کی مغفرت کے لئے دربار باری میں انتہائی بے قراری کے ساتھ گریہ وزاری فرماتے رہتے۔ یہاں تک کہ کھڑے کھڑے اکثر آپ کے پائے مبارک پر ورم آجاتا تھا۔

ظاہر ہے کہ حضور سرورانبیاء، محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے جو جو مشقتیں اٹھائیں ان کا تقاضا ہے کہ امت پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ حقوق ہیں جن کو ادا کرنا ہر امتی پر فرض وواجب ہے۔

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے مقدس حقوق کو اپنی کتاب 'شفاء شریف' میں بہت ہی مفصل طور پر بیان فرمایا۔ ہم یہاں انتہائی اختصار کے ساتھ اس کا خلاصہ تحریر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل آٹھ حقوق کا ذکر کرتے ہیں۔

(١) ایمان بالرسول (٢) اتباع سنت رسول

(٣) اطاعتِ رسول (٤) محبتِ رسول

(٥) تعظیم رسول (٦) مدح رسول

(٧) درود شریف (٨) قبرانور کی زیارت

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی فیما یجب علی الانام...الخ، الجزء الثانی، ص ٢

ف٣٠٩ یعنی منافقین وکُفّار آپ پر ایمان لانے سے اعراض کریں۔

ف٣١٠ حاکم نے مستدرک میں اُبَی ابنِ کعب سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ 'لَقَدْ جَآءَكُمْ ' سے آخر سورت تک دونوں آیتیں قرآنِ کریم میں سب کے بعد نازِل ہوئیں۔

میرے میٹھے میٹھے مرشدِ کریم شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی گھریلو علاج میں لکھتے ہیں

تین دن تک اوّل آخر درود شریف کے ساتھ ایک ایک بار پڑھ کر بار بار دم کیجئے۔ اِن شاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ٹوٹی یا چھٹی ہوئی ہڈی جُڑ جائے گی۔ (گھریلو علاج ص ٨٣)

اٰیاتها ۱۰۹ ۱۰ سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ ۵۱ رکوعاتها ۱۱

سورۃ یونس مکہ میں نازل ہوئی ہے و۱ اس میں ایک سونو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۱ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں کیا لوگوں کو اس کا اچنبا (تعجب) ہوا کہ ہم نے ان میں سے

رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ

ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ و۲ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچ

عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔط قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ۲ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ

کا مقام ہے کافر بولے بے شک یہ تو کھلا جادو گر ہے و۳ بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ یُدَبِّرُ

آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے

الْاَمْرَ ؕط مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕط

کام کی تدبیر فرماتا ہے و۴ کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد و۵ یہ ہے اللہ تمہارا رب و۶ تو اس کی بندگی کرو

منزل ۳

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

و۱ سورۂ یونس مکیہ ہے سوائے تین آیتوں کے 'فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ' سے اس میں گیارہ رکوع اور ایک سونو آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو بتیس کلمے اور نو ہزار ننانوے حرف ہیں۔

و۲ شانِ نُزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسالت سے مشرّف فرمایا اور آپ نے اس کا اظہار کیا تو عرب منکر ہو گئے اور ان میں سے بعضوں نے یہ کہا کہ اللہ اس سے برتر ہے کہ کسی بشر کو رسول بنائے۔ اس پر یہ آیات نازِل ہوئیں۔

و۳ کُفّار نے پہلے تو بشر کا رسول ہونا قابلِ تعجّب و انکار قرار دیا اور پھر جب حضور کے معجزات دیکھے اور یقین ہوا کہ یہ بشر کے مَقدِرَت سے بالاتر ہیں تو آپ کو ساحِر بتایا۔ ان کا یہ دعوٰی تو کذب و باطل ہے مگر اس میں بھی حضور کے کمال اور اپنے عجز کا اعتراف پایا جاتا ہے۔

و۴ یعنی تمام خَلق کے امور کا حسبِ اقتضاءِ حکمت سرانجام فرماتا ہے۔

و۵ اس میں بُت پرستوں کے اس قول کا رد ہے کہ بُت ان کی شفاعت کریں گے، انہیں بتایا گیا کہ شفاعت

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا
تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اسی کی طرف تم سب کو پھرنا ہے وے اللہ کا سچا وعدہ بے شک وہ پہلی بار بناتا ہے
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَ
پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا کہ ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انصاف کا صلہ دے وٓ۸ اور کافروں کے لئے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ
پینے کو کھولتا پانی اور درد ناک عذاب بدلہ ان کے کفر کا وہی ہے جس
الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ
نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں وٓ۹ کہ تم
السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
برسوں کی گنتی اور وٓ۱۰ حساب جانو اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق وٓ۱۱ نشانیاں مفصل بیان فرماتا ہے علم والوں
يَّعْلَمُوْنَ ۝۵ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ
کے لئے وٓ۱۲ بے شک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ان میں

ماذونین کے سوا کوئی نہیں کرے گا اور ماذون صرف اس کے مقبول بندے ہوں گے۔

وٓ۶ جو آسمان و زمین کا خالق اور تمام امور کا مدبِّر ہے اس کے سوا کوئی مَعبُود نہیں فقط وہی مستحقِ عبادت ہے۔

وٓ۷ روزِ قیامت اور یہی ہے۔

وٓ۸ اس آیت میں حشر و نشر و معاد کا بیان اور منکرین کا رد ہے اور اس پر نہایت لطیف پیرایہ میں دلیل قائم فرمائی گئی ہے کہ وہ پہلی بار بناتا ہے اور اعضاءِ مرکّبہ کو پیدا کرتا ہے اور ترکیب دیتا ہے تو موت کے ساتھ متفرِّق و منتشر ہونے کے بعد ان کو دوبارہ پھر ترکیب دینا اور بنے ہوئے انسان کو فنا کے بعد پھر دوبار بنا دینا اور وہی جان جو اس بدن سے متعلق تھی اس کو اس بدن کی درستی کے بعد پھر اسی بدن سے متعلق کر دینا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے اور اس دوبارہ پیدا کرنے کا مقصود جزائے اعمال یعنی مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب دینا ہے۔

وٓ۹ اٹھائیس منزلیں جو بارہ برجوں پر منقسم ہیں، ہر برج کے لئے 2.1/2 منزلیں ہیں، چاند ہر شب ایک منزل میں رہتا ہے اور مہینہ تیس دن کا ہو تو دو شب ورنہ ایک شب چھپتا ہے۔

وٓ۱۰ مہینوں، دنوں، ساعتوں کا۔

وٓ۱۱ کہ اس سے اس کی قدرت اور اس کی وحدانیت کے دلائل ظاہر ہوں۔

وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا
نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لئے بے شک وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے و۱۳ اور

بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ
دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے و۱۴ اور وہ جو ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں و۱۵ ان لوگوں

مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
کا ٹھکانا دوزخ ہے بدلہ ان کی کمائی کا بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ان کے

یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۹﴾
ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا و۱۶ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں ان کی دعا

دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ
اس میں یہ ہوگی کہ اللہ تجھے پاکی ہے و۱۷ اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول (پہلی بات) سلام ہے و۱۸ اور ان کی دعا کا خاتمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰﴾ ع وَلَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ
یہ ہے کہ سب خوبیوں سراہا اللہ جو رب ہے سارے جہان کا و۱۹ (اختتام حمد و ثناء پر ہوگا) اور اگر اللہ لوگوں پر برائی (آفات و مصائب)

ع ۱

و۱۲ کہ ان میں غور کر کے نفع اٹھائیں۔

و۱۳ روزِ قیامت اور ثواب و عذاب کے قائل نہیں۔

و۱۴ اور اس فانی کو جاودانی پر ترجیح دی اور عمر اس کی طلب میں گزاری۔

و۱۵ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہاں آیات سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک اور قرآن شریف مراد ہے اور غفلت کرنے سے مراد ان سے اعراض کرنا ہے۔

و۱۶ جنّتوں کی طرف۔ قتادہ کا قول ہے کہ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل خوب صورت شکل میں اس کے سامنے آئے گا، یہ شخص کہے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا عمل ہوں اور اس کے لئے نور ہوگا اور جنّت تک پہنچائے گا اور کافر کا معاملہ برعکس ہوگا کہ اس کا عمل بُری شکل میں نمودار ہو کر اسے جہنّم میں پہنچائے گا۔

و۱۷ یعنی اہلِ جنّت اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید، تقدیس میں مشغول رہیں گے اور اس کے ذکر سے انہیں فرحت و سرور اور انتہا درجہ کی لذّت حاصل ہوگی سبحان اللہ۔

و۱۸ یعنی اہلِ جنّت آپس میں ایک دوسرے کی تحیّت و تکریم سلام سے کریں گے یا ملائکہ انہیں بطورِ تحیّت سلام عرض کریں گے یا ملائکہ ربّ عزوجل کی طرف سے ان کے پاس سلام لائیں گے۔

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي
ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی (دنیاوی نعمتوں) کی جلدی کرتے ہیں تو ان کا (عذاب آنے کا) وعدہ پورا ہو چکا ہوتا ف۲۰ تو ہم چھوڑتے
طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ
انھیں (انکے حال پر) جو ہم سے ملنے کی امید (قیامت پر ایمان) نہیں رکھتے (اس لئے) کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں ف۲۱
قَائِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ ۚ
(ہدایت نہ پائیں) اور جب آدمی (کافر) کو ف۲۲ تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے ف۲۳ پھر جب ہم اس کی
كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا
تکلیف دور کر دیتے ہیں چل دیتا ہے ف۲۴ گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا یونہی بھلے کر دکھائے ہیں حد سے بڑھنے
الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا
والوں کو ف۲۵ ان کے کام ف۲۶ اور بے شک ہم نے تم سے پہلی سنگتیں (قومیں) ف۲۷ ہلاک فرمادیں جب وہ حد سے بڑھے ف۲۸

ف۱۹ ان کے کلام کی ابتداء اللہ کی تعظیم و تنزیہ سے ہوگی اور کلام کا اختتام اس کی حمد و ثنا پر ہوگا۔

ف۲۰ یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی بددعائیں جیسے کہ وہ غضب کے وقت اپنے لئے اور اپنے اہل و اولاد و مال کے لئے کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم ہلاک ہو جائیں، خدا ہمیں غارت کرے، برباد کرے اور ایسے کلمے ہی اپنی اولاد و اقارب کے لئے کہہ گزرتے ہیں جسے ہندی میں کوسنا کہتے ہیں، اگر وہ دعا ایسی جلدی قبول کر لی جاتی جیسی جلدی وہ دعائے خیر کے قبول ہونے میں چاہتے ہیں تو ان لوگوں کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اور وہ کب کے ہلاک ہو گئے ہوتے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کرم سے دعائے خیر قبول فرمانے میں جلدی کرتا ہے، دعائے بد کے قبول میں نہیں، یہ اس کی رحمت ہے۔
شانِ نُزول: نضر بن حارث نے کہا تھا یا ربّ یہ دینِ اسلام اگر تیرے نزدیک حق ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھّر برسا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور بتایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے عذاب میں جلدی فرماتا جیسا کہ انکے لئے مال و اولاد وغیرہ، دنیا کی بھلائی دینے میں جلدی فرمائی تو وہ سب ہلاک ہو چکے ہوتے۔

ف۲۱ اور ہم انہیں مہلت دیتے ہیں اور ان کے عذاب میں جلدی نہیں فرماتے۔

ف۲۲ یہاں آدمی سے کافر مراد ہے۔

ف۲۳ ہر حال میں اور جب تک اس کی تکلیف زائل نہ ہو دعا میں مشغول رہتا ہے۔

ف۲۴ اپنے پہلے طریقہ پر اور وہی کُفر کی راہ اختیار کرتا ہے اور تکلیف کے وقت کو بھول جاتا ہے۔

ف۲۵ یعنی کافروں کو۔

ف۲۶ مقصد یہ ہے کہ انسان بلا کے وقت بہت ہی بے صبرا ہے اور راحت کے وقت نہایت ناشکرا، جب تکلیف پہنچتی

لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى

اوران کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں لے کرآئے ۲۹ اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے ہم یونہی بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو

الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا

پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین کیا کہ تم کیسے کام کرتے ہو ۳۰ اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں ۳۱ پڑھی جاتی

بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ

ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں جنھیں ہم سے ملنے کی امید نہیں ۳۲ کہ اس کے سوا اور قرآن لے آیئے ۳۳ یا اسی کو بدل دیجئے ۳۴ تم

ہے تو کھڑے ، لیٹے ، بیٹھے ہر حال میں دعا کرتا ہے جب اللہ تکلیف دور کر دے تو شکر بجا نہیں لاتا اور اپنی حالتِ سابقہ کی طرف لوٹ جاتا ہے، یہ حال غافل کا ہے، مومن عاقل کا حال اس کے خلاف ہے وہ مصیبت و بلا پر صبر کرتا ہے، راحت وآسائش میں شکر کرتا ہے، تکلیف و راحت کے جملہ احوال میں اللہ تعالیٰ کے حضور تضرّع وزاری اور دعا کرتا ہے اور ایک مقام اس سے بھی اعلیٰ ہے جو مومنوں میں بھی مخصوص بندوں کو حاصل ہے کہ جب کوئی مصیبت و بلا آتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں، قضاءِ الٰہی پر دل سے راضی رہتے ہیں اور جمیع احوال پر شکر کرتے ہیں۔

۲۷ یعنی اُمّتیں۔

۲۸ اور کفر میں مبتلا ہوئے۔

۲۹ جو ان کے صدق کی بہت واضح دلیلیں تھیں لیکن انہوں نے نہ مانا اور انبیاء کی تصدیق نہ کی۔

۳۰ تا کہ تمہارے ساتھ تمہارے عمل کے لائق معاملہ فرمائیں۔

۳۱ جنمیں ہماری توحید اور بُت پرستی کی برائی اور بُت پرستوں کی سزا کا بیان ہے۔

۳۲ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

۳۳ جس میں بُتوں کی برائی نہ ہو۔

۳۴ شانِ نزول: کُفّار کی ایک جماعت نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کے سوا دوسرا قرآن لایئے جس میں لاتُ وعُزّٰی منات وغیرہ بُتوں کی برائی اور ان کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو اور اگر اللہ ایسا قرآن نازِل نہ کرے تو آپ اپنی طرف سے بنا لیجئے یا اسی قرآن کو بدل کر ہماری مرضی کے مطابق کر دیجئے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ ان کا یہ کلام یا تو بطریقِ تمسخُر واستہزاء تھا یا انہوں نے تجربہ وامتحان کے لئے ایسا کہا تھا کہ اگر یہ دوسرا قرآن بنا لائیں یا اس کو بدل دیں تو ثابت ہو جائے گا کہ قرآن کلامِ ربّانی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اس کا یہ جواب دیں جو آیت میں مذکور ہوتا ہے۔

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ۚ

فرماؤ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے ۳۵

اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۵ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا

میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں ۳۶ تو مجھے بڑے دن کے کا ڈر ہے ۳۷ تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں

تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا

اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا ۳۸ تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں ۳۹ تو کیا تمہیں

تَعْقِلُوْنَ ۝۱۶ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا

عقل نہیں ۴۰ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۴۱ یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک مجرموں کا (انجام)

يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۷ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ

بھلا نہ ہوگا اور اللہ کے سوا ایسی چیز ۴۲ کو پوجتے ہیں جو ان کا نہ کچھ نقصان کرے اور نہ کچھ بھلا اور

يَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي

کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں ۴۳ تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ

۳۵ میں اس میں کوئی تغییر و تبدیل، کمی بیشی نہیں کرسکتا یہ میرا کلام نہیں کلامِ الٰہی ہے۔

۳۶ یا اس کی کتاب کے احکام کو بدلوں۔

۳۷ اور دوسرا قرآن بنانا انسان کی مَقدِرت ہی سے باہر ہے اور خَلق کا اس سے عاجز ہونا خوب ظاہر ہو چکا۔

۳۸ یعنی اس کی تلاوت محض اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے۔

۳۹ اور چالیس سال تم میں رہا ہوں، اس زمانہ میں میں تمہارے پاس کچھ نہیں لایا اور میں نے تمہیں کچھ نہیں سنایا، تم نے میرے احوال کا خوب مشاہدہ کیا ہے، میں نے کسی سے ایک حرف نہیں پڑھا، کسی کتاب کا مطالعہ نہ کیا، اس کے بعد یہ کتابِ عظیم لایا جس کے حضور ہر ایک کلامِ فصیح پست اور بے حقیقت ہو گیا۔ اس کتاب میں نفیس علوم ہیں، اصول و فروع کا بیان ہے، احکام و آداب میں مکارمِ اخلاق کی تعلیم ہے، غیبی خبریں ہیں، اس کی فصاحت و بلاغت نے ملک بھر کے فُصَحاء و بُلَغاء کو عاجز کر دیا ہے، ہر صاحبِ عقلِ سلیم کے لئے یہ بات اظہر من الشّمس ہو گئی ہے کہ یہ بغیر وحیِ الٰہی کے ممکن ہی نہیں۔

۴۰ کہ اتنا سمجھ سکو کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے مخلوق کی قدرت میں نہیں کہ اس کی مثل بنا سکے۔

۴۱ اس کے لئے شریک بتائے۔

۴۲ بُت۔

السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا کَانَ

آسمانوں میں ہے نہ زمین میں ف۴۴ اسے پاکی اور برتری ان کے شرک سے اور لوگ ایک ہی امت تھے ف۴۵

ف۴۳ یعنی دنیوی امور میں کیونکہ آخرت اور مرنے کے بعد اٹھنے کا تو وہ اعتقاد ہی نہیں رکھتے۔

مفسر قرآن حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب علم القرآن میں لکھتے ہیں۔

اس آیت میں بھی مشرکین کے اسی عقیدے کی تردید ہے کہ ہمارے بت دھونس کی شفاعت کریں گے کیونکہ وہ رب تعالیٰ کے ساتھ اس کی مِلک میں اور عالم کا کام چلانے میں شریک ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین عرب کا شرک ایک ہی طرح کا نہ تھا بلکہ اس کی پانچ صورتیں تھیں:

(۱) خالق کا انکار اور زمانہ کو مؤثر ماننا (۲) چند مستقل خالق ماننا (۳) اللہ کو ایک مان کر اس کی اولاد ماننا (۴) اللہ کو ایک مان کر اسے تھکن کی وجہ سے معطل ماننا (۵) اللہ کو خالق و مالک مان کر اسے دوسرے کا محتاج ماننا، جیسے اسمبلی کے ممبر، شاہان موجودہ کیلئے اور انہیں ملکیت اور خدائی میں دخیل ماننا۔ ان پانچ کے سوا اور چھٹی قسم کا شرک ثابت نہیں۔

ان پانچ قسم کے مشرکین کے لئے پانچ ہی قسم کی تردیدیں قرآن میں آئی ہیں جن پانچوں کا ذکر سورہ اخلاص میں اس طرح ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ میں دہریوں کا رد کہ اللہ عالم کا خالق ہے۔ اَحَدٌ میں ان مشرکوں کا رد جو عالم کے دو خالق مستقل مانتے تھے تاکہ عالم کا کام چلے۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ میں ان مشرکین کا رد جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت عزیر علیہ السلام کو رب تعالیٰ کا بیٹا یا فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے تھے۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ میں ان لوگوں کا رد جو خالق کو تھکا ہوا مان کر مدبر عالم اوروں کو مانتے تھے۔ (علم القرآن ص ۷۰)

ف۴۴ یعنی اس کا وجود ہی نہیں کیونکہ جو چیز موجود ہے وہ ضرور علمِ الٰہی میں ہے۔

ف۴۵ ایک دینِ اسلام پر جیسا کہ زمانۂ حضرت آدم علیہ السلام میں قابیل کے ہابیل کو قتل کرنے کے وقت تک حضرت آدم علیہ السلام اور انکی ذرّیّت ایک ہی دین پر تھے اس کے بعد ان میں اختلاف ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ زمانۂ نوح علیہ السلام تک ایک دین پر رہے پھر اختلاف ہوا تو حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث فرمائے گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے کشتی سے اترنے کے وقت سب لوگ ایک دینِ اسلام پر تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ عہدِ حضرتِ ابراہیم سے سب لوگ ایک دین پر تھے یہاں تک کہ عمرو بن لُحَی نے دین کو متغیّر کیا، اس تقدیر پر 'اَلنَّاسُ' سے مراد خاص عرب ہوں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ ایک دین پر تھے یعنی کُفر پر پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو بھیجا تو بعض ان میں سے ایمان لائے اور بعض عُلَماء نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لوگ اوّل خِلقت میں فطرۃِ سلیمہ پر تھے پھر ان میں اختلافات ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے ہیں یا مجوسی بناتے ہیں اور حدیث میں فطرۃ سے فطرۃِ اسلام مراد ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی أولاد المشرکین، الحدیث ۱۳۸۵، ص ۱۰۸)

النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

پھر مختلف ہوئے اوراگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی ۴۶ تو یہیں

بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ج

ان کے اختلافوں کا ان پر فیصلہ ہوگیا ہوتا ۴۷ اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ۴۸

فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ج اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع وَاِذَآ ع ۲

تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں اور

اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ط

جب کہ ہم آدمیوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں کسی تکلیف کے بعد جو انھیں پہنچی تھی جبھی وہ ہماری آیتوں کے ساتھ داؤں چلتے

۴۶ اور ہر اُمّت کے لئے ایک میعادِ معیّن نہ کر دی گئی ہوتی یا جزاءِ اعمال قیامت تک مؤخر نہ فرمائی گئی ہوتی۔

۴۷ نُزولِ عذاب سے۔

۴۸ اہلِ باطل کا طریقہ ہے کہ جب ان کے خلاف برہانِ قوی قائم ہوتی ہے اور وہ جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اس برہان کا ذکر اس طرح چھوڑ دیتے ہیں جیسے کہ وہ پیش ہی نہیں ہوئی اور یہ کہا کرتے ہیں کہ دلیل لاؤ تاکہ سننے والے اس مغالطہ میں پڑ جائیں کہ ان کے مقابل اب تک کوئی دلیل ہی نہیں قائم کی گئی ہے۔ اس طرح کُفّار نے حضور کے معجزات اور بالخصوص قرآنِ کریم جو معجزۂ عظیمہ ہے اس کی طرف سے آنکھیں بند کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری گویا کہ معجزات انہوں نے دیکھے ہی نہیں اور قرآنِ پاک کو وہ نشانی شمار ہی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ آپ فرما دیجئے کہ غیب تو اللہ کے لئے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔ تقریرِ جواب یہ ہے کہ دلالتِ قاہرہ اس پر قائم ہے کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآنِ پاک کا ظاہر ہونا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں پیدا ہوئے، ان کے درمیان حضور بڑھے، تمام زمانے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کی آنکھوں کے سامنے گزرے، وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ نے نہ کسی کتاب کا مطالعہ کیا نہ کسی استاد کی شاگردی کی، یکبارگی قرآنِ کریم آپ پر ظاہر ہوا اور ایسی بے مثال اعلیٰ ترین کتاب کا ایسی شان کے ساتھ نُزول بغیر وحی کے ممکن ہی نہیں۔ یہ قرآنِ کریم کے معجزۂ قاہرہ ہونے کی برہان ہے اور جب ایسی قوی برہان قائم ہے تو اثباتِ نبوّت کے لئے کسی دوسری نشانی کا طلب کرنا قطعاً غیر ضروری ہے، ایسی حالت میں اس نشانی کا نازِل کرنا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مشیّت پر ہے چاہے کرے چاہے نہ کرے تو یہ امرِ غیب ہوا اور اس کے لئے انتظار لازم آیا کہ اللہ کیا کرتا ہے لیکن وہ یہ غیر ضروری نشانی جو کُفّار نے طلب کی ہے نازِل فرمائے یا نہ فرمائے نبوّت ثابت ہو چکی اور رسالت کا ثبوت قاہر معجزات سے کمال کو پہنچ چکا۔

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾

ہیں ۴۹ تم فرمادو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے ۵۰ بے شک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں ۵۱

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ۚ وَ جَرَیْنَ

وہی ہے کہ تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے ۵۲ یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور وہ ۵۳ اچھی ہوا سے

بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ

انھیں لے کر چلیں اور اس پر خوش ہوئے ۵۴ ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف لہروں نے انھیں آ لیا اور

كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ لَىِٕنْ

سمجھ لئے کہ ہم گھر گئے اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں نرے اس کے بندے ہو کر کہ اگر تو اس سے ہمیں

اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ

بچا لے گا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے ۵۵ پھر اللہ جب انھیں بچا لیتا ہے جبھی وہ زمین

فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ

میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں ۵۶ اے لوگو تمہاری زیادتی تمہارے ہی جانوں کا وبال ہے دنیا کے جیتے برت لو

۴۹ اہلِ مکّہ پر اللہ تعالیٰ نے قحط مسلّط کیا جس کی مصیبت میں وہ سات برس گرفتار رہے یہاں تک کہ قریب ہلاکت کے پہنچے پھر اس نے رحم فرمایا، بارش ہوئی، زمینیں سرسبز ہوئیں تو اگرچہ اس تکلیف و راحت دونوں میں قدرت کی نشانیاں تھیں اور تکلیف کے بعد راحت بڑی عظیم نعمت تھی اس پر شکر لازم تھا مگر بجائے اس کے وہ پند پذیر نہ ہوئے اور فساد و کُفر کی طرف پلٹے۔

۵۰ اور اس کا عذاب دیر نہیں کرتا۔

۵۱ اور تمہاری خفیہ تدبیریں کاتبِ اعمال فرشتوں پر بھی مخفی نہیں ہیں تو اللہ علیم و خبیر سے کیسے چھپ سکتی ہیں۔

۵۲ اور تمہیں قطعِ مسافت کی قدرت دیتا ہے خشکی میں تم پیادہ اور سوار منزلیں طے کرتے ہو اور دریاؤں میں کشتیوں اور جہازوں سے سفر کرتے ہو وہ تمہیں خشکی اور تری دونوں میں اسبابِ سیر عطا فرماتا ہے۔

۵۳ یعنی کشتیاں۔

۵۴ کہ ہوا موافق ہے اچانک۔

۵۵ تیری نعمتوں کے تجھ پر ایمان لا کر اور خاص تیری عبادت کر کے۔

۵۶ اور وعدہ کے خلاف کر کے کُفر و معصیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا

(فائدہ اٹھالو) پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے اس وقت ہم تمہیں جتادیں گے جو تمہارے کوتک تھے و۵۷ دنیا کی

مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھنی

مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا

ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں و۵۸ یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا و۵۹

وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا

اور خوب آراستہ ہوگئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آگئی و۶۰ ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا

فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

دن میں و۶۱ تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں و۶۲ ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى

والوں کے لئے و۶۳ اور اللہ سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف پکارتا ہے و۶۴ اور جسے چاہے سیدھی راہ

و۵۷ اوران کی تمہیں جزادیں گے۔

و۵۸ غلے اور پھل اور سبزہ۔

و۵۹ خوب پھولی پھلی سرسبز وشاداب ہوئی۔

و۶۰ کہ کھیتیاں تیار ہوگئیں پھل رسیدہ ہو گئے ایسے وقت۔

و۶۱ یعنی اچانک ہمارا عذاب آیا خواہ بجلی گرنے کی شکل میں یا اولے برسنے یا آندھی چلنے کی صورت میں۔

و۶۲ یہ ان لوگوں کے حال کی ایک تمثیل ہے جو دنیا کے شیفتہ ہیں اور آخرت کی انہیں کچھ پرواہ نہیں اس میں بہت دلپذیر طریقہ پر خاطر گزیں کیا گیا ہے کہ دنیوی زندگانی امیدوں کا سبز باغ ہے اس میں عمر کھو کر جب آدمی اس غایت پر پہنچتا ہے جہاں اس کو حصول مراد کا اطمینان ہو اور وہ کامیابی کے نشے میں مست ہو، اچانک اس کو موت پہنچتی ہے اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ دنیا کا طلب گار جب بالکل بے فکر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذابِ الٰہی آتا ہے اور اس کا تمام سروسامان جس سے اس کی امیدیں وابستہ تھیں غارت ہو جاتا ہے۔

و۶۳ تاکہ وہ نفع حاصل کریں اور ظلماتِ شکوک واوہام سے نجات پائیں اور دنیائے ناپائیدار کی بے ثباتی سے باخبر ہوں۔

و۶۴ دنیا کی بے ثباتی بیان فرمانے کے بعد دارِ باقی کی طرف دعوت دی۔ قتادہ نے کہا کہ دارالسلام جنّت ہے یہ اللہ کا

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ؕ وَ لَا يَرْهَقُ
چلاتا ہے و٦٥ بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد و٦٦ اور ان کے منہ پر نہ چڑھے گی

وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَ
سیاہی اور نہ خواری و٦٧ وہی جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جنھوں نے

الَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ
برائیاں کمائیں و٦٨ تو برائی کا بدلہ اسی جیسا و٦٩ اور ان پر ذلت چڑھے گی انھیں

کمال رحمت وکرم ہے کہ اپنے بندوں کو جنّت کی دعوت دی۔

و٦٥ سیدھی راہ دینِ اسلام ہے۔ بخاری کی حدیث میں ہے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فرشتے حاضر ہوئے آپ خواب میں تھے، ان میں سے بعض نے کہا کہ آپ خواب میں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھیں خواب میں ہیں دل بیدار ہے، بعض کہنے لگے کہ ان کی کوئی مثال بیان کرو تو انہوں نے کہا جس طرح کسی شخص نے ایک مکان بنایا اور اس میں طرح طرح کی نعمتیں مہیا کیں اور ایک بلانے والے کو بھیجا کہ لوگوں کو بلائے جس نے اس بلانے والے کی اطاعت کی، اس مکان میں داخل ہوا اور ان نعمتوں کو کھایا پیا اور جس نے بلانے والے کی اطاعت نہ کی وہ نہ مکان میں داخل ہو سکا نہ کچھ کھا سکا پھر وہ کہنے لگے کہ اس مثال کی تطبیق کرو کہ سمجھ میں آئے، تطبیق یہ ہے کہ مکان جنّت ہے، داعی محمّد ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

و٦٦ بھلائی والوں سے اللہ کے فرمانبردار بندے مومنین مراد ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ان کے لئے بھلائی ہے اس بھلائی سے جنّت مراد ہے اور زیادت اس پر دیدارِ الٰہی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جنّتیوں کے جنّت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالٰی فرمائے گا کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر اور زیادہ عنایت کروں، وہ عرض کریں گے یارب کیا تو نے ہمارے چہرے سفید نہیں کئے، کیا تو نے ہمیں جنّت میں داخل نہیں فرمایا، کیا تو نے ہمیں دوزخ سے نجات نہیں دی، حضور نے فرمایا پھر پردہ اٹھادیا جائے گا تو دیدارِ الٰہی انہیں ہر نعمت سے زیادہ پیارا ہوگا۔ صحاح کی بہت حدیثیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ زیادت سے آیت میں دیدارِ الٰہی مراد ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات رؤیۃ المؤمنین، الحدیث ٤٤٩، ص ١٠٩، بتغیرٍ قلیلٍ)
(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ یونس، الحدیث ٣١٠٥، ص ١٩٦٦)

و٦٧ کہ یہ بات جہنّم والوں کے لئے ہے۔

و٦٨ یعنی کفر و معاصی میں مبتلا ہوئے۔

اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِیَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓىٕكَ
اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے ٹکڑے چڑھا دیے ہیں ف۷۰
اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ
وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے ف۷۱ پھر
لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَیَّلْنَا بَیْنَهُمْ وَ قَالَ
مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو تم اور تمہارے شریک ف۷۲ تو ہم انہیں مسلمانوں سے جدا کردیں گے اور ان
شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ
کے شریک ان سے کہیں گے تم ہمیں کب پوجتے تھے ف۷۳ تو اللہ گواہ کافی ہے ہم میں اور تم میں کہ ہمیں
اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَ
تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی یہاں ہر جان جانچ لے گی جو (عمل) آگے بھیجا ف۷۴ اور اللہ کی طرف
رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع قُلْ مَنْ ع۳ ۸ النصف
پھیرے (لوٹائے) جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور ان کی ساری بناوٹیں ف۷۵ ان سے گم ہوجائیں گی ف۷۶ تم فرماؤ تمہیں

ف۶۹ ایسا نہیں کہ جیسے نیکیوں کا ثواب دس گنا اور سات سو گنا کیا جاتا ہے، ایسے ہی بدیوں کا عذاب بھی بڑھا دیا جائے بلکہ جتنی بدی ہوگی اتنا ہی عذاب کیا جائے گا۔

ف۷۰ یہ حال ہوگا ان کی روسیاہی کا خدا کی پناہ۔

ف۷۱ اور تمام خَلق کو موقفِ حساب میں جمع کریں گے۔

ف۷۲ یعنی وہ بُت جن کو تم پوجتے تھے۔

ف۷۳ روزِ قیامت ایک ساعت ایسی شدّت کی ہوگی کہ بُت اپنے پجاریوں کے پوجا کا انکار کردیں گے اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم نہ سنتے تھے، نہ دیکھتے تھے، نہ جانتے تھے، نہ سمجھتے تھے کہ تم ہمیں پوجتے ہو، اس پر بت پرست کہیں گے کہ اللہ کی قسم ہم تمہیں کو پوجتے تھے تو بُت کہیں گے۔

ف۷۴ یعنی اس موقف میں سب کو معلوم ہوجائے گا کہ انہوں نے پہلے جو عمل کئے تھے وہ کیسے تھے اچھے یا برے، مضر یا مفید۔

ف۷۵ بُتوں کو خدا کا شریک بتانا اور معبود ٹھہرانا۔

ف۷۶ اور باطل و بے حقیقت ثابت ہوں گی۔

يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ
کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے ۷۷ یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا ۷۸ اور کون نکالتا ہے زندہ کو مُردے
الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ط
سے اور نکالتا ہے مُردہ کو زندہ سے ۷۹ اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب
فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ج فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ج فَمَاذَا
کہیں گے کہ اللہ ۸۰ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے ۸۱ تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب ۸۲ پھر حق کے
بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى
بعد کیا ہے مگر گمراہی ۸۳ پھر کہاں پھرے جاتے ہو یونہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر ۸۴
الَّذِیْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّبْدَؤُا
تو وہ ایمان نہیں لائیں گے تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں ۸۵ کوئی ایسا ہے کہ اول بنائے
الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ط قُلِ اللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾
پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے ۸۶ تم فرماؤ اللہ اول بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تو کہاں اوندھے جاتے ہو ۸۷

۷۷ آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اگا کر۔

۷۸ اور یہ حواس تمہیں کس نے دیئے ہیں، کس نے یہ عجائب تمہیں عنایت کئے ہیں، کون انہیں مدتوں محفوظ رکھتا ہے۔

۷۹ انسان کو نطفہ سے اور نطفہ کو انسان سے، پرند کو انڈے سے اور انڈے کو پرندے سے، مؤمن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے، عالم کو جاہل سے اور جاہل کو عالم سے۔

۸۰ اور اس کی قدرتِ کاملہ کا اعتراف کریں گے اور اس کے سوا کچھ چارہ نہ ہوگا۔

۸۱ اس کے عذاب سے اور کیوں بتوں کو پوجتے اور ان کو معبود بناتے ہو باوجودیکہ وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے۔

۸۲ جس کی ایسی قدرتِ کاملہ ہے۔

۸۳ یعنی جب ایسے براہینِ واضحہ اور دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہوگیا کہ مستحقِ عبادت صرف اللہ ہے تو ماسوا اس کے سب باطل وضلال ہے اور جب تم نے اس کی قدرت کو پہچان لیا اور اس کی کارسازی کا اعتراف کرلیا تو۔

۸۴ جو کفر میں راسخ ہوگئے اور ربّ کی بات سے مراد یا قضائے الٰہی ہے یا اللہ تعالیٰ کا ارشاد لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ الآیہ'

۸۵ جنہیں اے مشرکین تم معبود ٹھہراتے ہو۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىٕكُمْ مَّنْ یَّهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّؕ قُلِ اللّٰهُ یَهْدِیْ لِلْحَقِّؕ

تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ حق کی راہ دکھائے ۸۸ تم فرماؤ کہ اللہ حق کی راہ دکھاتا ہے

اَفَمَنْ یَّهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْۤ اِلَّاۤ اَنْ یُّهْدٰىۚ

تو کیا جو حق راہ دکھائے اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے جو خود ہی راہ نہ پائے جب تک راہ نہ دکھایا جائے ۸۹

فَمَا لَكُمْ۫ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ مَا یَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّاؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا

تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو اور ان ۹۰ میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر ۹۱ بے شک گمان حق کا کچھ

یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔاؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ

کام نہیں دیتا بے شک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی

اَنْ یُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ

طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے ۹۲ ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے ۹۳ اور لوح میں

۸۶ اس کا جواب ظاہر ہے کہ کوئی ایسا نہیں کیونکہ مشرکین بھی یہ جانتے ہیں کہ پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔ لہٰذا اے مصطفےٰ صلی اللہ علیک وسلم۔

۸۷ اور ایسی روشن دلیلیں قائم ہونے کے بعد راہِ راست سے منحرف ہوتے ہو۔

۸۸ حجّتیں اور دلائل قائم کر کے، رسول بھیج کر، کتابیں نازِل فرما کر، مکلّفین کو عقل و نظر عطا فرما کر۔ اس کا واضح جواب یہ ہے کہ کوئی نہیں تو اے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

۸۹ جیسے کہ تمہارے بُت ہیں کہ کسی جگہ جا نہیں سکتے جب تک کہ کوئی اٹھا لے جانے والا انہیں اٹھا کر لے نہ جائے اور نہ کسی چیز کی حقیقت کو سمجھیں اور راہِ حق کو پہچانیں بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندگی، عقل اور ادراک دے تو جب ان کی مجبوری کا یہ عالم ہے تو وہ دوسروں کو کیا راہ بتا سکیں، ایسوں کو معبود بنانا، ان کا مطیع بننا کتنا باطل اور بے ہودہ ہے۔

۹۰ مشرکین۔

۹۱ جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، نہ اس کی صحت کا جزم و یقین۔ شک میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ پہلے لوگ بھی بُت پرستی کرتے تھے انہوں نے کچھ تو سمجھا ہوگا۔

۹۲ کُفّارِ مکّہ نے یہ وہم کیا تھا کہ قرآنِ کریم سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بنا لیا ہے۔ اس آیت میں ان کا یہ وہم دفع فرمایا گیا کہ قرآنِ کریم ایسی کتاب ہی نہیں جس کی نسبت تردُّد ہو سکے، اس کی مثال بنانے سے ساری مخلوق عاجز ہے تو یقیناً وہ اللہ کی نازِل فرمائی ہوئی کتاب ہے۔

الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ
جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے کیا (کفار) یہ کہتے ہیں ف۹۴ کہ
فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
انھوں نے اسے بنا لیا ہے تم فرماؤ ف۹۵ تو اس جیسی کوئی ایک سورۃ لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں
صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَ لَمَّا یَاْتِهِمْ تَاْوِیْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ
سب کو بلا لاؤ ف۹۶ اگر تم سچے ہو بلکہ اسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو نہ پایا ف۹۷ اور ابھی انھوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا ف۹۸
كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ
ایسے ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا ف۹۹ تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام ہوا ف۱۰۰ اور ان ف۱۰۱ میں کوئی اس ف۱۰۲
یُّؤْمِنُ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِیْنَ ﴿۴۰﴾ ع وَ اِنْ ع ۴ ۱۰ ۹
پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر ایمان نہیں لاتا ہے اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے ف۱۰۳ اور اگر وہ (اے نبی) تمہیں

ف۹۳ توریت وانجیل وغیرہ کی۔

ف۹۴ کُفّار سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت۔

ف۹۵ کہ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو تم بھی عرب ہو، فصاحت و بلاغت کے دعوٰی دار ہو، دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کے کلام کے مقابل کلام بنانے کو تم ناممکن سمجھتے ہو اگر تمہارے گمان میں یہ انسانی کلام ہے۔

ف۹۶ اور ان سے مدد یں لو اور سب مل کر قرآن جیسی ایک سورۃ تو بناؤ۔

ف۹۷ یعنی قرآنِ پاک کو سمجھنے اور جاننے کے بغیر انہوں نے اس کی تکذیب کی اور یہ کمال جہل ہے کہ کسی شئے کو جانے بغیر اس کا انکار کیا جائے، قرآن کریم کا ایسے علوم پر مشتمل ہونا جن کا مدعیانِ علم و خرد احاطہ نہ کرسکیں اس کتاب کی عظمت وجلالت ظاہر کرتا ہے تو ایسی اعلٰی علوم والی کتاب کو ماننا چاہیئے تھا نہ کہ اس کا انکار کرنا۔

ف۹۸ یعنی اس عذاب کو جس کی قرآن پاک میں وعیدیں ہیں۔

ف۹۹ عناد سے اپنے رسولوں کو بغیر اس کے کہ ان کے معجزات اور آیات دیکھ کر نظر و تدبُّر سے کام لیتے۔

ف۱۰۰ اور پہلی اُمّتیں اپنے انبیاء کو جھٹلا کر کیسے کیسے عذابوں میں مبتلا ہوئیں تو اے سیدِ انبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی تکذیب کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے۔

ف۱۰۱ اہلِ مکّہ۔

ف۱۰۲ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا قرآن کریم۔

ف۱۰۳ جو عناد سے ایمان نہیں لاتے اور کُفر پر مُصِر رہتے ہیں۔

كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ

جھٹلائیں ف۱۰۴ تو فرمادو کہ میرے لئے میری کرنی اور تمہارے لئے تمہاری کرنی (اعمال) ف۱۰۵ تمہیں میرے کام سے

وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ

علاقہ نہیں اور مجھے تمہارے کام سے تعلق نہیں ف۱۰۶ اور ان میں کوئی وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں ف۱۰۷

الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِي

تو کیا تم (دل کے) بہروں کو سنادو گے اگرچہ انہیں عقل نہ ہو ف۱۰۸ اور ان میں کوئی تمہاری طرف تکتا ہے ف۱۰۹ کیا تم (دل کے)

الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ

اندھوں کو راہ دکھا دو گے اگرچہ وہ نہ سوجھیں بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ف۱۱۰ ہاں لوگ ہی اپنی

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً

جانوں پر ظلم کرتے ہیں ف۱۱۱ اور جس دن انہیں اٹھائے گا ف۱۱۲ گویا دنیا میں نہ رہے تھے مگر اس دن کی ایک گھڑی ف۱۱۳

ف۱۰۴ اے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی راہ پر آنے اور حق و ہدایت قبول کرنے کی امید منقطع ہو جائے۔

ف۱۰۵ ہر ایک اپنے عمل کی جزا پائے گا۔

ف۱۰۶ کسی کے عمل پر دوسرا ماخوذ نہ ہوگا جو پکڑا جائے گا خود اپنے عمل پر پکڑا جائے گا۔ یہ فرمانا بطور زجر کے ہے کہ تم نصیحت نہیں مانتے اور ہدایت قبول نہیں کرتے تو اس کا وبال خود تم پر ہوگا کسی دوسرے کا اس سے ضرر نہیں۔

ف۱۰۷ اور آپ سے قرآنِ پاک اور احکامِ دین سنتے ہیں اور بُغض و عداوت کی وجہ سے دل میں جگہ نہیں دیتے اور قبول نہیں کرتے تو یہ سننا بے کار ہے اور وہ ہدایت سے نفع نہ پانے میں بہروں کی مثل ہیں۔

ف۱۰۸ اور وہ نہ حواس سے کام لیں نہ عقل سے۔

ف۱۰۹ اور دلائلِ صدق اور اعلامِ نبوّت کو دیکھتا ہے لیکن تصدیق نہیں کرتا اور اس دیکھنے سے نتیجہ نہیں نکالتا، فائدہ نہیں اٹھاتا، دل کی بینائی سے محروم اور باطن کا اندھا ہے۔

ف۱۱۰ بلکہ انہیں ہدایت اور راہ پانے کے تمام سامان عطا فرماتا ہے اور روشن دلائل قائم فرماتا ہے۔

ف۱۱۱ کہ ان دلائل میں غور نہیں کرتے اور حق واضح ہو جانے کے باوجود خود گمراہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔

ف۱۱۲ قبروں سے موقفِ حساب میں حاضر کرنے کے لئے تو اس روز کی ہیبت و وحشت سے یہ حال ہوگا کہ وہ دنیا میں رہنے کی مدّت کو بہت تھوڑا سمجھیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ۔

ف۱۱۳ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ کُفّار نے طلبِ دنیا میں عمریں ضائع کر دیں اور اللہ کی اطاعت جو آج کار آمد ہوتی

مِّنَ النَّهَارِ یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَ مَا

آپس میں پہچان کریں گے ف۱۱۴ کہ پورے گھاٹے میں رہے وہ جنھوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا اور ہدایت

كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ اِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا

پر نہ تھے ف۱۱۵ اور اگر ہم تمہیں دکھا دیں کچھ ف۱۱۶ اس میں سے جو انھیں وعدہ دے رہے ہیں ف۱۱۷ یا تمہیں

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰى مَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ

پہلے ہی اپنے پاس بلالیں ف۱۱۸ بہر بحال انھیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے پھر اللہ گواہ ہے ف۱۱۹ ان کے کاموں پر اور ہر

رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

امت میں ایک رسول ہوا ف۱۲۰ جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ف۱۲۱ ان پر انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا ف۱۲۲ اور ان پر ظلم

بجا نہ لائے تو انکی زندگانی کا وقت ان کے کام نہ آیا اس لئے وہ اسے بہت ہی کم سمجھیں گے۔

ف۱۱۴ قبروں سے نکلتے وقت تو ایک دوسرے کو پہچانیں گے جیسا دنیا میں پہچانتے تھے پھر روزِ قیامت کے اہوال اور دہشت ناک مناظر دیکھ کر یہ معرفت باقی نہ رہے گی اور ایک قول یہ ہے کہ روزِ قیامت دمبدم حال بدلیں گے کبھی ایسا حال ہوگا کہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے، کبھی ایسا کہ نہ پہچانیں گے اور جب پہچانیں گے تو کہیں گے۔

ف۱۱۵ جو انہیں گھاٹے سے بچاتی۔

ف۱۱۶ عذاب۔

ف۱۱۷ دنیا ہی میں آپ کے زمانۂ حیات میں تو وہ ملاحظہ کیجئے۔

ف۱۱۸ تو آخرت میں آپ کو ان کا عذاب دکھائیں گے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافروں کے بہت سے عذاب اور ان کی ذلّت و رسوائیاں آپ کی حیاتِ دنیا ہی میں آپ کو دکھائے گا چنانچہ بدر وغیرہ میں دکھائی گئیں اور جو عذاب کافروں کے لئے بسببِ کفر و تکذیب کے آخرت میں مقرر فرمایا ہے وہ آخرت میں دکھائے گا۔

ف۱۱۹ مطّلع ہے، عذاب دینے والا ہے۔

ف۱۲۰ جو انہیں دینِ حق کی دعوت دیتا اور طاعت و ایمان کا حکم کرتا۔

ف۱۲۱ اور احکامِ الٰہی کی تبلیغ کرتا تو کچھ لوگ ایمان لاتے اور کچھ تکذیب کرتے اور منکر ہو جاتے تو۔

ف۱۲۲ کہ رسول کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دی جاتی اور تکذیب کرنے والوں کو عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا۔ آیت کی تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں آخرت کا بیان ہے اور معنی یہ ہیں کہ روزِ قیامت ہر اُمّت کے لئے ایک رسول ہوگا جس کی طرف وہ منسوب ہوگی جب وہ رسول موقف میں آئے گا اور مومن و کافر پر شہادت دے

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ

نہیں ہوتا اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو ف۱۲۳ تم فرماؤ میں اپنی جان کے برے بھلے کا (ذاتی)

ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا

اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے ف۱۲۴ ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے ف۱۲۵ جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی

يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ

نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب ف۱۲۶ تم پر رات

بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ

کو آئے ف۱۲۷ یا دن کو ف۱۲۸ تو اس میں وہ کونسی چیز ہے کہ مجرموں کو جس کی جلدی ہے تو کیا جب ف۱۲۹ ہو پڑے گا اس

بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا

وقت اس کا یقین کرو گے ف۱۳۰ کیا اب مانتے ہو پہلے تو ف۱۳۱ اس کی جلدی مچا رہے تھے پھر ظالموں سے کہا جائے گا

عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ

ہمیشہ کا عذاب چکھو تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا مگر وہی جو کماتے تھے ف۱۳۲ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا وہ ف۱۳۳ حق ہے

گا تب ان میں فیصلہ کیا جائے گا کہ مومنوں کو نجات ہوگی اور کافر گرفتارِ عذاب ہوں گے۔

ف۱۲۳ شانِ نُزول: جب آیت 'اِمَّا نُرِيَنَّكَ' میں عذاب کی وعید دی گئی تو کافروں نے براہِ سرکشی یہ کہا کہ اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس عذاب کا آپ وعدہ دیتے ہیں وہ کب آئے گا، اس میں کیا تاخیر ہے، اس عذاب کو جلد لائیے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

ف۱۲۴ یعنی دشمنوں پر عذاب نازِل کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا اور انہیں غلبہ دینا یہ سب بہ مشیتِ الٰہی ہے اور مشیتِ الٰہی میں۔

ف۱۲۵ اس کے ہلاک وعذاب کا ایک وقت معیّن ہے، لوحِ محفوظ میں مکتوب ہے۔

ف۱۲۶ جس کی تم جلدی کرتے ہو۔

ف۱۲۷ جب تم غافل پڑے سوتے ہو۔

ف۱۲۸ جب تم معاش کے کاموں میں مشغول ہو۔

ف۱۲۹ وہ عذاب تم پر نازِل۔

ف۱۳۰ اس وقت کا یقین کچھ فائدہ نہ دے گا اور کہا جائے گا۔

ف۱۳۱ بطریقِ تکذیب واستہزاء۔

هُوَ ؕ قُلْ اِیْ وَ رَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؔۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۵۳﴾ع وَ لَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ

تم فرماؤ ہاں میرے رب کی قسم بے شک وہ ضرور حق ہے اور تم کچھ تھکا نہ سکو گے و۱۳۴ اور اگر ہر ظالم جان

ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

زمین میں جو کچھ ہے و۱۳۵ سب کی مالک ہوتی ضرور اپنی جان چھوڑانے میں دیتی و۱۳۶ اور دل میں چپکے چپکے پشیمان

الْعَذَابَ ۚ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی

ہوئے جب عذاب دیکھا اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر دیا گیا اور ان پر ظلم نہ ہوگا سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

آسمانوں میں ہے اور زمین میں و۱۳۷ سن لو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر

یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ

کو خبر نہیں وہ جلاتا (زندہ کرتا) اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھرو گے اے لوگو

جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ۬ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی و۱۳۸ اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں

و۱۳۲ یعنی دنیا میں جو عمل کرتے تھے اور کفر و تکذیبِ انبیاء میں مصروف رہتے تھے اسی کا بدلہ۔

و۱۳۳ بعث اور عذاب جس کے نازِل ہونے کی آپ نے ہمیں خبر دی۔

و۱۳۴ یعنی وہ عذاب تمہیں ضرور پہنچے گا۔

و۱۳۵ مال و متاع خزانہ و دفینہ۔

و۱۳۶ اور روزِ قیامت اس کو اپنی رہائی کے لئے فدیہ کر ڈالتی مگر یہ فدیہ قبول نہیں اور تمام دنیا کی دولت خرچ کر کے بھی اب رہائی ممکن نہیں جب قیامت میں یہ منظر پیش آیا اور گرفتار کی امیدیں ٹوٹیں۔

و۱۳۷ تو کافر کسی چیز کا مالک ہی نہیں بلکہ وہ خود بھی اللہ کا مملوک ہے، اس کا فدیہ دینا ممکن ہی نہیں۔

و۱۳۸ اس آیت میں قرآنِ کریم کے آنے اور اس کے موعظت و شفا و ہدایت و رحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب ان فوائدِ عظیمہ کی جامع ہے۔ موعظت کے معنی ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب کی طرف بلائے اور خطرے سے بچائے۔ خلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔ شفاء سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ پاک قلبی امراض کو دور کرتا ہے۔ دل کے امراض اخلاقِ ذمیمہ، عقائدِ فاسدہ اور جہالتِ مُہلکہ ہیں، قرآنِ پاک ان تمام امراض کو دور کرتا ہے۔ قرآنِ کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا کیونکہ وہ گمراہی سے بچاتا اور راہِ حق دکھاتا ہے

لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْاؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا

کے لئے تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی (کے ملنے) پر چاہیے کہ خوشی کریں ف۱۳۹ وہ (خوشی منانا) ان کے

یَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ

سب دھن دولت سے بہتر ہے تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف

حَرَامًا وَّ حَلٰلًاؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ مَا ظَنُّ

سے حرام و حلال ٹھہرا لیا ف۱۴۰ تم فرماؤ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو ف۱۴۱ اور کیا

الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى

گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرتا ہے ف۱۴۲

النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ؑ وَ مَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ ع ۱۱

مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اور تم کسی کام میں ہو ف۱۴۳ اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو

اور ایمان والوں کے لئے رحمت اس لئے فرمایا کہ وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ف۱۳۹ فرح: کسی پیاری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جو لذّت حاصل ہوتی ہے اس کو فرح کہتے ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ ایمان والوں کو اللہ کے فضل و رحمت پر خوش ہونا چاہیئے کہ اس نے انھیں مواعظ اور شفاء صدور اور ایمان کے ساتھ دل کی راحت و سکون عطا فرمائے۔ حضرت ابنِ عباس و حسن و قتادہ نے کہا کہ اللہ کے فضل سے اسلام اور اس کی رحمت سے قرآن مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور رحمت سے احادیث مراد ہیں۔

ف۱۴۰ جیسے کہ اہلِ جاہلیت نے بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو اپنی طرف سے حرام قرار دے لیا تھا۔

ف۱۴۱ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام کرنا ممنوع اور خدا پر افتراء ہے (اللہ کی پناہ) آج کل بہت لوگ اس میں مبتلاء ہیں، ممنوعات کو حلال کہتے ہیں اور مباحات کو حرام۔ بعض سود کو حلال کرنے پر مُصِر ہیں، بعض تصویروں کو، بعض کھیل تماشوں کو، بعض عورتوں کی بے قیدیوں اور بے پردگیوں کو، بعض بھوک ہڑتال کو جو خودکشی ہے مباح سمجھتے ہیں اور حلال ٹھہراتے ہیں اور بعض لوگ حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانے پر مُصِر ہیں جیسے محفلِ میلاد کو، فاتحہ کو، گیارہویں کو اور دیگر طریقہ ہائے ایصالِ ثواب کو، بعض میلادِ شریف و فاتحہ و توشہ کی شیرینی و تبرک کو جو سب حلال و طیب چیزیں ہیں ناجائز و ممنوع بتاتے ہیں، اسی کو قرآنِ پاک نے خدا پر افترا کرنا بتایا ہے۔

ف۱۴۲ کہ رسول بھیجتا ہے، کتابیں نازِل فرماتا ہے اور حلال و حرام سے باخبر فرماتا ہے۔

ف۱۴۳ اے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ

اور تم لوگ ف۱۴۴ کوئی کام کرو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے

فِیْهِ ؕ وَ مَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ وَ

ہو اور تمہارے رب سے ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور

لَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝۶۱ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ

نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو ف۱۴۵ سن لو بے شک اللہ کے ولیوں

لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝۶۲ ۚۖ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝۶۳ ؕ لَهُمُ

پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ف۱۴۶ وہ جو ایمان لائے پرہیزگاری کرتے ہیں انھیں

ف۱۴۴ اے مسلمانو!

ف۱۴۵ کتابِ مبین سے لوحِ محفوظ مراد ہے۔

ف۱۴۶ ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قُربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائلِ قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے ربّ کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قُربِ الٰہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ متکلّمین کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قُربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابنِ زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے۔ 'اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ' یعنی ایمان و تقوی دونوں کا جامع ہو۔ بعض عُلَماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں، اولیاء کی یہ صفت احادیثِ کثیرہ میں وارِد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا ولی وہ ہیں جو طاعت سے قُربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالٰی کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی خَلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت

الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِؕ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ هُوَ

خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں وے۱۴۷ اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں و۱۴۸ یہی

بیان کر دی گئی ہے جسے قُربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل وشرف رکھتا ہے۔

حضرتِ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، 'بیشک اللہ عزوجل کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں نہ ہی شہداء اور انبیاء اور شہداء قیامت کے دن ان کی اللہ عزوجل سے قربت پر حیران ہوں گے۔' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، 'یارسول اللہ! ہمیں ان کے بارے میں بتائیے کہ وہ کون ہیں؟' فرمایا کہ 'وہ لوگ جو کسی قسم کی رشتہ داری اور مالی لین دین کے بغیر محض اللہ عزوجل کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، اللہ عزوجل کی قسم! ان کے چہرے پُرنور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر ہوں گے اور اس وقت یہ لوگ خوفزدہ نہ ہوں گے جب لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے اور یہ غم سے محفوظ ہوں گے جب لوگ غمزدہ ہوں گے۔'

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب فی الحب فی اللہ...الخ، رقم ۲۲، ج ۴، ص ۱۳)

حضرتِ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، 'اے لوگو! سن لو، سمجھ لو اور جان لو کہ بیشک اللہ عزوجل کے کچھ بندے ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں نہ ہی شہداء، اور انبیاء وشہداء ان کے مرتبے اور قُربِ الٰہی عزوجل کی وجہ سے ان پر حیران ہوں گے۔' پیچھے بیٹھے ہوئے ایک اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے عرض کیا، 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو بندے نہ تو انبیاء ہیں نہ ہی شہداء، اور انبیاء وشہداء ان کے مرتبے اور قُربِ الٰہی عزوجل کی وجہ سے ان پر حیران ہوں گے، ہمیں ان کے اوصاف بتائیے۔'

تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر اعرابی کے سوال کی وجہ سے خوشی کے آثار نمودار ہوئے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ 'وہ مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں گے جو کسی قسم کی رشتہ داری کے بغیر محض اللہ عزوجل کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھیں گے اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں گے، اللہ عزوجل ان کے لئے قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے گا جن پر وہ بیٹھیں گے، اللہ عزوجل ان کے چہروں اور کپڑوں کو نور کردے گا، قیامت کے دن جب لوگ گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے وہ نہ گھبرائیں گے، یہ ہی اللہ عزوجل کے وہ اولیاء ہیں جنہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کچھ غم۔'

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب فی الحب فی اللہ الخ، رقم ۲۳، ج ۴، ص ۱۳)

وے۱۴۷ اس خوش خبری سے یا تو وہ مراد ہے جو پرہیزگار ایمانداروں کو قرآنِ کریم میں جابجا دی گئی ہے یا بہترین خواب مراد ہے جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے لئے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ کثیر احادیث میں وارِد ہوا ہے اور اس کا سبب یہ ہے

وقف لازم

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ

بڑی کامیابی ہے اور (اے محبوب) تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو ۱۴۹ بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے ۱۵۰ وہی سنتا

الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ

جانتا ہے سن لو بے شک اللہ ہی کی ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ۱۵۱ اور کاہے

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ

کے پیچھے جا رہے ہیں ۱۵۲ وہ جو اللہ کے سوا شریک پکار رہے ہیں وہ تو پیچھے نہیں جاتے مگر گمان کے اور وہ تو نہیں

کہ ولی کا قلب اور اس کی روح دونوں ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں تو وقتِ خواب اس کے دل میں سوائے ذکر و معرفتِ الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتا اس لئے ولی جب خواب دیکھتا ہے تو اس کی خواب حق اور اللہ تعالٰی کی طرف سے اس کے حق میں بشارت ہوتی ہے۔ بعض مفسّرین نے اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مراد لی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا اس شخص کے لئے کیا ارشاد فرماتے ہیں جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں، فرمایا یہ مومن کے لئے بشارتِ عاجلہ ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضائے الٰہی اور اللہ کے مَحبت فرمانے اور خَلق کے دل میں مَحبت ڈال دینے کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ ملائکہ وقتِ موت اللہ تعالٰی کی طرف سے بشارت دیتے ہیں۔ عطا کا قول ہے کہ دنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ وقتِ موت سناتے ہیں اور آخرت کی بشارت وہ ہے جو مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اس سے اللہ راضی ہے۔

۱۴۸ اس کے وعدے خلاف نہیں ہوسکتے جو اس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسولوں کی زبان سے اپنے اولیاء اور اپنے فرمانبردار بندوں سے فرمائے۔

۱۴۹ اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین فرمائی گئی کہ کفّارِ نابکار جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کے خلاف بُرے بُرے مشورے کرتے ہیں آپ اس کا کچھ غم نہ فرمائیں۔

۱۵۰ وہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ اے سیدِ انبیاء وہ آپ کا ناصر و مددگار ہے اس نے آپ کو اور آپ کے صدقہ میں آپ کے فرمانبرداروں کو عزت دی جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور ایمانداروں کے لئے۔

۱۵۱ سب اس کے مملوک ہیں اس کے تحتِ قدرت و اختیار اور مملوک ربّ نہیں ہوسکتا اس لئے اللہ کے سوا ہر ایک کی پرستش باطل ہے، یہ توحید کی ایک عمدہ برہان ہے۔

۱۵۲ یعنی کس دلیل کا اِتّباع کرتے ہیں مراد یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ
مگر اٹکلیں دوڑاتے وف۱۵۳ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں چین پاؤ وف۱۵۴ اور دن بنایا تمہاری آنکھیں
مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ
کھولتا وف۱۵۵ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے وف۱۵۶ بولے اللہ نے اپنے لئے اولاد بنائی وف۱۵۷
وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ
پاکی اس کو وہ بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں وف۱۵۸ تمہارے
مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ
پاس اس کی کوئی بھی سند نہیں کیا اللہ پر وہ بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں تم فرماؤ وہ جو اللہ پر جھوٹ
یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا
باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا دنیا میں کچھ برت لینا (فائدہ اٹھانا) ہے پھر انہیں

وف۱۵۳ اور بے دلیل محض گمانِ فاسد سے اپنے باطل معبودوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالٰی اپنی قدرت و نعمت کا اظہار فرماتا ہے۔

وف۱۵۴ اور آرام کر کے دن کی تکان دور کرو۔

وف۱۵۵ روشن تاکہ تم اپنے حوائج و اسبابِ معاش کا سرانجام کرسکو۔

وف۱۵۶ جو سنیں اور سمجھیں کہ جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا وہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے بعد مشرکین کا ایک مقولہ ذکر فرماتا ہے۔

وف۱۵۷ کُفّار کا یہ کلمہ نہایت قبیح اور انتہا درجہ کے جہل کا ہے، اللہ تعالٰی اس کا رد فرماتا ہے۔

وف۱۵۸ یہاں مشرکین کے اس مقولہ کے تین رد فرمائے۔ پہلا رد تو کلمہ 'سُبْحٰنَهٗ' میں ہے جس میں بتایا گیا کہ اس کی ذات وَلَد سے منزّہ ہے کہ وہ واحدِ حقیقی ہے۔ دوسرا رد 'هُوَ الْغَنِیُّ' فرمانے میں ہے کہ وہ تمام خَلق سے بے نیاز ہے تو اولاد اس کے لئے کیسے ہوسکتی ہے، اولاد تو یا کمزر چاہتا ہے جو اس سے قوت حاصل کرے یا فقیر چاہتا ہے جو اس سے مدد لے یا ذلیل چاہتا ہے جو اس کے ذریعہ سے عزّت حاصل کرے غرض جو چاہتا ہے وہ حاجت رکھتا ہے تو جو غنی ہو یا غیرِ محتاج ہو اس کے لئے وَلَد کس طرح ہوسکتا ہے نیز وَلَد والد کا ایک جُزو ہوتا ہے تو والد ہونا مرکّب ہونے کو مستلزم اور مرکّب ہونا ممکن ہونے کو اور ہر ممکن غیر کا محتاج ہے تو حادث ہوا لہٰذا محال ہوا کہ غنی قدیم کے وَلَد ہو۔ تیسرا رد 'لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ' میں ہے کہ تمام خَلق اس کی مملوک ہے اور مملوک ہونا بیٹا ہونے کے ساتھ نہیں جمع ہوتا لہٰذا ان میں سے کوئی اس کی اولاد نہیں ہوسکتا۔

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَاتْلُ ع ۱۲

ہماری طرف واپس آنا پھر ہم انھیں سخت عذاب چکھائیں گے بدلہ ان کے کفر کا اور انھیں

عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وقف لازم

نوح کی خبر پڑھ کر سناؤ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر تم پر شاق گزرا ہے میرا کھڑا ہونا و۱۵۹

وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا

اور اللہ کی نشانیاں یاد دلانا و۱۶۰ تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا و۱۶۱ تو مل کر کام کرو اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا

يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا

کام پکا کرلو تمہارے کام میں تم پر کچھ گنجلک (الجھن) نہ رہے پھر جو ہو سکے میرا کرلو اور مجھے مہلت نہ دو و۱۶۲ پھر اگر تم منہ

سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ

پھیرو و۱۶۳ تو میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا و۱۶۴ میرا اجر تو نہیں مگر اللہ پر و۱۶۵ اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں سے

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ

ہوں تو انھوں نے اسے و۱۶۶ جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور انھیں ہم نے نائب

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ

کیا و۱۶۷ اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو ہم نے ڈبو دیا تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا پھر اس کے

و۱۵۹ اور مدتِ دراز تک تم میں ٹھہرنا۔

و۱۶۰ اور اس پر تم نے میرے قتل کرنے اور نکال دینے کا ارادہ کیا ہے۔

و۱۶۱ اور اپنا معاملہ اس واحدِ لاشریک لہ کی سپرد کیا۔

و۱۶۲ مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام بطریقِ تعجیز ہے۔ مدّعا یہ ہے کہ مجھے اپنے قوی وقادر پروردگار پر کامل بھروسہ ہے تم اور تمہارے بے اختیار معبود مجھے کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

و۱۶۳ میری نصیحت سے۔

و۱۶۴ جس کے فوت ہونے کا مجھے افسوس ہے۔

و۱۶۵ وہی مجھے جزا دے گا۔ مدّعا یہ ہے کہ میرا وعظ و نصیحت خاص اللہ کے لئے ہے کسی دنیوی غرض سے نہیں۔

و۱۶۶ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو۔

و۱۶۷ اور ہلاک ہونے والوں کے بعد زمین میں ساکن کیا۔

بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا

بعد اور رسول و۱۶۸ ہم نے ان کی قوموں کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لائے تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان

بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ (۷۴) ثُمَّ بَعَثْنَا

لاتے اس پر جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ہم یونہی مہر لگا دیتے سرکشوں کے دلوں پر پھر ان کے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡىٕهٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا

بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تو انھوں نے تکبر کیا

وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ (۷۵) فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا

اور وہ مجرم لوگ تھے تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا و۱۶۹ بولے یہ تو ضرور کھلا

لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ (۷۶) قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا

جادو ہے موسیٰ نے کہا کیا حق کی نسبت ایسا کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے و۱۷۰ اور جادوگر

یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ (۷۷) قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ

مراد کو نہیں پہنچتے (فرعونی) بولے و۱۷۱ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس و۱۷۲ سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ

لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ فِی الْاَرْضِ ؕ وَ مَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ (۷۸) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ

دادا کو پایا اور زمین میں تمہیں دونوں کی بڑائی رہے اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں اور فرعون و۱۷۳ بولا ہر جادوگر علم

ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ (۷۹) فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ

والے کو میرے پاس لے آؤ پھر جب جادوگر آئے ان (جادوگروں) سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو

و۱۶۸ ہود، صالح، ابراہیم، لوط، شعیب وغیرہم علیہم السلام۔

و۱۶۹ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے اور فرعونیوں نے پہچان لیا کہ یہ حق ہے اللہ کی طرف سے ہے تو براہِ نفسانیت۔

و۱۷۰ ہرگز نہیں۔

و۱۷۱ فرعونی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔

و۱۷۲ دین وملّت اور بت پرستی وفرعون پرستی۔

و۱۷۳ سرکش ومتکبّر نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ کا مقابلہ باطل سے کرے اور دنیا کو اس مغالطہ میں ڈالے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات (معاذ اللہ) جادو کی قسم سے ہیں اس لئے وہ۔

اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تمہیں ڈالنا ہے ۱۷۴ پھر جب انھوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے ۱۷۵ اب اللہ

سَیُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ

اسے باطل کردے گا بے شک اللہ مفسدوں کا کام نہیں بناتا اور اللہ اپنی باتوں سے ۱۷۶ حق کو حق کر دکھاتا ہے

لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع فَمَاۤ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّیَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ ع ۸ ۱۲

پڑے بُرا مانیں مجرم تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے کچھ لوگ ۱۷۷ فرعون اور اس کے

فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡئِهِمْ اَنْ یَّفْتِنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّهٗ

درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں انھیں ۱۷۸ ہٹنے پر مجبور نہ کردیں اور بے شک فرعون زمین پر سر اٹھانے والا تھا اور

ف۱۷۴ رسّے، شہتیر وغیرہ اور جو تمہیں جادو کرنا ہے کرو یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ حق و باطل ظاہر ہو جائے اور جادو کے کرشمے جو وہ کرنے والے ہیں ان کا فساد واضح ہو۔

ف۱۷۵ نہ کہ وہ آیاتِ الٰہیہ جن کو فرعون نے اپنی بے ایمانی سے جادو بتایا۔

ف۱۷۶ یعنی اپنے حکم، اپنی قضاء و قدر اور اپنے اس وعدے سے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جادوگروں پر غالب کرے گا۔

ف۱۷۷ اس میں نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی ہے کہ آپ اپنی اُمّت کے ایمان لانے کا نہایت اہتمام فرماتے تھے اور ان کے اعراض کرنے سے مغموم ہوتے تھے، آپ کی تسکین فرمائی گئی کہ باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا بڑا معجزہ دکھایا پھر بھی تھوڑے لوگوں نے ایمان قبول کیا، ایسی حالتیں انبیاء کو پیش آتی رہی ہیں۔ آپ اپنی اُمّت کے اعراض سے رنجیدہ نہ ہوں۔ 'مِنْ قَوْمِهٖ' میں جو ضمیر ہے وہ یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اس صورت میں قوم کی ذُرِّیّت سے بنی اسرائیل مراد ہوں گے جن کی اولاد مصر میں آپ کے ساتھ تھی اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو فرعون کے قتل سے بچ رہے تھے کیونکہ جب بنی اسرائیل کے لڑکے بحکمِ فرعون قتل کئے جاتے تھے تو بنی اسرائیل کی بعض عورتیں جو قومِ فرعون کی عورتوں کے ساتھ کچھ رسم و رواہ رکھتی تھیں وہ جب بچہ جنتیں تو اس کی جان کے اندیشہ سے وہ بچہ فرعونی قوم کی عورتوں کو دے ڈالتیں، ایسے بچے جو فرعونیوں کے گھروں میں پلے تھے اس روز حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو جادوگروں پر غلبہ دیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ضمیر فرعون کی طرف راجع ہے اور قومِ فرعون کی ذُرِّیّت مراد ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ قومِ فرعون کے تھوڑے لوگ تھے جو ایمان لائے۔

ف۱۷۸ دین سے۔

لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ قَالَ مُوْسٰى یٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَیْهِ

بے شک وہ حد سے گزر گیا ف۱۷۹ اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اسی پر

تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً

بھروسہ کرو ف۱۸۰ اگر تم اسلام رکھتے ہو بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا الٰہی ہم کو ظالم لوگوں کے لئے

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اَوْحَیْنَاۤ

آزمائش نہ بنا ف۱۸۱ اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے ف۱۸۲ اور ہم نے

اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً

موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ کرو ف۱۸۳

وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَ قَالَ مُوْسٰى رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَیْتَ

اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو خوشخبری سناؤ ف۱۸۴ اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے

فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ ۚ

سرداروں کو آرائش ف۱۸۵ اور مال دنیا کی زندگی میں دیئے اے رب ہمارے اس لئے کہ تیری راہ سے بہکا دیں اے

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰى یَرَوُا

رب ہمارے ان کے مال برباد کر دے ف۱۸۶ اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک

ف۱۷۹ کہ بندہ ہو کر خدائی کا مدعی ہوا۔

ف۱۸۰ وہ اپنے فرمانبرداروں کی مدد کرتا اور دشمنوں کو ہلاک فرماتا ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ پر بھروسہ کرنا کمالِ ایمان کا مقتضا ہے۔

ف۱۸۱ یعنی انہیں ہم پر غالب نہ کرتا کہ وہ یہ گمان نہ کریں کہ وہ حق پر ہیں۔

ف۱۸۲ اور ان کے ظلم و ستم سے بچا۔

ف۱۸۳ کہ قبلہ رو ہو۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا قبلہ کعبہ شریف تھا اور ابتداء میں بنی اسرائیل کو یہی حکم تھا کہ وہ گھروں میں چھپ کر نماز پڑھیں تا کہ فرعونیوں کی شر و ایذا سے محفوظ رہیں۔

ف۱۸۴ مددِ الٰہی کی اور جنّت کی۔

ف۱۸۵ عمدہ لباس، نفیس فرش، قیمتی زیور طرح طرح کے سامان۔

ف۱۸۶ کہ وہ تیری نعمتوں پر بجائے شکر کے جری ہو کر معصیّت کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا

الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ

دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ف۱۸۷ فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی ف۱۸۸ تو ثابت قدم رہو ف۱۸۹ اور نادانوں

سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ

کی راہ نہ چلو ف۱۹۰ اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا

فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ

پیچھا کیا سرکشی اور ظلم سے یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آ لیا ف۱۹۱ بولا میں ایمان لایا کہ کوئی

قبول ہوئی اور فرعونیوں کے درہم و دینار وغیرہ پتھر ہو کر رہ گئے حتی کہ پھل اور کھانے کی چیزیں بھی اور یہ ان نو نشانیوں میں سے ایک ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھیں۔

ف۱۸۷ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تب آپ نے ان کے لئے یہ دعا کی اور ایسا ہی ہوا کہ وہ غرق ہونے کے وقت تک ایمان نہ لائے۔

مفسر قرآن حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب علم القرآن میں لکھتے ہیں؛

موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کے لئے تین بد دعائیں کیں ایک یہ کہ ان کے مال ہلاک ہو جائیں۔ دوسرے اپنے جیتے جی یہ ایمان نہ لاویں۔ تیسرے یہ کہ مرتے وقت ایمان لاویں اور پھر ایمان قبول نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فرعونیوں کا روپیہ پیسہ، پھل، غلہ سب پتھر ہو گیا اور ایمان کی توفیق زندگی میں نہ ملی۔ اور ڈوبتے وقت فرعون ایمان لایا اور بولا اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ میں حضرت موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں مگر ایمان قبول نہ ہوا۔ دیکھو فرعون کے سوا کوئی کافر قوم ایمان لا کر نہ مری جو کلیم اللہ علیہ السلام کے منہ سے نکلا وہ ہی ہوا۔

(علم القرآن ص ۱۹۶)

ف۱۸۸ دعا کی نسبت حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں کی طرف کی گئی باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آمین کہنے والا بھی دعا کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: یہ بھی ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے لہٰذا اس کے لئے اخفاء ہی مناسب ہے۔ (مدارک) حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا اور اس کی مقبولیت کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوا۔

ف۱۸۹ دعوت و تبلیغ پر۔

ف۱۹۰ جو قبولِ دعا میں دیر ہونے کی حکمت نہیں جانتے۔

ف۱۹۱ تب فرعون۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَ

سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں ۱۹۲ کیا اب ۱۹۳ اور

قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ

پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا ۱۹۴ آج ہم تیری لاش کو اُترا دیں (باقی رکھیں) کہ تو اپنے

لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع وَ لَقَدْ

پچھلوں کے لئے نشانی ہو ۱۹۵ اور بے شک اکثر لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں اور بے شک

۱۹۲ فرعون نے یہ تمنائے قبولِ ایمان کا مضمون تین مرتبہ تکرار کے ساتھ ادا کیا لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا کیونکہ ملائکہ اور عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان مقبول نہیں، اگر حالتِ اختیار میں وہ ایک مرتبہ بھی یہ کلمہ کہتا تو اس کا ایمان قبول کر لیا جاتا لیکن اس نے وقت کھو دیا، اس لئے اس سے یہ کہا گیا جو آیت میں آگے مذکور ہے۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں لکھتے ہیں:

فرعون جب اپنے لشکروں کے ساتھ دریا میں غرق ہونے لگا تو ڈوبتے وقت تین مرتبہ اس نے اپنے ایمان کا اعلان کیا مگر اس کا ایمان مقبول نہیں ہوا اور وہ کفر ہی کی حالت میں مرا۔ لہٰذا بعض لوگوں نے جو یہ کہا ہے کہ فرعون مومن ہو کر مرا، ان کا قول قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ (تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۸۹۱، پ ۱۱، یونس: ۹۰)

روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرعون کے منہ میں خداوند تعالیٰ کے حکم سے کیچڑ بھر دی اور وہ اچھی طرح کلمہ ایمان ادا نہیں کر سکا۔ (تفسیر جلالین، ص ۱۷۸، پ ۱۱، یونس: ۹۰)

۱۹۳ حالتِ اضطرار میں جب کہ غرق میں مبتلا ہو چکا ہے اور زندگانی کی امید باقی نہیں رہی اس وقت ایمان لاتا ہے۔

۱۹۴ خود گمراہ تھا دوسروں کو گمراہ کرتا تھا۔ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ کا کیا حکم ہے ایسے غلام کے حق میں جس نے ایک شخص کے مال و نعمت میں پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کا منکر ہو گیا اور اپنے آپ مولیٰ ہونے کا مدّعی بن گیا؟ اس پر فرعون نے یہ جواب لکھا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا جائے جب فرعون ڈوبنے لگا تو حضرت جبریل نے اس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور اس کو اس نے پہچان لیا۔ (سبحان اللہ)۔ (تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۸۹۱، پ ۱۱، یونس: ۹۰)

۱۹۵ عُلَماءِ تفسیر کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو ان کے ہلاکت کی خبر دی تو بعض بنی اسرائیل کو شبہ رہا اور اس کی عظمت و ہیبت جو ان کے قلوب میں تھی اس کے باعث انہیں اس کی ہلاکت کا یقین نہ آیا۔ بامرِ الٰہی دریا نے فرعون کی لاش ساحل پر پھینک دی، بنی اسرائیل نے اس

بَوَّاْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا

ہم نے بنی اسرائیل کو (رہنے کے لئے) عزت کی جگہ دی و۱۹۶ اور انھیں ستھری روزی عطا کی تو اختلاف میں نہ پڑے و۱۹۷

حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ

مگر علم (نبی آخری الزمان) آنے کے بعد و۱۹۸ بے شک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس بات میں

یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْــٴَـلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ

جھگڑتے تھے و۱۹۹ اور اے سننے والے اگر تجھے کچھ شبہ ہو اس میں جو ہم نے تیری طرف اتارا و۲۰۰ تو ان سے پوچھ دیکھ

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں و۲۰۱ بے شک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا و۲۰۲ تو تو ہرگز

الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ

شک والوں میں نہ ہو اور ہرگز ان میں نہ ہونا جنھوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں کہ تو خسارے والوں

کو دیکھ کر پہچانا۔

(تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۸۹۲، پ ۱۱، یونس: ۹۲)

و۱۹۶ عزت کی جگہ سے یا تو مُلکِ مِصر اور فرعون وفرعونیوں کے اَملاک مراد ہیں یا سرزمینِ شام وقدس واُردن جو نہایت سرسبز وشاداب اور زرخیز بلاد ہیں۔

و۱۹۷ بنی اسرائیل جن کے ساتھ یہ واقعات ہو چکے۔

و۱۹۸ علم سے مراد یہاں یا توتوریت ہے جس کے معنی میں یہود باہم اختلاف کرتے تھے یا سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہے کہ اس سے پہلے تو یہود سب آپ کے مُقِر اور آپ کی نبوّت پر متفق تھے اور توریت میں جو آپ کے صفات مذکور تھے ان کو مانتے تھے لیکن تشریف آوری کے بعد اختلاف کرنے لگے، کچھ ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے حسد وعداوت سے کُفر کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ علم سے قرآن مراد ہے۔

و۱۹۹ اس طرح کہ اے سیدِ انبیاء آپ پر ایمان لانے والوں کو جنّت میں داخل فرمائے گا اور آپ کے انکار کرنے والوں کو جہنّم میں عذاب فرمائے گا۔

و۲۰۰ بواسطہ اپنے رسول محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

و۲۰۱ یعنی عُلَمائے اہلِ کتاب مثل حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے تاکہ وہ تجھ کو سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کا اطمینان دلائیں اور آپ کی نعت وصفت جو توریت میں مذکور ہے وہ سنا کر شک رفع کریں۔

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ
میں ہو جائے گا بے شک وہ جن پر تیرے رب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے و۲۰۳ ایمان نہ لائیں گے اگرچہ
جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ
سب نشانیاں ان کے پاس آئیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں و۲۰۴ تو ہوئی ہوتی نہ کوئی بستی و۲۰۵ کہ ایمان
فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي
لاتی و۲۰۶ تو اس کا ایمان کام آتا ہاں یونس کی قوم جب ایمان لائے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ
دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انھیں برتنے دیا و۲۰۷ اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے

فائدہ: شک انسان کے نزدیک کسی امر میں دونوں طرفوں کا برابر ہونا ہے خواہ وہ اس طرح ہو کہ دونوں جانب برابر قرینے پائے جائیں خواہ اس طرح کہ کسی طرف بھی کوئی قرینہ نہ ہو۔ محققین کے نزدیک شک اقسامِ جہل سے ہے اور جہل و شک میں عام و خاص مطلق کی نسبت ہے کہ ہر ایک شک جہل ہے اور ہر جہل شک نہیں۔

و۲۰۲ جو براہینِ لائحہ و آیاتِ واضحہ سے اتنا روشن ہے کہ اس میں شک کی مجال نہیں۔ (خازن)

و۲۰۳ یعنی وہ قول ان پر ثابت ہو چکا جو لوحِ محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے اور جس کی ملائکہ نے خبر دی ہے کہ یہ لوگ کافر مریں گے وہ۔

و۲۰۴ اور اس وقت کا ایمان نافع نہیں۔

و۲۰۵ ان بستیوں میں سے جن کو ہم نے ہلاک کیا۔

و۲۰۶ اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرتی عذاب نازِل ہونے سے پہلے۔ (مدارک)

و۲۰۷ قومِ یونس کا واقعہ یہ ہے کہ نینوٰی علاقۂ موصل میں یہ لوگ رہتے تھے اور کفر و شرک میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی طرف بھیجا، آپ نے بُت پرستی چھوڑنے اور ایمان لانے کا ان کو حکم دیا ان لوگوں نے انکار کیا، حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی، آپ نے انہیں بحکمِ الٰہی نُزولِ عذاب کی خبر دی۔ ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کوئی بات غلط نہیں کہی ہے، دیکھو اگر وہ رات کو یہاں رہے جب تو کوئی اندیشہ نہیں اور اگر انہوں نے رات یہاں نہ گزاری تو سمجھ لینا چاہیئے کہ عذاب آئے گا۔ شب میں حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے تشریف لے گئے صبح کو آثارِ عذاب نمودار ہو گئے، آسمان پر سیاہ ہیبت ناک اَبر آیا اور دھواں کثیر جمع ہوا تمام شہر پر چھا گیا یہ دیکھ کر انہیں یقین ہوا کہ عذاب آنے والا ہے تو انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی جستجو کی اور آپ کو نہ پایا اب انہیں اور زیادہ اندیشہ ہوا تو وہ مع اپنی عورتوں،

كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

سب ایمان لے آتے و۲۰۸ تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں و۲۰۹ اور کسی جان کی قدرت

اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم سے و۲۱۰ اور عذاب ان پر ڈالتا ہے جنھیں عقل نہیں

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ

تم فرماؤ دیکھو و۲۱۱ آسمانوں اور زمین میں کیا ہے و۲۱۲ اور آیتیں اور رسول انھیں کچھ نہیں دیتے جن کے نصیب میں

بچوں اور جانوروں کے جنگل کو نکل گئے، موٹے کپڑے پہنے اور توبہ واسلام کا اظہار کیا، شوہر سے بی بی اور ماں سے بچے جدا ہو گئے اور سب نے بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری شروع کی اور کہا کہ جو یونس علیہ السلام لائے اس پر ہم ایمان لائے اور توبۂ صادقہ کی، جو مظالم ان سے ہوئے تھے ان کو دفع کیا، پرائے مال واپس کئے حتی کہ اگر ایک پتھر دوسرے کا کسی کی بنیاد میں لگ گیا تھا تو بنیاد اکھاڑ کر پتھر نکال دیا اور واپس کر دیا اور اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ مغفرت کی دعائیں کیں، پروردگارِ عالم نے ان پر رحم کیا، دعا قبول فرمائی، عذاب اٹھا دیا گیا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نُزولِ عذاب کے بعد فرعون کا ایمان اور اس کی توبہ قبول نہ ہوئی تو قومِ یونس کی توبہ قبول فرمانے اور عذاب اٹھا دینے میں کیا حکمت ہے؟ علماء نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں ایک تو یہ کرمِ خاص تھا قومِ حضرت یونس کے ساتھ۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ فرعون عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد ایمان لایا جب امیدِ زندگانی ہی باقی نہ رہی اور قومِ یونس علیہ السلام سے جب عذاب قریب ہوا تو وہ اس میں مبتلا ہونے سے پہلے ایمان لے آئے اور اللہ قُلوب کا جاننے والا ہے، اخلاص مندوں کے صدق و اخلاق کا اس کو علم ہے۔

(تفسیر الصاوی، ج ۳، ص ۸۹۳، پ ۱۱، یونس: ۹۸)

و۲۰۸ یعنی ایمان لانا سعادتِ ازلی پر موقوف ہے، ایمان وہی لائیں گے جن کے لئے توفیقِ الٰہی مُساعِد ہو۔ اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ سب ایمان لے آئیں اور راہِ راست اختیار کریں پھر جو ایمان سے محروم رہ جاتے ہیں ان کا آپ کو غم ہوتا ہے اس کا آپ کو غم نہ ہونا چاہیئے کیونکہ ازل سے جو شقی ہے وہ ایمان نہ لائے گا۔

و۲۰۹ اور ایمان میں زبردستی نہیں ہو سکتی کیونکہ ایمان ہوتا ہے تصدیق و اقرار سے اور جبر و اکراہ سے تصدیقِ قلبی حاصل نہیں ہوتی۔

و۲۱۰ اس کی مشیّت سے۔

و۲۱۱ دل کی آنکھوں سے اور غور کرو کہ۔

قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ

ایمان نہیں تو انھیں کا ہے کا انتظار ہے مگر انھیں لوگوں کے سے دنوں کا جو ان سے پہلے ہو گزرے ف۲۱۳

قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَ

تم فرماؤ تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں ف۲۱۴ پھر ہم اپنے رسولوں اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ع ۱۰ ۱۱ ۱۵

ایمان والوں کو نجات دیں گے بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو نجات دینا تم فرماؤ اے لوگو! اگر تم

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ

میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو تو میں تو اسے نہ پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ف۲۱۵ ہاں اس اللہ

لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ۙ

کو پوجتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا ف۲۱۶ اور مجھے حکم ہے کہ (آخری دم تک) ایمان والوں میں ہوں (رہوں)

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ

اور یہ کہ اپنا منہ دین کے لئے سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر ف۲۱۷ اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا اور اللہ کے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ

سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ

ظالموں سے ہوگا اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے

ف۲۱۲ جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرتا ہے۔

ف۲۱۳ مثل نوح و عاد و ثمود وغیرہ۔

ف۲۱۴ تمہاری ہلاکت اور عذاب کے۔ ربیع بن انس نے کہا کہ عذاب کا خوف دلانے کے بعد اگلی آیت میں یہ بیان فرمایا کہ جب عذاب واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات عطا فرماتا ہے۔

ف۲۱۵ کیونکہ وہ مخلوق ہے عبادت کے لائق نہیں۔

ف۲۱۶ کیونکہ وہ قادر مختار، الٰہِ برحق، مستحقِ عبادت ہے۔

ف۲۱۷ یعنی مخلص مومن رہو۔

بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں و۲۱۸ اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى

مہربان ہے تم فرماؤ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا و۲۱۹ تو جو راہ پر آیا

فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا

وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا و۲۲۰ اور جو بہکا وہ اپنے برے کو بہکا و۲۲۱ اور کچھ میں تم پر کڑوڑا (تمہارا جوابدہ) نہیں و۲۲۲

عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚۖ

اور اس پر چلو جو تم پر وحی ہوتی ہے اور صبر کرو و۲۲۳ یہاں تک کہ اللہ حکم فرمائے و۲۲۴

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع ۱۱/۱۶

اور وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والا ہے و۲۲۵

ایاتها ۱۲۳ | ۱۱ سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ ۵۲ | رکوعاتها ۱۰

سورۃ ہود مکی ہے و۱ اس میں ایک سو تیئس آیات اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

و۲۱۸ وہی نفع وضرر کا مالک ہے، تمام کائنات اسی کی محتاج ہے، وہی ہر چیز پر قادر اور جود و کرم والا ہے۔ بندوں کو اس کی طرف رغبت اور اس کا خوف اور اسی پر بھروسہ اور اسی پر اعتماد چاہیئے اور نفع وضرر جو کچھ بھی ہے وہی۔

و۲۱۹ حق سے یہاں قرآن مراد ہے یا اسلام یا سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

و۲۲۰ کیونکہ اس کا نفع اسی کو پہنچے گا۔

و۲۲۱ کیونکہ اس کا وبال اسی پر ہے۔

و۲۲۲ کہ تم پر جبر کروں۔

و۲۲۳ کفّار کی تکذیب اور ان کی ایذا پر۔

و۲۲۴ مشرکین سے قتال کرنے اور کتابیوں سے جزیہ لینے کا۔

و۲۲۵ کہ اس کے حکم میں خطا و غلط کا احتمال نہیں اور وہ بندوں کے اسرار و مخفی حالات سب کا جاننے والا ہے، اس کا فیصلہ دلیل و گواہ کا محتاج نہیں۔

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ ﴿١﴾ اَلَّا

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں ف۲ پھر تفصیل کی گئیں ف۳ حکمت والے خبردار کی طرف سے کہ بندگی

تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۙ ﴿٢﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

نہ کرو مگر اللہ کی بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں اور یہ کہ اپنے رب سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ

معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں بہت اچھا برتنا (فائدہ اٹھانا) دے گا ف۴ ایک ٹھہرائے وعدہ تک اور ہر فضیلت

ف۱ سورۂ ہود مکیّہ ہے۔ حسن و عکرمہ وغیرہم مفسّرین نے فرمایا کہ آیت 'وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ' کے سوا باقی تمام سورت مکیّہ ہے۔ مقاتل نے کہا کہ آیت 'فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ' اور 'اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ' اور 'اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ' کے علاوہ تمام سورت مکّی ہے۔ اس میں دس رکوع اور ایک سو تئیس ۱۲۳ آیتیں اور ایک ہزار چھ سو کلمے اور نو ہزار پانچ سو سرسٹھ حرف ہیں۔ حدیث شریف میں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حضور پر پیری کے آثار نمودار ہو گئے، فرمایا مجھے سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ اور سورۂ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ نے بوڑھا کر دیا۔ (جامع ترمذی ص ۱۷۵ ابواب الشمائل)

غالباً یہ اس وجہ سے فرمایا کہ ان سورتوں میں قیامت و بعث و حساب و جنّت و دوزخ کا ذکر ہے۔

ف۲ جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد ہوا 'تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ'۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ 'اُحْكِمَتْ' کے معنی یہ ہیں کہ ان کی نظم محکم و اُستوار کی گئی اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اس میں نقص و خلل راہ نہیں پا سکتا وہ بنائے محکم ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کوئی کتاب ان کی ناسخ نہیں جیسا کہ یہ دوسری کتابوں اور شریعتوں کی ناسخ ہیں۔

ف۳ اور سورت سورت اور آیت آیت جدا جدا ذکر کی گئیں یا علیحدہ علیحدہ نازل ہوئیں یا عقائد و احکام و مواعظ و قصص اور غیبی خبریں ان میں بہ تفصیل بیان فرمائی گئیں۔

ف۴ عمرِ دراز اور عیشِ وسیع و رزقِ کثیر۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ توبہ و استغفار کرنا درازئ عمر و کشائشِ رزق کے لئے بہتر عمل ہے۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃٌ للعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرمالے گا

(مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار، رقم ۲۷۰۳، ص ۱۴۴۹)

فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَبِیْرٍ ③ اِلَی

والے وہ۵ کو اس کا فضل پہنچائے گا وہ۶ اور اگر منہ پھیرو تو میں تم پر بڑے دن وہ۷ کے عذاب کا خوف کرتا ہوں تمہیں

اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ④ اَلَاۤ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ

اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے وہ۸ اور وہ ہر شے پر قادر ہے وہ۹ سنو وہ اپنے سینے دوہرے کرتے (منہ چھپاتے) ہیں کہ

لِیَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ ثِیَابَهُمْ ۙ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ

اللہ سے پردہ کریں وہ۱۰ سنو جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کا چھپا

وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑤

اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے بے شک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'اگر تم گناہ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو اللہ عزوجل تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔'

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبہ، رقم ۴۲۴۸، ج ۴، ص ۴۹۰ بتغیر قلیل)

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'جنت کے آٹھ دروازے ہیں، سات دروازے بند ہیں اور ایک دروازہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔'

(طبرانی کبیر مسند ابی مسعود، رقم ۱۰۴۷۹، ج ۱۰، ص ۲۰۶)

وہ۵ جس نے دنیا میں اعمالِ فاضلہ کئے ہوں اور اس کے طاعات وحسنات زیادہ ہوں۔

وہ۶ اس کو جنّت میں بقدرِ اعمال درجات عطا فرمائے گا۔ بعض مفسّرین نے فرمایا آیت کے معنی یہ ہیں کہ جس نے اللہ کے لئے عمل کیا اللہ تعالیٰ آئندہ کے لئے اسے عملِ نیک وطاعت کی توفیق دیتا ہے۔

وہ۷ یعنی روزِ قیامت۔

وہ۸ آخرت میں وہاں نیکیوں اور بدیوں کی جزا وسزا ملے گی۔

وہ۹ دنیا میں روزی دینے پر بھی، موت دینے پر بھی، موت کے بعد زندہ کرنے اور ثواب وعذاب پر بھی۔

وہ۱۰ شانِ نُزول: ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت اخنس بن شریق کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ بہت شیریں گفتار شخص تھا، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آتا تو بہت خوشامد کی باتیں کرتا اور دل میں بغض وعداوت چھپائے رکھتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے سینوں میں عداوت چھپائے رکھتے ہیں جیسے کپڑے کی

تہ میں کوئی چیز چھپائی جاتی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بعضے منافقین کی عادت تھی کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا ہوتا تو سینہ اور پیٹھ جھکاتے اور سر نیچا کرتے چہرہ چھپا لیتے تا کہ انہیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ نہ پائیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بخاری نے افراد میں ایک حدیث روایت کی کہ مسلمان بول و براز ومجامعت کے وقت اپنے بدن کھولنے سے شرماتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی کہ اللہ سے بندے کا کوئی حال چھپا ہی نہیں ہے لہٰذا چاہیئے کہ وہ شریعت کی اجازتوں پر عامل رہے۔

الجزء ۱۲
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
اور زمین پر چلنے والا کوئی وا۱ ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو و۱۲ اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے
وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝٦ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
گا و۱۳ اور کہاں سپرد ہوگا و۱۴ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب و۱۵ میں ہے اور وہی ہے جس نے آسمانوں

و۱۱ جاندار ہو۔

و۱۲ یعنی وہ اپنے فضل سے ہر جاندار کے رزق کا کفیل ہے۔

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ خودکُشی کا علاج میں بیان فرماتے ہیں۔

رُوزگار کے مُعامَلے میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر عملی طور پر بھی حقیقی معنوں میں توکُّل یعنی بھروسہ قائم کیجئے۔ بے شک وُہی چیونٹی کو کَن اور ہاتھی کومَن عطا فرمانے والا ہے، یقیناً یقیناً یقیناً ہر جاندار کی روزی اُسی کے ذِمّۂ کرم پر ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ہر ایک کی روزی تو اپنے ذِمّۂ کرم پر لی ہے مگر ہر ایک کی مغفِرت کا ذمّہ نہیں لیا۔ وہ مسلمان کس قدر نادان ہے جو رِزق کی کثرت کے لئے تو مارا مارا پھرے مگر مغفِرت کی حسرت میں دِل نہ جلائے۔ سرکارِ مدینۂ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: "اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا توکُّل کرو جیسا کہ اُس پر توَکُّل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اِسطرح رِزْق عطا کیا جائے گا جس طرح پرندوں کو رِزق عطا کیا جاتا ہے کہ وہ صُبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر پلٹتے ہیں۔"

(سنن الترمذی ج ۴ ص ۱۵۴ حدیث ۲۳۵۱ دارالفکر بیروت)

مجھ کو دنیا کی دولت کی کثرت نہ دے چاہے ثروت نہ دے کوئی شُہرت نہ دے
فانی دنیا کی مجھ کو حکومت نہ دے تجھ سے عطّار تیرا طلبگار ہے

بے رُوزگاری یا قرضداری سے تنگ آ کر بھی بعض لوگ خودکُشی کی راہ لیتے ہیں۔ آسائشوں، عُمدہ غذاؤں، شادِیوں وغیرہ کے موقَعوں پر فُضول خرچیوں، گھر کے اندر کی سجاوٹوں، گاڑیوں وغیرہ کیلئے زِیادہ سے زِیادہ رقم کی طلب اور بَہُت بڑا سرمایہ دار بن جانے کے سُنہرے خواب بھی اس کے اسباب ہیں۔ اگر رَہنے سَہنے، کھانے پینے وغیرہ میں حقیقی سادَگی اپنانے کامَدَنی ذِہن بن جائے تو قلیل آمَدَنی پر گزارہ کرنا آسان ہو جائے اور اس سبب سے شاید کوئی بھی مسلمان خودکُشی جیسا حرام اور جہنَّم میں لیجانے والا کام نہ کرے۔ دراصل علمِ دین سے دُوری کی وجہ سے بھی ایسا ہو رہا ہے۔ آپ نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ فُلاں عالم یا پیش امام صاحِب نے خودکُشی کر لی! حالانکہ حضراتِ عُلَمائے کرام کی اکثریت قلیل آمدنی پر گزارہ کرتی ہے۔

دولت کی فِراوانی ہے مانگنا نادانی
آقا کی مَحبّت ہی دَراَصل خزینہ ہے

(خودکُشی کا علاج ص ۵۸)

و۱۳ یعنی اس کے جائے سکونت کو جانتا ہے۔

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ

اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا ف۱۶ کہ تمہیں آزمائے ف۱۷ تم میں کس کا کام

عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا

اچھا ہے اور اگر تم فرماؤ کہ بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ ف۱۸

اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ

تو نہیں مگر کھلا جادو ف۱۹ اور اگر ہم ان سے عذاب ف۲۰ کچھ گنتی کی مدت تک ہٹا دیں تو ضرور کہیں گے کس

لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا

چیز نے روکا ہے ف۲۱ سن لو جس دن ان پر (عذاب) آئے گا ان سے پھیرا نہ جائے گا اور انہیں گھیرے گا وہی عذاب

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸﴾ ع وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ ع ۸ ۱

جس کی ہنسی اڑاتے تھے اور اگر ہم آدمی کو اپنی کسی رحمت کا مزہ دیں ف۲۲ پھر اسے اس سے چھین لیں

اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ

ضرور وہ بڑا نا امید ناشکرا ہے ف۲۳ اور اگر ہم اسے نعمت کا مزہ دیں اس مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی تو ضرور کہے گا

ف۱۴ سپرد ہونے کی جگہ سے یا مدفن مراد ہے یا مکان یا موت یا قبر۔

ف۱۵ یعنی لوحِ محفوظ۔

ف۱۶ یعنی عرش کے نیچے پانی کے سوا اور کوئی مخلوق نہ تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرش اور پانی آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے قبل پیدا فرمائے گئے۔

ف۱۷ یعنی آسمان و زمین اور ان کی درمیانی کائنات کو پیدا کیا جس میں تمہارے مَنافع و مَصالح ہیں تاکہ تمہیں آزمائش میں ڈالے اور ظاہر ہو کہ کون شکرگزار، متقی، فرمانبردار ہے اور۔

ف۱۸ یعنی قرآن شریف جس میں مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا بیان ہے یہ۔

ف۱۹ یعنی باطل اور دھوکا۔

ف۲۰ جس کا وعدہ کیا ہے۔

ف۲۱ وہ عذاب کیوں نازِل نہیں ہوتا کیا دیر ہے؟ کُفّار کا یہ جلدی کرنا براہِ تکذیب واستہزاء ہے۔

ف۲۲ صحت وامن کا یا وسعتِ رزق دولت کا۔

ف۲۳ کہ دوبارہ اس نعمت کے پانے سے مایوس ہو جاتا ہے اور اللہ کے فضل سے اپنی امید قطع کر لیتا ہے اور صبر و رضا

السَّیِّاٰتُ عَنِّیْؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌۙ(۱۰) اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا
کہ برائیاں مجھ سے دور ہوئیں بے شک وہ خوش ہونے والا بڑائی مارنے والا ہے ۲۴ مگر جنھوں نے صبر کیا اور اچھے

الصّٰلِحٰتِؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ(۱۱) فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا
کام کیے ۲۵ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے تو کیا جو وحی تمہاری طرف ہوتی ہے اس میں سے کچھ تم

یُوْحٰۤى اِلَیْكَ وَ ضَآىٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ
چھوڑ دو گے اور اس پر دل تنگ ہو گے ۲۶ اس بنا پر کہ وہ کہتے ہیں ان کے ساتھ کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا ان

مَعَهٗ مَلَكٌؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِیْرٌؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌؕ(۱۲) اَمْ یَقُوْلُوْنَ
کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا تم تو ڈر سنانے والے ہو ۲۷ اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے کیا ۲۸ یہ کہتے ہیں کہ

پر ثابت نہیں رہتا اور گزشتہ نعمت کی ناشکری کرتا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اللہ عزوجل نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس کرہ ارض میں بھیجا اور اس کی ہدایت کے لئے اپنے انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے اور ان کے ذریعے انسان کو اپنی عبادت کرنے اور گناہوں سے بچنے کا حکم دیا، اس پر کچھ فرائض بھی عائد کئے اور اس کے اختیارات کی کچھ حدود بھی متعین فرمائیں ۔لیکن انسان بڑا ناشکرا ہے کہ وہ لذّاتِ حیات سے تو لطف اندوز ہوا مگر زندگی عطا فرمانے والے خالق و مالک عزوجل کی عبادت کی طرف کماحقّہٗ مائل نہ ہوا۔

(قُرَّۃُ الْعُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ)

۲۴ بجائے شکر گزار ہونے اور حقِ نعمت ادا کرنے کے۔

۲۵ مصیبت پر صابر اور نعمت پر شاکر رہے۔

۲۶ ترمذی نے کہا کہ استفہام نہی کے معنی میں ہے یعنی آپ کی طرف جو وحی ہوتی ہے وہ سب آپ انہیں پہنچائیں اور دل تنگ نہ ہوں، یہ تبلیغِ رسالت کی تاکید ہے باوجود یکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادائے رسالت میں کمی کرنے والے نہیں اور اس نے ان کو اس سے معصوم فرمایا ہے۔ اس تاکید میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکینِ خاطر بھی ہے اور کُفّار کی مایوسی بھی کہ ان کا استہزاء تبلیغ کے کام میں مُخل نہیں ہوسکتا۔

شانِ نُزول: عبداللہ بن اُمیہ مخزومی نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں اور آپ کا خدا ہر چیز پر قادِر ہے تو اس نے آپ پر خزانہ کیوں نہیں اتارا یا آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔

۲۷ تمہیں کیا پروا اگر کُفّار نہ مانیں یا تمسخر کریں۔

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ
انھوں نے اسے جی سے بنالیا تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ ۲۹ اور اللہ کے سوا جو

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ
مل سکیں ۳۰ سب کو بلالو اگر تم سچے ہو ۳۱ تو اے مسلمانو! اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ

بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ
کے علم ہی سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو کیا اب تم مانو گے ۳۲ جو دنیا کی زندگی اور آرائش

الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَ هُمْ فِیْهَا لَا
چاہتا ہو ۳۳ ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے ۳۴ اور اس میں کمی نہ دیں گے

۲۸ کفّارِ مکّہ قرآنِ کریم کی نسبت۔

۲۹ کیونکہ انسان اگر ایسا کلام بنا سکتا ہے تو اس کے مثل بنانا تمہارے مقدور سے باہر نہ ہوگا تم بھی عرب ہو، فصیح و بلیغ ہو کوشش کرو۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سیرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں لکھتے ہیں:
رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات نبوت میں سے قرآن مجید بھی ایک بہت ہی جلیل القدر معجزہ اور آپ کی صداقت کا ایک فیصلہ کن نشان ہے۔ بلکہ اگر اس کو 'اعظم المعجزات' کہہ دیا جائے تو یہ ایک ایسی حقیقت کا انکشاف ہوگا جس کی پردہ پوشی ناممکن ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوسرے معجزات تو اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوئے اور آپ کے زمانے ہی کے لوگوں نے اس کو دیکھا مگر قرآن مجید آپ کا وہ عظیم الشان معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔
(سیرت مصطفیٰ ص ۷۳۸)

۳۰ اپنی مدد کے لئے۔

۳۱ اس میں کہ یہ کلام انسان کا بنایا ہوا ہے۔

۳۲ اور یقین رکھو گے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے یعنی اعجازِ قرآن دیکھ لینے کے بعد ایمان واسلام پر ثابت رہو۔

۳۳ اور اپنی دُون ہمّتی سے آخرت پر نظر نہ رکھتا ہو۔

۳۴ اور جو اعمال انہوں نے طلبِ دنیا کے لئے کئے ہیں اس کا اجر، صحت ودولت، وسعتِ رزق، کثرتِ اولاد وغیرہ سے دنیا ہی میں پورا کر دیں گے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت ریاکاروں کے حق میں نازل ہوئی۔
(روح البیان، ھود، تحت الآیۃ ۱۵، ج ۴، ص ۱۰۸)

يُبْخَسُوْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا

یہ ہیں وہ جن کے لیے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو ان کے عمل

صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ

تھے ۳۵ تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو ۳۶ اور

يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ

اس پر اللہ کی طرف سے گواہ آئے ۳۷ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ۳۸ پیشوا اور رحمت وہ اس پر ۳۹

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ

ایمان لاتے ہیں اور جو اس کا منکر ہو سارے گروہوں میں ۴۰ تو آگ اس کا وعدہ ہے تو اے سننے والے تجھے کچھ

مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ

اس میں شک نہ ہو بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت آدمی ایمان نہیں رکھتے اور اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ

بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۴۱ وہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے ۴۲ اور

۳۵ شانِ نُزول: ضحاک نے کہا کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں ہے کہ وہ اگر صِلۂ رحمی کریں یا محتاجوں کو دیں یا کسی پریشان حال کی مدد کریں یا اسطرح کہ کوئی اور نیکی کریں تو اللہ تعالیٰ وسعتِ رزق وغیرہ سے انکے عمل کی جزاء دنیا ہی میں دے دیتا ہے اور آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازِل ہوئی جو ثوابِ آخرت کے تو معتقد نہ تھے اور جہادوں میں مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے شامل ہوتے تھے۔

۳۶ وہ اس کی مثل ہوسکتا ہے جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہو ایسا نہیں، ان دونوں میں عظیم فرق ہے۔ روشن دلیل سے وہ دلیلِ عقلی مراد ہے جو اسلام کی حقانیت پر دلالت کرے اور اس شخص سے جو اپنے ربّ کی طرف سے روشن دلیل پر ہو وہ یہود مراد ہیں جو اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن سلام۔

۳۷ اور اس کی صحت کی گواہی دے یہ گواہ قرآنِ مجید ہے۔

۳۸ یعنی توریت۔

۳۹ یعنی قرآن پر۔

۴۰ خواہ کوئی بھی ہوں۔ حدیث شریف میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے اس اُمّت میں جو کوئی بھی ہے یہودی ہو یا نصرانی جس کو بھی

الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾

گواہ کہیں گے یہ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ارے ظالموں پر خدا کی لعنت ۴۳

الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

جو اللہ کی راہ (دین اسلام) سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے (عیب نکالتے) ہیں اور وہی آخرت

كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓىِٕكَ لَمْ یَكُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

کے منکر ہیں وہ تھکانے والے نہیں زمین میں ۴۴ اور نہ اللہ سے جدا ان کے کوئی

میری خبر پہنچے اور وہ میرے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ ضرور جہنّمی ہے۔

۴۱ اور اس کے لئے شریک و اولاد بتائے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا بدترین ظلم ہے۔

۴۲ روزِ قیامت اور ان سے ان کے اعمال دریافت کئے جائیں گے اور انبیاء و ملائکہ ان پر گواہی دیں گے۔

۴۳ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت کُفّار اور منافقین کو تمام خَلق کے سامنے کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ پر جھوٹ بولا، ظالموں پر خدا کی لعنت اس طرح وہ تمام خَلق کے سامنے رسوا کئے جائیں گے۔

فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ ابو یوسف شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اخلاص الصالحین میں لکھتے ہیں؛

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی پر ظلم کرے پھر اس گناہ سے نجات حاصل کرنا چاہے تو چاہیے کہ ہر نماز کے بعد اس شخص کے حق میں دعائے مغفرت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، خوفہم مما للعباد علیہم ص 59)

میں کہتا ہوں: یہ اس صورت میں ہے کہ وہ مظلوم فوت ہو جائے اور اگر زندہ ہو تو اس سے معاف کرائے۔ حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات نمازی نماز میں اپنے آپ پر لعنت کہتا ہے اور وہ جانتا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا کہ وہ پڑھتا ہے: ظالموں پر اللہ کی لعنت۔ (پ12، ہود:18)

اور وہ خود ظالم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے نفس پر بسبب گناہوں کے ظلم کیا ہوتا ہے اور لوگوں کے اموال ظلماً اس نے لیے ہوتے ہیں۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، مما خوفہم للعباد، ص 59)

اور کسی کی بے عزتی کی ہوتی ہے تو لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ اس کو بھی شامل ہوتی ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن لوگوں پر ظلم کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ تو ڈرتا نہیں؟ ایسے دن میں ظلم کرتا ہے جس دن قیامت قائم ہو گی اور جس دن تیرا باپ آدم علیہ السلام پیدا ہوا۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، مما خوفہم للعباد، ص 60)

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا سے کئی قومیں کثرت حسنات کے ساتھ غنی نکلیں گی اور قیامت میں مفلس ہوں گی کہ حقوق العباد میں سب حسنات کھو بیٹھیں گی۔

اللہِ مِنۡ اَوۡلِیَآءَ ۘ یُضٰعَفُ لَہُمُ الۡعَذَابُ ؕ مَا کَانُوۡا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ السَّمۡعَ وَ مَا وقف لازم

حمایتی ۴۵ انھیں عذاب پر عذاب ہو گا ۴۶ وہ نہ سن سکتے تھے اور

کَانُوۡا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ وَ ضَلَّ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا

نہ دیکھتے ۴۷ وہی ہیں جنھوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں اور ان سے کھوئی گئیں جو باتیں

یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ہُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ

جوڑتے تھے خواہ نخواہ (ضرور) وہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہیں ۴۸ بے شک جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخۡبَتُوۡۤا اِلٰی رَبِّہِمۡ ۙ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا

اچھے کام کیے اور اپنے رب کی طرف رجوع لائے وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الۡفَرِیۡقَیۡنِ کَالۡاَعۡمٰی وَ الۡاَصَمِّ وَ الۡبَصِیۡرِ وَ السَّمِیۡعِ ؕ ہَلۡ

دونوں فریق ۴۹ کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا ۵۰ کیا ان دونوں

یَسۡتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖۤ ۫ اِنِّیۡ ع ۲

کا حال ایک سا ہے ۵۱ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۵۲ کہ میں

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، مما خوفہم للعباد، ص60)

۴۴ اللہ کو، اگر وہ ان پر عذاب کرنا چاہے کیونکہ وہ اس کے قبضہ اور اس کی مِلک میں ہیں نہ اس سے بھاگ سکتے ہیں نہ بچ سکتے ہیں۔

۴۵ کہ ان کی مدد کریں اور انہیں اس کے عذاب سے بچائیں۔

۴۶ کیونکہ انہوں نے لوگوں کو راہِ خدا سے روکا اور مرنے کے بعد اٹھنے کا انکار کیا۔

۴۷ قتادہ نے کہا کہ وہ حق سننے سے بہرے ہو گئے تو کوئی خیر کی بات سن کر نفع نہیں اٹھاتے اور نہ وہ آیاتِ قدرت کو دیکھ کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۴۸ کہ انہوں نے بجائے جنّت کے جہنّم کو اختیار کیا۔

۴۹ یعنی کافِر اور مومن۔

۵۰ کافِر اس کی مثل ہے جو نہ دیکھے نہ سنے یہ ناقص ہے اور مومن اس کی مثل ہے جو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے وہ کامل ہے حق و باطل میں امتیاز رکھتا ہے۔

۵۱ ہرگز نہیں۔

لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٥﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بے شک میں تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب

يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٦﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا

سے ڈرتا ہوں ۵۳ تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا (عام) آدمی دیکھتے ہیں ۵۴

مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ

اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے ۵۵ سرسری نظر سے ۵۶ اور ہم تم میں اپنے اوپر

عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ

کوئی بڑائی نہیں پاتے ۵۷ بلکہ ہم تمہیں ۵۸ جھوٹا خیال کرتے ہیں بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ

طرف سے دلیل پر ہوں ۵۹ اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی ۶۰ تو تم اس سے اندھے رہے کیا ہم اسے

۵۲ انہوں نے قوم سے فرمایا۔

۵۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس سال اپنی قوم کو دعوت فرماتے رہے اور طوفان کے بعد ساٹھ برس دنیا میں رہے تو آپ کی عمر ایک ہزار پچاس سال کی ہوئی، اس کے علاوہ عمر شریف کے متعلق اور بھی قول ہیں۔ (خازن)

۵۴ اس گمراہی میں بہت سی اُمّتیں مبتلا ہو کر اسلام سے محروم رہیں، قرآنِ پاک میں جابجا ان کے تذکرے ہیں۔ اس اُمّت میں بھی بہت سے بدنصیب سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہتے اور ہمسری کا خیالِ فاسد رکھتے ہیں اللہ تعالٰی انہیں گمراہی سے بچائے۔

۵۵ کمینوں سے مراد ان کی وہ لوگ تھے جو ان کی نظر میں خسیس پیشے رکھتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ قول جہلِ خالص تھا کیونکہ انسان کا مرتبہ دین کے اِتّباع اور رسول کی فرمانبرداری سے ہے، مال و منصب و پیشے کو اس میں دخل نہیں۔ دیندار، نیک سیرت پیشہ ور کو نظرِ حقارت سے دیکھنا اور حقیر جاننا جاہلانہ فعل ہے۔

۵۶ یعنی بغیر غور و فکر کے۔

۵۷ مال اور ریاست میں۔ ان کا یہ قول بھی جہل تھا کیونکہ اللہ کے نزدیک بندے کے لئے ایمان و طاعت سببِ فضیلت ہے نہ کہ مال و ریاست۔

۵۸ نبوّت کے دعوٰی میں اور تمہارے مُتّبعین کو اس کی تصدیق میں۔

۵۹ جو میرے دعوٰی کے صدق پر گواہ ہو۔

اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًاؕ اِنْ

تمہارے گلے چپیٹ (چپکا) دیں اور تم بیزار ہو ۶۱ اور اے قوم میں تم سے کچھ اس پر ۶۲ مال نہیں مانگتا ۶۳ میرا

اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْاؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ

اجر تو اللہ ہی (کے ذمہ کرم) پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں ۶۴ بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں ۶۵

لٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ یٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

لیکن میں تم کو نرے جاہل لوگ پاتا ہوں ۶۶ اور اے قوم مجھے اللہ سے کون بچا لے گا اگر میں

طَرَدْتُّهُمْؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ

انھیں دور کروں گا تو کیا تمہیں دھیان نہیں اور میں تم سے نہیں کہتا (دعویٰ نہیں کرتا) کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ

اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَاۤ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ وَّ لَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْۤ اَعْیُنُكُمْ

میں (بغیر اللہ کے بتائے) غیب جان لیتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۶۷ اور میں انھیں نہیں کہتا جن کو تمہاری نگاہیں

۶۰ یعنی نبوّت عطا کی۔

۶۱ اور اس حُجّت کو ناپسند رکھتے ہو۔

۶۲ یعنی تبلیغِ رسالت پر۔

۶۳ کہ تم پر اس کا ادا کرنا گراں ہو۔

۶۴ یہ حضرت نوح علیہ السلام نے ان کی اس بات کے جواب میں فرمایا تھا جو وہ لوگ کہتے تھے کہ اے نوح رذیل لوگوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجئے تا کہ ہمیں آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے شرم نہ آئے۔

۶۵ اور اس کے قرب سے فائز ہوں گے تو میں انہیں کیسے نکال دوں۔

۶۶ ایمانداروں کو رذیل کہتے ہو اور ان کی قدر نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ وہ تم سے بہتر ہیں۔

۶۷ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی قوم نے آپ کی نبوّت میں تین شبہے کئے تھے۔ ایک شبہہ تو یہ ہے کہ 'مَانَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ' کہ ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے یعنی تم مال و دولت میں ہم سے زیادہ نہیں ہو، اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا 'لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ' یعنی میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں تو تمہارا یہ اعتراض بالکل بے محل ہے، میں نے کبھی مال کی فضیلت نہیں جتائی اور دنیوی دولت کا تم کو متوقّع نہیں کیا اور اپنی دعوت کو مال کے ساتھ وابستہ نہیں کیا پھر تم یہ کہنے کے کیسے مستحق ہو کہ ہم تم میں کوئی مالی فضیلت نہیں پاتے اور تمہارا یہ اعتراض محض بے ہودہ ہے۔ دوسرا شبہہ قومِ نوح نے یہ کیا تھا۔ 'مَانَرٰکَ اتَّبَعَکَ اِلَّا الَّذِیْنَ ھُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ' یعنی ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری کسی

لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًاؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّیْۤ اِذًا لَّمِنَ
حقیر سمجھتی ہیں کہ ہرگز انھیں اللہ کوئی بھلائی نہ دے گا اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے ۶۸ ایسا کروں ۶۹ تو ضرور میں

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا
ظالموں میں سے ہوں ۷۰ بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑے اور بہت ہی جھگڑے تو لے آؤ جس ۷۱ کا ہمیں وعدے

تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَ مَاۤ
دے رہے ہو اگر تم سچے ہو بولا وہ تو اللہ تم پر لائے گا اگر چاہے اور تم (اللہ کو) تھکا نہ سکو گے ۷۲ اور

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ
تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں

اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَؕ﴿۳۴﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ
جب کہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے وہ تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف پھرو گے ۷۳ کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں

نے پیروی کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے ۔ سرسری نظر سے مطلب یہ تھا کہ وہ بھی صرف ظاہر میں مومن ہیں باطن میں نہیں، اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ میں نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں تو میرے احکام غیب پر مبنی ہیں تاکہ تمہیں یہ اعتراض کرنے کا موقع ہوتا جب میں نے یہ کہا ہی نہیں تو اعتراض بے محل ہے اور شرع میں ظاہر ہی کا اعتبار ہے لہٰذا تمہارا اعتراض بالکل بے جا ہے نیز 'لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ' فرمانے میں قوم پر ایک لطیف تعریض بھی ہے کہ کسی کے باطن پر حکم کرنا اس کا کام ہے جو غیب کا علم رکھتا ہو میں نے تو اس کا دعوٰی نہیں کیا باوجودیکہ نبی ہوں تم کس طرح کہتے ہو کہ وہ دل سے ایمان نہیں لائے ۔ تیسرا شبہہ اس قوم کا یہ تھا کہ 'مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا' یعنی ہم تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں، اس کے جواب میں فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں یعنی میں نے اپنی دعوت کو اپنے فرشتہ ہونے پر موقوف نہیں کیا تھا کہ تمہیں یہ اعتراض کا موقع ملتا کہ جتاتے تو تھے وہ اپنے آپ کو فرشتہ اور تھے بشر لہٰذا تمہارا یہ اعتراض بھی باطل ہے ۔

۶۸ نیکی یا بدی اخلاص یا نفاق ۔

۶۹ یعنی اگر میں ان کے ایمانِ ظاہر کو جھٹلا کر ان کے باطن پر الزام لگاؤں اور انہیں نکال دوں ۔

۷۰ اور بحمدِ اللہ میں ظالموں میں سے ہرگز نہیں ہوں تو ایسا کبھی نہ کروں گا ۔

۷۱ عذاب ۔

۷۲ اس کو عذاب کرنے سے یعنی نہ اس عذاب کو روک سکو گے نہ اس سے بچ سکو گے ۔

افۡتَرٰىهُ ؕ قُلۡ اِنِ افۡتَرَيۡتُهٗ فَعَلَىَّ اِجۡرَامِىۡ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُجۡرِمُوۡنَ ﴿۳۵﴾ ع

نے اپنے جی سے بنالیا ۳ے تم فرماؤ اگر میں نے بنالیا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے ۵ے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں

وَاُوۡحِىَ اِلٰى نُوۡحٍ اَنَّهٗ لَنۡ يُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِكَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ فَلَا تَبۡتَـئِسۡ بِمَا

اور نوح کو وحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے مسلمان نہ ہوں گے مگر جتنے ایمان لا چکے تو غم نہ کھا اس

كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ ۚ ﴿۳۶﴾ وَاصۡنَعِ الۡـفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا وَلَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ

پر جو وہ کرتے ہیں ۶ے اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے ۷ے اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ

ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصۡنَعُ الۡـفُلۡكَ ۖ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيۡهِ مَلَاٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ

کرنا ۸ے وہ ضرور ڈوبائے جائیں گے ۹ے اور نوح کشتی بناتا تھا اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے

سَخِرُوۡا مِنۡهُ ؕ قَالَ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡكُمۡ كَمَا تَسۡخَرُوۡنَ ؕ ﴿۳۸﴾

اس پر ہنستے ۸۰ بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے ۸۱ جیسا تم ہنستے ہو ۸۲

۳ے آخرت میں وہی تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

۴ے اور اس طرح خدا کے کلام اور اس کے احکام ماننے سے گریز کرتے ہیں اور اسکے رسول پر بہتان اٹھاتے ہیں اور ان کی طرف افتراء کی نسبت کرتے ہیں جن کا صدق براہینِ بیّنہ اور حُجّتِ قویّہ سے ثابت ہو چکا ہے لہٰذا اب ان سے۔

۵ے ضرور اس کا وبال آئے گا لیکن بحمدِ اللہ میں صادق ہوں تو تم سمجھ لو کہ تمہاری تکذیب کا وبال تم پر پڑے گا۔

۶ے یعنی کُفر اور آپ کی تکذیب اور آپ کی ایذا کیونکہ اب آپ کے اَعداء سے انتقام لینے کا وقت آ گیا۔

۷ے ہماری حفاظت میں ہماری تعلیم سے۔

۸ے یعنی ان کی شفاعت اور دفعِ عذاب کی دعا نہ کرنا کیونکہ ان کا غرق مقدر ہو چکا ہے۔

۹ے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام نے بحکمِ الٰہی سال کے درخت بوئے، بیس سال میں یہ درخت تیار ہوئے، اس عرصہ میں مطلقاً کوئی بچہ پیدا نہ ہوا، اس سے پہلے جو بچّے پیدا ہو چکے تھے وہ بالغ ہو گئے اور انہوں نے بھی حضرت نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام کشتی بنانے میں مشغول ہوئے۔

(تفسیر صاوی، پ ۱۲، ھود: ۳۶-۳۹)

۸۰ اور کہتے اے نوح کیا کرتے ہو، آپ فرماتے ایسا مکان بناتا ہوں جو پانی پر چلے یہ سن کر ہنستے کیونکہ آپ کشتی جنگل میں بناتے تھے جہاں دور دور تک پانی نہ تھا اور وہ لوگ تمسخر سے یہ بھی کہتے تھے کہ پہلے تو آپ نبی تھے اب بڑھئی ہو گئے۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾

تو اب جان جاؤ گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے ۸۳ اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے ۸۴

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا ۸۵ اور تنور ابلا ۸۶ ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کر لے ہر جنس میں سے ایک جوڑا نر و

اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا

مادہ اور جن پر بات پڑ چکی ہے ۸۷ ان کے سوا اپنے گھر والوں اور باقی مسلمانوں کو اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر

(تفسیر صاوی، پ ۱۲، ھود: ۳۶۔۳۹)

۸۱ تمہیں ہلاک ہوتا دیکھ کر۔

۸۲ کشتی دیکھ کر۔ مروی ہے کہ یہ کشتی دو سال میں تیار ہوئی، اس کی لمبائی تین سو گز، چوڑائی پچاس گز، اُونچائی تیس گز تھی (اس میں اور بھی اقوال ہیں) اس کشتی میں تین درجہ بنائے گئے تھے۔ طبقۂ زیریں میں وحوش اور درندے اور ہَوَامّ اور درمیانی طبقے میں چوپائے وغیرہ اور طبقۂ اعلٰی میں خود حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اور حضرت آدم علیہ السلام کا جسدِ مبارک جو عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل تھا اور کھانے وغیرہ کا سامان تھا، پرندے بھی اوپر ہی کے طبقہ میں تھے۔

(خازن ومدارک وغیرہ) (تفسیر صاوی، پ ۱۲، ھود: ۳۶۔۳۹)

۸۳ دنیا میں اور وہ عذابِ غرق ہے۔

۸۴ یعنی عذابِ آخرت۔

۸۵ عذاب و ہلاک کا۔

۸۶ اور پانی نے اس میں سے جوش مارا۔ تنور سے یا روئے زمین مراد ہے یا یہی تنور جس میں روٹی پکائی جاتی ہے۔ اس میں بھی چند قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ تنور پتّھر کا تھا حضرت حوّا کا جو آپ کو ترکہ میں پہنچا تھا اور وہ یا شام میں تھا یا ہند میں اور تنور کا جوش مارنا عذاب آنے کی علامت تھی۔

(تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۹۱۳، پ ۱۲، ھود: ۴۲)

۸۷ یعنی ان کے ہلاک کا حکم ہو چکا ہے اور ان سے مراد آپ کی بی بی واعلہ جو ایمان نہ لائی تھی اور آپ کا بیٹا کنعان ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ان سب کو سوار کیا، جانور آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کا داہنا ہاتھ نر پر اور بایاں مادہ پر پڑتا تھا اور آپ سوار کرتے جاتے تھے۔

(تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۹۱۳، پ ۱۲، ھود: ۴۲)

قرء حفص بفتح الميم والامالة ۱۲

قَلِيْلٌ ۝۴۰ وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ

تھوڑے ۸۸ اور بولا اس (کشتی) میں سوار ہو ۸۹ اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ۹۰ بے شک میرا رب ضرور

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۱ وَ هِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَ نَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَ

بخشنے والا مہربان ہے اور وہی انھیں لیے جا رہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ ۹۱ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور

كَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۲ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى

وہ اس سے کنارے تھا ۹۲ اے میرے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو ۹۳ بولا اب میں کسی

جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ

پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم

وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝۴۳ وَ قِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ

کرے اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا ۹۴ اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے

وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَ غِيْضَ الْمَآءُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ

اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی ۹۵ کوہ جودی پر ٹھہری ۹۶ اور فرمایا گیا

۸۸ مقاتل نے کہا کہ کل مرد و عورت بہتر ۷۲ تھے اور اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ صحیح تعداد اللہ جانتا ہے، ان کی تعداد کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں ہے۔

۸۹ یہ کہتے ہوئے کہ۔

۹۰ اس میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہیئے جب کوئی کام کرنا چاہے تو اس کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے تاکہ اس کام میں برکت ہو اور وہ سببِ فلاح ہو۔ ضحاک نے کہا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام چاہتے تھے کہ کشتی چلے تو بسم اللہ فرماتے تھے، کشتی چلنے لگتی تھی اور جب چاہتے تھے کہ ٹھہر جائے بسم اللہ فرماتے تھے ٹھہر جاتی تھی۔

۹۱ چالیس شب و روز آسمان سے مینہ برستا رہا اور زمین سے پانی ابلتا رہا یہاں تک کہ تمام پہاڑ غرق ہو گئے۔

(تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۹۱۳، پ ۱۲، ھود: ۴۲)

۹۲ یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے جدا تھا آپ کے ساتھ سوار نہ ہوا تھا۔

(تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۹۱۳، پ ۱۲، ھود: ۴۲)

۹۳ کہ ہلاک ہو جائے گا۔ یہ لڑکا منافق تھا، اپنے والد پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور باطن میں کافروں کے ساتھ متفق تھا۔ (حسینی)

۹۴ جب طوفان اپنی نہایت پر پہنچا اور کفّار غرق ہو چکے تو حکمِ الٰہی آیا۔

رکوع
بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ
کہ دور ہوں بے انصاف لوگ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے و۹۷
وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ
اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حکم والا و۹۸ فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں
اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ﱪ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ
میں نہیں و۹۹ بے شک اس کے کام بڑے نالائق ہیں تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں و۱۰۰ میں تجھے
اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا
نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ
لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ
چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں فرمایا گیا
یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ
اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ و۱۰۱ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہ

و۹۵ چھ مہینے تمام زمین کا طواف کر کے۔

و۹۶ جو موصل یا شام کے حدود میں واقع ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں دسویں رجب کو بیٹھے اور دسویں محرم کو کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری تو آپ نے اس کے شکر کا روزہ رکھا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بھی روزے کا حکم فرمایا۔ (مُکاشَفَۃُ الْقُلوب ص ۳۱۱)

و۹۷ اور تو نے مجھ سے میرے اور میرے گھر والوں کی نجات کا وعدہ فرمایا ہے۔

و۹۸ تو اس میں کیا حکمت ہے۔ شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کنعان منافق تھا اور آپ کے سامنے اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتا تھا اگر وہ اپنا کفر ظاہر کر دیتا تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے نجات کی دعا نہ کرتے۔

(مدارک) (تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۹۱۶۔۹۱۵ (ملخصاً)، پ ۱۲، ھود: ۴۵۔۴۷)

و۹۹ اس سے ثابت ہوا کہ نسبی قرابت سے دینی قرابت زیادہ قوی ہے۔

و۱۰۰ کہ وہ مانگنے کے قابل ہے یا نہیں۔

و۱۰۱ ان برکتوں سے آپ کی ذُرِّیّت اور آپ کے مُتّبِعین کی کثرت مراد ہے کہ بکثرت انبیاء اور ائمۂ دین آپ کی

سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ

ہوں پر ف۱۰۲ اور کچھ گروہ ہیں جنھیں ہم دنیا برتنے دیں گے ف۱۰۳ پھر انھیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا ف۱۰۴ یہ غیب

اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ؕۛ اِنَّ

کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں ف۱۰۵ انھیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس ف۱۰۶ سے پہلے تو صبر کرو ف۱۰۷

الوقف علی فاصبر احسن والاولیٰ ۱۲

معانقۃ ۹

نسلِ پاک سے ہوئے ان کی نسبت فرمایا کہ یہ برکات۔

ف۱۰۲ محمد بن کعب قُرظی نے کہا کہ ان گروہوں میں قیامت تک ہونے والا ہر ایک مومن داخل ہے۔

ف۱۰۳ اس سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پیدا ہونے والے کافر گروہ مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ان کی میعادوں تک فراخیٔ عیش اور وسعتِ رزق عطا فرمائے گا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ ھود، تحت الآیۃ ۴۸، ج ۴، ص ۱۴۲)

ف۱۰۴ آخرت میں۔

ف۱۰۵ یہ خطاب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار غیوب کا علم عطا فرمایا۔ اور آپ نے ہزاروں غیب کی خبریں اپنی امت کو دیں جن میں سے کچھ کا تذکرہ تو قرآن مجید میں ہے باقی ہزاروں غیب کی خبروں کا ذکر احادیث کی کتابوں اور سیر و تواریخ کے دفتروں میں مذکور ہے۔

ہم یہاں ان بے شمار غیب کی خبروں میں سے مثال کے طور پر چند کا ذکر تحریر کرتے ہیں۔ پہلے ان چند غیب کی خبروں کا تذکرہ ملاحظہ فرمایئے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

غالب مغلوب ہوگا

۶۱۴ء میں روم اور فارس کے دونوں بادشاہوں میں ایک جنگِ عظیم شروع ہوئی چھبیس ہزار یہودیوں نے بادشاہ فارس کے لشکر میں شامل ہو کر ساٹھ ہزار عیسائیوں کا قتل عام کیا یہاں تک کہ ۶۱۶ء میں بادشاہ فارس کی فتح ہوگئی اور بادشاہ روم کا لشکر بالکل ہی مغلوب ہوگیا اور رومی سلطنت کے پرزے پرزے اڑ گئے۔ بادشاہ روم اہل کتاب اور مذہباً عیسائی تھا اور بادشاہ فارس مجوسی مذہب کا پابند اور آتش پرست تھا۔ اس لیے بادشاہ روم کی شکست سے مسلمانوں کو رنج و غم ہوا اور کفار کو انتہائی شادمانی و مسرت ہوئی۔ چنانچہ کفار نے مسلمانوں کو طعنہ دیا اور کہنے لگے کہ تم اور نصاریٰ اہل کتاب ہو اور ہم اور اہل فارس بے کتاب ہیں جس طرح ہمارے بھائی تمہارے بھائیوں پر فتح یاب ہو کر غالب آ گئے اسی طرح ہم بھی ایک دن تم لوگوں پر غالب آ جائیں گے۔ کفار کے ان طعنوں سے مسلمانوں کو اور زیادہ رنج و صدمہ ہوا۔

اس وقت رومیوں کی یہ افسوسناک حالت تھی کہ وہ اپنے مشرقی مقبوضات کا ایک ایک چپہ کھو چکے تھے۔ خزانہ خالی تھا۔ فوج منتشر تھی ملک میں بغاوتوں کا طوفان اٹھ رہا تھا۔ شہنشاہ روم بالکل نالائق تھا۔ ان حالات میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ

الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا ع

بے شک بھلا انجام پر ہیز گاروں کا ۱۰۸ اور عاد کی طرف ان کے ہم قوم ہود کو ۱۰۹ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو ۱۱۰

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم تو نرے مفتری (بالکل جھوٹے الزام عائد کرنے والے) ہو ۱۱۱ اے قوم میں اس پر تم

بادشاہ روم بادشاہ فارس پر غالب ہوسکتا تھا مگر ایسے وقت میں نبی صادق نے قرآن کی زبان سے کفار مکہ کو یہ پیش گوئی سنائی کہ رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں میں۔ (سورہ روم)

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صرف نو سال کے بعد خاص صلح حدیبیہ کے دن بادشاہ روم کا لشکر اہل فارس پر غالب آ گیا اور مخبر صادق کی یہ خبر غیب عالم وجود میں آ گئی۔

ہجرت کے بعد قریش کی تباہی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بے سروسامانی کے ساتھ ہجرت فرمائی تھی اور صحابہ کرام جس کسمپرسی اور بے کسی کے عالم میں کچھ حبشہ، کچھ مدینہ چلے گئے تھے۔ ان حالات کے پیش نظر بھلا کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ آ سکتا تھا کہ یہ بے سروسامان اور غریب الدیار مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ سے اتنا طاقتور ہو کر نکلے گا کہ وہ کفار قریش کی ناقابل تسخیر عسکری طاقت کو تہس نہس کر ڈالے گا جس سے کافروں کی عظمت و شوکت کا چراغ گل ہو جائے گا اور مسلمانوں کی جان کے دشمن مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ لیکن خداوند علام الغیوب کا محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت سے ایک سال پہلے ہی قرآن پڑھ پڑھ کر اس خبر غیب کا اعلان کر رہا تھا کہ

اگر وہ تم کو سرزمین مکہ سے گھبرا چکے تا کہ تم کو اس سے نکال دیں تو وہ اہل مکہ تمہارے بعد بہت ہی کم مدت تک باقی رہیں گے۔ (پ ۱۵، بنی اسراءیل: ۷۶)

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور ایک ہی سال کے بعد غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار قریش کے سرداروں کا خاتمہ کر دیا اور کفار مکہ کی لشکری طاقت کی جڑ کٹ گئی اور ان کی شان و شوکت کا جنازہ نکل گیا۔

ف ۱۰۶ خبر دینے۔

ف ۱۰۷ اپنی قوم کی ایذاؤں پر جیسا کہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کی ایذاؤں پر صبر کیا۔

ف ۱۰۸ کہ دنیا میں مظفر و منصور اور آخرت میں مُثاب و ماجور۔

ف ۱۰۹ نبی بنا کر بھیجا۔ حضرت ہود علیہ السلام کو 'اخ' باعتبارِ نسب فرمایا گیا اسی لئے حضرت مُترجم قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اس لفظ کا ترجمہ ہم قوم کیا۔ اَعْلَى اللّٰهُ مُقَامَه۔

ف ۱۱۰ اس کی توحید کے معتقِد رہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

ف ۱۱۱ جو بتوں کو خدا کا شریک بناتے ہو۔

اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ یٰقَوْمِ

سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو اسی کے ذمہ (کرم پر) ہے جس نے مجھے پیدا کیا ف۱۱۲ تو کیا تمہیں عقل نہیں ف۱۱۳ اور اے

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا

میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو ف۱۱۴ پھر اس کی طرف رجوع لاؤ تم پر زور کا پانی بھیجے گا

وَّ یَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا

اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا ف۱۱۵ اور جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو ف۱۱۶ بولے اے ہود تم کوئی

ف۱۱۲ جتنے رسول تشریف لائے سب نے اپنی قوموں سے یہی فرمایا اور نصیحتِ خالصہ وہی ہے جو کسی طمع سے نہ ہو۔

ف۱۱۳ اتنا سمجھ سکو کہ جو محض بے غرض نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً خیر خواہ اور سچا ہے۔ باطل کار جو کسی کو گمراہ کرتا ہے ضرور کسی نہ کسی غرض اور کسی نہ کسی مقصد سے کرتا ہے۔ اس سے حق و باطل میں بہ آسانی تمیز کی جا سکتی ہے۔

ف۱۱۴ ایمان لا کر جب قومِ عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت قبول نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کُفر کے سبب تین سال تک بارش موقوف کر دی اور نہایت شدید قحط نمودار ہوا اور ان کی عورتوں کو بانجھ کر دیا جب یہ لوگ بہت پریشان ہوئے تو حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعدہ فرمایا کہ اگر وہ اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے رسول کی تصدیق کریں اور اس کے حضور توبہ و استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا اور ان کی زمینوں کو سرسبز و شاداب کر کے تازہ زندگی عطا فرمائے گا اور قوت و اولاد دے گا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ امیرِ معاویہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ سے امیرِ معاویہ کے ایک ملازم نے کہا کہ میں مالدار آدمی ہوں مگر میرے کوئی اولاد نہیں مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جس سے اللہ مجھے اولاد دے۔ آپ نے فرمایا اِستغفار پڑھا کرو، اس نے استغفار کی یہاں تک کثرت کی کہ روزانہ سات سو مرتبہ اِستغفار پڑھنے لگا اس کی برکت سے اس شخص کے دس بیٹے ہوئے۔ یہ خبر حضرت معاویہ کو ہوئی تو انہوں نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے حضرت امام سے یہ کیوں نہ دریافت کیا کہ یہ عمل حضور نے کہاں سے فرمایا۔ دوسری مرتبہ جب اس شخص کو امام سے نیاز حاصل ہوا تو اس نے یہ دریافت کیا، امام نے فرمایا کہ تو نے حضرت ہود کا قول نہیں سنا جو انہوں نے فرمایا یَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ ' اور حضرت نوح علیہ السلام کا یہ ارشاد یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ ' فائدہ: کثرتِ رزق اور حصولِ اولاد کے لئے اِستغفار کا بکثرت پڑھنا قرآنی عمل ہے۔

ف۱۱۵ مال و اولاد کے ساتھ۔

ف۱۱۶ میری دعوت سے۔

بِبَیِّنَۃٍ وَّ مَا نَحۡنُ بِتَارِکِیۡۤ اٰلِہَتِنَا عَنۡ قَوۡلِکَ وَ مَا نَحۡنُ لَکَ بِمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۳﴾ اِنۡ

دلیل لے کر ہمارے پاس نہ آئے وے۱۱۷ اور ہم خالی تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے کے نہیں نہ تمہاری بات پر

نَّقُوۡلُ اِلَّا اعۡتَرٰىکَ بَعۡضُ اٰلِہَتِنَا بِسُوۡٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ اُشۡہِدُ اللّٰہَ وَ

یقین لائیں ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بری جھپٹ (پکڑ) پہنچی و۱۱۸ کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم

اشۡہَدُوۡۤا اَنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِکُوۡنَ ﴿ۙ۵۴﴾ مِنۡ دُوۡنِہٖ فَکِیۡدُوۡنِیۡ جَمِیۡعًا ثُمَّ لَا

سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو تم سب مل کر میرا برا چاہو و۱۱۹

تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیۡ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیۡ وَ رَبِّکُمۡ ؕ مَا مِنۡ دَآبَّۃٍ اِلَّا ہُوَ اٰخِذٌۢ

پھر مجھے مہلت نہ دو و۱۲۰ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب کوئی چلنے والا نہیں و۱۲۱ جس کی چوٹی اس

بِنَاصِیَتِہَا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقَدۡ اَبۡلَغۡتُکُمۡ مَّاۤ

کے قبضۂ قدرت میں نہ ہو و۱۲۲ بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تمہیں پہنچا

اُرۡسِلۡتُ بِہٖۤ اِلَیۡکُمۡ ؕ وَ یَسۡتَخۡلِفُ رَبِّیۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ ۚ وَ لَا تَضُرُّوۡنَہٗ شَیۡئًا ؕ

چکا جو تمہاری طرف لے کر بھیجا گیا و۱۲۳ اور میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا و۱۲۴ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ

و۱۱۷ جو تمہارے دعوے کے صحت پر دلالت کرتی اور یہ بات انہوں نے بالکل غلط اور جھوٹ کہی تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں جو معجزات دکھائے تھے ان سب سے مکر گئے۔

و۱۱۸ یعنی تم جو بتوں کو برا کہتے ہو اس لئے انہوں نے تمہیں دیوانہ کر دیا۔ مراد یہ ہے کہ اب جو کچھ کہتے ہو یہ دیوانگی کی باتیں ہیں۔ (معاذ اللہ)

و۱۱۹ یعنی تم اور وہ جنہیں تم معبود سمجھتے ہو سب مل کر مجھے ضرر پہنچانے کی کوشش کرو۔

و۱۲۰ مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی اور تمہاری مکاریوں کی کچھ پروانہیں اور مجھے تمہاری شوکت و قوت سے کچھ اندیشہ نہیں، جن کو تم معبود کہتے ہو وہ جماد و بے جان ہیں نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ضرر، ان کی کیا حقیقت کہ وہ مجھے دیوانہ کر سکتے۔ یہ حضرت ہود علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ نے ایک زبردست جبّار، صاحبِ قوت و شوکت قوم سے جو آپ کے خون کی پیاسی اور جان کی دشمن تھی اس طرح کے کلمات فرمائے اور اصلاً خوف نہ کیا اور وہ قوم باوجود انتہائی عداوت اور دشمنی کے آپ کو ضرر پہنچانے سے عاجز رہی۔

و۱۲۱ اسی میں بنی آدم اور حیوان سب آ گئے۔

و۱۲۲ یعنی وہ سب کا مالک ہے اور سب پر غالب اور قادر و متصرّف ہے۔

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۵۷﴾ وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّ الَّذِیْنَ

سکو گے و۱۲۵ بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے و۱۲۶ اور جب ہمارا حکم (عذاب) آیا ہم نے ہود اور اس کے ساتھ کے

اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَ نَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۸﴾ وَ تِلْكَ عَادٌ ﳝ جَحَدُوْا

مسلمانوں کو و۱۲۷ اپنی رحمت فرما کر بچا لیا و۱۲۸ اور انھیں و۱۲۹ سخت عذاب سے نجات دی اور یہ عاد ہیں کہ و۱۳۰

بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَ عَصَوْا رُسُلَهٗ وَ اتَّبَعُوْۤا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ﴿۵۹﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِیْ

اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر بڑے سرکش ہٹ دھرم کے کہنے پر چلے اور

هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا

ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن سن لو بے شک عاد اپنے رب سے منکر ہوئے

لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا ع ۵ وقف لازم

ارے دور ہوں عاد ہود کی قوم اور ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو و۱۳۱ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو و۱۳۲

و۱۲۳ اور حُجّت ثابت ہو چکی۔

و۱۲۴ یعنی اگر تم نے ایمان سے اعراض کیا اور جو احکام میں تمہاری طرف لایا ہوں انہیں قبول نہ کیا تو اللہ تمہیں ہلاک کرے گا اور بجائے تمہارے ایک دوسری قوم کو تمہارے دِیار و اَموال کا والی بنائے گا جو اس کی توحید کے معتقِد ہوں اور اس کی عبادت کریں۔

و۱۲۵ کیونکہ وہ اس سے پاک ہے کہ اسے کوئی ضرر پہنچ سکے لہٰذا تمہارے اِعراض کا جو ضرر ہے وہ تمہیں کو پہنچے گا۔

و۱۲۶ اور کسی کا قول فعل اس سے مخفی نہیں۔ جب قومِ ہود نصیحت پذیر نہ ہوئی تو بارگاہِ قدیر برحق سے ان کے عذاب کا حکم نافذ ہوا۔

و۱۲۷ جن کی تعداد چار ہزار تھی۔

و۱۲۸ اور قومِ عاد کو ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا۔

و۱۲۹ یعنی جیسے مسلمانوں کو عذابِ دنیا سے بچایا ایسے ہی آخرت کے۔

و۱۳۰ یہ خِطاب ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کو اور 'تِلْكَ' اشارہ ہے قومِ عاد کی قُبور و آثار کی طرف۔ مقصد یہ ہے کہ زمین میں چلو، انہیں دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔

و۱۳۱ بھیجا تو حضرت صالح علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ان سے۔

و۱۳۲ اور اس کی وحدانیت مانو۔

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں و۱۳۳ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا و۱۳۴ اور اس میں تمہیں بسایا و۱۳۵ تو اس

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ

سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ بے شک میرا رب قریب ہے دعا سننے والا بولے اے صالح اس سے پہلے تو تم

كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا

ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے و۱۳۶ کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا کے معبودوں کو پوجیں اور بے شک

لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ

جس بات کی طرف ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو

عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ

اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی و۱۳۷ تو مجھے اس سے کون

اِنْ عَصَیْتُهٗ قف فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ﴿۶۳﴾ وَ یٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ

بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں و۱۳۸ تو تم مجھے سوا نقصان کے کچھ نہ بڑھاؤ گے و۱۳۹ اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ

اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ

ہے تمہارے لیے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح ہاتھ نہ لگانا کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے

و۱۳۳ صرف وہی مستحقِ عبادت ہے کیونکہ۔

و۱۳۴ تمہارے جد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے پیدا کر کے اور تمہاری نسل کی اصل نُطفوں کے مادوں کو اس سے بنا کر۔

و۱۳۵ اور زمین کو تم سے آباد کیا۔ ضحاک نے 'اِسْتَعْمَرَكُمْ' کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ تمہیں طویل عمریں دیں حتی کہ ان کی عمریں تین سو برس سے لے کر ہزار برس تک ہوئیں۔

و۱۳۶ اور ہم امید کرتے تھے کہ تم ہمارے سردار بنو گے کیونکہ آپ کمزوروں کی مدد کرتے تھے، فقیروں پر سخاوت فرماتے تھے جب آپ نے توحید کی دعوت دی اور بتوں کی برائیاں بیان کیں تو قوم کی امیدیں آپ سے منقطع ہو گئیں اور کہنے لگے۔

و۱۳۷ حکمت و نبوت عطا کی۔

و۱۳۸ رسالت کی تبلیغ اور بت پرستی سے روکنے میں۔

قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ

گاف ۱۳۹ تو انھوں نے ۱۴۰ اس کی کوچیں کاٹیں تو صالح نے کہا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو (گزار دو) ۱۴۱ ۱۴۲ یہ وعدہ

غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا ۱۴۳ پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے صالح اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر ۱۴۴

مِّنَّا وَ مِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ

بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے بے شک تمہارا رب قوی عزت والا ہے اور ظالموں کو چنگھاڑ

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ

نے آ لیا ۱۴۵ تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے گویا کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے سن لو

ع ۶ ۸
اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ

بے شک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے ارے لعنت ہو ثمود پر اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس ۱۴۶ مژدہ

بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾

لے کر آئے بولے سلام کہا ۱۴۷ سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بچھڑا بھنا لے آئے ۱۴۸ پھر جب دیکھا

۱۳۹ یعنی مجھے تمہارے خسارے کا تجربہ اور زیادہ ہوگا۔

۱۴۰ قومِ ثمود نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معجزہ طلب کیا تھا (جس کا بیان سورۂ اعراف میں ہو چکا ہے) آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پتھر سے بحکمِ الٰہی ناقہ (اونٹنی) پیدا ہوا۔ یہ ناقہ ان کے لئے آیت و معجزہ تھا۔ اس آیت میں اس ناقہ کے متعلق احکام ارشاد فرمائے گئے کہ اسے زمین میں چرنے دو اور کوئی آزار نہ پہنچاؤ ورنہ دنیا ہی میں گرفتارِ عذاب ہوگے اور مہلت نہ پاؤ گے۔

۱۴۱ حکمِ الٰہی کی مخالفت کی اور چہار شنبہ کو۔

۱۴۲ یعنی جمعہ تک جو کچھ دنیا کا عیش کرنا ہے کرلو، شنبہ کو تم پر عذاب آئے گا۔ پہلے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز یعنی جمعہ کو سیاہ اور شنبہ کو عذاب نازِل ہوگا۔

۱۴۳ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۱۴۴ ان بلاؤں سے۔

۱۴۵ یعنی ہولناک آواز نے جس کی ہیبت سے ان کے دل پھٹ گئے اور وہ سب کے سب مر گئے۔

۱۴۶ سادہ رو نوجوانوں کی حسین شکلوں میں حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب علیہما السلام کی پیدائش کا۔

فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةًؕ-قَالُوْا لَا

کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے ان کو اوپری (اجنبی) سمجھا اور جی ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا (فرشتے) بولے

تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍؕ(۷۰) وَ امْرَاَتُهٗ قَآىٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

ڈریے نہیں ہم قوم لوط کی طرف و۱۴۹ بھیجے گئے ہیں اور اس کی بی بی و۱۵۰ کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اُسے و۱۵۱

بِاِسْحٰقَۙ-وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ(۷۱) قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ

اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے و۱۵۲ یعقوب کی و۱۵۳ بولی ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں و۱۵۴

وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًاؕ-اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ(۷۲) قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے و۱۵۵ بے شک یہ تو اچنبھے (تعجب) کی بات ہے فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبا کرتی ہو اللہ

و۱۴۷ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے۔

و۱۴۸ مفسّرین نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیمات بہت ہی مہمان نواز تھے بغیر مہمان کے کھانا تناول نہ فرماتے۔ اس وقت ایسا اتفاق ہوا کہ پندرہ روز سے کوئی مہمان نہ آیا تھا آپ اس غم میں تھے، ان مہمانوں کو دیکھتے ہی آپ نے ان کے لئے کھانا لانے میں جلدی فرمائی چونکہ

آپ کے یہاں گائے بکثرت تھیں اس لئے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت سامنے لایا گیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیمات کے دسترخوان پر زیادہ آتا تھا اور آپ اس کو پسند فرماتے تھے، گائے کا گوشت کھانے والے اگر سنّتِ ابراہیم ادا کرنے کی نیت کریں تو مزید ثواب پائیں۔

و۱۴۹ عذاب کرنے کے لئے۔

و۱۵۰ حضرت سارہ پسِ پردہ۔

و۱۵۱ اس کے فرزند۔

و۱۵۲ حضرت اسحٰق کے فرزند۔

و۱۵۳ حضرت سارہ کو خوشخبری دینے کی وجہ یہ تھی کہ اولاد کی خوشی عورتوں کو مردوں سے زیادہ ہوتی ہے اور نیز یہ بھی سبب تھا کہ حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی اور حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ الصلٰوۃ والسلام موجود تھے۔ اس بشارت کے ضمن میں ایک بشارت یہ بھی تھی کہ حضرت سارہ کی عمر اتنی دراز ہوگی کہ وہ پوتے کو بھی دیکھیں گی۔

و۱۵۴ میری عمر نوّے سے متجاوز ہوچکی ہے۔

و۱۵۵ جن کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوگئی ہے۔

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا

کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو بے شک وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا ف۱۵۶ پھر

ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍؕ ﴿۷۴﴾ اِنَّ

جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا اور اسے خوش خبری ملی ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا ف۱۵۷ بے شک

اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَاۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ

ابراہیم تحمل والا بہت آہیں کرنے والا رجوع لانے والا ہے ف۱۵۸ اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ بے شک تیرے رب کا

اَمْرُ رَبِّكَۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا

حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا نہ جائے گا اور جب لوط کے یہاں ہمارے فرشتے آئے ف۱۵۹

سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ

اسے ان کا غم ہوا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا اور بولا یہ بڑی سختی کا دن ہے ف۱۶۰ اور اس کے پاس

ف۱۵۶ فرشتوں کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے لئے کیا جائے تعجب ہے، تم اس گھر میں ہو جو معجزات اور خوارقِ عادات اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا مورَد بنا ہوا ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ بیبیاں اہلِ بیت میں داخل ہیں۔

ف۱۵۷ یعنی کلام و سوال کرنے لگا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجادلہ یہ تھا کہ آپ نے فرشتوں سے فرمایا کہ قومِ لوط کی بستیوں میں اگر پچاس ایماندار ہوں تو بھی انہیں ہلاک کرو گے، فرشتوں نے کہا نہیں فرمایا اگر چالیس ہوں انہوں نے کہا جب بھی نہیں، آپ نے فرمایا اگر تیس ہوں انہوں نے کہا جب بھی نہیں، آپ اس طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اگر ایک مرد مسلمان موجود ہو تب ہلاک کر دو گے انہوں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا اس میں لوط علیہ السلام ہیں اس پر فرشتوں نے کہا ہمیں معلوم ہے جو وہاں ہیں، ہم لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو بچائیں گے سوائے ان کی عورت کے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ آپ عذاب میں تاخیر چاہتے تھے تاکہ اس بستی والوں کو کفر و معاصی سے باز آنے کے لئے ایک فرصت اور مل جائے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت میں ارشاد ہوتا ہے۔

ف۱۵۸ ان صفات سے آپ کی رقّتِ قلب اور آپ کی رافت و رحمت معلوم ہوتی ہے جو اس مباحثہ کا سبب ہوئی، فرشتوں نے کہا۔

ف۱۵۹ حسین صورتوں میں اور حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی ہیئت اور جمال کو دیکھا تو قوم کی خباثت و بدعملی کا خیال کر کے۔

يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ
اس کی قوم دوڑتی آئی اور انھیں آگے ہی سے بُرے کاموں کی عادت پڑی تھی و۱۶۱ (لوط نے) کہا اے قوم یہ میری قوم کی
بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ
بیٹیاں (عورتیں ہیں) یہ تمہارے لیے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو و۱۶۲ اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو کیا تم میں ایک
رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ
آدمی بھی نیک چلن نہیں بولے تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں و۱۶۳ اور تم ضرور جانتے ہو
مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ
جو ہماری خواہش ہے بولے اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا و۱۶۴ فرشتے بولے اے لوط
اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْۤا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ لَا
ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں و۱۶۵ وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے و۱۶۶ تو اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ اور تم

و۱۶۰ مروی ہے کہ ملائکہ کو حکمِ الٰہی یہ تھا کہ وہ قومِ لوط کو اس وقت تک ہلاک نہ کریں جب تک کہ حضرت لوط علیہ السلام خود اس قوم کی بدعملی پر چار مرتبہ گواہی نہ دیں چنانچہ جب یہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام سے ملے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہیں اس بستی والوں کا حال معلوم نہ تھا، فرشتوں نے کہا ان کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ عمل کے اعتبار سے روئے زمین پر یہ بدترین بستی ہے اور یہ بات آپ نے چار مرتبہ فرمائی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی عورت جو کافرہ تھی نکلی اور اس نے اپنی قوم کو جا کر خبر دی کہ حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں ایسے خوبرو اور حسین مہمان آئے ہیں جن کی مثل اب تک کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

(روح البیان، پ ۱۲، ھود ۷۷)

و۱۶۱ اور کچھ شرم و حیا باقی نہ رہی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے۔

و۱۶۲ اور اپنی بیبیوں سے تمتُّع کرو کہ یہ تمہارے لئے حلال ہے۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی عورتوں کو جو قوم کی بیٹیاں تھیں بزرگانہ شفقت سے اپنی بیٹیاں فرمایا تا کہ اس حسنِ اخلاق سے وہ فائدہ اٹھائیں اور حمیّت سیکھیں۔

و۱۶۳ یعنی ہمیں ان کی طرف رغبت نہیں۔

و۱۶۴ یعنی مجھے اگر تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا ایسا قبیلہ رکھتا جو میری مدد کرتا تو تم سے مقابلہ و مقاتلہ کرتا۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا تھا اور اندر سے یہ گفتگو فرما رہے تھے، قوم نے چاہا کہ دیوار توڑے فرشتوں نے آپ کا رنج و اضطراب دیکھا تو۔

و۱۶۵ تمہارا پایہ مضبوط ہے، ہم ان لوگوں کو عذاب کرنے کے لئے آئے ہیں تم دروازہ کھول دو اور ہمیں اور انہیں چھوڑ دو۔

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ

میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے و۱۶۶ سوائے تمہاری عورت کے اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو انہیں پہنچے گا و۱۶۸ بے شک ان کا

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا

وعدہ صبح کے وقت ہے و۱۶۹ کیا صبح قریب نہیں پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کا نیچا کر دیا و۱۷۰

سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۙ۬ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ۙ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ

اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے جو نشان کئے ہوئے تیرے

رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۳﴾ۧ وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ ع۱۵ ۷

رب کے پاس ہیں و۱۷۱ اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں و۱۷۲ اور و۱۷۳ مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو و۱۷۴

و۱۶۶ اور تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ حضرت نے دروازہ کھول دیا، قوم کے لوگ مکان میں گھس آئے۔ حضرت جبریل نے بحکمِ الٰہی اپنا بازو ان کے منہ پر مارا، سب اندھے ہو گئے اور حضرت لوط علیہ الصلٰوۃ والسلام کے مکان سے نکل کر بھاگے، انہیں راستہ نظر نہیں آتا تھا اور یہ کہتے جاتے تھے ہائے ہائے لوط کے گھر میں بڑے جادوگر ہیں، انہوں نے ہمیں جادو کر دیا۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ الصلٰوۃ والسلام سے کہا۔

و۱۶۷ اس طرح آپ کے گھر کے تمام لوگ چلے جائیں۔

و۱۶۸ حضرت لوط علیہ الصلٰوۃ والسلام نے کہا یہ عذاب کب ہوگا، حضرت جبریل نے کہا۔

و۱۶۹ حضرت لوط علیہ الصلٰوۃ والسلام نے کہا کہ میں تو اس سے جلدی چاہتا ہوں، حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا۔

و۱۷۰ یعنی اُلٹ دیا اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے قومِ لوط کے شہر جس طبقہ زمین میں تھے اس کے نیچے اپنا بازو ڈالا اور ان پانچوں شہروں کو جن میں سب سے بڑا سدوم تھا اور ان میں چار لاکھ آدمی بستے تھے اتنا اونچا اٹھایا کہ وہاں کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچنے لگیں اور اس آہستگی سے اٹھایا کہ کسی برتن کا پانی نہ گرا اور کوئی سونے والا بیدار نہ ہوا پھر اس بلندی سے اس کو اوندھا کر کے پلٹا۔

و۱۷۱ ان پتھروں پر ایسا نشان تھا جس سے وہ دوسروں سے ممتاز تھے۔ قتادہ نے کہا کہ ان پر سُرخ خطوط تھے۔ حسن وسدی کا قول ہے کہ ان پر مُہریں لگی ہوئی تھیں اور ایک قول یہ ہے کہ جس پتھر سے جس شخص کی ہلاکت منظور تھی اس کا نام اس پتھر پر لکھا تھا۔

و۱۷۲ یعنی اہلِ مکّہ سے۔

و۱۷۳ ہم نے بھیجا باشندگانِ شہر۔

و۱۷۴ آپ نے اپنی قوم سے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ

کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا کوئی معبود نہیں ف۱۷۵ اور ناپ اور تول میں کمی

وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَ

نہ کرو بے شک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں ف۱۷۶ اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے ف۱۷۷ اور

يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا

اے میری قوم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں

تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ۬

فساد مچاتے نہ پھرو ف۱۷۷ اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر

ف۱۷۵ پہلے تو آپ نے توحید و عبادت کی ہدایت فرمائی کہ وہ تمام اُمور میں سب سے اہم ہے اس کے بعد جن عاداتِ قبیحہ میں وہ مبتلا تھے اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا۔

ف۱۷۶ ایسے حال میں آدمی کو چاہیئے کہ نعمت کی شکر گزاری کرے اور دوسروں کو اپنے مال سے فائدہ پہنچائے نہ کہ ان کے حقوق میں کمی کرے۔ ایسی حالت میں اس خیانت کی عادت سے اندیشہ ہے کہ کہیں اس عادت سے محروم نہ کر دیئے جاؤ۔

ف۱۷۷ کہ جس سے کسی کو رہائی مُیسّر نہ ہو اور سب کے سب ہلاک ہو جائیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس دن کے عذاب سے عذابِ آخرت مراد ہو۔

ف۱۷۷ (ب)

کم تولنے کے بارے میں حکایت:

ایک شخص کا بیان ہے: 'میں ایک مریض کے پاس گیا جس پر موت کے آثار نمایاں تھے، میں نے اسے کلمہ شہادت کی تلقین شروع کر دی لیکن اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا، جب اسے افاقہ ہوا تو میں نے کہا: 'اے بھائی! کیا وجہ ہے کہ میں تجھے کلمۂ شہادت کی تلقین کر رہا تھا لیکن تمہاری زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا؟' اس نے بتایا: 'اے میرے بھائی! ترازو کے دستے کی سوئی میری زبان پر تھی جو مجھے بولنے سے مانع تھی۔' میں نے اسے کہا: 'اللہ عزوجل کی پناہ! کیا تم کم تولتے تھے؟' اس نے کہا: 'نہیں اللہ عزوجل کی قسم! مگر میں نے کچھ مدت تک اپنی ترازو کا بٹ (یعنی پتھر) صحیح نہ کیا۔' پس یہ اس کا حال ہے جو اپنی ترازو کا پتھر صحیح نہ کرے تو اس کا کیا حال ہوگا جو تولتا ہی کم ہے۔ (اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ)

ف۱۷۸ یعنی مالِ حرام ترک کرنے کے بعد حلال جس قدر بھی بچے وہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پورا تولنے اور ناپنے کے بعد جو بچے وہ بہتر ہے۔

وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا

تمہیں یقین ہو ف۱۷۸ اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں ف۱۷۹ بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ

یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُاؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ

دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں ف۱۸۰ یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ف۱۸۱ ہاں جی تمہیں بڑے عقل مند نیک

الرَّشِیْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ رَزَقَنِیْ

چلن ہو کہا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں ف۱۸۲ اور اس نے مجھے

مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًاؕ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُؕ اِنْ

اپنے پاس سے اچھی روزی دی ف۱۸۳ اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف

اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُؕ وَ مَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ

کرنے لگوں ف۱۸۴ میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ

ف۱۷۹ کہ تمہارے افعال پر دارو گیر کروں۔ عُلَماء نے فرمایا ہے کہ بعض انبیاء کو حرب کی اجازت تھی جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہم۔ بعض وہ تھے جنہیں حرب کا حکم نہ تھا حضرت شعیب علیہ السلام انہیں میں سے ہیں، تمام دن وعظ فرماتے اور شب تمام نماز میں گزارتے، قوم آپ سے کہتی کہ اس نماز سے آپ کو کیا فائدہ؟ آپ فرماتے نماز خوبیوں کا حکم دیتی ہے برائیوں سے منع کرتی ہے تو اس پر وہ تمسخُر سے یہ کہتے جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔

ف۱۸۰ بُت پرستی نہ کریں۔

ف۱۸۱ مطلب یہ تھا کہ ہم اپنے مال کے مختار ہیں چاہے کم ناپیں چاہے کم تولیں۔

ف۱۸۲ بصیرت و ہدایت پر۔

ف۱۸۳ یعنی نبوّت و رسالت یا مالِ حلال اور ہدایت و معرفت۔ تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں تمہیں بُت پرستی اور گناہوں سے منع نہ کروں کیونکہ انبیاء اسی لئے بھیجے جاتے ہیں۔

ف۱۸۴ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے حلیم و رشید ہونے کا اعتراف کیا تھا اور ان کا یہ کلام استہزاء نہ تھا بلکہ مُدّعا یہ تھا آپ باوجودِ حلم و کمالِ عقل کے ہم کو اپنے مال میں اپنے حسبِ مرضی تصرُّف کرنے سے کیوں منع فرماتے ہیں؟ اس کا جواب جو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ جب تم میرے کمالِ عقل کے معترف ہو تو تمہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ میں نے اپنے لئے جو بات پسند کی ہے وہ وہی ہو گی جو سب سے بہتر ہو اور وہ خدا کی توحید اور ناپ تول میں ترکِ خیانت ہے، میں اس کا پابندی سے عامل ہوں تو

وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ وَ يٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ

کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں اور اے میری قوم تمہیں میری ضد یہ نہ کموا دے کہ تم پر پڑے

قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَ مَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَ

جو پڑا تھا نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم تو کچھ تم سے دور نہیں و۱۸۵ اور

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ

اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ بے شک میرا رب مہربان محبت والا ہے بولے اے شعیب

مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ

ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں اور بے شک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں و۱۸۶ اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا و۱۸۷

لَرَجَمْنٰكَ ؗ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ

تو ہم نے تمہیں پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہیں عزت نہیں کہا اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ

اللّٰهِ ؕ وَ اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَ

اللہ سے زیادہ ہے و۱۸۸ اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا و۱۸۹ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس

يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

(احاطہ علم) میں ہے اور اے قوم تم اپنی جگہ اپنا کام کئے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں اب جانا چاہتے ہو کس پر آتا ہے وہ عذاب

يُّخْزِيْهِ وَ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَ ارْتَقِبُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَ لَمَّا جَآءَ

کہ اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے و۱۹۰ اور انتظار کرو و۱۹۱ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں اور جب و۱۹۲

تمہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ یہی طریقہ بہتر ہے۔

و۱۸۵ انہیں کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے نہ وہ کچھ دور کے رہنے والے تھے تو ان کے حال سے عبرت حاصل کرو۔

و۱۸۶ کہ اگر ہم آپ کے ساتھ کچھ زیادتی کریں تو آپ میں مدافعت کی طاقت نہیں۔

و۱۸۷ جو دین میں ہمارا موافق ہے اور جس کو ہم عزیز رکھتے ہیں۔

و۱۸۸ کہ اللہ کے لئے تو تم میرے قتل سے باز نہ رہے اور میرے کنبہ کی وجہ سے باز رہے اور تم نے اللہ کے نبی کا تو احترام نہ کیا اور کنبے کا احترام کیا۔

و۱۸۹ اور اس کے حکم کی کچھ پروا نہ کی۔

و۱۹۰ اپنے دعاوی میں یعنی تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ میں حق پر ہوں یا تم اور عذابِ الٰہی سے شقی کی شقاوت

اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ

ہمارا حکم آیا ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آلیا و۱۹۳

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا

تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں پڑے رہ گئے گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے ارے دور ہوں

ع ۸ بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

مدین جیسے دور ہوئے ثمود و۱۹۴ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں و۱۹۵ اور صریح

مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ

غلبے کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو وہ فرعون کے کہنے پر چلے و۱۹۶

بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ

اور فرعون کا کام راستی کا (درست) نہ تھا و۱۹۷ اپنی قوم کے آگے ہوگا قیامت کے دن تو انھیں دوزخ میں لا اتارے گا و۱۹۸ اور وہ کیا

ظاہر ہو جائے گی۔

و۱۹۱ عاقبتِ امر اور انجام کار کا۔

و۱۹۲ ان کے عذاب اور ہلاک کے لئے۔

و۱۹۳ حضرت جبریل علیہ السلام نے ہیبت ناک آواز سے کہا 'مُوْتُوْا جَمِيْعًا' سب مر جاؤ، اس آواز سے دہشت سے ان کے دم نکل گئے اور سب مر گئے۔

و۱۹۴ اللہ کی رحمت سے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کبھی دو اُمّتیں ایک ہی عذاب میں مبتلا نہیں کی گئیں بجز حضرت شعیب و صالح علیہما السلام کی اُمّتوں کے لیکن قومِ صالح کو ان کے نیچے سے ہولناک آواز نے ہلاک کیا اور قومِ شعیب کو اوپر سے۔

و۱۹۵ یعنی معجزات۔

و۱۹۶ اور کُفر میں مبتلا ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔

و۱۹۷ وہ کھلی گمراہی میں تھا کیونکہ باوجود بشر ہونے کے خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور علانیہ ایسے ظلم اور ایسی ستم گاریاں کرتا تھا جس کا شیطانی کام ہونا ظاہر اور یقینی ہے۔ وہ کہاں اور خدائی کہاں اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رشد و حقانیت تھی، آپ کی سچائی کی دلیلیں آیاتِ ظاہرہ و معجزاتِ باہرہ وہ لوگ معائنہ کر چکے تھے پھر بھی انہوں نے آپ کی اِتّباع سے مُنہ پھیرا اور ایسے گمراہ کی اطاعت کی تو جب وہ دنیا میں کُفر و ضلال میں اپنی قوم کا پیشوا تھا ایسے ہی جہنّم میں ان کا امام ہوگا اور۔

الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ
ہی برا گھاٹ (ٹھکانہ) اترنے کا اور ان کے پیچھے پڑی اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن ف۱۹۹ کیا ہی برا انعام جو انھیں ملا
الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآىٕمٌ وَّ حَصِیْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَ
یہ بستیوں ف۲۰۰ کی خبریں ہیں کہ ہم تمہیں سناتے ہیں ف۲۰۱ ان میں کوئی کھڑی ہے ف۲۰۲ اور کوئی کٹ گئی ف۲۰۳ اور
مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ
ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انھوں نے ف۲۰۴ اپنا برا کیا تو ان کے معبود جنھیں ف۲۰۵ اللہ کے سوا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَ مَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ﴿۱۰۱﴾
پوجتے تھے ان کے کچھ کام نہ آئے ف۲۰۶ جب تمہارے رب کا حکم آیا اور ان ف۲۰۷ سے انھیں ہلاک کے سوا کچھ نہ بڑھا
وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ
اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک
شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمٌ
کرّی ہے ف۲۰۸ بے شک اس میں نشانی ف۲۰۹ ہے اس کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ دن ہے

ف۱۹۸ جیسا کہ انہیں دریائے نیل میں لا ڈالا تھا۔

ف۱۹۹ یعنی دنیا میں بھی ملعون اور آخرت میں بھی ملعون۔

ف۲۰۰ یعنی گزری ہوئی اُمّتوں۔

ف۲۰۱ کہ تم اپنی اُمّت کو ان کی خبریں دو تاکہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں، ان بستیوں کی حالت کھیتیوں کی طرح ہے کہ۔

ف۲۰۲ اس کے مکانوں کی دیواریں موجود ہیں، کھنڈر پائے جاتے ہیں، نشان باقی ہیں جیسے کہ عاد و ثمود کے دیار۔

ف۲۰۳ یعنی کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بالکل بے نام و نشان ہوگئی اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا جیسے کہ قومِ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیار۔

ف۲۰۴ کفر و معاصی کا ارتکاب کرکے۔

ف۲۰۵ جہل و گمراہی سے۔

ف۲۰۶ اور ایک شمّہ عذاب دفع نہ کرسکے۔

ف۲۰۷ بتوں اور جھوٹے معبودوں۔

مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَ مَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ

جس میں سب لوگ ؎۲۱۰ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے ؎۲۱۱ اور ہم اسے ؎۲۱۲ پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی

مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

مدت کے لیے ؎۲۱۳ جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا ؎۲۱۴ تو ان میں کوئی بدبخت ہے اور کوئی خوش

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا

نصیب ؎۲۱۵ تو وہ جو بدبخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینکیں گے وہ اس میں رہیں گے

دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا

جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا ؎۲۱۶ بے شک تمہارا رب جب جو

يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

چاہے کرے اور وہ جو خوش نصیب ہوئے وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان

؎۲۰۸ تو ہر ظالم کو چاہیئے کہ ان واقعات سے عبرت پکڑے اور توبہ میں جلدی کرے۔

؎۲۰۹ عبرت و نصیحت۔

؎۲۱۰ اگلے پچھلے حساب کے لئے۔

؎۲۱۱ جس میں آسمان والے اور زمین والے سب حاضر ہوں گے۔

؎۲۱۲ یعنی روزِ قیامت کو۔

؎۲۱۳ یعنی جو مدّت ہم نے بقائے دنیا کے لئے مقرر فرمائی ہے اس کے تمام ہونے تک۔

؎۲۱۴ تمام خلق ساکت ہو گی۔ قیامت کا دن بہت طویل ہوگا اس میں احوال مختلف ہوں گے بعض احوال میں تو شدتِ ہیبت سے کسی کو بے اذنِ الٰہی بات زبان پر لانے کی قدرت نہ ہو گی اور بعض احوال میں اذن دیا جائے گا کہ لوگ اذن سے کلام کریں گے اور بعض احوال میں ہول و دہشت کم ہو گی، اس وقت لوگ اپنے معاملات میں جھگڑیں گے اور اپنے مقدمات پیش کریں گے۔

؎۲۱۵ شقیق بلخی قدّس سرّہ نے فرمایا سعادت کی پانچ علامتیں ہیں (۱) دل کی نرمی (۲) کثرتِ گریہ (۳) دنیا سے نفرت (۴) امیدوں کا کوتاہ ہونا (۵) حیا۔ اور بدبختی کی علامت بھی پانچ چیزیں ہیں۔ (۱) دل کی سختی (۲) آنکھ کی خشکی یعنی عدمِ گریہ (۳) دنیا کی رغبت (۴) دراز امیدیں (۵) بے حیائی۔

؎۲۱۶ اتنا اور زیادہ رہیں گے اور اس زیادتی کی کوئی انتہا نہیں تو معنی یہ ہوئے کہ ہمیشہ رہیں گے کبھی اس سے رہائی نہ پائیں گے۔ (جلالین)

وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا

وزمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا وے۲۱ یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی تو اے سننے والے دھوکا میں نہ پڑ اس سے جسے

یَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا

یہ کافر پوجتے ہیں و۲۱۸ یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسا پہلے ان کے باپ دادا پوجتے تھے و۲۱۹ اور بے شک ہم ان (کے عذاب)

لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ

ع ۹/۱۴/۹

کا حصہ انہیں پورا پھیر (لوٹا) دیں گے جس میں کمی نہ ہوگی اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی و۲۲۰ تو اس میں پھوٹ پڑ گئی و۲۲۱

فِیْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ

اگر تمہارے رب کی ایک بات و۲۲۲ پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جبھی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا و۲۲۳ اور بے شک وہ اس کی طرف

مُرِیْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَ اِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا

سے و۲۲۴ دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں و۲۲۵ اور بے شک جتنے ہیں و۲۲۶ ایک ایک کو تمہارا رب اس کا عمل پورا

یَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ

بھر دے گا اسے ان کے کاموں کی خبر ہے و۲۲۷ تو قائم رہو و۲۲۸ جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے و۲۲۹

و۲۱۷ اتنا اور زیادہ رہیں گے۔ اس زیادتی کی کچھ انتہا نہیں اس سے ہمیشگی مراد ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔

و۲۱۸ بے شک یہ اس بُت پرستی پر عذاب دیئے جائیں گے جیسے کہ پہلی اُمّتیں مبتلائے عذاب ہوئیں۔

و۲۱۹ اور تمہیں معلوم ہو چکا کہ ان کا کیا انجام ہوگا۔

و۲۲۰ یعنی توریت۔

و۲۲۱ بعضے اس پر ایمان لائے اور بعض نے کُفر کیا۔

و۲۲۲ کہ ان کے حساب میں جلدی نہ فرمائے گا مخلوق کے حساب و جزا کا دن روزِ قیامت ہے۔

و۲۲۳ اور دنیا ہی میں گرفتارِ عذاب کئے جاتے۔

و۲۲۴ یعنی آپ کی اُمّت کے کُفّار قرآنِ کریم کی طرف سے۔

و۲۲۵ جس نے ان کی عقلوں کو حیران کر دیا ہے۔

و۲۲۶ تمام خَلق تصدیق کرنے والے ہوں یا تکذیب کرنے والے روزِ قیامت۔

و۲۲۷ اس پر کچھ مخفی نہیں، اس میں نیکیوں اور تصدیق کرنے والوں کے لئے تو بشارت ہے کہ وہ نیکی کی جزا پائیں گے اور کافروں اور تکذیب کرنے والوں کے لئے وعید ہے کہ وہ اپنے عمل کی سزا میں گرفتار ہوں گے۔

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ مَا

اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی ف۲۳۰ اور

لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ

اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی (مددگار) نہیں ف۲۳۱ پھر مدد نہ پاؤ گے اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں

النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى

کناروں ف۲۳۲ اور کچھ رات کے حصوں میں ف۲۳۳ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ف۲۳۴ یہ نصیحت ہے

ف۲۲۸ اپنے ربّ کے حکم اور اس کے دین کی دعوت پر۔

ف۲۲۹ اور اس نے تمہارا دین قبول کیا ہے، وہ دین وطاعت پر قائم رہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے سفیان بن عبداللہ ثقفی نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے دین میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر کسی سے دریافت کرنے کی حاجت نہ رہے فرمایا 'اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ' کہہ اور قائم رہ۔

ف۲۳۰ کسی کی طرف جھکنا اس کے ساتھ میل مَحبت رکھنے کو کہتے ہیں۔ ابوالعالیہ نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ ظالموں کے اعمال سے راضی نہ ہو۔ سدی نے کہا اس کے ساتھ مُداہنت نہ کرو۔ قتادہ نے کہا مشرکین سے نہ ملو۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نافرمانوں کے ساتھ یعنی کافروں اور بے دینوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول، رسم وراہ، مَودّت ومَحبت، ان کی ہاں میں ہاں ملانا، ان کی خوشامد میں رہنا ممنوع ہے۔

ف۲۳۱ کہ تمہیں اس کے عذاب سے بچا سکے۔ یہ حال تو ان کا ہے جو ظالموں سے رسم وراہ، میل ومَحبت رکھیں اور اسی سے ان کا حال قیاس کرنا چاہیئے جو خود ظالم ہیں۔

ف۲۳۲ دن کے دو کناروں سے صبح وشام مراد ہیں۔ زوال سے قبل کا وقت صبح میں اور بعد کا شام میں داخل ہے صبح کی نماز فجر اور شام کی نماز ظہر وعصر ہیں۔

ف۲۳۳ اور رات کے حصوں کی نمازیں مغرب وعشاء ہیں۔

حضرتِ سیدنا ابوعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درخت کی ایک خشک ٹہنی کو پکڑا اور اسے ہلایا یہاں تک کہ اس کے پتے جھڑ گئے پھر فرمایا، 'اے ابوعثمان! کیا تم مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟' میں نے پوچھا کہ 'آپ نے ایسا کیوں کیا؟' تو فرمایا، 'ایک مرتبہ میں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی طرح کیا اور اس درخت کی ایک خشک ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا یہاں تک کہ اس کے پتے جھڑ گئے پھر فرمایا، اے سلمان! کیا تم مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں نے یہ عمل کیوں کیا؟'

لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَ اصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٥﴾ فَلَوْ لَا كَانَ

نصیحت ماننے والوں کو اور صبر کرو کہ اللہ نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتا تو کیوں نہ ہوئے تم

مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا

میں سے اگلی سنگتوں (قوموں) میں وف۲۳۵ ایسے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا کہ زمین میں فساد سے روکتے وف۲۳۶ ہاں

قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا

ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم نے نجات دی وف۲۳۷ اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا وف۲۳۸ اور

میں نے عرض کیا، "آپ نے ایسا کیوں کیا؟" ارشاد فرمایا "بیشک جب مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پانچ نمازیں ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح یہ پتے جھڑ جاتے ہیں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

(مسند احمد، حدیث سلمان فارسی، رقم ۲۳۷۶۸، ج۹، ص ۱۷۸)

وف۲۳۴ نیکیوں سے مراد یا یہی پنج گانہ نمازیں ہیں جو آیت میں ذکر ہوئیں یا مطلق طاعتیں یا "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" پڑھنا۔

مسئلہ: آیت سے معلوم ہوا کہ نیکیاں صغیرہ گناہوں کے لئے کفّارہ ہوتی ہیں خواہ وہ نیکیاں نماز ہوں یا صدقہ یا ذکر و استغفار یا اور کچھ۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوۃ الخمس الخ رقم ۲۳۳، ج ص ۱۴۴)

اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان دوسرے رمضان تک یہ سب کفّارہ ہیں ان گناہوں کے لئے جو ان کے درمیان واقع ہوں جب کہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے۔

شانِ نُزول: ایک شخص نے کسی عورت کو دیکھا اور اس سے کوئی خفیف سی حرکت بے حجابی کی سرزد ہوئی اس پر وہ نادم ہوا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ صغیرہ گناہوں کے لئے نیکیوں کا کفّارہ ہونا کیا خاص میرے لئے ہے فرمایا نہیں سب کے لئے۔

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلوۃ کفارۃ، رقم ۵۲۶، ج۱، ص ۱۹۶)

وف۲۳۵ یعنی پہلی امّتوں میں جو ہلاک کی گئیں۔

وف۲۳۶ معنی یہ ہیں کہ ان امّتوں میں ایسے اہل خیر نہیں ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد کرنے سے روکتے اور گناہوں سے منع کرتے اسی لئے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔

وف۲۳۷ وہ انبیاء پر ایمان لائے، ان کے احکام پر فرمانبردار ہے اور لوگوں کو فساد سے روکتے رہے۔

وف۲۳۸ اور تنعّم وتلذّذ اور خواہشات وشہوات کے عادی ہو گئے اور کُفر و مَعاصی میں ڈوبے رہے۔

مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ

وہ گنہگار تھے اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بے وجہ ہلاک کر دے اور ان کے لوگ اچھے ہوں اور

لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا

اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا ف۲۳۹ اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے ف۲۴۰ مگر جن پر

مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ

تمہارے رب نے رحم کیا ف۲۴۱ اور لوگ اسی لیے بنائے ہیں ف۲۴۲ اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور جہنم

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا

بھر دوں گا (نافرمان) جنوں اور آدمیوں کو ملا کر ف۲۴۳ اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس

نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى

سے تمہارا دل ٹھہرائیں ف۲۴۴ اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا ف۲۴۵ اور مسلمانوں کو

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا

پند و نصیحت ف۲۴۶ اور کافروں سے فرماؤ تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ ف۲۴۷ ہم اپنا کام کرتے ہیں ف۲۴۸

ف۲۳۹ تو سب ایک دین پر ہوتے۔

ف۲۴۰ کوئی کسی دین پر کوئی کسی پر۔

ف۲۴۱ وہ دینِ حق پر متفق رہیں گے اور اس میں اختلاف نہ کریں گے۔

ف۲۴۲ یعنی اختلاف والے اختلاف کے لئے اور رحمت والے اتفاق کے لئے۔

ف۲۴۳ کیونکہ اس کو علم ہے کہ باطل کے اختیار کرنے والے بہت ہوں گے۔

ف۲۴۴ اور انبیاء کے حال اور ان کی اُمّتوں کے سلوک دیکھ کر آپ کو اپنی قوم کی ایذا کا برداشت کرنا اور اس پر صبر فرمانا آسان ہو۔

ف۲۴۵ اور انبیاء اور ان کی اُمّتوں کے تذکرے واقع کے مطابق بیان ہوئے جو دوسری کتابوں اور دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں یعنی جو واقعات بیان فرمائے گئے وہ حق بھی ہیں۔

ف۲۴۶ بھی کہ گزری ہوئی اُمّتوں کے حالات اور ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔

ف۲۴۷ عنقریب اس کا نتیجہ پالو گے۔

ف۲۴۸ جس کا ہمیں ہمارے ربّ نے حکم دیا۔

عْمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ لِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

اور راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں ۲۴۹ اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے غیب ۲۵۰

وَ اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَیْهِ ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ

اور اسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے تو اس کی بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

کاموں سے غافل نہیں

ع ۱۰

اٰیاتُها ۱۱۱ | ۱۲ سُوْرَةُ یُوْسُفَ مَكِّیَّةٌ ۵۳ | رکوعاتها ۱۲

سورۂ یوسف مکی ہے اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

الٓرٰ ۟ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۱﴾ قف اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ

یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ۲ بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو ۲ ب

۲۴۹ تمہارے انجام کار کی۔

۲۵۰ اس سے کچھ چھپ نہیں سکتا۔

۱ سورۂ یوسف مکیّہ ہے اس میں بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ ۱۱۱ آیتیں اور ایک ہزار چھ سو ۱۶۰۰ کلمے اور سات ہزار ایک سو چھیاسٹھ ۷۱۶۶ حرف ہیں۔

شانِ نُزول: علماءِ یہود نے اشرافِ عرب سے کہا تھا کہ سیّدِ عالم محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو کہ اولادِ حضرت یعقوب مُلکِ شام سے مِصر میں کس طرح پہنچی اور ان کے وہاں جا کر آباد ہونے کا کیا سبب ہوا اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ کیا ہے؟ اس پر یہ سورۃ مبارکہ نازِل ہوئی۔

۲ جس کا اعجاز ظاہر اور مِن عندِ اللہ ہونا واضح اور معانی اہلِ علم کے نزدیک غیر مُشتَبَہ ہیں اور اسمیں حلال و حرام، حدود و احکام صاف بیان فرمائے گئے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں متقدّمین کے احوال روشن طور پر مذکور ہیں اور حق و باطل کو ممتاز کر دیا گیا ہے۔

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سَیِّدُنا امام محمّد غزالی علیہ رحمۃ الوالی نے سورہ یوسف کی تفسیر میں ایک انتہائی سبق آموز حِکایت نقل کی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ بغدادِ مُعلّٰی میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر لوگوں سے ایک دِرْھَم کا سُوال کیا، مشہور مُحَدِّث حضرت سیّدُنا ابنِ سَمّاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، تم کو کون سی سُورۃ اچّھی طرح یاد ہے؟ اُس نے کہا، سورۃُ الفاتحہ۔ فرمایا، ایک بار

پڑھ کر اُس کا ثواب میرے ہاتھ بیچ دو، میں اِس کے بدلے اپنی ساری دولت تمھارے حوالے کر دوں گا! سائل کہنے لگا، حضرت! میں مجبور ہو کر ایک دِرْہَم کا سُوال کرنے آیا ہوں، قرآن بیچنے نہیں آیا۔ یہ کہہ کر وہ سائل قبرِستان کی طرف چلا گیا، بارِش شروع ہوگئی حتّٰی کہ اَولے برسنے لگے، وہ ایک چھجّے کے نیچے پناہ لینے کیلئے لپکا، وہاں سبز لباس میں ملبوس ایک سُوار پہلے ہی سے موجود تھا اُس نے کہا، تم نے ہی سورۂ الفاتحہ کا ثواب بیچنے سے انکار کیا تھا؟ کہا، جی ہاں۔ سُوار نے اُس کو دس ہزار دِرْہَم کی تھیلی دی اور کہا، ان کو خرچ کرو خَتْم ہونے پر اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اتنے ہی مزید دوں گا۔ سائل نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ سُوار نے بتایا، میں تیرا یقین ہوں یہ کہہ کر سُوار چلا گیا۔ (مُلَخَّص از تفسیرِ سورہ یوسف لِلغزالی ص ۱۷، ۱۸)

وٓ ب

حضور اکرم نورِ مجسم رسولِ مکرم شاہ بنی آدم شافع امم شاہ جود وکرم ماحیِ کفر وظلم (فِدَاہُ رُوْحِیْ وَجَسَدِیْ) صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ نے فرمایا: 'عرب سے محبت کرو تین وجوہات کی بناء پر: (1) میں عربی ہوں (2) کلام اللہ عربی ہے (3) جنت والوں کی زبان عربی ہے۔ (مجمع الزوائد 10/52)

عربی زبان اپنی جامعیت اور کثرت الفاظ کی بنیاد پر پوری دنیا کی زبانوں پر فائق ہے اور اس میں ایسی خوبیاں اور خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اسے دیگر رائج زبانوں سے ممتاز کر دیتی ہیں۔ دنیا میں کوئی زبان ایسی نہیں جو اتنا طویل عرصہ گزرنے کے بعد بھی اپنی اصل حالت پر قائم رہی ہو یہ صرف 'عربی زبان' کا اعجاز ہے کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی یہ مِنْ وَعَنْ اپنی حالت پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضورِ اکرم، نورِ مجسم، رسولِ مکرم، شاہِ بنی آدم، شافعِ امم، شاہ جود وکرم، ماحیِ کفر وظلم (فِدَاہُ رُوْحِیْ وَجَسَدِیْ) صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ارشادات وفرمودات سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ عالم کی دوسری زبانیں اس خصوصیت سے عاری ہیں۔

عربی زبان کی خصوصیات میں سے اس کے الفاظ کی کثرت، معانی کی جامعیت، فصاحت وبلاغت کا کمال، الفاظ کی خوبصورتی وجمال، دلکش اور متنوع ضرب الامثال، شعر وادب کے دلربا اور دل نواز نمونے اور خطابت وتقریر کے عظیم شہ پارے اور محاورات واصطلاحات کی بہتات ہے۔ اس میں دلکشی بھی ہے، چاشنی بھی، حسن بھی ہے جمال بھی، نور بھی ہے سرور بھی، مسکراہٹ کے نغمے بھی ہیں اور آنسوؤں کے سمندر بھی، نیز خداوند قدوس کی طرف سے اس لغت عربی کی حفاظت کا خاص اہتمام ہے۔

عربی زبان کے انہی خصائص وشمائل اور فضائل وکمالات کی وجہ سے آخری آسمانی کتاب کے لئے بھی اس زبان کا انتخاب کیا گیا اور اسے بیشک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو (سورہ یوسف آیت ۲) کی سند عظیم عطا کی گئی؛ کیونکہ اس بے مثل کتاب کے لئے ایسی زبان ہی مناسب تھی جو نہایت شاندار اور بے مثال ہو اور جس طرح اس کتاب کے مضامین کا مقابلہ کوئی کلام نہیں کر سکتا اسی طرح اس کی زبان بھی ناقابل مقابلہ ہو۔ حق تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جزیرہ عرب میں پیدا فرمایا اور افصح العرب کا اعزاز بخشا اور انہیں ایسے زمانے میں مبعوث فرمایا جس میں زبان دانی کا زور وشور اور چرچا تھا، بڑے بڑے فصحاء وبلغا، خطباء وشعراء اور ماہر ادیب اپنے اپنے فن کے جوہر دکھاتے اور لوگوں سے داد تحسین وصول کرتے لیکن جب قرآن کا نزول شروع ہوا تو ان شاعروں کے کلام کا سحر ٹوٹ گیا اور دشمنوں کی زبانیں بھی بے ساختہ

تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ هٰذَا

ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں ۳؎ اس لیے کہ ہم نے تمہاری طرف اس

الْقُرْاٰنَ ۖۗ وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ

قرآن کی وحی بھیجی اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ ۴؎ سے کہا

یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ

اے میرے باپ میں نے (خواب میں) گیارہ تارے اورسورج اور چاند دیکھے انھیں اپنے لیے

سٰجِدِیْنَ ﴿۴﴾ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ

سجدہ کرتے دیکھا ۵؎ کہا اے میرے بچّے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ۶؎ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے ۷؎

گویا ہوئیں "مَا هٰذَا بِكَلَامِ الْبَشَرِ" اور قرآن کریم عربی زبان کا ماہتابِ ہدایت بن کر روشن ہوا اور آفاق عالم کو اپنے انوار و برکات کی روشنی سے روشن اور علوم و معارف کے نور سے منور کر دیا۔

۳؎ جو بہت سے عجائب و غرائب اور حکمتوں اور عبرتوں پر مشتمل ہے اور اس میں دین و دنیا کے بہت فوائد اور سلاطین و رعایا اور عُلَماء کے احوال اور عورتوں کے خصائص اور دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر اور ان پر قابو پانے کے بعد ان سے تجاوز کرنے کا نفیس بیان ہے جس سے سننے والے میں نیک سیرتی اور پاکیزہ خصائل پیدا ہوتے ہیں۔ صاحبِ بحرالحقائق نے کہا کہ اس بیان کا احسن ہونا اس سبب سے ہے کہ یہ قصّہ انسان کے احوال کے ساتھ کمال مشابہت رکھتا ہے، اگر یوسف سے دل کو اور یعقوب سے روح اور راحیل سے نفس کو، برادرانِ یوسف سے قوی حواس کو تعبیر کیا جائے اور تمام قصّہ کو انسانوں کے حالات سے مطابقت دی جائے چنانچہ انہوں نے وہ مطابقت بیان بھی کی ہے جو یہاں بنظرِ اختصار درج نہیں کی جا سکتی۔

۴؎ حضرت یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام۔

۵؎ حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے خواب دیکھا کہ آسمان سے گیارہ ستارے اترے اور ان کے ساتھ سورج اور چاند بھی ہیں ان سب نے آپ کو سجدہ کیا، یہ خواب شبِ جمعہ کو دیکھا یہ رات شبِ قدر تھی۔ ستاروں کی تعبیر آپ کے گیارہ بھائی ہیں اور سورج آپ کے والد اور چاند آپ کی والدہ یا خالہ، آپ کی والدہ ماجدہ کا نام راحیل ہے۔ سدی کا قول ہے کہ چونکہ راحیل کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے قمر سے آپ کی خالہ مراد ہیں اور سجدہ کرنے سے تواضع کرنا اور مطیع ہونا مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حقیقۃً سجدہ ہی مراد ہے کیونکہ اس زمانہ میں سلام کی طرح سجدہ تحیّت تھا، حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کی عمر شریف اس وقت بارہ سال کی تھی اور سات اور سترہ کے قول بھی آئے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام سے بہت زیادہ مَحبت تھی اس لئے ان

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝۵ وَكَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَیُعَلِّمُكَ مِنْ

بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے ف۸ اور اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا ف۹ اور تجھے باتوں کا انجام

تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ یَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى

نکالنا سکھائے گا ف۱۰ اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر ف۱۱ جس طرح تیرے پہلے

اَبَوَیْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝۶ لَقَدْ كَانَ فِیْ ع

دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق پر پوری کی ف۱۲ بے شک تیرا رب علم و حکمت والا ہے بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں

کے ساتھ ان کے بھائی حسد کرتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس پر مطّلع تھے اس لئے جب حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے یہ خواب دیکھا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے۔

ف۶ کیونکہ وہ اس کی تعبیر کو سمجھ لیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام جانتے تھے کہ اللہ تعالٰی حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کو نبوّت کے لئے برگزیدہ فرمائے گا اور دارین کی نعمتیں اور شرف عنایت کرے گا، اس لئے آپ کو بھائیوں کے حسد کا اندیشہ ہوا اور آپ نے فرمایا۔

ف۷ اور تمہاری ہلاکت کی کوئی تدبیر سوچیں گے۔

ف۸ ان کو کید و حسد پر ابھارے گا۔ اس میں ایما ہے کہ برادرانِ یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام اگر حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کے لئے ایذا و ضرر پر اقدام کریں گے تو اس کا سبب وسوسۂ شیطان ہوگا۔ (خازن)

بخاری و مسلم حدیث میں ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے چاہیئے کہ اس کو محِب سے بیان کیا جاوے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے جب کوئی دیکھنے والا وہ خواب دیکھے تو چاہئے کہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکارے اور یہ پڑھے 'اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَمِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرُّؤْیَا'۔
(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب اذا رأی ما یکرہ... الخ، الحدیث ۷۰۴۴، ج۴، ص ۴۲۳)

ف۹ اجتباء یعنی اللہ تعالٰی کا کسی بندے کو برگزیدہ کر لینا یعنی چن لینا اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی بندے کو فیضِ ربّانی کے ساتھ مخصوص کرے جس سے اس کو طرح طرح کے کرامات و کمالات بے سعی و محنت حاصل ہوں۔ یہ مرتبہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے اور ان کی بدولت ان کے مقرّبین صدیقین و شہداء و صالحین بھی اس نعمت سے سرفراز کئے جاتے ہیں۔

ف۱۰ علم و حکمت عطا کرے گا اور کتبِ سابقہ اور احادیثِ انبیاء کے غوامض کشف فرمائے گا اور مفسّرین نے اس سے تعبیرِ خواب بھی مراد لی ہے۔ حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام تعبیرِ خواب کے بڑے ماہر تھے۔

ف۱۱ نبوّت عطا فرما کر جو اعلٰی مناصب میں سے ہے اور خلق کے تمام منصب اس سے فروتر ہیں اور سلطنتیں دے کر دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز کر کے۔

یُوۡسُفَ وَ اِخۡوَتِہٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیۡنَ ﴿۷﴾ اِذۡ قَالُوۡا لَیُوۡسُفُ وَ اَخُوۡہُ اَحَبُّ اِلٰۤی

میں وا۱۳ پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں وا۱۴ جب بولے وا۱۵ کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی وا۱۶ ہمارے باپ کو ہم

اَبِیۡنَا مِنَّا وَ نَحۡنُ عُصۡبَۃٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنِۣ ﴿۸﴾ۚۖ اقۡتُلُوۡا

سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں وا۱۷ بے شک ہمارے باپ صراحۃً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں وا۱۸

وا۱۲ کہ انہیں نُبوّت عطا فرمائی۔ بعض مفسّرین نے فرمایا اس نعمت سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو نارِ نمرود سے خلاصی دی اور اپنا خلیل بنایا اور حضرت اسحٰق علیہ الصلٰوۃ والسلام کو حضرت یعقوب اور اسباط عنایت کئے۔

وا۱۳ حضرت یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام کی پہلی بی بی لیا بنت لیان آپ کے ماموں کی بیٹی ہیں ان سے آپ کے چھ فرزند ہوئے (۱) روبیل (۲) شمعون (۳) لاوی (۴) یہودا (۵) زبولون (۶) یشجر اور چار بیٹے حرم سے ہوئے (۷) دان (۸) نفتالی (۹) جاد (۱۰) آشر، انکی مائیں زلفہ اور بلہہ۔ لیا کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی بہن راحیل سے نکاح فرمایا ان سے دو فرزند ہوئے (۱۱) یوسف (۱۲) بنیامین۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ صاحب زادے ہیں انہیں کو اسباط کہتے ہیں۔

وا۱۴ پوچھنے والوں سے یہود مراد ہیں جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کا حال اور اولادِ حضرت یعقوب علیہ السلام کے خطۂ کنعان سے سرزمینِ مِصر کی طرف منتقل ہونے کا سبب دریافت کیا تھا۔ جب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کے حالات بیان فرمائے اور یہود نے ان کو توریت کے مطابق پایا تو انہیں حیرت ہوئی کہ سید عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتابیں پڑھنے اور عُلَماء و احبار کی مجلس میں بیٹھنے اور کسی سے کچھ سیکھنے کے بغیر اس قدر صحیح واقعات کیسے بیان فرمائے۔ یہ دلیل ہے کہ آپ ضرور نبی ہیں اور قرآنِ پاک ضرور وحیٔ الٰہی ہے اور اللہ تعالٰی نے آپ کو علمِ قُدس سے مشرف فرمایا علاوہ بریں اس واقعہ میں بہت سی عبرتیں اور نصیحتیں اور حکمتیں ہیں۔

وا۱۵ برادرانِ حضرت یوسف۔

وا۱۶ حقیقی بنیامین۔

وا۱۷ قوی ہیں زیادہ کام آسکتے ہیں، زیادہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام چھوٹے ہیں کیا کام کر سکتے ہیں۔

وا۱۸ اور یہ بات ان کے خیال میں نہ آئی کہ حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کی والدہ کا ان کی صِغر سِنی میں انتقال ہوگیا اس لئے وہ مزید شفقت و مَحبت کے مَورَد ہوئے اور ان میں رُشد و نجابت کی وہ نشانیاں پائی جاتی ہیں جو

يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا

یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ ف۱۹ کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے ف۲۰ اور اس کے بعد پھر

صٰلِحِيْنَ ۝۹ قَالَ قَآىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ

نیک ہو جانا ف۲۱ ان میں ایک کہنے والا ف۲۲ بولا یوسف کو مارو نہیں ف۲۳ اور اسے اندھے کنویں میں ڈال

الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا

دو کہ کوئی چلتا (مسافر) اسے آکر لے جائے ف۲۴ اگر تمہیں کرنا ہے ف۲۵ بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ

تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝۱۱ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ

یوسف کے معاملہ میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ میوے کھائے اور

وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۱۲ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ

کھیلے ف۲۶ اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں ف۲۷ بولا (یعقوب) بے شک مجھے رنج دے گا کہ اسے لے جاؤ ف۲۸ اور ڈرتا ہوں

دوسرے بھائیوں میں نہیں ہیں یہ سبب ہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام کو حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔ یہ سب باتیں خیال میں نہ لا کر انہیں اپنے والدِ ماجد کا حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام سے زیادہ محبت فرمانا شاق گزرا اور انہوں نے باہم مل کر یہ مشورہ کیا کہ کوئی ایسی تدبیر سوچنی چاہئے جس سے ہمارے والد صاحب کو ہماری طرف زیادہ التفات ہو۔ بعض مفسّرین نے کہا ہے کہ شیطان بھی اس مجلسِ مشورہ میں شریک ہوا اور اس نے حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کے قتل کی رائے دی اور گفتگوئے مشورہ اس طرح ہوئی۔

ف۱۹ آبادیوں سے دور بس یہی صورتیں ہیں جن سے۔

ف۲۰ اور انہیں فقط تمہاری ہی محبت ہو اور کی نہیں۔

ف۲۱ اور توبہ کر لینا۔

ف۲۲ یعنی یہودا یا روبیل۔

ف۲۳ کیونکہ قتل گناہِ عظیم ہے۔

ف۲۴ یعنی کوئی مسافر وہاں گزرے اور کسی مُلک کو انہیں لے جائے، اس سے بھی غرض حاصل ہے کہ نہ وہ یہاں رہیں گے نہ والد صاحب کی نظرِ عنایت اس طرح ان پر ہوگی۔

ف۲۵ اس میں اشارہ ہے کہ چاہئے تو یہ کہ کچھ بھی نہ کرو لیکن اگر تم نے ارادہ ہی کر لیا ہے تو بس اتنے ہی پر اکتفا کرو چنانچہ سب اس پر متفق ہو گئے اور اپنے والد سے۔

ف۲۶ یعنی تفریح کے حلال مشاغل سے لطف اندوز ہوں مثل شکار اور تیر اندازی وغیرہ کے۔

الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَىٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ

کہ اسے بھیڑیا کھالے ۲۹ اور تم اس سے بے خبر رہو ۳۰ بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے اور ہم ایک جماعت ہیں

اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ

جب تو ہم کسی مصرف کے نہیں ۳۱ پھر جب اسے لے گئے ۳۲ اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے کنویں میں

الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

ڈال دیں ۳۳ اور ہم نے اسے وحی بھیجی ۳۴ کہ ضرور تو انھیں ان کا یہ کام جتا دے گا ۳۵ ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے

۲۷ ان کی پوری نگہداشت رکھیں گے۔

۲۸ کیونکہ ان کی ایک ساعت کی جدائی گوارا نہیں ہے۔

۲۹ کیونکہ اس سرزمین میں بھیڑیے اور درندے بہت ہیں۔

۳۰ اور اپنی سیر و تفریح میں مشغول ہو جاؤ۔

۳۱ لہذا انہیں ہمارے ساتھ بھیج دیجئے۔ تقدیرِ الٰہی یونہی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اجازت دی اور وقتِ روانگی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص جو حریرِ جنّت کی تھی اور جس وقت کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کپڑے اتار کر آگ میں ڈالا گیا تھا، حضرت جبریل علیہ السلام نے وہ قمیص آپ کو پہنائی تھی۔ وہ قمیص مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور ان سے ان کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہنچی تھی، وہ قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام نے تعویذ بنا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دی۔

۳۲ اس طرح کہ جب تک حضرت یعقوب علیہ السلام انہیں دیکھتے رہے وہاں تک تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر سوار کئے ہوئے عزت و احترام کے ساتھ لے گئے جب دور نکل گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظروں سے غائب ہو گئے تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین پر دے ٹپکا اور دلوں میں جو عداوت تھی وہ ظاہر ہوئی جس کی طرف جاتے تھے وہ مارتا تھا اور طعنے دیتا تھا اور خواب جو کسی طرح انہوں نے سن پایا تھا اس پر تشنیع کرتے تھے اور کہتے تھے اپنے خواب کو بلا وہ اب تجھے ہمارے ہاتھوں سے چھڑائے جب سختیاں حد کو پہنچیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے یہودا سے کہا خدا سے ڈر اور ان لوگوں کو ان زیادتیوں سے روک۔ یہودا نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم نے مجھ سے کیا عہد کیا تھا یاد کرو قتل کی نہیں ٹھہری تھی تب وہ ان حرکتوں سے باز آئے۔

۳۳ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ یہ کنواں کنعان سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر حوالیٔ بیت المقدس یا سرزمینِ اردن میں واقع تھا اوپر سے اس کا منہ تنگ تھا اور اندر سے فراخ۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قمیص اتار کر کنوئیں میں چھوڑا جب وہ اس کی نصف گہرائی تک پہنچے تو رسی چھوڑ دی تاکہ آپ پانی میں گر کر ہلاک

وَ جَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ

ہوں گے ۳۶ اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے ۳۷ بولے اے ہمارے باپ ہم دوڑ کرتے

وَ تَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا

نکل گئے ۳۸ اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ

صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ

ہم سچے ہوں ۳۹ اور اس کے کرتے پر ایک جھوٹا (بکری کا) خون لگا لائے ۴۰ کہا بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے

ہو جائیں۔ حضرت جبریلِ امین بحکمِ الٰہی پہنچے اور انہوں نے آپ کو ایک پتھر پر بٹھا دیا جو کنوئیں میں تھا اور آپ کے ہاتھ کھول دیئے اور روانگی کے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قمیص جو تعویذ بنا کر آپ کے گلے میں ڈال دیا تھا وہ کھول کر آپ کو پہنا دیا اس سے اندھیرے میں روشنی ہوگئی۔ سبحان اللہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے مبارک اجسادِ شریفہ میں کیا برکت ہے کہ ایک قمیص جو اس بابرکت بدن سے مس ہوا اس نے اندھیرے کنوئیں کو روشن کر دیا۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ملبوسات اور آثارِ مقبولانِ حق سے برکت حاصل کرنا شرع میں ثابت اور انبیاء کی سنّت ہے۔

۳۴ بواسطۂ حضرتِ جبریل علیہ السلام کے یا بطریقِ الہام کہ آپ غمگین نہ ہوں، ہم آپ کو عمیق چاہ سے بلند جاہ پر پہنچائیں گے اور تمہارے بھائیوں کو حاجت مند بنا کر تمہارے پاس لائیں گے اور انہیں تمہارے زیرِ فرمان کریں گے اور ایسا ہوگا۔

۳۵ جو انہوں نے اس وقت تمہارے ساتھ کیا۔

۳۶ کہ تم یوسف ہو کیونکہ اس وقت آپ کی شان ایسی رفیع ہوگی، آپ اس مسندِ سلطنت وحکومت پر ہوں گے کہ وہ آپ کو نہ پہنچانیں گے۔ الحاصل برادرانِ یوسف علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈال کر واپس ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص جو اتار لیا تھا اس کو ایک بکری کے بچہ کے خون میں رنگ کر ساتھ لے لیا۔

۳۷ جب مکان کے قریب پہنچے ان کے چیخنے کی آواز حضرت یعقوب علیہ السلام نے سنی تو گھبرا کر باہر تشریف لائے اور فرمایا اے میرے فرزند کیا تمہیں بکریوں میں کچھ نقصان ہوا؟ انہوں نے کہا نہیں فرمایا پھر کیا مصیبت پہنچی اور یوسف کہاں ہیں؟

۳۸ یعنی ہم آپس میں ایک دوسرے سے دوڑ کرتے تھے کہ کون آگے نکلے اس دوڑ میں ہم دور نکل گئے۔

۳۹ کیونکہ ہمارے ساتھ کوئی گواہ ہے نہ کوئی ایسی دلیل وعلامت ہے جس سے ہماری راست گوئی ثابت ہو اور قمیص

اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ جَآءَتْ

واسطے بنالی ہے ۴۱ تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو ۴۲ اور ایک قافلہ آیا ۴۳

سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَ

انھوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا ۴۴ تو اس نے اپنا ڈول ڈالا ۴۵ بولا آہا کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو ایک لڑکا ہے اور

اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ

اسے ایک پونجی (قیمتی چیز) بنا کر چھپا لیا ۴۶ اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور بھائیوں نے اسے کھوٹے

کو پھاڑنا بھول گئے۔

ف۴۰ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ قمیص اپنے چہرۂ مبارک پر رکھ کر بہت روئے اور فرمایا عجب طرح کا ہوشیار بھیڑیا تھا جو میرے بیٹے کو کھا تو گیا اور قمیص کو پھاڑا تک نہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک بھیڑیا پکڑ لائے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ بھیڑیا ہے جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے آپ نے بھیڑیئے سے دریافت فرمایا وہ بحکمِ الٰہی گویا ہو کر کہنے لگا حضور نہ میں نے آپ کے فرزند کو کھایا اور نہ انبیاء کے ساتھ کوئی بھیڑیا ایسا کرسکتا ہے، حضرت نے اس بھیڑیئے کو چھوڑ دیا اور بیٹوں سے۔

ف۴۱ اور واقعہ اس کے خلاف ہے۔

ف۴۲ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام تین روز کنوئیں میں رہے اس کے بعد اللہ نے انہیں اس سے نجات عطا فرمائی۔

ف۴۳ جو مدین سے مصر کی طرف جارہا تھا وہ راستہ بہک کر اس جنگل میں آپڑا جہاں آبادی سے بہت دور یہ کنواں تھا اور اس کا پانی کھاری تھا مگر حضرت یوسف علیہ السلام کی برکت سے میٹھا ہو گیا جب وہ قافلہ والے اس کنوئیں کے قریب اترے تو۔

ف۴۴ جس کا نام مالک بن ذعر خزاعی تھا یہ شخص مدین کا رہنے والا تھا جب وہ کنوئیں پر پہنچا۔

ف۴۵ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ڈول پکڑ لیا اور اس میں لٹک گئے۔ مالک نے ڈول کھینچا آپ باہر تشریف لائے، اس نے آپ کا حسنِ عالم افروز دیکھا تو نہایت خوشی میں آکر اپنے یاروں کو مژدہ دیا۔

ف۴۶ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جو اس جنگل میں اپنی بکریاں چراتے تھے وہ دیکھ بھال رکھتے تھے آج جو انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں نہ دیکھا تو انہیں تلاش ہوئی اور قافلہ میں پہنچے وہاں انہوں نے مالک بن ذعر کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو وہ اس سے کہنے لگے کہ یہ غلام ہے، ہمارے پاس سے بھاگ آیا ہے، کسی کام کا نہیں، نافرمان ہے اگر خرید و تو ہم اسے سستا بیچ دیں گے پھر اسے کہیں اتنی دور لے جانا کہ اس کی خبر بھی ہمارے

دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ

داموں گنتی کے روپوں پر بیچ ڈالا ۴۷ اور انہیں اس میں کچھ رغبت نہ تھی ۴۸ اور مصر کے جس شخص نے

مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ

اسے خریدا وہ اپنی عورت سے بولا ۴۹ انہیں عزت سے رکھو ۵۰ شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے ۵۱ یا ان کو ہم بیٹا بنالیں ۵۲

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَ

اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جماؤ (رہنے کا ٹھکانا) دیا اور اس لیے کہ اسے باتوں کا انجام سکھائیں ۵۳ اور

اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ

اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے اور جب (یوسف) اپنی پوری قوت کو پہنچا ۵۴

سننے میں نہ آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان کے خوف سے خاموش کھڑے رہے اور آپ نے کچھ نہ فرمایا۔

۴۷ جن کی تعداد بقول قتادہ بیس درہم تھی۔

۴۸ پھر مالک بن ذعر اور اس کے ساتھی حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں لائے۔ اس زمانہ میں مصر کا بادشاہ ریان بن ولید بن نزدان عملیقی تھا اور اس نے اپنی عنانِ سلطنت قطفیر مصری کے ہاتھ میں دے رکھی تھی، تمام خزائن اسی کے تحتِ تصرّف تھے اس کو عزیزِ مصر کہتے تھے اور وہ بادشاہ کا وزیرِ اعظم تھا جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بازار میں بیچنے کے لئے لائے گئے تو ہر شخص کے دل میں آپ کی طلب پیدا ہوئی اور خریداروں نے قیمت بڑھانا شروع کی تا آنکہ آپ کے وزن کے برابر سونا، اتنی ہی چاندی، اتنا ہی مشک، اتنا ہی حریر قیمت مقرر ہوئی اور آپ کا وزن چار سو رِطل تھا اور عمر شریف اس وقت تیرہ یا سترہ سال کی تھی۔ عزیزِ مصر نے اس قیمت پر آپ کو خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا دوسرے خریدار اس کے مقابلہ میں خاموش ہو گئے۔

۴۹ جس کا نام زلیخا تھا۔

۵۰ قیام گاہ نفیس ہو لباس و خوراک اعلیٰ قسم کی ہو۔

۵۱ اور ہمارے کاموں میں اپنے تدبّر و دانائی سے ہمارے لئے نافع اور بہتر مددگار ہوں اور امورِ سلطنت و مُلک داری کے سرانجام میں ہمارے کام آئیں کیونکہ رُشد کے آثار ان کے چہرے نمودار ہیں۔

۵۲ یہ قطفیر نے اس لئے کہا کہ اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔

۵۳ یعنی خوابوں کی تعبیر۔

۵۴ شباب اپنی نہایت پر آیا اور عمر شریف بقول ضحاک بیس سال کی اور بقول سدی تیس کی اور بقول کلبی اٹھارہ اور تیس کے درمیان ہوئی۔

اٰتَیۡنٰهُ حُكۡمًا وَّ عِلۡمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۲۲﴾ وَ رَاوَدَتۡهُ الَّتِیۡ

ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا ۵۵ اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو اور وہ جس عورت ۵۶ کے گھر میں تھا اس نے

هُوَ فِیۡ بَیۡتِهَا عَنۡ نَّفۡسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الۡاَبۡوَابَ وَ قَالَتۡ هَیۡتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ

اسے لبھایا کہ اپنا آپا نہ روکے ۵۷ اور دروازے سب بند کردیے ۵۸ اور بولی آؤ تمہیں سے کہتی ہوں ۵۹ کہا اللہ کی

اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیۡۤ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَ لَقَدۡ

پناہ ۶۰ وہ عزیز تو میرا رب یعنی پرورش کرنے والا ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ۶۱ بے شک ظالموں کا بھلا نہیں ہوتا اور

هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوۡ لَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ

بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا ۶۲ ہم نے یوں ہی کیا کہ اس

وَ الۡفَحۡشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۲۴﴾ وَ اسۡتَبَقَا الۡبَابَ وَ قَدَّتۡ

سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں ۶۳ بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے ۶۴ اور دونوں دروازے کی طرف

۵۵ یعنی علم باعمل اور فقاہت فی الدین عنایت کی۔ بعض علماء نے کہا کہ حکم سے قولِ صواب اور علم سے تعبیرِ خواب مراد ہے۔ بعض نے فرمایا علم حقائقِ اشیاء کا جاننا اور حکمت علم کے مطابق عمل کرنا ہے۔

۵۶ یعنی زلیخا۔

۵۷ اور اس کے ساتھ مشغول ہو کر اس کی ناجائز خواہش کو پورا کریں۔ زلیخا کے مکان میں یکے بعد دیگرے سات دروازے تھے اس نے حضرت یوسف علیہ السلام پر تو یہ خواہش پیش کی۔

۵۸ مقفل کر ڈالے۔

۵۹ حضرت یوسف علیہ السلام نے۔

۶۰ وہ مجھے اس قباحت سے بچائے جس کی تو طلب گار ہے۔ مدعا یہ تھا کہ یہ فعل حرام ہے میں اس کے پاس جانے والا نہیں۔

۶۱ اس کا بدلہ یہ نہیں کہ میں اس کے اہل میں خیانت کروں جو ایسا کرے وہ ظالم ہے۔

۶۲ مگر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ربّ کی برہان دیکھی اور اس ارادۂ فاسدہ سے محفوظ رہے اور برہان عصمتِ نبوّت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نفوسِ طاہرہ کو اخلاقِ ذمیمہ و افعالِ رذیلہ سے پاک پیدا کیا ہے اور اخلاقِ شریفہ طاہرہ مقدسہ پر ان کی خِلقت فرمائی ہے اس لئے وہ ہر نا کردنی فعل سے باز رہتے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت زلیخا آپ کے درپے ہوئی اس وقت آپ نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ انگشتِ مبارک دندانِ اقدس کے نیچے دبا کر اجتناب کا اشارہ فرماتے ہیں۔

قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ

دوڑے ۶۵ اور عورت نے اس کا کرتا پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا میاں ۶۶ دروازے کے پاس ملا ۶۷ بولی کیا سزا

مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ

ہے اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی چاہی ۶۸ مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار ۶۹ (یوسف نے کہا) کہا اس نے مجھ کو

رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ

لبھایا (ورغلایا) کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں ۷۰ اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے ۷۱ گواہی دی اگر ان کا کرتا آگے

۶۳ اور خیانت و زنا سے محفوظ رکھیں۔

۶۴ جنہیں ہم نے برگزیدہ کیا ہے اور جو ہماری طاعت میں اخلاص رکھتے ہیں۔ الحاصل جب زلیخا آپ کے درپے ہوئی تو حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ و السلام بھاگے اور زلیخا ان کے پیچھے انہیں پکڑنے بھاگی۔ حضرت جس جس دروازے پر پہنچتے جاتے تھے اس کا قُفل کھل کر گرتا چلا جاتا تھا۔

۶۵ آخر کار زلیخا حضرت تک پہنچی اور اس نے آپ کا کُرتا پیچھے سے پکڑ کر آپ کو کھینچا کہ آپ نکلنے نہ پائیں مگر آپ غالب آئے۔

۶۶ یعنی عزیزِ مصر۔

۶۷ فوراً ہی زلیخا نے اپنی براءت ظاہر کرنے اور حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ و السلام کو اپنے مکر سے خائف کرنے کے لئے حیلہ تراشا اور شوہر سے۔

۶۸ اتنا کہہ کر اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں عزیز طیش میں آ کر حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ و السلام کے قتل کے درپے نہ ہو جائے اور یہ زلیخا کی شدّتِ محبت کب گوارا کر سکتی تھی اس لئے اس نے یہ کہا۔

۶۹ یعنی اس کو کوڑے لگائے جائیں۔ جب حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ و السلام نے دیکھا کہ زلیخا اُلٹا آپ پر الزام لگاتی ہے اور آپ کے لئے قید و سزا کی صورت پیدا کرتی ہے تو آپ نے اپنی براءت کا اظہار اور حقیقتِ حال کا بیان ضروری سمجھا اور۔

۷۰ یعنی یہ مجھ سے فعلِ قبیح کی طلب گار ہوئی میں نے اس سے انکار کیا اور میں بھاگا۔ عزیز نے کہا یہ بات کس طرح باور کی جائے؟ حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ و السلام نے فرمایا کہ گھر میں ایک چار مہینے کا بچہ پالنے میں تھا جو زلیخا کے ماموں کا لڑکا ہے اس سے دریافت کرنا چاہیئے، عزیز نے کہا کہ چار مہینے کا بچہ کیا جانے اور کیسے بولے؟ حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ و السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی اس کو گویائی دینے اور اس سے میری بے گناہی کی شہادت ادا کرا دینے پر قادر ہے، عزیز نے اس بچہ سے دریافت کیا قدرتِ الٰہی سے وہ بچہ گویا ہوا اور اس نے حضرت یوسف

قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

سے چرا ہے تو عورت سچی ہے اور انھوں نے غلط کہا و۲؎ اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا تو

فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ

عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے و۳؎ پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے چرا دیکھا و۴؎ بولا بے شک یہ تم عورتوں کا

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی اور زلیخا کے قول کو باطل بتایا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و۱؎ یعنی اس بچے نے۔

و۲؎ کیونکہ یہ صورت بتاتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے بڑھے اور زلیخا نے ان کو دفع کیا تو کُرتا آگے سے پھٹا۔

و۳؎ اس لئے کہ یہ حال صاف بتاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس سے بھاگتے تھے اور زلیخا پیچھے سے پکڑتی تھی اس لئے کُرتا پیچھے سے پھٹا۔

و۴؎ اور جان لیا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں اور زلیخا جھوٹی ہے۔

میرے پیرومرشد عاشق اعلیٰ حضرت امیر اہلسنت مدظلہ العالی اپنی مایہ ناز کتاب" پردے کے بارے میں سوال جواب" میں لکھتے ہیں: زُلیخا کا قصّہ بڑا عجیب ہے، حُجّۃُ الاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی تفسیر ’سورہ یوسُف‘ میں بیان کردہ انتہائی طویل قِصّے کو سَمیٹ کر عرض کرنے کی سَعی کرتا ہوں: زُلیخا ایک مغرِبی بادشاہ طیموس کی انتِہائی خوبصورت شہزادی تھی۔نو برس کی عمر میں اِس نے جب خواب میں پہلی بار حضرتِ سیِّدُنا یوسُف علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا دیدار کیا تو اسی وَقت آپ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی دیوانی ہوگئی۔حُسنِ یوسُف علیہ السلام کی بھی کیا بات ہے؟ جب آپ علیہ السلام کو بازارِ مِصر میں لایا گیا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حقیقی حُسنِ یوسُف سے پردہ اٹھا دیا،لوگ دیدار کیلئے بے قرار ہو کر دوڑ پڑے اِس اِزْدِحام (اور دھکّا پیل) میں 25 ہزار مرد و عورت ہلاک ہو گئے۔حُسنِ یوسُف کی تاب نہ لا کر (مزید) پانچ ہزار مرد اور 360 کنواری عورتوں نے دم توڑ دیا۔زُلیخا جو کہ بُت پرست تھی اُس نے حضرتِ سیِّدُنا یوسُف علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو پانے کیلئے بہُت جتَن کئے حتّٰی کہ مُرُورِ زمانہ کے سبب بوڑھی، اِندھی اور کنگلی ہوگئی۔جب حضرتِ سیِّدُنا یعقوب علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام مِصر تشریف لائے تو حضرتِ سیِّدُنا یوسُف علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اپنے لشکروں سَمیت اِستقبال کیلئے نکلے۔زُلیخا بھی ایک عورت کا ہاتھ پکڑے راہ میں کھڑی تھی اور اُس سے کہہ رکھا تھا جوں ہی حضرتِ سیِّدُنا یوسُف علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام گزریں مجھے خبر کر دینا۔اُس نے جب خبر دی تو زُلیخا نے حضرتِ سیِّدُنا یوسُف علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو پکارا۔مگر آپ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی توجُّہ شریف نہ گئی۔اُسی وقت حضرت سیِّدُنا جبرئیلِ امین علیہ الصلوٰۃُ والسلام آئے اور سیِّدُنا یوسُف علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی سُواری کے خَچّر کی لگام تھام کر کہا: اُتریئے اور اِس عورت کو جواب دیجئے۔آپ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے اتر کر اُس سے اِستِفسار فرمایا: تُو کون ہے؟ زُلیخا نے اپنے سر

كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَ

چرتّر (فریب) ہے بے شک تمہارا چرتّر (فریب) بڑا ہے ۵۵ اے یوسف تم اس کا خیال نہ کرو ۵۶ اور

اسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ ع ۳ / ۱۲

اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ ۵۷ بے شک تو خطا واروں میں ہے ۵۸ اور شہر (مصر) میں کچھ عورتیں بولیں ۵۹

پر خاک ڈالی اور کہنے لگی: میں وہی زُلیخا ہوں جس نے اپنے تن مَن سے تیری خدمت کی آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے بحکمِ ربُّ العزّت زُلیخا سے اُس کی حاجت دریافت کی، اُس نے نِکاح کا مطالبہ کیا۔فرمایا: میں تجھ کافِرہ سے کیسے نکاح کر سکتا ہوں! اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی شان دیکھئے! حضرتِ سیِّدُنا جبرئیلِ اَمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زُلیخا کو چُھوا تو گیا ہوا شَباب (یعنی جوانی) اور بے مثال حُسن و جمال لوٹ آیا، بُت پرستی سے توبہ کر کے وہ مومِنہ ہو گئیں۔حضرتِ سیِّدُنا یعقوب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حضرتِ سیِّدُنا یوسُف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے اُن کا نِکاح پڑھا دیا۔ کہتے ہیں، حضرتِ سیِّدَتُنا زُلیخا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ایمان لانے کے بعد جب حضرتِ سیِّدُنا یوسُف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی زَوجیّت میں داخِل ہوئیں تو ان کا جنسی مَیلان دب گیا اور وہ عبادت و رِیاضت میں اس قَدَر مشغول ہوئیں کہ بَہُت بڑی عابِدہ اور زاھِدہ بن گئیں۔ایک روایت کے مطابِق وہ آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی خدمتِ سراپا عظمت میں 73 برس رہیں اور ان کے بطن سے گیارہ لڑکے پیدا ہوئے۔

(تفسیر سورہ یوسف مترجم ص ۹۳،۹۶، ۱۸۴، ۲۳۷۔۲۳۹ مُلَخَّصاً)

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔

۵۵ پھر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہو کر عزیز نے اس طرح معذرت کی۔

۵۶ اور اس پر مغموم نہ ہو بے شک تم پاک ہو اور اس کلام سے یہ بھی مطلب تھا کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کرو تا کہ چرچا نہ ہو اور شہرہ عام نہ ہو جائے۔

فائدہ: اس کے علاوہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی براءت کی بہت سی علامتیں موجود تھیں، ایک تو یہ کہ کوئی شریف طبیعت انسان اپنے مُحسن کے ساتھ اس طرح کی خیانت روا نہیں رکھتا، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام باایں کرامتِ اخلاق کس طرح ایسا کر سکتے تھے، دوئم یہ کہ دیکھنے والوں نے آپ کو بھاگتے آتے دیکھا اور طالب کی یہ شان نہیں ہوتی وہ درپے ہوتا ہے بھاگتا نہیں، بھاگتا وہی ہے جو کسی بات پر مجبور کیا جائے اور وہ اسے گوارا نہ کرے، سوم یہ کہ عورت نے انتہا درجہ کا سنگار کیا تھا اور وہ غیر معمولی زیب و زینت کی حالت میں تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رغبت و اہتمام مَحض اس کی طرف سے تھا، چہارم حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا تقوٰی و طہارت جو ایک دراز مدّت تک دیکھا جا چکا تھا اس سے آپ کی طرف ایسے امرِ قبیح کی نسبت کسی طرح قابلِ اعتبار نہیں ہو سکتی تھی پھر عزیزِ مصر زلیخا کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔

امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ

کہ عزیز کی بی بی اپنے نوجوان کا دل لبھاتی ہے بے شک ان کی محبت اس کے دل میں پیر گئی (سما گئی) ہے ہم تو اسے صریح

ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ

خود رفتہ پاتے ہیں ف۸۰ تو جب زلیخا نے ان کا چرچا سنا تو ان عورتوں کو بولا بھیجا ف۸۱ اور ان کے لیے مسندیں

مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ فَلَمَّا

تیار کیں ف۸۲ اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دی ف۸۳ اور یوسف ف۸۴ سے کہا ان پر (انکے سامنے) نکل آؤ ف۸۵ جب عورتوں

رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ

نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے (تعریف کرنے) لگیں ف۸۶ اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے ف۸۷ اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو

ف۷۷ کہ تو نے بے گناہ تہمت لگائی۔

ف۷۸ عزیزِ مصر نے اگرچہ اس قصّہ کو بہت دبایا لیکن یہ خبر چُھپ نہ سکی اور اس کا چرچا اور شہرہ ہو ہی گیا۔

ف۷۹ یعنی شرفاءِ مصر کی عورتیں۔

ف۸۰ کہ اس آشفتگی میں اس کو اپنے ننگ و ناموس اور پردے و عفت کا لحاظ بھی نہ رہا۔

ف۸۱ یعنی جب اس نے سنا کہ اشرافِ مصر کی عورتیں اس کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مَحبت پر ملامت کرتی ہیں تو اس نے چاہا کہ وہ اپنا عذر انہیں ظاہر کر دے اس لئے اس نے ان کی دعوت کی اور اشرافِ مصر کی چالیس عورتوں کو مدعو کر دیا، ان میں وہ سب بھی تھیں جنہوں نے اس پر ملامت کی تھی، زلیخا نے ان عورتوں کو بہت عزت و احترام کے ساتھ مہمان بنایا۔

ف۸۲ نہایت پُرتکلّف جن پر وہ بہت عزت و آرام سے تکیے لگا کر بیٹھیں اور دسترخوان بچھائے گئے اور قسم قسم کے کھانے اور میوے چنے گئے۔

ف۸۳ تا کہ کھانے کے لئے اس سے گوشت کاٹیں اور میوے تراشیں۔

ف۸۴ کو عمدہ لباس پہنا کر ان۔

ف۸۵ پہلے تو آپ نے اس سے انکار کیا لیکن جب اصرار و تاکید زیادہ ہوئی تو اس کی مخالفت کے اندیشہ سے آپ کو آنا ہی پڑا۔

ف۸۶ کیونکہ انہوں نے اس جمالِ عالَم افروز کے ساتھ نبوّت و رسالت کے انوار اور تواضع و انکسار کے آثار اور شاہانہ ہیبت و اقتدار اور لذائذِ اَطعِمہ اور صُوَرِ جمیلہ کی طرف سے بے نیازی کی شان دیکھی، تعجب میں آگئیں اور آپ کی عظمت و ہیبت دلوں میں بھر گئی اور حسن و جمال نے ایسا وارفتہ کیا کہ ان عورتوں کو خود فراموشی ہوگئی۔

هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَ لَقَدْ

جنس بشر سے نہیں ۸۸ یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ زلیخا نے کہا تو یہ ہیں وہ جن پر تم مجھے طعنہ دیتی تھیں ۸۹ اور بے شک میں نے

رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ

ان کا جی لبھانا (ورغلانا) چاہا تو انھوں نے اپنے آپ کو بچایا ۹۰ اور بے شک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور

وَ لَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ

قید میں پڑیں گے اور وہ ضرور ذلت اٹھائیں گے ۹۱ یوسف نے عرض کی اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس (حرام) کام

اِلَيْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾

سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا ۹۲ تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا اور نادان بنوں گا

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ

تو اس کے رب نے اس کی سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا بے شک وہی سنتا جانتا ہے ۹۳ پھر سب کچھ نشانیاں

۸۷ بجائے لیموں کے اور دل حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایسے مشغول ہوئے کہ ہاتھ کاٹنے کی تکلیف کا اصلاً احساس نہ ہوا۔

۸۸ کہ ایسا حسن و جمال بشر میں دیکھا ہی نہیں گیا اور اس کے ساتھ نفس کی یہ طہارت کہ مصر کی عالی خاندان جمیلہ مخدرات طرح طرح کے نفیس لباسوں اور زیوروں سے آراستہ و پیراستہ سامنے موجود ہیں اور آپ کسی کی طرف نظر نہیں فرماتے اور قطعاً التفات نہیں کرتے۔

۸۹ اب تم نے دیکھ لیا اور تمہیں معلوم ہو گیا کہ میری شیفتگی کچھ قابلِ تعجب اور جائے ملامت نہیں۔

۹۰ اور کسی طرح میری طرف مائل نہ ہوئے۔ اس پر مصری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ آپ زلیخا کا کہنا مان لیجئے زلیخا بولی۔

۹۱ اور چوروں اور قاتلوں اور نافرمانوں کے ساتھ جیل میں رہیں گے کیونکہ انہوں نے میرا دل لیا اور میری نافرمانی کی اور فراق کی تلوار سے میرا خون بہایا تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خوشگوار کھانا پینا اور آرام کی نیند سونا میسّر نہ ہوگا جیسا میں جدائی کی تکلیفوں میں مصیبتیں جھیلتی اور صدموں میں پریشانی کے ساتھ وقت کاٹتی ہوں یہ بھی تو کچھ تکلیف اٹھائیں، میرے ساتھ حریر میں شاہانہ سریر پر عیش گوارا نہیں ہے تو قید خانے کے چبھنے والے بوریئے پر ننگے جسم کو دکھانا گوارا کریں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سن کر مجلس سے اٹھ گئے اور مصری عورتیں ملامت کرنے کے بہانہ سے باہر آئیں اور ایک ایک نے آپ سے اپنی تمنّاؤں اور مرادوں کا اظہار کیا، آپ کو ان کی گفتگو بہت ناگوار ہوئی تو بارگاہِ الٰہی میں۔ (خازن و مدارک و حسینی)

بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِیْنٍ۠ﮒ وَ دَخَلَ مَعَهُ ع

دیکھ دکھا کر پچھلی مت انھیں یہی (بات سمجھ میں) آئی کہ ضرور ایک مدت تک اسے قید خانہ میں ڈالیں ۹۴ اور اس کے ساتھ قید

السِّجْنَ فَتَیٰنِؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًاۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ

خانہ میں دو جوان داخل ہوئے ۹۵ ان میں ایک ۹۶ بولا میں نے خواب دیکھا کہ ۹۷ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرا

اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖۚ

بولا ۹۸ میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتایئے

اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا

بے شک ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں ۹۹ یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ

۹۲ اور اپنی عصمت کی پناہ میں نہ لے گا۔

۹۳ جب حضرت یوسف علیہ السلام سے امید پوری ہونے کی کوئی شکل نہ دیکھی تو مصری عورتوں نے زلیخا سے کہا کہ اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب دو تین روز حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں رکھا جائے تاکہ وہاں کی محنت و مشقت دیکھ کر انہیں نعمت و راحت کی قدر ہو اور وہ تیری درخواست قبول کریں، زلیخا نے اس رائے کو مانا اور عزیزِ مصر سے کہا کہ میں اس عبری غلام کی وجہ سے بدنام ہوگئی ہوں اور میری طبیعت اس سے نفرت کرنے لگی ہے، مناسب یہ ہے کہ ان کو قید کیا جائے تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ وہ خطاوار ہیں اور میں ملامت سے بری ہوں، یہ بات عزیز کے خیال میں آ گئی۔

۹۴ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور آپ کو قید خانے میں بھیج دیا۔

۹۵ ان میں سے ایک تو مصر کے شاہِ اعظم ولید بن نزوان عملیقی کا مہتمم مطبخ تھا اور دوسرا اس کا ساقی، ان دونوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینا چاہا اس جرم میں دونوں قید کئے گئے، حضرت یوسف علیہ السلام جب قید خانے میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے علم کا اظہار شروع کر دیا اور فرمایا کہ میں خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتا ہوں۔

۹۶ جو بادشاہ کا ساقی تھا۔

۹۷ میں ایک باغ میں ہوں وہاں ایک انگور کے درخت میں تین خوشے رسیدہ لگے ہوئے ہیں، بادشاہ کا کاسہ میرے ہاتھ میں ہے میں ان خوشوں سے۔

۹۸ یعنی مہتمم مطبخ۔

۹۹ کہ آپ دن میں روزہ دار رہتے ہیں، رات تمام نماز میں گزارتے ہیں جب کوئی جیل میں بیمار ہوتا ہے اس کی عیادت کرتے ہیں، اس کی خبر گیری رکھتے ہیں، جب کسی پر تنگی ہوتی ہے اس کے لئے کشائش کی راہ نکالتے ہیں۔

نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ

میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتادوں گا ف۱۰۰ یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے

مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ

بے شک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت سے منکر ہیں اور میں نے اپنے باپ دادا

اٰبَآءِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ

ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا دین اختیار کیا ف۱۰۱ ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں

ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

یہ ف۱۰۲ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ف۱۰۳

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؕ ﴿۳۹﴾ مَا

اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو کیا جدا جدا رب ف۱۰۴ اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب ف۱۰۵ تم اس کے

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے تعبیر دینے سے پہلے اپنے معجزے کا اظہار اور توحید کی دعوت شروع کر دی اور یہ ظاہر فرمادیا کہ علم میں آپ کا درجہ اس سے زیادہ ہے جتنا وہ لوگ آپ کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ علمِ تعبیر ظن پر مبنی ہے اس لئے آپ نے چاہا کہ انہیں ظاہر فرمادیں کہ آپ غیب کی یقینی خبریں دینے پر قدرت رکھتے ہیں اور اس سے مخلوق عاجز ہے۔ جس کو اللہ نے غیبی علوم عطا فرمائے ہوں اس کے نزدیک خواب کی تعبیر کیا بڑی بات ہے! اس وقت معجزے کا اظہار آپ نے اس لئے فرمایا کہ آپ جانتے تھے کہ ان دونوں میں ایک عنقریب سولی دیا جائے گا تو آپ نے چاہا اس کو کُفر سے نکال کر اسلام میں داخل کریں اور جہنّم سے بچاویں۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر عالِم اپنی علمی منزلت کا اس لئے اظہار کرے کہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں تو یہ جائز ہے۔ (مدارک وخازن)

ف۱۰۰ اس کی مقدار اور اس کا رنگ اور اس کے آنے کا وقت اور یہ کہ تم نے کیا کھایا یا کتنا کھایا یا کب کھایا۔

ف۱۰۱ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے معجزہ کا اظہار فرمانے کے بعد یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ آپ خاندانِ نبوّت سے ہیں اور آپ کے آباؤ اجداد انبیاء ہیں جن کا مرتبۂ عُلیا دنیا میں مشہور ہے۔ اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ سننے والے آپ کی دعوت قبول کریں اور آپ کی ہدایت کو مانیں۔

ف۱۰۲ توحید اختیار کرنا اور شرک سے بچنا۔

ف۱۰۳ اس کی عبادت بجانہیں لاتے اور مخلوق پرستی کرتے ہیں۔

ف۱۰۴ جیسے کہ بُت پرستوں نے بنا رکھے ہیں کوئی سونے کا، کوئی چاندی کا، کوئی تانبے کا، کوئی لوہے کا، کوئی لکڑی کا،

تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّیۡتُمُوۡہَاۤ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُکُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ

سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام (فرضی نام) جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش (گھڑ) لیے ہیں ۱۰۶ اللہ

بِہَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ ؕ ذٰلِکَ

نے ان کی کوئی سند (دلیل) نہ اتاری حکم نہیں مگر اللہ کا اس نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو ۱۰۷

الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۰﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجۡنِ اَمَّاۤ اَحَدُ

یہ سیدھا دین (اسلام) ہے ۱۰۸ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۱۰۹ اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو تم میں ایک تو

کُمَا فَیَسۡقِیۡ رَبَّہٗ خَمۡرًا ۚ وَ اَمَّا الۡاٰخَرُ فَیُصۡلَبُ فَتَاۡکُلُ الطَّیۡرُ مِنۡ رَّاۡسِہٖ ؕ

اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا ۱۱۰ رہا دوسرا ۱۱۱ وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے ۱۱۲

قُضِیَ الۡاَمۡرُ الَّذِیۡ فِیۡہِ تَسۡتَفۡتِیٰنِ ﴿ؕ۴۱﴾ وَ قَالَ لِلَّذِیۡ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنۡہُمَا

حکم ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے ۱۱۳ اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے بچتا سمجھا ۱۱۴ اس سے

کوئی پتھر کا، کوئی اور کسی چیز کا، کوئی چھوٹا کوئی بڑا مگر سب کے سب نکمے بے کار نہ نفع دے سکیں نہ ضرر پہنچا سکیں، ایسے جھوٹے معبود۔

۱۰۵ کہ نہ کوئی اس کا مقابل ہوسکتا ہے نہ اس کے حکم میں دخل دے سکتا ہے، نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ نظیر، سب پر اس کا حکم جاری اور سب اس کے مملوک۔

۱۰۶ اور ان کا نام معبود رکھ لیا ہے باوجودیکہ وہ بے حقیقت پتھر ہیں۔

۱۰۷ کیونکہ صرف وہی مستحقِ عبادت ہے۔

۱۰۸ جس پر دلائل و براہین قائم ہیں۔

۱۰۹ توحید و عبادتِ الٰہی کی دعوت دینے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیرِ خواب کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد کیا۔

۱۱۰ یعنی بادشاہ کا ساقی تو اپنے عہدہ پر بحال کیا جائے گا اور پہلے کی طرح بادشاہ کو شراب پلائے گا اور تین خوشے جو خواب میں بیان کئے گئے ہیں یہ تین دن ہیں، اتنے ہی ایام قید خانے میں رہے گا پھر بادشاہ اس کو بلا لے گا۔

۱۱۱ یعنی مہتمم مطبخ وطعام۔

۱۱۲ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تعبیر سن کر ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام سے کہا کہ خواب تو ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا ہم تو ہنسی کر رہے تھے۔ حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا۔

۱۱۳ جو میں نے کہہ دیا یہ ضرور واقع ہوگا، تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اب یہ حکم ٹل نہیں سکتا۔

اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ٘ فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ

کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا و۱۱۵ تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا

بِضْعَ سِنِیْنَ ۝۴۲ۧ وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ ع ۵/۱۵

ذکر کرے تو یوسف کئی برس اور جیل خانہ میں رہا و۱۱۶ اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھیں سات گائیں فربہ کہ انھیں

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ

سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری (سبز خوشے) اور دوسری سات سوکھی و۱۱۷ اے درباریو میرے خواب کا

فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ۝۴۳ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۚ وَ مَا

جواب دو اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو بولے پریشان خوابیں (علومہ غیبیہ سے) ہیں اور

نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ۝۴۴ وَ قَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ

ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے اور بولا وہ جو ان دونوں میں سے بچا تھا و۱۱۸ اور ایک مدت بعد

اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝۴۵ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ

اسے یاد آیا و۱۱۹ میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجو و۱۲۰ اے یوسف اے صدیق ہمیں تعبیر دیجئے سات

سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ

فربہ گایوں کی جنھیں سات دبلی کھاتی ہیں اور سات ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی و۱۲۱

و۱۱۴ یعنی ساقی کو۔

و۱۱۵ اور میرا حال بیان کرنا کہ قید خانے میں ایک مظلوم بے گناہ قید ہے اور اس کی قید کو ایک زمانہ گزر چکا ہے۔

و۱۱۶ اکثر مفسّرین اس طرف ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سات برس اور قید میں رہے اور پانچ برس پہلے رہ چکے تھے اور اس مدت کے گزرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حضرت یوسف کا قید سے نکالنا منظور ہوا تو مصر کے شاہِ اعظم ریان بن ولید نے ایک عجیب خواب دیکھا جس سے اس کو بہت پریشانی ہوئی اور اس نے مُلک کے ساحروں اور کاہنوں اور تعبیر دینے والوں کو جمع کر کے ان سے اپنا خواب بیان کیا۔

و۱۱۷ جو ہری پر لپٹیں اور انہوں نے ہری کو سکھا دیا۔

و۱۱۸ یعنی ساقی۔

و۱۱۹ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا تھا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا ذکر کرنا، ساقی نے کہا کہ۔

و۱۲۰ قید خانے میں وہاں تعبیرِ خواب کے ایک عالم ہیں، بس بادشاہ نے اس کو بھیج دیا وہ قید خانہ میں پہنچ کر حضرت

یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ
شاید میں لوگوں کی طرف لوٹ کر جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں ف۱۲۲ کہا تم کھیتی کرو گے
سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ
ساتھ برس لگاتار ف۱۲۳ تو جو کاٹو اسے اس کی بال (خوشے) میں رہنے دو ف۱۲۴ مگر تھوڑا (نکالو) جتنا کھالو ف۱۲۵ پھر اس کے
یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا
بعد سات برس کرّے (سخت تنگی والے) آئیں گے ف۱۲۶ کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لیے پہلے جمع کر رکھا تھا ف۱۲۷
مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَ فِیْهِ
مگر تھوڑا جو بچالو ف۱۲۸ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو مینھ دیا جائے گا اور اس میں (پھلوں کا)
یَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ؑ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى ع ۶ / ۱۶
رس نچوڑیں گے ف۱۲۹ اور بادشاہ بولا کہ انھیں میرے پاس لے آؤ تو جب اس کے پاس ایلچی آیا ف۱۳۰ (یوسف نے) کہا

یوسف علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔

ف۱۲۱ یہ خواب بادشاہ نے دیکھا ہے اور ملک کے تمام عُلماء و حکماء اس کی تعبیر سے عاجز رہے ہیں، حضرت اس کی تعبیر ارشاد فرمائیں۔

ف۱۲۲ خواب کی تعبیر سے اور آپ کے علم و فضل اور مرتبت و منزِلت کو جانیں اور آپ کو اس محنت سے رہا کر کے اپنے پاس بلائیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے تعبیر دی اور۔

ف۱۲۳ اس زمانہ میں خوب پیداوار ہوگی، سات موٹی گائیوں اور سات سبز بالوں سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ف۱۲۴ تاکہ خراب نہ ہو اور آفات سے محفوظ رہے۔

ف۱۲۵ اس پر سے بھوسی اتارلو اور اسے صاف کرلو، باقی کو ذخیرہ بنا کر محفوظ کرلو۔

ف۱۲۶ جن کی طرف دبلی گائیوں اور سوکھی بالوں میں اشارہ ہے۔

ف۱۲۷ اور ذخیرہ کرلیا تھا۔

ف۱۲۸ بیج کے لئے تاکہ اس سے کاشت کرو۔

ف۱۲۹ انگور کا اور تل زیتون کے تیل نکالیں گے، یہ سال کثیر الخیر ہوگا، زمین سرسبز و شاداب ہوگی، درخت خوب پھلیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ تعبیر سن کر واپس ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں جا کر تعبیر بیان کی، بادشاہ کو یہ تعبیر بہت پسند آئی اور اسے یقین ہوا کہ جیسا حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا ہے ضرور ویسا ہی ہوگا۔ بادشاہ کو شوق پیدا ہوا کہ اس خواب کی تعبیر خود حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کی زبانِ مبارک سے سنے۔

رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ

اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا پھر اس سے پوچھ ف۱۳۱ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے

بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ

بے شک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے ف۱۳۲ بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا کام تھا جب تم نے یوسف کا دل لبھانا (ورغلانا) چاہا

حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ

بولیں اللہ کو پاکی ہے ہم نے ان میں کوئی بدی نہیں پائی عزیز کی عورت ف۱۳۳ بولی اب اصلی بات کھل گئی میں نے ان کا جی

الْحَقُّ٘ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ

لبھانا چاہا تھا اور وہ بے شک سچے ہیں ف۱۳۴ یوسف نے کہا یہ میں نے اس لیے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے

اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآىِٕنِیْنَ ﴿۵۲﴾

کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا

ف۱۳۰ اور اس نے حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کی خدمت میں بادشاہ کا پیام عرض کیا تو آپ نے۔

ف۱۳۱ یعنی اس سے درخواست کر کہ وہ پوچھے، تفتیش کرے۔

ف۱۳۲ یہ آپ نے اس لئے فرمایا تاکہ بادشاہ کے سامنے آپ کی براءت اور بے گناہی معلوم ہو جائے اور یہ اس کو معلوم ہو کہ یہ قید طویل بے وجہ ہوئی تاکہ آئندہ حاسدوں کو نیش زنی کا موقع نہ ملے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دفعِ تہمت میں کوشش کرنا ضروری ہے۔ اب قاصد حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کے پاس سے یہ پیام لے کر بادشاہ کی خدمت میں پہنچا، بادشاہ نے سن کر عورتوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ عزیز کی عورت کو بھی۔

ف۱۳۳ زلیخا۔

ف۱۳۴ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کے پاس پیام بھیجا کہ عورتوں نے آپ کی پاکی بیان کی اور عزیز کی عورت نے اپنے گناہ کا اقرار کرلیا اس پر حضرت۔

الجزء ۱۳ وَ مَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا و۱۳۵ بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے و۱۳۶

اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ

بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے و۱۳۷ اور بادشاہ بولا انہیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں اپنے (قرب خاص

لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ

کے) لیے چن لوں و۱۳۸ پھر جب اس سے بات کی کہا بے شک آج آپ ہمارے یہاں معزز معتمد ہیں و۱۳۹ یوسف نے

و۱۳۵ زلیخا کے اقرار و اعتراف کے بعد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ میں نے اپنی براءت کا اظہار اس لئے چاہا تھا تاکہ عزیز کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غَیبت میں اس کی خیانت نہیں کی ہے اور اس کے اہل کی حرمت خراب کرنے سے مُجتنِب رہا ہوں اور جو الزام مجھ پر لگائے گئے ہیں میں ان سے پاک ہوں، اس کے بعد آپ کا خیال مبارک اس طرف گیا کہ اس میں اپنی طرف پاکی کی نسبت اور اپنی نیکی کا بیان ہے ایسا نہ ہو کہ اس میں شانِ خود بینی اور خود پسندی کا شائبہ بھی آئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں تواضُع و انکسار سے عرض کیا کہ میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا، مجھے اپنی بے گناہی پر ناز نہیں ہے اور میں گناہ سے بچنے کو اپنے نفس کی خوبی قرار نہیں دیتا، نفس کی جنس کا یہ حال ہے کہ۔

و۱۳۶ یعنی اپنے جس مخصوص بندے کو اپنے کرم سے معصوم کرے تو اس کا برائیوں سے بچنا اللہ کے فضل و رحمت سے ہے اور معصوم کرنا اسی کا کرم ہے۔

و۱۳۷ جب بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور آپ کی امانت کا حال معلوم ہوا اور وہ آپ کے حُسنِ صبر، حُسنِ ادب، قید خانے والوں کے ساتھ احسان، محنتوں اور تکلیفوں پر ثبات و استقلال رکھنے پر مطّلع ہوا تو اس کے دل میں آپ کا بہت ہی عظیم اعتقاد پیدا ہوا۔

و۱۳۸ اور اپنا مخصوص بنا لوں چنانچہ اس نے معزّزین کی ایک جماعت، بہترین سواریاں اور شاہانہ ساز و سامان اور نفیس لباس لے کر قید خانہ بھیجی تاکہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ ایوانِ شاہی میں لائیں۔ ان لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بادشاہ کا پیام عرض کیا آپ نے قبول فرمایا اور قید خانہ سے نکلتے وقت قیدیوں کے لئے دعا فرمائی، جب قید خانہ سے باہر تشریف لائے تو اس کے دروازہ پر لکھا یہ بلا کا گھر، زندوں کی قبر اور دشمنوں کی بدگوئی اور سچوں کے امتحان کی جگہ ہے پھر غسل فرمایا اور پوشاک پہن کر ایوانِ شاہی کی طرف روانہ ہوئے جب قلعہ کے دروازہ پر پہنچے تو فرمایا میرا ربّ مجھے کافی ہے، اس کی پناہ بڑی اور اس کی ثناء برتر اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر قلعہ میں داخل ہوئے، بادشاہ کے سامنے پہنچے تو یہ دعا کی کہ یاربّ میرے،

عَلٰى خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی

کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کردے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں ف۱۴۰ اور یوں ہی ہم نے یوسف کو اس ملک پر

تیرے فضل سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کی اور دوسروں کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، جب بادشاہ سے نظر ملی تو آپ نے عربی میں سلام فرمایا، بادشاہ نے دریافت کیا یہ کیا زبان ہے؟ فرمایا یہ میرے عم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان ہے پھر آپ نے اس کو عبرانی زبان میں دعا کی، اس نے دریافت کیا یہ کون زبان ہے؟ فرمایا یہ میرے ابّا کی زبان ہے، بادشاہ یہ دونوں زبانیں نہ سمجھ سکا باوجود یکہ وہ ستّر زبانیں جانتا تھا پھر اس نے حضرت سے جس زبان میں گفتگو کی آپ نے اسی زبان میں اس کو جواب دیا، اس وقت آپ کی عمر شریف تیس سال کی تھی اس عمر میں یہ وسعتِ علوم دیکھ کر بادشاہ کو بہت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو اپنے برابر جگہ دی۔

ف۱۳۹ بادشاہ نے درخواست کی کہ حضرت اس کے خواب کی تعبیر اپنے زبانِ مبارک سے سناویں، حضرت نے اس خواب کی پوری تفصیل بھی سنادی۔ جس جس شان سے کہ اس نے دیکھا تھا باوجود یکہ آپ سے یہ خواب پہلے مجملاً بیان کیا گیا تھا اس پر بادشاہ کو بہت تعجب ہوا، کہنے لگا کہ آپ نے میرا خواب ہو بہو بیان فرمادیا خواب تو عجیب تھا ہی مگر آپ کا اس طرح بیان فرمادینا اس سے بھی زیادہ عجیب تر ہے، اب تعبیر ارشاد ہو جائے، آپ نے تعبیر بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اب لازم یہ ہے کہ غلّے جمع کئے جائیں اور ان فراخی کے سالوں میں کثرت سے کاشت کرائی جائے اور غلّے مع بالوں کے محفوظ رکھے جائیں اور رعایا کی پیداوار میں سے خُمس لیا جائے، اس سے جو جمع ہوگا وہ مِصر و حوالیٔ مِصر کے باشندوں کے لئے کافی ہوگا اور پھر خَلقِ خدا ہر ہر طرف سے تیرے پاس غلّہ خریدنے آئے گی اور تیرے یہاں اتنے خزائن و اموال جمع ہوں گے جو تجھ سے پہلوں کے لئے جمع نہ ہوئے۔ بادشاہ نے کہا یہ انتظام کون کرے گا۔

ف۱۴۰ یعنی اپنی قلمرو کے تمام خزانے میرے سپرد کردے، بادشاہ نے کہا آپ سے زیادہ اس کا مستحق اور کون ہوسکتا ہے اور اس نے اس کو منظور کیا۔

مسائل: احادیث میں طلبِ اَمارت کی ممانعت آئی ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ جب مُلک میں اہل موجود ہوں اور اقامتِ اَحکامِ الٰہی کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو اس وقت اَمارت طلب کرنا مکروہ ہے لیکن جب ایک ہی شخص اہل ہو تو اس کو احکامِ الٰہیہ کی اقامت کے لئے اَمارت طلب کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام اسی حال میں تھے آپ رسول تھے، امّت کے مصالح کے عالم تھے، یہ جانتے تھے کہ قحطِ شدید ہونے والا ہے جس میں خَلق کو راحت و آسائش پہنچانے کی یہی سبیل ہے کہ عنانِ حکومت کو آپ اپنے ہاتھ میں لیں اس لئے آپ نے اَمارت طلب فرمائی۔

الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ

قدرت بخشی اس میں جہاں چاہے رہے وا۱۴۱ ہم اپنی رحمت و۱۴۲ جسے چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا نیگ (اَجر)

مسئلہ: ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے قبول کرنا بہ نیتِ اقامتِ عدل جائز ہے۔

مسئلہ: اگر احکامِ دین کا اجراء کافر یا فاسق بادشاہ کی تمکین کے بغیر نہ ہو سکے تو اس میں اس سے مدد لینا جائز ہے۔

مسئلہ: اپنی خوبیوں کا بیان تفاخُر و تکبّر کے لئے ناجائز ہے لیکن دوسروں کو نفع پہنچانے یا خَلق کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے اگر اظہار کی ضرورت پیش آئے تو ممنوع نہیں اسی لئے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ سے فرمایا کہ میں حفاظت و علم والا ہوں۔

وا۱۴۱ سب ان کے تحتِ تصرّف ہے۔ اَمارت طلب کرنے کے ایک سال بعد بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا کر آپ کی تاج پوشی کی اور تلوار اور مُہر آپ کے سامنے پیش کی اور آپ کو طلائی تخت پر تخت نشین کیا جو جواہرات سے مُرصّع تھا اور اپنا مُلک آپ کو تفویض کیا اور قطفیر (عزیزِ مصر) کو معزول کر کے آپ کو اس کی جگہ والی بنایا اور تمام خزائن آپ کو تفویض کئے اور سلطنت کے تمام امور آپ کے ہاتھ میں دے دیئے اور خود مثل تابع کے ہو گیا کہ آپ کی رائے میں دخل نہ دیتا اور آپ کے ہر حکم کو مانتا، اسی زمانہ میں عزیزِ مصر کا انتقال ہو گیا۔ بادشاہ نے اس کے انتقال کے بعد زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کر دیا، جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام زلیخا کے پاس پہنچے اور اس سے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تو چاہتی تھی؟ زلیخا نے عرض کیا اے صدیق مجھے ملامت نہ کیجئے میں خوبرو تھی، نوجوان تھی، عیش میں تھی اور عزیزِ مصر عورتوں سے سروکار ہی نہ رکھتا تھا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حسن و جمال عطا کیا ہے، میرا دل اختیار سے باہر ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو معصوم کیا ہے، آپ محفوظ رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو باکرہ پایا اور اس سے آپ کے دو فرزند ہوئے افراثیم اور میشا اور مصر میں آپ کی حکومت مضبوط ہوئی، آپ نے عدل کی بنیادیں قائم کیں، ہر زن و مرد کے دل میں آپ کی مَحبت پیدا ہوئی اور آپ نے قحط سالی کے ایّام کے لئے غلّوں کے ذخیرے جمع کرنے کی تدبیر فرمائی۔ اس کے لئے بہت وسیع اور عالی شان انبار خانے تعمیر فرمائے اور بہت کثیر ذخائر جمع کئے، جب فراخی کے سال گزر گئے اور قحط کا زمانہ آیا تو آپ نے بادشاہ اور اس کے خدم کے لئے روزانہ صرف ایک وقت کا کھانا مقرر فرما دیا، ایک روز دوپہر کے وقت بادشاہ نے حضرت سے بھوک کی شکایت کی، آپ نے فرمایا یہ قحط کی ابتداء کا وقت ہے پہلے سال میں لوگوں کے پاس جو ذخیرے تھے سب ختم ہو گئے، بازار خالی رہ گئے۔ اہلِ مصر حضرت یوسف علیہ السلام سے جنس خریدنے لگے اور ان کے تمام درہم دینار آپ کے پاس آ گئے۔ دوسرے سال زیور اور جواہرات سے غلّہ خریدے اور وہ تمام آپ کے پاس آ گئے، لوگوں کے پاس زیور و جواہر کی قسم سے کوئی چیز نہ رہی۔ تیسرے سال چوپائے اور جانور دے کر غلّے خریدے اور

ع ۸ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

ضائع نہیں کرتے اور بے شک آخرت کا ثواب ان کے لیے بہتر جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ف۱۴۳

مُلک میں کوئی کسی جانور کا مالک نہ رہا۔ چوتھے سال میں غلّے کے لئے تمام غلام اور باندیاں بیچ ڈالیں۔ پانچویں سال تمام اراضی وعملہ وجاگیریں فروخت کر کے حضرت سے غلّہ خریدا اور یہ تمام چیزیں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں۔ چھٹے سال جب کچھ نہ رہا تو انہوں نے اپنی اولادیں بیچیں، اس طرح غلّے خرید کر وقت گذارا۔ ساتویں سال وہ لوگ خود بک گئے اور غلام بن گئے اور مصر میں کوئی آزاد مرد وعورت باقی نہ رہا، جو مرد تھا وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام تھا، جو عورت تھی وہ آپ کی کنیز تھی اور لوگوں کی زبان پر تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سی عظمت وجلالت کبھی کسی بادشاہ کو میسّر نہ آئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا کہ تو نے دیکھا اللہ کا مجھ پر کیسا کرم ہے، اس نے مجھ پر ایسا احسانِ عظیم فرمایا اب ان کے حق میں تیری کیا رائے ہے؟ بادشاہ نے کہا جو حضرت کی رائے اور ہم آپ کے تابع ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہلِ مصر کو آزاد کیا اور ان کے تمام املاک اور کل جاگیریں واپس کیں۔ اس زمانہ میں حضرت نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں ملاحظہ فرمایا، آپ سے عرض کیا گیا کہ اتنے عظیم خزانوں کے مالک ہو کر آپ بھوکے رہتے ہیں؟ فرمایا اس اندیشہ سے کہ سیر ہو جاؤں تو کہیں بھوکوں کو نہ بھول جاؤں، سبحان اللہ کیا پاکیزہ اخلاق ہیں۔ مفسّرین فرماتے ہیں کہ مصر کے تمام زن ومرد کو حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدے ہوئے غلام اور کنیزیں بنانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام غلام کی شان میں آئے تھے اور مصر کے ایک شخص کے خریدے ہوئے ہیں بلکہ سب مصری ان کے خریدے اور آزاد کئے ہوئے غلام ہوں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جو اس حالت میں صبر کیا اس کی یہ جزا دی گئی۔

ف۱۴۲ یعنی مُلک ودولت یا نبوّت۔

ف۱۴۳ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آخرت کا اجر وثواب اس سے بہت زیادہ افضل واعلیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں عطا فرمایا۔ ابنِ عیینہ نے کہا کہ مومن اپنی نیکیوں کا ثمرہ دنیا وآخرت دونوں میں پاتا ہے اور کافر جو کچھ پاتا ہے دنیا ہی میں پاتا ہے، آخرت میں اس کو کوئی حصّہ نہیں۔ مفسّرین نے بیان کیا ہے کہ جب قحط کی شدّت ہوئی اور بلائے عظیم عام ہوگئی، تمام بِلاد وامصار قحط کی سخت تر مصیبت میں مبتلا ہوئے اور ہر جانب سے لوگ غلّہ خریدنے کے لئے مصر پہنچنے لگے، حضرت یوسف علیہ السلام کسی کو ایک اونٹ کے بار سے زیادہ غلّہ نہیں دیتے تاکہ مساوات رہے اور سب کی مصیبت رفع ہو، قحط کی جیسی مصیبت مصر اور تمام بلاد میں آئی ایسی ہی کنعان میں بھی آئی، اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کے سوا اپنے دسوں بیٹوں کو غلّہ خریدنے مصر بھیجا۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَ هُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور یوسف کے بھائی آئے تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انھیں ف۱۴۴ پہچان لیا اور وہ اس سے انجان رہے ف۱۴۵

وَ لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ

اور جب ان کا سامان مہیا کر دیا ف۱۴۶ کہا اپنا سوتیلا بھائی ف۱۴۷ میرے پاس لے آؤ کیا نہیں دیکھتے کہ میں پورا ماپتا

اُوْفِی الْكَیْلَ وَ اَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ

ہوں ف۱۴۸ اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں پھر اگر اسے لے کر میرے پاس نہ آؤ تو تمہارے لیے میرے یہاں

عِنْدِیْ وَ لَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَ اِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ قَالَ

ماپ نہیں اور میرے پاس نہ پھٹکنا بولے ہم اس کی خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور ہمیں یہ ضرور کرنا اور یوسف نے

لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤی

اپنے غلاموں سے کہا ان کی پونجی ان کی خورجیوں (بوریوں) میں رکھ دو ف۱۴۹ شاید وہ اسے پہچانیں جب اپنے گھر کی طرف لوٹ

ف۱۴۴ دیکھتے ہی۔

ف۱۴۵ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے سے اب تک چالیس سال کا طویل زمانہ گزر چکا تھا اور ان کا خیال یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہوگا اور یہاں آپ تختِ سلطنت پر شاہانہ لباس میں شوکت و شان کے ساتھ جلوہ فرماتے تھے، اس لئے انہوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ سے عبرانی زبان میں گفتگو کی، آپ نے بھی اسی زبان میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم شام کے رہنے والے ہیں، جس مصیبت میں دنیا مبتلا ہے اسی میں ہم بھی ہیں، آپ سے غلّہ خریدنے آئے ہیں، آپ نے فرمایا کہیں تم جاسوس تو نہیں ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں ہم جاسوس نہیں ہیں، ہم سب بھائی ہیں، ایک باپ کی اولاد ہیں، ہمارے والد بہت بزرگ معمّر صدیق ہیں اور ان کا نام نامی حضرت یعقوب ہے، وہ اللہ کے نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا تم کتنے بھائی ہو؟ کہنے لگے تھے تو ہم بارہ مگر ایک بھائی ہمارا ہمارے ساتھ جنگل گیا تھا، ہلاک ہوگیا اور وہ والد صاحب کو ہم سب سے زیادہ پیارا تھا، فرمایا اب تم کتنے ہو؟ عرض کیا دس، فرمایا گیارہواں کہاں ہے؟ کہا وہ والد صاحب کے پاس ہے کیونکہ جو ہلاک ہوگیا وہ اسی کا حقیقی بھائی تھا اب والد صاحب کی اسی سے کچھ تسلّی ہوتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان بھائیوں کی بہت عزّت کی اور بہت خاطر و مدارات سے ان کی میزبانی فرمائی۔

ف۱۴۶ ہر ایک کا اونٹ بھر دیا اور زادِ سفر دے دیا۔

ف۱۴۷ یعنی بنیامین۔

ف۱۴۸ اس کو لے آؤ گے تو ایک اونٹ غلّہ اس کے حصّہ کا اور زیادہ دوں گا۔

اَهۡلِهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوۡۤا اِلٰۤى اَبِيۡهِمۡ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ

کر جائیں ف۱۵۰ شاید وہ واپس آئیں پھر جب وہ اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے ف۱۵۱ بولے اے ہمارے باپ ہم سے

مِنَّا الۡكَيۡلُ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكۡتَلۡ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ

غلہ روک دیا گیا ہے ف۱۵۲ تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے کہا

هَلۡ اٰمَنُكُمۡ عَلَيۡهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنۡتُكُمۡ عَلٰٓى اَخِيۡهِ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حٰفِظًا‌ ۖ

کیا اس کے بارے میں تم پر ویسا ہی اعتبار کرلوں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا ف۱۵۳ تو اللہ سب سے بہتر

وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوۡا مَتَاعَهُمۡ وَجَدُوۡا بِضَاعَتَهُمۡ رُدَّتۡ

نگہبان اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان اور جب انھوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی پونجی پائی کہ ان کو پھیر دی گئی ہے

اِلَيۡهِمۡ‌ؕ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مَا نَبۡغِىۡ‌ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتۡ اِلَيۡنَا‌ ۚ وَنَمِيۡرُ اَهۡلَنَا وَ

بولے اے ہمارے باپ اب اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس کر دی گئی اور ہم اپنے گھر کے لیے غلہ لائیں اور

نَحۡفَظُ اَخَانَا وَنَزۡدَادُ كَيۡلَ بَعِيۡرٍ‌ؕ ذٰلِكَ كَيۡلٌ يَّسِيۡرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنۡ اُرۡسِلَهٗ

اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں ف۱۵۴ کہا میں ہرگز اسے

مَعَكُمۡ حَتّٰى تُؤۡتُوۡنِ مَوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاۡتُنَّنِىۡ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يُّحَاطَ بِكُمۡ‌ ۚ

تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو ف۱۵۵ کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے مگر یہ کہ تم گھر جاؤ ف۱۵۶

ف۱۴۹ جو انہوں نے قیمت میں دی تھی تا کہ جب وہ اپنا سامان کھولیں تو اپنی پونجی انہیں مل جائے اور قحط کے زمانہ میں کام آئے اور مخفی طور پر ان کے پاس پہنچے تا کہ انہیں لینے میں شرم بھی نہ آئے اور یہ کرم و احسان دوبارہ آنے کے لئے ان کی رغبت کا باعث بھی ہو۔

ف۱۵۰ اور اس کا واپس کرنا ضروری سمجھیں۔

ف۱۵۱ اور بادشاہ کے حسنِ سلوک اور اس کے احسان کا ذکر کیا، کہا کہ اس نے ہماری وہ عزّت و تکریم کی کہ اگر آپ کی اولاد میں سے کوئی ہوتا تو وہ بھی ایسا نہ کرسکتا، فرمایا اب اگر تم بادشاہِ مصر کے پاس جاؤ تو میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ ہمارے والد تیرے حق میں تیرے اس سلوک کی وجہ سے دعا کرتے ہیں۔

ف۱۵۲ اگر آپ ہمارے بھائی بنیامین کو نہ بھیجیں گے تو غلّہ نہ ملے گا۔

ف۱۵۳ اس وقت بھی تم نے حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔

ف۱۵۴ کیونکہ اس نے اس سے زیادہ احسان کئے ہیں۔

فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا

پھر جب انھوں نے یعقوب کو عہد دے دیا کہا و۱۵۷ اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر جو ہم کہہ رہے ہیں اور کہا اے میرے بیٹو و۱۵۸

تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ

ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا و۱۵۹ اور میں تمہیں اللہ

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

(کی خفیہ تدبیر) سے بچا نہیں سکتا و۱۶۰ حکم تو سب اللہ ہی کا ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ

اسی پر بھروسہ چاہیے اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا و۱۶۱ وہ کچھ انھیں

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا

اللہ سے بچا نہ سکتا ہاں یعقوب کے جی کی ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کرلی اور بے شک وہ صاحب علم ہے

عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى ع ۸ ۱۱ ۲

ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے و۱۶۲ اور جب وہ یوسف کے پاس گئے و۱۶۳ اس نے

و۱۵۵ یعنی اللہ کی قسم نہ کھاؤ۔

و۱۵۶ اور اس کو لے کر آنا تمہاری طاقت سے باہر ہو جائے۔

و۱۵۷ حضرت یعقوب علیہ السلام نے۔

و۱۵۸ مصر میں۔

و۱۵۹ تاکہ نظرِ بد سے محفوظ رہو۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ نظر حق ہے۔

صحیح البخاری، کتاب الطب، باب: العین حق، الحدیث: ۵۷۴۰، ج ۴، ص ۳۲

پہلی مرتبہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا تھا اس لئے کہ اس وقت تک کوئی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سب بھائی اور ایک باپ کی اولاد ہیں لیکن اب چونکہ جان چکے تھے اس لئے نظر ہو جانے کا احتمال تھا، اس واسطے آپ نے علیحدہ علیحدہ ہو کر داخل ہونے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آفتوں اور مصیبتوں سے دفع کی تدبیر اور مناسب احتیاطیں انبیاء کا طریقہ ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ نے امر اللہ کو تفویض کر دیا کہ باوجود احتیاطوں کے توکّل و اعتماد اللہ پر ہے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہیں۔

و۱۶۰ یعنی جو مقدر ہے وہ تدبیر سے ٹالا نہیں جا سکتا۔

اِلَیۡہِ اَخَاہُ قَالَ اِنِّیۡۤ اَنَا اَخُوۡکَ فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا

اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی و۱۶۴ کہا یقین جان میں ہی تیرا بھائی و۱۶۵ ہوں تو یہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا و۱۶۶ پھر

جَہَّزَہُمۡ بِجَہَازِہِمۡ جَعَلَ السِّقَایَۃَ فِیۡ رَحۡلِ اَخِیۡہِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُہَا

جب ان کا سامان مہیا کر دیا و۱۶۷ پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا و۱۶۸ پھر ایک منادی نے ندا کی اے قافلہ والو!

و۱۶۱ یعنی شہر کے مختلف دروازوں سے تو ان کا متفرق ہو کر داخل ہونا۔

و۱۶۲ جو اللہ تعالٰی اپنے اصفیاء کو علم دیتا ہے۔

و۱۶۳ اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اپنے بھائی بنیامین کو لے آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا پھر انہیں عزّت کے ساتھ مہمان بنایا اور جا بجا دستر خوان لگائے گئے اور ہر دستر خوان پر دو دو صاحبوں کو بٹھایا گیا، بنیامین اکیلے رہ گئے تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ آج اگر میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو مجھے اپنے ساتھ بٹھاتے، حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا ایک بھائی اکیلا رہ گیا اور آپ نے بنیامین کو اپنے دستر خوان پر بٹھایا۔

و۱۶۴ اور فرمایا کہ تمہارے ہلاک شدہ بھائی کی جگہ میں تمہارا بھائی ہو جاؤں تو کیا تم پسند کرو گے؟ بنیامین نے کہا کہ آپ جیسا بھائی کس کو میسّر آئے لیکن یعقوب (علیہ السلام) کا فرزند اور راحیل (مادرِ حضرت یوسف علیہ السلام) کا نورِ نظر ہونا تمہیں کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ حضرت یوسف علیہ السلام رو پڑے اور بنیامین کو گلے سے لگایا اور۔

و۱۶۵ یوسف (علیہ السلام)۔

و۱۶۶ بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں خیر کے ساتھ جمع فرمایا اور ابھی اس راز کی بھائیوں کو اطلاع نہ دینا، یہ سن کر بنیامین فرطِ مسرت سے بے خود ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگے اب میں آپ سے جدا نہ ہوں گا، آپ نے فرمایا والد صاحب کو میری جدائی کا بہت غم پہنچ چکا ہے اگر میں نے تمہیں بھی روک لیا تو انہیں اور زیادہ غم ہوگا علاوہ بریں روکنے کی بجز اس کے اور کوئی سبیل بھی نہیں ہے کہ تمہاری طرف کوئی غیر پسندیدہ بات منسوب ہو۔ بنیامین نے کہا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

و۱۶۷ اور ہر ایک کو ایک بارِ شتر غلّہ دے دیا اور ایک بارِ شتر بنیامین کے نام کا خاص کر دیا۔

و۱۶۸ جو بادشاہ کے پانی پینے کا سونے کا جواہرات سے مرصّع کیا ہوا تھا اور اس وقت اس سے غلّہ ناپنے کا کام لیا جاتا تھا، یہ پیالہ بنیامین کے کجاوے میں رکھ دیا گیا اور قافلہ کنعان کے قصد سے روانہ ہو گیا جب شہر کے باہر جا چکا تو انبار خانہ کے کارکنوں کو معلوم ہوا کہ پیالہ نہیں ہے ان کے خیال میں یہی آیا کہ یہ قافلے والے لے گئے انہوں نے اس کی جستجو کے لئے آدمی بھیجے۔

الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا

بے شک تم چور ہو (یوسف کے بھائی) بولے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تم کیا نہیں پاتے بولے

نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا

بادشاہ کا پیمانہ نہیں ملتا اور جو اسے لائے گا اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ ہے اور میں اس کا ضامن ہوں بولے خدا

تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا

کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہ آئے اور نہ ہم چور ہیں بولے پھر کیا

جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ

سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہو ف۱۶۹ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں ملے وہی اس کے بدلے

جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ

میں غلام بنے ف۱۷۰ ہمارے یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے ف۱۷۱ تو اول ان کی خرجیوں سے تلاشی شروع کی اپنے بھائی ف۱۷۲

اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ

کی خرجی سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا ف۱۷۳ ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی ف۱۷۴ بادشاہی

لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ

قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے ف۱۷۵ مگر یہ کہ خدا چاہے ف۱۷۶ ہم جسے چاہیں

ف۱۶۹ اس بات میں اور پیالہ تمہارے پاس نکلے۔

ف۱۷۰ اور شریعتِ حضرت یعقوب علیہ السلام میں چوری کی یہی سزا مقرر تھی چنانچہ انہوں نے کہا کہ۔

ف۱۷۱ پھر یہ قافلہ مصر لایا گیا اور ان صاحبوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں حاضر کیا گیا۔

ف۱۷۲ یعنی بنیامین۔

ف۱۷۳ یعنی بنیامین کی خرجی سے پیالہ برآمد کیا۔

ف۱۷۴ اپنے بھائی کے لینے کی اس معاملہ میں بھائیوں سے استفسار کریں تاکہ وہ شریعتِ حضرتِ یعقوب علیہ السلام کا حکم بتائیں جس سے بھائی مل سکے۔

ف۱۷۵ کیونکہ بادشاہِ مصر کے قانون میں چوری کی سزا مارنا اور دُونا مال لے لینا مقرر تھی۔

ف۱۷۶ یعنی یہ بات خدا کی مشیت سے ہوئی کہ ان کے دل میں ڈال دیا کہ سزا بھائیوں سے دریافت کریں اور ان کے دل میں ڈال دیا کہ وہ اپنی سنّت کے مطابق جواب دیں۔

نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ

درجوں بلند کریں ؎۱۷۷ اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے ؎۱۷۸ بھائی بولے اگر یہ چوری کرے ؎۱۷۹ تو بے شک

اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ

اس سے پہلے اس کا بھائی چوری کر چکا ہے ؎۱۸۰ تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی جی میں کہا تم بدتر

؎۱۷۷ علم میں جیسے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجے بلند فرمائے۔

؎۱۷۸ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر عالم کے اوپر اس سے زیادہ علم رکھنے والا عالم ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اس کا علم سب کے علم سے برتر ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مروی ہے، ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: 'میں پختہ علم والوں میں سے ہوں' اور ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: 'مجھے کھونے سے پہلے ہی مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو' پھر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دولت کدے کی طرف لوٹے تو اللہ عزوجل نے ایک فرشتے کو آدمی کی صورت میں بھیجا، اس نے ان کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما باہر تشریف لائے تو فرشتے نے کہا: 'اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! چھوٹی سی چیونٹی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اس کی روح اس کے جسم کے اگلے حصے میں ہوتی ہے یا پچھلے حصے میں؟' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی جواب نہ دے سکے پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر کے اپنے نفس کو سمجھانے لگے کہ آئندہ کبھی علم کا دعوی نہ کرنا'

بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے۔ (یوسف:76)

(بَحْرُ الدُّمُوع ص ۲۶۹)

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی عُلَماء تھے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے اَعلم تھے، جب پیالہ بنیامین کے سامان سے نکلا تو بھائی شرمندہ ہوئے اور انہوں نے سر جھکائے اور۔

؎۱۷۹ یعنی سامان میں پیالہ نکلنے سے سامان والے کا چوری کرنا تو یقینی نہیں لیکن اگر یہ فعل اس کا ہو۔

؎۱۸۰ یعنی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جس کو انہوں نے چوری قرار دے کر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نسبت کیا، وہ واقعہ یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نانا کا ایک بُت تھا جس کو وہ پوجتے تھے، حضرت یوسف علیہ السلام نے چپکے سے وہ بُت لیا اور توڑ کر راستہ میں نجاست کے اندر ڈال دیا، یہ حقیقت میں چوری نہ تھی

مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا

جگہ ہو ف۱۸۱ اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بناتے ہو بولے اے عزیز! اس کے ایک باپ ہیں بوڑھے بڑے ف۱۸۲ تو

كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ

ہم میں اس کی جگہ کسی کو لے لو بے شک ہم تمہارے احسان دیکھ رہے ہیں کہا ف۱۸۳ خدا کی پناہ کہ ہم

اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا ع ۹ ۱۱ ۳

لیں مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا مال ملا ف۱۸۴ جب تو ہم ظالم ہوں گے پھر جب

اسْتَيْــَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ

اس سے ناامید ہوئے الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے ان کا بڑا بھائی بولا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ

عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ

کا عہد لے لیا تھا اور اس سے پہلے یوسف کے حق میں تم نے کیسی تقصیر کی تو میں یہاں سے نہ ٹلوں گا

الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾

یہاں تک کہ میرے باپ ف۱۸۵ اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے ف۱۸۶ اور اس کا حکم سب سے بہتر اپنے باپ کے پاس

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ

لوٹ کر جاؤ پھر عرض کرو کہ اے ہمارے باپ بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی ف۱۸۷ اور ہم تو اتنی ہی بات کے گواہ ہوئے

بُت پرستی کا مٹانا تھا۔ بھائیوں کا اس ذکر سے یہ مدعا تھا کہ ہم لوگ بنیامین کے سوتیلے بھائی ہیں، یہ فعل ہو تو شاید بنیامین کا ہو، نہ ہماری اس میں شرکت، نہ ہمیں اس کی اطلاع۔

ف۱۸۱ اس سے جس کی طرف چوری کی نسبت کرتے ہو کیونکہ چوری کی نسبت حضرت یوسف کی طرف تو غلط ہے، فعل تو شرک کا ابطال اور عبادت تھا اور تم نے جو یوسف کے ساتھ کیا وہ بڑی زیادتیاں ہیں۔

ف۱۸۲ ان سے محبت رکھتے ہیں اور انہیں سے ان کے دل کی تسلّی ہے۔

ف۱۸۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے۔

ف۱۸۴ کیونکہ تمہارے فیصلہ سے ہم اسی کو لینے کے مستحق ہیں جس کے کجاوے میں ہمارا مال ملا اگر ہم بجائے اس کے دوسرے کو لیں۔

ف۱۸۵ میرے واپس آنے کی۔

ف۱۸۶ میرے بھائی کو خلاصی دے کر یا اس کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ چلنے کا۔

اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ سْــٴَـلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَ

تھے جتنی ہمارے علم میں تھی و۱۸۸ اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے و۱۸۹ اور اس بستی سے پوچھ دیکھیے

الْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ

جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے اور ہم بے شک سچے ہیں و۱۹۰ کہا و۱۹۱ تمہارے نفس نے تمہیں کچھ

اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ

حیلہ بنا دیا تو اچھا صبر ہے قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے و۱۹۲ بے شک وہی علم و

الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ

حکمت والا ہے اور ان سے منہ پھیرا و۱۹۳ اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے

الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا

سفید ہوگئیں و۱۹۴ وہ غصہ کھاتا رہا بولے و۱۹۵ خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ

و۱۸۷ یعنی ان کی طرف چوری کی نسبت کی گئی۔

و۱۸۸ کہ پیالہ ان کے کجاوہ میں نکلا۔

و۱۸۹ اور ہمیں خبر نہ تھی کہ یہ صورت پیش آئے گی، حقیقتِ حال اللہ ہی جانے کہ کیا ہے اور پیالہ کس طرح بنیامین کے سامان سے برآمد ہوا۔

و۱۹۰ پھر یہ لوگ اپنے والد کے پاس واپس آئے اور سفر میں جو کچھ پیش آیا تھا اس کی خبر دی اور بڑے بھائی نے جو کچھ بتادیا تھا وہ سب والد سے عرض کیا۔

و۱۹۱ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہ چوری کی نسبت بنیامین کی طرف غلط ہے اور چوری کی سزا غلام بنانا، یہ بھی کوئی کیا جانے اگر تم فتوٰی نہ دیتے اور تمہیں نہ بتاتے تو۔

و۱۹۲ یعنی حضرت یوسف کو اور ان کے دونوں بھائیوں کو۔

و۱۹۳ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کی خبر سن کر اور آپ کا غم و اندوہ انتہا کو پہنچ گیا۔

و۱۹۴ روتے روتے آنکھ کی سیاہی کا رنگ جاتا رہا اور بینائی ضعیف ہوگئی۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں حضرت یعقوب علیہ السلام اسّی ۸۰ برس روتے رہے اور احباء کے غم میں رونا جو تکلیف اور نمائش سے نہ ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی شکایت و بے صبری نہ پائی جائے رحمت ہے۔ ان غم کے ایام میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبانِ مبارک پر کبھی کوئی کلمہ بے صبری کا نہ آیا۔

اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ
گور کنارے جالگیں یا جان سے گزر جائیں کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں ف۱۹۶ اور مجھے اللہ کی وہ

وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ
شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ف۱۹۷ اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور

اَخِیْهِ وَ لَا تَایْــٴَـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِؕ اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ
اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ ف۱۹۸

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْهِ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ
پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت پہنچی ف۱۹۹

وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَاؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں ف۲۰۰ تو آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے ف۲۰۱ اور ہم پر خیرات کیجئے ف۲۰۲ بے شک اللہ

یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَ اَخِیْهِ اِذْ
خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے ف۲۰۳ بولے کچھ خبر ہے تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جب تم نادان

ف۱۹۵ برادرانِ یوسف اپنے والد سے۔

ف۱۹۶ تم سے یا اور کسی سے نہیں۔

ف۱۹۷ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور ان سے ملنے کی توقع رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان کا خواب حق ہے، ضرور واقع ہوگا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت مَلَکُ الموت سے دریافت کیا کہ تم نے میرے بیٹے یوسف کی روح قبض کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، اس سے بھی آپ کو ان کی زندگانی کا اطمینان ہوا اور آپ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا۔

ف۱۹۸ یہ سن کر برادرانِ حضرت یوسف علیہ السلام پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔

ف۱۹۹ یعنی تنگی اور بھوک کی سختی اور جسموں کا دبلا ہو جانا۔

ف۲۰۰ ردی کھوٹی جسے کوئی سوداگر مال کی قیمت میں قبول نہ کرے وہ چند کھوٹے درہم تھے اور اثاث البیت کی چند پرانی بوسیدہ چیزیں۔

ف۲۰۱ جیسا کھرے داموں سے دیتے تھے۔

ف۲۰۲ یہ ناقص پونجی قبول کر کے۔

اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَ هٰذَاۤ
تھے وف۲۰۴ بولے کیا سچ مچ آپ ہی یوسف ہیں کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی

اَخِیْ٘ ؗ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَ یَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ
بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا وف۲۰۵ بے شک جو پرہیز گاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیگ (اجر)

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِـٕیْنَ ﴿۹۱﴾
ضائع نہیں کرتا وف۲۰۶ بولے خدا کی قسم بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطا وار تھے وف۲۰۷

قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ ؕ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ؗ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۹۲﴾
کہا آج وف۲۰۸ تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے وف۲۰۹

اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ۚ وَ اْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ
میرا یہ کرتا لے جاؤ وف۲۱۰ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل (روشن ہو) جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر کو

وف۲۰۳ ان کا یہ حال سن کر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گریہ طاری ہوا اور چشمِ گوہر فشاں سے اشک رواں ہو گئے اور۔

وف۲۰۴ یعنی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مارنا، کنوئیں میں گرانا، بیچنا، والد سے جدا کرنا اور ان کے بعد ان کے بھائی کو تنگ رکھنا، پریشان کرنا تمہیں یاد ہے اور یہ فرماتے ہوئے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تبسم آ گیا اور انہوں نے آپ کے گوہرِ دندان کا حسن دیکھ کر پہچانا کہ یہ تو جمالِ یوسفی کی شان ہے۔

وف۲۰۵ ہمیں جدائی کے بعد سلامتی کے ساتھ ملایا اور دنیا اور دین کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔

وف۲۰۶ برادرانِ حضرت یوسف علیہ السلام بہ طریقِ عذر خواہی۔

حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی اسی مشہور زمانہ تصنیف 'احیاء العلوم' کا خلاصہ 'لُبابُ الاحیاء' میں منقول ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے حضرت سیِّدُنا یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: 'اے یوسف علیہ السلام! بے شک حرص اور خواہش نے بادشاہوں کو غلام بنایا اور صبر وتقوی نے غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔' تو حضرت سیِّدُنا یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ حقیقت نشان ہے:

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک جو پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتا۔ (پ13، یوسف:90)

وف۲۰۷ اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ نے آپ کو عزّت دی، بادشاہ بنایا اور ہمیں مسکین بنا کر آپ کے سامنے لایا۔

وف۲۰۸ اگرچہ ملامت کرنے کا دن ہے مگر میری جانب سے۔

وف۲۰۹ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے اپنے والد ماجد کا حال دریافت کیا، انہوں نے کہا آپ کی

اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ ع ۱۰ ۱۴ ۴

میرے پاس لے آؤ جب قافلہ مصر سے جدا ہوا وا۲۱۱ یہاں ان کے باپ نے و۲۱۲ کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں

لَوْ لَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ

اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ (بہک) گیا ہے بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خودرفتگی میں ہیں و۲۱۳ پھر جب خوشی سنانے

جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚۙ

والا آیا و۲۱۴ اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (دیکھنے لگیں) کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ

اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا

کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے و۲۱۵ بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے بے شک ہم

كُنَّا خٰطِـٕیْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾

خطاوار ہیں کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے و۲۱۶ پھر جب

جدائی کے غم میں روتے روتے ان کی بینائی بحال نہیں رہی، آپ نے فرمایا۔

و۲۱۰ جو میرے والد ماجد نے تعویذ بنا کر میرے گلے میں ڈال دیا تھا۔ کرتے میں اس لیے شفاء امراض کی تاثیر پیدا ہوئی، کہ اسے میرا جسم مس ہوگیا۔ مفسرین فرماتے ہیں یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام کی تھی جو منتقل ہوتی ہوئی آپ تک پہنچی تھی۔ بزرگوں کے تبرکات، ان کے جسم کی چھوئی ہوئی چیزیں بیماریوں کی شفا، دافع بلا مشکل کشا ہوتی ہیں، تو خود وہ حضرات یقینا دافع بلا و مشکل کشا ہیں۔

و۲۱۱ اور کنعان کی طرف روانہ ہوا۔

و۲۱۲ اپنے پوتوں اور پاس والوں سے۔

و۲۱۳ کیونکہ وہ اس گمان میں تھے کہ اب حضرت یوسف (علیہ السلام) کہاں، ان کی وفات بھی ہوچکی ہوگی۔

و۲۱۴ لشکر کے آگے آگے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی یہودا تھے، انہوں نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس خون آلودہ قمیص بھی میں ہی لے کر گیا تھا، میں نے ہی کہا تھا کہ یوسف (علیہ السلام) کو بھیڑیا کھا گیا، میں نے ہی انہیں غمگین کیا تھا، آج کُرتا بھی میں ہی لے کر جاؤں گا اور حضرت یوسف (علیہ السلام) کی زندگانی کی فرحت انگیز خبر بھی میں ہی سناؤں گا، تو یہودا بَرَہنہ سر، بَرَہنہ پا، کُرتا لے کر اسّی ۸۰ فرسنگ دوڑتے آئے، راستہ میں کھانے کے لئے سات روٹیاں ساتھ لائے تھے، فرطِ شوق کا یہ عالَم تھا کہ ان کو بھی راستہ میں کھا کر تمام نہ کر سکے۔

و۲۱۵ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دریافت فرمایا یوسف کیسے ہیں؟ یہودا نے عرض کیا حضور وہ مصر کے بادشاہ ہیں۔ فرمایا میں بادشاہی کو کیا کروں، یہ بتاؤ کس دین پر ہیں؟ عرض کیا دینِ اسلام پر، فرمایا الحمدللہ اللہ کی نعمت پوری

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى یُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

وہ سب یوسف کے پاس پہنچے اس نے اپنے ماں وے۲۱۷ باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں و۲۱۸ داخل ہو اللہ

ہوئی۔ برادرانِ حضرتِ یوسف علیہ السلام۔

و۲۱۶ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ و السلام نے وقتِ سحر بعدِ نماز ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے صاحبزادوں کے لئے دعا کی، وہ قبول ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی فرمائی گئی کہ صاحبزادوں کی خطا بخش دی گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کو مع ان کے اہل و اولاد کے بلانے کے لئے اپنے بھائیوں کے ساتھ دوسو سواریاں اور کثیر سامان بھیجا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے مصر کا ارادہ فرمایا اور اپنے اہل کو جمع کیا، کل مرد و زن بہتّر یا تہتّر تن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ برکت فرمائی کہ ان کی نسل اتنی بڑھی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بنی اسرائیل مِصر سے نکلے تو چھ لاکھ سے زیادہ تھے باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ اس سے صرف چار سو سال بعد ہے۔ الحاصل جب حضرت یعقوب علیہ السلام مِصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مِصر کے بادشاہِ اعظم کو اپنے والد ماجد کی تشریف آوری کی اطلاع دی اور چار ہزار لشکری اور بہت سے مِصری سواروں کو ہمراہ لے کر آپ اپنے والد صاحب کے استقبال کے لئے صدہا ریشمی پھریرے اڑاتے، قطاریں باندھے روانہ ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لا رہے تھے جب آپ کی نظر لشکر پر پڑی اور آپ نے دیکھا کہ صحرا زرق برق سواروں سے پر ہو رہا ہے، فرمایا اے یہودا کیا یہ فرعونِ مِصر ہے جس کا لشکر اس شوکت و شکوہ سے آ رہا ہے؟ عرض کیا نہیں یہ حضور کے فرزند یوسف ہیں علیہم السلام۔ حضرت جبریل نے آپ کو متعجب دیکھ کر عرض کیا، ہوا کی طرف نظر فرمایئے، آپ کے سرور میں شرکت کے لئے ملائکہ حاضر ہوئے ہیں جو مدّتوں آپ کے غم کے سبب روتے رہے ہیں، ملائکہ کی تسبیح نے اور گھوڑوں کے ہنہنانے نے اور طبل و بوق کی آوازوں نے عجیب کیفیت پیدا کر دی تھی۔ یہ محرّم کی دسویں تاریخ تھی جب دونوں حضرات والد و ولد، پدر و پسر قریب ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام عرض کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ توقُّف کیجئے اور والد صاحب کو ابتداء بسلام کا موقع دیجئے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَامُذْهِبَ الْاَحْزَانِ'' (یعنی اے غم واندوہ کے دور کرنے والے سلام) اور دونوں صاحبوں نے اُتر کر معانقہ کیا اور مل کر خوب روئے پھر اس مزین فرودگاہ میں داخل ہوئے جو پہلے سے آپ کے استقبال کے لئے نفیس خیمے وغیرہ نصب کر کے آراستہ کی گئی تھی، یہ دخول حدودِ مِصر میں تھا اس کے بعد دوسرا دخول خاص شہر میں ہے جس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔ (روح البیان، ج ۴، ص ۳۲۴، پ ۱۳، یوسف: ۱۰۰)

وے۲۱۷ ماں سے یا خاص والدہ مراد ہیں اگر اس وقت تک زندہ ہوں یا خالہ۔ مفسّرین کے اس باب میں کئی اقوال ہیں۔

اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ

چاہے تو امان کے ساتھ ۲۱۹ اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب ۲۲۰ اس کے لیے سجدے میں گرے ۲۲۱ اور

یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ٘ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ

یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے ۲۲۲ بے شک اسے میرے رب نے سچا کیا اور بے شک

اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ

اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا ۲۲۳ اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے مجھ میں

الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ

اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرا دی تھی بے شک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کر دے بے شک وہی علم

الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ

وحکمت والا ہے ۲۲۴ اے میرے رب بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام

الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ

نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں

۲۱۸ یعنی خاص شہر میں۔

۲۱۹ جب مصر میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوئے آپ نے اپنے والدین کا اکرام فرمایا۔

۲۲۰ یعنی والدین اور سب بھائی۔

۲۲۱ یہ سجدہ تحیّت وتواضع کا تھا جو ان کی شریعت میں جائز تھا جیسے کہ ہماری شریعت میں کسی معظّم کی تعظیم کے لئے قیام اور مصافحہ اور دست بوسی جائز ہے۔ سجدۂ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے کبھی جائز نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ شرک ہے اور سجدۂ تحیّت و تعظیم بھی ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ (روح البیان، ج ۴، ص ۳۲۴، پ ۱۳، یوسف: ۱۰۰)

۲۲۲ جو میں نے صغر سنی یعنی بچپن کی حالت میں دیکھا تھا۔

۲۲۳ اس موقع پر آپ نے کنوئیں کا ذکر نہ کیا تا کہ بھائیوں کو شرمندگی نہ ہو۔

۲۲۴ اصحابِ تواریخ کا بیان ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر میں چوبیس سال بہترین عیش و آرام میں خوش حالی کے ساتھ رہے، قریبِ وفات آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ

مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قربِ خاص کے لائق ہیں ۲۲۵ یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم (اے حبیب) تمہاری

اِلَیْكَۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَ هُمْ یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَاۤ

طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے ۲۲۶ جب انھوں نے اپنا کام پکا کیا تھا اور وہ داؤں چل رہے تھے ۲۲۷ اور

اَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ مَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍؕ اِنْ هُوَ

اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ لائیں گے اور تم اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے یہ ۲۲۸ تو نہیں مگر سارے جہان کو نصیحت

کو وصیّت کی کہ آپ کا جنازہ مُلکِ شام میں لے جا کر ارضِ مقدسہ میں آپ کے والد حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس دفن کیا جائے، اس وصیت کی تعمیل کی گئی اور بعدِ وفات سال کی لکڑی کے تابوت میں آپ کا جسدِ اطہر شام میں لایا گیا، اسی وقت آپ کے بھائی عیص کی وفات ہوئی اور آپ دونوں بھائیوں کی ولادت بھی ساتھ ہوئی تھی اور دفن بھی ایک ہی قبر میں کئے گئے اور دونوں صاحبوں کی عمر ایک سو پینتالیس ۱۴۵ سال تھی جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد اور چچا کو دفن کر کے مصر کی طرف واپس روانہ ہوئے تو آپ نے یہ دعا کی جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔

(روح البیان، ج ۴، ص ۳۲۴، پ ۱۳، یوسف: ۱۰۰)

۲۲۵ یعنی حضرت ابراہیم و اسحٰق و حضرت یعقوب علیہم السلام، انبیاء سب معصوم ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دعا تعلیمِ امّت کے لئے ہے کہ وہ حسنِ خاتمہ کی دعا مانگتے رہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد کے بعد تیئس سال رہے اس کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے مقامِ دفن میں اہلِ مصر کے اندر سخت اختلاف واقع ہوا، ہر محلہ والے حصولِ برکت کے لئے اپنے ہی محلہ میں دفن کرنے پر مُصر تھے، آخر یہ رائے قرار پائی کہ آپ کو دریائے نیل میں دفن کیا جائے تاکہ پانی آپ کی قبر سے چھوتا ہوا گزرے اور اس کی برکت سے تمام اہلِ مصر فیضیاب ہوں چنانچہ آپ کو سنگِ رخام یا سنگِ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا اور آپ وہیں رہے یہاںتک کہ چار سو برس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا تابوت شریف نکالا اور آپ کو آپ کے آبائے کرام کے پاس مُلکِ شام میں دفن کیا۔

۲۲۶ یعنی برادرانِ یوسف علیہ السلام کے۔

۲۲۷ باوجود اس کے اے سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا ان تمام واقعات کو اس تفصیل سے بیان فرمانا غیبی خبر اور معجزہ ہے۔

۲۲۸ قرآن شریف۔

اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۠ ﴿۱۰۴﴾ وَ كَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ ع ۱۱ ۵

اور کتنی نشانیاں ہیں ف۲۲۹ آسمانوں اور زمین میں کہ اکثر لوگ ان پر گزرتے ہیں ف۲۳۰ اور ان سے

عَلَیْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ مَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ

بے خبر رہتے ہیں اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے ف۲۳۱

مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ

کیا اس سے نڈر ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انھیں آ کر گھیر لے یا قیامت ان پر اچانک آ جائے اور

السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى

انھیں خبر نہ ہو تم فرماؤ ف۲۳۲ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل

بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ

کی آنکھیں رکھتے ہیں ف۲۳۳ اور اللہ کو پاکی ہے ف۲۳۴ اور میں شریک کرنے والا نہیں اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول

مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ

بھیجے سب مرد ہی تھے ف۲۳۵ جنھیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے ف۲۳۶ تو کیا یہ لوگ زمین پر

ف۲۲۹ خالق اور اس کی توحید و صفات پر دلالت کرنے والی، ان نشانیوں سے ہلاک شدہ اُمّتوں کے آثار مراد ہیں۔ (مدارک)

ف۲۳۰ اور ان کا مشاہدہ کرتے ہیں لیکن تفکّر نہیں کرتے، عبرت نہیں حاصل کرتے۔

ف۲۳۱ جمہور مفسّرین کے نزدیک یہ آیت مشرکین کے رد میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی خالقیت و رزاقیت کا اقرار کرنے کے ساتھ بُت پرستی کر کے غیروں کو عبادت میں اس کا شریک کرتے تھے۔

ف۲۳۲ اے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مشرکین سے کہ توحیدِ الٰہی اور دینِ اسلام کی دعوت دینا۔

ف۲۳۳ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب احسن طریق اور افضل ہدایت پر ہیں، یہ علم کے معدن، ایمان کے خزانے، رحمٰن کے لشکر ہیں۔ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا طریقہ اختیار کرنے والوں کو چاہئے کہ گزرے ہوؤں کا طریقہ اختیار کریں۔ وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں جن کے دل امّت میں سب سے زیادہ پاک، علم میں سب سے عمیق، تکلّف میں سب سے کم، ایسے حضرات ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت اور ان کے دین کی اشاعت کے لئے برگزیدہ کیا۔

ف۲۳۴ تمام عیوب و نقائص اور شرکا و اضداد و انداد سے۔

یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَ لَدَارُ
چلے نہیں تو دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا وے۲۳ اور بے شک آخرت کا گھر
الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَیْــٴَـسَ الرُّسُلُ
پرہیز گاروں کے لیے بہتر تو کیا تمہیں عقل نہیں یہاں تک جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی و۸۲۳ اور لوگ سمجھے کہ
وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا
رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا و۹۲۳ اس وقت ہماری مدد آئی تو جسے ہم نے چاہا بچا لیا گیا و۲۴۰ اور ہمارا عذاب
عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ
مجرم لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا بے شک ان کی خبروں سے و۲۴۱ عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں و۲۴۲ یہ کوئی
مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ كُلِّ
بناوٹ کی بات نہیں و۲۴۳ لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی و۲۴۴ تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان

و۲۳۵ نہ فرشتے، نہ کسی عورت کو نبی بنایا گیا۔ یہ اہلِ مکّہ کا جواب ہے جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ نے فرشتوں کو کیوں نہ نبی بنا کر بھیجا؟ انہیں بتایا گیا کہ یہ کیا تعجب کی بات ہے، پہلے ہی سے کبھی فرشتے نبی ہو کر نہ آئے۔

و۲۳۶ حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اہلِ بادیہ اور جنّات اور عورتوں میں سے کبھی کوئی نبی نہیں کیا گیا۔

و۲۳۷ انبیاء کے جھٹلائے سے کس طرح ہلاک کئے گئے۔

و۲۳۸ یعنی لوگوں کو چاہئے کہ عذابِ الٰہی میں تاخیر ہونے اور عیش و آسائش کے دیر تک رہنے پر مغرور نہ ہو جائیں کیونکہ پہلی اُمّتوں کو بھی بہت مہلتیں دی جا چکی ہیں یہاں تک کہ جب ان کے عذابوں میں بہت تاخیر ہوئی اور بہ اسبابِ ظاہر رسولوں کو قوم پر دنیا میں ظاہر عذاب آنے کی امید نہ رہی۔ (ابوالسعود)

و۲۳۹ یعنی قوموں نے گمان کیا کہ رسولوں نے انہیں جو عذاب کے وعدے دیئے تھے وہ پورے ہونے والے نہیں۔ (مدارک وغیرہ)

و۲۴۰ اپنے بندوں میں سے یعنی اطاعت کرنے والے ایمانداروں کو بچا لیا۔

و۲۴۱ یعنی انبیاء کی اور ان کی قوموں کی۔

و۲۴۲ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے بڑے بڑے نتائج نکلتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ صبر کا نتیجہ سلامت و کرامت ہے اور ایذا رسانی و بدخواہی کا انجام ندامت اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والا کامیاب ہوتا ہے اور بندے کو سختیوں کے پیش آنے سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ رحمتِ الٰہی دست گیری کرے تو کسی کی بدخواہی کچھ نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد قرآنِ پاک کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔

ع ۱۲/۶

شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ع

اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت

ایاتہا ۴۳ | ۱۳ سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِیَّةٌ ۹۶ | رکوعاتہا ۶

سورت رعد مدنی ہے ۱ اس میں تنتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓرٰ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ ط وَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ لٰكِنَّ

یہ کتاب کی آیتیں ہیں ۲ اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا ۳ حق ہے ۴

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا

مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ۵ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ تم دیکھو ۶ پھر

۲۴۳ جس کو کسی انسان نے اپنی طرف سے بنالیا ہو کیونکہ اس کا اعجاز اس کے مِنَ اللہ ہونے کو قطعی طور پر ثابت کرتا ہے۔

۲۴۴ توریت انجیل وغیرہ کُتبِ الٰہیہ کی۔

۱ سورۂ رعد مکیہ ہے اور ایک روایت میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہے کہ دو آیتوں 'لَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ' اور 'یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا' کے سوا سب مکّی ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سورۃ مدنی ہے۔ اس میں چھ رکوع تینتالیس یا پینتالیس آیتیں اور آٹھ سو پچپن کلمے اور تین ہزار پانچ سو چھ حرف ہیں۔

۲ یعنی قرآن شریف کی۔

۳ یعنی قرآن شریف۔

۴ کہ اس میں کچھ شبہ نہیں۔

۵ یعنی مشرکینِ مکّہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کلام محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے انہوں نے خود بنایا، اس آیت میں ان کا رد فرمایا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کے دلائل اور اپنے عجائبِ قدرت بیان فرمائے جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں۔

۶ اس کے دو معنیٰ ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا جیسا کہ تم ان کو دیکھتے ہو یعنی حقیقت میں کوئی ستون ہی نہیں ہے اور یہ معنیٰ بھی ہوسکتے ہیں کہ تمھارے دیکھنے میں آنے والے ستونوں کے بغیر بلند کیا، اس

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ
عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اور سورج اور چاند کو مسخر کیا وے ہر ایک ایک ٹھہرائے ہوئے وعدہ

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَ هُوَ الَّذِیْ
تک چلتا ہے و۸ اللہ کام کی تدبیر فرماتا اور مفصل نشانیاں بتاتا ہے و۹ کہیں تم اپنے رب کا ملنا یقین کرو و۱۰

مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًا ؕ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا
اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں لنگر و۱۱ اور نہریں بنائیں اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے

زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ
بنائے و۱۲ رات سے دن کو چھپا لیتا ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان

تقدیر پر معنٰی یہ ہوں گے کہ ستون تو ہیں مگر تمہارے دیکھنے میں نہیں آتے اور قولِ اول صحیح تر ہے اسی پر جمہور ہیں۔ (خازن وجمل)

وے اپنے بندوں کے منافع اور اپنے بلاد کے مصالح کے لئے وہ حسبِ حکم گردش میں ہیں۔

پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت سے نہ کوئی آگے بڑھ سکتا ہے، نہ ہی اس کی وحدانیت کے قریب پہنچ سکتا ہے، وہ سمیع وبصیر ہے جو سنتا اور دیکھتا ہے، اس نے پانی کی طرف نظر فرمائی تو وہ اس کی ہیبت وجلال سے پتھر بن گیا، پتھروں کی طرف نظر فرمائی تو وہ اس کی رحمت سے سیلاب کی طرح بہنے لگے۔ اس نے نیلگوں اسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کیا اور اس میں سورج، چاند کو بنایا اور اسے چمکتے ہوئے ستاروں سے سجایا اور وہ چمک دار ستارے موتیوں کے مشابہ ہیں، اور اپنی رحمت سے ہوائیں بھیجیں، اور ستارے کو رات کے وقت چلنے کا حکم دیا تو وہ چلنے لگا، اور بادل کو بارش برسانے کا حکم دیا۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقِ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ)

و۸ یعنی فنائے دنیا کے وقت تک۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اجلِ مسمّٰی سے ان کے درجات و منازل مراد ہیں یعنی وہ اپنے منازل و درجات میں ایک غایت تک گردش کرتے ہیں جس سے تجاوز نہیں کر سکتے، شمس و قمر میں سے ہر ایک کے لئے سیرِ خاص جہتِ خاص کی طرف سُرعت وبطوءِ وحرکت کی مقدارِ خاص سے مقرر فرمائی ہے۔

و۹ اپنے وحدانیت وکمالِ قدرت کی۔

و۱۰ اور جانو کہ جو انسان کو نیستی کے بعد ہست کرنے پر قادر ہے وہ اس کو موت کے بعد بھی زندہ کرنے پر قادر ہے۔

و۱۱ یعنی مضبوط پہاڑ۔

و۱۲ سیاہ وسفید، تُرش وشیریں، صغیر وکبیر، بَرّی وبُستانی، گرم وسرد، تر وخشک وغیرہ۔

يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَ فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ
کرنے والوں کو ۱۳ اور زمین کے مختلف قطعے ہیں اور ہیں پاس پاس ۱۴ اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتی اور
نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ
کھجور کے پیڑ ایک تھالے (تھال) سے اُگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر
فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ
کرتے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے ۱۵ اور اگر تم تعجب کرو ۱۶ تو اچنبا تو
قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ
ان کے اس کہنے کا ہے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر نئے بنیں گے ۱۷ وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے
وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا
اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے ۱۸ اور وہ دوزخ والے ہیں انھیں اسی میں
خٰلِدُوْنَ ۝۵ وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ
رہنا اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے ۱۹ اور ان اگلوں کی سزائیں ہو چکیں ۲۰

۱۳ جو سمجھیں گے کہ یہ تمام آثار صانع حکیم کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔

۱۴ ایک دوسرے سے ملے ہوئے، ان میں سے کوئی قابلِ زراعت ہے کوئی ناقابل زراعت۔ کوئی پتھریلا کوئی ریتلا۔

۱۵ حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اس میں بنی آدم کے قلوب کی ایک تمثیل ہے کہ جس طرح زمین ایک تھی اس کے مختلف قطعات ہوئے، ان پر آسمان سے ایک ہی پانی برسا، اس سے مختلف قسم کے پھل پھول بیل بُوٹے اچھے بُرے پیدا ہوئے۔ اسی طرح آدمی حضرت آدم سے پیدا کئے گئے ان پر آسمان سے ہدایت اتری، اس سے بعض دل نرم ہوئے ان میں خشوع خضوع پیدا ہوا، بعض سخت ہو گئے اور لہو ولغو میں مبتلا ہوئے تو جس طرح زمین کے قطعات اپنے پھول پھل میں مختلف ہیں اس طرح انسانی قلوب اپنے آثار و انوار و اسرار میں مختلف ہیں۔

۱۶ اے محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُفّار کی تکذیب کرنے سے باوجود یکہ آپ ان میں صادق و امین معروف تھے۔

۱۷ اور انہوں نے کچھ نہ سمجھا کہ جس نے ابتداء بغیر مثال کے پیدا کر دیا اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

۱۸ روزِ قیامت۔

۱۹ مشرکینِ مکّہ اور یہ جلدی کرنا بطریقِ تمسخُر تھا اور رحمت سے سلامت و عافیت مراد ہے۔

الْمَثُلٰتُ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِیْدُ

اور بے شک تمہارا رب تو لوگوں کے ظلم پر بھی انھیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے ۲۱ اور بے شک تمہارے رب کا عذاب سخت

الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ

ہے ۲۲ اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ۲۳ تم تو

۲۰ وہ بھی رسولوں کی تکذیب اور عذاب کا تمسخر کیا کرتے تھے، ان کا حال دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

۲۱ کہ ان کے عذاب میں جلدی نہیں فرماتا اور انہیں مہلت دیتا ہے۔

۲۲ جب عذاب فرمائے۔

۲۳ کافروں کا یہ قول نہایت بے ایمانی کا قول تھا جتنی آیات نازِل ہو چکی تھیں اور معجزات دکھائے جا چکے تھے سب کو انہوں نے کالعدم قرار دے دیا یہ انتہا درجہ کی ناانصافی اور حق دشمنی ہے جب حجّت قائم ہو چکے اور ناقابلِ انکار براہین پیش کر دیئے جائیں اور ایسے دلائل سے مدعا ثابت کر دیا جائے جس کے جواب سے مخالفین کے تمام اہلِ علم و ہنر عاجز و متحیر رہیں اور انہیں لب ہلانا اور زبان کھولنا محال ہو جائے۔ ایسے آیاتِ بیّنہ اور براہینِ واضحہ و معجزاتِ ظاہرہ دیکھ کر یہ کہہ دینا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اترتی ! روزِ روشن میں دن کا انکار کر دینے سے بھی زیادہ بدتر اور باطل تر ہے اور حقیقت میں یہ حق کو پہچان کر اس سے عناد و فرار ہے۔ کسی مدعا پر جب برہان قوی قائم ہو جائے پھر اس پر دوبارہ دلیل قائم کرنی ضروری نہیں رہتی اور ایسی حالت میں طلبِ دلیل عناد و مکابرہ ہوتا ہے جب تک کہ دلیل کو مجروح نہ کر دیا جائے کوئی شخص دوسری دلیل کے طلب کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر یہ سلسلہ قائم کر دیا جائے کہ ہر شخص کے لئے نئی برہان قائم کی جائے جس کو وہ طلب کرے اور وہی نشانی لائی جائے جو وہ مانگے تو نشانیوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ اس لئے حکمتِ الٰہیہ یہ ہے کہ انبیاء کو ایسے معجزات دیئے جاتے ہیں جن سے ہر شخص ان کے صدق و نبوّت کا یقین کر سکے اور بیشتر وہ اس قبیل سے ہوتے ہیں جس میں ان کی امّت اور ان کے عہد کے لوگ زیادہ مشق و مہارت رکھتے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام کے زمانہ میں علمِ سحر اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا اور اس زمانہ کے لوگ سحر کے بڑے ماہرِ کامل تھے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام کو وہ معجزہ عطا ہوا جس نے سحر کو باطل کر دیا اور ساحروں کو یقین دلا دیا کہ جو کمال حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام نے دکھایا وہ ربّانی نشان ہے، سحر سے اس کا مقابلہ ممکن نہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام کے زمانہ میں طب انتہائی عروج پر تھی، حضرت عیسیٰ علیہ الصلٰوۃ والتسلیمات کو شفائے امراض و احیائے اموات کا وہ معجزہ عطا فرمایا گیا جس سے طب کے ماہر عاجز ہو گئے اور وہ اس یقین پر مجبور تھے کہ یہ کام طب سے ناممکن ہے ضرور یہ قدرتِ الٰہی کا زبردست نشان ہے اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں عرب کی فصاحت و بلاغت اوجِ کمال پر پہنچی ہوئی تھی اور وہ لوگ خوش

اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝٧ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ ع

ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی ف۲۴ اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے ف۲۵ اور پیٹ

الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝٨ عٰلِمُ الْغَيْبِ

جو کچھ گھٹتے بڑھتے ہیں ف۲۶ اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے ف۲۷ ہر چھپے

وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝٩ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ

اور کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا بلندی والا ف۲۸ برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے اور جو رات میں

مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝١٠ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے ف۲۹ آدمی کے لیے بدلی والے فرشتے ہیں

بیانی میں عالم پر فائق تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ معجزہ عطا فرمایا جس نے انہیں عاجز و حیران کر دیا اور ان کے بڑے سے بڑے لوگ اور ان کے اہلِ کمال کی جماعتیں قرآنِ کریم کے مقابل ایک چھوٹی سی عبارت پیش کرنے سے بھی عاجز و قاصر رہیں اور قرآن کے اس کمال نے یہ ثابت کر دیا کہ بیشک یہ ربّانی عظیم نشان ہے اور اس کا مثل بنا لانا بشری قوت کے امکان میں نہیں۔ اس کے علاوہ اور صدہا معجزات سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش فرمائے جنہوں نے ہر طبقہ کے انسانوں کو آپ کے صدقِ رسالت کا یقین دلا دیا۔ ان معجزات کے ہوتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری کس قدر عناد اور حق سے مکرنا ہے۔

ف۲۴ اپنی نبوّت کے دلائل پیش کرنے اور اطمینان بخش معجزات دکھا کر اپنی رسالت ثابت کر دینے کے بعد احکامِ الٰہیہ پہنچانے اور خدا کا خوف دلانے کے سوا آپ پر کچھ لازم نہیں اور ہر ہر شخص کے لئے اس کی طلبیدہ جدا جدا نشانیاں پیش کرنا آپ پر ضروری نہیں جیسا کہ آپ سے پہلے ہادیوں (انبیاء علیہم السلام کا) طریقہ رہا ہے۔

ف۲۵ نر مادہ ایک یا زیادہ وغیر ذالک۔

ف۲۶ یعنی مدّت میں کس کا حمل جلد وضع ہوگا کس کا دیر میں۔ حمل کی کم سے کم مدّت جس میں بچہ پیدا ہو کر زندہ رہ سکے چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال۔ یہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اور اسی کے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قائل ہیں۔ بعض مفسّرین نے یہ بھی کہا ہے پیٹ کے گھٹنے بڑھنے سے بچہ کا قوی، تام الخلقت اور ناقص الخلقت ہونا مراد ہے۔

ف۲۷ کہ اس سے گھٹ بڑھ نہیں سکتی۔

ف۲۸ ہر نقص سے منزّہ۔

ف۲۹ یعنی دل کی چھپی باتیں اور زبان سے باعلان کہی ہوئی اور رات کو چھپ کر کئے ہوئے عمل اور دن کو ظاہر طور پر

وَ مِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى
اس کے آگے پیچھے ف۳۰ کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں ف۳۱ بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک
یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗۚ وَ مَا لَهُمْ
وہ خود ف۳۲ اپنی حالت نہ بدلیں اور جب اللہ کسی قوم سے برائی چاہے ف۳۳ تو وہ پھر نہیں سکتی اور اس کے
مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ
سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں ف۳۴ وہی ہے تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈر کو اور امید کو ف۳۵ اور بھاری

کئے ہوئے کام سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے کوئی اس کے علم سے باہر نہیں۔

ف۳۰ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ تم میں فرشتے نوبت بہ نوبت آتے ہیں، رات اور دن میں اور نمازِ فجر اور نمازِ عصر میں جمع ہوتے ہیں، نئے فرشتے رہ جاتے ہیں اور جو فرشتے رہ چکے ہیں وہ چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ نماز پڑھتے پایا اور نماز پڑھتے چھوڑا۔

ف۳۱ مجاہد نے کہا ہر بندے کے ساتھ ایک فرشتہ حفاظت پر مامور ہے جو سوتے جاگتے جن و انس اور موذی جانوروں سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہر ستانے والی چیز کو اس سے روک دیتا ہے بجز اس کے جس کا پہنچنا مشیت میں ہو۔

شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری ضیائی رضوی دامت برکاتھم العالیہ نے اپنی کتاب کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب میں لکھتے ہیں:

اور ایک فِرِشتے نے تمہاری پیشانی کو تھاما ہوا ہے، جب تم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لئے تواضُع (یعنی انکساری) کرتے ہو تو وہ تمہیں بُلند کرتا ہے اور جب تم اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر تکبُّر کا اظہار کرتے ہو تو وہ تمہیں تباہی میں ڈال دیتا ہے۔ اور دو فِرِشتے تمہارے ہونٹوں پر (مُتَعَیَّن) ہیں، وہ تمہارے لئے صِرف محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم پر دُرُود پڑھنے کو محفوظ کرتے ہیں اور ایک فِرِشتہ تمہارے منہ پر مُقرَّر رہے وہ تمہارے منہ میں سانپ داخِل ہونے نہیں دیتا۔ اور دو فِرِشتے تمہاری آنکھوں پر مُقرَّر ہیں۔ یہ کُل دس فِرِشتے ہیں جو ہر انسان پر مُقرَّر ہیں۔ رات کے فِرِشتے دن کے فِرِشتوں پر اُترتے ہیں، کیونکہ رات کے فِرِشتے دن کے فِرِشتوں کے عِلاوہ ہوتے ہیں۔ یہ بیس فِرِشتے ہر آدمی پر مُقرَّر رہیں۔

(تفسیر الطّبری ج7 ص350 حدیث 20211)

ف۳۲ مَعاصی میں مبتلا ہو کر۔

ف۳۳ اس کے عذاب و ہلاک کا ارادہ فرمائے۔

ف۳۴ جو اس کے عذاب کو روک سکے۔

ف۳۵ کہ اس سے گر کر نقصان پہنچانے کا خوف ہوتا ہے اور بارش سے نفع اٹھانے کی امید یا بعضوں کو خوف ہوتا ہے جیسے مسافروں کو جو سفر میں ہوں اور بعضوں کو فائدہ کی امید جیسے کہ کاشتکار وغیرہ۔

السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَ يُرْسِلُ

بدلیاں اٹھاتا ہے اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے ۳۶ اور فرشتے اس کے ڈر سے ۳۷ اور کڑک

الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيْدُ

بھیجتا ہے ۳۸ تو اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں ۳۹ اور اس کی پکڑ سخت ہے

۳۶ گرج یعنی بادل سے جو آواز ہوتی ہے اس کے تسبیح کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس آواز کا پیدا ہونا خالق ، قادر، ہر نقص سے منزّہ کے وجود کی دلیل ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ تسبیحِ رعد سے وہ مراد ہے کہ اس آواز کو سن کر اللہ کے بندے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ رعد ایک فرشتہ کا نام ہے جو بادل پر مامور ہے اس کو چلاتا ہے۔

۳۷ یعنی اس کی ہیبت وجلال سے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

۳۸ صاعقہ وہ شدید آواز ہے جو جَوّ (آسمان و زمین کے درمیان) سے اترتی ہے پھر اس میں آگ پیدا ہوجاتی ہے یا عذاب یا موت اور وہ اپنی ذات میں ایک ہی چیز ہے اور یہ تینوں چیزیں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ (خازن)

۳۹ شانِ نُزول: حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے ایک نہایت سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجی، انہوں نے اس کو دعوت دی کہنے لگا محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ربّ کون ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو، کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا یا تانبے کا؟ مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انہوں نے واپس ہو کر سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ایسا اکفر، سیاہ دل، سرکش دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے پاس پھر جاؤ، اس نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا اور کہا کہ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کرکے ایسے ربّ کو مان لوں جسے نہ میں نے دیکھا نہ پہچانا۔ یہ حضرات پھر واپس ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس کا خُبث تو اور ترقی پر ہے، فرمایا پھر جاؤ ، بہ تعمیل ارشاد پھر گئے جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی ہی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا، ایک ابر آیا اس سے بجلی چمکی اور کڑک ہوئی اور بجلی گری اور اس کافر کو جلا دیا۔ یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے اور جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں انہیں اصحابِ کرام کی ایک اور جماعت ملی وہ کہنے لگے کہیے وہ شخص جل گیا، ان حضرات نے کہا آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہوگیا؟ انہوں نے فرمایا سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی آئی ہے۔ ’’وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ‘‘ (خازن) بعض مفسّرین نے ذکر کیا ہے کہ عامر بن طفیل نے اربد بن ربیعہ سے کہا محمدِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس چلو میں انہیں باتوں میں لگاؤں گا تو پیچھے سے تلوار سے حملہ کرنا، یہ مشورہ کرکے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عامر نے حضور

الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ

اسی کا پکارنا سچا ہے ف۴۰ اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں ف۴۱ وہ ان کی کچھ بھی

لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَ مَا

نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے ف۴۲ اور وہ

دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا بھٹکتی پھرتی ہے اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں

طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدۃ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

السجدۃ ۲

خوشی سے ف۴۳ خواہ مجبوری سے ف۴۴ اور ان کی پرچھائیاں (سائے) ہر صبح و شام ف۴۵ تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں

سے گفتگو شروع کی بہت طویل گفتگو کے بعد کہنے لگا کہ اب ہم جاتے ہیں اور ایک بڑا جرار لشکر آپ پر لائیں گے یہ کہہ کر چلا آیا، باہر آ کر اربد سے کہنے لگا کہ تو نے تلوار کیوں نہیں ماری؟ اس نے کہا جب میں تلوار مارنے کا ارادہ کرتا تھا تو تُو درمیان میں آ جاتا تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے نکلتے وقت یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِھِمَا بِمَا شِئْتَ ' جب یہ دونوں مدینہ شریف سے باہر آئے تو ان پر بجلی گری اربد جل گیا اور عامر بھی اسی راہ میں بہت بدتر حالت میں مرا۔ (حسینی)

ف۴۰ یعنی اس کی توحید کی شہادت دینا اور لا اِلٰہ الا اللہ کہنا یا یہ معنٰی ہیں کہ وہ دعا قبول کرتا ہے اور اسی سے دعا کرنا سزاوار ہے۔

ف۴۱ معبود جان کر یعنی کُفّار جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔

ف۴۲ تو ہتھیلیاں پھیلانے اور بلانے سے پانی کنوئیں سے نکل کر اس کے منہ میں نہ آئے گا کیونکہ پانی کو نہ علم ہے نہ شعور جو اس کی حاجت اور پیاس کو جانے اور اس کے بلانے کو سمجھے اور پہچانے، نہ اس میں یہ قدرت ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور اپنے مقتضائے طبیعت کے خلاف اوپر چڑھ کر بلانے والے کے منہ میں پہنچ جائے۔ یہی حال بتوں کا ہے کہ نہ انہیں بُت پرستوں کے پکارنے کی خبر ہے نہ ان کی حاجت کا شعور نہ وہ ان کے نفع پر کچھ قدرت رکھتے ہیں۔

ف۴۳ جیسے کہ مومن۔

کیا خوب ہیں وہ لوگ جن کے دل یادِ محبوب سے معمور رہتے ہیں، ان کے دلوں میں محبوب کے سوا کسی کی یاد کا کوئی حصہ یا گنجائش نہیں۔ اگر وہ بولتے ہیں تو اسی کا تذکرہ کرتے ہیں، اگر حرکت کرتے ہیں تو اسی کے حکم سے کرتے ہیں، اگر خوش ہوتے ہیں۔

وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلِ اللّٰہُ ؕ قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ لَا یَمۡلِکُوۡنَ

اور زمین کا تم خود ہی فرماؤ اللہ ۴۶ تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی

لِاَنۡفُسِہِمۡ نَفۡعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلۡ ہَلۡ یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَ الۡبَصِیۡرُ ۬ۙ اَمۡ ہَلۡ

بنا لیے ہیں جو اپنا بھلا برا نہیں کر سکتے ہیں ۴۷ تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھا اور انکھیارا (بینا) ۴۸ یا کیا برابر

تو اس کے قرب پر خوش ہوتے ہیں، اگر ڈرتے ہیں تو اس کے عتاب سے ڈرتے ہیں، محبوب کا ذکر ان کی غذا ہے اور ان کے اوقات اللہ عزوجل سے مناجات کرنے میں گزرتے ہیں، اس کے بغیر انہیں چین نہیں آتا اور وہ اس کی رضا کے بغیر ایک لفظ بھی نہیں بولتے۔

چند اشعار

حَیَاتِیۡ مِنۡکَ فِیۡ رُوۡحِ الۡوِصَالِ   وَصَبۡرِیۡ عَنۡکَ مِنۡ طَلَبِ الۡمُحَالِ
وَکَیۡفَ الصَّبۡرُ عَنۡکَ وَاَیُّ صَبۡرٍ   لِعَطۡشَانَ عَنِ الۡمَاءِ الزُّلَالِ
اِذَا لَعِبَ الرِّجَالُ بِکُلِّ شَیۡءٍ   رَأَیۡتُ الۡحُبَّ یَلۡعَبُ بِالرِّجَالِ

ترجمہ:(۱) تیری طرف سے میری زندگی وصالِ حقیقی میں ہے، اور تجھ سے کنارہ کشی کرنے کا مطالبہ مجھ سے (گویا) ناممکن کا طلب کرنا ہے۔

(۲) تیرے بغیر صبر کیسے ہو سکتا ہے کہ پیاسا شخص صاف میٹھے خوشگوار پانی سے کتنا صبر کرے۔

(۳) جس وقت لوگ ہر چیز سے کھیلتے ہیں (اس وقت) میں نے محبت کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں سے کھیل رہی ہوتی ہے۔

(بَحۡرُ الدُّمُوۡعِ ص ۱۲۶)

۴۴ جیسے کہ منافق و کافر۔

۴۵ ان کی تبعیت میں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں۔ زُجاج نے کہا کہ کافر غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور اس کا سایہ اللہ کو۔ ابنِ انباری نے کہا کہ کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ پرچھائیوں میں ایسی فہم پیدا کرے کہ وہ اس کو سجدہ کریں۔ بعض کا قول ہے سجدے سے سایہ کا ایک طرف سے دوسری طرف مائل ہونا اور آفتاب کے ارتفاع و نزول کے ساتھ دراز و کوتاہ ہونا مراد ہے۔ (خازن)

۴۶ کیونکہ اس سوال کا اس کے سوا اور کوئی جواب ہی نہیں اور مشرکین باوجود غیر اللہ کی عبادت کرنے کے اس کے مقر ہیں کہ آسمان و زمین کا خالق اللہ ہے۔ جب یہ امر مسلّم ہے تو۔

۴۷ یعنی بُت جب ان کی یہ بے قدرتی و بیچارگی ہے تو وہ دوسرے کو کیا نفع و ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ ایسوں کو معبود بنانا اور خالق رازق قوی و قادر کو چھوڑنا انتہا درجے کی گمراہی ہے۔

۴۸ یعنی کافر و مومن۔

تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ

ہو جائیں گی اندھیریاں اور اجالا ف۴۹ کیا اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنھوں نے اللہ کی طرح کچھ بنایا (ہوتا)

الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

تو انھیں ان کا اور اس کا بنانا ایک سا معلوم ہوا ف۵۰ تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے ف۵۱ اور وہ اکیلا سب پر غالب

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا

ہے ف۵۲ اس نے آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رو اس پر ابھرے ہوئے جھاگ

رَّابِيًا ؕ وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ

اٹھا لائی اور جس پر آگ دہکاتے ہیں ف۵۳ گہنا یا اور اسباب ف۵۴ بنانے کو اس سے بھی ویسے ہی جھاگ

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا

اٹھتے ہیں اللہ بتاتا ہے کہ حق و باطل کی یہی مثال ہے تو جھاگ تو پھک (جل) کر دور ہو جاتا ہے اور وہ جو

يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ ﴿۱۷﴾

لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے ف۵۵ اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے جن لوگوں نے

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے رب کا حکم مانا انھیں کے لیے بھلائی ہے ف۵۶ اور جنھوں نے اس کا حکم نہ مانا ف۵۷ اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ

ف۴۹ یعنی کُفر و ایمان۔

ف۵۰ اور اس وجہ سے کہ حق ان پر مشتبہ ہو گیا اور وہ بُت پرستی کرنے لگے، ایسا تو نہیں ہے بلکہ جن بتوں کو وہ پوجتے ہیں اللہ کی مخلوق کی طرح کچھ بنانا تو کجا وہ بندوں کے مصنوعات کے مثل بھی نہیں بنا سکتے، عاجزِ محض ہیں ایسے پتھروں کا پوجنا عقل و دانش کے بالکل خلاف ہے۔

ف۵۱ جو مخلوق ہونے کی صلاحیت رکھے اس سب کا خالق اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں تو دوسرے کو شریکِ عبادت کرنا عاقل کس طرح گوارا کر سکتا ہے۔

ف۵۲ سب اس کے تحتِ قدرت و اختیار ہیں۔

ف۵۳ جیسے کہ سونا چاندی تانبہ وغیرہ۔

ف۵۴ برتن وغیرہ۔

ف۵۵ ایسے ہی باطل اگرچہ کتنا ہی ابھر جائے اور بعض اوقات و احوال میں جھاگ کی طرح حد سے اونچا ہو جائے

الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا وَّ مِثۡلَہٗ مَعَہٗ لَافۡتَدَوۡا بِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الۡحِسَابِ ۙ۬ وَ

سب اور اس جیسا اور ان کی ملک میں ہوتا تو اپنی جان چھڑانے کو دے دیتے یہی ہیں جن کا بُرا حساب ہوگا ۵۸ اور

مَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمِہَادُ ﴿۱۸﴾ؑ اَفَمَنۡ یَّعۡلَمُ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ

النصف ع ۸/۱۱

ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا بچھونا تو کیا وہ جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے ۵۹

الۡحَقُّ کَمَنۡ ہُوَ اَعۡمٰی ؕ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿ۙ۱۹﴾ الَّذِیۡنَ یُوۡفُوۡنَ

وہ اس جیسا ہو گا جو اندھا ہے ۶۰ نصیحت وہی مانتے ہیں جنہیں عقل ہے وہ جو اللہ کا عہد پورا

بِعَہۡدِ اللّٰہِ وَ لَا یَنۡقُضُوۡنَ الۡمِیۡثَاقَ ﴿ۙ۲۰﴾ وَ الَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ

کرتے ہیں ۶۱ اور قول باندھ کر پھرتے (توڑتے) نہیں اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ۶۲

مگر انجام کار مٹ جاتا ہے اور حق اصل شے اور جوہرِ صاف کی طرح باقی و ثابت رہتا ہے۔

۵۶ یعنی جنّت۔

۵۷ اور کُفر کیا۔

۵۸ کہ ہر امر پر مواخذہ کیا جائے گا اور اس میں سے کچھ نہ بخشا جائے گا۔ (جلالین و خازن)

۵۹ اور اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے۔

۶۰ حق کو نہیں جانتا، قرآن پر ایمان نہیں لاتا، اس کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ یہ آیت حضرت حمزہ ابنِ عبدالمطلب اور ابوجہل کے حق میں نازِل ہوئی۔

۶۱ اس کی ربوبیت کی شہادت دیتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں۔

۶۲ یعنی اللہ کی تمام کتابوں اور اس کے کُل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کو مان کر بعض سے منکِر ہو کر ان میں تفریق نہیں کرتے یا یہ معنی ہیں کہ حقوقِ قرابت کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے۔ اسی میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں، سادات کرام کا احترام اور مسلمانوں کے ساتھ مودّت و احسان اور ان کی مدد اور ان کی طرف سے مدافعت اور ان کے ساتھ شفقت اور سلام و دُعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں، خادموں، ہمسایوں، سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے اور شریعت میں اس کا لحاظ رکھنے کی بہت تاکیدیں آئی ہیں، بہ کثرت احادیثِ صحیحہ اس باب میں وارد ہیں۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و برصلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، کہ جو اپنے رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ پسند کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے تعلق جوڑے رکھے۔

يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا

اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں و۶۳ اور وہ جنھوں نے صبر کیا و۶۴

ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ

اپنے رب کے رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ

يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

کیا و۶۵ اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں و۶۶ انھیں کے لیے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب صلۃ، رقم ۲۵۵۷، ص ۱۳۸۴)

حضرتِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا کہ 'جو اپنی عمر میں اضافہ اور رزق میں کشادگی اور بری موت سے تحفظ چاہتا ہے وہ اللہ عزوجل سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔'

(مسند احمد، مسند علی بن ابی طالب، رقم ۱۲۱۲، ج۱، ص ۳۰۲)

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا، 'جسے نرمی عطا کی گئی اسے دنیا وآخرت کی اچھائیوں میں سے حصہ دیا گیا اور رشتہ داروں سے تعلق جوڑنا، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور حسن اخلاق گھروں کو آباد رکھتے اور عمر میں اضافہ کرتے ہیں۔' (مسند احمد، رقم ۲۵۳۱۴، ج۹، ص ۵۰۴)

حضرتِ سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم، کہ 'رشتہ داری عرش کے ساتھ لٹکتی ہوئی کہتی ہے کہ جو میرے ساتھ تعلق جوڑے گا اللہ عزوجل اسکے ساتھ تعلق جوڑے گا اور جو میرے ساتھ تعلق توڑے گا اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ تعلق توڑے گا۔'

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب صلۃ الرحم، رقم ۲۵۵۵، ص ۱۳۸۳)

و۶۳ اور وقتِ حساب سے پہلے خود اپنے نفسوں سے محاسبہ کرتے ہیں۔

و۶۴ طاعتوں اور مصیبتوں پر اور معصیت سے باز رہے۔

حضرتِ سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا 'بیشک جسے امتحان سے بچالیا گیا وہ خوش بخت ہے، بیشک جسے آزمائش سے بچالیا گیا وہ خوش بخت ہے، بلاشبہ جسے فتنوں سے بچالیا گیا وہ سعادت مند ہے اور وہ بھی خوش قسمت ہے جسے آزمائش میں مبتلاء کیا گیا تو اس نے حسرت وشوق کے ساتھ اس پر صبر کیا۔

(ابو داؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب فی النھی عن السعی فی الصلاۃ، رقم ۴۲۶۳، ج۴، ص ۱۳۷)

و۶۵ نوافل کا چھپانا اور فرائض کا ظاہر کرنا افضل ہے۔

يَدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ

باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ۶۷ ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں ۶۸ اور فرشتے ۶۹

يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى

ہر دروازے سے ان پر ۷۰ یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ ۷۰ ب تو پچھلا گھر

۶۶ بدکلامی کا جواب شیریں سخنی سے دیتے ہیں اور جو انہیں محروم کرتا ہے اس پر عطا کرتے ہیں، جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے معاف کرتے ہیں، جب ان سے پیوند قطع کیا جاتا ہے ملاتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں توبہ کرتے ہیں، جب ناجائز کام دیکھتے ہیں اسے بدلتے ہیں، جہل کے بدلے حلم اور ایذا کے بدلے صبر کرتے ہیں۔

۶۷ یعنی مؤمن ہوں۔

۶۸ اگرچہ لوگوں نے ان کے سے عمل نہ کئے ہوں جب بھی اللہ تعالیٰ ان کے اکرام کے لئے ان کو ان کے درجہ میں داخل فرمائے گا۔

۶۹ ہر ایک روز و شب میں ہدایا اور رضا کی بشارتیں لے کر جنّت کے۔

۷۰ بہ طریقِ تحیّت و تکریم۔

۷۰ ب

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا کہ 'کیا تم جانتے ہو کہ اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا؟' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، 'اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔' تو آپ نے ارشاد فرمایا، 'وہ فقراء مہاجرین جن کے صدقے سرحدوں کے خطرے دور ہوتے ہیں اور ناپسندیدہ چیزوں سے حفاظت کی جاتی ہے اور جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو ان کی خواہش ان کے سینے ہی میں رہ جاتی ہے وہ اس کی تکمیل نہیں کر پاتے، پھر اللہ عزوجل اپنے فرشتوں میں سے جسے چاہتا ہے ارشاد فرماتا ہے کہ 'ان کے پاس جاؤ اور انہیں سلام کرو۔' تو وہ فرشتے عرض کرتے ہیں، 'یارب عزوجل! ہم تیرے آسمانوں میں رہنے والے اور تیری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں، کیا تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم ان کے پاس جا کر انہیں سلام کریں۔' تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ 'میرے یہ بندے میری عبادت کرتے تھے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے، انہی کے صدقے سرحدوں کے خطرے دور ہوتے تھے اور ناگوار چیزوں سے حفاظت کی جاتی تھی اور اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا تو اس کی خواہش اس کے سینے میں ہی رہ جاتی تھی اور وہ اسے پورا نہ کر پاتے تھے۔' پھر فرشتے ان کے پاس آتے ہیں اور ہر دروازے سے داخل ہوکر کہتے ہیں ترجمۂ کنزالایمان: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا (پ ۱۳، الرعد: ۲۴)

(الترغیب والترھیب، الترغیب فی الفقر، رقم ۹، ج ۴، ص ۶۲)

الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ

کیا ہی خوب ملا اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے ف۱ کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو

اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ

اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ف۲ ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ بُرا گھر ف۳

الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ

اللہ جس کے لیے چاہے رزق کشادہ اور ف۴ تنگ کرتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر اِترا گئے (نازاں ہوئے) ف۵

ابن منذر اور ابن مردویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال اُحد میں تشریف لاتے تھے۔ جب گھاٹی کی فراخی میں داخل ہوتے تو قبور شہداء پر سلام کہتے ہوئے یوں فرماتے: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ سیدنا ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(تفسیر الدر المنثور تحت آیت ۱۳ / ۲۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴ / ۶۸-۵۶۷) ف ۷۰ ب

مجھے مثنی نے بحوالہ سوید حدیث بیان کی۔ سوید نے کہا ہمیں ابن المبارک نے خبر دی، انہوں نے ابراہیم بن محمد سے، انہوں نے سہیل بن ابو صالح سے، انہوں نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام پر شہداء کی قبروں پر تشریف لاتے اور یوں فرماتے: تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۱۳ / ۲۴، المطبعۃ المیمنۃ مصر، ۱۳ / ۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام پر شہیدوں کی قبروں پر تشریف لاتے اور یوں فرماتے: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو آخرت کا گھر کیا ہی خوب ملا۔ خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (ت)

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۱۳ / ۲۴، المطبعۃ المیمنۃ مصر ۱۹ / ۴۵)

نبی انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام پر شہیدوں کی قبروں پر تشریف لاتے اور یوں فرماتے: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ (ت)

(غرائب القرآن، تحت آیۃ ۱۳ / ۲۴، مصطفی البابی مصر، ۱۳ / ۸۳)

ف۱ اور اس کو قبول کر لینے۔

ف۲ کُفر و مَعاصی کا ارتکاب کر کے۔

ف۳ یعنی جہنّم۔

ف۴ جس کے لئے چاہے۔

ف۵ اور شکر گزار نہ ہوئے۔ مسئلہ: دولتِ دنیا پر اترانا اور مغرور ہونا حرام ہے۔

الدُّنْيَا ط وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ ع وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۳ ع ۸ ۹

اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ دن برت لینا اور کافر کہتے ان پر کوئی نشانی

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ط قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ

ان کے رب کی طرف سے کیوں نہ اتری تم فرماؤ بے شک اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے ۶۶ اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس

مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ط اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ

کی طرف رجوع لائے وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد (ذکر) سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد

تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ ط اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ

(ذکر) ہی میں دلوں کا چین ہے ۶۷ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام ۶۸

۶۶ کہ وہ آیات و معجزات نازل ہونے کے بعد بھی یہ کہتا رہتا ہے کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری، کوئی معجزہ کیوں نہیں آیا! معجزاتِ کثیرہ کے باوجود گمراہ رہتا ہے۔

۶۷ اس کے رحمت و فضل اور اس کے احسان و کرم کو یاد کرکے بے قرار دلوں کو قرار و اطمینان حاصل ہوتا ہے اگرچہ اس کے عدل و عتاب کی یاد دلوں کو خائف کردیتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا 'اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ' حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مسلمان جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قسم کھاتا ہے دوسرے مسلمان اس کا اعتبار کرلیتے ہیں اور ان کے دلوں کو اطمینان ہوجاتا ہے۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، 'اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں جو وہ مجھ سے کرتا ہے اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر کسی مجمع میں کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوجاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چلتے ہوئے آتا ہے تو میری رحمت اس کے پاس دوڑتی ہوئی آتی ہے۔'

(بخاری، کتاب التوحید، باب قولِ اللہ ویحذرکم اللہ نفسہ، رقم ۷۴۰۵، ج ۴، ص ۵۴۱)

حضرتِ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، 'اپنے رب عزوجل کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔'

(بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم ۶۴۰۷، ج ۴، ص ۲۲۰)

۶۸ طوبیٰ بشارت ہے راحت و نعمت اور خرمی و خوش حالی کی۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ طوبیٰ زبانِ حبشی میں جنّت کا نام ہے۔ حضرت ابوہریرہ اور دیگر اصحاب سے مروی ہے کہ طوبیٰ جنّت کے ایک درخت کا نام ہے جس کا سایہ ہر جنّت

میں پہنچے گا، یہ درخت جنّتِ عدن میں ہے اور اس کی اصل (بیخ) سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایوانِ معلّٰی میں اور اس کی شاخیں جنّت کے ہر غرفہ اور قصر میں، اس میں سوا سیاہی کے ہر قسم کے رنگ اور خوش نمائیاں ہیں ہر طرح کے پھل اور میوہ اس میں پھلے ہیں، اس کی بیخ سے کافور سلسبیل کی نہریں رواں ہیں۔

محدثِ جلیل فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مختصر مگر جامع تصنیف 'قُرَّۃُ الْعُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ' میں لکھتے ہیں۔

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبرعزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑ میرے گھر میں اور ٹہنیاں جنت کے محلات پر سایہ فگن ہیں۔ جنت میں کوئی ایسا محل نہیں جس پر اس کی ایک ٹہنی نہ ہو، ہر ٹہنی تمام اقسام کے دنیاوی پھل اٹھائے ہوئے ہے اور ہر ٹہنی پر تمام دنیاوی کلیاں موجود ہیں مگر اس ٹہنی کے پھل اور کلیاں دنیاوی پھلوں اور کلیوں سے زیادہ خوبصورت، عمدہ اور وافر مقدار میں ہوں گے۔ طوبیٰ درخت میں انگور لگے ہوں گے ہر خوشۂ انگور کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت ہے اور اس کا دانہ پانی سے بھرے ہوئے مشکیزے کی مانند ہے۔

'شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا ایک دانہ مجھے، میرے گھر والوں اور میرے خاندان کو کافی ہوگا؟' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'بے شک ایک دانہ تجھے، تیرے گھر والوں اور تمہاری قوم کے دس افراد کے لئے کفایت کریگا، اور طوبیٰ درخت میں کھجوریں بھی ہوں گی ہر کھجور مشکیزے کے برابر ہوگی ہر دو کھجوروں کا وزن ایک اونٹ جتنا ہوگا اور وہ سورج کی طرح چمکتی ہوں گی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:' اس میں بِہی (سیب کے مشابہ ایک پھل)، سیب، انار، آڑو اور خوبانیاں بھی ہیں ہر دو پھلوں کا وزن اونٹ کے بوجھ کے برابر ہے اس درخت کو پیدا کرنے والے کے علاوہ طوبیٰ درخت کے اوصاف حقیقتاً کوئی بھی نہیں جانتا، جنت میں ہر مؤمن کے لئے اس درخت کی ایک ٹہنی ہوگی اور اس کا نام اس ٹہنی پر لکھا ہوا ہوگا اور اس ٹہنی پر ہر قسم کے پھل ہوں گے حتی کہ وہ گھوڑوں کو اپنی زینوں کے ساتھ، اونٹوں کو اپنی نکیلوں کے ساتھ اور خدمت گار مردوں اور عورتوں کو اٹھائے ہوئے ہوگی۔ ہر شاخ میں ہار، کنگن، انگوٹھیاں، تاج اور اشیاءِ خوردونوش سے بھرے ٹوکرے بھی ہوں گے اور یہ سب شاخ کے پتوں کی جگہ پر ہوں گے۔ جب بھی کوئی مؤمن ایک ٹوکرا توڑے گا اس کی جگہ دو ٹوکرے آجائیں گے اور اگر ایک پھل توڑے گا تو اُس کی جگہ دو پھل اُگ آئیں گے۔

طوبیٰ درخت کے نیچے بہت سے میدان ہیں اس کے سائے میں کوئی سوار اگر ایک سو سال تک چلتا رہے تو بھی اس کی مسافت ختم نہ ہوگی، ان میدانوں میں شراب (طہور)، دودھ اور شہد کی نہریں ہوں گی، ان نہروں میں چھوٹی اور بڑی مچھلیاں ہوں گی، ان مچھلیوں کی جلد چاندی کی اور سِنّے (یعنی چھلکے) دینار کی طرح سونے کے ہوں گے، ان کا گوشت بغیر ہڈی اور بغیر کانٹے کے، برف سے زیادہ سفید اور مکھن سے زیادہ نرم ہوگا، ان نہروں میں سرخ یاقوت کی سواریاں ہوں گی جن میں سوار ہوکر اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اُن میدانوں میں اپنے محلات کی سیر کریں گے۔

پہلے محل کی دیواریں سبز، دوسرے کی زرد، تیسرے کی سرخ اور چوتھے محل کی دیواریں سفید ہوں گی، چاشت کے وقت سب

محلات کے رنگ ایک ہی طرح کے ہوجائیں گے اورتمام محلات کا رنگ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے۔
اور جب ظہر کا وقت ہوگا تو ان محلات کی عمارتیں سونے ، چاندی ، یاقوت اور موتی کی ہوجائیں گی اور عصر کے وقت کوئی دیوار زرد تو کوئی سفید ہوجائے گی یہ محلات اس کی قدرت سے رنگ بدلتے رہیں گے جو کسی چیز کو کہتا ہے'کُن یعنی ہوجا' تو وہ ہوجاتی ہے تو وہ اس رنگ برنگی تبدیلی سے بڑے خوش ہوں گے اور جنت میں ہر مؤمن کے لئے ٹھکانے ،گھر اور عظیم الشان اَملاک ہوں گی ،ان پر اوران کے دروازوں پر اس کا نام لکھا ہوگا اوراُن میں اس کے لئے خدّام اور حور وغلماں ہوں گے اور وہ اسے کلمہ طیبہ اور تکبیر کہتے ہوئے اس کا استقبال کریں گے،جنتی وہاں آنے پر بہت خوش ہوگا۔
اور (حضرت سیدنا) رضوان علیہ السلام تشریف لاکر اولیاء کرام کو تنہائی مہیا کریں گے،ان میں سے ہر ولی کے لئے ایک خیمہ اور دلہن ہوگی جس کے جسم پر حُلّے اور زیور ہوں گے۔وہ ولی سے کہے گی:'اے اللہ عزوجل کے ولی! مجھے کافی عرصے سے آپ کی ملاقات کا شوق تھا تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے ہم دونوں کو ایک جگہ اکٹھا فرمایا تو بندۂ مؤمن کہے گا:' اے اللہ عزوجل کی بندی! تو مجھے کیسے جانتی ہے حالانکہ آج سے پہلے تو نے مجھے کبھی نہیں دیکھا؟' وہ دلہن کہے گی:' اللہ عزوجل نے مجھے آپ کے لئے پیدا فرمایا اور آپ کا نام میرے سینے پر لکھا اور یہ منازل پیدا فرما کر ان کے دروازوں پر آپ کا نام لکھ دیا اور یہ تمام حور وغلماں بھی آپ کے لئے پیدا کئے ہیں اور ان کے رخساروں پر آپ کا نام اس خوبصورتی سے لکھ دیا ہے کہ وہ نام چہرے پر تِل سے زیادہ خوبصورت لگتا ہے اور یہ (سب) اس وقت ہوا جب آپ دنیا میں اللہ عزوجل کی عبادت کرتے، نماز پڑھتے اور طویل دن میں روزہ رکھتے تھے تو اللہ عزوجل حضرتِ رضوان کو حکم فرماتا کہ 'وہ ہمیں (یعنی حوروں کو) اپنے پروں پر اٹھا کر لے جائے تا کہ ہم آپ کا دیدار کریں اور آپ کے افعالِ حسنہ دیکھیں۔' تو ہم سے حضرت رضوان علیہ السلام فرماتے :'یہ تمہارا سردار ہے اس وقت ہم نے آپ کو دیکھا اور پہچان لیا اور جب کبھی ہمیں آپ کے دیدار کا شوق ہوتا تو ہم محلات کے دروازوں سے نکل کر حضرت رضوان سے کہتیں:'اللہ عزوجل کی قسم !ہم اپنے محلات میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گی جب تک اپنے سرداروں کا دیدار نہ کرلیں تو حضرت رضوان علیہ السلام ہمیں (آسمانِ) دنیا کی طرف لے جاتے اور ہر حور اپنے سردار کو دیکھ لیتی لیکن اُسے (یعنی سردار کو) اِس دیکھنے کا علم تک نہ ہوتا تھا'
اگر وہ حور اپنے سردار کو رات کی تاریکی میں نماز پڑھتا دیکھتی تو خوش ہوکر کہتی:' اطاعت کئے جاؤ تا کہ تمہاری خدمت ہو اور کھیتی اُگائے جاؤ تا کہ کاٹ سکو۔اے میرے سردار! اللہ عزوجل آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کی اطاعت کو قبول فرمائے خداعزوجل کی اطاعت میں فناء ہونے کے بعد اور طویل عمر گزارنے کے بعد اللہ عزوجل مجھے اور آپ کو ملا دے گا اور میں آپ سے ملنے کے شوق میں آس لگائے بیٹھی ہوں۔' پھر ہم جنت میں اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ جاتی تھیں اور آپ اس معاملے سے بے خبر دنیا ہی میں ہوتے تھے۔'اور دنیا میں کوئی بھی مؤمن ایسا نہیں جس کے لئے جنت میں خدام اور حور وغلماں نہ ہوں جو اسے دیکھتے ہیں اور وہ ان سے بے خبر ہوتا ہے اور جب وہ اس کو عبادت میں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور (عبادت سے) غافل دیکھ کر غمگین ہوتے ہیں۔
(آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا:)'پھر جنتیوں کو ان کے باغات سے پھل پیش کئے جائیں گے،ایک اور فرشتہ داخل ہوگا اس کے ساتھ ایک گٹھڑی ہوگی جس میں سونے کے نقش ونگار والے حُلّے ہوں گے،جن پر ان کے عظیم نام

مَاٰبِ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ

اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے امتیں ہو گزریں و۷۹ کہ تم انھیں

عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ

(قرآن) پڑھ کر سناؤ و۸۰ ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں و۸۱ تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی

لکھے ہوئے ہوں گے وہ فرشتہ کہے گا: 'اے اللہ عزوجل کے ولی! ان حلّوں کو دیکھئے اگر ان کی صورت پسند ہے تو ٹھیک ورنہ میں اسے آپ کی پسندیدہ صورت میں تبدیل کردوں گا۔'

پھر دوسرا فرشتہ اپنے ساتھ مختلف قسم کے زیورات لے کر حاضرِ خدمت ہوگا دنیا کے زیورات تو شور پیدا کرتے ہیں لیکن آخرت کے زیورات ایسی آواز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے جس سے سامعین کو راحت وخوشی ہوگی (ان نعمتوں پر) مومن اللہ عزوجل کے لئے سجدہ شکر بجالائے گا، پھر وہ فرشتے جو نمازِ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے ہدیے لے کر آئے ہوں گے وہ اسے سلام کرتے ہوئے ہدیے پیش کریں گے، جب فرشتے اس کو ہدیے دے کر فارغ ہوں گے تو بندۂ مومن تمام خالی برتنوں کو جمع کر کے فرشتوں کے حوالے کریگا، یہ دیکھ کر فرشتے مسکراتے ہوئے اس سے کہیں گے، 'تم ابھی تک خود کو دنیا میں گمان کررہے ہو کہ ہدیہ کھا کر (یا لے کر) برتن صاحب ہدیہ کو دے دیا کرتے تھے، دنیا میں تو ہدیہ دینے والے کو ان برتنوں کی قلّت کی وجہ سے ان کی محتاجی ہوتی تھی، اور یہ برتن ربِّ عظیم عزوجل کی طرف سے ہیں جو غنی اور عزت وکرم والا ہے اس کی ملکیت میں کوئی کمی نہیں آتی نہ اس کے خزانے فنا ہونے والے ہیں اور وہ ایسی ذات ہے جو کسی شے کو فرماتا ہے: 'کُن یعنی ہو جا' تو وہ ہو جاتی ہے تو یہ برتن اور جو کچھ اس میں ہے سب تمہارے لئے ہے کیونکہ تم دنیا میں روزانہ پانچ نمازیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے، اب تم کو اللہ عزوجل کی طرف سے جزاء کے طور پر روزانہ پانچ ہدیے ملیں گے اور جو دنیا میں اللہ عزوجل کے لئے فرائض ونوافل کی کثرت کرتا تھا تو حق تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بطورِ جزاء اس کے عمل کے مطابق ان پانچ ہدایا سے زیادہ بھی عطا فرمائے جائیں گے۔

(قُرَّةُ الْعُيُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن ص ۱۱۷، ۱۱۹)

و۷۹ تو تمہاری امّت سب سے پچھلی امّت ہے اور تم خاتم الانبیاء ہو، تمہیں بڑے شان وشکوہ سے رسالت عطا کی۔

و۸۰ وہ کتابِ عظیم۔

و۸۱ شانِ نزول: قتادہ ومقاتل وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازِل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ سہیل بن عمرو جب صلح کے لئے آیا اور صلح نامہ لکھنے پر اتفاق ہوگیا تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کفّار نے اس میں جھگڑا کیا اور کہا کہ آپ ہمارے دستور کے مطابق بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھوائیے۔ اس کے متعلق آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں۔

الکامل فی التاریخ، ذکر عمرۃ الحدیبیۃ، ج ۲، ص ۸۹، ۹۰ والسیرۃ النبویۃ لابن ھشام، امر الحدیبیۃ فی آخر سنۃ... الخ،

اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ

کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میری رجوع ہے اور اگر کوئی ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل

قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ؕ

جاتے و۸۲ یا زمین پھٹ جاتی یا مُردے باتیں کرتے جب بھی یہ کافر نہ مانتے و۸۳ بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں

اَفَلَمْ یَایْـَٔسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ لَا

ہیں و۸۴ تو کیا مسلمان اس سے نا امید نہ ہوئے و۸۵ کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا و۸۶ اور

ص۴۳۱ والسیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر مغازیہ، غزوۃ الحدیبیۃ، ج ۳، ص۲۹ وشرح الزرقانی علی المواهب، باب امر الحدیبیۃ، ج ۳، ص ۱۹۸۔۲۰۰، ۲۰۸۔۲۱۰

و۸۲ اپنی جگہ سے۔

و۸۳ شانِ نُزول: کُفّارِ قریش نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ یہ چاہیں کہ ہم آپ کی نبوّت مانیں اور آپ کا اِتّباع کریں تو آپ قرآن شریف پڑھ کر اس کی تاثیر سے مکّۂ مکرّمہ کے پہاڑ ہٹا دیجئے تاکہ ہمیں کھیتیاں کرنے کے لئے وسیع میدان مل جائیں اور زمین پھاڑ کر چشمہ جاری کیجئے تاکہ ہم کھیتوں اور باغوں کو ان سے سیراب کریں اور قصی بن کلاب وغیرہ ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے وہ ہم سے کہہ جائیں کہ آپ نبی ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازِل ہوئی اور بتا دیا گیا کہ یہ حیلے حوالے کرنے والے کسی حال میں بھی ایمان لانے والے نہیں۔

و۸۴ تو ایمان وہی لائے گا جس کو اللہ چاہے اور توفیق دے اس کے سوا اور کوئی ایمان لانے والا نہیں اگرچہ انہیں وہی نشان دکھا دیئے جائیں جو وہ طلب کریں۔

و۸۵ یعنی کُفّار کے ایمان لانے سے خواہ انہیں کتنی ہی نشانیاں دکھلا دی جائیں اور کیا مسلمانوں کو اس کا یقینی علم نہیں۔

و۸۶ بغیر کسی نشانی کے لیکن وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہی حکمت ہے۔ یہ جواب ہے ان مسلمانوں کا جنہوں نے کُفّار کے نئی نئی نشانیاں طلب کرنے پر یہ چاہا تھا کہ جو کافر بھی کوئی نشانی طلب کرے وہی اس کو دکھا دی جائے، اس میں انہیں بتا دیا گیا کہ جب زبردست نشان آ چکے اور شُکوک واوہام کی تمام راہیں بند کر دی گئیں، دین کی حقانیت روزِ روشن سے زیادہ واضح ہو چکی، ان جلی برہانوں کے باوجود جو لوگ مُنکر گئے، حق کے معترف نہ ہوئے، ظاہر ہو گیا کہ وہ معانِد ہیں اور معانِد کسی دلیل سے بھی مانا نہیں کرتا تو مسلمانوں کو اب ان سے قبولِ حق کی کیا امید، کیا اب تک ان کا عناد دیکھ کر اور آیات وبیّناتِ واضحہ سے اعراضِ مشاہدہ کر کے بھی ان سے قبولِ حق کی امید رکھی جا سکتی ہے البتہ اب ان کے ایمان لانے اور مان جانے کی یہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مجبور کرے اور ان کا اختیار سلب فرما لے اس طرح کی

يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ

کافروں کو ہمیشہ ا نکے کیے کی یہ سخت دھمک (ہلا دینے والی مصیبت) پہنچتی رہے گی و۸۷ یا ان کے گھروں کے نزدیک

دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ ع ۵ ۱۰

اترے گی و۸۸ یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آئے و۸۹ بے شک اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا و۹۰ اور بے شک تم سے اگلے

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ

رسولوں سے بھی ہنسی کی گئی تو میں نے کافروں کو کچھ دنوں ڈھیل دی پھر انہیں پکڑا و۹۱ تو میرا عذاب کیسا

عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ

تھا تو کیا وہ ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے و۹۲ اور وہ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں تم فرماؤ

قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ

ان کا نام تو لو و۹۳ یا اسے وہ بتاتے ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں و۹۴ یا یوں ہی اوپری

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

بات و۹۵ بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب اچھا ٹھہرا ہے اور راہ سے روکے گئے و۹۶ اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی

ہدایت چاہتا تو تمام آدمیوں کو ہدایت فرما دیتا اور کوئی کافر نہ رہتا مگر دار الابتلا والامتحان کی حکمت اس کی مقتضی نہیں۔

و۸۷ یعنی وہ اس تکذیب و عناد کی وجہ سے طرح طرح کے حوادث و مصائب اور آفتوں اور بلاؤں میں مبتلا رہیں گے، کبھی قحط میں، کبھی لٹنے میں، کبھی مارے جانے میں، کبھی قید میں۔

و۸۸ اور ان کے اضطراب و پریشانی کا باعث ہوگی اور ان تک ان مصائب کے ضرر پہنچیں گے۔

و۸۹ اللہ کیطرف سے فتح و نصرت آئی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کا دین غالب ہو اور مکّۂ مکرّمہ فتح کیا جائے۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ اس وعدہ سے روزِ قیامت مراد ہے جس میں اعمال کی جزا دی جائے گی۔

و۹۰ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکینِ خاطر فرماتا ہے کہ اس قسم کے بیہودہ سوال اور ایسے تمسخر و استہزاء سے آپ رنجیدہ نہ ہوں کیونکہ ہادیوں کو ایسے واقعات پیش آیا ہی کرتے ہیں چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔

و۹۱ اور دنیا میں انہیں قحط و قتل و قید میں مبتلا کیا اور آخرت میں ان کے لئے عذابِ جہنّم ہے۔

و۹۲ نیک کی بھی بد کی بھی یعنی اللہ تعالیٰ کیا وہ ان بتوں کی مثل ہوسکتا ہے جو ایسے نہیں نہ انہیں علم ہے نہ قدرت، عاجز بے شعور ہیں۔

و۹۳ وہ ہیں کون؟

و۹۴ اور جو اس کے علم میں نہ ہو وہ باطلِ محض ہے، ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے لہذا اسکے لئے

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَ
ہدایت کرنے والا نہیں انھیں دنیا کے جیتے عذاب ہوگا و۹۷ اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت ہے اور

مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِیْ مِنْ
انھیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں احوال اس جنت کا کہ ڈر والوں کے لیے جس کا وعدہ ہے اس کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّ عُقْبَى
نہریں بہتی ہیں اس کے میوے ہمیشہ اور اس کا سایہ و۹۸ ڈر والوں کا تو یہ انجام ہے و۹۹ اور کافروں کا انجام

الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مِنَ
آگ اور جن کو ہم نے کتاب دی و۱۰۰ وہ اس پر خوش ہوتے جو تمہاری طرف اترا اور ان گروہوں میں و۱۰۱

الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ
کچھ وہ ہیں کہ اس (قرآن) کے بعض (حصوں) سے منکر ہیں تم فرماؤ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں

بِهٖ ؕ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَیْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ وَ لَىٕنِ
میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے پھرنا و۱۰۲ اور اسی طرح ہم نے اسے عربی فیصلہ اتارا و۱۰۳ اور اے سننے

شریک ہونا باطل و غلط۔

و۹۵ کے درپے ہوتے ہو جس کی کچھ اصل و حقیقت نہیں۔

و۹۶ یعنی رُشد و ہدایت اور دین کی راہ سے۔

و۹۷ قتل و قید کا۔

و۹۸ یعنی اس کے میوے اور اس کا سایہ دائمی ہے، ان میں سے کوئی منقطع اور زائل ہونے والا نہیں۔ جنّت کا حال عجیب ہے اس میں نہ سورج ہے نہ چاند نہ تاریکی باوجود اس کے غیر منقطع دائمی سایہ ہے۔

و۹۹ یعنی تقوٰی والوں کے لئے جنّت ہے۔

و۱۰۰ یعنی وہ یہود و نصارٰی جو اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ عبداللہ بن سلام وغیرہ اور حبشہ و نجران کے نصرانی۔

و۱۰۱ یہود و نصارٰی و مشرکین کے جو آپ کی عداوت میں سرشار ہیں اور آپ پر انہوں نے چڑھائیاں کیں ہیں۔

و۱۰۲ اس میں کیا بات قابلِ انکار ہے کیوں نہیں مانتے!۔

و۱۰۳ یعنی جس طرح پہلے انبیاء کو ان کی زبانوں میں احکام دیئے تھے اسی طرح ہم نے یہ قرآن اے سیدِ انبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپ کی زبان عربی میں نازِل فرمایا۔ قرآنِ کریم کو حکم اس لئے فرمایا کہ اس میں اللہ کی عبادت اور

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ

والے اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا و۱۰۴ بعد اس کے کہ تجھے علم آ چکا تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہوگا نہ

لَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا ع ۵

بچانے والا اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں و۱۰۵

وَّ ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ

اور بچے کئے اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ہر وعدہ کی ایک لکھت ہے و۱۰۶

كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۖ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ

اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے و۱۰۷ اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے و۱۰۸ اور اگر

مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَيْنَا

ہمیں تمہیں دکھا دیں کوئی وعدہ و۱۰۹ جو انہیں دیا جاتا ہے یا پہلے ہی و۱۱۰ اپنے پاس بلائیں تو بہر حال تم پر تو صرف پہنچانا

اس کی توحید اور اس کے دین کی طرف دعوت اور تمام تکالیف و احکام اور حلال و حرام کا بیان ہے۔ بعض عُلَماء نے فرمایا چونکہ اللہ تعالٰی نے تمام خَلق پر قرآن شریف کے قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم فرمایا اس لئے اس کا نام حکم رکھا۔

و۱۰۴ یعنی کافروں کو جو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں۔

و۱۰۵ شانِ نُزول: کافروں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ عیب لگایا تھا کہ وہ نکاح کرتے ہیں اگر نبی ہوتے تو دنیا ترک کر دیتے، بی بی بچّے سے کچھ واسطہ نہ رکھتے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ بی بی بچّے ہونا نبوّت کے مُنافی نہیں لہٰذا یہ اعتراض محض بے جا ہے اور پہلے جو رسول آ چکے ہیں وہ بھی نکاح کرتے تھے، ان کے بھی بیبیاں اور بچے تھے۔

و۱۰۶ اس سے مقدّم و موخّر نہیں ہو سکتا خواہ وہ وعدہ عذاب کا ہو یا کوئی اور۔

و۱۰۷ سعید بن جبیر اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اللہ جن احکام کو چاہتا ہے منسوخ فرماتا ہے جنہیں چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ انہیں ابن جبیر کا ایک قول یہ ہے کہ بندوں کے گناہوں میں سے اللہ جو چاہتا ہے مغفرت فرما کر مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ عکرمہ کا قول ہے کہ اللہ تعالٰی توبہ سے جس گناہ کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور اس کی جگہ نیکیاں قائم فرماتا ہے اور اس کی تفسیر میں اور بھی بہت اقوال ہیں۔

و۱۰۸ جس کو اس نے ازل میں لکھا یہ علمِ الٰہی ہے یا اُمّ الکتاب سے لوحِ محفوظ مراد ہے جس میں تمام کائنات اور عالَم میں ہونے والے جملہ حوادث و واقعات اور تمام اشیاء مکتوب ہیں اور اس میں تغیُّر و تبدُّل نہیں ہوتا۔

الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

ہے اور حساب لینا ۱۱۱ ہمارا ذمہ ۱۱۲ کیا انھیں نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں ۱۱۳

وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ

اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں ۱۱۴ اور اسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی اور ان سے اگلے ۱۱۵ فریب

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَ سَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ

کرچکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے ۱۱۶ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کمائے ۱۱۷ اور اب جانا چاہتے ہیں

لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى

(جان لیں گے) کافر کسے ملتا ہے پچھلا گھر ۱۱۸ اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ

بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع ۶ ۱۲

کافی ہے مجھ میں اور تم میں ۱۱۹ اور وہ جسے کتاب کا علم ہے ۱۲۰

۱۰۹ عذاب کا۔

۱۱۰ ہم تمہیں۔

۱۱۱ اور اعمال کی جزا دینا۔

۱۱۲ تو آپ کافروں کے اعراض کرنے سے رنجیدہ نہ ہوں اور عذاب کی جلدی نہ کریں۔

۱۱۳ اور زمینِ شرک کی وسعت دمبدم کم کر رہے ہیں اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کُفّار کے گرد و پیش کی اراضی یکے بعد دیگرے فتح ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد فرماتا ہے اور ان کے لشکر کو فتح مند کرتا ہے اور انکے دین کو غلبہ دیتا ہے۔

۱۱۴ اس کا حکم نافذ ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس میں چوں چرا یا تغییر و تبدیل کر سکے جب وہ اسلام کو غلبہ دینا چاہے اور کُفر کو پست کرنا تو کس کی تاب و مجال کہ اس کے حکم میں دخل دے سکے۔

۱۱۵ یعنی گزری ہوئی اُمّتوں کے کُفّار اپنے انبیاء کے ساتھ۔

۱۱۶ پھر بغیر اس کی مشیت کے کسی کی کیا چل سکتی ہے اور جب حقیقت یہ ہے تو مخلوق کا کیا اندیشہ۔

۱۱۷ ہر ایک کا کسب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور اس کے نزدیک ان کی جزا مقرر ہے۔

۱۱۸ یعنی کافر عنقریب جان لیں گے کہ راحتِ آخرت مومنین کے لئے ہے اور وہاں کی ذلّت و خواری کُفّار کے لئے ہے۔

۱۱۹ جس نے میرے ہاتھوں میں معجزاتِ باہرہ و آیاتِ قاہرہ ظاہر فرما کر میرے نبیِّ مُرسَل ہونے کی شہادت دی۔

۱۲۰ خواہ وہ عُلمائے یہود میں سے توریت کا جاننے والا ہو یا نصاریٰ میں سے انجیل کا عالم، وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ

ایاتھا ۵۲ ۱۴ سُوْرَةُ اِبْرٰهِیْمَ مَكِّيَّةٌ ۷۲ رکوعاتھا ۷

سورت ابراہیم مکی ہے و۱ اس میں باون آیات اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬

یہ (قرآن) ایک کتاب ہے و۲ کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو و۳ اندھیریوں سے و۴ اجالے میں لاؤ و۵

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۙ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ و۶ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے اللہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں

وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ وَیْلٌ لِّلْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ

ہے اور جو کچھ زمین میں و۷ اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت عذاب سے جنھیں آخرت سے

یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

دنیا کی زندگی پیاری ہے اور اللہ کی راہ (اسلام) سے روکتے و۸

وآلہ وسلم کی رسالت کو اپنی کتابوں میں دیکھ کر جانتا ہے ان عُلَماء میں سے اکثر آپ کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں ۔

و۱ سورۂ ابراہیم مکیّہ ہے سوائے آیت ' اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا ' اور اس کے بعد والی آیت کے اس سورت میں سات رکوع باون آیتیں آٹھ سو اکسٹھ کلمے تین ہزار چار سو چونتیس حرف ہیں ۔

و۲ یہ قرآن شریف ۔

و۳ کُفر و ضلالت و جہل و غوایت کی ۔

و۴ ایمان کے ۔

و۵ ظلمات کو جمع اور نور کو واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں ایماء ہے کہ دینِ حق کی راہ ایک ہے اور کُفر و ضلالت کے طریقے کثیر ۔

و۶ یعنی دینِ اسلام ۔

و۷ وہ سب کا خالق و مالک ہے، سب اس کے بندے اور مملوک تو اس کی عبادت سب پر لازم اور اس کے سوا کسی کی عبادت روا نہیں ۔

و۸ اور لوگوں کو دینِ الٰہی قبول کرنے سے مانع ہوتے ہیں ۔

وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝۳ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
اور اس میں کجی چاہتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں ۹ اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا ۱۰ کہ
بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ
وہ انھیں صاف بتائے ۱۱ پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ
وہی عزت و حکمت والا ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں ۱۲ دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیریوں سے ۱۳
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ
اجالے میں لا اور انھیں اللہ کے دن یاد دلا ۱۴ بے شک اس میں (قدرت کی) نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے

۹ کہ حق سے بہت دور ہو گئے ہیں۔

۱۰ جس میں وہ رسول مبعوث ہوا، خواہ اس کی دعوت عام ہو اور دوسری قوموں اور دوسرے مُلکوں پر بھی اس کا اِتّباع لازم ہو جیسا کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت تمام آدمیوں اور جنّوں بلکہ ساری خَلق کی طرف ہے اور آپ سب کے نبی ہیں جیسا کہ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا 'لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا '۔

۱۱ اور جب اس کی قوم اچھی طرح سمجھ لے تو دوسری قوموں کو ترجموں کے ذریعے سے وہ احکام پہنچا دیئے جائیں اور ان کے معنٰی سمجھا دیئے جائیں۔ بعض مفسّرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ قَومِہٖ کی ضمیر سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے اور معنٰی یہ ہیں کہ ہم نے ہر رسول کو سیدِ انبیاء محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان یعنی عربی میں وحی فرمائی اور یہ معنٰی ایک روایت میں بھی آئے ہیں کہ وحی ہمیشہ عربی زبان ہی میں نازِل ہوئی پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے لئے ان کی زبانوں میں ترجمہ فرما دیا۔ (اتقان، حسینی)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی تمام زبانوں میں سب سے افضل ہے۔

۱۲ مثل عصا و یدِ بیضا وغیرہ معجزاتِ باہرہ کے۔

۱۳ کُفر کی نکال کر ایمان کے۔

۱۴ قاموس میں ہے کہ ایّامُ اللہ سے اللہ کی نعمتیں مراد ہیں۔ حضرت ابنِ عباس و اُبی بن کعب و مجاہد و قتادہ نے بھی ایّامُ اللہ کی تفسیر (اللہ کی نعمتیں) فرمائیں۔ مقاتل کا قول ہے کہ ایّامُ اللہ سے وہ بڑے بڑے وقائع مراد ہیں جو اللہ کے امر سے واقع ہوئے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ ایّامُ اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعام کئے جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے مَنّ و سلوٰی اتارنے کا دن، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا میں راستہ بنانے کا دن (خازن و مدارک و مفرداتِ راغب) ان ایّامُ اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ

شَكُوْرٍ ۵ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ

شکر گزار کو اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا ف۱۵ یاد کرو (جان لو) اپنے اوپر اللہ کا احسان جب اس نے تمہیں

اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ

فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو بری مار دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری

نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۶ ع وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ ع ۱ ۶ ۱۳

بیٹیاں زندہ رکھتے اور اس میں ف۱۶ تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر

شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۷ وَ قَالَ مُوْسٰٓى اِنْ

احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا ف۱۷ اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر

وآلہ وسلم کی ولادت و معراج کے دن ہیں، ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے اسی طرح اور بزرگوں پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوئیں یا جن ایام میں واقعاتِ عظیمہ پیش آئے جیسا کہ دسویں محرم کو کربلا کا واقعہ ہائلہ، ان کی یادگاریں قائم کرنا بھی تذکیر بایام اللہ میں داخل ہے۔ بعض لوگ میلاد شریف معراج شریف اور ذکرِ شہادت کے ایام کی تخصیص میں کلام کرتے ہیں انہیں اس آیت سے نصیحت پذیر ہونا چاہئے۔

ف۱۵ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا اپنی قوم کو یہ ارشاد فرمانا تذکیر ایام اللہ کی تعمیل ہے۔

ف۱۶ یعنی نجات دینے میں۔

ف۱۷ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصوّر اور اس کا اظہار کرے اور حقیقتِ شکر یہ ہے کہ مُنعِم کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خُوگر بنائے۔ یہاں ایک باریکی ہے وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و کرم و احسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی مَحبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ مُنعِم کی مَحبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کو نعمتوں کی طرف التفات باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

پیارے اسلامی بھائی! ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مسلسل ملتی رہتی ہیں۔ لہذا! اِسے چاہیے کہ وہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرے اور شکر کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں غور کرے، اس کی عطاء پر راضی ہو اور اُس کی کسی نعمت کی ناشکری نہ کرے۔ جبکہ شکر کی انتہاء یہ ہے کہ زبان سے بھی ان نعمتوں کا شکر کرے۔ بلاشبہ ساری مخلوق پوری کوشش کے باوجود اللہ عزوجل کی ایک نعمت کے شکر کا حق ادا نہیں کرسکتی۔ اس لئے کہ شکر کی توفیق ملنا بھی ایک نئی نعمت ہے لہذا اس پر بھی شکر واجب ہے۔ چنانچہ تم پر ہر توفیقِ شکر پر بھی زیادہ سے زیادہ شکر کرنا لازم ہے۔

تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًاۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ (۸) اَلَمْ یَاْتِكُمْ

تم اور زمین میں جتنے ہیں سب کافر ہو جاؤ ف۱۸ تو بے شک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں والا ہے کیا تمہیں

نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۬ؕ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ لَا مع

ان کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے انہیں

یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ

اللہ ہی جانے ف۱۹ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے ف۲۰ تو وہ اپنے ہاتھ ف۲۱ اپنے منہ کی طرف

وَ قَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ

لے گئے ف۲۲ اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا اور جس راہ ف۲۳ کی طرف ہمیں بلاتے ہو اس میں

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتمُ المُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، 'اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو میرا شکر کرتا ہے اور جب مجھے بھول جاتا ہے تو میری ناشکری کرتا ہے۔' (طبرانی اوسط، من اسمہ محمد، رقم ۷۲۶۵، ج۵ ص۲۶۱)

حضرتِ سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ 'مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا سارا معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ صرف اُسی مومن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے کیونکہ اسکے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تنگدستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔'

(صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب المومن امرہ کلہ خیر، رقم ۲۹۹۹، ص ۱۵۹۸)

ف۱۸ تو تم ہی ضرر پاؤ گے اور تم ہی نعمتوں سے محروم رہو گے۔

ف۱۹ کتنے تھے۔

ف۲۰ اور انہوں نے معجزات دکھائے۔

ف۲۱ شدّتِ غیظ سے۔

ف۲۲ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ غصّہ میں آ کر اپنے ہاتھ کاٹنے لگے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انہوں نے کتاب اللہ سن کر تعجب سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے، غرض یہ کوئی نہ کوئی انکار کی ادا تھی۔

ف۲۳ یعنی توحید و ایمان۔

اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۹﴾ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

ہمیں وہ شک ہے کہ بات کھلنے نہیں دیتا ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے ۲۴ آسمان اور زمین کا بنانے والا

يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ

تمہیں بلاتا ہے ۲۵ کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے ۲۶ اور موت کے مقرر وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے (کافر)

اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا

بولے تم تو ہمیں جیسے (عام) آدمی ہو ۲۷ تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ۲۸ اب کوئی روشن

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ

سند ہمارے پاس لے آؤ ۲۹ ان کے رسولوں نے ان سے کہا ۳۰ ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں

اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا

جس پر چاہے احسان فرماتا ہے ۳۱ اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس کچھ سند (دلیل) لے آئیں

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ

مگر اللہ کے حکم سے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے ۳۲ اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں ۳۳

۲۴ کیا اس کی توحید میں تردُّد ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے، اس کی دلیلیں تو نہایت ظاہر ہیں۔

۲۵ اپنی طاعت و ایمان کی طرف۔

۲۶ جب تم ایمان لے آؤ اس لئے کہ اسلام لانے کے بعد پہلے کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں سوائے حقوقِ عباد کے اور اسی لئے کچھ گناہ فرمایا۔

۲۷ ظاہر میں ہمیں اپنی مثل معلوم ہوتے ہو پھر کیسے مانا جائے کہ ہم تو نبی نہ ہوئے اور تمہیں یہ فضیلت مل گئی۔

۲۸ یعنی بُت پرستی سے۔

۲۹ جس سے تمہارے دعوے کی صحت ثابت ہو۔ یہ کلام ان کا عناد و سرکشی سے تھا اور باوجودیکہ انبیاء آیات لا چکے تھے، معجزات دکھا چکے تھے پھر بھی انہوں نے نئی سند مانگی اور پیش کئے ہوئے معجزات کو کالعدم قرار دیا۔

۳۰ اچھا یہی مانو کہ۔

۳۱ اور نبوّت و رسالت کے ساتھ برگزیدہ کرتا ہے اور اس منصبِ عظیم کے ساتھ مشرف فرماتا ہے۔

۳۲ وہی اعداء کی شر دفع کرتا اور اس سے محفوظ رکھتا ہے۔

۳۳ ہم سے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ قضائے الٰہی میں ہے وہی ہوگا، ہمیں اس پر پورا

وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ

اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھا دیں ۳۴ اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو

ع ۲/۱۴ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۠ۧ ﴿۱۲﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ

اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین ۳۵ سے نکال دیں گے

لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ

یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ تو انہیں ان کے رب نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور ظالموں کو ہلاک کریں گے اور ضرور ہم تم کو ان کے

الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾

بعد زمین میں بسائیں گے ۳۶ یہ اس کے لیے ہے جو ۳۷ میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے ۳۷ب اور میں نے جو عذاب

وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآىٕهٖ جَهَنَّمُ وَ یُسْقٰى

کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے اور انہوں نے ۳۸ فیصلہ مانگا اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا ۳۹ جہنم اس کے پیچھے لگی

بھروسہ اور کامل اعتماد ہے۔ ابوتراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ توکّل بدن کو عبودیت میں ڈالنا، قلب کو ربوبیت کے ساتھ متعلق رکھنا، عطا پر شکر، بلا پر صبر کا نام ہے۔

۳۴ اور رُشد و نجات کے طریقے ہم پر واضح فرما دیئے اور ہم جانتے ہیں کہ تمام امور اس کے قدرت و اختیار میں ہیں۔

۳۵ یعنی اپنے دیار۔

۳۶ حدیث شریف میں ہے جو اپنے ہمسائے کو ایذا دیتا ہے اللہ اس کے گھر کا اسی ہمسائے کو مالک بناتا ہے۔

۳۷ قیامت کے دن۔

۳۷ (ب) حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنزَّہ عَنِ الْعُیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ’جو ڈر گیا اس نے آخرت کی بہتری کو پالیا اور جس نے آخرت کی بھلائی کو پالیا اس نے منزل کو پالیا بیشک اللہ عزوجل کا سودا مہنگا ہے اور اللہ عزوجل کا سودا جنت ہے۔‘

(ترمذی، کتاب صفۃ الجہنم، باب (۸۳) رقم ۲۴۵۸، ج ۴، ص ۲۰۴)

۳۸ یعنی انبیاء نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی یا اُمّتوں نے اپنے اور رسولوں کے درمیان اللہ تعالیٰ سے۔

۳۹ معنٰی یہ ہیں کہ انبیاء کی نصرت فرمائی گئی اور انہیں فتح دی گئی اور حق کے معانِد، سرکش کافر نامراد ہوئے اور ان کے خلاص کی کوئی سبیل نہ رہی۔

مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍۙ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيۡغُهٗ وَيَاۡتِيۡهِ الۡمَوۡتُ
اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی ف۴۰ اور
مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنۡ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيۡظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيۡنَ
اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب ف۴۱ اپنے رب سے منکروں کا
كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ اَعۡمَالُهُمۡ كَرَمَادِ ۨاشۡتَدَّتۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ يَوۡمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا
حال ایسا ہے کہ ان کے (اچھے) کام ہیں ف۴۲ جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ف۴۳ ساری
يَقۡدِرُوۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا عَلٰى شَىۡءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِيۡدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ
کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا یہی ہے دور کی گمراہی کیا تو نے نہ دیکھا کہ
اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَـقِّ ؕ اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَيَاۡتِ بِخَلۡقٍ
اللہ نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے ف۴۴ اگر چاہے تو تمہیں لے جائے ف۴۵ اور ایک نئی مخلوق لے آئے ف۴۶

ف۴۰ حدیث شریف میں ہے کہ جہنّمی کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا جب وہ منہ کے پاس آئے گا تو اس کو بہت ناگوار معلوم ہوگا اور جب اور قریب ہوگا تو اس سے چہرہ بھن جائے گا اور سرتک کی کھال جل کر گر پڑے گی جب پئے گا تو آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی۔ (اللہ کی پناہ)

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب ماجاء فی صفۃ شراب اہل النار، الحدیث ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ج ۴، ص ۲۶۱)

اِسی طرح دوزخیوں کو جہنمیوں کے بدن کا پیپ اور پنچھا بھی پلایا جائے اگا۔ جس کو 'غساق' کہتے ہیں۔ اُس کی بدبو کا یہ حال ہو گا کہ اگر ایک ڈول 'غساق' دنیا میں گرادیا جائے تو تمام دنیا بدبو سے بھر جائے۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب ماجاء فی صفۃ شراب اہل النار، الحدیث ۲۵۹۳، ج ۴، ص ۲۶۳)

ف۴۱ یعنی ہر عذاب کے بعد اس سے زیادہ شدید و غلیظ عذاب ہوگا۔ (نَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنۡ غَضَبِ الۡجَبَّارِ)۔

ف۴۲ جن کو وہ نیک عمل سمجھتے تھے جیسے کہ محتاجوں کی امداد، مسافروں کی اعانت اور بیماروں کی خبر گیری وغیرہ چونکہ ایمان پر مبنی نہیں اس لئے وہ سب بے کار ہیں اور ان کی ایسی مثال ہے۔

ف۴۳ اور وہ سب اڑ گئی اور اس کے اجزاء منتشر ہوگئے اور اس میں سے کچھ باقی نہ رہا یہی حال ہے کُفّار کے اعمال کا کہ ان کے شرک و کُفر کی وجہ سے سب برباد اور باطل ہوگئے۔

ف۴۴ ان میں بڑی حکمتیں ہیں اور ان کی پیدائش عبث نہیں ہے۔

ف۴۵ معدوم کردے۔

جَدِيْدٍ ۝١٩ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝٢٠ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا

اور یہ ف۴۷ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اور سب اللہ کے حضور ف۴۸ علانیہ حاضر ہوں گے تو جو کمزور تھے ف۴۹

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ

بڑائی والوں (سرداروں) سے کہیں گے ف۵۰ ہم تمہارے تابع تھے کیا تم سے ہوسکتا ہے کہ اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم پر

مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا

سے ٹال دو ف۵۱ کہیں گے اللہ ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تمہیں کرتے ف۵۲ ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے

ع ۳ ۹ ۱۵ مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝٢١ ع وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ

رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا ف۵۳ بے شک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا ف۵۴

الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ

اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا ف۵۵ وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا ف۵۶ مگر یہی کہ میں

ف۴۶ بجائے تمہارے جو فرمانبردار ہو اس کی قدرت سے یہ کیا بعید ہے جو آسمان و زمین پیدا کرنے پر قادر ہے۔

ف۴۷ معدوم کرنا اور موجود فرمانا۔

ف۴۸ روزِ قیامت۔

ف۴۹ اور دولت مندوں اور بااثر لوگوں کی اِتّباع میں انہوں نے کُفر اختیار کیا تھا۔

ف۵۰ کہ دین و اعتقاد میں۔

ف۵۱ یہ کلام ان کا توبیخ و عناد کے طور پر ہوگا کہ دنیا میں تم نے گمراہ کیا تھا اور راہِ حق سے روکا تھا اور بڑھ بڑھ کر باتیں کیا کرتے تھے، اب وہ دعوے کیا ہوئے اب اس عذاب میں سے ذرا سا تو ٹالو، کافروں کے سردار اس کے جواب میں۔

ف۵۲ جب خود ہی گمراہ ہو رہے تھے تو تمہیں کیا راہ دکھاتے ، اب خلاصی کی کوئی راہ نہیں ، نہ کافروں کے لئے شفاعت، آؤ روئیں اور فریاد کریں، پانچ سو برس فریاد و زاری کریں گے اور کچھ نہ کام آئے گی تو کہیں گے اب صبر کر کے دیکھو شاید اس سے کچھ کام نکلے، پانچ سو برس صبر کریں گے وہ بھی کام نہ آئے گا تو کہیں گے کہ۔

ف۵۳ اور حساب سے فراغت ہو جائے گی ،جنّتی جنّت کا اور دوزخی دوزخ کا حکم پا کر جنّت و دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی شیطان پر ملامت کریں گے اور اس کو برا کہیں گے کہ بدنصیب تو نے ہمیں گمراہ کر کے اس مصیبت میں گرفتار کیا تو وہ جواب دے گا کہ۔

ف۵۴ کہ مرنے کے بعد پھر اٹھنا ہے اور آخرت میں نیکیوں اور بدیوں کا بدلہ ملے گا، اللہ کا وعدہ سچا تھا سچا ہوا۔

ف۵۵ کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا، نہ جزا، نہ جنّت، نہ دوزخ۔

دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ
نے تم کو وے۵۷ بلایا تم نے میری مان لی و۵۸ تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو و۵۹ خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ
مَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا و۶۰ میں اس سے سخت بیزار ہوں
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ (وہ جنت) باغوں میں داخل کئے جائیں گے
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ
جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اپنے رب کے حکم سے اس میں ان کے ملتے وقت کا اکرام سلام ہے و۶۱ کیا
تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ
تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی و۶۲ جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور

و۵۶ نہ میں نے تمہیں اپنے اِتّباع پر مجبور کیا تھا یا یہ کہ میں نے اپنے وعدہ پر تمہارے سامنے کوئی حُجّت و برہان پیش نہیں کی تھی۔

و۵۷ وسوسے ڈال کر گمراہی کی طرف۔

و۵۸ اور بغیر حُجّت و برہان کے تم میرے بہکائے میں آ گئے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے تم سے فرما دیا تھا کہ شیطان کے بہکائے میں نہ آنا اور اس کے رسول اس کی طرف سے دلائل لے کر تمہارے پاس آئے اور انہوں نے حُجّتیں پیش کیں اور برہانیں قائم کیں تو تم پر خود لازم تھا کہ تم ان کا اِتّباع کرتے اور ان کے روشن دلائل اور ظاہر معجزات سے منہ نہ پھیرتے اور میری بات نہ مانتے اور میری طرف التفات نہ کرتے مگر تم نے ایسا نہ کیا۔

و۵۹ کیونکہ میں دشمن ہوں اور میری دشمنی ظاہر ہے اور دشمن سے خیر خواہی کی امید رکھنا ہی حماقت ہے تو۔

و۶۰ اللہ کا اس کی عبادت میں۔ (خازن)

و۶۱ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے اور آپس میں ایک دوسرے کی طرف سے۔

و۶۲ یعنی کلمۂ توحید کی۔

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ' اس آیت مبارکہ میں پاکیزہ بات سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔' (الدرالمنثور، ابراہیم: ۲۴، ج۵، ص۲۰)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا ' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند ہونے والے خوش نصیب لوگ کون ہونگے؟' فرمایا ' اے ابوہریرہ! میرا

فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ
شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے ۶۳ اور اللہ لوگوں کے لیے
الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ
مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں ۶۴ اور گندی بات ۶۵ کی مثال جیسے ایک گندہ پیڑ ۶۶
خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے کوئی قیام نہیں ۶۷ اللہ ثابت (قدم) رکھتا ہے

گمان یہی تھا کہ تم سے پہلے مجھ سے یہ بات کوئی نہ پوچھے گا کیونکہ میں حدیث سننے کے معاملہ میں تمہاری حرص کو جانتا ہوں، قیامت کے دن میری شفاعت پانے والا خوش نصیب وہ ہوگا جو صدقِ دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے گا۔'
(بخاری، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث، رقم ۹۹، ج ۱، ص ۵۳)

حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا، 'جس نے اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔' عرض کیا گیا، 'اِخلاص سے کیا مراد ہے؟' فرمایا، 'اس کا اخلاص یہ ہے کہ تم اللہ عزوجل کی حرام کردہ چیزوں سے دور رہو۔' (طبرانی کبیر، رقم ۵۰۷۴، ج ۵، ص ۱۹۷)

۶۳ ایسے ہی کلمۂ ایمان ہے کہ اس کی جڑ قلبِ مومن کی زمین میں ثابت اور مضبوط ہوتی ہے اور اس کی شاخیں یعنی عمل آسمان میں پہنچتے ہیں اور اس کے ثمرات برکت و ثواب ہر وقت حاصل ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابِ کرام سے فرمایا وہ درخت بتاؤ جو مومن کے مثل ہے اس کے پتے نہیں گرتے اور وہ ہر وقت پھل دیتا ہے (یعنی جس طرح مومن کے عمل اکارت نہیں ہوتے اور اس کی برکتیں ہر وقت حاصل رہتی ہیں) صحابہ نے فکریں کیں کہ ایسا کون درخت ہے جس کے پتے نہ گرتے ہوں اور اس کا پھل ہر وقت موجود رہتا ہے چنانچہ جنگل کے درختوں کے نام لئے جب ایسا کوئی درخت خیال میں نہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد ماجد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ جب حضور نے دریافت فرمایا تھا تو میرے دل میں آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن بڑے بڑے صحابہ تشریف فرما تھے میں چھوٹا تھا اس لئے میں ادباً خاموش رہا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم بتا دیتے تو مجھے بہت خوشی ہوتی۔ (مکارمُ الاخلاق ص ۳۷)

۶۴ اور ایمان لائیں کیونکہ مثالوں سے معنی اچھی طرح خاطر گزین ہو جاتے ہیں۔

۶۵ یعنی کُفری کلام۔

۶۶ مثل اندرائن کے جس کا مزہ کڑوا، بو ناگوار یا مثل لہسن کے بدبودار۔

۶۷ کیونکہ جڑ اس کی زمین میں ثابت و مستحکم نہیں، شاخیں اس کی بلند نہیں ہوتیں۔ یہی حال ہے کُفری کلام کا کہ اس

اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ

ایمان والوں کو حق بات ۶۸ پر دنیا کی زندگی میں ۶۹ اور آخرت میں ۷۰ اور اللہ ظالموں کو گمراہ

الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۟ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ ع ۴

کرتا ہے ۷۱ اور اللہ جو چاہے کرے کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت (کا انکار کر کے اسے)

اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ؕ وَبِئْسَ

ناشکری سے بدل دی ۷۲ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا وہ جو دوزخ ہے اس کے اندر جائیں گے اور کیا ہی بری

کی کوئی اصل ثابت نہیں اور کوئی حجّت و برہان نہیں رکھتا جس سے استحکام ہو، نہ اس میں کوئی خیر و برکت کہ وہ بلندیٔ قبول پر پہنچ سکے۔

۶۸ یعنی کلمۂ ایمان۔

۶۹ کہ وہ ابتلاء اور مصیبت کے وقتوں میں بھی صابر و قائم رہتے ہیں اور راہِ حق و دینِ قویم سے نہیں ہٹتے حتی کہ ان کی حیات کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔

۷۰ یعنی قبر میں کہ اول منازلِ آخرت ہے جب منکر نکیر آ کر ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا ربّ کون ہے، تمہارا دین کیا ہے اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے دریافت کرتے ہیں کہ ان کی نسبت تو کیا کہتا ہے؟ تو مومن اس منزل میں بفضلِ الٰہی ثابت رہتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے، میرا دین اسلام اور یہ میرے نبی ہیں محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کے بندے اور اس کے رسول پھر اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں جنّت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور وہ منوّر کر دی جاتی ہے اور آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ (لباب الاحیاء ص ۴۰۳)

۷۱ وہ قبر میں منکر و نکیر کو جواب صحیح نہیں دے سکتے اور ہر سوال کے جواب میں یہی کہتے ہیں ہائے ہائے میں نہیں جانتا، آسمان سے ندا ہوتی ہے میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ، دوزخ کا لباس پہناؤ، دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس کو دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹ پہنچتی ہے اور قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آ جاتی ہیں، عذاب کرنے والے فرشتے اس پر مقرر کئے جاتے ہیں جو اسے لوہے کے گرزوں سے مارتے ہیں۔ (اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ ثَبَّتَنَا عَلَى الْاِيْمَانِ)۔

۷۲ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ ان لوگوں سے مراد کفّارِ مکّہ ہیں اور وہ نعمت جس کی شکر گزاری انہوں نے نہ کی وہ اللہ کے حبیب ہیں سیدِ عالَم محمّدِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود سے اس امّت کو نوازا اور ان کی زیارت سراپا کرامت کی سعادت سے مشرف کیا۔ لازم تھا کہ اس نعمتِ جلیلہ کا شکر بجا لاتے اور ان کا اِتّباع کر کے مزید کرم کے مورد ہوتے بجائے اس کے انہوں نے ناشکری کی اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار

الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ
ٹھہرنے کی جگہ اور اللہ کے لیے برابر والے ٹھہرائے و۶۳ کہ اس کی راہ سے بہکا دیں تم فرماؤ و۶۴ کچھ برت لو کہ
مَصِیْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُنْفِقُوْا
تمہارا انجام آگ ہے و۶۵ میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیے میں سے کچھ
مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾
ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی و۶۶ نہ یارانہ و۶۷
اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ
اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل
مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ
تمہارے کھانے کو پیدا کئے اور تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے و۶۸ اور تمہارے
وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ﴿۳۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ
لیے ندیاں مسخر کیں و۶۹ اور تمہارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں و۷۰ اور تمہارے لیے رات
الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ۚ﴿۳۳﴾ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا
اور دن مسخر کیے و۷۱ اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے

کیا اور اپنی قوم کو جو دین میں ان کے موافق تھے دارالہلاک میں پہنچایا۔

و۶۳ یعنی بتوں کو اس کا شریک کیا۔

و۶۴ اے مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کفّار سے کہ تھوڑے دن دنیا کی خواہشات کو۔

و۶۵ آخرت میں۔

و۶۶ کہ خرید و فروخت یعنی مالی معاوضے اور فدیے سے ہی کچھ نفع اٹھایا جا سکے۔

و۶۷ کہ اس سے نفع اٹھایا جائے بلکہ بہت سے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ اس آیت میں نفسانی وطبعی دوستی کی نفی ہے اور ایمانی دوستی جو محبتِ الٰہی کے سبب سے ہو وہ باقی رہے گی جیسا کہ سورۂ زخرف میں فرمایا ’اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ‘

و۶۸ اور اس سے تم فائدے اٹھاؤ۔

و۶۹ کہ ان سے کام لو۔

ع ۵ ۱۷ تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝۳۴ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ

وا۸ب بے شک آدمی بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے و۸۲ اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر و۸۳ کو

هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝۳۵ ؕ رَبِّ اِنَّهُنَّ

امان والا کردے و۸۴ اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا و۸۵ اے میرے رب بے شک بتوں

و۸۰ نہ تھکیں، نہ رکیں تم ان سے نفع اٹھاتے ہو۔

وا۸ آرام اور کام کے لئے۔

وا۸ ب حضرتِ سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا 'دین پر ثابت قدم رہو، تم ہرگز اس کی برکات شمار نہ کرسکو گے اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے اور مومن ہی ہر وقت باوضو رہ سکتا ہے۔'

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب المحافظۃ علی الوضوء، رقم ۲۷۷، ج ۱، ص ۱۷۸)

و۸۲ کہ کُفر و معصیت کا ارتکاب کرکے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اور اپنے ربّ کی نعمت اور اس کے احسان کا حق نہیں مانتا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انسان سے یہاں ابوجہل مراد ہے۔ زُجاج کا قول ہے کہ انسان اسمِ جنس ہے اور یہاں اس سے کافِر مراد ہے۔

و۸۳ مکّۂ مکرّمہ۔

و۸۴ کہ قربِ قیامت دنیا کے ویران ہونے کے وقت تک یہ ویرانی سے محفوظ رہے یا اس شہر والے امن میں ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا مستجاب ہوئی، اللہ تعالیٰ نے مکّۂ مکرّمہ کو ویران ہونے سے امن دی اور کوئی بھی اس کے ویران کرنے پر قادر نہ ہوسکا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے حرم بنایا کہ اس میں نہ کسی انسان کا خون بہایا جائے، نہ کسی پر ظلم کیا جائے، نہ وہاں شکار مارا جائے، نہ سبزہ کاٹا جائے۔

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'تُو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور شہر میں سکونت اختیار نہ کرتا۔'

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل مکۃ، الحدیث: ۳۹۲۶، ص ۲۰۵۳)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'خدا کی قسم! تُو اللہ عزوجل کی سب سے بہترین زمین ہے اور مجھے اللہ عزوجل کی زمین میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔'

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل مکۃ، الحدیث: ۳۹۲۵، ۲۰۵۲)

شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'مکہ مکرمہ اُمُّ القُرٰی یعنی تمام شہروں کی اصل ہے۔'

اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ ۚ وَمَنۡ عَصَانِىۡ فَاِنَّكَ

نے بہت لوگ بہکا دیے ۸۶ تو جس نے میرا ساتھ دیا ۸۷ وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو

غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَاۤ اِنِّىۡۤ اَسۡكَنۡتُ مِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ بِوَادٍ غَيۡرِ ذِىۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ

بخشنے والا مہربان ہے ۸۸ اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت

بَيۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ فَاجۡعَلۡ اَفۡـئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِىۡۤ

والے گھر کے پاس ۸۹ اے میرے رب اس لیے کہ وہ ۹۰ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل

(الکامل فی ضعفاء الرجال، رقم: ۵۴۶، حسام بن مصک بن ظالم ۔۔۔۔۔۔ الخ، ج ۳، ص ۳۶۳)

۸۵ انبیاء علیہم السلام بت پرستی اور تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعا کرنا بارگاہِ الٰہی میں تواضُع و اظہارِ احتیاج کے لئے ہے کہ باوجودیکہ تو نے اپنے کرم سے معصوم کیا لیکن ہم تیرے فضل و رحمت کی طرف دستِ احتیاج دراز رکھتے ہیں۔

۸۶ یعنی ان کی گمراہی کا سبب ہوئے کہ وہ انہیں پوجنے لگے۔

۸۷ اور میرے عقیدے و دین پر رہا۔

۸۸ چاہے تو اسے ہدایت کرے اور توفیقِ توبہ عطا فرمائے۔

۸۹ یعنی اس وادی میں جہاں اب مکّۂ مکرّمہ ہے اور ذُرّیّت سے مراد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں، آپ سرزمینِ شام میں حضرت ہاجرہ کے بطنِ پاک سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی بیوی حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے انہیں رشک پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس سے جدا کر دیجئے۔ حکمتِ الٰہی نے یہ ایک سبب پیدا کیا تھا چنانچہ وحی آئی کہ آپ حضرت ہاجرہ و اسمٰعیل کو اس سرزمین میں لے جائیں (جہاں اب مکّۂ مکرّمہ ہے) آپ ان دونوں کو اپنے ساتھ براق پر سوار کر کے شام سے سرزمینِ حرم میں لائے اور کعبۂ مقدسہ کے نزدیک اتارا، یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی، نہ کوئی چشمہ نہ پانی، ایک توشہ دان میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی انہیں دے کر آپ واپس ہوئے اور مڑ کر ان کی طرف نہ دیکھا، حضرت ہاجرہ والدۂ اسمٰعیل نے عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں اور ہمیں اس وادی میں بے انیس و رفیق چھوڑے جاتے ہیں لیکن آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور اس کی طرف التفات نہ فرمایا، حضرت ہاجرہ نے چند مرتبہ یہی عرض کیا اور جواب نہ پایا تو کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اس وقت انہیں اطمینان ہوا، حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اور انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی جو آیت میں مذکور ہے۔ حضرت ہاجرہ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں جب وہ پانی ختم ہو گیا اور پیاس کی شدّت ہوئی اور

اِلَیۡهِمۡ وَارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّکَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِیۡ

کر دے ۹۱ اور انھیں کچھ پھل کھانے کو دے ۹۲ شاید وہ احسان مانیں اے ہمارے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں

صاحب زادے کا حلق شریف بھی پیاس سے خشک ہو گیا تو آپ پانی کی جستجو یا آبادی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑیں، ایسا سات مرتبہ ہوا یہاں تک کہ فرشتے کے پر مارنے سے یا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدم مبارک سے اس خشک زمین میں ایک چشمہ (زمزم) نمودار ہوا۔ آیت میں حرمت والے گھر سے بیت اللہ مراد ہے جو طوفانِ نوح سے پہلے کعبۂ مقدسہ کی جگہ تھا اور طوفان کے وقت آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ آپ کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا، آگ کے واقعہ میں آپ نے دعا نہ فرمائی تھی اور اس واقعہ میں دعا کی اور تضرّع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی کارسازی پر اعتماد کر کے دعا نہ کرنا بھی توکّل اور بہتر ہے لیکن مقامِ دعا اس سے بھی افضل ہے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس آخر واقعہ میں دعا فرمانا اس لئے ہے کہ آپ مدارجِ کمال میں دمبدم ترقی پر ہیں۔

مفسر قرآن حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی علم القرآن میں لکھتے ہیں ؛

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی حسب ذیل دعاؤں کا ذکر فرمایا:

(۱) اس جنگل کو شہر بنا دے (۲) شہر امن والا ہو (۳) یہاں کے باشندوں کو روزی اور پھل دے (۴) ہماری اولاد سب کافر نہ ہو جائے۔ ہمیشہ کچھ مسلمان ضرور رہیں

(۵) اس مومن اولاد میں نبی آخر الزمان پیدا ہوں (۶) لوگوں کے دل اس بستی کی طرف مائل فرما دے۔ (۷) یہ لوگ نماز قائم رکھیں۔

آج بھی دیکھ لو کہ یہ سات دعائیں کیسی قبول ہوئیں۔ وہاں آج تک مکہ شریف آباد ہے آپ کی ساری اولاد کافر نہ ہوئی سید صاحبان سب گمراہ نہیں ہو سکتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسی مومن جماعت میں پیدا ہوئے۔ وہاں باوجودیکہ کھیتی باڑی نہیں مگر رزق اور پھل کی کثرت ہے ہر جگہ قحط سے لوگ مرتے ہیں مگر وہاں آج تک کوئی قحط سے نہیں مرا مسلمانوں کے دل مکہ شریف کی طرف کیسے مائل ہیں وہ دن رات دیکھنے میں آرہا ہے کہ فاسق و فاجر بھی مکہ پر فدا ہیں۔ (علم القرآن ص ۱۹۷)

۹۰ یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد اس وادیٔ بے زراعت میں تیرے ذکر و عبادت میں مشغول ہوں اور تیرے بیت حرام کے پاس۔

۹۱ اطراف و بلاد سے یہاں آئیں اور ان کے قلوب اس مکانِ طاہر کی شوقِ زیارت میں کھنچیں۔ اس میں ایمانداروں کے لئے یہ دعا ہے کہ انہیں بیت اللہ کا حج میسّر آئے اور اپنی یہاں رہنے والی ذُرِّیَّت کے لئے یہ کہ وہ زیارت کے لئے آنے والوں سے منتفع ہوتے رہیں، غرض یہ دعا دینی دنیوی برکات پر مشتمل ہے۔ حضرت کی دعا قبول ہوئی اور قبیلۂ جرہم نے اس طرف سے گزرتے ہوئے ایک پرند دیکھا تو انہیں تعجب ہوا کہ بیابان میں پرندہ کیسا، شاید کہیں چشمہ نمودار ہوا، جستجو کی تو دیکھا کہ زمزم شریف میں پانی ہے یہ دیکھ کر ان لوگوں نے حضرت ہاجرہ سے

وَ مَا نُعْلِنُ ؕ وَ مَا یَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾

اور جو ظاہر کرتے اور اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں و۹۳ سب خوبیاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ

اللہ کو جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق دیے بے شک میرا رب دعا

الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖۗ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ

سننے والا ہے اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو و۹۴ اے ہمارے رب اور ہماری

دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع ۶/۷ ۱۸

دعا سن لے اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو و۹۵ اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا اور ہرگز

وہاں بسنے کی اجازت چاہی، انہوں نے اس شرط سے اجازت دی کہ پانی میں تمہارا حق نہ ہوگا وہ لوگ وہاں بسے اور حضرت اسمٰعیل علیہ الصلٰوۃ والسلام جوان ہوئے تو ان لوگوں نے آپ کے صلاح وتقوٰی کو دیکھ کر اپنے خاندان میں آپ کی شادی کردی اور حضرت ہاجرہ کا وصال ہوگیا اس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کی یہ دعا پوری ہوئی اور آپ نے دعا میں یہ بھی فرمایا۔

و۹۲ اسی کا ثمرہ ہے کہ فصولِ مختلفہ ربیع وخریف وصیف وشتاء کے میوے وہاں بیک وقت موجود ملتے ہیں۔

و۹۳ حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ایک اور فرزند کی دعا کی تھی اللہ تعالٰی نے قبول فرمائی تو آپ نے اس کا شکرادا کیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔

و۹۴ کیونکہ بعض کی نسبت تو آپ کو باعلامِ الٰہی معلوم تھا کہ کافر ہوں گے اس لئے بعض ذُرِّیَّت کے واسطے نمازوں کی پابندی ومحافظت کی دعا کی۔

نیک اولاد وہ ہے جو دنیا میں اپنے والدین کے لئے راحتِ جان اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بنتی ہے۔ بچپن میں ان کے دل کا سرور، جوانی میں آنکھوں کا نور اور والدین کے بوڑھے ہوجانے پر ان کی خدمت کرکے ان کا سہارا بنتی ہے۔ پھر جب یہ والدین دنیا سے گزر جاتے ہیں تو یہ سعادت منداولاد اپنے والدین کے لئے بخشش کا سامان بنتی ہے جیسا کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے سوائے تین کاموں کے کہ ان کا سلسلہ جاری رہتا ہے:

(۱) صدقہ جاریہ۔۔۔۔۔

(۲) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔۔۔۔۔

(۳) نیک اولاد جو اس کے حق میں دعائے خیر کرے۔'

(صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان، الحدیث ۱۶۳۱، ص ۸۸۶)

وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ۬ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ

اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے ف۹۶ انھیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لیے جس میں ف۹۷ (دہشت

تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ۙ(۴۲) مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ

سے) آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے ف۹۸ اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک ان کی طرف لوٹتی

طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ؕ(۴۳) وَ اَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ

نہیں ف۹۹ اور ان کے دلوں میں کچھ سکت نہ ہوگی ف۱۰۰ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ ف۱۰۱ جب ان پر عذاب آئے گا تو

الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ

ظالم ف۱۰۲ کہیں گے اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں ف۱۰۳ مہلت دے کہ ہم تیرا بلانا مانیں ف۱۰۴ اور رسولوں کی غلامی

الرُّسُلَ ؕ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ(۴۴) وَّ سَكَنْتُمْ فِیْ

کریں ف۱۰۵ تو کیا تم پہلے ف۱۰۶ قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں ف۱۰۷ اور تم ان کے

ف۹۵ بشرطِ ایمان یا ماں باپ سے حضرت آدم وحوّا مراد ہیں۔

ف۹۶ اس میں مظلوم کو تسلّی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ظالم سے اس کا انتقام لے گا۔

ف۹۷ ہول و دہشت سے۔

ف۹۸ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرف جو انہیں عرصۂ محشر کی طرف بلائیں گے،

ف۹۹ کہ اپنے آپ کو دیکھ سکیں۔

ف۱۰۰ شدّتِ حیرت و دہشت سے۔ قتادہ نے کہا کہ دل سینوں سے نکل کر گلوں میں آ پھنسیں گے، نہ باہر نکل سکیں نہ اپنی جگہ واپس جا سکیں گے، معنی یہ ہیں کہ اس دن کی شدّتِ ہول و دہشت کا یہ عالَم ہوگا کہ سر اوپر اٹھے ہوں گے، آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی، دل اپنی جگہ پر قرار نہ پاسکیں گے۔

ف۱۰۱ یعنی کفّار کو قیامت کے دن کا خوف دلاؤ۔

ف۱۰۲ یعنی کافر۔

ف۱۰۳ دنیا میں واپس بھیج دے اور۔

ف۱۰۴ اور تیری توحید پر ایمان لائیں۔

ف۱۰۵ اور ہم سے جو قصور ہو چکے اس کی تلافی کریں اس پر انہیں زجر و توبیخ کی جائے گی اور فرمایا جائے گا۔

ف۱۰۶ دنیا میں۔

ف۱۰۷ اور کیا تم نے بعث و آخرت کا انکار نہ کیا تھا۔

مَسٰكِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَیَّنَ لَكُمْ كَیْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ

گھروں میں بسے جنھوں نے اپنا برا کیا تھا و۱۰۸ اور تم پر خوب کھل گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا کیا و۱۰۹ اور ہم نے تمہیں

الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ

مثالیں دے کر بتا دیا و۱۱۰ اور بے شک وہ و۱۱۱ اپنا سا داؤں (فریب) چلے و۱۱۲ اور ان کا داؤں اللہ کے قابو میں ہے اور ان

مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ

کا داؤں کچھ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں و۱۱۳ تو ہر گز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا و۱۱۴

اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَ

بے شک اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا جس دن و۱۱۵ بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان و۱۱۶ اور لوگ سب

و۱۰۸ کفر و معاصی کا ارتکاب کر کے جیسے کہ قومِ نوح و عاد و ثمود وغیرہ۔

و۱۰۹ اور تم نے اپنی آنکھوں سے ان کے منازل میں عذاب کے آثار اور نشان دیکھے اور تمہیں ان کی ہلاکت و بربادی کی خبریں ملیں، یہ سب کچھ دیکھ کر اور جان کر تم نے عبرت نہ حاصل کی اور تم کفر سے باز نہ آئے۔

و۱۱۰ تا کہ تم تدبیر کرو اور سمجھو اور عذاب و ہلاک سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

و۱۱۱ اسلام کے مٹانے اور کفر کی تائید کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔

و۱۱۲ کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کرنے یا قید کرنے یا نکال دینے کا ارادہ کیا۔

و۱۱۳ یعنی آیاتِ الٰہی اور احکامِ شرعِ مصطفائی جو اپنے قوت و ثبات میں بمنزلہ مضبوط پہاڑوں کے ہیں، محال ہے کہ کافروں کے مکر اور ان کی حیلہ انگیزیوں سے اپنی جگہ سے ٹل سکیں۔

و۱۱۴ یہ تو ممکن ہی نہیں وہ ضرور وعدہ پورا کرے گا اور اپنے رسول کی نصرت فرمائے گا، ان کے دین کو غالب کرے گا، ان کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔

و۱۱۵ اس دن سے روزِ قیامت مراد ہے۔

و۱۱۶ زمین و آسمان کی تبدیلی میں مفسّرین کے دو قول ہیں ایک یہ کہ ان کے اوصاف بدل دیئے جائیں گے مثلاً زمین ایک سطح ہو جائے گی نہ اس پر پہاڑ باقی رہیں گے، نہ بلند ٹیلے، نہ گہرے غار، نہ درخت، نہ عمارت، نہ کسی بستی اور اقلیم کا نشان اور آسمان پر کوئی ستارہ نہ رہے گا اور آفتاب ماہتاب کی روشنیاں معدوم ہوں گی، یہ تبدیلی اوصاف کی ہے ذات کی نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان و زمین کی ذات ہی بدل دی جائے گی، اس زمین کی جگہ ایک دوسری چاندی کی زمین ہوگی، سفید و صاف جس پر نہ کبھی خون بہایا گیا ہو نہ گناہ کیا گیا ہو اور آسمان سونے کا ہوگا۔ یہ دو قول اگرچہ بظاہر باہم مخالف معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک صحیح ہے اور وجہ جمع یہ ہے کہ اوّل تبدیلِ صفات ہوگی

السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىٕذٍ

نکل کھڑے ہوں گے وے۱۱ ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے اور اس دن تم مجرموں و۱۱۸ کو دیکھو گے کہ بیڑیوں

مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾

میں ایک دوسرے سے جڑے ہونگے و۱۱۹ ان کے کرتے رال (تارکول) کے ہونگے و۱۲۰ اور ان کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی

لِیَجْزِیَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ

اس لیے کہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے بے شک اللہ کو حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی یہ و۱۲۱ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور اس

لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِیَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۱۱ ۱۹

لیے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے و۱۲۲ اور اس لیے کہ عقل والے نصیحت مانیں

ایاتها ۹۹ | ۱۵ سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّیَّةٌ ۵۴ | رکوعاتها ۶

سورۃ حجر مکی ہے و۱ اس میں ننانوے آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

الٓرٰ ۟ قف تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی

اور دوسری مرتبہ بعدِ حساب تبدیلِ ثانی ہوگی، اس میں زمین و آسمان کی ذاتیں ہی بدل جائیں گی۔

وے۱۱ اپنی قبروں سے۔

و۱۱۸ یعنی کافروں۔

و۱۱۹ اپنے شیاطین کے ساتھ بندھے ہوئے۔

و۱۲۰ سیاہ رنگ بدبودار، جن سے آگ کے شعلے اور زیادہ تیز ہوجائیں۔ (مدارک وخازن)

تفسیرِ بیضاوی میں ہے کہ ان کے بدنوں پر رال لیپ دی جائے گی وہ مثل کُرتے کے ہوجائیگی، اس کی سوزش اور اس کے رنگ کی وحشت و بدبو سے تکلیف پائیں گے۔

و۱۲۱ قرآن شریف۔

و۱۲۲ یعنی ان آیات سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیلیں پائیں۔

و۱ سورۂ حجر مکیّہ ہے اس میں چھ رکوع ننانوے آیتیں چھ سو چوّن کلمے دو ہزار سات سو ساٹھ حرف ہیں۔

الجزء ۱۴

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝۲ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ

بہت آرزوئیں کریں گے کافر وٓ۲ کاش مسلمان ہوتے انھیں چھوڑو وٓ۳ کہ کھائیں اور برتیں وٓ۴ اور

يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۳ وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ

امید وٓ۵ انھیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں وٓ۶ اور جو بستی ہم نے ہلاک کی اس کا ایک جانا ہوا نوشتہ

مَّعْلُوْمٌ ۝۴ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵ وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا

تھا وٓ۷ کوئی گروہ اپنے وعدہ سے آگے نہ بڑھے نہ پیچھے ہٹے اور بولے وٓ۸ کہ اے وہ جن

وٓ۲ یہ آرزوئیں یا وقتِ نزع عذاب دیکھ کر ہوں گی جب کافر کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ گمراہی میں تھا یا آخرت میں روزِ قیامت کے شدائد اور اہوال اور اپنا انجام و مآل دیکھ کر۔ زُجاج کا قول ہے کہ کافِر جب کبھی اپنے احوالِ عذاب اور مسلمانوں پر اللہ کی رحمت دیکھیں گے ہر مرتبہ آرزوئیں کریں گے کہ۔

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'جب تمام جہنمی اور مسلمانوں میں سے جن کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ چاہے گا، جہنم میں جمع ہوجائیں گے تو کفار مسلمانوں سے پوچھیں گے: 'کیا تم مسلمان نہیں تھے؟' وہ جواب دیں گے: 'ہاں! کیوں نہیں۔' تو وہ کہیں گے: 'تمہیں تمہارے اسلام نے کوئی فائدہ نہ دیا کہ تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں ہو۔' وہ جواب دیں گے: 'ہم نے گناہوں کا ارتکاب کیا، اسی وجہ سے ہمارا مؤاخذہ ہوا۔' اللہ عَزَّ وَجَلَّ ان کی یہ بات سنے گا تو مسلمانوں کو جہنم سے نکالنے کا حکم فرما دے گا۔' پس ان کو جہنم سے نکال دیا جائے گا۔ جب کفار یہ دیکھیں گے تو کہیں گے: 'کاش! ہم مسلمان ہوتے اور ہمیں بھی ان کی طرح جہنم سے نکال دیا جاتا۔' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی: ترجمۂ کنزالایمان: بہت آرزوئیں کریں گے کافر کاش! مسلمان ہوتے۔' (پ ۱۴، الحجر: ۲)

(المعجم الاوسط، الحدیث ۶۸۴۰، ج ۵، ص ۱۳۸)

وٓ۳ اے مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

وٓ۴ دنیا کی لذتیں۔

وٓ۵ تنعُّم و تلذُّذ و طولِ حیات کی جس کے سبب وہ ایمان سے محروم ہیں۔

وٓ۶ اپنا انجامِ کار۔ اس میں تنبیہ ہے کہ لمبی امیدوں میں گرفتار ہونا اور لذاتِ دنیا کی طلب میں غرق ہوجانا ایماندار کی شان نہیں۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لمبی امیدیں آخرت کو بھلاتی ہیں اور خواہشات کا اِتّباع حق سے روکتا ہے۔

وٓ۷ لوحِ محفوظ میں اسی معیّن وقت پر وہ ہلاک ہوئی۔

وٓ۸ کُفّارِ مکّہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

الَّذِیۡ نُزِّلَ عَلَیۡہِ الذِّکۡرُ اِنَّکَ لَمَجۡنُوۡنٌ ؕ﴿۶﴾ لَوۡ مَا تَاۡتِیۡنَا بِالۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنۡ کُنۡتَ

پر قرآن اترا بے شک تم مجنون ہو ف۹ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے ف۱۰ اگر تم سچے ہو ف۱۱

مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ مَا کَانُوۡۤا اِذًا

ہم فرشتے بیکار نہیں اتارتے اور وہ اتریں تو انھیں مہلت نہ ملے ف۱۲

مُّنۡظَرِیۡنَ ﴿۸﴾ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿۹﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا

بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں ف۱۳ اور بیشک ہم نے

مِنۡ قَبۡلِکَ فِیۡ شِیَعِ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۰﴾ وَ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ

تم سے پہلے اگلی امتوں میں رسول بھیجے اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر اس سے ہنسی کرتے ہیں ف۱۴

یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۱۱﴾ کَذٰلِکَ نَسۡلُکُہٗ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿ۙ۱۲﴾ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَ قَدۡ

ایسے ہی ہم اس ہنسی کو ان مجرموں ف۱۵ کے دلوں میں راہ دیتے ہیں وہ اس پر ف۱۶ ایمان نہیں لاتے اور اگلوں

ف۹ ان کا یہ قول تمسخر اور استہزاء کے طور پر تھا جیسا کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کہا تھا اِنَّ رَسُوۡلَکُمُ الَّذِیۡۤ اُرۡسِلَ اِلَیۡکُمۡ لَمَجۡنُوۡنٌ۔

ف۱۰ جو تمہارے رسول ہونے اور قرآن شریف کے کتابِ الٰہی ہونے کی گواہی دیں۔

ف۱۱ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے۔

ف۱۲ فی الحال عذاب میں گرفتار کر دیئے جائیں۔

ف۱۳ کہ تحریف وتبدیل وزیادتی وکمی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔تمام جن وانس اور ساری خَلق کے مقدور میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کرے یا تغییر وتبدیل کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسّر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ قرآنِ کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے، ایک یہ کہ اس کو معارضے اور مقابلہ سے محفوظ کیا کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو، ایک یہ کہ ساری خَلق کو اس کے نیست ونابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کُفّار باوجود کمال عداوت کے اس کتابِ مقدس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔ "تفسیر البیضاوی"، ج۳،ص ۳۶۲

ف۱۴ اس آیت میں بتایا گیا کہ جس طرح کُفّارِ مکّہ نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاہلانہ باتیں کیں اور بے ادبی سے آپ کو مجنون کہا۔قدیم زمانہ سے کُفّار کی انبیاء کے ساتھ یہی عادت رہی ہے اور وہ رسولوں کے ساتھ تمسخر کرتے رہے۔اس میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکینِ خاطر ہے۔

خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْهِ

کی راہ پڑ چکی ہے و۱۷ اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں کہ دن کو اس میں چڑھتے

یَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ع ۱۵

جب بھی یہی کہتے کہ ہماری نگاہ باندھ دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو ہوا ہے و۱۸

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ

اور بے شک ہم نے آسمان میں برج بنائے و۱۹ اور اسے دیکھنے والوں کے لئے آراستہ کیا و۲۰ اور اسے ہم نے ہر شیطان

رَّجِیْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ وَ الْاَرْضَ

مردود سے محفوظ رکھا و۲۱ مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ و۲۲ اور ہم نے زمین

و۱۵ یعنی مشرکینِ مکّہ۔

و۱۶ سیدِ انبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا قرآن پر۔

و۱۷ کہ وہ انبیاء کی تکذیب کر کے عذابِ الٰہی سے ہلاک ہوتے رہے ہیں۔ یہی حال ان کا ہے تو انہیں عذابِ الٰہی سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔

و۱۸ یعنی ان کُفّار کا عناد اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اگر ان کے لئے آسمان میں دروازہ کھول دیا جائے اور انہیں اس میں چڑھنا میسّر ہو اور دن میں اس سے گزریں اور آنکھوں سے دیکھیں جب بھی نہ مانیں اور یہ کہہ دیں کہ ہماری نظر بندی کی گئی اور ہم پر جادو ہوا تو جب خود اپنے معائنہ سے انہیں یقین حاصل نہ ہوا تو ملائکہ کے آنے اور گواہی دینے سے جس کو یہ طلب کرتے ہیں انہیں کیا فائدہ ہوگا؟

و۱۹ جو کواکبِ سیارہ کے منازل ہیں وہ بارہ ہیں، (۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت۔

و۲۰ ستاروں سے۔

و۲۱ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا شیاطین آسمانوں میں داخل ہوتے تھے اور وہاں کی خبریں کاہنوں کے پاس لاتے تھے جب حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے تو شیاطین تین آسمانوں سے روک دیئے گئے۔ جب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو تمام آسمانوں سے منع کر دیئے گئے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقِ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ ص ۳۷۸)

و۲۲ شہاب اس ستارہ کو کہتے ہیں جو شعلہ کے مثل روشن ہوتا ہے اور فرشتے اس سے شیاطین کو مارتے ہیں۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقِ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ ص ۱۶۵)

مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾

پھیلائی اور اس میں لنگر ڈالے ۲۳ اور اس میں ہر چیز اندازے سے اگائی اور تمہارے لئے

وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا

اس میں روزیاں کر دیں ۲۴ اور وہ کر دیے جنہیں تم رزق نہیں دیتے ۲۵ اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے

عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ٘ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ

پاس خزانے نہ ہوں ۲۶ اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے

لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ٘ۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ﴿۲۲﴾

والیاں ۲۷ تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں ۲۸

وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا

اور بیشک ہم ہی جلائیں اور ہم ہی ماریں اور ہم ہی وارث ہیں ۲۹ اور بے شک ہمیں معلوم ہیں

الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

جو تم میں آگے بڑھے اور بے شک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں پیچھے رہے ۳۰ اور بے شک تمہارا رب ہی

۲۳ پہاڑوں کے۔ تاکہ ثابت و قائم رہے اور جنبش نہ کرے۔

۲۴ غلے، پھل وغیرہ۔

۲۵ باندی، غلام، چوپائے اور خدام وغیرہ۔

۲۶ خزانے ہونا عبارت ہے اقتدار و اختیار سے۔ معنی یہ ہیں کہ ہم ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہیں جتنی چاہیں اور جو اندازہ مقتضائے حکمت ہو۔

۲۷ جو آبادیوں کو پانی سے بھرتی اور سیراب کرتی ہیں۔

۲۸ کہ پانی تمہارے اختیار میں ہو باوجودیکہ تمہیں اس کی حاجت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندوں کے عجز پر دلالتِ عظیمہ ہے۔

۲۹ یعنی تمام خلق فنا ہونے والی ہے اور ہم ہی باقی رہنے والے ہیں اور مدعیٔ مُلک کی مِلک ضائع ہو جائے گی اور سب مالکوں کا مالک باقی رہے گا۔

۳۰ یعنی پہلی اُمّتیں اور امتِ محمّد یہ جو سب اُمتوں میں پچھلی ہے یا وہ جو طاعت و خیر میں سبقت کرنے والے ہیں اور جو سُستی سے پیچھے رہ جانے والے ہیں یا وہ جو فضیلت حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھنے والے ہیں اور جو عذر

يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ ع ۲

انھیں قیامت میں اٹھائے گا وا۳ بے شک وہی علم و حکمت والا ہے اور بے شک ہم نے آدمی کو و۳۲ بجتی ہوئی مٹی سے بنایا

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ

جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی و۳۳ اور جن کو اس سے پہلے بنایا بے دھوئیں کی آگ سے و۳۴ اور یاد کرو جب تمہارے

قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾

رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی کو بنانے والا ہوں بجتی مٹی سے جو بدبو دار سیاہ گارے سے ہے

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ

تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں و۳۵ تو اس و۳۶ کے لئے سجدے میں

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ۭ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾

گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے سوا ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا و۳۷

سے پیچھے رہ جانے والے ہیں۔

شانِ نُزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعتِ نماز کی صفِ اول کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ صفِ اول حاصل کرنے میں نہایت کوشاں ہوئے اور ان کا ازدحام ہونے لگا اور جن حضرات کے مکان مسجد شریف سے دور تھے وہ اپنے مکان بیچ کر قریب مکان خریدنے پر آمادہ ہو گئے تاکہ صفِ اوّل میں جگہ ملنے سے کبھی محروم نہ ہوں۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور انہیں تسلّی دی گئی کہ ثواب نیتوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ اگلوں کو بھی جانتا ہے اور جو عذر سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور ان کی نیتوں سے بھی خبردار ہے اور اس پر کچھ مخفی نہیں۔

وا۳ جس حال پر وہ مرے ہوں گے۔

و۳۲ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو سوکھی۔

و۳۳ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو زمین سے ایک مشتِ خاک لی، اس کو پانی میں خمیر کیا جب وہ گارا سیاہ ہو گیا اور اس میں بو پیدا ہوئی تو اس میں صورتِ انسانی بنائی پھر وہ سوکھ کر خشک ہو گیا تو جب ہوا اس میں جاتی تو وہ بجتا اور اس میں آواز پیدا ہوتی، جب آفتاب کی تمازت سے وہ پختہ ہو گیا تو اس میں روح پھونکی اور وہ انسان ہو گیا۔

و۳۴ جو اپنی حرارت و لطافت سے مساموں میں نفوذ کر جاتی ہے۔

و۳۵ اور اس کو حیات عطا فرما دوں۔

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ

فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا بولا (تکبر سے) مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو

لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ

سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے

رَجِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى

اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے ۳۸ بولا اے میرے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ

یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى یَوْمِ الْوَقْتِ

اٹھائے جائیں ف۳۹ فرمایا تو ان میں ہے جن کو اس معلوم وقت کے دن تک مہلت ہے ف۴۰

الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ

بولا اے رب میرے قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انھیں زمین میں بھلاوے دوں گا ف۴۱ اور ضرور میں ان سب

اَجْمَعِیْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ

کو ف۴۲ بے راہ کروں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ف۴۳ فرمایا یہ راستہ سیدھا میری طرف

ف۳۶ کی تحیّت و تعظیم۔

ف۳۷ اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے۔

ف۳۸ کہ آسمان و زمین والے تجھ پر لعنت کریں گے اور جب قیامت کا دن آئے گا تو اس لعنت کے ساتھ ہمیشگی کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا، جس سے کبھی رہائی نہ ہوگی یہ سُن کر شیطان۔

ف۳۹ یعنی قیامت کے دن تک۔ اس سے شیطان کا مطلب یہ تھا کہ وہ کبھی نہ مرے کیونکہ قیامت کے بعد کوئی نہ مرے گا اور قیامت تک کی اس نے مہلت مانگ ہی لی لیکن اس کی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح قبول کیا کہ۔

ف۴۰ جس میں تمام خَلق مرجائے گی اور وہ نفخۂ اُولیٰ ہے تو شیطان کے مردہ رہنے کی مدّت نفخۂ اُولیٰ ہے، نفخۂ ثانیہ تک چالیس برس ہے اور اس کو اس قدر مہلت دینا اس کے اکرام کے لئے نہیں بلکہ اس کی بلا و شقاوت اور عذاب کی زیادتی کے لئے ہے، یہ سن کر شیطان۔

ف۴۱ یعنی دنیا میں گناہوں کی رغبت دلاؤں گا۔

ف۴۲ دلوں میں وسوسہ ڈال کر۔

ف۴۳ جنہیں تو نے اپنی توحید و عبادت کے لئے برگزیدہ فرمالیا ان پر شیطان کا وسوسہ اور اس کا کید نہ چلے گا۔

حضرت سیّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی اسی مشہور زمانہ تصنیف 'احیاء العلوم' کا خلاصہ 'لُبابُ الاحیاء' میں منقول ہے بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس نے طویل عرصہ تک اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت کی، اس کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہنے لگا: 'فلاں قوم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا ایک درخت کی پوجا کرتی ہے، یہ سن کر وہ غصہ میں آ گیا اور اپنا کلہاڑا کندھے پر رکھ کر درخت کاٹنے کے ارادے سے چلا، راستے میں اُسے ایک بزرگ کے روپ میں شیطان ملا اور پوچھنے لگا: 'کہاں کا ارادہ ہے؟' عابد نے کہا: 'اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔' شیطان کہنے لگا: 'تجھے اس سے کیا غرض کہ تو اپنی عبادت میں مصروفیت چھوڑ کر دوسرے معاملات میں پڑتا ہے۔' عابد نے کہا: 'یہ بھی میری عبادت ہے۔' شیطان نے پھر کہا: 'میں تجھے ہرگز یہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔' پس وہ دونوں لڑ پڑے، عابد نے اسے پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔'

شیطان نے کہا: 'مجھے چھوڑو، میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔' عابد نے اسے چھوڑ دیا۔' شیطان اس سے کہنے لگا: 'اے فلاں! اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے تجھ سے یہ چیز ساقط کی ہے، تجھ پر فرض نہیں کی اور نہ تو اس درخت کی عبادت کرتا ہے اور نہ ہی دوسروں کا گناہ تجھ پر ہوگا، روئے زمین پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بے شمار انبیاء کرام علیہم السلام ہیں، اگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ چاہتا تو اِن کی طرف اُن کو بھیج دیتا اور اُنہیں اس درخت کو کاٹنے کا حکم دیتا۔' عابد نے کہا: 'میں اسے ضرور کاٹوں گا۔' شیطان اس سے پھر لڑا تو عابد پھر اس پر غالب آ گیا اور اُسے پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا، جب ابلیس عاجز آ گیا تو اس نے کہا: 'میرے پاس تیرے لئے ایک تجویز ہے، جس سے میرے اور تیرے درمیان فیصلہ ہوجائے گا اور وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر اور نفع بخش ہے۔' عابد نے پوچھا: 'وہ کیا؟' اس نے کہا: 'مجھے چھوڑو، میں تمہیں بتاتا ہوں۔' اس نے چھوڑ دیا تو شیطان نے کہا: 'تم ایک فقیر آدمی ہو، تمہارے پاس کچھ نہیں، تم لوگوں پر بوجھ ہو، وہ تمہاری خبر گیری کرتے ہیں، شاید تم چاہتے ہوگے کہ اپنے بھائیوں سے اچھا سلوک کروں، پڑوسیوں کی غم خواری کروں، خود سیر ہو کر کھاؤں اور لوگوں سے بے نیاز ہوجاؤں۔' عابد نے کہا: 'ہاں! یہ بات تو ہے۔' شیطان نے کہا: 'تم درخت کاٹنے کا ارادہ چھوڑو اور واپس چلے جاؤ، میں ہر رات تمہارے سرہانے دو دینار رکھ دیا کروں گا، جب صبح اٹھو تو انہیں اٹھا لینا، اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا نیز اپنے بھائیوں پر صدقہ کر دینا، یہ تمہارے لئے اور مسلمانوں کے لئے اس درخت کو کاٹنے سے زیادہ مفید ہے کیونکہ اس کی جگہ دوسرا درخت لگا دیا جائے گا اور اس کے کاٹنے سے ان لوگوں کا کوئی نقصان نہ ہوگا اور نہ ہی تمہارے مسلمان بھائیوں کو کوئی فائدہ ہوگا۔

عابد نے شیطان کی بات میں غور وفکر کیا اور سوچنے لگا: 'اس نے سچ کہا، میں کوئی نبی نہیں ہوں کہ مجھ پر اسے کاٹنا لازم ہو اور نہ ہی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے اس کو کاٹنے کا حکم دیا ہے کہ میں اس عمل کے نہ کرنے سے گنہگار ہوجاؤں گا، اور جو کچھ اس بزرگ نے ذکر کیا ہے اس میں زیادہ نفع ہے چنانچہ اس نے شیطان سے اس عہد وپیمان پر قسم لی اور اپنے عبادت خانے کی طرف لوٹ آیا، صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس کے سرہانے دو دینار رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے انہیں اٹھالیا، دوسرے دن بھی اسی طرح ہوا لیکن تیسرے دن اسے کچھ نہ ملا تو وہ غصے میں آ گیا اور کلہاڑا اپنے کندھے پر رکھ کر درخت کی طرف چلا، راستے میں پھر بزرگ کی شکل میں شیطان ملا اور پوچھا: 'کہاں جا رہے ہو؟' عابد نے کہا: 'اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔' شیطان نے کہا: 'اللہ کی قسم! تم جھوٹ بولتے ہو، تم اس پر قادر نہیں اور نہ اس کام کو کر سکتے ہو۔'

چنانچہ عابد نے اسے پکڑ کر پہلے کی طرح گرانا چاہا تو شیطان نے کہا: 'اب ایسا نہیں ہوسکتا۔' پھر شیطان نے اسے پکڑ کر

مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

آتا ہے بے شک میرے وفیہ ۴۴ بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ

الْغٰوِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ

دیں ۴۵ اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے ۴۶ اس کے سات دروازے ہیں ۴۷ ہر دروازے کے لئے

بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا

ان میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے ۴۸ بے شک ڈر والے باغوں اور چشموں میں ہیں ۴۹ ان میں داخل ہو سلامتی

پچھاڑ دیا، اب وہ عابد شیطان کے سامنے چڑیا کی طرح تھا اور ابلیس لعین اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہنے لگا: 'اپنے اس ارادے سے باز آجاؤ، ورنہ تمہیں جان سے ماردوں گا۔' عابد نے جب اپنے آپ کو بے بس پایا، تو اس نے کہا: 'اے فلاں! تو مجھے چھوڑ دے اور یہ بتا کہ تو مجھ پر کیسے غالب آگیا، حالانکہ پہلی مرتبہ میں تجھ پر غالب آگیا تھا اور اب تو غالب آگیا؟' شیطان نے کہا: 'پہلی مرتبہ تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے غصہ آیا تھا اور تیری نیت آخرت کی تھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے تیرے ہاتھوں مغلوب کر دیا اور اس مرتبہ تجھے اپنی ذات اور دنیا کے لئے غصہ آیا تو میں نے تجھے پچھاڑ دیا۔' یہ حکایت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کی تصدیق کرتی ہے:

ترجمۂ کنزالایمان: مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔ (پ14، الحجر:40)

حضرت سَیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے آپ کو مارتے ہوئے فرماتے: 'اے نفس! اخلاص اختیار کر تب ہی چھٹکارا پائے گا۔'

۴۴ ایماندار۔

۴۵ یعنی جو کافر کہ تیرے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں اور تیرے اتِّباع کا قصد کر لیں۔

۴۶ ابلیس کا بھی اور اس کے اتِّباع کرنے والوں کا بھی۔

حضرت سیدنا میمون بن مہر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تو حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چیخ ماری اور اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر دیوانہ وار بھاگ کھڑے ہوئے تین دن تک ان کا پتہ نہ چلا۔ (فیضانِ احیاء العلوم)

۴۷ یعنی سات طبقے۔ ابنِ جریج کا قول ہے کہ دوزخ کے سات درکات ہیں۔ اول جہنّم، لظٰی، حطمہ، سعیر، سقر، جحیم، ہاویہ۔ (حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، ج ۳، ص ۱۰۴۳، پ ۱۴، الحجر: ۴۴)

۴۸ یعنی شیطان کی پیروی کرنے والے بھی سات حصوں میں منقسم ہیں، ان میں سے ہر ایک کے لئے جہنّم کا ایک درکہ معیّن ہے۔

۴۹ ان سے کہا جائے گا کہ۔

بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ

کے ساتھ امان میں ف۵۰ اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ ف۵۱ کینے تھے سب کھینچ لئے ف۵۲ آپس میں

مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ

بھائی ہیں ف۵۳ تختوں پر روبرو بیٹھے نہ انہیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں خبر دو ف۵۴

عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَ

میرے بندوں کو کہ بےشک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان اور میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے اور انہیں احوال سناؤ

وقف لازم

نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ

ابراہیم کے مہمانوں کا ف۵۵ جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے سلام ف۵۶ کہا ہمیں تم سے

وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ

ڈر معلوم ہوتا ہے ف۵۷ انہوں نے کہا ڈریے نہیں ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں ف۵۸ کہا کیا اس پر مجھے

ف۵۰ یعنی جنّت میں داخل ہو امن و سلامتی کے ساتھ، نہ یہاں سے نکالے جاؤ، نہ موت آئے، نہ کوئی آفت رونما ہو، نہ کوئی خوف نہ پریشانی۔

ف۵۱ دنیا میں۔

ف۵۲ اور ان کے نفوس کو حقد و حسد و عناد و عداوت وغیرہ مذموم خصلتوں سے پاک کر دیا وہ۔

ف۵۳ ایک دوسرے کے ساتھ مَحبت کرنے والے۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر انہیں میں سے ہیں یعنی ہمارے سینوں سے عناد و عداوت اور بغض و حسد نکال دیا گیا ہے، ہم آپس میں خالص مَحبت رکھنے والے ہیں۔ اس میں روافض کا رد ہے۔

ف۵۴ اے محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ف۵۵ جنہیں اللہ تعالٰی نے اس لئے بھیجا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کی بشارت دیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کریں۔ یہ مہمان حضرت جبریل علیہ السلام تھے مع کئی فرشتوں کے۔

ف۵۶ یعنی فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا اور آپ کی تحیّت و تکریم بجالائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے۔

ف۵۷ اس لئے کہ بے اذن اور بے وقت آئے اور کھانا نہیں کھایا۔

ف۵۸ یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام کی۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے۔

عَلٰۤى اَنْ مَّسَّنِیَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ

بشارت دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا اب کاہے پر بشارت دیتے ہو ف۵۹ کہا ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے ف۶۰

مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَ مَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ

آپ ناامید نہ ہوں کہا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے ف۶۱ کہا پھر تمہارا کیا کام ہے

فَمَا خَطْبُكُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ﴿۵۸﴾

اے فرشتو! ف۶۲ بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ف۶۳

اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤۙ اِنَّهَا لَمِنَ

مگر لوط کے گھر والے ان سب کو ہم بچالیں گے ف۶۴ مگر اس کی عورت ہم ٹھہرا چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے

الْغٰبِرِیْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ﹰالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ ع

والوں میں ہے ف۶۵ تو جب لوط کے گھر فرشتے آئے ف۶۶ کہا تم تو کچھ بیگانہ لوگ ہو ف۶۷

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ اَتَیْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا

کہا بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ ف۶۸ لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک کرتے تھے ف۶۹ اور ہم آپ کے پاس سچا حکم

ف۵۹ یعنی ایسی پیرانہ سالی میں اولاد ہونا عجیب و غریب ہے کس طرح اولاد ہوگی، کیا ہمیں پھر جوان کیا جائے گا یا اسی حالت میں بیٹا عطا فرمایا جائے گا؟ فرشتوں نے۔

ف۶۰ قضائے الٰہی اس پر جاری ہو چکی کہ آپ کے بیٹا ہو اور اس کی ذُرِّیّت بہت پھیلے۔

ف۶۱ یعنی میں اس کی رحمت سے ناامید نہیں کیونکہ رحمت سے ناامید کافِر ہوتے ہیں، ہاں اس کی سنّت جو عالَم میں جاری ہے اس سے یہ بات عجیب معلوم ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے۔

ف۶۲ اس بشارت کے سوا اور کیا کام ہے جس کے لئے تم بھیجے گئے ہو۔

ف۶۳ یعنی قومِ لوط کی طرف کہ ہم انہیں ہلاک کریں۔

ف۶۴ کیونکہ وہ ایماندار ہیں۔

ف۶۵ اپنے کُفر کے سبب۔

ف۶۶ خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں اور حضرت لوط علیہ السلام کو اندیشہ ہوا کہ قوم ان کے درپے ہوگی تو آپ نے فرشتوں سے۔

ف۶۷ نہ تو یہاں کے باشندے ہو نہ کوئی مسافرت کی علامت تم میں پائی جاتی ہے کیوں آئے ہو؟ فرشتوں نے۔

ف۶۸ عذاب جس کے نازِل ہونے کا آپ اپنی قوم کو خوف دلایا کرتے تھے۔

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ لَا یَلْتَفِتْ

لائے ہیں اور ہم بے شک سچے ہیں تو اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے لے کر باہر جایئے اور آپ ان کے پیچھے چلیے اور تم میں

مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ قَضَیْنَاۤ اِلَیْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ

کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے ۹۹ اور جہاں کو حکم ہے سیدھے چلے جایئے ۱۰۰ اور ہم نے اسے اس حکم کا فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے

هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَ جَآءَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ

ان کافروں کی جڑ کٹ جائے گی ۱۰۱ اور شہر والے ۱۰۲ خوشیاں مناتے آئے لوط نے کہا

اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ ضَیْفِیْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا اَوَ لَمْ

یہ میرے مہمان ہیں ۱۰۳ مجھے فضیحت (رسوا) نہ کرو ۱۰۴ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو ۱۰۵ بولے کیا ہم نے

نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِیْۤ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ

تمہیں منع نہ کیا تھا کہ اوروں کے معاملہ میں دخل نہ دو کہا یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کرنا ہے ۱۰۶ اے

اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُشْرِقِیْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا

محبوب تمہاری جان کی قسم ۱۰۷ بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں تو دن نکلتے انھیں چنگھاڑ نے آلیا ۱۰۸ تو ہم نے اس

۹۹ اور آپ کو جھٹلاتے تھے۔

۱۰۰ کہ قوم پر کیا بلا نازِل ہوئی اور وہ کس عذاب میں مبتلا کئے گئے؟۔

۱۰۱ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حکم مُلکِ شام کو جانے کا تھا۔

۱۰۲ اور تمام قوم عذاب سے ہلاک کردی جائے گی۔

۱۰۳ یعنی شہرِ سدوم کے رہنے والے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں خوب صورت نوجوانوں کے آنے کی خبر سن کر بہ ارادۂ فاسد و بہ نیّت ناپاک۔

۱۰۴ اور مہمان کا اکرام لازم ہوتا ہے تم ان کی بے حرمتی کا قصد کرکے۔

۱۰۵ کہ مہمان کی رسوائی میزبان کے لئے خجالت و شرمندگی کا سبب ہوتی ہے۔

۱۰۶ ان کے ساتھ بُرا ارادہ کرکے۔ اس پر قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام سے۔

۱۰۷ تو ان سے نکاح کرو اور حرام سے باز رہو۔ اب اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب فرماتا ہے۔

۱۰۸ اور مخلوقِ الٰہی میں سے کوئی جان بارگاہِ الٰہی میں آپ کی جانِ پاک کی طرح عزّت و حرمت نہیں رکھتی اور اللہ

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کردیا ف۸۰ اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے بے شک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں

لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

کے لیے اور بے شک وہ بستی اس راہ پر ہے جو اب تک چلتی ہے ف۸۱ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو

وقف لازم

وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَ اِنَّهُمَا

اور بے شک جھاڑی والے ضرور ظالم تھے ف۸۲ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ف۸۳ اور بے شک دونوں بستیاں ف۸۴ کھلے راستہ

ع ۵ / ۱۹ / ۵

لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمْ

پر پڑتی ہیں ف۸۵ اور بے شک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ف۸۶ اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں ف۸۷

تعالیٰ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کے سوا کسی کی عمر وحیات کی قسم نہیں فرمائی ۔ یہ مرتبہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ہے اب اس قسم کے بعد ارشاد فرماتا ہے ۔

ف۷۹ یعنی ہولناک آواز نے ۔

ف۸۰ اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس خطّہ کو اٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے اور وہاں سے اوندھا کر کے زمین پر ڈال دیا ۔

ف۸۱ اور قافلے اس پر گزرتے ہیں اور غضبِ الٰہی کے آثار ان کے دیکھنے میں آتے ہیں ۔

ف۸۲ یعنی کافِر تھے ۔ اَیکَہ جھاڑی کو کہتے ہیں ، ان لوگوں کا شہر سرسبز جنگلوں اور مَرغزاروں کے درمیان تھا ، اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان پر رسول بنا کر بھیجا ان لوگوں نے نافرمانی کی اور حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا ۔

ف۸۳ یعنی عذاب بھیج کر ہلاک کیا ۔

ف۸۴ یعنی قومِ لوط کے شہر اور اصحابِ اَیکَہ کے ۔

ف۸۵ جہاں آدمی گزرتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو اے اہلِ مکّہ تم ان کو دیکھ کر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے ۔

ف۸۶ حجر ایک وادی ہے مدینہ اور شام کے درمیان جس میں قومِ ثمود رہتے تھے ۔ انہوں نے اپنے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء کی تکذیب ہے کیونکہ ہر رسول تمام انبیاء پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے ۔

ف۸۷ کہ پتھر سے ناقہ پیدا کیا جو بہت سے عجائب پر مشتمل تھا مثلاً اس کا عظیم الجثہ ہونا اور پیدا ہوتے ہی بچہ جننا اور کثرت سے دودھ دینا کہ تمام قومِ ثمود کو کافی ہو وغیرہ یہ سب حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور قومِ ثمود کے لئے ہماری نشانیاں تھیں ۔

اٰیٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ كَانُوْا یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا

تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے ۸۸ اور وہ پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے بے خوف ۸۹

اٰمِنِیْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُصْبِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

تو انہیں صبح ہوتے چنگھاڑ نے آ لیا ۹۰ تو ان کی کمائی کچھ ان

یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ

کے کام نہ آئی ۹۱ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنایا اور بے شک

السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ

قیامت آنے والی ہے ۹۲ تو تم اچھی طرح درگزر کرو ۹۳ بے شک تمہارا رب ہی بہت پیدا کرنے والا جاننے

الْعَلِیْمُ ﴿۸۶﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ

والا ہے ۹۴ اور بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں ۹۵ اور عظمت والا قرآن اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز

عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَ اخْفِضْ

کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی ۹۶ اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ ۹۷ اور مسلمانوں کو

۸۸ اور ایمان نہ لائے۔

۸۹ کہ انہیں اس کے گرنے اور اس میں نقب لگائے جانے کا اندیشہ نہ تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ گھر تباہ نہیں ہو سکتے، ان پر کوئی آفت نہیں آسکتی۔

۹۰ اور وہ عذاب میں گرفتار ہوئے۔

۹۱ اور ان کے مال و متاع اور ان کے مضبوط مکان انہیں عذاب سے نہ بچا سکے۔

۹۲ اور ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا ملے گی۔

۹۳ اے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنی قوم کی ایذاؤں پر تحمل کرو۔ یہ حکم آیتِ قتال سے منسوخ ہو گیا۔

۹۴ اسی نے سب کو پیدا کیا اور وہ اپنی مخلوق کے تمام حال جانتا ہے۔

۹۵ نماز کی رکعتوں میں یعنی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں اور ان سات آیتوں سے سورتِ فاتحہ مراد ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں وارد ہوا۔ (تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیۃ ۸۷، ج ۷، ص ۱۵۹)

۹۶ معنٰی یہ ہیں کہ اے سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو ایسی نعمتیں عطا فرمائیں جن کے سامنے دنیوی نعمتیں حقیر ہیں تو آپ متاعِ دنیا سے مستغنی رہیں جو یہود و نصارٰی وغیرہ مختلف قسم کے کافروں کو دی گئیں۔ حدیث

جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى

اپنے رحمت کے پروں میں لے لو ۹۸ اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف ڈر سنانے والا (اس عذاب سے) جیسا ہم نے بانٹنے

الْمُقْتَسِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْــٴَـلَنَّهُمْ

والوں پر اتارا جنھوں نے کلامِ الٰہی کو تکے بوٹی کر لیا ۹۹ تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور

اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ

ان سب سے پوچھیں گے ۱۰۰ جو کچھ وہ کرتے تھے ۱۰۱ تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے ۱۰۲ اور مشرکوں سے منہ

شریف میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کی بدولت ہر چیز سے مستغنی نہ ہوگیا یعنی قرآن ایسی نعمت ہے جس کے سامنے دنیوی نعمتیں ہیچ ہیں۔

۹۷ کہ وہ ایمان نہ لائے۔

۹۸ اور انہیں اپنے کرم سے نوازو۔

اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 'بے شک اللہ عزوجل ایسا نرمی فرمانے والا ہے کہ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔'

(صحیح البخاری، کتاب استتابۃ المرتدین، باب اذا عرض الذمی۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۶۹۲۷، ص ۵۷۸)

۹۹ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بانٹنے والوں سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں چونکہ وہ قرآنِ کریم کے کچھ حصّہ پر ایمان لائے جو ان کے خیال میں ان کی کتابوں کے موافق تھا اور کچھ کے منکر ہوگئے۔ قتادہ وابنِ سائب کا قول ہے کہ بانٹنے والوں سے کُفّارِ قریش مراد ہیں جن میں بعض قرآن کو سحر، بعض کہانت، بعض افسانہ کہتے تھے اس طرح انہوں نے قرآنِ کریم کے حق میں اپنے اقوال تقسیم کر رکھے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ بانٹنے والوں سے وہ بارہ اشخاص مراد ہیں جنہیں کُفّار نے مکّۂ مکرّمہ کے راستوں پر مقرر کیا تھا، حج کے زمانہ میں ہر ہر راستہ پر ان میں کا ایک ایک شخص بیٹھ جاتا تھا اور وہ آنے والوں کو بہکانے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منحرف کرنے کے لئے ایک ایک بات مقرر کر لیتا تھا کہ کوئی آنے والوں سے یہ کہتا تھا کہ ان کی باتوں میں نہ آنا کہ وہ جادوگر ہیں، کوئی کہتا وہ کذّاب ہیں، کوئی کہتا وہ مجنون ہیں، کوئی کہتا وہ کاہن ہیں، کوئی کہتا وہ شاعر ہیں یہ سن کر لوگ جب خانۂ کعبہ کے دروازہ پر آتے وہاں ولید بن مغیرہ بیٹھا رہتا اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال دریافت کرتے اور کہتے کہ ہم نے مکّہ مکرّمہ آتے ہوئے شہر کے کنارے ان کی نسبت ایسا سنا وہ کہہ دیتا کہ ٹھیک سنا۔ اس طرح خلق کو بہکاتے اور گمراہ کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا۔

۱۰۰ روزِ قیامت۔

الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

پھیرلو ۱۰۳ بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں ۱۰۴ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں

اٰخَرَۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا

تو اب جان جائیں گے ۱۰۵ اور بے شک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو ۱۰۶ تو

۱۰۱ اور جو کچھ وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کی نسبت کہتے تھے۔

۱۰۲ اس آیت میں سیدِ عالم کو رسالت کی تبلیغ اور اسلام کی دعوت کے اظہار کا حکم دیا گیا۔عبداللہ بن عبیدہ کا قول ہے کہ اس آیت کے نُزول کے وقت) اعلان نبوت کے چوتھے سال (تک دعوتِ اسلام اعلان کے ساتھ نہیں کی جاتی تھی۔(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الاجھار بدعوتہ، ج۱ص ۴۶۱، ۴۶۲)

۱۰۳ یعنی اپنا دین ظاہر کرنے پر مشرکوں کی ملامت کرنے کی پرواہ نہ کرو اور ان کی طرف ملتفت نہ ہو اور ان کے تمسخُر واستہزاء کا غم نہ کرو۔

۱۰۴ کُفّارِ قریش کے پانچ سردار (۱) عاص بن وائل سہمی اور (۲) اسود بن مطلب اور (۳) اسود بن عبد یغوث اور (۴) حارث بن قیس اور ان سب کا افسر (۵) ولید ابن مغیرہ مخزومی۔ یہ لوگ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ایذا دیتے اور آپ کے ساتھ تمسخُر واستہزاء کرتے تھے۔اسود بن مطلب کے لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تھی کہ یاربّ اس کو اندھا کر دے۔ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ حرام میں تشریف فرما تھے، یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسبِ دستور طعن وتمسخُر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے۔ اسی حال میں حضرت جبریلِ امین حضرت کی خدمت میں پہنچے اور انہوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے کفِ پا کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں ان کا شر دفع کروں گا چنانچہ تھوڑے عرصہ میں یہ ہلاک ہو گئے۔ ولید بن مغیرہ تیر فروش کی دوکان کے پاس سے گزرا اس کے تہہ بند میں ایک پیکان چبھا مگر اس نے تکبّر سے اس کو نکالنے کے لئے سر نیچا نہ کیا اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مر گیا۔عاص ابنِ وائل کے پاؤں میں کانٹا لگا اور نظر نہ آیا اس سے پاؤں ورم کر گیا اور یہ شخص بھی مر گیا۔اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارتا تھا اسی میں مر گیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھ کو محمد نے قتل کیا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اسود بن عبد یغوث کو استسقاء ہوا اور کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لُو لگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا اسی حال میں یہ کہتا مر گیا کہ مجھ کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ربّ نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوا، اسی میں ہلاک ہو گیا۔ انہیں کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی۔(خازن)(تفسیر صاوی، ج۳،ص ۱۰۵۳۔۱۰۵۲، پ ۱۴، الرعد:۹۵)

يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ

اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو ۱۰۷ اور مرتے

حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ ع ۶

دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو ۱۰۷ ب

اٰیاتھا ۱۲۸ | ۱۶ سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ ۷۰ | رکوعاتھا ۱۶

سورت نحل مکی ہے ۱ اس میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

۱۰۵ اپنا انجامِ کار۔

۱۰۶ اور ان کے طعن اور استہزاء اور شرک و کفر کی باتوں سے آپ کو ملال ہوتا ہے۔

۱۰۷ کہ خدا پرستوں کے لئے تسبیح و عبادت میں مشغول ہونا غم کا بہترین علاج ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔

سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ ذیشان ہے: 'مجھے یہ وحی نہیں آئی کہ تم مال جمع کر کے تاجر بن جاؤ بلکہ مجھے یہ وحی کی گئی:

ترجمۂ کنزالایمان: تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔ (پ14، الحجر: 98، 99)

(حلیۃ الاولیاء، ابومسلم خولانی، الحدیث ۱۷۷۸، ج ۲ ص ۱۵۳)

۱۰۷ ب حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سُوج جاتے، صحابہ کرام (علیہم الرضوان) عرض کرتے: 'حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں؟ مولیٰ تعالیٰ نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے۔' فرماتے: 'اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا' تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ ہُوں!

(صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی،، الحدیث ۱۱۳۰، ج ۱، ص ۳۸۴)

۱ سورۂ نحل مکیّہ ہے مگر آیت 'فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ' سے آخرِ سورت تک جو آیات ہیں وہ مدینہ طیبہ میں نازِل ہوئیں اور اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ اس سورت میں سولہ ۱۶ رکوع اور ایک سو اٹھائیس ۱۲۸ آیتیں اور دو ہزار آٹھ سو چالیس ۲۸۴۰ کلمے اور سات ہزار سات سو سات ۷۷۰۷ حرف ہیں۔

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝۱ یُنَزِّلُ
اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اس کی جلدی نہ کرو ف۲ پاکی اور برتری ہے اسے ان شریکوں سے ف۳ ملائکہ کو ایمان کی جان
الْمَلٰٓىٕكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ
یعنی وحی لے کر اپنے جن بندوں پر چاہے اتارتا ہے ف۴ کہ ڈر سناؤ کہ میرے سوا کسی کی بندگی
اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا
نہیں تو مجھ سے ڈرو ف۵ اس نے آسمان اور زمین بجا بنائے ف۶ وہ ان کے شرک سے
یُشْرِكُوْنَ ۝۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝۴ وَ الْاَنْعَامَ
برتر ہے (اس نے) آدمی کو ایک نتھری بوند سے بنایا ف۷ تو جبھی (پھر بھی) کھلا جھگڑالو ہے اور چوپائے پیدا کئے
خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَ لَكُمْ فِیْهَا جَمَالٌ حِیْنَ
ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعتیں ہیں ف۸ اور ان میں سے کھاتے ہو اور تمہارا ان میں تجمل ہے جب انھیں شام

ف۲ شانِ نزول: جب کفّار نے عذابِ موعود کے نزول اور قیامت کے قائم ہونے کی بطریقِ تکذیب و استہزاء جلدی کی اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور بتا دیا گیا کہ جس کی تم جلدی کرتے ہو وہ کچھ دور نہیں بہت ہی قریب ہے اور اپنے وقت پر بالیقین واقع ہوگا اور جب واقع ہوگا تو تمہیں اس سے خلاص کی کوئی راہ نہ ملے گی اور وہ بُت جنہیں تم پوجتے ہو تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے۔

ف۳ وہ واحد لاشریک لہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

ف۴ اور انہیں نبوّت و رسالت کے ساتھ برگزیدہ کرتا ہے۔

ف۵ اور میری ہی عبادت کرو اور میرے سوا کسی کو نہ پوجو کیونکہ میں وہ ہوں کہ۔

ف۶ جن میں اس کی توحید کے بے شمار دلائل ہیں۔

ف۷ یعنی مَنی سے جس میں نہ حِس ہے نہ حرکت پھر اس کو اپنی قدرتِ کاملہ سے انسان بنایا، قوت و طاقت عطا کی۔
شانِ نزول: یہ آیت اُبی بن خلف کے حق میں نازِل ہوئی جو مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کسی مردے کی گلی ہوئی ہڈی اٹھا لایا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہڈی کو زندگی دے گا؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور نہایت نفیس جواب دیا گیا کہ ہڈی تو کچھ نہ کچھ عضوی شکل رکھتی بھی ہے اللہ تعالیٰ تو مَنی کے ایک چھوٹے سے بے حِس و حرکت قطرے سے تجھ جیسا جھگڑالو انسان پیدا کر دیتا ہے، یہ دیکھ کر بھی تو اس کی قدرت پر ایمان نہیں لاتا۔

ف۸ کہ ان کی نسل سے دولت بڑھاتے ہو، ان کے دودھ پیتے ہو اور ان پر سواری کرتے ہو۔

تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۞ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بٰلِغِيهِ

کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ اس تک

إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۞ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ

نہ پہونچتے مگر ادھ مرے ہو کر بے شک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے ف۹ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو

وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۞ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ

اور زینت کے لئے اور وہ پیدا کرے گا ف۱۰ جس کی تمہیں خبر نہیں ف۱۱ اور بیچ کی راہ ف۱۲ ٹھیک اللہ

ف۹ کہ اس نے تمہارے نفع اور آرام کے لئے یہ چیزیں پیدا کیں۔

ف۱۰ ایسی عجیب و غریب چیزیں۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ عَجَائِبُ القرآن میں لکھتے ہیں۔

چاروں سواریاں جو نزولِ قرآن کے وقت عرب میں عام تھیں۔ ان کے بارے میں کچھ خصوصیات حسبِ ذیل ہیں جو یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

اونٹ:۔ یہ بہت سے نبیوں اور رسولوں کی سواری ہے۔ خود حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی سواری فرمائی اور آپ کی دو اونٹنیاں بہت مشہور ہیں۔ ایک 'قصویٰ' اور دوسری 'عضباء' جس کے بارے میں روایت ہے کہ یہ کبھی دوڑ میں کسی اونٹ سے مغلوب نہیں ہوئی تھی مگر ایک مرتبہ ایک اعرابی کے اونٹ سے دوڑ میں پیچھے رہ گئی تو حضرات صحابہ کرام کو بہت شاق گزرا۔ اس موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پر یہ حق ہے کہ جب وہ کسی دنیا کی چیز کو بلند فرما دیتا ہے تو اس کو پست بھی کر دیتا ہے۔ مروی ہے کہ آپ کی اونٹنی 'عضباء' نے آپ کی وفات کے بعد غم میں نہ کچھ کھایا اور نہ پیا اور وفات پا گئی اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اسی اونٹنی پر سوار ہو کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدانِ محشر میں تشریف لائیں گی۔

(تفسیر روح البیان، ج ۵، ص ۸۹، پ ۱۴، النحل: ۷)

'حیات الحیوان' میں ہے کہ اونٹ کے بالوں کو جلا کر اس کی راکھ اگر بہتے ہوئے خون پر چھڑک دی جائے تو خون فوراً بند ہو جائے گا اور اونٹ کی کلنی اگر کسی عاشق کی آستین میں باندھ دی جائے تو اس کا عشق زائل ہو جائے گا اور اونٹ کا گوشت بہت مقوی باہ ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج ۵، ص ۹، پ ۱۴، النحل: ۷)

گھوڑا:۔ سب سے پہلے گھوڑے پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سواری فرمائی۔ آپ سے پہلے یہ وحشی اور جنگلی چوپایہ تھا۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم لوگ گھوڑے کی سواری کرو کیونکہ یہ تمہارے باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی میراث ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بیویوں کے بعد سب سے زیادہ گھوڑا محبوب تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ گھوڑا میدانِ جنگ میں یہ تسبیح پڑھتا ہے 'سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ' خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند گھوڑے تھے جن پر آپ سواری فرمایا کرتے تھے۔

منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ کون کون سی سواریاں آپ کو پسند ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ گھوڑا اور گدھا اور اونٹ کیونکہ گھوڑا اولوالعزم رسولوں کی سواری ہے اور اونٹ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے اور گدھا حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر علیہما السلام کی سواری ہے اور میں کیوں نہ اس چوپائے (گدھے) سے محبت رکھوں جس کو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا۔

(تفسیر روح البیان، ج۵، ص۱۱۔۱۰ (ملخصاً) پ ۱۴، النحل: ۸)

خچر:۔ یہ بھی ایک مبارک سواری ہے۔ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں چھ خچر تھے۔ ان میں سے ایک سفید رنگ کا تھا جو مقوقس والئ مصر نے بطور ہدیہ آپ کی خدمت مبارکہ میں پیش کیا تھا جس کا نام 'دلدل' تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اندرون شہر مدینہ اور اپنے باہر کے سفروں میں اس پر سواری فرمایا کرتے تھے۔ اس کی عمر بہت زیادہ ہوئی یہاں تک کہ اس کے سب دانت ٹوٹ گئے اور اس کی خوراک کے لئے جو کوٹ کر دَلیا بنایا جاتا تھا۔ یہ حضور کی وفات کے بعد مدتوں زندہ رہا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے دوران اس پر سوار ہوئے۔ اور آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جنگِ خوارج کے موقع پر اسی خچر پر سوار ہو کر جنگ کے لئے نکلے۔ پھر آپ کے بعد آپ کے صاحبزادگان حضرت امام حسن و حضرت امام حسین و حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اس کی سواری کا شرف پایا۔

(تفسیر روح البیان، ج۵، ص۱۱، پ ۱۴، النحل: ۸)

گدھا:۔ یہ بھی انبیاء اور رسولوں کی سواری ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت میں بھی دو گدھے تھے، ایک کا نام 'عفیر' اور دوسرے کا نام 'یعفور' تھا۔ روایت ہے کہ 'یعفور' آپ کو خیبر میں ملا تھا اور اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام کیا تھا کہ یارسول اللہ! میرا نام 'زیاد بن شہاب' ہے اور میرے باپ داداؤں میں ساٹھ ایسے گدھے گزرے ہیں جن پر نبیوں نے سواری فرمائی ہے اور آپ بھی اللہ کے نبی ہیں لہٰذا میری تمنا ہے کہ آپ کے بعد دوسرا کوئی میری پشت پر نہ بیٹھے۔ چنانچہ اس چوپائے کی تمنا پوری ہوگئی کہ آپ کی وفات اقدس کے بعد 'یعفور' شدتِ غم سے نڈھال ہو کر ایک کنوئیں میں گر پڑا اور فوراً ہی موت سے ہمکنار ہوگیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام 'یعفور' کو بھیجا کرتے تھے کہ فلاں صحابی کو بلا کر لاؤ تو یہ جاتا تھا اور صحابی کے دروازہ کو اپنے سر سے کھٹکھٹاتا تھا تو وہ صحابی یعفور کو دیکھ کر سمجھ جاتے کہ حضور نے مجھے بلایا ہے چنانچہ وہ فوراً ہی یعفور کے ساتھ دربار نبوی میں حاضر ہوجایا کرتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ادنیٰ کپڑا پہنے گا اور بکری کا دودھ دوہے گا اور گدھے کی سواری کریگا۔ اس میں بالکل ہی تکبر نہیں ہوگا۔ (تفسیر روح البیان، ج۵، ص۱۱، پ ۱۴، النحل: ۸)

ف۱۱ اس میں وہ تمام چیزیں آگئیں جو آدمی کے نفع و راحت و آرام و آسائش کے کام آتی ہیں اور اس وقت تک موجود نہیں ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ کو ان کا آئندہ پیدا کرنا منظور تھا جیسے کہ دخانی جہاز، ریلیں، موٹر، ہوائی جہاز، برقی قوتوں سے کام کرنے والے آلات، دخانی اور برقی مشینیں، خبر رسانی و نشرِ صوت کے سامان اور خدا جانے اس کے علاوہ اس کو کیا کیا پیدا کرنا منظور ہے۔

ف۱۲ یعنی صراطِ مستقیم اور دینِ اسلام کیونکہ دو مقاموں کے درمیان جتنی راہیں نکالی جائیں ان میں سے جو بیچ کی راہ ہوگی وہی سیدھی ہوگی۔

ع ۹/۷

السَّبِیْلِ وَ مِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹﴾ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ
تک ہے اور کوئی راہ ٹیڑھی ہے وف۱۳ اور چاہتا تو تم سب کو راہ پر لاتا وف۱۴ وہی ہے جس نے آسمان سے
السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ
پانی اتارا اس سے تمہارا پینا ہے اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو وف۱۵ اس پانی سے تمہارے
الزَّرْعَ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ النَّخِیْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
لئے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل وف۱۶ بے شک اس میں نشانی ہے وف۱۷
لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ۙ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ
دھیان کرنے والوں کو اور اس نے تمہارے لئے مسخر کیے رات اور دن اور سورج
وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ مَا ذَرَاَ
اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں بے شک اس آیت میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کو وف۱۸ اور وہ جو تمہارے لئے
لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ
زمین میں پیدا کیا رنگ برنگ وف۱۹ بے شک اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو اور وہی ہے
هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً
جس نے تمہارے لئے دریا مسخر کیا وف۲۰ کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو وف۲۱ اور اس میں سے گہنا (زیور) نکالتے

وف۱۳ جس پر چلنے والا منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ سکتا کفر کی تمام راہیں ایسی ہی ہیں۔

وف۱۴ راہِ راست پر۔

وف۱۵ اپنے جانوروں کو اور اللہ تعالٰی۔

وف۱۶ مختلف صورت و رنگ، مزے، بو، خاصیت والے کہ سب ایک ہی پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک کے اوصاف دوسرے سے جدا ہیں یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں۔

وف۱۷ اس کی قدرت و حکمت اور وحدانیت کی۔

وف۱۸ جو ان چیزوں کو غور کر کے سمجھیں کہ اللہ تعالٰی فاعلِ مختار ہے اور عُلویات و سفلیات سب اس کے تحتِ قدرت و اختیار۔

وف۱۹ خواہ حیوانوں کی قسم سے ہو یا درختوں کی یا پھلوں کی۔

وف۲۰ کہ اس میں کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کرو یا غوطے لگا کر اس کی تہ تک پہنچو یا اس سے شکار کرو۔

تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ

ہو جسے پہنتے ہو ف۲۲ اور تو اس میں کشتیاں دیکھے کہ پانی چیر کر چلتی ہیں اور اس لئے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور کہیں

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ اَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا

احسان مانو اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے ف۲۳ کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے اور ندیاں اور رستے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ

کہ تم راہ پاؤ ف۲۴ اور علامتیں ف۲۵ اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں ف۲۶ تو کیا جو بنائے ف۲۷ وہ ایسا ہو جائے گا

لَّا یَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

جو نہ بنائے ف۲۸ تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انھیں شمار نہ کرسکو گے ف۲۹ بے شک اللہ

لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ

بخشنے والا مہربان ہے ف۳۰ اور اللہ جانتا ہے ف۳۱ جو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ کے سوا جن کو

ف۲۱ یعنی مچھلی۔

ف۲۲ یعنی گوہر و مرجان۔

ف۲۳ بھاری پہاڑوں کے۔

ف۲۴ اپنے مقاصد کی طرف۔

ف۲۵ بنائیں جن سے تمہیں رستے کا پتہ چلے۔

ف۲۶ خشکی اور تری میں اور اس سے انہیں رستے اور قبلہ کی پہچان ہوتی ہے۔

ف۲۷ ان تمام چیزوں کو اپنی قدرت و حکمت سے یعنی اللہ تعالیٰ۔

ف۲۸ کسی چیز کو اور عاجز و بے قدرت ہو جیسے کہ بُت تو عاقل کو کب سزاوار ہے کہ ایسے خالق و مالک کی عبادت چھوڑ کر عاجز و بے اختیار بتوں کی پرستش کرے یا انہیں عبادت میں اس کا شریک ٹھہرائے۔

ف۲۹ چہ جائیکہ ان کے شکر سے عہدہ برآ ہوسکو۔

ف۳۰ کہ تمہارے ادائے شکر سے قاصر ہونے کے باوجود اپنی نعمتوں سے تمہیں محروم نہیں فرماتا۔

امام عبدالرحمٰن ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی پُراثر تالیف 'بَحْرُ الدُّمُوْع' میں لکھتے ہیں

ایک مال دار شخص کثرت سے شکر ادا کیا کرتا تھا۔ جب اس کی ایک مراد پوری نہ ہوئی تو وہ ناشکری کرتے ہوئے گناہوں میں پڑ گیا۔ مگر خدا عزوجل کی نعمتیں اس سے ختم نہ ہوئیں اور اسکی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تو اس نے عرض کی: 'یارب عزوجل! میری فرمانبرداری تو بدل گئی مگر نعمتیں دور نہ ہوئیں؟' تو اس نے ہاتف غیب سے ایک آواز سنی کہ 'اے شخص! ہمارے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَ مَا

پوجتے ہیں و۳۱ وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور و۳۲ وہ خود بنائے ہوئے ہیں و۳۳ و۳۴ مُردے ہیں و۳۵ زندہ نہیں اور انھیں خبر

یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ع ۲ ۱۲ ۸

نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے و۳۶ تمہارا معبود ایک معبود ہے و۳۷ تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے

بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا

ان کے دل منکر ہیں و۳۸ اور وہ مغرور ہیں و۳۹ فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چھپاتے

یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَّاذَاۤ

اور جو ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا و۳۹ ب اور جب ان سے کہا جائے و۴۰ تمہارے رب نے

اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ لِیَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً

کیا اتارا و۴۱ کہیں اگلوں کی کہانیاں ہیں و۴۲ کہ قیامت کے دن اپنے و۴۳

نزدیک ایامِ وصال کی بڑی قدر و منزلت ہے، ہم نے تیری خاطر اسے محفوظ رکھا جب کہ تو نے اسے ضائع کر دیا۔'

(بحرُ الدُّموع ص ۱۶۹)

و۳۱ تمہارے تمام اقوال و افعال۔

و۳۲ یعنی بتوں کو۔

و۳۳ بنائیں کیا کہ۔

و۳۴ اور اپنے وجود میں بنانے والے کے محتاج اور وہ۔

و۳۵ بے جان۔

و۳۶ تو ایسے مجبور، بے جان، بے علم معبود کیسے ہو سکتے ہیں، ان دلائلِ قاطعہ سے ثابت ہو گیا کہ۔

و۳۷ اللہ عزوجل جو اپنی ذات و صفات میں نظیر و شریک سے پاک ہے۔

و۳۸ وحدانیت کے۔

و۳۹ کہ حق ظاہر ہو جانے کے باوجود اس کا اِتّباع نہیں کرتے۔

و۳۹ ب حضرتِ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوَّت، مصطفٰے جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: 'جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا (یعنی تھوڑا سا) بھی تکبُّر ہو گا وہ جنّت میں داخل نہ ہو گا۔'

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، الحدیث: ۱۴۷، ص ۶۰)

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ بوجھ ان کے جنھیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں سن لو کیا ہی برا بوجھ

يَزِرُوْنَ ۟﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ

اٹھاتے ہیں بے شک ان سے اگلوں نے ۴۴ فریب کیا تھا تو اللہ نے ان کی چنائی کو نیو سے (تعمیر کو بنیاد) سے لیا تو

عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ

اوپر سے ان پر چھت گر پڑی اور عذاب ان پر وہاں سے آیا جہاں کی انھیں خبر نہ تھی ۴۵ پھر قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ

انھیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک ۴۶ جن میں تم

۴۰ یعنی لوگ ان سے دریافت کریں کہ۔

۴۱ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو۔

۴۲ یعنی جھوٹے افسانے کوئی ماننے کی بات نہیں۔

شانِ نُزول: یہ آیت نضر بن حارث کی شان میں نازِل ہوئی اس نے بہت سی کہانیاں یاد کر لی تھیں اس سے جب کوئی قرآنِ کریم کی نسبت دریافت کرتا تو وہ یہ جاننے کے باوجود کہ قرآن شریف کتابِ مُعجِز اور حق و ہدایت سے مملو ہے، لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ کہہ دیتا کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، ایسی کہانیاں مجھے بھی بہت یاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں کو اس طرح گمراہ کرنے کا انجام یہ ہے۔

۴۳ گناہوں اور گمراہی و گمراہ گری کے۔

۴۴ یعنی پہلی اُمّتوں نے اپنے انبیاء کے ساتھ۔

۴۵ یہ ایک تمثیل ہے کہ پچھلی اُمّتوں نے اپنے رسولوں کے ساتھ مکر کرنے کے لئے کچھ منصوبے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں خود انہیں کے منصوبوں میں ہلاک کیا اور ان کا حال ایسا ہوا جیسے کسی قوم نے کوئی بلند عمارت بنائی پھر وہ عمارت ان پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہو گئے، اسی طرح کُفّار اپنی مکاریوں سے خود برباد ہوئے۔ مفسّرین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس آیت میں اگلے مکر کرنے والوں سے نمرود بن کنعان مراد ہے جو زمانۂ ابراہیم علیہ السلام میں روئے زمین کا سب سے بڑا بادشاہ تھا، اس نے بابل میں بہت اونچی ایک عمارت بنائی تھی جس کی بلندی پانچ ہزار گز تھی اور اس کا مکر یہ تھا کہ اس نے یہ بلند عمارت اپنے خیال میں آسمان پر پہنچنے اور آسمان والوں سے لڑنے کے لئے بنائی تھی، اللہ تعالیٰ نے ہوا چلائی اور وہ عمارت ان پر گر پڑی اور وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔

۴۶ جو تم نے گھڑ لئے تھے اور۔

فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى
جھگڑتے تھے ۴۷ علم والے ۴۸ کہیں گے آج ساری رسوائی اور برائی ۴۹ کافروں
الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا
پر ہے وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اس حال پر کہ وہ اپنا برا کررہے تھے ۵۰ اب صلح ڈالیں گے ۵۱
كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾
کہ ہم تو کچھ برائی نہ کرتے تھے ۵۲ ہاں کیوں نہیں بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو تمہارے کوتک (برے اعمال) تھے ۵۳
فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ
اب جہنم کے دروازوں میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو تو کیا ہی برا ٹھکانا مغروروں کا اور
قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ
ڈر والوں ۵۴ سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا اتارا بولے خوبی ۵۵ جنھوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ۵۶

۴۷ مسلمانوں سے۔

۴۸ یعنی ان امّتوں کے انبیاء وعلماء جو انہیں دنیا میں ایمان کی دعوت دیتے اور نصیحت کرتے تھے اور یہ لوگ ان کی بات نہ مانتے تھے۔

۴۹ یعنی عذاب۔

۵۰ یعنی کفر میں مبتلا تھے۔

۵۱ اور وقتِ موت اپنے کفر سے مکر جائیں گے اور کہیں گے۔

۵۲ اس پر فرشتے کہیں گے۔

۵۳ لہذا یہ انکار تمہیں مفید نہیں۔

۵۴ یعنی ایمانداروں۔

۵۵ یعنی قرآن شریف جو تمام خوبیوں کا جامع اور حسنات و برکات کا منبع اور دینی و دنیوی اور ظاہری و باطنی کمالات کا سرچشمہ ہے۔

شانِ نزول: قبائلِ عرب ایامِ حج میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحقیقِ حال کے لئے مکّۂ مکرّمہ کو قاصد بھیجتے تھے یہ قاصد جب مکّۂ مکرّمہ پہنچتے اور شہر کے کنارے راستوں پر انہیں کفّار کے کارندے ملتے (جیسا کہ سابق میں ذکر ہو چکا ہے) ان سے یہ قاصد نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال دریافت کرتے تو وہ بہکانے پر مامور ہی ہوتے تھے، ان میں سے کوئی حضرت کو ساحر کہتا، کوئی کاہن، کوئی شاعر، کوئی کذّاب، کوئی مجنون اور اس کے ساتھ یہ

هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ

ان کے لئے بھلائی ہے ۵۷ اور بے شک پچھلا گھر سب سے بہتر اور ضرور ۵۸ کیا ہی اچھا گھر پرہیز گاروں کا بسنے کے

عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ

باغ جن میں جائیں گے ان کے نیچے نہریں رواں انھیں وہاں ملے گا جو چاہیں ۵۹ اللہ ایسا ہی صلہ

يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ

دیتا ہے پرہیز گاروں کو وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں ۶۰ یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی

عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

ہو تم پر ۶۱ جنت میں جاؤ بدلہ اپنے کیے کا کا ہے کے انتظار میں ہیں ۶۲ مگر اس کے کہ

بھی کہہ دیتے کہ تم ان سے نہ ملنا یہی تمہارے حق میں بہتر ہے، اس پر قاصد کہتے کہ اگر ہم مکۂ مکرّمہ پہنچ کر بغیر ان سے ملے اپنی قوم کی طرف واپس ہوں تو ہم برے قاصد ہوں گے اور ایسا کرنا قاصد کے منصبی فرائض کا ترک اور قوم کی خیانت ہوگی، ہمیں تحقیق کے لئے بھیجا گیا ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے اپنے اور بیگانوں سب سے ان کے حال کی تحقیق کریں اور جو کچھ معلوم ہو اس سے بے کم و کاست قوم کو مطّلع کریں۔ اس خیال سے وہ لوگ مکۂ مکرّمہ میں داخل ہو کر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ملتے تھے اور ان سے آپ کے حال کی تحقیق کرتے تھے، اصحابِ کرام انہیں تمام حال بتاتے تھے اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات و کمالات اور قرآنِ کریم کے مضامین سے مطّلع کرتے تھے، ان کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا۔

۵۶ یعنی ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔

۵۷ یعنی حیات طیبہ ہے اور فتح و ظفر و رزقِ وسیع وغیرہ نعمتیں۔

۵۸ دارِ آخرت۔

۵۹ اور یہ بات جنّت کے سوا کسی کو کہیں بھی حاصل نہیں۔

۶۰ کہ وہ شرک و کفر سے پاک ہوتے ہیں اور ان کے اقوال و افعال اور اخلاق و خصال پاکیزہ ہوتے ہیں، طاعتیں ساتھ ہوتی ہیں، محرمات و ممنوعات کے داغوں سے ان کا دامنِ عمل میلا نہیں ہوتا، قبضِ روح کے وقت ان کو جنّت و رضوان و رحمت و کرامت کی بشارتیں دی جاتی ہیں، اس حالت میں موت انہیں خوشگوار معلوم ہوتی ہے اور جان فرحت و سرور کے ساتھ جسم سے نکلتی ہے اور ملائکہ عزت کے ساتھ اس کو قبض کرتے ہیں۔ (خازن)

۶۱ مروی ہے کہ قریبِ موت بندۂ مومن کے پاس فرشتہ آ کر کہتا ہے اے اللہ کے دوست تجھ پر سلام اور اللہ تعالیٰ تجھے سلام فرماتا ہے اور آخرت میں ان سے کہا جائے گا۔

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ

فرشتے ان پر آئیں۶۳ یا تمہارے رب کا عذاب آئے۶۴ ان سے اگلوں نے ایسا ہی کیا۶۵ اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم

اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ

نہ کیا ہاں وہ خود ہی۶۶ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے تو ان کی بُری کمائیاں ان پر پڑیں۶۷ اور

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا ع ۹/۱۰

انھیں گھیر لیا اس۶۸ نے جس پر ہنستے تھے اور مشرک بولے اللہ چاہتا تو اس کے

عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ

سوا کچھ نہ پوجتے نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ اس سے جدا ہو کر ہم کوئی چیز حرام ٹھہراتے۶۹

شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

ایسا ہی ان سے اگلوں نے کیا۷۰ تو رسولوں پر کیا ہے مگر صاف پہونچا دینا۷۱

الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا

اور بے شک ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا۷۲ کہ اللہ کو پوجو اور

۶۲ کُفّار کیوں ایمان نہیں لاتے کس چیز کے انتظار میں ہیں۔

۶۳ ان کی ارواح قبض کرنے۔

۶۴ دنیا میں یا روزِ قیامت۔

۶۵ یعنی پہلی اُمّتوں کے کُفّار نے بھی کہ کُفر و تکذیب پر قائم رہے۔

۶۶ کُفر اختیار کرکے۔

۶۷ اور انہوں نے اپنے اعمالِ خبیثہ کی سزا پائی۔

۶۸ عذاب۔

۶۹ مثل بحیرہ و سائبہ وغیرہ کے۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ان کا شرک کرنا اور ان چیزوں کو حرام قرار دے لینا اللہ کی مشیت و مرضی سے ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

۷۰ کہ رسولوں کی تکذیب کی اور حلال کو حرام کیا اور ایسے ہی تمسخر کی باتیں کہیں۔

۷۱ حق کا ظاہر کر دینا اور شرک کے باطل و قبیح ہونے پر مطّلع کر دینا۔

۷۲ اور ہر رسول کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے فرمائیں۔

الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ

شیطان سے بچو تو ان وٹے میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی وٹے اور کسی پر گمراہی ٹھیک اتری وٹے تو

فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ۳۶ اِنْ تَحْرِصْ

زمین میں چل پھر کر دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا وٹے اگر تم ان کی ہدایت کی حرص کرو وٹے

عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۳۷

تو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے اور ان کا کوئی مدد گار نہیں

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَیْهِ

اور انھوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اللہ مُردے نہ اٹھائے گا وٹے ہاں کیوں نہیں وٹے سچا وعدہ

حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۳۸ ۙ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ وَ

اس کے ذمہ پر لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے وٹ۸۰ اس لئے کہ انھیں صاف بتادے جس بات میں جھگڑتے تھے وٹ۸۱ اور

لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِیْنَ ۳۹ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ

اس لئے کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے وٹ۸۲ جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ

وٹے اُمّتوں۔

وٹے وہ ایمان سے مشرف ہوئے۔

وٹے وہ اپنی ازلی شقاوت سے کُفر پر مرے اور ایمان سے محروم رہے۔

وٹے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا اور ان کے شہر ویران کئے، اجڑی ہوئی بستیاں ان کے ہلاک کی خبر دیتی ہیں۔ اس کو دیکھ کر سمجھو کہ اگر تم بھی ان کی طرح کُفر وتکذیب پر مُصِر رہے تو تمہارا بھی ایسا ہی انجام ہونا ہے۔

وٹے اے محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالیکہ یہ لوگ ان میں سے ہیں جن کی گمراہی ثابت ہو چکی اور ان کی شقاوت ازلی ہے۔

وٹے شانِ نُزول: ایک مشرک ایک مسلمان کا مقروض تھا، مسلمان نے مشرک پر تقاضا کیا دورانِ گفتگو میں اس نے اس طرح اللہ کی قسم کھائی کہ اس کی قسم جس سے میں مرنے کے بعد ملنے کی تمنّا رکھتا ہوں، اس پر مشرک نے کہا کہ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو مرنے کے بعد اٹھے گا اور مشرک نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ مردے نہ اٹھائے گا۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور فرمایا گیا۔

وٹے یعنی ضرور اٹھائے گا۔

وٹ۸۰ اس اٹھانے کی حکمت اور اس کی قدرت بے شک وہ مُردوں کو اٹھائے گا۔

ع ۵/۶ ۱۱ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا

ہم کہیں ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ف۸۳ اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں ف۸۴ اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم انھیں

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ ۙ وقف لازم

دنیا میں اچھی جگہ دیں گے ف۸۵ اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کسی طرح لوگ جانتے ف۸۶

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا

وہ جنھوں نے صبر کیا ف۸۷ اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ف۸۸ اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد ف۸۹

رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ ۙ بِالْبَيِّنٰتِ

جن کی طرف ہم وحی کرتے تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہیں ف۹۰ روشن دلیلیں اور کتابیں لے

ف۸۱ یعنی مُردوں کو اٹھانے میں کہ وہ حق ہے۔

ف۸۲ اور مُردوں کے زندہ کئے جانے کا انکار غلط۔

ف۸۳ تو ہمیں مُردوں کا زندہ کر دینا کیا دشوار۔

ف۸۴ اس کے دین کی خاطر ہجرت کی۔

شانِ نُزول: قتادہ نے کہا کہ یہ آیت اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں نازِل ہوئی، جن پر اہلِ مکّہ نے بہت ظلم کئے اور انہیں دین کی خاطر وطن چھوڑنا ہی پڑا، بعض ان میں سے حبشہ چلے گئے پھر وہاں سے مدینۂ طیبہ آئے اور بعض مدینہ شریف ہی کو ہجرت کر گئے۔ انہوں نے۔

ف۸۵ وہ مدینۂ طیّبہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دار الہجرت بنایا۔

ف۸۶ یعنی کُفّار یا وہ لوگ جو ہجرت کرنے سے رہ گئے کہ اس کا اجر کتنا عظیم ہے۔

ف۸۷ وطن کی مفارقت اور کُفّار کی ایذا اور جان و مال کے خرچ کرنے پر۔

ف۸۸ اور اس کے دین کی وجہ سے جو پیش آئے اس پر راضی ہیں اور خَلق سے انقطاع کر کے بالکل حق کی طرف متوجہ ہیں اور سالک کے لئے یہ انتہائے سلوک کا مقام ہے۔

ف۸۹ شانِ نُزول: یہ آیت مشرکینِ مکّہ کے جواب میں نازِل ہوئی جنہوں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کا اس طرح انکار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے۔ انہیں بتایا گیا کہ سنّتِ الٰہی اسی طرح جاری ہے ہمیشہ اس نے انسانوں میں سے مَردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا۔

ف۹۰ حدیث شریف میں ہے بیماریٔ جہل کی شفاء علماء سے دریافت کرنا ہے لہذا علماء سے دریافت کرو وہ تمہیں بتا دیں گے کہ سنّتِ الٰہیہ یونہی جاری رہی کہ اس نے مَردوں کو رسول بنا کر بھیجا۔

وَ الزُّبُرِ ؕ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ
کرو ۹۱ اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری ۹۲ کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو ۹۳ ان کی طرف اترا
یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ
اور کہیں وہ دھیان کریں تو کیا جو لوگ بڑے مکر کرتے ہیں ۹۴ اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا
الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ
دے ۹۵ یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو ۹۶ یا انہیں چلتے پھرتے ۹۷ پکڑ لے
تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ
کہ وہ تھکا نہیں سکتے ۹۸ یا انہیں نقصان دیتے دیتے گرفتار کر لے کہ بے شک تمہارا رب
لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ
نہایت مہربان رحم والا ہے ۹۹ اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو ۱۰۰ چیز اللہ نے بنائی ہے اس کی پرچھائیاں (سائے)
عَنِ الْیَمِیْنِ وَ الشَّمَآىِٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی
داہنے اور بائیں جھکتی ہیں ۱۰۱ اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں ۱۰۲ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ

۹۱ مفسّرین کا ایک قول یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ روشن دلیلوں اور کتابوں کے جاننے والوں سے پوچھو اگر تم کو دلیل و کتاب کا علم نہ ہو۔

مسئلہ: اس آیت سے تقلیدِ آئمہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

۹۲ یعنی قرآن شریف۔

۹۳ حکم۔

۹۴ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ اور ان کی ایذا کے درپے رہتے ہیں اور چُھپ چُھپ کر فساد انگیزی کی تدبیریں کیا کرتے ہیں جیسے کہ کُفّارِ مکّہ۔

۹۵ جیسے قارون کو دھنسا دیا تھا۔

۹۶ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بدر میں ہلاک کئے گئے باوجودیکہ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے۔

۹۷ سفر و حضر میں ہر ایک حال میں۔

۹۸ خدا کو عذاب کرنے سے۔

۹۹ کہ حلم کرتا ہے اور عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔

۱۰۰ سایہ دار۔

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ ہُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾

آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے ۱۰۳ اور فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے

یَخَافُوۡنَ رَبَّہُمۡ مِّنۡ فَوۡقِہِمۡ وَ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾۩ وَ قَالَ اللّٰہُ لَا

اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو انھیں حکم ہو ۱۰۴ اور اللہ نے فرما دیا

السجدۃ ۳ ع ۱۲

تَتَّخِذُوۡۤا اِلٰـہَیۡنِ اثۡنَیۡنِ ۚ اِنَّمَا ہُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِیَّایَ فَارۡہَبُوۡنِ ﴿۵۱﴾ وَ لَہٗ مَا

دو خدا نہ ٹھہراؤ ۱۰۵ وہ تو ایک ہی معبود ہے تو مجھی سے ڈرو ۱۰۶ اور اسی کا ہے

فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ لَہُ الدِّیۡنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ تَتَّقُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَا بِکُمۡ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے سے ڈرو گے ۱۰۷ اور تمہارے

مِّنۡ نِّعۡمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ ثُمَّ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فَاِلَیۡہِ تَجۡـَٔرُوۡنَ ﴿۵۳﴾ۚ ثُمَّ اِذَا کَشَفَ

پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے ۱۰۸ تو اسی کی طرف پناہ لے جاتے ہو ۱۰۹

الضُّرَّ عَنۡکُمۡ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡکُمۡ بِرَبِّہِمۡ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۵۴﴾ۙ لِیَکۡفُرُوۡا بِمَاۤ

پھر جب وہ تم سے برائی ٹال دیتا ہے تو تم میں ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے ۱۱۰ کہ ہماری دی نعمتوں کی

۱۰۱ صبح اور شام۔

۱۰۲ خوار و عاجز و مطیع و مُسخّر۔

۱۰۳ سجدہ دو طرح پر ہے، ایک سجدۂ طاعت و عبادت جیسا کہ مسلمانوں کا سجدہ اللہ کے لئے، دوسرا سجدہ انقیاد و خضوع جیسا کہ سایہ وغیرہ کا سجدہ۔ ہر چیز کا سجدہ اس کے حسبِ حیثیت ہے مسلمانوں اور فرشتوں کا سجدہ سجدۂ طاعت وعبادت ہے اور ان کے ماسوا کا سجدہ سجدۂ انقیاد و خضوع۔

۱۰۴ اس آیت سے ثابت ہوا کہ فرشتے مکلّف ہیں اور جب ثابت کر دیا گیا کہ تمام آسمان و زمین کی کائنات اللہ کے حضور خاضع و متواضع اور عابد و مطیع ہے اور سب اس کے مملوک اور اسی کے تحتِ قدرت و تصرُّف ہیں تو شرک سے ممانعت فرمائی۔

۱۰۵ کیونکہ دو تو خدا ہو ہی نہیں سکتے۔

۱۰۶ میں ہی وہ معبودِ برحق ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۱۰۷ باوجودیکہ معبودِ برحق صرف وہی ہے۔

۱۰۸ خواہ فقر کی یا مرض کی یا اور کوئی۔

اٰتَیْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ٙ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ یَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا

ناشکری کریں تو کچھ برت لو و۱۱۱ کہ عنقریب جان جاؤ گے و۱۱۲ اور انجانی چیزوں کے لئے و۱۱۳ ہماری دی ہوئی روزی

مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْــٴَـلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ

میں سے و۱۱۴ حصہ مقرر کرتے ہیں خدا کی قسم تم سے ضرور سوال ہونا ہے جو کچھ جھوٹ باندھتے تھے و۱۱۵ اور اللہ کے لئے

الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ مَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ

بیٹیاں ٹھہراتے ہیں و۱۱۶ پاکی ہے اس کو و۱۱۷ اور اپنے لئے جو اپنا جی چاہتا ہے و۱۱۸ اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی

بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۵۸﴾ یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ

خوش خبری دی جاتی ہے و۱۱۸ اب تو دن بھر اس کا منہ و۱۱۹ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے و۱۲۰ چھپتا پھرتا ہے اس

و۱۰۹ اسی سے دعا مانگتے ہو، اسی سے فریاد کرتے ہو۔

و۱۱۰ اور ان لوگوں کا انجام یہ ہوتا ہے۔

و۱۱۱ اور چند روز اس حالت میں زندگی گزار لو۔

و۱۱۲ کہ اس کا کیا نتیجہ ہوا۔

و۱۱۳ یعنی بُتوں کے لئے جن کا اِلٰہ اور مستحق اور نافع وضار ہونا انہیں معلوم نہیں۔

و۱۱۴ یعنی کھیتیوں اور چوپایوں وغیرہ میں سے۔

و۱۱۵ بُتوں کو معبود اور اہلِ تقرب اور بُت پرستی کو خدا کا حکم بتا کر۔

و۱۱۶ جیسے کہ خزاعہ و کنانہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (معاذ اللہ)

و۱۱۷ وہ برتر ہے اولاد سے اور اس کی شان میں ایسا کہنا نہایت بے ادبی و کُفر ہے۔

و۱۱۸ یعنی کُفر کے ساتھ۔ یہ کمال بدتمیزی بھی ہے کہ اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہیں بیٹیاں ناپسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے جو مطلقاً اولاد سے منزّہ اور پاک ہے اور اس کے لئے اولاد ہی کا ثابت کرنا عیب لگانا ہے، اس کے لئے اولاد میں بھی وہ ثابت کرتے ہیں جس کو اپنے لئے حقیر اور سببِ عار جانتے ہیں۔

و۱۱۸ اب خوب سمجھ لیں کہ مسلمانوں کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ بیٹیوں کی پیدائش پر بھی خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں اور مندرجہ ذیل بشارت پر ایمان رکھ کر سعادتِ دارین کی کرامتوں سے سرفراز ہوں۔

(۱) عورت کے لئے یہ بہت ہی مبارک ہے کہ اس کی پہلی اولاد لڑکی ہو۔

(۲) جس شخص کو کچھ بیٹیاں ملیں اور وہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرے یہاں تک کہ کفو میں ان کی شادی کر دے تو وہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔

مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

بشارت کی بُرائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا و۱۲۱ ارے بہت ہی بُرا حکم

یَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ

لگاتے ہیں و۱۲۲ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے انھیں کا بُرا حال ہے اور اللہ کی شان سب سے

الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۶۰﴾ ع ۱۳ وَ لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ

بلند و۱۲۳ اور وہی عزت و حکمت والا ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم پر گرفت کرتا و۱۲۴ تو زمین پر کوئی

عَلَیْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا

چلنے والا نہیں چھوڑتا و۱۲۵ لیکن انھیں ایک ٹھہرائے وعدے تک مہلت دیتا ہے و۱۲۶ پھر جب ان کا وعدہ

یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا یَكْرَهُوْنَ

آئے گا نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں اور اللہ کے لئے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لئے

وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ

ناگوار ہے و۱۲۷ اور ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ ان کے لئے بھلائی ہے و۱۲۸ تو آپ ہی ہوا کہ ان کے لئے آگ

و۱۱۹ غم سے۔

و۱۲۰ شرم کے مارے۔

و۱۲۱ جیسا کہ کُفّارِ مُضر وخزاعہ وتمیم لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔

و۱۲۲ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں جو اپنے لئے انہیں اس قدر ناگوار ہیں۔

و۱۲۳ کہ وہ والد وولد سب سے پاک اور منزّہ، کوئی اس کا شریک نہیں، تمام صفاتِ جلال وکمال سے متّصف۔

و۱۲۴ یعنی معاصی پر پکڑتا اور عذاب میں جلدی فرماتا۔

و۱۲۵ سب کو ہلاک کر دیتا۔ زمین پر چلنے والے سے یا کافر مراد ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے 'اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا' یا یہ معنی ہیں کہ روئے زمین پر کسی چلنے والے کو باقی نہیں چھوڑتا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو کوئی زمین پر تھا ان سب کو ہلاک کر دیا صرف وہی باقی رہے جو زمین پر نہ تھے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کشتی میں تھے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ظالموں کو ہلاک کر دیتا اور ان کی نسلیں منقطع ہو جاتیں پھر زمین میں کوئی باقی نہ رہتا۔

و۱۲۶ اپنے فضل وکرم اور حلم سے ٹھہرائے وعدے سے یا اختتامِ عمر مراد ہے یا قیامت۔

وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَیَّنَ لَهُمُ

ہے اور وہ حد سے گزارے ہوئے ہیں ف۱۲۹ خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلے کتنی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان

الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِیُّهُمُ الْیَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۶۳﴾

کے کوتک (برے اعمال) ان کی آنکھوں میں بھلے کر دکھائے ف۱۳۰ تو آج وہی ان کا رفیق ہے ف۱۳۱ اور ان کے لئے درد

وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ۙ

ناک عذاب ہے ف۱۳۲ اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری ف۱۳۳ مگر اس لئے کہ تم لوگوں پر روشن کر دو جس بات میں

وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ

اختلاف کریں ف۱۳۴ اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع وَ اِنَّ لَكُمْ فِی ع ۸ ۵ ۱۴

زمین کو ف۱۳۵ زندہ کر دیا اس کے مرے پیچھے ف۱۳۶ بے شک اس میں نشانی ہے ان کو جو کان رکھتے ہیں ف۱۳۷ اور بے شک

ف۱۲۷ یعنی بیٹیاں اور شریک۔

ف۱۲۸ یعنی جنّت۔ کفّار باوجود اپنے کفر و بہتان کے اور خدا کے لئے بیٹیاں بتانے کے بھی اپنے آپ کو حق پر گمان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سچے ہوں اور خلقت مرنے کے بعد پھر اٹھائی جائے تو جنّت ہمیں کو ملے گی کیونکہ ہم حق پر ہیں۔ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ف۱۲۹ جہنّم ہی میں چھوڑ دیئے جائیں گے۔

ف۱۳۰ اور انہوں نے اپنی بدیوں کو نیکیاں سمجھا۔

ف۱۳۱ دنیا میں اسی کے کہے پر چلتے ہیں اور جو شیطان کو اپنا رفیق اور مختار کار بنائے وہ ضرور ذلیل و خوار ہو یا یہ معنیٰ ہیں کہ روزِ آخرت شیطان کے سوا انہیں کوئی رفیق نہ ملے گا اور شیطان خود ہی گرفتارِ عذاب ہوگا، ان کی کیا مدد کر سکے گا۔

ف۱۳۲ آخرت میں۔

ف۱۳۳ یعنی قرآن شریف۔

ف۱۳۴ امورِ دین سے۔

ف۱۳۵ روئیدگی سے سرسبزی و شادابی بخش کر۔

ف۱۳۶ یعنی خشک اور بے سبزہ و بے گیاہ ہونے کے بعد۔

ف۱۳۷ اور سن کر سمجھتے اور غور کرتے ہیں، وہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں جو قادرِ برحق زمین کو اس کی موت یعنی قوتِ نامیہ فنا ہو جانے کے بعد پھر زندگی دیتا ہے، وہ انسان کو اس کے مرنے کے بعد بے شک زندہ کرنے پر قادر ہے۔

الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ

تمہارے لئے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے ۱۳۸ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے

وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ

گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ گلے سے سہل اترتا پینے والوں کے لئے ۱۳۹ اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

سے ۱۴۰ کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق ۱۴۱ بے شک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو اور تمہارے رب

ف۱۳۸ اگر تم اس میں غور کرو تو بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہو اور حکمتِ الٰہیہ کے عجائب پر تمہیں آگاہی حاصل ہو سکتی ہے۔

ف۱۳۹ جس میں کوئی شائبہ کسی چیز کی آمیزش کا نہیں باوجودیکہ حیوان کے جسم میں غذا کا ایک ہی مقام ہے جہاں چارا، گھاس، بھوسہ وغیرہ پہنچتا ہے اور دودھ، خون، گوبر سب اسی غذا سے پیدا ہوتے ہیں، ان میں سے ایک دوسرے سے ملنے نہیں پاتا، دودھ میں نہ خون کی رنگت کا شائبہ ہوتا ہے نہ گوبر کی بو کا، نہایت صاف لطیف برآمد ہوتا ہے۔ اس سے حکمتِ الٰہیہ کی عجیب کاری ظاہر ہے او پر مسئلۂ بعث کا بیان ہو چکا ہے یعنی مُردوں کو زندہ کئے جانے کا، کُفّار اس کے منکر تھے اور انہیں اس میں دو شبہے درپیش تھے ایک تو یہ کہ جو چیز فاسد ہو گئی اور اس کی حیات جاتی رہی اس میں دوبارہ پھر زندگی کس طرح لوٹے گی، اس شبہ کا ازالہ تو اس سے پہلی آیت میں فرما دیا گیا کہ تم دیکھتے رہتے ہو کہ ہم مردہ زمین کو خشک ہونے کے بعد آسمان سے پانی برسا کر حیات عطا فرما دیا کرتے ہیں تو قدرت کا یہ فیض دیکھنے کے بعد کسی مخلوق کا مرنے کے بعد زندہ ہونا ایسے قادرِ مطلق کی قدرت سے بعید نہیں، دوسرا شبہ کُفّار کا یہ تھا کہ جب آدمی مر گیا اور اس کے جسم کے اجزا منتشر ہو گئے اور خاک میں مِل گئے وہ اجزاء کس طرح جمع کئے جائیں گے اور خاک کے ذروں سے ان کو کس طرح ممتاز کیا جائے گا، اس آیتِ کریمہ میں جو صاف دودھ کا بیان فرمایا اس میں غور کرنے سے وہ شبہ بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے کہ قدرتِ الٰہی کی یہ شان تو روزانہ دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ غذا کے مخلوط اجزاء میں سے خالص دودھ نکالتا ہے اور اس کی قرب و جوار کی چیزوں کی آمیزش کا شائبہ بھی اس میں نہیں آتا، اس حکیم برحق کی قدرت سے کیا بعید کہ انسانی جسم کے اجزاء کو منتشر ہونے کے بعد پھر مجتمع فرما دے۔ شقیق بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نعمت کا اتمام یہی ہے کہ دودھ صاف خالص آئے اور اس میں خون اور گوبر کے رنگ و بُو کا نام و نشان نہ ہو ورنہ نعمت تام نہ ہوگی اور طبعِ سلیم اس کو قبول نہ کرے گی جیسی صاف نعمت پروردگار کی طرف سے پہنچتی ہے۔ بندے کو لازم ہے کہ وہ بھی پروردگار کے ساتھ اخلاص سے معاملہ کرے اور اس کے عمل ریا اور ہوائے نفس کی آمیزشوں سے پاک و صاف ہوں تا کہ شرفِ قبول سے مشرف ہوں۔

ف۱۴۰ ہم تمہیں رس پلاتے ہیں۔

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ
اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور

مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ
چھتوں میں پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا اور ف۱۴۲ اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں ف۱۴۳ اس کے

مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً
پیٹ سے ایک پینے کی چیز ف۱۴۴ رنگ برنگ نکلتی ہے ف۱۴۵ جس میں لوگوں کی تندرستی ہے ف۱۴۶ بے شک اس میں نشانی

لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰىكُمْ ۙ۫ وَ مِنْكُمْ مَّنْ
ہے ف۱۴۷ دھیان کرنے والوں کو ف۱۴۸ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا ف۱۴۹ پھر تمہاری جان قبض کرے گا ف۱۵۰ اور تم

ف۱۴۱ یعنی سرکہ اور رُب اور خرمہ اور مویز۔

مسئلہ: مویز اور انگور وغیرہ کا رس جب اس قدر پکا لیا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی باقی رہے اور تیز ہو جائے اس کو نبیذ کہتے ہیں یہ حدِ سکر تک نہ پہنچے اور نشہ نہ لائے تو شیخین کے نزدیک حلال ہے اور یہی آیت اور بہت سی احادیث ان کی دلیل ہے۔

ف۱۴۲ پھلوں کی تلاش میں۔

ف۱۴۳ فضلِ الٰہی سے جس کا تجھے الہام کیا گیا ہے حتی کہ تجھے چلنا پھرنا دشوار نہیں اور تو کتنی ہی دور نکل جائے راہ نہیں بہکتی اور اپنے مقام پر واپس آجاتی ہے۔

ف۱۴۴ یعنی شہد۔

ف۱۴۵ سفید اور زَرد اور سُرخ۔

ف۱۴۶ اور نافع ترین دواؤں میں سے ہے اور بکثرت معاجین میں شامل کیا جاتا ہے۔

ف۱۴۷ اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت پر۔

ف۱۴۸ کہ اس نے ایک کمزور ناتُوان مکھی کو ایسی زیرکی و دانائی عطا فرمائی اور ایسی دقیق صنعتیں مرحمت کیں۔ پاک ہے وہ اور اپنی ذات وصفات میں شریک سے منزّہ۔ اس سے فکر کرنے والوں کو اس پر بھی تنبیہ ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک ادنیٰ ضعیف سی مکھی کو یہ صفت عطا فرماتا ہے کہ وہ مختلف قسم کے پھولوں اور پھلوں سے ایسے لطیف اجزاء حاصل کرے جن سے نفیس شہد بنے، جو نہایت خوشگوار ہو، طاہر و پاکیزہ ہو، فاسد ہونے اور سڑنے کی اس میں قابلیت نہ ہو تو جو قادر حکیم ایک مکھی کو اس مادے کے جمع کرنے کی قدرت دیتا ہے وہ اگر مرے ہوئے انسان کے منتشر اجزاء کو جمع کر دے تو اس کی قدرت سے کیا بعید ہے، مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو محال سمجھنے والے کس

عٓ ۹ ۵ ۱۵ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْــٴًـاؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ۠(۷۰)

میں کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے و۱۵۱ کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے و۱۵۲ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے

قدر احمق ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی قدرت کے وہ آثار ظاہر فرماتا ہے جو خود ان میں اور ان کے احوال میں نمایاں ہیں۔

و۱۴۹ عدم سے اور نیستی کے بعد ہستی عطا فرمائی کیسی عجیب قدرت ہے۔

و۱۵۰ اور تمہیں زندگی کے بعد موت دے گا جب تمہاری اجل پوری ہو جو اس نے مقرر فرمائی ہے خواہ بچپن میں یا جوانی میں یا بڑھاپے میں۔

و۱۵۱ جس کا زمانہ عمرِ انسانی کے مراتب میں ساٹھ سال کے بعد آتا ہے کہ قُویٰ اور حواس سب ناکارہ ہو جاتے ہیں اور انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔

امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ نوے برس کی عمر والے کے تمام قویٰ اور حواس عمل و تصرف سے ناکارہ ہو جاتے ہیں اور وہ ہر قسم کی کمائی اور حج و جہاد وغیرہ کے قابل نہیں رہ جاتے اور یہ عمر اور اس کی کیفیات واقعی اس قابل ہیں کہ انسان اس سے خدا کی پناہ مانگے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سات چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے اور یوں دعا مانگا کرتے تھے۔

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کنجوسی سے اور کاہلی سے اور کھوسٹ عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور فتنۂ دجال سے اور زندگی کے فتنے سے اور موت کے فتنے سے۔ (صحیح البخاری، ج ۳، ص ۲۵۷، حدیث ۴۷۰۷ بتغیر قلیل)

اسی لئے منقول ہے کہ مشہور بزرگ اور مستند عالم دین حضرت محمد بن علی واسطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات کے لئے خاص طور پر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

یعنی اے اللہ! مجھے اتنے زمانے تک زندہ مت رکھ کہ میں کسی پر بوجھ بن جاؤں تو اس سے قبل میری دست گیری فرمالے کہ میں ہر ملنے والے سے اٹھتے وقت یہ کہوں کہ تم میرا ہاتھ پکڑلو۔

حدیث شریف میں ہے اور بعض لوگوں نے اس کو حضرت عکرمہ کا قول بتایا ہے کہ جو شخص قرآن کو پڑھتا رہے وہ ارذل العمر (کھوسٹ) کو نہ پہنچے گا اور ایسے ہی جو قرآن میں غور و فکر کرتا رہے گا اور قرآن پر عمل بھی کرتا رہے گا وہ بھی اس کھوسٹ عمر سے محفوظ رہے گا۔ (تفسیر روح البیان، ج ۵، ص ۵۴۔۵۵ (ملخصاً)، پ ۱۴، النحل: ۷۰)۔

زندگی اور موت اور کم یا زیادہ عمر یہ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے کم عمر عطا فرمائے جس کو چاہے طویل عمر بخشے۔ کسی انسان کو ہرگز ہرگز اس میں کوئی دخل نہیں ہے انسان کو چاہیے کہ بہر حال خداوند قدوس کی مرضی پر صابر و شاکر رہے۔ ہاں البتہ یہ دعا مانگتا رہے کہ اللہ تعالیٰ میری زندگی کو نیکیوں میں گزارے اور ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ رکھے کیونکہ تھوڑی سی عمر ملے اور نیکیوں میں گزرے تو اس سے بڑا کوئی انعام نہیں اور عمر طویل پائے مگر حسنات اور نیکیوں میں نہ گزرے تو وہ لمبی عمر بہت بڑا خسارہ اور وبال ہے اور اس کا ہر وقت دھیان رکھے کہ کسی بوڑھے شخص کی بے ادبی نہ ہونے پائے بلکہ ہمیشہ

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ
سب کچھ کرسکتا ہے اور اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر رزق میں بڑائی دی و۱۵۳ توجنھیں بڑائی دی ہے وہ
رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ
اپنا رزق اپنے باندی غلاموں کو نہ پھیر دیں گے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں و۱۵۴ تو کیا اللہ کی نعمت
يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
سے مکرتے ہیں و۱۵۵ اور اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لئے تمہاری
اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ
عورتوں سے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی دی و۱۵۶ تو کیا جھوٹی بات و۱۵۷ پر یقین
وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ
لاتے ہیں اور اللہ کے فضل و۱۵۸ سے منکر ہوتے ہیں اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں و۱۵۹ جو انھیں آسمان

بوڑھوں کا اعزاز و احترام پیش نظر رہے، کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے دربار رسالت میں فقر و فاقہ کی شکایت کی، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَعَلَّكَ مَشَيْتَ اَمَامَ شَيْخٍ یعنی غالباً تم کسی بوڑھے آدمی کے آگے آگے چلے ہوگے۔ یہ اسی کی نحوست ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج ۵، ص ۵۶، پ ۱۴، النحل: ۷۰)

و۱۵۲ اور نادانی میں بچوں سے زیادہ بدتر ہو جائے۔ ان تغیّرات میں قدرتِ الٰہی کے کیسے عجائب مشاہدے میں آتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ مسلمان بفضلِ الٰہی اس سے محفوظ ہیں، طولِ عمر و بقا سے انہیں اللہ کے حضور میں کرامت اور عقل و معرفت کی زیادتی حاصل ہوتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ توجہ الی اللہ کا ایسا غلبہ ہو کہ اس عالَم سے انقطاع ہو جائے، بندۂ مقبول دنیا کی طرف التفات سے مجتنب ہو۔ عکرمہ کا قول ہے کہ جس نے قرآنِ پاک پڑھا وہ اس ارذل عمر کی حالت کو نہ پہنچے گا کہ علم کے بعد مَحض بے علم ہو جائے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

و۱۵۳ تو کسی کو غنی کیا، کسی کو فقیر، کسی کو مالدار، کسی کو نادار، کسی کو مالک، کسی کو مملوک۔

و۱۵۴ اور باندی غلام آقاؤں کے شریک ہو جائیں، جب تم اپنے غلاموں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کرتے تو اللہ کے بندوں اور اس کے مملوکوں کو اس کا شریک ٹھہرانا کس طرح گوارا کرتے ہو، سبحان اللہ یہ بُت پرستی کا کیسا نفیس دل نشین اور خاطر گزین رد ہے۔

و۱۵۵ کہ اس کو چھوڑ کر مخلوق کو پوجتے ہیں۔

و۱۵۶ قسم قسم کے غلوں، پھلوں، میووں، کھانے پینے کی چیزوں سے۔

رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ

اور زمین سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے نہ کچھ کر سکتے ہیں تو اللہ کے لئے مانند

الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا

نہ ٹھہراؤ و۱۶۰ بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی و۱۶۱ ایک بندہ ہے دوسرے کی

مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ

مِلک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے

سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

اور ظاہر و۱۶۲ کیا وہ برابر ہو جائیں گے و۱۶۳ سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان میں اکثر کو خبر نہیں و۱۶۴

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ

اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی دو مرد ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کر سکتا و۱۶۵ اور وہ

عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ

اپنے آقا پر بوجھ ہے جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے و۱۶۶ کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا

و۱۵۷ یعنی شرک و بت پرستی۔

و۱۵۸ اللہ کے فضل و نعمت سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی یا اسلام مراد ہے۔ (مدارک)

و۱۵۹ یعنی بتوں کو۔

و۱۶۰ اس کا کسی کو شریک نہ کرو۔

و۱۶۱ یہ کہ۔

و۱۶۲ جیسے چاہتا ہے تصرّف کرتا ہے تو وہ عاجز مملوک غلام اور یہ آزاد، مالک صاحبِ مال جو بفضلِ الٰہی قدرت و اختیار رکھتا ہے۔

و۱۶۳ ہرگز نہیں تو جب غلام و آزاد برابر نہیں ہو سکتے باوجودیکہ دونوں اللہ کے بندے ہیں تو اللہ خالق مالک قادر کے ساتھ بے قدرت و اختیار بُت کیسے شریک ہو سکتے ہیں اور ان کو اس کے مثل قرار دینا کیسا بڑا ظلم و جہل ہے۔

و۱۶۴ کہ ایسے براہینِ بیّنہ اور حجّتِ واضحہ کے ہوتے ہوئے شرک کرنا کتنے بڑے وبال و عذاب کا سبب ہے۔

و۱۶۵ نہ اپنی کسی سے کہہ سکے نہ دوسرے کی سمجھ سکے۔

و۱۶۶ اور کسی کام نہ آئے۔ یہ مثال کافر کی ہے۔

بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ع ۱۰/۱۶

حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے ۱۶۷ اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ۱۶۸

وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے ایک پلک کا مارنا بلکہ اس سے بھی قریب ۱۶۹ بے شک اللہ سب کچھ

قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ

کر سکتا ہے اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے ۱۷۰ اور تمہیں

لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ

کان اور آنکھ اور دل دیے ۱۷۱ کہ تم احسان مانو ۱۷۲ کیا انھوں نے پرندے نہ دیکھے حکم کے باندھے

مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

آسمان کی فضا میں انھیں کوئی نہیں روکتا ۱۷۳ سوا اللہ کے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ

والوں کو ۱۷۴ اور اللہ نے تمہیں گھر دیے بسنے کو ۱۷۵ اور تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں سے کچھ گھر

۱۶۷ یہ مثال مومن کی ہے۔ معنی یہ ہیں کہ کافر ناکارہ گونگے غلام کی طرح ہے وہ کسی طرح مسلمان کی مثل نہیں ہوسکتا جو عدل کا حکم کرتا ہے اور صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ گونگے ناکارہ غلام سے بتوں کو تمثیل دی گئی اور انصاف کا حکم دینا شانِ الٰہی کا بیان ہوا، اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو شریک کرنا باطل ہے کیونکہ انصاف قائم کرنے والے بادشاہ کے ساتھ گونگے اور ناکارہ غلام کو کیا نسبت۔

۱۶۸ اس میں اللہ تعالیٰ کے کمال علم کا بیان ہے کہ وہ جمیع غیوب کا جاننے والا ہے اس پر کوئی چھپنے والی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ اس سے مراد علمِ قیامت ہے۔

۱۶۹ کیونکہ پلک مارنا بھی زمانہ چاہتا ہے جس میں پلک کی حرکت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ جس چیز کا ہونا چاہے وہ کُنْ فرماتے ہی ہو جاتی ہے۔

۱۷۰ اور اپنی پیدائش کی ابتداء اور اول فطرت میں علم و معرفت سے خالی تھے۔

۱۷۱ کہ ان سے اپنا پیدائشی جہل دور کرو۔

۱۷۲ اور علم و عمل سے فیض یاب ہو کر مُنعِم کا شکر بجالاؤ اور اس کی عبادت میں مشغول ہو اور اس کے حقوقِ نعمت ادا کرو۔

۱۷۳ گرنے سے، باوجود یکہ جسم ثقیل بالطبع گرنا چاہتا ہے۔

الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا

بنائے ۱۷۶ جو تمہیں ہلکے پڑتے ہیں تمہارے سفر کے دن اور منزلوں پر ٹھہرنے کے دن اور ان کی اون

وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

اور ببری (رونگٹوں) اور بالوں سے کچھ گرہستی (خانگی ضروریات) کا سامان ۱۷۷ اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک اور اللہ

لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں ۱۷۸ سے سائے دیے ۱۷۹ اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی ۱۸۰ اور

سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ

تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے ۱۸۱ کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں ۱۸۲

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

یونہی اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے ۱۸۳ کہ تم فرمان مانو ۱۸۴ پھر اگر وہ منہ پھیریں ۱۸۵ تو اے محبوب تم پر نہیں مگر صاف

۱۷۴ کہ اس نے انہیں ایسا پیدا کیا کہ وہ ہوا میں پرواز کر سکتے ہیں اور اپنے جسمِ ثقیل کی طبیعت کے خلاف ہوا میں ٹھہرے رہتے ہیں، گرتے نہیں اور ہوا کو ایسا پیدا کیا کہ اس میں ان کی پرواز ممکن ہے۔ ایماندار اس میں غور کرکے قدرتِ الٰہی کا اعتراف کرتے ہیں۔

۱۷۵ جن میں تم آرام کرتے ہو۔

۱۷۶ مثل خیمہ وغیرہ کے۔

۱۷۷ بچھانے اوڑھنے کی چیزیں۔

مسئلہ: یہ آیت اللہ کی نعمتوں کے بیان میں ہے مگر اس سے اشارۃً اُون اور پشمینے اور بالوں کی طہارت اور ان سے نفع اٹھانے کی حِلّت ثابت ہوتی ہے۔

۱۷۸ مکانوں، دیواروں، چھتوں، درختوں اور ابر وغیرہ۔

۱۷۹ جس میں تم آرام کرتے ہو۔

۱۸۰ غار وغیرہ کہ امیر و غریب سب آرام کر سکیں۔

۱۸۱ زرہ و جوشن وغیرہ۔

۱۸۲ کہ تیر تلوار نیزے وغیرہ سے بچاؤ کا سامان ہو۔

۱۸۳ دنیا میں تمہارے حوائج و ضروریات کا سامان پیدا فرما کر۔

۱۸۴ اور اس کی نعمتوں کا اعتراف کرکے اسلام لاؤ اور دینِ برحق قبول کرو۔

الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ع وَ ع ۱۱/۱۷

پہنچا دینا ۱۸۶ اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں ۱۸۷ پھر اس سے منکر ہوتے ہیں ۱۸۸ اور ان میں اکثر کافر ہیں ۱۸۹ اور

يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ لَا هُمْ

جس دن ۱۹۰ ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ ۱۹۱ پھر کافروں کو نہ اجازت ہو ۱۹۲ نہ وہ منائے

يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَ لَا هُمْ

جائیں ۱۹۳ اور ظلم کرنے والے ۱۹۴ جب عذاب دیکھیں گے اس وقت سے نہ وہ ان پر سے ہلکا ہو نہ انھیں

يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ

مہلت ملے اور شرک کرنے والے جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے ۱۹۵ کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہیں ہمارے

شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ

شریک کہ ہم تیرے سوا پوجتے تھے تو وہ ان پر بات پھینکیں گے کہ تم بے شک جھوٹے ہو ۱۹۶

۱۸۵ اور اے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے سے اعراض کریں اور اپنے کُفر پر جمے رہیں۔

۱۸۶ اور جب آپ نے پیامِ الٰہی پہنچا دیا تو آپ کا کام پورا ہو چکا اور نہ ماننے کا وبال ان کی گردن پر رہا۔

۱۸۷ یعنی جو نعمتیں کہ ذکر کی گئیں ان سب کو پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں پھر بھی اس کا شکر بجا نہیں لاتے۔ سدی کا قول ہے کہ اللہ کی نعمت سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں، اس تقدیر پر معنٰی یہ ہیں کہ وہ حضور کو پہچانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور باوجود اس کے۔

۱۸۸ اور دینِ اسلام قبول نہیں کرتے۔

۱۸۹ معانِد کو حسد و عناد سے کُفر پر قائم رہتے ہیں۔

۱۹۰ یعنی روزِ قیامت۔

۱۹۱ جو ان کی تصدیق و تکذیب اور ایمان و کُفر کی گواہی دے اور یہ گواہ انبیاء ہیں علیہم السلام۔

۱۹۲ معذرت کی یا کسی کلام کی یا دنیا کی طرف لوٹنے کی۔

۱۹۳ یعنی نہ ان سے عتاب و ملامت دور کی جائے۔

۱۹۴ یعنی کُفّار۔

۱۹۵ بُتوں وغیرہ کو جنہیں پوجتے تھے۔

۱۹۶ جو ہمیں معبود بتاتے ہو ہم نے تمہیں اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی۔

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ﹰ السَّلَمَ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

اور اس دن ۱۹۷ اللہ کی طرف عاجزی سے گریں گے ۱۹۸ اور ان سے گم ہو جائیں گی جو بناوٹیں

يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ

کرتے تھے ۱۹۹ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم نے اُن کے لیے عذاب پر عذاب

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ

بڑھایا ۲۰۰ بدلہ ان کے فساد کا اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انھیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر

مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا

گواہی دے ۲۰۱ اور اے محبوب! تمھیں ان سب پر ۲۰۲ شاہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن

ع ۱۲/۲ ۱۸ لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

بیان ہے ۲۰۳ اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو بے شک اللہ حکم فرماتا ہے

۱۹۷ مشرکین۔

۱۹۸ اور اس کے فرمانبردار ہونا چاہیں گے۔

۱۹۹ دنیا میں بتوں کو خدا کا شریک بتا کر۔

۲۰۰ ان کے کفر کا عذاب اور دوسروں کو خدا کی راہ سے روکنے اور گمراہ کرنے کا عذاب۔

۲۰۱ یہ گواہ انبیاء ہوں گے جو اپنی اپنی اُمّتوں پر گواہی دیں گے۔

۲۰۲ اُمّتوں اور ان کے شاہدوں پر جو انبیاء ہوں گے جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہوا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ (ابوالسعود وغیرہ)

۲۰۳ جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا 'مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ' اور ترمذی کی حدیث میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش آنے والے فتنوں کی خبر دی، صحابہ نے ان سے خلاص کا طریقہ دریافت کیا، فرمایا کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے، تم سے بعد کے واقعات کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے فرمایا جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کر لے، اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ اُمّت کے سارے علوم حدیث کی شرح ہیں اور حدیث قرآن کی اور یہ بھی فرمایا کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی حکم بھی فرمایا وہ وہی تھا جو آپ کو قرآنِ پاک سے مفہوم ہوا۔ ابوبکر بن مجاہد سے منقول ہے انہوں نے ایک روز فرمایا کہ عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ یعنی قرآن شریف میں مذکور نہ ہو اس پر کسی نے ان سے کہا سراؤں کا ذکر کہاں ہے؟ فرمایا اس آیت 'لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا

وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ یَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ وَ الۡبَغۡیِ ۚ

انصاف اور نیکی وا۲۰۴ اور رشتہ داروں کے دینے کا و۲۰۵ اور منع فرماتا ہے بے حیائی و۲۰۶ اور بری بات و۲۰۷ اور سرکشی

یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۹۰﴾ وَ اَوۡفُوۡا بِعَہۡدِ اللّٰہِ اِذَا عٰہَدۡتُّمۡ وَ لَا تَنۡقُضُوا

سے و۲۰۸ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو اور اللہ کا عہد پورا کرو و۲۰۹ جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے

بُیُوۡتًا غَیۡرَ مَسۡکُوۡنَۃٍ فِیۡہَا مَتَاعٌ لَّکُمۡ الخ' ابنِ ابو الفضل مرسی نے کہا کہ اولین و آخرین کے تمام علوم قرآنِ پاک میں ہیں ۔غرض یہ کتاب جامع ہے جمیع علوم کی جس کسی کو اس کا جتنا علم ملا ہے اتنا ہی جانتا ہے ۔

و۲۰۴ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انصاف تو یہ ہے کہ آدمی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دے اور نیکی اور فرائض کا ادا کرنا اور آپ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ انصاف شرک کا ترک کرنا اور نیکی اللہ کی اس طرح عبادت کرنا گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، اگر وہ مومن ہو تو اس کے برکاتِ ایمان کی ترقی تمہیں پسند ہو اور اگر کافر ہو تو تمہیں یہ پسند آئے کہ وہ تمہارا اسلامی بھائی ہو جائے ۔ انہیں سے ایک اور روایت ہے اس میں ہے کہ انصاف توحید ہے اور نیکی اخلاص اور ان تمام روایتوں کا طرزِ بیان اگرچہ جُدا جُدا ہے لیکن مآل و مدعا ایک ہی ہے ۔

و۲۰۵ اور ان کے ساتھ صلہ رحمی اور نیک سلوک کرنے کا ۔

و۲۰۶ یعنی ہر شرمناک مذموم قول و فعل ۔

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 'حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والا ہے جبکہ بے حائی ظلم میں سے ہے اور ظلم جہنم میں لے جانے والا ہے ۔'

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الحیاء، الحدیث: ۲۰۰۹، ص ۱۸۵۳)

و۲۰۷ یعنی شرک و کُفر و معاصی تمام ممنوعاتِ شرعیہ ۔

و۲۰۸ یعنی ظلم و تکبر سے ۔ابنِ عیینہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ عدل ظاہر و باطن دونوں میں برابر حق و طاعت بجا لانے کو کہتے ہیں اور احسان یہ ہے کہ باطن کا حال ظاہر سے بہتر ہو اور فَحشاء و منکَر و بغی یہ ہے کہ ظاہر اچھا ہو اور باطن ایسا نہ ہو ۔بعض مفسّرین نے فرمایا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا اور تین سے منع فرمایا عدل کا حکم دیا اور وہ انصاف و مساوات ہے، اقوال و افعال میں اس کے مقابل فَحشا یعنی بے حیائی ہے، وہ قبیح اقوال و افعال ہیں اور احسان کا حکم فرمایا وہ یہ ہے کہ جس نے ظلم کیا اس کو معاف کرو اور جس نے برائی کی اس کے ساتھ بھلائی کرو، اس کے مقابل منکَر ہے یعنی محسن کے احسان کا انکار کرنا اور تیسرا حکم اس آیت میں رشتہ داروں کو دینے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی اور شفقت و محَبت کا فرمایا، اس کے مقابل بغی ہے اور وہ اپنے آپ کو اونچا کھینچنا اور اپنے علاقہ داروں کے

الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا

نہ توڑو اور تم اللہ کو ف۲۱۰ اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو بے شک اللہ تمہارے کام

تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ

جانتا ہے اور ف۲۱۱ اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا ف۲۱۲

تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا

اپنی قسمیں آپس میں ایک بے اصل بہانہ بناتے ہو کہ کہیں ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ نہ ہو ف۲۱۳ اللہ تو

حقوق تلف کرنا ہے۔ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تمام خیر و شر کے بیان کو جامع ہے، یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون کے اسلام کا سبب ہوئی جو فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نُزول سے ایمان میرے دل میں جگہ پکڑ گیا، اس آیت کا اثر اتنا زبردست ہوا کہ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل جیسے سخت دل کُفّار کی زبانوں پر بھی اس کی تعریف آ ہی گئی۔ اس لئے یہ آیت ہر خطبہ کے آخر میں پڑھی جاتی ہے۔

ف۲۰۹ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازِل ہوئی جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی تھی، انہیں اپنے عہد کے وفا کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ حکم انسان کے ہر عہدِ نیک اور وعدہ کو شامل ہے۔

ہر قسم کی بدعہدی اور عہد شکنی ممنوع اور شریعت میں گناہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بلاضرورت اس کو توڑنا بھی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ یعنی اپنے عہدوں اور معاہدوں کو پورا کرو اور فرمایا کہ وَاحْفَظُوْۤا اَیْمَانَكُمْ یعنی اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ ہاں البتہ اگر کسی خلاف شرع بات کی قسم کھالی ہو تو ہرگز ہرگز اس قسم پر اڑے نہیں رہنا چاہیے بلکہ لازم ہے کہ اس قسم کو توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرے۔

ف۲۱۰ اس کے نام کی قسم کھا کر۔

ف۲۱۱ تم عہد اور قسمیں توڑ کر۔

ف۲۱۲ مکّۂ مکرّمہ میں ریطہ بنت عمرو ایک عورت تھی جس کی طبیعت میں بہت وہم تھا اور عقل میں فتور، وہ دوپہر تک محنت کر کے سُوت کاتا کرتی اور اپنی باندیوں سے بھی کتواتی اور دوپہر کے وقت اس کاتے ہوئے کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی اور باندیوں سے بھی تڑواتی، یہی اس کا معمول تھا۔ معنی یہ ہیں کہ اپنے عہد کو توڑ کر اس عورت کی طرح بے وقوف نہ بنو۔

ف۲۱۳ مجاہد کا قول ہے کہ لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ ایک قوم سے حلف کرتے اور جب دوسری قوم اس سے زیادہ تعداد یا مال یا قوت میں پاتے تو پہلوں سے جو حلف کئے تھے توڑ دیتے اور اب دوسرے سے حلف کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا اور عہد کے وفا کرنے کا حکم دیا۔

يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَ لَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

اس سے تمہیں آزماتا ہے و۲۱۴ اور ضرور تم پر صاف ظاہر کردے گا قیامت کے دن و۲۱۵ جس بات میں جھگڑتے تھے و۲۱۶

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ

اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت کرتا و۲۱۷ لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے و۲۱۸ جسے چاہے اور راہ دیتا ہے و۲۱۹ جسے

يَّشَآءُ ؕ وَ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا

چاہے اور ضرور تم سے و۲۲۰ تمہارے کام پوچھے جائیں گے و۲۲۱ اور اپنی قسمیں آپس میں بے اصل بہانہ

بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ

نہ بنالو کہ کہیں کوئی پاؤں و۲۲۲ جمنے کے بعد لغزش نہ کرے اور تمہیں برائی چکھنی ہو و۲۲۳ بدلہ اس کا کہ اللہ کی راہ

اللّٰهِ ۚ وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ

سے روکتے تھے اور تمہیں بڑا عذاب ہو و۲۲۴ اور اللہ کے عہد پر تھوڑے دام مول نہ لو و۲۲۵ بے شک وہ و۲۲۶ جو

اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ

اللہ کے پاس ہے تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو جو تمہارے پاس ہے و۲۲۷ ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے و۲۲۸

و۲۱۴ کہ مطیع اور عاصی ظاہر ہو جائے۔

و۲۱۵ اعمال کی جزا دے کر۔

و۲۱۶ دنیا کے اندر۔

و۲۱۷ کہ تم سب ایک دین پر ہوتے۔

و۲۱۸ اپنے عدل سے۔

و۲۱۹ اپنے فضل سے۔

و۲۲۰ روزِ قیامت۔

و۲۲۱ جو تم نے دنیا میں کئے۔

و۲۲۲ راہِ حق و طریقۂ اسلام سے۔

و۲۲۳ یعنی عذاب۔

و۲۲۴ آخرت میں۔

و۲۲۵ اس طرح کہ دنیائے ناپائیدار کے قلیل نفع پر اس کو توڑ دو۔

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ

ہمیشہ رہنے والا ہے اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا وہ صلہ دیں گے جو ان کے سب سے اچھے کام کے

صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ

قابل ہو ۲۲۹ جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان ۲۳۰ تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے ۲۳۱

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

اور ضرور انھیں ان کا نیگ (اجر) دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں تو جب تم قرآن پڑھو

۲۲۶ جزاء وثواب۔

۲۲۷ سامانِ دنیا یہ سب فنا ہو جائے گا اور ختم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اہل بیت نے بکری ذبح کی تو اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں سے کیا بچا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ کندھے کے سوا کچھ نہیں بچا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کندھے کے سوا سب بچ گیا۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والدقائق والورع، ۳۳۔ باب، الحدیث: ۲۴۷۰، ج ۴، ص ۲۱۸)

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، الحدیث: ۱۹۱۹، ج ۱، ص ۳۶۴)

'کندھے کے سوا کچھ نہیں بچا' اس کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: یعنی سارا گوشت خیرات کر دیا گیا صرف شانہ بچا ہے۔ غالباً یہ گھر کے خرچ کے لئے رکھا گیا ہوگا اور یہ بکری صدقہ کے لئے ذبح نہ کی گئی ہوگی کہ صدقہ کا گوشت گھر کے خرچ کے لئے نہیں رکھا جاتا۔

'کندھے کے سوا سب بچ گیا' اس کے تحت مفتی صاحب فرماتے ہیں: یعنی جو راہ خدا میں صدقہ دے دیا گیا وہ باقی اور لازوال ہو گیا اور جو اپنے کھانے کے لیے رکھا گیا وہ ہضم ہو کر فنا ہو جائے گا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۱۰)

۲۲۸ اس کا خزانۂ رحمت وثوابِ آخرت۔

۲۲۹ یعنی ان کی ادنیٰ سی ادنیٰ نیکی پر بھی وہ اجر وثواب دیا جائے گا جو وہ اپنی اعلیٰ نیکی پر پاتے۔ (ابوالسعود)

۲۳۰ یہ ضرور شرط ہے کیونکہ کُفّار کے اعمال بیکار ہیں۔ عملِ صالح کے موجبِ ثواب ہونے کے لئے ایمان شرط ہے۔

۲۳۱ دنیا میں رزقِ حلال اور قناعت عطا فرما کر اور آخرت میں جنّت کی نعمتیں دے کر۔ بعض عُلَماء نے فرمایا کہ اچھی زندگی سے لذّتِ عبادت مراد ہے۔

حکمت: مومن اگرچہ فقیر بھی ہو اس کی زندگانی دولتمند کافِر کے عیش سے بہتر اور پاکیزہ ہے کیونکہ مومن جانتا ہے کہ اس کی روزی اللہ کی طرف سے ہے جو اس نے مقدر کیا اس پر راضی ہوتا ہے اور مومن کا دل حرص کی پریشانیوں سے محفوظ

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ

تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے ۲۳۲ بے شک اس کا کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے

اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ

اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ۲۳۳ اس کا قابو تو انھیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور اسے

ع ۱۳/۱۱/۱۹ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ

شریک ٹھہراتے ہیں اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں ۲۳۴ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے ۲۳۵

اور آرام میں رہتا ہے اور کافِر جو اللہ پر نظر نہیں رکھتا وہ حریص رہتا ہے اور ہمیشہ رنج وتعب اور تحصیلِ مال کی فکر میں پریشان رہتا ہے۔

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، 'اس آیت کریمہ میں حَیٰوۃً طَیِّبَۃً سے مراد قناعت ہے۔'

حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، 'جو اسلام لایا اور اسے بقدرِ کفایت رزق دیا گیا اور اللہ عزوجل نے اسے قناعت کی توفیق عطا فرمائی تو وہ فلاح پا گیا۔'

(ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ، رقم ۲۳۵۵، ج ۴، ص ۱۵۶)

۲۳۲ یعنی قرآنِ کریم کی تلاوت شروع کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھو یہ مستحب ہے۔ اعوذ الخ کے مسائل سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکے۔

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی 'فتاویٰ فیض الرسول'، جلد 1، صفحہ 351 پر فرماتے ہیں: کہ 'تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اور بے شک بہارِ شریعت میں واجب چھپا ہے جس پر غنیۃ کا حوالہ ہے، حالانکہ غنیۃ مطبوعہ رحیمیہ ص ۴۶۳ میں ہے التعوذ یستحب مرۃ واحدۃ مالم یفصل بعمل دنیوی. (یعنی ایک مرتبہ تعوذ پڑھنا مستحب ہے جب تک اس تلاوت میں کوئی دنیاوی کام حائل نہ ہو)۔ تو معلوم ہوا کہ بہارِ شریعت میں بہت سے مسائل جو ناشرین کی غفلتوں کی وجہ سے غلط چھپ گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

۲۳۳ وہ شیطانی وسوسے قبول نہیں کرتے۔

۲۳۴ اور اپنی حکمت سے ایک حکم کو منسوخ کر کے دوسرا حکم دیں۔

شانِ نُزول: مشرکینِ مکّہ اپنی جہالت سے نسخ پر اعتراض کرتے تھے اور اس کی حکمتوں سے ناواقف ہونے کے باعث اس کو تمسخر بناتے تھے اور کہتے تھے کہ محمّد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک روز ایک حکم دیتے ہیں دوسرے روز اور دوسرا ہی حکم دیتے ہیں، وہ اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں، اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

۲۳۵ کہ اس میں کیا حکمت اور اس کے بندوں کے لئے اس میں کیا مصلحت ہے۔

قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۱ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ

کافر کہیں تم تو دل سے بنالاتے ہو و۲۳۶ بلکہ ان میں اکثر کو علم نہیں و۲۳۷ تم فرماؤ اسے پاکیزگی کی روح و۲۳۸

الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى

نے اتارا تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک کہ اس سے ایمان والوں کو ثابت قدم کرے اور ہدایت اور بشارت

لِلْمُسْلِمِیْنَ ۝۱۰۲ وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌؕ لِسَانُ الَّذِیْ

مسلمانوں کو اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے جس کی طرف ڈھالتے ہیں

یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ۝۱۰۳ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا

اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان و۲۳۹ بے شک وہ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان

و۲۳۶ اللہ تعالیٰ نے اس پر کُفّار کی تجہیل فرمائی اور ارشاد کیا۔

و۲۳۷ اور وہ نسخ و تبدیل کی حکمت و فوائد سے خبردار نہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ قرآنِ کریم کی طرف افتراء کی نسبت ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ جس کلام کے مثل بنانا قدرتِ بشری سے باہر ہے وہ کسی انسان کا بنایا ہوا کیسے ہوسکتا ہے لہذا سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خِطاب ہوا۔

و۲۳۸ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام۔

و۲۳۹ قرآنِ کریم کی حلاوت اور اس کے علوم کی نورانیت جب قلوب کی تسخیر کرنے لگی اور کُفّار نے دیکھا کہ دنیا اس کی گرویدہ ہوتی چلی جاتی ہے اور کوئی تدبیر اسلام کی مخالفت میں کامیاب نہیں ہوتی تو انہوں نے طرح طرح کے افتراء اٹھانے شروع کئے، کبھی اس کو سحر بتایا، کبھی پہلوں کے قصّے اور کہانیاں کہا، کبھی یہ کہا کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خود بنالیا ہے اور ہر طرح کوشش کی کہ کسی طرح لوگ اس کتابِ مقدس کی طرف سے بدگمان ہوں، انہیں مکاریوں میں سے ایک مکر یہ بھی تھا کہ انہوں نے ایک عجمی غلام کی نسبت یہ کہا کہ وہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکھاتا ہے۔ اس کے رد میں یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ ایسی باطل باتیں دنیا میں کون قبول کرسکتا ہے جس غلام کی طرف کُفّار نسبت کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے، ایسا کلام بنانا اس کے تو کیا امکان میں ہوتا تمہارے فُصَحاء و بُلَغاء جن کی زبان دانی پر اہلِ عرب کو فخر و ناز ہے وہ سب کے سب حیران ہیں اور چند جملے قرآن کی مثل بنانا انہیں محال اور ان کی قدرت سے باہر ہے تو ایک عجمی کی طرف ایسی نسبت کس قدر باطل اور بے شرمی کا فعل ہے۔ خدا کی شان جس غلام کی طرف کُفّار یہ نسبت کرتے تھے اس کو بھی اس کلام کے اعجاز نے تسخیر کیا اور وہ بھی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلقہ بگوشِ طاعت ہوا اور صدق و اخلاص کے ساتھ اسلام لایا۔

يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي

نہیں لاتے ف۲۴۰ اللہ انہیں راہ نہیں دیتا اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہے ف۲۴۱ جھوٹ بہتان

الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ

وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے ف۲۴۲ اور وہی جھوٹے ہیں جو ایمان لا کر

بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ

اللہ کا منکر ہو ف۲۴۳ سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ف۲۴۴ ہاں وہ جو دل کھول کر ف۲۴۵

ف۲۴۰ اور اس کی تصدیق نہیں کرتے۔

ف۲۴۱ بسبب انکارِ قرآن وتکذیبِ رسول علیہ السلام کے۔

ف۲۴۲ یعنی جھوٹ بولنا اور افتراء کرنا بے ایمانوں ہی کا کام ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ کبیرہ گناہوں میں بدترین گناہ ہے۔

ف۲۴۳ اس پر اللہ کا غضب۔

ف۲۴۴ وہ مغضوب نہیں۔

شانِ نُزول: یہ آیت عمار بن یاسر کے حق میں نازِل ہوئی انہیں اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ اور صہیب او ربلال اور خبّاب اور سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پکڑ کر کُفّار نے سخت سخت ایذائیں دیں تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں لیکن یہ حضرات نہ پھرے تو کُفّار نے حضرت عمار کے والدین کو بہت بے رحمیوں سے قتل کیا اور عمار ضعیف تھے، بھاگ نہیں سکتے تھے، انہوں نے مجبور ہو کر جب دیکھا کہ جان پر بن گئی تو بادل نخواستہ کلمۂ کُفر کا تلفُّظ کر دیا، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ عمار کافِر ہو گئے، فرمایا ہرگز نہیں عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے پر ہیں اور اس کے گوشت اور خون میں ذوقِ ایمانی سرایت کر گیا ہے پھر حضرت عمار روتے ہوئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، حضور نے فرمایا کیا ہوا؟ عمار نے عرض کیا اے خدا کے رسول بہت ہی برا ہوا اور بہت ہی برے کلمے میری زبان پر جاری ہوئے، ارشاد فرمایا اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا؟ عرض کیا دل ایمان پر خوب جما ہوا تھا، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفقت و رحمت فرمائی اور فرمایا کہ اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہیئے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔ (خازن) ’’تفسیر البیضاوی‘‘، النحل، تحت الآیۃ: ۱۰۶، ج ۳، ص ۴۲۲۔

مسئلہ: آیت سے معلوم ہوا کہ حالاتِ اکراہ میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمۂ کُفر کا اجرا جائز ہے جب کہ آدمی کو اپنے جان یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خوف ہو۔

مسئلہ: اگر اس حالت میں بھی صبر کرے اور قتل کر ڈالا جائے تو وہ ماجور اور شہید ہوگا جیسا کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ

شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ
کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے یہ اس لئے کہ انھوں نے

بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
دنیا کی زندگی آخرت سے پیاری جانی و۲۴۶ اور اس لئے کہ اللہ (ایسے) کافروں کو

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَ
راہ نہیں دیتا یہ ہیں وہ جن کے دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے و۲۴۷ اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ
وہی غفلت میں پڑے ہیں و۲۴۸ آپ ہی ہوا کہ آخرت میں وہی خراب ہیں و۲۴۹ پھر بے شک تمہارا

رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ
رب ان کے لئے جنھوں نے اپنے گھر چھوڑے و۲۵۰ بعد اس کے کہ ستائے گئے و۲۵۱ پھر انھوں نے و۲۵۲ جہاد کیا اور صابر

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ ع ۱۴/۲۰
رہے بے شک تمہارا رب اس و۲۵۳ کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان جس دن ہر جان اپنی ہی طرف جھگڑتی

عنہ نے صبر کیا اور وہ سولی پر چڑھا کر شہید کر ڈالے گئے، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سید الشہداء فرمایا۔

مسئلہ: جس شخص کو مجبور کیا جائے اگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا نہ ہو وہ کلمۂ کفر زبان پر لانے سے کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بغیر مجبوری کے تمسخر یا جہل سے کلمۂ کفر زبان پر جاری کرے کافر ہو جائے گا۔ (تفسیری احمدی)

و۲۴۵ رضا مندی اور اعتقاد کے ساتھ۔

و۲۴۶ اور جب یہ دنیا ارتداد پر اقدام کرنے کا سبب ہے۔

و۲۴۷ نہ وہ تدبّر کرتے ہیں نہ مواعظ و نصائح پر کان رکھتے ہیں، نہ طریقِ رشد و صواب کو دیکھتے ہیں۔

و۲۴۸ کہ اپنی عاقبت و انجام کار کو نہیں سوچتے۔

و۲۴۹ کہ ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

و۲۵۰ اور مکّۂ مکرّمہ سے مدینۂ طیّبہ کو ہجرت کی۔

و۲۵۱ کفّار نے ان پر سختیاں کیں اور انہیں کفر پر مجبور کیا۔

و۲۵۲ ہجرت کے بعد۔

و۲۵۳ ہجرت و جہاد و صبر۔

نَفْسِهَا وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

آئے گی ۲۵۴ اور ہر جان کو اس کا کیا پورا بھر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۲۵۵ اور اللہ نے کہاوت بیان

قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ

فرمائی ۲۵۶ ایک بستی ۲۵۷ کہ امان و اطمینان سے تھی ۲۵۸ ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی

فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

نعمتوں کی ناشکری کرنے لگی ۲۵۹ تو اللہ نے اسے یہ سزا چکھائی کہ اسے بھوک اور ڈر کا پہناوا پہنایا ۲۶۰ بدلہ ان کے

يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ

کئے کا اور بے شک ان کے پاس انھیں میں سے ایک رسول تشریف لایا ۲۶۱ تو انھوں نے اسے جھٹلایا تو انھیں عذاب نے

۲۵۴ وہ روزِ قیامت ہے جب ہر ایک نفسی نفسی کہتا ہوگا اور سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔

۲۵۵ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ روزِ قیامت لوگوں میں خصومت یہاں تک بڑھے گی کہ روح و جسم میں جھگڑا ہوگا، روح کہے گی یاربّ نہ میرے ہاتھ تھا کہ میں کسی کو پکڑتی، نہ پاؤں تھا کہ چلتی، نہ آنکھ کہ دیکھتی، جسم کہے گا یاربّ میں تو لکڑی کی طرح تھا نہ میرا ہاتھ پکڑ سکتا تھا، نہ پاؤں چل سکتا تھا، نہ آنکھ دیکھ سکتی تھی، جب یہ روح نوری شعاع کی طرح آئی تو اس سے میری زبان بولنے لگی، آنکھ بینا ہوگئی، پاؤں چلنے لگے جو کچھ کیا اس نے کیا۔ اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرمائے گا کہ ایک اندھا اور ایک لُولا دونوں ایک باغ میں گئے، اندھے کو تو پھل نظر نہیں آتے تھے اور لُولے کا ہاتھ ان تک نہیں پہنچتا تھا تو اندھے نے لُولے کو اپنے اوپر سوار کر لیا اس طرح انہوں نے پھل توڑے تو سزا کے وہ دونوں مستحق ہوئے۔ اس لئے روح اور جسم دونوں ملزم ہیں۔

۲۵۶ ایسے لوگوں کے لئے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور وہ اس نعمت پر مغرور ہو کر ناشکری کرنے لگے کافر ہوگئے۔ یہ سبب اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا ہوا، ان کی مثال ایسی سمجھو جیسے کہ۔

۲۵۷ مثل مکّہ کے۔

۲۵۸ نہ اس پر غنیم چڑھتا نہ وہاں کے لوگ قتل و قید کی مصیبت میں گرفتار کئے جاتے۔

۲۵۹ اور اس نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی۔

۲۶۰ کہ سات برس نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بد دعا سے قحط اور خشک سالی کی مصیبت میں گرفتار رہے یہاں تک کہ مردار کھاتے تھے پھر امن و اطمینان کے بجائے خوف و ہراس ان پر مسلّط ہوا اور ہر وقت مسلمانوں کے حملے اور لشکر کشی کا اندیشہ رہنے لگا۔

۲۶۱ یعنی سیدِ انبیاء محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
پکڑا و۲۶۲ اور وہ بے انصاف تھے تو اللہ کی دی ہوئی روزی و۲۶۳ حلال پاکیزہ کھاؤ و۲۶۴ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو

اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ
اگر تم اسے پوجتے ہو تم پر تو یہی حرام کیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت

الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ
اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا و۲۶۵ پھر جو لاچار ہو و۲۶۶ نہ خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا و۲۶۷

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا
تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ

حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى
حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو و۲۶۸ بے شک جو اللہ پر جھوٹ

و۲۶۲ بھوک اور خوف کے۔

و۲۶۳ جو اس نے سیدِ عالَم محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک سے عطا فرمائی۔

و۲۶۴ بجائے ان حرام اور خبیث اموال کے جو کھایا کرتے تھے لوٹ غصب اور خبیث مکاسب سے حاصل کئے ہوئے۔ جمہور مفسّرین کے نزدیک اس آیت میں مخاطب مسلمان ہیں اور ایک قول مفسّرین کا یہ بھی ہے کہ مخاطب مشرکینِ مکّہ ہیں۔ کلبی نے کہا کہ جب اہلِ مکّہ قحط کے سبب بھوک سے پریشان ہوئے اور تکلیف کی برداشت نہ رہی تو ان کے سرداروں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ سے دشمنی تو مرد کرتے ہیں، عورتوں اور بچوں کو جو تکلیف پہنچ رہی ہے اس کا خیال فرمایئے، اس پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی کہ ان کے لئے طعام لے جایا جائے۔ اس آیت میں اس کا بیان ہوا، ان دونوں قولوں میں اوّل صحیح تر ہے۔ (خازن)

و۲۶۵ یعنی اس کو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

و۲۶۶ اور ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھانے پر مجبور ہو۔

اس آیت سے شراب وخنزیر وغیرہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے لیکن حالتِ اضطرار میں ان اشیاء کو حلال ومباح کر دیا گیا ہے، جیسے اگر بھوک یا پیاس سے کسی کی جان جا رہی ہو اور اسے خنزیر کا گوشت یا شراب میسر ہو تو انہیں کھا پی کر جان بچائے۔
(الأشباہ والنظائر، الفن الأوّل: القواعد الکلیۃ، النوع الاوّل، القاعدۃ الخامسۃ، ص ۷۳)

و۲۶۷ یعنی قدرِ ضرورت پر صبر کرکے۔

و۲۶۸ زمانۂ جاہلیت کے لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حلال، بعض چیزوں کو حرام کر لیا کرتے تھے اور اس کی

اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى

باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے و۲۶۹ اور ان کے لئے درد ناک عذاب و۲۷۰ اور خاص

الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو پہلے تمہیں ہم نے سنائیں و۲۷۱ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہی

كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ

اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے و۲۷۲ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جو نادانی سے و۲۷۳ برائی کر بیٹھیں

ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع ۱۵/۹ ۲۱

پھر اس کے بعد توبہ کریں اور سنور جائیں بے شک تمہارا رب اس کے بعد و۲۷۴ ضرور بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ ۙ شَاكِرًا

بے شک ابراہیم ایک امام تھا و۲۷۵ اللہ کا فرمانبردار اور سب سے جدا و۲۷۶ اور مشرک نہ تھا و۲۷۷ اس کے احسانوں

نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا کرتے تھے، اس کی ممانعت فرمائی گئی اور اس کو اللہ پر افتراء فرمایا گیا۔ آج کل بھی جو لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام بتا دیتے ہیں جیسے میلاد شریف کی شیرینی، فاتحہ، گیارہویں، عرس وغیرہ ایصالِ ثواب کی چیزیں جن کی حرمت شریعت میں وارد نہیں ہوئی۔ انہیں اس آیت کے حکم سے ڈرنا چاہئے کہ ایسی چیزوں کی نسبت یہ کہہ دینا کہ یہ شرعاً حرام ہیں اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا ہے۔

و۲۶۹ اور دنیا کی چند روزہ آسائش ہے جو باقی رہنے والی نہیں۔

و۲۷۰ ہے آخرت میں۔

و۲۷۱ سورۂ انعام میں آیت وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ الآیہ میں ہے۔ یہود اپنی سرکشی کے باعث ان چیزوں سے محروم کئے گئے لہٰذا یہ چیزیں ان پر حرام رہیں اور ہماری شریعت میں گائے بکری کی چربی اور اُونٹ اور بط اور شتر مرغ حلال ہیں، اسی پر صحابہ اور تابعین کا اِجماع ہے۔ (تفسیر احمدی)

و۲۷۲ بغاوت و معصیت کا ارتکاب کر کے جس کی سزا میں وہ چیزیں ان پر حرام ہوئیں جیسا کہ آیت فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ میں ارشاد فرمایا گیا۔

و۲۷۳ بغیر انجام سوچے۔

و۲۷۴ یعنی توبہ کے۔

و۲۷۵ نیک خصائل اور پسندیدہ اخلاق اور حمیدہ صفات کا جامع۔

و۲۷۶ دینِ اسلام پر قائم۔

لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَ هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَ اٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا

پر شکر کرنے والا اللہ نے اسے چن لیا و۲۷۸ اور اسے سیدھی راہ دکھائی اور ہم نے اسے دنیا میں

حَسَنَةً ؕ وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ ؕ ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ

بھلائی دی و۲۷۹ اور بے شک وہ آخرت میں شایانِ قرب ہے پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی کہ دینِ ابراہیم کی پیروی

مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى

کرو جو ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا و۲۸۰ ہفتہ تو انہیں پر رکھا گیا تھا جو اس

الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَیَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا

میں مختلف ہو گئے و۲۸۱ اور بے شک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں

و۲۷۷ اس میں کُفّارِ قریش کی تکذیب ہے جو اپنے آپ کو دینِ ابراہیمی پر خیال کرتے تھے۔

و۲۷۸ اپنی نبوّت وخلت کے لئے۔

و۲۷۹ رسالت و اموال و اولاد و ثناءِ حسن و قبولِ عام کے تمام ادیان والے مسلمان اور یہود اور نصارٰی اور عرب کے مشرکین سب ان کی عظمت کرتے اور ان سے مَحبت رکھتے ہیں۔

و۲۸۰ اِتّباع سے مراد یہاں عقائد و اصولِ دین میں موافقت کرنا ہے۔ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس اِتباع کا حکم کیا گیا، اس میں آپ کی عظمت و منزلت اور رفعتِ درجت کا اظہار ہے کہ آپ کا دینِ ابراہیمی کی موافقت فرمانا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ان کے تمام فضائل و کمالات میں سب سے اعلٰی فضل و شرف ہے کیونکہ آپ اکرم الاولین والآخرین ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہوا اور تمام انبیاء اور کل خَلق سے آپ کا مرتبہ افضل و اعلٰی ہے۔

شعر

تو اصلی و باقی طوفیل تو اند　　　　تو شاہی و مجموع خیل تو اند

و۲۸۱ یعنی شنبہ کی تعظیم اور اس روز شکار ترک کرنا اور وقت کو عبادت کے لئے فارغ کرنا یہود پر فرض کیا گیا تھا اور اس کا واقعہ اس طرح ہوا تھا کہ حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں روزِ جمعہ کی تعظیم کا حکم فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن اللہ تعالٰی کی عبادت کے لئے خاص کرو، اس دن میں کچھ کام نہ کرو، اس میں انہوں نے اختلاف کیا اور کہا وہ دن جمعہ نہیں بلکہ سنیچر ہونا چاہیے بجز ایک چھوٹی سی جماعت کے جو حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تعمیل میں جمعہ پر ہی راضی ہوگئی تھی، اللہ تعالٰی نے یہود کو سنیچر کی اجازت دے دی اور شکار حرام فرما کر ابتلا میں ڈال دیا تو جو لوگ جمعہ پر راضی ہو گئے تھے وہ تو مطیع رہے اور انہوں نے اس حکم کی فرمانبرداری کی، باقی

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
اختلاف کرتے تھے و۲۸۲ اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ و۲۸۳ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے و۲۸۴ اور ان سے
وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ
اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو و۲۸۵ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ
بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی تھی و۲۸۶
وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ
اور اگر تم صبر کرو و۲۸۷ تو بے شک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ

لوگ صبر نہ کر سکے، انہوں نے شکار کئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ مسخ کئے گئے ۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ سورۂ اعراف میں بیان ہو چکا ہے۔

و۲۸۲ اس طرح کہ مطیع کو ثواب دے گا اور عاصی کو عقاب فرمائے گا۔ اس کے بعد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب فرمایا جاتا ہے۔

و۲۸۳ یعنی خَلق کو دینِ اسلام کی دعوت دو۔

و۲۸۴ پکی تدبیر سے وہ دلیلِ مُحکم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کر دے اور اچھی نصیحت سے ترغیبات و ترہیبات مراد ہیں پس عالِم خواص کو حکمت، عوام کو نصیحت اور منکرین کو بحث و مباحث کے ذریعے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی طرف بلاتا ہے اس طرح وہ اپنی اور دوسروں کی نجات کا سامان کرتا ہے اور یہی انسان کا کمال ہے۔

و۲۸۵ بہتر طریق سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی آیات اور دلائل سے بلائیں۔

مسئلہ: اس سے ہوا کہ دعوتِ حق اور اظہارِ حقانیتِ دین کے لئے مناظرہ جائز ہے۔

و۲۸۶ یعنی سزا بقدرِ جنایت ہو اس سے زائد نہ ہو۔

شانِ نُزول: جنگِ اُحد میں کُفّار نے مسلمانوں کے شُہداء کے چہروں کو زخمی کر کے ان کی شکلوں کو تبدیل کیا تھا اور ان کے پیٹ چاک کئے تھے، ان کے اعضاء کاٹے تھے ان شُہداء میں حضرت حمزہ بھی تھے، سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو حضور کو بہت صدمہ ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ ستّر کافروں سے لیا جائے گا اور ستّر کا یہی حال کیا جائے گا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ ارادہ ترک فرمایا اور اپنی قسم کا کفّارہ دیا۔

مسئلہ: مُثلہ یعنی ناک کان وغیرہ کاٹ کر کسی کی ہیئت کو تبدیل کرنا شرع میں حرام ہے۔ (مدارک)

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ

ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ و۲۸۸ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو و۲۸۹ بے شک اللہ ان کے

اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع

ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں و۲۸۹ ب

ع ۱٦ / ۹ / ۲۲

و۲۸۷ اور انتقام نہ لو۔

و۲۸۸ اگر وہ ایمان نہ لائیں۔

و۲۸۹ کیونکہ ہم تمہارے مُعین و ناصر ہیں۔

و۲۸۹ ب حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، حضرتِ سیِّدُنا ابو دَرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مَروی ہے، بے شک انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام زمین کے اَوتاد تھے جب سلسلۂ نُبُوَّت ختم ہوا تو اللہ تعالٰی نے اُمّتِ احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم میں سے ایک قوم کو اُن کا نائب بنایا جنہیں اَبدال کہتے ہیں، وہ حضرات (فقط) روزہ و نَماز اور تسبیح و تقدیس میں کثرت کی وجہ سے لوگوں سے افضل نہیں ہوئے بلکہ اپنے حُسنِ اَخلاق، وَرع و تقوٰی کی سچّائی، نیّت کی اچھائی، تمام مسلمانوں سے اپنے سینے کی سلامتی، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا کے لیے حِلم، صَبر اور دانشمندی، بغیر کمزوری کے عاجزی اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کی وجہ سے افضل ہوئے ہیں۔ پس وہ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے نائب ہیں۔ وہ ایسی قوم ہیں کہ اللہ تعالٰی نے انہیں اپنی ذاتِ پاک کے لئے مُنتخب اور اپنے عِلم اور رِضا کے لئے خاص کر لیا ہے۔ وہ 40 صِدّیق ہیں، جن میں سے 30 رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ کے خلیل حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے یقین کی مثل ہیں۔ ان کے ذَرِیعے (وسیلے) سے اہلِ زمین سے بلائیں اور لوگوں سے مصیبتیں دُور ہوتی ہیں ان کے ذَرِیعے سے ہی بارِش ہوتی اور رِزق دیا جاتا ہے ان میں سے کوئی اُسی وَقت فوت ہوتا ہے جب اللہ تعالٰی اس کی جانشینی کیلئے کسی کو پروانہ دے چکا ہوتا ہے۔ وہ کسی پر لعنت نہیں بھیجتے، اپنے ماتحتوں کو اَذِیَّت نہیں دیتے، اُن پر دست درازی نہیں کرتے، اُنہیں حقیر نہیں جانتے، خود پر فوقیّت رکھنے والوں سے حسد نہیں کرتے، دنیا کی حِرص نہیں کرتے، دِکھاوے کی خاموشی اختیار نہیں کرتے، تکبُّر نہیں کرتے اور دکھاوے کی عاجِزی بھی نہیں کرتے۔

وہ بات کرنے میں تمام لوگوں سے اچّھے اور نَفْس کے اعتِبار سے زیادہ پرہیز گار ہیں، سخاوت ان کی فِطرت میں شامل ہے، اَسلاف نے جن (نامناسِب) چیزوں کو چھوڑا اُن سے محفوظ رَہنا ان کی صِفت ہے اُن کی یہ صِفت جدا نہیں ہوتی کہ آج خشیّت کی حالت میں ہوں اور کل غفلت میں پڑے ہوں بلکہ وہ اپنے حال پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں، وہ اپنے اور اپنے ربّ عَزَّ وَجَلَّ کے درمیان ایک خاص تعلُّق رکھتے ہیں، انھیں آندھی والی ہوا اور بے باک گھوڑے نہیں پہنچ سکتے، اُن کے دل اللہ

عَزَّوَجَلَّ کی خوشی (رِضا) اورشوق میں آسمان کی طرف بُلند ہوتے ہیں پھر (پارہ اٹھائیسواں سورۃُ المُجادَلة) کی تِلاوت فرمائی جس کا ترجَمہ کنزالایمان: 'یہ اللہ عزوجل کی جماعت ہے، سُنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے') راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: 'اے ابودَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جو کچھ آپ نے بیان فرمایا اس میں کون سی بات مجھ پر بھاری ہے؟ مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ میں نے اُسے پالیا؟' فرمایا: 'آپ اِس کے درمیانے دَرَجے میں اُس وَقت پہنچیں گے جب دُنیا سے بُغض رکھیں گے اور جب دنیا سے بُغض رکھیں گے تو آخِرت کی مَحَبَّت اپنے قریب پائیں گے اور آپ جتنا دُنیا سے زُہد (بے رغبتی) اِختیار کریں گے اُتنا ہی آپ کو آخِرت سے مَحَبَّت ہوگی اور جتنا آپ آخرت سے مَحَبَّت کریں گے اُتنا ہی اپنے نَفْع اور نقصان والی چیزوں کو دیکھیں گے۔ (مزید فرمایا) جس بندے کی سچی طلب عِلمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں ہوتی ہے اس کو قول وفعل کی دُرُستی عطافرمادیتا اور اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔ اس کی تصدیق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب (قرآنِ مجید) میں موجود ہے پھر (پارہ چودھواں سورۃُ النَّحل کی) یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

(مزید فرمایا) جب ہم نے اس (قرآنِ مجید) میں دیکھا تو یہ پایا کہ اللہ تعالیٰ کی مَحَبَّت اور اس کی رِضا کی طلب سے زیادہ لذّت کسی شے میں حاصل نہیں ہوتی۔ (نَوادرُ الاصول لِلحکیم الترمذی ص ۱۶۸)

المنزل ۴

اٰیاتها ۱۱۱ ۱۷ سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ ۵۰ رکوعاتها ۱۲

سورت بنی اسرائیل مکی ہے و۱ اس میں ایک سو گیارہ آیات اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الجزء ۱۵ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ

پاکی ہے اسے و۲ جو اپنے بندے (خاص) و۳ کو راتوں رات لے گیا و۴ مسجد حرام سے مسجد اقصا تک و۵ جس کے

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱﴾ وَ

گرد اگرد ہم نے برکت رکھی و۶ کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے اور

و۱ سورۂ بنی اسرائیل اس کا نام سورۂ اسراء اور سورۂ سبحان بھی ہے یہ سورت مکیہ ہے مگر آٹھ آیتیں وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ سے نَصِیْرًا تک۔ یہ قول قتادہ کا ہے۔ بیضاوی نے جزم کیا ہے کہ یہ سورت تمام کی تمام مکیہ ہے، اس سورت میں بارہ ۱۲ رکوع اور ایک سو دس آیتیں بصری ہیں اور کوفی ایک سو گیارہ ۱۱۰ اور پانچ سو تینتس ۵۳۳ کلمے اور تین ہزار چار سو ساٹھ ۳۴۶۰ حرف ہیں۔

و۲ منزّہ ہے اس کی ذات ہر عیب و نقص سے۔

و۳ محبوب محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

و۴ شبِ معراج۔

و۵ جس کا فاصلہ چالیس منزل یعنی سوا مہینہ سے زیادہ کی راہ ہے۔ (مکہ شریف سے بیت المقدس تک کا فاصلہ تقریباً 1236 کلومیٹر یعنی تقریباً 768 میل کا ہے۔)

شانِ نُزول: جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شبِ معراج درجاتِ عالیہ و مراتبِ رفیعہ پر فائز ہوئے تو رب عزّوجلّ نے خِطاب فرمایا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) یہ فضیلت و شرف میں نے تمہیں کیوں عطا فرمایا؟ حضور نے عرض کیا اس لئے کہ تو نے مجھے عبدیّت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا۔ اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازِل ہوئی۔ (خازن)

و۶ دینی بھی دنیوی بھی کہ وہ سرزمینِ پاک وحی کی جائے نزول اور انبیاء کی عبادت گاہ اور ان کا جائے قیام و قبلۂ عبادت ہے اور کثرتِ انہار و اشجار سے وہ زمین سرسبز و شاداب اور میووں اور پھلوں کی کثرت سے بہترین عیش و راحت کا مقام ہے۔ معراج شریف نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس سے حضور کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوقِ الٰہی میں آپ کے سوا کسی کو میسّر نہیں۔ نبوّت کے بارہویں سال

سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج سے نوازے گئے مہینہ میں اختلاف ہے مگر اشہر یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی مکّہ مکرّمہ سے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصّہ میں تشریف لے جانا نصِ قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکِر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازلِ قرب میں پہنچنا احادیثِ صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حدِّ تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منکِر گمراہ ہے، معراج شریف بحالتِ بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی یہی جمہور اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کثیر جماعتیں اور حضور کے اجلّہ اصحاب اسی کے معتقد ہیں۔نصوصِ آیات و احادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے، تیرہ دماغان فلسفہ کے اوہامِ فاسدہ محض باطل ہیں قدرتِ الٰہی کے معتقد کے سامنے وہ تمام شبہات محض بے حقیقت ہیں۔ حضرت جبریل کا براق لے کر حاضر ہونا، سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غایت اکرام و احترام کے ساتھ سوار کر کے لے جانا، بیت المقدس میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انبیاء کی امامت فرمانا پھر وہاں سے سیرِ سمٰوٰت کی طرف متوجہ ہونا، جبریلِ امین کا ہر ہر آسمان کے دروازہ کو کھلوانا، ہر ہر آسمان پر وہاں کے صاحبِ مقام انبیاء علیہم السّلام کا شرفِ زیارت سے مشرف ہونا اور حضور کی تکریم کرنا، احترام بجالانا، تشریف آوری کی مبارک بادیں دینا، حضور کا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا، وہاں کے عجائب دیکھنا اور تمام مقرّبین کی نہایتِ منازل سدرۃ المنتہٰی کو پہنچنا، جہاں سے آگے بڑھنے کی کسی مَلَکِ مقرّب کو بھی مجال نہیں ہے، جبریلِ امین کا وہاں معذرت کر کے رہ جانا، پھر مقامِ قربِ خاص میں حضور کا ترقیاں فرمانا اور اس قربِ اعلیٰ میں پہنچنا کہ جس کے تصوّر تک خَلق کے اوہام و افکار بھی پرواز سے عاجز ہیں، وہاں موردِ رحمت و کرم ہونا اور انعاماتِ الٰہیہ اور خصائصِ نِعَم سے سرفراز فرمایا جانا اور ملکوتِ سمٰوٰت و ارض اور ان سے افضل و برتر علوم پانا اور امّت کے لئے نمازیں فرض ہونا، حضور کا شفاعت فرمانا، جنّت و دوزخ کی سیریں اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا اور اس واقعہ کی خبریں دینا، کُفّار کا اس پر شورشیں مچانا اور بیت المقدس کی عمارت کا حال اور مُلکِ شام جانے والے قافلوں کی کیفیّتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کرنا، حضور کا سب کچھ بتانا، اور قافلوں کے جو احوال حضور نے بتائے قافلوں کے آنے پر ان کی تصدیق ہونا، یہ تمام صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور بکثرت احادیث ان تمام امور کے بیان اور ان کی تفاصیل سے مملو ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواحِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملے، پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی، ابراہیم پھر موسیٰ پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ بترتیب حمد الٰہی بجالائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل و خصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب جل جلالہ کی ثنا کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کر چکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈر سناتا مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا

اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ
ہم نے موسیٰ کو کتاب وے عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا کہ میرے سوا کسی کو کارساز
دُوْنِیْ وَكِیْلًاؕ ﴿۲﴾ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ﴿۳﴾ وَ
نہ ٹھہراؤ اے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ و۸ سوار کیا بے شک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھاو۹ اور
قَضَیْنَاۤ اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَ
ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب و۱۰ میں وحی بھیجی کہ ضرور تم زمین میں دوبارہ فساد مچاؤ گے و۱۱ اور ضرور بڑا
لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ
غرور کرو گے و۱۲ پھر جب ان میں پہلی بار و۱۳ کا وعدہ آیا و۱۴ ہم نے تم پر اپنے بندے بھیجے سخت لڑائی

جس میں ہر شیئ کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی اور انہیں عدل و عدالت و اعتدال والی امت کیا اور انہیں کو اوّل اور انہیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحہ دیوان نبوت و خاتمہ دفتر رسالت بنایا، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ان وجوہ سے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے پھر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے، اس وقت رب عز جلالہ نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمٰن لکھا ہے، میں نے تیرے لئے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح و خاتم کیا۔
(جامع البیان (تفسیر ابن جریر) ۱۷ تحت آیۃ سبحان الذی اسری الخ ۱، المطبعۃ المیمنۃ مصر، ۱۵/ ۷ تا ۹)

و۷ یعنی توریت۔

و۸ کشتی میں۔

و۹ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کثیر الشکر تھے جب کچھ کھاتے، پیتے، پہنتے تو اللہ تعالی کی حمد کرتے اور اس کا شکر بجالاتے اور ان کی ذُرِّیّت پر لازم ہے کہ وہ اپنے جدِّ محترم کے طریقہ پر قائم رہے۔

و۱۰ توریت۔

و۱۱ اس سے زمینِ شام و بیت المقدس مراد ہے اور دو مرتبہ کے فساد کا بیان اگلی آیت میں آتا ہے۔

و۱۲ اور ظلم و بغاوت میں مبتلا ہو گے۔

و۱۳ کے فساد کے عذاب۔

و۱۴ اور انہوں نے احکامِ توریت کی مخالفت کی اور محارم و مَعاصی کا ارتکاب کیا اور حضرت شعیا پیغمبر علیہ السلام

اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِؕ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا(۵) ثُمَّ

والے و۱۵ تو وہ شہروں کے اندر تمہاری تلاش کو گھسے و۱۶ اور یہ ایک وعدہ تھا و۱۷ جسے پورا ہونا تھا پھر

رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ

ہم نے ان پر الٹ کر تمہارا حملہ کر دیا و۱۸ اور تم کو مالوں اور بیٹوں سے مدد دی اور تمہارا جتھا

نَفِیْرًا(۶) اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ۫ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَاؕ فَاِذَا

بڑھا دیا اگر تم بھلائی کرو گے تو اپنا بھلا کرو گے و۱۹ اور اگر برا کرو گے تو اپنا پھر جب دوسری بار کا وعدہ آیا و۲۰ کہ

جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَ لِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ

دشمن تمہارا منہ بگاڑ دیں و۲۱ اور مسجد میں داخل ہوں و۲۲ جیسے پہلی بار داخل ہوئے تھے و۲۳

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا(۷) عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یَّرْحَمَكُمْۚ وَ اِنْ

اور جس چیز پر قابو پائیں و۲۴ تباہ کر کے برباد کر دیں قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے و۲۵ اور اگر

(وبقولے) حضرت ارمیا کو قتل کیا۔ (بیضاوی وغیرہ)

و۱۵ بہت زور و قوت والے ان کو تم پر مسلّط کیا اور وہ سنجاریب اور اس کے افواج ہیں یا بُخْتِ نَصَر یا جالوت جنہوں نے بنی اسرائیل کے عُلَماء کو قتل کیا، توریت کو جلایا، مسجد کو خراب کیا اور ستّر ہزار کو ان میں سے گرفتار کیا۔

و۱۶ کہ تمہیں لوٹیں اور قتل و قید کریں۔

و۱۷ عذاب کا کہ لازم تھا۔

و۱۸ جب تم نے توبہ کی اور تکبّر و فساد سے باز آئے تو ہم نے تم کو دولت دی اور ان پر غلبہ عنایت فرمایا جو تم پر مسلّط ہو چکے تھے۔

و۱۹ تمہیں اس بھلائی کی جزا ملے گی۔

و۲۰ اور تم نے پھر فساد برپا کیا حضرت عیسٰی علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوئے اللہ تعالٰی نے انہیں بچایا اور اپنی طرف اٹھا لیا اور تم نے حضرت زکریا اور حضرت یحیٰی علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالٰی نے تم پر اہلِ فارس اور روم کو مسلّط کیا کہ تمہارے وہ دشمن تمہیں قتل کریں، قید کریں اور تمہیں اتنا پریشان کریں۔

و۲۱ کہ رنج و پریشانی کے آثار تمہارے چہروں سے ظاہر ہوں۔

و۲۲ یعنی بیت المقدس میں اور اس کو ویران کریں۔

و۲۳ اور اس کو ویران کیا تھا تمہارے پہلے فساد کے وقت۔

و۲۴ بلادِ بنی اسرائیل سے اس کو۔

عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝٨ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ (وقف لازم)
تم پھر شرارت کرو ۲۶ تو ہم پھر عذاب کریں گے ۲۷ اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنایا ہے بے شک یہ قرآن وہ
لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ
راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے ۲۸ اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے بڑا
اَجْرًا كَبِيْرًا ۝٩ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
ثواب ہے اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے درد ناک عذاب تیار
اَلِيْمًا ۝١٠ ع وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ (ع ۱ / ۱۰)
کر رکھا ہے اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے ۲۹ جیسے بھلائی مانگتا ہے ۳۰ اور آدمی بڑا
عَجُوْلًا ۝١١ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ
جلد باز ہے ۳۱ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ۳۲ تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی ۳۳ اور دن کی نشانیاں

۲۵ دوسری مرتبہ کے بعد بھی اگر تم دوبارہ توبہ کرو اور مَعاصی سے باز آؤ۔

۲۶ تیسری مرتبہ۔

۲۷ چنانچہ ایسا ہوا اور انہوں نے پھر اپنی شرارت کی طرف عود کیا اور زمانۂ پاکِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی تکذیب کی تو قیامت تک کے لئے ان پر ذلّت لازم کر دی گئی اور مسلمان ان پر مسلّط فرما دیئے گئے جیسا کہ قرآنِ کریم میں یہود کی نسبت وارد ہوا ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ ' الآیۃ۔

۲۸ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا ہے۔

۲۹ اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے اور اپنے مال کے لئے اور اپنی اولاد کے لئے اور غصّہ میں آکر ان سب کو کوستا ہے اور ان کے لئے بددعائیں کرتا ہے۔

۳۰ اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ بددعا قبول کر لے تو وہ شخص یا اس کے اہل و مال ہلاک ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول نہیں فرماتا۔

میرے ولی نعمت، میرے آقا اعلیحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین وملّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلاتشبیہ بیمار بچے کو اس سے مضر (یعنی نقصان دہ) چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے۔آدمی اپنے منہ برائی مانگتا ہے جس طرح کہ اپنے لیے بھلائی مانگتا ہے۔اللہ (عَزَّوَجَلَّ) جانتا ہے کہ اس میں کتنا

النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ
دکھانے والی ۳۴ کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو ۳۵ اور ۳۶ برسوں کی گنتی

وَ الْحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ﴿۱۲﴾ وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىٕرَهٗ فِیْ
اورحساب جانو ۳۷ اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرمادی ۳۸ اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے

عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى
لگا دی ۳۹ اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا ۴۰ فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ (اعمال)

ضرر ہے یہ دعا مانگتا ہے اور وہ نہیں دیتا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۴۶۵)

۳۱ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ اس آیت میں انسان سے کافِر مراد ہے اور برائی کی دعا سے اس کا عذاب کی جلدی کرنا اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نضر بن حارث کافِر نے کہا یاربّ اگر یہ دینِ اسلام تیرے نزدیک حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتّھر برسا یا دردناک عذاب بھیج، اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول کر لی اور اس کی گردن ماری گئی۔

۳۲ اپنی وحدانیّت وقدرت پر دلالت کرنے والی۔

۳۳ یعنی شب کو تاریک کیا تا کہ اس میں آرام کیا جائے۔

۳۴ روشن کہ اس میں سب چیزیں نظر آئیں۔

۳۵ اور کسب و معاش کے کام بآسانی انجام دے سکو۔

۳۶ رات دن کے دورے سے۔

۳۷ دینی و دنیوی کاموں کے اوقات کا۔

۳۸ خواہ اس کی حاجت دین میں ہو یا دنیا میں۔ مدعا یہ ہے کہ ہر ایک چیز کی تفصیل فرما دی جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ہم نے کتاب میں کچھ چھوڑ نہ دیا اور ایک اور آیت میں ارشاد کیا وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ غرض ان آیات سے ثابت ہے کہ قرآنِ کریم میں جمیع اشیاء کا بیان ہے۔ سبحان اللہ کیا کتاب ہے کیسی اس کی جامعیّت۔ (جمل، خازن، مدارک وغیرہ)

۳۹ یعنی جو کچھ اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے خیر یا شر، سعادت یا شقاوت وہ اس کو اس طرح لازم ہے جیسے گلے کا ہار جہاں جائے ساتھ رہے کبھی جدا نہ ہو۔ مجاہد نے کہا کہ ہر انسان کے گلے میں اس کی سعادت یا شقاوت کا نوشتہ ڈال دیا جاتا ہے۔

۴۰ وہ اس کا اعمال نامہ ہوگا۔

بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ
پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے ف۴۰ب جو راہ پر آیا وہ اپنے ہی بھلے کو راہ پر آیا ف۴۱ اور جو بہکا تو اپنے ہی
مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَ مَا كُنَّا
بُرے کو بہکا ف۴۲ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی ف۴۳ اور ہم عذاب کرنے والے نہیں
مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً اَمَرْنَا
جب تک رسول نہ بھیج لیں ف۴۴ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوشحالوں ف۴۵ پر
مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا ﴿۱۶﴾ وَ كَمْ
احکام بھیجتے ہیں پھر وہ اس میں بےحکمی کرتے ہیں تو اس پر بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں اور
اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا
ہم نے کتنی ہی سنگتیں (قومیں) ف۴۶ نوح کے بعد ہلاک کر دیں ف۴۷ اور تمہارا رب کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے

ف۴۰ب پیارے اسلامی بھائیو! ذرا تصور تو کیجئے کہ میدانِ محشر کی خوفناک فضاء میں کہ جب پیاس کی شدت سے دم نکلا جا رہا ہو، بھوک سے کمر ٹوٹ رہی ہو، جہنم کی ہولناک سزاؤں کا سوچ کر کلیجہ منہ کو آ رہا ہو پھر وہاں ہمارے متعلقین بھی موجود ہوں تو مُغلَّظات وفضولیات سے بھرپور نامۂ اعمال کو پڑھنا کتنا دُشوار کام ہے؟۔۔۔۔۔

لہٰذا! میدانِ محشر میں اس ممکنہ پریشانی سے بچنے کے لئے ہمیں اپنی زبان کی حفاظت سے ذرّہ برابر بھی غفلت نہیں کرنی چاہے۔ ہمارے اکابرین نے بھی ہمیں یہی تلقین فرمائی ہے، چنانچہ

(۱) حضرتِ سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا: 'اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے؟' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرمایا: 'زبان کی حفاظت۔'

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب وغیرہ، رقم: ۱۰، ج۳ص۳۳۶)

(۲) حضرتِ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: 'یارسول اللہ! سب سے افضل مسلمان کون ہے؟' فرمایا: 'جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔'

(بخاری، کتاب الایمان، باب ای الاسلام افضل، رقم ۱۱، ج۱ص۱۶)

ف۴۱ اس کا ثواب وہی پائے گا۔

ف۴۲ اس کے بہکنے کا گناہ اور وبال اس پر۔

ف۴۳ ہر ایک کے گناہوں کا بار اسی پر ہوگا۔

ف۴۴ جو اُمّت کو اس کے فرائض سے آگاہ فرمائے اور راہِ حق ان پر واضح کرے اور حُجّت قائم فرمائے۔

بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ

خبردار دیکھنے والا ۴۸ جو یہ جلدی والی چاہے ۴۹ ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں ۵۰ پھر اس

جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ

کے لئے جہنم کر دیں کہ اس میں جائے مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا اور جو آخرت چاہے اور

سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ

اس کی سی کوشش کرے ۵۱ اور ہو ایمان والا تو انھیں کی کوشش ٹھکانے لگی ۵۲ ہم سب کو مدد دیتے ہیں

۴۵ اور سرداروں۔

۴۶ یعنی تکذیب کرنے والی اُمّتیں۔

۴۷ مثل عاد و ثمود وغیرہ کے۔

۴۸ ظاہر و باطن کا عالِم اس سے کچھ چُھپایا نہیں جا سکتا۔

۴۹ یعنی دنیا کا طلب گار ہو۔

۵۰ یہ ضروری نہیں کہ طالبِ دنیا کی ہر خواہش پوری کی جائے اور اسے دیا ہی جائے اور جو وہ مانگے وہی دیا جائے ایسا نہیں ہے بلکہ ان میں سے جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں دیتے ہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ محروم کر دیتے ہیں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ بہت چاہتا ہے اور تھوڑا دیتے ہیں، کبھی ایسا کہ عیش چاہتا ہے تکلیف دیتے ہیں، ان حالتوں میں کافِر دنیا و آخرت دونوں کے ٹوٹے میں رہا اور اگر دنیا میں اس کو اس کی پوری مراد دے دی گئی تو آخرت کی بدنصیبی و شقاوت جب بھی ہے بخلاف مومن کے جو آخرت کا طلب گار ہے اگر وہ دنیا میں فقر سے بھی بسر کر گیا تو آخرت کی دائمی نعمت اس کے لئے ہے اور اگر دنیا میں بھی فضلِ الٰہی سے اس کو عیش ملا تو دونوں جہان میں کامیاب، غرض مومن ہر حال میں کامیاب ہے اور کافِر اگر دنیا میں آرام پا بھی لے تو بھی کیا؟ کیونکہ۔

۵۱ اور عملِ صالح بجالائے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ ہمارے بُزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللہُ المبین کس طرح اپنے نفس کو سُدھارنے کیلئے اُس کا مُحاسَبہ کرکے، اُسے قابو کرنے کی کوشش فرماتے نیز کوتاہیوں پر اس کی سرزَنِش (یعنی اِس کو ڈانٹ ڈپٹ) کرتے بلکہ بعض اوقات اس کے لئے سزائیں بھی مُقرَّر فرماتے، ہر وَقت اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے خائف رَہ کر خود کو زیادہ سے زیادہ سُدھارتے ہوئے آخرت کی تیّاری کے لئے کوشاں رہتے۔ بے شک ایسوں ہی کی کوشش ٹھکانے بھی لگتی ہے۔

آج ہماری حالت یہ ہے کہ اپنی 'دُنیوی کل' (یعنی مُستقبِل) کی سُدھار کے لئے تو بَہُت غور و فکر کرتے، اُس کے لئے طرح طرح کی آسائشیں جمع کرنے کی ہر دم سَعی کرتے، خوب بینک بیلنس بڑھاتے، کاروبار چمکاتے اور آئندہ کی دنیوی راحتوں

هٰۤؤُلَآءِ وَ هٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

ان کو بھی ۵۳ اور ان کو بھی ۵۴ تمہارے رب کی عطا سے ۵۵ اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں ۵۶

کے حُصول کی خاطر نہ جانے کیا کیا منصوبے بناتے ہیں کہ کسی طرح ہماری یہ 'دُنیوی کل' بہتر ہوجائے، ہمارا دُنیوی مستقبل سَنوَر جائے، لیکن افسوس! ہم اپنی 'اُخرَوی کل' (یعنی آخرت) کو سُدھارنے کی فکر سے یکسر غافِل اوراس کی تیاری کے مُعاملے میں بالکل کاہِل ہیں۔ حالانکہ صِرف اِس دُنیوی کل کے سُدھرنے کا اِنتِظار کرنے والے نہ جانے کتنے نادان انسانوں کی آہِ حسرت موت کی ہچکیوں سے ہم آغوش ہوجاتی ہے اور وہ روشن مُستقبل پاکر خوشیاں منانے کے بجائے اندھیری قبر میں اُتر کر قَعرِ افسوس میں جا پڑتے ہیں۔ فَقَط دُنیوی زندگی سدھارنے کے تفکُّرات میں مُستَغرَق (مُس۔تَغ۔رَق) ہوکراسی کے لئے مصروفِ تگ ودَو رہنا، اپنی آخرت کی بھلائی کے لئے فکر وعمل سے غفلت برتنا، سابِقہ اَعمال پر اپنا اِحتِساب کرتے ہوئے آئندہ گناہوں سے بچنے اورنیکیاں کرنے کا عَزم نہ کرنا سَراسَر نقصان وخُسران ہے اور سمجھدار وُہی ہے جس نے حسابِ آخرت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خود کو سُدھارنے کیلئے اپنے نفس کا سختی سے مُحاسَبہ کیا، گناہوں پر افسوس اور اِن کے بُرے اَنجام کا خوف محسوس کیا۔ جیسا کہ ہمارے اَسلاف کا طرزِ عمل رہا۔

چُنانچِہ حُجَّۃُ الِاسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نَقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا ابنُ الصِّمَّہ علیہ رحمۃ اللہ نے ایک بار اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی عمر شُمار کی تو وہ (تقریباً) ساٹھ برس بنی۔ ان ساٹھ برسوں کو بارہ سے ضَرب دینے پر سات سوبیس مہینے بنے۔ سات سوبیس کو مزید تیس سے مَضرُوب (یعنی ملٹی پلائی) کیا تو حاصِلِ ضَرب اکیس ہزار چھ سو آیا۔ جو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مبارک عمر کے ایّام تھے۔ پھر اپنے آپ سے مُخاطِب ہوکر فرمانے لگے: اگر مجھ سے روزانہ ایک گناہ بھی سرزد ہوا ہو تو اب تک اکیس ہزار چھ سو گناہ ہوچکے! جبکہ اِس مدّت میں ایسے ایّام بھی شامل ہوں گے جن میں یومیہ ایک ہزار تک بھی گناہ ہوئے ہوں گے۔ یہ کہنا تھا کہ خوفِ خدا عَزَّ وَجَلَّ سے لرزنے لگے! پھر یکا یک ایک چیخ ان کے منہ سے نکل کر فضا کی پہنائیوں میں گُم ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ زمین پر تشریف لے آئے۔ دیکھا گیا تو طائرِ رُوح قفَسِ عُنصُری سے پرواز کرچکا تھا۔

(کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۱، تھران)

۵۲ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل کی مقبولیّت کے لئے تین چیزیں درکار ہیں ایک تو طالبِ آخرت ہونا یعنی نیّت نیک، دوسرے سعی یعنی عمل کو باہتمام اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا، تیسری ایمان جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔

۵۳ جو دنیا چاہتے ہیں۔

۵۴ جو طالبِ آخرت ہیں۔

۵۵ دنیا میں سب کو روزی دیتے ہیں اور انجام ہر ایک کا اس کے حسبِ حال۔

۵۶ دنیا میں سب اس سے فیض اٹھاتے ہیں نیک ہوں یا بد۔

سب خوبیاں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لئے ہیں جو ابتداء سے انتہاء تک غالب ہے، اس کی نعمت مؤمن وکافر دونوں کی کفالت کرتی

اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍؕ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ

دیکھو ہم نے ان میں ایک کو ایک پر کیسی بڑائی دی ۵۷ اور بے شک آخرت درجوں میں سب سے بڑی اور فضل میں

تَفْضِیْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا۠ ﴿۲۲﴾ وَ

سب سے اعلیٰ ہے اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو بیٹھ رہے گا مذمت کیا جاتا بیکس ۵۸ اور

قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ

تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں

عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا

ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں ۵۹ تو ان سے ہوں نہ کہنا ۶۰ اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات

ہے اور اس کی قدرت روشنی اور تاریکی ظاہر کرتی ہے، اس کی رحمت اسے بھی شامل ہے جس نے اپنی زندگی نافرمانیوں میں ضائع کر دی، اور کتنے ہی فقیروں کو اس نے غنی کر دیا، مسکین پر رحم فرمایا، ٹوٹے ہوئے کو جوڑا، گناہوں کو معاف کیا، ویران دلوں کو آباد کیا، سینوں کو کشادگی عطا فرمائی، مظلوموں کی خاطر اپنا درِ رحمت کھول دیا، فرشتے بھی اس کی ہیبت سے تھر تھر کانپتے ہیں پس وہ کثرت سے اس کی تکبیر و تہلیل کرتے ہیں، اسی کے حکم سے کشتی چلتی ہے، اس نے اپنی رحمت کو ثابت کر دیا ہے اور فرشتوں کو اپنی اس بات پر گواہ بنا لیا ہے کہ وہ ہمیشہ خطاؤں کو بخشنے والا ہے، عظمت و تقدیس والا ہے، اسی کو یاد کیا جاتا ہے، وہی معبودِ عظیم ہے، اسی کا حمد و شکر کیا جاتا ہے، وہ نیچے سے نیچی چیز کو بھی ملاحظہ فرماتا ہے کیونکہ وہ سمیع و بصیر (یعنی سننے، دیکھنے والا) ہے، ذہن میں پیدا ہونے والی سوچ کو بھی جانتا ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر (یعنی جاننے والا اور باخبر) ہے، سب کچھ فنا ہو جائے گا مگر وہ باقی رہے گا اور وہ اِس پر قدرت رکھتا ہے، زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور اس نے ہر شئے کو پیدا فرمایا اور اس کا ایک خاص اندازہ رکھا اور اے انسان! تیرے گناہوں کو جاننے کے باوجود تجھے عطا کیا۔

۵۷ مال و کمال و جاہ و ثروت میں۔

۵۸ بے یار و مددگار۔

۵۹ ضعف کا غلبہ ہو، اعضا میں قوّت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخرِ عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ اُس شخص کی ناک مٹی میں مل جائے، اُس شخص کی ناک مٹی میں مل جائے اِن الفاظ کو سن کر کسی صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم! کس کی ناک مٹی میں مل جائے؟ تو حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے فرمایا وہ شخص جو اپنے ماں باپ کو پائے کہ ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے میں ہوں پھر وہ اُن کی خدمت کر کے جنت میں نہیں داخل ہوا تو اس کی ناک مٹی میں مل جائے۔ (یعنی وہ ذلیل و خوار اور نامراد ہو جائے۔)

قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ

کہنا ۶۱ اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا ۶۲ نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان

ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۚ اِنْ

دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا ۶۳ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب رغم من ادرک...الخ، الحدیث ۲۵۵۱، ص ۱۳۸۱)

۶۰ یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت پر کچھ گرانی ہے۔ اپنے والدین کی خدمت واطاعت اور ان کو راضی رکھنا یہ بلاشبہ جنت میں لے جانے والا عمل اور بہشت کی کنجیوں میں سے ایک بہت بڑی اور اہمیت والی کنجی اور جنت کی شاہراہوں میں سے ایک بڑی شاہراہ ہے۔ آج کل کی اولاد اپنے اس فریضہ سے بہت غافل ہے۔ مگر ان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی کرنے والے کو جنت تو مل ہی نہیں سکتی اور دنیا میں یہ خطرہ ہر وقت سر پر سوار ہے کہ جو اولاد ماں باپ کے ساتھ برا سلوک کرے گی تو اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ میں جیسا سلوک اپنے ماں باپ کے ساتھ کر رہا ہوں میری اولاد بھی میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے گی اس لیے سب کو چاہیے کہ ماں باپ کے ساتھ بہترین سلوک کرے ان کو راضی رکھنا بے حد ضروری اور بہت بڑا کارنامہ ہے۔

۶۱ اور حسنِ ادب کے ساتھ ان سے خِطاب کرنا۔

مسئلہ: ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلافِ ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام وخادم آقا سے کرتا ہے۔

۶۲ یعنی بہ نرمی وتواضع پیش آ اور ان کے ساتھ تھکے وقت میں شفقت ومَحبت کا برتاؤ کر کہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے مَحبت سے پرورش کیا تھا اور جو چیز انہیں درکار ہو وہ ان پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کر۔

۶۳ مدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہوتا، اسلئے بندے کو چاہئے کہ بارگاہِ الٰہی میں ان پر فضل ورحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یاربّ میری خدمتیں ان کے احسان کی جزا نہیں ہوسکتیں تو ان پر کرم کر کہ ان کے احسان کا بدلہ ہو۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا جائز اور اسے فائدہ پہنچانے والی ہے، مُردوں کے ایصالِ ثواب میں بھی ان کے لئے دعائے رحمت ہوتی ہے لہٰذا اس کے لئے یہ آیت اصل ہے۔

مسئلہ: والدین کافر ہوں تو ان کے لئے ہدایت وایمان کی دعا کرے کہ یہی ان کے حق میں رحمت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ان کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے، دوسری

تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ

ہے ۶۴ اگر تم لائق ہوئے ۶۵ تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے ۶۶ اور

وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا

مسکین اور مسافر کو ۶۷ اور فضول نہ اڑا ۶۸ بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں ۶۹

حدیث میں ہے والدین کا فرمانبردار جہنّمی نہ ہوگا اور ان کا نافرمان کچھ بھی عمل کرے گرفتارِ عذاب ہوگا ، ایک اور حدیث میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا والدین کی نافرمانی سے بچو اس لئے کہ جنّت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے اور نافرمان وہ خوشبو نہ پائے گا ، نہ قاطعِ رحم ، نہ بوڑھا زنا کار ، نہ تکبّر سے اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا ۔

۶۴ والدین کی اطاعت کا ارادہ اور ان کی خدمت کا ذوق ۔

۶۵ اور تم سے والدین کی خدمت میں تقصیر واقع ہوئی تو تم نے توبہ کی ۔

۶۶ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر اور محبت اور میل جول اور خبر گیری اور موقع پر مدد اور حسنِ معاشرت ۔

مسئلہ : اور اگر وہ محارم میں سے ہوں اور محتاج ہو جائیں تو ان کا خرچ اٹھانا یہ بھی ان کا حق ہے اور صاحبِ استطاعت رشتہ دار پر لازم ہے ۔ بعض مفسّرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا ہے کہ رشتہ داروں سے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ قرابت رکھنے والے مراد ہیں اور ان کا حق خُمس دینا اور ان کی تعظیم وتوقیر بجا لانا ہے ۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نور کے پیکر ، تمام نبیوں کے سَرْوَر ، دو جہاں کے تاجْوَر ، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا ' بیشک رشتہ داری رحمٰن عزوجل کی طرف سے ایک خُمار اٹھنی ہے ، وہ عرض کرتی ہے ' یا رب عزوجل ! مجھے کاٹ دیا گیا ، یا رب ! میرے ساتھ برا سلوک کیا گیا ، یا رب ! عزوجل مجھ پر ظلم کیا گیا ، یا رب ! یا رب ! ' تو اللہ عزوجل جواب میں ارشاد فرماتا ہے ' کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرے ساتھ تعلق جوڑنے والے سے اپنا تعلق جوڑ لیتا ہوں اور تیرے ساتھ تعلق توڑنے والے سے اپنا تعلق توڑ لیتا ہوں ' ۔

(مسند احمد ، مسند ابی ھریرہ ، رقم ۸۹۸۵ ، ج ۳ ، ص ۳۲۹)

حضرتِ سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر ، تمام نبیوں کے سَرْوَر ، دو جہاں کے تاجْوَر ، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا ' مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے میں دو صدقے ہیں ، صدقہ اور صلہ رحمی ' ۔

(ابن خزیمہ ، کتاب الزکاۃ ، باب استحبات ابتاء الم ،،، الخ ، رقم ۲۳۸۵ ، ج ۴ ، ص ۷۷)

۶۷ ان کا حق دو یعنی زکوٰۃ ۔

۶۸ یعنی ناجائز کام میں خرچ نہ کر ۔ جہاں خرچ کرنا واجب ہو وہاں خرچ نہ کرنا بُخل ہے اور جہاں خرچ نہ کرنا

اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ

اور شیطان اپنے رب کا بڑا نا شکرا ہے وا؎ اور اگر تو ان سے وا؎ منہ پھیرے

ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَ لَا تَجْعَلْ

اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے تو ان سے آسان بات کہہ وا؎ اور اپنا

یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا

ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا

واجب ہو وہاں خرچ کرنا فضول خرچی اور اسراف ہے اور ان دونوں کی درمیانی صورت قابلِ تعریف ہے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تبذیر مال کا ناحق میں خرچ کرنا ہے۔

و۶۹ کہ ان کی راہ چلتے ہیں۔

وا؎ تو اس کی راہ اختیار کرنا نہ چاہئے۔

میرے میٹھے میٹھے مرشدِ کریم شیخِ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ فُضُول خرچی کرنے کی کس قَدَر مذمّت قُرانِ پاک میں وارِد ہوئی ہے۔ یاد رکھئے! اِن فُضُول خرچیوں سے ہرگز ہرگز اللہ عَزَّ وَجَلَّ خوش نہیں ہوتا۔ یاد رکھئے! اِنسان اور حَیوان میں جو مابِہِ الْاِمْتِیاز (یعنی فرق کرنے والی چیز) ہے وہ عَقْل وتدبیر، دُور بِینی اور دُور اَندیشی ہے۔ عُمُوماً حیوان کو 'کل' کی فِکر نہیں ہوتی، اور عام طور پر اُس کی کوئی حَرَکت کِسی حکمتِ عملی کے ماتحت نہیں ہوتی۔ بَرخلاف انسانوں کے، کہ اُنہیں نہ صِرف کل ہی کی بلکہ مسلمان کو تو اِس دُنیوی زندگی کے بعد والی اُخروی (اُخ۔رَ۔وی) زندگی کی بھی فِکْر ہوتی ہے۔ پَس سمجھدار انسان وُہی ہے بلکہ حقیقۃً انسان ہی وہ ہے جو 'کل' یعنی آخرت کی بھی فِکْر کرے اور حکمتِ عملی سے کام لے مگر افسوس! آجکل حکمتِ عملی کا تو نام تک نہیں رہا، اِس فانی زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے آخرت کیلئے کوئی اِنتظام نہیں کیا جاتا۔ آہ! اب تو لوگ اپنی زندگی کا مقصد مال کمانا، خوب ڈٹ کر کھانا اور پھر خُوب غفلت کی نیند سو جانا ہی سمجھتے ہیں۔

(فیضان رمضان ص ۱۲۹۳)

وا؎ یعنی رشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں سے۔

شانِ نُزول: یہ آیت مِہجع و بلال وصہیب وسالم وخبّاب اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں نازِل ہوئی جو وقتاً فوقتاً سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنے حوائج وضروریات کے لئے سوال کرتے رہتے تھے، اگر کسی وقت حضور کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ حیاء ان سے اعراض کرتے اور خاموش ہو جاتے بایں انتظار کہ اللہ تعالیٰ کچھ بھیجے تو انہیں عطا فرمائیں۔

مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

تھکا ہوا ف۷۳ بے شک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا اور ف۷۴ کستا ہے (تنگی دیتا ہے) بے شک وہ اپنے

ع ۸ ۳ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ

بندوں کو خوب جانتا ف۷۵ دیکھتا ہے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ف۷۶ ہم انھیں بھی روزی

نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ

دیں گے اور تمہیں بھی بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک

ف۷۲ یعنی ان کی خوش دلی کے لئے ان سے وعدہ کیجئے یا ان کے حق میں دعا فرمایئے۔

ف۷۳ یہ تمثیل ہے جس سے انفاق یعنی خرچ کرنے میں اعتدال ملحوظ رکھنے کی ہدایت منظور ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ نہ تو اس طرح ہاتھ روکو کہ بالکل خرچ ہی نہ کرو اور یہ معلوم ہو گویا کہ ہاتھ گلے سے باندھ دیا گیا ہے، دینے کے لئے ہل ہی نہیں سکتا ایسا کرنا تو سببِ ملامت ہوتا ہے کہ بخیل کنجوس کو سب بُرا کہتے ہیں اور نہ ایسا ہاتھ کھولو کہ اپنی ضروریات کے لئے بھی کچھ باقی نہ رہے۔

شانِ نُزول: ایک مسلمان بی بی کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا بیان کیا اور اس میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضرت سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ترجیح دے دی اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات کی سخاوت اس انتہا پر پہنچی ہوئی تھی کہ اپنے ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا سائل کو دے دینے سے دریغ نہ فرماتے، یہ بات مسلمان بی بی کو ناگوار گزری اور انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سب صاحبِ فضل و کمال ہیں، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے جود و نوال میں کچھ شبہ نہیں لیکن سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے چاہا کہ یہودیہ کو حضرت سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جود و کرم کی آزمائش کرادی جائے چنانچہ انہوں نے اپنی چھوٹی بچّی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت میں بھیجا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قمیص مانگ لائے، اس وقت حضور کے پاس ایک ہی قمیص تھی جو زیبِ تن تھی وہی اتار کر عطا فرمادی اور اپنے آپ دولت سرائے اقدس میں تشریف رکھی شرم سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ اذان کا وقت آیا، اذان ہوئی، صحابہ نے انتظار کیا، حضور تشریف نہ لائے تو سب کو فکر ہوئی، حال معلوم کرنے کے لئے دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جسمِ مبارک پر قمیص نہیں ہے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

ف۷۴ جسے چاہے اس کے لئے تنگی کرتا اور اس کو۔

ف۷۵ اور ان کے احوال و مصالح کو۔

ف۷۶ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا کرتے تھے اور اس کے کئی سبب تھے، ناداری و مفلسی کا

كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا

وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ ۷۶ب اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو

بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي

اور جو ناحق مارا جائے تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے ۷۷ تو وہ قتل میں حد

الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

سے نہ بڑھے ۷۸ ضرور اس کی مدد ہونی ہے ۷۹ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اس راہ سے جو سب سے

اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَ

بھلی ہے ۸۰ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے ۸۱ اور عہد پورا کرو ۸۲ بے شک عہد سے متعلق سوال ہونا ہے اور

خوف، لوٹ کا خوف، اللہ تعالٰی نے اس کی ممانعت فرمائی۔

۷۶ب منقول ہے کہ شیطان اپنے لشکر زمین میں پھیلا دیتا ہے اور انہیں کہتا ہے: 'تم میں جو کسی مسلمان کو گمراہ کریگا، میں اس کے سر پر ایک تاج پہناؤں گا۔' چنانچہ ان میں جو زیادہ فتنہ باز ہوتا ہے، وہ مرتبے کے لحاظ سے شیطان سے اتنا ہی نزدیک ہوتا ہے۔ جب وہ لوٹتے ہیں تو ان میں ایک کہتا ہے: 'میں نے فلاں کو اس وقت تک نہ چھوڑا، جب تک اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دے دی۔' شیطان اسے جواب دیتا ہے: 'تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا، قریب ہے کہ وہ شخص کسی دوسری سے شادی کرلے۔'

پھر دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے: 'میں فلاں کے ساتھ اس وقت تک رہا، جب تک اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان جدائی نہ کروادی۔' شیطان اسے بھی یونہی کہتا ہے کہ 'تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا، عنقریب وہ اس سے صلح کرلے گا۔' پھر ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے: 'میں فلاں کے ساتھ رہا حتی کہ اس نے زناء کرلیا۔'...

یہ سن کر شیطان کہتا ہے: 'ہاں تو نے کام کیا ہے۔' پھر اسے خود سے قریب کرلیتا ہے اور تاج اس کے سر پر رکھ دیتا ہے۔ (کتاب الکبائر، صفحہ ۵۸)

۷۷ قصاص لینے کا۔

مسئلہ: آیت سے ثابت ہوا کہ قصاص لینے کا حق ولی کو ہے اور وہ بہ ترتیب عصبات ہیں۔

مسئلہ: اور جس کا ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔

۷۸ اور زمانۂ جاہلیّت کی طرح ایک مقتول کے عوض میں کئی کئی کو یا بجائے قاتل کے اس کی قوم و جماعت کے اور کسی شخص کو قتل نہ کرے۔

۷۹ یعنی ولی کی یا مقتول مظلوم کی یا اس شخص کی جس کو ولی ناحق قتل کرے۔

اَوْفُوا الْكَیْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ
ماپو تو پورا ماپو اور برابر ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا اور اس
تَاْوِیْلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ۸۳ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان
كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاۚ اِنَّكَ لَنْ
سب سے سوال ہونا ہے ۸۴ اور زمین میں اِتراتا نہ چل ۸۵ بے شک تو ہر گز

۸۰ وہ یہ ہے کہ اس کی حفاظت کرو اور اس کو بڑھاؤ۔

۸۱ اور وہ اٹھارہ (۱) سال کی عمر ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہی مختار ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علامات ظاہر نہ ہونے کی حالت میں انتہائے مدّتِ بلوغ اسی سے تمسّک کر کے اٹھارہ سال قرار دی۔ (احمدی)

(۱) لیکن فتوی اس پر ہے کہ انتہائے مدّتِ بلوغ لڑکا لڑکی دونوں کے لئے پندرہ سال ہے جبکہ علامتِ بلوغ نہ ظاہر ہوں اور اقلِّ مدّت لڑکی کے لئے نو سال، لڑکے کے لئے بارہ سال ہے۔ ۱۲ نعمانی۔

۸۲ اللہ کا بھی بندوں کا بھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔ (صحیح البخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب اثم من عاھد ثم غدر، الحدیث ۳۱۷۹، ج ۲، ص ۳۷۰)

۸۳ یعنی جس چیز کو دیکھا نہ ہو اسے یہ نہ کہو کہ میں نے دیکھا، جس کو سنا نہ ہو اس کی نسبت نہ کہو کہ میں نے سنا۔ ابنِ حنیفہ سے منقول ہے کہ جھوٹی گواہی نہ دو۔ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کسی پر وہ الزام نہ لگاؤ جو تم نہ جانتے ہو۔

۸۴ کہ تم نے ان سے کیا کام لیا۔

اس آیت کے تحت علامہ محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ رحمۃ اللہ القوی (اَلْمُتَوَفّٰی ۶۷۱ ھ) تفسیر قُرطبی میں لکھتے ہیں کہ 'یعنی ان میں سے ہر ایک سے اس کے استعمال کے بارے میں سُوال ہوگا، چُنانچہ دِل سے پوچھا جائے گا کہ اِس کے ذریعے کیا سوچا گیا اور پھر کیا اِعتِقاد رکھا گیا جبکہ آنکھ اور کان سے پوچھا جائے گا تمہارے ذریعے کیا دیکھا اور کیا سُنا گیا۔' (الجامع لاحکام القران، سورۃ الاسراء، تحت ۳۶، ج ۵، ص ۱۸۸)

جبکہ علّامہ سیِّد محمود آلُوسی بَغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۲۷۰ ھ) تفسیر روح المعانی میں اِسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ 'یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ آدمی کے دِل کے اَفعال پر بھی اس کی پکڑ ہوگی مثلاً کسی گُناہ کا پُختہ اِرادہ کر لینا..یا..دِل کا مختلف بیماریوں مثلاً کینہ، حَسَد اور خُود پسندی وغیرہ میں مُبتَلا ہوجانا، ہاں عُلَماء نے اس بات کی صَراحت فرمائی کہ دِل میں کسی

تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ

زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا ۸۶ یہ جو کچھ گزرا ان میں کی بری بات

رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَ لَا تَجْعَلْ

تیرے رب کو ناپسند ہے یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی حکمت کی باتیں ۸۷ اور اے

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ

سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا طعنہ پاتا دھکے کھاتا کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے چن

بِالْبَنِیْنَ وَ اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا ﴿۴۰﴾ ع وَ لَقَدْ ع ۴

دیے اور اپنے لئے فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں ۸۸ بے شک تم بڑا بول بولتے ہو ۸۹ اور بے شک ہم نے

گناہ کے بارے میں محض سوچنے پر پکڑ نہ ہوگی جبکہ اِس کے کرنے کا پختہ اِرادہ نہ رکھتا ہو۔‘

(روح المعانی، پ ۱۵، الاسراء، تحت ۳۶، ج ۱۵، ص ۹۷)

۸۵ تکبُّر وخودنمائی سے۔

حضرت سیِّدُنا حَسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک امیر کو متکبرانہ (مُ۔تَ۔کَبْ۔برانہ) چال چلتے ہوئے دیکھا تو اُس سے فرمایا کہ اے احمق! تکبُّر سے اِتراتے ہوئے ناک چڑھا کر کہاں دیکھ رہا ہے؟ کیا اُن نعمتوں کو دیکھ رہا ہے جن کا شکر ادا نہیں کیا گیا یا اُن نعمتوں کو دیکھ رہا ہے کہ جن کا تذکرہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے اَحکام میں نہیں۔ جب اُس نے یہ بات سنی تو معذِرت کرنے حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِرشاد فرمایا: 'مجھ سے معذِرت نہ کر بلکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر کیا تو نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا پھر یہ آیت پڑھی۔

۸۶ معنٰی یہ ہیں کہ تکبُّر وخودنمائی سے کچھ فائدہ نہیں۔

۸۷ جن کی صحت پر عقل گواہی دے اوران سے نفس کی اصلاح ہوان کی رعایت لازم ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ ان آیات کا حاصِل توحید اور نیکیوں اور طاعتوں کا حکم دینا اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت دلانا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ اٹھارہ آیتیں لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے مَدْحُوْرًا تک حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الواح میں تھیں، ان کی ابتداء توحید کے حکم سے ہوئی اور انتہا شرک کی ممانعت پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر حکمت کی اصل توحید وایمان ہے اور کوئی قول وعمل بغیر اس کے قابلِ پذیرائی نہیں۔

۸۸ یہ خلافِ حکمت بات کس طرح کہتے ہو۔

۸۹ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہو جو خواصِ اجسام سے ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک پھر اس میں بھی اپنی بڑائی رکھتے ہو کہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور اس کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہو، کتنی بے ادبی اور

صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْاؕ وَ مَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ

اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا و۹۰ کہ وہ سمجھیں و۹۱ اور اس سے انھیں نہیں بڑھتی مگر نفرت و۹۲ تم فرماؤ

مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ

اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ بکتے ہیں جب تو وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے و۹۳ اسے

وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ

پاکی اور برتری ان کی باتوں سے بڑی برتری اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور

الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهِنَّؕ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا

زمین اور جو کوئی ان میں ہیں و۹۴ اور کوئی چیز نہیں و۹۵ جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے و۹۶ ہاں تم ان کی تسبیح

گستاخی ہے۔

و۹۰ دلیلوں سے بھی، مثالوں سے بھی، حکمتوں سے بھی، عبرتوں سے بھی اور جا بجا اس مضمون کو قسم قسم کے پیرایوں میں بیان فرمایا۔

و۹۱ اور پند پذیر ہوں۔

و۹۲ اور حق سے دوری۔

و۹۳ اور اس سے برسرِ مقابلہ ہوتے جیسا بادشاہوں کا طریقہ ہے۔

و۹۴ زبانِ حال سے اس طرح کہ ان کے وجود صانع کے قدرت و حکمت پر دلالت کرتے ہیں یا زبانِ قال سے اور یہی صحیح ہے، احادیثِ کثیرہ اس پر دلالت کرتی ہیں اور سلف سے یہی منقول ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجددِ دین وملت حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں؛

ہر شے ناطق ہے۔شجر، حجر، دیوار و در سب ناطق ہیں، نص ہے:

اعضا کہیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے ناطق کیا جس نے ہر شے کو ناطق کر دیا۔(پ ۲۴ حٰمٓ السجدۃ:۲۱)

اور نصوص کا اُن کے ظواہر پر حمل واجب، بلاضرورت ان میں تاویل باطل و نامسموع۔

ہر شے مکلف ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کے ساتھ۔

(ملفوظات ص ۵۳۰)

و۹۵ جماد و نبات و حیوان سے زندہ۔

و۹۶ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور ہر چیز کی زندگی اس کے

تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا

نہیں سمجھتے وے۹ بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے و۹۸ اور اے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں

بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ جَعَلْنَا

کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا و۹۹ اور ہم نے ان کے دلوں پر

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی

غلاف ڈال دیے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں ٹینٹ (روئی) و۱۰۰ اور جب تم قرآن میں اپنے

الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ

اکیلے رب کی یاد کرتے ہو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت کرتے ہم خوب جانتے ہیں جس لئے وہ سنتے ہیں و۱۰۱ جب

حسبِ حیثیت ہے۔ مفسّرین نے کہا کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا چٹخنا یہ بھی تسبیح کرنا ہے اور ان سب کی تسبیح سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگشتِ مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہم نے دیکھے اور یہ بھی ہم نے دیکھا کہ کھاتے وقت میں کھانا تسبیح کرتا تھا۔ (بخاری شریف) حدیث شریف میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت کے زمانہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ (مسلم شریف) ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکڑی کے ایک ستون سے تکیہ فرما کر خطبہ فرمایا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور حضور منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ ستون رویا حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اس پر دستِ کرم پھیرا اور شفقت فرمائی اور تسکین دی۔ (بخاری شریف) ان تمام احادیث سے جماد کا کلام اور تسبیح کرنا ثابت ہوا۔

وے۹ اختلافِ لغات کے باعث یا دشواریٔ ادارک کے سبب۔

و۹۸ کہ بندوں کی غفلت پر عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔

و۹۹ کہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکیں۔

شانِ نزول: جب آیت تَبَّتْ یَدَا نازِل ہوئی تو ابولہب کی عورت پتھر لے کر آئی، حضور مع حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشریف رکھتے تھے، اس نے حضور کو نہ دیکھا اور حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگی، تمہارے آقا کہاں ہیں مجھے معلوم ہوا ہے انہوں نے میری ہجو کی ہے؟ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ شعر گوئی نہیں کرتے ہیں تو وہ یہ کہتی ہوئی واپس ہوئی کہ میں ان کا سر کچلنے کے لئے یہ پتھر لائی تھی، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ اس نے حضور کو دیکھا نہیں؟ فرمایا میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل رہا۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازِل ہوئی۔

اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا
تمہاری طرف کان لگاتے ہیں اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں جبکہ ظالم کہتے ہیں تم پیچھے نہیں چلتے مگر ایک ایسے مرد کے

رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ
جس پر جادو ہوا ف۱۰۲ دیکھو انھوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں تو گمراہ ہوئے کہ راہ نہیں

سَبِیْلًا ﴿۴۸﴾ وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا
پا سکتے اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا سچ مچ نئے

جَدِیْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ
بن کر اٹھیں گے ف۱۰۳ تم فرماؤ کہ پتھر یا لوہا ہو جاؤ یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو ف۱۰۴

صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ
تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب تمہاری

فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ
طرف مسخرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہے ف۱۰۵ تم فرماؤ شاید نزدیک ہی ہو

قَرِیْبًا ﴿۵۱﴾ یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا
جس دن وہ تمہیں بلائے گا ف۱۰۶ تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے اور ف۱۰۷ سمجھو گے کہ نہ رہے ف۱۰۸ تھے مگر

ف۱۰۰ گرانی جس کے باعث وہ قرآن شریف نہیں سنتے۔

ف۱۰۱ یعنی سنتے بھی ہیں تو تمسخر اور تکذیب کے لئے۔

ف۱۰۲ تو بعض ان میں سے آپ کو مجنوں کہتے ہیں، بعض ساحر، بعض کاہن، بعض شاعر۔

ف۱۰۳ یہ بات انہوں نے بہت تعجب سے کہی اور مرنے اور خاک میں مل جانے کے بعد زندہ کئے جانے کو انہوں نے بہت بعید سمجھا، اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا۔

ف۱۰۴ اور حیات سے دور ہو، جان اس سے کبھی متعلق نہ ہوئی ہو تو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں زندہ کرے گا اور پہلی حالت کی طرف واپس فرمائے گا چہ جائیکہ ہڈیاں اور اس جسم کے ذرّے انہیں زندہ کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے، ان سے تو جان پہلے متعلق رہ چکی ہے۔

ف۱۰۵ یعنی قیامت کب قائم ہوگی اور مردے کب اٹھائے جائیں گے۔

ف۱۰۶ قبروں سے موقفِ قیامت کی طرف۔

ع ۵
قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ وَ قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ
تھوڑا اور میرے وف۱۰۹ بندوں سے فرماؤ وف۱۱۰ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو وف۱۱۱ بے شک شیطان ان کے آپس
بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ
میں فساد ڈالتا ہے بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے وف۱۱۱ب تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے وہ
يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾
چاہے تو تم پر رحم کرے وف۱۱۲ چاہے تو تمہیں عذاب کرے اور ہم نے تم کو ان پر کڑوڑا (حاکم اعلیٰ) بنا کر نہ بھیجا وف۱۱۳

وف۱۰۷ اپنے سروں سے خاک جھاڑتے اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ کہتے اور یہ اقرار کرتے کہ اللہ ہی پیدا کرنے والا اور مرنے کے بعد اٹھانے والا ہے۔

وف۱۰۸ دنیا میں یا قبروں میں۔

وف۱۰۹ ایماندار۔

وف۱۱۰ کہ وہ کافروں سے۔

وف۱۱۱ نرم ہو یا پاکیزہ ہو، ادب اور تہذیب کی ہو، ارشاد و ہدایت کی ہو کُفّار اگر بے ہودگی کریں تو ان کا جواب انہیں کے انداز میں نہ دیا جائے۔

شانِ نُزول: مشرکین مسلمانوں کے ساتھ بدکلامیاں کرتے اور انہیں ایذائیں دیتے تھے انہوں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور مسلمانوں کو بتایا گیا کہ وہ کُفّار کی جاہلانہ باتوں کا ویسا ہی جواب نہ دیں، صبر کریں اور يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ کہہ دیں۔ یہ حکم قتال و جہاد کے حکم سے پہلے تھا بعد کو منسوخ ہو گیا اور ارشاد فرمایا گیا: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازِل ہوئی ایک کافر نے ان کی شان میں بیہودہ کلمہ زبان سے نکالا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر کرنے اور معاف فرمانے کا حکم دیا۔

وف۱۱۱ب میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان لعین انسان کا کھلا دشمن ہے وہ ہر آن انسانوں کو بہکانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اس کے مکر و فریب سے بچنے کے لئے ایسے لوگوں کی صحبت ضروری ہے جو اس کے واروں سے بچنے کے طریقے جانتے ہوں اور ان کے سینے، خوف خدا و محبت مصطفی عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منور ہوں، ان کے ساتھ رہ کر سنتوں پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ ملے اور نیکیاں کرنا آسان ہو جائے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں اچھے لوگوں کی صحبت عطا فرمائے اور نفس و شیطان کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

وف۱۱۲ اور تمہیں توبہ اور ایمان کی توفیق عطا فرمائے۔

وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ

اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں ف۱۱۴ اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر

عَلٰى بَعْضٍ وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا

بڑائی دی ف۱۱۵ اور داؤد کو زبور عطا فرمائی ف۱۱۶ تم فرماؤ پکارو انھیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ

ف۱۱۳ کہ تم ان کے اعمال کے ذمّہ دار ہوتے۔

ف۱۱۴ سب کے احوال کو اور اس کو کہ کون کس لائق ہے۔

ف۱۱۵ مخصوص فضائل کے ساتھ جیسے کہ حضرت ابراہیم کو خلیل کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حبیب۔

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے نبیِّ مکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مطلق طور پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کے حق میں بھی نقص اور عیب کا باعث نہیں۔

اس اعتراض کا جواب دینے کی ضرورت تو نہ تھی لیکن میں نے اس خوف سے اس کا جواب دے دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی جاہل ایسی بات سن کر یہ وہم کرے کہ یہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں عیب اور نقص کا باعث ہے اور اس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان خصائص کے انکار پر برانگیختہ نہ کر دے جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو باقی تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام پر فضیلت دی گئی ہے۔

نیز وہ اس بات کا انکار نہ کردے جو نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے خصائل حمیدہ عطا کئے گئے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو بھی عطا نہیں کئے گئے اور یہ کہ ہر ہر خصلت (یعنی اچھی صفت) میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت عطا کی گئی۔ لہذا میں نے اس کا جواب دیا ہے تاکہ معاذ اللہ کہیں وہ کافر اور زندیق (یعنی بے دین) نہ ہو جائے۔

ہم ایسی باتوں سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں اور اللہ عزوجل سے سلامتی، عافیت اور حسنِ خاتمہ کا سوال کرتے ہیں۔

(اٰمین بجاہِ النّبیِّ الامین)

ف۱۱۶ زبور کتابِ الٰہی ہے جو حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام پر نازِل ہوئی، اس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں سب میں دعا اور اللہ تعالیٰ کی ثنا اور اسکی تحمید و تمجید ہے، نہ اس میں حلال و حرام کا بیان، نہ فرائض، نہ حدود و احکام، اس آیت میں خصوصیّت کے ساتھ حضرت داؤد علیہ والسلام کا نام لے کر ذکر فرمایا گیا۔ مفسّرین نے اس کے چند وجوہ بیان کئے ہیں ایک یہ کہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا کہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی پھر ارشاد کیا کہ حضرت داؤد کو زبور عطا کی باوجود یکہ حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوّت کے ساتھ مُلک بھی عطا کیا تھا لیکن اس کا ذکر نہ فرمایا اس میں تنبیہ ہے کہ آیت میں جس فضیلت کا ذکر ہے وہ فضیلتِ علم ہے نہ کہ فضیلتِ ملک و مال۔ دوسری وجہ یہ

يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا و۱۱۷ وہ مقبول بندے جنہیں

يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ

یہ کافر پوجتے ہیں و۱۱۸ وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے و۱۱۹ اس کی رحمت

عَذَابَهٗ ؕ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَ إِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا

کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں و۱۲۰ بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے اور کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں فرمایا ہے کہ محمّد خاتَمُ الانبیاء ہیں اور ان کی اُمّت خیرُ الاُمَم اسی سبب سے آیت میں حضرت داؤد اور زبور کا ذکر خصوصیّت سے فرمایا گیا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہود کا گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں اور توریت کے بعد کوئی کتاب نہیں اس آیت میں حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمانے کا ذکر کر کے یہود کی تکذیب کر دی گئی اور ان کے دعوے کا بطلان ظاہر فرما دیا گیا غرض کہ یہ آیت سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فضیلتِ کبریٰ پر دلالت کرتی ہے۔ قطعہ

ای وصفِ تو در کتابِ موسیٰ
وے نعت تو در زبورِ داؤد
مقصود توئی ز آفرینش
باقی بہ طفیلِ تست موجود۔

و۱۱۷ شانِ نُزول: کُفّار جب قحطِ شدید میں مبتلا ہوئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کتّے اور مردار کھا گئے اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں فریاد لائے اور آپ سے دعا کی التجا کی، اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جب بتوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انہیں پکارو اور وہ تمہاری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے تو کیوں انہیں معبود بناتے ہو۔

و۱۱۸ جیسے کہ حضرت عیسٰی اور حضرت عزیر اور ملائکہ۔

شانِ نُزول: ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ آیت ایک جماعتِ عرب کے حق میں نازِل ہوئی جو جنّات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے، وہ جنات اسلام لے آئے اور ان کے پوجنے والوں کو خبر نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازِل فرمائی اور انہیں عار دلائی۔

و۱۱۹ تاکہ جو سب سے زیادہ مقرّب ہو اس کو وسیلہ بنائیں۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مقرّب بندوں کو بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ

ہم اسے روز قیامت سے پہلے نیست کردیں گے یا اسے سخت عذاب دیں گے ف۱۲۱ یہ کتاب میں ف۱۲۲ لکھا ہوا ہے

فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾ وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا

اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے جھٹلایا ف۱۲۳ اور ہم نے

الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ

ثمود کو ف۱۲۴ ناقہ دیا آنکھیں کھولنے کو ف۱۲۵ تو انہوں نے اس پر ظلم کیا ف۱۲۶ اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے

اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا

مگر ڈرانے کو ف۱۲۷ اور جب ہم نے تم سے فرمایا کہ سب لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں ف۱۲۸ اور ہم نے نہ کیا وہ

الرُّءْيَا الَّتِيْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَ

دکھاوا ف۱۲۹ جو تمہیں دکھایا تھا ف۱۳۰ مگر لوگوں کی آزمائش کو ف۱۳۱ اور وہ پیڑ جس پر قرآن میں لعنت ہے ف۱۳۲ اور

ف۱۲۰ کافر انہیں کس طرح معبود سمجھتے ہیں۔

ف۱۲۱ قتل وغیرہ کے ساتھ جب وہ کُفر کریں اور معاصی میں مبتلا ہوں۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کسی بستی میں زنا اور سود کی کثرت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہلاک کا حکم دیتا ہے۔

ف۱۲۲ لوحِ محفوظ میں۔

ف۱۲۳ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اہلِ مکّہ نے نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا تھا کہ صفا پہاڑ کو سونا کردیں اور پہاڑوں کو سرزمینِ مکّہ سے ہٹا دیں اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وحی فرمائی کہ آپ فرمائیں تو آپ کی اُمّت کو مہلت دی جائے اور اگر آپ فرمائیں تو جو انہوں نے طلب کیا ہے وہ پورا کیا جائے لیکن اگر پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تو ان کو ہلاک کر کے نیست و نابود کردیا جائے گا اس لئے کہ ہماری سنّت یہی ہے کہ جب کوئی قوم نشانی طلب کر کے ایمان نہیں لاتی تو ہم اسے ہلاک کردیتے ہیں اور مہلت نہیں دیتے، ایسا ہی ہم نے پہلوں کے ساتھ کیا ہے۔ اسی بیان میں یہ آیت نازِل ہوئی۔

ف۱۲۴ ان کے حسبِ طلب۔

ف۱۲۵ یعنی حجّتِ واضحہ۔

ف۱۲۶ اور کُفر کیا کہ اس کے مِنَ اللہ ہونے سے منکر ہوگئے۔

ف۱۲۷ جلد آنے والے عذاب سے۔

ف۱۲۸ اس کے قبضۂ قدرت میں۔ تو آپ تبلیغ فرمایئے اور کسی کا خوف نہ کیجئے اللہ آپ کا نگہبان ہے۔

ع ۸/۶ نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ ع وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا

ہم انہیں ڈراتے ہیں و۱۳۳ تو انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ج قَالَ

کرو و۱۳۴ تو ان سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا بولا و۱۳۵

اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ عَلَىَّ ز لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا و۱۳۶ اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس کی

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ

اولاد کو پیس ڈالوں گا و۱۳۷ مگر تھوڑا و۱۳۸ فرمایا دور ہو و۱۳۹ تو ان میں جو تیری

و۱۲۹ یعنی معائنہ عجائبِ آیاتِ الٰہیہ کا۔

و۱۳۰ شبِ معراج بحالتِ بیداری۔

و۱۳۱ یعنی اہلِ مکّہ کی چنانچہ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں واقعۂ معراج کی خبر دی تو انہوں نے اس کی تکذیب کی اور بعض مرتد ہو گئے اور تمسخر سے عمارتِ بیت المقدس کا نقشہ دریافت کرنے لگے حضور نے سارا نقشہ بتا دیا تو اس پر کُفّار آپ کو ساحر کہنے لگے۔

و۱۳۲ یعنی درختِ زقوم جو جہنم میں پیدا ہوتا ہے اس کو سببِ آزمائش بنا دیا یہاں تک کہ ابوجہل نے کہا کہ محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تم کو جہنّم کی آگ سے ڈراتے ہیں کہ وہ پتّھروں کو جلا دے گی ، پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس میں درخت اگیں گے ، آگ میں درخت کہاں رہ سکتا ہے یہ اعتراض انہوں نے کیا اور قدرتِ الٰہی سے غافل رہے نہ سمجھے کہ اس قادرِ مختار کی قدرت سے آگ میں درخت پیدا کرنا کچھ بعید نہیں ، سمندل ایک کیڑا ہوتا ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے آگ ہی میں رہتا ہے ، بلادِ ترک میں اس کے اون کی تولیاں بنائی جاتی تھیں جو میلی ہو جانے پر آگ میں ڈال کر صاف کر لی جاتیں اور جلتی نہ تھیں ، شتر مرغ انگارے کھا جاتا ہے ، اللہ کی قدرت سے آگ میں درخت پیدا کرنا کیا بعید ہے۔

و۱۳۳ دینی اور دنیوی خوفناک امور سے۔

و۱۳۴ تحیّت کا۔

و۱۳۵ شیطان۔

و۱۳۶ اور اس کو مجھ پر فضیلت دی اور اس کو سجدہ کرایا تو میں قسم کھاتا ہوں کہ۔

و۱۳۷ گمراہ کر کے۔

جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ

پیروی کرے گا تو بے شک سب کا بدلہ جہنم ہے بھرپور سزا اور ڈگا دے (بہکا دے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی

بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ

آواز سے ۱۴۰ اور ان پر لام باندھ (فوج چڑھا) لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا ۱۴۱ اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں

وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ

میں ۱۴۲ اور انھیں وعدہ دے ۱۴۳ اور شیطان انھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے بے شک جو میرے بندے

لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ

ہیں ۱۴۴ ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو ۱۴۵ تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لئے

لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَ اِذَا

دریا میں کشتی رواں کرتا ہے کہ ۱۴۶ تم اس کا فضل تلاش کرو بے شک وہ تم پر مہربان ہے اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی

ف۱۳۸ جنہیں اللہ بچائے اور محفوظ رکھے وہ اس کے مخلص بندے ہیں، شیطان کے اس کلام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سے۔

ف۱۳۹ تجھے نفخۂ اولیٰ تک مہلت دی گئی۔

ف۱۴۰ وسوسے ڈال کر اور معصیت کی طرف بلا کر۔ بعض علماء نے فرمایا کہ مراد اس سے گانے باجے لہو ولعب کی آوازیں ہیں۔ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف منہ سے نکلے وہ شیطانی آواز ہے۔

ف۱۴۱ یعنی اپنے سب مکر تمام کرلے اور اپنے تمام لشکروں سے مدد لے۔

ف۱۴۲ زُجاج نے کہا کہ جو گناہ مال میں ہو یا اولاد میں ہو ابلیس اس میں شریک ہے جیسے کہ سود اور مال حاصل کرنے کے دوسرے حرام طریقے اور فسق وممنوعات میں خرچ کرنا اور زکوٰۃ نہ دینا یہ مالی امور ہیں جن میں شیطان کی شرکت ہے اور زنا و ناجائز طریقے سے اولاد حاصل کرنا یہ اولاد میں شیطان کی شرکت ہے۔

ف۱۴۳ اپنی طاعت پر۔

ف۱۴۴ نیک مخلص انبیاء اور اصحابِ فضل وصلاح۔

ف۱۴۵ انہیں تجھ سے محفوظ رکھے گا اور شیطانی مکائد اور وساوس کو دفع فرمائے گا۔

ف۱۴۶ ان میں تجارتوں کے لئے سفر کرکے۔

مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ

ہے وے۱۴۷ تو اس کے سوا جنہیں پوجتے ہو سب گم ہو جاتے ہیں و۱۴۸ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو منہ پھیر

اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ

لیتے ہو و۱۴۹ اور انسان بڑا ناشکرا ہے کیا تم و۱۵۰ اس سے نڈر ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا کوئی

الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ

کنارہ تمہارے ساتھ دھنسا دے و۱۵۱ یا تم پر پتھراؤ بھیجے و۱۵۲ پھر اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ و۱۵۳ یا اس سے نڈر

يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا

ہوئے کہ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے پھر تم پر جہاز توڑنے والی آندھی بھیجے تو تم کو تمہارے کفر کے سبب ڈبو دے پھر اپنے

كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْۤ اٰدَمَ وَ

لئے کوئی ایسا نہ پاؤ کہ اس پر ہمارا پیچھا کرے و۱۵۴ اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی و۱۵۵ اور

و۱۴۷ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

و۱۴۸ اور ان جھوٹے معبودوں میں سے کسی کا نام زبان پر نہیں آتا، اس وقت اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی چاہتے ہیں۔ مؤمن مصیبت وخوشحالی اور آزمائش وغیرہ کسی حال میں بھی بارگاہِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ سے اعراض نہیں کرتا اور اس پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔

و۱۴۹ اس کی توحید سے اور پھر انہیں ناکارہ بُتوں کی پرستش شروع کر دیتے ہو۔

و۱۵۰ دریا سے نَجات پا کر۔

و۱۵۱ جیسا کہ قارون کو دھنسا دیا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ خشکی وتری سب اس کے تحتِ قدرت ہیں جیسا وہ سمندر میں غرق کرنے اور بچانے دونوں پر قادر ہے ایسا ہی خشکی میں بھی زمین کے اندر دھنسا دینے اور محفوظ رکھنے دونوں پر قادر ہے، خشکی ہو یا تری ہر کہیں بندہ اس کی رحمت کا محتاج ہے وہ زمین دھنسانے پر بھی قادر ہے اور یہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ۔

و۱۵۲ جیسا قومِ لوط پر بھیجا تھا۔

و۱۵۳ جو تمہیں بچا سکے۔

و۱۵۴ اور ہم سے دریافت کر سکے کہ ہم نے ایسا کیوں کیا کیونکہ ہم قادرِ مختار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں ہمارے کام میں کوئی دخل دینے والا اور دم مارنے والا نہیں۔

و۱۵۵ عقل وعلم وگویائی، پاکیزہ صورت، معتدل قامت اور معاش ومعاد کی تدابیر اور تمام چیزوں پر استیلاء وتسخیر عطا

حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ

ان کو خشکی اور تری میں ف۱۵۶ سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں ف۱۵۷ اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل

خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا۠ ﴿۷۰﴾ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْۚ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ ع

کیا ف۱۵۸ جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے ف۱۵۹ تو جو اپنا نامہ

فرما کر اور اس کے علاوہ اور بہت سی فضیلتیں دے کر۔

ف۱۵۶ جانوروں اور دوسری سواریوں اور کشتیوں اور جہازوں وغیرہ میں۔

ف۱۵۷ لطیف خوش ذائقہ حیوانی اور نباتی ہر طرح کی غذائیں خوب اچھی طرح پکی ہوئی کیونکہ انسان کے سوا حیوانات میں پکی ہوئی غذا اور کسی کی خوراک نہیں۔

ف۱۵۸ حسن کا قول ہے کہ اکثر سے کل مراد ہے اور اکثر کا لفظ کل کے معنٰی میں بولا جاتا ہے قرآنِ کریم میں بھی ارشاد ہوا وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ اور مَا یَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا میں اکثر بہ معنٰی کل ہے لہذا ملائکہ بھی اس میں داخل ہیں اور خواص بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور صلحائے بشر عوام ملائکہ سے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن اللہ کے نزدیک ملائکہ سے زیادہ کرامت رکھتا ہے وجہ یہ ہے کہ فرشتے طاعت پر مجبول ہیں یہی ان کی سرشت ہے، ان میں عقل ہے شہوت نہیں اور بہائم میں شہوت ہے عقل نہیں اور آدمی شہوت و عقل دونوں کا جامع ہے تو جس نے عقل کو شہوت پر غالب کیا وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس نے شہوت کو عقل پر غالب کیا وہ بہائم سے بدتر ہے۔

ف۱۵۹ جس کا وہ دنیا میں اِتّباع کرتا تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما نے فرمایا اس سے وہ امامِ زماں مراد ہے جس کی دعوت پر دنیا میں لوگ چلے خواہ اس نے حق کی دعوت کی ہو یا باطل کی۔ حاصل یہ ہے کہ ہر قوم اپنے سردار کے پاس جمع ہوگی جس کے حکم پر دنیا میں چلتی رہی اور انہیں اسی کے نام سے پکارا جائے گا کہ اے فلاں کے متبعین۔

نورُ العِرفان فی تفسیرُ القرآن میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہیئے شَرِیعت میں 'تقلید' کرکے، اور طریقت میں 'بَیْعت' کرکے، تاکہ حَشر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالح امام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطٰن ہوگا۔ اس آیت میں (۱) تقلید (۲) بَیْعت اور مُریدی سب کا ثبوت ہے۔" (تفسیر نور العرفان، ص ۴۶۷)

آج کے پُرفتن دور میں پیری مُریدی کا سلسلہ وسیع تر ضَرور ہے، مگر کامل اور ناقص پیر کا امتیاز مشکل ہے۔ یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا خاص کرم ہے! کہ وہ ہر دور میں اپنے پیارے محبوب کی امت کی اصلاح کیلئے اپنے اولیاء کرام رَحِمَھُمُ اللہ ضَرور پیدا فرماتا ہے۔ جو اپنی مومنانہ حکمت و فراست کے ذریعے لوگوں کو یہ ذہن دینے کی کوشش فرماتے ہیں "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" (اِن شآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ)

بِیَمِیۡنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقۡرَءُوۡنَ كِتٰبَهُمۡ وَ لَا یُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ﴿۷۱﴾ وَ مَنۡ كَانَ فِیۡ
داہنے ہاتھ میں دیا گیا یہ لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے ف۱۶۰ اور تاگے بھر ان کا حق نہ دبایا جائے گا ف۱۶۱ اور جو اس زندگی
هٰذِهٖۤ اَعۡمٰی فَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۷۲﴾ وَ اِنۡ كَادُوۡا
میں ف۱۶۲ اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے ف۱۶۳ اور بھی زیادہ گمراہ اور وہ تو قریب تھا

مرشدِ کامل جس کی ایک مثال قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کا مَدَنی ماحول ہمارے سامنے ہے۔ جس کے امیر، بانیٔ دعوت اسلامی، امیرِ اَہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رَضوی دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ ہیں، جن کی نگاہ ولایت نے لاکھوں مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مَدَنی انقلاب برپا کردیا۔

امیرِ اَہلسنّت دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں مُرید کرتے ہیں، اور قادری سلسلے کی تو کیا بات ہے! کہ حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں! 'میں اپنے مریدوں کا قیامت تک کے لئے توبہ پر مرنے کا۔

(بفضلِ خدا عزوجل) ضامن ہوں۔' (بہجۃ الاسرار، ص۱۹۱، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

مَدَنی مشورہ: جو کسی کا مُرید نہ ہو اُس کی خدمت میں مَدَنی مشورہ ہے! کہ اس زمانے کے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے عظیم بزرگ شیخ طریقت امیر اہلسنت دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ کی ذات مبارکہ کو غنیمت جانے اور بلا تاخیر ان کا مُرید ہو جائے۔ یقیناً مُرید ہونے میں نقصان کا کوئی پہلو ہی نہیں، دونوں جہاں میں اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ فائدہ ہی فائدہ ہے۔

شیطانی رکاوٹ مگر یہ بات ذہن میں رہے! کہ چونکہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مُرید بننے میں ایمان کے تحفظ، مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق، جہنم سے آزادی اور جنت میں داخلے جیسے عظیم منافع موجود ہیں۔ لہٰذا شیطان آپ کو مُرید بننے سے روکنے کی بھرپور کوشش کریگا۔ آپ کے دل میں خیال آئے گا، میں ذرا ماں باپ سے پوچھ لوں، دوستوں کا بھی مشورہ لے لوں، ذرا نماز کا پابند بن جاؤں، ابھی جلدی کیا ہے، ذرا مُرید بننے کے قابل تو ہو جاؤں، پھر مُرید بھی بن جاؤں گا۔ میرے پیارے اسلامی بھائی! کہیں قابل بننے کے انتظار میں موت نہ آ سنبھالے، لہٰذا مُرید بننے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

ف۱۶۰ نیک لوگ جو دنیا میں صاحبِ بصیرت تھے اور راہِ راست پر رہے ان کو ان کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اس میں نیکیاں اور طاعتیں دیکھیں گے تو اس کو ذوق وشوق سے پڑھیں گے اور جو بدبخت ہیں کُفّار ہیں ان کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ انہیں دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور دہشت سے پوری طرح پڑھنے پر قادر نہ ہوں گے۔

ف۱۶۱ یعنی ثوابِ اعمال میں ان سے ادنیٰ بھی کمی نہ کی جائے گی۔

ف۱۶۲ دنیا کی حق کے دیکھنے سے۔

ف۱۶۳ نجات کی راہ سے۔ معنٰی یہ ہیں کہ جو دنیا میں کافر گمراہ ہے وہ آخرت میں اندھا ہوگا کیونکہ دنیا میں توبہ مقبول ہے اور آخرت میں توبہ مقبول نہیں۔

لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَ اِذًا
کہ تمہیں کچھ لغزش دیتے ہماری وحی سے جو ہم نے تم کو بھیجی کہ تم ہماری طرف کچھ اور
لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَ لَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا
نسبت کردو اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے ۱۶۴ اور اگر ہم تمہیں ۱۶۵ ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان
قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ ۗ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دونی عمر اور دو چند موت ۱۶۶ کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا
عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَ اِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ
کوئی مدد گار نہ پاتے اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے ۱۶۷ ڈگا دیں کہ تمہیں
مِنْهَا وَ اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ
اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا ۱۶۸ دستور

ف۱۶۴ شانِ نُزول: ثقیف کا ایک وفد سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اگر آپ تین باتیں منظور کرلیں تو ہم آپ کی بیعت کرلیں ایک تو یہ کہ نماز میں جھکیں گے نہیں یعنی رکوع سجدہ نہ کریں گے، دوسری یہ کہ ہم اپنے بت اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے، تیسرے یہ کہ لات کو پوجیں گے تو نہیں مگر ایک سال اس سے نفع اٹھالیں کہ اس کے پوجنے والے جو نذریں چڑھاوے لائیں اس کو وصول کرلیں، سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس دین میں کچھ بھلائی نہیں جس میں رکوع سجدہ نہ ہو اور بتوں کو توڑنے کی بابت تمہاری مرضی اور لات و عزّٰی سے فائدہ اٹھانے کی اجازت میں ہرگز نہ دوں گا، وہ کہنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم چاہتے یہ ہیں کہ آپ کی طرف سے ہمیں ایسا اعزاز ملے جو دوسروں کو نہ ملا ہو تاکہ ہم فخر کرسکیں اس میں اگر آپ کو اندیشہ ہو کہ عرب شکایت کریں گے تو آپ ان سے کہہ دیجئے گا کہ اللہ کا حکم ہی ایسا تھا۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

ف۱۶۵ معصوم کرکے۔

ف۱۶۶ کے عذاب۔

ف۱۶۷ یعنی عرب سے۔

شانِ نُزول: مشرکین نے اتفاق کرکے چاہا کہ سب مل کر سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سرزمینِ عرب سے باہر کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہونے دیا اور ان کی یہ مراد بر نہ آئی، اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازِل ہوئی۔ (خازن)

ف۱۶۸ اور جلد ہلاک کردیئے جاتے۔

ع ۸ مِنْ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ﴿۷۷﴾ ع اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى

ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ف۱۶۹ اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی

غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَ مِنَ الَّیْلِ

اندھیری تک ف۱۷۰ اور صبح کا قرآن ف۱۷۱ بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ف۱۷۲ اور رات کے کچھ

ف۱۶۹ یعنی جس قوم نے اپنے درمیان سے اپنے رسول کو نکالا ان کے سنّتِ الٰہی یہی رہی کہ انہیں ہلاک کر دیا۔

ف۱۷۰ اس میں ظہر سے عشا تک کی چار نمازیں آ گئیں۔

ف۱۷۱ اس سے نمازِ فجر مراد ہے اور اس کو قرآن اس لئے فرمایا گیا کہ قرأت ایک رُکن ہے اور جُز سے کل تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں نماز کو رکوع و سجود سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ قرأت نماز کا رُکن ہے۔

ف۱۷۲ یعنی نمازِ فجر میں رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں اور دن کے فرشتے بھی آ جاتے ہیں۔

امیر المومنین حضرتِ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ 'جس نے عشاء کی نَماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نَماز باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔'

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، باب فضل صلوۃ العشاء والصبح فی جماعۃ، رقم ۶۵۶، ج، ص ۳۲۹)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا، 'منافقین پر سب نَمازوں سے بھاری فجر اور عشاء کی نَماز ہے، اگر جان لیتے کہ ان دونوں نَمازوں میں کیا ہے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھسٹتے ہوئے آتے، اور بیشک میں نے ارادہ کیا کہ میں نَماز قائم کرنے کا حکم دوں اور کسی شخص کو نَماز پڑھانے پر مقرر کروں پھر کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کیلئے کہوں جو لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہوں پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نَماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔'

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل العشاء فی الجماعۃ، رقم ۶۵۷، ج ۱، ص ۲۳۵)

امام طبرانی ایک شخص کا نام لئے بغیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابوذر داء رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم سے سنی ہوئی ایک حدیث سناتا ہوں، (پھر فرمایا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ 'اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو بے شک وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو اور مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہو کیونکہ وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور تم میں جو فجر اور عشاء کی نماز میں حاضر ہو سکے اگرچہ گھسٹتے ہوئے تو اسے چاہیے کہ وہ ضرور حاضر ہو۔'

فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہےو۱۷۳ قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فی صلوۃ العشاء الاخرۃ والصبح فی جماعۃ، رقم ۲۱۴۹ ج ۲ ص ۱۶۵)

و۱۷۳ تہجّد نماز کے لئے نیند کو چھوڑنے یا بعدِ عشا سونے کے بعد جو نماز پڑھی جائے اس کو کہتے ہیں، نمازِ تہجّد کی حدیث شریف میں بہت فضیلتیں آئی ہیں، نمازِ تہجّد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی جمہور کا یہی قول ہے، حضور کی امّت کے لئے یہ نماز سنّت ہے۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگے۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو غور سے دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں چھان بین کی تو جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں اور پہلی بات جو میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی وہ یہ تھی کہ 'اے لوگو! سلام کو عام کرو اور محتاجوں کو کھانا کھلایا کرو اور صلۂ رحمی اختیار کرو اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھا کرو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔' (سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۴۲، رقم ۲۴۹۳، ج ۴، ص ۲۱۹)

حضرتِ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'بے شک جنت میں کچھ ایسے محلات ہیں جن میں آر پار نظر آتا ہے، اللہ عزوجل نے وہ محلات ان لوگوں کیلئے تیار کئے ہیں جو محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں، سلام کو عام کرتے اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھتے ہیں۔'

(صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب افشاء السلام واطعام الطعام، رقم ۵۰۹، ج ۱، ص ۳۶۳)

حضرتِ سیدنا اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'قیامت کے دن تمام لوگ ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے پھر ایک منادی ندا کریگا کہ' کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے تھے؟' پھر وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور وہ تعداد میں بہت کم ہونگے اور بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے، پھر تمام لوگوں سے حساب شروع ہوگا۔'

(الترغیب، والترہیب، کتاب النوافل، رقم ۹، ج ۱، ص ۲۴۰)

حضرتِ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ جبرائیل علیہ السلام، سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا 'یارسول اللہ! جتنا چاہیں زندہ رہیں بالآخر موت آنی ہے، جو چاہیں عمل کریں بالآخر اس کی جزا ملنی ہے، جس سے چاہیں محبت کریں بالآخر اس سے جدا ہونا ہے، جان لیجئے کہ مؤمن کا کمال رات کو قیام کرنے میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیاز ہونے میں ہے۔' (طبرانی اوسط، رقم ۴۲۷۸، ج ۳، ص ۱۸۷)

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ

حمد کریں و۱۷۴ اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا و۱۷۵ اور مجھے اپنی

مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ

طرف سے مدد گار غلبہ دے و۱۷۶ اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا و۱۷۷ بے شک

مسئلہ: تہجّد کی کم سے کم دو ۲ رکعتیں اور متوسط چار اور زیادہ آٹھ ہیں اور سنّت یہ ہے کہ دو دو رکعت کی نیّت سے پڑھی جائیں۔

مسئلہ: اگر آدمی شب کی ایک تہائی عبادت کرنا چاہے اور دو تہائی سونا تو شب کے تین حصّے کرلے درمیانی تہائی میں تہجّد پڑھنا افضل ہے اور اگر چاہے کہ آدھی رات سوئے آدھی رات عبادت کرے تو نصف اخیر افضل ہے۔

مسئلہ: جو شخص نمازِ تہجّد کا عادی ہو اس کے لئے تہجّد ترک کرنا مکروہ ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے۔

(ردالمحتار)

و۱۷۴ اور مقام محمود مقامِ شفاعت ہے کہ اس میں اوّلین و آخرین حضور کی حمد کریں گے اسی پر جمہور ہیں جیسا کہ مختلف تفاسیر میں ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن شفاعت کبریٰ اور مقام محمود کا شرف عطا فرمایا ہے۔ جب تک ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کسی کو بھی مجال شفاعت نہ ہوگی بلکہ تمام انبیاء و مرسلین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم ہی کے دربار میں اپنی اپنی شفاعت پیش کریں گے۔ اللہ عزوجل کے دربار میں درحقیقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم ہی شفیع اوّل و شافع اعظم ہیں۔

(روح البیان، پ۱۵، الاسراء:۷۹، ج۵، ص۱۹۲ / روح المعانی، پ۱۵، الاسراء:۷۹، ج۸، ص۲۰۲۔۲۰۴)

و۱۷۵ جہاں بھی میں داخل ہوں اور جہاں سے بھی میں باہر آؤں خواہ وہ کوئی مکان ہو یا منصب ہو یا کام۔ بعض مفسّرین نے کہا مراد یہ ہے کہ مجھے قبر میں اپنی رضا اور طہارت کے ساتھ داخل کر اور وقتِ بعثت عزّت و کرامت کے ساتھ باہر لا۔ بعض نے کہا معنٰی یہ ہیں کہ مجھے اپنی طاعت میں صدق کے ساتھ داخل کر اور اپنے مناہی سے صدق کے ساتھ خارج فرما اور اس کے معنٰی میں ایک قول یہ بھی ہے کہ منصبِ نبوّت میں مجھے صدق کے ساتھ داخل کر اور صدق کے ساتھ دنیا سے رخصت کے وقت نبوّت کے حقوقِ واجبہ سے عہدہ برآ فرما۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مجھے مدینہ طیّبہ میں پسندیدہ داخلہ عنایت کر اور مکّۂ مکرّمہ سے میرا خروج صدق کے ساتھ کر کہ اس سے میرا دل غمگین نہ ہو مگر یہ توجیہہ اس صورت میں صحیح ہوسکتی ہے جب کہ یہ آیت مدنی نہ ہو جیسا کہ علّامہ سیوطی نے قیل فرما کر اس آیت کے مدنی ہونے کا قول ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا۔

و۱۷۶ وہ قوّت عطا فرما جس میں سے میں تیرے دشمنوں پر غالب ہوں اور وہ حجّت جس سے میں ہر مخالف پر فتح پاؤں اور وہ غلبۂ ظاہرہ جس سے میں تیرے دین کو تقویّت دوں یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے ان کے دین کو غالب کرنے اور انہیں دشمنوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا۔

الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ

باطل کو مٹنا ہی تھا ۱۷۸ اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز ۱۷۹ جو ایمان والوں کے لئے شِفا اور رحمت ہے ۱۸۰

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ

اور اس سے ظالموں کو ۱۸۱ نقصان ہی بڑھتا ہے اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں ۱۸۲

اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ

منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے ۱۸۳ اور جب اسے برائی پہنچے ۱۸۴ تو ناامید ہوجاتا ہے ۱۸۵ تم فرماؤ

عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ ع وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

سب اپنے کینڈے (انداز) پر کام کرتے ہیں ۱۸۶ تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے اور تم سے روح

ع ۹/۹

۱۷۷ یعنی اسلام آیا اور کُفر مٹ گیا یا قرآن آیا اور شیطان ہلاک ہوا۔

۱۷۸ کیونکہ اگرچہ باطل کو کسی وقت میں دولت وصولت حاصل ہو مگر اس کو پائیداری نہیں اس کا انجام بربادی وخواری ہے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روزِ فتح مکّہ مکرّمہ میں داخل ہوئے تو کعبۂ مقدسہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے جن کو لوہے اور رانگ سے جوڑ کر مضبوط کیا گیا تھا، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک میں ایک لکڑی تھی حضور یہ آیت پڑھ کر اس لکڑی سے جس بُت کی طرف اشارہ فرماتے جاتے تھے وہ گرتا جاتا تھا۔

صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ... الخ، الحدیث: ۴۲۸۷، ج ۳، ص ۱۰۳

۱۷۹ صورتیں اور آیتیں۔

۱۸۰ کہ اس سے امراضِ ظاہرہ اور باطنہ ضلالت و جہالت وغیرہ دور ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی صحت حاصل ہوتی ہے، اعتقاداتِ باطلہ و اخلاقِ رذیلہ دفع ہوتے ہیں اور عقائدِ حقّہ و معارفِ الٰہیہ وصفاتِ حمیدہ و اخلاقِ فاضلہ حاصل ہوتے ہیں کیونکہ یہ کتابِ مجید ایسے علوم و دلائل پر مشتمل ہے جو وہمانی و شیطانی ظلمتوں کو اپنے انوار سے نیست و نابود کر دیتے ہیں اور اس کا ایک ایک حرف برکات کا گنجینہ ہے جس سے جسمانی امراض اور آسیب دور ہوتے ہیں۔

۱۸۱ یعنی کافروں کو جو اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

۱۸۲ یعنی کافر پر کہ اس کو صحت اور وسعت عطا فرماتے ہیں تو وہ ہمارے ذکر و دعا اور طاعت واداۓ شکر سے۔

۱۸۳ یعنی تکبّر کرتا ہے۔

۱۸۴ کوئی شدّت وضرر اور کوئی فقر و حادثہ تو تضرّع وزاری سے دعائیں کرتا ہے اور ان دعاؤں کے قبول کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَ مَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۸۵﴾ وَ
کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا و۱۸۷ اور

لَئِنۡ شِئۡنَا لَنَذۡهَبَنَّ بِالَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیۡنَا
اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے جاتے و۱۸۸ پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لئے ہمارے

وَكِیۡلًا ﴿ۙ۸۶﴾ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضۡلَهٗ كَانَ عَلَیۡكَ كَبِیۡرًا ﴿۸۷﴾ قُلۡ
حضور اس پر وکالت کرتا مگر تمہارے رب کی رحمت و۱۸۹ بے شک تم پر اس کا بڑا فضل ہے و۱۹۰ تم فرماؤ

و۱۸۵ مومن کو ایسا نہ چاہئے اگر اجابتِ دعا میں تاخیر ہو تو وہ مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے۔

و۱۸۶ ہم اپنے طریقہ پر تم اپنے طریقہ پر جس کا جوہرِ ذات شریف و طاہر ہے اس سے افعالِ جمیلہ و اخلاقِ پاکیزہ صادر ہوتے ہیں اور جس کا نفس خبیث ہے اس سے افعالِ خبیثہ ردیہ سرزد ہوتے ہیں۔

و۱۸۷ قریش مشورہ کے لئے جمع ہوئے اور ان میں باہم گفتگو یہ ہوئی کہ محمدِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم میں رہے اور کبھی ہم نے ان کو صدق و امانت میں کمزور نہ پایا کبھی ان پر تہمت لگانے کا موقع ہاتھ نہ آیا، اب انہوں نے نبوّت کا دعوٰی کر دیا تو ان کی سیرت اور ان کے چال چلن پر کوئی عیب لگانا تو ممکن نہیں ہے، یہود سے پوچھنا چاہیئے کہ ایسی حالت میں کیا کیا جائے، اس مطلب کے لئے ایک جماعت یہود کے پاس بھیجی گئی، یہود نے کہا کہ ان سے تین سوال کرو اگر تینوں کے جواب نہ دیں تو وہ نبی نہیں اور اگر تینوں کا جواب دے دیں جب بھی نبی نہیں اور اگر دو کا جواب دے دیں ایک کا جواب نہ دیں تو وہ سچّے نبی ہیں، وہ تین سوال یہ ہیں اصحابِ کہف کا واقعہ، ذوالقرنین کا واقعہ اور روح کا حال چنانچہ قریش نے حضور سے یہ سوال کئے آپ نے اصحابِ کہف اور ذوالقرنین کے واقعات تو مفصّل بیان فرما دیئے اور روح کا معاملہ ابہام میں رکھا جیسا کہ توریت میں مبہم رکھا گیا تھا قریش یہ سوال کر کے نادم ہوئے۔ اس میں اختلاف ہے کہ سوال حقیقتِ روح سے تھا یا اس کی مخلوقیت سے، جواب دونوں کا ہو گیا اور آیت میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ مخلوق کا علم علمِ الٰہی کے سامنے قلیل ہے اگرچہ مَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ کا خطاب یہود کے ساتھ خاص ہو۔

و۱۸۸ یعنی قرانِ کریم کو سینوں اور صحیفوں سے محو کر دیتے اور اس کا کوئی اثر باقی نہ چھوڑتے۔

و۱۸۹ کہ قیامت تک اس کو باقی رکھا اور ہر تغیّر و تبدّل سے محفوظ فرمایا۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآنِ پاک خوب پڑھو اس سے پہلے کہ قرآنِ پاک اٹھا لیا جائے کیونکہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ قرآنِ پاک نہ اٹھایا جائے۔

و۱۹۰ کہ اس نے آپ پر قرآنِ کریم نازِل فرمایا اور اس کو باقی و محفوظ رکھا اور آپ کو تمام بنی آدم کا سردار اور خاتم النّبیین کیا اور مقامِ محمود عطا فرمایا۔

لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ

اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہوجائیں کہ ف۱۹۱ اس قرآن کی مانند (بناکر) لے آئیں تو اس

بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾ وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ

کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو ف۱۹۲ اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن

هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ٘ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَ قَالُوْا لَنْ

میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی تو اکثر آدمیوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا ف۱۹۳ اور بولے کہ ہم تم پر ہرگز

نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًاۙ ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ

ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ بہادو ف۱۹۴ یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا

نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًاۙ ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا

کوئی باغ ہو پھر تم اس کے اندر بہتی نہریں رواں کرو یا تم ہم پر آسمان گرادو

ف۱۹۱ بلاغت اور حسنِ نظم و ترتیب اور علومِ غیبیہ و معارفِ الٰہیہ میں سے کسی کمال میں۔

ف۱۹۲ شانِ نزول: مشرکین نے کہا تھا کہ ہم چاہیں تو اس قرآن کی مثل بنالیں۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی کہ خالق کے کلام کے مثل مخلوق کا کلام ہو ہی نہیں سکتا اگر وہ سب باہم مل کر کوشش کریں جب بھی ممکن نہیں کہ اس کلام کے مثل لاسکیں چنانچہ ایسا ہی ہوا تمام کفّار عاجز ہوئے اور انہیں رسوائی اٹھانا پڑی اور وہ ایک سطر بھی قرآنِ کریم کے مقابل بنا کر پیش نہ کرسکے۔

ف۱۹۳ اور حق سے منکر ہونا اختیار کیا۔

ف۱۹۴ شانِ نزول: جب قرآنِ کریم کا اعجاز خوب ظاہر ہو چکا اور معجزاتِ واضحات نے حجّت قائم کر دی اور کفّار کے لئے کوئی جائے عذر باقی نہ رہی تو وہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے طرح طرح کی نشانیاں طلب کرنے لگے اور انہوں نے کہہ دیا کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہ لائیں گے۔ مروی ہے کفّارِ قریش کے سردار کعبۂ معظمہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بلوایا حضور تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ آج گفتگو کر کے آپ سے معاملہ طے کرلیں تاکہ ہم پھر آپ کے حق میں معذور سمجھے جائیں، عرب میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم پر وہ شدائد کئے ہوں جو آپ نے کئے ہیں، آپ نے ہمارے باپ دادا کو بُرا کہا، ہمارے دین کو عیب لگائے، ہمارے دانش مندوں کو کم عقل ٹھہرایا، معبودوں کی توہین کی، جماعت متفرق کر دی، کوئی برائی اٹھا نہ رکھی، اس سے تمہاری غرض کیا ہے؟ اگر تم مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لئے اتنا مال جمع کر دیں کہ ہماری قوم میں تم سب سے زیادہ مالدار ہوجاؤ، اگر اعزاز چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنالیں، اگر مُلک و سلطنت چاہتے

زَعَمۡتَ عَلَیۡنَا کِسَفًا اَوۡ تَاۡتِیَ بِاللّٰہِ وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیۡلًا ﴿۹۲﴾ اَوۡ یَکُوۡنَ لَکَ بَیۡتٌ

جیسا تم نے کہا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن لے آؤ ف۱۹۵ یا تمہارے لئے طلائی

مِّنۡ زُخۡرُفٍ اَوۡ تَرۡقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنۡ نُّؤۡمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیۡنَا

گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہر گز ایمان نہ لائیں گے جب تک

ہو تو ہم تمہیں بادشاہ تسلیم کر لیں یہ سب باتیں کرنے کے لئے ہم تیار ہیں اور اگر تمہیں کوئی دماغی بیماری ہوگئی ہے یا کوئی خلش ہوگیا ہے تو ہم تمہارا علاج کریں اور اس میں جس قدر خرچ ہو اٹھائیں، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں اور میں مال و سلطنت و سرداری کسی چیز کا طلب گار نہیں، واقعہ صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر اپنی کتاب نازِل فرمائی اور حکم دیا کہ میں تمہیں اسکے ماننے پر اللہ کی رضا اور نعمتِ آخرت کی بشارت دوں اور انکار کرنے پر عذابِ الٰہی کا خوف دلاؤں، میں نے تمہیں اپنے ربّ کا پیام پہنچایا اگر تم اسے قبول کرو تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت کی خوش نصیبی ہے اور نہ مانو تو میں صبر کروں گا اور اللہ کے فیصلہ کا انتظار کروں گا، اس پر ان لوگوں نے کہا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر آپ ہمارے معروضات کو قبول نہیں کرتے ہیں تو ان پہاڑوں کو ہٹا دیجئے اور میدان صاف نکال دیجئے اور نہریں جاری کر دیجئے اور ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے ہم ان سے پوچھ دیکھیں کہ آپ جو فرماتے ہیں کیا یہ سچ ہے اگر وہ کہہ دیں گے تو ہم مان لیں گے، حضور نے فرمایا میں ان باتوں کے لئے نہیں بھیجا گیا جو پہنچانے کے لئے میں بھیجا گیا تھا وہ میں نے پہنچا دیا اگر تم مانو تمہارا نصیب نہ مانو تو میں خدائی فیصلہ کا انتظار کروں گا، کُفّار نے کہا پھر آپ اپنے ربّ سے عرض کر کے ایک فرشتہ بلوا لیجئے جو آپ کی تصدیق کرے اور اپنے لئے باغ اور محل اور سونے چاندی کے خزانے طلب کیجئے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں بھیجا گیا، میں بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں، اس پر کہنے لگے تو ہم پر آسمان گروا دیجئے اور بعضے ان میں سے یہ بولے کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے پاس نہ لایئے، اس پر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس مجلس سے اٹھ آئے اور عبداللہ بن اُمیّہ آپ کے ساتھ اٹھا اور آپ سے کہنے لگا خدا کی قسم میں کبھی آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک آپ سیڑھی لگا کر آسمان پر نہ چڑھو اور میری نظروں کے سامنے وہاں سے ایک کتاب اور فرشتوں کی ایک جماعت لے کر نہ آؤ اور خدا کی قسم اگر یہ بھی کرو تو میں سمجھتا ہوں کہ میں پھر بھی نہ مانوں گا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب دیکھا کہ یہ لوگ اس قدر ضد اور عناد میں ہیں اور ان کی حق دشمنی حد سے گذر گئی ہے تو آپ کو ان کی حالت پر رنج ہوا۔ اس پر آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔

ف۱۹۵ جو ہمارے سامنے تمہارے صدق کی گواہی دیں۔

ف۱۹۶ میرا کام اللہ کا پیام پہنچا دینا ہے وہ میں نے پہنچا دیا اب جس قدر معجزات و آیات یقین و اطمینان کے لئے درکار

كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَ مَا ع ۱۰ ۹ ۱۰

ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا ف۱۹۶

مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ

اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا

بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓىِٕكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا

کر بھیجا ف۱۹۷ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے ف۱۹۸ چین سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی

عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ؕ

فرشتہ اتارتے ف۱۹۹ تم فرماؤ اللہ بس ہے گواہ میرے تمہارے درمیان ف۲۰۰

اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ

بے شک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے اور جسے اللہ راہ دے وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے ف۲۰۱

يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى

تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے ف۲۰۲ اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل ف۲۰۳

ہیں ان سے بہت زیادہ میرا پروردگار ظاہر فرما چکا، حجّت ختم ہوگئی اب یہ سمجھ لو کہ رسول کے انکار کرنے اور آیاتِ الٰہیہ سے مکرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

ف۱۹۷ رسولوں کو بشر ہی جانتے رہے اور ان کے منصبِ نبوّت اور اللہ تعالٰی کے عطا فرمائے ہوئے کمالات کے مقر اور معترف نہ ہوئے، یہی ان کے کُفر کی اصل تھی اور اسی لئے وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا، اس پر اللہ تعالٰی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے کہ اے حبیب ان سے۔

ف۱۹۸ وہی اس میں بستے۔

ف۱۹۹ کیونکہ وہ ان کی جنس سے ہوتا لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان کا ملائکہ میں سے رسول طلب کرنا نہایت ہی بے جا ہے۔

ف۲۰۰ میرے صدق و ادائے فرضِ رسالت اور تمہارے کذب و عداوت پر۔

ف۲۰۱ اور توفیق نہ دے۔

ف۲۰۲ جو انہیں ہدایت کریں۔

ف۲۰۳ گھسٹتا۔

وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ

اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے ف۲۰۴ ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور

سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ نصف

بھڑکا دیں گے یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ انھوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور

رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ

ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا سچ مچ ہم نئے بن کر اٹھائے جائیں گے اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا

آسمان اور زمین بنائے ف۲۰۵ ان لوگوں کی مثل بنا سکتا ہے ف۲۰۶ اور اس نے ان کے لئے ف۲۰۷ ایک میعاد ٹھہرا رکھی

رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ

ہے جس میں کچھ شبہ نہیں تو ظالم نہیں مانتے ناشکری کئے ف۲۰۸ تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی

رَحْمَةِ رَبِّيْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۱

رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے ف۲۰۹ تو انھیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور آدمی بڑا کنجوس ہے

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں ف۲۱۰ تو بنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ ف۲۱۱ ان کے پاس آیا تو

ف۲۰۴ جیسے وہ دنیا میں حق کے دیکھنے، بولنے اور سننے سے اندھے، گونگے، بہرے بنے رہے ایسے ہی اٹھائے جائیں گے۔

ف۲۰۵ ایسے عظیم و وسیع وہ۔

ف۲۰۶ یہ اس کی قدرت سے کچھ عجیب نہیں۔

ف۲۰۷ عذاب کی یا موت و بعث کی۔

ف۲۰۸ باوجود دلیلِ واضح اور حجّت قائم ہونے کے۔

ف۲۰۹ جن کی کچھ انتہا نہیں۔

ف۲۱۰ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ نو ۹ نشانیاں یہ ہیں (۱) عصا (۲) یدِ بیضا (۳) وہ عُقدہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانِ مبارک میں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو حل فرمایا (۴) دریا کا پھٹنا اور اس میں رستے بننا (۵) طوفان (۶) ٹیڑی (۷) گھن (۸) مینڈک (۹) خون، ان میں سے چھ ۶ آخر کا مفصّل بیان نویں پارے

فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ

اس سے فرعون نے کہا اے موسیٰ میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا و۲۱۲ کہا یقیناً تو خوب جانتا ہے و۲۱۳ کہ انھیں

اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآىٕرَ ۚ وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ

نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے دل کی آنکھیں کھولنے والیاں و۲۱۴ اور میرے گمان میں تو

یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَ مَنْ

اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے و۲۱۵ تو اس نے چاہا کہ ان کو و۲۱۶ زمین سے نکال دے تو ہم نے اسے اور اس

مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا

کے ساتھیوں کو سب کو ڈبو دیا و۲۱۷ اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا اس زمین میں بسو و۲۱۸ پھر

جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ

جب آخرت کا وعدہ آئے گا و۲۱۹ ہم تم سب کو گھال میل (لپیٹ کر) لے آئیں گے و۲۲۰ اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے

کے چھٹے رکوع میں گذر چکا۔

و۲۱۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

و۲۱۲ یعنی معاذ اللہ جادو کے اثر سے تمہاری عقل بجانہ رہی یا مسحور ساحر کے معنیٰ میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ عجائب جو آپ دکھلاتے ہیں یہ جادو کے کرشمہ ہیں اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے۔

و۲۱۳ اے فرعونِ معانِد۔

و۲۱۴ کہ ان آیات سے میرا صدق اور میرا غیر مسحور ہونا اور ان آیات کا خدا کی طرف سے ہونا ظاہر ہے۔

و۲۱۵ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے فرعون کے اس قول کا جواب ہے کہ اس نے آپ کو مسحور کہا تھا مگر اس کا قول کذب و باطل تھا جسے وہ خود بھی جانتا تھا مگر اس کے عناد نے اس سے کہلایا اور آپ کا ارشاد حق و صحیح چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا۔

و۲۱۶ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو مصر کی۔

و۲۱۷ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو ہم نے سلامتی عطا فرمائی۔

و۲۱۸ یعنی زمینِ مصر و شام میں۔ (خازن و قرطبی)

و۲۱۹ یعنی قیامت۔

و۲۲۰ موقفِ قیامت میں پھر سُعداء اور اشقیاء کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دیں گے۔

نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۘ(۱۰۵) وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ

ساتھ اتارا اور حق ہی کے لئے اترا و۲۲۱ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سناتا اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے و۲۲۲

لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا(۱۰۶) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ

اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو و۲۲۳ اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا و۲۲۴ تم فرماؤ کہ تم لوگ اس پر

لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ

ایمان لاؤ یا نہ لاؤ و۲۲۵ بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا و۲۲۶ جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل

لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًاۙ(۱۰۷) وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا

سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا

و۲۲۱ شیاطین کے خلط سے محفوظ رہا اور کسی تغیُّر نے اس میں راہ نہ پائی۔ تبیان میں ہے کہ حق سے مراد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک ہے۔

فائدہ: آیتِ شریفہ کا یہ جملہ ہر ایک بیماری کے لئے عمل مجرب ہے، موضعِ مرض پر ہاتھ رکھ کر پڑھ کر دم کر دیا جائے تو باذنِ اللہ بیماری دور ہو جاتی ہے۔ محمد بن سماک بیمار ہوئے تو ان کے متوسّلین قارورہ لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس بغرضِ علاج گئے، راہ میں ایک صاحب ملے نہایت خوش رو و خوش لباس ان کے جسمِ مبارک سے نہایت پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی انہوں نے فرمایا کہاں جاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ابنِ سماک کا قارورہ دکھانے کے لئے فلاں طبیب کے پاس جاتے ہیں انہوں نے فرمایا سبحان اللہ اللہ کے ولی کے لئے خدا کے دشمن سے مدد چاہتے ہو قارورہ پھینکو واپس جاؤ اور ان سے کہو کہ مقامِ درد پر ہاتھ رکھ کر پڑھو بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ یہ فرما کر وہ بزرگ غائب ہو گئے ان صاحبوں نے واپس ہو کر ابنِ سماک سے واقعہ بیان کیا انہوں نے مقامِ درد پر ہاتھ رکھ کر یہ کلمے پڑھے فوراً آرام ہو گیا اور ابنِ سماک نے فرمایا کہ وہ حضرت خضر تھے علٰی نبینا وعلیہ السلام۔

(تفسیر مدارک التنزیل، ج ۳، ص ۱۹۵، پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۰۵)

و۲۲۲ تیئیس سال کے عرصہ میں۔

و۲۲۳ تاکہ اس کے مضامین بآسانی سننے والوں کے ذہن نشین ہوتے رہیں۔

و۲۲۴ حسبِ اقتضائے مصالح وحوادث۔

و۲۲۵ اور اپنے لئے نعمتِ آخرت اختیار کرو یا عذابِ جہنّم۔

و۲۲۶ یعنی مومنینِ اہلِ کتاب جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے انتظار وجستجو میں تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد شرفِ اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان فارسی اور ابوذر

السجدۃ

لَمَفۡعُوۡلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ یَبۡکُوۡنَ وَ یَزِیۡدُہُمۡ خُشُوۡعًا ﴿۱۰۹﴾ؑ السجدة قُلِ

ہونا تھا ۲۲۷ اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں ۲۲۸ روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ۲۲۹ تم

ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَیًّامَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۚ وَ لَا

فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں ۲۳۰ اور اپنی نماز

تَجۡہَرۡ بِصَلَاتِکَ وَ لَا تُخَافِتۡ بِہَا وَ ابۡتَغِ بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ﴿۱۱۰﴾ وَ قُلِ الۡحَمۡدُ

نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو ۲۳۱ اور یوں کہو سب خوبیاں

لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَ لَمۡ

اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا ۲۳۲ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ۲۳۳ اور کمزوری سے

وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۲۲۷ جو اس نے اپنی پہلی کتابوں میں فرمایا تھا کہ نبیٔ آخر الزماں محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمائیں گے۔

۲۲۸ اپنے ربّ کے حضور عجز و نیاز سے نرم دلی سے۔

۲۲۹ مسئلہ: قرآنِ کریم کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے۔ ترمذی ونسائی کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جہنّم میں نہ جائے گا جو خوفِ الٰہی سے روئے۔

(شعب الایمان جلد اول ص ۴۹۱ حدیث ۸۰۲)

۲۳۰ شانِ نُزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایک شب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدہ میں یا اللہ یا رحمٰن فرماتے رہے ابوجہل نے سنا تو کہنے لگا کہ (حضرت) محمّد مصطفٰی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور اپنے آپ دو کو پکارتے ہیں اللہ کو اور رحمٰن کو (معاذ اللہ) اس کے جواب میں یہ آیت نازِل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رحمٰن دو نام ایک ہی معبودِ برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔

۲۳۱ یعنی متوسط آواز سے پڑھو جس سے مقتدی بہ آسانی سن لیں۔

شانِ نُزول: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّۂ مکرّمہ میں جب اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تو قراءت بلند آواز سے فرماتے، مشرکین سنتے تو قرآنِ پاک کو اور اس کے نازِل فرمانے والے کو اور جن پر نازِل ہوا ان سب کو گالیاں دیتے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔

۲۳۲ جیسا کہ یہود و نصارٰی کا گمان ہے۔

یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲

کوئی اس کا حمایتی نہیں ف۲۳۴ اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو ف۲۳۵

ایاتھا ۱۱۰ | ۱۸ سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ ۶۹ | رکوعاتھا ۱۲

سورۂ کہف مکی ہے ف۱ اس میں ایک سو دس آیات اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾ قَیِّمًا

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے ف۲ پر کتاب اتاری ف۳ اور اس میں اصلاً بالکل ذرا بھی کجی نہ رکھی ف۴ عدل

ف۲۳۳ جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں۔

ف۲۳۴ یعنی وہ کمزور نہیں کہ اس کو کسی حمایتی اور مددگار کی حاجت ہو۔

ف۲۳۵ حدیث شریف میں ہے روزِ قیامت جنّت کی طرف سب سے پہلے وہی لوگ بلائے جائیں گے جو ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ بہترین دعا 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' ہے اور بہترین ذکر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (ترمذی) مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار کلمے بہت پیارے ہیں۔ 'لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'۔

فائدہ: اس آیت کا نام آیت العز ہے، بنی عبدالمطلب کے بچّے جب بولنا شروع کرتے تھے تو ان کو سب سے پہلے یہی آیت 'قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ' سکھائی جاتی تھی۔

ف۱ اس سورت کا نام سورۂ کہف ہے، یہ سورت مکّیہ ہے اس میں ایک سو دس ۱۱۰ آیتیں اور ایک ہزار پانچ سو ستّر ۱۵۷۷ کلمے اور چھ ہزار تین سو ساٹھ ۶۳۶۰ حرف ہیں۔

حضرتِ سیدنا ابو دَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'جو سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کریگا دجال سے محفوظ رہے گا' اور ایک روایت میں ہے کہ 'جو شخص سورۂ کہف کی آخری دس آیتیں یاد کریگا دجال سے محفوظ رہے گا'۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل سورۃ الکھف وآیۃ الکرسی، رقم ۸۰۹، ص ۴۰۴)

حضرتِ سیدنا ابو سَعِید خُدْرِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، 'جو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے دو جمعوں کے درمیان ایک نور روشن کر دیا جاتا ہے'۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ جو شب جمعہ کو سورۂ کہف پڑھے اس کے اور بیت العتیق کے درمیان ایک نور روشن کر دیا

لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ یُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ
والی کتاب کہ وہ۵ اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کریں بشارت
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًاۙ(۲) مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًاۙ(۳) وَّ یُنْذِرَ
دے کہ ان کے لئے اچھا ثواب ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان و۶ کو
الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًاۗ(۴) مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّ لَا لِاٰبَآىٕهِمْؕ
ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنایا اس بارے میں نہ وہ کچھ علم رکھتے ہیں نہ ان کے باپ دادا و۷
كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا(۵) فَلَعَلَّكَ
کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں تو کہیں تم
بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا(۶) اِنَّا
اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر و۸ ایمان نہ لائیں غم سے و۹ بے شک
جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا(۷) وَ اِنَّا
ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے و۱۰ کہ انھیں آزمائیں ان میں کس کے کام بہتر ہیں و۱۱ اور بے شک

جاتا ہے۔'' (شعب الایمان، رقم ۲۴۴۴، ج ۲، ص ۴۷۴)

و۲ محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

و۳ یعنی قرآنِ پاک جو اس کی بہترین نعمت اور بندوں کے لئے نجات وفلاح کا سبب ہے۔

و۴ نہ لفظی، نہ معنوی، نہ اس میں اختلاف، نہ تناقض۔

و۵ کُفّار کو۔

و۶ کُفّار۔

و۷ خالص جہالت سے یہ بہتان اٹھاتے اور ایسی باطل بات بکتے ہیں۔

و۸ یعنی قرآن شریف پر۔

و۹ اس میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تسلّیٔ قلب فرمائی گئی کہ آپ ان بے ایمانوں کے ایمان سے محروم رہنے پر اس قدر رنج وغم نہ کیجئے اور اپنی جانِ پاک کو اس غم سے ہلاکت میں نہ ڈالئے۔

و۱۰ وہ خواہ حیوان ہو یا نبات یا معادن یا انہار۔

و۱۱ اور کون زہد اختیار کرتا اور محرّمات وممنوعات سے بچتا ہے۔

لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًاؕ(۸) اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ

جو کچھ اس پر ہے ایک دن ہم اسے پٹ پر میدان (سفید زمین) کر چھوڑ دیں گے ۱۲؎ کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ

وَ الرَّقِیْمِۙ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا(۹) اِذْ اَوَى الْفِتْیَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا

اور جنگل کے کنارے والے ۱۳؎ ہماری ایک عجیب نشانی تھے جب ان جوانوں نے ۱۴؎ غار میں پناہ لی پھر

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا(۱۰) فَضَرَبْنَا

بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے ۱۵؎ اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کے سامان کر تو ہم

۱۲؎ اور آباد ہونے کے بعد ویران کر دیں گے اور نبات و اشجار وغیرہ جو چیزیں زینت کی تھیں ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا تو دنیا کی ناپائیدار زینت پر شیفتہ نہ ہو۔

۱۳؎ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رقیم اس وادی کا نام ہے جس میں اصحابِ کہف ہیں، آیت میں ان اصحاب کی نسبت فرمایا کہ وہ۔

۱۴؎ اپنی کافر قوم سے اپنا ایمان بچانے کے لئے۔

۱۵؎ اور ہدایت و نصرت اور رزق و مغفرت اور دشمنوں سے امن عطا فرما۔

اصحابِ کہف: قوی ترین اقوال یہ ہے کہ سات حضرات تھے اگرچہ ان کے ناموں میں کسی قدر اختلاف ہے لیکن حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت پر جو خازن میں ہے ان کے نام یہ ہیں (۱) مکسلمینا (۲) یملیخا (۳) مرطونس (۴) بینونس (۵) ساریونس (۶) ذونوانس (۷) کشفیط طنونس اور ان کے کتّے کا نام قطمیر ہے۔

(صاوی، ج ۴، ص ۱۱۹۱، پ ۱۵، الکہف: ۲۲)

خواص: یہ اسماء لکھ کر دروازے پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے، سرمایہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں جاتا، کشتی یا جہاز ان کی برکت سے غرق نہیں ہوتا، بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس آ جاتا ہے، کہیں آگ لگی ہو اور یہ اسماء کپڑے میں لکھ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بجھ جاتی ہے، بچّے کے رونے، باری کے بخار، دردِ سر، امّ الصبیان، خشکی و تری کے سفر میں جان و مال کی حفاظت، عقل کی تیزی، قیدیوں کی آزادی کے لئے یہ اسماء لکھ کر بطریقِ تعویذ بازو میں باندھے جائیں۔

(جمل) (صاوی، ج ۴، ص ۱۱۹۱، پ ۱۵، الکہف: ۲۲)

واقعہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد اہلِ انجیل کی حالت ابتر ہو گئی وہ بُت پرستی میں مبتلا ہوئے اور دوسروں کو بت پرستی پر مجبور کرنے لگے ان میں دقیانوس بادشاہ بڑا جابر تھا جو بُت پرستی پر راضی نہ ہوتا اس کو قتل کر ڈالتا، اصحابِ کہف شہرِ اُفسوس کے شرفاء و معزّزین میں سے ایماندار لوگ تھے، دقیانوس کے جبر و ظلم سے اپنا ایمان بچانے

کے لئے بھاگے اور قریب کے پہاڑ میں غار کے اندر پناہ گزین ہوئے، وہاں سو گئے تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک اسی حال میں رہے، بادشاہ کو جستجو سے معلوم ہوا کہ وہ غار کے اندر ہیں تو اس نے حکم دیا کہ غار کو ایک سنگین دیوار کھینچ کر بند کر دیا جائے تاکہ وہ اس میں مر کر رہ جائیں اور وہ ان کی قبر ہو جائے یہی ان کی سزا ہے، عمّالِ حکومت میں سے یہ کام جس کے سپرد کیا گیا وہ نیک آدمی تھا اس نے ان اصحاب کے نام، تعداد، پورا واقعہ رانگ کی تختی پر کندہ کرا کر تانبے کے صندوق میں دیوار کی بنیاد کے اندر محفوظ کر دیا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسی طرح ایک تختی شاہی خزانہ میں بھی محفوظ کرا دی گئی کچھ عرصہ بعد دقیانوس ہلاک ہوا، زمانے گزرے، سلطنتیں بدلیں تا آنکہ ایک نیک بادشاہ فرمانروا ہوا اس کا نام بیدروس تھا جس نے اڑسٹھ سال حکومت کی پھر مُلک میں فرقہ بندی پیدا ہوئی اور بعض لوگ مرنے کے بعد اٹھنے اور قیامت آنے کے منکر ہو گئے، بادشاہ ایک تنہا مکان میں بند ہو گیا اور اس نے گریہ وزاری سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی یاربّ کوئی ایسی نشانی ظاہر فرما جس سے خَلق کو مُردوں کے اٹھنے اور قیامت آنے کا یقین حاصل ہو، اسی زمانہ میں ایک شخص نے اپنی بکریوں کے لئے آرام کی جگہ حاصل کرنے کے واسطے اسی غار کو تجویز کیا اور دیوار گرا دی، دیوار گرنے کے بعد کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ گرانے والے بھاگ گئے، اصحابِ کہف بحکمِ الٰہی فرحاں وشاداں اٹھے، چہرے شگفتہ، طبیعتیں خوش، زندگی کی تروتازگی موجود، ایک نے دوسرے کو سلام کیا، نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، فارغ ہو کر یملیخا سے کہا کہ آپ جائیے اور بازار سے کچھ کھانے کو بھی لائیے اور یہ بھی خبر لائیے کہ دقیانوس کا ہم لوگوں کی نسبت کیا ارادہ ہے؟ وہ بازار گئے اور شہرِ پناہ کے دروازے پر اسلامی علامت دیکھی، نئے نئے لوگ پائے، انہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نام کی قسم کھاتے سنا، تعجّب ہوا یہ کیا معاملہ ہے کل تو کوئی شخص اپنا ایمان ظاہر نہیں کر سکتا تھا، حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نام لینے سے قتل کر دیا جاتا تھا آج اسلامی علامتیں شہرِ پناہ پر ظاہر ہیں، لوگ بے خوف وخطر حضرت عیسٰی کے نام قسمیں کھاتے ہیں پھر آپ نان پز کی دوکان پر گئے کھانے خریدنے کے لئے اس کو دقیانوسی سکّہ کا روپیہ دیا جس کا چلن صدیوں سے موقوف ہو گیا تھا اور اس کا دیکھنے والا بھی کوئی باقی نہ رہا تھا، بازار والوں نے خیال کیا کہ کوئی پرانا خزانہ ان کی ہاتھ آ گیا ہے انہیں پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے، وہ نیک شخص تھا اس نے بھی ان سے دریافت کیا کہ خزانہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا خزانہ کہیں نہیں ہے یہ روپیہ ہمارا اپنا ہے، حاکم نے کہا یہ بات کسی طرح قابلِ یقین نہیں اس میں جو سَنہ موجود ہے وہ تین سو برس سے زیادہ کا ہے اور آپ نوجوان ہیں ہم لوگ بوڑھے ہیں، ہم نے تو کبھی یہ سکّہ دیکھا ہی نہیں، آپ نے فرمایا میں جو دریافت کروں وہ ٹھیک ٹھیک بتاؤ تو عُقدہ حل ہو جائے گا، یہ بتاؤ کہ دقیانوس بادشاہ کس حال وخیال میں ہے؟ حاکم نے کہا آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں، سینکڑوں برس ہوئے جب ایک بے ایمان بادشاہ اس نام کا گزرا ہے، آپ نے فرمایا کل ہی تو ہم اس کے خوف سے جان بچا کر بھاگے

عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ۟ۙ(۱۱) ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ

نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا و۱۶ پھر ہم نے انھیں جگایا کہ دیکھیں و۱۷ دو گروہوں میں کون

ع ۱۲ ۱۳ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا ۟۠(۱۲) نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ

ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال تمہیں سنائیں وہ کچھ جوان تھے

فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ۟ۗۖ(۱۳) وَّ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا

کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی اور ہم نے ان کی ڈھارس بندھائی جب و۱۸ کھڑے ہو کر

ہیں میرے ساتھی قریب کے پہاڑ میں ایک غار کے اندر پناہ گزین ہیں، چلو میں تمہیں ان سے ملا دوں، حاکم اور شہر کے عمائد اور ایک خَلقِ کثیر ان کے ہمراہ سرِ غار پہنچے، اصحابِ کہف یملیخا کے انتظار میں تھے کثیر لوگوں کے آنے کی آواز اور کھٹکے سن کر سمجھے کہ یملیخا پکڑے گئے اور دقیانوسی فوج ہماری جستجو میں آ رہی ہے اللہ کی حمد اور شکر بجا لانے لگے اتنے میں یہ لوگ پہنچے، یملیخا نے تمام قصّہ سنایا، ان حضرات نے سمجھ لیا کہ ہم بحکمِ الٰہی اتنا طویل زمانہ سوئے اور اب اس لئے اٹھائے گئے ہیں کہ لوگوں کے لئے بعدِ موت زندہ کئے جانے کی دلیل اور نشانی ہوں، حاکم سرِ غار پہنچا تو اس نے تانبے کا صندوق دیکھا اس کو کھولا تو تختی برآمد ہوئی اس تختی میں ان اصحاب کے اسماء اور ان کے کتّے کا نام لکھا تھا، یہ بھی لکھا تھا کہ یہ جماعت اپنے دین کی حفاظت کے لئے دقیانوس کے ڈر سے اس غار میں پناہ گزین ہوئی، دقیانوس نے خبر پا کر ایک دیوار سے انہیں غار میں بند کر دینے کا حکم دیا، ہم یہ حال اس لئے لکھتے ہیں جب کبھی یہ غار کُھلے تو لوگ حال پر مطّلع ہو جائیں، یہ لوح پڑھ کر سب کو تعجّب ہوا اور لوگ اللہ کی حمد و ثناء بجا لائے کہ اس نے ایسی نشانی ظاہر فرما دی جس سے موت کے بعد اُٹھنے کا یقین حاصل ہوتا ہے، حاکم نے اپنے بادشاہ بیدروس کو واقعہ کی اطلاع دی اور امراء و عمائد کو لے کر حاضر ہوا اور سجدۂ شکرِ الٰہی بجا لایا کہ اللہ تعالٰی نے اس کی دعا قبول کی، اصحابِ کہف نے بادشاہ سے معانقہ کیا اور فرمایا ہم تمہیں اللہ کے سپرد کرتے ہیں والسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ، اللہ تیری اور تیرے مُلک کی حفاظت فرمائے اور جنّ و انس کے شر سے بچائے۔ بادشاہ کھڑا ہی تھا کہ وہ حضرات اپنے خواب گاہوں کی طرف واپس ہو کر مصروفِ خواب ہوئے اور اللہ تعالٰی نے انہیں وفات دی، بادشاہ نے سال کے صندوق میں ان کے اجساد کو محفوظ کیا اور اللہ تعالٰی نے رعب سے ان کی حفاظت فرمائی کہ کسی کی مجال نہیں کہ وہاں پہنچ سکے، بادشاہ نے سرِ غار مسجد بنانے کا حکم دیا اور ایک سرور کا دن معیّن کیا کہ ہر سال لوگ عید کی طرح وہاں آیا کریں۔

(خازن وغیرہ)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ صالحین میں عرس کا معمول قدیم سے ہے۔

رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا
بولے کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمان اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجیں گے ایسا ہو تو ہم نے ضرور حد سے
شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْ لَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ
گزری ہوئی بات کہی یہ جو ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی
بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴿ؕ۱۵﴾ وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ
روشن سند تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ف۱۹ اور جب تم ان سے اور
وَ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ
جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب سے الگ ہو جاؤ تو غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور
یُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَ تَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ
تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا اور اے محبوب تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے تو ان کے غار سے دہنی
كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِیْ فَجْوَةٍ
طرف بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہی ف۲۰ حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں
مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ
ہیں ف۲۱ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہر گز اس کا
تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ﴿ع۱۷﴾ وَ تَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ ع ۲ ۵ ۱۴
کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے اور تم انہیں جاگتا سمجھو ف۲۲ اور وہ سوتے ہیں اور ہم ان

ف۱۶ یعنی انہیں ایسی نیند سلا دیا کہ کوئی آواز بیدار نہ کر سکے۔

ف۱۷ کہ اصحابِ کہف کے۔

ف۱۸ دقیانوس بادشاہ کے سامنے۔

ف۱۹ اور اس کے لئے شریک اور اولاد ٹھہرائے پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا۔

ف۲۰ یعنی ان پر تمام دن سایہ رہتا ہے اور طلوع سے غروب تک کسی وقت بھی دھوپ کی گرمی انہیں نہیں پہنچتی ۔

ف۲۱ اور تازہ ہوائیں ان کو پہنچتی ہیں۔

ف۲۲ کیونکہ ان کی آنکھیں کھلی ہیں۔

الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِاطَّلَعْتَ
کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں ۲۳ اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر ۲۴ اے سننے

عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ
والے اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور ان سے ہیبت میں بھرے جائے ۲۵ اور یونہی ہم نے ان کو

لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا
جگایا ۲۶ کہ آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں ۲۷ ان میں ایک کہنے والا بولا ۲۸ تم یہاں کتنی دیر رہے کچھ

۲۳ سال میں ایک مرتبہ دسویں محرّم کو۔

۲۴ جب وہ کروٹ لیتے ہیں وہ بھی کروٹ بدلتا ہے۔

فائدہ: تفسیرِ ثعلبی میں ہے کہ جو کوئی ان کلمات ’’وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ‘‘ کو لکھ کر اپنے ساتھ رکھے کتّے کے ضرر سے امن میں رہے۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت مولٰینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: اَصحابِ کَہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کتّا بلعم باعُور کی شکل بنکر جنّت میں جائے گا اور وہ اس کتّے کی شکل ہوکر دوزخ میں پڑے گا۔ اُس (یعنی اصحابِ کہف کے کُتّے) نے محبوبانِ خدا کا ساتھ دیا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اُس کو انسان بنا کر جنّت عطا فرمائی۔ اور اُس (یعنی بلعم باعُور) نے محبوبانِ خدا سے عداوت کی (وہ) بنی اسرائیل میں بہُت بڑا عالم تھا، مُستجابُ الدَّعوات تھا (یعنی اِس کی دعائیں قَبول ہوتی تھیں) لوگوں نے اس کو بہُت سا مال دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کیلئے بددعا کرے۔ خبیث لالچ میں آ گیا اور بددعا کرنی چاہی جو الفاظ موسیٰ علیہ السلام کیلئے کہنا چاہتا تھا، اپنے لئے نکلتے تھے۔ اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصّہ ۳ ص ۲۷۹ تا ۲۸۰، فرید بک اسٹال مرکز الاولیاء لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سگِ اَصحابِ کہف بڑا خوش نصیب ہے، بُزُرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کی صُحبت کی بَرَکت سے یہ جنّت میں داخل ہوگا۔ چُنانچِہ مُفسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان تحریر فرماتے ہیں: چند جانور جنّت میں جائیں گے حضور (علیہ السلام) کی اونٹنی قَصوا، اَصحابِ کہف کا کُتّا، صالح علیہ السلام کی اُونٹنی، حضرتِ عیسٰی (علیہ السلام) کا دراز گوش۔

(مراۃ المناجیح ج ۷ ص ۵۰۱)

۲۵ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہیبت سے ان کی حفاظت فرمائی ہے کہ ان تک کوئی جا نہیں سکتا۔ حضرت معاویہ جنگِ روم کے وقت کہف کی طرف گزرے تو انہوں نے اصحابِ کہف پر داخل ہونا چاہا، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں منع کیا اور یہ آیت پڑھی پھر ایک جماعت حضرت امیرِ معاویہ کے حکم سے داخل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہوا چلائی کہ سب جل گئے۔

۲۶ ایک مدّتِ دراز کے بعد۔

اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ

بولے کہ ایک دن رہے یا دن سے کم ۲۹ دوسرے بولے تمہارا رب خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے ۳۰ تو اپنے میں ایک کو

هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْیَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ

یہ چاندی لے کر ۳۱ شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے ۳۲ کہ تمہارے لیے اس میں سے کھانے

مِّنْهُ وَ لْیَتَلَطَّفْ وَ لَا یُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْكُمْ

کو لائے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے بے شک اگر وہ تمہیں جان لیں گے تو تمہیں پتھراؤ

یَرْجُمُوْكُمْ اَوْ یُعِیْدُوْكُمْ فِیْ مِلَّتِهِمْ وَ لَنْ تُفْلِحُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَ كَذٰلِكَ

کریں گے ۳۳ یا اپنے دین ۳۴ میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا نہ ہوگا اور اسی طرح ہم نے ان کی

اَعْثَرْنَا عَلَیْهِمْ لِیَعْلَمُوْۤا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَیْبَ فِیْهَا ۚ

اطلاع کر دی ۳۵ کہ لوگ جان لیں ۳۶ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں

۲۷ اور اللہ تعالٰی کی قدرتِ عظیمہ دیکھ کر ان کا یقین زیادہ ہوا اور وہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔

۲۸ یعنی مکسلمینا جو ان میں سب سے بڑے اور ان کے سردار ہیں۔

۲۹ کیونکہ وہ غار میں طلوعِ آفتاب کے وقت داخل ہوئے تھے اور جب اٹھے تو آفتاب قریبِ غروب تھا اس سے انہوں نے گمان کیا کہ یہ وہی دن ہے۔

مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ اجتہاد جائز اور ظنِ غالب کی بنا پر قول کرنا درست ہے۔

۳۰ انہیں یا تو الہام سے معلوم ہوا کہ مدت دراز گزر چکی یا انہیں کچھ ایسے دلائل و قرائن ملے جیسے کہ بالوں اور ناخنوں کا بڑھ جانا جس سے انہوں نے یہ خیال کیا کہ عرصہ بہت گزر چکا۔

۳۱ یعنی دقیانوسی سکہ کے روپے جو گھر سے لے کر آئے تھے اور سوتے وقت اپنے سرہانے رکھ لئے تھے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو خرچ ساتھ میں رکھنا طریقۂ توکل کے خلاف نہیں ہے چاہئے کہ بھروسہ اللہ پر رکھے۔

۳۲ اور اس میں کوئی شبۂ حرمت نہیں۔

۳۳ اور بُری طرح قتل کریں گے۔

۳۴ یعنی جبر و ستم سے کُفری ملّت۔

۳۵ لوگوں کو دقیانوس کے مرنے اور مدّت گزر جانے کے بعد۔

۳۶ اور بیدروس کی قوم میں جو لوگ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں انہیں معلوم ہو جائے۔

اِذْ یَتَنَازَعُوْنَ بَیْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْهِمْ بُنْیَانًاؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ
جب وہ لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑنے لگے ۳۷ تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب

بِهِمْؕ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا ۝۲۱
انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے ۳۸ قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے ۳۹

سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْۚ وَ یَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا
اب کہیں گے ۴۰ کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بے دیکھے الاؤ تکا

بِالْغَیْبِۚ وَ یَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ
(تیر تکا) بات ۴۱ اور کچھ کہیں گے سات ہیں ۴۲ اور آٹھواں ان کا کتا تم فرماؤ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے ۴۳

مَّا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ۫ۙ فَلَا تُمَارِ فِیْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا۪ وَّ لَا تَسْتَفْتِ
انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے ۴۴ تو ان کے بارے میں ۴۵ بحث نہ کرو مگر اتنی ہی بحث جو ظاہر ہو چکی ۴۶ اور ان

۳۷ یعنی ان کی وفات کے بعد ان کے گرد عمارت بنانے میں۔

۳۸ یعنی بیدروس بادشاہ اور اس کے ساتھی۔

۳۹ جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور ان کے قرب سے برکت حاصل کریں۔(مدارک)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا اہلِ ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآنِ کریم میں اس کا ذکر فرمانا اور اس کو منع نہ کرنا اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔ مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے جوار میں برکت حاصل ہوتی ہے اسی لئے اہلُ اللہ کے مزارات پر لوگ حصولِ برکت کے لئے جایا کرتے ہیں اور اسی لئے قبروں کی زیارت سنّت اور موجبِ ثواب ہے۔

۴۰ نصرانی۔ جیسا کہ ان میں سے سید اور عاقب نے کہا۔

۴۱ جو بے جانے کہہ دی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی۔

۴۲ اور یہ کہنے والے مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو ثابت رکھا کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم حاصل کر کے کہا۔

۴۳ کیونکہ جہانوں کی تفاصیل اور کائناتِ ماضیہ و مستقبلہ کا علم اللہ ہی کو ہے یا جس کو وہ عطا فرمائے۔

۴۴ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں انہیں قلیل میں سے ہوں جن کا آیت میں استثناء فرمایا۔

۴۵ اہلِ کتاب سے۔

۴۶ اور قرآن میں نازل فرما دی گئی آپ اتنے ہی پر اکتفا کریں اور اس معاملہ میں یہود کے جہل کا اظہار کرنے کے

فِيهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ ع ۳ ۵ ۱۵

کے ۴۷ بارے میں کسی کتابی سے کچھ نہ پوچھو اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کردوں گا مگر یہ کہ اللہ

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَ قُلْ عَسٰۤی اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ

چاہے ۴۸ اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے ۴۹ اور یوں کہو کہ قریب ہے میرا رب مجھے اس ۵۰ سے نزدیک

لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَ لَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَ

تر راستی کی راہ دکھائے ۵۱ اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے نو اوپر ۵۲

ازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے ۵۳ اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب

درپے نہ ہوں۔

۴۷ یعنی اصحابِ کہف کے۔

۴۸ یعنی جب کسی کام کا ارادہ ہو تو یہ کہنا چاہئے کہ ان شاء اللہ ایسا کروں گا بغیر ان شاء اللہ کے نہ کہے۔

شانِ نُزول: اہلِ مکّہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب اصحابِ کہف کا حال دریافت کیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کل بتاؤں گا اور ان شاء اللہ نہیں فرمایا تھا، کئی روز وحی نہیں آئی پھر یہ آیت نازِل فرمائی۔

۴۹ یعنی ان شاء اللہ تعالیٰ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آئے کہہ لے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تک اس مجلس میں رہے۔ اس آیت کی تفسیروں میں کئی قول ہیں بعض مفسّرین نے فرمایا معنیٰ یہ ہیں کہ اگر کسی نماز کو بھول گیا تو یاد آتے ہی ادا کرے۔ (بخاری و مسلم) بعض عارفین نے فرمایا معنیٰ یہ ہیں کہ اپنے ربّ کو یاد کر جب تو اپنے آپ کو بھول جائے کیونکہ ذکر کا کمال یہی ہے کہ ذاکر مذکور میں فنا ہو جائے۔

ذکر و ذاکر محو گردد بالتمام

جملگی مذکور ماند والسلام

۵۰ واقعۂ اصحابِ کہف کے بیان اور اس کی خبر دینے۔

۵۱ یعنی ایسے معجزات عطا فرمائے جو میری نبوّت پر اس سے بھی زیادہ ظاہر دلالت کریں جیسے کہ انبیاء سابقین کے احوال کا بیان اور غیوب کا علم اور قیامت تک پیش آنے والے حوادث و وقایع کا بیان اور شقّ القمر اور حیوانات سے اپنی شہادتیں دلوانا وغیرہا۔ (خازن و جمل)

۵۲ اور اگر وہ اس مدّت میں جھگڑا کریں تو۔

۵۳ اسی کا فرمانا حق ہے۔

اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ٘ وَّ لَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ
وہ کیا ہی دیکھتا اور کیا ہی سنتا ہے ۵۴ اس کے سوا ان کا ۵۵ کوئی والی نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک
اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَ اتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ؕۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ﳜ وَ
نہیں کرتا اور تلاوت کرو جو تمہارے رب کی کتاب ۵۶ تمہیں وحی ہوئی اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ۵۷ اور
لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
ہرگز تم اس کے سوا پناہ نہ پاؤ گے اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام
بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ
اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں ۵۸ اور تمہاری آنکھیں انھیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم
الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ
دنیا کی زندگانی کا سنگار چاہو گے اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا
وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ﳜ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ
اور اس کا کام حد سے گزر گیا اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے ۵۹ تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے

شانِ نزول: نجران کے نصرانیوں نے کہا تھا تین سو برس تک ٹھیک ہیں اور نو کی زیادتی کیسی ہے اس کا ہمیں علم نہیں۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی یاد رہے کہ اصحاب کہف نبی نہیں بلکہ بنی اسرائیل کے ولی ہیں ان کی کرامت یہ بیان ہوئی کہ غار میں تین سو نو برس سوتے رہے۔ اتنا عرصہ بے غذا سونا اور فنا نہ ہونا کرامت ہے۔

۵۴ کوئی ظاہر اور کوئی باطن اس سے چھپا نہیں۔

۵۵ آسمان اور زمین والوں کا۔

۵۶ یعنی قرآن شریف۔

۵۷ اور کسی کو اس کے تبدیل و تغییر کی قدرت نہیں۔

۵۸ یعنی اخلاص کے ساتھ ہر وقت اللہ کی طاعت میں مشغول رہتے ہیں۔

شانِ نزول: سردارانِ کُفّار کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ ہمیں غُرباء اور شکستہ حالوں کے ساتھ بیٹھتے شرم آتی ہے اگر آپ ہمیں انھیں صحبت سے جدا کر دیں تو ہم اسلام لے آئیں اور ہمارے اسلام لے آنے سے خلقِ کثیر اسلام لے آئے گی۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔

(اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ ص ۳۶۸)

شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَ اِنْ
کفر کرے و۶۰ بے شک ہم نے ظالموں و۶۱ کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی اور اگر و۶۲
يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ
پانی کے لئے فریاد کریں تو ان کی فریاد رسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیے ہوئے (کھولتے ہوئے) دھات کی طرح ہے کہ ان
وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ
کے منہ بھون دے گا کیا ہی برا پینا ہے و۶۳ اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم
اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ
ان کے نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں و۶۴ ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں ان کے نیچے ندیاں
الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ
بہیں وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے و۶۵ اور سبز کپڑے کریب اور قناویز

و۵۹ یعنی اس کی توفیق سے اور حق و باطل ظاہر ہو چکا میں تو مسلمانوں کو ان کی غربت کے باعث تمہاری دل جوئی کے لئے اپنی مجلسِ مبارک سے جدا نہیں کروں گا۔

و۶۰ اپنے انجام و مآل کو سوچ لے اور سمجھ لے کہ۔

و۶۱ یعنی کافروں۔

و۶۲ پیاس کی شدّت سے۔

و۶۳ اللہ کی پناہ۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ غلیظ پانی ہے روغنِ زیتون کی تلچھٹ کی طرح۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جب وہ منہ کے قریب کیا جائے گا تو منہ کی کھال اس سے جل کر گر پڑے گی۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ وہ پگھلایا ہوا رانگ اور پیتل ہے۔

دوزخیوں کو گرم پانی جو روغن زیتون کے تلچھٹ کی طرح گندہ ہوگا پینا پڑے گا جو منہ کے قریب لاتے ہی چہرے کی پوری کھال کو پگھلا کر گرا دے گا اور یہی گرم پانی اُن کے سروں پر ڈالا جائے گا تو یہ پانی پیٹ میں داخل ہو کر پیٹ کے اندر کے تمام اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کے قدموں پر گرا دے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب ما جاء فی صفۃ شراب اہل النار، الحدیث ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ج ۴، ص ۲۶۱)

اِسی طرح دوزخیوں کو جہنمیوں کے بدن کا پیپ اور پنچھا بھی پلایا جائے گا۔ جس کو 'غساق' کہتے ہیں۔ اُس کی بدبو کا یہ حال ہوگا کہ اگر ایک ڈول 'غساق' دنیا میں گرا دیا جائے تو تمام دنیا بدبو سے بھر جائے۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب ما جاء فی صفۃ شراب اہل النار، الحدیث ۲۵۹۳، ج ۴، ص ۲۶۳)

سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَ
کے پہنیں گے وہاں تختوں پر تکیہ لگائے و۶۶ کیا ہی اچھا ثواب اور

ع ۹ ۱۶ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ
جنت کی کیا ہی اچھی آرام کی جگہ اور ان کے سامنے دو مردوں کا حال بیان کرو ۶۷ کہ ان میں ایک کو و۶۸ ہم نے

مِنْ اَعْنَابٍ وَّ حَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّ جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ
انگوروں کے دو باغ دیے اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور ان کے بیچ بیچ میں کھیتی رکھی و۶۹ دونوں باغ اپنے پھل لائے

اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّ فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّ كَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ
اور اس میں کچھ کمی نہ دی و۷۰ اور دونوں کے بیچ میں ہم نے نہر بہائی اور وہ و۷۱ پھل رکھتا تھا و۷۲ تو اپنے ساتھی و۷۳ سے

و۶۴ بلکہ انہیں ان کی نیکیوں کی جزا دیتے ہیں۔

و۶۵ ہر جنتی کو تین تین کنگن پہنائے جائیں گے سونے اور چاندی اور موتیوں کے۔ حدیثِ صحیح میں ہے کہ وضو کا پانی جہاں جہاں پہنچتا ہے وہ تمام اعضا بہشتی زیوروں سے آراستہ کئے جائیں گے۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ’جنت میں مومن کا زیور وہاں تک ہوگا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔‘

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب تبلغ الحلیۃ حیث یبلغ الوضوء، رقم ۲۵۰، ص ۱۵۱)

ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ’جنت میں اعضائے وضو تک زیور ہوں گے۔‘ (ابن خزیمہ، باب استحباب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۷، ج ۱، ص ۷)

و۶۶ شاہانہ شان و شکوہ کے ساتھ ہوں گے۔

حضرتِ سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اہلِ جنت کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا آج پہن لیا جائے تو اس کی طرف دیکھنے والے کی نظر اچک لی جائے اور لوگوں کی بینائیاں اسے برداشت نہ کر سکیں۔

(الترغیب والترھیب کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۸۴، ج ۴، ص ۲۹۴)

و۶۷ کہ کافر و مومن اس میں غور کر کے اپنا اپنا انجام و مآل سمجھیں اور ان دو مردوں کا حال یہ ہے۔

و۶۸ یعنی کافر کو۔

و۶۹ یعنی انہیں نہایت بہترین ترتیب کے ساتھ مرتّب کیا۔

و۷۰ بہار خوب آئی۔

و۷۱ باغ والا اس کے علاوہ اور بھی۔

لِصَاحِبِهٖ وَ هُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَ دَخَلَ جَنَّتَهٗ وَ
سے بولا اور وہ اس سے ردو بدل کرتا تھا ۷۳ میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا ہوں ۷۵ اپنے
هُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّ مَاۤ اَظُنُّ
باغ میں گیا ۷۶ اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا ۷۷ بولا مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا ہو اور میں گمان نہیں کرتا کہ
السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّ لَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾
قیامت قائم ہو اور اگر میں ۷۸ اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا ۷۹
قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَ هُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ
اس کے ساتھی ۸۰ نے اس سے الٹ پھیر کرتے ہوئے جواب دیا کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے

۷۲ یعنی اموالِ کثیرہ سونا، چاندی وغیرہ ہر قسم کی چیزیں۔

۷۳ ایماندار۔

۷۴ اور اِترا کر اور اپنے مال پر فخر کر کے کہنے لگا کہ۔

۷۵ میرا کنبہ قبیلہ بڑا ہے، ملازم، خدمت گار، نوکر چاکر بہت ہیں۔

۷۶ اور مسلمان کا ہاتھ پکڑ کر اس کو ساتھ لے گیا وہاں اس کو افتخاراً ہر طرف لے پھرا اور ہر ہر چیز دکھائی۔

۷۷ کُفر کے ساتھ اور باغ کی زینت و زیبائش اور رونق و بہار دیکھ کر مغرور ہو گیا اور۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ فتاوٰی رضویہ جلد 21 صَفْحَہ 530 پر نقل کرنے کے بعد میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن مزید فرماتے ہیں: دیکھو بے عمل (عُلماء جو) کہ گناہوں سے اپنی جان پر ظُلم کر رہے ہیں انھیں بھی کتاب کا وارِث بتایا اور نِرا (یعنی فَقَط) وارِث ہی نہیں بلکہ اپنے چُنے ہوئے بندوں میں گِنا۔ اَحادِیث میں آیا، رسولُ اللّٰد صلی اللّٰد تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ہم میں کا جو سَبقت (برتری) لے گیا وہ تو سَبقت لے ہی گیا اور جو مُتَوَسِّط (یعنی درمیانہ) حال کا ہو وہ بھی نَجات والا ہے اور جو اپنی جان پر ظالم (یعنی گنہگار) ہے اس کی بھی مغفِرت ہے۔ (تفسیر دُرِّ منثور ج ۷ ص ۲۵) عالِمِ شریعت اگر اپنے علم پر عامِل بھی ہو (جب تو وہ مِثلِ) چاند ہے (جو) کہ آپ (خود بھی) ٹھنڈا اور تمہیں (بھی) روشنی دے ورنہ (عالِمِ بے عمل مثلِ) شمع ہے کہ خود (تو) جلے مگر تمہیں نَفْع دے۔ رسولُ اللّٰد صلی اللّٰد تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم فرماتے ہیں: اُس شخص کی مِثال جو لوگوں کو خیر (یعنی بھلائی) کی تعلیم دیتا اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اُس فَتیلے (یعنی چَراغ کی بتّی) کی طرح ہے کہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے۔ (اَلتَّرغِیب وَالتَّرہِیب ج ۱ ص ۷۴ حدیث ۱۱)

۷۸ جیسا کہ تیرا گمان ہے بالفرض۔

۷۹ کیونکہ دنیا میں بھی میں نے بہترین جگہ پائی ہے۔

۸۰ مسلمان۔

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ وَ لَاۤ اُشْرِكُ
بنایا پھر نطفہ سے پھر تجھے ٹھیک مرد کیا ف۸۱ لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے

بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَ لَوْ لَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا
رب کا شریک نہیں کرتا ہوں اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا جو چاہے اللہ ہمیں کچھ زور نہیں

بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ یُّؤْتِیَنِ
مگر اللہ کی مدد کا ف۸۲ اگر تو مجھے اپنے سے مال و اولاد میں کم دیکھتا تھا ف۸۳ تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ

خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ یُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ ۙ
سے اچھا دے ف۸۴ اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے تو وہ پٹ پر میدان (سفید زمین) ہو کر رہ جائے ف۸۵

اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَ اُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ
یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے ف۸۶ پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے ف۸۷ اور اس کے پھل گھیر لئے گئے ف۸۸ تو اپنے

یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِیْهَا وَ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ
ہاتھ ملتا رہ گیا ف۸۹ اس لاگت پر جو اس باغ میں خرچ کی تھی اور وہ اپنی ٹٹیوں پر (اوندھے منہ) گرا ہوا تھا ف۹۰ اور کہہ رہا ہے

ف۸۱ عقل و بلوغ، قوت و طاقت عطا کی اور تو سب کچھ پا کر کافر ہو گیا۔

ف۸۲ اگر تو باغ دیکھ کر ماشاء اللہ کہتا اور اعتراف کرتا کہ یہ باغ اور اس کے تمام محاصل و منافع اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور اس کے فضل و کرم سے ہیں اور سب کچھ اس کے اختیار میں ہے چاہے اس کو آباد رکھے، چاہے ویران کرے ایسا کہتا تو یہ تیرے حق میں بہتر ہوتا تو نے ایسا کیوں نہیں کہا۔

ف۸۳ اس وجہ سے تکبّر میں مبتلا تھا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا۔

ف۸۴ دنیا میں یا عقبیٰ میں۔

ف۸۵ کہ اس میں سبزہ کا نام و نشان باقی نہ رہے۔

ف۸۶ نیچے چلا جائے کہ کسی طرح نکالا نہ جا سکے۔

ف۸۷ چنانچہ ایسا ہی ہوا عذاب آیا۔

ف۸۸ اور باغ بالکل ویران ہو گیا۔

ف۸۹ پشیمانی اور حسرت سے۔

ف۹۰ اس حال کو پہنچ کر اس کو مومن کی نصیحت یاد آتی ہے اور اب وہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کے کُفر و سرکشی کا نتیجہ ہے۔

لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اے کاش میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا ہوتا اور اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی

وَ مَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ

نہ وہ بدلہ لینے کے قابل تھا و۹۱ یہاں کھلتا ہے و۹۲ کہ اختیار سچے اللہ کا ہے اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا

ع ۵ ۱۳ ۱۷ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ ع وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

انجام سب سے بھلا اور ان کے سامنے و۹۳ زندگانی دنیا کی کہاوت بیان کرو و۹۴ جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی

تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا و۹۵ پھر سوکھی گھاس ہو گیا جسے ہوائیں اڑائیں و۹۶ اور اللہ ہر چیز پر

كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ الْبٰقِیٰتُ

قابو والا ہے و۹۷ مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے و۹۸ اور باقی رہنے والی اچھی باتیں و۹۹

الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَ یَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَی

ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے و۱۰۰ اور تم

و۹۱ کہ ضائع شدہ چیز کو واپس کر سکتا۔

و۹۲ اور ایسے حالات میں معلوم ہوتا ہے۔

و۹۳ اے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

و۹۴ کہ اس کی حالت ایسی ہے۔

و۹۵ زمین تروتازہ ہوئی پھر قریب ہی ایسا ہوا۔

و۹۶ اور پراگندہ کردیں۔

و۹۷ پیدا کرنے پر بھی اور فنا کرنے پر بھی اس آیت میں دنیا کی تری و تازگی اور بہجت و شادمانی اور اس کے فنا و ہلاک ہونے کی سبزہ سے تمثیل فرمائی گئی کہ جس طرح سبزہ و شاداب ہو کر فنا ہوجاتا ہے اور اس کا نام و نشان باقی نہیں رہتا یہی حالت دنیا کی حیاتِ بے اعتبار کی ہے اس پر مغرور و شیدا ہونا عقل کا کام نہیں۔

و۹۸ راہِ قبر و آخرت کے لئے توشہ نہیں۔ حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مال و اولاد دنیا کی کھیتی ہیں اور اعمالِ صالحہ آخرت کی اور اللہ تعالیٰ اپنے بہت سے بندوں کو یہ سب عطا فرماتا ہے۔

و۹۹ باقیاتِ صالحات سے اعمالِ خیر مراد ہیں جن کے ثمرے انسان کے لئے باقی رہتے ہیں جیسے کہ پنج گانہ نمازیں اور

الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿٤٧﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى
زمین کو صاف کھلی ہوئی دیکھو گے ١٠١ اور ہم انھیں اٹھائیں گے ١٠٢ تو ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے اور سب تمہارے
رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ ۫ بَلْ زَعَمْتُمْ
رب کے حضور پرا باندھے پیش ہوں گے ١٠٣ بے شک تم ہمارے پاس ویسے ہی آئے جیسا ہم نے تمھیں پہلی بار بنایا
اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾ وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ
تھا ١٠٤ بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لئے کوئی وعدہ کا وقت نہ رکھیں گے ١٠٥ اور نامہ اعمال رکھا جائے گا ١٠٦ تو تم
مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ
مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے ہوں گے اور ١٠٧ کہیں گے ہائے خرابی ہماری اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے
صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ
کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو اور اپنا سب کیا انھوں نے سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر
رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ ع ٦/٥ ١٨
ظلم نہیں کرتا ١٠٨ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو ١٠٩ تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس

تسبیح وتحمید۔ حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے باقیاتِ صالحات کی کثرت کا حکم فرمایا صحابہ نے عرض کیا وہ کیا ہیں فرمایا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھنا۔

١٠٠ کہ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ابر کی طرح روانہ ہوں گے۔

١٠١ نہ اس پر کوئی پہاڑ ہوگا نہ عمارت نہ درخت۔

١٠٢ قبروں سے اور موقفِ حساب میں حاضر کریں گے۔

١٠٣ ہر ہر امّت کی جماعت کی قطاریں علیحدہ علیحدہ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔

١٠٤ زندہ برہنہ تن و برہنہ پا بے زرو مال۔

١٠٥ جو وعدہ کہ ہم نے زبانِ انبیاء پر فرمایا تھا یہ ان سے فرمایا جائے گا جو لوگ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور قیامت قائم ہونے کے منکر تھے۔

١٠٦ ہر شخص کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں، مومن کا داہنے میں کافر کا بائیں میں۔

١٠٧ اس میں اپنی بدیاں لکھی دیکھ کر۔

١٠٨ نہ کسی پر بے جرم عذاب کرے، نہ کسی کی نیکیاں گھٹائے۔

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ

کے قوم جن سے تھا تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا ف۱۱۰ بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو ف۱۱۱

وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ

اور وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کو کیا ہی برا بدل ملا ف۱۱۲ نہ میں نے آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت انھیں سامنے

وَ الْاَرْضِ وَ لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَ

بٹھا لیا تھا نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میری شان کہ گمراہ کرنے والوں کو بازو بناؤں ف۱۱۳ اور جس دن

یَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ

فرمائے گا ف۱۱۴ کہ پکارو میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے تو انھیں پکاریں گے وہ انھیں جواب نہ دیں گے

وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَ رَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا

اور ہم ان کے ف۱۱۵ درمیان ایک ہلاکت کا میدان کردیں گے ف۱۱۶ اور مجرم دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کریں گے کہ انھیں

ع ۱۹ وَ لَمْ یَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ

اس میں گرنا ہے اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی

مَثَلٍ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ

مثل طرح طرح بیان فرمائی ف۱۱۷ اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے ف۱۱۸ اور آدمیوں کو کس چیز نے اس سے روکا

ف۱۰۹ تحیّت کا۔

ف۱۱۰ اور باوجود مامور ہونے کے اس نے سجدہ نہ کیا تو اے بنی آدم۔

ف۱۱۱ اور ان کی اطاعت اختیار کرتے ہو۔

ف۱۱۲ کہ بجائے طاعتِ الٰہی بجالانے کے طاعتِ شیطان میں مبتلا ہوئے۔

ف۱۱۳ معنٰی یہ ہیں کہ اشیاء کے پیدا کرنے میں متفرد اور یگانہ ہوں نہ میرا کوئی شریکِ عمل نہ کوئی مشیر کار پھر میرے سوا اور کسی کی عبادت کس طرح درست ہوسکتی ہے۔

ف۱۱۴ اللہ تعالٰی کفّار سے۔

ف۱۱۵ یعنی بتوں اور بت پرستوں کے یا اہلِ ہدٰی اور اہلِ ضلال کے۔

ف۱۱۶ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ موبق جہنّم کی ایک وادی کا نام ہے۔

ف۱۱۷ تاکہ سمجھیں اور پند پذیر ہوں۔

يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَ يَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ
کہ ایمان لاتے جب ہدایت و۱۱۹ ان کے پاس آئی اور اپنے رب سے معافی مانگتے و۱۲۰ مگر یہ کہ ان پر اگلوں کا دستور
الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا
آئے و۱۲۱ یا ان پر قسم قسم کا عذاب آئے اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر و۱۲۲
مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۚ وَ يُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ
خوشی و۱۲۳ ڈر سنانے والے اور جو کافر ہیں وہ باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں و۱۲۴ کہ اس سے حق کو ہٹا دیں اور
الْحَقَّ وَ اتَّخَذُوْۤا اٰيٰتِيْ وَ مَاۤ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ
انھوں نے میری آیتوں کی اور جو ڈر انھیں سنائے گئے تھے و۱۲۵ ان کی ہنسی بنالی اور اس سے بڑھ کر ظالم کون
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى
جسے اس کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو وہ ان سے منہ پھیر لے و۱۲۶ اور اس کے ہاتھ جو آگے بھیج چکے و۱۲۷ اسے
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى
بھول جائے ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کردیئے ہیں کہ قرآن نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی و۱۲۸ اور اگر تم

و۱۱۸ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہاں آدمی سے مراد نضر بن حارث ہے اور جھگڑے سے اس کا قرآنِ پاک میں جھگڑا کرنا بعض نے کہا ابی بن خلف مراد ہے۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ تمام کفّار مراد ہیں بعض کے نزدیک آیت عموم پر ہے اور یہی اصح ہے۔

و۱۱۹ یعنی قرآنِ کریم یا رسولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک۔

و۱۲۰ معنی یہ ہیں کہ ان کے لئے جائے عذر نہیں ہے کیونکہ انہیں ایمان و استغفار سے کوئی مانع نہیں۔

و۱۲۱ یعنی وہ ہلاک جو مقدر ہے اس کے بعد۔

و۱۲۲ ایمانداروں اطاعت شعاروں کے لئے ثواب کی۔

و۱۲۳ بے ایمانوں، نافرمانوں کے لئے عذاب کا۔

و۱۲۴ اور رسولوں کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔

و۱۲۵ عذاب کے۔

و۱۲۶ اور پند پذیر نہ ہوا اور ان پر ایمان نہ لائے۔

و۱۲۷ یعنی معصیّت اور گناہ اور نافرمانی جو کچھ اس نے کیا۔

فَلَنْ یَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ یُؤَاخِذُهُمْ بِمَا
انھیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے و۱۲۹ اور تمہارا رب بخشنے والا مہر والا ہے اگر وہ انھیں و۱۳۰

كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿۵۸﴾
ان کے کئے پر پکڑتا تو جلد ان پر عذاب بھیجتا و۱۳۱ بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے و۱۳۲ جس کے سامنے کوئی

ع ۸ ۲۰ وَ تِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَ جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذْ قَالَ
پناہ نہ پائیں گے اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کردیں و۱۳۳ جب انھوں نے ظلم کیا و۱۳۴ اور ہم نے ان کی بربادی کا ایک وعدہ

مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾
رکھا تھا اور (یاد کرو) جب موسیٰ و۱۳۵ نے اپنے خادم سے کہا و۱۳۶ میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ
ملے ہیں و۱۳۷ یا قرنوں (مدتوں تک) چلا جاؤں و۱۳۸ پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے و۱۳۹ اپنی مچھلی

و۱۲۸ کہ حق بات نہیں سنتے۔

و۱۲۹ یہ ان کے حق میں ہے جو علمِ الٰہی میں ایمان سے محروم ہیں۔

و۱۳۰ دنیا ہی میں۔

و۱۳۱ لیکن اس کی رحمت ہے کہ اس نے مہلت دی اور عذاب میں جلدی نہ فرمائی۔

و۱۳۲ یعنی روزِ قیامت بعث وحساب کا دن۔

و۱۳۳ وہاں کے رہنے والوں کو ہلاک کردیا اور وہ بستیاں ویران ہوگئیں، ان بستیوں سے قومِ لوط و عاد وثمود وغیرہ کی بستیاں مراد ہیں۔

و۱۳۴ حق کو نہ مانا اور کفر اختیار کیا۔

و۱۳۵ ابنِ عمران نبیِ محترم صاحبِ توریت ومعجزاتِ ظاہرہ۔

و۱۳۶ جن کا نام یوشع ابنِ نون ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت وصحبت میں رہتے تھے اور آپ سے علم اخذ کرتے تھے اور آپ کے بعد آپ کے ولی عہد ہیں۔

و۱۳۷ بحرِ فارس وبحرِ روم جانبِ مشرق میں اور مجمع البحرین وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا وعدہ دیا گیا تھا اس لئے آپ نے وہاں پہنچنے کا عزمِ مصمّم کیا اور فرمایا کہ میں اپنی سعی جاری رکھوں گا جب تک کہ وہاں پہنچوں۔

و۱۳۸ اگر وہ جگہ دور ہو پھر یہ حضرات روٹی اور نمکین بھنی مچھلی زنبیل میں توشہ کے طور پر لے کر روانہ ہوئے۔

سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ

بھول گئے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بنائی پھر جب وہاں سے گزر گئے ف۱۴۰ موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا

سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ

لاؤ بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا ف۱۴۱ بولا بھلا دیکھئے تو جب ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو

نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي

بے شک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کا مذکور کروں اور اس نے ف۱۴۲ تو سمندر میں اپنی

الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾

راہ لی اچنبا ہے موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے ف۱۴۳ تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے تو ہمارے

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا

بندوں میں سے ایک بندہ پایا ف۱۴۴ جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی ف۱۴۵ اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا ف۱۴۶

ف۱۳۹ جہاں ایک پتّھر کی چٹان تھی اور چشمۂ حیات تھا تو وہاں دونوں حضرات نے استراحت کی اور مصروفِ خواب ہو گئے، بھنی ہوئی مچھلی زنبیل میں زندہ ہوگئی اور تڑپ کر دریا میں گری اور اس پر سے پانی کا بہاؤ رک گیا اور ایک محراب سی بن گئی، حضرت یوشع کو بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کا ذکر کرنا یاد نہ رہا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

ف۱۴۰ اور چلتے رہے یہاں تک کہ دوسرے روز کھانے کا وقت آیا تو حضرت۔

ف۱۴۱ تھکان بھی ہے بھوک کی شدّت بھی ہے اور یہ بات جب تک مجمع البحرین پہنچے تھے پیش نہ آئی تھی، منزلِ مقصود سے آگے بڑھ کر تکان اور بھوک معلوم ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ مچھلی یاد کریں اور اس کی طلب میں منزلِ مقصود کی طرف واپس ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہ فرمانے پر خادم نے معذرت کی اور۔

ف۱۴۲ یعنی مچھلی نے۔

ف۱۴۳ مچھلی کا جانا ہی تو ہمارے حصولِ مقصد کی علامت ہے اور جن کی طلب میں ہم چلے ہیں ان کی ملاقات وہیں ہوگی۔

ف۱۴۴ جو چادر اوڑھے آرام فرما رہا تھا یہ حضرت خضر تھے علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام۔ لفظِ خضر لغت میں تین طرح آیا ہے بکسرِ خا وسکونِ ضاد اور بفتحِ خا وسکونِ ضاد اور بفتحِ خا وکسرِ ضاد۔ یہ لقب ہے اور وجہ اس لقب کی یہ ہے کہ جہاں بیٹھتے یا نماز پڑھتے ہیں وہاں اگر گھاس خشک ہو تو سرسبز ہو جاتی ہے، نام آپ کا بلیا بن ملکان اور کنیّت ابو العباس ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل میں سے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ آپ شہزادے ہیں آپ نے دنیا ترک کر کے زہد اختیار فرمایا۔ (صاوی، ج ۴، ص ۱۲۰۷، پ ۱۵، الکہف: ۶۵)

عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾
اس سے موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی وے۱۴
قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَ كَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ
کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے و۱۴۸ اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط
خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَاۤ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ
نہیں و۱۴۹ کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا کہا تو اگر
فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْــٴَـلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ ع
آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں و۱۵۰

ع ۹ ۱۱ ۲۱

و۱۴۵ اس رحمت سے یا نبوّت مراد ہے یا ولایت یا علم یا طولِ حیات، آپ ولی تو بالیقین ہیں آپ کی نبوّت میں اختلاف ہے۔ (جلالین، ص۲۴۹، پ۱۵، الکہف:۶۵)

و۱۴۶ یعنی غیوب کا علم۔ مفسّرین نے فرمایا علمِ لدنی وہ ہے جو بندہ کو بطریقِ الہام حاصل ہو۔ حدیث شریف میں ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علٰی نبینا وعلیہ السلام کو دیکھا کہ سفید چادر میں لپٹے ہوئے ہیں تو آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے دریافت کیا کہ تمہاری سرزمین میں سلام کہاں؟ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا کہ جی ہاں پھر۔

وے۱۴ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو علم کی طلب میں رہنا چاہئے خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم ہو۔

مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے علم سیکھے اس کے ساتھ بتواضع وادب پیش آئے۔ (مدارک) خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب میں۔

و۱۴۸ حضرت خضر نے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام امورِ منکرہ وممنوعہ دیکھیں گے اور انبیاء علیہم السلام سے ممکن ہی نہیں کہ وہ منکرات دیکھ کر صبر کرسکیں پھر حضرت خضر علیہ السلام نے اس ترکِ صبر کا عذر بھی خود ہی بیان فرمادیا اور فرمایا۔

و۱۴۹ اور ظاہر میں وہ منکر ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ ایک علم اللہ تعالٰی نے مجھ کو ایسا عطا فرمایا جو آپ نہیں جانتے اور ایک علم آپ کو ایسا عطا فرمایا جو میں نہیں جانتا۔ مفسّرین ومحدّثین کہتے ہیں کہ جو علم حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے لئے خاص فرمایا وہ علمِ باطن ومکاشفہ ہے اور اہلِ کمال کے لئے یہ باعثِ فضل ہے چنانچہ وارد ہوا ہے کہ صدیق کو نماز وغیرہ اعمال کی بنا پر صحابہ پر فضیلت نہیں بلکہ ان کی فضیلت اس چیز سے ہے جو ان کے سینہ میں ہے یعنی علمِ باطن وعلمِ اسرار کیونکہ جو افعال صادر ہوں گے وہ

فَانۡطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیۡنَۃِ خَرَقَہَا ؕ قَالَ اَخَرَقۡتَہَا لِتُغۡرِقَ

اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے و۱۵۱ اس بندہ نے اسے چیر ڈالا و۱۵۲ موسیٰ نے کہا کیا تم نے اسے اس

اَہۡلَہَا ۚ لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡـًٔا اِمۡرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ اِنَّکَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ

لئے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبا دو بے شک یہ تم نے بری بات کی و۱۵۳ کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر

صَبۡرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ بِمَا نَسِیۡتُ وَ لَا تُرۡہِقۡنِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرًا ﴿۷۳﴾

سکیں گے و۱۵۴ کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو و۱۵۵ اور مجھ پر میرے کام میں مشکل نہ ڈالو

فَانۡطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَہٗ ۙ قَالَ اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا زَکِیَّۃًۢ

پھر دونوں چلے و۱۵۶ یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا و۱۵۷ تو اس بندہ نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری

بِغَیۡرِ نَفۡسٍ ؕ لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡـًٔا نُّکۡرًا ﴿۷۴﴾

جان و۱۵۸ بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی بے شک تم نے بہت بری بات کی

حکمت سے ہوں گے اگرچہ بظاہر خلاف معلوم ہوں۔

و۱۵۰ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد اور مسترشد کے آداب میں سے ہے کہ وہ شیخ و استاد کے افعال پر زبانِ اعتراض نہ کھولے اور منتظر رہے کہ وہ خود ہی اس کی حکمت ظاہر فرماویں۔ (مدارک و ابوالسعود)

و۱۵۱ اور کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان کر بغیر معاوضہ کے سوار کر لیا۔

و۱۵۲ اور بسولے یا کلہاڑی سے اس کا ایک تختہ یا دو تختے اکھاڑ ڈالے لیکن باوجود اس کے پانی کشتی میں نہ آیا۔

و۱۵۳ حضرت خضر نے۔

و۱۵۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے۔

و۱۵۵ کیونکہ بھول پر شریعت میں گرفت نہیں۔

و۱۵۶ یعنی کشتی سے اتر کر ایک مقام پر گزرے جہاں لڑکے کھیل رہے تھے۔

و۱۵۷ جوان میں خوبصورت تھا اور حدِّ بلوغ کو نہ پہنچا تھا۔ بعض مفسّرین نے کہا جوان تھا اور رہزنی کیا کرتا تھا۔

و۱۵۸ جس کا کوئی گناہ ثابت نہ تھا۔

الجزء ۱۶

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ

کہا ف۱۵۹ میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہرسکیں گے ف۱۶۰ کہا اس کے بعد میں تم سے کچھ

شَیْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی

پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا بیشک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہو چکا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک

اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا

گاؤں والوں کے پاس آئے ف۱۶۱ ان دہقانوں سے کھانا مانگا انھوں نے انھیں دعوت دینی قبول نہ کی ف۱۶۲ پھر دونوں نے

فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ

اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے اس بندہ نے ف۱۶۳ اُسے سیدھا کر دیا موسیٰ نے کہا تم چاہتے تو اس پر کچھ

عَلَیْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ

مزدوری لے لیتے ف۱۶۴ کہا یہ ف۱۶۵ میری اور آپ کی جدائی ہے اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر (بھید) بتاؤں گا

تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ

جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ف۱۶۶ وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی ف۱۶۷ کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَ اَمَّا

کہ اسے عیب دار کر دوں اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا ف۱۶۸ کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا ف۱۶۹ اور وہ جو لڑکا تھا

ف۱۵۹ حضرت خضر نے کہ اے موسیٰ۔

ف۱۶۰ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے۔

ف۱۶۱ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس گاؤں سے مراد انطاکیہ ہے وہاں ان حضرات نے۔

ف۱۶۲ اور میزبانی پر آمادہ نہ ہوئے۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ وہ بستی بہت بدتر ہے جہاں مہمانوں کی میزبانی نہ کی جائے۔

ف۱۶۳ یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک لگا کر اپنی کرامت سے۔

ف۱۶۴ کیونکہ یہ ہماری تو حاجت کا وقت ہے اور بستی والوں نے ہماری کچھ مدارات نہیں کی ایسی حالت میں ان کا کام بنانے پر اجرت لینا مناسب تھا، اس پر حضرت خضر نے۔

ف۱۶۵ وقت یا اس مرتبہ کا انکار۔

ف۱۶۶ اور ان کے اندر جو راز تھے ان کا اظہار کر دوں گا۔

الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿۸۰﴾

اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھا وے ف۱۷۰

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَ اَمَّا

تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر وا۱۷۱ ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے و۱۷۲

الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ

رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی و۱۷۳ اور اس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا و۱۷۴ اور ان کا باپ نیک آدمی تھا و۱۷۵

و۱۶۷ جو دس بھائی تھے ان میں پانچ تو اپاہج تھے جو کچھ نہیں کر سکتے تھے اور پانچ تندرست تھے جو۔

و۱۶۸ کہ انہیں واپسی میں اس کی طرف گزرنا ہوتا۔ اس بادشاہ کا نام جلندی تھا کشتی والوں کو اس کا حال معلوم نہ تھا اور اس کا طریقہ یہ تھا۔

و۱۶۹ اور اگر عیب دار ہوتی چھوڑ دیتا اس لئے میں نے اس کشتی کو عیب دار کر دیا کہ وہ ان غریبوں کے لئے بچ رہے۔

ف۱۷۰ اور وہ اس کی مَحبت میں دین سے پھر جائیں اور گمراہ ہو جائیں اور حضرت خضر کا یہ اندیشہ اس سبب سے تھا کہ وہ باعلامِ الٰہی اس کے حالِ باطن کو جانتے تھے۔ حدیثِ مسلم میں ہے کہ یہ لڑکا کافر ہی پیدا ہوا تھا۔ امام سبکی نے فرمایا کہ حالِ باطن جان کر بچّے کو قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے انہیں اس کی اجازت تھی، اگر کوئی ولی کسی بچّے کے ایسے حال پر مطلع ہو تو اس کو قتل جائز نہیں ہے۔ کتابِ عرائس میں ہے کہ جب حضرت موسٰی علیہ السلام نے حضرت خصر سے فرمایا کہ تم نے ستھری جان کو قتل کر دیا تو یہ انہیں گراں گزرا اور انہوں نے اس لڑکے کا کندھا توڑ کر اس کا گوشت چیرا تو اس کے اندر لکھا ہوا تھا کافر ہے کبھی اللہ پر ایمان نہ لائے گا۔

(جمل) (مدارک التنزیل، ج ۳، ص ۲۱۹۔ ۲۲۱، پ ۱۵۔ ۱۶، الکھف ملخصاً)

وا۱۷۱ بچّہ گناہوں اور نجاستوں سے پاک اور۔

و۱۷۲ جو والدین کے ساتھ طریقِ ادب وحُسنِ سلوک اور مودّت ومَحبت رکھتا ہو۔ مروی ہے کہ اللہ تعالٰی نے انہیں ایک بیٹی عطا کی جو ایک نبی کے نکاح میں آئی اور اس سے نبی پیدا ہوئے جن کے ہاتھ پر اللہ تعالٰی نے ایک اُمّت کو ہدایت دی، بندے کو چاہئے کہ اللہ کی قضا پر راضی رہے اسی میں بہتری ہوتی ہے۔

و۱۷۳ جن کے نام اصرم اور صریم تھے۔

و۱۷۴ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اس دیوار کے نیچے سونا چاندی مدفون تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ اس میں سونے کی ایک تختی تھی اس پر ایک طرف لکھا تھا اس کا حال عجیب ہے جسے موت کا یقین ہو اس کو خوشی کس طرح ہوتی ہے، اس کا حال عجیب ہے جو قضا وقدر کا یقین رکھے اس کو غصّہ کیسے آتا ہے، اس کا حال عجیب ہے

اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ

تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں ۱۷۶ اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ

رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا ۱۷۷ یہ پھیر ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے

ع ۱۰/۱۲/۱ عَّلَیْهِ صَبْرًا ؕ۝۸۲ وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ

صبر نہ ہوسکا ۱۷۸ اور تم سے ۱۷۹ ذوالقرنین کو (کے بارے) پوچھتے ہیں ۱۸۰ تم فرماؤ میں تمہیں اس کا مذکور پڑھ کر

جسے رزق کا یقین ہو وہ کیوں تعب میں پڑتا ہے، اس کا حال عجیب ہے جسے حساب کا یقین ہو وہ کیسے غافل رہتا ہے، اس کا حال عجیب ہے جس کو دنیا کے زوال و تغیّر کا یقین ہو وہ کیسے مطمئن ہوتا ہے اور اس کے ساتھ لکھا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور دوسری جانب اس لوح پر لکھا تھا میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں یکتا ہوں، میرا کوئی شریک نہیں، میں نے خیر و شر پیدا کی، اس کے لئے خوشی جسے میں نے خیر کے لئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر خیر جاری کی، اس کے لئے تباہی جس کو شر کے لئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر شر جاری کی۔

۱۷۵ اس کا نام کاشح تھا اور یہ شخص پرہیزگار تھا۔ حضرت محمد ابنِ منکدر نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد کو اور اس کی اولاد کی اولاد کو اور اس کے کنبہ والوں کو اور اس کے محلہ داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔ (سبحان اللہ)

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، الکھف: ۸۲، ج ۵، ص ۳۳۳)

۱۷۶ اور ان کی عقل کامل ہو جائے اور وہ قوی و توانا ہو جائیں۔

۱۷۷ بلکہ بامرِ الٰہی والہامِ خداوندی کیا۔

۱۷۸ بعضے لوگ ولی کو نبی پر فضیلت دے کر گمراہ ہو گئے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ حضرت موسیٰ کو حضرت خضر سے علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا باوجودیکہ حضرت خضر ولی ہیں اور درحقیقت ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفرِ جلی ہے اور حضرت خضر نبی ہیں اور اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ بعض کا گمان ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ابتلاء ہے علاوہ بریں یہ کہ اہلِ کتاب اس کے قائل ہیں کہ یہ حضرت موسیٰ پیغمبر بنی اسرائیل کا واقعہ ہی نہیں بلکہ موسیٰ بن ماثان کا واقعہ ہے اور ولی تو نبی پر ایمان لانے سے مرتبۂ ولایت پر پہنچتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ نبی سے بڑھ جائے۔ (مدارک) اکثر علماء اس پر ہیں اور مشائخِ صوفیہ و اصحابِ عرفان کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ شیخ ابو عمرو بن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ حضرت خضر جمہور علماء و صالحین کے نزدیک زندہ ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت خضر و الیاس دونوں زندہ ہیں اور ہر سال زمانۂ حج میں ملتے ہیں۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت خضر نے چشمۂ حیات میں غسل فرمایا اور اس کا پانی پیا واللہ تعالیٰ اعلم۔ (خازن)

ذِكْرًا ﴿۸۳﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ

سناتا ہوں بیشک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا ف۱۸۱ تو وہ ایک سامان

سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ

کے پیچھے چلا ف۱۸۲ یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا اُسے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتا پایا ف۱۸۳

ف۱۷۹ ابوجہل وغیرہ کفّارِ مکّہ یا یہود بہ طریقِ امتحان۔

ف۱۸۰ ذوالقرنین کا نام اسکندر ہے یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں انہوں نے اسکندریہ بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا، حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور صاحبِ لواء تھے، دنیا میں ایسے چار بادشاہ ہوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران تھے، دو مومن حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علٰی نبینا وعلیہما السلام اور دو کافر نمرود اور بُختِ نصر اور عنقریب ایک پانچویں بادشاہ اور اس اُمت سے ہونے والے ہیں جن کا اسمِ مبارک حضرت امام مہدی ہے، ان کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی۔ ذوالقرنین کی نبوّت میں اختلاف ہے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ وہ نہ نبی تھے، نہ فرشتے، اللہ سے محبت کرنے والے بندے تھے، اللہ نے انہیں محبوب بنایا۔

(صاوی، ج ۴،ص ۱۲۱۶، پ ۱۶، الکھف: ۸۳)

ذوالقرنین کیوں کہلائے؟:۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ ذوالقرنین (دوسینگوں والے) کے لقب سے اس لئے مشہور ہو گئے کہ انہوں نے دنیا کے دوسینگوں یعنی دونوں کناروں کا چکر لگایا تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ ان کے دور میں لوگوں کے دو قرن ختم ہو گئے سو برس کا ایک قرن ہوتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے دو گیسو تھے اس لئے ذوالقرنین کہلاتے ہیں۔ اور یہ بھی ایک قول ہے کہ ان کے تاج پر دو سینگ بنے ہوئے تھے واللہ تعالٰی اعلم۔

(مدارک التنزیل، ج ۳،ص ۲۲۲، پ ۱۶، الکھف: ۸۳)

ف۱۸۱ جس چیز کی خَلق کو حاجت ہوتی ہے اور جو کچھ بادشاہوں کو دیار و اَمصار فتح کرنے اور دشمنوں کے محاربہ میں درکار ہوتا ہے وہ سب عنایت کیا۔

ف۱۸۲ سبب وہ چیز ہے جو مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہو خواہ وہ علم ہو یا قدرت تو ذوالقرنین نے جس مقصد کا ارادہ کیا اسی کا سبب اختیار کیا۔

ف۱۸۳ ذوالقرنین نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ اولادِ سام میں سے ایک شخص چشمۂ حیات سے پانی پئے گا اور اس کو موت نہ آئے گی، یہ دیکھ کر وہ چشمۂ حیات کی طلب میں مغرب و مشرق کی طرف روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت خضر بھی تھے وہ تو چشمۂ حیات تک پہنچ گئے اور انہوں نے پی بھی لیا مگر ذوالقرنین کے مقدر میں نہ تھا انہوں نے نہ پایا اس سفر میں جانبِ مغرب روانہ ہوئے تو جہاں تک آبادی ہے وہ سب منازل قطع کر ڈالے اور سمتِ مغرب

وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۬ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ

اور وہاں ۱۸۴ ایک قوم ملی ۱۸۵ ہم نے فرمایا اے ذوالقرنین یا تو تو انھیں سزا دے ۱۸۶ یا اُن کے ساتھ

تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ

بھلائی اختیار کر ۱۸۷ عرض کی کہ وہ جس نے ظلم کیا ۱۸۸ اُسے تو ہم عنقریب سزا دیں گے ۱۸۹ پھر اپنے رب کی

فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَ

طرف پھیرا جائے گا ۱۹۰ وہ اسے بُری مار دے گا اور جو ایمان لایا اور نیک کام کیا تو اُس کا بدلہ بھلائی ہے ۱۹۱ اور

سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ؕ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ

عنقریب ہم اسے آسان کام کہیں گے پھر ایک ۱۹۲ سامان کے پیچھے چلا ۱۹۳ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ

الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ ۙ كَذٰلِكَ ؕ

پہنچا اُسے ایسی قوم پر نکلتا پایا جن کے لیے ہم نے سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی ۱۹۴ بات یہی ہے

میں وہاں پہنچے جہاں آبادی کا نام ونشان باقی نہ رہا، وہاں انہیں آفتاب وقتِ غروب ایسا نظر آیا گویا کہ وہ سیاہ چشمہ میں ڈوبتا ہے جیسا کہ دریائی سفر کرنے والے کو پانی میں ڈوبتا معلوم ہوتا ہے۔

ف۱۸۴ اس چشمہ کے پاس۔

ف۱۸۵ جو شکار کئے ہوئے جانوروں کے چمڑے پہنے تھے اس کے سوا ان کے بدن پر اور کوئی لباس نہ تھا اور دریائی مردہ جانور ان کی غذا تھے، یہ لوگ کافر تھے۔

ف۱۸۶ اور ان میں سے جو اسلام میں داخل نہ ہو اس کو قتل کر دے۔

ف۱۸۷ اور انہیں احکامِ شرع کی تعلیم دے اگر وہ ایمان لائیں۔

ف۱۸۸ یعنی کُفر وشرک اختیار کیا ایمان نہ لایا۔

ف۱۸۹ قتل کریں گے یہ تو اس کی دنیوی سزا ہے۔

ف۱۹۰ قیامت میں۔

ف۱۹۱ یعنی جنّت۔

ف۱۹۲ اور اس کو ایسی چیزوں کا حکم دیں گے جو اس پر سہل ہوں دشوار نہ ہوں۔ اب ذوالقرنین کی نسبت ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ وہ۔

ف۱۹۳ جانبِ مشرق میں۔

ف۱۹۴ اس مقام پر جس کے اور آفتاب کے درمیان کوئی چیز پہاڑ درخت وغیرہ حائل نہ تھی، نہ وہاں کوئی عمارت قائم ہو

وَ قَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَیْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ

اور جو کچھ اس کے پاس تھا ف۱۹۵ سب کو ہمارا علم محیط ہے ف۱۹۶ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ف۱۹۷ یہاں تک کہ

بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾

جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا اُن سے ادھر کچھ ایسے لوگ پائے کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے ف۱۹۸

قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ

انھوں نے کہا اے ذوالقرنین بیشک یاجوج ماجوج ف۱۹۹ زمین میں فساد مچاتے ہیں تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ مال مقرر کر دیں

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ

اس پر کہ آپ ہم میں اور اُن میں ایک دیوار بنا دیں ف۲۰۰ کہا وہ جس پر مجھے میرے رب نے قابو دیا ہے بہتر ہے ف۲۰۱

رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ

تو میری مدد طاقت سے کرو ف۲۰۲ کہ میں تم میں اور اُن میں ایک مضبوط آڑ (دیوار) بنا دوں ف۲۰۳ میرے پاس لوہے کے

سکتی تھی اور وہاں کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ طلوعِ آفتاب کے وقت غاروں میں گھس جاتے تھے اور زوال کے بعد نکل کر اپنا کام کاج کرتے تھے۔

ف۱۹۵ فوج، لشکر، آلاتِ حرب، سامانِ سلطنت اور بعض مفسّرین نے فرمایا سلطنت و مُلک داری کی قابلیت اور امورِ مملکت کے سرانجام کی لیاقت۔

ف۱۹۶ مفسّرین نے کذالک کے معنی میں یہ بھی کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ذوالقرنین نے جیسا مغربی قوم کے ساتھ سلوک کیا تھا ایسا ہی اہلِ مشرق کے ساتھ بھی کیا کیونکہ یہ لوگ بھی ان کی طرح کافِر تھے تو جو ان میں سے ایمان لائے ان کے ساتھ احسان کیا اور جو کُفر پر مُصر رہے ان کو تعذیب کی۔

ف۱۹۷ جانبِ شمال میں۔ (خازن)

ف۱۹۸ کیونکہ ان کی زبان عجیب و غریب تھی ان کے ساتھ اشارہ وغیرہ کی مدد سے بہ مشقّت بات کی جاسکتی تھی۔

ف۱۹۹ یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے فسادی گروہ ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، زمین میں فساد کرتے تھے، ربیع کے زمانے میں نکلتے تھے تو کھیتیاں اور سبزے سب کھا جاتے تھے، کچھ نہ چھوڑتے تھے اور خشک چیزیں لاد کر لے جاتے تھے، آدمیوں کو کھا لیتے تھے درندوں، وحشی جانوروں، سانپوں، بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے، حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے ان کی شکایت کی کہ وہ۔

ف۲۰۰ تاکہ وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں اور ہم ان کے شر و ایذا سے محفوظ رہیں۔

ف۲۰۱ یعنی اللہ کے فضل سے میرے پاس مالِ کثیر اور ہر قسم کا سامان موجود ہے تم سے کچھ لینے کی حاجت نہیں۔

الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤی اِذَا

تختے لاؤ ف٢٠٤ یہاں تک کہ وہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کردی کہا دھونکو (پھونک مارو) یہاں تک کہ

جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ؕ ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَ مَا

جب اُسے آگ کر دیا کہا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبہ اُنڈیل دوں تو یاجوج و ماجوج اس پر نہ چڑھ سکیں اور نہ

اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ

اس میں سوراخ کر سکیں کہا ف٢٠٥ یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ

جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَ كَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ؕ ﴿٩٨﴾ وَ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَىٕذٍ

آئے گا ف٢٠٦ اُسے پاش پاش کردے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے ف٢٠٧ اور اس دن ہم انھیں چھوڑ دیں گے کہ اُن کا

ف٢٠٢ اور جو کام میں بتاؤں وہ انجام دو۔

ف٢٠٣ ان لوگوں نے عرض کیا پھر ہمارے متعلق کیا خدمت ہے؟ فرمایا۔

ف٢٠٤ اور بنیاد کھدوائی جب پانی تک پہنچی تو اس میں پتھر پگھلائے ہوئے تانبے سے جمائے گئے اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چن کر ان کے درمیان لکڑی اور کوئلہ بھروا دیا اور آگ دے دی، اس طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ نہ چھوڑی گئی، اوپر سے پگھلایا ہوا تانبہ دیوار میں پلا دیا گیا، یہ سب مل کر ایک سخت جسم بن گیا۔

ف٢٠٥ ذوالقرنین نے کہ۔

ف٢٠٦ اور یاجوج ماجوج کے خروج کا وقت آپہنچے گا قریبِ قیامت۔

ف٢٠٧ حدیث شریف میں ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر محنت کرتے کرتے جب اس کے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان میں کوئی کہتا ہے اب چلو باقی کل توڑ لیں گے دوسرے روز جب آتے ہیں تو وہ بحکمِ الٰہی پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے، جب ان کے خروج کا وقت آئے گا تو ان میں کہنے والا کہے گا کہ اب چلو باقی دیوار کل توڑ لیں گے ان شاء اللہ، ان شاء اللہ کہنے کا یہ ثمرہ ہوگا کہ اس دن کی محنت رائیگاں نہ جائے گی اور اگلے دن انہیں دیوار اتنی ٹوٹی ملی گی جتنی پہلے روز توڑ گئے تھے، اب وہ نکل آئیں گے اور زمین میں فساد اٹھائیں گے، قتل و غارت کریں گے اور چشموں کا پانی پی جائیں گے، جانوروں درختوں کو اور جو آدمی ہاتھ آئیں گے ان کو کھا جائیں گے، مکّہ مکرّمہ، مدینہ طیّبہ اور بیت المقدس میں داخل نہ ہوسکیں گے، اللہ تعالیٰ بدعائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں ہلاک کرے گا اس طرح کہ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہوں گے جو ان کی ہلاکت کا سبب ہوں گے۔

يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّ

ایک گروہ دوسرے پر ریلا (سیلاب کی طرح) آوے گا اور صور پھونکا جائے گا و۲۰۸ تو ہم سب کو و۲۰۹ اکٹھا کر لائیں گے اور

عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ

ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے لائیں گے و۲۱۰ وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا و۲۱۱

ع ١١ ١٩ ٢ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ

اور حق بات سن نہ سکتے تھے و۲۱۲ تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے

يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْۤ اَوْلِيَآءَ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾

بندوں کو و۲۱۳ میرے سوا حمایتی بنالیں گے و۲۱۴ بیشک ہم نے کافروں کی مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ

تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں و۲۱۵ اُن کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

میں گم گئی و۲۱۶ اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں یہ لوگ جنھوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا

و۲۰۸ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قربِ قیامت کے علامات میں سے ہے۔

و۲۰۹ یعنی تمام خَلق کو عذاب وثواب کے لئے روزِ قیامت۔

و۲۱۰ کہ اس کو صاف دیکھیں۔

و۲۱۱ اور وہ آیاتِ الٰہیہ اور قرآن و ہدایت و بیان اور دلائلِ قدرت و ایمان سے اندھے بنے رہے اور ان میں سے کسی چیز کو وہ نہ دیکھ سکے۔

و۲۱۲ اپنی بدبختی سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنے کے باعث۔

و۲۱۳ مثل حضرت عیسٰی وحضرت عزیر وملائکہ کے۔

و۲۱۴ اور اس سے کچھ نفع پائیں گے یہ گمان فاسد ہے بلکہ وہ بندے ان سے بیزار ہیں اور بیشک ہم ان کے اس شرک پر عذاب کریں گے۔

و۲۱۵ یعنی وہ کون لوگ ہیں جو عمل کر کے تھکے اور مشقّتیں اٹھائیں اور یہ امید کرتے رہے کہ ان اعمال پر فضل ونوال سے نوازے جائیں گے مگر بجائے اس کے ہلاکت و بربادی میں پڑے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا وہ یہود ونصارٰی ہیں۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ وہ راہب لوگ ہیں جو صوامع میں عُزلت گزین رہتے تھے۔

رَبِّهِمْ وَ لِقَآىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ

نہ مانا وف۲۱۶ تو ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے تو ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے وف۲۱۸ یہ

جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ اتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَ رُسُلِیْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

ان کا بدلہ ہے جہنم اس پر کہ اُنھوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی بیشک

اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے وف۲۱۹ وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے

حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہلِ حروراء یعنی خوارج ہیں۔

وف۲۱۶ (الف) اور عمل باطل ہو گئے۔

(ب) صُنْعًا

بعض اوقات بندہ اپنے کسی کام کو پسند کرتا ہے حالانکہ کبھی تو وہ اس میں صحیح ہوتا ہے اور کبھی غلط۔ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہلاکت دو چیزوں میں ہے: (۱) مایوسی (۲) اور خود پسندی میں۔'' یعنی مایوس شخص اعمال کے نفع سے نا امید ہوتا ہے جس کا لازمی اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اعمال چھوڑ دیتا ہے، اور خود پسندی کا شکار اپنے آپ کو خوش بخت اور مراد پالینے والا سمجھتا ہے لہٰذا عمل کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

تزکیۂ نفس سے یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ نیک ہے، حالانکہ خود پسندی کا بھی یہی مطلب ہے، حضرت سیدنا مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ ''اگر میں رات سو کر گزاروں اور صبح کو اس پر ندامت محسوس کروں تو یہ میرے لئے رات بھر عبادت کرنے اور صبح کو اس پر خوش ہونے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

حضرت سیدنا بشر بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طویل نماز پڑھائی، پھر سلام پھیرنے کے بعد لوگوں سے ارشاد فرمایا: ''تم نے میرا جو عمل دیکھا ہے اس پر تعجب نہ کرو کیونکہ ابلیس نے ایک طویل مدت تک ملائکہ کے ساتھ اللہ عزوجل کی عبادت کی تھی پھر بھی وہ مردود ہو گیا۔''

وف۲۱۷ رسول و قرآن پر ایمان نہ لائے اور بعث و حساب و ثواب و عذاب کے منکر رہے۔

وف۲۱۸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ روزِ قیامت بعضے لوگ ایسے اعمال لائیں گے جو ان کے خیالوں میں مکّہ مکرّمہ کے پہاڑوں سے زیادہ بڑے ہوں گے لیکن جب وہ تولے جائیں گے تو ان میں وزن کچھ نہ ہوگا۔

وف۲۱۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنّتوں میں سب کے درمیان اور سب سے بلند ہے اور اس پر عرشِ رحمٰن ہے اور اسی سے

لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ

ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے ف۲۲۰ تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم

قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ

ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں ف۲۲۱ تو (اے محبوب تم) فرماؤ ظاہر

مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ

صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں ف۲۲۲ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے ف۲۲۳ تو جسے اپنے رب

جنّت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب: (وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ)، الحدیث: ۷۴۲۳، ج ۴، ص ۵۴۷)

حضرت کعب نے فرمایا کہ فردوس جنّتوں میں سب سے اعلٰی ہے، اس میں نیکیوں کا حکم کرنے والے اور بدیوں سے روکنے والے عیش کریں گے۔

ف۲۲۰ جس طرح دنیا میں انسان کیسی ہی بہتر جگہ ہو اس سے اور اعلٰی و ارفع کی طلب رکھتا ہے یہ بات وہاں نہ ہوگی کیونکہ وہ جانتے ہوں گے کہ فضلِ الٰہی سے انہیں بہت اعلٰی و ارفع مکان و مکانت حاصل ہے۔

ف۲۲۱ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کے کلمات لکھے جائیں اور ان کے لئے تمام سمندروں کا پانی سیاہی بنا دیا جائے اور تمام خَلق لکھے تو وہ کلمات ختم نہ ہوں اور یہ تمام پانی ختم ہو جائے اور اتنا ہی اور بھی ختم ہو جائے۔ مدعا یہ ہے کہ اس کے علم و حکمت کی نہایت نہیں۔

شانِ نُزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہود نے کہا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کا خیال ہے کہ ہمیں حکمت دی گئی اور آپ کی کتاب میں ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیرِ کثیر دی گئی پھر آپ کیسے فرماتے ہیں کہ تمہیں نہیں دیا گیا مگر تھوڑا علم؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب آیۂ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا نازِل ہوئی تو یہود نے کہا کہ ہمیں توریت کا علم دیا گیا اور اس میں ہر شے کا علم ہے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی، مدعا یہ ہے کہ کل شے کا علم بھی علمِ الٰہی کے حضور قلیل ہے اتنی بھی نسبت نہیں رکھتا جتنی ایک قطرے کو سمندر سے ہو۔

ف۲۲۲ کہ مجھ پر بشری اعراض و امراض طاری ہوتے ہیں اور صورتِ خاصّہ میں کوئی بھی آپ کا مثل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن و صورت میں بھی سب سے اعلٰی و بالا کیا اور حقیقت و روح و باطن کے اعتبار سے تو تمام انبیاء اوصافِ بشر سے اعلٰی ہیں جیسا کہ شفاء قاضی عیاض میں ہے اور شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام و ظواہر تو حدِّ بشریت پر چھوڑے گئے اور ان کے ارواح و بواطن بشریت سے بالا

رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۠ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۲ ۹ ۳

سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے ف۲۲۴

اور ملاءِ اعلٰی سے متعلق ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے سورۂ والضحٰی کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ کی بشریت کا وجود اصلاً نہ رہے اور غلبۂ انوارِ حق آپ پر علی الدوام حاصل ہو بہرحال آپ کی ذات و کمالات میں آپ کا کوئی بھی مثل نہیں۔ اس آیتِ کریمہ میں آپ کو اپنی ظاہری صورتِ بشریّہ کے بیان کا اظہار تواضع کے لئے حکم فرمایا گیا، یہی فرمایا ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے۔ (خازن)

مسئلہ: کسی کو جائز نہیں کہ حضور کو اپنے مثل بشر کہے کیونکہ جو کلمات اصحابِ عزّت وعظمت بہ طریقِ تواضع فرماتے ہیں ان کا کہنا دوسروں کے لئے روا نہیں ہوتا، دوئم یہ کہ جس کو اللہ تعالٰی نے فضائلِ جلیلہ و مراتبِ رفیعہ عطا فرمائے ہوں اس کے ان فضائل و مراتب کا ذکر چھوڑ کر ایسے وصفِ عام سے ذکر کرنا جو ہر کہ ومہ میں پایا جائے ان کمالات کے نہ ماننے کا مُشعِر ہے، سویم یہ کہ قرآنِ کریم میں جا بجا کُفّار کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے تھے اور اسی سے گمراہی میں مبتلا ہوئے پھر اس کے بعد آیت یُوْحٰۤى اِلَیَّ میں حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مخصوص بالعلم اور مکرّم عنداللہ ہونے کا بیان ہے۔

ف۲۲۳ اس کا کوئی شریک نہیں۔

ف۲۲۴ شرکِ اکبر سے بھی بچے اور ریاء سے بھی جس کو شرکِ اصغر کہتے ہیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کرے اللہ تعالٰی اس کو فتنۂ دجال سے محفوظ رکھے گا۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل سورۃ الکھف وآیۃ الکرسی، رقم ۸۰۹، ص ۴۰۴)

یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کو پڑھے وہ آٹھ روز تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم! نجات کس چیز میں ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَنْ لَّا يَعْمَلَ الْعَبْدُ بِطَاعَةِ اللهِ تَعَالٰى يُرِيْدُ بِهَا النَّاسَ۔

ترجمہ: بندہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ کرے۔

نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرکِ اصغر کا ہے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ریاء کاری۔ (پھر فرمایا) بروزِ قیامت جب بندہ اپنے اعمال لے کر حاضر ہوگا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کے لئے دنیا میں دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو! کیا اُن

اٰیاتھا ۹۸ ۱۹ سُوْرَۃُ مَرْیَمَ مَکِّیَّۃٌ ۴۴ رکوعاتھا ٦

سورہ مریم مکی ہے اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا وا

کٓھٰیٰعٓصٓ ۝۱ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ۝۲ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً

یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی جب اُس نے اپنے رب کو آہستہ

خَفِیًّا ۝۳ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَھَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّ

پکارا و۲ عرض کی اے میرے رب میری ہڈی کمزور ہوگئی و۳ اور سر سے بڑھاپے کا بھبھوکا پھوٹا (شعلہ چمکا) و۴ اور

لَمْ اَکُنْۢ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ۝۴ وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ کَانَتِ

اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا و۵ اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے و٦ اور میری عورت

امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ۝۵ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ق

بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے و۷ وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو

کے پاس کوئی بدلہ پاتے ہو۔(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث محمود بن لبید، الحدیث ۲۳۶۹۲، ج۹، ص۱۶۰)

و۱ سورۂ مریم مکّیہ ہے اس میں چھ رکوع اٹھانوے ۹۸ آیتیں سات سواسّی ۷۸۰ کلمے ہیں۔

و۲ کیونکہ اخفاء ریا سے دور اور اخلاص سے معمور ہوتا ہے نیز یہ بھی فائدہ تھا کہ پیرانہ سالی کی عمر میں جب کہ سن شریف پچھتّر یا اسّی برس کا تھا اولاد کا طلب کرنا احتمال رکھتا تھا کہ عوام اس پر ملامت کریں اس لئے بھی اس دعا کا اخفاء مناسب تھا۔ایک قول یہ بھی ہے کہ ضعفِ پیری کے باعث حضرت کی آواز بھی ضعیف ہوگئی تھی۔(مدارک، خازن)

و۳ یعنی پیرانہ سالی کا ضعف غایت کو پہنچ گیا کہ ہڈی جو نہایت مضبوط عضو ہے اس میں کمزوری آگئی تو باقی اعضاو قوٰی کا حال محتاجِ بیان ہی نہیں۔

و۴ کہ تمام سر سفید ہوگیا۔

و۵ ہمیشہ تو نے میری دعا قبول کی اور مجھے مستجاب الدعوات کیا۔

و٦ چچازاد وغیرہ کا کہ وہ شریر لوگ ہیں کہیں میرے بعد دین میں رخنہ اندازی نہ کریں جیسا کہ بنی اسرائیل سے مشاہدہ میں آچکا ہے۔

و۷ اور میرے علم کا حامل ہو۔

وَ اجۡعَلۡهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ٍۨ اسۡمُهٗ يَحۡيٰى ۙ لَمۡ نَجۡعَلۡ

اور اے میرے رب اُسے پسندیدہ کر و۸ اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جن کا نام یحیٰی ہے اس کے

لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امۡرَاَتِىۡ عَاقِرًا وَّ

پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا عرض کی اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے اور

قَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ الۡكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّ قَدۡ

میں بڑھاپے سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا و۹ فرمایا ایسا ہی ہے و۱۰ تیرے رب نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے

خَلَقۡتُكَ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ تَكُ شَيۡـًٔـا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّىۡۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ

اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا جب تو کچھ بھی نہ تھا و۱۱ عرض کی اے میرے رب مجھے کوئی نشانی دے

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوۡمِهٖ مِنَ الۡمِحۡرَابِ

دے و۱۲ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات دن لوگوں سے کلام نہ کرے بھلا چنگا ہو کر و۱۳ تو اپنی قوم پر مسجد سے باہر

فَاَوۡحٰۤى اِلَيۡهِمۡ اَنۡ سَبِّحُوۡا بُكۡرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۱۱﴾ يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيۡنٰهُ

آیا و۱۴ تو اُنھیں اشارہ سے کہا کہ صبح و شام تسبیح کرتے رہو و۱۵ اے یحیٰی کتاب و۱۶ مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی

و۸ کہ تو اپنے فضل سے اس کو نبوّت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

و۹ یہ سوال استبعاد نہیں بلکہ مقصود یہ دریافت کرنا ہے کہ عطائے فرزند کس طریقہ پر ہوگا کیا دوبارہ جوانی مرحمت ہوگی یا اسی حال میں فرزند عطا کیا جائے گا۔

و۱۰ تمھیں دونوں سے لڑکا پیدا فرمانا منظور ہے۔

و۱۱ تو جو معدوم کے موجود کرنے پر قادر ہے اس سے بڑھاپے میں اولاد عطا فرمانا کیا عجب ہے۔

و۱۲ جس سے مجھے اپنی بی بی کے حاملہ ہونے کی معرفت ہو۔

و۱۳ صحیح سالم ہو کر بغیر کسی بیماری کے اور بغیر گونگا ہونے کے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان ایام میں آپ لوگوں سے کلام کرنے پر قادر نہ ہوئے، جب اللہ کا ذکر کرنا چاہتے زبان کھل جاتی۔

و۱۴ جو اس کی نماز کی جگہ تھی اور لوگ پسِ محراب انتظار میں تھے کہ آپ ان کے لئے دروازہ کھولیں تو وہ داخل ہوں اور نماز پڑھیں، جب حضرت زکریا علیہ السلام باہر آئے تو آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا، گفتگو نہیں فرما سکتے تھے یہ حال دیکھ کر لوگوں نے دریافت کیا، کیا حال ہے۔

الْحُكْمَ صَبِيًّا ۙ﴿۱۲﴾ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِيًّا ۙ﴿۱۳﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَ

میں نبوت دی ۱۷؎ اور اپنی طرف سے مہربانی ۱۸؎ اور ستھرائی ۱۹؎ اور کمال ڈر والا تھا ۲۰؎ اور اپنے ماں باپ سے اچھا

لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ

سلوک کرنے والا تھا اور زبردست و نافرمان نہ تھا ۲۱؎ اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا

وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ؑ وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا ع ۱۵ وقف لازم

اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا ۲۲؎ اور کتاب میں مریم کو یاد کرو ۲۳؎ جب اپنے گھر والوں سے پورب (مشرق) کی

۱۵؎ اور حسبِ عادت فجر و عصر کی نمازیں ادا کرتے رہو، اب حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے کلام نہ کر سکنے سے جان لیا کہ آپ کی بیوی صاحبہ حاملہ ہوگئیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت سے دو سال بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

۱۶؎ یعنی توریت کو۔

۱۷؎ جب کہ آپ کی عمر شریف تین سال کی تھی اس وقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو عقلِ کامل عطا فرمائی اور آپ کی طرف وحی کی۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہی قول ہے اور اتنی سی عمر میں فہم و فراست اور کمالِ عقل و دانش خوارقِ عادات میں سے ہے اور جب بکرمہٖ تعالیٰ یہ حاصل ہو تو اس حال میں نبوّت ملنا کچھ بھی بعید نہیں لہٰذا اس آیت میں حکم سے نبوّت مراد ہے یہی قول صحیح ہے۔ بعض مفسّرین نے اس سے حکمت یعنی فہمِ توریت اور فقہ فی الدین بھی مراد لی ہے۔ (خازن و مدارک، کبیر) منقول ہے کہ اس کم سنی کے زمانہ میں بچوں نے آپ کو کھیل کے لئے بلایا تو آپ نے فرمایا مَا لِلَّعِبِ خُلِقْنَا ہم کھیل کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۳۱)

۱۸؎ عطا کی اور ان کے دل میں رقت و رحمت رکھی کہ لوگوں پر مہربانی کریں۔

۱۹؎ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ زکٰوۃ سے یہاں طاعت و اخلاص مراد ہے۔

۲۰؎ اور آپ خوفِ الٰہی سے بہت گریہ و زاری کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارکہ پر آنسوؤں سے نشان بن گئے تھے۔

۲۱؎ یعنی آپ نہایت متواضع اور خلیق تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطیع۔

۲۲؎ کہ یہ تینوں دن بہت اندیشہ ناک ہیں کیونکہ ان میں آدمی وہ دیکھتا ہے جو اس سے پہلے اس نے نہیں دیکھا اس لئے ان تینوں موقعوں پر نہایت وحشت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا اکرام فرمایا انہیں ان تینوں موقعوں پر امن و سلامتی عطا کی۔

۲۳؎ یعنی اے سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرآنِ کریم میں حضرت مریم کا واقعہ پڑھ کر ان لوگوں کو سنایئے تا کہ

مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا

طرف ایک جگہ الگ گئی ف٢٤ تو ان سے اُدھر ف٢٥ ایک پردہ کرلیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی (روح الامین)

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾

بھیجا ف٢٦ وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں ف٢٦ ب بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے

غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ

ہاتھ نہ لگایا ف٢٦ ج نہ میں بدکار ہوں (جبرائیل نے) کہا یونہی ہے ف٢٧ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ ف٢٨ مجھے آسان ہے

هَيِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ

اور اس لیے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی ف٢٩ کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت ف٣٠ اور یہ کام ٹھہر چکا ہے ف٣١ اب

انہیں ان کا حال معلوم ہو۔

ف٢٤ اور اپنے مکان میں یا بیت المقدس کی شرقی جانب میں لوگوں سے جدا ہو کر عبادت کے لئے خلوت میں بیٹھیں۔

ف٢٥ یعنی اپنے اور گھر والوں کے درمیان۔

ف٢٦ جبریل علیہ السلام۔

ف٢٦ ب معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ عزوجل کے حکم سے بیٹا بخشتے ہیں یعنی بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔

ف٢٦ ج اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیٹا ملنے کی خبر پر حیرت کی کہ بغیر مرد کے بیٹا کیسے پیدا ہوگا اور انہیں رب کی طرف سے جواب ملا کہ اس بچہ سے رب تعالیٰ کی قدرت کا اظہار مقصود ہے لہذا ایسے ہی بغیر باپ کے ہوگا، اگر آپ کی پیدائش معمول کے مطابق تھی تو تعجب کے کیا معنی اور رب تعالیٰ کی نشانی کیسی؟

قادیانی دجال اور ان کے متبعین علیگڑھی اور غیر مقلدین اندھے یہ آیت غور سے پڑھیں جو حضرت عیسیٰ کو بن باپ ماننے کے لئے تیار نہیں۔

ف٢٧ یہی منظورِ الٰہی ہے کہ تمہیں بغیر مرد کے چھوئے ہی لڑکا عنایت فرمائے۔

ف٢٨ یعنی بغیر باپ کے بیٹا دینا۔

ف٢٩ اور اپنی قدرت کی برہان۔

ف٣٠ ان کے لئے جو اس کے دین کا اِتّباع کریں اس پر ایمان لائیں۔

فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ

مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لیے ہوئے ایک دُور جگہ چلی گئی ۳۲ پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا ۳۳

يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا

بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی تو اسے ۳۴ اس کے تلے سے پکارا کہ

۳۱ علمِ الٰہی میں، اب نہ رد ہوسکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔ جب حضرت مریم کو اطمینان ہوگیا اور ان کی پریشانی جاتی رہی تو حضرت جبریل نے ان کے گریبان میں یا آستین میں یا دامن میں یا منہ میں دم کیا اور بقدرتِ الٰہی فی الحال حاملہ ہوگئیں اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ سال یا دس سال کی تھی۔

۳۲ اپنے گھر والوں سے اور وہ جگہ بیت اللحم تھی۔ وہب کا قول ہے کہ سب سے پہلے جس شخص کو حضرت مریم کے حمل کا علم ہوا وہ ان کا چچا زاد بھائی یوسف نجار ہے جو مسجدِ بیت المقدس کا خادم تھا اور بہت بڑا عابد شخص تھا اس کو جب معلوم ہوا کہ مریم حاملہ ہیں تو نہایت حیرت ہوئی، جب چاہتا تھا کہ ان پر تہمت لگائے تو ان کی عبادت وتقوٰی، ہر وقت کا حاضر رہنا، کسی وقت غائب نہ ہونا یاد کر کے خاموش ہو جاتا تھا اور جب حمل کا خیال کرتا تھا تو ان کو بَری سمجھنا مشکل معلوم ہوتا تھا بالآخر اس نے حضرت مریم سے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آئی ہے ہر چند چاہتا ہوں کہ زبان پر نہ لاؤں مگر اب صبر نہیں ہوتا ہے آپ اجازت دیجئے کہ میں کہہ گزروں تا کہ میرے دل کی پریشانی رفع ہو، حضرت مریم نے کہا کہ اچھی بات کہو تو اس نے کہا کہ اے مریم مجھے بتاؤ کہ کیا کھیتی بغیر تخم اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے ہوسکتا ہے؟ حضرت مریم نے فرمایا کہ ہاں تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالٰی نے جو سب سے پہلے کھیتی پیدا کی بغیر تخم ہی کے پیدا کی اور درخت اپنی قدرت سے بغیر بارش کے اگائے کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالٰی پانی کی مدد کے بغیر درخت پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ یوسف نے کہا میں یہ تو نہیں کہتا بیشک میں اس کا قائل ہوں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے جسے کُن فرمائے وہ ہو جاتی ہے، حضرت مریم نے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالٰی نے حضرت آدم اور ان کی بی بی کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا، حضرت مریم کے اس کلام سے یوسف کا شبہ رفع ہوگیا اور حضرت مریم حمل کے سبب سے ضعیف ہوگئیں تھیں اس لئے وہ خدمتِ مسجد میں ان کی نیابت انجام دینے لگا، اللہ تعالٰی نے حضرت مریم کو الہام کیا کہ وہ اپنی قوم سے علیحدہ چلی جائیں اس لئے وہ بیت اللحم میں چلی گئیں۔

فلسطین کی ایک بستی کا نام جو حضرت مسیح کی جائے پیدائش ہے۔ یہ گاؤں فصیل کے اندر سفید پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے اور فلسطین کے قدیم شہر سے ۵ میل (۸ کلومیٹر) جنوب کو واقع ہے یہ بستی سلطنت اردن میں شامل تھی جون ۱۹۶۷ء کی جنگ میں اس پر اسرائیل نے قبضہ کرلیا۔ (وکی پیڈیا)

۳۳ جس کا درخت جنگل میں خشک ہوگیا تھا، وقت تیز سردی کا تھا، آپ اس درخت کی جڑ میں آئیں تا کہ اس سے

تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ﴿۲۴﴾ وَ هُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ

غم نہ کھاؤ ۳۵ بیشک تیرے رب نے نیچے ایک نہر بہا دی ہے و۳۶ اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف

تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِیْ وَ اشْرَبِیْ وَ قَرِّیْ عَیْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَیِنَّ

ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی و۳۷ تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ و۳۸ پھر اگر تو کسی آدمی کو

مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْۤ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ

دیکھے و۳۹ تو کہہ دینا میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے

اِنْسِیًّا ﴿۲۶﴾ ۚ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْــٴًـا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾

بات نہ کروں گی و۴۰ تو اُسے گود میں لے کر اپنی قوم کے پاس آئی و۴۱ بولے اے مریم! بیشک تو نے بہت بُری بات کی

ٹیک لگائیں اور فضیحت کے اندیشہ سے۔

و۳۴ جبریل نے وادی کے نشیب سے۔

و۳۵ اپنی تنہائی کا اور کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہ ہونے کا اور لوگوں کی بدگوئی کرنے کا۔

و۳۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یا حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو آبِ شیریں کا ایک چشمہ جاری ہوگیا اور کھجور کا درخت سرسبز ہوگیا، پھل لایا وہ پھل پختہ اور رسیدہ ہوگئے اور حضرت مریم سے کہا گیا۔

و۳۷ جوز چہ کے لئے بہترین غذا ہیں، سوکھے درخت میں پھل لگ جانا اور نہر کا اچانک جاری ہونا، بلاشبہ یہ دونوں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامات ہیں یہاں سے کرامات اولیاء ثابت ہوتی ہیں۔

و۳۸ اپنے فرزند عیسیٰ سے۔

و۳۹ کہ تجھ سے بچے کو دریافت کرتا ہے۔

و۴۰ پہلے زمانہ میں بولنے اور کلام کرنے کا بھی روزہ ہوتا تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں کھانے اور پینے کا روزہ ہوتا ہے، ہماری شریعت میں چپ رہنے کا روزہ منسوخ ہوگیا۔ حضرت مریم کو سکوت کی نذر ماننے کا اس لئے حکم دیا گیا تا کہ کلام حضرت عیسیٰ فرمائیں اور ان کا کلام حجّتِ قویہ ہو جس سے تہمت زائل ہو جائے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

مسئلہ: سفیہ کے جواب میں سکوت و اعراض چاہیئے ۔ جواب جاہلاں باشد خموشی۔

مسئلہ: کلام کو افضل شخص کی طرف تفویض کرنا اولیٰ ہے، حضرت مریم نے یہ بھی اشارہ سے کہا کہ میں کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔

و۴۱ جب لوگوں نے حضرت مریم کو دیکھا کہ ان کی گود میں بچہ ہے تو روئے اور غمگین ہوئے کیونکہ وہ صالحین کے

يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ
اے ہارون کی بہن و۴۲ تیرا باپ و۴۳ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں و۴۴ بدکار اس پر مریم نے بچے کی طرف
اِلَيْهِ ۚ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ
اشارہ کیا و۴۵ وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے و۴۶ بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ و۴۷
اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَ اَوْصٰنِيْ
اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا و۴۸ اور اس نے مجھے مبارک کیا و۴۹ میں کہیں ہوں

گھرانے کے لوگ تھے اور۔

و۴۲ اور ہارون یا تو حضرت مریم کے بھائی کا نام تھا یا بنی اسرائیل میں اور نہایت بزرگ اور صالح شخص کا نام تھا جن کے تقوٰی اور پرہیزگاری سے تشبیہ دینے کے لئے ان لوگوں نے حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہا یا حضرت ہارون برادرِ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف نسبت کی باوجودیکہ ان کا زمانہ بہت بعید تھا اور ہزار برس کا عرصہ ہو چکا تھا مگر چونکہ یہ ان کی نسل سے تھیں اس لئے ہارون کی بہن کہہ دیا جیسا کہ عربوں کا محاورہ ہے کہ وہ تمیمی کو یا اخا تمیم کہتے ہیں۔

و۴۳ یعنی عمران۔

و۴۴ حنّہ۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر لوگوں نے حضرت مریم کو بہتان لگایا اگر آپ خاوند والی ہوتیں تو اس بہتان کی کیا وجہ ہوتی، قادیانی دجال اور ان کے متبعین علیگڑھی اور غیر مقلدین اندھے یہ آیت بھی غور سے پڑھیں جو حضرت عیسیٰ کو بن باپ ماننے کے لئے تیار نہیں۔

و۴۵ کہ جو کچھ کہنا ہے خود ان سے کہو اس پر قوم کے لوگوں کو غصہ آیا اور۔

و۴۶ یہ گفتگو سن کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور داہنے دستِ مبارک سے اشارہ کر کے کلام شروع کیا۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں ہی گویائی دی اور آپ علیہ السلام نے خود اپنی ماں کی پاکدامنی اور رب تعالیٰ کی قدرت بیان فرمائی اگر آپ کی پیدائش باپ سے ہے تو اس معجزے اور گواہی کی ضرورت نہ تھی۔

و۴۷ پہلے اپنے بندہ ہونے کا اقرار فرمایا تاکہ کوئی انہیں خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہے کیونکہ آپ کی نسبت یہ تہمت لگائی جانے والی تھی اور یہ تہمت اللہ تبارک وتعالیٰ پر لگتی تھی اس لئے منصبِ رسالت کا اقتضا یہی تھا کہ والدہ کی براءت بیان کرنے سے پہلے اس تہمت کو رفع فرما دیں جو اللہ تعالیٰ کے جنابِ پاک میں لگائی جائے گی اور اسی سے وہ تہمت بھی رفع ہو گئی جو والدہ پر لگائی جاتی کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس مرتبۂ عظیمہ کے ساتھ جس بندے کو نوازتا ہے بالیقین اس کی ولادت اور اس کی سرشت نہایت پاک وطاہر ہے۔

بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ٘ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا
اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا ف۵۰ اور مجھے زبردست
شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ
بدبخت نہ کیا اور وہی سلامتی مجھ پر ف۵۱ جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں ف۵۲ یہ
عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ
ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا سچی بات جس میں شک کرتے ہیں ف۵۳ اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ ٹھہرائے
یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ ؕ
پاکی ہے اس کو ف۵۴ جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو یونہی کہ اُس سے فرماتا ہے ہوجا وُہ فوراً ہوجاتا ہے اور عیسیٰ نے کہا
وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ
بیشک اللہ رب ہے میرا اور تمہارا ف۵۵ تو اس کی بندگی کرو یہ راہ سیدھی ہے پھر جماعتیں
الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۳۷﴾
آپس میں مختلف ہوگئیں ف۵۶ تو خرابی ہے کافروں کے لیے ایک بڑے دن کی حاضری سے ف۵۷ کتنا سنیں گے

ف۴۸ کتاب سے انجیل مراد ہے۔ حسن کا قول ہے کہ آپ بطنِ والدہ ہی میں تھے کہ آپ کو توریت کا الہام فرما دیا گیا تھا اور پالنے میں تھے جب آپ کو نبوّت عطا کر دی گئی اور اس حالت میں آپ کا کلام فرمانا آپ کا معجزہ ہے۔ بعض مفسّرین نے آیت کے معنٰی میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ نبوّت اور کتاب ملنے کی خبر تھی جو عنقریب آپ کو ملنے والی تھی۔

ف۴۹ یعنی لوگوں کے لئے نفع پہنچانے والا اور خیر کی تعلیم دینے والا اور اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید کی دعوت دینے والا۔

ف۵۰ بنایا۔

ف۵۱ جو حضرت یحیٰی پر ہوئی۔

ف۵۲ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کلام فرمایا تو لوگوں کو حضرت مریم کی براءت وطہارت کا یقین ہوگیا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا فرما کر خاموش ہو گئے اور اس کے بعد کلام نہ کیا جب تک کہ اس عمر کو پہنچے جس میں بچے بولنے لگتے ہیں۔ (خازن)

ف۵۳ کہ یہود تو انہیں ساحر کذّاب کہتے ہیں (معاذ اللہ) اور نصارٰی انہیں خدا اور خدا کا بیٹا اور تین میں کا تیسرا کہتے ہیں تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی تنزیہ بیان فرماتا ہے۔

ف۵۴ اس سے۔

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾ وَ

اور کتنا دیکھیں گے جس دن ہمارے پاس حاضر ہوں گے ف۵۸ مگر آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں ف۵۹ اور

أَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ ۘ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا ۔ وقف لازم

انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا ف۶۰ جب کام ہو چکے گا ف۶۱ اور وہ غفلت میں ہیں ف۶۲ اور نہیں

يُؤْمِنُونَ ﴿۳۹﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿۴۰﴾ وَ ع ۲ ۲۵ ۵

مانتے بیشک زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب کے وارث ہم ہوں گے ف۶۳ اور وہ ہماری طرف پھریں گے ف۶۴ اور

اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِبْرٰهِيمَ ۬ؕ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ

کتاب میں ف۶۵ ابراہیم کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا ف۶۶ (نبی) غیب کی خبریں بتاتا جب اپنے باپ سے بولا ف۶۷ اے

ف۵۵ اور اس کے سوا کوئی ربّ نہیں۔

ف۵۶ اور حضرت عیسیٰ کے باب میں نصارٰی کے کئی فرقے ہوگئے، ایک یعقوبیہ، ایک نسطوریہ، ایک ملکانیہ۔ یعقوبیہ کہتا تھا کہ وہ اللہ ہے، زمین پر اتر آیا تھا، پھر آسمان پر چڑھ گیا۔ نسطوریہ کا قول ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے، جب تک چاہا اسے زمین پر رکھا پھر اٹھالیا اور تیسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں، مخلوق ہیں، نبی ہیں، یہ مؤمن تھا۔ (مدارک)

ف۵۷ بڑے دن سے روزِ قیامت مراد ہے۔

ف۵۸ اور اس دن کا دیکھنا اور سننا کچھ نفع نہ دے گا جب انہوں نے دنیا میں دلائلِ حق کو نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کے مواعید کو نہیں سنا۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ یہ کلام بطریقِ تہدید ہے کہ اس روز ایسی ہولناک باتیں سنیں اور دیکھیں گے جن سے دل پھٹ جائیں۔

ف۵۹ نہ حق دیکھیں نہ حق سنیں، بہرے اندھے بنے ہوئے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اِلٰہ اور معبود ٹھہراتے ہیں باوجودیکہ انہوں نے بصراحت اپنے بندہ ہونے کا اعلان فرمایا۔

ف۶۰ حدیث شریف میں ہے کہ جب کافر منازلِ جنّت دیکھیں گے جن سے وہ محروم کئے گئے تو انہیں ندامت و حسرت ہوگی کہ کاش وہ دنیا میں ایمان لے آئے ہوتے۔

ف۶۱ اور جنّت والے جنّت میں اور دوزخ والے دوزخ میں پہنچیں گے ایسا سخت دن درپیش ہے۔

ف۶۲ اور اس دن کے لئے کچھ فکر نہیں کرتے۔

ف۶۳ یعنی سب فنا ہوجائیں گے ہم ہی باقی رہیں گے۔

ف۶۴ ہم انہیں ان کے اعمال کی جزا دیں گے۔

ف۶۵ یعنی قرآن میں۔

٦٦ یعنی کثیرُ الصدق ۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ صدیق کے معنی ہیں کثیرُ التصدیق جو اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیّت اور اس کے انبیاء اور اس کے رسولوں کی اور مرنے کے بعد اٹھنے کی تصدیق کرے اور احکامِ الٰہیہ بجالائے۔

حضرت سیّدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی شہرہ آفاق تصنیف لبابُ الاحیاء میں فرماتے ہیں۔

جاننا چاہیے! لفظ صِدق چھ معانی میں استعمال ہوتا ہے: (١) گفتگو میں صدق (٢) نیت و ارادہ میں صدق (٣) عزم میں صدق (۴) عزم کو پورا کرنے میں صدق (۵) علم میں صدق (٦) دین کے تمام مقامات کی تحقیق میں صدق۔

پس ان تمام معانی میں صدق سے متصف ہونے والا صدیق ہے کیونکہ صدق میں مبالغہ ہے اور ان مقامات میں جس قدر ممکن ہے وہ اس نسبت سے صادق کہلاتا ہے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجَعُ وَالْمَاٰبُ۔ (لبابُ الاحیاء ص ٣٧١)

٦٧ یعنی آزر بُت پرست سے۔

مفسّرِ شہیر، حکیم الاُمّت، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس فرمانِ باری تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ کے تحت تفسیرِ نعیمی میں تحریر فرماتے ہیں: (آزر) کون تھا؟ اس میں گفتگو ہے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے مسالک الحنفاء میں فرمایا اور مفرداتِ امام راغب، تفسیرِ کبیر، تفسیرِ روح المعانی وغیرہ میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا چچا تھا، آزر بت پرست تھا۔ آپ (علیہ السلام) کے والد کا نام تارخ ہے، جو مؤمن موحِّد تھے۔ تفسیرِ ابنِ کثیر نے بھی یہی کہا۔ بعض نے فرمایا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کوئی اور خاندانی بزرگ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے۔ (مزید فرماتے ہیں) خیال رہے کہ عربی میں اب اور والد دونوں کے معنی ہیں، باپ۔ مگر اب عام ہے کہ سگے باپ کو بھی اب کہتے ہیں اور سوتیلے باپ، دادا، چچا، بلکہ سارے اصولِ خاندان کو، بلکہ اُستاد کو، بلکہ شیخ کو، بلکہ مُربّی کو بھی اب کہہ دیتے ہیں۔ دیکھو! لَا تَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمْ یہاں آباء سے مراد سارے اصول ہیں۔ باپ، دادا، پردادا کہ ان سب کی منکوحہ بیویاں ہم پر حرام ہیں۔ اٰبَآئِکَ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ یہاں آباء میں چچا بھی داخل ہیں۔ حضرت اسمٰعیل جناب یعقوب کے چچا تھے۔ مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا میں آباء سے مراد اُستاد بھی ہیں۔ سرکار (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) نے فرمایا: رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ (یعنی) میرے باپ عباس کو میرے پاس لاؤ۔ یہاں اب سے مراد چچا ہے۔ بہر حال اب بہت عام ہے مگر والد اکثر سگے باپ کو کہتے ہیں، وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ یونہی لفظ عام ہے سگی ماں۔ سوتیلی ماں، دودھ کی ماں، دادی، نانی، چچی، ساس سب کو اُمّ کہہ دیتے ہیں۔ دیکھو! اُمَّھَاتُکُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ میں دائی دودھ پلانے والی کو اُمّ فرمایا۔ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھَاتُکُمْ میں سگی ماں، سوتیلی ماں، دادی، نانی کو اُمّ فرمایا۔ مگر والدہ کو عموماً سگی ماں کہتے ہیں۔ وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ یا جیسے وَبَرًّا بِوَالِدَیْہِ۔ جب یہ سمجھ لیا تو سمجھو کہ قرآن کریم نے ہر جگہ آزر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اب فرمایا ہے، کہیں والد نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ وہ آپ کا سگا باپ نہ تھا۔

(تفسیر نعیمی، ج ٧، ص ۴٩۵)

يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ

میرے باپ کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ سُنے نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے ۶۸ اے میرے باپ بیشک میرے

قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾

پاس ۶۹ وہ علم آیا جو تجھے نہ آیا تو تُو میرے پیچھے چلا آ ۷۰ میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں ۷۱

يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ

اے میرے باپ (چچا) شیطان کا بندہ نہ بن ۷۲ بیشک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے اے میرے باپ

اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ

میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا کوئی عذاب پہنچے تو تُو شیطان کا رفیق ہو جائے ۷۳ بولا کیا تو میرے خداؤں

اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِيْ

سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم بیشک اگر تو ۷۴ باز نہ آیا تو میں تجھے پتھراؤ کروں گا اور مجھ سے زمانہ دراز تک

مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ

بے علاقہ ہو جا ۷۵ کہا بس تجھے سلام ہے ۷۶ قریب ہے کہ میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا ۷۷ بیشک وہ

۶۸ یعنی عبادت معبود کی غایت تعظیم ہے اس کا وہی مستحق ہوسکتا ہے جو صاحبِ اوصافِ کمال اور ولیِ نِعَم ہو، نہ کہ بُت جیسی ناکارہ مخلوق۔ مدعا یہ ہے کہ اللہ واحد لاشریک لہ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں۔

یہاں کفار کی حماقت کا ذکر ہے کہ وہ ایسے پتھروں کو پوجتے ہیں جن میں دیکھنے، سننے کی بھی طاقت نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ جو سنے، دیکھے، وہ خدا ہے ورنہ پھر تو ہر زندہ انسان خدا ہونا چاہیے کہ وہ سنتا، دیکھتا ہے۔

۶۹ میرے ربّ کی طرف سے معرفتِ الٰہی کا۔

۷۰ میرا دین قبول کر۔

۷۱ جس سے تو قربِ الٰہی کی منزلِ مقصود تک پہنچ سکے۔

۷۲ اور اس کی فرمانبرداری کر کے کُفر و شرک میں مبتلا نہ ہو۔

۷۳ اور لعنت و عذاب میں اس کا ساتھی ہو۔ اس نصیحتِ لطف آمیز اور ہدایتِ دلپذیر سے آزر نے نفع نہ اٹھایا اور اس کے جواب میں۔

۷۴ بُتوں کی مخالفت اور ان کو برا کہنے اور ان کے عیوب بیان کرنے سے۔

۷۵ تاکہ میرے ہاتھ اور زبان سے امن میں رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے۔

حَفِیًّا ﴿۴۷﴾ وَ اَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ اَدْعُوْا رَبِّیْ

مجھ پر مہربان ہے اور میں ایک کنارے ہو جاؤں گا ۷۸ تم سے اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو اور اپنے رب کو

عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ

پوجوں گا ۷۹ قریب ہے کہ میں اپنے رب کی بندگی سے بدبخت نہ ہوں ۸۰ پھر جب ان سے اور اللہ کے سوا ان کے معبودوں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾ وَ وَهَبْنَا

سے کنارہ کر گیا ۸۱ ہم نے اسے اسحٰق ۸۲ اور یعقوب ۸۳ عطا کئے اور ہر ایک کو غیب کی خبریں بتانے والا نبی کیا اور ہم نے

ع ۳ لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ﴿۵۰﴾ ع وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ

انھیں اپنی رحمت عطا کی ۸۴ اور ان کے لیے سچی بلند ناموری رکھی ۸۵ اور کتاب میں

مُوْسٰۤى ؗ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ﴿۵۱﴾ وَ نَادَیْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

موسیٰ کو یاد کرو بیشک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا اور اسے ہم نے طور کی داہنی جانب سے ندا آواز

۷۶ یہ سلامِ متارکت تھا۔

۷۷ کہ وہ تجھے توفیقِ توبہ و ایمان دے کر تیری مغفرت کرے۔

۷۸ شہرِ بابل سے شام کی طرف ہجرت کر کے۔

۷۹ جس نے مجھے پیدا کیا اور مجھ پر احسان فرمائے۔

۸۰ اس میں تعریض ہے کہ جیسے تم بتوں کی پوجا کر کے بدنصیب ہوئے خدا کے پرستار کے لئے یہ بات نہیں اس کی بندگی کرنے والا شقی و محروم نہیں ہوتا۔

۸۱ ارضِ مقدسہ کی طرف ہجرت کر کے۔

۸۲ فرزند۔

۸۳ فرزند کے فرزند یعنی پوتے۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف اتنی دراز ہوئی کہ آپ نے اپنے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ اللہ کے لئے ہجرت کرنے اور اپنے گھر بار کو چھوڑنے کی یہ جزا ملی کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے اور پوتے عطا فرمائے۔

۸۴ کہ اموال و اولاد بکثرت عنایت کئے۔

۸۵ کہ ہر دین والے مسلمان ہوں خواہ یہودی خواہ نصرانی سب ان کی ثنا کرتے ہیں اور نمازوں میں ان پر اور ان کی آل پر درود پڑھا جاتا ہے۔

الْاَیْمَنِ وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِیًّا۝۵۲ وَ وَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ

فرمائی ۸۶ اور اسے اپنا راز کہنے کو قریب کیا ۸۷ اور اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا

نَبِیًّا۝۵۳ وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ٘ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا

(نبی) ۸۸ اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو ۸۹ بیشک وہ وعدے کا سچا تھا ۹۰ اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا

نَّبِیًّاۚ۝۵۴ وَ كَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ۪ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا۝۵۵

اور اپنے گھر والوں کو ۹۱ نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا اور اپنے رب کو پسند تھا ۹۲

وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ٘ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّاۗۙ۝۵۶ وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا

اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو ۹۳ بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا ۹۴

۸۶ طور ایک پہاڑ کا نام ہے جو مصر و مدین کے درمیان ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین سے آتے ہوئے طور کی اس جانب سے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے داہنی طرف تھی ایک درخت سے ندا دی گئی یٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں تمام جہانوں کا پالنے والا۔

۸۷ مرتبۂ قرب عطا فرمایا، حجاب مرتفع کئے یہاں تک کہ آپ نے صریرِ اقلام سنی اور آپ کی قدر و منزلت بلند کی گئی اور آپ سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔

۸۸ جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ یاربّ میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو آپ کی دعا سے نبی کیا اور حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے۔

۸۹ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جد ہیں۔

۹۰ انبیاء سب ہی سچے ہوتے ہیں لیکن آپ اس وصف میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی مقام پر آپ سے کوئی شخص کہہ گیا تھا کہ آپ یہیں ٹھہرے رہیئے جب تک میں واپس آؤں آپ اس جگہ اس کے انتظار میں تین روز ٹھہرے رہے آپ نے صبر کا وعدہ کیا تھا ذبح کے موقع پر اس شان سے اس کو وفا فرمایا کہ سُبحان اللہ۔

۹۱ اور اپنی قوم جُرہم کو جن کی طرف آپ مبعوث تھے۔

۹۲ بسبب اپنے طاعت و اعمال و صبر و استقلال و احوال و خصال کے۔

۹۳ آپ کا نام اخنوخ ہے، آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی پہلے رسول ہیں، آپ کے والد حضرت شیث بن آدم علیہ السلام ہیں، سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں، کپڑوں کے سینے اور سلے کپڑے پہننے کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوئی، آپ سے پہلے لوگ کھالیں

عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّـۧنَ مِن ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ق وَ

یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم کی اولاد سے ۹۵ اور

مِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ز وَّمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرٰهِيمَ وَ إِسْرَآءِيلَ ز وَمِمَّنْ

ان میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا ۹۶ اور ابراہیم ۹۷ اور یعقوب کی اولاد سے ۹۸ اور ان میں سے جنھیں ہم

پہنتے تھے، سب سے پہلے ہتھیار بنانے والے ترازو اور پیمانے قائم کرنے والے اور علمِ نجوم وحساب میں نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں، یہ سب کام آپ ہی سے شروع ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازِل کئے اور کتبِ الٰہیہ کی کثرتِ درس کے باعث آپ کا نام ادریس ہوا۔

۹۴ دنیا میں انہیں علوِ مرتبت عطا کیا یا یہ معنی ہیں کہ آسمان پر اٹھالیا اور یہی صحیح تر ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمانِ چہارم پر دیکھا۔ حضرت کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں کیسا ہوتا ہے؟ تم میری روح قبض کر کے دکھاؤ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کر کے اسی وقت آپ کی طرف لوٹا دی آپ زندہ ہو گئے فرمایا کہ اب مجھے جہنّم دکھاؤ تاکہ خوفِ الٰہی زیادہ ہو چنانچہ یہ بھی کیا گیا جہنّم دیکھ کر آپ نے مالکِ داروغۂ جہنّم سے فرمایا کہ دروازہ کھولو میں اس پر گزرنا چاہتا ہوں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس پر سے گزرے پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنّت دکھاؤ وہ آپ کو جنّت میں لے گئے آپ دروازے کھلوا کر جنّت میں داخل ہوئے تھوڑی دیر انتظار کر کے ملک الموت نے کہا کہ آپ اب اپنے مقام پر تشریف لے چلئے فرمایا اب میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وہ میں چکھ ہی چکا ہوں اور یہ فرمایا ہے وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ہر شخص کو جہنّم پر گزرنا ہے تو میں گزر چکا اب میں جنّت میں پہنچ گیا اور جنّت میں پہنچنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ کہ وہ جنّت سے نکالے نہ جائیں گے اب مجھے جنّت سے چلنے کے لئے کیوں کہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو وحی فرمائی کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے جو کچھ کیا میرے اذن سے کیا اور وہ میرے اذن سے جنّت میں داخل ہوئے انہیں چھوڑ دو وہ جنّت ہی میں رہیں گے چنانچہ آپ وہاں زندہ ہیں۔

(الجامع الاحکام القرآن للقرطبی، المریم، تحت الآیۃ ۵۶، ۵۷، ج ۶ ص ۳۵، ۳۶)

(تفسیر البغوی، مریم ۵۷، ج ۳ ص ۱۶۷)

۹۵ یعنی حضرت ادریس وحضرت نوح۔

۹۶ یعنی ابراہیم علیہ السلام جو حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے اور آپ کے فرزند سام کے فرزند ہیں۔

السجدۃ ۵

هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ﴿۵۸﴾

نے راہ دکھائی اور چن لیا و۹۹ جب ان پر رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتیں گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے و۱۰۰ تو ان کے

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ

بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے و۱۰۱ جنھوں نے نمازیں گنوائیں و۱۰۱ب اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے و۱۰۲ تو عنقریب

و۹۷ کی اولاد سے حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب۔

و۹۸ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون اور حضرت زکریا اور حضرت یحیٰی اور حضرت عیسٰی صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ۔

و۹۹ شرحِ شریعت و کشفِ حقیقت کے لئے۔

و۱۰۰ سب خوبیاں اللہ عزَّ وَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے خائفین کی آنکھوں کو خوفِ وعید سے رُلایا تو ان کی آنکھوں سے چشموں کی مانند آنسو جاری ہوگئے اور اُن ہستیوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کے بادل برسائے جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، انہوں نے تقویٰ کو اپنا فخریہ لباس بنایا، خوف نے اُن کی نیند اور اُونگھ اُڑا دی، جب لوگ خوش ہوتے ہیں تو وہ غمگین ہوتے ہیں۔ آنسوؤں نے ان کی نیند اور سکون ختم کر دیا پس وہ غمگین اور دَرد بھرے دل سے روتے ہیں، انہوں نے آہ و بُکا کو اپنی عادت اور آنسوؤں کو پانی بنالیا۔ ان کے دن غم میں کٹتے اور راتیں پھوٹ پھوٹ کر رونے میں گزرتی ہیں، وہ آہ وزاری سے سَیر نہیں ہوتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے انسان کو ہنسایا اور رُلایا اور زندگی اور موت عطا فرمائی اور ماضی و مستقبل کا علم سکھایا۔ انہوں نے اپنے ربّ عزَّ وَجَلَّ سے عہد کیا تو اس کو وفا کرنے والا پایا۔ اس سے معاملہ کیا تو ساری زندگی نفع دینے والا پایا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں ربِّ عظیم عزَّ وَجَلَّ نے یہ ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خبر دی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو سن کر خضوع وخشوع اور خوف سے روتے اور سجدے کرتے تھے۔

مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ قرآنِ پاک بخشوعِ قلب سننا اور رونا مستحب ہے۔

و۱۰۱ مثل یہود و نصارٰی وغیرہ کے۔

و۱۰۱ب حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نماز ضائع کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ انہیں بالکل چھوڑ دیتے تھے بلکہ وہ وقت گزار کر نماز پڑھتے تھے۔

امام التابعین حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: وقت گزار کر نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ظہر کی نماز کو اتنا مؤخر کر دے کہ عصر کا وقت شروع ہو جائے اور مغرب کا وقت شروع ہونے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے، اسی طرح مغرب کو عشاء تک اور عشاء کو فجر تک اور فجر کو طلوعِ آفتاب تک مؤخر کر دے، لہٰذا جو شخص ایسی حالت پر

فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ

وہ دوزخ میں غَیّ ف۱۰۳ کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے

الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْــًٔا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ

اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا ف۱۰۴ بسنے کے باغ جن کا وعدہ رحمٰن نے اپنے ف۱۰۵ بندوں سے

بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَ

غیب میں کیا ف۱۰۶ بیشک اس کا وعدہ آنے والا ہے وہ اس میں کوئی بیکار بات نہ سنیں گے مگر سلام ف۱۰۷ اور

لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ

انہیں اس میں ان کا رزق ہے صبح و شام ف۱۰۸ یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے

كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ

جو پرہیزگار ہے (اور جبریل نے محبوب سے عرض کی) ف۱۰۹ ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی کا ہے

اصرار کرتے ہوئے مرجائے اور توبہ نہ کرے تو اللہ عزوجل نے اس کے ساتھ غَیّ کا وعدہ فرمایا ہے۔ غَیّ جہنم کی ایک ایسی وادی ہے جس کا پیندہ بہت پست اور عذاب بہت سخت ہے۔ (کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوۃ، ص۱۹)

ف۱۰۲ اور بجائے طاعتِ الٰہی کے مَعاصی کو اختیار کیا۔

ف۱۰۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا غی جہنّم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی سے جہنّم کے وادی بھی پناہ مانگتے ہیں یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو زنا کے عادی اور اس پر مُصر ہوں اور جو شراب کے عادی ہوں اور جو سود خوار، سود کے خوگر ہوں اور جو والدین کی نافرمانی کرنے والے ہوں اور جو جھوٹی گواہی دینے والے ہوں۔

ف۱۰۴ اور ان کے اعمال کی جزا میں کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی۔

ف۱۰۵ ایماندار صالح و تائب۔

ف۱۰۶ یعنی اس حال میں جنّت ان سے غائب ہے ان کی نظر کے سامنے نہیں یا اس حال میں کہ وہ جنّت سے غائب ہیں اس کا مشاہدہ نہیں کرتے۔

ف۱۰۷ ملائکہ کا یا آپس میں ایک دوسرے کا۔

ف۱۰۸ یعنی علی الدوام کیونکہ جنّت میں رات اور دن نہیں ہیں اہلِ جنّت ہمیشہ نور ہی میں رہیں گے یا مراد یہ ہے کہ دنیا کے دن کی مقدار میں دو مرتبہ بہشتی نعمتیں ان کے سامنے پیش کی جائیں گی۔

ف۱۰۹ شانِ نزول: بخاری شریف میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جبریل سے فرمایا اے جبریل تم جتنا ہمارے پاس آیا کرتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ اس پر

اَیْدِیْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَۚ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا(۶۴) رَبُّ السَّمٰوٰتِ

جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے ف۱۱۰ درمیان ہے اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں ف۱۱۱ آسمانوں

وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ

اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کا مالک تو اُسے پوجو اور اس کی بندگی پر ثابت رہو کیا اس کے نام کا دوسرا

سَمِیًّا(۶۵)ع وَ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا(۶۶) اَوَ لَا یَذْكُرُ ع ۱۵ / ۷

جانتے ہو ف۱۱۲ اور آدمی کہتا ہے کیا جب میں مر جاؤں گا تو ضرور عنقریب جِلا کر نکالا جاؤں گا ف۱۱۳ اور کیا

الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ یَكُ شَیْــٴًـا(۶۷) فَوَ رَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ

آدمی کو یاد نہیں کہ ہم نے اس سے پہلے اسے بنایا اور وہ کچھ نہ تھا ف۱۱۴ تو تمہارے رب کی قسم ہم انہیں ف۱۱۵

وَ الشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِیًّاۚ(۶۸) ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ

اور شیطانوں سب کو گھیر لائیں گے ف۱۱۶ پھر انہیں دوزخ کے آس پاس حاضر کریں گے گھٹنوں کے بل گرے پھر ہم ف۱۱۷

مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ اَیُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِیًّاۚ(۶۹) ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ

ہر گروہ سے نکالیں گے جو ان میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بے باک ہوگا ف۱۱۸ پھر ہم خوب جانتے ہیں جو اس آگ میں

یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔

ف۱۱۰ یعنی تمام اماکن کا وہی مالک ہے، ہم ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف نقل وحرکت کرنے میں اس کے حکم ومشیت کے تابع ہیں، وہ ہر حرکت وسکون کا جاننے والا اور غفلت ونسیان سے پاک ہے۔

ف۱۱۱ جب چاہے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجے۔

ف۱۱۲ یعنی کسی کو اس کے ساتھ اسمی شرکت بھی نہیں اور اس کی وحدانیت اتنی ظاہر ہے کہ مشرکین نے بھی اپنے کسی معبودِ باطل کا نام اللہ نہیں رکھا۔

ف۱۱۳ انسان سے یہاں مراد وہ کفّار ہیں جو موت کے بعد زندہ کئے جانے کے منکر تھے جیسے کہ اُبی بن خلف اور ولید بن مغیرہ انہیں لوگوں کے حق میں یہ آیت نازِل ہوئی اور یہی اس کی شانِ نُزول ہے۔

ف۱۱۴ تو جس نے معدوم کو موجود فرمایا اس کی قدرت سے مردہ کو زندہ کر دینا کیا تعجب۔

ف۱۱۵ یعنی منکرینِ بعث کو۔

ف۱۱۶ یعنی کفّار کو ان کے گمراہ کرنے والے شیاطین کے ساتھ اس طرح کہ ہر کافر شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں جکڑا ہوگا۔

ف۱۱۷ کفّار کے۔

هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا
بھوننے کے زیادہ لائق ہیں اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو ف۱۱۹ تمہارے رب کے ذمہ پر

مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ۚ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾
یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے ف۱۲۰ پھر ہم ڈر والوں کو بچا لیں گے ف۱۲۱ اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا ۙ اَيُّ
گھٹنوں کے بل گرے اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں ف۱۲۲ کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں کون سے

الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ
گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے ف۱۲۳ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپا دیں (قومیں ہلاک کر دیں) ف۱۲۴

اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ
کہ وہ ان سے بھی سامان اور نمود میں بہتر تھے تم فرماؤ جو گمراہی میں ہو تو اسے رحمٰن خوب ڈھیل دے ف۱۲۵ یہاں تک کہ

ف۱۱۸ یعنی دخولِ نار میں جو سب سے زیادہ سرکش اور کفر میں اشد ہوگا وہ مقدّم کیا جائے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ کُفّار سب کے سب جہنّم کے گرد زنجیروں میں جکڑے طوق ڈالے ہوئے حاضر کئے جائیں گے پھر جو کُفر و سرکشی میں اشد ہوں گے وہ پہلے جہنّم میں داخل کئے جائیں گے۔

ف۱۱۹ نیک ہو یا بد مگر نیک سلامت رہیں گے اور جب ان کا گزر دوزخ پر ہوگا تو دوزخ سے صدا اٹھے گی کہ اے مومن گزر جا کہ تیرے نور نے میری لپٹ سرد کر دی۔ حسن و قتادہ سے مروی ہے کہ دوزخ پر گزرنے سے پُل صراط پر گزرنا مراد ہے جو دوزخ پر ہے۔

ف۱۲۰ یعنی ورودِ جہنّم قضائے لازم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لازم کیا ہے۔

ف۱۲۱ یعنی ایمانداروں کو۔

ف۱۲۲ مثل نضر بن حارث وغیرہ کُفّارِ قریش۔ بناؤ سنگار کر کے، بالوں میں تیل ڈال کر، کنگھیاں کر کے، عمدہ لباس پہن کر، فخر و تکبُّر کے ساتھ، غریب فقیر۔

ف۱۲۳ مدعا یہ ہے کہ جب آیات نازِل کی جاتی ہیں اور دلائل و براہین پیش کئے جاتے ہیں تو کُفّار ان میں تو فکر نہیں کرتے اور ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور بجائے اس کے دولت و مال اور لباس و مکان پر فخر و تکبُّر کرتے ہیں۔

ف۱۲۴ اُمّتیں ہلاک کر دیں۔

ف۱۲۵ دنیا میں اس کی عمر دراز کر کے اور اس کو اس کی گمراہی و طغیان میں چھوڑ کر۔

حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَ اِمَّا السَّاعَةَؕ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ

جب وہ دیکھیں وہ چیز جس کا انھیں وعدہ دیا جاتا ہے یا تو عذاب ف۱۲۶ یا قیامت ف۱۲۷ تو اب جان لیں گے کہ

هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَ یَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًىؕ وَ

کس کا بُرا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور ف۱۲۸ اور جنھوں نے ہدایت پائی ف۱۲۹ اللہ انھیں اور ہدایت بڑھائے گا ف۱۳۰ اور

الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ

باقی رہنے والی نیک باتوں کا ف۱۳۱ تیرے رب کے یہاں سب سے بہتر ثواب اور سب سے بھلا انجام ف۱۳۲ تو کیا تم نے

كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۷۷﴾ؕ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ

اسے دیکھا جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور کہتا ہے مجھے ضرور مال و اولاد ملیں گے ف۱۳۳ کیا غیب کو جھانک آیا ہے ف۱۳۴ یا

ف۱۲۶ دنیا کا قتل و گرفتاری۔

ف۱۲۷ جو طرح طرح کی رسوائی اور عذاب پر مشتمل ہے۔

ف۱۲۸ کُفّار کی شیطانی فوج یا مسلمانوں کا مُلکی لشکر۔ اس میں مشرکین کے اس قول کا رد ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ کون سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے۔

ف۱۲۹ اور ایمان سے مشرف ہوئے۔

ف۱۳۰ اس پر استقامت عطا فرما کر اور مزید بصیرت و توفیق دے کر۔

ف۱۳۱ طاعتیں اور آخرت کے تمام اعمال اور پنجگانہ نمازیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور اس کا ذکر اور تمام اعمالِ صالحہ یہ سب باقیاتِ صالحات ہیں کہ مومن کے لئے باقی رہتے ہیں اور کام آتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، باقیات صالحات (یعنی باقی رہنے والی اچھی باتوں) کی کثرت کیا کرو۔ عرض کی گئی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: اَللّٰهُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الاذکار، رقم ۸۴۳، ج ۲، ص ۱۰۲)

ف۱۳۲ بخلاف اعمالِ کُفّار کے کہ وہ سب نکمے اور باطل ہیں۔

ف۱۳۳ شانِ نُزول: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت خبّاب بن ارت کا زمانۂ جاہلیت میں عاص بن وائل سہمی پر قرض تھا وہ اس کے پاس تقاضے کو گئے تو عاص نے کہا کہ میں تمہارا قرض نہ ادا کروں گا جب تک کہ تم سید عالم محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر نہ جاؤ اور کُفر اختیار نہ کرو حضرت خبّاب نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا یہاں

الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾
رحمٰن کے پاس کوئی قرار رکھا ہے ہرگز نہیں ف۱۳۵ اب ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور اسے خوب لمبا عذاب دیں گے
وَّ نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَ يَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور جو چیزیں کہہ رہا ہے ف۱۳۶ ان کے ہمیں وارث ہوں گے اور ہمارے پاس اکیلا آئے گا ف۱۳۷ اور اللہ کے سوا اور خدا بنا
اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ
لیے ف۱۳۸ کہ وہ انھیں زور دیں ف۱۳۹ ہرگز نہیں ف۱۴۰ کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ف۱۴۱ ان کی بندگی سے منکر ہوں گے اور
ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ
ان کے مخالف ہو جائیں گے ف۱۴۲ کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان بھیجے ف۱۴۳ کہ وہ انھیں خوب
اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى
اچھالتے ہیں ف۱۴۴ تو تم ان پر جلدی نہ کرو ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں ف۱۴۵ جس دن ہم پرہیزگاروں کو

ع۵ ۱۷/۸

تک کہ تو مرے اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھے وہ کہنے لگا کیا میں مرنے کے بعد پھر اٹھوں گا؟ حضرت خباب نے کہا ہاں عاص نے کہا تو پھر مجھے چھوڑ دیئے یہاں تک کہ میں مرجاؤں اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہوں اور مجھے مال و اولاد ملے جب ہی آپ کا قرض ادا کروں گا۔ اس پر یہ آیاتِ کریمہ نازل ہوئیں۔

ف۱۳۴ اور اس نے لوحِ محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ آخرت میں اس کو مال و اولاد ملے گی۔

ف۱۳۵ ایسا نہیں ہے تو۔

ف۱۳۶ یعنی مال و اولاد ان سب سے اس کی مِلک اور اس کا تصرُّف اس کے ہلاک ہونے سے اٹھ جائے گا اور۔

ف۱۳۷ کہ نہ اس کے پاس مال ہوگا نہ اولاد اور اس کا یہ دعوٰی کرنا جھوٹا ہو جائے گا۔

ف۱۳۸ یعنی مشرکوں نے بُتوں کو معبود بنایا اور ان کی عبادت کرنے لگے اس امید پر۔

ف۱۳۹ اور ان کی مدد کریں اور انہیں عذاب سے بچائیں۔

ف۱۴۰ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔

ف۱۴۱ بُت جنہیں یہ پوجتے تھے۔

ف۱۴۲ انہیں جھٹلائیں گے اور ان پر لعنت کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں زبان دے گا اور وہ کہیں گے یا ربّ انہیں عذاب کر۔

ف۱۴۳ یعنی شیاطین کو ان پر چھوڑ دیا اور مسلّط کر دیا۔

ف۱۴۴ اور مَعاصی پر ابھارتے ہیں۔

ف۱۴۵ اعمال کی جزا کے لئے یا سانسوں کی فنا کے لئے یا دنوں مہینوں اور برسوں کی اس میعاد کے لئے جو ان کے

الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ
رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر ف۱۴۶ اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے ف۱۴۷ لوگ شفاعت کے

الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ
مالک نہیں مگر وہی جنھوں نے رحمٰن کے پاس قرار رکھا ہے ف۱۴۸ اور کافر بولے ف۱۴۹ رحمٰن نے اولاد اختیار کی بیشک تم

وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ
حد درجہ کی بھاری بات لائے ف۱۵۰ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے

وقف لازم وقف لازم

عذاب کے واسطے مقرر ہے۔

حُجّۃُ الاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: یہاں گنتی سے سانسوں کی گنتی مُراد ہے۔

(اِحیاء العُلُوم ج ۴ ص ۲۰۵ دار صادر بیروت)

ف۱۴۶ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مومنینِ متّقین حشر میں اپنی قبروں سے سوار کر کے اٹھائیں جائیں گے اور ان کی سواریوں پر طلائی مرصّع زینیں اور پالان ہوں گے۔

ف۱۴۷ ذلّت و اہانت کے ساتھ بسبب ان کے کُفر کے۔

حضرت سیِّدُنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدتِ خوف کی وجہ سے قرآن پاک میں کچھ سننے پر قادر نہ تھے، یہاں تک کہ ان کے سامنے ایک حرف یا کوئی آیت پڑھی جاتی تو چیخ مارتے اور بے ہوش ہوجاتے، پھر کئی دن تک ان کو ہوش نہ آتا۔ ایک دن قبیلہ خثعم کا ایک شخص ان کے سامنے آیا اور اس نے یہ آیت پڑھی یہ سن کر آپ نے فرمایا، آہ! میں مجرموں میں سے ہوں اور متقی لوگوں میں سے نہیں ہوں، اے قاری! دوبارہ پڑھو۔ اس نے پھر پڑھا تو آپ نے ایک نعرہ مارا اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان أحوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف، ج ۴، ص ۲۲۷

ف۱۴۸ یعنی جنہیں شفاعت کا اذن مل چکا ہے وہی شفاعت کریں گے یا یہ معنٰی ہیں کہ شفاعت صرف مومنین کی ہوگی اور وہی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے جو ایمان لایا، جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اس کے لئے اللہ کے نزدیک عہد ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: عہد یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۹۴۸۱، ج ۶، ص ۴۸۱ راوی ابن عمر، الاسماء والصفات للبیھقی، باب ما جاء فی فضل الکلمۃ، الحدیث ۲۰۵، ج ۱، ص ۲۱۹)

الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَ مَا یَنْۢبَغِیْ

اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر (مسمار ہوکر) ف۱۵۱ اس پر کہ انھوں نے رحمٰن کے لیے اولاد بتائی اور رحمٰن کے لائق نہیں

لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِی

کہ اولاد اختیار کرے ف۱۵۲ آسمان اور زمین میں جتنے ہیں سب اُس کے حضور بندے ہو کر حاضر

الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَ كُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ

ہوں گے ف۱۵۳ بیشک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے ف۱۵۴ اور ان میں ہر ایک روز قیامت

الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ

اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا ف۱۵۵ بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کر دے

الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا

گا ف۱۵۶ تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یونہی آسان فرمایا کہ تم اس سے ڈر والوں کو خوشخبری دو اور جھگڑالو لوگوں کو اُس

ف۱۴۹ یعنی یہودی و نصرانی و مشرکین جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے کہ۔

ف۱۵۰ اور انتہا درجہ کا باطل و نہایت سخت و شنیع کلمہ تم نے منہ سے نکالا۔

ف۱۵۱ یعنی یہ کلمہ ایسی بے ادبی و گستاخی کا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ غضب فرمائے تو اس پر تمام جہان کا نظام درہم برہم کر دے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کُفّار نے جب یہ گستاخی کی اور ایسا بے باکانہ کلمہ منہ سے نکالا تو جن و انس کے سوا آسمان، زمین، پہاڑ وغیرہ تمام خَلق پریشانی سے بے چین ہوگئی اور قریب ہلاکت کے پہنچ گئی ملائکہ کو غضب ہوا اور جہنّم کو جوش آیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تنزیہ بیان فرمائی۔

ف۱۵۲ وہ اس سے پاک ہے اور اس کے لئے اولاد ہونا مُحال ہے ممکن نہیں۔

ف۱۵۳ بندہ ہونے کا اقرار کرتے ہوئے اور بندہ ہونا اور اولاد ہونا جمع ہو ہی نہیں سکتا اور اولاد مملوک نہیں ہوتی تو جو مملوک ہے ہرگز اولاد نہیں۔

ف۱۵۴ سب اس کے علم میں محصور و محاط ہیں اور ہر ایک کے انفاس، ایام، آثار اور تمام احوال اور جملہ امور اس کے شمار میں ہیں اس پر کچھ مخفی نہیں سب اس کی تدبیر و قدرت کے تحت میں ہیں۔

ف۱۵۵ بغیر مال و اولاد اور معین و ناصر کے۔

ف۱۵۶ یعنی اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی مَحبت ڈال دے گا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ فلانا میرا محبوب ہے جبریل اس سے مَحبت

لُدًّا ﴿۹۷﴾ وَ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ

سے ڈر سناؤ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپائیں (قومیں ہلاک کیں) و۱۵۷ کیا تم ان میں کسی کو

مِّنۡ اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا ﴿۹۸﴾ ع

دیکھتے ہو یا ان کی بھنک (ذرا بھی آواز) سنتے ہو و۱۵۸

النصف ۶ ع ۱۶ ۹

آیاتہا ۱۳۵ — ۲۰ سُورَۃُ طٰہٰ مَکِّیَّۃٌ ۴۵ — رکوعاتہا ۸

سورۃ طٰہٰ مکی ہے اس میں ۱۳۵ آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ﴿۳﴾

اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لیے نہ اُتارا کہ تم مشقت میں پڑو و۲ ہاں اُس کو نصیحت جو ڈر رکھتا ہو و۳

کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب تعالی۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۷۴۸۵، ص ۶۲۴)

(صحیح مسلم، کتاب البر، باب اذا احب اللہ تعالیٰ عبداً۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۶۳۷، ص ۱۴۱۳، مفہوماً)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مومنینِ صالحین و اولیائے کاملین کی مقبولیتِ عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلطان نظام الدین دہلوی اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر حضرات اولیائے کاملین کی عام مقبولیتیں ان کی محبوبیت کی دلیل ہیں۔

و۱۵۷ تکذیبِ انبیاء کی وجہ سے کتنی بہت سی اُمتیں ہلاک کیں۔

و۱۵۸ وہ سب نیست و نابود کر دیئے گئے اسی طرح یہ لوگ اگر وہی طریقہ اختیار کریں گے تو ان کا بھی وہی انجام ہوگا۔

و۱ سورۂ طٰہٰ مکیہ ہے اس میں آٹھ رکوع ہیں ایک سو پینتیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو اکتالیس ۱۶۴۱ کلمے اور پانچ ہزار دو سو بیالیس ۵۲۴۲ حروف ہیں۔

و۲ اور تمام شب کے قیام کی تکالیف اٹھاؤ۔

شانِ نُزول: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عبادت میں بہت جہد فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک ورم کر آتے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر بحکمِ الٰہی عرض

تَنۡزِیۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰی ؕ﴿۴﴾ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ
اس کا اُتارا ہوا جس نے زمین اور اونچے آسمان بنائے وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر
اسۡتَوٰی ﴿۵﴾ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا
استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ اُن کے بیچ میں
وَ مَا تَحۡتَ الثَّرٰی ﴿۶﴾ وَ اِنۡ تَجۡہَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّہٗ یَعۡلَمُ السِّرَّ وَ
اور جو کچھ اس گیلی مٹی کے نیچے ہے ف۴ اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ تو بھید کو جانتا ہے اور اُسے جو اُس سے بھی زیادہ
اَخۡفٰی ﴿۷﴾ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ﴿۸﴾ وَ ہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ
چھپا ہے ف۵ اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام ف۶ اور کچھ تمہیں

کیا کہ اپنے نفسِ پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے کُفر اوران کے ایمان سے محروم رہنے پر بہت زیادہ متأسّف ومتحسّر رہتے تھے اور خاطرِ مبارک پر اس سبب سے رنج وملال رہا کرتا تھا اس آیت میں فرمایا گیا کہ آپ رنج وملال کی کوفت نہ اٹھائیں قرآنِ پاک آپ کی مشقت کے لئے نازِل نہیں کیا گیا ہے۔

ف۳ وہ اس سے نفع اٹھائے گا اور ہدایت پائے گا۔

ف۴ جو ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔مراد یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہے عرش وسماوات، زمین وتحت الثریٰ، کچھ ہو، کہیں ہو، سب کا مالک اللہ ہے۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کَیۡفَ اَصۡبَحۡتَ تم نے کیونکر صبح کی؟ عرض کی اَصۡبَحۡتُ مُؤۡمِنًا حَقًّا میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا۔ارشاد فرمایا: ہر دعوے کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعوے کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے؟ عرض کی: میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الثّرٰی تک تمام موجوداتِ عالَم میری پیش نظر ہے، جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں۔ارشاد فرمایا: تم پہنچ گئے ہو اطمینان رکھو۔

(المصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الایمان والرویا، باب ۶، الحدیث ۲۷، ۴۷، ج ۷، ص ۲۲۶)

(المعجم الکبیر، الحدیث ۳۳۶۷، ج ۳، ص ۲۶۶)

انکے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیائے کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثّریٰ تک ہوتا ہے۔پھر انبیاء کی شان کا کیا پوچھنا۔

ف۵ سِر یعنی بھید وہ ہے جس کو آدمی رکھتا اور چُھپاتا ہے اور اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ہے جس کو انسان کرنے والا ہے مگر ابھی جانتا بھی نہیں نہ اس سے اس کا ارادہ متعلق ہوا، نہ اس تک خیال پہنچا۔ایک قول یہ ہے کہ بھید سے مراد وہ

وقف لازم

مُوْسٰی ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ

موسیٰ کی خبر آئی وے جب اُس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں تمہارے

مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ﴿۱۱﴾

لیے اس میں سے کوئی چنگاری لاؤں یا آگ پر راستہ پاؤں پھر جب آگ کے پاس آیا وے ندا فرمائی گئی

اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَ اَنَا

کہ اے موسیٰ بیشک میں تیرا رب ہوں تو تُو اپنے جوتے اتار ڈال وہ بیشک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے و۱۰ اور میں

ہے جس کو انسانوں سے چُھپاتا ہے اور اس سے زیادہ چُھپی ہوئی چیز وسوسہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بھید بندہ کا وہ ہے جسے بندہ خود جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس سے زیادہ پوشیدہ ربّانی اسرار ہیں جن کو اللہ جانتا ہے بندہ نہیں جانتا۔ آیت میں تنبیہ ہے کہ آدمی کو قبائحِ افعال سے پرہیز کرنا چاہیئے وہ ظاہرہ ہوں یا باطنہ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کچھ چُھپا نہیں اور اس میں نیک اعمال پر ترغیب بھی ہے کہ طاعت ظاہر ہو یا باطن اللہ سے چھپی نہیں وہ جزا عطا فرمائے گا۔ تفسیرِ بیضاوی میں قول سے ذکرِ الٰہی اور دعا مراد لی ہے اور فرمایا ہے کہ اس آیت میں اس پر تنبیہ کی گئی ہے کہ ذکر و دعا میں جہر اللہ تعالیٰ کو سنانے کے لئے نہیں ہے بلکہ ذکر کو نفس میں راسخ کرنے اور نفس کو غیر کے ساتھ مشغولی سے روکنے اور باز رکھنے کے لئے ہے۔

و۶ وہ واحد بالذات ہے اور اسماء و صفات عبارات ہیں اور ظاہر ہے کہ تعدّدِ عبارات تعدّدِ معنٰی کو مقتضی نہیں۔

و۷ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احوال کا بیان فرمایا گیا تا کہ معلوم ہو کہ انبیاء علیہم السلام جو درجۂ عُلیا پاتے ہیں وہ ادائے فرائضِ نبوّت و رسالت میں کس قدر مشقّتیں برداشت کرتے اور کیسے کیسے شدائد پر صبر فرماتے ہیں۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سفر کا واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے جس میں آپ مدیَن سے مصر کی طرف حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے تھے، آپ کے اہلِ بیت ہمراہ تھے اور آپ نے بادشاہانِ شام کے اندیشہ سے سڑک چھوڑ کر جنگل میں قطعِ مسافت اختیار فرمائی، بی بی صاحبہ حاملہ تھیں، چلتے چلتے طور کے غربی جانب پہنچے یہاں رات کے وقت بی بی صاحبہ کو دردِ زہ شروع ہوا، یہ رات اندھیری تھی، برف پڑ رہا تھا، سردی شدت کی تھی، آپ کو دور سے آگ معلوم ہوئی۔

و۸ وہاں ایک درخت سرسبز و شاداب دیکھا جو اوپر سے نیچے تک نہایت روشن تھا جتنا اس کے قریب جاتے ہیں دور ہوتا ہے جب ٹھہر جاتے ہیں قریب ہوتا ہے اس وقت آپ کو۔

و۹ کہ اس میں تواضع اور بقعۂ معظّمہ کا احترام اور وادیٔ مقدّس کی خاک سے حصولِ برکت کا موقع ہے۔

و۱۰ طوٰی وادی کا مقدّس کا نام ہے جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔

اخۡتَرۡتُکَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوۡحٰی ﴿۱۳﴾ اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا

نے تجھے پسند کیا وا۱۱ اب کان لگا کر سُن جو تجھے وحی ہوتی ہے بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو

فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ

میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ و۱۲ بیشک قیامت آنے والی ہے قریب تھا کہ میں اُسے سب سے

اُخۡفِیۡہَا لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی ﴿۱۵﴾ فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنۡہَا مَنۡ لَّا یُؤۡمِنُ

چھپاؤں و۱۳ کہ ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے و۱۴ تو ہرگز تجھے و۱۵ اُس کے ماننے سے وہ باز نہ رکھے جو اس پر

بِہَا وَ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ فَتَرۡدٰی ﴿۱۶﴾ وَ مَا تِلۡکَ بِیَمِیۡنِکَ یٰمُوۡسٰی ﴿۱۷﴾

ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا و۱۶ پھر تو ہلاک ہوجائے اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ و۱۷

و۱۱ تیری قوم میں سے نبوّت و رسالت و شرفِ کلام کے ساتھ مشرّف فرمایا۔ یہ ندا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہر جزوِ بدن سے سنی اور قوّتِ سامعہ ایسی عام ہوئی کہ تمام جسمِ اقدس کان بن گیا سبحان اللہ۔

و۱۲ تاکہ تو اس میں مجھے یاد کرے اور میری یاد میں اخلاص اور میری رضا مقصود ہو کوئی دوسری غرض نہ ہو اسی طرح ریا کا دخل نہ ہو یا یہ معنٰی ہیں کہ تو میری نماز قائم رکھ تاکہ میں تجھے اپنی رحمت سے یاد فرماؤں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد اعظم فرائض نماز ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سورت کی تلاوت کر کے جب یہاں تک پہنچے تو ایمان لے آئے۔

(تاریخ الخلفاء، فصل فی الأخبار الواردۃ فی اسلامہ، ص ۸۷)

و۱۳ اور بندوں کو اس کے آنے کے خبر نہ دوں اور اس کے آنے کی خبر نہ دی جاتی اگر اس خبر دینے میں یہ حکمت نہ ہوتی۔

و۱۴ اور اس کے خوف سے مَعاصی ترک کرے نیکیاں زیادہ کرے اور ہر وقت توبہ کرتا رہے۔

و۱۵ اے اُمّتِ موسیٰ۔ خِطاب بظاہر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے اور مراد اس سے آپ کی اُمّت ہے۔ (مدارک)

و۱۶ اگر تو اس کا کہنا مانے اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو۔

و۱۷ اس سوال کی حکمت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کو دیکھ لیں اور یہ بات قلب میں خوب راسخ ہو جائے کہ یہ عصا ہے تاکہ جس وقت وہ سانپ کی شکل میں ہو تو آپ کی خاطرِ مبارک پر کوئی پریشانی نہ ہو یا یہ حکمت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانوس کیا جائے تاکہ ہیبتِ مکالمت کا اثر کم ہو۔ (مدارک وغیرہ)

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَ لِيَ

عرض کی یہ میرا عصا ہے و۱۸ میں اس پر تکیہ (ٹیک) لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے

و۱۸ اس عصا میں اوپر کی جانب دو شاخیں تھیں اور اس کا نام نبعہ تھا۔

حضرت سیّدنا علامہ اسماعیل حقّی علیہ رحمۃ اللہ الجلی سورۂ طٰہٰ، آیت نمبر ۱۸ کے تحت (تفسیر روح البیان، ج۵، ص ۳۷۴۔ ۳۷۵ پر) نقل فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا امام راغب اصفہانی قدس سرہ، الرّبانی نے محاضرات میں ذکر فرمایا کہ صاحبِ حزب البحر عارف باللہ حضرت سیّدنا امام شاذلی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: مَیں مسجد اقصیٰ میں محوِ آرام تھا کہ خواب میں دیکھا مسجد اقصیٰ کے باہر صحن کے درمیان میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اور لوگوں کا ایک جمِ عظیم گروہ در گروہ داخل ہو رہا ہے، میں نے پوچھا: یہ جمِّ غفیر کن لوگوں کا ہے؟ مجھے بتایا گیا: یہ انبیاء ورُسُلِ کرام علٰی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں جو حضرت سیّدنا حسین حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظاہر ہونے والی ایک غلط بات پر ان کی سفارش کے لئے حضرت سیّدنا محمد مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ پھر میں نے تخت کی طرف دیکھا تو حضور نبیِّ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس پر جلوہ فرما ہیں اور دیگر انبیاء کرام جیسے حضرت سیّدنا ابراہیم، حضرت سیّدنا موسیٰ، حضرت سیّدنا عیسیٰ اور حضرت سیّدنا نوح علٰی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام زمین پر بیٹھے ہیں۔ میں ان کی زیارت کرنے لگا اور ان کا کلام سننے لگا۔

اسی دوران حضرت سیّدنا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے گفتگو کرتے ہوئے عرض کی: آپ کا فرمان ہے: عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ یعنی میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ لہٰذا مجھے ان میں سے کوئی دکھائیں۔ تو اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عزَّ وجلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیّدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت سیّدنا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک سوال کیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دس جواب دیئے۔ تو حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جواب سوال کے مطابق ہونا چاہیے، سوال ایک کیا گیا اور تم نے دس جواب دیئے تو حضرت سیّدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے عرض کی: جب اللہ عزَّ وجلَّ نے آپ سے پوچھا تھا: وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ ترجمۂ کنز الایمان: تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ تو اتنا عرض کر دینا کافی تھا کہ یہ میری چھڑی ہے۔ مگر آپ نے اس کی کئی خوبیاں بیان فرمائیں۔ (یہ واقعہ فتاوٰی رضویہ ج ۲۸ ص ۴۱۰ اور النبراس شرح شرح العقائد ص ۲۷۴ پر بھی موجود ہے)

علماء کرام کَثَّرَھُمُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ گویا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی، حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہیں کہ جب آپ کا ہم کلام، باری تعالیٰ تھا تو آپ نے وفورِ محبت اور غلبۂ شوق میں اپنے کلام کو طول دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ ہم کلامی کا شرف حاصل ہو سکے اور اس وقت مجھے آپ سے ہم کلام ہونے کا موقع ملا ہے اور کلیمِ خدا عزَّ وجلَّ سے گفتگو کا شرف حاصل ہوا ہے اس لئے میں نے اس شوق ومحبت سے کلام کو طوالت دی ہے۔

فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ

اس میں اور کام ہیں ف۱۹ فرمایا اسے ڈال دے اے موسیٰ تو موسیٰ نے ڈال دیا تو جبھی وہ دوڑتا ہوا سانپ

تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ ٝ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَ اضْمُمْ

ہو گیا ف۲۰ فرمایا اسے اٹھالے اور ڈر نہیں اب ہم اسے پھر پہلی طرح کر دیں گے ف۲۱ اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے

يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ

ملا ف۲۲ خوب سپید نکلے گا بے کسی مرض کے ف۲۳ ایک اور نشانی ف۲۴ کہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی

اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِىْ ع ۱ ۲۴ ۱۰

نشانیاں دکھائیں فرعون کے پاس جا ف۲۵ اس نے سر اٹھایا (سرکشی) ف۲۶ عرض کی اے میرے رب میرے لیے میرا

صَدْرِىْ ﴿۲۵﴾ وَ يَسِّرْ لِىْٓ اَمْرِىْ ﴿۲۶﴾ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا

سینہ کھول دے ف۲۷ اور میرے لیے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے ف۲۸ کہ وہ میری

(کوثر الخیرات، ص ۴۰)

ف۱۹ مثل توشہ اور پانی اٹھانے اور موذی جانوروں کو دفع کرنے اور اعداء سے محاربہ میں کام لینے وغیرہ کے، ان فوائد کا ذکر کرنا بطریقِ شکرِ نِعَمِ الٰہیہ تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔

ف۲۰ اور قدرتِ الٰہی دکھائی گئی کہ جو عصا ہاتھ میں رہتا تھا اور اتنے کاموں میں آتا تھا اب اچانک وہ ایسا ہیبت ناک اژدہا بن گیا یہ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے۔

ف۲۱ یہ فرماتے ہی خوف جاتا رہا حتیٰ کہ آپ نے اپنا دستِ مبارک اس کے منہ میں ڈال دیا اور وہ آپ کے ہاتھ لگاتے ہی مثلِ سابق عصا بن گیا اب اس کے بعد ایک اور معجزہ عطا فرمایا جس کی نسبت ارشاد فرمایا۔

ف۲۲ یعنی کفِ دستِ راست بائیں بازو سے بغل کے نیچے ملا کر نکالئے تو آفتاب کی طرح چمکتا نگاہوں کو خیرہ کرتا اور۔

ف۲۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک سے رات و دن میں آفتاب کی طرح نور ظاہر ہوتا تھا اور یہ معجزہ آپ کے اعظم معجزات میں سے ہے جب آپ دوبارہ اپنا دست مبارک بغل کے نیچے رکھ کر بازو سے ملاتے تو وہ دستِ اقدس حالتِ سابقہ پر آجاتا۔

ف۲۴ آپ کے صدقِ نبوّت کی عصا کے بعد اس نشانی کو بھی لیجئے۔

ف۲۵ رسول ہو کر۔

ف۲۶ اور کفر میں حد سے گزر گیا اور الوہیّت کا دعویٰ کرنے لگا۔

ف۲۷ اور اسے تحمّلِ رسالت کے لئے وسیع فرمادے۔

قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾ وَ اجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِی ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖۤ

بات سمجھیں اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے ۲۹ وہ کون میرا بھائی ہارون اُس سے میری

اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَ اَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَّ نَذْكُرَكَ

کمر مضبوط کر اور اُسے میرے کام میں شریک کر ۳۰ کہ ہم بکثرت تیری پاکی بولیں اور بکثرت

كَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾

تیری یاد کریں ۳۱ بیشک تو ہمیں دیکھ رہا ہے ۳۲ فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ تجھے عطا ہوئی

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ مَا یُوْحٰۤى ﴿۳۸﴾ اَنِ

اور بیشک ہم نے ۳۳ تجھ پر ایک بار اور احسان فرمایا جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا ۳۴ کہ اس

اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ

بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ۳۵ ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر ڈالے کہ اُسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن اور

۲۸ جو خوردسالی میں آگ کا انگارہ منہ میں رکھ لینے سے پڑ گئی ہے اور اس کا واقعہ یہ تھا کہ بچپن میں آپ ایک روز فرعون کی گود میں تھے آپ نے اس کی داڑھی پکڑ کر اس کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا اس پر اسے غصہ آیا اور اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا آسیہ نے کہا کہ اے بادشاہ یہ نادان بچہ ہے کیا سمجھے؟ تو چاہے تو تجربہ کرلے اس تجربہ کے لئے ایک طشت میں آگ اور ایک طشت میں یاقوت سرخ آپ کے سامنے پیش کئے گئے آپ نے یاقوت لینا چاہا مگر فرشتہ نے آپ کا ہاتھ انگارہ پر رکھ دیا اور وہ انگارہ آپ کے منہ میں دے دیا اس سے زبانِ مبارک جل گئی اور لکنت پیدا ہوگئی اس کے لئے آپ نے یہ دعا کی۔

۲۹ جو میرا معاون اور معتمد ہو۔

۳۰ یعنی امرِ نبوّت و تبلیغِ رسالت میں۔

۳۱ نمازوں میں بھی اور خارجِ نماز بھی۔

۳۲ ہمارے احوال کا عالم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس درخواست پر اللہ تعالیٰ نے۔

۳۳ اس سے قبل۔

۳۴ دل میں ڈال کر یا خواب کے ذریعے سے جبکہ انہیں آپ کی ولادت کے وقت فرعون کی طرف سے آپ کو قتل کر ڈالنے کا اندیشہ ہوا۔

۳۵ یعنی نیل میں۔

عَدُوٌّ لِّیْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ۬ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى عَیْنِیْ ﴿۳۹﴾ وقف لازم

اُس کا دشمن ف۳۶ اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی ف۳۷ اور اس لیے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو ف۳۸

اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ

جب تیری بہن چلی ف۳۹ پھر کہا کیا میں تمہیں وہ لوگ بتا دوں جو اس بچہ کی پرورش کریں ف۴۰ تو ہم تجھے تیری ماں کے پاس

كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ

پھیر لائے کہ اُس کی آنکھ ف۴۱ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کرے ف۴۲ اور تو نے ایک جان کو قتل کیا ف۴۳ تو ہم نے تجھے غم سے نجات

ف۳۶ یعنی فرعون چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایک صندوق بنایا اور اس میں روئی بچھائی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس میں رکھ کر صندوق بند کر دیا اور اس کی درزیں روغنِ قیر سے بند کر دیں آپ اس صندوق کے اندر پانی میں پہنچے پھر اس صندوق کو دریائے نیل میں بہا دیا اس دریا سے ایک بڑی نہر نکل کر فرعون کے محل میں گرتی تھی فرعون مع اپنی بی بی آسیہ نہر کے کنارہ بیٹھا تھا نہر میں صندوق آتا دیکھ کر اس نے غلاموں اور کنیزوں کو اس کے نکالنے کا حکم دیا وہ صندوق نکال کر سامنے لایا گیا کھولا تو اس میں ایک نورانی شکل فرزند جس کی پیشانی سے وجاہت و اقبال کے آثار نمودار تھے نظر آیا دیکھتے ہی فرعون کے دل میں ایسی محبت پیدا ہوئی کہ وہ وارفتہ ہو گیا اور عقل و حواس بجا نہ رہے اپنے اختیار سے باہر ہو گیا اس کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

ف۳۷ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں محبوب بنایا اور خَلق کا محبوب کر دیا اور جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی محبوبیت سے نوازتا ہے قلوب میں اس کی مَحبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا یہی حال حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا جو آپ کو دیکھتا تھا اسی کے دل میں آپ کی مَحبت پیدا ہو جاتی تھی۔ قتادہ نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی ملاحت تھی جسے دیکھ کر ہر دیکھنے والے کے دل میں مَحبت جوش مارنے لگتی تھی۔

ف۳۸ یعنی میری حفاظت و نگہبانی میں پرورش پائے۔

ف۳۹ جس کا نام مریم تھا تاکہ وہ آپ کے حال کا تجسّس کرے اور معلوم کرے کہ صندوق کہاں پہنچا آپ کس کے ہاتھ آئے جب اس نے دیکھا کہ صندوق فرعون کے پاس پہنچا اور وہاں دودھ پلانے کے لئے دائیاں حاضر کی گئیں اور آپ نے کسی کی چھاتی کو منہ نہ لگایا تو آپ کی بہن نے۔

ف۴۰ ان لوگوں نے اس کو منظور کیا وہ اپنی والدہ کو لے گئیں آپ نے ان کا دودھ قبول فرمایا۔

ف۴۱ آپ کے دیدار سے۔

ف۴۲ یعنی غمِ فراق دور ہو اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اور واقعہ کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

فُتُوْنًا ۟ۥ فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ ۬ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ
دی اور تجھے خوب جانچ لیا ۴۴ تو تو کئی برس مدین والوں میں رہا ۴۵ پھر تو ایک ٹھہرائے وعدہ پر حاضر ہوا

یّٰمُوْسٰى ۝۴۰ وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ ۝۴۱ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَ لَا تَنِیَا فِیْ
اے موسیٰ ۴۶ اور میں نے تجھے خاص اپنے لیے بنایا ۴۷ تو اور تیرا بھائی دونوں میری نشانیاں ۴۸ لے کر جاؤ اور میری

ذِكْرِیْ ۝۴۲ اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۴۳ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ
یاد میں سُستی نہ کرنا دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سر اٹھایا تو اُس سے نرم بات کہنا ۴۹ اس امید پر کہ وہ دھیان

۴۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کی قوم کے ایک کافِر کو مارا تھا وہ مرگیا، کہا گیا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف بارہ سال کی تھی اس واقعہ پر آپ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا۔

۴۴ محنتوں میں ڈال کر اور ان سے خلاصی عطا فرما کر۔

۴۵ مدیَن ایک شہر ہے مِصر سے آٹھ منزل فاصلہ پر یہاں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام رہتے تھے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مِصر سے مدیَن آئے اور کئی برس تک حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اقامت فرمائی اور ان کی صاحبزادی صفوراء کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔

۴۶ یعنی اپنی عمر کے چالیسویں سال اور یہ وہ سن ہے کہ انبیاء کی طرف اس سن میں وحی کی جاتی ہے۔

۴۷ اپنی وحی اور رسالت کے لئے تاکہ تو میرے ارادہ اور میری مَحبت پر تصرُّف کرے اور میری حُجّت پر قائم رہے اور میرے اور میری خَلق کے درمیان خِطاب پہنچانے والا ہو۔

۴۸ یعنی معجزات۔

۴۹ یعنی اس کو بہ نرمی نصیحت فرمانا اور نرمی کا حکم اس لئے تھا کہ اس نے بچپن میں آپ کی خدمت کی تھی اور بعض مفسّرین نے فرمایا کہ نرمی سے مراد یہ ہے کہ آپ اس سے وعدہ کریں کہ اگر وہ ایمان قبول کرے گا تو تمام عمر جوان رہے گا کبھی بڑھاپا نہ آئے گا اور مرتے دم تک اس کی سلطنت باقی رہے گی اور کھانے پینے اور نکاح کی لذّتیں تادمِ مرگ باقی رہیں گی اور بعدِ موت دخولِ جنت میسّر آئے گا جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون سے یہ وعدے کئے تو اس کو یہ بات بہت پسند آئی لیکن وہ کسی کام پر بغیر مشورۂ ہامان کے قطعی فیصلہ نہیں کرتا تھا، ہامان موجود نہ تھا جب وہ آیا تو فرعون نے اس کو یہ خبر دی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت پر ایمان قبول کرلوں، ہامان کہنے لگا میں تو تجھ کو عاقل و دانا سمجھتا تھا تو رب ہے بندہ بنا چاہتا ہے، تو معبود ہے عابد بننے کی خواہش کرتا ہے؟ فرعون نے کہا تو نے ٹھیک کہا اور حضرت ہارون علیہ السلام مِصر میں تھے اللہ تعالٰی نے حضرت موسیٰ علیہ

يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَاۤ اَوْ

کرے یا کچھ ڈرے ف۵۰ دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا

اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِيْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَ اَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا

شرارت سے پیش آئے فرمایا ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں ف۵۱ سنتا اور دیکھتا ف۵۲ تو اُس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو

رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَ لَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ

کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں تو اولادِ یعقوب کو ہمارے ساتھ چھوڑ دے ف۵۳ اور انھیں تکلیف نہ دے ف۵۴

قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ

بیشک ہم تیرے رب کی طرف سے نشانی لائے ہیں ف۵۵ اور سلامتی اُسے جو ہدایت کی پیروی کرے ف۵۶ بیشک ہماری

اُوْحِيَ اِلَيْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا

طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے ف۵۷ اور منہ پھیرے ف۵۸ بولا تو تم دونوں کا خدا کون ہے

يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا

اے موسیٰ کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اُس کے لائق صورت دی ف۵۹ پھر راہ دکھائی ف۶۰ بولا ف۶۱ اگلی سنگتوں

السلام کو حکم کیا کہ وہ حضرت ہارون کے پاس آئیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کو وحی کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملیں چنانچہ وہ ایک منزل چل کر آپ سے ملے اور جو وحی انہیں ہوئی تھی اس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی۔

ف۵۰ یعنی آپ کی تعلیم و نصیحت اس امید کے ساتھ ہونی چاہیئے تا کہ آپ کے لئے اجر اور اس پر الزامِ حُجّت اور قطع عذر ہو جائے اور حقیقت میں ہونا تو وہی ہے جو تقدیرِ الٰہی ہے۔

ف۵۱ اپنی مدد سے۔

ف۵۲ اس کے قول و فعل کو۔

ف۵۳ اور انہیں بندگی و اسیری سے رہا کر دے۔

ف۵۴ محنت و مشقت کے سخت کام لے کر۔

ف۵۵ یعنی معجزے جو ہمارے صدقِ نبوّت کی دلیل ہیں فرعون نے کہا وہ کیا ہیں؟ تو آپ نے معجزۂ یدِ بیضا دکھایا۔

ف۵۶ یعنی دونوں جہان میں اس کے لئے سلامتی ہے وہ عذاب سے محفوظ رہے گا۔

ف۵۷ ہماری نبوّت کو اور ان احکام کو جو ہم لائے۔

ف۵۸ ہماری ہدایت سے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام نے فرعون کو یہ پیغام پہنچا دیا تو وہ۔

بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا

(قوموں) کا کیا حال ہے و۶۲ کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے و۶۳ میرا رب نہ بہکے نہ

یَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ

بھولے وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں چلتی راہیں رکھیں اور آسمان

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَ ارْعَوْا

سے پانی اُتارا و۶۴ تو ہم نے اُس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے و۶۵ تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو

اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى ﴿۵۴﴾ ع مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِیْهَا

ع ۲ ۱۱

چراؤ و۶۶ بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا و۶۷ اور اسی میں تمہیں پھر لے

نُعِیْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَ لَقَدْ اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا كُلَّهَا

جائیں گے و۶۸ اور اُسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے و۶۹ اور بیشک ہم نے اسے و۷۰ اپنی سب نشانیاں و۷۱ دکھائیں

و۵۹ ہاتھ کو اس کے لائق ایسی کہ کسی چیز کو پکڑ سکے، پاؤں کو اس کے قابل کہ چل سکے، زبان کو اس کے مناسب کہ بول سکے، آنکھ کو اس کے موافق کہ دیکھ سکے، کان کو ایسی کہ سن سکے۔

و۶۰ اور اس کی معرفت دی کہ دنیا کی زندگانی اور آخرت کی سعادت کے لئے اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو کس طرح کام میں لایا جائے۔

و۶۱ فرعون۔

و۶۲ یعنی جو اُمّتیں گزر چکی ہیں مثل قومِ نوح و عاد و ثمود کے جو بتوں کو پوجتے تھے اور بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندہ کرکے اُٹھائے جانے کے منکِر تھے اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے۔

و۶۳ یعنی لوحِ محفوظ میں ان کے تمام احوال مکتوب ہیں روزِ قیامت انہیں ان اعمال پر جزا دی جائے گی۔

و۶۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام تو یہاں تمام ہو گیا اب اللہ تعالیٰ اہلِ مکہ کو خطاب کرکے اس کو تتمیم فرماتا ہے۔

و۶۵ یعنی قِسم قِسم کے سبزے مختلف رنگتوں خوشبوؤں شکلوں کے، بعض آدمیوں کے لئے بعض جانوروں کے لئے۔

و۶۶ یہ امر اباحت اور تذکیرِ نعمت کے لئے ہے یعنی ہم نے یہ سبزے نکالے تمہارے لئے ان کا کھانا اور اپنے جانوروں کو چرانا مباح کرکے۔

و۶۷ تمہارے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے پیدا کرکے۔

و۶۸ تمہاری موت و دفن کے وقت۔

مؤمن کا سفرِ آخرت:

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بندۂ مؤمن جب مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے چہرے سورج کی مانند ہوتے ہیں، اُن کے پاس اس کی خوشبو اور کفن ہوتا ہے، وہ اس کے سامنے تاحدِّ نگاہ بیٹھ جاتے ہیں، جب اس کی روح نکلتی ہے تو زمین وآسمان کے درمیان والے فرشتے اور تمام آسمانی فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں، اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازہ تمنا کرتا ہے کہ اُس کی روح اس کے اندر داخل ہو۔ جب اس کی روح اوپر لائی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے: اے رب عَزَّ وَجَلَّ! یہ تیرا فلاں بندہ حاضر ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اس کو واپس لے جاؤ! اور وہ کرامات دکھاؤ جو میں نے اس کے لئے تیار کر رکھی ہیں، کیونکہ میرا اس سے یہ وعدہ ہے:

جب لوگ واپس لوٹتے ہیں تو مُردہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے یہاں تک کہ اس سے پوچھا جاتا ہے: یَاهٰذَا، مَنْ رَّبُّكَ؟ وَمَا دِيْنُكَ؟ وَمَنْ نَبِيُّكَ؟ ترجمہ: اے فلاں! تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت (سیِّدُنا) محمد مصطفٰی (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) ہیں۔ وہ دونوں فرشتے اسے بہت زیادہ جھڑکتے ہیں اور یہ آخری آزمائش ہے جس میں میت کو مبتلا کیا جاتا ہے۔ پس جب وہ یہ جوابات دیتا ہے تو ایک منادی ندا دیتا ہے: تو نے سچ کہا اور یہی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے اس فرمان کا معنی ہے:

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ (پ ۱۳، ابراہیم: ۲۷)

پھر اس کے پاس ایک آنے والا آتا ہے جو نہایت خوبصورت چہرے والا، عمدہ خوشبو اور حسین لباس میں ملبوس ہوتا ہے، وہ کہتا ہے: تجھے تیرے رب کی رحمت اور باغات کی خوشخبری ہو، جن میں دائمی نعمتیں ہیں۔ قبر والا کہتا ہے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ تجھے بھی بھلائی کی بشارت دے، تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! میں جانتا تھا کہ تو نیکی میں جلدی کرنے والا اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی نافرمانی میں دیر کرنے والا تھا، اللہ تعالٰی تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر ایک منادی ندا دیتا ہے: اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ پس اس کے لئے جنتی بچھونا بچھایا جاتا اور جنت کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! جلد از جلد قیامت قائم فرما، تاکہ میں اپنے اہل و مال کی طرف لوٹ جاؤں۔

کافر کا سفرِ آخرت:

کافر جب مرنے کے قریب ہوتا ہے اور دنیا سے اس کا رشتہ ختم ہونے لگتا ہے، تو اس کے پاس نہایت سخت کرّے (یعنی طاقتور) فرشتے آتے ہیں، اُن کے پاس آگ کا لباس اور گندھک کی قمیص ہوتی ہے، وہ اُسے گھیر لیتے ہیں۔ جب اس کی رُوح نکلتی ہے تو زمین وآسمان کے درمیان والے فرشتے اور تمام آسمانی فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس پر آسمانوں کے دروازے بند کردیئے

فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ

تو اس نے جھٹلایا اور نہ مانا وا۷ے بولا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری زمین سے نکال

یٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا

دواے موسیٰ و۷۳ے تو ضرور ہم بھی و۷۴ے تمہارے آگے ویسا ہی جادو لائیں گے تو ہم میں اور اپنے میں ایک وعدہ ٹھہرا دو جس

جاتے ہیں۔ ہر دروازہ ناپسند کرتا ہے کہ وہ اس میں سے گزرے۔ جب اس کی روح کو اُوپر لے جایا جاتا ہے، تو اسے پھینک دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: اے رب عَزَّ وَجَلَّ! یہ تیرا فلاں بندہ ہے اسے نہ آسمان قبول کرتا ہے نہ زمین۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے: اس کو واپس لے جاؤ اور میں نے اس کے لئے جو شر (یعنی بڑا عذاب) تیار کر رکھا ہے وہ اسے دکھاؤ کیونکہ میرا اس سے یہ وعدہ ہے:

جب لوگ واپس پلٹتے ہیں، تو مُردہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے یہاں تک کہ اس سے پوچھا جاتا ہے: یَا هٰذَا، مَنْ رَّبُّكَ؟ وَمَا دِيْنُكَ؟ وَمَنْ نَبِيُّكَ؟ ترجمہ: اے فلاں! تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میں نہیں جانتا۔ پس کہا جاتا ہے: تو نے جاننے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔

پھر اس کے پاس ایک نہایت بدصورت، بدبودار، بدلباس آتا ہے، وہ کہتا ہے: تجھے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ناراضگی اور دردناک دائمی عذاب کی خبر ہو۔ کافر مردہ کہتا ہے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ تجھے بری خبر سنائے، تو کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میں تیرا برا عمل ہوں، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! تو اس کی نافرمانی میں جلدی کرتا اور اس کی فرمانبرداری میں کوتاہی کرتا تھا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ تجھے برا بدلہ دے۔

پھر اس پر ایک بہرہ، اندھا اور گونگا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے، اس کے پاس لوہے کا ایک گُرز ہوتا ہے، اگر جن وانس اسے مل کر اُٹھانا چاہیں تو نہ اُٹھا سکیں، اگر اُسے پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی بن جائے۔ وہ اُسے ایک ضرب لگاتا ہے تو وہ (کافر مردہ) مٹی ہو جاتا ہے پھر اس میں روح لوٹ آتی ہے، پھر وہ اس کی آنکھوں کے درمیان ایک ضرب لگاتا ہے تو جن وانس کے علاوہ زمین کی تمام مخلوق اُسے سنتی ہے۔ مزید فرمایا: پھر ایک ندا دینے والا ندا دیتا ہے: اس کے لئے آگ کی تختیاں بچھاؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ پس اس کے لئے آگ کی دو تختیاں بچھائی جاتی ہیں اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب السنۃ، باب مسئلۃ فی القبر، الحدیث ۴۷۵۳، ج۴ص ۱۵۷، مفھومًا)

(المستدرک، کتاب الایمان، باب مجی ء ملک الموت عند قبض الروح۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۱۱۴، ج۱، ص ۱۹۸ تا ۲۰۰)

و۶۹ روزِ قیامت۔

و۷۰ یعنی فرعون کو۔

و۷۱ یعنی کل آیات تسع جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی تھیں۔

و۷۲ اور ان آیات کو سحر بتایا اور قبولِ حق سے انکار کیا اور۔

نُخۡلِفُهٗ نَحۡنُ وَلَاۤ اَنۡتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوۡعِدُكُمۡ يَوۡمُ الزِّيۡنَةِ وَاَنۡ

سے نہ ہم بدلہ لیں نہ تم ہموار جگہ ہو موسیٰ نے کہا تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے و۷۵ اور یہ کہ

يُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرۡعَوۡنُ فَجَمَعَ كَيۡدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمۡ

لوگ دن چڑھے جمع کیے جائیں و۷٦ تو فرعون پھرا اور اپنے داؤں (فریب) اکٹھے کئے و۷۷ پھر آیا و۷۸ ان سے

مُّوۡسٰى وَيۡلَكُمۡ لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسۡحِتَكُمۡ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدۡ خَابَ مَنِ

موسیٰ نے کہا تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو و۷۹ کہ وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر دے اور بیشک نامراد رہا جس نے

افۡتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوۡۤا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوۡۤا اِنۡ هٰذٰنِ

جھوٹ باندھا و۸۰ تو اپنے معاملہ میں باہم مختلف ہو گئے و۸۱ اور چھپ کر مشاورت کی بولے بیشک یہ دونوں و۸۲

لَسٰحِرٰنِ يُرِيۡدٰنِ اَنۡ يُّخۡرِجٰكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهِمَا وَيَذۡهَبَا بِطَرِيۡقَتِكُمُ

ضرور جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمہارا اچھا دین لے جائیں

و۷۳ یعنی ہمیں مصر سے نکال کر خود اس پر قبضہ کرو اور بادشاہ بن جاؤ۔

و۷۴ اور جادو میں ہمارا تمہارا مقابلہ ہوگا۔

و۷۵ اس میلہ سے فرعونیوں کا میلہ مراد ہے جو ان کی عید تھی اور اس میں وہ زینتیں کر کر کے جمع ہوتے تھے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ دن عاشوراء یعنی دسویں محرّم کا تھا اور اس سال یہ تاریخ سنیچر کو واقع ہوئی تھی، اس روز کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے معیّن فرمایا کہ یہ روز ان کی غایتِ شوکت کا دن تھا اس کو مقرر کرنا اپنے کمالِ قوّت کا اظہار ہے نیز اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ حق کا ظہور اور باطل کی رسوائی کے لئے ایسا ہی وقت مناسب ہے جب کہ اطراف و جوانب کے تمام لوگ مجتمع ہوں۔

و۷٦ تا کہ خوب روشنی پھیل جائے اور دیکھنے والے باطمینان دیکھ سکیں اور ہر چیز صاف صاف نظر آئے۔

و۷۷ کثیر التعداد جادوگروں کو جمع کیا۔

و۷۸ وعدہ کے دن ان سب کو لے کر۔

و۷۹ کسی کو اس کا شریک کر کے۔

و۸۰ اللہ تعالیٰ پر۔

و۸۱ یعنی جادوگر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام سُن کر آپس میں مختلف ہو گئے، بعض کہنے لگے کہ یہ بھی ہماری مثل جادوگر ہیں، بعض نے کہا کہ یہ باتیں ہی جادوگروں کی نہیں وہ اللہ پر جھوٹ باندھنے کو منع کرتے ہیں۔

الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَیْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَ قَدْ اَفْلَحَ الْیَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾

تو اپنا داؤں (فریب) پکا کر لو پھر پرا باندھ (صف باندھ) کر آؤ اور آج مراد کو پہنچا جو غالب رہا

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ

بولے ف۸۳ اے موسیٰ یا تو تم ڈالو ف۸۴ یا ہم پہلے ڈالیں ف۸۵ موسیٰ نے کہا بلکہ تمہیں ڈالو ف۸۶ جبھی

اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾

اُن کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں ف۸۷

فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَ

تو اپنے جی میں موسیٰ نے خوف پایا ہم نے فرمایا ڈر نہیں بیشک تو ہی غالب ہے اور ڈال تو دے جو تیرے

اَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا یُفْلِحُ

دہنے ہاتھ میں ہے ف۸۸ اور ان کی بناوٹوں کو نگل جائے گا وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کا

السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ

بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے ف۸۹ تو سب جادوگر سجدے میں گرا لیے گئے بولے ہم تو اُس پر ایمان لائے جو ہارون اور

ف۸۲ یعنی حضرت موسیٰ و حضرت ہارون۔

ف۸۳ جادوگر۔

ف۸۴ پہلے اپنا عصا۔

ف۸۵ اپنے سامان۔ ابتداء کرنا جادوگروں نے ادباً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رائے مبارک پر چھوڑا اور اس کی برکت سے آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں دولتِ ایمان سے مشرف فرمایا۔

ف۸۶ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس لئے فرمایا کہ جو کچھ جادو کے مکر ہیں پہلے وہ سب ظاہر کر چکیں اس کے بعد آپ معجزہ دکھائیں اور حق باطل کو مٹائے اور معجزہ سحر کو باطل کرے تو دیکھنے والوں کو بصیرت و عبرت حاصل ہو چنانچہ جادوگروں نے رسیاں لاٹھیاں وغیرہ جو سامان لائے تھے سب ڈال دیا اور لوگوں کی نظر بندی کر دی۔

ف۸۷ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ زمین سانپوں سے بھر گئی اور میلوں کے میدان میں سانپ ہی سانپ دوڑ رہے ہیں اور دیکھنے والے اس باطل نظر بندی سے مسحور ہو گئے کہیں ایسا نہ ہو کہ بعض معجزہ دیکھنے سے پہلے ہی اس کے گرویدہ ہو جائیں اور معجزہ نہ دیکھیں۔

ف۸۸ یعنی اپنا عصا۔

ف۸۹ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اپنا عصا ڈالا وہ جادوگروں کے تمام اژدہوں اور سانپوں کو نگل گیا

مُوْسٰی ۝۷۰ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ

موسیٰ کا رب ہے ف۹۰ فرعون بولا کیا تم اُس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بیشک وہ تمہارا بڑا ہے

الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

جس نے تم سب کو جادو سکھایا ف۹۱ تو مجھے قسم ہے ضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں

وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا

گا ف۹۲ اور تمہیں کھجور کے ڈھنڈ (تنے) پر سولی چڑھاؤں گا اور ضرور تم جان جاؤ گے کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیر پا

وَّ اَبْقٰی ۝۷۱ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیْ

ہے ف۹۳ بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئیں ف۹۴ ہمیں اپنے پیدا کرنے

فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؕ ۝۷۲ اِنَّاۤ

والے کی قسم تو تُو کر چک جو تجھے کرنا ہے ف۹۵ تو اس دنیا ہی کی زندگی میں تو کرے گا ف۹۶ بیشک

اور آدمی اس کے خوف سے گھبرا گئے، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے دستِ مبارک میں لیا تو مثلِ سابق عصا ہو گیا یہ دیکھ کر جادوگروں کو یقین ہوا کہ یہ معجزہ ہے جس سے سحر مقابلہ نہیں کر سکتا اور جادو کی فریب کاری اس کے سامنے قائم نہیں رہ سکتی۔

ف۹۰ سبحان اللہ کیا عجیب حال تھا جن لوگوں نے ابھی کفر و جحود کے لئے رسیاں اور عصا ڈالے تھے ابھی معجزہ دیکھ کر انہوں نے شکر و سجود کے لئے سر جھکا دیئے اور گردنیں ڈال دیں۔ منقول ہے کہ اس سجدے میں انہیں جنّت اور دوزخ دکھائی گئی اور انہوں نے جنّت میں اپنے منازل دیکھ لئے۔

ف۹۱ یعنی جادو میں وہ استادِ کامل اور تم سب سے فائق ہیں۔ (معاذ اللہ)

ف۹۲ یعنی داہنے ہاتھ اور بائیں پاؤں۔

ف۹۳ اس سے فرعون ملعون کی مراد یہ تھی کہ اس کا عذاب سخت تر ہے یا ربُّ العالمین کا، فرعون کا یہ متکبرانہ کلمہ سُن کر وہ جادوگر۔

ف۹۴ یدِ بیضا اور عصائے موسیٰ۔ بعض مفسّرین نے کہا ہے کہ ان کا استدلال یہ تھا کہ اگر تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو بھی سحر کہتا ہے تو بتا وہ رسّے اور لاٹھیاں کہاں گئیں۔ بعض مفسّرین کہتے ہیں کہ بیّنات سے مراد جنّت اور اس میں اپنے منازل کا دیکھنا ہے۔

ف۹۵ ہمیں اس کی کچھ پروا نہیں۔

ف۹۶ آگے تو تیری کچھ مجال نہیں اور دنیا زائل اور یہاں کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے تو مہربان بھی ہو تو بقائے دوام نہیں

اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَ مَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرٌ

ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور وہ جو تو نے ہمیں مجبور کیا جادو پر ۹۷ اور اللہ بہتر

وَّ اَبْقٰى ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ

ہے ۹۸ اور سب سے ۹۹ زیادہ باقی رہنے والا بیشک جو اپنے رب کے حضور مجرم ۱۰۰ ہو کر آئے تو ضرور اس کے لیے جہنم

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ وَ مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓىِٕكَ

ہے جس میں نہ مرے ۱۰۱ نہ جئے ۱۰۲ اور جو اُس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے کہ اچھے کام کئے ہوں ۱۰۳

لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

تو انہیں کے درجے اونچے بسنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ اُن میں رہیں

فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ ع وَ لَقَدْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى ۙ اَنْ اَسْرِ ع ۳ ۲۲ ۱۲

اور یہ صلہ ہے اس کا جو پاک ہوا ۱۰۴ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو وحی کی ۱۰۵ کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل ۱۰۶

دے سکتا پھر زندگانی دینا اور اس کی راحتوں کے زوال کا کیا غم بالخصوص اس کو جو جانتا ہے کہ آخرت میں اعمالِ دنیا کی جزا ملے گی۔

۹۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ فرعون نے جب جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے بلایا تھا تو جادوگروں نے فرعون سے کہا تھا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ اس کی کوشش کی گئی اور انہیں ایسا موقع بہم پہنچا دیا گیا، انہوں نے دیکھا کہ حضرت خواب میں ہیں اور عصائے شریف پہرہ دے رہا ہے یہ دیکھ کر جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ موسیٰ جادوگر نہیں کیونکہ جادوگر جب سوتا ہے تو اس وقت اس کا جادو کام نہیں کرتا مگر فرعون نے انہیں جادو کرنے پر مجبور کیا۔ اس کی مغفرت کے وہ اللہ تعالٰی سے طالب اور امیدوار ہیں۔

۹۸ فرمانبرداروں کو ثواب دینے میں۔

۹۹ بلحاظ عذاب کرنے کے نافرمانوں پر۔

۱۰۰ یعنی کافر مثل فرعون کے۔

۱۰۱ کہ مر کر ہی اس سے چھوٹ سکے۔

۱۰۲ ایسا جینا جس سے کچھ نفع اٹھا سکے۔

۱۰۳ یعنی جن کا ایمان پر خاتمہ ہوا ہو اور انہوں نے اپنی زندگی میں نیک عمل کئے ہوں، فرائض اور نوافل بجالائے ہوں۔

۱۰۴ کُفر کی نجاست اور معاصی کی گندگی سے۔

بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾

اور اُن کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے ف۱۰۷ تجھے ڈر نہ ہوگا کہ فرعون آ لے اور نہ خطرہ ف۱۰۸

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ ﴿۷۸﴾ؕ وَ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ

تو ان کے پیچھے فرعون پڑا اپنے لشکر لے کر ف۱۰۹ تو اُنھیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپ لیا ف۱۱۰ اور فرعون نے

قَوْمَهٗ وَ مَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ

اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی ف۱۱۱ اے بنی اسرائیل بیشک ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی ف۱۱۲ اور تمہیں طور کی

جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ

دہنی طرف کا وعدہ دیا ف۱۱۳ اور تم پر من اور سلویٰ اُتارا ف۱۱۴ کھاؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس

مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِیْهِ فَیَحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبِیْ ۚ وَ مَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ

میں زیادتی نہ کرو ف۱۱۵ کہ تم پر میرا غضب اُترے اور جس پر میرا غضب اُترا

فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ

بیشک وہ گرا ف۱۱۶ اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اُسے جس نے ف۱۱۷ توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر

ف۱۰۵ جب کہ فرعون معجزات دیکھ کر راہ پر نہ آیا اور پند پذیر نہ ہوا اور بنی اسرائیل پر ظلم و ستم اور زیادہ کرنے لگا۔

ف۱۰۶ مِصر سے اور جب دریا کے کنارے پہنچیں اور فرعونی لشکر پیچھے سے آئے تو اندیشہ نہ کر۔

ف۱۰۷ اپنا عصا مار کر۔

ف۱۰۸ دریا میں غرق ہونے کا۔ موسیٰ علیہ السلام حکمِ الٰہی پا کر شب کے اوّل وقت ستّر ہزار بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر مِصر سے روانہ ہوگئے۔

ف۱۰۹ جن میں چھ لاکھ قبطی تھے۔

ف۱۱۰ وہ غرق ہوگئے اور پانی ان کے سروں سے اونچا ہوگیا۔

ف۱۱۱ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے اور احسان کا ذکر کیا اور فرمایا۔

ف۱۱۲ یعنی فرعون اور اس کی قوم۔

ف۱۱۳ کہ ہم موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہاں توریت عطا فرمائیں گے جس پر عمل کیا جائے۔

ف۱۱۴ تیہ میں اور فرمایا۔

ف۱۱۵ ناشکری اور کُفرانِ نعمت کرکے اور ان نعمتوں کی معاصی اور گناہوں میں خرچ کرکے یا ایک دوسرے پر ظلم کرکے۔

اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَ مَاۤ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَاۤءِ عَلٰۤى اَثَرِیْ

ہدایت پر رہا ف۱۱۸ اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی کی اے موسیٰ ف۱۱۹ عرض کی کہ وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور اے میرے

وَ عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ

رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو ف۱۲۰ فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو ف۱۲۱

مِنْۢ بَعْدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ۬

بلا (فتنہ) میں ڈالا اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ف۱۲۲ تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹا ف۱۲۳ غصہ میں بھرا افسوس کرتا ف۱۲۴

قَالَ یٰقَوْمِ اَلَمْ یَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ؕ اَفَطَالَ عَلَیْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ

کہا اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ کیا تھا ف۱۲۵ کیا تم پر مدت لمبی گزری یا تم نے چاہا

ف۱۱۶ جہنّم میں اور ہلاک ہوا۔

ف۱۱۷ شرک سے۔

ف۱۱۸ تا دمِ آخر۔

ف۱۱۹ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی قوم میں سے ستر آدمیوں کو منتخب کر کے توریت لینے طُور پر تشریف لے گئے پھر کلامِ پروردگار کے شوق میں ان سے آگے بڑھ گئے انہیں پیچھے چھوڑ دیا اور فرما دیا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ، اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَاۤ اَعْجَلَكَ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے۔

ف۱۲۰ یعنی تیری رضا اور زیادہ ہو۔

مسئلہ: اس آیت سے اجتہاد کا جواز ثابت ہوا۔ (مدارک)

ف۱۲۱ جنہیں آپ نے حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ چھوڑا ہے۔

ف۱۲۲ گوسالہ پرستی کی دعوت دے کر۔

مسئلہ: اس آیت میں اِضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت سامری کی طرف فرمائی گئی کیونکہ وہ اس کا سبب و باعث ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو سبب کی طرف نسبت کرنا جائز ہے اسی طرح کہہ سکتے ہیں کہ ماں باپ نے پرورش کی، دینی پیشواؤں نے ہدایت کی، اولیاء نے حاجت روائی فرمائی، بزرگوں نے بلا دفع کی۔ مفسّرین نے فرمایا ہے کہ امورِ ظاہر میں منشاء و سبب کی طرف منسوب کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ حقیقت میں ان کا موجِد اللہ تعالیٰ ہے اور قرآنِ کریم میں ایسی نسبتیں بکثرت وارد ہیں۔ (خازن)

ف۱۲۳ چالیس دن پورے کر کے توریت لے کر۔

ف۱۲۴ ان کے حال پر۔

اَرَدْتُّمْ اَنْ یَّحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِیْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَاۤ

کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اُترے تو تم نے میرا وعدہ خلاف کیا ف۱۲۶ بولے ہم نے آپ کا وعدہ اپنے

اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَ لٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِیْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا

اختیار سے خلاف نہ کیا لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھوائے گئے اس قوم کے گہنے کے ف۱۲۷ تو ہم نے اُنھیں ف۱۲۸ ڈال دیا

فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِیُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا

پھر اسی طرح سامری نے ڈالا ف۱۲۹ تو اُس نے اُن کے لیے ایک بچھڑا نکالا بے جان کا دھڑ گائے کی طرح بولتا ف۱۳۰

هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِیَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ

تو بولے ف۱۳۱ یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا معبود تو بھول گئے ف۱۳۲ تو کیا نہیں دیکھتے کہ وہ ف۱۳۳ اُنھیں کسی بات کا جواب

ف۱۲۵ کہ وہ تمہیں توریت عطا فرمائے گا جس میں ہدایت ہے، نور ہے، ہزار سورتیں ہیں، ہر سورت میں ہزار آیتیں ہیں۔

ف۱۲۶ اور ایسا ناقص کام کیا کہ گوسالہ کو پُوجنے لگے، تمہارا وعدہ تو مجھ سے یہ تھا کہ میرے حکم کی اطاعت کرو گے اور میرے دین پر قائم رہو گے۔

ف۱۲۷ یعنی قومِ فرعون کے زیوروں کے جو بنی اسرائیل نے ان لوگوں سے عاریت کے طور پر مانگ لئے تھے۔

ف۱۲۸ سامری کے حکم سے آگ میں۔

ف۱۲۹ ان زیوروں کو جو اس کے پاس تھے اور اس خاک کو جو حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے اس نے حاصل کی تھی۔

ف۱۳۰ یہ بچھڑا سامری نے بنایا اور اس میں کچھ سوراخ اس طرح رکھے کہ جب ان میں ہوا داخل ہو تو اس سے بچھڑے کی آواز کی طرح آواز پیدا ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ اُس پر جبریل کی خاک زیرِ قدم ڈالنے سے زندہ ہو کر بچھڑے کی طرح بولتا تھا۔

ف۱۳۱ سامری اور اس کے متّبعین۔

ف۱۳۲ یعنی موسیٰ علیہ السلام معبود کو بھول گئے اور اس کو یہاں چھوڑ کر اس کی جستجو میں طور پر چلے گئے (معاذ اللہ)۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ نَسِیَ کا فاعل سامری ہے اور معنی یہ ہیں کہ سامری نے جو بچھڑے کو معبود بنایا وہ اپنے ربّ کو بھول گیا یا وہ حُدوثِ اجسام سے استدلال کرنا بھول گیا۔

ف۱۳۳ بچھڑا۔

ع ٤ / ١٣ / ١٣ قَوْلًا ۙ وَّ لَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ ع وَ لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ

نہیں دیتا اور اُن کے کسی بُرے بھلے کا اختیار نہیں رکھتا ف۱۳۴ اور بیشک ان سے ہارون نے اس سے پہلے کہا تھا کہ

يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَ اَطِيْعُوْۤا

اے میری قوم یونہی ہے کہ تم اس کے سبب فتنے میں پڑے ف۱۳۵ اور بیشک تمہارا رب رحمٰن ہے تو میری پیروی کرو اور میرا

اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا

حکم مانو بولے ہم تو اس پر آسن مارے جمے (پوجا کے لیے بیٹھے) رہیں گے ف۱۳۶ جب تک ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کے

مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْۤا ۙ ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ

آئیں ف۱۳۷ موسیٰ نے کہا اے ہارو تمہیں کس بات نے روکا تھا جب تم نے اُنھیں گمراہ ہوتے دیکھا تھا کہ میرے پیچھے

اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَ لَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ

آتے ف۱۳۸ تو کیا تم نے میرا حکم نہ مانا کہا اے میرے ماں جائے نہ میری ڈاڑھی پکڑو اور نہ میرے سر کے بال مجھے یہ ڈر

خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ لَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ

ہوا کہ تم کہو گے تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے میری بات کا انتظار نہ کیا موسیٰ نے ف۱۳۹ کہا

فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

اب تیرا کیا حال ہے اے سامری ف۱۴۰ بولا میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا ف۱۴۱ تو ایک مٹھی بھر لی فرشتے

ف۱۳۴ خِطاب سے بھی عاجز اور نفع وضرر سے بھی، وہ کس طرح معبود ہوسکتا ہے۔

ف۱۳۵ تو اسے نہ پُوجو۔

ف۱۳۶ گوسالہ پرستی پر قائم رہیں گے اور تمہاری بات نہ مانیں گے۔

ف۱۳۷ اس پر حضرت ہارون علیہ السلام ان سے علیٰحدہ ہو گئے اور ان کے ساتھ بارہ ہزار وہ لوگ جنہوں نے بچھڑے کی پرستش نہ کی تھی، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس تشریف لائے تو آپ نے ان کے شور مچانے اور باجے بجانے کی آوازیں سنیں جو بچھڑے کے گرد ناچتے تھے تب آپ نے اپنے ستّر ہمراہیوں سے فرمایا یہ فتنہ کی آواز ہے جب قریب پہنچے اور حضرت ہارون کو دیکھا تو غیرتِ دینی سے جو آپ کی سَرِشت تھی جوش میں آکر ان کے سر کے بال داہنے ہاتھ اور داڑھی بائیں میں پکڑی اور۔

ف۱۳۸ اور مجھے خبر دے دیتے یعنی جب انہوں نے تمہاری بات نہ مانی تھی تو تم مجھ سے کیوں نہیں آملے کہ تمہارا ان سے جُدا ہونا بھی ان کے حق میں ایک زَجر ہوتا۔

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ

کے نشان سے پھر اُسے ڈال دیا وَ۱۴۲ اور میرے جی کو یہی بھلا لگا وَ۱۴۳ کہا تو چلتا بن وَ۱۴۴ کہ دنیا کی زندگی میں

لَكَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ

تیری سزا یہ ہے کہ وَ۱۴۵ تو کہے چھونہ جا اور بیشک تیرے وَ۱۴۶ لیے ایک وعدہ کا وقت ہے وَ۱۴۷ جو تجھ سے خلاف نہ ہوگا

وَ انْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ

اور اپنے اس معبود کو دیکھ جس کے سامنے تو دن بھر آسن مارے (پوجا کے لیے بیٹھا) رہا وَ۱۴۸ قسم ہے ہم ضرور اُسے جلائیں گے

ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ

پھر ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہائیں گے وَ۱۴۹ تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

وَ۱۳۹ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ۔

وَ۱۴۰ تونے ایسا کیوں کیا اس کی وجہ بتا۔

وَ۱۴۱ یعنی میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور ان کو پہچان لیا وہ اسپِ حیات پر سوار تھے، میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں ان کے گھوڑے کے نشانِ قدم کی خاک لے لوں۔

وَ۱۴۲ اس بچھڑے میں جس کو بنایا تھا۔ یعنی سامری نے حضرت جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کے ٹاپ کے نیچے کی خاک اٹھالی اور سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈالی جس سے اس میں زندگی پیدا ہوگئی اور وہ آواز کرنے لگا یہ ہی اس آیت میں مذکور ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات بے جان دھات میں جان ڈال سکتے ہیں باذن اللہ

وَ۱۴۳ اور یہ فعل میں نے اپنے ہی ہوائے نفس سے کیا کوئی دوسرا اس کا باعث ومحرّک نہ تھا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے۔

وَ۱۴۴ دور ہو جا۔

وَ۱۴۵ جب تجھ سے کوئی ملنا چاہے جو تیرے حال سے واقف نہ ہو تو اس سے۔

وَ۱۴۶ یعنی سب سے علیٰحدہ رہنا نہ تجھ سے کوئی چھوئے نہ تو کسی سے چھوئے، لوگوں سے ملنا اس کے لئے کلّی طور پر ممنوع قرار دیا گیا اور ملاقات، مکالمت، خرید وفروخت ہر ایک کے ساتھ حرام کردی گئی اور اگر اتفاقاً کوئی اس سے چھو جاتا تو وہ اور چھونے والا دونوں شدید بخار میں مبتلا ہوتے، وہ جنگل میں یہی شور مچاتا پھرتا تھا کہ کوئی چھونہ جانا اور وحشیوں اور درندوں میں زندگی کے دن نہایت تلخی و وحشت میں گزارتا تھا۔

وَ۱۴۷ یعنی عذاب کے وعدے کا آخرت میں بعد اس عذابِ دنیا کے تیرے شرک وفساد انگیزی پر۔

وَ۱۴۸ اور اس کی عبادت پر قائم رہا۔

وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَ

ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے ہم ایسا ہی تمہارے سامنے اگلی خبریں بیان فرماتے ہیں اور

قَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا فرمایا ف۱۵۰ جو اُس سے منہ پھیرے ف۱۵۱ تو بیشک وہ قیامت کے دن ایک

وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَ سَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾ يَّوْمَ

بوجھ اٹھائے گا ف۱۵۲ وہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے ف۱۵۳ اور وہ قیامت کے دن اُن کے حق میں کیا ہی بُرا بوجھ ہوگا جس دن

يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ

صور پھونکا جائے گا ف۱۵۴ اور ہم اس دن مجرموں کو ف۱۵۵ اٹھائیں گے نیلی آنکھیں ف۱۵۶ آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے

لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

کہ تم دنیا میں نہ رہے مگر دس رات ف۱۵۷ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ ف۱۵۸ کہیں گے جب کہ ان میں سب سے بہتر رائے

طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ ع ۱۵ ۱۴

والا کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن رہے تھے ف۱۵۹ اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں ف۱۶۰ تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ

ف۱۴۹ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا کیا اور جب آپ سامری کے اس فساد کو مٹا چکے تو بنی اسرائیل سے مخاطبہ فرما کر دینِ حق کا بیان فرمایا اور ارشاد کیا۔

ف۱۵۰ یعنی قرآنِ پاک کہ وہ ذکرِ عظیم ہے اور جو اس کی طرف متوجہ ہو اس کے لئے اس کتابِ کریم میں نجات اور برکتیں ہیں اور اس کتابِ مقدّس میں اُمَمِ ماضیہ کے ایسے حالات کا ذکر و بیان ہے جو فکر کرنے اور عبرت حاصل کرنے کے لائق ہیں۔

ف۱۵۱ یعنی قرآن سے اور اس پر ایمان نہ لائے اور اس کی ہدایتوں سے فائدہ نہ اٹھائے۔

ف۱۵۲ گناہوں کا بارِ گراں۔

ف۱۵۳ یعنی اس گناہ کے عذاب میں۔

ف۱۵۴ لوگوں کو محشر میں حاضر کرنے کے لئے۔ مراد اس سے نفخۂ ثانیہ ہے۔

ف۱۵۵ یعنی کافروں کو اس حال میں۔

ف۱۵۶ اور کالے منہ۔

ف۱۵۷ آخرت کے اہوال اور وہاں کے خوفناک منازل دیکھ کر انہیں زندگانی، دنیا کی مدت بہت قلیل معلوم ہوگی۔

نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾
کر کے اُڑا دے گا تو زمین کو پٹ پر (چٹیل میدان) ہموار کر چھوڑے گا کہ تو اُس میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے اُس دن

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا
پکارنے والے کے پیچھے دوڑیں گے و۱۶۱ اُس میں کجی نہ ہوگی و۱۶۲ اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور و۱۶۳ پست ہو کر رہ

تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ
جائیں گی تو تو نہ سنے گا مگر بہت آہستہ آواز و۱۶۴ اُس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے و۱۶۵

وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَ
اذن دے دیا ہے اور اُس کی بات پسند فرمائی وہ جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے و۱۶۶ اور

لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ
اُن کا علم اسے نہیں گھیر سکتا و۱۶۷ اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور و۱۶۸ اور بیشک نامراد

و۱۵۸ آپس میں ایک دوسرے سے۔

و۱۵۹ بعض مفسّرین نے کہا کہ وہ اس دن کے شدائد دیکھ کر اپنے دنیا میں رہنے کی مقدار بھول جائیں گے۔

و۱۶۰ شانِ نزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قبیلۂ ثقیف کے ایک آدمی نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن پہاڑوں کا کیا حال ہوگا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

و۱۶۱ جو انہیں روزِ قیامت موقف کی طرف بلائے گا اور ندا کرے گا چلو رحمٰن کے حضور پیش ہونے کو اور یہ پکارنے والے حضرت اسرافیل ہوں گے۔

و۱۶۲ اور اس دعوت سے کوئی انحراف نہ کر سکے گا۔

و۱۶۳ ہیبت وجلال سے۔

و۱۶۴ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایسی کہ اس میں صرف لبوں کی جنبش ہوگی۔

و۱۶۵ شفاعت کرنے کا۔

و۱۶۶ یعنی تمام ماضیات و مستقبلات اور جملہ امورِ دنیا و آخرت یعنی اللہ تعالیٰ کا علم بندوں کے ذات وصفات اور جملہ حالات کو محیط ہے۔

و۱۶۷ یعنی تمام کائنات کا علم ذاتِ الٰہی کا احاطہ نہیں کر سکتا، اس کی ذات کا ادراک علومِ کائنات کی رسائی سے برتر ہے، وہ اپنے اسماء وصفات اور آثارِ قدرت وشیونِ حکمت سے پہچانا جاتا ہے۔

حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا

رہا جس نے ظلم کا بوجھ لیا ف۱۶۹ اور جو کچھ نیک کام کرے اور ہو مسلمان تو اسے نہ زیادتی کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا ف۱۷۰

هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ

اور یونہی ہم نے اُسے عربی قرآن اتارا اور اس میں طرح طرح سے عذاب کے وعدے دیے ف۱۷۱

يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ

کہ کہیں انھیں ڈر ہو یا ان کے دل میں کچھ سوچ پیدا کرے ف۱۷۲ تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ ف۱۷۳

بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ

اور قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہو لے ف۱۷۴ اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم

شعر:

کجا دریابد او را عقل چالاک ۔۔۔ کہ اوبالا تر است ازحدِ ادراک

نظر کن اندر اسماء وصفاتش ۔۔۔ کہ واقف نیست کس از کنہ ذاتش

بعض مفسرین نے اس آیت کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ علومِ خلق معلوماتِ الٰہیہ کا احاطہ نہیں کر سکتے ۔ بظاہر یہ عبارتیں دو ہیں مگر مآل پر نظر رکھنے والے بآسانی سمجھ لیتے ہیں کہ فرق صرف تعبیر کا ہے ۔

ف۱۶۸ اور ہر ایک شانِ عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہوگا ، کسی میں سرکشی نہ رہے گی ، اللہ تعالیٰ کے قہر وحکومت کا ظہورِ تام ہوگا ۔

ف۱۶۹ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کی تفسیر میں فرمایا جس نے شرک کیا ٹوٹے میں رہا اور بیشک شرک شدید ترین ظلم ہے اور جو اس ظلم کا زیرِ بار ہو کر موقفِ قیامت میں آئے اس سے بڑھ کر نامراد کون ۔

ف۱۷۰ مسئلہ : اس آیت سے معلوم ہوا کہ طاعت اور نیک اعمال سب کی قبولیت ایمان کے ساتھ مشروط ہے کہ ایمان ہو تو سب نیکیاں کارآمد ہیں اور ایمان نہ ہو تو یہ سب عمل بے کار ۔

ف۱۷۱ فرائض کے چھوڑنے اور ممنوعات کا ارتکاب کرنے پر ۔

ف۱۷۲ جس سے انہیں نیکیوں کی رغبت اور بدیوں سے نفرت ہو اور وہ پند ونصیحت حاصل کریں ۔

ف۱۷۳ جو اصل مالک ہے اور تمام بادشاہ اس کے محتاج ۔

ف۱۷۴ شانِ نزول : جب حضرت جبریل قرآنِ کریم لے کر نازل ہوتے تھے تو حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے اور جلدی کرتے تھے تاکہ خوب یاد ہو جائے ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی فرمایا گیا کہ آپ مشقت نہ اٹھائیں اور سورۂ قیامہ میں اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لے کر آپ کی اور زیادہ تسلّی فرمادی ۔

عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَ ع ۱۱/۱۵

زیادہ دے اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا ف۱۷۵ تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا اور

اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا

جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدہ میں گرے مگر ابلیس اُس نے نہ مانا تو ہم نے فرمایا

یٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلَا یُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ

اے آدم بیشک یہ تیرا اور تیری بی بی کا دشمن ہے ف۱۷۶ تو ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے پھر تو مشقت میں

فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَ لَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِیْهَا وَ لَا

پڑے ف۱۷۷ بیشک تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو اور نہ ننگا ہو اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے نہ

تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ

دھوپ ف۱۷۸ تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا بولا اے آدم کیا میں تمہیں بتادوں ہمیشہ جینے کا پیڑ (درخت) ف۱۷۹ اور

الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا یَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا یَخْصِفٰنِ

وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے ف۱۸۰ تو ان دونوں نے اس میں سے کھا لیا اب ان پر ان کی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں ف۱۸۱

عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ٘ وَ عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ

اور جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے ف۱۸۲ اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا

ف۱۷۵ کہ شجرِ ممنوعہ کے پاس نہ جائیں۔

ف۱۷۶ اس سے معلوم ہوا کہ صاحبِ فضل وشرف کی فضیلت کو تسلیم نہ کرنا اور اس کی تعظیم واحترام بجالانے سے اعراض کرنا دلیلِ حسد وعداوت ہے۔ اس آیت میں شیطان کا حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنا آپ کے ساتھ اس کی دشمنی کی دلیل قرار دیا گیا۔

ف۱۷۷ اور اپنی غذا اور خوراک کے لئے زمین جوتنے، کھیتی کرنے، دانہ نکالنے، پیسنے، پکانے کی محنت میں مبتلا ہو اور چونکہ عورت کا نفقہ مرد کے ذمہ ہے اس لئے اس تمام محنت کی نسبت صرف حضرت آدم علیہ السلام کی طرف فرمائی گئی۔

ف۱۷۸ ہر طرح کا عیش وراحت جنّت میں موجود ہے، کسب ومحنت سے بالکل امن ہے۔

ف۱۷۹ جس کو کھا کر کھانے والے کو دائمی زندگی حاصل ہوجاتی ہے۔

ف۱۸۰ اور اس میں زوال نہ آئے۔

ف۱۸۱ یعنی بہشتی لباس ان کے جسم سے اُتر گئے۔

فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾

تو جو مطلب چاہا تھا اسکی راہ نہ پائی ۱۸۳ پھر اسکے رب نے چن لیا تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی اور اپنے قربِ خاص کی راہ دکھائی

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ

فرمایا کہ تم دونوں مل کر جنت سے اُترو تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے پھر اگر تم سب کو میری طرف سے ہدایت آئے ۱۸۴

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ

تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا وہ نہ بہکے ۱۸۵ نہ بدبخت ہو ۱۸۶ اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا ۱۸۷ تو بیشک اس

مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ

کے لیے تنگ زندگانی ہے ۱۸۸ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے کہے گا اے رب میرے مجھے تو نے کیوں

۱۸۲ ستر چھپانے اور جسم ڈھکنے کے لئے۔

۱۸۳ اور اس درخت کے کھانے سے دائمی حیات نہ ملی پھر حضرت آدم علیہ السلام توبہ و اِستغفار میں مشغول ہوئے اور بارگاہِ الٰہی میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کی۔

۱۸۴ یعنی کتاب اور رسول۔

۱۸۵ یعنی دنیا میں۔

۱۸۶ آخرت میں کیونکہ آخرت کی بدبختی دنیا میں طریقِ حق سے بہکنے کا نتیجہ ہے تو جو کوئی کتابِ الٰہی اور رسولِ برحق کا اِتّباع کرے اور ان کے حکم کے مطابق چلے وہ دنیا میں بہکنے سے اور آخرت میں اس کے عذاب و وبال سے نجات پائے گا۔

۱۸۷ اور میری ہدایت سے روگردانی کی۔

۱۸۸ دنیا میں یا قبر میں یا آخرت میں یا دین میں یا ان سب میں دنیا کی تنگ زندگانی یہ ہے کہ ہدایت کا اِتّباع نہ کرنے سے عملِ بد اور حرام میں مبتلا ہو یا قناعت سے محروم ہو کر گرفتارِ حرص ہو جائے اور کثرتِ مال و اسباب سے بھی اس کو فراخِ خاطر اور سکونِ قلب میسّر نہ ہو، دل ہر چیز کی طلب میں آوارہ ہو اور حرص کے غموں سے کہ یہ نہیں وہ نہیں حال تاریک اور وقت خراب رہے اور مومن متوکّل کی طرح اس کو سکون و فراغ حاصل ہی نہ ہو جس کو حیاتِ طیبہ کہتے ہیں قَالَ تَعَالٰی فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً اور قبر کی تنگ زندگانی یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ کافر پر ننانوے اژدہے اس کی قبر میں مسلّط کئے جاتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

شانِ نُزول: یہ آیت اسود بن عبد العزیٰ مخزومی کے حق میں نازِل ہوئی اور قبر کی زندگانی سے مراد قبر کا اس سختی سے دبانا ہے جس سے ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آ جاتی ہیں اور آخرت میں تنگ زندگانی جہنّم کے عذاب میں جہاں

اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَاۚ

اندھا اٹھایا میں تو انکھیارا (بینا) تھا ۱۸۹ فرمائے گا یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں ۱۹۰ تو نے اُنھیں بھلا دیا

وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ یُؤْمِنْۢ

اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا ۱۹۱ اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو حد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان

بِاٰیٰتِ رَبِّهٖؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ

نہ لائے اور بیشک آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے دیر پا ہے تو کیا اُنھیں اُس سے راہ نہ ملی کہ ہم نے اُن سے

كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی

پہلے کتنی سنگتیں (قومیں) ہلاک کر دیں ۱۹۲ کہ یہ ان کے بسنے کی جگہ چلتے پھرتے ہیں ۱۹۳ بیشک اس میں نشانیاں ہیں

النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ۧ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ ع ۱۳/۱۶

عقل والوں کو ۱۹۴ اور اگر تمہارے رب کی ایک بات نہ گزر چکی ہوتی ۱۹۵ تو ضرور عذاب انہیں ۱۹۶ لپٹ جاتا

اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ؕ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ ٹھہرایا ہوا ۱۹۷ تو اُن کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو

زقوم (تھوہڑ) اور کھولتا پانی اور جہنّمیوں کے خون اور ان کے پیپ کھانے پینے کو دی جائے گی اور دین میں تنگ زندگانی یہ ہے کہ نیکی کی راہیں تنگ ہو جائیں اور آدمی کسبِ حرام میں مبتلا ہو۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بندے کو تھوڑا ملے یا بہت اگر خوفِ خدا نہیں تو اس میں کچھ بھلائی نہیں اور یہ تنگ زندگانی ہے۔ (تفسیرِ کبیر و خازن و مدارک وغیرہ)

۱۸۹ دنیا میں۔

۱۹۰ تو ان پر ایمان نہ لایا اور۔

۱۹۱ جہنّم کی آگ میں جلا کرے گا۔

۱۹۲ جو رسولوں کو نہیں مانتی تھیں۔

۱۹۳ یعنی قریش اپنے سفروں میں ان کے دیار پر گزرتے ہیں اور ان کی ہلاکت کے نشان دیکھتے ہیں۔

۱۹۴ جو عبرت حاصل کریں اور سمجھیں کہ انبیاء کی تکذیب اور ان کی مخالفت کا انجام بُرا ہے۔

۱۹۵ یعنی کہ یہ اُمّتِ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عذاب میں تاخیر کی جائے گی۔

۱۹۶ دنیا ہی میں۔

۱۹۷ یعنی روزِ قیامت۔

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ

سورج وف۱۹۸ چمکنے سے پہلے اور وف۱۹۹ اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی وف۱۹۹ گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو وف۲۰۰ اور

اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ

دن کے کناروں پر وف۲۰۱ اس امید پر کہ تم راضی ہو وف۲۰۲ اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم

اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ

نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لیے وف۲۰۳ دی ہے جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں وف۲۰۴

وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا

اور تیرے رب کا رزق وف۲۰۵ سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے وف۲۰۶ اور خود

نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَ قَالُوْا لَوْ لَا يَاْتِيْنَا

اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ وف۲۰۷ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کے لیے اور کافر

وف۱۹۸ اس سے نمازِ فجر مراد ہے۔

وف۱۹۹ اس سے ظہر و عصر کی نمازیں مراد ہیں جو دن کے نصفِ آخر میں آفتاب کے زوال و غروب کے درمیان واقع ہیں۔

وف۲۰۰ یعنی مغرب و عشا کی نمازیں پڑھو۔

وف۲۰۱ فجر و مغرب کی نمازیں ان کی تاکیداً تکرار فرمائی گئی اور بعض مفسّرین قبلِ غروب سے نمازِ عصر اور اطرافِ نہار سے ظہر مراد لیتے ہیں، ان کی توجیہ یہ ہے کہ نمازِ ظہر زوال کے بعد ہے اور اس وقت دن کے نصفِ اوّل اور نصفِ آخر کے اطراف ملتے ہیں نصف اول کی انتہا ہے اور نصف آخر کی ابتدا۔ (مدارک و خازن)

وف۲۰۲ اللہ کے فضل و عطا اور اس کے انعام و اکرام سے کہ تمہیں اُمّت کے حق میں شفیع بنا کر تمہاری شفاعت قبول فرمائے اور تمہیں راضی کرے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

وف۲۰۳ یعنی اصناف و اقسام کفار یہود و نصارٰی وغیرہ کو جو دنیوی ساز و سامان دیا ہے مومن کو چاہیے کہ اس کو استحسان و راعجاب کی نظر سے دیکھے حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ نافرمانوں کے طمطراق نہ دیکھو لیکن یہ دیکھو کہ گناہ اور معصیت کی ذلت کس طرح ان کی گردنوں سے نمودار ہو۔

وف۲۰۴ اس طرح کہ جتنی ان پر نعمت زیادہ ہو اتنی ہی ان کی سرکشی اور ان کا طغیان بڑھے اور وہ سزائے آخرت کی سزاوار ہوں۔

وف۲۰۵ یعنی جنّت اور اس کی نعمتیں۔

وف۲۰۶ اور اس کا مکلّف نہیں کرتے کہ ہماری خلق کو روزی دے یا اپنے نفس اور اپنے اہل کی روزی کا ذمہ دار ہو بلکہ۔

بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَیِّنَةُ مَا فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ

بولے یہ ؁۲۰۸ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے ؁۲۰۹ اور کیا انہیں اس کا بیان نہ آیا جو اگلے صحیفوں میں

اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ

ہے ؁۲۱۰ اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک کردیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ؁۲۱۱ ضرور کہتے اے ہمارے رب تو

اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ

نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل و رسوا ہوتے تم فرماؤ ؁۲۱۲ سب راہ

كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْاۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ع ۸/۷ ۱۷

دیکھ رہے ہیں تو تم بھی راہ دیکھو ؁۲۱۳ تو اب جان جاؤ گے ؁۲۱۴ کہ کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی

؁۲۰۷ اور انہیں بھی، تو روزی کے غم میں نہ پڑ، اپنے دل کو امرِ آخرت کے لئے فارغ رکھ کہ جو اللہ کے کام میں ہوتا ہے اللہ اس کی کارسازی کرتا ہے۔

؁۲۰۸ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

؁۲۰۹ جو ان کی صحتِ نبوّت پر دلالت کرے باوجودیکہ آیاتِ کثیرہ آچکی تھیں اور معجزات کا متواتر ظہور ہو رہا تھا پھر کفّار ان سب سے اندھے بنے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ کہہ دیا کہ آپ اپنے ربّ کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے، اس کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

؁۲۱۰ یعنی قرآن اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور آپ کی نبوّت و بعثت کا ذکر، یہ کیسے اعظم آیات ہیں ان کے ہوتے ہوئے اور کسی نشانی کی طلب کرنے کا کیا موقع ہے۔

؁۲۱۱ روزِ قیامت۔

؁۲۱۲ ہم بھی اور تم بھی۔

شانِ نُزول: مشرکین نے کہا تھا کہ ہم زمانے کے حوادِث اور انقلاب کا انتظار کرتے ہیں کہ کب مسلمانوں پر آئیں اور ان کا قصہ تمام ہو۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور بتایا گیا کہ تم مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا انتظار کر رہے ہو اور مسلمان تمہارے عقوبت و عذاب کا انتظار کر رہے ہیں۔

؁۲۱۳ جب خدا کا حکم آئے گا اور قیامت قائم ہوگی۔

الجزء ١٧

اٰیاتها ١١٢ ۔ ٢١ سُوْرَةُ الْاَنْبِیَآءِ مَکِّیَّةٌ ٧٣ ۔ رکوعاتها ٧

سورۂ انبیاء مکی ہے اس میں ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ① مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ

لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں ف۲ جب اُن کے رب کے پاس سے اُنھیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے

مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَ هُمْ یَلْعَبُوْنَ ② لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ

تو اُسے نہیں سنتے مگر کھیلتے ہوئے ف۳ اُن کے دل کھیل میں پڑے ہیں ف۴ اور ظالموں نے آپس میں

وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى ۖۗ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ

خفیہ مشورت کی ف۵ کہ یہ کون ہیں ایک تمھی جیسے آدمی تو ہیں ف۶ کیا جادو کے پاس

ف۱ سورت انبیاء مکّیہ ہے اس میں سات رکوع اور ایک سو بارہ ١١٢ آیتیں اور ایک ہزار ایک سو چھیاسی ١١٨٦ کلمے اور چار ہزار آٹھ سو نوے حرف ہیں۔

ف۲ یعنی حسابِ اعمال کا وقت روزِ قیامت قریب آ گیا اور لوگ ابھی تک غفلت میں ہیں۔

شانِ نُزول: یہ آیت منکرینِ بَعث کے حق میں نازِل ہوئی جو مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو نہیں مانتے تھے اور روزِ قیامت کو گزرے ہوئے زمانہ کے اعتبار سے قریب فرمایا گیا کیونکہ جتنے دن گزرتے جاتے ہیں آنے والا دن قریب ہوتا جاتا ہے۔ قیامت کا دن بڑا سخت ہوگا اور ہر آدمی کو اپنے ہر چھوٹے بڑے اور اچھے برے اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ زندگی کے ہر لمحہ میں یہ دھیان رکھے کہ جو کچھ کررہا ہوں مجھے ایک دن اپنے ان کاموں کا حساب دینا پڑے گا اور جن اعمال کو میں چھپا کر کررہا ہوں قیامت کے دن بھرے مجمع میں احکم الحاکمین کے حضور ظاہر ہو کر رہیں گے اس وقت کیسی اور کتنی بڑی رسوائی اور شرمندگی ہوگی؟

ف۳ نہ اس سے پند پذیر ہوں، نہ عبرت حاصل کریں، نہ آنے والے وقت کے لئے کچھ تیاری کریں۔

ف۴ اللہ کی یاد سے غافل ہیں۔

ف۵ اور اس کے اخفاء میں بہت مبالغہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا راز فاش کردیا اور بیان فرمادیا کہ وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ کہتے ہیں۔

ف۶ یہ کُفر کا ایک اصول تھا کہ جب یہ بات لوگوں کے ذہن نشین کردی جائے گی کہ وہ تم جیسے بشر ہیں تو پھر کوئی ان پر ایمان نہ لائے گا، حضور کے زمانہ کے کُفّار نے یہ بات کہی اور اس کو چھپایا لیکن آج کل کے بعض بے باک یہ کلمہ

السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۳﴾ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ٘ وَ
جاتے ہو دیکھ بھال کر نبی نے فرمایا میرا رب جانتا ہے آسمانوں اور زمین میں ہر بات کو اور

هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۴﴾ بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ
وہی ہے سنتا جانتا وے بلکہ بولے پریشان خوابیں ہیں وٹ بلکہ ان کی گڑھت (گھڑی ہوئی چیز) ہے وٹ

شَاعِرٌ ۚۖ فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۵﴾ مَاۤ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ
بلکہ یہ شاعر ہیں وٹ۱ تو ہمارے پاس کوئی نشانی لائیں جیسے اگلے بھیجے گئے تھے وا۱ ان سے پہلے کوئی بستی ایمان نہ لائی

قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ
جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لائیں گے و۱۲ اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنھیں

اعلان کے ساتھ کہتے ہیں اور نہیں شرماتے، کُفّار یہ مقولہ کہتے وقت جانتے تھے کہ ان کی بات کسی کے دل میں جمے گی نہیں کیونکہ لوگ رات دن معجزات دیکھتے ہیں وہ کس طرح باور کرسکیں گے کہ حضور ہماری طرح بشر ہیں اس لئے انہوں نے معجزات کو جادو بتادیا اور کہا۔

وے اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی خواہ کتنے ہی پردہ اور راز میں رکھی گئی ہو، ان کا راز بھی اس میں ظاہر فرمادیا، اس کے بعد قرآنِ کریم سے انہیں سخت پریشانی وحیرانی لاحق تھی کہ اس کا کس طرح انکار کریں، وہ ایسا بیّن معجزہ ہے جس نے تمام مُلک کے مایہ ناز ماہروں کو عاجز ومتحیّر کردیا ہے اور وہ اس کی دو چار آیتوں کی مثل کلام بنا کر نہیں لاسکے، اس پریشانی میں انہوں نے قرآنِ کریم کی نسبت مختلف قسم کی باتیں کہیں جن کا بیان اگلی آیت میں ہے۔

وٹ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحیِ الٰہی سمجھ گئے ہیں، کُفّار نے یہ کہہ کر سوچا کہ یہ بات چسپاں نہیں ہوسکے گی تو اب اس کو چھوڑ کر کہنے لگے۔

وٹ یہ کہہ کر خیال ہوا کہ لوگ کہیں گے کہ اگر یہ کلام حضرت کا بنایا ہوا ہے اور تم انہیں اپنے مثل بشر بھی کہتے ہو تو تم ایسا کلام کیوں نہیں بناسکتے، یہ خیال کرکے اس بات کو بھی چھوڑا اور کہنے لگے۔

وٹ۱ اور یہ کلام شعر ہے اسی طرح کی باتیں بناتے رہے کسی ایک بات پر قائم نہ رہ سکے اور اہلِ باطل کذّابوں کا یہی حال ہوتا ہے، اب انہوں نے سمجھا کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی چلنے والی نہیں ہے تو کہنے لگے۔

وا۱ اس کے ردّ وجواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

و۱۲ معنٰی یہ ہیں کہ ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو نشانیاں آئیں تو وہ ان پر ایمان نہ لائے اور ان کی تکذیب کرنے لگے اور اس سبب سے ہلاک کردیئے گئے تو کیا یہ لوگ نشانی دیکھ کر ایمان لے آئیں گے باوجودیکہ ان کی سرکشی ان سے بڑھی ہوئی ہے۔

اِلَيْهِمْ فَسْــَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ وَ مَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا

ہم وحی کرتے ۱۳؎ تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو ۱۴؎ اور ہم نے انھیں ۱۵؎ خالی بدن نہ بنایا کہ

یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ مَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ ۝۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَیْنٰهُمْ وَ

کھانا نہ کھائیں ۱۶؎ اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں پھر ہم نے اپنا وعدہ انھیں سچا کر دکھایا ۱۷؎ تو انھیں نجات دی اور

مَنْ نَّشَآءُ وَ اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِیْنَ ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ

جن کو چاہی ۱۸؎ اور حد سے بڑھنے والوں کو ۱۹؎ ہلاک کر دیا بیشک ہم نے تمہاری طرف ۲۰؎ ایک کتاب اُتاری جس میں

ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ وَ كَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا ع

تمہاری ناموری ہے ۲۱؎ تو کیا تمہیں عقل نہیں ۲۲؎ اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں کہ وہ ستم گار تھیں ۲۳؎ اور اُن

۱۳؎ یہ ان کے کلامِ سابق کا رد ہے کہ انبیاء کا صورتِ بشری میں ظہور فرمانا نبوّت کے منافی نہیں، ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔

۱۴؎ کیونکہ ناواقف کو اس سے چارہ ہی نہیں کہ واقف سے دریافت کرے اور مرضِ جہل کا علاج یہی ہے کہ عالم سے سوال کرے اور اس کے حکم پر عامل ہو۔

مسئلہ: اس آیت سے تقلید کا وجوب ثابت ہوتا ہے، یہاں انہیں علم والوں سے پوچھنے کا حکم دیا گیا کہ ان سے دریافت کرو کہ اللہ کے رسول صورتِ بشری میں ظہور فرما ہوئے تھے یا نہیں، اس سے تمہارے تردّد کا خاتمہ ہو جائے گا۔

۱۵؎ یعنی انبیاء کو۔

۱۶؎ تو ان پر کھانے پینے کا اعتراض کرنا اور یہ کہنا کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ محض بے جا ہے، تمام انبیاء کا یہی حال تھا وہ سب کھاتے بھی تھے پیتے بھی تھے۔

۱۷؎ ان کے دشمنوں کو ہلاک کرنے اور انہیں نجات دینے کا۔

۱۸؎ یعنی ایمانداروں کو جنہوں نے انبیاء کی تصدیق کی۔

۱۹؎ جو انبیاء کی تکذیب کرتے تھے۔

۲۰؎ اے گروہِ قریش۔

۲۱؎ اگر تم اس پر عمل کرو یا یہ معنٰی ہیں کہ وہ کتاب تمہاری زبان میں ہے یا یہ کہ اس میں تمہارے لئے نصیحت ہے یا یہ کہ اس میں تمہارے دینی اور دنیوی امور اور حوائج کا بیان ہے۔

۲۲؎ کہ ایمان لا کر اس عزّت و کرامت اور سعادت کو حاصل کرو۔

۲۳؎ یعنی کافر تھیں۔ (تفسیر صاوی، ج ۴، ص ۱۲۹۲، پ ۱۷، الانبیاء: ۱۱)

بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا
کے بعد اور قوم پیدا کی تو جب اُنھوں نے ف۲۴ ہمارا عذاب پایا جبھی وہ اس سے بھاگنے لگے ف۲۵ نہ

تَرْكُضُوْا وَ ارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِیْهِ وَ مَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْــٴَـلُوْنَ ﴿۱۳﴾
بھاگو اور لوٹ کے جاؤ ان آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئیں تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف شاید تم سے پوچھنا ہو ف۲۶

قَالُوْا یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ
بولے ہائے خرابی ہماری بیشک ہم ظالم تھے ف۲۷ تو وہ یہی پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انھیں کر دیا کاٹے ہوئے ف۲۸

حَصِیْدًا خٰمِدِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا
بجھے ہوئے اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنائے ف۲۹

لٰعِبِیْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّاۤ ﳓ اِنْ كُنَّا
اگر ہم کوئی بہلاوا اختیار کرنا چاہتے ف۳۰ تو اپنے پاس سے اختیار کرتے اگر ہمیں کرنا ہوتا ف۳۱ بلکہ ہم حق کو

ف۲۴ یعنی ان ظالموں نے۔

ف۲۵ شانِ نُزول: مفسّرین نے ذکر کیا ہے کہ سرزمینِ یمن میں ایک بستی ہے جس کا نام حصور ہے وہاں کے رہنے والے عرب تھے انہوں نے اپنے نبی کی تکذیب کی اور ان کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بُختِ نَصَر کو مسلّط کیا، اس نے انہیں قتل کیا اور گرفتار کیا اور اس کا یہ عمل جاری رہا تو یہ لوگ بستی چھوڑ کر بھاگے تو ملائکہ نے ان سے بطریقِ طنز کہا (جو اگلی آیت میں ہے)۔

(تفسیر صاوی، ج ۴، ص ۱۲۹۲، پ ۱۷، الانبیاء: ۱۱)

ف۲۶ کہ تم پر کیا گزری اور تمہارے اموال کیا ہوئے تو تم دریافت کرنے والے کو اپنے علم و مشاہدے سے جواب دے سکو۔

ف۲۷ عذاب دیکھنے کے بعد انہوں نے گناہ کا اقرار کیا اور نادِم ہوئے اس لئے یہ اعتراف انہیں کام نہ آیا۔

ف۲۸ کھیت کی طرح کہ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے اور بجھی ہوئی آگ کی طرح ہو گئے۔

ف۲۹ کہ ان سے کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ اس میں ہماری حکمتیں ہیں مِنجملہ ان کے یہ ہے کہ ہمارے بندے ان سے ہماری قدرت و حکمت پر استدلال کریں اور انہیں ہمارے اوصاف و کمال کی معرفت ہو۔

ف۳۰ مثل زَن و فرزند کے جیسا کہ نصارٰی کہتے ہیں اور ہمارے لئے بی بی اور بیٹیاں بتاتے ہیں اگر یہ ہمارے حق میں ممکن ہوتا۔

ف۳۱ کیونکہ زَن و فرزند والے زَن و فرزند اپنے پاس رکھتے ہیں مگر ہم اس سے پاک ہیں ہمارے لئے یہ ممکن ہی نہیں۔

فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ
باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے ف۳۲ اور تمہاری
الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا
خرابی ہے ف۳۳ ان باتوں سے جو بناتے ہو ف۳۴ اور اسی کے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں ف۳۵ اور اُس کے پاس
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا
والے ف۳۶ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکیں رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں
يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ
کرتے ف۳۷ کیا انھوں نے زمین میں سے کچھ ایسے خدا بنالیے ہیں ف۳۸ کہ وہ کچھ پیدا کرتے ہیں ف۳۹ اگر آسمان
فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا
وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ ف۴۰ تباہ ہوجاتے ف۴۱ تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ

ف۳۲ معنی یہ ہیں کہ ہم اہلِ باطل کے کذب کو بیانِ حق سے مٹا دیتے ہیں۔

ف۳۳ اے کُفّارِ نابکار۔

ف۳۴ شانِ الٰہی میں کہ اس کے لئے بیوی و بچّہ ٹھہراتے ہو۔

ف۳۵ وہ سب کا مالک ہے اور سب اس کے مملوک تو کوئی اس کی اولاد کیسے ہوسکتا ہے، مملوک ہونے اور اولاد ہونے میں منافات ہے۔

ف۳۶ اس کے مقرّبین جنہیں اس کے کرم سے اس کے حضور قُرب و منزلت حاصل ہے۔

ف۳۷ ہر وقت اس کی تسبیح میں رہتے ہیں۔ حضرت کعب احبار نے فرمایا کہ ملائکہ کے لئے تسبیح ایسی ہے جیسی کہ بنی آدم کے لئے سانس لینا۔

ف۳۸ جواہرِ ارضیہ سے مثل سونے چاندی پتھر وغیرہ کے۔

ف۳۹ ایسا تو نہیں ہے اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ جو خود بے جان ہو وہ کسی کو جان دے سکے تو پھر اس کو معبود ٹھہرانا اور اِلٰہ قرار دینا کتنا کھلا باطل ہے، اِلٰہ وہی ہے جو ہر ممکن پر قادر ہو جو قادر نہیں وہ اِلٰہ کیسا۔

ف۴۰ آسمان وزمین۔

ف۴۱ کیونکہ اگر خدا سے وہ خدا مراد لئے جائیں جن کی خدائی کے بُت پرست معتقد ہیں تو فسادِ عالَم کا لزوم ظاہر ہے کیونکہ وہ جمادات ہیں، تدبیرِ عالَم پر اصلاً قدرت نہیں رکھتے اور اگر تعمیم کی جائے تو بھی لزومِ فساد یقینی ہے کیونکہ اگر دو خدا فرض کئے جائیں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ دونوں متفق ہوں گے یا مختلف، اگر شے واحد پر متفق ہوئے تو لازم

يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ
بناتے ہیں ف۴۲ اُس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے ف۴۳ اور اُن سب سے سوال ہوگا ف۴۴ کیا اللہ کے سوا اور خدا بنا
اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ
رکھے ہیں تم فرماؤ ف۴۵ اپنی دلیل لاؤ ف۴۶ یہ قرآن میرے ساتھ والوں کا ذکر ہے ف۴۷ اور مجھ سے اگلوں کا
اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
تذکرہ ف۴۸ بلکہ اُن میں اکثر حق کو نہیں جانتے تو وہ روگرداں ہیں ف۴۹ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ
رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَ قَالُوا اتَّخَذَ
بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی کو پوجو اور بولے رحمٰن نے بیٹا اختیار

آئے گا کہ ایک چیز دونوں کی مقدور ہو اور دونوں کی قدرت سے واقع ہو یہ محال ہے اور اگر مختلف ہوئے تو ایک شے کے متعلق دونوں کے ارادے یا معاً واقع ہوں گے اور ایک ہی وقت میں وہ موجود و معدوم دونوں ہو جائے گی یا دونوں کے ارادے واقع نہ ہوں اور شے نہ موجود ہو نہ معدوم یا ایک کا ارادہ واقع ہو دوسرے کا واقع نہ ہو یہ تمام صورتیں محال ہیں تو ثابت ہوا کہ فساد ہر تقدیر پر لازم ہے۔ توحید کی یہ نہایت قوی بُرہان ہے اور اس کی تقریریں بہت بسط کے ساتھ ائمۂ کلام کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہاں اختصاراً اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔ (تفسیر کبیر وغیرہ)

ف۴۲ کہ اس کے لئے اولاد و شریک ٹھہراتے ہیں۔

ف۴۳ کیونکہ وہ مالکِ حقیقی ہے جو چاہے کرے، جسے چاہے عزّت دے جسے چاہے ذلّت دے، جسے چاہے سعادت دے جسے چاہے شقی کرے، وہ سب کا حاکم ہے کوئی اس کا حاکم نہیں جو اس سے پوچھ سکے۔

ف۴۴ کیونکہ سب اس کے بندے ہیں مملوک ہیں، سب پر اس کی فرمانبرداری اور اطاعت لازم ہے۔ اس سے توحید کی ایک اور دلیل مستفاد ہوتی ہے جب سب مملوک ہیں تو ان میں سے کوئی خدا کیسے ہو سکتا ہے اس کے بعد بطریقِ استفہام توبیخاً فرمایا۔

ف۴۵ اے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان مشرکین سے کہ تم اپنے اس باطل دعوٰی پر۔

ف۴۶ اور حُجّت قائم کرو خواہ عقلی ہو یا نقلی مگر نہ کوئی دلیل عقلی لا سکتے ہو جیسا کہ براہینِ مذکورہ سے ظاہر ہو چکا اور نہ کوئی دلیل نقلی پیش کر سکتے ہو کیونکہ تمام کتبِ سماویہ میں اللہ تعالٰی کی توحید کا بیان ہے اور سب میں شرک کا ابطال کیا گیا ہے۔

ف۴۷ ساتھ والوں سے مراد آپ کی اُمّت ہے، قرآنِ کریم میں اس کا ذکر ہے کہ اس کو طاعت پر کیا ثواب ملے گا اور معصیت پر کیا عذاب کیا جائے گا۔

ف۴۸ یعنی پہلے انبیاء کی اُمّتوں کا اور اس کا کہ دنیا میں ان کے ساتھ کیا کیا گیا اور آخرت میں کیا کیا جائے گا۔

الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ

کیاف۵۰ پاک ہے وہ ف۵۱ بلکہ بندے ہیں عزت والے ف۵۲ بات میں اُس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ

بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا

اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں وہ جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے ف۵۳ اور شفاعت نہیں کرتے مگر

لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ

اُس کے لیے جسے وہ پسند فرمائے ف۵۴ اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں ف۵۴ب اور ان میں جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا

مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ يَرَ ع ۲ ۱۹ ۲

معبود ہوں ف۵۵ تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستم گاروں کو کیا کافروں نے یہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ

خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے تو ہم نے انھیں کھولا ف۵۶ اور ہم نے ہر جاندار

ف۴۹ اور غور و تامّل نہیں کرتے اور نہیں سوچتے کہ توحید پر ایمان لانا ان کے لئے ضروری ہے۔

ف۵۰ شانِ نُزول: یہ آیت خزاعہ کے حق میں نازِل ہوئی جنہوں نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا تھا۔

ف۵۱ اس کی ذات اس سے منزّہ ہے کہ اس کے اولاد ہو۔

ف۵۲ یعنی فرشتے اس کے برگزیدہ اور مکرّم بندے ہیں۔

ف۵۳ یعنی جو کچھ انہوں نے کیا اور جو کچھ وہ آئندہ کریں گے۔

ف۵۴ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یعنی جو توحید کا قائل ہو۔

ف۵۴ب اُن میں سے ہر ایک اپنا چہرہ خاک پر رکھ دیتا ہے اور جب وہ اپنے آپ کو رنجیدگی سے خالی پاتے ہیں تو روتے اور گریہ وزاری کرتے ہیں اور جب اپنے گناہوں کے متعلق سوچتے ہیں تو خوب گڑگڑاتے ہیں اور آنسوؤں سے ان کی پلکیں زخمی ہوجاتی ہیں۔ وہ سب بادشاہِ حقیقی کی بارگاہ میں پلکوں کے بادلوں سے آنسو بہاتے اور روتے روتے ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں اور اہلِ صدق ووفا کے متعلق سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونے والی صورت بنالو۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب الحزن والبکاء، الحدیث ۴۱۹۶، ص ۲۷۳۲)

سنتے ہیں تو رونے سے نہیں اُکتاتے۔ اور ان میں سے ہر ایک اپنی لغزش پر روتا ہے۔ سبھی اس کی سطوت و اقتدار سے خوف زدہ رہتے ہیں۔

ف۵۵ یہ کہنے والا ابلیس ہے جو اپنے عبادت کی دعوت دیتا ہے، فرشتوں میں اور کوئی ایسا نہیں جو یہ کلمہ کہے۔

ف۵۶ بند ہونا یا تو یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ملا ہوا تھا ان میں فصل پیدا کر کے انہیں کھولا یا یہ معنی ہیں کہ آسمان بند تھا

الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ
چیز پانی سے بنائی و۵۷ تو کیا وہ ایمان لائیں گے اور زمین میں ہم نے لنگر ڈالے و۵۸ کہ
تَمِیْدَ بِهِمْ ۪ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ جَعَلْنَا
انھیں لے کر نہ کانپے اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ راہ پائیں و۵۹ اور ہم نے آسمان کو
السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّ هُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ
چھت بنایا نگاہ رکھی گئی و۶۰ اور وہ و۶۱ اس کی نشانیوں سے رو گرداں ہیں و۶۲ اور وہی ہے جس نے
الَّیْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ مَا جَعَلْنَا
بنائے رات و۶۳ اور دن و۶۴ اور سورج اور چاند ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے و۶۵ اور ہم نے تم سے پہلے کسی
لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ
آدمی کے لیے دنیا میں ہمیشگی نہ بنائی و۶۶ تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے و۶۷ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے

بایں معنیٰ کہ اس سے بارش نہیں ہوتی تھی، زمین بند تھی بایں معنیٰ کہ اس سے روئیدگی پیدا نہیں ہوتی تھی تو آسمان کا کھولنا یہ ہے کہ اس سے بارش ہونے لگی اور زمین کا کھولنا یہ ہے کہ اس سے سبزہ پیدا ہونے لگا۔

و۵۷ یعنی پانی کو جانداروں کی حیات کا سبب کیا۔ بعض مفسّرین نے کہا معنیٰ یہ ہیں کہ ہر جاندار پانی سے پیدا کیا ہوا ہے اور بعضوں نے کہا اس سے نطفہ مراد ہے۔

و۵۸ مضبوط پہاڑوں کے۔

و۵۹ اپنے سفروں میں اور جن مقامات کا قصد کریں وہاں تک پہنچ سکیں۔

و۶۰ گرنے سے۔

و۶۱ یعنی کُفّار۔

و۶۲ یعنی آسمانی کائنات سورج، چاند، ستارے اور اپنے اپنے افلاک میں ان کی حرکتوں کی کیفیّت اور اپنے اپنے مطالع سے ان کے طلوع اور غروب اور ان کے عجائبِ احوال جو صانعِ عالَم کے وجود اور اس کی وحدت اور اسکے کمالِ قدرت وحکمت پر دلالت کرتے ہیں، کُفّار ان سب سے اعراض کرتے ہیں اور ان دلائل سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

و۶۳ تاریک کہ اس میں آرام کریں۔

و۶۴ روشن کہ اس میں معاش وغیرہ کے کام انجام دیں۔

و۶۵ جس طرح کہ تیراک پانی میں۔

و۶۶ شانِ نزول: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن اپنے ضلال وعناد سے کہتے تھے کہ ہم حوادثِ زمانہ کا

ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةًؕ وَ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ اِذَا

اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں بُرائی اور بھلائی سے و۶۸ جانچنے کو و۶۹ اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے و۷۰ اور

رَاٰكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًاؕ اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ

جب کافر تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا (مذاق) و۷۱ کیا یہ ہیں وہ جو تمہارے خداؤں کو

اٰلِهَتَكُمْۚ وَ هُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍؕ

بُرا کہتے ہیں اور وہ و۷۲ رحمٰن ہی کی یاد سے منکر ہیں و۷۳ آدمی جلد باز بنایا گیا

سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا مجھ سے جلدی نہ کرو و۷۴ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ و۷۵ اگر تم

انتظار کر رہے ہیں عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہو جائے گی۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور فرمایا گیا کہ دشمنانِ رسول کے لئے یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہم نے دنیا میں کسی آدمی کے لئے ہیشگی نہیں رکھی۔

جاننا چاہیے! رسولِ خدا عزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذات زندگی اور وصال کے اعتبار سے بہترین نمونہ ہے۔ جب محبوبِ ربُّ العالمین عزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا بھی وصالِ ظاہری ہو گیا، تو پھر کسی اور کو دنیا میں ہمیشہ رہنے کی طمع کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

و۶۷ اور انہیں موت کے پنجے سے رہائی مل جائے گی جب ایسا نہیں ہے تو پھر خوش کس بات پر ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ۔

و۶۸ یعنی راحت و تکلیف و تندرستی و بیماری، دولت مندی و ناداری نفع اور نقصان سے۔

و۶۹ تا کہ ظاہر ہو جائے کہ صبر و شکر میں تمہارا کیا درجہ ہے۔

و۷۰ ہم تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیں گے۔

و۷۱ شانِ نزول: یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازِل ہوئی، حضور تشریف لئے جاتے تھے وہ آپ کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ یہ بنی عبدِ مناف کے نبی ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے۔

و۷۲ کُفّار۔

و۷۳ کہتے ہیں کہ ہم رحمٰن کو جانتے ہی نہیں، اس جہل و ضلال میں مبتلا ہونے کے باوجود آپ کے ساتھ تمسخُر کرتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ ہنسی کے قابل خود ان کا اپنا حال ہے۔

و۷۴ شانِ نزول: یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازِل ہوئی جو کہتا تھا کہ جلد عذاب نازِل کرائیے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا یعنی جو وعدے عذاب کے دیئے گئے ہیں ان کا وقت قریب آ

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَ لَا

سچے ہو کسی طرح جانتے کافر اس وقت کو جب نہ روک سکیں گے اپنے مونہوں سے آگ ۷۶ اور نہ

عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا

اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کی مدد ہو ۷۷ بلکہ وہ ان پر اچانک آ پڑے گی ۷۸ تو انھیں بے حواس کر دے گی پھر نہ وہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

اسے پھیر سکیں گے اور نہ انھیں مہلت دی جائے گی ۷۹ اور بیشک تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ۸۰

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع ۳ قُلْ مَنْ

تو مسخرگی کرنے والوں کا ٹھٹھا انہیں کو لے بیٹھا ۸۱ تم فرماؤ

يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ

شبانہ روز تمہاری کون نگہبانی کرتا ہے رحمٰن سے ۸۲ بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ

منہ پھیرے ہیں ۸۳ کیا ان کے کچھ خدا ہیں ۸۴ جو ان کو ہم سے بچاتے ہیں ۸۵ وہ اپنی ہی جانوں کو نہیں بچا سکتے ۸۶

گیا ہے چنانچہ روزِ بدر وہ منظر ان کی نظر کے سامنے آ گیا۔

۷۵ عذاب کا یا قیامت کا یہ ان کے استعجال کا بیان ہے۔

۷۶ دوزخ کی۔

۷۷ اگر وہ یہ جانتے ہوتے تو کُفر پر قائم نہ رہتے اور عذاب میں جلدی نہ کرتے۔

۷۸ قیامت۔

۷۹ توبہ و معذرت کی۔

۸۰ اے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۸۱ اور وہ اپنے اِستہزاء اور مسخرگی کے وبال و عذاب میں گرفتار ہوئے، اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلّی فرمائی گئی کہ آپ کے ساتھ اِستہزاء کرنے والوں کا بھی یہی انجام ہونا ہے۔

۸۲ یعنی اس کے عذاب سے۔

۸۳ جب ایسا ہے تو انہیں عذابِ الٰہی کا کیا خوف ہو اور وہ اپنی حفاظت کرنے والے کو کیا پہچانیں۔

۸۴ ہمارے سوا ان کے خیال میں۔

وَ لَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَیْهِمُ

اور نہ ہماری طرف سے ان کی یاری ہو بلکہ ہم نے ان کو وف۸۷ اور ان کے باپ دادا کو برتاوا دیا وف۸۸ یہاں تک کہ زندگی ان پر

الْعُمُرُؕ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَاؕ اَفَهُمُ

دراز ہوئی وف۸۹ تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم وف۹۰ زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں وف۹۱ تو کیا یہ غالب

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْیِ ﳲ وَ لَا یَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا

ہوں گے وف۹۲ تم فرماؤ کہ میں تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہوں وف۹۳ اور بہرے پکارنا نہیں سنتے جب ڈرائے جائیں وف۹۴

یُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَىٕنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا

اور اگر انہیں تمہارے رب کے عذاب کی ہوا چھو جائے تو ضرور کہیں گے ہائے خرابی ہماری

كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ

بیشک ہم ظالم تھے وف۹۵ اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ

وف۸۵ اور ہمارے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں ایسا تو نہیں ہے اور اگر وہ اپنے بتوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہیں تو ان کا حال یہ ہے کہ۔

وف۸۶ اپنے پُوجنے والوں کو کیا بچا سکیں گے۔

وف۸۷ یعنی کُفّار کو۔

وف۸۸ اور دنیا میں انہیں نعمت و مہلت دی۔

وف۸۹ اور وہ اس سے اور مغرور ہوئے اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ہمیشہ ایسے ہی رہیں گے۔

وف۹۰ کُفرستان کی۔

وف۹۱ روز بروز مسلمانوں کو اس پر تسلّط دے رہے ہیں اور ایک شہر کے بعد دوسرا شہر فتح ہوتا چلا آرہا ہے، حدودِ اسلام بڑھ رہی ہیں اور سرزمینِ کُفر گھٹتی چلی آتی ہے اور حوالیٔ مکّہ مکرّمہ پر مسلمانوں کا تسلّط ہوتا جاتا ہے، کیا مشرکین جو عذاب طلب کرنے میں جلدی کرتے ہیں اس کو نہیں دیکھتے اور عبرت حاصل نہیں کرتے۔

وف۹۲ جن کے قبضہ سے زمین دمبدم نکلتی جارہی ہے یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب جو بفضلِ الٰہی فتح پر فتح پا رہے ہیں اور ان کے مقبوضات دم بدم بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

وف۹۳ اور عذابِ الٰہی کا اسی کی طرف سے خوف دلاتا ہوں۔

وف۹۴ یعنی کافر ہدایت کرنے والے اور خوف دلانے والے کے کلام سے نفع نہ اٹھانے میں بہرے کی طرح ہیں۔

وف۹۵ نبی کی بات پر کان نہ رکھا اور ان پر ایمان نہ لائے۔

شَیْــٴًـاؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَاؕ وَ كَفٰى بِنَا
ہو گا اور اگر کوئی چیز ۹۶ رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اُسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں
حٰسِبِیْنَ ﴿۴۷﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِیَآءً وَّ ذِكْرًا
حساب کو اور بیشک ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا ۹۷ اور اُجالا ۹۸ اور پرہیز گاروں کو
لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَ هُمْ مِّنَ السَّاعَةِ
نصیحت ۹۹ وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اُنھیں قیامت کا اندیشہ لگا
مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ؑ وَ لَقَدْ
ہوا ہے اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اُتارا ۱۰۰ تو کیا تم اس کے منکر ہو اور بیشک ہم نے ابراہیم کو ۱۰۱
اٰتَیْنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ﴿۵۱﴾ۚ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ
پہلے ہی سے اس کی نیک راہ عطا کر دی اور ہم اُس سے خبر دار تھے ۱۰۲ جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا
مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا
یہ مورتیں کیا ہیں ۱۰۳ جن کے آگے تم آسن مارے (پوجا کے لیے) بیٹھے ہو ۱۰۴ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی
عٰبِدِیْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْۤا
پوجا کرتے پایا ۱۰۵ کہا بیشک تم اور تمہارے باپ دادا سب کھلی گمراہی میں ہو بولے کیا تم ہمارے پاس حق

ع ۴ / ۹

۹۶ اعمال میں سے۔

۹۷ یعنی توریت عطا کی جو حق و باطل میں تفرقہ کرنے والی ہے۔

۹۸ یعنی روشنی ہے کہ اس سے نجات کی راہ معلوم ہوتی ہے۔

۹۹ جس سے وہ پند پذیر ہوتے ہیں اور دینی امور کا علم حاصل کرتے ہیں۔

۱۰۰ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یعنی قرآنِ پاک یہ کثیر الخیر ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے اس میں بڑی برکتیں ہیں۔

۱۰۱ ان کی ابتدائی عمر میں بالغ ہونے کے۔

۱۰۲ کہ وہ ہدایت و نبوّت کے اہل ہیں۔

۱۰۳ یعنی بُت جو درندوں پرندوں اور انسانوں کی صورتوں کے بنے ہوئے ہیں۔

۱۰۴ اور ان کی عبادت میں مشغول ہو۔

اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

لائے ہو یا یونہی کھیلتے ہو و۱۰۶ کہا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو رب ہے آسمانوں اور

الْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ﳲ وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَ تَاللّٰهِ

زمین کا جس نے اُنھیں پیدا کیا اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں اور مجھے اللہ کی قسم ہے

لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا

میں تمہارے بتوں کا بُرا چاہوں گا بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ پیٹھ دے کر و۱۰۷ تو ان سب کو و۱۰۸ چورا کر دیا مگر ایک

كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ

کو جو ان سب کا بڑا تھا و۱۰۹ کہ شاید وہ اس سے کچھ پوچھیں و۱۱۰ بولے کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا بیشک

و۱۰۵ تو ہم بھی ان کی اقتداء میں ویسا ہی کرنے لگے۔

و۱۰۶ چونکہ انہیں اپنے طریقہ کا گمراہی ہونا بہت ہی بعید معلوم ہوتا تھا اور اس کا انکار کرنا وہ بہت بڑی بات جانتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ کہا کہ کیا آپ یہ بات واقعی طور پر ہمیں بتا رہے ہیں یا بطریق کھیل کے فرماتے ہیں، اس کے جواب میں آپ نے حضرت مَلِکِ علّام کی ربوبیت کا اثبات فرما کر ظاہر فرما دیا کہ آپ کھیل کے طریقے پر کلام فرمانے والے نہیں ہیں بلکہ حق کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ آپ نے۔

و۱۰۷ اپنے میلے کو۔ واقعہ یہ ہے کہ اس قوم کا سالانہ ایک میلہ لگتا تھا جنگل میں جاتے تھے اور شام تک وہاں لہو و لعب میں مشغول رہتے تھے، واپسی کے وقت بُت خانہ میں آتے تھے اور بُتوں کی پُوجا کرتے تھے اس کے بعد اپنے مکانوں کو واپس جاتے تھے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی ایک جماعت سے بُتوں کے متعلق مناظرہ کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ کل کو ہماری عید ہے آپ وہاں چلیں دیکھیں کہ ہمارے دین اور طریقے میں کیا بہار ہے اور کیسے لطف آتے ہیں، جب وہ میلے کا دن آیا اور آپ سے میلے میں چلنے کو کہا گیا تو آپ عذر کر کے رہ گئے، وہ لوگ روانہ ہو گئے جب ان کے باقی ماندہ اور کمزور لوگ جو آہستہ آہستہ جا رہے تھے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے بُتوں کا بُرا چاہوں گا، اس کو بعض لوگوں نے سُنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بُت خانہ کی طرف لوٹے۔

و۱۰۸ یعنی بُتوں کو توڑ کر۔

و۱۰۹ چھوڑ دیا اور بَسُولا اس کے کاندھے پر رکھ دیا۔

و۱۱۰ یعنی بڑے بُت سے کہ ان چھوٹے بُتوں کا کیا حال ہے یہ کیوں ٹوٹے اور بَسُولا تیری گردن پر کیسا رکھا ہے اور انہیں اس کا عجز ظاہر ہو اور انہیں ہوش آئے کہ ایسے عاجز خدا نہیں ہو سکتے یا یہ معنٰی ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا

وہ ظالم ہے ان میں سے کچھ بولے ہم نے ایک جوان کو انھیں بُرا کہتے سُنا جسے ابراہیم کہتے ہیں و۱۱۱ بولے تو اُسے

بِهٖ عَلٰۤى اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا

لوگوں کے سامنے لاؤ شاید وہ گواہی دیں و۱۱۲ بولے کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ

بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا

کام کیا اے ابراہیم و۱۱۳ فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا و۱۱۴ تو ان سے پوچھو اگر بولتے ہوں و۱۱۵

یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ

تو اپنے جی کی طرف پلٹے و۱۱۶ اور بولے بیشک تمہیں ستم گار ہو و۱۱۷ پھر اپنے سروں کے بل

نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ

اوندھائے گئے و۱۱۸ کہ تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں و۱۱۹ کہا تو کیا

سے دریافت کریں اور آپ کو حُجّت قائم کرنے کا موقع ملے چنانچہ جب قوم کے لوگ شام کو واپس ہوئے اور بُت خانے میں پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ بُت ٹوٹے پڑے ہیں تو۔

و۱۱۱ یہ خبر نمرودِ جبّار اور اس کے اُمراء کو پہنچی تو۔

و۱۱۲ کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا فعل ہے یا ان سے بُتوں کی نسبت ایسا کلام سُنا گیا ہے۔ مدعا یہ تھا کہ شہادت قائم ہو تو وہ آپ کے درپے ہوں چنانچہ حضرت بلائے گئے اور وہ لوگ۔

و۱۱۳ آپ نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا اور شانِ مناظرانہ سے تعریض کے طور پر ایک عجیب وغریب حُجّت قائم کی۔

و۱۱۴ اس غصّہ سے کہ اس کے ہوتے تم اس کے چھوٹوں کو پوجتے ہو، اس کے کندھے پر بَسُولا ہونے سے ایسا ہی قیاس کیا جاسکتا ہے، مجھ سے کیا پوچھنا پوچھنا ہو۔

و۱۱۵ وہ خود بتائیں کہ ان کے ساتھ یہ کس نے کیا، مدعا یہ تھا کہ قوم غور کرے کہ جو بول نہیں سکتا جو کچھ کر نہیں سکتا وہ خدا نہیں ہوسکتا، اس کی خدائی کا اعتقاد باطل ہے چنانچہ جب آپ نے یہ فرمایا۔

و۱۱۶ اور سمجھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حق پر ہیں۔

و۱۱۷ جو ایسے مجبوروں اور بے اختیاروں کو پوجتے ہو جو اپنے کاندھے سے بَسُولا نہ ہٹا سکے، وہ اپنے پجاری کو مصیبت سے کیا بچا سکے اور اس کے کیا کام آسکے۔

و۱۱۸ اور کلمۂ حق کہنے کے بعد پھر ان کی بدبختی ان کے سروں پر سوار ہوئی اور وہ کُفر کی طرف پلٹے اور باطل مجادلہ و مکابرہ شروع کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے۔

اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا

اللہ کے سوا ایسے کو پُوجتے ہو جو نہ تمھیں نفع دے ف۱۲۰ اور نہ نقصان پہونچائے ف۱۲۱ تُف ہے تم پر اور اُن

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ

بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمھیں عقل نہیں ف۱۲۲ بولے ان کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَۙ ﴿۶۹﴾ وَ اَرَادُوْا

اگر تمھیں کرنا ہے ف۱۲۳ ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر ف۱۲۴ اور انھوں نے اس کا بُرا چاہا تو

بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَۚ ﴿۷۰﴾ وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا

ہم نے انھیں سب سے بڑھ کر زیاں کار کر دیا ف۱۲۵ اور ہم اُسے اور لوط کو ف۱۲۶ نجات بخشی ف۱۲۷ اس زمین کی طرف ف۱۲۸

ف۱۱۹ تو ہم ان سے کیسے پوچھیں اور اے ابراہیم تم ہمیں ان سے پوچھنے کا کیسے حکم دیتے ہو۔

ف۱۲۰ اگر اسے پُوجو۔

ف۱۲۱ اگر اس کا پُوجنا موقوف کر دو۔

ف۱۲۲ کہ اتنا بھی سمجھ سکو کہ یہ بُت پوجنے کے قابل نہیں، جب حُجّت تمام ہوگئی اور وہ لوگ جواب سے عاجز آئے تو۔

ف۱۲۳ نمرود اور اس کی قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلا ڈالنے پر متفق ہوگئی اور انہوں نے آپ کو ایک مکان میں قید کر دیا اور قریہ کوثی میں ایک عمارت بنائی اور ایک مہینہ تک بکوششِ تمام قِسم قِسم کی لکڑیاں جمع کیں اور ایک عظیم آگ جلائی جس کی تپش سے ہوا میں پرواز کرنے والے پرندے جل جاتے تھے اور ایک منجنیق (گوپھن) کھڑی کی اور آپ کو باندھ کر اس میں رکھ کر آگ میں پھینکا، اس وقت آپ کی زبانِ مبارک پر تھا حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ، جبریلِ امین نے آپ سے عرض کیا کہ کیا کچھ کام ہے؟ آپ نے فرمایا تم سے نہیں، جبرئیل نے عرض کیا تو اپنے ربّ سے سوال کیجئے! فرمایا سوال کرنے سے اس کا میرے حال کو جاننا میرے لئے کفایت کرتا ہے۔

(صاوی، ج ۴، ص ۱۳۰۷، پ ۱۷، الانبیاء: ۶۸)

ف۱۲۴ تو آگ نے سوا آپ کی بندش کے اور کچھ نہ جلایا اور آگ کی گرمی زائل ہوگئی اور روشنی باقی رہی۔

(تفسیر القرطبی، الانبیاء تحت الایۃ ۶۹، ج ۶، ص ۱۷۰، ۱۷۱)

یَانَارُ عام فرمایا تھا اس ارشاد کو سُن کر جتنی آگیں تھیں دنیا کی سب ٹھنڈی ہوگئیں روئے زمین پر کہیں آگ کا نام و نشان نہ رہا اور یہ آگ تو ایسی ٹھنڈی ہوگئی کہ علماء فرماتے ہیں اگر سلاماً نہ فرماتا اتنی ٹھنڈی ہوجاتی کہ اس کی ٹھنڈک ایذا دیتی۔ التفسیر الکبیر، پ ۱۷، الانبیاء، ج ۸، ص ۱۵۸، تحت الآیۃ: ۶۹

ف۱۲۵ کہ ان کی مراد پوری نہ ہوئی اور سعی ناکام رہی اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر مچھّر بھیجے جو ان کے گوشت کھا گئے

فِيهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَ كُلًّا
جس میں ہم نے جہاں والوں کے لیے برکت رکھی و۱۲۹ اور ہم نے اسے اسحاق عطا فرمایا و۱۳۰ اور یعقوب پوتا اور ہم نے
جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ
ان سب کو اپنے قربِ خاص کا سزاوار کیا اور ہم نے انھیں امام کیا کہ و۱۳۱ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں اور ہم نے انھیں وحی
الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ۙۚ وَ لُوْطًا
بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے اور لوط کو
اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ؕ اِنَّهُمْ
ہم نے حکومت اور علم دیا اور اسے اس بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی و۱۳۲ بیشک وہ بُرے
كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ۙ وَ اَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع ۵
لوگ بے حکم تھے اور ہم نے اسے و۱۳۳ اپنی رحمت میں داخل کیا بیشک وہ ہمارے قربِ خاص کے سزاواروں میں ہے
وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ
اور نوح کو جب اس سے پہلے اس نے ہمیں پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اُسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی سختی سے

اور خون پی گئے اور ایک مچھر نمرود کے دماغ میں گھس گیا اور اس کی ہلاکت کا سبب ہوا۔

و۱۲۶ جو ان کے بھتیجے ان کے بھائی ہاران کے فرزند تھے، نمرود اور اس کی قوم سے۔

و۱۲۷ اور عراق سے۔

و۱۲۸ روانہ کیا۔

و۱۲۹ اس زمین سے زمینِ شام مراد ہے، اس کی برکت یہ ہے کہ یہاں کثرت سے انبیاء ہوئے اور تمام جہان میں ان کے دینی برکات پہنچے اور سرسبزی و شادابی کے اعتبار سے بھی یہ خطہ دوسرے خطوں پر فائق ہے، یہاں کثرت سے نہریں ہیں، پانی پاکیزہ اور خوش گوار ہے، اشجار و ثمار کی کثرت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مقامِ فلسطین میں نُزول فرمایا اور حضرت لُوط علیہ السلام نے مؤتفکہ میں۔

و۱۳۰ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیٹے کی دعا کی تھی۔

و۱۳۱ لوگوں کو ہمارے دین کی طرف۔

و۱۳۲ اس بستی کا نام سدوم تھا۔

و۱۳۳ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کو۔

الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ

نجات دی ۱۳۴ اور ہم نے ان لوگوں پر اس کو مدد دی جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں بیشک وہ بُرے لوگ

سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ

تھے تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اس میں

نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَ

کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں ۱۳۵ اور ہم اُن کے حکم کے وقت حاضر تھے ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا ۱۳۶ اور

كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؗ وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ؕ وَ كُنَّا

دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا ۱۳۷ اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرما دیے کہ تسبیح کرتے اور پرندے ۱۳۸ اور یہ

۱۳۴ یعنی طوفان سے اور تکذیبِ اہلِ طُغیان سے۔

۱۳۵ ان کے ساتھ کوئی چَرانے والا نہ تھا، وہ کھیتی کھا گئیں، یہ مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا آپ نے تجویز کی کہ بکریاں کھیتی والے کو دے دی جائیں، بکریوں کی قیمت کھیتی کے نقصان کے برابر تھی۔

۱۳۶ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے جب یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ فریقین کے لئے اس سے زیادہ آسانی کی شکل بھی ہوسکتی ہے، اس وقت حضرت کی عمر شریف گیارہ سال کی تھی، حضرت داؤد علیہ السلام نے آپ پر لازم کیا کہ وہ صورت بیان فرمائیں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ تجویز پیش کی کہ بکری والا کاشت کرے اور جب تک کھیتی اس حالت کو پہنچے جس حالت میں بکریوں نے کھائی ہے اس وقت تک کھیتی والا بکریوں کے دودھ وغیرہ سے نفع اٹھائے اور کھیتی اس حالت پر پہنچ جانے کے بعد کھیتی والے کو کھیتی دے دی جائے، بکری والے کو اس کی بکریاں واپس کردی جاویں۔ یہ تجویز حضرت داؤد علیہ السلام نے پسند فرمائی، اس معاملہ میں یہ دونوں حکم اجتہادی تھے اور اس شریعت کے مطابق تھے، ہماری شریعت میں حکم یہ ہے کہ اگر چَرانے والا ساتھ نہ ہو تو جانور جو نقصانات کرے اس کا ضمان لازم نہیں۔ مجاہد کا قول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جو فیصلہ کیا تھا وہ اس مسئلہ کا حکم تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو تجویز فرمائی یہ صورتِ صلح تھی۔

۱۳۷ وجوہِ اجتہاد و طریقِ احکام وغیرہ کا

مسئلہ: جن عُلَماء کو اجتہاد کی اہلیت حاصل ہو انہیں ان امور میں اجتہاد کا حق ہے جس میں وہ کتاب و سنّت کا حکم نہ پاویں اور اگر اجتہاد میں خطا بھی ہو جاوے تو بھی ان پر مواخذہ نہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حکم کرنے والا اجتہاد کے ساتھ حکم کرے اور اس حکم میں مُصیب ہو تو اس کے لئے دو ۲ اجر ہیں اور اگر اجتہاد میں خطا واقع ہو جائے تو ایک اجر۔

فٰعِلِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ

ہمارے کام تھے اور ہم نے اُسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے (زخمی ہونے سے) بچائے ف۱۳۹

فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى

تو کیا تم شکر کرو گے اور سلیمان کے لیے تیز ہوا مسخر کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی اس

الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ

زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ف۱۴۰ اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے اور شیطانوں میں سے وہ جو اُس کے لیے

یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۲﴾ ۙ وَ اَیُّوْبَ

غوطہ لگاتے ف۱۴۱ اور اس کے سوا اور کام کرتے ف۱۴۲ اور ہم انھیں روکے ہوئے تھے ف۱۴۳ اور ایوب کو (یاد کرو)

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾ ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ

جب اُس نے اپنے رب کو پکارا ف۱۴۴ کہ مجھے تکلیف پہونچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے تو ہم نے اس کی

ف۱۳۸ پتھر اور پرندے آپ کے ساتھ آپ کی موافقت میں تسبیح کرتے تھے۔

مُفسّرِ شہیر حکیمُ الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس آیت کے تحت تفسیر نورُ العرفان میں فرماتے ہیں: اس طرح کہ پہاڑ اور پرندے آپ علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے ساتھ ایسی تسبیح کرتے تھے کہ سننے والے ان کی تسبیح سنتے تھے۔ ورنہ شجر و حجر (تو) اللہ کی تسبیح کرتے ہی رہتے ہیں۔ (نور العرفان ص ۵۲۳)

بے عقل پرندے اور بے جان پہاڑ جب خداوند قدوس کی تسبیح و تقدیس کا نغمہ گایا کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں آپ پڑھ چکے تو اس سے ہم انسانوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ ہم انسان جو عقل والے، ہوشمند اور صاحبِ زبان ہیں ہم پر بھی لازم ہے کہ ہم خداوند قدوس کی تسبیح اور اس کی حمد و ثناء کے افکار کو وردِ زبان بنائیں اور اس کی تسبیح و تقدیس میں برابر مشغول و مصروف رہیں۔

ف۱۳۹ یعنی جنگ میں دشمن کے مقابل کام آئے اور وہ زرہ ہے، سب سے پہلے زرہ بنانے والے حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ فولادی لباس جو دورانِ جنگ جسم کی حفاظت کے لیے عام لباس کے اوپر پہنا جاتا ہے زرہ کہلاتا ہے۔

ف۱۴۰ اس زمین سے مراد شام ہے جو آپ کا مسکن تھا۔

ف۱۴۱ دریا کی گہرائی میں داخل ہو کر سمندر کی تہ سے آپ کے لئے جواہر نکال کر لاتے۔

ف۱۴۲ عجیب عجیب صنعتیں، عمارتیں، محل، برتن، شیشے کی چیزیں، صابون وغیرہ بنانا۔

ف۱۴۳ کہ آپ کے حکم سے باہر نہ ہوں۔

ف۱۴۴ یعنی اپنے ربّ سے دعا کی۔ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ

فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً

دعا سُن لی تو ہم نے دور کردی جو تکلیف اُسے تھی ۱۴۵ اور ہم نے اُسے اسکے گھر والے اور اُن کے ساتھ اتنے ہی اور عطا کئے

مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ

۱۴۶ اپنے پاس سے رحمت فرما کر اور بندگی والوں کے لیے نصیحت ۱۴۷ اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل ۱۴۷ب کو (یاد کرو)

نے آپ کو ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں حسنِ صورت بھی، کثرتِ اولاد بھی، کثرتِ اموال بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اِبتلا میں ڈالا اور آپ کے فرزند و اولاد مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے، تمام جانور جس میں ہزار ہا اونٹ، ہزار ہا بکریاں تھیں سب مر گئے، تمام کھیتیاں اور باغات برباد ہو گئے، کچھ بھی باقی نہ رہا اور جب آپ کو ان چیزوں سے ہلاک ہونے اور ضائع ہونے کی خبر دی جاتی تھی تو آپ حمدِ الٰہی بجالاتے تھے اور فرماتے تھے میرا کیا ہے جس کا تھا اس نے لیا جب تک مجھے دیا اور میرے پاس رکھا اس کا شکر ہی ادا نہیں ہوسکتا، میں اس کی مرضی پر راضی ہوں پھر آپ بیمار ہوئے، تمام جسم شریف میں آبلے پڑے، بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا، سب لوگوں نے چھوڑ دیا بجز آپ کی بی بی صاحبہ کے کہ وہ آپ کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت سالہا سال رہی، آخر کار کوئی ایسا سبب پیش آیا کہ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔

۱۴۵ اس طرح کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ زمین میں پاؤں ماریئے انہوں نے پاؤں مارا ایک چشمہ ظاہر ہوا، حکم دیا گیا اس سے غسل کیجئے غسل کیا تو ظاہر بدن کی تمام بیماریاں دور ہوگئیں پھر آپ چالیس قدم چلے پھر دوبارہ زمین میں پاؤں مارنے کا حکم ہوا پھر آپ نے پاؤں مارا اس سے بھی ایک چشمہ ظاہر ہوا جس کا پانی نہایت سرد تھا، آپ نے بحکمِ الٰہی پیا اس سے باطن کی تمام بیماریاں دور ہوگئیں اور آپ کو اعلیٰ درجہ کی صحت حاصل ہوئی۔

۱۴۶ حضرت ابنِ مسعود و ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکثر مفسّرین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام اولاد کو زندہ فرما دیا اور آپ کو اتنی ہی اولاد اور عنایت کی۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بی بی صاحبہ کو دوبارہ جوانی عنایت کی اور ان کے کثیر اولادیں ہوئیں۔

۱۴۷ کہ وہ اس واقعہ سے بلاؤں پر صبر کرنے اور اس کے ثوابِ عظیم سے باخبر ہوں اور صبر کریں اور ثواب پائیں۔

۱۴۷ب قرآن مجید میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر دو سورتوں یعنی سورہ انبیاء اور سورہ صٓ میں کیا گیا ہے اور ان دونوں سورتوں میں صرف آپ کا نام مذکور ہے۔ نام کے علاوہ آپ کے حالات کا مجمل یا مفصل کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ سورہ انبیاء میں اور سورہ صٓ میں ان ذکر ارشاد ہوا کہ:

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید نے نام کے سوا کچھ نہیں بیان کیا ہے اسی طرح حدیثوں میں بھی آپ کا کوئی کاس تذکرہ منقول نہیں ہے۔ لہٰذا قرآن و حدیث کی روشنی میں اس سے زیادہ نہیں کہا جاسکتا کہ ذوالکفل علیہ السلام خدا کے

مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٦﴾

وہ سب صبر والے تھے ف۱۴۸ اور انھیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بیشک وہ ہمارے قربِ خاص کے سزاواروں میں ہیں

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي

اور ذوالنون کو (یاد کرو) ف۱۴۹ جب چلا غصہ میں بھرا ف۱۵۰ تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے ف۱۵۱ تو اندھیریوں میں

الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾

پکارا ف۱۵۲ کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بیشک مجھ سے بے جا ہوا ف۱۵۳

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَزَكَرِيَّآ

تو ہم نے اس کی پکار سُن لی اور اُسے غم سے نجات بخشی ف۱۵۴ اور ایسی ہی نجات دیں گے مسلمانوں کو ف۱۵۵ اور زکریا کو

برگزیدہ نبی اور پیغمبر تھے جو کسی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

البتہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام کے فرزند ہیں۔

ف۱۴۸ کہ انہوں نے محنتوں اور بلاؤں اور عبادتوں کی مشقتوں پر صبر کیا۔

ف۱۴۹ یعنی حضرت یونس ابنِ متّٰی کو۔

ف۱۵۰ اپنی قوم سے جس نے ان کی دعوت نہ قبول کی تھی اور نصیحت نہ مانی تھی اور کُفر پر قائم رہی تھی، آپ نے گمان کیا کہ یہ ہجرت آپ کے لئے جائز ہے کیونکہ اس کا سبب صرف کُفر اور اہلِ کُفر کے ساتھ بُغض اور اللہ کے لئے غضب کرنا ہے لیکن آپ نے اس ہجرت میں حکمِ الٰہی کا انتظار نہ کیا۔

ف۱۵۱ تو اللہ تعالٰی نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں ڈالا۔

ف۱۵۲ کئی قِسم کی اندھیریاں تھیں دریا کی اندھیری، رات کی اندھیری، مچھلی کے پیٹ کی اندھیری، ان اندھیریوں میں حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے اس طرح دعا کی کہ۔

ف۱۵۳ کہ میں اپنی قوم سے، قبل تیرا اِذن پانے کے جُدا ہوا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت زدہ بارگاہِ الٰہی میں ان کلمات سے دعا کرے تو اللہ تعالٰی اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

حدیث میں اس آیہ کریمہ کے اس حصے کی نسبت فرمایا: یہ اسم اعظم ہے جو اس کے ساتھ دعا کرے قبول ہو۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الدعاء۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۹۰۸، ج۲، ص ۱۸۴۔ والحصن الحصین، ص ۳۳.)

ف۱۵۴ اور مچھلی کو حکم دیا تو اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے پر پہنچا دیا۔

ف۱۵۵ مصیبتوں اور تکلیفوں سے جب وہ ہم سے فریاد کریں اور دعا کریں۔

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۸۹﴾

جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ ۱۵۶ اور تو سب سے بہتر وارث ۱۵۷

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ٘ وَ وَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اُسے ۱۵۸ یحییٰ عطا فرمایا اور اس کے لیے اُس کی بی بی سنواری ۱۵۹ بیشک وہ ۱۶۰

یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ﴿۹۰﴾

بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں

وَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ

اور اس عورت کو جس نے اپنی پارسائی نگاہ رکھی ۱۶۱ تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی ۱۶۲ اور اُسے اور اس کے بیٹے کو

اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ٘ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ

سارے جہاں کے لیے نشانی بنایا ۱۶۳ بیشک تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے ۱۶۴ اور میں تمہارا رب ہوں ۱۶۵

۱۵۶ یعنی بے اولاد بلکہ وارث عطا فرما۔

۱۵۷ خَلق کی فنا کے بعد باقی رہنے والا۔ مدعا یہ ہے کہ اگر تو مجھے وارث نہ دے تو بھی کچھ غم نہیں کیونکہ تو بہتر وارث ہے۔

جب حضرتِ سیِّدُ نا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا اور انہیں دفن کیا گیا تو اینٹیں برابر کرتے ہوئے ایک اینٹ گر گئی۔ حضرتِ سیِّدُ نا جعفر بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اینٹ نکالنے کے لئے قبر میں ہاتھ ڈالا تو کسی کو نہ پایا۔ میں بڑا حیران ہوا لیکن کسی کو یہ بات نہ بتائی اور اسی سوچ میں حضرتِ سیِّدُ نا ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر آ گیا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی سے تعزیت کی اور اس سے دریافت کیا: وہ کون سی دعا یا بات اکثر کہا کرتے تھے۔ تو ان کی بیٹی نے جواب دیا: میں انہیں اکثر روتے اور یہ آیتِ کریمہ تلاوت کرتے ہوئے دیکھتی تھی۔

تو میں نے کہا: یقیناً اللہ عزَّ وَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُ نا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا قبول فرمالی ہے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق)

۱۵۸ فرزندِ سعید۔

۱۵۹ جو بانجھ تھی اس کو قابلِ ولادت کیا۔

۱۶۰ یعنی انبیاء مذکورین۔

۱۶۱ پورے طور پر کہ کسی طرح کوئی بشر اس کی پارسائی کو چھو نہ سکا، مراد اس سے حضرت مریم ہیں۔

۱۶۲ اور اس کے پیٹ میں حضرت عیسٰی کو پیدا کیا۔

فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَ تَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ؒ فَمَنْ ع ۶ ۱۸ ۶

تو میری عبادت کرو اور اوروں نے اپنے کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیے و۱۶۶ سب کو ہماری طرف پھرنا ہے و۱۶۷ تو

یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ ۚ وَ اِنَّا لَهٗ

جو کچھ بھلے کام کرے اور ہو ایمان والا تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں اور ہم اسے

كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَ حَرٰمٌ عَلٰى قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰۤى اِذَا

لکھ رہے ہیں اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں و۱۶۸ یہاں تک کہ جب کھولے

فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ اقْتَرَبَ

جائیں گے یا جوج وماجوج و۱۶۹ اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے اور قریب آیا

و۱۶۳ اپنے کمالِ قدرت کی کہ حضرت عیسٰی کو اس کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا کیا۔

و۱۶۴ دینِ اسلام، یہی تمام انبیاء کا دین ہے اس کے سوا جتنے ادیان ہیں سب باطل، سب کو اسی دین پر قائم رہنا لازم ہے۔

و۱۶۵ نہ میرے سوا کوئی دوسرا ربّ، نہ میرے دین کے سوا اور کوئی دین۔

و۱۶۶ یعنی دین میں اختلاف کیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔

و۱۶۷ ہم انہیں ان کے اعمال کی جزا دیں گے۔

و۱۶۸ دنیا کی طرف تلافیٔ اعمال و تدارکِ احوال کے لئے یعنی اس لئے کہ ان کا واپس آنا ناممکن ہے۔ مفسّرین نے اس کے یہ معنٰی بھی بیان کئے ہیں کہ جس بستی والوں کو ہم نے ہلاک کیا ان کا شرک و کُفر سے واپس آنا محال ہے، یہ معنٰی اس تقدیر پر ہیں جب کہ لا کو زائدہ قرار دیا جائے اور اگر لا زائدہ نہ ہو تو معنٰی یہ ہوں گے کہ دارِ آخرت میں ان کا حیات کی طرف نہ لوٹنا ناممکن ہے۔ اس میں منکرینِ بَعث کا ابطال ہے اور اوپر جو كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ اور لَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ فرمایا گیا اس کی تاکید ہے۔ (تفسیرِ کبیر وغیرہ)

و۱۶۹ قریبِ قیامت اور یاجوج ماجوج دو قبیلوں کے نام ہیں۔

یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے فسادی گروہ ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ زمین میں فساد کرتے تھے۔ ایامِ ربیع میں نکلتے تھے۔ سبزہ ذرا نہ چھوڑتے تھے۔ آدمیوں کو کھا لیتے تھے۔ جنگل کے درندوں، وحشی جانوروں، سانپوں، بچھوؤں کو کھا جاتے تھے۔ حضرت سکندر ذوالقرنین نے آہنی دیوار کھینچ کر ان کی آمد بند کر دی۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول کے بعد جب آپ دجال کو قتل کر کے بحکمِ الٰہی مسلمانوں کو کوہِ طور لے جائیں گے اس وقت وہ دیوار توڑ کر نکلیں گے اور زمین میں فساد اٹھائیں گے۔ قتل و غارت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دعا

الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْاؕ یٰوَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِیْ

سچا وعدہ ف۱۷۰ تو جبھی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی ف۱۷۱ کہ ہائے ہماری خرابی بیشک ہم ف۱۷۲ اس سے

غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے ف۱۷۳ بیشک تم ف۱۷۴ اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ف۱۷۵

حَصَبُ جَهَنَّمَؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَاؕ

سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا اگر یہ ف۱۷۶ خدا ہوتے جہنم میں نہ جاتے

وَ كُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ هُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ

اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا ف۱۷۷ وہ اس میں رینکیں گے ف۱۷۸ اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ف۱۷۹ بیشک

الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤىۙ اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَۙ ﴿۱۰۱﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ

وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں ف۱۸۰ وہ اس کی بھنک (ہلکی سی آواز بھی) نہ

سے ہلاک کرے گا۔

ف۱۷۰ یعنی قیامت۔

ف۱۷۱ اس دن کے ہول اور دہشت سے اور کہیں گے۔

ف۱۷۲ دنیا کے اندر۔

ف۱۷۳ کہ رسولوں کی بات نہ مانتے تھے اور انہیں جھٹلاتے تھے۔

ف۱۷۴ اے مشرکو۔

ف۱۷۵ یعنی تمہارے بُت۔

ف۱۷۶ بُت جیسا کہ تمہارا گمان ہے۔

ف۱۷۷ بُتوں کو بھی اور ان کے پُوجنے والوں کو بھی۔

ف۱۷۸ اور عذاب کی شدّت سے چیخیں گے اور دھاڑیں گے۔

ف۱۷۹ جہنّم کے شدّتِ جوش کی وجہ سے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب جہنّم میں وہ لوگ رہ جائیں گے جنہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے تو وہ آگ کے تابوتوں میں بند کئے جائیں گے، وہ تابوت اور تابوتوں میں پھر وہ تابوت اور تابوتوں میں اور ان تابوتوں پر آگ کی میخیں جڑ دی جائیں گی تو وہ کچھ نہ سُنیں گے اور نہ کوئی ان میں کسی کو دیکھے گا۔

ف۱۸۰ اس میں ایمان والوں کے لئے بشارت ہے۔ حضرت علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے یہ آیت پڑھ کر

حَسِیْسَهَا ۚ وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ

سنیں گے ف۱۸۱ اور وہ من مانتی خواہشوں میں ف۱۸۲ ہمیشہ رہیں گے انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی

الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ یَوْمَ

گھبراہٹ ف۱۸۳ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے ف۱۸۴ کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا جس دن

نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ

ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سجل فرشتہ ف۱۸۵ نامۂ اعمال کو لپیٹتا ہے جیسے پہلے اُسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے ف۱۸۶

فرمایا کہ میں انہیں میں سے ہوں اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف۔

شانِ نُزول: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز کعبۂ معظّمہ میں داخل ہوئے اس وقت قریش کے سردار حطیم میں موجود تھے اور کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بُت تھے، نضر بن حارث سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا حضور نے اس کو جواب دے کر ساکت کر دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا پُوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں یہ فرما کر حضور تشریف لے آئے پھر عبداللہ بن زبعری سہمی آیا اور اس کو ولید بن مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی، کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں ہوتا تو ان سے مباحثہ کرتا اس پر لوگوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا، ابنِ زبعری یہ کہنے لگا کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پُوجتے ہیں سب جہنّم کے ایندھن ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ ہاں کہنے لگا یہود تو حضرت عزیر کو پُوجتے ہیں اور نصارٰی حضرت مسیح کو پُوجتے ہیں اور بنی ملیح فرشتوں کو پُوجتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازِل فرمائی اور بیان فرما دیا کہ حضرت عزیر اور مسیح اور فرشتے وہ ہیں جن کے لئے بھلائی کا وعدہ ہو چکا اور وہ جہنّم سے دور رکھے گئے ہیں اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ درحقیقت یہود و نصارٰی وغیرہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں۔ ان جوابوں کے بعد اس کو مجال دمِ زدن نہ رہی اور وہ ساکت رہ گیا اور درحقیقت اس کا اعتراض کمال عناد سے تھا کیونکہ جس آیت پر اس نے اعتراض کیا اس میں مَا تَعْبُدُوْنَ ہے اور مَا زبانِ عربی میں غیر ذوی العقول کے لئے بولا جاتا ہے، یہ جانتے ہوئے اس نے اندھا بن کر اعتراض کیا، یہ اعتراض تو اہلِ زبان کی نگاہوں میں کھلا ہوا باطل تھا مگر مزید بیان کے لئے اس آیت میں توضیح فرما دی گئی۔

ف۱۸۱ اور اس کے جوش کی آواز بھی ان تک نہ پہنچے گی، وہ منازلِ جنّت میں آرام فرما ہوں گے۔

ف۱۸۲ خداوندی نعمتوں اور کرامتوں میں۔

ف۱۸۳ یعنی نفخۂ اخیرہ۔

ف۱۸۴ قبروں سے نکلتے وقت مبارک بادیں دیتے، تہنیت پیش کرتے اور یہ کہتے۔

وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ

یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہم کو اس کا ضرور کرنا اور بیشک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا

اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ

کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے ف١٨٧ بیشک یہ قرآن کافی ہے عبادت والوں کو ف١٨٨

عٰبِدِيْنَ ﴿١٠٦﴾ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے ف١٨٩ تم فرماؤ مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے

اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ

کہ تمہارا خدا نہیں مگر ایک اللہ تو کیا تم مسلمان ہوتے ہو پھر اگر وہ منہ پھیریں ف١٩٠ تو فرمادو میں نے تمہیں لڑائی کا

ف١٨٥ جو کاتبِ اعمال ہے آدمی کی موت کے وقت اس کے۔

ف١٨٦ یعنی ہم نے جیسے پہلے عدم سے بنایا تھا ویسے ہی پھر معدوم کرنے کے بعد پیدا کردیں گے یا یہ معنی ہیں کہ جیسا ماں کے پیٹ سے برہنہ غیر مختون پیدا کیا تھا ایسا ہی مرنے کے بعد اٹھائیں گے۔

ف١٨٧ اس زمین سے مراد زمینِ جنّت ہے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ کُفّار کی زمینیں مراد ہیں جن کو مسلمان فتح کریں گے اور ایک قول یہ ہے کہ زمینِ شام مراد ہے۔

ف١٨٨ کہ جو اس کا اِتّباع کرے اور اس کے مطابق عمل کرے جنّت پائے اور مراد کو پہنچے اور عبادت والوں سے مؤمنین مراد ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اُمّتِ محمد یہ مراد ہے جو پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں، رمضان کے روزے رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں۔

ف١٨٩ کوئی ہو جن ہو یا انس مؤمن ہو یا کافر۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مؤمن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیرِ عذاب ہوئی اور خسف و مسخ اور اِستیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔ تفسیرِ روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمتِ مطلقہ تامّہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمیع مقیدات رحمتِ غیبیہ و شہادتِ علمیہ وعینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ وغیر ذلک تمام جہانوں کے لئے، عالَمِ ارواح ہوں یا عالَمِ اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالَموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو۔

ف١٩٠ اور اسلام نہ لائیں۔

عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَ اِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ

اعلان کردیا برابری پر اور میں کیا جانوں ف۱۹۱ کہ پاس ہے یا دور ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ف۱۹۲ بیشک اللہ جانتا ہے

الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَ اِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ

آواز کی بات ف۱۹۳ اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ف۱۹۴ اور میں کیا جانوں شاید وہ ف۱۹۵ تمہاری جانچ ہو ف۱۹۶

وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ

اور ایک وقت تک برتوانا ف۱۹۷ نبی نے عرض کی کہ اے میرے رب حق فیصلہ فرمادے ف۱۹۸ اور ہمارے رب رحمٰن ہی کی

الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع

النصف ع ۱۹ ۷

مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو ف۱۹۹

ف۱۹۱ بے خدا کے بتائے یعنی یہ بات عقل و قیاس سے جاننے کی نہیں ہے۔ یہاں درایت کی نفی فرمائی گئی درایت کہتے ہیں اندازے اور قیاس سے جاننے کو جیسا کہ مفرداتِ راغب اور ردُّ المحتار میں ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کے واسطے لفظ درایت استعمال نہیں کیا جاتا اور قرآنِ کریم کے اطلاقات اس پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ لہٰذا یہاں بے تعلیم الٰہی محض اپنے عقل و قیاس سے جاننے کی نفی ہے نہ کہ مطلق علم کی اور مطلق علم کی نفی کیسے ہوسکتی ہے جب کہ اسی رکوع کے اول میں آچکا ہے وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ یعنی قریب آیا سچا وعدہ تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وعدے کا قُرب و بُعد کسی طرح معلوم نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنے عقل و قیاس سے جاننے کی نفی ہے نہ کہ تعلیمِ الٰہی سے جاننے کی۔

ف۱۹۲ عذاب کا یا قیامت کا۔

ف۱۹۳ جو اے کُفّار تم اعلان کے ساتھ اسلام پر بطریقِ طعن کہتے ہو۔

ف۱۹۴ اپنے دلوں میں یعنی نبی کی عداوت اور مسلمانوں سے حسد جو تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے اللہ اس کو بھی جانتا ہے سب کا بدلہ دے گا۔

ف۱۹۵ یعنی دنیا میں عذاب کو مؤخّر کرنا۔

ف۱۹۶ جس سے تمہارا حال ظاہر ہوجائے۔

ف۱۹۷ یعنی وقتِ موت تک۔

ف۱۹۸ میرے اور ان کے درمیان جو مجھے جھٹلاتے ہیں اس طرح کہ میری مدد کر اور ان پر عذاب نازِل فرما۔ یہ دعا مستجاب ہوئی اور کُفّار بدر و احزاب و حُنَین وغیرہ میں مبتلائے عذاب ہوئے۔

ف۱۹۹ شرک و کُفر اور بے ایمانی کی۔

ایاتها ۷۸ | ۲۲ سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِیَّةٌ ۱۰۳ | رکوعاتها ۱۰

سورۃ حج مدنی ہے اس میں اٹھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ① یَوْمَ تَرَوْنَهَا
اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو ف۲ بیشک قیامت کا زلزلہ ف۳ بڑی سخت چیز ہے جس دن تم اسے دیکھو گے
تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَی
ہر دودھ پلانے والی ف۴ اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گابھنی ف۵ اپنا گابھ ڈال دے گی ف۶ اور تو لوگوں کو
النَّاسَ سُكٰرٰی وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ② وَ مِنَ النَّاسِ
دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور نشہ میں نہ ہوں گے ف۷ مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں
مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّبِعُ كُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ ③ۙ كُتِبَ عَلَیْهِ اَنَّهٗ
کہ اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بے جانے بوجھے اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں ف۸ جس پر لکھ دیا گیا ہے کہ جو
مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ یُضِلُّهٗ وَ یَهْدِیْهِ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ④ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ
اس کی دوستی کرے گا تو یہ ضرور اُسے گمراہ کر دے گا اور اُسے عذابِ دوزخ کی راہ بتائے گا ف۹ اے لوگو! اگر تمہیں

ف۱ سورۂ حج بقول ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و مجاہد مکّیہ ہے سوائے چھ آیتوں کے جو ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ سے شروع ہوتی ہیں اس صورت میں دس رکوع اور اٹھتر آیتیں اور ایک ہزار دو سو اکانوے ۱۲۹۱ کلمات اور پانچ ہزار پچھتر ۵۰۷۵ حرف ہیں۔

ف۲ اس کے عذاب کا خوف کرو اور اس کی طاعت میں مشغول ہو۔

ف۳ جو علاماتِ قیامت میں سے ہے اور قریبِ قیامت آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے نزدیک واقع ہوگا۔

ف۴ اس کی ہیبت سے۔

ف۵ یعنی حمل والی اس دن کے ہول سے۔

ف۶ حمل ساقط ہو جائیں گے۔

ف۷ بلکہ عذابِ الٰہی کے خوف سے لوگوں کے ہوش جاتے رہیں گے۔

ف۸ شانِ نزول: یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جو بڑا ہی جھگڑالو تھا اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں

كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ
قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے وف۱۰ پھر پانی کی بوند سے وف۱۱ پھر

مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ
خون کی پھٹک سے وف۱۲ پھر گوشت کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے بنی وف۱۳ تاکہ ہم تمہارے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں وف۱۴

وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ
اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں ایک مقرر میعاد تک وف۱۵ پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ پھر وف۱۶ اس

لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ
لیے کہ تم اپنی جوانی کو پہونچو وف۱۷ اور تم میں کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے اور کوئی سب میں نکمی عمر تک ڈالا جاتا ہے وف۱۸

اور قرآن کو پہلوں کے قصّے بتاتا تھا اور موت کے بعد اٹھائے جانے کا منکر تھا۔

وف۹ شیطان کے اِتّباع سے زجر فرمانے کے بعد منکرینِ بعث پر حُجّت قائم فرمائی جاتی ہے۔

وف۱۰ تمہاری نسل کی اصل یعنی تمہارے جدِّ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کر کے۔

وف۱۱ یعنی قطرۂ مَنی سے ان کی تمام ذُرّیّت کو۔

وف۱۲ کہ نطفہ خونِ غلیظ ہو جاتا ہے۔

وف۱۳ یعنی مُصوَّر اور غیرِ مُصوَّر۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا مادۂ پیدائش ماں کے شکم میں چالیس روز تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنی ہی مدّت خونِ بستہ ہو جاتا ہے پھر اتنی ہی مدّت گوشت کی بوٹی کی طرح رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق، اس کی عمر، اس کے عمل، اس کا شقی یا سعید ہونا لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونکتا ہے۔ (الحدیث) اللہ تعالیٰ انسان کی پیدائش اس طرح فرماتا ہے اور اس کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرتا ہے یہ اس لئے بیان فرمایا گیا۔

وف۱۴ اور تم اللہ تعالیٰ کے کمالِ قدرت و حکمت کو جانو اور اپنی ابتدائے پیدائش کے حالات پر نظر کر کے سمجھ لو کہ جو قادرِ برحق بے جان مٹی میں اتنے انقلاب کر کے جاندار آدمی بنا دیتا ہے وہ مرے ہوئے انسان کو زندہ کرے تو اس کی قدرت سے کیا بعید۔

وف۱۵ یعنی وقتِ ولادت تک۔

وف۱۶ تمہیں عمر دیتے ہیں۔

وف۱۷ اور تمہاری عقل و قوّت کامل ہو۔

وف۱۸ اور اس کو اتنا بڑھاپا آجاتا ہے کہ عقل و حوّاس بجا نہیں رہتے اور ایسا ہو جاتا ہے۔

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے ف۱۹ اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی ف۲۰ پھر جب ہم نے اس پر پانی اُتارا

الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

ترو تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا ف۲۱ اُگا لائی ف۲۲ یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی

الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا

حق ہے ف۲۳ اور یہ کہ وہ مُردے جِلائے گا اور یہ کہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اس لیے کہ قیامت آنے والی

رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي

اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اُٹھائے گا اُنھیں جو قبروں میں ہیں اور کوئی آدمی وہ ہے کہ اللہ کے بارے میں یوں

اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۸﴾ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ

جھگڑتا ہے کہ نہ تو علم نہ کوئی دلیل اور نہ کوئی روشن نوشتہ (تحریر) ف۲۴ حق سے اپنی گردن موڑے ہوئے تاکہ اللہ کی راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾

سے بہکادے ف۲۵ اس کے لیے دنیا میں رسوائی ہے ف۲۶ اور قیامت کے دن ہم اُسے آگ کا عذاب چکھائیں گے ف۲۷

ف۱۹ اور جو جانتا ہو وہ بھول جائے۔ عکرمہ نے کہا جو قرآن کی مداومت رکھے گا اس حالت کو نہ پہنچے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ بَعث یعنی مرنے کے بعد اٹھنے پر دوسری دلیل بیان فرماتا ہے۔

ف۲۰ خشک بے گیاہ۔

ف۲۱ یعنی ہر قِسم کا خوش نما سبزہ۔

ف۲۲ یہ دلیلیں بیان فرمانے کے بعد نتیجہ مرتّب فرمایا جاتا ہے۔

ف۲۳ اور یہ جو کچھ ذکر کیا گیا آدمی کی پیدائش اور خشک بے گیاہ زمین کو سرسبز و شاداب کر دینا اس کے وجود و حکمت کی دلیلیں ہیں ان سے اس کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے۔

ف۲۴ شانِ نُزول: یہ آیت ابوجہل وغیرہ ایک جماعتِ کُفّار کے حق میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں جھگڑا کرتے تھے اور اس کی طرف ایسے اوصاف کی نسبت کرتے تھے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ آدمی کو کوئی بات بغیر علم اور بے سند و دلیل کے کہنی نہ چاہیئے، خاص کر شانِ الٰہی میں اور جو بات علم والے کے خلاف بے علمی سے کہی جائے گی وہ باطل ہوگی پھر اس پر یہ انداز کہ اصرار کرے اور براہِ تکبّر۔

ف۲۵ اور اس کے دین سے منحرف کر دے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۱۰ وَ مِنَ النَّاسِ ع ۱۰/۸

یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا ف۲۸ اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ف۲۹ اور کچھ آدمی

مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ

اللہ کی بندگی ایک کنارہ پر کرتے ہیں ف۳۰ پھر اگر اُنھیں کوئی بھلائی پہنچ گئی جب تو چین سے ہیں اور جب کوئی جانچ

فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

آکر پڑی ف۳۱ منہ کے بل پلٹ گئے ف۳۲ دنیا اور آخرت دونوں کا گھاٹا ف۳۳ یہی ہے صریح نقصان ف۳۴

الْمُبِيْنُ ۝۱۱ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَ مَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہیں جو ان کا بُرا بھلا کچھ نہ کرے ف۳۵ یہی ہے دور

ف۲۶ چنانچہ بدر میں وہ ذلّت وخواری کے ساتھ قتل ہوا۔

ف۲۷ اوراس سے کہا جائے گا۔

ف۲۸ یعنی جوتو نے دنیا میں کیا کُفر وتکذیب۔

ف۲۹ اور کسی کو بے جُرم نہیں پکڑتا۔

ف۳۰ اس میں اطمینان سے داخل نہیں ہوتے اور انہیں ثبات وقرار حاصل نہیں ہوتا، شک وتردّد میں رہتے ہیں جس طرح پہاڑ کے کنارے کھڑا ہوا شخص تزلزُل کی حالت میں ہوتا ہے۔

شانِ نُزول: یہ آیت اعرابیوں کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو اطراف سے آکر مدینہ میں داخل ہوتے اور اسلام لاتے تھے، ان کی حالت یہ تھی کہ اگر وہ خوب تندرست رہے اور ان کی دولت بڑھی اور ان کے بیٹا ہوا تب تو کہتے تھے اسلام اچھا دین ہے اس میں آکر ہمیں فائدہ ہوا اور اگر کوئی بات اپنی امید کے خلاف پیش آئی مثلاً بیمار ہو گئے یا لڑکی ہوگئی یا مال کی کمی ہوئی تو کہتے تھے جب سے ہم اس دین میں داخل ہوئے ہیں ہمیں نقصان ہی ہوا اور دین سے پھر جاتے تھے۔ یہ آیت ان کی حق میں نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ انہیں ابھی دین میں ثبات ہی حاصل نہیں ہوا ان کا حال یہ ہے۔

ف۳۱ کسی قِسم کی سختی پیش آئی۔

ف۳۲ مرتد ہوگئے اور کُفر کی طرف لوٹ گئے۔

ف۳۳ دنیا کا گھاٹا تو یہ کہ جو ان کی امیدیں تھیں وہ پوری نہ ہوئیں اور اِرتِداد کی وجہ سے ان کا خون مباح ہوا اور آخرت کا گھاٹا ہمیشہ کا عذاب۔

ف۳۴ وہ لوگ مرتد ہونے کے بعد بُت پرستی کرتے ہیں اور۔

الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ

کی گمراہی ایسے کو پوجتے ہیں جس کے نفع سے ۳۶ نقصان کی توقع زیادہ ہے ۳۷ بیشک ۳۸ کیا ہی بُرا مولیٰ اور

لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

بیشک کیا ہی بُرا رفیق بیشک اللہ داخل کرے گا اُنھیں جو ایمان لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ

جن کے نیچے نہریں رواں بیشک اللہ کرتا ہے جو چاہے ۳۹ جو یہ خیال کرتا ہو کہ اللہ اپنے نبی ۴۰ کی مدد نہ فرمائے گا

يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ

دنیا ۴۱ اور آخرت میں ۴۲ تو اُسے چاہیے کہ اوپر کو ایک رسّی تانے پھر اپنے آپ کو پھانسی دے لے پھر دیکھے کہ اس کا

فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّ اَنَّ

یہ داؤں کچھ لے گیا اس بات کو جس کی اُسے جلن ہے ۴۳ اور بات یہی ہے کہ ہم نے یہ قرآن اُتارا روشن آیتیں اور یہ کہ

اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـِٕيْنَ وَ

اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہے بیشک مسلمان اور یہودی اور ستارہ پرست اور

النَّصٰرٰى وَ الْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

نصرانی اور آتش پرست اور مشرک بیشک اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا ۴۴

۳۵ کیونکہ وہ بے جان ہے۔

۳۶ یعنی جس کی پرستش کے خیالی نفع سے اس کو پُوجنے کے۔

۳۷ یعنی عذابِ دنیا وآخرت کی۔

۳۸ وہ بُت۔

۳۹ فرمانبرداروں پر انعام اور نافرمانوں پر عذاب۔

۴۰ حضرت محمّدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۴۱ میں ان کے دین کو غلبہ عطا فرما کر۔

۴۲ ان کے درجے بلند کر کے۔

۴۳ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد ضرور فرمائے گا جسے اس سے جلن ہو وہ اپنی انتہائی سعی ختم کر دے اور جلن میں مر بھی جائے تو بھی کچھ نہیں کرسکتا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ
بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے کیا تم نے نہ دیکھا ف۴۵ کہ اللہ کے لیے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں
وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ
اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے ف۴۶
وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَ مَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ
اور بہت آدمی ف۴۷ اور بہت وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ف۴۸ اور جسے اللہ ذلیل کرے ف۴۹ اُسے کوئی
فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ؕ۩ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ
عزت دینے والا نہیں بیشک اللہ جو چاہے کرے یہ دو فریق ہیں ف۵۰ کہ اپنے رب میں جھگڑے ف۵۱ تو
رَبِّهِمْ ٘ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ
جو کافر ہوئے اُن کے لیے آگ کے کپڑے بیونتے (کاٹے) گئے ہیں ف۵۲ اور ان کے سروں پر کھولتا پانی ڈالا
رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿ۚ۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ﴿ؕ۲۰﴾ وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ
جائے گا ف۵۳ جس سے گل جائے گا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے اور ان کی کھالیں ف۵۴ اور ان کے لیے لوہے کے

السجدۃ ۲

ف۴۴ مؤمنین کو جنّت عطا فرمائے گا اور کُفّار کو کسی قسم کے بھی ہوں جہنّم میں داخل کرے گا۔

ف۴۵ اے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ف۴۶ سجدۂ خضوع جیسا اللہ چاہے۔

ف۴۷ یعنی مؤمنین مزید براں سجدۂ طاعت وعبادت بھی۔

ف۴۸ یعنی کُفّار۔

ف۴۹ اس کی شقاوت کے سبب۔

ف۵۰ یعنی مؤمنین اور پانچوں قسم کے کُفّار جن کا اوپر ذکر کیا گیا۔

ف۵۱ یعنی اس کے دین کے بارے میں اور اس کی صفات میں۔

ف۵۲ یعنی آگ انہیں ہر طرف سے گھیر لے گی۔

ف۵۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایسا تیز گرم کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا کے پہاڑوں پر ڈال دیا جائے تو ان کو گلا ڈالے۔

ف۵۴ حدیث شریف میں ہے پھر انہیں ویسا ہی کر دیا جائے گا۔ (ترمذی)

حَدِيۡدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا ۗ وَ ذُوۡقُوۡا
گرز ہیں ف۵۵ جب گھٹن کے سبب اس میں سے نکلنا چاہیں گے ف۵۶ اور پھر اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور حکم ہوگا

ع ۲ ۱۲ ۹ عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ
کہ چکھو آگ کا عذاب بیشک اللہ داخل کرے گا انھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے بہشتوں میں

تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّ لُـؤۡلُـؤًا ؕ وَ
جن کے نیچے نہریں بہیں اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن اور موتی ف۵۷ اور وہاں ان کی پوشاک

لِبَاسُهُمۡ فِيۡهَا حَرِيۡرٌ ﴿۲۳﴾ وَ هُدُوۡۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۖۚ وَ هُدُوۡۤا اِلٰى
ریشم ہے ف۵۸ اور انھیں پاکیزہ بات کی ہدایت کی گئی ف۵۹ اور سب خوبیوں سراہے کی

صِرَاطِ الۡحَمِيۡدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ
راہ بتائی گئی ف۶۰ بیشک وہ جنھوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ کی راہ ف۶۱ اور

الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِىۡ جَعَلۡنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالۡعَاكِفُ فِيۡهِ وَالۡبَادِ ؕ وَ
اس ادب والی مسجد سے ف۶۲ جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے مقرر کیا کہ اس میں ایک سا حق ہے وہاں کے رہنے والے اور

ف۵۵ جن سے ان کو مارا جائے گا۔

ف۵۶ یعنی دوزخ میں سے تو گرزوں سے مار کر۔

ف۵۷ ایسے جن کی چمک مشرق سے مغرب تک روشن کر ڈالے۔ (ترمذی)

ف۵۸ جس کا پہننا دنیا میں مردوں کو حرام ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا آخرت میں نہ پہنے گا۔

ف۵۹ یعنی دنیا میں اور پاکیزہ بات سے کلمۂ توحید مراد ہے۔ بعض مفسّرین نے کہا قرآن مراد ہے۔

ف۶۰ یعنی اللہ کا دین اسلام۔

ف۶۱ یعنی اس کے دین اور اس کی اطاعت سے۔

ف۶۲ یعنی اس میں داخل ہونے سے۔

شانِ نُزول: یہ آیت سفیان بن حرب وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکّہ مکرّمہ میں داخل ہونے سے روکا تھا۔ مسجدِ حرام سے یا خاص کعبۂ معظّمہ مراد ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ وہ تمام لوگوں کا قبلہ ہے، وہاں کے رہنے والے اور پردیسی سب برابر ہیں، سب کے لئے اس کی تعظیم و حرمت اور اس میں ادائے مناسکِ حج یکساں ہے اور طواف و نماز کی فضیلت

مَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴿۲۵﴾ۧ وَ اِذْ بَوَّاْنَا ع ۳/۱۰

پردیسی کا اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے ف۶۳ اور جب کہ ہم نے

لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآىِٕفِيْنَ وَ

ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتادیا ف۶۴ اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ ف۶۵ طواف والوں اور

الْقَآىِٕمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴿۲۶﴾ وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ

اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لیے ف۶۶ اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے ف۶۷ وہ تیرے پاس حاضر ہوں

میں شہری اور پردیسی کے درمیان کوئی فرق نہیں اور امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہاں مسجدِ حرام سے مکّہ مکرّمہ یعنی جمیع حرم مراد ہے، اس تقدیر پر معنٰی یہ ہوں گے کہ حرم شریف شہری اور پردیسی سب کے لئے یکساں ہے، اس میں رہنے اور ٹھہرنے کا سب کسی کو حق ہے بجُز اس کے کہ کوئی کسی کو نکالے نہیں اسی لئے امام صاحب مکّہ مکرّمہ کی اراضی کی بیع اور اس کے کرایہ کو منع فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکّہ مکرّمہ حرام ہے اس کی اراضی فروخت نہ کی جائیں۔ (تفسیرِ احمدی)

ف۶۳ اِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ ناحق زیادتی سے یا شرک و بُت پرستی مراد ہے۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ ہر ممنوع قول و فعل مراد ہے حتیٰ کہ خادم کو گالی دینا بھی۔ بعض نے کہا اس سے مراد ہے حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونا یا ممنوعاتِ حرم کا ارتکاب کرنا مثل شکار مارنے اور درخت کاٹنے کے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مراد یہ ہے کہ جو تجھے نہ قتل کرے تو اسے قتل کرے یا جو تجھ پر ظلم نہ کرے تو اس پر ظلم کرے۔

شانِ نزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبیِٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کو دو آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا جن میں ایک مہاجر تھا دوسرا انصاری، ان لوگوں نے اپنے اپنے مفاخرِ نسب بیان کئے تو عبداللہ بن انیس کو غصّہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کر دیا اور خود مرتد ہو کر مکّہ مکرّمہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

(الدرالمنثور، سورۃ الحج، تحت الآیۃ: ۲۵، ج ۶، ص ۲۷)

ف۶۴ تعمیرِ کعبہ شریف کے وقت پہلے عمارتِ کعبہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی تھی اور طوفانِ نوح کے وقت وہ آسمان پر اٹھالی گئی، اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا مقرر کی جس نے اس کی جگہ کو صاف کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اَبر بھیجا جو خاص اس بُقعہ کے مقابل تھا جہاں کعبہ معظّمہ کی عمارت تھی اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ شریف کی جگہ بتائی گئی اور آپ نے اس کی قدیم بنیاد پر عمارتِ کعبہ تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی۔

ف۶۵ شرک سے اور بُتوں سے اور ہر قسم کی نجاستوں سے۔

رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ

گے پیادہ اور ہر دُبلی اونٹنی پر کہ ہر دُور کی راہ سے آتی ہیں ۶۸ تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں ۶۹

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ

اور اللہ کا نام لیں ۷۰ جانے ہوئے دنوں میں ۷۱ اس پر کہ انھیں روزی دی بے زبان چوپائے ۷۲ تو ان میں

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا

سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ ۷۳ پھر اپنا میل کچیل اُتاریں ۷۴ اور اپنی منّتیں

۶۶ یعنی نمازیوں کے۔

۶۷ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر جہان کے لوگوں کو ندا کر دی کہ بیت اللہ کا حج کرو، جن کے مقدور میں حج ہے انہوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں سے جواب دیا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔ حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے کہ اس آیت میں اَذِّن کا خِطاب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے چنانچہ حَجَّۃُ الوداع میں اعلان فرما دیا اور ارشاد کیا کہ اے لوگو اللہ نے تم پر حج فرض کیا تو حج کرو۔

سرکارِ والا تَبار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو شخص (طاقت ہونے کے باوجود) حج نہ کرے اور مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

(جامع الترمذی، کتاب الحج، باب ماجاء من التغلیظ فی ترک الحج، الحدیث ۸۱۲، ص ۱۷۲۸)

۶۸ اور کثرتِ سیر و سفر سے دبلی ہو جاتی ہیں۔

۶۹ دینی بھی دنیوی بھی جو اس عبادت کے ساتھ خاص ہیں، دوسری عبادت میں نہیں پائے جاتے۔

۷۰ وقتِ ذبح۔

۷۱ جانے ہوئے دنوں سے ذِی الحِجّہ کا عشرہ مراد ہے جیسا کہ حضرت علی اور ابنِ عباس وحسن وقتادہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے اور یہی مذہب ہے ہمارے امامِ اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اور صاحبین کے نزدیک جانے ہوئے دنوں سے ایّامِ نحر مراد ہیں، یہ قول ہے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا اور ہر تقدیر پر یہاں ان دنوں سے خاص روزِ عید مراد ہے۔ (تفسیرِ احمدی)

۷۲ اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ۔

۷۳ تطوّع اور متعہ و قِران و ہر ایک ہدی سے جن کا اس آیت میں بیان ہے کھانا جائز ہے، باقی ہدایا سے جائز نہیں۔ (تفسیرِ احمدی و مدارک)

۷۴ مونچھیں کتروائیں، ناخن تراشیں، بغلوں اور زیرِ ناف کے بال دور کریں۔

نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ

پوری کریں وھ۵ے اور اس آزاد گھر کا طواف کریں و۷۶ے بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے و۷۷ے تو وہ اس کے

خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى

لیے اُس کے رب کے یہاں بھلا ہے اور تمہارے لیے حلال کئے گئے بے زبان چوپائے و۷۸ے سوا اُن کے جن کی ممانعت تم

عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ

پر پڑھی جاتی ہے و۷۹ے تو دور ہو بتوں کی گندگی سے و۸۰ اور بچو جھوٹی بات سے و۸۰ب ایک اللہ کے ہو کر

و۷۵ے جو انہوں نے مانی ہوں۔

و۷۶ے اس سے طوافِ زیارت مراد ہے، مسائلِ حج بالتفصیل سورۂ بقر پارہ دو میں ذکر ہو چکے۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کو عتیق کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ جس نے بھی اس کا طواف کیا وہ جہنم سے آزاد ہو گیا امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی عتیق کہا جاتا ہے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقِ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق)

و۷۷ے یعنی اس کے احکام کی خواہ وہ مناسکِ حج ہوں یا ان کے سوا اور احکام۔ بعض مفسّرین نے اس سے مناسکِ حج مراد لئے ہیں اور بعض نے بیتِ حرام و مشعرِ حرام و شہرِ حرام و بلدِ حرام و مسجدِ حرام مراد لئے ہیں۔

و۷۸ے کہ انہیں ذبح کر کے کھاؤ۔

و۷۹ے قرآنِ پاک میں جیسے کہ سورۂ مائدہ کی آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ میں بیان فرمائی گئی۔

و۸۰ جن کی پرستش کرنا بدترین گندگی سے آلودہ ہونا ہے۔

و۸۰ب جھوٹ کی مذمت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جھوٹ، انسان کو رُسوا کر دیتا ہے اور چغلی عذابِ قبر کا سبب بنتی ہے۔

(الترغیب والترہیب کتاب الادب، رقم الحدیث ۲۸، ج ۳، ص ۳۶۸)

جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بد بو سے ایک میل دور ہو جاتا ہے۔

(الترغیب والترہیب کتاب الادب، رقم الحدیث ۳۰، ج ۳، ص ۳۶۹)

سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔

(مسلم، کتاب الادب، باب قبح الکذب، رقم ۲۶۰۷، ص ۱۴۰۵)

پیارے اسلامی بھائیو!

صد افسوس کہ آج کثرت سے جھوٹ بولنے کو کمال اور ترقی کی علامت اور سچ کو بے وقوفی اور ترقی میں رکاوٹ تصور کیا جاتا

لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِهٖؕ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

اس کا ساجھی (شریک) کسی کو نہ کرو اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اُسے اُچک لے جاتے

فَتَخْطَفُهُ الطَّیْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ مَكَانٍ سَحِیْقٍ ۝۳۱ ذٰلِكَ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ

ہیں وا۸ یا ہوا اُسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے و۸۲ بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے

شَعَآىٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝۳۲ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ

تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے و۸۳ تمہارے لیے چوپایوں میں فائدے ہیں و۸۴ ایک مقررہ میعاد تک و۸۵

ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو مذموم مقاصد کے لئے جھوٹی قسم اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ یاد رکھئے کہ یہ بھی گناہِ کبیرہ ہے جیسا کہ حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہ تین ہیں، شرک، والدین کی نافرمانی، جھوٹی قسم اور کسی کو قتل کرنا۔

(بخاری، کتاب الایمان والنذور، رقم الحدیث ۶۶۷۵، ج ۴، ص ۲۹۵)

پیارے اسلامی بھائیو! جھوٹ بولنے والا دنیا میں چاہے کتنی ہی کامیابیاں سمیٹ لے، آخرت میں اسے خسارے کا سامنا کرنا پڑے گا اور خسارۂ آخرت سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی مصیبت نہیں ہے۔ لہٰذا! ہمیں چاہے کہ اپنی زبان کو جھوٹ بولنے سے محفوظ رکھیں۔

وا۸ اور بوٹی بوٹی کر کے کھا جاتے ہیں۔

و۸۲ مراد یہ ہے کہ شرک کرنے والا اپنی جان کو بدترین ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ ایمان کو بلندی میں آسمان سے تشبیہ دی گئی اور ایمان ترک کرنے والے کو آسمان سے گرنے والے کے ساتھ اور اس کی خواہشاتِ نفسانیہ کو جو اس کی فکروں کو منتشر کرتی ہیں بوٹی بوٹی لے جانے والے پرندے کے ساتھ اور شیاطین کو جو اس کو وادیٔ ضلالت میں پھینکتے ہیں ہوا کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور اس نفیس تشبیہ سے شرک کا انجامِ بد سمجھایا گیا۔

و۸۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ شعائر اللہ سے مراد بُدنے اور ہدایا ہیں اور ان کی تعظیم یہ ہے کہ فربہ، خوبصورت، قیمتی لئے جائیں۔

اللہ کے پیاروں کی چیزیں شعائر اللہ ہیں جیسے قرآن شریف، خانہ کعبہ، صفا مروہ پہاڑ، مکہ معظّمہ، بیت المقدس، طورِ سینا، مقابر اولیاء اللہ وانبیاء کرام، آبِ زمزم وغیرہ اور شعائر اللہ کی تعظیم وتوقیر قرآنی فتوے سے دلی تقویٰ ہے جو کوئی نمازی روزہ دار تو ہو مگر اس کے دل میں تبرکات کی تعظیم نہ ہو وہ دلی پرہیزگار نہیں۔

و۸۴ وقتِ ضرورت ان پر سوار ہونے اور وقتِ حاجت ان کے دودھ پینے کے۔

و۸۵ یعنی ان کے ذبح کے وقت تک۔

مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ ع ۸ ۱۱

پھر اُن کا پہنچنا ہے اس آزاد گھر تک ف۸۶ اور ہر امت کے لیے ف۸۷ ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ

اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ

کا نام لیں اس کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر ف۸۸ تو تمہارا معبود ایک معبود ہے ف۸۹ تو اسی کے حضور گردن رکھو ف۹۰

وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى

اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو ف۹۰ب کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں ف۹۱ اور جو افتاد پڑے

ف۸۶ یعنی حرم شریف تک جہاں وہ ذبح کیے جائیں۔

ف۸۷ پچھلی ایماندار اُمّتوں میں سے۔

ف۸۸ ان کے ذبح کے وقت۔

ف۸۹ تو ذبح کے وقت صرف اسی کا نام لو۔ اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ نامِ خدا کا ذکر کرنا ذبح کے لئے شرط ہے، اللہ تعالٰی نے ہر ایک اُمّت کے لئے مقرر فرما دیا تھا کہ اس کے لئے بہ طریقِ تَقَرُّب قربانی کریں اور تمام قربانیوں پر اسی کا نام لیا جائے۔

ف۹۰ اور اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت کرو۔

ف۹۰ب تواضع کی تعریف: الضعۃ خاطر فی وضع النفس واحتقارہا والتواضع اتباعہ۔

یعنی: اپنے آپ کو حقیر اور کمتر سمجھنے کو تواضع کہتے ہے۔ (منہاج العابدین، الفصل الرابع، ص ۸۱)۔

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ ربِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تواضع بندے کی رفعت میں اضافہ کرتی ہے، لہٰذا تواضع اختیار کرو، اللہ عزوجل تمہیں بلندی عطا فرمائے گا اور درگزر سے کام لینا بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا عفوودرگزر سے کام لیا کرو، اللہ عزوجل تمہیں عزت عطا فرمائے گا اور صدقہ مال میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا صدقہ دیا کرو اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے گا۔

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب التواضع، الحدیث: ۵۷۱۶، ج ۳، ص ۴۸)

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کا درجہ ساتویں آسمان تک بلند فرما دیتا ہے۔

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب التواضع، الحدیث: ۵۷۱۷، ج ۳، ص ۴۹)

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو اللہ عزوجل کے لئے ایک درجہ تواضع اختیار کرتا ہے اللہ عزوجل اسے ایک درجہ بلندی عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے عِلّیّین میں پہنچا دیتا ہے۔

مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ

اس کے سہنے والے اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیے سے خرچ کرتے ہیں ۹۲ اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور

جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ

گائے ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے کئے ۹۳ تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے ۹۴ تو اُن پر اللہ کا نام

(صحیح ابن حبان، باب التواضع والکبر والعجب، ذکر الاخبار عن وضع اللہ، الحدیث: ۵۶۴۹، ج۷، ص۴۷۵)

حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ (تواضع کرنے والے کو) اللہ عزوجل اَعلٰی عِلّیّین میں پہنچا دیتا ہے اور جو اللہ عزوجل پر ایک درجہ (یعنی تھوڑا سا) بھی تکبر کرے اللہ عزوجل اسے ایک درجہ پستی میں گرا دیتا ہے یہاں تک کہ اسے اَسْفَلُ السّٰفِلِیْن میں پہنچا دیتا ہے۔ (المرجع السابق)

۹۱ اس کے ہیبت وجلال سے۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کروں گا، اگر وہ مجھ سے دنیا میں ڈرے گا تو میں قیامت کے دن اسے امن عطا فرماؤں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہوگا تو میں قیامت کے دن اسے خوف میں مبتلا کروں گا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب حسن الظن باللہ، رقم ۶۳۹، ج۲، ص۱۷)

حضرتِ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل کے خوف سے بندے کا جسم لرزتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سوکھے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ، رقم ۸۰۳، ج۱، ص۴۹۱)

ایک روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ تیز ہوا کا جھونکا آیا اور اس درخت کے خشک پتے جھڑ گئے اور سبز پتے باقی رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت کی مثال کیا ہے؟ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جاننے والے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل کے خوف سے کانپنے والے مومن کی مثال ہے جس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں۔

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، رقم ۸۰۴، ج۱، ص۴۹۲)

۹۲ یعنی صدقہ دیتے ہیں۔

۹۳ یعنی اس کے اَعلامِ دین سے۔

عَلَيۡهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتۡ جُنُوۡبُهَا فَكُلُوۡا مِنۡهَا

لو وہ۹۵ ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے و۹۶ پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں و۹۷ تو اُن میں سے خود کھاؤ و۹۸

وَ اَطۡعِمُوا الۡقَانِعَ وَ الۡمُعۡتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرۡنٰهَا لَكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۳۶﴾ لَنۡ

اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ ہم نے یونہی اُن کو تمہارے بس میں دے دیا کہ تم احسان مانو اللہ کو

يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوۡمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنۡ يَّنَالُهُ التَّقۡوٰى مِنۡكُمۡ ؕ كَذٰلِكَ

ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ اُن کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے و۹۹ یونہی ان کو تمہارے

و۹۴ دنیا میں نفع اور آخرت میں اجر و ثواب۔

و۹۵ ان کے ذبح کے وقت جس حال میں کہ وہ ہوں۔

و۹۶ اُونٹ کے ذبح کا یہی منسون طریقہ ہے۔

و۹۷ یعنی بعدِ ذبح ان کے پہلو زمین پر گریں اور ان کی حرکت ساکن ہو جائے۔

و۹۸ اگر تم چاہو۔

و۹۹ یعنی قربانی کرنے والے صرف نیت کے اخلاص اور شروطِ تقوٰی کی رعایت سے اللہ تعالٰی کو راضی کر سکتے ہیں۔

شانِ نُزول : زمانۂ جاہلیت کے کُفّار اپنی قربانیوں کے خون سے کعبۂ معظّمہ کی دیواروں کو آلودہ کرتے تھے اور اس کو سببِ تقرُّب جانتے تھے۔ اس پر آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے سیِّدُ المُبلِّغین، رَحمۃٌ لِّلعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! زمانۂ جاہلیت کے لوگ خون بہا کر بیت اللہ شریف کی تعظیم کرتے تھے جبکہ ہم اس کی تعظیم کے زیادہ حق دار ہیں۔ تو حضور نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم خاموش رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان نازل ہوا۔

(تفسیر الطبری، سورۃ المائدۃ، تحت الآیۃ: ۳، الحدیث: ۱۱۰۵۲ / ۱۱۰۵۶، ج ۴، ص ۴۱۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تقویٰ دل کی صفت ہے اور دل کیونکہ سارے جسم سے افضل ہے اس لئے اسکا عمل دیگر اعضاء کے عمل سے افضل ہونا چاہئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ دل کے اعمال میں سب سے افضل نیّت ہو کیونکہ یہ دل کا نیکی کی طرف جھکنا اور نیکی کا ارادہ کرنا ہے اور اعضاء کے ذریعے اعمال کرنے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ دل نیکی کا ارادہ کرنے کا عادی ہو جائے اور اسکا جھکاؤ بھلائی کی طرف پختہ ہو جائے تاکہ وہ دنیوی خواہشات سے فارغ ہو کر ذکر و فکر کی طرف توجہ برقرار رکھے چنانچہ غرض کے اعتبار سے نیّت ضرور بہتر ہے۔

مثلاً کسی شخص کے معدے میں درد ہو تو اسکا علاج یوں کرتے ہیں اسکے سینے پر دوائی کا لیپ کیا جاتا ہے اور ایک طریقہ علاج یہ

سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ

بس میں کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی اور اے محبوب خوش خبری سناؤ نیکی والوں کو ف۱۰۰ بیشک اللہ

یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ اُذِنَ

بلائیں ٹالتا ہے مسلمانوں کی ف۱۰۱ بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا ہر بڑے دغا باز ناشکرے کو ف۱۰۲ پروانگی (اجازت) عطا ہوئی

لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ﴿۳۹﴾ الَّذِیْنَ

انھیں جن سے کافر لڑتے ہیں ف۱۰۳ اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا ف۱۰۴ اور بیشک اللہ اُن کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے وہ جو اپنے

بھی ہے کہ اسکو ایسی دوائی پلائی جائے جو براہ راست معدے تک پہنچے تو دوسرا طریقہ پہلے کی بنسبت زیادہ بہتر مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ

ترجمہ: جو شخص نیکی کا ارادہ کرے لیکن اسے نہ کر سکے اسکے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے (صحیح مسلم ج اول، ص ۷۸، کتاب الایمان)۔

کیونکہ دل کا ارادہ ہی دراصل نیکی کی طرف جھکاؤ ہے اور دنیوی محبت سے دوری کی بنیاد ہے اور یہ دوری تمام نیکیوں کی اصل ہے اور جب بندہ عمل کر لیتا ہے تو نیکی کی تکمیل اور اسے پختہ کر لیتا ہے۔ (گویا نیکیوں پر مداومت دل کو درست کرنے کا ایک ذریعہ ہے جو دعوت اسلامی مدنی ماحول میں رہ کر با آسانی حاصل کی جاسکتی ہے)۔

دیکھئے قربانی کا خون بہانے کا مقصد خون اور گوشت کا حصول نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ دل دنیا کی محبت سے پھر جائے اور اللہ کی رضا مندی کو حاصل کرنے کیلئے مال خرچ کیا جائے۔

ف۱۰۰ ثواب کی۔

ف۱۰۱ اور ان کی مدد فرماتا ہے۔

ف۱۰۲ یعنی کُفّار کو جو اللہ اور اس کے رسول کی خیانت اور خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔

ف۱۰۳ جہاد کی۔

ف۱۰۴ شانِ نُزول: کُفّارِ مکّہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزمرہ ہاتھ اور زبان سے شدید ایذائیں دیتے اور آزار پہنچاتے رہتے تھے اور صحابہ حضور کے پاس اس حال میں پہنچتے تھے کہ کسی کا سر پھٹا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے کسی کا پاؤں بندھا ہوا ہے روزمرہ اس قسم کی شکایتیں بارگاہِ اقدس میں پہنچتی تھیں اور اصحابِ کرام کفّار کے مظالم کی حضور کے دربار میں فریادیں کرتے حضور یہ فرما دیا کرتے کہ صبر کرو مجھے ابھی جہاد کا حکم نہیں دیا گیا ہے جب حضور نے مدینہ طیّبہ کو ہجرت فرمائی تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ وہ پہلی آیت ہے جس میں کُفّار کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔
(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، کتاب المغازی، ج ۲، ص ۲۱۸)

اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ
گھروں سے ناحق نکالے گئے ۱۰۵ صرف اتنی بات پر کہ اُنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے ۱۰۶ اور اللہ اگر آدمیوں میں

النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ
ایک دوسرے سے دفع نہ فرماتا ۱۰۷ تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں ۱۰۸ اور گرجا ۱۰۹ اور کلیسے ۱۱۰ اور مسجدیں ۱۱۱

یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًاؕ وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗؕ اِنَّ اللّٰهَ
جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا بیشک ضرور اللہ

لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا
قدرت والا غالب ہے وہ لوگ کہ اگر ہم اُنھیں زمین میں قابو دیں ۱۱۲ تو نماز برپا رکھیں اور

حضرت امام محمد بن شہاب زہری علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ جہاد کی اجازت کے بارے میں یہی وہ آیت ہے جو سب سے پہلے نازل ہوئی۔

(المواهب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، کتاب المغازی، ج ۲، ص ۲۱۸)

مگر تفسیر ابن جریر میں ہے کہ جہاد کے بارے میں سب سے پہلے جو آیت اتری وہ یہ ہے۔

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ

خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم لوگوں سے لڑتے ہیں۔ (بقرہ)

(تفسیر الطبری لابن جریر، پ ۲، البقرۃ تحت الآیۃ: ۱۹۰، ج ۲، ص ۱۹۵)

(شرح الزرقانی علی المواهب، کتاب المغازی، ج ۲، ص ۲۱۸)

۱۰۵ اور بے وطن کئے گئے۔

۱۰۶ اور یہ کلام حق ہے اور حق پر گھروں سے نکالنا اور بے وطن کرنا قطعاً ناحق۔

۱۰۷ جہاد کی اجازت دے کر اور حدود قائم فرما کر تو نتیجہ یہ ہوتا کہ مشرکین کا استیلا ہو جاتا اور کوئی دین و ملّت والا ان کے دستِ تعدّی سے نہ بچتا۔

۱۰۸ راہبوں کی۔

۱۰۹ نصرانیوں کے۔

۱۱۰ یہودیوں کے۔

۱۱۱ مسلمانوں کی۔

۱۱۲ اور ان کے دشمنوں کے مقابل ان کی مدد فرمائیں۔

الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَ

زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں ف۱۱۳ اور اللہ ہی کے لیے سب کاموں کا انجام اور

اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَ قَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ

اگر یہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں ف۱۱۴ تو بیشک ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد ف۱۱۵ اور ثمود ف۱۱۶ اور ابراہیم

وَ قَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّ اَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَ كُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ

کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین والے ف۱۱۷ اور موسیٰ کی تکذیب ہوئی ف۱۱۸ تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی ف۱۱۹ پھر

اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ

انھیں پکڑا ف۱۲۰ تو کیسا ہوا میرا عذاب ف۱۲۱ اور کتنی ہی بستیاں ہم نے کھپا دیں (ہلاک کر دیں) ف۱۲۲ کہ وہ ستم گار

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾

تھیں ف۱۲۳ تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھئی (گری) پڑی ہیں اور کتنے کنویں بیکار پڑے ف۱۲۴ اور کتنے محل گچ کئے

ف۱۱۳ اس میں خبر دی گئی ہے کہ آئندہ مہاجرین کو زمین میں تصرف عطا فرمانے کے بعد ان کی سیرتیں ایسی پاکیزہ رہیں گی اور وہ دین کے کاموں میں اخلاص کے ساتھ مشغول رہیں گے اس میں خلفاء راشدین مہدیّین کے عدل اور ان کے تقوی و پرہیزگاری کی دلیل ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمکین وحکومت عطا فرمائی اور سیرتِ عادلہ عطا کی۔

ف۱۱۴ اے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ف۱۱۵ حضرت ہود کی قوم۔

ف۱۱۶ حضرت صالح کی قوم۔

ف۱۱۷ یعنی حضرت شعیب کی قوم۔

ف۱۱۸ یہاں موسیٰ کی قوم نہ فرمایا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم بنی اسرائیل نے آپ کی تکذیب نہ کی تھی بلکہ فرعون کی قوم قبطیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی تھی، ان قوموں کا تذکرہ اور ہر ایک کے اپنے رسول کی تکذیب کرنے کا بیان سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تسکینِ خاطر کے لئے ہے کہ کُفّار کا یہ قدیمی طریقہ ہے پچھلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی دستور رہا ہے۔

ف۱۱۹ اور ان کے عذاب میں تاخیر کی اور انہیں مہلت دی۔

ف۱۲۰ اور ان کے کفر وسرکشی کی سزا دی۔

ف۱۲۱ آپ کی تکذیب کرنے والوں کو چاہیئے کہ اپنے انجام کو سوچیں اور عبرت حاصل کریں۔

اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَتَکُوۡنَ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِہَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ
ہوئے ۱۲۵ تو کیا زمین میں نہ چلے ۱۲۶ کہ اُن کے دل ہوں جن سے سمجھیں ۱۲۷ یا کان ہوں جن سے
یَّسۡمَعُوۡنَ بِہَا ۚ فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَ لٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی
سُنیں ۱۲۸ تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ۱۲۹ بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ۱۳۰ اور یہ
الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾ وَ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ وَ لَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ ؕ وَ اِنَّ
تم سے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں ۱۳۱ اور اللہ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا ۱۳۲ اور بیشک تمہارے رب
یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اَمۡلَیۡتُ
کے یہاں ۱۳۳ ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس ۱۳۴ اور کتنی بستیاں کہ ہم نے ان کو ڈھیل دی

ف۱۲۲ اور وہاں کے رہنے والوں کو ہلاک کر دیا۔

ف۱۲۳ یعنی وہاں کے رہنے والے کافر تھے۔

ف۱۲۴ کہ ان سے کوئی پانی بھرنے والا نہیں۔

ف۱۲۵ ویران پڑے ہیں۔

ف۱۲۶ کُفّار کہ ان حالات کا مشاہدہ کریں۔

ف۱۲۷ کہ انبیاء کی تکذیب کا کیا انجام ہوا اور عبرت حاصل کریں۔

ف۱۲۸ پچھلی اُمتوں کے حالات اور ان کا ہلاک ہونا اور ان کی بستیوں کی ویرانی کہ اس سے عبرت حاصل ہو۔

ف۱۲۹ یعنی کُفّار کی ظاہری حِس باطل نہیں ہوئی ہے وہ ان آنکھوں سے دیکھنے کی چیزیں دیکھتے ہیں۔

ف۱۳۰ اور دلوں ہی کا اندھا ہونا غضب ہے اسی لئے آدمی دین کی راہ پانے سے محروم رہتا ہے۔

اے میرے اسلامی بھائی! دنوں اور مہینوں کے گزرنے کے ساتھ زمانے نے ہمیں نصیحت کی، ہم نے مسرت کے بعد غم دیکھ لیا اور جان لیا کہ زمانہ اپنے اہل کو مصائب و آلام میں مبتلا کرتا ہے اور ہمیں یقین ہو گیا کہ بالآخر قبروں کا منہ دیکھنا ہے۔ پس پرہیزگار ہی حقیقی شکر گزار ہے۔ دنیا نے کتنے چاند جیسے حسینوں کو چھپا دیا اور کتنے محلات و مکانات ویران ہو گئے۔ تو کیا اب بھی ہماری آنکھیں نابینا یا اندھی ہیں۔

ف۱۳۱ یعنی کُفّارِ مکّہ مثل نضر بن حارث وغیرہ کے اور یہ جلدی کرنا ان کا استہزاء کے طریقہ پر تھا۔

ف۱۳۲ اور ضرور حسبِ وعدہ عذاب نازل فرمائے گا چنانچہ یہ وعدہ بدر میں پورا ہوا۔

ف۱۳۳ آخرت میں عذاب کا۔

ف۱۳۴ تو یہ کُفّار کیا سمجھ کر عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔

ع ۶ ۱۳ لَهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ ع قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

اس حال پر کہ وہ ستم گار تھیں پھر میں نے انھیں پکڑا ف۱۳۵ اور میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے ف۱۳۶ تم فرما دو کہ اے لوگو!

اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ ج فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

میں تو یہی تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں تو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے بخشش ہے

وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَ الَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ

اور عزت کی روزی ف۱۳۷ اور وہ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں ہار جیت کے ارادہ سے ف۱۳۸ وہ جہنمی

الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى

ہیں اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ف۱۳۹ سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب اُنھوں نے پڑھا تو شیطان نے

اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ

اُن کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی

اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لا لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ

آیتیں پکی کر دیتا ہے ف۱۴۰ اور اللہ علم و حکمت والا ہے تا کہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کر دے ف۱۴۱ اُن کے لیے جن

ف۱۳۵ اور دنیا میں ان پر عذاب نازل کیا۔

ف۱۳۶ آخرت میں۔

ف۱۳۷ جو کبھی منقطع نہ ہو وہ جنّت ہے۔

ف۱۳۸ کہ کبھی ان آیات کو سحر کہتے ہیں، کبھی شعر، کبھی پچھلوں کے قصّے اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلام کے ساتھ ان کا یہ مکر چل جائے گا۔

ف۱۳۹ نبی اور رسول میں فرق ہے نبی عام ہے اور رسول خاص۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ رسول شرع کے واضع ہوتے ہیں اور نبی اس کے حافظ اور نگہبان۔

شانِ نُزول: جب سورۂ والنجم نازل ہوئی تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجدِ حرام میں اس کی تلاوت فرمائی اور بہت آہستہ آہستہ آیتوں کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے جس سے سننے والے غور بھی کر سکیں اور یاد کرنے والوں کو یاد کرنے میں مدد بھی ملے جب آپ نے آیت وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى پڑھ کر حسبِ دستور وقفہ فرمایا تو شیطان نے مشرکین کے کان میں اس سے ملا کر دو کلمے ایسے کہہ دیئے جن سے بُتوں کی تعریف نکلتی تھی، جبریلِ امین نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا اس سے حضور کو رنج ہوا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلّی

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ

کے دلوں میں بیماری ہے و۱۴۲ اور جن کے دل سخت ہیں و۱۴۳ اور بیشک ستم گار و۱۴۴ اُدھر کے (پرلے درجے کے)

شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا

جھگڑالو ہیں اور اس لیے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا ہے و۱۴۵ کہ وہ و۱۴۶ تمہارے رب کے پاس سے حق ہے تو اُس پر

بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ

ایمان لائیں تو جھک جائیں اس کے لیے اُن کے دل اور بیشک اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَ لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ

ہے اور کافر اُس سے و۱۴۷ ہمیشہ شک میں رہیں گے یہاں تک کہ اُن پر قیامت آ جائے اچانک و۱۴۸

بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ

یا ان پر ایسے دن کا عذاب آئے جس کا پھل ان کے لیے کچھ اچھا نہ ہو و۱۴۹ بادشاہی اُس دن و۱۵۰ اللہ ہی کی ہے

بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَ الَّذِيْنَ

وہ ان میں فیصلہ کر دے گا تو جو ایمان لائے اور و۱۵۱ اچھے کام کئے وہ چین کے باغوں میں ہیں اور جنھوں نے

کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

و۱۴۰ جو پیغمبر پڑھتے ہیں اور انہیں شیطانی کلمات کے خلط سے محفوظ فرماتا ہے۔

و۱۴۱ اور ابتلا و آزمائش بنا دے۔

و۱۴۲ شک اور نفاق کی۔

و۱۴۳ حق کو قبول نہیں کرتے اور یہ مشرکین ہیں۔

و۱۴۴ یعنی مشرکین و منافقین۔

و۱۴۵ اللہ کے دین کا اور اس کی آیات کا۔

و۱۴۶ یعنی قرآن شریف۔

و۱۴۷ یعنی قرآن سے یا دینِ اسلام سے۔

و۱۴۸ یا موت کہ وہ بھی قیامتِ صغریٰ ہے۔

و۱۴۹ اس سے بدر کا دن مراد ہے جس میں کافروں کے لئے کچھ کشائش و راحت نہ تھی اور بعض مفسّرین نے کہا کہ اس سے روزِ قیامت مراد ہے۔

ع ۹ ۱۴ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ۠ ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ

کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار

سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْۤا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًاؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ

چھوڑے وف۱۵۲ پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انھیں اچھی روزی دے گا وف۱۵۳ اور بیشک اللہ کی روزی

خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۵۸﴾ لَیُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا یَّرْضَوْنَهٗؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِیْمٌ حَلِیْمٌ ﴿۵۹﴾

سب سے بہتر ہے ضرور انھیں ایسی جگہ لے جائے گا جسے وہ پسند کریں گے وف۱۵۴ اور بیشک اللہ علم اور حلم والا ہے

ذٰلِكَۚ وَ مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْهِ لَیَنْصُرَنَّهُ

بات یہ ہے اور جو بدلہ لے وف۱۵۵ جیسی تکلیف پہنچائی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی جائے وف۱۵۶ تو بیشک اللہ اُس کی مدد

اللّٰهُؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ

فرمائے گا وف۱۵۷ بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے یہ وف۱۵۸ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ رات کو ڈالتا ہے دن کے حصہ میں

وف۱۵۰ یعنی قیامت کے دن۔

وف۱۵۱ انہوں نے۔

وف۱۵۲ اور اس کی رضا کے لئے عزیز واقارب کو چھوڑ کر وطن سے نکلے اور مکّہ مکرّمہ سے مدینہ طیّبہ کی طرف ہجرت کی۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد اور اللہ عزوجل کے کلمات کی تصدیق کی غرض سے نکلے اللہ عزوجل اسے اپنی جنت میں داخل کرنے یا ثواب یا غنیمت کے ساتھ واپس گھر پہنچانے کی ضمانت دیتا ہے۔

(بخاری، کتاب التوحید، رقم ۷۴۶۳، ج ۴، ص ۵۶۳)

وف۱۵۳ یعنی رزقِ جنت جو کبھی منقطع نہ ہو۔

وف۱۵۴ وہاں ان کی ہر مراد پوری ہوگی اور کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی۔

شانِ نُزول: نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے بعض اصحاب نے عرض کیا یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے جو اصحاب شہید ہو گئے ہم جانتے ہیں کہ بارگاہِ الٰہی میں ان کے بڑے درجے ہیں اور ہم جہادوں میں حضور کے ساتھ رہیں گے لیکن اگر ہم آپ کے ساتھ رہے اور بے شہادت کے موت آئی تو آخرت میں ہمارے لئے کیا ہے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

وف۱۵۵ کوئی مؤمن ظلم کا مشرک سے۔

وف۱۵۶ ظالم کی طرف سے اس کو بے وطن کر کے۔

فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
اور دن کو لاتا ہے رات کے حصہ میں وف۱۵۹ اور اس لیے کہ اللہ سُنتا دیکھتا ہے یہ اس لیے وف۱۶۰ کہ اللہ ہی
هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ
حق ہے اور اس کے سوا جسے پوجتے ہیں وف۱۶۱ وہی باطل ہے اور اس لیے کہ اللہ ہی بلندی بڑائی
الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ
والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا تو صبح کو زمین وف۱۶۲
مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿ۚ۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ
ہریالی (سبز) ہوگئی بیشک اللہ پاک خبردار ہے اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
ع ۸/۱۵ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ
اور بیشک اللہ ہی بے نیاز سب خوبیوں سراہا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بس میں کردیا جو کچھ زمین میں ہے وف۱۶۳
وَ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى
اور کشتی کہ دریا میں اُس کے حکم سے چلتی ہے وف۱۶۴ اور وہ روکے ہوئے ہے آسمان کو کہ
الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَ هُوَ الَّذِيْۤ
زمین پر نہ گر پڑے مگر اس کے حکم سے بیشک اللہ آدمیوں پر بڑی مہر والا مہربان ہے وف۱۶۵ اور وہی ہے جس نے

وف۱۵۷ شانِ نُزول: یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی جو ماہِ محرّم کی اخیر تاریخوں میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں نے ماہِ مبارک کی حرمت کے خیال سے لڑنا نہ چاہا مگر مشرک نہ مانے اور انہوں نے قتال شروع کردیا مسلمان ان کے مقابل ثابت رہے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔

وف۱۵۸ یعنی مظلوم کی مدد فرمانا اس لئے ہے کہ اللہ جو چاہے اس پر قادر ہے اور اس کی قدرت کی نشانیاں ظاہر ہیں۔

وف۱۵۹ یعنی کبھی دن کو بڑھاتا رات کو گھٹاتا ہے اور کبھی رات کو بڑھاتا دن کو گھٹاتا ہے اس کے سوا کوئی اس پر قدرت نہیں رکھتا جو ایسا قدرت والا ہے وہ جس کی چاہے مدد فرمائے اور جسے چاہے غالب کرے۔

وف۱۶۰ یعنی اور یہ مدد اس لئے بھی ہے۔

وف۱۶۱ یعنی بُت۔

وف۱۶۲ سبزے سے۔

وف۱۶۳ جانور وغیرہ جن پر تم سوار ہوتے ہو اور جن سے تم کام لیتے ہو۔

اَحْیَاكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ
تمہیں زندہ کیا و۱۶۶ پھر تمہیں مارے گا و۱۶۷ پھر تمہیں جلائے گا و۱۶۸ بیشک آدمی بڑا ناشکرا ہے و۱۶۹ ہر امت کے

اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا یُنَازِعُنَّكَ فِی الْاَمْرِ
لیے و۱۷۰ ہم نے عبادت کے قاعدے بنادیے کہ وہ اُن پر چلے و۱۷۱ تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کریں و۱۷۲

وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۶۷﴾ وَ اِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ
اور اپنے رب کی طرف بلاؤ و۱۷۳ بیشک تم سیدھی راہ پر ہو اور اگر وہ تم سے جھگڑیں و۱۷۴ تو فرما دو کہ اللہ

اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ
خوب جانتا ہے تمہارے کوتک (تمہاری کرتوت) اللہ تم میں فیصلہ کردے گا قیامت کے دن جس بات میں

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ
اختلاف کررہے ہو و۱۷۵ کیا تو نے نہ جانا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک یہ سب ایک

و۱۶۴ تمہارے لئے اس کے چلانے کے واسطے ہوا اور پانی کو مسخر کیا۔

و۱۶۵ کہ اس نے ان کے لئے منفعتوں کے دروازے کھولے اور طرح طرح کی مضرتوں سے ان کو محفوظ کیا۔

و۱۶۶ بے جان نطفہ سے پیدا فرما کر۔

و۱۶۷ تمہاری عمریں پوری ہونے پر۔

و۱۶۸ روزِ بعث ثواب وعذاب کے لئے۔

و۱۶۹ کہ باوجود اتنی نعمتوں کے اس کی عبادت سے منہ پھیرتا ہے اور بے جان مخلوق کی پرستش کرتا ہے۔

و۱۷۰ اہلِ دین وملل میں سے۔

و۱۷۱ اور عامل ہو۔

و۱۷۲ یعنی امرِ دین میں یا ذبیحہ کے امر میں۔

شانِ نزول: یہ آیت بدیل ابن ورقاء اور بشر بن سفیان اور یزید ابنِ خنیس کے حق میں نازل ہوئی ان لوگوں نے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کیا سبب ہے جس جانور کو تم خود قتل کرتے ہو اسے تو کھاتے ہو اور جس کو اللہ مارتا ہے اس کو نہیں کھاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

و۱۷۳ اور لوگوں کو اس پر ایمان لانے اور اس کا دین قبول کرنے اور اس کی عبادت میں مشغول ہونے کی دعوت دو۔

و۱۷۴ باوجود تمہارے طرح دینے کے بھی۔

و۱۷۵ اور تم پر حقیقتِ حال ظاہر ہوجائے گی۔

كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ

کتاب میں ہے ف۱۷۶ بیشک یہ ف۱۷۷ اللہ پر آسان ہے ف۱۷۸ اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں ف۱۷۹ جن کی کوئی

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَ اِذَا

سند اس نے نہ اُتاری اور ایسوں کو جن کا خود انھیں کچھ علم نہیں ف۱۸۰ اور ستم گاروں کا ف۱۸۱ کوئی مددگار نہیں ف۱۸۲ اور جب

تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ

اُن پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں ف۱۸۳ تو تم ان کے چہروں پر بگڑنے کے آثار دیکھو گے جنھوں نے کفر کیا قریب

يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ

ہے کہ لپٹ پڑیں ان کو جو ہماری آیتیں ان پر پڑھتے ہیں تم فرما دو کیا میں تمھیں بتا دوں جو تمہارے

ع ۹ ۸ ۱۶ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ يٰۤاَيُّهَا

اس حال سے بھی ف۱۸۴ بدتر ہے وہ آگ ہے اللہ نے اس کا وعدہ دیا ہے کافروں کو اور کیا ہی بُری پلٹنے کی جگہ اے لوگو!

النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ

ایک کہاوت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو ف۱۸۵ وہ جنھیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ف۱۸۶ ایک مکھی نہ بنا سکیں گے

ف۱۷۶ یعنی لوحِ محفوظ میں۔

ف۱۷۷ یعنی ان سب کا علم یا تمام حوادث کا لوحِ محفوظ میں ثبت فرمانا۔

ف۱۷۸ اس کے بعد کُفّار کی جہالتوں کا بیان فرمایا جاتا ہے کہ وہ ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو عبادت کے مستحق نہیں۔

ف۱۷۹ یعنی بُتوں کو۔

ف۱۸۰ یعنی ان کے پاس اپنے اس فعل کی نہ کوئی دلیلِ عقلی ہے نہ نقلی محض جہل و نادانی سے گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور جو کسی طرح پُوجے جانے کے مستحق نہیں ان کو پُوجتے ہیں یہ شدید ظلم ہے۔

ف۱۸۱ یعنی مشرکین کا۔

ف۱۸۲ جو انہیں عذابِ الٰہی سے بچا سکے۔

ف۱۸۳ اور قرآنِ کریم انہیں سُنایا جائے جس میں بیانِ احکام اور تفصیلِ حلال و حرام ہے۔

ف۱۸۴ یعنی تمہارے اس غیظ و ناگواری سے بھی جو قرآنِ پاک سُن کر تم میں پیدا ہوتی ہے۔

ف۱۸۵ اور اس میں خوب غور کرو وہ کہاوت یہ ہے کہ تمہارے بُت۔

ف۱۸۶ ان کی عاجزی اور بے قدرتی کا یہ حال ہے کہ وہ نہایت چھوٹی سی چیز۔

يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا
اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہوجائیں ف۱۸۷ اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے ف۱۸۸ تو اس سے چھڑا نہ سکیں ف۱۸۹
يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ
کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا ف۱۹۰ اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی ف۱۹۱
قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ
بیشک اللہ قوت والا غالب ہے اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول ف۱۹۲ اور آدمیوں میں
النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ ج يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ
سے ف۱۹۳ بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے ف۱۹۴ اور سب کاموں کی رجوع
وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا
اللہ کی طرف ہے اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو ف۱۹۵ اور اپنے رب کی بندگی کرو ف۱۹۶

ف۱۸۷ تو عاقل کو کب شایاں ہے کہ ایسے کو معبود ٹھہرائے ایسے کو پُوجنا اور اِلٰہ قرار دینا کتنا انتہا درجہ کا جہل ہے۔

ف۱۸۸ وہ شہد و زعفران وغیرہ جو مشرکین بُتوں کے منہ اور سروں پر ملتے ہیں جس پر مکھیاں بھنکتی ہیں۔

ف۱۸۹ ایسے کو خدا بنانا اور معبود ٹھہرانا کتنا عجیب اور عقل سے دور ہے۔

ف۱۹۰ چاہنے والے سے بُت پرست اور چاہے ہوئے سے بُت مراد ہے یا چاہنے والے سے مکھی مراد ہے جو بُت پر سے شہد و زعفران کی طالب ہے اور مطلوب سے بُت اور بعض نے کہا کہ طالب سے بُت مراد ہے اور مطلوب سے مکھی۔

ف۱۹۱ اور اس کی عظمت نہ پہچانی جنہوں نے ایسوں کو خدا کا شریک کیا جو مکھی سے بھی کمزور ہیں معبود وہی ہے جو قدرتِ کاملہ رکھے۔

ف۱۹۲ مثل جبریل و میکائیل وغیرہ کے۔

ف۱۹۳ مثل حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ و حضرت سیدِ عالم صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم وسلامہ کے۔

شانِ نزول: یہ آیت ان کُفّار کے رد میں نازل ہوئی جنہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہوسکتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ مالک ہے جسے چاہے اپنا رسول بنائے وہ انسانوں میں سے بھی رسول بناتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی جنہیں چاہے۔

ف۱۹۴ یعنی امورِ دنیا کو بھی اور امورِ آخرت کو بھی یا ان کے گزرے ہوئے اعمال کو بھی اور آئندہ کے احوال کو بھی۔

ف۱۹۵ اپنی نمازوں میں اسلام کے اوّل عہد میں نماز بغیر رکوع و سجود کے تھی پھر نماز میں رکوع و سجود کا حکم فرمایا گیا۔

السجدة عند الشافعی

وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ
اور بھلے کام کرو وے۱۹ اس اُمید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے
جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ
جہاد کرنے کا و۱۹۸ اُس نے تمہیں پسند کیا و۱۹۹ اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی ف۲۰۰ تمہارے باپ ابراہیم کا دین و۲۰۱
اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ
اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و
شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا
گواہ ہو و۲۰۲ اور تم اور لوگوں پر گواہی دو و۲۰۳ تو نماز برپا رکھو و۲۰۴ اور
ع ۱۰ ۱۷ الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾ ع
زکوٰۃ دو اور اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو و۲۰۵ وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار

و۱۹۶ یعنی رکوع و سجود خاص اللہ کے لئے ہوں اور عبادت میں اخلاص اختیار کرو۔

و۱۹۷ صلہ رحمی و مکارمِ اخلاق وغیرہ نیکیاں۔

و۱۹۸ یعنی نیتِ صادقہ خالصہ کے ساتھ اعلاءِ دین کے لئے۔

و۱۹۹ اپنے دین و عبادت کے لئے۔

ف۲۰۰ بلکہ ضرورت کے موقعوں پر تمہارے لئے سہولت کر دی جیسے کہ سفر میں نماز کا قصر اور روزے کے افطار کی اجازت اور پانی نہ پانے یا پانی کے ضرر کرنے کی حالت میں غسل اور وضو کی جگہ تیمم تو تم دین کی پیروی کرو۔

و۲۰۱ جو دینِ محمدی میں داخل ہے۔

و۲۰۲ روزِ قیامت کہ تمہارے پاس خدا کا پیام پہنچا دیا۔

و۲۰۳ کہ انہیں ان رسولوں نے احکامِ خداوندی پہنچا دیئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ عزت و کرامت عطا فرمائی۔

و۲۰۴ اس پر مداومت کرو۔

و۲۰۵ اور اس کے دین پر قائم رہو۔

۱۸ الجزء

ایاتھا ۱۱۸ ۲۳ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۷۴ رکوعاتھا ۶

سورۃ مومنون مکّی ہے اس میں ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا وا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ

بیشک مُراد کو پہنچے ایمان والے وا ب جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں و۲ اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف

عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ

التفات نہیں کرتے و۳ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں و۴ اور وہ جو اپنی

وا سورۂ مؤمنون مکیّہ ہے، اس میں چھ ۶ رکوع اور ایک سو اٹھارہ آیتیں ہیں اور ایک ہزار آٹھ سو چالیس ۱۸۴۰ کلمے اور چار ہزار آٹھ سو دو حرف ہیں۔

وا ب حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس میں ایسی چیزیں پیدا کیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ پھر اسے فرمایا، کلام کر تو اس نے یہ آیت پڑھی۔

(المعجم الاوسط، رقم ۵۵۱۸، ج ۴، ص ۱۴۷)

و۲ ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا ہے اور ان کے اعضا ساکن ہوتے ہیں۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس میں دل لگا ہوا اور دنیا سے توجہ ہٹی ہوئی ہو اور نظر جائے نماز سے باہر نہ جائے اور گوشۂ چشم سے کسی طرف نہ دیکھے اور کوئی عبث کام نہ کرے اور کوئی کپڑا شانوں پر نہ لٹکائے اس طرح کہ اس کے دونوں کنارے لٹکتے ہوں اور آپس میں ملے نہ ہوں اور انگلیاں نہ چٹخائے اور اس قسم کے حرکات سے باز رہے۔ بعض نے فرمایا کہ خشوع یہ ہے کہ آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائے۔

و۳ ہر لہو و باطل سے مُجتنِب رہتے ہیں۔

و۴ یعنی اس کے پابند ہیں اور مداومت کرتے ہیں۔

و۴ ب سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اے قریش کے جوانو! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، زنا مت کرو، جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اس کے لئے جنت ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب من الزنا، رقم ۴۰، ج ۳، ص ۱۹۴)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ

شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ۵ مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مِلک ہیں کہ اُن پر کوئی ملامت

مَلُوْمِیْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَ الَّذِیْنَ هُمْ

نہیں وہ۵ تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں وہ۶ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی

لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝۹

رعایت کرتے ہیں وہ۷ اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں وہ۸

اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱

یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۝۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ

اور بیشک ہم نے آدمی کو چُنی (انتخاب کی) ہوئی مٹی سے بنایا وہ۹ پھر اُسے وہ۱۰ پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں وہ۱۱

وآلہ وسلّم نے فرمایا، عورت جب پانچوں نمازیں ادا کرے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، رقم ۴۱۵۱، ج۶، ص ۱۸۴)

وہ۵ اپنی بی بیوں اور باندیوں کے ساتھ جائز طریقے پر قربت کرنے میں۔

وہ۶ کہ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے ہیں۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ سے قضائے شہوت کرنا حرام ہے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک اُمّت کو عذاب کیا جو اپنی شرمگاہوں سے کھیل کرتے تھے۔

وہ۷ خواہ وہ امانتیں اللہ کی ہوں یا خَلق کی اور اسی طرح عہد خدا کے ساتھ ہوں یا مخلوق کے ساتھ سب کی وفا لازم ہے۔

علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی ہر قسم کی ذمہ داری جو انسان اپنے ذمہ لیتا ہے، خواہ اس کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے، گفتار سے ہو یا کردار سے، اس کا پورا کرنا مسلمان کی امتیازی شان ہے۔

(تفسیر قرطبی، ج ۱۲، ص ۹۹، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

وہ۸ اور انہیں ان کے وقتوں میں ان کے شرائط و آداب کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور فرائض و واجبات اور سنن و نوافل سب کی نگہبانی رکھتے ہیں۔

وہ۹ مفسّرین نے فرمایا کہ انسان سے مراد یہاں حضرت آدم ہیں۔

مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ

پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر اُن

عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ

ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اَور صورت میں اُٹھان دی و۱۲ تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر

الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بنانے والا پھر اُس کے بعد تم ضرور و۱۳ مرنے والے ہو پھر تم سب قیامت کے دن و۱۴ اُٹھائے جاؤ گے

تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖۗ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ

اور بیشک ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں و۱۵ اور ہم خلق سے بے خبر

غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖۗ وَ اِنَّا

نہیں و۱۶ اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا و۱۷ ایک اندازہ پر و۱۸ پھر اُسے زمین میں ٹھہرایا اور بیشک ہم

عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ وقف لازم

اس کے لے جانے پر قادر ہیں و۱۹ تو اُس سے ہم نے تمہارے باغ پیدا کئے کھجوروں اور انگوروں کے تمہارے لیے اُن

فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ

میں بہت سے میوے ہیں و۲۰ اور اُن میں سے کھاتے ہو و۲۱ اور وہ پیڑ پیدا کیا کہ طور سینا سے نکلتا ہے و۲۲ لے کر اُگتا ہے

و۱۰ یعنی اس کی نسل کو۔

و۱۱ یعنی رحم میں۔

و۱۲ یعنی اس میں روح ڈالی، اس بے جان کو جان دار کیا، نُطق اور سمع اور بصر عنایت کی۔

و۱۳ اپنی عمریں پوری ہونے پر۔

و۱۴ حساب و جزا کے لئے۔

و۱۵ ان سے مراد سات آسمان ہیں جو ملائکہ کے چڑھنے اترنے کے رستے ہیں۔

و۱۶ سب کے اعمال، اقوال، ضمائر کو جانتے ہیں کوئی چیز ہم سے چھپی نہیں۔

و۱۷ یعنی مینہ برسایا۔

و۱۸ جتنا ہمارے علم و حکمت میں خَلق کی حاجتوں کے لئے چاہیئے۔

و۱۹ جیسا اپنی قدرت سے نازِل فرمایا ایسا ہی اس پر بھی قادر ہیں کہ اس کو زائل کر دیں تو بندوں کو چاہیے کہ اس نعمت

تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ وَ صِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنَّ لَكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ؕ نُسۡقِيۡكُمۡ
تیل اور کھانے والوں کے لیے سالن و۲۳ اور بیشک تمہارے لیے چوپاؤں میں سمجھنے کا مقام ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں
مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهَا وَ لَـكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ كَثِيۡرَةٌ وَّ مِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ﴿۲۱﴾ وَعَلَيۡهَا
اس میں سے جو اُن کے پیٹ میں ہے و۲۴ اور تمہارے لیے اُن میں بہت فائدے ہیں و۲۵ اور ان سے تمہاری خوراک و۲۶
وَعَلَى الۡـفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿۲۲﴾ ع وَ لَـقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ ع ۲۲
ہے اور ان پر و۲۷ اور کشتی پر و۲۸ سوار کئے جاتے ہو اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اُس نے کہا اے میری
اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الۡمَلَؤُا الَّذِيۡنَ
قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں و۲۹ تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے

کی شکر گزاری سے حفاظت کریں۔

و۲۰ طرح طرح کے۔

و۲۱ جاڑے اور گرمی وغیرہ موسموں میں اور عیش کرتے ہو۔

و۲۲ اس درخت سے مراد زیتون ہے۔

زیتون ایک بڑی برکتوں والا درخت ہے یوں تو ہر جگہ یہ درخت بغیر کسی محنت اور پرورش کے ہوتا ہے لیکن خاص طور پر ملک شام اور عام طور پر ملک عرب میں بکثرت پایا جاتا ہے اور ان مقامات پر اس کا تیل بھی لوگ کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں گوشت اور مچھلی بھی اسی تیل میں تل کر لوگ کھاتے ہیں۔ اس کے تیل کو عربی میں زیت کہتے ہیں اور یہ تیل بیچنے والا زیات کہلاتا ہے۔ اگر مل سکے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ تبرکاً اس کا استعمال کریں کیونکہ قرآن میں اس کو مبارک درخت فرمایا گیا ہے اور ستر انبیاء کرام نے اس میں برکت کے لئے دعائیں فرمائی ہیں۔ لہٰذا اس کے بابرکت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور جب بابرکت چیز ہے تو اس میں یقیناً فوائد ومنافع بھی بہت زیادہ ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

و۲۳ یہ اس میں عجیب صفت ہے کہ وہ تیل بھی ہے کہ منافع اور فوائد تیل کے اس سے حاصل کئے جاتے ہیں، جلایا بھی جاتا ہے، دوا کے طریقہ پر بھی کام میں لایا جاتا ہے اور سالن کا بھی کام دیتا ہے کہ تنہا اس سے روٹی کھائی جاسکتی ہے۔

و۲۴ یعنی دودھ خوشگوار موافقِ طبع جو لطیف غذا ہوتا ہے۔

و۲۵ کہ ان کے بال، کھال، اُون وغیرہ سے کام لیتے ہو۔

و۲۶ کہ انہیں ذبح کر کے کھا لیتے ہو۔

و۲۷ خشکی میں۔

و۲۸ دریاؤں میں۔

كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ

کفر کیا بولے ف۳۰ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے ف۳۱ اور اللہ چاہتا ف۳۲

شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۚ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ

تو فرشتے اُتارتا ہم نے تو یہ اگلے باپ داداؤں میں نہ سنا ف۳۳ وہ تو نہیں مگر ایک

اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا

دیوانہ مرد تو کچھ زمانہ تک اس کا انتظار کئے رہو ف۳۴ نوح نے عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما ف۳۵ اس پر کہ

كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا

انھوں نے مجھے جھٹلایا تو ہم نے اُسے وحی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے ف۳۶ اور ہمارے حکم سے کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم آئے

وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ

ف۳۷ اور تنور اُبلے ف۳۸ تو اس میں بٹھالے ف۳۹ ہر جوڑے میں سے دو ف۴۰ اور اپنے گھر والے ف۴۱ مگر ان میں سے وہ جن

ف۲۹ اس کے عذاب کا جو اس کے سوا اوروں کو پوجتے ہو۔

ف۳۰ اپنی قوم کے لوگوں سے کہ۔

ف۳۱ اور تمہیں اپنا تابع بنائے۔

ف۳۲ کہ رسول بھیجے اور مخلوق پرستی کی مُمانعت فرمائے۔

ف۳۳ کہ بشر بھی رسول ہوتا ہے۔ یہ ان کی کمال حماقت تھی کہ بشر کا رسول ہونا تو تسلیم نہ کیا پتھروں کو خدا مان لیا اور انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت یہ بھی کہا۔

ف۳۴ تا آنکہ اس کا جنون دور ہو، ایسا ہوا تو خیر ورنہ اس کو قتل کر ڈالنا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہوئے اور ان کے ہدایت پانے کی امید نہ رہی تو حضرت۔

ف۳۵ اور اس قوم کو ہلاک کر۔

ف۳۶ یعنی ہماری حمایت و حفاظت میں۔

ف۳۷ ان کی ہلاکت کا اور آثارِ عذاب نمودار ہوں۔

ف۳۸ اور اس میں سے پانی برآمد ہو تو یہ علامت ہے عذاب کے شروع ہونے کی۔

ف۳۹ یعنی کشتی میں حیوانات کے۔

ف۴۰ نر اور مادہ۔

ف۴۱ یعنی اپنی مؤمنہ بی بی اور ایماندار اولاد یا تمام مؤمنین۔

عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ۝٢٧

پر بات پہلے پڑ چکی ف۴۲ اور ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کرنا ف۴۳ یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے

فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا

پھر جب ٹھیک بیٹھ لے کشتی پر تو اور تیرے ساتھ والے تو کہہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ان ظالموں

مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝٢٨ وَقُلْ رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ

سے نجات دی اور عرض کر ف۴۴ کہ اے میرے رب مجھے برکت والی جگہ اُتار اور تو سب سے بہتر اُتارنے والا ہے

الْمُنْزِلِينَ ۝٢٩ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝٣٠ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ

بیشک اس میں ف۴۵ ضرور نشانیاں ہیں ف۴۶ اور بیشک ضرور ہم جانچنے والے تھے ف۴۷ پھر ان کے ف۴۸ بعد ہم نے

بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝٣١ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا

اور سنگت (قوم) پیدا کی ف۴۹ تو اُن میں ایک رسول اُنھیں میں سے بھیجا ف۵۰ کہ اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں

لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝٣٢ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا ع ۲ ۱۰ ۲

تو کیا تمہیں ڈر نہیں ف۵۱ اور بولے اس قوم کے سردار جنھوں نے کفر کیا

ف۴۲ اور کلامِ ازلی میں ان کا عذاب و ہلاک معیّن ہو چکا۔ وہ آپ کا ایک بیٹا تھا کنعان نام اور ایک عورت کہ یہ دونوں کافر تھے۔ آپ نے اپنے تین فرزندوں سام، حام، یافث اور ان کی بی بیوں کو اور دوسرے مؤمنین کو سوار کیا، کل لوگ جو کشتی میں تھے ان کی تعداد اٹھتر ۷۸ تھی نصف مرد اور نصف عورتیں۔

ف۴۳ اور ان کے لئے نجات نہ طلب کرنا، دعا نہ فرمانا۔

ف۴۴ کشتی سے اترتے وقت یا اس میں سوار ہوتے وقت۔

ف۴۵ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے میں اور اس میں جو دشمنانِ حق کے ساتھ کیا گیا۔

ف۴۶ اور عبرتیں اور نصیحتیں اور قدرتِ الٰہی کے دلائل ہیں۔

ف۴۷ اس قوم کے حضرت نوح علیہ السلام کو اس میں بھیج کر اور ان کو وعظ و نصیحت پر مامور فرما کرتا کہ ظاہر ہو جائے کہ نُزولِ عذاب سے پہلے کون نصیحت قبول کرتا اور تصدیق و اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمان تکذیب و مخالفت پر مُصِر رہتا ہے۔

ف۴۸ یعنی قومِ نوح کے عذاب و ہلاک کے۔

ف۴۹ یعنی عاد قومِ ہود۔

ف۵۰ یعنی ہود علیہ السلام اور ان کی معرفت اس قوم کو حکم دیا۔

وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ
اور آخرت کی حاضری وا۵۲ کو جھٹلایا اور ہم نے اُنھیں دنیا کی زندگی میں چین دیا وا۵۳ کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی
مِّثْلُكُمْۙ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ یَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَىٕنْ اَطَعْتُمْ
جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اُسی میں سے پیتا ہے وا۵۴ اور اگر تم کسی اپنے جیسے
بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَۙ ﴿۳۴﴾ اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَ كُنْتُمْ تُرَابًا وَّ
آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو کیا تمہیں یہ وعدہ دیتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے اس
عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِیَ اِلَّا
کے بعد پھر وا۵۵ نکالے جاؤ گے کتنی دُور ہے کتنی دُور ہے جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وا۵۶ وہ تو نہیں مگر
حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ
ہماری دنیا کی زندگی وا۵۷ کہ ہم مرتے جیتے ہیں وا۵۸ اور ہمیں اٹھنا نہیں وا۵۹ وہ تو نہیں مگر ایک مرد
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّ مَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا
جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا وا۶۰ اور ہم اُسے ماننے کے نہیں وا۶۱ عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما اس پر کہ انھوں نے

وا۵۱ اس کے عذاب کا کہ شرک چھوڑو اور ایمان لاؤ۔

وا۵۲ اور وہاں کے ثواب و عذاب وغیرہ۔

وا۵۳ یعنی بعض کُفّار جنہیں اللہ تعالیٰ نے فراخیٔ عیش اور نعمتِ دنیا عطا فرمائی تھی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نسبت اپنی قوم کے لوگوں سے کہنے لگے۔

وا۵۴ یعنی یہ اگر نبی ہوتے تو ملائکہ کی طرح کھانے پینے سے پاک ہوتے۔ ان باطن کے اندھوں نے کمالاتِ نبوّت کو نہ دیکھا اور کھانے پینے کے اوصاف دیکھ کر نبی کو اپنی طرح بشر کہنے لگے، یہ بنیاد ان کی گمراہی کی ہوئی چنانچہ اسی سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ آپس میں کہنے لگے۔

وا۵۵ قبروں سے زندہ۔

وا۵۶ یعنی انہوں نے مرنے کے بعد زندہ ہونے کو بہت بعید جانا اور سمجھا کہ ایسا کبھی ہونے والا ہی نہیں اور اسی خیالِ باطل کی بنا پر کہنے لگے۔

وا۵۷ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اس دنیوی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں صرف اتنا ہی ہے۔

وا۵۸ کہ ہم میں کوئی مرتا ہے، کوئی پیدا ہوتا ہے۔

كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

مجھے جھٹلایا اللہ نے فرمایا کہ کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے پچھتاتے ہوئے ف۶۲ تو انھیں آلیا سچی چنگھاڑ نے ف۶۳

بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ

تو ہم نے انھیں گھاس کوڑا کر دیا ف۶۴ تو دُور ہوں ف۶۵ ظالم لوگ پھر ان کے بعد ہم نے اور سنگتیں (قومیں)

قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ

پیدا کیں ف۶۶ کوئی اُمت اپنی میعاد سے نہ پہلے جائے نہ پیچھے رہے ف۶۷ پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے ایک

اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ

پیچھے دوسرا جب کسی اُمت کے پاس اس کا رسول آیا انھوں نے اسے جھٹلایا ف۶۸ تو ہم نے اگلوں سے پچھلے ملا دیے ف۶۹

بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

اور انھیں کہانیاں کر ڈالا ف۷۰ تو دُور ہوں وہ لوگ کہ ایمان نہیں لاتے پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے

ف۵۹ مرنے کے بعد اور اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت انہوں نے یہ کہا۔

ف۶۰ کہ اپنے آپ کو اس کا نبی بتایا اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کی خبر دی۔

ف۶۱ پیغمبر علیہ السلام جب ان کے ایمان سے مایوس ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ قوم انتہائی سرکشی پر ہے تو ان کے حق میں بددعا کی اور بارگاہِ الٰہی میں۔

ف۶۲ اپنے کُفر و تکذیب پر جب کہ عذابِ الٰہی دیکھیں گے۔

ف۶۳ یعنی وہ عذاب و ہلاک میں گرفتار کئے گئے۔

ف۶۴ یعنی وہ ہلاک ہو کر گھاس کوڑے کی طرح ہو گئے۔

ف۶۵ یعنی خدا کی رحمت سے دور ہوں انبیاء کی تکذیب کرنے والے۔

ف۶۶ مثل قومِ صالح اور قومِ لوط اور قومِ شعیب وغیرہ کے۔

ف۶۷ جس کے لئے ہلاک کا جو وقت مقرر ہے وہ ٹھیک اسی وقت ہلاک ہو گی اس میں کچھ بھی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔

ف۶۸ اور اس کی ہدایت کو نہ مانا اور اس پر ایمان نہ لائے۔

ف۶۹ اور بعد والوں کو پہلوں کی طرح ہلاک کر دیا۔

ف۷۰ کہ بعد والے افسانہ کی طرح ان کا حال بیان کیا کریں اور ان کے عذاب و ہلاک کا بیان سببِ عبرت ہو۔

وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ۬ بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۙ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ىٕهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا

بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند و۱ے کے ساتھ بھیجا فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انھوں نے غرور کیا و۲ے

وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَ قَوْمُهُمَا لَنَا

اور وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے و۳ے تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر و۴ے اور ان کی قوم ہماری بندگی

عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ ﴿۴۸﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

کررہی ہے و۵ے تو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کئے ہوؤں میں ہوگئے و۶ے اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی

لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰیَةً وَّ اٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ

و۷ے کہ ان کو و۸ے ہدایت ہو اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو و۹ے نشانی کیا اور انھیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین و۱۰ے جہاں

و۱ے مثل عصا و یدِ بیضا وغیرہ معجزات۔

و۲ے اور اپنے تکبّر کے باعث ایمان نہ لائے۔

و۳ے بنی اسرائیل پر اپنے ظلم و ستم سے جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے انہیں ایمان کی دعوت دی۔

و۴ے یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون پر۔

و۵ے یعنی بنی اسرائیل ہمارے زیرِ فرمان ہیں تو یہ کیسے گوارا ہو کہ اسی قوم کے دو ۲ آدمیوں پر ایمان لا کر ان کے مطیع بن جائیں۔

اس جیسی تمام آیتوں میں فرمایا گیا کہ پیغمبر کو بشر کہنا اولاً شیطان کا کام تھا پھر ہمیشہ کفار نے کہا مومنوں نے یہ کبھی نہ کہا اور ان کفار کے کفر کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے برابری کے دعویدار ہو کر انہیں اپنی طرح بشر کہتے تھے۔

نوٹ ضروری: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بارہا اپنی بندگی اور بشریت کا اعلان کرنا اس لئے تھا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام میں دو معجزے دیکھ کر انہیں خدا کا بیٹا کہہ دیا، ایک تو ان کا بغیر باپ پیدا ہونا اور دوسرے مردے زندہ کرنا مسلمانوں نے صدہا معجزے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھے، چاند پھٹتا ہوا۔ سورج لوٹتا ہوا دیکھا کنکر کلمہ پڑھتے دیکھے انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے دیکھے۔ اندیشہ تھا کہ وہ بھی حضور کو خدا یا خدا کا بیٹا کہہ دیں۔ اس احتیاط کے لئے بار بار اپنی بشریت کا اعلان فرمایا۔

و۶ے اور غرق کرڈالے گئے۔

و۷ے یعنی توریت شریف فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد۔

و۸ے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو۔

و۹ے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرما کر اپنی قدرت کی۔

ع ۱۸/۳ ۳ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ۠ ﴿۵۰﴾ یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًاؕ

بسنے کا مقام و۸۱ اور نگاہ کے سامنے بہتا پانی اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ و۸۲ اور اچھا کام کرو

اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌؕ ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ

میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں و۸۳ اور بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے و۸۴ اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ

فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًاؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ

سے ڈرو تو اُن کی امتوں نے اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا و۸۵ ہر گروہ جو اس کے

فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۵۴﴾ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ

پاس ہے اس پر خوش ہے و۸۶ تو تم اُن کو چھوڑ دو ان کے نشہ میں و۸۷ ایک وقت تک و۸۸ کیا یہ خیال کررہے ہیں کہ وہ جو ہم

و۸۰ اس سے مراد یا بیت المقدس ہے یا دمشق یا فلسطین، کئی قول ہیں۔

و۸۱ یعنی زمین ہموار، فراخ، پھلوں والی جس میں رہنے والے بآسائش بسر کرتے ہیں۔

و۸۲ یہاں پیغمبروں سے مراد یا تمام رسول ہیں اور ہر ایک رسول کو ان کے زمانہ میں یہ ندا فرمائی گئی یا رسولوں سے مرادخاص سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یا حضرت عیسٰی علیہ السلام، کئی قول ہیں۔

و۸۳ ان کی جزاء عطا فرماؤں گا۔

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حکمت نشان ہے: جو شخص چالیس دن تک حلال رزق کھائے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے دل کو روشن کر دیتا ہے اور اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری فرما دیتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُسے دنیا میں پرہیزگاری عطا فرماتا ہے۔

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبیِّ اَکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے دعا کریں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ مجھے مُستَجَابُ الدَّعْوَات بنا دے۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَطِبْ طُعْمَتَكَ تُسْتَجَبْ دَعْوَتُكَ ترجمہ: اپنے کھانے کو پاکیزہ بناؤ تمہاری دعا قبول ہوگی۔
(المعجم الاوسط، الحدیث ۶۴۹۵، ج ۵، ص ۳۴)

و۸۴ یعنی اسلام۔

و۸۵ اور فرقے فرقے ہوگئے یہودی، نصرانی، مجوسی وغیرہ۔

و۸۶ اور اپنے ہی آپ کو حق پر جانتا ہے اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے اس طرح ان کے درمیان دینی اختلافات ہیں، اب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے۔

مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ

ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے ف۸۹ یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں ف۹۰ بلکہ اُنھیں خبر نہیں ف۹۱ بیشک

الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

وہ جو اپنے رب کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں ف۹۲ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا

ایمان لاتے ہیں ف۹۳ اور وہ جو اپنے رب کا کوئی شریک نہیں کرتے اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں ف۹۴ اور اُن کے دل

وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ

ڈر رہے ہیں یوں کہ اُن کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے ف۹۵ یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی سب سے پہلے انھیں

وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ

پہنچے ف۹۶ اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے کہ حق بولتی ہے ف۹۷

ف۸۷ یعنی ان کے کُفر وضلال اور ان کی جہالت وغفلت میں۔

ف۸۸ یعنی ان کی موت کے وقت تک۔

ف۸۹ دنیا میں۔

ف۹۰ اور ہماری یہ نعمتیں ان کے اعمال کی جزاء ہیں یا ہمارے راضی ہونے کی دلیل ہیں، ایسا خیال کرنا غلط ہے واقعہ یہ نہیں ہے۔

ف۹۱ کہ ہم انہیں ڈھیل دے رہے ہیں۔

ف۹۲ انہیں اس کے عذاب کا خوف ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مؤمن نیکی کرتا ہے اور خدا سے ڈرتا ہے اور کافر بدی کرتا ہے اور نڈر رہتا ہے۔

ف۹۳ اور اس کی کتابوں کو مانتے ہیں۔

ف۹۴ زکوٰۃ وصدقات یا یہ معنیٰ ہیں کہ اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں۔

ف۹۵ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا اس آیت میں ان لوگوں کا بیان ہے جو شرابیں پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ فرمایا اے صدیق کی نور دیدہ ایسا نہیں یہ ان لوگوں کا بیان ہے جو روزے رکھتے ہیں، صدقے دیتے ہیں اور ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ اعمال نامقبول نہ ہوجائیں۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، الحدیث: ۲۵۳۱۸، ج۹ص ۵۰۵، بدون الرجل)

بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ

اوران پر ظلم نہ ہوگا ف۹۸ بلکہ اُن کے دل اس سے ف۹۹ غفلت میں ہیں اور اُن کے کام

مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ

اُن کاموں سے جدا ہیں ف۱۰۰ جنھیں وہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے امیروں کو عذاب میں پکڑا ف۱۰۱

اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ

توجبھی وہ فریاد کرنے لگے ف۱۰۲ آج فریاد نہ کرو ہماری طرف سے تمہاری مدد نہ ہوگی بیشک میری آیتیں ف۱۰۳ تم پر پڑھی جاتی

اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا

تھیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل اُلٹے پلٹتے تھے ف۱۰۴ خدمت حرم پر بڑائی مارتے ہو ف۱۰۵ رات کو وہاں بیہودہ کہانیاں

تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ

بکتے ف۱۰۶ حق کو چھوڑے ہوئے ف۱۰۷ کیا انھوں نے بات کو سوچا نہیں ف۱۰۸ یا اُن کے پاس وہ آیا جو ان کے باپ دادا کے

(جامع ترمذی ص ۴۵۵، ابواب التفسیر)

ف۹۶ یعنی نیکیوں کو، معنٰی یہ ہیں کہ وہ نیکیوں اور اُمّتوں پر سبقت کرتے ہیں۔

(ب) طاقت بھر

اللہ ورسول عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا کوئی بھی حُکم ایسا نہیں جو مسلمان پر اُس کی طاقت سے زائد ہو۔

ف۹۷ اس میں ہر شخص کا عمل مکتوب ہے اور وہ لوحِ محفوظ ہے۔

ف۹۸ نہ کسی کی نیکی گھٹائی جائے گی نہ بدی بڑھائی جائے گی، اس کے بعد کُفّار کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

ف۹۹ یعنی قرآن شریف سے۔

ف۱۰۰ جو ایمانداروں کے ذکر کئے گئے۔

ف۱۰۱ اور وہ روز بروز تہ تیغ کئے گئے اور ایک قول یہ ہے کہ اس عذاب سے مراد فاقوں اور بھوک کی وہ مصیبت ہے جو سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے ان پر مسلّط کی گئی تھی اور اس قحط سے ان کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ وہ کتّے اور مردار تک کھا گئے تھے۔

ف۱۰۲ اب ان کا جواب یہ ہے کہ۔

ف۱۰۳ یعنی آیاتِ قرآنِ مجید۔

ف۱۰۴ اور ان آیات کو نہ مانتے تھے اور ان پر ایمان نہ لاتے تھے۔

ف۱۰۵ اور یہ کہتے ہوئے کہ ہم اہلِ حرم ہیں اور بیت اللہ کے ہمسایہ ہیں، ہم پر کوئی غالب نہ ہوگا ہمیں کسی کا خوف نہیں۔

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ

پاس نہ آیا تھا ف۱۰۶ یا اُنھوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا ف۱۰۷ تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں ف۱۱۰ یا کہتے ہیں اُسے سودا ہے ف۱۱۲

جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ

بلکہ وہ تو اُن کے پاس حق لائے ف۱۱۳ اور اُن میں اکثر کو حق بُرا لگتا ہے ف۱۱۴ اور اگر حق ف۱۱۵ اُن کی خواہشوں کی پیروی کرتا

ف۱۰۶ کعبۂ معظّمہ کے گرد جمع ہو کر اور ان کہانیوں میں اکثر قرآن پاک پر طعن اور اس کو سحر اور شعر کہنا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بے جا باتیں کہنا ہوتا تھا۔

ف۱۰۷ یعنی نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ پر ایمان لانے کو اور قرآنِ کریم کو۔

ف۱۰۸ یعنی قرآنِ پاک میں غور نہیں کیا اور اس کے اعجاز پر نظر نہیں ڈالی جس سے انہیں معلوم ہوتا کہ یہ کلام حق ہے اس کی تصدیق لازم ہے اور جو کچھ اس میں ارشاد فرمایا گیا وہ سب حق اور واجب التسلیم ہے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق وحقانیت پر اس میں دلالاتِ واضحہ موجود ہیں۔

ف۱۰۹ یعنی رسول کا تشریف لانا ایسی نرالی بات نہیں ہے جو کبھی پہلے عہد میں ہوئی ہی نہ ہو اور وہ یہ کہہ سکیں کہ ہمیں خبر ہی نہ تھی کہ خدا کی طرف سے رسول آیا بھی کرتے ہیں، کبھی پہلے کوئی رسول آیا ہوتا اور ہم نے اس کا تذکرہ سنا ہوتا تو ہم کیوں اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانتے، یہ عذر کرنے کا موقع بھی نہیں ہے کیونکہ پہلی اُمتوں میں رسول آچکے ہیں اور خدا کی کتابیں نازِل ہو چکی ہیں۔

ف۱۱۰ اور حضور کی عمر شریف کے جملہ احوال کو نہ دیکھا اور آپ کے نسبِ عالی اور صدق و امانت اور وفورِ عقل وحسنِ اخلاق اور کمالِ حلم اور وفا و کرم و مُروّت وغیرہ پاکیزہ اخلاق ومحاسنِ صفات اور بغیر کسی سے سیکھے آپ کے علم میں کامل اور تمام جہان سے اعلم اور فائق ہونے کو نہ جانا کیا ایسا ہے؟

ف۱۱۱ حقیقت میں یہ بات تو نہیں بلکہ وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کے اوصاف وکمالات کو خوب جانتے ہیں اور آپ کے برگزیدہ صفات شہرۂ آفاق ہیں۔

ف۱۱۲ یہ بھی سراسر غلط اور باطل ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آپ جیسا دانا اور کامل العقل شخص ان کے دیکھنے میں نہیں آیا۔

ف۱۱۳ یعنی قرآنِ کریم جو توحیدِ الٰہی واحکامِ دین پر مشتمل ہے۔

ف۱۱۴ کیونکہ اس میں ان کے خواہشاتِ نفسانیہ کی مخالفت ہے اس لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صفات وکمالات کو جاننے کے باوجود حق کی مخالفت کرتے ہیں۔ اکثر کی قید سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حال ان میں بیشتر لوگوں کا ہے چنانچہ بعض ان میں ایسے بھی تھے جو آپ کو حق پر جانتے تھے اور حق انہیں بُرا بھی نہیں لگتا تھا لیکن وہ اپنی قوم کی موافقت یا اُن کے طعن وتشنیع کے خوف سے ایمان نہ لائے جیسے کہ ابو طالب۔

اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

و۱۱۶ توضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہوجاتے و۱۱۷ بلکہ ہم تو اُن کے پاس وہ چیز لائے

بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ؕ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ

و۱۱۸ جس میں ان کی ناموری تھی تو وہ اپنی عزت سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں کیا تم اُن سے کچھ اجرت مانگتے ہو و۱۱۹ تو

خَيْرٌ ۖۗ وَّ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَ اِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَ

تمہارے رب کا اجر سب سے بھلا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا و۱۲۰ اور بیشک تم انھیں سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہو

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَ لَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَ

و۱۲۱ اور بیشک جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ضرور سیدھی راہ سے و۱۲۲ کترائے ہوئے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو

كَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ

مصیبت و۱۲۳ ان پر پڑی ہے ٹال دیں تو ضرور بھٹ پنا (احسان فراموشی) کریں گے اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے و۱۲۴ اور بیشک

و۱۱۵ یعنی قرآن شریف۔

و۱۱۶ اس طرح کہ اس میں وہ مضامین مذکور ہوتے جن کی کُفّار خواہش کرتے ہیں جیسے کہ چند خدا ہونا اور خدا کے بیٹا اور بیٹیاں ہونا وغیرہ کُفریات۔

و۱۱۷ اور تمام عالم کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔

و۱۱۸ یعنی قرآنِ پاک۔

و۱۱۹ انہیں ہدایت کرنے اور راہِ حق بتانے پر۔ ایسا تو نہیں اور وہ کیا ہیں اور آپ کو کیا دے سکتے ہیں تم اگر اجر چاہو۔

و۱۲۰ اور اس کا فضل آپ پر عظیم اور جو جو نعمتیں اس نے آپ کو عطا فرمائی وہ بہت کثیر اور اعلٰی تو آپ کو ان کی کیا پرواہ پھر جب وہ آپ کے اوصاف و کمالات سے واقف بھی ہیں، قرآنِ پاک کا اعجاز بھی ان کی نگاہوں کے سامنے ہے اور آپ ان سے ہدایت و ارشاد کا کوئی اجر و عوض بھی طلب نہیں فرماتے تو اب انہیں ایمان لانے میں کیا عذر رہا۔

و۱۲۱ تو ان پر لازم ہے کہ آپ کی دعوت قبول کریں اور اسلام میں داخل ہوں۔

و۱۲۲ یعنی دینِ حق سے۔

و۱۲۳ ہفت سالہ قحط سالی کی۔

و۱۲۴ یعنی اپنے کُفر و عناد اور سرکشی کی طرف لوٹ جائیں گے اور یہ تملُّق و چاپلوسی جاتی رہے گی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مؤمنین کی عداوت اور تکبُّر جو ان کا پہلا طریقہ تھا وہی اختیار کریں گے۔

شانِ نُزول: جب قریش سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے سات برس کے قحط میں مبتلا ہوئے اور حالت بہت

بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ

ہم نے انھیں عذاب میں پکڑا و۱۲۵ تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں و۱۲۶ یہاں تک کہ جب ہم نے

بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ ع وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ

اُن پر کھولا کسی سخت عذاب کا دروازہ و۱۲۷ تو وہ اب اس میں نااُمید پڑے ہیں اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے کان اور

وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي

آنکھیں اور دل و۱۲۸ تم بہت ہی کم حق مانتے ہو و۱۲۹ اور وہی ہے جس نے تمہیں

الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ لَهُ اخْتِلَافُ

زمین میں پھیلایا اور اُسی کی طرف اُٹھنا ہے و۱۳۰ اور وہی جلائے اور مارے اور اسی کے لیے ہیں رات

الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا

اور دن کی تبدیلیاں و۱۳۱ تو کیا تمہیں سمجھ نہیں و۱۳۲ بلکہ انھوں نے وہی کہی جو اگلے و۱۳۳ کہتے تھے بولے کیا

ابتر ہوگئی تو ابوسفیان ان کی طرف سے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ اپنے خیال میں رحمۃ للعالمین بنا کرنہیں بھیجے گئے؟ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک، ابوسفیان نے کہا کہ بڑوں کو تو آپ نے بدر میں تہِ تیغ کر دیا اولاد جو رہی وہ آپ کی بددعا سے اس حالت کو پہنچی کہ مصیبت قحط میں مبتلا ہوئی، فاقوں سے تنگ آ گئی، لوگ بھوک کی بے تابی سے ہڈیاں چاپ گئے، مُردار تک کھا گئے میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور قرابت کی، آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ ہم سے اس قحط کو دور فرمائے۔ حضور نے دعا کی اور انہوں نے اس بلا سے رہائی پائی۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

و۱۲۵ قحط سالی کے یا قتل کے۔

و۱۲۶ بلکہ اپنے تمرّد و سرکشی پر ہیں۔

و۱۲۷ اس عذاب سے یا قحط سالی مراد ہے جیسا کہ روایتِ مذکورہ شانِ نُزول کا مقتضٰی ہے یا روزِ بدر کا قتل، یہ اس قول کی بنا پر ہے کہ واقعۂ قحط واقعۂ بدر سے پہلے ہوا اور بعض مفسّرین نے کہا کہ اس سخت عذاب سے موت مراد ہے، بعض نے کہا کہ قیامت۔

و۱۲۸ تاکہ سنو اور دیکھو اور سمجھو اور دینی اور دنیوی منافع حاصل کرو۔

و۱۲۹ کہ تم نے ان نعمتوں کی قدر نہ جانی اور ان سے فائدہ نہ اٹھایا اور کانوں، آنکھوں اور دلوں سے آیاتِ الٰہیہ کے سننے، دیکھنے، سمجھنے اور معرفتِ الٰہی حاصل کرنے اور مُنعِمِ حقیقی کا حق پہچان کر شکر گزار بننے کا نفع نہ اٹھایا۔

و۱۳۰ روزِ قیامت۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ

جب ہم مر جائیں اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں کیا پھر نکالے جائیں گے بیشک یہ وعدہ ہم کو اور ہم سے پہلے

وَ اٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ

ہمارے باپ دادا کو دیا گیا یہ تو نہیں مگر وہی اگلی داستانیں و۱۳۴ تم فرماؤ کس کا مال ہے

الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا

زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو و۱۳۵ اب کہیں گے کہ اللہ کا و۱۳۶ تم فرماؤ پھر کیوں نہیں

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۸۶﴾

سوچتے و۱۳۷ تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک بڑے عرش کا اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے

سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ

تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے و۱۳۸ تم فرماؤ کس کے ہاتھ ہے ہر چیز کا قابو و۱۳۹ اور وہ پناہ

یُجِیْرُ وَ لَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى

دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں علم ہو و۱۴۰ اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کس جادو

و۱۳۱ ان میں سے ہر ایک کا دوسرے کے بعد آنا اور تاریکی و روشنی اور زیادتی و کمی میں ہر ایک کا دوسرے سے مختلف ہونا یہ سب اس کی قدرت کے نشان ہیں۔

و۱۳۲ کہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان میں خدا کی قدرت کا مشاہدہ کر کے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو تسلیم کرو اور ایمان لاؤ۔

و۱۳۳ یعنی ان سے پہلے کافر۔

و۱۳۴ جن کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کُفّار کے اس مقولہ کا رد فرمانے اور ان پر حُجّت قائم فرمانے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔

و۱۳۵ اس کے خالق و مالک کو تو بتاؤ۔

و۱۳۶ کیونکہ بجز اس کے کوئی جواب ہی نہیں اور مشرکین اللہ تعالیٰ کی خالقیت کے مُقِر بھی ہیں جب وہ یہ جواب دیں۔

و۱۳۷ کہ جس نے زمین کو اور اس کی کائنات کو ابتداء پیدا کیا وہ ضرور مُردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔

و۱۳۸ اس کے غیر کو پوجنے اور شرک کرنے سے اور اس کے مُردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہونے کا انکار کرنے سے۔

و۱۳۹ اور ہر چیز پر حقیقی قدرت و اختیار کس کا ہے؟

تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ

کے فریب میں پڑے ہو وا۱۴ بلکہ ہم اُن کے پاس حق لائے و۱۴۲ اور وہ بیشک جھوٹے ہیں و۱۴۳ اللہ نے کوئی بچہ اختیار نہ کیا

وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ

و۱۴۴ اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا و۱۴۵ یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا و۱۴۶ اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلّی

عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى

چاہتا و۱۴۷ پاکی ہے اللہ کو اُن باتوں سے جو یہ بناتے ہیں و۱۴۸ جاننے والا ہر نہاں و عیاں کا تو اُسے بلندی ہے

عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی ع ۱۵ ۵

اُن کے شرک سے تم عرض کرو کہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے و۱۴۹ جو انھیں وعدہ دیا جاتا ہے تو اے میرے رب

الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَ اِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ

مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا و۱۵۰ اور بیشک ہم قادر ہیں کہ تمہیں دکھادیں جو اُنھیں وعدہ دے رہے ہیں و۱۵۱ سب سے اچھی

و۱۴۰ تو جواب دو۔

و۱۴۱ یعنی کس شیطانی دھوکے میں ہو کہ توحید و طاعتِ الٰہی کو چھوڑ کر حق کو باطل سمجھ رہے ہو جب تم اقرار کرتے ہو کہ قدرتِ حقیقی اسی کی ہے اور اس کے خلاف کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا تو دوسرے کی عبادت قطعاً باطل ہے۔

و۱۴۲ کہ اللہ کے نہ اولاد ہوسکتی ہے نہ اس کا شریک یہ دونوں باتیں مُحال ہیں۔

و۱۴۳ جو اس کے لئے شریک اور اولاد ٹھہراتے ہیں۔

و۱۴۴ وہ اس سے منزّہ ہے کیونکہ نوع اور جنس سے پاک ہے اور اولاد وہی ہوسکتی ہے جو ہم جنس ہو۔

و۱۴۵ جو اُلوہیت میں شریک ہو۔

و۱۴۶ اور اس کو دوسرے کے تحتِ تصرُّف نہ چھوڑتا۔

و۱۴۷ اور دوسرے پر اپنی برتری اور اپنا غلبہ پسند کرتا کیونکہ متقابل حکومتیں اسی کی مقتضی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دو خدا ہونا باطل ہے خدا ایک ہی ہے اور ہر چیز اسی کے تحتِ تصرُّف ہے۔

و۱۴۸ کہ اس کے لئے شریک اور اولاد ٹھہراتے ہیں۔

و۱۴۹ وہ عذاب۔

و۱۵۰ اور ان کا قرین اور ساتھی نہ بنانا یہ دعا بہ طریقِ تواضع و اظہارِ عبدیت ہے باوجودیکہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کا قرین اور ساتھی نہ کریگا اسی طرح انبیاء معصومین استغفار کیا کرتے ہیں باوجودیکہ انہیں اپنی مغفرت اور اکرامِ خداوندی کا علم یقینی ہوتا ہے، یہ سب بہ طریقِ تواضع و اظہارِ بندگی ہے۔

بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ

بھلائی سے بُرائی کو دفع کرو ف۱۵۲ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں ف۱۵۳ اور تم عرض کرو کہ اے میرے رب تیری

مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِۙ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ

پناہ شیاطین کے وسوسوں سے ف۱۵۴ اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں یہاں تک کہ جب اُن میں کسی کو موت

ف۱۵۱ یہ جواب ہے ان کُفّار کا جو عذابِ موعود کا انکار کرتے اور اس کی ہنسی اڑاتے تھے انہیں بتایا گیا کہ اگر تم غور کرو تو سمجھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ اس وعدہ کے پورا کرنے پر قادر ہے پھر وجہ انکار اور سببِ استہزاء کیا اور عذاب میں جو تاخیر ہو رہی ہے اس میں اللہ کی حکمتیں ہیں کہ ان میں سے جو ایمان لانے والے ہیں وہ ایمان لے آئیں اور جن کی نسلیں ایمان لانے والی ہیں ان سے وہ نسلیں پیدا ہو لیں۔

ف۱۵۲ اس جملۂ جمیلہ کے معنٰی بہت وسیع ہیں، اس کے یہ معنٰی بھی ہیں کہ توحید جو اعلٰی بہتری ہے اس سے شرک کی برائی کو دفع فرمائے اور یہ بھی کہ طاعت وتقوٰی کو رواج دے کر معصیت اور گناہ کی برائی دفع کیجئے اور یہ بھی کہ اپنے مکارمِ اخلاق سے خطا کاروں پر اس طرح عفو ورحمت فرمائے جس سے دین میں کوئی سُستی نہ ہو۔

ف۱۵۳ اللہ اور اس کے رسول کی شان میں، تو ہم اس کا بدلہ دیں گے۔

ف۱۵۴ جن سے وہ لوگوں کو فریب دے کر معاصی اور گناہوں میں مبتلا کرتے ہیں۔

وَسوَسوں سے نَجات پانے کا آسان ترین عمل یہ ہے کہ ان کی طرف بالکل اِلتِفات (تَوَجُّہ) نہ کرے اور اللہ قُدُّوس عَزَّ وَجَلَّ کی پناہ مانگتے ہوئے اپنے کام میں مگن رہے۔شیطان لعین ومردود اِنسان کا اَزَلی دُشمن ہے جو اوّل تو انسان کو نیک کام کرنے ہی نہیں دیتا لیکن اگر بندہ توفیقِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ سے ہمت کر کے شروع کردے تو وَسوَسوں کے ذَرِیعے حملہ آور ہو کر اسے اللہُ رَبُّ العِزّت اور رسُولِ رحمت عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِطاعت سے روکنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ بندہ جُوں جُوں ربِّ العزت عَزَّ وَجَلَّ کی اِطاعت میں آگے بڑھتا ہے،سُنّتوں پر عمل پیرا ہوتا ہے اسی قَدَر شیطان کی مخالَفت و عَدَاوَت بھی زور پکڑتی جاتی ہے اور وہ ہَمہ اَقسام کے مکروفریب کے جال بچھاتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بندہ بسا اَوقات جَہالت کی بنا پر اس کے وَسوَسوں کا شکار ہو کر نیکی اور بھلائی کے کام سے رُک جاتا ہے اور یوں شیطان اپنے مَقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ایسے مواقع پر اِن وساوِس پر بالکل تَوَجُّہ نہ دی جائے اور نہ ہی اِن پر عمل کیا جائے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِسنّت ،مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ان وساوِس کا علاج یُوں بیان فرماتے ہیں: وَسوَسہ کی نہ سُننا،اس پر عمل نہ کرنا،اس کے خِلاف کرنا بھی علاجِ وَسوَسہ ہے۔اس بلائے عظیم (یعنی شیطان) کی عادت ہے کہ جس قَدَر اس (یعنی وَسوَسے) پر عمل ہو اُسی قَدَر بڑھے اور جب قَصداً اس (کے ڈالے ہوئے وَسوَسے) کا خلاف کیا جائے تو بِاِذْنِهٖ تَعَالٰی تھوڑی مُدَّت میں بالکل دَفع ہو جائے۔ حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن مُرَّہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: شیطان جسے دیکھتا ہے کہ میرا وَسوَسہ اس پر کارگر ہوتا ہے،سب سے زیادہ اُسی کے پیچھے پڑتا ہے۔

اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ

آئے وف۱۵۵ تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے وف۱۵۶ شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں

كَلَّاؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىِٕلُهَاؕ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

وف۱۵۷ ہشت یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے وف۱۵۸ اور اُن کے آگے ایک آڑ ہے وف۱۵۹ اُس دن تک جس میں اٹھائے

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ

جائیں گے وف۱۶۰ تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے وف۱۶۱ اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے وف۱۶۲ تو جن کی

(فتاوٰی رضویہ مخرّجہ ج ۲ ص ۱۷۷ مرکز الاولیاء لاہور)

وف۱۵۵ یعنی کافر وقتِ موت تک تو اپنے کُفر و سرکشی اور خدا اور رسول کی تکذیب اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے انکار پر مُصِر رہتا ہے اور جب موت کا وقت آتا ہے اور اس کو جہنّم میں اس کا جو مقام ہے دکھایا جاتا ہے اور جنّت کا وہ مقام بھی دکھایا جاتا ہے کہ اگر وہ ایمان لاتا تو یہ مقام اسے دیا جاتا۔

وف۱۵۶ کی طرف۔

وف۱۵۷ اور اعمالِ نیک بجا لا کر اپنی تقصیرات کا تدارُک کروں اس پر اس کو فرمایا جائے گا۔

وف۱۵۸ حسرت و ندامت سے یہ ہونے والی نہیں اور اس کا کچھ فائدہ نہیں۔

وف۱۵۹ جو انہیں دنیا کی طرف واپس ہونے سے مانع ہے اور وہ موت ہے۔(خازن) بعض مفسّرین نے کہا کہ برزخ وقتِ موت سے وقتِ بعث تک کی مدت کو کہتے ہیں۔

برزخ کے لفظی معنی آڑ اور پردہ کے ہیں اور مرنے کے بعد سے لے کر قیامت میں اٹھنے تک کا وقفہ برزخ کہلاتا ہے۔ چُنانچہ برزخ کے بارے میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ یہ ارشاد فرماتا ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

مَابَیْنَ الْمَوْتِ اِلَی الْبَعْثِ. یعنی برزخ سے مراد موت سے لے کر قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے کی مُدّت ہے۔

(تفسیر طبری ج ۹ ص ۲۴۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وف۱۶۰ پہلی مرتبہ جس کو نفخۂ اُولیٰ کہتے ہیں جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

وف۱۶۱ جن پر دنیا میں فخر کیا کرتے تھے اور آپس کے نسبی تعلقات منقطع ہو جائیں گے اور قرابت کی مَحبّتیں باقی نہ رہیں گی اور یہ حال ہو گا کہ آدمی اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور بی بی اور بیٹوں سے بھاگے گا۔

وف۱۶۲ جیسے کہ دنیا میں پوچھتے تھے کیونکہ ہر ایک اپنے ہی حال میں مبتلا ہو گا پھر دوسری بار صُور پھونکا جائے گا اور بعدِ حساب لوگ ایک دوسرے کا حال دریافت کریں گے۔

ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۰۲) وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ

تولیں وف۱۶۳ بھاری ہولیں وہی مراد کو پہونچے اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں وف۱۶۴ وہی ہیں جنھوں نے اپنی جانیں

الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (۱۰۳) تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ

گھاٹے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اُن کے منہ پر آگ لپٹ مارے گی اور وہ اس میں منہ چڑائے

فِیْهَا كٰلِحُوْنَ (۱۰۴) اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۰۵) قَالُوْا

ہوں گے وف۱۶۵ کیا تم پر میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں وف۱۶۶ تو تم انھیں جھٹلاتے تھے کہیں گے اے ہمارے رب

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ (۱۰۶) رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا

ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو

فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (۱۰۷) قَالَ اخْسَــٴُـوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ (۱۰۸) اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقٌ

ہم ظالم ہیں وف۱۶۷ رب فرمائے گا دھتکارے (خائب وخاسر) پڑے رہو اس میں اور مجھ وف۱۶۸ سے بات نہ کرو بیشک میرے

وف۱۶۳ اعمالِ صالحہ اور نیکیوں سے۔

وف۱۶۴ نیکیاں نہ ہونے کے باعث اور وہ کفّار ہیں۔

وف۱۶۵ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ آگ ان کو بھون ڈالے گی اور اوپر کا ہونٹ سُکڑ کر نصف سر تک پہنچے گا اور نیچے کا ناف تک لٹک جائے گا، دانت کھلے رہ جائیں گے (خدا کی پناہ) اور ان سے فرمایا جائے گا۔

وف۱۶۶ دنیا میں۔

وف۱۶۷ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ دوزخی لوگ جہنّم کے داروغہ مالک کو چالیس برس تک پکارتے رہیں گے اس کے بعد وہ کہے گا کہ تم جہنّم ہی میں پڑے رہو گے پھر وہ پروردگار کو پکاریں گے اور کہیں گے اے ربّ ہمارے ہمیں دوزخ سے اور یہ پکار ان کی دنیا سے دونی عمر کی مدّت تک جاری رہے گی، اس کے بعد انہیں یہ جواب دیا جائے گا جو اگلی آیت میں ہے (خازن)

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ جھنم، باب ماجاء فی صفۃ طعام اھل النار، الحدیث ۲۵۸۶، ص ۱۹۱۲)

(الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی بکائھم و شھیقھم، الحدیث ۵۶۸۵، ج ۴، ص ۲۹۲، بتغیرٍ قلیلٍ مختصر)

اور دنیا کی عمر کتنی ہے، اس میں کئی قول ہیں بعض نے کہا کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے، بعض نے کہا بارہ ہزار برس، بعض نے کہا تین لاکھ ساٹھ برس واللہ تعالٰی اعلم (تذکرہ قرطبی) (احیاء العلوم)

وف۱۶۸ اب ان کی امیدیں منقطع ہو جائیں گی اور یہ اہلِ جہنّم کا آخر کلام ہوگا پھر اس کے بعد انہیں کلام کرنا نصیب نہ ہوگا، روتے، چیختے، ڈکراتے، بھونکتے رہیں گے۔

مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ

بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم

الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِیْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ

کرنے والا ہے تو تم نے انھیں ٹھٹھا بنالیا ۱۶۹ یہاں تک کہ اُنھیں بنانے کے شغل میں ۱۷۰ میری یاد بھول گئے

تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ

اور تم اُن سے ہنسا کرتے بیشک آج میں نے اُن کے صبر کا انھیں یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں فرمایا ۱۷۱ تم زمین

كَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَسْــٴَـلِ

میں کتنا ٹھہرے ۱۷۲ برسوں کی گنتی سے بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصّہ ۱۷۳ تو گننے والوں سے

الْعَآدِّیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ

دریافت فرما ۱۷۴ فرمایا تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا ۱۷۵ اگر تمہیں علم ہوتا تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم

اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ

نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں ۱۷۶ تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ جھنم، باب ماجاء فی صفۃ طعام اھل النار، الحدیث ۲۵۸۶، ص ۱۹۱۲)

(الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی بکائھم و شھیقھم، الحدیث ۵۶۸۵، ج ۴، ص ۲۹۲، بتغیرٍ قلیلٍ مختصر)

۱۶۹ شانِ نُزول: یہ آیتیں کُفّارِ قریش کے حق میں نازِل ہوئیں جو حضرت بلال و حضرت عمار و حضرت صہیب و حضرت خبّاب وغیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم فقراء اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمسخر کرتے تھے۔

۱۷۰ یعنی ان کے ساتھ تمسخر کرنے میں اتنے مشغول ہوئے کہ۔

۱۷۱ اللہ تعالٰی نے کُفّار سے۔

۱۷۲ یعنی دنیا میں اور قبر میں۔

۱۷۳ یہ جواب اس وجہ سے دیں گے کہ اس دن کی دہشت اور عذاب کی ہیبت سے انہیں اپنے دنیا میں رہنے کی مدّت یاد نہ رہے گی اور انہیں شک ہوجائے گا اسی لئے کہیں گے۔

۱۷۴ یعنی ان ملائکہ سے جن کو تو نے بندوں کی عمریں اور ان کے اعمال لکھنے پر مامور کیا، اس پر اللہ تعالٰی نے۔

۱۷۵ بہ نسبت آخرت کے۔

۱۷۶ اور آخرت میں جزا کے لئے اٹھنا نہیں بلکہ تمہیں عبادت کے لئے پیدا کیا کہ تم پر عبادت لازم کریں اور آخرت

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا

اس کے عزت والے عرش کا مالک اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں ۱۷۷

بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ قُلْ

تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے بیشک کافروں کا چھٹکارا نہیں اور تم عرض کرو اے میرے

ع ۶ ۲۶ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

رب بخش دے ۱۷۸ اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا

ایاتھا ۶۴ | ۲۴ سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۲ | رکوعاتھا ۹

سورۃ نور مدنی ہے اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾

یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اُتاری اور ہم نے اُس کے احکام فرض کئے ۲ اور ہم نے اس میں روشن آیتیں نازل فرمائیں کہ تم

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ

دھیان کرو جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ ۳ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے

میں تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ تو تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیں۔

۱۷۷ یعنی غیر اللہ کی پرستش محض باطل بے سند ہے۔

۱۷۸ ایمان والوں کو۔

۱ سورۂ نور مدنیّہ ہے اس میں نو رکوع چونسٹھ آیتیں ہیں۔

حضرتِ علامہ مولینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: لڑکیوں کو سورہ یوسُف کی تفسیر مت پڑھاؤ بلکہ انہیں سورہ نور کی تفسیر پڑھاؤ کہ سورہ یوسف میں ایک نسوانی (یعنی عورت کے) مکر کا ذِکر ہے کہ نازُک شیشیاں ذرا سی ٹھیس سے ٹوٹ جائیں گی۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۴، ص ۴۵۵ مُلَخَّصاً)

۲ اوران پر عمل کرنا بندوں پر لازم کیا۔

۳ یہ خِطاب حُکام کو ہے کہ جس مرد یا عورت سے زنا سرزد ہو اس کی حد یہ ہے کہ اس کے سو کوڑے لگاؤ، یہ حد حُر غیر مُحصَن کی ہے کیونکہ حُر مُحصَن کا حکم یہ ہے کہ اس کو رَجم کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ماعز رضی اللہ

بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِۚ-وَ لْیَشْهَدْ

اللہ کے دین میں ﴿۴﴾ اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی

عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲﴾ اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً٘

سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو ﴿۵﴾ بدکار مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شرک والی سے

وَّ الزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌۚ-وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾ وَ

اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر بدکار مرد یا مشرک ﴿۶﴾ اور یہ کام ﴿۷﴾ ایمان والوں پر حرام ہے ﴿۸﴾ اور

تعالیٰ عنہ کو بحکمِ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَجم کیا گیا اور مُحصَن وہ آزاد مسلمان ہے جو مکلّف ہو اور نکاحِ صحیح کے ساتھ صحبت کر چکا ہو خواہ ایک ہی مرتبہ ایسے شخص سے زنا ثابت ہو تو رجم کیا جائے گا اور اگر ان میں سے ایک بات بھی نہ ہو مثلاً حُر نہ ہو یا مسلمان نہ ہو یا عاقل بالغ نہ ہو یا اس نے کبھی اپنی بی بی کے ساتھ صحبت نہ کی ہو یا جس کے ساتھ کی ہو اس کے ساتھ نکاحِ فاسد ہوا ہو تو یہ سب غیر محصن میں داخل ہیں اور ان سب کا حکم کوڑے مارنا ہے۔

(البحرالرائق، کتاب الحدود، ج۵ ص۱۳)

مسائل: مرد کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا کیا جائے اور اس کے تمام کپڑے اتار دیئے جائیں سوا تہبند کے اور اس کے تمام بدن پر کوڑے لگائے جائیں سوائے سر چہرے اور شرم گاہ کے، کوڑے اس طرح لگائے جائیں کہ اَلم گوشت تک نہ پہنچے اور کوڑا متوسط درجہ کا ہو اور عورت کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا نہ کیا جائے نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں البتہ اگر پوستین یا روئی دار کپڑے پہنے ہوئے ہو تو اتار دیئے جائیں، یہ حکم حُر اور حُرہ کا ہے یعنی آزاد مرد اور عورت کا اور باندی غلام کی حد اس سے نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں جیسا کہ سورۂ نساء میں مذکور ہو چکا۔ ثبوتِ زنا یا تو چار مردوں کی گواہیوں سے ہوتا ہے یا زنا کرنے والے کے چار مرتبہ اقرار کر لینے سے پھر بھی امام بار بار سوال کرے گا اور دریافت کرے گا کہ زنا سے کیا مراد ہے کہاں کیا، کس سے کیا، کب کیا؟ اگر ان سب کو بیان کر دیا تو زنا ثابت ہو گا ورنہ نہیں اور گواہوں کو صراحۃً اپنا معائنہ بیان کرنا ہو گا بغیر اس کے ثبوت نہ ہو گا۔ لواطت زنا میں داخل نہیں لہذا اس فعل سے حد واجب نہیں ہوتی لیکن تعزیر واجب ہوتی ہے اور اس تعزیر میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چند قول مروی ہیں (۱) آگ میں جلا دینا (۲) غرق کر دینا (۳) بلندی سے گرانا اور اوپر سے پتھر برسانا، فاعل و مفعول دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (تفسیرِ احمدی)

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحدود، الباب الاول فی تفسیرہ...الخ، ج۲ ص۱۴۳)

ف۴ یعنی حدود کے پورا کرنے میں کمی نہ کرو اور دین میں مضبوط اور متصلب رہو۔

ف۵ تاکہ عبرت حاصل ہو۔

الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ

جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انھیں اسّی

ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴﴾ اِلَّا

کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو ۹ اور وہی فاسق ہیں مگر

۶ کیونکہ خبیث کا میلان خبیث ہی کی طرف ہوتا ہے، نیکوں کو خبیثوں کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔

شانِ نُزول: مہاجرین میں بعضے بالکل نادار تھے نہ ان کے پاس کچھ مال تھا نہ ان کا کوئی عزیز قریب تھا اور بدکار مشرکہ عورتیں دولت مند اور مالدار تھیں یہ دیکھ کر کسی مہاجر کو خیال آیا کہ اگر ان سے نکاح کرلیا جائے تو ان کی دولت کام میں آئے گی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انہوں نے اس کی اجازت چاہی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازِل ہوئی اور انہیں اس سے روک دیا گیا۔

۷ یعنی بدکاروں سے نکاح کرنا۔

۸ ابتدائے اسلام میں زانیہ سے نکاح کرنا حرام تھا بعد میں آیت وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ سے منسوخ ہوگیا۔

۹ اس آیت سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

مسئلہ ۱: جو شخص کسی پارسا مرد یا عورت کو زنا کی تہمت لگائے اور اس پر چار معائنہ کے گواہ پیش نہ کرسکے تو اس پر حد واجب ہوجاتی ہے اسی ۸۰ کوڑے۔ آیت میں محصَنات کا لفظ خصوصِ واقعہ کے سبب سے وارد ہوا یا اس لئے کہ عورتوں کو تہمت لگانا کثیر الوقوع ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶ ص ۶۹)

(البحر الرائق، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۵ ص ۵۱) (درر الحکام، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۲ ص ۷۴)

مسئلہ ۲: اور ایسے لوگ جو زنا کی تہمت میں سزایاب ہوں اور ان پر حد جاری ہوچکی ہو مردود الشہادۃ ہوجاتے ہیں کبھی ان کی گواہی مقبول نہیں ہوتی۔ پارسا سے مراد وہ ہیں جو مسلمان مکلّف آزاد اور زنا سے پاک ہوں۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶ ص ۶۹)

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲ ص ۱۶۶)

مسئلہ ۳: زنا کی شہادت کا نصاب چار گواہ ہیں۔

(الدرالمختار، کتاب الحدود ج ۶ ص ۱۱، وغیرہ)

مسئلہ ۴: حدِ قذف مطالبہ پر مشروط ہے جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ مطالبہ نہ کرے تو قاضی پر حد قائم کرنا لازم نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲ ص ۱۶۵)

الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ وَ اَصۡلَحُوۡا ۚ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵﴾

جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور سنور جائیں ف۱۰ تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَہُمۡ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہُمۡ شُہَدَآءُ اِلَّاۤ اَنۡفُسُہُمۡ فَشَہَادَۃُ

اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں ف۱۱ اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار

مسئلہ ۵: مطالبہ کا حق اسی کو ہے جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ زندہ ہو اور اگر مر گیا ہو تو اس کے بیٹے پوتے کو بھی ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۵)

مسئلہ ۶: غلام اپنے مولٰی پر اور بیٹا باپ پر قذف یعنی اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگانے کا دعوٰی نہیں کر سکتا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، ج ۲، ص ۱۶۵)

مسئلہ ۷: قذف کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ صراحۃً کسی کو یا زانی کہے یا یہ کہے کہ تو اپنے باپ سے نہیں ہے یا اس کے باپ کا نام لے کر کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے یا اس کو زانیہ کا بیٹا کہہ کر پکارے اور ہو اس کی ماں پارسا تو ایسا شخص قاذِف ہو جائے گا اور اس پر تہمت کی حد آئے گی۔

مسئلہ ۸: اگر غیر محصن کو زنا کی تہمت لگائی مثلاً کسی غلام کو یا کافر کو یا ایسے شخص کو جس کا کبھی زنا کرنا ثابت ہو تو اس پر حدِ قذف قائم نہ ہوگی بلکہ اس پر تعزیر واجب ہوگی اور یہ تعزیر تین سے انتالیس تک حسبِ تجویزِ حاکمِ شرع کوڑے لگانا ہے اسی طرح اگر کسی شخص نے زنا کے سوا اور کسی فجور کی تہمت لگائی اور پارسا مسلمان کو اے فاسق، اے کافر، اے خبیث، اے چور، اے بدکار، اے مخنّث، اے بد دیانت، اے لوطی، اے زندیق، اے دیوّث، اے شرابی، اے سود خوار، اے بدکار عورت کے بچے، اے حرام زادے، اس قسم کے الفاظ کہے تو بھی اس پر تعزیر واجب ہوگی۔

(البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۵، ص ۶۹، وغیرہ)

مسئلہ ۹: امام یعنی حاکمِ شرع کو اور اس شخص کو جسے تہمت لگائی گئی ہو ثبوت سے قبل معاف کرنے کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۰: اگر تہمت لگانے والا آزاد نہ ہو بلکہ غلام ہو تو اس کے چالیس کوڑے لگائے جائیں گے۔

مسئلہ ۱۱: تہمت لگانے کے جرم میں جس کو حد لگائی گئی ہو اس کی گواہی کسی معاملہ میں معتبر نہیں چاہے وہ توبہ کرے لیکن رمضان کا چاند دیکھنے کے باب میں توبہ کرنے اور عادل ہونے کی صورت میں اس کا قول قبول کر لیا جائے گا کیونکہ یہ درحقیقت شہادت نہیں ہے اسی لئے اس میں لفظِ شہادت اور نصابِ شہادت بھی شرط نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الھلال، ج ۱، ص ۱۹۸)

ف۱۰ اپنے احوال و افعال کو درست کر لیں۔

ف۱۱ زنا کا۔

اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۶ وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ

گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے و۱۲ اور پانچویں یہ کہ

لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝۷ وَ یَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ

اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام

تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَۙ ۝۸ وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ

لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے و۱۳ اور پانچویں بار یوں کہ عورت

غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۹ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ

پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو و۱۴ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی

و۱۲ عورت پر زنا کا الزام لگانے میں۔

و۱۳ اس پر زنا کی تہمت لگانے میں۔

و۱۴ اس کو لعان کہتے ہیں۔

مسئلہ: جب مرد اپنی بی بی پر زنا کی تہمت لگائے تو اگر مرد و عورت دونوں شہادت کے اہل ہوں اور عورت اس پر مطالبہ کرے تو مرد پر لعان واجب ہو جاتا ہے اگر وہ لعان سے انکار کرے تو اس کو اس وقت تک قید رکھا جائے گا جب تک وہ لعان کرے یا اپنے جھوٹ کا مُقِر ہو اگر جھوٹ کا اقرار کرے تو اس کو حدِ قذف لگائی جائے گی جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے اور اگر لعان کرنا چاہے تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے ساتھ کہنا ہوگا کہ وہ اس عورت پر زنا کا الزام لگانے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہنا ہوگا کہ اللہ کی لعنت مجھ پر اگر میں یہ الزام لگانے میں جھوٹا ہوں اتنا کرنے کے بعد مرد پر سے حدِ قذف ساقط ہو جائے گی اور عورت پر لعان واجب ہوگا انکار کرے گی تو قید کی جائے گی یہاں تک کہ لعان منظور کرے یا شوہر کے الزام لگانے کی تصدیق کرے اگر تصدیق کی تو عورت پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اگر لعان کرنا چاہے تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے ساتھ کہنا ہوگا کہ مرد اس پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہوگا کہ اگر مرد اس الزام لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ہو اتنا کہنے کے بعد عورت سے زنا کی حد ساقط ہو جائے گی اور لعان کے بعد قاضی کے تفریق کرنے سے فرقت واقع ہوگی بغیر اس کے نہیں اور یہ تفریق طلاقِ بائنہ ہوگی اور اگر مرد اہلِ شہادت میں سے نہ ہو مثلاً غلام ہو یا کافر ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو تو لعان نہ ہوگا اور تہمت لگانے سے مرد پر حدِ قذف لگائی جائے گی اور اگر مرد اہلِ شہادت میں سے ہو اور عورت میں یہ اہلیت نہ ہو اس طرح کہ وہ باندی ہو یا کافرہ ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو یا بچی ہو یا مجنونہ ہو یا زانیہ ہو اس صورت میں نہ مرد پر حد ہوگی اور نہ لعان۔

ع ۱۰ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِیْمٌ۠ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ

اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا حکمت والا ہے تو تمہارا پردہ کھول دیتا بیشک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں تمہیں میں کی

مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا

ایک جماعت ہے و۱۵ اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے و۱۶ ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج۱، ص۵۱۵، ۵۱۶)

شانِ نُزول: یہ آیت ایک صحابی کے حق میں نازِل ہوئی جنہوں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اگر آدمی اپنی عورت کو زنا میں مبتلا دیکھے تو کیا کرے نہ اس وقت گواہوں کے تلاش کرنے کی فرصت ہے اور نہ بغیر گواہی کے وہ یہ بات کہہ سکتا ہے کیونکہ اسے حدِ قذف کا اندیشہ ہے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور لِعان کا حکم دیا گیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا کسی مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ پاؤں تو اُسے چھوؤں بھی نہیں، یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اُنھوں نے عرض کی، ہرگز نہیں، قسم ہے اُس کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں فوراً تلوار سے کام تمام کر دونگا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: سنو تمھارا سردار کیا کہتا ہے، بیشک وہ بڑا غیرت والا ہے اور میں اُس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ (عزوجل) مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔ دوسری روایت میں ہے، کہ یہ اللہ (عزوجل) کی غیرت ہی کی وجہ سے ہے کہ فواحش (بے حیائی کی باتوں) کو حرام فرمادیا ہے، خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔

(صحیح مسلم، کتاب اللعان، الحدیث: ۱۶۔۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ص۸۰۵)

و۱۵ بڑے بہتان سے مراد حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانا ہے۔ ۵ ہجری میں غزوۂ بنی المصطلق سے واپسی کے وقت قافلہ قریبِ مدینہ ایک پڑاؤ پر ٹھہرا تو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضرورت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں وہاں ہار آپ کا ٹوٹ گیا اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں، اُدھر قافلہ نے کوچ کیا اور آپ کا محمل شریف اُونٹ پر کَس دیا اور انہیں یہی خیال رہا کہ اُم المؤمنین اس میں ہیں، قافلہ چل دیا آپ آکر قافلہ کی جگہ بیٹھ گئیں اور آپ نے خیال کیا کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس ہوگا، قافلہ کے پیچھے پڑی گری چیز اٹھانے کے لئے ایک صاحب رہا کرتے تھے اس موقع پر حضرت صفوان اس کام پر تھے جب وہ آئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پکارا آپ نے کپڑے سے پردہ کر لیا، انہوں نے اپنی اُونٹنی بٹھائی آپ اس پر سوار ہو کر لشکر میں پہنچیں۔ منافقینِ سیاہ باطن نے اوہامِ فاسدہ پھیلائے اور آپ کی شان میں بدگوئی شروع کی بعض مسلمان بھی ان کے فریب میں آ گئے اور ان کی زبان سے بھی

اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْلَاۤ اِذْ

ہے جو اس نے کمایا وکا اور اُن میں وہ جس نے سب سے بڑا حصّہ لیا و۱۸ اس کے لیے بڑا عذاب ہے و۱۹ کیوں نہ ہوا جب

کوئی کلمۂ بیجا سرزد ہوا، اُم المومنین بیمار ہوگئیں اور ایک ماہ تک بیمار رہیں اس زمانہ میں انہیں اطلاع نہ ہوئی کہ ان کی نسبت منافقین کیا بک رہے ہیں ایک روز اُمِ مسطح سے انہیں یہ خبر معلوم ہوئی اور اس سے آپ کا مرض اور بڑھ گیا اور اس صدمہ میں اس طرح روئیں کہ آپ کا آنسو نہ تھمتا تھا اور نہ ایک لمحہ کے لئے نیند آتی تھی اس حال میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازِل ہوئی اور حضرت اُم المؤمنین کی طہارت میں یہ آیتیں اتریں اور آپ کا شرف و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑھایا کہ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات میں آپ کی طہارت وفضیلت بیان فرمائی گئی اس دوران میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برسرِ منبر بقسم فرما دیا تھا مجھے اپنے اہل کی پاکی وخوبی بالیقین معلوم ہے تو جس شخص نے ان کے حق میں بدگوئی کی ہے اس کی طرف سے میرے پاس کون معذرت پیش کرسکتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں اُم المؤمنین بالیقین پاک ہیں، اللہ تعالیٰ نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کو بدعورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔ حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس طرح آپ کی طہارت بیان کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگارِ عالَم نے آپ کو نعلین اتار دینے کا حکم دیا جو پروردگار آپ کی نعلین شریف کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے ممکن نہیں کہ وہ آپ کے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔ اس طرح بہت سے صحابہ اور بہت سے صحابیات نے قسمیں کھائیں، آیت نازِل ہونے سے قبل ہی حضرت اُم المؤمنین کی طرف سے قلوب مطمئن تھے آیت کے نُزول نے ان کا عز وشرف اور زیادہ کر دیا تو بدگویوں کی بدگوئی اللہ اور اس کے رسول اور صحابۂ کِبار کے نزدیک باطل ہے اور بدگوئی کرنے والوں کے لئے سخت ترین مصیبت ہے۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم، ج ۲، ص ۱۶۴)

و۱۶ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں اس پر جزا دے گا اور حضرت اُم المؤمنین کی شان اور ان کی برأت ظاہر فرمائے گا چنانچہ اس برأت میں اس نے اٹھارہ آیتیں نازِل فرمائیں۔

و۱۷ یعنی بقدر اس کے عمل کے کہ کسی نے طوفان اٹھایا، کسی نے بہتان اٹھانے والے کی زبانی موافقت کی، کوئی ہنس دیا، کسی نے خاموشی کے ساتھ سن ہی لیا جس نے جو کیا اس کا بدلہ پائے گا۔

و۱۸ کہ اپنے دل سے یہ طوفان گڑھا اور اس کو مشہور کرتا پھرا اور وہ عبداللہ بن اُبی بن سلول منافق ہے۔

سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ

تم نے اسے سُنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا ف۲۰ اور کہتے یہ کھلا

ف۱۹ آخرت میں ۔ مروی ہے کہ ان بہتان لگانے والوں پر بحکمِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حد قائم کی گئی اور اسی ۸۰ اسی ۸۰ کوڑے لگائے گئے ۔

ف۲۰ کیونکہ مسلمان کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے اور بدگمانی ممنوع ہے ۔ بعضے گمراہ بے باک یہ کہہ گزرتے ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معاذ اللہ اس معاملہ میں بدگمانی ہوگئی تھی ، وہ مفتری کذّاب ہیں اور شانِ رسالت میں ایسا کلمہ کہتے ہیں جو مؤمنین کے حق میں بھی لائق نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ مؤمنین سے فرماتا ہے کہ تم نے نیک گمان کیوں نہ کیا تو کیسے ممکن تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدگمانی کرتے اور حضور کی نسبت بدگمانی کا لفظ کہنا بڑی سیاہ باطنی ہے خاص کر ایسی حالت میں جب کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بقسم فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے اہل پاک ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ۔

مسئلہ : اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر بدگمانی کرنا ناجائز ہے اور جب کسی نیک شخص پر تہمت لگائی جائے تو بغیر ثبوت مسلمان کو اس کی موافقت اور تصدیق کرنا روا نہیں ۔

سیّدُ المبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے : تین بیماریاں میری اُمت کو ضرور ہوں گی : حسد ، بدگمانی اور بدفالی ۔ کیا میں تمہیں ان سے چھٹکارے کا طریقہ نہ بتادوں ؟ جب تم میں بدگمانی پیدا ہو تو اس پر یقین نہ کر ، اور جب تو حسد میں مبتلا ہو تو اللہ عزوجل سے استغفار کرلیا کر اور جب بدشگونی پیدا ہو تو اس کام کو کرگزر ۔

(المعجم الکبیر ، الحدیث : ۳۲۲۷ ، ج ۳ ، ص ۲۲۸ ، تقدما تاخرا)

میرے آقا اعلیٰحضرت ، اِمامِ اَہلسنّت ، مولٰینا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن نَقل فرماتے ہیں ، خبیث گمان خبیث دل میں ہی پیدا ہوتا ہے ۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۲ ص ۴۰۰ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! آج کل بدگمانی کا مرض عام ہے ۔ مسلمان کے بارے میں اچھا گمان کرکے ثواب کمانا چاہئے چُنانچِہ فرمانِ مصطَفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم : حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَۃِ یعنی حسنِ ظن عمدہ عبادت سے ہے ۔

(سُنَن ابوداو،د ج ۴ ص ۳۸۸ حدیث ۴۹۹۳)

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیثِ پاک کے مختلف مَطالِب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں : یعنی مسلمانوں سے اچھا گُمان کرنا ، ان پر بدگُمانی نہ کرنا یہ بھی اچھی عبادات میں سے ایک عبادت ہے ۔

(مراۃ المناجیح ج ۶ ص ۶۲۱)

علامہ محمد بن جریر طبری علیہ رحمۃ اللہ القوی (اَلْمُتَوَفّٰی ۳۱۰ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں : یعنی مؤمنین ایک دوسرے

مُّبِیۡنٌ ﴿۱۲﴾ لَوۡ لَا جَآءُوۡ عَلَیۡہِ بِاَرۡبَعَۃِ شُہَدَآءَ ۚ فَاِذۡ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِالشُّہَدَآءِ

بہتان ہے و۲۱ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے

فَاُولٰٓئِکَ عِنۡدَ اللّٰہِ ہُمُ الۡکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ فِی

نزدیک جھوٹے ہیں و۲۱ب اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر

الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ لَمَسَّکُمۡ فِیۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِیۡہِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۴﴾ۚۖ اِذۡ تَلَقَّوۡنَہٗ

دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی و۲۲ تو جس چرچے میں تم پڑے اُس پر تمہیں بڑا عذاب پہونچتا جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر

بِاَلۡسِنَتِکُمۡ وَ تَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاہِکُمۡ مَّا لَیۡسَ لَکُمۡ بِہٖ عِلۡمٌ وَّ تَحۡسَبُوۡنَہٗ ہَیِّنًا ٭ۖ وَّ

ایک دوسرے سے سُن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے سہل سمجھتے تھے و۲۳ اور

ہُوَ عِنۡدَ اللّٰہِ عَظِیۡمٌ ﴿۱۵﴾ وَ لَوۡ لَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡہُ قُلۡتُمۡ مَّا یَکُوۡنُ لَنَاۤ اَنۡ نَّتَکَلَّمَ

وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے و۲۴ اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سُنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں و۲۵

بِہٰذَا ٭ۖ سُبۡحٰنَکَ ہٰذَا بُہۡتَانٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۶﴾ یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنۡ تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِہٖۤ اَبَدًا

الٰہی پاکی ہے تجھے و۲۶ یہ بڑا بہتان ہے اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو

کے بارے میں حسنِ ظن قائم کریں اور اسے بیان بھی کریں اگر چہ یہ گمان یقین کے دَرَجے تک نہ پہنچا ہو۔

(جامع البیان فی تاویل القرآن، پ ۲۶، الحجرات: تحت الآیۃ ۱۲، ج ۱۱، ص ۳۹۴، ملخصا)

و۲۱ بالکل جھوٹ ہے بے حقیقت ہے۔

و۲۱ب مسئلہ: کسی کو زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔ یوہیں لواطت کی تہمت بھی کبیرہ گناہ ہے مگر لواطت کی تہمت لگائی تو حد نہیں بلکہ تعزیر ہے اور زنا کی تہمت لگانے والے پر حد ہے۔ حد قذف اَسّی ۸۰ کوڑے ہے۔

الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج ۶ ص ۶۹

و۲۲ اور تم پر فضل و کرم منظور نہ ہوتا جس میں سے توبہ کے لئے مہلت دینا بھی ہے اور آخرت میں عفو و مغفرت فرمانا بھی۔

و۲۳ اور خیال کرتے تھے کہ اس میں بڑا گناہ نہیں۔

و۲۴ جرمِ عظیم ہے۔

و۲۵ یہ ہمارے لئے روا نہیں کیونکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔

و۲۶ اس سے کہ تیرے نبی کی حرم کو فُجور کی آلودگی پہنچے۔

مسئلہ: یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نبی کی بی بی بدکار ہو سکے اگرچہ اس کا مبتلائے کُفر ہونا ممکن ہے کیونکہ انبیاء کُفّار کی طرف

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾

اور اللہ تمہارے لیے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے

فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ

دنیا وے۲ اور آخرت میں و۲۸ اور اللہ جانتا ہے و۲۹ اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور

عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا ع ۸

اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان مہر والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے و۳۰ اے ایمان والو

تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ

شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بُری ہی بات

وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ

بتائے گا و۳۱ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہوسکتا و۳۲

وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَ لَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ

ہاں اللہ ستھرا کردیتا ہے جسے چاہے و۳۳ اور اللہ سنتا جانتا ہے اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے و۳۴

مبعوث ہوتے ہیں تو ضروری ہے کہ جو چیز کفّار کے نزدیک بھی قابلِ نفرت ہو اس سے وہ پاک ہوں اور ظاہر ہے کہ عورت کی بدکاری ان کے نزدیک قابلِ نفرت ہے۔ (کبیر وغیرہ)

و۲۷ یعنی اس جہان میں اور وہ حد قائم کرنا ہے چنانچہ ابنِ اُبی اور حسّان اور مِسطح کے حد لگائی گئی۔ (مدارک)

و۲۸ دوزخ اگر بے توبہ مرجائیں۔

و۲۹ دلوں کے راز اور باطن کے احوال۔

و۳۰ اور عذابِ الٰہی تمہیں مہلت نہ دیتا۔

و۳۱ اس کے وسوسوں میں نہ پڑو اور بہتان اٹھانے والوں کی باتوں پر کان نہ لگاؤ۔

و۳۲ اور اللہ تعالیٰ اس کو توبہ و حُسنِ عمل کی توفیق نہ دیتا اور عفو و مغفرت نہ فرماتا۔

و۳۳ توبہ قبول فرما کر۔

و۳۴ اور منزلت والے ہیں دین میں۔

مِنۡكُمۡ وَ السَّعَةِ اَنۡ يُّؤۡتُوۡۤا اُولِي الۡقُرۡبٰى وَ الۡمَسٰكِيۡنَ وَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ فِيۡ سَبِيۡلِ

اور گنجائش والے ہیں ۳۵ قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی

اللّٰهِ ۖ وَلۡيَعۡفُوۡا وَلۡيَصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ

اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگزریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان

رَّحِيۡمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِي

ہے ۳۶ بیشک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان ۳۷ پارسا ایمان والیوں کو ۳۸ ان پر لعنت ہے

۳۵ ثروت و مال میں۔

شانِ نزول: یہ آیت حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کے ساتھ سلوک نہ کریں گے اور وہ آپ کی خالہ کے بیٹے تھے نادار تھے، مہاجر تھے، بدری تھے، آپ ہی ان کا خرچ اٹھاتے تھے مگر چونکہ اُم المؤمنین پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ انہوں نے موافقت کی تھی اس لئے آپ نے یہ قسم کھائی۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم، ج ۲، ص ۱۶۴)

۳۶ جب یہ آیت سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بیشک میری آرزو ہے کہ اللہ میری مغفرت کرے اور میں مسطح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو کبھی موقوف نہ کروں گا چنانچہ آپ نے اس کو جاری فرما دیا۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم، ج ۲، ص ۱۶۴)

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کام پر قَسم کھائے پھر معلوم ہو کہ اس کا کرنا ہی بہتر ہے تو چاہیئے کہ اس کام کو کرے اور قسم کا کفّارہ دے، حدیثِ صحیح میں یہی وارد ہے۔

(المبسوط للسرخسی، کتاب الأیمان، ج ۴، الجزء الثامن، ص ۱۳۳، ۱۳۴)

مسئلہ: اس آیت سے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی اس سے آپ کی علوئے شان و مرتبت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُولوالفضل فرمایا اور۔

۳۷ عورتوں کو جو بدکاری اور فجور کو جانتی بھی نہیں اور برا خیال ان کے دل میں بھی نہیں گزرتا اور۔

۳۸ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کے اوصاف ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے تمام ایماندار پارسا عورتیں مراد ہیں، ان کے عیب لگانے والوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ

دنیا اور آخرت میں اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے ف۳۹ جس دن ف۴۰ ان پر گواہی دیں گی اُن کی زبانیں ف۴۱ اور

اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ

اُن کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے اس دن اللہ انھیں ان کی سچّی سزا پوری دے گا ف۴۲ اور جان لیں گے

وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ

کہ اللہ ہی صریح حق ہے ف۴۳ گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندیوں

ف۳۹ یہ عبداللہ بن اُبی بن سلول منافق کے حق میں ہے۔ (خازن)

ف۴۰ یعنی روزِ قیامت۔

ف۴۱ زبانوں کا گواہی دینا تو ان کے مونھوں پر مُہریں لگائے جانے سے قبل ہوگا اور اس کے بعد مونھوں پر مُہریں لگا دی جائیں گی جس سے زبانیں بند ہو جائیں گے اور اعضاء بولنے لگیں گی اور دنیا میں جو عمل کئے تھے ان کی خبر دیں گے جیسے کہ آگے ارشاد ہے۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں، مذکورہ اعضاء کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے انہیں بولنے کی قوت عطا فرمائے گا، پھر ان میں سے ہر ایک اُس شخص کے بارے میں گواہی دے گا کہ وہ ان سے کیا کام لیتا رہا ہے۔ (تفسیر روح المعانی، ج۱۸، ص ۴۴۲)

اور درۃ الناصحین میں ہے

قیامت کے دن ایک شخص کو بارگاہِ خداوندی میں لایا جائے گا اور اسے اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ اس میں کثیر گناہ پائے گا۔ وہ عرض کریگا، یاالٰہی عزوجل! میں نے تو یہ گناہ کئے ہی نہیں؟ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا، میرے پاس اس کے مضبوط گواہ ہیں۔ وہ بندہ اپنے دائیں بائیں مڑ کر دیکھے گا لیکن کسی گواہ کو موجود نہ پائے گا اور کہے گا، یارب عزوجل! وہ گواہ کہاں ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کو گواہی دینے کا حکم دے گا۔ کان کہیں گے، ہاں! ہم نے (حرام) سنا اور ہم اس پر گواہ ہیں۔ آنکھیں کہیں گی، ہاں! ہم نے (حرام) دیکھا۔ زبان کہے گی، ہاں! میں نے (حرام) بولا تھا۔ اسی طرح ہاتھ اور پاؤں کہیں گے، ہاں! ہم (حرام کی طرف) بڑھے تھے۔ شرم گاہ پکارے گی، ہاں! میں نے زنا کیا تھا۔ اور وہ بندہ یہ سب سن کر حیران رہ جائے گا۔ (ملخصًا، المجلس الخامس والستون، ص ۲۹۴)

ف۴۲ جس کے وہ مستحق ہیں۔

ف۴۳ یعنی موجود ظاہر ہے اسی کی قدرت سے ہر چیز کا وجود ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ معنٰی یہ ہیں کہ کُفّار دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں شک کرتے تھے، اللہ تعالیٰ آخرت میں انہیں ان کے اعمال کی جزا دے کر ان وعدوں کا حق ہونا ظاہر فرما دے گا۔

لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا

کے لیے ۴۴ اور ستھریاں ستھروں کے لیے اور ستھرے ستھریوں کے لیے وہ ۴۵ پاک ہیں اُن باتوں سے جو یہ ۴۶

يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا ع ۳ ۹

کہہ رہے ہیں اُن کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے ۴۷ اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ

فائدہ: قرآنِ کریم میں کسی گناہ پر ایسی تغلیظ وتشدید اور تکرار وتاکید نہیں فرمائی گئی جیسی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے اوپر بہتان باندھنے پر فرمائی گئی، اس سے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ منزلت ظاہر ہوتی ہے۔

۴۴ یعنی خبیث کے لئے خبیث لائق ہے، خبیثہ عورت خبیث مرد کے لئے اور خبیث مرد خبیثہ عورت کے لئے اور خبیث آدمی خبیث باتوں کے درپے ہوتا ہے اور خبیث باتیں خبیث آدمی کا وطیرہ ہوتی ہیں۔

۴۵ یعنی پاک مرد اور عورتیں جن میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صفوان ہیں۔

۴۶ تہمت لگانے والے خبیث۔

۴۷ یعنی ستھروں اور ستھریوں کے لئے جنّت میں۔ اس آیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کمال فضل و شرف ثابت ہوا کہ وہ طیّبہ اور پاک پیدا کی گئیں اور قرآنِ کریم میں ان کی پاکی کا بیان فرمایا گیا اور انہیں مغفرت اور رزقِ کریم کا وعدہ دیا گیا۔ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بہت خصائص عطا فرمائے جو آپ کے لئے قابلِ فخر ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں کہ جبریلِ امین سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایک حریر پر آپ کی تصویر لائے اور عرض کیا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں اور یہ کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری (باکرہ) سے نکاح نہ فرمایا اور یہ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات آپ کی گود میں اور آپ کی نوبت کے دن ہوئی اور آپ ہی کا حجرہ شریفہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آرام گاہ اور آپ کا روضۂ طاہرہ ہوا اور یہ کہ بعض اوقات ایسی حالت میں حضور پر وحی نازِل ہوئی کہ حضرت صدیقہ آپ کے ساتھ آپ کے لحاف میں ہوتیں اور یہ کہ آپ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر ہیں اور یہ کہ آپ پاک پیدا کی گئیں اور آپ سے مغفرت ورزقِ کریم کا وعدہ فرمایا گیا۔

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی وجہ سے جواب دیا، تو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں ایسا جواب دیا کہ وہ حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غالب آگئیں جبکہ حضور نبیٔ کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی موجود تھے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ (واقعی) اپنے باپ کی بیٹی ہے۔

(الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور، سورۃ النور، تحت الآیۃ ۲۶، ج ۶، ص ۱۶۹)

بُيُوۡتًا غَيۡرَ بُيُوۡتِكُمۡ حَتّٰى تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَتُسَلِّمُوۡا عَلٰٓى اَهۡلِهَا ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ

جب تک اجازت نہ لے لو ۴۸ اور اُن کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو ۴۹ یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم

۴۸ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہو اور اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کہے یا کھکارے جس سے مکان والوں کو معلوم ہو کہ کوئی آنا چاہتا ہے یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ غیر کے گھر سے وہ گھر مراد ہے جس میں غیر سکونت رکھتا ہو خواہ اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔

۴۹ حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا کہ اے بیٹے! جب تم گھر میں داخل ہوا کرو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو تاکہ تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت نازل ہو۔

(ترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجاء فی التسلیم اذا دخل بیتہ، رقم ۲۷۰۷، ج ۴، ص ۳۲۰)

مسئلہ: غیر کے گھر جانے والے کی اگر صاحبِ مکان سے پہلے ہی ملاقات ہو جائے تو اوّل سلام کرے پھر اجازت چاہے اور اگر وہ مکان کے اندر ہو تو سلام کے ساتھ اجازت چاہے اس طرح کہ کہے السلام علیکم کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ سلام کو کلام پر مقدم کرو۔ حضرت عبداللہ کی قراءت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے ان کی قراءت یوں ہے حَتّٰى تُسَلِّمُوۡا عَلٰٓى اَهۡلِهَا وَتَسۡتَاۡذِنُوۡا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے اجازت چاہے پھر سلام کرے۔ (مدارک، کشاف، احمدی)

مسئلہ: اگر دروازے کے سامنے کھڑے ہونے میں بے پردگی کا اندیشہ ہو تو دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر اجازت طلب کرے۔

مسئلہ: حدیث شریف میں ہے اگر گھر میں ماں ہو جب بھی اجازت طلب کرے۔ (مؤطا امام مالک)

حضرت سیدنا عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے سے پہلے بھی اجازت لوں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کی: میں تو اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ۔ انہوں نے عرض کی: میں اپنی ماں کا خادم ہوں (یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے) پھر اجازت کی کیا ضرورت؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: اجازت لے کر جاؤ، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھو؟ عرض کی: نہیں۔ ارشاد فرمایا: تو اجازت حاصل کر لیا کرو۔

(المؤطا للامام مالک، کتاب الاستئذان باب الاستئذان، الحدیث ۱۸۴۷، ج ۲، ص ۴۴۶)

حضرت سیدُنا سَہل بن سَعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضورِ اَقدس شفیعِ روزِ مَحشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ

دھیان کرو پھر اگراُن میں کسی کو نہ پاؤ ف۵۰ جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے ان میں نہ جاؤ ف۵۱

لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو ف۵۲ یہ تمہارے لیے بہت ستھرا ہے اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے

عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ

اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں ف۵۳ اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار

لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ

ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی

اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

رکھیں ف۵۴ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ف۵۵ یہ اُن کے لیے بہت ستھرا ہے بیشک اللہ کو اُن کے کاموں کی

کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوکر اپنی مفلسی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب تم گھر میں داخل ہوتو گھر والوں کو سلام کرو اور اگر کوئی نہ ہوتو مجھ پر سلام عرض کرو اور ایک بار قل ھواللہ شریف پڑھو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا مالا مال کر دیا کہ اس نے اپنے ہمسایوں اور رشتہ داروں کی بھی خدمت کی۔

(الجامع لاحکام القرآن، للقرطبی، ج ۲۰، ص ۲۳۱، مطبوعہ پشاور)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہر مومن کے گھر میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک تشریف فرما رہتی ہے۔

(شرح شفاء، الباب الرابع، ج ۲، ص ۱۱۸)

ف۵۰ یعنی مکان میں اجازت دینے والا موجود نہ ہو۔

ف۵۱ کیونکہ مِلکِ غیر میں تصرُّف کرنے کے لئے اس کی رضا ضروری ہے۔

ف۵۲ اور اجازت طلب کرنے میں اصرار و الحاح نہ کرو۔

مسئلہ: کسی کا دروازہ بہت زور سے کھٹ کھٹانا اور شدید آواز سے چیخنا خاص کر عُلَماء اور بزرگوں کے دروازوں پر ایسا کرنا، ان کو زور سے پکارنا مکروہ و خلافِ ادب ہے۔

ف۵۳ مثل سرائے اور مسافر خانے وغیرہ کے کہ اس میں جانے کے لئے اجازت حاصل کرنے کی حاجت نہیں۔

شانِ نُزول: یہ آیت ان اصحاب کے جواب میں نازِل ہوئی جنہوں نے آیتِ استیذان یعنی اوپر والی آیت نازِل ہونے کے بعد دریافت کیا تھا کہ مکّۂ مکرّمہ اور مدینۂ طیّبہ کے درمیان اور شام کی راہ میں جو مسافر خانے بنے ہوئے

يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں ۵۶ اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں

ہیں کیا ان میں داخل ہونے کے لئے بھی اجازت لینا ضروری ہے؟

۵۴ اور جس چیز کا دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں۔

مسائل: مرد کا بدن زیرِ ناف سے گھٹنے کے نیچے تک عورت ہے، اس کا دیکھنا جائز نہیں اور عورتوں میں سے اپنے محارم اور غیر کی باندی کا بھی یہی حکم ہے مگر اتنا اور ہے کہ ان کے پیٹ اور پیٹھ کا دیکھنا بھی جائز نہیں اور حُرّہ اجنبیہ کے تمام بدن کا دیکھنا ممنوع ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل ...الخ، ج ۵ ص ۳۲۷)

اِنْ لَّمْ يَاْمَنْ مِّنَ الشَّهْوَةِ وَاِنْ اَمِنَ مِنْهَا فَالْمَمْنُوْعُ النَّظْرُ اِلٰی مَاسِوَی الْوَجْهِ وَالْكَفِّ وَ الْقَدَمِ وَ مَنْ يَّاْمَنْ فَاِنَّ الزَّمَانَ زَمَانُ الْفَسَادِ فَلَا يَحِلُّ النَّظْرُ اِلَی الْحُرَّةِ الْاَجْنَبِيَّةِ مُطْلَقًا مِّنْ غَيْرِ ضُرُوْرَةٍ

مگر بحالتِ ضرورت قاضی و گواہ کو اور اس عورت سے نکاح کی خواہش رکھنے والے کو چہرہ دیکھنا جائز ہے اور اگر کسی عورت کے ذریعہ سے حال معلوم کر سکتا ہو تو نہ دیکھے اور طبیب کو موضعِ مرض کا بقدرِ ضرورت دیکھنا جائز ہے۔

(الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطء والنظر واللمس، ج ۲ ص ۳۶۹، وغیرھا)

مسئلہ: اَمرد لڑکے کی طرف بھی شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ (مدارک و احمدی)

ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج ۹ ص ۶۰۲

۵۵ اور زنا و حرام سے بچیں یا یہ معنٰی ہیں کہ اپنی شرم گاہوں اور ان کے لواحق یعنی تمام بدنِ عورت کو چھپائیں اور پردہ کا اہتمام رکھیں۔

۵۶ اور غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ازواجِ مطہرات میں سے بعض اُمہات المؤمنین سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھیں، اسی وقت ابنِ اُم مکتوم آئے حضور نے ازواج کو پردہ کا حکم فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں فرمایا تو تم تو نابینا نہیں ہو۔ (ترمذی و ابوداؤد)

(جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۷۸۷، ج ۷، ص ۳۵۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی نامَحرم کا دیکھنا اور اس کے سامنے ہونا جائز نہیں۔

مگر افسوس صد کروڑ افسوس! آج کے اکثر مسلمانوں کو اللہ رَبُّ العزّت عَزَّ وَجَلَّ کے اَحکامات کی پرواہ ہے، نہ اس کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے فرامین کا کوئی پاس! یہی وجہ ہے کہ ذِلّت وپستی نے پنجے گاڑ دیئے ہیں۔

یاد رکھئے! حُجّۃُ الاسلام امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی مُکاشَفَۃُ القُلُوب میں نقل فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی آنکھ کو نظرِ حرام سے پُر کیا، بروزِ قیامت اس کی آنکھ میں آگ بھر دی جائے گی۔

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی

اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں و۵۷ مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر

جُیُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ

ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ و۵۸ یا شوہروں کے باپ و۵۹

بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ

یا اپنے بیٹے و۶۰ یا شوہروں کے بیٹے و۶۱ یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے و۶۲ یا اپنے دین

(مُکَاشَفَۃُ الْقُلُوب ص ۱۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حدیثِ پاک میں ہے آنکھیں بھی زِنا کرتی ہے اور آنکھوں کا زِنا نظر (یعنی حرام چیزوں کی طرف دیکھنا) ہے۔

(صَحِیح مُسلِم ص ۱۴۲۸ حدیث ۲۶۵۷ دارابن حزم بیروت)

حُجَّۃُ الْاِسلام سَیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ بن زَکَرِیا علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے لوگوں نے دَرْیافت کیا: زِنا کی ابتدا کہاں سے ہوتی ہے؟ فرمایا: آنکھ اور شَہوت سے۔

(کِیمیائے سَعادَت ج ۲ ص ۵۵۵ انتشارات گنجینہ تہران)

و۵۷ اظہر یہ ہے کہ یہ حکم نماز کا ہے نہ نظر کا کیونکہ حُرّہ کا تمام بدن عورت ہے، شوہر اور مَحرم کے سوا اور کسی کے لئے اس کے کسی حصّہ کا دیکھنا بےضرورت جائز نہیں اور معالجہ وغیرہ کی ضرورت سے قدرِ ضرورت جائز ہے۔ (تفسیرِ احمدی)

(الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطءِ والنظر واللمس، ج ۲، ص ۳۶۹، وغیرھا)

و۵۸ اور انہیں کے حکم میں دادا پردادا وغیرہ تمام اصول۔

(الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطءِ والنظر واللمس، ج ۲، ص ۳۷۰)

و۵۹ کہ وہ بھی مَحرم ہوجاتے ہیں۔

حُرمتِ مُصاہَرت کی وجہ سے پردہ تونہیں۔ اگر پردہ کرے تو حَرَج بھی نہیں بلکہ بحالتِ جوانی یا اِحتمالِ فتنہ (یعنی فتنے کے احتمال) کی صورت میں جیسا کہ اِس دَور میں پردہ کرنے ہی میں عافیت ہے کیوں کہ حالات انتہائی ناگُفتہ بہ ہیں۔ سُسَر اور بَہُو کے مسائل سننے میں آتے رہتے ہیں جو کہ عُمُوماً یکطرفہ یعنی سُسَر کی جانب سے ہوتے ہیں کہ بعض اوقات سُسَر اکیلے میں موقع پا کر بَہُو پر دست اندازی کی کوشش کرتا ہے۔ الہٰذا فی زمانہ بَہُو کو سُسَر سے بے تکلُّف نہیں ہونا چاہئے۔ بِالخصوص بَہُو کے حق میں وہ سُسَر زیادہ پُرخَطَر ثابت ہوسکتا ہے جو اپنی بیوی سے دُور یا محروم ہو۔

(پردے کے بارے میں سوال جواب ص ۴۷۔۴۸)

و۶۰ اور انہیں کے حکم میں ہے ان کی اولاد۔

و۶۱ کہ وہ بھی مَحرم ہوگئے۔

بَنِیۡۤ اَخَوٰتِہِنَّ اَوۡ نِسَآئِہِنَّ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی

کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں ف۶۳ یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے

الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا

مرد نہ ہوں ف۶۴ یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں ف۶۵ اور زمین پر

یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا

پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار ف۶۶ اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو!

ف۶۲ اور انہیں کے حکم میں ہیں چچا ماموں وغیرہ تمام محارم۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ابوعبیدہ بن جراح کو لکھا تھا کہ کُفّار اہلِ کتاب کی عورتوں کو مسلمان عورتوں کے ساتھ حمّام میں داخل ہونے سے منع کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمہ عورت کو کافرہ عورت کے سامنے اپنا بدن کھولنا جائز نہیں۔

مسئلہ: عورت اپنے غلام سے بھی مثل اجنبی کے پردہ کرے۔ (مدارک وغیرہ)

ف۶۳ ان پر اپنا سنگار ظاہر کرنا ممنوع نہیں اور غلام ان کے حکم میں نہیں، اس کو اپنی مالکہ کے مواضعِ زینت کو دیکھنا جائز نہیں۔

ف۶۴ مثلاً ایسے بوڑھے ہوں جنہیں اصلاً شہوت باقی نہیں رہی ہو اور ہوں صالح۔

مسئلہ: ائمۂ حنفیہ کے نزدیک خصی اور عِنّین حرمتِ نظر میں اجنبی کا حکم رکھتے ہیں۔

مسئلہ: اس طرح قبیح الافعال مُخنّث سے بھی پردہ کیا جائے جیسا کہ حدیثِ مسلم سے ثابت ہے۔

ف۶۵ وہ ابھی نادان نابالغ ہیں۔

ف۶۶ یعنی عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سُنی جائے۔

مسئلہ: اسی لئے چاہیئے کہ عورتیں باجے دار جھانجھن نہ پہنیں حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰی اس قوم کی دعا نہیں قبول فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔ اس سے سمجھنا چاہیئے کہ جب زیور کی آواز عدمِ قبولِ دعا کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے پردگی کیسی موجبِ غضبِ الٰہی ہوگی، پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے۔ (اللہ کی پناہ)

(تفسیرات احمدیہ ص ۵۶۵)

اس سے گھنگرو والا زیور مراد ہے۔ ایسے زیور پہننے والیوں سے مُتعلّق ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ باجے دار جھانجن کی آواز کو ایسے ہی ناپسند فرماتا ہے جس طرح غِناء کی آواز کو ناپسند فرماتا ہے اور اس کا حشر جو ایسے زیور پہنتی ہو ویسا ہی کریگا جیسا کہ مزامیر والوں کا ہوگا، کوئی عورت باجے دار جھانجن نہیں پہنتی مگر یہ کہ اس پر لعنت برستی ہے۔

اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱ وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ

سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ اور نکاح کر دو اپنوں میں اُن کا جو بے نکاح ہوں وکے۶ اور اپنے لائق بندوں

مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىٕكُمْؕ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖؕ وَ اللّٰهُ

اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ اُنہیں غنی کر دے گا اپنے فضل کے سبب و۶۸ اور اللہ وسعت

وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝۳۲ وَ لْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ

والا علم والا ہے اور چاہیے کہ بچے رہیں و۶۹ وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے ونے یہاں تک کہ اللہ مقدور والا کر دے اپنے

فَضْلِهٖؕ وَ الَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ

فضل سے واے اور تمہارے ہاتھ کی مِلک باندی غلاموں میں سے جو یہ چاہیں کہ کچھ مال کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دو تو لکھ

(کنزُ العُمّال ج۱۶ ص۱۶۴ رقم ۴۵۰۶۳)

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں کی لونڈی حضرت زبیر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی لڑکی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لائی اور اس کے پاؤں میں گھنگھرو تھے۔ حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں کاٹ دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سنا ہے کہ ہر گھنگھرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

(سُنَنِ اَبِی دَاود، ج۴ ص۱۲۴ حدیث ۴۲۳۰)

و۶۶ خواہ مرد یا عورت کنوارے یا غیر کنوارے۔

حسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ محبت نشان ہے:

نکاح میری سنت ہے پس جو شخص میری فطرت (یعنی اسلام) سے محبت کرتا ہے وہ میری سنت کو اپنائے۔

(السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب النکاح، باب الرغبۃ فی النکاح، الحدیث ۱۳۴۵۱، ج۷، ص۱۲۴)

و۶۸ اس غناء سے مراد یا قناعت ہے کہ وہ بہترین غنا ہے جو قانع کو تردُّد سے بے نیاز کر دیتا ہے یا کفایت کہ ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہو جائے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے یا زوج و زوجہ کے دو رزقوں کا جمع ہو جانا یا فراخی بہ برکتِ نکاح جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے۔

و۶۹ حرام کاری سے۔

و۷۰ جنہیں مہر و نفقہ میسّر نہیں۔

و۷۱ اور مہر و نفقہ ادا کرنے کے قابل ہو جائیں۔ حدیث شریف میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو نکاح کی قدرت رکھے وہ نکاح کرے کہ نکاح پارسائی و پاک بازی کا مُعین ہے اور جسے نکاح کی قدرت نہ ہو وہ

عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ لَا تُكْرِهُوْا

دو ۲۷ گر ان میں کچھ بھلائی جانو ۳۷ اور اس پر ان کی مدد کرو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا ۴۷ اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو

فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ

بدکاری پر جب کہ وہ بچنا چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو ۵۷ اور جو اُنھیں مجبور کرے گا تو

مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۳ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ

بیشک اللہ بعد اس کے کہ وہ مجبوری ہی کی حالت پر رہیں بخشنے والا مہربان ہے ۶۷ اور بیشک ہم نے اُتاریں

روزے رکھے کہ یہ شہوتوں کو توڑنے والے ہیں۔

۲۷ کہ وہ اس قدر مال ادا کر کے آزاد ہو جائیں اور اس طرح کی آزادی کو کتابت کہتے ہیں اور آیت میں اس کا امر استحباب کے لئے ہے اور یہ استحباب اس شرط کے ساتھ مشروط ہے جو اس کے بعد ہی آیت میں مذکور ہے۔

شانِ نُزول: حویطب بن عبدالعزّٰی کے غلام صبیح نے اپنے مولٰی سے کتابت کی درخواست کی، مولٰی نے انکار کیا۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی تو حویطب نے اس کو سو دینار پر مکاتَب کر دیا اور ان میں سے بیس اس کو بخش دیئے باقی اس نے ادا کر دیئے۔

۳۷ بھلائی سے مراد امانت و دیانت اور کمائی پر قدرت رکھنا ہے کہ وہ حلال روزی سے مال حاصل کر کے آزاد ہو سکے اور مولٰی کو مال دے کر آزادی حاصل کرنے کے لئے بھیک نہ مانگتا پھرے اسی لئے حضرتِ سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے غلام کو مکاتَب کرنے سے انکار فرما دیا جو سوائے بھیک کے کوئی ذریعہ کسب کا نہ رکھتا تھا۔

۴۷ مسلمانوں کو ارشاد ہے کہ وہ مکاتَب غلاموں کو زکوٰۃ وغیرہ دے کر مدد کریں جس سے وہ بدلِ کتابت دے کر اپنی گردن چھڑا سکیں اور آزاد ہو سکیں۔

۵۷ یعنی طمعِ مال میں اندھے ہو کر کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کریں۔

شانِ نُزول: یہ آیت عبداللہ بن اُبی بن سلول منافق کے حق میں نازِل ہوئی جو مال حاصل کرنے کے لئے اپنی کنیزوں کو بدکاری پر مجبور کرتا تھا، ان کنیزوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔

۶۷ اور وبالِ گناہ مجبور کرنے والے پر۔

مسئلہ: اِکراہ جس کو جبر کرنا بھی لوگ بولتے ہیں اس کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے ساتھ ناحق ایسا فعل کرنا کہ وہ شخص ایسا کام کرے جس کو وہ کرنا نہیں چاہتا۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مکرِہ نے کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مکرَہ اپنی مرضی کے

اِلَیۡكُمۡ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَ مَوۡعِظَةً

تمہاری طرف روشن آیتیں وے۷ اور کچھ ان لوگوں کا بیان جو تم سے پہلے ہو گزرے اور ڈر والوں کے لیے

لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِیۡهَا ع ۸ ۱۰

نصیحت اللہ نور ہے و۸ے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی و۹ے مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں

مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ

چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِیَّةٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیۡتُهَا یُضِیۡٓءُ وَ لَوۡ لَمۡ

ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے و۸۰ جو نہ پورب (مشرق) کا نہ پچھّم (مغرب) کا و۸۱ قریب ہے کہ اس کا تیل و۸۲

خلاف کام کرے مگر مکرَہ جانتا ہے کہ یہ شخص ظالم جابر ہے جو کچھ یہ کہتا ہے اگر میں نے نہ کیا تو مجھے مار ڈالے گا اس صورت میں بھی اکراہ ہے۔

الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الاِکراہ، ج ۹،ص ۲۱۷

مجبور کرنے والے کو مکرِہ اور جس کو مجبور کیا اس کو مکرَہ کہتے ہیں پہلی جگہ رے کو زیر ہے دوسری جگہ زبر۔

وے۷ جنہوں نے حلال وحرام حدود واحکام سب کو واضح کر دیا۔

و۸ے نور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا معنٰی یہ ہیں کہ اللہ آسمان وزمین کا ہادی ہے تو اہلِ سمٰوٰت وارض اس کے نور سے حق کی راہ پاتے ہیں اور اس کی ہدایت سے گمراہی کی حیرت سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ بعض مفسّرین نے فرمایا معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کا منوّر فرمانے والا ہے، اس نے آسمانوں کو ملائکہ سے اور زمین کو انبیاء سے منوّر کیا۔

و۹ے اللہ کے نور سے یا تو قلبِ مؤمن کی وہ نورانیت مراد ہے جس سے وہ ہدایت پاتا اور راہ یاب ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کے اس نور کی مثال جو اس نے مؤمن کو عطا فرمایا۔ بعض مفسّرین نے اس نور سے قرآن مراد لیا اور ایک تفسیر یہ ہے کہ اس نور سے مراد سیدِ کائنات افضلِ موجودات حضرت رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

و۸۰ یہ درخت نہایت کثیر البرکت ہے کیونکہ اس کا روغن جس کو زیت کہتے ہیں نہایت صاف و پاکیزہ روشنی دیتا ہے سر میں بھی لگایا جاتا ہے، سالن اور نانخورش کی جگہ روٹی سے بھی کھایا جاتا ہے، دنیا کے اور کسی تیل میں یہ وصف نہیں اور درختِ زیتون کے پتے نہیں گرتے۔ (خازن)

و۸۱ بلکہ وسط کا ہے کہ نہ اسے گرمی سے ضرر پہنچے نہ سردی سے اور وہ نہایت اجود واعلٰی ہے اور اس کے پھل غایتِ

تَمۡسَسۡهُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ یَهۡدِی اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ یَضۡرِبُ

بھڑک اُٹھے اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے ف۸۳ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں

اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۳۵﴾ فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ

بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم

تُرۡفَعَ وَ یُذۡكَرَ فِیۡهَا اسۡمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا

دیا ہے ف۸۴ اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام ف۸۵ وہ مرد جنہیں غافل نہیں

اعتدال میں۔

ف۸۲ اپنی صفا و لطافت کے باعث خود۔

ف۸۳ اس تمثیل کے معنٰی میں اہلِ علم کے کئی قول ہیں ایک یہ کہ نور سے مراد ہدایت ہے اور معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالٰی کی ہدایت غایتِ ظہور میں ہے کہ عالمِ محسوسات میں اس کی تشبیہ ایسے روشن دان سے ہو سکتی ہے جس میں صاف شفاف فانوس ہو، اس فانوس میں ایسا چراغ ہو جو نہایت ہی بہتر اور مصفّٰی زیتون سے روشن ہو کہ اس کی روشنی نہایت اعلٰی اور صاف ہو اور ایک قول یہ ہے کہ یہ تمثیل نورِ سیدِ انبیاء محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کعب احبار سے فرمایا کہ اس آیت کے معنٰی بیان کرو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال بیان فرمائی روشندان (طاق) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ شریف ہے اور فانوس قلبِ مبارک اور چراغِ نبوّت کے شجرِ نبوّت سے روشن ہے اور اس نورِ محمّدی کی روشنی و اضائت اس مرتبۂ کمالِ ظہور پر ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان بھی نہ فرمائیں جب بھی خَلق پر ظاہر ہو جائے اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ روشندان تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک ہے اور فانوس قلبِ اطہر اور چراغ وہ نور جو اللہ تعالٰی نے اس میں رکھا کہ شرقی ہے نہ غربی، نہ یہودی و نصرانی، ایک شجرۂ مبارکہ سے روشن ہے وہ شجر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ نورِ قلبِ ابراہیم پر نورِ محمّدی نور پر نور ہے اور محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ روشن دان و فانوس تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور چراغ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شجرۂ مبارکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ اکثر انبیاء آپ کی نسل سے ہیں اور شرقی و غربی نہ ہونے کے یہ معنٰی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی کیونکہ یہود مغرب کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور نصارٰی مشرق کی طرف، قریب ہے کہ محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن و کمالات نزولِ وحی سے قبل ہی خَلق پر ظاہر ہو جائیں۔ نور پر نور یہ کہ نبی ہیں نسلِ نبی سے، نورِ محمّدی ہے نورِ ابراہیمی پر، اس کے علاوہ اور بھی بہت اقوال ہیں۔ (خازن)

ف۸۴ اور ان کی تعظیم و تطہیر لازم کی، مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا

تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ

کرتا کوئی سودا اور نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد ۸۶ اور نماز برپا رکھنے ۸۷ اور زکوٰۃ دینے سے ۸۸ ڈرتے ہیں

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۟ۙ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ

اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں ۸۹ تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے اُن کے سب سے

مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

بہتر کام کا اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ دے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے گنتی

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا

اور جو کافر ہوئے اُن کے کام ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک جب اُس

جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ

کے پاس آیا تو اُسے کچھ نہ پایا ۹۰ اور اللہ کو اپنے قریب پایا تو اُس نے اس کا حساب پورا بھر دیا اور اللہ جلد حساب

مسجدیں بیت اللہ ہیں زمین میں۔

۸۵ تسبیح سے مراد نمازیں ہیں صبح کی تسبیح سے فجر اور شام سے ظہر و عصر و مغرب وعشاء مراد ہیں۔

۸۶ اور اس کے ذکرِ قلبی و لسانی اور اوقاتِ نماز پر مسجدوں کی حاضری سے۔

۸۷ اور انہیں وقت پر ادا کرنے سے۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بازار میں تھے مسجد میں نماز کے لئے اقامت کہی گئی آپ نے دیکھا کہ بازار والے اٹھے اور دوکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو گئے تو فرمایا کہ آیت رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ ایسے ہی لوگوں کے حق میں ہے۔

۸۸ اس کے وقت پر۔

۸۹ دلوں کا اُلٹ جانا یہ ہے کہ شدتِ خوف و اضطراب سے اُلٹ کر گلے تک چڑھ جائیں گے نہ باہر نکلیں نہ نیچے اتریں اور آنکھیں اوپر چڑھ جائیں گی یا یہ معنیٰ ہیں کُفّار کے دل کُفر و شک سے ایمان و یقین کی طرف پلٹ جائیں گے اور آنکھوں سے پردے اُٹھ جائیں گے یہ تو اس دن کا بیان ہے، آیت میں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ وہ فرمانبردار بندے جو ذکر و طاعت میں نہایت مستعِد رہتے ہیں اور عبادت کی ادا میں سرگرم رہتے ہیں باوجود اس حُسنِ عمل کے اس روز سے خائف رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہ ہوسکا۔

۹۰ یعنی پانی سمجھ کر اس کی تلاش میں چلا جب وہاں پہنچا تو پانی کا نام و نشان نہ تھا ایسے ہی کافر اپنے خیال میں نیکیاں کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا ثواب پائے گا جب عرصاتِ قیامت میں پہنچے گا تو ثواب نہ پائے گا بلکہ عذابِ عظیم میں گرفتار ہوگا اور اس وقت اس کی حسرت اور اس کا اندوہ و غم اس پیاس سے بدرجہا زیادہ ہوگا۔

الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ

کرلیتا ہے و۹۱ یا جیسے اندھیریاں کسی کنڈے کے (گہرائی والے) دریا میں و۹۲ اس کے اوپر موج موج کے اوپر اور موج

سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَ

اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں ایک پر ایک و۹۳ جب اپنا ہاتھ نکالے تو سوجھائی (دیکھائی) دیتا معلوم نہ ہو و۹۴ اور

مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿٤٠﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ ع ٥/٦

جسے اللہ نور نہ دے اس کے لیے کہیں نور نہیں و۹۵ کیا تم نے دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ

کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے و۹۶ پر پھیلائے سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ

اور اللہ اُن کے کاموں کو جانتا ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف پھر

الْمَصِيْرُ ﴿٤٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا

جانا کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادل کو و۹۷ پھر اُنھیں آپس میں ملاتا ہے و۹۸ پھر اُنھیں تہ پر تہ کردیتا ہے

و۹۱ اعمالِ کفّار کی مثال ایسی ہے۔

و۹۲ سمندروں کی گہرائی میں۔

و۹۳ ایک اندھیرا دریا کی گہرائی کا، اس پر ایک اور اندھیرا موجوں کے تراکم کا، اس پر اور اندھیرا بادلوں کی گھری ہوئی گھٹا کا، ان اندھیریوں میں شدت کا یہ عالم کہ جو اس میں ہو وہ۔

و۹۴ باوجودیکہ اپنا ہاتھ نہایت ہی قریب اور اپنے جسم کا جزو ہے جب وہ بھی نظر نہ آئے تو اور دوسری چیز کیا نظر آئے گی، ایسا ہی حال ہے کافر کا کہ وہ اعتقادِ باطل اور قولِ ناحق اور عملِ قبیح کی تاریکیوں میں گرفتار ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ دریا کے کنڈے اور اس کی گہرائی سے کافر کے دل کو اور موجوں سے جہل وشک وحیرت کو جو کافر کے دل پر چھائے ہوئے ہیں اور بادلوں سے مُہر کو جو ان کے دلوں پر ہے تشبیہ دی گئی۔

و۹۵ راہ یاب وہی ہوتا ہے جس کو وہ راہ دے۔

و۹۶ جو آسمان وزمین کے درمیان میں ہیں۔

ساری کائنات اس کی تسبیح بیان کررہی ہے اور تمام مخلوق اس کی بزرگی کی معترف ہے۔ اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے (یعنی اس کی ہیبت وجلال سے) اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ تمام جانور اس کی تسبیح کرتے

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ

توتو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکلتا ہے اور اُتارتا ہے آسمان سے اس میں جو برف کے پہاڑ ہیں ان میں سے کچھ اولے

بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ

وہ۹۹ پھر ڈالتا ہے اُنھیں جس پر چاہے وننا اور پھیر دیتا ہے اُنھیں جس سے چاہے واننا قریب ہے کہ اس کی بجلی کی

يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي

چمک آنکھ لے جائے و۱۰۲ اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی و۱۰۳ بیشک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں

الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ

کو اور اللہ نے زمین پر ہر چلنے والا پانی سے بنایا و۱۰۴ تو اُن میں کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے و۱۰۵

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ

اور اُن میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے و۱۰۶ اور اُن میں کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے و۱۰۷ اللہ بناتا ہے

ہیں، جب تسبیح چھوڑ دیتے ہیں اسی وقت ان کو موت آتی ہے۔ ہر پتا تسبیح کرتا ہے، جس وقت تسبیح سے غفلت کرتا ہے اسی وقت درخت سے جدا ہو کر گر پڑتا ہے۔

و۹۷ جس سرزمین اور جن بلاد کی طرف چاہے۔

و۹۸ اور ان کے متفرق ٹکڑوں کو یک جا کر دیتا ہے۔

و۹۹ اس کے معنٰی یا تو یہ ہیں کہ جس طرح زمین میں پتھر کے پہاڑ ہیں ایسے ہی آسمان میں برف کے پہاڑ اللہ تعالٰی نے پیدا کئے ہیں اور یہ اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ان پہاڑوں سے اولے برساتا ہے یا یہ معنٰی ہیں کہ آسمان سے اولوں کے پہاڑ برساتا ہے یعنی بکثرت اولے برساتا ہے۔ (مدارک وغیرہ)

و۱۰۰ اور جس کے جان و مال کو چاہتا ہے ان سے ہلاک و تباہ کرتا ہے۔

و۱۰۱ اس کے جان و مال کو محفوظ رکھتا ہے۔

و۱۰۲ اور روشنی کی تیزی سے آنکھوں کو بے کار کر دے۔

و۱۰۳ کہ رات کے بعد دن لاتا ہے اور دن کے بعد رات۔

و۱۰۴ یعنی تمام اجناسِ حیوان کو پانی کی جنس سے پیدا کیا اور پانی ان سب کی اصل ہے اور یہ سب باوجود متحد الاصل ہونے کے باہم کس قدر مختلف الحال ہیں، یہ خالقِ عالَم کے علم و حکمت اور اس کے کمالِ قدرت کی دلیلِ روشن ہے۔

و۱۰۵ جیسے کہ سانپ اور مچھلی اور بہت سے کیڑے۔

و۱۰۶ جیسے کہ آدمی اور پرند۔

اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ

جو چاہے بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے بیشک ہم نے اُتاریں صاف بیان کرنے والی آیتیں ف۱۰۸ اور اللہ ہدایت دیتا ہے

وَ اللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۴۶﴾ وَ يَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ

اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے ف۱۰۹ وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور

بِالرَّسُوۡلِ وَ اَطَعۡنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓـئِكَ

رسول پر اور حکم مانا پھر کچھ اُن میں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں ف۱۱۰ اور وہ

بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اِذَا فَرِيۡقٌ

مسلمان نہیں ف۱۱۱ اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق

مِّنۡهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنۡ يَّكُنۡ لَّهُمُ الۡحَقُّ يَاۡتُوۡۤا اِلَيۡهِ مُذۡعِنِيۡنَ ﴿۴۹﴾ؕ اَفِىۡ

منہ پھیر جاتا ہے اور اگر ان کی ڈگری ہو (ان کے حق میں فیصلہ ہو) تو اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے ف۱۱۲ کیا اُن کے

ف۱۰۷ مثل بہائم اور درندوں کے۔

ف۱۰۸ یعنی قرآنِ کریم جس میں ہدایت و احکام اور حلال و حرام کا واضح بیان ہے۔

ف۱۰۹ اور سیدھی راہ جس پر چلنے سے رضائے الٰہی و نعمتِ آخرت میسّر ہو وہ دینِ اسلام ہے۔ آیات کا ذکر فرمانے کے بعد یہ بتایا جاتا ہے کہ انسان تین فرقوں میں منقسم ہوگئے ایک وہ جنہوں نے ظاہر میں تصدیقِ حق کی اور باطن میں تکذیب کرتے رہے وہ منافق ہیں، دوسری وہ جنہوں نے ظاہر میں بھی تصدیق کی اور باطن میں بھی معتقد رہے یہ مخلصین ہیں، تیسرے وہ جنہوں نے ظاہر میں بھی تکذیب کی اور باطن میں بھی وہ کُفّار ہیں ان کا ذکر بالترتیب فرمایا جاتا ہے۔

ف۱۱۰ اور اپنے قول کی پابندی نہیں کرتے۔

ف۱۱۱ منافق ہیں کیونکہ ان کے دل ان کی زبانوں کے موافق نہیں۔

ف۱۱۲ کُفّار و منافقین بارہا تجربہ کر چکے تھے اور انہیں کامل یقین تھا کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فیصلہ سراسر حق و عدل ہوتا ہے اس لئے ان میں جو سچا ہوتا وہ تو خواہش کرتا تھا کہ حضور اس کا فیصلہ فرمائیں اور جو ناحق پر ہوتا وہ جانتا تھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچی عدالت سے وہ اپنی ناجائز مراد نہیں پا سکتا اس لئے وہ حضور کے فیصلہ سے ڈرتا اور گھبراتا تھا۔

شانِ نزول: بشر نامی ایک منافق تھا ایک زمین کے معاملہ میں اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا یہودی جانتا تھا کہ اس معاملہ میں وہ سچا ہے اور اس کو یقین تھا کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حق و عدل کا فیصلہ فرماتے ہیں اس لئے اس نے خواہش کی کہ یہ مقدمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیصل کرایا جائے لیکن منافق بھی جانتا تھا کہ وہ باطل پر ہے اور

قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ اَمِ ارۡتَابُوۡۤا اَمۡ یَخَافُوۡنَ اَنۡ یَّحِیۡفَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمۡ وَ رَسُوۡلُهٗ ؕ

دلوں میں بیماری ہے وسال۱۱۳ یا شک رکھتے ہیں و۱۱۴ یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول اُن پر ظلم کریں گے و۱۱۵

بَلۡ اُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا کَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ وَ

بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں مسلمانوں کی بات تو یہی ہے و۱۱۶ جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ

رَسُوۡلِهٖ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَهُمۡ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ

رسول اُن میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سُنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو

الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵۱﴾ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ وَ یَخۡشَ اللّٰهَ وَ یَتَّقۡهِ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ

پہنچے اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں اور اُنھوں

الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَیۡمَانِهِمۡ لَئِنۡ اَمَرۡتَهُمۡ لَیَخۡرُجُنَّ ؕ قُلۡ

نے و۱۱۷ اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اگر تم اُنھیں حکم دو گے تو وہ ضرور جہاد کو نکلیں گے تم فرماؤ قسمیں نہ

لَّا تُقۡسِمُوۡا ۚ طَاعَةٌ مَّعۡرُوۡفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۳﴾ قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰهَ

کھاؤ و۱۱۸ موافق شرع حکم برداری چاہیئے اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو و۱۱۹ تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو

ع ۶ ۱۲ الثلثة

سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدل و انصاف میں کسی کی رو رعایت نہیں فرماتے اس لئے وہ حضور کے فیصلہ پر تو راضی نہ ہوا اور کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے پر مُصِر ہوا اور حضور کی نسبت کہنے لگا کہ وہ ہم پر ظلم کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

و۱۱۳ کُفر یا نفاق کی۔

و۱۱۴ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت میں۔

و۱۱۵ ایسا تو ہے نہیں کیونکہ یہ وہ خوب جانتے ہیں کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ حق سے متجاوز ہو ہی نہیں سکتا اور کوئی بد دیانت آپ کی عدالت سے پرایا حق مارنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا اسی وجہ سے وہ آپ کے فیصلہ سے اعراض کرتے ہیں۔

و۱۱۶ اور ان کو یہ طریقِ ادب لازم ہے کہ۔

و۱۱۷ یعنی منافقین نے۔ (مدارک)

و۱۱۸ کہ جھوٹی قسم گناہ ہے۔

و۱۱۹ زبانی اطاعت اور عملی مخالفت اس سے کچھ چھپا نہیں۔

وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ

رسول کا پھر اگر تم منہ پھیرو ف۱۲۰ تو رسول کے ذمہ وہی ہے جو اُس پر لازم کیا گیا ف۱۲۱ اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا ف۱۲۲

وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ

ف۱۲۳ اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا

پہنچادینا ف۱۲۴ اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے ف۱۲۵ کہ ضرور انھیں زمین میں خلافت دے

اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ

گا ف۱۲۶ جیسی اُن سے پہلوں کو دی ف۱۲۷ اور ضرور اُن کے لیے جمادے گا اُن کا وہ دین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے ف۱۲۸

ف۱۲۰ سچے دل اور سچی نیت سے۔

ف۱۲۱ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمانبرداری سے تو اس میں ان کا کچھ ضرر نہیں۔

ف۱۲۲ یعنی دین کی تبلیغ اور احکامِ الٰہی کا پہنچا دینا اس کو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اچھی طرح ادا کر دیا اور وہ اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو چکے۔

ف۱۲۳ یعنی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت وفرمانبرداری۔

ف۱۲۴ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت واضح طور پر پہنچا دیا۔

ف۱۲۵ شانِ نزول: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی نازِل ہونے سے دس سال تک مکّہ مکرّمہ میں مع اصحاب کے قیام فرمایا اور کُفّار کی ایذاؤں پر جو شب و روز ہوتی رہتی تھیں صبر کیا پھر بحکمِ الٰہی مدینہ طیّبہ کو ہجرت فرمائی اور انصار کے منازل کو اپنی سکونت سے سرفراز کیا مگر قریش اس پر بھی باز نہ آئے روز مرّہ ان کی طرف سے جنگ کے اعلان ہوتے اور طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتیں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت خطرہ میں رہتے اور ہتھیار ساتھ رکھتے ایک روز ایک صحابی نے فرمایا کبھی ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ ہمیں امن میسّر ہو اور ہتھیاروں کے بار سے ہم سبکدوش ہوں۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

ف۱۲۶ اور بجائے کُفّار کے تمہاری فرمانروائی ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس جس چیز پر شب و روز گزرے ہیں ان سب پر دینِ اسلام داخل ہوگا۔

ف۱۲۷ حضرت داؤد و سلیمان وغیرہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اور جیسی کہ جبابرۂ مصر و شام کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو خلافت دی اور ان ممالک پر ان کو مسلّط کیا۔

ف۱۲۸ یعنی دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمائے گا۔

لَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـًٔا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ

اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا ف۱۲۹ میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے

بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيۡعُوا

بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں اور نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی

الرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مُعۡجِزِيۡنَ فِى

فرمانبرداری کرو اس اُمید پر کہ تم پر رحم ہو ہرگز کافروں کو خیال نہ کرنا کہ وہ کہیں ہمارے قابو سے نکل جائیں زمین میں

الۡاَرۡضِ ۚ وَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۵۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ع ۷ ۱۳

اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور ضرور کیا ہی بُرا انجام اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں

لِيَسۡتَاۡذِنۡكُمُ الَّذِيۡنَ مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَبۡلُغُوا الۡحُلُمَ مِنۡكُمۡ ثَلٰثَ

تمہارے ہاتھ کے مال غلام ف۱۳۰ اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہونچے ف۱۳۱ تین وقت ف۱۳۲

ف۱۲۹ چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا اور سرزمینِ عرب سے کُفّار مٹا دیئے گئے، مسلمانوں کا تسلّط ہوا، مشرق و مغرب کے ممالک اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے فتح فرمائے، اکاسرہ کے ممالک و خزائن ان کے قبضہ میں آئے، دنیا پر ان کا رعب چھا گیا۔

فائدہ: اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے بعد ہونے والے خلفاء راشدین کی خلافت کی دلیل ہے کیونکہ ان کے زمانہ میں فتوحاتِ عظیمہ ہوئے اور کسریٰ وغیرہ مُلوک کے خزائن مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور امن و تمکین اور دین کا غلبہ حاصل ہوا۔ ترمذی و ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خلافت میرے بعد تیس سال ہے پھر ملک ہوگا اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت دو برس تین ماہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت دس سال چھ ماہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بارہ سال اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت چار سال نو ماہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت چھ ماہ ہوئی۔ (خازن)

ف۱۳۰ اور باندیاں۔

شانِ نُزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری غلام مدلج بن عمرو کو دوپہر کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلانے کے لئے بھیجا وہ غلام ویسے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں چلا گیا جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بے تکلّف اپنے دولت سرائے میں تشریف رکھتے تھے غلام کے اچانک چلے آنے سے آپ کے دل میں خیال ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لے کر مکانوں میں داخل ہونے کا حکم ہوتا۔ اس پر یہ آیۂ کریمہ نازِل ہوئی۔

مَرّٰتٍؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَ مِنْۢ
نمازِ صبح سے پہلے وا۱۳۳ اور جب تم اپنے کپڑے اُتار رکھتے ہو دوپہر کو وا۱۳۴ اور نمازِ عشاء
بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ﳜ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ وَ لَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌۢ
کے بعد وا۱۳۵ یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں وا۱۳۶ ان تین کے بعد کچھ گناہ نہیں تم پر نہ اُن پر وا۱۳۷
بَعْدَهُنَّؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَیْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ
آمدورفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس وا۱۳۸ اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے
الْاٰیٰتِؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۵۸﴾ وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ
آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب تم میں لڑکے وا۱۳۹ جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن
فَلْیَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
مانگیں وا۱۴۰ جیسے ان کے اگلوں وا۱۴۱ نے اذن مانگا اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے اپنی آیتیں

وا۱۳۱ بلکہ ابھی قریبِ بلوغ ہیں۔ سنِ بلوغ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک لڑکے کے لئے اٹھارہ سال اور لڑکی کے لئے سترہ سال، عامہ عُلَماء کے نزدیک لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے پندرہ سال ہے۔ (تفسیرِ احمدی)

وا۱۳۲ یعنی ان تین وقتوں میں اجازت حاصل کریں جن کا بیان اسی آیت میں فرمایا جاتا ہے۔

وا۱۳۳ کہ وہ وقت ہے خواب گاہوں سے اٹھنے اور شب خوابی کا لباس اتار کر بیداری کے کپڑے پہننے کا۔

وا۱۳۴ قیلولہ کرنے کے لئے اور تہ بند باندھ لیتے ہو۔

وا۱۳۵ کہ وہ وقت ہے بیداری کا لباس اتارنے اور خواب کا لباس پہننے کا۔

وا۱۳۶ کہ ان اوقات میں خلوت وتنہائی ہوتی ہے، بدن چھپانے کا بہت اہتمام نہیں ہوتا ممکن ہے کہ بدن کا کوئی حصّہ کھل جائے جس کے ظاہر ہونے سے شرم آتی ہے لہذا ان اوقات میں غلام اور بچے بھی بے اجازت داخل نہ ہوں اور ان کے علاوہ جوان لوگ تمام اوقات میں اجازت حاصل کریں کسی وقت بھی بے اجازت داخل نہ ہوں۔ (خازن وغیرہ)

وا۱۳۷ مسئلہ: یعنی ان تین وقتوں کے سوا باقی اوقات میں غلام اور بچے بے اجازت داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ

وا۱۳۸ کام وخدمت کے لئے تو ان پر ہر وقت استیذان کا لازم ہونا سببِ حرج ہوگا اور شرع میں حرج مدفوع ہے۔ (مدارک)

وا۱۳۹ یعنی آزاد۔

وا۱۴۰ تمام اوقات میں۔

اٰیٰتِهٖؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ(۵۹) وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا

اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں ف۱۴۲ جنھیں نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ

فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍؕ وَ اَنْ

نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے اُتار رکھیں جب کہ سنگار نہ چمکائیں ف۱۴۳ اور اس سے بھی بچنا ف۱۴۴ ان کے لیے اور

یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(۶۰) لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى

بہتر ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے نہ اندھے پر تنگی ف۱۴۵ اور نہ لنگڑے پر

الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ

مضائقہ اور نہ بیمار پر روک اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر ف۱۴۶

بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآىٕكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ

یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر

ف۱۴۱ ان سے بڑے مردوں۔

ف۱۴۲ جن کا سن زیادہ ہو چکا اور اولاد ہونے کی عمر نہ رہی اور پیرانہ سالی کے باعث۔

ف۱۴۳ اور بال، سینہ، پنڈلی وغیرہ نہ کھولیں۔

ف۱۴۴ بالائی کپڑوں کو پہنے رہنا۔

ف۱۴۵ شانِ نُزول: سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کو جاتے تو اپنے مکانوں کی چابیاں نابینا اور بیماروں اور اپاہجوں کو دے جاتے جو ان اعذار کے باعث جہاد میں نہ جاسکتے اور انھیں اجازت دیتے کہ ان کے مکانوں سے کھانے کی چیزیں لے کر کھائیں مگر وہ لوگ اس کو گوارا نہ کرتے بایں خیال کہ شاید یہ ان کو دل سے پسند نہ ہو اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور انہیں اس کی اجازت دی گئی اور ایک قول یہ ہے کہ اندھے اپاہج اور بیمار لوگ تندرستوں کے ساتھ کھانے سے بچتے کہ کہیں کسی کو نفرت نہ ہو اس آیت میں انہیں اجازت دی گئی اور ایک قول یہ ہے کہ جب جب اندھے، نابینا، اپاہج کسی مسلمان کے پاس جاتے اور اس کے پاس ان کے کھلانے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو وہ انہیں کسی رشتہ دار کے یہاں کھلانے کے لئے لے جاتا یہ بات ان لوگوں کو گوارا نہ ہوتی۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ف۱۴۶ کہ اولاد کا گھر اپنا ہی گھر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے، اسی طرح شوہر کے لئے بیوی کا اور بیوی کے لئے شوہر کا گھر بھی اپنا ہی گھر ہے۔

اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھپیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر

خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ

یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں ف۱۴۷ یا اپنے دوست کے یہاں ف۱۴۸ تم پر کوئی الزام نہیں کہ

تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً

مل کر کھاؤ یا الگ الگ ف۱۴۹ پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ف۱۵۰ ملتے وقت کی اچھی

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع ۸ ۱۴

دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے آیتیں کہ تمہیں سمجھ ہو ایمان والے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ

تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لیے

(سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في الرجل يأكل من مال ولده، الحديث: ۳۵۳۰، ج ۳، ص ۴۰۳)

ف۱۴۷ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد آدمی کا وکیل اور اس کا کارپرداز ہے۔

ف۱۴۸ معنی یہ ہیں کہ ان سب لوگوں کے گھر کھانا جائز ہے خواہ وہ موجود ہوں یا نہ ہوں جب کہ معلوم ہو کہ وہ اس سے راضی ہیں، سلف کا تو یہ حال تھا کہ آدمی اپنے دوست کے گھر اس کی غیبت میں پہنچتا تو اس کی باندی سے اس کا کیسہ طلب کرتا اور جو چاہتا اس میں سے لے لیتا جب وہ دوست گھر آتا اور باندی اس کو خبر دیتی تو اس خوشی میں وہ باندی کو آزاد کر دیتا مگر اس زمانہ میں یہ فیاضی کہاں لہذا بے اجازت کھانا نہ چاہیئے۔ (مدارک وجلالین)

ف۱۴۹ شانِ نزول: قبیلۂ بنی لیث بن عمرو کے لوگ تنہا بغیر مہمان کے کھانا نہ کھاتے تھے کبھی کبھی مہمان نہ ملتا تو صبح سے شام تک کھانا لئے بیٹھے رہتے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۱۵۰ مسئلہ: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے اہل کو سلام کرے اور ان لوگوں کو جو مکان میں ہوں بشرطیکہ ان کے دین میں خلل نہ ہو۔ (خازن)

معالم التنزیل میں ہے: یعنی تمہارے بعض بعض کو (ایک دوسرے کو) سلام کیا کریں۔ یہ اس وقت کے لئے ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں جائے تو گھر میں موجود اپنوں اور دیگر وہاں حاضرین کو سلام دے۔ جابر، طاؤس، زہری، قتادہ، ضحاک اور عمرو بن دینار کا یہی قول ہے۔ اور حضرت قتادہ نے فرمایا جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو اپنے گھر والوں کو سلام پیش کیا کرو، جن کو تم سلام دیتے ہو ان سے زیادہ حق گھر والے رکھتے ہیں۔

(معالم التنزیل علی ہامش تفسیر خازن تحت آیۃ ۶۱/۲۴ ف ۱۵۰ مصطفی البابی مصر ۹۱/۵)

جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

جمع کئے گئے ہیں ۱۵۱ تو نہ جائیں جب تک اُن سے اجازت نہ لے لیں وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ

اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں ۱۵۲ پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں اپنے کسی کام کے لیے تو ان میں جسے تم چاہو

شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۲ لَا تَجْعَلُوْا

اجازت دے دو اور اُن کے لیے اللہ سے معافی مانگو ۱۵۳ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے رسول کے پکارنے کو

مسئلہ: اگر خالی مکان میں داخل ہو جہاں کوئی نہیں ہے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَبَرَكَاتُهٗ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مکان سے یہاں مسجدیں مراد ہیں۔ نخعی نے کہا کہ جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (شفا شریف) ملّا علی قاری نے شرح شفا میں لکھا کہ خالی مکان میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ اسلام کے گھروں میں روحِ اقدس جلوہ فرما ہوتی ہے۔

۱۵۱ جیسے کہ جہاد اور تدبیرِ جنگ اور جمعہ وعیدین اور مشورہ اور ہر اجتماع جو اللہ کے لئے ہو۔

۱۵۲ ان کا اجازت چاہنا نشانِ فرمانبرداری اور دلیلِ صحتِ ایمان ہے۔

۱۵۳ اس سے معلوم ہوا کہ افضل یہی ہے کہ حاضر رہیں اور اجازت طلب نہ کریں۔

مسئلہ: اماموں اور دینی پیشواؤں کی مجلس سے بھی بے اجازت نہ جانا چاہیئے۔ (مدارک)

۱۵۴ کیونکہ جس کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکاریں اس پر اجابت و تعمیل واجب ہو جاتی ہے اور ادب سے حاضر ہونا لازم ہوتا ہے اور قریب حاضر ہونے کے لئے اجازت طلب کرے اور اجازت سے ہی واپس ہو اور ایک معنیٰ مفسّرین نے یہ بھی بیان فرمائے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرے تو ادب و تکریم اور توقیر و تعظیم کے ساتھ آپ کے معظّم القاب سے نرم آواز کے ساتھ متواضعانہ و منکسرانہ لہجہ میں يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ کہہ کر۔

اس آیت کریمہ کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ کہ جب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تم کو بلائیں تو ان کے بلانے کو کوئی معمولی بلانا نہ سمجھ بیٹھنا بلکہ میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بلانے کی شان تو یہ ہے کہ اگر وہ کسی کو عین نماز میں بھی آواز دیں فوراً نماز ہی کی حالت میں حاضر ہونا فرض ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت سعید بن معلّی رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آواز دی میں چونکہ نماز پڑھ رہا تھا اس لئے جواب نہ دیا پھر نماز سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا

دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًاؕ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ
آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے ۱۵۴ بیشک اللہ جانتا ہے جو

یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًاۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ
تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر ۱۵۵ تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انھیں کوئی

فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ
فتنہ پہنچے ۱۵۶ یا اُن پر دردناک عذاب پڑے ۱۵۷ سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِؕ وَ یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْاؕ
بیشک وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو ۱۵۸ اور اس کی طرف پھیرے جائیں گے ۱۵۹ تو وہ اُنھیں بتادے گا جو کچھ اُنھوں نے

یارسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا (اس لئے حاضر نہ ہوسکا) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں سنا ہے! پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اس قسم کا واقعہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی مروی ہے۔ یہ ہے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بلانے کی عظمت کہ نماز جیسا عظیم فریضہ بھی ترک کرکے تعمیل حکم کو پہنچنا فرض قرار دیا گیا۔

آیت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ تم رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس طرح نہ پکارنا جس طرح باہم ایک دوسرے کو نام لیکر پکارتے ہو۔ ان کو یا رَسُوْلَ اللہ، یا نَبِیَّ اللہ، یا خَیْرَ خَلْقِ اللہ وغیرہ صفاتی ناموں سے پکار سکتے ہو۔ اللہ عزوجل اہل ایمان کو ایسا حکم کیوں نہ دیتا کہ اس نے خود اپنے پورے کلام عظیم میں کہیں بھی یا محمد کہہ کر نہیں پکارا ہے جب کہ دوسرے انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کو ان کے ذاتی ناموں سے خطاب فرمایا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پیش نظر رب العالمین عزوجل کے مذکورہ بالا ارشادات وفرامین تھے۔ انہوں نے ان احکام کو خوب سمجھ لیا تھا اور ادھر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شخصیت کو اپنے سر کی آنکھوں سے اور بہت قریب سے دیکھا تھا، اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت وجلالت فطری طور پر ان کے قلوب واذہان میں رچ بس گئی تھی اس لئے انھوں نے عقیدت ومحبت اور احترام وادب کے ایسے ایسے نمونے پیش کئے جن کی مثال ملنی مشکل ہے۔

۱۵۵ شانِ نُزول: منافقین پر روزِ جمعہ مسجد میں ٹھہر کر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبے کا سننا گراں ہوتا تھا تو وہ چپکے چپکے آہستہ آہستہ صحابہ کی آڑ لے کر سرکتے سرکتے مسجد سے نکل جاتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔

۱۵۶ دنیا میں تکلیف یا قتل یا زلزلے یا اور ہولناک حوادث یا ظالم بادشاہ کا مسلّط ہونا یا دل کا سخت ہوکر معرفتِ الٰہی سے محروم رہنا۔

۱۵۷ آخرت میں۔

۱۵۸ ایمان پر یا نفاق پر۔

ع ٩ / ٢ / ١٥

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿٦٤﴾

کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ف١٦٠

آیاتہا ٧٧ ۔ ٢٥ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ٤٢ ۔ رکوعاتہا ٦

سورۃ فرقان مکی ہے اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف١

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ ﴿١﴾ الَّذِیْ لَهٗ

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر ف٢ جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہو ف٣ وہ جس کے لیے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی

ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور اُس نے نہ اختیار فرمایا بچہ ف٤ اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی (شریک) نہیں ف٥

ف١٥٩ جزا کے لئے اور وہ دن روزِ قیامت ہے۔

ف١٦٠ اس سے کچھ چھپا نہیں۔

ف١ سورۂ فرقان مکّیہ ہے اس میں چھ رکوع اور ستتر ٧٧ آیتیں اور آٹھ سو بانوے کلمے اور تین ہزار سات سو تین حرف ہیں۔

ف٢ یعنی سیدِ انبیاء محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

ف٣ اس میں حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمومِ رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خَلق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن ہوں یا بشر یا فرشتے یا دیگر مخلوقات سب آپ کے اُمّتی ہیں کیونکہ عالَم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں اس میں یہ سب داخل ہیں ملائکہ کو اس سے خارج کرنا جیسا کہ جلالین میں شیخ محلی سے اور کبیر میں امام رازی سے اور شعب الایمان میں بیہقی سے صادر ہوا بے دلیل ہے اور دعوٰی اجماع غیر ثابت چنانچہ امام سبکی و بازری و ابنِ حزم و سیوطی نے اس کا تعاقب کیا اور خود امام رازی کو تسلیم ہے کہ عالَم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں پس وہ تمام خَلق کو شامل ہے ملائکہ کو اس سے خارج کرنے پر کوئی دلیل نہیں علاوہ بریں مسلم شریف کی حدیث ہے اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّةً یعنی میں تمام خَلق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ علامہ علی قاری نے مرقات میں اس کی شرح میں فرمایا یعنی تمام موجودات کی طرف جن ہوں یا انسان یا فرشتے یا حیوانات یا جمادات۔ اس مسئلہ کی کامل تنقیح و تحقیق شرح و بسط کے ساتھ امام قسطلانی کی مواہبِ لدنیہ میں ہے۔

ف٤ اس میں یہود و نصارٰی کا رد ہے جو حضرت عزیز و مسیح علیہما السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں معاذ اللہ۔

الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا

اُس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے ف۶ کہ

يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ وَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا

وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کیے گئے ہیں اور خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے مالک نہیں اور نہ

يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَيٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ

مرنے کا اختیار نہ جینے کا نہ اُٹھنے کا اور کافر بولے ف۷ یہ تو نہیں مگر ایک بہتان جو انھوں نے بنا لیا ہے ف۸

اِفْكُ ِۨ افْتَرٰىهُ وَ اَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۛۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّ زُوْرًا ﴿۴﴾ وَ معانقۃ ۱۰

اور اس پر اور لوگوں نے ف۹ انھیں مدد دی ہے بیشک وہ ف۱۰ ظلم اور جھوٹ پر آئے اور

قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۵﴾ قُلْ

بولے ف۱۱ اگلوں کی کہانیاں ہیں جو اُنھوں نے ف۱۲ لکھ لی ہیں تو وہ ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں تم فرماؤ

اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا

اُسے تو اُس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر بات جانتا ہے ف۱۳ بیشک وہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿۶﴾ وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي

مہربان ہے ف۱۴ اور بولے ف۱۵ اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں

ف۵ اس میں بُت پرستوں کا رد ہے جو بُتوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

ف۶ یعنی بُت پرستوں نے بُتوں کو خدا ٹھہرایا جو ایسے عاجز و بے قدرت ہیں۔

ف۷ یعنی نضر بن حارث اور اس کے ساتھی قرآنِ کریم کی نسبت کہ۔

ف۸ یعنی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

ف۹ اور لوگوں سے نضر بن حارث کی مراد یہودی تھے اور عداس و یسار وغیرہ اہلِ کتاب۔

ف۱۰ نضر بن حارث وغیرہ مشرکین جو یہ بے ہودہ بات کہنے والے تھے۔

ف۱۱ وہی مشرکین قرآنِ کریم کی نسبت کہ یہ رستم و اسفندیار وغیرہ کے قصّوں کی طرح

ف۱۲ یعنی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

ف۱۳ یعنی قرآنِ کریم علومِ غیبی پر مشتمل ہے یہ دلیل صریح ہے اس کی کہ وہ حضرت علّام الغیوب کی طرف سے ہے۔

ف۱۴ اسی لئے کُفّار کو مہلت دیتا ہے اور عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔

الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا ۟ۙ اَوْ یُلْقٰۤى اِلَیْهِ

چلتا ہے ۱۶ کیوں نہ اُتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ اُن کے ساتھ ڈر سناتا ۱۷ یا غیب سے اُنھیں

كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

کوئی خزانہ مل جاتا یا ان کا کوئی باغ ہوتا جس میں سے کھاتے ۱۸ اور ظالم بولے ۱۹ تم تو پیروی نہیں کرتے مگر ایک ایسے مرد

مَّسْحُوْرًا ۟ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۟۠ ع ۱

کی جس پر جادو ہوا ۲۰ اے محبوب دیکھو کیسی کہاوتیں تمہارے لیے بنا رہے ہیں تو گمراہ ہوئے کہ اب کوئی راہ نہیں پاتے

تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لیے بہت بہتر اس سے کر دے ۲۱ جنّتیں جن کے نیچے نہریں بہیں

الْاَنْهٰرُ ۙ وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۟ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۫ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ

اور کرے گا تمہارے لیے اُونچے اُونچے محل بلکہ یہ تو قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اُس کے لیے

كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا ۟ۚ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّ

تیار کر رکھی ہے بھڑکتی ہوئی آگ جب وہ انھیں دُور جگہ سے دیکھے گی ۲۲ تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا اور جب اس کی

۱۵ کُفّارِ قریش۔

۱۶ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ آپ نبی ہوتے تو نہ کھاتے نہ بازاروں میں چلتے اور یہ بھی نہ ہوتا تو۔

۱۷ اوران کی تصدیق کرتا اوران کی نبوّت کی شہادت دیتا۔

۱۸ مالداروں کی طرح۔

۱۹ مسلمانوں سے۔

۲۰ اور معاذ اللہ اس کی عقل بجا نہ رہی، ایسی طرح طرح کی بے ہودہ باتیں انہوں نے بکیں۔

۲۱ یعنی جلد آپ کو اس خزانے اور باغ سے بہتر عطا فرماوے جو یہ کافر کہتے ہیں۔

۲۲ ایک برس کی راہ سے یا سو برس کی راہ سے دونوں قول ہیں اور آگ کا دیکھنا کچھ بعید نہیں اللہ تعالٰی چاہے تو اس کو حیات وعقل اور رویت عطا فرمائے اور بعض مفسّرین نے کہا کہ مراد ملائکۂ جہنّم کا دیکھنا ہے۔

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم جو آگ جلاتے ہو یہ جہنم کی آگ کے ستر اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! اللہ عزوجل کی قسم! اگر جہنم ہماری یہی دنیوی آگ بھی ہوتی تب بھی کافی تھی۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جہنم کی آگ کو دنیوی آگ سے اُنہتّر ۶۹ گنا زیادہ تیز کیا گیا ہے اور ان میں سے ہر جزو کی گرمی دنیوی آگ کی طرح ہے۔

زَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ؕ

کسی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے ۲۳ؔ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ۲۴ؔ تو وہاں موت مانگیں گے ۲۵ؔ فرمایا جائے گا آج

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ

ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں مانگو ۲۶ؔ تم فرماؤ کیا یہ ۲۷ؔ بھلا یا وہ ہمیشگی

جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا

کے باغ جس کا وعدہ ڈر والوں کو ہے وہ ان کا صلہ اور انجام ہے ان کے لیے وہاں من مانی مرادیں ہیں

مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾ وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَ

جن میں ہمیشہ رہیں گے تمہارے رب کے ذمہ وعدہ ہے مانگا ہوا ۲۸ؔ اور جس دن اکٹھا کرے گا اُنھیں ۲۹ؔ اور

مَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ

جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں ۳۰ؔ پھر ان معبودوں سے فرمائے گا کیا تم نے گمراہ کردیے یہ میرے بندے یا یہ خود ہی

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ الجہنم، باب ماجاء ان نارکم ھذہ ۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۵۸۹، ص ۱۹۱۲)

حضور نبئ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن جب جہنم کو لایا جائے گا تو اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچتے ہوں گے۔

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ الجہنم، باب ماجاء فی صفۃ النار، الحدیث: ۲۵۸۳، ص ۱۹۱۱)

۲۳ؔ جو نہایت کرب و بے چینی پیدا کرنے والی ہو۔

۲۴ؔ اس طرح کہ ان کے ہاتھ گردنوں سے ملا کر باندھ دیئے گئے ہوں یا اس طرح کہ ہر ہر کافر اپنے اپنے شیطان کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو۔

۲۵ؔ اور واثبوراہ واثبوراہ کا شور مچائیں گے بایں معنٰی کہ ہائے اے موت آجا۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلے جس شخص کو آتشی لباس پہنایا جائے گا وہ ابلیس ہے اور اس کی ذُرّیّت اس کے پیچھے ہوگی اور یہ سب موت موت پکارتے ہوں گے ان سے۔

۲۶ؔ کیونکہ تم طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کئے جاؤ گے۔

۲۷ؔ عذاب اور اہوالِ جہنم جس کا ذکر کیا گیا۔

۲۸ؔ یعنی مانگنے کے لائق یا وہ جو مؤمنین نے دنیا میں یہ عرض کر کے مانگا۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً یا یہ عرض کر کے رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ

۲۹ؔ یعنی مشرکین کو۔

ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ

راہ بھولے ف۳۰ وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو ف۳۱ ہمیں سزاوار (حق) نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں ف۳۲

مِنْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَ كَانُوْا قَوْمًۢا

لیکن تو نے اُنھیں اور اُن کے باپ داداؤں کو برتنے دیا ف۳۳ یہاں تک کہ وہ تیری یاد بھول گئے اور یہ لوگ تھے ہی ہلاک

بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّ لَا نَصْرًا ۚ وَ مَنْ

ہونے والے ف۳۴ تو اب معبودوں نے تمہاری بات جھٹلا دی تو اب تم نہ عذاب پھیر سکو نہ اپنی مدد کرسکو اور تم میں جو

يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

ظالم ہے ہم اُسے بڑا عذاب چکھائیں گے اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے

اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ

کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے ف۳۵ اور ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کی جانچ کیا ہے ف۳۶

ف۳۰ یعنی ان کے باطل معبودوں کو خواہ ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول۔ کلبی نے کہا کہ ان معبودوں سے بُت مراد ہیں انہیں اللہ تعالیٰ گویائی دے گا۔

ف۳۱ اللہ تعالیٰ حقیقتِ حال کا جاننے والا ہے اس سے کچھ بھی مخفی نہیں، یہ سوال مشرکین کو ذلیل کرنے کے لئے ہے کہ ان کے معبود انھیں جھٹلائیں تو ان کی حسرت و ذلّت اور زیادہ ہو۔

ف۳۲ اس سے کہ کوئی تیرا شریک ہو۔

ف۳۳ تو ہم دوسرے کو کیا تیرے غیر کے معبود بنانے کا حکم دے سکتے تھے، ہم تیرے بندے ہیں۔

ف۳۴ اور انہیں اموال و اولاد و طولِ عمر و صحت و سلامت عنایت کی۔

ف۳۵ شقی، بعد ازیں کُفّار سے فرمایا جائے گا۔

ف۳۶ یہ کُفّار کے اس طعن کا جواب ہے جو انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا تھا کہ وہ بازاروں میں چلتے ہیں کھانا کھاتے ہیں یہاں بتایا گیا کہ یہ امور منافیٔ نبوّت نہیں بلکہ یہ تمام انبیاء کی عادتِ مستمرّہ تھی لہٰذا یہ طعن محض جہل و عناد ہے۔

ف۳۷ شانِ نزول: شُرَفا جب اسلام لانے کا قصد کرتے تھے تو غُرَبا کو دیکھ کر یہ خیال کرتے کہ یہ ہم سے پہلے اسلام لا چکے ان کو ہم پر ایک فضیلت رہے گی بایں خیال وہ اسلام سے باز رہتے اور شُرَفا کے لئے غُرَبا آزمائش بن جاتے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ابوجہل و ولید بن عقبہ اور عاص بن وائل سہمی اور نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی ان لوگوں نے حضرت ابوذر و ابنِ مسعود و عمّار ابنِ یاسر و بلال و صہیب و عامر بن فہیرہ کو دیکھا کہ پہلے سے اسلام

لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع ۲ / ۱۱ / ۱۷

اوراے لوگو کیا تم صبر کرو گے ۳۸ اور اے محبوب تمہارا رب دیکھتا ہے ۳۹

لائے ہیں تو غرور سے کہا کہ ہم بھی اسلام لے آئیں تو انہیں جیسے ہو جائیں گے تو ہم میں اور ان میں فرق کیا رہ جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت فُقَراء مسلمین کی آزمائش میں نازِل ہوئی جن کا کُفّارِ قریش استہزاء کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سیدِ عالم محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِتّباع کرنے والے یہ لوگ ہیں جو ہمارے غلام اور ارذل ہیں۔ اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازِل کی اور ان مؤمنین سے فرمایا۔ (خازن)

۳۸ اس فقر و شدت پر اور کُفّار کی اس بدگوئی پر۔

۳۹ اس کو جو صبر کرے اور اس کو جو بے صبری کرے۔

الجزء ۱۹

وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓىٕكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَاؕ

اور بولے وہ جو ف۴۰ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہم پر فرشتے کیوں نہ اُتارے ف۴۱ یا ہم اپنے رب کو دیکھتے ف۴۲

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا(۲۱) یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓىٕكَةَ لَا

بیشک اپنے جی میں بہت ہی اُونچی کھینچی (سرکشی کی) اور بڑی سرکشی پر آئے ف۴۳ جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے ف۴۴ وہ دن

بُشْرٰى یَوْمَىٕذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا(۲۲) وَ قَدِمْنَاۤ اِلٰى

مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا ف۴۵ اور کہیں گے الٰہی ہم میں ان میں کوئی آڑ کردے رُکی ہوئی ف۴۶ اور جو کچھ انھوں نے کام

مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا(۲۳) اَصْحٰبُ

کئے تھے ف۴۷ ہم نے قصد فرما کر اُنھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر

الْجَنَّةِ یَوْمَىٕذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِیْلًا(۲۴) وَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ

آتے ہیں ف۴۸ جنت والوں کا اُس دن اچھا ٹھکانا ف۴۹ اور حساب کے دوپہر کے بعد اچھی آرام کی جگہ اور جس دن پھٹ

ف۴۰ کافر ہیں حشر و بعث کے معتقد نہیں اسی لئے۔

ف۴۱ ہمارے لئے رسول بنا کر یا سیدِ عالم محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت و رسالت کے گواہ بنا کر۔

ف۴۲ وہ خود ہمیں خبر دے دیتا کہ سیدِ عالم محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

ف۴۳ اور ان کا تکبّر انتہا کو پہنچ گیا اور سرکشی حد سے گزر گئی کہ معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد ملائکہ کے اپنے اوپر اترنے اور اللہ تعالٰی کو دیکھنے کا سوال کیا۔

ف۴۴ یعنی موت کے دن یا قیامت کے دن۔

ف۴۵ روزِ قیامت فرشتے مؤمنین کو بشارت سنائیں گے اور کُفّار سے کہیں گے تمہارے لئے کوئی خوشخبری نہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ فرشتے کہیں گے کہ مؤمن کے سوا کسی کے لئے جنّت میں داخل ہونا حلال نہیں اس لئے وہ دن کُفّار کے واسطے نہایت حسرت و اندوہ اور رنج وغم کا دن ہوگا۔

ف۴۶ اس کلمے سے وہ ملائکہ سے پناہ چاہیں گے۔

ف۴۷ حالتِ کُفر میں مثل صلہ رحمی و مہمان داری و یتیم نوازی وغیرہ کے۔

ف۴۸ نہ ہاتھ سے چھوئے جائیں نہ ان کا سایہ ہو۔ مراد یہ ہے کہ وہ اعمال باطل کر دیئے گئے ان کا کچھ ثمرہ اور کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اعمال کی مقبولیت کے لئے ایمان شرط ہے اور وہ انہیں میسّر نہ تھا اس کے بعد اہلِ جنّت کی فضیلت ارشاد ہوتی ہے۔

بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ﰳالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ

جائے گا آسمان بادلوں سے اور فرشتے اُتارے جائیں گے پوری طرح **ف۵۰** اس دن سچّی بادشاہی رحمٰن کی ہے اور وہ دن

يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ

کافروں پر سخت ہے **ف۵۱** اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا **ف۵۲** کہ ہائے کسی طرح سے

يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا

میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی **ف۵۳** وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو

ف۴۹ اور ان کی قرار گاہ ان مغرور متکبّر مشرکوں سے بلند و بالا بہتر و اعلٰی۔

ف۵۰ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا آسمانِ دنیا پھٹے گا اور وہاں کے رہنے والے (فرشتے) اتریں گے اور وہ تمام اہلِ زمین سے زیادہ ہیں جن و انس سب سے پھر دوسرا آسمان پھٹے گا وہاں کے رہنے والے اتریں گے وہ آسمانِ دنیا کے رہنے والوں سے اور جن و انس سب سے زیادہ ہیں اسی طرح آسمان پھٹتے جائیں گے اور ہر آسمان والوں کی تعداد اپنے ماتحتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ ساتواں آسمان پھٹے گا پھر کرّ وبی اتریں گے پھر حاملینِ عرش اور یہ روزِ قیامت ہوگا۔

ف۵۱ اور اللہ کے فضل سے مسلمانوں پر سہل۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ان کے لئے ایک فرض نماز سے ہلکا ہوگا جو دنیا میں پڑھی تھی۔

ف۵۲ حسرت و ندامت سے۔ یہ حال اگرچہ کُفّار کے لئے عام ہے مگر عقبہ بن ابی معیط سے اس کا خاص تعلق ہے۔

شانِ نُزول: عقبہ بن ابی معیط اُبَیّ بن خلف کا گہرا دوست تھا حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے سے اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دی اور اس کے بعد ابی بن خلف کے زور ڈالنے سے پھر مرتد ہوگیا اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مقتول ہونے کی خبر دی چنانچہ بدر میں مارا گیا۔ یہ آیت اس کے حق میں نازل ہوئی کہ روزِ قیامت اس کو انتہا درجہ کی حسرت و ندامت ہوگی اس حسرت میں وہ اپنے ہاتھ چاب چاب لے گا۔

آیت کا شانِ نُزول اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اچھوں سے اُلفت، بُروں سے نفرت۔ اس لئے کُفّار ان دونوں (باتوں سے محرومی) پر کفِ افسوس ملیں گے۔ کُفّار سے دینی مَحبّت رکھنی کُفر ہے اور دنیاوی مَحبّت ضُعفِ ایمان (یعنی ایمان کی کمزوری)۔

(نورُ العرفان ص ۵۷۷، ۵۷۸)

ف۵۳ جنّت و نجات کی اور ان کا اِتّباع کیا ہوتا اور ان کی ہدایت قبول کی ہوتی۔

وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْؕ خَلِیْلًا ﴿۲۸﴾
دوست نہ بنایا ہوتا بیشک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے (۵۴) اور شیطان آدمی کو

لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
بے مدد چھوڑ دیتا ہے (۵۵) اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا

مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ
لیا (۵۶) اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن بنا دیے تھے مجرم لوگ (۵۷) اور تمہارا رب کافی ہے

هَادِیًا وَّ نَصِیْرًا ﴿۳۱﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً
ہدایت کرنے اور مدد دینے کو اور کافر بولے قرآن اُن پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ہم نے یونہی بتدریج

وَّاحِدَةً ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ﴿۳۲﴾ وَ لَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ مع
اُسے اُتارا (۵۸) ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں (۵۹) اور ہم نے اُسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا (۶۰) اور وہ کوئی کہاوت تمہارے

(۵۴) یعنی قرآن و ایمان سے۔

(۵۵) اور بلا و عذاب نازِل ہونے کے وقت اس سے علیٰحدگی کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوداؤد و ترمذی میں ایک حدیث مروی ہے کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھنا چاہئیے کس کو دوست بناتا ہے،

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب الرجل علی دین خلیلہ، الحدیث:۲۳۸۷، ص۱۸۹۰)

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، باب من اُمر بصحبتہ۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۳۷، ج۸، ص۱۶۰)

(مُسند امام احمد ج۳ ص ۱۶۸۔۱۶۹ حدیث ۸۰۳۴)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم نشینی نہ کرو مگر ایمان دار کے ساتھ اور کھانا نہ کھلاؤ مگر پرہیز گار کو۔

مسئلہ: بے دین اور بد مذہب کی دوستی اور اس کے ساتھ صحبت و اختلاط اور اُلفت و احترام ممنوع ہے۔

(۵۶) کسی نے اس کو سحر کہا کسی نے شعر اور وہ لوگ ایمان لانے سے محروم رہے اس پر اللہ تعالیٰ نے حضور کو تسلی دی اور آپ سے مدد کا وعدہ فرمایا جیسا کہ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

(۵۷) یعنی انبیاء کے ساتھ بد نصیبوں کا یہی معمول رہا ہے۔

(۵۸) جیسے کہ توریت و انجیل و زبور میں سے ہر ایک کتاب ایک ساتھ اتری تھی۔ کُفّار کا یہ اعتراض بالکل فضول اور مہمل ہے کیونکہ قرآنِ کریم کا معجِزہ و محتج بہ ہونا ہر حال میں یکساں ہے چاہے یکبارگی نازِل ہو یا بتدریج بلکہ بتدریج

اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِیْرًاؕ(۳۳) اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

پاس نہ لائیں گے ؎۶۱ مگر ہم حق اور اس سے بہتر بیان لے آئیں گے وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ

اِلٰى جَهَنَّمَۙ اُولٰٓىٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِیْلًا۠(۳۴) وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ ع ۳ ۱۴ ۱

کے بل ان کا ٹھکانا سب سے بُرا ؎۶۲ اور وہ سب سے گمراہ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور

جَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًاۚۖ(۳۵) فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا

اس کے بھائی ہارون کو وزیر کیا تو ہم نے فرمایا تم دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جس نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ؎۶۳ پھر

بِاٰیٰتِنَاؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًاؕ(۳۶) وَ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَ

ہم نے اُنھیں تباہ کر کے ہلاک کردیا اور نوح کی قوم کو ؎۶۴ جب انھوں نے رسولوں کو جھٹلایا ؎۶۵ ہم نے ان کو ڈبودیا اور

نازِل فرمانے میں اس کے اعجاز کا اور بھی کامل اظہار ہے کہ جب ایک آیت نازِل ہوئی اور تحدّی کی گئی اور خَلق کا اس کے مثل بنانے سے عاجز ہونا ظاہر ہوا پھر دوسری اتری اسی طرح اس کا اعجاز ظاہر ہوا اس طرح برابر آیت آیت ہو کر قرآنِ پاک نازِل ہوتا رہا اور ہر ہر دم اس کی بے مثالی اور خَلق کی عاجزی ظاہر ہوتی رہی غرض کُفّار کا اعتراض محض لغو بے معنیٰ ہے، آیت میں اللہ تعالیٰ بتدریج نازِل فرمانے کی حکمت ظاہر فرماتا ہے۔

؎۵۹ اور پیام کا سلسلہ جاری رہنے سے آپ کے قلبِ مبارک کو تسکین ہوتی رہے اور کُفّار کو ہر ہر موقع پر جواب ملتے رہیں علاوہ بریں یہ بھی فائدہ ہے کہ اس کا حفظ سہل اور آسان ہو۔

؎۶۰ بہ زبانِ جبریل تھوڑا تھوڑا بیس یا تیئیس برس کی مدّت میں یا یہ معنٰی ہیں کہ ہم نے آیت کے بعد آیت بتدریج نازِل فرمائی اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قراءت میں ترتیل کرنے یعنی ٹھہر ٹھہر کر بہ اطمینان پڑھنے اور قرآن شریف کو اچھی طرح ادا کرنے کا حکم فرمایا جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد ہوا **وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا**۔

؎۶۱ یعنی مشرکین آپ کے دین کے خلاف یا آپ کی نبوّت میں قدح کرنے والا کوئی سوال پیش نہ کرسکیں گے۔

؎۶۲ حدیث شریف میں ہے کہ آدمی روزِ قیامت تین طریقے پر اٹھائے جائیں گے ایک گروہ سواریوں پر، ایک گروہ پیادہ پا اور ایک جماعت منہ کے بل گھسٹتی، عرض کیا گیا یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا جس نے پاؤں پر چلایا ہے وہی منہ کے بل چلائے گا۔

؎۶۳ یعنی قومِ فرعون کی طرف چنانچہ وہ دونوں حضرات ان کی طرف گئے اور انہیں خدا کا خوف دلایا اور اپنی رسالت کی تبلیغ کی لیکن ان بدبختوں نے ان حضرات کو جھٹلایا۔

؎۶۴ بھی ہلاک کردیا۔

؎۶۵ یعنی حضرت نوح اور حضرت ادریس کو اور حضرت شیث کو یا یہ بات ہے کہ ایک رسول کی تکذیب تمام رسولوں کی

جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۚۖ ﴿۳۷﴾ وَّ عَادًا وَّ

اُنھیں لوگوں کے لیے نشانی کر دیا ف۶۶ اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور عاد اور ثمود ف۶۷ اور

ثَمُوْدَاۡ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

کنوئیں والوں کو ف۶۸ اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں (قومیں) ف۶۹ اور ہم نے سب سے مثالیں بیان فرمائیں ف۷۰

الْاَمْثَالَ ٘ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِیْۤ اُمْطِرَتْ

اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا اور ضرور یہ ف۷۱ ہو آئے ہیں اس بستی پر جس پر بُرا برساؤ برسا تھا ف۷۲ تو کیا یہ

مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَ اِذَا

اُسے دیکھتے نہ تھے ف۷۳ بلکہ اُنھیں جی اٹھنے کی اُمید تھی ہی نہیں ف۷۴ اور جب تمہیں

تکذیب ہے تو جب انہوں نے حضرت نوح کو جھٹلایا تو سب رسولوں کو جھٹلایا۔

ف۶۶ کہ بعد والوں کے لئے عبرت ہوں۔

ف۶۷ اور عاد حضرت ہود علیہ السلام کی قوم اور ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ان دونوں قوموں کو بھی ہلاک کیا۔

ف۶۸ یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تھی جو بُت پرستی کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے سرکشی کی حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی اور آپ کو ایذا دی، ان لوگوں کے مکان کنوئیں کے گرد تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا اور یہ تمام قوم مع اپنے مکانوں کے اس کنوئیں کے ساتھ زمین میں دھنس گئی۔ اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔

ف۶۹ یعنی قومِ عاد و ثمود اور کنوئیں والوں کے درمیان میں بہت سی اُمّتیں ہیں جن کو انبیاء کی تکذیب کرنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا۔

ف۷۰ اور حُجّتیں قائم کیں اور ان میں سے کسی کو بغیر اِنذار ہلاک نہ کیا۔

ف۷۱ یعنی کُفّارِ مکّہ اپنی تجارتوں میں شام کے سفر کرتے ہوئے بار بار۔

ف۷۲ اس بستی سے مراد سدوم ہے جو قومِ لوط کی پانچ بستیوں میں سب سے بڑی بستی تھی ان بستیوں میں ایک سب سے چھوٹی بستی کے لوگ تو اس خبیث بدکاری کے عامل نہ تھے، جس میں باقی چار بستیوں کے لوگ مبتلا تھے اسی لئے انہوں نے نجات پائی اور وہ چار بستیاں اپنی بدعملی کے باعث آسمان سے پتھر برسا کر ہلاک کر دی گئیں۔

ف۷۳ کہ عبرت پکڑتے اور ایمان لاتے۔

ف۷۴ یعنی مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے قائل نہ تھی کہ انہیں آخرت کے ثواب و عذاب کی پرواہ ہوتی۔

رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ
دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا (مذاق) ۷۵ کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا قریب تھا کہ
كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْ لَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَ سَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ
یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے ۷۶ اور اب جانا چاہتے ہیں جس دن
يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ
عذاب دیکھیں گے ۷۷ کہ کون گمراہ تھا ۷۸ کیا تم نے اُسے دیکھا جس نے اپنی جی کی خواہش کو اپنا خدا بنالیا ۷۹
اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ
تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمّہ لو گے ۸۰ یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں ۸۱
يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ اَلَمْ تَرَ اِلٰى ع ۴ ۲
وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ اُن سے بھی بدتر گمراہ ۸۲ اے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا ۸۳ کہ کیسا پھیلایا

۷۵ اور کہتے ہیں۔

۷۶ اس سے معلوم ہوا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اور آپ کے اظہارِ معجزات نے کُفّار پر اتنا اثر کیا تھا اور دینِ حق کو اس قدر واضح کر دیا تھا کہ خود کُفّار کو اقرار ہے کہ اگر وہ اپنی ہٹ پر جمے نہ رہتے تو قریب تھا کہ بُت پرستی چھوڑ دیں اور دینِ اسلام اختیار کریں یعنی دینِ اسلام کی حقانیت ان پر خوب واضح ہو چکی تھی اور شکوک وشبہات مٹا ڈالے گئے تھے لیکن وہ اپنی ہٹ اور ضد کی وجہ سے محروم رہے۔

۷۷ آخرت میں۔

۷۸ یہ اس کا جواب ہے کہ کُفّار نے یہ کہا تھا کہ قریب ہے کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں، یہاں بتایا گیا کہ بہکے ہوئے تم خود ہو اور آخرت میں یہ تم کو خود معلوم ہو جائے گا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بہکانے کی نسبت مَحض بے جا ہے۔

۷۹ اور اپنی خواہشِ نفس کو پُوجنے لگا اسی کا مطیع ہو گیا وہ ہدایت کس طرح قبول کرے گا۔ مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ ایک پتّھر کو پُوجتے تھے اور جب کہیں انہیں کوئی دوسرا پتھر اس سے اچھا نظر آتا تو پہلے کو پھینک دیتے اور دوسرے کو پوجنے لگتے۔

۸۰ کہ خواہش پرستی سے روک دو۔

۸۱ یعنی وہ اپنے شدتِ عناد سے نہ آپ کی بات سنتے ہیں نہ دلائل و براہین کو سمجھتے ہیں بہرے اور ناسمجھ بنے ہوئے ہیں۔

۸۲ کیونکہ چوپائے بھی اپنے ربّ کی تسبیح کرتے ہیں اور جو انہیں کھانے کو دے اس کے مطیع رہتے ہیں اور احسان

رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ

سایہ ؂۸۴ اور اگر چاہتا تو اُسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا ؂۸۵ پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل کیا

دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا

پھر ہم نے آہستہ آہستہ اُسے اپنی طرف سمیٹا ؂۸۶ اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ کیا

وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا

اور نیند کو آرام اور دن بنایا اُٹھنے کے لیے ؂۸۷ اور وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں اپنی رحمت کے آگے

بَيْنَ يَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْیَِۧ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا

مژدہ سناتی ہوئی ؂۸۸ اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا پاک کرنے والا تاکہ ہم اس سے زندہ کریں کسی مُردہ شہر کو ؂۸۹

وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِیَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَ لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ

اور اُسے پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپائے اور آدمیوں کو اور بیشک ہم نے اُن میں پانی کے ؂۹۰ پھیرے

کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور تکلیف دینے والے سے گھبراتے ہیں، نافع کی طلب کرتے ہیں، مُضِر سے بچتے ہیں، چراگاہوں کی راہیں جانتے ہیں، یہ کُفّار ان سے بھی بدتر ہیں کہ نہ ربّ کی اطاعت کرتے ہیں نہ اس کے احسان کو پہچانتے ہیں، نہ شیطان جیسے دشمن کی ضرر رسانی کو سمجھتے ہیں، نہ ثواب جیسی عظیم المنفعت چیز کے طالب ہیں، نہ عذاب جیسے سخت مُضِر مہلکہ سے بچتے ہیں۔

؂۸۳ کہ اس کی صنعت وقدرت کیسی عجیب ہے۔

؂۸۴ صبحِ صادق کے طلوع کے بعد سے آفتاب کے طلوع تک کہ اس وقت تمام زمین میں سایہ ہی سایہ ہوتا ہے نہ دھوپ ہے نہ اندھیرا ہے۔

؂۸۵ کہ آفتاب کے طلوع سے بھی زائل نہ ہوتا۔

؂۸۶ کہ طلوع کے بعد آفتاب جتنا اونچا ہوتا گیا سایہ سمٹتا گیا۔

؂۸۷ کہ اس میں روزی تلاش کرو اور کاموں میں مشغول ہو۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند سے فرمایا جیسے سوتے ہو پھر اٹھتے ہو ایسے ہی مرو گے اور موت کے بعد پھر اٹھو گے۔

؂۸۸ یہاں رحمت سے مراد بارش ہے۔

؂۸۹ جہاں کی زمین خشکی سے بے جان ہوگئی۔

؂۹۰ کہ کبھی کسی شہر میں بارش ہو کبھی کسی میں، کبھی کہیں زیادہ ہو کبھی کہیں، مختلف طور پر حسبِ اقتضائے حکمت۔ ایک حدیث میں ہے کہ آسمان سے روز وشب کی تمام ساعتوں میں بارش ہوتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسے جس خطہ کی جانب

لِیَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝۵۰ وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ

رکھے ف۹۱ کہ وہ دھیان کریں تو بہت لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا اور ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا

قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ۝۵۱ۖ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ۝۵۲ وَ هُوَ

بھیجتے ف۹۲ تو کافروں کا کہا نہ مان اور اس قرآن سے اُن پر جہاد کر بڑا جہاد اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے

الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَ جَعَلَ بَیْنَهُمَا

رواں کئے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ اور ان کے بیچ میں

بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝۵۳ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا

پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ ف۹۳ اور وہی ہے جس نے پانی سے ف۹۴ بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر

وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ۝۵۴ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَا

کی ف۹۵ اور تمہارا رب قدرت والا ہے ف۹۶ اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں ف۹۷ جو ان کا بھلا بُرا کچھ نہ کریں اور

یَضُرُّهُمْ ؕ وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ۝۵۵ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ

کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے ف۹۸ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر ف۹۹ خوشی اور ف۱۰۰ ڈر

چاہتا ہے پھیرتا ہے اور جس زمین کو چاہتا ہے سیراب کرتا ہے۔

ف۹۱ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و نعمت میں غور کریں۔

ف۹۲ اور آپ پر سے اِنذار کا بار کم کر دیتے لیکن ہم نے تمام بستیوں کے اِنذار کا بار آپ ہی پر رکھا تا کہ آپ تمام جہان کے رسول ہو کر کُل رسولوں کی فضیلتوں کے جامع ہوں اور نبوّت آپ پر ختم ہو کہ آپ کے بعد پھر کوئی نبی نہ ہو۔

ف۹۳ کہ نہ میٹھا کھاری ہو نہ کھاری میٹھا، نہ کوئی کسی کے ذائقہ کو بدل سکے جیسے کہ دجلہ دریائے شور میں میلوں تک چلا جاتا ہے اور اس کے ذائقہ میں کوئی تغیر نہیں آتا عجب شانِ الٰہی ہے۔

ف۹۴ یعنی نطفہ سے۔

ف۹۵ کہ نسل چلے۔

ف۹۶ کہ اس نے ایک نطفہ سے دو قسم کے انسان پیدا کئے مذکر اور مؤنث پھر بھی کافروں کا یہ حال ہے کہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔

ف۹۷ یعنی بتوں کو۔

ف۹۸ کیونکہ بُت پرستی کرنا شیطان کو مدد دینا ہے۔

نَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ
سنا تا تم فرماؤ میں اس وانا پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے و۱۰۲

سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾ وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَ كَفٰى بِهٖ
اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا و۱۰۳ اور اُسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو و۱۰۴ اور وہی کافی ہے

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرَا ۚۛ ﴿۵۸﴾ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا مع ۸
اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار و۱۰۵ جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے و۱۰۶ پھر

فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْــٴَـلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾
عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے و۱۰۷ وہ بڑی مہر والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ و۱۰۸

و۹۹ ایمان وطاعت پر جنّت کی۔

و۱۰۰ کُفر ومعصیت پر عذابِ جہنّم کا۔

و۱۰۱ تبلیغ وارشاد۔

و۱۰۲ اور اس کا قُرب اور اس کی رضا حاصل کرے مراد یہ ہے کہ ایمانداروں کا ایمان لانا اور ان کا طاعتِ الٰہی میں مشغول ہونا ہی میرا اجر ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اس پر جزا عطا فرمائے گا اس لئے کہ صُلَحاء اُمّت کے ایمان اور ان کی نیکیوں کے ثواب انہیں بھی ملتے ہیں اور ان کے انبیاء کو جن کی ہدایت سے وہ اس رتبہ پر پہنچے۔

و۱۰۳ اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے کیونکہ مرنے والے پر بھروسہ کرنا عاقل کی شان نہیں۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: اگر تم اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر اس طرح بھروسہ کرو جیسے اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا جیسے پرندے کو عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتا اور شام کو سیر ہو کر لوٹتا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب فی التوکل علی اللہ، الحدیث ۲۳۴۴، ص ۱۸۸۷)

و۱۰۴ اس کی تسبیح وتحمید کرو اس کی طاعت اور شکر بجالاؤ۔

و۱۰۵ نہ اس سے کسی کا گناہ چھپے نہ کوئی اس کی گرفت سے اپنے کو بچا سکے۔

و۱۰۶ یعنی اتنی مقدار میں کیونکہ لیل ونہار اور آفتاب تو تھے ہی نہیں اور اتنی مقدار میں پیدا کرنا اپنی مخلوق کو آہستگی اور اطمینان کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ وہ ایک لمحہ میں سب کچھ پیدا کر دینے پر قادر ہے۔

و۱۰۷ سلف کا مذہب یہ ہے کہ استواء اور اس کے امثال جو وارد ہوئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی کیفیت کے درپے نہیں ہوتے اس کو اللہ جانے۔ بعض مفسّرین استواء کو بلندی اور برتری کے معنٰی میں لیتے ہیں اور بعض استیلا

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا

اور جب اُن سے کہا جائے ف۱۰۹ رحمٰن کو سجدہ کرو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے کیا ہم سجدہ کرلیں جسے تم کہو ف۱۱۰ اور اس حکم نے انھیں

وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ۩ ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا السجدۃ ع ۵ ۱۶ ۳

اور بدکنا بڑھایا ف۱۱۱ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے ف۱۱۲ اور ان میں چراغ رکھا ف۱۱۳

وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ

اور چمکتا چاند اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی ف۱۱۴ اس کے لیے جو دھیان کرنا چاہے

يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ

یا شکر کا ارادہ کرے اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں ف۱۱۵ اور جب جاہل ان سے

کے معنیٰ میں لیکن قولِ اول ہی اسلم واقویٰ ہے۔

ف۱۰۸ اس میں انسان کو خِطاب ہے کہ حضرت رحمٰن کے صفات مردِ عارف سے دریافت کرے۔

ف۱۰۹ یعنی جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین سے فرمائیں کہ۔

ف۱۱۰ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ رحمٰن کو جانتے نہیں اور یہ باطل ہے جو انہوں نے براہِ عناد کہا کیونکہ لغتِ عرب کا جاننے والا خوب جانتا ہے کہ رحمٰن کے معنیٰ نہایت رحمت والا ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔

ف۱۱۱ یعنی سجدہ کا حکم ان کے لئے اور زیادہ ایمان سے دوری کا باعث ہوا۔

ف۱۱۲ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بروج سے کواکبِ سبعہ سیّارہ کے منازل مراد ہیں جن کی تعداد بارہ ۱۲ ہے (۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزہ (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت۔

ف۱۱۳ چراغ سے یہاں آفتاب مراد ہے۔

ف۱۱۴ کہ ان میں ایک کے بعد دوسرا آتا ہے اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے کہ جس کا عمل رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضا ہو جائے تو دوسرے میں ادا کرے ایسا ہی فرمایا حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اور رات اور دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا اور قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی دلیل ہے۔

ف۱۱۵ اطمینان و وقار کے ساتھ متواضعانہ شان سے نہ کہ متکبّرانہ طریقہ پر، جوتے کھٹکھٹاتے، پاؤں زور سے مارتے، اتراتے کہ یہ متکبّرین کی شان ہے اور شرع نے اس کو منع فرمایا۔

(انظر صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم التبختر فی المشی...الخ، رقم ۲۰۸۸، ص ۱۱۵۶)

هَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا

بات کرتے ہیں ۱۱۶ تو کہتے ہیں بس سلام ۱۱۷ اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے

وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَهَا

اور قیام میں ۱۱۸ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے پھیر دے جہنّم کا عذاب بیشک اس کا عذاب

کَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ٖۖ اِنَّهَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ

گلے کا غل (پھندا) ہے ۱۱۹ بیشک وہ بہت ہی بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے

۱۱۶ اور کوئی ناگوار کلمہ یا بے ہودہ یا خلافِ ادب وتہذیب بات کہتے ہیں۔

۱۱۷ یہ سلامِ متارکت ہے یعنی جاہلوں کے ساتھ مجادلہ کرنے سے اعراض کرتے ہیں یا یہ معنٰی ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جو درست ہو اور اس میں ایذا اور گناہ سے سالم رہیں۔ حسن بصری نے فرمایا کہ یہ تو ان بندوں کے دن کا حال ہے اور ان کی رات کا بیان آگے آتا ہے، مراد یہ ہے کہ ان کی مجلسی زندگی اور خَلق کے ساتھ معاملہ ایسا پاکیزہ ہے اور ان کی خلوت کی زندگانی اور حق کے ساتھ رابطہ یہ ہے جو آگے بیان فرمایا جاتا ہے۔

حضرت سیّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد بردبار لوگ ہیں کہ جب ان سے جہالت کا سلوک کیا جائے تو وہ جہالت سے پیش نہیں آتے۔

جب کوئی شخص تیری غیبت کرے، تجھے گالی دے یا عار دلائے تو تجھے بردباری کا رویہ اپنانا چاہیے کیونکہ اسی میں دارین کی نجات ہے، دنیا میں احترام کے اضافہ کا سبب ہے اور آخرت کے ثواب میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، سلطانِ باقرینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:

ترجمہ: اگر کوئی تجھے تیرے کسی عیب کے سبب عار دلائے تو تُو اسے اس کے عیب کے سبب عار نہ دلا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، الحدیث ۴۰۸۴، ص ۱۵۲۱)

۱۱۸ یعنی نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں اور رات اپنے ربّ کی عبادت میں گزارتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالٰی اپنے کرم سے تھوڑی عبادت والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ جس کسی نے بعدِ عشاء دو رکعت یا زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔ مسلم شریف میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اس نے نصف شب کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے فجر بھی باجماعت ادا کی وہ تمام شب کے عبادت کرنے والے کی مثل ہے۔

۱۱۹ یعنی لازم جُدا نہ ہونے والا۔ اس آیت میں ان بندوں کی شب بیداری اور عبادت کا ذکر فرمانے کے بعد ان کی اس دعا کا بیان کیا اس سے یہ اظہار مقصود ہے کہ وہ باوجود کثرتِ عبادت کے اللہ تعالٰی کا خوف رکھتے ہیں اور اس کے

یُسۡرِفُوۡا وَ لَمۡ یَقۡتُرُوۡا وَ کَانَ بَیۡنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ

بڑھیں اور نہ تنگی کریں ف۱۲۰ اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں ف۱۲۱ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو

حضور تضرُّع کرتے ہیں۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ انسان عمدہ جگہ پر مغرور نہ ہو کیونکہ آدم علیہ السلام جو کہ جنت میں نہایت اعلیٰ اور عمدہ جگہ میں تھے ان کو اس جگہ سے باہر تشریف لانا پڑا اور کثرت عبادت پر بھی مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ ابلیس باوجود کثرت عبادت کے ملعون ہوا اور کثرت علم پر بھی مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ بلعم جو کہ اسم اعظم کا عالم تھا آخر اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوا اور صالحین کی کثرت زیارت کرنے پر بھی مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اقارب جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بکثرت زیارت کی تھی جو مسلمان نہ ہوئے تو آپ کی زیارت نے ان کو کچھ نفع نہ پہنچایا۔

(تذکرۃ الاولیاء، باب بے ست وہفتم، ذکر حاتم اصم، نیمہ اول، ص ۲۲۵)

ف۱۲۰ اسراف معصیت میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ ایک بزرگ نے کہا کہ اسراف میں بھلائی نہیں، دوسرے بزرگ نے کہا نیکی میں اسراف ہی نہیں اور تنگی کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے مقرر کئے ہوئے حقوق کے ادا کرنے میں کمی کرے۔

(ملخصاً تفسیر کشاف، سورۃ الفرقان تحت الایۃ ۶۷، ج ۳، ص ۲۹۳)

یہی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی حق کو منع کیا اس نے اِقتار کیا یعنی تنگی کی اور جس نے ناحق میں خرچ کیا اس نے اسراف کیا یہاں ان بندوں کے خرچ کرنے کا حال ذکر فرمایا جاتا ہے کہ وہ اسراف و اِقتار کے دونوں مذموم طریقوں سے بچتے ہیں۔

حضرتِ سیِّدُنا امام جعفرِ صادِق علیہ رحمۃُ الرّازِق کا فرمانِ ھدایت نشان ہے، جس نے اپنا مال فُضُول خرچیوں میں کھو دیا، اب کہتا ہے اے ربّ! مجھے اور دے۔ اللہ تعالٰی (ایسے شخص سے) فرماتا ہے، کیا میں نے تجھے مِیانہ روی کا حکم نہ دیا تھا؟ کیا تُو نے میرا (یہ) ارشاد نہ سنا تھا۔ (ملَخَّصاً احسن الوِعاء لِاٰداب الدُّعاء ص ۷۵)

ف۱۲۱ عبدالملک بن مروان نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اپنی بیٹی بیاہتے وقت خرچ کا حال دریافت کیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ نیکی دو بدیوں کے درمیان ہے اس سے مراد یہ تھی کہ خرچ میں اعتدال نیکی ہے اور وہ اسراف و اقتار کے درمیان ہے جو دونوں بدیاں ہیں اس سے عبدالملک نے پہچان لیا کہ وہ اس آیت کے مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مفسّرین کا قول ہے کہ اس آیت میں جن حضرات کا ذکر ہے وہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابِ کبار ہیں جو نہ لذت و تنعُّم کے لئے کھاتے، نہ خوبصورتی اور زینت کے لئے پہنتے، بھوک روکنا، ستر چھپانا، سردی گرمی کی تکلیف سے بچنا اتنا ان کا مقصد تھا۔

اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ
نہیں پوجتے ف۱۲۲ اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ف۱۲۳ نا حق نہیں مارتے
وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ
اور بدکاری نہیں کرتے ف۱۲۴ اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اُس پر عذاب قیامت کے دن ف۱۲۵ اور
یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ
ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے ف۱۲۶ اور ایمان لائے ف۱۲۷ اور اچھا کام کرے ف۱۲۸ تو ایسوں کی
یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ
بُرائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا ف۱۲۹ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کرے
وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ
اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے ف۱۳۰ اور جب بیہودہ پر گزرتے

ف۱۲۲ شرک سے بری اور بیزار ہیں۔

ف۱۲۳ اور اس کا خون مباح نہ کیا جیسے کہ مؤمن و معاہد اس کو۔

ف۱۲۴ صالحین سے ان کبائر کی نفی فرمانے میں کُفّار پر تعریض ہے جو ان بدیوں میں گرفتار تھے۔

ف۱۲۵ یعنی وہ شرک کے عذاب میں بھی گرفتار ہوگا اور ان معاصی کا عذاب اس عذاب پر اور زیادہ کیا جائے گا۔

ف۱۲۶ شرک و کبائر سے۔

ف۱۲۷ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

ف۱۲۸ یعنی بعدِ توبہ نیکی اختیار کرے۔

ف۱۲۹ یعنی بدی کرنے کے بعد نیکی کی توفیق دے کر یا یہ معنٰی کہ بدیوں کو توبہ سے مٹا دے گا اور ان کی جگہ ایمان و طاعت وغیرہ نیکیاں ثبت فرمائے گا۔ (مدارک) مسلم کی حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت ایک شخص حاضر کیا جائے گا ملائکہ بحکمِ الٰہی اس کے صغیرہ گناہ ایک ایک کر کے اس کو یاد دلاتے جائیں گے وہ اقرار کرتا جائے گا اور اپنے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈرتا ہوگا اس کے بعد کہا جائے گا کہ ہر ایک بدی کے عوض تجھ کو نیکی دی گئی، یہ بیان فرماتے ہوئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالٰی کی بندہ نوازی اور اس کی شانِ کرم پر خوشی ہوئی اور چہرۂ اقدس پر سرور سے تبسّم کے آثار نمایاں ہوئے۔

ف۱۳۰ اور جھوٹوں کی مجلس سے علیحدہ رہتے ہیں اور ان کے ساتھ مخالطت نہیں کرتے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے بڑے بڑے گناہوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا وشھادۃ الزور یعنی

وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ

ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں ف۱۳۱ اور وہ کہ جب کہ انھیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو

يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

ان پر ف۱۳۲ بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے ف۱۳۳ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بی بیوں

وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ

اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک ف۱۳۴ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا ف۱۳۵ ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ

بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط

انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ اُن کی پیشوائی ہوگی ف۱۳۶ ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا

حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ ج فَقَدْ

ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ تم فرماؤ ف۱۳۷ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اُسے نہ پوجو

جھوٹی گواہی بھی گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا جرم ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، الحدیث ۵۹۷۶، ج ۴، ص ۹۵)

ف۱۳۱ اور اپنے کو لہو و باطل سے ملوث نہیں ہونے دیتے ایسی مجالس سے اعراض کرتے ہیں۔

ف۱۳۲ بہ طریقِ تغافل۔

ف۱۳۳ کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ بگوشِ ہوش سنتے ہیں اور بچشمِ بصیرت دیکھتے ہیں اور اس نصیحت سے پند پذیر ہوتے ہیں نفع اٹھاتے ہیں اور ان آیتوں پر فرمانبردارانہ گرتے ہیں۔

ف۱۳۴ یعنی فرحت و سرور۔ مراد یہ ہے کہ ہمیں بی بیاں اور اولاد نیک صالح متقی عطا فرما کہ ان کے حُسنِ عمل اور ان کی اطاعتِ خدا و رسول دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں۔

ف۱۳۵ یعنی ہمیں ایسا پرہیزگار اور ایسا عابد و خدا پرست بنا کہ ہم پرہیزگاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں اور وہ دینی امور میں ہماری اقتدا کریں۔

مسئلہ: بعض مفسّرین نے فرمایا کہ اس میں دلیل ہے کہ آدمی کو دینی پیشوائی اور سرداری کی رغبت و طلب چاہیئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صالحین بندوں کے اوصاف ذکر فرمائے اس کے بعد ان کی جزا ذکر فرمائی جاتی ہے۔

ف۱۳۶ ملائکہ تحیت و تسلیم کے ساتھ ان کی تکریم کریں گے یا اللہ عزوجل ان کی طرف سلام بھیجے گا۔

ف۱۳۷ اے سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ مکہ سے کہہ۔

كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾ ع ٦

تو تم نے جھٹلایا وف۱۳۸ تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا وف۱۳۹

آیاتها ٢٢٧ | ٢٦ سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ ٤٧ | رکوعاتها ١١

سورۂ شعرا مکی ہے اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا وف۱

المنزل ٥

طٰسٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی وف۲ کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اُن کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں

مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا

لائے وف۳ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر کوئی نشانی اُتاریں کہ اُن کے اونچے اونچے اُس کے حضور جھکے رہ جائیں وف۴

خٰضِعِيْنَ ﴿٤﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ

اور نہیں آتی اُن کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت مگر اس سے منہ

مُعْرِضِيْنَ ﴿٥﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦﴾

پھیر لیتے ہیں وف۵ تو بیشک انھوں نے جھٹلایا تو اب ان پر آیا چاہتی ہیں خبریں ان کے ٹھٹھے (مذاق) کی وف۶ کیا

وف۱۳۸ میرے رسول اور میری کتاب کو۔

وف۱۳۹ یعنی عذابِ دائم و ہلاکِ لازم۔

وف۱ سورۂ شعراء مکیّہ ہے سوائے آخر کی چار آیتوں کے جو وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ سے شروع ہوتی ہیں اس سورت میں گیارہ ۱۱ رکوع اور دو سو ستائیس ۲۲۷ آیتیں اور ایک ہزار دو سو اناسی ۱۲۷۹ کلمے اور پانچ ہزار پانچ سو چالیس ۵۵۴۰ حرف ہیں۔

وف۲ یعنی قرآنِ پاک کی جس کا اعجاز ظاہر ہے اور جو حق کو باطل سے ممتاز کرنے والا ہے اس کے بعد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ رحمت و کرم خطاب ہوتا ہے۔

وف۳ جب اہلِ مکہ ایمان نہ لائے اور انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی تو حضور پر ان کی محرومی بہت شاق ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی کہ آپ اس قدر غم نہ کریں۔

وف۴ اور کوئی معصیت و نافرمانی کے ساتھ گردن نہ اٹھا سکے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

اُنھوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم نے اس میں کتنے عزت والے جوڑے اُگائے وے بیشک اس میں ضرور نشانی ہے و۸

لَاٰیَةًؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۸﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۹﴾ ع۵

اور اُن کے اکثر ایمان لانے والے نہیں اور بیشک تمہارا رب ضرور وہی عزت والا مہربان ہے و۹

وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَؕ اَلَا

اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ ظالم لوگوں کے پاس جا جو فرعون کی قوم ہے و۱۰ کیا وہ نہ

یَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِؕ ﴿۱۲﴾ وَ یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَ لَا

ڈریں گے و۱۱ عرض کی اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے و۱۲ اور

یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ

میری زبان نہیں چلتی و۱۳ تو تو ہارون کو بھی رسول کر و۱۴ اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے و۱۵ تو میں ڈرتا ہوں کہیں

و۵ یعنی دم بدم ان کا کُفر بڑھتا جاتا ہے کہ جو موعظت و تذکیر اور جو وحی نازِل ہوتی ہے وہ اس کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔

و۶ یہ وعید ہے اور اس میں انذار ہے کہ روزِ بدر یا روزِ قیامت جب انہیں عذاب پہنچے گا تب انہیں خبر ہو گی کہ قرآن اور رسول کی تکذیب کا یہ انجام ہے۔

و۷ یعنی قِسم قِسم کے بہترین اور نافع نباتات پیدا کئے اور شعبی نے کہا کہ آدمی زمین کی پیداوار ہیں جو جنّتی ہے وہ عزّت والا اور کریم اور جو جہنّمی ہے وہ بدبخت لئیم ہے۔

و۸ اللہ تعالیٰ کے کمالِ قدرت پر۔

و۹ کافِروں سے انتقام لیتا اور مؤمنین پر رحمت فرماتا ہے۔

و۱۰ جنہوں نے کُفر و معاصی سے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بنی اسرائیل کو غلام بنا کر اور انہیں طرح طرح کی ایذائیں پہنچا کر ان پر ظلم کیا اس قوم کا نام قبط ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا کہ انہیں ان کی بدکرداری پر زجر فرمائیں۔

و۱۱ اللہ سے اور اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اور اس کی فرمانبرداری کر کے اس کے عذاب سے نہ بچائیں گے اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں۔

و۱۲ ان کے جھٹلانے سے۔

و۱۳ یعنی گفتگو کرنے میں کسی قدر تکلّف ہوتا ہے اس عقدہ کی وجہ سے جو زبان میں بایّامِ صِغرسنی مُنہ میں آگ کا

يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ

مجھے ۱۶ قتل کر دیں فرمایا یوں نہیں ۱۷ تم دونوں میری آیتیں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سُنتے ہیں ۱۸ تو فرعون کے

فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾

پاس جاؤ پھر اس سے کہو ہم دونوں اس کے رسول ہیں جو رب ہے سارے جہاں کا کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو چھوڑ

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾

دے ۱۹ بولا کیا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس گزارے ۲۰

انگارہ رکھ لینے سے ہو گیا ہے۔

۱۴ تا کہ وہ تبلیغِ رسالت میں میری مدد کریں۔ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شام میں نُبوّت عطا کی گئی اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام مِصر میں تھے۔

۱۵ کہ میں نے قبطی کو مارا تھا۔

۱۶ اس کے بدلے میں۔

۱۷ تمہیں قتل نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درخواست منظور فرما کر حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی نبی کر دیا اور دونوں کو حکم دیا۔

۱۸ جو تم کہو اور جو تمہیں جواب دیا جائے۔

۱۹ تا کہ ہم انہیں سرزمینِ شام میں لے جائیں۔ فرعون نے چار سو برس تک بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھا تھا اور اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تیس ہزار ۶۳۰۰۰۰ تھی اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام مِصر کی طرف روانہ ہوئے، آپ پشمینہ کا جبہ پہنے ہوئے تھے، دستِ مبارک میں عصا تھا، عصا کے سرے میں زنبیل لٹکی تھی جس میں سفر کا توشہ تھا، اس شان سے آپ مِصر میں پہنچ کر اپنے مکان میں داخل ہوئے، حضرت ہارون علیہ السلام وہیں تھے آپ نے انہیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر فرعون کی طرف بھیجا ہے اور آپ کو بھی رسول بنایا ہے کہ فرعون کو خدا کی طرف دعوت دو یہ سن کر آپ کی والدہ صاحبہ گھبرائیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ فرعون تمہیں قتل کرنے کے لئے تمہاری تلاش میں ہے جب تم اس کے پاس جاؤ گے تو تمہیں قتل کرے گا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے یہ فرمانے سے نہ رُکے اور حضرت ہارون کو ساتھ لے کر شب کے وقت فرعون کے دروازے پر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا میں ہوں موسیٰ علیہ السلام رب العالمین کا رسول فرعون کو خبر دی گئی اور صبح کے وقت آپ بُلائے گئے آپ نے پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی رسالت ادا کی اور فرعون کے پاس جو حکم پہنچانے پر آپ مامور کئے گئے تھے وہ پہنچایا فرعون نے آپ کو پہچانا۔

وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا

اور تم نے کیا اپنا وہ کام جو تم نے کیا وا۲ اور تم ناشکر تھے و۲۲ موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ

مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا

تھی و۲۳ تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب کہ تم سے ڈرا و۲۴ تو میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا و۲۵

وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ

اور مجھے پیغمبروں سے کیا اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتاتا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے

اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

بنی اسرائیل و۲۶ فرعون بولا اور سارے جہان کا رب کیا ہے و۲۷ موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں

وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَاؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اگر تمہیں یقین ہو و۲۸ اپنے آس پاس والوں سے بولا کیا تم غور

و۲۰ مفسّرین نے کہا تیس برس اس زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام فرعون کے لباس پہنتے تھے اور اس کی سواریوں میں سوار ہوتے تھے اور اس کے فرزند مشہور تھے۔

و۲۱ قبطی کو قتل کیا۔

و۲۲ کہ تم نے ہماری نعمت کی سپاس گزاری نہ کی اور ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔

و۲۳ میں نہ جانتا تھا کہ گھونسہ مارنے سے وہ شخص مر جائے گا میرا مارنا تادیب کے لئے تھا نہ قتل کے لئے۔

و۲۴ کہ تم مجھے قتل کرو گے اور شہرِ مدیَن کو چلا گیا۔

و۲۵ مدیَن سے واپسی کے وقت۔ حکم سے یہاں یا نبوّت مراد ہے یا علم۔

و۲۶ یعنی اس میں تیرا کیا احسان ہے کہ تم نے میری تربیت کی اور بچپن میں مجھے رکھا، کھلایا پہنایا کیونکہ میرے تجھ تک پہنچنے کا سبب تو یہی ہوا کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا، ان کی اولادوں کو قتل کیا، یہ تیرا ظلمِ عظیم اس کا باعث ہوا کہ میرے والدین مجھے پرورش نہ کر سکے اور میرے دریا میں ڈالنے پر مجبور ہوئے تو ایسا نہ کرتا تو میں اپنے والدین کے پاس رہتا اس لئے یہ بات کیا اس قابل ہے کہ اس کا احسان جتایا جائے، فرعون موسیٰ علیہ السلام کی اس تقریر سے لاجواب ہوا اور اس نے اسلوبِ کلام بدلا اور یہ گفتگو چھوڑ کر دوسری بات شروع کی۔

و۲۷ جس کے تم اپنے آپ کو رسول بتاتے ہیں۔

و۲۸ یعنی اگر تم اشیاء کو دلیل سے جاننے کی صلاحیت رکھتے ہو تو ان چیزوں کی پیدائش اس کے وجود کی کافی دلیل ہے۔ ایقان اس علم کو کہتے ہیں جو استدلال سے حاصل ہو اسی لئے اللہ تعالیٰ کی شان میں موقن نہیں کہا جاتا۔

تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآىٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ
سُنتے نہیں ﴿۲۹﴾ موسیٰ نے فرمایا رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا ﴿۳۰﴾ بولا تمہارے یہ رسول جو تمہاری طرف
الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا
بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے ﴿۳۱﴾ موسیٰ نے فرمایا رب پورب (مشرق) اور پچھم (مغرب) کا اور جو کچھ ان کے
بَیْنَهُمَاؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَىٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ
درمیان ہے ﴿۳۲﴾ اگر تمہیں عقل ہو ﴿۳۳﴾ بولا اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور
مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَ لَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍۚ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ
تمہیں قید کردوں گا ﴿۳۴﴾ فرمایا کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لاؤں ﴿۳۵﴾ کہا تو لاؤ اگر سچے ہو تو موسیٰ نے

﴿۲۹﴾ اس وقت اس کے گرد اس کی قوم کے اشراف میں سے پانچ سو شخص زیوروں سے آراستہ زریں کرسیوں پر بیٹھے تھے ان سے فرعون کا یہ کہنا کیا تم غور سے نہیں سنتے بایں معنیٰ تھا کہ وہ آسمان اور زمین کو قدیم سمجھتے تھے اور ان کے حدوث کے منکر تھے مطلب یہ تھا کہ جب یہ چیزیں قدیم ہیں تو ان کے لئے ربّ کی کیا حاجت اب حضرت موسیٰ علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ان چیزوں سے استدلال پیش کرنا چاہا جن کا حدوث اور جن کی فنا مشاہدہ میں آ چکی ہے۔

﴿۳۰﴾ یعنی اگر تم دوسری چیزوں سے استدلال نہیں کر سکتے تو خود تمہارے نفوس سے استدلال پیش کیا جاتا ہے، اپنے آپ کو جانتے ہو، پیدا ہوئے ہو، اپنے باپ دادا کو جانتے ہو کہ وہ فنا ہو گئے تو اپنی پیدائش سے اور ان کی فنا سے پیدا کرنے اور فنا کر دینے والے کے وجود کا ثبوت ملتا ہے۔

﴿۳۱﴾ فرعون نے یہ اس لئے کہا کہ وہ اپنے سوا کسی معبود کے وجود کا قائل نہ تھا اور جو اس کے معبود ہونے کا اعتقاد نہ رکھے اس کو خارج از عقل کہتا تھا اور حقیقۃً اس طرح کی گفتگو عجز کے وقت آدمی کی زبان پر آتی ہے لیکن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرضِ ہدایت وارشاد کو علٰی وجہِ الکمال ادا کیا اور اس کی اس تمام لایعنی گفتگو کے باوجود پھر مزید بیان کی طرف متوجہ ہوئے۔

﴿۳۲﴾ کیونکہ پورب سے آفتاب کا طلوع کرنا اور پچھم میں غرب ہو جانا اور سال کی فصلوں میں ایک حسابِ معیّن پر چلنا اور ہواؤں اور بارشوں وغیرہ کے نظام یہ سب اس کے وجود و قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔

﴿۳۳﴾ اب فرعون متحیر ہو گیا اور آثارِ قدرتِ الٰہی کے انکار کی راہ باقی نہ رہی اور کوئی جواب اس سے بن نہ آیا۔

﴿۳۴﴾ فرعون کی قید قتل سے بدتر تھی، اس کا جیل خانہ تنگ و تاریک عمیق گڑھا تھا، اس میں اکیلا ڈال دیتا تھا نہ وہاں کوئی آواز سنائی آتی تھی نہ کچھ نظر آتا تھا۔

﴿۳۵﴾ جو میری رسالت کی برہان ہو۔ مراد اس سے معجزہ ہے اس پر فرعون نے۔

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّ نَزَعَ يَدَهٗ
اپنا عصا ڈال دیا جبھی وہ صریح اژدہا ہو گیا ۳۶ اور اپنا ہاتھ ۳۷ نکالا تو جبھی وہ دیکھنے والوں کی
فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ ع ۲
نگاہ میں جگمگانے لگا ۳۸ بولا اپنے گرد کے سرداروں سے کہ بیشک یہ دانا جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ملک
اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ
سے نکال دیں اپنے جادو کے زور سے تب تمہارا کیا مشورہ ہے ۳۹ وہ بولے انہیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرائے رہو
وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ
اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجو کہ وہ تیرے پاس لے آئیں ہر بڑے جادوگر دانا کو ۴۰ تو
السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّ قِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾
جمع کئے گئے جادوگر ایک مقرر دن کے وعدہ پر ۴۱ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہو گئے ۴۲
لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا
شاید ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں اگر یہ غالب آئیں ۴۳ پھر جب جادوگر آئے فرعون سے بولے

۳۶ عصا اژدھا بن کر آسمان کی طرف بقدر ایک میل کے اُڑا پھر اُتر کر فرعون کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے موسیٰ مجھے جو چاہیئے حکم دیجئے فرعون نے گھبرا کر کہا اس کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا اس کو پکڑو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دستِ مبارک میں لیا تو مثلِ سابق عصا ہو گیا فرعون کہنے لگا اس کے سوا اور بھی کوئی معجزہ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور اس کو یدِ بیضا دکھایا۔

۳۷ گریبان میں ڈال کر۔

۳۸ اس سے آفتاب کی سی شعاع ظاہر ہوئی۔

۳۹ کیونکہ اس زمانہ میں جادو کا بہت رواج تھا اس لئے فرعون نے خیال کیا کہ یہ بات چل جائے گی اور اس کی قوم کے لوگ اس دھوکے میں آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو جائیں گے اور ان کی بات قبول نہ کریں گے۔

۴۰ جو علمِ سحر میں بقول ان کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہو اور وہ لوگ اپنے جادو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا مقابلہ کریں تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حُجّت باقی نہ رہے اور فرعونیوں کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ یہ کام جادو سے ہو جاتے ہیں لہٰذا نبوّت کی دلیل نہیں۔

۴۱ وہ دن فرعونیوں کی عید کا تھا اور اس مقابلہ کے لئے وقتِ چاشت مقرر کیا گیا تھا۔

لِفِرْعَوْنَ اَىِٕنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ اِذًا

کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی اگر ہم غالب آئے بولا ہاں اور اس وقت تم میرے

لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا

مقرب ہو جاؤ گے ف۴۴ موسیٰ نے اُن سے فرمایا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے ف۴۵ تو انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں

حِبَالَهُمْ وَ عِصِیَّهُمْ وَ قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى

ڈالیں اور بولے فرعون کی عزت کی قسم بیشک ہماری ہی جیت ہے ف۴۶ تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا

عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا

جبھی وہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا ف۴۷ اب سجدہ میں گرے جادوگر بولے ہم ایمان لائے اس پر جو

بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ

سارے جہان کا رب ہے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے فرعون بولا کیا تم اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں

لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ لَاُقَطِّعَنَّ

اجازت دوں بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ف۴۸ تو اب جانا چاہتے ہو ف۴۹ مجھے قسم ہے

ف۴۲ تاکہ دیکھو کہ دونوں فریق کیا کرتے ہیں اور ان میں کون غالب آتا ہے۔

ف۴۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ اس سے مقصود ان کا جادوگروں کا اتباع کرنا نہ تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ اس حیلہ سے لوگوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اتباع سے روکیں۔

ف۴۴ تمہیں درباری بنایا جائے گا، تمہیں خاص اعزاز دیئے جائیں گے، سب سے پہلے داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی، سب سے بعد تک دربار میں رہو گے۔ اس کے بعد جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا حضرت پہلے اپنا عصا ڈالیں گے یا ہمیں اجازت ہے کہ ہم اپنا سامانِ سحر ڈالیں۔

ف۴۵ تاکہ تم اس کا انجام دیکھ لو۔

ف۴۶ انہیں اپنے غلبہ کا اطمینان تھا کیونکہ سحر کے اعمال میں جو انتہا کے عمل تھے یہ ان کو کام میں لائے تھے اور یقینِ کامل رکھتے تھے کہ اب کوئی سحر اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

ف۴۷ جو انہوں نے جادو کے ذریعہ سے بنائیں تھیں یعنی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں جو جادو سے اژدھے بن کر دوڑتے نظر آرہے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدھا بن کر ان سب کو نگل گیا پھر اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دستِ مبارک میں لیا تو وہ مثلِ سابق عصا تھا جب جادوگروں نے یہ دیکھا تو انہیں یقین ہوگیا کہ یہ جادو نہیں ہے۔

اَیْدِیَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَیْرَ

بیشک میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا ف۵۰ وہ بولے کچھ نقصان نہیں ف۵۱

اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ

ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں ف۵۲ ہمیں طمع ہے کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے اس پر کہ ہم سب سے

ع ۳ ۱۸ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۱﴾ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾

پہلے ایمان لائے ف۵۳ اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو ف۵۴ لے نکل بیشک تمہارا پیچھا ہونا

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآىٕنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ ﴿۵۴﴾

ہے ف۵۵ اب فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے ف۵۶ کہ یہ لوگ ایک تھوڑی جماعت ہیں

وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآىٕظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ اِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ

اور بیشک وہ ہم سب کا دل جلاتے ہیں ف۵۷ اور بیشک ہم سب چوکنے ہیں ف۵۸ تو ہم نے انہیں ف۵۹ باہر نکالا باغوں اور

ف۴۸ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے استاد ہیں اسی لئے وہ تم سے بڑھ گئے۔

ف۴۹ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے۔

ف۵۰ اس سے مقصود یہ تھا کہ عام خلق ڈر جائے اور جادوگروں کو دیکھ کر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئیں۔

ف۵۱ خواہ دنیا میں کچھ بھی پیش آئے کیونکہ۔

ف۵۲ ایمان کے ساتھ اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید ہے۔

ف۵۳ رعیّتِ فرعون میں سے یا اس مجمع کے حاضرین میں سے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی سال وہاں اقامت فرمائی اور ان لوگوں کو حق کی دعوت دیتے رہے لیکن ان کی سرکشی بڑھتی گئی۔

ف۵۴ یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے۔

ف۵۵ فرعون اور اس کے لشکر پیچھا کریں گے اور تمہارے پیچھے پیچھے دریا میں داخل ہوں گے ہم تمہیں نجات دیں گے اور انہیں غرق کریں گے۔

ف۵۶ لشکروں کو جمع کرنے کے لئے جب لشکر جمع ہو گئے تو ان کی کثرت کے مقابل بنی اسرائیل کی تعداد تھوڑی معلوم ہونے لگی چنانچہ فرعون نے بنی اسرائیل کی نسبت کہا۔

ف۵۷ ہماری مخالفت کر کے اور بے ہماری اجازت کے ہماری سرزمین سے نکل کر۔

ف۵۸ مستعد ہیں ہتھیار بند ہیں۔

ف۵۹ یعنی فرعونیوں کو۔

عُيُوْنٍ ۙ﴿۵۷﴾ وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ۙ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ

چشموں اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے ہم نے ایسا ہی کیا اور اُن کا وارث کر دیا بنی اسرائیل کو ف۶۰ تو فرعونیوں

اِسْرَآءِيْلَ ؕ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ

نے ان کا تعاقب کیا دن نکلے پھر آمنا سامنا ہوا دونوں گروہوں کا ف۶۱ موسیٰ والوں نے کہا

مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۚ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى

ہم کو اُنھوں نے آلیا ف۶۲ موسیٰ نے فرمایا یوں نہیں ف۶۳ بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے اب راہ دیتا ہے

مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۚ﴿۶۳﴾

تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار ف۶۴ تو جبھی دریا پھٹ گیا ف۶۵ تو ہر حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ ف۶۶

وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۚ﴿۶۴﴾ وَ اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ۚ﴿۶۵﴾ ثُمَّ

اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو ف۶۷ اور ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو ف۶۸ پھر دوسروں کو

اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ؕ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾

ڈبو دیا ف۶۹ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے ف۷۰ اور اُن میں اکثر مسلمان نہ تھے ف۷۱

ف۶۰ فرعون اور اس کی قوم کے غرق کے بعد۔

ف۶۱ اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو دیکھا۔

ف۶۲ اب وہ ہم پر قابو پالیں گے نہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت رکھتے ہیں نہ بھاگنے کی جگہ ہے کیونکہ آگے دریا ہے۔

ف۶۳ وعدۂ الٰہی پر کامل بھروسہ ہے۔

ف۶۴ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر عصا مارا۔

ف۶۵ اور اس کے بارہ حصہ نمودار ہوئے۔

ف۶۶ اور ان کے درمیان خشک راہیں۔

ف۶۷ یعنی فرعون اور فرعونیوں کو تا آنکہ وہ بنی اسرائیل کے راستوں میں چل پڑے جو ان کے لئے دریا میں بقدرتِ الٰہی پیدا ہوئے تھے۔

ف۶۸ دریا سے سلامت نکال کر۔

ف۶۹ یعنی فرعون اور اس کی قوم کو اس طرح کہ جب بنی اسرائیل کل کے کل دریا سے باہر ہو گئے اور تمام فرعونی دریا کے اندر آ گئے تو دریا بحکمِ الٰہی مل گیا اور مثلِ سابق ہو گیا اور فرعون مع اپنی قوم کے ڈوب گیا۔

وقف لازم ع ۴/۱۷/۸ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ

اور بیشک تمہارا رب وہی عزت والا ف۷۲ مہربان ہے ف۷۳ اور اُن پر پڑھو خبر ابراہیم کی ف۷۴ جب اس نے اپنے

لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾

باپ اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو ف۷۵ بولے ہم بتوں کو پوجتے ہیں پھر ان کے سامنے آسن مارے رہتے ہیں

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ

فرمایا کیا وہ تمہاری سُنتے ہیں جب تم پکارو یا تمہارا کچھ بھلا بُرا کرتے ہیں ف۷۶ بولے بلکہ ہم نے

وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾

اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا فرمایا تو کیا تم دیکھتے ہو یہ جنہیں پوج رہے ہو

اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِيْ

تم اور تمہارے اگلے باپ دادا ف۷۷ بیشک وہ سب میرے دشمن ہیں ف۷۸ مگر پروردگار عالم ف۷۹ وہ جس نے مجھے

خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَ الَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَ يَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾ وَ اِذَا مَرِضْتُ

پیدا کیا ف۸۰ تو وہ مجھے راہ دے گا ف۸۱ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے ف۸۲ اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے

ف۷۰ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے۔

ف۷۱ یعنی اہلِ مصر میں صرف آسیہ فرعون کی بی بی اور حزقیل جن کو مومنِ آلِ فرعون کہتے ہیں وہ اپنا ایمان چھپائے رہتے تھے اور فرعون کے چچازاد تھے اور مریم جس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کا نشان بتایا تھا جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے تابوت کو دریا سے نکالا۔

ف۷۲ کہ اس نے کافروں کو غرق کر کے ان سے انتقام لیا۔

ف۷۳ مومنین پر جنہیں غرق سے نجات دی۔

ف۷۴ یعنی مشرکین پر۔

ف۷۵ حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ لوگ بُت پرست ہیں باوجود اس کے آپ کا سوال فرمانا اس لئے تھا تاکہ انہیں دکھادیں کہ جن چیزوں کو وہ لوگ پوجتے ہیں وہ کسی طرح اس کے مستحق نہیں۔

ف۷۶ جب یہ کچھ نہیں تو انہیں تم نے معبود کس طرح قرار دیا۔

ف۷۷ کہ نہ یہ علم رکھتے ہیں نہ قدرت، نہ کچھ سنتے ہیں نہ کوئی نفع یا ضرر پہنچا سکتے ہیں۔

ف۷۸ میں ان کا پوجا جانا گوارا نہیں کرسکتا۔

فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ وَ الَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِيْۤ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ

شِفا دیتا ہے وہ۸۳ اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا وہ۸۴ اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت

خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾

کے دن بخشے گا وہ۸۵ اے میرے رب مجھے حکم عطا کر وہ۸۶ اور مجھے اُن سے ملا دے جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار

وَ اجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ

ہیں وہ۸۷ اور میری سچّی ناموری رکھ پچھلوں میں وہ۸۸ اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں وہ۸۹

النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَ اغْفِرْ لِاَبِيْۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ

اور میرے باپ کو بخش دے وہ۹۰ بیشک وہ گمراہ ہے اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اُٹھائے

وہ۷۹ میرا ربّ ہے، میرا کارساز ہے، میں اس کی عبادت کرتا ہوں، وہ مستحقِ عبادت ہے اس کے اوصاف یہ ہیں۔

وہ۸۰ نیست سے ہست فرمایا اور اپنی طاعت کے لئے بنایا۔

وہ۸۱ آدابِ خلّت کی جیسی کہ سابق میں ہدایت فرما چکا ہے مصالح دنیا و دین کی۔

وہ۸۲ اور میرا روزی دینے والا ہے۔

وہ۸۳ میرے امراض دور کرتا ہے۔ ابنِ عطا نے کہا معنٰی یہ ہیں کہ جب میں خَلق کی دید سے بیمار ہوتا ہوں تو مشاہدۂ حق سے مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔

وہ۸۴ موت اور حیات اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

وہ۸۵ انبیاء معصوم ہیں، گناہ ان سے صادر نہیں ہوتے، ان کا استغفار اپنے ربّ کے حضور تواضع ہے اور اُمّت کے لئے طلبِ مغفرت کی تعلیم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان صفاتِ الٰہیہ کو بیان کرنا اپنی قوم پر اقامتِ حجّت ہے کہ معبود وہی ہوسکتا ہے جس کے یہ صفات ہوں۔

وہ۸۶ حکم سے یا علم مراد ہے یا حکمت یا نبوّت۔

وہ۸۷ یعنی انبیاء علیہم السلام اور آپ کی یہ دعا مستجاب ہوئی چنانچہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ (العنکبوت آیت ۲۷)

وہ۸۸ یعنی ان اُمّتوں میں جو میرے بعد آئیں چنانچہ اللہ تعالٰی نے ان کو یہ عطا فرمایا کہ تمام اہلِ ادیان ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی ثنا کرتے ہیں۔

وہ۸۹ جنہیں تو جنّت عطا فرمائے گا۔

وہ۹۰ توبہ و ایمان عطا فرما کر اور یہ دعا آپ نے اس لئے فرمائی کہ وقتِ مفارقت آپ کے والد نے آپ سے ایمان

يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ
جائیں گے ف۹۱ جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر ف۹۲
سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ
اور قریب لائی جائے گی جنّت پرہیزگاروں کے لیے ف۹۳ اور ظاہر کی جائے گی دوزخ گمراہوں کے لیے اور اُن سے کہا
لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ
جائے گا ف۹۴ کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کریں گے ف۹۵ یا بدلہ
يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾
لیں گے تو اوندھا دیے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ ف۹۶ اور ابلیس کے لشکر سارے ف۹۷ کہیں گے
قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ
اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے خدا کی قسم بیشک ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ تمہیں

لانے کا وعدہ کیا تھا جب ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے اس کا وعدہ جھوٹا تھا تو آپ اس سے بیزار ہو گئے جیسا کہ سورۂ برأت میں ہے مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ (آیت ۱۱۴)۔

ف۹۱ یعنی روزِ قیامت۔

ف۹۲ جو شرک کفر و نفاق سے پاک ہو اس کو اس کا مال بھی نفع دے گا جو راہِ خدا میں خرچ کیا ہو اور اولاد بھی جو صالح ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی مرتا ہے اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوا تین کے ایک صدقۂ جاریہ دوسرا وہ مال جس سے وہ لوگ نفع اٹھائیں تیسری نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔
(صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، رقم ۱۶۳۱، ص ۸۸۶)

ف۹۳ کہ اس کو دیکھیں گے۔

ف۹۴ بطریقِ زجر و توبیخ کے ان کے شرک و کفر پر۔

ف۹۵ عذابِ الٰہی سے بچا کر۔

ف۹۶ یعنی بُت اور ان کے پجاری سب اوندھے کر کے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

ف۹۷ یعنی اس کے اِتّباع کرنے والے جن ہوں یا انسان۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ ابلیس کے لشکروں سے اس کی ذُرِّیّت مراد ہے۔

بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا

رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے اور ہمیں نہ بہکایا مگر مجرموں نے ف۹۸ تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں ف۹۹ اور نہ کوئی

صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

غم خوار دوست ف۱۰۰ تو کسی طرح ہمیں پھر جانا ہوتا ف۱۰۱ کہ ہم مسلمان ہو جاتے بیشک اس میں ضرور نشانی

ع ۵ ۳۶ ۹ لَاٰیَةًؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾

ہے اور ان میں بہت ایمان والے نہ تھے اور بیشک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ﹰالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا ف۱۰۲ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ف۱۰۳

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَ مَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ

بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں ف۱۰۴ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ف۱۰۵ اور میں اس پر تم سے کچھ

ف۹۸ جنہوں نے بُت پرستی کی دعوت دی یا وہ پہلے لوگ جن کا ہم نے اتباع کیا یا ابلیس اور اس کی ذُرِّیَّت نے۔

ف۹۹ جیسے کہ مؤمنین کے لئے انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ اور مؤمنین شفاعت کرنے والے ہیں۔

ف۱۰۰ جو کام آئے۔ یہ بات کُفّار اس وقت کہیں گے جب دیکھیں گے کہ انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ اور صالحین ایمان داروں کی شفاعت کر رہے ہیں اور ان کی دوستیاں کام آ رہی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنّتی کہے گا میرے فلاں دوست کا کیا حال ہے اور وہ دوست گناہوں کی وجہ سے جہنّم میں ہوگا اللہ تعالٰی فرمائے گا کہ اس کے دوست کو نکالو اور جنّت میں داخل کرو تو جو لوگ جہنّم میں باقی رہ جائیں گے وہ یہ کہیں گے کہ ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے اور نہ کوئی غم خوار دوست۔ حسن رحمۃ اللہ تعالٰی نے فرمایا ایماندار دوست بڑھاؤ کیونکہ وہ روزِ قیامت شفاعت کریں گے۔

ف۱۰۱ دنیا میں۔

ف۱۰۲ یعنی نوح علیہ السلام کی تکذیب تمام پیغمبروں کی تکذیب ہے کیونکہ دین تمام رسولوں کا ایک ہے اور ہر ایک نبی لوگوں کو تمام انبیاء پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔

ف۱۰۳ اللہ تعالٰی سے کہ کُفر و معاصی ترک کرو۔

ف۱۰۴ اس کی وحی و رسالت کی تبلیغ پر اور آپ کی امانت آپ کی قوم کو مُسلَّم تھی جیسے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت پر عرب کو اتفاق تھا۔

ف۱۰۵ جو میں توحید و ایمان و طاعتِ الٰہی کے متعلق دیتا ہوں۔

اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ؕ
اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اُسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو

قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ؕ قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا
بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں اور تمہارے ساتھ کمینے ہوئے ہیں ۱۰۶ فرمایا مجھے کیا خبر اُن کے کام کیا

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ۚ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ۚ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ
ہیں ۱۰۷ اُن کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے ۱۰۸ اگر تمہیں حس (شعور) ہو ۱۰۹ اور میں مسلمانوں کو دُور

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾ؕ قَالُوْا لَىٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ
کرنے والا نہیں ۱۱۰ میں تو نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا ۱۱۱ بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے ۱۱۲

لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ؕ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ۚۖ فَافْتَحْ بَیْنِیْ نصف
تو ضرور سنگسار کئے جاؤ گے ۱۱۳ عرض کی اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ۱۱۴ تو مجھ میں اور اُن میں

۱۰۶ یہ بات انہوں نے غرور سے کہی غُرَباء کے پاس بیٹھنا انہیں گوارا نہ تھا اس میں وہ اپنی کسرِ شان سمجھتے تھے اس لئے ایمان جیسی نعمت سے محروم رہے۔ کمینے سے مراد ان کی غُرَباء اور پیشہ ور لوگ تھے اور ان کو رذیل اور کمین کہنا یہ کُفّار کا متکبّرانہ فعل تھا ورنہ درحقیقت صنعت اور پیشہ حیثیت دین سے آدمی کو ذلیل نہیں کرتا۔ غنا اصل میں دینی غنا ہے اور نسب تقوٰی کا نسب۔

مسئلہ: مؤمن کو رذیل کہنا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی محتاج و نادار ہو یا وہ کسی نسب کا ہو۔ (مدارک)

۱۰۷ وہ کیا پیشے کرتے ہیں مجھے اس سے کیا مطلب میں انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

۱۰۸ وہی انہیں جزا دے گا۔

۱۰۹ تو نہ تم انہیں عیب لگاؤ نہ پیشوں کے باعث ان سے عار کرو پھر قوم نے کہا کہ آپ کمینوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجئے تاکہ ہم آپ کے پاس آئیں آپ کی بات مانیں اس کے جواب میں فرمایا۔

۱۱۰ یہ میری شان نہیں کہ میں تمہاری ایسی خواہشوں کو پورا کروں اور تمہارے ایمان کے لالچ میں مسلمانوں کو اپنے پاس سے نکال دوں۔

۱۱۱ برہانِ صحیح کے ساتھ جس سے حق و باطل میں امتیاز ہو جائے تو جو ایمان لائے وہی میرا مقرّب ہے اور جو ایمان نہ لائے وہی دور۔

۱۱۲ دعوت و انذار سے۔

۱۱۳ حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں۔

وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِيْ وَ مَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِي

پورا فیصلہ کردے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے و۱۱۵ تو ہم نے بچا لیا اُسے اور اس کے ساتھ

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ

والوں کو بھری ہوئی کشتی میں و۱۱۶ پھر اس کے بعد و۱۱۷ ہم نے باقیوں کو ڈبو دیا بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور اُن میں

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ِۨ ع ٦ ١٨ ١٠

اکثر مسلمان نہ تھے اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے عاد نے رسولوں

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

کو جھٹلایا و۱۱۸ جب کہ اُن سے اُن کے ہم قوم ہود نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں بیشک میں تمہارے لیے امانت دار

اَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ

رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو و۱۱۹ اور میرا حکم مانو اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو

اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٧﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾

سارے جہان کا رب ہے کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو راہ گیروں سے ہنسنے کو و۱۲۰

وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾

اور مضبوط محل چنتے ہو اس اُمید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے و۱۲۱ اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بیدردی سے گرفت کرتے

و۱۱۴ تیری وحی و رسالت میں۔ مراد آپ کی یہ تھی کہ میں جو ان کے حق میں بددعا کرتا ہوں اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ انہوں نے مجھے سنگسار کرنے کی دھمکی دی نہ یہ کہ انہوں نے میرے متبعین کو رذیل کہا بلکہ میری دعا کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے تیرے کلام کو جھٹلایا اور تیری رسالت کے قبول کرنے سے انکار کیا۔

و۱۱۵ ان لوگوں کی شامتِ اعمال سے۔

و۱۱۶ جو آدمیوں پرندوں اور حیوانوں سے بھری ہوئی تھی۔

و۱۱۷ یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات دینے کے بعد۔

و۱۱۸ عاد ایک قبیلہ ہے اور دراصل یہ ایک شخص کا نام ہے جس کی اولاد سے یہ قبیلہ ہے۔

و۱۱۹ اور میری تکذیب نہ کرو۔

و۱۲۰ کہ اس پر چڑھ کر گزرنے والوں سے تمسخر کرو اور یہ اس قوم کا معمول تھا انہوں نے سرِ راہ بلند بنائیں بنا لی تھیں وہاں بیٹھ کر راہ چلنے والوں کو پریشان کرتے اور کھیل کرتے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِيْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ

ہو و۱۲۲ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں و۱۲۳

بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

تمہاری مدد کی چوپایوں اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے بیشک مجھے تم پر ڈر ہے ایک بڑے دن کے عذاب کا و۱۲۴

عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَاۤ

بولے ہمیں برابر ہے چاہے تم نصیحت کرو یا ناصحوں میں نہ ہو و۱۲۵ یہ تو نہیں مگر وہی اگلوں کی

اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ

ریت و۱۲۶ اور ہمیں عذاب ہونا نہیں و۱۲۷ تو انھوں نے اسے جھٹلایا و۱۲۸ تو ہم نے اُنھیں ہلاک کیا و۱۲۹ بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا ع ۱۸/۱۱

مہربان ہے ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جب کہ اُن سے ان کے ہم قوم صالح نے فرمایا کیا ڈرتے

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَ مَاۤ

نہیں بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے کچھ اس پر

و۱۲۱ اور کبھی نہ مروگے۔

و۱۲۲ تلوار سے قتل کرکے دُرّے مار کر نہایت بے رحمی سے۔

و۱۲۳ یعنی وہ نعمتیں جنہیں تم جانتے ہو آگے ان کا بیان فرمایا جاتا ہے۔

و۱۲۴ اگر تم میری نافرمانی کرلو۔ اس کا جواب ان کی طرف یہ ہوا کہ۔

و۱۲۵ ہم کسی طرح تمہاری بات نہ مانیں گے اور تمہاری دعوت قبول نہ کریں گے۔

و۱۲۶ یعنی جن چیزوں کا آپ نے خوف دلایا یہ پہلوں کا دستور ہے وہ بھی ایسی ہی باتیں کہا کرتے تھے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم ان باتوں کا اعتبار نہیں کرتے انہیں جھوٹ جانتے ہیں یا آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ یہ موت و حیات اور عمارتیں بنانا پہلوں کا طریقہ ہے۔

و۱۲۷ دنیا میں نہ مرنے کے بعد اٹھنا نہ آخرت میں حساب۔

و۱۲۸ یعنی ہود علیہ السلام کو۔

اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَؕ(۱۴۵) اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ
اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے کیا تم یہاں کی ف۱۳۰ نعمتوں میں چین
مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِیْنَۙ(۱۴۶) فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍۙ(۱۴۷) وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌۚ(۱۴۸)
سے چھوڑ دیے جاؤ گے ف۱۳۱ باغوں اور چشموں اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم ونازک
وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَۚ(۱۴۹) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِۚ(۱۵۰) وَ لَا
اور پہاڑوں میں سے گھر تراشتے ہو استادی سے ف۱۳۲ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور حد سے بڑھنے والوں
تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَۙ(۱۵۱) الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ(۱۵۲)
کے کہنے پر نہ چلو ف۱۳۳ وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ف۱۳۴ اور بناؤ نہیں کرتے ف۱۳۵
قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَۚ(۱۵۳) مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَاۚۖ فَاْتِ بِاٰیَةٍ
بولے تم پر تو جادو ہوا ہے ف۱۳۶ تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ ف۱۳۷ اگر
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ(۱۵۴) قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّ لَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ
سچے ہو ف۱۳۸ فرمایا یہ ناقہ ہے ایک دن اُس کے پینے کی باری ف۱۳۹ اور ایک معیّن دن تمہاری باری اور اسے بُرائی

ف۱۲۹ ہوا کے عذاب سے۔

ف۱۳۰ یعنی دنیا کی۔

ف۱۳۱ کہ یہ نعمتیں کبھی زائل نہ ہوں اور کبھی عذاب نہ آئے کبھی موت نہ آئے آگے ان نعمتوں کا بیان ہے۔

ف۱۳۲ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ فرہ بمعنٰی فخر وغرور ہے معنٰی یہ ہوئے کہ اپنی صنعت پر غرور کرتے اتراتے۔

ف۱۳۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ مُسرفین سے مراد مشرکین۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ مُسرفین سے مراد وہ نو شخص ہیں جنہوں نے ناقہ کو قتل کیا تھا۔

ف۱۳۴ کُفر وظلم اور معاصی کے ساتھ۔

ف۱۳۵ ایمان لا کر اور عدل قائم کر کے اور اللہ کے مطیع ہو کر۔ معنٰی یہ ہیں کہ ان کا فساد ٹھوس ہے جس میں کسی طرح نیکی کا شائبہ بھی نہیں اور بعض مُفسدین ایسے بھی ہوتے ہیں کہ کچھ فساد بھی کرتے ہیں کچھ نیکی بھی ان میں ہوتی ہے مگر یہ ایسے نہیں۔

ف۱۳۶ یعنی بار بار بکثرت جادو ہوا ہے جس کی وجہ سے عقل بجا نہیں رہی۔ (معاذ اللہ)

ف۱۳۷ اپنی سچائی کی۔

مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا

کے ساتھ نہ چھوؤ ف۱۴۰ کہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آلے گا ف۱۴۱ اس پر انھوں نے اس کی کونچیں

فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ

کاٹ دیں ف۱۴۲ پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے ف۱۴۳ تو انھیں عذاب نے آلیا ف۱۴۴ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں

ع ۸ ۱۹ ۱۲ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ

بہت مسلمان نہ تھے اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے لوط کی قوم نے

لُوْطِ ﹰالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّیْ لَكُمْ

رسولوں کو جھٹلایا جب کہ اُن سے ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا کیا تم نہیں ڈرتے بیشک میں تمہارے لیے

رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَ مَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ

اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ

میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے کیا مخلوق میں مردوں سے بدفعلی کرتے ہو ف۱۴۵ اور چھوڑتے ہو وہ

ف۱۳۸ رسالت کے دعوی میں۔

ف۱۳۹ اس میں اس سے مزاحمت نہ کرو۔ یہ ایک اونٹنی تھی جو ان کے معجزہ طلب کرنے پر ان کے حسب خواہش بدعائے حضرت صالح علیہ السلام پتھر سے نکلی تھی اس کا سینہ ساٹھ گز کا تھا جب اس کے پینے کا دن ہوتا تو وہ وہاں کا تمام پانی پی جاتی اور جب لوگوں کے پینے کا دن ہوتا تو اس دن نہ پیتی۔ (مدارک)

ف۱۴۰ نہ اس کو مارو نہ اس کی کونچیں کاٹو۔

ف۱۴۱ نُزولِ عذاب کی وجہ سے اس دن کو بڑا فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ وہ عذاب اس قدر عظیم اور سخت تھا کہ جس دن میں وہ واقع ہوا اس کو اس کی وجہ سے بڑا فرمایا گیا۔

ف۱۴۲ کونچیں کاٹنے والے شخص کا نام قِدار تھا اور وہ لوگ اس کے اس فعل سے راضی تھے اس لئے کونچیں کاٹنے کی نسبت ان سب کی طرف کی گئی۔

ف۱۴۳ کونچیں کاٹنے پر نُزولِ عذاب کے خوف سے نہ کہ معصیت پر تائبانہ نادم ہوئے ہوں یا یہ بات کہ آثارِ عذاب دیکھ کر نادم ہوئے ایسے وقت کی ندامت نافع نہیں۔

ف۱۴۴ جس کی انہیں خبر دی گئی تھی تو ہلاک ہو گئے۔

تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا

جو تمہارے لیے تمہارے رب نے جوروئیں بنائیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو ف۱۴۶ بولے

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ

اے لوط اگر تم باز نہ آئے ف۱۴۷ تو ضرور نکال دیے جاؤ گے ف۱۴۸ فرمایا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں ف۱۴۹

الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ ؕ رَبِّ نَجِّنِيْ وَ اَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ

اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام سے بچا ف۱۵۰ تو ہم نے اُسے اور اُس کے سب گھر والوں

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ ۙ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ۚ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ ۚ وَاَمْطَرْنَا

کو نجات بخشی ف۱۵۱ مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی ف۱۵۲ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے اُن پر ایک

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ

برساؤ برسایا ف۱۵۳ تو کیا ہی بُرا برساؤ تھا ڈرائے گیوں کا بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان

ع ۹ ۱۶/۱۳ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ ۧ كَذَّبَ اَصْحٰبُ

نہ تھے اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے بن والوں نے رسولوں کو

ف۱۴۵ اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ کیا مخلوق میں ایسے قبیح اور ذلیل فعل کے لئے تمہیں رہ گئے ہو جہاں کے اور لوگ بھی تو ہیں انہیں دیکھ کر تمہیں شرمانا چاہئے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ بکثرت عورتیں ہوتے ہوئے اس فعلِ قبیح کا مرتکب ہونا انتہا درجہ کی خباثت ہے۔

ف۱۴۶ کہ حلال طیّب کو چھوڑ کر حرام خبیث میں مبتلا ہوتے ہو۔

ف۱۴۷ نصیحت کرنے اور اس فعل کو برا کہنے سے۔

ف۱۴۸ شہر سے اور تمہیں یہاں نہ رہنے دیا جائے گا۔

ف۱۴۹ اور مجھے اس سے نہایت دشمنی ہے پھر آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔

ف۱۵۰ اس کی شامتِ اعمال سے محفوظ رکھ۔

ف۱۵۱ یعنی آپ کی بیٹیوں کو اور ان تمام لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے۔

ف۱۵۲ جو آپ کی بی بی تھی اور وہ اپنی قوم کے فعل پر راضی تھی اور جو معصیت پر راضی ہو وہ عاصی کے حکم میں ہوتا ہے اسی لئے وہ بڑھیا گرفتارِ عذاب ہوئی اور اس نے نجات نہ پائی۔

ف۱۵۳ پتھروں کا یا گندھک اور آگ کا۔

لْــَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

جھٹلایا ول۱۵۴ جب اُن سے شعیب نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول

اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَاۤ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ

ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا میرا

اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ

اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے و۱۵۵ ناپ پورا کرو اور گھٹانے والوں میں نہ

الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

ہو و۱۵۶ اور سیدھی ترازو سے تولو و۱۵۶ب اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے نہ دو

اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ

اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو و۱۵۷ اور اُس سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا اور

الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا

اگلی مخلوق کو بولے تم پر جادو ہوا ہے تم تو نہیں مگر ہم جیسے

بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ

آدمی و۱۵۸ اور بیشک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو

و۱۵۴ یہ بن مدیَن کے قریب تھا اس میں بہت درخت اور جھاڑیاں تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تھا جیسا کہ اہلِ مدیَن کی طرف مبعوث کیا تھا اور یہ لوگ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے نہ تھے۔

و۱۵۵ ان تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا یہی عنوان رہا کیونکہ وہ سب حضرات اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی اطاعت اور اخلاص فی العبادۃ کا حکم دیتے اور تبلیغِ رسالت پر کوئی اجر نہیں لیتے تھے لہذا سب نے یہی فرمایا۔

و۱۵۶ لوگوں کے حقوق کم نہ کرو ناپ اور تول میں۔

و۱۵۶ب حضرت سُوید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک آدمی سے جو مزدوری لے کر تولتا تھا۔ فرمایا کہ زن وارجح یعنی وزن کرو اور کچھ بڑھا کر تولو، کم نہ تولو۔

(سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الرجحان فی الوزن، الحدیث: ۱۳۰۹، ج ۳، ص ۵۲)

و۱۵۷ رہزنی اور لوٹ مار کر کے اور کھیتیاں تباہ کر کے۔ یہی ان لوگوں کی عادتیں تھیں حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں ان سے منع فرمایا۔

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۱۸۷ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸۸ فَكَذَّبُوْهُ

اگر تم سچے ہو ؎۱۵۹ فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے کوتک (کرتوت) ہیں ؎۱۶۰ تو انھوں نے اُسے جھٹلایا

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۸۹ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

تو اُنھیں شامیانے والے دن کے عذاب نے آلیا بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا ؎۱۶۱ بیشک اس میں ضرور

ع ۱۰ ۱۶ ۱۴ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۹۰ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۱۹۱ ع

نشانی ہے اور اُن میں بہت مسلمان نہ تھے اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۹۲ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝۱۹۳ عَلٰى قَلْبِكَ

اور بیشک یہ قرآن رب العالمین کا اُتارا ہوا ہے اُسے روح الامین لے کر اُترا ؎۱۶۲ تمہارے دل پر ؎۱۶۳

لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝۱۹۴ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝۱۹۵ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ

کہ تم ڈر سناؤ روشن عربی زبان میں اور بیشک اس کا چرچا اگلی کتابوں

الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۹۶ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۱۹۷ وَلَوْ

میں ہے ؎۱۶۴ اور کیا یہ اُن کے لیے نشانی نہ تھی ؎۱۶۵ کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم ؎۱۶۶ اور اگر

؎۱۵۸ نبوّت کا انکار کرنے والے انبیاء کی نسبت بالعموم یہی کہا کرتے تھے جیسا کہ آج کل کے بعضے فاسد العقیدہ کہتے ہیں۔

؎۱۵۹ نبوّت کے دعوے میں۔

؎۱۶۰ اور جس عذاب کے تم مستحق ہو وہ جو عذاب چاہے گا تم پر نازِل فرمائے گا۔

؎۱۶۱ جو کہ اس طرح ہوا کہ انہیں شدید گرمی پہنچی ہوا بند ہوئی اور سات روز گرمی کے عذاب میں گرفتار رہے، تہ خانوں میں جاتے وہاں اور زیادہ گرمی پاتے اس کے بعد ایک ابر آیا سب اس کے نیچے آ کے جمع ہو گئے اس سے آگ برسی اور سب جل گئے۔ (اس واقعہ کا بیان سورۂ اعراف اور سورۂ ہود میں گزر چکا ہے۔

؎۱۶۲ روح الامین سے حضرت جبریل مراد ہیں جو وحی کے امین ہیں۔

؎۱۶۳ تاکہ آپ اسے محفوظ رکھیں اور سمجھیں اور نہ بھولیں۔ دل کی تخصیص اس لئے ہے کہ درحقیقت وہی مخاطب ہے اور تمیز و عقل و اختیار کا مقام بھی وہی ہے، تمام اعضاء اس کے مسخّر و مطیع ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ دل کے درست ہونے سے تمام بدن درست ہو جاتا ہے اور اس کے خراب ہونے سے سب جسم خراب اور فرح و سرور و رنج و غم کا مقام دل ہی ہے جب دل کو خوشی ہوتی ہے تمام اعضاء پر اس کا اثر پڑتا ہے تو وہ مثل رئیس کے ہے وہی موضع ہے عقل کا تو امیرِ مطلق ہوا اور تکلیف جو عقل و فہم کے ساتھ مشروط ہے اسی کی طرف راجع ہوئی۔

نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹۹﴾

ہم اُسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے کہ وہ اُنھیں پڑھ سناتا جب بھی اس پر ایمان نہ لاتے و۱۶۷

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ

ہم نے یونہی جھٹلانا پیرا دیا ہے مجرموں کے دلوں میں و۱۶۸ وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دیکھیں

و۱۶۴ اِنَّهٗ، کی ضمیر کا مرجع اگر قرآن ہو تو اس کے معنٰی یہ ہوں گے کہ اس کا ذکر تمام کتبِ سماویہ میں ہے اور اگر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ضمیر راجع ہو تو معنٰی یہ ہوں گے کہ اگلی کتابوں میں آپ کی نعت وصفت مذکور ہے۔

و۱۶۵ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقِ نُبوّت ورسالت پر۔

و۱۶۶ اپنی کتابوں سے اور لوگوں کو خبریں دیتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ اہلِ مکہ نے یہودِ مدینہ کے پاس اپنے معتمدین کو یہ دریافت کرنے بھیجا کہ کیا نبیٔ آخر الزمان سیدِ کائنات محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ان کی کتابوں میں کوئی خبر ہے؟ اس کا جواب عُلماءِ یہود نے یہ دیا کہ یہی ان کا زمانہ ہے اور ان کی نعت وصفت توریت میں موجود ہے۔ عُلماءِ یہود میں سے حضرت عبداللہ ابن سلام اور ابنِ یامین اور ثعلبہ اور اسد اور اُسید یہ حضرات جنہوں نے توریت میں حضور کے اوصاف پڑھے تھے حضور پر ایمان لائے۔

و۱۶۷ معنٰی یہ ہیں کہ ہم نے یہ قرآنِ کریم ایک فصیح بلیغ عربی نبی پر اُتارا جس کی فصاحت اہلِ عرب کو مسلّم ہے اور وہ جانتے ہیں کہ قرآنِ کریم مُعجز ہے اور اس کی مثل ایک سورت بنانے سے بھی تمام دنیا عاجز ہے علاوہ بریں عُلماءِ اہلِ کتاب کا اتفاق ہے کہ اس کے نُزول سے قبل اس کے نازِل ہونے کی بشارت اور اس نبی کی صفت ان کی کتابوں میں انہیں مل چکی ہے، اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ نبی اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور یہ کتاب اس کی نازِل فرمائی ہوئی ہے اور کُفّار جو طرح طرح کی بیہودہ باتیں اس کتاب کے متعلق کہتے ہیں سب باطل ہیں اور خود کُفّار بھی متحیّر ہیں کہ اس کے خلاف کیا بات کہیں، اس لئے کبھی اس کو پہلوں کی داستانیں کہتے ہیں، کبھی شعر، کبھی سحر اور کبھی یہ کہ معاذ اللہ اس کو خود سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنا لیا ہے اور اللہ تعالٰی کی طرف اس کی غلط نسبت کر دی ہے اس طرح کے بیہودہ اعتراض معانِد ہر حال میں کر سکتا ہے حتّٰی کہ اگر بالفرض یہ قرآن کسی غیر عربی شخص پر نازِل کیا جاتا جو عربی کی مہارت نہ رکھتا اور باوجود اس کے وہ ایسا مُعجز قرآن پڑھ کر سُناتا جب بھی لوگ اسی طرح کُفر کرتے جس طرح انہوں نے اب کُفر وانکار کیا کیونکہ ان کے کُفر وانکار کا باعث عناد ہے۔

و۱۶۸ یعنی ان کافِروں کے جن کا کُفر اختیار کرنا اور اس پر مُصِر رہنا ہمارے علم میں ہے تو ان کے لئے ہدایت کا کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے کسی حال میں وہ کُفر سے پلٹنے والے نہیں۔

الۡاَلِیۡمَ ۙ﴿۲۰۱﴾ فَیَاۡتِیَهُمۡ بَغۡتَةً وَّ هُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ۙ﴿۲۰۲﴾ فَیَقُوۡلُوۡا هَلۡ نَحۡنُ

درد ناک عذاب تو وہ اچانک ان پر آ جائے گا اور انھیں خبر نہ ہو گی تو کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی و۱۶۹

مُنۡظَرُوۡنَ ؕ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا یَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَیۡتَ اِنۡ مَّتَّعۡنٰهُمۡ سِنِیۡنَ ۙ﴿۲۰۵﴾

تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں بھلا دیکھو تو اگر کچھ برس ہم انھیں برتنے دیں و۱۷۰ پھر آئے

ثُمَّ جَآءَهُمۡ مَّا كَانُوۡا یُوۡعَدُوۡنَ ۙ﴿۲۰۶﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا یُمَتَّعُوۡنَ ؕ﴿۲۰۷﴾ وَ

اُن پر جس کا وعدہ دیے جاتے ہیں و۱۷۱ تو کیا کام آئے گا اُن کے وہ جو برتتے تھے و۱۷۲ اور

مَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنۡذِرُوۡنَ ﴿۲۰۸﴾ ۛ ذِكۡرٰی ۛ وَ مَا كُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ﴿۲۰۹﴾ مع ٩

ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں نصیحت کے لیے اور ہم ظلم نہیں کرتے و۱۷۳

وَ مَا تَنَزَّلَتۡ بِهِ الشَّیٰطِیۡنُ ﴿۲۱۰﴾ وَ مَا یَنۡۢبَغِیۡ لَهُمۡ وَ مَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ؕ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمۡ عَنِ

اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اُترے و۱۷۴ اور وہ اس قابل نہیں و۱۷۵ اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں و۱۷۶ وہ تو سننے

السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ؕ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُعَذَّبِیۡنَ ۚ﴿۲۱۳﴾

کی جگہ سے دُور کر دیے گئے ہیں و۱۷۷ تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج کہ تجھ پر عذاب ہو گا

و۱۶۹ تاکہ ہم ایمان لائیں اور تصدیق کریں لیکن اس وقت مہلت نہ ملے گی جب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کُفّار کو اس عذاب کی خبر دی تو براہِ تمسخُر و استہزاء کہنے لگے کہ یہ عذاب کب آئے گا؟ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

و۱۷۰ اور فوراً ہلاک نہ کر دیں۔

و۱۷۱ یعنی عذابِ الٰہی۔

و۱۷۲ یعنی دنیا کی زندگانی اور اس کا عیش خواہ طویل بھی ہو لیکن نہ وہ عذاب کو دفع کر سکے گا نہ اس کی شدت کم کر سکے گا۔

و۱۷۳ پہلے حُجّت قائم کر دیتے ہیں ڈر سنانے والوں کو بھیج دیتے ہیں اس کے بعد بھی جو لوگ راہ پر نہیں آتے اور حق کو قبول نہیں کرتے ان پر عذاب کرتے ہیں۔

و۱۷۴ اس میں کُفّار کا رد ہے جو کہتے تھے کہ جس طرح شیاطین کاہنوں کے پاس آسمانی خبریں لاتے ہیں اسی طرح معاذ اللہ حضرت سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قرآن لاتے ہیں۔ اس آیت میں ان کے اس خیال کو باطل کر دیا کہ یہ غلط ہے۔

و۱۷۵ کہ قرآن لائیں۔

وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾ وَ اخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ

اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ ف۱۷۸ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ ف۱۷۹ اپنے پیرو (تابع)

الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنۡ عَصَوۡکَ فَقُلۡ اِنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۱۶﴾ وَ تَوَکَّلۡ عَلَی

مسلمانوں کے لیے ف۱۸۰ تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ ہوں اور اس پر بھروسہ کرو

الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِیۡ یَرٰىکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ ﴿۲۱۹﴾

جو عزت والا مہر والا ہے ف۱۸۱ جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو ف۱۸۲ اور نمازیوں میں تمہارے دورے

اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۲۲۰﴾ ہَلۡ اُنَبِّئُکُمۡ عَلٰی مَنۡ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیۡنُ ﴿۲۲۱﴾

کو ف۱۸۳ بیشک وہی سنتا جانتا ہے ف۱۸۴ کیا میں تمہیں بتادوں کہ کس پر اُترتے ہیں شیطان اُترتے ہیں ہر بڑے بہتان

ف۱۷۶ کیونکہ یہ ان کے مقدور سے باہر ہے۔

ف۱۷۷ یعنی انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی طرف جو وحی ہوتی ہے اس کو اللہ تعالٰی نے محفوظ کر دیا جب تک کہ فرشتہ اس کو بارگاہِ رسالت میں پہنچائے اس سے پہلے شیاطین اس کو نہیں سن سکتے اس کے بعد اللہ تعالٰی اپنے بندوں سے فرماتا ہے۔

ف۱۷۸ حضور کے قریب کے رشتہ دار بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اعلان کے ساتھ انذار فرمایا اور خدا کا خوف دلایا جیسا کہ احادیثِ صحیحہ میں وارد ہے۔

بخاری ومسلم شریف میں ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

تو دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا: اے گروہِ قریش! اللہ عزوجل سے اپنی جانوں کو خرید لو کیونکہ میں اللہ عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، اے بنی عبد مناف! میں اللہ عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، اے عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ! اللہ کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے چچا! میں اللہ عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، اے اللہ عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا! میں اللہ عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، اے فاطمہ بنت محمد رضی اللہ تعالٰی عنہا وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگو مگر میں اللہ عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ھل یدخل النساء۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۷۵۳، ص۲۲۱،)

ف۱۷۹ یعنی لطف وکرم فرماؤ۔

ف۱۸۰ جو صدق واخلاص سے آپ پر ایمان لائیں خواہ وہ آپ سے قرابت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔

ف۱۸۱ یعنی اللہ تعالٰی، تم اپنے تمام کام اس کو تفویض کرو۔

تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَ

والے گناہگار پر ف۱۸۵ شیطان اپنی سنی ہوئی ف۱۸۶ اُن پر ڈالتے ہیں اور اُن میں اکثر ف۱۸۷ جھوٹے ہیں اور

الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ

شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں ف۱۸۸ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں ف۱۸۹ اور وہ

ف۱۸۲ نماز کے لئے یا دعا کے لئے یا ہر اس مقام پر جہاں تم ہو۔

ف۱۸۳ جب تم اپنے تہجّد پڑھنے والے اصحاب کے احوال ملاحظہ فرمانے کے لئے شب کو دورہ کرتے ہو۔ بعض مفسّرین نے کہا معنٰی یہ ہیں کہ جب تم امام ہو کر نماز پڑھاتے ہو اور قیام و رکوع و سجود و قعود میں گزرتے ہو۔ بعض مفسّرین نے کہا معنٰی یہ ہیں کہ وہ آپ کی گردشِ چشم کو دیکھتا ہے نمازوں میں کیونکہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس و پیش یکساں ملاحظہ فرماتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے بخدا مجھ پر تمہارا خشوع و رکوع مخفی نہیں میں تمہیں اپنے پسِ پشت دیکھتا ہوں۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں اور معنٰی یہ ہیں کہ زمانۂ حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلاب و ارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔ (مدارک وجمل وغیرہ)

ف۱۸۴ تمہارے قول و عمل اور تمہاری نیت کو اس کے بعد اللہ تعالٰی ان مشرکوں کے جواب میں جو کہتے تھے کہ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شیطان اترتے ہیں یہ ارشاد فرماتا ہے۔

ف۱۸۵ مثل مسیلمہ وغیرہ کاہنوں کے۔

ف۱۸۶ جو انہوں نے ملائکہ سے سُنی ہوتی ہے۔

ف۱۸۷ کیونکہ وہ فرشتوں سے سُنی ہوئی باتوں میں اپنی طرف سے بہت جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بات سنتے ہیں تو سو جھوٹ اس کے ساتھ ملاتے ہیں اور یہ بھی اس وقت تک تھا جب تک کہ وہ آسمان پر پہنچنے سے روکے نہ گئے تھے۔

ف۱۸۸ ان کے اشعار میں کہ ان کو پڑھتے ہیں رواج دیتے ہیں باوجودیکہ وہ اشعار کذب و باطل ہوتے ہیں۔

شانِ نُزول: یہ آیت شعراءِ کُفّار کے حق میں نازِل ہوئی جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو میں شعر کہتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسا محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں ایسا ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور ان کی قوم کے گمراہ لوگ ان سے ان اشعار کو نقل کرتے تھے۔ ان لوگوں کی آیت میں مذمت فرمائی گئی۔

صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسَلَّم کے

یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا

کہتے ہیں جو نہیں کرتے و۱۹۰ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے و۱۹۱ اور بکثرت اللہ کی یاد کی و۱۹۲

ہمراہ عرج میں جارہے تھے، ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا سامنے آیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: شیطان کو پکڑو آدمی کا جوف پیپ سے بھرا ہو، یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الشعر، الحدیث: ۹۔(۲۲۵۹)، ص۱۲۳۹)

صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جو اسے فاسد کردے، یہ بہتر ہے اس سے کہ شعر سے بھرا ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما یکرہ أن یکون الغالب علی الإنسان...إلخ، الحدیث: ۶۱۵۵، ج۴، ص۱۴۳)

دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے پاس شعر کا ذکر آیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: وہ ایک کلام ہے، اچھا ہے تو اچھا ہے اور برا ہے تو برا۔

(سنن الدارقطنی، کتاب الوکالۃ، خبر الواحد یوجب العمل، الحدیث: ۴۲۶۱، ج۴، ص۱۸۳)

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ اشعار اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی، اگر اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی تعریف کے اشعار ہوں یا ان میں حکمت کی باتیں ہوں اچھے اخلاق کی تعلیم ہو تو اچھے ہیں اور اگر لغو و باطل پر مشتمل ہوں تو برے ہیں اور چونکہ اکثر شعرا ایسے ہی بے تکی ہانکتے ہیں اس وجہ سے ان کی مذمت کی جاتی ہے۔

جو اشعار مباح ہوں ان کے پڑھنے میں حرج نہیں، اشعار میں اگر کسی مخصوص عورت کے اوصاف کا ذکر ہو اور وہ زندہ ہو تو پڑھنا مکروہ ہے اور مرچکی ہو یا خاص عورت کا ذکر نہ ہو تو پڑھنا جائز ہے۔ شعر میں لڑکے کا ذکر ہو تو وہی حکم ہے جو عورت کے متعلق اشعار کا ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء، ج۵، ص۳۵۱۔۳۵۲)

صحیح بخاری و مسلم میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرو، جبریل تمھارے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم حسان سے فرماتے: تم میری طرف سے جواب دو۔ الٰہی تو روح القدس سے حسان کی تائید فرما۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۱۵۱۔(۲۴۸۵))

و۱۸۹ اور ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے ہیں اور ہر لغو و باطل میں سخن آرائی کرتے ہیں جھوٹی مدح کرتے ہیں جھوٹی ہجو کرتے ہیں۔

١٩٠ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اگر کسی کا جسم پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ شعر سے پر ہو مسلمان شعراء جو اس طریقہ سے اجتناب کرتے ہیں اس حکم سے مستثنیٰ کئے گئے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اس کی انتڑیاں جہنم میں نکل پڑیں گی تو وہ اپنی انتڑیوں کے گرد اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا اپنی چکی کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے۔ تو تمام دوزخی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ اے فلاں! تیرا کیا حال ہے؟ کیا تو ہم لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع نہیں کرتا تھا۔ تو وہ کہے گا کہ میں تم لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔ اور میں تم لوگوں کو بری باتوں سے منع کرتا تھا مگر خود ان کو کیا کرتا تھا۔

(مشکٰوۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الاول، الحدیث: ۵۱۳۹، ج ۳، ص ۹۸)

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ النار وانھا مخلوقۃ، الحدیث: ۳۲۶۷، ج ۲، ص ۳۹۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اے جبرائیل! علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپکی امت کے وہ واعظین ہیں جو لوگوں کو نیکوکاری کا حکم دیتے ہیں اور اپنی ذاتوں کو بھول جاتے ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے واعظین ہیں جو، وہ بات کہتے ہیں جس کو خود نہیں کرتے اور قرآن پڑھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔

(شرح السنۃ للبغوی، کتاب الرقاق، باب وعید من یامر بالمعروف ولایأتیہ، الحدیث ۴۰۵۴، ج ۷، ص ۳۶۲)

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۷۷۳، ج ۲، ص ۲۸۳)

١٩١ اس میں شعراءِ اسلام کا استثناء فرمایا گیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حمد لکھتے ہیں، اسلام کی مدح لکھتے ہیں، پند و نصائح لکھتے ہیں، اس پر اجر و ثواب پاتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ مسجدِ نبوی میں حضرت حسّان کے لئے منبر بچھایا جاتا تھا وہ اس پر کھڑے ہو کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مفاخر پڑھتے تھے اور کُفّار کی بدگوئیوں کا جواب دیتے تھے اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حق میں دعا فرماتے جاتے تھے۔ بخاری کی حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں اکثر شعر پڑھے جاتے تھے جیسا کہ ترمذی میں جابر بن سمرہ سے مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ شعر کلام ہے بعض اچھا ہوتا ہے بعض بُرا، اچھے کو لو بُرے کو

اللّٰهَ كَثِيۡرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا ؕ وَ سَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ

اور بدلہ لیا و۱۹۳ بعد اس کے کہ اُن پر ظلم ہوا و۱۹۴ اور اب جانا چاہتے ہیں

ظَلَمُوۡۤا اَىَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ ؑ ﴿۲۲۷﴾ ع ۱۱/۱۶ ۱۵

ظالم و۱۹۵ کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے و۱۹۶

اٰیاتُها ۹۳ | ۲۷ سُوۡرَةُ النَّمۡلِ مَكِّيَّةٌ ۴۸ | رکوعاتها ۷

سورۂ نمل مکی ہے اس میں ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

طٰسٓ قف تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيۡنٍ ۙ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۙ﴿۲﴾

یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی و۲ ہدایت اور خوش خبری ایمان والوں کو

چھوڑ دو۔ شعبی نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق شعر کہتے تھے، حضرت علی ان سب سے زیادہ شعر فرمانے والے تھے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

و۱۹۲ اور شعر ان کے لئے ذکرِ الٰہی سے غفلت کا سبب نہ ہو سکا بلکہ ان لوگوں نے جب شعر کہا بھی تو اللہ تعالٰی کی حمد و ثناء اور اس کی توحید اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور اصحابِ کرام و صُلحاءِ اُمّت کی مدح اور حکمت و موعظت اور زہد و ادب میں۔

و۱۹۳ کفّار سے ان کی ہجو کا۔

و۱۹۴ کفّار کی طرف سے کہ انہوں نے مسلمانوں کی اور ان کے پیشواؤں کی ہجو کی ان حضرات نے اس کو دفع کیا اور اس کے جواب دیئے یہ مذموم نہیں ہیں بلکہ مستحقِ اجر و ثواب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ مؤمن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی یہ ان حضرات کا جہاد ہے۔

و۱۹۵ یعنی مشرکین جنہوں نے سیدُ الطاہرین افضلُ الخلق رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی۔

و۱۹۶ موت کے بعد۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا جہنّم کی طرف اور وہ بُرا ہی ٹھکانا ہے۔

و۱ سورۂ نمل مکیہ ہے اس میں سات رکوع اور ترانوے آیتیں اور ایک ہزار تین سو سترہ ۱۳۱۷ کلمے اور چار ہزار سات سو ننانوے ۴۷۹۹ حرف ہیں۔

و۲ جو حق و باطل میں امتیاز کرتی ہے اور جس میں علوم و حِکَم ودیعت رکھے گئے ہیں۔

الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳﴾

وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں وسے اور زکوٰۃ دیتے ہیں وسے اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں

اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَہُمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فَہُمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۴﴾

وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے کوتک (برے اعمال) اُن کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں وہ

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ وَ ہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ہُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ ﴿۵﴾ وَ

تو وہ بھٹک رہے ہیں یہ وہ ہیں جن کے لیے بُرا عذاب ہے وٹ اور یہی آخرت میں سب سے بڑھ کر نقصان میں وےاور

اِنَّکَ لَتُلَقَّی الۡقُرۡاٰنَ مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ عَلِیۡمٍ ﴿۶﴾ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِاَہۡلِہٖۤ اِنِّیۡۤ

بیشک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے علم والے کی طرف سے وہ جبکہ موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا و۹ مجھے

اٰنَسۡتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِخَبَرٍ اَوۡ اٰتِیۡکُمۡ بِشِہَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمۡ

ایک آگ نظر پڑی ہے عنقریب میں تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی چمکتی چنگاری لاؤں گا

تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا جَآءَہَا نُوۡدِیَ اَنۡۢ بُوۡرِکَ مَنۡ فِی النَّارِ وَ مَنۡ حَوۡلَہَا ؕ وَ

کہ تم تاپو و۱۰ پھر جب آگ کے پاس آیا ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس

سُبۡحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸﴾ یٰمُوۡسٰۤی اِنَّہٗۤ اَنَا اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ

کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے و۱۱ اور پاکی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہاں کا اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ

وسے اور اس پر مداومت کرتے ہیں اور اس کے شرائط و آداب و جملہ حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔

وسے خوش دلی سے۔

وہ کہ وہ اپنی برائیوں کو شہوات کے سبب سے بھلائی جانتے ہیں۔

وٹ دنیا میں قتل اور گرفتاری۔

وے کہ ان کا انجام دائمی عذاب ہے۔ اس کے بعد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے۔

وہ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے جو دقائقِ علم و لطائفِ حکمت پر مشتمل ہے۔

و۹ مدین سے مصر کو سفر کرتے ہوئے تاریک رات میں جبکہ برف باری سے نہایت سردی ہو رہی تھی اور راستہ گم ہو گیا تھا اور بی بی صاحبہ کو دردِ زہ شروع ہو گیا تھا۔

و۱۰ اور سردی کی تکلیف سے امن پاؤ۔

و۱۱ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تحیّت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت کے ساتھ۔

الْحَكِيْمُ ۙ﴿۹﴾ وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ

عزت والا حکمت والا اور اپنا عصا ڈال دے و۱۲ پھر موسیٰ نے اُسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور

لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّیْ لَا يَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۖ﴿۱۰﴾ اِلَّا مَنْ

مڑ کر نہ دیکھا ہم نے فرمایا اے موسیٰ ڈر نہیں بیشک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا و۱۳ ہاں جو کوئی

ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَ اَدْخِلْ يَدَكَ فِیْ

زیادتی کرے و۱۴ پھر بُرائی کے بعد بھلائی سے بدلے تو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں و۱۵ اور اپنا ہاتھ اپنے

جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِیْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ ؕ

گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا بے عیب و۱۶ نو نشانیوں میں و۱۷ فرعون اور اس کی قوم کی طرف

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ

بیشک وہ بے حکم لوگ ہیں پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی اُن کے پاس آئیں و۱۸ بولے یہ صریح جادو ہے اور اُن کے

مُّبِيْنٌ ۚ﴿۱۳﴾ وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ

منکر ہوئے اور اُن کے دلوں میں ان کا یقین تھا و۱۹ ظلم اور تکبر سے تو دیکھو کیسا

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ ع وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ ع ۱ ۱۴ ۱۶

انجام ہوا فسادیوں کا و۲۰ اور بیشک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا و۲۱ اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو

و۱۲ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحکمِ الٰہی عصا ڈال دیا اور وہ سانپ ہو گیا۔

و۱۳ نہ سانپ کا نہ کسی اور چیز کا یعنی جب میں انہیں امن دوں تو پھر کیا اندیشہ۔

و۱۴ اس کو ڈر ہوگا اور وہ بھی جب توبہ کرے۔

و۱۵ توبہ قبول فرماتا ہوں اور بخش دیتا ہوں، اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو دوسری نشانی دکھائی گئی اور فرمایا گیا۔

و۱۶ یہ نشانی ہے ان۔

و۱۷ جن کے ساتھ رسول بنا کر بھیجے گئے ہو۔

و۱۸ یعنی انہیں معجزے دکھائے گئے۔

و۱۹ اور وہ جانتے تھے کہ بیشک یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن باوجود اس کے اپنی زبانوں سے انکار کرتے رہے۔

لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۵ وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ

جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی ؃۲۲ اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا ؃۲۳

وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍؕ اِنَّ هٰذَا

اور کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا ؃۲۴ بیشک یہی

لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۝۱۶ وَ حُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ

ظاہر فضل ہے ؃۲۵ اور جمع کئے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے

الطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝۱۷ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا

تھے ؃۲۶ یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ؃۲۷ ایک چیونٹی بولی ؃۲۸ اے چیونٹیو!

؃۲۰ کہ غرق کر کے ہلاک کئے گئے۔

؃۲۱ یعنی علمِ قضا و سیاست اور حضرت داؤد کو پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کا علم دیا اور حضرت سلیمان کو چوپایوں اور پرندوں کی بولی کا۔ (خازن)

؃۲۲ نبوّت و مُلک عطا فرما کر اور جن و انس اور شیاطین کو مسخّر کر کے۔

؃۲۳ نبوّت و علم و مُلک میں۔

؃۲۴ یعنی بکثرت نعمتیں دنیا و آخرت کی ہم کو عطا فرمائی گئیں۔

؃۲۵ مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو اللہ تعالیٰ نے مشارق و مغاربِ ارض کا مُلک عطا فرمایا چالیس سال آپ اس کے مالک رہے پھر تمام دنیا کی مملکت عطا فرمائی جن، انس، شیطان، پرندے، چوپائے، درندے سب پر آپ کی حکومت تھی اور ہر ایک شے کی زبان آپ کو عطا فرمائی اور عجیب و غریب صنعتیں آپ کے زمانہ میں برروئے کار آئیں۔

؃۲۶ آگے بڑھنے سے تاکہ سب مجتمع ہو جائیں پھر چلائے جاتے تھے۔

؃۲۷ یعنی طائف یا شام میں اس وادی پر گزرے جہاں چیونٹیاں بکثرت تھیں۔

؃۲۸ جو چیونٹیوں کی ملکہ تھی وہ لنگڑی تھی۔

لطیفہ: جب حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں داخل ہوئے اور وہاں کی خَلق آپ کی گرویدہ ہوئی تو آپ نے لوگوں سے کہا جو چاہو دریافت کرو؟ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت نوجوان تھے آپ نے دریافت فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی مادہ تھی یا نر؟ حضرت قتادہ ساکت ہو گئے تو امام صاحب نے فرمایا کہ وہ مادہ تھی آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا قرآنِ کریم میں ارشاد ہوا قَالَت

النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰکِنَکُمۡ ۚ لَا یَحۡطِمَنَّکُمۡ سُلَیۡمٰنُ وَ جُنُوۡدُہٗ ۙ وَ ہُمۡ لَا

اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں ف۲۹

یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنۡ قَوۡلِہَا وَ قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ

تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا ف۳۰ اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں

نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰىہُ وَ

تیرے احسان کا جو تو نے ف۳۱ مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور

نَمۡلَۃٌ اگر نر ہوتی تو قرآن شریف میں قَالَ نَمۡلَۃٌ وارد ہوتا۔ (سبحان اللہ اس سے حضرت امام کی شانِ علم معلوم ہوتی ہے) غرض جب اس چیونٹی کی ملکہ نے حضرت سلیمان کے لشکر کو دیکھا تو کہنے لگی۔

چیونٹی کی آواز کو تین میل کی دوری سے سن لینا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی بصارت وسماعت کو عام انسانوں کی بصارت وسماعت پر قیاس نہیں کرسکتے بلکہ حق یہ ہے کہ انبیاء کرام کا سننا اور دیکھنا اور دوسری طاقتیں عام انسانوں کی طاقتوں سے بڑھ چڑھ کر ہوا کرتی ہیں۔

ف۲۹ یہ اس نے اس لئے کہا کہ وہ جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں صاحبِ عدل ہیں جبر اور زیادتی آپ کی شان نہیں ہے اس لئے اگر آپ کے لشکر سے چیونٹیاں کچل جائیں گی تو بے خبری ہی میں کچل جائیں گی کہ وہ گزرتے ہوں اور اس طرف التفات نہ کریں چیونٹی کی یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے سُن لی اور ہوا ہر شخص کا کلام آپ کے سمعِ مبارک تک پہنچاتی تھی جب آپ چیونٹیوں کی وادی پر پہنچے تو آپ نے اپنے لشکروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے گھروں میں داخل ہوگئیں سیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی اگرچہ ہوا پر تھی مگر بعید نہیں ہے کہ یہ مقام آپ کا جائے نُزول ہو۔

چیونٹی کی تقریر سے معلوم ہوا کہ چیونٹیوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ کسی نبی کے صحابی جان بوجھ کر کسی پر ظلم نہیں کرسکتے کیونکہ چیونٹی نے وَھُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ کہا یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی فوج اگر چیونٹیوں کو کچل ڈالیں گے تو بے خبری کے عالم میں لاشعوری طور پر ایسا کریں گے۔ ورنہ جان بوجھ کر ایک نبی کے صحابی ہوتے ہوئے وہ کسی پر ظلم وزیادتی نہیں کریں گے۔ افسوس کہ چیونٹیاں تو یہ عقیدہ رکھتی ہیں کہ نبی کے صحابی جان بوجھ کر کسی پر ظلم نہیں کرسکتے۔ مگر رافضیوں کا گروہ ان چیونٹیوں سے بھی گیا گزرا ثابت ہوا کہ ان ظالموں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ پر تہمت لگائی کہ ان بزرگوں نے جان بوجھ کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اہل بیت پر ظلم کیا۔ (معاذ اللہ)

ف۳۰ انبیاء کا ہنسنا تبسّم ہی ہوتا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے وہ حضرات قہقہہ مار کر نہیں ہنستے۔

ف۳۱ نبوّت ومُلک وعلم عطا فرما کر۔

اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ وَ تَفَقَّدَ الطَّیْرَ

مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار ہیں و۳۲ اور پرندوں کا جائزہ لیا

فَقَالَ مَالِیَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖؗ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآىِٕبِیْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا

و۳۲ ب تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں ضرور میں اُسے سخت عذاب

شَدِیْدًا اَوْ لَاۡاَذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ

کروں گا و۳۳ یا ذبح کر دوں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے و۳۴ تو ہُد ہُد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آ کر و۳۵

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّیْ

عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی اور میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے

وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾

ایک عورت دیکھی و۳۶ کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اُسے ہر چیز میں سے ملا ہے و۳۷ اور اس کا بڑا تخت ہے و۳۸

وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ

میں نے اُسے اور اُس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں و۳۹ اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ

و۳۲ حضراتِ انبیاء و اولیاء۔

و۳۲ ب اس تصریح کے بعد کسی کو کیا حق ہے کہ اس کے خلاف کوئی رکیک اور لچر تاویل کرے۔ اور یہ کہے کہ ہُد ہُد پرند نہیں تھا بلکہ ایک آدمی کا نام تھا۔ سوچئے کہ یہ مغرب زدہ ملحدوں کا علم ہے یا ان کی جہالت کا قطب مینار ہے۔

و۳۳ اس کے پر اُکھاڑ کر یا اس کو اس کے پیاروں سے جدا کر کے یا اس کو اس کے اقران کا خادم بنا کر یا اس کو غیر جانوروں کے ساتھ قید کر کے اور ہُد ہُد کو حسبِ مصلحت عذاب کرنا آپ کے لئے حلال تھا اور جب پرند آپ کے لئے مسخّر کئے گئے تھے تو تادیب و سیاست مقتضائے تسخیر ہے۔

و۳۴ جس سے اس کی معذوری ظاہر ہو۔

و۳۵ نہایت عجز و انکسار اور ادب و تواضُع کے ساتھ معافی چاہ کر۔

و۳۶ جس کا نام بلقیس ہے۔

و۳۷ جو بادشاہوں کے لئے شایاں ہوتا ہے۔

و۳۸ جس کا طول اسّی گز عرض چالیس گز سونے چاندی کا جواہرات کے ساتھ مُرصّع۔

و۳۹ کیونکہ وہ لوگ آفتاب پرست مجوسی تھے۔

اَعۡمَالَهُمۡ فَصَدَّهُمۡ عَنِ السَّبِیۡلِ فَهُمۡ لَا یَهۡتَدُوۡنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا یَسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِیۡ

میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا[۴۰] تو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو

یُخۡرِجُ الۡخَبۡءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ یَعۡلَمُ مَا تُخۡفُوۡنَ وَ مَا تُعۡلِنُوۡنَ ﴿۲۵﴾

نکالتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں[۴۱] اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو[۴۲]

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۲۶﴾ السجدۃ قَالَ سَنَنۡظُرُ اَصَدَقۡتَ اَمۡ السجدۃ ۸

اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے سلیمان نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے

كُنۡتَ مِنَ الۡكٰذِبِیۡنَ ﴿۲۷﴾ اِذۡهَبۡ بِّكِتٰبِیۡ هٰذَا فَاَلۡقِهۡ اِلَیۡهِمۡ ثُمَّ تَوَلَّ عَنۡهُمۡ

سچ کہا یا تو جھوٹوں میں ہے[۴۳] میرا یہ فرمان لے جا کر اُن پر ڈال پھر اُن سے الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب

فَانۡظُرۡ مَاذَا یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتۡ یٰۤاَیُّهَا الۡمَلَؤُا اِنِّیۡۤ اُلۡقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیۡمٌ ﴿۲۹﴾

دیتے ہیں[۴۴] وہ عورت بولی اے سردارو! بیشک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا[۴۵]

اِنَّهٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَیَّ

بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو[۴۶]

[۴۰] سیدھی راہ سے مراد طریقِ حق و دینِ اسلام ہے۔

[۴۱] آسمان کی چُھپی چیزوں سے مینہ اور زمین کی چُھپی چیزوں سے نباتات مراد ہیں۔

[۴۲] اس میں آفتاب پرستوں بلکہ تمام باطل پرستوں کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی پوجیں، مقصود یہ ہے کہ عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائناتِ ارضی و سماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالم ہو جو ایسا نہیں وہ کسی طرح مستحقِ عبادت نہیں۔

[۴۳] پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مکتوب لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ از جانب بندۂ خدا سلیمان بن داؤد بسوئے بلقیس ملکۂ شہرِ سبا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس پر سلام جو ہدایت قبول کرے اس کے بعد مدعا یہ کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو اس پر آپ نے اپنی مُہر لگائی اور ہُدہُد سے فرمایا۔

[۴۴] چنانچہ ہُدہُد وہ مکتوب گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا اس وقت بلقیس کے گرد اس کے اعیان و وزراء کا مجمع تھا ہُدہُد نے وہ مکتوب بلقیس کی گود میں ڈال دیا اور وہ اس کو دیکھ کر خوف سے لرز گئی اور پھر اس پر مُہر دیکھ کر۔

[۴۵] اس نے اس خط کو عزّت والا یا اس لئے کہا کہ اس پر مُہر لگی ہوئی تھی اس سے اس نے جانا کہ کتاب کا بھیجنے والا جلیل المنزلت بادشاہ ہے یا اس لئے کہ اس مکتوب کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے تھی پھر اس نے بتایا کہ وہ

ع ٢ ١٧ ١٧
وَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ ع قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْ ۚ مَا كُنْتُ

اور گردن رکھتے میرے حضور حاضر ہو ف۴۶ ف۴۷ بولی اے سردارو! میرے اس معاملہ میں مجھے رائے دو میں کسی معاملہ میں

قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ

کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو وہ بولے ہم زور والے اور بڑی سخت لڑائی والے

شَدِیْدٍ ۙ۬ وَّ الْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَا ذَا تَاْمُرِیْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا

ہیں ف۴۸ اور اختیار تیرا ہے تو نظر کر کہ کیا حکم دیتی ہے ف۴۹ بولی بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں ف۵۰

دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزّت والوں کو ف۵۱ ذلیل اور ایسا ہی کرتے ہیں ف۵۲

وَ اِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ

اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ ایلچی کیا جواب لے کر پلٹے ف۵۳ پھر جب وہ ف۵۴

مکتوب کس کی طرف سے آیا ہے چنانچہ کہا۔

ف۴۶ یعنی میری تعمیلِ ارشاد کرو اور تکبّر نہ کرو جیسا کہ بعض بادشاہ کیا کرتے ہیں۔

ف۴۷ فرمانبردارانہ شان سے مکتوب کا یہ مضمون سنا کر بلقیس اپنی اعیانِ دولت کی طرف متوجّہ ہوئی۔

ف۴۸ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اگر تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم لوگ اس کے لئے تیار ہیں، بہادر اور شجاع ہیں، صاحبِ قوّت و توانائی ہیں، کثیر فوجیں رکھتے ہیں، جنگ آزما ہیں۔

ف۴۹ اے ملکہ ہم تیری اطاعت کریں گے تیرے حکم کے منتظر ہیں اس جواب میں انہوں نے یہ اشارہ کیا کہ ان کی رائے جنگ کی ہے یا ان کا مدعا یہ ہو کہ ہم جنگی لوگ ہیں رائے اور مشورہ ہمارا کام نہیں تو خود صاحبِ عقل و تدبیر ہے ہم بہرحال تیرا اتّباع کریں گے جب بلقیس نے دیکھا کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں تو اس نے انہیں ان کی رائے کی خطا پر آگاہ کیا اور جنگ کے نتائج سامنے کئے۔

ف۵۰ اپنے زور و قوّت سے۔

ف۵۱ قتل اور قید اور اہانت کے ساتھ۔

ف۵۲ یہی بادشاہوں کا طریقہ ہے بادشاہوں کی عادت کا جو اس کو علم تھا اس کی بنا پر اس نے یہ کہا اور مراد اس کی یہ تھی کہ جنگ مناسب نہیں ہے اس میں مُلک اور اہلِ مُلک کی تباہی و بربادی کا خطرہ ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنی رائے کا اظہار کیا اور کہا۔

ف۵۳ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی کیونکہ بادشاہ عزّت و احترام کے ساتھ ہدیہ قبول کرتے ہیں اگر

سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ٘ فَمَاۤ اٰتٰىنَِۧ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْۚ

سلیمان کے پاس آیا فرمایا کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو جو مجھے اللہ نے دیا ۵۵ وہ بہتر ہے اُس سے جو تمہیں

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ

دیا ۵۶ بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو ۵۷ پلٹ جا ان کی طرف تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی

لَهُمْ بِهَا وَ لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ

اُنھیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم اُن کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہوں گے ۵۸ سلیمان نے

وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ قبول کرلیں گے اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور سوا اس کے کہ ہم ان کے دین کا اِتّباع کریں وہ اور کسی بات سے راضی نہ ہوں گے تو اس نے پانچ سو غلام اور پانچ سو باندیاں بہترین لباس اور زیوروں کے ساتھ آراستہ کر کے زرنگار زینوں پر سوار کر کے بھیجے اور پانچ سو اینٹیں سونے کی اور جواہر سے مرصّع تاج اور مشک وعنبر وغیرہ مع ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ روانہ کئے، ہُدہُد یہ دیکھ کر چل دیا اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سب خبر پہنچائی آپ نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر نو فرسنگ کے میدان میں بچھا دی جائیں اور اس کے گرد سونے چاندی سے احاطہ کی بلند دیوار بنادی جائے اور بر و بحر کے خوبصورت جانور اور جنّات کے بچّے میدان کے دائیں بائیں حاضر کئے جائیں۔

۵۴ یعنی بلقیس کا پیامی مع اپنی جماعت کے ہدیہ لے کر۔

۵۵ یعنی دین اور نبوّت اور حکمت و مُلک۔

۵۶ مال و اسبابِ دنیا۔

۵۷ یعنی تم اہلِ مفاخرت ہو، زخارفِ دنیا پر فخر کرتے ہو اور ایک دوسرے کے ہدیہ پر خوش ہوتے ہو، مجھے نہ دنیا سے خوشی ہوتی ہے نہ اس کی حاجت، اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا کثیر عطا فرمایا کہ اوروں کو نہ دیا باوجود اس کے دین اور نبوّت سے مجھ کو مشرف کیا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے وفد کے امیر منذر بن عمرو سے فرمایا کہ یہ ہدیئے لے کر۔

۵۸ یعنی اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر حاضر نہ ہوئے تو یہ انجام ہوگا، جب قاصد ہدیئے لے کر بلقیس کے پاس واپس گئے اور تمام واقعات سنائے تو اس نے کہا بیشک وہ نبی ہیں اور ہمیں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں اور اس نے اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفّل کر دیئے اور ان پر پہرہ دار مقرر کر دیئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا انتظام کیا تاکہ دیکھے کہ آپ اس کو کیا حکم فرماتے ہیں اور وہ ایک لشکرِ گراں لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئی جس میں بارہ ہزار نواب تھے اور ہر نواب کے ساتھ ہزاروں لشکری جب اتنے قریب پہنچ گئی کہ حضرت سے صرف ایک فرسنگ کا فاصلہ رہ گیا۔

یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۸﴾

فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اُس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر

قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ج

ہوں ف۵۹ ایک بڑا خبیث جِنّ بولا کہ وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں ف۶۰

وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ

اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں ف۶۱ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا ف۶۲ کہ میں اُسے حضور

بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ط فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ

میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے ف۶۳ پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب

فَضْلِ رَبِّیْ قف صلے لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ط وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ج

کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے تو وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے ف۶۴

ف۵۹ اس سے آپ کا مدعا یہ تھا کہ اس کا تخت حاضر کر کے اس کو اللہ تعالیٰ کے قدرت اور اپنی نبوّت پر دلالت کرنے والا معجِزہ دکھاویں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ نے چاہا کہ اس کے آنے سے قبل اس کی وضع بدل دیں اور اس سے اس کی عقل کا امتحان فرمائیں کہ پہچان سکتی ہے یا نہیں۔

ف۶۰ اور آپ کا اجلاس صبح سے دوپہر تک ہوتا تھا۔

ف۶۱ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے جلد چاہتا ہوں۔

ف۶۲ یعنی آپ کے وزیر آصف بن برخیا جو اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم جانتے تھے۔

ف۶۳ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا لاؤ حاضر کرو آصف نے عرض کیا آپ نبی ابنِ نبی ہیں اور جو رتبہ بارگاہِ الٰہی میں آپ کو حاصل ہے یہاں کس کو میسّر ہے آپ دعا کریں تو وہ آپ کے پاس ہی ہوگا آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو اور دعا کی، اسی وقت تخت زمین کے نیچے نیچے چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے قریب نمودار ہوا۔

ف۶۴ کہ اس شکر کا نفع خود اس شکر گزار کی طرف عائد ہوتا ہے۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحْبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو میرا شکر کرتا ہے اور جب مجھے بھول جاتا ہے تو میری ناشکری کرتا ہے۔

(طبرانی اوسط، من اسمہ محمد، رقم ۷۲۶۵، ج ۵، ص ۲۶۱)

پیارے اسلامی بھائی! ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مسلسل ملتی رہتی ہیں۔ لہذا! اِسے چاہیے کہ وہ ان نعمتوں کا شکر ادا

وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىۡ غَنِىٌّ كَرِيۡمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوۡا لَهَا عَرۡشَهَا
اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا سلیمان نے حکم دیا عورت کا تخت اس کے سامنے وضع بدل
نَنۡظُرۡ اَتَهۡتَدِىۡۤ اَمۡ تَكُوۡنُ مِنَ الَّذِيۡنَ لَا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتۡ قِيۡلَ
کر بیگانہ کردو کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا اُن میں ہوتی ہے جو ناواقف رہے پھر جب وہ آئی اس سے کہا گیا
اَهٰكَذَا عَرۡشُكِ ؕ قَالَتۡ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوۡتِيۡنَا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهَا وَكُنَّا
کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی گویا یہ وہی ہے و۶۵ اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی و۶۶ اور ہم فرمانبردار
مُسۡلِمِيۡنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتۡ تَّعۡبُدُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتۡ مِنۡ قَوۡمٍ
ہوئے و۶۷ اور اُسے روکا و۶۸ اُس چیز نے جسے وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی بیشک وہ کافر لوگوں میں
كٰفِرِيۡنَ ﴿۴۳﴾ قِيۡلَ لَهَا ادۡخُلِى الصَّرۡحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتۡهُ حَسِبَتۡهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتۡ عَنۡ
سے تھی اُس سے کہا گیا صحن میں آ و۶۹ پھر جب اُس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں کھولیں و۷۰
سَاقَيۡهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِيۡرَ ؕ قَالَتۡ رَبِّ اِنِّىۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِىۡ
سلیمان نے فرمایا یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیشوں سے جڑا و۷۱ عورت نے عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم

کرے اور شکر کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں غور کرے، اس کی عطاء پر راضی ہو اور اُس کی کسی نعمت کی ناشکری نہ کرے۔ جبکہ شکر کی انتہاء یہ ہے کہ زبان سے بھی ان نعمتوں کا شکر کرے۔ بلاشبہ ساری مخلوق پوری کوشش کے باوجود اللہ عزوجل کی ایک نعمت کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

و۶۵ اس جواب سے اس کا کمالِ عقل معلوم ہوا اب اس سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہی تخت ہے دروازہ بند کرنے، قفل لگانے، پہرہ دار مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہوا، اس پر اس نے کہا۔

و۶۶ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ کی صحتِ نبوّت کی ہُدہُد کے واقعہ سے اور امیرِ وفد سے۔

و۶۷ ہم نے آپ کی اطاعت اور آپ کی فرمانبرداری اختیار کی۔

و۶۸ اللہ کی عبادت وتوحید سے یا اسلام کی طرف تقدم سے۔

و۶۹ وہ صحن شفاف آبگینہ کا تھا اس کے نیچے آب جاری تھا، اس میں مچھلیاں تھیں اور اس کے وسط میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت تھا جس پر آپ جلوہ افروز تھے۔

و۷۰ تاکہ پانی میں چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو۔

و۷۱ یہ پانی نہیں ہے۔ یہ سن کر بلقیس نے اپنی ساقیں چھپالیں اور اس سے اس کو بہت تعجب ہوا اور اس نے یقین کیا

وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۠ (۴۴) وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ ع ۳ ۱۳ ۱۸

کیا و۷۲ اور اب سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو رب سارے جہان کا و۷۳ اور بیشک ہم نے ثمود کی

اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ (۴۵) قَالَ یٰقَوْمِ

طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو و۷۴ تو جبھی وہ دو گروہ ہو گئے و۷۵ جھگڑا کرتے و۷۶ صالح نے فرمایا

لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِۚ لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

اے میری قوم کیوں برائی کی جلدی کرتے ہو و۷۷ بھلائی سے پہلے و۷۸ اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے و۷۹ شاید تم پر

تُرْحَمُوْنَ (۴۶) قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِكَ وَ بِمَنْ مَّعَكَؕ قَالَ طٰٓىٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ

رحم ہو و۸۰ بولے ہم نے برا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے و۸۱ فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس

اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ (۴۷) وَ كَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی

ہے و۸۲ بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو و۸۳ اور شہر میں نو شخص تھے و۸۴ کہ زمین میں فساد کرتے و۸۴ ب اور

کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مُلک وحکومت اللہ کی طرف سے ہے اور ان عجائبات سے اس نے اللہ تعالٰی کی توحید اور آپ کی نبوّت پر استدلال کیا، اب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔

و۷۲ کہ تیرے غیر کو پوجا آفتاب کی پرستش کی۔

و۷۳ چنانچہ اس نے اخلاص کے ساتھ توحید و اسلام کو قبول کیا اور خالص اللہ تعالٰی کی عبادت اختیار کی۔

و۷۴ اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔

و۷۵ ایک مومن اور ایک کافر۔

و۷۶ ہر فریق اپنے ہی کو حق پر کہتا اور دونوں باہم جھگڑتے کافر گروہ نے کہا اے صالح جس عذاب کا تم وعدہ دیتے ہو اس کو لاؤ اگر رسولوں میں سے ہو۔

و۷۷ یعنی بلا و عذاب کی۔

و۷۸ بھلائی سے مراد عافیّت و رحمت ہے۔

و۷۹ عذاب نازِل ہونے سے پہلے کُفر سے توبہ کر کے ایمان لا کر۔

و۸۰ اور دنیا میں عذاب نہ کیا جائے۔

و۸۱ حضرت صالح علیہ السلام جب مبعوث ہوئے اور قوم نے تکذیب کی اس کے باعث بارش رک گئی قحط ہو گیا، لوگ بھوکے مرنے لگے اس کو انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی تشریف آوری کی طرف نسبت کیا اور آپ کی آمد کو بدشگونی سمجھا۔

الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ۝۴۸ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَیِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ

سنوارنہ چاہتے آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر بولے ہم ضرور رات کو چھاپا ماریں گی صالح اور اس کے گھر والوں پر و۸۵

لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِیِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۝۴۹ وَ

پھر اُس کے وارث سے و۸۶ کہیں گے اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بیشک ہم سچے ہیں اور اُنھوں

مَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۝۵۰ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی و۸۷ اور وہ غافل رہے تو دیکھو کیسا انجام ہوا اُن کے مکر کا

مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِیْنَ۝۵۱ فَتِلْكَ بُیُوْتُهُمْ خَاوِیَةًۢ بِمَا

ہم نے ہلاک کر دیا اُنھیں و۸۸ اور ان کی ساری قوم کو و۸۹ تو یہ ہیں ان کے گھر ڈھئے پڑے بدلہ اُن کے ظلم کا

و۸۲ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بدشگونی جو تمہارے پاس آئی یہ تمہارے کُفر کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی۔

و۸۳ آزمائش میں ڈالے گئے یا اپنے دین کے باعث عذاب میں مبتلا ہو۔

و۸۴ یعنی ثمود کے شہر میں جس کا نام حجر ہے ان کے شریف زادوں میں سے نو شخص تھے جن کا سردار قدار بن سالف تھا یہی لوگ ہیں جنہوں نے ناقہ کی کونچیں کاٹنے میں سعی کی تھی۔

و۸۴ ب چونکہ دینار سونے اور درھم چاندی کے ہوتے تھے اور لوگ بلا ضرورت انہیں توڑ کر اپنے استعمال میں لے آتے (لہٰذا) بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کیا اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر اللہ عزوجل کے اس فرمان سے استدلال کیا۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے: وہ لوگ درہم توڑا کرتے تھے۔ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے مسلمانوں میں رائج سکے بلا ضرورت توڑنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی کسر الدراہم، الحدیث: ۳۴۴۹، ص ۱۴۸۰)

و۸۵ یعنی رات کے وقت ان کو اور ان کی اولاد کو اور ان کے متّبعین کو جو ان پر ایمان لائے ہیں قتل کر دیں گے۔

و۸۶ جس کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کا حق ہوگا۔

و۸۷ یعنی ان کے مکر کی جزا یہ دی کہ ان کے عذاب میں جلدی فرمائی۔

و۸۸ یعنی ان نو شخصوں کو۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شب حضرت صالح علیہ السلام کے مکان کی حفاظت کے لئے فرشتے بھیجے تو وہ نو شخص ہتھیار باندھ کر تلواریں کھینچ کر حضرت صالح علیہ السلام کے دروازے پر آئے فرشتوں نے ان کے پتّھر مارے وہ پتّھر لگتے تھے اور مارنے والے نظر نہ آتے تھے اس طرح

ظَلَمُوْاؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ(۵۲) وَ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ
بیشک اس میں نشانی ہے جاننے والوں کے لیے اور ہم نے اُن کو بچا لیا جو ایمان لائے وف۹۰ اور
كَانُوْا یَتَّقُوْنَ(۵۳) وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ
ڈرتے تھے وف۹۱ اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا بے حیائی پر آتے ہو وف۹۲ اور تم سوجھ (دیکھ) رہے
تُبْصِرُوْنَ(۵۴) اَىٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِؕ بَلْ اَنْتُمْ
ہو وف۹۳ کیا تم مردوں کے پاس مستی سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر وف۹۴ بلکہ تم جاہل لوگ ہو وف۹۵
قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ(۵۵) فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ
تو اُس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہ کہ بولے لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال دو
مِّنْ قَرْیَتِكُمْۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ(۵۶) فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ٘
یہ لوگ تو ستھراپن چاہتے ہیں وف۹۶ تو ہم نے اُسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت کو ہم نے ٹھہرا دیا
قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ(۵۷) وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًاۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ(۵۸)ع
تھا کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے وف۹۷ اور ہم نے ان پر ایک برساؤ برسایا وف۹۸ تو کیا ہی بُرا برساؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا تم

ان نو کو ہلاک کیا۔

وف۸۹ ہولناک آواز سے۔

وف۹۰ حضرت صالح علیہ السلام پر۔

وف۹۱ ان کی نافرمانی سے۔ ان لوگوں کی تعداد چار ہزار تھی۔

وف۹۲ اس بے حیائی سے مراد ان کی بدکاری ہے۔

وف۹۳ یعنی اس فعل کی قباحت جانتے ہو یا یہ معنٰی ہیں کہ ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ بالاعلان بدفعلی کا ارتکاب کرتے ہو یا یہ کہ تم اپنے سے پہلے نافرمانی کرنے والوں کو تباہی اور ان کے عذاب کے آثار دیکھتے ہو پھر بھی اس بداعمالی میں مبتلا ہو۔

وف۹۴ باوجودیکہ مَردوں کے لئے عورتیں بنائی گئی ہیں مَردوں کے لئے مرد اور عورتوں کے لئے عورتیں نہیں بنائی گئیں لہٰذا یہ فعل حکمتِ الٰہی کی مخالفت ہے۔

وف۹۵ جو ایسا فعل کرتے ہو۔

وف۹۶ اور اس گندے کام کو منع کرتے ہیں۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰىؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

کہو سب خوبیاں اللہ کو ف۹۹ اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر ف۱۰۰ کیا اللہ بہتر ف۱۰۱ یا اُن کے ساختہ شریک ف۱۰۲

ف۹۷ عذاب میں۔

ف۹۸ پتھروں کا۔

ف۹۹ یہ خِطاب ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہ پچھلی امّتوں کے ہلاک پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائیں۔

ف۱۰۰ یعنی انبیاء ومرسلین پر۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ چُنے ہوئے بندوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب مراد ہیں۔

ف۱۰۱ خدا پرستوں کے لئے جو خاص اس کی عبادت کریں اور اس پر ایمان لائیں اور وہ انہیں عذاب و ہلاک سے بچائے۔

ف۱۰۲ یعنی بُت جو اپنے پرستاروں کے کچھ کام نہ آسکیں تو جب ان میں کوئی بھلائی نہیں وہ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے تو ان کو پوجنا اور معبود ماننا نہایت بے جا ہے اس کے بعد چند انواع ذکر فرمائے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت اور اس کے کمالِ قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔

الجزء ۲۰

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ
یا وہ جس نے آسمان و زمین بنائے ف۱۰۳ اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اُتارا تو ہم نے اُس سے باغ اُگائے
حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
رونق والے تمہاری طاقت نہ تھی کہ اُن کے پیڑ اُگاتے ف۱۰۴ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے ف۱۰۵
بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ
بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں ف۱۰۶ یا وہ جس نے زمین بسنے کو بنائی اور اس کے بیچ میں نہریں نکالیں اور
جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَ جَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ
اُس کے لیے لنگر بنائے ف۱۰۷ اور دونوں سمندروں میں آڑ رکھی ف۱۰۸ کیا
اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ
اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بلکہ اُن میں اکثر جاہل ہیں ف۱۰۹ یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے ف۱۱۰ جب اُسے پکارے اور
یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ
دُور کر دیتا ہے بُرائی اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے ف۱۱۱ کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان کرتے ہو یا وہ

ف۱۰۳ عظیم ترین اشیاء جو مشاہدے میں آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرتِ عظیمہ پر دلالت کرتی ہیں ان کا ذکر فرمایا۔ معنی یہ ہیں کہ کیا بُت بہتر ہیں یا وہ جس نے آسمان اور زمین جیسی عظیم اور عجیب مخلوق بنائی۔

ف۱۰۴ یہ تمہاری قدرت میں نہ تھا۔

ف۱۰۵ کیا یہ دلائلِ قدرت دیکھ کر ایسا کہا جا سکتا ہے ہرگز نہیں وہ واحد ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ف۱۰۶ جو اس کے لئے شریک ٹھہراتے ہیں۔

ف۱۰۷ وزنی پہاڑ جو اسے جنبش سے روکتے ہیں۔

ف۱۰۸ کہ کھاری میٹھے ملنے نہ پائیں۔

ف۱۰۹ جو اپنے ربّ کی توحید اور اس کے قدرت و اختیار کو نہیں جانتے اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔

ف۱۱۰ اور حاجت روائی فرماتا ہے۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے (مجھ سے کئے جانے والے) گمان کے قریب ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔
(مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب، رقم ۲۶۷۵، ج ۱، ص ۱۴۴۲)

يَّهۡدِيۡكُمۡ فِىۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ مَنۡ يُّرۡسِلُ الرِّيٰحَ بُشۡرًۢا بَيۡنَ يَدَىۡ
جو تمہیں راہ دکھاتا ہے و۱۱۲ اندھیریوں میں خشکی اور تری کی و۱۱۳ اور وہ کہ ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے آگے
رَحۡمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ؕ ﴿۶۳﴾ اَمَّنۡ يَّبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ
خوشخبری سناتی و۱۱۴ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے برتر ہے اللہ اُن کے شرک سے یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر
يُعِيۡدُهٗ وَ مَنۡ يَّرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلۡ هَاتُوۡا
اُسے دوبارہ بنائے گا و۱۱۵ اور وہ جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے و۱۱۶ کیا اللہ کے ساتھ
بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعۡلَمُ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ
کوئی اور خدا ہے تم فرماؤ کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو و۱۱۷ تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں
الۡغَيۡبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا يَشۡعُرُوۡنَ اَيَّانَ يُبۡعَثُوۡنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلۡمُهُمۡ فِى
ہیں مگر اللہ و۱۱۸ اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے کیا اُن کے علم کا سلسلہ آخرت کے جاننے تک پہونچ

و۱۱۱ کہ تم اس میں سکونت کرو اور قرناً بعد قرنٍ اس میں متصرّف رہو۔

و۱۱۲ تمہارے منازل و مقاصد کی۔

و۱۱۳ ستاروں سے اور علامتوں سے۔

و۱۱۴ رحمت سے مراد یہاں بارش ہے۔

و۱۱۵ اس کی موت کے بعد اگرچہ موت کے بعد زندہ کئے جانے کے کُفّار مقر و معترف نہ تھے لیکن جب کہ اس پر براہین قائم ہیں تو ان کا اقرار نہ کرنا کچھ قابلِ لحاظ نہیں بلکہ جب وہ ابتدائی پیدائش کے قائل ہیں تو انہیں اعادے کا قائل ہونا پڑے گا کیونکہ ابتداء اعادے پر دلالتِ قویہ کرتی ہے تو اب ان کے لئے کوئی جائے عذر و انکار باقی نہیں رہی۔

و۱۱۶ آسمان سے بارش اور زمین سے نباتات۔

و۱۱۷ اپنے اس دعویٰ میں کہ اللہ کے سوا اور بھی معبود ہیں تو بتاؤ جو صفات و کمالات اُوپر ذکر کئے گئے وہ کس میں ہیں اور جب اللہ کے سوا ایسا کوئی نہیں تو پھر کسی دوسرے کو کس طرح معبود ٹھہراتے ہو یہاں هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ فرما کر ان کے عجز و بطلان کا اظہار منظور ہے۔

و۱۱۸ وہی جاننے والا ہے غیب کا اس کو اختیار ہے جسے چاہے بتائے چنانچہ اپنے پیارے انبیاء کو بتاتا ہے جیسا کہ سورۂ آلِ عمران میں ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى الۡغَيۡبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجۡتَبِىۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ یعنی اللہ کی شان نہیں کہ تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے اور بکثرت آیات میں اپنے پیارے رسولوں کو غیبی علوم عطا فرمانے کا ذکر فرمایا گیا اور خود اسی پارے میں اس سے اگلے رکوع

الْاٰخِرَةِ قف بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا قف بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع وَ قَالَ الَّذِیْنَ ع ۵ ۸ ۱

گیا و۱۱۹ کوئی نہیں وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں و۱۲۰ بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں اور کافر

كَفَرُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّ اٰبَآؤُنَاۤ اَىٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَ

بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہوجائیں گے کیا ہم پھر نکالے جائیں گے و۱۲۱ بیشک اس کا وعدہ دیا گیا ہم کو اور

اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ لا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِیْرُوْا فِی

ہم سے پہلے ہمارے باپ داداؤں کو یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں و۱۲۲ تم فرماؤ

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۶۹﴾ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَ لَا

زمین میں چل کر دیکھو کیسا ہوا انجام مجرموں کا و۱۲۳ اور تم ان پر غم نہ کھاؤ و۱۲۴ اور ان کے

تَكُنْ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

مکر سے دل تنگ نہ ہو و۱۲۵ اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ و۱۲۶ اگر تم سچے ہو

صٰدِقِیْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ

تم فرماؤ قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگی ہو بعض وہ چیز جس کی تم جلدی مچا رہے ہو و۱۲۷ اور

میں وارد ہے وَمَا مِنْ غَآىٕبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۞ یعنی جتنے غیب ہیں آسمان اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

شانِ نُزول: یہ آیت مشرکین کے حق میں نازِل ہوئی جنھوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے آنے کا وقت دریافت کیا تھا۔

و۱۱۹ اور انہیں قیامت قائم ہونے کا علم ویقین حاصل ہوگیا جو وہ اس کا وقت دریافت کرتے ہیں۔

و۱۲۰ انہیں ابھی تک قیامت کے آنے کا یقین نہیں ہے۔

و۱۲۱ اپنی قبروں سے زندہ۔

و۱۲۲ یعنی (معاذ اللہ) جھوٹی باتیں۔

و۱۲۳ کہ وہ انکار کے سبب عذاب سے ہلاک کئے گئے۔

و۱۲۴ ان کے اعراض وتکذیب کرنے اور اسلام سے محروم رہنے کے سبب۔

و۱۲۵ کیونکہ اللہ آپ کا حافظ وناصر ہے۔

و۱۲۶ یعنی یہ وعدۂ عذاب کب پورا ہوگا۔

اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَ اِنَّ

بیشک تیرا رب فضل والا ہے آدمیوں پر ف۱۲۸ لیکن اکثر آدمی حق نہیں مانتے ف۱۲۹ اور بیشک تمہارا

رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَ مَا مِنْ غَآىِٕبَةٍ فِي السَّمَآءِ

رب جانتا ہے جو اُن کے سینوں میں چھپی ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ف۱۳۰ اور جتنے غیب ہیں آسمانوں

وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْۤ

اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں ف۱۳۱ بیشک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل

اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٧٦﴾ وَ اِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ

سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ف۱۳۲ اور بیشک وہ ہدایت اور رحمت ہے

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٨﴾ۚۖ

مسلمانوں کے لیے بیشک تمہارا رب اُن کے آپس میں فیصلہ فرماتا ہے اپنے حکم سے اور وہی ہے عزت والا علم والا

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿٧٩﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ

تو تم اللہ پر بھروسہ کرو ف۱۳۲ ا ب بیشک تم روشن حق پر ہو بیشک تمہارے سنائے نہیں سُنتے مُردے ف۱۳۳ اور نہ تمہارے

ف۱۲۷ یعنی عذابِ الٰہی چنانچہ وہ عذاب روزِ بدر ان پر آہی گیا اور باقی کو وہ بعدِ موت پائیں گے۔

ف۱۲۸ اسی لئے عذاب میں تاخیر فرماتا ہے۔

ف۱۲۹ اور شکر گزاری نہیں کرتے اور اپنی جہالت سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔

ف۱۳۰ یعنی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنا اور آپ کی مخالفت میں مکاریاں کرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے وہ اس کی سزا دے گا۔

ف۱۳۱ یعنی لوحِ محفوظ میں ثبت ہیں اور جنہیں ان کا دیکھنا بفضلِ الٰہی میسّر ہے ان کے لئے ظاہر ہیں۔

ف۱۳۲ دینی امور میں اہلِ کتاب نے آپس میں اختلاف کیا ان کے بہت فِرقے ہو گئے اور آپس میں لعن طعن کرنے لگے تو قرآنِ کریم نے اس کا بیان فرمایا ایسا بیان کیا کہ اگر وہ انصاف کریں اور اس کو قبول کریں اور اسلام لائیں تو ان میں یہ باہمی اختلاف باقی نہ رہے۔

ف۱۳۲ ا ب ضروری اسباب کے اختیار کرنے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھنا اور اس بات کا یقین رکھنا کہ جو کچھ مقدر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔

ف۱۳۳ مُردوں سے مراد یہاں کُفّار ہیں جن کے دل مُردہ ہیں چنانچہ اسی آیت میں ان کے مقابل اہلِ ایمان کا ذکر

الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ

سُنائے بہرے پکار سنیں جب پھریں پیٹھ دے کر ف۱۳۴ اور اندھوں کو ف۱۳۵ گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں

ضَلٰلَتِهِمْؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ اِذَا وَقَعَ

تمہارے سُنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ف۱۳۶ اور وہ مسلمان ہیں اور جب بات اُن پر آپڑے

الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا

گی ف۱۳۷ ہم زمین سے ان کے لیے ایک چوپایہ نکالیں گے ف۱۳۸ جو لوگوں سے کلام کرے گا ف۱۳۹ اس لیے کہ لوگ

ع ٦ بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ۠ ﴿۸۲﴾ وَ یَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُّكَذِّبُ

ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے ف۱۴۰ اور جس دن اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی

فرمایا۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا جو لوگ اس آیت سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرتے ہیں ان کا استدلال غلط ہے چونکہ یہاں مُردہ کُفّار کو فرمایا گیا اور ان سے بھی مطلقاً ہر کلام کے سننے کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ پند و موعِظت اور کلامِ ہدایت کے بسمعِ قبول سننے کی نفی ہے اور مراد یہ ہے کہ کافِر مُردہ دل ہیں کہ نصیحت سے منتفع نہیں ہوتے۔ اس آیت کے معنی یہ بتانا کہ مردے نہیں سنتے بالکل غلط ہے صحیح احادیث سے مُردوں کا سُننا ثابت ہے۔

ف۱۳۴ معنی یہ ہیں کہ کُفّار غایت اعراض و روگردانی سے مُردے اور بہرے کے مثل ہو گئے ہیں کہ انہیں پکارنا اور حق کی دعوت دینا کسی طرح نافع نہیں ہوتا۔

ف۱۳۵ جن کی بصیرت جاتی رہی اور دل اندھے ہو گئے۔

ف۱۳۶ جن کے پاس سمجھنے والے دل ہیں اور جو علمِ الٰہی میں سعادتِ ایمان سے بہرہ اندوز ہونے والے ہیں۔

(بیضاوی و کبیر و ابوالسعود و مدارک)

ف۱۳۷ یعنی ان پر غضبِ الٰہی ہو گا اور عذاب واجب ہو جائے گا اور حُجّت پوری ہو چکے گی اس طرح کہ لوگ امر بالمعروف اور نہی منکر ترک کر دیں گے اور ان کی درستی کی کوئی امید باقی نہ رہے گی یعنی قیامت قریب ہو جائے گی اور اس کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں گی اور اس وقت توبہ نفع نہ دے گی۔

ف۱۳۸ اس چوپایہ کو دابۃ الارض کہتے ہیں یہ عجب شکل کا جانور ہو گا جو کوہِ صفا سے برآمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا، فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا، ہر شخص کی پیشانی پر ایک نشان لگائے گا، ایمانداروں کی پیشانی پر عصائے موسیٰ علیہ السلام سے نورانی خط کھینچے گا، کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگُشتری سے سیاہ مُہر لگائے گا۔

ف۱۳۹ بزبانِ فصیح اور کہے گا ہذا مؤمن و ہذا کافر یہ مؤمن ہے اور یہ کافر ہے۔

ف۱۴۰ یعنی قرآنِ پاک پر ایمان نہ لاتے تھے جس میں بَعث و حساب و عذاب و خروجِ دابۃ الارض کا بیان ہے اس

بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ۝۸۳ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ
ہے وا۱۴ تو اُن کے اگلے روکے جائیں گے کہ پچھلے ان سے آملیں یہاں تک کہ جب سب حاضر ہولیں گے و۲۱۴ فرمائے

وَ لَمْ تُحِیْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۸۴ وَ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ بِمَا
گا کیا تم نے میری آیتیں جھٹلائیں حالانکہ تمہارا علم اُن تک نہ پہنچتا تھا و۳۱۴ یا کیا کام کرتے تھے و۴۱۴ اور بات پڑ چکی

ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا یَنْطِقُوْنَ۝۸۵ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ
ان پر و۵۱۴ اُن کے ظلم کے سبب تو وہ اب کچھ نہیں بولتے و۶۱۴ کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی کہ اس میں

لِیَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًاؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۝۸۶ وَ
آرام کریں اور دن کو بنایا سوجھانے والا بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے کہ ایمان رکھتے ہیں و۷۱۴ اور

یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ
جس دن پھونکا جائے گا صور و۸۱۴ تو گھبرائے جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں و۹۱۴ مگر

کے بعد کی آیت میں قیامت کا بیان فرمایا جاتا ہے۔

و۱۴۱ جو کہ ہم نے اپنے انبیاء پر نازِل فرمائیں۔فوج سے مراد جماعتِ کثیرہ ہے۔

و۱۴۲ روزِ قیامت موقفِ حساب میں۔

و۱۴۳ اور تم نے ان کی معرفت حاصل نہ کی تھی بغیر سوچے سمجھے ہی ان آیتوں کا انکار کر دیا۔

و۱۴۴ جب تم نے ان آیتوں کو بھی نہیں سوچا۔تم بے کار تو نہیں پیدا کئے گئے تھے۔

و۱۴۵ عذاب ثابت ہو چکا۔

و۱۴۶ کہ ان کے لئے کوئی حُجّت اور کوئی گفتگو باقی نہیں ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ عذاب ان پر اس طرح چھا جائے گا کہ وہ بول نہ سکیں گے۔

و۱۴۷ اور آیت میں بَعث بعدالموت پر دلیل ہے اس لئے کہ جو دن کی روشنی کو شب کی تاریکی سے اور شب کی تاریکی کو دن کی روشنی سے بدلنے پر قادر ہے وہ مردے کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے نیز انقلابِ لیل ونہار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ان کی دنیوی زندگی کا انتظام ہے تو یہ عبث نہیں کیا گیا بلکہ اس زندگانی کے اعمال پر عذاب وثواب کا ترتُّب مقتضائے حکمت ہے اور جب دنیا دارالعمل ہے تو ضروری ہے کہ ایک دارِ آخرت بھی ہو وہاں کی زندگانی میں یہاں کے اعمال کی جزا ملے۔

و۱۴۸ اور اس کے پھونکنے والے حضرت اسرافیل ہوں گے علیہ السلام۔

و۱۴۹ ایسا گھبرانا جو سببِ موت ہوگا۔

شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِیْنَ ۝۸۷ وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا

جسے خدا چاہے ف۱۵۰ اور سب اس کے حضور حاضر ہوئے عاجزی کرتے ف۱۵۱ اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ

جَامِدَةً وَّ هِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ؕ اِنَّهٗ

جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوں گی بادل کی چال ف۱۵۲ یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز بیشک اُسے

خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝۸۸ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ

خبر ہے تمہارے کاموں کی جو نیکی لائے ف۱۵۳ اس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے ف۱۵۴ اور ان کو اس دن کی گھبراہٹ

یَّوْمَىٕذٍ اٰمِنُوْنَ ۝۸۹ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ ؕ هَلْ

سے امان ہے ف۱۵۵ اور جو بدی لائے ف۱۵۶ تو اُن کے منہ اوندھائے گئے آگ میں ف۱۵۷ تمہیں کیا

ف۱۵۰ اور جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ سکون عطا فرمائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ شُہداء ہیں جو اپنی تلواریں گلوں میں حمائل کئے عرش کے گرد حاضر ہوں گے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ شہداء ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ربّ کے نزدیک زندہ ہیں فَزَع ان کو نہ پہنچے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ نفخہ کے بعد حضرت جبریل و میکائل و اسرافیل و عزرائیل ہی باقی رہیں گے۔

ف۱۵۱ یعنی روزِ قیامت سب لوگ بعدِ موت زندہ کئے جائیں گے اور موقف میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتے حاضر ہوں گے۔ صیغۂ ماضی سے تعبیر فرمانا تحققِ وقوع کے لئے ہے۔

ف۱۵۲ معنٰی یہ ہیں کہ نفخہ کے وقت پہاڑ دیکھنے میں تو اپنی جگہ ثابت و قائم معلوم ہوں گے اور حقیقت میں وہ مثل بادلوں کے نہایت تیز چلتے ہوں گے جیسے کہ بادل وغیرہ بڑے جسم چلتے ہیں متحرک نہیں معلوم ہوتے یہاں تک کہ وہ پہاڑ زمین پر گر کر اس کے برابر ہو جائیں گے پھر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائیں گے۔

ف۱۵۳ نیکی سے مراد کلمۂ توحید کی شہادت ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ اخلاصِ عمل اور بعض نے کہا کہ ہر طاعت جو اللہ کے لئے کی ہو۔

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کلمۂ طیّبہ ایک مضبوط زرہ اور محفوظ قلعہ ہے جس نے کلمہ طیبہ پڑھا وہ ہر قسم کی برائی سے حفاظت میں ہو گیا۔ اس لئے کہ حضور نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذکر سے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی عظمت و بزرگی بیان کرو کیونکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میرا قلعہ ہے، تو جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ، باب ثالث، بیان تفصیل ما۔۔۔۔۔۔الخ، ج۱، ص۲۲۷)

ف۱۵۴ جنّت اور ثواب۔

تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ

بدلہ ملے گا مگر اسی کا جو کرتے تھے وف۱۵۸ مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ پوجوں اس شہر کے رب کو وف۱۵۹ جس نے اسے

الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَیْءٍ٘ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَ اَنْ

حرمت والا کیا ہے وف۱۶۰ اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں ہوں اور یہ کہ

اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَقُلْ

قرآن کی تلاوت کروں وف۱۶۱ تو جس نے راہ پائی اس نے اپنے بھلے کو راہ پائی وف۱۶۲ اور جو بہکے وف۱۶۳ تو فرما دو

اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۹۲﴾ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ

کہ میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں وف۱۶۴ اور فرماؤ کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا

فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۱ ۳

تو انہیں پہچان لوگے وف۱۶۵ اور اے محبوب تمہارا رب غافل نہیں اے لوگو تمہارے اعمال سے

اٰیاتها ۸۸ — ۲۸ سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ ۴۹ — رکوعاتها ۹

سورۂ قصص مکی ہے اس میں اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

وف۱۵۵ جو خوفِ عذاب سے ہوگی پہلی گھبراہٹ جس کا اوپر کی آیت میں ذکر ہوا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

وف۱۵۶ یعنی شرک۔

وف۱۵۷ یعنی وہ اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور جہنّم کے خازن ان سے کہیں گے۔

وف۱۵۸ یعنی شرک اور معاصی اور اللہ تعالٰی اپنے رسول سے فرمائے گا کہ آپ فرما دیجئے کہ۔

وف۱۵۹ یعنی مکّہ مکرّمہ کے اور اپنی عبادت اس ربّ کے ساتھ خاص کروں مکّہ مکرّمہ کا ذکر اس لئے ہے کہ وہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وطن اور وحی کا جائے نُزول ہے۔

وف۱۶۰ کہ وہاں نہ کسی انسان کا خون بہایا جائے نہ کوئی شکار مارا جائے نہ وہاں کی گھانس کاٹی جائے۔

وف۱۶۱ مخلوقِ خدا کو ایمان کی دعوت دینے کے لئے۔

وف۱۶۲ اس کا نفع وثواب وہ پائے گا۔

وف۱۶۳ اور رسولِ خدا کی اطاعت نہ کرے اور ایمان نہ لائے۔

وف۱۶۴ میرے ذمہ پہنچا دینا تھا وہ میں نے انجام دیا ھٰذِہٖ اٰیۃ نسختھا اٰیۃ القتال۔

وف۱۶۵ ان نشانیوں سے مراد شقِ قمر وغیرہ معجزات ہیں اور وہ عقوبتیں جو دنیا میں آئیں جیسے کہ بدر میں کُفّار کا قتل ہونا، قید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی ۲ ہم تم پر پڑھیں موسیٰ اور

فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ

فرعون کی سچی خبر اُن لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں بیشک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا ۳ اور اس کے لوگوں

اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآىِٕفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ

کو اپنا تابع بنایا ان میں ایک گروہ کو ۴ کمزور دیکھتا اُن کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ

نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ

رکھتا ۵ بیشک وہ فسادی تھا اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر احسان فرمائیں اور ان کو

اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ⑤ۙ وَ نُمَكِّنَ

پیشوا بنائیں ۶ اور ان کے ملک و مال کا انہیں کو وارث بنائیں ۷ اور انہیں ۸ زمین

ہونا، ملائکہ کا انہیں مارنا۔

۱ سورۂ قصص مکّیہ ہے۔سوائے چار آیتوں کے جو اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے شروع ہو کر لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ پر ختم ہوتی ہیں اور اس سورت میں ایک آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ ایسی ہے جو مکّہ مکرّمہ اور مدینہ طیّبہ کے درمیان نازِل ہوئی اس سورت میں نو رکوع اٹھاسی ۸۸ آیتیں چار سو اکتالیس ۴۴۱ کلمے اور پانچ ہزار آٹھ سو حرف ہیں۔

۲ جو حق کو باطل سے ممتاز کرتی ہے۔

۳ یعنی سرزمینِ مِصر میں اس کا تسلّط تھا اور وہ ظلم و تکبّر میں انتہا کو پہنچ گیا تھا حتی کہ اس نے اپنی عبدیت اور بندہ ہونا بھی بھلا دیا تھا۔

۴ یعنی بنی اسرائیل کو۔

۵ یعنی لڑکیوں کو خدمت گاری کے لئے زندہ چھوڑ دیتا اور بیٹوں کو ذبح کرنے کا سبب یہ تھا کہ کاہنوں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچّہ پیدا ہوگا جو تیرے مُلک کے زوال کا باعث ہوگا اس لئے وہ ایسا کرتا تھا اور یہ اس کی نہایت حماقت تھی کیونکہ وہ اگر اپنے خیال میں کاہنوں کو سچّا سمجھتا تھا تو یہ بات ہونی ہی تھی لڑکوں کے قتل کر دینے سے کیا نتیجہ تھا اور اگر سچّا نہیں جانتا تھا تو ایسی لغو بات کا کیا لحاظ تھا اور قتل کرنا کیا معنی رکھتا تھا۔

لَهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ نُرِیَ فِرۡعَوۡنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوۡدَهُمَا مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا
میں قبضہ دیں اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکروں کو وہی دکھا دیں جس کا اُنھیں ان کی طرف سے خطرہ ہے ۹ اور
یَحۡذَرُوۡنَ ﴿۶﴾ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوۡسٰۤی اَنۡ اَرۡضِعِیۡهِ ۚ فَاِذَا خِفۡتِ عَلَیۡهِ
ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا ۱۰ کہ اُسے دودھ پلا ۱۱ پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو ۱۲ تو اُسے دریا میں
فَاَلۡقِیۡهِ فِی الۡیَمِّ وَ لَا تَخَافِیۡ وَ لَا تَحۡزَنِیۡ ۚ اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَیۡكِ وَ جَاعِلُوۡهُ مِنَ
ڈال دے اور نہ ڈر ۱۳ اور نہ غم کر ۱۴ بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے
الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۷﴾ فَالۡتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرۡعَوۡنَ لِیَكُوۡنَ لَهُمۡ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ
رسول بنائیں گے ۱۵ تو اُسے اٹھا لیا فرعون کے گھر والوں نے ۱۶ کہ وہ ان کا دشمن
وَ هَامٰنَ وَ جُنُوۡدَهُمَا كَانُوۡا خٰطِـِٕیۡنَ ﴿۸﴾ وَ قَالَتِ امۡرَاَتُ فِرۡعَوۡنَ قُرَّتُ عَیۡنٍ
اور اُن پر غم ہو ۱۷ بیشک فرعون اور ہامان ۱۸ اور ان کے لشکر خطا کار تھے ۱۹ اور فرعون کی بی بی نے کہا ۲۰ یہ بچہ میری اور

ف۶ کہ وہ لوگوں کو نیکی کی راہ بتائیں اور لوگ نیکی میں ان کی اقتدا کریں۔

ف۷ یعنی فرعون اور اس کی قوم کے اَملاک واَموال ان ضعیف بنی اسرائیل کو دے دیں۔

ف۸ مِصر اور شام کی۔

ف۹ کہ بنی اسرائیل کے ایک فرزند کے ہاتھ سے ان کے مُلک کا زوال اور ان کا ہلاک ہو۔

ف۱۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام یوحانذ ہے آپ لاوی بن یعقوب کی نسل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو خواب کے یا فرشتے کے ذریعہ یا ان کے دل میں ڈال کر الہام فرمایا۔

ف۱۱ چنانچہ وہ چند روز آپ کو دودھ پلاتی رہیں اس عرصہ میں نہ آپ روتے تھے نہ ان کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے نہ آپ کی ہمشیر کے سوا اور کسی کو آپ کی ولادت کی اطلاع تھی۔

ف۱۲ کہ ہمسایہ واقف ہو گئے ہیں وہ غمازی اور چغل خوری کریں گے اور فرعون اس فرزندِ ارجمند کے قتل کے درپے ہو جائے گا۔

ف۱۳ یعنی نیلِ مِصر میں بے خوف وخطر ڈال دے اور اس کے غرق و ہلاک کا اندیشہ نہ کر۔

ف۱۴ اس کی جدائی کا۔

ف۱۵ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین ماہ دودھ پلایا اور جب آپ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا تو ایک صندوق میں رکھ کر (جو خاص طور پر اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا) شب کے وقت دریائے نیل میں بہا دیا۔

ف۱۶ اس شب کی صبح کو اور اس صندوق کو فرعون کے سامنے رکھا اور وہ کھولا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام برآمد ہوئے

لِّیْ وَ لَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا

تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں وا۲ اور وہ بے خبر تھے و۲۲

یَشْعُرُوْنَ ۝۹ وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ

اور صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا و۲۳ ضرور قریب تھا کہ وہ اس کا حال کھول دیتی و۲۴ اگر ہم نہ ڈھارس بندھاتے

بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۰ وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ

اس کے دل پر کہ اُسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے و۲۵ اور اس کی ماں نے اس کی بہن سے کہا و۲۶

قُصِّیْهِ٘ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۱۱ۙ وَ حَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ

اُس کے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دُور سے دیکھتی رہی اور ان کو خبر نہ تھی و۲۷ اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام

مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ

کر دی تھیں و۲۸ تو بولی کیا میں تمہیں بتا دوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ کو پال دیں اور وہ اس کے خیر خواہ

جو اپنے انگوٹھے سے دودھ چوستے تھے۔

و۱۷ آخرکار۔

و۱۸ جو اس کا وزیر تھا۔

و۱۹ یعنی نافرمان تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سزا دی کہ ان کے ہلاک کرنے والے دشمن کی انہیں سے پرورش کرائی۔

و۲۰ جب کہ فرعون نے اپنی قوم کے لوگوں کے ورغلانے سے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔

و۲۱ کیونکہ یہ اسی قابل ہے۔ فرعون کی بی بی آسیہ بہت نیک بی بی تھیں انبیاء کی نسل سے تھیں غریبوں اور مسکینوں پر رحم و کرم کرتی تھیں انہوں نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ سال بھر سے زیادہ عمر کا معلوم ہوتا ہے اور تو نے اس سال کے اندر پیدا ہونے والے بچّوں کے قتل کا حکم دیا ہے علاوہ بریں معلوم نہیں یہ بچّہ دریا میں کس سرزمین سے آیا تجھے جس بچّہ کا اندیشہ ہے وہ اسی مُلک کے بنی اسرائیل سے بتایا گیا ہے آسیہ کی یہ بات ان لوگوں نے مان لی۔

و۲۲ اس سے جو انجام ہونے والا تھا۔

و۲۳ جب انہوں نے سنا کہ ان کے فرزند فرعون کے ہاتھ میں پہنچ گئے۔

و۲۴ اور جوشِ مَحبتِ مادری میں وا ابناہ وا ابناہ (ہائے بیٹے ہائے بیٹے) پکار اٹھتیں۔

و۲۵ جو وعدہ ہم کر چکے ہیں کہ تیرے اس فرزند کو تیری طرف پھیر لائیں گے۔

و۲۶ جن کا نام مریم تھا کہ حال معلوم کرنے کے لئے۔

و۲۷ کہ یہ اس بچہ کی بہن ہے اور اس کی نگرانی کرتی ہے۔

نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ

ہیں ۲۹ تو ہم نے اُسے اس کی ماں کی طرف پھیرا کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ

اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰـكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ

سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۳۰ اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا ۳۱ ہم نے اسے

حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴﴾ وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰى حِیْنِ

حکم اور علم عطا فرمایا ۳۲ اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو اور شہر میں داخل ہوا ۳۳ جس وقت شہر والے دوپہر

۲۸ چنانچہ جس قدر دائیاں حاضر کی گئیں ان میں سے کسی کی چھاتی آپ نے مُنہ میں نہ لی اس سے ان لوگوں کو بہت فکر ہوئی کہ کہیں سے کوئی ایسی دائی میسّر آئے جس کا دودھ آپ پی لیں دائیوں کے ساتھ آپ کی ہمشیر بھی یہ حال دیکھنے چلی گئی تھیں اب انہوں نے موقع پایا۔

۲۹ چنانچہ وہ ان کی خواہش پر اپنی والدہ کو بلا لائیں حضرت موسٰی علیہ السلام فرعون کی گود میں تھے اور دودھ کے لئے روتے تھے فرعون آپ کو شفقت کے ساتھ بہلاتا تھا جب آپ کی والدہ آئیں اور آپ نے ان کی خوشبو پائی تو آپ کو قرار آیا اور آپ نے ان کا دودھ منہ میں لیا، فرعون نے کہا تو اس بچہ کی کون ہے کہ اس نے تیرے سوا کسی کے دودھ کو مُنہ بھی نہ لگایا؟ انہوں نے کہا میں ایک عورت ہوں پاک صاف رہتی ہوں، میرا دودھ خوشگوار ہے، جسم خوشبودار ہے اس لئے جن بچوں کے مزاج میں نفاست ہوتی ہے وہ اور عورتوں کا دودھ نہیں لیتے ہیں، میرا دودھ پی لیتے ہیں، فرعون نے بچہ انہیں دیا اور دودھ پلانے پر انہیں مقرر کر کے فرزند کو اپنے گھر لے جانے کی اجازت دی چنانچہ آپ اپنے مکان پر لے آئیں اور اللہ تعالٰی کا وعدہ پورا ہوا، اس وقت انہیں اطمینانِ کامل ہو گیا کہ یہ فرزندِ ارجمند ضرور نبی ہوں گے۔ اللہ تعالٰی اس وعدہ کا ذکر فرماتا ہے۔

۳۰ اور شک میں رہتے ہیں۔ حضرت موسٰی علیہ السلام اپنی والدہ کے پاس دودھ پینے کے زمانہ تک رہے اور اس زمانہ میں فرعون انہیں ایک اشرفی روز دیتا رہا دودھ چھوٹنے کے بعد آپ حضرت موسٰی علیہ السلام کو فرعون کے پاس لے آئیں اور آپ وہاں پرورش پاتے رہے۔

۳۱ عمر شریف تیس سال سے زیادہ ہوگئی۔

۳۲ یعنی مصالحِ دین و دنیا کا علم۔

۳۳ وہ شہر یا تو منف تھا جو حدودِ مصر میں ہے، اصل اس کی مافہ ہے زبانِ قبطی میں اس لفظ کے معنی ہیں تیس ۳۰ یہ پہلا شہر ہے جو طوفانِ حضرتِ نوح علیہ السلام کے بعد آباد ہوا اس سرزمین میں مصر بن حام نے اقامت کی یہ اقامت کرنے والے کل تیس ۳۰ تھے اس لئے اس کا نام مافہ ہوا پھر اس کی عربی منف ہوئی یا وہ شہر حابین تھا جو مصر سے دو

غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۗ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ

کے خواب میں بے خبر تھے ۳۴ تو اس میں دو مرد لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا ۳۵ اور دوسرا

هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ

اُس کے دشمنوں سے ۳۶ تو وہ جو اُس کے گروہ سے تھا ۳۷ اُس نے موسیٰ سے مدد مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۗ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ

تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا ۳۸ تو اس کا کام تمام کر دیا ۳۹ کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا ۴۰ بیشک وہ دشمن

مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ

ہے کھلا گمراہ کرنے والا عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی ۴۱ تو مجھ بخش دے تو رب نے اُسے

فرسنگ کے فاصلہ پر تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ شہر عینِ شمس تھا۔ (جمل وخازن)

۳۴ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوشیدہ طور پر داخل ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے تو آپ نے حق کا بیان اور فرعون اور فرعونیوں کی گمراہی کا رد شروع کیا بنی اسرائیل کے لوگ آپ کی بات سنتے اور آپ کا اتّباع کرتے آپ فرعونیوں کے دین کی ممانعت فرماتے شدہ شدہ اس کا چرچا ہوا اور فرعونی جستجو میں ہوئے اس لئے آپ جس بستی میں داخل ہوتے ایسے وقت داخل ہوتے جب وہاں کے لوگ غفلت میں ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ دن عید کا تھا لوگ اپنے لہو ولعب میں مشغول تھے۔ (مدارک وخازن)

۳۵ بنی اسرائیل میں سے۔

۳۶ یعنی قبطی قومِ فرعون سے۔ یہ اسرائیلی پر جبر کر رہا تھا تاکہ اس پر لکڑیوں کا انبار لاد کر فرعون کے مطبخ میں لے جائے۔

۳۷ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے۔

۳۸ پہلے آپ نے قبطی سے کہا کہ اسرائیلی پر ظلم نہ کر اس کو چھوڑ دے لیکن وہ باز نہ آیا اور بدزبانی کرنے لگا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس ظلم سے روکنے کے لئے گھونسا مارا۔

۳۹ یعنی وہ مر گیا اور آپ نے اس کو ریت میں دفن کر دیا آپ کا ارادہ قتل کرنے کا نہ تھا۔

۴۰ یعنی اس قبطی کا اسرائیلی پر ظلم کرنا جو اس کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ (خازن)

۴۱ یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بطریقِ تواضع ہے کیونکہ آپ سے کوئی معصیت سرزد نہیں ہوئی اور انبیاء معصوم ہیں ان سے گناہ نہیں ہوتے۔ قبطی کا مارنا آپ کا دفعِ ظلم اور امدادِ مظلوم تھی یہ کسی ملّت میں بھی گناہ نہیں پھر بھی اپنی طرف تقصیر کی نسبت کرنا اور استغفار چاہنا یہ مقربین کا دستور ہی ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ اس میں تاخیر اولیٰ تھی اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ترکِ اولیٰ کو زیادتی فرمایا اور اس پر حق تعالیٰ سے مغفرت طلب کی۔

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا
بخش دیا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے عرض کی اے میرے رب جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب ف۴۲ ہرگز میں
لِّلْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآىٕفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی
مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا تو صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے ف۴۳ جبھی دیکھا کہ وہ جس نے
اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ
کل ان سے مدد چاہی تھی فریاد کررہا ہے ف۴۴ موسیٰ نے اس سے فرمایا بیشک تو کھلا گمراہ ہے ف۴۵ تو جب موسیٰ نے
اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ
چاہا کہ اس پر گرفت کرے جو ان دونوں کا دشمن ہے ف۴۶ وہ بولا اے موسیٰ کیا تم مجھے
تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی
ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل ایک شخص کو قتل کردیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ زمین میں سخت گیر
الْاَرْضِ وَ مَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا
بنو اور اصلاح کرنا نہیں چاہتے ف۴۷ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص ف۴۸ دوڑتا آیا

ف۴۲ یہ کرم بھی کر کہ مجھے فرعون کی صحبت اور اس کے یہاں رہنے سے بھی بچا کہ اس زمرہ میں شمار کیا جانا یہ بھی ایک طرح کا مددگار ہونا ہے۔

ف۴۳ کہ خدا جانے اس قبطی کے مارے جانے کا کیا نتیجہ نکلے اور اس کی قوم کے لوگ کیا کریں۔

ف۴۴ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فرعون کی قوم کے لوگوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ کسی بنی اسرائیل نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے اس پر فرعون نے کہا کہ قاتل اور گواہوں کو تلاش کرو فرعونی گشت کرتے پھرتے تھے اور انہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا دوسرے روز جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر ایسا اتفاق پیش آیا کہ وہی بنی اسرائیل جس نے ایک روز پہلے ان سے مدد چاہی تھی آج پھر ایک فرعونی سے لڑ رہا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان سے فریاد کرنے لگا تب حضرت۔

ف۴۵ مراد یہ تھی کہ روز لوگوں سے لڑتا ہے اپنے آپ کو بھی مصیبت و پریشانی میں ڈالتا ہے اور اپنے مددگاروں کو بھی کیوں ایسے موقعوں سے نہیں بچتا اور کیوں احتیاط نہیں کرتا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آیا اور آپ نے چاہا کہ اس کو فرعونی کے پنجۂ ظلم سے رہائی دلائیں۔

ف۴۶ یعنی فرعونی پر۔ تو اسرائیلی غلطی سے یہ سمجھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھ سے خفا ہیں مجھے پکڑنا چاہتے ہیں یہ سمجھ کر۔

الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰى٘ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ

کہا اے موسیٰ! بیشک دربار والے ف۴۹ آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو نکل جائیے ف۵۰

اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآىٕفًا یَّتَرَقَّبُ٘ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ

میں آپ کا خیر خواہ ہوں ف۵۱ تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے عرض کی اے میرے رب

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾ؑ وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ ع ۲ ۸ ۵

مجھے ستم گاروں سے بچا لے ف۵۲ اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا ف۵۳ کہا قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ

یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۲۲﴾ وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ

بتائے ف۵۴ اور جب مدین کے پانی پر آیا ف۵۵ وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے

النَّاسِ یَسْقُوْنَ٘ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ ج قَالَ مَا

ہیں اور اُن سے اس طرف ف۵۶ دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں ف۵۷ موسیٰ نے فرمایا تم دونوں کا کیا

ف۴۷ فرعونی نے یہ بات سنی اور جا کر فرعون کو اطلاع دی کہ کل کے فرعونی مقتول کے قاتل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا اور لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈ ھنے نکلے۔

ف۴۸ جس کو مومنِ آلِ فرعون کہتے ہیں یہ خبر سن کر قریب کی راہ سے۔

ف۴۹ فرعون کے۔

ف۵۰ شہر سے۔

ف۵۱ یہ بات خیر خواہی اور مصلحت اندیشی سے کہتا ہوں۔

ف۵۲ یعنی قومِ فرعون سے۔

ف۵۳ مدیَن وہ مقام ہے جہاں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تھے اس کو مدیَن ابنِ ابراہیم کہتے ہیں مِصر سے یہاں تک آٹھ روز کی مسافت ہے یہ شہر فرعون کے حدودِ قلمرو سے باہر تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا رستہ بھی نہ دیکھا تھا، نہ کوئی سواری ساتھ تھی، نہ توشہ، نہ کوئی ہمراہی، راہ میں درختوں کے پتوں اور زمین کے سبزے کے سوا خوراک کی اور کوئی چیز نہ ملتی تھی۔

ف۵۴ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آپ کو مدیَن تک لے گیا۔

ف۵۵ یعنی کنوئیں پر جس سے وہاں کے لوگ پانی لیتے اور اپنے جانوروں کو سیراب کرتے تھے یہ کنواں شہر کے کنارے تھا۔

ف۵۶ یعنی مَردوں سے علیٰحدہ۔

خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰى یُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَ اَبُوْنَا شَیْخٌ

حال ہے ف۵۸ وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں ف۵۹ اور ہمارے باپ بہت

كَبِیْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ

بوڑھے ہیں ف۶۰ تو موسیٰ نے اُن دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سایہ کی طرف پھرا ف۶۱ عرض کی اے میرے رب میں

خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ٘ قَالَتْ

اس کھانے کا جو تو میرے لیے اُتارے محتاج ہوں ف۶۲ تو اُن دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی

اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ؕ

ہوئی ف۶۳ بولی میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے ف۶۴

ف۵۷ اس انتظار میں کہ لوگ فارغ ہوں اور کنواں خالی ہو کیونکہ کنوئیں کو قوی اور زور آور لوگوں نے گھیر رکھا تھا ان کے ہجوم میں عورتوں سے ممکن نہ تھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا سکتیں۔

ف۵۸ یعنی اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں۔

ف۵۹ کیونکہ نہ ہم مَردوں کے انبوہ میں جا سکتے ہیں نہ پانی کھینچ سکتے ہیں جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس ہو جاتے ہیں تو حوض میں جو پانی بچ رہتا ہے وہ ہم اپنے جانوروں کو پلا لیتے ہیں۔

ف۶۰ ضعیف ہیں خود یہ کام نہیں کر سکتے اس لئے جانوروں کو پانی پلانے کی ضرورت ہمیں پیش آئی جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی باتیں سنیں تو آپ کو رقت آئی اور رحم آیا اور وہیں دوسرا کنواں جو اس کے قریب تھا اور ایک بہت بھاری پتھر اس پر ڈھکا ہوا تھا جس کو بہت سے آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے آپ نے تنہا اس کو ہٹا دیا۔

ف۶۱ دھوپ اور گرمی کی شدت تھی اور آپ نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا بھوک کا غلبہ تھا اس لئے آرام حاصل کرنے کی غرض سے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور بارگاہِ الٰہی میں۔

ف۶۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھانا ملاحظہ فرمائے پورا ہفتہ گزر چکا تھا اس درمیان میں ایک لقمہ نہ کھایا تھا شکمِ مبارک پُشتِ اقدس سے مل گیا تھا اس حالت میں اپنے ربّ سے غذا طلب کی اور باوجودیکہ بارگاہِ الٰہی میں نہایت قرب و منزلت رکھتے ہیں اس عجز و انکسار کے ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا طلب کیا اور جب وہ دونوں صاحب زادیاں اس روز بہت جلد اپنے مکان واپس ہو گئیں تو ان کے والد ماجد نے فرمایا کہ آج اس قدر جلد واپس آ جانے کا کیا سبب ہوا؟ عرض کیا کہ ہم نے ایک نیک مرد پایا اس نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے جانوروں کو سیراب کر دیا اس پر ان کے والد صاحب نے ایک صاحبزادی سے فرمایا کہ جاؤ اور اس مردِ صالح کو میرے پاس بلا لاؤ۔

ف۶۳ چہرہ آستین سے ڈھکے جسم چھپائے یہ بڑی صاحبزادی تھیں ان کا نام صفوراء ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ چھوٹی

فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٚ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ
جب موسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے باتیں کہہ سنائیں ف۶۵ اس نے کہا ڈریئے نہیں آپ بچ گئے ظالموں سے ف۶۶
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ٛ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ
ان میں کی ایک بولی ف۶۷ اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو ف۶۸ بیشک بہتر نوکر وہ جو طاقت ور
الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى
امانت دار ہو ف۶۹ کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں ف۷۰ اس مہر پر کہ تم

صاحبزادی تھیں۔

ف۶۴ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اجرت لینے پر تو راضی نہ ہوئے لیکن حضرت شعیب علیہ السلام کی زیارت اور ان کی ملاقات کے قصد سے چلے اور ان صاحبزادی صاحبہ سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر رستہ بتاتی جائیے یہ آپ نے پردہ کے اہتمام کے لئے فرمایا اور اس طرح تشریف لائے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو کھانا حاضر تھا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا بیٹھئے کھانا کھایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے منظور نہ کیا اور اعوذ باللہ فرمایا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا سبب کھانے میں کیوں عذر ہے کیا آپ کو بھوک نہیں ہے؟ فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ کھانا میرے اس عمل کا عوض نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے جانوروں کو پانی پلا کر انجام دیا ہے کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ عملِ خیر پر عوض لینا قبول نہیں کرتے حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے جوان ایسا نہیں ہے یہ کھانا آپ کے عمل کے عوض میں نہیں بلکہ میری اور میرے آباؤ اجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان خوانی کیا کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں تو آپ بیٹھے اور آپ نے کھانا تناول فرمایا۔

ف۶۵ اور تمام واقعات و احوال جو فرعون کے ساتھ گزرے تھے اپنی ولادت شریف سے لے کر قبطی کے قتل اور فرعونیوں کے آپ کے درپے جان ہونے تک کے سب حضرت شعیب علیہ السلام سے بیان کر دیئے۔

ف۶۶ یعنی فرعون اور فرعونیوں سے کیونکہ یہاں مدین میں فرعون کی حکومت و سلطنت نہیں۔

مسائل: اس سے ثابت ہوا کہ ایک شخص کی خبر پر عمل کرنا جائز ہے خواہ وہ غلام ہو یا عورت ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اجنبیہ کے ساتھ ورع و احتیاط کے ساتھ چلنا جائز ہے۔ (مدارک)

ف۶۷ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے واسطے بھیجی گئی تھی بڑی یا چھوٹی۔

ف۶۸ کہ یہ ہماری بکریاں چرایا کریں اور یہ کام ہمیں نہ کرنا پڑے۔

ف۶۹ حضرت شعیب علیہ السلام نے صاحبزادی سے دریافت کیا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کا کیا علم؟ انہوں نے عرض کیا کہ قوت تو اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے تنہا کنوئیں پر سے وہ پتھر اٹھا لیا جس کو دس سے کم آدمی نہیں اٹھا سکتے

اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَۚ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ

آٹھ برس میری ملازمت کرو واے پھر اگر پورے دس برس کرلو تو تمہاری طرف سے ہے و۲ے اور میں تمہیں مشقت میں

اَشُقَّ عَلَیْكَؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَ

ڈالنا نہیں چاہتا و۳ے قریب ہے انشاء اللہ تم مجھے نیکوں میں پاؤ گے و۴ے موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان

بَیْنَكَؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ

اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کردوں و۵ے تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ

وَكِیْلٌ۠ ﴿۲۸﴾ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ ع ۳

ہے و۶ے پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی و۷ے اور اپنی بی بی کو لے کر چلا و۸ے طور کی طرف سے ایک

اور امانت اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ہمیں دیکھ کر سر جھکا لیا اور نظر نہ اٹھائی اور ہم سے کہا کہ تم پیچھے چلو ایسا نہ ہو کہ ہوا سے تمہارا کپڑا اڑے اور بدن کا کوئی حصّہ نمودار ہو یہ سُن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔

وا یہ وعدۂ نکاح تھا الفاظِ عقد نہ تھے کیونکہ مسئلہ عقد کے لئے صیغۂ ماضی ضروری ہے مسئلہ اور ایسے ہی منکوحہ کی تعیین بھی ضروری ہے۔

مسئلہ: آزاد مرد کا آزاد عورت سے نکاح کسی دوسرے آزاد شخص کی خدمت کرنے یا بکریاں چَرانے کو مہر قرار دے کر جائز ہے۔

مسئلہ: اور اگر آزاد مرد نے کسی مدّت تک عورت کی خدمت کرنے کو یا قرآن کی تعلیم کو مَہر قرار دے کر نکاح کیا تو نکاح جائز ہے اور یہ چیزیں مَہر نہ ہوسکیں گی بلکہ اس صورت میں مہرِ مثل لازم ہوگا۔ (ہدایہ واحمدی)

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المھر، الفصل الاول، ج۱،ص ۳۰۲، ۳۰۳)

(والدرالمختار، کتاب النکاح، باب المھر، ج ۴،ص ۲۲۹_۲۳۲)

و۲ے یعنی یہ تمہاری مہربانی ہوگی اور تم پر واجب نہ ہوگا۔

و۳ے کہ تم پر پورے دس سال لازم کردوں۔

و۴ے تو میری طرف سے حسنِ معاملت اور وفائے عہد ہی ہوگی اور ان شاء اللہ تعالیٰ آپ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد پر بھروسہ کرنے کے لئے فرمایا۔

و۵ے خواہ دس سال کی یا آٹھ سال کی۔

و۶ے پھر جب آپ کا عقد ہو چکا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عصاء دیں جس سے وہ بکریوں کی نگہبانی کریں اور درندوں کو دفع کریں حضرت شعیب علیہ السلام کے

نَارًا ۚ قَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّیۡۤ اٰتِیۡكُمۡ مِّنۡهَا بِخَبَرٍ اَوۡ

آگ دیکھی وہ۷۹ اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر

جَذۡوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوۡدِیَ مِنۡ شَاطِیِٴ الۡوَادِ

لاؤں وہ۸۰ یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی میدان

الۡاَیۡمَنِ فِی الۡبُقۡعَةِ الۡمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنۡ یّٰمُوۡسٰۤی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ

کے دہنے کنارے سے وہ۸۱ برکت والے مقام میں پیڑ سے وہ۸۲ کہ اے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے

الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۳۰﴾ وَاَنۡ اَلۡقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهۡتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدۡبِرًا وَّ

جہان کا وہ۸۳ اور یہ کہ ڈال دے اپنا عصا وہ۸۴ پھر جب موسیٰ نے اُسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور

لَمۡ یُعَقِّبۡ ؕ یٰمُوۡسٰۤی اَقۡبِلۡ وَلَا تَخَفۡ ۟ اِنَّكَ مِنَ الۡاٰمِنِیۡنَ ﴿۳۱﴾ اُسۡلُكۡ یَدَكَ

مڑ کر نہ دیکھا وہ۸۵ اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں بیشک تجھے امان ہے وہ۸۶ اپنا ہاتھ وہ۸۷ گریبان میں ڈال

پاس انبیاء علیہم السلام کے کئی عصاء تھے صاحبزادی صاحبہ کا ہاتھ حضرت آدم علیہ السلام کے عصاء پر پڑا جو آپ جنّت سے لائے تھے اور انبیاء اس کے وارث ہوتے چلے آئے تھے اور وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا تھا حضرت شعیب علیہ السلام نے یہ عصاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا۔

۷۷ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے بڑی میعاد یعنی دس سال پورے کئے پھر حضرت شعیب علیہ السلام سے مِصر کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی۔

۷۸ ان کے والد کی اجازت سے مِصر کی طرف۔

۷۹ جب کہ آپ جنگل میں تھے اندھیری رات تھی، سردی شدّت کی پڑ رہی تھی، راستہ گم ہو گیا تھا اس وقت آپ نے آگ دیکھ کر۔

۸۰ راہ کی کہ کس طرف ہے۔

۸۱ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دستِ راست کی طرف تھا۔

۸۲ وہ درخت عناب کا تھا یا عوسج کا (عوسج ایک خاردار درخت ہے جو جنگلوں میں ہوتا ہے)

۸۳ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سرسبز درخت میں آگ دیکھی تو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ کسی کی قدرت نہیں اور بیشک اس کلام کا اللہ تعالیٰ ہی متکلم ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف گوش مبارک ہی سے نہیں بلکہ اپنے جسمِ اقدس کے ہر ہر جزو سے سُنا۔

فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ٘ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ
نکلے گا سفید چمکتا بے عیب ف۸۸ اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے خوف دُور کرنے کو ف۸۹ تو یہ
الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىٕهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا
دو حجتیں ہیں تیرے رب کی ف۹۰ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بیشک وہ بے حکم
فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَ
لوگ ہیں عرض کی اے میرے رب میں نے اُن میں ایک جان مار ڈالی ہے ف۹۱ تو ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں اور
اَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ٘ اِنِّيْٓ
میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اسے میری مدد کے لیے رسول بنا کہ میری تصدیق کرے مجھے ڈر
اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا
ہے کہ وہ ف۹۲ مجھے جھٹلائیں گے فرمایا قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا
سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَآ ۚۛ اَنْتُمَا وَ مَنِ اتَّبَعَكُمَا
فرمائیں گے تو وہ تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کرسکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے

معانقة

ف۸۴ چنانچہ آپ نے عصا ڈال دیا وہ سانپ بن گیا۔

ف۸۵ تب ندا کی گئی۔

ف۸۶ کوئی خطرہ نہیں۔

ف۸۷ اپنی قمیص کے۔

ف۸۸ شعاعِ آفتاب کی طرح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک گریبان میں ڈال کر نکالا تو اس میں ایسی تیز چمک تھی جس سے نگاہیں جھپکیں۔

ف۸۹ تاکہ ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آئے اور خوف رفع ہو جائے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سینہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا تاکہ جو خوف سانپ دیکھنے کے وقت پیدا ہو گیا تھا رفع ہو جائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو خوف زدہ اپنا ہاتھ سینہ پر رکھے گا اس کا خوف دفع ہو جائے گا۔

ف۹۰ یعنی عصا اور یدِ بیضا تمہاری رسالت کی برہانیں ہیں۔

ف۹۱ یعنی قبطی میرے ہاتھ سے مارا گیا ہے۔

ف۹۲ یعنی فرعون اور اس کی قوم۔

الْغٰلِبُوْنَ ۝۳۵ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ
غالب آؤ گے ف۹۳ پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں لایا بولے یہ تو نہیں مگر بناوٹ کا جادو ف۹۴
مُّفْتَرًى وَّ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآىٕنَا الْاَوَّلِیْنَ ۝۳۶ وَ قَالَ مُوْسٰى رَبِّیْۤ اَعْلَمُ
اور ہم نے اپنے اگلے باپ داداؤں میں ایسا نہ سنا ف۹۵ اور موسیٰ نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے
بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ
جو اس کے پاس سے ہدایت لایا ف۹۶ اور جس کے لیے آخرت کا گھر ہو گا ف۹۷ بیشک ظالم
الظّٰلِمُوْنَ ۝۳۷ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْۚ
مراد کو نہیں پہنچتے ف۹۸ اور فرعون بولا اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا
فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰىۙ
تو اے ہامان میرے لیے گارا پکا کر ف۹۹ ایک محل بنا ف۱۰۰ کہ شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں ف۱۰۱
وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝۳۸ وَ اسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ
اور بیشک میرے گمان میں تو وہ ف۱۰۲ جھوٹا ہے ف۱۰۳ اور اس نے اور اس کے لشکریوں نے زمین میں بے جا بڑائی

ف۹۳ فرعون اور اس کی قوم پر۔

ف۹۴ ان بدنصیبوں نے معجزات کا انکار کر دیا اور ان کو جادو بتا دیا مطلب یہ تھا کہ جس طرح تمام انواعِ سحر باطل ہوتے ہیں اسی طرح معاذ اللہ یہ بھی ہے۔

ف۹۵ یعنی آپ سے پہلے ایسا کبھی نہیں کیا گیا یا یہ معنی ہیں کہ جو دعوت آپ ہمیں دیتے ہیں وہ ایسی نئی ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد میں بھی ایسی نہیں سنی گئی تھی۔

ف۹۶ یعنی جو حق پر ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نبوّت کے ساتھ سرفراز فرمایا۔

ف۹۷ اور وہ وہاں کی نعمتوں اور رحمتوں کے ساتھ نوازا جائے گا۔

ف۹۸ یعنی کافروں کو آخرت کی فلاح میسّر نہیں۔

ف۹۹ اینٹ تیار کر۔ کہتے ہیں کہ یہی دنیا میں سب سے پہلے اینٹ بنانے والا ہے یہ صنعت اس سے پہلے نہ تھی۔

ف۱۰۰ نہایت بلند۔

ف۱۰۱ چنانچہ ہامان نے ہزار ہا کاریگر اور مزدور جمع کئے اینٹیں بنوائیں اور عمارتی سامان جمع کر کے اتنی بلند عمارت بنوائی کہ دنیا میں اس کے برابر کوئی عمارت بلند نہ تھی فرعون نے یہ گمان کیا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے لئے بھی مکان

الْحَقِّ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی

چاہی و۱۰۴ اور سمجھے کہ انھیں ہماری طرف پھرنا نہیں تو ہم نے اُسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک

الْیَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى

دیا و۱۰۵ تو دیکھو کیسا انجام ہوا ستم گاروں کا اور انھیں ہم نے و۱۰۶ دوزخیوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف

النَّارِ ۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ وَ

بلاتے ہیں و۱۰۷ اور قیامت کے دن اُن کی مدد نہ ہوگی اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگائی و۱۰۸ اور

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ ع وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ ع ۱۴

قیامت کے دن ان کا بُرا حال ہے اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی و۱۰۹ بعد اس کے کہ اگلی سنگتیں (قومیں) و۱۱۰

اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىٕرَ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

ہلاک فرمادیں جس میں لوگوں کے دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ نصیحت

یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَ مَا

مانیں اور تم و۱۱۱ طور کی جانب مغرب میں نہ تھے و۱۱۲ جب کہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا و۱۱۳ اور اُس وقت تم

ہے اور وہ جسم ہے کہ اس تک پہنچنا اس کے لئے ممکن ہوگا۔

و۱۰۲ یعنی موسیٰ علیہ السلام۔

و۱۰۳ اپنے اس دعوٰی میں کہ اس کا ایک معبود ہے جس نے اس کو اپنا رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے۔

و۱۰۴ اور حق کو نہ مانا اور باطل پر رہے۔

و۱۰۵ اور سب غرق ہو گئے۔

و۱۰۶ دنیا میں۔

و۱۰۷ یعنی کفر و معاصی کی دعوت دیتے ہیں جس سے عذابِ جہنّم کے مستحق ہوں اور جو ان کی اطاعت کرے جہنّمی ہو جائے۔

و۱۰۸ یعنی رسوائی اور رحمت سے دوری۔

و۱۰۹ یعنی توریت۔

و۱۱۰ مثل قومِ نوح و عاد و ثمود وغیرہ کے۔

و۱۱۱ اے سیدِ انبیاء محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

و۱۱۲ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میقات تھا۔

و۱۱۳ اور ان سے کلام فرمایا اور انہیں مقرب کیا۔

كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَ لٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَ مَا
حاضر نہ تھے مگر ہوا یہ کہ ہم نے سنگتیں پیدا کیں ف۱۱۴ کہ ان پر زمانہ دراز گزرا ف۱۱۵ اور نہ تم
كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَ لٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾
اہل مدین میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے ہاں ہم رسول بنانے والے ہوئے ف۱۱۶ اور نہ تم طور کے کنارے
وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
تھے جب ہم نے ندا فرمائی ف۱۱۷ ہاں تمہارے رب کی مہر ہے کہ تمہیں غیب کے علم دیے ف۱۱۸ کہ تم ایسی قوم کو
مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ
ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا ف۱۱۹ یہ اُمید کرتے ہوئے کہ ان کو نصیحت ہو اور اگر نہ ہوتا کہ
تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْ لَاۤ
کبھی پہنچتی انھیں کوئی مصیبت ف۱۲۰ اس کے سبب جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ف۱۲۱ تو کہتے اے ہمارے رب تو نے
اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَ نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا
کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے ف۱۲۲ پھر جب ان

ف۱۱۴ یعنی بہت سی اُمّتیں بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے۔

ف۱۱۵ تو وہ اللہ کا عہد بھول گئے اور انہوں نے اس کی فرمانبرداری ترک کی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم سے سیدِ عالَم حبیبِ خدا محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اور آپ پر ایمان لانے کے متعلق عہد لئے تھے جب دراز زمانہ گزرا اور اُمّتوں کے بعد اُمّتیں گزرتی چلی گئیں تو وہ لوگ ان عہدوں کو بھول گئے اور اس کی وفا ترک کردی۔

ف۱۱۶ تو ہم نے آپ کو علم دیا اور پہلوں کے حالات پر مطّلع کیا۔

ف۱۱۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا فرمانے کے بعد۔

ف۱۱۸ جن سے تم ان کے احوال بیان فرماتے ہو۔ آپ کا ان امور کی خبر دینا آپ کی نبوّت کی ظاہر دلیل ہے۔

ف۱۱۹ اس قوم سے مراد اہلِ مکّہ ہیں جو زمانۂ فترۃ میں تھے جو حضرت سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان پانچ سو پچاس برس کی مدّت کا ہے۔

ف۱۲۰ عذاب و سزا۔

ف۱۲۱ یعنی جو کُفر و عصیان انہوں نے کیا۔

ف۱۲۲ معنیٰ آیت کے یہ ہیں کہ رسولوں کا بھیجنا ہی الزامِ حُجّت کے لئے ہے کہ انہیں یہ عذر کرنے کی گنجائش نہ ملے کہ

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُوْتِیَ مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰىؕ اَوَ لَمْ
کے پاس حق آیا ۱۲۳ ہماری طرف سے بولے ۱۲۴ انھیں کیوں نہ دیا گیا جو موسیٰ کو دیا گیا ۱۲۵ کیا اس کے
یَكْفُرُوْا بِمَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا۫ۙ وَ قَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ
منکر نہ ہوئے تھے جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا ۱۲۶ بولے دو جادو ہیں ایک دوسرے کی پشتی (امداد پر) اور بولے ہم ان دونوں
كٰفِرُوْنَ(۴۸) قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ
کے منکر ہیں ۱۲۷ تم فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کی ہو ۱۲۸
اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(۴۹) فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ
میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو ۱۲۹ پھر اگر وہ یہ تمہارا فرمانا قبول نہ کریں ۱۳۰ تو جان لو کہ ۱۳۱ بس وہ اپنی

ہمارے پاس رسول نہیں بھیجے گئے اس لئے گمراہ ہو گئے اگر رسول آتے تو ہم ضرور مطیع ہوتے اور ایمان لاتے۔

۱۲۳ یعنی سیدِ عالم محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۲۴ مکّہ کے کُفّار۔

۱۲۵ یعنی انہیں قرآنِ کریم یکبارگی کیوں نہیں دیا گیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پوری توریت ایک ہی بار میں عطا کی گئی تھی یا یہ معنی ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عصا اور یدِ بیضا جیسے معجزات کیوں نہ دیئے گئے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۲۶ یہود نے قریش کو پیغام بھیجا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سے معجزات طلب کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جن یہود نے یہ سوال کیا ہے کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور جو انہیں اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے اس کے منکر نہ ہوئے۔

۱۲۷ یعنی توریت کے بھی اور قرآن کے بھی ان دونوں کو انہوں نے جادو کہا اور ایک قراءت میں ساحران ہے اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہوں گے کہ دونوں جادوگر ہیں یعنی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

شانِ نُزول: مشرکینِ مکّہ نے یہودِ مدینہ کے سرداروں کے پاس قاصد بھیج کر دریافت کیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کتبِ سابقہ میں کوئی خبر ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں حضور کی نعت وصفت ان کی کتاب توریت میں موجود ہے جب یہ خبر قریش کو پہنچی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام وسیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کہنے لگے کہ وہ دونوں جادوگر ہیں ان میں ایک دوسرے کا معین و مددگار ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

۱۲۸ یعنی توریت وقرآن سے۔

۱۲۹ اپنے اس قول میں کہ یہ دونوں جادو یا جادوگر ہیں اس میں تنبیہ ہے کہ وہ اس کے مثل کتاب لانے سے عاجزِ محض

اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا بیشک اللہ
لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ
ہدایت نہیں فرماتا ظالم لوگوں کو اور بیشک ہم نے اُن کے لیے بات مسلسل اُتاری و۱۳۲ کہ وہ دھیان
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذَا
کریں جن کو ہم نے اس سے پہلے و۱۳۳ کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب ان پر یہ
يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ
آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہی حق ہے ہمارے رب کے پاس سے ہم اس سے پہلے ہی
مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ
گردن رکھ چکے تھے و۱۳۴ ان کو ان کا اجر دوبالا دیا جائے گا و۱۳۵ بدلہ اُن کے صبر کا و۱۳۶ اور وہ بھلائی سے بُرائی کو

ع ۸ ۵ | انصف

ہیں چنانچہ آگے ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

و۱۳۰ اور ایسی کتاب نہ لاسکیں۔

و۱۳۱ ان کے پاس کوئی حُجّت نہیں ہے۔

و۱۳۲ یعنی قرآنِ کریم ان کے پاس پیاپے اور مسلسل آیا وعدہ اور وعید اور قصص اور عبرتیں اور موعظتیں تاکہ سمجھیں اور ایمان لائیں۔

و۱۳۳ یعنی قرآن شریف سے یا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے۔

شانِ نُزول: یہ آیت مؤمنینِ اہلِ کتاب حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے حق میں نازِل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ان اہلِ انجیل کے حق میں نازِل ہوئی جو حبشہ سے آ کر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے یہ چالیس حضرات تھے جو حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ آئے جب انہوں نے مسلمانوں کی حاجت اور تنگیٔ معاش دیکھی تو بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس مال ہیں حضور اجازت دیں تو ہم واپس جا کر اپنے مال لے آئیں اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کریں حضور نے اجازت دی اور وہ جا کر اپنے مال لے آئے اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کی۔ ان کے حق میں یہ آیات مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ تک نازِل ہوئیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ یہ آیتیں اسی ۸۰ اہلِ کتاب کے حق میں نازِل ہوئیں جن میں چالیس نجران کے اور بتّیس حبشہ کے اور آٹھ شام کے تھے۔

و۱۳۴ یعنی نُزولِ قرآن سے قبل ہی ہم حبیبِ خدا محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے کہ وہ نبیٔ برحق

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا
ٹالتے ہیں وے۱۳ اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں و۱۳۸ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اُس سے
عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي
تغافل کرتے ہیں و۱۳۹ اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے عمل اور تمہارے لیے تمہارے عمل بس تم پر سلام و۱۴۰ ہم
الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ
جاہلوں کے غرضی (چاہنے والے) نہیں و۱۴۱ بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو ہاں اللہ ہدایت فرماتا
مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَ قَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى
ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو و۱۴۲ اور کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو

ہیں کیونکہ توریت وانجیل میں ان کا ذکر ہے۔

و۱۳۵ کیونکہ وہ پہلی کتاب پر بھی ایمان لائے اور قرآنِ پاک پر بھی۔

و۱۳۶ کہ انہوں نے اپنے دین پر بھی صبر کیا اور مشرکین کی ایذا پر بھی۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں دو اجر ملیں گے ایک اہلِ کتاب کا وہ شخص جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور سیدِ انبیاء محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا اور مولا کا بھی تیسرا وہ جس کے پاس باندی تھی جس سے قربت کرتا تھا پھر اس کو اچھی طرح ادب سکھایا اچھی تعلیم دی اور آزاد کرکے اس سے نکاح کرلیا اس کے لئے بھی دو اجر ہیں۔

و۱۳۷ طاعت سے معصیت کو اور حلم سے ایذاء کو۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ توحید کی شہادت یعنی اشہدان لا الہ الا اللہ سے شرک کو۔

و۱۳۸ طاعت میں یعنی صدقہ کرتے ہیں۔

و۱۳۹ مشرکین مکّہ مکرّمہ کے ایمانداروں کو ان کا دین ترک کرنے اور اسلام قبول کرنے پر گالیاں دیتے اور بُرا کہتے یہ حضرات ان کی بے ہودہ باتیں سُن کر اعراض فرماتے۔

و۱۴۰ یعنی ہم تمہاری بے ہودہ باتوں اور گالیوں کے جواب میں گالیاں نہ دیں گے۔

و۱۴۱ ان کے ساتھ میل جول نشست و برخاست نہیں چاہتے ہمیں جاہلانہ حرکات گوارا نہیں نُسِخَ ذٰلِكَ بِالْقِتَالِ

و۱۴۲ جن کے لئے اس نے ہدایت مقدر فرمائی جو دلائل سے پند پذیر ہونے اور حق بات ماننے والے ہیں۔

شانِ نزول: مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ان کی موت کے وقت فرمایا اے چچا کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں تمہارے

مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا

لوگ ہمارے ملک سے ہمیں اُچک لے جائیں گے ف۱۴۳ کیا ہم نے اُنھیں جگہ نہ دی امان والے حرم میں ف۱۴۴

یُّجْبٰۤى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں ہمارے پاس کی روزی لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں ف۱۴۵

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ

اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کردیے جو اپنے عیش پر اِترا گئے تھے ف۱۴۶ تو یہ ہیں اُن کے مکان ف۱۴۷ کہ ان کے بعد ان

بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًا ؕ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۵۸﴾ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى

میں سکونت نہ ہوئی مگر کم ف۱۴۸ اور ہمیں وارث ہیں ف۱۴۹ اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل

لئے روزِ قیامت شاہد ہوں گا انہوں نے کہا کہ اگر مجھے قریش کے عار دینے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لا کر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّةِ دِیْنًا لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْ حِذَارُ مُسَبَّةٍ لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاكَ مُبِیْنًا یعنی میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین تمام جہانوں کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت و بدگوئی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول کرتا اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہوگیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔

ف۱۴۳ یعنی سرزمینِ عرب سے ایک دم نکال دیں گے۔

شانِ نُزول: یہ آیت حارث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف کے حق میں نازِل ہوئی اس نے نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ یہ تو ہم یقین سے جانتے ہیں کہ جو آپ فرماتے ہیں وہ حق ہے لیکن اگر ہم آپ کے دین کا اِتّباع کریں تو ہمیں ڈر ہے کہ عرب کے لوگ ہمیں شہر بدر کردیں گے اور ہمارے وطن میں نہ رہنے دیں گے۔ اس آیت میں اس کا جواب دیا گیا۔

ف۱۴۴ جہاں کے رہنے والے قتل و غارت سے امن میں ہیں اور جہاں جانوروں اور سبزوں تک کو امن ہے۔

ف۱۴۵ اور وہ اپنی جہالت سے نہیں جانتے کہ یہ روزی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اگر یہ سمجھ ہوتی تو جانتے کہ خوف و امن بھی اسی کی طرف سے ہے اور ایمان لانے میں شہر بدر کئے جانے کا خوف نہ کرتے۔

ف۱۴۶ اور انہوں نے طغیان اختیار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی کھاتے اور پوجتے بُتوں کو اہلِ مکّہ کو ایسی قوم کے خراب انجام سے خوف دلایا جاتا ہے جن کا حال ان کی طرح تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پاتے اور شکر نہ کرتے ان نعمتوں پر اِتراتے وہ ہلاک کردیئے گئے۔

ف۱۴۷ جن کے آثار باقی ہیں اور عرب کے لوگ اپنے سفروں میں انہیں دیکھتے ہیں۔

حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰۤى
مرجع میں رسول نہ بھیجے ف۱۵۰ جو اُن پر ہماری آیتیں پڑھے ف۱۵۱ اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے
اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
مگر جب کہ ان کے ساکن ستم گار ہوں ف۱۵۲ اور جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کا برتاوا اور اسکا سنگار ہے اور
زِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا ع ۶ / ۱۰ / ۹
جو اللہ کے ف۱۵۳ پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ ف۱۵۴ باقی رہنے والا ف۱۵۵ تو کیا تمہیں عقل نہیں ف۱۵۶ تو کیا وہ جسے ہم نے اچھا
حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ
وعدہ دیا ف۱۵۷ تو وہ اس سے ملے گا اس جیسا ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا برتاؤ برتنے دیا پھر وہ قیامت کے دن گرفتار
الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِیَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ
کر کے حاضر لایا جائے گا ف۱۵۸ اور جس دن انہیں ندا کرے گا ف۱۵۹ تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں

ف۱۴۸ کہ کوئی مسافر یا رہروان میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاتا ہے پھر خالی پڑے رہتے ہیں۔

ف۱۴۹ ان مکانوں کے یعنی وہاں کے رہنے والے ایسے ہلاک ہوئے کہ ان کے بعد ان کا کوئی جانشین باقی نہ رہا اب اللہ کے سوا ان مکانوں کا کوئی وارث نہیں خَلق کی فنا کے بعد وہی سب کا وارث ہے۔

ف۱۵۰ یعنی مرکزی مقام میں۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ اُم القرٰی سے مراد مکّہ مکرّمہ ہے اور رسول سے مراد خاتمِ انبیاء محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ف۱۵۱ اور انہیں تبلیغ کرے اور خبر دے کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب کیا جائے گا تاکہ ان پر حُجّت لازم ہو اور ان کے لئے عذر کی گنجائش باقی نہ رہے۔

ف۱۵۲ رسول کی تکذیب کرتے ہوں اپنے کُفر پر مُصر ہوں اور اس سبب سے عذاب کے مستحق ہوں۔

ف۱۵۳ جس کی بقا بہت تھوڑی اور جس کا انجام فنا۔

ف۱۵۴ یعنی آخرت کے منافع۔

ف۱۵۵ تمام کدورتوں سے خالی اور دائم غیر منقطع۔

ف۱۵۶ کہ اتنا سمجھ سکو کہ باقی فانی سے بہتر ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ جو شخص آخرت کو دنیا پر ترجیح نہ دے وہ نادان ہے۔

ف۱۵۷ ثواب جنّت کا۔

ف۱۵۸ یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے ان میں پہلا جسے اچھا وعدہ دیا گیا مؤمن ہے اور دوسرا کافِر۔

ف۱۵۹ اللہ تعالٰی بطریقِ توبیخ۔

تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا
تم و۱۶۰ گمان کرتے تھے کہیں گے وہ جن پر بات ثابت ہو چکی و۱۶۱ اے ہمارے رب یہ ہیں وہ جنھیں ہم نے گمراہ کیا
اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا
ہم نے اُنھیں گمراہ کیا جیسے خود گمراہ ہوئے تھے و۱۶۲ ہم اُن سے بیزار ہو کر تیری طرف رجوع لاتے ہیں وہ ہم کو نہ
يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا
پوجتے تھے و۱۶۳ اور ان سے فرمایا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو و۱۶۴ تو وہ پکاریں گے تو وہ ان کی نہ سنیں گے اور دیکھیں گے
الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ
عذاب کیا اچھا ہوتا اگر وہ راہ پاتے و۱۶۵ اور جس دن اُنھیں ندا کرے گا تو فرمائے گا و۱۶۶ تم نے رسولوں کو کیا جواب
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٦٦﴾
دیا و۱۶۷ تو اُس دن ان پر خبریں اندھی ہو جائیں گی و۱۶۸ تو وہ کچھ پوچھ گچھ نہ کریں گے و۱۶۹
فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَ
تو وہ جس نے توبہ کی و۱۷۰ اور ایمان لایا و۱۷۱ اور اچھا کام کیا قریب ہے کہ وہ راہ یاب ہو اور تمہارا رب

و۱۶۰ دنیا میں میرا شریک۔

و۱۶۱ یعنی عذاب واجب ہو چکا اور وہ لوگ اہلِ ضلالت کے سردار اور ائمۂ کُفر ہیں۔

و۱۶۲ یعنی وہ لوگ ہمارے بہکانے سے با اختیار خود گمراہ ہوئے ہماری ان کی گمراہی میں کوئی فرق نہیں ہم نے انہیں مجبور نہ کیا تھا۔

و۱۶۳ بلکہ وہ اپنی خواہشوں کے پرستار اور اپنی شہوات کے مطیع تھے۔

و۱۶۴ یعنی کُفّار سے فرمایا جائے گا کہ اپنے بُتوں کو پکارو وہ تمہیں عذاب سے بچائیں۔

و۱۶۵ دنیا میں تاکہ آخرت میں عذاب نہ دیکھتے۔

و۱۶۶ یعنی کُفّار سے دریافت فرمائے گا۔

و۱۶۷ جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے اور حق کی دعوت دیتے تھے۔

و۱۶۸ اور کوئی عذر اور حُجّت انہیں نظر نہ آئے گی۔

و۱۶۹ اور غایت دہشت سے ساکت رہ جائیں گے یا کوئی کسی سے اس لئے نہ پوچھے گا کہ جواب سے عاجز ہونے میں سب کے سب برابر ہیں تابع ہوں یا متبوع، کافِر ہوں یا کافِر گر۔

رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى

پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے (ف۱۷۲) ان کا (ف۱۷۳) کچھ اختیار نہیں پاکی اور برتری ہے اللہ کو اُن کے شرک

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ

سے اور تمہارا رب جانتا ہے جو اُن کے سینوں میں چھپا ہے (ف۱۷۴) اور جو ظاہر کرتے ہیں (ف۱۷۵) اور وہی ہے

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ

اللہ کہ کوئی خدا نہیں اُس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا (ف۱۷۶) اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے (ف۱۷۷) اور اُسی کی طرف پھر

تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الَّیْلَ سَرْمَدًا اِلٰى یَوْمِ

جاؤ گے تم فرماؤ (ف۱۷۸) بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیشہ تم پر قیامت تک رات رکھے (ف۱۷۹) تو

الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِضِیَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ

اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں روشنی لادے (ف۱۸۰) تو کیا تم سنتے نہیں (ف۱۸۱) تم فرماؤ بھلا دیکھو تو

ف۱۷۰ شرک سے۔

ف۱۷۱ اپنے ربّ پر اور اس تمام پر جو ربّ کی طرف سے آیا۔

ف۱۷۲ شانِ نزول: یہ آیت مشرکین کے جواب میں نازِل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوّت کے لئے کیوں برگزیدہ کیا۔ یہ قرآن مکّہ و طائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ اتارا اس کلام کا قائل ولید بن مغیرہ تھا اور بڑے آدمی سے وہ اپنے آپ کو اور عروہ بن مسعود ثقفی کو مراد لیتا تھا۔ اس کے جواب میں یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور فرمایا گیا کہ رسولوں کا بھیجنا ان لوگوں کے اختیار سے نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اپنی حکمت وہی جانتا ہے، انہیں اس کی مرضی میں دخل کی کیا مجال۔

ف۱۷۳ یعنی مشرکین کا۔

ف۱۷۴ یعنی کُفر اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت جس کو یہ لوگ چھپاتے ہیں۔

ف۱۷۵ اپنی زبانوں سے خلافِ واقع جیسے کہ نبوّت میں طعن کرنا اور قرآنِ پاک کی تکذیب۔

ف۱۷۶ کہ اس کے اولیاء دنیا میں بھی اس کی حمد کرتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کی حمد سے لذّت اٹھاتے ہیں۔

ف۱۷۷ اسی کی قضاء ہر چیز میں نافذ و جاری ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اپنے فرمانبرداروں کے لئے مغفرت کا اور نافرمانوں کے لئے شفاعت کا حکم فرماتا ہے۔

ف۱۷۸ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ مکّہ سے۔

ف۱۷۹ اور دن نکالے ہی نہیں۔

اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے ۱۸۲ تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں
يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ
رات لادے جس میں آرام کرو ۱۸۳ تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں ۱۸۴ اور اس نے اپنی مہر (رحمت) سے تمہارے لیے
الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَ
رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو ۱۸۵ اور اس لیے کہ تم حق مانو ۱۸۶ اور
يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَ نَزَعْنَا
جس دن انھیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جو تم بکتے تھے اور ہر گروہ میں سے ہم ایک گواہ
مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْۤا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ
نکال کر ۱۸۷ فرمائیں گے اپنی دلیل لاؤ ۱۸۸ تو جان لیں گے کہ ۱۸۹ حق اللہ کا ہے اور ان سے کھوئی جائیں گی
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَ ع ۱۵/۱۰
جو بناوٹیں کرتے تھے ۱۹۰ بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا ۱۹۱ پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور

ف۱۸۰ جس میں تم اپنی معاش کے کام کرسکو۔

ف۱۸۱ گوشِ ہوش سے کہ شرک سے باز آؤ۔

ف۱۸۲ رات ہونے ہی نہ دے۔

ف۱۸۳ اور دن میں جو کام اور محنت کی تھی اس کی تکان دور کرو۔

ف۱۸۴ کہ تم کتنی بڑی غلطی میں ہو جو اس کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہو۔

ف۱۸۵ کسبِ معاش کرو۔

مُفسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان نور العرفان صَفْحَہ ۶۲۹ پر اس کے تحت فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ کمائی کے لیے دن اور آرام کے لیے رات مقرر کرنی بہتر ہے۔ رات کو بلاوجہ نہ جاگے، دن میں بیکار نہ رہے اگر معذوری (مجبوری) کی وجہ سے دن میں سوئے اور رات کو کمائے تو حرج نہیں جیسے رات کی نوکریوں والے ملازم وغیرہ۔

ف۱۸۶ اور اس کی نعمتوں کا شکر بجالاؤ۔

ف۱۸۷ یہاں گواہ سے رسول مراد ہیں جو اپنی اپنی اُمّتوں پر شہادت دیں گے کہ انہوں نے انہیں ربّ کے پیام پہنچائے اور نصیحتیں کیں۔

ف۱۸۸ یعنی شرک اور رسولوں کی مخالفت جو تمہارا شیوا تھا اس پر کیا دلیل ہے پیش کرو۔

اٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِۗ اِذْ قَالَ لَهٗ

ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں جب اُس سے اس کی قوم و۱۹۲

قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ(۷۶) وَ ابْتَغِ فِیْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ

نے کہا اِترا نہیں و۱۹۳ بیشک اللہ اِترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر

الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ وَ لَا

طلب کر و۱۹۴ اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول و۱۹۵ اور احسان کر و۱۹۶ جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور و۱۹۷

تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ(۷۷) قَالَ اِنَّمَاۤ

زمین میں فساد نہ چاہ بیشک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا بولا یہ و۱۹۸ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے

و۱۸۹ الٰہیت و معبودیتِ خاص۔

و۱۹۰ دنیا میں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔

و۱۹۱ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا یصہر کا بیٹا تھا نہایت خوب صورت شکیل آدمی تھا اسی لئے اس کو منور کہتے تھے اور بنی اسرائیل میں توریت کا سب سے بہتر قاری تھا، ناداری کے زمانہ میں نہایت متواضع و با اخلاق تھا، دولت ہاتھ آتے ہی اس کا حال متغیر ہوا اور سامری کی طرح منافق ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ فرعون نے اس کو بنی اسرائیل پر حاکم بنا دیا تھا۔

و۱۹۲ یعنی مؤمنینِ بنی اسرائیل۔

و۱۹۳ کثرتِ مال پر۔

و۱۹۴ اللہ کی نعمتوں کا شکر کر کے اور مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر کے۔

و۱۹۵ یعنی دنیا میں آخرت کے لئے عمل کر کہ عذاب سے نجات پائے اس لئے کہ دنیا میں انسان کا حقیقی حصہ یہ ہے کہ آخرت کے لئے عمل کرے، صدقہ دے کر، صلہ رحمی کر کے اور اعمالِ خیر کے ساتھ اور اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنی صحت و قوت و جوانی و دولت کو نہ بھول اس سے کہ ان کے ساتھ آخرت طلب کرے۔ حدیث میں ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، ثروت کو ناداری سے پہلے، فراغت کو شغل سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے۔

(اَلْمُسْتَدْرَک ج ۵ ص ۴۳۵ حدیث ۷۹۱۶ دارالمعرفۃ بیروت)

و۱۹۶ اللہ کے بندوں کے ساتھ۔

و۱۹۷ معاصی اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اور ظلم و بغاوت کر کے۔

اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ

جو میرے پاس ہے و۱۹۹ اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ سنگتیں (قومیں) ہلاک فرمادیں جن کی

الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَ لَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ

قوتیں اس سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ و۲۰۰ اور مجرموں سے اُن کے گناہوں کی پوچھ نہیں و۲۰۱ تو

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ

اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں و۲۰۲ بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں

الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَ قَالَ

کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بیشک اس کا بڑا نصیب ہے اور بولے وہ

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا

جنھیں علم دیا گیا و۲۰۳ خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے و۲۰۴ اور

يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ

یہ انھیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں و۲۰۵ تو ہم نے اُسے و۲۰۶ اور اُسکے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی

و۱۹۸ یعنی قارون نے کہا کہ یہ مال۔

و۱۹۹ اس علم سے مراد یا علمِ توریت ہے یا علمِ کیمیا جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کیا تھا اور اس کے ذریعہ سے رانگ کو چاندی اور تانبے کو سونا بنالیتا تھا یا علمِ تجارت یا علمِ زراعت یا اور پیشوں کا علم۔ سہل نے فرمایا جس نے خود بینی کی فلاح نہ پائی۔

و۲۰۰ یعنی قوت و مال میں اس سے زیادہ تھے اور بڑی جماعتیں رکھتے تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا پھر یہ کیوں قوت و مال کی کثرت پر غرور کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ ایسے لوگوں کا انجام ہلاک ہے۔

و۲۰۱ ان سے دریافت کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا حال جاننے والا ہے لہذا استعلام کے لئے سوال نہ ہوگا توبیخ وزجر کے لئے ہوگا۔

و۲۰۲ بہت سے سوار جلو میں لئے ہوئے، زیوروں سے آراستہ، حریری لباس پہنے آراستہ گھوڑوں پر سوار۔

و۲۰۳ یعنی بنی اسرائیل کے علماء۔

و۲۰۴ اس دولت سے جو دنیا میں قارون کو ملی۔

و۲۰۵ یعنی عملِ صالح صابرین ہی کا حصہ ہیں اور اس کا ثواب وہی پاتے ہیں۔

فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ اَصْبَحَ

جماعت نہ تھی کہ اللہ سے بچانے میں اس کی مدد کرتی ف۲۰۷ اور نہ وہ بدلہ لے سکا ف۲۰۸ اور کل جنہوں نے

ف۲۰۶ یعنی قارون کو۔

ف۲۰۷ قارون اور اس کے گھر کے دھنسانے کا واقعہ علماءِ سیر و اخبار نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار لے جانے کے بعد مذبح کی ریاست حضرت ہارون علیہ السلام کو تفویض کی بنی اسرائیل اپنی قربانیاں حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس لاتے اور وہ مذبح میں رکھتے آگ آسمان سے اُتر کر ان کو کھا لیتی قارون کو حضرت ہارون کے اس منصب پر رشک ہوا اس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ رسالت تو آپ کی ہوئی اور قربانی کی سرداری حضرت ہارون کی، میں کچھ بھی نہ رہا باوجودیکہ میں توریت کا بہترین قاری ہوں میں اس پر صبر نہیں کرسکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ منصب حضرت ہارون کو میں نے نہیں دیا اللہ نے دیا ہے قارون نے کہا خدا کی قسم میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا جب تک آپ اس کا ثبوت مجھے دکھا نہ دیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رؤساءِ بنی اسرائیل کو جمع کرکے فرمایا کہ اپنی لاٹھیاں لے آؤ انہیں سب کو اپنے قبہ میں جمع کیا، رات بھر بنی اسرائیل ان لاٹھیوں کا پہرہ دیتے رہے صبح کو حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا سرسبز و شاداب ہوگیا، اس میں پتے نکل آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے قارون تو نے یہ دیکھا؟ قارون نے کہا یہ آپ کے جادو سے کچھ عجیب نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی مدارت کرتے تھے اور وہ آپ کو ہر وقت ایذا دیتا تھا اور اس کی سرکشی اور تکبّر اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عداوت دم بدم ترقی پر تھی، اس نے ایک مکان بنایا جس کا دروازہ سونے کا تھا اور اس کی دیواروں پر سونے کے تختے نصب کئے بنی اسرائیل صبح و شام اس کے پاس آتے، کھانے کھاتے، باتیں بناتے، اسے ہنساتے، جب زکوٰۃ کا حکم نازِل ہوا تو قارون موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا تو اس نے آپ سے طے کیا کہ درہم و دینار و مویشی وغیرہ میں سے ہزارواں حصہ زکوٰۃ دے گا لیکن گھر جا کر حساب کیا تو اس کے مال میں سے اتنا بھی بہت کثیر ہوتا تھا اس کے نفس نے اتنی بھی ہمّت نہ کی اور اس نے بنی اسرائیل کو جمع کرکے کہا کہ تم نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات میں اطاعت کی اب وہ تمہارے مال لینا چاہتے ہیں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ ہمارے بڑے ہیں جو آپ چاہیں حکم دیجئے کہنے لگا کہ فلانی بدچلن عورت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک معاوضہ مقرر کرو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تہمت لگائے ایسا ہوا تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیں گے چنانچہ قارون نے اس عورت کو ہزار اشرفی اور ہزار روپیہ اور بہت سے مواعید کرکے یہ تہمت لگانے پر طے کیا اور دوسرے روز بنی اسرائیل کو جمع کرکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ انہیں وعظ و نصیحت فرمائیں حضرت تشریف لائے

اور بنی اسرائیل میں کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے جو بہتان لگائے گا اس کے اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور جو زنا کرے گا اس کے اگر بی بی نہیں ہے تو سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر بی بی ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ مر جائے، قارون کہنے لگا کہ یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ آپ ہی ہوں فرمایا خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں کہنے لگا کہ بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے فلاں بدکار عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے بلاؤ وہ آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا پھاڑا اور اس میں رستے بنائے اور توریت نازِل کی سچ کہہ دے وہ عورت ڈر گئی اور اللہ کے رسول پر بہتان لگا کر انہیں ایذاء دینے کی جرأت اسے نہ ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے توبہ کرنا بہتر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ جو کچھ قارون کہلانا چاہتا ہے اللہ عزوجل کی قَسم یہ جھوٹ ہے اور اس نے آپ پر تہمت لگانے کے عوض میں میرے لئے بہت مالِ کثیر مقرر کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام اپنے ربّ کے حضور روتے ہوئے سجدہ میں گرے اور یہ عرض کرنے لگے یا ربّ اگر میں تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے قارون پر غضب فرما اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی کہ میں نے زمین کو آپ کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا ہے آپ اس کو جو چاہیں حکم دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ نے مجھے قارون کی طرف بھیجا ہے جیسا فرعون کی طرف بھیجا تھا جو قارون کا ساتھی ہو اس کے ساتھ اس کی جگہ ٹھہرا رہے جو میرا ساتھی ہو جدا ہو جائے، سب لوگ قارون سے جدا ہو گئے اور سوا دو شخصوں کے کوئی اس کے ساتھ نہ رہا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے تو وہ گھٹنوں تک دھنس گئے پھر آپ نے یہی فرمایا تو کمر تک دھنس گئے آپ یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ وہ لوگ گردنوں تک دھنس گئے اب وہ بہت منّت و لجاجت کرتے تھے اور قارون آپ کو اللہ کی قسمیں اور رشتہ و قرابت کے واسطے دیتا تھا مگر آپ نے التفات نہ فرمایا یہاں تک کہ وہ بالکل دھنس گئے اور زمین برابر ہو گئی۔ قتادہ نے کہا کہ وہ قیامت تک دھنستے ہی چلے جائیں گے، بنی اسرائیل نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے مکان اور اس کے خزائن و اموال کی وجہ سے اس کے لئے بددعا کی یہ سن کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کا مکان اور اس کے خزانے و اموال سب زمین میں دھنس گئے۔

یہ عبرتناک واقعہ ہمیں یہ درسِ ہدایت دیتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مال و دولت عطا فرمائے تو اس فرض کو لازم جانے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور ہرگز ہرگز اپنے مال و دولت پر غرور اور گھمنڈ کر کے نہ اترائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دولت دیتا ہے اور جب وہ چاہتا ہے پل بھر میں دولت چھین بھی لیتا ہے۔ ہر وقت اس کا دھیان رکھتے ہوئے تواضع اور انکساری کی عادت رکھے اور ہرگز ہرگز کبھی انبیاء و اولیاء و صالحین کی ایذاء رسانی و بدگوئی نہ کرے کہ ان مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی دعا اور بددعا سے وہ ہو جایا کرتا ہے جس کا لوگ تصور اور خیال بھی نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی صبح ف۲۰۹ کہنے لگے عجب بات ہے اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ

کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے ف۲۱۰ اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا اے عجب کافروں کا بھلا

ع ۸/۷ ۱۱

لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۟۸۲ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ

نہیں یہ آخرت کا گھر ف۲۱۱ ہم اُن کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے

عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۟۸۳ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ

اور نہ فساد اور عاقبت پرہیز گاروں ہی کی ف۲۱۲ ہے جو نیکی لائے

فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا

اس کے لیے اس سے بہتر ہے ف۲۱۳ اور جو بدی لائے بد کام والوں کو بدلہ نہ ملے گا مگر جتنا

ف۲۰۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔

ف۲۰۹ اپنی اس آرزو پر نادم ہو کر۔

ف۲۱۰ جس کے لئے چاہے۔

حضرتِ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خاتم المُرسلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا،

جس کا مقصود دنیا ہوگی اللہ عزوجل اس کے کام متفرق کر دے گا اور اس کا فقر اس پر ظاہر کر دے گا اور اسے دنیا سے اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے لئے لکھا گیا ہے، اور جس کا مقصود آخرت ہوگی اللہ عزوجل اس کے کام جمع فرما دے گا اور اسکے دل کو غنا سے بھر دے گا اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی اور جس کا مقصود دنیا ہوگی اللہ عزوجل اس کا فقر اس کے ماتھے پر لکھ دے گا اور اس کی جمعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، دنیا میں سے اس کے پاس وہی کچھ آئے گا جو اس کے مقدر میں ہوگا۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الھم بالدنیا، رقم ۴۱۰۵، ج ۴، ص ۴۲۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ جسے آخرت کا غم ہوگا اللہ عزوجل اس کے دل کو غنا سے بھر دے گا اور اسکے بکھرے ہوئے کاموں کو سمیٹ دے گا اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔

(ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۳۰، رقم ۲۴۷۳، ج ۴، ص ۲۱۱)

ف۲۱۱ یعنی جنّت۔

ف۲۱۲ محمود۔

ف۲۱۳ دس گنا ثواب۔

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ

کیا تھا بیشک جس نے تم پر قرآن فرض کیا و۲۱۴ وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو و۲۱۵

قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾ وَ مَا كُنْتَ

تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے اُسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے و۲۱۶ اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب

تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا

تم پر بھیجی جائے گی و۲۱۷ ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی تو تم ہر گز کافروں کی پشتی (مدد) نہ کرنا و۲۱۸

و۲۱۴ یعنی اس کی تلاوت و تبلیغ اور اس کے احکام پر عمل لازم کیا۔

و۲۱۵ یعنی مکّہ مکرّمہ میں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتحِ مکّہ کے دن مکّۂ مکرّمہ میں بڑے شان و شکوہ اور عزّت و وقار اور غلبہ و اقتدار کے ساتھ داخل کرے گا وہاں کے رہنے والے سب آپ کے زیرِ فرمان ہوں گے شرک اور اس کے حامی ذلیل و رسوا ہوں گے۔

شانِ نُزول: یہ آیتِ کریمہ جحفہ میں نازِل ہوئی جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے وہاں پہنچے اور آپ کو اپنے اور اپنے آباء کے جائے ولادت مکّہ مکرّمہ کا شوق ہوا تو جبریلِ امین آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ کیا حضور کو اپنے شہر مکّہ مکرّمہ کا شوق ہے؟ فرمایا ہاں، انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیتِ کریمہ پڑھی۔ معاد کی تفسیر موت و قیامت و جنّت سے بھی کی گئی ہے۔

جب گھر سے سفر کے لیے نکلے تو اگر کراہت کا وقت نہ ہو (نفل کی کراہت کا وقت فجر اور عصر کے بعد اور دوپہر میں ہے) تو دو رکعت نفل نماز سفر کی نیت سے پڑھ لے۔ ہر رکعت میں تین تین بار قل ھو اللہ پڑھے اور بعد کو یہ دعا پڑھے

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ۔ (۲۰ القصص: ۸۵)

رب نے چاہا تو بخیریت گھر واپس آئے گا۔ اور سب کو خیریت سے پائے گا۔ اور اگر اس وقت نفل مکروہ ہو تو بھی محلہ کی مسجد میں آجائے اور یہ دعا پڑھے۔

(اسلامی زندگی ص ۱۲۹)

و۲۱۶ یعنی میرا ربّ جانتا ہے کہ میں ہدایت لایا اور میرے لئے اس کا اجر و ثواب ہے اور مشرکین گمراہی میں ہیں اور سخت عذاب کے مستحق۔

شانِ نُزول: یہ آیت کُفّارِ مکّہ کے جواب میں نازِل ہوئی جنھوں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کہا اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یعنی آپ ضرور کھلی گمراہی میں ہیں۔ (معاذ اللہ)

و۲۱۷ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ خِطاب ظاہر میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد اس سے مؤمنین ہیں۔

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَ ادْعُ اِلٰى

اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تمہاری طرف اُتاری گئیں و۲۱۹ اور اپنے رب کی

رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ

وقف لازم

طرف بلاؤ و۲۲۰ اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا و۲۲۱ اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے سوا کوئی

اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

ع ۹ ۱۲

خدا نہیں ہر چیز فانی ہے سوا اُس کی ذات کے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے و۲۲۲

آیاتہا ۶۹ | ۲۹ سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ ۸۵ | رکوعاتہا ۷

سورۂ عنکبوت مکی ہے اس میں انہتر آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَ

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور اُن کی آزمائش نہ ہوگی و۲ اور

و۲۱۸ ان کے معین و مددگار نہ ہونا۔

و۲۱۹ یعنی کُفّار کی گمراہ کن باتوں کی طرف التفات نہ کرنا اور انہیں ٹھکرا دینا۔

و۲۲۰ خَلق کو اللہ تعالٰی کی توحید اور اس کی عبادت کی دعوت دو۔

و۲۲۱ ان کی اعانت و موافقت نہ کرنا۔

و۲۲۲ آخرت میں اور وہی اعمال کی جزا دے گا۔

و۱ سورۂ عنکبوت مکیہ ہے اس میں سات رکوع انہتر ۶۹ آیتیں نو سو اسی ۹۸۰ کلمے چار ہزار ایک سو پینسٹھ حرف ہیں۔

و۲ شدائدِ تکالیف اور انواعِ مصائب اور ذوقِ طاعات و ترکِ شہوات و بذلِ جان و مال سے ان کی حقیقتِ ایمان خوب ظاہر ہو جائے اور مؤمنِ مخلص اور منافق میں امتیاز ظاہر ہو جائے۔

شانِ نُزول: یہ آیت ان حضرات کے حق میں نازِل ہوئی جو مکّۂ مکرمہ میں تھے اور انہوں نے اسلام کا اقرار کیا تو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لکھا کہ محض اقرار کافی نہیں جب تک ہجرت نہ کرو ان صاحبوں نے ہجرت کی اور بقصدِ مدینہ روانہ ہوئے، مشرکین ان کے درپے ہوئے اور ان سے قتال کیا بعض حضرات ان میں سے شہید ہو گئے بعض بچ آئے ان کے حق میں یہ دو آیتیں نازِل ہوئیں اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ مراد ان لوگوں سے سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن ولید اور عمار بن یاسر وغیرہ ہیں جو مکّۂ مکرمہ میں ایمان لائے اور

لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ

بیشک ہم نے اُن سے اگلوں کو جانچا ف۳ تو ضرور اللہ سچوں کو دیکھے گا اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا ف۴

الْكٰذِبِیْنَ ۳ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا

یا یہ سمجھے ہوئے ہیں وہ جو بُرے کام کرتے ہیں ف۵ کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے ف۶ کیا ہی بُرا

یَحْكُمُوْنَ ۴ مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَ هُوَ السَّمِیْعُ

حکم لگاتے ہیں جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو ف۷ تو بیشک اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے ف۸ اور وہی سُنتا جانتا

الْعَلِیْمُ ۵ وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ

ہے ف۹ اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے ف۱۰ تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے ف۱۱ بیشک اللہ بے پرواہ ہے

الْعٰلَمِیْنَ ۶ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ

سارے جہان سے ف۱۲ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ضرور اُن کی بُرائیاں اُتار دیں گے ف۱۳ اور ضرور انھیں

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عمّار کے حق میں نازِل ہوئی جو خدا پرستی کی وجہ سے ستائے جاتے تھے اور کُفّار انہیں سخت ایذائیں پہنچاتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے غلام حضرت مہجع بن عبداللہ کے حق میں نازِل ہوئیں جو بدر میں سب سے پہلے شہید ہونے والے ہیں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا کہ مہجع سید الشہداء ہیں اور اس اُمّت میں بابِ جنّت کی طرف پہلے وہ پکارے جائیں گے ان کے والدین اور ان کی بی بی کو ان کا بہت صدمہ ہوا تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازِل کی پھر ان کی تسلّی فرمائی۔

ف۳ طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالا، بعض ان میں سے وہ ہیں جو آرے سے چیر ڈالے گئے، بعض لوہے کی کنگھیوں سے پرزے پرزے کئے گئے اور مقامِ صدق و وفا میں ثابت و قائم رہے۔

ف۴ ہر ایک کا حال ظاہر فرما دے گا۔

ف۵ شرک و معاصی میں مبتلا ہیں۔

ف۶ اور ہم ان سے انتقام نہ لیں گے۔

ف۷ بعث و حساب سے ڈرے یا ثواب کی امید رکھے۔

ف۸ اس نے ثواب و عذاب کا جو وعدہ فرمایا ہے ضرور پورا ہونے والا ہے چاہیئے کہ اس کے لئے تیار رہے اور عملِ صالح میں جلدی کرے۔

ف۹ بندوں کے اقوال و افعال کو۔

ف۱۰ خواہ اعداءِ دین سے محاربہ کر کے یا نفس و شیطان کی مخالفت کر کے اور طاعتِ الٰہی پر صابر و قائم رہ کر۔

لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۷ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ

اس کام پر بدلہ دیں گے جو ان کے سب کاموں میں اچھا تھا ف۱۴ اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی

حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ

کی ف۱۵ اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو تو ان کا کہا نہ مان ف۱۶ میری ہی

مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں بتا دوں گا تمہیں جو تم کرتے تھے ف۱۷ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں

ف۱۱ اس کا نفع و ثواب پائے گا۔

ف۱۲ انس و جن و ملائکہ اور ان کے اعمال و عبادات سے اس کا امر و نہی فرمانا بندوں پر رحمت و کرم کے لئے ہے۔

ف۱۳ نیکیوں کے سبب۔

ف۱۴ یعنی عملِ نیک پر۔

ف۱۵ احسان اور نیک سلوک کی۔

شانِ نُزول: یہ آیت اور سورۂ لقمان اور سورۂ احقاف کی آیتیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں و بقول ابنِ اسحٰق سعد بن مالک زہری کے حق میں نازِل ہوئیں ان کی ماں حمنہ بنتِ ابی سفیان بن امیہ بن عبدِ شمس تھی حضرت سعد سابقین اوّلین میں سے تھے اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے جب آپ اسلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا کہ تو نے یہ کیا نیا کام کیا خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کھاؤں نہ پیوں یہاں تک کہ مر جاؤں اور تیری ہمیشہ کے لئے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز نہ کھایا، نہ پیا، نہ سایہ میں بیٹھی اس سے ضعیف ہوگئی پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی تب حضرت سعد اس کے پاس آئے اور آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ماں اگر تیری سو ۱۰۰ جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں تو چاہے کھا چاہے مت کھا، جب وہ حضرت سعد کی طرف سے مایوس ہوگئی کہ یہ اپنا دین چھوڑنے والے نہیں تو کھانے پینے لگی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے۔

ف۱۶ کیونکہ جس چیز کا علم نہ ہو اس کو کسی کے کہے سے مان لینا تقلید ہے معنیٰ یہ ہوئے کہ واقع میں میرا کوئی شریک نہیں تو علم و تحقیق سے تو کوئی بھی کسی کو میرا شریک مان ہی نہیں سکتا محال ہے رہا تقلیداً بغیر علم کے میرے لئے شریک مان لینا یہ نہایت قبیح ہے اس میں والدین کی ہر گز اطاعت نہ کر۔

مسئلہ: ایسی اطاعت کسی مخلوق کی جائز نہیں جس میں خدا کی نافرمانی ہو۔

لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ

نیکوں میں شامل کریں گے ف۱۸ اور بعض آدمی کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں اُنھیں کوئی تکلیف

فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَ لَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ

دی جاتی ہے ف۱۹ تو لوگوں کے فتنہ کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں ف۲۰ اور اگر تمہارے رب کے پاس سے مدد آئے ف۲۱ تو

لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَ لَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰

ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے ف۲۲ کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہاں بھر کے دلوں میں ہے ف۲۳

وَ لَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَ قَالَ الَّذِيْنَ

اور ضرور اللہ ظاہر کر دے گا ایمان والوں کو ف۲۴ اور ضرور ظاہر کر دے گا منافقوں کو ف۲۵ اور کافر

كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَ لْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ

مسلمانوں سے بولے ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے ف۲۶ حالانکہ وہ اُن کے گناہوں میں سے

مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲ وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا

کچھ نہ اٹھائیں گے بیشک وہ جھوٹے ہیں اور بیشک ضرور اپنے ف۲۷ بوجھ اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور

ف۱۷ تمہارے کردار کی جزا دے کر۔

ف۱۸ کہ ان کے ساتھ حشر فرمائیں گے اور صالحین سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں۔

ف۱۹ یعنی دین کے سبب سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے جیسے کہ کُفّار کا ایذا پہنچانا۔

ف۲۰ اور جیسا اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے تھا ایسا خَلق کی ایذا سے ڈرتے ہیں حتی کہ ایمان ترک کر دیتے ہیں اور کُفر اختیار کر لیتے ہیں یہ حال منافقین کا ہے۔

ف۲۱ مثلاً مسلمانوں کی فتح ہو یا انہیں دولت ملے۔

ف۲۲ ایمان و اسلام میں اور تمہاری طرح دین پر ثابت تھے تو ہمیں اس میں شریک کرو۔

ف۲۳ کُفر یا ایمان۔

ف۲۴ جو صدق و اخلاص کے ساتھ ایمان لائے اور بلا و مصیبت میں اپنے ایمان و اسلام پر ثابت و قائم رہے۔

ف۲۵ اور دونوں فریقوں کو جزا دے گا۔

ف۲۶ کُفّارِ مکّہ نے مومنینِ قریش سے کہا تھا کہ تم ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین اختیار کرو تمہیں اللہ کی طرف سے جو مصیبت پہنچے گی اس کے ہم کفیل ہیں اور تمہارے گناہ ہماری گردن پر یعنی اگر ہمارے طریقہ پر رہنے سے اللہ تعالیٰ

ع ۱۳/۱۳ مَّعَ اَثْقَالِهِمْ٘ وَ لَیُسْــٴَـلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ۠ ﴿۱۳﴾ وَ لَقَدْ

بوجھ و۲۸ اور ضرور قیامت کے دن پوچھے جائیں گے جو کچھ بہتان اٹھاتے تھے و۲۹ اور بیشک ہم نے

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًاؕ

نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا و۳۰ تو اُنھیں طوفان نے

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ وَ جَعَلْنٰهَاۤ

آلیا اور وہ ظالم تھے و۳۱ تو ہم نے اُسے و۳۲ اور کشتی والوں کو و۳۳ بچالیا اور اس کشتی کو سارے جہاں کے لیے

اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَ اِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُؕ ذٰلِكُمْ

نشانی کیا و۳۴ اور ابراہیم کو و۳۵ جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو اور اس سے ڈرو اس میں

نے تم کو پکڑا اور عذاب کیا تو تمہارا عذاب ہم اپنے اوپر لے لیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی۔

و۲۷ کُفر و معاصی کے۔

و۲۸ ان کے گناہوں کے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا اور راہِ حق سے روکا۔ حدیث شریف میں ہے جس نے اسلام میں کوئی بُرا طریقہ نکالا اس پر اس طریقہ نکالنے کا گناہ بھی ہے اور قیامت تک جو لوگ اس پر عمل کریں ان کے گناہ بھی بغیر اس کے کہ ان پر سے ان کے بارِ گناہ میں کچھ بھی کمی ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۰۱۷، ص ۵۰۸)

و۲۹ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال و افتراء سب جاننے والا ہے لیکن یہ سوال توبیخ کے لئے ہے۔

و۳۰ اس تمام مدّت میں قوم کو توحید و ایمان کی دعوت جاری رکھی اور ان کی ایذاؤں پر صبر کیا اس پر بھی وہ قوم باز نہ آئی اور تکذیب کرتی رہی۔

و۳۱ طوفان میں غرق ہو گئے۔ اس میں نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلّی دی گئی ہے کہ آپ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ان کی قوموں نے بہت سختیاں کی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام پچاس کم ہزار برس دعوت فرماتے رہے اور اس طویل مدّت میں ان کی قوم کے بہت قلیل لوگ ایمان لائے تو آپ کچھ غم نہ کریں کیونکہ بفضلہ تعالیٰ آپ کی قلیل مدّت کی دعوت سے خَلقِ کثیر مشرف بہ ایمان ہو چکی ہے۔

و۳۲ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو۔

و۳۳ جو آپ کے ساتھ تھے ان کی تعداد اٹھہتّر تھی نصف مرد نصف عورت ان میں حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند سام و حام و یافث اور ان کی بی بیاں بھی شامل ہیں۔

و۳۴ کہا گیا ہے کہ وہ کشتی جودی پہاڑ پر مدّتِ دراز تک باقی رہی۔

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ
تمہارا بھلا ہے اگر تم جانتے تم تو اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو اور
تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا
نرا جھوٹ گڑھتے ہو ۳۶ بیشک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں تو اللہ کے پاس رزق
فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ
ڈھونڈو ۳۷ اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے ۳۸ اور اگر تم
اِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ
جھٹلاؤ ۳۹ تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں ۴۰ اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا
الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى
اور کیا انہوں نے نہ دیکھا اللہ کیونکر خلق کی ابتدا فرماتا ہے ۴۱ پھر اُسے دوبارہ بنائے گا ۴۲ بیشک یہ اللہ کو آسان
اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ
ہے ۴۳ تم فرماؤ زمین میں سفر کر کے دیکھو ۴۴ اللہ کیونکر پہلے بناتا ہے ۴۵ پھر اللہ دوسری اُٹھان

۳۵ یاد کرو۔

۳۶ کہ بتوں کو خدا کا شریک کہتے ہو۔

۳۷ وہی رزّاق ہے۔

۳۸ آخرت میں۔

۳۹ اور مجھے نہ مانو تو اس سے میرا کوئی ضرر نہیں، میں نے راہ دکھا دی، معجزات پیش کر دیئے، میرا فرض ادا ہو گیا، اس پر بھی اگر تم نہ مانو۔

۴۰ اپنے انبیاء کو جیسے کہ قومِ نوح و عاد و ثمود وغیرہ ان کے جھٹلانے کا انجام یہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔

۴۱ کہ پہلے انہیں نطفہ بناتا ہے پھر خونِ بستہ کی صورت دیتا ہے پھر گوشت پارہ بناتا ہے اس طرح تدریجاً ان کی خلقت کو مکمل کرتا ہے۔

۴۲ آخرت میں بعث کے وقت۔

۴۳ یعنی پہلی بار پیدا کرنا اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ بنانا۔

۴۴ گزشتہ قوموں کے دیار و آثار کو کہ۔

۴۵ مخلوق کو پھر اسے موت دیتا ہے۔

يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۚ﴿۲۰﴾ یُعَذِّبُ مَنْ

اُٹھاتا ہے ف۴۶ بیشک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے عذاب دیتا ہے جسے چاہے ف۴۷

یَّشَآءُ وَ یَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ اِلَیْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی

اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے ف۴۸ اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے اور نہ تم زمین میں ف۴۹ قابو سے نکل سکو

ع ۲ ۹ ۱۴ الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ۫ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۲۲﴾ ع

اور نہ آسمان میں ف۵۰ اور تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی کام بنانے والا اور نہ مدد گار

وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ لِقَآىٕهٖۤ اُولٰٓىٕكَ یَىٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ وَ اُولٰٓىٕكَ

اور وہ جنھوں نے میری آیتوں اور میرے ملنے کو نہ مانا ف۵۱ وہ ہیں جنھیں میری رحمت کی آس نہیں اور اُن کے لیے

ف۴۶ یعنی جب یہ یقین سے جان لیا کہ پہلی مرتبہ اللہ ہی نے پیدا کیا تو معلوم ہو گیا کہ اس خالق کا مخلوق کو موت دینے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا کچھ بھی متعذّر نہیں۔

ف۴۷ اپنے عدل سے۔

حضرتِ علّامہ اَبُو الْفَرَج عبد الرحمٰن بن جَوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی (مُتَوَفّٰی ۵۹۷ھ) عُیُوْنُ الْحِکایات میں نَقْل فرماتے ہیں، ایک شخص کا کہنا ہے: ہم دو ۲ افراد نے ایک بار قبرستان میں نَمازِ مغرب ادا کی، کچھ دیر بعد مجھے ایک قَبْر سے رونے کی آواز آنے لگی، میں قریب گیا تو کوئی کہہ رہا تھا: ہائے میں تو نَماز پڑھتا تھا اور روزہ رکھتا تھا۔ میں نے اپنے رفیق کی توجُّہ دلائی تو اُس نے بھی قریب آ کر وُہی آواز سُنی۔ ہم وہاں سے چلے گئے۔ دوسرے روز میں نے پھر وہیں نَماز پڑھی، وقتِ مقرّرہ پر اُسی قَبْر سے پھر وُہی آواز سُنائی دی، مجھ پر دہشت طاری ہوئی اور گھر آ کر میں دو ماہ تک بیمار پڑا رہا۔

(عیون الحکایات ص ۳۰۴۔۳۰۵ مُلَخَّصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ظاہراً نیک کا عذاب نظر آنے میں یہ حِکمت بِالکل واضِح ہے کہ کوئی اپنی نیکی کو کافی سمجھتے ہوئے خود کو عذاب سے محفوظ و مامون تصوُّر نہ کرے، بلکہ سبھی کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بے نیازی سے ہر آن لرزاں و ترساں رہنا چاہئے، کوئی اپنے بارے میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے آگاہ نہیں۔

رہا یہ کہ فلمیں، ڈرامے گانے باجے دیکھنے سننے والے روز ہی فوت ہوتے ہیں آخر ان سب کا عذاب کیوں نظر نہیں آتا! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ کس کو عذاب ہو رہا ہے کس کو نہیں ہو رہا اِس کا ہمیں علم ہی نہیں اور اگر ہو بھی رہا ہے تو ہمیں نظر آنا کوئی ضَروری نہیں۔ ہمیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرنا اور اُس سے توبہ کرنی اور عذاب سے پناہ مانگنی چاہئے۔

ف۴۸ اپنے فضل سے۔

ف۴۹ اپنے ربّ کے۔

ف۵۰ اس سے بچنے اور بھاگنے کی کہیں مجال نہیں یا یہ معنٰی ہیں کہ نہ زمین والے اس کے حکم و قضا سے کہیں بھاگ سکتے

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ

درد ناک عذاب ہے ۵۲ تو اس کی قوم کو کچھ جواب بن نہ آیا مگر یہ بولے انھیں قتل کر دو یا جلا دو ۵۳

فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَالَ

تو اللہ نے اُسے ۵۴ آگ سے بچا لیا ۵۵ بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے ۵۶ اور ابراہیم

اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ ثُمَّ

نے ۵۷ فرمایا تم نے تو اللہ کے سوا یہ بُت بنا لیے ہیں جن سے تمہاری دوستی یہی دنیا کی زندگی تک ہے ۵۸ پھر

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ یَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ؗ وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ

قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کے ساتھ کفر کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالے گا ۵۹ اور تم سب کا ٹھکانا

مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ ؕ

جہنم ہے ۶۰ اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ۶۱ تو لوط اس پر ایمان لایا ۶۲ اور ابراہیم نے کہا میں ۶۳ اپنے رب کی طرف

وقف لازم

ہیں نہ آسمان والے۔

۵۱ یعنی قرآن شریف اور بعث پر ایمان نہ لائے۔

۵۲ اس پند و موعظت کے بعد پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کا ذکر فرمایا جاتا ہے کہ جب آپ نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی اور دلائل قائم کیئے اور نصیحتیں فرمائیں۔

۵۳ یہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا یا سرداوں نے اپنے متبعین سے بہر حال کچھ کہنے والے تھے کچھ اس پر راضی ہونے والے تھے سب متفق اس لئے وہ سب قائلین کے حکم میں ہیں۔

۵۴ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب کہ ان کی قوم نے آگ میں ڈالا۔

۵۵ اس آگ کو ٹھنڈا کر کے اور حضرت ابراہیم کے لئے سلامتی بنا کر۔

۵۶ عجیب عجیب نشانیاں، آگ کا اس کثرت کے باوجود اثر نہ کرنا اور سرد ہو جانا اور اس کی جگہ گلشن پیدا ہو جانا اور یہ سب پل بھر سے بھی کم میں ہونا۔

۵۷ اپنی قوم سے۔

۵۸ پھر منقطع ہو جائے گی اور آخرت میں کچھ کام نہ آئے گی۔

۵۹ بُت اپنے پجاریوں سے بیزار ہوں گے اور سردار اپنے ماننے والوں سے اور ماننے والے سرداروں پر لعنت کریں گے۔

۶۰ بُتوں کا بھی اور پجاریوں کا بھی ان میں سرداروں کا بھی اور ان کے فرمانبرداروں کا بھی۔

اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ جَعَلْنَا

ہجرت کرتا ہوں ۶۴ بیشک وہی عزت وحکمت والا ہے اور ہم نے اُسے ۶۵ اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے

فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ وَ اٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِی

اس کی اولاد میں نبوت ۶۶ اور کتاب رکھی ۶۷ اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اُسے عطا فرمایا ۶۸ اور بیشک آخرت میں

الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

وہ ہمارے قربِ خاص کے سزاواروں میں ہے ۶۹ اور لوط کو نجات دی جب اُس نے اپنی قوم سے فرمایا تم بیشک بے حیائی

الْفَاحِشَةَ٘ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اَىٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا ۷۰ کیا تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو

۶۱ جو تمہیں عذاب سے بچائے اور جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات آگ سے سلامت نکلے اور اس نے آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچایا۔

۶۲ یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے یہ معجزہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کی آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب سے پہلے تصدیق کرنے والے ہیں۔ ایمان سے تصدیقِ رسالت ہی مراد ہے کیونکہ اصل توحید کا اعتقاد تو ان کو ہمیشہ سے حاصل ہے اس لئے انبیاء ہمیشہ ہی مومن ہوتے ہیں اور کُفران سے کسی حال میں متصور نہیں۔

۶۳ اپنی قوم کو چھوڑ کر۔

۶۴ جہاں اس کا حکم ہو چنانچہ آپ نے سوادِ عراق سے سرزمینِ شام کی طرف ہجرت فرمائی اس ہجرت میں آپ کے ساتھ آپ کی بی بی سارہ اور حضرت لوط علیہ السلام تھے۔

۶۵ بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے۔

۶۶ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے انبیاء ہوئے سب آپ کی نسل سے ہوئے۔

۶۷ کتاب سے توریت، انجیل، زبور، قرآن شریف مراد ہیں۔

۶۸ کہ پاک ذُرِّیَّت عطا فرمائی، پیغمبری ان کی نسل میں رکھی، کتابیں ان پیغمبروں کو عطا کیں جو ان کی اولاد میں ہیں اور ان کو خَلق میں محبوب و مقبول کیا کہ تمام اہلِ مِلَل واَدیان ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی طرف نسبت فخر جانتے ہیں اور ان کے لئے اختتامِ دنیا تک درود مقرر کر دیا، یہ تو وہ ہے جو دنیا میں عطا فرمایا۔

۶۹ جن کے لئے بڑے بلند درجے ہیں۔

۷۰ اس بے حیائی کی تفسیر اس سے اگلی آیت میں بیان ہوتی ہے۔

وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ

اور راہ مارتے ہو ۷۱ اور اپنی مجلس میں بُری بات کرتے ہو ۷۲ تو اس کی قوم کا کچھ جواب نہ ہوا

اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ

مگر یہ کہ بولے ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ اگر تم سچے ہو ۷۳ عرض کی اے میرے رب

انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ ع ۸ ۳ ۱۵

میری مدد کرو ۷۴ ان فسادی لوگوں پر ۷۵ اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے ۷۶

بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا

بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے ۷۷ بیشک اس کے بسنے والے ستم گار

ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۚۖ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ٚ لَنُنَجِّيَنَّهٗ

ہیں کہا ۷۸ اس میں تو لوط ہے ۷۹ فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ اس میں ہے ضرور ہم اُسے ۸۰ اور اس کے

۷۱ راہ گیروں کو قتل کر کے ان کے مال لوٹ کر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لوگ مسافروں کے ساتھ بد فعلی کرتے تھے حتی کہ لوگوں نے اس طرف گزرنا موقوف کر دیا تھا۔

۷۲ جو عقلاً و عرفاً قبیح و ممنوع ہے جیسے گالی دینا، فحش بکنا، تالی اور سیٹی بجانا، ایک دوسرے کے کنکریاں مارنا، رستہ چلنے والوں پر کنکری وغیرہ پھینکنا، شراب پینا، تمسخر اور گندی باتیں کرنا، ایک دوسرے پر تھوکنا وغیرہ ذلیل افعال و حرکات جن کی قومِ لوط عادی تھی، حضرت لوط علیہ السلام نے اس پر انہیں ملامت کی۔

۷۳ اس بات میں کہ یہ افعال قبیح ہیں اور ایسا کرنے والے پر عذاب نازِل ہو گا یہ انہوں نے براہِ استہزاء کہا جب حضرت لوط علیہ السلام کو اس قوم کے راہِ راست پر آنے کی کچھ امید نہ رہی تو آپ نے بارگاہِ الٰہی میں۔

۷۴ نُزولِ عذاب کے بارے میں میری بات پوری کر کے۔

۷۵ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔

۷۶ ان کے بیٹے اور پوتے حضرت اسحٰق و حضرت یعقوب علیہما السلام کا۔

۷۷ اس شہر کا نام سدوم تھا۔

۷۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے۔

۷۹ اور لوط علیہ السلام تو اللہ کے نبی اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں۔

۸۰ یعنی لوط علیہ السلام کو۔

وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ٘ۗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ۝۳۲ وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ
گھر والوں کو نجات دیں گے مگر اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں ہے و۸۱ اور جب ہمارے فرشتے لوط کے
رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ٘ قف
پاس و۸۲ آئے ان کا آنا اُسے ناگوار ہوا اور اُن کے سبب دل تنگ ہوا و۸۳ اور انھوں نے کہا نہ ڈریے و۸۴ اور نہ غم
اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ۝۳۳ اِنَّا
کیجیے و۸۵ بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر آپ کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہے بیشک ہم
مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ۝۳۴
اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اُتارنے والے ہیں بدلہ ان کی نافرمانیوں کا
وَ لَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰیَةًۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۝۳۵ وَ اِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ
اور بیشک ہم نے اس سے روشن نشانی باقی رکھی عقل والوں کے لیے و۸۶ مدین کی طرف اُن کے ہم قوم
شُعَیْبًا١ۙ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ ارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ لَا تَعْثَوْا فِی
شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی اُمید رکھو و۸۷ اور زمین میں فساد
الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ۝۳۶ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ
پھیلاتے نہ پھرو تو انھوں نے اُسے جھٹلایا تو اُنھیں زلزلے نے آ لیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل
جٰثِمِیْنَ۝۳۷٘ وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ قَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ٘ قف وَ زَیَّنَ لَهُمُ
پڑے رہ گئے و۸۸ اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمھیں و۸۹ ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں و۹۰ اور شیطان نے اُن

و۸۱ عذاب میں۔

و۸۲ خوب صورت مہمانوں کی شکل میں۔

و۸۳ قوم کے افعال و حرکات اور ان کی نالائقی کا خیال کر کے اس وقت فرشتوں نے ظاہر کیا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔

و۸۴ قوم سے۔

و۸۵ ہمارا کہ قوم کے لوگ ہمارے ساتھ کوئی بے ادبی یا گستاخی کریں ہم فرشتے ہیں ہم لوگوں کو ہلاک کریں گے اور۔

و۸۶ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ روشن نشانی قومِ لوط کے ویران مکان ہیں۔

و۸۷ یعنی روزِ قیامت کی ایسے افعال بجالا کر جو ثوابِ آخرت کا باعث ہوں۔

الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَارُوْنَ

کے کوتک (کرتوت) ۹۱ ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے اور انھیں راہ سے روکا اور انھیں سوجھتا تھا ۹۲ اور قارون

وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۟ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي

اور فرعون اور ہامان کو ۹۳ اور بیشک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آیا تو انھوں نے

الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ

زمین میں تکبر کیا اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے ۹۴ تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اُس کے گناہ پر پکڑا تو ان

مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ

میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا ۹۵ اور اُن میں کسی کو چنگھاڑ نے آ لیا ۹۶ اور ان میں کسی کو زمین میں

خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ

دھنسا دیا ۹۷ اور ان میں کسی کو ڈبو دیا ۹۸ اور اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرے ۹۹ ہاں وہ خود ہی ۱۰۰

كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ

اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ان کی مثال جنھوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنا لیے ہیں ۱۰۱

۸۸ مردے بے جان۔

۸۹ اے اہلِ مکّہ۔

۹۰ حجر اور یمن میں جب تم اپنے سفروں میں وہاں گزرتے ہو۔

۹۱ کفر و معاصی۔

۹۲ صاحبِ عقل تھے حق و باطل میں تمیز کر سکتے تھے لیکن انہوں نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا۔

۹۳ اللہ تعالیٰ نے ہلاک فرمایا۔

۹۴ کہ ہمارے عذاب سے بچ سکتے۔

۹۵ اور وہ قومِ لوط تھی جن کو چھوٹے چھوٹے سنگریزوں سے ہلاک کیا گیا جو تیز ہوا سے ان پر لگتے تھے۔

۹۶ یعنی قومِ ثمود کہ ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کی گئی۔

۹۷ یعنی قارون اور اس کے ساتھیوں کو۔

۹۸ جیسے قومِ نوح کو اور فرعون کو اور اس کی قوم کو۔

۹۹ وہ کسی کو بغیر گناہ کے عذاب میں گرفتار نہیں کرتا۔

كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ

مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا ف۱۰۲ اور بیشک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر ف۱۰۳

الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ

کیا اچھا ہوتا اگر جانتے ف۱۰۴ اللہ جانتا ہے جس چیز کی اُس کے سوا پوجا کرتے ہیں ف۱۰۵

شَیْءٍ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا

اور وہی عزت و حکمت والا ہے ف۱۰۶ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور اُنھیں نہیں

وقف لازم

ف۱۰۰ نافرمانیاں کر کے اور کفر وطغیان اختیار کر کے۔

ف۱۰۱ یعنی بُتوں کو معبود ٹھہرایا ہے ان کے ساتھ امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں اور واقع میں ان کے عجز و بے اختیاری کی مثال یہ ہے جو آگے ذکر فرمائی جاتی ہے۔

اس آیت میں بھی ولی بمعنی معبود ہے کہ یہاں کفار کی مذمت بیان ہو رہی ہے اور کافر ہی دوسروں کو معبود بناتے ہیں۔

ولی اللہ، ولی من دون اللہ

ولی بمعنی دوست یا مددگار دو طرح کے ہیں ایک اللہ کے ولی، دوسرے اللہ کے مقابل ولی۔ اللہ کے ولی وہ ہیں جو اللہ سے قرب رکھتے ہیں اور اس کے دوست ہوں اور اسی وجہ سے دنیا والے انہیں دوست رکھتے ہیں ولی من دون اللہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خدا کے دشمنوں کو دوست بنایا جائے جیسے کافروں یا بتوں یا شیطان کو، دوسرے یہ کہ اللہ کے دوستوں یعنی نبی، ولی کو خدا کے مقابل مددگار سمجھا جائے کہ خدا کا مقابلہ کر کے یہ ہمیں کام آئیں گے۔ ولی اللہ کو ماننا عین ایمان ہے اور ولی من دون اللہ بنانا عین کفر وشرک ہے۔

ف۱۰۲ اپنے رہنے کے لئے نہ اس سے گرمی دور ہو نہ سردی، نہ گرد وغبار و بارش کسی چیز سے حفاظت ایسے ہی بُت ہیں کہ اپنے پوجاریوں کو نہ دنیا میں نفع پہنچا سکیں نہ آخرت میں کوئی ضرر پہنچا سکیں۔

ف۱۰۳ ایسے ہی سب دِینوں میں کمزور اور نکمّا دین بُت پرستوں کا دین ہے۔

فائدہ: حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا اپنے گھروں سے مکڑیوں کے جالے دور کرو یہ ناداری کا باعث ہوتے ہیں۔

ف۱۰۴ کہ ان کا دین اس قدر نکمّا ہے۔

ف۱۰۵ کہ وہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

ف۱۰۶ تو عاقل کو کب شایان ہے کہ عزّت وحکمت والے قادرِ مختار کی عبادت چھوڑ کر بے علم بے اختیار پتّھروں کی پوجا کرے۔

يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ

سمجھتے مگر علم والے ؁۱۰۷ اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے

ع ۱۴ ۴ ۱۶

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۴﴾ ع

بیشک اس میں نشانی ہے ؁۱۰۸ مسلمانوں کے لیے

؁۱۰۷ یعنی ان کے حسن وخوبی اور ان کے نفع اور فائدے اور ان کی حکمت کو علم والے سمجھتے ہیں جیسا کہ اس مثال نے مشرک اور موحّد کا حال خوب اچھی طرح ظاہر کر دیا اور فرق واضح فرما دیا۔ قریش کے کُفّار نے طنز کے طور پر کہا تھا کہ اللہ تعالٰی مکھی اور مکڑی کی مثالیں بیان فرماتا ہے اور اس پر انہوں نے ہنسی بنائی تھی۔ اس آیت میں ان کا رد کر دیا گیا کہ وہ جاہل ہیں تمثیل کی حکمت کو نہیں جانتے۔ مثال سے مقصود تفہیم ہوتی ہے اور جیسی چیز ہو اس کی شان ظاہر کرنے کے لئے ویسی ہی مثال مقتضائے حکمت ہے تو باطل اور کمزور دین کے ضعف و بطلان کے اظہار کے لئے یہ مثال نہایت ہی نافع ہے جنہیں اللہ تعالٰی نے عقل وعلم عطا فرمایا وہ سمجھتے ہیں۔

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: علماء، انبیاء (علیہم السلام) کے وارث ہیں۔ (سنن ابی داوٗد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث ۳۶۴۱، ج۳، ص ۱۴۹۳)

؁۱۰۸ اس کی قدرت وحکمت اور اس کی توحید و یکتائی پر دلالت کرنے والی۔

الجزء ۲۱ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ

اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی ف۱۰۹ اور نماز قائم فرماؤ بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا

اور بُری بات سے ف۱۱۰ اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ف۱۱۱ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو اور اے مسلمانو!

ف۱۰۹ یعنی قرآن شریف کہ اس کی تلاوت عبادت بھی ہے اور اس میں لوگوں کے لئے پند و نصیحت بھی اور احکام و آداب و مکارمِ اخلاق کی تعلیم بھی۔

ف۱۱۰ یعنی ممنوعاتِ شرعیہ سے لہٰذا جو شخص نماز کا پابند ہوتا ہے اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ ان برائیوں کو ترک کر دیتا ہے جن میں مبتلا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جوان سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا تھا حضور سے اس کی شکایت کی گئی فرمایا اس کی نماز کسی روز اس کو ان باتوں سے روک دے گی چنانچہ بہت ہی قریب زمانہ میں اس نے توبہ کی اور اس کا حال بہتر ہو گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کی نماز اس کو بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔

حسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

مَنْ لَّمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ يَزْدُدْ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا۔

ترجمہ: جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی اور بری باتوں سے نہ روکے اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دوری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۰۲۵، ج ۱۱، ص ۴۶)

ف۱۱۱ کہ وہ افضل طاعات ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وہ عمل جو تمہارے اعمال میں بہتر اور ربّ کے نزدیک پاکیزہ تر، نہایت بلند رتبہ اور تمہارے لئے سونے چاندی دینے سے بہتر اور جہاد میں لڑنے اور مارے جانے سے بہتر ہے؟ صحابہ نے عرض کیا بے شک یارسول اللہ، فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

ترمذی ہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے حضور سے دریافت کیا تھا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کن بندوں کا درجہ افضل ہے؟ فرمایا بکثرت ذکر کرنے والوں کا صحابہ نے عرض کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا؟ فرمایا اگر وہ اپنی تلوار سے کُفّار و مشرکین کو یہاں تک مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں رنگ جائے جب بھی ذاکرین ہی کا درجہ اس سے بلند ہے۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب ۵، رقم ۳۳۸۷، ج ۵، ص ۲۴۵)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے

تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر ف۱۱۲ مگر وہ جنھوں نے اُن میں سے ظلم کیا ف۱۱۳

وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ

اور کہو ف۱۱۴ ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو تمہاری طرف اُترا اور ہمارا تمہارا ایک معبود ہے

وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝۴۶ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ

اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں ف۱۱۵ اور اے محبوب یونہی تمہاری طرف کتاب اُتاری ف۱۱۶ تو وہ جنھیں ہم نے

اور ایک قول اس کی تفسیر میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے بے حیائی اور بُری باتوں سے روکنے اور منع کرنے میں۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المُرسَلین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اے ابنِ آدم! جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو میرا شکر کرتا ہے اور جب مجھے بھول جاتا ہے تو میری ناشکری کرتا ہے۔

(طبرانی اوسط، من اسمہ محمد، رقم ۷۲۶۵، ج ۵، ص ۲۶۱)

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے جدا ہوتے وقت جو آخری کلام کیا وہ یہ سوال تھا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تمہاری زبان اللہ عزوجل کے ذکر سے تر ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا، مجھے اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے افضل اور پسندیدہ عمل کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا، تمہارا اس طرح مرنا کہ تمہاری زبان اللہ عزوجل کے ذکر سے تر ہو۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ، رقم ۷، ج ۲، ص ۲۵۳)

ف۱۱۲ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی آیات سے دعوت دے کر اور حُجّتوں پر آگاہ کر کے۔

ف۱۱۳ زیادتی میں حد سے گزر گئے، عناد اختیار کیا، نصیحت نہ مانی، نرمی سے نفع نہ اٹھایا ان کے ساتھ غِلظت اور سختی اختیار کرو اور ایک قول یہ ہے کہ معنٰی یہ ہیں کہ جن لوگوں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دی یا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا اور شریک بتایا ان کے ساتھ سختی کرو یا یہ معنٰی ہیں کہ ذمّی جزیہ ادا کرنے والوں کے ساتھ احسن طریقہ پر مجادلہ کرو مگر جنھوں نے ظلم کیا اور ذمّہ سے نکل گئے اور جزیہ کو منع کیا ان سے مجادلہ تلوار کے ساتھ ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے کُفّار کے ساتھ دینی امور میں مناظرہ کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور ایسے ہی علمِ کلام سیکھنے کا جواز بھی۔

ف۱۱۴ اہلِ کتاب سے جب وہ تم سے اپنی کتابوں کا کوئی مضمون بیان کریں۔

الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ

کتاب عطا فرمائی وے۱۱۷ اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ اُن میں سے ہیں و۱۱۸ جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں

بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ

سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر و۱۱۹ اور اس و۱۲۰ سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں

بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ

ہوتا و۱۲۱ تو باطل والے ضرور شک لاتے و۱۲۲ بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ

جن کو علم دیا گیا و۱۲۳ اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر ظالم و۱۲۴ اور بولے و۱۲۵ کیوں نہ اُتریں کچھ نشانیاں اُن

و۱۱۵ حدیث شریف میں ہے جب اہلِ کتاب تم سے کوئی مضمون بیان کریں تو تم نہ ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو یہ کہہ دو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے تو اگر وہ مضمون انہوں نے غلط بیان کیا ہے تو اس کی تصدیق کے گناہ سے تم بچے رہو گے اور اگر مضمون صحیح تھا تو تم اس کی تکذیب سے محفوظ رہو گے۔

و۱۱۶ قرآنِ پاک، جیسے ان کی طرف توریت وغیرہ اتاری تھیں۔

و۱۱۷ یعنی جنہیں توریت دی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب۔

فائدہ: یہ سورت مکّیہ ہے اور حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب مدینہ میں ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ان کی خبر دی یہ غیبی خبروں میں سے ہے۔ (جمل)

و۱۱۸ یعنی اہلِ مکّہ میں سے۔

و۱۱۹ جو کُفر میں نہایت سخت ہیں۔ جحود اس انکار کو کہتے ہیں جو معرفت کے بعد ہو یعنی جان بوجھ کر مکرنا اور واقعہ بھی یہی تھا کہ یہود خوب پہچانتے تھے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچّے نبی ہیں اور قرآن حق ہے یہ سب کچھ جانتے ہوئے انہوں نے عناداً انکار کیا۔

و۱۲۰ قرآن کے نازِل ہونے۔

و۱۲۱ یعنی آپ لکھتے پڑھتے ہوتے۔

و۱۲۲ یعنی اہلِ کتاب کہتے کہ ہماری کتابوں میں نبیِ آخر الزماں کی صفت یہ مذکور ہے کہ وہ اُمّی ہوں گے نہ لکھیں گے نہ پڑھیں گے مگر انہیں اس شک کا موقع ہی نہ ملا۔

و۱۲۳ ضمیرِ ھُوَ کا مرجع قرآن ہے اس صورت میں معنٰی یہ ہیں کہ قرآنِ کریم روشن آیتیں ہیں جو عُلَماء اور حُفّاظ کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ روشن آیت ہونے کے یہ معنٰی کہ وہ ظاہر الاعجاز ہیں اور یہ دونوں باتیں قرآنِ پاک کے ساتھ

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ

پر ان کے رب کی طرف سے و۱۲۶ تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں و۱۲۷ اور میں تو یہی صاف

مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَ لَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ

ڈر سنانے والا ہوں و۱۲۸ اور کیا یہ اُنھیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے و۱۲۹ بے شک

ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ع ۵ ۱

اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لیے تم فرماؤ اللہ بس (کافی) ہے میرے اور تمہارے

خاص ہیں اور کوئی ایسی کتاب نہیں جو معجزہ ہو اور نہ ایسی کہ ہر زمانے میں سینوں میں محفوظ رہی ہو اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے ھُوَ کی ضمیر کا مرجع سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دے کر آیت کے یہ معنٰی بیان فرمائے کہ سیدِ عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب ہیں ان آیاتِ بیّنات کے جو ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں اہلِ کتاب میں سے علم دیا گیا کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں آپ کی نعت وصفت پاتے ہیں۔ (خازن)

حضرتِ سیدنا امیر مُعاوِیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، اللہ تعالٰی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اور عطا کرنے والا اللہ عزوجل ہے۔ اس امت کا معاملہ ہمیشہ درست رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے اور اللہ عزوجل کا حکم آجائے۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا الخ، رقم ۷۱، ج۱، ص ۴۲،)

جبکہ طبرانی شریف کی روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ، علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور وفکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عزوجل جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عزوجل سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

(طبرانی، کتاب الاعتصام، رقم ۷۳۱۲، ج۱۹، ص ۵۱۱)

و۱۲۴ یعنی یہودِ عنود کہ بعد ظہورِ معجزات کے جان پہچان کر عناداً منکر ہوتے ہیں۔

و۱۲۵ کفّارِ مکّہ۔

و۱۲۶ مثلِ ناقۂ حضرت صالح وعصائے حضرت موسٰی اور مائدۂ حضرت عیسٰی کے علیہم الصلٰوۃ والسلام۔

و۱۲۷ حسبِ حکمت جو چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔

و۱۲۸ نافرمانی کرنے والوں کو عذاب کا اور اسی کا مکلّف ہوں اس کے بعد اللہ تعالٰی کُفّارِ مکّہ کے اس قول کا جواب ارشاد فرماتا ہے۔

و۱۲۹ معنٰی یہ ہیں کہ قرآنِ کریم معجزہ ہے، انبیاءِ متقدّمین کے معجزات سے اتم واکمل اور تمام نشانیوں سے طالبِ حق کو

شَهِیۡدًا ۚ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡبَاطِلِ

درمیان گواہ ف۱۳۰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جو باطل پر یقین لائے

وَ کَفَرُوۡا بِاللّٰہِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ ؕ وَ لَوۡ

اور اللہ کے منکر ہوئے وہی گھاٹے میں ہیں اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ف۱۳۱ اور اگر ایک ٹھہرائی مدت

لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَہُمُ الۡعَذَابُ ؕ وَ لَیَاۡتِیَنَّہُمۡ بَغۡتَۃً وَّ ہُمۡ لَا

نہ ہوتی ف۱۳۲ تو ضرور ان پر عذاب آ جاتا ف۱۳۳ اور ضرور اُن پر اچانک آئے گا جب وہ بے خبر

یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۳﴾ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَہَنَّمَ لَمُحِیۡطَۃٌۢ

ہوں گے تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے

بِالۡکٰفِرِیۡنَ ﴿ۙ۵۴﴾ یَوۡمَ یَغۡشٰہُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ فَوۡقِہِمۡ وَ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِہِمۡ

کافروں کو ف۱۳۴ جس دن اُنھیں ڈھانپے گا عذاب اُن کے اوپر اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے

وَ یَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ اَرۡضِیۡ

اور فرمائے گا چکھو اپنے کیے کا مزہ ف۱۳۵ اے میرے بندو جو ایمان لائے بے شک میری زمین وسیع ہے

وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ۟ قف ثُمَّ اِلَیۡنَا

تو میری ہی بندگی کرو ف۱۳۶ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے ف۱۳۷ پھر ہماری ہی طرف

بے نیاز کرنے والا کیونکہ جب تک زمانہ ہے قرآنِ کریم باقی وثابت رہے گا اور دوسرے معجزات کی طرح ختم نہ ہوگا۔

ف۱۳۰ میرے صدقِ رسالت اور تمہاری تکذیب کا معجزات سے میری تائید فرما کر۔

ف۱۳۱ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازِل ہوئی جس نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں کی بارش کرائیے۔

ف۱۳۲ جو اللہ تعالیٰ نے معیّن کی ہے اور اس مدّت تک عذاب کا موءخّر فرمانا مقتضائے حکمت ہے۔

ف۱۳۳ اور تاخیر نہ ہوتی۔

ف۱۳۴ اس سے ان میں کا کوئی بھی نہ بچے گا۔

ف۱۳۵ یعنی اپنے اعمال کی جزا۔

ف۱۳۶ جس زمین میں بسہولت عبادت کرسکو معنٰی یہ ہیں کہ جب مومن کو کسی سرزمین میں اپنے دین پر قائم رہنا اور عبادت کرنا دشوار ہو تو چاہیے کہ وہ ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کرے جہاں آسانی سے عبادت کر سکے اور دین کی

پابندی میں دشواریاں درپیش نہ ہوں۔
شانِ نُزول: یہ آیت ضعفاءِ مسلمینِ مکّہ کے حق میں نازِل ہوئی جنہیں وہاں رہ کر اسلام کے اظہار میں خطرے اور تکلیفیں تھیں اور نہایت ضیق میں تھے انہیں حکم دیا گیا کہ میری بندگی تو ضرور ہے یہاں رہ کر نہ کرسکو تو مدینہ شریف کو ہجرت کر جاؤ وہ وسیع ہے وہاں امن ہے۔
ف۱۳ اور اس دارِفانی کو چھوڑنا ہی ہے۔
اللہ اکبر یہ موت ایسی چیز ہے کہ سوا ذات باری عز جلالہ کے کوئی اس سے نہ بچے گا۔ جب آیت نازل ہوئی:
جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا وجہ کریم رب العزۃ جل جلالہ کا۔(پ ۲۷،الرحمٰن:۲۶،۲۷)
فرشتے بولے ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں۔ پھر آیت نازل ہوئی:
ہر جاندار موت کو چکھنے والا ہے۔(پ ۴،ال عمران:۱۸۵)
فرشتوں نے کہا: اب ہم بھی گئے۔ جب آسمان و زمین سب فنا ہوجائیں گے اور صرف ملائکہ مقربین میں جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور چار فرشتے حَمَلہ عرش (یعنی عرش کے اٹھانے والے) رہ جائیں گے۔ ارشاد فرمائے گا اور وہ خوب جاننے والا ہے عزرائیل! اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے کہ باقی ہیں تیرے بندے جبریل، میکائل، اسرافیل، عزرائیل اور چار فرشتے عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہوجائیں گے اور باقی ہے تیرا وجہِ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ ارشاد فرمائے گا: جبریل کی روح قبض کر۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح قبض کریں گے، وہ ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں ربُّ العزت کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے۔ پھر فرمائے گا: عزرائیل! اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے: باقی ہیں تیرے بندے میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہِ کریم اور وہ کبھی فنا نہ ہوگا۔ فرمائے گا: میکائیل کی روح قبض کر۔ میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند سجدہ میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے۔ پھر ارشاد فرمائے گا: عزرائیل! اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے: باقی ہیں تیرے بندے اسرافیل، عزرائیل اور حملہ عرش اور یہ بھی فنا ہوں گی اور باقی ہے تیرا وجہِ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ ارشاد فرمائے گا: اسرافیل کی روح قبض کر۔ اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے۔ اور پھر فرمائے گا: عزرائیل! اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے: باقی ہیں تیرے بندے حملہ عرش اور باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہِ کریم اور وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ فرمائے گا: حملہ عرش کی روح قبض کر۔ وہ سب بھی اسی طرح مرجائیں گے۔ پھر ارشاد فرمائے گا: عزرائیل! اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوگا اور باقی ہے تیرا وجہِ کریم اور کبھی فنا نہ ہوگا۔ ارشاد فرمائے گا مُت مرجا! عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند ربُّ العزت (عَزَّ وَجَلَّ) کے حضور سجدہ میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور روح نکل جائے گی۔ اس وقت سوا ربُّ العزت جل جلالہٗ کے کوئی نہ ہوگا اس وقت ارشاد ہوگا:
آج کس کے لیے بادشاہت ہے۔(پ ۲۴،المؤمن:۱۶)
کوئی ہو تو جواب دے، خود ربُّ العزت جل جلالہٗ جواب فرمائے گا:

تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ
پھرو گے و۱۳۸ اور بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ضرور ہم انھیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ
غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۵۸﴾
دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ اُن میں رہیں گے کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا و۱۳۹
الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ كَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
وہ جنھوں نے صبر کیا و۱۴۰ اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں و۱۴۱ اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی
رِزْقَهَا ۖۗ اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَ اِیَّاكُمْ ۖؗ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۰﴾ وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ
ساتھ نہیں رکھتے و۱۴۲ اللہ روزی دیتا ہے اُنھیں اور تمھیں و۱۴۳ اور وہی سُنتا جانتا ہے و۱۴۴ اور اگر تم اُن سے پوچھو و۱۴۵

اللہ واحد قہار کے لیے ہے۔(پ ۲۴، المؤمن:۱۶)

(روح البیان، الرحمٰن، تحت الآیۃ ۲۶، ج۹ص ۲۹۷، ۲۹۸)

و۱۳۸ ثواب وعذاب اور جزائے اعمال کے لئے تو لازم ہے کہ ہمارے دین پر قائم رہو اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہجرت کرو۔

و۱۳۹ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالائے۔

و۱۴۰ سختیوں پر اور کسی شدّت میں اپنے دین کو نہ چھوڑا، مشرکین کی ایذا سہی، ہجرت اختیار کر کے دین کی خاطر وطن کو چھوڑنا گوارا کیا۔

و۱۴۱ تمام امور میں۔

و۱۴۲ شانِ نُزول: مکّۂ مکرّمہ میں مومنین کو مشرکین شب و روز طرح طرح کی ایذائیں دیتے رہتے تھے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے مدینۂ طیّبہ کی طرف ہجرت کرنے کو فرمایا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم مدینہ شریف کو کیسے چلے جائیں نہ وہاں ہمارا گھر، نہ مال، کون ہمیں کھلائے گا، کون پلائے گا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور فرمایا گیا کہ بہت سے جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اس کی انہیں قوّت نہیں اور نہ وہ اگلے دن کے لئے کوئی ذخیرہ جمع کرتے ہیں جیسے کہ بہائم ہیں طیور ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال جمع کرنے اور خواہشات کے پیچھے چلنے کا حکم نہیں دیا جو شخص دینار جمع کر کے اس سے فانی دنیا کا ارادہ کرے تو (یاد رکھو) زندگی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے سنو! میں دینار اور درھم جمع نہیں کرتا اور نہ ہی کل کے لئے کھانا روک رکھتا ہوں۔

(المطالب العالیۃ جلد ۳ ص ۱۵۹، ۱۶۰ حدیث ۳۱۴۰)

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰی

کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں

یُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ

اوندھے جاتے ہیں و۱۴۶ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے

اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾ وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ

چاہے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جو تم اُن سے پوچھو کس نے اُتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

کر دی مَرے پیچھے ضرور کہیں گے اللہ نے و۱۴۷ تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ اُن میں اکثر

ع ۶ / ۱۲ / ۲ یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ مَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ

بے عقل ہیں و۱۴۸ اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود و۱۴۹ اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی

و۱۴۳ تو جہاں ہو گے وہی روزی دے گا تو یہ کیا پوچھنا کہ ہمیں کون کھلائے گا کون پلائے گا ساری خَلق کا اللہ رزّاق ہے ضعیف اور قوی مقیم اور مسافر سب کو وہی روزی دیتا ہے۔

و۱۴۴ تمہارے اقوال اور تمہارے دل کی باتوں کو۔ حدیث شریف میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکُّل کرو جیسا چاہئے تو وہ تمہیں ایسی روزی دے جیسی پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح بھوکے خالی پیٹ اٹھتے ہیں شام کو سیر واپس ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

و۱۴۵ یعنی کُفّارِ مکّہ سے۔

و۱۴۶ اور باوجود اس اقرار کے کس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید سے منحرف ہوتے ہیں۔

و۱۴۷ اس کے مقِر ہیں۔

و۱۴۸ کہ باوجود اس اقرار کے توحید کے منکِر ہیں۔

و۱۴۹ کہ جیسے بچّے گھڑی بھر کھیلتے ہیں کھیل میں دل لگاتے ہیں پھر اس سب کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں یہی حال دنیا کا ہے نہایت سریع الزوال ہے اور موت یہاں سے ایسا ہی جدا کر دیتی ہے جیسے کھیل والے بچّے منتشر ہو جاتے ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے کندھے پکڑ کر ارشاد فرمایا: دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر بن کر رہو۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب تو شام کرے تو آنے والی صبح کا انتظار مت کر، اور جب صبح کرے تو شام کا منتظر نہ رہ، اور حالت صحت میں بیماری کے لئے اور زندگی میں موت کے لئے تیاری کر لے۔

وقف لازم

الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝۶۴ فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا

سچی زندگی ہے ۱۵۰ کیا اچھا تھا اگر جانتے ۱۵۱ پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں ۱۵۲

اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ ۝۶۵

اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لاکر ۱۵۳ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے ۱۵۴ جبھی شرک کرنے لگتے

لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ ۚۛ وَ لِیَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝۶۶ اَوَ لَمْ یَرَوْا

ہیں ۱۵۵ کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی ۱۵۶ اور برتیں ۱۵۷ تو اب جانا چاہتے ہیں ۱۵۸ اور کیا انھوں

اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ

نے ۱۵۹ یہ نہ دیکھا کہ ہم نے ۱۶۰ حرمت والی زمین پناہ بنائی ۱۶۱ اور اُن کے آس پاس والے لوگ اُچک لیے جاتے

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الدنیا....الخ، الحدیث:۶۴۱۶ج ۴ص ۲۳۹)

پیارے اسلامی بھائی! یہ لمبی امیدیں تمہیں نیکی کے کام کرنے سے ہرگز غفلت میں نہ ڈالیں،۔۔۔۔۔یہ دنیا جس میں ہم زندگی گزار رہے ہیں، آخرت کی کھیتی ہے،۔۔۔۔۔ہم پر لازم ہے کہ اپنی عمر بھلائی کے کاموں میں صرف کریں کیونکہ ہر نئے دن، دنیا ہم سے دور ہوتی جاری رہی ہے اور آخرت ہمارے قریب آرہی ہے،۔۔۔۔۔آج عمل کا موقع ہے اور کوئی حساب نہیں لیکن کل صرف حساب ہوگا اور کچھ عمل نہ کرسکیں گے۔

۱۵۰ کہ وہ زندگی پائیدار ہے، دائمی ہے، اس میں موت نہیں، زندگانی کہلانے کے لائق وہی ہے۔

۱۵۱ دنیا اور آخرت کی حقیقت، تو دنیائے فانی کو آخرت کی جاودانی زندگی پر ترجیح نہ دیتے۔

۱۵۲ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو باوجود اپنے شرک وعناد کے بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ۔

۱۵۳ کہ اس مصیبت سے نجات وہی دے گا۔

۱۵۴ اور ڈوبنے کا اندیشہ اور پریشانی جاتی رہتی ہے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

۱۵۵ زمانۂ جاہلیت کے لوگ بحری سفر کرتے وقت بتوں کو ساتھ لے جاتے تھے جب ہوا مخالف چلتی اور کشتی خطرہ میں آتی تو بتوں کو دریا میں پھینک دیتے اور یاربّ یاربّ پکارنے لگتے اور امن پانے کے بعد پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاتے۔

۱۵۶ یعنی اس مصیبت سے نجات کی۔

۱۵۷ اور اس سے فائدہ اٹھائیں بخلاف مومنینِ مخلصین کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اخلاص کے ساتھ شکر گزار رہتے ہیں اور جب ایسی صورت پیش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے رہائی دیتا ہے تو اس کی اطاعت میں اور زیادہ سرگرم ہوجاتے ہیں مگر کافروں کا حال اس کے بالکل برخلاف ہے۔

یُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى

ہیں۱۶۲ تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں۱۶۳ اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے۱۶۴ ناشکری کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم

اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۱۶۵ یا حق کو جھٹلائے۱۶۶ جب وہ اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا

لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۶۸﴾ وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ

نہیں۱۶۷ اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھا دیں گے۱۶۸ اور بے شک

اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾ ع

اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۱۶۹

ع ۷ ۲

۱۵۸ نتیجہ اپنے کردار کا۔

۱۵۹ یعنی اہلِ مکّہ نے۔

۱۶۰ ان کے شہر مکّہ مکرّمہ کی۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی بستی جو کعبہ معظّمہ کا شہر ہے بہت حرمت والا اور عظمت والا ہے۔

۱۶۱ ان کے لئے جو اس میں ہوں۔

۱۶۲ قتل کئے جاتے ہیں گرفتار کئے جاتے ہیں۔

۱۶۳ یعنی بتوں پر۔

۱۶۴ یعنی سیدِ عالم محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور اسلام سے کُفر کر کے۔

۱۶۵ اس کے لئے شریک ٹھہرائے۔

۱۶۶ سیدِ عالم محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت اور قرآن کو نہ مانے۔

۱۶۷ بے شک تمام کافروں کا ٹھکانا جہنّم ہی ہے۔

۱۶۸ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ معنٰی یہ ہیں کہ جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ثواب کی راہ دیں گے۔ حضرت جنید نے فرمایا جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی راہ دیں گے۔ حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا جو طلبِ علم میں کوشش کریں گے انہیں ہم عمل کی راہ دیں گے۔ حضرت سعد بن عبداللہ نے فرمایا جو اقامتِ سنّت میں کوشش کریں گے ہم انہیں جنّت کی راہ دکھا دیں گے۔

۱۶۹ ان کی مدد اور نصرت فرماتا ہے۔

اٰیاتھا ۶۰ ۳۰ سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَکِّیَّۃٌ ۸۴ رکوعاتھا ۶

سورۂ روم مکی ہے ؎۱ اس میں ساٹھ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِیْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ

؎۲ رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں ؎۳ اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب

؎۱ سورۂ روم مکّیہ ہے اس میں چھ رکوع ساٹھ آیتیں آٹھ سو انیس کلمے تین ہزار پانچ سو چونتیس حرف ہیں۔

؎۲ شانِ نُزول: فارس اور روم کے درمیان جنگ تھی اور چونکہ اہلِ فارس مجوسی تھے اس لئے مشرکینِ عرب ان کا غلبہ پسند کرتے تھے، رومی اہلِ کتاب تھے اس لئے مسلمانوں کو ان کا غلبہ اچھا معلوم ہوتا تھا۔ خسرو پرویز بادشاہِ فارس نے رومیوں پر لشکر بھیجا اور قیصرِ روم نے بھی لشکر بھیجا یہ لشکر سرزمینِ شام کے قریب مقابل ہوئے اہلِ فارس غالب ہوئے، مسلمانوں کو یہ خبر گراں گزری، کُفّارِ مکّہ اس سے خوش ہو کر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہلِ کتاب اور نصارٰی بھی اہلِ کتاب اور ہم بھی اُمّی اور اہلِ فارس بھی اُمّی ہمارے بھائی اہلِ فارس تمہارے بھائیوں رومیوں پر غالب ہوئے ہماری تمہاری جنگ ہوئی تو ہم بھی تم پر غالب ہوں گے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں خبر دی گئی کہ چند سال میں پھر رومی اہلِ فارس پر غالب آ جائیں گے، یہ آیتیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کُفّارِ مکّہ میں جا کر اعلان کر دیا کہ خدا کی قسم رومی ضرور اہلِ فارس پر غلبہ پائیں گے اے اہلِ مکّہ تم اس وقت کے نتیجۂ جنگ سے خوش مت ہو ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے، اُبَی بن خلف کافر آپ کے مقابل کھڑا ہو گیا اور آپ کے اور اس کے درمیان سو سو اونٹ کی شرط ہو گئی اگر نو سال میں اہلِ فارس غالب آ جائیں تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُبَی کو سو اونٹ دیں گے اور اگر رومی غالب آ جائیں تو اُبَی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دے گا۔ اس وقت تک قمار کی حرمت نازل نہ ہوئی تھی۔

(مدارک التنزیل، ج ۳، ص ۴۵۸، پ ۲۱، الروم: ۳)

مسئلہ: اور حضرت امام ابوحنیفہ و امام محمّد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک حربی کُفّار کے ساتھ عقودِ فاسدہ ربٰوا وغیرہ جائز ہیں اور یہی واقعہ ان کی دلیل ہے۔ القصّہ سات سال کے بعد اس خبر کا صدق ظاہر ہوا اور جنگِ حُدیبیہ یا بدر کے دن رومی اہلِ فارس پر غالب آئے اور رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھے اور عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بِنا رکھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرط کے اونٹ اُبَی کی اولاد سے وصول کر لئے کیونکہ وہ اس درمیان میں مر چکا تھا، سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ شرط کے مال کو صدقہ کر

سَیَغۡلِبُوۡنَ ﴿۳﴾ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ

ہوں گے وہ چند برس میں وہ حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے وہ اور اس دن

یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴﴾ بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ

ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے وہ وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت

الرَّحِیۡمُ ﴿۵﴾ وَعۡدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا

والا مہربان اللہ کا وعدہ وہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے وہ

یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶﴾ یَعۡلَمُوۡنَ ظَاہِرًا مِّنَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚۖ وَ ہُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ

جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی وہ اور وہ آخرت سے پورے

غٰفِلُوۡنَ ﴿۷﴾ اَوَ لَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ ۟ مَا خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَ

بے خبر ہیں کیا انھوں نے اپنے جی میں نہ سوچا کہ اللہ نے پیدا نہ کیے آسمان اور

دیں۔ یہ غیبی خبر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحتِ نبوّت اور قرآنِ کریم کے کلامِ الٰہی ہونے کی روشن دلیل ہے۔(خازن ومدارک)

(مدارک التنزیل، ج۳،ص ۸۵۴، پ۲۱، الروم: ۳)

ف۳ یعنی شام کی اس سرزمین میں جو فارس سے قریب تر ہے۔

ف۴ اہلِ فارس پر۔

ف۵ جن کی حد نو برس ہے۔

ف۶ یعنی رومیوں کے غلبہ سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی۔ مراد یہ ہے کہ پہلے اہلِ فارس کا غلبہ ہونا اور دوبارہ اہلِ روم کا یہ سب اللہ تعالیٰ کے امر وارادے اور اس کے قضاوقدر سے ہے۔

ف۷ کہ اس نے کتابیوں کو غیرِ کتابیوں پر غلبہ دیا اور اسی روز بدر میں مسلمانون کو مشرکوں پر اور مسلمانوں کا صدق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآنِ کریم کی خبر کی تصدیق ظاہر فرمائی۔

ف۸ جو اس نے فرمایا تھا کہ رومی چند برس میں پھر غالب ہوں گے۔

ف۹ یعنی بے علم ہیں۔

ف۱۰ تجارت، زراعت، تعمیر، وغیرہ دنیوی دھندے۔ اس میں اشارہ ہے کہ دنیا کی بھی حقیقت نہیں جانتے اس کا بھی ظاہر ہی جانتے ہیں۔

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ
زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق وا۱۱ اور ایک مقرر میعاد سے و۱۲ اور بے شک بہت سے لوگ اپنے رب سے

بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۞۸ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
ملنے کا انکار رکھتے ہیں و۱۳ اور کیا اُنھوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کہ اُن سے اگلوں کا

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَ
انجام کیسا ہوا و۱۴ وہ ان سے زیادہ زور آور تھے اور زمین جوتی اور

عَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ
آباد کی ان و۱۵ کی آبادی سے زیادہ اور ان کے رسول ان کے پاس روشن نشانیاں لائے و۱۶ تو اللہ کی شان نہ تھی

لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۞۹ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ
کہ اُن پر ظلم کرتا و۱۷ ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے و۱۸ پھر جنھوں نے حد بھر کی برائی کی

اَسَآءُوا السُّوْۤاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞۱۰ ع اَللّٰهُ
ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور اُن کے ساتھ تمسخر کرتے اللہ پہلے بناتا ہے

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۞۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
پھر دوبارہ بنائے گا و۱۹ پھر اس کی طرف پھرو گے و۲۰ اور جس دن قیامت قائم ہو گی

و۱۱ یعنی آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو عبث اور باطل نہیں بنایا ان کی پیدائش میں بے شمار حکمتیں ہیں۔

و۱۲ یعنی ہمیشہ کے لئے نہیں بنایا بلکہ ایک مدّت معیّن کر دی ہے جب وہ مدّت پوری ہو جاوے گی تو یہ فنا ہو جائیں گے اور وہ مدّت قیامت قائم ہونے کا وقت ہے۔

و۱۳ یعنی بعث بعد الموت پر ایمان نہیں لاتے۔

و۱۴ کہ رسولوں کی تکذیب کے باعث ہلاک کئے گئے ان کے اجڑے ہوئے دیار اور ان کی بربادی کے آثار دیکھنے والوں کے لئے موجبِ عبرت ہیں۔

و۱۵ اہلِ مکّہ۔

و۱۶ تو وہ ان پر ایمان نہ لائے، پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔

و۱۷ ان کے حقوق کم کر کے اور انہیں بغیر جرم کے ہلاک کر کے۔

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآىِٕهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَ كَانُوْا
مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی ؃۲۱ اور اُن کے شریک ؃۲۲ اُن کے سفارشی نہ ہوں گے اور وہ اپنے
بِشُرَكَآىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا
شریکوں سے منکر ہو جائیں گے اور جس دن قیامت قائم ہو گی اس دن الگ ہو جائیں گے ؃۲۳ تو
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ اَمَّا
وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری میں اُن کی خاطر داری ہو گی ؃۲۴ اور
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ لِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓىِٕكَ فِي الْعَذَابِ
جو کافر ہوئے اور ہماری آیتیں اور آخرت کا ملنا جھٹلایا ؃۲۵ وہ عذاب میں لادھرے (ڈال دیے)
مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَهُ
جائیں گے ؃۲۶ تو اللہ کی پاکی بولو ؃۲۷ جب شام کرو ؃۲۸ اور جب صبح ہو ؃۲۹ اور اُسی کی

؃۱۸ رسولوں کی تکذیب کر کے اپنے آپ کو مستحقِ عذاب بنا کر۔

؃۱۹ یعنی بعدِ موت زندہ کر کے۔

؃۲۰ تو اعمال کی جزا دے گا۔

؃۲۱ اور کسی نفع اور بھلائی کی امید باقی نہ رہے گی۔ بعض مفسّرین نے یہ معنٰی بیان کئے ہیں کہ ان کا کلام منقطع ہو جائے گا وہ ساکت رہ جائیں گے کیونکہ ان کے پاس پیش کرنے کے قابل کوئی حُجّت نہ ہو گی۔ بعض مفسّرین نے یہ معنٰی بیان کئے ہیں کہ وہ رسوا ہوں گے۔

؃۲۲ یعنی بُت جنہیں وہ پُوجتے تھے۔

؃۲۳ مومن اور کافر پھر کبھی جمع نہ ہوں گے۔

؃۲۴ یعنی بُستانِ جنّت میں ان کا اکرام کیا جائے گا جس سے وہ خوش ہوں گے یہ خاطر داری جنّتی نعمتوں کے ساتھ ہو گی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد سماع ہے کہ انہیں نغمات طرب انگیز سنائے جائیں گے جو اللہ تبارک و تعالٰی کی تسبیح پر مشتمل ہوں گے۔

؃۲۵ بَعث و حشر کے منکِر ہوئے۔

؃۲۶ نہ اس عذاب میں تخفیف ہو نہ اس سے کبھی نکلیں۔

؃۲۷ پاکی بولنے سے یا تو اللہ تعالٰی کی تسبیح و ثناء مراد ہے اور اس کی احادیث میں بہت فضیلتیں وارد ہیں یا اس سے نماز مراد ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا پنجگانہ نمازوں کا بیان قرآنِ پاک میں

الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ

تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں ؏۳ اور کچھ دن رہے ؏۳۱ اور جب تمہیں دوپہر ہو ؏۳۲ وہ زندہ کو نکالتا ہے

مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

مُردے سے ؏۳۳ اور مُردے کو نکالتا ہے زندہ سے ؏۳۴ اور زمین کو جلاتا (زندہ کرتا) ہے اس کے مرے پیچھے ؏۳۵

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ

ع ۲ ۹ ۵

اور یوں ہی تم نکالے جاؤ گے ؏۳۶ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے ؏۳۷ پھر جبھی تم

بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے

لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

کہ اُن سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی ؏۳۸ بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان

ہے؟ فرمایا ہاں اور یہ آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ ان میں پانچوں نمازیں اور ان کے اوقات مذکور ہیں۔

؏۲۸ اس میں مغرب وعشاء کی نمازیں آگئیں۔

؏۲۹ یہ نمازِ فجر ہوئی۔

؏۳۰ یعنی آسمان اور زمین والوں پر اس کی حمد لازم ہے۔

؏۳۱ یعنی تسبیح کرو کچھ دن رہے، یہ نمازِ عصر ہوئی۔

؏۳۲ یہ نمازِ ظہر ہوئی۔

حکمت: نماز کے لئے یہ پنجگانہ اوقات مقرر فرمائے گئے اس لئے کہ افضل اعمال وہ ہے جو مدام ہو اور انسان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے تمام اوقات نماز میں صرف کرے کیونکہ اس کے ساتھ کھانے پینے وغیرہ کے حوائج و ضروریات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بندہ پر عبادت میں تخفیف فرمائی اور دن کے اوّل واوسط وآخر میں اور رات کے اوّل و آخر میں نمازیں مقرر کیں تاکہ ان اوقات میں مشغولِ نماز رہنا دائمی عبادت کے حکم میں ہو۔ (مدارک وخازن)

؏۳۳ جیسے کہ پرند کو انڈے سے اور انسان کو نطفہ سے اور مومن کو کافر سے۔

؏۳۴ جیسے کہ انڈے کو پرند سے نطفہ کو انسان سے کافر کو مومن سے۔

؏۳۵ یعنی خشک ہوجانے کے بعد مینہ برسا کر سبزہ اُگا کر۔

؏۳۶ قبروں سے بعث وحساب کے لئے۔

؏۳۷ تمہارا جدِّ اعلیٰ اور تمہاری اصل حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کر کے۔

یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ
کرنے والوں کے لیے اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا

وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ
اختلاف ۳۹ بے شک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے اور اس کی نشانیوں میں ہے رات اور دن میں تمہارا

وَ النَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾
سونا ۴۰ اور اس کا فضل تلاش کرنا ۴۱ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لیے ۴۲ اور اس کی

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ
نشانیوں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈراتی ۴۳ اور امید دلاتی ۴۴ اور آسمان سے پانی اُتارتا ہے تو اُس سے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ
زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے ۴۵ اور اس کی نشانیوں سے

اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ
ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں ۴۶ پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا ۴۷ جبھی تم

۳۸ کہ بغیر کسی پہلی معرفت اور بغیر کسی قرابت کے ایک دوسرے کے ساتھ محبت و ہمدردی ہے۔

۳۹ زبانوں کا اختلاف تو یہ ہے کہ کوئی عربی بولتا ہے، کوئی عجمی، کوئی اور کچھ اور رنگتوں کا اختلاف یہ ہے کہ کوئی گورا ہے، کوئی کالا، کوئی گندمی اور یہ اختلاف نہایت عجیب ہے کیونکہ سب ایک اصل سے ہیں اور سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

۴۰ جس سے تکان دور ہوتی ہے اور راحت حاصل ہوتی ہے۔

۴۱ فضل تلاش کرنے سے کسبِ معاش مراد ہے۔

۴۲ جو گوشِ ہوش سے سنیں۔

۴۳ گرنے اور نقصان پہنچانے سے۔

۴۴ بارش کی۔

۴۵ جو سوچیں اور قدرتِ الٰہی پر غور کریں۔

۴۶ حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم نے فرمایا کہ وہ دونوں بغیر کسی سہارے کے قائم ہیں۔

۴۷ یعنی تمہیں قبروں سے بلائے گا اس طرح کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام قبر والوں کے اٹھانے کے لئے صور

الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ
نکل پڑو گے ۴۸ اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیر حکم ہیں
كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ
اور وہی ہے کہ اوّل بناتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا ۴۹ اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر
عَلَیْهِ ؕ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ
زیادہ آسان ہونا چاہئے ۵۰ اور اُسی کے لیے ہے سب سے برتر شان آسمانوں اور زمین میں ۵۱
الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ ع ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ ربع ۴ / ۸
اور وہی عزت وحکمت والا ہے تمہارے لیے ۵۲ ایک کہاوت بیان فرماتا ہے خود تمہارے اپنے حال سے ۵۳ کیا تمہارے
اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ
لیے تمہارے ہاتھ کے غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں ۵۴ اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی ۵۵ تو تم سب اس میں برابر
كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ
ہو ۵۶ تم اُن سے ڈرو ۵۷ جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ۵۸ ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل

پھونکیں گے تو اوّلین وآخرین میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو نہ اٹھے چنانچہ اس کے بعد ہی ارشاد فرماتا ہے۔

۴۸ یعنی قبروں سے زندہ ہوکر۔

۴۹ ہلاک ہونے کے بعد۔

۵۰ کیونکہ انسانوں کا تجربہ اور ان کی رائے یہی بتاتی ہے کہ شئ کا اعادہ اس کی ابتداء سے سہل ہوتا ہے اور اللہ تعالٰی کے لئے کچھ بھی دشوار نہیں۔

۵۱ کہ اس جیسا کوئی نہیں وہ معبودِ برحق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۵۲ اے مشرکو۔

۵۳ وہ مثل (کہاوت) یہ ہے۔

۵۴ یعنی کیا تمہارے غلام تمہارے ساجھی ہیں۔

۵۵ مال ومتاع وغیرہ۔

۵۶ یعنی آقا اور غلام کو اس مال ومتاع میں یکساں استحقاق ہوا ایسا کہ۔

۵۷ اپنے مال ومتاع میں بغیر ان غلاموں کی اجازت سے تصرُّف کرنے سے۔

اتَّبَعَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ۚ فَمَنۡ یَّهۡدِیۡ مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ

والوں کے لیے بلکہ ظالم ف۵۹ اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لیے بے جانے ف۶۰ تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے

مَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّیۡنِ حَنِیۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِیۡ

گمراہ کیا ف۶۱ اور اُن کا کوئی مددگار نہیں تو اپنا منہ ف۶۲ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلے اسی کے ہو کر ف۶۳ اللہ کی

فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡهَا ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ ٭ۙ وَ لٰكِنَّ

ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا ف۶۴ اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا ف۶۵ یہی سیدھا

اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۰﴾ ٭ۙ مُنِیۡبِیۡنَ اِلَیۡهِ وَ اتَّقُوۡهُ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا

دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے ف۶۶ اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے ف۶۷ اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور

تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ﴿۳۱﴾ ۙ مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَهُمۡ وَ كَانُوۡا شِیَعًا ؕ كُلُّ

مشرکوں سے نہ ہو ان میں سے جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ف۶۸ اور ہو گئے گروہ گروہ

ف۵۸ مدعٰی یہ ہے کہ تم کسی طرح اپنے مملوکوں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالٰی کے مملوکوں کو اس کا شریک قرار دو۔ اے مشرکین تم اللہ تعالٰی کے سوا جنہیں اپنا معبود قرار دیتے ہو وہ اس کے بندے اور مملوک ہیں۔

ف۵۹ جنہوں نے شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلمِ عظیم کیا ہے۔

ف۶۰ جہالت سے۔

ف۶۱ یعنی کوئی اس کا ہدایت کرنے والا نہیں۔

ف۶۲ جو انہیں عذابِ الٰہی سے بچا سکے۔

ف۶۳ یعنی خلوص کے ساتھ دینِ الٰہی پر باستقامت و استقلال قائم رہو۔

ف۶۴ فطرت سے مراد دینِ اسلام ہے معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالٰی نے خَلق کو ایمان پر پیدا کیا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر بچّہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے یعنی اسی عہد پر جو اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ فرما کر لیا گیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ اس آیت میں حکم دیا گیا کہ دینِ الٰہی پر قائم رہو جس پر اللہ تعالٰی نے خَلق کو پیدا کیا ہے۔

ف۶۵ یعنی دینِ الٰہی پر قائم رہنا۔

ف۶۶ اس کی حقیقت کو تو اس دین پر قائم رہو۔

ف۶۷ یعنی اللہ تعالٰی کی طرف توبہ اور طاعت کے ساتھ۔

ف۶۸ معبود کے باب میں اختلاف کر کے۔

حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ

ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے ۶۹ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے ۷۰ تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس

مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

کی طرف رجوع لاتے ہوئے پھر جب وہ انھیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ دیتا ہے ۷۱ جبھی ان میں سے ایک گروہ

بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ

اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے کہ ہمارے دیے کی ناشکری کریں تو برت لو ۷۲ اب قریب جانا چاہتے ہو ۷۳

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾

یا ہم نے ان پر کوئی سند اُتاری ۷۴ کہ وہ اُنھیں ہمارے شریک بتا رہی ہے ۷۵

وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں ۷۶ اس پر خوش ہو جاتے ہیں ۷۷ اور اگر انھیں کوئی برائی پہنچے ۷۸ بدلہ اس کا

قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

جو اُن کے ہاتھوں نے بھیجا ۷۹ جبھی وہ نا اُمید ہو جاتے ہیں ۸۰ اور کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے

۶۹ اور اپنے باطل کو حق گمان کرتا ہے۔

۷۰ مرض کی یا قحط کی یا اس کے سوا اور کوئی۔

۷۱ اس تکلیف سے خلاصی عنایت کرتا ہے اور راحت عطا فرماتا ہے۔

۷۲ دنیوی نعمتوں کو چند روز۔

۷۳ کہ آخرت میں تمہارا کیا حال ہوتا ہے اس دنیا طلبی کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے۔

۷۴ کوئی حُجّت یا کوئی کتاب۔

۷۵ اور شرک کرنے کا حکم دیتی ہے ایسا نہیں ہے نہ کوئی حُجّت ہے نہ کوئی سند۔

۷۶ یعنی تندرستی اور وسعتِ رزق کا۔

۷۷ اور اِتراتے ہیں۔

۷۸ قحط یا خوف یا اور کوئی بلا۔

۷۹ یعنی ان کی معصیتوں اور ان کے گناہوں کا۔

۸۰ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور یہ بات مومن کی شان کے خلاف ہے کیونکہ مومن کا حال یہ ہے کہ جب اسے نعمت

لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا

جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے تو رشتہ دار کو

الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ

اس کا حق دو ف۸۱ اور مسکین اور مسافر کو ف۸۲ یہ بہتر ہے اُن کے لیے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں ف۸۳ اور اُنھیں کا کام

اللّٰهِ ٘ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَاۡ فِیْۤ اَمْوَالِ

بنا اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ

النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ

اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی ف۸۴ اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے ف۸۵

فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ

تو اُنھیں کے دونے ہیں ف۸۶ اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے

ملتی ہے تو شکر گزاری کرتا ہے اور جب سختی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے۔

ف۸۱ اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرو۔

ف۸۲ ان کے حق دو صدقہ دے کر اور مہمان نوازی کر کے۔

مسئلہ: اس آیت سے محارم کے نفقہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔(مدارک)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھا سکتا ہوں، صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا تو صدقہ دیا کرو اور بندہ اللہ کی رضا کی خاطر ظلم کو درگزر نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اُسے عزّت عطا فرمائے گا اور بندہ سوال کا دروازہ نہ کھولے گا مگر اللہ تعالیٰ اس پر فقیری کا دروازہ کھول دے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبدالرحمان بن عوف، الحدیث: ۱۶۷۴، ج۱، ص ۵۱۵)

ف۸۳ اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کے طالب ہیں۔

ف۸۴ لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست احباب اور آشناؤں کو یا اور کسی شخص کو اس نیّت سے ہدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا اور اس میں برکت نہ ہوگی کیونکہ یہ عمل خالصاً لِلّٰہِ تعالیٰ نہیں ہوا۔

ف۸۵ نہ اس سے بدلہ لینا مقصود ہو نہ نام و نمود۔

ف۸۶ ان کا اجر و ثواب زیادہ ہوگا ایک نیکی کا دس گنا زیادہ دیا جائے گا۔

ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ

(زندہ کرے) گا ف۸۷ کیا تمہارے شریکوں میں ف۸۸ بھی کوئی ایسا ہے جو اُن کاموں میں سے کچھ کرے ف۸۹ پاکی اور

سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ

برتری ہے اُسے اُن کے شرک سے چمکی خرابی خشکی اور تری میں ف۹۰ اُن برائیوں سے

اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ

جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تاکہ اُنھیں ان کے بعض کوتکوں (بُرے کاموں) کا مزہ چکھائے کہیں وہ باز آئیں ف۹۱ تم

سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ

فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیسا انجام ہوا اگلوں کا ان میں بہت

اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ

مشرک تھے ف۹۲ تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لیے ف۹۳ قبل اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ کی طرف سے ٹلنا

یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ یَوْمَىِٕذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَ

نہیں ف۹۴ اس دن الگ پھٹ جائیں گے ف۹۵ جو کفر کرے اس کے کفر کا وبال اُسی پر اور

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ یَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لا لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا

جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی لیے تیاری کر رہے ہیں ف۹۶ تاکہ صلہ دے ف۹۷ اُنھیں جو ایمان لائے اور اچھے

ف۸۷ پیدا کرنا، روزی دینا، مارنا، جِلانا یہ سب کام اللہ ہی کے ہیں۔

ف۸۸ یعنی بُتوں میں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو ان میں۔

ف۸۹ اس کے جواب سے مشرکین عاجز ہوئے اور انہیں دَم مارنے کی مجال نہ ہوئی تو فرماتا ہے۔

ف۹۰ شرک و معاصی کے سبب سے قحط اور امساکِ باراں اور قلّتِ پیداوار اور کھیتیوں کی خرابی اور تجارتوں کے نقصان اور آدمیوں اور جانوروں میں موت اور کثرتِ آتش زدگی اور غرق اور ہر شئ میں بے برکتی۔

ف۹۱ کُفر و معاصی سے اور تائب ہوں۔

ف۹۲ اپنے شرک کے باعث ہلاک کئے گئے ان کے منازل اور مساکن ویران پڑے ہیں انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔

ف۹۳ یعنی دینِ اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔

ف۹۴ یعنی روزِ قیامت۔

الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ
کام کئے اپنے فضل سے بے شک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناتی ۹۸
الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ
اور اس لیے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دیا اور اس لیے کہ کشتی ۹۹ اس کے حکم سے چلے اور اس لیے کہ اس کا
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
فضل تلاش کرو ۱۰۰ اور اس لیے کہ تم حق مانو ۱۰۱ اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول
رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ
اُن کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ اُن کے پاس کھلی نشانیاں لائے ۱۰۲ پھر ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا ۱۰۳
وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ
اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا ۱۰۴ اللہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں

۹۵ یعنی حساب کے بعد متفرق ہو جائیں گے جنّتی جنّت کی طرف جائیں گے اور دوزخی دوزخ کی طرف۔

۹۶ کہ منازلِ جنّت میں راحت و آرام پائیں۔

۹۷ اور ثواب عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ۔

۹۸ بارش اور کثرتِ پیداوار کا۔

۹۹ دریا میں ان ہواؤں سے۔

۱۰۰ یعنی دریائی تجارتوں سے کسبِ معاش کرو۔

۱۰۱ ان نعمتوں کا اور اللہ کی توحید قبول کرو۔

۱۰۲ جو ان رسولوں کے صدقِ رسالت پر دلیلِ واضح تھیں تو اس قوم میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے کُفر کیا۔

۱۰۳ کہ دنیا میں انہیں عذاب کر کے ہلاک کر دیا۔

۱۰۴ یعنی انہیں نجات دینا اور کافروں کو ہلاک کرنا۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آخرت کی کامیابی اور اعداء پر فتح و نصرت کی بشارت دی گئی ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو بچائے گا اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت جہنّم کی آگ سے بچائے گا یہ فرما کر سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب من الغیبۃ ...الخ، رقم ۷، ج ۳، ص ۳۳۴)

(شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب الذب عن المسلمین، ج ۶، رقم ۳۴۲۲، ص ۴۹۴)

سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَ يَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ

بادل پھر اُسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا چاہے ۱۰۵ اور اسے پارہ پارہ کرتا ہے ۱۰۶ تو تُو دیکھے کہ اس کے بیچ

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ جو دنیا میں اپنے بھائی کی عزت بچائے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو اسے جہنم سے بچائے گا۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب من الغیبۃ، رقم ۳۹، ج ۳، ص ۳۳۴)

حضرتِ سیدنا سہل بن معاذ بن اَنس اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ جس نے کسی مؤمن کو منافق سے بچایا اللہ عزوجل ایک فرشتہ بھیجے گا جو قیامت کے دن اسکے گوشت کو جہنم سے بچائے گا اور جس نے کسی مسلمان کو رسوا کرنے کے لئے کوئی بات کہی اللہ عزوجل اسے جہنم کے پل پر روک لے گا یہاں تک کہ وہ اپنے کہے کی سزا بھگت لے۔

(ابوداؤد، کتاب الأدب، باب من ردعن مسلم، رقم ۴۸۸۳، ج ۴، ص ۳۵۵)

حضرتِ سیدتنا اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، جس نے اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت بچائی اللہ عزوجل پر حق ہے کہ اسے جہنم سے آزاد فرمادے۔(مسند احمد بن حنبل، مسند اسماء بنت یزید، رقم ۲۷۶۸۰، ج ۱۰، ص ۴۴۵ بتغیر قلیل)

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ جس کے سامنے اس کے بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد کرسکتا ہو پھر اگر وہ اس کی مدد کرے تو اللہ عزوجل دنیا اور آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر اس نے اس کی مدد نہ کی تو اسے دنیا و آخرت میں اس کا گناہ ملے گا۔(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب من الغیبۃ ....الخ، رقم ۴۰، ج ۳، ص ۳۳۴)

حضرتِ سیدنا جابر بن عبد اللہ اور حضرتِ سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد نہ کرے جہاں اس کی عزت پامال کی جارہی ہو اور اسے گالیاں دی جارہی ہوں تو اللہ عزوجل اسے ایسی جگہ رسوا کریگا جہاں وہ اپنی مدد کا طلب گار ہوگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اسے گالیاں دی جارہی ہوں اور اس کی عزت پامال کی جارہی ہو تو اللہ عزوجل اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں وہ اپنی مدد کا طلب گار ہوگا۔

(ابوداؤد، کتاب الأدب، باب من ردعن مسلم غیبۃ، رقم ۴۸۸۴، ج ۴، ص ۳۵۵)

ف۱۰۵ قلیل یا کثیر۔

ف۱۰۶ یعنی کبھی تو اللہ تعالیٰ ابرِ محیط بھیج دیتا ہے جس سے آسمان گھرا معلوم ہوتا ہے اور کبھی متفرق ٹکڑے علیحدہ علیحدہ۔

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ
میں سے مینہ نکل رہا ہے پھر جب اُسے پہنچاتا ہے ف۱۰۷ اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے جبھی وہ
يَسْتَبْشِرُوْنَ ۚ﴿۴۸﴾ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ
خوشیاں مناتے ہیں اگرچہ اس کے اُتارنے سے پہلے آس توڑے ہوئے تھے
لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ
تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو ف۱۰۸ کیونکر زمین کو جلاتا (زندہ کرتا) ہے اس کے مرے پیچھے ف۱۰۹
اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَ لَئِنْ اَرْسَلْنَا
بے شک وہ مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں ف۱۱۰ جس سے وہ
رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى
کھیتی کو زرد دیکھیں ف۱۱۱ تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں ف۱۱۲ اس لیے کہ تم مُردوں کو نہیں سناتے ف۱۱۳
وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ
اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پیٹھ دے کر پھریں ف۱۱۴ اور نہ تم اندھوں کو ف۱۱۵ اُن کی گمراہی سے راہ پر لاؤ

ف۱۰۷ یعنی مینہ کو۔

ف۱۰۸ یعنی بارش کے اثر جو اس پر مرتّب ہوتے ہیں کہ بارش زمین کو سیراب کرتی ہے، اس سے سبزہ نکلتا ہے، سبزے سے پھل پیدا ہوتے ہیں، پھلوں میں غذائیت ہوتی ہے اور اس سے جانداروں کے اجسام کے قوام کو مدد پہنچتی ہے اور یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ یہ سبزے اور پھل پیدا کرکے۔

ف۱۰۹ اور خشک میدان کو سبزہ زار بنادیتا ہے جس کی یہ قدرت ہے۔

ف۱۱۰ ایسی جو کھیتی اور سبزے کے لئے مُضِر ہو۔

ف۱۱۱ بعد اس کے کہ وہ سرسبز و شاداب تھی۔

ف۱۱۲ یعنی کھیتی زرد ہونے کے بعد ناشکری کرنے لگیں اور پہلی نعمت سے بھی مکر جائیں۔ معنٰی یہ ہیں کہ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جب انہیں رحمت پہنچتی ہے رزق ملتا ہے خوش ہوجاتے ہیں اور جب کوئی سختی آتی ہے کھیتی خراب ہوتی ہے تو پہلی نعمتوں سے بھی مکر جاتے ہیں، چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے اور جب نعمت پہنچتی شکر بجالاتے اور جب بلا آتی صبر کرتے اور دعاء و استغفار میں مشغول ہوتے۔ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیبِ اکرم سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تسلّی فرماتا ہے کہ آپ ان لوگوں کی محرومی اور ان کے ایمان نہ لانے پر رنجیدہ نہ ہوں۔

ضَلٰلَتِهِمْؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ

تو تم اُسی کو سناتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو وہ گردن رکھے ہوئے ہیں اللہ ہے جس نے تمہیں ابتدا

خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ

میں کمزور بنایا ف۱۱۶ پھر تمہیں ناتوانی سے طاقت بخشی ف۱۱۷ پھر قوت کے بعد ف۱۱۸ کمزوری اور

ضُعْفًا وَّ شَیْبَةًؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ

بڑھاپا دیا بناتا ہے جو چاہے ف۱۱۹ اور وہی علم و قدرت والا ہے اور جس دن قیامت

السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﳔ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا

قائم ہوگی مجرم قسم کھائیں گے کہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی ف۱۲۰ وہ ایسے ہی اوندھے

یُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ

جاتے تھے ف۱۲۱ اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا ف۱۲۲ بے شک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں ف۱۲۳

(حاشیہ: قرءِ حفص بضم الضاد وفتحھا فی الالفاظ الثلاثۃ، الضم مختار ۱۲)

ف۱۱۳ یعنی جن کے دل مرچکے اوران سے کسی طرح قبولِ حق کی توقع نہیں رہی ۔

ف۱۱۴ یعنی حق کے سننے سے بہرے ہوں اور بہرے بھی ایسے کہ پیٹھ دے کر پھر گئے ان سے کسی طرح سمجھنے کی امید نہیں ۔

ف۱۱۵ یہاں اندھوں سے بھی دل کے اندھے مراد ہیں ۔ اس آیت سے بعض لوگوں نے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کیا ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہاں مُردوں سے مراد کُفّار ہیں جو دنیوی زندگی تو رکھتے ہیں مگر پند و موعظت سے منتفع نہیں ہوتے اس لئے انہیں اموات سے تشبیہ دی گئی جو دارالعمل سے گزر گئے اور وہ پند و نصیحت سے منتفع نہیں ہوسکتے لہذا آیت سے مُردوں کے نہ سننے پر سند لانا درست نہیں اور بکثرت احادیث سے مُردوں کا سننا اور اپنی قبروں پر زیارت کے لئے آنے والوں کو پہچاننا ثابت ہے ۔

ف۱۱۶ اس میں انسان کے احوال کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے وہ ماں کے پیٹ میں جنین تھا پھر بچّہ ہوکر پیدا ہوا، شیر خوار رہا یہ احوال نہایت ضعف کے ہیں ۔

ف۱۱۷ یعنی بچپن کے ضعف کے بعد جوانی کی قوّت عطا فرمائی ۔

ف۱۱۸ یعنی جوانی کی قوّت کے بعد ۔

ف۱۱۹ ضعف اور قوّت اور جوانی اور بڑھاپا یہ سب اللہ کے پیدا کئے سے ہیں ۔

ف۱۲۰ یعنی آخرت کو دیکھ کر اس کو دنیا یا قبر میں رہنے کی مدّت بہت تھوڑی معلوم ہوگی اس لئے وہ اس مدّت کو ایک گھڑی سے تعبیر کریں گے ۔

اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

اُٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اُٹھنے کا ف۱۲۴ لیکن تم نہ جانتے تھے ف۱۲۵

فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ

تو اُس دن ظالموں کو نفع نہ دے گی اُن کی معذرت اور نہ ان سے کوئی راضی کرنا مانگے ف۱۲۶ اور بے شک

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَىٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ

ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی ف۱۲۷ اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ

لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی

تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر یوں ہی مہر کر دیتا ہے اللہ

قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا

جاہلوں کے دلوں پر ف۱۲۸ تو صبر کرو ف۱۲۹ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ف۱۳۰ اور تمہیں

ف۱۲۱ یعنی ایسے ہی دنیا میں غلط اور باطل باتوں پر جمتے اور حق سے پھرتے تھے اور بَعث کا انکار کرتے تھے جیسے کہ اب قبر یا دنیا میں ٹھہرنے کی مدّت کو قسم کھا کر ایک گھڑی بتا رہے ہیں ان کی اس قسم سے اللہ تعالیٰ انہیں تمام اہلِ محشر کے سامنے رسوا کرے گا اور سب دیکھیں گے کہ ایسے مجمعِ عام میں قسم کھا کر ایسا صریح جھوٹ بول رہے ہیں۔

ف۱۲۲ یعنی انبیاء اور ملائکہ اور مومنین ان کا رد کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔

ف۱۲۳ یعنی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے سابق علم میں لوحِ محفوظ میں لکھا اسی کے مطابق تم قبروں میں رہے۔

ف۱۲۴ جس کے تم دنیا میں منکر تھے۔

ف۱۲۵ دنیا میں کہ وہ حق ہے ضرور واقع ہوگا، اب تم نے جانا کہ وہ دن آ گیا اور اس کا آنا حق تھا تو اس وقت کا جاننا تمہیں نفع نہ دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ف۱۲۶ یعنی نہ ان سے یہ کہا جائے کہ توبہ کر کے اپنے ربّ کو راضی کرو جیسا کہ دنیا میں ان سے توبہ طلب کی جاتی تھی۔

ف۱۲۷ تا کہ انہیں تنبیہ ہو اور انذار اپنے کمال کو پہنچے لیکن انہوں نے اپنی سیاہ باطنی اور سخت دلی کے باعث کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ جب کوئی آیتِ قرآن آئی اس کو جھٹلا دیا اور اس کا انکار کیا۔

ف۱۲۸ جنہیں جانتا ہے کہ وہ گمراہی اختیار کریں گے اور حق والوں کو باطل پر بتائیں گے۔

ف۱۲۹ ان کی ایذا و عداوت پر۔

ف۱۳۰ آپ کی مدد فرمانے کا اور دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے کا۔

عٰ ۹ يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

سبک نہ کردیں وہ جو یقین نہیں رکھتے ف۱۳۱

آیاتہا ۳۴ ۔ ۳۱ سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ ۵۷ ۔ رکوعاتہا ۴

سورۂ لقمان مکی ہے ف۱ اس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لیے

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾

وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ

وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انھیں کا کام بنا اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں ف۲

ف۱۳۱ یعنی یہ لوگ جنہیں آخرت کا یقین نہیں ہے اور بعث وحساب کے منکر ہیں ان کی شدّتیں اور ان کے انکار اور ان کے نالائق حرکات آپ کے لئے طیش اور قلق کا باعث نہ ہوں اور ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے حق میں عذاب کی دعا کرنے میں جلدی فرمائیں۔

ف۱ سورۂ لقمان مکّیہ ہے سوائے دو آیتوں کے جو وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ سے شروع ہوتی ہیں، اس سورت میں چار ۴ رکوع، چونتیس ۳۴ آیتیں، پانچ سو اڑتالیس کلمے، دو ہزار ایک سو دس حرف ہیں۔

ف۲ لہو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے، کہانیاں افسانے اسی میں داخل ہیں۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے، سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل الرمی فی سبیل اللہ، الحدیث: ۱۶۴۳، ج ۳، ص ۲۳۸)

امام ابوعبداللہ نسفی نے مدارک شریف میں حدیث نقل کی کہ:

الحدیث فی المسجد یأکل الحسنات کما تأکل البھیمۃ الحشیش۔

مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھاجاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔(ت)

يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖۗ وَّيَتَّخِذَهَا
کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے وٰ۳ اور اُسے ہنسی بنا لیں

هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا
اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے وٰ۴

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۷ اِنَّ
جیسے اُنھیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ٹینٹ (روئی کا پھایا) ہے وٰ۵ تو اُسے دردناک عذاب کا مژدہ دو بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کے لیے چین کے باغ ہیں ہمیشہ اُن میں رہیں گے

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ
اللہ کا وعدہ ہے سچا اور وہی عزت و حکمت والا ہے اُس نے آسمان بنائے بے ایسے ستونوں کے

تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ
جو تمھیں نظر آئیں وٰ۶ اور زمین میں ڈالے لنگر وٰ۷ کہ تمھیں لے کر نہ کانپے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے

دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝۱۰ هٰذَا
اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا وٰ۸ تو زمین میں ہر نفیس جوڑا اُگایا وٰ۹ یہ تو

(المدارک (تفسیر النسفی)، ۳۱سورۃ لقمان، آیۃ ۶ ومن الناس من یشتری، دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۲۷۹)

شانِ نُزول: یہ آیت نضر بن حارث بن کلدہ کے حق میں نازل ہوئی جو تجارت کے سلسلہ میں دوسرے مُلکوں میں سفر کیا کرتا تھا، اس نے عجمیوں کی کتابیں خریدیں جن میں قصّے کہانیاں تھیں وہ قریش کو سناتا اور کہتا کہ سیدِ کائنات (محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمھیں عاد وثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں رستم واسفند یار اور شاہانِ فارس کی کہانیاں سناتا ہوں، کچھ لوگ ان کہانیوں میں مشغول ہوگئے اور قرانِ پاک سننے سے رہ گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وٰ۳ یعنی براہِ جہالت لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے اور قرآنِ کریم سننے سے روکیں اور آیاتِ الٰہیہ کے ساتھ تمسخر کریں۔

وٰ۴ اور ان کی طرف التفات نہ کرے۔

وٰ۵ اور وہ بہرا ہے۔

وٰ۶ یعنی کوئی ستون نہیں ہے تمہاری نظر خود اس کی شاہد ہے۔

وٰ۷ بلند پہاڑوں کے۔

وٰ۸ اپنے فضل سے بارش کی۔

خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ

اللہ کا بنایا ہوا ہے وا۱ مجھے وہ دکھاؤ ولا جو اس کے سوا اوروں نے بنایا و۱۲ بلکہ ظالم کھلی گمراہی

مُّبِیْنٍ۠ (۱۱) وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِؕ وَ مَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا ع۱۱ ۱۰

میں ہیں اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی و۱۳ کہ اللہ کا شکر کر و۱۴ اور جو شکر کرے

یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (۱۲) وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ

وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے و۱۵ اور جو ناشکری کرے تو بے شک اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں سراہا اور یاد کرو جب لقمان

هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِؕؔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (۱۳) وقف لازم

نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا و۱۶ اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے و۱۷

و۹ عمدہ اقسام کے نباتات پیدا کئے۔

و۱۰ جو تم دیکھ رہے ہو۔

و۱۱ اے مشرکو۔

و۱۲ یعنی بتوں نے جنہیں تم مستحقِ عبادت قرار دیتے ہو۔

و۱۳ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ لقمان کا نسب یہ ہے لقمان بن باعور بن ناحور بن تارخ۔ وہب کا قول ہے کہ حضرت لقمان حضرت ایّوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ مقاتل نے کہا کہ حضرت ایّوب علیہ السلام کی خالہ کے فرزند تھے۔ واقدی نے کہا کہ بنی اسرائیل میں قاضی تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ہزار سال زندہ رہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا اور ان سے علم اخذ کیا اور ان کے زمانہ میں فتویٰ دینا ترک کر دیا اگرچہ پہلے سے فتویٰ دیتے تھے، آپ کی نبوّت میں اختلاف ہے اکثر علماء اسی طرف ہیں کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے، حکمت عقل و فہم کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے۔ بعض نے کہا کہ حکمت معرفت اور اصابت فی الامور کو کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکمت ایسی شئ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جس کے دل میں رکھتا ہے اس کے دل کو روشن کر دیتی ہے۔

و۱۴ اس نعمت پر کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی۔

و۱۵ کیونکہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور ثواب ملتا ہے۔

و۱۶ حضرت لقمان علٰی نبینا وعلیہ السلام کے ان صاحبزادے کا نام انعم یا اشکم تھا اور انسان کا اعلٰی مرتبہ یہ ہے کہ وہ خود کامل ہو اور دوسرے کی تکمیل کرے تو حضرت لقمان علٰی نبینا وعلیہ السلام کا کامل ہونا تو اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ میں بیان فرما دیا اور دوسرے کی تکمیل کرنا وَهُوَ یَعِظُهٗ سے ظاہر فرمایا اور نصیحت بیٹے کو کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت میں گھر والوں اور قریب تر لوگوں کو مقدم کرنا چاہئے اور نصیحت کی ابتداء منعِ شرک سے فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ یہ

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ

اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی و۱۸ اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری

فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ

النصف

و۱۹ جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا و۲۰ آخر مجھی (میرے) تک آنا

نہایت اہم ہے۔

حضرت لقمان عمر بھر لوگوں کو نصیحتیں فرماتے رہے۔ تفسیر فتح الرحمٰن میں ہے کہ آپ کی قبر مقام صرفند میں ہے جو رملہ کے قریب ہے اور حضرت قتادہ کا قول ہے کہ آپ کی قبر رملہ میں مسجد اور بازار کے درمیان میں ہے اور اس جگہ ستر انبیاء علیہم السلام بھی مدفون ہیں۔ جن کو آپ کے بعد یہودیوں نے بیت المقدس سے نکال دیا تھا اور یہ لوگ بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر وفات پا گئے تھے۔ آپ کی قبر پر ایک بلند نشان ہے اور لوگ اس قبر کی زیارت کے لئے دور دور سے جایا کرتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان، ج ۷، ص ۷۷، پ ۲۱، لقمان: ۱۲)

و۱۷ کیونکہ اس میں غیرِ مستحق عبادت کو مستحقِ عبادت کے برابر قرار دینا ہے اور عبادت کو اس کے محل کے خلاف رکھنا یہ دونوں باتیں ظلمِ عظیم ہیں۔

و۱۸ کہ ان کا فرمانبردار رہے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ (جیسا کہ اسی آیت میں آگے ارشاد ہے)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) سب سے زیادہ حسنِ صحبت یعنی احسان کا مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تمھاری ماں یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ انھوں نے پوچھا، پھر کون؟ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے پھر ماں کو بتایا۔ انھوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہارا والد۔ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبۃ، الحدیث: ۵۹۷۱، ج ۴، ص ۹۳

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: سب سے زیادہ ماں ہے، پھر ماں، پھر ماں، پھر باپ، پھر وہ جو زیادہ قریب، پھر وہ ہے جو زیادہ قریب ہے۔

صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ...إلخ، باب بر الوالدین...إلخ، الحدیث: ۱، ۲۔ (۲۵۴۸) ص ۱۳۷۸، ۱۳۷۹

یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجہ بلند ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظرِ رحمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے حجِ مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا، اگرچہ دن میں سو ۱۰۰ مرتبہ نظر کرے؟ فرمایا: ہاں اللہ (عزوجل) بڑا ہے اور اطیب ہے۔

شعب الإیمان، باب فی بر الوالدین، الحدیث: ۷۸۵۶، ج ۶، ص ۱۸۶

یعنی اُسے سب کچھ قدرت ہے، اس سے پاک ہے کہ اس کو اس کے دینے سے عاجز کہا جائے۔

و۱۹ یعنی اس کا ضعف دَم بدَم ترقی پر ہوتا ہے جتنا حمل بڑھتا جاتا ہے بار زیادہ ہوتا ہے اور ضعف ترقی کرتا ہے،

عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا

ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں و۲۱ تو اُن کا کہنا نہ مان و۲۲

وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا٘ وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ

اور دنیا میں اچھی طرح اُن کا ساتھ دے و۲۳ اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا و۲۴ پھر میری ہی طرف تمہیں پھر

عورت کو حاملہ ہونے کے بعد ضعف اور تعب اور مشقتیں پہنچتی رہتی ہیں، حمل خود ضعیف کرنے والا ہے دردِ زہ ضعف پر ضعف ہے اور وضع اس پر اور مزید شدّت ہے، دودھ پلانا ان سب پر مزید برآں ہے۔

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمت نکاح ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا تو حرمت نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔ مدت پوری ہونے کے بعد بطورِ علاج بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں۔
(بہار شریعت، حصہ ۷، ص ۲۹)

و۲۰ حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا، میں ۶ (چھ) میل تک اپنی ماں کو گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں، کیا میں اب اس کے حق سے بری ہو گیا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔
(رواہ الطبرانی فی الأوسط عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
(فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۴۰۱، ۴۰۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

یہ وہ تاکید ہے جس کا ذکر اوپر فرمایا تھا۔ سفیان بن عیینہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جس نے پنج گانہ نمازیں ادا کیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا اور جس نے پنجگانہ نمازوں کے بعد والدین کے لئے دعائیں کیں اس نے والدین کی شکرگزاری کی۔

و۲۱ یعنی علم سے تو کسی کو میرا شریک ٹھہرا ہی نہیں سکتے کیونکہ میرا شریک محال ہے ہو ہی نہیں سکتا، اب جو کوئی بھی کہے گا تو بے علمی ہی سے کسی چیز کے شریک ٹھہرانے کو کہے گا، ایسا اگر ماں باپ بھی کہیں۔

و۲۲ نخعی نے کہا کہ والدین کی طاعت واجب ہے لیکن اگر وہ شرک کا حکم کریں تو ان کی اطاعت نہ کر کیونکہ خالق کی نافرمانی کرنے میں کسی مخلوق کی طاعت روا نہیں۔

و۲۳ حسنِ اخلاق اور حسنِ سلوک اور احسان و تحمّل کے ساتھ۔

مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ
آنا ہے تو میں بتا دوں گا جو تم کرتے تھے ۲۵ اے میرے بیٹے برائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو
مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ
پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو ۲۶ اللہ اُسے لے آئے گا ۲۷
اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ
بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے ۲۸ اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات
الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ
سے منع کر ۲۸ ب اور جو افتاد تجھ پر پڑے ۲۹ اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں ۳۰ اور کسی سے بات کرنے

۲۴ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ اسی کو مذہبِ سنّت و جماعت کہتے ہیں۔

۲۵ تمہارے اعمال کی جزا دے کر۔ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ سے یہاں تک جو مضمون ہے یہ حضرت لقمان علٰی نبینا وعلیہ السلام کا نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو اللہ تعالیٰ کے شکرِ نعمت کا حکم دیا تھا اور شرک کی ممانعت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے والدین کی طاعت اور اس کا محل ارشاد فرما دیا، اس کے بعد پھر حضرت لقمان علٰی نبینا وعلیہ السلام کا مقولہ ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے فرزند سے فرمایا۔

۲۶ کیسی ہی پوشیدہ جگہ ہو اللہ تعالیٰ سے نہیں چُھپ سکتی۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) فرماتے ہیں اس ذات کو نگاہ میں رکھنا چاہئے کہ جس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی۔ اور اس سے امید رکھو جو وفا کا مالک ہے اور اس سے ڈرو جو سزا دینے پر قادر ہے۔

حضرت سیدنا فرقد سنجی (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) نے فرمایا منافق دیکھتا ہے کہ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا اگر اس کا خیال ہو کہ اسے کوئی نہیں دیکھتا تو وہ برائی کی راہ اختیار کرتا ہے اور لوگوں کا خیال رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں رکھتا۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا حمید الطویل (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) نے حضرت سیدنا سلیمان بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے انہوں نے فرمایا اگر تم تنہائی میں گناہ کرتے ہوئے یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے تو تم نے بہت بڑی بات پر جرأت کی اور اگر تمہارا یہ خیال ہو کہ وہ تمہیں دیکھ نہیں رہا تو تم نے کفر کیا۔

۲۷ روزِ قیامت اور اس کا حساب فرمائے گا۔

۲۸ یعنی ہر صغیر و کبیر اس کے احاطۂ علمی میں ہے۔

۲۸ ب حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ انسانی بدن کے ہر حصے پر روزانہ ایک صدقہ ہے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو باتیں بتائی ہیں یہ ان میں سے سب سے زیادہ سخت ہے۔ ارشاد

خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ

میں واس اپنا رخسارہ کج نہ کر و۳۲ اور زمین میں اِتراتا نہ چل بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اِترا تا فخر کرتا

فَخُوْرٍ ۚ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ

اور میانہ چال چل و۳۳ اور اپنی آواز کچھ پست کر و۳۴ بے شک سب آوازوں میں بُری آواز،

لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِيْ ع ۲ ۸ ۱۱

آواز گدھے کی و۳۵ کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں اور

فرمایا، تمہارا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور تمہارا راستے سے گندگی ہٹا دینا صدقہ ہے اور تمہارا نماز کے لئے چلنے میں ہر قدم صدقہ ہے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب فی اماطۃ الاذی عن الطریق، رقم ۶، ج ۳، ص ۳۷۷)

و۲۹ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے سے۔

و۳۰ ان کا کرنا لازم ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور صبر بر ایذا یہ ایسی طاعتیں ہیں جن کا تمام اُمّتوں میں حکم تھا۔

حضرتِ سیدنا ابو سَعِید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا کہ جو صبر کرنا چاہے گا اللہ عزوجل اسے صبر کی توفیق عطا فرما دے گا اور صبر سے بہتر اور وسعت والی عطا کسی پر نہیں کی گئی۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل التعفف والصبر، رقم ۱۰۵۳، ص ۵۲۴)

و۳۱ براہِ تکبُّر۔

و۳۲ یعنی جب آدمی بات کریں تو انہیں حقیر جان کر ان کی طرف سے رخ پھیرنا جیسا متکبِّرین کا طریقہ ہے اختیار نہ کرنا، غنی و فقیر سب کے ساتھ بتواضُع پیش آنا۔

و۳۳ نہ بہت تیز نہ بہت سُست کہ یہ دونوں باتیں مذموم ہیں ایک میں شانِ تکبُّر ہے اور ایک میں چھچھورا پن۔ حدیث شریف میں ہے کہ بہت تیز چلنا مومن کا وقار کھوتا ہے۔

چلنے میں اترا اترا کر چلنا یا اکڑ کر چلنا یا دائیں بائیں ملتے اور جھومتے ہوئے چلنا یا زمین پر پاؤں پٹک پٹک کر چلنا یا بلا ضرورت دوڑتے ہوئے چلنا یا بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلنا یا لوگوں کو دھکا دیتے ہوئے چلنا یہ سب اللہ تعالیٰ کو نا پسند ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے اس لئے شریعت میں اس قسم کی چال چلنا منع اور ناجائز ہے حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اترا اترا کر چل رہا تھا اور بہت گھمنڈ میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جائیگا۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم التبختر فی المشی ...الخ، رقم ۲۰۸۸، ص ۱۱۵۶)

الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةًؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ

زمین میں ہیں ۳۶ اور تمہیں بھر پور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی ۳۷ اور بعضے آدمی اللہ کے بارے میں

فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ۝۲۰ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ

جھگڑتے ہیں یوں کہ نہ علم نہ عقل نہ کوئی روشن کتاب ۳۸ اور جب ان سے کہا جائے اس کی

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَاؕ اَوَ لَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ

پیروی کرو جو اللہ نے اُتارا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ۳۹ کیا اگرچہ

یَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِیْرِ ۝۲۱ وَ مَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ

شیطان ان کو عذابِ دوزخ کی طرف بلاتا ہو ۴۰ تو جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے ۴۱

۳۴ یعنی شور و شغب اور چیخنے چلّانے سے احتراز کر۔

۳۵ مدعٰی یہ ہے کہ شور مچانا اور آواز بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے اور اس میں کچھ فضیلت نہیں ہے، گدھے کی آواز باوجود بلند ہونے کے مکروہ اور وحشت انگیز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نرم آواز سے کلام کرنا پسند تھا اور سخت آواز سے بولنے کو ناپسند رکھتے تھے۔

۳۶ آسمانوں میں مثل سورج، چاند، تاروں کے جن سے تم نفع اٹھاتے ہو اور زمینوں میں دریا، نہریں، کانیں، پہاڑ، درخت، پھل، چوپائے وغیرہ جن سے تم فائدے حاصل کرتے ہو۔

۳۷ ظاہری نعمتوں سے درستیٔ اعضاء و حواسِ خمسہ ظاہرہ اور حسن و شکل و صورت مراد ہیں اور باطنی نعمتوں سے علمِ معرفت و ملکاتِ فاضلہ وغیرہ۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ نعمتِ ظاہرہ تو اسلام و قرآن ہے اور نعمتِ باطنہ یہ ہے کہ تمہارے گناہوں پر پردے ڈال دیئے، تمہارا افشاءِ حال نہ کیا، سزا میں جلدی نہ فرمائی۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ نعمتِ ظاہرہ درستیٔ اعضاء اور حسنِ صورت ہے اور نعمتِ باطنہ اعتقادِ قلبی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نعمتِ ظاہرہ رزق ہے اور باطنہ حسنِ خُلق۔ ایک قول یہ ہے کہ نعمتِ ظاہرہ احکامِ شرعیہ کا ہلکا ہونا ہے اور نعمتِ باطنہ شفاعت۔ ایک قول یہ ہے کہ نعمتِ ظاہرہ اسلام کا غلبہ اور دشمنوں پر فتح یاب ہونا ہے اور نعمتِ باطنہ ملائکہ کا امداد کے لئے آنا۔ ایک قول یہ ہے کہ نعمتِ ظاہرہ رسول کا اِتّباع ہے اور نعمتِ باطنہ ان کی محبت۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی اِتِّبَاعَہٗ وَ مَحَبَّتَہٗ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم۔

۳۸ تو جو کہیں گے جہل و نادانی ہوگا اور شانِ الٰہی میں اس طرح کی جرأت و لب کشائی نہایت بیجا اور گمراہی ہے۔ شانِ نُزول: یہ آیت نصر بن حارث و اُبَیّ بن خلف وغیرہ کُفّار کے حق میں نازل ہوئی جو باوجود بے علم و جاہل ہونے کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اللہ تعالٰی کی ذات و صفات کے متعلق جھگڑے کیا کرتے تھے۔

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَ مَنْ كَفَرَ

اور ہو نیکو کار تو بے شک اُس نے مضبوط گرہ تھامی اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں کی

فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

انتہا اور جو کفر کرے تو تم ۴۲ اس کے کفر سے غم نہ کھاؤ اُنھیں ہماری ہی طرف پھرنا ہے ہم اُنھیں بتا دیں گے جو

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَ لَئِنْ

کرتے تھے ۴۳ بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ہم اُنھیں کچھ برتنے دیں گے ۴۴ پھر اُنھیں بے بس کر کے

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ

سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے ۴۵ اور اگر تم اُن سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ

اللہ نے تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو ۴۶ بلکہ اُن میں اکثر جانتے نہیں اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور

الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ

زمین میں ہے ۴۷ بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب

بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا

قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور ۴۸ تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی ۴۹ بے شک

۳۹ یعنی اپنے باپ دادا کے طریقے ہی پر رہیں گے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

۴۰ جب بھی وہ اپنے دادا ہی کی پیروی کیے جائیں گے۔

۴۱ دینِ خالص اس کے لئے قبول کرے، اس کی عبادت میں مشغول ہو، اپنے کام اس پر تفویض کرے، اسی پر بھروسہ رکھے۔

۴۲ اے سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۴۳ یعنی ہم انہیں ان کے اعمال کی سزا دیں گے۔

۴۴ یعنی تھوڑی مہلت دیں گے کہ وہ دنیا کے مزے اٹھائیں۔

۴۵ آخرت میں اور وہ دوزخ کا عذاب ہے جس سے وہ رہائی نہ پائیں گے۔

۴۶ یہ ان کے اقرار پر انہیں الزام دینا ہے کہ جس نے آسمان و زمین پیدا کئے وہ اللہ واحد لاشریک لہ ہے تو واجب ہوا کہ اس کی حمد کی جائے، اس کا شکر ادا کیا جائے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔

خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ
اللہ عزت و حکمت والا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا ف۵۰ بے شک اللہ
اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ
سنتا دیکھتا ہے اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن کرتا ہے رات کے حصے
الْقَمَرَ ؗ كُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ
میں ف۵۱ اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے ف۵۲ ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے ف۵۳ اور یہ کہ اللہ تمہارے
بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ
کاموں سے خبر دار ہے یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے ف۵۴ اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں سب

ف۴۷ سب اس کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں تو اس کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں۔

ف۴۸ اور ساری خَلق اللہ تعالیٰ کے کلمات کو لکھے اور وہ تمام قلم اور ان تمام سمندروں کی سیاہی ختم ہو جائے۔

ف۴۹ کیونکہ معلوماتِ الٰہیہ غیر متناہی ہیں۔

شانِ نُزول: جب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیّبہ تشریف لائے تو یہود کے علماء و احبار نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا یعنی تمہیں تھوڑا علم دیا گیا تو اس سے آپ کی مراد ہم لوگ ہیں یا صرف اپنی قوم؟ فرمایا سب مراد ہیں، انہوں نے کہا کیا آپ کی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ ہمیں توریت دی گئی ہے اس میں ہر شئ کا علم ہے؟ حضور نے فرمایا کہ ہر شئ کا علم بھی علمِ الٰہی کے حضور قلیل ہے اور تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے اتنا علم دیا ہے کہ اس پر عمل کرو تو نفع پاؤ، انہوں نے کہا آپ کیسے یہ خیال فرماتے ہیں آپ کا قول تو یہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیرِ کثیر دی گئی تو علمِ قلیل اور خیرِ کثیر کیسے جمع ہو۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی، اس تقدیر پر یہ آیت مدنی ہوگی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہود نے قریش سے کہا تھا کہ مکّہ میں جا کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس طرح کا کلام کریں۔ ایک قول یہ ہے کہ مشرکین نے یہ کہا تھا کہ قرآن اور جو کچھ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لاتے ہیں یہ عنقریب تمام ہو جائے گا پھر قصہ ختم۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ف۵۰ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اس کی قدرت یہ ہے کہ ایک کُن سے سب کو پیدا کر دے۔

ف۵۱ یعنی ایک کو گھٹا کر دوسرے کو بڑھا کر اور جو وقت ایک میں سے گھٹاتا ہے دوسرے میں بڑھا دیتا ہے۔

ف۵۲ بندوں کے نفع کے لئے۔

ف۵۳ یعنی روزِ قیامت تک یا اپنے اپنے اوقاتِ معیّنہ تک، سورج آخر سال تک اور چاند آخرِ ماہ تک۔

ع ۳ / ۱۱ / ۱۲

الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ
باطل ہیں ۵۵ اور اس لیے کہ اللہ ہی بلند بڑائی والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے

اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ
فضل سے ۵۶ تا کہ تمہیں وہ اپنی ۵۷ کچھ نشانیاں دکھائے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ۬ فَلَمَّا
کو ۵۸ اور جب اُن پر ۵۹ آپڑتی ہے کوئی موج پہاڑوں کی طرح تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اسی پر عقیدہ رکھتے ہوئے ۶۰

نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ
پھر جب اُنھیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اُن میں کوئی اعتدال پر رہتا ہے ۶۱ اور ہماری آیتوں کا انکار نہ کرے گا مگر ہر بڑا

كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ
بے وفا ناشکرا اے لوگو ۶۲ اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچے کے کام نہ آئے گا

وَّلَدِهٖ ۫ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا
اور نہ کوئی کامی (کاروباری) بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے ۶۳ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۶۴ تو ہرگز تمہیں

۵۴ وہی ان اشیاء مذکورہ پر قادر ہے تو وہی مستحقِ عبادت ہے۔

۵۵ فنا ہونے والے ان میں سے کوئی مستحقِ عبادت نہیں ہوسکتا۔

۵۶ اس کی رحمت اور اس کے احسان سے۔

۵۷ عجائبِ قدرت کی۔

۵۸ جو بلاؤں پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار ہو، صبر و شکر یہ دونوں صفتیں مومن کی ہیں۔

۵۹ یعنی کُفّار پر۔

۶۰ اور اس کے حضور تضرُّع اور زاری کرتے ہیں اور اسی سے دعا و التجاء، اس وقت ماسوا کو بھول جاتے ہیں۔

۶۱ اپنے ایمان و اخلاص پر قائم رہتا کُفر کی طرف نہیں لوٹتا۔

شانِ نُزول: کہا گیا ہے کہ یہ آیت عکرمہ بن ابی جہل کے حق میں نازل ہوئی جس سال مکّہ مکرّمہ کی فتح ہوئی تو وہ سمندر کی طرف بھاگ گئے، وہاں بادِ مخالف نے گھیرا اور خطرے میں پڑ گئے تو عکرمہ نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس خطرے سے نجات دے تو میں ضرور سیدِ عالم محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا یعنی اطاعت کروں گا، اللہ تعالیٰ نے کرم کیا ہوا ٹھہر گئی اور عکرمہ مکّہ مکرّمہ کی طرف آ گئے اور اسلام لائے اور بڑا مخلصانہ اسلام لائے اور بعض ان میں ایسے تھے جنھوں نے عہدِ وفا نہ کیا، ان کی نسبت اگلے جملہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۗ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۳۳ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی وف۶۵ اور ہرگز تمہیں اللہ کے نام پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی وف۶۶ بے شک اللہ کے

عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ

پاس ہے قیامت کا علم وف۶۷ اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں

وف۶۲ یعنی اے اہلِ مکّہ۔

وف۶۳ روزِ قیامت ہر انسان نفسی نفسی کہتا ہوگا اور باپ بیٹے کے اور بیٹا باپ کے کام نہ آ سکے گا، نہ کافروں کی مسلمان اولاد انہیں فائدہ پہنچا سکے گی نہ مسلمان ماں باپ کافر اولاد کو۔

وف۶۴ ایسا دن ضرور آنا اور بَعث وحساب وجزا کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے۔

وف۶۵ جس کی تمام نعمتیں اور لذّتیں فانی کہ ان کے شیفتہ ہو کر نعمتِ ایمان سے محروم رہ جاؤ۔

حضور نبیِٔ رحمت، شفیعِ اُمّت، قاسمِ نعمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: عقلمند لوگوں کی نیند اور روزہ نہ رکھنا کیا ہی خوب ہے، یہ لوگ بیوقوفوں کی شب بیداری اور کوشش کو کس طرح ناقص کرتے ہیں اور صاحبِ یقین وتقوی کا ذرہ برابر عمل دھوکے کے شکار لوگوں کے زمین بھر عمل سے افضل ہے۔

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الیقین، الحدیث ۸، ج ۱، ص ۲۳، بتغیرٍ)

حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبتی مال کو ضائع کر دینے اور حلال کو حرام کر دینے کا نام نہیں، بلکہ دنیا سے کنارہ کشی تو یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ اس سے زیادہ قابل اعتماد نہ ہو جو اللہ عزوجل کے پاس ہے۔ (جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھادۃ.....الخ، الحدیث: ۲۳۴۰، ص ۱۸۸۷)

وف۶۶ یعنی شیطان دور و دراز کی امیدوں میں ڈال کر معصیّتوں میں مبتلا نہ کر دے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خوب غور وتفکُّر کیجئے کہ ہم اِس دُنیا میں کیوں بھیجے گئے؟ ہمارا مقصدِ حیات کیا ہے؟ اب تک ہم نے اپنی زندگی کس طرح گزاری؟ آہ! نزع وقبر وحشر اور میزان و پُل صِراط پر ہمارا کیا بنے گا؟ ہمارے وہ عزیز و اَقارِب جو ہم سے پہلے دُنیا سے رُخصت ہو گئے قبر میں نہ جانے اُن کے ساتھ کیا ہو رہا ہوگا؟ اِن شاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اِس طرح غور وفکر کرنے سے لذائذِ دُنیا سے چُھٹکارا، لمبی اُمّید سے نَجات اور موت کی یاد کی برکت سے نیکیوں کی رَغبت کے ساتھ ساتھ اجرِ کثیر بھی حاصل ہوگا چنانچہ:

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: (آخرت کے معاملے میں) گھڑی بھر کے لیے غور وفکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(اَلجَامِعُ الصَّغِیر لِلسُّیُوطی ص ۳۶۵، حدیث ۵۸۹۷)

وف۶۷ شانِ نُزول: یہ آیت حارث بن عمرو کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ

عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۠ ﴿۳۴﴾ ع ۱۲

جاننے والا بتانے والا ہے ۶۸

اٰیاتھا ۳۰ ۳۲ سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَكِّیَّةٌ ۷۵ رکوعاتھا ۳

سورۃ سجدہ مکی ہے ۱ اس میں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

میں حاضر ہو کر قیامت کا وقت دریافت کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں نے کھیتی بوئی ہے خبر دیجئے مینہ کب آئے گا اور میری عورت حاملہ ہے مجھے بتائیے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی، یہ تو مجھے معلوم ہے کہ کل میں نے کیا کیا، یہ مجھے بتائیے کہ آئندہ کل کو کیا کروں گا، یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا مجھے یہ بتائیے کہ کہاں مروں گا۔ اس کے جواب میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

۶۸ جس کو چاہے اپنے اولیا اور اپنے محبوبوں میں سے انہیں خبردار کرے۔ اس آیت میں جن پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیّت اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی انہیں کی نسبت سورۂ جن میں ارشاد ہوا عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر خود اس نے سورۂ جن میں دی ہے خلاصہ یہ کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریقِ معجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے، یہ اس اختصاص کے منافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے اور کہاں مرے گا ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء و انبیاء نے دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآنِ کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنٰی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنٰی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ (خازن، بیضاوی، احمدی، روح البیان وغیرہ)

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ﴿۲﴾ اَمْ
کتاب کا اُتارنا ؎۲ بے شک پروردگار عالم کی طرف سے ہے کیا کہتے ہیں ؎۳
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ
اُن کی بنائی ہوئی ہے ؎۴ بلکہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے
نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا ؎۵ اس امید پر کہ وہ راہ پائیں اللہ ہے جس نے آسمان اور
وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ
زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوا فرمایا ؎۶ اس سے چھوٹ کر (لاتعلق ہو کر)
دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ
تمہارا کوئی حمایتی اور نہ سفارشی ؎۷ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے
اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا
زمین تک ؎۸ پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا ؎۹ اس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں ؎۱۰

؎۱ سورۂ سجدہ مکّیہ ہے سوا تین آیتوں کے جو اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا سے شروع ہوتی ہیں، اس سورت میں تیس آیتیں اور تین سو اسّی کلمے اور ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ حرف ہیں۔

؎۲ یعنی قرآنِ کریم کا معجزہ کر کے اس طرح کہ اس کے مثل ایک سورت یا چھوٹی سی عبارت بنانے سے تمام فصحاء و بلغاء عاجز رہ گئے۔

؎۳ مشرکین کہ یہ کتابِ مقدّس۔

؎۴ یعنی سید انبیاء محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی۔

؎۵ ایسے لوگوں سے مراد زمانۂ فطرت کے لوگ ہیں، وہ زمانہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد سے سید انبیاء محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت تک تھا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالٰی کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔

؎۶ جیسا استوا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔

؎۷ یعنی اے گروہِ کُفّار جب تم اللہ تعالٰی کی راہِ رضا اختیار نہ کرو اور ایمان نہ لاؤ تو نہ تمہیں کوئی مددگار ملے گا جو تمہاری مدد کر سکے نہ کوئی شفیع جو تمہاری شفاعت کرے۔

؎۸ یعنی دنیا کہ قیامت تک ہونے والے کاموں کی اپنے حکم و امر اور اپنے قضا و قدر سے۔

؎۹ امر و تدبیر فنائے دنیا کے بعد۔

تَعُدُّوْنَ ۝۵ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝۶ الَّذِیْۤ

یہ والا ہے ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت و رحمت والا وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی ۱۲

اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ

اور پیدائش انسان کی ابتدا مٹی سے فرمائی ۱۳ پھر اُس کی

نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ

نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے ۱۴ پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی ۱۵ اور

جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹

تمہیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے ۱۶ کیا ہی تھوڑا حق مانتے ہو

وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ

اور بولے ۱۷ کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے ۱۸ کیا پھر نئے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضری

رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۰ قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى

سے منکر ہیں ۱۹ تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے ۲۰ پھر اپنے رب کی طرف

ف۱۰ یعنی ایامِ دنیا کے حساب سے اور وہ دن روزِ قیامت ہے، روزِ قیامت کی درازی بعض کافروں کے لئے ہزار برس کے برابر ہوگی اور بعض کے لئے پچاس ہزار برس کے برابر جیسے کہ سورۂ معارج میں ہے تَعْرُجُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ اور مومن پر یہ دن ایک نمازِ فرض کے وقت سے بھی ہلکا ہوگا جو دنیا میں پڑھتا تھا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔

ف۱۱ خالق، مدبِّر جلّ جلالہ۔

ف۱۲ حسبِ اقتضائے حکمت بنائی، ہر جاندار کو وہ صورت دی جو اس کے لئے بہتر ہے اور اس کو ایسے اعضاء عطا فرمائے جو اس کے معاش کے لئے مناسب ہیں۔

ف۱۳ حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے بنا کر۔

ف۱۴ یعنی نطفہ سے۔

ف۱۵ اور اس کو بے حس بے جان ہونے کے بعد حساس اور جاندار کیا۔

ف۱۶ تاکہ تم سنو اور دیکھو اور سمجھو۔

ف۱۷ منکرینِ بعث۔

ف۱۸ اور مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے اجزا مٹی سے ممتاز نہ رہیں گے۔

رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ع ۱ ۱۱ ۱۴

واپس جاؤ گے ۲۱ اور کہیں تم دیکھو جب مجرم ۲۲ اپنے رب کے پاس سر نیچے ڈالے ہوں گے ۲۳ اے ہمارے رب

رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَوْ شِئْنَا

اب ہم نے دیکھا ۲۴ اور سنا ۲۵ ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آگیا ۲۶ اور اگر ہم چاہتے ہر جان کو

لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

اُس کی ہدایت فرماتے ۲۷ مگر میری بات قرار پا چکی کہ ضرور جہنم کو بھر دوں گا

۱۹ یعنی موت کے بعد اٹھنے اور زندہ کئے جانے کا انکار کر کے وہ اس انتہا تک پہنچے ہیں کہ عاقبت کے تمام امور کے منکر ہیں حتّٰی کہ ربّ کے حضور حاضر ہونے کے بھی۔

۲۰ اس فرشتہ کا نام عزرائیل ہے علیہ السلام اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحیں قبض کرنے پر مقرر ہیں، اپنے کام میں کچھ غفلت نہیں کرتے جس کا وقت آجاتا ہے بے درنگ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔ مروی ہے کہ مَلَکُ الموت کے لئے دنیا مثلِ کفِ دست کر دی گئی ہے تو وہ مشارق و مغارب کی مخلوق کی روحیں بے مشقّت اٹھا لیتے ہیں اور رحمت و عذاب کے بہت فرشتے ان کے ماتحت ہیں۔

اس جیسی تمام آیتوں میں وسیلہ کا ثبوت ہے مگر وہی وسیلہ مراد ہے جو اللہ کے اذن اور اجازت سے اس کا پیارا بندہ رب تک پہنچائے۔

نوٹ ضروری: وسیلہ اسلام میں بڑی اہم چیز ہے کیونکہ سارے اعمال موت پر ختم ہو جاتے ہیں مگر وسیلہ پکڑنا موت، قبر، حشر ہر جگہ ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر موت ہو، قبر میں ان کے نام پر کامیابی ہو، حشر میں ان کے طفیل نجات ہو، نیز اور اعمال کی ضرورت صرف انسانوں کو ہے مگر وسیلہ کی ضرورت ہر مخلوق کو دیکھو کعبہ معظّمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر قبلہ نہ بنا اور حضور کے ہاتھوں کے بغیر بتوں کی گندگی سے پاک نہ ہو سکا۔ وسیلہ کا انکار اسلام کے بڑے اہم مسئلہ کا انکار ہے۔

۲۱ اور حساب و جزا کے لئے زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔

۲۲ یعنی کفّار و مشرکین۔

۲۳ اپنے افعال و کردار سے شرمندہ و نادم ہو کر اور عرض کرتے ہوں گے۔

۲۴ مرنے کے بعد اٹھنے کو اور تیرے وعدہ وعید کے صدق کو جن کے ہم دنیا میں منکر تھے۔

۲۵ تجھ سے تیرے رسولوں کی سچّائی کو تو اب دنیا میں۔

۲۶ اور اب ہم ایمان لے آئے لیکن اس وقت کا ایمان لانا انہیں کچھ کام نہ دے گا۔

الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا

ان جنّوں اور آدمیوں سب سے ۲۸ اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے ۲۹ ہم نے تمہیں

نَسِیْنٰكُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا

چھوڑ دیا ۳۰ اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کئے کا بدلہ ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے

الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا

ہیں کہ جب وہ اُنھیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں ۳۱ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے

یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ السجدۃ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ السجدۃ ۹

ہیں اور تکبر نہیں کرتے اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے ۳۲ اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور

طَمَعًا ؗ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ

اُمید کرتے ۳۳ اور ہمارے دیے ہوئے سے کچھ خیرات کرتے ہیں تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے

۲۷ اور اس پر ایسا لطف کرتے کہ اگر وہ اس کو اختیار کرتا تو راہ یاب ہوتا لیکن ہم نے ایسا نہ کیا کیونکہ ہم کافروں کو جانتے تھے کہ وہ کفر ہی اختیار کریں گے۔

۲۸ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور جب وہ جہنّم میں داخل ہوں گے تو جہنّم کے خازن ان سے کہیں گے۔

۲۹ اور دنیا میں ایمان لائے تھے۔

۳۰ عذاب میں اب تمہاری طرف التفات نہ ہوگا۔

۳۱ تواضُع اور خشوع سے اور نعمتِ اسلام پر شکر گزاری کے لئے۔

۳۲ یعنی خوابِ استراحت کے بستروں سے اٹھتے ہیں اور اپنے راحت و آرام کو چھوڑتے ہیں۔

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ عشاء کی نماز کے انتظار کے بارے میں نازل ہوئی،

(سنن ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ السجدۃ، رقم ۳۲۰۷، ج ۵، ص ۱۳۶)

ایک اور روایت میں حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل ادا کیا کرتے ہیں۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب التطوع، باب وقت قیام النبی من اللیل، رقم ۱۳۲۱، ج ۲، ص ۵۳)

۳۳ یعنی اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اس کی رحمت کی امید کرتے ہیں یہ تہجّد ادا کرنے والوں کی حالت کا بیان ہے۔

شانِ نُزول: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے حق میں نازل ہوئی کہ ہم مغرب پڑھ

اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ

لیے چھپا رکھی ہے ۳۴ صلہ اُن کے کاموں کا ۳۵ تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے ۳۶

فَاسِقًا ؕ لَا یَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ

یہ برابر نہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے بسنے

الْمَاْوٰی ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ

کے باغ ہیں ان کے کاموں کے صلہ میں مہمان داری ۳۷ رہے وہ جو بے حکم ہیں ۳۸ ان کا ٹھکانا

النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ قِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا

آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر اُسی میں پھیر دیے جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا چکھو

کر اپنی قیام گاہوں کو واپس نہ آتے تھے جب تک کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نمازِ عشاء نہ پڑھ لیتے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب وقت قیام النبی من اللیل، رقم ۱۳۲۱، ج ۲، ص ۵۳)

۳۴ جس سے وہ راحتیں پائیں گے اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

۳۵ یعنی ان طاعتوں کا جو انہوں نے دنیا میں ادا کیں۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المُرسلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی چیزیں تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔

(مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا، رقم ۲۸۲۴ ص ۱۵۱۶)

۳۶ یعنی کافر ہے۔

شانِ نُزول: حضرت علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہَ الکریم سے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کسی بات میں جھگڑ رہا تھا، دورانِ گفتگو میں کہنے لگا خاموش ہو جاؤ تم لڑکے ہو میں بوڑھا ہوں، میں بہت زبان دراز ہوں، میری نوکِ سنان تم سے زیادہ تیز ہے، میں تم سے زیادہ بہادر ہوں، میں بڑا جتھے دار ہوں، حضرت علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہَ الکریم نے فرمایا چپ تو فاسق ہے، مراد یہ تھی کہ جن باتوں پر تو ناز کرتا ہے انسان کے لئے ان میں سے کوئی قابلِ مدح نہیں، انسان کا فضل و شرف ایمان و تقویٰ میں ہے جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ انتہا کا رذیل ہے، کافر مومن کے برابر نہیں ہوسکتا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہَ الکریم کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

۳۷ یعنی مومنینِ صالحین کی جنّتِ ماویٰ میں عزّت و اکرام کے ساتھ مہمانداری کی جائے گی۔

عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۲۰ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى

اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے اور ضرور ہم اُنھیں چکھائیں گے کچھ نزدیک کا عذاب ۳۹ اس

دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۲۱ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ

بڑے عذاب سے پہلے ۴۰ جسے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی

بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝۲۲ ع وَلَقَدْ ع ۲ ۱۱ ۱۵

آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے اُن سے منہ پھیر لیا ۴۱ بے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ

ہم نے موسیٰ کو کتاب ۴۲ عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو ۴۳ اور ہم نے اُسے ۴۴ بنی

اِسْرَآءِيْلَ ۝۲۳ ج وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَ

اسرائیل کے لیے ہدایت کیا اور ہم نے اُن میں سے ۴۵ کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے ۴۶ جب کہ انھوں نے صبر

كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

کیا ۴۷ اور وہ ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے بے شک تمہارا رب ان میں فیصلہ کر دے گا ۴۸ قیامت کے دن

۳۸ نافرمان کافر ہیں۔

۳۹ دنیا ہی میں قتل اور گرفتاری اور قحط و امراض وغیرہ میں مبتلا کر کے چنانچہ ایسا ہی پیش آیا کہ حضور کی ہجرت سے قبل قریش امراض و مصائب میں گرفتار ہوئے اور بعدِ ہجرت بدر میں مقتول ہوئے، گرفتار ہوئے اور سات برس قحط کی ایسی سخت مصیبت میں مبتلا رہے کہ ہڈیاں اور مردار اور کتّے تک کھا گئے۔

۴۰ یعنی عذابِ آخرت سے۔

۴۱ اور آیات میں غور نہ کیا اور ان کے وضوح وارشاد سے فائدہ نہ اٹھایا اور ایمان سے بہرہ اندوز نہ ہوا۔

۴۲ یعنی توریت۔

۴۳ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب کے ملنے میں یا یہ معنٰی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملنے اور ان سے ملاقات ہونے میں شک نہ کرو چنانچہ شبِ معراج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

۴۴ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یا توریت کو۔

۴۵ یعنی بنی اسرائیل میں سے۔

۴۶ لوگوں کو خدا کی طاعت اور اس کی فرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت کا اِتّباع، توریت کے

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

جس بات میں اختلاف کرتے تھے ۴۹ؔ اور کیا اُنھیں ف۵۰ اس پر ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی سنگتیں

الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

(قومیں) ف۵۱ ہلاک کردیں کہ آج یہ اُن کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں ف۵۲ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ

سنتے نہیں ف۵۳ اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف ف۵۴ پھر اُس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں

مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ

سے اُن کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں ف۵۵ تو کیا اُنھیں سوجھتا نہیں ف۵۶ اور کہتے ہیں یہ فیصلہ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِيْمَانُهُمْ وَلَا

کب ہوگا اگر تم سچے ہو ف۵۷ تم فرماؤ فیصلہ کے دن ف۵۸ کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انھیں مہلت ملے ف۵۹

احکام کی تعمیل اور یہ امامِ انبیاءِ بنی اسرائیل تھے یا انبیاء کے متّبعین۔

ف۴۷ اپنے دین پر اور دشمنوں کی طرف سے پہنچنے والی مصیبتوں پر۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ صبر کا ثمرہ امامت اور پیشوائی ہے۔

ف۴۸ یعنی انبیاء میں اور ان کی اُمّتوں میں یا مومنین و مشرکین میں۔

ف۴۹ امورِ دین میں سے اور حق و باطل والوں کو جُدا جُدا ممتاز کردے گا۔

ف۵۰ یعنی اہلِ مکّہ کو۔

ف۵۱ کتنی اُمّتیں مثلِ عاد و ثمود و قومِ لوط کے۔

ف۵۲ یعنی اہلِ مکّہ جب بسلسلۂ تجارت شام کے سفر کرتے ہیں تو ان لوگوں کے منازل و بلاد میں گزرتے ہیں اور ان کی ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔

ف۵۳ جو عبرت حاصل کریں اور پند پذیر ہوں۔

ف۵۴ جس میں سبزہ کا نام و نشان نہیں۔

ف۵۵ چوپائے بھوسہ اور وہ خود غلّہ۔

ف۵۶ کہ وہ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے کمالِ قدرت پر استدلال کریں اور سمجھیں کہ جو قادرِ برحق خشک زمین سے کھیتی نکالنے پر قادر ہے مُردوں کا زندہ کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید۔

ف۵۷ مسلمان کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور فرمانبردار اور نافرمان کو

ع ۲ ۸ ۱۶ هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ انْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

تو اُن سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو ۶۰ بے شک اُنھیں بھی انتظار کرنا ہے ۶۱

آیاتها ۷۳ | ۳۳ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ ۹۰ | رکوعاتها ۹

سورۂ احزاب مدنی ہے ۱ اس میں تہتر آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) ۲ اللہ کا یوں ہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سُننا ۳ بے شک اللہ

ان کے حسبِ عمل جزا دے گا، اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم پر رحمت و کرم کرے گا اور کُفّار و مشرکین کو عذاب میں مبتلا کرے گا، اس پر کافر بطورِ تمسخر و استہزاء کہتے تھے کہ یہ فیصلہ کب ہوگا، اس کا وقت کب آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے ارشاد فرماتا ہے۔

۵۸ جب عذابِ الٰہی نازل ہوگا۔

۵۹ توبہ و معذرت کی فیصلہ کے دن سے یا روزِ قیامت مراد ہے یا روزِ فتحِ مکّہ یا روزِ بدر برتقدیر اوّل اگر روزِ قیامت مراد ہو تو ایمان کا نافع نہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ ایمان وہی مقبول ہے جو دنیا میں ہو اور دنیا سے نکلنے کے بعد نہ ایمان مقبول ہوگا نہ ایمان لانے کے لئے دنیا میں واپس آنا میسّر آئے گا اور اگر فیصلہ کے دن سے روزِ بدر یا روزِ فتحِ مکّہ مراد ہو تو معنٰی یہ ہیں کہ جبکہ عذاب آ جائے اور وہ لوگ قتل ہونے لگیں تو حالتِ قتل میں ان کا ایمان لانا قبول نہ کیا جائے گا اور نہ عذاب مؤخّر کر کے انہیں مہلت دی جائے چنانچہ جب مکّہ مکرّمہ فتح ہوا تو قوم بنی کنانہ بھاگی حضرت خالد بن ولید نے جب انہیں گھیرا اور انہوں نے دیکھا کہ اب قتل سر پر آ گیا کوئی امید جاں بَری کی نہیں تو انہوں نے اسلام کا اظہار کیا، حضرت خالد نے قبول نہ فرمایا اور انہیں قتل کر دیا۔ (جمل وغیرہ)

۶۰ ان پر عذاب نازل ہونے کا۔

۶۱ بخاری و مسلم شریف کی حدیث شریف میں ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزِ جمعہ نمازِ فجر میں یہ سورت یعنی سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھتے تھے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جب تک حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سورت اور سورۂ تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ پڑھ نہ لیتے خواب نہ فرماتے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سورۂ سجدہ عذابِ قبر سے محفوظ رکھتی ہے۔ (خازن و مدارک)

۱ سورۂ احزاب مدنیّہ ہے، اس میں نو رکوع، تہتّر ۷۳ آیتیں اور ایک ہزار دو سو اسّی کلمے اور پانچ ہزار سات سو

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

علم و حکمت والا ہے اور اس کی پیروی رکھنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے اے لوگو اللہ تمہارے کام

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ مَا جَعَلَ

دیکھ رہا ہے اور اے محبوب تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس (کافی) ہے کام بنانے والا

اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ

اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے ف۴ اور تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری

مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ

ماں نہ بنایا ف۵ اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا ف۶ یہ تمہارے اپنے منہ کا

نوّے حرف ہیں۔

ف۲ یعنی ہماری طرف سے خبریں دینے والے، ہمارے اسرار کے امین، ہمارا خطاب ہمارے پیارے بندوں کو پہنچانے والے، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ کے ساتھ خطاب فرمایا جس کے یہ معنٰی ہیں جو ذکر کئے گئے نامِ پاک کے ساتھ، یا مُحَمَّدُ ذکر فرما کر خطاب نہ کیا جیسا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو خطاب فرمایا ہے اس سے مقصود آپ کی تکریم اور آپ کا احترام اور آپ کی فضیلت کا ظاہر کرنا ہے۔ (مدارک)

ف۳ شانِ نُزول: ابوسفیان بن حرب اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابوالاعور سلمی جنگِ اُحد کے بعد مدینہ طیّبہ میں آئے اور منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبَی بن سلول کے یہاں مقیم ہوئے، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گفتگو کے لئے امان حاصل کر کے انہوں نے یہ کہا کہ آپ لات، عزّٰی، منات وغیرہ بُتوں کو جنہیں مشرکین اپنا معبود سمجھتے ہیں کچھ نہ فرمایئے اور یہ فرما دیجئے کہ ان کی شفاعت ان کے پجاریوں کے لئے ہے اور ہم لوگ آپ کو اور آپ کے ربّ کو کچھ نہ کہیں گے، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کی یہ گفتگو بہت ناگوار ہوئی اور مسلمانوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قتل کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ میں انہیں امان دے چکا ہوں اس لئے قتل نہ کرو، مدینہ شریف سے نکال دو چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکال دیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اس میں خطاب تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہے اور مقصود ہے آپ کی اُمّت سے فرمانا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امان دی تو تم اس کے پابند رہو اور نقضِ عہد کا ارادہ نہ کرو اور کُفّار و منافقین کی خلافِ شرع بات نہ مانو۔

ف۴ کہ ایک میں اللہ کا خوف ہو دوسرے میں کسی اور کا، جب ایک ہی دل ہے تو اللہ ہی سے ڈرے۔

شانِ نُزول: ابومعمر حمید فہری کی یادداشت اچھی تھی جو سنتا تھا یاد کر لیتا تھا، قریش نے کہا کہ اس کے دو دل ہیں جبھی تو اس کا حافظہ اتنا قوی ہے وہ خود ہی کہتا تھا کہ اس کے دو دل ہیں اور ہر ایک میں حضرت سیدِ (عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ

بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ ۝۴ اُدْعُوْهُمْ

کہنا ہے وے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے وٰ۸ انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو و۹

وسلم) سے زیادہ دانش ہے۔ جب بدر میں مشرک بھاگے تو ابو معمر اس شان سے بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں ایک پاؤں میں، ابوسفیان سے ملاقات ہوئی تو ابوسفیان نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہا لوگ بھاگ گئے تو ابوسفیان نے پوچھا ایک جوتی ہاتھ میں ایک پاؤں میں کیوں ہے؟ کہا اس کی مجھے خبر ہی نہیں میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ دونوں جوتیاں پاؤں میں ہیں۔ اس وقت قریش کو معلوم ہوا کہ دو ۲ دل ہوتے تو جوتی جو ہاتھ میں لئے ہوئے تھا بھول نہ جاتا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ منافقین سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو ۲ دل بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کا ایک دل ہمارے ساتھ ہے اور ایک اپنے اصحاب کے ساتھ نیز زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی اپنی عورت سے ظِہار کرتا تھا تو وہ لوگ اس ظِہار کو طلاق کہتے اور اس عورت کو اس کی ماں قرار دیتے تھے اور جب کوئی شخص کسی کو بیٹا کہہ دیتا تھا تو اس کو حقیقی بیٹا قرار دے کر شریکِ میراث ٹھہراتے اور اس کی زوجہ کو بیٹا کہنے والے کے لئے صُلبی بیٹے کی بی بی کی طرح حرام جانتے۔ ان سب کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وٰ۵ یعنی ظِہار سے عورت ماں کے مثل حرام نہیں ہو جاتی۔

ظِہار: منکوحہ کو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو ہمیشہ کے لئے حرام ہو اور یہ تشبیہ ایسے عضو میں ہو جس کو دیکھنا اور چھونا جائز نہیں ہے مثلاً کسی نے اپنی بی بی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ یا پیٹ کے مثل ہے تو وہ مظاہر ہو گیا۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص ۸۴)

مسئلہ: ظِہار سے نکاح باطل نہیں ہوتا لیکن کفّارہ ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے اور کفّارہ ادا کرنے سے پہلے عورت سے علیحدہ رہنا اور اس سے تمتع نہ کرنا لازم ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارۃ، ج ۱، ص ۵۰۹)

مسئلہ: ظِہار کا کفّارہ ایک غلام کا آزاد کرنا اور یہ میسر نہ ہو تو متواتر دو مہینے کے روزے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کا کھلانا ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارۃ، ج ۱، ص ۵۰۹)

مسئلہ: کفّارہ ادا کرنے کے بعد عورت سے قربت اور تمتُّع حلال ہو جاتا ہے۔ (ہدایہ)

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الظہار، الجزء الثانی، ص ۸۲ والدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۳۰)

وٰ۶ خواہ انہیں لوگ تمہارا بیٹا کہتے ہوں۔

وٰ۷ یعنی بی بی کو ماں کے مثل کہنا اور لے پالک کو بیٹا کہنا بے حقیقت بات ہے، نہ بی بی ماں ہو سکتی ہے نہ دوسرے کا فرزند اپنا بیٹا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت زینب بنتِ جحش سے نکاح کیا تو یہود و منافقین نے

لِاٰبَآىٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی

یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں اُن کے باپ معلوم نہ ہوں ف۱۰ تو دین میں تمہارے بھائی ہیں

الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْؕ وَ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖۙ وَ لٰكِنْ مَّا

اور بشریت میں تمہارے چچا زاد ف۱۱ اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر (واقع) ہوا ف۱۲ ہاں وہ گناہ

تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ

ہے جو دل کے قصد سے کرو ف۱۳ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے

مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ

زیادہ مالک ہے ف۱۴ اور اس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں ف۱۵ اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ

زبانِ طعن کھولی اور کہا کہ (حضرت) محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے بیٹے زید کی بی بی سے شادی کر لی کیونکہ پہلے حضرت زینب زید کے نکاح میں تھیں اور حضرت زید اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زر خرید تھے انہوں نے حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں انہیں ہبہ کر دیا، حضور نے انہیں آزاد کر دیا تب بھی وہ اپنے باپ کے پاس نہ گئے حضور ہی کی خدمت میں رہے، حضور ان پر شفقت و کرم فرماتے تھے اس لئے لوگ انہیں حضور کا فرزند کہنے لگے، اس سے وہ حقیقۃً حضور کے بیٹے نہ ہو گئے اور یہود و منافقین کا طعنہ محض غلط اور بیجا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ان طاعنین کی تکذیب فرمائی اور انہیں جھوٹا قرار دیا۔

ف۸ حق کی لہٰذا لے پالکوں کو ان کے پالنے والوں کا بیٹا نہ ٹھہراؤ بلکہ۔

ف۹ جن سے وہ پیدا ہوئے۔

ف۱۰ اور اس وجہ سے تم انہیں ان کے باپوں کی طرف نسبت نہ کر سکو۔

ف۱۱ تو تم انہیں بھائی کہو اور جس کے لے پالک ہیں اس کا بیٹا نہ کہو۔

ف۱۲ ممانعت سے پہلے یا یہ معنیٰ ہیں کہ اگر تم نے لے پالکوں کو خطاءً بے ارادہ ان کے پرورش کرنے والوں کا بیٹا کہہ دیا یا کسی غیر کی اولاد کو محض زبان کی سبقت سے بیٹا کہا تو ان صورتوں میں گناہ نہیں۔

ف۱۳ ممانعت کے بعد۔

ف۱۴ دنیا و دین کے تمام امور میں اور نبی کا حکم ان پر نافذ اور نبی کی طاعت واجب اور نبی کے حکم کے مقابل نفس کی خواہش واجب الترک یا یہ معنیٰ ہیں کہ نبی مؤمنین پر ان کی جانوں سے زیادہ رافت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور نافع تر ہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہر مومن کے لئے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اولیٰ ہوں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ

كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓىِٕكُمْ

قریب ہیں ف۱۶ بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجروں کے ف۱۷ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر احسان کرو ف۱۸

مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ

یہ کتاب میں لکھا ہے ف۱۹ اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے

مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ۪

عہد لیا ف۲۰ اور تم سے ف۲۱ اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے

وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ﴿۷﴾ لِّیَسْــٴَـلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ

اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا تاکہ سچوں سے ف۲۲ ان کے سچ کا سوال کرے ف۲۳ اور اس نے

عنہ کی قراءت میں مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے بعد وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ بھی ہے۔ مجاہد نے کہا کہ تمام انبیاء اپنی اُمت کے باپ ہوتے ہیں اور اسی رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں۔

ف۱۵ تعظیم و حرمت میں اور نکاح کے ہمیشہ کے لئے حرام ہونے میں اور اس کے علاوہ دوسرے احکام میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا اور ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں خالہ نہ کہا جائے گا۔

ف۱۶ توارث میں۔

ف۱۷ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اُولی الارحام ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں، کوئی اجنبی دینی برادری کے ذریعہ سے وارث نہیں ہوتا۔

ف۱۸ اس طرح کہ جس کے لئے چاہو کچھ وصیّت کرو تو وصیّت ثُلُث مال کے قدر میں توارث پر مقدم کی جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اوّل مال ذوی الفروض کو دیا جائے گا پھر عصبات کو پھر نسبی ذوی الفروض پر رد کیا جائے گا پھر ذوی الارحام کو دیا جاوے گا پھر مولی الموالاۃ کو۔ (تفسیرِ احمدی)

ف۱۹ یعنی لوحِ محفوظ میں۔

ف۲۰ رسالت کی تبلیغ اور دینِ حق کی دعوت دینے کا۔

ف۲۱ خصوصیت کے ساتھ۔

مسئلہ: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر دوسرے انبیاء پر مقدم کرنا ان سب پر آپ کی افضلیت کے اظہار کے لئے ہے۔

ف۲۲ یعنی انبیاء سے یا ان کے تصدیق کرنے والوں سے۔

ف۲۳ یعنی جو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا اور انہیں تبلیغ کی وہ دریافت فرمائے یا مومنین سے ان کی تصدیق کا سوال

لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۠ ۸ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ع ۱/۸ ۱۷

کافروں کے لیے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو ؀۲۴

اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ

جب تم پر کچھ لشکر آئے ؀۲۵ تو ہم نے اُن پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے ؀۲۶ اور

کر یا یہ معنٰی ہیں کہ انبیاء کو جو ان کی اُمّتوں نے جواب دیئے وہ دریافت فرمائے اور اس سوال سے مقصود کُفّار کی تذلیل و تبکیت ہے۔

؀۲۴ جو اس نے جنگِ احزاب کے دن فرمایا جس کو غزوۂ خندق کہتے ہیں جو جنگِ اُحد سے ایک سال بعد تھا جب کہ مسلمانوں کا نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینۂ طیّبہ میں محاصرہ کرلیا گیا تھا۔

؀۲۵ قریش اور غطفان اور یہود قُرَیظہ و نُضَیر کے۔

؀۲۶ یعنی ملائکہ کے لشکر۔ غزوۂ احزاب کا مختصر بیان یہ غزوہ شوال ۴ یا ۵ ہجری میں پیش آیا جب یہودِ بنی نُضَیر کو جِلاوطن کیا گیا تو ان کے اکابر مکّہ مکرّمہ میں قریش کے پاس پہنچے اور انہیں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ مسلمان نیست و نابود ہو جائیں، ابوسفیان نے اس تحریک کی بہت قدر کی اور کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے پیارا ہے جو (محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عداوت میں ہمارا ساتھ دے پھر قریش نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو بتاؤ تو ہم حق پر ہیں یا محمّدِ (مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)؟ یہود نے کہا تمہی حق پر ہو، اس پر قریش خوش ہوئے اسی پر آیت اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ نازل ہوئی پھر یہودی قبائلِ غطفان و قیس وغیلان وغیرہ میں گئے، وہاں بھی یہی تحریک کی وہ سب ان کے موافق ہو گئے اس طرح انہوں نے جابجا دورے کئے اور عرب کے قبیلہ قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کرلیا، جب سب لوگ تیار ہو گئے تو قبیلۂ خزاعہ کے چند لوگوں نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کُفّار کی ان زبردست طیّاریوں کی اطلاع دی، یہ اطلاع پاتے ہی حضور نے بمشورۂ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ خندق کھدوانی شروع کردی، اس خندق میں مسلمانوں کے ساتھ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی کام کیا، مسلمان خندق تیار کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مشرکین بارہ ہزار کا لشکرِ گراں لے کر ان پر ٹوٹ پڑے اور مدینہ طیّبہ کا محاصرہ کرلیا، خندق مسلمانوں کے اور ان کے درمیان حائل تھی اس کو دیکھ کر متحیّر ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ ایسی تدبیر ہے جس سے عرب لوگ اب تک واقف نہ تھے، اب انہوں نے مسلمانوں پر تیراندازی شروع کی اور اس محاصرہ کو پندرہ روز یا چوبیس روز گزرے، مسلمانوں پر خوف غالب ہوا اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے تو اللہ تعالٰی نے مدد فرمائی اور ان پر تیز ہوا بھیجی نہایت سرد اور اندھیری رات میں

اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝۹ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ

اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے ۲۷ جب کافر تم پر آئے تمہارے اُوپر سے اور تمہارے نیچے سے ۲۸ اور جب کہ

وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں ۲۹ اور دل گلوں کے پاس آ گئے ۳۰ اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے

اس ہوا نے ان کے خیمے گرا دیئے، طنابیں توڑ دیں، کھونٹے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ دیں، آدمی زمین پر گرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیئے جنہوں نے کُفّار کو لرزا دیا، ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی مگر اس جنگ میں ملائکہ نے قتال نہیں کیا پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حذیفہ بن یمان کو خبر لینے کے لئے بھیجا وقت نہایت سرد تھا یہ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے، حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانہ ہوتے وقت ان کے چہرے اور بدن پر دستِ مبارک پھیرا جس سے ان پر سردی اثر نہ کرسکی اور یہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے، وہاں تیز ہوا چل رہی تھی اور سنگریزے اڑ اڑ کر لوگوں کے لگ رہے تھے، آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی، عجب پریشانی کا عالَم تھا، لشکرِ کُفّار کے سردار ابوسفیان ہوا کا یہ عالَم دیکھ کر اٹھے اور انہوں نے قریش کو پکار کر کہا کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا، ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے، یہ اعلان ہونے کے بعد ہر ایک شخص نے اپنے برابر والے کو ٹٹولنا شروع کیا، حضرت حذیفہ نے دانائی سے اپنے داہنے شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں، اس کے بعد ابوسفیان نے کہا اے گروہِ قریش تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے، بنی قُریظہ اپنے عہد سے پھر گئے اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں، ہوا نے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے ہو، بس اب یہاں سے کوچ کر دو، میں کوچ کرتا ہوں ابوسفیان یہ کہہ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور لشکر میں الرحیل الرحیل یعنی کوچ کوچ کا شور مچ گیا، ہوا ہر چیز کو اُلٹے ڈالتی تھی مگر یہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی، اب یہ لشکر بھاگ نکلا اور سامان کا بار کر کے لے جانا اس کو شاق ہو گیا اس لئے کثیر سامان چھوڑ گیا۔ (جمل)

(مدارج النبوت (فارسی) ج ۲، ص ۱۷۲۔ ۱۷۳، بحث غزوہ خندق)

۲۷ یعنی تمہارا خندق کھودنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہنا۔

۲۸ یعنی وادی کی بالائی جانب مشرق سے قبیلۂ اسد و غطفان کے لوگ مالک بن عوف نصری و عُیَینہ بن حسن فزاری کی سرکردگی میں ایک ہزار کی جمعیت لے کر اور ان کے ساتھ طلیحہ بن خویلد اسدی بنی اسد کی جمعیت لے کر اور حُیَی بن اخطب، یہودِ بنی قریظہ کی جمعیت لے کر اور وادی کی زیریں جانب مغرب سے قریش اور کنانہ بسَر کردگی ابو سفیان بن حرب۔

۲۹ اور شدّتِ رعب و ہیبت سے حیرت میں آ گئیں۔

الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَ اِذْ

(امید و یاس کے) ف۳۱ وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی ف۳۲ اور خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے اور

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا

جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا ف۳۳ ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا ف۳۴

غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ

اور جب اُن میں سے ایک گروہ نے کہا ف۳۵ اے مدینہ والو! ف۳۶ یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ف۳۷

فَارْجِعُوْا ۚ وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ مع ۱۰

تم گھروں کو واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ ف۳۸ نبی سے اذن مانگتا تھا یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں

وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ

اور وہ بے حفاظت نہ تھے وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا اور اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف

ف۳۰ خوف و اضطراب انتہا کو پہنچ گیا۔

ف۳۱ منافق تو یہ گمان کرنے لگے کہ مسلمانوں کا نام و نشان باقی نہ رہے گا، کُفّار کی اتنی بڑی جمعیت سب کو فنا کر ڈالے گی اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آنے اور اپنے فتحیاب ہونے کی امید تھی۔

ف۳۲ اور ان کا صبر و اخلاص محکِّ امتحان پر لایا گیا۔

ف۳۳ یعنی ضعفِ اعتقاد۔

ف۳۴ یہ بات معتب بن قشیر نے کُفّار کے لشکر دیکھ کر کہی تھی کہ محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو ہمیں فارس و روم کی فتح کا وعدہ دیتے ہیں اور حال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی یہ مجال بھی نہیں کہ اپنے ڈیرے سے باہر نکل سکے تو یہ وعدہ نرا دھوکا ہے۔

ف۳۵ یعنی منافقین کے ایک گروہ نے۔

ف۳۶ یہ مقولہ منافقین کا ہے انہوں نے مدینہ طیّبہ کو یثرب کہا۔

مسئلہ: مسلمانوں کو یثرب نہ کہنا چاہئے حدیث شریف میں مدینہ طیّبہ کو یثرب کہنے کی ممانعت آئی ہے، حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ناگوار تھا کہ مدینہ پاک کو یثرب کہا جائے کیونکہ یثرب کے معنٰی اچھے نہیں ہیں، صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب فضل المدینۃ...الخ، الحدیث: ۱۸۷۱، ج۱، ص۶۱۷

ف۳۷ یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لشکر میں۔

ف۳۸ یعنی بنی حارثہ و بنی سلمہ۔

اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا ﴿۱۴﴾ وَ لَقَدْ

سے آتیں پھر اُن سے کفر چاہتیں تو ضرور اُن کا مانگا دے بیٹھتے ۳۹ اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی اور بے شک

كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَؕ وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا ۴۰

مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ

تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل سے بھاگو ۴۱ اور جب بھی

اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ

دنیا نہ برتنے دیے جاؤ گے مگر تھوڑی ۴۲ تم فرماؤ وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارا برا چاہے ۴۳

اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةًؕ وَ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

یا تم پر مہر (رحم) فرمانا چاہے ۴۴ اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے

وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآىٕلِیْنَ

نہ مددگار بے شک اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں

لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَاۚ وَ لَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً

ہماری طرف چلے آؤ ۴۵ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے ۴۶ تمہاری مدد میں گئی کرتے (کمی کرتے) ہیں

۳۹ یعنی اسلام سے منحرف ہو جاتے۔

۴۰ یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کو دریافت فرمائے گا کہ کیوں وفا نہیں کیا گیا۔

۴۱ کیونکہ جو مقدر ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

۴۲ یعنی اگر وقت نہیں آیا ہے تو بھی بھاگ کر تھوڑے ہی دن جتنی عمر باقی ہے اتنے ہی دنیا کو برتو گے اور یہ ایک قلیل مدت ہے۔

۴۳ یعنی اس کو تمہارا قتل و ہلاک منظور ہو تو اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا۔

۴۴ امن و عافیت عطا فرما کر۔

۴۵ اور سید عالم محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دو، ان کے ساتھ جہاد میں نہ رہو اس میں جان کا خطرہ ہے۔
شانِ نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی ان کے پاس یہود نے پیام بھیجا تھا کہ تم کیوں اپنی جانیں ابوسفیان کے ہاتھوں سے ہلاک کرانا چاہتے ہو، اس کے لشکری اس مرتبہ اگر تمہیں پا گئے تو تم میں سے کسی کو باقی نہ

عَلَيۡكُمۡ ۚۛ فَاِذَا جَآءَ الۡخَوۡفُ رَاَيۡتَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ تَدُوۡرُ اَعۡيُنُهُمۡ

پھر جب ڈر کا وقت آئے تم اُنھیں دیکھو گے تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں

كَالَّذِىۡ يُغۡشٰى عَلَيۡهِ مِنَ الۡمَوۡتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الۡخَوۡفُ سَلَقُوۡكُمۡ بِاَلۡسِنَةٍ

گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہو پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے ۴۷ تمہیں طعنے دینے لگیں

حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الۡخَيۡرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا فَاَحۡبَطَ اللّٰهُ اَعۡمَالَهُمۡ ؕ

تیز زبانوں سے مال غنیمت کے لالچ میں ۴۸ یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں ۴۹ تو اللہ نے ان کے عمل اکارت کر

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا ﴿۱۹﴾ يَحۡسَبُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ لَمۡ يَذۡهَبُوۡا ۚ وَاِنۡ يَّاۡتِ

دیے ۵۰ اور یہ اللہ کو آسان ہے وہ سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر ابھی نہ گئے ۵۱ اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو اُن

الۡاَحۡزَابُ يَوَدُّوۡا لَوۡ اَنَّهُمۡ بَادُوۡنَ فِى الۡاَعۡرَابِ يَسۡاَلُوۡنَ عَنۡ اَنۡۢبَآئِكُمۡ ؕ

کی ۵۲ خواہش ہو گی کہ کسی طرح گاؤں میں نکل کر ۵۳ تمہاری خبریں پوچھتے پھریں ۵۴ اور اگر وہ تم میں رہتے

چھوڑیں گے، ہمیں تمہارا اندیشہ ہے تم ہمارے بھائی اور ہمسایہ ہو ہمارے پاس آ جاؤ، یہ خبر پا کر عبداللہ بن اُبَی بن سلول منافق اور اس کے ساتھی مومنین کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے ڈرا کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے سے روکنے لگے اور اس میں انہوں نے بہت کوشش کی لیکن جس قدر انہوں نے کوشش کی مومنین کا ثباتِ استقلال اور بڑھتا گیا۔

۴۶ ریاکاری اور دکھاوٹ کے لئے۔

۴۷ اور امن و غنیمت حاصل ہو۔

۴۸ اور یہ کہیں ہمیں زیادہ حصّہ دو ہماری ہی وجہ سے تم غالب ہوئے ہو۔

۴۹ حقیقت میں اگرچہ انہوں نے زبانوں سے ایمان کا اظہار کیا۔

۵۰ یعنی چونکہ حقیقت میں وہ مومن نہ تھے اس لئے ان کے تمام ظاہری عمل جہاد وغیرہ سب باطل کر دیئے۔

۵۱ یعنی منافقین اپنی بزدلی و نامردی سے ابھی تک یہ سمجھ رہے ہیں کہ کُفّارِ قریش و غطفان و یہود وغیرہ ابھی تک میدان چھوڑ کر بھاگے نہیں ہیں اگرچہ حقیقت حال یہ ہے کہ وہ بھاگ چکے۔

۵۲ یعنی منافقین کی اپنی نامردی کی باعث یہی آرزو اور۔

۵۳ مدینہ طیّبہ کے آنے جانے والوں سے۔

۵۴ کہ مسلمانوں کا کیا انجام ہوا، کُفّار کے مقابلہ میں ان کی کیا حالت رہی۔

ع ۲ ۱۲ ۱۸ وَ لَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْۤا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ ع لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے ۵۵ بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے ۵۶

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ ط

اس کے لیے کہ جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے ۵۷

۵۵ ریاکاری اور عذر رکھنے کے لئے تاکہ یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔

۵۶ ان کا اچھی طرح اِتّباع کرو اور دینِ الٰہی کی مدد کرو اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنّتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔

اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خود ارشاد فرمایا: بہترین راستہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا راستہ ہے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، باب الاعتصام بالسنۃ...الخ، الحدیث ۱۰، ج۱، ص۱۰۶ ملخصاً)

اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے خود ادب کے بارے میں ارشاد فرمایا: مجھے میرے رب نے اچھا ادب سکھایا۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، باب الھمزہ، الحدیث ۳۱۰، ص۲۵)

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فیض القدیر میں اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مجھے میرے رب نے ریاضتِ نفس اور ظاہری و باطنی اخلاق کی تعلیم فرمائی اس طرح کہ مجھ پر ایسے علومِ کسبیہ و وھبیہ کے ذریعے لطف و کرم فرمایا جن کی مثل کسی انسان کو عطا نہیں کئے گئے۔ (فیض القدیر، حرف الھمزہ، تحت الحدیث ۳۱۰، ج۱، ص۲۹۰)

۵۷ ہر موقع پر اس کا ذکر کرے خوشی میں بھی رنج میں بھی، تنگی میں بھی فراخی میں بھی۔

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے جدا ہوتے وقت جو آخری کلام کیا وہ یہ سوال تھا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تمہاری زبان اللہ عزوجل کے ذکر سے تر ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا، مجھے اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے افضل اور پسندیدہ عمل کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا، تمہارا اس طرح مرنا کہ تمہاری زبان اللہ عزوجل کے ذکر سے تر ہو۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ، رقم ۷، ج۲، ص۲۵۳)

حضرتِ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، اپنے رب عزوجل کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم ۶۴۰۷، ج۴، ص۲۲۰)

وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ

اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اُس کے رسول نے ۵۸

وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ؗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا ؕ﴿۲۲﴾ مِنَ

اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے ۵۹ اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا مسلمانوں میں کچھ وہ

الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ

مرد ہیں جنھوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا ۶۰ تو اُن میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا ۶۱

وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖؗ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۙ﴿۲۳﴾ لِّیَجْزِیَ اللّٰهُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ

اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے ۶۲ اور وہ ذرا نہ بدلے ۶۳ تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور

۵۸ کہ تمہیں شدّت و بلا پہنچے گی اور تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے اور پہلوں کی طرح تم پر سختیاں آئیں گی اور لشکر جمع ہو ہو کر تم پر ٹوٹیں گے اور انجام کار تم غالب ہو گے اور تمہاری مدد فرمائی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ الْاٰیَةَ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ پچھلی نو یا دس راتوں میں لشکر تمہاری طرف آنے والے ہیں، جب انہوں نے دیکھا کہ اس میعاد پر لشکر آ گئے تو کہا یہ ہے وہ جو ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا۔

۵۹ یعنی جو اس کے وعدے ہیں سب سچے ہیں سب یقیناً واقع ہوں گے، ہماری مدد بھی ہوگی، ہمیں غلبہ بھی دیا جائے گا اور مکّہ مکرّمہ اور روم و فارس بھی فتح ہوں گے۔

۶۰ حضرت عثمانِ غنی اور حضرت طلحہ اور حضرت سعید بن زید اور حضرت حمزہ اور حضرت مصعب وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نذر کی تھی کہ وہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے تو ثابت رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں، ان کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کر دیا۔

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرتِ سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے جسم پر اسی سے زائد تلوار یا نیزہ یا تیر کے زخم پائے وہ شہید ہو چکے تھے اور مشرکین نے ان کا مُثلہ کر دیا تھا (یعنی ان کا چہرہ بگاڑ دیا تھا) انہیں ان کی بہن کے علاوہ کوئی

نہ پہچان سکا ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کے پوروں سے انہیں پہچانا تھا، ہمارا خیال ہے کہ یہ آیت مبارکہ انھی کے بارے میں نازل ہوئی۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب قول اللہ تعالیٰ من المومنین رجال صدقوا الخ، رقم ۲۸۰۵، ج ۲، ص ۲۵۵)

۶۱ جہاد پر ثابت رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا جیسے کہ حضرت حمزہ و مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا
منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ دے بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ۚ﴿۲۴﴾ وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَ كَفَى اللّٰهُ
مہربان ہے اور اللہ نے کافروں کو ۶۴ ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا ۶۵ اور اللہ نے

الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ﴿۲۵﴾ وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ
مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرما دی ۶۶ اور اللہ زبردست عزت والا ہے اور جن اہل کتاب نے ان

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا
کی مدد کی تھی ۶۷ انہیں ان کے قلعوں سے اُتارا ۶۸ اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا ان میں ایک گروہ کو

۶۲ اور شہادت کا انتظار کر رہا ہے جیسے کہ حضرت عثمان اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

۶۳ اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے شہید ہو جانے والے بھی اور شہادت کا انتظار کرنے والے بھی، ان منافقین اور مریض القلب لوگوں پر تعریض ہے جو اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔

۶۴ یعنی قریش و غطفان وغیرہ کے لشکروں کو جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

۶۵ ناکام و نامراد واپس ہوئے۔

۶۶ دشمن فرشتوں کی تکبیروں اور ہوا کی سختیوں سے بھاگ نکلے۔

۶۷ یعنی بنی قُریظہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابل قریش و غطفان وغیرہ احزاب کی مدد کی تھی۔

۶۸ اس میں غزوۂ بنی قُریظہ کا بیان ہے، یہ آخرِ ذی قعدہ ۴ھ یا ۵ھ میں ہوا جب غزوۂ خندق میں شب کو مخالفین کے لشکر بھاگ گئے جس کا اوپر کی آیات میں ذکر ہو چکا ہے اس شب کی صبح کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابۂ کرام مدینہ طیّبہ میں تشریف لائے اور ہتھیار اتار دیئے، اس روز ظہر کے وقت جب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سر مبارک دھویا جا رہا تھا، جبریلِ امین حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور نے ہتھیار رکھ دیئے، فرشتوں نے چالیس روز سے ہتھیار نہیں رکھے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو بنی قُریظہ کی طرف جانے کا حکم فرماتا ہے، حضور نے حکم فرمایا کہ ندا کر دی جائے کہ جو فرمانبردار ہو وہ عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قُریظہ میں جا کر حضور یہ فرما کر روانہ ہو گئے اور مسلمان چلنے شروع ہوئے اور یکے بعد دیگرے حضور کی خدمت میں پہنچتے رہے یہاں تک کہ بعضے حضرات نمازِ عشا کے بعد پہنچے لیکن انہوں نے اس وقت تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کیونکہ حضور نے بنی قُریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اس لئے اس روز انہوں نے عصر بعدِ عشا پڑھی اور اس پر نہ اللہ تعالیٰ نے ان کی گرفت فرمائی نہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے، لشکرِ اسلام نے پچیس روز تک بنی قُریظہ کا محاصرہ رکھا اس سے وہ تنگ آ گئے اور

تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

تم قتل کرتے ہو ۶۹ اور ایک گروہ کو قید ۷۰ اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے ان کی زمین اور ان کے مکان اور ان کے

وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ

مال ۷۱ اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے ۷۲ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی

ع ۳/۱۹

لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ

بیبیوں سے فرما دے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو ۷۳ تو آؤ میں تمہیں مال دوں ۷۴

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم میرے حکم پر قلعوں سے اُترو گے؟ انہوں نے انکار کیا تو فرمایا کیا قبیلۂ اوس کے سردار سعد بن معاذ کے حکم پر اُترو گے؟ اس پر وہ راضی ہوئے اور سعد بن معاذ کو ان کے بارے میں حکم دینے پر مامور فرمایا ، حضرت سعد نے حکم دیا کہ مرد قتل کر دیئے جائیں ، عورتیں اور بچّے قید کئے جائیں پھر بازارِ مدینہ میں خندق کھودی گئی اور وہاں لا کر ان سب کی گردنیں ماری گئیں ، ان لوگوں میں قبیلۂ بنی نُضَیر کا سردار حُیَی بن اخطب اور بنی قُرَیظہ کا سردار کعب بن اسد بھی تھا اور یہ لوگ چھ سو یا سات سو جوان تھے جو گردنیں کاٹ کر خندق میں ڈال دیئے گئے ۔ (مدارک وجمل)

۶۹ یعنی مقاتلین کو ۔

۷۰ عورتوں اور بچّوں کو ۔

۷۱ نقد اور سامان اور مویشی سب مسلمان کے قبضہ میں آئیں ۔

۷۲ اس زمین سے مراد خیبر ہے جو فتحِ قُرَیظہ کے بعد مسلمانوں کے قبضہ میں آیا یا وہ ہر زمین مراد ہے جو قیامت تک فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والی ہے ۔

۷۳ یعنی اگر تمہیں مالِ کثیر اور اسبابِ عیش درکار ہے ۔

شانِ نُزول : سیدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے آپ سے دنیوی سامان طلب کئے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی یہاں تو کمالِ زہد تھا سامانِ دنیا اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا ، اس لئے یہ خاطرِ اقدس پر گراں ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی اور ازواجِ مطہرات کو تخییر دی گئی ، اس وقت حضور کی نو بیبیاں تھیں ، پانچ قریشیہ (۱) حضرت عائشہ بنتِ ابی بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) (۲) حفصہ بنتِ فاروق (۳) اُمِّ حبیبہ بنتِ ابی سفیان (۴) اُمِّ سلمٰی بنتِ امیہ (۵) سودہ بنتِ زَمعَہ اور چار غیر قریشیہ (۶) زینب بنتِ جحش اسدیہ (۷) میمونہ بنتِ حارث ہلالیہ (۸) صفیہ بنتِ حُیَی بن اخطب خیبریہ (۹) جویریہ بنتِ حارث مصطلقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن ۔ سیدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ

وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ

اور اچھی طرح چھوڑ دوں ۵؎ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر

الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ

چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے اے نبی کی بی بیو

يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ

جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے ۶؎ اس پر اوروں سے دونا (دگنا) عذاب ہو گا ۷؎ اور

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

یہ اللہ کو آسان ہے

کروا اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو، انھوں نے عرض کیا حضور کے معاملہ میں مشورہ کیسا، میں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواج نے بھی یہی جواب دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب وان کنتن ...الخ، الحدیث: ۴۷۸۶، ج ۳، ص ۳۰۲)

مسئلہ: جس عورت کو اختیار دیا جائے وہ اگر اپنے زوج کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو ہمارے نزدیک طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے۔

۴؎ جس عورت کے ساتھ بعدِ نکاح دخول یا خلوتِ صحیحہ ہوئی اس کو طلاق دی جائے تو کچھ سامان دینا مستحب ہے اور وہ سامان تین کپڑوں کا جوڑا ہوتا ہے، یہاں مال سے وہی مراد ہے۔

(الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۳۶)

مسئلہ: جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اس کو قبلِ دخول طلاق دی تو یہ جوڑا دینا واجب ہے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب النکاح، الجزء الثانی ص ۱۷ والدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴، ص ۲۳۲)

(والفتاوی الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المھر، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۰۴)

۵؎ بغیر کسی ضرر کے۔

۶؎ جیسے کہ شوہر کی اطاعت میں کوتاہی کرنا اور اس کے ساتھ کج خُلقی سے پیش آنا کیونکہ بدکاری سے تو اللہ تعالیٰ انبیاء کی بیبیوں کو پاک رکھتا ہے۔

۷؎ کیونکہ جس شخص کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے اس سے اگر قصور واقع ہو تو وہ قصور بھی دوسروں کے قصور سے زیادہ سخت قرار دیا جاتا ہے۔

مسئلہ: اسی لئے عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ قبیح ہوتا ہے اور اسی لئے آزادوں کی سزا شریعت میں غلاموں

سے زیادہ مقرر ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیبیاں تمام جہان کی عورتوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہیں اس لئے ان کی اَدنیٰ بات سخت گرفت کے قابل ہے۔

فائدہ: لفظِ فاحشہ جب معرفہ ہوکر وارد ہوتو اس سے زنا ولواطت مراد ہوتی ہے اور اگر نکرہ غیرِ موصوفہ ہوکر لایا جائے تو اس سے تمام گناہ مراد ہوتے ہیں اور جب موصوف ہوکر وارد ہوتو اس سے شوہر کی نافرمانی اور فسادِ معشرت مراد ہوتا ہے، اس آیت میں نکرہ موصوفہ ہے اسی لئے اس سے شوہر کی اطاعت میں کوتاہی اور کج خُلقی مراد ہے جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔ (جمل وغیرہ)

الجزء ۲۲ وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِۙ

اور ۷۸ جو تم میں فرماں بردار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا (دگنا) ثواب دیں

وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا (۳۱) یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

گے ۷۹ اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ۸۰ اے نبی کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو ۸۱

اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ

اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ۸۲ ہاں

قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (۳۲) وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى

اچھی بات کہو ۸۳ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت

وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ

کی بے پردگی ۸۴ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے

۷۸ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیبیو۔

۷۹ یعنی اگر اوروں کو ایک نیکی پر دس گنا ثواب دیں گے تو تمہیں بیس گنا کیونکہ تمام جہان کی عورتوں میں تمہیں شرف وفضیلت ہے اور تمہارے عمل میں بھی دو جہتیں ہیں ایک ادائے اطاعت دوسرے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا جوئی اور قناعت وحُسنِ معاشرت کے ساتھ حضور کو خوشنود کرنا۔

۸۰ جنّت میں۔

۸۱ تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر جہان کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔

۸۲ اس میں تعلیمِ آداب ہے کہ اگر بہ ضرورت غیر مرد سے پسِ پردہ گفتگو کرنی پڑے تو قصد کرو کہ لہجہ میں نزاکت نہ آنے پائے اور بات میں لوچ نہ ہو، بات نہایت سادگی سے کی جائے، عِفّت مآب خواتین کے لئے یہی شایاں ہے۔

۸۳ دین واسلام کی اور نیکی کی تعلیم اور پند ونصیحت کی اگر ضرورت پیش آئے مگر بے لوچ لہجہ سے۔

۸۴ اگلی جاہلیّت سے مراد قبلِ اسلام کا زمانہ ہے اس زمانہ میں عورتیں اتراتی نکلتی تھیں، اپنی زینت ومحاسن کا اظہار کرتی تھیں کہ غیر مرد دیکھیں، لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھکیں اور پچھلی جاہلیّت سے اخیر زمانہ مراد ہے جس میں لوگوں کے افعال پہلوں کی مثل ہو جائیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف عورتوں پر پردہ فرض کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ گھروں کے اندر رہا کریں اور زمانہ جاہلیت کی بے حیائی وبے پردگی کی رسم کو چھوڑ دیں۔ زمانہ جاہلیت میں کفارِ عرب کا یہ دستور تھا کہ ان کی عورتیں خوب بن سنور کر بے پردہ نکلتی تھیں۔ اور بازاروں اور میلوں میں مردوں کے دوش بدوش گھومتی پھرتی تھیں۔ اسلام نے اس بے پردگی کی

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَ اذْكُرْنَ

اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے ۸۵ اور یاد کرو

مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا

جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت ۸۶ بے شک اللہ ہر باریکی جانتا

خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ع

خبردار ہے بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ۸۷ اور ایمان والے اور ایمان والیاں

بے حیائی سے روکا اور حکم دیا کہ عورتیں گھروں کے اندر رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں اور اگر کسی ضرورت سے انہیں گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے تو زمانہ جاہلیت کے مطابق بناؤ سنگار کر کے بے پردہ نہ نکلیں۔ بلکہ پردہ کے ساتھ باہر نکلیں۔حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے جس وقت وہ بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔

(الجامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ۱۸، رقم ۱۱۷۶، ج ۲، ص ۳۹۲)

۸۵ یعنی گناہوں کی نجاست سے تم آلودہ نہ ہو۔اس آیت سے اہلِ بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہلِ بیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ازواجِ مطہرات اور حضرت خاتونِ جنّت فاطمہ زہرا اور علیِ مرتضٰی اور حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہم سب داخل ہیں، آیات واحادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ہے، ان آیات میں اہلِ بیتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقوٰی و پرہیز گاری کے پابند رہیں، گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیز گاری کو پاکی سے استعارہ فرمایا گیا کیونکہ گناہوں کا مرتکب ان سے ایسا ہی ملوّث ہوتا ہے جیسا جسم نجاستوں سے۔اس طرزِ کلام سے مقصود یہ ہے کہ اربابِ عقول کو گناہوں سے نفرت دلائی جائے اور تقوٰی و پرہیز گاری کی ترغیب دی جائے۔

۸۶ یعنی سنّت۔

۸۷ شانِ نزول: اسماء بنتِ عمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواجِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے باب میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں تو اسماء نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ حضور عورتیں بڑے ٹوٹے میں ہیں فرمایا کیوں؟ عرض کیا کہ ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں جیسا کہ مَردوں کا ہوتا ہے۔اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور ان کے دس مراتب مَردوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مدح فرمائی گئی اور مراتب میں سے پہلا مرتبہ اسلام ہے جو خدا اور رسول کی فرمانبرداری ہے، دوسرا ایمان کہ وہ اعتقادِ صحیح اور ظاہر و باطن

وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

اور فرماں بردار اور فرماں برداریں اور سچے اور سچیاں ۸۸ اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے

وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآىٕمِیْنَ

اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے

وَالصّٰٓىٕمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا

اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے

وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۳۵﴾ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ

اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اور نہ کسی مسلمان مرد

لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ

نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو اُنھیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے ۸۹

کا موافق ہونا ہے، تیسرا مرتبہ قنوت یعنی طاعت ہے۔

۸۸ اس میں چوتھے مرتبہ کا بیان ہے کہ وہ صدقِ نیّات وصدقِ اقوال وافعال ہے، اس کے بعد پانچویں مرتبہ صبر کا بیان ہے کہ طاعتوں کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے احتراز رکھنا خواہ نفس پر کتنا ہی شاق اور گراں ہو رضائے الٰہی کے لئے اختیار کیا جائے، اس کے بعد پھر چھٹے مرتبہ خشوع کا بیان ہے جو طاعتوں اور عبادتوں میں قلوب و جوارح کے ساتھ متواضع ہونا ہے، اس کے بعد ساتویں مرتبہ صدقہ کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں بطریقِ فرض ونفل دینا ہے پھر آٹھویں مرتبہ صوم کا بیان ہے یہ بھی فرض ونفل دونوں کو شامل ہے۔ منقول ہے کہ جس نے ہر ہفتہ ایک درم صدقہ کیا وہ متصدّقین میں اور جس نے ہر مہینہ ایامِ بیض کے تین روزے رکھے وہ صائمین میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد نویں مرتبہ عفّت کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی پارسائی کو محفوظ رکھے اور جو حلال نہیں ہے اس سے بچے، سب سے آخر میں دسویں مرتبہ کثرتِ ذکر کا بیان ہے ذکر میں تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، قراءتِ قرآن، علمِ دین کا پڑھنا پڑھانا، نماز، وعظ، نصیحت، میلاد شریف، نعت شریف پڑھنا سب داخل ہیں۔ کہا گیا ہے کہ بندہ ذاکرین میں جب شمار ہوتا ہے جب کہ وہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرے۔

۸۹ شانِ نُزول: یہ آیت زینب بنتِ جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش اور ان کی والدہ اُمیمہ بنتِ عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی، اُمیمہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ واقعہ یہ تھا کہ زید بن حارثہ جن کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کیا تھا اور وہ حضور ہی کی خدمت میں رہتے تھے حضور نے زینب کے لئے ان کا پیام دیا، اس کو زینب نے اور ان کے بھائی نے منظور نہیں کیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور

اَمۡرِهِمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا ﴿۳۶﴾ؕ وَ اِذۡ

اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا اور اے محبوب یاد کرو جب تم

تَقُوۡلُ لِلَّذِیۡۤ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِ اَمۡسِكۡ عَلَیۡكَ زَوۡجَكَ

فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے اسے نعمت دی ف۹۰ اور تم نے اُسے نعمت دی ف۹۱ کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے ف۹۲

وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِكَ مَا اللّٰهُ مُبۡدِیۡهِ وَ تَخۡشَی النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ

اور اللہ سے ڈرو ف۹۳ اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا ف۹۴ اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ

حضرت زینب اور ان کے بھائی اس حکم کو سن کر راضی ہو گئے اور حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زید کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا اور حضور نے ان کا مہر دس دینار ساٹھ درہم، ایک جوڑا کپڑا، پچاس مُد (ایک پیمانہ ہے) کھانا تیس صاع کھجوریں دیں۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طاعت ہر امر میں واجب ہے اور نبی علیہ السلام کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں۔

مسئلہ: اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔

فائدہ: بعض تفاسیر میں حضرت زید کو غلام کہا گیا ہے مگر یہ خالی از تسامح نہیں کیونکہ وہ حُر تھے گرفتاری سے بالخصوص قبلِ بعثت شرعاً کوئی شخص مرقوق یعنی مملوک نہیں ہو جاتا اور وہ زمانہ فترت کا تھا اور اہلِ فترت کو حربی نہیں کہا جاتا۔ (کذا فی الجُمل)

ف۹۰ اسلام کی جو بڑی جلیل نعمت ہے۔

ف۹۱ آزاد فرما کر، مراد اس سے حضرت زید بن حارثہ ہیں کہ حضور نے انہیں آزاد کیا اور ان کی پرورش فرمائی۔
اس آیت سے پتا لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نعمت دیتے ہیں ان میں یہ ہی مراد ہے کہ اللہ کے حکم، اللہ کے ارادہ اور اذن سے نعمتیں بھی دیتے اور فضل بھی کرتے ہیں۔

ف۹۲ شانِ نُزول: جب حضرت زید کا نکاح حضرت زینب سے ہو چکا تو حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اللہ تعالٰی کی طرف سے وحی آئی کہ زینب آپ کے ازواجِ طاہرات میں داخل ہوں گی اللہ تعالٰی کو یہی منظور ہے، اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زید اور زینب کے درمیان موافقت نہ ہوئی اور حضرت زید نے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حضرت زینب کی سخت گفتاری، تیز زبانی، عدمِ اطاعت اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی شکایت کی، ایسا بار بار اتفاق ہوا، حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت زید کو سمجھا دیتے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

ف۹۳ زینب پر کِبر و ایذائے شوہر کے الزام لگانے میں۔

اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ

تھا ۹۵ اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو ۹۶ پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی ۹۷ ہم نے وہ تمہارے نکاح

عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ

میں دے دی ۹۸ کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں (منہ بولے بیٹوں) کی بیبیوں میں جب ان سے ان

وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا

کا کام ختم ہو جائے ۹۹ اور اللہ کا حکم ہو کر رہنا نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے

فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ

اس کے لیے مقرر فرمائی ۱۰۰ اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے ۱۰۱ اور اللہ کا کام

۹۴ یعنی آپ پر یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ زینب سے تمہارا نباہ نہیں ہو سکے گا اور طلاق ضرور واقع ہو گی اور اللہ تعالیٰ انہیں ازواجِ مطہرات میں داخل کرے گا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا۔

۹۵ یعنی جب حضرت زید نے زینب کو طلاق دے دی تو آپ کو لوگوں کے طعن کا اندیشہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا اور ایسا کرنے سے لوگ طعنہ دیں گے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا جو ان کے منہ بولے بیٹے کے نکاح میں رہی تھی۔ مقصود یہ ہے کہ امرِ مباح میں بے جا طعن کرنے والوں کا کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیے۔

۹۶ اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والے اور سب سے زیادہ تقوٰی والے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

۹۷ اور حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی اور عدّت گزر گئی۔

۹۸ حضرت زینب کی عدّت گزرنے کے بعد ان کے پاس حضرت زید رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیام لے کر گئے اور انہوں نے سر جھکا کر کمالِ شرم و ادب سے انہیں یہ پیام پہنچایا، انہوں نے کہا کہ اس معاملہ میں اپنی رائے کو کچھ بھی دخل نہیں دیتی جو میرے ربّ کو منظور ہو اس پر راضی ہوں یہ کہہ کر وہ بارگاہِ الٰہی میں متوجّہ ہوئیں اور انہوں نے نماز شروع کر دی اور یہ آیت نازل ہوئی حضرت زینب کو اس نکاح سے بہت خوشی اور فخر ہوا، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شادی کا ولیمہ بہت وسعت کے ساتھ کیا۔

۹۹ یعنی تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ لے پالک کی بی بی سے نکاح جائز ہے۔

۱۰۰ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو ان کے لئے مباح کیا اور بابِ نکاح میں جو وسعت انہیں عطا فرمائی اس پر اقدام کرنے میں کچھ حرج نہیں۔

قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۣ ۟ۙ ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا

مقرر تقدیر ہے وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے

يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ

سوا کسی کا خوف نہ کرتے اوراللہ بس (کافی) ہے حساب لینے والا ف۱۰۲ محمد تمہارے مردوں

اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

میں کسی کے باپ نہیں ف۱۰۳ ہاں اللہ کے رسول ہیں ف۱۰۴ اور سب نبیوں میں پچھلے ف۱۰۵ اور اللہ

ف۱۰۱ یعنی انبیاء علیہم السلام کو بابِ نکاح میں وسعتیں دی گئیں کہ دوسروں سے زیادہ عورتیں ان کے لئے حلال فرمائیں جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیبیاں اور حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی تین سو بیبیاں تھیں یہ ان کے خاص احکام ہیں ان کے سوا دوسروں کو روا نہیں، نہ کوئی اس پر معترض ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کے لئے جو حکم فرمائے اس پر کسی کو اعتراض کی کیا مجال۔ اس میں یہود کا رد ہے جنہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر چار سے زیادہ نکاح کرنے پر طعن کیا تھا اس میں انہیں بتایا گیا کہ یہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے خاص ہے جیسا کہ پہلے انبیاء کے لئے تعدادِ ازواج میں خاص احکام تھے۔

ف۱۰۲ تو اسی سے ڈرنا چاہئے۔

ف۱۰۳ تو حضرت زید کے بھی آپ حقیقت میں باپ نہیں کہ ان کی منکوحہ آپ کے لئے حلال نہ ہوتی، قاسم و طیّب و طاہر و ابراہیم حضور کے فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو نہ پہنچے کہ انہیں مرد کہا جائے، انہوں نے بچپن میں وفات پائی۔

ف۱۰۴ اور سب رسول ناصح شفیق اور واجب التوقیر و لازم الطاعۃ ہونے کے لحاظ سے اپنی اُمّت کے باپ کہلاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ کے حقوق سے بہت زیادہ ہیں لیکن اس سے اُمّت حقیقی اولاد نہیں ہو جاتی اور حقیقی اولاد کے تمام احکام وراثت وغیرہ اس کے لئے ثابت نہیں ہوتے۔

ف۱۰۵ یعنی آخر الانبیاء کہ نبوّت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوّت کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی حتّٰی کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوّت پہلے پا چکے ہیں مگر نُزول کے بعد شریعتِ محمّدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے، نصِّ قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حدِ تواتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوّت کے بعد کسی اور کو نبوّت ملنا ممکن جانے، وہ ختمِ نبوّت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولا علی اور ان کی اولاد کے لئے میراث ہوگئی ہے اور

شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿۴۰﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ﴿۴۱﴾ وَّ

سب کچھ جانتا ہے اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو ۱۰۵ اور

سَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا ﴿۴۲﴾ ہُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَ مَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخۡرِجَکُمۡ

صبح و شام اس کی پاکی بولو ۱۰۶ وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے ۱۰۷ کہ تمہیں

اہلسنّت و جماعت نے فرمایا ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں، تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم و نص صریح کا منکر ہے یوں ہی جسے ختم نبوت میں کچھ شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

(روح البیان ۳۳، آیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ۴۰ ،۷/ ۱۸۸ الخ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض الشیخ)

۱۰۵ حضرتِ سیدنا معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا مجاہد سب سے زیادہ ثواب والا ہے؟ فرمایا، جو اُن میں سے اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والا ہو۔ اس نے پھر عرض کیا، کونسا روزہ دار سب سے زیادہ ثواب والا ہے؟ فرمایا، جو اُن میں سے اللہ عزوجل کا ذکر کثرت سے کرنے والا ہو۔ پھر اس نے نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ کے بارے میں یہی سوال کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم وہی جواب دیتے رہے کہ جو اُن میں سے کثرت سے اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والا ہو تو حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس شخص سے فرمایا، اے ابوحفص! ذکر کرنے والے تو ہر بھلائی لے گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! ایسا ہی ہے۔

(مسند احمد، حدیث معاذ انس الجہنی، رقم ۱۵۶۱۴، ج ۵، ص ۳۰۸)

۱۰۶ کیونکہ صبح اور شام کے اوقات ملائکہ روز و شب کے جمع ہونے کے وقت ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اطرافِ لیل و نہار کا ذکر کرنے سے ذکر کی مداومت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

۱۰۷ شانِ نزول: حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ جب آیت اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ نازل ہوئی تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کیا یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب آپ کو اللہ تعالٰی کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے۔ اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امیرالمؤمنین حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! سوال کرو۔ حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ (عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)! کیا موت کا وقت قریب آگیا؟ ارشاد فرمایا: موت کا وقت قریب آگیا اور بہت قریب آگیا۔ عرض کی: یارسول اللہ (عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)! آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو مبارک ہو جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ کاش! میں جانتا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ

اندھیریوں سے اُجالے کی طرف نکالے ۱۰۸ اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے ان کے لیے ملتے وقت

یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۖۚ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ﴿۴۴﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ

کی دعا سلام ہے ۱۰۹ اور ان کے لیے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے

نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی طرف، پھر سدرۃ المنتہٰی کی طرف، پھر جنت الماوٰی، عرشِ اعلیٰ اور رفیق اعلیٰ کی طرف، پھر خوشگوار زندگی سے ملنے والے حصے کی طرف۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو غسل کون دے گا؟ ارشاد فرمایا: میرے گھر کے مَردوں میں سے سب سے قریب تر۔ عرض کی: آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کن کپڑوں میں کفن دیں؟ فرمایا: میرے انہی کپڑوں میں اور یمنی چادر اور مصری سفید کپڑوں میں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر نماز کا طریقہ کیا ہوگا؟ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور ہم بھی رو دیئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بس کرو، اللہ عَزَّ وَجَلَّ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہیں اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف سے اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ جب تم مجھے غسل وکفن دے چکو تو مجھے میرے اسی حجرہ میں چار پائی پر رکھ دینا اور چار پائی قبر کے کنارے رکھ کر کچھ دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے مجھ پر میرا رب عَزَّ وَجَلَّ دُرود (یعنی رحمت) بھیجے گا۔ پھر یہ آیت ارشاد فرمائی۔

پھر اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرشتوں کو مجھ پر دعائے رحمت کی اجازت دے گا۔ تمام مخلوق میں سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھ پر نماز پڑھیں گے (یعنی دعائے رحمت کریں گے)، پھر حضرت میکائیل علیہ السلام پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام پڑھیں گے۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام ملائکہ کے بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ آئیں گے۔ پھر تم مجھ پر گروہ در گروہ آنا اور خوب سلام پیش کرنا اور چیخ وپکار اور رونے دھونے سے مجھے اذیت نہ پہنچانا۔ اور تم میں سے جو امام ہو وہ ابتداء کرے پھر میرے اہلِ بیت کے قرابت دار پھر خواتین کا گروہ اور پھر بچوں کا گروہ۔ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو قبرِ اقدس میں کون اُتارے گا؟ ارشاد فرمایا: میرے اہلِ بیت کے قریبی لوگ اور ان کے ساتھ بے شمار ملائکہ ہوں گے، تم ان کو نہ دیکھ سکو گے مگر وہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے۔ اُٹھو اور میری طرف سے بعد والوں کو سلام پہنچا دو۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب الرابع فی وفاۃ رسول اللہ ۔۔۔۔۔۔ الخ، ج ۵، ص ۲۱۹)

۱۰۸ یعنی کُفر ومعصیت اور ناخدا شناسی کی اندھیریوں سے حق وہدایت اور معرفت وخدا شناسی کی روشنی کی طرف ہدایت فرمائے۔

۱۰۹ ملتے وقت سے مراد یا موت کا وقت ہے یا قبروں سے نکلنے کا یا جنّت میں داخل ہونے کا۔ مروی ہے کہ حضرت مَلَکُ الموت علیہ السلام کسی مومن کی روح اس کو سلام کئے بغیر قبض نہیں فرماتے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب مَلَکُ الموت مومن کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تیرا ربّ تجھے سلام فرماتا ہے

شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ

تمہیں بھیجا حاضر ناظر ف۱۱۰ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا ف۱۱۱ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا ف۱۱۲ اور چمکا دینے والا

بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ

آفتاب ف۱۱۳ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ اُن کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے اور کافروں اور منافقوں کی خوشی

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا

نہ کرو اور ان کی ایذا پر در گزر فرماؤ ف۱۱۴ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس (کافی) ہے کارساز اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر اُنھیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو

اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ مومنین جب قبروں سے نکلیں گے تو ملائکہ سلامتی کی بشارت کے طور پر انہیں سلام کریں گے۔ (جمل وخازن)

ف۱۱۰ شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر بہت بہترین ترجمہ ہے، مفرداتِ راغب میں ہے اَلشُّهُوْدُ وَ الشَّهَادَةُ الْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ یعنی شہود اور شہادت کے معنٰی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں، آپ کی رسالت عامّہ ہے جیسا کہ سورۂ فرقان کی پہلی آیت میں بیان ہوا تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت تک ہونے والی ساری خَلق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال و افعال و احوال، تصدیق، تکذیب، ہدایت، ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ (ابوالسعود و جمل)

ف۱۱۱ یعنی ایمانداروں کو جنّت کی خوشخبری اور کافروں کو عذابِ جہنّم کا ڈر سناتا۔

ف۱۱۲ یعنی خَلق کو طاعتِ الٰہی کی دعوت دیتا۔

ف۱۱۳ سراج کا ترجمہ آفتاب قرآنِ کریم کے بالکل مطابق ہے کہ اس میں آفتاب کو سراج فرمایا گیا ہے جیسا کہ سورۂ نوح میں وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا اور آخر پارہ کی پہلی سورۃ میں ہے وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا اور درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نورِ نبوّت نے پہنچائی اور کُفر و شرک کے ظلماتِ شدیدہ کو اپنے نُورِ حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خَلق کے لئے معرفت و توحیدِ الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کے وادیٔ تاریک میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے انوارِ ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نورِ نبوّت سے ضمائر و بصائر اور قلوب و ارواح کو منوّر کیا، حقیقت میں آپ کا وجودِ مبارک ایسا آفتابِ عالَم تاب ہے جس نے ہزار ہا آفتاب بنا دیئے اسی لئے اس کی صفت میں منیر ارشاد فرمایا گیا۔

فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں جسے گنو ف۱۱۵ تو انھیں کچھ فائدہ دو ف۱۱۶ اور اچھی طرح سے

جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا

چھوڑ دو ف۱۱۷ اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو ف۱۱۸ اور

مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ

تمہارے ہاتھ کا مال کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں ف۱۱۹ اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھپیوں

ف۱۱۴ جب تک کہ اس بارے میں اللہ تعالٰی کی طرف سے کوئی حکم دیا جائے۔

ف۱۱۵ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر عورت کو قبلِ قربت طلاق دی تو اس پر عدّت واجب نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج۱، ص۵۲۶)

مسئلہ: خلوتِ صحیحہ قربت کے حکم میں ہے تو اگر خلوتِ صحیحہ کے بعد طلاق واقع ہو تو عدّت واجب ہوگی اگرچہ مباشرت نہ ہوئی ہو۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج۱، ص۵۲۶)

مسئلہ: یہ حکم مومنہ اور کتابیہ دونوں کو عام ہے لیکن آیت میں مومنات کا ذکر فرمانا اس طرف مشیر ہے کہ نکاح کرنا مومنہ سے اَولٰی ہے۔

ف۱۱۶ مسئلہ: یعنی اگر ان کا مہر مقرر ہو چکا تھا تو قبلِ خلوت طلاق دینے سے شوہر پر نصف مہر واجب ہوگا اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو ایک جوڑا دینا واجب ہے جس میں تین کپڑے ہوتے ہیں۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب النکاح، الجزء الثانی ص۱۷ والدرالمختار، کتاب النکاح، باب المھر، ج۴، ص۲۳۲)

ف۱۱۷ اچھی طرح چھوڑنا یہ ہے کہ ان کے حقوق ادا کر دیئے جائیں اور ان کو کوئی ضرر نہ دیا جائے اور انہیں روکا نہ جائے کیونکہ ان پر عدّت نہیں ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الطلاق، ج۴، ص۱۴۴۔۱۴۷، وغیرہ)

ف۱۱۸ مہر کی تعجیل اور عقد میں تعیُّن افضل ہے شرطِ حلت نہیں کیونکہ مہر کو مُعَجَّل طریقہ پر دینا یا اس کو مقرر کرنا اَولٰی اور بہتر ہے واجب نہیں۔ (تفسیر احمدی)

ف۱۱۹ مثل حضرت صفیہ و حضرت جویریہ کے جن کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرمایا اور ان سے نکاح کیا۔

مسئلہ: غنیمت میں ملنے کا ذکر بھی فضیلت کے لئے ہے کیونکہ مملوکات بملکِ یمین خواہ خرید سے مِلک میں آئی ہوں یا ہبہ سے یا وارثت سے یا وصیّت سے وہ سب حلال ہیں۔

خٰلٰتِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ٘ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ

کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ف۱۲۰ اور ایمان والی عورت اگر وہ

نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَاۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ

اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے ف۱۲۱ یہ خاص تمہارے لیے ہے امت کے لیے

الْمُؤْمِنِیْنَؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ

نہیں ف۱۲۲ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے مال کنیزوں میں ف۱۲۳ یہ

اَیْمَانُهُمْ لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا(۵۰) تُرْجِیْ

خصوصیت تمہاری ف۱۲۴ اس لیے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان

مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُؕ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا

پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو ف۱۲۵ اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے

ف۱۲۰ ساتھ ہجرت کرنے کی قید بھی افضل کا بیان ہے کیونکہ بغیر ساتھ ہجرت کرنے کے بھی ان میں سے ہر ایک حلال ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خاص حضور کے حق میں ان عورتوں کی حِلّت اس قید کے ساتھ مقیّد ہو جیسا کہ اُمِّ ہانی بنتِ ابی طالب کی روایت اس طرف مشیر ہے۔

ف۱۲۱ معنٰی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کے لئے اس مومنہ عورت کو حلال کیا جو بغیر مَہر اور بغیر شروطِ نکاح اپنی جان آپ کو ہبہ کرے بشرطیکہ آپ اسے نکاح میں لانے کا ارادہ فرمائیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ اس میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے کیونکہ وقتِ نزولِ آیت حضور کے ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو ہبہ کے ذریعہ سے مشرف بزوجیّت ہوئی ہوں اور جن مومنہ بیبیوں نے اپنی جانیں حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نذر کر دیں وہ میمونہ بنتِ حارث اور خولہ بنتِ حکیم اور اُمِّ شریک اور زینب بنتِ خزیمہ ہیں۔ (تفسیرِ احمدی)

ف۱۲۲ یعنی نکاح بے مَہر خاص آپ کے لئے جائز ہے اُمّت کے لئے نہیں، امّت پر بہر حال مَہر واجب ہے خواہ وہ مَہر معیّن نہ کریں یا قصداً مَہر کی نفی کریں۔

مسئلہ: نکاح بلفظِ ہبہ جائز ہے۔

ف۱۲۳ یعنی بیبیوں کے حق میں جو کچھ مقرر فرمایا ہے مَہر اور گواہ اور باری کا واجب ہونا اور چار حُرّہ عورتوں تک کو نکاح میں لانا۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ شرعاً مَہر کی مقدار اللہ تعالٰی کے نزدیک مقرر ہے اور وہ دس درہم ہیں جس سے کم کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَ لَا يَحْزَنَّ وَ يَرْضَيْنَ بِمَاۤ
تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں ۱۲۶ یہ امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور تم انھیں
اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا
جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں ۱۲۷ اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم و حلم والا ہے
يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ
ان کے بعد ۱۲۸ اور عورتیں تمہیں حلال نہیں ۱۲۹ اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو ۱۳۰ اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے

۱۲۴ جو اوپر ذکر ہوئی کہ عورتیں آپ کے لئے محض ہبہ سے بغیر مہر کے حلال کی گئیں۔

۱۲۵ یعنی آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس بی بی کو چاہیں پاس رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر کریں یا نہ کریں لیکن باوجود اس اختیار کے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام ازواجِ مطہرات کے ساتھ عدل فرماتے اور ان کی باریاں برابر رکھتے بجز حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنہوں نے اپنی باری کا دن حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا تھا اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا تھا کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا حشر آپ کے ازواج میں ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ یہ آیت ان عورتوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنی جانیں حضور کو نذر کیں اور حضور کو اختیار دیا گیا کہ ان میں سے جس کو چاہیں قبول کریں اس کے ساتھ تزوّج فرمائیں اور جس کو چاہیں انکار فرمادیں۔

۱۲۶ یعنی ازواج میں سے آپ نے جس کو معزول یا ساقط القسمۃ کردیا ہو آپ جب چاہیں اس کی طرف التفات فرمائیں اور اس کو نوازیں اس کا آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

۱۲۷ کیونکہ جب وہ یہ جانیں گی کہ یہ تفویض اور یہ اختیار آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے تو ان کے قلوب مطمئن ہوجائیں گے۔

۱۲۸ یعنی ان نو بیبیوں کے بعد جو آپ کے نکاح میں ہیں جنہیں آپ نے اختیار دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کو اختیار کیا۔

۱۲۹ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ازواج کا نصاب نو ہے جیسے کہ اُمّت کے لئے چار۔

۱۳۰ یعنی انہیں طلاق دے کر ان کی جگہ دوسری عورتوں سے نکاح کرلو ایسا بھی نہ کرو، یہ احترام ان ازواج کا اس لئے ہے کہ جب حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں اختیار دیا تھا تو انہوں نے اللہ و رسول کو اختیار کیا اور آسائشِ دنیا کو ٹھکرا دیا چنانچہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں پر اکتفا فرمایا اور اخیر تک یہی بیبیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں رہیں، حضرت عائشہ و اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آخر میں حضور کے

حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ يٰۤاَيُّهَا ع ۶ ۱۲ ۳

مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال ف۱۳۱ اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ

والو نبی کے گھروں میں ف۱۳۲ نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ ف۱۳۳ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یوں

لئے حلال کر دیا گیا تھا کہ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں، اس تقدیر پر آیت منسوخ ہے اور اس کا ناسخ آیہ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الْاٰيَة (سورہ احزاب آیت ۵۰) ہے۔

ف۱۳۱ وہ تمہارے لئے حلال ہے اور اس کے بعد حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مِلک میں آئیں اور ان سے حضور کے فرزند حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جنہوں نے چھوٹی عمر میں وفات پائی۔

ف۱۳۲ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ گھر مرد کا ہوتا ہے اور اسی لئے اس سے اجازت حاصل کرنا مناسب ہے، شوہر کے گھر کو عورت کا گھر بھی کہا جاتا ہے اس لحاظ سے کہ وہ اس میں سکونت کا حق رکھتی ہے اسی وجہ سے آیت وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ میں گھروں کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکانات جن میں حضور کے ازواجِ مطہرات کی سکونت تھی اور حضور کے پردہ فرمانے کے بعد بھی وہ اپنی حیات تک انہی میں رہیں وہ حضور کی مِلک تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواجِ طاہرات کو ہبہ نہ فرمائے تھے بلکہ سکونت کی اجازت دی تھی اسی لئے ازواجِ مطہرات کی وفات کے بعد ان کے وارثوں کو نہ ملے بلکہ مسجد شریف میں داخل کر دیئے گئے جو وقف ہے اور جس کا نفع تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔

ف۱۳۳ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مَردوں کو کسی گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں۔ آیت اگرچہ خاص ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں وارد ہے لیکن حکم اس کا تمام مسلمان عورتوں کے لئے عام ہے۔

شانِ نُزول: جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتیں کی جماعتیں آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں، آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے، مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اٹھے اور ازواجِ مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر تشریف لائے، اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے حضور پھر واپس ہو گئے یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے تب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اس سے

نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا
کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو وی۱۳۴ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے

مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ ٘ وَ اللّٰهُ
باتوں میں دل بہلاؤ وی۱۳۵ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے وی۱۳۶ اور اللہ

لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـٴَـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ
حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم اُن سے وی۱۳۷ برتنے کی کوئی چیز مانگو تو

حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ
پردے کے باہر مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی وی۱۳۸ اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمالِ حیا اور شانِ کرم وحسنِ اخلاق معلوم ہوتی ہے کہ باوجود ضرورت کے اصحاب سے یہ نہ فرمایا کہ اب آپ چلے جائیے بلکہ جو طریقہ اختیار فرمایا وہ حسنِ آداب کا اعلیٰ ترین معلّم ہے۔

وی۱۳۴ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بغیر دعوت کسی کے یہاں کھانے نہ جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جس کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی اس نے اللہ ورسول (عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہ وسلّم) کی نافرمانی کی اور جو بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غارت گری کر کے نکلا۔

(سنن أبي داود، کتاب الأطعمة، باب ماجاء في إجابة الدعوة، الحدیث: ۳۷۴۱، ج۳، ص۴۷۹)

وی۱۳۵ کہ یہ اہلِ خانہ کی تکلیف اور ان کے حرج کا باعث ہے۔

وی۱۳۶ اور ان سے چلے جانے کے لئے نہیں فرماتے تھے۔

وی۱۳۷ یعنی ازواجِ مطہرات سے۔

وی۱۳۸ کہ وساوس اور خطرات سے امن رہتی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب سیرت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں لکھتے ہیں۔

یہ تمام امت کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بیویاں دو باتوں میں حقیقی ماں کے مثل ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کسی کا نکاح جائز نہیں۔ دوم یہ کہ ان کی تعظیم وتکریم ہر امتی پر اسی طرح لازم ہے جس طرح حقیقی ماں کی بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ لیکن نظر اور خلوت کے معاملہ میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا حکم حقیقی ماں کی طرح نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں حضرت حق جل جلالہ کا ارشاد ہے کہ

جب نبی کی بیویوں سے تم لوگ کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ (احزاب)

مسلمان اپنی حقیقی ماں کو تو دیکھ بھی سکتا ہے اور تنہائی میں بیٹھ کر اس سے بات چیت بھی کر سکتا ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

اللہ کو ایذا دو ف۱۳۹ اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو ف۱۴۰ بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت

عَظِیْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَیْــٴًـا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۵۴﴾ لَا

بات ہے ف۱۴۱ اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے اُن

جُنَاحَ عَلَیْهِنَّ فِیْۤ اٰبَآىٕهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآىٕهِنَّ وَ لَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ

پر مضائقہ نہیں ف۱۴۲ اُن کے باپ اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں

اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا نِسَآىٕهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ ۚ

اور اپنے دین کی عورتوں ف۱۴۴ اور اپنی کنیزوں میں ف۱۴۵

وَ اتَّقِیْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ

اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک اللہ ہر چیز اللہ کے سامنے ہے بے شک اللہ اور اس کے فرشتے

مقدس بیویوں سے ہر مسلمان کے لئے پردہ فرض ہے اور تنہائی میں انکے پاس اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔
(سیرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ص ۶۵۰)

ف۱۳۹ اور کوئی کام ایسا کرو جو خاطرِ اقدس پر گراں ہو۔

ف۱۴۰ کیونکہ جس عورت سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عقد فرمایا وہ حضور کے سوا ہر شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اسی طرح وہ کنیزیں جو باریابِ خدمت ہوئیں اور قربت سے سرفراز فرمائی گئیں وہ بھی اسی طرح سب کے لئے حرام ہیں۔

ف۱۴۱ اس میں اعلام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہت بڑی عظمت عطا فرمائی اور آپ کی حرمت ہر حال میں واجب کی۔

ف۱۴۲ یعنی ان بیبیوں پر کچھ گناہ نہیں اس میں کہ وہ ان لوگوں سے پردہ نہ کریں جن کا آیت میں آگے ذکر فرمایا جاتا ہے۔
شانِ نزول: جب پردہ کا حکم نازل ہوا تو عورتوں کے باپ بیٹوں اور قریب کے رشتہ داروں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم اپنی ماؤں بیٹیوں کے ساتھ پردہ کے باہر سے گفتگو کریں، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

ف۱۴۳ یعنی ان اقارب کے سامنے آنے اور ان سے کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ف۱۴۴ یعنی مسلمان بیبیوں کے سامنے آنا جائز ہے اور کافرہ عورتوں سے پردہ کرنا اور اپنے جسم چھپانا لازم ہے سوائے جسم کے ان حصّوں کے جو گھر کے کام کاج کے لئے کھولنے ضروری ہوتے ہیں۔ (جمل)

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ

درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو ف۱۴۶ بے شک

ف۱۴۵ یہاں چچا اور ماموں کا صراحۃً ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ وہ والدین کے حکم میں ہیں۔

ف۱۴۶ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود وسلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے، یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں۔ اور نماز کے قعدۂ اخیرہ میں بعدِ تشہد درود شریف پڑھنا سنّت ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ فصل، ج ۲، ص ۲۷۶۔۲۸۱، وغیرہ)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

نام پاک حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنے بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت سخت وعیدوں میں گرفتار، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے، بہت علما قولِ اوّل کی طرف گئے، ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار ہوا۔ مجتبیٰ و درمختار وغیرھما میں اسی قول کو مختار واَصح کہا: فی الدر المختار: اختلف فی وجوبھا علی السامع والذاکر کلما ذکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، والمختار تکرار الوجوب کلما ذکر ولو اتحد المجلس فی الأصحاھ، بتلخیص۔ ترجمہ: درمختار میں ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کیا جائے تو سامع اور ذاکر دونوں پر ہر بار درود وسلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اصح مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود وسلام واجب ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو، اھ، خلاصۃً (ت)۔

دیگر علمانے بنظر آسانیِ امت قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادائے واجب کے لئے کفایت کریگا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثوابِ عظیم وفضل جسیم سے بے شک محروم رہا، کافی وقنیہ وغیرھما میں اسی قول کی تصحیح کی۔ فی رد المحتار: صححہ الزاھدی فی المجتبٰی لکن صحّح فی الکافی وجوب الصلاۃ مرۃ فی کل مجلس کسجود التلاوۃ للحرج إلّا أنّہ یندب تکرار الصلاۃ فی المجلس الواحد بخلاف السجود، وفی القنیۃ: قیل: یکفی فی المجلس مرۃ کسجدۃ التلاوۃ، وبہ یفتی، وقد جزم بھذا القول المحقق ابن الھمام فی زاد الفقیر، اھ، ملتقطا۔ ترجمہ: ردالمحتار میں ہے کہ اسے زاہدی نے المجتبٰی میں صحیح قرار دیا ہے لیکن کافی میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ درود کے وجوب کو صحیح کہا ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے، البتہ مجلس واحد میں تکرارِ درود مستحب ومندوب ہے بخلاف سجدۂ تلاوت کے، قنیہ میں ہے: ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے اور اسی پر فتوی ہے، ابن ہمام نے زاد الفقیر میں اسی قول پر جزم کیا ہے اھ، ملتقطا (ت)۔

بہرحال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں ہیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہبِ قوی پر گناہ ومعصیت، عاقل کا کام نہیں کہ

الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَ الۡاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمۡ

جو ایذا دیتے ہیں اللہ ؁۱۴۶ ب اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں و ؁۱۴۷ اور اللہ نے ان کے

اسے ترک کرے، و باللہ التوفیق۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج۶، ص ۲۲۲۔۲۲۳)

اور آپ کے تابع کر کے آپ کے آل و اصحاب و دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ کے نامِ اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جا سکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: درود شریف میں آل و اصحاب کا ذکر متوارث ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں۔ درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم ہے علماء نے اللّٰھم صل علٰی محمد کے معنٰی یہ بیان کئے ہیں کہ یا ربّ محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اوّلین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء، مرسلین و ملائکہ اور تمام خَلق پر ان کی شان بلند کر کے۔

مسئلہ: درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں حدیث شریف میں ہے

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب درود بھیجنے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ (سنن ابن ماجۃ، ابواب اقامۃ الصلوات، باب الصلاۃ علی النبی، الحدیث ۹۰۷، ص ۲۵۳۰)

مسلم کی حدیث شریف میں ہے جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔

(مسلم، باب، کتاب الصلاۃ، الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم ۴۰۸، ص ۲۱۶)

(سنن النسائی، کتاب السہو، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۹۴، ص ۲۲۲)

ترمذی کی حدیث شریف میں ہے بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعا، باب الترغیب فی اکثار الصلاۃ علی النبی، الحدیث: ۲۶۱۳، ج ۲، ص ۳۳۲)

(سنن النسائی، کتاب السہو، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۹۶، ص ۲۱۷)

حضرت سیدنا اَوس بن اَوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ لٰاٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، تمہارے ایام میں سب سے افضل دن جمعہ ہے اس دن حضرتِ سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا، لہذا اس دن میں مجھ پر درود پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ تمہارا درود پاک مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے وصال کے بعد درود پاک آپ تک کیسے پہنچایا جائے گا؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھانا زمین پر حرام فرمایا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب فضل یوم الجمعہ، رقم ۱۰۴۷، ج ۱، ص ۳۹۱)

؁۱۴۶ ب شیخ الاسلام امام اہل سنت امام احمد رضا خان اپنی کتاب تمہید ایمان میں فرماتے ہیں۔

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا

لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے و۱۴۸ اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کیے ستاتے ہیں

اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ

انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا و۱۴۹ اے نبی

اللہ عزَّ وجلّ اِیذاء سے پاک ہے اُسے کون اِیذاء دے سکتا ہے ۔مگر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی اِیذاء فرمایا۔ اِن آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ عزّ وجلّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بدگویوں سے محبّت کا برتاو کرے، سات کوڑے ثابت ہوئے۔:

ا۔ وہ ظالم ہے۔ ۲۔ گمراہ ہے۔ ۳۔ کافر ہے۔ ۴۔ اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ۵۔ وہ آخرت میں ذلیل وخوار ہوگا۔

۶۔ اس نے اللہ واحد قہّار کو ایذاء دی۔ ۷۔ اس پر دونوں جہان میں خداعزّ وجلّ کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے مسلمان !اے اُمّتی سَیِّدُ الاِنْسِ وَالْجَانّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم خُدارا، ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت ترکِ عَلاقہ کر دینے پر ملتے ہیں کہ (۱) دل میں ایمان جم جائے (۲) اللہ مددگار ہو (۳) جنت مقام ہو (۴) اللہ والوں میں شمار ہو (۵) مرادیں ملیں (۶) خدا تجھ سے راضی ہو (۷) تو خدا سے راضی ہو۔ یا یہ سات بھلے ہیں؟ جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ (۱) ظالم (۲) گمراہ (۳) کافر (۴) جہنمی ہو (۵) آخرت میں خوار ہو (۶) خدا کو ایذاء دے (۷) خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ ہَیْہات، ہَیْہات کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ سات اچھے ہیں، کون کہہ سکتا ہیں کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں، مگر جانِ برادر! خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا، وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے ابھی آیت سُن چکے۔۔۔۔ کیا اس بھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا؟ (سورۃ العنکبوت آیت ۲)

(تمہید ایمان ص ۶۵)

و۱۴۷ وہ ایذا دینے والے کُفّار ہیں جو شانِ الٰہی میں ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے وہ منزّہ اور پاک ہے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں ان پر دارین میں لعنت۔

و۱۴۸ آخرت میں۔

و۱۴۹ شانِ نُزول: یہ آیت ان منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایذا دیتے تھے اور ان کے حق میں بدگوئی کرتے تھے۔ حضرت فضیل نے فرمایا کہ کتّے اور سور کو بھی ناحق ایذا دینا حلال نہیں تو مومنین ومومنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین جرم ہے۔

نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم فرماتے ہیں: جس نے کسی مسلمان کو (ناحق) ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ (عزَّ وجَلّ) کو ایذا دی۔ (اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط ج2 ص386 حدیث3607)

حُضُور سیِّدُ الْمُبلِّغین، جنابِ رَحمۃٌ لِّلْعٰلمِین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان سے دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ عزَّ وجلّ کے نزدیک سُود سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ صحابہ کرام علیہمُ الرِّضوان نے عرض کی: وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا

اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں ۱۵۰

بِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو ۱۵۱ تو ستائی نہ جائیں ۱۵۲ اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

مہربان ہے اگر باز نہ آئے منافق ۱۵۳ اور جن کے دلوں میں روگ ہے ۱۵۴

اَعلَمُ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سُود سے بڑھ کر گناہ ہے مسلمان کی عزّت کو حلال سمجھنا۔ پھر رسولِ اکرم، نُورِ مُجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ آیت کریمہ تِلاوت فرمائی: (شُعَبُ الایمان لِلبیہقی ج ۵ ص ۲۹۸ حدیث ۶۷۱۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً مسلمان کی عزّت پر ہاتھ ڈالنا سُود جیسے گناہِ بد سے بھی بدترین ہے۔ اس ضِمن میں مزید تین فرامینِ مصطَفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مُلاحظہ فرمایئے:

(1) آدَمی کو ملنے والا سود کا ایک درہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک چھتّیس (36) بار زنا کرنے سے زیادہ برا ہے اور بے شک سُود سے بڑھ کر گناہ کسی مسلمان کی بے عِزّتی کرنا ہے۔

(ذَمُّ الْغِیبۃ لِابنِ اَبِی الدُّنیا ص ۸۰ حدیث ۳۶)

(2) سُود بَہتّر (72) گناہوں کا مجموعہ ہے اور ان میں سے ادنیٰ ترین اپنی ماں سے زنا کرنے کی طرح ہے اور بے شک سُود سے بڑھ کر گناہ کسی مسلمان کی بے عِزّتی کرنا ہے۔ (اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط ج ۵ ص ۲۲۷ حدیث ۷۱۵۱)

(3) بدترین سُود مسلمان کی آبرو میں ناحق دست درازی ہے۔

(سُنَنِ ابوداود ج ۴ ص ۳۵۳ حدیث ۴۸۷۶)

حدیث پاک نمبر 3 کے تحت مُفَسّرِ شہیر حکیم الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: یعنی سود خواری بدترین گناہ ہے جیسے ماں کے ساتھ کعبہ معظّمہ میں زِنا کرنا، سود خوار کو اللہ رسول سے جنگ کرنے کا الٹی میٹم دیا گیا ہے، یہ تو مالی سُود کا حال ہے، مسلمان کی آبرو چونکہ مال سے زیادہ عزیز اور قیمتی ہے اسی لئے مسلمان کی آبروریزی (غیبت وغیرہ کرکے)، اسے ذلیل کرنا بدترین سُود قرار دیا گیا۔

(مراٰۃ ج ۶ ص ۶۱۸)

۱۵۰ اور سر اور چہرے کو چُھپائیں جب کسی حاجت کے لئے ان کو نکلنا ہو۔

۱۵۱ کہ یہ حُرّہ ہیں۔

۱۵۲ اور منافقین ان کے درپے نہ ہوں، منافقین کی عادت تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے اس لئے حُرّہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ چادر سے جسم ڈھانک کر سر اور منہ چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع ممتاز کر دیں۔

وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ

اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے و۱۵۵ تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ (حوصلہ) دیں گے و۱۵۶ پھر وہ مدینہ میں تمہارے

معانقة ۱۲ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِیْنَ ۚۛ اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ

پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن و۱۵۷ پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں

اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۶۲﴾ یَسْـَٔلُكَ

اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے و۱۵۸ اور تم اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے لوگ تم سے قیامت

النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ

کا پوچھتے ہیں و۱۵۹ تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا

و۱۵۳ اپنے نفاق سے۔

و۱۵۴ اور جو بُرے خیال رکھتے ہیں یعنی فاجر بدکار ہیں وہ اگر اپنی بدکاری سے باز نہ آئے۔

رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پیچھے جاتی ہے، جب کسی نے کوئی عورت دیکھی اور وہ پسند آگئی اور اس کے دل میں کچھ واقع ہو تو اپنی عورت سے جماع کرے، اس سے وہ بات جاتی رہے گی جو دل میں پیدا ہوگئی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من رأی امرأۃ۔الخ، الحدیث:۹۔(۱۴۰۳)،ص۷۲۶)

و۱۵۵ جو اسلامی لشکروں کے متعلق جھوٹی خبریں اڑایا کرتے تھے اور یہ مشہور کیا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہو گئی وہ قتل کر ڈالے گئے، دشمن چڑھا چلا آرہا ہے اور اس سے ان کا مقصد مسلمانوں کی دل شکنی اور ان کا پریشانی میں ڈالنا ہوتا تھا، ان لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ اگر وہ ان حرکات سے باز نہ آئے۔

و۱۵۶ اور تمہیں ان پر مسلّط کریں گے۔

و۱۵۷ پھر مدینہ طیّبہ ان سے خالی کرالیا جائے گا اور وہاں سے نکال دیئے جائیں گے۔

و۱۵۸ یعنی پہلی اُمّتوں کے منافقین جو ایسے حرکات کرتے تھے، ان کے لئے بھی سنّتِ الٰہیہ یہی رہی کہ جہاں پائے جائیں مار ڈالے جائیں۔

و۱۵۹ کہ کب قائم ہوگی۔

شانِ نُزول: مشرکین تو تمسخُر واستہزاء کے طور پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کا وقت دریافت کیا کرتے تھے گویا کہ ان کو بہت جلدی ہے اور یہود اس کو امتحاناً پوچھتے تھے کیونکہ توریت میں اس کا علم مخفی رکھا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا۔

السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَ اَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾

جانو شاید قیامت پاس ہی ہو‌ف۱۶۰ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ

اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار و۱۶۱ جس دن اُن کے منہ اُلٹ اُلٹ کر آگ میں

فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَ قَالُوْا رَبَّنَاۤ

تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا و۱۶۲ اور کہیں گے اے

اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ

ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے و۱۶۳ تو اُنھوں نے ہمیں راہ سے بہکا دیا اے ہمارے رب

مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا ع ۸ ۱۰ ۵

اُنھیں آگ کا دونا (دُگنا) عذاب دے و۱۶۴ اور اُن پر بڑی لعنت کر اے ایمان والو و۱۶۵ اُن جیسے نہ ہونا

كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾

جنھوں نے موسیٰ کو ستایا و۱۶۶ تو اللہ نے اُسے بری فرمادیا اس بات سے جو اُنھوں نے کہی و۱۶۷ اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو

و۱۶۰ اس میں جلد کرنے والوں کو تہدید اور امتحاناً سوال کرنے والوں کا اسکات اور ان کی دہن دوزی ہے۔

و۱۶۱ جو انہیں عذاب سے بچا سکے۔

و۱۶۲ دنیا میں تو ہم آج عذاب میں گرفتار نہ ہوتے۔

و۱۶۳ یعنی قوم کے سرداروں اور بڑی عمر کے لوگوں اور اپنی جماعت کے عالموں کے انہوں نے ہمیں کُفر کی تلقین کی۔

و۱۶۴ کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

و۱۶۵ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام بجالاؤ اور کوئی کام ایسا نہ کرنا جو ان کے رنج وملال کا باعث ہو اور۔

و۱۶۶ یعنی ان بنی اسرائیل کی طرح نہ ہونا جو ننگے نہاتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر طعن کرتے تھے کہ حضرت ہمارے ساتھ کیوں نہیں نہاتے انہیں برص وغیرہ کی کوئی بیماری ہے۔

و۱۶۷ اس طرح کہ جب ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غسل کے لئے ایک تنہائی کی جگہ میں پتھر پر کپڑے اتار کر رکھے اور غسل شروع کیا تو پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگا، آپ کپڑے لینے کے لئے اس کی طرف بڑھے تو بنی اسرائیل نے دیکھ لیا کہ جسمِ مبارک پر کوئی داغ اور کوئی عیب نہیں ہے۔

(بخاری شریف، کتاب الانبیاء، باب ۳۰، ج ۲، ص ۴۴۲، رقم ۳۴۰۴)

(تفسیر الصاوی، ج ۵، ص ۱۶۵۹، پ ۲۲، الاحزاب: ۶۹)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ

والا ہے و۱۶۸ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو و۱۶۸ب اور سیدھی بات کہو و۱۶۹ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا

اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا

و۱۷۰ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی

عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ

کامیابی پائی بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی و۱۷۱ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس کے اٹھانے

و۱۶۸ صاحبِ جاہ اور صاحبِ منزلت اور مستجاب الدعوات۔

و۱۶۸ب یاد رکھئے کہ مطلقاً خوف سے مراد وہ قلبی کیفیت ہے جو کسی ناپسندیدہ امر کے پیش آنے کی توقع کے سبب پیدا ہو مثلاً پھل کاٹتے ہوئے چھری سے ہاتھ کے زخمی ہوجانے کا ڈر.....

جبکہ خوفِ خدا عزوجل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی، اس کی ناراضگی، اس کی گرفت اور اس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کر انسان کا دل گھبراہٹ میں مبتلاء ہوجائے۔

(ماخوذ من احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ۴)

و۱۶۹ یعنی سچی اور درست حق و انصاف کی اور اپنی زبان اور کلام کی حفاظت رکھو یہ بھلائیوں کی اصل ہے ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر کرم فرمائے گا اور۔

و۱۷۰ تمہیں نیکیوں کی توفیق دے گا اور تمہاری طاعتیں قبول فرمائے گا۔

و۱۷۱ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ امانت سے مراد طاعت و فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پیش کیا، انہیں کو آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں پر پیش کیا تھا کہ اگر وہ انہیں ادا کریں گے تو ثواب دیئے جائیں گے نہ ادا کریں گے تو عذاب کئے جائیں گے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امانت نمازیں ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، خانہ کعبہ کا حج، سچ بولنا، ناپ اور تول میں اور لوگوں کی ودیعتوں میں عدل کرنا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ امانت سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا حکم دیا گیا اور جن کی ممانعت کی گئی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا کہ تمام اعضاء کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سب امانت ہیں اس کا ایمان ہی کیا جو امانت دار نہ ہو۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ امانت سے مراد لوگوں کی ودیعتیں اور عہدوں کا پورا کرنا ہے تو ہر مومن پر فرض ہے کہ نہ کسی مومن کی خیانت کرے نہ کافر معاہد کی، نہ قلیل میں نہ کثیر میں، اللہ تعالیٰ نے یہ امانت اعیانِ سمٰوٰت و ارض و جبال پر پیش فرمائی پھر ان سے فرمایا کیا تم ان امانتوں کو مع اس کی ذمہ داری کے اٹھاؤ گے؟ انہوں نے عرض کیا ذمہ داری کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اگر تم انہیں اچھی طرح ادا کرو تو تمہیں جزا دی جائے گی اور اگر نافرمانی کرو تو تمہیں عذاب کیا جائے گا، انہوں نے عرض کیا نہیں اے ربّ ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں نہ ثواب

اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا

سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے وے۱۷۱ اور آدمی نے اُٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے

جَهُوْلًاۙ (۷۲) لِّیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ وَ

تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک

یَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۠ (۷۳) ع ۹/۵/۶

عورتوں کو وے۱۷۲ اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اٰیاتها ۵۴ ۳۴ سُوْرَۃُ سَبَاٍ مَّكِّیَّةٌ ۵۸ رکوعاتها ٦

سورۃ سبا مکی ہے وا اس میں چوّن آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِؕ

سب خوبیاں اللہ کو کہ اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں وا۲ اور آخرت میں اسی کی تعریف

چاہیں نہ عذاب اور ان کا یہ عرض کرنا براہِ خوف وخشیت تھا اور امانت بطورِ تخییر پیش کی گئی تھی یعنی انہیں اختیار دیا گیا تھا کہ اپنے میں قوت وہمّت پائیں تو اٹھائیں ورنہ معذرت کر دیں، اس کا اٹھانا لازم نہیں کیا گیا تھا اور اگر لازم کیا جاتا تو وہ انکار نہ کرتے۔

وے۱۷۱ کہ اگر ادا نہ کر سکے تو عذاب کئے جائیں گے تو اللہ عزوجل نے وہ امانت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کی اور فرمایا کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کی تھی وہ نہ اٹھا سکے کیا تو مع اس کی ذمّہ داری کے اٹھا سکے گا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کیا۔

وے۱۷۲ کہا گیا کہ معنٰی یہ ہیں کہ ہم نے امانت پیش کی تاکہ منافقین کا نفاق اور مشرکین کا شرک ظاہر ہو اور اللہ تعالٰی انہیں عذاب فرمائے اور مومنین جو امانت کے ادا کرنے والے ہیں ان کے ایمان کا اظہار ہو اور تبارک وتعالٰی ان کی توبہ قبول فرمائے اور ان پر رحمت ومغفرت کرے اگرچہ ان سے بعض طاعات میں کچھ تقصیر بھی ہوئی ہو۔ (خازن)

وا سورۂ سبا مکیّہ ہے سوائے آیت وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اس میں چھ ٦ رکوع، چوّن ۵۴ آیتیں اور آٹھ سو تینتیس ۸۳۳ کلمے، ایک ہزار پانچ سو بارہ ۱۵۱۲ حرف ہیں۔

وا۲ یعنی ہر چیز کا مالک، خالق اور حاکم اللہ تعالٰی ہے اور ہر نعمت اسی کی طرف سے تو وہی حمد وثنا کا مستحق اور سزاوار ہے۔

وَ هُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ۝۱ يَعۡلَمُ مَا يَلِجُ فِي الۡاَرۡضِ وَ مَا يَخۡرُجُ مِنۡهَا وَ مَا

ہے و۳ اور وہی ہے حکمت والا خبر دار جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے و۴ اور جو زمین سے نکلتا ہے و۵ اور

يَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعۡرُجُ فِيۡهَا ؕ وَ هُوَ الرَّحِيۡمُ الۡغَفُوۡرُ ۝۲ وَ قَالَ الَّذِيۡنَ

جو آسمان سے اُترتا ہے و۶ اور جو اس میں چڑھتا ہے و۷ اور وہی ہے مہربان بخشنے والا اور کافر بولے ہم پر

كَفَرُوۡا لَا تَاۡتِيۡنَا السَّاعَةُ ؕ قُلۡ بَلٰى وَ رَبِّىۡ لَتَاۡتِيَنَّكُمۡ ۙ عٰلِمِ الۡغَيۡبِ ۚ لَا

قیامت نہ آئے گی و۸ تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم بے شک ضرور تم پر آئے گی غیب جاننے والا و۹ اس سے

يَعۡزُبُ عَنۡهُ مِثۡقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الۡاَرۡضِ وَ لَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ

غائب نہیں ذرّہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر

ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكۡبَرُ اِلَّا فِيۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ۝۳ لِّيَجۡزِيَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا

ایک صاف بتانے والی کتاب میں ہے و۱۰ تاکہ صلہ دے اُنھیں جو ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّ رِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ۝۴ وَ الَّذِيۡنَ سَعَوۡ فِيۡۤ اٰيٰتِنَا

اچھے کام کئے یہ ہیں جن کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی و۱۱ اور جنھوں نے ہماری آیتوں میں ہرانے

و۳ یعنی جیسا دنیا میں حمد کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے ویسا ہی آخرت میں بھی حمد کا مستحق وہی ہے کیونکہ دونوں جہان اسی کی نعمتوں سے بھرے ہوئے ہیں دنیا میں تو بندوں پر اس کی حمد و ثنا واجب ہے کیونکہ یہ دار التکلیف ہے اور آخرت میں اہلِ جنّت نعمتوں کے سرور اور راحتوں کی خوشی میں اس کی حمد کریں گے۔

و۴ یعنی زمین کے اندر داخل ہوتا ہے جیسے کہ بارش کا پانی اور مردے اور دفینے۔

و۵ جیسے کہ سبزہ اور درخت اور چشمے اور کانیں اور بوقتِ حشر مُردے۔

و۶ جیسے کہ بارش برف اولے اور طرح طرح کی برکتیں اور فرشتے۔

و۷ ایسے کہ فرشتے اور دعائیں اور بندوں کے عمل۔

و۸ یعنی انہوں نے قیامت کے آنے کا انکار کیا۔

و۹ یعنی میرا ربّ غیب کا جاننے والا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں تو قیامت کا آنا اور اس کے قائم ہونے کا وقت بھی اس کے علم میں ہے۔

و۱۰ یعنی لوحِ محفوظ میں۔

و۱۱ جنّت میں۔

مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۝۵ وَ یَرَى الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

کی کوشش کی و۱۲ ان کے لیے سخت عذاب دردناک میں سے عذاب ہے اور جنھیں علم ملا وہ جانتے ہیں و۱۳ کہ جو کچھ

الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ یَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ

تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا و۱۴ وہی حق ہے اور عزت والے سب خوبیوں سراہے کی

الْحَمِیْدِ ۝۶ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا

راہ بتاتا ہے اور کافر بولے و۱۵ کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتادیں و۱۶ جو تمہیں خبر دے کہ جب تم پرزہ ہو کر

مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝۷ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ

بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو پھر تمہیں نیا بننا ہے کیا اللہ پر اُس نے جھوٹ باندھا یا اُسے

جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ۝۸

سودا ہے و۱۷ بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے و۱۸ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں

اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰى مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ

تو کیا اُنھوں نے نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان اور زمین و۱۹ ہم چاہیں تو اُنھیں و۲۰ زمین میں

و۱۲ اور ان میں طعن کر کے اور ان شعر وسحر وغیرہ بتا کر لوگوں کو ان سے روکنا چاہا۔ (اس کا مزید بیان اسی سورت کے آخر رکوع پانچ میں آئے گا)

و۱۳ یعنی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا مومنین اہلِ کتاب مثل عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے۔

و۱۴ یعنی قرآنِ مجید۔

و۱۵ یعنی کافِروں نے آپس میں متعجب ہو کر کہا۔

و۱۶ یعنی سیدِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

و۱۷ جو وہ ایسی عجیب وغریب باتیں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کُفّار کے اس مقولہ کا رد فرمایا کہ یہ دونوں باتیں نہیں حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان دونوں سے مبرّا ہیں۔

و۱۸ یعنی کافِر بَعث وحساب کا انکار کرنے والے۔

و۱۹ یعنی کیا وہ اندھے ہیں کہ انہوں نے آسمان وزمین کی طرف نظر ہی نہیں ڈالی اور اپنے آگے پیچھے دیکھا ہی نہیں جو انہیں معلوم ہوتا کہ وہ ہر طرف سے احاطہ میں ہیں اور زمین وآسمان کے اقطار سے باہر نہیں جا سکتے اور مُلکِ خدا سے نہیں نکل سکتے اور انہیں بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں، انہوں نے آیات اور رسول کی تکذیب وانکار کے دہشت انگیز جرم

نَّخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِؕ اِنَّ فِیْ
دھنسا دیں یا اُن پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں بے شک اس ۲۰ میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے بندے کے لیے ۲۲ اور
ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ۠ (۹) وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًاؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ ع ۱
بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا ۲۳ اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف
مَعَهٗ وَ الطَّیْرَۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَۙ (۱۰) اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ
رجوع کرو اور اے پرندو ۲۴ اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کیا ۲۵ کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ

کا ارتکاب کرتے ہوئے خوف نہ کھایا اور اپنی اس حالت کا خیال کر کے نہ ڈرے۔

۲۰ ان کی تکذیب وانکار کی سزائیں قارون کی طرح۔

۲۱ نظر وفکر۔

۲۲ جو دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بعث پر اور اس کے منکر کے عذاب پر اور ہر شئے پر قادر ہے۔

۲۳ یعنی نبوّت اور کتاب اور کہا گیا ہے مُلک اور ایک قول یہ ہے کہ حُسنِ صوت وغیرہ تمام چیزیں جو آپ کو خصوصیت کے ساتھ عطا فرمائی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا۔

۲۴ جب وہ تسبیح کریں ان کے ساتھ تسبیح کرو چنانچہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑوں سے بھی تسبیح سنی جاتی اور پرند جھک آتے، یہ آپ کا معجزہ تھا۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفٰی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں فرماتے ہیں۔
میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں! بے عقل پرندے اور بے جان پہاڑ جب خداوند قدوس کی تسبیح وتقدیس کا نغمہ گایا کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیتوں میں آپ پڑھ چکے تو اس سے ہم انسانوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ ہم انسان جو عقل والے، ہوشمند اور صاحبِ زبان ہیں ہم پر بھی لازم ہے کہ ہم خداوند قدوس کی تسبیح اور اس کی حمد وثناء کے افکار کو ورد زبان بنائیں اور اس کی تسبیح وتقدیس میں برابر مشغول ومصروف رہیں۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص ۳۶۵)

۲۵ کہ آپ کے دستِ مبارک میں آ کر مثل موم یا گوندھے ہوئے آٹے کے نرم ہو جاتا اور آپ اس سے جو چاہتے بغیر آگ کے اور بغیر ٹھونکے پیٹے بنا لیتے۔ اس کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے تو آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ لوگوں کے حالات کی جستجو کے لئے اس طرح نکلتے کہ لوگ آپ کو نہ پہچانیں اور جب کوئی ملتا اور آپ کو نہ پہچانتا تو اس سے آپ دریافت کرتے کہ داؤد کیسا شخص ہے؟ سب لوگ تعریف کرتے، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بصورتِ انسان بھیجا، حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے بھی حسبِ عادت یہی سوال کیا تو وہ

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ

رکھو۲۶ اور تم سب نیکی کرو بے شک تمہارے کام دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے بس میں ہوا کردی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ

رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ

کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ۲۷ اور ہم نے اس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا۲۸ اور جنوں میں

فرشتہ نے کہا کہ داؤد ہیں تو بہت ہی اچھے آدمی، کاش ان میں ایک خصلت نہ ہوتی، اس پر آپ متوجّہ ہوئے اور فرمایا کہ بندۂ خدا کون سی خصلت؟ اس نے کہا کہ وہ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچ بیت المال سے لیتے ہیں، یہ سن کر آپ کے خیال میں آیا کہ اگر آپ بیت المال سے وظیفہ نہ لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا اس لئے آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ ان کے لئے کوئی ایسا سبب کردے جس سے آپ اپنے اہل وعیال کا گزارہ کریں اور بیت المال (خزانۂ شاہی) سے آپ کو بے نیازی ہوجائے، آپ کی یہ دعا مستجاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لوہے کو نرم کیا اور آپ کو صنعتِ زِرہ سازی کا علم دیا، سب سے پہلے زِرہ بنانے والے آپ ہی ہیں، آپ روزانہ ایک زِرہ بناتے تھے وہ چار ہزار کو بکتی تھی، اس میں سے اپنے اور اپنے اہل وعیال پر بھی خرچ فرماتے اور فقراء ومساکین پر بھی صدقہ کرتے۔ اس کا بیان آیت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کرکے ان سے فرمایا۔
(تفسیر قرطبی، السبا تحت الآیۃ ۱۰، ج ۷، ص ۱۹۵ ملخصا)

۲۶ کہ اس کے حلقے یکساں اور متوسط ہوں نہ بہت تنگ نہ فراخ۔

۲۷ چنانچہ آپ صبح کو دمشق سے روانہ ہوتے تو دوپہر کو قیلولہ اُصطخر میں فرماتے جو مُلکِ فارَس میں ہے اور دمشق سے ایک مہینہ کی راہ پر ہے اور شام کو اُصطخر سے روانہ ہوتے تو شب کو کابل میں آرام فرماتے، یہ بھی تیز سوار کے لئے ایک مہینہ کا راستہ ہے۔

۲۸ جو تین روز سرزمینِ یمن میں پانی کی طرح جاری رہا اور ایک قول یہ ہے کہ ہر مہینہ میں تین روز جاری رہتا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبے کو پگھلا دیا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کیا تھا۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی کتاب عجائب القرآن مع غرائب القرآن میں لکھتے ہیں۔
حضرت سلیمان علیہ السلام چونکہ عظیم الشان عمارتوں اور پرشوکت قلعوں کی تعمیر کے بہت شائق تھے اس لئے ضرورت تھی کہ گارے اور چونے کے بجائے پگھلی ہوئی دھات گارے کی جگہ استعمال کی جائے لیکن اس قدر کثیر مقدار میں یہ کیسے میسر آئے یہ سوال تھا جس کا حل حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس مشکل کو اس طرح حل کردیا کہ ان کو پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے عطا فرمائے۔
بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حسبِ ضرورت حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبے کو پگھلا دیتا تھا اور یہ حضرت

بَیۡنَ یَدَیۡہِ بِاِذۡنِ رَبِّہٖ ؕ وَ مَنۡ یَّزِغۡ مِنۡہُمۡ عَنۡ اَمۡرِنَا نُذِقۡہُ

سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے ۲۹ اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے ۳۰ ہم

مِنۡ عَذَابِ السَّعِیۡرِ ﴿۱۲﴾ یَعۡمَلُوۡنَ لَہٗ مَا یَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِیۡبَ وَ تَمَاثِیۡلَ وَ

اُسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے اس کے لیے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل ۳۱ اور تصویریں ۳۲ اور

جِفَانٍ کَالۡجَوَابِ وَ قُدُوۡرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ؕ وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ

بڑے حوضوں کے برابر لگن ۳۳ اور لنگر دار دیگیں ۳۴ اے داؤد والو شکر کرو ۳۵ اور میرے

سلیمان علیہ السلام کے لئے ایک خاص نشان اور ان کا معجزہ تھا آپ سے پہلے کوئی شخص دھات کو پگھلانا نہیں جانتا تھا۔

(تذکرۃ الانبیاء، ص ۳۷۷، پ ۲۲، سبا: ۱۲)

اور نجار کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ انعام فرمایا کہ زمین کے جن حصوں میں آتشی مادوں کی وجہ سے تانبا پانی کی طرح پگھل کر بہہ رہا تھا ان چشموں کو حضرت سلیمان علیہ السلام پر آشکارا فرمایا۔ آپ سے پہلے کوئی شخص بھی زمین کے اندر دھات کے چشموں سے آگاہ نہ تھا۔ چنانچہ ابن کثیر بروایت قتادہ ناقل ہیں کہ پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے یمن میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر ظاہر فرما دیا۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۲۸)

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص ۳۶۱)

۲۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنّات کو مطیع کیا۔

۳۰ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری نہ کرے۔

۳۱ اور عالی شان عمارتیں اور مسجدیں اور انہیں میں سے بیت المقدس بھی ہے۔

۳۲ درندوں اور پرندوں وغیرہ کی تانبے اور بلور اور پتّھر وغیرہ سے اور اس شریعت میں تصویر بنانا حرام نہ تھا۔

۳۳ اتنے بڑے کہ ایک لگن میں ہزار آدمی کھاتے۔

۳۴ جو اپنے پایوں پر قائم تھیں اور بہت بڑی تھیں حتّٰی کہ اپنی جگہ سے ہٹائی نہیں جا سکتی تھیں سیڑھیاں لگا کر ان پر چڑھتے تھے یہ یمن میں تھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے فرمایا کہ۔

۳۵ اللہ تعالیٰ کا ان نعمتوں پر جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں اس کی اطاعت بجالا کر۔

حضرت سیّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی کتاب لباب الاحیاء میں لکھتے ہیں:

شکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات کو جان لے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے علاوہ کوئی مُنعِم (یعنی نعمت عطا کرنے والا) نہیں، پھر جب تم نے اپنے اعضاء، جسم، روح اور اپنی معاشی ضروریات کے معاملے میں اپنے اوپر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی نعمتوں کے بارے میں تفصیلاً جان لیا تو تمہارے دِل میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اس نعمت و فضل پر خوشی پیدا ہوگی جو تجھ پر ہے پھر تم اس کے موجبات

عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا

بندوں میں کم ہیں شکر والے پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا ۳۶ جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی

دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا

دیمک نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کی حقیقت کھل گئی ۳۷ اگر

یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۱۴﴾ؕ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ

غیب جانتے ہوتے ۳۸ تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے ۳۹ بے شک سبا ۴۰ کے لیے ان کی آبادی

کے مطابق عمل بجالاؤ گے اور یہ دل، زبان اور تمام اعضاء کے ذریعے شکر ادا کرنا ہے۔ (لبابُ الاحیاء ص ۳۰۸)

۳۶ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تھی کہ ان کی وفات کا حال جنّات پر ظاہر نہ ہوتا کہ انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ جن غیب نہیں جانتے پھر آپ محراب میں داخل ہوئے اور حسبِ عادت نماز کے لئے اپنے عصا پر تکیہ لگا کر کھڑے ہو گئے، جنّات حسبِ دستور اپنی خدمتوں میں مشغول رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ حضرت زندہ ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا عرصہ دراز تک اسی حال پر رہنا ان کے لئے کچھ حیرت کا باعث نہیں ہوا کیونکہ وہ بارہا دیکھتے تھے کہ آپ ایک ماہ، دو ۲ دو ۲ ماہ اور اس سے زیادہ عرصہ تک عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور آپ کی نماز بہت دراز ہوتی ہے حتّٰی کہ آپ کی وفات کے پورے ایک سال بعد تک جنّات آپ کی وفات پر مطلع نہ ہوئے اور اپنی خدمتوں میں مشغول رہے یہاں تک کہ بحکمِ الٰہی دیمک نے آپ کا عصا کھا لیا اور آپ کا جسمِ مبارک جو لاٹھی کے سہارے سے قائم تھا زمین پر آیا، اس وقت جنّات کو آپ کی وفات کا علم ہوا۔ (تفسیر القرطبی، سبا، تحت الایۃ ۱۴، ج ۷، ص ۲۰۶ ملخصا)

۳۷ کہ وہ غیب نہیں جانتے۔

۳۸ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات سے مطلع ہوتے۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں:

حاضِرات کر کے مُؤَکَّلان جِنّ سے (آئندہ کی باتیں) پوچھتے ہیں، فُلاں مقدمہ میں کیا ہوگا؟ فُلاں کام کا انجام کیا ہوگا؟ یہ حرام ہے ------ جِنّ غیب سے نِرے یعنی مکمّل طور پر) جاہِل ہیں۔ ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عَقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اِعتِقاد ہو تو (یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ جِنّ کو علمِ غیب ہے یہ کُفر ہے۔ (فتاویٰ افریقہ، ص 178)

۳۹ اور ایک سال تک عمارت کے کاموں میں تکلیفِ شاقّہ اٹھاتے نہ رہتے۔ مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بِنا اس مقام پر رکھی تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خیمہ نصب کیا گیا تھا، اس عمارت کے پورا ہونے سے قبل حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کا وقت آ گیا تو آپ نے اپنے فرزندِ ارجمند حضرت سلیمان علیہ السلام

مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا

میں ۴۱ نشانی تھی ۴۲ دو باغ دہنے (دائیں) اور بائیں ۴۳ ۴۴ اپنے رب کا رزق کھاؤ ۴۴ اور اس کا شکر ادا کرو ۴۵

لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

پاکیزہ شہر اور ۴۶ بخشنے والا رب ۴۷ تو اُنھوں نے منہ پھیرا ۴۸ تو ہم نے ان پر زور کا اہلا (سیلاب) بھیجا ۴۹

کو اس کی تکمیل کی وصیّت فرمائی چنانچہ آپ نے شیاطین کو اس کی تکمیل کا حکم دیا جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپ نے دعا کی کہ آپ کی وفات شیاطین پر ظاہر نہ ہوتا کہ وہ عمارت کی تکمیل تک مصروفِ عمل رہیں اور انہیں جو علمِ غیب کا دعوٰی ہے وہ باطل ہو جائے ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر شریف تر یپن سال کی ہوئی تیرہ سال کی عمر شریف میں آپ سریر آرائے سلطنت ہوئے چالیس سال حکمرانی فرمائی ۔

۴۰ سبا عرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے جد کے نام سے مشہور ہے اور وہ جد سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے ۔

۴۱ جو حدودِ یمن میں واقع تھی ۔

۴۲ اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت وقدرت پر دلالت کرنے والی اور وہ نشانی کیا تھی اس کا آگے بیان ہوتا ہے ۔

۴۳ یعنی ان کی وادی کے داہنے اور بائیں دور تک چلے گئے اور ان سے کہا گیا تھا ۔

۴۴ باغ ایسے کثیر الثمر تھے کہ جب کوئی شخص سر پر ٹوکرہ لئے گزرتا تو بغیر ہاتھ لگائے قِسم قِسم کے میووں سے اس کا ٹوکرہ بھر جاتا ۔

۴۵ یعنی اس نعمت پر اس کی طاعت بجالاؤ ۔

۴۶ لطیف آب و ہوا صاف ستھری سرزمین ، نہ اس میں مچھر ، نہ مکھی ، نہ کھٹمل ، نہ سانپ ، نہ بچھو ، ہوا کی پاکیزگی کا یہ عالَم کہ اگر کہیں اور کا کوئی شخص اس شہر میں گزر جائے اور اس کے کپڑوں میں جوئیں ہوں تو سب مر جائیں ۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شہرِ سبا صنعا سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر تھا ۔

۴۷ یعنی اگر تم ربّ کی روزی پر شکر کرو اور اطاعت بجالاؤ تو وہ بخشش فرمانے والا ہے ۔

۴۸ اس کی شکر گزاری سے اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی ۔ وہب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف تیرہ نبی بھیجے جنھوں نے ان کو حق کی دعوتیں دیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائیں اور اس کے عذاب سے ڈرایا مگر وہ ایمان نہ لائے اور انہوں نے انبیاء کو جھٹلا دیا اور کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ ہم پر خدا کی کوئی بھی نعمت ہو تم اپنے ربّ سے کہہ دو کہ اس سے ہو سکے تو وہ ان نعمتوں کو روک لے ۔

قوم سبا کی یہ ہلاکت و بربادی اُن کی سرکشی اور خدا عزوجل کی نعمتوں کی ناشکری کے سبب سے ہوئی ۔ اُن کی بداعمالیاں اور خدا عزوجل کے نبیوں کے ساتھ بے ادبیاں اور گستاخیاں جب بہت بڑھ گئیں تو خداوند قہار و جبار کا قہر و غضب عذاب بن کر

وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ

اور ان کے باغوں کے عوض دو باغ انھیں بدل دیے جن میں بکٹا (بدمزہ) میوہ ۵۰ اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی

قَلِیْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَ جَعَلْنَا

بیریاں ۵۱ ہم نے انھیں یہ بدلہ دیا ان کی ناشکری ۵۲ کی سزا اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اُسی کو جو ناشکرا ہے اور ہم نے

بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ الْقُرَى الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِیْهَا

کئے تھے ان میں ۵۳ اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی ۵۴ سرِ راہ کتنے شہر ۵۵ اور انھیں منزل کے

السَّیْرَ ؕ سِیْرُوْا فِیْهَا لَیَالِیَ وَ اَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ

انداز ے پر رکھا ۵۶ اُن میں چلو راتوں اور دنوں امن و امان سے ۵۷ تو بولے اے ہمارے رب ہمیں سفر میں دُوری

سیلاب کی صورت میں آ گیا اور اُن کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ سچ ہے نیکی کا اثر آبادی اور بدی کا اثر بربادی ہے۔ لہٰذا ہر نعمت پانے والی قوم کو لازم ہے کہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور سرکشی و گناہ سے ہمیشہ کنارہ کشی اختیار کرے، ورنہ خطرہ ہے کہ عذابِ الٰہی نہ اتر پڑے کیونکہ جو قوم سرکشی اور بداعمالی کو اپنا طریقہ کار بنا لیتی ہے، اس کا لازمی اثر یہی ہوتا ہے کہ وہ قوم عذابِ الٰہی کی مار سے برباد اور اس کی آبادیاں تہس نہس ہو کر ویرانہ بن جاتی ہیں۔

۴۹ عظیم سیلاب جس سے ان کے باغ اموال سب ڈوب گئے اور ان کے مکانات ریت میں دفن ہو گئے اور اس طرح تباہ ہوئے کہ ان کی تباہی عرب کے لئے مثل بن گئی۔

۵۰ نہایت بدمزہ۔

۵۱ جیسی ویرانوں میں جم آتی ہیں اس طرح کی جھاڑیوں اور وحشت ناک جنگل کو جو ان کے خوش نما باغوں کی جگہ پیدا ہو گیا تھا بطریقِ مشاکلت باغ فرمایا۔

۵۲ اور ان کے کُفر۔

۵۳ یعنی شہرِ سبا میں۔

۵۴ کہ وہاں کے رہنے والوں کو وسیع نعمتیں اور پانی اور درخت اور چشمے عنایت کئے، مراد ان سے شام کے شہر ہیں۔

۵۵ قریب قریب سبا سے شام تک سفر کرنے والوں کو اس راہ میں توشہ اور پانی ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ ہوتی۔

۵۶ کہ چلنے والا ایک مقام سے صبح چلے تو دوپہر کو ایک آبادی میں پہنچ جائے جہاں ضروریات کے تمام سامان ہوں اور جب دوپہر کو چلے تو شام کو ایک شہر میں پہنچ جائے، یمن سے شام تک کا تمام سفر اسی آسائش کے ساتھ طے ہو سکے اور ہم نے ان سے کہا کہ۔

۵۷ نہ راتوں میں کوئی کھٹکا، نہ دنوں میں کوئی تکلیف، نہ دشمن کا اندیشہ، نہ بھوک پیاس کا غم، مالداروں میں حسد

اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍؕ

ڈال ۵۸ اور انھوں نے خود اپنا ہی نقصان کیا تو ہم نے انھیں کہانیاں کردیا ۵۹ اور انھیں پوری پریشانی سے پراگندہ کر

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ

دیا ۶۰ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے ہر بڑے شکر والے کے لیے ۶۱ اور بے شک ابلیس

ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَ مَا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ مِّنْ

نے انھیں اپنا گمان سچ کر دکھایا ۶۲ تو وہ اس کے پیچھے ہو لیے مگر ایک گروہ کہ مسلمان تھا ۶۳ اور شیطان کا ان

سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِیْ شَكٍّؕ وَ رَبُّكَ عَلٰى

پر ۶۴ کچھ قابو نہ تھا مگر اس لیے کہ ہم دکھا دیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں ہے اور تمہارا رب

كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِۚ لَا یَمْلِكُوْنَ ع ۲ ۱۲ ۸

ہر چیز پر نگہبان ہے تم فرماؤ ۶۵ پکارو انھیں جنھیں اللہ کے سوا ۶۶ سمجھے بیٹھے ہو ۶۷ وہ ذرّہ

پیدا ہوا کہ ہمارے اور غریبوں کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں رہا قریب قریب کی منزلیں ہیں لوگ خراماں خراماں ہوا خوری کرتے چلے جاتے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد دوسری آبادی آجاتی ہے وہاں آرام کرتے ہیں، نہ سفر میں تکان ہے نہ کوفت، اگر منزلیں دور ہوتیں، سفر کی مدّت دراز ہوتی، راہ میں پانی نہ ملتا، جنگلوں اور بیابانوں میں گزر ہوتا تو ہم توشہ ساتھ لیتے، پانی کے انتظام کرتے، سواریاں اور خدام ساتھ رکھتے، سفر کا لطف آتا اور امیر و غریب کا فرق ظاہر ہوتا، یہ خیال کر کے انہوں نے کہا۔

۵۸ یعنی ہمارے اور شام کے درمیان جنگل اور بیابان کردے کہ بغیر توشہ اور سواری کے سفر نہ ہو سکے۔

۵۹ بعد والوں کے لئے کہ ان کے احوال سے عبرت حاصل کریں۔

۶۰ قبیلہ قبیلہ منتشر ہو گیا وہ بستیاں غرق ہو گئیں اور لوگ بے خانماں ہو کر جُدا جُدا بلاد میں پہنچے۔ غسان شام میں اور ازل عمان میں اور خزاعہ تہامہ میں اور آلِ خزیمہ عراق میں اور اوس خزرج کا جد عمرو بن عامر مدینہ میں۔

۶۱ اور صبر و شکر مومن کی صفت ہے کہ جب وہ بلا میں مبتلا ہوتا ہے صبر کرتا ہے اور جب نعمت پاتا ہے شکر بجالاتا ہے۔

۶۲ یعنی ابلیس جو گمان رکھتا تھا کہ بنی آدم کو وہ شہوت و حرص اور غضب کے ذریعہ گمراہ کردے گا۔ یہ گمان اس نے اہلِ سبا پر بلکہ تمام کافروں پر سچّا کر دکھایا کہ وہ اس کے متبع ہو گئے اور اس کی اطاعت کرنے لگے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شیطان نے نہ کسی پر تلوار کھینچی، نہ کسی پر کوڑے مارے جھوٹے، وعدوں اور باطل امیدوں سے اہلِ باطل کو گمراہ کردیا۔

۶۳ انہوں نے اس کا اِتّباع نہ کیا۔

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ
بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا اِن دونوں میں کچھ حصہ اور نہ اللہ کا ان
مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى
میں سے کوئی مددگار اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لیے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ
اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ
جب اذان دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دُور فرما دی جاتی ہے ایک دوسرے سے ؃۶۸ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا ہی
الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ
بات فرمائی وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق فرمایا ؃۶۹ اور وہی ہے بلند بڑائی والا تم فرماؤ کون ہے جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں اور زمین
اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ
سے ؃۷۰ تم خود ہی فرماؤ اللہ ؃۷۱ اور بے شک ہم یا تم ؃۷۲ یا تو ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ؃۷۳ تم فرماؤ ہم نے
لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا
تمہارے گمان میں اگر کوئی جرم کیا تو اس کی تم سے پوچھ نہیں نہ تمہارے کوتکوں (کرتوتوں) کا ہم سے سوال ؃۷۴ تم فرماؤ ہمارا

؃۶۴ جن کے حق میں اس کا گمان پورا ہوا۔

؃۶۵ اے محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکّہ مکرّمہ کے کافروں سے۔

؃۶۶ اپنا معبود۔

؃۶۷ کہ وہ تمہاری مصیبتیں دور کریں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی نفع وضرر میں۔

؃۶۸ بطریقِ استبشار۔

؃۶۹ یعنی شفاعت کرنے والوں کو ایمانداروں کی شفاعت کا اذن دیا۔

؃۷۰ یعنی آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اُگا کر۔

؃۷۱ کیونکہ اس سوال کا بجز اس کے اور کوئی جواب ہی نہیں۔

؃۷۲ یعنی دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے لئے ان دونوں حالوں میں سے ایک حال ضروری ہے۔

؃۷۳ اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کو روزی دینے والا، پانی برسانے والا، سبزہ اُگانے والا جانتے ہوئے بھی بُتوں کو پُوجے جو کسی ایک ذرّہ بھر چیز کے مالک نہیں (جیسا کہ اوپر آیات میں بیان ہو چکا) وہ یقیناً کُھلی گمراہی میں ہے۔

رَبُّنَا ثُمَّ يَفۡتَحُ بَيۡنَنَا بِالۡحَقِّ ؕ وَ هُوَ الۡفَتَّاحُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۲۶﴾ قُلۡ

رب ہم سب کو جمع کرے گا ۵۵ے پھر ہم میں سچا فیصلہ فرمادے گا ۵۶ے اور وہی ہے بڑا نیاؤ چکانے (درست فیصلہ کرنے) والا

اَرُوۡنِيَ الَّذِيۡنَ اَلۡحَقۡتُمۡ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلۡ هُوَ اللّٰهُ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۷﴾

سب کچھ جانتا تم فرماؤ مجھے دکھاؤ تو وہ شریک جو تم نے اس سے ملائے ہیں ۵۷ے ہشت بلکہ وہی ہے اللہ عزت والا حکمت والا

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ

اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے ۵۸ے خوشخبری دیتا ۵۹ے اور ڈر

۵۴ے بلکہ ہر شخص سے اس کے عمل کا سوال ہوگا اور ہر ایک اپنے عمل کی جزا پائے گا۔

۵۵ے روزِ قیامت۔

۵۶ے تو اہلِ حق کو جنّت میں اور اہلِ باطل کو دوزخ میں داخل کرے گا۔

۵۷ے یعنی جن بُتوں کو تم نے عبادت میں شریک کیا ہے مجھے دکھاؤ تو کس قابل ہیں، کیا وہ کچھ پیدا کرتے ہیں، روزی دیتے ہیں اور جب یہ کچھ نہیں تو ان کو خدا کا شریک بنانا اور ان کی عبادت کرنا کیسی عظیم خطا ہے اس سے باز آؤ۔

۵۸ے اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت عامّہ ہے تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں گورے ہوں یا کالے، عربی ہوں یا عجمی، پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لئے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے اُمّتی۔ بخاری ومسلم کی حدیث ہے سیدِ عالَم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں۔

(۱) ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی۔

(۲) تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک کی گئی کہ جہاں میرے اُمّتی کو نماز کا وقت ہو نماز پڑھے۔

(۳) اور میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھیں۔

(۴) اور مجھے مرتبۂ شفاعت عطا کیا گیا۔

(۵) اور انبیاء خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

حدیث میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائلِ مخصوصہ کا بیان ہے جن میں سے ایک آپ کی رسالتِ عامّہ ہے جو تمام جن وانس کو شامل ہے خلاصہ یہ کہ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام خَلق کے رسول ہیں اور یہ مرتبہ خاص آپ کا ہے جو قرآنِ کریم کی آیات اور احادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے سورۂ فرقان کی ابتداء میں بھی اس کا بیان گزر چکا ہے۔ (خازن)

۵۹ے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی۔

النصف ع ۳/۹/۹

النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۲۹﴾ قُلۡ

سنا تا ۸۰ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۸۱ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا ۸۲ اگر تم سچے ہو تم فرماؤ تمہارے لیے

لَّـكُمۡ مِّيۡعَادُ يَوۡمٍ لَّا تَسۡتَاۡخِرُوۡنَ عَنۡهُ سَاعَةً وَّلَا تَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۳۰﴾ ع وَقَالَ

ایک ایسے دن کا وعدہ جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو اور نہ بڑھ سکو ۸۳ اور کافر

الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ بِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَلَا بِالَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ ؕ وَلَوۡ تَرٰٓى

بولے ہم ہرگز نہ ایمان لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں ۸۴ اور کسی طرح تو دیکھے

اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ مَوۡقُوۡفُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۖۚ يَرۡجِعُ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضِ اۨلۡقَوۡلَ ۚ

جب ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کئے جائیں گے ان میں ایک دوسرے پر بات ڈالے گا وہ جو دبے تھے ۸۵

يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لَوۡلَاۤ اَنۡتُمۡ لَكُنَّا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳۱﴾

اُن سے کہیں گے جو اونچے (بڑے بنے ہوئے) تھے ۸۶ اگر تم نہ ہوتے ۸۷ تو ہم ضرور ایمان لے آتے

قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡۤا اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰكُمۡ عَنِ الۡهُدٰى

وہ جو اونچے کھنچتے تھے ان سے کہیں گے جو دبے ہوئے تھے کیا ہم نے تمہیں روک دیا ہدایت سے

بَعۡدَ اِذۡ جَآءَكُمۡ بَلۡ كُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِيۡنَ

بعد اس کے کہ تمہارے پاس آئی بلکہ تم خود مجرم تھے اور کہیں گے وہ جو دبے ہوئے تھے اُن سے جو اُونچے تھے

اسۡتَكۡبَرُوۡا بَلۡ مَكۡرُ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ اِذۡ تَاۡمُرُوۡنَنَاۤ اَنۡ نَّكۡفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجۡعَلَ لَهٗۤ

بلکہ رات دن کا داؤں (فریب) تھا ۸۸ جب کہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اللہ کا انکار کریں اور اس کے برابر والے

۸۰ کافروں کے اس کے عدل کا۔

۸۱ اور اپنے جہل کی وجہ سے آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔

۸۲ یعنی قیامت کا وعدہ۔

۸۳ یعنی اگر تم مہلت چاہو تو تاخیر ممکن نہیں اور اگر جلدی چاہو تو تقدم ممکن نہیں بہر تقدیر اس وعدہ کا اپنے وقت پر پورا ہونا۔

۸۴ توریت اور انجیل وغیرہ۔

۸۵ یعنی تابع اور پیرو تھے۔

۸۶ یعنی اپنے سرداروں سے۔

اَنۡدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ ؕ وَجَعَلۡنَا الۡاَغۡلٰلَ فِیۡۤ اَعۡنَاقِ

ٹھہرائیں اور دل ہی دل میں پچھتانے لگے ۸۹ جب عذاب دیکھا ۹۰ اور ہم نے طوق ڈالے ان کی

الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا ؕ هَلۡ یُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِیۡ

گردنوں میں جو منکر تھے ۹۱ وہ کیا بدلہ پائیں گے مگر وہی جو کچھ کرتے تھے ۹۲ اور ہم نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی

قَرۡیَةٍ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۳۴﴾ وَ

ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں (امیروں) نے یہی کہا کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس کے منکر ہیں ۹۳ اور

۸۷ اور ہمیں ایمان لانے سے نہ روکتے۔

۸۸ یعنی تم شب و روز ہمارے لئے مکر کرتے تھے اور ہمیں ہر وقت شرک پر ابھارتے تھے۔

۸۹ دونوں فریق تابع بھی اور متبوع بھی، پیرو بھی اور ان کے بہکانے والے بھی ایمان نہ لانے پر۔

۹۰ جہنّم کا۔

۹۱ خواہ بہکانے والے ہوں یا ان کے کہنے میں آنے والے تمام کُفّار کی یہی سزا ہے۔

۹۲ دنیا میں کُفر اور معصیت۔

۹۳ اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکینِ خاطر فرمائی گئی کہ آپ ان کُفّار کی تکذیب و انکار سے رنجیدہ نہ ہوں، کُفّار کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہی دستور رہا ہے اور مالدار لوگ اسی طرح اپنے مال اور اولاد کے غرور میں انبیاء کی تکذیب کرتے رہے ہیں۔

شانِ نزول: دو شخص شریکِ تجارت تھے ان میں سے ایک مُلکِ شام کو گیا اور ایک مکّہ مکرّمہ میں رہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس نے مُلکِ شام میں حضور کی خبر سنی تو اپنے شریک کو خط لکھا اور اس سے حضور کا مفصّل حال دریافت کیا، اس شریک نے جواب میں لکھا کہ محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوّت کا اعلان تو کیا ہے لیکن سوائے چھوٹے درجے کے حقیر و غریب لوگوں کے اور کسی نے ان کا اِتّباع نہیں کیا جب یہ خط اس کے پاس پہنچا تو وہ اپنے تجارتی کام چھوڑ کر مکّہ مکرّمہ آیا اور آتے ہی اپنے شریک سے کہا کہ مجھے سیدِ عالم محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ بتاؤ اور معلوم کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ دنیا کو کیا دعوت دیتے ہیں اور ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا بُت پرستی چھوڑ کر ایک اللہ تعالٰی کی عبادت کرنا اور آپ نے احکامِ اسلام بتائے، یہ باتیں اس کے دل میں اثر کر گئیں اور وہ شخص پچھلی کتابوں کا عالم تھا کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بے شک اللہ تعالٰی کے رسول ہیں، حضور نے فرمایا تم نے یہ کیسے جانا؟ اس نے کہا کہ جب کبھی کوئی نبی بھیجا گیا پہلے چھوٹے درجے کے غریب لوگ ہی اس کے تابع ہوئے یہ سنتِ الٰہیہ ہمیشہ ہی جاری رہی۔ اس پر آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ

بولے ہم مال اور اولاد میں بڑھ کر ہیں اور ہم پر عذاب ہونا نہیں و۹۴ تم فرماؤ

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع وَمَآ ع ٦ / ١٠

بے شک میرا رب رزق وسیع کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے و۹۵ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور

اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

تمہارے مال اور تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے اور

صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

نیکی کی و۹۶ ان کے لیے دونا دوں (کئی گنا) صلہ و۹۷ ان کے عمل کا بدلہ اور وہ بالا خانوں میں امن و امان سے ہیں و۹۸

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور وہ جو ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کرتے ہیں و۹۹ وہ عذاب میں لا دھرے جائیں گے و۱۰۰

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ

تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے

و۹۴ یعنی جب دنیا میں ہم خوش حال ہیں تو ہمارے اعمال و افعال اللہ تعالیٰ کو پسند ہوں گے اور ایسا ہوا تو آخرت میں عذاب نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیالِ باطل کا ابطال فرما دیا کہ ثوابِ آخرت کو معیشتِ دنیا پر قیاس کرنا غلط ہے۔

و۹۵ بطریقِ اِبتلا و امتحان تو دنیا میں روزی کی کشائش رضائے الٰہی کی دلیل نہیں اور ایسے ہی اس کی تنگی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی دلیل نہیں، کبھی گنہگار پر وسعت کرتا ہے، کبھی فرمانبردار پر تنگی، یہ اس کی حکمت ہے ثوابِ آخرت کو اس پر قیاس کرنا غلط و بیجا ہے۔

و۹۶ یعنی مال کسی کے لئے سببِ قرب نہیں سوائے مومنِ صالح کے جو اس کو راہِ خدا میں خرچ کرے اور اولاد کسی کے لئے سببِ قرب نہیں سوائے اس مومن کے جو انہیں نیک علم سکھائے، دین کی تعلیم دے اور صالح و متقی بنائے۔

و۹۷ ایک نیکی کے بدلے دس سے لے کر سات سو گنے تک اور اس سے بھی زیادہ جتنا خدا چاہے۔

و۹۸ یعنی جنّت کے منازلِ بالا میں۔

و۹۹ یعنی قرآنِ کریم پر زبانِ طعن کھولتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اپنی ان باطل کاریوں سے وہ لوگوں کو ایمان لانے سے روک دیں گے اور ان کا یہ مکر اسلام کے حق میں چل جائے گا اور وہ ہمارے عذاب سے بچ رہیں گے کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہی نہیں ہے تو عذاب ثواب کیسا۔

اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَ یَوْمَ

چاہے ف۱۰۱ اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا ف۱۰۲ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ف۱۰۳

یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اَهٰۤؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾

اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا ف۱۰۴ پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ تمہیں پوجتے تھے ف۱۰۵ وہ عرض کریں گے

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ

پاکی ہے تجھ کو تو ہمارا دوست ہے نہ وہ ف۱۰۶ بلکہ وہ جنوں کو پوجتے تھے ف۱۰۷

ف۱۰۰ اور ان کی مکاریاں انہیں کچھ کام نہ آئیں گی۔

ف۱۰۱ اپنے حسبِ حکمت۔

ف۱۰۲ دنیا میں یا آخرت میں۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔
(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ھود (علیہ السلام)، باب قولہ وکان عرشہ علی المآء، الحدیث: ۴۶۸۴، ص۳۸۹)
دوسری حدیث میں ہے صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، معاف کرنے سے عزّت بڑھتی ہے، تواضُع سے مرتبے بلند ہوتے ہیں۔
(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر، الحدیث ۲۳۲۵، ص۱۸۸۶)
حضرتِ سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ندا کرتے ہیں، اے اللہ عزوجل! جو خرچ کرے اسے جزا عطا فرما اور جو اپنے مال کو روک کر رکھے اس کا مال ضائع فرما۔
(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الفقر والزھد والقناعۃ، رقم ۶۸۵، ج۲، ص۳۷)

ف۱۰۳ کیونکہ اس کے سوا جو کوئی کسی کو دیتا ہے خواہ بادشاہ لشکر کو یا آقا غلام کو یا صاحبِ خانہ اپنے عیال کو وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اور اس کی عطا فرمائی ہوئی روزی میں سے دیتا ہے، رزق اور اس سے منتفع ہونے کے اسباب کا خالق سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں وہی رزّاقِ حقیقی ہے۔
حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ اور فرمایا، کہ اللہ عزوجل کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، دن رات مسلسل خرچ کرنے سے بھی ان میں کوئی کمی نہیں آتی، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سے اس نے زمین وآسمانوں کو پیدا فرمایا ہے خرچ کررہا ہے، بے شک اس سے اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی، اس کا عرش پانی پر تھا اور میزان اسی کے دستِ قدرت میں ہے جسے وہ جھکاتا اور بلند کرتا ہے۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی النفقۃ، رقم ۹۹۳، ص۴۹۸)

ف۱۰۴ یعنی ان مشرکین کو۔

ف۱۰۵ دنیا میں۔

اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا

اُن میں اکثر انھیں پر یقین لائے تھے وف۱۰۸ تو آج تم میں ایک دوسرے کے بھلے بُرے کا کچھ اختیار نہ رکھے گا وف۱۰۹ اور

ضَرًّا ؕ وَ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا

ہم فرمائیں گے ظالموں سے اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے وف۱۱۰

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ

اور جب اُن پر ہماری روشن آیتیں وف۱۱۱ پڑھی جائیں تو کہتے ہیں وف۱۱۲ یہ تو نہیں مگر ایک مرد کہ تمہیں

اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ

روکنا چاہتے ہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے وف۱۱۳ اور کہتے ہیں وف۱۱۴ یہ تو نہیں مگر بہتان جوڑا ہوا

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَ مَاۤ

اور کافروں نے حق کو کہا وف۱۱۵ جب ان کے پاس آیا یہ تو نہیں مگر کھلا جادو اور ہم نے

اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَ مَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ؕ

انھیں کچھ کتابیں نہ دیں جنھیں پڑھتے ہوں نہ تم سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا وف۱۱۶

وف۱۰۶ یعنی ہماری ان سے کوئی دوستی نہیں تو ہم کس طرح ان کے پُوجنے سے راضی ہو سکتے تھے ہم اس سے بَری ہیں۔

وف۱۰۷ یعنی شیاطین کو کہ ان کی اطاعت کے لئے غیرِ خدا کو پُوجتے تھے۔

وف۱۰۸ یعنی شیاطین پر۔

وف۱۰۹ اور وہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو کچھ نفع نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

وف۱۱۰ دنیا میں۔

وف۱۱۱ یعنی آیاتِ قرآن زبانِ سیدِ عالم محمّدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے۔

وف۱۱۲ حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت۔

وف۱۱۳ یعنی بُتوں سے۔

وف۱۱۴ قرآن شریف کی نسبت۔

وف۱۱۵ یعنی قرآن شریف کو۔

وف۱۱۶ یعنی آپ سے پہلے مشرکینِ عرب کے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ رسول جس کی طرف اپنے دین کی نسبت کرسکیں تو یہ جس خیال پر ہیں ان کے پاس اس کی کوئی سند نہیں وہ ان کے نفس کا فریب ہے۔

وَ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَ مَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا

اور ان سے اگلوں نے وکا۱۱ جھٹلایا اور یہ اس کے دسویں کو بھی نہ پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا و۱۱۸ پھر انہوں نے میرے

رُسُلِیْ ۫ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ

ع ۵ ۹ ۱۱

رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا انکار کرنا و۱۱۹ تم فرماؤ میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں و۱۲۰ کہ اللہ کے لیے کھڑے رہو و۱۲۱

مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ

دو دو و۱۲۲ اور اکیلے اکیلے و۱۲۳ پھر سوچو و۱۲۴ کہ تمہارے ان صاحب میں جنون کی کوئی بات نہیں وہ تو نہیں مگر تمہیں

لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ

ڈر سنانے والے و۱۲۵ ایک سخت عذاب کے آگے و۱۲۶ تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں کو و۱۲۷

و۱۱۷ یعنی پہلی اُمّتوں نے مثل قریش کے رسولوں کی تکذیب کی اور ان کو۔

و۱۱۸ یعنی جو قوّت و کثرتِ مال و اولاد و طولِ عمر پہلوں کو دی گئی تھی مشرکینِ قریش کے پاس تو اس کا دسواں حصّہ بھی نہیں، ان کے پہلے تو ان سے طاقت و قوّت مال و دولت میں دس گنے سے زیادہ تھے۔

و۱۱۹ یعنی ان کو ناپسند رکھنا اور عذاب دینا اور ہلاک فرمانا یعنی پہلے مکذّبین نے جب میرے رسولوں کو جھٹلایا تو میں نے اپنے عذاب سے انہیں ہلاک کیا اور ان کی طاقت و قوّت اور مال و دولت کوئی چیز بھی کام نہ آئی ان لوگوں کی کیا حقیقت ہے انہیں ڈرنا چاہئے۔

و۱۲۰ اگر تم نے اس پر عمل کیا تو تم پر حق واضح ہو جائے گا اور تم وَساوِس و شبہات اور گمراہی کی مصیبت سے نجات پاؤ گے وہ نصیحت یہ ہے۔

و۱۲۱ محض طلبِ حق کی نیّت سے اپنے آپ کو طرفداری اور تعصّب سے خالی کر کے۔

و۱۲۲ تاکہ باہم مشورہ کر سکو اور ہر ایک دوسرے سے اپنی فکر کا نتیجہ بیان کر سکے اور دونوں انصاف کے ساتھ غور کر سکیں۔

و۱۲۳ تاکہ مجمع اور اژدھام سے طبیعت متوحّش نہ ہو اور تعصّب اور طرفداری و مقابلہ و لحاظ وغیرہ سے طبیعتیں پاک رہیں اور اپنے دل میں انصاف کرنے کا موقع ملے۔

و۱۲۴ اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت غور کرو کہ کیا جیسا کہ کُفّار آپ کی طرف جنّون کی نسبت کرتے ہیں اس میں سچّائی کا کچھ شائبہ بھی ہے؟ تمہارے اپنے تجربہ میں قریش میں یا نوعِ انسان میں کوئی شخص بھی اس مرتبہ کا عاقل نظر آیا ہے؟ کیا ایسا ذہین ایسا صائب الرائے دیکھا ہے، ایسا سچّا، ایسا پاک نفس کوئی اور بھی پایا ہے؟ جب تمہارا نفس حکم کر دے اور تمہارا ضمیر مان لے کہ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان اوصاف میں یکتا ہیں تو تم یقین جانو۔

و۱۲۵ اللہ تعالٰی کے نبی۔

اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ

میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے تم فرماؤ بے شک میرا رب حق پر القا

بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا

فرماتا ہے ۱۲۸ بہت جاننے والا سب غیبوں کا تم فرماؤ حق آیا ۱۲۹ اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر (لوٹ) کر آئے ۱۳۰ تم

یُعِیْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا

فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی بُرے کو بہکا ۱۳۱ اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے سبب جو میرا رب میری طرف

یُوْحِیْۤ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ

وحی فرماتا ہے ۱۳۲ بیشک وہ سننے والا نزدیک ہے ۱۳۳ اور کسی طرح تو دیکھے ۱۳۴ جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے

۱۲۶ اور وہ عذابِ آخرت ہے۔

۱۲۷ یعنی میں نصیحت و ہدایت اور تبلیغ و رسالت پر تم سے کوئی اجر نہیں طلب کرتا۔

۱۲۸ اپنے انبیاء کی طرف۔

۱۲۹ یعنی قرآن و اسلام۔

۱۳۰ یعنی شرک و کُفر مٹ گیا، نہ اس کی ابتدا رہی، نہ اس کا اعادہ مراد یہ ہے کہ وہ ہلاک ہوگیا۔

۱۳۱ کُفّارِ مکّہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہتے تھے کہ آپ گمراہ ہو گئے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان سے فرما دیں کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ میں بہکا تو اس کا وبال میرے نفس پر ہے۔

۱۳۲ حکمت و بیان کی کیونکہ راہ یاب ہونا اسی کی توفیق و ہدایت پر ہے۔ انبیاء سب معصوم ہوتے ہیں گناہ ان سے نہیں ہوسکتا اور حضور تو سید الانبیاء ہیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، خَلق کو نیکیوں کی راہیں آپ کے اِتّباع سے ملتی ہیں باوجود جلالتِ منزلت و رفعتِ مرتبت کے آپ کو حکم دیا گیا کہ ضلالت کی نسبت علٰی سبیلِ الفرض اپنے نفس کی طرف فرمائیں تا کہ خَلق کو معلوم ہو کہ ضلالت کا منشاء انسان کا نفس ہے، جب اس کو اس پر چھوڑ دیا جاتا ہے اس سے ضلالت پیدا ہوتی ہے اور ہدایت حضرتِ حق عزّ وعلا کی رحمت و موہبت سے حاصل ہوتی ہے نفس اس کا منشاء نہیں۔

۱۳۳ ہر راہ یاب اور گمراہ کو جانتا ہے اور ان کے عمل و کردار سے باخبر ہے کوئی کتنا ہی چُھپائے کسی کا حال اس سے چُھپ نہیں سکتا۔ عرب کے ایک مایہ ناز شاعر اسلام لائے تو کُفّار نے ان سے کہا کہ کیا تم اپنے دین سے پھر گئے اور اپنے بڑے شاعر اور زبان کے ماہر ہو کر محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے؟ انہوں نے کہا ہاں وہ مجھ پر غالب آ گئے، قرآنِ کریم کی تین آیتیں میں نے سُنیں اور چاہا کہ ان کے قافیہ پر تین شعر کہوں ہر چند کوشش کی، محنت

وَّ اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍۙ(۵۱) وَّ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۚ وَ اَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ

پھر بچ کر نہ نکل سکیں گے و۱۳۵ اور ایک قریب جگہ سے پکڑ لیے جائیں گے و۱۳۶ اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے و۱۳۷

مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍۚۖ(۵۲) وَّ قَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُۚ وَ یَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ

اور اب وہ اسے کیونکر پائیں اتنی دور جگہ سے و۱۳۸ کہ پہلے و۱۳۹ تو اس سے کفر کرچکے تھے اور بے دیکھے پھینک

مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ(۵۳) وَ حِیْلَ بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ

مارتے ہیں و۱۴۰ دُور مکان سے و۱۴۱ اور روک کر دی گئی ان میں اور اس میں جسے چاہتے ہیں و۱۴۲ جیسے ان کے پہلے

ع ۶ ۱۲ بِاَشْیَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ شَكٍّ مُّرِیْبٍ۠(۵۴)

گروہوں سے کیا گیا تھا و۱۴۳ بے شک وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں تھے و۱۴۴

اٹھائی ، اپنی قوت صَرف کردی مگر یہ ممکن نہ ہوسکا تب مجھے یقین ہوگیا کہ یہ بشر کا کلام نہیں وہ آیتیں قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ سے سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ تک ہیں۔ (روح البیان)

و۱۳۴ کُفّار کو مرنے یا قبر سے اٹھنے کے وقت یا بدر کے دن۔

و۱۳۵ اور کوئی جگہ بھاگنے اور پناہ لینے کی نہ پاسکیں گے۔

و۱۳۶ جہاں بھی ہوں گے کیونکہ کہیں بھی ہوں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے دور نہیں ہوسکتے اس وقت حق کی معرفت کے لئے مضطر ہوں گے۔

و۱۳۷ یعنی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر۔

و۱۳۸ یعنی اب مکلّف ہونے کے محل سے دور ہوکر توبہ و ایمان کیسے پاسکیں گے۔

و۱۳۹ یعنی عذاب دیکھنے سے پہلے۔

و۱۴۰ یعنی بے جانے کہہ گزرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں کہا تھا کہ وہ شاعر ہیں ، ساحر ہیں ، کاہن ہیں اور انہوں نے کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شعر و سحر و کہانت کا صدور نہ دیکھا تھا۔

و۱۴۱ یعنی صدق و واقعیت سے دور کہ ان کے ان مطاعن کو صدق سے قرب و نزدیکی بھی نہیں۔

و۱۴۲ یعنی توبہ و ایمان میں۔

و۱۴۳ کہ ان کی توبہ و ایمان وقتِ یاس قبول نہ فرمائی گئی۔

و۱۴۴ ایمانیات کے متعلق۔

ایاتھا ۴۵ ۳۵ سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَّکِّیَّۃٌ ۴۳ رکوعاتھا ۵

سورۃ فاطر مکی ہے ف۱ اس میں پینتالیس آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ

سب خوبیاں اللہ کو جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا فرشتوں کو رسول کرنے والا ف۲ جن کے دو دو تین تین

مَّثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ

چار چار پر ہیں ف۲ ب بڑھاتا ہے آفرینش (پیدائش) میں جو چاہے ف۳ بے شک اللہ ہر چیز پر

ف۱ سورۂ فاطر مکّیہ ہے، اس میں پانچ رکوع، پینتالیس آیتیں، نوسوستّر ۹۷۰ کلمے، تین ہزار ایک سوتیس حروف ہیں۔

ف۲ اپنے انبیاء کی طرف۔

ف۲ ب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بازو اور پر بنا دیئے ہیں جن سے وہ فضائے آسمانی میں اُڑ کر کائناتِ عالم میں فرامینِ ربانی کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔ کسی فرشتے کے دو پر کسی کے تین اور کسی کے چار پر ہیں۔

زمخشری کا بیان ہے کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ فرشتوں کی ایک قسم ایسی بھی ہے جن کو خلاق عالم جل جلالہ نے چھ چھ بازو اور پر عطا فرمائے ہیں۔ دو بازوؤں سے تو وہ اپنے بدن کو چھپائے رکھتے ہیں اور دو بازوؤں سے وہ اُڑتے ہیں اور دو بازو ان کے چہرے پر ہیں جن سے وہ خدا سے حیا کرتے ہوئے اپنے چہروں کو چھپائے رکھتے ہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنی اصل صورت مجھے دکھا دیجئے تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ اس کی تاب نہ لاسکیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس کی خواہش بلکہ تمنا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرتبہ اپنی اصل صورت میں وحی لے کر آپ کے پاس حاضر ہوئے تو ان کو دیکھتے ہی آپ پر غشی طاری ہوگئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے بدن سے ٹیک لگا کر آپ کو سنبھالے رکھا اور اپنا ایک ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر اور ایک ہاتھ دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ حضرت اسرافیل کو دیکھ لیتے تو آپ کا کیا حال ہوتا؟ ان کو تو اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار بازو عطا فرمائے ہیں اور ان کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا بازو مغرب میں ہے اور وہ عرشِ الٰہی کو اپنے کندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہیں۔

(تفسیر صاوی، ج۵، ص۱۶۸۶، پ ۲۲، فاطر:۱)

ف۳ فرشتوں میں اور ان کے سوا اور مخلوق میں۔

قَدِيْرٌ ① مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا

قادر ہے اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولے وٴ اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد

مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ② يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا

اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں اور وہی عزت و حکمت والا ہے اے لوگو! اپنے اوپر اللہ کا احسان

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

یاد کرو وہ کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے کہ آسمان

وَالْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖؗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ

اور زمین سے وٹ تمہیں روزی دے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو وےاور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں وٛ

كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ

تو بے شک تم سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے وٰ اور سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں وٚا اے لوگو! بے شک

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۫ وَقفۃ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑤

اللہ کا وعدہ سچ ہے وللہ تو ہر گز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی و۱۲ اور ہر گز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے

وٴ مثل بارش و رزق و صحت وغیرہ کے۔

وہ کہ اس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا، آسمان کو بغیر کسی ستون کے قائم کیا، اپنی راہ بتانے اور حق کی دعوت دینے کے لئے رسولوں کو بھیجا، رزق کے دروازے کھولے۔

وٹ مینہ برسا کر اور طرح طرح کے نباتات پیدا کر کے۔

وے اور یہ جانتے ہوئے کہ وہی خالق و رازق ہے ایمان و توحید سے کیوں پھرتے ہو۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تسلّی کے لئے فرمایا جاتا ہے۔

وٛ اے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تمہاری نبوّت و رسالت کو نہ مانیں اور توحید و بعث وحساب اور عذاب کا انکار کریں۔

وٰ انہوں نے صبر کیا آپ بھی صبر فرمائیے، کُفّار کا انبیاء کے ساتھ قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہے۔

وٚا وہ جھٹلانے والوں کو سزا دے گا اور رسولوں کی مدد فرمائے گا۔

وللہ قیامت ضرور آنی ہے مرنے کے بعد ضرور اٹھنا ہے، اعمال کا حساب یقیناً ہوگا، ہر ایک کو اس کے کئے کی جزاء بے شک ملے گی۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ

وہ بڑا فریبی و۱۳ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اُسے دشمن سمجھو و۱۴ وہ تو اپنے گروہ کو و۱۵ اِسی لیے بلاتا ہے

اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ؕ﴿۶﴾ اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۬ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

کہ دوزخیوں میں ہوں و۱۶ کافروں کے لیے و۱۷ سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ﴿۷﴾ ع اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ ع ۱۳

اور اچھے کام کئے و۱۸ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے تو کیا وہ جس کی نگاہ میں اس کا بُرا کام آراستہ کیا گیا کہ اس نے اُسے

و۱۲ کہ اس کی لذّتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جاؤ۔

حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبتی مال کو ضائع کر دینے اور حلال کو حرام کر دینے کا نام نہیں، بلکہ دنیا سے کنارہ کشی تو یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ اس سے زیادہ قابلِ اعتماد نہ ہو جو اللہ عزوجل کے پاس ہے۔ (جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الزہادۃ.....الخ، الحدیث: ۲۳۴۰، ص ۱۸۸۷)

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سردارِ مکہ مکرمہ، سلطانِ مدینہ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان ذیشان ہے: جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں جو صدا لگارہے ہوتے ہیں، اور اس صدا کو جن وانس کے علاوہ تمام زمین والے سنتے ہیں، وہ فرشتے کہتے ہیں: اے لوگو! اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں آجاؤ، بیشک (دنیا کا مال) جو تھوڑا ہو اور کفایت کرے وہ بہتر ہے اس (مال) سے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈال دے۔
(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۱۷۸۰، ج ۸، ص ۱۶۸)

و۱۳ یعنی شیطان تمہارے دلوں میں یہ وسوسہ ڈال کر کہ گناہوں سے مزہ اٹھا لو اللہ تعالٰی حلم فرمانے والا ہے وہ درگزر کرے گا، اللہ تعالٰی بے شک حلم والا ہے لیکن شیطان کی فریب کاری یہ ہے کہ وہ بندوں کو اس طرح توبہ و عملِ صالح سے روکتا ہے اور گناہ و معصیت پر جری کرتا ہے اس کے فریب سے ہوشیار رہو۔

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد گناہوں پر ہمیشگی اختیار کرنے کے باوجود مغفرت کی تمنا رکھنا ہے۔

(اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ)

و۱۴ اور اس کی اطاعت نہ کرو اور اللہ تعالٰی کی طاعت میں مشغول رہو۔

و۱۵ یعنی اپنے متّبعین کو کُفر کی طرف۔

و۱۶ اب شیطان کے متّبعین اور اس کے مخالفین کا حال تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جاتا ہے۔

و۱۷ جو شیطان کے گروہ میں سے ہیں۔

و۱۸ اور شیطان کے فریب میں نہ آئے اور اس کی راہ پر نہ چلے۔

عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۖۗ فَلَا

بھلا سمجھا ہدایت والے کی طرح ہو جائے گا ف۱۹ اس لیے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے تو

تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝۸ وَ اللّٰهُ

تمہاری جان ان پر حسرتوں میں نہ جائے ف۲۰ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور اللہ ہے

الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ

جس نے بھیجیں ہوائیں کہ بادل اُبھارتی ہیں پھر ہم اُسے کسی مُردہ شہر کی طرف رواں کرتے ہیں ف۲۱ تو اُس کے سبب ہم

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

زمین کو زندہ فرماتے ہیں اس کے مرے پیچھے ف۲۲ یونہی حشر میں اٹھنا ہے ف۲۳ جسے عزت کی چاہ ہو تو عزت تو سب اللہ کے

جَمِیْعًا ؕ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ؕ وَ الَّذِیْنَ

ہاتھ ہے ف۲۴ اُسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام ف۲۵ اور جو نیک کام ہے وہ اُسے بلند کرتا ہے ف۲۶ اور وہ جو بُرے داؤں

ف۱۹ ہرگز نہیں بُرے کام کو اچھا سمجھنے والا راہ یاب کی طرح کیا ہوسکتا ہے؟ وہ اس بدکار سے بدرجہا بدتر ہے جو اپنے خراب عمل کو بُرا جانتا ہو اور حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھتا ہو۔

شانِ نُزول: یہ آیت ابوجہل وغیرہ مشرکینِ مکّہ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے شرک و کُفر جیسے قبیح افعال کو شیطان کے بہکانے اور بَھلا سمجھانے سے اچھا سمجھتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت اصحابِ بدعت و ہَوا کے حق میں نازل ہوئی جن میں روافض و خوارج وغیرہ داخل ہیں جو اپنی بدمذہبیوں کو اچھا جانتے ہیں اور انہیں کے زُمرہ میں داخل ہیں، تمام بدمذہب خواہ وہابی ہوں یا غیرِ مقلِد یا مرزائی یا چکڑالی اور کبیرہ گناہ والے جو اپنے گناہوں کو بُرا جانتے ہیں اور حلال نہیں سمجھتے اس میں داخل نہیں۔

ف۲۰ کہ افسوس وہ ایمان نہ لائے اور حق کو قبول کرنے سے محروم رہے۔ مراد یہ کہ آپ ان کے کُفر و ہلاکت کا غم نہ فرمائیں۔

ف۲۱ جس میں سبزہ اور کھیتی نہیں اور خشک سالی سے وہاں کی زمین بے جان ہوگئی ہے۔

ف۲۲ اور اس کو سرسبز و شاداب کر دیتے ہیں اس سے ہماری قدرت ظاہر ہے۔

ف۲۳ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک صحابی نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مُردے کس طرح زندہ فرمائے گا؟ خَلق میں اس کی کوئی نشانی ہو تو ارشاد فرمائیے، فرمایا کہ کیا تیرا کسی ایسے جنگل میں گذر ہوا ہے جو خشک سالی سے بے جان ہو گیا ہو اور وہاں سبزہ کا نام و نشان نہ رہا ہو پھر کبھی اسی جنگل میں گزر ہوا ہو اور اس کو ہرا بھرا لہلہاتا پایا ہو؟ ان صحابہ نے عرض کیا بے شک ایسا دیکھا ہے حضور نے فرمایا ایسے ہی اللہ مُردوں کو زندہ کرے گا اور خَلق میں یہ اس کی یہ نشانی ہے۔

یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَ مَكْرُ اُولٰٓىٕكَ هُوَ یَبُوْرُ ⑩ وَ اللّٰهُ

(فریب) کرتے ہیں اُن کے لیے سخت عذاب ہے ۲۷ اور اُنھیں کا مکر برباد ہو گا ۲۸ اور اللہ نے

۲۴ دنیا و آخرت میں وہی عزّت کا مالک ہے جسے چاہے عزّت دے تو جو عزّت کا طلب گار ہو وہ اللہ تعالیٰ سے عزّت طلب کرے کیونکہ ہر چیز اس کے مالک ہی سے طلب کی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ربّ تبارک و تعالیٰ ہر روز فرماتا ہے جسے عزّتِ دارَین کی خواہش ہو چاہئے کہ وہ حضرت عزیز جَلَّت عِزّتُہ کی اطاعت کرے اور ذریعہ طلبِ عزّت کا ایمان اور اعمالِ صالحہ ہیں۔

۲۵ یعنی اس کے محلِّ قبول و رضا تک پہنچتا ہے اور پاکیزہ کلام سے مراد کلمۂ توحید و تسبیح و تحمید و تکبیر وغیرہ ہیں جیسا کہ حاکم و بیہقی نے روایت کیا اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کلمۂ طیّب کی تفسیر ذکر سے فرمائی اور بعض مفسّرین نے قرآن اور دعا بھی مراد لی ہے۔

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب ۱۴۰۳، رقم ۳۶۴۲، ج ۳، ص ۲۰۴)

۲۶ نیک کام سے مراد وہ عمل و عبادت ہے جو اخلاص سے ہو اور معنٰی یہ ہیں کہ کلمۂ طیّبہ عمل کو بلند کرتا ہے کیونکہ عمل بے توحید و ایمان مقبول نہیں یا یہ معنٰی ہیں کہ عملِ صالح کو اللہ تعالیٰ رفعتِ قبول عطا فرماتا ہے یا یہ معنٰی ہیں کہ عملِ نیک عمل کرنے والے کا مرتبہ بلند کرتے ہیں تو جو عزّت چاہے اس کو لازم ہے کہ نیک عمل کرے۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلّہ اگر بھاری ہوگا تو اُوپر اٹھے گا اور بدی کا پلّہ نیچے بیٹھے گا، قال اللہ عزوجل:

(اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ)، پ ۲۲، فاطر: ۱۰

ترجمہ: اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے (ت)، جس کتاب میں لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔

(الفتاوی الرضویۃ، ج ۲۹، ص ۶۲۶)

(میزان آخرت برعکس میزان دنیا است، وعلامت ثقل ارتفاع کفہ بود وعلامت خفت انخفاض)۔ یعنی: علماء فرماتے ہیں کہ: آخرت کی میزان کا بھاری پلڑہ دنیاوی ترازو کے برعکس ہوگا یعنی بھاری پلڑے کی علامت اس کے اونچے اور مرتفع ہونے اور ہلکے پلڑے کی علامت اس کے نیچے ہونے کی شکل میں ہوگا۔ (فی تکمیل ال ایمان ص ۷۸:)

۲۷ مرادان مکر کرنے والوں سے وہ قریش ہیں جنھوں نے دارالنّدوہ میں جمع ہوکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت قید کرنے اور قتل کرنے اور جلاوطن کرنے کے مشورہ کئے تھے جس کا تفصیلی بیان سورۂ انفال میں ہو چکا ہے۔

حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ان سے مراد ریاکار ہیں۔

(اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ)

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى

تمہیں بنایا ف۲۹ مٹی سے پھر ف۳۰ پانی کی بوند سے پھر تمہیں کیا جوڑے جوڑے ف۳۱ اور کسی مادہ کو پیٹ نہیں رہتا اور نہ

وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَ مَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیْ

وہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک

كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۱۱﴾ وَ مَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ ۖۗ هٰذَا عَذْبٌ

کتاب میں ہے ف۳۲ بے شک یہ اللہ کو آسان ہے ف۳۳ اور دونوں سمندر ایک سے نہیں ف۳۴ یہ میٹھا ہے خوب میٹھا

فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَ مِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّ

پانی خوش گوار اور یہ کھاری ہے تلخ اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت ف۳۵ اور نکالتے ہو

تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ

پہننے کا ایک گہنا (زیور) ف۳۶ اور تو کشتیوں کو اس میں دیکھے کہ پانی چیرتی ہیں ف۳۷ تا کہ تم

ف۲۸ اور وہ اپنے داؤں وفریب میں کامیاب نہ ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے شر سے محفوظ رہے اور انہوں نے اپنی مکّاریوں کی سزائیں پائیں کہ بدر میں قید بھی ہوئے، قتل بھی کئے گئے اور مکّہ مکرّمہ سے نکالے بھی گئے۔

ف۲۹ یعنی تمہاری اصل حضرت آدم علیہ السلام کو۔

ف۳۰ ان کی نسل کو۔

ف۳۱ مرد وعورت۔

ف۳۲ یعنی لوحِ محفوظ میں۔حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ معمّر وہ ہے جس کی عمر ساٹھ سال پہنچے اور کم عمر والا وہ جو اس سے قبل مرجائے۔

مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: بعض اسباب سے عمر میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور وہ بھی لوح محفوظ میں لکھی ہے۔

(روح المعانی، پ ۲۲، فاطر: تحت الآیۃ: ۱۱، الجزء: ۲۲، ص ۴۷۹ ـ ۴۸۰)

مثلاً: مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی اور جو حج کریگا تو اسّی برس زندہ رہے گا۔

ف۳۳ یعنی عمل واَجل کا مکتوب فرمانا۔

ف۳۴ بلکہ دونوں میں فرق ہے۔

ف۳۵ یعنی مچھلی۔

ف۳۶ گوہر ومرجان۔

فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي

اس کا فضل تلاش کرو ۳۸ اور کسی طرح حق مانو ۳۹ رات لاتا ہے دن کے حصہ میں ۴۰ اور دن لاتا ہے رات کے

الَّيْلِ ۙ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

حصہ میں ۴۱ اور اُس نے کام میں لگائے سورج اور چاند ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے ۴۲ یہ ہے اللہ

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ﴿۱۳﴾

تمہارا رب اُسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو ۴۳ دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَ يَوْمَ

تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں ۴۴ اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روانہ کر سکیں ۴۵ اور قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ ع يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ ۔ نصف ۔ ع ۲/۱۴

وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے ۴۶ اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح ۴۷ اے لوگو! تم سب

الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ

اللہ کے محتاج ۴۸ اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا وہ چاہے تو تمہیں لے جائے ۴۹ اور نئی مخلوق

۳۷ دریا میں چلتے ہوئے اور ایک ہی ہوا میں آتی بھی ہیں جاتی بھی ہیں۔

۳۸ تجارتوں میں نفع حاصل کر کے۔

۳۹ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گزاری کرو۔

۴۰ تو دن بڑھ جاتا ہے۔

۴۱ تو رات بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ بڑھنے والی دن یا رات کی مقدار پندرہ گھنٹہ تک پہنچتی ہے اور گھٹنے والا نو گھنٹے کا رہ جاتا ہے۔

۴۲ یعنی روزِ قیامت تک کہ جب قیامت آجائے گی تو ان کا چلنا موقوف ہو جائے گا اور یہ نظام باقی نہ رہے گا۔

۴۳ یعنی بُت۔

۴۴ کیونکہ جماد بے جان ہیں۔

۴۵ کیونکہ اصلاً قدرت و اختیار نہیں رکھتے۔

۴۶ اور بیزاری کا اظہار کریں گے اور کہیں گے تم ہمیں نہ پوجتے تھے۔

۴۷ یعنی دارین کے احوال اور بُت پرستی کے مآل کی جیسی خبر اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا۔

جَدِیۡدٍ ﴿ۚ۱۶﴾ وَ مَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیۡزٍ ﴿۱۷﴾ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَ

لے آئے ؀۵۰ اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گی ؀۵۱ اور اگر کوئی بوجھ

اِنۡ تَدۡعُ مُثۡقَلَۃٌ اِلٰی حِمۡلِہَا لَا یُحۡمَلۡ مِنۡہُ شَیۡءٌ وَّ لَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبٰی ؕ اِنَّمَا

والی اپنا بوجھ ہٹانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اُٹھائے گا اگرچہ قریب رشتہ دار ہو ؀۵۲ اے محبوب

تُنۡذِرُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَیۡبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ؕ وَ مَنۡ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا

تمہارا ڈر سنانا انھیں کو کام دیتا ہے جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ستھرا ہوا ؀۵۳

؀۴۸ یعنی اس کے فضل و احسان کے حاجت مند ہو اور تمام خلق اس کی محتاج ہے۔ حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ خلق ہر دم اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور کیوں نہ ہوگی ان کی ہستی اور ان کی بقا سب اس کے کرم سے ہے۔

جاننا چاہیے! فقیر وہ ہے جو اُس چیز کا محتاج ہو جس کا وہ مالک نہ ہو اور تمام لوگ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے فقیر ہیں کیونکہ وہ اپنے وجود کو قائم و دائم رکھنے میں اسی کے محتاج ہیں اور ان کے وجود کی ابتداء بھی اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہی سے ہے اور یہ چیز ان کی ملکیت میں نہیں ، بلکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ملکیت میں ہے، وہ غنیِ مطلق ہے۔

؀۴۹ یعنی تمہیں معدوم کردے کیونکہ وہ بے نیاز اور غنی بالذّات ہے۔

؀۵۰ بجائے تمہارے جو مطیع اور فرمانبردار ہو۔

؀۵۱ معنٰی یہ ہیں کہ روزِ قیامت ہر ایک جان پر اسی کے گناہوں کا بار ہوگا جو اس نے کئے ہیں اور کوئی جان کسی دوسرے کے عوض نہ پکڑی جائے گی البتہ جو گمراہ کرنے والے ہیں ان کے گمراہ کرنے سے جو لوگ گمراہ ہوئے ان کی تمام گمراہیوں کا بار ان گمراہوں پر بھی ہوگا اور ان گمراہ کرنے والوں پر بھی جیسا کہ کلامِ کریم میں ارشاد ہوا وَ لَیَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَہُمۡ وَ اَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِہِمۡ اور درحقیقت یہ ان کی اپنی کمائی ہے دوسرے کی نہیں۔

؀۵۲ باپ یا ماں، بیٹا یا بھائی کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ماں باپ بیٹے کو لپٹیں گے اور کہیں گے اے ہمارے بیٹے ہمارے کچھ گناہ اٹھالے، وہ کہے گا میرے امکان میں نہیں میرا اپنا بار کیا کم ہے۔

حضرت سیّدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: بروزِ قیامت ماں اپنے بیٹے سے ملے گی اور کہے گی: اے میرے بیٹے! کیا تو میرے پیٹ میں نہ رہا اور میرا دودھ نہ پیا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، اے میری ماں! ماں بولے گی: آج میں گناہوں کے بھاری بوجھ تلے دبی ہوئی ہوں، تو ان میں سے صرف ایک گناہ کا بوجھ اٹھالے۔ تو وہ کہے گا: مجھ سے دور ہوجا، مجھے اپنی فکر پڑی ہے، میں دوسروں سے بے پرواہ ہوں۔

(تفسیر القرطبی، الفاطر، تحت الآیۃ ۱۸، الجزء الرابع عشر، ج ۷، ص ۲۴۷)

؀۵۳ یعنی بدیوں سے بچا اور نیک عمل کئے۔

يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا

تو اپنے ہی بھلے کو ستھرا ہوا ۵۴ اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے اور برابر نہیں اندھا اور انکھیارا (بینا) ۵۵ اور نہ

الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ وَلَا

اندھیریاں ۵۶ اور اُجالا ۵۷ اور نہ سایہ ۵۸ اور نہ تیز دھوپ ۵۹ اور برابر نہیں زندے اور مُردے ۶۰ بے شک اللہ سناتا

الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾

ہے جسے چاہے ۶۱ اور تم نہیں سنانے والے اُنھیں جو قبروں میں پڑے ہیں ۶۲

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ

تم تو یہی ڈر سنانے والے ہو ۶۳ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا ۶۴ اور ڈر سناتا ۶۵

۵۴ اس نیکی کا نفع وہی پائے گا۔

۵۵ یعنی جاہل اور عالم یا کافر اور مومن۔

۵۶ یعنی کُفر۔

۵۷ یعنی ایمان۔

۵۸ یعنی حق یا جنّت۔

۵۹ یعنی باطل یا دوزخ۔

۶۰ یعنی مومنین اور کُفّار یا عُلَماء اور جُہّال۔

۶۱ یعنی جس کی ہدایت منظور ہو اس کو توفیق عطا فرماتا ہے۔

۶۲ یعنی کُفّار کو۔ اس آیت میں کُفّار کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی کہ جس طرح مردے سنی ہوئی بات سے نفع نہیں اٹھا سکتے اور پند پذیر نہیں ہوتے، بدانجام کُفّار کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ہدایت و نصیحت سے منتفع نہیں ہوتے۔ اس آیت سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت میں قبر والوں سے مراد کُفّار ہیں نہ کہ مردے اور سننے سے مراد وہ سننا ہے جس پر راہ یابی کا نفع مرتب ہو، رہا مُردوں کا سننا وہ احادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے۔ اس مسئلہ کا بیان بیسویں پارے کے دوسرے رکوع میں گزرا۔

۶۳ تو اگر سننے والا آپ کے اِنذار پر کان رکھے اور بگوشِ قبول سنے تو نفع پائے اور اگر مصرّین منکِرین میں سے ہو اور آپ کی نصیحت سے پند پذیر نہ ہو تو آپ کا کچھ حرج نہیں وہی محروم ہے۔

۶۴ ایمانداروں کو جنّت کی۔

۶۵ کافِروں کو عذاب۔

اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سنانے والا گزر چکا ۶۶ اور اگر یہ ۶۷ تمہیں جھٹلائیں تو اُن سے اگلے بھی جھٹلا چکے

قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالزُّبُرِ وَ بِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ

ہیں ۶۸ ان کے پاس ان کے رسول آئے روشن دلیلیں ۶۹ اور صحیفے اور چمکتی کتاب ۷۰ لے کر پھر میں نے کافروں کو

اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ ع ۳ ۱۲ ۱۵

پکڑا ۷۱ تو کیسا ہوا میرا انکار ۷۲ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ

اُتارا تو ہم ۷۳ نے اس سے پھل نکالے رنگ برنگ ۷۴ اور پہاڑوں میں راستے ہیں

بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ

سفید اور سرخ رنگ رنگ کے اور کچھ کالے بھوجنگ (سیاہ کالے) اور آدمیوں اور جانوروں

وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

اور چوپایوں کے رنگ یونہی طرح طرح کے ہیں ۷۵ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں ۷۶

۶۶ خواہ وہ نبی ہو یا عالمِ دین جو نبی کی طرف سے خَلقِ خدا کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلائے۔

۶۷ کُفّارِ مکّہ۔

۶۸ اپنے رسولوں کو، کُفّار کا قدیم سے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہی برتاؤ رہا ہے۔

۶۹ یعنی نبوّت پر دلالت کرنے والے معجزات۔

۷۰ توریت و انجیل و زبور۔

۷۱ طرح طرح کے عذابوں سے بسبب ان کی تکذیبوں کے۔

۷۲ میرا عذاب دینا۔

۷۳ بارش نازل کی۔

۷۴ سبز، سرخ، زرد وغیرہ طرح طرح کے انار، سیب، انجیر، انگور، کھجور وغیرہ بے شمار۔

۷۵ جیسے پھلوں اور پہاڑوں میں یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی آیتیں اور اپنے نشانہائے قدرت اور آثارِ صنعت جن سے اس کی ذات و صفات پر استدلال کیا جائے ذکر کئے، اس کے بعد فرمایا۔

۷۶ اور اس کے صفات جانتے اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں، جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ۔ حضرت ابنِ عباس

اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ
بے شک اللہ بخشنے والا عزت والا ہے بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیے سے کچھ
اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾
ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں ۷۶ جس میں ہرگز ٹوٹا (نقصان) نہیں تا کہ ان
لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَ الَّذِیْۤ
کے ثواب انھیں بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے ۷۶ ب بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے اور وہ
اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ اِنَّ اللّٰهَ
کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ۷۵ وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی بے شک اللہ اپنے

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جبروت اور اس کی عزّت وشان سے باخبر ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اللہ عزّ وجلّ کی کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔

خوفِ خدا عزوجل کے حصول اور اس میں اضافہ کا سب سے بڑا ذریعہ علم ہے یہی وجہ ہے کہ علماء صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد والے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر خوفِ خدا عزوجل کا غلبہ رہتا تھا، یہاں تک کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: کاش! میں کسی مؤمن کے سینے کا ایک بال ہوتا۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی موت کے وقت فرمایا: عمر ہلاک ہوجائے گا اگر اس کی مغفرت نہ ہوئی۔

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: جب بندے کے جسم پر خوفِ خدا عزوجل سے لرزہ طاری ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت سے خشک پتے جھڑتے ہیں۔

(مسند بزار، ج ۴، الحدیث: ۱۳۲۲، ص ۱۴۸ باختلاف الالفاظ)

۷۶ یعنی ثواب کے۔

۷۶ ب حضرتِ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے قرآن پڑھا اور پھر اسے یاد کرلیا، اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام جانا تو اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے گھر والوں سے ایسے دس افراد کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل قاری القرآن، رقم ۲۹۱۴، ج ۴، ص ۴۱۴)

۷۵ یعنی قرآنِ مجید۔

بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

بندوں سے خبر دار دیکھنے والا ہے ۷۹ پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو ۸۰

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ

تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور اُن میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ

سبقت لے گیا ۸۱ یہی بڑا فضل ہے بسنے کے باغوں میں داخل ہوں گے وہ ۸۲ ان میں

۷۹ اوران کے ظاہر و باطن کا جاننے والا۔

۸۰ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت کو یہ کتاب عطا فرمائی جنہیں تمام اُمّتوں پر فضیلت دی اور سیدِ رُسُل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی و نیاز مندی کی کرامت وشرافت سے مشرف فرمایا، اس اُمّت کے لوگ مختلف مدارج ومراتب رکھتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ فتاوٰی رضویہ جلد 21 صَفْحہ 530 پر نَقل کرنے کے بعد میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن مزید فرماتے ہیں: دیکھو بے عمل (عُلماء جو) کہ گناہوں سے اپنی جان پر ظُلم کررہے ہیں انھیں بھی کتاب کا وارِث بتایا اور نرا (یعنی فقط) وارِث ہی نہیں بلکہ اپنے چُنے ہوئے بندوں میں گِنا۔ اَحادِیث میں آیا، رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ہم میں کا جو سَبقت (برتری) لے گیا وہ توسَبقت لے ہی گیا اور جو مُتَوَسِّط (یعنی درمیانہ) حال کا ہو وہ بھی نَجات والا ہے اور جو اپنی جان پر ظالِم (یعنی گنہگار) ہے اس کی بھی مغفِرت ہے۔ (تفسیر دُرِّ منثور ج ۷ ص ۲۵)

عالمِ شریعت اگر اپنے علم پر عامِل بھی ہو (جب تو وہ مِثلِ) چاند ہے (جو) کہ آپ (خود بھی) ٹھنڈا اور تمہیں (بھی) روشنی دے ورنہ (عالمِ بے عمل مثلِ) شمع ہے کہ خود (تو) جلے مگر تمہیں نَفْع دے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: اُس شخص کی مِثال جو لوگوں کو خیر (یعنی بھلائی) کی تعلیم دیتا اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اُس فتیلے (یعنی چراغ کی بتّی) کی طرح ہے کہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے۔ (اَلتَّرغیب وَالتَّرہیب ج ۱ ص ۷۴ حدیث ۱۱)

۸۱ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ سبقت لے جانے والا مومنِ مخلص ہے اور مقتصد یعنی میانہ روی کرنے والا وہ جس کے عمل ریا سے ہوں اور ظالم سے مراد یہاں وہ ہے جو نعمتِ الٰہی کا منکر تو نہ ہو لیکن شکر بجانہ لائے۔ حدیث شریف میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا سابق تو سابق ہی ہے اور مقتصد ناجی اور ظالم مغفور اور ایک اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا نیکیوں میں سبقت لے جانے والا جنّت میں بے حساب داخل ہوگا اور مقتصد سے حساب میں آسانی کی جائے گی اور ظالم مقامِ حساب میں روکا جائے گا اس کو پریشانی پیش آئے گی پھر جنّت میں داخل ہوگا۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا کہ

أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيٓ

سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کی پوشاک ریشمی ہے اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو

أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۗ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٤﴾ الَّذِيٓ أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ

جس نے ہمارا غم دُور کیا ۸۳ بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے ۸۴ وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اُتارا

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

اپنے فضل سے ہمیں اس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے نہ ہمیں اس میں کوئی تکان لاحق ہو اور جنھوں نے کفر کیا ان کے لیے

لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۗ

جہنم کی آگ ہے نہ ان کی قضا آئے کہ مر جائیں ۸۵ اور نہ ان پر اس کا ۸۶ عذاب کچھ ہلکا کیا جائے

كَذٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا ۚ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ

ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر بڑے ناشکرے کو اور وہ اس میں چلّاتے ہوں گے ۸۷ اے ہمارے رب ہمیں نکال ۸۸

سابق عہدِ رسالت کے وہ مخلصین ہیں جن کے لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنّت کی بشارت دی اور مقتصد وہ اصحاب ہیں جو آپ کے طریقہ پر عامل رہے اور ظالم لنفسہٖ ہم تم جیسے لوگ ہیں یہ کمالِ انکسار تھا۔ حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کہ اپنے آپ کو اس تیسرے طبقہ میں شمار فرمایا باوجود اس جلالتِ منزلت و رفعتِ درجات کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی اور بھی اس کی تفسیر میں بہت اقوال ہیں جو تفاسیر میں مفصلاً مذکور ہیں۔

۸۲ تینوں گروہ۔

۸۳ اس غم سے مراد یا دوزخ کا غم ہے یا موت کا یا گناہوں کا یا طاعتوں کے غیرِ مقبول ہونے کا یا اہوالِ قیامت کا، غرض انہیں کوئی غم نہ ہوگا اور وہ اس پر اللہ کی حمد کریں گے۔

۸۴ کہ گناہوں کو بخشتا ہے اور طاعتیں قبول فرماتا ہے۔

۸۵ اور مر کر عذاب سے چھوٹ سکیں۔

۸۶ یعنی جہنّم کا۔

۸۷ یعنی جہنّم میں چیختے اور فریاد کرتے ہوں گے کہ۔

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ سے ستر درجے کم ہے اور یہ (دنیا کی آگ) بھی جہنم کی آگ سے روزانہ ستر مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب صفۃ النار، الحدیث ۴۳۱۸، ص ۲۷۴۰ مختصر)

نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جہنم کی آگ کو تم جتنا چاہو بیان

صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ
کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے ف۸۹ اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا

ع ۱۱ ۱۶
جَآءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ ﴿۳۷﴾ إِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ
اور ڈر سنانے والا ف۹۰ تمہارے پاس تشریف لایا تھا ف۹۱ تو اب چکھو ف۹۲ کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں بے شک اللہ جاننے

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ
والا ہے آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی بات کا بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں

خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ
اگلوں کا جانشین کیا ف۹۳ تو جو کفر کرے ف۹۴ اس کا کفر اسی پر پڑے ف۹۵ اور کافروں کو ان کا کفران کے رب کے یہاں

عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ
نہیں بڑھائے گا مگر بیزاری ف۹۶ اور کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر نقصان ف۹۷ تم فرماؤ

أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا
بھلا بتاؤ تو اپنے وہ شریک ف۹۸ جنھیں اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین میں سے کونسا

کروتم اس کو جتنا بھی بیان کرو گے یہ اس سے بھی سخت ہوگی۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۵۲۵ ابو جعفر الباقر، ج ۵، ص ۳۴۵)

ف۸۸ یعنی دوزخ سے نکال اور دنیا میں بھیج۔

ف۸۹ یعنی ہم بجائے کُفر کے ایمان لائیں اور بجائے معصیت و نافرمانی کے تیری اطاعت اور فرمانبرداری کریں، اس پر انہیں جواب دیا جائے گا۔

ف۹۰ یعنی رسولِ اکرم سید عالم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ف۹۱ تم نے اس رسولِ محترم کی دعوت قبول نہ کی اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری بجا نہ لائے۔

ف۹۲ عذاب کا مزہ۔

ف۹۳ اور ان کے املاک و مقبوضات کا مالک و متصرف بنایا اور ان کے منافع تمہارے لئے مباح کئے تاکہ تم ایمان و طاعت اختیار کر کے شکر گزاری کرو۔

ف۹۴ اور ان نعمتوں پر شکرِ الٰہی نہ بجالائے۔

ف۹۵ یعنی اپنے کُفر کا وبال اسی کو برداشت کرنا پڑے گا۔

ف۹۶ یعنی غضبِ الٰہی۔

ف۹۷ آخرت میں۔

مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ

حصہ بنایا یا آسمانوں میں کچھ ان کا ساجھا ہے و۹۹ یا ہم نے اُنھیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی روشن دلیلوں پر

مِّنْهُۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ

ہیں و۱۰۰ بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو وعدہ نہیں دیتے مگر فریب کا و۱۰۱ بے شک اللہ روکے ہوئے ہے

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ وَ لَىٕنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ

آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کریں و۱۰۲ اور اگر وہ ہٹ جائیں تو اُنھیں کون روکے اللہ کے سوا

بَعْدِهٖؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىٕنْ

بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے اور انھوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنی قسموں میں حد کی کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی

جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ

ڈر سنانے والا آیا تو وہ ضرور کسی نہ کسی گروہ سے زیادہ راہ پر ہوں گے و۱۰۳ پھر جب ان کے پاس ڈر سنانے والا تشریف

مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَاۙ ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّیِّئِؕ وَ لَا یَحِیْقُ

لایا و۱۰۴ تو اُس نے اُنھیں نہ بڑھایا مگر نفرت کرنا و۱۰۵ اپنی جان کو زمین میں اونچا کھینچنا اور بُرا داؤں و۱۰۶

و۹۸ یعنی بُت۔

و۹۹ کہ آسمانوں کے بنانے میں انہیں کچھ دخل ہو کس سبب سے انہیں مستحقِ عبادت قرار دیتے ہو۔

و۱۰۰ ان میں سے کوئی بھی بات نہیں۔

و۱۰۱ کہ ان میں جو بہکانے والے ہیں وہ اپنے متّبعین کو دھوکا دیتے ہیں اور بُتوں کی طرف سے انہیں باطل امیدیں دلاتے ہیں۔

و۱۰۲ ورنہ آسمان وزمین کے درمیان شرک جیسی معصیت ہو تو آسمان وزمین کیسے قائم رہیں۔

و۱۰۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے قریش نے یہود ونصارٰی کے اپنے رسولوں کو نہ ماننے اور ان کو جھٹلانے کی نسبت کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول آئے اور انہوں نے انہیں جھٹلایا اور نہ مانا، خدا کی قسم اگر ہمارے پاس کوئی رسول آئے تو ہم ان سے زیادہ راہ پر ہوں گے اور اس رسول کو ماننے میں ان کے بہتر گروہ پر سبقت لے جائیں گے۔

و۱۰۴ یعنی سیدُ المرسلین خاتمُ النّبیّین حبیبِ خدا محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رونق افروزی وجلوہ آرائی ہوئی۔

و۱۰۵ حق وہدایت سے اور۔

الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖؕ فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَۚ فَلَنْ تَجِدَ

اور بُرا داؤں (فریب) اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے ؐ۱۰۷ تو کاہے (کسی) کے انتظار میں ہیں مگر اسی کے جو اگلوں کا دستور

لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا۫ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَ لَمْ یَسِیْرُوْا فِی

ہوا ؐ۱۰۸ تو تم ہرگز اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ گے اور ہرگز اللہ کے قانون کو ٹلتا نہ پاؤ گے اور کیا انھوں نے زمین میں سفر نہ کیا

الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ

کہ دیکھتے اُن سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا ؐ۱۰۹ اور وہ اُن سے زور میں سخت تھے ؐ۱۱۰

قُوَّةًؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِؕ اِنَّهٗ

اور اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے آسمانوں اور نہ زمین میں بے شک

كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ﴿۴۴﴾ وَ لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰی

وہ علم و قدرت والا ہے اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے کیے پر پکڑتا ؐ۱۱۱ تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا

ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّیۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ

لیکن ایک مقرر میعاد ؐ۱۱۲ تک انھیں ڈھیل دیتا ہے پھر جب ان کا وعدہ آئے گا تو بے شک

ؐ۱۰۶ بُرے داؤں سے مراد یا تو شرک و کُفر ہے اور یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکر و فریب کرنا۔

ؐ۱۰۷ یعنی مکّار پر چنانچہ فریب کاری کرنے والے بدر میں مارے گئے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرسلاً مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مکر، دھوکا اور خیانت جہنم میں ہے۔

(المستدرک، کتاب الاھوال، باب تحشر ھذہ الامۃ علی۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۸۸۳۱، ج ۵، ص ۸۳۳)

ؐ۱۰۸ کہ انھوں نے تکذیب کی اور ان پر عذاب نازل ہوئے۔

ؐ۱۰۹ یعنی کیا انھوں نے شام اور عراق اور یمن کے سفروں میں انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والوں کی ہلاکت و بربادی اور ان کے عذاب اور تباہی کے نشانات نہیں دیکھے کہ ان سے عبرت حاصل کرتے۔

ؐ۱۱۰ یعنی وہ تباہ شدہ قومیں ان اہلِ مکّہ سے زور و قوّت میں زیادہ تھیں باوجود اس کے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ وہ عذاب سے بھاگ کر کہیں پناہ لے سکتیں۔

ؐ۱۱۱ یعنی ان کے معاصی پر۔

ؐ۱۱۲ یعنی روزِ قیامت۔

اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ بَصِیۡرًا ﴿۴۵﴾ ع ۵ ۸ ۱۷

اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں ف۱۱۳

اٰیاتہا ۸۳ ﴿۳۶﴾ سُوۡرَۃُ یٰسۤ مَکِّیَّۃٌ ۴۱ رکوعاتہا ۵

سورۂ یٰسۤ مکی ہے ف۱ اس میں تراسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

ف۱۱۳ انہیں ان کے اعمال کی جزا دے گا جو عذاب کے مستحق ہیں انہیں عذاب فرمائے گا اور جو لائقِ کرم ہیں ان پر رحم وکرم کرے گا۔

ف۱ سورۂ یٰسۤ مکّیہ ہے، اس میں پانچ رکوع، تراسی آیتیں، سات سو انتیس کلمے، تین ہزار حروف ہیں ۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے کہ ہر چیز کے لئے قلب ہے اور قرآن کا قلب یٰسۤ ہے اور جس نے یٰسۤ پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے ، یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد میں ایک راوی مجہول ہے ۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل یٰسۤ، رقم ۲۸۹۶، ج ۴، ص ۴۰۶)

ابوداؤد کی حدیث میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے اموات پر یٰسۤ پڑھو اسی لئے قریبِ موت حالتِ نزع میں مرنے والوں کے پاس یٰسۤ پڑھی جاتی ہے۔

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، بیشک ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن کا دل (سورۂ) یٰسۤ ہے اور جو ایک مرتبہ (سورۂ) یٰسۤ پڑھے گا اس کے لئے دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔

حضرتِ سیدنا جندب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے کسی رات میں اللہ عزوجل کی رضا کے لئے (سورۂ) یٰسۤ پڑھی اس کی مغفرت کردی جائے گی۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، فصل فی قیام اللیل، رقم ۲۵۶۵، ج ۴، ص ۱۲۱)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ خوشبودار ہے: بے شک اللہ عَزَّ وَجَلّ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے سورہ طٰہٰ اور سورہ یٰسین کی تلاوت فرمائی۔ جب فرشتوں نے قرآن کو سنا تو کہا: مبارک ہو اس امت کے لئے جن پر یہ قرآن نازل ہوگا، مبارک ہیں وہ سینے جو اسے اٹھائیں گے اور خوشخبری ہے ان زبانوں کے لئے جو اس کی تلاوت کریں گی۔

(سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل سورۃ طٰہٰ ویٰس، الحدیث ۳۴۱۴، ج ۲، ص ۵۴۷ تا ۵۴۸)

یٰسٓ ۝۱ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝۲ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۳ عَلٰى صِرَاطٍ

حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم ؎۲ سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو ؎۳ عزت والے مہربان

مُّسْتَقِیْمٍ ۝۴ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝۵ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ

کا اُتارا ہوا تاکہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے ؎۴ تو

فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۷ اِنَّا

وہ بے خبر ہیں بے شک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے ؎۵ تو وہ ایمان نہ لائیں گے ؎۶ ہم نے

جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝۸ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ

ان کی گردنوں میں طوق کر دیے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اُٹھائے رہ گئے ؎۷ اور ہم نے اُن

؎۲ اے سیدِ انبیاء محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

؎۳ جو منزلِ مقصود کو پہنچانے والی ہے یہ راہ توحید و ہدایت کی راہ ہے تمام انبیاء علیہم السلام اسی راہ پر رہے ہیں، اس آیت میں کُفّار کا رد ہے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہتے تھے لَسْتَ مُرْسَلًا تم رسول نہیں ہو۔ اس کے بعد قرآنِ کریم کی نسبت ارشاد فرمایا۔

؎۴ یعنی ان کے پاس کوئی نبی نہ پہنچے اور قومِ قریش کا یہی حال ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے ان میں کوئی رسول نہیں آیا۔

؎۵ یعنی حکمِ الٰہی و قضائے ازلی ان کے عذاب پر جاری ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ان کے حق میں ثابت ہو چکا ہے اور عذاب کا ان کے لئے مقرر ہو جانا اس سبب سے ہے کہ وہ کُفر و انکار پر اپنے اختیار سے مُصر رہنے والے ہیں۔

؎۶ اس کے بعد ان کے کُفر میں پختہ ہونے کی ایک تمثیل ارشاد فرمائی۔

؎۷ یہ تمثیل ہے ان کے کُفر میں ایسے راسخ ہونے کی آیات و نذر و پند و ہدایت کسی سے وہ منتفع نہیں ہو سکتے جیسے کہ وہ شخص جن کی گردنوں میں غُل کی قِسم کا طوق پڑا ہو جو ٹھوڑی تک پہنچتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ سر نہیں جھکا سکتے، یہی حال ان کا ہے کہ کسی طرح ان کو حق کی طرف التفات نہیں ہوتا اور اس کے حضور سر نہیں جھکاتے اور بعض مفسّرین نے فرمایا ہے کہ یہ ان کی حقیقتِ حال ہے، جہنّم میں انہیں اسی طرح کا عذاب کیا جائے گا جیسا کہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ۔

شانِ نُزول: یہ آیت ابوجہل اور اس کے دو مخزومی دوستوں کے حق میں نازل ہوئی ابوجہل نے قَسم کھائی تھی کہ اگر وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھے گا تو پتّھر سے سر کچل ڈالے گا جب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِهِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰهُمۡ فَهُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ⑨

کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور اُنھیں اوپر سے ڈھانک دیا تو اُنھیں کچھ نہیں سوجھتا ف۸

وَ سَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ⑩ اِنَّمَا تُنۡذِرُ

اور اُنھیں ایک سا ہے تم اُنھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں تم تو اُسی کو ڈر سناتے ہو ف۹

مَنِ اتَّبَعَ الذِّکۡرَ وَ خَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ ۚ فَبَشِّرۡهُ بِمَغۡفِرَةٍ وَّ اَجۡرٍ

جو نصیحت پر چلے اور رحمٰن سے بے دیکھے ڈرے تو اُسے بخشش اور عزت کے ثواب کی

کَرِیۡمٍ ⑪ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَهُمۡ ؕ وَ کُلَّ — وقف غفران

بشارت دو ف۱۰ بے شک ہم مُردوں کو جِلائیں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو اُنھوں نے آگے بھیجا ف۱۱ اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ

کو نماز پڑھتے دیکھا تو وہ اسی ارادۂ فاسدہ سے ایک بھاری پتّھر لے کر آیا جب اس نے پتّھر کو اٹھایا تو اس کے ہاتھ گردن میں چپکے رہ گئے اور پتّھر ہاتھ کو لپٹ گیا یہ حال دیکھ کر اپنے دوستوں کی طرف واپس ہوا اور ان سے واقعہ بیان کیا تو اس کے دوست ولید بن مغیرہ نے کہا کہ یہ کام میں کروں گا اور ان کا سر کچل کر ہی آؤں گا چنانچہ وہ پتّھر لے آیا حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی نماز ہی پڑھ رہے تھے، جب یہ قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی سلب کر لی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنتا تھا آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا، یہ بھی پریشان ہو کر اپنے یاروں کی طرف لوٹا وہ بھی نظر نہ آئے انہوں نے ہی اسے پکارا اور اس سے کہا کہ تو نے کیا کیا؟ کہنے لگا میں نے ان کی آواز تو سنی مگر وہ نظر ہی نہیں آئے ، اب ابوجہل کے تیسرے دوست نے دعوٰی کیا کہ وہ اس کام کو انجام دے گا اور بڑے دعوے کے ساتھ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلا تھا کہ الٹے پاؤں ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اوندھے منھ گر گیا اس کے دوستوں نے حال پوچھا تو کہنے لگا کہ میرا حال بہت سخت ہے میں نے ایک بہت بڑا سانڈ دیکھا جو میرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان حائل ہو گیا، لات وعزّٰی کی قسم اگر میں ذرا بھی آگے بڑھتا تو وہ مجھے کھا ہی جاتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن وجمل)

(تفسیر صاوی، ج۵، ص۱۷۰۶، یٰس:۸۔۹)

ف۸ یہ بھی تمثیل ہے کہ جیسے کسی شخص کے لئے دونوں طرف دیواریں ہوں اور ہر طرف سے راستہ بند کر دیا گیا ہو وہ کسی طرح منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا یہی حال ان کُفّار کا ہے کہ ان پر ہر طرف سے ایمان کی راہ بند ہے سامنے ان کے غرورِ دنیا کی دیوار ہے اور ان کے پیچھے تکذیبِ آخرت کی اور وہ جہالت کے قید خانہ میں محبوس ہیں آیات و دلائل میں نظر کرنا انہیں میسّر نہیں۔

ف۹ یعنی آپ کے ڈر سنانے اور خوف دلانے سے وہی نفع اٹھاتا ہے۔

شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۲﴾ وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَةِ ۘ اِذْ

ع ۱ ۱۲ ۱۸ وقف لازم

گئے ف۱۲ اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں ف۱۳ اور ان سے نشانیاں بیان کرو اس شہر والوں کی ف۱۴

ف۱۰ یعنی جنّت کی۔

ف۱۱ یعنی دنیا کی زندگانی میں جو نیکی یا بدی کی تا کہ اس پر جزا دی جائے۔

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار کے گھر مسجد نبوی شریف سے ذرا دور تھے۔ پھر انہوں نے مسجد نبوی کے قریب رہائش اختیار کرنے کا ارادہ کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے۔ (پ ۲۲، یٰس: ۱۲)

(ابن ماجہ کتاب المساجد والجماعات، باب الابعد فالابعد من المسجد اعظم ثوابا، رقم ۷۸۵، ج ۱، ص ۴۳۲)

ف۱۲ یعنی اور ہم ان کی وہ نشانیاں، وہ طریقے بھی لکھتے ہیں جو وہ اپنے بعد چھوڑ گئے خواہ وہ طریقے نیک ہوں یا بد، جو نیک طریقے اُمّتی نکالتے ہیں ان کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں اور اس طریقے کو نکالنے والوں اور عمل کرنے والوں دونوں کو ثواب ملتا ہے اور جو بُرے طریقے نکالتے ہیں ان کو بدعتِ سیّئہ کہتے ہیں اس طریقے کے نکالنے والے اور عمل کرنے والوں دونوں گناہ گار ہوتے ہیں۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اسلام میں نیک طریقہ نکالا اس کو طریقہ نکالنے کا بھی ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کو بھی ثواب بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں بُرا طریقہ نکالا تو اس پر وہ طریقہ نکالنے کا بھی گناہ اور اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کے بھی گناہ بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب الحث علی الصدقۃ، الحدیث ۱۰۱۷، ص ۵۰۸)

اس سے معلوم ہوا کہ صدہا امورِ خیر مثلِ فاتحہ گیارہویں وتیجہ و چالیسواں وعرس وتوشہ وختم ومحافلِ ذکرِ میلاد وشہادت جن کو بدمذہب لوگ بدعت کہہ کر منع کرتے ہیں اور لوگوں کو ان نیکیوں سے روکتے ہیں یہ سب درست اور باعثِ اجر و ثواب ہیں اور ان کو بدعتِ سیّئہ بتانا غلط و باطل ہے۔ یہ طاعات اور اعمالِ صالحہ جو ذکر و تلاوت اور صدقہ و خیرات پر مشتمل ہیں بدعتِ سیّئہ نہیں۔ بدعتِ سیّئہ وہ بُرے طریقے ہیں جن سے دین کو نقصان پہنچتا ہے اور جو سنّت کے مخالف ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا کہ جو قوم بدعت نکالتی ہے اس سے ایک سنّت اٹھ جاتی ہے تو بدعت سیّئہ وہی ہے جس سے سنّت اُٹھتی ہو جیسے کہ رفض، خروج، وہابیّت یہ سب انتہا درجہ کی خراب سیّئہ بدعتیں ہیں، رفض و خروج جو اصحاب و اہلِ بیتِ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت پر مبنی ہیں، ان سے اصحاب و اہلِ بیت کے ساتھ مَحبت و نیاز مندی رکھنے کی سنّت اٹھ جاتی ہے جس کے شریعت میں تاکیدی حکم ہیں، وہابیّت کی اصل مقبولانِ حق حضراتِ انبیاء و اولیاء کی جناب میں بے ادبی و گستاخی اور تمام مسلمانوں کو مشرک قرار دینا ہے، اس سے بزرگانِ دین

جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا

جب اُن کے پاس فرستادے (رسول) آئے ف۱۵ جب ہم نے اُن کی طرف دو بھیجے ف۱۶ پھر انھوں نے ان کو جھٹلایا تو ہم

کی حرمت وعزّت اور ادب وتکریم اور مسلمانوں کے ساتھ اخوّت ومحبت کی سنّتیں اٹھ جاتی ہیں جن کی بہت شدید تاکیدیں ہیں اور جو دین میں بہت ضروری چیزیں ہیں اور اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا کہ آثار سے مراد وہ قدم ہیں جو نمازی مسجد کی طرف چلنے میں رکھتا ہے اور اس معنٰی پر آیت کی شانِ نزول یہ بیان کی گئی ہے کہ بنی سلمہ مدینہ طیّبہ کے کنارے پر رہتے تھے انہوں نے چاہا کہ مسجد شریف کے قریب آبسیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں تم مکان تبدیل نہ کرو یعنی جتنی دور سے آؤ گے اتنے ہی قدم زیادہ پڑیں گے اور اجر وثواب زیادہ ہوگا۔

ف۱۳ یعنی لوحِ محفوظ میں۔

ف۱۴ اس شہر سے مراد انطاکیہ ہے یہ ایک بڑا شہر ہے اس میں چشمے ہیں، کئی پہاڑ ہیں، ایک سنگین شہرِ پناہ ہے، بارہ میل کے دور میں بستا ہے۔

ف۱۵ حضرت عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے واقعہ کا مختصر بیان یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے اپنے دو حواریوں صادق وصدوق کو انطاکیہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو جو بُت پرست تھے دینِ حق کی دعوت دیں جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ بکریاں چرا رہا ہے اس شخص کا نام حبیب نجّار تھا اس نے ان کا حال دریافت کیا، ان دونوں نے کہا کہ ہم حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بھیجے ہوئے ہیں تمہیں دینِ حق کی دعوت دینے آئے ہیں کہ بُت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرو، حبیب نجّار نے نشانی دریافت کی انہوں نے کہا کہ نشانی یہ ہے کہ ہم بیماروں کو اچھا کرتے ہیں، اندھوں کو بینا کرتے ہیں، برص والے کا مرض دور کردیتے ہیں، حبیب نجّار کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا، انہوں نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہوگیا، حبیب ایمان لائے اور اس واقعہ کی خبر مشہور ہوگئی تا آنکہ ایک خَلقِ کثیر نے ان کے ہاتھوں اپنے امراض سے شفا پائی یہ خبر پہنچنے پر بادشاہ نے انہیں بُلا کر کہا کیا ہمارے معبودوں کے سوا اور کوئی معبود بھی ہے؟ ان دونوں نے کہا ہاں وہی جس نے تجھے اور تیرے معبودوں کو پیدا کیا پھر لوگ ان کے درپے ہوئے اور انہیں مارا اور یہ دونوں قید کرلئے گئے پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے شمعون کو بھیجا وہ اجنبی بن کر شہر میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے مصاحبین ومقرّبین سے رسم وراہ پیدا کرکے بادشاہ تک پہنچے اور اس پر اپنا اثر پیدا کرلیا جب دیکھا کہ بادشاہ ان سے خوب مانوس ہوگیا ہے تو ایک روز بادشاہ سے ذکر کیا کہ دو جو آدمی قید کئے گئے ہیں کیا ان کی بات سنی گئی تھی وہ کیا کہتے تھے؟ بادشاہ نے کہا کہ نہیں جب انہوں نے نئے دین کا نام لیا فوراً ہی مجھے غصّہ آگیا شمعون نے کہا کہ اگر بادشاہ کی رائے ہو تو انہیں بلایا جائے دیکھیں ان کے پاس کیا

بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَ مَاۤ

نے تیسرے سے زور دیا ف۱۷ اب ان سب نے کہا ف۱۸ کہ بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں بولے تم تو نہیں مگر ہم

اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّاۤ

جیسے آدمی اور رحمٰن نے کچھ نہیں اُتارا تم نرے جھوٹے ہو وہ بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ضرور ہم تمہاری طرف

اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّا تَطَیَّرْنَا

بھیجے گئے ہیں اور ہمارے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ف۱۹ بولے ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں ف۲۰ بے شک اگر تم

ہے چنانچہ وہ دونوں بلائے گئے، شمعون نے ان سے دریافت کیا تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر جاندار کو روزی دی اور جس کا کوئی شریک نہیں، شمعون نے کہا اس کی مختصر صفت بیان کرو انہوں نے کہا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، شمعون نے کہا تمہاری نشانی کیا ہے؟ انہوں نے کہا جو بادشاہ چاہے تو بادشاہ نے ایک اندھے لڑکے کو بلایا انہوں نے دعا کی وہ فوراً بینا ہو گیا، شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اب مناسب یہ ہے کہ تو اپنے معبودوں سے کہہ کہ وہ بھی ایسا ہی کر کے دکھائیں تاکہ تیری اور ان کی عزّت ظاہر ہو، بادشاہ نے شمعون سے کہا کہ تم سے کچھ چُھپانے کی بات نہیں ہے ہمارا معبود نہ دیکھے، نہ سنے، نہ کچھ بگاڑ سکے، نہ بنا سکے پھر بادشاہ نے ان دونوں حواریوں سے کہا کہ اگر تمہارے معبود کو مُردے کے زندہ کر دینے کی قدرت ہو تو ہم اس پر ایمان لے آئیں، انہوں نے کہا ہمارا معبود ہر شے پر قادر ہے، بادشاہ نے ایک دہقان کے لڑکے کو منگایا جس کو مرے ہوئے سات دن ہو گئے تھے اور جسم خراب ہو چکا تھا، بدبو پھیل رہی تھی، ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں مشرک مرا تھا مجھ کو جہنّم کے سات وادیوں میں داخل کیا گیا، میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم ہو بہت نقصان دہ ہے، ایمان لاؤ اور کہنے لگا کہ آسمان کے دروازے کُھلے اور ایک حسین جوان مجھے نظر آیا جو ان تینوں شخصوں کی سفارش کرتا ہے، بادشاہ نے کہا کون تین؟ اس نے کہا ایک شمعون اور دو یہ، بادشاہ کو تعجّب ہوا، جب شمعون نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ میں اثر کر گئی تو اس نے بادشاہ کو نصیحت کی وہ ایمان لایا اور اس کی قوم کے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ ایمان نہ لائے اور عذابِ الٰہی سے ہلاک کئے گئے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقِ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ ص ۴۷۹)

ف۱۶ یعنی دو حواری۔ وہب نے کہا کہ ان کے نام یوحنا اور بولس تھے اور کعب کا قول ہے کہ صادق و صدوق۔

ف۱۷ یعنی شمعون سے تقویت اور تائید پہنچائی۔

ف۱۸ یعنی تینوں فرستادوں نے۔

ف۱۹ ادلّۂ واضحہ کے ساتھ اور وہ اندھوں اور بیماروں کو اچھا کرتا اور مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔

بِکُمْ ؕ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا

باز نہ آئے ۲۱ تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے بے شک ہمارے ہاتھوں تم پر دکھ کی مار پڑے گی انھوں نے فرمایا تمہاری

طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ

نحوست تو تمہارے ساتھ ہے ۲۲ کیا اس پر بدکتے ہو کہ تم سمجھائے گئے ۲۳ بلکہ تم حد سے ۲۴ بڑھنے والے لوگ ہو اور

اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ

شہر کے پرلے کنارے سے ایک مرد دوڑتا آیا ۲۵ بولا اے میری قوم بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو ایسوں کی پیروی کرو

لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

جو تم سے کچھ نیگ (اجر) نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں

۲۰ جب سے تم آئے ہو بارش ہی نہیں ہوئی۔

۲۱ اپنے دین کی تبلیغ سے۔

۲۲ یعنی تمہارا کفر۔

۲۳ اور تمہیں اسلام کی دعوت دی گئی۔

۲۴ ضلال وطغیان میں اور یہی بڑی نحوست ہے۔

۲۵ یعنی حبیب نجّار جو پہاڑ کے غار میں مصروفِ عباداتِ الٰہی تھا جب اس نے سنا کہ قوم نے ان فرستادوں کی تکذیب کی۔

الجزء ۲۳
وَ مَا لِیَ لَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ

۲۶ اور مجھے کیا ہے کہ اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے ۲۷ کیا اللہ کے سوا اور خدا

اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾

ٹھہراؤں ۲۸ کہ اگر رحمٰن میرا کچھ بُرا چاہے تو ان کی سفارش میرے کچھ کام نہ آئے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں

اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِیْلَ ادْخُلِ

بے شک جب تو میں کھلی گمراہی میں ہوں ۲۹ مقرر میں تمہارے رب پر ایمان لایا تو میری سنو ۳۰ اس سے فرمایا گیا کہ

الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَ جَعَلَنِیْ مِنَ

جنت میں داخل ہو ۳۱ کہا کسی طرح میری قوم جانتی جیسی میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں

الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ مَا

کیا ۳۲ اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اُتارا ۳۳ اور نہ ہمیں وہاں

۲۶ حبیب نجّار کی یہ گفتگو سن کر قوم نے کہا کہ کیا تو ان کے دین پر ہے اور تو ان کے معبود پر ایمان لے آیا؟ اس کے جواب میں حبیب نجار نے کہا۔

۲۷ یعنی ابتدائے ہستی سے جس کی ہم پر نعمتیں ہیں اور آخرِ کار بھی اسی کی طرف رجوع کرنا ہے اس مالکِ حقیقی کی عبادت نہ کرنا کیا معنٰی اور اس کی نسبت اعتراض کیسا، ہر شخص اپنے وجود پر نظر کر کے اس کے حقِ نعمت و احسان کو پہچان سکتا ہے۔

۲۸ یعنی کیا بُتوں کو معبود بناؤں۔

۲۹ جب حبیب نجّار نے اپنی قوم سے ایسا نصیحت آمیز کلام کیا تو وہ لوگ ان پر یکبارگی ٹوٹ پڑے اور ان پر پتھراؤ شروع کیا اور پاؤں سے کچلا یہاں تک کہ قتل کر ڈالا۔ قبر ان کی انطاکیہ میں ہے جب قوم نے ان پر حملہ شروع کیا تو انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے فرستادوں سے بہت جلدی کر کے یہ کہا۔

۳۰ یعنی میرے ایمان کے شاہد رہو جب وہ قتل ہو چکے تو بطریقِ اکرام۔

۳۱ جب وہ جنّت میں داخل ہوئے اور وہاں کی نعمتیں دیکھیں۔

۳۲ حبیب نجار نے یہ تمنّا کی کہ ان کی قوم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالٰی نے حبیب کی مغفرت کی اور اِکرام فرمایا تاکہ قوم کو مرسلین کے دین کی طرف رغبت ہو۔ جب حبیب قتل کر دیئے گئے تو اللہ ربُّ العزّت کا اس قوم پر غضب ہوا اور ان کی عقوبت و سزا میں تاخیر نہ فرمائی گئی۔ حضرت جبریل کو حکم ہوا اور ان کی ایک ہی ہولناک آواز سے سب کے سب مر گئے چنانچہ ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾

کوئی لشکر اُتارنا تھا وہ تو بس ایک ہی چیخ تھی جبھی وہ بجھ کر رہ گئے ۳۴

وقف غفران

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور کہا گیا کہ ہائے افسوس ان بندوں پر ۳۵ جب اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے تو اُس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ ط

کیا اُنھوں نے نہ دیکھا ۳۶ ہم نے اُن سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک فرمائیں کہ وہ اب ان کی طرف پلٹنے والے نہیں ۳۷

ع ۲ ۲ ۱

وَ اِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚۖ

اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے حضور حاضر لائے جائیں گے ۳۸ اور ان کے لیے ایک نشانی مُردہ زمین ہے ۳۹

اَحْيَيْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ

ہم نے اُسے زندہ کیا ۴۰ اور پھر اس سے اناج نکالا تو اس میں سے کھاتے ہیں اور ہم نے اُس میں ۴۱ باغ بنائے

نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لا لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَ مَا

کھجوروں اور انگوروں کے اور ہم نے اس میں کچھ چشمے بہائے کہ اس کے پھلوں میں سے کھائیں اور یہ ان کے ہاتھ

عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا

کے بنائے نہیں تو کیا حق نہ مانیں گے ۴۲ پاکی ہے اُسے جس نے سب جوڑے بنائے ۴۳ ان چیزوں سے جنھیں زمین

۳۳ اس قوم کی ہلاکت کے لئے۔

۳۴ فنا ہو گئے جیسے آگ بجھ جاتی ہے۔

۳۵ ان پر اور ان کی مثل اور سب پر جو رسولوں کی تکذیب کر کے ہلاک ہوئے۔

۳۶ یعنی اہلِ مکّہ نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں کہ۔

۳۷ یعنی دنیا کی طرف لوٹنے والے نہیں کیا یہ لوگ ان کے حال سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

۳۸ یعنی تمام اُمّتیں روزِ قیامت ہمارے حضور حساب کے لئے موقف میں حاضر کی جائیں گی۔

۳۹ جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مُردہ کو زندہ فرمائے گا۔

۴۰ پانی برسا کر۔

۴۱ یعنی زمین میں۔

۴۲ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجا نہ لائیں گے۔

تُنۢۡبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۶﴾ وَ اٰیَۃٌ لَّهُمُ الَّیۡلُ
اُگاتی ہے ۴۴ اور خود ان سے ۴۵ اور اُن چیزوں سے جن کی اُنھیں خبر نہیں ۴۶ اور ان کے لیے ایک نشانی ۴۷
نَسۡلَخُ مِنۡهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَ الشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ
رات ہے ہم اس پر سے دن کھینچ لیتے ہیں ۴۸ جبھی وہ اندھیروں میں ہیں اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ
ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ﴿۳۸﴾ وَ الۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ
کے لیے ۴۹ یہ حکم ہے زبردست علم والے کا ۵۰ اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کیں ۵۱ یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے
كَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّیۡلُ
کھجور کی پرانی ڈال (ٹہنی) ۵۲ سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے ۵۳ اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے ۵۴

۴۳ یعنی اصناف واقسام۔

۴۴ غلّے پھل وغیرہ۔

۴۵ اولادِ ذکور واُناث۔

۴۶ بحر وبر کی عجیب وغریب مخلوقات میں سے جس کی انسانوں کو خبر بھی نہیں ہے۔

۴۷ ہماری قدرتِ عظیمہ پر دلالت کرنے والی۔

۴۸ تو بالکل تاریک رہ جاتی ہے جس طرح کالے بھوجنگے حبشی کا سفید لباس اتار لیا جائے تو پھر وہ سیاہ ہی سیاہ رہ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان وزمین کے درمیان کی فضا اصل میں تاریک ہے، آفتاب کی روشنی اس کے لئے ایک سفید لباس کی طرح ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو یہ لباس اتر جاتا ہے اور فضا اپنی اصلی حالت میں تاریک رہ جاتی ہے۔

۴۹ یعنی جہاں تک اس کی سیر کی نہایت مقرر فرمائی گئی ہے اور وہ روزِ قیامت ہے اس وقت تک وہ چلتا ہی رہے گا یا یہ معنٰی ہیں کہ وہ اپنی منزلوں میں چلتا ہے اور جب سب سے دور والے مغرب میں پہنچتا ہے تو پھر لوٹ پڑتا ہے کیونکہ یہی اس کا مستقر ہے۔

۵۰ اور یہ نشانی ہے جو اس کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ پر دلالت کرتی ہے۔

۵۱ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں ہر شب ایک منزل میں ہوتا ہے اور پوری منزل طے کر لیتا ہے نہ کم چلے نہ زیادہ، طلوع کی تاریخ سے اٹھائیسویں تاریخ تک تمام منزلیں طے کر لیتا ہے اور اگر مہینہ تیس کا ہو تو دو شب اور انتیس ہو تو ایک شب چھپتا ہے اور جب اپنے آخرِ منازل میں پہنچتا ہے تو باریک اور کمان کی طرح خمیدہ اور زرد ہو جاتا ہے۔

۵۲ جو سوکھ کر پتلی اور خمیدہ اور زرد ہو گئی ہو۔

سَابِقُ النَّهَارِؕ وَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ اٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی

اور ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے اور ان کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ انھیں اُن کے بزرگوں کی پیٹھ میں ہم نے بھری

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَ خَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ

کشتی میں سوار کیا ۵۵ اور اُن کے لیے ویسی ہی کشتیاں بنادیں جن پر سوار ہوتے ہیں اور ہم چاہیں تو اُنھیں ڈبو دیں ۵۶ تو

فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ وَ لَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ ﴿۴۴﴾ وَ

نہ کوئی ان کی فریاد کو پہنچنے والا ہو اور نہ وہ بچائے جائیں مگر ہماری طرف کی رحمت اور ایک وقت تک برتنے دینا ۵۷ اور

اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾

جب اُن سے فرمایا جاتا ہے ڈرو تم اس سے جو تمہارے سامنے ہے ۵۸ اور جو تمہارے پیچھے آنے والا ہے ۵۹ اس امید پر

وَ مَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۴۶﴾

کہ تم پر مہر ہو تو منہ پھیر لیتے ہیں اور جب کبھی اُن کے رب کی نشانیوں سے کوئی نشانی اُن کے پاس آتی ہے تو اُس سے منہ ہی

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُۙ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ

پھیر لیتے ہیں ۶۰ اور جب اُن سے فرمایا جائے اللہ کے دیے میں سے کچھ اُس کی راہ میں خرچ کرو تو کافر مسلمانوں کے لیے

۵۳ یعنی شب میں جو اس کے ظہورِ شوکت کا وقت ہے اس کے ساتھ جمع ہو کر اس کے نور کو مغلوب کرے کیونکہ سورج اور چاند میں سے ہر ایک کے ظہورِ شوکت کے لئے ایک وقت مقرر ہے، سورج کے لئے دن اور چاند کے لئے رات۔

۵۴ کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے آجائے ایسا بھی نہیں بلکہ رات اور دن دونوں معیّن حساب کے ساتھ آتے جاتے ہیں کوئی ان میں سے اپنے وقت سے قبل نہیں آتا اور نیّرین یعنی آفتاب و ماہتاب میں سے کوئی دوسرے کے حدودِ شوکت میں داخل نہیں ہوتا نہ آفتاب رات میں چمکے نہ ماہتاب دن میں۔

۵۵ جو سامان اسباب وغیرہ سے بھری ہوئی تھی، مراد اس سے کشتیٔ نوح ہے جس میں ان کے پہلے اجداد سوار کئے گئے تھے اور یہ ان کی ذُرِّیّتیں ان کی پشت میں تھیں۔

۵۶ باوجود کشتیوں کے۔

۵۷ جو ان کی زندگانی کے لئے مقرر فرمایا ہے۔

۵۸ یعنی عذابِ دنیا۔

۵۹ یعنی عذابِ آخرت۔

۶۰ یعنی ان کا دستور اور طریقہ کار ہی یہ ہے کہ وہ ہر آیت و موعظت سے اعراض و روگردانی کیا کرتے ہیں۔

اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ﳓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۷﴾ وَ
کہتے ہیں کہ کیا ہم اُسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا ۶۱ تم تو نہیں مگر کھلی گمراہی میں اور
یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۸﴾ مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً
کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ ۶۲ اگر تم سچے ہو ۶۳ راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ۶۴
وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ لَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ
کہ اُنھیں آلے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے ۶۵ تو نہ وصیت کرسکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر
ع ۳/۱۸/۲ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ
جائیں ۶۶ اور پھونکا جائے گا صور ۶۷ جبھی وہ قبروں سے ۶۸ اپنے رب کی طرف دوڑتے

۶۱ شانِ نزول: یہ آیت کفّارِ قریش کے حق میں نازل ہوئی جن سے مسلمانوں نے کہا تھا کہ تم اپنے مالوں کا وہ حصّہ مسکینوں پر خرچ کرو جو تم نے بزعمِ خود اللہ تعالیٰ کے لئے نکالا ہے، اس پر انہوں نے کہا کہ کیا ہم ان کو کھلائیں جنہیں اللہ تعالیٰ کھلانا چاہتا تھا تو کھلا دیتا، مطلب یہ تھا کہ خدا ہی کو مسکینوں کا محتاج رکھنا منظور ہے تو انہیں کھانے کو دینا اس کی مشیّت کے خلاف ہوگا یہ بات انہوں نے بخیلی اور کنجوسی سے بطورِ تمسخر کے کہی تھی اور نہایت باطل تھی کیونکہ دنیا دارالامتحان ہے، فقیری اور امیری دونوں آزمائشیں ہیں، فقیر کی آزمائش صبر سے اور غنی کی انفاق فی سبیلِ اللہ سے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مکّہ مکرّمہ میں زندیق لوگ تھے جب ان سے کہا جاتا تھا کہ مسکینوں کو صدقہ دو تو کہتے تھے ہرگز نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ محتاج کرے ہم کھلائیں۔

۶۲ بعث و قیامت کا۔

۶۳ اپنے دعوے میں ان کا یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اصحاب سے تھا اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے۔

۶۴ یعنی صور کے پہلے نفخہ کی جو حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے۔

۶۵ خرید و فروخت میں اور کھانے پینے میں اور بازاروں اور مجلسوں میں، دنیا کے کاموں میں کہ اچانک قیامت قائم ہوجائے گی۔ حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خریدار اور بائع کے درمیان کپڑا پھیلا ہوگا نہ سودا تمام ہونے پائے گا، نہ کپڑا لپیٹ سکے گا کہ قیامت قائم ہوجائے گی یعنی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے اور وہ کام ویسے ہی ناتمام رہ جائیں گے نہ انہیں خود پورا کرسکیں گے، نہ کسی دوسرے سے پورا کرنے کو کہہ سکیں گے اور جو گھر سے باہر گئے ہیں وہ واپس نہ آسکیں گے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

۶۶ وہیں مرجائیں گے اور قیامت فرصت و مہلت نہ دے گی۔

يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ؎ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ

چلیں گے کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا ؁۶۹ یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا اور

صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا

رسولوں نے حق فرمایا ؁۷۰ وہ تو نہ ہوگی مگر ایک چنگھاڑ ؁۷۱ جبھی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر

مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّ لَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

ہو جائیں گے ؁۷۲ تو آج کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور تمہیں بدلہ نہ ملے گا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ

مگر اپنے کئے کا بے شک جنت والے آج دل کے بہلاووں میں چین کرتے ہیں ؁۷۳ وہ اور اُن کی بیبیاں

فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾

سایوں میں ہیں تختوں پر تکیہ لگائے اُن کے لیے اس میں میوہ ہے اور ان کے لیے ہے اس میں جو مانگیں

سَلٰمٌ ۟ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ

اُن پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا ؁۷۴ اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو ؁۷۵ اے

؁۶۷ دوسری مرتبہ، یہ نفخۂ ثانیہ ہے جو مُردوں کے اٹھانے کے لئے ہوگا اور ان دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔

؁۶۸ زندہ ہوکر۔

؁۶۹ یہ مقولہ کُفّار کا ہوگا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ یہ بات اس لئے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان ان سے عذاب اٹھا دے گا اور اتنا زمانہ وہ سوتے رہیں گے اور نفخۂ ثانیہ کے بعد جب اٹھائے جائیں گے اور اہوالِ قیامت دیکھیں گے تو اس طرح چیخ اٹھیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب کُفّار جہنّم اور اس کے عذاب دیکھیں گے تو اس کے مقابلہ میں عذابِ قبر انہیں سہل معلوم ہوگا اس لئے وہ وَیل وافسوس پکار اٹھیں گے اور اس وقت کہیں گے۔

؁۷۰ اور اس وقت کا اقرار انہیں کچھ نافع نہ ہوگا۔

؁۷۱ یعنی نفخۂ اخیرہ ایک ہولناک آواز ہوگی۔

؁۷۲ حساب کے لئے پھر ان سے کہا جائے گا۔

؁۷۳ طرح طرح کی نعمتیں اور قِسم قِسم کے سرور اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت، جنّتی نہروں کے کنارے، بہشتی اشجار

اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّ

اولادِ آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا ۷۶ کہ شیطان کو نہ پوجنا ۷۷ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور

اَنِ اعْبُدُوْنِیْؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾ وَ لَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًاؕ

میری بندگی کرنا ۷۸ یہ سیدھی راہ ہے اور بے شک اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا

وقف غفران

اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا

تو کیا تمہیں عقل نہ تھی ۷۹ یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا آج اسی میں

الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ

جاؤ بدلہ اپنے کفر کا آج ہم اُن کے مونھوں پر مُہر کر دیں گے ۸۰ اور اُن کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور

تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤی اَعْیُنِهِمْ

اُن کے پاؤں اُن کے کئے کی گواہی دیں گے ۸۱ اور اگر ہم چاہتے تو اُن کی آنکھیں مٹا دیتے ۸۲ پھر

کی دلنواز فضائیں، طرب انگیز نغمات، حسینانِ جنّت کا قرب اور قسم قسم کی نعمتوں سے التذاذ، یہ ان کے شغل ہوں گے۔

۷۴ یعنی اللہ تعالیٰ ان پر سلام فرمائے گا خواہ بواسطہ یا بے واسطہ اور یہ سب سے بڑی اور پیاری مراد ہے۔ ملائکہ اہلِ جنّت کے پاس ہر دروازے سے آکر کہیں گے تم پر تمہارے رحمت والے ربّ کا سلام۔

۷۵ جس وقت مومن جنّت کی طرف روانہ کئے جائیں گے، اس وقت کُفّار سے کہا جائے گا کہ الگ ہٹ جاؤ مومنین سے علیحدہ ہو جاؤ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ حکم کُفّار کو ہوگا کہ الگ الگ جہنّم میں اپنے اپنے مقام پر جائیں۔

۷۶ اپنے انبیاء کی معرفت۔

۷۷ اس کی فرمانبرداری نہ کرنا۔

۷۸ اور کسی کو عبادت میں میرا شریک نہ کرنا۔

۷۹ کہ تم اس کی عداوت اور گمراہ گری کو سمجھتے اور جب وہ جہنّم کے قریب پہنچیں گے تو ان سے کہا جائے گا۔

۸۰ کہ وہ بول نہ سکیں اور یہ مُہر کرنا ان کے یہ کہنے کے سبب ہوگا کہ ہم مشرک نہ تھے نہ ہم نے رسولوں کو جھٹلایا۔

۸۰ آہ! قیامت کے اُس ہوشرُبا منظر کو یاد کیجئے جب ہر طرف نفسی نفسی کا عالَم ہوگا۔ سُورج آگ برسا رہا ہوگا۔ زبانیں شِدّتِ پیاس کے سبب مُنہ سے باہَر نِکل پڑی ہوں گی۔ بیوی شوہر سے، ماں اپنے لَختِ جگر سے اور باپ اپنے نورِ نظر سے نَظر بچا رہا ہوگا۔ مُجرِموں کو پکڑ پکڑ کر لایا جا رہا ہوگا۔ اُن کے مُنہ پر مُہر ماردی جائے گی اور اُن کے اَعضاء اُن کے گُناہوں کی داستان سُنا رہے ہوں گے جس کا یوں تذکِرہ کیا گیا ہے۔

۸۱ ان کے اعضاء بول اُٹھیں گے اور جو کچھ ان سے صادر ہوا ہے سب بیان کر دیں گے۔

فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا
لپک کر رستہ کی طرف جاتے تو اُنھیں کچھ نہ سوجھتا ۸۳ اور اگر ہم چاہتے تو ان کے گھر بیٹھے ان کی صورتیں بدل دیتے ۸۴

ع ۴ اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا
نہ آگے بڑھ سکتے نہ پیچھے لوٹتے ۸۵ اور جسے ہم بڑی عمر کا کریں اُسے پیدائش میں الٹا پھیریں ۸۶ تو کیا سمجھتے نہیں ۸۷

یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ
اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا ۸۸ اور نہ وہ اُن کی شان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن ۸۹

۸۲ کہ نشان بھی باقی نہ رہتا اس طرح کا اندھا کر دیتے۔

۸۳ لیکن ہم نے ایسا نہ کیا اور اپنے فضل و کرم سے نعمتِ بصر ان کے پاس باقی رکھی تو اب ان پر حق یہ ہے کہ وہ شکر گزاری کریں کُفر نہ کریں۔

۸۴ اور انہیں بندر یا سور بنا دیتے۔

۸۵ اور ان کے جُرم اس کے مستدعی تھے لیکن ہم نے اپنی رحمت و حکمت کے حسبِ اِقتضا عذاب میں جلدی نہ کی اور ان کے لئے مہلت رکھی۔

۸۶ کہ وہ بچپن کے سے ضعف و ناتوانی کی طرف واپس ہونے لگے اور دم بدم اس کی طاقتیں، قوّتیں اور جسم اور عقل گھٹنے لگے۔

۸۷ کہ جو احوال کے بدلنے پر ایسا قادر ہو کہ بچپن کے ضعف و ناتوانی اور صِغرِ جسم و نادانی کے بعد شباب کی قوّتیں و توانائی و جسمِ قوی و دانائی عطا فرماتا ہے پھر کبرِ سن اور آخرِ عمر میں اسی قوی ہیکل جوان کو دبلا اور حقیر کر دیتا ہے اب نہ وہ جسم باقی ہے نہ قوّتیں، نشست برخاست میں مجبوریاں درپیش ہیں، عقل کام نہیں کرتی، بات یاد نہیں رہتی، عزیز و اقارب کو پہچان نہیں سکتا، جس پروردگار نے یہ تغیّر کیا وہ قادر ہے کہ آنکھیں دینے کے بعد انہیں مٹا دے اور اچھی صورتیں عطا کرنے کے بعد ان کو مسخ کر دے اور موت دینے کے بعد پھر زندہ کر دے۔

۸۸ معنٰی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہ دیا یا یہ کہ قرآن تعلیمِ شعر نہیں ہے اور شعر سے کلامِ کاذب مراد ہے خواہ موزوں ہو یا غیرِ موزوں۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالٰی کی طرف سے علومِ اوّلین و آخرین تعلیم فرمائے گئے جن سے کشفِ حقائق ہوتا ہے اور آپ کے معلومات واقعی نفس الامری ہیں، کذبِ شعری نہیں جو حقیقت میں جہل ہے وہ آپ کی علمِ اوّلین و شان کے لائق نہیں اور آپ کا دامنِ تقدّس اس سے پاک ہے۔ اس میں شعر بمعنی کلامِ موزوں کے جاننے اور اس کے صحیح و سقیم جیّد وردّی کو پہچاننے کی نفی نہیں۔ علمِ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں طعن کرنے والوں کے لئے یہ آیت کسی طرح سند نہیں ہوسکتی، اللہ تعالٰی

مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو ف۹۰ اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے ف۹۱ اور کیا اُنھوں نے نہ دیکھا

اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ

کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے چوپائے اُن کے لیے پیدا کئے تو یہ اُن کے مالک ہیں اور اُنھیں اُن کے لیے نرم

فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَ لَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا

کردیا ف۹۲ تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں اور اُن کے لیے ان میں کئی طرح کے نفع ف۹۳ اور پینے کی

يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

چیزیں ہیں ف۹۴ تو کیا شکر نہ کریں گے ف۹۵ اور اُنھوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے ف۹۶ کہ شاید اُن کی مدد ہو ف۹۷ وہ

نے حضور کو علومِ کائنات عطا فرمائے اس کے انکار میں اس آیت کو پیش کرنا محض غلط ہے۔

شانِ نزول: کُفّارِ قریش نے کہا تھا کہ محمّد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شاعر ہیں اور جو وہ فرماتے ہیں یعنی قرآنِ پاک وہ شعر ہے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ (معاذ اللہ) یہ کلام کاذب ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں ان کا مقولہ نقل فرمایا گیا ہے کہ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ اسی کا اس آیت میں رد فرمایا گیا ہے کہ ہم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی باطل گوئی کا ملکہ ہی نہیں دیا اور یہ کتاب اشعار یعنی اکاذیب پر مشتمل نہیں، کُفّارِ قریش زبان سے ایسے بدذوق اور نظمِ عروضی سے ایسے ناواقف نہ تھے کہ نثر کو نظم کہہ دیتے اور کلامِ پاک کو شعرِ عروضی بتا بیٹھتے اور کلام کا محض وزنِ عروضی پر ہونا ایسا بھی نہ تھا کہ اس پر اعتراض کیا جا سکے، اس سے ثابت ہو گیا کہ ان بے دینوں کی مراد شعر سے کلامِ کاذب تھی۔ (مدارک وجمل وروح البیان) اور حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے اس آیت کے معنیٰ میں فرمایا ہے کہ معنیٰ یہ ہیں کہ ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمّے اور اجمال کے ساتھ خِطاب نہیں فرمایا جس میں مراد کے مخفی رہنے کا احتمال ہو بلکہ صاف صریح کلام فرمایا ہے جس سے تمام حجاب اٹھ جائیں اور علوم روشن ہو جائیں چونکہ شعر لغز و توریہ اور رمز و اجمال کا محل ہوتا ہے اس لئے شعر کی نفی فرما کر اس معنیٰ کو بیان فرما دیا۔

ف۸۹ صاف صریح حق و ہدایت، کہاں وہ پاک آسمانی کتاب تمام علوم کی جامع اور کہاں شعر جیسا کلامِ کاذب چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔

(الکبریت الاحمر للشیخ الاکبر)

ف۹۰ دل زندہ رکھتا ہو کلام و خِطاب کو سمجھے اور یہ شان مومن کی ہے۔

ف۹۱ یعنی حُجّتِ عذاب قائم ہو جائے۔

ف۹۲ یعنی مسخّر و زیرِ حکم کر دیا۔

وقف لازم

نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا

اُن کی مدد نہیں کر سکتے و۹۸ اور وہ ان کے لشکر سب گرفتار حاضر آئیں گے و۹۹ تو تم اُن کی بات کا غم نہ کرو و۱۰۰ بے شک ہم

یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَ لَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ

جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں و۱۰۱ اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اُسے پانی کی بوند سے بنایا جبھی وہ

خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۷﴾ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ

صریح جھگڑالو ہے و۱۰۲ اور ہمارے لیے کہاوت کہتا ہے و۱۰۳ اور اپنی پیدائش بھول گیا و۱۰۴ بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں

و۹۳ اور فائدے ہیں کہ ان کی کھالوں، بالوں اور اون وغیرہ کام میں لاتے ہیں۔

و۹۴ دودھ اور دودھ سے بننے والی چیزیں وہی مٹّھا وغیرہ۔

و۹۵ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا۔

و۹۶ یعنی بُتوں کو پُوجنے لگے۔

و۹۷ اور مصیبت کے وقت کام آئیں اور عذاب سے بچائیں اور ایسا ممکن نہیں۔

و۹۸ کیونکہ جماد بے جان، بے قدرت، بے شعور ہیں۔

و۹۹ یعنی کافِروں کے ساتھ ان کے بُت بھی گرفتار کر کے حاضر کئے جائیں گے اور سب جہنّم میں داخل ہوں گے بُت بھی اور ان کے پجاری بھی۔

و۱۰۰ یہ خِطاب ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تسلّی فرماتا ہے کہ کُفّار کی تکذیب و انکار سے اور ان کی ایذاؤں اور جفا کاریوں سے آپ غمگین نہ ہوں۔

و۱۰۱ ہم انہیں ان کے کردار کی جزا دیں گے۔

و۱۰۲ شانِ نُزول: یہ آیت عاص بن وائل یا ابوجہل اور بقولِ مشہور اُبَی بن خلف جُمَحی کے حق میں نازل ہوئی جو انکارِ بَعث میں یعنی مرنے کے بعد اُٹھنے کے انکار میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بحث و تکرار کرنے آیا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک گلی ہوئی ہڈی تھی اس کو توڑتا جاتا تھا اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہتا جاتا تھا کہ کیا آپ کا خیال ہے کہ اس ہڈی کو گل جانے اور ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں اور تجھے بھی مرنے کے بعد اٹھائے گا اور جہنّم میں داخل فرمائے گا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اس کے جہل کا اظہار فرمایا گیا کہ گلی ہوئی ہڈی کا بکھرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندگی قبول کرنا اپنی نادانی سے ناممکن سمجھتا ہے، کتنا احمق ہے اپنے آپ کو نہیں دیکھتا کہ ابتدا میں ایک گندہ نطفہ تھا گلی ہوئی ہڈی سے بھی حقیر تر، اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ نے اس میں جان ڈالی، انسان بنایا تو ایسا مغرور و متکبّر انسان ہوا کہ اس کی قدرت ہی کا منکر

الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ

کوزندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں تم فرماؤ اُنھیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار اُنھیں بنایا اور اسے ہر پیدائش

خَلْقٍ عَلِیْمُۙ ﴿۷۹﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ

کا علم ہے ف۱۰۵ جس نے تمہارے لیے ہرے پیڑ میں آگ پیدا کی جبھی تم اس سے

تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَ لَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ

سلگاتے ہو ف۱۰۶ اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا ف۱۰۷

یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۗ وَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْــٴًـا اَنْ

وقف غفران

کیوں نہیں ف۱۰۸ اور وہی بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے ف۱۰۹ تو اس سے

یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ

فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ف۱۱۰ تو پاکی ہے اُسے جس کے ہاتھ ہر چیز کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف

ہو کر جھگڑنے آ گیا، اتنا نہیں دیکھتا کہ جو قادرِ برحق پانی کی بوند کو قوی اور توانا انسان بنا دیتا ہے اس کی قدرت سے گلی ہوئی ہڈی کو دوبارہ زندگی بخش دینا کیا بعید ہے اور اس کو ناممکن سمجھنا کتنی کھلی ہوئی جہالت ہے۔

ف۱۰۳ یعنی گلی ہوئی ہڈی کو ہاتھ سے مل کر مثل بناتا ہے کہ یہ تو ایسی بکھر گئی کیسے زندہ ہوگی۔

ف۱۰۴ کہ قطرۂ منی سے پیدا کیا گیا ہے۔

ف۱۰۵ پہلی کا بھی اور موت کے بعد والی کا بھی۔

ف۱۰۶ عرب کے دو درخت ہوتے ہیں جو وہاں کے جنگلوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں ایک کا نام مرخ ہے دوسرے کا عفار، ان کی خاصیّت یہ ہے کہ جب ان کی سبز شاخیں کاٹ کر ایک دوسرے پر رگڑی جائیں تو ان سے آگ نکلتی ہے باوجود یہ کہ وہ اتنی تر ہوتی ہیں کہ ان سے پانی ٹپکتا ہوتا ہے۔ اس میں قدرت کی کیسی عجیب وغریب نشانی ہے کہ آگ اور پانی دونوں ایک دوسرے کی ضد، ہر ایک ایک جگہ ایک لکڑی میں موجود، نہ پانی آگ کو بجھائے نہ آگ لکڑی کو جلائے، جس قادرِ مطلق کی یہ حکمت ہے وہ اگر ایک بدن پر موت کے بعد زندگی وارد کرے تو اس کی قدرت سے کیا عجیب اور اس کو ناممکن کہنا آثارِ قدرت دیکھ کر جاہلانہ ومعاندانہ انکار کرنا ہے۔

ف۱۰۷ یا انہیں کو بعدِ موت زندہ نہیں کر سکتا۔

ف۱۰۸ بے شک وہ اس پر قادر ہے۔

ف۱۰۹ کہ پیدا کرے۔

ف۱۱۰ یعنی مخلوقات کا وجود اس کے حکم کے تابع ہے۔

وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

پھیرے جاؤ گے و۱۱۱

اٰیاتہا ۱۸۲ ۔ ۳۷ سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۶ ۔ رکوعاتہا ۵

سورۂ صٰفّٰت مکی ہے و۱ اس میں ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ

قسم اُن کی کہ باقاعدہ صف باندھیں و۲ پھر ان کی کہ جھڑک کر چلائیں و۳ پھر ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھیں بے شک تمہارا

لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾ اِنَّا

معبود ضرور ایک ہے مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے اور مالک مشرقوں کا و۴ اور بے شک ہم نے

زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ﹰالْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾

نیچے کے آسمان کو و۵ تاروں کے سنگار سے آراستہ کیا اور نگاہ رکھنے کو ہر شیطان سرکش سے و۶

و۱۱۱ آخرت میں۔

و۱ سورۂ وَالصّٰٓفّٰت مکّیہ ہے، اس میں پانچ رکوع۵ ایک سو بیاسی ۱۸۲ آیتیں اور آٹھ سو ساٹھ ۸۶۰ کلمے اور تین ہزار آٹھ سو چھبّیس ۳۸۲۶ حرف ہیں۔

و۲ اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قسم یاد فرمائی چند گروہوں کی یا تو مراد اس سے ملائکہ کے گروہ ہیں جو نمازیوں کی طرح صف بستہ ہو کر اس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں یا عُلَماء دین کے گروہ جو تہجّد اور تمام نمازوں میں صفیں باندھ کر مصروفِ عبادت رہتے ہیں یا غازیوں کے گروہ جو راہِ خدا میں صفیں باندھ کر دشمنانِ حق کے مقابل ہوتے ہیں۔ (مدارک)

و۳ پہلی تقدیر پر جھڑک کر چلانے والوں سے مراد ملائکہ ہیں جو ابر پر مقرر ہیں اور اس کو حکم دے کر چلاتے ہیں اور دوسری تقدیر پر وہ عُلَماء جو وعظ و پند سے لوگوں کو جھڑک کر دین کی راہ چلاتے ہیں تیسری صورت میں وہ غازی جو گھوڑوں کو ڈپٹ کر جہاد میں چلاتے ہیں۔

و۴ یعنی آسمان اور زمین اور ان کی درمیانی کائنات اور تمام حدود و جہات سب کا مالک وہی ہے تو کوئی دوسرا کس طرح مستحقِ عبادت ہو سکتا ہے لہٰذا وہ شریک سے منزّہ ہے۔

و۵ جو زمین کے بہ نسبت اور آسمانوں سے قریب تر ہے۔

و۶ یعنی ہم نے آسمان کو ہر ایک نافرمان شیطان سے محفوظ رکھا کہ جب شیاطین آسمان پر جانے کا ارادہ کریں تو

لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ یُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ

عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے وے اور اُن پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے و۸ اُنھیں بھگانے کو اور اُن کے

عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾

لیے و۹ ہمیشہ کا عذاب مگر جو ایک آدھ بار اُچک لے چلا و۱۰ تو روشن انگارا اس کے پیچھے لگا و۱۱ تو اُن سے

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ

پوچھو و۱۲ کیا ان کی پیدائش زیادہ مضبوط ہے یا ہماری اور مخلوق آسمانوں اور فرشتوں وغیرہ کی و۱۳ بیشک ہم نے ان کو چپکتی

لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَ یَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا ذُكِّرُوْا لَا یَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾

مٹی سے بنایا و۱۴ بلکہ تمہیں اچنبا آیا و۱۵ اور وہ ہنسی کرتے ہیں و۱۶ اور سمجھائے نہیں سمجھتے اور جب کوئی نشانی

وَ اِذَا رَاَوْا اٰیَةً یَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ قَالُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا

دیکھتے ہیں و۱۷ ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر کھلا جادو کیا جب

فرشتے شہاب مار کر ان کو دفع کر دیں لہذا شیاطین آسمان پر نہیں جا سکتے اور۔

وے اور آسمان کے فرشتوں کی گفتگو نہیں سن سکتے۔

و۸ انگاروں کی جب وہ اس نیّت سے آسمان کی طرف جائیں۔

و۹ آخرت میں۔

و۱۰ یعنی اگر کوئی شیطان ملائکہ کا کوئی کلمہ کبھی لے بھاگا۔

و۱۱ کہ اسے جلائے اور ایذا پہنچائے۔

و۱۲ یعنی کفّارِ مکّہ سے۔

و۱۳ تو جس قادرِ برحق کو آسمان و زمین جیسی عظیم مخلوق کا پیدا کر دینا کچھ بھی مشکل اور دشوار نہیں تو انسانوں کا پیدا کرنا اس پر کیا مشکل ہو سکتا ہے۔

و۱۴ یہ ان کے ضعف کی ایک اور شہادت ہے کہ ان کی پیدائش کا اصل مادّہ مٹی ہے جو کوئی شدّت و قوّت نہیں رکھتی اور اس میں ان پر ایک اور برہان قائم فرمائی گئی ہے کہ چپکتی مٹی ان کا مادّۂ پیدائش ہے تو اب پھر جسم کے گل جانے اور غایت یہ ہے کہ مٹی ہو جانے کے بعد اس مٹی سے پھر دوبارہ پیدائش کو وہ کیوں ناممکن جانتے ہیں مادّہ موجود اور صانع موجود پھر دوبارہ پیدائش کیسے محال ہو سکتی۔

و۱۵ ان کے تکذیب کرنے سے کہ ایسے واضح الدلالۃ آیات و بیّنات کے باوجود وہ کس طرح تکذیب کرتے ہیں۔

و۱۶ آپ سے اور آپ کے تعجّب سے یا مرنے کے بعد اٹھنے سے۔

مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ

ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اُٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی ف۱۸ تم

نَعَمْ وَ اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ قَالُوْا

فرماؤ ہاں یوں کہ ذلیل ہو کے تو وہ ف۱۹ تو ایک ہی جھڑک ہے ف۲۰ جبھی وہ ف۲۱ دیکھنے لگیں گے اور کہیں گے ہائے

یٰوَیْلَنَا هٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع ۵

ہماری خرابی اُن سے کہا جائے گا یہ انصاف کا دن ہے ف۲۲ یہ ہے وہ فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلاتے تھے ف۲۳

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو ف۲۴ اور جو کچھ وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا ان سب کو ہانکو

فَاهْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ﴿۲۳﴾ وَ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا

راہ دوزخ کی طرف اور انہیں ٹھہراؤ ف۲۵ اُن سے پوچھنا ہے ف۲۶ تمہیں کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے ف۲۷

ف۱۷ مثل شقُّ القمر وغیرہ کے۔

ف۱۸ جو ہم سے زمانہ میں مقدم ہیں۔ کُفّار کے نزدیک ان کے باپ دادا کا زندہ کیا جانا خود ان کے زندہ کئے جانے سے زیادہ بعید تھا اس لئے انہوں نے یہ کہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرماتا ہے۔

ف۱۹ یعنی بَعث۔

ف۲۰ ایک ہی ہولناک آواز ہے نفخۂ ثانیہ کی۔

ف۲۱ زندہ ہو کر اپنے افعال اور پیش آنے والے احوال۔

ف۲۲ یعنی فرشتے کہیں گے کہ یہ انصاف کا دن ہے یہ حساب و جزا کا دن ہے۔

ف۲۳ دنیا میں اور فرشتوں کو حکم دیا جائے گا۔

ف۲۴ ظالموں سے مراد کافر ہیں اور ان کے جوڑوں سے مراد ان کے شیاطین جو دنیا میں ان کے جلیس و قرین رہتے تھے ہر ایک کافر اپنے شیطان کے ساتھ ایک ہی زنجیر میں جکڑ دیا جائے گا اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جوڑوں سے مراد اشباہ و امثال ہیں یعنی ہر کافر اپنے ہی قسم کے کُفّار کے ساتھ ہانکا جائے گا، بُت پرست بُت پرستوں کے ساتھ اور آتش پرست آتش پرستوں کے ساتھ وعلیٰ ہذا القیاس۔

ف۲۵ صراط کے پاس۔

ف۲۶ حدیث شریف میں ہے کہ روزِ قیامت بندہ جگہ سے ہل نہ سکے گا جب تک چار باتیں اس سے نہ پوچھ لی جائیں (۱) ایک اس کی عمر کہ کس کام میں گزری (۲) دوسرے اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا (۳) تیسرے اس کا مال کہ کہاں

تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْیَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں ۲۸ اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا آپس میں پوچھتے

یَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ

ہوئے بولے ۲۹ تم ہمارے دہنی طرف سے بہکانے آتے تھے ۳۰ جواب دیں گے تم خود ہی ایمان

تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَ مَا كَانَ لَنَا عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا

نہ رکھتے تھے ۳۱ اور ہمارا تم پر کچھ قابو نہ تھا ۳۲ بلکہ تم سرکش لوگ تھے

طٰغِیْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَیْنَا قَوْلُ رَبِّنَاۤ ۖۗ اِنَّا لَذَآىِٕقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَیْنٰكُمْ اِنَّا

تو ثابت ہوگئی ہم پر ہمارے رب کی بات ۳۳ ہمیں ضرور چکھنا ہے ۳۴ تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا کہ

كُنَّا غٰوِیْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ یَوْمَىِٕذٍ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ

ہم خود گمراہ تھے تو اُس دن ۳۵ وہ سب کے سب عذاب میں شریک ہیں ۳۶ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے

بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ

ہیں بے شک جب اُن سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچتے (تکبر) کرتے تھے ۳۷ اور

سے کمایا کہاں خرچ کیا (۴) چوتھے اس کا جسم کہ اس کو کس کام میں لایا۔

۲۷ یہ ان سے جہنّم کے خازن بطریقِ توبیخ کہیں گے کہ دنیا میں تو ایک دوسرے کی امداد پر بہت غرّہ رکھتے تھے آج دیکھو کیسے عاجز ہو تم میں سے کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔

۲۸ عاجز و ذلیل ہو کر۔

۲۹ اپنے سرداروں سے جو دنیا میں بہکاتے تھے۔

۳۰ یعنی بزورِ قوت ہمیں گمراہی پر آمادہ کرتے تھے۔ اس پر کُفّار کے سردار کہیں گے اور۔

۳۱ پہلے ہی سے کافر تھے اور ایمان سے باختیارِ خود اعراض کر چکے تھے۔

۳۲ کہ ہم تمہیں اپنے اِتّباع پر مجبور کرتے۔

۳۳ جو اس نے فرمائی کہ میں ضرور جہنّم کو جنّوں اور انسانوں سے بھروں گا لہذا۔

۳۴ اس کا عذاب گمراہوں کو بھی اور گمراہ کرنے والوں کو بھی۔

۳۵ یعنی روزِ قیامت۔

۳۶ گمراہ بھی اور ان کے گمراہ کرنے والے سردار بھی کیونکہ یہ سب دنیا میں گمراہی میں شریک تھے۔

یَقُوْلُوْنَ اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍؕ(۳۶) بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ

کہتے تھے کیا ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے ۳۸ بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور اُنھوں نے

الْمُرْسَلِیْنَ(۳۷) اِنَّكُمْ لَذَآىِٕقُوا الْعَذَابِ الْاَلِیْمِۚ(۳۸) وَ مَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

رسولوں کی تصدیق فرمائی ۳۹ بے شک تمہیں ضرور دکھ کی مار چکھنی ہے تو تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے کئے کا ۴۰

تَعْمَلُوْنَۙ(۳۹) اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ(۴۰) اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌۙ(۴۱)

مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں ۴۱ ان کے لیے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے میوے ۴۲

فَوَاكِهُۚ وَ هُمْ مُّكْرَمُوْنَۙ(۴۲) فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِۙ(۴۳) عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ(۴۴)

اور اُن کی عزت ہو گی چین کے باغوں میں تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے ۴۳

یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍۭۙ(۴۵) بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَۚۖ(۴۶) لَا فِیْهَا غَوْلٌ

ان پر دورہ ہوگا نگاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام کا ۴۴ سفید رنگ ۴۵ پینے والوں کے لیے لذت ۴۶ نہ اس میں خمار

وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ(۴۷) وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌۙ(۴۸) كَاَنَّهُنَّ

ہے ۴۷ اور نہ اُس سے ان کا سر پھرے ۴۸ اور ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھیں گی ۴۹

۳۷ اور توحید قبول نہ کرتے تھے شرک سے باز نہ آتے تھے۔

۳۸ یعنی سیدِ عالم حبیبِ خدا محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمانے سے۔

۳۹ دین و توحید و نفیٔ شرک میں۔

۴۰ اس شرک اور تکذیب کا جو دنیا میں کر آئے ہو۔

۴۱ ایمان اور اخلاص والے۔

۴۲ اور نفیس و لذیذ نعمتیں، خوش ذائقہ، خوشبودار، خوش منظر۔

۴۳ ایک دوسرے سے مانوس اور مسرور۔

۴۴ جس کی پاکیزہ نہریں نگاہوں کے سامنے جاری ہوں گی۔

۴۵ دودھ سے بھی زیادہ سفید۔

۴۶ بخلاف دنیا کی شراب کے جو بدبودار اور بدذائقہ ہوتی ہے اور پینے والا اس کو پیتے وقت منہ بگاڑ بگاڑ لیتا ہے۔

۴۷ جس سے عقل میں خلل آئے۔

۴۸ بخلاف دنیا کی شراب کے جس میں بہت سے فسادات اور عیب ہیں اس سے پیٹ میں بھی درد ہوتا ہے، سر میں

بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ

بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے ۵۰ تو اُن میں ۵۱ ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے

قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا

ہوئے ۵۲ اُن میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھا ۵۳ مجھ سے کہا کرتا کیا تم اسے سچ مانتے ہو ۵۴ کیا جب ہم

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾

مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا سزا دی جائے گی ۵۵ کہا کیا تم جھانک کر دیکھو گے ۵۶

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا

پھر جھانکا تو اسے بیچ بھڑکتی آگ میں دیکھا ۵۷ کہا خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے ۵۸ اور میرا رب

نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا

فضل نہ کرتا ۵۹ تو ضرور میں بھی پکڑ کر حاضر کیا جاتا ۶۰ تو کیا ہمیں مرنا نہیں مگر

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا

ہماری پہلی موت ۶۱ اور ہم پر عذاب نہ ہوگا ۶۲ بے شک یہی بڑی کامیابی ہے ایسی ہی بات

بھی، پیشاب میں بھی تکلیف ہو جاتی ہے، طبیعت مالش کرتی ہے، قے آتی ہے، سر چکراتا ہے، عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔

۴۹ کہ اس کے نزدیک اس کا شوہر ہی صاحبِ حُسن اور پیارا ہے۔

۵۰ گرد و غبار سے پاک صاف دلکش رنگ۔

۵۱ یعنی اہلِ جنّت میں سے۔

۵۲ کہ دنیا میں کیا حالات و واقعات پیش آئے۔

۵۳ دنیا میں جو مرنے کے بعد اٹھنے کا منکر تھا اور اس کی نسبت طنز کے طریقہ پر۔

۵۴ یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کو۔

۵۵ اور ہم سے حساب لیا جائے گا، یہ بیان کر کے اس جنّتی نے اپنے جنّتی دوستوں سے۔

۵۶ کہ میرے اس ہم نشین کا جہنّم میں کیا حال ہے۔

۵۷ کہ عذاب کے اندر گرفتار ہے تو اس جنّتی نے اس سے۔

۵۸ راہِ راست سے بہکا کر۔

۵۹ اور اپنے رحمت و کرم سے مجھے تیرے اغوا سے محفوظ نہ رکھتا اور اسلام پر قائم رہنے کی توفیق نہ دیتا۔

۶۰ تیرے ساتھ جہنّم میں اور جب موت ذبح کر دی جائے گی تو اہلِ جنّت فرشتوں سے کہیں گے۔

فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا

کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہیے تو یہ مہمانی بھلی ف۶۳ یا تھوہر کا پیڑ ف۶۴ بے شک ہم نے اُسے

فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْۤ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ

ظالموں کی جانچ کیا ہے ف۶۵ بے شک وہ ایک پیڑ ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے ف۶۶ اس کا شگوفہ

رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ

جیسے دیوؤں کے سر ف۶۷ پھر بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے ف۶۸ پھر اس سے پیٹ بھریں گے پھر

اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾

بے شک اُن کے لیے اس پر کھولتے پانی کی ملونی (ملاوٹ) ہے ف۶۹ پھر ان کی بازگشت ضرور بھڑکتی آگ کی طرف ہے ف۷۰

ف۶۱ وہی جو دنیا میں ہو چکی۔

ف۶۲ فرشتے کہیں گے نہیں اور اہلِ جنّت کا یہ دریافت کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ تلذُّذ اور دائمی حیات کی نعمت اور عذاب سے مامون ہونے کے احسان پر اس کی نعمت کا ذکر کرنے کے لئے ہے اور اس ذکر سے انہیں سرور حاصل ہوگا۔

ف۶۳ یعنی جنّتی نعمتیں اور لذّتیں اور وہاں کے نفیس ولطیف مآکل ومشارب اور دائمی عیش اور بے نہایت راحت وسرور۔

ف۶۴ نہایت تلخ، انتہا کا بدبودار، حد درجہ کا بدمزہ، سخت ناگوار جس سے دوزخیوں کی میزبانی کی جائے گی اور ان کو اس کے کھانے پر مجبور کیا جائے گا۔

ف۶۵ کہ دنیا میں کافر اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آگ درختوں کو جلا ڈالتی تو آگ میں درخت کیسے ہوگا۔

ف۶۶ اور اس کی شاخیں جہنّم کے درکات میں پہنچتی ہیں۔

ف۶۷ یعنی نہایت بدہیئت اور قبیح المنظر۔

ف۶۸ شدّت کی بھوک سے مجبور ہو کر۔

ف۶۹ یعنی جہنّمی تھوہڑ سے ان کے پیٹ بھریں گے وہ جلتا ہوگا پیٹوں کو جلائے گا، اس کی سوزش سے پیاس کا غلبہ ہوگا اور مدّت تک تو پیاس کی تکلیف میں رکھے جائیں گے پھر جب پینے کو دیا جائے گا تو گرم کھولتا پانی اس کی گرمی اور سوزش اس تھوہڑ کی گرمی اور جلن سے مل کر اور تکلیف و بے چینی بڑھائے گی۔

ف۷۰ کیونکہ زقوم کِھلانے اور گرم پانی پلانے کے لئے، ان کو اپنے درکات سے دوسرے درکات میں لے جایا جائے گا، اس کے بعد پھر اپنے درکات کی طرف لوٹائے جائیں گے، اس کے بعد ان کے مستحقِ عذاب ہونے کی علّت ارشاد فرمائی جاتی ہے۔

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّیْنَۙ(۶۹) فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ یُهْرَعُوْنَ(۷۰) وَ لَقَدْ ضَلَّ

بے شک انھوں نے اپنے باپ دادا گمراہ پائے تو وہ انھیں کے نشانِ قدم پر دوڑے جاتے ہیں ۱؎ اور بے شک ان سے

قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِیْنَۙ(۷۱) وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ(۷۲) فَانْظُرْ كَیْفَ

پہلے بہت سے اگلے گمراہ ہوئے ۲؎ اور بے شک ہم نے ان میں ڈر سنانے والے بھیجے ۳؎ تو دیکھو ڈرائے گئیوں کا

ع ۵۳/۲/۶ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَۙ(۷۳) اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ۠(۷۴) وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ

کیسا انجام ہوا ۴؎ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے ۵؎ اور بیشک ہمیں نوح نے پکارا ۶؎ تو ہم کیا ہی اچھے

فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ٘(۷۵) وَ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ٘(۷۶) وَ جَعَلْنَا

قبول فرمانے والے ۷؎ اور ہم نے اُسے اور اُس کے گھر والوں کو بڑی تکلیف سے نجات دی اور ہم نے

ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ٘(۷۷) وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ٘(۷۸) سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی

اُسی کی اولاد باقی رکھی ۸؎ اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی ۹؎ نوح پر سلام ہو

الْعٰلَمِیْنَ(۷۹) اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ(۸۰) اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

جہاں والوں میں ۸۰؎ بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں

۱؎ اور گمراہی میں ان کا اِتباع کرتے ہیں اور حق کے دلائلِ واضحہ سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

۲؎ اسی وجہ سے کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کی غلط راہ نہ چھوڑی اور حُجّت و دلیل سے فائدہ نہ اٹھایا۔

۳؎ یعنی انبیاء علیہم السلام جنہوں نے ان کو گمراہی اور بدعملی کے بُرے انجام کا خوف دلایا۔

۴؎ کہ وہ عذاب سے ہلاک کئے گئے۔

۵؎ ایماندار جنہوں نے اپنے اخلاص کے سبب نجات پائی۔

۶؎ اور ہم سے اپنی قوم کے عذاب و ہلاک کی درخواست کی۔

۷؎ کہ ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی اور ان سے پورا انتقام لیا کہ انہیں غرق کر کے ہلاک کر دیا۔

۸؎ تو اب دنیا میں جتنے انسان ہیں سب حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشتی سے اُترنے کے بعد ان کے ہمراہیوں میں جس قدر مرد و عورت تھے سبھی مر گئے سوا آپ کی اولاد اور ان کی عورتوں کے، انہیں سے دنیا کی نسلیں چلیں، عرب اور فارس اور روم آپ کے فرزند سام کی اولاد سے ہیں اور سوڈان کے لوگ آپ کے بیٹے حام کی نسل سے اور ترک اور یاجوج ماجوج وغیرہ آپ کے صاحب زادے یافث کی اولاد سے۔

وقف لازم

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ

میں ہے پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا ۸۱ اور بے شک اسی کے گروہ سے ابراہیم ہے ۸۲ جب کہ اپنے رب کے پاس حاضر

جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَىِٕفْكًا

ہوا غیر سے سلامت دل لے کر ۸۳ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا ۸۴ تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان سے اللہ

اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِى

کے سوا اور خدا چاہتے ہو تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین پر ۸۵ پھر اس نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا ۸۶ پھر کہا

النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّىْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ

میں بیمار ہونے والا ہوں ۸۷ تو وہ اس پر پیٹھ دے کر پھر گئے ۸۸ پھر اُن کے خداؤں کی طرف

۷۹ یعنی ان کے بعد والے انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمّتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکرِ جمیل باقی رکھا۔

۸۰ یعنی ملائکہ اور جنّ وانس سب ان پر قیامت تک سلام بھیجا کریں۔

۸۱ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں کو۔

۸۲ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دین و ملت اور انہیں کے طریق و سنّت پر ہیں، حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان دو ہزار چھ سو چالیس برس کا زمانی فرق ہے اور دونوں حضرات کے درمیان جو عہد گذرا اس میں صرف دو نبی ہوئے حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام۔

۸۳ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کیا اور ہر چیز سے فارغ کرلیا۔

۸۴ بطریقِ توبیخ۔

۸۵ کہ جب تم اس کے سوا دوسرے کو پُوجو گے تو کیا وہ تمہیں بے عذاب چھوڑ دے گا باوجود یہ کہ تم جانتے ہو کہ وہی منعمِ حقیقی، مستحقِ عبادت ہے۔ قوم نے کہا کہ کل کو ہماری عید ہے، جنگل میں میلہ لگے گا، ہم نفیس کھانے پکا کر بُتوں کے پاس رکھ جائیں گے اور میلہ سے واپس ہو کر تبرّک کے طور پر ان کو کھائیں گے، آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور مجمع اور میلہ کی رونق دیکھیں، وہاں سے واپس ہو کر بُتوں کی زینت اور سجاوٹ اور ان کا بناؤ سنگار دیکھیں، یہ تماشا دیکھنے کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ آپ بُت پرستی پر ہمیں ملامت نہ کریں گے۔

۸۶ جیسے کہ ستارہ شناس نجوم کے ماہر ستاروں کے مواقعِ اتصالات و انصرافات کو دیکھا کرتے ہیں۔

۸۷ قوم نجوم کی بہت معتقد تھی وہ سمجھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں سے اپنے بیمار ہونے کا حال معلوم کرلیا، اب یہ کسی متعدّی مرض میں مبتلا ہونے والے ہیں اور متعدّی مرض سے وہ لوگ بہت ڈرتے تھے۔

مسئلہ: علمِ نجوم حق ہے اور سیکھنے میں مشغول ہونا منسوخ ہو چکا۔

فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْیَمِیْنِ ﴿۹۳﴾
چھپ کر چلا تو کہا کیا تم نہیں کھاتے ف۸۹ تمہیں کیا ہوا کہ نہیں بولتے ف۹۰ تو لوگوں کی نظر بچا کر اُنھیں دہنے ہاتھ سے

فَاَقْبَلُوْۤا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ
مارنے لگا ف۹۱ تو کافر اس کی طرف جلدی کرتے آئے ف۹۲ فرمایا کیا اپنے ہاتھ کے تراشوں کو پوجتے ہو اور اللہ نے تمہیں

وَ مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ
پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو ف۹۳ بولے اس کے لیے ایک عمارت چنو ف۹۴ پھر اُسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو تو اُنھوں نے

كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَ قَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾
اس پر داؤں چلنا (فریب کرنا) چاہا ہم نے اُنھیں نیچا دکھایا ف۹۵ اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں ف۹۶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نجوم کا اتنا علم حاصل کرو جس سے تم اپنے بحری و بری سفر میں راستوں کی شناخت کر سکو اس سے زیادہ نہیں۔

علم نجوم اگرچہ آسمانی علم ہے جو سیّدنا حضرت ادریس علیہ السلام کو دیا گیا تھا اور وہ ان کا معجزہ تھا اس میں ظن وتخمین یا حسابیات کو دخل نہ تھا وہ ایک روحانی قوت تھی جو منجانب اللہ عطا کی گئی تھی وہ علم باقی نہیں رہا بعد میں لوگوں نے ظن وتخمین اور حسابیات سے کام لینا شروع کر دیا اور ستاروں کے اثرات کو موثر بالذات مان لیا جو اسلام کے قطعاً منافی ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار المقدمۃ، ج۱، ص۱۰۹۔۱۱۰)

مسئلہ: شرعاً کوئی مرض متعدّی نہیں ہوتا یعنی ایک شخص کا مرض بعینہٖ دوسرے میں نہیں پہنچ جاتا، مادّوں کے فساد اور ہوا وغیرہ کی سمّیتوں کے اثر سے ایک وقت میں بہت سے لوگوں کو ایک طرح کے مرض ہو سکتے ہیں لیکن حدوث مرض کا ہر ایک میں جداگانہ ہے، کسی کا مرض کسی دوسرے میں نہیں پہنچتا۔

ف۸۸ اپنی عید کی طرف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ گئے آپ بُت خانہ میں آئے۔

ف۸۹ یعنی اس کھانے کو جو تمہارے سامنے رکھا ہے بُتوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور وہ جواب ہی کیا دیتے تو آپ نے فرمایا۔

ف۹۰ اس پر بھی بُتوں کی طرف سے کوئی جواب نہ ہوا، وہ بے جان پتّھر تھے جواب کیا دیتے۔

ف۹۱ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بُتوں کو مار مار کر پارہ پارہ کر دیا، جب کافروں کو اس کی خبر پہنچی۔

ف۹۲ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم تو ان بُتوں کو پُوجتے ہیں تم انہیں توڑتے ہو۔

ف۹۳ تو پُوجنے کا مستحق وہ ہے نہ بُت، اس پر وہ حیران ہو گئے اور ان سے کوئی جواب نہ بن آیا۔

ف۹۴ پتّھر کی تیس گز لمبی بیس گز چوڑی چار دیواری پھر اس کو لکڑیوں سے بھر دو اور ان میں آگ لگا دو یہاں تک کہ

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ

اب وہ مجھے راہ دے گا و۹۷ الٰہی مجھے لائق اولاد دے تو ہم نے اُسے خوش خبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی پھر جب وہ اس کے

مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی ط

ساتھ کام کے قابل ہوگیا کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں و۹۸ اب تو دیکھ تیری کیا رائے

قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ٘ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿١٠٢﴾

ہے و۹۹ کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ﴿١٠٣﴾ج وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿١٠٤﴾لا قَدْ

تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا و۱۰۰ اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے

صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ج اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا

اُسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا و۱۰۱ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک یہ روشن

الْمُبِیْنُ ﴿١٠٦﴾ وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴿١٠٧﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿١٠٨﴾صلے

جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اُس کے فدیہ میں دے کر اُسے بچا لیا و۱۰۲ اور ہم نے پچھلوں میں اُس کی تعریف باقی رکھی

آگ زور پکڑے۔

و۹۵ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ میں سلامت رکھ کر چنانچہ آگ سے آپ سلامت برآمد ہوئے۔

و۹۶ اس دارالکفر سے ہجرت کر کے جہاں جانے کا میرا ربّ حکم دے۔

و۹۷ چنانچہ بحکمِ الٰہی آپ سرزمینِ شام میں ارضِ مقدّسہ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے اپنے ربّ سے دعا کی۔

و۹۸ یعنی تیرے ذبح کا انتظام کر رہا ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی خواب حق ہوتی ہے اور ان کے افعال بحکمِ الٰہی ہوا کرتے ہیں۔

و۹۹ یہ آپ نے اس لئے کہا تھا کہ فرزند کو ذبح سے وحشت نہ ہو اور اطاعتِ امرِ الٰہی کے لئے وہ برغبت تیار ہوں چنانچہ اس فرزندِ ارجمند نے رضائے الٰہی پر فدا ہونے کا کمالِ شوق سے اظہار کیا۔

و۱۰۰ یہ واقعہ منٰی میں واقع ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرزند کے گلے پر چھری چلائی، قدرتِ الٰہی کہ چھری نے کچھ بھی کام نہ کیا۔

و۱۰۱ اطاعت و فرمانبرداری کمال کو پہنچا دی، فرزند کو ذبح کے لئے بے دریغ پیش کر دیا بس اب اتنا کافی ہے۔

و۱۰۲ اس میں اختلاف ہے کہ یہ فرزند حضرت اسمٰعیل ہیں یا حضرت اسحٰق علیہما السلام لیکن دلائل کی قوّت یہی بتاتی

سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

سلام ہو ابراہیم پر ف۱۰۳ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الا یمان بندوں

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ بٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَ عَلٰۤى

میں ہیں اور ہم نے اُسے خوشخبری دی اسحٰق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا نبی ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ف۱۰۴ اور

ع ۳ ۳۹ ۷ اِسْحٰقَ ؕ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع وَ لَقَدْ

ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحٰق پر ف۱۰۵ اور ان کی اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا ف۱۰۶ اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے

مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ ج وَ نَجَّیْنٰهُمَا وَ قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۱۵﴾ ج

والا ف۱۰۷ اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان فرمایا ف۱۰۸ اور اُنھیں اور اُن کی قوم ف۱۰۹ کو بڑی سختی سے نجات

وَ نَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ ج وَ اٰتَیْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ ﴿۱۱۷﴾ ج

بخشی ف۱۱۰ اور اُن کی ہم نے مدد فرمائی ف۱۱۱ تو وہی غالب ہوئے ف۱۱۲ اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب عطا فرمائی ف۱۱۳

ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی ہیں اور فدیہ میں جنّت سے بکری بھیجی گئی تھی جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح فرمایا۔

ف۱۰۳ ہماری طرف سے۔

ف۱۰۴ واقعۂ ذبح کے بعد حضرت اسحٰق کی خوشخبری اس کی دلیل ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہما السلام ہیں۔

ف۱۰۵ ہر طرح کی برکت دینی بھی اور دنیوی بھی اور ظاہری برکت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں کثرت کی اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل سے بہت سے انبیاء کئے حضرت یعقوب سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک۔

ف۱۰۶ یعنی مومن۔

ف۱۰۷ یعنی کافر۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی باپ کے صاحبِ فضائلِ کثیرہ ہونے سے اولاد کا بھی ویسا ہی ہونا لازم نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی شانیں ہیں، کبھی نیک سے نیک پیدا کرتا ہے، کبھی بد سے بد، کبھی بد سے نیک، نہ اولاد کا بد ہونا آباء کے لئے عیب ہو، نہ آباء کی بدی اولاد کے لئے۔

ف۱۰۸ کہ انہیں نبوّت و رسالت عنایت فرمائی۔

ف۱۰۹ یعنی بنی اسرائیل۔

ف۱۱۰ کہ فرعون اور فرعونیوں کے مظالم سے رہائی دی۔

وَهَدَیْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰی

اور اُن کو سیدھی راہ دکھائی اور پچھلوں میں اُن کی تعریف باقی رکھی سلام ہو

مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا

موسیٰ اور ہارون پر بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ دونوں ہمارے اعلیٰ درجہ کے

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا

کامل الایمان بندوں میں ہیں اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہے وللا جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ

ڈرتے نہیں و۱۱۵ کیا بعل کو پوجتے ہو و۱۱۶ اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور

رَبَّ اٰبَآىٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

تمہارے اگلے باپ دادا کا و۱۱۷ پھر انھوں نے اُسے جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے آئیں گے و۱۱۸ مگر اللہ کے چنے ہوئے

الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلْ یَاسِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا

بندے و۱۱۹ اور ہم نے پچھلوں میں اس کی ثنا (تعریف) باقی رکھی سلام ہو الیاس پر بے شک ہم

كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا

ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے اور بے شک لوط پیغمبروں

و۱۱۱ قبطیوں کے مقابل۔

و۱۱۲ فرعون اور اس کی قوم پر۔

و۱۱۳ جس کا بیان بلیغ اور وہ حدود و احکام وغیرہ کی جامع۔ اس کتاب سے مراد توریت شریف ہے۔

و۱۱۴ جو بَعلَبَکّ اور ان کے نواح کے لوگوں کی طرف سے مبعوث ہوئے۔

و۱۱۵ یعنی کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں۔

و۱۱۶ بعل ان کے بت کا نام تھا جو سونے کا تھا اس کی لمبائی بیس گز تھی چار منھ تھے، اس کی بہت تعظیم کرتے تھے جس مقام میں وہ تھا اس جگہ کا نام بک تھا اسی سے بَعلَبَکّ مرکب ہوا یہ بلادِ شام میں ہے۔

و۱۱۷ اس کی عبادت ترک کرتے ہو۔

و۱۱۸ جہنم میں۔

و۱۱۹ یعنی اس قوم میں سے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے جو حضرت الیاس علیہ السلام پر ایمان لائے انہوں نے

لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی

میں ہے جب کہ ہم نے اُسے اور اُس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی مگر ایک بڑھیا کہ

الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۱۳۷﴾

رہ جانے والوں میں ہوئی ف۱۲۰ پھر دوسروں کو ہم نے ہلاک فرمادیا ف۱۲۱ اور بے شک تم ف۱۲۲ ان پر گزرتے ہو صبح کو

وَ بِالَّیْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَ اِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَی

ع ۴ / ۲۵ / ۸

اور رات میں ف۱۲۳ تو کیا تمہیں عقل نہیں ف۱۲۴ اور بے شک یونس پیغمبروں سے ہے جب کہ بھری کشتی کی

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ

طرف نکل گیا ف۱۲۵ تو قرعہ ڈالا تو ڈھکیلے ہوؤں میں ہوا پھر اُسے مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت

مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ

کرتا تھا ف۱۲۶ تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا ف۱۲۷ ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے ف۱۲۸

عذاب سے نجات پائی۔

ف۱۲۰ عذاب کے اندر۔

ف۱۲۱ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے کفّار کو۔

ف۱۲۲ اے اہلِ مکّہ۔

ف۱۲۳ یعنی اپنے سفروں میں روز و شب تم ان کے آثار و منازل پر گزرتے ہو۔

ف۱۲۴ کہ ان سے عبرت حاصل کرو۔

ف۱۲۵ حضرت ابنِ عباس اور وہب کا قول ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تھا اس میں تاخیر ہوئی تو آپ ان سے چھپ کر نکل گئے اور آپ نے دریائی سفر کا قصد کیا کشتی پر سوار ہوئے دریا کے درمیان میں کشتی ٹھہر گئی اور اس کے ٹھہرنے کا کوئی سببِ ظاہر موجود نہ تھا۔ ملّاحوں نے کہا اس کشتی میں اپنے مولا سے بھاگا ہوا کوئی غلام ہے قرعہ ڈالنے سے ظاہر ہوجائے گا قرعہ ڈالا گیا تو آپ ہی کے نام نکلا، تو آپ نے فرمایا کہ میں ہی وہ غلام ہوں اور آپ پانی میں ڈال دیئے گئے کیونکہ دستور یہی تھا کہ جب تک بھاگا ہوا غلام دریا میں غرق نہ کر دیا جائے اس وقت تک کشتی چلتی نہ تھی۔

ف۱۲۶ کہ کیوں نکلنے میں جلدی کی اور قوم سے جدا ہونے میں امرِ الٰہی کا انتظار نہ کیا۔

ف۱۲۷ یعنی ذکرِ الٰہی کی کثرت کرنے والا اور مچھلی کے پیٹ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط پڑھنے والا۔

النصف

يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ

پھر ہم نے اسے ف۱۲۹ میدان پر ڈال دیا اور وہ بیمار تھا ف۱۳۰ اور ہم نے اُس پر ف۱۳۱ کدو کا پیڑ

يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى

اُگایا ف۱۳۲ اور ہم نے اُسے ف۱۳۳ لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ تو وہ ایمان لے آئے ف۱۳۴ تو ہم نے اُنھیں

حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَ لَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ

ایک وقت تک برتنے دیا ف۱۳۵ تو اُن سے پوچھو کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں ف۱۳۶ اور اُن کے بیٹے ف۱۳۷ یا ہم نے

اِنَاثًا وَّ هُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَ

ملائکہ کو عورتیں پیدا کیا اور وہ حاضر تھے ف۱۳۸ سُنتے ہو بے شک وہ اپنے بہتان سے کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے اور

ف۱۲۸ یعنی روزِ قیامت تک۔

ف۱۲۹ مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اسی روز یا تین روز یا سات روز یا چالیس روز کے بعد۔

ف۱۳۰ یعنی مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے باعث آپ ایسے ضعیف و نحیف اور نازک ہوگئے تھے جیسا بچّہ پیدائش کے وقت ہوتا ہے جسم کی کھال نرم ہوگئی اور بدن پر کوئی بال باقی نہ رہا تھا۔

ف۱۳۱ سایہ کرنے اور مکھیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے۔

ف۱۳۲ کدو کی بیل ہوتی ہے جو زمین پر پھیلتی ہے۔ مگر یہ آپ کا معجزہ تھا کہ یہ کدّو کا درخت قد والے درختوں کی طرح شاخ رکھتا تھا اور اس کے بڑے بڑے پتّوں کے سایہ میں آپ آرام کرتے تھے۔ اور بحکمِ الٰہی روزانہ ایک بکری آتی اور اپنا تھن حضرت کے دہانِ مبارک میں دے کر آپ کو صبح و شام دودھ پلا جاتی یہاں تک کہ جسمِ مبارک کی جِلد شریف یعنی کھال مضبوط ہوئی اور اپنے موقع سے بال جمے اور جسم میں توانائی آئی۔

ف۱۳۳ پہلے کی طرح سرزمینِ موصل میں قومِ نینوٰی کے۔

ف۱۳۴ آثارِ عذاب دیکھ کر۔ (اس کا بیان سورۂ یونس کے دسویں رکوع میں گذر چکا ہے اور اس واقعہ کا بیان سورۂ انبیاء کے چھٹے رکوع میں بھی آچکا ہے)

ف۱۳۵ یعنی ان کی آخرِ عمر تک انہیں آسائش کے ساتھ رکھا۔ اس واقعہ کے بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرماتا ہے کہ آپ کفّارِ مکّہ سے انکارِ بعث کی وجہ دریافت کیجئے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔

ف۱۳۶ جیسا کہ جہینہ اور بنی سلمہ وغیرہ کفّار کا اعتقاد ہے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔

ف۱۳۷ یعنی اپنے لئے تو بیٹیاں گوارا نہیں کرتے، بُری جانتے ہیں اور پھر ایسی چیز کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

ف۱۳۸ دیکھ رہے تھے کیونکہ ایسی بے ہودہ بات کہتے ہیں۔

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَیْفَ
بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر تمہیں کیا ہے کیسا حکم
تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ
لگاتے ہو ف۱۳۹ تو کیا دھیان نہیں کرتے ف۱۴۰ یا تمہارے لیے کوئی کُھلی سند ہے تو اپنی کتاب لاؤ ف۱۴۱
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَ جَعَلُوْا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ لَقَدْ عَلِمَتِ
اگر تم سچے ہو اور اس میں اور جنّوں میں رشتہ ٹھہرایا ف۱۴۲ اور بے شک جنوں کو معلوم ہے کہ وہ ف۱۴۳
الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
ضرور حاضر لائے جائیں گے ف۱۴۴ پاکی ہے اللہ کو ان باتوں سے کہ یہ بتاتے ہیں مگر اللہ کے چُنے ہوئے بندے ف۱۴۵
الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ بِفٰتِنِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ
تو تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ف۱۴۶ تم اس کے خلاف کسی کو بہکانے والے نہیں ف۱۴۷ مگر
هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَ مَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ
اُسے جو بھڑکتی آگ میں جانے والا ہے ف۱۴۸ اور فرشتے کہتے ہیں ہم میں ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے ف۱۴۹ اور بے شک

ف۱۳۹ فاسد و باطل۔

ف۱۴۰ اور اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک اور منزّہ ہے۔

ف۱۴۱ جس میں یہ سند ہو۔

ف۱۴۲ جیسا کہ بعض مشرکین نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنّوں میں شادی کی اس سے فرشتے پیدا ہوئے (معاذ اللہ) کیسے عظیم کفر کے مرتکب ہوئے۔

ف۱۴۳ یعنی اس بے ہودہ بات کے کہنے والے۔

ف۱۴۴ جہنّم میں عذاب کے لئے۔

ف۱۴۵ ایماندار اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں ان تمام باتوں سے جو کفّارِ نابکار کہتے ہیں۔

ف۱۴۶ یعنی تمہارے بت سب کے سب وہ اور۔

ف۱۴۷ گمراہ نہیں کر سکتے۔

ف۱۴۸ جس کی قسمت ہی میں یہ ہے کہ وہ اپنے کردارِ بد سے مستحقِ جہنّم ہو۔

ف۱۴۹ جس میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آسمانوں میں بالشت

الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ اِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ
ہم پَر پھیلائے حکم کے منتظر ہیں اور بے شک ہم اس کی تسبیح کرنے والے ہیں اور بے شک وہ کہتے تھے ف۱۵۰ اگر ہمارے
عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ
پاس اگلوں کی کوئی نصیحت ہوتی ف۱۵۱ تو ضرور ہم اللہ کے چُنے ہوئے بندے ہوتے ف۱۵۲ تو اس کے منکر ہوئے
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ
تو عنقریب جان لیں گے ف۱۵۳ اور بے شک ہمارا کلام گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے کہ بے شک اُنھیں
الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾
کی مدد ہوگی اور بے شک ہمارا ہی لشکر ف۱۵۴ غالب آئے گا تو ایک وقت تک تم اُن سے منہ پھیر لو ف۱۵۵
وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ
اور اُنھیں دیکھتے رہو کہ عنقریب وہ دیکھیں گے ف۱۵۶ تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں پھر جب
بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَ تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّ اَبْصِرْ
اُترے گا اُن کے آنگن میں تو ڈرائے گئیوں کی کیا ہی بُری صبح ہوگی اور ایک وقت تک اُن سے
فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَ سَلٰمٌ
منہ پھیر لو اور انتظار کرو کہ وہ عنقریب دیکھیں گے پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو اُن کی باتوں سے ف۱۵۷ اور سلام

پھر بھی جگہ ایسی نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ نماز نہ پڑھتا ہو یا تسبیح نہ کرتا ہو۔

ف۱۵۰ یعنی مکّہ مکرّمہ کے کفّار و مشرکین سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کہا کرتے تھے کہ۔

ف۱۵۱ کوئی کتاب ملتی۔

ف۱۵۲ اس کی اطاعت کرتے اور اخلاص کے ساتھ عبادت بجالاتے پھر جب تمام کتابوں سے افضل و اشرف معجز کتاب انہیں ملی یعنی قرآنِ مجید نازل ہوا۔

ف۱۵۳ اپنے کفر کا انجام۔

ف۱۵۴ یعنی اہلِ ایمان۔

ف۱۵۵ جب تک کہ تمہیں ان کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا جائے۔

ف۱۵۶ طرح طرح کے عذاب دنیا و آخرت میں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفّار نے براہِ تمسخر و استہزاء کہا کہ یہ عذاب کب نازل ہوگا اس کے جواب میں اگلی آیت نازل ہوئی۔

عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ ع ۵

ہے پیغمبروں پر ۱۵۸ اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب ہے

ایاتها ۸۸ | ۳۸ سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ ۳۸ | رکوعاتها ۵

سورۃ صٓ مکی ہے ۱ اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

صٓ وَ الْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِؕ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ

اس نامور قرآن کی قسم ۲ بلکہ کافر تکبر اور خلاف میں ہیں ۳ ہم نے اُن سے پہلے کتنی سنگتیں (قومیں)

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَ عَجِبُوْۤا اَنْ

کھپائیں ۴ تو اب وہ پکاریں ۵ اور چھوٹنے کا وقت نہ تھا ۶ اور انھیں اس کا اچنبا ہوا کہ اُن کے پاس

جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ٘ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾ اَجَعَلَ

انھیں میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا ۷ اور کافر بولے یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا کیا اُس نے بہت خداؤں کا

۱۵۷ جو کافر اس کی شان میں کہتے ہیں اور اس کے لئے شریک اور اولاد ٹھہراتے ہیں۔

۱۵۸ جنہوں نے اللہ عزَّ وجلّ کی طرف سے توحید اور احکامِ شرع پہنچائے انسانی مراتب میں سب سے اعلٰی مرتبہ یہ ہے کہ خود کامل ہو اور دوسروں کی تکمیل کرے یہ شان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے تو ہر ایک پر ان حضرات کا اتباع اور ان کی اقتدا لازم ہے۔

۱ سورۂ صٓ اس کا نام سورۂ داؤد بھی ہے، یہ سورت مکّیہ ہے، اس میں پانچ ۵ رکوع، اٹھاسی ۸۸ آیتیں اور سات سو بتّیس کلمے اور تین ہزار سرسٹھ ۳۰۶۷ حرف ہیں۔

۲ جو شرف والا ہے کہ یہ کلام معجز ہے۔

۳ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عداوت رکھتے ہیں اس لئے حق کا اعتراف نہیں کرتے۔

۴ یعنی آپ کی قوم سے پہلے کتنی امّتیں ہلاک کر دیں اسی استکبار اور انبیاء کی مخالفت کے باعث۔

۵ یعنی نزولِ عذاب کے وقت انہوں نے فریاد کی۔

۶ کہ خلاص پاسکتے اس وقت کی فریاد بیکار تھی کفّارِ مکّہ نے ان کے حال سے عبرت حاصل نہ کی۔

۷ یعنی سیّدِ عالم محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝۵ وَ انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ

ایک خدا کر دیا ف۸ بے شک یہ عجیب بات ہے اور اُن میں کے سردار چلے ف۹ کہ اس کے پاس سے چل دو

امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝۶ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی

اوراپنے خداؤں پر صابر رہو بے شک اس میں اس کا کوئی مطلب ہے یہ تو ہم نے

الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚۖ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝۷ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ

سب سے پچھلے دین نصرانیت میں بھی نہ سنی ف۱۰ یہ تو نری نئی گڑھت ہے کیا اُن پر قرآن اُتارا گیا ہم سب میں سے ف۱۱

بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝۸ ؕ اَمْ عِنْدَهُمْ

بلکہ وہ شک میں ہیں میری کتاب سے ف۱۲ بلکہ ابھی میری مار نہیں چکھی ہے ف۱۳ کیا وہ تمہارے رب

ف۸ شانِ نزول: جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو مسلمانوں کو خوشی ہوئی اور کافروں کو نہایت رنج ہوا ولید بن مغیرہ نے قریش کے عمائد اور سربرآوردہ پچیّس آدمیوں کو جمع کیا اور انہیں ابو طالب کے پاس لایا اور ان سے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو اور بزرگ ہو ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان فیصلہ کر دو ان کی جماعت کے چھوٹے درجے کے لوگوں نے جو شورش برپا کر رکھی ہے وہ تم جانتے ہو ابو طالب نے حضرت سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بُلا کر عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں آپ ان کی طرف سے یک لخت انحراف نہ کیجئے، سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم اتنا چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اور ہمارے معبودوں کے ذکر کو چھوڑ دیجئے ہم آپ کے اور آپ کے معبود کی بدگوئی کے درپے نہ ہوں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تم ایک کلمہ قبول کر سکتے ہو جس سے عرب وعجم کے مالک وفرمانبردار ہو جاؤ؟ ابو جہل نے کہا کہ ایک کیا ہم دس کلمے قبول کر سکتے ہیں، سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس پر وہ لوگ اٹھ گئے اور کہنے لگے کہ کیا انہوں نے بہت سے خداؤں کا ایک خدا کر دیا اتنی بہت سی مخلوق کے لئے ایک خدا کیسے کافی ہو سکتا ہے۔

ف۹ ابو طالب کی مجلس سے آپس میں یہ کہتے۔

ف۱۰ نصرانی بھی تین خداؤں کے قائل تھے یہ تو ایک ہی خدا بتاتے ہیں۔

ف۱۱ اہلِ مکّہ کو سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منصبِ نبوّت پر حسد آیا اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم میں صاحب شرف وعزّت آدمی موجود تھے ان میں سے کسی پر قرآن نہ اترا خاص حضرت سیّدِ انبیاء محمّد مصطفٰی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر اترا۔

ف۱۲ کہ اس کے لانے والے حضرت محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔

خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِۚ(۹) اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ

کی رحمت کے خزانچی ہیں وا۱۴ وہ عزت والا بہت عطا فرمانے والا ہے و۱۵ کیا اُن کے لیے ہے سلطنت آسمانوں

وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا۫-فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ(۱۰) جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ

اور زمین کی اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے تو رسیاں لٹکا کر چڑھ نہ جائیں و۱۶ یہ ایک ذلیل لشکر ہے

مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ(۱۱) كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ

انھیں لشکروں میں سے جو وہیں بھگا دیا جائے گا و۱۷ ان سے پہلے جھٹلا چکے ہیں نوح کی قوم اور عاد اور چومیخا کرنے والا فرعون و۱۸

ذُو الْاَوْتَادِۙ(۱۲) وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْــٴَـیْكَةِؕ-اُولٰٓىٕكَ الْاَحْزَابُ(۱۳) اِنْ

اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے و۱۹ یہ ہیں وہ گروہ و۲۰ ان میں کوئی ایسا نہیں جس

و۱۳ اگر میرا عذاب چکھ لیتے تو یہ شک وتکذیب وحسد کچھ باقی نہ رہتا اور نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی تصدیق کرتے لیکن اس وقت کی تصدیق مفید نہ ہوتی۔

و۱۴ اور کیا نبوّت کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہیں دیں اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی مالکیّت کو نہیں جانتے۔

و۱۵ حسبِ اقتضائے حکمت جسے جو چاہے عطا فرمائے اس نے اپنے حبیب محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوّت عطا فرمائی تو کسی کو اس میں دخل دینے اور چوں چرا کی کیا مجال۔

و۱۶ اور ایسا اختیار ہو تو جسے چاہیں وحی کے ساتھ خاص کریں اور عالَم کی تدبیر اپنے ہاتھ میں لیں اور جب یہ کچھ نہیں ہے تو امورِ ربّانیہ وتدابیرِ الٰہیہ میں دخل کیوں دیتے ہیں انہیں اس کا کیا حق ہے، کفّار کو یہ جواب دینے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کریم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصرت ومدد کا وعدہ فرمایا ہے۔

و۱۷ یعنی ان قریش کی جماعت انہیں لشکروں میں سے ایک ہے جو آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے مقابل گروہ باندھ باندھ کر آیا کرتے تھے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے اس سبب سے ہلاک کردیئے گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کے یہی حال ان کا ہے کہ انھیں بھی ہزیمت ہوگی چنانچہ بدر میں ایسا واقع ہوا اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکینِ خاطر کے لئے پچھلے انبیاء علیہم السلام اور ان قوموں کا ذکر فرمایا۔

و۱۸ جو کسی پر غصّہ کرتا تھا تو اسے لٹا کر اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کھینچ کر چاروں طرف کھونٹوں میں بندھوا دیتا تھا پھر اس کو پٹواتا تھا اور اس پر طرح طرح کی سختیاں کرتا تھا۔

و۱۹ جو شعیب علیہ الصلٰوۃ والسلام کی قوم سے تھے۔

ع ۱ ۱۴ ۱۰

كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَ مَا يَنْظُرُ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً
نے رسولوں کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب لازم ہوا ۲۱ اور یہ راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ۲۲

وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ
جسے کوئی پھیر نہیں سکتا اور بولے اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہمیں جلد دے دے حساب کے دن سے پہلے ۲۳

الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ
تم ان کی باتوں پر صبر کرو اور ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو یاد کرو ۲۴ بیشک وہ بڑا رجوع

اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ
کرنے والا ہے ۲۵ بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیے کہ تسبیح کرتے ۲۶ شام کو اور سورج چمکتے ۲۷ اور پرندے جمع

مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ
کئے ہوئے ۲۸ سب اس کے فرمانبردار تھے ۲۹ اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا ۳۰ اور اسے حکمت ۳۱ اور قول

۲۰ جو انبیاء کے مقابل جتھے باندھ کر آئے مشرکینِ مکّہ انہیں گروہوں میں سے ہیں۔

۲۱ یعنی ان گزری ہوئی امّتوں نے جب انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی تو ان پر عذاب لازم ہوگیا تو ان ضعیفوں کا کیا حال ہوگا جب ان پر عذاب اترے گا۔

۲۲ یعنی قیامت کے نفخۂ اولیٰ کی جو ان کے عذاب کی معیاد ہے۔

۲۳ یہ نضر بن حارث نے بطورِ تمسخر کہا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ۔

۲۴ جن کو عبادت کی بہت قوّت دی گئی تھی آپ کا طریقہ تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار فرماتے اور رات کے پہلے نصف حصّہ میں عبادت کرتے اس کے بعد شب کی ایک تہائی آرام فرماتے پھر باقی چھٹا حصّہ عبادت میں گزارتے۔

۲۵ اپنے رب کی طرف۔

۲۶ حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح کے ساتھ۔

۲۷ اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں کو ایسا مسخّر کیا تھا کہ جہاں آپ چاہتے انھیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ (مدارک)

۲۸ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ تسبیح کرتے اور پرندے آپ کے پاس جمع ہو کر تسبیح کرتے۔

۲۹ پہاڑ بھی اور پرند بھی۔

وقف لازم

الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا

فیصل دیا ۳۲ اور کیا تمہیں ۳۳ اس دعوے والوں کی بھی خبر آئی جب وہ دیوار کود کر داؤد کی مسجد میں آئے ۳۴ جب وہ داؤد

عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ

پر داخل ہوئے تو وہ اُن سے گھبرا گیا اُنھوں نے عرض کی ڈریئے نہیں ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے ۳۵

۳۰ فوج و لشکر کی کثرت عطا فرما کر۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ روئے زمین کے بادشاہوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت بڑی مضبوط اور قوی سلطنت تھی چھتّیس ہزار مرد آپ کے محراب کے پہرے پر مقرر رہتے تھے۔

۳۱ یعنی نبوّت۔ بعض مفسّرین نے حکمت کی تفسیر عدل کی ہے، بعض نے کتاب اللہ کا علم، بعض نے فقہ، بعض نے سنّت۔ (جمل)

۳۲ قولِ فیصل سے علمِ قضا مراد ہے جو حق و باطل میں فرق و تمیُّز کر دے۔

۳۳ اے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۳۴ یہ آنے والے بقولِ مشہور ملائکہ تھے جو حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش کے لئے آئے تھے۔

۳۵ ان کا یہ قول ایک مسئلہ کی فرضی شکل پیش کر کے جواب حاصل کرنا تھا اور کسی مسئلہ کے متعلق حکم معلوم کرنے کے لئے فرضی صورتیں مقرر کر لی جاتی ہیں اور معیّن اشخاص کی طرف انکی نسبت کر دی جاتی ہے تا کہ مسئلہ کا بیان بہت واضح طریقہ پر ہو اور ابہام باقی نہ رہے یہاں جو صورتِ مسئلہ ان فرشتوں نے پیش کی اس سے مقصود حضرت داؤد علیہ السلام کو توجّہ دلانا تھی اس امر کی طرف جو انہیں پیش آیا تھا اور وہ یہ تھا کہ آپ کی ننانوے بیبیاں تھیں اس کے بعد آپ نے ایک اور عورت کو پیام دے دیا جس کو ایک مسلمان پہلے سے پیام دے چکا تھا لیکن آپ کا پیام پہنچنے کے بعد عورت کے اعزّہ و اقارب دوسرے کی طرف التفات کرنے والے کب تھے آپ کے لئے راضی ہو گئے اور آپ سے نکاح ہو گیا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس مسلمان کے ساتھ نکاح ہو چکا تھا آپ نے اس مسلمان سے اپنی رغبت کا اظہار کیا اور چاہا کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دے دے وہ آپ کے لحاظ سے منع نہ کر سکا اور اس نے طلاق دے دی آپ کا نکاح ہو گیا اور اس زمانہ میں ایسا معمول تھا کہ اگر کسی شخص کو کسی عورت کی طرف رغبت ہوتی تو اس سے استدعا کر کے طلاق دلوا لیتا اور بعدِ عدت نکاح کر لیتا، یہ بات نہ تو شرعاً ناجائز ہے نہ اس زمانہ کے رسم و عادت کے خلاف لیکن شانِ انبیاء بہت ارفع و اعلیٰ ہوتی ہے اس لئے یہ آپ کے منصبِ عالی کے لائق نہ تھا تو مرضیِ الٰہی یہ ہوئی کہ آپ کو اس پر آگاہ کیا جائے اور اس کا سبب یہ پیدا کیا کہ ملائکہ مدعی اور مدعا علیہ کی شکل میں آپ کے سامنے پیش ہوئے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر بزرگوں سے کوئی لغزش صادر ہو اور کوئی امر خلافِ شان واقع ہو جائے تو ادب یہ ہے

بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَ لَا تُشْطِطْ وَ اهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ لَهٗ

توہم میں سچّا فیصلہ فرما دیجئے اور خلافِ حق نہ کیجئے ۳۶ اور ہمیں سیدھی راہ بتایئے بے شک یہ میرا بھائی ہے ۳۷ اس

تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّ لِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَ عَزَّنِیْ فِی

کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دُنبی اب یہ کہتا ہے وہ بھی مجھے حوالے کر دے اور بات میں مجھ پر زور ڈالتا

الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ

ہے داؤد نے فرمایا بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دُنبی اپنی دُنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بے شک اکثر ساجھے

الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور وہ بہت تھوڑے ہیں ۳۸

وَ قَلِیْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿۲۴﴾ السجدة

اب داؤد سمجھا کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی ۳۹ تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا ۴۰ اور رجوع لایا تو ہم نے

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ یٰدَاوٗدُ اِنَّا

اُسے یہ معاف فرمایا اور بے شک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانا ہے اے داؤد بے شک ہم نے

کہ معترضانہ زبان نہ کھولی جائے بلکہ اس واقعہ کی مثل ایک واقعہ متصور کر کے اس کی نسبت سائلانہ و مستفتیانہ و مستفیدانہ سوال کیا جائے اور ان کی عظمت و احترام کا لحاظ رکھا جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی عزَّ وجلَّ مالک ومولٰی اپنے انبیاء کی ایسی عزّت فرماتا ہے کہ ان کو کسی بات پر آگاہ کرنے کے لئے ملائکہ کو اس طریق ادب کے ساتھ حاضر ہونے کا حکم دیتا ہے۔

۳۶ جس کی غلطی ہو بے رو رعایت فرما دیجئے۔

۳۷ یعنی دینی بھائی۔

۳۸ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ گفتگو سن کر فرشتوں میں سے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور تبسّم کر کے وہ آسمان کی طرف روانہ ہو گئے۔

۳۹ اور دنبی ایک کنایہ تھا جس سے مراد عورت تھی کیونکہ ننانوے عورتیں آپ کے پاس ہوتے ہوئے ایک اور عورت کی آپ نے خواہش کی تھی اس لئے دنبی کے پیرایہ میں سوال کیا گیا جب آپ نے یہ سمجھا۔

۴۰ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں رکوع کرنا سجدۂ تلاوت کے قائم مقام ہو جاتا ہے جب کہ نیّت کی جائے۔

جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى

تجھے زمین میں نائب کیا ۴۱ تو لوگوں میں سچا حکم کر اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ

فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ

کی راہ سے بہکا دے گی بے شک وہ جو اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس پر

ع ۲ ۱۲ ۱۱ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے ۴۲ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ

بیکار نہ بنائے یہ کافروں کا گمان ہے ۴۳ تو کافروں کی خرابی ہے آگ سے کیا ہم اُنھیں جو ایمان لائے

نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ

اور اچھے کام کئے اُن جیسا کر دیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر

الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ

ٹھہرادیں ۴۴ یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اُتاری ۴۵ برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور

لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ

عقل مند نصیحت مانیں اور ہم نے داؤد کو ۴۶ سلیمان عطا فرمایا کیا اچھا بندہ بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ۴۷ جبکہ اس پیش

---

۴۱ خلق کی تدبیر پر آپ کو مامور کیا اور آپ کا حکم ان میں نافذ فرمایا۔

۴۲ اور اس وجہ سے ایمان سے محروم رہے اگر انہیں روزِ حساب کا یقین ہوتا تو دنیا ہی میں ایمان لے آتے۔

۴۳ اگرچہ وہ صراحۃً یہ نہ کہیں آسمان و زمین اور تمام دنیا بے کار پیدا کی گئی لیکن جب کہ بعث و جزا کے منکر ہیں تو نتیجہ یہی ہے کہ عالَم کی ایجاد کو عبث اور بے فائدہ مانیں۔

۴۴ یہ بات بالکل حکمت کے خلاف ہے اور جو شخص جزا کا قائل نہیں وہ ضرور مفسِد و مصلح اور فاجر و متّقی کو برابر قرار دے گا اور ان میں فرق نہ کرے گا کفّار اس جہل میں گرفتار ہیں۔

شانِ نزول: کفّارِ قریش نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ آخرت میں جو نعمتیں تمہیں ملیں گی وہی ہمیں بھی ملیں گی اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ نیک و بد مومن و کافر کو برابر کر دینا مقتضائے حکمت نہیں کفّار کا خیال باطل ہے۔

۴۵ یعنی قرآن شریف۔

۴۶ فرزندِ ارجمند۔

اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْۤ
کئے گئے تیسرے پہر کو ۴۸ کہ روکئے تو تین پاؤں پر کھڑے ہوں چوتھے سم کا کنارہ زمین پر لگائے ہوئے اور چلایئے تو ہوا ہو
اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾
جائیں ۴۹ تو سلیمان نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لیے ۵۰ پھر انھیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک
رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَ لَقَدْ فَتَنَّا
کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے ۵۱ پھر حکم دیا کہ انھیں میرے پاس واپس لاؤ تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا ۵۲
سُلَيْمٰنَ وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ
اور بیشک ہم نے سلیمان کو جانچا ۵۳ اور اسکے تخت پر ایک بے جان بدن ڈال دیا ۵۴ پھر رجوع لایا ۵۵ عرض کی اے میرے رب

۴۷ اللہ تعالیٰ کی طرف اور تمام اوقات تسبیح و ذکر میں مشغول رہنے والا۔

۴۸ بعدِ ظہر ایسے گھوڑے۔

۴۹ یہ ہزار گھوڑے تھے جو جہاد کے لئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملاحظہ میں بعدِ ظہر پیش کئے گئے۔

۵۰ یعنی میں ان سے رضائے الٰہی اور تقویّت و تائیدِ دِین کے لئے محبّت کرتا ہوں میری محبّت ان کے ساتھ دنیوی غرض سے نہیں ہے۔(تفسیر کبیر)

۵۱ یعنی نظر سے غائب ہو گئے۔

۵۲ اور اس ہاتھ پھیرنے کے چند باعث تھے ایک تو گھوڑوں کی عزّت و شرف کا اظہار کہ وہ دشمن کے مقابلے میں بہتر مُعین ہیں۔ دوسرے امورِ سلطنت کی خودنگرانی فرمانا کہ تمام عُمّال مستعِد رہیں۔ سوم یہ کہ آپ گھوڑوں کے احوال اور ان کے امراض و عیوب کے اعلیٰ ماہر تھے ان پر ہاتھ پھیر کر ان کی حالت کا امتحان فرماتے تھے بعض مفسّرین نے ان آیات کی تفسیر میں بہت سے واہی اقوال لکھ دیئے ہیں جن کی صحت پر کوئی دلیل نہیں اور وہ محض حکایات ہیں جو دلائلِ قویّہ کے سامنے کسی طرح قابلِ قبول نہیں اور یہ تفسیر جو ذکر کی گئی یہ عبارتِ قرآن سے بالکل مطابق ہے وللہ الحمد۔(تفسیر کبیر)

۵۳ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میں آج رات میں اپنی نوّے بیبیوں پر دورہ کروں گا ہر ایک حاملہ ہوگی اور ہر ایک سے راہِ خدا میں جہاد کرنے والا سوار پیدا ہوگا مگر یہ فرماتے وقت زبانِ مبارک سے انشاء اللہ تعالیٰ نہ فرمایا۔(غالباً حضرت کسی ایسے شغل میں تھے کہ اس کا خیال نہ رہا) تو کوئی بھی عورت حاملہ نہ ہوئی سوائے ایک کے اور اس کے بھی ناقص الخلقت بچّہ پیدا ہوا سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اگر حضرت سلیمان علیہ

وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا

مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو۵۶ بیشک تو ہی بڑی دین والا تو ہم نے ہوا اس

لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَ الشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ

کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی ۵۷ جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کر دیے ہر معمار ۵۸ اور

غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّ اٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ

غوطہ خور ۵۹ اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ۶۰ یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر ۶۱ یا

السلام نے انشاء اللہ فرمایا ہوتا تو ان سب عورتوں کے لڑکے ہی پیدا ہوتے اور وہ راہِ خدا میں جہاد کرتے۔

(بخاری شریف، کتاب الجہاد، باب من طلب الولد للجہاد، ج ۴، ص ۲۲، رقم ۲۸۱۹)

۵۴ یعنی غیر تامُّ الخلقت بچّہ۔

۵۵ اللہ تعالیٰ کی طرف استغفار کر کے انشاء اللہ کہنے کی بھول پر اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں۔

۵۶ اس سے یہ مقصود تھا کہ ایسا مُلک آپ کے لئے معجزہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ گزشتہ رات ایک سرکش جن نے یہ کوشش کی کہ میری نماز میں خلل ڈالے تو خداوند تعالیٰ نے مجھ کو اس پر قابو دے دیا اور میں نے اس کو پکڑ لیا اس کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ستون سے باندھ دوں تاکہ تم سب دن میں اس کو دیکھ سکو۔ مگر اس وقت مجھ کو اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی یہ دعا یاد آ گئی کہ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ...الخ یہ یاد آتے ہی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

(بخاری شریف، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل ووھبنا لداود سلیمن الخ، ج ا، ص ۴۸۷، ۴۸۶)

(فتح الباری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل ووھبنا الخ، رقم الحدیث ۳۴۲۳، ج ۶، ص ۵۶۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ خداوند تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل کے خصائص و معجزات و خصوصی امتیازات و کمالات مجھ میں جمع فرما دیئے ہیں اس لئے قوم جن کی تسخیر پر بھی مجھ کو قدرت حاصل ہے لیکن چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس اختصاص کو اپنا خصوصی طغراء امتیاز قرار دیا ہے اس لئے میں نے اس سلسلہ کا مظاہرہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

۵۷ فرمانبردارانہ طریقہ پر۔

۵۸ جو آپ کے حکم سے حسبِ مرضی عجیب و غریب عمارتیں تعمیر کرتا۔

۵۹ جو آپ کے لئے سمندر سے موتی نکالتا۔ دنیا میں سب سے پہلے سمندر سے موتی نکلوانے والے آپ ہی ہیں۔

۶۰ سرکش شیطان بھی آپ کے مسخر کر دیئے گئے جن کو آپ تادیب اور فساد سے روکنے کے لئے بیڑیوں اور

ع ۳ ۱۴ ۱۲ — وقف لازم

أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ

روک رکھو ۶۲ تجھ پر کچھ حساب نہیں اور بے شک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانا ہے اور یاد کرو

عَبْدَنَا أَيُّوبَ ۘ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴿٤١﴾

ہمارے بندہ ایوب کو جب اُس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا لگا دی ف۶۳

ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَ

ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار ف۶۴ یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو ف۶۵ اور ہم نے اُسے اُس کے گھر والے اور

مِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا

ان کے برابر اور عطا فرما دیے اپنی رحمت کرنے ف۶۶ اور عقل مندوں کی نصیحت کو اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر

فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ وَ

اُس سے مار دے ف۶۷ اور قسم نہ توڑ بے شک ہم نے اُسے صابر پایا کیا اچھا بندہ ف۶۸ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے اور

اذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ﴿٤٥﴾ إِنَّا

یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب قدرت اور علم والوں کو ف۶۹ بے شک ہم نے انھیں ایک کھری بات سے

زنجیروں میں جکڑوا کر قید کرتے تھے۔

ف۶۱ جس پر چاہے۔

ف۶۲ جس کسی سے چاہے یعنی آپ کو دینے اور نہ دینے کا اختیار دیا گیا جیسی مرضی ہو کریں۔

ف۶۳ جسم اور مال میں اس سے آپ کا مرض اور اس کے شدائد مراد ہیں۔ (اس واقعہ کا مفصّل بیان سورۂ انبیاء کے رکوع چھ میں گزر چکا ہے)

ف۶۴ چنانچہ آپ نے زمین میں پاؤں مارا اور اس سے آبِ شیریں کا ایک چشمہ ظاہر ہوا اور آپ سے کہا گیا۔

ف۶۵ چنانچہ آپ نے اس سے پیا اور غسل کیا اور تمام ظاہری و باطنی مرض اور تکلیفیں دفع ہوگئیں۔

ف۶۶ چنانچہ مروی ہے کہ جو اولاد آپ کی مرچکی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور اپنے فضل و رحمت سے اتنے ہی اور عطا فرمائے۔

ف۶۷ اپنی بی بی کو جس کو سو ضربیں مارنے کی قسم کھائی تھی دیر سے حاضر ہونے کے باعث۔

ف۶۸ یعنی ایوب علیہ السلام۔

ف۶۹ جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمتِ علمیہ و عملیہ عطا فرمائیں اور اپنی معرفت اور طاعات پر قوت عطا فرمائی۔

اَخۡلَصۡنٰهُمۡ بِخَالِصَةٍ ذِكۡرَى الدَّارِ ۚ﴿۴۶﴾ وَ اِنَّهُمۡ عِنۡدَنَا لَمِنَ الۡمُصۡطَفَيۡنَ

امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے (۶۸) اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے

الۡاَخۡيَارِ ؕ﴿۴۷﴾ وَاذۡكُرۡ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ الۡيَسَعَ وَ ذَا الۡكِفۡلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الۡاَخۡيَارِ ؕ﴿۴۸﴾ هٰذَا

پسندیدہ ہیں اور یاد کرو اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو (۶۹) اور سب اچھے ہیں یہ

ذِكۡرٌ ؕ وَ اِنَّ لِلۡمُتَّقِيۡنَ لَحُسۡنَ مَاٰبٍ ۙ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدۡنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ

نصیحت ہے اور بے شک (۷۰) پرہیز گاروں کا ٹھکانا بھلا بسنے کے باغ ان کے لیے سب دروازے کھلے ہوئے

الۡاَبۡوَابُ ۚ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيۡنَ فِيۡهَا يَدۡعُوۡنَ فِيۡهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ وَّ شَرَابٍ ﴿۵۱﴾

اُن میں تکیہ لگائے (۷۱) ان میں بہت سے میوے اور شراب مانگتے ہیں

وَعِنۡدَهُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ اَتۡرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوۡعَدُوۡنَ لِيَوۡمِ

اور ان کے پاس وہ بیبیاں ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں ایک عمر کی (۷۲) یہ ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ

(۶۸) یعنی دارِ آخرت کی۔ کہ وہ لوگوں کو اسی کی یاد دلاتے ہیں اور کثرت سے اس کا ذکر کرتے ہیں محبّتِ دنیا نے ان کے قلوب میں جگہ نہیں پائی۔

(۶۹) یعنی ان کے فضائل اور ان کے صبر کو تاکہ ان کی پاک خصلتوں سے لوگ نیکیوں کا ذوق وشوق حاصل کریں۔ اور ذوالکفل کی نبوّت میں اختلاف ہے۔

(۷۰) آخرت میں۔

(۷۱) مرصّع تختوں پر۔

(۷۲) یعنی سب سن میں برابر ایسے ہی حسن و جوانی میں آپس میں محبّت رکھنے والی نہ ایک کو دوسرے سے بغض نہ رشک نہ حسد۔

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے ادنیٰ جنتی کو اسی ہزار خادم اور ۷۲ حوریں دی جائیں گی۔ (ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۲۵۷۱، ج ۴، ص ۲۵۴)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی جنتی حُور زمین کی طرف جھانکے تو آسمان سے زمین تک روشنی ہوجائے اور ساری فضا زمین سے آسمان تک خوشبو سے معطر ہوجائے اور اس کے سر کی اوڑھنی (یعنی دوپٹا) دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۸۴، ج ۴، ص ۲۹۵)

حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اگر جنتیوں میں

الْحِسَابِ ۝۵۳ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝۵۴ هٰذَا ؕ وَ اِنَّ لِلطّٰغِيْنَ
دیا جاتا ہے حساب کے دن بے شک یہ ہمارا رزق ہے کہ کبھی ختم نہ ہوگا ۷۵ ان کو تو یہ ہے ۷۶ اور بے شک سرکشوں
لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝۵۵ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۵۶ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ
کا بُرا ٹھکانا جہنم کہ اس میں جائیں گے تو کیا ہی بُرا بچھونا ۷۷ اُن کو یہ ہے تو اُسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ ۷۸
وَّ غَسَّاقٌ ۝۵۷ وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ۝۵۸ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا
اور اسی شکل کے اور جوڑے ۷۹ اُن سے کہا جائے گا یہ ایک اور فوج تمہارے ساتھ ۸۰ دھنسی پڑتی ہے
بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝۵۹ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ
جو تمہاری تھی وہ کہیں گے ان کو کھلی جگہ نہ ملیو آگ میں تو اُن کو جانا ہی ہے وہاں بھی تنگ جگہ میں رہیں تابع بولے بلکہ تمہیں کھلی
لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝۶۰ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي
جگہ نہ ملیو یہ مصیبت تم ہمارے آگے لائے ۸۱ تو کیا ہی بُرا ٹھکانا ۸۲ وہ بولے اے ہمارے رب جو یہ مصیبت ہمارے آگے لایا
النَّارِ ۝۶۱ وَ قَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝۶۲ اَتَّخَذْنٰهُمْ
اسے آگ میں دونا عذاب بڑھا اور ۸۳ بولے ہمیں کیا ہوا ہم ان مردوں کو نہیں دیکھتے جنہیں بُرا سمجھتے تھے ۸۴ کیا ہم نے

سے کوئی شخص (دنیا کی طرف) جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہوجائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹا دے جیسے کہ ستاروں کی روشنی کو سورج مٹا دیتا ہے۔ (ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۲۵۴۷، ج ۴، ص ۲۴۱)

۷۵ ہمیشہ باقی رہے گا وہاں جو چیز لی جائے گی اور خرچ کی جائے گی وہ اپنی جگہ ویسی ہی ہوجائے گی دنیا کی چیزوں کی طرح فنا اور نیست و نابود نہ ہوگی۔

۷۶ یعنی ایمان والوں کو۔

۷۷ بھڑکنے والی آگ کہ وہی فرش ہوگی۔

۷۸ جو جہنمیوں کے جسموں اور ان کے سڑے ہوئے زخموں اور نجاست کے مقاموں سے بہے گی جلتی بدبودار۔

۷۹ قسم قسم کے عذاب۔

۸۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب کافروں کے سردار جہنم میں داخل ہوں گے اور ان کے پیچھے پیچھے ان کی اتباع کرنے والے تو جہنم کے خازن ان سرداروں سے کہیں گے یہ تمہارے متبعین کی فوج ہے جو تمہاری طرح تمہارے ساتھ جہنم میں دھنسی پڑتی ہے۔

۸۱ کہ تم نے پہلے کفر اختیار کیا اور ہمیں اس راہ پر چلایا۔

۸۲ یعنی جہنم نہایت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

ع ۴ ۲۴ ۱۳ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ

انھیں ہنسی بنا لیا ۸۵ یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں ۸۶ بے شک یہ ضرور حق ہے دوزخیوں کا باہم جھگڑا تم

اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

فرماؤ ۸۷ میں ڈر سنانے والا ہی ہوں ۸۸ اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب مالک آسمانوں اور

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ

زمین کا اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے صاحب عزت بڑا بخشنے والا تم فرماؤ وہ ۸۹ بڑی خبر ہے تم اس سے

مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰٓى

غفلت میں ہو ۹۰ مجھے عالم بالا کی کیا خبر تھی جب وہ جھگڑتے تھے ۹۱ مجھے تو یہی وحی

اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ

ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر روشن ڈر سنانے والا ۹۲ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان

۸۳ کفّار کے عمائد اور سردار۔

۸۴ یعنی غریب مسلمانوں کو اور انہیں وہ اپنے دین کا مخالف ہونے کے باعث شریر کہتے تھے اور غریب ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے جب کفّار جہنّم میں انہیں نہ دیکھیں گے تو کہیں گے وہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتے۔

۸۵ اور درحقیقت وہ ایسے نہ تھے دوزخ میں آئے ہی نہیں ہمارا ان کے ساتھ استہزاء کرنا اور ان کی ہنسی بنانا باطل تھا۔

۸۶ اس لئے وہ ہمیں نظر نہ آئے۔ یا یہ معنٰی ہیں کہ ان کی طرف سے آنکھیں پھر گئیں اور دنیا میں ہم ان کے مرتبے اور بزرگی کو نہ دیکھ سکے۔

۸۷ اے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ کے کفّار سے۔

۸۸ تمہیں عذابِ الٰہی کا خوف دلاتا ہوں۔

۸۹ یعنی قرآن یا قیامت یا میرا رسولِ منذر ہونا یا اللہ تعالٰی کا واحد لاشریک لہ ہونا۔

۹۰ کہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے اور قرآنِ پاک اور میرے دین کو نہیں مانتے۔

۹۱ یعنی فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے باب میں۔ یہ حضرت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحتِ نبوّت کی ایک دلیل ہے۔ مدّعا یہ ہے کہ عالمِ بالا میں فرشتوں کا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باب میں سوال و جواب کرنا مجھے کیا معلوم ہوتا اگر میں نبی نہ ہوتا اس کی خبر دینا میری نبوّت اور میرے پاس وحی آنے کی دلیل ہے۔

۹۲ دارمی اور ترمذی کی حدیثوں میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بہترین حال میں اپنے رب عزّوجلّ کے دیدار سے مشرف ہوا۔ (حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ میرے خیال

طِیۡنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّیۡتُهٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِیۡنَ ﴿۷۲﴾

بناؤں گا ۹۳ پھر جب میں اُسے ٹھیک بنالوں ۹۴ اوراس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں ۹۵ تو تم اس کے لیے سجدے

میں یہ واقعہ خواب کا ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حضرت ربُّ العزّت عزّ وعلا وتبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) عالَمِ بالا کے ملائکہ کس بحث میں ہیں؟ میں نے عرض کیا یارب تو ہی دانا ہے۔ حضور نے فرمایا پھر ربُّ العزّت نے اپنا دستِ رحمت وکرم میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کے فیض کا اثر اپنے قلبِ مبارک میں پایا تو آسمان وزمین کی تمام چیزیں میرے علم میں آ گئیں پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا یا محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا تم جانتے ہو کہ عالَمِ بالا کے ملائکہ کس امر میں بحث کررہے ہیں میں نے عرض کیا ہاں اے رب میں جانتا ہوں وہ کفّارات میں بحث کررہے ہیں۔

(جامع ترمذی، کتاب التفسیر، الحدیث ۳۲۴۶، ج ۵، ص ۱۶۰)

اور کفّارات یہ ہیں نمازوں کے بعد مسجد میں ٹھہرنا اور پیادہ پا جماعتوں کے لئے جانا اور جس وقت سردی وغیرہ کے باعث پانی کا استعمال ناگوار ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا جس نے یہ کیا اس کی زندگی بھی بہتر، موت بھی بہتر اور گناہوں سے ایسا پاک صاف نکلے گا جیسا اپنی ولادت کے دن تھا اور فرمایا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَسۡئَلُكَ فِعۡلَ الۡخَیۡرَاتِ وَتَرۡكَ الۡمُنۡكَرَاتِ وَحُبَّ الۡمَسَاكِیۡنَ وَاِذَا اَرَدۡتَّ بِعِبَادِكَ فِتۡنَةً فَاقۡبِضۡنِیۡۤ اِلَیۡكَ غَیۡرَ مَفۡتُوۡنٍ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مجھے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

(مجمع الزوائد کتاب علامات النبوۃ باب ۳۳، الحدیث ۱۴۰۶۷، ج ۸، ص ۵۱۰)

اور ایک روایت میں ہے کہ جو کچھ مشرق ومغرب میں ہے سب میں نے جان لیا۔ امام علّامہ علاؤ الدین علی بن محمّد ابنِ ابراہیم بغدادی معروف بخازِن اپنی تفسیر میں اس کے معنٰی یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سینۂ مبارک کھول دیا اور قلب شریف کو منوّر کردیا اور جو کوئی نہ جانے اس سب کی معرفت آپ کو عطا کردی تاآنکہ آپ نے نعمت ومعرفت کی سردی اپنے قلبِ مبارک میں پائی اور جب قلب شریف منوّر ہو گیا اور سینۂ پاک کُھل گیا تو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے باعلامِ الٰہی جان لیا۔

(جامع ترمذی، کتاب التفسیر، الحدیث ۳۲۴۴، ج ۵، ص ۱۵۸)

۹۳ یعنی (حضرت) آدم کو پیدا کروں گا۔

۹۴ یعنی اس کی پیدائش تمام کردوں۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ
میں گرنا تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا ایک ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا مگر ابلیس نے ۹۶ اس نے غرور کیا اور وہ تھا
الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ
ہی کافروں میں ۹۷ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے
اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ
اپنے ہاتھوں سے بنایا کیا تجھے غرور آ گیا یا تو تھا ہی مغروروں میں ۹۸ بولا میں اس سے بہتر ہوں ۹۹ تو نے مجھے آگ سے

۹۵ اور اس کو زندگی عطا کر دوں۔

۹۶ سجدہ نہ کیا۔

۹۷ یعنی علمِ الٰہی میں۔

۹۸ یعنی اس قوم میں سے جن کا شیوہ ہی تکبر ہے۔

۹۹ اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ اگر آدم آگ سے پیدا کئے جاتے اور میرے برابر بھی ہوتے جب بھی میں انہیں سجدہ نہ کرتا چہ جائیکہ ان سے بہتر ہو کر انہیں سجدہ کروں۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفی الاعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب جنتی زیور میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

یاد رکھو کہ جس آدمی میں تکبر کی شیطانی خصلت پیدا ہو جائے گی اس کا وہی انجام ہوگا جو شیطان کا ہوا کہ وہ دونوں جہان میں خداوند قہار و جبار کی پھٹکار سے مردود اور ذلیل و خوار ہو گیا۔ یاد رکھو کہ تکبر خدا کو بے حد ناپسند ہے اور یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں داخل ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، رقم ۹۱ ص ۶۱)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میدان محشر میں تکبر کرنے والوں کو اس طرح لایا جائے گا کہ ان کی صورتیں انسانوں کی ہوں گی مگر ان کے قد چیونٹیوں کے برابر ہوں گے اور ذلت و رسوائی میں یہ گھرے ہوئے ہوں گے اور یہ لوگ گھسیٹتے ہوئے جہنم کی طرف لائے جائیں گے اور جہنم کے اس جیل خانہ میں قید کر دیئے جائیں گے جس کا نام بولس (ناامیدی) ہے اور وہ ایسی آگ میں جلائے جائیں گے جو تمام آگوں کو جلا دے گی جس کا نام نار الانیار ہے اور ان لوگوں کو جہنمیوں کا پیپ پلایا جائے گا۔
(جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ت، ۱۱۲، رقم ۲۵۰۰، ج ۴، ص ۲۲۱)

پیارے اسلامی بھائیو! کان کھول کر سن لو کہ تم لوگ جو کھانے، کپڑے، چال چلن، مکان و سامان، تہذیب و تمدن، مال و دولت ہر چیز میں اپنے کو دوسروں سے اچھا اور دوسروں کو حقیر سمجھتے رہتے ہو۔ اسی طرح بعض علماء اور بعض عبادت گزار علم و عبادت میں اپنے کو دوسروں سے بہتر اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھ کر اکڑتے ہیں۔ یہی تکبر ہے خدا کے لئے اس شیطانی عادت کو چھوڑ دو اور تواضع و انکساری کی عادت ڈالو۔ یعنی دوسروں کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو دوسروں سے کمتر سمجھو۔

خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ

بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا (لعنت کیا) گیا ف۱۰۰ اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے

اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

قیامت تک ف۱۰۱ بولا اے میرے رب ایسا ہے تو مجھے مہلت دے اُس دن تک کہ اُٹھائے جائیں ف۱۰۲ فرمایا تو تُو مہلت

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ عزوجل کے لئے تواضع وانکساری کریگا اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرمادے گا۔ وہ خود کو چھوٹا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کی نگاہوں میں اس کو عظمت والا بنادے گا اور جو شخص گھمنڈ اور تکبر کریگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو پست کردے گا وہ خود کو بڑا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کو تمام انسانوں کی نظر میں کتے اور خنزیر سے زیادہ ذلیل بنادے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، رقم ۱۱۷۲۴، ج ۴، ص ۱۵۲)

گھمنڈ کا علاج:۔ گھمنڈ کا علاج یہ ہے کہ غریبوں اور مسکینوں کی صحبت میں رہنے لگے اور ان لوگوں کی خدمت کرے۔ تواضع و انکساری کا طریقہ اختیار کرے اور اپنے دل میں یہ ٹھان لے کہ میں ہر مسلمان کی تعظیم اور اس کا اعزاز واکرام کروں گا۔ خواہ اس کے کپڑے کتنے ہی میلے کیوں نہ ہوں میں اس کو اپنے برابر بٹھاؤں گا اور ہر وقت اس کا دھیان رکھے کہ خداوند کریم کا شکر ہے کہ مجھ کو اس نے دوسروں سے اچھا بنایا ہے لیکن وہ جب چاہے مجھ کو سارے جہان سے بدتر بنا سکتا ہے اپنی کمتری اور کوتاہی کا خیال اگر دل میں جم گیا تو تکبر کا بھوت لاکھوں کوس دور بھاگ جائے گا۔ (واللہ اعلم)

ف۱۰۰ اپنی سرکشی ونافرمانی وتکبر کے باعث۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت بدل دی وہ پہلے حسین تھا بدشکل روسیاہ کردیا گیا۔ اور اس کی نورانیّت سلب کردی گئی۔

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح تکبُّر کے باعث اِبلیس (یعنی شیطان) کو اپنے ایمان سے ہاتھ دھونے پڑے! شیطان جس کا نام پہلے عزازِیل تھا، اِبتدا ہی سے سرکش ونافرمان نہ تھا بلکہ اُس نے ہزاروں سال عبادت کی، جنت کا خزانچی رہا، یہ جِن تھا مگر اپنی عبادت و رِیاضت اور علمیّت کے سبب مُعلّم المَلَکُوت یعنی فرشتوں کا اُستاذ بن گیا اور اس قدر مقرّب تھا کہ بارگاہِ خداوندی میں ملائکہ کے پہلو بہ پہلو حاضر ہوتا تھا۔ مگر چند گھڑیوں کے تکبُّر نے اُسے کہیں کا نہ چھوڑا! حکمِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کی نافرمانی کی وجہ سے اُس کی برسوں کی عبادتیں اَکارت (یعنی بے کار) اور ہزاروں سال کی رِیاضتیں پامال ہوگئیں، ذِلّت ورُسوائی اُس کا مقدّر بنی، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق اُس کے گلے پڑ گیا اور وہ جہنّم کے دائمی (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے) عذاب کا مستحق ٹھہرا۔ (اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ)

ف۱۰۱ اور قیامت کے بعد لعنت بھی اور طرح طرح کے عذاب بھی۔

ف۱۰۲ آدم علیہ السلام اور ان کی ذرّیّت اپنے فنا ہونے کے بعد جزا کے لئے۔ اور اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے فراغت پائے اور ان سے اپنا بغض خوب نکالے اور موت سے بالکل بچ جائے کیونکہ اٹھنے کے بعد موت نہیں۔

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ
والوں میں ہے اس جانے ہوئے وقت کے دن تک ۱۰۳ بولا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو
اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٢﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿٨٤﴾
گمراہ کر دوں گا مگر جو ان میں تیرے چُنے ہوئے بندے ہیں فرمایا تو سچ یہ ہے اور میں سچ ہی فرماتا ہوں
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَآ
بے شک میں ضرور جہنم بھر دوں گا تجھ سے ۱۰۴ اور ان میں سے ۱۰۵ جتنے تیری پیروی کریں گے سب سے تم فرماؤ میں اس
اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿٨٦﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ
قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں نہیں وہ تو نہیں مگر نصیحت
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿٨٨﴾
سارے جہان کے لیے اور ضرور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر جانو گے ۱۰۶

ع ۵ ۲۴ ۱۴

اٰیاتھا ۷۵ | ۳۹ سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ ۵۹ | رکوعاتھا ۸

سورۂ زمر مکی ہے ۱ اس میں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
کتاب ۲ اُتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے بے شک ہم نے تمہاری طرف ۳ یہ کتاب حق کے ساتھ

۱۰۳ یعنی نفخۂ اولیٰ تک جس کو خَلق کی فنا کے لئے معیّن فرمایا گیا۔

۱۰۴ مع تیری ذرّیّت کے۔

۱۰۵ یعنی انسانوں میں سے۔

۱۰۶ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ موت کے بعد اور ایک قول یہ ہے کہ قیامت کے روز۔

۱ سورۂ زُمر مکّیہ ہے سوا آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اور آیت اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ کے، اس سورت میں آٹھ ۸ رکوع اور پچھتر ۷۵ آیتیں اور ایک ہزار ایک سو بہتّر ۱۱۷۲ کلمے اور چار ہزار نو سو آٹھ ۴۹۰۸ حرف ہیں۔

۲ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ﴿۲﴾ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا

اُتاری تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہوکر ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے ف۴ اور وہ جنھوں نے اس

مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ وقف لازم

کے سوا اور والی بنا لیے ف۵ کہتے ہیں ہم تو انھیں ف۶ صرف اتنی بات کے لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر

یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ

دیں اللہ ان میں فیصلہ کردے گا اس بات کا جس میں اختلاف کررہے ہیں ف۷ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اُسے جو جھوٹا بڑا ناشکرا

كَفَّارٌ ﴿۳﴾ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۙ

ہو ف۸ اللہ اپنے لیے بچّہ بناتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا ف۹ پاکی ہے اُسے ف۱۰

سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ یُكَوِّرُ

وہی ہے ایک اللہ ف۱۱ سب پر غالب اس نے آسمان اور زمین حق بنائے رات کو

الَّیْلَ عَلَى النَّهَارِ وَ یُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّیْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ

دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے ف۱۲ اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگایا ہر ایک ایک ٹھہرائی میعاد

ف۳ اے سیّدِ عالم محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ف۴ اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔

ف۵ معبود ٹھہرا لئے۔ مراد ان سے بت پرست ہیں۔

ف۶ یعنی بتوں کو۔

ف۷ ایمان داروں کو جنّت میں اور کافروں کو دوزخ میں داخل فرما کر۔

ف۸ جھوٹا اس بات میں کہ بتوں کو اللہ تعالٰی سے نزدیک کرنے والا بتائے اور خدا کے لئے اولاد ٹھہرائے اور ناشکر ایسا کہ بتوں کو پوجے۔

ف۹ یعنی اگر بالفرض اللہ تعالٰی کے لئے اولاد ممکن ہوتی تو وہ جسے چاہتا اولاد بناتا نہ کہ یہ تجویز کفّار پر چھوڑتا کہ وہ جسے چاہیں خدا کی اولاد قرار دیں۔ (معاذ اللہ)

ف۱۰ اولاد سے اور ہر اس چیز سے جو اس کی شانِ اقدس کے لائق نہیں۔

ف۱۱ نہ اس کا کوئی شریک نہ اس کی کوئی اولاد۔

ف۱۲ یعنی کبھی رات کی تاریکی سے دن کے ایک حصّہ کو چھپاتا ہے اور کبھی دن کی روشنی سے رات کے حصّہ کو، مراد یہ

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ﴿۵﴾ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ

کے لیے چلتا ہے ف۱۳ سنتا ہے وہی صاحبِ عزت بخشنے والا ہے اس نے تمہیں ایک جان سے بنایا ف۱۴ پھر اسی سے

مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ؕ یَخْلُقُكُمْ فِیْ

اُس کا جوڑا پیدا کیا ف۱۵ اور تمہارے لیے چوپایوں میں سے ف۱۶ آٹھ جوڑے اُتارے ف۱۷ تمہیں تمہاری ماؤں کے

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ

پیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد اور طرح ف۱۸ تین اندھیریوں میں ف۱۹ یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے

الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۶﴾ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ ۫ وَ

اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں پھر کہاں پھرے جاتے ہو ف۲۰ اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے ف۲۱ اور

لَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَ اِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

اپنے بندوں کی ناشکری اُسے پسند نہیں اور اگر شکر کرو تو اُسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے ف۲۲ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان

اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ

دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی ف۲۳ پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے ف۲۴ تو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے ف۲۵

ہے کہ کبھی دن کا وقت گھٹا کر رات کو بڑھاتا ہے، کبھی رات گھٹا کر دن کو زیادہ کرتا ہے۔ اور رات اور دن میں سے گھٹنے والا گھٹتے گھٹتے دس گھنٹہ کا رہ جاتا ہے اور بڑھنے والا بڑھتے بڑھتے چودہ گھنٹے کا ہو جاتا ہے۔

ف۱۳ یعنی قیامت تک وہ اپنے مقرر نظام پر چلتے رہیں گے۔

ف۱۴ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے۔

ف۱۵ یعنی حضرت حوّا کو۔

ف۱۶ یعنی اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ سے۔

ف۱۷ یعنی پیدا کئے جوڑوں سے، مراد نر اور مادّہ ہیں۔

ف۱۸ یعنی نطفہ پھر علقہ (خون بستہ) پھر مضغہ (گوشت پارہ)۔

ف۱۹ ایک اندھیری پیٹ کی دوسری رحم کی تیسری بچّہ دان کی۔

ف۲۰ اور طریقِ حق سے دور ہوتے ہو کہ اس کی عبادت چھوڑ کر غیر کی عبادت کرتے ہو۔

ف۲۱ یعنی تمہاری طاعت و عبادت سے اور تم ہی اس کے محتاج ہو۔ ایمان لانے میں تمہارا ہی نفع اور کافر ہو جانے میں تمہارا ہی ضرر ہے۔

ف۲۲ کہ وہ تمہاری کامیابی کا سبب ہے اس پر تمہیں ثواب دے گا اور جنّت عطا فرمائے گا۔

عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝۷ وَ اِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيۡبًا

بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور جب آدمی کو کوئی وا۲۶ تکلیف پہونچتی ہے اپنے رب کو پکارتا ہے اسی طرف جھکا ہوا ۲۷

اِلَيۡهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعۡمَةً مِّنۡهُ نَسِىَ مَا كَانَ يَدۡعُوۡۤا اِلَيۡهِ مِنۡ قَبۡلُ

پھر جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے جس لیے پہلے پکارا تھا ۲۸ اور اللہ کے لیے برابر والے

وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنۡدَادًا لِّيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ؕ قُلۡ تَمَتَّعۡ بِكُفۡرِكَ قَلِيۡلًا ‌ۖ اِنَّكَ

ٹھہرانے لگتا ہے وا۲۹ تاکہ اس کی راہ سے بہکا دے تم فرماؤ وا۳۰ تھوڑے دن اپنے کفر کے ساتھ برت لے وا۳۱ بیشک

مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۝۸ اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيۡلِ سَاجِدًا وَّقَآٮِٕمًا يَّحۡذَرُ

تو دوزخیوں میں ہے کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں وا۳۲ آخرت سے ڈرتا

وا۲۳ یعنی کوئی شخص دوسرے کے گناہ میں ماخوذ نہ ہوگا۔

وا۲۴ آخرت میں۔

وا۲۵ دنیا میں اور اس کی تمہیں جزا دے گا۔

وا۲۶ یہاں آدمی سے مطلقاً کافر یا خاص ابوجہل یا عتبہ بن ربیعہ مراد ہے۔

وا۲۷ اسی سے فریاد کرتا ہے۔

وا۲۸ یعنی اس شدّت و تکلیف کو فراموش کر دیتا ہے جس کے لئے اللہ سے فریاد کی تھی۔

وا۲۹ یعنی حاجت بر آری کے بعد پھر بت پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

وا۳۰ اے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کافر سے۔

وا۳۱ اور دنیا کی زندگی کے دن پورے کر لے۔

وا۳۲ شانِ نزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی شان میں نازل ہوئی اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حق میں نازل ہوئی (اَلزَّوَاجِرُ عَنۡ اِقۡتِرَافِ الۡکَبَائِرِ ص ۷۹)

اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابنِ مسعود اور حضرت عمار اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔

فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ رات کے نوافل و عبادت دن کے نوافل سے افضل ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ رات کا عمل پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے وہ ریا سے بہت دور ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دنیا کے کاروبار بند ہوتے ہیں اس لئے قلب بہ نسبت دن کے بہت فارغ ہوتا ہے اور توجہ اِلَی اللہ اور خشوع دن سے زیادہ رات میں میسّر آتا ہے۔ تیسرے رات چونکہ راحت و خواب کا وقت ہوتا ہے اس لئے اس میں بیدار رہنا نفس کو بہت مشقّت و تعب میں ڈالتا

الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ

اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے ۳۳ کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان

لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۹﴾ قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا ع ۱۵

نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں تم فرماؤ اے میرے بندو جو ایمان لائے اپنے

رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ؕ وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا

رب سے ڈرو جنھوں نے بھلائی کی ۳۴ اُن کے لیے اس دنیا میں بھلائی ہے ۳۵ اور اللہ کی زمین وسیع ہے ۳۶ صابروں

یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ

ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی ۳۷ تم فرماؤ ۳۸ مجھے حکم ہے کہ اللہ کو

ہے تو ثواب بھی اس کا زیادہ ہوگا۔

۳۳ اس سے ثابت ہوا کہ مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ بین الخوف والرجاء ہو، اپنے عمل کی تقصیر پر نظر کر کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے، دنیا میں بالکل بے خوف ہونا یا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مطلقاً مایوس ہونا یہ دونوں قرآنِ کریم میں کفّار کی حالتیں بتائی گئی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ وَقَالَ تَعَالٰی لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ.

امیر المؤمنین سیّدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا، اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف رکھو کہ تمہیں گمان ہونے لگے کہ اگر تم تمام اہلِ زمین کی نیکیاں اس کی بارگاہ میں پیش کرو تو وہ انہیں قبول نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھو کہ تم سمجھو کہ اگر سب اہلِ زمین کی برائیاں لے کر اس کی بارگاہ میں جاؤ گے تو بھی تمہیں بخش دے گا۔

(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، باب بیان ان الافضل ھو غلبۃ الخوف...الخ، ج ۴، ص ۲۰۲)

۳۴ طاعت بجالائے اور اچھے عمل کئے۔

۳۵ یعنی صحت و عافیت۔

۳۶ اس میں ہجرت کی ترغیب ہے کہ جس شہر میں معاصی کی کثرت ہو اور وہاں رہنے سے آدمی کو اپنی دینداری پر قائم رہنا دشوار ہو جائے چاہئے کہ اس جگہ کو چھوڑ دے اور وہاں سے ہجرت کر جائے۔

شانِ نزول: یہ آیت مہاجرینِ حبشہ کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ہمراہیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مصیبتوں اور بلاؤں پر صبر کیا اور ہجرت کی اور اپنے دِین پر قائم رہے اس کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّیْۤ

پوجوں نرا اس کا بندہ ہو کر اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں ۳۹ تم فرماؤ بالفرض اگر مجھ

اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ

سے نافرمانی ہوجائے تو مجھے بھی اپنے رب سے ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ۴۰ تم فرماؤ میں اللہ ہی کو پوجتا ہوں نرا

۳۷ حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر نیکی کرنے والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا سوائے صبر کرنے والوں کے کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ اصحابِ مصیبت و بلا حاضر کئے جائیں گے نہ ان کے لئے میزان قائم کی جائے، نہ ان کے لئے دفتر کھولے جائیں ان پر اجروثواب کی بے حساب بارش ہوگی یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش وہ اہلِ مصیبت میں سے ہوتے اور ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے گئے ہوتے کہ آج یہ صبر کا اجر پاتے۔

(ترمذی، کتاب الزھد، باب (۵۹)، رقم ۲۴۱۰، ج ۴، ص ۱۸۰) (المعجم الکبیر، رقم ۱۲۸۲۹، ج ۱۲، ص ۱۴۱)

حضرتِ سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا جب اللہ عزوجل کسی سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے لہٰذا جو صبر کرے اسکے لئے صبر ہے اور جو چیخے چلاّئے (یعنی بے صبری کرے) اسکے لئے چیخنا ہی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند محمود بن لبید، رقم ۲۳۶۹۵، ج ۹، ص ۱۶۰)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا بے شک زیادہ اجر سخت آزمائش پر ہی ہے اور اللہ عزوجل جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے تو جو اس کی قضا پر راضی ہو اس کے لئے رضا ہے اور جو ناراض ہو اس کے لئے ناراضگی ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، رقم ۴۰۳۱، ج ۴، ص ۳۷۴)

۳۸ اے سیّدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۳۹ اور اہلِ طاعت و اخلاص میں مقدم و سابق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اخلاص کا حکم دیا جو عملِ قلب ہے پھر اطاعت یعنی اعمالِ جوارح کا چونکہ احکامِ شرعیہ رسول سے حاصل ہوتے ہیں وہی انکے پہچانے والے ہیں تو وہ ان کے شروع کرنے میں سب سے مقدم اور اوّل ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ حکم دے کر تنبیہ کی کہ دوسروں پر اس کی پابندی نہایت ضروری ہے اور دوسروں کی ترغیب کے لئے نبی علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا۔

۴۰ شانِ نزول: کفّارِ قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا تھا کہ آپ اپنی قوم کے سرداروں اور اپنے رشتہ داروں کو نہیں دیکھتے جو لات وعزّٰی کی پرستش کرتے ہیں ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

دِيْنِيْ ﴿١٤﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا

اس کا بندہ ہو کر تو تم اس کے سوا جسے چاہو پوجو ف۴۱ تم فرماؤ پوری ہار اُنھیں جو

اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿١٥﴾ لَهُمْ مِّنْ

اپنی جان اور اپنے گھر والے قیامت کے دن ہار بیٹھے ف۴۲ ہاں ہاں یہی کھلی ہار ہے اُن کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں

فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ

اور اُن کے نیچے پہاڑ ف۴۳ اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو ف۴۴

يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿١٦﴾ وَ الَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ

اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو ف۴۵ اور وہ جو بتوں کی پوجا سے بچے اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے اُنھیں کے

لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

لیے خوشخبری ہے تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سُنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں ف۴۶

اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿١٨﴾ اَفَمَنْ

یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور یہ ہیں جن کو عقل ہے ف۴۷ تو کیا وہ جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی نجات والوں

حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ ۚ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

کے برابر ہو جائے گا تو کیا تم ہدایت دے کر آگ کے مستحق کو بچا لو گے ف۴۸ لیکن جو اپنے رب سے ڈرے ف۴۹

ف۴۱ یہ بہ طریقِ تہدید و توبیخ فرمایا۔

ف۴۲ یعنی گمراہی اختیار کر کے ہمیشہ کے لئے مستحقِ جہنّم ہو گئے اور جنّت کی نعمتوں سے محروم ہو گئے جو ایمان لانے پر انہیں ملتیں۔

ف۴۳ یعنی ہر طرف سے آگ انہیں گھیرے ہوئے ہے۔

ف۴۴ کہ ایمان لائیں اور ممنوعات سے بچیں۔

ف۴۵ وہ کام نہ کرو جو میری ناراضی کا سبب ہو۔

ف۴۶ جس میں ان کی بہبود ہو۔

ف۴۷ شانِ نزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو آپ کے پاس حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن ابنِ عوف اور طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید آئے اور ان سے حال دریافت کیا انہوں نے اپنے ایمان کی خبر دی یہ حضرات بھی سُن کر ایمان لے آئے ان کے حق

رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ وَعْدَ

اُن کے لیے بالا خانے ہیں اُن پر بالا خانے بنے ف۵۰ ان کے نیچے نہریں بہیں اللہ کا وعدہ

اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا

فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ

پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی ف۵۱ پھر

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ ع

سوکھ جاتی ہے تو تُو دیکھے کہ وہ ف۵۲ پیلی پڑ گئی پھر اُسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بے شک اس میں دھیان کی بات ہے عقل مندوں

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ

کو ف۵۳ تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ف۵۴ تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے ف۵۵ اس جیسا ہو جائے

قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ

گا جو سنگ دل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں ف۵۶ وہ کھلی گمراہی میں ہیں اللہ نے

میں یہ نازل ہوئی فَبَشِّرْ عِبَادِ الآیۃ۔

ف۴۸ جو ازلی بدبخت اور علمِ الٰہی میں جہنمی ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مراد اس سے ابولہب اور اس کے لڑکے ہیں۔

ف۴۹ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی۔

ف۵۰ یعنی جنّت کے منازلِ رفیعہ جن کے اوپر اور ارفع منازل ہیں۔

ف۵۱ زرد، سبز، سرخ، سفید قسم قسم کی گیہوں، جَو اور طرح طرح کے غلّے۔

ف۵۲ سرسبز و شاداب ہونے کے بعد۔

ف۵۳ جو اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و قدرت پر دلیلیں قائم کرتے ہیں۔

ف۵۴ اور اس کو قبولِ حق کی توفیق عطا فرمائی۔

ف۵۵ یعنی یقین و ہدایت پر۔ الحدیث: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب یہ آیت تلاوت فرمائی تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سینہ کا کُھلنا کس طرح ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب نور قلب میں داخل ہوتا ہے تو وہ کُھلتا ہے اور اس میں وسعت ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا اس کی کیا علامت ہے؟ فرمایا دارالخُلود کی طرف متوجّہ ہونا اور دارالغرور (دنیا) سے دور رہنا اور موت کے لئے اس کے آنے سے قبل آمادہ ہونا۔

اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖۗ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ

اُتاری سب سے اچھی کتاب ۵۷ کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے ۵۸ دوہرے بیان والی ۵۹ اس سے بال کھڑے ہوتے

یَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَ قُلُوۡبُهُمۡ اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ ؕ

ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں ۶۰ یادِ خدا کی طرف رغبت

ذٰلِکَ هُدَی اللّٰهِ یَهۡدِیۡ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

میں یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اُسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں تو کیا وہ

مِنۡ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنۡ یَّتَّقِیۡ بِوَجۡهِهٖ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ وَ

قیامت کے دن بُرے عذاب کی ڈھال نہ پائے گا اپنے چہرے کے سوا ۶۱ نجات والے کی طرح ہو جائے گا ۶۲ اور

۵۶ نفس جب خبیث ہوتا ہے تو قبولِ حق سے اس کو بہت دوری ہو جاتی ہے اور ذکر اللہ کے سننے سے اس کی سختی اور کدورت بڑھتی ہے جیسے کہ آفتاب کی گرمی سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سخت ہوتا ہے ایسے ہی ذکر اللہ سے مومنین کے قلوب نرم ہوتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے۔

فائدہ: اس آیت سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنا چاہئے جنہوں نے ذکر اللہ کو روکنا اپنا شعار بنا لیا ہے وہ صوفیوں کے ذکر کو بھی منع کرتے ہیں، نمازوں کے بعد ذکر اللہ کرنے والوں کو بھی روکتے اور منع کرتے ہیں، ایصالِ ثواب کے لئے قرآنِ کریم اور کلمہ پڑھنے والوں کو بھی بدعتی بتاتے ہیں، اور ان ذکر کی محفلوں سے نہایت گھبراتے اور بھاگتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

۵۷ قرآن شریف جو عبارت میں ایسا فصیح و بلیغ کہ کوئی کلام اس سے کچھ نسبت ہی نہیں رکھ سکتا، مضمون نہایت دل پذیر باوجود یہ کہ نہ نظم ہے نہ شعر، نرالے ہی اسلوب پر ہے اور معنیٰ میں ایسا بلند مرتبہ کہ تمام علوم کا جامع اور معرفتِ الٰہی جیسی عظیم الشان نعمت کا رہنما۔

۵۸ حسن و خوبی میں۔

۵۹ کہ اس میں وعد کے ساتھ وعید اور امر کے ساتھ نہی اور اخبار کے ساتھ احکام ہیں۔

۶۰ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے کہ ذکرِ الٰہی سے ان کے بال کھڑے ہوتے جسم لرزتے ہیں اور دل چین پاتے ہیں۔

۶۱ وہ کافر ہے جس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیئے جائیں گے اور اس کی گردن میں گندھک کا ایک جلتا ہوا پہاڑ پڑا ہوگا جو اس کے چہرے کو بھونے ڈالتا ہوگا اس حال سے اوندھا کر کے آتشِ جہنم میں گرایا جائے گا۔

۶۲ یعنی اس مومن کی طرح جو عذاب سے مامون و محفوظ ہو۔

قِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ظالموں سے فرمایا جائے گا اپنا کمایا چکھو ۶۳ ان سے اگلوں نے جھٹلایا ۶۴ تو انھیں

فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ

عذاب آیا جہاں سے انھیں خبر نہ تھی ۶۵ اور اللہ نے انھیں دنیا کی زندگی میں رسوائی

الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا وقف لازم

کا مزہ چکھایا ۶۶ اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ۶۷ اور بے شک ہم نے لوگوں

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ ۚ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح انھیں دھیان ہو ۶۸ عربی زبان کا قرآن ۶۹

غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ

جس میں اصلاً کجی نہیں ۷۰ کہ کہیں وہ ڈریں ۷۱ اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ۷۲ ایک غلام میں کئی بدخو

مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ

آقا شریک اور ایک نرے ایک مولیٰ کا کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے ۷۳ سب خوبیاں اللہ کو ۷۴ بلکہ ان

۶۳ یعنی دنیا میں جو کفر، سرکشی اختیار کی تھی اب اس کا وبال وعذاب برداشت کرو۔

۶۴ یعنی کفّارِ مکّہ سے پہلے کافروں نے رسولوں کو جھٹلایا۔

۶۵ عذاب آنے کا خطرہ بھی نہ تھا غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔

۶۶ کسی قوم کی صورتیں مسخ کیں، کسی کو زمین میں دھنسایا۔

۶۷ اور ایمان لے آتے تکذیب نہ کرتے۔

۶۸ اور وہ نصیحت قبول کریں۔

۶۹ ایسا فصیح جس نے فصحاء وبلغاء کو عاجز کر دیا۔

۷۰ یعنی تناقص واختلاف سے پاک۔

۷۱ اور کفر وتکذیب سے باز آئیں۔

۷۲ مشرک اور موحّد کی۔

۷۳ یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجالائے اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو جب کوئی

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

کے اکثر نہیں جانتے ۵۵ بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے ۵۶ پھر تم قیامت

ع ۳ ۱۷ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾ ع

کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے ۵۷

حاجت وضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی یہ حال مومن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دے دیئے ہیں۔

۵۴ جو اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۵۵ کہ اس کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں۔

۵۶ اس میں کفّار کا رد ہے جو سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا گیا کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے کفّار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے۔ اس پر بہت سی شرعی براہینیں قائم ہیں۔

۵۷ انبیاء امّت پر حجّت قائم کریں گے کہ انہوں نے رسالت کی تبلیغ کی اور دِین کی دعوت دینے میں جُہدِ بلیغ صرف فرمائی اور کافر بے فائدہ معذرتیں پیش کریں گے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اختصامِ عام ہے کہ لوگ دنیوی حقوق میں مخاصمہ کریں گے اور ہر ایک اپنا حق طلب کرے گا۔

الجزء ۲۴

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۷۸ اور حق کو جھٹلائے ۷۹ جب اُس کے پاس آئے کیا

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ

جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے ۸۰ اور وہ جنھوں نے ان کی تصدیق کی ۸۱ یہی ڈر والے

۷۸ اور اس کے لئے شریک اور اولاد قرار دے۔

۷۹ یعنی قرآن شریف کو یا رسول علیہ السلام کی رسالت کو۔

۸۰ یعنی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو توحید الٰہی لائے۔

۸۱ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تمام مومنین۔

مبلغ اسلام حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ میں فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرتِ سیّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایک دن حضرتِ سیّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولیٰ مشکل کشا حضرتِ سیّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسَلَّم کے حجرۂ اقدس کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرتِ سیّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے حضرتِ سیّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: آپ آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دیں اور اسے کھولنے کی دیرینہ التجا کریں۔ حضرتِ سیّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے علی! آپ آگے بڑھئے۔

حضرتِ سیّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے متعلق میں نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میرے بعد کسی ایسے شخص پر سورج طلوع وغروب نہ ہوگا جو ابوبکر صدیق سے افضل ہو۔

(الثقات لابن حبان، کتاب اتباع التابعین، الرقم ۲۶۸۹ عبدالملک بن عبدالعزیز، ج ۴، ص ۵۷)

(حلیہ الاولیاء، عطاء بن ابی رباح، الحدیث ۴۳۱۵، ج ۳، ص ۳۷۳)

حضرتِ سیّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے متعلق آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے سب سے بہترین خاتون (یعنی حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سب سے بہترین مرد (یعنی حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو عطا کی۔

حضرتِ سیّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں حضور سیّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینۂ مبارکہ کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر صدیق کا سینہ دیکھ لے۔

حضرتِ سیّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی شان میں حضور نبیِّ

پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: جوحضرتِ آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام، حضرتِ یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام اوران کا حُسن، حضرتِ موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام اوران کی نماز، حضرتِ عیسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام اور ان کا زہداور مجھے اورمیری صورت دیکھنا چاہے وہ علی کودیکھ لے۔

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں نبیِّ مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: جب قیامت کی گھڑیوں میں حسرت وندامت کے دن تمام مخلوق جمع ہوگی توحق تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کرے گا: اے ابوبکر! تم اورتم سے محبت کرنے والے جنت میں داخل ہوجائیں۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی طرف غزوہ حنین اور غزوۂ خیبر کے دن نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے کھجور اور دودھ ہدیۃً بھیجا اور ارشادفرمایا: یہ فتح ونصرت کے طالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف ہدیہ ہے۔

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: اے ابوبکر! تم میری آنکھ (کی ٹھنڈک) ہو۔ (پھر فرمایا:) میں حسن وحسین سے محبت کرتا ہوں تو میں نے پھر سجدۂ شکر ادا کیا۔

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: اگر ابوبکر کا ایمان اہلِ زمین کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان ان سب پر بھاری ہوجائے۔

(شعب الایمان للبیھقی، باب القول فی زیادۃ الایمان۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۳۶، ج۱، ص ۶۹، راوی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: علی قیامت کے دن اپنی اولاد اور زوجہ کے ساتھ اونٹوں کی سواریوں پرسوار ہوکر آئیں گے، لوگ پوچھیں گے: یہ کون سے نبی ہیں؟ تو ایک منادی ندا کریگا: یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا دوست علی بن ابی طالب ہے۔

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں نبیِّ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: کل بروزِ قیامت اہلِ محشر جنت کے آٹھوں دروازوں سے یہ آوازسنیں گے: اے صدیق اکبر! جس دروازے سے چاہو (جنت میں) داخل ہوجاؤ۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: (جنت میں) میرے اورحضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کے محل کے درمیان علی بن ابی طالب کا محل ہے۔

حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کے حق میں حضور

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾

ہیں ان کے لیے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس نیکوں کا یہی صلہ ہے تاکہ اللہ ان

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ

سے اُتار دے بُرے سے بُرا کام جو انھوں نے کیا اور انھیں اُن کے ثواب کا صلہ دے اچھے سے اچھے کام پر وٖ۸۲ جو وہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ

کرتے تھے کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں وٖ۸۳ اور تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے وٖ۸۴

پرنور، شافعِ یومُ النشور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: آسمان والے مقرّبینِ بارگاہِ الٰہی، نوری فرشتے اور ملأ اعلیٰ روزانہ ابوبکر صدیق کا دیدار کرتے ہیں۔

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی شان میں اور جس کے گھر والوں کی شان میں اللہ عزَّ وَجلَّ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمۂ کنزالایمان: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ (پ29، الدھر:8)

حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا جس کی شان اللہ عزَّ وَجلَّ یوں بیان فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔ (پ24، الزمر:33)

اللہ عزَّ وَجلَّ کی طرف سے حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ الصلٰوۃ والسلام نے حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ عزَّ وَجلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! اللہ عزَّ وَجلَّ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کے ملائکہ اس وقت ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ان کے مابین ہونے والے حسنِ جواب اور حسنِ ادب کو سماعت کر رہے ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ان کے پاس تشریف لے جایئے اور تیسرے فرد ہو جایئے کہ اللہ عزَّ وَجلَّ کی رضا و رحمت نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اور ان کے ساتھ حسنِ ادب اور حسنِ اسلام و ایمان کو خاص کر دیا ہے۔ چنانچہ، حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو ویسے ہی پایا جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا جبرائیلِ امین علیہ الصلٰوۃ والسلام نے بیان کیا تھا پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے دونوں کے چہروں کو بوسۂ رحمت سے نوازا اور ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تمام سمندر سیاہی ہو جائیں، تمام درخت قلم بن جائیں، آسمان و زمین والے کاتب بن جائیں تو بھی تمہارے فضل و مرتبہ اور تمہارے اجر و ثواب کو لکھنے سے عاجز آجائیں گے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ ص ۲۰۵)

وٖ۸۲ یعنی ان کی بدیوں پر گرفت نہ کرے اور نیکیوں کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

دُوْنِهٖ ؕ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ﴿۳۶﴾ وَ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اُسے کوئی بہکانے

مُّضِلٍّ ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ

والا نہیں کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے والا نہیں ۸۵ اور اگر تم اُن سے پوچھو

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے ۸۶ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ۸۷ اگر

اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ

اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے ۸۸ تو کیا وہ اس کی بھیجی تکلیف ٹال دیں گے یا وہ مجھ پر مہر (رحم) فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی

هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ

مہر (رحم) کو روک رکھیں گے ۸۹ تم فرماؤ اللہ مجھے بس ہے ۹۰ بھروسے والے اس پر بھروسہ کریں تم فرماؤ

۸۳ یعنی سیدِ عالم محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اور ایک قرأت میں عِبَادَہٗ بھی آیا ہے اس صورت میں انبیاء علیہم السلام مراد ہیں جن کے ساتھ ان کی قوموں نے ایذا رسانی کے ارادے کئے اللہ تعالٰی نے انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور ان کی کفایت فرمائی۔

۸۴ یعنی بتوں سے۔ واقعہ یہ تھا کہ کفّارِ عرب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ڈرانا چاہا اور آپ سے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں یعنی بتوں کی برائی بیان کرنے سے باز آیئے ورنہ وہ آپ کو نقصان پہنچائیں گے ہلاک کر دیں گے یا عقل کو فاسد کر دیں گے۔

۸۵ بے شک وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لیتا ہے۔

۸۶ یعنی یہ مشرکین خدائے قادر، علیم، حکیم کی ہستی کے تو مقِر ہیں اور یہ بات تمام خَلق کے نزدیک مسلّم ہے اور خَلق کی فطرت اس کی شاہد ہے اور جو شخص آسمان و زمین کے عجائب میں نظر کرے اس کو یقینی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ موجودات ایک قادرِ حکیم کی بنائی ہوئی ہے، اللہ تعالٰی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان مشرکین پر حجّت قائم کیجئے چنانچہ فرماتا ہے۔

۸۷ یعنی بتوں کو یہ بھی تو دیکھو کہ وہ کچھ بھی قدرت رکھتے ہیں اور کسی کام بھی آ سکتے ہیں؟

۸۸ کسی طرح کی مرض کی یا قحط کی یا ناداری کی یا اور کوئی۔

۸۹ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشرکین سے یہ سوال فرمایا تو وہ لاجواب ہوئے اور ساکت رہ گئے اب حجّت تمام ہو گئی اور ان کے سکوتی اقرار سے ثابت ہو گیا کہ بت محض بے قدرت ہیں نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں نہ کچھ ضرر ان

يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ

اے میری قوم اپنی جگہ کام کیے جاؤ ۹۱ میں اپنا کام کرتا ہوں ۹۲ تو آگے جان جاؤ گے کس پر آتا ہے

عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

وہ عذاب کہ اُسے رُسوا کرے گا ۹۳ اور کس پر اُترتا ہے عذاب کہ رہ پڑے گا ۹۴ بے شک ہم نے تم پر یہ کتاب لوگوں کی

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ

ہدایت کو حق کے ساتھ اُتاری ۹۵ تو جس نے راہ پائی تو اپنے بھلے کو ۹۶ اور جو بہکا وہ اپنے ہی بُرے کو بہکا ۹۷ اور تم کچھ

مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ ع اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِىْ لَمْ

ان کے ذمہ دار نہیں ۹۸ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں اُنھیں ان کے سوتے میں

تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى

پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اُسے روک رکھتا ہے ۹۹ اور دوسری ۱۰۰ ایک میعاد

کی عبادت کرنا نہایت ہی جہالت ہے اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔

۹۰ میرا اسی پر بھروسہ ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا تم جو مجھے بت جیسی بے قدرت و بے اختیار چیزوں سے ڈراتے ہو یہ تمہاری نہایت ہی بے وقوفی و جہالت ہے۔

۹۱ اور جو جو مکر و حیلے تم سے ہوسکیں میری عداوت میں سب ہی کر گزرو۔

۹۲ جس پر مامور ہوں۔ یعنی دِین کا قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ میرا مُعین و ناصر ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔

۹۳ چنانچہ روزِ بدر وہ رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔

۹۴ یعنی دائم ہوگا اور وہ عذابِ جہنّم ہے۔

۹۵ تاکہ اس سے ہدایت حاصل کریں۔

۹۶ کہ اس راہ یابی کا نفع وہی پائے گا۔

۹۷ اس کی گمراہی کا ضرر اور وبال اسی پر پڑے گا۔

۹۸ تم سے ان کی تقصیر کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔

۹۹ یعنی اس جان کو اس کے جسم کی طرف واپس نہیں کرتا۔

میرے ولی نعمت، میرے آقا اعلیحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین وملّت، حامی سنّت، ماحی بدعت، عالِمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں۔

اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا

مقرر تک چھوڑ دیتا ہے ۱۰۰ ۱ بےشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے ۱۰۲ کیا انھوں نے اللہ کے مقابل

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَ لَوْ كَانُوْا لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ

کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں ۱۰۳ تم فرماؤ کیا اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں ۱۰۴ اور نہ عقل رکھیں تم فرماؤ شفاعت تو سب

لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَیْهِ

اللہ کے ہاتھ میں ہے ۱۰۵ اُسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اُسی کی

تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

طرف پلٹنا ہے ۱۰۶ اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے دل سمٹ جاتے ہیں اُن کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ۱۰۷

بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَ اِذَا ذُكِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ

اور جب اُس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے ۱۰۸ جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں تم عرض کرو اے اللہ

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ

آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے نہاں (پوشیدہ) اور عیاں (ظاہر) کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے

ایک لفظِ تَوَفّی کا معنی دونوں کے واسطے فرمایا گیا۔ تَوَفّی مَنام (یعنی نیند) کو بھی شامل ہے اور موت کو بھی۔

(تفسیر الطبری، ال عمران، تحت الآیۃ ۵۵، ج ۳، ص ۲۸۸، ۲۸۹)

۱۰۰ جس کی موت مقدر نہیں فرمائی اس کو۔

۱۰۱ یعنی اس کی موت کے وقت تک۔

۱۰۲ جو سوچیں اور سمجھیں کہ جو اس پر قادر ہے وہ ضرور مُردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔

۱۰۳ یعنی بت جن کی نسبت وہ کہتے تھے کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے شفیع ہیں۔

۱۰۴ نہ شفاعت کے نہ اور کسی چیز کے۔

۱۰۵ جو اس کا ماذون ہو وہی شفاعت کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے شفاعت کا اذن دیتا ہے بتوں کو اس نے شفیع نہیں بنایا اور عبادت تو خدا کے سوا کسی کی بھی جائز نہیں شفیع ہو یا نہ ہو۔

۱۰۶ آخرت میں۔

۱۰۷ اور وہ بہت تنگ دل اور پریشان ہوتے ہیں اور ناگواری کا اثر ان کے چہروں پر ظاہر ہو جاتا ہے۔

۱۰۸ یعنی بتوں کا۔

فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا

گا جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے ف۱۰۹ اور اگر ظالموں کے لیے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کے ساتھ اُس

وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ

جیسا ف۱۱۰ تو یہ سب چھڑائی (چھڑانے) میں دیتے روز قیامت کے بڑے عذاب سے ف۱۱۱ اور اُنھیں اللہ کی طرف سے وہ

اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا

بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی ف۱۱۲ اور ان پر اپنی کمائی ہوئی بُرائیاں کھل گئیں ف۱۱۳ اور ان پر آ پڑا وہ جس کی

كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا٘ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ

ہنسی بناتے تھے ف۱۱۴ پھر جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں بلاتا ہے پھر جب اُسے ہم اپنے پاس سے کوئی

نِعْمَةً مِّنَّا١ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ ؕ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

نعمت عطا فرمائیں کہتا ہے یہ تو مجھے ایک علم کی بدولت ملی ہے ف۱۱۵ بلکہ وہ تو آزمائش ہے ف۱۱۶ مگر ان میں بہتوں (اکثر) کو

یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَاۤ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

علم نہیں ف۱۱۷ ان سے اگلے بھی ایسے ہی کہہ چکے ف۱۱۸ تو اُن کا کمایا ان کے کچھ کام نہ آیا

ف۱۰۹ یعنی امرِ دین میں۔ ابنِ مسیّب سے منقول ہے کہ یہ آیت پڑھ کر جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔

ف۱۱۰ یعنی اگر بالفرض کافر تمام دنیا کے اموال و ذخائر کے مالک ہوتے اور اتنا ہی اور بھی ان کے مِلک میں ہوتا۔

ف۱۱۱ کہ کسی طرح یہ اموال دے کر انہیں اس عذابِ عظیم سے رہائی مل جائے۔

ف۱۱۲ یعنی ایسے ایسے عذابِ شدید جن کا انہیں خیال بھی نہ تھا اور اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ گمان کرتے ہوں گے کہ ان کے پاس نیکیاں ہیں اور جب نامۂ اعمال کھلیں گے تو بدیاں ظاہر ہوں گی۔

ف۱۱۳ جو انہوں نے دنیا میں کی تھیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا اور اس کے دوستوں پر ظلم کرنا وغیرہ۔

ف۱۱۴ یعنی نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے خبر دینے پر وہ جس عذاب کی ہنسی بنایا کرتے تھے وہ نازل ہوگیا اور اس میں گھر گئے۔

ف۱۱۵ یعنی میں معاش کا جو علم رکھتا ہوں اس کے ذریعہ سے میں نے یہ دولت کمائی جیسا کہ قارون نے کہا تھا۔

ف۱۱۶ یعنی یہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش و امتحان ہے کہ بندہ اسی پر شکر کرتا ہے یا ناشکری۔

ف۱۱۷ کہ یہ نعمت وعطا استدراج و امتحان ہے۔

ف۱۱۸ یعنی یہ بات قارون نے بھی کہی تھی کہ یہ دولت مجھے اپنے علم کی بدولت ملی اور اس کی قوم اس کی اس بے ہودہ

يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَآءِ

تو ان پر پڑ گئیں ان کی کمائیوں کی برائیاں ف۱۱۹ اور وہ جو ان میں ظالم ہیں عنقریب ان پر پڑیں

سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

گی ان کی کمائیوں کی برائیاں اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے ف۱۲۰ کیا انھیں معلوم نہیں کہ اللہ روزی

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع ۵ ۲

کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ فرماتا ہے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ف۱۲۱ اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو بے شک

اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ

اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے ف۱۲۲ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ ف۱۲۳

وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اتَّبِعُوْۤا

اور اس کے ف۱۲۴ حضور گردن رکھو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو اور اس کی

گوئی پر راضی رہی تھی تو وہ بھی قائلوں میں شمار ہوئی۔

ف۱۱۹ یعنی جو بدیاں انہوں نے کیں تھیں ان کی سزائیں۔

ف۱۲۰ چنانچہ وہ سات برس قحط کی مصیبت میں مبتلا رکھے گئے۔

ف۱۲۱ گناہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو کر۔

حضرتِ سیِّدُنا قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں بہت گناہ کئے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان کو یہ خوف تھا کہ ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ چنانچہ، اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اس آیتِ مبارکہ میں اُن کو مخاطب فرمایا ہے۔
(تفسیر طبری، سورۃ الزمر، تحت الآیۃ ۵۳، الحدیث ۳۱۷۸، ج۱۱، ص ۱۵)

ف۱۲۲ اس کے جو کفر سے باز آئے۔

شانِ نزول: مشرکین میں سے چند آدمی سیِّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور سے عرض کیا کہ آپ کا دِین تو بے شک حق اور سچا ہے لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں بہت سی معصیتوں میں مبتلا رہے ہیں کیا کسی طرح ہمارے وہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۱۲۳ تائب ہو کر۔

ف۱۲۴ اور اخلاص کے ساتھ طاعت بجالاؤ۔

اَحۡسَنَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَۃً وَّ
پیروی کرو جو اچھی سے اچھی تمہارے رب سے تمہاری طرف اُتاری گئی و۱۲۵ قبل اس کے کہ عذاب تم پر اچانک آجائے اور
اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ یّٰحَسۡرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطۡتُّ فِیۡ جَنۡۢبِ
تمہیں خبر نہ ہو و۱۲۶ کہ کہیں کوئی جان یہ نہ کہے کہ ہائے افسوس ان تقصیروں پر جو میں نے
اللّٰہِ وَ اِنۡ کُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِیۡنَ ﴿۵۶﴾ اَوۡ تَقُوۡلَ لَوۡ اَنَّ اللّٰہَ ہَدٰىنِیۡ لَکُنۡتُ مِنَ
اللہ کے بارے میں کیں و۱۲۷ اور بے شک میں ہنسی بنایا کرتا تھا و۱۲۸ یا کہے اگر اللہ مجھے راہ دکھاتا تو میں ڈر والوں
الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۵۷﴾ اَوۡ تَقُوۡلَ حِیۡنَ تَرَی الۡعَذَابَ لَوۡ اَنَّ لِیۡ کَرَّۃً فَاَکُوۡنَ مِنَ
میں ہوتا یا کہے جب عذاب دیکھے کسی طرح مجھے واپسی ملے و۱۲۹ کہ میں نیکیاں کروں و۱۳۰ ہاں
الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰی قَدۡ جَآءَتۡکَ اٰیٰتِیۡ فَکَذَّبۡتَ بِہَا وَ اسۡتَکۡبَرۡتَ وَ کُنۡتَ مِنَ
کیوں نہیں بے شک تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تُو نے انھیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو
الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۵۹﴾ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ تَرَی الَّذِیۡنَ کَذَبُوۡا عَلَی اللّٰہِ وُجُوۡہُہُمۡ
کافر تھا و۱۳۱ اور قیامت کے دن تم دیکھو گے اُنھیں جنھوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا و۱۳۲ کہ اُن کے منہ
مُّسۡوَدَّۃٌ ؕ اَلَیۡسَ فِیۡ جَہَنَّمَ مَثۡوًی لِّلۡمُتَکَبِّرِیۡنَ ﴿۶۰﴾ وَ یُنَجِّی اللّٰہُ الَّذِیۡنَ
کالے ہیں کیا مغرور کا ٹھکانا جہنم میں نہیں و۱۳۳ اور اللہ بچائے گا پرہیز گاروں کو اُن کی

و۱۲۵ وہ اللہ کی کتاب قرآنِ مجید ہے۔

و۱۲۶ تم غفلت میں پڑے رہو اس لئے چاہیے کہ پہلے سے ہوشیار رہو۔

و۱۲۷ کہ اس کی طاعت بجا نہ لایا اور اس کے حق کو نہ پہچانا اور اسکی رضا جوئی کی فکر نہ کی۔

و۱۲۸ اللہ تعالیٰ کے دِین کی اور اس کی کتاب کی۔

و۱۲۹ اور دوبارہ دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے۔

و۱۳۰ ان باطل عذروں کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ہے جو اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

و۱۳۱ یعنی تیرے پاس قرآنِ پاک پہنچا اور حق و باطل کی راہیں واضح کردی گئیں اور تجھے حق و ہدایت اختیار کرنے کی قدرت دی گئی باوجود اس کے تو نے حق کو چھوڑا اور اس کو قبول کرنے سے تکبر کیا، گمراہی اختیار کی، جو حکم دیا گیا اس کی ضد و مخالفت کی تو اب تیرا یہ کہنا غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے راہ دکھاتا تو میں ڈر والوں میں ہوتا اور تیرے تمام عذر جھوٹے ہیں۔

و۱۳۲ اور شانِ الٰہی میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں اس کے لئے شریک تجویز کئے اولاد بتائی اس کی صفات کا

اتَّقَوۡا بِمَفَازَتِهِمۡ ۫ لَا یَمَسُّهُمُ السُّوۡٓءُ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ

نجات کی جگہ ۱۳۴ نہ انھیں عذاب چھوئے اور نہ انھیں غم ہو اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر

شَیۡءٍ ۫ وَّ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ وَّكِیۡلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ

چیز کا مختار ہے اُسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ۱۳۵ اور

الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۶۳﴾ ع قُلۡ اَفَغَیۡرَ اللّٰهِ تَاۡمُرُوۡٓنِّیۡ ع ۶/۱۱

جنھوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں تم فرماؤ ۱۳۶ تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کے پوجنے کو

انکار کیا اس کا نتیجہ یہ ہے۔

۱۳۳ جو براہِ تکبر ایمان نہ لائے۔

۱۳۴ انہیں جنّت عطا فرمائے گا۔

۱۳۵ یعنی خزائنِ رحمت ورزق و بارش وغیرہ کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں وہی ان کا مالک ہے یہ بھی کہا گیا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا کہ مقالیدِ سماوات وارض یہ ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ وَسُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ وَاَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ بِیَدِهِ الۡخَیۡرُ یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔مراد یہ ہے کہ ان کلمات میں اللہ تعالٰی کی توحید وتمجید ہے یہ آسمان وزمین کی بھلائیوں کی کنجیاں ہیں جس مومن نے یہ کلمے پڑھے دارَین کی بہتری پائے گا۔

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے "مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھ سے آج تک کسی نے اس کے بارے میں نہیں پوچھا، اسکی تفسیر یہ ہے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡاَوَّلِ الظَّاهِرِ وَالۡبَاطِنِ بِیَدِهِ الۡخَیۡرُ یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ پاک ہے اور میں اس کی حمد کے وسیلہ سے اللہ سے بخشش چاہتا ہوں نیکی کی توفیق اور برائی سے بچنے کی قوت اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ہے وہ اوّل ہے ظاہر ہے باطن ہے تمام بھلائیاں اسی کے دستِ قدرت میں ہیں وہ زندہ کرتا اور ما رتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے عثمان! جو اسے صبح میں دس مرتبہ پڑھے گا اللہ عزوجل اسے چھ خصلتیں عطا فرمائے گا، پہلی: یہ کہ اسے شیطان اور اسکے لشکر سے بچائے گا، دوسری: یہ کہ اسے جنت میں ایک قنطار (وزن کا ایک پیمانہ) عطا فرمائے گا ،تیسری: یہ کہ جنت میں اسکا درجہ بلند فرمائے گا، چوتھی: یہ کہ حورعین سے اسکا نکاح کرائے گا، پانچویں: یہ کہ اسے قرآن، تورا ت اور انجیل پڑھنے والے کا ثواب عطا فرمائے گا، چھٹی: یہ کہ اے عثمان! وہ ایسے حاجی اور معتمر (یعنی عمرہ کرنے والے) کی

اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَ اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىٕنْ

مجھ سے کہتے ہوا ے جاہلو! وے۱۳ اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو

اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ

نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور

مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖۗ وَ الْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ

شکر والوں سے ہو ۱۳۸ اور اُنھوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا و۱۳۹ اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا

دے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیے جائیں گے ف۱۴۰ وہ اُن کے شرک سے پاک اور

یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا

برتر ہے اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے و۱۴۱ جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر

طرح ہے جسکا حج وعمرہ اللہ عزوجل نے قبول فرمالیا ہے اور اگر اسکا اس دن انتقال ہوگیا تو اس پر شہداء کی مہر لگادی جائے گی۔ (مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب مایقول اذا اصبح واذا امسی، رقم ۱۷۰۰۰، ج۱۰، ص ۱۱۵)

و۱۳۶ اے مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کفّارِ قریش سے جو آپ کو اپنے دِین یعنی بت پرستی کی طرف بلاتے ہیں۔

وے۱۳ جاہل اس واسطے فرمایا کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالٰی کے سوا اور کوئی مستحقِ عبادت نہیں باوجود یہ کہ اس پر قطعی دلیلیں قائم ہیں۔

و۱۳۸ جو نعمتیں اللہ تعالٰی نے تجھ کو عطا فرمائیں اس کی طاعت بجالا کر ان کی شکر گزاری کر۔

و۱۳۹ جبھی تو شرک میں مبتلا ہوئے اگر عظمتِ الٰہی سے واقف ہوتے اور اس کا مرتبہ پہچانتے ایسا کیوں کرتے۔ اس کے بعد اللہ تعالٰی کے عظمت وجلال کا بیان ہے۔

ف۱۴۰ حدیثِ بخاری ومسلم میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزِ قیامت اللہ تعالٰی آسمان کو لپیٹ کر اپنے دستِ قدرت میں لے گا پھر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں جبّار، کہاں ہیں متکبر، مُلک وحکومت کے دعوے دار، پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دوسرے دستِ قدرت میں لے گا اور یہی فرمائے گا میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔

و۱۴۱ یہ پہلے نفخہ کا بیان ہے اس نفخہ سے جو بے ہوشی طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور زمین والوں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے جن پر موت نہ آئی ہوگی وہ اس سے مرجائیں گے۔ اور جن پر موت وارد ہوچکی پھر اللہ تعالٰی نے انہیں حیات عنایت کی وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے کہ انبیاء وشہداء ان پر اس نفخہ سے بے ہوشی کی سی

مَنْ شَآءَ اللّٰهُؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ(۶۸) وَ اَشْرَقَتِ

جسے اللہ چاہے و۱۴۲ پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا و۱۴۳ جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے و۱۴۴ اور زمین جگمگا

کیفیّت طاری ہوگی اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس نفخہ کا شعور بھی نہ ہوگا۔(جمل وغیرہ)

صَعِقَ کا معنی ہے: وہ مر جائیں گے، مگر جسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ چاہے اور وہ حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت ملک الموت عزرائیل علیہم السلام ہیں۔ پھر اللہ عَزَّ وَجَلَّ ملک الموت کو حضرت جبرائیل پھر حضرت میکائیل پھر حضرت اسرافیل علیہم السلام کی روح قبض کرنے کا حکم دے گا پھر ملک الموت علیہ السلام کو مرنے کا حکم ہوگا تو وہ بھی مر جائیں گے۔

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا اسرافیل علیہ السلام نے کبھی آنکھ نہیں جھپکائی۔ یعنی جب سے ان کے ذمہ یہ کام لگا ہے، وہ ایک پلک کو دوسری پر نہیں رکھتے کہ کہیں پلک جھپکنے سے پہلے اُنہیں (صور پھونکنے کا) حکم نہ دے دیا جائے۔ اور اس نفخہ سے مراد نفخہ اُولیٰ ہے۔ صَعِقَ کا معنی ہے کہ وہ گھبراہٹ اور آواز کی شدّت سے مر جائیں گے۔

اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ جنہیں چاہے گا انہیں گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اور یہ کون لوگ ہوں گے، اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ، ایک قول یہ ہے کہ وہ شہداء ہیں۔ بعض کے نزدیک ان سے مراد جبرائیل، میکائیل و عزرائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں۔ اور بعض نے کہا: وہ عرش اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ تمام فرشتے مراد ہیں، جبکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان سے حور عین مراد ہیں۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور یہ دوبارہ اٹھائے جانے کے لئے ہوگا۔

(المستدرک، کتاب الاھوال، باب ینتظر صاحب الصور متی یؤمر بنفخہ، الحدیث ۸۷۱۹، ج ۵، ص ۷۷۴۔ العظمۃ لابی الشیخ الاصبھانی، صفۃ اسرافیل علیہ السلام، الحدیث ۳۹۴ / ۳۹۳، ص ۱۴۵، بتغیرٍ قلیلٍ)

و۱۴۲ اس استثناء میں کون کون داخل ہے اس میں مفسّرین کے بہت اقوال ہیں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نفخۂ صعق سے تمام آسمان اور زمین والے مر جائیں گے سوائے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و مَلَک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدّت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنٰی شہداء ہیں جن کے لئے قرانِ مجید میں بَلْ اَحْیَاءٌ آیا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے کہ وہ شہداء ہیں جو تلواریں حمائل کئے گردِ عرش حاضر ہوں گے۔ تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مستثنٰی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں چونکہ آپ طور پر بے ہوش ہو چکے ہیں اس لئے اس نفخہ سے آپ بے ہوش نہ ہوں گے بلکہ آپ متیقظ و ہوشیار رہیں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنٰی جنّت کی حوریں اور عرش و کرسی کے رہنے والے ہیں۔ ضحاک کا قول ہے کہ مستثنٰی رضوان اور حوریں اور وہ فرشتے جو جہنّم پر مامور ہیں وہ اور جہنّم کے سانپ بچھو ہیں۔

(تفسیر کبیر و جمل)

و۱۴۳ یہ نفخۂ ثانیہ ہے جس سے مردے زندہ کئے جائیں گے۔

الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ

اُٹھے گی وہ ۱۴۵ اپنے رب کے نور سے وہ ۱۴۶ اور رکھی جائے گی کتاب وے ۱۴۷ اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور

وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ وُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

اُس کی اُمت کے اُن پر گواہ ہوں گے وہ ۱۴۸ اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا اور ہر جان کو اس کا کیا

ع ۷ عَمِلَتْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ سِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ

بھرپور دیا جائے گا اور اسے خوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے وہ ۱۴۹ اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے وہ ۱۵۰ گروہ

زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ

گروہ وہ ۱۵۱ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے وہ ۱۵۲ اور اس کے داروغہ ان سے

اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَ یُنْذِرُوْنَكُمْ

کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس

وہ ۱۴۴ اپنی قبروں سے اور دیکھتے ہوئے کھڑے ہونے سے یا تو یہ مراد ہے کہ وہ حیرت میں آ کر مبہوت کی طرح ہر طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے یا یہ معنیٰ ہیں کہ وہ یہ دیکھتے ہوں گے کہ اب انہیں کیا معاملہ پیش آئے گا۔ اور مومنین کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا

وہ ۱۴۵ بہت تیز روشنی سے یہاں تک کہ سُرخی کی جھلک نمودار ہوگی یہ زمین دنیا کی زمین نہ ہوگی بلکہ نئی ہی زمین ہوگی جو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت کی محفل کے لئے پیدا فرمائے گا۔

وہ ۱۴۶ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ چاند سورج کا نور نہ ہوگا بلکہ یہ اور ہی نور ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا اس سے زمین روشن ہو جائے گی۔ (جمل)

وہ ۱۴۷ یعنی اعمال کی کتاب حساب کے لئے۔ اس سے مراد یا تو لوحِ محفوظ ہے جس میں دنیا کے جمیع احوال قیامت تک شرح و بسط کے ساتھ ثبت ہیں یا ہر شخص کا اعمال نامہ جو اس کے ہاتھ میں ہوگا۔

وہ ۱۴۸ جو رسولوں کی تبلیغ کی گواہی دیں گے۔

وہ ۱۴۹ اس سے کچھ مخفی نہیں نہ اس کو شاہد و کاتب کی حاجت یہ سب حجّت تمام کرنے کے لئے ہوں گے۔ (جمل)

وہ ۱۵۰ سختی کے ساتھ قیدیوں کی طرح۔

وہ ۱۵۱ ہر ہر جماعت اور امّت علیحدہ علیحدہ۔

وہ ۱۵۲ یعنی جہنّم کے ساتوں دروازے کھولے جائیں گے جو پہلے سے بند تھے۔

لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ هٰذَا ؕ قَالُوۡا بَلٰی وَ لٰکِنۡ حَقَّتۡ کَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَی
دن کے ملنے سے ڈراتے تھے کہیں گے کیوں نہیں و۱۵۳ مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اُترا و۱۵۴

الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۷۱﴾ قِیۡلَ ادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ۚ فَبِئۡسَ مَثۡوَی
فرمایا جائے گا جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی بُرا ٹھکانا متکبروں کا اور جو

الۡمُتَکَبِّرِیۡنَ ﴿۷۲﴾ وَ سِیۡقَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ اِلَی الۡجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا
اپنے رب سے ڈرتے تھے اُن کی سواریاں و۱۵۵ گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں

جَآءُوۡهَا وَ فُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ
پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے و۱۵۶ اور اس کے داروغہ اُن سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے تو

فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِیۡنَ ﴿۷۳﴾ وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ صَدَقَنَا وَعۡدَهٗ وَ اَوۡرَثَنَا
جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچّا کیا اور ہمیں اس

الۡاَرۡضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الۡجَنَّةِ حَیۡثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ﴿۷۴﴾ وَ تَرَی
زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں (اچھے کام کرنے والوں) کا و۱۵۷ اور

الۡمَلٰٓئِکَةَ حَآفِّیۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ ۚ وَ قُضِیَ
تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور لوگوں میں سچّا فیصلہ

ع ۸ بَیۡنَهُمۡ بِالۡحَقِّ وَ قِیۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۷۵﴾ ع
فرما دیا جائے گا و۱۵۸ اور کہا جائے گا کہ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب و۱۵۹

و۱۵۳ بے شک انبیاء تشریف بھی لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام بھی سنائے اور اس دن سے بھی ڈرایا۔

و۱۵۴ کہ ہم پر ہماری بدنصیبی غالب ہوئی اور ہم نے گمراہی اختیار کی اور حسبِ ارشادِ الٰہی جہنّم میں بھرے گئے۔

و۱۵۵ عزّت و احترام اور لطف و کرم کے ساتھ۔

و۱۵۶ ان کے عزّت و احترام کے لئے۔ اور جنّت کے دروازے آٹھ ہیں۔ حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دروازۂ جنّت کے قریب ایک درخت ہے اس کے نیچے سے دو چشمے نکلتے ہیں مومن وہاں پہنچ کر ایک چشمہ میں غسل کرے گا اس سے اس کا جسم پاک و صاف ہو جائے گا اور دوسرے چشمہ کا پانی پئے گا اس سے اس کا باطن پاکیزہ ہو جائے گا پھر فرشتے دروازۂ جنّت پر استقبال کریں گے۔

و۱۵۷ یعنی اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کا۔

اٰیاتھا ۸۵ ۴۰ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِ مَکِّیَّۃٌ ۶۰ رکوعاتھا ۹

سورہ مومن مکی ہے و۱ اس میں پچاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۙ ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ

یہ کتاب اُتارنا ہے اللہ کی طرف سے جو عزت والا علم والا گناہ بخشنے والا اور

التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوْلِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ﴿۳﴾

توبہ قبول کرنے والا و۲ سخت عذاب کرنے والا و۳ بڑے انعام والا و۴ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف پھرنا

مَا یُجَادِلُ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ

ہے و۵ اللہ کی آیتوں میں جھگڑا نہیں کرتے مگر کافر و۶ تو اے سننے والے تجھے دھوکا نہ دے ان کا شہروں میں اہلے گہلے

و۱۵۸ کہ مومنوں کو جنّت میں اور کافروں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

و۱۵۹ اہلِ جنّت جنّت میں داخل ہو کر اداۓ شکر کے لئے حمدِ الٰہی عرض کریں گے۔

و۱ سورۂ مؤمن اس کا نام سورۂ غافر بھی ہے، یہ سورت مکّیہ ہے سوائے دو آیتوں کے جو اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ سے شروع ہوتی ہیں، اس سورت میں نو ۹ رکوع اور پچاسی ۸۵ آیتیں اور ایک ہزار ایک سو ننانوے ۱۱۹۹ کلمے اور چار ہزار نو سو ساٹھ ۴۹۶۰ حرف ہیں۔

و۲ ایمان داروں کی۔

و۳ کافروں پر۔

حضرت سیّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے جو اس کی وحدانیت کی گواہی دے۔

اور شَدِیْدِ الْعِقَابِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس شخص کو سخت عذاب دینے والا ہے جو اس کی وحدانیت پر ایمان نہ لائے۔

اَلرَّوْضُ الْفَائِقِ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ

و۴ عارفوں پر۔

و۵ بندوں کو آخرت میں۔

و۶ یعنی قرآنِ پاک میں جھگڑا کرنا کافر کے سوا مومن کا کام نہیں۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔ جھگڑے اور جدال سے مراد آیاتِ الٰہیہ میں طعن کرنا اور تکذیب و

فِي الْبِلَادِ ④ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۪ وَ هَمَّتْ
(اتراتے) پھرنا وے ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کے گروہ ہوں و۸ نے جھٹلایا اور ہر
كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَ جٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ
امت نے یہ قصد کیا کہ اپنے رسول کو پکڑ لیں و۹ اور باطل کے ساتھ جھگڑے کہ اس سے حق کو ٹال دیں و۱۰ تو میں
فَاَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ⑤ وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى
نے انھیں پکڑا پھر کیسا ہوا میرا عذاب و۱۱ اور یونہی تمہارے رب کی بات
الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ⑥ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ
کافروں پر ثابت ہو چکی ہے کہ وہ دوزخی ہیں وہ جو عرش اُٹھاتے ہیں و۱۲ اور جو اس کے گرد ہیں و۱۳
حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ
اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے و۱۴ اور اس پر ایمان لاتے و۱۵ اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں و۱۶

وقف لازم
وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انکار کے ساتھ پیش آنا ہے اور حلّ مشکلات و کشفِ مُعضلات کے لئے علمی و اصولی بحثیں جدال نہیں بلکہ اعظم طاعات میں سے ہیں، کفّار کا جھگڑا کرنا آیات میں یہ تھا کہ وہ کبھی قرآنِ پاک کو سحر کہتے، کبھی شعر، کبھی کہانت، کبھی داستان۔

و۷ یعنی کافروں کا صحت و سلامتی کے ساتھ مُلک مُلک تجارتیں کرتے پھرنا اور نفع پانا تمہارے لئے باعثِ تردّد نہ ہو کہ یہ کفر جیسا عظیم جُرم کرنے کے بعد بھی عذاب سے امن میں رہے کیونکہ ان کا انجام کارخواری اور عذاب ہے، پہلی امّتوں میں بھی ایسے حالات گزر چکے ہیں۔

و۸ عاد و ثمود و قومِ لوط وغیرہ۔

و۹ اور انہیں قتل اور ہلاک کر دیں۔

و۱۰ جس کو انبیاء لائے ہیں۔

و۱۱ کیا ان میں کوئی اس سے بچ سکا۔

و۱۲ یعنی ملائکۂ حاملینِ عرش جو اصحابِ قرب اور ملائکہ میں اشرف و افضل ہیں۔

و۱۳ یعنی جو ملائکہ کہ عرش کا طواف کرنے والے ہیں انہیں کرّوبی کہتے ہیں اور یہ ملائکہ میں صاحب سیادت ہیں۔

و۱۴ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہتے۔

و۱۵ اور اس کی وحدانیّت کی تصدیق کرتے۔ شہر بن حوشب نے کہا کہ حاملینِ عرش آٹھ ہیں ان میں سے چار کی تسبیح یہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ اور چار کی یہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ۔

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا

اے رب ہمارے تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز کی سمائی ہے و۱۷ تو انھیں بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیری راہ

سَبِیْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۷ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ

پر چلے و۱۸ اور انھیں دوزخ کے عذاب سے بچالے اے ہمارے رب اور اُنھیں بسنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے

وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

اُن سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں و۱۹ بے شک تو ہی عزت

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۸ وَ قِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَ مَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَىٕذٍ فَقَدْ

و حکمت والا ہے اور اُنھیں گناہوں کی شامت سے بچا لے اور جسے تو اُس دن گناہوں کی

رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۹ ع اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنَادَوْنَ ع ۱

شامت سے بچائے تو بے شک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے بے شک جنھوں نے کفر کیا اُن کو ندا کی جائے گی و۲۰

و۱۶ اور بارگاہِ الٰہی میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔

و۱۷ یعنی تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو وسیع ہے۔

فائدہ: دعا سے پہلے عرضِ ثنا سے معلوم ہوا کہ آدابِ دعا میں سے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جائے پھر مراد عرض کی جائے۔

و۱۸ یعنی دینِ اسلام پر۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے عرشِ الٰہی کے اٹھانے والے اور عرش کا طواف کرنے والے فرشتوں کی دعا ملاحظہ کرلی کہ وہ سب مقدس فرشتے ہم مسلمانوں اور ہمارے والدین اور بیویوں اور ہماری اولاد کے لئے جہنم سے نجات پانے اور جنت عدن میں داخل ہونے کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ اللہ اکبر! کتنا بڑا احسانِ عظیم ہے ہم مسلمانوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ ہی کے طفیل میں ہم مسلمانوں کو یہ رتبہ بلند اور درجہ عالیہ حاصل ہوا ہے کہ بے شمار طبقہ اعلیٰ کے فرشتے ہم گناہ گار مسلمانوں کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں وہ بھی کون سے فرشتے؟ عرشِ الٰہی کے اٹھانے والے فرشتے اور عرشِ الٰہی کا طواف کرنے والے فرشتے سبحان اللہ! کہاں ہم اور کہاں ملاءِ اعلیٰ کے ملائکہ، مگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا طفیل ہے کہ اس نے ہم قطروں کو سمندر ناپیدا کنار اور ہم ذروں کو آفتاب عالمتاب بنا دیا۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! ایک بار بصد اخلاص نبی مکرم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

و۱۹ انہیں بھی داخل کر۔

لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ

کہ ضرور تم سے اللہ کی بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم آج اپنی جان سے بیزار ہو جب کہ تم ۲۱ ایمان کی

فَتَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ اَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا

طرف بلائے جاتے تو تم کفر کرتے کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دوبار مُردہ کیا اور دوبارہ زندہ کیا ۲۲ اب ہم اپنے

بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ

گناہوں پر مُقِر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے ۲۳ یہ اس پر ہوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم

كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِیْ

کفر کرتے ۲۴ اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے ۲۵ تو حکم اللہ کے لیے ہے جو سب سے بلند بڑا وہی ہے کہ

یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ

تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے ۲۶ اور تمہارے لیے آسمان سے روزی اُتارتا ہے ۲۷ اور نصیحت نہیں مانتا ۲۸ مگر جو

یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

رجوع لائے ۲۹ تو اللہ کی بندگی کرو نرے اس کے بندے ہو کر ۳۰ پڑے بُرا مانیں کافر بلند درجے دینے والا ۳۱

۲۰ روزِ قیامت جب کہ وہ جہنّم میں داخل ہوں گے اور ان کی بدیاں ان پر پیش کی جائیں گی اور وہ عذاب دیکھیں گے تو فرشتے ان سے کہیں گے۔

۲۱ دنیا میں۔

۲۲ کیونکہ پہلے نطفۂ بے جان تھے اس موت کے بعد انہیں جان دے کر زندہ کیا پھر عمر پوری ہونے پر موت دی پھر بعث کے لئے زندہ کیا۔

۲۳ اس کا جواب یہ ہوگا کہ تمہارے دوزخ سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں اور تم جس حال میں ہو جس عذاب میں مبتلا ہو اور اس سے رہائی کی کوئی راہ نہیں پا سکتے۔

۲۴ یعنی اس عذاب اور اس کے دوام و خلود کا سبب تمہارا یہ فعل ہے کہ جب توحیدِ الٰہی کا اعلان ہوتا اور لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا جاتا تو تم اس کا انکار کرتے اور کفر اختیار کرتے۔

۲۵ اور اس شرک کی تصدیق کرتے۔

۲۶ یعنی اپنی مصنوعات کے عجائب جو اس کے کمالِ قدرت پر دلالت کرتے ہیں مثل ہوا اور بادل اور بجلی وغیرہ کے۔

۲۷ مینہ برسا کر۔

۲۸ اور ان نشانیوں سے پند پذیر نہیں ہوتا۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

عرش کا مالک ایمان کی جان وحی ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے ۳۲

عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ

کہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے ۳۳ جس دن وہ بالکل ظاہر ہو جائیں گے ۳۴ اللہ پر ان کا کچھ حال

شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ

چھپا نہ ہوگا ۳۵ آج کس کی بادشاہی ہے ۳۶ ایک اللہ سب پر غالب کی ۳۷ آج ہر جان اپنے کیے کا

نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ

بدلہ پائے گی ۳۸ آج کسی پر زیادتی نہیں بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے اور انھیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی

۲۹ تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف اور شرک سے تائب ہو۔

۳۰ شرک سے کنارہ کش ہو کر۔

۳۱ انبیاء و اولیاء و علماء کو جنّت میں۔

۳۲ یعنی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے منصبِ نبوّت عطا فرماتا ہے اور جس کو نبی بناتا ہے اس کا کام ہوتا ہے۔

۳۳ یعنی خلقِ خدا کو روزِ قیامت کا خوف دلائے جس دن اہلِ آسمان اور اہلِ زمین اور اوّلین و آخرین ملیں گے اور روحیں جسموں سے اور ہر عمل کرنے والا اپنے عمل سے ملے گا۔

۳۴ قبروں سے نکل کر اور کوئی عمارت یا پہاڑ اور چھپنے کی جگہ اور آڑ نہ پائیں گے۔

۳۵ نہ اعمال، نہ اقوال، نہ دوسرے احوال اور اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز کبھی نہیں چھپ سکتی لیکن یہ دن ایسا ہوگا کہ ان لوگوں کے لئے کوئی پردہ اور آڑ کی چیز نہ ہوگی جس کے ذریعہ سے وہ اپنے خیال میں بھی اپنے حال کو چھپا سکیں اور خلق کی فنا کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

۳۶ اب کوئی نہ ہوگا کہ جواب دے۔ خود ہی جواب میں فرمائے گا کہ اللہ واحدِ قہّار کی، اور ایک قول یہ ہے کہ روزِ قیامت جب تمام اوّلین و آخرین حاضر ہوں گے تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا آج کس کی بادشاہی ہے؟ تمام خلق جواب دے گی لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اللہ واحدِ قہّار کی، جیسا کہ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

۳۷ مومن تو یہ جواب بہت لذّت کے ساتھ عرض کریں گے کیونکہ وہ دنیا میں یہی اعتقاد رکھتے تھے، یہی کہتے تھے اور اسی کی بدولت انہیں مرتبے ملے اور کفّار ذلّت و ندامت کے ساتھ اس کا اقرار کریں گے اور دنیا میں اپنے منکر رہنے پر شرمندہ ہوں گے۔

۳۸ نیک اپنی نیکی کا اور بد اپنی بدی کا۔

يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ۬ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّ

آفت کے دن سے ف۳۹ جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے ف۴۰ غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی

لَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَ اللّٰهُ

سفارشی جس کا کہا مانا جائے ف۴۱ اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ ف۴۲ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے ف۴۳ اور اللہ سچا

يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن کو ف۴۴ پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے ف۴۵ بے شک اللہ

ع ۲/۱۱/۷ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾ؑ اَوَ لَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

ہی سنتا اور دیکھتا ہے ف۴۶ تو کیا انھوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کیسا

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِي

انجام ہوا اُن سے اگلوں کا ف۴۷ اُن کی قوّت اور زمین میں جو نشانیاں چھوڑ گئے ف۴۸

الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾

اُن سے زائد تو اللہ نے انھیں ان کے گناہوں پر پکڑا اور اللہ سے اُن کا کوئی بچانے والا نہ ہوا ف۴۹

ف۳۹ اس سے روزِ قیامت مراد ہے۔

ف۴۰ شدّتِ خوف سے نہ باہر ہی نکل سکیں، نہ اندر ہی اپنی جگہ واپس جاسکیں۔

ف۴۱ یعنی کافر شفاعت سے محروم ہوں گے۔

ف۴۲ یعنی نگاہوں کی خیانت اور چوری، نامحرم کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا۔

ف۴۳ یعنی دلوں کے راز، سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔

ف۴۴ یعنی جن بتوں کو یہ مشرکین۔

ف۴۵ کیونکہ نہ وہ علم رکھتے ہیں، نہ قدرت، تو ان کی عبادت کرنا اور انہیں خدا کا شریک ٹھہرانا بہت ہی کُھلا باطل ہے۔

ف۴۶ اپنی مخلوق کے اقوال و افعال اور جملہ احوال کو۔

ف۴۷ جنہوں نے رسولوں کی تکذیب کی تھی۔

ف۴۸ قلعے اور محل اور نہریں اور حوض اور بڑی بڑی عمارتیں۔

ف۴۹ کہ عذابِ الٰہی سے بچاسکتا۔ عاقل کا کام ہے کہ دوسرے کے حال سے عبرت حاصل کرے اس عہد کے کافر یہ حالات دیکھ کر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے؟ کیوں نہیں سوچتے کہ پچھلی قومیں ان سے زیادہ قوی و توانا اور

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ

یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے ۵۰ پھر وہ کفر کرتے تو اللہ نے انھیں پکڑا بے شک اللہ

قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ۙ

زبردست عذاب والا ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو وہ بولے جادوگر ہے بڑا جھوٹا ۵۱ پھر جب وہ اُن پر ہمارے پاس سے

بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ اسْتَحْيُوْا

حق لایا ۵۲ بولے جو اس پر ایمان لائے اُن کے بیٹے قتل کرو اور عورتیں زندہ رکھو ۵۳

نِسَآءَهُمْ ؕ وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْۤ

اور کافروں کا داؤں نہیں مگر بھٹکتا پھرتا ۵۴ اور فرعون بولا ۵۵ مجھے چھوڑ میں

اَقْتُلْ مُوْسٰى وَ لْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي

موسیٰ کو قتل کروں ۵۶ اور وہ اپنے رب کو پکارے ۵۷ میں ڈرتا ہوں کہیں وہ تمہارا دین بدل دے ۵۸ یا

صاحبِ ثروت واقتدار ہونے کے باوجود اس عبرت ناک طریقہ پر تباہ کردی گئیں یہ کیوں ہوا؟

۵۰ معجزات دکھاتے۔

۵۱ اور انہوں نے ہماری نشانیوں اور برہانوں کو جادو بتایا۔

۵۲ یعنی نبی ہو کر پیامِ الٰہی لائے تو فرعون اور فرعونی۔

۵۳ تا کہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اتباع سے باز آئیں۔

۵۴ کچھ بھی کار آمد نہیں، بالکل نکما اور بے کار، پہلے بھی فرعونیوں نے بحکمِ فرعون ہزار ہا قتل کئے مگر قضاءِ الٰہی ہو کر رہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پروردگارِ عالَم نے فرعون کے گھر بار میں پالا، اس سے خدمتیں کرائیں، جیسا وہ داؤں فرعونیوں کا بے کار گیا ایسے ہی اب ایمان والوں کو روکنے کے لئے پھر دوبارہ قتل شروع کرنا بے کار ہے۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے دِین کا رواج اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اسے کون روک سکتا ہے۔

۵۵ اپنے گروہ سے۔

۵۶ فرعون جب کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو اس کی قوم کے لوگ اس کو اس سے منع کرتے اور کہتے کہ یہ وہ شخص نہیں ہے جس کا تجھے اندیشہ ہے یہ تو ایک معمولی جادوگر ہے، اس پر تو ہم اپنے جادو سے

الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ

زمین میں فساد چمکائے ف۵۹ اور موسیٰ نے ف۶۰ کہا میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر متکبر

لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖۗ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ

سے کہ حساب کے دن پر یقین نہیں لاتا ف۶۱ اور بولا فرعون والوں میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے

اِیْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ

ایمان کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس

غالب آجائیں گے، اور اگر اس کو قتل کر دیا تو عام لوگ شبہ میں پڑ جائیں گے کہ وہ شخص سچّا تھا، حق پر تھا، تو دلیل سے اس کا مقابلہ کرنے میں عاجز ہوا، جواب نہ دے سکا تو تو نے اسے قتل کر دیا۔ لیکن حقیقت میں فرعون کا یہ کہنا کہ مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کروں خالص دھمکی ہی تھی، اس کو خود آپ کے نبیِ برحق ہونے کا یقین تھا اور وہ جانتا تھا کہ جو معجزات آپ لائے ہیں وہ آیاتِ الٰہیہ ہیں، سحر نہیں لیکن یہ سمجھتا تھا کہ اگر آپ کے قتل کا ارادہ کرے گا تو آپ اس کو ہلاک کرنے میں جلدی فرمائیں گے، اس سے یہ بہتر ہے کہ طولِ بحث میں زیادہ وقت گزار دیا جائے اگر فرعون اپنے دل میں آپ کو نبی برحق نہ سمجھتا اور یہ نہ جانتا کہ ربّانی تائیدیں جو آپ کے ساتھ ہیں ان کا مقابلہ ناممکن ہے تو آپ کے قتل میں ہرگز تامّل نہ کرتا کیونکہ وہ بڑا خونخوار، سفّاک، ظالم، بیدرد تھا، ادنٰی سی بات میں ہزار ہا خون کر ڈالتا تھا۔

ف۵۷ جس کا اپنے آپ کو رسول بتاتا ہے تاکہ اس کا رب اس کو ہم سے بچائے۔ فرعون کا یہ مقولہ اس پر شاہد ہے کہ اس کے دل میں آپ کا اور آپ کی دعاؤں کا خوف تھا وہ اپنے دل میں آپ سے ڈرتا تھا ظاہری عزّت بنی رکھنے کے لئے یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ قوم کے منع کرنے کے باعث حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کرتا۔

ف۵۸ اور تم سے فرعون پرستی بت چھڑا دے۔

ف۵۹ جدال و قتال کر کے۔

ف۶۰ فرعون کی دھمکیاں سن کر۔

ف۶۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی سختیوں کے جواب میں اپنی طرف سے کوئی کلمۂ تعلّی کا نہ فرمایا بلکہ اللہ تعالٰی سے پناہ چاہی اور اس پر بھروسہ کیا، یہی خدا شناسوں کا طریقہ ہے اور اسی لئے اللہ تعالٰی نے آپ کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھا، ان مبارک جملوں میں کیسی نفیس ہدایتیں ہیں، یہ فرمانا کہ میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں اور اس میں ہدایت ہے، رب ایک ہی ہے، یہ بھی ہدایت ہے کہ جو اس کی پناہ میں آئے اس پر بھروسہ کرے اور وہ اس کی مدد فرمائے کوئی اس کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ یہ بھی ہدایت ہے کہ اسی پر بھروسہ کرنا شانِ بندگی ہے اور تمہارے رب فرمانے میں یہ بھی ہدایت ہی کہ اگر تم اس پر بھروسہ کرو تو تمہیں بھی سعادت نصیب ہو۔

رَّبِّكُمْ ؕ وَ اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ

تمہارے رب کی طرف سے لائے ۶۲ اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال اُن پر اور اگر وہ سچے ہیں تو

بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں ۶۳ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا

یٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ظٰهِرِیْنَ فِی الْاَرْضِ ٘ فَمَنْ یَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ

ہو ۶۴ اے میری قوم آج بادشاہی تمہاری ہے اس زمین میں غلبہ رکھتے ہو ۶۵ تو اللہ کے عذاب سے ہمیں کون

اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِیْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰى وَ مَاۤ اَهْدِیْكُمْ اِلَّا

بچالے گا اگر ہم پر آئے فرعون بولا میں تو تمہیں وہی سمجھاتا ہوں جو میری سوجھ ہے ۶۶ اور میں تمہیں وہی بتاتا ہوں جو بھلائی

سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَ قَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ

کی راہ ہے اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم مجھے تم پر ۶۷ اگلے گروہوں کے

الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ۙ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَ

دن کا سا خوف ہے ۶۸ جیسا دستور گزرا نوح کی قوم اور عاد ثمود اور ان کے بعد اَوروں کا ۶۹ اور

مَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ۙ

اللہ بندوں پر ظلم نہیں چاہتا ۷۰ اور اے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن

ف۶۲ جن سے ان کا صدق ظاہر ہوگیا، یعنی نبوّت ثابت ہوگئی۔

ف۶۳ مطلب یہ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں یا یہ سچّے ہوں گے یا جھوٹے، اگر جھوٹے ہوں تو ایسے معاملہ میں جھوٹ بول کر اس کے وبال سے بچ نہیں سکتے، ہلاک ہوجائیں گے۔ اور اگر سچّے ہیں تو جس عذاب کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں اس میں سے بالفعل کچھ تمہیں پہنچ ہی جائے گا۔ کچھ پہنچنا اس لئے کہا کہ آپ کا وعدۂ عذاب دنیا و آخرت دونوں کو عام تھا اس میں سے بالفعل عذاب دینا ہی پیش آنا تھا۔

ف۶۴ کہ خدا پر جھوٹ باندھے۔

ف۶۵ یعنی مصر میں تو ایسا کام نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔

ف۶۶ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کردینا۔

ف۶۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرنے اور ان کے درپے ہونے سے۔

ف۶۸ جنہوں نے رسولوں کی تکذیب کی۔

يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

پکار مچے گی ۷۱ جس دن پیٹھ دے کر بھاگو گے ۷۲ اللہ سے ۷۳ تمہیں کوئی بچانے والا نہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ

کا کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور بے شک اس سے پہلے ۷۴ تمہارے پاس یوسف روشن نشانیاں لے کر آئے تو تم ان

شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ

کے لائے ہوئے سے شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب اُنھوں نے انتقال فرمایا تم بولے ہرگز اب اللہ کوئی

رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۚ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

رسول نہ بھیجے گا ۷۵ اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا شک لانے والا ہے ۷۶ وہ جو اللہ کی آیتوں

فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِيْنَ

میں جھگڑا کرتے ہیں ۷۷ بے کسی سند کے کہ انھیں ملی ہو کس قدر سخت بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان

۶۹ کہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرتے رہے اور ہر ایک کو عذابِ الٰہی نے ہلاک کیا۔

۷۰ بغیر گناہ کے ان پر عذاب نہیں فرماتا اور بغیر اقامتِ حجّت کے ان کو ہلاک نہیں کرتا۔

۷۱ وہ قیامت کا دن ہوگا، قیامت کے دن کو یَوْمُ التَّنَاد یعنی پکار کا دن اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس روز طرح طرح کی پکاریں مچی ہوں گی، ہر شخص اپنے سرگروہ کے ساتھ اور ہر جماعت اپنے امام کے ساتھ بلائی جائے گی، جنّتی دوزخیوں کو اور دوزخی جنّتیوں کو پکاریں گے، سعادت و شقاوت کی ندائیں کی جائیں گی کہ فلاں سعید ہوا اب کبھی شقی نہ ہوگا اور فلاں شقی ہو گیا اب کبھی سعید نہ ہوگا اور جس وقت موت ذبح کی جائے گی اس وقت ندا کی جائے گی کہ اے اہلِ جنّت اب دوام ہے موت نہیں ہے اور اے اہلِ دوزخ اب دوام ہے موت نہیں۔

۷۲ موقفِ حساب سے دوزخ کی طرف۔

۷۳ یعنی اس کے عذاب سے۔

۷۴ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل۔

۷۵ یہ بے دلیل بات تم نے یعنی تمہارے پہلوں نے خود گڑھی تا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیاء کی تکذیب کرو اور انہیں جھٹلاؤ تو تم کفر پر قائم رہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوّت میں شک کرتے رہے اور بعد والوں کی نبوّت کے انکار کے لئے تم نے یہ منصوبہ بنالیا کہ اب اللہ تعالیٰ کوئی رسول ہی نہ بھیجے گا۔

۷۶ ان چیزوں میں جن پر روشن دلیلیں شاہد ہیں۔

۷۷ انہیں جھٹلا کر۔

اٰمَنُوْاؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ

والوں کے نزدیک اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر ۷۸ اور فرعون بولا ۷۹

يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ

اے ہامان میرے لیے اونچا محل بنا شاید میں پہونچ جاؤں راستوں تک کا ہے کے راستے آسمانوں کے تو

اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًاؕ وَ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ

موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور بے شک میرے گمان میں تو وہ جھوٹا ہے ۸۰ اور یونہی فرعون کی نگاہ میں اس کا بُرا

صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِؕ وَ مَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ؑ وَ قَالَ الَّذِيْۤ ع ۱۰ ۹

کام ۸۱ بھلا کر دکھایا گیا ۸۲ اور وہ راستے سے روکا گیا اور فرعون کا داؤں ۸۳ ہلاک ہونے ہی کو تھا اور وہ ایمان والا

اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ۚ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ

بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاؤں اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے ۸۴

الدُّنْيَا مَتَاعٌ٘ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا

اور بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ۸۵ جو بُرا کام کرے تو اسے

يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَاۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ

بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی اور جو اچھا کام کرے مرد خواہ عورت اور ہو مسلمان ۸۶ تو وہ جنت میں

۷۸ کہ اس میں ہدایت قبول کرنے کا کوئی محل باقی نہیں رہتا۔

۷۹ براہِ جہل وفریب اپنے وزیر سے۔

۸۰ یعنی موسیٰ میرے سوا اور خدا بتانے میں، اور یہ بات فرعون نے اپنی قوم کو فریب دینے کے لئے کہی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور فرعون اپنے آپ کو فریب کاری کے لئے معبود ٹھہراتا ہے۔ (اس واقعہ کا بیان سورۂ قصص میں گزر چکا ہے)

۸۱ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور اس رسول کو جھٹلانا۔

۸۲ یعنی شیطانوں نے وسوسے ڈال کر اس کی برائیاں اس کی نظر میں بھلی کر دکھائیں۔

۸۳ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آیات کو باطل کرنے کے لئے اس نے اختیار کیا۔

۸۴ یعنی تھوڑی مدّت کے لئے ناپائیدار نفع ہے جس کو بقا نہیں۔

۸۵ مراد یہ ہے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی و جاودانی اور جاودانی ہی بہتر۔ اس کے بعد نیک اور بداعمال اور ان

فَاُولٰٓىٕكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَ یٰقَوْمِ مَا لِیْۤ

داخل کئے جائیں گے وہاں بے گنتی رزق پائیں گے ف۸۷ اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا میں تمہیں

اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ

النصف

بلاتا ہوں نجات کی طرف ف۸۸ اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف ف۸۹ مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں اور

اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ٘ وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا

ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں آپ ہی

جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ

ثابت ہوا کہ جس کی طرف مجھے بلاتے ہو ف۹۰ اسے بلانا کہیں کام کا نہیں دنیا میں نہ آخرت میں ف۹۱ اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی

مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ

طرف ہے ف۹۲ اور یہ کہ حد سے گزرنے والے ف۹۳ ہی دوزخی ہیں تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے

اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ

کہہ رہا ہوں اُسے یاد کرو گے ف۹۴ اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے ف۹۵ تو اللہ نے اُسے

کے انجام بتائے۔

ف۸۶ کیونکہ اعمال کی مقبولیّت ایمان پر موقوف ہے۔

ف۸۷ یہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے۔

ف۸۸ جنّت کی طرف ایمان وطاعت کی تلقین کرکے۔

ف۸۹ کفروشرک کی دعوت دے کر۔

ف۹۰ یعنی بت کی طرف۔

ف۹۱ کیونکہ وہ جماد، بے جان ہے۔

ف۹۲ وہی ہمیں جزا دے گا۔

ف۹۳ یعنی کافر۔

ف۹۴ یعنی نزولِ عذاب کے وقت تم میری نصیحتیں یاد کرو گے اور اس وقت کا یاد کرنا کچھ کام نہ دے گا، یہ سن کر ان لوگوں نے اس مومن کو دھمکایا کہ اگر تو ہمارے دِین کی مخالفت کرے گا تو ہم تیرے ساتھ بُرے پیش آئیں گے، اس کے جواب میں اس نے کہا۔

ف۹۵ اور ان کے اعمال و احوال کو جانتا ہے پھر وہ مومن ان میں سے نکل کر پہاڑ کی طرف چلا گیا اور وہاں نماز میں

اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ

بچا لیاان کے مکر کی برائیوں سے ف۹۶ اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آ گھیرا ف۹۷ آگ

يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ

جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں ف۹۸ اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر

فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَ اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا

عذاب میں داخل کرو اور ف۹۹ جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور اُن سے کہیں گے

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ

جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے ف۱۰۰ تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ

النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ

گھٹا لوگے وہ تکبر والے بولے ف۱۰۱ ہم سب آگ میں ہیں ف۱۰۲ بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا ف۱۰۳

مشغول ہوگیا، فرعون نے ہزار آدمی اس کی جستجو میں بھیجے، اللہ تعالیٰ نے درندے اس کی حفاظت پر مامور کردیئے جو فرعونی اس کی طرف آیا درندوں نے اسے ہلاک کیا اور جو واپس گیا اور اس نے فرعون سے حال بیان کیا فرعون نے اس کو سولی دے دی تاکہ یہ حال مشہور نہ ہو۔

ف۹۶ اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوکر نجات پائی اگرچہ وہ فرعون کی قوم کا تھا۔

ف۹۷ دنیا میں تو یہ عذاب کہ وہ فرعون کے ساتھ غرق ہوگئے اور آخرت میں دوزخ۔

ف۹۸ اس میں جلائے جاتے ہیں۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا فرعونیوں کی روحیں سیاہ پرندوں کے قالب میں ہر روز دو ۲ مرتبہ صبح و شام آگ پر پیش کی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تمہارا مقام ہے اور قیامت تک ان کے ساتھ یہی معمول رہے گا۔

مسئلہ: اس آیت سے عذابِ قبر کے ثبوت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

(عُمدۃ القاری ج ٦ ص ۲۷۴، دار الفکر بیروت ونزھۃ القاری ج ۲ ص ۸۶۲ فرید بک اسٹال مرکز الاولیاء لاھور)

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر مرنے والے پر اس کا مقام صبح و شام پیش کیا جاتا ہے جنّتی پر جنّت کا اور دوزخی پر دوزخ کا اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تا آنکہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کی طرف اٹھائے۔

ف۹۹ ذکر فرمایئے اے سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم سے جہنّم کے اندر کفّار کے آپس میں جھگڑنے کا حال کہ۔

ف۱۰۰ دنیا میں اور تمہاری بدولت ہی کافر بنے۔

ف۱۰۱ یعنی کافروں کے سردار جواب دیں گے۔

الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا
اور جو آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک
يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا
دن ہلکا کردے ف۱۰۴ انھوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں نہ لاتے تھے ف۱۰۵ بولے کیوں نہیں ف۱۰۶
ع ۵ ۱۳ ۱۰ بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَ مَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ ع اِنَّا لَنَنْصُرُ
بولے تو تمہیں دعا کرو ف۱۰۷ اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو بے شک ضرور ہم
رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ ۙ يَوْمَ لَا
اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی ف۱۰۸ دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے ف۱۰۹ جس دن
يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا
ظالموں کو اُن کے بہانے کچھ کام نہ دیں گے ف۱۱۰ اور اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے بُرا گھر ف۱۱۱ اور بے شک ہم نے
مُوْسَى الْهُدٰى وَ اَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ ۙ هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِي
موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی ف۱۱۲ اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا ف۱۱۳ عقل مندوں کی ہدایت اور

ف۱۰۲ ہر ایک اپنی مصیبت میں گرفتار، ہم میں سے کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا۔

ف۱۰۳ ایمانداروں کو اس نے جنّت میں داخل کردیا اور کافروں کو جہنّم میں، جو ہونا تھا ہوچکا۔

ف۱۰۴ یعنی دنیا کے ایک دن کی مقدار تک ہمارے عذاب میں تخفیف رہے۔

ف۱۰۵ کیا انہوں نے ظاہر معجزات پیش نہ کئے تھے؟ یعنی اب تمہارے لئے جائے عذر باقی نہ رہی۔

ف۱۰۶ یعنی کافر انبیاء کے تشریف لانے اور اپنے کفر کرنے کا اقرار کریں گے۔

ف۱۰۷ ہم کافر کے حق میں دعا نہ کریں گے اور تمہارا دعا کرنا بھی بے کار ہے۔

ف۱۰۸ ان کو غلبہ عطا فرما کر اور حجّتِ قویّہ دے کر اور ان کے دشمنوں سے انتقام لے کر۔

ف۱۰۹ وہ قیامت کا دن ہے کہ ملائکہ رسولوں کی تبلیغ اور کفّار کی تکذیب کی شہادت دیں گے۔

ف۱۱۰ اور کافروں کا کوئی عذر قبول نہ کیا جائے گا۔

ف۱۱۱ یعنی جہنّم۔

ف۱۱۲ یعنی توریت و معجزات۔

ف۱۱۳ یعنی توریت کا یا ان کے انبیاء پر نازل شدہ تمام کتابوں کا۔

الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ

نصیحت کو تو اے محبوب تم صبر کرو ف۱۱۴ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ف۱۱۵ اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو ف۱۱۶

رَبِّكَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ

اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اس کی پاکی بولو ف۱۱۷ وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بے کسی سند

سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِیْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ

کے جو انہیں ملی ہو ف۱۱۸ ان کے دلوں میں نہیں مگر ایک بڑائی کی ہوس ف۱۱۹ جسے نہ پہنچیں گے ف۱۲۰ تو تم اللہ کی پناہ مانگو ف۱۲۱

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ

بے شک وہی سنتا دیکھتا ہے بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ف۱۲۲

النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ ۙ۬

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ف۱۲۳ اور اندھا اور انکھیارا برابر نہیں ف۱۲۴

ف۱۱۴ اپنی قوم کی ایذا پر۔

ف۱۱۵ وہ آپ کی مدد فرمائے گا آپ کے دِین کو غالب کرے گا آپ کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔ کلبی نے کہا کہ آیتِ صبر آیتِ قتال سے منسوخ ہوگئی۔

ف۱۱۶ یعنی اپنی اُمّت کے۔ (مدارک)

ف۱۱۷ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مداومت رکھو۔ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس سے پانچوں نمازیں مراد ہیں۔

ف۱۱۸ ان جھگڑا کرنے والوں سے کفّارِ قریش مراد ہیں۔

ف۱۱۹ اور ان کا یہی تکبّر ان کے تکذیب و انکار اور کفر کے اختیار کرنے کا باعث ہوا کہ انہوں نے یہ گوارا نہ کیا کہ کوئی ان سے اونچا ہو، اس لئے سیّدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عداوت کی بایں خیالِ فاسد کہ اگر آپ کو نبی مان لیں گے تو اپنی بڑائی جاتی رہے گی اور اُمّتی اور چھوٹا بننا پڑے گا اور ہوس رکھتے ہیں بڑے بننے کی۔

ف۱۲۰ اور بڑائی میسّر نہ آئے گی بلکہ حضور کی مخالفت و انکار ان کے حق میں ذلّت اور رسوائی کا سبب ہوگا۔

ف۱۲۱ حاسدوں کے مکر و کید سے۔

ف۱۲۲ یہ آیت منکرینِ بعث کے رد میں نازل ہوئی ان پر حجّت قائم کی گئی کہ جب تم آسمان و زمین کی پیدائش پر باوجود ان کی اس عظمت اور بڑائی کے اللہ تعالیٰ کو قادر مانتے ہو تو پھر انسان کو دوبارہ پیدا کر دینا اس کی قدرت سے کیوں بعید سمجھتے ہو۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور نہ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے اور بدکار وھ۱۲۵ کتنا کم دھیان کرتے ہو

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ

بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے وھ۱۲۶ اور

قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ

تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا وھ۱۲۷ بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے

ع ۱۰ ۶ ۱۱

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ۧ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ

(تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر اللہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اُس میں آرام پاؤ اور

وھ۱۲۳ بہت لوگوں سے مراد یہاں کفّار ہیں اور ان کے انکارِ بعث کا سبب ان کی بے علمی ہے کہ وہ آسمان و زمین کی پیدائش پر قادر ہونے سے بعث پر استدلال نہیں کرتے تو وہ مثل اندھے کے ہیں اور جو مخلوقات کے وجود سے خالق کی قدرت پر استدلال کرتے ہیں وہ مثل بینا کے ہیں۔

وھ۱۲۴ یعنی جاہل و عالم یکساں نہیں۔

وھ۱۲۵ یعنی مومنِ صالح اور بدکار یہ دونوں بھی برابر نہیں۔

وھ۱۲۶ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر یقین نہیں کرتے۔

وھ۱۲۷ اللہ تعالٰی بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لئے چند شرطیں ہیں ایک اخلاص دعا میں، دوسرے یہ ہے کہ قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو، تیسرے یہ کہ وہ دعا کسی امرِ ممنوع پر مشتمل نہ ہو، چوتھے یہ کہ اللہ تعالٰی کی رحمت پر یقین رکھتا ہو، پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا اس کے گناہوں کا کفّارہ کر دیا جاتا ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الدعاء، ج ۲، ص ۳۱۴، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ۔ دون قولہ وادع دعاء مستجیر لا دعاء مشیر وان ھذہ روایۃ بالمعنی والالفاظ غیرھا)

آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآنِ کریم میں دعا بمعنٰی عبادت بہت جگہ وارد ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ

النَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

دن بنایا آنکھیں کھولتا ف۱۲۸ بے شک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے لیکن بہت آدمی

يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى وقف لازم

شکر نہیں کرتے وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں اوندھے

تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ

جاتے ہو ف۱۲۹ یونہی اوندھے ہوتے ہیں ف۱۳۰ وہ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ف۱۳۱ اللہ ہے

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ

جس نے تمہارے لیے زمین ٹھہراؤ بنائی ف۱۳۲ اور آسمان چھت ف۱۳۳ اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری صورتیں اچھی

(جامع ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ المومن، رقم ۳۲۵۸، ج۵، ص ۱۶۶)

اس تقدیر پر آیت کے معنٰی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو میں تمہیں ثواب دوں گا۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جسے یہ پسند ہو کہ اللہ عزوجل تنگدستی کے وقت اس کی دعائیں قبول فرمائے وہ خوشحالی میں دعا کی کثرت کیا کرے۔(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ، رقم ۳۳۹۳، ج۵، ص ۲۴۸)

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا تو میں تیرے گناہوں کی مغفرت فرماتا رہوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب (۱۰۷)، رقم ۳۵۵۱، ج۵، ص ۳۱۸)

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، دعا مانگنے سے مت اکتاؤ کیونکہ دعا کی ہمراہی میں کوئی ہلاک نہ ہوگا۔(مستدرک، کتاب الدعاء والتکبیر، باب لایھلک مع الدعاء احد، رقم ۱۸۶۱، ج۲ ص ۱۶۴)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور زمین وآسمان کا نور ہے۔

(مستدرک، کتاب الدعاوالتکبیر، باب الدعاء سلاح المومن، رقم ۱۸۵۵، ج۲، ص ۱۶۲)

ف۱۲۸ کہ اس میں اپنے کام باطمینان انجام دو۔

ف۱۲۹ کہ اس کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اس پر ایمان نہیں لاتے باوجود یہ کہ دلائل قائم ہیں۔

ف۱۳۰ اور حق سے پھرتے ہیں باوجود دلائل قائم ہونے کے۔

صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ

بنائیں و۱۳۴ اور تمہیں ستھری چیزیں و۱۳۵ روزی دیں یہ ہے اللہ تمہارا رب تو بڑی برکت والا ہے اللہ رب

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ

سارے جہاں کا وہی زندہ ہے و۱۳۶ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اُسے پوجو نرے اُسی کے بندے ہو کر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں کہ انھیں پوجوں جنھیں

دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ؗ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ

تم اللہ کے سوا پوجتے ہو و۱۳۷ جب کہ میرے پاس روشن دلیلیں و۱۳۸ میرے رب کی طرف سے آئیں اور مجھے حکم ہوا ہے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ

کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں وہی ہے جس نے تمہیں و۱۳۹ مٹی سے بنایا پھر و۱۴۰ پانی کی بوند سے و۱۴۱ پھر

عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ

خون کی پھٹک سے پھر تمہیں نکالتا ہے بچہ پھر تمہیں باقی رکھتا ہے کہ اپنی جوانی کو پہنچو و۱۴۲ پھر اس لیے کہ بوڑھے ہو

و۱۳۱ اور ان میں حق جویانہ نظر و تامّل نہیں کرتے۔

و۱۳۲ کہ وہ تمہاری قرار گاہ ہو زندگی میں بھی اور بعدِ موت بھی۔

و۱۳۳ کہ اس کو مثل قبّہ کے بلند فرمایا۔

و۱۳۴ کہ تمہیں راست قامت، پاکیزہ رو، متناسب الاعضاء کیا، بہائم کی طرح نہ بنایا کہ اوندھے چلتے۔

و۱۳۵ نفیس مآکل و مشارب۔

و۱۳۶ کہ اس کی فنا محال ہے۔

و۱۳۷ شانِ نزول: کفّارِ نابکار نے براہِ جہالت و گمراہی اپنے دینِ باطل کی طرف حضورِ پُر نور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دعوت دی تھی اور آپ سے بت پرستی کی درخواست کی تھی، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

و۱۳۸ عقل و وحی کی توحید پر دلالت کرنے والی۔

و۱۳۹ یعنی تمہارے اصل اور تمہارے جدِّ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو۔

و۱۴۰ بعد حضرت آدم علیہ السلام کے ان کی نسل کو۔

و۱۴۱ یعنی قطرۂ منی سے۔

و۱۴۲ اور تمہاری قوّت کامل ہو۔

وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

اور تم میں کوئی پہلے ہی اُٹھا لیا جاتا ہے ۱۴۳ اور اس لیے کہ تم ایک مقرر وعدہ تک پہنچو ۱۴۴ اور اس لیے کہ سمجھو ۱۴۵

هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ ع ۸ ۱۲

وہی ہے کہ جلاتا (زندہ کرتا) ہے اور مارتا ہے پھر جب کوئی حکم فرماتا ہے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا جبھی وہ ہو جاتا ہے ۱۴۶

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى یُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ ۛ الَّذِیْنَ معانقۃ ۱۳

کیا تم نے اُنھیں نہ دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں ۱۴۷ کہاں پھیرے جاتے ہیں ۱۴۸

كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَ بِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ

وہ جنھوں نے جھٹلائی کتاب ۱۴۹ اور جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا ۱۵۰ وہ عنقریب جان جائیں گے ۱۵۱ جب

الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ ۙ۬ ثُمَّ فِی النَّارِ

اُن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں ۱۵۲ گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں دہکائے جائیں

یُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

گے ۱۵۳ پھر ان سے فرمایا جائے گا کہاں گئے وہ جو تم شریک بناتے تھے ۱۵۴ اللہ کے مقابل کہیں گے وہ تو

قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْــٴًـا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ

ہم سے گم گئے ۱۵۵ بلکہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے ۱۵۶ اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے

---

۱۴۳ یعنی بڑھاپے یا جوانی کو پہنچنے سے قبل ہی، یہ اس لئے کیا کہ تم زندگانی کرو۔

۱۴۴ زندگانی کے وقتِ محدود تک۔

۱۴۵ دلائلِ توحید کو اور ایمان لاؤ۔

۱۴۶ یعنی اشیاء کا وجود اس کے ارادہ کا تابع ہے کہ اس نے ارادہ فرمایا اور شے موجود ہوئی، نہ کوئی کلفت ہے، نہ مشقّت ہے، نہ کسی سامان کی حاجت، یہ اس کے کمالِ قدرت کا بیان ہے۔

۱۴۷ یعنی قرآنِ پاک میں۔

۱۴۸ ایمان اور دینِ حق سے۔

۱۵۳ اور وہ آگ باہر سے بھی انہیں گھیرے ہوگی اور ان کے اندر بھی بھری ہوگی۔ (اللہ تعالٰی کی پناہ)

۱۵۴ یعنی وہ بت کیا ہوئے جن کی تم عبادت کرتے تھے۔

۱۵۵ کہیں نظر ہی نہیں آتے۔

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ

کافروں کو یہ وے۱۵ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین میں باطل پر خوش ہوتے تھے و۱۵۸ اور اس کا بدلہ ہے جو تم

تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى

اتراتے تھے جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی بُرا ٹھکانا مغروروں کا و۱۵۹ تو تم

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ و۱۶۰ سچا ہے تو اگر ہم تمہیں دکھا دیں و۱۶۱ کچھ وہ چیز جس کا اُنھیں وعدہ

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ

دیا جاتا ہے و۱۶۲ یا تمہیں پہلے ہی وفات دیں بہر حال اُنھیں ہماری ہی طرف پھرنا و۱۶۳

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا و۱۶۴ اور کسی کا احوال نہ بیان

وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ

فرمایا و۱۶۵ اور کسی رسول کو نہیں پہنچتا کہ کوئی نشانی لے آئے بے حکم خدا کے پھر جب اللہ کا حکم آئے گا و۱۶۶

و۱۵۶ بتوں کی پرستش کا انکار کر جائیں گے، پھر بت حاضر کئے جائیں گے اور کفّار سے فرمایا جائے گا کہ تم اور تمہارے یہ معبود سب جہنّم کا ایندھن ہو، بعض مفسّرین نے فرمایا: کہ جہنّمیوں کا یہ کہنا کہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے اس کے یہ معنٰی ہیں کہ اب ہمیں ظاہر ہوگیا کہ جنہیں ہم پوجتے تھے وہ کچھ نہ تھے کہ کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتے۔

و۱۵۷ یعنی یہ عذاب جس میں تم مبتلا ہو۔

و۱۵۸ یعنی شرک و بت پرستی وانکارِ بعث پر۔

و۱۵۹ جنہوں نے تکبّر کیا اور حق کو قبول نہ کیا۔

و۱۶۰ کفّار پر عذاب فرمانے کا۔

و۱۶۱ تمہاری وفات سے پہلے۔

و۱۶۲ انواعِ عذاب سے مثل بدر میں مارے جانے کے جیسا کہ یہ واقع ہوا۔

و۱۶۳ اور عذابِ شدید میں گرفتار ہونا۔

و۱۶۴ اس قرآن میں صراحت کے ساتھ۔

و۱۶۵ قرآن شریف میں تفصیلاً وصراحتہً۔ (مرقاۃ) اور ان تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالٰی نے نشانی اور معجزات عطا فرمائے اور ان کی قوموں نے ان سے مجادلہ کیا اور انہیں جھٹلایا، اس پر ان حضرات نے صبر کیا۔ اس تذکرہ سے مقصود

ع ۸ ۱۰ ۱۲ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ

سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا و۱۶۷ اور باطل والوں کا وہاں خسارہ اللہ ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے بنائے کہ

لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً

کسی پر سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ اور تمہارے لیے ان میں کتنے ہی فائدے ہیں و۱۶۸ اور اس لیے کہ تم ان کی پیٹھ پر

فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَ عَلَیْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۖۗ فَاَیَّ اٰیٰتِ

اپنے دل کی مرادوں کو پہنچو و۱۶۹ اور اُن پر و۱۷۰ اور کشتیوں پر و۱۷۱ سوار ہوتے ہو اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا

اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ہے و۱۷۲ تو اللہ کی کونسی نشانی کا انکار کرو گے و۱۷۳ کیا انھوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے اُن سے اگلوں کا کیسا انجام

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ

ہوا وہ ان سے بہت تھے و۱۷۴ اور ان کی قوّت و۱۷۵ اور زمین میں نشانیاں

فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

اُن سے زیادہ و۱۷۶ تو ان کے کیا کام آیا جو انھوں نے کمایا و۱۷۷ تو جب ان کے پاس اُن کے رسول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تسلّی ہے کہ جس طرح کے واقعات قوم کی طرف سے آپ کو پیش آرہے ہیں اور جیسی ایذائیں پہنچ رہی ہیں پہلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی حالات گزر چکے ہیں انہوں نے صبر کیا آپ بھی صبر فرمائیں۔

و۱۶۶ کفّار پر عذاب نازل کرنے کی بابت۔

و۱۶۷ رسولوں کے اور ان کی تکذیب کرنے والوں کے درمیان۔

و۱۶۸ کہ ان کے دودھ اور اُون وغیرہ کام میں لاتے ہو اور ان کی نسل سے نفع اٹھاتے ہو۔

و۱۶۹ یعنی اپنے سفروں میں اپنے وزنی سامان ان کی پیٹھوں پر لاد کر ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جاتے ہو۔

و۱۷۰ خشکی کے سفروں میں۔

و۱۷۱ دریائی سفروں میں۔

و۱۷۲ جو اس کی قدرت و وحدانیّت پر دلالت کرتی ہیں۔

و۱۷۳ یعنی وہ نشانیاں ایسی ظاہر و باہر ہیں کہ ان کے انکار کی کوئی صورت ہی نہیں۔

و۱۷۴ تعداد ان کی کثیر تھی۔

و۱۷۵ اور جسمانی طاقت بھی ان سے زیادہ تھی۔

و۱۷۶ یعنی ان کے محل اور عمارتیں وغیرہ۔

فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا

روشن دلیلیں لائے تو وہ اسی پر خوش رہے جو ان کے پاس دنیا کا علم تھا ف۱۷۸ اور انھیں پر الٹ پڑا

رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِیْنَ ﴿۸۴﴾

جس کی ہنسی بناتے تھے ف۱۷۹ پھر جب اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھا بولے ہم ایک اللہ پر ایمان لائے اور جو اس کے شریک

فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ

کرتے تھے اُن سے منکر ہوئے ف۱۸۰ تو ان کے ایمان نے اُنھیں کام نہ دیا جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور

خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع

جو اس کے بندوں میں گزر چکا ف۱۸۱ اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے ف۱۸۲

ع ۹/۷ ۱۴

اٰیاتها ۵۴ | ۴۱ سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّیَّةٌ ۶۱ | رکوعاتها ۶

سورۃ حٰمٓ السجدۃ مکی ہے ف۱ اس میں چون آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حٰمٓ ﴿۱﴾ ۚ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۲﴾ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا

یہ اُتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں ف۲ عربی

ف۱۷۷ معنٰی یہ ہیں کہ اگر یہ لوگ زمین میں سفر کرتے تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ منکرینِ متمرّدین کا کیا انجام ہوا اور وہ کس طرح ہلاک و برباد ہوئے اور ان کی تعداد ان کے زور اور ان کے مال کچھ بھی ان کے کام نہ آسکے۔

ف۱۷۸ اور انہوں نے علمِ انبیاء کی طرف التفات نہ کیا، اس کی تحصیل اور اس سے انتفاع کی طرف متوجّہ نہ ہوئے بلکہ اس کو حقیر جانا اور اس کی ہنسی بنائی اور اپنے دنیوی علم کو جو حقیقت میں جہل ہے، پسند کرتے رہے۔

ف۱۷۹ یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب۔

ف۱۸۰ یعنی جن بتوں کو اس کے سوا پوجتے تھے ان سے بیزار ہوئے۔

ف۱۸۱ یہی ہے کہ نزولِ عذاب کے وقت ایمان لانا نافع نہیں ہوتا، اس وقت ایمان قبول نہیں کیا جاتا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سنّت ہے کہ رسولوں کے جھٹلانے والوں پر عذاب نازل کرتا ہے۔

ف۱۸۲ یعنی ان کا گھاٹا اور ٹوٹا اچھی طرح ظاہر ہوگیا۔

ف۱ اس سورت کا نام سورۂ فُصِّلَتْ بھی ہے اور سورۂ سجدہ و سورۂ مصابیح بھی ہے، یہ سورت مکّیہ ہے، اس میں چھ ۶

لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا

قرآن عقل والوں کے لیے خوشخبری دیتا ۳ؔ اور ڈر سناتا ۴ؔ تو اُن میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ

يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَ فِيْٓ اٰذَانِنَا

سنتے ہی نہیں ۵ؔ اور بولے ۶ؔ ہمارے دل غلاف میں ہیں اُس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ۷ؔ اور ہمارے

وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ

کانوں میں ٹینٹ (روئی) ہے ۸ؔ اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک (پردہ) ہے ۹ؔ تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے

اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا

ہیں ۱۰ؔ تم فرماؤ ۱۱ؔ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں ۱۲ؔ مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس

رکوع، چوّن ۵۴ آیتیں اور سات سو چھیانوے ۷۹۶ کلمے اور تین ہزار تین سو پچاس ۳۳۵۰ حرف ہیں۔

۲ؔ احکام و امثال و مواعظ و وعدو عید وغیرہ کے بیان میں۔

۳ؔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ثواب کی۔

۴ؔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو عذاب کا۔

۵ؔ توجّہ سے قبول کا سننا۔

۶ؔ مشرکین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے۔

۷ؔ ہم اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے یعنی توحید و ایمان کو۔

۸ؔ ہم بہرے ہیں، آپ کی بات ہمارے سننے میں نہیں آتی، اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ آپ ہم سے ایمان و توحید کے قبول کرنے کی توقع نہ رکھئے، ہم کسی طرح ماننے والے نہیں اور نہ ماننے میں ہم بمنزلۂ اس شخص کے ہیں جو نہ سمجھتا ہو، نہ سنتا ہو۔

۹ؔ یعنی دینی مخالفت، تو ہم آپ کی بات ماننے والے نہیں۔

۱۰ؔ یعنی تم اپنے دِین پر رہو، ہم اپنے دِین پر قائم ہیں یا یہ معنٰی ہیں کہ تم سے ہمارا کام بگاڑنے کی جو کوشش ہو سکے وہ کرو، ہم بھی تمہارے خلاف جو ہو سکے گا کریں گے۔

۱۱ؔ اے اکرمُ الخلق سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم براہِ تواضع ان لوگوں کے ارشادات و ہدایات کے لئے کہ۔

۱۲ؔ ظاہر میں، کہ میں دیکھا بھی جاتا ہوں، میری بات بھی سنی جاتی ہے اور میرے تمہارے درمیان میں بظاہر کوئی جنسی مغایرت بھی نہیں ہے تو تمہارا یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ میری بات نہ تمہارے دل تک پہنچے، نہ تمہارے سننے میں آئے اور میرے تمہارے درمیان کوئی روک ہو، بجائے میرے کوئی غیرِ جنس جن یا فرشتہ آتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ

اِلَيۡهِ وَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ؕ وَوَيۡلٌ لِّلۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ

کے حضور سیدھے رہو ۱۳ اور اس سے معافی مانگو ۱۴ اور خرابی ہے شرک والوں کو وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے ۱۵ اور وہ

وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ

آخرت کے منکر ہیں ۱۶ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے

اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۸﴾ ع قُلۡ اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ بِالَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ ع ۱ ۸ ۱۵

بے انتہا ثواب ہے ۱۷ تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی ۱۸

نہ وہ ہمارے دیکھنے میں آئیں، نہ ان کی بات سننے میں آئے، نہ ہم ان کے کلام کو سمجھ سکیں، ہمارے ان کے درمیان تو جنسی مخالفت ہی، بڑی روک ہے لیکن یہاں تو ایسا نہیں کیونکہ میں بشری صورت میں جلوہ نما ہوا تو تمہیں مجھ سے مانوس ہونا چاہئے اور میرے کلام کے سمجھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی بہت کوشش کرنا چاہئے کیونکہ میرا مرتبہ بہت بلند ہے اور میرا کلام بہت عالی ہے، اس لئے میں وہی کہتا ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے۔

فائدہ: سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بلحاظِ ظاہر اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ فرمانا حکمتِ ہدایت و ارشاد کے لئے بطریقِ تواضع ہے اور جو کلمات تواضع کے لئے کہے جائیں وہ تواضع کرنے والے کے علوِّ منصب کی دلیل ہوتے ہیں، چھوٹوں کا ان کلمات کو اس کی شان میں کہنا یا اس سے برابری ڈھونڈھنا ترکِ ادب اور گستاخی ہوتا ہے تو کسی امّتی کو روا نہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مماثل ہونے کا دعوٰی کرے یہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ آپ کی بشریت بھی سب سے اعلٰی ہے ہماری بشریت کو اس سے کچھ بھی نسبت نہیں۔

۱۳ اس پر ایمان لاؤ، اس کی اطاعت اختیار کرو، اس کی راہ سے نہ پھرو۔

۱۴ اپنے فسادِ عقیدہ وعمل کی۔

۱۵ یہ منعِ زکوٰۃ سے خوف دلانے کے لئے فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ زکوٰۃ کو منع کرنا ایسا بُرا ہے کہ قرآنِ کریم میں مشرکین کے اوصاف میں ذکر کیا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو مال بہت پیارا ہوتا ہے تو مال کا راہِ خدا میں خرچ کر ڈالنا اس کے ثبات واستقلال اور صدق و اخلاصِ نیّت کی قوی دلیل ہے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ زکوٰۃ سے مراد ہے توحید کا معتقد ہونا اور (لا الہ الا اللہ) کہنا، اس تقدیر پر معنٰی یہ ہوں گے کہ جو توحید کا اقرار کر کے اپنے نفسوں کو شرک سے باز نہیں رکھتے۔ اور قتادہ نے اس کے معنٰی یہ لئے ہیں کہ جو لوگ زکوٰۃ کو واجب نہیں جانتے۔ اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

۱۶ کہ مرنے کے بعد اٹھنے اور جزا کے ملنے کے قائل نہیں۔

۱۷ جو منقطع نہ ہوگا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت بیماروں، اپاہجوں اور بوڑھوں کے حق میں نازل ہوئی جو عمل

وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ۝۹ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ

اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو ف۱۹ وہ ہے سارے جہان کا رب ف۲۰ اور اس میں ف۲۱ اس کے اوپر سے لنگر ڈالے ف۲۲

فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً

(بھاری بوجھ رکھے) اور اس میں برکت رکھی ف۲۳ اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن

لِّلسَّآىٕلِیْنَ ۝۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ

میں ف۲۴ ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا ف۲۵ تو اس سے اور زمین سے فرمایا

ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآىٕعِیْنَ ۝۱۱ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ

کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں پورے سات آسمان

فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖۗ

کر دیا دو دن میں ف۲۶ اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے احکام بھیجے ف۲۷ اور ہم نے نیچے کے آسمان کو ف۲۸ چراغوں سے

وطاعت کے قابل نہ رہیں، انہیں وہی اجر ملے گا جو تندرستی میں عمل کرتے تھے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جب بندہ کوئی عمل کرتا ہے اور کسی مرض یا سفر کے باعث وہ عامل اس عمل سے مجبور ہو جاتا ہے تو تندرستی اور اقامت کی حالت میں جو کرتا تھا ویسا ہی اس کے لئے لکھا جاتا ہے۔

ف۱۸ اس کی ایسی قدرتِ کاملہ ہے اور چاہتا تو ایک لحہ سے بھی کم میں بنا دیتا۔

ف۱۹ یعنی شریک۔

ف۲۰ اور وہی عبادت کا مستحق ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، سب اس کی مملوک ومخلوق ہیں۔ اس کے بعد پھر اس کی قدرت کا بیان فرمایا جاتا ہے۔

ف۲۱ یعنی زمین میں۔

ف۲۲ پہاڑوں کے۔

ف۲۳ دریا اور نہریں اور درخت وپھل اور قسم قسم کے حیوانات وغیرہ پیدا کرکے۔

ف۲۴ یعنی دو دن زمین کی پیدائش اور دو دن میں یہ سب۔

ف۲۵ یعنی بخار بلند ہونے والا۔

ف۲۶ یہ کل چھ دن ہوئے، ان میں سب سے پچھلا جمعہ ہے۔

ف۲۷ وہاں کے رہنے والوں کو طاعات وعبادات وامر ونہی کے۔

ف۲۸ جو زمین سے قریب ہے۔

وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ

آراستہ کیا ف۲۹ اور نگہبانی کے لیے ف۳۰ یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا ہے پھر اگر وہ منہ پھیریں ف۳۱ تو تم

صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ؕ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ

فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی ف۳۲ جب رسول ان کے آگے پیچھے

وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓىِٕكَةً فَاِنَّا

پھرتے تھے ف۳۳ کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بولے ف۳۴ ہمارا رب چاہتا تو فرشتے اتارتا ف۳۵ تو جو کچھ

بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ

تم لے کر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے ف۳۶ تو وہ جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا ف۳۷ اور بولے ہم سے

ف۲۹ یعنی روشن ستاروں سے۔

ف۳۰ شیاطینِ مسترقہ سے۔

ف۳۱ یعنی اگر یہ مشرکین اس بیان کے بعد بھی ایمان لانے سے اعراض کریں۔

ف۳۲ یعنی عذابِ مہلک سے جیسا ان پر آیا تھا۔

ف۳۳ یعنی قومِ عاد و ثمود کے رسول ہر طرف سے آتے تھے اور ان کی ہدایت کی ہر تدبیر عمل میں لاتے تھے اور انہیں ہر طرح نصیحت کرتے تھے۔

ف۳۴ ان کی قوم کے کافران کے جواب میں کہ۔

ف۳۵ بجائے تمہارے، تم تو ہماری مثل آدمی ہو۔

ف۳۶ یہ خطاب ان کا حضرت ھود اور حضرت صالح اور تمام انبیاء سے تھا جنہوں نے ایمان کی دعوت دی، امام بغوی نے باسنادِ ثعلبی حضرت جابر سے روایت کی کہ جماعتِ قریش نے جن میں ابوجہل وغیرہ سردار بھی تھے یہ تجویز کیا کہ کوئی ایسا شخص جو شعر، سحر، کہانت میں ماہر ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کرنے کے لئے بھیجا جائے چنانچہ عتبہ بن ربیعہ کا انتخاب ہوا، عتبہ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا کہ آپ بہتر ہیں یا ہاشم؟ آپ بہتر ہیں یا عبدالمطلب؟ آپ بہتر ہیں یا عبداللہ؟ آپ کیوں ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں؟ کیوں ہمارے باپ دادا کو گمراہ بتاتے ہیں؟ حکومت کا شوق ہو تو ہم آپ کو بادشاہ مان لیں، آپ کے پھریرے اڑائیں، عورتوں کا شوق ہو تو قریش کی جن لڑکیوں میں سے آپ پسند کریں ہم دس آپ کے عقد میں دیں، مال کی خواہش ہو تو اتنا جمع کردیں جو آپ کی نسلوں سے بھی بچ رہے، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تمام گفتگو خاموش سنتے رہے، جب عتبہ اپنی تقریر کرکے خاموش ہوا تو حضورِ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی سورت حٰمٓ سجدہ پڑھی، جب آپ آیت فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ

قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ

زیادہ کس کا زور اور کیا اُنھوں نے نہ جانا کہ اللہ جس نے اُنھیں بنایا ان سے زیادہ

قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ

قوی ہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے تو ہم نے اُن پر ایک آندھی بھیجی

اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ

سخت گرج کی ۳۸ اُن کی شامت کے دنوں میں کہ ہم اُنھیں رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی زندگی میں اور بے شک آخرت

الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى

کے عذاب میں سب سے بڑی رسوائی ہے اور ان کی مدد نہ ہوگی اور رہے ثمود انھیں ہم نے راہ دکھائی ۳۹ تو انھوں نے سوجھنے پر

عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا

اندھے ہونے کو پسند کیا ۴۰ تو انھیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آلیا ۴۱ سزا اُن کے کئے کی ۴۲ اور ہم

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ ع ۲ ۱۲

نے ۴۳ انھیں بچا لیا جو ایمان لائے ۴۴ اور ڈرتے تھے ۴۵ اور جس دن اللہ کے دشمن ۴۶ آگ کی طرف ہانکے

اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ پر پہنچے تو عتبہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ حضور کے دہانِ مبارک پر رکھ دیا اور آپ کو رشتہ وقرابت کے واسطہ سے قسم دلائی اور ڈر کر اپنے گھر بھاگ گیا، جب قریش اس کے مکان پر پہنچے تو اس نے تمام واقعہ بیان کر کے کہا کہ خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کہتے ہیں نہ وہ شعر ہے، نہ سحر ہے، نہ کہانت، میں ان چیزوں کو خوب جانتا ہوں، میں نے ان کا کلام سنا، جب انہوں نے آیت فَاِنْ اَعْرَضُوْا پڑھی تو میں نے ان کے دہانِ مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور انہیں قسم دی کہ بس کریں اور تم جانتے ہی ہو کہ وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہی ہو جاتا ہے، ان کی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوتی، مجھے اندیشہ ہو گیا کہ کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہونے لگے۔

۳۷ قومِ عاد کے لوگ بڑے قوی اور شہ زور تھے، جب حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں عذابِ الٰہی سے ڈرایا تو انہوں نے کہا ہم اپنی طاقت سے عذاب کو ہٹا سکتے ہیں۔

۳۸ نہایت ٹھنڈی بغیر بارش کے۔

۳۹ اور نیکی اور بدی کے طریقے ان پر ظاہر فرمائے۔

۴۰ اور ایمان کے مقابلہ میں کفر اختیار کیا۔

۴۱ اور ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کئے گئے۔

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ

جائیں گے تو ان کے اگلوں کو روکیں گے یہاں تک کہ پچھلے آملیں ۴۷ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے ان

اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ

کے کان اور ان کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے سب اُن پر ان کے کئے کی گواہی دیں گے ۴۸ اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں

شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ

گے تم نے ہم پر کیوں گواہی دی وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی اور اس نے تمہیں

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ

پہلی بار بنایا اور اُسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے اور تم ۴۹ اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر گواہی دیں

سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا

تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں ۵۰ لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں

مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ

جانتا ۵۱ اور یہ ہے تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا ۵۲ تو

۴۲ یعنی ان کے شرک و تکذیبِ پیغمبر اور معاصی کی۔

۴۳ صاعقہ کے اس ذلّت والے عذاب سے۔

۴۴ حضرت صالح علیہ السلام پر۔

۴۵ شرک اور اعمالِ خبیثہ سے۔

۴۶ یعنی کفّار اگلے اور پچھلے۔

۴۷ پھر سب کو دوزخ میں ہانک دیا جائے گا۔

۴۸ اعضاء بحکمِ الٰہی بول اٹھیں گے، اور جو جو عمل کئے تھے بتا دیں گے۔

۴۹ گناہ کرتے وقت۔

۵۰ تمہیں تو اس کا گمان بھی نہ تھا بلکہ تم تو بعث و جزا کے سرے ہی سے قائل نہ تھے۔

۵۱ جو تم چھپا کر کرتے ہو۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کفّار یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کی باتیں جانتا ہے اور جو ہمارے دلوں میں ہے اس کو نہیں جانتا۔ (معاذ اللہ)

۵۲ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا معنیٰ یہ ہیں کہ تمہیں جہنّم میں ڈال دیا۔

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ

اب رہ گئے ہارے ہوؤں میں پھر اگر وہ صبر کریں ۵۳ تو آگ ان کا ٹھکانا ہے ۵۴ اور اگر وہ منانا چاہیں تو کوئی ان کا منانا

الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ

نہ مانے ۵۵ اور ہم نے اُن پر کچھ ساتھی تعینات کیے ۵۶ اُنھوں نے اُنھیں بھلا کر دیا جو اُن کے آگے ہے ۵۷

وَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۚ

اور جو ان کے پیچھے ۵۸ اور ان پر بات پوری ہوئی ۵۹ ان گروہوں کے ساتھ جو اُن سے پہلے گزر چکے جنّ اور آدمیوں

اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ ۲ ۱۷

کے بے شک وہ زیاں کار تھے اور کافر بولے ۶۰ یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بیہودہ غُل (شور) کرو ۶۱

وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ

شاید یونہی تم غالب آؤ ۶۲ تو بے شک ضرور ہم کافروں کو سخت عذاب چکھائیں گے

وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ

اور بے شک ہم اُن کے بُرے سے بُرے کام کا اُنھیں بدلہ دیں گے ۶۳ یہ ہے اللہ کے دشمنوں کا بدلہ آگ

۵۳ عذاب پر۔

۵۴ یہ صبر بھی کارآمد نہیں۔

۵۵ یعنی حق تعالٰی ان سے راضی نہ ہو چاہے کتنا ہی منّت کریں، کسی طرح عذاب سے رہائی نہیں۔

۵۶ شیاطین میں سے۔

۵۷ یعنی دنیا کی زیب وزینت، اور خواہشاتِ نفس کا اتباع۔

۵۸ یعنی امرِ آخرت، یہ وسوسہ ڈال کر کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے، نہ حساب، نہ عذاب، چین ہی چین ہے۔

۵۹ عذاب کی۔

۶۰ یعنی مشرکینِ قریش۔

۶۱ اور شور مچاؤ۔ کفّار ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ جب حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن شریف پڑھیں تو زور زور سے شور کرو، خوب چلاؤ، اونچی اونچی آوازیں نکال کر چیخو، بے معنٰی کلمات سے شور کرو، تالیاں اور سیٹیاں بجاؤ تاکہ کوئی قرآن نہ سننے پائے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہوں۔

۶۲ اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قراءت موقوف کردیں۔

۶۳ یعنی کفر کا بدلہ سخت عذاب۔

لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

اس میں اُنھیں ہمیشہ رہنا ہے سزا اس کی کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے اور کافر بولے ۶۴ اے

كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ

ہمارے رب ہمیں دکھا وہ دونوں جن اور آدمی جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا ۶۵ کہ ہم اُنھیں اپنے پاؤں تلے ڈالیں ۶۶

اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

کہ وہ ہر نیچے سے نیچے رہیں ۶۷ بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ۶۸ اُن پر

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ

فرشتے اُترتے ہیں ۶۹ کہ نہ ڈرو ۷۰ اور نہ غم کرو ۷۱ اور خوش ہو اس جنت پر

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ

جس کا تمھیں وعدہ دیا جاتا تھا ۷۲ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں ۷۳ اور آخرت میں ۷۴

۶۴ جہنم میں۔

۶۵ یعنی ہمیں وہ دونوں شیطان دکھا جنّی بھی اور انسی بھی، شیطان دو قسم کے ہوتے ہیں ایک جنّوں میں سے، ایک انسانوں میں سے جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ، جہنّم میں کفّار ان دونوں کے دیکھنے کی خواہش کریں گے۔

۶۶ آگ میں۔

۶۷ درکِ اسفل میں ہم سے زیادہ سخت عذاب میں۔

۶۸ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا استقامت کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ امر و نہی پر قائم رہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ عمل میں اخلاص کرے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ فرائض ادا کرے۔ اور استقامت کے معنٰی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو بجالائے اور معاصی سے بچے۔

۶۹ موت کے وقت یا وہ جب قبروں سے اُٹھیں گے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مومن کو تین بار بشارت دی جاتی ہے ایک وقتِ موت، دوسرے قبر میں، تیسرے قبروں سے اُٹھنے کے وقت۔

۷۰ موت سے اور آخرت میں پیش آنے والے حالات سے۔

۷۱ اہلِ اولاد کے چھوٹنے کا یا گناہوں کا۔

ع ۴ ۱۸ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ ط نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ ع

اور تمہارے لیے ہے اس میں ف۵ جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے والے مہربان

وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ

کی طرف سے اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے ف۶ اور نیکی کرے ف۷ اور کہے

ف۲ اور فرشتے کہیں گے۔

ف۳ تمہاری حفاظت کرتے تھے۔

ف۴ تمہارے ساتھ رہیں گے اور جب تک تم جنّت میں داخل ہو تم سے جدا نہ ہوں گے۔

ف۵ یعنی جنّت میں وہ کرامت اور نعمت ولذّت۔

ف۶ اس کی توحید وعبادت کی طرف۔ کہا گیا ہے کہ اس دعوت دینے والے سے مراد حضور سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مومن مراد ہے جس نے نبی علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا اور دوسروں کو نیکی کی دعوت دی۔

سرکارِ دو عالم، نُورِ مجسّم، شہنشاہِ اُمم محبوب ربِّ اکرم عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذَرِیعے کسی ایک کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔
(صَحِیح مُسلم ص ۱۳۱۱ حدیث ۲۴۰۶ دارابن حزم بیروت)

حضرتِ سَیِّدُ نا انس بن مالِک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ کونین، دُکھیا دلوں کے چَین، رسولُ الثَّقَلَین، نانائے حَسَنَین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔ (سُنَنُ التِّرمِذی، ج ۴، ص ۳۰۵، حدیث ۲۶۷۹)

حضرتِ سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، نُورِ مجسّم، شاہِ آدم وبنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے ہدایت وبھلائی کی دعوت دی تو اُسے اِس بھلائی کی پیروی کرنے والوں کے برابر ثواب مِلے گا اور ان (بھلائی کی پیروی کرنے والوں) کے اَجر میں (بھی) کوئی کمی واقع نہ ہوگی اور جس نے کسی کو گمراہی کی دعوت دی اُسے اس گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے برابر گُناہ ہوگا اور ان (گمراہی کی پیروی کرنے والو) کے گناہوں میں (بھی) کمی نہ ہوگی۔
(صحیح مسلم، ص ۱۴۳۸، حدیث ۲۶۷۴)

ایک بار حضرتِ سیِّدُ نا مُوسیٰ کلیمُ اللہ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے بارگاہِ خُداوندی عَزَّ وَجَلَّ میں عرض کی: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ جو اپنے بھائی کو نیکی کا حکم کرے اور بُرائی سے روکے اس کی جزا کیا ہے؟ اللہ تبارَکَ وَتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں اُس کے ہر ہر کلمہ کے بدلے ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہوں اور اُسے جہنّم کی سزا دینے میں مجھے حیا آتی ہے۔
(مُکاشَفَۃُ القُلُوب ص ۴۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

میں مسلمان ہوں ۷۷ اور نیکی اور بدی برابر نہ ہوجائیں گی اے سُننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال ۷۹ جبھی وہ کہ

فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ

تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست ۸۰ اور یہ دولت ۸۱ نہیں ملتی مگر

صَبَرُوْا ۚ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾ وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ

صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا اور اگر تجھے شیطان کا کوئی کونچا (تکلیف) پہنچے ۸۲ تو

۷۷ شانِ نزول: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ آیت مؤذّنوں کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو کوئی کسی طریقہ پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے وہ اس میں داخل ہے۔
دعوت الی اللہ کے کئی مرتبے ہیں اوّل دعوتِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام معجزات اور حجج و براہین وسیف کے ساتھ، یہ مرتبہ انبیاء ہی کے ساتھ خاص ہے۔ دوّم دعوتِ علماء فقط حجج و براہین کے ساتھ، اور علماء کئی طرح کے ہیں ایک عالم باللہ، دوسرے عالم بصفاتِ اللہ، تیسرے عالم باحکامِ اللہ۔ مرتبۂ سوم دعوتِ مجاہدین ہے یہ کفار کو سیف کے ساتھ ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ دِین میں داخل ہوں اور طاعت قبول کرلیں۔ مرتبۂ چہارم مؤذنین کی دعوت نماز کے لئے، عملِ صالح کی دو قسم ہے ایک وہ جو قلب سے ہو، وہ معرفتِ الٰہی ہے، دوسرے جو اعضاء سے ہو تو وہ تمام طاعات ہیں۔

۷۸ اور یہ فقط قول نہ ہو بلکہ دِینِ اسلام کا دل سے معتقد ہو کر کہے کہ سچّا کہنا یہی ہے۔

۷۹ مثلاً غصّہ کو صبر سے، اور جہل کو حلم سے، بدسلوکی کو عفو سے کہ اگر تیرے ساتھ کوئی برائی کرے تو معاف کر۔
حضرتِ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے عمل کے بارے میں نہ بتاؤں جس کے سبب اللہ عزوجل درجات کو بلند فرماتا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ! ضرور فرمائیے۔ فرمایا کہ جو تمہارے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرے اسکے ساتھ بردباری سے پیش آؤ اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو اور جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم سے قطع تعلق کرے اسکے ساتھ صلہ رحمی کرو۔
(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب مکارم الاخلاق...الخ، رقم ۱۲۶۹۴، ج ۸، ص ۳۴۵)

۸۰ یعنی اس خصلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن دوستوں کی طرح محبّت کرنے لگیں گے۔
شانِ نزول: کہا گیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے حق میں نازل ہوئی کہ باوجود ان کی شدّتِ عداوت کے نبی کریم نے ان کے ساتھ سلوکِ نیک کیا، ان کی صاحب زادی کو اپنی زوجیّت کا شرف عطا فرمایا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صادق المحبّت، جان نثار ہو گئے۔

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۶﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَ النَّهَارُ

اللہ کی پناہ مانگ ؁۸۳ بے شک وہی سنتا جانتا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن

وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ

اور سورج اور چاند ؁۸۴ سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو ؁۸۵ اور اللہ کو سجدہ کرو

خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

جس نے انھیں پیدا کیا ؁۸۶ اگر تم اس کے بندے ہو تو اگر یہ تکبر کریں ؁۸۷ تو وہ

یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ۩ ﴿۳۸﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى (السجدۃ ۱۱)

جو تمہارے رب کے پاس ہیں ؁۸۸ رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور اُکتاتے نہیں اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو

الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْؕ اِنَّ الَّذِیْۤ

زمین کو دیکھے بے قدر پڑی ؁۸۹ پھر جب ہم نے اس پر پانی اُتارا ؁۹۰ ترو تازہ ہوئی اور بڑھ چلی بے شک جس نے

؁۸۱ یعنی بدیوں کو نیکیوں سے دفع کرنے کی خصلت۔

؁۸۲ یعنی شیطان تجھ کو برائیوں پر ابھارے اور اس خصلتِ نیک سے اور اس کے علاوہ اور نیکیوں سے منحرف کرے۔

؁۸۳ اس کے شر سے اور اپنی نیکیوں پر قائم رہ، شیطان کی راہ نہ اختیار کر، اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائے گا۔

حضرت سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شیطان میرے اور میری نماز وقراءت کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے۔ تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، یہ وہ شیطان ہے جسے خِنْزَب کہا جاتا ہے جب تم اسے محسوس کرو تو اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگو اور اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دیا کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ایسے کیا تو اللہ عزوجل نے شیطان کو مجھ سے دور فرمادیا۔
(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التعوذ من شیطان الوسوسۃ فی الصلوٰۃ، رقم ۲۲۰۳، ج ا، ص ۱۲۰۹)

؁۸۴ جو اس کی قدرت وحکمت اور اس کی ربوبیّت ووحدانیّت پر دلالت کرتے ہیں۔

؁۸۵ کیونکہ وہ مخلوق ہیں اور حکمِ خالق سے مسخّر ہیں اور جو ایسا ہو، مستحقِ عبادت نہیں ہوسکتا۔

؁۸۶ وہی سجدہ اور عبادت کا مستحق ہے۔

؁۸۷ صرف اللہ کو سجدہ کرنے سے۔

؁۸۸ ملائکہ وہ۔

؁۸۹ سوکھی کہ اس میں سبزہ کا نام ونشان نہیں۔

؁۹۰ بارش نازل کی۔

اَحْیَاھَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ

اُسے جِلایا ضرور مُردے جلائے (زندہ کرے) گا بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے بے شک وہ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے

اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ

چلتے ہیں ف۹۱ ہم سے چھپے نہیں ف۹۲ تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا ف۹۳ وہ بھلا یا جو قیامت میں امان سے آئے

الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

گا ف۹۴ جو جی میں آئے کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے بے شک جو ذکر سے

كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ

منکر ہوئے ف۹۵ جب وہ ان کے پاس آیا اُن کی خرابی کا کچھ حال نہ پوچھ اور بیشک وہ عزت والی کتاب ہے ف۹۶ باطل کو

مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا یُقَالُ

اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے ف۹۷ اُتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا تم سے نہ

لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ

فرمایا جائے گا ف۹۸ مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا کہ بے شک تمہارا رب بخشش والا ف۹۹

وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۴۳﴾ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ

اور دردناک عذاب والا ہے ف۱۰۰ اور اگر ہم اُسے عجمی زبان کا قرآن کرتے ف۱۰۱ تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں نہ

ف۹۱ اور تاویلِ آیات میں صحت و استقامت سے عدول و انحراف کرتے ہیں۔

ف۹۲ ہم انہیں اس کی سزا دیں گے۔

ف۹۳ یعنی کافرِ ملحد۔

ف۹۴ مومنِ صادق العقیدہ، بے شک وہی بہتر ہے۔

ف۹۵ یعنی قرآنِ کریم سے اور انہوں نے اس میں طعن کئے۔

ف۹۶ بے عدیل و بے نظیر جس کی ایک سورت کا مثل بنانے سے تمام خَلق عاجز ہے۔

ف۹۷ یعنی کسی طرح اور کسی جہت سے بھی باطل اس تک راہ نہیں پا سکتا، وہ تغییر و تبدیل و کمی و زیادتی سے محفوظ ہے، شیطان اس میں تصرف کی قدرت نہیں رکھتا۔

ف۹۸ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

ف۹۹ اپنے انبیاء علیہم السلام کے لئے اور ان پر ایمان لانے والوں کے لئے۔

اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّ شِفَآءٌ ؕ قرأ حفص بتسهيل الهمزة الثانية ۱۲

کھولی گئیں ف۱۰۲ کیا کتاب عجمی اور نبی عربی ف۱۰۳ تم فرماؤ وہ ف۱۰۴ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے ف۱۰۵

وَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَیْهِمْ عَمًی ؕ اُولٰٓىِٕكَ

اور وہ جو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں ٹینٹ (روئی) ہے ف۱۰۶ اور وہ ان پر اندھا پن ہے ف۱۰۷ گویا وہ دُور جگہ

ع ۵/۱۲/۱۹ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۴۴﴾ ع وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ

سے پکارے جاتے ہیں ف۱۰۸ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ف۱۰۹ تو اس میں اختلاف کیا گیا ف۱۱۰

وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ

اور اگر ایک بات تمہارے رب کی طرف سے گزر نہ چکی ہوتی ف۱۱۱ تو جبھی اُن کا فیصلہ ہو جاتا ف۱۱۲ اور بے شک

مُرِیْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ

وہ ف۱۱۳ ضرور اس کی طرف سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں جو نیکی کرے وہ اپنے بھلے کو اور جو بُرائی کرے

وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۴۶﴾

اپنے بُرے کو اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا

ف۱۰۰ انبیاء علیہم السلام کے دشمنوں اور تکذیب کرنے والوں کے لئے۔

ف۱۰۱ جیسا کہ یہ کفّار بطریقِ اعتراض کہتے ہیں کہ یہ قرآن عجمی زبان میں کیوں نہ اترا۔

ف۱۰۲ اور زبانِ عربی میں بیان نہ کی گئیں۔ کہ ہم سمجھ سکتے۔

ف۱۰۳ یعنی کتاب نبی کی زبان کے خلاف کیوں اتری۔ حاصل یہ ہے کہ قرآنِ پاک عجمی زبان میں ہوتا تو یہ کافر اعتراض کرتے، عربی میں آیا تو معترض ہوئے۔ بات یہ ہے کہ خوئے بدرا بہانۂ بسیار۔ ایسے اعتراض طالبِ حق کی شان کے لائق نہیں۔

ف۱۰۴ قرآنِ شریف۔

ف۱۰۵ کہ حق کی راہ بتاتا ہے، گمراہی سے بچاتا ہے، جہل و شک وغیرہ قلبی امراض سے شفا دیتا ہے اور جسمانی امراض کے لئے بھی اس کا پڑھ کر دم کرنا دفعِ مرض کے لئے مؤثر ہے۔

ف۱۰۶ کہ وہ قرآنِ پاک کے سننے کی نعمت سے محروم ہیں۔

ف۱۰۷ کہ شکوک و شبہات کی ظلمتوں میں گرفتار ہیں۔

ف۱۰۸ یعنی وہ اپنے عدمِ قبول سے اس حالت کو پہنچ گئے ہیں جیسا کہ کسی کو دور سے پکارا جائے تو وہ پکارنے والے کی

بات نہ سنے، نہ سمجھے۔

ف۱۰۹ یعنی توریتِ مقدّس۔

ف۱۱۰ بعضوں نے اس کو مانا اور بعضوں نے نہ مانا، بعضوں نے اس کی تصدیق کی اور بعضوں نے تکذیب۔

ف۱۱۱ یعنی حساب و جزا کو روزِ قیامت تک مؤخر نہ فرمادیا ہوتا۔

ف۱۱۲ اور دنیا ہی میں انہیں اس کی سزا دے دی جاتی۔

ف۱۱۳ یعنی کتابِ الٰہی کی تکذیب کرنے والے۔

الجزء ۲۵
اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ

قیامت کے علم کا اسی پر حوالہ ہے ف۱۱۴ اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْۤا

جنے مگر اس کے علم سے ف۱۱۵ اور جس دن انہیں ندا فرمائے گا ف۱۱۶ کہاں ہیں میرے شریک ف۱۱۷

اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ

کہیں گے ہم تجھ سے کہہ چکے ہیں کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں ف۱۱۸ اور گم گیا ان سے جسے پہلے پوجتے تھے ف۱۱۹

وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْــَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَاِنْ

اور سمجھ لیے کہ انہیں کہیں ف۱۲۰ بھاگنے کی جگہ نہیں آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا ف۱۲۱ اور کوئی برائی پہنچے ف۱۲۲

ف۱۱۴ تو جس سے وقتِ قیامت دریافت کیا جائے اس کو لازم ہے کہ کہے کہ اللہ تعالٰی جاننے والا ہے۔

ف۱۱۵ یعنی اللہ تعالٰی پھل کے غلاف سے برآمد ہونے کے قبل اس کے احوال کو جانتا ہے اور مادّہ کے حمل کو اور اس کی ساعتوں کو اور وضع کے وقت کو اور اس کے ناقص و غیر ناقص اور اچھے اور برے اور نر و مادّہ ہونے کو سب کو جانتا ہے، اس کا علم بھی اسی کی طرف حوالہ کرنا چاہئے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اولیائے کرام اصحابِ کشف بسا اوقات ان امور کی خبریں دیتے ہیں اور وہ صحیح واقع ہوتی ہیں بلکہ کبھی منجم اور کاہن بھی خبریں دیتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نجومیوں اور کاہنوں کی خبریں تو محض اٹکل کی باتیں ہیں جو اکثر و بیشتر غلط ہو جایا کرتی ہیں، وہ علم ہی نہیں، بے حقیقت باتیں ہیں اور اولیاء کی خبریں بے شک صحیح ہوتی ہیں اور وہ علم سے فرماتے ہیں اور یہ علم ان کا ذاتی نہیں، اللہ تعالٰی کا عطا فرمایا ہوا ہے تو حقیقت میں یہ اسی کا علم ہوا، غیر کا نہیں۔ (خازن)

ف۱۱۶ یعنی اللہ تعالٰی مشرکین سے فرمائے گا کہ۔

ف۱۱۷ جو تم نے دنیا میں گھڑ رکھے تھے جنہیں تم پوجا کرتے تھے، اس کے جواب میں مشرکین۔

ف۱۱۸ جو آج یہ باطل گواہی دے کہ تیرا کوئی شریک ہے یعنی ہم سب مومنِ موحّد ہیں، یہ مشرکین عذاب دیکھ کر کہیں گے اور اپنے بتوں سے بری ہونے کا اظہار کریں گے۔

ف۱۱۹ دنیا میں یعنی بت۔

ف۱۲۰ عذابِ الٰہی سے بچنے اور۔

ف۱۲۱ ہمیشہ اللہ تعالٰی سے مال اور تونگری و تندرستی مانگتا رہتا ہے۔

ف۱۲۲ یعنی کوئی سختی و بلا و معاش کی تنگی۔

مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ

تو نا امید آس ٹوٹا ف۱۲۳ اور اگر ہم اُسے کچھ اپنی رحمت کا مزہ دیں ف۱۲۴ اس تکلیف کے بعد جو اُسے

مَسَّتۡهُ لَيَقُوۡلَنَّ هٰذَا لِىۡ ۙ وَمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّجِعۡتُ اِلٰى

پہنچی تھی تو کہے گا یہ تو میری ہے ف۱۲۵ اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر ف۱۲۶ میں رب کی طرف لوٹایا

رَبِّىۡۤ اِنَّ لِىۡ عِنۡدَهٗ لَـلۡحُسۡنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا ۖ

بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس بھی خوبی ہی ہے ف۱۲۷ تو ضرور ہم بتادیں گے کافروں کو جو اُنھوں نے کیا ف۱۲۸

وَلَـنُذِيۡقَنَّهُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ غَلِيۡظٍ ﴿۵۰﴾ وَاِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ

اور ضرور انھیں گاڑھا عذاب چکھائیں گے ف۱۲۹ اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے ف۱۳۰ اور اپنی

وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِيۡضٍ ﴿۵۱﴾ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ

طرف دُور ہٹ جاتا ہے ف۱۳۱ اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے ف۱۳۲ تو چوڑی دعا والا ہے ف۱۳۳ تم فرماؤ ف۱۳۴

ف۱۲۳ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے مایوس ہوجاتا ہے، یہ اور اس کے بعد جو ذکر فرمایا جاتا ہے وہ کافر کا حال ہے اور مومن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے۔ لَا یَایۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡکٰفِرُوۡنَ۔

حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم سے مروی ہے: سب سے بڑا گناہ اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف اور اُس کی رحمت سے مایوس اور نا اُمید ہونا ہے۔

(کنز العمال، کتاب الاذکار، قسم الافعال، سورۃ النساء، الحدیث: ۴۳۲۲، ج ۲، ص ۸۶۷)

ف۱۲۴ صحت و سلامت و مال و دولت عطا فرما کر۔

ف۱۲۵ خالص میرا حق ہے، میں اپنے عمل سے اس کا مستحق ہوں۔

ف۱۲۶ بالفرض جیسا کہ مسلمان کہتے ہیں۔

ف۱۲۷ یعنی وہاں بھی میرے لئے دنیا کی طرح عیش و راحت و عزّت و کرامت ہے۔

ف۱۲۸ یعنی انکے اعمالِ قبیحہ اور ان اعمال کے نتائج اور جس عذاب کے وہ مستحق ہیں اس سے انہیں آگاہ کردیں گے۔

ف۱۲۹ یعنی نہایت سخت۔

ف۱۳۰ اور اس احسان کا شکر بجا نہیں لاتا اور اس نعمت پر اتراتا ہے اور نعمت دینے والے پروردگار کو بھول جاتا ہے۔

ف۱۳۱ یادِ الٰہی سے تکبّر کرتا ہے۔

ف۱۳۲ کسی قسم کی پریشانی، بیماری یا ناداری وغیرہ کی پیش آتی ہے۔

ف۱۳۳ خوب دعائیں کرتا ہے، روتا ہے، گڑگڑاتا ہے اور لگاتار دعائیں مانگے جاتا ہے۔

كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾

بھلا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے ف۱۳۵ پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس بڑھ کر گمراہ کون جو دور کی ضد میں

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ

ہے ف۱۳۶ ابھی ہم اُنھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں ف۱۳۷ اور خود اُن کے آپے میں ف۱۳۸ یہاں تک کہ ان پر

اَوَ لَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ

کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے ف۱۳۹ کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں سنو انھیں ضرور اپنے رب سے

لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع ۶ ۱۰ ۱

ملنے میں شک ہے ف۱۴۰ سنو وہ ہر چیز کو محیط ہے ف۱۴۱

آیاتہا ۵۳ | ۴۲ سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ ۶۲ | رکوعاتہا ۵

سورۃ شوریٰ مکی ہے ف۱ اور اس میں ترپن آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

ف۱۳۴ اے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ مکرّمہ کے کفّار سے۔

ف۱۳۵ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں اور براہینِ قطعیہ ثابت کرتی ہیں۔

ف۱۳۶ حق کی مخالفت کرتا ہے۔

ف۱۳۷ آسمان و زمین کے اقطار میں سورج، چاند، ستارے، نباتات، حیوان، یہ سب اس کی قدرت و حکمت پر دلالت کرنے والے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان آیات سے مراد گزری ہوئی امّتوں کی اجڑی ہوئی بستیاں ہیں جن سے انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ ان نشانیوں سے مشرق و مغرب کی وہ فتوحات مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے نیاز مندوں کو عنقریب عطا فرمانے والا ہے۔

ف۱۳۸ ان کی ہستیوں میں لاکھوں لطائفِ صنعت اور بے شمار عجائبِ حکمت ہیں یا یہ معنیٰ ہیں کہ بدر میں کفّار کو مغلوب و مقہور کرکے خود ان کے اپنے احوال میں اپنی نشانیوں کا مشاہدہ کرادیا یا یہ معنیٰ ہیں کہ مکّہ مکرّمہ فتح فرما کر ان میں اپنی نشانیاں ظاہر کردیں گے۔

ف۱۳۹ یعنی اسلام و قرآن کی سچّائی اور حقانیّت ان پر ظاہر ہوجائے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ

یونہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف ۲؎ اور تم سے اگلوں کی طرف ۳؎ اللہ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ هُوَ الْعَلِيُّ

عزت وحکمت والا ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی بلندی وعظمت والا ہے قریب ہوتا

الْعَظِيْمُ ﴿۴﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ

ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں ۴؎ اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ

اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں ۵؎ سن لو بے شک اللہ ہی بخشنے والا

۱۴۰؎ کیونکہ وہ بعث وقیامت کے قائل نہیں ہیں۔

۱۴۱؎ کوئی چیز اس کے احاطۂ علمی سے باہر نہیں اور اس کے معلومات غیر متناہی ہیں۔

۱؎ سورۂ شوریٰ جمہور کے نزدیک مکّیہ ہے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک قول میں اس کی چار آیتیں مدینہ طیّبہ میں نازل ہوئیں جن میں کی پہلی قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ہے، اس سورت میں پانچ ۵ رکوع، ترپن ۵۳ آیتیں، آٹھ سو ساٹھ ۸۶۰ کلمے اور تین ہزار پانچ سو اٹھاسی ۳۵۸۸ حرف ہیں۔

۲؎ غیبی خبریں۔ (خازن)

۳؎ انبیاء علیہم السلام میں سے وحی فرما چکا۔

۴؎ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علوئے شان سے۔

۵؎ یعنی ایمان داروں کے لئے کیونکہ کافر اس لائق نہیں ہیں کہ ملائکہ ان کے لئے استغفار کریں، یہ ہوسکتا ہے کہ کافروں کے لئے یہ دعا کریں کہ انہیں ایمان دے کر ان کی مغفرت فرما۔

حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے:

أُمَّتِيْ أُمَّةٌ مَّرْحُوْمَةٌ لَا عَذَابَ عَلَيْهَا فِي الْاٰخِرَةِ۔

ترجمہ: میری امت، امتِ مرحومہ ہے اس پر آخرت میں کوئی عذاب نہیں۔

(سنن ابی داود، کتاب الفتن، باب مایرجی فی القتل، الحدیث ۴۲۷۸، ص ۱۵۳۴)

اس موضوع پر بے شمار آیات واحادیث وارِد ہیں۔ حضرت سیِّدُنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں یہ مضمون ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی: یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بروزِ قیامت مخلوق کا حساب کون لے گا؟ آپ

الرَّحِيْمُ ۝۵ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ
مہربان ہے اور جنھوں نے اللہ کے سوا اور والی بنا رکھے ہیں ف۶ وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں ف۷ اور
اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ
تم اُن کے ذمہ دار نہیں ف۸ اور یونہی ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ڈراؤ سب شہروں کی اصل
الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ
مکہ والوں کو اور جتنے اس کے گرد ہیں ف۹ اور تم ڈراؤ اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شک نہیں ف۱۰ ایک گروہ جنت میں
وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ
ہے اور ایک گروہ دوزخ میں اور اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک دین پر کر دیتا لیکن اللہ

صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ۔ اس نے پوچھا: کیا وہ خود حساب لے گا؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ہاں۔ (یہ سن کر) اعرابی ہنس پڑا، تو پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: اے اعرابی! کس وجہ سے ہنسے ہو؟ اس نے عرض کی: إِنَّ الْكَرِيْمَ إِذَا قَدَرَ عَفَا وَإِذَا حَاسَبَ سَامَحَ ترجمہ: بے شک کریم جب قدرت پاتا ہے تو معاف کر دیتا ہے اور جب حساب لیتا ہے تو بھی درگزر فرماتا ہے۔ تو شفیق آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اعرابی نے سچ کہا،

آگاہ رہو! اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں، وہ سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔ پھر فرمایا: یہ حقیقت اعرابی سمجھ گیا۔
(شعب الایمان للبیھقی، باب فی حشر الناس، الحدیث: ۲۶۲، ج۱، ص۲۴۶۔۲۴۷، مختصراً)

اور تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے:

سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ۔

ترجمہ: میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالی وأنھا تغلب غضبہ، الحدیث ۲۹۷۰، ص۱۱۵۵)

ف۶ یعنی بت جن کو وہ پوجتے اور معبود سمجھتے ہیں۔

ف۷ ان کے اعمال، افعال اس کے سامنے ہیں، وہ انہیں بدلہ دے گا۔

ف۸ تم سے ان کے افعال کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔

ف۹ یعنی تمام عالَم کے لوگ ان سب کو۔

ف۱۰ یعنی روزِ قیامت سے ڈراؤ جس میں اللہ تعالیٰ اوّلین وآخرین اور اہلِ آسمان وزمین سب کو جمع فرمائے گا اور اس جمع کے بعد پھر سب متفرّق ہوں گے۔

مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِهٖؕ وَ الظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ۸ اَمِ

اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے چاہے ف۱۱ اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ مدد گار ف۱۲ کیا اللہ کے

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِیُّ وَ هُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰی٘ وَ هُوَ عَلٰی

سوا اور والی ٹھہرا لیے ہیں ف۱۳ تو اللہ ہی والی ہے اور وہ مُردے جلائے (زندہ کرے) گا اور وہ سب کچھ

ع ۹/۲ كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۹ؑ وَ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَی اللّٰهِؕ ذٰلِكُمُ

کر سکتا ہے ف۱۴ تم جس بات میں ف۱۵ اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے ف۱۶ یہ ہے

اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۗۖ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ ۱۰ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ جَعَلَ

اللہ میرا رب میں نے اس پر بھروسہ کیا اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں ف۱۷ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا

لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًاۚ یَذْرَؤُكُمْ فِیْهِؕ لَیْسَ

تمہارے لیے تمہیں میں سے ف۱۸ جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے اس سے ف۱۹ تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس

كَمِثْلِهٖ شَیْءٌۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۱۱ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ

جیسا کوئی نہیں اور وہی سُنتا دیکھتا ہے اُسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ف۲۰

ف۱۱ اس کو اسلام کی توفیق دیتا ہے۔

ف۱۲ یعنی کافروں کو کوئی عذاب سے بچانے والا نہیں۔

ف۱۳ یعنی کفّار نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنا والی بنالیا ہے، یہ باطل ہے۔

ف۱۴ تو اسی کو والی بنانا سزاوار ہے۔

ف۱۵ دِین کی باتوں میں سے کفّار کے ساتھ۔

ف۱۶ روزِ قیامت تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا تم ان سے کہو۔

ف۱۷ ہر امر میں۔

ف۱۸ یعنی تمہاری جنس میں سے۔

ف۱۹ یعنی اس تزویج سے۔ (خازن)

ف۱۹ ب صدرُ الشّریعہ، بدرُ الطّریقہ حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں: اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ ذات میں نہ صِفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء (یعنی ناموں) میں۔
(بہارِ شریعت حصہ اوّل ص 17)

ف۲۰ مراد یہ ہے کہ آسمان و زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں خواہ مینہ کے خزانے ہوں یا رزق کے۔

یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ

روزی وسیع کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ فرماتا ہے ۲۱ بے شک وہ سب کچھ جانتا ہے تمہارے لیے دین کی وہ راہ

الدِّیْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ

ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا ۲۲ اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی ۲۳ اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور

مُوْسٰى وَ عِیْسٰۤى اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى

موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا ۲۴ کہ دین ٹھیک رکھو ۲۵ اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو ۲۶ مشرکوں پر بہت ہی گراں ہے وہ ۲۷

الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْۤ

جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو اور اللہ اپنے قریب کے لیے چن لیتا ہے جسے چاہے ۲۸ اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اُسے

اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ وَ مَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا

جو رجوع لائے ۲۹ اور انہوں نے پھوٹ نہ ڈالی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آ چکا تھا ۳۰ آپس کے حسد سے ۳۱

۲۱ جس کے لئے چاہے وہ مالک ہے، رزق کی کنجیاں اس کے دستِ قدرت میں ہیں۔

۲۲ نوح علیہ السلام صاحبِ شرع انبیاء میں سب سے پہلے نبی ہیں۔

۲۳ اے سیدِ انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۲۴ معنٰی یہ ہیں کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ تک اے سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتنے انبیاء ہوئے سب کے لئے ہم نے دِین کی ایک ہی راہ مقرر کی جس میں وہ سب متفق ہیں وہ راہ یہ ہے۔

۲۵ مراد دِین سے اسلام ہے، معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالٰی کی توحید اور اس کی طاعت اور اس پر اور اس کے رسولوں پر اور اس کی کتابوں پر اور روزِ جزا پر اور باقی تمام ضروریاتِ دِین پر ایمان لانا لازم کرو کہ یہ امور تمام انبیاء کی امّتوں کے لئے یکساں لازم ہیں۔

۲۶ حضرت علیِ مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جماعت رحمت اور فرقت عذاب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصولِ دِین میں تمام مسلمان خواہ وہ کسی عہد یا کسی امت کے ہوں یکساں ہیں، ان میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ احکام میں امّتیں باعتبار اپنے احوال وخصوصیات کے جداگانہ ہیں، چنانچہ اللہ تعالٰی نے فرمایا لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا۔

۲۷ یعنی بتوں کو چھوڑنا اور توحید اختیار کرنا۔

۲۸ اپنے بندوں میں سے اسی کو توفیق دیتا ہے۔

۲۹ اور اس کی طاعت قبول کرے۔

بَیْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ

اور اگر تمہارے رب کی ایک بات گزر نہ چکی ہوتی ۳۲ ایک مقرر میعاد تک ۳۳ تو کب کا ان میں فیصلہ کردیا ہوتا ۳۴

وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ

اور بے شک وہ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے ۳۵ وہ اس سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں ۳۶ تو اسی

فَادْعُ ۚ وَ اسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ ۚ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَاۤ

لیے بلاؤ ۳۷ اور ثابت قدم رہو ۳۸ جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر

اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ؕ

جو کوئی کتاب اللہ نے اُتاری ۳۹ اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں ۴۰ اللہ ہمارا تمہارا سب کا رب ہے ۴۱

لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا ۚ

ہمارے لیے ہمارا عمل اور تمہارے لیے تمہارا کیا ۴۲ کوئی حجت نہیں ہم میں اور تم میں ۴۳ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا ۴۴

۳۰ یعنی اہلِ کتاب نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے بعد جو دِین میں اختلاف ڈالا کہ کسی نے توحید اختیار کی، کوئی کافر ہوگیا، وہ اس سے پہلے جان چکے تھے کہ اس طرح اختلاف کرنا اور فرقہ فرقہ ہوجانا گمراہی ہے لیکن باوجود اس کے انہوں نے یہ سب کچھ کیا۔

۳۱ اور ریاست و ناحق کی حکومت کے شوق میں۔

۳۲ عذاب کے مؤخر فرمانے کی۔

۳۳ یعنی روزِ قیامت تک۔

۳۴ کافروں پر دنیا میں عذاب نازل فرما کر۔

۳۵ یعنی یہود و نصاریٰ۔

۳۶ یعنی اپنی کتاب پر مضبوط ایمان نہیں رکھتے یا یہ معنیٰ ہیں کہ وہ قرآن کی طرف سے یا سیدِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے شک میں پڑے ہیں۔

۳۷ یعنی ان کفّار کے اس اختلاف و پراگندگی کی وجہ سے انہیں توحید اور ملّتِ حنیفیہ پر متفق ہونے کی دعوت دو۔

۳۸ دِین پر اور دِین کی دعوت دینے پر۔

۳۹ یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں پر کیونکہ متفرقین بعض پر ایمان لاتے تھے اور بعض سے کفر کرتے تھے۔

۴۰ تمام چیزوں میں اور جمیع احوال میں اور ہر فیصلہ میں۔

۴۱ اور ہم سب اس کے بندے۔

وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾ وَ الَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ

اور اسی کی طرف پھرنا ہے اور وہ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ مسلمان اس کی دعوت قبول

حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ عَلَیْهِمْ غَضَبٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۶﴾

کر چکے ہیں ۴۵ اُن کی دلیل محض بے ثبات ہے ان کے رب کے پاس اور اُن پر غضب ہے ۴۶ اور اُن کے لیے سخت عذاب

اَللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ الْمِیْزَانَ ؕ وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ

ہے ۴۷ اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اُتاری ۴۸ اور انصاف کی ترازو ۴۹ اور تم کیا جانو شاید قیامت

قَرِیْبٌ ﴿۱۷﴾ یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

قریب ہی ہو ۵۰ اس کی جلدی مچار ہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے ۵۱ اور جنھیں اس پر ایمان ہے

مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی

وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ بے شک وہ حق ہے سنتے ہو بے شک جو قیامت میں شک کرتے ہیں

السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ

ضرور دُور کی گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے ۵۲ جسے چاہے روزی دیتا ہے ۵۳ اور وہی

۴۲ ہر ایک اپنے عمل کی جزا پائے گا۔

۴۳ کیونکہ حق ظاہر ہو چکا وَهٰذِهِ الْاٰیَةُ مَنْسُوْخَةٌ بِاٰیَةِ الْقِتَالِ۔

۴۴ روزِ قیامت۔

۴۵ مراد ان جھگڑنے والوں سے یہود ہیں، وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو پھر کفر کی طرف لوٹائیں اس لئے جھگڑا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا دین پرانا، ہماری کتاب پرانی، ہمارے نبی پہلے، ہم تم سے بہتر ہیں۔

۴۶ بسبب ان کے کفر کے۔

۴۷ آخرت میں۔

۴۸ یعنی قرآنِ پاک جو قسم قسم کے دلائل و احکام پر مشتمل ہے۔

۴۹ یعنی اس نے اپنی کتبِ منزّلہ میں عدل کا حکم دیا۔ بعض مفسّرین نے کہا ہے کہ مراد میزان سے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔

۵۰ شانِ نزول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیامت کا ذکر فرمایا تو مشرکین نے بطریقِ تکذیب کہا کہ قیامت کب ہوگی؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۵۱ اور یہ گمان کرتے ہیں کہ قیامت آنے والی ہی نہیں، اسی لئے بطریقِ تمسخر جلدی مچاتے ہیں۔

الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۱۹﴾ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ ع ۲/۱۰

قوّت وعزت والا ہے جو آخرت کی کھیتی چاہے ۵۴ ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں ۵۵ اور جو دنیا کی کھیتی

۵۲ بے شمار احسان کرتا ہے نیکوں پر بھی اور بدوں پر بھی حتّٰی کہ بندے گناہوں میں مشغول رہتے ہیں اور وہ انہیں بھوک سے ہلاک نہیں کرتا۔

۵۳ اور فراخیٔ عیش عطا فرماتا ہے مومن کو بھی اور کافر کو بھی حسبِ اقتضاء حکمت۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بعضے مومن بندے ایسے ہیں کہ تونگری ان کے قوّت وایمان کا باعث ہے، اگر میں انہیں فقیر محتاج کردوں تو ان کے عقیدے فاسد ہوجائیں اور بعضے بندے ایسے ہیں کہ تنگی اور محتاجی ان کے قوّتِ ایمان کا باعث ہے، اگر میں انہیں غنی، مالدار کردوں تو ان کے عقیدے خراب ہوجائیں۔

۵۴ یعنی جس کو اپنے اعمال سے نفعِ آخرت مقصود ہو۔

مُفسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: (جو آخرت کی کھیتی چاہے) یعنی اللہ (عزوجل) کی رضا اور جناب مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خوشنودی چاہے، ریا کے لئے اعمال نہ کرے (ہم اس کی کھیتی بڑھائیں) یعنی اسے زیادہ نیکیوں کی توفیق دیں گے، نیک کام آسان کردیں گے، اعمال کا ثواب بے حساب بخشیں گے۔ (اور جو دنیا کی کھیتی چاہے) کہ محض دنیا کمانے کے لئے نیکیاں کرے، عزت وجاہ کے لئے عالم، حاجی بنے، غنیمت کے لئے غازی، (ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں) کیونکہ اس نے آخرت کے لئے عمل کئے ہی نہیں، معلوم ہوا کہ ریا کار ثواب سے محروم رہتا ہے مگر شرعا اس کا عمل درست ہے، ریا کی نماز سے فرض ادا ہو جائے گا، مگر ثواب نہ ملے گا اس لئے فِی الْاٰخِرَةِ کی قید لگائی۔ (نورُ العرفان، ص ۷۷۴)

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ وہ یہاں تک اخلاص کی کوشش کرتے تھے کہ ہمیشہ جماعت کی صفِ اول میں شامل ہوتے، ایک دن اتفاقاً آخری صف میں کھڑے ہوئے اور دل میں خیال آیا کہ آج لوگ مجھے آخری صف میں دیکھ کر کیا کہیں گے۔ اس خیال کے سبب لوگوں سے شرمندہ ہوگئے یعنی یہ خیال آیا کہ پچھلی صف میں لوگ دیکھ کر کہیں گے کہ آج اس کو کیا ہوگیا ہے کہ پہلی صف میں نہیں مل سکا۔ اس خیال کے آتے ہی یہ سمجھا کہ میں نے جتنی نمازیں پہلی صف میں پڑھی ہیں اس میں لوگوں کے لئے نمائش مقصود تھی۔ تو تیس سال کی نمازیں قضا کیں۔

(کیمیائے سعادت، رکن چہارم، اصل پنجم، ج2، ص876)

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: اے نفس! اخلاص کر! تاکہ تو خلاصی پائے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا: مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو بھی ایسے ہی چھپائے جیسے کہ اپنی برائیوں کو چھپاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ نے فرمایا:

اے میرے بیٹے! علم پر اگر عمل کی نیت ہو تو پڑھو ورنہ وہ علم قیامت کے دن تم پر وبال ہوگا۔

(تنبیہ المغترّین، الباب الاوّل، اخلاصھم للہ تعالیٰ، ص23)

كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ اَمْ

چاہے ۵۶ ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے ۵۷ اور آخرت میں اُس کا کچھ حصہ نہیں ۵۸ یا ان کے لیے کچھ

لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةُ

شریک ہیں ۵۹ جنھوں نے ان کے لیے ۶۰ وہ دین نکال دیا ہے ۶۱ کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی ۶۲ اور اگر ایک

الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى

فیصلہ کا وعدہ نہ ہوتا ۶۳ تو یہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا ۶۴ اور بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے ۶۵ تم

الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَ هُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا

ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنی کمائیوں سے سہمے ہوئے ہوں گے ۶۶ اور وہ ان پر پڑ کر رہیں گی ۶۷ اور جو ایمان لائے اور

۵۵ اس کو نیکیوں کی توفیق دے کر اور اس کے لئے خیرات و طاعات کی راہیں سہل کر کے اور اس کی نیکیوں کا ثواب بڑھا کر۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی

پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے، اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہوجا، میں تیرا سینہ غناء سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو ختم کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو مصروفیت سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو ختم نہیں کروں گا۔
(المستدرک، کتاب التفسیر، باب اسباب نزول، رقم ۳۷۰۹، ج ۳، ص ۲۳۳)

۵۶ یعنی جس کا عمل محض دنیا حاصل کرنے کے لئے ہو اور وہ آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ (مدارک)

۵۷ یعنی دنیا میں جتنا اس کے لئے مقدّر کیا ہے۔

۵۸ کیونکہ اس نے آخرت کے لئے عمل کیا ہی نہیں۔

۵۹ معنٰی یہ ہیں کہ کیا کفّارِ مکّہ اس دِین کو قبول کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرّر فرمایا یا ان کے کچھ ایسے شرکاء ہیں شیاطین وغیرہ۔

۶۰ کفری دینوں میں سے۔

۶۱ جو شرک و انکارِ بعث پر مشتمل ہے۔

۶۲ یعنی وہ دِینِ الٰہی کے خلاف ہے۔

۶۳ اور جزاء کے لئے روزِ قیامت معیّن نہ فرما دیا گیا ہوتا۔

۶۴ اور دنیا ہی میں تکذیب کرنے والوں کو گرفتارِ عذاب کر دیا جاتا۔

الصّٰلِحٰتِ فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ
اچھے کام کئے وہ جنت کی پھلواریوں میں ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ہے جو چاہیں یہی بڑا
الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
فضل ہے یہ ہے وہ جس کی خوش خبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تم فرماؤ
الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ؕ وَ مَنْ
میں اس ۶۸ پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا ۶۹ مگر قرابت کی محبت ۷۰ اور جو نیک کام کرے ۷۱ ہم اس

۶۵ آخرت میں۔ اور ظالموں سے مراد یہاں کافر ہیں۔

۶۶ یعنی کفر و اعمالِ خبیثہ سے جو انہوں نے دنیا میں کمائے تھے۔ اس اندیشہ سے کہ اب انکی سزا ملنے والی ہے۔

۶۷ ضرور ان سے کسی طرح بچ نہیں سکتے ڈریں یا نہ ڈریں۔

۶۸ تبلیغِ رسالت اور ارشاد و ہدایت۔

۶۹ اور تمام انبیاء کا یہی طریقہ ہے۔

شانِ نزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیّبہ میں رونق افروز ہوئے اور انصار نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمّہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضور کے حقوق واحسانات یاد کرکے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بہت سا مال جمع کیا اور اس کو لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہمیں ہدایت ہوئی، ہم نے گمراہی سے نجات پائی، ہم دیکھتے ہیں، کہ حضور کے مصارف بہت زیادہ، اس لئے ہم یہ مال خدّامِ آستانہ کی خدمت میں نذر کے لئے لائے ہیں، قبول فرما کر ہماری عزّت افزائی کی جائے، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ اموال واپس فرمادیئے۔

۷۰ تم پر لازم ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان مودّت، محبّت واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان مثل ایک عمارت کے ہیں جس کا ہر ایک حِصّہ دوسرے حصّہ کو قوّت اور مدد پہنچاتا ہے، جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبّت واجب ہوئی تو سیدِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کس قدر محبّت فرض ہوگی، معنٰی یہ ہیں کہ میں ہدایت و ارشاد پر کچھ اجرت نہیں چاہتا لیکن قرابت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں، ان کا لحاظ کرو اور میرے قرابت والے تمہارے بھی قرابتی ہیں، انہیں ایذا نہ دو۔ حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ قرابت والوں سے مراد حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک ہے۔ (بخاری)

يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ

کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں بے شک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے یا ؎۲ یہ کہتے ہیں کہ انھوں

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَ يَمْحُ

نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ؎۳ اور اللہ چاہے تو تمہارے اوپر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرما دے ؎۴ اور

اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَ هُوَ

مٹاتا ہے باطل کو ؎۵ اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے ؎۶ بے شک وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے اور وہی ہے

مسئلہ: اہلِ قرابت سے کون کون مراد ہیں اس میں کئی قول ہیں، ایک تو یہ کہ مراد اس سے حضرت علی و حضرت فاطمہ و حسنین کریمین ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ایک قول یہ ہے کہ آلِ علی و آلِ عقیل و آلِ جعفر و آلِ عباس مراد ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ حضور کے وہ اقارب مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ مخلصین بنی ہاشم و بنی مطّلب ہیں، حضور کی ازواجِ مطہّرات حضور کے اہلِ بیت میں داخل ہیں۔

مسئلہ: حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت اور حضور کے اقارب کی محبّت دِین کے فرائض میں سے ہے۔

(جمل وخازن وغیرہ)

میرے ولی نعمت، میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عَظیم البَرَکت، عَظیمُ المرتبت، پروانہ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین و مِلّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں؛

اس کی دو تفسیریں ہیں: ایک تو یہ کہ کوئی قبیلہ کفارِ مکہ کا ایسا نہ تھا جو سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے قرابت (یعنی رشتہ داری) نہ رکھتا ہو اور قبیلہ والے کے ساتھ کرم اہلِ عرب کی طِینَت (یعنی عادت) میں رکھا گیا تھا، تو وہ جو تکلیفیں پہنچاتے تھے ان کی بابت (یعنی ان کے بارے میں) ارشاد فرمایا گیا کہ اور کسی بات کا خیال نہ کرو، قرابت داری ہی کا پاس کر کے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو تکلیفیں پہنچانے سے باز رہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ قربیٰ سے مراد سادات کرام و اہلِ بیت عِظّام ہیں اور استثناء بہر صورت مُنقطع ہے (تفسیر الطبری، شوری، تحت الایۃ ۲۳، ج۱۱، ص ۱۴۲، ۱۴۴) لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا سالبہ کلیہ ہے۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۵۰۱)

؎۱ یہاں نیک کام سے مراد یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آلِ پاک کی محبّت ہے یا تمام امورِ خیر۔

؎۲ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت کفّارِ مکّہ۔

؎۳ نبوّت کا دعوٰی کر کے یا قرآنِ کریم کو کتابِ الٰہی بتا کر۔

؎۴ کہ آپ کو ان کی بدگوئیوں سے ایذا نہ ہو۔

؎۵ جو کفّار کہتے ہیں۔

الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَ یَعۡفُوۡا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعۡلَمُ مَا

جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے در گزر فرماتا ہے ۷۸ اور جانتا ہے جو

تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲۵﴾ وَ یَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیۡدُہُمۡ مِّنۡ

کچھ تم کرتے ہو اور دعا قبول فرماتا ہے اُن کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام

۷۷ جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمائیں چنانچہ ایسا ہی کیا کہ ان کے باطل کو مٹایا اور کلمۂ اسلام کو غالب کیا۔

۷۸ مسئلہ: توبہ ہر ایک گناہ سے واجب ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بدی و معصیّت سے باز آئے اور جو گناہ اس سے صادر ہوا اس پر نادم ہو اور ہمیشہ گناہ سے مجتنب رہنے کا پختہ ارادہ کرے، اور اگر گناہ میں کسی بندے کی حق تلفی بھی تھی تو اس حق سے بطریقِ شرعی عہدہ برآ ہو۔

سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

(السنن الکبری، کتاب الشہادات، باب شہادۃ القاذف، رقم ۲۰۵۶۱، ج ۱۰، ص ۲۵۹)

اور حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل لکھنے والے فرشتوں کو اسکے گناہ بھلا دیتا ہے، اسی طرح اس کے اعضاء (یعنی ہاتھ پاؤں) کو بھی بھلا دیتا ہے اور اس کے زمین پر نشانات بھی مٹا ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن جب وہ اللہ عزوجل سے ملے گا تو اللہ عزوجل کی طرف سے اسکے گناہ پر کوئی گواہ نہ ہوگا۔

(الترغیب والترھیب، کتاب التوبۃ والزھد، باب الترغیب فی التوبۃ، رقم ۱۷، ج ۴، ص ۴۸)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سارے انسان خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں، جو توبہ کر لیتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبہ، رقم ۴۲۵۱، ج ۴، ص ۴۹۱)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، بے شک میں بھی دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منہ، رقم ۲۷۰۲، ص ۱۴۴۹)

ایک آدمی نے حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ایک آدمی نے گناہ کیا کیا اس کی توبہ کی کوئی صورت ہے؟ حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ پھر دوبارہ ادھر توجہ کی تو ان کی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں۔ فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں، سب کھلتے اور بند ہوتے ہیں، سوائے توبہ کے، اس لیے کہ توبہ کے دروازے پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو بند نہیں ہوتا، اس لیے نیک عمل کرو اور مایوس نہ ہو۔

(مکاشفۃ القلوب، الباب السابع عشر فی بیان الامانۃ والتوبۃ، ص ۶۱، ۶۲)

فَضْلِهٖ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۲۶﴾ وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ

دیتا ہے ۷۸ اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین

لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ

میں فساد پھیلاتے ۷۹ لیکن وہ اندازہ سے اُتارتا ہے جتنا چاہے بے شک وہ اپنے بندوں سے خبر دار ہے ۸۰

بَصِیْرٌ ﴿۲۷﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ یَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَ

اُنھیں دیکھتا ہے اور وہی ہے کہ مینہ اُتارتا ہے اُن کے نا اُمید ہونے پر اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے ۸۱ اور وہی کام

هُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَثَّ فِیْهِمَا

بنانے والا ہے سب خوبیوں سراہا اور اُس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو چلنے والے ان

مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَ هُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾ؑ وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ ع

میں پھیلائے اور وہ ان کے اکٹھا کرنے پر ۸۲ جب چاہے قادر ہے اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ

مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۰﴾ؕ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ

اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا ۸۳ اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے اور تم زمین میں قابو

۷۸ یعنی جتنا دعا مانگنے والے نے طلب کیا تھا اس سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔

۷۹ تکبّر و غرور میں مبتلا ہو کر۔

۸۰ جس کے لئے جتنا مقتضائے حکمت ہے اس کو اتنا عطا فرماتا ہے۔

۸۱ اور مینھ سے نفع دیتا ہے اور قحط کو دفع فرماتا ہے۔

۸۲ حشر کے لئے۔

۸۳ یہ خطاب مومنینِ مکلّفین سے ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں، مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مومنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں، ان تکلیفوں کو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کا کفّارہ کر دیتا ہے اور کبھی مومن کی تکلیف اس کے رفعِ درجات کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں وارد ہے انبیاء علیہم السلام جو گناہوں سے پاک ہیں اور چھوٹے بچّے جو مکلّف نہیں ہیں اس آیت کے مخاطب نہیں۔

فائدہ: بعضے گمراہ فرقے جو تناسخ کے قائل ہیں اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ چھوٹے بچّوں کو جو تکلیف پہنچتی ہے، اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ہو اور ابھی تک ان سے کوئی گناہ ہوا نہیں تو لازم آیا کہ اس زندگی سے پہلے کوئی اور زندگی ہو جس میں گناہ ہوئے ہوں، یہ بات باطل ہے کیونکہ بچّے اس کلام کے مخاطب ہی نہیں جیسا کہ بالعموم تمام خطاب عاقلین، بالغین کو ہوتے ہیں، پس تناسخ والوں کا استدلال باطل ہوا۔

فِی الْاَرْضِ ۚۖ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۳۱﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهِ
سے نہیں نکل سکتے ۸۴ اور نہ اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست نہ مددگار ۸۵ اور اُس کی
الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ
نشانیوں سے ہیں ۸۶ دریا میں چلنے والیاں جیسے پہاڑیاں وہ چاہے تو ہوا تھمادے ۸۷ کہ اس کی پیٹھ پر ۸۸ ٹھہری رہ
عَلٰی ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا
جائیں ۸۹ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر شاکر کو ۹۰ یا اُنھیں تباہ کردے ۹۱
كَسَبُوْا وَ یَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّ یَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ
لوگوں کے گناہوں کے سبب ۹۲ اور بہت کچھ معاف فرمادے ۹۳ اور جان جائیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں
مِّنْ مَّحِیْصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ
کہ اُنھیں ۹۴ کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں تمھیں جو کچھ ملا ہے ۹۵ وہ جیتی دنیا میں برتنے کا ہے ۹۶ اور وہ جو اللہ
خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ الَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ
کے پاس ہے ۹۷ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ان کے لیے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ۹۸ اور

۸۴ جو مصیبتیں تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہیں ان سے کہیں بھاگ نہیں سکتے، بچ نہیں سکتے۔

۸۵ کہ اس کی مرضی کے خلاف تمہیں مصیبت و تکلیف سے بچا سکے۔

۸۶ بڑی بڑی کشتیاں۔

۸۷ جو کشتیوں کو چلاتی ہے۔

۸۸ یعنی دریا کے اوپر۔

۸۹ چلنے نہ پائیں۔

۹۰ صابر، شاکر سے مومنِ مخلص مراد ہے جو سختی و تکلیف میں صبر کرتا ہے اور راحت و عیش میں شکر۔

۹۱ یعنی کشتیوں کو غرق کردے۔

۹۲ جو اس میں سوار ہیں۔

۹۳ گناہوں میں سے کہ ان پر عذاب نہ کرے۔

۹۴ ہمارے عذاب سے۔

۹۵ دنیوی مال و اسباب۔

كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ الَّذِیْنَ

وہ جو بڑے بڑے گناہوں و۹۸ ب اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے معاف کردیتے ہیں اور وہ جنھوں نے

اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ ۪ وَ مِمَّا

اپنے رب کا حکم مانا و۹۹ اور نماز قائم رکھی و۱۰۰ اور ان کا کام اُن کے آپس کے مشورے سے ہے و۱۰۱ اور ہمارے دیے

رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَ

سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ جب اُنھیں بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں و۱۰۲ اور

و۹۶ صرف چندروز اس کو بقانہیں۔

و۹۷ یعنی ثواب وہ۔

و۹۸ شانِ نزول: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے اپنا کل مال صدقہ کردیا اور اس پر عرب کے لوگوں نے آپ کو ملامت کی۔

و۹۸ ب فقیہِ مِلّت حضرت علامہ مولٰینا مفتی محمد جلال الدین امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: کسی واجب کا ایک بار ترک کرنا گناہِ صغیرہ ہے بشرطیکہ بِلاعُذرِ شرعی ہو۔جیسے ایک بار ترکِ جماعت کرنا یا ایک بار ڈاڑھی مُنڈانا وغیرہ اور گناہِ صغیرہ اِصرار سے گناہِ کبیرہ ہوجاتا ہے شرک اور کُفر اور ہر حرامِ قطعی کا اِرتکاب گناہِ کبیرہ ہے اور کسی فرضِ قطعی جیسے نماز، روزہ اور زکاۃ وغیرہ کا نہ ادا کرنا بھی گناہِ کبیرہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوٰی فیض الرسول ج2ص510۔511)

و۹۹ شانِ نزول: یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے اپنے رب کی دعوت قبول کرکے ایمان وطاعت کو اختیار کیا۔

و۱۰۰ اس پر مداومت کی۔

و۱۰۱ وہ جلدی اور خودرائی نہیں کرتے۔حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو قوم مشورہ کرتی ہے وہ صحیح راہ پر پہنچتی ہے۔(الجامع لاحکام القرآن، الجزء الرابع، ص ۱۹۳، ط.)

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اس میں کسی مسلمان شخص سے مشورہ کرے اللہ تعالیٰ اسے درست کام کی ہدایت دے دیتا ہے۔(تفسیر درمنثور، ج ۷، ص ۳۵۷)

حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے استخارہ کیا وہ نامراد نہیں ہوگا اور جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہیں ہوگا اور جس نے میانہ روی کی وہ کنگال نہیں ہوگا۔
(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۶۶۲۷، ج ۵، ص ۷۷)

و۱۰۲ یعنی جب ان پر کوئی ظلم کرے تو انصاف سے بدلہ لیتے ہیں اور بدلے میں حد سے تجاوز نہیں کرتے۔ابنِ زید کا قول ہے کہ مومن دو طرح کے ہیں ایک وہ جو ظلم کو معاف کرتے ہیں، پہلی آیت میں ان کا ذکر فرمایا گیا، دوسرے وہ

جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا
بُرائی کا بدلہ اُسی کی برابر بُرائی ہے ف۱۰۳ تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بے شک وہ
يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ
دوست نہیں رکھتا ظالموں کو ف۱۰۴ اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا اُن پر کچھ مواخذہ کی راہ
سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ
نہیں مواخذہ تو اُنھیں پر ہے جو ف۱۰۵ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی
بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ
پھیلاتے ہیں ف۱۰۶ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اور بے شک جس نے صبر کیا ف۱۰۷ اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت
ع ۴ ۵ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى
کے کام ہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل ف۱۰۸ اور تم
الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ ج
ظالموں کو دیکھو گے کہ جب عذاب دیکھیں گے ف۱۰۹ کہیں گے کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے ف۱۱۰

جو ظالم سے بدلہ لیتے ہیں، ان کا اس آیت میں ذکر ہے۔ عطا نے کہا کہ یہ وہ مومنین ہیں جنہیں کفّار نے مکّہ مکرّمہ سے نکالا اور ان پر ظلم کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سرزمین میں تسلّط دیا اور انہوں نے ظالموں سے بدلہ لیا۔

ف۱۰۳ معنی یہ ہیں کہ بدلہ قدرِ جنایت ہونا چاہئے، اس میں زیادتی نہ ہو اور بدلے کو برائی کہنا مجاز ہے کہ صورۃً مشابہ ہونے کے سبب سے کہا جاتا ہے اور جس کو وہ بدلہ دیا جائے اسے بُرا معلوم ہوتا ہے اور برائی کے ساتھ تعبیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگرچہ بدلہ لینا جائز ہے لیکن عفو اس سے بہتر ہے۔

ف۱۰۴ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ظالموں سے وہ مراد ہیں جو ظلم کی ابتدا کریں۔

ف۱۰۵ ابتداء۔

ف۱۰۶ تکبّر اور معاصی کا ارتکاب کرکے۔

ف۱۰۷ ظلم و ایذا پر اور بدلہ نہ لیا۔

حضرتِ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا کہ جو صبر کرنا چاہے گا اللہ عزوجل اسے صبر کی توفیق عطا فرما دے گا اور صبر سے بہتر اور وسعت والی عطا کسی پر نہیں کی گئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل التعفف والصبر، رقم ۱۰۵۳، ص ۵۲۴)

ف۱۰۸ کہ اسے عذاب سے بچا سکے۔

وَ تَرٰىهُمْ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا خٰشِعِیْنَ مِنَ الذُّلِّ یَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّؕ

اور تم اُنھیں دیکھو گے کہ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں ذلت سے دبے لچے چھپی نگاہوں دیکھتے ہیں ۱۱۱

وَ قَالَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ

اور ایمان والے کہیں گے بیشک ہار (نقصان) میں وہ ہیں جو اپنی جانیں اور اپنے گھر والے ہار بیٹھے

الْقِیٰمَةِؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ ﴿۴۵﴾ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِیَآءَ

قیامت کے دن ۱۱۲ سنتے ہو بے شک ظالم ۱۱۳ ہمیشہ کے عذاب میں ہیں اور اُن کے کوئی دوست نہ ہوئے کہ

یَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِیْلٍؕ ﴿۴۶﴾

اللہ کے مقابل اُن کی مدد کرتے ۱۱۴ اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کہیں راستہ نہیں ۱۱۵

اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِؕ مَا لَكُمْ مِّنْ

اپنے رب کا حکم مانو ۱۱۶ اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں ۱۱۷ اس دن تمہیں کوئی پناہ

مَّلْجَاٍ یَّوْمَىٕذٍ وَّ مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِیْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ

نہ ہو گی اور نہ تمہیں انکار کرتے بنے ۱۱۸ تو اگر وہ منہ پھیریں ۱۱۹ تو ہم نے تمہیں ان پر

۱۰۹ روزِ قیامت۔

۱۱۰ یعنی دنیا میں تاکہ وہاں جا کر ایمان لے آئیں۔

۱۱۱ یعنی ذلّت و خوف کے باعث آگ کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے جیسے کوئی گردن زدنی اپنے قتل کے وقت تیغ زن کی تلوار کو دزدیدہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۱۱۲ جانوں کا ہارنا تو یہ ہے کہ وہ کفر اختیار کرکے جہنّم کے دائمی عذاب میں گرفتار ہوئے اور گھر والوں کا ہارنا یہ ہے کہ ایمان لانے کی صورت میں جنّت کی جو حوریں ان کے لئے نامزد تھیں ان سے محروم ہو گئے۔

۱۱۳ یعنی کافر۔

۱۱۴ اور اس کے عذاب سے بچا سکتے۔

۱۱۵ خیر کا۔ نہ وہ دنیا میں حق تک پہنچ سکے، نہ آخرت میں جنّت تک۔

۱۱۶ اور سیدِ عالَم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرماں برداری کرکے توحید و عباداتِ الٰہی اختیار کرو۔

۱۱۷ اس سے مراد یا موت کا دن ہے یا قیامت کا۔

۱۱۸ اپنے گناہوں کا یعنی اس دن کوئی رہائی کی صورت نہیں، نہ عذاب سے بچ سکتے ہو، نہ اپنے اعمالِ قبیحہ کا انکار کر سکتے ہو جو تمہارے اعمال ناموں میں درج ہیں۔

حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً
نگہبان بنا کرنہیں بھیجا ف۱۲۰ تم پر تو نہیں مگر پہنچا دینا ف۱۲۱ اور جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے
فَرِحَ بِهَا ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ
ہیں ف۱۲۲ اور اس پر خوش ہوجاتا ہے اور اگر اُنھیں کوئی برائی پہنچے ف۱۲۳ بدلہ اس کا جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ف۱۲۴ تو انسان
كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ
بڑا ناشکرا ہے ف۱۲۵ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ف۱۲۶ پیدا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے
يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ
بیٹیاں عطا فرمائے ف۱۲۷ اور جسے چاہے بیٹے دے ف۱۲۸ یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں
وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ
اور جسے چاہے بانجھ کردے ف۱۲۹ بے شک وہ علم وقدرت والا ہے اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر

ف۱۱۹ ایمان لانے اور اطاعت کرنے سے۔

ف۱۲۰ کہ تم پر ان کے اعمال کی حفاظت لازم ہو۔

ف۱۲۱ اور وہ تم نے ادا کردیا۔ (وکان ہٰذا قبل الامر بالجہاد)

ف۱۲۲ خواہ وہ دولت وثروت ہو یا صحت وعافیّت یا امن وسلامت یا جاہ ومرتبت۔

ف۱۲۳ یا اور کوئی مصیبت وبلا مثل قحط وبیماری وتنگ دستی وغیرہ کے رونما ہو۔

ف۱۲۴ یعنی ان کی نافرمانیوں اور معصیّتوں کے سبب سے۔

ف۱۲۵ نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔

ف۱۲۶ جیسا چاہتا ہے تصرّف فرماتا ہے، کوئی دخل دینے اور اعتراض کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔

ف۱۲۷ بیٹا نہ دے۔

ف۱۲۸ دُختر نہ دے۔

ف۱۲۹ کہ اس کے اولاد ہی نہ ہو، وہ مالک ہے، اپنی نعمت کو جس طرح چاہے تقسیم کرے، جسے جو چاہے دے، انبیاء علیہم السلام میں بھی یہ سب صورتیں پائی جاتی ہیں، حضرت لوط وحضرت شعیب علیہما السلام کے صرف بیٹیاں تھیں، کوئی بیٹا نہ تھا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صرف فرزند تھے، کوئی دُختر ہوئی ہی نہیں اور سیدِ انبیاء حبیبِ خدا محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند عطا فرمائے اور چار صاحب زادیاں اور حضرت یحیٰی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے کوئی اولاد ہی نہیں۔

اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا

وحی کے طور پر ف۱۳۰ یا یوں کہ وہ بشر پر عظمت کے ادھر ہو ف۱۳۱ یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ

يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ

چاہے ف۱۳۲ بے شک وہ بلندی وحکمت والا ہے اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ف۱۳۳ ایک جان فزا چیز ف۱۳۴ اپنے حکم سے

مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ

اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام (شرع) کی تفصیل ف۱۳۴ب ہاں ہم نے اُسے ف۱۳۵ نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے

ف۱۳۰ یعنی بے واسطہ اس کے دل میں القا فرما کر اور الہام کر کے بیداری میں یا خواب میں، اس میں وحی کا وصول بے واسطہ سمع کے ہے اور آیت میں اِلَّا وَحْيًا سے یہی مراد ہے، اس میں یہ قید نہیں کہ اس حال میں سامع متکلم کو دیکھتا ہو یا نہ دیکھتا ہو۔ مجاہد سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے سینۂ مبارک میں زبور کی وحی فرمائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبحِ فرزند کی خواب میں وحی فرمائی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معراج میں اسی طرح کی وحی فرمائی جس کا فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى میں بیان ہے، یہ سب اسی قسم میں داخل ہیں، انبیاء کے خواب حق ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہیں۔ (تفسیر ابی السعود وکبیر ومدارک وزرقانی علی المواہب وغیرہ)

ف۱۳۱ یعنی رسول پسِ پردہ اس کا کلام سنے، اس طریقِ وحی میں بھی کوئی واسطہ نہیں، مگر سامع کو اس حال میں متکلم کا دیدار نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی طرح کے کلام سے مشرف فرمائے گئے۔

شانِ نزول: یہود نے حضور پرنور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے کلام کرتے وقت اس کو کیوں نہیں دیکھتے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھتے تھے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں دیکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مسئلہ: اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کے لئے کوئی ایسا پردہ ہو جیسا جسمانیات کے لئے ہوتا ہے، اس پردہ سے مراد سامع کا دنیا میں دیدار سے محجوب ہونا ہے۔

ف۱۳۲ اس طریقِ وحی میں رسول کی طرف فرشتہ کی وساطت ہے۔

ف۱۳۳ اے سیدِ عالم خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ف۱۳۴ یعنی قرآنِ پاک جو دلوں میں زندگی پیدا کرتا ہے۔

ف۱۳۴ ب اس آیت کا مطلب بھی یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن اور ایمان کو عقل، قیاس، اندازے سے معلوم نہ فرمایا۔ بلکہ اس کا ذریعہ وحی الٰہی ہے۔ یہاں بھی درایت کی نفی ہے نہ کہ مطلق علم کی ورنہ نبی صلی اللہ

نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۲﴾ۙ صِرَاطِ اللّٰهِ

ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو ف۱۳۶ اللہ کی راہ ف۱۳۷ کہ اسی کا ہے

الَّذِیۡ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِلَی اللّٰهِ تَصِیۡرُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۵۳﴾ ع

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں

آیاتھا ۸۹ ۴۳ سُوۡرَةُ الزُّخۡرُفِ مَکِّیَّةٌ ۶۳ رکوعاتھا ۷

سورۃ زخرف مکی ہے ف۱ اس میں نواسی آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حٰمٓ ﴿۱﴾ۚۛ وَ الۡكِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ﴿۲﴾ۙۛ اِنَّا جَعَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۳﴾ۚ

روشن کتاب کی قسم ف۲ ہم نے اُسے عربی قرآن اُتارا کہ تم سمجھو ف۳ اور

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظہور نبوت سے پہلے عبادات کرتے تھے ایمان سے خبردار تھے۔عیسیٰ علیہ السلام کا ماں کی گود میں توحید ،رسالت، احکام سے واقف ہونا قرآن شریف سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنی پیدائش سے چند گھنٹے بعد قوم سے فرمایا۔ فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی اور نبی فرمایا۔(پ16،مریم:30)

جب کلمۃ اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ بچپن میں رب سے بے خبر نہیں تو جو حبیب اللہ ہوں وہ کیسے بے خبر ہوں گے۔لہٰذا اس آیت کے معنی وہ ہی ہیں جو عرض کئے گئے یعنی قیاس سے معلوم کرنا۔

ف۱۳۵ یعنی قرآن شریف کو۔

ف۱۳۶ یعنی دینِ اسلام۔

ف۱۳۷ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرّر فرمائی۔

ف۱ سورۂ زخرف مکّیہ ہے،اس سورت میں سات ۷ رکوع،نواسی ۸۹ آیتیں اور تین ہزار چار سو ۳۴۰۰ حرف ہیں۔

ف۲ یعنی قرآنِ پاک کی ،جس میں ہدایت وضلالت کی راہیں جدا جدا اور واضح کردیں اور امّت کے تمام شرعی ضروریات کو بیان فرمادیا۔

ف۳ اس کے معانی واحکام کو۔

عربی زبان کی خصوصیات میں سے اس کے الفاظ کی کثرت، معانی کی جامعیت،فصاحت وبلاغت کا کمال،الفاظ کی خوبصورتی وجمال،دلکش اور متنوع ضرب الامثال ،شعروادب کے دلربا اور دل نواز نمونے اور خطابت وتقریر کے عظیم شہ پارے اور محاورات واصطلاحات کی بہتات ہے۔اس میں دلکشی بھی ہے،چاشنی بھی،حسن بھی ہے جمال بھی،نور بھی ہے سرور بھی،مسکراہٹ

وَ اِنَّهٗ فِیْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ ﴿۴﴾ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا

بے شک وہ اصل کتاب میں ف۴ ہمارے پاس ضرور بلندی وحکمت والا ہے تو کیا ہم تم سے ذکر کا پہلو پھیر دیں

اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ ﴿۵﴾ وَ كَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی الْاَوَّلِیْنَ ﴿۶﴾ وَ مَا

اس پر کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو ف۵ اور ہم نے کتنے ہی غیب بتانے والے (نبی) اگلوں میں بھیجے اور اُن کے

یَاْتِیْهِمْ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾ فَاَهْلَكْنَاۤ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّ

پاس جو غیب بتانے والا (نبی) آیا اس کی ہنسی ہی بنایا کئے ف۶ تو ہم نے وہ ہلاک کر دیے جو اُن سے بھی پکڑ میں

مَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸﴾ وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ

سخت تھے ف۷ اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے اور اگر تم اُن سے پوچھو ف۸ کہ آسمان اور زمین

لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ﴿۹﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ

کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اُنھیں بنایا اس عزت والے علم والے نے ف۹ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور

کے نغمے بھی ہیں اور آنسوؤں کے سمندر بھی، نیز خداوند قدوس کی طرف سے اس لغت عربی کی حفاظت کا خاص اہتمام ہے۔
غالباً عربی زبان کے انہی خصائص وشمائل اور فضائل وکمالات کی وجہ سے آخری آسمانی کتاب کے لئے بھی اس زبان کا انتخاب کیا گیا۔

ف۴ اصلِ کتاب سے مراد لوحِ محفوظ ہے، قرآنِ کریم اس میں ثبت ہے۔

ف۵ یعنی تمہارے کفر میں حد سے بڑھنے کی وجہ سے کیا ہم تمہیں مہمل چھوڑ دیں اور تمہاری طرف سے وحیِ قرآن کا رخ پھیر دیں اور تمہیں امر ونہی کچھ نہ کریں۔ معنٰی یہ ہیں کہ ہم ایسا نہ کریں گے۔ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر یہ قرآنِ پاک اٹھا لیا جاتا اس وقت جب کہ اس امّت کے پہلے لوگوں نے اس سے اعراض کیا تھا تو وہ سب ہلاک ہو جاتے لیکن اس نے اپنی رحمت وکرم سے اس قرآن کا نزول جاری رکھا۔

ف۶ جیسا آپ کی قوم کے لوگ کرتے ہیں، کفّار کا قدیم سے یہ معمول چلا آیا ہے۔

ف۷ اور ہر طرح کا زور وقوّت رکھتے تھے، آپ کی امّت کے لوگ جو پہلے کفّار کی چال چلتے ہیں، انہیں ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان کا بھی وہی انجام نہ ہو جو ان کا ہوا کہ ذلّت ورسوائی کی عقوبتوں سے ہلاک کئے گئے۔

ف۸ یعنی مشرکین سے۔

ف۹ یعنی اقرار کریں گے کہ آسمان وزمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا اور یہ بھی اقرار کریں گے کہ وہ عزّت وعلم والا ہے باوجود اس اقرار کے بعث کا انکار کیسی انتہا درجہ کی جہالت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے اظہارِ قدرت کے لئے اپنے مصنوعات کا ذکر فرماتا ہے اور اپنے اوصاف وشان کا اظہار کرتا ہے۔

جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ
تمہارے لیے اس میں راستے کیے کہ تم راہ پاؤ ف۱۰ اور وہ جس نے آسمان سے پانی اُتارا ایک اندازے سے ف۱۱
بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَالَّذِيْ خَلَقَ
تو ہم نے اس سے ایک مردہ شہر زندہ فرما دیا یونہی تم نکالے جاؤ گے ف۱۲ اور جس نے سب
الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى
جوڑے بنائے ف۱۳ اور تمہارے لیے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں کہ تم ان کی پیٹھوں پر ٹھیک بیٹھو ف۱۴
ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ
پھر اپنے رب کی نعمت یاد کرو جب اس پر ٹھیک بیٹھ لو اور یوں کہو پاکی ہے اُسے جس نے
الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا
اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بوتے (قابو) نہ کی تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب
لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ع۱
کی طرف پلٹنا ہے ف۱۵ اور اس کے لیے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا ف۱۶ بے شک آدمی ف۱۷ کھلا ناشکرا ہے ف۱۸

ف۱۰ سفروں میں اپنے منازل و مقاصد کی طرف۔

ف۱۱ تمہاری حاجتوں کی قدر نہ اتنا کم کہ اس سے تمہاری حاجتیں پوری نہ ہوں، نہ اتنا زیادہ کہ قومِ نوح کی طرح تمہیں ہلاک کر دے۔

ف۱۲ اپنی قبروں سے زندہ کر کے۔

ف۱۳ یعنی تمام اصناف و انواع۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرد ہے ضد اور نِد اور زوجیت سے منزّہ و پاک ہے، اس کے سوا خَلق میں جو ہے زوج ہے۔

ف۱۴ خشکی اور تری کے سفر میں۔

ف۱۵ آخر کار۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنے ناقہ پر سوار ہوتے وقت پہلے الحمدللہ پڑھتے، پھر سبحان اللہ اور اللہ اکبر، یہ سب تین تین بار پھر یہ آیت پڑھتے: سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ o وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اس کے بعد اور دعائیں پڑھتے۔
(فتاوی رضویہ تخریج شدہ، ج۱۰ص۷۲۸)

اور جب حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشتی میں سوار ہوتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا

کیا اس نے اپنے لیے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ۱۶ اور جب ان میں کسی کو خوشخبری

ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا

دی جائے اس چیز کی ۲۰ جس کا وصف رحمٰن کے لیے بتا چکا ہے ۲۱ تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے اور غم کھایا کرے ۲۲

فِی الْحِلْیَةِ وَ هُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ﴿۱۸﴾ وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓىٕكَةَ الَّذِیْنَ

اور کیا ۲۳ وہ جو گہنے (زیور) میں پروان چڑھے ۲۴ اور بحث میں صاف بات نہ کرے ۲۵ اور انہوں نے فرشتوں کو کہ

هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًاؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ

اس کے رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا ۲۶ کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے ۲۷ اب لکھ لی جائے گی ان کی

۱۶ یعنی کفّار نے اس اقرار کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا خالق ہے یہ ستم کیا کہ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتایا اور اولاد صاحبِ اولاد کا جز ہوتی ہے، ظالموں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے جز قرار دیا، کیسا عظیم جرم ہے۔

۱۷ جو ایسی باتوں کا قائل ہے۔

۱۸ اس کا کفر ظاہر ہے۔

۱۹ ادنیٰ اپنے لئے اور اعلیٰ تمہارے لئے، کیسے جاہل ہو، کیا بکتے ہو۔

۲۰ یعنی بیٹی کی کہ تیرے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی ہے۔

۲۱ کہ معاذ اللہ وہ بیٹی والا ہے۔

۲۲ اور بیٹی کا ہونا اس قدر ناگوار سمجھے باوجود اس کے خدائے پاک کے لئے بیٹیاں بتائے تَعَالَی اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ۔

۲۳ کافر حضرت رحمٰن کے لئے اولاد کی قسموں میں سے تجویز کرتے ہیں۔

۲۴ یعنی زیوروں کی زیب و زینت میں ناز و نزاکت کے ساتھ پرورش پائے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ زیور سے تزیّن دلیلِ نقصان ہے تو مردوں کو اس سے اجتناب چاہئے، پرہیزگاری سے اپنی زینت کریں۔ اب آگے آیت میں لڑکی کی ایک اور کمزوری کا اظہار فرمایا جاتا ہے۔

۲۵ یعنی اپنے ضعفِ حال اور قلّتِ عقل کی وجہ سے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عورت جب گفتگو کرتی ہے اور اپنی تائید میں کوئی دلیل پیش کرنا چاہتی ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے خلاف دلیل پیش کر دیتی ہے۔

۲۶ حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتانے میں بے دینوں نے تین کفر کئے، ایک تو اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت، دوسرے اس ذلیل چیز کا اس کی طرف منسوب کرنا جس کو وہ خود بہت ہی حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے لئے گوارا نہیں کرتے، تیسرے ملائکہ کی توہین انہیں بیٹیاں بتانا۔ (مدارک) اب اس کا رد فرمایا جاتا ہے۔

وَ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ

گواہی ۲۸ اور ان سے جواب طلب ہوگا ۲۹ اور بولے اگر رحمٰن چاہتا ہم اُنھیں نہ پوجتے ۳۰ اُنھیں اس کی حقیقت

مِنْ عِلْمٍۗ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَؕ ﴿۲۰﴾ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ

کچھ معلوم نہیں ۳۱ یونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں ۳۲ یا اس سے قبل ہم نے اُنھیں کوئی کتاب دی ہے جسے وہ

مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ

تھامے ہوئے ہیں ۳۳ بلکہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی لکیر پر

مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ

چل رہے ہیں ۳۴ اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر میں ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں (امیروں) نے

۲۷ فرشتوں کا مذکر یا مؤنث ہونا ایسی چیز تو ہے نہیں جس پر کوئی عقلی دلیل قائم ہو سکے اور ان کے پاس خبر کوئی آئی نہیں تو جو کفّار ان کو مؤنث قرار دیتے ہیں ان کا ذریعۂ علم کیا ہے؟ کیا ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے اور انہوں نے مشاہدہ کرلیا ہے؟ جب یہ بھی نہیں تو محض جاہلانہ گمراہی کی بات ہے۔

۲۸ یعنی کفّار کا فرشتوں کے مؤنث ہونے پر گواہی دینا لکھ لیا جائے گا۔

۲۹ آخرت میں اور اس پر سزا دی جائے گی۔ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفّار سے دریافت فرمایا کہ تم فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کس طرح کہتے ہو؟ تمہارا ذریعۂ علم کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا سے سنا ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں وہ سچے تھے۔ اس گواہی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھی جائے گی اور اس پر جواب طلب ہوگا۔

۳۰ یعنی ملائکہ کو۔ مطلب یہ تھا کہ اگر ملائکہ کی پرستش کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہوتا تو ہم پر عذاب نازل کرتا اور جب عذاب نہ آیا تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ یہی چاہتا ہے، یہ انہوں نے ایسی باطل بات کہی جس سے لازم آئے کہ تمام جُرم جو دنیا میں ہوتے ہیں ان سے خدا راضی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے۔

۳۱ وہ رضائے الٰہی کے جاننے والے ہی نہیں۔

۳۲ جھوٹ بکتے ہیں۔

۳۳ اور اس میں غیرِ خدا کی پرستش کی اجازت ہے ایسا نہیں، یہ باطل ہے اور اس کے سوا بھی ان کے پاس کوئی حجّت نہیں ہے۔

۳۴ آنکھیں میچ کر بے سوچے سمجھے ان کا اتباع کرتے ہیں، وہ مخلوق پرستی کیا کرتے تھے، مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی دلیل بجز اس کے نہیں ہے کہ یہ کام وہ باپ دادا کی پیروی میں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے پہلے بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے۔

مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ

یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں ۳۵ نبی نے فرمایا اور کیا

اَوَ لَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ

جب بھی کہ میں تمہارے پاس وہ ۳۶ لاؤں جو سیدھی راہ ہو اس سے ۳۷ جس پر تمہارے باپ دادا تھے بولے جو کچھ تم لے

بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع وَ اِذْ

کر بھیجے گئے ہم اُسے نہیں مانتے ۳۸ تو ہم نے اُن سے بدلہ لیا ۳۹ تو دیکھو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا اور جب

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ ۙ اِلَّا الَّذِيْ

ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے سوا اس کے جس نے مجھے پیدا کیا کہ

فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ

ضرور وہ بہت جلد مجھے راہ دے گا اور اُسے ۴۰ اپنی نسل میں باقی کلام رکھا ۴۱ کہ کہیں

يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَ

وہ باز آئیں ۴۲ بلکہ میں نے اُنھیں ۴۳ اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیے ۴۴ یہاں تک کہ اُن کے پاس

۳۵ اس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کی اندھے بن کر پیروی کرنا کفّار کا قدیمی مرض ہے اور انہیں اتنی تمیز نہیں کہ کسی کی پیروی کرنے کے لئے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ وہ سیدھی راہ پر ہو، چنانچہ۔

۳۶ دینِ حق۔

۳۷ یعنی اس دین سے۔

۳۸ اگرچہ تمہارا دینِ حق وصواب ہو مگر اپنے باپ دادا کا دین چھوڑنے والے نہیں چاہے وہ کیسا ہی ہو، اِس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

۳۹ یعنی رسولوں کے نہ ماننے والوں اور انہیں جھٹلانے والوں سے۔

۴۰ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس توحیدی کلمہ کو جو فرمایا تھا کہ میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے سوائے اس کے جس نے مجھ کو پیدا کیا۔

۴۱ تو آپ کی اولاد میں موحّد اور توحید کے داعی ہمیشہ رہیں گے۔

۴۲ شرک سے اور یہ دینِ برحق قبول کریں۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمانے میں تنبیہ ہے کہ اے اہلِ مکّہ اگر تمہیں اپنے باپ دادا کا اتباع کرنا ہی ہے تو تمہارے آباء میں جو سب سے بہتر ہیں حضرت

رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّ اِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

حق ۴۵ اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا ۴۶ اور جب اُن کے پاس حق آیا بولے یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں

وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ

اور بولے کیوں نہ اُتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں ۴۷ کے کسی بڑے آدمی پر ۴۸ کیا تمہارے رب

يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کی رحمت وہ بانٹتے ہیں ۴۹ ہم نے اُن میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا ۵۰ اور اُن میں ایک

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَ

دوسرے پر درجوں بلندی دی ۵۱ کہ ان میں ایک دوسرے کی ہنسی بنائے ۵۲ اور تمہارے رب کی

ابراہیم علیہ السلام ان کا اتباع کرو اور شرک چھوڑ دو اور یہ بھی دیکھو کہ انہوں نے اپنے باپ اور قوم کو راہِ راست پر نہیں پایا تو ان سے بیزاری کا اعلان فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو باپ دادا راہِ راست پر ہوں دینِ حق رکھتے ہوں ان کا اتباع کیا جائے اور جو باطل پر ہوں، گمراہی میں ہوں ان کے طریقہ سے بیزاری کا اعلان کیا جائے۔

۴۳ یعنی کفّارِ مکّہ کو۔

۴۴ دراز عمریں عطا فرمائیں اور انکے کفر کے باعث ان پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہ کی۔

۴۵ یعنی قرآن شریف۔

۴۶ یعنی سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روشن ترین آیات و معجزات کے ساتھ رونق افروز ہوئے اور آپ نے شرعی احکام واضح طور پر بیان فرمائے اور ہمارے اس انعام کا حق یہ تھا کہ اس رسولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔

۴۷ مکّہ مکرّمہ و طائف۔

۴۸ جو کثیر المال، جتھے دار ہو جیسے کہ مکّہ مکرّمہ میں ولید بن مغیرہ اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بات کا رد فرماتا ہے۔

۴۹ یعنی کیا نبوّت کی کنجیاں انکے ہاتھ میں ہیں کہ جس کو چاہیں دے دیں، کس قدر جاہلانہ بات کہتے ہیں۔

۵۰ تو کسی کو غنی کیا، کسی کو فقیر، کسی کو قوی، کسی کو ضعیف۔ مخلوق میں کوئی ہمارے حکم کو بدلنے اور ہماری تقدیر سے باہر نکلنے کی قدرت نہیں رکھتا تو جب دنیا جیسی قلیل چیز میں کسی کو مجالِ اعتراض نہیں تو نبوّت جیسے منصبِ عالی میں کیا کسی کو دم مارنے کا موقع ہے؟ ہم جسے چاہتے ہیں غنی کرتے ہیں، جسے چاہتے ہیں مخدوم بناتے ہیں، جسے چاہتے ہیں خادم بناتے ہیں، جسے چاہتے ہیں نبی بناتے ہیں، جسے چاہتے ہیں امّتی بناتے ہیں، امیر کیا کوئی اپنی قابلیّت سے ہو جاتا

رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً

رحمت وا۵۳ ان کے جمع جتھا سے بہتر وا۵۴ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں وا۵۵

لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا

تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کے لیے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے

يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَ اِنْ

اور ان کے گھروں کے لیے چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت جن پر تکیہ لگاتے اور طرح طرح کی آرائش وا۵۶ اور یہ

كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ وَ ع۳

جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیز گاروں کے لیے ہے وا۵۷ اور

ہے؟ ہماری عطا ہے جسے جو چاہیں کریں۔

وا۵۱ قوّت و دولت وغیرہ دنیوی نعمت میں۔

وا۵۲ یعنی مالدار فقیر کی ہنسی کرے، یہ قرطبی کی تفسیر کے مطابق ہے۔ اور دوسرے مفسّرین نے سُخرِیًّا ہنسی بنانے کے معنٰی میں نہیں لیا ہے بلکہ اعمال و اشغال کے مسخّر بنانے کے معنٰی میں لیا ہے، اس صورت میں معنٰی یہ ہوں گے کہ ہم نے دولت و مال میں لوگوں کو متفاوت کیا تا کہ ایک دوسرے سے مال کے ذریعہ خدمت لے اور دنیا کا نظام مضبوط ہو، غریب کو ذریعۂ معاش ہاتھ آئے اور مالدار کو کام کرنے والے بہم پہنچیں تو اس پر کون اعتراض کرسکتا ہے کہ فلاں کو کیوں غنی کیا اور فلاں کو فقیر اور جب دنیوی امور میں کوئی شخص دم نہیں مار سکتا تو نبوّت جیسے رتبۂ عالی میں کسی کو کیا تابِ سخن وحقِ اعتراض؟ اس کی مرضی جس کو چاہے سرفراز فرمائے۔

وا۵۳ یعنی جنّت۔

وا۵۴ یعنی اس مال سے بہتر ہے جس کو دنیا میں کفّار جمع کر کے رکھتے ہیں۔

وا۵۵ یعنی اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ کافروں کو فراخیٔ عیش میں دیکھ کر سب لوگ کافر ہو جائیں گے۔

وا۵۶ کیونکہ دنیا اور اس کے سامان کی ہمارے نزدیک کچھ قدر نہیں، وہ سریعۃ الزوال ہے۔

وا۵۷ جنہیں دنیا کی چاہت نہیں۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اگر اللہ تعالٰی کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی قدر رکھتی تو کافر کو اس سے ایک پیاس پانی نہ دیتا۔ (قال الترمذی حدیث حسن غریب) دوسری حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیازمندوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے، راستہ میں ایک مُردہ بکری دیکھی، فرمایا دیکھتے ہو، اس کے مالکوں نے اسے بہت بے قدری سے پھینک دیا، دنیا کی اللہ تعالٰی کے نزدیک اتنی بھی قدر نہیں جتنی بکری والوں کے نزدیک اس مری بکری کی ہو۔ (اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن)

مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَ اِنَّهُمْ

جسے رتند آئے (شب کوری ہو) رحمٰن کے ذکر سے ۵۸ ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے اور بے شک

لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا

وہ شیاطین ان کو ۵۹ راہ سے روکتے ہیں اور ۶۰ سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب ۶۱ کافر ہمارے پاس

قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ

آئے گا اپنے شیطان سے کہے گا ہائے کسی طرح مجھ میں تجھ میں پورب پچھم کا فاصلہ ہوتا تو کیا ہی برا ساتھی ہے اور ہرگز تمہارا

الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ

اس ۶۲ سے بھلا نہ ہوگا آج جب کہ ۶۳ تم نے ظلم کیا کہ تم سب عذاب میں شریک ہو تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے ۶۴

تَهْدِي الْعُمْيَ وَ مَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ

یا اندھوں کو راہ دکھاؤ گے ۶۵ اور انھیں جو کھلی گمراہی میں ہیں ۶۶ تو اگر ہم تمہیں لے جائیں ۶۷ تو ان

حدیث: سیدِ عالم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر کرم فرماتا ہے تو اسے دنیا سے ایسا بچاتا ہے جیسا تم اپنے بیمار کو پانی سے بچاؤ۔ (الترمذی وقال حسن غریب) حدیث: دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنّت ہے۔

۵۸ یعنی قرآنِ پاک سے اندھا بن جائے کہ اس کی ہدایتوں کو نہ دیکھے اور ان سے فائدہ نہ اٹھائے۔

۵۹ یعنی اندھا بننے والوں کو۔

۶۰ وہ اندھا بننے والے باوجود گمراہ ہونے کے۔

۶۱ روزِ قیامت۔

۶۲ حسرت وندامت۔

۶۳ ظاہر و ثابت ہو گیا کہ دنیا میں شرک کر کے۔

۶۴ جو گوشِ قبول نہیں رکھتے۔

۶۵ جو چشمِ حق بیں سے محروم ہیں۔

۶۶ جن کے نصیب میں ایمان نہیں۔

۶۷ یعنی انہیں عذاب کرنے سے پہلے تمہیں وفات دیں۔

۶۸ آپ کے بعد۔

مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾

سے ہم ضرور بدلہ لیں گے ؁۶۸ یا تمہیں دکھا دیں ؁۶۹ جس کا انھیں ہم نے وعدہ دیا ہے تو ہم اُن پر بڑی قدرت والے ہیں

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴۳﴾ وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ

تو مضبوط تھامے رہو اُسے جو تمہاری طرف وحی کی گئی ؁۷۰ بے شک تم سیدھی راہ پر ہو اور بیشک وہ ؁۷۱ شرف ہے

لَّكَ وَ لِقَوْمِكَ ۚ وَ سَوْفَ تُسْــٴَـلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ سْــٴَـلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

تمہارے لیے ؁۷۲ اور تمہاری قوم کے لیے ؁۷۳ اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا ؁۷۴ اور اُن سے پوچھو جو ہم نے تم سے

رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ ع وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ اَور خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو ؁۷۵ اور بے شک ہم نے موسیٰ

بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۶﴾

کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو اس نے فرمایا بے شک میں اس کا رسول ہوں جو سارے

؁۶۹ تمہارے حیات میں ان پر اپنا وہ عذاب۔

؁۷۰ ہماری کتاب قرآنِ مجید۔

؁۷۱ قرآن شریف۔

؁۷۲ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نبوّت وحکمت عطا فرمائی۔

؁۷۳ یعنی امّت کے لئے کہ انہیں اس سے ہدایت فرمائی۔

؁۷۴ روزِ قیامت کہ تم نے قرآن کا کیا حق ادا کیا؟ اس کی کیا تعظیم کی؟ اس نعمت کا کیا شکر بجالائے؟

؁۷۵ رسولوں سے سوال کرنے کے معنٰی یہ ہیں کہ ان کے ادیان و مِلَل کو تلاش کرو، کہیں بھی کسی نبی کی امّت میں بت پرستی روا رکھی گئی ہے اور اکثر مفسّرین نے اس کے معنٰی یہ بیان کئے ہیں کہ مومنینِ اہلِ کتاب سے دریافت کرو کہ کیا کبھی کسی نبی نے غیرُ اللہ کی عبادت کی اجازت دی تاکہ مشرکین پر ثابت ہوجائے کہ مخلوق پرستی نہ کسی رسول نے بتائی، نہ کسی کتاب میں آئی یہ بھی۔ ایک روایت ہے کہ شبِ معراج سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیتُ المقدِس میں تمام انبیاء کی امامت فرمائی جب حضور نماز سے فارغ ہوئے جبریلِ امین نے عرض کیا کہ اے سرورِ اکرم اپنے سے پہلے انبیاء سے دریافت فرمالیجئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا کسی اور کی عبادت کی اجازت دی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سوال کی کچھ حاجت نہیں یعنی اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ تمام انبیاء توحید کی دعوت دیتے آئے، سب نے مخلوق پرستی کی ممانعت فرمائی۔

فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَضۡحَكُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ

جہاں کا مالک ہے پھر جب وہ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لایا ۷۶ جبھی وہ ان پر ہنسنے لگے ۷۷ اور ہم انہیں جو نشانی

اَكۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا ۚ وَ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ

دکھاتے وہ پہلے سے بڑی ہوتی ۷۸ اور ہم نے اُنھیں مصیبت میں گرفتار کیا کہ وہ باز آئیں ۷۹ اور

قَالُوۡا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾

بولے ۸۰ کہ اے جادوگر ۸۱ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر اس عہد کے سبب جو کہ اس کا تیرے پاس ہے ۸۲ بیشک

فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ ﴿۵۰﴾ وَ نَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ

ہم ہدایت پر آئیں گے ۸۳ پھر جب ہم نے اُن سے وہ مصیبت ٹال دی جبھی وہ عہد توڑ گئے ۸۴ اور فرعون اپنی

قَوۡمِهٖ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ ۚ

قوم میں ۸۵ پکارا کہ اے میری قوم کیا میرے لیے مصر کی سلطنت نہیں اور یہ نہریں کہ میرے نیچے بہتی ہیں ۸۶ تو

۷۶ جو موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر دلالت کرتی تھیں۔

۷۷ اور ان کو جادو بتانے لگے۔

۷۸ یعنی ہر ایک نشانی اپنی خصوصیت میں دوسری سے بڑھی چڑھی تھی، مراد یہ ہے کہ ایک سے ایک اعلٰی تھی۔

۷۹ کفر سے ایمان کی طرف اور یہ عذاب قحط سالی اور طوفان وٹڈی وغیرہ سے کئے گئے، یہ سب حضرت موسیٰ علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نشانیاں تھیں جو ان کی نبوّت پر دلالت کرتی تھیں اور ان میں ایک سے ایک بلند و بالا تھی۔

۸۰ عذاب دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔

۸۱ یہ کلمہ انکے عرف اور محاورہ میں بہت تعظیم وتکریم کا تھا وہ عالم و ماہر و حاذقِ کامل کو جادوگر کہا کرتے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ ان کی نظر میں جادو کی بہت عظمت تھی اور وہ اس کو صفتِ مدح سمجھتے تھے، اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بوقتِ التجا اس کلمہ سے ندا کی، کہا۔

۸۲ وہ عہد یا تو یہ ہے کہ آپ کی دعا مستجاب ہے یا نبوّت یا ایمان لانے والوں اور ہدایت قبول کرنے والوں پر سے عذاب اٹھالینا۔

۸۳ ایمان لائیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور ان پر سے عذاب اٹھالیا گیا۔

۸۴ ایمان نہ لائے کفر پر مصر رہے۔

۸۵ بہت افتخار کے ساتھ۔

۸۶ یہ دریائے نیل سے نکلی ہوئی بڑی بڑی نہریں تھیں جو فرعون کے قصر کے نیچے جاری تھیں۔

أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٥١﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۙ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾

کیا تم دیکھتے نہیں ۸۷ یا میں بہتر ہوں ۸۸ اس سے کہ ذلیل ہے ۸۹ اور بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا ۹۰

فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾

تو اس پر کیوں نہ ڈالے گئے سونے کے کنگن ۹۱ یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پاس رہتے ۹۲

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا

پھر اس نے اپنی قوم کو کم عقل کر لیا ۹۳ تو وہ اس کے کہنے پر چلے ۹۴ بے شک وہ بے حکم لوگ تھے پھر جب اُنھوں نے وہ کیا

انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ﴿٥٦﴾ ع ۵ ۱۱

جس پر ہمارا غضب ان پر آیا ہم نے ان سے بدلہ لیا تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا اُنھیں ہم نے کر دیا اگلی داستان اور کہاوت

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا

پچھلوں کے لیے ۹۵ اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی جائے جبھی تمہاری قوم اُس سے ہنسنے لگتے ہیں ۹۶ اور کہتے ہیں کیا

۸۷ میری عظمت و قوّت اور شانِ وسطوت ۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے، خلیفہ رشید نے جب یہ آیت پڑھی اور حکومتِ مصر پر فرعون کا غرور دیکھا تو کہا کہ میں وہ مصر اپنے ادنیٰ غلام کو دے دوں گا چنانچہ انہوں نے مصر خصیب کو دے دیا جو ان کا غلام تھا اور وضو کرانے کی خدمت پر مامور تھا۔

۸۸ یعنی کیا تمہارے نزدیک ثابت ہو گیا اور تم نے سمجھ لیا کہ میں بہتر ہوں۔

۸۹ یہ اس بے ایمان متکبّر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں کہا۔

۹۰ زبان میں گرہ ہونے کی وجہ سے، جو بچپن میں آگ منہ میں رکھنے سے پڑ گئی تھی اور یہ اس ملعون نے جھوٹ کہا کہ کیونکہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے زبانِ اقدس کی وہ گرہ زائل کر دی تھی لیکن فرعونی پہلے ہی خیال میں تھے۔ آگے پھر اسی فرعون کا کلام ذکر فرمایا جاتا ہے۔

۹۱ یعنی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو واجبُ الاطاعت سردار بنایا ہے تو انہیں سونے کا کنگن کیوں نہیں پہنایا یہ بات اس نے اپنے زمانہ کے دستور کے مطابق کہی کہ اس زمانہ میں جس کسی کو سردار بنایا جاتا تھا اس کو سونے کے کنگن اور سونے کا طوق پہنایا جاتا تھا۔

۹۲ اور اس کے صدق کی گواہی دیتے۔

۹۳ ان جاہلوں کی عقل خبط کر دی انہیں بہلا پُھسلا لیا۔

۹۴ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرنے لگے۔

۹۵ کہ بعد والے ان کے حال سے نصیحت و عبرت حاصل کریں۔

خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝۵۸ اِنْ هُوَ
ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ ۹۷ انھوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو ۹۸ بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو لوگ ۹۹ وہ تو
اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۵۹ وَلَوْ نَشَآءُ
نہیں مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا ۱۰۰ اور اسے ہم نے بنی اسرائیل کے لیے عجیب نمونہ بنایا ۱۰۱ اور اگر ہم

۹۶ شانِ نزول: جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قریش کے سامنے یہ آیت وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ پڑھی جس کے معنٰی یہ ہیں کہ اے مشرکین تم اور جو چیز اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنّم کا ایندھن ہے، یہ سن کر مشرکین کو بہت غصّہ آیا اور ابنِ زبعری کہنے لگا یا محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا یہ خاص ہمارے اور ہمارے معبودوں ہی کے لئے ہے یا ہر امّت و گروہ کے لئے؟ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے لئے بھی ہے اور سب امّتوں کے لئے بھی، اس پر اس نے کہا کہ آپ کے نزدیک عیسٰی بن مریم نبی ہیں اور آپ ان کی اور انکی والدہ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے نصارٰی ان دونوں کو پوجتے ہیں اور حضرت عزیر اور فرشتے بھی پوجے جاتے ہیں یعنی یہود وغیرہ ان کو پوجتے ہیں تو اگر یہ حضرات (معاذ اللہ) جہنّم میں ہوں تو ہم راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ ہوں اور یہ کہہ کر کفّار خوب ہنسے، اس پر یہ آیت اللہ تعالٰی نے نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ اور یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ الآیۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ابنِ زبعری نے اپنے معبودوں کے لئے حضرت عیسٰی بن مریم کی مثال بیان کی اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مجادلہ کیا کہ نصارٰی انہیں پوجتے ہیں تو قریش اس کی اس بات پر ہنسنے لگے۔

۹۷ یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام۔ مطلب یہ تھا کہ آپ کے نزدیک حضرت عیسٰی علیہ السلام بہتر ہیں تو اگر (معاذ اللہ) وہ جہنّم میں ہوئے تو ہمارے معبود یعنی بت بھی ہوا کریں کچھ پروا نہیں، اس پر اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

۹۸ یہ جانتے ہوئے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں باطل ہے اور آیۂ کریمہ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے صرف بت مراد ہیں، حضرت عیسٰی و حضرت عزیر اور ملائکہ کوئی مراد نہیں لئے جاسکتے، ابنِ زبعری عربی تھا، عربی زبان کا جاننے والا تھا، یہ اس کو خوب معلوم تھا کہ ماتعبدون میں جو ما ہے اس کے معنٰی چیز کے ہیں، اس سے غیر ذوی العقول مراد ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے اس کا زبانِ عرب کے اصول سے جاہل بن کر حضرت عیسٰی اور حضرت عزیر اور ملائکہ کو اس میں داخل کرنا کٹھ حجّتی اور جہل پروری ہے۔

۹۹ باطل کے درپے ہونے والے۔ اب حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

۱۰۰ نبوّت عطا فرما کر۔

لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا

چاہتے تو و۱۰۲ زمین میں تمہارے بدلے فرشتے بساتے و۱۰۳ اور بیشک عیسٰی قیامت کی خبر ہے و۱۰۴

تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾ وَ لَا یَصُدَّنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ ۚ

تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے پیرو ہونا و۱۰۵ یہ سیدھی راہ ہے اور ہرگز شیطان تمہیں نہ روک دے و۱۰۶

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۲﴾ وَ لَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ

بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور جب عیسٰی روشن نشانیاں و۱۰۷ لایا اس نے فرمایا میں تمہارے پاس

بِالْحِكْمَةِ وَ لِاُبَیِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

حکمت لے کر آیا و۱۰۸ اور اس لیے میں تم سے بیان کردوں بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف رکھتے ہو و۱۰۹ تو اللہ سے ڈرو

وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ

اور میرا حکم مانو بے شک اللہ میرا رب اور تمہارا رب تو اسے پوجو یہ سیدھی راہ ہے و۱۱۰

مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ

پھر وہ گروہ آپس میں مختلف ہوگئے و۱۱۱ تو ظالموں کی خرابی ہے و۱۱۲ ایک درد ناک

و۱۰۱ اپنی قدرت کا کہ بغیر باپ کے پیدا کیا۔

و۱۰۲ اے اہلِ مکّہ ہم تمہیں ہلاک کردیتے اور۔

و۱۰۳ جو ہماری عبادت و اطاعت کرتے۔

و۱۰۴ یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آسمان سے اترنا علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

و۱۰۵ یعنی میری ہدایت و شریعت کا اتباع کرنا۔

و۱۰۶ شریعت کے اتباع یا قیامت کے یقین یا دینِ الٰہی پر قائم رہنے سے۔

و۱۰۷ یعنی معجزات۔

و۱۰۸ یعنی نبوّت اور انجیلی احکام۔

و۱۰۹ توریت کے احکام میں سے۔

و۱۱۰ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا کلام مبارک تمام ہوچکا، آگے نصرانیوں کے شرکوں کا بیان فرمایا جاتا ہے۔

و۱۱۱ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد ان میں سے کسی نے کہا کہ عیسٰی خدا تھے، کسی نے کہا خدا کے بیٹے، کسی نے کہا، تین میں کے تیسرے، غرض نصرانی فرقے فرقے ہوگئے یعقوبی، نسطوری، ملکانی، شمعونی۔

و۱۱۲ جنہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں کفر کی باتیں کہیں۔

عَذَابِ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ ﴿۶۵﴾ هَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِیَهُمۡ بَغۡتَةً وَّهُمۡ

دن کے عذاب سے ف۱۱۳ کا ہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ اُن پر اچانک آ جائے اور

لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۶۶﴾ اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۶۷﴾ ع ۶ ۱۲

اُنھیں خبر نہ ہو گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار ف۱۱۴

یٰعِبَادِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاٰیٰتِنَا

ان سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے

وَکَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۶۹﴾ اُدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ اَنۡتُمۡ وَاَزۡوَاجُکُمۡ تُحۡبَرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ یُطَافُ

اور مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری خاطریں ہوتیں ف۱۱۵ ان پر

عَلَیۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّاَکۡوَابٍ ۚ وَفِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡهِ الۡاَنۡفُسُ وَتَلَذُّ

دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا اور اس میں جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہونچے ف۱۱۶ اور تم

ف۱۱۳ یعنی روزِ قیامت کے۔

ف۱۱۴ یعنی دینی دوستی اور وہ محبّت جو اللہ تعالٰی کے لئے ہے باقی رہے گی۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے آپ نے فرمایا دو دوست مومن اور دو دوست کافر، مومن دوستوں میں ایک مرجاتا ہے تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتا ہے یارب فلاں مجھے تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری کا اور نیکی کرنے کا حکم کرتا تھا اور مجھے برائی سے روکتا تھا اور خبر دیتا تھا کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونا ہے، یارب اس کو میرے بعد گمراہ نہ کر اور اس کو ہدایت دے جیسی میری ہدایت فرمائی اور اس کا اکرام کر جیسا میرا اکرام فرمایا، جب اس کا مومن دوست مرجاتا ہے تو اللہ تعالٰی دونوں کو جمع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم میں ہر ایک دوسرے کی تعریف کرے تو ہر ایک کہتا ہے کہ یہ اچھا بھائی ہے، اچھا دوست ہے، اچھا رفیق ہے۔ اور دو کافر دوستوں میں سے جب ایک مرجاتا ہے تو دعا کرتا ہے، یارب فلاں مجھے تیری اور تیرے رسول کی فرماں برداری سے منع کرتا تھا اور بدی کا حکم دیتا تھا، نیکی سے روکتا تھا اور خبر دیتا تھا کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونا نہیں، تو اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی تعریف کرے تو ان میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے بُرا بھائی، بُرا دوست، بُرا رفیق۔

ف۱۱۵ یعنی جنّت میں تمہارا اکرام ہوگا، نعمتیں دی جائیں گی، ایسے خوش کئے جاؤ گے کہ تمہارے چہروں پر خوشی کے آثار نمودار ہوں گے۔

ف۱۱۶ انواع واقسام کی نعمتیں۔

الْاَعْیُنُ ۚ وَ اَنْتُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْۤ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ

اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے اپنے اعمال

تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ كَثِیْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ

سے ۱۱۶ب تمہارے لیے اس میں بہت میوے ہیں کہ ان میں سے کھاؤ ۱۱۷ بے شک مجرم ۱۱۸

عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ۚ لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ۚ وَ مَا

جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ کبھی ان پر سے ہلکا نہ پڑے گا اور وہ اس میں بے آس رہیں گے ۱۱۹ اور ہم نے

۱۱۶ب حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو کسی قوم سے محبت کرے مگر ان کے ساتھ مل نہ سکے؟ فرمایا، آدمی جس سے محبت کریگا اسی کے ساتھ ہوگا۔

(صحیح بخاری، کتاب الأدب علامۃ حد اللہ،،،الخ، رقم ۶۱۶۹، ج ۴، ص ۱۴۷)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! ایک شخص کسی قوم کے ساتھ محبت کرتا ہے مگر ان جیسے اعمال نہیں کرسکتا؟ فرمایا اے ابوذر! تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے تمہیں محبت ہے۔ میں نے عرض کیا، میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا اے ابوذر! تم جس کے ساتھ محبت کرتے ہو اسکے ساتھ ہی رہو گے۔

(ابوداود، کتاب الأدب، باب احباء الرجل الرجل بمحبتہ ایاہ، رقم ۵۱۲۶، ج ۴، ص ۴۲۹)

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں عرض کیا، قیامت کب آئے گی؟ فرمایا، تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا، کچھ نہیں مگر میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا، تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو۔

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں کسی شے سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس قول سے ہوئی کہ تم جس سے محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہوگے۔

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرتِ سیدنا صدیق وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ ان سے محبت کرنے کی وجہ سے انہی کے ساتھ ہوں گا۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن خطاب، رقم ۳۶۸۸، ج ۲، ص ۵۲۷)

۱۱۷ جنّتی درخت ثمر دار، سدا بہار ہیں، ان کی زیب و زینت میں فرق نہیں آتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی ان سے ایک پھل لے گا تو درخت میں اس کی جگہ دو پھل نمودار ہوجائیں گے۔

۱۱۸ یعنی کافر۔

ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ(۷۶) وَ نَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا
ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی ظالم تھے ف۱۲۰ اور وہ پکاریں گے ف۱۲۱ اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کرچکے ف۱۲۲
رَبُّكَؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ(۷۷) لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ
وہ فرمائے گا ف۱۲۳ تمہیں تو ٹھہرنا ہے ف۱۲۴ بے شک ہم تمہارے پاس حق لائے ف۱۲۵ مگر تم میں اکثر کو حق ناگوار
كٰرِهُوْنَ(۷۸) اَمْ اَبْرَمُوْۤا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَۚ(۷۹) اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ
ہے کیا انہوں نے ف۱۲۶ اپنے خیال میں کوئی کام پکا کرلیا ہے ف۱۲۷ تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں ف۱۲۸ کیا اس گھمنڈ میں
سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْؕ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ(۸۰) قُلْ اِنْ كَانَ
ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشورت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں ف۱۲۹ اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں تم فرماؤ
لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ﳓ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ(۸۱) سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
بفرضِ محال رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا ف۱۳۰ پاکی ہے آسمانوں اور زمین کے

ف۱۱۹ رحمت کی امید بھی نہ ہوگی۔

ف۱۲۰ کہ سرکشی و نافرمانی کرکے اس حال کو پہنچے۔

ف۱۲۱ جہنّم کے داروغہ کو کہ۔

ف۱۲۲ یعنی موت دے دے، مالک سے درخواست کریں گے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان کی موت کی دعا کرے۔

ف۱۲۳ ہزار برس بعد۔

ف۱۲۴ عذاب میں ہمیشہ کبھی اس سے رہائی نہ پاؤ گے، نہ موت سے اور نہ کسی طرح۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اہلِ مکّہ سے خطاب فرماتا ہے۔

ف۱۲۵ اپنے رسولوں کی معرفت۔

ف۱۲۶ یعنی کفّارِ مکّہ نے۔

ف۱۲۷ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکر کرنے اور فریب سے ایذا پہنچانے کا اور درحقیقت ایسا ہی تھا کہ قریش دارُالنّدوہ میں جمع ہوکر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذارسانی کے لئے حیلے سوچتے تھے۔

ف۱۲۸ ان کے اس مکروفریب کا بدلہ جس کا انجام ان کی ہلاکت ہے۔

ف۱۲۹ ہم ضرور سنتے ہیں اور پوشیدہ ظاہر ہر بات جانتے ہیں، ہم سے کچھ نہیں چھپ سکتا۔

ف۱۳۰ لیکن اس کے بچّہ نہیں اور اس کے لئے اولاد محال ہے یہ نفیِ ولد میں مبالغہ ہے۔

شانِ نزول: نضر بن حارث نے کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو نضر کہنے لگا

رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَ یَلْعَبُوْا حَتّٰى یُلٰقُوْا

رب کو عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں ف۱۳۱ تو تم انھیں چھوڑو کہ بیہودہ باتیں کریں اور کھیلیں ف۱۳۲ یہاں تک

یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌؕ

کہ اپنے اُس دن کو پائیں جس کا اُن سے وعدہ ہے ف۱۳۳ اور وہی آسمان والوں کا خدا اور زمین والوں کا خدا ف۱۳۴

وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۴﴾ وَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ

اور وہی حکمت و علم والا ہے اور بڑی برکت والا ہے وہ کہ اسی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور

مَا بَیْنَهُمَاۚ وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِۚ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ لَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ

جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور تمہیں اس کی طرف پھرنا اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے

یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَىٕنْ

ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہاں شفاعت کا اختیار اُنھیں ہے جو حق کی گواہی دیں ف۱۳۵ اور علم رکھیں ف۱۳۶ اور اگر تم اُن

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ

سے پوچھو ف۱۳۷ انھیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے ف۱۳۸ تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ف۱۳۹ مجھے رسول ف۱۴۰

دیکھتے ہو قرآن میں میری تصدیق آگئی ولید نے کہا کہ تیری تصدیق نہیں ہوئی بلکہ یہ فرمایا گیا کہ رحمٰن کے ولد نہیں ہے اور میں اہلِ مکّہ میں سے پہلا موحّد ہوں، اس سے ولد کی نفی کرنے والا، اس کے بعد اللہ تبارک و تعالٰی کی تنزیہ کا بیان ہے۔

ف۱۳۱ اور اس کے لئے اولاد قرار دیتے ہیں۔

ف۱۳۲ یعنی جس لغو و باطل میں ہیں اسی میں پڑے رہیں۔

ف۱۳۳ جس میں عذاب کئے جائیں گے اور وہ روزِ قیامت ہے۔

ف۱۳۴ یعنی وہی معبود ہے، آسمان و زمین میں اسی کی عبادت کی جاتی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ف۱۳۵ یعنی توحیدِ الٰہی کی۔

ف۱۳۶ اس کا کہ اللہ ان کا رب ہے، ایسے مقبول بندے ایمان داروں کی شفاعت کریں گے۔

ف۱۳۷ یعنی مشرکین سے۔

ف۱۳۸ اور اللہ تعالٰی کے خالقِ عالَم ہونے کا اقرار کریں گے۔

ف۱۳۹ اور باوجود اس اقرار کے اس کی توحید و عبادت سے پھرتے ہیں۔

ف۱۴۰ سیدِ عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَ قُلْ سَلٰمٌ ط

کے اس کہنے کی قسم و۱۴۱ کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو اُن سے درگزر کرو و۱۴۲ اور فرماؤ بس سلام

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ ع

ہے و۱۴۳ کہ آگے جان جائیں گے و۱۴۴

وقف لازم

ع ۲۲/۱۴

ایاتہا ۵۹ ۴۴ سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ۶۴ رکوعاتہا ۳

سورۃ دخان مکی ہے و۱ اس میں اُنسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

و۱۴۱ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قولِ مبارک کی قسم فرمانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اکرام اور حضور کی دعا والتجا کے احترام کا اظہار ہے۔

و۱۴۲ اور انہیں چھوڑ دو۔

و۱۴۳ یہ سلامِ متارکت ہے۔ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ ہم تمہیں چھوڑتے ہیں اور تم سے امن میں رہنا چاہتے ہیں، وَكَانَ هٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْجِهَادِ۔

و۱۴۴ اپنا انجام کار۔

و۱ سورۂ دخان مکّی ہے، اس میں تین ۳ رکوع اور ستاون ۵۷ یا انسٹھ ۵۹ آیتیں اور تین سو چھیالیس ۳۴۶ کلمے اور ایک ہزار چار سو اکتیس ۱۴۳۱ حرف ہیں۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے شب جمعہ میں حٰمٓ الدُّخَان پڑھی اس کی مغفرت کردی جائے گی۔
(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، رقم ۲۸۹۸، ج ۴، ص ۴۰۷)

حضرتِ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جو جمعہ کے دن یا رات میں حٰمٓ الدُّخَان پڑھے گا اللہ عزوجل جنت میں اس کے لئے ایک گھر بنائے گا۔
(المعجم الکبیر، رقم ۸۰۲۶، ج ۸، ص ۲۶۴)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جو کسی رات میں سورہ دخان پڑھے گا تو صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔
(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل حم الدخان، رقم ۲۸۹۷، ج ۴، ص ۴۰۶)

مع ۱۲ حٰمٓ ۝۱ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝۲ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا

قسم اس روشن کتاب کی ۲ بے شک ہم نے اُسے برکت والی رات میں اُتارا ۳ بے شک ہم ڈر

۲ یعنی قرآنِ پاک کی جو حلال وحرام وغیرہ احکام کا بیان فرمانے والا ہے۔

۳ اس رات سے یا شبِ قدر مراد ہے یا شبِ براءۃ۔ اس شب میں قرآنِ پاک بتمامہ لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف اتارا گیا، پھر وہاں سے حضرت جبرئیل بیس ۲۰ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا لے کر نازل ہوئے، اس شب کو شبِ مبارکہ اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں قرآنِ پاک نازل ہوا اور ہمیشہ اس شب میں خیر و برکت نازل ہوتی ہے دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحِبِ مُعَطّر پسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: (لوگوں کی) زندگیاں ایک شعبان سے دوسرے شعبان میں مُنْقَطَع ہوتی ہیں حتّٰی کہ ایک آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کی اولاد ہوتی ہے حالانکہ اس کا نام مُردوں میں لکھا ہوتا ہے۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۹۲ حدیث ۴۲۷۷۳)

حضرتِ سیِّدُنا امام ابن ابی الدُّنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرتِ سیِّدُنا عطا بن یَسار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نِصف شعبان کی رات (یعنی شبِ بَراءَت) آتی ہے تو ملکُ الموت علیہ السلام کو ایک صَحیفہ (ص۔حِیْ۔فَہ) دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: اِس صَحیفہ کو پکڑلو، ایک بندہ بستر پر لیٹا ہوگا اور عورتوں سے نِکاح کریگا اور گھر بنائے گا جبکہ اس کا نام مُردوں میں لکھا جاچکا ہوگا۔

(الدرالمنثور ج ۷ ص ۴۰۲)

سال بھر کے مُعاملات کی تقسیم

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ایک آدمی لوگوں کے درمیان چل رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ مُردوں میں اُٹھایا ہوا ہوتا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پارہ ۲۵ سورۃ الدُّخان کی آیت نمبر ۳ اور ۴ تِلاوت کی: (ترجَمہ کنزالایمان: بےشک ہم نے اسے بَرَکت والی رات میں اُتارا، بےشک ہم ڈرسنانے والے ہیں۔ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔) پھر فرمایا: اس رات میں ایک سال سے دوسرے سال تک دنیا کے مُعاملات کی تقسیم کی جاتی ہے۔

(تفسیرِ طَبری ج ۱۱ ص ۲۲۳)

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان مذکورہ آیاتِ مبارَکہ کے تحت فرماتے ہیں: اِس رات سے مُراد یا شبِ قَدر ہے ستائیسویں ۲۷ رات یا شبِ معراج یا شبِ بَراءَت پندرھویں ۱۵ شعبان، اس رات میں پورا قرآن لوحِ محفوظ سے دنیاوی آسمان کی طرف اُتارا گیا پھر وہاں سے تیئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حُضُور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم پر اُترا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس رات میں قرآن اُترا وہ مبارَک ہے، تو جس رات میں صاحِبِ قرآن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم دنیا میں تشریف لائے وہ بھی مبارَک ہے۔ اس رات میں سال بھر کے رزق، موت، زندگی، عزت وذلت، غرض تمام انتظامی امور لوحِ محفوظ سے فرشتوں کے صَحیفوں میں نَقل کر کے ہر صَحیفہ اس محکمہ کے فرشتوں کو دے دیا جاتا ہے جیسے ملک

مُنۡذِرِیۡنَ ﴿۳﴾ فِیۡهَا یُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِیۡمٍ ﴿۴﴾ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا

سنانے والے ہیں و۴ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام و۵ ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم

مُرۡسِلِیۡنَ ﴿۵﴾ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ

بھیجنے والے ہیں و۶ تمہارے رب کی طرف سے رحمت بے شک وہی سنتا جانتا ہے وہ جو رب ہے آسمانوں اور

الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَهُمَا ۘ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِیۡنَ ﴿۷﴾ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحۡیٖ

زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو و۷ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں وہ جلائے

وقف لازم

وَ یُمِیۡتُ ؕ رَبُّكُمۡ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۸﴾ بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ ﴿۹﴾

اور مارے تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں و۸

فَارۡتَقِبۡ یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۰﴾ یَّغۡشَی النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ

تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا و۹ یہ ہے دردناک عذاب

الموت علیہ السلام کو تمام مرنے والوں کی فہرست وغیرہ۔ (نور العرفان ص ۷۹۰)

و۴ اپنے عذاب کا۔

و۵ سال بھر کے ارزاق و آجال و احکام۔

و۶ اپنے رسول خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان سے پہلے انبیاء کو۔

و۷ کہ وہ آسمان و زمین کا رب ہے تو یقین کرو کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

و۸ ان کا اقرار علم و یقین سے نہیں بلکہ ان کی بات میں ہنسی اور تمسخر شامل ہے اور وہ آپ کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر دعا کی کہ یارب انہیں ایسی ہفت سالہ قحط کی مصیبت میں مبتلا کر جیسے سات سال کا قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھیجا تھا، یہ دعا مستجاب ہوئی اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا۔

و۹ چنانچہ قریش پر قحط سالی آئی اور یہاں تک اس کی شدّت ہوئی کہ وہ لوگ مردار کھا گئے اور بھوک سے اس حال کو پہنچ گئے کہ جب اوپر کو نظر اٹھاتے، آسمان کی طرف دیکھتے تو ان کو دھواں ہی دھواں معلوم ہوتا یعنی ضعف سے نگاہوں میں خیرگی آگئی تھی اور قحط سے زمین سے خشک ہوگئی، خاک اڑنے لگی، غبار نے ہوا کو مکدر کردیا۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دھوئیں سے مراد وہ دھواں ہے جو علاماتِ قیامت میں سے ہے اور قریبِ قیامت ظاہر ہوگا، مشرق و مغرب اس سے بھر جائیں گے، چالیس روز و شب رہے گا، مومن کی حالت تو اس سے ایسی ہوجائے گی جیسے زکام ہوجائے اور کافر مدہوش ہوں گے، ان کے نتھنوں اور کانوں اور بدن کے سوراخوں سے دھواں نکلے گا۔

اَلِيْمٌ ۝١١ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝١٢ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى

اس دن کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں وف۱۰ کہاں سے ہو انھیں نصیحت ماننا وف۱۱

وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝١٣ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝١٤ اِنَّا

حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا وف۱۲ پھر اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ

كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۝١٥ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا

ہے وف۱۳ ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں تم پھر وہی کرو گے وف۱۴ جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے وف۱۵ بے شک

وقف لازم

مُنْتَقِمُوْنَ ۝١٦ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝١٧

ہم بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف

اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝١٨ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى

لایا وف۱۶ کہ اللہ کے بندوں کو مجھے سپرد کردو وف۱۷ بے شک میں تمہارے لیے امانت والا رسول ہوں اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ

اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝١٩ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ

کرو میں تمہارے پاس ایک روشن سند لاتا ہوں وف۱۸ اور میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس سے کہ تم مجھے

تَرْجُمُوْنِ ۝٢٠ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ۝٢١ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ

سنگسار کرو وف۱۹ اور اگر میرا یقین نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ وف۲۰ تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں

وف۱۰ اور تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں۔

وف۱۱ یعنی ایسی حالت میں وہ کیسے نصیحت مانیں گے۔

وف۱۲ اور معجزاتِ ظاہرات اور آیاتِ بیّنات پیش فرما چکا۔

وف۱۳ جس کو وحی کی غشی طاری ہونے کے وقت جنّات یہ کلمات تلقین کر جاتے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالٰی)

وف۱۴ جس کفر میں تھے اسی کی طرف لوٹو گے چنانچہ ایسا ہی ہوا، اب فرمایا جاتا ہے کہ اس دن کو یاد کرو۔

وف۱۵ اس دن سے مراد روزِ قیامت ہے یا روزِ بدر۔

وف۱۶ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

وف۱۷ یعنی بنی اسرائیل کو میرے حوالے کردو اور جو شدّتیں اور سختیاں ان پر کرتے ہو اس سے رہائی دو۔

وف۱۸ اپنے صدقِ نبوّت و رسالت کی، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا تو فرعونیوں نے آپ کو قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے تو آپ نے فرمایا۔

قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ

ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں ۲۱ کو راتوں رات لے نکل ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا ۲۲ اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے کھلا

اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ

چھوڑ دے ۲۳ بے شک وہ لشکر ڈبویا جائے گا ۲۴ کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ

كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ قف وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا

مکانات ۲۵ اور نعمتیں جن میں فارغ البال تھے ۲۶ ہم نے یونہی کیا اور ان کا وارث دوسری قوم

ع ۲۹/۱۴ اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿۲۹﴾ ع وَ

کو کر دیا ۲۷ تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے ۲۸ اور انھیں مہلت نہ دی گئی ۲۹ اور

۱۹ یعنی میرا توکّل واعتماد اس پر ہے، مجھے تمہاری دھمکی کی کچھ پروانہیں، اللہ تعالیٰ میرا بچانے والا ہے۔

۲۰ میری ایذا کے درپے نہ ہو، انہوں نے اس کو بھی نہ مانا۔

۲۱ یعنی بنی اسرائیل۔

۲۲ یعنی فرعون مع اپنے لشکروں کے تمہارے درپے ہوگا، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام روانہ ہوئے اور دریا پر پہنچ کر آپ نے عصا مارا، اس میں بارہ رستے خشک پیدا ہو گئے، آپ مع بنی اسرائیل کے دریا میں سے گزر گئے، پیچھے فرعون اور اس کا لشکر آرہا تھا، آپ نے چاہا کہ پھر عصا مار کر دریا کو ملا دیں تاکہ فرعون اس میں سے گزر نہ سکے تو آپ کو حکم ہوا۔

۲۳ تاکہ فرعونی ان راستوں سے دریا میں داخل ہو جائیں۔

۲۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان ہو گیا اور فرعون اور اس کے لشکر دریا میں غرق ہو گئے اور ان کا تمام مال و متاع اور سامان یہیں رہ گیا۔

۲۵ آراستہ، پیراستہ، مزیّن۔

۲۶ عیش کرتے، اتراتے۔

۲۷ یعنی بنی اسرائیل کو جو نہ ان کے ہم مذہب تھے، نہ رشتہ دار، نہ دوست۔

۲۸ کیونکہ وہ ایماندار نہ تھے اور ایماندار جب مرتا تو اس پر آسمان و زمین چالیس روز تک روتے ہیں، جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے مجاہد سے کہا گیا کہ مومن کی موت پر آسمان و زمین روتے ہیں، فرمایا زمین کیوں نہ روئے اس بندے پر جو زمین کو اپنے رکوع و سجود سے آباد رکھتا تھا اور آسمان کیوں نہ روئے اس بندے پر جس کی تسبیح و تکبیر آسمان میں پہنچتی تھی۔ حسن کا قول ہے کہ مومن کی موت پر آسمان والے اور زمین والے روتے ہیں۔

۲۹ توبہ وغیرہ کے لئے عذاب میں گرفتار کرنے کے بعد۔

لَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ

بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی ۳۰ فرعون سے بے شک وہ

كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾

متکبر حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا اور بے شک ہم نے اُنھیں ۳۱ دانستہ چن لیا اس زمانہ والوں سے

وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ

اور ہم نے اُنھیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں صریح انعام تھا ۳۲ بے شک یہ ۳۳ کہتے ہیں وہ تو نہیں

هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ

مگر ہمارا ایک دفعہ کا مرنا ۳۴ اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے ۳۵ تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ز

سچے ہو ۳۶ کیا وہ بہتر ہیں ۳۷ یا تُبّع کی قوم ۳۸ اور جو ان سے پہلے تھے ۳۹ ہم نے انھیں ہلاک کر دیا ۴۰ بے شک

۳۰ یعنی غلامی اور شاقّہ خدمتوں اور محنتوں سے اور اولاد کے قتل کئے جانے سے جو انہیں پہنچتا تھا۔

۳۱ یعنی بنی اسرائیل کو۔

۳۲ کہ ان کے لئے دریا میں خشک رستے بنائے، ابر کو سائبان کیا، منّ و سلوٰی اتارا، اس کے علاوہ اور نعمتیں دیں۔

۳۳ کفّارِ مکّہ۔

۳۴ یعنی اس زندگانی کے بعد سوائے ایک موت کے ہمارے لئے اور کوئی حال باقی نہیں، اس سے ان کا مقصود بعث یعنی موت کے بعد زندہ کئے جانے کا انکار کرنا تھا جس کو اگلے جملے میں واضح کر دیا۔ (کبیر)

۳۵ بعدِ موت زندہ کر کے۔

۳۶ اس بات میں کہ ہم بعد مرنے کے زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، کفّارِ مکّہ نے یہ سوال کیا تھا کہ قُصَیّ بن کلاب کو زندہ کر دو، اگر موت کے بعد کسی کا زندہ ہونا ممکن ہو، اور یہ ان کی جاہلانہ بات تھی کیونکہ جس کام کے لئے وقت معیّن ہو اس کا اس وقت سے قبل وجود میں نہ آنا اس کے ناممکن ہونے کی دلیل نہیں ہوتا اور نہ اس کا انکار صحیح ہوتا ہے، اگر کوئی شخص کسی نئے جمے ہوئے درخت یا پودے کو کہے کہ اس میں سے اب پھل نکالو ورنہ ہم نہیں مانیں گے کہ اس درخت سے پھل نکل سکتا ہے تو اس کو جاہل قرار دیا جائے گا اور اس کا انکار محض حُمق یا مکابرہ ہوگا۔

۳۷ یعنی کفّارِ مکّہ زور و قوّت میں۔

۳۸ تُبَّع حِمیَری بادشاہِ یمن صاحبِ ایمان تھے اور ان کی قوم کافر تھی جو نہایت قوی، زور آور اور کثیر التعداد تھی۔

۳۹ کافر امّتوں میں سے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا

وہ مجرم لوگ تھے ف۴۱ اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے کھیل کے طور پر ف۴۲ ہم نے

لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ یَوْمَ

انھیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ ف۴۳ لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں ف۴۴ بے شک فیصلہ کا دن ف۴۵ ان سب

الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۰﴾ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْــٴًـا وَّ لَا هُمْ

کی میعاد ہے جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا ف۴۶ اور نہ ان کی

یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ

مدد ہوگی ف۴۷ مگر جس پر اللہ رحم کرے ف۴۸ بے شک وہی عزت والا مہربان ہے بے شک تھوہر کا

الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚۛ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْیِ

پیڑ ف۴۹ گنہگاروں کی خوراک ہے ف۵۰ گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہے جیسا کھولتا پانی جوش

الْحَمِیْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ

مارے ف۵۱ اسے پکڑو ف۵۲ ٹھیک بھڑکتی آگ کی طرف بزور گھسیٹتے لے جاؤ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے

ع ۱۵ ۲
معانقہ ۱۲

ف۴۰ ان کے کفر کے باعث۔

ف۴۱ کافر، منکرِ بعث۔

ف۴۲ اگر مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب وثواب نہ ہو تو خلق کی پیدائش محض فنا کے لئے ہوگی اور یہ عبث ولعب ہے۔ تو اس دلیل سے ثابت ہوا کہ اس دنیوی زندگی کے بعد اخروی زندگی ضرور ہے جس میں حساب وجزا ہو۔

ف۴۳ کہ طاعت پر ثواب دیں اور معصیّت پر عذاب کریں۔

ف۴۴ کہ پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے اور حکیم کا فعل عبث نہیں ہوتا۔

ف۴۵ یعنی روزِ قیامت جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا۔

ف۴۶ اور قرابت ومحبّت نفع نہ دے گی۔

ف۴۷ یعنی کافروں کی۔

ف۴۸ یعنی سوائے مومنین کے، کہ وہ باذنِ الٰہی ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے۔ (جمل)

ف۴۹ تھوہڑ ایک خبیث، نہایت کڑوا درخت ہے جو اہلِ جہنّم کی خوراک ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک قطرہ اس تھوہڑ کا دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو اہلِ دنیا کی زندگانی خراب ہو جائے۔

ف۵۰ ابوجہل کی اور اس کے ساتھیوں کی جو بڑے گنہگار ہیں۔

مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝۴۸ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝۴۹ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ
پانی کا عذاب ڈالو ۵۳ چکھ ۵۴ ہاں ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے ۵۵ بے شک یہ ہے وہ ۵۶ جس
بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝۵۰ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝۵۱ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۵۲
میں تم شبہ کرتے تھے ۵۷ بے شک ڈر والے امان کی جگہ میں ہیں ۵۸ باغوں اور چشموں میں
يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝۵۳ كَذٰلِكَ ۫ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ
پہنیں گے کریب اور قنادیز ۵۹ آمنے سامنے ۶۰ یونہی ہے اور ہم نے انھیں بیاہ دیا نہایت سیاہ اور روشن بڑی

ف۵۱ جہنّم کے فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ۔

ف۵۲ یعنی گنہگار کو۔

ف۵۳ اور اس وقت دوزخی سے کہا جائے گا کہ۔

ف۵۴ اس عذاب کو۔

ف۵۵ ملائکہ یہ کلمہ اہانت اور تذلیل کے لئے کہیں گے کیونکہ ابوجہل کہا کرتا تھا کہ بطحاء میں میں بڑا عزّت والا کرم والا ہوں، اس کو عذاب کے وقت یہ طعنہ دیا جائے گا اور کفّار سے یہ بھی کہا جائے گا کہ۔

میرے شیخ طریقت امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب غیبت کی تباہ کاریاں میں لکھتے ہیں ؛ کافروں کے انجام کے بارے میں میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد پڑھئے اور توبہ توبہ کیجئے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے خوب کڑھیئے چُنانچِہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 502 صَفحات پر مشتمل کتاب ملفوظات اعلیٰ حضرت (مکمَّل ۔مخرَّجہ) صَفْحَہ 147 پر ہے:ایک مرتبہ عاص (جو کہ بَہُت بڑا گستاخِ رسول کافر تھا وہ) سفر کو گیا ۔ تکان (یعنی تھکن) کے باعث ایک درخت سے تکیہ (یعنی ٹیک) لگا کر بیٹھ گیا ۔ جبریلِ امین (علیہ السلام) بحکمِ ربُّ العٰلمین (عَزَّ وَجَلَّ) تشریف لائے اور اُس کا سر پکڑ کر درخت سے ٹکرانا شروع کیا۔ وہ چلاتا تھا کہ ارے کون میرے سر کو درخت سے ٹکرا رہا ہے؟ اُس کے ساتھی کہتے تھے کہ ہمیں کوئی نظر نہیں آتا ۔ یہاں تک کہ جہنّم واصل ہوا (یعنی مر کر جہنّم پہنچا)۔ قیامت کے دن اِس جہنَّمی کی سب سے جدا حالت ہوگی : یہ اپنے آپ کو مَعَاذَ اللہ عزیز و کریم کہا کرتا یعنی عزّت والا و کرم والا ۔ داروغہ دوزخ (یعنی دوزخ کے نگران فرشتے) کو حکم ہوگا کہ اس کے سر پر گُرز مارو! جس کے لگتے ہی ایک بڑا خلا (بَہُت بڑا گڑھا) سر میں ہوجائے گا اور جس کی وُسعت اتنی نہ ہوگی جتنی تم خیال کرتے ہو بلکہ جس کی ایک داڑھ کو اُحُد (یعنی اُحُد پہاڑ) کے برابر ہوگی اس کے سر پھٹنے سے جو خلا (گڑھا) ہوگا وہ کس قدر وسیع ہوگا! غرض اس خَلا (گڑھے) میں جہنَّم کا کھولتا ہوا پانی بھرا جائے گا اور اس سے کہا جائیگا: ترجمہ کنزالایمان: چکھ تُو تو عزّت و کرم والا ہے۔(غیبت کی تباہ کاریاں ص ۱۴۹)

ف۵۶ عذاب جو تم دیکھتے ہو۔

ف۵۷ اور اس پر ایمان نہیں لاتے تھے اس کے بعد پرہیزگاروں کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ

آنکھوں والیوں سے اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے ۶۱ امن و امان سے ۶۲ اس میں پہلی موت کے سوا ۶۳

اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

پھر موت نہ چکھیں گے اور اللہ نے انھیں آگ کے عذاب سے بچا لیا ۶۴ تمہارے رب کے فضل سے یہی بڑی

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ فَارْتَقِبْ

کامیابی ہے تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں ۶۵ آسان کیا کہ وہ سمجھیں ۶۶ تو تم انتظار کرو ۶۷

اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع

ع ۱۷ / ۳ / ۱۲

وہ بھی کسی انتظار میں ہیں ۶۸

آیاتھا ۳۷ | ۴۵ سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۵ | رکوعاتھا ۴

سورۃ جاثیہ مکّی ہے ۱ اس میں سینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

۵۸ جہاں کوئی خوف نہیں۔

۵۹ یعنی ریشم کے باریک و دبیز لباس۔

۶۰ کہ کسی کی پشت کسی کی طرف نہ ہو۔

۶۱ یعنی جنّت میں اپنے جنّتی خادموں کو میوے حاضر کرنے کا حکم دیں گے۔

۶۲ کہ کسی قسم کا اندیشہ ہی نہ ہوگا، نہ میوے کے کم ہونے کا، نہ ختم ہوجانے کا، نہ ضرر کرنے کا، نہ اور کوئی۔

۶۳ جو دنیا میں ہو چکی۔

۶۴ اس سے نجات عطا فرمائی۔

۶۵ یعنی عربی میں۔

۶۶ اور نصیحت قبول کریں اور ایمان لائیں، لیکن لائیں گے نہیں۔

۶۷ ان کے ہلاک و عذاب کا۔

۶۸ تمہاری موت کے۔ (قیل ہذہ الایۃ منسوخۃ بآیۃ السیف)

۱ یہ سورۂ جاثیہ ہے، اس کا نام سورۂ شریعہ بھی ہے، یہ سورت مکیہ ہے سوائے آیت قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا کے، اس سورت میں چار ۴ رکوع، سینتیس آیتیں، چار سو اٹھاسی ۴۸۸ کلمے، دو ہزار ایک سو اکیانوے ۲۱۹۱ حرف ہیں۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ
کتاب کا اُتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے بے شک آسمانوں اور

الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾ وَ فِیْ خَلْقِكُمْ وَ مَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ
زمین میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے ۲ اور تمہاری پیدائش میں ۳ اور جو جو جانور وہ پھیلاتا ہے ان میں نشانیاں

یُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ
ہیں یقین والوں کے لیے اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں ۴ اور اس میں کہ اللہ نے آسمان سے روزی کا سبب مینہ اُتارا تو

فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾
اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا اور ہواؤں کی گردش میں ۵ نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے

تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ
یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کونسی بات

یُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ﴿۷﴾ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَیْهِ ثُمَّ
پر ایمان لائیں گے خرابی ہے ہر بڑے بہتان ہائے گنہگار کے لیے ۶ اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں

یُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۸﴾ وَ اِذَا عَلِمَ مِنْ
پھر ہٹ پر جمتا ہے ۷ غرور کرتا ۸ گویا انہیں سنا ہی نہیں تو اُسے خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی اور جب ہماری

ف۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی۔

ف۳ یعنی تمہاری پیدائش میں بھی اس کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں کہ نطفہ کو خون بناتا ہے، خون کو بستہ کرتا ہے، خونِ بستہ کو گوشت پارہ یہاں تک کہ پورا انسان بنا دیتا ہے۔

ف۴ کہ کبھی گھٹتے ہیں، کبھی بڑھتے ہیں اور ایک جاتا ہے، دوسرا آتا ہے۔

ف۵ کہ کبھی گرم چلتی، کبھی سرد، کبھی جنوبی، کبھی شمالی، کبھی شرقی، کبھی غربی۔

ف۶ یعنی نضر بن حارث کے لئے۔

شانِ نزول: کہا گیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جو عجم کے قصے کہانیاں سنا کر لوگوں کو قرآنِ پاک سننے سے روکتا تھا اور یہ آیت ہر ایسے شخص کے لئے عام ہے جو دِین کو ضرر پہنچائے اور ایمان لانے اور قرآن سننے سے تکبر کرے۔

ف۷ یعنی اپنے کفر پر۔

ف۸ ایمان لانے سے۔

اٰیٰتِنَا شَیْــٴًـا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۹ؕ مِنْ وَّرَآىٕهِمْ
آیتوں میں سے کسی پر اطلاع پائے اس کی ہنسی بناتا ہے اُن کے لیے خواری کا عذاب اُن کے پیچھے
جَهَنَّمُ ۚ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَیْــٴًـا وَّ لَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
جہنم ہے ف۹ اور اُنھیں کچھ کام نہ دے گا ان کا کمایا ہوا ف۱۰ اور نہ وہ جو اللہ کے سوا حمایتی ٹھہرا رکھے تھے ف۱۱
اَوْلِیَآءَ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۱۰ؕ هٰذَا هُدًى ۚ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ
اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے یہ ف۱۲ راہ دکھانا ہے اور جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا اُن کے لیے دردناک
ع ۱۱/۱۷ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۱۱ اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ
عذاب میں سے سخت تر عذاب ہے اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں دریا کردیا کہ اس میں اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اس
بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۱۲ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی
لیے کہ اس کا فضل تلاش کرو ف۱۳ اور اس لیے کہ حق مانو ف۱۴ اور تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ
السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ
آسمانوں میں ہیں ف۱۵ اور جو کچھ زمین میں ف۱۶ اپنے حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں
یَّتَفَكَّرُوْنَ ۱۳ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ
سوچنے والوں کے لیے ایمان والوں سے فرماؤ درگزر کریں اُن سے جو اللہ کے دنوں کی اُمید نہیں رکھتے ف۱۷ تاکہ اللہ

ف۹ یعنی بعدِ موت ان کا انجام کار اور مآل دوزخ ہے۔

ف۱۰ مال جس پر وہ بہت نازاں ہیں۔

ف۱۱ یعنی بت جن کو پوجا کرتے تھے۔

ف۱۲ قرآن شریف۔

ف۱۳ بحری سفروں سے اور تجارتوں سے اور غوّاصی کرنے اور موتی وغیرہ نکالنے سے۔

ف۱۴ اس کے نعمت و کرم اور فضل و احسان کا۔

ف۱۵ سورج، چاند، ستارے وغیرہ۔

ف۱۶ چوپائے، درخت، نہریں وغیرہ۔

ف۱۷ جو دن کہ اس نے مومنین کی مدد کے لئے مقرر فرمائے، یا اللہ تعالیٰ کے دنوں سے وہ وقائع مراد ہیں جن میں وہ اپنے دشمنوں کو گرفتار کرتا ہے۔ بہرحال ان امید نہ رکھنے والوں سے مراد کفّار ہیں اور معنٰی یہ ہیں کہ کفّار سے جو ایذا پہنچے اور ان کے کلمات جو تکلیف پہنچائیں، مسلمان ان سے درگزر کریں، منازعت نہ کریں وَقِیْلَ اِنَّ الْاٰیَةَ

لِیَجۡزِیَ قَوۡمًۢا بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ

ایک قوم کو اس کی کمائی کا بدلہ دے و۱۸ جو بھلا کام کرے تو اپنے لیے اور بُرا کرے تو

اَسَآءَ فَعَلَیۡہَا ۫ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۵﴾ وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ

اپنے بُرے کو و۱۹ پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے و۲۰ اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو

الۡکِتٰبَ وَ الۡحُکۡمَ وَ النُّبُوَّۃَ وَ رَزَقۡنٰہُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلۡنٰہُمۡ عَلَی

کتاب و۲۱ اور حکومت اور نبوت عطا فرمائی و۲۲ اور ہم نے اُنھیں ستھری روزیاں دیں و۲۳ اور اُنھیں اُن کے زمانے والوں

الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶﴾ وَ اٰتَیۡنٰہُمۡ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا

پر فضیلت بخشی اور ہم نے اُنھیں اس کام کی و۲۴ روشن دلیلیں دیں تو اُنھوں نے اختلاف نہ کیا و۲۵ مگر بعد اس کے

مَنۡسُوۡخَۃٌ بِاٰیَۃِ الۡقِتَالِ۔

شانِ نزول: اس آیت کی شانِ نزول میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ غزوہ بنی مصطلق میں مسلمان بیرِ مُریسیع پر اترے یہ ایک کنواں تھا عبداللہ بن اُبَیّ منافق نے اپنے غلام کو پانی کے لئے بھیجا وہ دیر میں آیا تو اس سے سبب دریافت کیا اس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے تھے جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشکیں نہ بھر گئیں اس وقت تک انہوں نے کسی کو پانی بھرنے نہ دیا یہ سن کر اس بدبخت نے ان حضرات کی شان میں گستاخانہ کلمے کہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ تلوار لے کر تیار ہوئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت مدنی ہوگی۔ مقاتل کا قول ہے کہ قبیلہ بنی غفّار کے ایک شخص نے مکّہ مکرّمہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی تو آپ نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جب آیت مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا نازل ہوئی تو فنحاص یہودی نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا رب محتاج ہوگیا (معاذ اللہ تعالیٰ) اس کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کھینچی اور اس کی تلاش میں نکلے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آدمی بھیج کر انہیں واپس بلوالیا۔

و۱۸ یعنی ان کے اعمال کا۔

و۱۹ نیکی اور بدی کا ثواب اور عذاب اس کے کرنے والے پر ہے۔

و۲۰ وہ نیکوں اور بدوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا۔

و۲۱ یعنی توریت۔

و۲۲ ان میں بکثرت انبیاء پیدا کرکے۔

و۲۳ حلال کشائش کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے اموال و دیار کا مالک کرکے اور مَنّ و سَلوٰی نازل فرما کر۔

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا
کہ علم اُن کے پاس آچکا ؃۲۶ آپس کے حسد سے ؃۲۷ بے شک تمہارا رب قیامت کے دن اُن میں فیصلہ کردے گا جس بات
فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ
میں اختلاف کرتے ہیں پھر ہم نے اس کام کے ؃۲۸ عمدہ راستہ پر تمہیں کیا ؃۲۹ تو اسی راہ پر چلو اور نادانوں کی خواہشوں کا
اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ
ساتھ نہ دو ؃۳۰ بے شک وہ اللہ کے مقابل تمہیں کچھ کام نہ دیں گے اور
اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا
بے شک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں ؃۳۱ اور ڈر والوں کا دوست اللہ ؃۳۲ یہ لوگوں کی
بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ
آنکھیں کھولنا ہے ؃۳۳ اور ایمان والوں کے لیے ہدایت و رحمت کیا جنھوں نے برائیوں
اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً
کا ارتکاب کیا ؃۳۴ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اُنھیں ان جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کی اُن کی زندگی

؃۲۴ یعنی امرِ دین اور بیانِ حلال وحرام اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معبوث ہونے کی۔

؃۲۵ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت میں۔

؃۲۶ اور علم زوالِ اختلاف کا سبب ہوتا ہے اور یہاں ان لوگوں کے لئے اختلاف کا سبب ہوا، اس کا باعث یہ ہے کہ علم ان کا مقصود نہ تھا بلکہ مقصود ان کا جاہ وریاست کی طلب تھی، اسی لئے انہوں نے اختلاف کیا۔

؃۲۷ کہ انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ افروزی کے بعد اپنے جاہ وریاست کے اندیشہ سے آپ کے ساتھ حسد اور دشمنی کی اور کافر ہوگئے۔

؃۲۸ یعنی دین کے۔

؃۲۹ اے حبیبِ خدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

؃۳۰ یعنی رؤسائے قریش کی جو اپنے دین کی دعوت دیتے ہیں۔

؃۳۱ صرف دنیا میں، آخرت میں ان کا کوئی دوست نہیں۔

؃۳۲ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، ڈر والوں سے مراد مومنین ہیں اور آگے قرآنِ پاک کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔

؃۳۳ کہ اس سے انہیں امورِ دین میں بینائی حاصل ہوتی ہے۔

؃۳۴ کفر ومعاصی کا۔

مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ع ۲/۱۸

اور موت برابر ہوجائے ۳۵ کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں اوراللہ نے آسمانوں اور ۳۶ زمین کو

بِالْحَقِّ وَ لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَیْتَ

حق کے ساتھ بنایا ۳۷ اور اس لیے کہ ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے ۳۸ اور اُن پر ظلم نہ ہوگا بھلا دیکھو تو وہ جس نے

مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ

اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرالیا ۳۹ اور اللہ نے اُسے باوصف علم کے گمراہ کیا ۴۰ اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور

جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ

اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ۴۱ تو اللہ کے بعد اُسے کون راہ دکھائے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اور

۳۵ یعنی ایمانداروں اور کافروں کی موت وحیات برابر ہوجائے ایسا ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ ایماندار زندگی میں طاعت پر قائم رہے اور کافر بدیوں میں ڈوبے رہے تو ان دونوں کی زندگی برابر نہ ہوئی ، ایسے ہی موت بھی یکساں نہیں کہ مومن کی موت بشارت ورحمت وکرامت پر ہوتی ہے اور کافر کی رحمت سے مایوسی اور ندامت پر۔

شانِ نزول: مشرکینِ مکّہ کی ایک جماعت نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ اگر تمہاری بات حق ہو اور مرنے کے بعد اٹھنا ہوتو بھی ہمیں ہی افضل رہیں گے جیسا کہ دنیا میں ہم تم سے بہتر رہے، ان کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۶ مخالف سرکش مخلص فرمانبردار کے برابر کیسے ہوسکتا ہے؟ مومنین جنّاتِ عالیات میں عزّت وکرامت اور عیش و راحت پائیں گے اور کفّار اسفلُ السافلین میں ذلّت واہانت کے ساتھ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

۳۷ کہ اس کی قدرت ووحدانیّت کی دلیل ہو۔

۳۸ نیک نیکی کا اور بد بدی کا، اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس عالَم کی پیدائش سے اظہارِ عدل ورحمت مقصود ہے اور یہ پوری طرح قیامت ہی میں ہوسکتا ہے کہ اہلِ حق اور اہلِ باطل میں امتیاز کامل ہو، مومن مخلص درجاتِ جنّت میں ہوں اور کافر نافرمان درکاتِ جہنّم میں۔

۳۹ اور اپنی خواہش کا تابع ہوگیا، جسے نفس نے چاہا پوجنے لگا، مشرکین کا یہی حال تھا کہ وہ پتّھر اور سونے اور چاندی وغیرہ کو پوجتے تھے، جب کوئی چیز انہیں پہلی چیز سے اچھی معلوم ہوتی تھی تو پہلی کو توڑ دیتے پھینک دیتے، دوسروں کو پوجنے لگتے۔

۴۰ کہ اس گمراہ نے حق کو جان پہچان کر بے راہی اختیار کی۔ مفسّرین نے اس کے یہ معنٰی بھی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے اس کے انجام کار اور اس کے شقی ہونے کو جانتے ہوئے اسے گمراہ کیا یعنی اللہ تعالٰی پہلے سے جانتا تھا کہ یہ اپنے اختیار سے راہِ حق سے منحرف ہوگا اور گمراہی اختیار کرے گا۔

۴۱ تو اس نے ہدایت وموعظت کو نہ سنا اور نہ سمجھا اور راہِ حق کو نہ دیکھا۔

قَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا
بولے ۴۲ وہ تو نہیں مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی ۴۳ مرتے ہیں اور جیتے ہیں ۴۴ اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ ۴۵ اور
لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ
اُنھیں اس کا علم نہیں ۴۶ وہ تو نرے گمان دوڑاتے ہیں ۴۷ اور جب اُن پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں ۴۸
مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآىٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ
تو بس اُن کی حجت یہی ہوتی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو لے آؤ ۴۹ اگر تم سچے ہو ۵۰ تم فرماؤ اللہ
یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یَجْمَعُكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَلٰكِنَّ
تمہیں جلاتا ہے ۵۱ پھر تم کو مارے گا ۵۲ پھر تم سب کو اکٹھا کرے گا ۵۳ قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں لیکن

۴۲ منکرینِ بعث۔

۴۳ یعنی اس زندگی کے علاوہ اور کوئی زندگی نہیں۔

۴۴ یعنی بعضے مرتے ہیں اور بعضے پیدا ہوتے ہیں۔

۴۵ یعنی روز و شب کا دورہ وہ اسی کو مؤثر اعتقاد کرتے تھے اور مَلَکُ الموت کا اور بحکمِ الٰہی روحیں قبض کئے جانے کا انکار کرتے تھے اور ہر ایک حادثہ کو دہر اور زمانہ کی طرف منسوب کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۴۶ یعنی وہ یہ بات بے علمی سے کہتے ہیں۔

۴۷ خلافِ واقع۔

مسئلہ: حوادث کو زمانہ کی طرف نسبت کرنا اور ناگوار حوادث رونما ہونے سے زمانہ کو بُرا کہنا ممنوع ہے، احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

۴۸ یعنی قرآنِ پاک کی آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کے بعث بعد الموت پر قادر ہونے کی دلیلیں مذکور ہیں، جب کفّار ان کے جواب سے عاجز ہوتے ہیں۔

۴۹ زندہ کرکے۔

۵۰ اس بات میں کہ مردے زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے۔

۵۱ دنیا میں بعد اس کے کہ تم بے جان نطفہ تھے۔

۵۲ تمہاری عمریں پوری ہونے کے وقت۔

۵۳ زندہ کرکے تو جو پروردگار ایسی قدرت والا ہے وہ تمہارے باپ دادا کے زندہ کرنے پر بھی بالیقین قادر ہے، وہ سب کو زندہ کرے گا۔

ع ۳ ۵ ۱۹ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۶ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ
بہت آدمی نہیں جانتے ؎۵۴ اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جس دن قیامت قائم
السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۲۷ وَ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ
ہوگی باطل والوں کی اس دن ہار ہے ؎۵۵ اور تم ہر گروہ ؎۵۶ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے ہر گروہ اپنے
تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ
نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا ؎۵۷ آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا ہمارا یہ نوشتہ تم پر
عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۹ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
حق بولتا ہے ہم لکھتے رہے تھے ؎۵۸ جو تم نے کیا تو وہ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝۳۰
اور اچھے کام کیے ان کا رب انھیں اپنی رحمت میں لے گا ؎۵۹ یہی کھلی کامیابی ہے
وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا
اور جو کافر ہوئے ان سے فرمایا جائے گا کیا نہ تھا کہ میری آیتیں تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے تھے ؎۶۰ اور تم
مُّجْرِمِيْنَ ۝۳۱ وَ اِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ
مجرم لوگ تھے اور جب کہا جاتا بے شک اللہ کا وعدہ ؎۶۱ سچا ہے اور قیامت میں شک نہیں ؎۶۲ تم کہتے ہم نہیں جانتے

؎۵۴ اس کو کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے اور ان کا نہ جاننا دلائل کی طرف ملتفت نہ ہونے اور غور نہ کرنے کے باعث ہے۔

؎۵۵ یعنی اس دن کافروں کا ٹوٹے میں ہونا ظاہر ہوگا۔

؎۵۶ یعنی ہر دِین والے۔

؎۵۷ اور فرمایا جائے گا۔

؎۵۸ یعنی ہم نے فرشتوں کو تمہارے عمل لکھنے کا حکم دیا تھا۔

؎۵۹ جنّت میں داخل فرمائے گا۔

؎۶۰ اور ان پر ایمان نہ لاتے تھے۔

؎۶۱ مُردوں کو زندہ کرنے کا۔

؎۶۲ وہ ضرور آئے گی تو۔

مَّا نَدۡرِیۡ مَا السَّاعَةُ اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحۡنُ بِمُسۡتَيۡقِنِيۡنَ ﴿۳۲﴾
قیامت کیا چیز ہے ہمیں تو یونہی کچھ گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں ۶۳ یقین نہیں

وَبَدَا لَهُمۡ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيۡلَ
اور اُن پر کھل گئیں ۶۴ ان کے کاموں کی برائیاں ۶۵ اور انھیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے اور فرمایا

الۡيَوۡمَ نَنۡسٰٮكُمۡ كَمَا نَسِيۡتُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا وَمَاۡوٰٮكُمُ النَّارُ
جائے گا آج ہم تمہیں چھوڑ دیں گے ۶۶ جیسے تم اپنے اس دن کے ملنے کو بھولے ہوئے تھے ۶۷ اور تمہارا ٹھکانا آگ

وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ﴿۳۴﴾ ذٰ لِكُمۡ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذۡتُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ
ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ۶۸ یہ اس لیے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا ٹھٹھا (مذاق) بنایا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں

غَرَّتۡكُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ۚ فَالۡيَوۡمَ لَا يُخۡرَجُوۡنَ مِنۡهَا وَلَا هُمۡ يُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۳۵﴾
فریب دیا ۶۹ تو آج نہ وہ آگ سے نکالے جائیں اور نہ اُن سے کوئی منانا چاہے ۷۰

فَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الۡاَرۡضِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ
تو اللہ ہی کے لیے سب خوبیاں ہیں آسمانوں کا رب اور زمین کا رب اور سارے جہاں کا رب اور اسی کے لیے

الۡكِبۡرِيَآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۳۷﴾ ع ۴ / ۱۱ / ۲۰
بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے

۶۳ قیامت کے آنے کا۔

۶۴ یعنی کفّار پر آخرت میں۔

۶۵ جو انہوں نے دنیا میں کئے تھے۔ اوران کی سزائیں۔

۶۶ عذابِ دوزخ میں۔

۶۷ کہ ایمان و طاعت چھوڑ بیٹھے۔

۶۸ جو تمہیں اس عذاب سے بچا سکے۔

۶۹ کہ تم اس کے مفتوں ہو گئے اور تم نے بعث و حساب کا انکار کر دیا۔

۷۰ یعنی اب ان سے یہ بھی مطلوب نہیں کہ وہ توبہ کر کے اور ایمان و طاعت اختیار کر کے اپنے رب کو راضی کریں کیونکہ اس روز کوئی اور توبہ قبول نہیں۔

۲۶ الجزء

اٰیاتہا ۳۵ ۴۶ سُوْرَۃُ الْاَحْقَافِ مَکِّیَّۃٌ ۶۶ رکوعاتہا ۴

سورۂ احقاف مکی ہے اس میں پینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا وا

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝۲ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ

یہ کتاب و۲ اُتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے ہم نے نہ بنائے آسمان اور

الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا

زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ و۳ اور ایک مقرر معیار پر و۴ اور کافر اس چیز سے کہ ڈرائے

مُعْرِضُوْنَ ۝۳ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ

گئے و۵ منہ پھیرے ہیں و۶ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو و۷ مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین کا کون سا

الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ اَثٰرَةٍ

ذرہ بنایا یا آسمان میں اُن کا کوئی حصہ ہے میرے پاس لاؤ اس سے پہلی کوئی کتاب و۸ یا کچھ بچا کھچا

و۱ سورۂ احقاف مکّیہ ہے، مگر بعض کے نزدیک اس کی چند آیتیں مدنی ہیں جیسے کہ آیت قُلْ اَرَاَیْتُمْ اور آیت فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اور تین آیتیں وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اس سورت میں چار ۴ رکوع اور پینتیس ۳۵ آیتیں اور چھ سو چوالیس ۶۴۴ کلمے اور دو ہزار پانچ سو پچانوے ۲۵۹۵ حرف ہیں۔

و۲ یعنی قرآن شریف۔

و۳ کہ ہماری قدرت و وحدانیت پر دلالت کریں۔

و۴ وہ مقرر میعاد روزِ قیامت ہے جس کے آجانے پر آسمان و زمین فنا ہوجائیں گے۔

و۵ اس چیز سے مراد یا عذاب ہے یا روزِ قیامت کی وحشت یا قرآنِ پاک جو بعث و حساب کا خوف دلاتا ہے۔

و۶ کہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔

و۷ یعنی بت جنہیں معبود ٹھہراتے ہو۔

و۸ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن سے پہلے اتاری ہو، مراد یہ ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآنِ مجید توحید اور ابطالِ شرک پر ناطق ہے اور جو کتاب بھی اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی اس میں یہی بیان ہے تم کُتُبِ الٰہیہ میں سے کوئی ایک کتاب تو ایسی لے آؤ جس میں تمہارے دِین (بت پرستی) کی شہادت ہو۔

مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴﴾ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا

علم ف۹ اگر تم سچے ہو ف۱۰ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے ف۱۱ جو قیامت تک

یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ وَ اِذَا حُشِرَ

اس کی نہ سنیں اور انھیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں ف۱۲ اور جب لوگوں کا حشر ہو گا

النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۶﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا

وہ ان کے دشمن ہوں گے ف۱۳ اور ان سے منکر ہو جائیں گے ف۱۴ اور جب اُن پر ف۱۵ پڑھی جائیں ہماری

بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷﴾ اَمْ

روشن آیتیں تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کو ف۱۶ کہتے ہیں یہ کھلا جادو ہے ف۱۷ کیا کہتے ہیں انھوں نے اسے

یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا هُوَ

جی سے بنایا ف۱۸ تم فرماؤ اگر میں نے اسے جی سے بنا لیا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے ف۱۹ وہ خوب

اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ

جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو ف۲۰ اور وہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ اور وہی بخشنے والا مہربان

ف۹ پہلوں کا۔

ف۱۰ اپنے اس دعوے میں کہ خدا کا کوئی شریک ہے جس کی عبادت کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔

ف۱۱ یعنی بتوں کو۔

ف۱۲ کیونکہ وہ جماد بے جان ہیں۔

ف۱۳ یعنی بت اپنے پجاریوں کے۔

ف۱۴ اور کہیں گے کہ ہم نے انہیں اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی، درحقیقت یہ اپنی خواہشوں کے پرستار تھے۔

ف۱۵ یعنی اہلِ مکّہ پر۔

ف۱۶ یعنی قرآن شریف کو بغیر غور و فکر کئے اور اچھی طرح سنے۔

ف۱۷ کہ اس کے جادو ہونے میں شبہہ نہیں اور اس سے بھی بدتر بات کہتے ہیں، جس کا آگے ذکر ہے۔

ف۱۸ یعنی سید عالم محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے۔

ف۱۹ یعنی اگر بالفرض میں دل سے بناتا اور اس کو اللہ تعالٰی کا کلام بتاتا تو وہ اللہ تعالٰی پر افتراء ہوتا اور اللہ تبارک و تعالٰی ایسے افتراء کرنے والے کو جلد عقوبت میں گرفتار کرتا ہے، تمہیں تو یہ قدرت نہیں کہ تم اس کی عقوبت سے بچا سکو یا اس کے عذاب کو دفع کر سکو تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری وجہ سے اللہ تعالٰی پر افتراء کرتا۔

الرَّحِيۡمُ ﴿٨﴾ قُلۡ مَا كُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدۡرِىۡ مَا يُفۡعَلُ بِىۡ وَلَا

ہے و٢١ تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں و٢٢ اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ

بِكُمۡ‌ؕ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿٩﴾ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ

کیا و٢٣ میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے و٢٤ اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا تم فرماؤ بھلا دیکھو تو

اِنۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ وَكَفَرۡتُمۡ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡۢ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ عَلٰى

اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ و٢٥ اس پر گواہی دے چکا و٢٦ تو وہ

و٢٠ اور جو کچھ قرآنِ پاک کی نسبت کہتے ہو۔

و٢١ یعنی اگر تم کفر سے توبہ کرکے ایمان لاؤ تو اللہ تعالٰی تمہاری مغفرت فرمائے گا، اور تم پر رحمت کرے گا۔

و٢٢ مجھ سے پہلے بھی رسول آچکے ہیں تو تم کیوں نبوّت کا انکار کرتے ہو۔

و٢٣ اس کے معنی میں مفسّرین کی چند قول ہیں، ایک تو یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا؟ وہ مجھے معلوم نہیں، یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے، مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزّٰی کی قسم اللہ تعالٰی کے نزدیک ہمارا اور محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا یکساں حال ہے، انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں، اگر یہ قرآن انکا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا تو اللہ تعالٰی نے آیت لِيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ نازل فرمائی، صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضور کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہوگیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا، یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا، اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی لِيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ اور یہ آیت نازل ہوئی بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِيۡرًا تو اللہ تعالٰی نے بیان فرمادیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کیا کرے گا اور مومنین کے ساتھ کیا، دوسرا قول آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور کو اپنا بھی معلوم ہے، مومنین کا بھی، مکذّبین کا بھی، معنٰی یہ ہیں کہ دنیا میں کیا کیا جائے گا؟ یہ معلوم نہیں، اگر یہ معنٰی لئے جائیں تو بھی آیت منسوخ ہے، اللہ تعالٰی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ بھی بتادیا لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ اور مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ بہرحال اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضور کے ساتھ اور حضور کی امّت کے ساتھ پیش آنے والے امور پر مطلع فرمادیا خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر درایت بمعنٰی ادراک بالقیاس یعنی عقل سے جاننے کے معنٰی میں لیا جائے تو مضمون اور بھی زیادہ صاف ہے اور آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا مؤیّد ہے، علامہ نیشاپوری نے اس آیت کے تحت میں فرمایا کہ اس میں نفی اپنی ذات سے جاننے کی ہے، من جہت الوحی جاننے کی نفی نہیں۔

مِّثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰﴾ ع وَقَالَ
ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا ۲۷ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو اور کافروں نے مسلمانوں کو کہا اگر اس

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَیْهِ ؕ وَ اِذْ لَمْ
میں ۲۸ کچھ بھلائی ہوتی تو یہ ۲۹ ہم سے آگے اس تک نہ پہنچ جاتے ۳۰ اور جب انھیں اس کی

یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْكٌ قَدِیْمٌ ﴿۱۱﴾ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤی اِمَامًا
ہدایت نہ ہوئی تو اب ۳۱ کہیں گے کہ یہ پرانا بہتان ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ۳۲ ہے پیشوا

وَّ رَحْمَةً ؕ وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ
اور مہربانی اور یہ کتاب ہے تصدیق فرماتی ۳۳ عربی زبان میں کہ ظالموں کو ڈر سنائے

وَ بُشْرٰی لِلْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۲﴾ ج اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ
اور نیکوں کو بشارت بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے ۳۴ نہ ان پر خوف ۳۵

عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ج اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ جَزَآءًۢ
نہ ان کو غم ۳۶ وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال کا انعام

۲۴ یعنی میں جو کچھ جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جانتا ہوں۔

۲۵ وہ حضرت عبداللہ بن سلام ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی صحتِ نبوّت کی شہادت دی۔

۲۶ کہ وہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۲۷ اور ایمان سے محروم رہے تو اس کا نتیجہ کیا ہونا ہے۔

۲۸ یعنی دینِ محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔

۲۹ غریب لوگ۔

۳۰ شانِ نزول: یہ آیت مشرکینِ مکّہ کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اگر دینِ محمّدی حق ہوتا تو فلاں وفلاں اس کو ہم سے پہلے کیسے قبول کر لیتے۔

۳۱ عناد سے قرآن شریف کی نسبت۔

۳۲ توریت۔

۳۳ پہلی کتابوں کی۔

۳۴ اللہ تعالیٰ کی توحید اور سیدِ عالم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر دمِ آخر تک۔

۳۵ قیامت میں۔

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ

اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے ۳۶ ب اس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی

كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ

اس کو تکلیف سے اور اُسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے ۳۷ یہاں تک کہ جب اپنے زور

۳۶ موت کے وقت۔

۳۶ ب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدّدِ دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن قرآن وحدیث کی روشنی میں نہایت احسن انداز میں والدین کے حقوق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اس کے حیات و وجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی و دُنیوی پائے گا سب اُنھیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت وکمال، وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا مُوجِب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا، نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں، اس کے آرام کے لئے ان کی تکلیفیں خصوصاً پیٹ میں رکھنے، پیدا ہونے، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں، ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربُوبیّت و رحمت کے مَظہر ہیں، ولہٰذا قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا کہ: حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا (پ:۲۱، لقمان:۱۴)۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا، میں ۶ (چھ) میل تک اپنی ماں کو گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں، کیا میں اب اس کے حق سے بری ہو گیا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لعلّه أن يكون بطلقة واحدة))، رواہ الطبرانی فی الاوسط عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴، ص ۴۰۱، ۴۰۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً والدین کے حقوق نہایت اعظم واہم ہیں کہ اگر والدین کے حقوق کی ادائیگی میں انسان تمام زندگی مصروفِ عمل رہے تب بھی ان کے حقوق کی ادائیگی سے کماحقّہ سبکدوش نہیں ہو سکتا کیونکہ والدین کے حقوق ایسے نہیں کہ چند بار یا کئی بار ادا کر دینے سے انسان بری الذمہ ہو جائے۔

۳۷ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اقل مدّتِ حمل چھ ماہ ہے۔

السراجی، فصل فی الحمل، ص ۵۱

کیونکہ جب دودھ چھڑانے کی مدّت دو سال ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ تو حمل کے لئے چھ ماہ باقی رہے، یہی قول ہے امام ابو یوسف و امام محمّد رحمہما اللہ تعالیٰ کا اور حضرت امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک

اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةًۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ

کو پہنچا ۳۸ اور چالیس برس کا ہوا ۳۹ عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو

اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ

تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ۴۰ اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے ۴۱ اور میرے لیے میری اولاد میں

اس آیت سے رضاع کی مدّت ڈھائی سال ثابت ہوتی ہے۔مسئلہ کی تفاصیل مع دلائل کُتُبِ اصول میں مذکور ہیں۔

(ماخوذ من الدر المختار، ج ۴، ص ۳۸۶)

۳۸ اور عقل وقوّت مستحکم ہوئی اور یہ بات تیس سے چالیس سال تک کی عمر میں حاصل ہوتی ہے۔

۳۹ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، آپ کی عمر سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دو سال کم تھی، جب حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت اختیار کی، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر شریف بیس سال کی تھی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمراہی میں بغرضِ تجارت ملکِ شام کا سفر کیا، ایک منزل پر ٹھہرے، وہاں ایک بیری کا درخت تھا، حضور سیدِ عالَم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے، قریب ہی ایک راہب رہتا تھا، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس چلے گئے، راہب نے آپ سے کہا یہ کون صاحب ہیں جو اس بیری کے سایہ میں جلوہ فرما ہیں، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ابنِ عبداللہ ہیں، عبدالمطلب کے پوتے، راہب نے کہا خدا کی قسم یہ نبی ہیں، اس بیری کے سایہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد سے آج تک ان کے سوا کوئی نہیں بیٹھا، یہی نبی آخر الزّماں ہیں، راہب کی یہ بات حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اثر کر گئی اور نبوّت کا یقین آپ کے دل میں جم گیا اور آپ نے صحبت شریف کی ملازمت اختیار کی، سفر وحضر میں آپ سے جدا نہ ہوتے، جب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی نبوّت و رسالت کے ساتھ سرفراز فرمایا تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر ایمان لائے اس وقت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اڑتیس سال کی تھی، جب حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی۔

۴۰ کہ ہم سب کو ہدایت فرمائی اور اسلام سے مشرف کیا، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ابوقحافہ اور والدہ کا نام امّ الخیر ہے۔

۴۱ آپ کی یہ دعا بھی مستجاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسنِ عمل کی وہ دولت عطا فرمائی کہ تمام امّت کے اعمال آپ کے ایک عمل کے برابر نہیں ہوسکتے، آپ کی نیکیوں میں سے ایک یہ ہے کہ نو مومن جو ایمان کی وجہ سے سخت

ذُرِّیَّتِیْ ۚؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ

صلاح (نیکی) رکھ ۴۲ میں تیری طرف رجوع لایا ۴۳ اور میں مسلمان ہوں ۴۴ یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں ہم قبول

عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِؕ وَعْدَ

فرمائیں گے ۴۵ اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے جنت والوں میں سچا وعدہ جو انھیں دیا

الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ الَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ

جاتا تھا ۴۶ اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا ۴۷ اُف تم سے دل پک گیا (بیزار ہے) کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ

اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَ هُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ

پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں (قومیں) گزر چکیں ۴۸ اور وہ دونوں ۴۹ اللہ سے فریاد کرتے ہیں

ایذاؤں اور تکلیفوں میں مبتلا تھے ان کو آپ نے آزاد کیا، انہیں میں سے ہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ نے یہ دعا کی۔

۴۲ یہ دعا بھی مستجاب ہوئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد میں صلاح رکھی، آپ کی تمام اولاد مومن ہے اور ان میں حضرت امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مرتبہ کس قدر بلند و بالا ہے کہ تمام عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت دی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین بھی مسلمان اور آپ کے صاحبزادے محمّد اور عبداللہ اور عبدالرحمٰن اور آپ کی صاحبزادیاں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء اور آپ کے پوتے محمّد بن عبدالرحمٰن یہ سب مومن اور سب شرفِ صحابیّت سے مشرف صحابہ ہیں، آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کو یہ فضیلت حاصل ہو کہ اس کے والدین بھی صحابی ہوں، خود بھی صحابی، اولاد بھی صحابی، پوتے بھی صحابی، چار پشتیں شرفِ صحابیّت سے مشرّف۔

۴۳ ہر امر میں جس میں تیری رضا ہو۔

۴۴ دل سے بھی اور زبان سے بھی۔

۴۵ ان پر ثواب دیں گے۔

۴۶ دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے۔

۴۷ مراد اس سے کوئی خاص شخص نہیں ہے بلکہ ہر کافر جو بعث کا منکر ہو اور والدین کا نافرمان اور اس کے والدین اس کو دینِ حق کی دعوت دیتے ہوں اور وہ انکار کرتا ہو۔

۴۸ ان میں سے کوئی مر کر زندہ نہ ہوا۔

۴۹ ماں باپ۔

وَیۡلَكَ اٰمِنۡ ۖۚ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوۡلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ

تیری خرابی ہو ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ف۵۰ تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی

الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ حَقَّ عَلَیۡهِمُ الۡقَوۡلُ فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ

کہانیاں یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی ف۵۱ ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزرے

قَبۡلِهِمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا خٰسِرِیۡنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا

جن اور آدمی بے شک وہ زیاں کار تھے اور ہر ایک کے لیے ف۵۲ اپنے

عَمِلُوۡا ۚ وَلِیُوَفِّیَهُمۡ اَعۡمَالَهُمۡ وَهُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَیَوۡمَ یُعۡرَضُ الَّذِیۡنَ

عمل کے درجے ہیں ف۵۳ اور تا کہ اللہ ان کے کام انھیں پورے بھر دے ف۵۴ اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور جس دن کافر آگ

كَفَرُوۡا عَلَی النَّارِ ؕ اَذۡهَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِكُمۡ فِیۡ حَیَاتِكُمُ الدُّنۡیَا وَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا ۚ

پر پیش کیے جائیں گے اُن سے فرمایا جائے گا تم اپنے حصّہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انھیں برت

فَالۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ

چکے ف۵۵ تو آج تمھیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا سزا اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور سزا اس کی کہ حکم

وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَفۡسُقُوۡنَ ﴿۲۰﴾ ع وَاذۡكُرۡ اَخَا عَادٍ ؕ اِذۡ اَنۡذَرَ قَوۡمَهٗ بِالۡاَحۡقَافِ وَ ع ۲/۱۰

عدولی کرتے تھے ف۵۶ اور یاد کرو عاد کے ہم قوم ف۵۷ کو جب اس نے ان کو سرزمین احقاف میں ڈرایا ف۵۸ اور

ف۵۰ مردے زندہ فرمانے کا۔

ف۵۱ عذاب کی۔

ف۵۲ مومن ہو یا کافر۔

ف۵۳ یعنی منازل و مراتب ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزِ قیامت جنّت کے درجات بلند ہوتے چلے جاتے ہیں اور جہنّم کے درجات پست ہوتے چلے جاتے ہیں تو جن کے عمل اچھے ہوں وہ جنّت کے اونچے درجے میں ہوں گے اور جو کفر و معصیّت میں انتہا کو پہنچ گئے ہوں وہ جہنّم کے سب سے نیچے درجے میں ہوں گے۔

ف۵۴ یعنی مومنوں اور کافروں کو فرمانبرداری اور نافرمانی کی پوری جزا دے۔

ف۵۵ یعنی لذّت و عیش جو تمھیں پانا تھا وہ سب دنیا میں تم نے ختم کر دیا، اب تمہارے لئے آخرت میں کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اور بعض مفسّرین کا قول ہے کہ طیّبات سے قُوائے جسمانیہ اور جوانی مراد ہے اور معنٰی یہ ہیں کہ تم نے اپنی جوانی اور اپنی قوّتوں کو دنیا کے اندر کفر و معصیّت میں خرچ کر دیا۔

قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ

بے شک اس سے پہلے ڈر سنانے والے گزر چکے اور اس کے بعد آئے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بے شک

اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ

مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے بولے کیا تم اس لیے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَ

تو ہم پر لاؤ وف۵۹ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو اگر تم سچے ہو وف۶۰ اس نے فرمایا وف۶۱ اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے وف۶۲

اُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ لٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ

میں تو تمہیں اپنے رب کے پیام پہونچاتا ہوں ہاں میری دانست میں تم نرے جاہل لوگ ہو وف۶۳ پھر جب انھوں نے عذاب

عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ

کو دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا اُن کی وادیوں کی طرف آتا وف۶۴ بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے

وف۵۶ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیوی لذّات اختیار کرنے پر کفّار کو توبیخ فرمائی تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور کے اصحاب نے لذّاتِ دنیویہ سے کنارہ کشی اختیار فرمائی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت نے کبھی جَو کی روٹی بھی دو روز برابر نہ کھائی، یہ بھی حدیث میں ہے کہ پورا پورا مہینہ گزر جاتا تھا دولت سرائے اقدس میں آگ نہ جلتی تھی، چند کھجوروں اور پانی پر گزر کی جاتی تھی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے تھے کہ میں چاہتا تو تم سے اچھا کھانا کھاتا اور تم سے بہتر لباس پہنتا لیکن میں اپنا عیش و راحت اپنی آخرت کے لئے باقی رکھنا چاہتا ہوں۔

وف۵۷ حضرت ہود علیہ السلام۔

وف۵۸ شرک سے۔ اور احقاف ایک ریگستانی وادی ہے جہاں قومِ عاد کے لوگ رہتے تھے۔

وف۵۹ وہ عذاب۔

وف۶۰ اس بات میں کہ عذاب آنے والا ہے۔

وف۶۱ یعنی ہود علیہ السلام نے۔

وف۶۲ کہ عذاب کب آئے گا۔

وف۶۳ جو عذاب میں جلدی کرتے ہو اور عذاب کو جانتے نہیں ہو کہ کیا چیز ہے۔

وف۶۴ اور مدّتِ دراز سے ان کی سرزمین میں بارش نہ ہوئی تھی، اس کالے بادل کو دیکھ کر خوش ہوئے۔

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌۙ۝۲۴ تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍۭ

گا وہ۶۵ بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھےایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہر چیز کو تباہ کرڈالتی ہے

بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ

اپنے رب کے حکم سے وہ۶۶ تو صبح رہ گئے کہ نظر نہ آتے تھے مگر ان کے سُونے مکان ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں

الْمُجْرِمِیْنَ۝۲۵ وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ

مجرموں کو اور بے شک ہم نے انھیں وہ مقدور دیے تھے جو تم کو نہ دیے وہ۶۷ اور اُن کے لیے کان اور

اَبْصَارًا وَّ اَفْـٕدَةً ۖؗ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَ لَاۤ اَفْـٕدَتُهُمْ مِّنْ

آنکھ اور دل بنائے وہ۶۸ تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ کام نہ آئے جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا

شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَۙ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۠۝۲۶ ع۳

انکار کرتے تھے اور انھیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے اور بیشک ہم نے ہلاک کردیں وہ۶۹

وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَ صَرَّفْنَا الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۝۲۷

تمہارے آس پاس وہ۷۰ کی بستیاں اور طرح طرح کی نشانیاں لائے کہ وہ باز آئیں وہ۷۱

فَلَوْ لَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةًؕ بَلْ ضَلُّوْا

تو کیوں نہ مدد کی ان کی وہ۷۲ جن کو اُنھوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کو

وہ۶۵ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا۔

وہ۶۶ چنانچہ اس آندھی کے عذاب نے ان کے مَردوں، عورتوں، چھوٹوں، بڑوں کو ہلاک کردیا، ان کے اموال آسمان وزمین کے درمیان اڑتے پھرتے تھے، چیزیں پارہ پارہ ہوگئیں، حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے اور اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا ہوا، جب اس خط کے اندر آتی تو نہایت نرم، پاکیزہ، فرحت انگیز، سرد۔ اور وہی ہَوا قوم پر شدید، سخت، مہلک، اور یہ حضرت ہود علیہ السلام کا ایک معجزۂ عظیمہ تھا۔

وہ۶۷ اے اہلِ مکّہ وہ قوت و مال اور طولِ عمر میں تم سے زیادہ تھے۔

وہ۶۸ تاکہ دِین کے کام میں لائیں مگر انہوں نے سوائے دنیا کی طلب کے ان خداداد نعمتوں سے دِین کا کام ہی نہیں لیا۔

وہ۶۹ اے قریش۔

وہ۷۰ مثل ثمود و عاد و قوم لوط کے۔

وہ۷۱ کفر وطغیان سے لیکن وہ باز نہ آئے تو ہم نے انہیں ان کے کفر کے سبب ہلاک کردیا۔

عَنۡهُمۡ ۚ وَ ذٰلِكَ اِفۡكُهُمۡ وَمَا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَ اِذۡ صَرَفۡنَاۤ اِلَيۡكَ نَفَرًا مِّنَ

خدا ٹھہرا رکھا تھا ۲ بلکہ وہ اُن سے گم گئے ۳ اور یہ اُن کا بہتان و افترا ہے ۵ اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف

الۡجِنِّ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوۡهُ قَالُوۡۤا اَنۡصِتُوۡا ۚ فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوۡا اِلٰى

کتنے جنّ پھیرے ۶ کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو ۷ پھر جب

قَوۡمِهِمۡ مُّنۡذِرِيۡنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوۡا يٰقَوۡمَنَاۤ اِنَّا سَمِعۡنَا كِتٰبًا اُنۡزِلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰى

پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے ۸ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سُنی ۹ کہ موسیٰ کے بعد

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ يَهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَـقِّ وَاِلٰى طَرِيۡقٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوۡمَنَاۤ

اُتاری گئی ۸۰ اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ دکھاتی اے ہماری قوم

اَجِيۡبُوۡا دَاعِىَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوۡا بِهٖ يَغۡفِرۡ لَـكُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِكُمۡ وَيُجِرۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ

اللہ کے منادی ۸۱ کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے ۸۲ اور تمہیں دردناک عذاب

۲ ان کفّار کی ان بتوں نے۔

۳ اور جن کی نسبت یہ کہا کرتے تھے کہ ان بتوں کے پوجنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

۴ اور نزولِ عذاب کے وقت کام نہ آئے۔

۵ کہ وہ بتوں کو معبود کہتے ہیں اور بت پرستی کو قربِ الٰہی کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں۔

۶ یعنی اے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کو یاد کیجئے جب ہم نے آپ کی طرف جنّوں کی ایک جماعت کو بھیجا، اس جماعت کی تعداد میں اختلاف ہے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سات جن تھے جنہیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قوم کی طرف پیام رساں بنایا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ نو تھے علماءِ محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ جن سب کے سب مکلّف ہیں۔ اب ان جنّوں کا حال ارشاد ہوتا ہے کہ جب آپ نخلہ میں مکّہ مکرّمہ اور طائف کے درمیان مکّہ مکرّمہ کو آتے ہوئے اپنے اصحاب کے ساتھ نمازِ فجر پڑھ رہے تھے اس وقت جن۔

۷ تاکہ اچھی طرح حضرت کی قرأت سن لیں۔

۸ یعنی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اپنی قوم کی طرف ایمان کی دعوت دینے گئے اور انہیں ایمان نہ لانے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت سے ڈرایا۔

۹ یعنی قرآن شریف۔

۸۰ عطاء نے کہا چونکہ وہ جن دینِ یہودیّت پر تھے اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور حضرت علیہ السلام کی کتاب کا نام نہ لیا۔ بعض مفسّرین نے کہا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی کتاب کا نام نہ لینے کا باعث

اَلِيْمٍ ۝۳۱ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَيْسَ

سے بچا لے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں ۸۳ اور اللہ کے سامنے

لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۲ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ

اس کا کوئی مدد گار نہیں ۸۴ وہ ۸۵ کھلی گمراہی میں ہیں کیا انھوں نے ۸۶ نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ

آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا قادر ہے کہ مُردے جلائے (زندہ کرے)

بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۳ وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ

کیوں نہیں بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے

اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

ان سے فرمایا جائے گا کیا یہ حق نہیں کہیں گے کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم فرمایا جائے گا تو عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر

تَكْفُرُوْنَ ۝۳۴ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ

کا ۸۷ تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا ۸۸ اور اُن کے لیے جلدی نہ کرو ۸۹ گویا وہ جس دن دیکھیں

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً

گے ۹۰ جو انھیں وعدہ دیا جاتا ہے ۹۱ دنیا میں نہ ٹھہرے تھے مگر دن کی ایک

یہ ہے کہ اس میں صرف مواعظ ہیں، احکام بہت ہی کم ہیں۔

۸۱ سیّدِ عالم حضرت محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۸۲ جو اسلام سے پہلے ہوئے اور جن میں حق العباد نہیں۔

۸۳ اللہ تعالٰی سے کہیں بھاگ نہیں سکتا اور اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

۸۴ جو اسے عذاب سے بچا سکے۔

۸۵ جو اللہ تعالٰی کے منادی حضرت محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات نہ مانیں۔

۸۶ یعنی منکرینِ بعث نے۔

۸۷ جس کے تم دنیا میں مرتکب ہوئے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالٰی اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خطاب فرماتا ہے۔

۸۸ اپنی قوم کی ایذا پر۔

مِّنۡ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلۡ يُهۡلَكُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۳۵﴾ ع

گھڑی بھر یہ پہنچانا ہے ف۹۲ تو کون ہلاک کیے جائیں گے مگر بے حکم لوگ ف۹۳

آیاتها ۳۸ | ۴۷ سُوۡرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ ۹۵ | رکوعاتها ۴

سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدنی ہے اس میں اڑتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

اَلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعۡمَالَهُمۡ ﴿۱﴾ وَالَّذِيۡنَ

جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ف۲ اللہ نے اُن کے عمل برباد کیے ف۳ اور جو ایمان لائے

اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۙ

اور اچھے کام کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا ف۴ اور وہی اُن کے رب کے پاس سے حق ہے

كَفَّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَاَصۡلَحَ بَالَهُمۡ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا

اللہ نے ان کی برائیاں اُتار دیں اور اُن کی حالتیں سنوار دیں ف۵ یہ اس لیے کہ کافر

ف۸۹ عذاب طلب کرنے میں، کیونکہ عذاب ان پر ضرور نازل ہونے والا ہے۔

ف۹۰ عذابِ آخرت کو۔

ف۹۱ تو اس کی درازی اور دوام کے سامنے دنیا میں ٹھہرنے کی مدّت کو بہت قلیل سمجھیں گے اور خیال کریں گے کہ۔

ف۹۲ یعنی یہ قرآن اور وہ ہدایت و بیّنات جو اس میں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ ہے۔

ف۹۳ جو ایمان و طاعت سے خارج ہیں۔

ف۱ سورۂ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدنیّہ ہے، اس میں چار ۴ رکوع اور اڑتیس ۳۸ آیتیں، پانچ سو اٹھاون ۵۵۸ کلمے، دو ہزار چار سو پچھتر ۲۴۷۵ حرف ہیں۔

ف۲ یعنی جو لوگ خود اسلام میں داخل نہ ہوئے اور دوسروں کو انہوں نے اسلام سے روکا۔

ف۳ جو کچھ بھی انہوں نے کئے ہوں خواہ بھوکوں کو کھلایا ہو یا اسیروں کو چھڑایا ہو یا غریبوں کی مدد کی ہو یا مسجدِ حرام یعنی خانۂ کعبہ کی عمارت میں کوئی خدمت کی ہو سب برباد ہوئی، آخرت میں اس کا کچھ ثواب نہیں۔ ضحّاک کا قول ہے کہ مراد یہ ہے کہ کفّار نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جو مکر سوچے تھے اور حیلے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ تمام کام باطل کردیئے۔

الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ

باطل کے پیرو ہوئے اور ایمان والوں نے حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے ۶ اللہ لوگوں سے ان کے

لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝۳ فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ

احوال یونہی بیان فرماتا ہے ۷ تو جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو ۸ تو گردنیں مارنا ہے ۹ یہاں تک کہ جب

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۗ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ

اُنھیں خوب قتل کرلو ۱۰ تو مضبوط باندھو پھر اس کے بعد چاہے احسان کرکے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو ۱۱ یہاں تک کہ

اَوْزَارَهَا ۛ۫ ذٰلِكَ ؕۛ وَ لَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّیَبْلُوَاۡ بَعْضَكُمْ مع ۱۴

لڑائی اپنا بوجھ رکھ دے ۱۲ بات یہ ہے اور اللہ چاہتا تو آپ ہی اُن سے بدلہ لیتا ۱۳ مگر اس لیے ۱۴ کہ تم میں ایک کو

بِبَعْضٍ ؕ وَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴ سَیَهْدِیْهِمْ

دوسرے سے جانچے ۱۵ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا ۱۶ جلد اُنھیں راہ دے

ف۴ یعنی قرآنِ پاک۔

ف۵ امورِ دین میں توفیق عطا فرما کر اور دنیا میں ان کے دشمنوں کے مقابل ان کی مدد فرما کر۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ ان کے ایّامِ حیات میں ان کی حفاظت فرما کر کہ ان سے عصیاں واقع نہ ہو۔

ف۶ یعنی قران شریف۔

ف۷ یعنی فریقین کے کہ کافروں کے عمل اکارت اور ایمانداروں کی لغزشیں بھی مغفور۔

ف۸ یعنی جنگ ہو۔

ف۹ یعنی ان کو قتل کرو۔

ف۱۰ یعنی کثرت سے قتل کر چکو اور باقی ماندوں کو قید کرنے کا موقع آجائے۔

ف۱۱ دونوں باتوں کا اختیار ہے۔

مسئلہ: مشرکین کے اسیروں کا حکم ہمارے نزدیک یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا مملوک بنالیا جائے اور احساناً چھوڑنا اور فدیہ لینا، جو اس آیت میں مذکور ہے وہ سورۂ براءت کی آیت اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ سے منسوخ ہوگیا۔

ف۱۲ یعنی جنگ ختم ہوجائے اس طرح کہ مشرکین اطاعت قبول کریں اور اسلام لائیں۔

ف۱۳ بغیر قتال کے انہیں زمین میں دھنسا کر یا ان پر پتّھر برسا کر یا اور کسی طرح۔

ف۱۴ تمہیں قتال کا حکم دیا۔

ف۱۵ قتال میں تاکہ مسلمان مقتول ثواب پائیں اور کافر عذاب۔

وَ یُصْلِحُ بَالَهُمْ ۟ۚ وَ یُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

گا و۱۷ اور اُن کا کام بنادے گا اور اُنھیں جنت میں لے جائے گا اُنھیں اس کی پہچان کرادی ہے و۱۸ اے ایمان والو! اگر تم

تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا

دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا و۱۹ اور تمہارے قدم جما دے گا و۲۰ اور جنھوں نے کفر کیا تو اُن پر تباہی

لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ

پڑے اور اللہ ان کے اعمال برباد کرے یہ اس لیے کہ اُنھیں ناگوار ہوا جو اللہ نے اُتارا و۲۱ تو اللہ نے ان کا کیا دھرا

اَعْمَالَهُمْ ۝۹ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ

اکارت کیا تو کیا انھوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا و۲۲ کیسا انجام ہوا اللہ نے اُن پر

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ۫ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ اَمْثَالُهَا ۝۱۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَی

تباہی ڈالی و۲۳ اور ان کافروں کے لیے بھی ویسی کتنی ہی ہیں و۲۴ یہ و۲۵ اس لیے کہ مسلمانوں کا

و۱۶ ان کے اعمال کا ثواب پورا پورا دے گا۔

شانِ نزول: یہ آیت روزِ اُحد نازل ہوئی جب کہ مسلمان زیادہ مقتول و مجروح ہوئے۔

و۱۷ درجاتِ عالیات کی طرف۔

و۱۸ وہ منازلِ جنّت میں نو وارد، نا آشنا کی طرح نہ پہنچیں گے جو کسی مقام پر جاتا ہے تو اس کو ہر چیز کے دریافت کرنے کی حاجت درپیش ہوتی ہے بلکہ وہ واقف کارانہ داخل ہوں گے، اپنے منازل اور مساکن پہچانتے ہوں گے، اپنی زوجہ اور خدّام کو جانتے ہوں گے، ہر چیز کا موقع ان کے علم میں ہوگا گویا کہ وہ ہمیشہ سے یہیں کے رہنے بسنے والے ہیں۔

و۱۹ تمہارے دشمن کے مقابل۔

و۲۰ معرکۂ جنگ میں اور حجّتِ اسلام پر اور پلِ صراط پر۔

و۲۱ یعنی قرآنِ پاک اس لئے کہ اس میں شہوات و لذّات کے ترک اور طاعات و عبادات میں مشقّتیں اٹھانے کے احکام ہیں جو نفس پر شاق ہوتے ہیں۔

و۲۲ یعنی پچھلی امّتوں کا۔

و۲۳ کہ انہیں اور ان کی اولاد اور ان کے اموال کو سب کو ہلاک کر دیا۔

و۲۴ یعنی اگر یہ کافر سیّدِ عالَم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائیں تو ان کے لئے پہلے جیسی بہت سی تباہیاں ہیں۔

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ اَنَّ الۡکٰفِرِیۡنَ لَا مَوۡلٰی لَہُمۡ ﴿۱۱﴾ اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ع ۱/۱۱ ۵

مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں بے شک اللہ داخل فرمائے گا اُنھیں جو ایمان لائے

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

اور اچھے کام کئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں اور کافر برتتے ہیں

یَتَمَتَّعُوۡنَ وَ یَاۡکُلُوۡنَ کَمَا تَاۡکُلُ الۡاَنۡعَامُ وَ النَّارُ مَثۡوًی لَّہُمۡ ﴿۱۲﴾ وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ

اور کھاتے ہیں ۲۶ جیسے چوپائے کھائیں ۲۷ اور آگ میں ان کا ٹھکانا ہے اور کتنے ہی شہر کہ اس شہر سے ۲۸

قَرۡیَۃٍ ہِیَ اَشَدُّ قُوَّۃً مِّنۡ قَرۡیَتِکَ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَتۡکَ ۚ اَہۡلَکۡنٰہُمۡ فَلَا

قوت میں زیادہ تھے جس نے تمھیں تمہارے شہر سے باہر کیا ہم نے اُنھیں ہلاک فرمایا تو ان کا کوئی مددگار نہیں ۲۹

نَاصِرَ لَہُمۡ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنۡ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ کَمَنۡ زُیِّنَ لَہٗ سُوۡٓءُ عَمَلِہٖ

تو کیا جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو ۳۰ اس ۳۱ جیسا ہوگا جس کے بُرے عمل اُسے بھلے دکھائے گئے

وَ اتَّبَعُوۡۤا اَہۡوَآءَہُمۡ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ فِیۡہَاۤ اَنۡہٰرٌ مِّنۡ

اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے ۳۲ احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں ایسی پانی کی

۲۵ یعنی مسلمانوں کا منصور ہونا اور کافروں کا مقہور ہونا۔

۲۶ دنیا میں چند روز غفلت کے ساتھ اپنے انجام و مآل کو فراموش کئے ہوئے۔

۲۷ اور انہیں تمیز نہ ہو کہ وہ اس کھانے کے بعد وہ ذبح کئے جائیں گے، یہی حال کفّار کا ہے جو غفلت کے ساتھ دنیا طلبی میں مشغول ہیں اور آنے والی مصیبتوں کا خیال بھی نہیں کرتے۔

۲۸ یعنی مکّہ مکرّمہ والوں سے۔

۲۹ جو عذاب و ہلاک سے بچا سکے۔

شانِ نزول: جب سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکّہ مکرّمہ سے ہجرت کی اور غار کی طرف تشریف لے چلے تو مکّہ مکرّمہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے شہروں میں تو اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شہروں میں تو مجھے بہت پیارا ہے، اگر مشرکین مجھے نہ نکالتے تو میں تجھ سے نہ نکلتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۳۰ اور وہ مومنین ہیں کہ وہ قرآنِ معجز اور معجزاتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برہانِ قوی پر یقینِ کامل اور جزمِ صادق رکھتے ہیں۔

۳۱ اس کافر مشرک۔

مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ

نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے ۳۳ اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا ۳۴ اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جسکے پینے میں

لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ

لذت ہے ۳۵ اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا ۳۶ اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں اور

مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ

اپنے رب کی مغفرت ۳۷ کیا ایسے چین والے ان کے برابر ہو جائیں گے جنھیں ہمیشہ آگ میں رہنا اور انھیں

اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰۤى

کھولتا پانی پلایا جائے گا کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور ان ۳۸ میں سے بعض تمہارے ارشاد سنتے ہیں ۳۹ یہاں

اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ

تک کہ جب تمہارے پاس سے نکل کر جائیں ۴۰ علم والوں سے کہتے ہیں ۴۱ ابھی انھوں نے کیا فرمایا ۴۲ یہ ہیں وہ

۳۲ اورانہوں نے کفرو بت پرستی اختیار کی، ہرگز وہ مومن اور یہ کافر ایک سے نہیں ہو سکتے اور ان دونوں میں کچھ بھی نسبت نہیں۔

۳۳ یعنی ایسا لطیف کہ نہ سڑے، نہ اس کی بو بدلے، نہ اس کے ذائقہ میں فرق آئے۔

۳۴ بخلاف دنیا کے دودھ کے کہ خراب ہوجاتے ہیں۔

۳۵ خالص لذّت ہی لذّت، نہ دنیا کی شرابوں کی طرح اس کا ذائقہ خراب، نہ اس میں میل کچیل، نہ خراب چیزوں کی آمیزش، نہ وہ سڑ کر بنی، نہ اس کے پینے سے عقل زائل ہو، نہ سر چکرائے، نہ خُمار آئے، نہ دردِ سر پیدا ہو۔ یہ سب آفتیں دنیا ہی کی شراب میں ہیں، وہاں کی شراب ان سب عیوب سے پاک، نہایت لذیذ، مُفرِّح، خوش گوار۔

۳۶ پیدائش میں یعنی صاف ہی پیدا کیا گیا، دنیا کے شہد کی طرح نہیں جو مکھی کے پیٹ سے نکلتا ہے اور اس میں موم وغیرہ کی آمیزش ہوتی ہے۔

۳۷ کہ وہ رب ان پر احسان فرماتا ہے اور ان سے راضی ہے اور ان پر سے تمام تکلیفی احکام اٹھالئے گئے ہیں جو چاہیں کھائیں، جتنا چاہیں کھائیں، نہ حساب، نہ عقاب۔

۳۸ کفّار۔

۳۹ خطبہ وغیرہ میں نہایت بے التفاتی کے ساتھ۔

۴۰ یہ منافق لوگ تو۔

الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ اتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا

جن کے دلوں پر اللہ نے مُہر کردی ف۴۳ اور اپنی خواہشوں کے تابع ہوئے ف۴۴ اور جنھوں نے راہ پائی ف۴۵ اللہ نے

زَادَهُمْ هُدًى وَّ اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ

ان کی ہدایت ف۴۶ اور زیادہ فرمائی اور ان کی پرہیزگاری انھیں عطا فرمائی ف۴۷ تو کاہے کے انتظار میں ہیں ف۴۸ مگر قیامت کے

تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةًۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَاۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾

کہ ان پر اچانک آجائے کہ اس کی علامتیں تو آہی چکی ہیں ف۴۹ پھر جب وہ آجائے گی تو کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِؕ

توجان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی

وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ؑ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ ع ۸/۲

مانگو ف۵۰ اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا ف۵۱ اور رات کو تمہارا آرام لینا ف۵۲ اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ

ف۴۱ یعنی علماءِ صحابہ سے، مثل ابنِ مسعود و ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مسخرگی کے طور پر۔

ف۴۲ یعنی سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے۔ اللہ تعالیٰ ان منافقوں کے حق میں فرماتا ہے۔

ف۴۳ یعنی جب انہوں نے حق کا اتباع ترک کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو مردہ کردیا۔

ف۴۴ اور انہوں نے نفاق اختیار کیا۔

ف۴۵ یعنی وہ اہلِ ایمان جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام غور سے سنا اور اس سے نفع اٹھایا۔

ف۴۶ یعنی بصیرت و علم و شرحِ صدر۔

ف۴۷ یعنی پرہیزگاری کی توفیق دی اور اس پر مدد فرمائی یا یہ معنٰی ہیں کہ انہیں پرہیزگاری کی جزا دی اور اس کا ثواب عطا فرمایا۔

ف۴۸ کفّار و منافقین۔

ف۴۹ جن میں سے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثتِ مبارکہ اور قمر کا شق ہونا ہے۔

ف۵۰ یہ اس امّت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا کہ ان کے لئے مغفرت طلب فرمائیں اور آپ شفیع، مقبول الشفاعت ہیں۔ اس کے بعد مومنین و غیرِ مومنین سب سے عام خطاب ہے۔

ف۵۱ اپنے اشغال میں اور معاش کے کاموں میں۔

ف۵۲ یعنی وہ تمہارے تمام احوال کا جاننے والا ہے، اس سے کچھ بھی مخفی نہیں۔

سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِیْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَیْتَ الَّذِیْنَ فِیْ
اُتاری گئی وس۵۳ پھر جب کوئی پختہ سورت اتاری گئی وس۵۴ اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا تو تم دیکھو گے انہیں جن کے دلوں
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یَّنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ نَظَرَ الْمَغْشِیِّ عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى
میں بیماری ہے وس۵۵ کہ تمہاری طرف وس۵۶ اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں جس پر مُردنی چھائی ہو تو اُن کے حق میں بہتر یہ تھا کہ
لَهُمْ ۚ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۫ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۫ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ
فرمانبرداری کرتے وس۵۷ اور اچھی بات کہتے پھر جب حکم ناطق ہو چکا وس۵۸ تو اگر اللہ سے سچے رہتے وس۵۹ تو ان کا
خَیْرًا لَّهُمْ ۚ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا
بھلا تھا تو کیا تمہارے یہ چھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ وس۶۰ اور اپنے رشتے
اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا
کاٹ دو یہ ہیں وہ وس۶۱ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور اُنھیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں وس۶۲ تو کیا وہ
یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى
قرآن کو سوچتے نہیں وس۶۳ یا بعضے دلوں پر اُن کے قفل لگے ہیں وس۶۴ بے شک وہ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے وس۶۵ بعد اس

وس۵۳ شانِ نزول: مومنین کو جہاد فی سبیل اللہ تعالٰی کا بہت ہی شوق تھا، وہ کہتے تھے کہ ایسی سورت کیوں نہیں اترتی جس میں جہاد کا حکم ہوتا کہ ہم جہاد کریں، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

وس۵۴ جس میں صاف غیر محتمل بیان ہو اور اس کا کوئی حکم منسوخ ہونے والا نہ ہو۔

وس۵۵ یعنی منافقین کو۔

وس۵۶ پریشان ہو کر۔

وس۵۷ اللہ تعالٰی اور رسول کی۔

وس۵۸ اور جہاد فرض کر دیا گیا۔

وس۵۹ ایمان واطاعت پر قائم رہ کر۔

وس۶۰ رشوتیں لو، ظلم کرو، آپس میں لڑو، ایک دوسرے کو قتل کرو۔

وس۶۱ مفسِد۔

وس۶۲ کہ راہِ حق نہیں دیکھتے۔

وس۶۳ جو حق کو پہچانیں۔

وس۶۴ کفر کے، کہ حق کی بات ان میں پہنچنے ہی نہیں پاتی۔

اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاتَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى
کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی ف٦٦ شیطان نے انھیں فریب دیا ف٦٧ اور انھیں دنیا میں مدتوں رہنے کی امید دلائی ف٦٨

لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِیْعُكُمْ فِیْ بَعْضِ
یہ اس لیے کہ اُنھوں نے ف٦٩ کہا ان لوگوں سے ف٧٠ جنھیں اللہ کا اتارا ہوا ف٧١ ناگوار ہے ایک کام میں ہم تمہاری مانیں

الْاَمْرِ ۚۖ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲٦﴾ فَكَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ
گے ف٧٢ اور اللہ ان کی چھپی ہوئی جانتا ہے تو کیسا ہوگا جب فرشتے اُن کی روح قبض کریں گے اُن کے منہ

وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا
اور اُن کی پیٹھیں مارتے ہوئے ف٧٣ یہ اس لیے کہ وہ ایسی بات کے تابع ہوئے جس میں اللہ کی ناراضگی ہے ف٧٤ اور اس کی

ع ٣ ٩ ٧ رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ۧ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ
خوشی ف٧٥ انھیں گوارا نہ ہوئی تو اس نے ان کے اعمال اکارت کردیے کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے ف٧٦ اس گھمنڈ میں

ف٦٥ نفاق سے۔

ف٦٦ اور طریقِ ہدایت واضح ہو چکا تھا۔ قتادہ نے کہا کہ یہ کفّارِ اہلِ کتاب کا حال ہے جنھوں نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچانا اور آپ کی نعت وصفت اپنی کتاب میں دیکھی، پھر باوجود جاننے پہچاننے کے کفر اختیار کیا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ضحّاک وسدی کا قول ہے کہ اس سے منافق مراد ہیں جو ایمان لاکر کفر کی طرف پھر گئے۔

ف٦٧ اور برائیوں کو ان کی نظر میں ایسا مزیّن کیا کہ انہیں اچھا سمجھے۔

ف٦٨ کہ ابھی بہت عمر پڑی ہے، خوب دنیا کے مزے اٹھالو اور ان پر شیطان کا فریب چل گیا۔

ف٦٩ یعنی اہلِ کتاب یا منافقین نے پوشیدہ طور پر۔

ف٧٠ یعنی مشرکین سے۔

ف٧١ قرآن اور احکامِ دین۔

ف٧٢ یعنی سیّدِ عالَم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عداوت اور حضور کے خلاف انکے دشمنوں کی امداد کرنے میں اور لوگوں کو جہاد سے روکنے میں۔

ف٧٣ لوہے کے گُرزوں سے۔

ف٧٤ اور وہ بات رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیّت میں جہاد کو جانے سے روکنا اور کافروں کی مدد کرنا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ بات توریت کے ان مضامین کا چھپانا ہے جن میں رسولِ کریم صلی

يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

ہیں کہ اللہ ان کے چھپے بیر (دشمنی) ظاہر نہ فرمائے گا ۷۷ اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان کی صورت سے

بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

پہچان لو ۷۸ اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب میں پہچان لو گے ۷۹ اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے ۸۰ اور ضرور ہم تمہیں

حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَاۡ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾

جانچیں گے ۸۱ یہاں تک کہ دیکھ لیں ۸۲ تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری خبریں آزما لیں ۸۳

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ

بے شک وہ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے ۸۴ روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ہدایت اُن پر

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا

ظاہر ہو چکی تھی وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کر دے گا ۸۵ اے ایمان

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریف ہے۔

۷۵ ایمان وطاعت اور مسلمانوں کی مدد اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں حاضر ہونا۔

۷۶ نفاق کی۔

۷۷ یعنی ان کی وہ عداوتیں جو وہ مومنین کے ساتھ رکھتے ہیں۔

۷۸ حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی منافق مخفی نہ رہا۔ آپ سب کو ان کی صورتوں سے پہچانتے تھے۔

۷۹ اور وہ اپنے ضمیر کا حال ان سے چھپا نہ سکیں گے، چنانچہ اس کے بعد جو منافق لب ہلاتا تھا حضور اس کے نفاق کو اس کی بات سے اور اس کے فحوائے کلام سے پہچان لیتے تھے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہت سے وجوہِ علم عطا فرمائے، ان میں سے صورت سے پہچاننا بھی ہے اور بات سے پہچاننا بھی۔

۸۰ یعنی اپنے بندوں کے تمام اعمال ہر ایک کو اس کے لائق جزا دے گا۔

۸۱ آزمائش میں ڈالیں گے۔

۸۲ یعنی ظاہر فرما دیں۔

۸۳ تاکہ ظاہر ہو جائے کہ طاعت و اخلاص کے دعوے میں تم میں سے کون اچھا ہے۔

۸۴ اس کے بندوں کو۔

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝۳۳ اِنَّ
والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو ۸۶ اور اپنے عمل باطل نہ کرو ۸۷ بے شک
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یَّغْفِرَ
جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر کافر ہی مر گئے تو اللہ ہرگز اُنھیں نہ
اللّٰهُ لَهُمْ ۝۳۴ فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ
بخشے گا ۸۸ تو تم سستی نہ کرو ۸۹ اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ ۹۰ اور تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے

۸۵ اور وہ صدقہ وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہ پائیں گے کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ کے لئے نہ ہو اس کا ثواب ہی کیا؟ شانِ نزول: جنگِ بدر کے لئے جب قریش نکلے تو وہ سال قحط کا تھا، لشکر کا کھانا قریش کے دولتمندوں نے نوبت بنوبت اپنے ذمّہ لے لیا تھا، مکّہ مکرّمہ سے نکل کر سب سے پہلا کھانا ابوجہل کی طرف سے تھا، جس کے لئے اس نے دس اونٹ ذبح کئے تھے، پھر صفوان نے مقامِ عُسفان میں نو ۹ اونٹ، پھر سہل نے مقامِ قدید میں دس، یہاں سے وہ لوگ سمندر کی طرف پھر گئے اور رستہ گم ہوگیا، ایک دن ٹھہرے، وہاں شیبہ کی طرف سے کھانا ہوا، نو اونٹ ذبح ہوئے، پھر مقامِ ابواء میں پہنچے، وہاں مُقَیَّس جمحی نے نو اونٹ ذبح کئے۔ حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے بھی دعوت ہوئی، اس وقت تک آپ مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے، آپ کی طرف سے دس اونٹ ذبح کئے گئے، پھر حارث کی طرف سے نو، اور ابوالبختری کی طرف سے بدر کے چشمے پر دس اونٹ۔ ان کھانا دینے والوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۸۶ یعنی ایمان و طاعت پر قائم رہو۔

۸۷ ریا یا نفاق سے۔

شانِ نزول: بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک کی وجہ سے تمام نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں اسی طرح ایمان کی برکت سے کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ مومن کے لئے اطاعتِ خدا اور رسول ضروری ہے گناہوں سے بچنا لازم ہے۔

مسئلہ: اس آیت میں عمل کے باطل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی تو آدمی جو عمل شروع کرے خواہ وہ نفل ہی ہو نماز یا روزہ یا اور کوئی، لازم ہے کہ اس کو باطل نہ کرے۔

۸۸ شانِ نزول: یہ آیت اہلِ قلیب کے حق میں نازل ہوئی۔ قلیب بدر میں ایک کنواں ہے جس میں مقتول کفّار ڈالے گئے تھے ابوجہل اور اس کے ساتھی، اور حکم آیت کا ہر کافر کے لئے عام ہے جو کفر پر مرا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہ فرمائے گا، اس کے بعد اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطاب فرمایا جاتا ہے اور حکم میں تمام مسلمان شامل ہیں۔

وَ لَنۡ یَّتِرَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ ۝۳۵ اِنَّمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَهۡوٌ ؕ وَ اِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ

اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا و۹۱ دنیا کی زندگی تو یہی کھیل کود ہے و۹۲ اور اگر تم ایمان لاؤ اور

تَتَّقُوۡا یُؤۡتِكُمۡ اُجُوۡرَكُمۡ وَ لَا یَسۡـَٔلۡكُمۡ اَمۡوَالَكُمۡ ۝۳۶ اِنۡ یَّسۡـَٔلۡكُمُوۡهَا

پرہیزگاری کرو تو وہ تم کو تمہارے ثواب عطا فرمائے گا اور کچھ تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا و۹۳ اگر انھیں و۹۴ تم سے

فَیُحۡفِكُمۡ تَبۡخَلُوۡا وَ یُخۡرِجۡ اَضۡغَانَكُمۡ ۝۳۷ هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ تُدۡعَوۡنَ

طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تم بخل کرو گے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے میل ظاہر کردے گا ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے

لِتُنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنۡكُمۡ مَّنۡ یَّبۡخَلُ ۚ وَ مَنۡ یَّبۡخَلۡ فَاِنَّمَا یَبۡخَلُ

جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو و۹۵ تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے و۹۶ وہ اپنی ہی جان پر بخل

و۸۹ یعنی دشمن کے مقابل میں کمزوری نہ دکھاؤ۔

و۹۰ کفّار کو۔ قرطبی میں ہے کہ اس آیت کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے کہا یہ آیت وَاِنۡ جَنَحُوۡا کی ناسخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے صلح کی طرف مائل ہونے کو منع فرمایا جب کہ صلح کی حاجت نہ ہو اور بعض علماء نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے اور آیت وَاِنۡ جَنَحُوۡا اس کی ناسخ، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے اور دونوں آیتیں دو مختلف وقتوں اور مختلف حالتوں میں نازل ہوئیں، اور ایک قول یہ ہے کہ آیت وَاِنۡ جَنَحُوۡا کا حکم ایک معیّن قوم کے ساتھ خاص ہے اور یہ آیت عام ہے کہ کفّار کے ساتھ معاہدہ جائز نہیں مگر عندالضرورت جب کہ مسلمان ضعیف ہوں اور مقابلہ نہ کرسکیں۔

و۹۱ تمہیں اعمال کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔

و۹۲ نہایت جلد گزرنے والی اور اس میں مشغول ہونا کچھ بھی نافع نہیں۔

و۹۳ ہاں راہِ خدا میں خرچ کرنے کا حکم دے گا تاکہ تمہیں اس کا ثواب ملے۔

و۹۴ یعنی اموال کو۔

و۹۵ جہاں خرچ کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے۔

ہر روز دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک راہ خدا عزوجل میں خرچ کرنے والے کے لئے دعا جبکہ دوسرا بخیل کے لئے بددعا کرتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا کوئی دن نہیں جس میں بندے سویرا کریں اور دو فرشتے نہ اُتریں جن میں سے ایک تو کہتا ہے: الٰہی! عزوجل سخی کو زیادہ اچھا عوض دے اور دوسرا کہتا ہے: الٰہی! عزوجل بخیل کو بربادی دے۔

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا

کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے وکے۹ اور تم سب محتاج و۹۸ اور اگر تم منہ پھیرو و۹۹ تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل

غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ۳۸ ع ۸

لے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے و۱۰۰

ایاتہا ۲۹ | ۴۸ سُوْرَۃُ الْفَتْحِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۱۱ | رکوعاتہا ۴

سورۂ فتح مدنی ہے اور اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۱ لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا

بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی و۲ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالی: (فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰی) إلخ، الحدیث: ۱۴۳۸۹، ج ۱، ص ۳۵۳)

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی المنفق والممسک، الحدیث: ۱۰۱۰، ص ۳۶۳)

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب الإنفاق وکراھیۃ الإمساک، الحدیث: ۱۸۶۰، ج ۱، ص ۳۵۳)

و۹۶ صدقہ دینے اور قرض ادا کرنے میں۔

وکے۹ تمہارے صدقات اور طاعات سے۔

و۹۸ اس کے فضل و رحمت کے۔

و۹۹ اس کی اور اس کے رسول کی طاعت سے۔

و۱۰۰ بلکہ نہایت مطیع و فرمانبردار ہوں گے۔

و۱ سورۂ فتح مدنیّہ ہے، اس میں چار ۴ رکوع انتیس ۲۹ آیتیں پانچ سو اڑسٹھ ۵۶۸ کلمے دو ہزار پانچ سو انسٹھ ۲۵۵۹ حرف ہیں۔

و۲ شانِ نزول: اِنَّا فَتَحْنَا حدیبیہ سے واپس ہوتے ہوئے حضور پر نازل ہوئی، حضور کو اس کے نازل ہونے سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور صحابہ نے حضور کو مبارکباد یں دیں۔ (بخاری ومسلم وترمذی) حدیبیہ ایک کنواں ہے مکّہ مکرّمہ کے نزدیک۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب دیکھا کہ حضور مع اپنے اصحاب کے امن کے ساتھ مکّہ مکرّمہ میں داخل ہوئے، کوئی حلق کئے ہوئے، کوئی قصر کئے ہوئے اور کعبہ معظّمہ میں داخل ہوئے، کعبہ کی کنجی لی، طواف فرمایا، عمرہ کیا، اصحاب کو اس خواب کی خبر دی، سب خوش ہوئے، پھر حضور نے عمرہ کا قصد فرمایا اور

ایک ہزار چار سو اصحاب کے ساتھ یکم ذی القعدہ ۶ ھ ہجری کو روانہ ہوگئے، ذوالحلیفہ میں پہنچ کر وہاں مسجد میں دو رکعتیں پڑھ کر عمرہ کا احرام باندھا اور حضور کے ساتھ اکثر اصحاب نے بھی، بعض اصحاب نے جحفہ سے احرام باندھا، راہ میں پانی ختم ہوگیا، اصحاب نے عرض کیا کہ پانی لشکر میں بالکل باقی نہیں ہے سوائے حضور کے آفتابہ کے کہ اس میں تھوڑا سا ہے، حضور نے آفتابہ میں دستِ مبارک ڈالا تو انگشت ہائے مبارک سے چشمے جوش مارنے لگے تمام لشکر نے پیا، وضو کئے، جب مقامِ عُسفان میں پہنچے تو خبر آئی کہ کفّارِ قریش بڑے سروسامان کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہیں، جب حدیبیہ پر پہنچے تو اس کا پانی ختم ہوگیا، ایک قطرہ نہ رہا، گرمی بہت شدید تھی، حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کنوئیں میں کلی فرمائی، اس کی برکت سے کنواں پانی سے بھر گیا، سب نے پیا، اونٹوں کو پلایا۔ یہاں کفّارِ قریش کی طرف سے حال معلوم کرنے کے لئے کئی شخص بھیجے گئے، سب نے جا کر یہی بیان کیا کہ حضور عمرہ کے لئے تشریف لائے ہیں، جنگ کا ارادہ نہیں ہے۔ لیکن انہیں یقین نہ آیا، آخر کار انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو جو طائف کے بڑے سردار اور عرب کے نہایت متموّل شخص تھے تحقیقِ حال کے لئے بھیجا، انہوں نے آ کر دیکھا کہ حضور دستِ مبارک دھوتے ہیں تو صحابہ تبرک کے لئے غسالہ شریف حاصل کرنے کے لئے ٹوٹے پڑتے ہیں، اگر کبھی تھوکتے ہیں تو لوگ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کو وہ حاصل ہوجاتا ہے وہ اپنے چہروں اور بدن پر برکت کے لئے ملتا ہے، کوئی بال جسمِ اقدس کا گرنے نہیں پاتا اگر احیاناً جدا ہوا تو صحابہ اس کو بہت ادب کے ساتھ لیتے اور جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں، جب حضور کلام فرماتے ہیں تو سب ساکت ہوجاتے ہیں۔ حضور کے ادب و تعظیم سے کوئی شخص نظر اوپر کو نہیں اٹھا سکتا۔ عروہ نے قریش سے جا کر یہ سب حال بیان کیا اور کہا کہ میں بادشاہانِ فارس و روم و مصر کے درباروں میں گیا ہوں، میں نے کسی بادشاہ کی یہ عظمت نہیں دیکھی جو محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ان کے اصحاب میں ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ تم ان کے مقابل کامیاب نہ ہوسکو گے، قریش نے کہا ایسی بات مت کہو، ہم اس سال انہیں واپس کردیں گے، وہ اگلے سال آئیں، عروہ نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں کوئی مصیبت پہنچے۔ یہ کہہ کر وہ معہ اپنے ہمراہیوں کے طائف واپس چلے گئے اور اس واقعہ کے بعد اللہ تعالٰی نے انہیں مشرّف بہ اسلام کیا، یہیں حضور نے اپنے اصحاب سے بیعت لی، اس کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں، بیعت کی خبر سے کفّار خوف زدہ ہوئے اور ان کے اہلُ الرائے نے یہی مناسب سمجھا کہ صلح کرلیں، چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا اور سالِ آئندہ حضور کا تشریف لانا قرار پایا اور یہ صلح مسلمانوں کے حق میں بہت نافع ہوئی بلکہ نتائج کے اعتبار سے فتح ثابت ہوئی، اسی لئے اکثر مفسّرین فتح سے صلحِ حدیبیہ مراد لیتے ہیں اور بعض تمام فتوحاتِ اسلام جو آئندہ ہونے والی تھیں۔ اور ماضی کے صیغہ سے تعبیر ان کے یقینی ہونے کی وجہ سے ہے۔ (خازن وروح البیان)

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، باب ماجری علیہ امر قوم من ...الخ،ص ۴۳۴، ۴۳۵)

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب امر الحدیبیۃ، ج ۳، ص ۲۲۲۔۲۲۶)

تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَ یَهْدِیَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًاۙ﴿۲﴾ وَّ یَنْصُرَكَ

پچھلوں کے ف۳ اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے ف۴ اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے ف۵ اور اللہ تمہاری زبردست

اللّٰهُ نَصْرًا عَزِیْزًا﴿۳﴾ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ

مدد فرمائے ف۶ وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اُتارا تاکہ اُنھیں یقین پر یقین

لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ كَانَ

بڑھے ف۷ اور اللہ ہی کی مِلک ہیں تمام لشکر آسمانوں اور زمین کے ف۸ اور

اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًاۙ﴿۴﴾ لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ

اللہ علم و حکمت والا ہے ف۹ تاکہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ یُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ

جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ اُن میں رہیں اور ان کی بُرائیاں اُن سے اُتار دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی

اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًاۙ﴿۵﴾ وَّ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ

کامیابی ہے اور عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور

الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِؕ عَلَیْهِمْ دَآىِٕرَةُ السَّوْءِۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ

مشرک عورتوں کو جو اللہ پر گمان رکھتے ہیں ف۱۰ اُنھیں پر ہے بُری گردش ف۱۱ اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا

ف۳ اور تمہاری بدولت امت کی مغفرت فرمائے۔ (خازن وروح البیان)

ف۴ دنیوی بھی اور اخروی بھی۔

ف۵ تبلیغِ رسالت واقامتِ مراسمِ ریاست میں۔ (بیضاوی)

ف۶ دشمنوں پر کامل غلبہ عطا کرے۔

ف۷ اور باوجود عقیدۂ راسخہ کے اطمینانِ نفس حاصل ہو۔

ف۸ وہ قادر ہے، جس سے چاہے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد فرمائے۔ آسمان وزمین کے لشکروں سے یا تو آسمان اور زمین کے فرشتے مراد ہیں یا آسمانوں کے فرشتے اور زمین کے حیوانات۔

ف۹ اس نے مومنین کے دلوں کی تسکین اور وعدۂ فتح ونصرت اس لئے فرمایا۔

ف۱۰ کہ وہ اپنے رسول سیّدِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان پر ایمان لانے والوں کی مدد نہ فرمائے گا۔

ف۱۱ عذاب وہلاک کی۔

عَلَیۡہِمۡ وَ لَعَنَہُمۡ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴿۶﴾ وَ لِلّٰہِ جُنُوۡدُ

اور اُنھیں لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار فرمایا اور وہ کیا ہی بُرا انجام ہے اور اللہ ہی کی مِلک ہیں

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ﴿۷﴾ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا

آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اور اللہ عزت و حکمت والا ہے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر و۱۲

وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ۙ﴿۸﴾ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ ؕ وَ

اور خوشی اور ڈر سناتا و۱۳ تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو و۱۳ ب اور

تُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ

صبح و شام اللہ کی پاکی بولو و۱۴ وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں و۱۵ وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں و۱۶ ان کے ہاتھوں

فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ

پر و۱۷ اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا و۱۸ اور جس نے پورا کیا وہ عہد

عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۱۰﴾ سَیَقُوۡلُ لَکَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ مِنَ ع ۱۰ ۹

جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا و۱۹ اب تم سے کہیں گے جو گنوار (اعرابی) پیچھے رہ گئے

و۱۲ اپنی امّت کے اعمال و احوال کا تاکہ روزِ قیامت ان کی گواہی دو۔

و۱۳ یعنی مومنینِ مقرّبین کو جنّت کی خوشی اور نافرمانوں کو عذابِ دوزخ کا ڈر سناتا۔

و۱۳ ب میرے آقا اعلیٰحضرت، امامِ اہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجدّدِ دین و ملّت، حامی سنّت، ماحی بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام احمد رضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن فرماتے ہیں:

تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیمِ رسول مقبول نہیں، اس کے بعد تعظیمِ رسول ہے کہ بے اسکے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں، یوں تو عبداللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبدِ مصطفٰے (یعنی غلامِ مصطفٰے) ہے ورنہ عبدِ شیطان ہوگا۔ اَلۡعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۱۲۳)

و۱۴ صبح کی تسبیح میں نمازِ فجر اور شام کی تسبیح میں باقی چاروں نمازیں داخل ہیں۔

و۱۵ مراد اس بیعت سے بیعتِ رضوان ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حدیبیہ میں لی تھی۔

و۱۶ کیونکہ رسول سے بیعت کرنا اللہ تعالٰی ہی سے بیعت کرنا ہے جیسے کہ رسول کی اطاعت اللہ تعالٰی کی اطاعت ہے۔

و۱۷ جن سے انہوں نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

و۱۸ اس عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا۔

الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَ اَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ

تھے و۲۰ کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے مشغول رکھا و۲۱ اب حضور ہماری مغفرت چاہیں و۲۲ اپنی

بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ

زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں و۲۳ تم فرماؤ تو اللہ کے سامنے کسے تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ

اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾

تمہارا بُرا چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ

بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے و۲۴ اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا

ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ مَنْ لَّمْ

سمجھے ہوئے تھے اور تم نے بُرا گمان کیا و۲۵ اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے و۲۶ اور جو ایمان نہ لائے

يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ

اللہ اور اس کے رسول پر و۲۷ تو بے شک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں

و۱۹ یعنی حدیبیہ سے تمہاری واپسی کے وقت۔

و۲۰ قبیلۂ غِفار و مُزَینہ وجُہَینہ واشجع واسلم کے جب کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سالِ حدیبیہ بہ نیّتِ عمرہ مکّہ مکرّمہ کا ارادہ فرمایا تو حوالیٔ مدینہ کے گانوٗں والے اور اہلِ بادیہ بخوفِ قریش آپ کے ساتھ جانے سے رکے باوجود یہ کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور قربانیاں ساتھ تھیں اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ جنگ کا ارادہ نہیں ہے پھر بھی بہت سے اعراب پر جانا بار ہوا اور وہ کام کا حیلہ کرکے رہ گئے اور ان کا گمان یہ تھا کہ قریش بہت طاقتور ہیں، مسلمان ان سے بچ کر نہ آئیں گے، سب وہیں ہلاک ہوجائیں گے، اب جب کہ مددِ الٰہی سے معاملہ ان کے خیال کے بالکل خلاف ہوا تو انہیں اپنے نہ جانے پر افسوس ہوگا اور معذرت کریں گے۔

و۲۱ کیونکہ عورتیں اور بچّے اکیلے تھے اور ان کا کوئی خبر گیراں نہ تھا، اس لئے ہم قاصر رہے۔

و۲۲ اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے۔

و۲۳ یعنی وہ اعتذار وطلبِ استغفار میں جھوٹے ہیں۔

و۲۴ دشمن ان سب کا وہیں خاتمہ کردیں گے۔

و۲۵ کفر وفساد کے غلبہ کا اور وعدۂ الٰہی کے پورا نہ ہونے کا۔

و۲۶ عذابِ الٰہی کے مستحق۔

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ
اور زمین کی سلطنت جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے ۲۸ اور اللہ بخشنے والا مہربان
غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۴﴾ سَیَقُوۡلُ الۡمُخَلَّفُوۡنَ اِذَا انۡطَلَقۡتُمۡ اِلٰی مَغَانِمَ لِتَاۡخُذُوۡهَا
ہے اب کہیں گے پیچھے بیٹھ رہنے والے ۲۹ جب تم غنیمتیں لینے چلو ۳۰ تو ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو ۳۱ وہ
ذَرُوۡنَا نَتَّبِعۡکُمۡ ۚ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّبَدِّلُوۡا کَلٰمَ اللّٰہِ ؕ قُلۡ لَّنۡ تَتَّبِعُوۡنَا کَذٰلِکُمۡ
چاہتے ہیں اللہ کا کلام بدل دیں ۳۲ تم فرماؤ ہرگز تم ہمارے ساتھ نہ آؤ اللہ نے پہلے سے یونہی فرما دیا ہے ۳۳

۲۷ اس آیت میں اعلام ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے، ان میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہو وہ کافر ہے۔

۲۸ یہ سب اس کی مشیّت وحکمت پر ہے۔

حضرتِ علّامہ اَبُو الْفَرَج عبدالرحمٰن بن جَوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی (مُتَوَفّٰی 597ھ) عُیُوْنُ الْحِکَایات میں نَقل فرماتے ہیں، ایک شخص کا کہنا ہے: ہم دو ۲ افراد نے ایک بار قبرِستان میں نَمازِ مغرِب ادا کی، کچھ دیر بعد مجھے ایک قَبر سے رونے کی آواز آنے لگی، میں قریب گیا تو کوئی کہہ رہا تھا: ہائے میں تو نَماز پڑھتا تھا اور روزہ رکھتا تھا۔ میں نے اپنے رفیق کی توجُّہ دلائی تو اُس نے بھی قریب آکر وُہی آواز سُنی۔ ہم وہاں سے چلے گئے۔ دوسرے روز میں نے پھر وہیں نَماز پڑھی، وقتِ مقرَّرہ پر اُسی قَبر سے پھر وُہی آواز سُنائی دی، مجھ پر دہشت طاری ہوئی اور گھر آکر میں دو ماہ تک بیمار پڑا رہا۔
(عیون الحکایات ص ۳۰۴-۳۰۵ مُلَخَّصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ظاہراً نیک کا عذاب نظر آنے میں یہ حکمت بِالکل واضح ہے کہ کوئی اپنی نیکی کو کافی سمجھتے ہوئے خود کو عذاب سے محفوظ و مامون تصوُّر نہ کرے، بلکہ سبھی کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بے نیازی سے ہر آن لرزاں وترساں رَہنا چاہئے، کوئی اپنے بارے میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے آگاہ نہیں۔

۲۹ جو حدیبیہ کی حاضری سے قاصر رہے اے ایمان والو۔

۳۰ خیبر کی۔ اس کا واقعہ یہ تھا کہ جب مسلمان صلحِ حدیبیہ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فتحِ خیبر کا وعدہ فرمایا اور وہاں کی غنیمتیں حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں کے لئے مخصوص کر دی گئیں، جب مسلمانوں کو خیبر کی طرف روانہ ہونے کا وقت آیا تو ان لوگوں کو لالچ آیا اور انہوں نے بطمعِ غنیمت کہا۔

۳۱ یعنی ہم بھی خیبر کو تمہارے ساتھ چلیں اور جنگ میں شریک ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۳۲ یعنی اللہ کا وعدہ جو اہلِ حدیبیہ کے لئے فرمایا تھا کہ خیبر کی غنیمت خاص ان کے لئے ہے۔

۳۳ یعنی ہمارے مدینہ آنے سے پہلے۔

قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا
تو اب کہیں گے بلکہ تم ہم سے جلتے ہو ف۳۴ بلکہ وہ بات نہ سمجھتے تھے ف۳۵
قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ
مگر تھوڑی ف۳۶ اُن پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ ف۳۷ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ
شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ
گے ف۳۸ کہ اُن سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا ف۳۹ اور
اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى
اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے ف۴۰ تو تمہیں دردناک عذاب دے گا اندھے پر تنگی نہیں ف۴۱
الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر مواخذہ ف۴۲ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اللہ اسے

ف۳۴ اور یہ گوارا نہیں کرتے کہ ہم تمہارے ساتھ غنیمتیں پائیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ف۳۵ دین کی۔

ف۳۶ یعنی محض دنیا کی، حتّٰی کہ ان کا زبانی اقرار بھی دنیا ہی کی غرض سے تھا اور امورِ آخرت کو بالکل نہیں سمجھتے تھے۔ (جمل)

ف۳۷ جو مختلف قبائل کے لوگ ہیں اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے تائب ہونے کی امید کی جاتی ہے، بعض ایسے بھی ہیں جو نفاق میں بہت پختہ اور سخت ہیں، انہیں آزمائش میں ڈالنا منظور ہے تاکہ تائب وغیرِ تائب میں فرق ہو جائے اس لئے حکم ہوا کہ ان سے فرمادیجئے۔

ف۳۸ اس قوم سے بنی حنیفہ یمامہ کے رہنے والے جو مسیلمہ کذّاب کی قوم کے لوگ ہیں وہ مراد ہیں جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ فرمائی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سے مراد اہلِ فارس و روم ہیں جن سے جنگ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت دی۔

ف۳۹ مسئلہ: یہ آیت شیخینِ جلیلین حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صحتِ خلافت کی دلیل ہے کہ ان حضرات کی اطاعت پر جنّت کا اور انکی مخالفت پر جہنّم کا وعدہ دیا گیا۔

ف۴۰ حدیبیہ کے موقع پر۔

ف۴۱ جہاد کے رہ جانے میں۔

شانِ نزول: جب اوپر کی آیت نازل ہوئی تو جو لوگ اپاہج و صاحبِ عذر تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارا کیا حال ہوگا، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْهُ

باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور جو پھر جائے گا ۴۳ اُسے درد ناک عذاب

عَذَابًا اَلِیْمًا ۱۷ ع ۲ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ

فرمائے گا بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے ۴۴

۴۲ کہ یہ عذر ظاہر ہے اور جہاد میں حاضر نہ ہونا ان کے لئے جائز ہے، کیونکہ نہ یہ لوگ دشمن پر حملہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، نہ اس کے حملہ سے بچنے اور بھاگنے کی۔ انہیں کے حکم میں داخل ہیں وہ بڈھے، ضعیف جنہیں نشست و برخاست کی طاقت نہیں یا جنہیں دمہ کھانسی ہے یا جن کی تلّی بہت بڑھ گئی ہے اور انہیں چلنا، پھرنا دشوار ہے، ظاہر ہے کہ یہ عذر جہاد سے روکنے والے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی اعذار ہیں مثلاً غایت درجہ کی محتاجی اور سفر کے ضروری حوائج پر قدرت نہ رکھنا یا ایسے اشغالِ ضروریہ جو سفر سے مانع ہوں جیسے کسی ایسے مریض کی خدمت جس کی خدمت اس پر لازم ہے اور اس کے سوائے کوئی اس کا انجام دینے والا نہیں۔

۴۳ طاعت سے اعراض کرے گا اور کفر و نفاق پر رہے گا۔

۴۴ حدیبیہ میں چونکہ ان بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کی بشارت دی گئی اس لئے اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں، اس بیعت کے سبب باسبابِ ظاہر یہ پیش آیا کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حدیبیہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشرافِ قریش کے پاس مکّہ مکرّمہ بھیجا کہ انہیں خبر دیں کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیت اللہ کی زیارت کے لئے بقصدِ عمرہ تشریف لائے ہیں، آپ کا ارادہ جنگ کا نہیں ہے اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ جو کمزور مسلمان وہاں ہیں انہیں اطمینان دلا دیں کہ مکّہ مکرّمہ عنقریب فتح ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرمائے گا، قریش اس بات پر متفق رہے کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر آپ کعبہ معظّمہ کا طواف کرنا چاہیں تو کریں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں بغیر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طواف کروں یہاں مسلمانوں نے کہا کہ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے خوش نصیب ہیں جو کعبہ معظّمہ پہنچے اور طواف سے مشرف ہوئے، حضور نے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکّہ مکرّمہ کے ضعیف مسلمانوں کو حسبِ حکم فتح کی بشارت بھی پہنچائی، پھر قریش نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا، یہاں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے، اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ سے کفّار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی، یہ بیعت ایک بڑے خاردار درخت کے نیچے ہوئی، جس کو عرب میں سَمُرَہ کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا بایاں دستِ

الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا
تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے ۴۵ تو ان پر اطمینان اُتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام
قَرِیْبًا ﴿۱۸﴾ وَّ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَاؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ
دیا ۴۶ اور بہت سی غنیمتیں ۴۷ جن کو لیں اور اللہ عزت و حکمت والا ہے
اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْكُمْۚ
اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگے ۴۸ تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک
وَ لِتَكُوْنَ اٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَ یَهْدِیَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ﴿۲۰﴾ وَّ اُخْرٰى لَمْ
دیے ۴۹ اور اس لیے کہ ایمان والوں کے لیے نشانی ہو ۵۰ اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے ۵۱ اور ایک اَور ۵۲

مبارک داہنے دستِ اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت ہے اور فرمایا یارب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرے اور تیرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کام میں ہیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نورِ نبوّت سے معلوم تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید نہیں ہوئے جبھی تو ان کی بیعت لی، مشرکین اس بیعت کا حال سن کر خائف ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دیا۔ حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ (مسلم شریف) اور جس درخت کے نیچے بیعت کی گئی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ناپدید کردیا، سالِ آئندہ صحابہ نے ہر چند تلاش کیا کسی کو اس کا پتہ بھی نہ چلا۔

۴۵ صدق واخلاص ووفا۔

۴۶ یعنی فتحِ خیبر کا جو حدیبیہ سے واپس ہوکر چھ ماہ بعد حاصل ہوئی۔

۴۷ خیبر کی اور اہلِ خیبر کے اموال کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تقسیم فرمائے۔

۴۸ اور تمہاری فتوحات ہوتی رہیں گی۔

۴۹ کہ وہ خائف ہوکر تمہارے اہل وعیال کو ضرر نہ پہنچاسکے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب مسلمان جنگِ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تو اہلِ خیبر کے حلیف بنی اسد وغطفان نے چاہا کہ مدینہ طیّبہ پر حملہ کرکے مسلمانوں کے اہل وعیال کو لوٹ لیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا اور ان کے ہاتھ روک دیئے۔

۵۰ یہ غنیمت دینا اور دشمنوں کے ہاتھ روک دینا۔

۵۱ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے اور کام اس پر مفوّض کرنے کی جس سے بصیرت ویقین زیادہ ہو۔

۵۲ فتح۔

تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَاؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴿۲۱﴾ وَ لَوْ

جو تمہارے بل (بس) کی نہ تھی ۵۳ وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر

قٰتَلَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۲۲﴾

کافر تم سے لڑیں ۵۴ تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے ۵۵ پھر نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار اللہ کا دستور

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۲۳﴾ وَ

ہے کہ پہلے سے چلا آتا ہے ۵۶ اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے اور وہی ہے

هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ

جس نے اُن کے ہاتھ ۵۷ تم سے روک دیے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے وادی مکہ میں ۵۸ بعد اس کے کہ

اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے وہ ۵۹ وہ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام

وَ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْهَدْیَ مَعْكُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗؕ

سے ۶۰ روکا اور قربانی کے جانور رُکے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے ۶۱ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان

۵۳ مراد اس سے یا مغانم فارس و روم ہیں یا خیبر جس کا اللہ تعالیٰ نے پہلے سے وعدہ فرمایا تھا اور مسلمانوں کو امیدِ کامیابی تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ فتحِ مکّہ ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ہر فتح ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمائی۔

۵۴ یعنی اہلِ مکّہ یا اہلِ خیبر کے حلفاء اسد و غطفان۔

۵۵ مغلوب ہوں گے اور انہیں ہزیمت ہوگی۔

۵۶ کہ وہ مومنین کی مدد فرماتا ہے اور کافروں کو مقہور کرتا ہے۔

۵۷ یعنی کفّار کے۔

۵۸ روزِ فتحِ مکّہ، اور ایک قول یہ ہے کہ بطنِ مکّہ سے حدیبیہ مراد ہے۔ اور اس کے شانِ نزول میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اہلِ مکّہ میں سے اسّی ۸۰ ہتھیار بند جوان جبلِ تنعیم سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادہ سے اترے، مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معاف فرمایا اور چھوڑ دیا۔

۵۹ کفّارِ مکّہ۔

۶۰ وہاں پہنچنے سے اور اس کا طواف کرنے سے۔

وَ لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ

عورتیں ف۶۲ جن کی تمہیں خبر نہیں ف۶۳ کہیں تم اُنھیں روند ڈالو ف۶۴ تو تمہیں اُن کی طرف سے انجانی میں کوئی ضرر

فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۚ

پہنچے تو ہم تمہیں ان کی قتال کی اجازت دیتے ان کا یہ بچاؤ اس لیے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے جسے چاہے ف۶۵

لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ

اگر وہ جدا ہو جاتے تو ضرور ہم ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے ف۶۶ جب کہ کافروں نے اپنے دلوں

كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

میں اَڑ رکھی وہی زمانۂ جاہلیت کی اڑ (ضد) ف۶۷ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اُتارا ف۶۸

وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ وَ كَانَ

اور پرہیزگاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا ف۶۹ اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے ف۷۰ اور اللہ

ع ۳ ۹ ۱۱ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۲۶﴾ ع لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ

سب کچھ جانتا ہے ف۷۱ بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب ف۷۲ بے شک تم

ف۶۱ یعنی مقامِ ذبح سے جو حرم میں ہے۔

ف۶۲ مکّہ مکرّمہ میں ہیں۔

ف۶۳ تم انہیں پہچانتے نہیں۔

ف۶۴ کفّار سے قتال کرنے میں۔

ف۶۵ یعنی مسلمان کافروں سے ممتاز ہو جاتے۔

ف۶۶ تمہارے ہاتھ سے قتل کرا کے اور تمہاری قید میں لا کر۔

ف۶۷ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور کے اصحاب کو کعبہ معظّمہ سے روکا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے ناحق غصہ کے سبب صادر ہونے والی نخوت و مروّت ظاہر کرنے پر کفار کی مذمت فرمائی اور مسلمانوں کو نخوت و مروّت سے بچانے والے اطمینان اور سکینہ نازل کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ان کی مدح فرمائی ہے کہ انہوں نے پرہیزگاری کو لازم پکڑ لیا ہے، اس لئے وہ اس کے اہل اور مستحق ٹھہرے ہیں۔

ف۶۸ کہ انہوں نے سالِ آئندہ آنے پر صلح کی، اگر وہ بھی کفّارِ قریش کی طرح ضد کرتے تو ضرور جنگ ہو جاتی۔

ف۶۹ کلمۂ تقوٰی سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

ف۷۰ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دِین اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مشرّف فرمایا۔

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَۙ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ

ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے ؂۲ بال منڈاتے یا ؂۳

وَ مُقَصِّرِیْنَۙ لَا تَخَافُوْنَؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا

ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں ؂۵ تو اس سے پہلے ؂۶ ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی ؂۷

قَرِیْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر

الدِّیْنِ كُلِّهٖؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًاؕ ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ

غالب کرے ؂۸ اور اللہ کافی ہے گواہ ؂۹ محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے ؂۱۰ کافروں پر

؂۱ کافروں کا حال بھی جانتا ہے، مسلمانوں کا بھی، کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔

؂۲ شانِ نزول: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حدیبیہ کا قصد فرمانے سے قبل مدینہ طیّبہ میں خواب دیکھا تھا کہ آپ مع اصحاب کے مکّہ معظّمہ میں بامن داخل ہوئے اور اصحاب نے سر کے بال منڈائے، بعض نے ترشوائے، یہ خواب آپ نے اپنے اصحاب سے بیان فرمایا تو انہیں خوشی ہوئی اور انہوں نے خیال کیا کہ اسی سال وہ مکّہ مکرّمہ میں داخل ہوں گے، جب مسلمان حدیبیہ سے بعد صلح کے واپس ہوئے اور اس سال مکّہ مکرّمہ میں داخلہ نہ ہوا تو منافقین نے تمسخر کیا، طعن کئے اور کہا کہ وہ خواب کیا ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس خواب کے مضمون کی تصدیق فرمائی کہ ضرور ایسا ہوگا چنانچہ اگلے سال ایسا ہی ہوا اور مسلمان اگلے سال بڑے شان و شکوہ کے ساتھ مکّہ مکرّمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔

؂۳ تمام۔

؂۴ تھوڑے سے۔

؂۵ یعنی یہ کہ تمہارا داخل ہونا اگلے سال ہے اور تم اسی سال سمجھے تھے اور تمہارے لئے یہ تاخیر بہتر تھی کہ اس کے باعث وہاں کے ضعیف مسلمان پامال ہونے سے بچ گئے۔

؂۶ یعنی دخولِ حرم سے قبل۔

؂۷ فتحِ خیبر کہ فتحِ موعود کے حاصل ہونے تک مسلمانوں کے دل اس سے راحت پائیں، اس کے بعد جب اگلا سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب کا جلوہ دکھلایا اور واقعات اس کے مطابق رونما ہوئے، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔

؂۸ خواہ وہ مشرکین کے دِین ہوں یا اہلِ کتاب کے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی اور اسلام کو تمام ادیان

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

سخت ہیں ؀۸۱ اور آپس میں نرم دل ؀۸۲ تو انھیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے ؀۸۳ اللہ کا فضل

وَرِضْوَانًا٘ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي

و رضا چاہتے ان کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے ؀۸۴ یہ ان کی صفت توریت میں

معانقۃ ۱۵ التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ

ہے اور ان کی صفت انجیل میں ؀۸۵ جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی

فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے ؀۸۶ تاکہ اُن سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا ان سے

پر غالب فرمادیا۔

؀۷۹ اپنے حبیب محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت پر جیسا کہ فرماتا ہے۔

؀۸۰ یعنی ان کے اصحاب۔

؀۸۱ جیسا کہ شیر شکار پر۔ اور صحابہ کا تشدّد کفّار کے ساتھ اس حد پر تھا کہ وہ لحاظ رکھتے تھے کہ ان کا بدن کسی کافر کے بدن سے نہ چھو جائے اور ان کے کپڑے سے کسی کافر کا کپڑا نہ لگنے پائے۔ (مدارک)

؀۸۲ ایک دوسرے پر محبّت و مہربانی کرنے والے ایسے کہ جیسے باپ بیٹے میں ہو اور یہ محبت اس حد تک پہنچ گئی کہ جب ایک مومن دوسرے کو دیکھے تو فرطِ محبّت سے مصافحہ و معانقہ کرے۔

؀۸۳ کثرت سے نمازیں پڑھتے، نمازوں پر مداومت کرتے۔

؀۸۴ اور یہ علامت وہ نور ہے جو روزِ قیامت ان کے چہروں سے تاباں ہوگا، اس سے پہچانے جائیں گے کہ انہوں نے دنیا میں اللہ تعالٰی کے لئے بہت سجدے کئے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے چہروں میں سجدہ کا مقام ماہِ شب چہار دہم کی طرح چمکتا دمکتا ہوگا۔ عطاء کا قول ہے کہ شب کی دراز نمازوں سے انکے چہروں پر نور نمایاں ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو رات کو نماز کی کثرت کرتا ہے صبح کو اس کا چہرہ خوب صورت ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گرد کا نشان بھی سجدہ کی علامت ہے۔

؀۸۵ یہ مذکور ہے کہ۔

؀۸۶ یہ مثال ابتدائے اسلام اور اس کی ترقی کی بیان فرمائی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تنہا اٹھے، پھر اللہ تعالٰی نے آپ کو آپ کے مخلصین اصحاب سے تقویّت دی۔ قتادہ نے کہا کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کی مثال انجیل میں یہ لکھی ہے کہ ایک قوم کھیتی کی طرح پیدا ہوگی، وہ نیکیوں کا حکم کریں گے، بدیوں سے منع کریں گے، کہا

ع ۱۲ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ع

جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں ۸۷ بخشش اور بڑے ثواب کا

آیاتہا ۱۸ ۴۹ سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶ رکوعاتہا ۲

سورۂ حجرات مدنی ہے اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو ۲ اور اللہ سے ڈرو بے شک

اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ

اللہ سنتا جانتا ہے اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے ۳

النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ

اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں

گیا ہے کہ کھیتی حضور ہیں اور اس کی شاخیں اصحاب اور مومنین۔

۸۷ صحابہ سب کے سب صاحبِ ایمان و عملِ صالح ہیں، اس لئے یہ وعدہ سب ہی سے ہے۔

۱ سورۂ حجرات مدنیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، اٹھارہ ۱۸ آیتیں، تین سو تینتالیس ۳۴۳ کلمے اور ایک ہزار چار سو چھتر ۱۴۷۶ حرف ہیں۔

۲ یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاتم سے تقدیم واقع نہ ہو، نہ قول میں، نہ فعل میں کہ تقدیم کرنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و احترام کے خلاف ہے بارگاہِ رسالت میں نیاز مندی و آداب لازم ہیں۔

شانِ نزول: چند شخصوں نے عیدِ اضحٰی کے دن سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ بعضے لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے تقدم نہ کرو۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۳ یعنی جب حضور میں کچھ عرض کرو تو آہستہ پست آواز سے عرض کرو، یہی دربارِ رسالت کا ادب و احترام ہے۔ حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات اقدس کے بعد بھی ہر امتی پر آپ کی اتنی ہی تعظیم و توقیر لازم ہے جتنی کہ آپ کی ظاہری حیات میں تھی۔ چنانچہ خلیفہ بغداد ابو جعفر منصور عباسی جب مسجد

وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اور تمہیں خبر نہ ہو ؃ بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس ؅ وہ ہیں

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝۳

جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے

نبوی میں آ کر زور زور سے بولنے لگا تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسکو یہ کہہ کر ڈانٹ دیا کہ اے امیر المومنین! یہاں بلند آواز سے گفتگو نہ کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار کا یہ ادب سکھایا کہ یعنی نبی کے دربار میں اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفات اقدس کے بعد بھی ہر امتی پر آپ کی اتنی ہی تعظیم واجب ہے جتنی کہ آپ کی ظاہری حیات میں تھی۔ یہ سن کر خلیفہ لرزہ براندام ہو کر نرم پڑ گیا۔

(شفاء شریف ج2 ص32 و ص33)

؃ اس آیت میں حضور کا اجلال و اکرام و ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلماتِ ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القابِ عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

شانِ نزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثقلِ سماعت تھا اور آواز ان کی اونچی تھی، بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی، جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں اہلِ نار سے ہوں، حضور نے حضرت سعد سے ان کا حال دریافت فرمایا، انھوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی، پھر آ کر حضرت ثابت سے اس کا ذکر کیا، ثابت نے کہا، یہ آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنّمی ہو گیا، حضرت سعد نے یہ حال خدمتِ اقدس میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا کہ وہ اہلِ جنّت سے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ عزوجل نے اہل ایمان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک عظیم ادب سکھایا ہے کہ تم میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے بولنے میں بھی باادب رہو، ان کے حضور ہلکی آواز میں باتیں کرو، اگر تم نے زور زور سے چیخ کر ان کے حضور بات کی تو تمہارے عمل رائیگاں کر دیئے جائیں گے۔ غور کریں بڑے سے بڑے جرم کا ارتکاب عنداللہ معاف ہو سکتا ہے مگر رب تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی معاف نہ فرمائے گا۔

؅ براہِ ادب و تعظیم۔

شانِ نزول: آیۃ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بعض اور صحابہ نے بہت احتیاط لازم کر لی اور خدمتِ اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے۔ ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ④ وَ لَوْ

بے شکوہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں ۶؎ اور اگر وہ

اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ⑤

صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے ۷؎ تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۸؎

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا

اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو ۹؎ کہ کہیں کسی قوم

۶؎ شانِ نزول: یہ آیت وفدِ بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں دوپہر کے وقت پہنچے جب کہ حضور آرام فرما رہے تھے ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکارنا شروع کیا، حضور تشریف لے آئے، ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور اجلالِ شانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیان فرمایا گیا کہ بارگاہِ اقدس میں اس طرح پکارنا جہل و بے عقلی ہے اور ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب البعث الی بنی تمیم، ج ۴، ص ۳۱، ۳۴ ملخصاً)

(ومدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲، ص ۳۳۱، ۳۳۲ ملخصاً)

۷؎ اس وقت وہ عرض کرتے جو انہیں عرض کرنا تھا، یہ ادب ان پر لازم تھا، اس کو بجا لاتے۔

۸؎ ان میں سے ان کے لئے جو توبہ کریں۔

۹؎ کہ صحیح ہے یا غلط۔

شانِ نزول: یہ آیت ولید بن عقبہ کے حق میں نازل ہوئی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو بنی مصطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا اور زمانۂ جاہلیّت میں انکے اور انکے درمیان عداوت تھی، جب ولید ان کے دیار کے قریب پہنچے اور انہیں خبر ہوئی تو اس خیال سے کہ وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بھیجے ہوئے ہیں بہت سے لوگ تعظیماً ان کے استقبال کے واسطے آئے، ولید نے گمان کیا کہ یہ پرانی عداوت سے مجھے قتل کرنے آرہے ہیں، یہ خیال کر کے ولید واپس ہوگئے اور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کر دیا کہ حضور ان لوگوں نے صدقہ کو منع کر دیا اور میرے قتل کے درپے ہوگئے۔ حضور نے خالد بن ولید کو تحقیقِ حال کے لئے بھیجا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ وہ لوگ اذانیں کہتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور ان لوگوں نے صدقات پیش کر دیئے، حضرت خالد یہ صدقات لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ یہ آیت عام ہے اس بیان میں نازل ہوئی ہے کہ فاسق کے قول پر اعتماد نہ کیا جائے۔

بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں ؂۱۰ بہت

اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ

معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں ؂۱۱ تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان

الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ ؕ

پیارا کر دیا ہے اور اُسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی

اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ⑦ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑧ وَ

ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں ؂۱۲ اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور

اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ

اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح کراؤ ؂۱۳ پھر اگر ایک دوسرے پر

اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ

زیادتی کرے ؂۱۴ تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر

فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑨

پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کر دو اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایک شخص اگر عادل ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔

؂۱۰ اگر تم جھوٹ بولو گے تو اللہ تعالیٰ کے خبر دار کرنے سے وہ تمہارا افشاء حال کر کے تمہیں رسوا کر دیں گے۔

؂۱۱ اور تمہاری رائے کے مطابق حکم دے دیں۔

؂۱۲ کہ طریقِ حق پر قائم رہے۔

؂۱۳ شانِ نزول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دراز گوش پر سوار تشریف لے جاتے تھے، انصار کی مجلس پر گزر ہوا، وہاں تھوڑا سا توقف فرمایا، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابنِ اُبَی نے ناک بند کر لی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے، حضور تو تشریف لے گئے، ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ گئیں اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرا دی اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

؂۱۴ ظلم کرے اور صلح سے منکر ہو جائے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝۱۰ ع

مسلمان مسلمان بھائی ہیں و۱۵ تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو و۱۶ اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو و۱۷

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ

اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں و۱۸ عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں و۱۹ اور نہ

مسئلہ: باغی گروہ کا یہی حکم ہے کہ اس سے قتال کیا جائے یہاں تک کہ وہ جنگ سے باز آئے۔

و۱۵ کہ آپس میں دینی رابطہ اور اسلامی محبّت کے ساتھ مربوط ہیں، یہ رشتہ تمام دنیوی رشتوں سے قوی تر ہے۔

و۱۶ جب کبھی ان میں نزاع واقع ہو۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، ، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ روٹھے ہوئے لوگوں میں صلح کرا دینا ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۶، ج ۳، ص ۳۲۱)

حضرتِ سیدنا ابودَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ سے افضل عمل نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتائیے فرمایا کہ وہ عمل آپس میں روٹھنے والوں میں صلح کرا دینا ہے کیونکہ روٹھنے والوں میں ہونے والا فساد خیر کو کاٹ دیتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین، رقم ۴۹۱۹، ج ۴، ص ۳۶۵)

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزَنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیدنا ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک تجارت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا، ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا، جب لوگ جھگڑا کریں تو ان کے درمیان صلح کروا دیا کرو، جب وہ ایک دوسرے سے دوری اختیار کریں تو انہیں قریب کر دیا کرو۔

ایک روایت میں ہے حضرتِ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں جسے اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہیں، جب لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہوکر روٹھ جائیں تو ان میں صلح کرا دیا کرو۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۷، ۸، ۹، ج ۳، ص ۳۲۱)

و۱۷ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور پرہیزگاری اختیار کرنا مومنین کی باہمی محبّت و مودّت کا سبب ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر ہوتی ہے۔

و۱۸ شانِ نزول: اس آیت کا نزول کئی واقعوں میں ہوا پہلا واقعہ یہ ہے کہ ثابت ابنِ قیس بن شمّاس کو ثقلِ سماعت

لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ

عورتیں عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں ف۲۰ اور آپس میں طعنہ نہ کرو ۲۱ اور ایک دوسرے

تھا جب وہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ انہیں آگے بٹھاتے اور ان کے لئے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضور کے قریب حاضر رہ کر کلامِ مبارک سن سکیں، ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہوگئی اور مجلس شریف خوب بھر گئی، اس وقت ثابت آئے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا کھڑا رہتا، ثابت آئے تو وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھنے کے لئے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ جگہ دو جگہ یہاں تک کہ حضور کے قریب پہنچ گئے اور انکے اور حضور کے درمیان میں صرف ایک شخص رہ گیا، انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو، اس نے کہا تمہیں جگہ مل گئی، بیٹھ جاؤ، ثابت غصّہ میں آ کر اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب دن خوب روشن ہوا تو ثابت نے اس کا جسم دبا کر کہا کہ، کون؟ اس نے کہا میں فلاں شخص ہوں، ثابت نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا فلانی کا لڑکا اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا اور اس زمانہ میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لئے کہا جاتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت عمّار و خبّاب و بلال و صہیب و سلمان و سالم وغیرہ غریب صحابہ کی غربت دیکھ کر ان کے ساتھ تمسخر کرتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مَردوں سے نہ ہنسیں یعنی مال دار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں، نہ عالی نسب غیرِ ذی نسب کی، اور نہ تندرست اپاہج کی، نہ بینا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔

ف۱۹ صدق و اخلاص میں۔

ف۲۰ شانِ نزول: یہ آیت اُمُّ المومنین حضرت صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں نازل ہوئی، انہیں معلوم ہوا تھا کہ اُمُّ المومنین حضرت حفصہ نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا، اس پر انہیں رنج ہوا اور روئیں اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی تو حضور نے فرمایا کہ تم نبی زادی اور نبی کی بی بی ہو تم پر وہ کیا فخر کرتی ہیں اور حضرت حفصہ سے فرمایا اے حفصہ خدا سے ڈرو۔ (الترمذی وقال حسن صحیح غریب)

(تفسیر صاوی، ج ۵، ص ۱۴۹۴، پ ۲۶، الحجرات: ۱۱)

حضرتِ سیِّدُنا اِمام احمد بن حَجَر مَکّی شافِعی علیہ رحمۃ اللہِ القوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: سُخرِیَہ سے مُراد یہ ہے کہ جس کی ہنسی اڑائی جائے، اُس کی طرف حقارت سے دیکھنا۔ اس حکمِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو حقیر نہ سمجھو، ہوسکتا ہے وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نزدیک تم سے بہتر، افضل اور زیادہ مقرَّب ہو۔ چُنانچِہ سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار، باذنِ پروردگارِ دوعالم کے مالِک ومختار عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: کتنے ہی پریشان حال، پَراگندہ بالوں اور پھٹے پرانے کپڑوں والے ایسے ہیں کہ جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو وہ ضرور اسے پورا فرمادے۔

لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ
کے بُرے نام نہ رکھو ۲۲ کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا ۲۳ اور جو توبہ نہ کریں
یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ
تو وہی ظالم ہیں اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو ۲۴ بے شک
الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ
کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے ۲۵ اور عیب نہ ڈھونڈھو ۲۶ اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو ۲۷

(سُنَنِ ترمذی ج ۵ ص ۴۵۹ حدیث ۳۸۸۰)

ابلیسِ لعین نے حضرتِ سیّدُ نا آدم صَفِیُّ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو حقیر جانا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خسارے (یعنی نقصان) میں مبتلا کر دیا اور حضرتِ سیّدُ نا آدم صَفِیُّ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ہمیشہ کی عزّت کے ساتھ کامیاب ہوگئے، ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یہاں اس معنی کا بھی احتمال (امکان) ہے کہ کسی دوسرے کو حقیر نہ جان کیونکہ ممکن ہے کہ وہ عزیز (یعنی عزّت والا) ہو جائے اور تو ذلیل ہو جائے پھر وہ تجھ سے انتقام لے۔ (اَلزَّواجرعَنِ اقْتِرافِ الکَبائِر ج ۲ ص ۱۱)

۲۱ ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ، اگر ایک مومن نے دوسرے مومن پر عیب لگایا تو گویا اپنے ہی آپ کو عیب لگایا۔ حضرت واثِلۃ بن اَسقع سے مروی ہے کہ حضور پرنور نے فرمایا: اپنے بھائی کو عار نہ دلاؤ کہ اسے چھٹکارا دیکر تمہیں مبتلا کر دیا جائے۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، رقم الحدیث ۲۵۱۴، ج ۴، ص ۲۲۷)

۲۲ جو انہیں ناگوار معلوم ہوں۔

مسائل: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی نے کسی برائی سے توبہ کر لی ہو اس کو بعدِ توبہ اس برائی سے عار دلانا بھی اس نہی میں داخل اور ممنوع ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کُتّا یا گدھا یا سور کہنا بھی اسی میں داخل ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ القاب مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو لیکن تعریف کے القاب جو سچّے ہوں ممنوع نہیں جیسے کہ حضرت ابو بکر کا لقب عتیق اور حضرت عمر کا فاروق اور حضرت عثمانِ غنی کا ذوالنورین اور حضرت علی کا ابوتراب اور حضرت خالد کا سیف اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اور جو القاب بمنزلۂ عَلَم ہو گئے اور صاحبِ القاب کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں جیسے کہ اَعمش، اعرج۔

۲۳ تو اے مسلمانو کسی مسلمان کی ہنسی بنا کر یا اس کو عیب لگا کر یا اس کا نام بگاڑ کر اپنے آپ کو فاسق نہ کہلاؤ۔

۲۴ کیونکہ ہر گمان صحیح نہیں ہوتا۔

۲۵ مسئلہ: مومنِ صالح کے ساتھ بُرا گمان ممنوع ہے، اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنٰی مراد لینا باوجود یہ کہ اس کے دوسرے صحیح معنٰی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو، یہ بھی گمانِ بد میں داخل ہے۔ سفیان ثوری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا گمان دو طرح کا ہے، ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے، یہ اگر مسلمان پر بدی کے ساتھ ہے گناہ ہے، دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے، یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل خالی کرنا ضرور ہے۔

مسئلہ: گمان کی کئی قسمیں ہیں، ایک واجب ہے وہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا ایک مستحب وہ مومنِ صالح کے ساتھ نیک گمان ایک ممنوع حرام وہ اللہ کے ساتھ بُرا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ بُرا گمان کرنا ایک جائز وہ فاسقِ معلن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔

حضرت علامہ عبداللہ ابو عُمر بن محمد شیرازی بَیضاوی علیہ رحمۃ اللہ الھادی (اَلْمُتَوَفّٰی ۶۹۱ھ) کثرتِ گُمان سے مُمانَعت کی حکمت بیان کرتے ہوئے تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں: تاکہ مسلمان ہر گُمان کے بارے میں مُحتاط ہوجائے اور غور وفکر کرے کہ یہ گُمان کس قبیل سے ہے۔(تفسیر بیضاوی، پ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ ۱۲، ج۵،ص۲۱۸)

اس آیت کریمہ میں بعض گُمانوں کو گناہ قرار دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے اِمام فخرُ الدین رازِی علیہ رحمۃ اللہ الھادی (اَلْمُتَوَفّٰی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں: کیونکہ کسی شخص کا کام دیکھنے میں تو بُرا لگتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ کرنے والا اسے بھول کر کررہا ہو یا دیکھنے والا ہی غَلَطی پر ہو۔(التفسیر الکبیر، پ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ ۱۲، ج۱۰،ص۱۱۰)

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: بدگُمانی سے بچو بے شک بدگُمانی بدترین جھوٹ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب مایخطب علی خطبۃ اخیہ، الحدیث ۵۱۴۳، ج۳،ص۴۴۶)

علامہ محمد بن جریر طبری علیہ رحمۃ اللہ القوی (اَلْمُتَوَفّٰی ۳۱۰ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی مومنین ایک دوسرے کے بارے میں حسنِ ظن قائم کریں اور اسے بیان بھی کریں اگرچہ یہ گُمان یقین کے دَرَجے تک نہ پہنچا ہو۔

(جامع البیان فی تاویل القران، پ۲۶، الحجرات: تحت ال آیۃ ۱۲، ج۱۱،ص ۳۹۴، ملخصا)

۲۶ یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے چُھپے حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ستّاری سے چُھپایا۔ حدیث شریف میں ہے گمان سے بچو گمان بڑی جھوٹی بات ہے اور مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو، ان کے ساتھ حرص و حسد، بغض، بے مروتی نہ کرو، اے اللہ تعالیٰ کے بندو بھائی بنے رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہ کرے، اس کو رسوا نہ کرے، اس کی تحقیر نہ کرے، تقوٰی یہاں ہے، تقوٰی یہاں ہے، تقوٰی یہاں ہے، (اور یہاں کے لفظ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا) آدمی کے لئے یہ برائی بہت ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر دیکھے، ہر مسلمان مسلمان پر حرام ہے اس کا خون بھی، اس کی آبرو بھی، اس کا مال بھی، اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں اور عملوں پر نظر نہیں فرماتا لیکن تمہارے دلوں پر نظر فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم) حدیث جو بندہ دنیا میں دوسرے کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

۲۷ حدیث شریف: میں ہے کہ غیبت یہ ہے کہ مسلمان بھائی کے پیٹھ پیچھے ایسی بات کہی جائے جو اسے ناگوار

اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ

کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا ۲۸ اور اللہ سے ڈرو بے شک

گذرے اگر وہ بات سچّی ہے تو غیبت ہے ورنہ بہتان ۔

اللہ عزوجل سے ڈرو اور لوگوں کے عیوب کو چھوڑ کر اپنے عیوب کی اصلاح میں مشغول ہو جاؤ اور مکھی کی طرح نہ بنو جو جسم کے کسی سالم حصے پر نہیں بیٹھتی بلکہ زخم والے حصے پر پیپ چوسنے کے لئے بیٹھتی ہے کیونکہ جو شخص اپنے عیب بھول کر لوگوں کے عیوب تلاش کرتا ہے اور ان کی برائیوں کی کھوج میں لگا رہتا ہے تو اللہ عزوجل اس پر ایسے شخص کو مسلط فرما دیتا ہے جو اسے بدنام کرنے کے لئے اس کے عیوب تلاش کرتا ہے اور اس کے پوشیدہ معاملات دوسروں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ لہٰذا عقلمند اور سعادت مند وہی ہے جو اپنے عیب پر نظر رکھے اور دوسروں کے عیوب سے نگاہ پھیر لے اور اللہ عزوجل کے علاوہ ہر چیز سے غافل ہو جائے ۔

۲۸ تو مسلمان بھائی کی غیبت بھی گوارا نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے بُرا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کے مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کو بدگوئی سے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت آبرو گوشت سے زیادہ پیاری ہے ۔

شانِ نزول : سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب جہاد کے لئے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مال داروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب ان کی خدمت کرے وہ اسے کھلائیں پلائیں ہر ایک کا کام چلے اسی طرح حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ کئے گئے تھے، ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو ان دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بھیجا، حضور کے خادمِ مطبخ حضرت اُسامہ تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے پاس کچھ رہا نہ تھا، انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے یہی آکر کہہ دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ اُسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بُخل کیا، جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، فرمایا میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں، انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں، فرمایا تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔

مسئلہ : غیبت بالاتفاق کبائر میں سے ہے، غیبت کرنے والے کو توبہ لازم ہے، ایک حدیث میں یہ ہے کہ غیبت کا کفّارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے دعائے مغفرت کرے ۔

مسئلہ : فاسقِ معلِن کے عیب کا بیان غیبت نہیں ، حدیث شریف میں ہے کہ فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں ۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ج۹ص ۶۷۳)

اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲﴾ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی وَ جَعَلۡنٰکُمۡ

اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد ۲۹ اور ایک عورت ۳۰ سے پیدا کیا ۳۱ اور تمہیں

شُعُوۡبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ

شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو ۳۲ بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ لٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا

ہے ۳۳ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے گنوار بولے ہم ایمان لائے ۳۴ تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ۳۵ ہاں یوں کہو کہ

(شعب الإیمان، باب فی الستر ... إلخ، الحدیث: ۹۶۶۶، ج ۷، ص ۱۰۹)

مسئلہ: حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ تین شخصوں کی حرمت نہیں ایک صاحب ہوا (بدمذہب)، دوسرا فاسقِ معلِن، تیسرا بادشاہ ظالم، یعنی ان کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں۔

۲۹ حضرت آدم علیہ السلام۔

۳۰ حضرت حوّا۔

۳۱ نسب کے اس انتہائی درجہ پر جا کر تم سب کے سب مل جاتے ہو تو نسب میں تفاخر اور تفاضل کی کوئی وجہ نہیں، سب برابر ہو، ایک جدِّ اعلیٰ کی اولاد۔

۳۲ اور ایک دوسرے کا نسب جانے اور کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے کی طرف اپنی نسبت نہ کرے، نہ یہ کہ نسب پر فخر کرے اور دوسروں کی تحقیر کرے۔ اس کے بعد اس چیز کا بیان فرمایا جاتا ہے جو انسان کے لئے شرافت وفضیلت کا سبب اور جس سے اس کو بارگاہِ الٰہی میں عزّت حاصل ہوتی ہے۔

۳۳ اس سے معلوم ہوا کہ مدارِ عزّت وفضیلت کا پرہیزگاری ہے، نہ کہ نسب۔

شانِ نزول: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بازارِ مدینہ میں ایک حبشی غلام ملاحظہ فرمایا جو یہ کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے، اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا، پھر وہ غلام بیمار ہوگیا تو سیّدِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے، پھر اس کی وفات ہوگئی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے دفن میں تشریف لائے، اس پر لوگوں نے کچھ کہا، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

۳۴ شانِ نزول: یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو خشک سالی کے زمانہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام کا اظہار کیا اور حقیقت میں وہ ایمان نہ رکھتے تھے، ان لوگوں نے مدینہ کے رستہ میں گندگیاں کیں اور وہاں کے بھاؤ گراں کر دیئے، صبح وشام رسولِ کریم

اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا

ہم مطیع ہوئے ۳۶ اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا ۳۷ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری

یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْــٴًـا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

کروگے ۳۸ تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا ۳۹ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایمان والے تو وہی

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ

ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا ۴۰ اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں

سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ

جہاد کیا وہی سچے ہیں ۴۱ تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو اور اللہ جانتا ہے

یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۶﴾ یَمُنُّوْنَ

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے ۴۲ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۴۳ اے محبوب وہ تم پر احسان

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے اور کہتے ہمیں کچھ دیجئے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۵ صدقِ دل سے۔

۳۶ ظاہر میں۔

۳۷ مسئلہ: محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں، اس سے آدمی مومن نہیں ہوتا، اطاعت و فرمانبرداری اسلام کے لغوی معنیٰ ہیں اور شرعی معنیٰ میں اسلام اور ایمان ایک ہیں کوئی فرق نہیں۔

۳۸ ظاہراً و باطناً صدق و اخلاص کے ساتھ نفاق کو چھوڑ کر۔

۳۹ تمہاری نیکیوں کا ثواب کم نہ کرے گا۔

۴۰ اپنے دِین و ایمان میں۔

۴۱ ایمان کے دعوی میں۔

شانِ نزول: جب یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں تو اعراب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم مومنِ مخلص ہیں۔ اس پر اگلی آیت نازل ہوئی اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب فرمایا گیا۔

۴۲ اس سے کچھ مخفی نہیں۔

۴۳ مومن کا ایمان بھی اور منافق کا نفاق بھی، تمہارے بتانے اور خبر دینے کی حاجت نہیں۔

عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ

جتاتے ہیں ؁۴۳ب کہ مسلمان ہوگئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ

هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ

اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو ؁۴۴ بے شک اللہ جانتا ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع ۲ ۸ ۱۴

اور زمین کے سب غیب اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ؁۴۵

آیاتہا ۴۵ | ۵۰ سُوْرَۃُ قٓ مَكِّيَّةٌ ۳۴ | رکوعاتہا ۳

سورۃ قٓ مکی ہے اور اس میں پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ؁۱

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴿۱﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْمنزل ۷

عزت والے قرآن کی قسم ؁۲ بلکہ انھیں اس کا اچنبا ہوا کہ ان کے پاس انہی میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا ؁۳ تو کافر

؁۴۳ب قبیلے بنی اسد کے چند اشخاص بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور نہایت ہی خوش دلی کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ لیکن پھر احسان جتانے کے طور پر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اتنے سخت قحط کے زمانے میں ہم لوگ بہت ہی دور دراز سے مسافت طے کر کے یہاں آئے ہیں۔ راستے میں ہم لوگوں کو کہیں شکم سیر ہو کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوا اور بغیر اس کے کہ آپ کا لشکر ہم پر حملہ آور ہوا ہو ہم لوگوں نے برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا ہے۔ ان لوگوں کے اس احسان جتانے پر خداوند قدوس نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲، ص ۳۵۹)

؁۴۴ اپنے دعوے میں۔

؁۴۵ اس سے تمہارا کوئی حال چھپا نہیں، نہ ظاہر، نہ مخفی۔

؁۱ سورۂ ق مکیہ ہے، اس میں تین ۳ رکوع، پینتالیس ۴۵ آیتیں، تین سو ستاون ۳۵۷ کلمے اور ایک ہزار چار سو چورانوے ۱۴۹۴ حرف ہیں۔

؁۲ ہم جانتے ہیں کہ کفّارِ مکّہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لائے۔

؁۳ جس کی عدالت و امانت اور صدق و راست بازی کو وہ خوب جانتے ہیں اور یہ بھی ان کے دل نشین ہے کہ ایسے صفات کا شخص سچّا، ناصح ہوتا ہے باوجود اس کے ان کا سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت اور حضور کے انذار سے

الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۟ۚ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ

بولے یہ تو عجیب بات ہے کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی ہو جائیں گے پھر جئیں گے یہ پلٹنا دُور ہے ؀۴

بَعِیْدٌ ۟ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ ۟

ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے گھٹاتی ہے ؀۵ اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے ؀۶

بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ۟ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْۤا اِلَى

بلکہ انھوں نے حق کو جھٹلایا ؀۷ جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ ایک مضطرب بے ثبات بات میں ہیں ؀۸ تو کیا انھوں نے

السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۟ وَ الْاَرْضَ

اپنے اوپر آسمان نہ دیکھا ؀۹ ہم نے اُسے کیسا بنایا ؀۱۰ اور سنوارا ؀۱۱ اور اس میں کہیں رخنہ نہیں ؀۱۲ اور زمین کو ہم

مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ۟ۙ تَبْصِرَةً

نے پھیلایا ؀۱۳ اور اس میں لنگر ڈالے (بھاری وزن رکھے) ؀۱۴ اور اس میں ہر بارونق جوڑا اُگایا سوجھ اور سمجھ ؀۱۵ ہر رجوع

تعجب وانکار کرنا قابلِ حیرت ہے۔

؀۴ ان کی اس بات کے ردّ و جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

؀۵ یعنی ان کے جسم کے جو حصّے گوشت، خون، ہڈیاں وغیرہ زمین کھا جاتی ہے ان میں سے کوئی چیز ہم سے چُھپی نہیں تو ہم ان کو ویسے ہی زندہ کرنے پر قادر ہیں جیسے کہ وہ پہلے تھے۔

؀۶ جس میں ان کے اسماء اعداد اور جو کچھ ان میں سے زمین نے کھایا سب ثابت و مکتوب و محفوظ ہے۔

؀۷ بغیر سوچے سمجھے۔ اور حق سے مراد یا نبوّت ہے جس کے ساتھ معجزاتِ باہرات ہیں یا قرآنِ مجید۔

؀۸ تو کبھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شاعر، کبھی ساحر، کبھی کاہن اور اسی طرح قرآنِ پاک کو شعر و سحر و کہانت کہتے ہیں، کسی ایک بات پر قرار نہیں۔

؀۹ چشمِ بینا و نظرِ اعتبار سے کہ اس کی آفرینش میں ہماری قدرت کے آثار نمایاں ہیں۔

؀۱۰ بغیر ستون کے بلند کیا۔

؀۱۱ کواکب کے روشن اجرام سے۔

؀۱۲ کوئی عیب و قصور نہیں۔

؀۱۳ پانی تک۔

؀۱۴ پہاڑوں کے کہ قائم رہے۔

؀۱۵ کہ اس سے بینائی و نصیحت حاصل ہو۔

وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ﴿۸﴾ وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ
والے بندے کے لیے ؎۱۶ اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اُتارا ؎۱۷ تو اس سے باغ اُگائے
جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِیْدِ ﴿۹﴾ وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ﴿۱۰﴾ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ
اور اناج کہ کاٹا جاتا ہے ؎۱۸ اور کھجور کے لمبے درخت جن کا پکا گابھا بندوں کی روزی کے لیے
وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ
اور ہم نے اس ؎۱۹ سے مردہ شہر جلایا ؎۲۰ یونہی قبروں سے تمہارا نکلنا ہے ؎۲۱ ان سے پہلے جھٹلایا ؎۲۲ نوح کی قوم
اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّ اَصْحٰبُ
اور رس والوں ؎۲۳ اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے ہم قوموں اور بن والوں
الْاَیْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾
اور تبع کی قوم نے ؎۲۴ ان میں ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہوگیا ؎۲۵ تو کیا ہم پہلی بار
اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا ع ۱۵
بنا کر تھک گئے ؎۲۶ بلکہ وہ نئے بننے سے ؎۲۷ شبہ میں ہیں اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا

؎۱۶ جو اللہ تعالیٰ کے بدائعِ صنعت وعجائبِ خلقت میں نظر کرکے اس کی طرف رجوع ہو۔

؎۱۷ یعنی بارش جس سے ہر چیز کی زندگی اور بہت خیر وبرکت ہے۔

؎۱۸ طرح طرح کا گیہوں، جَو، چنا وغیرہ۔

؎۱۹ بارش کے پانی۔

؎۲۰ جس کے نباتات خشک ہوچکے تھے، پھر اس کو سبزہ زار کردیا۔

؎۲۱ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار دیکھ کر مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کا کیوں انکار کرتے ہو۔

؎۲۲ رسولوں کو۔

؎۲۳ رَس ایک کنواں ہے جہاں یہ لوگ مع اپنے مویشی کے مقیم تھے اور بتوں کو پوجتے تھے، یہ کنواں زمین میں دھنس گیا اور اس کے قریب کی زمین بھی، یہ لوگ اور ان کے اموال اس کے ساتھ دھنس گئے۔

؎۲۴ ان سب کے تذکرے سورۂ فرقان وحجر ودخان میں گزر چکے۔

؎۲۵ اس میں قریش کو تہدید اور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تسلّی ہے کہ آپ قریش کے کفر سے تنگ دل نہ ہوں، ہم ہمیشہ رسولوں کی مدد فرماتے اور ان کے دشمنوں پر عذاب کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد منکِرینِ بعث کے انکار کا

الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ

اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے۲۸ اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں ۲۹

الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا

اور جب اس سے لیتے ہیں دو لینے والے ۳۰ ایک داہنے بیٹھا اور ایک بائیں ۳۱ کوئی بات وہ

جواب ارشاد ہوتا ہے۔

۲۶ جو دوبارہ پیدا کرنا ہمیں دشوار ہو۔ اس میں منکرینِ بعث کے کمالِ جہل کا اظہار ہے کہ باوجود اس اقرار کے کہ خَلق اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اس کے دوبارہ پیدا کرنے کو محال اور مستبعد سمجھتے ہیں۔

۲۷ یعنی موت کے بعد پیدا کئے جانے سے۔

۲۸ ہم سے اس کے سرائر وضمائر چُھپے نہیں۔

تو پھر نفسِ مکّار کے حیلوں کی تفتیش شریعت کے مطابق کرنا ضروری ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ نے یہاں بطورِ تنبیہ ذکر فرمایا تاکہ بندہ مستقبل کے بارے میں احتیاط سے کام لے چنانچہ حضرت سیدنا عبادہ بن صامت (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیں چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام کے بارے میں سوچو اگر وہ اچھا ہے تو اسے کرو (اور اگر) اس کا نتیجہ غلط نظر آتا ہو تو اس سے بچو۔

(کنز العمال، جلد ۳ ص ۱۰۱، حدیث ۵۶۷۶)

کسی دانا کا قول ہے کہ اگر عقل کو خواہش پر غالب رکھنا چاہتے ہو تو خواہشات کی پیروی اس وقت تک نہ کرو جب تک ان کے انجام پر غور نہ کرلو کیوں کہ دل میں ندامت کا ٹھہرنا، خواہش پورا نہ ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔

ایسے ہی حضرت سیدنا لقمان حکیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) نے فرمایا جب مومن اپنے انجام پر نظر رکھتا ہے تو ندامت سے محفوظ رہتا ہے۔

اور کچھ ایسا ہی مضمون حضرت سیدنا شداد بن اوس (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'سمجھدار وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور اسکے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے انعام کی خواہش کرے۔

(مسند امام احمد بن حنبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ، جلد ۴، ص ۱۲۴، مرویات شداد بن اوس)

۲۹ یہ کمالِ علم کا بیان ہے کہ ہم بندے کے حال کو خود اس سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ وَرِید وہ رگ ہے جس میں خون جاری ہو کر بدن کے ہر ہر جزو میں پہنچتا ہے، یہ رگ گردن میں ہے۔ معنٰی یہ ہیں کہ انسان کے اجزاء ایک دوسرے سے پردے میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پردے میں نہیں۔

يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ

زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو ۳۰ ۳۱ اور آئی موت کی سختی ۳۲ حق کے ساتھ ۳۳

۳۰ فرشتے۔ اور وہ انسان کا ہر عمل اور اس کی ہر بات لکھنے پر مامور ہیں۔

۳۱ داہنی طرف والا نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں طرف والا بدیاں۔ اس میں اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے لکھنے سے بھی غنی ہے، وہ اخفی الخفیات کا جاننے والا ہے، خطراتِ نفس تک اس سے چھپے نہیں، فرشتوں کی کتابت حسبِ اقتضائے حکمت ہے کہ روزِ قیامت نامۂ اعمال ہر شخص کے اس کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں۔

۳۲ خواہ وہ کہیں ہو سوائے وقتِ قضائے حاجت اور وقتِ جماع کے اس وقت یہ فرشتے آدمی کے پاس سے ہٹ جاتے ہیں۔

مسئلہ: ان دونوں حالتوں میں آدمی کو بات کرنا جائز نہیں تا کہ اس کے لکھنے کے لئے فرشتوں کو اس حالت میں اس سے قریب ہونے کی تکلیف نہ ہو، یہ فرشتے آدمی کی ہر بات لکھتے ہیں بیماری کا کراہنا تک۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف وہی چیزیں لکھتے ہیں جن میں اجر و ثواب یا گرفت و عذاب ہو۔ امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ جب آدمی ایک نیکی کرتا ہے تو داہنی طرف والا فرشتہ دس لکھتا ہے اور جب بدی کرتا ہے تو داہنی طرف والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے کہ ابھی توقّف کر شاید یہ شخص استغفار کر لے۔ منکرینِ بعث کا رد فرمانے اور اپنے قدرت و علم سے ان پر حجّتیں قائم کرنے کے بعد انہیں بتایا جاتا ہے کہ وہ جس چیز کا انکار کرتے ہیں وہ عنقریب ان کی موت اور قیامت کے وقت پیش آنے والی ہے۔ اور صیغۂ ماضی سے ان کی آمد کی تعبیر فرما کر اس کے قرب کا اظہار کیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

۳۳ جو عقل و حوّاس کو مختل و مکدر کر دیتی ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اہلِ ایمان پر موت دونوں جہان کی تمام تر ہولناکیوں سے زیادہ دردناک ہے۔ موت کی تکالیف قینچیوں سے کاٹے جانے، آروں سے چیرے جانے اور ہنڈیوں میں ابالے جانے سے سخت تر ہیں۔ اگر مرنے والا اٹھ کر دنیا والوں کو موت کی تکالیف سے آگاہ کر دے تو ان کا جینا دوبھر ہو جائے اور نیند کا سب مزہ جاتا رہے۔

(الموسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الذکر الموت، الخوف من اللہ تعالیٰ، الحدیث ۱۷۰، ج ۵، ص ۴۴۶)

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم جہاد کی ترغیب دلاتے اور فرماتے: اگر تم شہید نہ ہوگے تو مر جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تلوار کی ہزار ضربیں بھی میرے نزدیک بستر پر مرنے سے آسان ہیں۔

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الذکر الموت، الخوف من اللہ تعالیٰ، الحدیث ۱۸۷، ج ۵، ص ۴۵۱)

بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ

یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا اور صور پھونکا گیا ۳۵ یہ ہے وعدۂ عذاب کا دن ۳۶

الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾ وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ

اور ہر جان یوں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا ۳۷ اور ایک گواہ ۳۸ بے شک تو اس سے

غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَ قَالَ

غفلت میں تھا ۳۹ تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اُٹھایا ۴۰ تو آج تیری نگاہ تیز ہے ۴۱ اور اس کا ہم نشین فرشتہ ۴۲

قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ ؕ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ ۙ مَّنَّاعٍ

بولا یہ ہے ۴۳ جو میرے پاس حاضر ہے حکم ہوگا تم دونوں جہنم میں ڈال دو ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو جو بھلائی

اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کسی مریض کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: بے شک میں اس کی تکلیف جانتا ہوں، اس کی ہر رگ، جدا جدا موت کی اذیت کا شکار ہے۔

(البحرالزخار بمسند البزار، مسند سلمان الفارسی، الحدیث ۲۵۱۲، ج۶ ص ۴۸۰)

۳۴ حق سے مراد یا حقیقتِ موت یا امرِ آخرت جس کو انسان خود معائنہ کرتا ہے یا انجام کار سعادت و شقاوت اور سکرات کی حالت میں مرنے والے سے کہا جاتا ہے کہ موت۔

۳۵ بعث کے لئے۔

۳۶ جس کا اللہ تعالٰی نے کفّار سے وعدہ فرمایا تھا۔

۳۷ فرشتہ جو اسے محشر کی طرف ہانکے۔

۳۸ جو اس کے عملوں کی گواہی دے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ ہانکنے والا فرشتہ ہوگا اور گواہ خود اس کا اپنا نفس۔ ضحاک کا قول ہے کہ ہانکنے والا فرشتہ ہے اور گواہ اپنے اعضائے بدن ہاتھ، پاؤں وغیرہ۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے برسرِ منبر فرمایا کہ ہانکنے والا بھی فرشتہ ہے اور گواہ بھی فرشتہ۔ (جمل) پھر کافر سے کہا جائے گا۔

۳۹ دنیا میں۔

۴۰ جو تیرے دل اور کانوں اور آنکھوں پر پڑا تھا۔

۴۱ کہ تو ان چیزوں کو دیکھ رہا ہے جن کا دنیا میں انکار کرتا تھا۔

۴۲ جو اس کے اعمال لکھنے والا اور اس پر گواہی دینے والا ہے۔ (مدارک و خازن)

۴۳ اس کا نامۂ اعمال۔ (مدارک)

لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبِۣ ﴿۲۵﴾ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ

سے بہت روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ۴۴ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ٹھہرایا تم دونوں اسے سخت

الشَّدِیْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ وَ لٰكِنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۲۷﴾

عذاب میں ڈالو اس کے ساتھی شیطان نے کہا ۴۵ ہمارے رب میں نے اُسے سرکش نہ کیا ۴۶ ہاں یہ آپ ہی دُور کی گمراہی

قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ ﴿۲۸﴾ مَا یُبَدَّلُ

میں تھا ۴۷ فرمائے گا میرے پاس نہ جھگڑو ۴۸ میں تمہیں پہلے ہی عذاب کا ڈر سنا چکا تھا ۴۹ میرے یہاں

الْقَوْلُ لَدَیَّ وَ مَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۲۹﴾ یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ ع ۲ ۱۴ ۱۶

بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی ۵۰ وہ عرض کرے گی

وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ﴿۳۰﴾ وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ

کچھ اور زیادہ ہے ۵۱ اور پاس لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ ان سے دُور نہ ہوگی ۵۲ یہ ہے وہ جس کا

بَعِیْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ

تم وعدہ دیے جاتے ہو ۵۳ ہر رجوع لانے والے نگہداشت والے کے لیے ۵۴ جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے

۴۴ دِین میں۔

۴۵ جو دنیا میں اس پر مسلّط تھا۔

۴۶ یہ شیطان کی طرف سے کافر کا جواب ہے جو جہنّم میں ڈالے جاتے وقت کہے گا کہ اے ہمارے رب مجھے شیطان نے ورغلایا، اس پر شیطان کہے گا کہ میں نے اسے گمراہ نہ کیا۔

۴۷ میں نے اسے گمراہی کی طرف بلایا اس نے قبول کرلیا۔ اس پر ارشادِ الٰہی ہوگا اللہ تعالیٰ۔

۴۸ کہ دارالجزا اور موقفِ حساب میں جھگڑا کچھ نافع نہیں۔

۴۹ اپنی کتابوں میں اور اپنے رسولوں کی زبانوں پر میں نے تمہارے لئے کوئی حجّت باقی نہ چھوڑی۔

۵۰ اللہ تعالیٰ نے جہنّم سے وعدہ فرمایا ہے کہ اسے جنوں اور انسانوں سے بھرے گا، اس وعدہ کی تحقیق کے لئے جہنّم سے یہ سوال فرمایا جائے گا۔

۵۱ اس کے معنٰی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اب مجھ میں گنجائش باقی نہیں، میں بھر چکی۔ اور یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ ابھی اور بھی گنجائش ہے۔

۵۲ عرش کے دہنی طرف جہاں سے اہلِ موقف اس کو دیکھیں گے اور ان سے کہا جائے گا۔

بِالْغَیْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِۣ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾
اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ۵۵ ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ ۵۶ یہ ہمیشگی کا دن ہے ۵۷ اُن کے
لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ فِیْهَا وَ لَدَیْنَا مَزِیْدٌ ﴿۳۵﴾ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ
لیے ہے اس میں جو چاہیں اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے ۵۸ اور اُن سے پہلے ۵۹ ہم نے کتنی سنگتیں (قومیں)
اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِؕ هَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ
ہلاک فرمادیں کہ گرفت میں اُن سے سخت تھیں ۶۰ تو شہروں میں کاوشیں کیں ۶۱ ہے کہیں بھاگنے کی جگہ ۶۲ بے شک
فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِیْدٌ ﴿۳۷﴾ وَ لَقَدْ
اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو ۶۳ یا کان لگائے ۶۴ اور متوجہ ہو اور بے شک

۵۳ رسولوں کی معرفت دنیا میں۔

۵۴ رجوع لانے والے سے وہ مراد ہے جو معصیّت کو چھوڑ کر طاعت اختیار کرے۔ سعید بن مسیّب نے فرمایا اَوّاب وہ ہے جو گناہ کرے، پھر توبہ کرے، پھر اس سے گناہ صادر ہو، پھر توبہ کرے اور نگہداشت والا جو اللہ کے حکم کا لحاظ رکھے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا جو اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور ان سے استغفار کرے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو اللہ تعالٰی کی امانتوں اور اس کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو طاعات کا پابند ہو خدا اور رسول کے حکم بجالائے اور اپنے نفس کی نگہبانی کرے یعنی ایک دم بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ پاس انفاس کرے، اگر تو پاسداری پاس انفاس: بسلطانی رسانندت ازیں پاس: ترا ایک پند بس در ہر دو عالم: ز جانت بر نیاید بے خدا دم۔

۵۵ یعنی اخلاص مند، طاعت پذیر، صحیح العقیدہ دل۔

۵۶ بے خوف و خطر، امن و اطمینان کے ساتھ نہ تمہیں عذاب ہو، نہ تمہاری نعمتیں زائل ہوں۔

۵۷ اب نہ فنا ہے، نہ موت۔

۵۸ جو وہ طلب کریں اور وہ دیدارِ الٰہی و تجلّیِ ربانی ہے جس سے ہر جمعہ کو دارِ کرامت میں نوازے جائیں گے۔

۵۹ یعنی آپ کے زمانہ کے کفّار سے قبل۔

۶۰ یعنی وہ اُمّتیں ان سے قوی اور زبردست تھیں۔

۶۱ اور جستجو میں جابجا پھرا کئے۔

۶۲ موت اور حکمِ الٰہی سے، مگر کوئی ایسی جگہ نہ پائی۔

۶۳ دلِ دانا شبلی قدس سرّہ نے فرمایا کہ قرآنی نصائح سے فیض حاصل کرنے کے لئے قلبِ حاضر چاہئے جس میں

خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ﳓ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ
ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور تکان ہمارے پاس نہ آئی ۶۵ تو اُن

لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ
کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور

قَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَ اسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ
ڈوبنے سے پہلے ۶۶ اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو ۶۷ اور نمازوں کے بعد ۶۸ اور کان لگا کر سنو جس دن

الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿۴۱﴾ یَّوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ
پکارنے والا پکارے گا ۶۹ ایک پاس جگہ سے ۷۰ جس دن چنگھاڑ سنیں گے ۷۱ حق کے ساتھ یہ دن ہے قبروں سے

طرفۃ العین کے لئے بھی غفلت نہ آئے۔

۶۴ قرآن اور نصیحت پر۔

۶۵ شانِ نزول: مفسّرین نے کہا کہ یہ آیت یہود کے رد میں نازل ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کے درمیانی کائنات کو چھ روز میں بنایا جس میں سے پہلا یک شنبہ ہے اور پچھلا جمعہ، پھر وہ معاذ اللہ تھک گیا اور سنیچر کو اس نے عرش پر لیٹ کر آرام کیا، اس آیت میں ان کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ تھکے، وہ قادر ہے کہ ایک آن میں سارا عالَم بنا دے، ہر چیز کو حسبِ اقتضائے حکمت ہستی عطا فرماتا ہے۔ شانِ الٰہی میں یہود کا یہ کلمہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ناگوار ہوا اور شدّتِ غضب سے چہرۂ مبارک پر سرخی نمودار ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین فرمائی اور خطاب ہوا۔

۶۶ یعنی فجر وظہر وعصر کے وقت۔

۶۷ یعنی وقتِ مغرب وعشاء وتہجّد۔

۶۸ حدیث: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام نمازوں کے بعد تسبیح کرنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری) حدیث: سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ تینتیس ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی كل شیء قدیر پڑھے اس کے گناہ بخشے جائیں چاہے سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں یعنی بہت ہی کثیر ہوں۔ (مسلم شریف)

۶۹ یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام۔

۷۰ یعنی صخرۂ بیت المقدس سے، جو آسمان کی طرف زمین کا سب سے قریب مقام ہے۔ حضرت اسرافیل کی ندا یہ

الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ اِلَیْنَا الْمَصِیْرُ ﴿۴۳﴾ یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ

باہر آنے کا بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری طرف پھرنا ہے ف۱ جس دن زمین ان سے پھٹے گی تو

سِرَاعًاؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَیْنَا یَسِیْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَ مَاۤ

جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے ف۲ یہ حشر ہے ہم کو آسان ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں ف۳ اور کچھ تم ان

اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ﴿۴۵﴾ ع ۳/۱۶/۱۷

پر جبر کرنے والے نہیں ف۵ تو قرآن سے نصیحت کرو اسے جو میری دھمکی سے ڈرے

ایاتها ۶۰ ۵۱ سُوْرَةُ الذّٰرِیٰتِ مَكِّیَّةٌ ۶۷ ركوعاتها ۳

سورۂ ذاریات مکی ہے اور اس میں ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًاۙ ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًاۙ ﴿۲﴾ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًاۙ ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ

قسم ان کی جو بکھیر کر اڑانے والیاں ف۲ پھر بوجھ اٹھانے والیاں ف۳ پھر نرم چلنے والیاں ف۴ پھر حکم سے بانٹنے والیاں ف۵

ہوگی اے گلی ہوئی ہڈیو، بکھرے ہوئے جوڑو، ریزہ ریزہ شدہ گوشتو، پراگندہ بالو، اللہ تعالیٰ تمہیں فیصلہ کے لئے جمع ہونے کا حکم دیتا ہے۔

ف۱ سب لوگ۔ مراد اس سے نفخۂ ثانیہ ہے۔

ف۲ آخرت میں۔

ف۳ مردے محشر کی طرف۔

ف۴ یعنی کفّارِ قریش۔

ف۵ کہ انہیں بزور اسلام میں داخل کرو، آپ کا کام دعوت دینا اور سمجھا دینا ہے وکان ھذا قبل الامر بالقتال۔

ف۱ سورۂ ذاریات مکّیہ ہے، اس میں تین ۳ رکوع، ساٹھ ۶۰ آیتیں، تین سو ساٹھ ۳۶۰ کلمے، ایک ہزار دو سو انتالیس ۱۲۳۹ حرف ہیں۔

ف۲ یعنی وہ ہوائیں جو خاک وغیرہ کو اڑاتی ہیں۔

ف۳ یعنی وہ گھٹائیں اور بدلیاں جو بارش کا پانی اٹھاتی ہیں۔

ف۴ وہ کشتیاں جو پانی میں بسہولت چلتی ہیں۔

اَمْرًا ۙ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾ وَّ اِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ

بے شک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وف۶ ضرور سچ ہے اور بے شک انصاف

الْحُبُكِ ۙ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۙ﴿۸﴾ یُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ؕ﴿۹﴾

ضرور ہونا وف۷ آرائش والے آسمان کی قسم وف۸ تم مختلف بات میں ہو وف۹ اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے

قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ﴿۱۱﴾ یَسْــٴَـلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ

جس کی قسمت ہی میں اوندھا یا جانا ہو وف۱۰ مارے جائیں دل سے تراشنے والے جو نشے میں بھولے ہوئے ہیں وف۱۱ پوچھتے

الدِّیْنِ ؕ﴿۱۲﴾ یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ

ہیں وف۱۲ انصاف کا دن کب ہوگا وف۱۳ اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے وف۱۴ اور فرمایا جائے گا چکھو اپنا تپنا

وف۵ یعنی فرشتوں کی وہ جماعتیں جو بحکمِ الٰہی بارش و رزق وغیرہ تقسیم کرتی ہیں اور جن کو اللہ تعالٰی نے مدبّرات الامر کیا ہے اور عالَم میں تدبیر و تصرّف کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ بعض مفسّرین کا قول ہے کہ یہ تمام صفتیں ہواؤں کی ہیں کہ وہ خاک بھی اڑاتی ہیں، بادلوں کو بھی اٹھائے پھرتی ہیں، پھر انہیں لے کر بسہولت چلتی ہیں، پھر اللہ تعالٰی کے بلاد میں اس کے حکم سے بارش کو تقسیم کرتی ہیں۔ قَسم کا مقصودِ اصلی اس چیز کی عظمت بیان کرنا ہے جس کے ساتھ قَسم فرمائی گئی کیونکہ یہ چیزیں کمالِ قدرتِ الٰہی پر دلالت کرنے والی ہیں۔ اربابِ دانش کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ان میں نظر کر کے بعث و جزا پر استدلال کریں کہ جو قادرِ برحق ایسے امورِ عجیبہ پر قدرت رکھتا ہے وہ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کو فنا کرنے کے بعد دوبارہ ہستی عطا فرمانے پر بے شک قادر ہے۔

وف۶ یعنی بعث و جزا۔

وف۷ اور حساب کے بعد نیکی بدی کا بدلہ ضرور ملنا۔

وف۸ جس کو ستاروں سے مزیّن فرمایا ہے کہ اے اہلِ مکّہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اور قرآنِ پاک کے بارے میں۔

وف۹ کبھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساحر کہتے ہو، کبھی شاعر، کبھی کاہن، کبھی مجنون (معاذ اللہ تعالٰی) اسی طرح قرآنِ کریم کو کبھی سحر بتاتے ہو، کبھی شعر، کبھی کہانت، کبھی اگلوں کی داستانیں۔

وف۱۰ اور جو محرومِ ازلی ہے اس سعادت سے محروم رہتا ہے اور بہکانے والوں کے بہکائے میں آتا ہے۔ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے کفّار جب کسی کو دیکھتے کہ ایمان لانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کہتے کہ ان کے پاس کیوں جاتا ہے؟ وہ تو شاعر ہیں، ساحر ہیں۔ کاذب ہیں۔ (معاذ اللہ تعالٰی) اور اسی طرح قرآنِ پاک کو کہتے ہیں کہ وہ شعر ہے، سحر ہے، کذب ہے۔ (معاذ اللہ تعالٰی)

هٰذَا الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِہٖ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۱۵﴾

یہ ہے وہ جس کی تمہیں جلدی تھی و۱۵ بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں و۱۶ اپنے رب کی عطائیں لیتے

اٰخِذِیۡنَ مَاۤ اٰتٰہُمۡ رَبُّہُمۡ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِکَ مُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۶﴾ کَانُوۡا قَلِیۡلًا مِّنَ

ہوئے بے شک وہ اس سے پہلے و۱۷ نیکوکار تھے وہ رات میں کم سویا کرتے و۱۸

الَّیۡلِ مَا یَہۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَ بِالۡاَسۡحَارِ ہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ وَ فِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ

اور پچھلی رات استغفار کرتے و۱۹ اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا

و۱۱ یعنی نشۂ جہالت میں آخرت کو بھولے ہوئے ہیں۔

و۱۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تمسخر اور تکذیب کے طور پر کہ۔

و۱۳ ان کے جواب میں فرمایا جاتا ہے۔

و۱۴ اور انہیں عذاب دیا جائے گا۔

و۱۵ اور دنیا میں تمسخر سے کہا کرتے تھے کہ وہ عذاب جلدی لاؤ جس کا وعدہ دیتے ہو۔

و۱۶ یعنی اپنے رب کی نعمت میں ہیں باغوں کے اندر جن میں لطیف چشمے جاری ہیں۔

و۱۷ دنیا میں۔

و۱۸ اور زیادہ حصّہ شب کا نماز میں گزارتے۔

تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، مَخْزنِ جودوسخاوت، محبوبِ ربُّ العزَّت، مُحسنِ انسانیت عزَّ وجلَّ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کو ارشاد فرمایا۔

رات کو زیادہ نہ سویا کرو کیونکہ شب بھر سونے والا (نفلی عبادات نہ کرنے کے باعث) بروزِ قیامت (نیکیوں کے سلسلے میں) فقیر ہوگا۔

(تذکرۃ الحفاظ: المجلّد الاوّل الجزء ۲ ص ۱۳۳ ۔الطّبقۃ التاسعۃ (الطّرطوسی الحافظ البارع ابوبکر محمد بن عیسیٰ بن یزید التّیمی) دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ایک مرتبہ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے محبوبِ ربِّ داور، خَلْق کے رہبر، ساقیٔ کوثر، شفیعِ روزِ مَحشر، عزَّ وجلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے سامنے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تذکرہ کیا۔تو نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا۔

عبداللہ ایک اچھا شخص ہے، کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ تہجّد بھی ادا کرتا۔

(صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب. من فضائل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۱۳۴۶ رقم الحدیث ۲۴۷۹ دارابن حزم بیروت)

لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْؕ

اور بے نصیب کا ف۲۰ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو ف۲۱ اور خود تم میں ف۲۲

اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَ

تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں اور آسمان میں تمہارا رزق ہے ف۲۳ اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ف۲۴ تو آسمان اور

ع ۲۳/۱۸ الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَاۤ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ ع هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ

زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے

وقف لازم اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًاؕ قَالَ سَلٰمٌۚ قَوْمٌ

معزز مہمانوں کی خبر آئی ف۲۵ جب وہ اس کے پاس آکر بولے سلام کہا سلام ناشناسا لوگ ہیں ف۲۶ پھر اپنے گھر گیا تو

مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیْهِمْ قَالَ

ایک فربہ (موٹا) بچھڑا لے آیا ف۲۷ پھر اُسے ان کے پاس رکھا ف۲۸ کہا کیا تم کھاتے نہیں تو اپنے

ف۱۹ یعنی رات تہجّد اور شب بیداری میں گزارتے ہیں اور بہت تھوڑی دیر سوتے ہیں اور شب کا پچھلا حصّہ استغفار میں گزارتے ہیں اور اتنے سوجانے کو بھی تقصیر سمجھتے ہیں۔

خاتم المرسلین، رحمۃٌ للعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السّالکین، محبوبِ ربِ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں

اللہ تعالٰی کو تین آوازیں پسند ہیں۔ مرغ کی آواز (جو صبح نماز کے لیے جگاتی ہے) تلاوتِ قرآن پاک کی آواز اور صبح سویرے اپنے گناہوں سے مُعافی طلب کرنے والے کی آواز۔

(الفردوس بماثور الخطاب: امّ سعد رضی اللہ تعالٰی عنہما ج ۲ ص ۱۰۱ رقم الحدیث ۲۵۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ف۲۰ منگتا تو وہ جو اپنی حاجت کے لئے لوگوں سے سوال کرے اور محروم وہ کہ حاجت مند ہو اور حیاء سوال بھی نہ کرے۔

ف۲۱ جو اللہ تعالٰی کی وحدانیّت اور اس کی قدرت وحکمت پر دلالت کرتی ہیں۔

ف۲۲ تمہاری پیدائش میں اور تمہارے تغیّرات میں اور تمہارے ظاہر و باطن میں اللہ تعالٰی کی قدرت کے ایسے بے شمار عجائب وغرائب ہیں جس سے بندوں کو اس کی شانِ خدائی معلوم ہوتی ہے۔

ف۲۳ کہ اسی طرف سے بارش کرکے زمین کو پیداوار سے مالا مال کیا جاتا ہے۔

ف۲۴ آخرت کے ثواب وعذاب کا وہ سب آسمان میں مکتوب ہے۔

ف۲۵ جو دس یا بارہ فرشتے تھے۔

ف۲۶ یہ بات آپ نے اپنے دل میں فرمائی۔

اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةًؕ قَالُوْا لَا تَخَفْؕ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ
جی میں اُن سے ڈرنے لگا ۲۹؎ وہ بولے ڈریے نہیں ۳۰؎ اور اُسے ایک علم والے لڑکے کی
عَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ
بشارت دی اس پر اس کی بی بی ۳۱؎ چلاّتی آئی پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ ۳۲؎
عَقِیْمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِۙ قَالَ رَبُّكِؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۰﴾
انھوں نے کہا تمہارے رب نے یونہی فرما دیا ہے اور وہی حکیم دانا ہے

۲۷؎ نفیس بُھنا ہوا۔

۲۸؎ کہ کھائیں۔اور یہ میزبان کے آداب میں سے ہے کہ مہمان کے سامنے کھانا پیش کرے، جب ان فرشتوں نے نہ کھایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے۔

۲۹؎ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آپ کے دل میں بات آئی کہ یہ فرشتے ہیں اور عذاب کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

۳۰؎ ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں۔

۳۱؎ یعنی حضرت سارہ۔

۳۲؎ جس کے کبھی بچّہ نہیں ہوا اور نوّے ۹۰ یا ننانوے ۹۹ سال کی عمر ہو چکی، مطلب یہ تھا کہ ایسی عمر اور ایسی حالت میں بچّہ ہونا نہایت تعجب کی بات ہے۔

الجزء ۲۷

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ

ابراہیم نے فرمایا تو اے فرشتو تم کس کام سے آئے ۳۳ بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف

مُّجْرِمِیْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِیْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ

بھیجے گئے ہیں ۳۴ کہ اُن پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں جو تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں

لِلْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِیْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِیْهَا

کے لیے نشان کئے رکھے ہیں ۳۵ تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لیے تو ہم نے وہاں ایک ہی

غَیْرَ بَیْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۶﴾ وَ تَرَكْنَا فِیْهَاۤ اٰیَةً لِّلَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ الْعَذَابَ

گھر مسلمان پایا ۳۶ اور ہم نے اس میں ۳۷ نشانی باقی رکھی ان کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے

الْاَلِیْمَ ﴿۳۷﴾ وَ فِیْ مُوْسٰۤى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى

ہیں ۳۸ اور موسیٰ میں ۳۹ جب ہم نے اُسے روشن سند لے کر فرعون کے پاس بھیجا ۴۰ تو اپنے لشکر سمیت پھر

بِرُكْنِهٖ وَ قَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ وَ هُوَ

گیا ۴۱ اور بولا جادوگر ہے یا دیوانہ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ اپنے

۳۳ یعنی سوائے اس بشارت کے تمہارا اور کیا کام ہے۔

۳۴ یعنی قومِ لوط کی طرف۔

۳۵ ان پتّھروں پر نشان تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ دنیا کے پتّھروں میں سے نہیں ہیں۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ ہر ایک پتّھر پر اس کا نام مکتوب تھا جو اس سے ہلاک کیا جانے والا تھا۔

۳۶ یعنی ایک ہی گھر کے لوگ، اور وہ حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کی دونوں صاحبزادیاں ہیں۔

۳۷ یعنی قومِ لوط کے اس شہر میں کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد۔

۳۸ تاکہ وہ عبرت حاصل کریں اور ان کے جیسے افعال سے باز رہیں، اور وہ نشانی ان کے اجڑے ہوئے دیار تھے یا وہ پتّھر جن سے وہ ہلاک کئے گئے یا وہ کالا بدبودار پانی جو اس سرزمین سے نکلا تھا۔

۳۹ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی نشانی رکھی۔

۴۰ روشن سند سے مراد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ہیں جو آپ نے فرعون اور فرعونیوں پر پیش فرمائے۔

۴۱ یعنی فرعون نے مع اپنی جماعت کے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے اعراض کیا۔

مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَ فِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ
آپ کو ملامت کر رہا تھا ۴۲ اور عاد میں ۴۳ جب ہم نے اُن پر خشک آندھی بھیجی ۴۴ جس چیز پر گزرتی اُسے
اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَ فِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى
گلی ہوئی چیز کی طرح کر چھوڑتی ۴۵ اور ثمود میں ۴۶ جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک برت لو ۴۷
حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا
تو اُنھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی ۴۸ تو ان کی آنکھوں کے سامنے انھیں کڑک نے آلیا ۴۹ تو وہ نہ
اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ
کھڑے ہو سکے ۵۰ اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے اور اُن سے پہلے قومِ نوح کو ہلاک فرمایا بے شک
كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ ع ۲ ۲۳
وہ فاسق لوگ تھے اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا ۵۱ اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں ۵۲
وَ الْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ
اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑ بنائے ۵۳ کہ تم

۴۲ کہ کیوں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لایا اور کیوں ان پر طعن کئے۔

۴۳ یعنی قومِ عاد کے ہلاک کرنے میں بھی قابلِ عبرت نشانیاں ہیں۔

۴۴ جس میں کچھ بھی خیر و برکت نہ تھی، یہ ہلاک کرنے والی ہوا تھی۔

۴۵ خواہ وہ آدمی ہوں یا جانور یا اور اموال جس چیز کو چھو گئی اس کو ہلاک کر کے ایسا کر دیا گویا کہ وہ مدّتوں کی ہلاک شدہ گلی ہوئی ہے۔

۴۶ یعنی قومِ ثمود کے ہلاک میں بھی نشانیاں ہیں۔

۴۷ یعنی وقتِ موت تک دنیا میں زندگانی کرلو یہی زمانہ تمہاری مہلت کا ہے۔

۴۸ اور حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور ناقہ کی کوچیں کاٹیں۔

۴۹ اور ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کردیئے گئے۔

۵۰ وقتِ نزولِ عذاب نہ بھاگ سکے۔

۵۱ اپنے دستِ قدرت سے۔

۵۲ اس کو اتنی کہ زمین مع اپنے فضا کے اس کے اندر اس طرح آجائے جیسے کہ ایک میدانِ وسیع میں گیند پڑی ہو یا

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْۤا اِلَى اللّٰهِؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌۚ ﴿۵۰﴾ وَ

دھیان کرو ۵۴ تو اللہ کی طرف بھاگو ۵۵ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں اور

لَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌۚ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى

اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں یونہی ۵۶ جب

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌۚ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖۚ

ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات

بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَۚ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ

کہہ مرے ہیں بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں ۵۷ تو اے محبوب تم ان سے منہ پھیر لو تو تم پر کچھ الزام نہیں ۵۸ اور سمجھاؤ

الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے ۵۸ب اور میں نے جنّ اور آدمی اتنے ہی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں ۵۹ میں

یہ معنٰی ہیں کہ ہم اپنی خَلق پر رزق وسیع کرنے والے ہیں۔

۵۳ مثل آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور رات اور دن اور خشکی وتری اور گرمی وسردی اور جن وانس اور روشنی وتاریکی اور ایمان وکفر اور سعادت وشقاوت اور حق وباطل اور نَر ومادّہ کے۔

۵۴ اور سمجھو کہ ان تمام جوڑوں کا پیدا کرنے والا فردِ واحد ہے نہ اس کا نظیر ہے، نہ شریک، نہ ضد، نہ نِد، وہی مستحقِ عبادت ہے۔

۵۵ اس کے ماسوا کو چھوڑ کر اس کی عبادت اختیار کرو۔

۵۶ جیسے کہ ان کفّار نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو ساحر و مجنون کہا ایسے ہی۔

۵۷ یعنی پہلے کفّار نے اپنے پچھلوں کو یہ وصیّت تو نہیں کی کہ تم انبیاء کی تکذیب کرنا اور ان کی شان میں اس طرح کی باتیں بنانا لیکن چونکہ سرکشی اور طغیان کی علّت دونوں میں ہے اس لئے گمراہی میں ایک دوسرے کے موافق رہے۔

۵۸ ب حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: اگر سمجھانا کسی کافر کو شرفِ ایمان کا فائدہ دے تو یہ مسلمان ہی کو نفع دیتا ہے کیونکہ وہ مسلمان ہو چکا ہے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ الذّٰریٰت، تحت الآیۃ ۵۵، ج10، ص۱۹۱)

حجۃ الاسلام حضرت سیّدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لبابُ الاحیاء میں ارشاد فرماتے ہیں:

پس تم پر لازم ہے کہ (سب سے پہلے) اپنے نفس پر توجہ دو اور اسے بار بار اس کی حماقت، جہالت اور دھوکا دہی بتاؤ اور اُسے کہو: تجھے شرم نہیں آتی کہ تُو لوگوں کو احمق وجاہل بتاتا ہے، حالانکہ تو خود سب سے بڑا جاہل ہے، بے شک تو جنت یا دوزخ کی

مَآ اُرِیۡدُ مِنۡهُمۡ مِّنۡ رِّزۡقٍ وَّمَآ اُرِیۡدُ اَنۡ یُّطۡعِمُوۡنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ

اُن سے کچھ رزق نہیں مانگتا ف۶۰ اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں ف۶۱ بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا

ذُو الۡقُوَّةِ الۡمَتِیۡنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ذَنُوۡبًا مِّثۡلَ ذَنُوۡبِ

قوت والا قدرت والا ہے ف۶۲ تو بے شک ان ظالموں کے لیے ف۶۳ عذاب کی ایک باری ہے ف۶۴ جیسے ان کے ساتھ

اَصۡحٰبِهِمۡ فَلَا یَسۡتَعۡجِلُوۡنِ ﴿۵۹﴾ فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ یَّوۡمِهِمُ

والوں کے لیے ایک باری تھی ف۶۵ تو مجھ سے جلدی نہ کریں ف۶۶ تو کافروں کی خرابی ہے ان کے اس دن سے جس کا

طرف جائے گا اور تجھے کیا ہے کہ تو لہو ولعب اور ہنسنے میں مشغول ہے، حالانکہ تو ہر اس کام کے لئے مطلوب ہے، شاید تو موت کو دور سمجھتا ہے حالانکہ وہ قریب ہے، شاید موت آج دن، رات یا کل آجائے اور مستقبل میں واقع ہونے والی ہر چیز قریب ہی ہوتی ہے، کیا تجھے معلوم نہیں کہ وہ اچانک آئے گی اور اس سے پہلے کوئی قاصد نہیں آئے گا۔ (لبابُ الاحیاء ص ۳۷۵)

ف۵۸ کیونکہ آپ رسالت کی تبلیغ فرما چکے اور دعوت و ارشاد میں جہدِ بلیغ صرف کر چکے اور آپ نے اپنی سعی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

شانِ نزول: جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین ہوئے اور آپ کے اصحاب کو بہت رنج ہوا کہ جب رسول علیہ السلام کو اعراض کرنے کا حکم مل گیا تو اب وحی کیوں آئے گی اور جب نبی نے امّت کو تبلیغ بطریقِ اتم فرما دی اور امّت سرکشی سے باز نہ آئی اور رسول کو ان سے اعراض کا حکم مل گیا تو وقت آ گیا کہ ان پر عذاب نازل ہو، اس پر وہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی جو اس آیت کے بعد ہے اور اس میں تسکین دی گئی کہ سلسلۂ وحی منقطع نہیں ہوا ہے، سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت سعادت مندوں کے لئے جاری رہے گی چنانچہ ارشاد ہوا۔

ف۵۹ اور میری معرفت ہو۔

ف۶۰ کہ میرے بندوں کو روزی دیں یا سب کی نہیں تو اپنی ہی روزی خود پیدا کریں کیونکہ رزّاق میں ہوں اور سب کی روزی کا میں ہی کفیل ہوں۔

ف۶۱ میری خَلق کے لئے۔

ف۶۲ سب کو وہی دیتا، وہی پالتا ہے۔

ف۶۳ جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

ف۶۴ حصّہ ہے، نصیب ہے۔

ف۶۵ یعنی اُمَمِ سابقہ کے کفّار کے لئے جو انبیاء کی تکذیب میں ان کے ساتھی تھے، ان کا عذاب و ہلاک میں حصّہ تھا۔

ف۶۶ عذاب نازل کرنے کی۔

الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۶۰﴾ ع

وعدہ دیے جاتے ہیں ؎۷

ایاتہا ۴۹ ۵۲ سُوۡرَۃُ الطُّوۡرِ مَکِّیَّۃٌ ۷۶ رکوعاتہا ۲

سورۃ طور مکی ہے ؎۱ اس میں انچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَ الطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَ کِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾ فِیۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ۙ﴿۴﴾ وَ

طور کی قسم ؎۲ اور اس نوشتہ کی ؎۳ جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت معمور ؎۴ اور

السَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾ وَ الۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَہٗ

بلند چھت ؎۵ اور سلگائے ہوئے سمندر کی ؎۶ بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے ؎۷ اسے کوئی ٹالنے

؎۷ اور وہ روزِ قیامت ہے۔

؎۱ سورۂ طور مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، انچاس ۴۹ آیتیں، تین سو بارہ ۳۱۲ کلمے، ایک ہزار پانچ سو ۱۵۰۰ حرف ہیں۔

؎۲ یعنی اس پہاڑ کی قسم جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرفِ کلام سے مشرف فرمایا۔

؎۳ اس نوشتہ سے مراد یا توریت ہے یا قرآن یا لوحِ محفوظ یا اعمال نویس فرشتوں کے دفتر۔

؎۴ بیت المعمور ساتویں آسمان میں عرش کے سامنے کعبہ شریف کے بالکل مقابل ہے، یہ آسمان والوں کا قبلہ ہے، ہر روز ستّر ہزار فرشتے اس میں طواف و نماز کے لئے حاضر ہوتے ہیں، پھر کبھی انہیں لوٹنے کا موقع نہیں ملتا ۲۴ ہر روز نئے ستّر ہزار حاضر ہوتے ہیں۔ حدیثِ معراج میں بصحت ثابت ہوا ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ساتویں آسمان میں بیت المعمور کو ملاحظہ فرمایا۔

؎۵ اس سے مراد آسمان ہے جو زمین کے لئے بمنزلۂ چھت کے ہے یا عرش جو جنّت کی چھت ہے۔ (قرطبی عن ابنِ عباس)

؎۶ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تمام سمندروں کو آگ کردے گا جس سے جہنّم کی آگ میں اور بھی زیادتی ہوجائے گی۔ (خازن)

؎۷ جس کا کفّار کو وعدہ دیا گیا ہے۔

مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّ تَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ؕ﴿۱۰﴾ فَوَيْلٌ

والا نہیں جس دن آسمان ہلنا سا ہلنا ہلیں گے وہ۸ اور پہاڑ چلنا سا چلنا چلیں گے وہ۹ تو اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى

جھٹلانے والوں کی خرابی ہے وہ۱۰ وہ جو مشغلہ میں وا۱ کھیل رہے ہیں جس دن جہنم کی طرف دھکا

نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَاۤ اَمْ

دے کر دھکیلے جائیں گے و۱۲ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے و۱۳ تو کیا یہ جادو ہے یا

اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۚ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْۤا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّمَا

تمہیں سوجھتا نہیں و۱۴ اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو سب تم پر ایک سا ہے و۱۵ تمہیں

تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ ۙ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَاۤ

اسی کا بدلہ جو تم کرتے تھے و۱۶ بے شک پرہیز گار باغوں اور چین میں ہیں اپنے رب کے دین

اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ

پر شاد شاد و۱۷ اور اُنھیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا و۱۸ کھاؤ اور پیو خوشگواری سے صلہ اپنے

وقف لازم

و۸ چکّی کی طرح گھومیں گے اور اس طرح حرکت میں آئیں گے کہ ان کے اجزاء مختلف و منتشر ہوجائیں۔

و۹ جیسے کہ غبار ہوا میں اڑتا ہے، یہ دن قیامت کا دن ہوگا۔

و۱۰ جو رسولوں کو جھٹلاتے تھے۔

و۱۱ کفر و باطل کے۔

و۱۲ اور جہنّم کے خازن کافروں کے ہاتھ گردنوں سے اور پاؤں پیشانیوں سے ملا کر باندھیں گے اور انہیں منہ کے بل جہنّم میں ڈھکیل دیں گے اور ان سے کہا جائے گا۔

و۱۳ دنیا میں۔

و۱۴ یہ ان سے اس لئے کہا جائے گا کہ وہ دنیا میں سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سحر کی نسبت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہماری نظر بندی کردی ہے۔

و۱۵ نہ کہیں بھاگ سکتے ہو، نہ عذاب سے بچ سکتے ہو اور یہ عذاب۔

و۱۶ دنیا میں کفر و تکذیب۔

و۱۷ اس کے عطاو نعمت، خیر و کرامت پر۔

و۱۸ اور ان سے کہا جائے گا۔

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕيۡنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَةٍ‌ ۚ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ‏ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيۡنَ

اعمال کا ۱۹ تختوں پر تکیہ لگائے جو قطار لگا کر بچھے ہیں اور ہم نے انھیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں سے اور جو

اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُمۡ بِاِيۡمَانٍ اَلۡحَـقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَاۤ اَلَـتۡنٰهُمۡ مِّنۡ

ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی ۲۰ اور ان کے عمل میں

عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ‌ ؕ كُلُّ امۡرِىءٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيۡنٌ‏ ﴿۲۱﴾ وَاَمۡدَدۡنٰهُمۡ بِفَاكِهَةٍ

انھیں کچھ کمی نہ دی ۲۱ سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں ۲۲ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے جو

وَّلَحۡمٍ مِّمَّا يَشۡتَهُوۡنَ‏ ﴿۲۲﴾ يَتَـنَازَعُوۡنَ فِيۡهَا كَاۡسًا لَّا لَغۡوٌ فِيۡهَا وَلَا تَاۡثِيۡمٌ‏ ﴿۲۳﴾ وَ

چاہیں ۲۳ ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بے ہودگی اور نہ گنہگاری ۲۴ اور ان کے خدمت گار لڑکے ان

يَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ غِلۡمَانٌ لَّهُمۡ كَاَنَّهُمۡ لُـؤۡلُـؤٌ مَّكۡنُوۡنٌ‏ ﴿۲۴﴾ وَاَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى

کے گرد پھریں گے ۲۵ گویا وہ موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے ۲۶ اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا

بَعۡضٍ يَّتَسَآءَلُوۡنَ‏ ﴿۲۵﴾ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا قَبۡلُ فِىۡۤ اَهۡلِنَا مُشۡفِقِيۡنَ‏ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ

پوچھتے ہوئے ۲۷ بولے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سہمے ہوئے تھے ۲۸ تو اللہ نے ہم پر احسان

۱۹ جو تم نے دنیا میں کئے کہ ایمان لائے اور خدا اور رسول کی طاعت اختیار کی۔

۲۰ جنّت میں اگرچہ باپ دادا کے درجے بلند ہوں تو بھی ان کی خوشی کے لئے ان کی اولاد ان کے ساتھ ملادی جائے گی اور اللہ تعالٰی اپنے فضل و کرم سے اس اولاد کو بھی وہ درجہ عطا فرمائے گا۔

۲۱ انہیں ان کے اعمال کا پورا ثواب دیا اور اولاد کے درجے اپنے فضل و کرم سے بلند کئے۔

۲۲ یعنی ہر کافر اپنے کفری عمل میں دوزخ کے اندر گرفتار ہے۔ (خازن)

۲۳ یعنی اہلِ جنّت کو ہم نے اپنے احسان سے دم بدم مزید نعمتیں عطا فرمائیں۔

۲۴ جیسا کہ دنیا کی شراب میں قسم قسم کے مفاسد تھے کیونکہ شرابِ جنّت کے پینے سے نہ عقل زائل ہوتی ہے، نہ خصلتیں خراب ہوتی ہیں، نہ پینے والا بے ہودہ بکتا ہے، نہ گنہگار ہوتا ہے۔

۲۵ خدمت کے لئے اور انکے حسن و صفا و پاکیزگی کا یہ عالم ہے۔

۲۶ جنہیں کوئی ہاتھ ہی نہ لگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ کسی جنّتی کے پاس خدمت میں دوڑنے والے غلام ہزار سے کم نہ ہوں گے اور ہر غلام جدا جدا خدمت پر مقرر ہوگا۔

۲۷ یعنی جنّتی جنّت میں ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ دنیا میں کس حال میں تھے اور کیا عمل کرتے تھے، اور یہ دریافت کرنا نعمتِ الٰہی کے اعتراف کے لئے ہوگا۔

عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ

کیا ۲۹ اور ہمیں لُو (گرمی) کے عذاب سے بچا لیا ۳۰ بے شک ہم نے اپنی پہلی زندگی میں ۳۱ اس کی عبادت کی تھی

الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ ع ۴۸ ۲

بے شک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ ۳۲ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون یا

يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

کہتے ہیں ۳۳ یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے ۳۴ تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ ۳۵ میں بھی

الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ

تمہارے انتظار میں ہوں ۳۶ کیا اُن کی عقلیں انھیں یہی بتاتی ہیں ۳۷ یا وہ سرکش لوگ ہیں ۳۸ یا کہتے ہیں

يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا

اُنھوں نے ۳۹ یہ قرآن بنا لیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے ۴۰ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں ۴۱ اگر

۲۸ اللہ تعالٰی کے خوف سے اور اس اندیشہ سے کہ نفس و شیطان خللِ ایمان کا باعث نہ ہوں اور نیکیوں کے روکے جانے اور بدیوں پر گرفت کئے جانے کا بھی اندیشہ تھا۔

۲۹ رحمت اور مغفرت فرما کر۔

۳۰ یعنی آتشِ جہنّم کے عذاب سے جو جسموں میں داخل ہونے کی وجہ سے سموم یعنی لُو کے نام سے موسوم کی گئی۔

۳۱ یعنی دنیا میں اخلاص کے ساتھ صرف۔

۳۲ کفّارِ مکّہ کو۔ اور ان کے کاہن اور مجنوں کہنے کی وجہ سے آپ نصیحت سے باز نہ رہیں اس لئے۔

۳۳ یہ کفّارِ مکّہ آپ کی شان میں۔

۳۴ کہ جیسے ان سے پہلے شاعر مر گئے اور ان کے جتھے ٹوٹ گئے یہی حال ان کا ہونا ہے۔ (معاذ اللہ) اور وہ کفّار یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے والد کی موت جوانی میں ہوئی ہے ان کی بھی ایسی ہی ہوگی۔ اللہ تعالٰی اپنے حبیب سے فرماتا ہے۔

۳۵ میری موت کا۔

۳۶ کہ تم پر عذابِ الٰہی آئے، چنانچہ یہ ہوا اور وہ کفّار بدر میں قتل و قید کے عذاب میں گرفتار کئے گئے۔

۳۷ جو وہ حضور کی شان میں کہتے ہیں شاعر، ساحر، کاہن، مجنون، ایسا کہنا بالکل خلافِ عقل ہے اور طرّہ یہ کہ مجنون بھی کہتے جائیں اور شاعر، ساحر، کاہن بھی اور پھر اپنے عاقل ہونے کا دعوٰی۔

۳۸ کہ عناد میں اندھے ہو رہے ہیں اور کفر و طغیان میں حد سے گزر گئے۔

۳۹ یعنی سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل سے۔

۴۰ اور دشمنی وخبثِ نفس سے ایسے طعن کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر حجّت قائم فرماتا ہے کہ اگر ان کے خیال میں قرآن جیسا کلام کوئی انسان بناسکتا ہے۔

۴۱ جوحسن وخوبی اور فصاحت وبلاغت میں اس کے مثل ہو۔

رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات نبوت میں سے قرآن مجید بھی ایک بہت ہی جلیل القدر معجزہ اور آپ کی صداقت کا ایک فیصلہ کن نشان ہے۔ بلکہ اگر اس کو اعظم المعجزات کہہ دیا جائے تو یہ ایک ایسی حقیقت کا انکشاف ہوگا جس کی پردہ پوشی ناممکن ہے کیونکہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوسرے معجزات تو اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوئے اور آپ کے زمانے ہی کے لوگوں نے اس کو دیکھا مگر قرآن مجید آپ کا وہ عظیم الشان معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔

کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے فصحاء عرب کو قرآن کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک بار اس طرح چیلنج دیا کہ

(اے محبوب) فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان وجن اس کام کے لیے جمع ہوجائیں کہ قرآن کا مثل لائیں تو نہ لاسکیں گے اگرچہ ان کے بعض بعض کی مدد کریں۔

(پ ۱۵، بنی اسراءیل: ۸۸)

مگر کوئی بھی اس خداوندی چیلنج کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوا۔ پھر قرآن نے ایک بار اس طرح چیلنج دیا کہ

یعنی اگر تم لوگ پورے قرآن کا مثل نہیں لاسکتے تو قرآن جیسی دس ہی سورتیں بنا کر لاؤ۔

(پ ۱۲، ہود: ۱۳)

مگر انتہائی جدوجہد کے باوجود یہ بھی نہ ہوسکا۔ پھر قرآن نے اس طرح للکارا کہ

(اے حبیب) آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگوں کو اس میں کچھ شک ہو جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل فرمایا ہے تو تم اس جیسی ایک ہی سورۃ لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے تمام حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

(پ ۱، البقرۃ: ۲۳)

اللہ اکبر! قرآن عظیم کی عظیم الشان ومعجزانہ فصاحت وبلاغت کا بول بالا تو دیکھو کہ عرب کے تمام وہ فصحاء وبلغاء جن کی فصیحانہ شعر گوئی اور خطیبانہ بلاغت کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بج رہا تھا مگر وہ اپنی پوری پوری کوششوں کے باوجود قرآن کی ایک سورۃ کے مثل بھی کوئی کلام نہ لاسکے۔ حد ہوگئی کہ قرآن مجید نے فصحاء عرب سے یہاں تک کہہ دیا کہ

یعنی اگر کفار عرب سچے ہیں تو قرآن جیسی کوئی ایک ہی بات لائیں۔

(پ ۲۷، الطور: ۳۴)

الغرض چار چار مرتبہ قرآن کریم نے فصحاء عرب کو للکارا، چیلنج دیا، جھنجھوڑا کہ وہ قرآن کا مثل بنا کر لائیں۔ مگر تاریخ عالم گواہ ہے کہ چودہ سو برس کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج تک کوئی شخص بھی اس خداوندی چیلنج کو قبول نہ کرسکا اور قرآن کے مثل ایک سورۃ بھی بنا کر نہ لاسکا۔ یہ آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ قرآن مجید حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک لاثانی معجزہ ہے جس کا مقابلہ نہ کوئی کرسکا ہے نہ قیامت تک کرسکتا ہے۔

صٰدِقِیْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا

سچے ہیں کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے ۴۲ یا وہی بنانے والے ہیں ۴۳ یا آسمان اور زمین اُنھوں نے پیدا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ

کئے ۴۴ بلکہ انھیں یقین نہیں ۴۵ یا اُن کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں ۴۶ یا وہ کڑوڑے (حاکم اعلیٰ)

الْمُصَیْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ یَّسْتَمِعُوْنَ فِیْهِ ۚ فَلْیَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ

ہیں ۴۷ یا ان کے پاس کوئی زینہ ہے ۴۸ جس میں چڑھ کر سن لیتے ہیں ۴۹ تو ان کا سننے والا کوئی روشن سند لائے کیا

مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ

اُس کو بیٹیاں اور تم کو بیٹے ۵۰ یا تم ان سے ۵۱ کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں ۵۲ یا اُن

مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَمْ یُرِیْدُوْنَ كَیْدًا

کے پاس غیب ہیں جس سے وہ حکم لگاتے ہیں ۵۳ یا کسی داؤں (فریب) کے ارادہ میں ہیں ۵۴ تو کافروں ہی پر داؤں

۴۲ یعنی کیا وہ ماں باپ سے پیدا نہ ہوئے، جماد، بے عقل ہیں جن پر حجّت قائم نہ کی جائے گی ایسا نہیں یا یہ معنیٰ ہیں کہ کیا وہ نطفہ سے پیدا نہیں ہوئے اور کیا انہیں خدا نے نہیں بنایا۔

۴۳ کہ انہوں نے اپنے آپ کو خود ہی بنالیا ہو یہ بھی محال ہے تو لامحالہ انہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پھر کیا سبب ہے کہ وہ اس کی عبادت نہیں کرتے اور بتوں کو پوجتے ہیں۔

۴۴ یہ بھی نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوائے آسمان و زمین پیدا کرنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا تو کیوں اس کی عبادت نہیں کرتے۔

۴۵ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت و خالقیّت کا اگر اس کا یقین ہوتا تو ضرور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے۔

۴۶ نبوّت اور رزق وغیرہ کے، کہ انہیں اختیار ہو جہاں چاہے خرچ کریں اور جسے چاہیں دیں۔

۴۷ خودمختار جو چاہے کریں کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔

۴۸ آسمان کی طرف لگا ہوا۔

۴۹ اور انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کون پہلے ہلاک ہوگا اور کس کی فتح ہوگی اگر انہیں اس کا دعوٰی ہو۔

۵۰ یہ ان کی سفاہت اور بے وقوفی کا بیان ہے کہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے ہیں جن کو بُرا جانتے ہیں۔

۵۱ دِین کی تعلیم پر۔

فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِیْدُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

(فریب) پڑنا ہے ۵۵ یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے ۵۶ اللہ کو پاکی ان کے شرک سے

یُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَ اِنْ یَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾

اور اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہ بہ تہ بادل ہے ۵۷

فَذَرْهُمْ حَتّٰى یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ فِیْهِ یُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ

توتم انھیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے ۵۸ جس دن اُن کا داؤں

كَیْدُهُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ

(فریب) کچھ کام نہ دے گا اور نہ اُن کی مدد ہو ۵۹ اور بے شک ظالموں کے لیے اس سے پہلے ایک

ذٰلِكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ

عذاب ہے ۶۰ مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں ۶۱ اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو ۶۲ کہ بے شک تم

۵۲ اور تاوان کی زیر باری کے باعث اسلام نہیں لاتے یہ بھی تو نہیں ہے پھر اسلام لانے میں انہیں کیا عذر ہے۔

۵۳ کہ مرنے کے بعد نہ اٹھیں گے اور اٹھے بھی تو عذاب نہ کئے جائیں گے، یہ بات بھی نہیں۔

۵۴ دارالندوہ میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے نبی ہادیِ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضرر و قتل کے مشورے کرتے ہیں۔

۵۵ انکے مکر و کید کا وبال انہیں پر پڑے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے مکر سے محفوظ رکھا اور انہیں بدر میں ہلاک کیا۔

۵۶ جو انہیں روزی دے اور عذابِ الٰہی سے بچا سکے۔

۵۷ یہ جواب ہے کفّار کے اس مقولہ کا جو کہتے تھے کہ ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا کر عذاب کیجئے، اللہ تعالیٰ اسی کے جواب میں فرماتا ہے کہ ان کا کفر و عناد اس حد پر پہنچ گیا ہے کہ اگر ان پر ایسا ہی کیا جائے کہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیا جائے اور آسمان سے اسے گرتے ہوئے دیکھیں تو بھی کفر سے باز نہ آئیں اور براہِ عناد یہی کہیں کہ یہ تو ابر ہے اس سے ہم سیراب ہوں گے۔

۵۸ مراد اس سے نفخۂ اولیٰ کا دن ہے۔

۵۹ غرض کسی طرح عذابِ آخرت سے بچ نہ سکیں گے۔

۶۰ ان کے کفر کے سبب عذابِ آخرت سے پہلے اور وہ عذاب یا تو بدر میں قتل ہونا ہے یا بھوک و قحط کی ہفت سالہ مصیبت یا عذابِ قبر۔

۶۱ کہ وہ عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔

بِاَعْیُنِنَا وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾ وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ

ہماری نگہداشت میں ہو ۶۳ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو ۶۴ اور کچھ رات میں

اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾ ع ۲

اس کی پاکی بولو اور تاروں کے پیٹھ دیتے ۶۵

ایاتہا ۶۲ | ۵۳ سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ ۲۳ | رکوعاتہا ۳

سورۂ نجم مکی ہے ۱ اس میں باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰی ﴿۲﴾ وَ مَا یَنْطِقُ

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے ۲ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے ۳ اور وہ کوئی

۶۲ اور جو مہلت انہیں دی گئی ہے اس پر دل تنگ نہ ہو۔

۶۳ تمہیں وہ کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

۶۴ نماز کے لئے۔ اس سے تکبیرِ اولیٰ کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ پڑھنا مراد ہے یا یہ معنیٰ ہیں کہ جب سو کر اٹھو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کیا کرو یا یہ معنیٰ ہیں کہ ہر مجلس سے اٹھتے وقت حمد و تسبیح بجالایا کرو۔

۶۵ یعنی تاروں کے چھپنے کے بعد۔ مراد یہ ہے کہ ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرو۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ تسبیح سے مراد نماز ہے۔

۱ سورۃ النجم مکّیہ ہے، اس میں تین ۳ رکوع، باسٹھ ۶۲ آیتیں، تین سو ساٹھ ۳۶۰ کلمے، ایک ہزار چار سو پانچ ۱۴۰۵ حرف ہیں۔ یہ وہ پہلی سورت ہے جس کا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا اور حرم شریف میں مشرکین کے روبرو پڑھی۔

۲ نجم کی تفسیر میں مفسّرین کے بہت سے قول ہیں بعض نے ثریّا مراد لیا ہے اگرچہ ثریا کئی تارے ہیں لیکن نجم کا اطلاق ان پر عرب کی عادت ہے۔ بعض نے نجم سے جنسِ نجوم مراد لی ہے۔ بعض نے وہ نباتات جو ساق نہیں رکھتے، زمین پر پھیلتے ہیں۔ بعض نے نجم سے قرآن مراد لیا ہے لیکن سب سے لذیذ تفسیر وہ ہے جو حضرت مترجم قدس سرّہ نے اختیار فرمائی کہ نجم سے مراد ہے ذاتِ گرامی ہادیِ برحق سیّدِ انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ (خازن)

۳ صَاحِبُكُمْ سے مراد سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ معنیٰ یہ ہیں کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی طریقِ حق و ہدایت سے عدول نہ کیا، ہمیشہ اپنے رب کی توحید و عبادت میں رہے، آپ کے دامنِ عصمت پر کبھی کسی

عَنِ الْهَوٰی ۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۴ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۵

بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے ۳ب وہ تو نہیں مگر وحی جو اُنھیں کی جاتی ہے ۴ اُنھیں ۵ سکھایا ۶ سخت قوتوں والے

ذُوْمِرَّةٍ فَاسْتَوٰی ۶ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۷ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۸

طاقتور نے ۷ پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا ۸ اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا ۹ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا ۱۰

امرِ مکروہ کی گرد نہ آئی۔ اور بے راہ نہ چلنے سے یہ مراد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ رشد و ہدایت کی اعلیٰ منزل پر متمکن رہے۔ اعتقادِ فاسد کا شائبہ بھی کبھی آپ کے حاشیۂ بساط تک نہ پہنچ سکا۔

۳ب لہٰذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا احکامِ شریعت کے بارے میں فرمان وحیِ الٰہی ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے رب کا کوئی حکم جاری فرمانا۔

۴ یہ جملہ اولیٰ کی دلیل ہے کہ حضور کا بہکنا اور بے راہ چلنا ممکن و متصور ہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وحیِ الٰہی ہوتی ہے اور اس میں حضور کے خُلقِ عظیم اور آپ کی اعلیٰ منزلت کا بیان ہے۔ نفس کا سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ اپنی خواہش ترک کردے۔ (کبیر)

اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ذات وصفات وافعال میں فنا کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچے کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا تجلّیِ ربّانی کا یہ استیلائے تام ہوا کہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحیِ الٰہی ہوتی ہے۔ (روح البیان)

۵ یعنی سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

۶ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمایا۔ اور اس تعلیم سے مراد قلبِ مبارک تک پہنچا دینا ہے۔

۷ بعض مفسّرین اس طرف گئے ہیں کہ سخت قوّتوں والے طاقتور سے مراد حضرت جبریل ہیں اور سکھانے سے مراد بتعلیمِ الٰہی سکھانا یعنی وحیِ الٰہی کا پہنچانا ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْمِرَّةٍ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنیٰ یہ ہیں کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی۔ (تفسیر روح البیان)

۸ عام مفسّرین نے فَاسْتَوٰی کا فاعل بھی حضرت جبریل کو قرار دیا ہے اور یہ معنیٰ لئے ہیں کہ حضرت جبریلِ امین اپنی اصلی صورت پر قائم ہوئے اور اس کا سبب یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان کی اصلی صورت میں ملاحظہ فرمانے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی تو حضرت جبریل جانبِ مشرق میں حضور کے سامنے نمودار ہوئے اور ان کے وجود سے مشرق سے مغرب تک بھر گیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی انسان نے حضرت جبریل کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل کو دیکھنا تو صحیح ہے اور حدیث سے ثابت ہے لیکن یہ حدیث میں نہیں ہے کہ اس آیت میں حضرت جبریل کو

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ﴿۹﴾ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾

پھر خوب اتر آیا ۱۱ تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ ۱۲ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

فرمائی ۱۳ دل نے جھوٹ نہ کہا ۱۴ جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو ۱۵ اور انھوں

دیکھنا مراد ہے بلکہ ظاہرِ تفسیر میں یہ ہے کہ مراد فَاسْتَوٰی سے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مکانِ عالی اور منزلتِ رفیعہ میں استوٰی فرمانا ہے۔ (تفسیر کبیر) تفسیرِ روح البیان میں ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے افقِ اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر استوٰی فرمایا اور حضرت جبریل سدرۃ المنتہٰی پر رک گئے آگے نہ بڑھ سکے انہوں نے کہا اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو تجلّیاتِ جلال مجھے جلا ڈالیں اور حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آگے بڑھ گئے اور مستوائے عرش سے بھی گزر گئے۔ اور حضرت مترجم قدّس سرّہ کا ترجمہ اس طرف مشیر ہے کہ استوٰی کی اسناد حضرت ربُّ العزّت عزَّ واعلٰی کی طرف ہے، اور یہی قول حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہے۔

۹ یہاں بھی عام مفسّرین اسی طرف گئے ہیں کہ یہ حال جبریلِ امین کا ہے لیکن امام رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حال سیّدِ عالم محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے کہ آپ افقِ اعلیٰ یعنی فوقِ سمٰوات تھے جس طرح کہنے والا کہتا ہے کہ میں نے چھت پر چاند دیکھا پہاڑ پر چاند دیکھا اس کے یہ معنٰی نہیں ہوتے کہ چاند چھت پر یا پہاڑ پر تھا بلکہ یہی معنٰی ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا چھت یا پہاڑ پر تھا اسی طرح یہاں معنٰی ہیں کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام فوقِ سمٰوات پر پہنچے تو تجلّیِ ربّانی آپ کی طرف متوجّہ ہوئی۔

۱۰ اس کے معنٰی میں بھی مفسّرین کے کئی قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبریل کا سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قریب ہونا مراد ہے کہ وہ اپنی صورت اصلی دکھا دینے کے بعد حضورِ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرب میں حاضر ہوئے دوسرے معنٰی یہ ہیں کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرتِ حق کے قرب سے مشرف ہوئے تیسرے یہ کہ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا اور یہ ہی صحیح تر ہے۔

۱۱ اس میں چند قول ہیں ایک تو یہ کہ نزدیک ہونے سے حضور کا عروج و وصول مراد ہے اور اتر آنے سے نزول و رجوع تو حاصلِ معنٰی یہ ہے کہ حق تعالٰی کے قرب میں باریاب ہوئے پھر وصال کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر خلق کی طرف متوجّہ ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت ربُّ العزّت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی تیسرا قول یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقربِ درگاہِ ربوبیّت ہو کر سجدۂ طاعت ادا کیا۔ (روح البیان) بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ قریب ہوا جبّار ربُّ العزّت الخ۔ (خازن)

۱۲ یہ اشارہ ہے تاکیدِ قرب کی طرف کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور باادب احبّاء میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ

اپنی غایت کو پہنچی ۔

ف۱۳ اکثر علماءِ مفسّرین کے نزدیک اس کے معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندۂ خاص حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وحی فرمائی ۔ (جمل) حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ خدا اور رسول کے درمیان کے اسرار ہیں جن پر ان کے سوا کسی کو اطلاع نہیں ۔ بقلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام خَلق سے مخفی رکھا اور نہ بیان فرمایا کہ اپنے حبیب کو کیا وحی فرمائی اور محبّ و محبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔ (روح البیان) علماء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس شب میں جو آپ کو وحی فرمائی گئی وہ کئی قِسم کے علوم تھے ۔ ایک تو علمِ شرائع و احکام جن کی سب کو تبلیغ کی جاتی ہے دوسرے معارفِ الٰہیہ جو خواص کو بتائے جاتے ہیں تیسرے حقائق و نتائجِ علومِ ذوقیہ جو صرف اخص الخواص کو تلقین کئے جاتے ہیں اور ایک قِسم وہ اسرار جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ خاص ہیں کوئی ان کا تحمّل نہیں کرسکتا ۔ (روح البیان)

ف۱۴ آنکھ نے یعنی سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلبِ مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشمِ مبارک نے دیکھا ۔ معنٰی یہ ہیں کہ آنکھ سے دیکھا دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردّد نے راہ نہ پائی اب یہ بات کہ کیا دیکھا بعض مفسّرین کا قول یہ ہے کہ حضرت جبریل کو دیکھا لیکن مذہبِ صحیح یہ ہے کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو دیکھا اور یہ دیکھنا کس طرح تھا چشمِ سر سے یا چشمِ دل سے اس میں مفسّرین کے دونوں قول پائے جاتے ہیں، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رب عزّ وجلّ کو اپنے قلبِ مبارک سے دوبار دیکھا (رواہ مسلم) ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ نے رب عزّ وجلّ کو حقیقۃً چشمِ مبارک سے دیکھا ۔ یہ قول حضرت انس بن مالک اور حسن و عکرمہ کا ہے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خُلّت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور سیّدِ عالَم محمد مصطفٰی کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا ۔ (صلوات اللہ تعالیٰ علیہم) کعب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوبار کلام فرمایا اور حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دومرتبہ دیکھا ۔ (ترمذی) لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیدار کا انکار کیا اور آیت کو حضرت جبریل کے دیدار پر محمول کیا اور فرمایا کہ جو کوئی کہے کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا اس نے جھوٹ کہا اور سند میں لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ تلاوت فرمائی ۔ یہاں چند باتیں قابلِ لحاظ ہیں ایک یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول نفی میں ہے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثبات میں اور مثبت ہی مقدم ہوتا ہے کیونکہ نافی کسی چیز کی نفی اس لئے کرتا ہے کہ اس نے سنا نہیں اور مثبت اثبات اس لئے کرتا ہے کہ اس نے سنا اور جانا تو علم مثبت کے پاس ہے علاوہ بریں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کلام حضور سے نقل نہیں کیا بلکہ آیت سے اپنے استنباط پر اعتماد فرمایا یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

أُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ يَغْشَى

نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا و۱۶ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس و۱۷ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے جب سدرہ پر چھا رہا تھا

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ

جو چھا رہا تھا و۱۸ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی و۱۹ بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں و۲۰

عنہا کی رائے ہے اور آیت میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے نہ رویت کی۔

مسئلہ: صحیح یہ ہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدارِ الٰہی سے مشرّف فرمائے گئے۔ مسلم شریف کی حدیثِ مرفوع سے بھی یہی ثابت ہے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو بحر الامّۃ ہیں، وہ بھی اسی پر ہیں۔ مسلم کی حدیث ہے رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِیْ وَبِقَلْبِیْ میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ قسم کھاتے تھے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج اپنے رب کو دیکھا۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حدیثِ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قائل ہوں حضور نے اپنے رب کو دیکھا اس کو دیکھا اس کو دیکھا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہی رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہوگیا۔

و۱۵ یہ مشرکین کو خطاب ہے جو شبِ معراج کے واقعات کا انکار کرتے اور اس میں جھگڑتے تھے۔

و۱۶ کیونکہ تخفیف کی درخواستوں کے لئے چند بار عروج و نزول ہوا، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب عزَّ وجلّ کو اپنے قلبِ مبارک سے دو مرتبہ دیکھا اور انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور نے رب عزَّ وجلّ کو آنکھ سے دیکھا۔

بعض اس پوری سورت کو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مانتے ہیں اور اَصَحّ وَاَرْجَح اور نظمِ قرآنی سے اَوْفَق وہی ہے جو جُمہور صحابہ کرام و تابعین عِظام و آئمہ اِعلام کا مذہب ہے۔ کہ یہ تمام ضمیریں ربُّ الْعِزَّۃ جل جلالہٗ کی طرف راجع۔

(تفسیر کبیر، پ ۲۷، النجم تحت الآیۃ ۱۳، ج ۱۰، ص ۲۴۳)

و۱۷ سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے جس کی اصل (جڑ) چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں پھیلی ہیں اور بلندی میں وہ ساتویں آسمان سے بھی گزر گیا ملائکہ اور ارواحِ شہداء و اتقیاء اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں۔

و۱۸ یعنی ملائکہ اور انوار۔

و۱۹ اس میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالِ قوّت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں آپ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے، داہنے بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے، نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری، نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقامِ عظیم میں ثابت رہے۔

و۲۰ یعنی حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج عجائبِ مُلک و ملکوت کا ملاحظہ فرمایا اور آپ کا علم تمام

الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ

تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزّٰی اور اس تیسری منات کو ف۲۱ کیا تم کو بیٹا

الذَّكَرُ وَ لَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ

اور اس کو بیٹی ف۲۲ جب تو یہ سخت بھونڈی (غلط) تقسیم ہی ف۲۳ وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ

سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں ف۲۴ اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اُتاری وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں

اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ

کے پیچھے ہیں ف۲۵ حالانکہ بے شک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی ف۲۶ کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ

ع ۱ ۲۵ ۵ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ

وہ خیال باندھے ف۲۷ تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے ف۲۸ اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ

معلوماتِ غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہو گیا جیسا کہ حدیثِ اختصامِ ملائکہ میں وارد ہوا ہے اور دوسری اور احادیث میں آیا ہے۔ (روح البیان)

ف۲۱ لات و عزّٰی اور منات بتوں کے نام ہیں جنہیں مشرکین پوجتے تھے۔ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے ان بتوں کو دیکھا یعنی بنظرِ تحقیق و انصاف اگر اس طرح دیکھا ہو تو تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ محض بے قدرت ہیں اور اللہ تعالٰی قادرِ برحق کو چھوڑ کر ان بے قدرت بتوں کو پوجنا اور اس کا شریک ٹھہرانا کس قدر ظلمِ عظیم اور خلافِ عقل و دانش ہے اور مشرکینِ مکّہ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ بت اور فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اس پر اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔

ف۲۲ جو تمہارے نزدیک ایسی بُری چیز ہے کہ جب تم میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ بگڑ جاتا ہے اور رنگ تاریک ہو جاتا ہے اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے حتّٰی کہ تم بیٹیوں کو زندہ درگور کر ڈالتے ہو پھر بھی اللہ تعالٰی کی بیٹیاں بتاتے ہو۔

ف۲۳ کہ جو چیز بُری سمجھتے ہو وہ خدا کے لئے تجویز کرتے ہو۔

ف۲۴ یعنی ان بتوں کا نام اِلٰہ اور معبود تم نے اور تمہارے باپ دادا نے بالکل بیجا اور غلط طور پر رکھ لیا ہے، نہ یہ حقیقت میں اِلٰہ ہیں، نہ معبود۔

ف۲۵ یعنی ان کا بتوں کو پوجنا عقل و علم و تعلیمِ الٰہی کے خلاف اتباعِ نفس و ہوا اور وہم پرستی کی بنا پر ہے۔

ف۲۶ یعنی کتابِ الٰہی اور خدا کے رسول جنہوں نے صراحت کے ساتھ بار بار بتایا کہ بت معبود نہیں اور اللہ تعالٰی کے سوائے کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔

لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْــٴًـا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْضٰی ﴿۲۶﴾

ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب کہ اللہ اجازت دے دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے ف۲۹

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓىٕكَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰی ﴿۲۷﴾

بے شک وہ جو آخرت پر ایمان رکھتے نہیں ف۳۰ ملائکہ کا نام عورتوں کا سا رکھتے ہیں ف۳۱

وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ

اور انھیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا ف۳۲

الْحَقِّ شَیْــٴًـاۚ ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ﳔ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ

تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا ف۳۳ اور اس نے نہ چاہی مگر

الدُّنْیَاؕ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

دنیا کی زندگی ف۳۴ یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے ف۳۵ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا

سَبِیْلِهٖۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰی ﴿۳۰﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِۙ ع

اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

ف۲۷ یعنی کافر جو بتوں کے ساتھ جھوٹی امیدیں رکھتے ہیں کہ وہ ان کے کام آئیں گے، یہ امیدیں باطل ہیں۔

ف۲۸ جسے جو چاہے دے اس کی عبادت کرنا اور اسی کو راضی رکھنا کام آئے گا۔

ف۲۹ یعنی ملائکہ باوجود یہ کہ بارگاہِ الٰہی میں قرب و منزلت رکھتے ہیں، بعد ازاں صرف اس کے لئے شفاعت کریں گے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو یعنی مومن موحّد کے لئے، تو بتوں سے شفاعت کی امید رکھنا نہایت باطل ہے کہ نہ انہیں بارگاہِ حق میں قرب حاصل، نہ کفّار شفاعت کے اہل۔

ف۳۰ یعنی کفّار منکرینِ بعث۔

ف۳۱ کہ انہیں خدا کی بیٹیاں بتاتے ہیں۔

ف۳۲ امرِ واقعی اور حقیقتِ حال علم و یقین سے معلوم ہوتی ہے نہ کہ وہم و گمان سے۔

ف۳۳ یعنی قرآن پر ایمان سے۔

ف۳۴ آخرت پر ایمان نہ لایا کہ اس کا طالب ہوتا۔

ف۳۵ یعنی وہ اس قدر کم عقل و کم علم ہیں کہ انہوں نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی ہے یا یہ معنیٰ ہیں کہ ان کے علم کی انتہا وہم و گمان ہیں جو انہوں نے باندھ رکھے ہیں کہ (معاذ اللہ) فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں ان کی شفاعت کریں گے اور

لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰیۚ(۳۱)

تا کہ بُرائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَؕ-اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ

وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں ۳۶ مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے ۳۷ بے شک تمہارے رب

الْمَغْفِرَةِؕ-هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ

کی مغفرت وسیع ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے ۳۸ تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں

اُمَّهٰتِكُمْۚ-فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ-هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى۠(۳۲) اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ ع ۲/۶

حمل تھے تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ ۳۹ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیز گار ہیں ۴۰ تو کیا تم نے دیکھا جو

تَوَلّٰىۙ(۳۳) وَ اَعْطٰى قَلِیْلًا وَّ اَكْدٰى(۳۴) اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰى(۳۵) اَمْ لَمْ

پھر گیا ۴۱ اور کچھ تھوڑا سا دیا اور روک رکھا ۴۲ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے ۴۳ کیا اُسے

اس وہمِ باطل پر بھروسہ کرکے انہوں نے ایمان اور قرآن کی پرواہ نہ کی۔

۳۶ گناہ وہ عمل ہے جس کا کرنے والا عذاب کا مستحق ہو اور بعض اہلِ علم نے فرمایا کہ گناہ وہ ہے جس کا کرنے والا ثواب سے محروم ہو بعض کا قول ہے ناجائز کام کرنے کو گناہ کہتے ہیں۔ بہرحال گناہ کی دو قسمیں ہیں صغیرہ اور کبیرہ۔ کبیرہ وہ جس کا عذاب سخت ہو اور بعض علماء نے فرمایا کہ صغیرہ وہ جس پر وعید نہ ہو۔ کبیرہ وہ جس پر وعید ہو اور فواحش وہ جن پر حد ہو۔

۳۷ کہ اتنا تو کبائر سے بچنے کی برکت سے معاف ہوجاتا ہے۔

۳۸ شانِ نزول: یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو نیکیاں کرتے تھے اور اپنے عملوں کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے حج۔

۳۹ یعنی تفاخراً اپنی نیکیوں کی تعریف نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات کا خود جاننے والا ہے وہ ان کی ابتداءِ ہستی سے آخرِ ایام کے جملہ احوال جانتا ہے۔

مسئلہ: اس آیت میں ریا اور خود نمائی اور خود سرائی کی ممانعت فرمائی گئی لیکن اگر نعمتِ الٰہی کے اعتراف اور اطاعت و عبادت پُر مسرّت اور اس کے ادائے شکر کے لئے نیکیوں کا ذکر کیا جائے تو جائز ہے۔

۴۰ اور اسی کا جاننا کافی وہی جزا دینے والا ہے دوسروں پر اظہار اور نام و نمود سے کیا فائدہ۔

۴۱ اسلام سے۔

شانِ نزول: یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دِین میں اتباع کیا

يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے ۴۴ اور ابراہیم کے جو پورے احکام بجالایا ۴۵ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی

اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾

جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی ۴۶ اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش ۴۷ اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے

تھا، مشرکین نے اس کو عار دلائی اور کہا کہ تو نے بزرگوں کا دِین چھوڑ دیا اور تو گمراہ ہوگیا اس نے کہا میں نے عذابِ الٰہی کے خوف سے ایسا کیا تو عار دلانے والے کافر نے اس سے کہا کہ اگر تو شرک کی طرف لوٹ آئے اور اس قدر مال مجھ کو دے تو تیرا عذاب میں اپنے ذمّے لیتا ہوں اس پر ولید اسلام سے منحرف و مرتد ہو کر پھر شرک میں مبتلا ہوگیا اور جس شخص سے مال دینا ٹھہرا تھا اس نے تھوڑا سا دیا اور باقی سے منع کر دیا۔

۴۲ باقی۔

شانِ نزول: یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل سہمی کے حق میں نازل ہوئی وہ اکثر امور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تائید و موافقت کیا کرتا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی کہ اس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی قسم محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہمیں بہترین اخلاق کا حکم فرماتے ہیں۔ اس تقدیر پر معنٰی یہ ہیں کہ تھوڑا سا اقرار کیا اور حقِ لازم میں سے قدرے قلیل ادا کیا اور باقی سے باز رہا یعنی ایمان نہ لایا۔

۴۳ کہ دوسرا شخص اس کا بارِ گناہ اٹھالے گا اور اس کے عذاب کو اپنے ذمّہ لے گا۔

۴۴ یعنی اسفارِ توریت میں۔

۴۵ یہ حضرت ابراہیم کی صفت ہے کہ انہیں جو کچھ حکم دیا گیا تھا وہ انہوں نے پورے طور پر ادا کیا اس میں بیٹے کا ذبح بھی ہے اور اپنا آگ میں ڈالا جانا بھی اور اس کے علاوہ اور مامورات بھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس مضمون کا ذکر فرماتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں مذکور فرمایا گیا تھا۔

۴۶ اور کوئی دوسرے کے گناہ پر نہیں پکڑا جاتا اس میں اس شخص کے قول کا ابطال ہے جو ولید بن مغیرہ کے عذاب کا ذمّہ دار بنا تھا اور اس کے گناہ اپنے ذمّہ لینے کو کہتا تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ زمانۂ حضرت ابراہیم سے پہلے لوگ آدمی کو دوسرے کے گناہ پر بھی پکڑ لیتے تھے اگر کسی نے کسی کو قتل کیا ہوتا تو بجائے اس قاتل کے اس کے بیٹے یا بھائی یا بی بی یا غلام کو قتل کر دیتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا تو آپ نے اس کی ممانعت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہنچایا کہ کوئی کسی کے بارِ گناہ میں ماخوذ نہیں۔

۴۷ یعنی عمل۔ مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی ہی نیکیوں سے فائدہ پاتا ہے یہ مضمون بھی صُحُفِ ابراہیم و موسیٰ کا ہے۔ علیہما السلام اور کہا گیا ہے کہ ان ہی امّتوں کے لئے خاص تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ حکم

ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰىۙ(۴۱) وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰىۙ(۴۲) وَ اَنَّهٗ هُوَ

گی ۴۸ پھر اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے ۴۹ اور یہ کہ وہ ہی

اَضْحَكَ وَ اَبْكٰىۙ(۴۳) وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْیَاۙ(۴۴) وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ

ہے جس نے ہنسایا اور رولایا ۵۰ اور یہ کہ وہی ہے جس نے مارا اور جلایا ۵۱ اور یہ کہ اسی نے دو جوڑے

وَ الْاُنْثٰىۙ(۴۵) مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى۪(۴۶) وَ اَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰىۙ(۴۷)

بنائے نر اور مادہ نطفہ سے جب ڈالا جائے ۵۲ اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے پچھلا اٹھانا (دوبارہ زندہ کرنا) ۵۳

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰىۙ(۴۸) وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰىۙ(۴۹) وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَاﰳ

اور یہ کہ اسی نے غنیٰ دی اور قناعت دی اور یہ کہ وہی ستارہ شعریٰ کا رب ہے ۵۴ اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو

ہماری شریعت میں آیت اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ سے منسوخ ہوگیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں کی وفات ہوگئی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں کیا نافع ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ مسائل اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ میّت کو صدقات و طاعات سے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے پہنچتا ہے اور اس پر علماء امّت کا اجماع ہے اور اسی لئے مسلمانوں میں معمول ہے کہ وہ اپنے اموات کو فاتحہ، سوم، چہلم، برسی، عرس وغیرہ میں طاعات وصدقات سے ثواب پہنچاتے رہتے ہیں یہ عمل احادیث کے بالکل مطابق ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں انسان سے کافر مراد ہے اور معنیٰ یہ ہیں کہ کافر کو کوئی بھلائی نہ ملے گی بجز اس کے جو اس نے کی ہو کہ دنیا ہی میں وسعتِ رزق یا تندرستی وغیرہ سے اس کا بدلہ دے دیا جائے گا تاکہ آخرت میں اس کا کچھ حصّہ باقی نہ رہے۔ اور ایک معنیٰ آیت کے مفسّرین نے یہ بھی بیان کئے ہیں کہ آدمی بمقتضائے عدل وہی پائے گا جو اس نے کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جو چاہے عطا فرمائے۔ اور ایک قول مفسّرین کا یہ بھی ہے کہ مومن کے لئے دوسرا مومن جو نیکی کرتا ہے وہ نیکی خود اسی مومن کی شمار کی جاتی ہے جس کے لئے کی گئی ہو کیونکہ اس کا کرنے والا مثل نائب و وکیل کے اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔

۴۸ آخرت میں۔

۴۹ آخرت میں اسی کی طرف رجوع ہے وہی اعمال کی جزا دے گا۔

۵۰ جسے چاہا خوش کیا، جسے چاہا غمگین کیا۔

۵۱ یعنی دنیا میں موت دی اور آخرت میں زندگی عطا فرمائی۔ یا یہ معنیٰ کہ باپ دادا کو موت دی اور ان کی اولاد کو زندگی بخشی، یا یہ مراد کہ کافروں کو موتِ کفر سے ہلاک کیا اور ایمانداروں کو ایمانی زندگی بخشی۔

۵۲ رحم میں۔

الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَ ثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ

ہلاک فرمایا ۵۵ اور ثمود کو ۵۶ تو کوئی باقی نہ چھوڑا اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو ۵۷ بے شک وہ ان سے بھی ظالم اور سرکش

وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ

تھے ۵۸ اور اُس نے اُلٹنے والی بستی کو نیچے گرایا ۵۹ تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا ۶۰ تو اے سُننے والے اپنے رب کی کونسی

تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَیْسَ لَهَا مِنْ

نعمتوں میں شک کرے گا یہ ۶۱ ایک ڈر سنانے والے ہیں اگلے ڈرانیوالوں کی طرح ۶۲ پاس آئی پاس آنے والی ۶۳ اللہ

دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ

کے سوا اس کا کوئی کھولنے ۶۴ والا نہیں تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو ۶۵ اور ہنستے ہو

۵۳ یعنی موت کے بعد زندہ فرمانا۔

۵۴ جو کہ شدّتِ گرما میں جوزاء کے بعد طالع ہوتا ہے۔ اہلِ جاہلیّت اس کی عبادت کرتے تھے اس آیت میں بتایا گیا کہ سب کا رب اللہ ہے اس ستارہ کا رب بھی اللہ ہی ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو۔

۵۵ بادِ صرصر سے عاد دو ۲ ہیں ایک تو قومِ ہود، ان کو پہلی عاد کہتے ہیں اور ان کے بعد والوں کو دوسری عاد کہ وہ انہیں کے اعقاب تھے۔

۵۶ جو صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔

۵۷ غرق کر کے ہلاک کیا۔

۵۸ کہ حضرت نوح علیہ السلام ان میں ہزار برس کے قریب تشریف فرما رہے مگر انہوں نے دعوت قبول نہ کی اور ان کی سرکشی کم نہ ہوئی۔

۵۹ مراد اس سے قومِ لوط کی بستیاں ہیں جنہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکمِ الٰہی اٹھا کر اوندھا ڈال دیا اور زیر و زبر کر دیا۔

۶۰ یعنی نشان کئے ہوئے پتھر برسائے۔

۶۱ یعنی سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۶۲ جو اپنی قوموں کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔

۶۳ یعنی قیامت۔

۶۴ یعنی وہی اس کو ظاہر فرمائے گا۔ یا یہ معنیٰ ہیں کہ اس کے اہوال اور شدائد کو اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں دفع کر سکتا اور اللہ تعالیٰ دفع نہ فرمائے گا۔

وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿٦٢﴾ ع ۳ السجدۃ ۱۲

اور روتے نہیں ولا اور تم کھیل میں پڑے ہو تو اللہ کے لیے سجدہ اور اس کی بندگی کرو ولا

اٰیاتھا ۵۵ | ۵۴ سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۷ | رکوعاتھا ۳

سورۂ قمر مکی ہے ول اس میں پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ

پاس آئی قیامت اور و۲ شق ہو گیا چاند و۳ اور اگر دیکھیں و۴ کوئی نشانی تو منہ پھیرتے و۵ اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے

و۶۵ یعنی قرانِ مجید سے منکر ہوتے ہو۔

و۶۶ اس کے وعدہ، وعید سن کر۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم اتنا روئے کہ ان کے آنسو انکے رخساروں پر بہنے لگے۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتا ہوا دیکھ کر ہم بھی رونے لگے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ اللہ عزوجل کے خوف سے روئے گا جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور گناہ پر اصرار کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا اور اگر لوگ گناہ نہ کریں تو اللہ عزوجل ایسی قوم کو لائے گا جو گناہ کریں گے پھر اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرمادے گا۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ، رقم ۷۹۸، ج۱، ص ۴۸۹)

و۶۷ کہ اس کے سوائے کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔

و۱ سورۂ قمر مکّیہ ہے سوائے آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ کے، اس میں تین ۳ رکوع، پچپن ۵۵ آیتیں اور تین سو بیالیس ۳۴۲ کلمے اور ایک ہزار چار سو تئیس ۱۴۲۳ حرف ہیں۔

و۲ اس کے نزدیک ہونے کی نشانی ظاہر ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ سے۔

و۳ دو پارہ ہو کر شق القمر جس کا اس آیت میں بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزاتِ باہرہ میں سے ہے، اہلِ مکّہ نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک معجزہ کی درخواست کی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند شق کر کے دکھایا، چاند کے دو حصّے ہو گئے اور ایک حصّہ دوسرے سے جدا ہو گیا اور فرمایا کہ گواہ رہو، قریش نے کہا محمد (مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جادو سے ہماری نظر بند کر دی ہے، اس پر انہیں کی جماعت کے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ نظر بندی ہے تو باہر کہیں بھی کسی کو چاند کے دو حصّے نظر نہ آئے ہوں گے، اب جو قافلے آنے والے ہیں

مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَ كَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾ وَ لَقَدْ

چلا آتا اور اُنھوں نے جھٹلایا ۶ؑ اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے ۷ؑ اور ہر کام قرار پا چکا ہے ۸ؑ اور بے شک

جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾

ان کے پاس وہ خبریں آئیں ۹ؑ جن میں کافی روک تھی ۱۰ؑ انتہا کو پہنچی ہوئی حکمت پھر کیا کام دیں ڈر سنانے والے

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿۶﴾ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ

وقف لازم

تو تم اُن سے منہ پھیر لو ۱۱ؑ جس دن بلانے والا ۱۲ؑ ایک سخت بے پہچانی بات کی طرف بلائے گا ۱۳ؑ

ان کی جستجو رکھو اور مسافروں سے دریافت کرو، اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند شق ہونا دیکھا گیا ہے تو بے شک معجزہ ہے چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا کہ اس روز چاند کے دو حصّے ہو گئے تھے، مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی اور وہ جاہلانہ طور پر جادو ہی جادو کہتے رہے، صحاح کی احادیثِ کثیرہ میں اس معجزۂ عظیمہ کا بیان ہے اور خبر اس درجۂ شہرت کو پہنچ گئی ہے کہ اس کا انکار کرنا عقل و انصاف سے دشمنی اور بے دینی ہے۔

(تفسیر جلالین، ص ۴۴۰، پ ۲۷، القمر: ۱، بتغیر)

(شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الرابع فی معجزاتہ... الخ، ج ۶، ص ۴۷۵، ۴۷۶)

۴ؑ اہلِ مکّہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صدق و نبوّت پر دلالت کرنے والی۔

۵ؑ اس کی تصدیق اور نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام پر ایمان لانے سے۔

۶ؑ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اور ان معجزات کو جو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔

۷ؑ ان اباطیل کے جو شیطان نے ان کے دل نشین کیں تھیں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات کی تصدیق کی تو ان کی سرداری تمام عالَم میں مسلّم ہو جائے گی اور قریش کی کچھ بھی عزّت وقدر باقی نہ رہے گی۔

۸ؑ وہ اپنے وقت پر ہونے ہی والا ہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دِین غالب ہو کر رہے گا۔

۹ؑ پچھلی امّتوں کی جو اپنے رسولوں کی تکذیب کرنے کے سبب ہلاک کئے گئے۔

۱۰ؑ کفر و تکذیب سے اور انتہا درجہ کی نصیحت۔

۱۱ؑ کیونکہ وہ نصیحت و انداز سے پند پزیر ہونے والے نہیں۔ (وَكَانَ هٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ثُمَّ نُسِخَ)

۱۲ؑ یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام صخرۂ بیتُ المقدس پر کھڑے ہو کر۔

۱۳ؑ جس کی مثل سختی کبھی نہ دیکھی ہو گی اور وہ ہولِ قیامت و حساب ہے۔

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿۷﴾ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ
نیچی آنکھیں کئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹڈی ہیں پھیلی ہوئی وا۱ بلانے والے کی طرف لپکتے

يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا
ہوئے و۱۵ کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے ان سے و۱۶ پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندہ و۱۷ کو جھوٹا بتایا

وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ﴿۹﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ فَفَتَحْنَاۤ
اور بولے وہ مجنون ہے اور اُسے جھڑکا و۱۸ تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے تو ہم نے

اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى
آسمان کے دروازے کھول دیے زور کے بہتے پانی سے و۱۹ اور زمین چشمے کر کے بہا دی و۲۰ تو دونوں

اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ
پانی و۲۱ مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی و۲۲ اور ہم نے نوح کو سوار کیا و۲۳ تختوں اور کیلوں والی پر کہ ہماری نگاہ کے روبرو

جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَيْفَ كَانَ
بہتی و۲۴ اس کے صلہ میں و۲۵ جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا اور ہم نے اُسے و۲۶ نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے

و۱۴ ہر طرف خوف سے حیران، نہیں جانتے کہاں جائیں۔

و۱۵ یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز کی طرف۔

و۱۶ یعنی قریش سے۔

و۱۷ نوح علیہ السلام۔

و۱۸ اور دھمکایا کہ اگر تم اپنے پند و نصیحت اور وعظ و دعوت سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے، سنگسار کر ڈالیں گے۔

و۱۹ جو چالیس روز تک نہ تھما۔

و۲۰ یعنی زمین سے اس قدر پانی نکلا کہ تمام زمین مثل چشموں کے ہو گئی۔

و۲۱ آسمان سے برسنے والے اور زمین سے ابلنے والے۔

و۲۲ اور لوحِ محفوظ میں مکتوب تھی کہ طوفان اس حد تک پہنچے گا۔

و۲۳ ایک کشتی۔

و۲۴ ہماری حفاظت میں۔

و۲۵ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے۔

و۲۶ یعنی اس واقعہ کو کہ کفّار غرق کر کے ہلاک کر دیئے گئے اور حضرت نوح علیہ السلام کو نجات دی گئی۔ اور بعض

عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾

تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میری دھمکیاں اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا ۲۷

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ

۲۸ عاد نے جھٹلایا ۲۹ تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرے ڈر دلانے کے فرمان ۳۰ بے شک ہم نے اُن پر

رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ

ایک سخت آندھی بھیجی ۳۱ ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لیے رہی ۳۲ لوگوں کو یوں دے مارتی تھی کہ گویا وہ

نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ڈنڈ (سوکھے تنے) ہیں تو کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ ع كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا (ع ۱ ۲۲ ۸)

کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا ۳۳ تو بولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی تابعداری

نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ هُوَ

کریں ۳۴ جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں ۳۵ کیا ہم سب میں سے اس پر ۳۶ ذکر اُتارا گیا ۳۷ بلکہ یہ سخت

مفسّرین کے نزدیک تَرَكْنٰهَا کی ضمیر کشتی کی طرف رجوع کرتی ہے۔ قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو سرزمینِ جزیرہ میں اور بعض کے نزدیک جودی پہاڑ پر مدّتوں باقی رکھا یہاں تک کہ ہماری امّت کے پہلے لوگوں نے اس کو دیکھا۔

۲۷ جو پند پذیر ہو اور عبرت حاصل کرے۔

۲۸ اس آیت میں قرآنِ کریم کی تعلیم و تعلّم اور اس کے ساتھ اشتغال رکھنے اور اسکو حفظ کرنے کی ترغیب ہے اور یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ قرآن یاد کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور اس کا حفظ سہل و آسان فرما دینے ہی کا ثمرہ ہے کہ بچّے تک اس کو یاد کر لیتے ہیں سوائے اس کے کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جو یاد کی جاتی ہو اور سہولت سے یاد ہو جاتی ہو۔

۲۹ اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کو اس پر وہ مبتلائے عذاب کئے گئے۔

۳۰ جو نزولِ عذاب سے پہلے آ چکے تھے۔

۳۱ بہت تیز چلنے والی، نہایت ٹھنڈی، سخت سناٹے والی۔

۳۲ حتّٰی کہ ان میں کوئی نہ بچا، سب ہلاک ہو گئے اور وہ دن مہینہ کا پچھلا بدھ تھا۔

۳۳ اپنے نبی حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا انکار کر کے اور ان پر ایمان نہ لا کر۔

كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا

جھوٹا اترونا (شیخی باز) ہے ۳۸ بہت جلد کل جان جائیں گے ۳۹ کون تھا بڑا جھوٹا اترونا (شیخی باز) ہم

النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَ نَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ

ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کی جانچ کو ۴۰ تو اے صالح تو راہ دیکھ ۴۱ اور صبر کر ۴۲ اور اُنھیں خبر دے دے کہ پانی ان میں

بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ

حصوں سے ہے ۴۳ ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے ۴۴ تو انہوں نے اپنے ساتھی کو ۴۵ پکارا تو اُس

كَانَ عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا

نے ۴۶ لے کر اس کی کوچیں کاٹ دیں ۴۷ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان ۴۸ بے شک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ

۳۴ یعنی ہم بہت سے ہوکر ایک آدمی کے تابع ہو جائیں، ہم ایسا نہ کریں گے کیونکہ اگر ایسا کریں۔

۳۵ یہ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کا کلام لوٹایا، آپ نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر تم نے میرا اتباع نہ کیا تو تم گمراہ و بے عقل ہو۔

۳۶ یعنی حضرت صالح علیہ السلام پر۔

۳۷ وحی نازل کی گئی اور کوئی ہم میں اس قابل ہی نہ تھا۔

۳۸ کہ نبوّت کا دعوٰی کر کے بڑا بننا چاہتا ہے، اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

۳۹ جب عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

۴۰ یہ اس پر فرمایا گیا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ سے یہ کہا تھا کہ آپ پتھر سے ایک ناقہ نکال دیجئے، آپ نے ان کے ایمان کی شرط کر کے یہ بات منظور کر لی تھی چنانچہ اللہ تعالٰی نے ناقہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا اور حضرت صالح علیہ السلام سے ارشاد کیا۔

۴۱ کہ وہ کیا کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔

۴۲ ان کی ایذا پر۔

۴۳ ایک دن ان کا، ایک دن ناقہ کا۔

۴۴ جو دن ناقہ کا ہے اس دن ناقہ حاضر ہو، اور جو دن قوم کا ہے اس دن قوم پانی پر حاضر ہو۔

۴۵ یعنی قدار بن سالف کو ناقہ کے قتل کرنے کے لئے۔

۴۶ تیز تلوار۔

۴۷ اور اس کو قتل کر ڈالا۔

كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

بھیجی ۴۹ جبھی وہ ہوگئے جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی ۵۰ اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ

یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا بیشک ہم نے ان پر ۵۱ پتھراؤ بھیجا ۵۲ سوائے لوط

نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾

کے گھر والوں کے ۵۳ ہم نے انھیں پچھلے پہر ۵۴ بچالیا اپنے پاس کی نعمت فرما کر ہم یونہی صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر

وَ لَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَ لَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ

کرے ۵۵ اور بے شک اس نے ۵۶ انھیں ہماری گرفت سے ۵۷ ڈرایا تو انھوں نے ۵۸ ڈر کے فرمانوں میں شک کیا

ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً

انھوں نے اُسے اُس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا ۵۹ تو ہم نے انکی آنکھیں میٹ دیں (چوپٹ کردیں) ۶۰ فرمایا چکھو میرا

۴۸ جو نزولِ عذاب سے پہلے میری طرف سے آئے تھے اور اپنے موقع پر واقع ہوئے۔

۴۹ یعنی فرشتہ کی ہولناک آواز۔

۵۰ یعنی جس طرح چرواہے جنگل میں اپنی بکریوں کی حفاظت کے لئے گھاس، کانٹوں کا احاطہ بنالیتے ہیں اس میں سے کچھ گھاس بچی رہ جاتی ہے اور وہ جانوروں کے پاؤں میں روند کر ریزہ ریزہ ہوجاتی ہے، یہ حالت ان کی ہوگئی۔

۵۱ اس تکذیب کی سزا میں۔

۵۲ یعنی ان پر چھوٹے چھوٹے سنگریزے برسائے۔

۵۳ یعنی حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی دونوں صاحبزادیاں اس عذاب سے محفوظ رہیں۔

۵۴ یعنی صبح ہونے سے پہلے۔

۵۵ اللہ تعالٰی کی نعمتوں کا اور شکر گزار وہ ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کی اطاعت کرے۔

۵۶ یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے۔

۵۷ ہمارے عذاب سے۔

۵۸ اور ان کی تصدیق نہ کی۔

۵۹ اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے اور اپنے مہمانوں کے درمیان دخیل نہ ہوں، انہیں ہمارے حوالہ کردیں اور یہ انہوں نے نیّتِ فاسد اور خبیث ارادہ سے کہا تھا اور مہمان فرشتے تھے، انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ انہیں چھوڑ دیجئے، گھر میں آنے دیجئے، جبھی وہ گھر میں آئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے

عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ

عذاب اور ڈر کے فرمان وا۶ اور بیشک صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا و۶۲ تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان اور بیشک ہم

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا

ع ۱۸ ۹

نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا اور بیشک فرعون والوں کے پاس رسول آئے و۶۳ انھوں نے

بِاٰیٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَیْرٌ مِّنْ

ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں و۶۴ تو ہم نے ان پر و۶۵ گرفت کی جو ایک عزت والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی کیا و۶۶

اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾

تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں و۶۷ یا کتابوں میں تمہاری چھٹی لکھی ہوئی ہے و۶۸ یا یہ کہتے ہیں و۶۹ کہ ہم سب مل کر بدلہ

سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰی

لے لیں گے و۷۰ اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت و۷۱ اور پیٹھیں پھیر دیں گے و۷۲ بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے و۷۳

ایک دستک دی۔

و۶۰ فوراً وہ اندھے ہوگئے اور آنکھیں ایسی ناپید ہوگئیں کہ نشان بھی باقی نہ رہا، چہرے سپاٹ ہوگئے، حیرت زدہ مارے مارے پھرتے تھے، دروازہ ہاتھ نہ آتا تھا، حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں دروازے سے باہر کیا۔

و۶۱ جو تمہیں حضرت لوط علیہ السلام نے سنائے تھے۔

و۶۲ جو عذاب آخرت تک باقی رہے گا۔

و۶۳ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام، تو فرعونی ان پر ایمان نہ لائے۔

و۶۴ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئیں تھیں۔

و۶۵ عذاب کے ساتھ۔

و۶۶ اے اہلِ مکّہ۔

و۶۷ یعنی ان قوموں سے زیادہ قوی و توانا ہیں، یا کفر و عناد میں کچھ ان سے کم سے ہیں۔

و۶۸ کہ تمہارے کفر کی گرفت نہ ہوگی اور تم عذابِ الٰہی سے امن میں رہو گے۔

و۶۹ کفّارِ مکّہ۔

و۷۰ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے۔

و۷۱ کفّارِ مکّہ کی۔

و۷۲ اور اس طرح بھاگیں گے کہ ایک بھی قائم نہ رہے گا۔

وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی

اور قیامت نہایت کڑوی اور سخت کڑوی ۳ بیشک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں ۵ جس دن آگ میں اپنے مونھوں پر

وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَ مَاۤ اَمْرُنَاۤ

گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی ۶ اور ہمارا کام تو

اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾

ایک بات کی بات ہے جیسے پلک مارنا ۷ اور بیشک ہم نے تمہاری وضع کے ۸ ہلاک کر دیے تو ہے کوئی

وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ

دھیان کرنے والا ۹ اور انہوں نے جو کچھ کیا ۸۰ سب کتابوں میں ہے اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے ۸۱ بے شک

وقف لازم

شانِ نزول: روزِ بدر جب ابوجہل نے کہا کہ ہم سب مل کر بدلہ لیں گے، یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زرہ پہن کر یہ آیت تلاوت فرمائی، پھر ایسا ہی ہوا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح ہوئی اور کفّار کو ہزیمت ہوئی۔

۳ یعنی اس عذاب کے بعد انہیں روزِ قیامت کے عذاب کا وعدہ ہے۔

۴ دنیا کے عذاب سے اس کا عذاب بہت زیادہ اشدّ۔

۵ نہ سمجھتے ہیں، نہ راہ یاب ہوتے ہیں، (تفسیر کبیر)

۶ حسبِ اقتضائے حکمت۔

شانِ نزول: یہ آیت قدریوں کے رد میں نازل ہوئی جو قدرتِ الٰہی کے منکر ہیں اور حوادث کو کواکب وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مسائلِ احادیث میں انہیں اس امّت کا مجوس فرمایا گیا اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ کلام شروع کرنے اور وہ بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت کرنے اور مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک ہونے کی ممانعت فرمائی گئی اور انہیں دجّال کا ساتھی فرمایا گیا، وہ بدترین خَلق ہیں۔

(تفسیر الطبری، سورۃ القمر، تحت الآیۃ: ۴۶، ج ۱۱، ص ۵۶۹، ملخصًا)

۷ جس چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ ہو وہ حکم کے ساتھ ہی ہوجاتی ہے۔

۸ کفّار پہلی امّتوں کے۔

۹ جو عبرت حاصل کریں اور پند پذیر ہوں۔

۸۰ یعنی بندوں کے تمام افعال، حافظِ اعمال فرشتوں کے نوشتوں میں ہیں۔

۸۱ لوحِ محفوظ میں۔

ع ۳ ۱۵ ۱۰

فِىۡ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍۙ ﴿۵۴﴾ فِىۡ مَقۡعَدِ صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِيۡكٍ مُّقۡتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ ع

پرہیزگار باغوں اور نہر میں ہیں سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور و۸۲

ایاتھا ۷۸ | ۵۵ سُوۡرَةُ الرَّحۡمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۹۷ | رکوعاتھا ۳

سورۂ رحمٰن مدنی ہے و۱ اس میں اٹھتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلرَّحۡمٰنُۙ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَؕ ﴿۲﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَۙ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمۡسُ وَ

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا و۲ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا و۳ سورج

الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ﴿۵﴾ ص وَّالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ يَسۡجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ

اور چاند حساب سے ہیں و۴ اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں و۵ اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا و۶ اور ترازو

الۡمِيۡزَانَۙ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطۡغَوۡا فِى الۡمِيۡزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا

رکھی و۷ کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو و۸ اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور

و۸۲ یعنی اس کی بارگاہ کے مقرّب ہیں۔

و۱ سورۂ رحمٰن مکّیہ ہے، اس میں تین ۳ رکوع اور چھہتّر ۷۶ یا اٹھتّر ۷۸ آیتیں، تین سو اکیاون ۳۵۱ کلمے، ایک ہزار چھ سو چھتّیس ۱۶۳۶ حرف ہیں۔

و۲ شانِ نزول: جب آیت اُسۡجُدُوۡا لِلرَّحۡمٰنِ نازل ہوئی، کفّارِ مکّہ نے کہا رحمٰن کیا ہے، ہم نہیں جانتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اَلرَّحمٰن نازل فرمائی کہ رحمٰن جس کا تم انکار کرتے ہو، وہی ہے جس نے قرآن نازل فرمایا، اور ایک قول یہ ہے کہ اہلِ مکّہ نے جب کہا کہ محمّد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو کوئی بشر سکھاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ رحمٰن نے قرآن اپنے حبیب محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سکھایا۔ (خازن)

و۳ انسان سے اس آیت میں سیّدِ عالَم محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مراد ہیں اور بیان سے مَا کَانَ وَمَا یَکُوۡنُ کا بیان، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اوّلین وآخرین کی خبریں دیتے تھے۔ (خازن)

و۴ کہ تقدیرِ معیّن کے ساتھ اپنے بروج و منازل میں سیر کرتے ہیں اور اس میں خَلق کے لئے منافع ہیں، اوقات کے حساب، سالوں اور مہینوں کی شمار انہیں پر ہے۔

و۵ حکمِ الٰہی کے مطیع ہیں۔

و۶ اور اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنے احکام کا جائے صدور بنایا۔

الْمِیْزَانَ ﴿۹﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾ فِیْهَا فَاكِهَةٌ ۪ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ

وزن نہ گھٹاؤ اور زمین رکھی مخلوق کے لیے و۹ اس میں میوے اور غلاف والی

الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَ الرَّیْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

کھجوریں و۱۰ اور بُھس کے ساتھ اناج و۱۱ اور خوشبو کے پھول تو اے جنّ وانس تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ

جھٹلاؤ گے و۱۲ اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری و۱۳ اور جنّ کو پیدا فرمایا آگ کے لُو کے (لپٹ)

مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ

سے و۱۴ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے دونوں پورب کا رب اور دونوں پچھّم

الْمَغْرِبَیْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ﴿۱۹﴾

کا رب و۱۵ تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے دو سمندر بہائے و۱۶ کہ دیکھنے میں معلوم و۱۷ ہوں

و۷ جس سے اشیاء کا وزن کیا جائے اور ان کی مقداریں معلوم ہوں تاکہ لین دین میں عدل قائم رکھا جائے۔

و۸ تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔

و۹ جو اس میں رہتی بستی ہے تاکہ اس میں آرام کریں اور فائدے اٹھائیں۔

و۱۰ جن میں بہت برکت ہے۔

و۱۱ مثل گیہوں، جَو وغیرہ کے۔

و۱۲ اس سورۃ شریفہ میں یہ آیت اکتیس ۳۱ بار آئی ہے، بار بار نعمتوں کا ذکر فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے، یہ ہدایت وارشاد کا بہترین اسلوب ہے تاکہ سامع کے نفس کو تنبیہ ہو اور اسے اپنے جُرم اور ناسپاسی کا حال معلوم ہو جائے کہ اس نے کس قدر نعمتوں کو جھٹلایا ہے اور اسے شرم آئے اور وہ ادائے شکر و طاعت کی طرف مائل ہو اور یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اس پر ہیں، حدیث: سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت میں نے جنّات کو سنائی وہ تم سے اچھا جواب دیتے تھے، جب میں آیت فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پڑھتا، وہ کہتے اے رب ہمارے ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے تجھے حمد۔ (الترمذی وقال غریب)

و۱۳ یعنی خشک مٹی سے جو بجانے سے بجے اور کوئی چیز کھنکھناتی آواز دے، پھر اس مٹی کو تر کیا کہ وہ مثل گارے کے ہوگئی، پھر اس کو گلایا کہ وہ مثل سیاہ کیچ کے ہوگئی۔

و۱۴ یعنی خالص بے دھوئیں والے شعلہ سے۔

و۱۵ دونوں پورب اور دونوں پچھّم سے مراد آفتاب کے طلوع ہونے کے دونوں مقام ہیں گرمی کے بھی اور جاڑے

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا

ملے ہوئے وٰ۱۸ اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا وٰ۱۹ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں

اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ

سے موتی اور مونگا نکلتا ہے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں

ع ۱۱ النصف

فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ۧ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا

کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ وٰ۲۰ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے وٰ۲۱

فَانٍ ﴿۲۶﴾ۚۖ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا وٰ۲۲ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ۚ

جھٹلاؤ گے اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں وٰ۲۳ اُسے ہر دن ایک کام ہے وٰ۲۴

کے بھی، اسی طرح غروب ہونے کے بھی دونوں مقام ہیں۔

وٰ۱۶ شریں اور شور۔

وٰ۱۷ نہ ان کے درمیان ظاہر میں کوئی فاصل، نہ حائل۔

وٰ۱۸ اللہ کی قدرت سے۔

وٰ۱۹ ہر ایک اپنی حد پر رہتا ہے اور کسی کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوتا۔

وٰ۲۰ جن چیزوں سے وہ کشتیاں بنائی گئیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور ان کو ترکیب دینے اور کشتی بنانے اور صناعی کرنے کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور دریاؤں میں ان کشتیوں کا چلنا اور تیرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔

وٰ۲۱ ہر جاندار وغیرہ ہلاک ہونے والا ہے۔

وٰ۲۲ کہ وہ خلق کے فنا کے بعد انہیں زندہ کرے گا اور ابدی حیات عطا فرمائے گا اور ایمانداروں پر لطف و کرم کرے گا۔

وٰ۲۳ فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، سب اس کے فضل کے محتاج ہیں اور زبانِ حال و قال سے اس کے حضور سائل۔

وٰ۲۴ یعنی وہ ہر وقت اپنی قدرت کے آثار ظاہر فرماتا ہے، کسی کو روزی دیتا ہے، کسی کو مارتا ہے، کسی کو جلاتا ہے، کسی کو عزّت دیتا ہے، کسی کو ذلّت، کسی کو غنی کرتا ہے، کسی کو محتاج، کسی کے گناہ بخشتا ہے، کسی کی تکلیف رفع کرتا ہے۔
شانِ نزول: کہا گیا ہے کہ یہ آیت یہود کے رد میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سنیچر کے روز کوئی کام نہیں کرتا،

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ

گروہ ۲۵ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اے جنّ و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ

اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَیِّ

آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اُسی کی سلطنت ہے ۲۶ تو اپنے

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ یُرْسَلُ عَلَیْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ۬ وَّ نُحَاسٌ فَلَا

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے تم پر ۲۷ چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں ۲۸ تو

تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ

پھر بدلہ نہ لے سکو گے ۲۹ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو

ان کے قول کا بطلان ظاہر فرمایا گیا، منقول ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنٰی دریافت کئے اس نے ایک روز کی مہلت چاہی اور نہایت متفکّر و مغموم ہو کر اپنے مکان پر آیا، اس کے ایک حبشی غلام نے وزیر کو پریشان دیکھ کر کہا: اے میرے آقا آپ کو کیا مصیبت پیش آئی، بیان کیجئے، وزیر نے بیان کیا تو غلام نے کہا کہ اس کے معنٰی بادشاہ کو میں سمجھا دوں گا، وزیر نے اس کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو غلام نے کہا کہ اے بادشاہ اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور مردے سے زندہ نکالتا ہے اور زندے سے مردہ اور بیمار کو تندرستی دیتا ہے اور تندرست کو بیمار کرتا ہے، مصیبت زدہ کو رہائی دیتا ہے اور بے غموں کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے، عزّت والوں کو ذلیل کرتا ہے، ذلیلوں کو عزّت دیتا ہے، مالداروں کو محتاج کرتا ہے، محتاجوں کو مالدار، بادشاہ نے غلام کا جواب پسند کیا اور وزیر کو حکم دیا کہ اس غلام کو خلعتِ وزارت پہنائے، غلام نے وزیر سے کہا اے آقا یہ بھی اللہ تعالٰی کی ایک شان ہے۔

۲۵ جن وانس کے۔

۲۶ تم اس سے کہیں بھاگ نہیں سکتے۔

۲۷ روزِ قیامت جب تم قبروں سے نکلو گے۔

۲۸ حضرت مترجم قدس سرّہ نے فرمایا لپٹ میں دھواں ہو تو اس کے سب اجزاء جلانے والے نہ ہوں گے کہ زمین کے اجزاء شامل ہیں، جن سے دھواں بنتا ہے اور دھوئیں میں لپٹ ہو تو وہ پورا سیاہ اور اندھیرا نہ ہوگا کہ لپٹ کی رنگت شامل ہے، ان پر بے دھوئیں کی لپٹ بھیجی جائے گی جس کے سب اجزاء جلانے والے اور بے لپٹ کا دھواں جو سخت

وَرۡدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَیَوۡمَئِذٍ لَّا یُسۡـَٔلُ عَنۡ

جائے گا ف۳۰ جیسے سرخ نری (بکرے کی رنگی ہوئی کھال) تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے تو اس دن ف۳۱ گنہگار کے گناہ

ذَنۡۢبِهٖۤ اِنۡسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ یُعۡرَفُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ

کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے ف۳۲ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں

بِسِیۡمٰهُمۡ فَیُؤۡخَذُ بِالنَّوَاصِیۡ وَ الۡاَقۡدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

گے ف۳۳ تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے ف۳۴ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ف۳۵

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیۡ یُكَذِّبُ بِهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۴۳﴾ یَطُوۡفُوۡنَ بَیۡنَهَا وَ

یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں ف۳۶

بَیۡنَ حَمِیۡمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے ف۳۷ اس کے لیے

وقف لازم ع ۲ ۱۲

کالا اندھیرا اور اسی کے وجہ کریم کی پناہ۔

ف۲۹ اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے بلکہ یہ لپیٹ اور دھواں تمہیں محشر کی طرف لے جائیں گے، پہلے سے اس کی خبر دے دینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے تا کہ اس کی نافرمانی سے باز رہ کر اپنے آپ کو اس بلا سے بچا سکو۔

ف۳۰ کہ جگہ جگہ سے شق اور رنگت کا سرخ۔ (حضرت مترجم قدس سرّہ)

ف۳۱ یعنی جب کہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور آسمان پھٹے گا۔

ف۳۲ اس روز ملائکہ مجرمین سے دریافت نہ کریں گے ان کی صورتیں ہی دیکھ کر پہچان لیں گے اور سوال دوسرے وقت ہوگا جب کہ لوگ موقف میں جمع ہوں گے۔

ف۳۳ کہ ان کے منہ کالے اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

ف۳۴ پاؤں پیٹھ کے پیچھے سے لا کر پیشانیوں سے ملا دیئے جائیں گے اور گھسیٹ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعضے پیشانیوں سے گھسیٹے جائیں گے بعضے پاؤں سے۔

ف۳۵ اور ان سے کہا جائے گا۔

ف۳۶ کہ جب جہنم کی آگ سے جل بھن کر فریاد کریں گے تو انہیں جلتا، کھولتا پانی پلایا جائے گا اور اس کے عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ خدا کی نافرمانی کے اس انجام سے آگاہ فرما دینا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

ف۳۷ یعنی جسے اپنے رب کے حضور روزِ قیامت موقف میں حساب کے لئے کھڑے ہونے کا ڈر ہو اور وہ معاصی

جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

دو جنتیں ہیں ۳۸ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے بہت سی ڈالوں والیاں ۳۹ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا

جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے بہتے ہیں ۴۰ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان

مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی

میں ہر میوہ دو دو قسم کا تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اور ایسے بچھونوں

فُرُشٍۭ بَطَآىٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پر تکیہ لگائے جن کا استر قناویز کا ۴۱ اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو ۴۲ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾

جھٹلاؤ گے ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ۴۳ ان سے پہلے انھیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ

ترک کرے اور فرائض بجالائے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اللہ (عزوجل) ارشاد فرماتا ہے۔

مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کروں گا اور نہ اس کے لئے دو امن جمع کروں گا اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے تو میں قیامت کے دن اسے خوف میں مبتلا کروں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہے تو میں قیام کے دن اسے امن میں رکھوں گا۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالٰی، الحدیث ۷۷۷، ج۱، ص ۴۸۳)

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے یہ ان مومنین سے جنّت کا وعدہ فرمایا جو اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کے حُضُور کھڑے ہونے سے ڈرے اور خائف (ڈرنے والا) وہ ہے جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اطاعت بجالائے اور اس کی نافرمانی چھوڑ دے۔

(تفسیر طَبَری ج 11 ص 602)

۳۸ جنّتِ عدن اور جنّتِ نعیم۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک جنّت رب سے ڈرنے کا صلہ اور ایک شہوات ترک کرنے کا صلہ۔

۳۹ اور ہر ڈالی میں قسم قسم کے میوے۔

۴۰ ایک آبِ شیریں کا، اور ایک شرابِ پاک کا، یا ایک تسنیم، دوسرا سلسبیل۔

۴۱ یعنی سنگین ریشم کا، جب استر کا یہ حال ہے تو ابرا کیسا ہوگا، سبحان اللہ۔

۴۲ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ درخت اتنا قریب ہوگا کہ اللہ تعالٰی کے پیارے کھڑے،

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِۚ(۵۷) كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُۚ(۵۸) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

جِنّ نے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے گویا وہ لعل اور یاقوت اور مونگا ہیں ۴۴ تو اپنے رب کی کون

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ(۵۹) هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُۚ(۶۰) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

سی نعمت جھٹلاؤ گے نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی ۴۵ تو اپنے رب کی کون سی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ(۶۱) وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِۚ(۶۲) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِۙ(۶۳)

نعمت جھٹلاؤ گے اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں ۴۶ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

مُدْهَآمَّتٰنِۚ(۶۴) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِۚ(۶۵) فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِۚ(۶۶)

نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ(۶۷) فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌۚ(۶۸) فَبِاَیِّ

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں تو اپنے رب کی

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِۚ(۶۹) فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌۚ(۷۰) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک صورت کی اچھی تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبٰنِۚ(۷۱) حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِۚ(۷۲) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِۚ(۷۳)

جھٹلاؤ گے حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین ۴۷ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

بیٹھے اس کا میوہ چُن لیں گے۔

۴۳ جنّتی بیبیاں اپنے شوہر سے کہیں گی مجھے اپنے رب کے عزّت وجلال کی قسم جنّت میں مجھے کوئی چیز تجھ سے زیادہ اچھی نہیں معلوم ہوتی تو اس خدا کی حمد جس نے تجھے میرا شوہر کیا اور مجھے تیری بی بی بنایا۔

۴۴ صفائی اور خوش رنگی میں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنّتی حوروں کے صفائے ابدان کا یہ عالَم ہے کہ ان کی پنڈلی کا مغز اس طرح نظر آتا ہے جس طرح آبگینہ کی صراحی میں شرابِ سرخ۔

۴۵ یعنی جس نے دنیا میں نیکی کی اس کی جزا آخرت میں احسانِ الٰہی ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل ہو اور شریعتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عامل، اس کی جزا جنّت ہے۔

۴۶ حدیث شریف میں ہے کہ دو جنّتیں تو ایسی ہیں جن کے ظروف اور سامان چاندی کے ہیں اور دو جنّتیں ایسی کہ جن کے ظروف واسباب سونے کے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ پہلی دو جنّتیں سونے اور چاندی کی اور دوسری یاقوت وزبرجد کی۔

۴۷ کہ ان خیموں سے باہر نہیں نکلتیں یہ ان کی شرافت وکرامت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر جنّتی عورتوں

لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾

ان سے پہلے انھیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ۴۸

مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾

جھٹلاؤ گے بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا

آیاتہا ۹۶ ۵۶ سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّیَّةٌ ۴۶ رکوعاتہا ۳

سورۂ واقعہ مکی ہے ۱ اس میں چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾

جب ہولے گی وہ ہونے والی ۲ اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی کسی کو پست کرنے والی ۳ کسی کو

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً

بلندی دینے والی ۴ جب زمین کانپے گی تھرتھرا کر ۵ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر تو ہو جائیں گے جیسے

میں سے زمین کی طرف کسی ایک کی جھلک پڑ جائے تو آسمان و زمین کے درمیان کی تمام فضا روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے، اور ان کے خیمے موتی اور زبرجد کے ہوں گے۔

۴۸ اور ان کے شوہر جنّت میں عیش کریں گے۔

۱ سورۂ واقعہ مکّیہ ہے سوائے آیت اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اور آیت ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ کے، اس سورت میں تین ۳ رکوع اور چھیانوے ۹۶ یا ستانوے ۹۷ یا ننانوے ۹۹ آیتیں اور تین سو اٹھتّر ۳۷۸ کلمے اور ایک ہزار سات سو تین ۱۷۰۳ حرف ہیں۔ امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ واقعہ کو ہر شب پڑھے وہ فاقہ سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ (خازن)

جو شخص سورہ واقعہ ہر رات میں پڑھ لے گا، اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی صاحب زادیوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہر رات میں اس کو پڑھا کریں۔

شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، فصل فی فضائل السور والآیات، الحدیث: ۲۴۹۹، ج ۲، ص ۴۹۱ ـ ۴۹۲

۲ یعنی جب قیامت قائم ہو جو ضرور ہونے والی ہے۔

مُّنْۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ؕ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ

روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرّے پھیلے ہوئے اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے تو دہنی طرف والے و۶ کیسے دہنی طرف

الْمَيْمَنَةِ ؕ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ

والے و۷ اور بائیں طرف والے و۸ کیسے بائیں طرف والے و۹ اور جو سبقت لے گئے و۱۰ وہ تو

السّٰبِقُوْنَ ۚۙ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ

سبقت ہی لے گئے و۱۱ وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں اگلوں میں سے

الْاَوَّلِیْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ؕ﴿۱۴﴾ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ

ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے و۱۲ جڑاؤ تختوں پر ہوں گے و۱۳ ان پر تکیہ لگائے ہوئے

و۳ جہنّم میں گرا کر۔

و۴ دخولِ جنّت کے ساتھ۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں اونچے تھے قیامت انہیں پست کرے گی اور جو دنیا میں پستی میں تھے ان کے مرتبے بلند کرے گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہلِ معصیّت کو پست کرے گی اور اہلِ طاعت کو بلند۔

و۵ حتی کہ اس کی تمام عمارتیں گر جائیں گی۔

و۶ یعنی جن کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔

و۷ یہ ان کی تعظیمِ شان کے لئے فرمایا وہ بڑی شان رکھتے ہیں، سعید ہیں، جنّت میں داخل ہوں گے۔

و۸ جن کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔

و۹ یہ ان کی تحقیرِ شان کے لئے فرمایا کہ وہ شقی ہیں، جہنّم میں داخل ہوں گے۔

و۱۰ نیکیوں میں۔

و۱۱ دخول جنّت میں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ وہ ہجرت میں سبقت کرنے والے ہیں کہ آخرت میں جنّت کی طرف سبقت کریں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اسلام کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مہاجرین و انصار ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔

و۱۲ یعنی سابقین اگلوں میں سے بہت ہیں اور پچھلوں میں سے تھوڑے اور اگلوں میں سے مراد یا پہلی امّتیں ہیں زمانۂ حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے سرکار سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد مبارک تک جیسا کہ اکثر مفسّرین کا قول ہے لیکن یہ قول نہایت ضعیف ہے اگرچہ مفسّرین نے اس کے وجوہِ ضعف کے جواب میں بہت سی توجیہات بھی کی ہیں، قولِ صحیح تفسیر میں یہ ہے کہ اگلوں سے امّتِ محمّد یہ ہی کے پہلے لوگ مہاجرین و انصار میں سے

عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ

آمنے سامنے وسما ان کے گرد لیے پھریں گے وها ہمیشہ رہنے والے لڑکے و١٦ کوزے اور آفتابے اور

اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ

جام اور آنکھوں کے سامنے بہتی شراب کہ اس سے نہ اُنھیں دردِ سر ہو اور نہ ہوش میں فرق آئے و١٧ اور

مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ

میوے جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں و١٨ اور بڑی آنکھ والیاں حوریں و١٩

اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا

جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی و٢٠ صلہ ان کے اعمال کا و٢١ اس میں نہ سُنیں گے کوئی بیکار بات نہ گنہگاری و٢٢

جو سابقین اوّلین ہیں وہ مراد ہیں اور پچھلوں سے ان کے بعد والے احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے حدیثِ مرفوع میں ہے کہ اوّلین و آخرین یہاں اسی امّت کے پہلے اور پچھلے ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ دونوں گروہ میری ہی امّت کے ہیں۔

(تفسیر کبیر و بحر العلوم وغیرہ)

و١٣ جن میں لعل، یاقوت، موتی وغیرہ جواہرات جڑے ہوں گے۔

و١٤ حسنِ عشرت کے ساتھ باشان وشکوہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسرور، دل شاد ہوں گے۔

و١٥ آدابِ خدمت کے ساتھ۔

و١٦ جو نہ مریں، نہ بوڑھے ہوں، نہ ان میں تغیّر آئے یہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنّت کی خدمت کے لئے جنّت میں پیدا فرمائے۔

و١٧ بخلاف شرابِ دنیا کے کہ اس کے پینے سے حواس مختل ہوجاتے ہیں۔

و١٨ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر جنّتی کو پرندوں کے گوشت کی خواہش ہوگی تو اس کے حسبِ مرضی پرندا اڑتا ہوا سامنے آئے گا اور رکابی میں آکر سامنے پیش ہوگا اس میں سے جتنا چاہے گا جنّتی کھائے گا پھر وہ اُڑ جائے گا۔ (خازن)

و١٩ ان کے لئے ہوں گی۔

و٢٠ یعنی جیسا موتی صدف میں چُھپا ہوتا ہے کہ نہ تو اسے کسی کے ہاتھ نے چھوا، نہ دھوپ اور ہوا لگی اس کی صفائی اپنی نہایت پر ہے اس طرح حوریں اچھوتی ہوں گی۔ یہ بھی مروی ہے کہ حوروں کے تبسّم سے جنّت میں نور چمکے گا اور جب وہ چلیں گی تو ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے زیوروں سے تقدیس وتمجید کی آوازیں آئیں گی اور یاقوتی ہار ان کے

وَّلَا تَاْثِیْمًاۙ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا﴿۲۶﴾ وَ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ

ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام ۲۳ اور دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے ۲۴

الْیَمِیْنِؕ﴿۲۷﴾ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍۙ﴿۲۸﴾ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍۙ﴿۲۹﴾ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍۙ﴿۳۰﴾ وَّ

بے کانٹوں کی بیریوں میں اور کیلے کے گچھوں میں ۲۵ اور ہمیشہ کے سائے میں اور

مَآءٍ مَّسْكُوْبٍۙ﴿۳۱﴾ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍۙ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍۙ﴿۳۳﴾ وَّ فُرُشٍ

ہمیشہ جاری پانی میں اور بہت سے میووں میں جو نہ ختم ہوں ۲۶ اور نہ روکے جائیں ۲۷ اور بلند بچھونوں

مَّرْفُوْعَةٍؕ﴿۳۴﴾ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءًۙ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًاۙ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًاۙ﴿۳۷﴾

میں ۲۸ بیشک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اُٹھان اُٹھایا تو انھیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں انھیں پیار دلاتیاں ایک عمر

ع ۱ ۳۸/۱۴ لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِؕ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَۙ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَؕ﴿۴۰﴾

والیاں ۲۹ دہنی طرف والوں کے لیے اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ ۳۰

گردنوں کے حسن وخوبی سے ہنسیں گے۔

۲۱ کہ دنیا میں انہوں نے فرمانبرداری کی۔

۲۲ یعنی جنّت میں کوئی ناگوارا اور باطل بات سننے میں نہ آئے گی۔

۲۳ جنّتی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے، ملائکہ اہلِ جنّت کو سلام کریں گے، اللہ ربُّ العزّت کی طرف سے ان کی طرف سلام آئے گا۔ یہ حال تو سابقین مقرّبین کا تھا اس کے بعد جنّتیوں کے دوسرے گروہ اصحابِ یمین کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

۲۴ ان کی عجیب شان ہے کہ اللہ کے حضور میں معزّز ومکرّم ہیں۔

۲۵ جن کے درخت جڑ سے چوٹی تک پھلوں سے بھرے ہوں گے۔

۲۶ جب کوئی پھل توڑا جائے فوراً اس کی جگہ ویسے ہی دو موجود ہیں۔

۲۷ اہلِ جنّت پھلوں کے لینے سے۔

۲۸ جو مرصّع اونچے اونچے تختوں پر ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بچھونوں سے مراد عورتیں ہیں اس تقدیر پر معنٰی یہ ہوں گے کہ عورتیں فضل و جمال میں بلند درجہ رکھتی ہوں گی۔

۲۹ جوان اور ان کے شوہر بھی جوان اور یہ جوانی ہمیشہ قائم رہنے والی۔

۳۰ یہ اصحابِ یمین کے دو گروں کا بیان ہے کہ وہ اس امّت کے پہلوں، پچھلوں دونوں گروہوں میں سے ہوں گے پہلے گروہ اصحابِ رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور پچھلے ان کے بعد والے اس سے پہلے رکوع میں

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۬ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ

اور بائیں طرف والے ۳۱ کیسے بائیں طرف والے ۳۲ جلتی ہوا اور کھولتے پانی میں اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں

یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كَانُوْا

میں ۳۳ جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی بے شک وہ اس سے پہلے ۳۴ نعمتوں میں تھے اور اس بڑے گناہ کی ۳۵

یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾ وَ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۬ۙ اَىٕذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا

ہٹ (ضد) رکھتے تھے اور کہتے تھے کیا جب ہم مر جائیں اور ہڈیاں مٹی ہو جائیں تو

وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَ

کیا ضرور ہم اُٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی تم فرماؤ بے شک سب اگلے اور

الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۬ۙ اِلٰى مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا

پچھلے ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر ۳۶ پھر بے شک تم

الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِــٴُـوْنَ مِنْهَا

اے گمراہو ۳۷ جھٹلانے والو ضرور تھوہر کے پیڑ میں سے کھاؤ گے پھر اس سے پیٹ

الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا

بھرو گے پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اُونٹ پئیں ۳۸ یہ ان کی مہمانی ہے انصاف

سابقین مقربین کی دو جماعتوں کا ذکر تھا اور اس آیت میں اصحابِ یمین کے دو گروہوں کا بیان ہے۔

۳۱ جن کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔

۳۲ ان کا حال شقاوت میں عجیب ہے ان کے عذاب کا بیان فرمایا جاتا ہے کہ وہ اس حال میں ہوں گے۔

۳۳ جو نہایت تاریک و سیاہ ہوگا۔

۳۴ دنیا کے اندر۔

۳۵ یعنی شرک کی۔

۳۶ وہ روزِ قیامت ہے۔

۳۷ راہِ حق سے بہکنے والو اور حق کو۔

۳۸ ان پر ایسی بھوک مسلّط کی جائے گی کہ وہ مضطر ہو کر جہنّم کا جلتا تھوہڑ کھائیں گے، پھر جب اس سے پیٹ بھر لیں گے ان پر پیاس مسلّط کی جائے گی جس سے مضطر ہو کر ایسا کھولتا پانی پئیں گے جو آنتیں کاٹ ڈالے گا۔

نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا

کے دن ہم نے تمہیں پیدا کیا ف۳۹ تو تم کیوں نہیں سچ مانتے ف۴۰ تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو

تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ

گراتے ہو ف۴۱ کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ف۴۲ ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا ف۴۳ اور ہم اس سے

الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا

ہارے نہیں کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا

خبر نہیں ف۴۴ اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی اُٹھان ف۴۵ پھر کیوں نہیں سوچتے ف۴۶ تو بھلا بتاؤ تو

تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ

جو بوتے ہو کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ف۴۷ ہم چاہیں تو ف۴۸ اسے روندن

حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾

(پامال) کر دیں ف۴۹ پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ ف۵۰ کہ ہم پر چٹی پڑی ف۵۱ بلکہ ہم بے نصیب رہے

ف۳۹ نیست سے ہست کیا۔

ف۴۰ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو۔

ف۴۱ عورتوں کے رحم میں۔

ف۴۲ کہ نطفہ کو صورتِ انسانی دیتے ہیں، زندگی عطا فرماتے ہیں، تو مُردوں کو زندہ کرنا ہماری قدرت سے کیا بعید۔

ف۴۳ حسبِ اقتضائے حکمت و مشیّت اور عمریں مختلف رکھیں کوئی بچپن میں ہی مرجاتا ہے، کوئی جوان ہو کر، کوئی ادھیڑ عمر میں کوئی بڑھاپے تک پہنچتا ہے جو ہم مقدر کرتے ہیں وہی ہوتا ہے۔

ف۴۴ یعنی مسخ کرکے بندر سور وغیرہ کی صورتیں بنا دیں یہ سب ہماری قدرت میں ہے۔

ف۴۵ کہ ہم نے تمہیں نیست سے ہست کیا۔

ف۴۶ کہ جو نیست کو ہست کرسکتا ہے وہ بالیقین مردے کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔

ف۴۷ اس میں شک نہیں کہ بالیں بنانا اور اس میں دانے پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور کسی کا نہیں۔

ف۴۸ جو تم بولتے ہو۔

ف۴۹ خشک گھاس چورا چورا جو کسی کام کی نہ رہے۔

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ

تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا یا ہم ہیں

الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ

اُتارنے والے ۵۲ ہم چاہیں تو اُسے کھاری کر دیں ۵۳ پھر کیوں نہیں شکر کرتے ۵۴ تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ

الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ

جو تم روشن کرتے ہو ۵۵ کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا ۵۶ یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ہم نے اسے ۵۷

جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَاۤ ع ۲ ۳۶ ۱۵

جہنم کا یادگار بنایا ۵۸ اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ ۵۹ تو اے محبوب تم پاکی بولو اپنے عظمت والے رب کے نام کی تو مجھے

اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ

قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں ۶۰ اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے بے شک یہ عزت والا قرآن

كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

ہے ۶۱ محفوظ نوشتہ میں ۶۲ اسے نہ چھوئیں مگر باوضو ۶۳ اُتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب

۵۰ متحیّر اور نادم و غمگین۔

۵۱ ہمارا مال بیکار ضائع ہوگیا۔

۵۲ اپنی قدرتِ کاملہ سے۔

۵۳ کہ کوئی پی نہ سکے۔

۵۴ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے احسان و کرم کا۔

۵۵ دو تر لکڑیوں سے جن کو زَند و زندہ کہتے ہیں ان کے رگڑنے سے آگ نکلتی ہے۔

۵۶ مَرخ و عَفار جن سے زَند و زندہ لی جاتی ہے۔

۵۷ یعنی آگ کو۔

۵۸ کہ دیکھنے والا اس کو دیکھ کر جہنّم کی بڑی آگ کو یاد کرے اور اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے ڈرے۔

۵۹ کہ اپنے سفروں میں اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔

۶۰ کہ وہ مقام ہیں ظہورِ قدرت و جلالِ الٰہی کے۔

۶۱ وہ سیّدِ عالم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمایا گیا کیونکہ یہ کلامِ الٰہی اور وحیِ ربّانی ہے۔

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ

کا تو کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو ۶۴ اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَ اَنْتُمْ حِیْنَىٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ

جھٹلاتے ہو ۶۵ پھر کیوں نہ ہو جب جان گلے تک پہنچے اور تم ۶۶ اُس وقت دیکھ رہے ہو اور

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْ لَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ

ہم ۶۷ اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں ۶۸ تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں

مَدِیْنِیْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ

بدلہ ملنا نہیں ۶۹ کہ اُسے لوٹا لاتے اگر تم سچے ہو ۷۰ پھر وہ مرنے والا اگر

الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ ۙ۬ وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ ﴿۸۹﴾ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ

مقربوں سے ہے ۷۱ تو راحت ہے اور پھول ۷۲ اور چین کے باغ ۷۳ اور اگر ۷۴ دہنی طرف والوں سے ہو

۶۲ جس میں تبدیل وتحریف ممکن نہیں۔

۶۳ مسائل: جس کو غسل کی حاجت ہو یا جس کا وضو نہ ہو یا حائضہ عورت یا نفاس والی ان میں سے کسی کو قرآنِ مجید کا بغیر غلاف وغیرہ کسی کپڑے کے چھونا جائز نہیں ہے بے وضو کو یاد پر قرآن شریف پڑھنا جائز ہے لیکن بے غسل اور حیض والی کو یہ بھی جائز نہیں۔

۶۴ اور نہیں مانتے۔

۶۵ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا وہ بندہ بڑے ٹوٹے میں ہے جس کا حصّہ کتابُ اللہ کی تکذیب ہو۔

۶۶ اے اہلِ میت۔

۶۷ اپنے علم وقدرت کے ساتھ۔

۶۸ تم بصیرت نہیں رکھتے تم نہیں جانتے۔

۶۹ مرنے کے بعد اٹھ کر۔

۷۰ کفّار سے فرمایا گیا کہ اگر بخیال تمہارے مرنے کے بعد اٹھنا اور اعمال کا حساب کیا جانا اور جزا دینے والا معبود یہ کچھ بھی نہ ہو تو پھر کیا سبب ہے کہ جب تمہارے پیاروں کی روح حلق میں پہنچتی ہے تو تم اسے لوٹا کیوں نہیں لاتے اور جب یہ تمہارے اختیار میں نہیں تو سمجھو کہ کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس کے بعد مخلوقات کے طبقات کے احوال وقتِ موت اور ان کے درجات کا بیان فرمایا۔

۷۱ سابقین میں سے جن کا ذکر اوپر ہو چکا تو اس کے لئے۔

الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ

تو اے محبوب تم پر سلام ہو دہنی طرف والوں سے ۵ے اور اگر ۶ے جھٹلانے والے گمراہوں

الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ

میں سے ہو ۷ے تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا ۸ے یہ بے شک اعلیٰ درجہ کی

الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾ ع ۳ ۲۲ ۱۶

یقینی بات ہے تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو ۹ے

ایاتھا ۲۹ | ۵۷ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ ۹۴ | رکوعاتھا ۴

سورۃ حدید مدنی ہے ۱ے اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

۲ے ابو العالیہ نے کہا کہ مقربین سے جو کوئی دنیا سے مفارقت کرتا ہے اس کے پاس جنّت کے پھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے اس کی خوشبو لیتا ہے تب روح قبض ہوتی ہے۔

۳ے آخرت میں۔

۴ے مرنے والا۔

۵ے معنیٰ یہ ہیں کہ اے سیّدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کا سلام قبول فرمائیں اور انکے لئے غمگین نہ ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے سلامت و محفوظ رہیں گے اور آپ ان کو اسی حال میں دیکھیں گے جو آپ کو پسند ہو۔

۶ے مرنے والا۔

۷ے یعنی اصحابِ شمال میں سے۔

۸ے جہنّم کی اور مرنے والوں کے احوال اور جو مضامین اس سورت میں بیان کئے گئے۔

۹ے حدیث: جب یہ آیت نازل ہوئی فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے رکوع میں داخل کرو اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى نازل ہوئی تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کرو۔ (ابوداؤد)

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ رکوع و سجود کی تسبیحات قرآنِ کریم سے ماخوذ ہیں۔

۱ے سورۂ حدید مکّیہ ہے یا مدنیّہ، اس میں چار ۴ رکوع، انتیس ۲۹ آیتیں، پانچ سو چوالیس ۵۴۴ کلمے، دو ہزار چار سو چھہتّر ۲۴۷۶ حروف ہیں۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۱ لَهٗ مُلْكُ
اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے ۲ اور وہی عزت و حکمت والا ہے اُسی کے لیے ہے
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۲ هُوَ
آسمانوں اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے ۳ اور مارتا ۴ اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہی
الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝۳ هُوَ الَّذِیْ
اوّل ۵ وہی آخر ۶ وہی ظاہر ۷ وہی باطن ۸ اور وہی سب کچھ جانتا ہے وہی ہے جس نے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا
آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے ۹ پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے
یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَ
لائق ہے جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے ۱۰ اور جو اس سے باہر نکلتا ہے ۱۱ اور جو آسمان سے اُترتا ہے ۱۲ اور
هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
جو اس میں چڑھتا ہے ۱۳ اور وہ تمہارے ساتھ ہے ۱۴ تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۱۵ اسی کی ہے آسمانوں

۲ جاندار ہو یا بے جان۔

۳ مخلوق کو پیدا کرکے، یا یہ معنٰی ہیں کہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔

۴ یعنی موت دیتا ہے زندوں کو۔

۵ قدیم ہر شے سے قبل، اوّل بے ابتداء کہ وہ تھا اور کچھ نہ تھا۔

۶ ہر شے کے ہلاک و فنا ہونے کے بعد رہنے والا، سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا اس کے لئے انتہا نہیں۔

۷ دلائل و براہین سے یا یہ معنٰی کہ غالب ہر شے پر۔

۸ حواس اس کے ادراک سے عاجز، یا یہ معنٰی کہ ہر شے کا جاننے والا۔

۹ ایامِ دنیا سے، کہ پہلا ان کا یک شنبہ اور پچھلا جمعہ ہے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ اگر چاہتا تو طرفۃ العین میں پیدا کر دیتا لیکن اس کی حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ چھ کو اصل بنائے اور ان پر مدار رکھے۔

۱۰ خواہ وہ دانہ ہو یا قطرہ یا خزانہ ہو یا مردہ۔

۱۱ خواہ وہ نبات ہو یا دھات یا اور کوئی چیز۔

۱۲ رحمت و عذاب اور فرشتے اور بارش۔

وَالۡاَرۡضِ ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۵﴾ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ یُوۡلِجُ

اور زمین کی سلطنت اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع رات کو دن کے حصّے میں لاتا ہے و۱۶ اور

النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ؕ وَ ہُوَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۶﴾ اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ

دن کو رات کے حصّے میں لاتا ہے و۱۷ اور وہ دلوں کی بات جانتا ہے و۱۸ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ

وَ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَکُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِیۡنَ فِیۡہِ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ اَنۡفَقُوۡا لَہُمۡ

اوراس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اَوروں کا جانشین کیا و۱۹ تو جو تم میں ایمان لائے اوراس کی راہ میں خرچ کیا

اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ ﴿۷﴾ وَ مَا لَکُمۡ لَا تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ ۚ وَ الرَّسُوۡلُ یَدۡعُوۡکُمۡ لِتُؤۡمِنُوۡا

اُن کے لیے بڑا ثواب ہے اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ و۲۰

بِرَبِّکُمۡ وَ قَدۡ اَخَذَ مِیۡثَاقَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸﴾ ہُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ عَلٰی

اور بے شک وہ و۲۱ تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے و۲۲ اگر تمہیں یقین ہو وہی ہے کہ اپنے بندہ پر و۲۳ روشن آیتیں

و۱۳ اعمال اور دعائیں۔

و۱۴ اپنے علم وقدرت کے ساتھ عموماً اور فضل ورحمت کے ساتھ خصوصاً۔

و۱۵ تو تمہیں تمہارے حسبِ اعمال جزا دے گا۔

و۱۶ اس طرح کہ رات کو گھٹاتا ہے اور دن کی مقدار بڑھاتا ہے۔

و۱۷ دن گھٹا کر اور رات کی مقدار بڑھا کر۔

و۱۸ دل کے عقیدے اور قلبی اسرار سب کو جانتا ہے۔

و۱۹ جو تم سے پہلے تھے اور تمہارا جانشین کرے گا تمہارے بعد والوں کو۔ معنٰی یہ ہیں کہ جو مال تمہارے قبضہ میں ہیں سب اللہ تعالیٰ کے ہیں اس نے تمہیں نفع اٹھانے کے لئے دے دیئے ہیں تم حقیقۃً ان کے مالک نہیں ہو بمنزلۂ نائب ووکیل کے ہو انہیں راہِ خدا میں خرچ کرو اور جس طرح نائب اور وکیل کو مالک کے حکم سے خرچ کرنے میں کوئی تأمّل نہیں ہوتا تو تمہیں بھی کوئی تأمّل وتردّد نہ ہو۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، ہر روز دو فرشتے اترتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ عزوجل! خرچ کرنے والے کو جزا عطا فرما۔ اور دوسرا کہتا ہے، اے اللہ عزوجل! اپنا مال روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔

(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی المنفق والممسک، رقم ۱۰۱۰ ص ۵۰۴)

و۲۰ اور براہنیں اور حجّتیں پیش کرتے ہیں اور کتابِ الٰہی سناتے ہیں اب تمہیں کیا عذر ہوسکتا ہے۔

عَبۡدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمۡ لَرَءُوۡفٌ
اُتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیریوں سے ۲۴ اُجالے کی طرف لے جائے ۲۵ اور بے شک اللہ تم پر ضرور مہربان
رَّحِیۡمٌ ﴿۹﴾ وَ مَا لَكُمۡ اَلَّا تُنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِیۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ
رحم والا اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے ۲۶
الۡاَرۡضِ ؕ لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡكُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ
تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا ۲۷ وہ مرتبہ میں
اَعۡظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَ قٰتَلُوۡا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰی ؕ
اُن سے بڑے ہیں جنھوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے ۲۸ اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ۲۹
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿ع ۱۰﴾ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا ع ۱۰/۱۷
اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض ۳۰ تو وہ

۲۱ یعنی اللہ تعالیٰ۔

۲۲ جب اس نے تمہیں پشتِ آدم علیہ السلام سے نکالا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۲۳ سیّدِ عالَم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر۔

۲۴ کفر و شرک کی۔

۲۵ یعنی نورِ ایمان کی طرف۔

۲۶ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور مال اسی کی مِلک میں رہ جائیں گے اور تمہیں خرچ کرنے کا ثواب بھی نہ ملے گا اور اگر تم خدا کی راہ میں خرچ کرو تو ثواب بھی پاؤ۔

۲۷ جب کہ مسلمان کم اور کمزور تھے اس وقت جنہوں نے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ مہاجرین و انصار میں سے سابقین اوّلین ہیں ان کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو بھی ان کے ایک مُد کے برابر نہ ہو، نہ نصف مُد کے۔ مُد ایک پیمانہ ہے جس سے جَو ناپے جاتے ہیں۔

شانِ نزول: کلبی نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص جس نے راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حمایت کی۔

۲۸ یعنی پہلے خرچ کرنے والوں سے بھی اور فتح کے بعد خرچ کرنے والوں سے بھی۔

۲۹ البتہ درجات میں تفاوت ہے قبلِ فتح خرچ کرنے والوں کا درجہ اعلیٰ ہے۔

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اس کے لیے دونے کرے اور اس کو عزت کا ثواب ہے جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ف۳۱ دیکھو

يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ

گے کہ اُن کا نور ہے ف۳۲ ان کے آگے اور ان کے دہنے دوڑتا ہے ف۳۳ اُن سے فرمایا جارہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ

خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم اُن میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے جس دن منافق

الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ

مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں کہا جائے گا اپنے

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ

پیچھے لوٹو وہاں ف۳۴ نور ڈھونڈو وہ لوٹیں گے جبھی ان کے ف۳۵ درمیان ایک دیوار ف۳۶ کھڑی کردی جائے گی ف۳۷ جس میں

بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ

ایک دروازہ ہے ان کے اندر کی طرف رحمت ف۳۸ اور ان کے باہر کی طرف عذاب منافق ف۳۹ مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم

ف۳۰ یعنی خوش دلی کے ساتھ راہِ خدا میں خرچ کرے اس انفاق کو اس مناسبت سے قرض فرمایا گیا ہے کہ اس پر جنّت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

ف۳۱ پلِ صراط پر۔

ف۳۲ یعنی ان کے ایمان وطاعت کا نور۔

ف۳۳ اور جنّت کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

ف۳۴ جہاں سے آئے تھے یعنی موقف کی طرف جہاں ہمیں نور دیا گیا ہے وہاں نور طلب کرو یا یہ معنٰی ہیں کہ تم ہمارا نور نہیں پاسکتے نور کی طلب کے لئے پیچھے لوٹ جاؤ پھر وہ نور کی تلاش میں واپس ہوں گے اور کچھ نہ پائیں گے دوبارہ مومنین کی طرف پھریں گے۔

ف۳۵ یعنی مومنین اور منافقین کے۔

ف۳۶ بعض مفسّرین نے کہا کہ وہی اعراف ہے۔

ف۳۷ اس سے جنّتی جنّت میں داخل ہوں گے۔

ف۳۸ یعنی اس دیوار کے اندرونی جانب جنّت۔

نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ تَرَبَّصْتُمْ وَ ارْتَبْتُمْ

تمہارے ساتھ نہ تھے ۴۰ وہ کہیں گے کیوں نہیں مگر تم نے تو اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں ۴۱ اور مسلمانوں کی بُرائی تکتے

وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾

اور شک رکھتے ۴۲ اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا ۴۳ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا ۴۴ اور تمہیں اللہ کے حکم پر اس

فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْیَةٌ وَّ لَا مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ

بڑے فریبی نے مغرور رکھا ۴۵ تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے ۴۶ اور نہ کھلے کافروں سے تمہارا ٹھکانا آگ ہے

هِیَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ

وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی بُرا انجام کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ اُن کے دل جھک جائیں

لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ لَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ

اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا ۴۷ اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی ۴۸ پھر ان پر

۳۹ اس دیوار کے پیچھے سے۔

۴۰ دنیا میں نمازیں پڑھتے روزہ رکھتے۔

۴۱ نفاق و کفر اختیار کرکے۔

۴۲ دینِ اسلام میں۔

۴۳ اور تم باطل امیدوں میں رہے کہ مسلمانوں پر حوادث آئیں گے وہ تباہ ہو جائیں گے۔

۴۴ یعنی موت۔

۴۵ یعنی شیطان نے دھوکا دیا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حلیم ہے تم پر عذاب نہ کرے گا اور نہ مرنے کے بعد اٹھنا، نہ حساب تم اس کے اس فریب میں آ گئے۔

۴۶ جس کو دے کر تم اپنی جان عذاب سے چھڑا سکو۔ بعض مفسّرین نے فرمایا معنیٰ یہ ہیں کہ آج نہ تم سے ایمان قبول کیا جائے، نہ توبہ۔

۴۷ شانِ نزول: حضرت اُمُّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا تم ہنستے ہو ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ہنسی کا کفّارہ کیا ہے؟ فرمایا اتنا ہی رونا۔ اور اترنے والے حق سے مراد قرآنِ مجید ہے۔

۴۸ یعنی یہود و نصارٰی کے طریقے اختیار نہ کریں۔

فَطَالَ عَلَيۡهِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِعۡلَمُوۡۤا

مدت دراز ہوئی ۴۹ تو ان کے دل سخت ہو گئے ۵۰ اور ان میں بہت فاسق ہیں ۵۱ جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ قَدۡ بَيَّنَّا لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۷﴾

اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے ۵۲ بے شک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرما دیں کہ تمہیں سمجھ ہو

اِنَّ الۡمُصَّدِّقِيۡنَ وَالۡمُصَّدِّقٰتِ وَاَقۡرَضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمۡ وَلَهُمۡ

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنھوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ۵۳ ان کے دُونے ہیں اور ان

اَجۡرٌ كَرِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الصِّدِّيۡقُوۡنَ ۖ وَ

کے لیے عزت کا ثواب ہے ۵۴ اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں

الشُّهَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ وَنُوۡرُهُمۡ ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا

پر ۵۵ گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب ۵۶ اور اُن کا نور ہے ۵۷ اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری

بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۹﴾ ع اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّ ع ۲ ۹ ۱۸

آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود ۵۸ اور

زِيۡنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيۡنَكُمۡ وَتَكَاثُرٌ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيۡثٍ

آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا ۵۹ اس مینھ

۴۹ یعنی وہ زمانہ جو ان کے اور ان کے انبیاء کے درمیان تھا۔

۵۰ اور یادِ الٰہی کے لئے نرم نہ ہوئے دنیا کی طرف مائل ہو گئے اور مواعظ سے انہوں نے اعراض کیا۔

۵۱ دِین سے خارج ہونے والے۔

۵۲ مینھ برسا کر سبزہ اُگا کر بعد اس کے کہ خشک ہو گئی تھی ایسے ہی دلوں کو سخت ہو جانے کے بعد نرم کرتا ہے اور انہیں علم و حکمت سے زندگی عطا فرماتا ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ یہ تمثیل ہے ذکر کے دلوں میں اثر کرنے کی جس طرح بارش سے زمین کو زندگی حاصل ہوتی ہے ایسے ہی ذکرِ الٰہی سے دل زندہ ہوتے ہیں۔

۵۳ یعنی خوش دلی اور نیّتِ صالحہ کے ساتھ مستحقین کو صدقہ دیا اور راہِ خدا میں خرچ کیا۔

۵۴ اور وہ جنّت ہے۔

۵۵ گزری ہوئی امّتوں میں سے۔

۵۶ جس کا وعدہ کیا گیا۔

۵۷ جو حشر میں ان کے ساتھ ہوگا۔

اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَ فِی
کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا ف٦٠ کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا ف٦١ اور
الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ
آخرت میں سخت عذاب ہے ف٦٢ اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا ف٦٣ اور دنیا کا جینا تو نہیں
اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا
مگر دھوکے کا مال ف٦٤ بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف ف٦٥ جس کی چوڑائی جیسے
كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ
آسمان اور زمین کا پھیلاؤ ف٦٦ تیار ہوئی ہے ان کے لیے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے
فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۱﴾ مَاۤ اَصَابَ مِنْ
یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے نہیں پہنچتی کوئی

ف۵۸ جس میں وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔

ف۵۹ اور ان چیزوں میں مشغول رہنا اور ان سے دل لگانا دنیا ہے لیکن طاعتیں اور عبادتیں اور جو چیزیں کہ طاعت پر مُعین ہوں اور وہ امورِ آخرت سے ہیں۔ اب اس زندگانی دنیا کی ایک مثال ارشاد فرمائی جاتی ہے۔

ف٦٠ اس کی سبزی جاتی رہی، پیلا پڑ گیا کسی آفتِ سماوی یا ارضی سے۔

ف٦١ ریزہ ریزہ، یہی حال دنیا کی زندگی کا ہے جس پر طالبِ دنیا بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بہت سی امیدیں رکھتا ہے وہ نہایت جلد گزر جاتی ہے۔

ف٦٢ اس کے لئے جو دنیا کا طالب ہو اور زندگی لہو ولعب میں گزارے اور وہ آخرت کی پرواہ نہ کرے ایسا حال کافر کا ہوتا ہے۔

ف٦٣ جس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دی۔

ف٦٤ یہ اس کے لئے ہے جو دنیا ہی کا ہو جائے اور اس پر بھروسہ کرلے اور آخرت کی فکر نہ کرے اور جو شخص دنیا میں آخرت کا طالب ہو اور اسبابِ دنیوی سے بھی آخرت ہی کے لئے علاقہ رکھے تو اس کے لئے دنیا کی کامیابی آخرت کا ذریعہ ہے۔ حضرت ذوالنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے گروہِ مریدین دنیا طلب نہ کرو اور اگر طلب کرو تو اس سے محبّت نہ کرو توشہ یہاں سے لو آرام گاہ اور ہے۔

ف٦٥ رضائے الٰہی کے طالب بنو اس کی طاعت اختیار کرو اور اس کی فرمانبرداری بجالا کر جنّت کی طرف بڑھو۔

ف٦٦ یعنی جنّت کا عرض ایسا ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے ورق ملا کر باہم ملا دیئے جائیں تو جتنے وہ

مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَاؕ

مصیبت زمین میں ۶۷ اور نہ تمہاری جانوں میں ۶۸ مگر وہ ایک کتاب میں ہے ۶۹ قبل اس کے کہ ہم اُسے پیدا

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌۚۖ(۲۲) لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ

کریں ۷۰ بے شک یہ ۷۱ اللہ کو آسان ہے اس لیے کہ غم نہ کھاؤ اس ۷۲ پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو ۷۳ اس

اٰتٰىكُمْؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۙ(۲۳) الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ

پر جو تم کو دیا ۷۴ اور اللہ کو بھاتا نہیں کوئی اترونا (شیخی بگھارنے والا) بڑائی مارنے والا وہ جو آپ بخل کریں ۷۵ اور اوروں سے

ہوں اتنا جنّت کا عرض پھر طول کی کیا انتہا۔

۶۷ قحط کی، امساکِ باراں کی، عدم پیداوار کی، پھلوں کی کمی کی، کھیتیوں کے تباہ ہونے کی۔

۶۸ امراض کی اور اولاد کے غموں کی۔

۶۹ لوحِ محفوظ میں۔

۷۰ یعنی زمین کو یا جانوں کو یا مصیبت کو۔

۷۱ یعنی ان امور کا باوجود کثرت کے لوح میں ثبت فرمانا۔

۷۲ متاعِ دنیا۔

۷۳ یعنی نہ اتراؤ۔

۷۴ دنیا کا مال و متاع۔ اور یہ سمجھ لو کہ جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے ضرور ہونا ہے نہ غم کرنے سے کوئی ضائع شدہ چیز واپس مل سکتی ہیں، نہ فنا ہونے والی چیز اترانے کے لائق ہے تو چاہئے کہ خوشی کی جگہ شکر اور غم کی جگہ صبر اختیار کرو۔ غم سے مراد یہاں انسان کی وہ حالت ہے جس میں صبر اور رضا بقضائے الٰہی اور امیدِ ثواب باقی نہ رہے۔ اور خوشی سے وہ اترانا مراد ہے جس میں مست ہو کر آدمی شکر سے غافل ہو جائے۔ اور وہ غم و رنج جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجّہ ہو اور اس کی رضا پر راضی ہو ایسے ہی وہ خوشی جس پر حق تعالیٰ کا شکر گزار ہو ممنوع نہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے فرزندِ آدم کسی چیز کے فقدان پر کیوں غم کرتا ہے یہ اس کو تیرے پاس واپس نہ لائے گا اور کسی موجود چیز پر کیوں اتراتا ہے موت اس کو تیرے ہاتھ میں نہ چھوڑے گی۔

مُفَسّرِ شہیر حکیم الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان مراٰۃ المناجیح جلد 7 صَفْحَہ 76 اور 77 پر اور اپنی دنیا میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے تو اللہ کا شکر کرے اس پر کہ اللہ نے اسے اس شخص پر بُزُرگی دی۔ کے تحت فرماتے ہیں: اس چیز کو سوچنے سے اس پر بڑی مصیبت آسان ہو جاوے گی اور وہ رب تعالیٰ کا شکر ہی کریگا ہم نے آزمایا ہے کہ کسی کا جوان بیٹا فوت ہو جائے اسے صبر نہ آوے وہ حضرتِ علی اکبر (رضی اللہ تعالیٰ علیہ) کی شہادت میں غور کرے۔ اِن شاءَ اللہ فوراً

النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

بخل کو کہیں ف۷۶ اور جو منہ پھیرے ف۷۷ تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا ف۷۷ ب بے شک ہم نے اپنے

رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ

رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب ف۷۸ اور عدل کی ترازو اُتاری ف۷۹ کہ لوگ انصاف

بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعْلَمَ

پر قائم ہوں ف۸۰ اور ہم نے لوہا اُتارا ف۸۱ اس میں سخت آنچ (نقصان) ف۸۲ اور لوگوں کے فائدے ف۸۳ اور اس لیے کہ

صَبر نصیب ہوگا بلکہ اپنے آرام پر شکر کریگا۔ مفتی صاحب حدیثِ پاک کے بقیہ حصّے کے تحت فرماتے ہیں: بلکہ ایسے شخص کی زندگی حسد، جلن، بے صبری اور دل کی کوفت (یعنی قلبی رنج) میں گزرے گی امیروں کو دیکھ کر جلتا بُھنتا رہے گا کہ ہائے میرے پاس مال کم ہے اور اپنی عبادت پر فخر کریگا کہ فلاں بے نمازی ہے اور میں نمازی ہوں میں اس سے کہیں اچّھا ہوں یہ ہے اس کا تکبُّر۔ فرمایا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے: جو شخص دنیا کی کمی پر رنج کرے وہ ایک ہزار سال کی راہ دوزخ سے قریب ہو جائے گا اور جو شخص دینی کوتاہی پر رنج کریگا وہ جنّت سے ایک ہزار سال کی راہ قریب ہو جائے گا۔

(اَلْجَامِعُ الصَّغِیر لِلسُّیُوطی ص ۵۱۳ حدیث ۸۴۳۲)

(مرقات یہ ہی مقام) خیال رہے کہ دنیا میں ترقی کرنے کی کوشش کرنا منع نہیں بلکہ مالداروں کی مالداری پر رشک کرنا ممنوع ہے۔

ف۷۵ اور راہِ خدا اور امورِ خیر میں خرچ نہ کریں اور حقوقِ مالیہ کی ادا سے قاصر رہیں۔

ف۷۶ اسکی تفسیر میں مفسّرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ یہود کے حال کا بیان ہے، اور بُخل سے مراد ان کا سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان اوصاف کو چُھپانا ہے جو کُتُبِ سابقہ میں مذکور تھے۔

ف۷۷ ایمان سے یا مال خرچ کرنے سے یا خدا اور رسول کی فرمانبرداری سے۔

ف۷۷ ب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ اپنے کسی بندے کو نعمت سے مشرف فرماتا ہے تو پسند فرماتا ہے کہ وہ نعمت اس پر دکھائی دے۔

(المسند للِامام اَحمد بن حنبل، مسند مالک بن نضلۃ، الحدیث: ۱۵۹۸۷، ج ۵، ص ۴۵۶)

ف۷۸ احکام وشرائع کی بیان کرنے والی۔

ف۷۹ ترازو سے مراد عدل ہے معنٰی یہ ہیں کہ ہم نے عدل کا حکم دیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ترازو سے وزن کا آلہ ہی مراد ہے۔ مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے پاس ترازو لائے اور فرمایا کہ اپنی قوم کو حکم دیجئے کہ اس سے وزن کریں۔

ف۸۰ اور کوئی کسی کی حق تلفی نہ کرے۔

ع ۳ ٦ ۱۹ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۵﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی وف۸۴ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے بے شک اللہ قوت والا غالب ہے ۸۵ اور بے

نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ

شک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور اُن کی اولاد میں نبوّت اور کتاب رکھی وف۸٦ تو ان میں ۸۷ کوئی راہ پر آیا

وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲٦﴾ ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّیْنَا بِعِیْسَى

اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں پھر ہم نے ان کے پیچھے ۸۸ اسی راہ پر اپنے اَور رسول بھیجے اور اُن کے پیچھے عیسٰی

ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ۙ۬ وَ جَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ

بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروؤں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی وف۸۹ اور راہب بننا وف۹۰ تو

وف۸۱ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ اتارنا یہاں پیدا کرنے کے معنٰی میں ہے مراد یہ ہے کہ ہم نے لوہا پیدا کیا اور لوگوں کے لئے معادن سے نکالا اور انہیں اس کی صنعت کا علم دیا اور یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالٰی نے چار بابرکت چیزیں آسمان سے زمین کی طرف اتاریں (۱) لوہا (۲) آگ (۳) پانی (۴) نمک۔

(تفسیر صاوی، ج ٦، ص ۲۱۱۲، پ ۲۷، الحدید: ۲۵)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت بریں سے روئے زمین پر تشریف لائے تو لوہے کے پانچ اوزار اپنے ساتھ لائے۔ ہتھوڑا، نہائی، سنسی، ریتی، سوئی۔ اور دوسری روایت انہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ تین چیزیں زمین پر نازل ہوئیں۔ حجر اسود، عصاء موسوی اور لوہا۔ (تفسیر صاوی، ج ٦، ص ۲۱۱۲، پ ۲۷، الحدید: ۲۵)

وف۸۲ اور نہایت قوّت کہ اس سے اسلحہ اور آلاتِ جنگ بنائے جاتے ہیں۔

وف۸۳ کہ صنعتوں اور حرفتوں میں وہ بہت کام آتا ہے، خلاصہ یہ کہ ہم نے رسولوں کو بھیجا اور ان کے ساتھ ان چیزوں کو نازل فرمایا کہ لوگ حق و عدل کا معاملہ کریں۔

وف۸۴ یعنی اس کے دِین کی۔

۸۵ اس کو کسی کی مدد درکار نہیں دِین کی مدد کرنے کا جو حکم دیا گیا یہ انہیں لوگوں کے نفع کے لئے ہے۔

۸٦ یعنی توریت وانجیل وزبور اور قرآن۔

۸۷ یعنی ان کی ذرّیت میں جن میں نبی اور کتابیں بھیجیں۔

۸۸ یعنی نوح و ابراہیم علیہما السلام کے بعد تا زمانۂ حضرت عیسٰی علیہ السلام یکے بعد دیگرے۔

وف۸۹ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبّت و شفقت رکھتے۔

رَحۡمَةً ؕ وَرَهۡبَانِیَّةَ ۨابۡتَدَعُوۡهَا مَا كَتَبۡنٰهَا عَلَیۡهِمۡ اِلَّا ابۡتِغَآءَ رِضۡوَانِ اللّٰهِ

یہ بات انھوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انھوں نے اللہ کی رضا چاہنے

فَمَا رَعَوۡهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا ۚ فَاٰتَیۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡهُمۡ اَجۡرَهُمۡ ۚ وَكَثِیۡرٌ

کو پیدا کی پھر اُسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا ۹۱ تو ان کے ایمان والوں کو ۹۲ ہم نے ان کا ثواب عطا

مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۲۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوۡا بِرَسُوۡلِهٖ یُؤۡتِكُمۡ

کیا اور ان میں سے بہتیرے ۹۳ فاسق ہیں اے ایمان والو ۹۴ اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول ۹۵ پر ایمان لاؤ

كِفۡلَیۡنِ مِنۡ رَّحۡمَتِهٖ وَیَجۡعَلۡ لَّكُمۡ نُوۡرًا تَمۡشُوۡنَ بِهٖ وَیَغۡفِرۡ لَكُمۡ ؕ

وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا ۹۶ اور تمہارے لیے نور کر دے گا ۹۷ جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا

۹۰ پہاڑوں اور غاروں اور تنہا مکانوں میں خلوت نشین ہونا اور صومعہ بنانا اور اہلِ دنیا سے مخالطت ترک کرنا اور عبادتوں میں اپنے اوپر زائد مشقتیں بڑھا لینا، تارک ہوجانا، نکاح نہ کرنا، نہایت موٹے کپڑے پہننا، ادنٰی غذا نہایت کم مقدار میں کھانا۔

۹۱ بلکہ اس کو ضائع کردیا اور تثلیث واتحاد میں مبتلا ہوئے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دِین سے کفر کرکے اپنے بادشاہوں کے دِین میں داخل ہوئے اور کچھ لوگ ان میں سے دینِ مسیحی پر قائم اور ثابت بھی رہے اور جب زمانۂ پاک حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پایا تو حضور پر بھی ایمان لائے۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دِین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے، اس پر ثواب ملتا ہے، اور اس کو جاری رکھنا چاہئے ایسی بدعت کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں البتہ دِین میں بُری بات نکالنا بدعتِ سیّئہ کہلاتا ہے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعتِ سیّئہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلافِ سنّت ہو اس کے نکالنے سے کوئی سنّت اٹھ جائے اس سے ہزارہا مسائل کا فیصلہ ہوجاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امورِ خیر کو بدعت بتا کر منع کرتے ہیں جن سے دِین کی تقویّت وتائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات وعبادات میں ذوق وشوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور کو بدعت بتانا قرآنِ مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔

۹۲ جو دِین پر قائم رہے تھے۔

۹۳ جنھوں نے رہبانیّت کو ترک کیا اور دینِ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے منحرف ہوگئے۔

۹۴ حضرت موسٰی وحضرت عیسٰی پر علیہما السلام۔ یہ خطاب اہلِ کتاب کو ہی ان سے فرمایا جاتا ہے۔

۹۵ سیّدِ عالم محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہ اس لیے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ اللہ کے فضل پر ان کا کچھ

مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ

قابو نہیں ف۹۸ اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع ۴/۲۰

بڑے فضل والا ہے

ف۹۶ یعنی تمہیں دونا اجر دے گا کیونکہ تم پہلی کتاب اور پہلے نبی پر بھی ایمان لائے اور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآنِ پاک پر بھی۔

ف۹۷ صراط پر۔

ف۹۸ وہ اس میں سے کچھ نہیں پاسکتے نہ دونا اجر، نہ نور، نہ مغفرت کیونکہ وہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہ لائے تو ان کا پہلے انبیاء پر ایمان لانا بھی مفید نہ ہوگا۔

شانِ نزول: جب اوپر کی آیت نازل ہوئی اور اس میں مومنینِ اہلِ کتاب کو سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوپر ایمان لانے پر دونے اجر کا وعدہ دیا گیا تو کفّارِ اہلِ کتاب نے کہا اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائیں تو دونا اجر ملے اور اگر نہ لائیں تو ایک اجر جب بھی رہے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس خیال کا ابطال کر دیا گیا۔

ایاتہا ۲۲ ۵۸ سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۵ رکوعاتہا ۳

۲۸ الجزء

سورۃ مجادلہ مدنی ہے اس میں بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ

بے شک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے ف۲ اور اللہ سے شکایت کرتی ہے

وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَاؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۱ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ

اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں جگہ کی کہہ

مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْؕ وَ اِنَّهُمْ

بیٹھتے ہیں ف۳ وہ ان کی مائیں نہیں ف۴ ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں ف۵ اور وہ بے شک

ف۱ سورۂ مجادلہ مدنیّہ ہے، اس میں تین ۳ رکوع، بائیس ۲۲ آیتیں، چار سو تہتر ۴۷۳ کلمے، ایک ہزار سات سو بانوے ۱۷۹۲ حرف ہیں۔

ف۲ وہ خولہ بنتِ ثعلبہ تھیں، اَوس بن صامت کی بی بی۔

شانِ نزول: کسی بات پر اَوس نے ان سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے، یہ کہنے کے بعد اَوس کو ندامت ہوئی، یہ کلمہ زمانۂ جاہلیّت میں طلاق تھا، اَوس نے کہا میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہوگئی، خولہ نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر تمام واقعات عرض کئے اور عرض کیا کہ میرا مال ختم ہو چکا، ماں باپ گذر گئے، عمر زیادہ ہوگئی، بچے چھوٹے چھوٹے ہیں، ان کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہوجائیں، اپنے ساتھ رکھوں تو بھوکے مرجائیں، کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو؟ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تیرے باب میں میرے پاس کوئی حکم نہیں یعنی ابھی تک ظِہار کے متعلق کوئی حکمِ جدید نازل نہیں ہوا، دستورِ قدیم یہی ہے کہ ظِہار سے عورت حرام ہوجاتی ہے، عورت نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَوس نے طلاق کا لفظ نہ کہا، وہ میرے بچّوں کا باپ ہے اور مجھے بہت ہی پیارا ہے، اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی اور جواب حسبِ خواہش نہ پایا تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگی یا اللہ تعالیٰ میں تجھ سے اپنی محتاجی و بے کسی اور پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں، اپنے نبی پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت رفع ہو، حضرت امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خاموش ہو دیکھ چہرۂ مبارکِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر آثارِ وحی ظاہر ہیں، جب وحی پوری ہوگئی، فرمایا اپنے شوہر کو بلا، اَوس حاضر ہوئے تو

لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲ وَ الَّذِيْنَ

بُری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں ۔ وٓ۶ اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی

يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

ماں کی جگہ کہیں وٓ۷ پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بُری بات کہہ چکے وٓ۸ تو ان پر لازم ہے وٓ۹ ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا وٓ۱۰

يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳

قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں وٓ۱۱ یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ

پھر جسے بردہ نہ ملے تو وٓ۱۲ لگاتار دو مہینے کے روزے وٓ۱۳ قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں وٓ۱۴ پھر جس سے

حضور نے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں ۔

وٓ۳ یعنی ظہار کرتے ہیں ، ظِہار اس کو کہتے ہیں کہ اپنی بی بی کو محرماتِ نسبی یا رضائی کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دی جائے جس کو دیکھنا حرام ہے مثلاً بی بی سے کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یا بی بی کے ایسے عضو کو جس سے وہ تعبیر کی جاتی ہو یا اس کے جزوِ شائع کو محرمات کے ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کا دیکھنا حرام ہے مثلاً یہ کہے کہ تیرا سر یا تیرا نصف بدن میری ماں کی پیٹھ یا اس کے پیٹ یا اس کی ران یا میری بہن یا پھوپھی یا دودھ پلانے والی کی پیٹھ یا پیٹ کے مثل ہے تو ایسا کہنا ظِہار کہلاتا ہے ۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۲۰۵)

وٓ۴ یہ کہنے سے وہ مائیں نہیں ہوگئیں ۔

وٓ۵ مسئلہ : اور دودھ پلانے والیاں بسبب دودھ پلانے کے ماؤں کے حکم میں ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہّرات بسببِ کمالِ حرمت مائیں بلکہ ماؤں سے اعلیٰ ہیں ۔

وٓ۶ جو بی بی کو ماں کہتے ہیں ، اس کو کسی طرح ماں کے ساتھ تشبیہ دینا ٹھیک نہیں ۔

وٓ۷ یعنی ان سے ظِہار کریں ۔

مسئلہ : اس آیت سے معلوم ہوا کہ باندی سے ظِہار نہیں ہوتا اگر اس کو محرمات سے تشبیہ دے تو مظاہر نہ ہوگا ۔

وٓ۸ یعنی اس ظِہار کو توڑ دینا اور حرمت کو اٹھا دینا ۔

وٓ۹ کفارۂ ظِہار کا ، لہٰذا ان پر ضروری ہے ۔

وٓ۱۰ خواہ وہ مومن ہو یا کافر ، صغیر ہو یا کبیر ، مرد ہو یا عورت ، البتہ مُدَبَّر اور اُمِّ ولد اور ایسا مکاتَب جائز نہیں جس نے بدلِ کتابت میں سے کچھ ادا کیا ہو ۔

وٓ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ اس کفّارہ کے دینے سے پہلے وطی اور اس کے دواعی حرام ہیں ۔

يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ

روزے بھی نہ ہوسکیں ۱۵ تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا ۱۶ یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو ۱۷ اور

حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ

یہ اللہ کی حدیں ہیں ۱۸ اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس

رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَ

کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی ۱۹ اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اُتاریں ۲۰ اور

۱۲ اس کا کفّارہ۔

۱۳ متصل اس طرح کہ نہ ان دو مہینوں کے درمیان رمضان آئے اور نہ ان پانچ دنوں میں سے کوئی دن آئے جن کا روزہ ممنوع ہے اور نہ کسی عذر سے یا بغیر عذر کے درمیان سے کوئی روزہ چھوڑا جائے اگر ایسا ہوا تو ازسرِ نو روزے رکھنے پڑیں گے۔

۱۴ مسائل یعنی روزوں سے جو کفّارہ دیا جائے اس کا بھی جماع اور دواعیِ جماع سے مقدّم ہونا ضروری ہے اور جب تک وہ روزے پورے ہوں خاوند بیوی میں سے کوئی کسی کو ہاتھ نہ لگائے۔

۱۵ یعنی اسے روزے رکھنے کی قوّت ہی نہ ہو، بوڑھاپے یا مرض وغیرہ کے باعث یا روزے تو رکھ سکتا ہو مگر متواتر و متصل نہ رکھ سکتا ہو۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، مطلب: أی حرلیس لہ...إلخ، ج۵، ص۱۴۴)

۱۶ یعنی ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا اور یہ اس طرح کہ ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا جَو دے اور اگر مسکینوں کو اس کی قیمت دی یا صبح و شام دونوں وقت انہیں پیٹ بھر کر کھلا دیا جب بھی جائز ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، مطلب: أی حرلیس لہ...إلخ، ج۵، ص۱۴۴۔۱۴۶)

مسئلہ: اس کفّارہ میں یہ شرط نہیں کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے قبل ہو حتّٰی کہ اگر کھانا کھلانے کے درمیان میں شوہر اور بی بی میں قربت واقع ہوئی تو نیا کفّارہ لازم نہ ہوگا۔

(الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الظھار، الجزء الثانی، ص۸۹)

۱۷ اور خدا اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور جاہلیّت کے طریقے چھوڑو۔

۱۸ ان کو توڑنا اور ان سے تجاوز کرنا جائز نہیں۔

۱۹ رسولوں کی مخالفت کرنے کے سبب۔

۲۰ رسولوں کی صدق پر دلالت کرنے والی۔

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۟ۚ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ

کافروں کے لیے خواری کا عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا ف۲۱ پھر انھیں اُن کے کوتک (کرتوت) جتا دیگا ف۲۲

اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۟ؑ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ ع

اللہ نے انھیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے ف۲۳ اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے اے سُننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ

جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ف۲۴ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو ف۲۵ تو چوتھا وہ موجود ہے ف۲۶

وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ

اور پانچ کی ف۲۷ تو چھٹا وہ ف۲۸ اور نہ اس سے کم ف۲۹ اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے ف۳۰

اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۟

جہاں کہیں ہوں پھر انھیں قیامت کے دن بتا دے گا جو کچھ انھوں نے کیا بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ

کیا تم نے اُنھیں نہ دیکھا جنھیں بُری مشورت سے منع فرمایا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں ف۳۱ جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس

ف۲۱ کسی ایک کو باقی نہ چھوڑے گا۔

ف۲۲ رسوا اور شرمندہ کرنے کے لئے۔

ف۲۳ اپنے اعمال جو دنیا میں کرتے تھے۔

ف۲۴ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔

ف۲۵ اور اپنے راز آپس میں گوش در گوش کہیں اور اپنی مشاورت پر کسی کو مطّلع نہ کریں۔

ف۲۶ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مشاہدہ کرتا ہے، ان کے رازوں کو جانتا ہے۔

ف۲۷ سرگوشی ہو۔

ف۲۸ یعنی اللہ تعالیٰ۔

ف۲۹ یعنی پانچ اور تین سے۔

ف۳۰ اپنے علم وقدرت سے۔

ف۳۱ شانِ نزول: یہ آیت یہود اور منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو آپس میں سرگوشیاں کرتے اور مسلمانوں کی طرف دیکھتے جاتے اور آنکھوں سے ان کی طرف اشارے کرتے جاتے تاکہ مسلمان سمجھیں کہ ان کے خلاف کوئی

بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ ؗ وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَیَّوْكَ بِمَا

میں گناہ اور حد سے بڑھنے ۳۲ اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں ۳۳ اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان

لَمْ یُحَیِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ یَقُوْلُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ

لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے ۳۴ اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ

بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ یَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝٨ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر ۳۵ انہیں جہنم بس (کافی) ہے اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام اے ایمان

اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَ

والو تم جب آپس میں مشورت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشورت نہ کرو ۳۶ اور

تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝٩ اِنَّمَا

نیکی اور پرہیزگاری کی مشورت کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے وہ مشورت

النَّجْوٰى مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَیْسَ بِضَآرِّهِمْ شَیْـًٔا اِلَّا

تو شیطان ہی کی طرف سے ہے ۳۷ اس لیے کہ ایمان والوں کو رنج دے اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

پوشیدہ بات ہے اور اس سے انہیں رنج ہو، ان کی اس حرکت سے مسلمانوں کو غم ہوتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ شاید ان لوگوں کو ہمارے ان بھائیوں کی نسبت قتل یا ہزیمت کی کوئی خبر پہنچی جو جہاد میں گئے ہیں اور یہ اسی کے متعلق باتیں بناتے اور اشارے کرتے ہیں، جب یہ حرکات منافقین کے بہت زیادہ ہوئے اور مسلمانوں نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں اس کی شکایتیں کیں تو سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سرگوشی کرنے والوں کو منع فرمادیا لیکن وہ باز نہ آئے اور یہ حرکت کرتے ہی رہے اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

۳۲ گناہ اور حد سے بڑھنا، یہ کہ مکاری کے ساتھ سرگوشیاں کرکے مسلمانوں کو رنج و غم میں ڈالتے ہیں۔

۳۳ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی یہ کہ باوجود ممانعت کے باز نہیں آتے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان میں ایک دوسرے کو رائے دیتے تھے کہ رسول کی نافرمانی کرو۔

۳۴ یہود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آتے تو اَلسَّامُ عَلَیْکَ کہتے، سام موت کو کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے جواب میں عَلَیْکُمْ فرمادیتے۔

۳۵ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اگر حضرت نبی ہوتے تو ہماری اس گستاخی پر اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بِاِذْنِ اللّٰهِؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا
بے حکم خدا کے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے ۳۸ اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے
قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْۚ وَ اِذَا قِیْلَ
مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا ۳۹ اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو ۴۰ تو اُٹھ کھڑے
انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
ہو اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ۴۱ درجے بلند فرمائے
دَرَجٰتٍؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ
گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ
الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةًؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُؕ
عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو ۴۲ یہ تمہارے لیے بہت بہتر اور بہت ستھرا ہے

۳۶ اور جو طریقہ یہود اور منافقین کا ہے اس سے پرہیز کرو۔

۳۷ جس میں گناہ اور حد سے بڑھنا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی ہو اور شیطان اپنے دوستوں کو اس پر ابھارتا ہے۔

۳۸ کہ اللہ پر بھروسہ کرنے والا ٹوٹے میں نہیں رہتا۔

۳۹ شانِ نزول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدر میں حاضر ہونے والے اصحاب کی عزّت کرتے تھے، ایک روز چند بدری اصحاب ایسے وقت پہنچے جب کہ مجلس شریف بھر چکی تھی، انہوں نے حضور کے سامنے کھڑا ہو کر سلام عرض کیا، حضور نے جواب دیا، پھر انہوں نے حاضرین کو سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، پھر وہ اس انتظار میں کھڑے رہے کہ ان کے لئے مجلس شریف میں جگہ کی جائے مگر کسی نے جگہ نہ دی، یہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گراں گذرا تو حضور نے اپنے قریب والوں کو اٹھا کر ان کے لئے جگہ کی، اٹھنے والوں کو اٹھنا شاق ہوا، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

۴۰ نماز کے یا جہاد کے یا اور کسی نیک کام کے لئے اور اسی میں داخل ہے تعظیم ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کھڑا ہونا۔

۴۱ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کے باعث۔

۴۲ کہ اس میں بار یابی بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم اور فقراء کا نفع ہے۔
شانِ نزول: سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض و معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ

پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے

يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

کچھ صدقے دو ۴۳؎ پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی ۴۴؎ تو نماز قائم رکھو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ تَرَ ع ۲

اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرماں بردار رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے کیا تم نے اُنھیں نہ دیکھا

اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَ

جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے ۴۵؎ وہ نہ تم میں سے نہ اُن میں سے ۴۶؎ وہ

يَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں ۴۷؎ اللہ نے اُن کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے

پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا، ایک دینار صدقہ کر کے دس مسائل دریافت کئے، عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وفا کیا ہے؟ فرمایا توحید اور توحید کی شہادت دینا۔ عرض کیا، فساد کیا ہے؟ فرمایا کفر و شرک۔ عرض کیا حق کیا ہے؟ فرمایا اسلام وقرآن اور ولایت جب تجھے ملے۔ عرض کیا حیلہ کیا ہے یعنی تدبیر؟ فرمایا ترکِ حیلہ۔ عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طاعت۔ عرض کیا اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں؟ فرمایا صدق ویقین کے ساتھ۔ عرض کیا، کیا مانگوں؟ فرمایا عاقبت۔ عرض کیا اپنی نجات کے لئے کیا کروں؟ فرمایا حلال کھا اور سچ بول۔ عرض کیا سرور کیا ہے؟ فرمایا جنّت۔ عرض کیا راحت کیا ہے؟ فرمایا اللہ کا دیدار۔ جب حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہوگئے تو یہ حکم منسوخ ہوگیا اور رخصت نازل ہوئی سوائے حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا۔ (مدارک وخازن) حضرت مترجم قدس سرّہ نے فرمایا یہ اس کی اصل ہے جو مزاراتِ اولیاء پر تصدیق کے لئے شیرینی وغیرہ لے جاتے ہیں۔

۴۳؎ بسبب اپنی غریبی وناداری کے۔

۴۴؎ اور ترکِ تقدیمِ صدقہ کا مواخذہ تم پر سے اٹھالیا اور تم کو اختیار دے دیا۔

۴۵؎ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے ان سے مراد یہود ہیں اور ان سے دوستی کرنے والے منافقین۔

شانِ نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے یہود سے دوستی کی اور ان کی خیرخواہی میں لگے رہتے اور مسلمانوں کے راز ان سے کہتے۔

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ

بے شک وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں انھوں نے اپنی قسموں کو ۴۸ ڈھال بنا لیا ہے ۴۹ تو اللہ کی راہ

سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۱۶﴾ لَّن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم

سے روکا ۵۰ تو ان کے لیے خواری کا عذاب ہے ۵۱ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انھیں

مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ

کچھ کام نہ دیں گے ۵۲ وہ دوزخی ہیں اُنھیں اس میں ہمیشہ رہنا جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اُس کے حضور بھی

اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ ۖ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا

ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں ۵۳ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ کیا ۵۴ سنتے

إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿۱۸﴾ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ

ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں ۵۵ ان پر شیطان غالب آگیا تو اُنھیں اللہ کی یاد

۴۶ یعنی نہ مسلمان، نہ یہودی بلکہ منافق ہیں مذبذب۔

۴۷ شانِ نزول: یہ آیت عبداللہ بن نبتل منافق کے حق میں نازل ہوئی جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حاضر رہتا اور یہاں کی بات یہود کے پاس پہنچاتا، ایک روز حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دولت سرائے اقدس میں تشریف فرما تھے، حضور نے فرمایا اس وقت ایک آدمی آئے گا جس کا دل نہایت سخت اور شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے، تھوڑی ہی دیر بعد عبداللہ بن نبتل آیا، اس کی آنکھیں نیلی تھیں، حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے فرمایا تو اور تیرے ساتھی کیوں ہمیں گالیاں دیتے ہیں، وہ قسم کھا گیا کہ ایسا نہیں کرتا اور اپنے یاروں کو لے آیا، انہوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم نے آپ کو گالی نہیں دی، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

۴۸ جو جھوٹی ہیں۔

۴۹ کہ اپنا جان و مال محفوظ رہے۔

۵۰ یعنی منافقین نے اپنی اس حیلہ سازی سے لوگوں کو جہاد سے روکا اور بعض مفسّرین نے کہا کہ معنٰی یہ ہیں کہ لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکا۔

۵۱ آخرت میں۔

۵۲ اور روزِ قیامت انہیں عذابِ الٰہی سے نہ بچاسکیں گے۔

۵۳ کہ دنیا میں مؤمن مخلص تھے۔

۵۴ یعنی وہ اپنی ان جھوٹی قسموں کو کارآمد سمجھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۱۹ اِنَّ الَّذِيْنَ

بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں سُنتا ہے بے شک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے ۵۶ بے شک وہ جو اللہ

يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۲۰ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ

اوراس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں اللہ لکھ چکا ۵۷ کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور

رُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۲۱ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

میرے رسول ۵۸ بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ

پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی ۵۹ اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا

۵۵ اپنی قسموں میں اور ایسے جھوٹے کہ دنیا میں بھی جھوٹ بولتے رہے اور آخرت میں بھی، رسول کے سامنے بھی اور خدا کے سامنے بھی۔

۵۶ کہ جنّت کی دائمی نعمتوں سے محروم اور جہنّم کے ابدی عذاب میں گرفتار۔

۵۷ لوحِ محفوظ میں۔

۵۸ حجّت کے ساتھ یا تلوار کے ساتھ۔

۵۹ یعنی مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بددینوں اور بدمذہبوں اور خدا و رسول کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے مودّت و اختلاط جائز نہیں۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان، شانِ حبیب الرحمٰن صَفحہ 235 تا 236 پر فرماتے ہیں: یہ آیتِ کریمہ بھی حُضور عَلَیْہِ السَّلام کی نعت ہے اور مسلمانوں کی پہچان ہے۔ اس میں مسلمانوں کی نشانی یہ بتائی گئی کہ مومن ہرگز ایسا نہیں کرسکتا کہ اللہ و رسول عَلَیْہِ السَّلام کے دشمنوں سے محبّت رکھے اگرچہ وہ اس کے خاص اہلِ قرابت ہی ہوں۔ جس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ماں باپ کا بہُت بڑا حق ہے، مگر حقِ مصطفٰے عَلَیْہِ السَّلام کے مقابلہ میں کسی کا کچھ حق نہیں۔

ماں باپ اگر کافر ہوں تو ان سے محبّت حرام ہے

حضور عَلَیْہِ السَّلام کا حکم ہے کہ داڑھی رکھو۔ ماں یا باپ یا یار دوست کہیں کہ داڑھی مُنڈ واؤ ہرگز جائز نہیں کہ مُنڈائے۔ رب کا حکم ہے کہ نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔ ماں کہے: یہ کام نہ کر۔ ماں کی بات ہرگز نہ مانی جاوے گی۔ کیوں کہ اللہ و رسول عَلَیْہِ السَّلام کا حق سب پر مُقدّم (یعنی سب سے بڑھ کر) ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا بیٹا یا بھائی یا باپ یا ماں کافر ہوں، تو ان سے محبّت، دوستی تمام کی تمام حرام ہیں۔

اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ

بھائی یا کنبے والے ہوں ۶۰ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن

مِّنْهُ ؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ

کی مدد کی ۶۱ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں اُن میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی ۶۲

عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع ۳

اور وہ اللہ سے راضی ۶۳ یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے

آیاتہا ۲۴ ۵۹ سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّةٌ ۱۰۱ رکوعاتہا ۳

سورۂ حشر مدنی ہے اس میں چوبیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

۶۰ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے جنگِ اُحد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روزِ بدر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو مبارزت کے لئے طلب کیا لیکن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی اور معصب بن عمیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو روزِ بدر قتل کیا اور حضرت علی بن ابی طالب وحمزہ و ابوعبیدہ نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتہ دار تھے، خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو قرابت اور رشتہ داری کا کیا پاس۔

۶۱ اس روح سے یا اللہ کی مدد مراد ہے یا ایمان یا قرآن یا جبریل یا رحمتِ الٰہی یا نور۔

۶۲ بسبب ان کے ایمان واخلاص وطاعت کے۔

۶۳ اس کے رحمت وکرم سے۔

۱ سورۂ حشر مدنیہ ہے، اس میں تین ۳ رکوع، چوبیس ۲۴ آیتیں، چار سو پینتالیس ۴۴۵ کلمے، ایک ہزار نو سو تیرہ ۱۹۱۳ حرف ہیں۔

حدیث مبارکہ: جو شخص اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین مرتبہ پڑھ کر سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا جو شام تک اس کے لیے دعا کریں گے۔ اور اگر وہ شخص اس روز مرجائے تو شہید مرے گا اور شام کو پڑھ لے تو اس کے لیے بھی یہی ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل قراءۃ آخر سورۃ الحشر، الحدیث: ۲۹۳۱، ج ۴، ص ۴۲۳)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ① هُوَ الَّذِیْۤ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے ۲ وہی ہے جس نے ان

اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا

کافر کتابیوں کو ۳ اُن کے گھروں سے نکالا ۴ اُن کے پہلے حشر کے لیے ۵ تمہیں گمان نہ تھا

ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ

کہ وہ نکلیں گے ۶ اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انھیں اللہ سے بچالیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ف۲ شانِ نزول: یہ سورت بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی، یہ لوگ یہودی تھے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیّبہ میں رونق افروز ہوئے تو انہوں نے حضور سے اس شرط پر صلح کی کہ نہ آپ کے ساتھ ہوکر کسی سے لڑیں، نہ آپ سے جنگ کریں، جب جنگِ بدر میں اسلام کی فتح ہوئی تو بنی نضیر نے کہا یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت توریت میں ہے، پھر جب اُحد میں مسلمانوں کو ہزیمت کی صورت پیش آئی تو یہ شک میں پڑے اور انہوں نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضور کے نیاز مندوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کیا اور جو معاہدہ کیا تھا وہ توڑ دیا اور ان کا ایک سردار کعب بن اشرف یہودی چالیس یہودی سواروں کو ساتھ لے کر مکّہ مکرّمہ پہنچا اور کعبۂ معظمہ کے پردے تھام کر قریش کے سرداروں سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف معاہدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے علم دینے سے حضور اس حال پر مطّلع تھے اور بنی نضیر سے ایک خیانت اور بھی واقع ہوچکی تھی کہ انہوں نے قلعہ کے اوپر سے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بارادۂ فاسد ایک پتّھر گرایا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضور کو خبردار کردیا اور بفضلہٖ تعالیٰ حضور محفوظ رہے۔ غرض جب یہودِ بنی نضیر نے خیانت کی اور عہد شکنی کی اور کفّارِ قریش سے حضور کے خلاف عہد کیا تو سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محمّد بن مسلمہ انصاری کو حکم دیا اور انہوں نے کعب بن اشرف کو قتل کردیا، پھر حضور مع لشکر کے بنی نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کرلیا، یہ محاصرہ اکّیس روز رہا، اس درمیان میں منافقین نے یہود سے ہمدردی وموافقت کے بہت معاہدے کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ناکام کیا، یہود کے دلوں میں رعب ڈالا، آخر کار انہیں حضور کے حکم سے جلا وطن ہونا پڑا اور وہ شام واریحا وخیبر کی طرف چلے گئے۔

(المواهب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، حدیث بنی النضیر، ج ۲، ص ۵۱۷، ۵۱۸)

ف۳ یعنی یہودِ بنی نضیر کو۔

ف۴ جو مدینہ طیّبہ میں تھے۔

ف۵ یہ جلا وطنی ان کا پہلا حشر ہے اور دوسرا حشر ان کا یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے زمانۂ خلافت میں خیبر سے شام کی طرف نکالا یا آخرِ حشر روزِ قیامت کا حشر ہے کہ آگ سب لوگوں کو سرزمینِ شام

حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ق وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ

ان کا گمان بھی نہ تھا وے اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا و۸ کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں

بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ق فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ

اپنے ہاتھوں و۹ اور مسلمانوں کے ہاتھوں و۱۰ تو عبرت لو اے نگاہ والو اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے اُن پر

كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ط وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ

گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا و۱۱ اور ان کے لیے و۱۲ آخرت میں آگ کا عذاب

النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ج وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ

ہے یہ اس لیے کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے پھٹے (جدا) رہے و۱۳ اور جو اللہ (اور اس کے رسول سے) پھٹا رہے تو

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا

بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیے یہ سب اللہ کی اجازت سے

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ

تھا و۱۴ اور اس لیے کہ فاسقوں کو رسوا کرے و۱۵ اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے و۱۶ تو تم نے ان پر

کی طرف لے جائے گی اور وہیں ان پر قیامت قائم ہوگی، اس کے بعد اہلِ اسلام سے خطاب فرمایا جاتا ہے۔

و۶ مدینہ سے، کیونکہ وہ صاحبِ قوّت، صاحبِ لشکر تھے، مضبوط قلعے رکھتے تھے، ان کی تعداد کثیر تھی، جاگیردار، صاحبِ مال۔

وے یعنی خطرہ بھی نہ تھا کہ مسلمان ان پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔

و۸ ان کے سردار کعب بن اشرف کے قتل سے۔

و۹ اور ان کو ڈھاتے ہیں تاکہ جو لکڑی وغیرہ انہیں اچھی معلوم ہو وہ جلاوطن ہوتے وقت اپنے ساتھ لے جائیں۔

و۱۰ کہ ان کے مکانوں کے جو حصّے باقی رہ جاتے تھے۔ انہیں مسلمان گرادیتے تھے تاکہ جنگ کے لئے میدان صاف ہو جائے۔

و۱۱ اور انہیں قتل و قید میں مبتلا کرتا جیسا کہ یہودِ بنی قریظہ کے ساتھ کیا۔

و۱۲ ہر حال میں خواہ جلاوطن کئے جائیں یا قتل کئے جائیں۔

و۱۳ یعنی برسرِ مخالفت رہے۔

و۱۴ شانِ نزول: جب بنی نضیر اپنے قلعوں میں پناہ گزیں ہوئے تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے

اَوۡجَفۡتُمۡ عَلَیۡهِ مِنۡ خَیۡلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنۡ

نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ف۱۷ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے ف۱۸

یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۶﴾ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مِنۡ اَهۡلِ

اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے ف۱۹

الۡقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰى وَالۡیَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِیۡنِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ

وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں ف۲۰ اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے

كَیۡ لَا یَكُوۡنَ دُوۡلَةًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡكُمۡ ؕ وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ۚ وَمَا

کہ تمہارے اغنیا کا مال نہ جائے ف۲۱ اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو ف۲۲ اور جس سے منع

درخت کاٹ ڈالنے اور انہیں جلا دینے کا حکم دیا، اس پر وہ دشمنانِ خدا بہت گھبرائے اور رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا تمہاری کتاب میں اس کا حکم ہے؟ مسلمان اس باب میں مختلف ہوگئے، بعض نے کہا درخت نہ کاٹو، یہ غنیمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی۔ بعض نے کہا اس سے کفّار کو رسوا کرنا اور انہیں غیظ میں ڈالنا منظور ہے، اس پر یہ یت نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ مسلمانوں میں جو درخت کاٹنے والے ہیں ان کا عمل بھی درست ہے اور جو کاٹنا نہیں چاہتے وہ بھی ٹھیک کہتے ہیں کیونکہ درختوں کا کاٹنا اور چھوڑ دینا یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اذن و اجازت سے ہیں۔
(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، حدیث بنی النضیر، ج۲،ص۵۱۶،۵۱۷)

ف۱۵ یعنی یہود کو ذلیل کرے درخت کاٹنے کی اجازت دے کر۔

ف۱۶ یعنی یہودِ بنی نضیر سے۔

ف۱۷ یعنی اس کے لئے تمہیں کوئی مشقت اور کوفت اٹھانا نہیں پڑی، صرف دو میل کا فاصلہ تھا، سب لوگ پیادہ پا چلے گئے، صرف رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوار ہوئے۔

ف۱۸ اپنے دشمنوں میں سے۔ مراد یہ ہے کہ بنی نضیر سے جو مال غنیمتیں حاصل ہوئیں ان کے لئے مسلمانوں کو جنگ کرنا نہیں پڑی، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان پر مسلّط کر دیا تو یہ مال حضور کی مرضی پر ہے، جہاں چاہیں خرچ کریں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ مال مہاجرین پر تقسیم کر دیا اور انصار میں سے صرف تین صاحبِ حاجت لوگوں کو دیا اور وہ ابو دجانہ سماک بن خرشہ اور سہل بن حنیف اور حارث بن صمّہ ہیں۔

ف۱۹ پہلی آیت میں غنیمت کا جو حکم مذکور ہوا اس آیت میں اسی کی تفصیل ہے اور بعض مفسّرین نے اس قول کی مخالفت کی اور فرمایا کہ پہلی آیت اموالِ بنی نضیر کے باب میں نازل ہوئی، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے خاص کیا اور یہ آیت ہر اس شہر کی غنیمتوں کے باب میں ہے جس کو مسلمان اپنی قوت سے حاصل کریں۔ (مدارک)

نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۘ ۞ لِلْفُقَرَآءِ

فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو ۲۳ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے ۲۴ ان فقیر ہجرت

الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے ۲۵ اللہ کا فضل ۲۶ اور اس کی رضا

وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ ۞ وَالَّذِيْنَ

چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ۲۷ وہی سچے ہیں ۲۸ اور جنھوں نے پہلے سے ۲۹

۲۰ رشتہ داروں سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ قرابت ہیں یعنی بنی ہاشم و بنی مطّلب ۔

۲۱ اورغرباء اور فقراء نقصان میں رہیں جیسا کہ زمانۂ جاہلیّت میں دستور تھا کہ غنیمت میں سے ایک چہارم تو سردار لے لیتا تھا، باقی قوم کے لئے چھوڑ دیتا تھا، اس میں سے مال دار لوگ بہت زیادہ لے لیتے تھے اور غریبوں کے لئے بہت ہی تھوڑا بچتا تھا، اسی معمول کے مطابق لوگوں نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور غنیمت میں سے چہارم لیں، باقی ہم باہم تقسیم کرلیں گے، اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمادیا اور تقسیم کا اختیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا اور اس کا طریقہ ارشاد فرمایا۔

۲۲ غنیمت میں سے، کیونکہ وہ تمہارے لئے حلال ہے یا یہ معنیٰ ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں جو حکم دیں اس کا اتباع کرو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہر امر میں واجب ہے۔

اس قادر و حکیم پروردگار عزوجل نے اپنے حبیبِ مکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حکمتوں کا بیش بہا خزانہ عطا فرمایا تو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں جن کاموں کا حکم فرمایا ان کی بجا آوری ہم پر لازم ہے کیونکہ وہ بھی باذن پروردگار عزوجل حکیم ہیں اور حکیم جن باتوں کا حکم دے اور جن سے منع کرے تو ضرور ان میں کوئی نہ کوئی حکمت مضمر ہوتی ہے ،پس جو شخص طاعات پر عمل اور گناہوں سے اجتناب کریگا اسے جنت کی ابدی وسرمدی راحتیں عطا کی جائیں گی اور جہنم سے نجات کا سامان ہوجائے گا۔

۲۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت نہ کرو اور ان کے تعمیلِ ارشاد میں سستی نہ کرو۔

۲۴ ان پر جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کریں اور مالِ غنیمت میں جیسا کہ اوپر ذکر کئے ہوئے لوگوں کا حق ہے ایسا ہی۔

۲۵ اور ان کے گھروں اور مالوں پر کفّارِ مکّہ نے قبضہ کرلیا۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفّار استیلاء سے اموالِ مسلمین کے مالک ہوجاتے ہیں۔

۲۶ یعنی ثوابِ آخرت۔

۲۷ اپنے جان و مال سے دین کی حمایت میں۔

تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الۡاِیۡمَانَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ یُحِبُّوۡنَ مَنۡ هَاجَرَ اِلَیۡهِمۡ وَ لَا یَجِدُوۡنَ فِیۡ

اس شہر ۳۰ اور ایمان میں گھر بنالیا ۳۱ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے ۳۲ اور اپنے دلوں

صُدُوۡرِهِمۡ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوۡتُوۡا وَ یُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ وَ لَوۡ کَانَ بِهِمۡ

میں کوئی حاجت نہیں پاتے ۳۳ اس چیز کی جو دیے گئے ۳۴ اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں ۳۵

خَصَاصَةٌ ؕ۟ وَ مَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۚ﴿۹﴾ وَ الَّذِیۡنَ

اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو ۳۶ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا ۳۷ تو وہی کامیاب ہیں اور وہ جو

۲۸ ایمان و اخلاص میں۔ قتادہ نے فرمایا کہ ان مہاجرین نے گھر اور مال اور کنبے اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبّت میں چھوڑے اور اسلام کو قبول کیا اور ان تمام شدّتوں اور سختیوں کو گوارا کیا جو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے انہیں پیش آئیں، ان کی حالتیں یہاں تک پہنچیں کہ بھوک کی شدّت سے پیٹ پر پتّھر باندھتے تھے اور جاڑوں میں کپڑا نہ ہونے کے باعث گڑھوں اور غاروں میں گذارا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ فقراءِ مہاجرین اغنیا سے چالیس سال قبل جنّت میں جائیں گے۔

(مسلم، کتاب الزھد والرقائق، رقم ۲۹۷۹، ص ۱۵۹۱)

(الترغیب والترہیب، کتاب التوبۃ والزھد، الترغیب فی الفقر، رقم ۱۲، ج ۴، ص ۶۳)

(ترمذی، کتاب الزھد، رقم ۲۳۵۹، ج ۴، ص ۱۵۷)

۲۹ یعنی مہاجرین سے پہلے یا ان کی ہجرت سے پہلے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے۔

۳۰ مدینۂ پاک۔

۳۱ یعنی مدینۂ پاک کو وطن اور ایمان کو اپنا مستقر بنایا اور اسلام لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری سے دو سال پہلے مسجدیں بنائیں، ان کا یہ حال ہے کہ۔

۳۲ چنانچہ اپنے گھروں میں انہیں اتارتے ہیں، اپنے مالوں میں انہیں نصف کا شریک کرتے ہیں۔

۳۳ یعنی ان کے دلوں میں کوئی خواہش و طلب نہیں پیدا ہوتی۔

۳۴ مہاجرین۔ یعنی مہاجرین کو جو اموالِ غنیمت دیئے گئے انصار کے دل میں ان کی کوئی خواہش نہیں پیدا ہوتی رشک تو کیا ہوتا سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت نے قلوب ایسے پاک کر دیئے کہ انصار مہاجرین کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں۔

۳۵ یعنی مہاجرین کو۔

۳۶ شانِ نزول: حدیث شریف میں ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک بھوکا شخص آیا،

جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا

اُن کے بعد آئے ۳۸ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے

بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ

ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ ۳۹ اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان

حضور نے ازواجِ مطہرات کے حجروں پر معلوم کرایا کیا کھانے کی کوئی چیز ہے؟ معلوم ہوا کسی بی بی صاحبہ کے یہاں کچھ بھی نہیں ہے، تب حضور نے اصحاب سے فرمایا جو اس شخص کو مہمان بنائے، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے، حضرت ابوطلحہ انصاری کھڑے ہو گئے اور حضور سے اجازت لے کر مہمان کو اپنے گھر لے گئے، گھر جا کر بی بی سے دریافت کیا، کچھ ہے؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں، صرف بچّوں کے لئے تھوڑا سا کھانا رکھا ہے، حضرت ابوطلحہ نے فرمایا بچّوں کو بہلا کر سُلا دو اور جب مہمان کھانے بیٹھے تو چراغ درست کرنے اٹھو اور چراغ کو بجھا دو تا کہ وہ اچھی طرح کھالے، یہ اسلئے تجویز کی کہ مہمان یہ نہ جان سکے کہ اہلِ خانہ اس کے ساتھ نہیں کھا رہے ہیں کیونکہ اس کو یہ معلوم ہوگا تو وہ اصرار کرے گا اور کھانا کم ہے بھوکا رہ جائے گا، اس طرح مہمان کو کھلایا اور آپ ان صاحبوں نے بھوکے رات گذاری، جب صبح ہوئی اور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رات فلاں فلاں لوگوں میں عجیب معاملہ پیش آیا، اللہ تعالیٰ ان سے بہت راضی ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۷ یعنی جس کے نفس کو لالچ سے پاک کیا گیا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، ایک درہم ایک لاکھ دراہم پر سبقت لے گیا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیسے؟ ارشاد فرمایا، ایک شخص کے پاس کثیر مال ہو اور وہ اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم اٹھائے اور انہیں صدقہ کردے جبکہ دوسرے شخص کے پاس صرف دو درہم ہوں، پھر وہ ان میں سے ایک درہم اٹھائے اور اسے صدقہ کردے۔

(نسائی، کتاب الزکاۃ، باب جهد المقل، ج ۳، ص ۵۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کونسا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، وہ صدقہ جو کوئی تنگدست بقدرِ طاقت کرے اور یہ کہ تم اپنے عیال کی کفالت کرو۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ، رقم ۲۲۳۵۱، ج ۸، ۳۰۲ رواہ عن ابی امامہ)

حضرت سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا، تنگدست کا بقدرِ طاقت صدقہ دینا اور وہ صدقہ جو فقیر کو پوشیدہ طور پر دیا جائے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی الرخصۃ فی ذالک، رقم ۱۶۷۷، ج ۳، ص ۱۷۹)

رَّحِیْمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
رحم والا ہے کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا ف۴۰ کہ اپنے بھائیوں کافر کتابیوں ف۴۱ سے
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ لَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا
کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے ف۴۲ تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہرگز تمہارے بارے میں کسی کی نہ مانیں
اَبَدًا ۙ وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَىٕنْ
گے ف۴۳ اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ف۴۴ اگر وہ نکالے گئے ف۴۵
اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَ لَىٕنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَ لَىٕنْ نَّصَرُوْهُمْ
تو یہ اُن کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے ف۴۶ اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور
لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ صُدُوْرِهِمْ
پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ف۴۷ مدد نہ پائیں گے بے شک ف۴۸ اُن کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے ف۴۹ یہ

ع ۲ ۴

ف۳۸ یعنی مہاجرین و انصار کے۔ اس میں قیامت تک پیدا ہونے والے مسلمان داخل ہیں۔

ف۳۹ یعنی اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے۔

مسئلہ: جس کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو اور وہ ان کے لئے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے وہ مومنین کے اقسام سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین قسمیں فرمائی گئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں تو جو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی وہ مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے، حضرت اُمُّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم تو یہ دیا گیا کہ صحابہ کے لئے استغفار کریں، اور کرتے ہیں یہ کہ گالیاں دیتے ہیں۔

ف۴۰ عبداللہ بن اُبَی بن سلول منافق اور اس کے رفیقوں کو۔

ف۴۱ یعنی بنی قُریظہ و بنی نُضیر۔

ف۴۲ مدینہ شریف سے۔

ف۴۳ یعنی تمہارے خلاف کسی کا کہنا نہ مانیں گے، نہ مسلمانوں کا، نہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

ف۴۴ یعنی یہود سے، منافقین کے یہ سب وعدے جھوٹے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ منافقین کے حال کی خبر دیتا ہے۔

ف۴۵ یعنی یہود۔

ف۴۶ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہود نکالے گئے اور منافقین ان کے ساتھ نہ نکلے اور یہود سے مقاتلہ ہوا اور منافقین نے

مِّنَ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى

اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ف۵۰ یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں یا دُھسّوں (شہر پناہ)

مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ

کے پیچھے آپس میں ان کی آنچ (جنگ) سخت ہے ف۵۱ تم انھیں ایک جتھا سمجھو گے اور

قُلُوْبُهُمْ شَتّٰىؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ان کے دل الگ الگ ہیں یہ اس لیے کہ وہ بےعقل لوگ ہیں ف۵۲ ان کی سی کہاوت جو ابھی قریب زمانہ میں ان سے

قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ

پہلے تھے ف۵۳ اُنھوں نے اپنے کام کا وبال چکھا ف۵۴ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ف۵۵ شیطان کی کہاوت جب

لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

اُس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کرلیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَاۤ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَاؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

رب ف۵۶ تو ان دونوں کا ف۵۷ انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہے اور ظالموں کی یہی سزا ہے

یہود کی مدد نہ کی۔

ف۴۷ جب یہ مددگار بھاگ نکلیں گے تو منافق۔

ف۴۸ اے مسلمانوں۔

ف۴۹ کہ تمہارے سامنے تو اظہارِ کفر سے ڈرتے ہیں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی چُھپی باتیں جانتا ہے دل میں کفر رکھتے ہیں۔

ف۵۰ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو نہیں جانتے ورنہ جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے ڈرتے۔

ف۵۱ یعنی جب وہ آپس میں لڑیں تو بہت شدّت اور قوت والے ہیں لیکن مسلمانوں کے مقابل بزدل اور نامرد ثابت ہوں گے۔

ف۵۲ اس کے بعد یہود کی ایک مثل ارشاد فرمائی۔

ف۵۳ یعنی ان کا حال مشرکینِ مکّہ کا سا ہے کہ بدر میں۔

ف۵۴ یعنی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنے اور کفر کرنے کا کہ ذلّت و رسوائی کے ساتھ ہلاک کئے گئے۔

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۷﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ ع ۲/۵

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو ۵۸ اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا ۵۹

لِغَدٍۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا

اور اللہ سے ڈرو ۶۰ بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے ۶۱ تو اللہ نے اُنھیں

۵۵ اور منافقین کا یہودِ بنی نضیر کے ساتھ سلوک ایسا ہے جیسے۔

۵۶ ایسے ہی منافقین نے یہودِ بنی نضیر کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا، جنگ پر آمادہ کیا، ان سے مدد کے وعدے کئے اور جب ان کے کہنے سے وہ اہلِ اسلام سے برسرِ جنگ ہوئے تو منافق بیٹھ رہے، ان کا ساتھ نہ دیا۔

۵۷ یعنی اس شیطان و انسان کا۔

۵۸ اور اس کے حکم کی مخالفت نہ کرو۔

۵۹ یعنی روزِ قیامت کے لئے کیا اعمال کئے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے نفس کا محاسبہ بڑی اچھی چیز ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گذشتہ اعمال کا محاسبہ کرنا چاہئے اسی لئے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ محاسبہ کیا جائے اور وزن کئے جانے سے پہلے وزن کرلو۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت کیجئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نصیحت طلب کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام میں غور و فکر کرو اگر وہ درست ہو تو اسے کر گزرو، اور اگر گمراہی ہو تو اس سے رک جاؤ۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ عقلمند آدمی کیلئے چار ساعتیں ہونی چاہئیں (اور) ایک ساعت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔

اس آیت کے تحت تفسیر ابن کثیر میں ہے، یعنی اپنا محاسبہ کرلو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور غور کرو کہ تم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جانے کے لئے کیا جمع کر وار ہے ہو، یاد رکھو! اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال و احوال کو جانتا ہے، تمہارا چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ (ج ۸، ص ۱۰۶)

اس آیت کے تحت تفسیر درِ منثور میں ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، اے لوگو! یاد رکھو کہ تم صبح و شام اس موت کی طرف بڑھ رہے ہو جو تمہاری آنکھوں سے اوجھل ہے، ــــــ۔ اگر تم سے ہو سکے تو جب موت آئے تو تم اس کے لئے تیار بیٹھے ہو۔

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم کسی کام کو کرنا چاہو تو اس کے انجام کے بارے میں غور کرو، اگر وہ اچھا ہے تو اسے کرلو اور اگر اس کا غلط نتیجہ دکھائی دے تو اس سے بچو۔

(کنز العمال، ج ۳، ص ۱۰۱، رقم الحدیث ۵۶۷۶)

اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ
بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں ف۶۲ وہی فاسق ہیں دوزخ والے ف۶۳ اور جنت والے ف۶۴
وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
برابر نہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اُتارتے ف۶۵
عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِؕ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ
تو ضرور تو اُسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے ف۶۶ اور یہ مثالیں لوگوں کے لیے
نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ عٰلِمُ
ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر نہاں
الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ
وعیاں کا جاننے والا ف۶۷ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ ف۶۸

ف۶۰ اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں سرگرم رہو۔

ف۶۱ اس کی طاعت ترک کی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان کے بہکاوے میں آکر ہم اپنے آپ کو گناہوں کے عمیق گڑھے میں گراتے چلے جارہے ہیں۔ نہ گناہوں پر ندامت، نہ کسی قسم کی شرمندگی۔ اگر خطاؤں کو یاد کرکے چند آنسو بہا لیتے تو گناہوں کا مَیل کچھ تو دُھل جاتا مگر آہ، ندامت سے گناہوں کا ازالہ کچھ تو ہوجاتا ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے ندامت سے

اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمارے حالِ زار پر رحم فرمائے۔ گناہوں سے سچی توبہ پھر اس پر اِستقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمارے بزرگوں کے صدقے ہماری کامل مغفرت فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

ف۶۲ کہ ان کے لئے فائدہ دینے والے اور کام آنے والے عمل کرلیتے۔

ف۶۳ جن کے لئے دائمی عذاب ہے۔

ف۶۴ جن کے لئے عیشِ مخلّد وراحتِ سرمد ہے۔

ف۶۵ اور اس کو انسان کی سی تمیز عطا کرتے۔

ف۶۶ یعنی قرآن کی عظمت وشان ایسی ہے کہ پہاڑ کو اگر ادراک ہوتا تو وہ باوجود اتنا سخت اور مضبوط ہونے کے پاش پاش ہوجاتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفّار کے دل کتنے سخت ہیں کہ ایسے باعظمت کلام سے اثر پذیر نہیں ہوتے۔

ف۶۷ موجود کا بھی اور معدوم کا بھی، دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی۔

ف۶۸ مُلک وحکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحتِ مُلک وحکومت ہے اور اس کی مالکیّت وسلطنت دائمی

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ

نہایت پاک ۶۹ سلامتی دینے والا ۷۰ امان بخشنے والا ۷۱ حفاظت فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا ۷۲ اللہ کو پاکی

اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ

ہے ان کے شرک سے وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ۷۳ ہر ایک کو صورت دینے والا ۷۴ اُسی کے ہیں

یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾ ع ۳/۲

سب اچھے نام ۷۵ اُس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے

ایاتها ۱۳ | ۶۰ سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِیَّةٌ ۹۱ | رکوعاتها ۲

سورۃ ممتحنہ مدنی ہے اس میں تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ ۲ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو

ہے جسے زوال نہیں۔

۶۹ ہر عیب سے اور تمام برائیوں سے۔

۷۰ اپنی مخلوق کو۔

۷۱ اپنے عذاب سے اپنے فرمانبردار بندوں کو۔

۷۲ یعنی عظمت اور بڑائی والا اپنی ذات اور تمام صفات میں اور اپنی بڑائی کا اظہار اسی کے شایاں اور لائق ہے کہ اس کا ہر کمال عظیم ہے اور ہر صفت عالی، مخلوق میں کسی کو نہیں پہنچتا کہ تکبر یعنی اپنی بڑائی کا اظہار کرے، بندے کے لئے عجز و انکسار شایاں ہے۔

۷۳ نیست سے ہست کرنے والا۔

۷۴ جیسی چاہے۔

۷۵ ننانوے ۹۹ جو حدیث میں وارد ہیں۔

۱ سورۂ ممتحنہ مدنیّہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، تیرہ ۱۳ آیتیں، تین سو اڑتالیس ۳۴۸ کلمے، ایک ہزار پانچ سو دس ۱۵۱۰ حرف ہیں۔

۲ یعنی کفّار کو۔

بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ

دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا ۳ گھر سے جدا کرتے ہیں ۴ رسول کو اور تمہیں اس پر

شانِ نزول : بنی ہاشم کے خاندان کی ایک باندی سارہ مدینہ طیّبہ میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی جب کہ حضور فتحِ مکّہ کا سامان فرما رہے تھے حضور نے اس سے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ؟ اس نے کہا نہیں ، فرمایا کیا ہجرت کر کے آئی ؟ عرض کیا نہیں فرمایا پھر کیوں آئی ؟ اس نے کہا محتاجی سے تنگ ہو کر ، بنی عبدالمطّلب نے اس کی امداد کی ، کپڑے بنائے ، سامان دیا ۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سے ملے انہوں نے اس کو دس دینار دیئے ایک چادر دی اور ایک خط اہلِ مکّہ کے پاس اس کی معرفت بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تم پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے کرو ، سارہ یہ خط لے کر روانہ ہوگئی اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب کو اس کی خبر دی حضور نے اپنے چند اصحاب کو جن میں حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تھے گھوڑوں پر روانہ کیا اور فرمایا مقامِ روضہ خاخ پر تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہلِ مکّہ کے نام لکھا گیا ہے وہ خط اس سے لے لو اور اس کو چھوڑ دو اگر انکار کرے تو اس کی گردن ماردو یہ حضرات روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی مقام پر پایا جہاں حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا اس سے خط مانگا وہ انکار کر گئی اور قسم کھا گئی صحابہ نے واپسی کا قصد کیا حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بقسم فرمایا کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خبر خلاف ہو ہی نہیں سکتی اور تلوار کھینچ کر عورت سے فرمایا یا خط نکال یا گردن رکھ جب اس نے دیکھا کہ حضرت بالکل آمادۂ قتل ہیں تو اپنے جوڑے میں سے خط نکالا حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بُلا کر فرمایا کہ اے حاطب اس کا کیا باعث ؟ انہوں نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جب سے اسلام لایا کبھی میں نے کفر نہیں کیا اور جب سے حضور کی نیازمندی میسّر آئی کبھی حضور کی خیانت نہ کی اور جب سے اہلِ مکّہ کو چھوڑا کبھی ان کی محبّت نہ آئی لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش میں رہتا تھا اور انکی قوم سے نہ تھا میرے سوائے اور جو مہاجرین ہیں ان کے مکّہ مکرّمہ میں رشتہ دار ہیں جو ان کے گھر بار کی نگرانی کرتے ہیں مجھے اپنے گھر والوں کا اندیشہ تھا اسلئے میں نے یہ چاہا کہ میں اہلِ مکّہ پر کچھ احسان رکھ دوں تاکہ وہ میرے گھر والوں کو نہ ستائیں اور یہ میں یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ تعالٰی اہلِ مکّہ پر عذاب نازل فرمانے والا ہے میرا خط انہیں بچا نہ سکے گا سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا اور ان کی تصدیق کی حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے اجازت دیجئے اس منافق کی گردن ماردوں حضور نے فرمایا اے عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) اللہ تعالٰی خبردار ہے جب ہی اس نے اہلِ بدر کے حق میں فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آنسو جاری ہوگئے

اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ ابْتِغَآءَ

کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے

مَرْضَاتِیْ ۗۖ تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۗۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ

دوستی نہ کرو تم انھیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو

وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝۱ اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ

اور تم میں جو ایسا کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا اگر تمھیں پائیں ف۵ تو تمہارے دشمن ہوں گے

اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ

اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ ف۶ اور اپنی زبانیں ف۷ بُرائی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم

معانقۃ ۱۲ السماع الرقف علی القیمۃ ۱۲

تَكْفُرُوْنَ ؕ ۝۲ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚۛ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚۛ یَفْصِلُ

کافر ہوجاؤ ف۸ ہرگز کام نہ آئیں گے تمھیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد ف۹ قیامت کے دن تمھیں ان سے الگ کر

بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۳ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ

دے گا ف۱۰ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے بے شک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی ف۱۱ ابراہیم اور اس کے ساتھ

اِبْرٰهِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ

والوں میں ف۱۲ جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا ف۱۳ بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور اُن سے جنھیں

اور یہ آیات نازل ہوئیں۔

ف۳ یعنی اسلام اور قرآن۔

ف۴ یعنی مکّہ مکرّمہ سے۔

ف۵ یعنی اگر کفّار تم پر موقع پا جائیں۔

ف۶ ضرب و قتل کے ساتھ۔

ف۷ سبّ و شتم اور۔

ف۸ تو ایسے لوگوں کو دوست بنانا اور ان سے بھلائی کی امید رکھنا اور انکی عداوت سے غافل رہنا ہرگز نہ چاہئے۔

ف۹ جن کی وجہ سے تم کفّار سے دوستی و موالات کرتے ہو۔

ف۱۰ کہ فرمانبردار جنّت میں ہوں گے اور کافر نافرمان جہنّم میں۔

ف۱۱ حضرت حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ اور دوسرے مومنین کو خطاب ہے اور سب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ٘ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا

اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے ۱۴ اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لیے

حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَاۤ

جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا ۱۵ اور میں

اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ

اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک نہیں ۱۶ اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے

الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَاۚ

اور تیری ہی طرف پھرنا ہے ۱۷ اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال ۱۸ اور ہمیں بخش دے اے

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ

ہمارے رب بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے بے شک تمہارے لیے ۱۹ ان میں اچھی پیروی تھی ۲۰ اسے جو اللہ

يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶ ع

اور پچھلے دن کا امید وار ہو ۲۱ اور جو منہ پھیرے ۲۲ تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا

اقتداء کرنے کا حکم ہے کہ دین کے معاملہ میں اہلِ قرابت کے ساتھ ان کا طریقہ اختیار کریں۔

ف۱۲ ساتھ والوں سے اہلِ ایمان مراد ہیں۔

ف۱۳ جو مشرک تھی۔

ف۱۴ اور ہم نے تمہارے دین کی مخالفت اختیار کی۔

ف۱۵ یہ قابلِ اتباع نہیں ہے کیونکہ وہ ایک وعدے کی بناء پر تھا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ظاہر ہوگیا کہ وہ کفر پر مستقل ہے تو آپ نے اس سے بیزاری کی، لہٰذا یہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بے ایمان رشتہ دار کے لئے دعائے مغفرت کرے۔

ف۱۶ اگر تو اس کی نافرمانی کرے اور شرک پر قائم رہے۔ (خازن)

ف۱۷ یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور ان مومنین کی دعا ہے جو آپ کے ساتھ تھے اور ماقبل استثناء کے ساتھ متصل ہے لہٰذا مومنین کو اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اتباع کرنا چاہئے۔

ف۱۸ انہیں ہم پر غلبہ نہ دے کہ وہ اپنے آپ کو حق پر گمان کرنے لگیں۔

ف۱۹ اے امّتِ حبیبِ خدا محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَ اللّٰهُ

قریب ہے کہ اللہ تم میں اور اُن میں جو ان میں سے وے۲۳ تمہارے دشمن ہیں دوستی کر دے وے۲۴ اور اللہ

قَدِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي

قادر ہے وے۲۵ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اللہ تمہیں ان سے وے۲۶ منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے

الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ

اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو بے شک

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ

انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا تمہیں تمہارے

وے۲۰ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ والوں میں۔

وے۲۱ اللہ تعالیٰ کی رحمت وثواب اور راحتِ آخرت کا طالب ہو اور عذابِ الٰہی سے ڈرے۔

وے۲۲ ایمان سے اور کفّار سے دوستی کرے۔

وے۲۳ یعنی کفّارِ مکّہ میں سے۔

وے۲۴ اس طرح کہ انہیں ایمان کی توفیق دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا اور بعدِ فتحِ مکّہ ان میں سے کثیر التعداد لوگ ایمان لے آئے اور مومنین کے دوست اور بھائی بن گئے اور باہمی محبّتیں بڑھیں۔

شانِ نزول: جب اوپر کی آیات نازل ہوئیں تو مومنین نے اپنے اہلِ قرابت کی عداوت میں تشدّد کیا، ان سے بیزار ہوگئے اور اس معاملہ میں بہت سخت ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر انہیں امید دلائی کہ ان کفّار کا حال بدلنے والا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

وے۲۵ دل بدلنے اور حال تبدیل کرنے پر۔

وے۲۶ یعنی ان کافروں سے۔

شانِ نزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت خزاعہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس شرط پر صلح کی تھی کہ نہ آپ سے قتال کریں گے نہ آپ کے مخالف کو مدد دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے کی اجازت دی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے فرمایا کہ یہ آیت ان کی والدہ اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ان کی والدہ مدینہ طیّبہ میں ان کے لئے تحفے لے کر آئی تھیں اور تھیں مشرکہ، تو حضرت اسماء نے ان کے ہدایا قبول نہ کئے اور انہیں اپنے گھر میں آنے کی اجازت نہ دی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا حکم ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ

وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ

گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے پر مدد کی کہ اُن سے دوستی کرو ۲۷ اور جو ان سے دوستی کرے

يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ

تو وہی ستم گار ہیں اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں

مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا

تو ان کا امتحان کرو ۲۸ اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انھیں

تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ

کافروں کو واپس نہ دو نہ یہ ۲۹ انھیں حلال ۳۰ نہ وہ انھیں حلال ۳۱ اور اُن کے کافر شوہروں کو دے دو جو اُن کا خرچ

اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ

ہوا ۳۲ اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کر لو ۳۳ جب ان کے مہر انھیں دو ۳۴ اور کافرنیوں کے نکاح پر

وآلہ وسلم نے اجازت دی کہ انہیں گھر میں بلائیں ان کے ہدایا قبول کریں ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

۲۷ یعنی ایسے کافروں سے دوستی ممنوع ہے۔

۲۸ کہ ان کی ہجرت خالص دِین کے لئے ہے ایسا تو نہیں ہے کہ انہوں نے شوہروں کی عداوت میں گھر چھوڑا ہو۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ ان عورتوں کو قسم دی جائے کہ وہ نہ شوہروں کی عداوت میں نکلی ہیں اور نہ کسی دنیوی وجہ سے انہوں نے صرف اپنے دِین و ایمان کے لئے ہجرت کی ہے۔

۲۹ مسلمان عورتیں۔

۳۰ یعنی کافروں کو۔

۳۱ یعنی نہ کافر مرد مسلمان عورتوں کو حلال۔

مسئلہ: عورت مسلمان ہو کر کافر مرد کی زوجیّت سے خالی ہو گئی۔

۳۲ یعنی جو مہر انہوں نے ان عورتوں کو دیئے تھے وہ انہیں واپس کر دو یہ حکم اہلِ ذمّہ کے لئے ہے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن حربی عورتوں کے مہر واپس کرنا نہ واجب، نہ سنت وَاِنْ كَانَ الْاَمْرُ بِاِيْتَآءِ مَاۤ اَنْفَقُوْا لِلْوُجُوْبِ فَهُمْ مَّنْسُوْخٌ وَاِنْ كَانَ لِنُدُبٍ كَمَا هُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ فَلَا۔

مسئلہ: اور یہ مہر دینا اس صورت میں ہے جب کہ عورت کا کافر شوہر اس کو طلب کرے اور اگر نہ طلب کرے تو اس کو کچھ نہ دیا جائے گا۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کافر نے اس مہاجرہ کو مہر نہیں دیا تھا تو بھی وہ کچھ نہ پائے گا۔

لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ

جے نہ رہو ۳۵ اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا ۳۶ اور کافر مانگ لیں جو اُنھوں نے خرچ کیا ۳۷ یہ اللہ کا

شانِ نزول: یہ آیت صلحِ حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی صلح میں یہ شرط تھی کہ مکّہ والوں میں سے جو شخص ایمان لاکر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اس کو اہلِ مکّہ واپس لے سکتے ہیں اس آیت میں یہ بیان فرمادیا گیا کہ یہ شرط صرف مَردوں کے لئے ہے عورتوں کی تصریح عہد نامہ میں نہیں نہ عورتیں اس قرارداد میں داخل ہوسکتی ہیں کیونکہ مسلمان عورت کافر کے لئے حلال نہیں۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ یہ آیت حکمِ اوّل کی ناسخ ہے یہ اس تقدیر پر ہے کہ عورتیں عہدِ صلح میں داخل ہوں مگر عورتوں کا اس عہد میں داخل ہونا صحیح نہیں کیونکہ حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عہد نامہ کے یہ الفاظ مروی ہیں۔

لَا يَاْتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَّاِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَهٗ یعنی ہم سے جو مرد آپ کے پاس پہنچے خواہ وہ آپ کے دِین ہی پر ہو آپ اس کو واپس دیں گے۔

۳۳ یعنی مہاجرہ عورتوں سے، اگرچہ دارالحرب میں ان کے شوہر ہوں کیونکہ اسلام لانے سے وہ ان شوہروں پر حرام ہوگئیں۔ اور ان کی زوجیّت میں نہ رہیں۔

مسئلہ: وَاحْتَجَّ بِهٖ اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَلٰى اَنْ لَّا عِدَّةَ عَلَى الْمُهَاجِرَةِ فَيَجُوْزُ لَهَا التَّزَوُّجُ مِنْ غَيْرِ عِدَّةٍ خِلَافًا لَهُمَا۔

۳۴ مَہر دینے سے مراد اس کو اپنے ذمّہ لازم کرلینا ہے اگرچہ بالفعل نہ دیا جائے۔

مسئلہ: اس سے یہ ثابت ہوا کہ ان عورتوں سے نکاح کرنے پر نیا مَہر واجب ہوگا ان کے شوہروں کو جو ادا کردیا گیا وہ اس میں مجرا ومحسوب نہ ہوگا۔

۳۵ یعنی جو عورتیں دارالحرب میں رہ گئیں یا مرتدّہ ہو کر دارالحرب میں چلی گئیں ان سے زوجیّت کا علاقہ نہ رکھو چنانچہ یہ آیت نازل ہونے کے بعد اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کافرہ عورتوں کو طلاق دے دی جو مکّہ مکرّمہ میں تھیں۔

مسئلہ: اگر مسلمان کی عورت (معاذ اللہ) مرتد ہوجائے تو اس کے قیدِ نکاح سے باہر نہ ہوگی۔ عَلَيْهِ الْفَتْوٰى زَجْرًا وَّتَيَسُّرًا

۳۶ یعنی ان عورتوں کو تم نے جو مَہر دیئے تھے وہ ان کافروں سے وصول کرلو جنہوں نے ان سے نکاح کیا۔

۳۷ اپنی عورتوں پر جو ہجرت کرکے دارالاسلام میں چلی آئیں ان کے مسلمان شوہروں سے جنہوں نے ان سے نکاح کیا۔

حُكْمُ اللّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۰﴾ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ
حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ عورتیں کافروں کی طرف
اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ
نکل جائیں ۳۸ پھر تم کافروں کو سزا دو ۳۹ تو جن کی عورتیں جاتی رہی تھیں ۴۰ غنیمت میں سے انہیں اتنا دے دو جو اُن کا
اَنْفَقُوْا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ
خرچ ہوا تھا ۴۱ اور اللہ سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر
الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ
ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور
لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ
نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی ۴۲ اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں

۳۸ شانِ نزول: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمانوں نے تو مہاجرہ عورتوں کے مَہر ان کے کافر شوہروں کو ادا کر دیئے اور کافروں نے مرتدّات کے مَہر مسلمانوں کو ادا کرنے سے انکار کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۹ جہاد میں اور ان سے غنیمت پاؤ۔

۴۰ یعنی مرتدّہ ہو کر دارالحرب میں چلی گئیں تھیں۔

۴۱ ان عورتوں کے مَہر دینے میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مومنین مہاجرین کی عورتوں میں سے چھ عورتیں ایسی تھیں جنہوں نے دارالحرب کو اختیار کیا اور مشرکین کے ساتھ لاحق ہوئیں اور مرتد ہوگئیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے شوہروں کو مالِ غنیمت سے ان کے مَہر عطا فرمائے۔

فائدہ: ان آیتوں میں مہاجرات کے امتحان اور کفّار نے جو اپنی بیبیوں پر خرچ کیا ہو وہ بعدِ ہجرت انہیں دینا اور مسلمانوں نے جو اپنی بیبیوں پر خرچ کیا ہو وہ ان کے مرتد ہو کر کافروں سے مل جانے کے بعد ان سے مانگنا اور جن کی بیبیاں مرتد ہو کر چلی گئی ہوں انہوں نے جو ان پر خرچ کیا تھا وہ انہیں مالِ غنیمت میں سے دینا یہ تمام احکام منسوخ ہوگئے آیتِ سیف یا آیتِ غنیمت یا سنّت سے کیونکہ یہ احکام جبھی تک باقی رہے جب تک یہ عہد رہا اور جب وہ عہد اٹھ گیا تو احکام بھی نہ رہے۔

۴۲ جیسا کہ زمانۂ جاہلیّت میں دستور تھا کہ لڑکیوں کو بخیالِ عار و باندیشۂ ناداری زندہ دفن کر دیتے تھے اس سے اور ہر قتلِ ناحق سے باز رہنا اس عہد میں شامل ہے۔

وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَؕ

اٹھائیں ۴۳ اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی ۴۴ تو اُن سے بیعت لو اور اللہ سے اُن کی مغفرت چاہو ۴۵

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ

بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا

۴۳ یعنی پرایا بچّہ لے کر شوہر کو دھوکہ دیں اور اس کے پیٹ سے جنا ہوا بتائیں ۔ جیسا کہ جاہلیّت کے زمانہ میں دستور تھا۔

۴۴ نیک بات اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری ہے۔

۴۵ مروی ہے کہ جب سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روزِ فتحِ مکّہ مَردوں کی بیعت لے کر فارغ ہوئے تو کوہِ صفاء پر عورتوں سے بیعت لینا شروع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نیچے کھڑے ہوئے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلامِ مبارک عورتوں کو سناتے جاتے تھے، ہند بنتِ عتبہ ابوسفیان کی بیوی خوف زدہ برقع پہن کر اس طرح حاضر ہوئی کہ پہچانی نہ جائے ، سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، ہند نے سر اٹھا کر کہا آپ ہم سے وہ عہد لیتے ہیں جو ہم نے آپ کو مَردوں سے لیتے نہیں دیکھا اور اس روز مَردوں سے صرف اسلام و جہاد پر بیعت لی گئی تھی ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اور چوری نہ کریں گی ،تو ہند نے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں اور میں نے ان کا مال ضرور لیا ہے میں نہیں سمجھتی مجھے حلال ہوا یا نہیں ، ابوسفیان حاضر تھے انہوں نے کہا جو تو نے پہلے لیا اور جو آئندہ لے سب حلال ، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسّم فرمایا اور ارشاد کیا تو ہند بنتِ عتبہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں جو کچھ مجھ سے قصور ہوئے ہیں معاف فرمایئے ، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اور نہ بدکاری کریں گی ،تو ہند نے کہا کیا کوئی آزاد عورت بدکاری کرتی ہے؟ پھر فرمایا نہ اپنی اولاد کو قتل کریں ، ہند نے کہا ہم نے چھوٹے چھوٹے پالے جب بڑے ہوگئے تم نے انہیں قتل کر دیا تو تم جانو اور وہ جانیں اس کا لڑکا حنظلہ بن ابی سفیان بدر میں قتل کر دیا گیا تھا۔ ہند کی یہ گفتگو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بہت ہنسی آئی ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی بہتان نہ گھڑیں گی ، ہند نے کہا بخدا بہتان بہت بُری چیز ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم کو نیک باتوں اور برتر خصلتوں کا حکم دیتے ہیں ، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کسی نیک بات میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی نہ کریں گی ، اس پر ہند نے کہا اس مجلس میں ہم اسلئے حاضر ہی نہیں ہوئے کہ اپنے دل میں آپ کی نافرمانی کا خیال آنے دیں ، عورتوں نے ان تمام امور کا اقرار کیا اور چار سو ستاون عورتوں نے بیعت کی اس بیعت میں سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مصافحہ نہ فرمایا اور عورتوں کو دستِ مبارک چھونے نہ دیا ۔ بیعت کی کیفیّت میں یہ بھی بیان کیا گیا

ع ۲ النصف ۸

عَلَیۡہِمۡ قَدۡ یَئِسُوۡا مِنَ الۡاٰخِرَۃِ کَمَا یَئِسَ الۡکُفَّارُ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡقُبُوۡرِ ﴿۱۳﴾

غضب ہے ۴۶ وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں ۴۷ جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے ۴۸

اٰیاتہا ۱۴ | ۶۱ سُوۡرَۃُ الصَّفِّ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۹ | رکوعاتہا ۲

سورۃ صف مدنی ہے اس میں چودہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱﴾ یٰۤاَیُّہَا

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے اے ایمان والو

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲﴾ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا

کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے ۲ کیسی سخت نا پسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو

ہے کہ ایک قدح پانی میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ مبارک ڈالا پھر اسی میں عورتوں نے اپنے ہاتھ ڈالے، اور یہ بھی کہا گیا ہے بیعت کپڑے کے واسطے سے لی گئی اور بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتیں عمل میں آئی ہوں۔

مسائل: بیعت کے وقت مقراض کا استعمال مشائخ کا طریقہ ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سنّت ہے خلافت کے ساتھ ٹوپی دینا مشائخ کا معمول ہے، اور کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے عورتوں کی بیعت میں اجنبیہ کا ہاتھ چھونا حرام ہے یا بیعت زبان سے ہو یا کپڑے وغیرہ کے واسطہ سے۔

۴۶ ان لوگوں سے مراد یہود ہیں۔

۴۷ کیونکہ انہیں کُتُبِ سابقہ سے معلوم ہو چکا تھا اور وہ بیقین جانتے تھے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالٰی کے رسول ہیں اور یہود نے اس کی تکذیب کی ہے اسلئے انہیں اپنی مغفرت کی امید نہیں۔

۴۸ پھر دنیا میں واپس آنے کی یا یہ معنٰی ہیں کہ یہود ثوابِ آخرت سے ایسے ناامید ہوئے جیسے کہ مرے ہوئے کافر اپنی قبروں میں اپنے حال کو جان کر ثوابِ آخرت سے بالکل مایوس ہیں۔

۱ سورۂ صف مکّیہ ہے اور بقولِ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وجمہور مفسّرین مدنیّہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، چودہ ۱۴ آیتیں، دوسو اکّیس ۲۲۱ کلمے اور نوسو ۹۰۰ حرف ہیں۔

۲ شانِ نزول: صحابۂ کرام کی ایک جماعت گفتگوئیں کر رہی تھی یہ وہ وقت تھا جب تک کہ حکمِ جہاد نازل نہیں ہوا تھا اس جماعت میں یہ تذکرہ تھا کہ اللہ تعالٰی کو سب سے زیادہ کیا عمل پیارا ہے ہمیں معلوم ہوتا تو ہم وہی کرتے چاہے

مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳﴾ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ صَفًّا کَاَنَّہُمۡ

نہ کرو بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا (صف) باندھ کر

بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ﴿۴﴾ وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ یٰقَوۡمِ لِمَ تُؤۡذُوۡنَنِیۡ

گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی (سیسہ پلائی دیوار) ف۳ اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں

وَ قَدۡ تَّعۡلَمُوۡنَ اَنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ ؕ فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰہُ

ستاتے ہو ف۴ حالانکہ تم جانتے ہو ف۵ کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں ف۶ پھر جب وہ ف۷ ٹیڑھے ہوئے اللہ

اس میں ہمارے مال اور ہماری جانیں کام آجاتیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کی شانِ نزول میں اور بھی کئی قول ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو مسلمانوں سے مدد کا جھوٹا وعدہ کرتے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اس کی انتڑیاں جہنم میں نکل پڑیں گی تو وہ اپنی انتڑیوں کے گرد اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا اپنی چکی کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے۔ تو تمام دوزخی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ اے فلاں! تیرا کیا حال ہے؟ کیا تو ہم لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع نہیں کرتا تھا۔ تو وہ کہے گا کہ میں تم لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔ اور میں تم لوگوں کو بری باتوں سے منع کرتا تھا مگر خود ان کو کیا کرتا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ النار وانہا مخلوقۃ، الحدیث: ۳۲۶۷، ج ۲، ص ۳۹۶
مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الاول، الحدیث: ۵۱۳۹، ج ۳، ص ۹۸،)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اے جبرائیل! علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپکی امت کے وہ واعظین ہیں جو لوگوں کو نیکو کاری کا حکم دیتے ہیں اور اپنی ذاتوں کو بھول جاتے ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے واعظین ہیں جو، وہ بات کہتے ہیں جس کو خود نہیں کرتے اور قرآن پڑھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔

(شرح السنۃ للبغوی، کتاب الرقاق، باب وعید من یامر بالمعروف ولا یأتیہ، الحدیث ۴۰۵۴، ج ۷، ص ۳۶۲)
(شعب الایمان للبیہقی، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۷۷۳، ج ۲، ص ۲۸۳)

ف۳ ایک سے دوسرا ملا ہوا ہر ایک اپنی اپنی جگہ جمع ہوا دشمن کے مقابل سب کے سب مثل شے واحد کے۔

ف۴ آیات کا انکار کر کے اور میرے اوپر جھوٹی تہمتیں لگا کر۔

قُلُوْبَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۵﴾ وَ اِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ
نے ان کے دل ٹیڑھے کردیے وف۸ اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دیتا وف۹ اور (یاد کرو) جب عیسٰی بن مریم نے کہا
یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ
اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا وف۱۰ اور ان
التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ
رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نام احمد ہے وف۱۱ پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں
بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۶﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے وف۱۲

وف۵ یقین کے ساتھ۔

وف۶ اور رسول واجبُ التعظیم ہوتے ہیں ان کی توقیر اور ان کا احترام لازم ہے انہیں ایذا دینا سخت حرام اور انتہا درجہ کی بدنصیبی ہے۔

وف۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دے کر راہِ حق سے منحرف اور۔

وف۸ انہیں اتباعِ حق کی توفیق سے محروم کرکے۔

وف۹ جو اس کے علم میں نافرمان ہیں اس آیت میں تنبیہ ہے کہ رسولوں کو ایذا دینا شدید ترین جُرم ہے اور اس کے وبال سے دل ٹیڑھے ہوجاتے ہیں اور آدمی ہدایت سے محروم ہوجاتا ہے۔

وف۱۰ اور توریت و دیگر کُتُبِ الٰہیہ کا اقرار و اعتراف کرتا ہوا اور تمام پہلے انبیاء کو مانتا ہوا۔

وف۱۱ حدیث: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے اصحابِ کرام نجاشی بادشاہ کے پاس گئے تو نجاشی بادشاہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بشارت دی اگر امورِ سلطنت کی پابندیاں نہ ہوتیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کفش برداری کی خدمت بجالاتا۔ (ابوداؤد) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ توریت میں سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفت مذکور ہے اور یہ بھی کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آپ کے پاس مدفون ہوں گے۔ ابوداؤد مدنی نے کہا کہ روضۂ اقدس میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی) حضرت کعب احبار سے مروی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے عرض کیا یاروحَ اللہ کیا ہمارے بعد اور کوئی امّت بھی ہے فرمایا ہاں احمدِ مجتبٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امّت، وہ لوگ حکماء، علماء، ابرار و اتقیاء ہیں اور فقہ میں نائبِ انبیاء ہیں اللہ تعالٰی سے تھوڑے رزق پر راضی اور اللہ تعالٰی ان سے تھوڑے عمل پر راضی۔

الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّٰلِمِينَ ﴿٧﴾

حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو ۱۳ اور ظالم لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا چاہتے ہیں کہ

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ

اللہ کا نور ۱۴ اپنے مونھوں سے بجھا دیں ۱۵ اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں

الْكَافِرُونَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى

کافر وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب

ع ۱ ۹ الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ

کرے ۱۶ پڑے برا مانیں مشرک اے ایمان والو ۱۷ کیا میں بتا دوں وہ

تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَ

تجارت جو تمہیں درد ناک عذاب سے بچا لے ۱۸ ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور

تُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ

اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے ۱۹ اگر تم جانو ۲۰

۱۲ اس کی طرف شریک اور ولد کی نسبت کرکے اور اس کی آیات کو جادو بتا کر۔

۱۳ جس میں سعادتِ دارین ہے۔

۱۴ یعنی دینِ برحق اسلام۔

۱۵ قرآنِ پاک کو شعر و سحر و کہانت بتا کر۔

۱۶ چنانچہ ہر ایک دِین بعنایتِ الٰہی اسلام سے مغلوب ہو گیا۔ مجاہد سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو روئے زمین پر سوائے اسلام کے اور کوئی دِین نہ ہوگا۔

۱۷ شانِ نزول: مومنین نے کہا تھا کہ اگر ہم جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل بہت پسند ہے تو ہم وہی کرتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس آیت میں اس عمل کو تجارت سے تعبیر فرمایا گیا کیونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی امید ہوتی ہے اسی طرح ان اعمال سے بہترین نفع رضائے الٰہی اور جنّت و نجات حاصل ہوتی ہے۔

۱۸ اب وہ تجارت بتائی جاتی ہے۔

۱۹ جان اور مال اور ہر ایک چیز سے۔

۲۰ اور ایسا کرو تو۔

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿ۙ۱۱﴾ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَ یُدۡخِلۡکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ وَ

وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور

مَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿ۙ۱۲﴾ وَ اُخۡرٰی تُحِبُّوۡنَہَا ؕ

پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا ۲۱ جو تمہیں

نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتۡحٌ قَرِیۡبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۳﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح ۲۲ اور اے محبوب مسلمانوں کو خوشی سنا دو ۲۳ اے ایمان والو دین خدا

کُوۡنُوۡۤا اَنۡصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ لِلۡحَوَارِیّٖنَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی

کے مدد گار ہو جاؤ جیسے ۲۴ عیسٰی بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہے جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں

اللّٰہِ ؕ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ فَاٰمَنَتۡ طَّآئِفَۃٌ مِّنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ

حواری بولے ۲۵ ہم دین خدا کے مدد گار ہیں تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ ایمان لایا ۲۶ اور ایک گروہ

وَ کَفَرَتۡ طَّآئِفَۃٌ ۚ فَاَیَّدۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا عَلٰی عَدُوِّہِمۡ فَاَصۡبَحُوۡا ظٰہِرِیۡنَ ﴿۱۴﴾ ع ۲ ۱۰

نے کفر کیا ۲۷ تو ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے ۲۸

۲۱ اس کے علاوہ جلد ملنے والی۔

۲۲ اس فتح سے یا فتحِ مکّہ مراد ہے یا بلادِ فارس و روم کی فتح۔

۲۳ دنیا میں فتح کی اور آخرت میں جنّت کی۔

۲۴ حواریوں نے دینِ الٰہی کی مدد کی تھی جب کہ۔

۲۵ حواری حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مخلصین کو کہتے ہیں یہ بارہ حضرات تھے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام پر اوّل ایمان لائے انہوں نے عرض کیا۔

۲۶ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر۔

۲۷ ان دونوں میں قتال ہوا۔

۲۸ ایمان والے۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر اٹھا لیے گئے تو ان کی قوم تین فرقوں میں منقسم ہوگئی ایک فرقے نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت کہا کہ وہ اللہ تھا آسمان پر چلا گیا دوسرے فرقہ نے کہا کہ وہ اللہ تعالٰی کا بیٹا تھا اس نے اپنے پاس بلا لیا تیسرے فرقہ نے کہا کہ وہ اللہ تعالٰی کے بندے اور اس کے رسول تھے اس نے اٹھا لیا۔ یہ تیسرے فرقے والے مومن تھے ان کی ان دونوں فرقوں سے جنگ رہی

ایاتہا ۱۱ ۶۲ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۰ رکوعاتہا ۲

سورۃ جمعہ مدنی ہے اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ف۲ بادشاہ کمال پاکی والا عزت والا

الْحَكِيْمِ ۝۱ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ

حکمت والا وہی ہے جس نے اِن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ف۳ کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں ف۴ اور

اور کافر گروہ ان پر غالب رہے یہاں تک کہ سیّدِ انبیاء محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور فرمایا اس وقت ایمان دار گروہ ان کافروں پر غالب ہوا اس تقدیر پر مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی ہم نے مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے سے مدد فرمائی۔

ف۱ سورۂ جمعہ مدنیّہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، گیارہ ۱۱ آیتیں، ایک سو اسّی ۱۸۰ کلمے، سات سو بیس ۷۲۰ حرف ہیں۔

ف۲ تسبیح تین طرح کی ہے ایک تسبیحِ خلقت کہ ہر شے کی ذات اور اس کی پیدائش حضرت خالقِ قدیر جلّ جلالہ کی قدرت و حکمت اور اس کی وحدانیت اور تنزیہ پر دلالت کرتی ہے دوسری تسبیحِ معرفت کہ اللہ تعالٰی اپنے لطف و کرم سے مخلوق میں اپنی معرفت پیدا کرے تیسری تسبیحِ ضروری وہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی ہر ایک جوہر پر اپنی تسبیح جاری فرماتا ہے یہ تسبیح معرفت پر مرتب نہیں۔

ف۳ جس کے نسب و شرافت کو وہ اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں ان کا نامِ پاک محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے حضور سیّدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت نبی اُمّی ہے اس کے بہت وجوہ ہیں ایک ان میں سے یہ ہے کہ آپ امّتِ اُمیّہ کی طرف معبوث ہوئے کتاب شعیاء میں ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے میں اُمیّوں میں ایک اُمّی بھیجوں گا اور اس پر نبوّت ختم کردوں گا اور ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کی بعثت اُمّ القرٰی یعنی مکّہ مکرّمہ میں ہوئی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضورِ انور علیہ الصلٰوۃ والسلام لکھتے اور کتاب سے کچھ پڑھتے نہ تھے اور یہ آپ کی فضیلت تھی کہ غایتِ حضورِ علم سے اس کی حاجت نہ تھی خط ایک صنعتِ ذہنیہ ہے جو آلۂ جسمانیہ سے صادر ہوتی ہے تو جو ذات ایسی ہو کہ قلمِ اعلٰی اس کے زیرِ فرمان ہو اس کو اس کتابت کی کیا حاجت پھر حضور کا کتابت نہ فرمانا اور کتابت کا ماہر ہونا ایک معجزۂ عظیمہ ہے کاتبوں کو علمِ خط اور رسمِ کتابت کی تعلیم فرماتے اور اہلِ حرفت کو حرفتوں کی تعلیم دیتے اور ہر کمالِ دنیوی و اخروی میں اللہ تعالٰی نے آپ کو تمام خَلق سے اعلم کیا۔

يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

انھیں پاک کرتے ہیں و۵ اور انھیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں و۶ اور بے شک وہ اس سے پہلے و۷ ضرور کھلی

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ

گمراہی میں تھے و۸ اور ان میں سے و۹ اَوروں کو و۱۰ پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے و۱۱

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ

اور وہی عزت و حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۴﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ

فضل والا ہے و۱۲ ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی و۱۳ پھر انھوں نے اس کی حکم برداری نہ کی و۱۴ گدھے کی مثال

الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَ

ہے جو پیٹھ پر کتابیں اُٹھائے و۱۵ کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنھوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور

و۴ یعنی قرآنِ پاک سناتے ہیں۔

و۵ عقائدِ باطلہ و اخلاقِ رذیلہ و خبائثِ جاہلیّت و قبائحِ اعمال سے۔

و۶ کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے سنّت و فقہ ہے یا احکامِ شریعت اور اسرارِ طریقت۔

و۷ یعنی سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری سے قبل۔

و۸ کہ شرک و عقائدِ باطلہ و خبائثِ اعمال میں گرفتار تھے اور انہیں مرشدِ کامل کی شدید حاجت تھی۔

و۹ یعنی اُمیّوں میں سے۔

و۱۰ اوروں سے مراد یا تو عجم ہیں یا وہ تمام لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں ان کو۔

و۱۱ ان کا زمانہ نہ پایا ان کے بعد آئے یا فضل و شرف میں ان کے درجہ کو نہ پہنچے کیونکہ صحابہ کے بعد لوگ خواہ غوث وقطب ہو جائیں مگر فضیلتِ صحابیّت نہیں پا سکتے۔

و۱۲ اپنے خَلق پر اس نے ان کی ہدایت کے لئے اپنے حبیب محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

و۱۳ اور اس کے احکام کا اتباع ان پر لازم کیا گیا تھا، وہ لوگ یہود ہیں۔

و۱۴ اور اس پر عمل نہ کیا اور اس میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت و صفت دیکھنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہ لائے۔

و۱۵ اور بوجھ کے سوا ان سے کچھ بھی نفع نہ پائے اور جو علوم ان میں ہیں ان سے اصلاً واقف نہ ہو یہی حال ان یہود

اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵﴾ قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ ہَادُوۡۤا اِنۡ زَعَمۡتُمۡ

اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا تم فرماؤ اے یہودیو! اگر تمہیں یہ گمان ہے

اَنَّکُمۡ اَوۡلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۶﴾ وَ

کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں ف۱۶ تو مرنے کی آرزو کرو ف۱۷ اگر تم سچے ہو ف۱۸ اور وہ

لَا یَتَمَنَّوۡنَہٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِالظّٰلِمِیۡنَ ﴿۷﴾

کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان کوتکوں (اعمال) کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں ف۱۹ اور اللہ ظالموں کو جانتا

قُلۡ اِنَّ الۡمَوۡتَ الَّذِیۡ تَفِرُّوۡنَ مِنۡہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیۡکُمۡ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰی عٰلِمِ

ہے تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے ف۲۰ پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے

ع ۸/۱۱ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸﴾ ع یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا

جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم نے کیا تھا اے ایمان والو جب نماز کی

نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الۡبَیۡعَ ؕ ذٰلِکُمۡ

اذان ہو جمعہ کے دن ف۲۱ تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو ف۲۲ اور خرید و فروخت چھوڑ دو ف۲۳ یہ تمہارے لیے

کا ہے جو توریت اٹھائے پھرتے ہیں اس کے الفاظ رٹتے ہیں اور اس سے نفع نہیں اٹھاتے اس کے مطابق عمل نہیں کرتے اور یہی مثال ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو قرآنِ کریم کے معانی کو نہ سمجھیں اور اس پر عمل نہ کریں اور اس سے اعراض کریں۔

ف۱۶ جیسا کہ تم کہتے ہو کہ ہم اللہ تعالٰی کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔

ف۱۷ کہ موت تمہیں اس تک پہنچائے۔

ف۱۸ اپنے اس دعوے میں۔

ف۱۹ یعنی اس کفر و تکذیب کے باعث جو ان سے صادر ہوئی ہے۔

ف۲۰ کسی طرح اس سے بچ نہیں سکتے۔

ف۲۱ روزِ جمعہ اس دن کا نام عربی زبان میں عروبہ تھا جمعہ اس کو اسلئے کہا جاتا ہے کہ نماز کے لئے جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے وجہِ تسمیہ میں اور بھی اقوال ہیں سب سے پہلے جس شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لُوی ہیں پہلا جمعہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھا اصحابِ سِیَر کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام جب ہجرت کر کے مدینہ طیّبہ تشریف لائے تو بارہویں ربیع الاوّل روزِ دوشنبہ کو چاشت کے وقت مقامِ قباء میں اقامت فرمائی دوشنبہ، سہ شنبہ، چہارشنبہ، پنج شنبہ یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی روزِ جمعہ مدینہ طیّبہ کا عزم فرمایا بنی سالم

بن عوف کے بطنِ وادی میں جمعہ کا وقت آیا اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ فرمایا جمعہ کا دن سیّدُ الایام ہے جو مومن اس روز مرے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے اور فتنۂ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اذان سے مراد اذانِ اوّل ہے نہ اذانِ ثانی جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے اگرچہ اذانِ اوّل زمانۂ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اضافہ کی گئی مگر وجوبِ سعی اور ترکِ بیع وشراء اسی سے متعلق ہے۔ (کذا فی الدر المختار)

۲۲ دوڑنے سے بھاگنا مراد نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کے لئے تیاری شروع کردو اور ذِکْرُ اللّٰہِ سے جمہور کے نزدیک خطبہ مراد ہے۔

حضرتِ سیدنا ابودَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور اچھے کپڑے پہنے پھر اگر اس کے پاس خوشبو تھی تو اسے لگایا، پھر جمعہ کے لئے سکون و وقار کے ساتھ چلا اور کسی کی گردن نہ پھلانگی اور نہ کسی کو ایذاء پہنچائی، پھر نماز ادا کی پھر امام کے لوٹنے تک انتظار کیا تو اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب حقوق الجمعۃ من الغسل والطیب، رقم ۳۰۳۹، ج ۲، ص ۳۸۵)

حضرتِ سیدنا سَلْمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جتنا ہوسکے طہارت کرے پھر تیل اور گھر میں موجود خوشبو لگائے، دو افراد میں جدائی نہ ڈالے، جتنی رکعتیں ہوسکیں ادا کرے، جب امام کلام کرے تو یہ خاموش رہے تو اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(بخاری شریف، کتاب الجمعہ، باب الدھن للجمعۃ، رقم ۸۸۳، ج ۱، ص ۳۰۶)

حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے اچھی طرح غسل کیا پھر صبح مسجد کی طرف آیا اور امام کے قریب بیٹھا اور اسے توجہ سے سنا تو وہ جتنے قدم چلا ہر قدم پر اس کے لئے ایک سال کی عبادت اور ایک سال کے روزوں کا ثواب ہے۔

(مسند احمد، رقم ۶۹۷۲، ج ۲، ص ۶۶۰)

۲۳ جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیّت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۵)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہوجاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکرِ الٰہی سے غفلت کا سبب ہوں اس میں داخل ہیں اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۹)

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ

بہتر ہے اگر تم جانو پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو ۲۴

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰ وَ اِذَا

اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور جب انھوں نے

رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ

کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیے ۲۵ اور تمہیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے ۲۶ تم فرماؤ وہ جو اللہ کے

مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱ ع

ع ۲ ۳ ۱۲

پاس ہے ۲۷ کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کا رزق سب سے اچھا

مسئلہ: اس آیت سے نمازِ جمعہ کی فرضیت اور بیع وغیرہ مشاغلِ دنیویہ کی حرمت اور سعی یعنی اہتمامِ نماز کا وجوب ثابت ہوا اور خطبہ بھی ثابت ہوا۔

مسئلہ: جمعہ مسلمان، مرد، مکلّف، آزاد، تندرست، مقیم پر شہر میں واجب ہوتا ہے نابینا اور لنگڑے پر واجب نہیں ہوتا صحتِ جمعہ کے لئے سات شرطیں ہیں۔

(۱) شہر جہاں فیصلۂ مقدمات کا اختیار رکھنے والا کوئی حاکم موجود ہو یا فناءِ شہر جو شہر سے متصل ہو اور اہلِ شہر اس کو اپنے حوائج کے کام میں لاتے ہوں (۲) حاکم (۳) وقتِ ظہر (۴) خطبہ وقت کے اندر (۵) خطبہ کا قبلِ نماز ہونا اتنی جماعت میں جو جمعہ کے لئے ضروری ہے (۶) جماعت اور اس کی اقلّ مقدار تین مرد ہیں سوائے امام کے (۷) اذنِ عام کہ نمازیوں کو مقامِ نماز میں آنے سے روکا نہ جائے۔

۲۴ یعنی اب تمہارے لئے جائز ہے کہ معاش کے کاموں میں مشغول ہو یا طلبِ علم یا عیادتِ مریض یا شرکتِ جنازہ یا زیارتِ علماء اور اس کے مثل کاموں میں مشغول ہو کر نیکیاں حاصل کرو۔

۲۵ شانِ نزول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیّبہ میں روزِ جمعہ خطبہ فرما رہے تھے اس حال میں تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور اور حسبِ دستور اعلان کے لئے طبل بجایا گیا زمانہ بہت تنگی اور گرانی کا تھا لوگ باایں خیال اس کی طرف چلے گئے کہ ایسا نہ ہو کہ دیر کرنے سے اجناس ختم ہو جائیں اور ہم نہ پاسکیں اور مسجد شریف میں صرف بارہ آدمی رہ گئے اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

۲۶ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ خطیب کو کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا چاہئے۔

۲۷ یعنی نماز کا اجر وثواب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے کی برکت وسعادت۔

اٰیاتھا ۱۱　　۶۳ سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۴　　رکوعاتھا ۲

سورۃ منافقوں مدنی ہے اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ؀۱

وقف لازم

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں ؀۲ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ

يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ ۝۱ اِتَّخَذُوْۤا

جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں ؀۳ اور انھوں نے اپنی

اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲

قسموں کو ڈھال ٹھہرا لیا ؀۴ تو اللہ کی راہ سے روکا ؀۵ بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں ؀۶

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۳ وَ اِذَا

یہ اس لیے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو اُن کے دلوں پر مہر کردی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے اور

رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ

جب تو انھیں دیکھے ؀۷ اُن کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو اُن کی بات غور سے سنے ؀۸ گویا وہ

؀۱ سورۂ منافقون مدنیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، گیارہ ۱۱ آیتیں، ایک سواسّی ۱۸۰ کلمے اور نو سو چھہتر ۹۷۶ حرف ہیں۔

؀۲ تو اپنے ضمیر کے خلاف۔

؀۳ ان کا باطن ظاہر کے موافق نہیں، جو کہتے ہیں اس کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں۔

پتا چلا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فقط زبانی طور پر معمولی طریقہ سے مان لینے کا دعویٰ کر دینا مومن ہونے کیلئے کافی نہیں، انہیں دل سے ماننے کا نام ایمان ہے۔ سبحان اللہ! قول سچا مگر قائل جھوٹا کیونکہ یہاں دل کی گہرائیوں سے دیکھا جاتا ہے۔

؀۴ کہ ان کے ذریعہ سے قتل وقید سے محفوظ رہیں۔

؀۵ لوگوں کو، یعنی جہاد سے یا سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے طرح طرح کے وسوسے اور شبہے ڈال کر۔

؀۶ کہ بمقابلہ ایمان کے کفر اختیار کرتے ہیں۔

مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ

کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی و۹ ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں ف۱۰ وہ دشمن ہیں و۱۱ تو ان سے بچتے

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ④ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

رہو و۱۲ اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں و۱۳ اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ و۱۴ رسول اللہ تمہارے لیے

لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انھیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں و۱۵ ان پر ایک سا ہے

و۷ یعنی منافقین کو مثل عبداللہ بن اُبی ابنِ سلول وغیرہ کے۔

و۸ ابنِ اُبی جسیم، صبیح، خوبرو، وخوش بیان آدمی تھا اور اس کے ساتھ والے منافقین قریب قریب ویسے ہی تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس شریف میں جب یہ لوگ حاضر ہوتے تو خوب باتیں بناتے جو سننے والے کو اچھی معلوم ہوتیں۔

و۹ جن میں بے جان تصویر کی طرح نہ ایمان کی روح، نہ انجام سوچنے والی عقل۔

ف۱۰ کوئی کسی کو پکارتا ہو، یا اپنی گُمی چیز ڈھونڈھتا ہو، یا لشکر میں کسی مقصد کے لئے کوئی بات بلند آواز سے کہیں تو یہ اپنے خبثِ نفس اور سوءِ ظن سے یہی سمجھتے ہیں کہ انہیں کچھ کہا گیا اور انہیں یہ اندیشہ رہتا ہے کہ ان کے حق میں کوئی ایسا مضمون نازل ہوا جس سے ان کے راز فاش ہو جائیں۔

و۱۱ دل میں شدید عداوت رکھتے ہیں اور کفّار کے پاس یہاں کی خبریں پہنچاتے ہیں، ان کے جاسوس ہیں۔

و۱۲ اور ان کے ظاہرِ حال سے دھوکا نہ کھاؤ۔

و۱۳ اور روشن براہنیں قائم ہونے کے باوجود حق سے منحرف ہوتے ہیں۔

و۱۴ معافی چاہنے کے لئے۔

و۱۵ شانِ نزول: غزوۂ مریسیع سے فارغ ہو کر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سرِ چاہ نزول فرمایا تو وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجیر جہجاہ غِفاری اور ابنِ اُبی کے حلیف سنان بن دبر جُہنی کے درمیان جنگ ہوگئی، جہجاہ نے مہاجرین کو اور سنان نے انصار کو پکارا، اس وقت ابنِ اُبی منافق نے حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں بکیں اور یہ کہا کہ مدینہ طیّبہ پہنچ کر ہم میں سے عزّت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اگر تم انہیں اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں، اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں، اس کی یہ ناشائستہ گفتگو سن کر زید بن ارقم کو تاب نہ رہی انہوں نے اس سے فرمایا کہ خدا کی قسم تو ہی ذلیل ہے اپنی قوم میں بغض ڈالنے والا اور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی

تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہر گز نہ بخشے گا ف۱۶ بے شک اللہ فاسقوں کو راہ

الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۶ هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ

نہیں دیتا وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک

اللّٰهِ حَتّٰى یَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ خَزَآىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا

کہ پریشان ہو جائیں اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے ف۱۷ مگر منافقوں کو

یَفْقَهُوْنَ ۝۷ یَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا

سمجھ نہیں کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے ف۱۸ تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت

الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۸ ع ع ۸/۱۳

ذلت والا ہے ف۱۹ اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں ف۲۰

کے سرِ مبارک پر معراج کا تاج ہے، حضرت رحمٰن نے انہیں عزّت و قوّت دی ہے، ابنِ اُبَی کہنے لگا چپ میں تو ہنسی سے کہہ رہا تھا، زید بن ارقم نے یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچائی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابنِ اُبَی کے قتل کی اجازت چاہی، سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ لوگ کہیں گے کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں، حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابنِ اُبَی سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ باتیں کہیں تھیں؟ وہ مُکَر گیا اور قَسم کھا گیا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا، اس کے ساتھی جو مجلس شریف میں حاضر تھے، وہ عرض کرنے لگے کہ ابنِ اُبَی بوڑھا بڑا شخص ہے، یہ جو کہتا ہے ٹھیک ہی کہتا ہے، زید بن ارقم کو شاید دھوکا ہوا اور بات یاد نہ رہی ہو، پھر جب اوپر کی آیتیں نازل ہوئیں اور ابنِ اُبَی کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو اس سے کہا گیا کہ جا سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخواست کر، حضور تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں، تو گردن پھیری اور کہنے لگا کہ تم نے کہا، ایمان لا تو میں ایمان لے آیا، تم نے کہا، زکوٰۃ دے تو میں نے زکوٰۃ دی، اب یہی باقی رہ گیا ہے کہ محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سجدہ کروں، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

ف۱۶ اس لئے کہ وہ نفاق میں راسخ اور پختہ ہو چکے ہیں۔

ف۱۷ وہی سب کا رازق ہے۔

ف۱۸ اس غزوہ سے لوٹ کر۔

ف۱۹ منافقین نے اپنے کو عزّت والا کہا اور مومنین کو ذلّت والا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ف۲۰ اس آیت کے نازل ہونے کے چند ہی روز بعد ابنِ اُبَی منافق اپنے نفاق کی حالت پر مر گیا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِۚ وَ مَنْ

اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے ۲۱ اور جو ایسا

یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ(۹) وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ

کرے ۲۲ تو وہی لوگ نقصان میں ہیں ۲۳ اور ہمارے دیے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو ۲۴ قبل اس

اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ

کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی

فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ(۱۰) وَ لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَاؕ

کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا ۲۴ ب اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آجائے ۲۵

وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۠(۱۱)

اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

ع ۲/۳ ۱۴

آیاتها ۱۸ | ۶۴ سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۸ | رکوعاتها ۲

سورۂ تغابن مدنی ہے اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

۲۱ پنجگانہ نمازوں سے یا قرآن شریف سے۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کا قول ہے: اس آیت مبارکہ میں ذِکرِ اللہ سے مراد پانچ نمازیں ہیں، لہٰذا جو اپنے مال مثلاً خرید و فروخت یا پیشے یا اپنی اولاد کی وجہ سے نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنے سے غفلت اختیار کریگا وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔

(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوۃ، ص ۲۰)

۲۲ کہ دنیا میں مشغول ہو کر دِین کو فراموش کردے اور مال کی محبّت میں اپنے حال کی پروا نہ کرے اور اولاد کی خوشی کے لئے راحتِ آخرت سے غافل رہے۔

۲۳ کہ انہوں نے دنیائے فانی کے پیچھے دارِ آخرت کی باقی رہنے والی نعمتوں کی پرواہ نہ کی۔

۲۴ یعنی جو صدقات واجب ہیں وہ ادا کرو۔

۲۴ ب حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: جو شخص حج نہ کرے نہ ہی اپنے مال کی زکوۃ ادا کرے وہ موت کے وقت مہلت مانگے گا۔ ان سے کہا گیا: مہلت تو کفار مانگیں گے۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: یہ بات اللہ عزوجل کی کتاب میں ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۶۳۵، ۱۲/۳۶، ص ۹۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اُسی کا مُلک ہے اور اسی کی تعریف و۲ اور وہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

قادر ہے وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان و۳ اور اللہ تمہارے کام

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ

دیکھ رہا ہے اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی و۴

صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ

اور اسی کی طرف پھرنا ہے و۵ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے

وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے کیا تمھیں و۶ ان کی خبر نہ آئی جنھوں نے تم سے پہلے کفر کیا و۷

مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ

اور اپنے کام کا وبال چکھا و۸ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے و۹ یہ اس لیے کہ اُن کے پاس اُن کے رسول روشن

و۲۵ جو لوحِ محفوظ میں مکتوب ہے۔

و۱ سورۂ تغابن اکثر کے نزدیک مدنیّہ ہے اور بعض مفسّرین کا قول ہے کہ مکّیہ ہے سوائے تین آیتوں کے جو يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ سے شروع ہوتی ہیں، اس سورت میں دو ۲ رکوع، اٹھارہ ۱۸ آیتیں، دو سو اکتالیس ۲۴۱ کلمے، ایک ہزار ستّر ۱۰۷۰ حرف ہیں۔

و۲ اپنے مُلک میں متصرف ہے، جو چاہتا ہے، جیسا چاہتا ہے کرتا ہے، نہ کوئی شریک، نہ ساجھی، سب نعمتیں اسی کی ہیں۔

و۳ حدیث شریف میں ہے کہ انسان کی سعادت و شقاوت فرشتہ بحکمِ الٰہی اسی وقت لکھ دیتا ہے جب کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

و۴ تو لازم ہے کہ تم اپنی سیرت بھی اچھی رکھو۔

و۵ آخرت میں۔

و۶ اے کفّارِ مکّہ۔

تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا٘ فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّ اسْتَغْنَى
دلیلیں لاتے ؁۱۰ تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے ؁۱۱ تو کافر ہوئے ؁۱۲ اور پھر گئے ؁۱۳ اور اللہ نے بے نیازی کو

اللّٰهُؕ وَ اللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۶﴾ زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْاؕ قُلْ بَلٰى وَ
کام فرمایا اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا کافروں نے بکا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے تم فرماؤ کیوں نہیں

رَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْؕ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۷﴾ فَاٰمِنُوْا
میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کوتک (اعمال) تمہیں جتا دیے جائیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے تو

بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِیْۤ اَنْزَلْنَاؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۸﴾ یَوْمَ
ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر ؁۱۴ جو ہم نے اُتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے جس دن

یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ یَعْمَلْ
تمہیں اکٹھا کرے گا سب جمع ہونے کے دن ؁۱۵ وہ دن ہے ہاروالوں کی ہار کھلنے کا ؁۱۶ اور جو اللہ پر ایمان لائے اور

صَالِحًا یُّكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
اچھا کام کرے اللہ اس کی برائیاں اُتار دے گا اور اُسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ

؁۷ یعنی کیا تمہیں گذری ہوئی امّتوں کے احوال معلوم نہیں جنہوں نے انبیاء کی تکذیب کی۔

؁۸ دنیا میں اپنے کفر کی سزا پائی۔

؁۹ آخرت میں۔

؁۱۰ معجزے دکھاتے۔

؁۱۱ یعنی انہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمالِ بے عقلی و نافہمی ہے، پھر بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا اور پتّھر کا خدا ہونا تسلیم کرلیا۔

؁۱۲ رسولوں کا انکار کرکے۔

؁۱۳ ایمان سے۔

؁۱۴ نور سے مراد قرآن شریف ہے کیونکہ اس کی بدولت گمراہی کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں اور ہر شے کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔

؁۱۵ یعنی روزِ قیامت، جس میں سب اوّلین و آخرین جمع ہوں گے۔

؁۱۶ یعنی کافروں کی محرومی ظاہر ہونے کا۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۹﴾ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا
ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری
بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ۠ ﴿۱۰﴾ مَاۤ اَصَابَ
آیتیں جھٹلائیں وہ آگ والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور کیا ہی بُرا انجام کوئی مصیبت نہیں
مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ
پہنچتی و۱۷ مگر اللہ کے حکم سے اور جو اللہ پر ایمان لائے و۱۸ اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادے گا و۱۹ اور اللہ سب کچھ
عَلِیْمٌ ﴿۱۱﴾ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا
جانتا ہے اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم منہ پھیرو و۲۰ تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف صریح پہنچا
الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾
دینا ہے و۲۱ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْۚ
اے ایمان والو تمہاری کچھ بیبیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں و۲۲ تو ان سے احتیاط رکھو و۲۳
وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ
اور اگر معاف کرو اور درگزر اور بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے تمہارے مال اور تمہارے

ع ۱۵

و۱۷ موت کی، یا مرض کی، یا نقصانِ مال کی، یا اور کوئی۔

و۱۸ اور جانے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے اور وقتِ مصیبت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر شکر اور بلا پر صبر کرے۔

و۱۹ کہ وہ اور زیادہ نیکیوں اور طاعتوں میں مشغول ہو۔

و۲۰ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری سے۔

و۲۱ چنانچہ انہوں نے اپنا فرض ادا کردیا اور کامل طور پر دِین کی تبلیغ فرمادی۔

و۲۲ کہ تمہیں نیکی سے روکتے ہیں۔

و۲۳ اور ان کے کہنے میں آکر نیکی سے باز نہ رہو۔

شانِ نزول: چند مسلمانوں نے مکّہ مکرّمہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو ان کی بی بی اور بچّوں نے انہیں روکا اور کہا ہم تمہاری جدائی پر صبر نہ کرسکیں گے، تم چلے جاؤ گے ہم تمہارے پیچھے ہلاک ہوجائیں گے، یہ بات ان پر اثر کرگئی اور وہ ٹھہر

وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ

بچے جانچ ہی ہیں ف۲۴ اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۲۵ تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے ف۲۶ اور

اسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ

فرمان سنو اور حکم مانو ف۲۷ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اپنے بھلے کو اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچایا گیا ف۲۸ تو وہی

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ

فلاح پانے والے ہیں اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے ف۲۹ وہ تمہارے لیے اس کے دو نے کر دے گا

وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۸﴾ ع ۲ ۸ ۱۲

اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ قدر فرمانے والا حلم والا ہے ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت والا حکمت والا

اٰیاتھا ۱۲ ۶۵ سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّةٌ ۹۹ رکوعاتھا ۲

سورۃ طلاق مدنی ہے اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

گئے، کچھ عرصہ کے بعد جب انہوں نے ہجرت کی تو انہوں نے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ وہ دِین میں بڑے ماہر اور فقیہ ہو گئے ہیں، یہ دیکھ کر انہوں نے اپنی بی بی، بچّوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور یہ قصد کیا کہ ان کا خرچ بند کر دیں کیونکہ وہی لوگ انہیں ہجرت سے مانع ہوئے تھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضور کے ساتھ ہجرت کرنے والے اصحاب علم وفقہ میں ان سے منزلوں آگے نکل گئے، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اپنے بی بی بچّوں سے درگزر کرنے اور معاف کرنے کی ترغیب فرمائی گئی، چنانچہ آگے ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

ف۲۴ کہ کبھی آدمی ان کی وجہ سے گناہ اور معصیّت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ان میں مشغول ہو کر امورِ آخرت کے سر انجام سے غافل ہو جاتا ہے۔

ف۲۵ تو لحاظ رکھو، ایسا نہ ہو کہ اموال واولاد میں مشغول ہو کر ثوابِ عظیم کھو بیٹھو۔

ف۲۶ یعنی بقدر اپنی وسعت وطاقت کے طاعت وعبادت بجالاؤ، یہ تفسیر ہے اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ کی۔

ف۲۷ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا۔

ف۲۸ اور اس نے اپنے مال کو اطمینان کے ساتھ حکمِ شریعت کے مطابق خرچ کیا۔

ف۲۹ یعنی خوش دلی سے نیک نیّتی کے ساتھ مالِ حلال سے صدقہ دو گے، صدقہ دینے کو براہِ لطف وکرم قرض سے تعبیر فرمایا، اس میں صدقہ کی ترغیب ہے کہ صدقہ دینے والا نقصان میں نہیں ہے بالیقین اس کی جزا پائے گا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ

اے نبی ف۲ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر اُنھیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو ف۳

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ

اور اپنے رب اللہ سے ڈرو عدت میں انھیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں ف۴ مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی

ف۱ سورۂ طلاق مدنیّہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، بارہ ۱۲ آیتیں اور دو سوانچاس ۲۴۹ کلمے اور ایک ہزار ساٹھ ۱۰۶۰ حرف ہیں۔

ف۲ اپنی امّت سے فرما دیجئے۔

ف۳ شانِ نزول: یہ آیت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنی بی بی کو عورتوں کے ایّامِ مخصوصہ میں طلاق دی تھی، سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجعت کریں، پھر اگر طلاق دینا چاہیں تو طُہر یعنی پاکی کے زمانہ میں طلاق دیں، اس آیت میں عورتوں سے مراد مدخول بہا عورتیں ہیں (جو اپنے شوہروں کے پاس گئی ہوں) صغیرہ، حاملہ اور آئسہ نہ ہوں۔ آئسہ وہ عورت ہے جس کے ایّام بڑھاپے کی وجہ سے بند ہو گئے ہوں، ان کا وقت نہ رہا ہو۔

مسئلہ: غیرِ مدخول بہا پر عدّت نہیں ہے۔ باقی تینوں قِسم کی عورتیں جو ذکر کی گئی تھیں انہیں ایّام نہیں ہوتے تو ان کی عدّت حیض سے شمار نہ ہوگی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج۱، ص۵۲۶)

مسئلہ: غیرِ مدخول بہا کو حیض میں طلاق دینا جائز ہے۔ آیت میں جو حکم دیا گیا اس سے مراد ایسی مدخول بہا عورتیں ہیں جن کی عدّت حیض سے شمار کی جائے انہیں طلاق دینا ہو تو ایسے طُہر میں طلاق دیں جس میں ان سے جماع نہ کیا گیا ہو، پھر عدّت گذرنے تک ان سے تعرّض نہ کریں اس کو طلاقِ احسن کہتے ہیں۔ طلاقِ حسن غیرِ موطوءہ عورت یعنی جس سے شوہر نے قربت نہ کی ہو اس کو ایک طلاق دینا طلاقِ حسن ہے خواہ یہ طلاق حیض میں ہو۔ اور موطوءہ عورت اگر صاحبِ حیض ہو تو اسے تین طلاقیں ایسے تین طُہروں میں دینا جن میں اس سے قربت نہ کی ہو طلاقِ حسن ہے اور اگر موطوءہ صاحبِ حیض نہ ہو تو اس کو تین طلاقیں تین مہینوں میں دینا طلاقِ حسن ہے، طلاقِ بدعی حالتِ حیض میں طلاق دینا یا ایسے طُہر میں طلاق دینا جس میں قربت کی گئی ہو طلاقِ بدعی ہے، ایسے ہی ایک طُہر میں تین یا دو طلاقیں یکبارگی یا دو مرتبہ میں دینا طلاقِ بدعی ہے اگرچہ اس طُہر میں وطی نہ کی گئی ہو۔

مسئلہ: طلاقِ بدعی مکروہ ہے مگر واقع ہو جاتی ہے اور ایسی طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔

ف۴ مسئلہ: عورت کو عدّت شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے نہ شوہر کو جائز کہ مطلّقہ کو عدّت میں گھر سے نکالے، نہ

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ
کی بات لائیں ف۵ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم

نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے ف۶ تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں ف۷

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ
تو اُنھیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کرو ف۸ اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کرلو اور اللہ کے لیے

وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ
گواہی قائم کرو ف۹ اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اُسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان

الْاٰخِرِ ؕ۬ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ② وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا
رکھتا ہو ف۱۰ اور جو اللہ سے ڈرے ف۱۱ اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا ف۱۲ اور اسے وہاں سے روزی دے گا

ان عورتوں کو وہاں سے خود نکلنا روا۔

ف۵ ان سے کوئی فسق ظاہر صادر ہو جس پر حد آتی ہے مثل زنا اور چوری کے، اسلئے انہیں نکالنا ہی ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت فحش بکے اور گھر والوں کو ایذا دے تو اس کو نکالنا جائز ہے کیونکہ وہ ناشزہ کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: جو عورت طلاقِ رجعی یا بائن کی عدّت میں ہو اس کو گھر سے نکلنا بالکل جائز نہیں اور جو موت کی عدّت میں ہو وہ حاجت پڑے تو دن میں نکل سکتی ہے لیکن شب گذارنا اس کو شوہر کے گھر ہی میں ضروری ہے۔

مسئلہ: جو عورت طلاقِ بائن کی عدّت میں ہو اس کے اور شوہر کے درمیان پردہ ضروری ہے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ کوئی اور عورت ان دونوں کے درمیان حائل ہو۔

مسئلہ: اگر شوہر فاسق ہو یا مکان بہت تنگ ہو تو شوہر کو اس مکان سے چلا جانا بہتر ہے۔

ف۶ رجعت کا۔

ف۷ یعنی عدّت آخر ہونے کے قریب ہو۔

ف۸ یعنی تمہیں اختیار ہے اگر تم ان کے ساتھ بحسنِ معاشرت و مرافقت رہنا چاہو تو رجعت کرلو اور دل میں پھر دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ نہ رکھو اور اگر تمہیں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرسکنے کی امید نہ ہو تو مہر وغیرہ ان کے حق ادا کرکے ان سے جدائی کرلو اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ اس طرح کہ آخرِ عدّت میں رجعت کرلو، پھر طلاق دے دو اور اس طرح انہیں ان کی عدّت دراز کرکے پریشانی میں ڈالو ایسا نہ کرو اور خواہ رجعت کرو یا فرقت اختیار کرو دونوں صورتوں میں دفعِ تہمت اور رفعِ نزاع کے لئے دو مسلمانوں کو گواہ کرلینا مستحب ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ

جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اُسے کافی ہے ۱۳ بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بیشک

جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾ وَالّٰٓـِٔیْ یَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ

اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی ۱۴ اگر

ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ

تمہیں کچھ شک ہو ۱۵ تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا ۱۶ اور حمل والیوں کی میعاد یہ

۹ مقصود اس سے اس کی رضا جوئی ہو اور اقامتِ حق و تعمیلِ حکمِ الٰہی کے سوا اپنی کوئی فاسد غرض اس میں نہ ہو۔

۱۰ مسئلہ: اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ کفّار شرائع و احکام کے ساتھ مخاطب نہیں۔

۱۱ اور طلاق دے تو طلاقِ سنّی دے اور معتدّہ کو ضرر نہ پہنچائے، نہ اسے مسکن سے نکالے اور حسبِ حکمِ الٰہی مسلمانوں کو گواہ کرلے۔

۱۲ جس سے وہ دنیا و آخرت کے غموں سے خلاص پائے اور ہر تنگی و پریشانی سے محفوظ رہے۔ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے شبہاتِ دنیا غمراتِ موت و شدائدِ روزِ قیامت سے خلاص کی راہ نکالے گا اور اس آیت کی نسبت سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کرلیں تو ان کی ہر ضرورت و حاجت کے لئے کافی ہے۔ (تفسیر صاوی، ج۶، ص ۲۱۸۲، پ ۲۸، الطلاق: ۳)

شانِ نزول: عوف بن مالک کے فرزند کو مشرکین نے قید کرلیا تو عوف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ میرا بیٹا مشرکین نے قید کرلیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنی محتاجی و ناداری کی شکایت کی، سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھتے رہو عوف نے گھر آکر اپنی بی بی سے یہ کہا اور دونوں نے پڑھنا شروع کیا وہ پڑھ ہی رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا دشمن غافل ہوگیا تھا اس نے موقع پایا قید سے نکل بھاگا اور چلتے ہوئے چار ہزار بکریاں بھی دشمن کی ساتھ لے آیا، عوف نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر دریافت کیا کہ یہ بکریاں انکے لئے حلال ہیں؟ حضور نے اجازت دی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۳ دونوں جہان میں۔

۱۴ بوڑھی ہوجانے کی وجہ سے کہ وہ سنِّ ایاس کو پہنچ گئی ہوں۔ سنِّ ایاس ایک قول میں پچپن اور ایک قول میں ساٹھ سال کی عمر ہے اور اصح یہ ہے کہ جس عمر میں بھی حیض منقطع ہوجائے وہی سنِ ایاس ہے۔

اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ
ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں وکا اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرما دے
يُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ
گا یہ و۱۸ اللہ کا حکم ہے کہ اس نے تمہاری طرف اُتارا اور جو اللہ سے ڈرے و۱۹ اللہ اس کی بُرائیاں اتار دے گا اور
يُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَ لَا
اسے بڑا ثواب دے گا عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر و۲۰ اور انھیں ضرر نہ
تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ
دو کہ ان پر تنگی کرو و۲۱ اور اگر و۲۲ حمل والیاں ہوں تو انھیں نان و نفقہ دو یہاں تک کہ اُن

و۱۵ اس میں کہ ان کا حکم کیا ہے۔

شانِ نزول: صحابہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ حیض والی عورتوں کی عدّت تو ہمیں معلوم ہوگئی جو حیض والی نہ ہوں ان کی عدّت کیا ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

و۱۶ یعنی وہ صغیرہ ہیں، یا عمر تو بلوغ کی آگئی مگر ابھی حیض نہ شروع ہوا، ان کی عدّت بھی تین ماہ ہے۔

(الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج ۵، ص ۱۸۶۔۱۹۲)

و۱۷ مسئلہ: حاملہ عورتوں کی عدّت وضعِ حمل ہے خواہ وہ عدّت طلاق کی ہو یا وفات کی۔

(الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ج ۵، ص ۱۹۲)

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدۃ، ج ۱، ص ۵۲۸، وغیرہما)

و۱۸ احکام جو مذکور ہوئے۔

و۱۹ اور اللہ تعالیٰ کے نازل فرمائے ہوئے احکام پر عمل کرے اور اپنے اوپر جو حقوق واجب ہیں انہیں باحتیاط ادا کرے۔

و۲۰ مسئلہ: طلاق دی ہوئی عورت کو تا عدّت رہنے کے لئے اپنے حسبِ حیثیت مکان دینا شوہر پر واجب ہے اور اس زمانہ میں نفقہ دینا بھی واجب ہے۔

(الفتاوی الخانیۃ، کتاب النکاح، باب النفقۃ، ج ۱، ص ۱۹۶)

و۲۱ جگہ میں ان کے مکان کو گھیر کر، یا کسی ناموافق کو ان کے شریکِ مسکن کرکے، یا اور کوئی ایسی ایذا دے کر، کہ وہ نکلنے پر مجبور ہوں۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص ۱۱۰، ۱۱۱)

و۲۲ وہ مطلّقات۔

حَتّٰی یَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا

کے بچہ پیدا ہو ف۲۳ پھر اگر وہ تمہارے لیے بچہ کو دودھ پلائیں تو اُنھیں اس کی اجرت دو ف۲۴ اور آپس میں معقول طور

بَیْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰی ؕ۶

پر مشورہ کرو ف۲۵ پھر اگر باہم مضائقہ کرو (دشوار سمجھو) ف۲۶ تو قریب ہے کہ اُسے اَور دودھ پلانے والی مِل جائے کی

لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ

مقدور والا ف۲۷ اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے

اللّٰهُ ؕ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا ۷ ع ۱۷

اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اُسی قابل جتنا اُسے دیا ہے قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے

ف۲۳ کیونکہ ان کی عدّت جب ہی تمام ہوگی۔ (الفتاوی الخانیۃ، کتاب النکاح، فصل فی نفقۃ العدۃ، ج۱، ص۲۰۲)

مسئلہ: نفقہ جیسا حاملہ کو دینا واجب ہے ایسا ہی غیرِ حاملہ کو بھی خواہ اس کو طلاقِ رجعی دی ہو یا بائن۔

(الفتاوی الخانیۃ، کتاب النکاح، فصل فی نفقۃ العدۃ، ج۱، ص۲۰۲)

ف۲۴ مسئلہ: بچّہ کو دودھ پلانا ماں پر واجب نہیں، باپ کے ذمّہ ہے کہ اجرت دے کر دودھ پلوائے لیکن اگر بچّہ ماں کے سوا کسی اور عورت کا دودھ نہ پئے یا باپ فقیر ہو تو اس حالت میں ماں پر دودھ پلانا واجب ہوجاتا ہے، بچّے کی ماں جب تک اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاقِ رجعی کی عدّت میں ایسی حالت میں اس کو دودھ پلانے کی اجرت لینا جائز نہیں بعدِ عدّت جائز ہے۔

مسئلہ: کسی عورت کو معیّن اجرت پر دودھ پلانے کے لئے مقرّر کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: غیر عورت کی بہ نسبت اجرت پر دودھ پلانے کی ماں زیادہ مستحق ہے۔

مسئلہ: اگر ماں زیادہ اجرت طلب کرے تو پھر غیر زیادہ اولٰی۔

مسئلہ: دودھ پلائی پر بچّے کو نہلانا، اس کے کپڑے دھونا، اس کے تیل لگانا، اس کی خوراک کا انتظام رکھنا لازم ہے لیکن ان سب چیزوں کی قیمت اس کے والد پر ہے۔

مسئلہ: اگر دودھ پلائی نے بچّے کو بجائے اپنے بکری کا دودھ پلایا یا کھانے پر رکھا تو وہ اجرت کی مستحق نہیں۔

ف۲۵ نہ مرد عورت کے حق میں کوتاہی کرے، نہ عورت معاملہ میں سختی۔

ف۲۶ مثلاً ماں غیرِ عورت کے برابر اجرت پر راضی نہ ہو اور باپ زیادہ دینا نہ چاہے۔

ف۲۷ مطلّقہ عورتوں کو اور دودھ پلانے والی عورتوں کو۔

وَ كَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا
گا ۲۸ اور کتنے ہی شہر تھے جنھوں نے اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب
شَدِیْدًا ۙ وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸﴾ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا
لیا ۲۹ اور انھیں بُری مار دی ۳۰ تو انھوں نے اپنے کئے کا وبال چکھا اور اُن کے کام کا انجام گھاٹا
خُسْرًا ﴿۹﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ ۛۚ الَّذِیْنَ ع ۱۴
ہوا اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تو اللہ سے ڈرو اے عقل والو وہ جو ایمان لائے ہو
اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ
بے شک اللہ نے تمہارے لیے عزت اُتاری ہے وہ رسول ۳۱ کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے
مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ
تا کہ اُنھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۳۲ اندھیریوں سے ۳۳ اُجالے کی طرف لے جائے اور جو
مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ یَعْمَلْ صَالِحًا یُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے وہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں جن میں ہمیشہ
خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ
ہمیشہ رہیں بے شک اللہ نے اس کے لیے اچھی روزی رکھی ۳۴ اللہ ہے جس نے سات آسمان
سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ
بنائے ۳۵ اور انہی کی برابر زمینیں ۳۶ حکم ان کے درمیان اُترتا ہے ۳۷ تا کہ تم جان لو کہ اللہ

۲۸ یعنی تنگیٔ معاش کے بعد۔

۲۹ اس سے حسابِ آخرت مراد ہے جس کا وقوع یقینی ہے، اس لئے صیغۂ ماضی سے اس کی تعبیر فرمائی گئی۔

۳۰ عذابِ جہنّم کی یاد، دنیا میں قحط وقتل وغیرہ بلاؤں میں مبتلا کرکے۔

۳۱ یعنی وہ عزّت رسولِ کریم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۳۲ کفر وجہل کی۔

۳۳ ایمان وعلم کے۔

۳۴ جنّت جس کی نعمتیں ہمیشہ باقی رہیں گی، کبھی منقطع نہ ہوں گی۔

۳۵ ایک کے اوپر ایک، ہر ایک کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ، اور ہر ایک کا دوسرے سے فاصلہ پانچ سو برس کی راہ۔

ع ۲ ۱۸ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

سب کچھ کر سکتا ہے اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے

آیاتھا ۱۲ ٦٦ سُوْرَةُ التَّحْرِیْمِ مَدَنِیَّةٌ ۱۰۷ رکوعاتھا ۲

سورۂ تحریم مدنی ہے اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ

اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی و۲ اپنی بیبیوں کی

و۳۶ یعنی سات ہی زمینیں۔

و۳۷ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ان سب میں جاری و نافذ ہے یا یہ معنٰی ہیں کہ جبریلِ امین آسمان سے وحی لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔

و۱ سورۂ تحریم مدنیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، بارہ ۱۲ آیتیں، دوسو سینتالیس ۲۴۷ کلمے، ایک ہزار ساٹھ ۱۰٦۰ حرف ہیں۔

و۲ شانِ نزول: سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اُمّ المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے محل میں رونق افروز ہوئے، وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سرفرازِ خدمت کیا، یہ حضرت حفصہ پر گراں گذرا، حضور نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور میں تمہیں خوش خبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امورِ امّت کے مالک ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہونگے، وہ اس سے خوش ہوگئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے یہ تمام گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنائی۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ انہیں اپنے لئے کیوں حرام کئے لیتے ہیں، اپنی بیبیوں حفصہ و عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی رضا جوئی کے لئے، اور ایک قول اس آیت کی شانِ نزول میں یہ بھی ہے کہ اُمّ المومنین زینب بنتِ جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں جب حضور تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں، اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ بات حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرھما کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہوا، انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دہنِ مبارک سے مغافیر کی بُو آتی ہے اور مغافیر کی بُو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ناپسند تھی، چنانچہ ایسا کیا

وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ

مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اُتار مقرر فرما دیا ف٣ اور اللہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ② وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ

تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی ف٤ سے ایک راز کی بات فرمائی ف٥

حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ

پھر جب وہ ف٦ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اُسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اُسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی ف٧

بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ

پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی ف٨ حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے علم والے خبر دار نے بتایا ف٩

گیا، حضور کو ان کا منشاء معلوم تھا، فرمایا مغافیر تو میرے قریب نہیں آیا، زینب کے یہاں شہد میں نے پیا ہے، اس کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں۔ مقصود یہ کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرمائے دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

ف٣ یعنی کفّارہ تو ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خدمت سے سرفراز فرمائیے یا شہد نوش فرمائیے یا قَسم کے اوتار سے یہ مراد ہے کہ قَسم کے بعد انشاء اللہ کہا جائے تاکہ اس کے خلاف کرنے سے حِنث (قسم شکنی) نہ ہو۔ مقاتل سے مروی ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ماریہ کی تحریم کے کفّارہ میں ایک غلام آزاد کیا اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفّارہ نہیں دیا کیونکہ آپ مغفور ہیں، کفّارہ کا حکم تعلیمِ امّت کے لئے ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا یمین یعنی قَسم ہے۔

ف٤ یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ف٥ ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی اور اس کے ساتھ یہ فرمایا کہ اس کا کسی پر اظہار نہ کرنا۔

ف٦ یعنی حضرت حفصہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

ف٧ یعنی تحریمِ ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور خلافتِ شیخین کے متعلق جو دو باتیں فرمائی تھیں، ان میں سے ایک بات کا ذکر فرمایا کہ تم نے یہ بات ظاہر کر دی اور دوسری بات کا ذکر نہ فرمایا۔ یہ شانِ کریمی تھی کہ گرفت فرمانے میں بعض سے چشم پوشی فرمائی۔

ف٨ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ف٩ جس سے کچھ بھی چُھپا نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خطاب فرماتا ہے۔

الْخَبِیْرُ ③ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ

نبی کی دونوں بیبیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ف۱۰ ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں ف۱۱ اور اگر ان پر

اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ

زور باندھو ف۱۲ تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں ان کا

ظَهِیْرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ

رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے اطاعت والیاں ایمان والیاں

مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ⑤ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

ادب والیاں ف۱۳ توبہ والیاں بندگی والیاں ف۱۴ روزہ داریں بیاہیاں اور کنواریاں ف۱۵ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ

اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ ف۱۶ جس کے ایندھن آدمی ف۱۷ اور پتھر ہیں ف۱۸ اس پر سخت کرّے (طاقتور)

ف۱۰ یہ تم پر واجب ہے۔

ف۱۱ کہ تمہیں وہ بات پسند آئی جو سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گراں ہے یعنی تحریم ماریہ۔

ف۱۲ اور باہم مل کر ایسا طریقہ اختیار کرو جو سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار ہو۔

ف۱۳ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی فرمانبردار اور ان کی رضا جو ہوں۔

ف۱۴ یعنی کثیر العبادت۔

ف۱۵ یہ تخویف ہے ازواجِ مطہرات کو کہ اگر انہوں نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آزردہ کیا اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طلاق دی تو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اور بہتر بیبیاں عطا فرمائے گا۔ اس تخویف سے ازواجِ مطہرات متاثر ہوئیں اور انہوں نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرفِ خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھا اور حضور کی دلجوئی اور رضا طلبی مقدّم جانی، لہٰذا آپ نے انہیں طلاق نہ دی۔

ف۱۶ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اختیار کرکے، عبادتیں بجالا کر، گناہوں سے باز رہ کر اور گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کرکے، اور انہیں علم و ادب سکھا کر۔

حضرتِ علامہ جلالُ الدّین سُیُوطی الشافعی علیہ رحمۃ اللہِ القوی تفسیر دُرِّمَنثور میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ علیُّ المُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجہَہُ الکَرِیم اس آیتِ مبارَکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس آیت کا تقاضا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہلِ خانہ کو خیر (یعنی بھلائی) کی تعلیم دیجئے اور انہیں آدابِ زندگی سکھایئے۔

(تفسیر درمنثور ج۸ ص۲۲۵)

غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝٦ يٰۤاَيُّهَا

فرشتے مقرر ہیں ف۱۹ جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں ف۲۰ اے کافرو!

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٧ ع ۱ ۱۹

آج بہانے نہ بناؤ ف۲۱ تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے ف۲۲ قریب ہے کہ تمہارا رب ف۲۳ تمہاری

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي

برائیاں تم سے اُتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا

اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ف۲۴ اُن کا نور دوڑتا ہوگا اُن کے آگے اور اُن کے دہنے ف۲۵ عرض کریں گے

اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ اپنے گھر والوں کو دین اور آداب سکھاؤ۔

مزید فرماتے ہیں: حقیقت ادب یہ ہے کہ انسان میں اچھی عادات جمع ہو جائیں اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں زیادہ علم کے مقابلے میں تھوڑے ادب کی زیادہ ضرورت ہے۔

(الرسالۃ القشیریۃ، باب الادب، ص ۳۱۵ تا ۳۱۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ف۱۷ یعنی کافر۔

ف۱۸ یعنی بت وغیرہ، مراد یہ ہے کہ جہنّم کی آگ بہت ہی شدیدُ الحرارت ہے اور جس طرح دنیا کی آگ لکڑی وغیرہ سے جلتی ہے جہنّم کی آگ ان چیزوں سے جلتی ہے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

ف۱۹ جو نہایت قوی اور زور آور ہیں اور ان کی طبیعتوں میں رحم نہیں۔

ف۲۰ کافروں سے وقتِ دخولِ دوزخ کہا جائے گا جب کہ وہ آتشِ دوزخ کی شدّت اور اس کا عذاب دیکھیں گے۔

ف۲۱ کیونکہ اب تمہارے لئے کوئی جائے عذر باقی نہیں رہی، نہ آج کوئی عذر قبول کیا جائے۔

ف۲۲ یعنی توبۂ صادقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مجتنب رہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور دوسرے اصحاب نے فرمایا توبۂ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔

ف۲۳ توبہ قبول فرمانے کے بعد۔

یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۸

اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے ف۲۶ اور ہمیں بخش دے بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ

اے غیب بتانے والے (نبی) ف۲۷ کافروں پر اور منافقوں پر ف۲۸ جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے

وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ۹ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ

اور کیا ہی برا انجام اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے ف۲۹ نوح کی عورت اور

امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ

لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں دو سزاوار (لائق) قرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں نے ان سے دغا کیا ف۳۰

یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۱۰ وَ ضَرَبَ

تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرما دیا گیا ف۳۱ کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ ف۳۲ اور

ف۲۴ اس میں کفّار پر تعریض ہے کہ وہ دن ان کی رسوائی کا ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضور کے ساتھ والوں کی عزّت کا۔

ف۲۵ صراط پر۔ اور جب مومن دیکھیں گے کہ منافقوں کا نور بجھ گیا۔

ف۲۶ یعنی اس کو باقی رکھ کر دخولِ جنّت تک باقی رہے۔

ف۲۷ تلوار سے۔

ف۲۸ قولِ غلیظ اور وعظِ بلیغ اور حجّتِ قوی سے۔

ف۲۹ اس بات میں کہ انہیں ان کے کفر اور مومنین کی عداوت پر عذاب کیا جائے گا اور اس کفر و عداوت کے ہوتے ہوئے ان کا نسب اور مومنین و مقرّبین کے ساتھ انکی قرابت و رشتہ داری انہیں کچھ نفع نہ دے گی۔

ف۳۰ دین میں کہ کفر اختیار کیا، حضرت نوح کی عورت واہلہ اپنی قوم سے حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت کہتی تھی کہ وہ مجنون ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی عورت واعلہ اپنا نفاق چھپاتی تھی اور جو مہمان آپ کے یہاں آتے تھے آگ جلا کر اپنی قوم کو ان کے آنے سے خبردار کرتی تھی۔

ف۳۱ ان سے وقتِ موت یا روزِ قیامت (اور تعبیر صیغۂ ماضی سے) بلحاظِ تحقّقِ وقوع کے ہے۔

ف۳۲ یعنی اپنی قوموں کے کفّار کے ساتھ کیونکہ تمہارے اور ان انبیاء کے درمیان تمہارے کفر کے باعث علاقہ باقی نہ رہا۔

اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ وقف لازم

اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے ۳۳ فرعون کی بی بی ۳۴ جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے

بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ

لیے اپنے پاس جنت میں گھر بنا ۳۵ اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے ۳۶ اور مجھے ظالم لوگوں سے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ

نجات بخش ۳۷ اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح

رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾ ع ۲ ۲۰ ع ۵

پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں ۳۸ اور اس کی کتابوں ۳۹ کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں ہوئی

۳۳ کہ انہیں دوسرے کی معصیت ضرر نہیں دیتی۔

۳۴ جن کا نام آسیہ بنتِ مزاحم ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو مغلوب کیا تو یہ آسیہ آپ پر ایمان لے آئیں، فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے ان پر سخت عذاب کیئے انہیں چومیخا کیا، اور بھاری چکّی سینہ پر رکھی اور دھوپ میں ڈال دیا، جب فرعونی ان کے پاس سے ہٹتے تو فرشتہ ان پر سایہ کرتے۔

۳۵ اللہ تعالیٰ نے انکا مکان جو جنّت میں ہے ان پر ظاہر فرمایا اور اس کی مسرت میں فرعون کی سختیوں کی شدّت ان پر سہل ہوگئی۔

۳۶ فرعون کے کام سے یا اس کا شرک وکفر وظلم مراد ہے یا اس کا قرب۔

۳۷ یعنی فرعون کے دِین والوں سے، چنانچہ یہ دعا ان کی قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی اور ابنِ کیسان نے کہا کہ وہ زندہ اٹھا کر جنّت میں داخل کی گئیں۔

۳۸ رب کی باتوں سے شرائع واحکام مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرّر فرمائے۔

۳۹ کتابوں سے وہ کتابیں مراد ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں۔

الجزء ۲۹

ایاتھا ۳۰ ۶۷ سُورَۃُ الۡمُلۡكِ مَكِّيَّةٌ ۷۷ رکوعاتھا ۲

سورۃ الملک مکی ہے ۱ اس میں تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرُ ۙ ۱ الَّذِىۡ خَلَقَ

بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا مُلک ۲ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جس نے

الۡمَوۡتَ وَالۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ ۲

موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو ۳ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے ۴ اور وہی عزت والا بخشش والا ہے

۱ سورۃُ المُلک مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، تیس ۳۰ آیتیں، تین سوتیس ۳۳۰ کلمے، ایک ہزار تین سو تیرہ ۱۳۱۳ حرف ہیں۔ حدیث میں ہے کہ سورۂ مُلک شفاعت کرتی ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد) ایک اور حدیث میں ہے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک جگہ خیمہ نصب کیا، وہاں ایک قبر تھی اور انہیں خیال نہ تھا کہ وہ صاحبِ قبر سورۂ مُلک پڑھتے رہے یہاں تک کہ تمام کی، تو خیمہ والے صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں نے ایک قبر پر خیمہ لگایا، مجھے خیال نہ تھا کہ یہاں قبر ہے اور تھی وہاں قبر اور صاحبِ قبر سورۂ مُلک پڑھتے تھے، یہاں تک کہ ختم کیا، سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت مانعہ، منجیہ ہے، عذابِ قبر سے نجات دلاتی ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فضل سورۃ الملک، رقم ۲۸۹۹، ج ۴، ص ۴۰۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، بیشک قرآن میں تیس آیتوں پر مشتمل ایک سورت ہے جو اپنے قاری کیلئے شفاعت کرتی رہے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت کردی جائے گی اور یہ تَبٰرَكَ الَّذِىۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورۃ الملک، رقم ۲۹۰۰، ج ۴، ص ۴۰۸)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جو شخص روزانہ رات میں تَبٰرَكَ الَّذِىۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ پڑھے گا اللہ عزوجل اسے عذابِ قبر سے محفوظ فرمادے گا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں اسے مانِعہ (یعنی عذابِ قبر سے بچانے والی) کہا کرتے تھے اور بیشک یہ قرآن کی ایک ایسی سورت ہے جو اسے رات میں پڑھتا ہے وہ بہت زیادہ اور اچھا عمل کرتا ہے۔

(عمل الیوم واللیلۃ مع السنن الکبری للنسائی الجزء الثالث، رقم ۱۰۵۴۷، ج ۶، ص ۱۷۹)

الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ

جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے ۵

فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ

تو نگاہ اٹھا کر دیکھ ۶ تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے پھر دوبارہ نگاہ اٹھا ۷ نظر تیری طرف

اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیۡرٌ ﴿۴﴾ وَ لَقَدۡ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَ

ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی ۸ اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو ۹ چراغوں سے آراستہ کیا ۱۰ اور

۲ جو چاہے کرے، جسے چاہے عزّت دے، جسے چاہے ذلّت۔

۲ ب زندگی پیدا کی

موت ایک مینڈھے کی شکل پر ہے عزرائیل علیہ الصلوۃ والسلام کے قبضے میں، جس کے پاس سے وہ ہو کر نکلتی ہے وہ مرجاتا ہے۔ اور حیات ایک گھوڑی کی شکل پر ہے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری میں، جس بے جان کے پاس سے ہو کر نکلتی ہے وہ زندہ ہوجاتا ہے۔ (تفسیر کبیر، الملک، تحت الآیۃ ۲، ج ۱۰، ص ۵۷۹)

۳ دنیا کی زندگی میں۔

۴ یعنی کون زیادہ مطیع ومخلص ہے۔

حضرت سیِّدُنا حسنِ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ جلدی کرو! جلدی کرو!! تمہاری زندگی کیا ہے؟ یہی سانس تو ہیں کہ اگر رُک جائیں تو تمہارے ان اعمال کا سلسلہ بھی منقطع ہوجائے جن سے تم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا قرب حاصل کرتے ہو۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنا جائزہ لیا اور اپنے گناہوں پر چند آنسو بہائے۔

(اِحیاءُ العُلُوم ج ۴ ص ۲۰۵ دار صادر بیروت)

حضرتِ سیِّدُنا امام بیہقی علیہ رحمۃ اللہِ القوی شُعَبُ الایمان میں نقل کرتے ہیں: تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: روزانہ صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اُس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے: اگر آج کوئی اچّھا کام کرنا ہے تو کرلو کہ آج کے بعد میں کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔

(شُعَبُ الْاِیْمَان ج ۳ ص ۳۸۶ حدیث ۳۸۴۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زندگی کا جو دن نصیب ہوگیا اسی کو غنیمت جان کر جتنا ہوسکے اس میں اچھے اچھے کام کرلئے جائیں تو بہتر ہے کہ کل نہ جانے ہمیں لوگ جناب کہہ کے پکارتے ہیں یا مرحوم کہہ کر۔ ہمیں اس بات کا احساس ہو یا نہ ہو مگر یہ حقیقت ہے کہ ہم اپنی موت کی منزل کی طرف نہایت تیزی کے ساتھ رَواں دَواں ہیں۔

۵ یعنی آسمانوں کی پیدائش سے قدرتِ الٰہی ظاہر ہے کہ اس نے کیسے مستحکم، استوار، مستقیم، مستوی، متناسب بنائے۔

۶ آسمان کی طرف بارِدگر۔

جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ﴿۵﴾ وَ لِلَّذِیْنَ

انھیں شیطانوں کے لیے مار کیا و۱۱ اور ان کے لیے و۱۲ بھڑکتی آگ کا عذاب تیار فرمایا و۱۳ اور جنھوں نے

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۶﴾ اِذَاۤ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا

اپنے رب کے ساتھ کفر کیا و۱۴ ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی بُرا انجام جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا رینکنا

لَهَا شَهِیْقًا وَّ هِیَ تَفُوْرُ ﴿۷﴾ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ

(چنگھاڑنا) سنیں گے کہ جوش مارتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ شدت غضب میں پھٹ جائے گی جب کبھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے

سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ﴿۸﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ۬

گا اس کے داروغہ و۱۵ ان سے پوچھیں گے تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا و۱۶ کہیں گے کیوں نہیں بے شک

فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ﴿۹﴾

ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے و۱۷ پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اوتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں

وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴿۱۰﴾ فَاعْتَرَفُوْا

اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے و۱۸ تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے اب اپنے گناہ کا اقرار کیا و۱۹

و۷ اور بار بار دیکھ۔

و۸ کہ بار بار کی جستجو سے بھی کوئی خلل نہ پا سکے گی۔

و۹ جو زمین کی طرف سب سے زیادہ قریب ہے۔

و۱۰ یعنی ستاروں سے۔

و۱۱ کہ جب شیاطین آسمان کی طرف ان کی گفتگو سننے اور باتیں چُرانے پہنچیں تو کواکب سے شعلے اور چنگاریاں نکلیں جن سے انہیں مارا جائے۔

و۱۲ یعنی شیاطین کے۔

و۱۳ آخرت میں۔

و۱۴ خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنّوں میں سے۔

و۱۵ مالک اور ان کے اعوان بطریقِ توبیخ۔

و۱۶ یعنی اللہ کا نبی جو تمہیں عذابِ الٰہی کا خوف دلاتا۔

و۱۷ اور انہوں نے احکامِ الٰہی پہنچائے اور خدا کے غضب اور عذابِ آخرت سے ڈرایا۔

بِذَنۡۢبِهِمۡ ۚ فَسُحۡقًا لِّاَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ ۝١١ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ

تو پھٹکار ہو دوزخیوں کو بے شک وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ف۲۰

لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ۝١٢ وَاَسِرُّوۡا قَوۡلَـكُمۡ اَوِ اجۡهَرُوۡا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ

اُن کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے ف۲۱ اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے وہ تو دلوں کی

ع ١ ١٤ الصُّدُوۡرِ ۝١٣ اَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ۝١٤ ع هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ

بات جانتا ہے ف۲۲ کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا ف۲۳ اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار وہی ہے جس نے تمہارے

لَـكُمُ الۡاَرۡضَ ذَلُوۡلًا فَامۡشُوۡا فِىۡ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِهٖ ؕ وَاِلَيۡهِ النُّشُوۡرُ ۝١٥

لیے زمین رام (تابع) کردی تو اس کے رستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ ف۲۴ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے ف۲۵

ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِى السَّمَآءِ اَنۡ يَّخۡسِفَ بِكُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا هِىَ تَمُوۡرُ ۝١٦ ۙ اَمۡ

کیا تم اس سے نڈر ہو گئے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے ف۲۶ جبھی وہ کانپتی رہے ف۲۷ یا

اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِى السَّمَآءِ اَنۡ يُّرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ كَيۡفَ نَذِيۡرِ ۝١٧

تم نڈر ہو گئے اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ تم پر پتھراؤ بھیجے ف۲۸ تو اب جانو گے ف۲۹ کیسا تھا میرا ڈرانا

ف۱۸ رسولوں کی ہدایت اور اس کو مانتے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ تکلیف کا مدار اَدِلّۂ سمعیّہ وعقلیّہ دونوں پر ہے اور دونوں حجّتیں ملزمہ ہیں۔

ف۱۹ کہ رسولوں کی تکذیب کرتے تھے اور اس وقت کا اقرار کچھ نافع نہیں۔

ف۲۰ اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔

ف۲۱ ان کی نیکیوں کی جزاء۔

ف۲۲ اس پر کچھ مخفی نہیں۔

شانِ نزول: مشرکین آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے بات کرو محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا خدا سن نہ پائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی یہ کوشش فضول ہے۔

ف۲۳ اپنی مخلوق کے احوال کو۔

ف۲۴ جو اس نے تمہارے لئے پیدا فرمائی۔

ف۲۵ قبروں سے جزا کے لئے۔

ف۲۶ جیسا قارون کو دھنسایا۔

ف۲۷ تاکہ تم اس کے اسفل میں پہنچو۔

وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ
اور بے شک اُن سے اگلوں نے جھٹلایا ف۳۰ تو کیسا ہوا میرا انکار ف۳۱ اور کیا انھوں نے اپنے اوپر پرندے نہ دیکھے
فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ يَقْبِضْنَ ؔ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ
پر پھیلاتے ف۳۲ اور سمیٹتے انھیں کوئی نہیں روکتا ف۳۳ سوا رحمٰن کے ف۳۴ بے شک وہ سب کچھ دیکھتا ہے
بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ
یا وہ کون سا تمہارا لشکر ہے کہ رحمٰن کے مقابل تمہاری مدد کرے ف۳۵ کافر نہیں مگر
الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ
دھوکے میں ف۳۶ یا کون سا ایسا ہے جو تمہیں روزی دے اگر وہ اپنی روزی روک لے ف۳۷
بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ
بلکہ وہ سرکش اور نفرت میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں ف۳۸ تو کیا وہ جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلے ف۳۹ زیادہ راہ پر ہے
يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ
یا وہ جو سیدھا چلے ف۴۰ سیدھی راہ پر ف۴۱ تم فرماؤ ف۴۲ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے

وقف لازم / وقف غفران / اتفاق منزل

ف۲۸ جیسا لوط علیہ السلام کی قوم پر بھیجا تھا۔

ف۲۹ یعنی عذاب دیکھ کر۔

ف۳۰ یعنی پہلی امّتوں نے۔

ف۳۱ جب میں نے انہیں ہلاک کیا۔

ف۳۲ ہوا میں اڑتے وقت۔

ف۳۳ پر پھیلانے اور سمیٹنے کی حالت میں گرنے سے۔

ف۳۴ یعنی باوجود یہ کہ پرندے بوجھل، موٹے جسیم ہوتے ہیں اور شے ثقیل طبعاً پستی کی طرف مائل ہوتی ہے وہ فضا میں نہیں رک سکتی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ ٹھہرے رہتے ہیں ایسے ہی آسمانوں کو جب تک وہ چاہے رکے ہوئے ہیں اور وہ نہ روکے تو گر پڑیں۔

ف۳۵ اگر وہ تمہیں عذاب کرنا چاہے۔

ف۳۶ یعنی کافر شیطان کے اس فریب میں ہیں کہ ان پر عذاب نازل نہ ہوگا۔

ف۳۷ یعنی اس کے سوا کوئی روزی دینے والا نہیں۔

ف۳۸ کہ حق سے قریب نہیں ہوتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کافر و مومن کے لئے ایک مثل بیان فرمائی۔

السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۝۲۳ قُلْ هُوَ الَّذِیْ

لیے کان اور آنکھ اور دل بنائے ؏۴۳ کتنا کم حق مانتے ہو ؏۴۴ تم فرماؤ وہی ہے

ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ۝۲۴ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ

جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے ؏۴۵ اور کہتے ہیں ؏۴۶ یہ وعدہ ؏۴۷ کب آئے گا اگر تم

كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۝۲۵ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ۝۲۶

سچے ہو تم فرماؤ یہ علم تو اللہ کے پاس ہے اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں ؏۴۸

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ

پھر جب اسے ؏۴۹ پاس دیکھیں گے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے ؏۵۰ اور ان سے فرما دیا جائے گا ؏۵۱ یہ ہے جو تم

؏۳۹ نہ آگے دیکھے نہ پیچھے نہ دائیں نہ بائیں۔

؏۴۰ راستہ کو دیکھتا۔

؏۴۱ جو منزلِ مقصود تک پہنچانے والی ہے، مقصود اس مثل کا یہ ہے کہ کافر گمراہی کے میدان میں اس طرح حیران و سرگرداں جاتا ہے کہ نہ اسے منزل معلوم نہ راہ پہچانے اور مومن آنکھیں کھولے راہِ حق دیکھتا پہچانتا چلتا ہے۔

؏۴۲ اے مصطفٰی صلی اللہ علیک وسلم مشرکین سے کہ جس خدا کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں وہ۔

؏۴۳ جو آلاتِ علم ہیں لیکن تم نے ان قوٰی سے فائدہ نہ اٹھایا، جو سنا وہ نہ مانا، جو دیکھا اس سے عبرت حاصل نہ کی، جو سمجھا اس میں غور نہ کیا۔

؏۴۴ کہ اللہ تعالٰی کے عطا فرمائے ہوئے قوٰی اور آلاتِ ادراک سے وہ کام نہیں لیتے جس کے لئے وہ عطا ہوئے یہی سبب ہے کہ شرک و کفر میں مبتلا ہوتے ہو۔

؏۴۵ روزِ قیامت حساب و جزا کے لئے۔

؏۴۶ مسلمانوں سے تمسخر و استہزاء کے طور پر۔

؏۴۷ عذاب یا قیامت کا۔

؏۴۸ یعنی عذاب و قیامت کے آنے کا تمہیں ڈر سناتا ہوں اتنے ہی کا مامور ہوں اسی سے میرا فرض ادا ہو جاتا ہے وقت کا بتانا میرے ذمّہ نہیں۔

؏۴۹ یعنی عذابِ موعود کو۔

؏۵۰ چہرے سیاہ پڑ جائیں گے، وحشت و غم سے صورتیں خراب ہو جائیں گی۔

؏۵۱ جہنّم کے فرشتے کہیں گے۔

تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ

مانگتے تھے ۵۲ تم فرماؤ ۵۳ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ۵۴ ہلاک کردے یا ہم پر رحم فرمائے ۵۵

یُّجِیْرُ الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ

تو وہ کونسا ہے جو کافروں کو دکھ کے عذاب سے بچالے گا ۵۶ تم فرماؤ وہی رحمن ہے ۵۷ ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ

کیا تو اب جان جاؤ گے ۵۸ کون کھلی گمراہی میں ہے تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے ۵۹

غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ﴿۳۰﴾ ع ۲

تو وہ کون ہے جو تمہیں پانی لادے نگاہ کے سامنے بہتا ۶۰

ایاتها ۵۲ | ۶۸ سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ ۲ | رکوعاتها ۲

سورۂ قلم مکی ہے ۱ اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

۵۲ اور انبیاء علیہم السلام سے کہتے تھے کہ وہ عذاب کہاں ہے؟ جلدی لاؤ، اب دیکھ لو یہ ہے وہ عذاب جس کی تمہیں طلب تھی۔

۵۳ اے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کفارِ مکہ سے جو آپ کی موت کی آرزو رکھتے ہیں۔

۵۴ یعنی میرے اصحاب کو۔

۵۵ اور ہماری عمریں دراز کردے۔

۵۶ تمہیں تو اپنے کفر کے سبب ضرور عذاب میں مبتلا ہونا ہماری موت تمہیں کیا فائدہ دے گی۔

۵۷ جس کی طرف ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں۔

۵۸ وقتِ عذاب۔

۵۹ اور اتنی گہرائی میں پہنچ جائے کہ ڈول وغیرہ سے ہاتھ نہ آسکے۔

۶۰ کہ اس تک ہر ایک کا ہاتھ پہنچ سکے یہ صرف اللہ تعالٰی ہی کی قدرت میں ہے تو جو کسی چیز پر قدرت نہ رکھے انہیں کیوں عبادت میں اس قادرِ برحق کا شریک کرتے ہو۔

۱ اس سورت کا نام سورۂ نون وسورۂ قلم ہے، یہ سورۃ مکیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، باون ۵۲ آیتیں، تین سو

نٓ وَالْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَ اِنَّ لَكَ

قلم وَ۲ اور ان کے لکھے کی قسم وَ۳ تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں وَ۴ اور ضرور تمہارے لیے

لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ

بے انتہا ثواب ہے وَ۵ اور بے شک تمہاری خوبو (خلق) بڑی شان کی ہے وَ۶ تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لو گے

وَ یُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾ بِاَىیِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

اور وہ بھی دیکھ لیں گے وَ۷ کہ تم میں کون مجنون تھا بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ

سَبِیْلِهٖ ۪ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ

سے بہکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہیں تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو وَ۸

۳۰۰ کلمے، ایک ہزار دو سو چھپّن ۱۲۵۶ حرف ہیں۔

وَ۲ اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم ذکر فرمائی اس قلم سے مراد یا تو لکھنے والوں کے قلم ہیں جن سے دینی دنیوی مصالح وفوائد وابستہ ہیں اور یا قلمِ اعلیٰ مراد ہے جو نوری قلم ہے اور اس کا طول فاصلۂ زمین و آسمان کے برابر ہے اس نے بحکمِ الٰہی لوحِ محفوظ پر قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھ دیئے۔

وَ۳ یعنی اعمالِ بنی آدم کے نگہبان فرشتوں کے لکھے کی قسم۔

وَ۴ اس کا لطف و کرم تمہارے شاملِ حال ہے اس نے تم پر انعام و احسان فرمائے نبوّت اور حکمت عطا کی فصاحتِ تامّہ، عقلِ کامل، پاکیزہ خصائل، پسندیدہ اخلاق عطا کئے مخلوق کے لئے جس قدر کمالات امکان میں ہیں سب علٰی وجہِ الکمال عطا فرمائے، ہر عیب سے ذاتِ عالی صفات کو پاک رکھا۔ اس میں کفّار کے اس مقولہ کا رد ہے جو انہوں نے کہا تھا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ۔

وَ۵ تبلیغِ رسالت و اظہارِ نبوّت اور خَلق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور کفّار کی ان بے ہودہ باتوں اور افتراؤں اور طعنوں پر صبر کرنے کا۔

وَ۶ حضرت اُمُّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خُلق قرآن ہے۔ حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارمِ اخلاق و محاسنِ افعال کی تکمیل و تتمیم کے لئے مبعوث فرمایا۔

وَ۷ یعنی اہلِ مکّہ بھی جب ان پر عذاب نازل ہوگا۔

وَ۸ دِین کے معاملہ میں ان کی رعایت کرکے۔

فَیُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ

تو وہ بھی نرم پڑ جائیں اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا وٚ۹ ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا

لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ

پھرنے والا وٚ۱۰ بھلائی سے بڑا روکنے والا وٚ۱۱ حد سے بڑھنے والا گنہگار وٚ۱۲ درشت خو وٚ۱۳ اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی

وَّ بَنِیْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۵﴾

اصل میں خطا وٚ۱۴ اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں وٚ۱۵ کہتا ہے کہ اگلوں کی

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے نقل کیا ہے کہ: جو شخص بد عقیدہ لوگوں سے دوستی اور پیار کرتا ہے اس سے نور ایمان سلب ہوجاتا ہے۔

(تفسیر عزیزی، پارہ ۲۹ ۱۸۲۹ آیۃ ودوالوتدھن فیدھنون، ۹ ح ۸ کے تحت، افغانی دار الکتب لال کنواں دہلی، ص ۵۶)

وٚ۹ کہ جھوٹی اور باطل باتوں پر قسمیں کھانے میں دلیر ہے مراد اس سے یا ولید بن مغیرہ ہے یا اسود بن یغوث یا اخنس بن شریق۔ آگے اس کی صفتوں کا بیان ہوتا ہے۔

وٚ۱۰ تا کہ لوگوں کے درمیان فساد ڈالے۔

حضرتِ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت اور چغلی ایمان کو اس طرح قطع کر دیتی ہیں جیسے چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب، رقم الحدیث ۲۸، ج ۳، ص ۳۳۲)

حضرتِ سیدتنا اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔

(مسند احمد، رقم ۲۷۶۷۰، ج ۱۰، ص ۴۴۲)

وٚ۱۱ بخیل نہ خود خرچ کرے، نہ دوسرے کو نیک کاموں میں خرچ کرنے دے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کے معنیٰ میں یہ فرمایا ہے کہ بھلائی سے روکنے سے مقصود اسلام سے روکنا ہے کیونکہ ولید بن مغیرہ اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں سے کہتا تھا کہ اگر تم میں سے کوئی اسلام میں داخل ہوا تو میں اسے اپنے مال میں سے کچھ نہ دوں گا۔

وٚ۱۲ فاجر بدکار۔

وٚ۱۳ بدمزاج، بدزبان۔

وٚ۱۴ یعنی بدگوہر تو اس سے افعالِ خبیثہ کا صدور کیا عجب۔ مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے حق میں دس باتیں فرمائیں ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ سچ

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ

کہانیاں ہیں و۱۵ قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے و۱۶ بیشک ہم نے انہیں جانچا و۱۷ جیسا اس

اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا

باغ والوں کو جانچا تھا و۱۹ جب انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور صبح ہوتے اس کھیت کاٹ لیں گے و۲۰ اور ان شاء اللہ نہ کہا و۲۱ تو

بتادے ورنہ میں تیری گردن ماردوں گا اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلالیا تو اس سے ہے۔

فائدہ: ولید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں ایک جھوٹا کلمہ کہا تھا مجنون، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دس واقعی عیوب ظاہر فرمادیئے اس سے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فضیلت اور شانِ محبوبیّت معلوم ہوتی ہے۔

و۱۵ یعنی قرآنِ مجید۔

و۱۶ اور اس سے اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ جھوٹ ہے اور اس کا یہ کہنا اس کا نتیجہ ہے کہ ہم نے اس کو مال اور اولاد دی۔

و۱۷ یعنی اس کا چہرہ بگاڑ دیں گے اور اس کی بد باطنی کی علامت اس کے چہرہ پر نمودار کردیں گے تاکہ اس کے لئے سببِ عار ہو آخرت میں تو یہ سب کچھ ہوگا ہی مگر دنیا میں بھی یہ خبر پوری ہوکر رہی اور اس کی ناک دغیلی ہوگئی کہتے ہیں کہ بدر میں اس کی ناک کٹ گئی كَذَا قِيْلَ خَازِن وَمَدَارِك وَجَلَالَيْنِ وَ اُعْتُرِضَ عَلَيْهِ بِاَنَّ وَلِيْدًا كَانَ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ الَّذِيْنَ مَاتُوْا قَبْلَ بَدْرٍ۔

و۱۸ یعنی اہلِ مکّہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے جو آپ نے فرمائی تھی کہ یارب انہیں ایسی قحط سالی میں مبتلا کر جیسی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی تھی چنانچہ اہلِ مکّہ قحط کی ایسی مصیبت میں مبتلا کئے گئے کہ وہ بھوک کی شدّت میں مردار اور ہڈیاں تک کھا گئے اور اس طرح آزمائش میں ڈالے گئے۔

و۱۹ اس باغ کا نام ضروان تھا یہ باغ صنعاء یمن سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر سرِ راہ تھا اس کا مالک ایک مردِ صالح تھا جو باغ کے میوے کثرت سے فقراء کو دیتا تھا جب باغ میں جاتا فقراء کو بلالیتا تمام گرے پڑے میوے فقراء لے لیتے اور باغ میں بستر بچھا دیئے جاتے جب میوے توڑے جاتے تو جتنے میوے بستروں پر گرتے وہ بھی فقراء کو دے دیئے جاتے اور جو خالص اپنا حصّہ ہوتا اس سے بھی دسواں حصّہ فقراء کو دے دیتا اسی طرح کھیتی کاٹتے وقت بھی اس نے فقراء کے حقوق بہت زیادہ مقرر کئے تھے اس کے بعد اس کے تین بیٹے وارث ہوئے انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ مال قلیل ہے کنبہ بہت ہے اگر والد کی طرح ہم بھی خیرات جاری رکھیں تو تنگ دست ہوجائیں گے آپس میں مل کر قسمیں کھائیں کہ صبح تڑکے لوگوں کے اٹھنے سے پہلے باغ چل کر میوے توڑ لیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾

اس پر ۲۲ تیرے رب کی طرف سے ایک پھیری کرنے والا پھیرا کر گیا ۲۳ اور وہ سوتے تھے تو صبح رہ گیا ۲۴ جیسے پھل ٹوٹا

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا

ہوا ۲۵ پھر انہوں نے صبح ہوتے ایک دوسرے کو پکارا کہ تڑکے اپنی کھیتی کو چلو اگر تمہیں کاٹنی ہے تو چلے اور آپس میں

وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى

آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے کہ ہرگز آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں آنے نہ پائے اور تڑکے چلے اپنے اس ارادہ پر

حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ

قدرت سمجھتے ۲۶ پھر جب اسے دیکھا ۲۷ بولے بے شک ہم راستہ بہک گئے ۲۸

مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ

بلکہ ہم بے نصیب ہوئے ۲۹ ان میں جو سب سے غنیمت تھا بولا کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ تسبیح کیوں نہیں کرتے ۳۰

رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا

بولے پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہم ظالم تھے اب ایک دوسرے کی طرف ملامت کرتا متوجہ ہوا ۳۱ بولے

۲۰ تاکہ مسکینوں کو خبر نہ ہو۔

۲۱ یہ لوگ تو قسمیں کھا کر سو گئے۔

۲۲ یعنی باغ پر۔

۲۳ یعنی ایک بلا آئی بحکمِ الٰہی آگ نازل ہوئی اور باغ کو تباہ کر گئی۔

۲۴ وہ باغ۔

۲۵ اور ان لوگوں کو کچھ خبر نہیں یہ صبح تڑکے اٹھے۔

۲۶ کہ کسی مسکین کو نہ آنے دیں گے اور وہ تمام میوہ اپنے قبضہ میں لائیں گے۔

۲۷ یعنی باغ کو کہ اس میں میوہ کا نام و نشان نہیں۔

۲۸ یعنی کسی اور باغ پر پہنچ گئے ہمارا باغ تو بہت میوہ دار ہے پھر جب غور کیا اور اس کے درو دیوار کو دیکھا اور پہچانا کہ اپنا ہی باغ ہے تو بولے۔

۲۹ اس کے منافع سے مسکینوں کو نہ دینے کی نیت کر کے۔

۳۰ اور اس ارادۂ بد سے توبہ کیوں نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر کیوں نہیں بجالاتے۔

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا

ہائے خرابی ہماری بے شک ہم سرکش تھے ف۳۲ اُمید ہے ہمیں ہمارا رب اس سے بہتر بدل دے ہم اپنے رب کی طرف رغبت

رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ ع ۳

لاتے ہیں ف۳۳ مار ایسی ہوتی ہے ف۳۴ اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ف۳۵

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ

بے شک ڈر والوں کے لیے ان کے رب کے پاس ف۳۶ چین کے باغ ہیں ف۳۷ کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں ف۳۸

كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ ؕ مَا لَكُمْ ۫ وقفة كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ ۚ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ

تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو ف۳۹ کیا تمہارے لیے کوئی کتاب ہے اس میں

تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ ۙ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ ۚ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى

پڑھتے ہو کہ تمہارے لیے اس میں جو تم پسند کرو یا تمہارے لیے ہم پر کچھ قسمیں ہیں قیامت تک پہنچتی ہوئی ف۴۰ کہ

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ ۚ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ ۚ اَمْ

تمہیں ملے گا جو کچھ دعویٰ کرتے ہو ف۴۱ تم ان سے ف۴۲ پوچھو ان میں کون سا اس کا ضامن ہے ف۴۳ یا ان کے پاس کچھ شریک

ف۳۱ اور آخرِ کار ان سب نے اعتراف کیا کہ ہم سے خطا ہوئی اور ہم حد سے متجاوز ہو گئے۔

ف۳۲ کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر نہ کیا اور باپ دادا کے نیک طریقہ کو چھوڑا۔

ف۳۳ اس کے عفو و کرم کی امید رکھتے ہیں ان لوگوں نے صدق و اخلاص سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے عوض اس سے بہتر باغ عطا فرمایا جس کا نام باغِ حیوان تھا اور اس میں کثرتِ پیدوار اور لطافتِ آب و ہوا کا یہ عالَم تھا کہ اس کے انگوروں کا ایک خوشہ ایک گدھے پر بار کیا جاتا تھا۔

ف۳۴ اے کفّارِ مکّہ ہوش میں آؤ یہ تو دنیا کی مار ہے۔

ف۳۵ عذابِ آخرت کو اور اس سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول کی فرمانبرداری کرتے۔

ف۳۶ یعنی آخرت میں۔

ف۳۷ شانِ نزول: مشرکین نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ اگر مرنے کے بعد پھر ہم اٹھائے بھی گئے تو وہاں بھی ہم تم سے اچھے رہیں گے اور ہمارا ہی درجہ بلند ہوگا جیسے کہ دنیا میں ہمیں آسائش ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جو آگے آتی ہے۔

ف۳۸ اور ان مخلص فرمانبرداروں کو ان معاند باغیوں پر فضیلت نہ دیں گے ہماری نسبت ایسا گمان فاسد۔

ف۳۹ جہالت سے۔

ع۱۵ لَہُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآىِٕهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ

ہیں ۴۴ تو اپنے شریکوں کو لے کر آئیں اگر سچے ہیں ۴۵ جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے معنی اللہ ہی

سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

جانتا ہے) ۴۶ اور سجدہ کو بلائے جائیں گے ۴۷ تو نہ کر سکیں گے ۴۸ نیچی نگاہیں کئے ہوئے ۴۹ ان پر

ذِلَّةٌ ؕ وَ قَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِیْ وَ مَنْ

خواری چڑھ رہی ہوگی اور بے شک دنیا میں سجدہ کے لیے بلائے جاتے تھے ۵۰ جب تندرست تھے ۵۱ تو جو اس بات

ف۴۰ جو منقطع نہ ہوں اس مضمون کی۔

ف۴۱ اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خیر و کرامت کا۔ اب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطاب فرماتا ہے۔

ف۴۲ یعنی کفّار سے۔

ف۴۳ کہ آخرت میں انہیں مسلمانوں سے بہتر یا ان کے برابر ملے گا۔

ف۴۴ جو اس دعوے میں ان کی موافقت کریں اور ذمہ دار بنیں۔

ف۴۵ حقیقت میں وہ باطل پر ہیں نہ ان کے پاس کوئی کتاب جس میں یہ مذکور ہو جو وہ کہتے ہیں، نہ اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد، نہ کوئی ان کا ضامن، نہ موافق۔

ف۴۶ جمہور کے نزدیک کشفِ ساق شدّت و صعوبتِ امر سے عبارت ہے جو روزِ قیامت حساب و جزا کے لئے پیش آئے گی۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قیامت میں وہ بڑا سخت وقت ہے سلف کا یہی طریقہ ہے کہ وہ اس کے معنٰی میں کلام نہیں کرتے اور یہ فرماتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس سے جو مراد ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تفویض کرتے ہیں۔

ف۴۷ یعنی کفّار و منافقین بطریقِ امتحان و توبیخ۔

ف۴۸ ان کی پشتیں تانبے کے تختے کی طرح سخت ہو جائیں گی۔

ف۴۹ کہ ان پر ذلّت و ندامت چھائی ہوئی ہوگی۔

ف۵۰ اور اذانوں اور تکبیروں میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے ساتھ انہیں نماز و سجدے کی دعوت دی جاتی تھی۔

ف۵۱ باوجود اس کے سجدہ نہ کرتے تھے اسی کا نتیجہ ہے جو یہاں سجدے سے محروم رہے۔
حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عزوجل کے اس فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں: وہ قیامت کا دن ہوگا اس دن انہیں ندامت کی ذلت ڈھانپے ہوگی کیونکہ انہیں دنیا میں جب سجدوں کی طرف بلایا جاتا تو یہ تندرست ہونے

يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اُمْلِيْ

کو وا۵۲ جھٹلاتا ہے اسے مجھ پر چھوڑ دو وا۵۳ قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے وا۵۴ جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی

لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے وا۵۵ یا تم ان سے اجرت مانگتے ہو وا۵۶ کہ وہ چٹی کے

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

بوجھ میں دبے ہیں وا۵۷ یا ان کے پاس غیب ہے وا۵۸ کہ وہ لکھ رہے ہیں وا۵۹ تو تم اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو وا۶۰ اور

الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَ هُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْ لَاۤ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ

اس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا وا۶۱ جب اس حال میں پکارا کہ اس کا دل گھٹ رہا تھا وا۶۲ اگر اس کے رب کی نعمت اس کی

بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِنْ

خبر کو نہ پہنچ جاتی وا۶۳ تو ضرور میدان پر پھینک دیا جاتا الزام دیا ہوا وا۶۴ تو اسے اس کے رب نے چن لیا اور اپنے قرب خاص

وقف لازم

کے باوجود نماز میں حاضر نہ ہوتے۔ اور مزید ارشاد فرمایا: انہیں اذان اور اقامت کے ذریعے فرض نمازوں کی طرف بلایا جاتا تھا۔ (اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ)

وا۵۲ یعنی قرآنِ مجید کو۔

وا۵۳ میں اس کو سزا دوں گا۔

وا۵۴ اپنے عذاب کی طرف اس طرح کہ باوجود معصیتوں اور نافرمانیوں کے انہیں صحت و رزق سب کچھ ملتا رہے گا اور دمبدم عذاب قریب ہوتا جائے گا۔

وا۵۵ میرا عذاب شدید ہے۔

وا۵۶ رسالت کی تبلیغ پر۔

وا۵۷ اور تاوان کا ان پر ایسا بار گراں ہے جس کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔

وا۵۸ غیب سے مراد یہاں لوحِ محفوظ ہے۔

وا۵۹ اس سے جو کچھ کہتے ہیں۔

وا۶۰ جو وہ ان کے حق میں فرمائے۔ اور چندے ان کی ایذاؤں پر صبر کرو۔ قِيْلَ اِنَّهٗ مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ

وا۶۱ قوم پر تعجیلِ غضب میں۔ اور مچھلی والے سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں۔

وا۶۲ مچھلی کے پیٹ میں غم سے۔

وا۶۳ اور اللہ تعالیٰ ان کے عذر و دعا کو قبول فرما کر ان پر انعام نہ فرماتا۔

یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

کے سزاواروں (حقداروں) میں کرلیا اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا اپنی بدنظر لگا کر تمہیں گرادیں گے جب

وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَ مَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۲﴾ ع

قرآن سنتے ہیں ۶۵ اور کہتے ہیں ۶۶ یہ ضرور عقل سے دور ہیں اور وہ ۶۷ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہاں کے لیے ۶۸

اٰیاتہا ۵۲ | ۶۹ سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّیَّةٌ ۷۸ | رکوعاتہا ۲

سورۃ حاقہ مکی ہے ۱ اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَآقَّةُ ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَ عَادٌ

وہ حق ہونے والی ۲ کیسی وہ حق ہونے والی ۳ اور تم نے کیا جانا کیسی وہ حق ہونے والی ۴ ثمود اور عاد نے اس سخت صدمہ

۶۴ لیکن اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی۔

۶۵ اور بغض وعداوت کی نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھتے ہیں۔

شانِ نزول: منقول ہے کہ عرب میں بعض لوگ نظر لگانے میں شہرۂ آفاق تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ دعوٰی کرکر کے نظر لگاتے تھے اور جس چیز کو انہوں نے گزند پہنچانے کے ارادے سے دیکھا دیکھتے ہی ہلاک ہوگئی، ایسے بہت واقعات ان کے تجربہ میں آچکے تھے کفّار نے ان سے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر لگائیں تو ان لوگوں نے حضور کو بڑی تیز نگاہوں سے دیکھا اور کہا کہ ہم نے اب تک نہ ایسا آدمی دیکھا نہ ایسی دلیلیں دیکھیں اور ان کا کسی چیز کو دیکھ کر حیرت کرنا ہی ستم ہوتا تھا لیکن ان کی یہ تمام جدّ وجہد بھی مثل ان کے اور مکائد کے جو رات دن وہ کرتے رہتے تھے بے کار گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کو نظر لگے اس پر یہ آیت پڑھ کر دم کردی جائے۔

۶۶ براہِ حسد وعناد، اور لوگوں کو نفرت دلانے کے لئے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جب آپ کو قرآنِ کریم پڑھتے دیکھتے ہیں۔

۶۷ یعنی قرآن شریف یا سیّدِ عالم محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱ سورۂ حاقّہ مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، باون ۵۲ آیتیں، دو سو چھپّن ۲۵۶ کلمے، ایک ہزار چار سو تیئیس ۱۴۲۳ حرف ہیں۔

۲ یعنی قیامت جو حق وثابت ہے اور اس کا وقوع یقینی وقطعی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ

دینے والی کو جھٹلایا تو ثمود تو ہلاک کئے گئے حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ سے ف۵ اور رہے عاد وہ ہلاک کئے گئے نہایت

صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى

سخت گرجتی آندھی سے وہ ان پر قوت سے لگا دی سات راتیں اور آٹھ دن ف۶ لگاتار تو ان لوگوں کو ان میں ف۷

الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ

دیکھو بچھڑے ہوئے ف۸ گویا وہ کھجور کے ڈھنڈ (سوکھے تنے) ہیں گرے ہوئے تو کیا تم ان میں کسی کو بچا

بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ وَ جَآءَ فِرْعَوْنُ وَ مَنْ قَبْلَهٗ وَ الْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿۹﴾ فَعَصَوْا

ہوا دیکھتے ہو ف۹ اور فرعون اور اس سے اگلے ف۱۰ اور اُلٹنے والی بستیاں ف۱۱ خطا لائے ف۱۲ تو انہوں نے اپنے

رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ

رب کے رسولوں کا حکم نہ مانا ف۱۳ تو اس نے انہیں بڑھی چڑھی گرفت سے پکڑا بے شک جب پانی نے سر اٹھایا تھا ف۱۴ ہم نے

فِي الْجَارِيَةِ ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي

تمہیں ف۱۵ کشتی میں سوار کیا ف۱۶ کہ اسے ف۱۷ تمہارے لیے یادگار کریں ف۱۸ اور اسے محفوظ رکھے وہ کان کہ سن کر محفوظ

ف۳ یعنی وہ نہایت عجیب و عظیم الشان ہے۔

ف۴ جس کے اہوال و احوال اور شدائد تک فکرِ انسانی کا طائر پرواز نہیں کر سکتا۔

ف۵ یعنی سخت ہولناک آواز سے۔

ف۶ چہار شنبہ سے چہار شنبہ تک آخرِ ماہ شوال میں نہایت تیز سردی کے موسم میں۔

ف۷ یعنی ان دنوں میں۔

ف۸ کہ موت نے انہیں ایسا ڈھا دیا۔

ف۹ کہا گیا ہے کہ آٹھویں روز جب صبح کو وہ سب لوگ ہلاک ہو گئے تو ہواؤں نے انہیں اڑا کر سمندر میں پھینک دیا اور ایک بھی باقی نہ رہا۔

ف۱۰ اس سے بھی پہلی امّتوں کے کفّار۔

ف۱۱ نافرمانیوں کی شامت سے مثلِ قومِ لوط کی بستیوں کے یہ سب۔

ف۱۲ افعالِ قبیحہ و معاصی و شرک کے مرتکب ہوئے۔

ف۱۳ جو ان کی طرف بھیجے گئے تھے۔

الصُّوۡرِ نَفۡخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّ حُمِلَتِ الۡاَرۡضُ وَ الۡجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً

رکھتا ہو ف۱۹ پھر جب صور پھونک دیا جائے ایک دم اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر دفعۃً چورا کر دیے جائیں

وَّاحِدَةً ۙ﴿۱۴﴾ فَيَوۡمَئِذٍ وَّقَعَتِ الۡوَاقِعَةُ ۙ﴿۱۵﴾ وَانۡشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوۡمَئِذٍ

وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی ف۲۰ اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن اس کا پتلا حال ہو گا ف۲۱

وَّاهِيَةٌ ۙ﴿۱۶﴾ وَّالۡمَلَكُ عَلٰۤى اَرۡجَآئِهَا ؕ وَ يَحۡمِلُ عَرۡشَ رَبِّكَ فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ

اور فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے ف۲۲ اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں

ثَمٰنِيَةٌ ؕ﴿۱۷﴾ يَوۡمَئِذٍ تُعۡرَضُوۡنَ لَا تَخۡفٰى مِنۡكُمۡ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ

گے ف۲۳ اس دن تم سب پیش ہوگے ف۲۴ کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی تو وہ جسے اپنا نامۂ اعمال دہنے ہاتھ

بِيَمِيۡنِهٖ ۙ فَيَقُوۡلُ هَآؤُمُ اقۡرَءُوۡا كِتٰبِيَهۡ ۚ﴿۱۹﴾ اِنِّىۡ ظَنَنۡتُ اَنِّىۡ مُلٰقٍ حِسَابِيَهۡ ۚ﴿۲۰﴾

میں دیا جائے گا ف۲۵ کہے گا لو میرے نامۂ اعمال پڑھو مجھے یقین تھا کہ میں اپنے حساب کو پہونچوں گا ف۲۶ تو وہ

ف۱۴ اور وہ درختوں، عمارتوں، پہاڑوں اور ہر چیز سے بلند ہوگیا تھا۔ یہ بیان طوفانِ نوح کا ہے علیہ السلام۔

ف۱۵ جب کہ تم اپنے آباء کے اصلاب میں تھے حضرت نوح علیہ السلام کی۔

ف۱۶ اور حضرت نوح علیہ السلام کو اور انکے ساتھ والوں کو جو ان پر ایمان لائے تھے نجات دی اور باقیوں کو غرق کیا۔

ف۱۷ یعنی مومنین کو نجات دینے اور کافروں کے ہلاک فرمانے کو۔

ف۱۸ کہ سببِ عبرت و نصیحت ہو۔

ف۱۹ کام کی باتوں کو تا کہ ان سے نفع اٹھائے۔

ف۲۰ یعنی قیامت قائم ہوجائے گی۔

ف۲۱ یعنی وہ نہایت کمزور ہوگا باوجود اس کے کہ پہلے بہت مضبوط و مستحکم تھا۔

ف۲۲ یعنی جن فرشتوں کا مسکن آسمان ہے وہ اس کے پھٹنے پر اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے پھر بحکمِ الٰہی اتر کر زمین کا احاطہ کریں گے۔

ف۲۳ حدیث شریف میں ہے کہ حاملینِ عرش آج کل چار ہیں روزِ قیامت ان کی تائید کے لئے چار کا اور اضافہ کیا جائے گا آٹھ ہوجائیں گے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے ملائکہ کی آٹھ صفیں مراد ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانے۔

ف۲۴ اللہ تعالیٰ کے حضورحساب کے لئے۔

ف۲۵ یہ سمجھ لے گا کہ وہ نجات پانے والوں میں ہے اور نہایت فرح و سرور کے ساتھ اپنی جماعت اور اپنے اہل و

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا
من مانتے چین میں ہے بلند باغ میں جس کے خوشے جھکے ہوئے ۲۷ کھاؤ
وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ
اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا ۲۸ اور وہ جو اپنا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا ۲۹
بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا
کہے گا ہائے کسی طرح مجھے اپنا نوشتہ نہ دیا جاتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ہائے کسی طرح موت ہی قصہ
كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾
چکا جاتی ۳۰ میرے کچھ کام نہ آیا میرا مال ۳۱ میرا سب زور جاتا رہا ۳۲
خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ
اسے پکڑو پھر اسے طوق ڈالو ۳۳ پھر اسے بھڑکتی آگ میں دھنساؤ پھر ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے ۳۴ اسے
ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى
پرو دو ۳۵ بے شک وہ عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا ۳۶ اور مسکین کو کھانا

اقارب سے۔

۲۶ یعنی مجھے دنیا میں یقین تھا کہ آخرت میں مجھ سے حساب لیا جائے گا۔

۲۷ کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں بآسانی لے سکیں اور ان لوگوں سے کہا جائے گا۔

۲۸ یعنی جو اعمالِ صالحہ کہ دنیا میں تم نے آخرت کے لئے کئے۔
حضرتِ سیّدنا وکیع علیہ رحمۃ السمیع فرماتے ہیں، اِس آیتِ کریمہ میں گزرے ہوئے دنوں سے مُراد روزوں کے دن ہیں کہ لوگ ان میں کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں۔(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح ص ۳۳۵ دار خضر بیروت)

۲۹ جب اپنے نامۂ اعمال کو دیکھے گا اور اس میں اپنے بد اعمال مکتوب پائے گا تو شرمندہ و رسوا ہو کر۔

۳۰ اور حساب کے لئے نہ اٹھایا جاتا اور یہ ذلّت و رسوائی پیش نہ آتی۔

۳۱ جو میں نے دنیا میں جمع کیا تھا وہ ذرا بھی میرا عذاب ٹال نہ سکا۔

۳۲ اور میں ذلیل و محتاج رہ گیا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے اسکی مراد یہ ہوگی کہ دنیا میں جو حجّتیں میں کیا کرتا تھا وہ سب باطل ہو گئیں اب اللہ تعالیٰ جہنّم کے خازنوں کو حکم دے گا۔

۳۳ اس طرح کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر طوق میں باندھ دو۔

۳۴ فرشتوں کے ہاتھ سے۔

طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ
دینے کی رغبت نہ دیتا ۳۷ تو آج یہاں ۳۸ اس کا کوئی دوست نہیں ۳۹ اور نہ کچھ کھانے کو مگر دوزخیوں

غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿٣٧﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَمَا لَا
کا پیپ اسے نہ کھائیں گے مگر خطا کار ۴۰ تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں

ع ۵

تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا
تم نہیں دیکھتے ۴۱ بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول ۴۲ سے باتیں ہیں ۴۳ اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں ۴۴

مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ
کتنا کم یقین رکھتے ہو ۴۵ اور نہ کسی کاہن کی بات ۴۶ کتنا کم دھیان کرتے ہو ۴۷ اس نے اتارا ہے

۳۵ یعنی وہ زنجیر اس میں اس طرح داخل کردو جیسے کسی چیز میں ڈورا پرویا جاتا ہے۔

۳۶ اس کی عظمت و وحدانیّت کا معتقد نہ تھا۔

۳۷ نہ اپنے نفس کو، نہ اپنے اہل کو، نہ دوسروں کو۔ اس میں اشارہ ہے کہ وہ بعث کا قائل نہ تھا کیونکہ مسکین کا کھانا دینے والا مسکین سے تو کسی بدلہ کی امید رکھتا ہی نہیں محض رضائے الٰہی و ثواب آخرت کی امید پر مسکین کو دیتا ہے اور جو بعث و آخرت پر ایمان ہی نہ رکھتا ہو اسے مسکین کو کھلانے کی کیا غرض۔

۳۸ یعنی آخرت میں۔

۳۹ جو اسے کچھ نفع پہنچائے یا شفاعت کرے۔

۴۰ کفّار بد اطوار۔

۴۱ یعنی تمام مخلوقات کی قسم جو تمہارے دیکھنے میں آئے اس کی بھی، جو نہ آئے اس کی بھی۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ مَا تُبْصِرُوْنَ سے دنیا اور مَا لَا تُبْصِرُوْنَ سے آخرت مراد ہے۔ اس کی تفسیر میں مفسّرین کے اور بھی کئی قول ہیں۔

۴۲ محمّد مصطفٰی حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۴۳ جو ان کے رب عزّ وعلا نے فرمائیں۔

۴۴ جیسا کہ کفّار کہتے ہیں۔

۴۵ بالکل بے ایمان ہو اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ نہ یہ شعر ہے، نہ اس میں شعریّت کی کوئی بات پائی جاتی ہے۔

۴۶ جیسا کہ تم میں سے بعضے کافر اس کتابِ الٰہی کی نسبت کہتے ہیں۔

۴۷ نہ اس کتاب کی ہدایات کو دیکھتے ہو، نہ اس کی تعلیموں پر غور کرتے ہو کہ اس میں کیسی روحانی تعلیم ہے نہ اس کی

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ

جو سارے جہان کا رب ہے اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ۴۸ ضرور ہم

بِالْیَمِیْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ

ان سے بقوت بدلہ لیتے پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے ۴۹ پھر تم میں کوئی ان کا بچانے

حٰجِزِیْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ

والا نہ ہوتا اور بے شک یہ قرآن ڈر والوں کو نصیحت ہے اور ضرور ہم جانتے ہیں کہ تم

مُّكَذِّبِیْنَ ﴿۴۹﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ ﴿۵۱﴾

میں کچھ جھٹلانے والے ہیں اور بے شک وہ کافروں پر حسرت ہے ۵۰ اور بے شک وہ یقینی حق ہے ۵۱

ع ۲ ۱۵ ۶

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿۵۲﴾

تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو ۵۲

اٰیاتها ۴۴ | ۷۰ سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّیَّةٌ ۷۹ | رکوعاتها ۲

سورۂ معارج مکی ہے ۱ اس میں چوالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سَاَلَ سَآىٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِی

ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں ۲ وہ ہوگا اللہ کی طرف سے

فصاحت و بلاغت اور اعجازِ بے مثالی پر غور کرتے ہو جو یہ سمجھو کہ یہ کلام۔

۴۸ جو ہم نے نہ فرمائی ہوتی تو۔

۴۹ جس کے کاٹتے ہی موت واقع ہو جاتی ہے۔

۵۰ کہ وہ روزِ قیامت جب قرآن پر ایمان لانے والوں کا ثواب اور اس کے انکار کرنے والوں اور جھٹلانے والوں کا عذاب دیکھیں گے تو اپنے ایمان نہ لانے پر افسوس کریں گے اور حسرت و ندامت میں گرفتار ہوں گے۔

۵۱ کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

۵۲ اور اس کا شکر کرو کہ اس نے تمہاری طرف اپنے اس کلامِ جلیل کی وحی فرمائی۔

۱ سورۂ معارج مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، چوالیس ۴۴ آیتیں، دو سو چوبیس ۲۲۴ کلمے، نو سو انتیس ۹۲۹

الْمَعَارِجِ ۝۳ؕ تَعْرُجُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ

جو بلندیوں کا مالک ہے ف۳ ملائکہ اور جبریل ف۴ اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں ف۵ وہ عذاب اس دن ہوگا جس

اَلْفَ سَنَةٍ ۝۴ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ۝۵ اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا ۝۶ۙ وَّ نَرٰىهُ

کی مقدار پچاس ہزار برس ہے ف۶ تو تم اچھی طرح صبر کرو وہ اُسے ف۷ دور سمجھ رہے ہیں ف۸ اور ہم اُسے نزدیک دیکھ

قَرِیْبًا ۝۷ؕ یَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝۸ۙ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝۹ۙ وَ لَا

رہے ہیں ف۹ جس دن آسمان ہوگا جیسی گلی چاندی اور پہاڑ ایسے ہلکے ہو جائیں گے جیسے اون ف۱۰ اور کوئی دوست

حرف ہیں۔

ف۲ شانِ نزول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اہلِ مکّہ کو عذابِ الٰہی کا خوف دلایا تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ اس عذاب کے مستحق کون لوگ ہیں؟ اور یہ کن پر آئے گا؟ سیّدِ عالم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھو تو انہوں نے حضور سیّدِ عالم محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور حضور سے سوال کرنے والا نضر بن حارث تھا، اس نے دعا کی تھی کہ یارب اگر یہ قرآن حق ہو اور تیرا کلام ہو تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھّر برسا، یا دردناک عذاب بھیج۔ ان آیتوں میں ارشاد فرمایا گیا کہ کافر طلب کریں یا نہ کریں عذاب جو ان کے لئے مقدر ہے ضرور آنا ہے، اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

ف۳ یعنی آسمانوں کا۔

ف۴ جو فرشتوں میں مخصوص فضل و شرف رکھتے ہیں۔

ف۵ یعنی اس مقامِ قرب کی طرف جو آسمان میں اس کے اوامر کا جائے نزول ہے۔

ف۶ وہ روزِ قیامت ہے جس کے شدائد کافروں کی نسبت تو اتنے دراز ہوں گے اور مومن کے لئے ایک فرض نماز سے بھی سُبک تر ہوگا۔

اے عزیز! کیا خدا و رسول عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے فرمان کو یونہی ہنسی ٹھٹھا سمجھتا ہے یا (قیامت کے ایک دن یعنی) پچاس ہزار برس کی مدّت میں یہ جانکاہ مُصیبتیں جھیلنی سَہل جانتا ہے، جس میں نہ ایک لقمہ کھانے کو میسّر ہوگا، نہ ایک قطرہ پینے کو، نہ ایک جھونکا ہوا کا۔ اوپر سے آفتاب کی گرمی بھون رہی ہوگی، نیچے زمین کی تپش، اندر سے بھوک کی آگ لگی ہوگی۔ پیاس سے گردنیں ٹوٹی جاتی ہوں گی سالہا سال کی مدت کھڑے کھڑے بدن کیسا دُکھا ہوا ہوگا شدّت خوف سے دل پھٹے جاتے ہوں گے۔ انتظار میں آنکھیں اُٹھی ہوں گی بدن کا پرزہ پرزہ لرزتا کانپتا ہوگا وہ طویل دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے خاص بندوں کیلئے ایک فرض نماز کے وقت سے زیادہ ہلکا اور آسان ہوگا۔

ف۷ یعنی عذاب کو۔

ف۸ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ واقع ہونے والا ہی نہیں۔

يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۭ بِبَنِيْهِ ۝١١ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝١٢ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـــْٔوِيْهِ ۝١٣ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝١٤ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۝١٥ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝١٦ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝١٧ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝١٨ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝١٩ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝٢٠ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝٢١ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝٢٢

يَسْــَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝١٠ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ

کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا وا۱ ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے و۱۲ مجرم و۱۳ آرزو کرے گا کاش اس دن کے عذاب سے

يَوْمِىِٕذٍۭ بِبَنِيْهِ ۝١١ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝١٢ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـــْٔوِيْهِ ۝١٣ وَمَنْ فِي

چھٹنے کے بدلے میں دے دے اپنے بیٹے اور اپنی جورو اور اپنا بھائی اور اپنا کنبہ جس میں اس کی جگہ ہے اور جتنے

الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝١٤ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۝١٥ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝١٦ تَدْعُوْا

زمین میں ہیں سب پھر یہ بدلہ دینا اسے بچالے ہرگز نہیں و۱۴ وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی بلا رہی ہے و۱۵ اس کو

مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝١٧ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝١٨ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝١٩

جس نے پیٹھ دی اور منہ پھیرا و۱۶ اور جوڑ کر سینت رکھا (محفوظ) کر لیا و۱۷ بے شک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا حریص جب

اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝٢٠ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝٢١ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝٢٢

اسے برائی پہنچے و۱۸ تو سخت گھبرانے والا اور جب بھلائی پہونچے و۱۹ تو روک رکھنے والا و۲۰ مگر نمازی

و۹ کہ ضرور ہونے والا ہے۔

و۱۰ اور ہوا میں اڑتے پھریں گے۔

و۱۱ ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔

و۱۲ کہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے لیکن اپنے حال میں ایسے مبتلا ہوں گے کہ نہ ان سے حال پوچھیں گے، نہ بات کر سکیں گے۔

و۱۳ یعنی کافر۔

و۱۴ یہ کچھ اس کے کام نہ آئے گا اور کسی طرح وہ عذاب سے بچ نہ سکے گا۔

و۱۵ نام لے لے کر کہ اے کافر میرے پاس آ، اے منافق میرے پاس آ۔

و۱۶ حق کے قبول کرنے اور ایمان لانے سے۔

و۱۷ مال کو، اور اس کے حقوقِ واجبہ ادا نہ کئے۔

و۱۸ تنگ دستی و بیماری وغیرہ کی۔

و۱۹ دولت مندی و مال۔

و۲۰ یعنی انسان کی حالت یہ ہے کہ اسے کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس پر صبر نہیں کرتا اور جب مال ملتا ہے تو اس کو خرچ نہیں کرتا۔

الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآىِٕمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ الَّذِیْنَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾

جو اپنی نماز کے پابند ہیں ۲۱ اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے ۲۲ اس کے لیے جو

لِّلسَّآىِٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَ الَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۲۶﴾ وَ الَّذِیْنَ

مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے ۲۳ اور وہ جو انصاف کا دن سچ جانتے ہیں ۲۴ اور وہ

هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَیْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾

جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں بے شک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں ۲۵

وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ

اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ

فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ

ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو ان دو ۲۶ کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ۲۷ اور

الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ

وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں ۲۸ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر

۲۱ کہ فرائضِ پنجگانہ کو ان کے اوقات میں پابندی سے ادا کرتے ہیں، یعنی مومن ہیں۔

۲۲ مراد اس سے زکوٰۃ ہے جس کی مقدار معلوم ہے یا وہ صدقہ جو آدمی اپنے نفس پر معیّن کرے تو اسے معیّن اوقات میں ادا کیا کرے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ صدقاتِ مستحبّہ کے لئے اپنی طرف سے وقت معیّن کرنا شرع میں جائز اور قابلِ مدح ہے۔

۲۳ یعنی دونوں قسم کے محتاجوں کو دے، انہیں بھی جو حاجت کے وقت سوال کرتے ہیں اور انہیں بھی جو شرم سے سوال نہیں کرتے اور ان کی محتاجی ظاہر نہیں ہوتی۔

۲۴ اور مرنے کے بعد اٹھنے اور حشر و نشر و جزا و قیامت سب پر ایمان رکھتے ہیں۔

۲۵ چاہے آدمی کتنا ہی نیک، پارسا، کثیرُ الطاعۃ والعبادۃ ہو مگر اسے عذابِ الٰہی سے بے خوف ہونا نہ چاہئے۔

۲۶ یعنی زوجات و مملوکات۔

۲۷ کہ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے ہیں۔

مسئلہ: اس آیت سے متعہ، لواطت، جانوروں کے ساتھ قضاءِ شہوت اور ہاتھ سے استمناء کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

۲۸ شرعی امانتوں کی بھی اور بندوں کی امانتوں کی بھی اور خلق کے ساتھ جو عہد ہیں ان کی بھی اور حق کے جو عہد ہیں ان کی بھی نذریں اور قسمیں بھی اس میں داخل ہیں۔

قَآٮِٕمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓىٕكَ فِیْ جَنّٰتٍ
قائم ہیں ۲۹ اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ۳۰ یہ ہیں جن کا باغوں
مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ ع ۳۵
میں اعزاز ہوگا ۳۱ تو ان کافروں کو کیا ہوا تمہاری طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں ۳۲ داہنے اور بائیں
الشِّمَالِ عِزِیْنَ ﴿۳۷﴾ اَیَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ یُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا
گروہ کے گروہ کیا ان میں ہر شخص یہ طمع کرتا ہے کہ ۳۳ چین کے باغ میں داخل کیا جائے ہرگز نہیں بے شک ہم نے
اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ اِنَّا
انہیں اس چیز سے بنایا جسے جانتے ہیں ۳۴ تو مجھے قسم ہے اس کی جو سب پوربوں سب پچھموں کا
لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۴۱﴾
مالک ہے ۳۵ کہ ضرور ہم قادر ہیں کہ ان سے اچھے بدل دیں ۳۶ اور ہم سے کوئی نکل کر نہیں جا سکتا ۳۷

۲۹ صدق و انصاف کے ساتھ، نہ اس میں رشتہ داری کا پاس کرتے ہیں، نہ زبردست کو کمزور پر ترجیح دیتے ہیں، نہ کسی صاحبِ حق کا تلفِ حق گوارا کرتے ہیں۔

۳۰ نماز کا ذکر مکرّر فرمایا گیا۔ اس میں یہ اظہار ہے کہ نماز بہت اہم ہے یا یہ کہ ایک جگہ فرائض مراد ہیں دوسری جگہ نوافل۔ اور حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اس کے ارکان اور واجبات اور سنّتوں اور مستحبّات کو کامل طور پر ادا کرتے ہیں۔

۳۱ بہشت کے۔

۳۲ شانِ نزول: یہ آیت کفّار کی اس جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرد حلقے باندھ کر گروہ کے گروہ جمع ہوتے تھے اور آپ کا کلامِ مبارک سنتے اور اس کو جھٹلاتے اور استہزاء کرتے اور کہتے کہ اگر یہ لوگ جنّت میں داخل ہوں گے جیسا کہ محمّد (مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فرماتے ہیں تو ہم ضرور ان سے پہلے اس میں داخل ہوں گے۔ انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ان کافروں کا کیا حال ہے کہ آپ کے پاس بیٹھتے بھی ہیں اور گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھتے بھی ہیں پھر بھی جو آپ سے سنتے ہیں اس سے نفع نہیں اٹھاتے۔

۳۳ ایمان والوں کی طرح۔

۳۴ یعنی نطفہ سے جیسے سب آدمیوں کو پیدا کیا تو اس سبب سے کوئی جنّت میں داخل نہ ہوگا جنّت میں داخل ہونا ایمان پر موقوف ہے۔

۳۵ یعنی آفتاب کے ہر جائے طلوع اور ہر جائے غروب کا یا ہر ہر ستارہ کے مشرق و مغرب کا، مقصد اپنی ربوبیّت کی قسم یاد فرمانا ہے۔

فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۟ۙ يَوْمَ
تو انہیں چھوڑ دو ان کی بیہودگیوں میں پڑے اور کھیلتے ہوئے یہاں تک کہ اپنے اس ۳۸ دن سے ملیں جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا
يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۟ۙ خَاشِعَةً
ہے جس دن قبروں سے نکلیں گے جھپٹتے ہوئے ۳۹ گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں ۴۰
اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۟ ع
آنکھیں نیچی کئے ہوئے ان پر ذلت سوار یہ ہے ان کا وہ دن ۴۱ جس کا ان سے وعدہ تھا ۴۲

اٰیاتہا ۲۸ ۔ (۷۱) سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ (۷۱) ۔ رکوعاتہا ۲

سورۂ نوح مکی ہے ۱ اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ
بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ ان کو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر درد ناک
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۟ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۟ۙ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
عذاب آئے ۲ اس نے فرمایا اے میری قوم میں تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں کہ اللہ کی بندگی کرو ۳

۳۶ اس طرح کہ انہیں ہلاک کر دیں اور بجائے ان کے اپنی فرمانبردار مخلوق پیدا کریں۔

۳۷ اور ہماری قدرت کے احاطہ سے باہر نہیں ہوسکتا۔

۳۸ عذاب کے۔

۳۹ محشر کی طرف۔

۴۰ جیسے جھنڈے والے اپنے جھنڈے کی طرف دوڑتے ہیں۔

۴۱ یعنی روزِ قیامت۔

۴۲ دنیا میں اور وہ اس کو جھٹلاتے تھے۔

۱ سورۂ نوح مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، اٹھائیس ۲۸ آیتیں، دوسو چوبیس ۲۲۴ کلمے، نوسو ننانوے ۹۹۹ حرف ہیں۔

۲ دنیا و آخرت کا۔

وَّ اتَّقُوْهُ وَ اَطِیْعُوْنِۙ(۳) یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّىؕ

اور اس سے ڈرو وٛ۴ اور میرا حکم مانو وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے گا وٛ۵ اور ایک مقرر میعاد تک وٛ۶ تمہیں مہلت دے گا وٛ۷

اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۴) قَالَ رَبِّ اِنِّیْ

بے شک اللہ کا وعدہ جب آتا ہے ہٹایا نہیں جاتا کسی طرح تم جانتے وٛ۸ عرض کی وٛ۹ اے میرے رب

وقف لازم

دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًاۙ(۵) فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا(۶) وَ اِنِّیْ

میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا وٛ۱۰ تو میرے بلانے سے انہیں بھاگنا ہی بڑھا وٛ۱۱ اور میں نے جتنی بار انہیں

كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ

بلایا وٛ۱۲ کہ تو ان کو بخشے انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں وٛ۱۳ اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے وٛ۱۴ اور

اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًاۚ(۷) ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًاۙ(۸) ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ

ہٹ کی وٛ۱۵ اور بڑا غرور کیا وٛ۱۶ پھر میں نے انہیں علانیہ بلایا وٛ۱۷ پھر میں نے ان سے باعلان بھی کہا وٛ۱۸

وٛ۳ اور اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔

وٛ۴ نافرمانیوں سے بچ کرتا کہ وہ غضب نہ فرمائے۔

وٛ۵ جو تم سے وقتِ ایمان تک صادر ہوئے ہوں گے یا جو بندوں کے حقوق سے متعلق نہ ہوں گے۔

وٛ۶ یعنی وقتِ موت تک۔

وٛ۷ کہ اس دوران میں تم پر عذاب نہ فرمائے گا۔

وٛ۸ اس کو اور ایمان لے آتے۔

وٛ۹ حضرت نوح علیہ السلام نے۔

وٛ۱۰ ایمان و طاعت کی طرف۔

وٛ۱۱ اور جتنی انہیں ایمان لانے کی ترغیب دی گئی اتنی ہی ان کی سرکشی بڑھتی گئی۔

وٛ۱۲ تجھ پر ایمان لانے کی طرف۔

وٛ۱۳ تا کہ میری دعوت کو نہ سنیں۔

وٛ۱۴ اور منہ چھپا لئے تا کہ مجھے نہ دیکھیں کیونکہ انہیں دینِ الٰہی کی طرف نصیحت کرنے والے کو دیکھنا بھی گوارا نہ تھا۔

وٛ۱۵ اپنے کفر پر۔

وٛ۱۶ اور میری دعوت کو قبول کرنا اپنی شان کے خلاف جانا۔

وٛ۱۷ بآنگِ بلند محفلوں میں۔

لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ﴿۹﴾ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾

اور آہستہ خفیہ بھی کہا ؏۱۹ تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو ؏۲۰ وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے ؏۲۱

يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ

تم پر شرّاٹے کا (موسلا دھار) مینہ بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا ؏۲۲ اور تمہارے لیے باغ

جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَ قَدْ خَلَقَكُمْ

بنادے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا ؏۲۳ تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے ؏۲۴ حالانکہ اس

اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ

نے تمہیں طرح طرح بنایا ؏۲۵ کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک پر ایک اور ان میں چاند کو روشن

؏۱۸ اور دعوت بالاعلان کی تکرار بھی کی۔

؏۱۹ ایک ایک سے، اور کوئی دقیقہ دعوت کا اٹھا نہ رکھا قوم زمانۂ دراز تک حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب ہی کرتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش روک دی اور ان کی عورتوں کو بانجھ کردیا، چالیس سال تک انکے مال ہلاک ہوگئے، جانور مر گئے جب یہ حال ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں استغفار کا حکم دیا۔

؏۲۰ کفر و شرک سے، اور ایمان لاکر مغفرت طلب کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھولے کیونکہ طاعات میں مشغول ہونا خیر و برکت اور وسعتِ رزق کا سبب ہوتا ہے۔

؏۲۱ توبہ کرنے والوں کو اگر تم ایمان لائے اور تم نے توبہ کی تو وہ۔

؏۲۲ مال و اولاد بکثرت عطا فرمائے گا۔

؏۲۳ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے قلّتِ بارش کی شکایت کی، آپ نے استغفار کا حکم دیا، دوسرا آیا، اس نے تنگ دستی کی شکایت کی، اسے بھی یہی حکم فرمایا، پھر تیسرا آیا، اس نے قلّتِ نسل کی شکایت کی، اس سے بھی یہی فرمایا، پھر چوتھا آیا، اس نے اپنی زمین کی قلّتِ پیداوار کی شکایت کی، اس سے بھی یہی فرمایا، ربیع بن صبیح جو حاضر تھے انھوں نے عرض کیا چند لوگ آئے قسم قسم کی حاجتیں انہوں نے پیش کیں، آپ نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ استغفار کرو تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (ان حوائج کے لئے یہ قرآنی عمل ہے)

؏۲۴ اس طرح کہ اس پر ایمان لاؤ۔

؏۲۵ کبھی نطفہ، کبھی علقہ، کبھی مضغہ، یہاں تک کہ تمہاری خلقت کامل کی، اس کی آفرینش میں نظر کرنا، اس کی خالقیّت و قدرت اور اس کی وحدانیّت پر ایمان لانے کو واجب کرتا ہے۔

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

کیا ۲۶ اور سورج کو چراغ ۲۷ اور اللہ نے تمہیں سبزے کی طرح زمین سے

نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ

اُگایا ۲۸ پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا ۲۹ اور دوبارہ نکالے گا ۳۰ اور اللہ تمہارے لیے

الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ ع ۹

زمین کو بچھونا بنایا کہ اس کے وسیع راستوں میں چلو نوح نے عرض کی اے میرے رب انہوں نے

عَصَوْنِيْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَ مَكَرُوْا

میری نافرمانی کی ۳۱ اور ۳۲ ایسے کے پیچھے ہو لیے جسے اس کے مال اور اولاد نے نقصان ہی بڑھایا ۳۳ اور ۳۴ بہت بڑا

مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ وَّ

داؤں کھیلے ۳۵ اور بولے ۳۶ ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو ۳۷ اور ہرگز نہ چھوڑنا وَدّ اور سواع اور

۲۶ حضرت ابنِ عباس و ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آفتاب و ماہتاب کے چہرے تو آسمانوں کی طرف ہیں اور ہر ایک کی پشت زمین کی طرف تو آسمانوں کی لطافت کے باعث ان کی روشنی تمام آسمانوں میں پہنچتی ہے اگرچہ چاند آسمانِ دنیا میں ہے۔

۲۷ کہ دنیا کو روشن کرتا ہے اور اس کی روشنی چاند کے نور سے قوی تر ہے اور آفتاب چوتھے آسمان میں ہے۔

۲۸ تمہارے باپ حضرت آدم کو اس سے پیدا کر کے۔

۲۹ موت کے بعد۔

۳۰ اس سے روزِ قیامت۔

۳۱ اور میں نے جو ایمان و استغفار کا حکم دیا تھا، اس کو انہوں نے نہ مانا۔

۳۲ ان کے عوام، غرباء اور چھوٹے لوگ، سرکش رؤساء اور اصحابِ اموال و اولاد کے تابع ہوئے۔

۳۳ اور وہ غرورِ مال میں مست ہو کر کفر و طغیان میں بڑھتا رہا۔

۳۴ وہ رؤساء۔

۳۵ کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی اور انہیں اور ان کے متبعین کو ایذائیں پہنچائیں۔

۳۶ رؤساء کفّار اپنے عوام سے۔

۳۷ یعنی ان کی عبادت ترک نہ کرنا۔

لَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا

یغوث اور یعوق اور نسر کو ۳۸ اور بے شک انہوں نے بہتوں کو بہکایا ۳۹ اور تو ظالموں کو ۴۰ زیادہ نہ کرنا مگر گمراہی ۴۱

۳۸ یہ ان کے بتوں کے نام ہیں جنہیں وہ پوجتے تھے بت تو ان کے بہت تھے مگر یہ پانچ ان کے نزدیک بڑی عظمت والے تھے وَدّ تو مرد کی صورت پر تھا اور سُواع عورت کی صورت پر اور یغوث شیر کی شکل اور یعوق گھوڑے کی اور نسر کرگس کی ، یہ بت قومِ نوح سے منتقل ہو کر عرب میں پہنچے اور مشرکین کے قبائل سے ایک ایک نے ایک ایک کو اپنے لئے خاص کرلیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

وَد، سواع وغیرہ قوم نوح علیہ السلام کے نیک لوگوں کے نام تھے جب وہ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ان کی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے ان کے مجسمے بنا کر کھڑے کردو اور ان کے اسماء کا ذکر کرو (یعنی انہیں یاد کرو) چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا مگر وہ ان کی عبادت میں مشغول نہیں ہوئے تا آنکہ وہ لوگ دنیا سے رخصت ہو گئے اور علم مٹ گیا اور پچھلے لوگ یعنی بعد میں آنے والی نسل حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہوئے ان کی پوجا کرنے لگی۔(ت)

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر سورہ نوح ۷۱ / ۲۳ ف ۳۸، باب وداً ولا سواعاً الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲ / ۷۳۲)

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابوجعفر بن المہلب سے راوی ابوجعفر نے فرمایا: ود ایک مسلمان شخص تھا جو اپنی قوم میں ایک پسندیدہ اور محبوب شخص تھا جب وہ مر گیا تو سرزمین بابل میں لوگ اس کی قبر کے آس پاس جمع ہوئے اور اس کی جدائی پر بیقرار ہوئے (اور صبر نہ کر سکے) جب شیطان نے اس کی جدائی میں لوگوں کو بیتاب پایا تو وہ انسانی صورت میں اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا میں اس شخص کے مرنے پر تمہاری بیقراری دیکھ رہا ہوں کیا مناسب سمجھتے ہو کہ میں بالکل اس جیسی تمہارے لئے اس کی تصویر بنادوں، پھر وہ تمہاری مجلس میں رہے پھر اس کی تصویر دیکھ کر تم اسے یاد کرو۔ لوگوں نے کہا ہاں یہ تو اچھی تجویز ہے۔ پھر شیطان نے لوگوں کے لئے بالکل اسی جیسی اس کی تصویر بنادی اور لوگوں نے اسے اپنی مجالس میں سجا رکھا اور اس کی یاد کرنے لگے۔ پھر جب شیطان نے دیکھا کہ اس کے ذکر سے لوگوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ پھر شیطان کہنے لگا کیا تم یہ مناسب کہتے ہو کہ میں تم میں سے ہر شخص کے لئے اس کے گھر میں اس کے بزرگ کا عکس تیار کرکے سجادوں تاکہ وہ اس کے گھر میں موجود ہو، اور تم سب لوگ (انفرادی اور اجتماعی طور پر) اس کا تذکرہ کرتے رہو۔ لوگ کہنے لگے ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ پھر اس نے سب گھر والوں کے لئے بالکل اسی جیسا اس کا ایک ایک فوٹو تیار کردیا پھر لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کا فوٹو دیکھ کر اُسے یاد کرتے رہے۔ راوی نے کہا اور ان کی اولاد نے یہ دَور پالیا، پھر وہ دیکھتے رہے کہ جو کچھ ان کے بڑے کرتے رہے، اور پھر نسل آگے بڑھی (اور پھیلی) اور جب اس کے ذکر کا سلسلہ کچھ پرانا ہو گیا یہاں تک کہ جہالت سے پچھلے اور آنے والی نسلوں نے اسے خدا بنالیا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرنے لگے۔ (راوی نے کہا) سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی عبادت کی گئی وہ یہی بت ہے کہ جس کا نام لوگوں نے وَد رکھا ہے۔

(تفسیر الدر المنثور، بحوالہ عبد بن حمید، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۸ / ۴۷-۲۷۳)

ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِیْٓــٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۬ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ
اپنی کیسی خطاؤں پر ڈبوئے گئے ۴۲ پھر آگ میں داخل کئے گئے ۴۳ تو انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا کوئی مددگار

دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ
نہ پایا ۴۴ اورنوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا

دَیَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا
نہ چھوڑ بے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا ۴۵ تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر

كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا
بدکار بڑی ناشکری ۴۶ اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو ۴۷ اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر

۳۹ یعنی یہ بت بہت سے لوگوں کے لئے گمراہی کا سبب ہوئے یا یہ معنیٰ ہیں کہ رؤساء قوم نے بتوں کی عبادت کا حکم کر کے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔

۴۰ جو بتوں کو پوجتے ہیں۔

۴۱ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے جب انہیں وحی سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایمان لا چکے قوم میں انکے سوا اور لوگ ایمان لانے والے نہیں تب آپ نے یہ دعا کی۔

۴۲ طوفان میں۔

۴۳ بعد غرق ہونے کے۔

عذابِ قبر قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔ چُنانچِہ اس آیت میں حضرتِ سیِّدُ نا نُوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی نافرمان قوم کے طوفان میں غَرَق ہونے کے بعد عذابِ قبر میں مُبتَلا ہونے کا بیان ہے:

اِس آیتِ مبارَکہ کہ اس حصے پھر آگ میں داخِل کئے گئے کی تفسیر میں لکھا ہے: اس آگ سے مراد برزخ کی آگ ہے مراد عذابِ قبر ہے یعنی ان کو قبر کے اندر آگ میں جھونکا گیا۔ (روح المعانی جزء ۲۹ ص ۱۲۵ وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت) قیامت میں اٹھنے تک کا وقفہ برزخ کہلاتا ہے۔ چُنانچِہ برزخ کی مُتَعَلِّق پارہ 18 سورۂ مؤمنون آیت نمبر 100 میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے: ترجَمۂ کنز الایمان: اور اُن کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس دن اٹھائے جائیں گے۔

حضرتِ سیِّدُ نا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: مَابَیْنَ الْمَوْتِ اِلَی الْبَعْثِ. یعنی برزخ سے مراد موت سے لے کر قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے کی مُدّت ہے۔

(تفسیر طَبَری ج ۹ ص ۲۴۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

۴۴ جو انہیں عذابِ الٰہی سے بچا سکتا۔

۴۵ اور ہلاک نہ فرمائے گا۔

وَّ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع

میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی ۴۸

ایاتہا ۲۸ ۷۲ سُوۡرَۃُ الۡجِنِّ مَکِّیَّۃٌ ۴۰ رکوعاتہا ۲

سورۂ جن مکی ہے ف۱ اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾

تم فرماؤ ف۲ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے ف۳ میرا پڑھنا کان لگا کر سنا ف۴ تو بولے ف۵ ہم نے ایک عجیب قرآن

یَّہۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ؕ وَ لَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّ اَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ

سنا ف۶ کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے ف۷ تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے اور یہ کہ ہمارے

رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوۡلُ سَفِیۡہُنَا عَلَی اللّٰہِ

رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ ف۸ اور یہ کہ ہم میں کا بے وقوف اللہ

۴۶ یہ حضرت نوح علیہ السلام کو وحی سے معلوم ہو چکا تھا اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے اور اپنے والدین اور مومنین و مومنات کے لئے دعا فرمائی۔

۴۷ کہ وہ دونوں مومن تھے۔

۴۸ اللہ تعالٰی نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم کے تمام کفّار کو عذاب سے ہلاک کر دیا۔

ف۱ سورۂ جنّ مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، اٹھائیس ۲۸ آیتیں، دو سو پچاس ۲۵۰ کلمے، آٹھ سو ستّر ۸۷۰ حرف ہیں۔

ف۲ اے مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ف۳ نصیبین کے۔ جن کی تعداد مفسّرین نے نو ۹ بیان کی۔

ف۴ نمازِ فجر میں بمقامِ نخلہ مکّہ مکرّمہ و طائف کے درمیان۔

ف۵ وہ جنّ اپنی قوم میں جا کر۔

ف۶ جو اپنی فصاحت و بلاغت و خوبیٔ مضامین و علوِّ معنٰی میں ایسا نادر ہے کہ مخلوق کا کوئی کلام اس سے کوئی نسبت نہیں رکھتا اور اس کی یہ شان ہے۔

ف۷ یعنی توحید و ایمان کی۔

شَطَطًا ﴿۴﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۵﴾ وَّ اَنَّهٗ

پر بڑھ کر بات کہتا تھا وف۹ اور یہ کہ ہمیں خیال تھا کہ ہر گز آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں گے وف۱۰ اور

كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴿۶﴾

یہ کہ آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے پناہ لیتے تھے وف۱۱ تو اس سے اور بھی ان کا تکبر بڑھا اور یہ کہ انہوں

وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿۷﴾ وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ

نے وف۱۲ گمان کیا جیسا تمہیں گمان ہے وف۱۳ کہ اللہ ہر گز کوئی رسول نہ بھیجے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا وف۱۴ تو اُسے پایا

فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا ﴿۸﴾ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ

کہ وف۱۵ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے وف۱۶ اور یہ کہ ہم وف۱۷ پہلے آسمان میں سننے کے لیے کچھ

لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ

موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے پھر اب وف۱۸ جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں آگ کا لوکا (لپٹ) پائے وف۱۹ اور یہ کہ

وف۸ جیسا کہ کفّار جنّ و انس کہتے ہیں۔

وف۹ جھوٹ بولتا تھا، بے ادبی کرتا تھا کہ اس کے لئے شریک و اولاد اور بی بی بتاتا تھا۔

وف۱۰ اور اس پر افتراء نہ کریں گے اس لئے ہم ان کی باتوں کی تصدیق کرتے تھے جو کچھ وہ شانِ الٰہی میں کہتے تھے اور خداوندِ عالَم کی طرف بی بی اور بچّے کی نسبت کرتے تھے یہاں تک کہ قرآنِ کریم کی ہدایت سے ہمیں ان کا کذب و بہتان ظاہر ہوگیا۔

وف۱۱ جب سفر میں کسی خوفناک مقام پر اترتے تو کہتے ہم اس جگہ کے سردار کی پناہ چاہتے ہیں یہاں کے شریروں سے۔

وف۱۲ یعنی کفّارِ قریش نے۔

وف۱۳ اے جنّات۔

وف۱۴ یعنی اہلِ آسمان کا کلام سننے کے لئے آسمانِ دنیا پر جانا چاہا۔

وف۱۵ فرشتوں کے۔

وف۱۶ تاکہ جنّات کو اہلِ آسمان کی باتیں سننے کے لئے آسمان تک پہنچنے سے روکا جائے۔

وف۱۷ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے۔

وف۱۸ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے بعد۔

وف۱۹ جس سے اس کو مارا جائے۔

أُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝١٠ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ

ہمیں نہیں معلوم کہ ف۲۰ زمین والوں سے کوئی برائی کا ارادہ فرمایا گیا ہے یا ان کے رب نے کوئی بھلائی چاہی ہے

وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝١١ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي

اور یہ کہ ہم میں ف۲۱ کچھ نیک ہیں ف۲۲ اور کچھ دوسری طرح کے ہیں ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں ف۲۳ اور یہ کہ ہم کو یقین ہوا

الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝١٢ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ

کہ ہرگز زمین میں اللہ کے قابو سے نہ نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قبضہ سے باہر ہوں اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت سنی ف۲۴

يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝١٣ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا

اس پر ایمان لائے تو جو اپنے رب پر ایمان لائے اسے نہ کسی کمی کا خوف ف۲۵ اور نہ زیادتی کا ف۲۶ اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان

الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝١٤ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا

ہیں اور کچھ ظالم ف۲۷ تو جو اسلام لائے انہوں نے بھلائی سوچی ف۲۸ اور رہے ظالم ف۲۹ وہ جہنم کے ایندھن ہوئے ف۳۰ اور

لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝١٥ وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝١٦

فرماؤ کہ مجھے یہ وحی ہوئی ہے کہ اگر وہ ف۳۱ راہ پر سیدھے رہتے ف۳۲ تو ضرور ہم انہیں وافر پانی دیتے ف۳۳ کہ اس

ف۲۰ ہماری اس بندش اور روک سے۔

ف۲۱ قرآنِ کریم سننے کے بعد۔

ف۲۲ مومنِ مخلص، متقی و ابرار۔

ف۲۳ فرقے فرقے، مختلف۔

ف۲۴ یعنی قرآنِ پاک۔

ف۲۵ یعنی نیکیوں یا ثواب کی کمی کا۔

ف۲۶ بدیوں کی۔

ف۲۷ حق سے پھرے ہوئے کافر۔

ف۲۸ اور ہدایت و راہِ حق کو اپنا مقصود ٹھہرایا۔

ف۲۹ کافر راہِ حق سے پھرنے والے۔

ف۳۰ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر جن آتشِ جہنم کے عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے۔

ف۳۱ یعنی انسان۔

لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ

پر انھیں جانچیں ۳۴ اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے ۳۵ وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا ۳۶ اور یہ کہ

الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ

مسجدیں ۳۷ اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو ۳۸ اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ ۳۹ اس کی بندگی کرنے کھڑا

يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ ع

ہوا ۴۰ تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں ۴۱ تم فرماؤ میں تو اپنے رب ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا

اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّیْ لَنْ يُّجِيْرَنِیْ

شریک نہیں ٹھہراتا تم فرماؤ میں تمہارے کسی برے بھلے کا مالک نہیں تم فرماؤ ہرگز مجھے اللہ

مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ

سے کوئی نہ بچائے گا ۴۲ اور ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤں گا مگر اللہ کے پیام پہونچانا

۳۲ یعنی دینِ حق و طریقۂ اسلام پر۔

۳۳ کثیر۔ مراد وسعتِ رزق ہے اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ سات برس تک وہ بارش سے محروم کردیئے گئے تھے، معنی یہ ہیں کہ اگر وہ لوگ ایمان لاتے تو ہم دنیا میں ان پر رزق وسیع کرتے اور انہیں کثیر پانی اور فراخیِ عیش عنایت فرماتے۔

۳۴ کہ وہ کیسی شکرگزاری کرتے ہیں۔

۳۵ قرآن سے یا توحید یا عبادت سے۔

۳۶ جس کی شدّت دم بدم بڑھے گی۔

۳۷ یعنی وہ مکان جو نماز کے لئے بنائے گئے۔

۳۸ جیسا کہ یہود و نصارٰی کا طریقہ تھا کہ وہ اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں شرک کرتے تھے۔

۳۹ یعنی سیّدِ عالَم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بطنِ نخلہ میں وقتِ فجر۔

۴۰ یعنی نماز پڑھنے۔

۴۱ کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت و تلاوت اور آپ کے اصحاب کی اقتداء نہایت عجیب اور پسندیدہ معلوم ہوئی، اس سے پہلے انہوں نے کبھی ایسا منظر نہ دیکھا تھا اور ایسا بے مثل کلام نہ سنا تھا۔

۴۲ جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا فَمَنْ يَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ۔

وَرِسٰلٰتِهٖؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ

اور اس کی رسالتیں ۴۳ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے ۴۴ تو بے شک ان کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ

اَبَدًاؕ(۲۳) حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ

ہمیشہ رہیں یہاں تک کہ جب دیکھیں گے ۴۵ جو وعدہ دیا جاتا ہے تو اب جان جائیں گے کہ کس کا مددگار کمزور اور کس کی گنتی

عَدَدًا(۲۴) قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا(۲۵)

کم ۴۶ تم فرماؤ میں نہیں جانتا آیا نزدیک ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے کچھ وقفہ دے گا ۴۷

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا(۲۶) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر ۴۸ کسی کو مسلط نہیں کرتا ۴۹ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے ۵۰ کہ ان

۴۳ یہ میرا فرض ہے جس کو انجام دیتا ہوں۔

۴۴ اور ان پر ایمان نہ لائے۔

۴۵ وہ عذاب۔

۴۶ کافر کی یا مومن کی، یعنی اس روز کافر کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور مومن کی مدد اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء اور ملائکہ سب فرمائیں گے۔

شانِ نزول: نضر بن حارث نے کہا تھا کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اس کے جواب میں اگلی آیت نازل ہوئی۔

۴۷ یعنی وقتِ عذاب کا علم غیب ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی جانے۔

۴۸ یعنی اپنے غیبِ خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد ہے۔(خازن و بیضاوی وغیرہ)

۴۹ یعنی اطلاعِ کامل نہیں دیتا جس سے حقائق کا کشفِ تام اعلیٰ درجۂ یقین کے ساتھ حاصل ہو۔

مُفَسِّرینِ کِرام فرماتے ہیں، اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے مخصوص رسولوں کو عِلمِ غیبِ خاص سے نوازتا ہے۔اَولیائے کرام رحمہم اللہ کو جو عِلمِ غیب ہوتا ہے وہ وانبیاء علیہم السلام ہی کی وَساطت (یعنی وَسیلہ) اور فیض سے ہوتا ہے۔

(روح البیان،پ۲۹،الجن:۲۶،۲۷،ج۱۰،ص۲۰۱)

میرے آقا اعلیٰحضرت،اِمامِ اَہلسنّت،عظیم البَرَکت،عظیم المرتبت،پروانۂ شمعِ رِسالت،مُجَدِّدِ دین ومِلّت،حامیِ سنّت،ماحیِ بدعت،عالِمِ شَرِیْعَت،پیرِ طریقت،باعثِ خَیْر وبَرَکت،حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر متصل آیت میں ذکر ہے۔

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری،کتاب التوحید،باب قول اللہ تعالیٰ عٰلم الغیب۔۔۔۔۔۔الخ،ج۱۵،ص۳۹۲)

يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا

کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے ۵۱ تاکہ دیکھ لے کہ انھوں نے اپنے رب کے پیام پہنچا دیے

رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ع ۲ ۹ ۱۲

اور جو کچھ ان کے پاس سب اس کے علم میں ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے ۵۲

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ اُمت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔ امام سیوطی (علیہ رحمۃ اللہ القوی) نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا اَلْکَشْف عَنْ تَجَاوُزِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْاَلْف اس میں ثابت کیا کہ یہ اُمت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔ امام جلال الدین (سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی) کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے، اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ ۱۵۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس برس گذر گئے اور ہنوز (یعنی ابھی تک) قیامت تو قیامت، اَشراطِ کبریٰ (یعنی بڑی نشانیوں) میں سے کچھ نہ آیا۔ اِمام مہدی کے بارے میں اَحادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر اِن میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گذرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۱۶۱)

۵۱ تو انہیں غیوب پر مسلط کرتا ہے اور اطلاعِ کامل اور کشفِ تام عطا فرماتا ہے اور یہ علمِ غیب ان کے لئے معجزہ ہوتا ہے، اولیاء کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کا علم باعتبارِ کشف و انجلاء اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا وارفع و اعلیٰ ہے اور اولیاء کے علوم انبیاء ہی کے وساطت اور انہیں کے فیض سے ہوتے ہیں۔ معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے وہ اولیاء کے لئے علمِ غیب کا قائل نہیں اس کا خیال باطل اور احادیثِ کثیرہ کے خلاف ہے اور اس آیت سے ان کا تمسّک صحیح نہیں۔ بیانِ مذکورہ بالا میں اس کا اشارہ کر دیا گیا ہے سیّد الرُّسُل خاتمُ الانبیاء محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مرتضٰی رسولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور یہ آیت حضور کے اور تمام مرتضٰی رسولوں کے لئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بِدعت، عالمِ شَریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن فرماتے ہیں:

امام قاضی عیّاض مالکی رحمۃُ اللہ علیہ شِفا شریف میں فرماتے ہیں:

اَلنُّبُوَّةُ هِيَ الْاِطِّلَاعُ عَلَى الْغَيْبِ

نُبُوّت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

(کتاب الشفاء، باب الرابع فصل اعلم ان اللہ۔۔۔۔۔۔ الخ، جزاول، ص ۲۵۰)

ایاتھا ۲۰ ۷۳ سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ ۳ رکوعاتھا ۲

سورۃ مزمل مکی ہے و۱ اور اس میں بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾

اے جھرمٹ مارنے والے و۲ رات میں قیام فرما و۳ سوا کچھ رات کے و۴ آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو

اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ؕ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾

یا اس پر کچھ بڑھاؤ و۵ا اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو و۶ بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے و۷

امام ابن حجر مکّی مُدخَل میں اور امام قسطلانی مَوَاہِبُ اللّدُنِّیّہ میں فرماتے ہیں:

اِنَّ النُّبُوَّةَ بِالْهَمْزَةِ مَاخُوْذَةٌ مِّنَ النَّبَاءِ وَهُوَ الْخَبَرُ اَيْ اَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلَى الْغَيْبِ

نُبُوَّت نَبَاء سے ماخوذ ہے بمعنی خبر یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیب پر اطلاع دی۔ (ت)

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الثانی، الفصل الاول، ج ۱، ص ۳۸۳)

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۱۶۱)

و۵ا فرشتوں کو جو ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

و۵ب اس سے ثابت ہوا کہ جمیع اشیاء محدود و محصور و متناہی ہیں۔

و۱ سورۂ مزّمّل مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، بیس ۲۰ آیتیں، دو سو پچاسی ۲۸۵ کلمے، آٹھ سو اڑتیس ۸۳۸ حرف ہیں۔

و۲ یعنی اپنے کپڑوں سے لپٹنے والے۔ اس کے شانِ نزول میں کئی قول ہیں بعض مفسّرین نے کہا کہ ابتداءِ زمانۂ وحی میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوف سے اپنے کپڑوں میں لپٹ جاتے تھے، ایسی حالت میں آپ کو حضرت جبریل نے يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ کہہ کر ندا کی۔ ایک قول یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر شریف میں لپٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے، اس حالت میں آپ کو ندا کی گئی يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ بہر حال یہ ندا بتاتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ رداءِ نبوّت و چادرِ رسالت کے حامل و لائق۔

و۳ نماز اور عبادت کے ساتھ۔

و۴ یعنی تھوڑا حصّہ آرام کے لئے ہو، باقی شب عبادت میں گذاریئے۔ اب وہ باقی کتنی ہو اس کی تفصیل آگے ارشاد فرمائی جاتی ہے۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیۡلِ هِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِیۡلًا ؕ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبۡحًا

بے شک رات کا اٹھنا وٚ۸ وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے وٚ۹ اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے وٚ۱۰ بے شک دن میں تو تم کو بہت سے

وٚ۵ مراد یہ ہے کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ قیام نصف شب سے کم ہو یا نصف شب یا اس سے زیادہ ہو (بیضاوی) مراد اس قیام سے تہجّد ہے جو ابتدائے اسلام میں واجب و بقولے فرض تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اصحاب شب کو قیام فرماتے اور لوگ نہ جانتے کہ تہائی رات یا آدھی رات یا دو تہائی رات کب ہوئی تو وہ تمام شب قیام میں رہتے اور صبح تک نمازیں پڑھتے، اس اندیشہ سے کہ قیام قدرِ واجب سے کم نہ ہو جائے یہاں تک کہ ان حضرات کے پاؤں سوج جاتے تھے، پھر یہ حکم ایک سال کے بعد منسوخ ہو گیا اور اس کا ناسخ بھی اسی سورت میں ہے فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنۡهُ۔

وٚ۶ رعایتِ وقوف اور ادائے مخارج کے ساتھ اور حروف کو مخارج کے ساتھ تا بہ امکانِ صحیح ادا کرنا نماز میں فرض ہے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب ترتیل کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ترتیل کے کیا معنیٰ ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا: تَجۡوِیۡدُ الۡحُرُوۡفِ وَمَعۡرِفَةُ الۡوُقُوۡفِ

ترتیل حروف کی تجوید اور وقوف کی پہچان کو کہتے ہیں۔

(نصاب التجوید ص ۶)

میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمالین علی حاشیہ جلالین کے حوالے سے ترتیل کی وضاحت کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں: یعنی قرانِ مجید اس طرح آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو کہ سننے والا اِس کی آیات والفاظ گن سکے۔

(فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ ج ۶ ص ۲۷۶) نیز فرض نماز میں اس طرح تِلاوت کرے کہ جدا جدا ہر حرف سمجھ آئے، تراویح میں مُتوَسِّط طریقے پر اور رات کے نوافل میں اتنی تیز پڑھ سکتا ہے جسے وہ سمجھ سکے۔ (دُرِّ مُختار ج ۱ ص ۸۰)

مدارک التنزیل میں ہے: قران کو آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ حروف جدا جدا، وقف کی حفاظت اور تمام حرکات کی ادائیگی کا خاص خیال رکھنا ہے ترتیلا اس مسئلہ میں تاکید پیدا کر رہا ہے کہ یہ بات تلاوت کرنے والے کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔

(تفسیر مدارک التنزیل ج ۴ ص ۳۰۲)

(فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ ج ۶ ص ۲۷۸، ۲۷۹)

وٚ۷ یعنی نہایت جلیل و باعظمت۔ مراد اس سے قرآنِ مجید ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ معنٰی یہ ہیں کہ ہم آپ پر قرآن نازل فرمائیں گے جس میں اوامر، نواہی اور تکالیفِ شاقّہ ہیں جو مکلّفین پر بھاری ہوں گے۔

وٚ۸ سونے کے بعد۔

وٚ۹ بہ نسبت دن کی نماز کے۔

طَوِیۡلًا ؕ﴿۷﴾ وَ اذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلۡ اِلَیۡہِ تَبۡتِیۡلًا ؕ﴿۸﴾ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَ

کام ہیں ۱۱ اور اپنے رب کا نام یاد کرو ۱۲ اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو ۱۳ وہ پورب کا رب اور

۱۰ کیونکہ وہ وقت سکون واطمینان کا ہے، شوروشغب سے امن ہوتی ہے، اخلاص تام وکامل ہوتا ہے، ریاء ونمائش کا موقع نہیں ہوتا۔

۱۱ شب کا وقت عبادت کے لئے خوب فراغت کا ہے۔

اگر تو ایسی سعادت کا طلبگار ہے جس کے بعد بدبختی نہ ہو تو اپنے تمام شب وروز کو عبادت وطاعت میں گزار کیونکہ حضور سید دو عالم، رسولِ معظّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بھی عبادت کا حکم دیا گیا باوجود اس کے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے، پس تو عبادت کرنے کا زیادہ حقدار ہے اور تیرا معاملہ خطرناک ہے۔ کمانے اور دنیاوی معاملات میں بقدرِ حاجت مشغول ہو اور دیگر اوقات کو آخرت کے راستے میں استعمال کر۔

رات کے قیام کو نہ چھوڑ کیونکہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: رات کا قیام کرنا ضروری ہے اگرچہ بکری کا دودھ دوہنے کی مقدار ہو۔

(الموسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب التھجد وقیام اللیل، باب الحث علی قیام اللیل۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۵، ج۱، ص۲۴۸)

تجھے نرم بستر تیار کر کے نفس کو سکون نہیں دینا چاہے بلکہ نماز اور ذکر میں مشغول رہنا چاہئے یہاں تک کہ تجھے نیند آجائے۔ چنانچہ، اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کی پیشانی پر تین گرہیں لگاتا ہے، ہر گرہ کی جگہ پر پھونک مار کر کہتا ہے: لمبی رات ہے، سوجا۔ پس اگر وہ بیدار ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے پس وہ ہشاش بشاش صبح کرتا ہے، ورنہ صبح کے وقت اس پر سستی طاری ہوتی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التھجد، باب عقد الشیطان۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۱۱۴۲، ص۸۹، علی ناصیۃ: بدلہ: علی قافیۃ رأس)

۱۲ رات ودن کے جملہ اوقات میں تسبیح، تہلیل، نماز، تلاوتِ قرآن شریف، درسِ علم وغیرہ کے ساتھ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اپنی قرأت کی ابتداء میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھو۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر شغل میں یاد رکھ دل روح، سری، خفی، سانس یک ضربی یا دوضربی ہو یا سانس بند کر کے ہو یا بغیر بند کئے ہو، برزخ کے ذریعے یا بے برزخ وغیرہا خصوصیات جن کو اہل طریقت سے ماہرین نے اخذ کیا ہے ان میں سے کسی مخصوص طریقہ کو متعین کرنا مرشد کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ حال کے مطابق جس کو مناسب سمجھے اس کی تلقین کرے جس طرح دوسری آیہ کریمہ میں ارشاد ہے کہ اگر تم نہ جانو تو اہل ذکر سے سوال کرو اھ ملتقطا (ت)

(فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، تحت آیۃ ۷۳/۸ ف ۱۲، ص ۲۷۹)

الْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ
پچھم کا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ ف۱۴ اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انھیں اچھی

هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰ وَ ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝۱۱ اِنَّ
طرح چھوڑ دو ف۱۵ اور مجھ پر چھوڑ و ان جھٹلانے والے مال داروں کو اور انھیں تھوڑی مہلت دو ف۱۶ بے شک

لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝۱۲ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۳ يَوْمَ تَرْجُفُ
ہمارے پاس ف۱۷ بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب ف۱۸ جس دن تھر

الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝۱۴ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ
تھرائیں گے زمین اور پہاڑ ف۱۹ اور پہاڑ ہو جائیں گے ریتے کا ٹیلہ بہتا ہوا بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک

رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝۱۵ فَعَصٰى
رسول بھیجے ف۲۰ کہ تم پر حاضر ناظر ہیں ف۲۱ جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے ف۲۲ تو فرعون نے اس رسول کا

فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝۱۶ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا
حکم نہ مانا تو ہم نے اسے سخت گرفت سے پکڑا پھر کیسے بچو گے ف۲۳ اگر ف۲۴ کفر کرو اس دن ف۲۵ جو بچوں کو

ف۱۳ یعنی عبادت میں انقطاع کی صفت ہو کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی طرف مشغول نہ ہو، سب علاقہ قطع ہو جائیں، اسی کی طرف توجہ رہے۔

ف۱۴ اور اپنے کام اسی کی طرف تفویض کرو۔

ف۱۵ وھٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ الْقِتَالِ۔

ف۱۶ بدر تک یا روزِ قیامت تک۔

ف۱۷ آخرت میں۔

ف۱۸ ان کے لئے جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کی۔

ف۱۹ وہ قیامت کا دن ہوگا۔

ف۲۰ سیّدِ عالَم محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ف۲۱ مومن کے ایمان اور کافر کے کفر کو جانتے ہیں۔

ف۲۲ حضرت موسٰی علیہ السلام۔

ف۲۳ عذابِ الٰہی سے۔

يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ﴿١٧﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿١٨﴾ اِنَّ

بوڑھا کر دے گا ۲۶ آسمان اس کے صدمہ سے پھٹ جائے گا اللہ کا وعدہ ہو کر رہنا بے شک

هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾ ع اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ

یہ نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے ۲۷ بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی

تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ

دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی ۲۸

وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا ۲۹ تو اس نے اپنی

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ

مہر سے تم پر رجوع فرمائی اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو ۳۰ اسے معلوم ہے کہ عنقریب کچھ تم میں سے

يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

بیمار ہوں گے اور کچھ زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش کرنے ۳۱ اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے ۳۲

۲۴ دنیا میں۔

۲۵ یعنی قیامت کے دن جو نہایت ہولناک ہوگا۔

۲۶ اپنے شدّتِ دہشت سے۔

۲۷ ایمان و طاعت اختیار کر کے۔

۲۸ تمہارے اصحاب کی، وہ بھی قیامِ لیل میں آپ کا اتباع کرتے ہیں۔

۲۹ اور ضبطِ اوقات نہ کرسکو گے۔

۳۰ یعنی شب کا قیام معاف فرمایا۔

مسئلہ: اس آیت سے نماز میں مطلق قراءت کی فرضیّت ثابت ہوئی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۶۹)

مسئلہ: اقل درجۂ قراءت مفروض ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں ہیں۔

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، وارکانھا، ص ۵۱

۳۱ یعنی تجارت یا طلبِ علم کے لئے۔

۳۲ ان سب پر رات کا قیام دشوار ہوگا۔

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ

تو جتنا قرآن میسر ہو پڑھو ۳۳ اور نماز قائم رکھو ۳۴ اور زکوۃ دو اور

اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ

اللہ کو اچھا قرض دو ۳۵ اور اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر

اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۰ ع ۲/۱۴

اور بڑے ثواب کی پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ایاتها ۵۶ | ۷۴ سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ ۴ | رکوعاتها ۲

سورۂ مدثر مکی ہے ۱ اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ ۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ ۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ ۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ ۴ وَالرُّجْزَ

اے بالا پوش اوڑھنے والے ۲ کھڑے ہو جاؤ ۳ پھر ڈر سناؤ ۴ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو ۵ اور اپنے کپڑے پاک

۳۳ اس سے پہلا حکم منسوخ کیا گیا اور یہ بھی پنج گانہ نمازوں سے منسوخ ہو گیا۔

۳۴ یہاں نماز سے فرض نمازیں مراد ہیں۔

۳۵ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس قرض سے مراد زکوٰۃ کے سوا راہِ خدا میں خرچ کرنا ہے، صلہ رحمی میں اور مہمان داری میں اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے تمام صدقات مراد ہیں جنہیں اچھی طرح مالِ حلال سے خوش دِلی کے ساتھ راہِ خدا میں خرچ کیا جائے۔

۱ سورۂ مدّثّر مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، چھپّن ۵۶ آیتیں، دوسو پچپن ۲۵۵ کلمے، ایک ہزار دس ۱۰۱۰ حرف ہیں۔

۲ یہ خطاب حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہے۔

شانِ نزول: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں کوہِ حرا پر تھا کہ مجھے ندا کی گئی یَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا کچھ نہ پایا، اوپر دیکھا، ایک شخص آسمان زمین کے درمیان بیٹھا ہے (یعنی وہی فرشتہ جس نے ندا کی تھی) یہ دیکھ کر مجھ پر رعب ہوا اور میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے بالا پوش اڑھاؤ انھوں نے اڑھا دیا تو جبریل آئے، انھوں نے کہا یٰۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔

۳ اپنی خواب گاہ سے۔

فَاهْجُرْ ﴿۵﴾ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي

رکھو وٹ اور بتوں سے دور رہو اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو وٹ اور اپنے رب کے لیے صبر کیے رہو وٹ پھر

النَّاقُوْرِ ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَ

جب صور پھونکا جائے گا وٹ تو وہ دن کرا (سخت) دن ہے کافروں پر آسان نہیں وٹ اسے مجھ پر چھوڑ جسے میں نے

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب اس حکم قُمْ فَاَنْذِرْ یعنی کھڑے ہوجاؤ پھر ڈر سناؤ سے سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر لوگوں کو اللہ عزَّ وَجلَّ سے ڈرانا اور ان تک دعوتِ اسلام پہنچانا فرض ہو چکا تھا مگر ہنوز علی الاعلان دعوت الی اللہ عزَّ وَجلَّ (یعنی اللہ عزَّ وَجلَّ کی طرف بلانے) کا حکم نہ تھا۔ لہٰذا آمِنہ کے لال، محبوبِ ربِّ ذُوالجلال عزَّ وَجلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فی الحال بااعتماد لوگوں میں چپکے چپکے سلسلۂ تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزَّ وَجلَّ نبیِّ آخر الزّمان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نیکی کی دعوت پر کئی مرد و عورت ایمان لے آئے۔ مردوں میں سب سے پہلے حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑکوں میں امیرُ الْمُؤمنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم خواتین میں اُمُّ الْمُؤمنین خدیجۃُ الکُبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آزاد شدہ غلاموں میں حضرتِ سیِّدُنا زید بن حارِثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غلاموں میں حضرتِ سیِّدُنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے۔

وٹ قوم کو عذابِ الٰہی کا ایمان نہ لانے پر۔

وٹ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ اکبر فرمایا، حضرت خدیجہ نے بھی حضور کی تکبیر سن کر تکبیر کہی اور خوش ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ وحی آئی۔

وٹ ہر طرح کی نجاست سے کیونکہ نماز کے لئے طہارت ضروری ہے اور نماز کے سوا اور حالتوں میں بھی کپڑے پاک رکھنا بہتر ہے یا یہ معنٰی ہیں کہ اپنے کپڑے کوتاہ کیجئے، ایسے دراز نہ ہوں جیسی کہ عربوں کی عادت ہے کیونکہ بہت زیادہ دراز ہونے سے چلنے پھرنے میں نجس ہونے کا احتمال رہتا ہے۔

وٹ یعنی جیسے کہ دنیا میں ہدیئے اور نیوتے دینے کا دستور ہے کہ دینے والا یہ خیال کرتا ہے کہ جس کو میں نے دیا ہے وہ اس سے زیادہ مجھے دے دے گا، اس قسم کے نیوتے اور ہدیئے شرعاً جائز ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس سے منع فرمایا گیا کیونکہ شانِ نبوّت بہت ارفع واعلٰی ہے اور اس منصبِ عالی کے لائق یہی ہے کہ جس کو جو دیں وہ محض کرم ہو اس سے لینے یا نفع حاصل کرنے کی نیت نہ ہو۔

وٹ اوامر و نواہی اور ان ایذاؤں پر جو دین کی خاطر آپ کو برداشت کرنی پڑیں۔

وٹ مراد اس سے بقولِ صحیح نفخۂ ثانیہ ہے۔

وٹ اس میں اشارہ ہے کہ وہ دن بفضلِ الٰہی مومنین پر آسان ہوگا۔

مَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾

اکیلا پیدا کیا ف۱۱ اور اسے وسیع مال دیا ف۱۲ اور بیٹے دیے سامنے حاضر رہتے ف۱۳ اور میں نے اس کے لیے

وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا

طرح طرح کی تیاریاں کیں ف۱۴ پھر یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں ف۱۵ ہرگز نہیں ف۱۶ وہ تو میری آیتوں سے عناد رکھتا ہے

عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾

قریب ہے کہ میں اسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں بے شک وہ سوچا اور دل میں کچھ بات ٹھہرائی تو اس پر لعنت ہو کیسی

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾

ٹھہرائی پھر اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر نظر اٹھا کر دیکھا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا

فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ

پھر بولا یہ تو وہی جادو ہے اگلوں سے سیکھا ہوا یہ نہیں مگر آدمی کا کلام ف۱۷ کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے دوزخ میں دھنساتا ہوں

ف۱۱ اس کی ماں کے پیٹ میں بغیر مال و اولاد کے۔

ف۱۲ شانِ نزول: یہ آیت ولید بن مغیرہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی وہ اپنی قوم میں وحید کے لقب سے ملقب تھا کھیتیاں اور کثیر مویشی اور تجارتیں۔ مجاہد سے منقول ہے کہ وہ ایک لاکھ دینار نقد کی حیثیت رکھتا تھا اور طائف میں اس کا ایسا بڑا باغ تھا جو سال کے کسی وقت پھلوں سے خالی نہ ہوتا تھا۔

ف۱۳ جن کی تعداد دس تھی اور چونکہ مالدار تھے انہیں کسبِ معاش کے لئے سفر کی حاجت نہ تھی اس لئے سب باپ کے سامنے رہتے، ان میں تین مشرّف بہ اسلام ہوئے، خالد اور ہشام اور ولید ابنِ ولید۔

ف۱۴ جاہ بھی دیا اور ریاست بھی عطا فرمائی، عیش بھی دیا اور طولِ عمر بھی۔

ف۱۵ باوجود ناشکری کے۔

ف۱۶ یہ نہ ہوگا۔ چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد ولید کے مال و اولاد و جاہ میں کمی شروع ہوئی یہاں تک کہ ہلاک ہوگیا۔

ف۱۷ شانِ نزول: جب حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ نازل ہوئی اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں تلاوت فرمائی، ولید نے سنا اور اس قوم کی مجلس میں آ کر اس نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابھی ایک کلام سنا، نہ وہ آدمی کا، نہ جن کا، بخدا اس میں عجیب شیرینی اور تازگی اور فوائد و دلکشی ہے، وہ کلام سب پر غالب رہے گا، قریش کو اس کی ان باتوں سے بہت غم ہوا اور ان میں مشہور ہوگیا کہ ولید آبائی دِین سے برگشتہ ہوگیا، ابوجہل نے ولید کو ہموار کرنے کا ذمّہ لیا اور اس کے پاس آ کر بہت غمزدہ صورت بنا کر بیٹھ گیا، ولید نے

سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا

اور تم نے کیا جانا دوزخ کیا ہے نہ چھوڑے نہ لگی رکھے ف۱۸ آدمی کی کھال اتار لیتی ہے ف۱۹ اس پر

تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۪ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ

(انیس ۱۹) داروغہ ہیں ف۲۰ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ نہ کئے مگر فرشتے اور ہم نے ان کی یہ گنتی نہ رکھی مگر کافروں کی جانچ

اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ

کو ف۲۱ اس لیے کہ کتاب والوں کو یقین آئے ف۲۲ اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے ف۲۳ اور کتاب والوں اور

کہا کیا غم ہے؟ ابوجہل نے کہا، غم کیسے نہ ہو تو بوڑھا ہو گیا ہے، قریش تیرے خرچ کے لئے روپیہ جمع کر دیں گے، انہیں خیال ہے کہ تو نے محمد (مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے کلام کی تعریف اس لئے کی ہے کہ تجھے ان کے دسترخوان کا بچا کھانا مل جائے، اس پر اسے بہت طیش آیا اور کہنے لگا کہ کیا قریش کو میرے مال و دولت کا حال معلوم نہیں ہے اور کیا محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور ان کے اصحاب نے کبھی سیر ہو کر کھانا بھی کھایا ہے، ان کے دسترخوان پر کیا بچے گا، پھر ابوجہل کے ساتھ اٹھا اور قوم میں آ کر کہنے لگا تمہیں خیال ہے کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مجنون ہیں، کیا تم نے ان میں کبھی دیوانگی کی کوئی بات دیکھی؟ سب نے کہا ہرگز نہیں، کہنے لگا تم انہیں کاہن سمجھتے ہو، کیا تم نے انہیں کبھی کہانت کرتے دیکھا ہے؟ سب نے کہا نہیں، کہا تم انہیں شاعر گمان کرتے ہو، کیا تم نے کبھی انہیں شعر کہتے پایا؟ سب نے کہا نہیں، کہنے لگا تم انہیں کذّاب کہتے ہو، کیا تمہارے تجربہ میں کبھی انہوں نے جھوٹ بولا؟ سب نے کہا نہیں، اور قریش میں آپ کا صدق و دیانت ایسا مشہور تھا کہ قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے، یہ سن کر قریش نے کہا، پھر بات کیا ہے تو ولید سوچ کر بولا کہ بات یہ ہے کہ وہ جادوگر ہیں، تم نے دیکھا ہوگا کہ انکی بدولت رشتہ دار رشتہ دار سے، باپ بیٹے سے جدا ہو جاتے ہیں، بس یہی جادوگر کا کام ہے اور جو قرآن وہ پڑھتے ہیں وہ دل میں اثر کر جاتا ہے، اس کا باعث یہ ہے کہ وہ جادو ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں اس کا ذکر فرمایا گیا۔

ف۱۸ یعنی نہ کسی مستحقِ عذاب کو چھوڑے، نہ کسی کے جسم پر گوشت پوست کھال لگی رہنے دے، بلکہ مستحقِ عذاب کو گرفتار کرے اور گرفتار کو جلائے اور جب جل جائیں پھر ویسے ہی کر دیئے جائیں۔

ف۱۹ جلا کر۔

ف۲۰ فرشتے۔ ایک مالک اور اٹھارہ ان کے ساتھی۔

ف۲۱ کہ حکمتِ الٰہی پر اعتماد نہ کر کے اس تعداد میں کلام کریں اور کہیں انیس کیوں ہوئے۔

ف۲۲ یعنی یہود کو یہ تعداد اپنی کتابوں کے موافق دیکھ کر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدق کا یقین حاصل ہو۔

ف۲۳ یعنی اہلِ کتاب میں سے جو ایمان لائے ان کا اعتقاد سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اور زیادہ ہو اور

اٰمَنُوْۤا اِیْمَانًا وَّ لَا یَرْتَابَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَ لِیَقُوْلَ
مسلمانوں کو کوئی شک نہ رہے اور دل کے روگی (مریض) ف۲۴ اور کافر کہیں
الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْكٰفِرُوْنَ مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ
اس اچنبے کی بات میں اللہ کا کیا مطلب ہے یونہی اللہ گمراہ کرتا ہے
یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ مَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ
جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا
ع ۱ ۳۱ ۱۵ وَ مَا هِیَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ (۳۱) كَلَّا وَ الْقَمَرِ ۙ(۳۲) وَ الَّیْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۙ(۳۳) وَ الصُّبْحِ اِذَاۤ
اور وہ ف۲۵ تو نہیں مگر آدمی کے لیے نصیحت ہاں ہاں چاند کی قسم اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب اُجالا
اَسْفَرَ ۙ(۳۴) اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۙ(۳۵) نَذِیْرًا لِّلْبَشَرِ ۙ(۳۶) لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ
ڈالے ف۲۶ بے شک دوزخ بہت بڑی چیزوں میں کی ایک ہے آدمیوں کو ڈراؤ اُسے جو تم میں چاہے کہ
یَّتَقَدَّمَ اَوْ یَتَاَخَّرَ ؕ(۳۷) كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ ۙ(۳۸) اِلَّاۤ اَصْحٰبَ
آگے آئے ف۲۷ یا پیچھے رہے ف۲۸ ہر جان اپنی کرنی (اعمال) میں گروی ہے مگر دہنی طرف
مع ۱۶ الْیَمِیْنِ ؕ(۳۹) فِیْ جَنّٰتٍ ؕ یَتَسَآءَلُوْنَ ۙ(۴۰) عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ۙ(۴۱) مَا سَلَكَكُمْ فِیْ
والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ
سَقَرَ (۴۲) قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۙ(۴۳) وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ ۙ(۴۴) وَ كُنَّا
میں لے گئی وہ بولے ہم ف۳۰ نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے ف۳۱ اور بیہودہ

جان لیں کہ حضور جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحیِ الٰہی ہے اس لئے کُتُبِ سابقہ سے مطابق ہوتی ہے۔

ف۲۴ جن کے دلوں میں نفاق ہے۔

ف۲۵ یعنی جہنّم اور اس کی صفت یا آیاتِ قرآن۔

ف۲۶ خوب روشن ہوجائے۔

ف۲۷ خیر یا جنّت کی طرف ایمان لاکر۔

ف۲۸ کفر اختیار کرکے اور برائی وعذاب میں گرفتار ہو۔

ف۲۹ یعنی مومنین وہ گروی نہیں، وہ نجات پانے والے ہیں اور انہوں نے نیکیاں کرکے اپنے آپ کو آزاد کرالیا ہے وہ اپنے رب کی رحمت سے منتفع ہیں۔

نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِیْنَۙ(۴۵) وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِۙ(۴۶) حَتّٰۤى اَتٰىنَا
فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے ۳۱ب اور ہم انصاف کے دن کو ۳۲ جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت

الْیَقِیْنُؕ(۴۷) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَؕ(۴۸) فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ
آئی تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی ۳۳ تو انہیں کیا ہوا نصیحت سے

۳۰ دنیا میں۔

حضرتِ سیّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھوں کی سیاہی باقی رہنے کے باوجود میری بینائی جاتی رہی تو مجھ سے کہا گیا: ہم آپ کا علاج کرتے ہیں کیا آپ کچھ دن نماز چھوڑ سکتے ہیں؟ تو میں نے کہا: نہیں، کیونکہ دوجہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے نماز چھوڑی تو وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب فرمائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فی تارک الصلاۃ، الحدیث: ۱۶۳۲، ج ۲، ص ۲۶)

۳۱ا یعنی مساکین پر صدقہ نہ کرتے تھے۔

۳۱ب حضرت سیّدُنا بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا والا ایسا کلمہ کہتا ہے جس کے بارے میں اس کا خیال نہیں ہوتا کہ وہ کس بلندی تک پہنچے گا مگر اس کی وجہ سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ قیامت تک اس کے لئے اپنی رضا لکھ دیتا ہے اور کوئی آدمی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ناراضگی والا ایک کلمہ کہتا ہے، حالانکہ وہ شخص اسے معمولی سمجھتا ہے لیکن اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے سبب قیامت تک اس کے لئے ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الصّمت وآداب اللّسان، باب النھی عن فضول الکلام والخوض فی الباطل، الحدیث ۷۰، ج ۷، ص ۶۷۔۶۸)

(امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ) حضرت سیّدُنا علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے: حضرت سیّدُنا بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت نے مجھے اکثر باتوں سے روکا ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص ایسی بات کہتا ہے جس کے ذریعے اپنے پاس بیٹھنے والوں کو ہنساتا ہے، مگر وہ اس کے باعث ثریا (ستارے) سے بھی زیادہ دور جا گرتا ہے۔

(الموسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الصّمت وآداب اللّسان، باب النھی عن فضول الکلام، الحدیث ۷۱، ج ۷، ص ۶۸۔۶۹)

۳۲ جس میں اعمال کا حساب ہوگا اور جزا دی جائے گی۔ مراد اس سے روزِ قیامت ہے۔

۳۳ یعنی انبیاء، ملائکہ، شہداء، صالحین جنہیں اللہ تعالیٰ نے شافع کیا ہے، وہ ایمانداروں کی شفاعت کریں گے، کافروں کی شفاعت نہ کریں گے، تو جو ایمان نہیں رکھتے انہیں شفاعت بھی میسّر نہ آئے گی۔

مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ

منہ پھیرتے ہیں ۳۴ گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں ۳۵ بلکہ ان میں

امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾

کا ہر شخص چاہتا ہے کہ کھلے صحیفے اس کے ہاتھ میں دے دیے جائیں ۳۶ ہرگز نہیں بلکہ ان کو آخرت کا ڈر نہیں ۳۷

كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

ہاں ہاں بے شک وہ ۳۸ نصیحت ہے تو جو چاہے اس سے نصیحت لے اور وہ کیا نصیحت مانیں مگر جب اللہ چاہے

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ ع

ع ۲ ۲۵ ۱۶

وہی ہے ڈرنے کے لائق اور اسی کی شان ہے مغفرت فرمانا

آیاتہا ۴۰ ۔ ۷۵ سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۱ ۔ رکوعاتہا ۲

سورۃ قیامہ مکی ہے ۱ اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾ اَيَحْسَبُ

روز قیامت کی قسم یاد فرماتا ہوں اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر ملامت کرے ۲ کیا آدمی ۳ یہ سمجھتا ہے کہ

۳۴ یعنی مواعظِ قرآن سے اعراض کرتے ہیں۔

۳۵ یعنی مشرکین نادانی و بے وقوفی میں گدھے کی مثل ہیں، جس طرح شیر کو دیکھ کر وہ بھاگتا ہے اسی طرح یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلاوتِ قرآن سن کر بھاگتے ہیں۔

۳۶ کفّارِ قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا تھا کہ ہم ہرگز آپ کا اتباع نہ کریں گے جب تک کہ ہم میں ہر ایک کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایک کتاب نہ آئے جس میں لکھا ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، فلاں بن فلاں کے نام، ہم اس میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اتباع کا حکم دیتے ہیں۔

۳۷ کیونکہ اگر انہیں آخرت کا خوف ہوتا تو اَدِلّہ قائم ہونے اور معجزات ظاہر ہونے کے بعد اس قسم کی سرکشانہ حیلہ بازیاں نہ کرتے۔

۳۸ قرآن شریف۔

۱ سورۂ قیامہ مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، چالیس ۴۰ آیتیں، ایک سو ننانوے ۱۹۹ کلمے، چھ سو بانوے

الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ
ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے کیوں نہیں ہم قادر ہیں کہ اس کے پور ٹھیک بنا دیں ف۴ بلکہ آدمی
یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۚ﴿۵﴾ یَسْــٴَـلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ
چاہتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے بدی کرے ف۵ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا پھر جس دن آنکھ

۲۹۶ حرف ہیں۔

ف۲ باوجود متقی وکثیر الطاعۃ ہونے کے کہ تم مرنے کے بعد ضرور اٹھائے جاؤ گے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیدنا حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں مومن ہمیشہ اپنے نفس کو جھڑکتا ہی رہتا ہے کہ اس کلام سے میرا ارادہ کیا تھا؟ اُس کھانے سے کیا مقصود تھا؟ میرے اس پینے سے کیا ارادہ تھا؟ اور بدکار آدمی زندگی بسر کرتا رہتا ہے لیکن کبھی بھی اپنے نفس کو عتاب نہیں کرتا۔

حضرت سیدنا میمون بن مہران (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مزید فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو اپنے نفس سے کہتا ہے کیا تو فلاں گناہ والا نہیں؟ کیا تو فلاں عمل والا نہیں؟ پھر اسے لگام ڈال کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا پابند کر دیتا ہے تو یہ شخص فائدے میں رہتا ہے۔اور یہی نفس کا محاسبہ اور عتاب ہے۔

حضرت سیدنا میمون بن مہران (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں مومن اپنے نفس کا محاسبہ ظالم بادشاہ اور بخیل شریک سے بھی زیادہ کرتا ہے۔(احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، ج ۵، ص ۱۳۸)

ف۳ یہاں آدمی سے مراد کافر منکرِ بعث ہے۔

شانِ نزول: یہ آیت عدی بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر میں قیامت کا دن دیکھ بھی لوں جب بھی نہ مانوں اور آپ پر ایمان نہ لاؤں کیا اللہ تعالیٰ بکھری ہوئی ہڈیاں جمع کر دے گا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس کے معنٰی یہ ہیں کہ کیا اس کافر کا یہ گمان ہے کہ ہڈیاں بکھرنے اور گلنے اور ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں ملنے اور ہواؤں کے ساتھ اڑ کر دور دراز مقامات میں منتشر ہو جانے سے ایسی ہو جاتی ہیں کہ ان کا جمع کرنا کافر ہماری قدرت سے باہر سمجھتا ہے؟ یہ خیالِ فاسد اس کے دل میں کیوں آیا اور اس نے کیوں نہیں جانا کہ جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے؟۔

ف۴ یعنی اس کی انگلیاں جیسی تھیں بغیر فرق کے ویسی ہی کر دیں اور ان کی ہڈیاں ان کے موقع پر پہنچا دیں، جب چھوٹی چھوٹی ہڈیاں اس طرح ترتیب دے دی جائیں تو بڑی کا کیا کہنا۔

ف۵ انسان کا انکارِ بعث اشتباہ اور عدمِ دلیل کے باعث نہیں ہے بلکہ حال یہ ہے کہ وہ بحالِ سوال بھی اپنے فجور پر قائم رہنا چاہتا ہے کہ بطریقِ استہزاء پوچھتا ہے، قیامت کا دن کب ہوگا (جمل) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کے معنٰی میں فرمایا کہ آدمی بعث وحساب کو جھٹلاتا ہے جو اس کے سامنے ہے۔سعید بن جبیر نے کہا

الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ

چوندھیائے گی ف۶ اور چاند گہے گا ف۷ اور سورج اور چاند ملا دیے جائیں گے ف۸ اس دن آدمی کہے گا کدھر

يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ يُنَبَّؤُا

بھاگ کر جاؤں ف۹ ہرگز نہیں کوئی پناہ نہیں اس دن تیرے رب ہی کی طرف جا کر ٹھہرنا ہے ف۱۰ اس دن

الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ

آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا ف۱۱ بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے اور اگر اس کے پاس جتنے

لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا

بہانے ہوں سب لا ڈالے جب بھی نہ سنا جائے گا تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو ف۱۲

جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا

بیشک اس کا محفوظ کرنا ف۱۳ اور پڑھنا ف۱۴ ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں ف۱۵ اس وقت پڑھے ہوئے کی اتباع

کہ آدمی گناہ کو مقدّم کرتا ہے اور توبہ کو مؤخر، یہی کہتا رہتا ہے اب توبہ کروں گا، اب عمل کروں گا، یہاں تک کہ موت آجاتی ہے اور وہ اپنی بدیوں میں مبتلا ہوتا ہے۔

ف۶ اور حیرت دامن گیر ہوگی۔

ف۷ تاریک ہوجائے گا اور روشنی زایل ہوجائے گی۔

ف۸ یہ ملا دینا یا طلوع میں ہوگا دونوں مغرب سے طلوع کریں گے یا بے نور ہونے میں۔

ف۹ جو اس حال و دہشت سے رہائی ملے۔

ف۱۰ تمام خلق اس کے حضور حاضر ہوگی، حساب کیا جائے گا، جزا دی جائے گی، جسے چاہے گا اپنی رحمت سے جنّت میں داخل کرے گا، جسے چاہے گا اپنے عدل سے جہنّم میں ڈالے گا۔

ف۱۱ جو اس نے کیا ہے۔

ف۱۲ شانِ نزول: سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جبریلِ امین کے وحی پہنچا کر فارغ ہونے سے قبل یاد فرمانے کی سعی فرماتے تھے اور جلد جلد پڑھتے اور زبانِ اقدس کو حرکت دیتے اللہ تعالیٰ نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مشقّت گوارا نہ فرمائی اور قرآنِ کریم کا سینہ پاک میں محفوظ کرنا اور زبانِ اقدس پر جاری فرمانا اپنے ذمۂ کرم پر لیا اور یہ آیتِ کریمہ نازل فرما کر حضور کو مطمئن فرما دیا۔

ف۱۳ آپ کے سینۂ پاک میں۔

ف۱۴ آپ کا۔

بَیَانَهٗ ؕ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۙ﴿۲۰﴾ وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ؕ﴿۲۱﴾

کرو ۱۶ پھر بیشک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے کوئی نہیں بلکہ اے کافرو تم پاؤں تلے کی (دنیاوی فائدے

وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ﴿۲۳﴾ وَ وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍۭ

کو) عزیز دوست رکھتے ہو ۱۷ اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو کچھ منہ اس دن ۱۸ تروتازہ ہوں گے ۱۹ اپنے رب کو دیکھتے ۲۰

بَاسِرَةٌ ۙ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ؕ﴿۲۵﴾ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ۙ﴿۲۶﴾

اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے ۲۱ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر کو توڑ دے ۲۲ ہاں ہاں جب

وَ قِیْلَ مَنْ ٜ رَاقٍ ۙ﴿۲۷﴾ وَّ ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۙ﴿۲۸﴾ وَ الْتَفَّتِ السَّاقُ

جان گلے کو پہنچ جائے گی ۲۳ اور کہیں گے ۲۴ کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے ۲۵ اور وہ ۲۶ سمجھ لے گا کہ یہ جدائی کی

ف ۱۵ یعنی آپ کے پاس وحی آچکے۔

ف ۱۶ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وحی کو باطمینان سنتے اور جب وحی تمام ہو جاتی تب پڑھتے تھے۔

ف ۱۷ یعنی تمہیں دنیا کی چاہت ہے۔

ف ۱۸ یعنی روزِ قیامت۔

ف ۱۹ اللہ تعالیٰ کے نعمت وکرم پر مسرور چہروں سے انوارِ تاباں یہ مومنین کا حال ہے۔

ف ۲۰ انہیں دیدارِ الٰہی کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ آخرت میں مومنین کو دیدارِ الٰہی میسّر آئے گا، یہی اہلِ سنت کا عقیدہ وقرآن و حدیث واجماع کے دلائلِ کثیرہ اس پر قائم ہیں اور یہ دیدار بے کیف اور بے جہت ہوگا۔

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑے مرتبہ کا جنتی وہ شخص ہوگا جو صبح وشام دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوگا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیٰ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

(پ ۲۹، القیٰمۃ: ۲۲، ۲۳) (ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۲۵۶۲، ج ۴، ص ۲۴۹)

ف ۲۱ سیاہ تاریک غمزدہ مایوس۔ یہ کفّار کا حال ہے۔

ف ۲۲ یعنی وہ شدّتِ عذاب اور ہولناک مصائب میں گرفتار کئے جائیں گے۔

ف ۲۳ وقتِ موت۔

ف ۲۴ جو اس کے قریب ہوں گے۔

بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ࣙالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ ع۱۷

گھڑی ہے ۲۷ اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی ۲۸ اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے ۲۹ اس نے ۳۰ نہ تو

وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾

سچ مانا ۳۱ اور نہ نماز پڑھی ہاں جھٹلایا اور منہ پھیرا ۳۲ پھر اپنے گھر کو اکڑتا چلا ۳۳ تیری خرابی آ لگی

ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً

اب آ لگی پھر تیری خرابی آ لگی اب آ لگی ۳۴ کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا ۳۵ کیا وہ ایک بوند نہ تھا

۲۵ تاکہ اس کو شفا حاصل ہو۔

۲۶ یعنی مرنے والا۔

۲۷ کہ اہلِ مکہ اور دنیا سب سے جدائی ہوتی ہے۔

۲۸ یعنی موت کی کرب و سختی سے پاؤں باہم لپٹ جائیں گے، یا یہ معنٰی ہیں کہ دونوں پاؤں کفن میں لپیٹے جائیں گے، یا یہ معنٰی ہیں کہ شدّت پر شدّت ہوگی ایک دنیا کی جدائی کی سختی اس کے ساتھ موت کی کرب یا ایک موت کی سختی اور اس کے ساتھ آخرت کی سختیاں۔

۲۹ یعنی بندوں کا رجوع اسی کی طرف ہے، وہی ان میں فیصلہ فرمائے گا۔

۳۰ یعنی انسان نے۔ مراد اس سے ابوجہل ہے۔

۳۱ رسالت اور قرآن کو۔

۳۲ ایمان لانے سے۔

۳۳ متکبّرانہ شان سے۔ اب اس سے خطاب فرمایا جاتا ہے۔

۳۴ جب یہ آیت نازل ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بطحا میں ابوجہل کے کپڑے پکڑ کر اس سے فرمایا اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى یعنی تیری خرابی آ لگی، اب آ لگی، پھر تیری خرابی آ لگی، اب آ لگی تو ابوجہل نے کہا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا تم مجھے دھمکاتے ہو تم اور تمہارا رب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، مکّہ کے پہاڑوں کے درمیان میں سب سے زیادہ قوی، زور آور، صاحبِ شوکت و قوّت ہوں مگر قرآنی خبر ضرور پوری ہونی تھی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ضرور پورا ہونے والا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جنگِ بدر میں ابوجہل ذلّت و خواری کے ساتھ بُری طرح مارا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہر امّت میں ایک فرعون ہوتا ہے، میری امّت کا فرعون ابوجہل ہے، اس آیت میں اس کی خرابی کا ذکر چار مرتبہ فرمایا گیا ہے، پہلی خرابی بے ایمانی کی حالت میں ذلّت کی موت، دوسری خرابی قبر کی سختیاں اور وہاں کی شدّتیں، تیسری خرابی مرنے کے بعد اٹھنے کے وقت

مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰی ﴿۳۷﴾ ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنۡہُ الزَّوۡجَیۡنِ

اس منی کا کہ گرائی جائے ۳۶ پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا ۳۷ پھر ٹھیک بنایا ۳۸ تو اس سے ۳۹ دو

ع ۲ ۱۸ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰی ﴿۳۹﴾ اَلَیۡسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی ﴿۴۰﴾

جوڑی بنائے ۴۰ مرد اور عورت کیا جس نے یہ کچھ کیا وہ مُردے نہ جلا سکے گا

ایاتھا ۳۱ ۷۶ سُوۡرَۃُ الدَّھۡرِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۸ رکوعاتھا ۲

سورۂ دہر مدنی ہے ۱ اس میں اکتیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

ہَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّہۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡئًا مَّذۡکُوۡرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقۡنَا

بیشک آدمی پر ۲ ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا ۳ بیشک ہم نے

الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ اَمۡشَاجٍ ٭ۖ نَّبۡتَلِیۡہِ فَجَعَلۡنٰہُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ﴿۲﴾ اِنَّا ہَدَیۡنٰہُ

آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے ۴ کہ اسے جانچیں ۵ تو اُسے سنتا دیکھتا کر دیا ۶ بے شک ہم نے اسے راہ بتائی ۷

گرفتارِ مصائب ہونا، چوتھی خرابی عذابِ جہنّم۔

۳۵ کہ نہ اس پر امر ونہی وغیرہ کے احکام ہوں، نہ وہ مرنے کے بعد اٹھایا جائے، نہ اس سے اعمال کا حساب لیا جائے، نہ اسے آخرت میں جزا دی جائے ایسا نہیں۔

۳۶ رحم میں۔ تو جو ایسے گندے پانی سے پیدا کیا گیا اس کا تکبّر کرنا اترانا اور پیدا کرنے والے کی نافرمانی کرنا نہایت بے جا ہے۔

۳۷ انسان بنایا۔

۳۸ اس کے اعضاء کو کامل کیا، اس میں روح ڈالی۔

۳۹ یعنی منی سے یا انسان سے۔

۴۰ دو صفتیں پیدا کیں۔

۱ سورۂ دہر اس کا نام سورۂ انسان بھی ہے، مجاہد وقتادہ اور جمہور کے نزدیک یہ سورت مدنیّہ ہے، بعض نے اس کو مکّیہ کہا ہے، اس میں دو ۲ رکوع، اکتّیس ۳۱ آیتیں، دوسو چالیس ۲۴۰ کلمے اور ایک ہزار چوّن ۱۰۵۴ حرف ہیں۔

۲ یعنی حضرت آدم علیہ السلام پر نفخِ روح سے پہلے چالیس سال کا۔

السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝۳ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠

یا حق مانتا وے۸ یا ناشکری کرتا وے۹ بے شک ہم نے کافروں کے لیے تیار کر رکھی ہیں زنجیریں وے۱۰ اور طوق وے۱۱

وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝۴ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا

اور بھڑکتی آگ وے۱۲ بیشک نیک پیئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی کا فور ہے وہ کافور کیا

كَافُوْرًا ۝۵ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝۶ يُوْفُوْنَ

ایک چشمہ ہے وے۱۳ جس میں سے اللہ کے نہایت خاص بندے پیئیں گے اپنے محلوں میں اُسے جہاں چاہیں بہا کر لے جائیں

بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝۷ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى

گے وے۱۴ اپنی منّتیں پوری کرتے ہیں وے۱۵ اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی وے۱۶ پھیلی ہوئی ہے وے۱۷ اور کھانا

وے۳ کیونکہ وہ ایک مٹی کا خمیر تھا، نہ کہیں اس کا ذکر تھا، نہ اس کو کوئی جانتا تھا، نہ کسی کو اس کی پیدائش کی حکمتیں معلوم تھیں۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے انسان سے جنس مراد ہے اور وقت سے اس کے حمل میں رہنے کا زمانہ۔

وے۴ مرد و عورت کی۔

وے۵ مکلّف کر کے اپنے امر و نہی سے۔

وے۶ تاکہ دلائل کا مشاہدہ اور آیات کا استماع کر سکے۔

وے۷ دلائل قائم کر کے، رسول بھیج کر، کتابیں نازل فرما کر، تاکہ ہو۔

وے۸ یعنی مومن سعید۔

وے۹ کافر شقی۔

وے۱۰ جنہیں باندھ کر دوزخ کی طرف گھسیٹے جائیں گے۔

وے۱۱ جو گلوں میں ڈالے جائیں گے۔

وے۱۲ جس میں جلائے جائیں گے۔

وے۱۳ جنّت میں۔

وے۱۴ ابرار کے ثواب بیان فرمانے کے بعد ان کے اعمال کا ذکر فرمایا جاتا ہے، جو اس ثواب کا سبب ہوئے۔

وے۱۵ منّت یہ ہے کہ جو چیز آدمی پر واجب نہیں ہے وہ کسی شرط سے اپنے اوپر واجب کرے، مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا مریض اچھا ہو یا میرا مسافر بخیر واپس آئے تو میں راہِ خدا میں اس قدر صدقہ دوں گا یا اتنی رکعتیں نماز پڑھوں گا۔ اس نذر کی وفا واجب ہوتی ہے۔ معنٰی یہ ہیں کہ وہ لوگ طاعت و عبادت اور شرع کے واجبات کے عامل ہیں حتّٰی کہ جو طاعاتِ غیرِ واجبہ اپنے اوپر نذر سے واجب کر لیتے ہیں، اس کو بھی ادا کرتے ہیں۔

حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ

کھلاتے ہیں اس کی محبت پر وا۱۸ مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے

جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰

کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے وا۱۹

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝۱۱ وَجَزٰىهُمْ بِمَا

تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی اور ان کے صبر پر انہیں

صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝۱۲ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا

جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیے جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے

شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝۱۳ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝۱۴

نہ ٹھٹر (سخت سردی) وا۲۰ اور اس کے وا۲۱ سائے ان پر جھکے ہوں گے اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیے گئے ہوں گے وا۲۲

وا۱۶ یعنی شدّت اور سختی۔

وا۱۷ قتادہ نے کہا کہ اس دن کی شدّت اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ آسمان پھٹ جائیں گے، ستارے گر پڑیں گے، چاند سورج بے نور ہو جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، کوئی عمارت باقی نہ رہے گی۔ اس کے بعد یہ بتایا جاتا ہے کہ ان کے اعمال ریا و نمائش سے خالی ہیں۔

وا۱۸ یعنی ایسی حالت میں جب کہ خود انہیں کھانے کی حاجت و خواہش ہو اور بعض مفسّرین نے اس کے یہ معنٰی لئے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی محبّت میں کھلاتے ہیں۔

شانِ نزول: یہ آیت حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا اور ان کی کنیز فضّہ کے حق میں نازل ہوئی، حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما بیمار ہوئے، ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی، اللہ تعالٰی نے صحت دی، نذر کی وفا کا وقت آیا، سب صاحبوں نے روزے رکھے، حضرت علیِ مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے) جَو لائے، حضرت خاتونِ جنّت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین، ایک روز یتیم، ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔

وا۱۹ لہٰذا ہم اپنے عمل کی جزاء یا شکر گزاری تم سے نہیں چاہتے۔ یہ عمل اس لئے ہے کہ ہم اس دن خوف سے امن میں رہیں۔

وا۲۰ یعنی گرمی یا سردی کی کوئی تکلیف وہاں نہ ہوگی۔

وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيْرَا مِنْ

اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا جو شیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے کیسے شیشے چاندی کے ؂٢٣ ساقیوں نے

فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿١٦﴾ وَ يُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿١٧﴾

انھیں پورے اندازہ پر رکھا ہوگا ؂٢٤ اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے ؂٢٥ جس کی ملونی ادرک ہوگی ؂٢٦

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿١٨﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا

وہ ادرک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں ؂٢٧ اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے

رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿١٩﴾ وَ اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا

والے لڑکے ؂٢٨ جب تو انھیں دیکھے تو انھیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے ؂٢٩ اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین

كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّ حُلُّوْا اَسَاوِرَ مِنْ

دیکھے ؂٣٠ اور بڑی سلطنت ؂٣١ ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے ؂٣٢ اور قناویز کے ؂٣٣ اور انھیں چاندی کے

؂٢١ یعنی بہشتی درختوں کے۔

؂٢٢ کہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، ہر حال میں خوشے با آسانی لے سکیں۔

؂٢٣ جنّتی برتن چاندی کے ہوں گے اور چاندی کے رنگ اور اس کے حسن کے ساتھ مثل آبگینہ کے صاف شفاف ہوں گے، کہ ان میں جو چیز پی جائے گی وہ باہر سے نظر آئے گی۔

؂٢٤ یعنی پینے والوں کی رغبت کی قدر، نہ اس سے کم، نہ زیادہ۔ یہ سلیقہ جنّتی خدام کے ساتھ خاص ہے دنیا کے ساقیوں کو میسر نہیں۔

؂٢٥ شرابِ طہور کے۔

؂٢٦ اس کی آمیزش سے شراب کی لذّت اور زیادہ ہوجائے گی۔

؂٢٧ مقرّبین تو خالص اسی کو پئیں گے اور باقی اہلِ جنّت کی شرابوں میں اس کی آمیزش ہوگی۔ یہ چشمہ زیرِ عرش سے جنّتِ عدن ہوتا ہوا تمام جنّتوں میں گذرتا ہے۔

؂٢٨ جو نہ کبھی مریں گے، نہ بوڑھے ہوں گے، نہ ان میں کوئی تغیّر آئے گا، نہ خدمت سے اکتائیں گے، ان کے حسن کا یہ عالَم ہوگا۔

؂٢٩ یعنی جس طرح فرشِ مصفّٰی پر گوہر آبدار غلطاں ہو اس حسن و صفا کے ساتھ جنّتی غلمان مشغولِ خدمت ہوں گے۔

؂٣٠ جس کا وصف بیان میں نہیں آسکتا۔

؂٣١ جس کی حدّ و نہایت نہیں، نہ اس کو زوال، نہ جنّتی کو وہاں سے انتقال۔ وسعت کا یہ عالَم کہ ادنٰی مرتبہ کا جنّتی

فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً

کنگن پہنائے گئے ۳۴ اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی ۳۵ ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے ۳۶

وَّ كَانَ سَعْیُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ ع ۲۲ ۱۹

اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی ۳۷ بے شک ہم نے تم پر ۳۸ قرآن بتدریج اتارا ۳۹ تو اپنے رب کے حکم پر صابر

لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً

رہو ۴۰ اور ان میں کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ سنو ۴۱ اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کرو ۴۲

جب اپنے مِلک میں نظر کرے گا تو ہزار برس کی راہ تک ایسے ہی دیکھے گا جیسے اپنے قریب کی جگہ دیکھتا ہو، شوکت و شکوہ یہ ہوگا کہ ملائکہ بے اجازت نہ آئیں گے۔

۳۲ یعنی باریک ریشم کے۔

۳۳ یعنی دبیز ریشم کے۔

۳۴ حضرت ابنِ مسیّب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک جنّتی کے ہاتھ میں تین کنگن ہوں گے، ایک چاندی کا، ایک سونے کا، ایک موتی کا۔

۳۵ جو نہایت پاک صاف، نہ اسے کسی کا ہاتھ لگا، نہ کسی نے چھوا، نہ وہ پینے کے بعد شرابِ دنیا کی طرح جسم کے اندر سڑ کر بول بنے، بلکہ اس کی صفائی کا یہ عالَم ہے کہ جسم کے اندر اتر کر پاکیزہ خوشبو بن کر جسم سے نکلتی ہے اہلِ جنّت کو کھانے کے بعد شراب پیش کی جائے گی، اس کو پینے سے ان کے پیٹ صاف ہوجائیں گے اور جو انہوں نے کھایا ہے وہ پاکیزہ خوشبو بن کر ان کے جسموں سے نکلے گا اور ان کی خواہشیں اور رغبتیں پھر تازہ ہوجائیں گی۔

۳۶ یعنی تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری کا۔

۳۷ کہ تم سے تمہارا رب راضی ہوا اور اس نے تمہیں ثوابِ عظیم عطا فرمایا۔

۳۸ اے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۳۹ آیت آیت کرکے اور اس میں اللہ تعالٰی کی بڑی حکمتیں ہیں۔

۴۰ رسالت کی تبلیغ فرما کر اور اس میں مشقّتیں اٹھا کر اور دشمنانِ دین کی ایذائیں برداشت کرکے۔

۴۱ شانِ نزول: عتبہ بن ربیعہ اور ولید ابنِ مغیرہ یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ اس کام سے باز آیئے یعنی دین سے، عتبہ نے کہا کہ آپ ایسا کریں تو میں اپنی بیٹی آپ کو بیاہ دوں اور بغیر مہر کے آپ کی خدمت میں حاضر کردوں، ولید نے کہا کہ میں آپ کو اتنا مال دے دوں کہ آپ راضی ہوجائیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَّ اَصِيۡلًا ﴿۲۵﴾ وَ مِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ وَ سَبِّحۡهُ لَيۡلًا طَوِيۡلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ

اور کچھ رات میں اسے سجدہ کرو ف۴۳ اور بڑی رات تک اس کی پاکی بولو ف۴۴ بے شک یہ لوگ ف۴۵ پاؤں تلے کی

يُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ وَ يَذَرُوۡنَ وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا ثَقِيۡلًا ﴿۲۷﴾ نَحۡنُ خَلَقۡنٰهُمۡ وَ

(دنیاوی فائدے کو) عزیز رکھتے ہیں ف۴۶ اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں ف۴۷ ہم نے انہیں پیدا کیا اور

شَدَدۡنَاۤ اَسۡرَهُمۡ ۚ وَ اِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَاۤ اَمۡثَالَهُمۡ تَبۡدِيۡلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ

ان کے جوڑ بند مضبوط کیے اور ہم جب چاہیں ف۴۸ ان جیسے اور بدل دیں ف۴۹ بے شک یہ نصیحت ہے ف۵۰

فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ﴿۲۹﴾ وَ مَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ

تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے ف۵۱ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے ف۵۲

اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۳۰﴾ يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمِيۡنَ

بے شک وہ علم و حکمت والا ہے اپنی رحمت میں لیتا ہے ف۵۳ جسے چاہے ف۵۴ اور ظالموں

ف۴۲ نماز میں صبح کے ذکر سے نمازِ فجر اور شام کے ذکر سے ظہر اور عصر مراد ہیں۔

ف۴۳ یعنی مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھو۔ اس آیت میں پانچوں نمازوں کا ذکر فرمایا گیا۔

ف۴۴ یعنی فرائض کے بعد نوافل پڑھتے رہو، اس میں نمازِ تہجد آگئی۔ بعض مفسّرین نے فرمایا ہے کہ مراد ذکرِ لسانی ہے مقصود یہ ہے کہ روز و شب کے تمام اوقات میں دل اور زبان سے ذکرِ الٰہی میں مشغول رہو۔

ف۴۵ یعنی کفّار۔

ف۴۶ یعنی محبّتِ دنیا میں گرفتار ہیں۔

ف۴۷ یعنی روزِ قیامت کو جس کے شدائد کفّار پر بہت بھاری ہوں گے، نہ اس پر ایمان لاتے ہیں، نہ اس دن کے لئے عمل کرتے ہیں۔

ف۴۸ انہیں ہلاک کردیں اور بجائے ان کے۔

ف۴۹ جو اطاعت شعار ہوں۔

ف۵۰ مخلوق کے لئے۔

ف۵۱ اس کی طاعت بجالا کر اور اس کے رسول کا اتباع کر کے۔

ف۵۲ کیونکہ جو کچھ ہوتا ہے اسی کی مشیّت سے ہوتا ہے۔

ف۵۳ یعنی جنّت میں داخل فرماتا ہے۔

ف۵۴ ایمان عطا فرما کر۔

اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾ ع ۲۰

کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۵۵

اٰیاتھا ۵۰ ۷۷ سُوْرَۃُ الْمُرْسَلٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۳۳ رکوعاتھا ۲

سورۂ مرسلات مکی ہے ۱ اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ

قسم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار ۲ پھر زور سے جھونکا دینے والیاں ۳ پھر ابھار کر اٹھانے والیاں پھر حق ناحق کو خوب

۵۵ ظالموں سے مراد کافر ہیں۔

۱ سورۂ مرسلات مکیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، پچاس ۵۰ آیتیں، ایک سو اسّی ۱۸۰ کلمے، آٹھ سو سولہ ۸۱۶ حرف ہیں۔
شانِ نزول: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ والمرسلات شبِ جنّ میں نازل ہوئی، ہم سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رکابِ سعادت میں تھے، جب مِنٰی کے غار میں پہنچے والمرسلات نازل ہوئی، ہم حضور سے اس کو پڑھتے تھے اور حضور اس کی تلاوت فرماتے تھے، اچانک ایک سانپ نے جست کی، ہم اس کو مارنے کے لئے لپکے، وہ بھاگ گیا، حضور نے فرمایا تم اس کی برائی سے بچائے گئے، وہ تمہاری برائی سے، یہ غارِ مِنٰی میں غارِ والمرسلات کے نام سے مشہور ہے۔

۲ ان آیتوں میں جو قسمیں مذکور ہیں وہ پانچ صفات ہیں جن کے موصوفات ظاہر میں مذکور نہیں اسی لئے مفسّرین نے ان کی تفسیر میں بہت وجوہ ذکر کئے ہیں بعض نے یہ پانچوں صفتیں ہواؤں کی قرار دی ہیں، بعض نے ملائکہ کی، بعض نے آیاتِ قرآن کی، بعض نے نفوسِ کاملہ کی جو استکمال کے لئے ابدان کی طرف بھیجے جاتے ہیں، پھر وہ ریاضتوں کے جھونکوں سے ماسوائے حق کو اڑا دیتے ہیں، پھر تمام اعضاء میں اس اثر کو پھیلاتے ہیں، پھر حق بالذات اور باطل فی نفسہٖ میں فرق کرتے ہیں اور ذاتِ الٰہی کے سوا ہر شے کو ہالک دیکھتے ہیں، پھر ذکر کا القاء کرتے ہیں اس طرح کہ دلوں میں اور زبانوں پر اللہ تعالٰی کا ذکر ہی ہوتا ہے اور ایک وجہ یہ ذکر کی ہے کہ پہلی تین صفتوں سے ہوائیں مراد ہیں اور باقی دو سے فرشتے۔ اس تقدیر پر معنٰی یہ ہیں کہ قسم ان ہواؤں کی جو لگاتار بھیجی جاتی ہیں پھر زور سے جھونکے دیتی ہیں ان سے مراد عذاب کی ہوائیں ہیں۔ (خازن وجمل وغیرہ)

۳ یعنی وہ رحمت کی ہوائیں جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ اس کے بعد جو صفتیں مذکور ہیں وہ قولِ اخیر پر جماعاتِ ملائکہ کی ہیں۔ ابنِ کثیر نے کہا کہ فارقات وملقیات سے جماعاتِ ملائکہ مراد ہونے پر اجماع ہے۔

فَرْقًاۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِكْرًاۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًاۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌؕ﴿۷﴾

جدا کرنے والیاں پھر ان کی قسم جو ذکر کا القا کرتی ہیں وف۴ حجت تمام کرنے یا ڈرانے کو بے شک جس بات کا تم وعدہ دیے

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْۙ﴿۸﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْۙ﴿۹﴾ وَ اِذَا الْجِبَالُ

جاتے ہو وف۵ ضرور ہونی ہے وف۶ پھر جب تارے محو کر دیے جائیں اور جب آسمان میں رخنے پڑیں اور جب پہاڑ غبار کر

نُسِفَتْۙ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْؕ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْؕ﴿۱۲﴾ لِیَوْمِ

کے اڑا دیے جائیں اور جب رسولوں کا وقت آئے وف۷ کس دن کے لیے ٹھہرائے گئے تھے روز فیصلہ

الْفَصْلِۚ﴿۱۳﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِؕ﴿۱۴﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴿۱۵﴾

کے لیے اور تو کیا جانے وہ روز فیصلہ کیا ہے وف۸ جھٹلانے والوں کی اُس دن خرابی وف۹

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ

کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا وف۱۰ پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے وف۱۱ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی

بِالْمُجْرِمِیْنَ﴿۱۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ

کرتے ہیں اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ

مَّهِیْنٍۙ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍۙ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍۙ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖۗ فَنِعْمَ

فرمایا وف۱۲ پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا وف۱۳ ایک معلوم اندازہ تک وف۱۴ پھر ہم نے اندازہ فرمایا تو ہم کیا ہی

وف۴ انبیاء و مرسلین کے پاس وحی لا کر۔

وف۵ یعنی بعث و عذاب اور قیامت کے آنے کا۔

وف۶ کہ اس کے ہونے میں کچھ بھی شک نہیں۔

وف۷ کہ وہ امّتوں پر گواہی دینے کے لئے جمع کئے جائیں۔

وف۸ اور اس کے ہول و شدّت کا کیا عالَم ہے۔

وف۹ جو دنیا میں توحید و نبوّت اور روزِ آخرت اور بعث و حساب کے منکر تھے۔

وف۱۰ دنیا میں عذاب نازل کر کے جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔

وف۱۱ یعنی جو پہلی امّتوں کے مکذّبین کی راہ اختیار کر کے سیّدِ عالَم محمّد مصطفٰی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں انہیں بھی پہلوں کی طرح ہلاک فرمائیں گے۔

وف۱۲ یعنی نطفہ سے۔

وف۱۳ یعنی رحم میں۔

الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾

اچھے قادر ف۱۵ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا

اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّ جَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾

تمہارے زندوں اور مُردوں کی ف۱۶ اور ہم نے اس میں اونچے لنگر ڈالے ف۱۷ اور ہم نے تمہیں خوب میٹھا پانی پلایا ف۱۸

وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ف۱۹ چلو اس کی طرف ف۲۰ جسے جھٹلاتے تھے چلو

اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِیْلٍ وَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾

اس دھوئیں کے سائے کی طرف جس کی تین شاخیں ف۲۱ نہ سایہ دے ف۲۲ نہ لپٹ سے بچائے ف۲۳

اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ

بے شک دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے ف۲۴ جیسے اونچے محل گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں اس دن جھٹلانے والوں

لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ لَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

کی خرابی یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے ف۲۵ اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں ف۲۶

ف۱۴ وقتِ ولادت تک جس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

ف۱۵ اندازہ فرمانے پر۔ (جمل)

ف۱۶ کہ زندے اس کی پشت پر جمع رہتے ہیں اور مردے اس کے بطن میں۔

ف۱۷ بلند پہاڑوں کے۔

ف۱۸ زمین میں چشمے اور منبع پیدا کرکے یہ تمام باتیں مُردوں کو زندہ کرنے سے زیادہ عجیب ہیں۔

ف۱۹ اور روزِ قیامت کافروں سے کہا جائے گا کہ جس آگ کا تم انکار کرتے تھے اس کی طرف جاؤ۔

ف۲۰ اور روزِ قیامت کافروں سے کہا جائے گا کہ جس آگ کا تم انکار کرتے تھے اس کی طرف جاؤ۔

ف۲۱ اس سے جہنّم کا دھواں مراد ہے جو اونچا ہوکر تین شاخیں ہوجائے گا ایک کُفّار کے سروں پر ایک ان کے دائیں اور ایک ان کے بائیں اور حساب سے فارغ ہونے تک انہیں اسی دھوئیں میں رہنے کا حکم ہوگا جب کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے اس کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔ اس کے بعد جہنّم کے دھوئیں کی شان بیان فرمائی جاتی ہے کہ وہ ایسا ہے کہ۔

ف۲۲ جس سے اس دن کی گرمی سے کچھ امن پاسکیں۔

ف۲۳ آتشِ جہنّم کی۔

ف۲۴ اتنی اتنی بڑی۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے تمہیں جمع کیا ۲۷ اور سب اگلوں کو ۲۸

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

ع ۲ / ۲۱

اب اگر تمہارا کوئی داؤں ہو تو مجھ پر چل لو ۲۹ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی بے شک ڈر والے ۳۰

ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا

سایوں اور چشموں میں ہیں اور میووں میں جو ان کا جی چاہے ۳۱ کھاؤ اور پیو رچتا ہوا ۳۲ اپنے اعمال کا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

صلہ ۳۳ بیشک نیکوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ۳۴ کچھ دن

۲۵ نہ کوئی ایسی حجت پیش کر سکیں گے جو انہیں کام دے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ روزِ قیامت بہت سے موقع ہوں گے بعض میں کلام کریں گے بعض میں کچھ بول نہ سکیں گے۔

۲۶ اور درحقیقت ان کے پاس کوئی عذر ہی نہ ہوگا کیونکہ دنیا میں حجتیں تمام کر دی گئیں اور آخرت کے لئے کوئی جائے عذر باقی نہیں رکھی گئی، البتہ انہیں یہ خیالِ فاسد آئے گا کہ کچھ حیلے بہانے بنائیں، یہ حیلے پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کو عذر ہی کیا ہے جس نے نعمت دینے والے سے روگردانی کی اس کی نعمتوں کو جھٹلایا اس کے احسانوں کی ناسپاسی کی۔

۲۷ اے سیّدِ عالم محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کرنے والو۔

۲۸ جو تم سے پہلے انبیاء کی تکذیب کرتے تھے تمہارا، ان کا، سب کا حساب کیا جائے گا اور تمہیں، انہیں، سب کو عذاب کیا جائے گا۔

۲۹ اور کسی طرح اپنے آپ کو عذاب سے بچا سکو تو بچا لو، یہ انتہا درجہ کی توبیخ ہے کیونکہ یہ تو وہ یقینی جانتے ہوں گے کہ نہ آج کوئی مکر چل سکتا ہے نہ کوئی حیلہ کام دے سکتا ہے۔

۳۰ جو عذابِ الٰہی کا خوف رکھتے تھے جنّتی درختوں کے۔

۳۱ اس سے لذّت اٹھاتے ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہلِ جنّت کو ان کے حسبِ مرضی نعمتیں ملیں گی بخلاف دنیا کے کہ یہاں آدمی کو جو میسّر آتا ہے اسی پر راضی ہونا پڑتا ہے اور اہلِ جنّت سے کہا جائے گا۔

۳۲ لذیذ خالص جس میں ذرا بھی تنغّص کا شائبہ نہیں۔

۳۳ ان طاعات کا جو تم دنیا میں بجالائے تھے۔

۳۴ اس کے بعد تہدید کے طور پر کفّار کو خطاب کیا جاتا ہے کہ اے دنیا میں تکذیب کرنے والو تم دنیا میں۔

لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوۡا وَ تَمَتَّعُوۡا قَلِیۡلًا اِنَّكُمۡ مُّجۡرِمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ

کی والوں جھٹلانے دن اس ۳۶ ہو مجرم تم ضرور ۳۵ لو برت اور لو کھا

لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمُ ارۡكَعُوۡا لَا یَرۡكَعُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ

خرابی اور جب ان سے کہا جائے کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی

لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَهٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۰﴾ ع ۲ ۱۰ ۲۲

پھر اس ۳۷ کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے ۳۸

۳۵ اپنی موت کے وقت تک۔

۳۶ کافر ہو دائمی عذاب کے مستحق ہو۔

۳۷ قرآن شریف۔

۳۸ یعنی قرآن شریف کُتُبِ الٰہیہ میں سب سے آخر کتاب ہے اور بہت ظاہر معجزہ ہے اس پر ایمان نہ لائے تو پھر ایمان لانے کی کوئی صورت نہیں۔

الجزء ۳۰

ایاتہا ۴۰ ۷۸ سُوْرَۃُ النَّبَاِ مَکِّیَّۃٌ ۸۰ رکوعاتہا ۲

سورۂ نبا مکّی ہے اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡ ہُمۡ فِیۡہِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ کَلَّا

یہ و۲ آپس میں کاہے کی پوچھ گچھ کر رہے ہیں و۳ بڑی خبر کی و۴ جس میں وہ کئی راہ ہیں و۵ ہاں ہاں اب

سَیَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ ثُمَّ کَلَّا سَیَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵﴾ اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِہٰدًا ۙ﴿۶﴾

جان جائیں گے پھر ہاں ہاں جان جائیں گے و۶ کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا و۷

وَّ الۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ﴿۷﴾ۙ وَّ خَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا ۙ﴿۸﴾ وَّ جَعَلۡنَا نَوۡمَکُمۡ سُبَاتًا ۙ﴿۹﴾ وَّ

اور پہاڑوں کو میخیں و۸ اور تمہیں جوڑے بنایا و۹ اور تمہاری نیند کو آرام کیا و۱۰ اور

و۱ سورۂ نباء اس کو سورۂ تساؤل اور سورۂ عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ بھی کہتے ہیں، یہ سورت مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، چالیس ۴۰ یا اکتالیس ۴۱ آیتیں، ایک سو تہتّر کلمے ۱۷۳ نو سو ستّر ۹۷۰ حرف ہیں۔

و۲ کفّارِ قریش۔

و۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اہلِ مکّہ کو توحید کی دعوت دی اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کی خبر دی اور قرآنِ کریم کی تلاوت فرما کر انہیں سنایا تو ان میں باہم گفتگوئیں شروع ہوئیں اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا دِین لائے ہیں اس آیت میں ان کی گفتگوؤں کا بیان ہے اور تفخیمِ شان کے لئے استفہام کے پیرایہ میں بیان فرمایا، یعنی وہ کیا عظیم الشان بات ہے جس میں یہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ بات بیان فرمائی جاتی ہے۔

و۴ بڑی خبر سے مراد یا قرآن ہے یا سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوّت اور آپ کا دِین یا مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا مسئلہ۔

و۵ کہ بعضے تو قطعی انکار کرتے ہیں، بعضے شک میں ہیں اور قرانِ کریم کو ان میں سے کوئی تو سحر کہتا ہے، کوئی شعر، کوئی کہانت اور کوئی اور کچھ۔ اسی طرح سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوئی ساحر کہتا، ہے، کوئی شاعر، کوئی کاہن۔

و۶ اس تکذیب و انکار کے نتیجہ کو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے عجائبِ قدرت میں سے چند چیزیں ذکر فرمائیں تا کہ یہ لوگ ان کی دلالت سے اللہ تعالیٰ کی توحید کو جانیں اور یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ عالَم کو پیدا کرنے اور اس کے بعد اس کو فنا کرنے اور بعدِ فنا پھر حساب و جزا کے لئے پیدا کرنے پر قادر ہے۔

جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ وَّ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا
رات کو پردہ پوش کیا و۱۱ اور دن کو روزگار کے لیے بنایا و۱۲ اور تمہارے اوپر سات مضبوط
شِدَادًا ﴿۱۲﴾ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً
چنائیاں چنیں (تعمیر کیں) و۱۳ اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا و۱۴ اور پھر بدلیوں سے زور کا پانی
ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ
اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے باغ و۱۵ بے شک فیصلہ کا دن و۱۶ ٹھہرا ہوا
كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّ فُتِحَتِ
وقت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا و۱۷ تو تم چلے آؤ گے و۱۸ فوجوں کی فوجیں اور آسمان کھولا جائے گا کہ
السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّ سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ
دروازے ہو جائے گا و۱۹ اور پہاڑ چلائے جائیں گے کہ ہو جائیں گے جیسے چمکتا ریتا دور سے پانی کا دھوکا دیتا بے شک جہنم

و۷ کہ تم اس میں رہو اور وہ تمہاری قرارگاہ ہو۔

و۸ جن سے زمین ثابت و قائم رہے۔

و۹ مرد و عورت۔

و۱۰ تمہارے جسموں کے لئے تاکہ اس سے کوفت اور تکان دور ہو اور راحت حاصل ہو۔

و۱۱ جو اپنی تاریکی سے ہر چیز کو چھپاتی ہے۔

و۱۲ کہ تم اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اپنی روزی تلاش کرو۔

و۱۳ جن پر زمانہ گذرنے کا اثر نہیں ہوتا اور کہنگی و بوسیدگی ان تک راہ نہیں پاتی، مراد ان چنائیوں سے سات آسمان ہیں۔

و۱۴ یعنی آفتاب جس میں روشنی بھی ہے اور گرمی بھی۔

و۱۵ تو جس نے اتنی چیزیں پیدا کر دیں وہ انسان کو مرنے کے بعد زندہ کرے تو کیا تعجّب نیز ان اشیاء کا پیدا کرنا حکیم کا فعل ہے اور حکیم کا فعل ہرگز عبث اور بے کار نہیں ہوتا اور مرنے کے بعد اٹھنے اور سزا و جزا کے انکار کرنے سے لازم آتا ہے کہ منکر کے نزدیک تمام افعال عبث ہوں اور عبث ہونا باطل تو بعث و جزا کا انکار بھی باطل۔ اس برہانِ قوی سے ثابت ہو گیا کہ مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب و جزا ضرور ہے اس میں شک نہیں۔

و۱۶ ثواب و عذاب کے لئے۔

و۱۷ مراد اس سے نفخۂ اخیرہ ہے۔

و۱۸ اپنی قبروں سے حساب کے لئے موقف کی طرف۔

كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ

تاک میں ہے سرکشوں کا ٹھکانا اس میں قرنوں (مدتوں) رہیں گے ف۲۰ اس میں کسی طرح کی

فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ

ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ جیسے کو تیسا بدلہ ف۲۱ بیشک انھیں

كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ

حساب کا خوف نہ تھا ف۲۲ اور انھوں نے ہماری آیتیں حد بھر جھٹلائیں اور ہم نے ف۲۳ ہر چیز لکھ کر

كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ ع ۲

شمار کر رکھی ہے ف۲۴ اب چکھو کہ ہم تمہیں نہ بڑھائیں گے مگر عذاب بیشک ڈر والوں کو کامیابی کی جگہ ہے ف۲۵

حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا

باغ ہیں ف۲۶ اور انگور اور اٹھتے جوبن والیاں ایک عمر کی اور چھلکتا جام ف۲۷ جس میں نہ کوئی بیہودہ بات

لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

سنیں نہ جھٹلانا ف۲۸ صلہ تمہارے رب کی طرف سے ف۲۹ نہایت کافی عطا وہ جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا

ف۱۹ اور اس میں راہیں بن جائیں گی ان سے ملائکہ اتریں گے۔

ف۲۰ جن کی نہایت نہیں یعنی ہمیشہ رہیں گے۔

ف۲۱ جیسے عمل ویسی جزا، جیسا کفر بدترین جرم ہے ویسا ہی سخت ترین عذاب ان کو ہوگا۔

ف۲۲ کیونکہ وہ مرنے کے بعد اٹھنے کے منکر تھے۔

ف۲۳ لوحِ محفوظ میں۔

ف۲۴ ان کے تمام نیک و بد اعمال ہمارے علم میں ہیں ہم ان پر جزا دیں گے۔ اور آخرت میں وقتِ عذاب ان سے کہا جائے گا۔

ف۲۵ جنّت میں جہاں انہیں عذاب سے نجات ہوگی اور ہر مراد حاصل ہوگی۔

ف۲۶ جن میں قسم قسم کے نفیس پھلوں والے درخت۔

ف۲۷ شرابِ نفیس کا۔

ف۲۸ یعنی جنّت میں نہ کوئی بے ہودہ بات سننے میں آئے گی نہ وہاں کوئی کسی کو جھٹلائے گا۔

ف۲۹ تمہارے اعمال کا۔

وَمَا بَیْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ
اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمٰن کہ اس سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے ؎۳۰ جس دن جبریل کھڑا ہوگا اور سب

صَفًّا ﮎ لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ
فرشتے پرا باندھے (صفیں بنائے) کوئی نہ بول سکے گا ؎۳۱ مگر جسے رحمٰن نے اذن دیا ؎۳۲ اور اس نے ٹھیک بات

الْیَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّاۤ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا
کہی ؎۳۳ وہ سچا دن ہے اب جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ بنالے ؎۳۴ ہم تمہیں ؎۳۵ ایک عذاب سے ڈراتے ہیں کہ

قَرِیْبًا ۚۖ یَّوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ وَ یَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ ع ۲
نزدیک آگیا ؎۳۶ جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ؎۳۷ اور کافر کہے گا ہائے میں کسی طرح خاک ہوجاتا ؎۳۸

؎۳۰ بسبب اس کے خوف کے۔

؎۳۱ اس کے رعب وجلال سے۔

؎۳۲ کلام یا شفاعت کا۔

؎۳۳ دنیا میں اور اسی کے مطابق عمل کیا۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ ٹھیک بات سے کلمۂ طیّبہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد ہے۔

؎۳۴ عملِ صالح کرکے تاکہ عذاب سے محفوظ رہے۔

؎۳۵ اے کافرو۔

؎۳۶ مراد اس سے عذابِ آخرت ہے۔

؎۳۷ یعنی ہر نیکی بدی اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوگی جس کو وہ روزِ قیامت دیکھے گا۔

؎۳۸ تاکہ عذاب سے محفوظ رہتا۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ روزِ قیامت جب جانوروں اور چوپایوں کو اٹھایا جائے گا اور انہیں ایک دوسرے سے بدلہ دلایا جائے گا اگر سینگ والے نے بے سینگ والے کو مارا ہوگا تو اسے بدلہ دلایا جائے گا، اس کے بعد وہ سب خاک کردیئے جائیں گے یہ دیکھ کر کافر تمنّا کرے گا کہ کاش میں بھی خاک کردیا جاتا۔ بعض مفسّرین نے اس کے یہ معنٰی بیان کئے ہیں کہ مومنین پر اللہ تعالیٰ کے انعام دیکھ کر کافر تمنّا کرے گا کہ کاش وہ دنیا میں خاک ہوتا یعنی متواضع ہوتا متکبر و سرکش نہ ہوتا۔ ایک قول مفسّرین کا یہ بھی ہے کہ کافر سے مراد ابلیس ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام پر طعنہ کیا تھا کہ وہ مٹی سے پیدا کئے گئے اور اپنے آگ سے پیدا کئے جانے پر افتخار کیا تھا جب وہ حضرت آدم اور ان کی ایماندار اولاد کے ثواب کو دیکھے گا اور اپنے آپ کو شدّتِ عذاب میں مبتلا پائے گا تو کہے گا کاش میں مٹی ہوتا یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی طرح مٹی سے پیدا کیا ہوا ہوتا۔

ایاتھا ۴۶ | ۷۹ سُوْرَۃُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ ۸۱ | رکوعاتھا ۲

سورۃ النازعات مکی ہے اس میں چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ

قسم ان کی ف۲ کہ سختی سے جان کھینچیں ف۳ اور نرمی سے بند کھولیں ف۴ اور آسانی سے پیریں ف۵ پھر آگے بڑھ کر

سَبْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾

جلد پہونچیں ف۶ پھر کام کی تدبیر کریں ف۷ کہ کافروں پر ضرور عذاب ہوگا جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی ف۸

قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۘ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا

اُس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی ف۹ کتنے دل اس دن دھڑکتے ہوں گے آنکھ اوپر نہ اٹھا سکیں گے ف۱۰ کافر ف۱۱

وقف لازم

ف۱ سورۂ النازعات مکّیہ ہے، اس میں دو ۲ رکوع، چھیالیس ۴۶ آیتیں، ایک سو ستانوے ۱۹۷ کلمے، سات سو ترپّن ۷۵۳ حرف ہیں۔

ف۲ یعنی ان فرشتوں کی۔

ف۳ کافروں کی۔

ف۴ یعنی مومنین کی جانیں نرمی کے ساتھ قبض کریں۔

ف۵ جسم کے اندر یا آسمان و زمین کے درمیان مومنین کی روحیں لے کر۔ (کما روی عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ)

ف۶ اپنی خدمت پر جس کے مامور ہیں۔ (روح البیان)

ف۷ یعنی امورِ دنیویہ کے انتظام جو ان سے متعلق ہیں ان کے سرانجام کریں۔ یہ قَسم اس پر ہے۔

خازن و معالم التنزیل میں ہے: یعنی عبداللہ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کارروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی، عبدالرحمٰن بن سابط نے فرمایا: دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم السلام۔ جبریل تو ہواؤں اور لشکروں پر مؤکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا، لشکروں کو فتح و شکست دینا ان کا تعلق ہے) اور میکائیل باراں و روئیدگی پر مقرر ہیں۔ (کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں) اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں۔ اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں علیہم السلام اجمعین۔

(لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت الآیۃ ۷۹/۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/۳۹۱) ف۷)

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۷۹/۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/۴۱۱)

لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ
کہتے ہیں کیا ہم پھر الٹے پاؤں پلٹیں گے و۱۲ کیا ہم جب گلی ہڈیاں ہو جائیں گے و۱۳ بولے یوں تو یہ پلٹنا
خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ هَلْ اَتٰىكَ
تو نرا نقصان ہے و۱۴ تو وہ و۱۵ نہیں مگر ایک جھڑکی و۱۶ جبھی وہ کھلے میدان میں آ پڑے ہوں گے و۱۷ کیا تمہیں
حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى
موسیٰ کی خبر آئی و۱۸ جب اُسے اس کے رب نے پاک جنگل طویٰ میں و۱۹ ندا فرمائی کہ فرعون کے
فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ
پاس جا اس نے سر اُٹھایا و۲۰ اس سے کہہ کیا تجھے رغبت اس طرف ہے کہ ستھرا ہو و۲۱ اور تجھے تیرے رب کی طرف و۲۲

وقف لازم وقف لازم

و۸ زمین اور پہاڑ اور ہر چیز نفخۂ اولیٰ سے اضطراب میں آجائے گی اور تمام خلق مرجائے گی۔

و۹ یعنی نفخۂ ثانیہ ہوگا، جس سے ہر شے باذنِ الٰہی زندہ کردی جائے گی، ان دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔

و۱۰ اس دن کی ہول اور دہشت سے۔ یہ حال کفّار کا ہوگا۔

و۱۱ جو مرنے کے بعد اٹھنے کے منکِر ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو۔

و۱۲ یعنی موت کے بعد پھر زندگی کی طرف واپس کئے جائیں گے۔

و۱۳ ریزہ ریزہ بکھری ہوئی، پھر بھی زندہ کئے جائیں گے۔

و۱۴ یعنی اگر موت کے بعد زندہ کیا جانا صحیح ہے اور ہم مرنے کے بعد اٹھائے گئے تو اس میں ہمارا بڑا نقصان ہے کیونکہ ہم دنیا میں اس کی تکذیب کرتے رہے، یہ مقولہ ان کا بطریقِ استہزاء تھا، اس پر انہیں بتایا گیا کہ تم مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ دشوار ہے کیونکہ قادرِ برحق پر کچھ بھی دشوار نہیں۔

و۱۵ نفخۂ اخیرہ۔

و۱۶ جس سے سب جمع کر لئے جائیں گے اور جب نفخۂ اخیرہ ہوگا۔

و۱۷ زندہ ہو کر۔

و۱۸ یہ خطاب ہے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب قوم کا تکذیب کرنا آپ کو شاق اور ناگوار گذرا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جنھوں نے اپنی قوم سے بہت تکلیفیں پائی تھیں مراد یہ ہے کہ انبیاء کو یہ باتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ آپ اس پر غمگین نہ ہوں۔

و۱۹ جو مُلکِ شام میں طور کے قریب ہے۔

فَتَخْشٰى ﴿١٩﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿٢١﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿٢٢﴾

راہ بتاؤں کہ تو ڈرے ف۲۳ پھر موسیٰ نے اُسے بہت بڑی نشانی دکھائی ف۲۴ اس پر اس نے جھٹلایا ف۲۵ اور نافرمانی کی پھر پیٹھ

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ

دی ف۲۶ اپنی کوشش میں لگا ف۲۷ تو لوگوں کو جمع کیا ف۲۸ پھر پکارا پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں ف۲۹ تو اللہ نے

ع ۲۶/۲ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٢٦﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ

اُسے دنیا و آخرت دونوں کے عذاب میں پکڑا ف۳۰ بیشک اس میں سیکھ ملتا ہے اُسے جو ڈرے ف۳۱ کیا تمہاری سمجھ کے

خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿٢٨﴾ وَ اَغْطَشَ

مطابق تمہارا بنانا ف۳۲ مشکل یا آسمان کا اللہ نے اسے بنایا اس کی چھت اونچی کی ف۳۳ پھر اسے ٹھیک کیا ف۳۴ اس کی رات

لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿٢٩﴾ وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا

اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی ف۳۵ اور اس کے بعد زمین پھیلائی ف۳۶ اس میں سے ف۳۷ اس کا پانی

ف۲۰ اور وہ کفر و فساد میں حد سے گذر گیا۔

ف۲۱ کفر و شرک اور معصیّت و نافرمانی سے۔

ف۲۲ یعنی اس کی ذات و صفات کی معرفت کی طرف۔

ف۲۳ اس کے عذاب سے۔

ف۲۴ ید بیضا اور عصا۔

ف۲۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو۔

ف۲۶ یعنی ایمان سے اعراض کیا۔

ف۲۷ فساد انگیزی کی۔

ف۲۸ یعنی جادوگروں کو اور اپنے لشکروں کو۔

ف۲۹ یعنی میرے اوپر اور کوئی رب نہیں۔

ف۳۰ دنیا میں غرق کیا اور آخرت میں دوزخ میں داخل فرمائے گا۔

ف۳۱ اللہ عزّ وجلّ سے۔ اس کے بعد منکرینِ بعث کو عتاب فرمایا جاتا ہے۔

ف۳۲ تمہارے مرنے کے بعد۔

ف۳۳ بغیر ستون کے۔

ف۳۴ ایسا کہ اس میں کہیں کوئی خلل نہیں۔

مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَاِذَا

اور چارہ نکالا ف۳۸ اور پہاڑوں کو جمایا ف۳۹ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدہ کو پھر جب

جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ

آئے گی وہ عام مصیبت سب سے بڑی ف۴۰ اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی ف۴۱ اور جہنم ہر دیکھنے والے

الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ

پر ظاہر کی جائے گی ف۴۲ تو وہ جس نے سرکشی کی ف۴۳ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ف۴۴ تو بے شک جہنم ہی اس کا

هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾

ٹھکانا ہے اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا ف۴۵ اور نفس کو خواہش سے روکا ف۴۶

فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ

تو بے شک جنت ہی اُس کا ٹھکانا ہے تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لیے ٹھہری ہوئی ہے ف۴۷ تمہیں اس

اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ

کے بیان سے کیا تعلق ف۴۸ تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے تم تو فقط اُسے ڈرانے والے ہو جو اس سے

ف۳۵ نورِ آفتاب کو ظاہر فرما کر۔

ف۳۶ جو پیدا تو آسمان سے پہلے فرمائی گئی تھی مگر پھیلائی نہ گئی تھی۔

ف۳۷ چشمے جاری فرما کر۔

ف۳۸ جسے جاندار کھاتے ہیں۔

ف۳۹ روئے زمین پر تاکہ اس کو سکون ہو۔

ف۴۰ یعنی نفخۂ ثانیہ ہوگا جس میں مردے اٹھائے جائیں گے۔

ف۴۱ دنیا میں نیک یا بد۔

ف۴۲ اور تمام خَلق اس کو دیکھے۔

ف۴۳ حد سے گذرا اور کفر اختیار کیا۔

ف۴۴ آخرت پر اور شہوات کا تابع ہوا۔

ف۴۵ اور اس نے جانا کہ اسے روزِ قیامت اپنے رب کے حضور حساب کے لئے حاضر ہونا ہے۔

ف۴۶ حرام چیزوں کی۔

ف۴۷ اے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ کے کافر۔

يَّخْشٰهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿۴۶﴾ ع ۲

ڈرے گویا جس دن وہ اسے دیکھیں گے ف۴۹ دنیا میں نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے

ایاتہا ۴۲ ﴿۸۰ سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ ۲۴﴾ رکوعہا ۱

سورۃ عبس مکی ہے اس میں بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ﴿۳﴾ اَوْ

تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا ف۲ اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا ف۳ اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ ستھرا ہو ف۴

ف۴۸ اور اس کا وقت بتانے سے کیا غرض۔

ف۴۹ یعنی کافر قیامت کو جس کا انکار کرتے ہیں تو اس کے ہول و دہشت سے اپنی زندگانی کی مدت بھول جائیں گے اور خیال کریں گے کہ۔

ف۱ سورۂ عبس مکیہ ہے، اس میں ایک ۱ رکوع، بیالیس ۴۲ آیتیں، ایک سوتیس ۱۳۰ کلمے، پانچ سوتینتیس ۵۳۳ حرف ہیں۔

ف۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے۔

ف۳ یعنی عبداللہ بن اُمِّ مکتوم۔

شانِ نزول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عتبہ بن ربیعہ ابوجہل بن ہشام اور عباس بن عبدالمطلب اور اُبَی بن خلف اور اُمیہ بن خلف اشرافِ قریش کو اسلام کی دعوت فرما رہے تھے۔ اس درمیان میں عبداللہ ابنِ اُمِّ مکتوم نابینا حاضر ہوئے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بار بار ندا کرکے عرض کیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے مجھے تعلیم فرمائیے، ابنِ اُمِّ مکتوم نے یہ نہ سمجھا کہ حضور دوسروں سے گفتگو فرما رہے ہیں اس سے قطعِ کلام ہوگا یہ بات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گراں گذری اور آثارِ ناگواری چہرۂ اقدس پر نمایاں ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی دولت سرائے اقدس کی طرف واپس ہوئے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور نابینا فرمانے میں عبداللہ بن اُمِّ مکتوم کی معذوری کی طرف اشارہ ہے کہ قطعِ کلام ان سے اس وجہ سے واقع ہوا، اس آیت کے نزول کے بعد سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عبداللہ بن اُمِّ مکتوم کا اکرام فرماتے تھے۔

ف۴ گناہوں سے آپ کا ارشاد سن کر۔

يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿۶﴾ وَ مَا

یا نصیحت لے تو اسے نصیحت فائدہ دے وہ جو بے پرواہ بنتا ہے و۵ تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو و۶ اور تمہارا

عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ﴿۸﴾ وَ هُوَ يَخْشٰى ﴿۹﴾ فَاَنْتَ

کچھ زیاں نہیں اس میں کہ وہ ستھرا نہ ہو و۷ اور وہ جو تمہارے حضور ملکتا (ناز سے دوڑتا ہوا) آیا و۸ اور وہ ڈر رہا ہے و۹ تو

عَنْهُ تَلَهّٰى ﴿۱۰﴾ كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ فِیْ صُحُفٍ وقف لازم

اُسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو یوں نہیں و۱۰ یہ تو سمجھانا ہے و۱۱ تو جو چاہے اُسے یاد کرے و۱۲

مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِیْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾ قُتِلَ

ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں و۱۳ بلندی والے و۱۴ پاکی والے و۱۵ ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے

الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ

نکوئی والے و۱۶ آدمی مارا جائیو کیا ناشکر ہے و۱۷ اُسے کا ہے سے بنایا پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا

فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ

پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا و۱۸ پھر اسے راستہ آسان کیا و۱۹ پھر اُسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا و۲۰ پھر

و۵ اللہ تعالیٰ سے اور ایمان لانے سے بسبب اپنے مال کے۔

و۶ اور اس کے ایمان لانے کی طمع میں اس کے درپے ہوتے ہو۔

و۷ ایمان لا کر اور ہدایت پا کر کیونکہ آپ کے ذمّہ دعوت دینا اور پیامِ الٰہی پہنچا دینا ہے۔

و۸ یعنی ابنِ اُمِّ مکتوم۔

و۹ اللہ عزّ وجلّ سے۔

و۱۰ ایسا نہ کیجئے۔

و۱۱ یعنی آیاتِ قرآن مخلوق کے لئے نصیحت ہیں۔

و۱۲ اور اس سے پند پذیر ہو۔

و۱۳ اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

و۱۴ رفیعُ القدر۔

و۱۵ کہ انہیں پاکوں کے سوا کوئی نہ چھوئے۔

و۱۶ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار، اور وہ فرشتے ہیں جو اس کو لوحِ محفوظ سے نقل کرتے ہیں۔

و۱۷ کہ اللہ تعالیٰ کی کثیر نعمتوں اور بے نہایت احسانوں کے باوجود کفر کرتا ہے۔

اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ﴿۲۴﴾

جب چاہا اسے باہر نکالا ۲۱ کوئی نہیں اس نے اب تک پورا نہ کیا جو اُسے حکم ہوا تھا ۲۲ تو آدمی کو چاہئے اپنے کھانوں کو

اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّ

دیکھے ۲۳ کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا ۲۴ پھر زمین کو خوب چیرا تو اس میں اُگایا اناج اور

۱۸ کبھی نطفہ کی شکل میں، کبھی علقہ کی صورت میں، کبھی مضغہ کی شان میں، تکمیلِ آفرینش تک۔

۱۹ ماں کے پیٹ سے برآمد ہونے کا۔

۲۰ کہ بعدِ موت بے عزّت نہ ہو۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں: از اولیاء مدفونین انتفاع واستفادہ جاری ست۔ اہل قبور اولیاء سے فائدہ اور استعفادہ جاری ہے یعنی ہر دور میں لوگوں کا معمول ہے۔ (ت)

(تفسیر عزیزی پارہ عم استفادہ از اولیاء مدفونین سورۃ عبس ف ۲۰ مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی ص ۱۴۳)

۲۱ یعنی بعدِ موت حساب وجزا کے لئے پھر اس کے واسطے زندگانی مقرّر کی۔

۲۲ اس کے رب کا یعنی کافر ایمان لاکر حکمِ الٰہی کو بجانہ لایا۔

۲۳ جنہیں کھاتا ہے اور جو اسکی حیات کا سبب ہیں کہ انمیں اس کے رب کی قدرت ظاہر ہے کس طرح جزوِ بدن ہوتے ہیں اور کس نظامِ عجیب سے کام میں آتے ہیں اور کس طرح رب عزَّ وجلَّ عطا فرماتا ہے ان حکمتوں کا بیان فرمایا جاتا ہے۔

لہٰذا جو شخص اس میں اور اس جیسی ان دیگر مثالوں میں غور کرے جن کی طرف یہ آیات اشارہ کرتی ہیں تو وہ جان لے گا کہ وہ ہر ذلیل وحقیر چیز سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل ہے، اور عاجزی وانکساری اسی کے لائق ہے، نیز اسے چاہے کہ وہ اپنے رب عزوجل کی معرفت حاصل کرے تا کہ وہ یہ جان سکے کہ عظمت اور کبریائی فقط اللہ عزوجل ہی کو زیبا ہے، جبکہ میرے نفس کو ایک لمحے کے لئے بھی خوش ہونا مناسب نہیں، آدمی کا اپنی تخلیق کے ابتدائی اور وسطی مراحل کی حقیقت جان لینے کے بعد یہ غرور وتکبر کیسا؟ اور اگر اس کا انجام بھی اس پر ظاہر ہو جائے تو وہ یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش! وہ کوئی جانور ہوتا اگر چہ اسے کتا ہی بنا دیا جاتا خصوصاً جبکہ اللہ عزوجل کے علم میں وہ جہنمی ہو، اور اگر دنیا والے جہنمیوں میں سے کسی کی صورت دیکھ لیں تو اس کی بدصورتی دیکھ کر چکرا کر گر پڑیں بلکہ اس کی بدبو سے مر ہی جائیں، تو جس کا انجام ایسا ہو۔ وہ کیسے تکبر اور بڑائی میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ اور کون سا بندہ ایسا ہے جس نے کوئی ایسا گناہ ہی نہ کیا ہو کہ جس کی وجہ سے وہ اللہ عزوجل کے عقاب کا سزاوار ہو سکے، ہاں اگر اللہ عزوجل چاہے گا تو اپنے فضل سے اسے معاف فرما دے گا۔

(اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ ص ۲۴۸)

۲۴ بادل سے۔

عِنَبًا وَّ قَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾

انگور اور چارہ اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغیچے اور میوے اور دوب (گھاس) تمہارے

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ

فائدے کو اورتمہارے چوپایوں کے پھر جب آئے گی وہ کان پھاڑنے والی چنگھاڑ ۲۵ اس دن آدمی بھاگے گا

اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ

اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جورو اور بیٹوں سے ۲۶ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ

شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَ وُجُوْهٌ

وہی اسے بس ہے ۲۷ کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے ۲۸ ہنستے خوشیاں مناتے ۲۹ اور کتنے مونھوں پر

يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ ع ۱/۴۲ ۵

اس دن گرد پڑی ہو گی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہے ۳۰ یہ وہی ہیں کافر بدکار

رکوعھا ۱ ۸۱ سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ ۷ اٰیاتھا ۲۹

سورۂ تکویر مکی ہے اس میں انتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

۲۵ یعنی قیامت کے نفخۂ ثانیہ کی ہولناک آواز جو مخلوق کو بہرا کر دے گی۔

۲۶ ان میں سے کسی کی طرف ملتفت نہ ہوگا، اپنی ہی پڑی ہوگی۔

۲۷ قیامت کا حال اور اس کے اہوال بیان فرمانے کے بعد مکلّفین کا ذکر فرمایا جاتا ہے کہ وہ دو قسم ہیں سعید اور شقی، جو سعید ہیں ان کا حال ارشاد ہوتا ہے۔

۲۸ نورِ ایمان سے یا شب کی عبادتوں سے یا وضو کے آثار سے۔

۲۹ اللہ تعالیٰ کے نعمت و کرم اور اس کی رضا پر۔ اس کے بعد اشقیا کا حال بیان فرمایا جاتا ہے۔

۳۰ ذلیل حال، وحشت زدہ صورت۔

۱ سورۂ کوّرت مکّیہ ہے، اس میں ایک ارکوع، انتیس ۲۹ آیتیں، ایک سو چار ۱۰۴ کلمے، پانچ سو تیس ۵۳۰ حرف ہیں۔ حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جسے پسند ہو کہ روزِ قیامت کو ایسا دیکھے گویا کہ وہ نظر کے سامنے ہے تو چاہئے کہ سورۂ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ اور سورۂ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ اور

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۝۱ وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۝۲ وَ اِذَا الۡجِبَالُ

جب دھوپ لپیٹی جائے ف۲ اور جب تارے جھڑ پڑیں ف۳ اور جب پہاڑ چلائے جائیں ف۴

سُيِّرَتۡ ۝۳ وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۝۴ وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۝۵ وَ اِذَا

اور جب تھلکی (گابھن) اونٹنیاں ف۵ چھوٹی پھریں ف۶ اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں ف۷ اور جب

الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۝۶ وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۝۷ وَ اِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ۝۸

سمندر سلگائے جائیں ف۸ اور جب جانوں کے جوڑ بنیں ف۹ اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے ف۱۰

بِاَيِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۝۹ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ ۝۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتۡ ۝۱۱ وَ

کس خطا پر ماری گئی ف۱۱ اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں ف۱۱ب اور جب آسمان جگہ سے کھینچ لیا جائے ف۱۲ اور

سورۂ اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ پڑھے۔(ترمذی)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ترجمہ: مجھے سورہ ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں یعنی سورہ واقعہ اذا الشّمس کورت اور عم یتساءلون نے بوڑھا کر دیا۔

(جامع ترمذی ص ۱۷۵ ابواب الشمائل)

ف۲ یعنی آفتاب کا نور زائل ہوجائے۔

ف۳ بارش کی طرح آسمان سے زمین پر گر پڑیں اور کوئی تارا اپنی جگہ باقی نہ رہے۔

ف۴ اور غبار کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں۔

ف۵ جن کے حمل کو دس مہینے گذر چکے ہوں اور بیاہنے کا وقت قریب آ گیا ہو۔

ف۶ نہ ان کا کوئی چرانے والا ہو، نہ نگران اس روز کی دہشت کا یہ عالَم ہو اور لوگ اپنے حال میں ایسے مبتلا ہوں کہ ان کی پرواہ کرنے والا کوئی نہ ہو۔

ف۷ روزِ قیامت بعث کہ ایک دوسرے سے بدلہ لیں پھر خاک کر دیئے جائیں۔

ف۸ پھر وہ خاک ہوجائیں۔

ف۹ اس طرح کہ نیک نیکوں کے ساتھ ہوں اور بد بدوں کے ساتھ، یا یہ معنٰی کہ جانیں اپنے جسموں سے ملادی جائیں، یا یہ کہ اپنے عملوں سے ملادی جائیں، یا یہ کہ ایمانداروں کی جانیں حوروں کے اور کافروں کی جانیں شیاطین کے ساتھ ملادی جائیں۔

ف۱۰ یعنی اس لڑکی سے جو زندہ دفن کی گئی ہو، جیسا کہ عرب کا دستور تھا کہ زمانۂ جاہلیّت میں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔

وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾

جب جہنم کو بھڑکایا جائے و۱۲ اور جب جنت پاس لائی جائے و۱۳ ہر جان کو معلوم ہو جائے گا جو حاضر لائی و۱۵

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَ الَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَ الصُّبْحِ اِذَا

تو قسم ہے ان و۱۶ کی جو الٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں و۱۷ اور رات کی جب پیٹھ دے و۱۸ اور صبح کی جب دم

تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ

لے و۱۹ بے شک یہ و۲۰ عزت والے رسول و۲۱ کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم

مَكِیْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ﴿۲۱﴾ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ

مانا جاتا ہے و۲۲ امانت دار ہے و۲۳ اور تمہارے صاحب و۲۴ مجنون نہیں و۲۵ اور بے شک انھوں نے اسے و۲۶

و۱۱ یہ سوال قاتل کی توبیخ کے لئے ہے تاکہ وہ لڑکی جواب دے کہ میں بے گناہ ماری گئی۔

و۱۱ ب جب نامہ اعمال کھولے جائیں گے۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں، اے ابن آدم! تو اپنے نامہ اعمال کو بھر رہا ہے پھر اسے لپیٹ دیا جائے گا اور قیامت کے دن تیرے سامنے کھول دیا جائے گا، لہٰذا غور کر کہ تو اپنے اعمال نامے میں کیا درج کروا رہا ہے۔
(التفسیر الکبیر، الجزء الرابع، ص ۶۱۴)

و۱۲ جیسے ذبح کی ہوئی بکری کے جسم سے کھال کھینچ لی جاتی ہے۔

و۱۳ دشمنانِ خدا کے لئے۔

و۱۴ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے۔

و۱۵ نیکی یا بدی۔

و۱۶ ستاروں۔

و۱۷ یہ پانچ ستارے ہیں جنہیں خمسۂ متحیّرہ کہتے ہیں (۱) زحل (۲) مشتری (۳) مریخ (۴) زہرہ (۵) عطارد۔
(کذا روی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

و۱۸ اور اس کی تاریکی ہلکی پڑے۔

و۱۹ اور اس کی روشنی خوب پھیلے۔

و۲۰ قرآن شریف۔

و۲۱ حضرت جبریل علیہ السلام۔

و۲۲ یعنی آسمانوں میں فرشتے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ

روشن کنارہ پر دیکھا ۲۳ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ۲۷ ب اور قرآن مردود شیطان کا پڑھا ہوا نہیں

رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ

پھر کدھر جاتے ہو ۲۸ وہ تو نصیحت ہی ہے سارے جہاں کے لیے اس کے لیے جو تم میں

ع ۲۹ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

سیدھا ہونا چاہے ۲۹ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ سارے جہان کا رب

آیاتها ۱۹ | ۸۲ سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ ۸۲ | رکوعها ۱

سورۃ انفطار مکی ہے اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ پڑے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہا دیے جائیں ۲

۲۳ وحیِ الٰہی کا۔

۲۴ حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۲۵ جیسا کہ کفّارِ مکّہ کہتے ہیں۔

۲۶ یعنی جبریلِ امین کو ان کی اصلی صورت میں۔

۲۷ یعنی آفتاب کے جائے طلوع پر۔

۲۷ ب اس آیتِ کریمہ کے تحت تفسیرِ خازن میں ہے: مراد یہ ہے کہ مدینے کے تاجدار صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کے پاس علمِ غیب آتا ہے تو تم پر اس میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بتاتے ہیں۔ (تفسیر خازن ج 4 ص 3)

تفسیرِ معالم و تفسیرِ خازن میں ہے یعنی حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو علمِ غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں۔

(تفسیر خازن، سورۃ التکویر تحت الآیۃ ۲۴، ج ۴، ص ۳۵۷)

اس آیت و تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ عزَّ وَجلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم لوگوں کو علمِ غیب بتاتی ہیں اور ظاہر ہے بتائے گا وُہی جو خود بھی جانتا ہو۔

۲۸ اور کیوں قرآن سے اعراض کرتے ہو۔

۲۹ یعنی جس کو حق کا اتباع اور اس پر قیام منظور ہو۔

فُجِّرَتْ ۙ﴿۳﴾ وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ؕ﴿۵﴾

اور جب قبریں کریدی جائیں ف۳ ہر جان جان لے گی جو اس نے آگے بھیجا ف۴ اور جو پیچھے ف۵

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ۙ﴿۶﴾ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ

اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے ف۶ جس نے تجھے پیدا کیا ف۷ پھر ٹھیک بنایا ف۸

فَعَدَلَكَ ۙ﴿۷﴾ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ؕ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ ۙ﴿۹﴾

پھر ہموار فرمایا ف۹ جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا ف۱۰ کوئی نہیں ف۱۱ بلکہ تم انصاف ہونے کو جھٹلاتے ہو ف۱۲

وَ اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۙ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ۙ﴿۱۱﴾ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ

اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں ف۱۳ معزز لکھنے والے ف۱۴ جانتے ہیں جو کچھ تم کرو ف۱۵ بے شک نکوکار ف۱۶ ضرور چین

ف۱ سورۂ انفطار مکّیہ ہے، اس میں ایک ۱ رکوع، انیس ۱۹ آیتیں، اسّی ۸۰ کلمے، تین سو ستائیس ۳۲۷ حرف ہیں۔

ف۲ اور شیریں وشور سب مل کر ایک ہو جائیں۔

ف۳ اور ان کے مردے زندہ کر کے نکالے جائیں۔

ف۴ عملِ نیک یا بد۔

ف۵ چھوڑی، نیکی یا بدی اور ایک قول یہ ہے کہ جو آگے بھیجا اس سے صدقات مراد ہیں اور جو پیچھے چھوڑا اس سے میراث۔

ف۶ کہ تو نے باوجود اس کے نعمت وکرم کے اس کا حق نہ پہچانا اور اس کی نافرمانی کی۔

ف۷ اور نیست سے ہست کیا۔

ف۸ سالمُ الاعضاء سنتا، دیکھتا۔

ف۹ اعضاء میں مناسبت رکھی۔

ف۱۰ لمبا یا ٹھنگنا، خوب رو یا کم رو، گورا یا کالا، مرد یا عورت۔

ف۱۱ تمہیں اپنے رب کے کرم پر مغرور نہ ہونا چاہئے۔

ف۱۲ اور روزِ جزا کے منکر ہو۔

ف۱۳ تمہارے اعمال واقوال کے اور وہ فرشتے ہیں۔

ف۱۴ تمہارے عملوں کے۔

ف۱۵ نیکی یا بدی ان سے تمہارا کوئی عمل چھپا نہیں۔

حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہوا کہ مدینے کے سلطان، سردارِ دوجہان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان،

الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ﴿۱۴﴾ یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۱۵﴾

میں ہیں وےا اور بیشک بدکار و۱۸ ضرور دوزخ میں ہیں انصاف کے دن اس میں جائیں گے

وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآىٕبِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا

اور اس سے کہیں چھپ نہ سکیں گے اور تو کیا جانیں کیسا انصاف کا دن پھر تو کیا جانے کیسا انصاف کا دن جس دن کوئی

یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۱۸﴾ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْــٴًـاؕ وَ الْاَمْرُ یَوْمَىٕذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ ع ۱۹

جان کسی جان کا کچھ اختیار نہ رکھے گی و۱۹ اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہے

ایاتها ۳۶ | ۸۳ سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِیْنَ مَكِّیَّةٌ ۸۶ | رکوعها ۱

سورۂ مطففین مکی ہے اس میں چھتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

محبوبِ رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے اور اُس پر عمل نہ کرے تو اس کو مت لکھو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اُس کا ایک گناہ لکھ لو۔ اور اگر وہ نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو دس نیکیاں لکھ لو۔ ایک اور روایت کے مطابق اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب، طبیبوں کے طبیب، عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ملائکہ عرض کرتے ہیں: پروردگار! تیرا بندہ گناہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ حالانکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو اس بات پر خوب بصیرت ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے: اس کا انتظار کرو، اگر یہ اس گناہ کو کرے تو اس کا گناہ لکھو اور اگر اس کو ترک کر دے تو اس کی ایک نیکی لکھ لو، کیونکہ اس نے میری وجہ سے اِس گناہ کو ترک کیا ہے۔

(صحیح مُسلم ص 79 حدیث 203، 205)

و۱۶ یعنی مومنین صادق الایمان۔

و۱۷ جنّت میں۔

حضرتِ سیِّدُنا خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں (پ ۳۰، المطففین ۲۲) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اَلَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ یعنی نیک بندے وہ ہیں جو چیونٹیوں کو بھی اَذیّت نہ دیں۔

(تفسیر حسن بصری ج ۵ ص ۲۶۴ باب المدینہ کراچی)

و۱۸ کافر۔

و۱۹ یعنی کوئی کافر کسی کافر کو نفع نہ پہنچا سکے گا۔ (خازن)

و۱ سورۂ مطفّفین ایک قول میں مکّیہ ہے اور ایک میں مدنیّہ، اور ایک قول یہ ہے کہ زمانۂ ہجرت میں مکۃ مکرّمہ و

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ۖ وَ اِذَا

کم تولنے والوں کی خرابی ہے وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں پورا لیں اور جب انھیں

كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ؕ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۴﴾

ماپ تول کر دیں کم کر دیں وا ب کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انھیں اٹھنا ہے

لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ﴿۶﴾ كَلَّاۤ اِنَّ

ایک عظمت والے دن کے لیے و۲ جس دن سب لوگ و۳ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے بے شک کافروں کی

كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ؕ﴿۷﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ؕ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ؕ﴿۹﴾

لکھت و۴ سب سے نیچی جگہ سجین میں ہے و۵ اور تو کیا جانے سجین کیسی ہے و۶ وہ لکھت ایک مہر کیا

مدینہ طیبہ کے درمیان نازل ہوئی ۔ اس سورت میں ایک ۱ رکوع ، چھتیس ۳۶ آیتیں ، ایک سو انہتر ۱۶۹ کلمے اور ساتھ سوتیس ۷۳۰ حرف ہیں ۔

شانِ نزول : رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیّبہ تشریف فرما ہوئے تو یہاں کے لوگ پیمانہ میں خیانت کرتے تھے ، بالخصوص ایک شخص ابوجہینہ ایسا تھا کہ وہ دو پیمانے رکھتا تھا لینے کا اور دینے کا ، اور ان لوگوں کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور انہیں پیمانے میں عدل کرنے کا حکم دیا گیا ۔

وا ب شانِ نزول ؛ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے : جب خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ شریف تشریف لائے تو وہ لوگ ماپ تول کے اعتبار سے سب لوگوں سے برے تھے ، تو اللہ عزوجل نے یہ سورت نازل فرمائی ، پس اس کے بعد انہوں نے پیمانے اچھے کر لئے ۔

(سنن ابن ماجہ ، ابواب التجارات ، باب التوقی فی الکیل والوزن ، الحدیث : ۲۲۲۳ ص ۲۶۱۰)

میرے اسلامی بھائی ! مسلمانوں کے کسی حق کو دبا لینے پر خوش مت ہونا کیونکہ خیانت کی موجودگی میں برکت باقی نہیں رہتی اور تھوڑا سا حرام بہت سارے حلال کو برباد کر دیتا ہے ۔ اور اے بھائی ! اگر تم ایک درہم کی خیانت کرو گے تو شیطان ملعون تمہارے ساتھ ستر درہموں میں خیانت کریگا ۔

و۲ یعنی روزِ قیامت ۔ اس روز ذرّہ ذرّہ کا حساب کیا جائے گا ۔

و۳ اپنی قبروں سے اٹھ کر ۔

و۴ یعنی ان کے اعمال نامے ۔

و۵ سجّین ساتویں زمین کے اسفل میں ایک مقام ہے جو ابلیس اور اس کے لشکروں کا محل ہے ۔

و۶ یعنی وہ نہایت ہی ہول و ہیبت کا مقام ہے ۔

وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيۡنَ يُكَذِّبُوۡنَ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴿۱۱﴾ وَ مَا
نوشتہ ہے وے اس دن وہ جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں و۹ اور اُسے
يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِيۡمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيۡرُ
نہ جھٹلائے گا مگر ہر سرکش ونا گنہگار جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہے واا
الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۱۳﴾ كَلَّا بَلۡ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّاۤ اِنَّهُمۡ
اگلوں کی کہانیاں ہیں کوئی نہیں و۱۲ بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے و۱۳ ہاں ہاں بے شک وہ

وے جو نہ مٹ سکتا ہے، نہ بدل سکتا ہے۔

و۸ جب کہ وہ نوشتہ نکالا جائے گا۔

و۹ اور روزِ جزا یعنی قیامت کے منکر ہیں۔

و۱۰ حد سے گذرنے والا۔

و۱۱ ان کی نسبت کہ یہ۔

و۱۲ اس کا کہنا غلط ہے۔

و۱۳ ان معاصی اور گناہوں نے جو وہ کرتے ہیں یعنی اپنے اعمالِ بد کی شامت سے ان کے دل زنگ خوردہ اور سیاہ ہوگئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اس کے دل میں ایک نقطۂ سیاہ پیدا ہوتا ہے، جب اس گناہ سے باز آتا ہے اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو دل صاف ہوجاتا ہے اور اگر پھر گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھتا ہے یہاں تک کہ تمام قلب سیاہ ہوجاتا ہے اور یہی رَین یعنی وہ زنگ ہے جس کا آیت میں ذکر ہوا۔ (ترمذی)

(جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ ویل للمطففین، رقم ۳۳۴۵، ج ۵ ص ۲۲۰)

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب ذکر الذنوب، الحدیث: ۴۲۴۴، ص ۲۷۳۴)

جبکہ حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ گناہ پر قائم رہتے ہوئے توبہ کرنے والا اپنے رب عزوجل سے مذاق کرنے والا ہے۔

(الترغیب والترہیب، الترغیب فی التوبۃ...الخ، رقم ۱۹، ج ۴ ص ۴۸)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیس الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، بیشک تانبے کی طرح دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے اور اس کی جلاء (یعنی صفائی) استغفار کرنا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب التوبہ، باب ماجاء فی الاستغفار، رقم ۱۷۵۷۵، ج ۱۰، ص ۳۴۶)

عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ يُقَالُ

اس دن وسما اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں وھا پھر بیشک انھیں جہنم میں داخل ہونا پھر کہا جائے گا یہ ہے

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ

وہ ولا جسے تم جھٹلاتے تھے وکا ہاں ہاں بیشک نیکوں کی لکھت و۱۸ سب سے اونچا محل علّیین میں ہے و۱۹ اور

مَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ

تو کیا جانے علّیین کیسی ہے و۲۰ وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ ہے و۲۱ کہ مقرب و۲۲ جس کی زیارت کرتے ہیں بے شک

و۱۴ یعنی روزِ قیامت۔

و۱۵ جیسا کہ دنیا میں اس کی توحید سے محروم رہے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ مومنین کو آخرت میں دیدارِ الٰہی کی نعمت میسّر آئے گی کیونکہ محرومی دیدار سے کفّار کی وعید میں ذکر کی گئی اور جو چیز کفّار کے لئے وعید وتہدید ہو وہ مسلمان کے حق میں ثابت ہونہیں سکتی تو لازم آیا کہ مومنین کے حق میں یہ محرومی ثابت نہ ہو، حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب اس نے اپنے دشمنوں کو اپنے دیدار سے محروم کیا تو دوستوں کو اپنی تجلّی سے نوازے گا اور اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا۔

و۱۶ عذاب۔

و۱۷ دنیا میں۔

و۱۸ یعنی مومنینِ صادقین کے اعمال نامے۔

و۱۹ علّیین ساتویں آسمان میں زیرِ عرش ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں:

مقام علیین ساتویں آسمانوں کے اوپر ہے، اس کا نچلا حصہ سدرۃ المنتہٰی اور اوپر والا عرش مجید کے دائیں پائے سے ملا ہوا ہے، نیک لوگوں کی روحیں قبض ہونے کے بعد وہاں پہنچتی ہیں، مقربین یعنی انبیاء واولیاء تو وہیں برقرار رہتے ہیں جبکہ عام صالحین کو ان کے مراتب کے مطابق آسمانِ دنیا یا آسمان وزمین کے درمیان یا چاہ زمزم میں ٹھہراتے ہیں ان روحوں کا تعلق قبروں کے ساتھ بھی قائم رہتا ہے، چنانچہ وہ زیارت کے لیے قبر پر آنے والے عزیز واقارب اور دوستوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان سے انس حاصل کرتے ہیں کیونکہ مکانیقرب وبعد روح کے لیے اس دریافت وعلم سے مانع نہیں ہوتا۔ اس کی مثال انسانی وجود میں روحِ بصری ہے جو ساتویں آسمان کے ستاروں کو چاہ کے اندر دیکھ سکتی ہے۔ (ت)

(فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم سورۂ مطففین مقام ارواح انبیاء وصلحا مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی ص ۱۹۳)

و۲۰ یعنی اس کی شان عجیب عظمت والی ہے۔

و۲۱ علّیین میں، اس میں ان کے اعمال لکھے ہیں۔

الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ

نکو کار ضرور چین میں ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں ۲۳ تو اُن کے چہروں میں چین کی

نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ

تازگی پہچانے ۲۴ ستھری شراب پلائے جائیں گے جو مُہر کی ہوئی رکھی ہے ۲۵ اس کی مہر مشک پر ہے اور اسی پر چاہیے

فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا

کہ للچائیں للچانے والے ۲۶ اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے ۲۷ وہ چشمہ جس سے

الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَ

مقربان بارگاہ پیتے ہیں ۲۸ بیشک مجرم لوگ ۲۹ ایمان والوں سے ۳۰ ہنسا کرتے تھے اور

إِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾

جب وہ ۳۱ ان پر گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے اشارے کرتے ۳۲ اور جب ۳۳ اپنے گھر پلٹتے

۲۲ فرشتے۔

۲۳ اللہ تعالیٰ کے اکرام اور اس کی نعمتوں کو جو اس نے انہیں عطا فرمائیں اور اپنے دشمنوں کو جو طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

۲۴ کہ وہ خوشی سے چمکتے دمکتے ہوں گے اور سرورِ قلب کے آثار ان چہروں پر نمایاں ہوں گے۔

۲۵ کہ ابرار ہی اس کی مُہر توڑیں گے۔

۲۶ طاعات کی طرف سبقت کرکے اور برائیوں سے باز رہ کر۔

۲۷ جو جنّت کی شرابوں میں اعلیٰ ہے۔

۲۸ یعنی مقرّبین خالص شرابِ تسنیم پیتے ہیں اور باقی جنّتیوں کی شرابوں میں شرابِ تسنیم ملائی جاتی ہے۔

۲۹ مثل ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ رؤساء کفّار کے۔

۳۰ مثل حضرت عمّار و خبّاب و صہیب و بلال وغیرہ فقراء مومنین کے۔

۳۱ مومنین۔

۳۲ بطریقِ طعن وعیب کے۔

شانِ نزول: منقول ہے کہ حضرت علیِ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت میں تشریف لے جارہے تھے، منافقین نے انہیں دیکھ کر آنکھوں سے اشارے کئے اور مسخرگی سے ہنسے اور آپس میں ان حضرات کے حق میں بے ہودہ کلمات کہے تو اس سے پہلے کہ علیِ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچیں

وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ

خوشیاں کرتے پلٹتے ۳۳ اور جب مسلمانوں کو دیکھتے کہتے بے شک یہ لوگ بہکے ہوئے ہیں ۳۵ اور یہ ۳۶ کچھ ان پر نگہبان

حٰفِظِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى

بنا کر نہ بھیجے گئے ۳۷ تو آج ۳۸ ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں ۳۹

الْاَرَآىٕكِۙ یَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع ۸

تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں ۴۰ کیوں کچھ بدلہ ملا کافروں کو اپنے کئے کا ۴۱

ایاتھا ۲۵ ۸۴ سُوْرَۃُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّیَّۃٌ ۸۳ رکوعھا ۱

سورۃ انشقاق مکیہ ہے اس میں پچیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

۳۳ کفّار۔

۳۴ یعنی مسلمانوں کو بُرا کہہ کر آپس میں ان کی ہنسی بناتے اور خوش ہوتے ہوئے۔

۳۵ کہ سیّدِ عالَم محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے اور دنیا کی لذّتوں کو آخرت کی امیدوں پر چھوڑ دیا، اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

۳۶ کفّار۔

۳۷ کہ ان کے احوال و اعمال پر گرفت کریں بلکہ انہیں اپنی اصلاح کا حکم دیا گیا ہے وہ اپنا حال درست کریں، دوسروں کو بے وقوف بتانے اور انکی ہنسی اڑانے سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

۳۸ یعنی روزِ قیامت۔

۳۹ جیسا کافر دنیا میں مسلمانوں کی غربت و محنت پر ہنستے تھے، یہاں معاملہ برعکس ہے مومن دائمی عیش و راحت میں ہیں اور کافر ذلّت وخواری کے دائمی عذاب میں، جہنّم کا دروازہ کھولا جاتا ہے، کافر اس سے نکلنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑتے ہیں، جب دروازہ کے قریب پہنچتے ہیں دروازہ بند ہوجاتا ہے، بار بار ایسا ہی ہوتا ہے، کافروں کی یہ حالت دیکھ کر مسلمان ان سے ہنسی کرتے ہیں اور مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ جنّت میں جواہرات کے۔

۴۰ کفّار کی ذلّت و رسوائی اور شدّتِ عذاب کو اور اس پر ہنستے ہیں۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْاَرْضُ

جب آسمان شق ہو ۱ اور اپنے رب کا حکم سنے ۳ اور اُسے سزا وار ہی یہ ہے اور جب زمین

مُدَّتْ ﴿۳﴾ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ﴿۴﴾ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا

دراز کی جائے ۴ اور جو کچھ اس میں ہے ۵ ڈال دے اور خالی ہو جائے اور اپنے رب کا حکم سنے ۶ اور اسے

الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ

سزاوار ہی یہ ہے ۷ اے آدمی بے شک تجھے اپنے رب کی طرف ۸ ضرور دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا ۹ تو وہ جو اپنا

بِيَمِيْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾ وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ

نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے ۱۰ اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا ۱۱ اور اپنے گھر والوں کی طرف ۱۲

ف ۱۴ یعنی ان اعمال کا جو انہوں نے دنیا میں کئے تھے۔

ف ۱ سورۂ انشقت جس کو سورۂ انشقاق بھی کہتے ہیں مکّیہ ہے، اس میں ایک ۱ رکوع، پچیّس ۲۵ آیتیں، ایک سو سات ۱۰۷ کلمات، چار سوتیس ۴۳۰ حرف ہیں۔

ف ۲ قیامت قائم ہونے کے وقت۔

ف ۳ اپنے شق ہونے کے متعلق اور اس کی اطاعت کرے۔

ف ۴ اور اس پر کوئی عمارت اور پہاڑ باقی نہ رہے۔

ف ۵ یعنی اس کے بطن میں خزانے اور مردے سب کو باہر۔

ف ۶ اپنے اندر کی چیزیں باہر پھینک دینے کے متعلق اور اس کی اطاعت کرے۔

ف ۷ اس وقت انسان اپنے عمل کے نتائج دیکھے گا۔

ف ۸ یعنی اس کے حضور حاضری کے لئے، مراد اس سے موت ہے۔ (مدارک)

ف ۹ اور اپنے عمل کی جزا پانا۔

ف ۱۰ اور وہ مومن ہے۔

ف ۱۱ سہل حساب یہ ہے کہ اس پر اس کے اعمال پیش کئے جائیں، وہ اپنی طاعت و معصیّت کو پہچانے پھر طاعت پر ثواب دیا جائے اور معصیّت سے تجاوز فرمایا جائے، یہ سہل حساب ہے، نہ اس میں شدّتِ مناقشہ، نہ یہ کہا جائے کہ ایسا کیوں کیا، نہ عذر کی طلب ہو، نہ اس پر حجّت قائم کی جائے کیونکہ جس سے مطالبہ کیا گیا اسے کوئی عذر ہاتھ نہ آئے گا اور وہ کوئی حجّت نہ پائے گا، رسوا ہوگا۔ (اللہ تعالٰی مناقشۂ حساب سے پناہ دے)

ف ۱۲ گھر والوں سے جنّتی گھر والے مراد ہیں خواہ وہ حوروں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے۔

مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾

شاد شاد پلٹے گا ف۱۳ اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے ف۱۴ وہ عنقریب موت مانگے گا ف۱۵

وَّ یَصْلٰى سَعِیْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۚۛ﴿۱۴﴾ معانقة ۱۷

اور بھڑکتی آگ میں جائے گا بے شک وہ اپنے گھر میں ف۱۶ خوش تھا ف۱۷ وہ سمجھا کہ اُسے پھرنا نہیں ف۱۸

بَلٰۤى ۚۛ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِیْرًا ؕ﴿۱۵﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾ وَ الَّیْلِ وَ مَا

ہاں کیوں نہیں ف۱۹ بے شک اُس کا رب اسے دیکھ رہا ہے تو مجھے قسم ہے شام کے اُجالے کی ف۲۰ اور رات کی اور جو چیزیں

وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾ وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا

اس میں جمع ہوتی ہیں ف۲۱ اور چاند کی جب پورا ہو ف۲۲ ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے ف۲۳ تو کیا ہوا انھیں ایمان

ف۱۳ اپنی اس کامیابی پر۔

ف۱۴ اور وہ کافر ہے جس کا داہنا ہاتھ تو اس کی گردن کے ساتھ ملا کر طوق میں باندھ دیا جائے گا اور بایاں ہاتھ پسِ پشت کر دیا جائے گا، اس میں اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا، اس حال کو دیکھ کر وہ جان لے گا کہ وہ اہلِ نار میں سے ہے تو۔

ف۱۵ اور یاثبوراہ کہے گا۔ ثبور کے معنی ہلاکت کے ہیں۔

ف۱۶ دنیا کے اندر۔

ف۱۷ اپنی خواہشوں اور شہوتوں میں اور متکبّر و مغرور۔

ف۱۸ اپنے رب کی طرف اور وہ مرنے کے بعد اٹھایا نہ جائے گا۔

ف۱۹ ضرور اپنے رب کی طرف رجوع کرے گا، اور مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا اور حساب کیا جائے گا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں: وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح فریادرسی کا منتظر ہوتا ہے اور اس وقت میں صدقے، دعائیں اور فاتحہ اسے بہت کام آتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگ مرنے سے ایک سال تک خصوصاً چالیس دن تک اس طرح مدد پہنچانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ (ت)

(تفسیر عزیزی ۸۴ زیر آیۃ والقمر اذا اتسق الخ ۱۵ ح ۱۹ مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی ص ۶۰۲)

ف۲۰ جو سرخی کے بعد نمودار ہوتا ہے اور جس کے غائب ہونے پر امام صاحب کے نزدیک وقتِ عشاء شروع ہوتا ہے۔ یہی قول ہے کثیر صحابہ کا اور بعض علماء شفق سے سرخی مراد لیتے ہیں۔

ف۲۱ مثل جانوروں کے جو دن میں منتشر ہوتے ہیں اور شب میں اپنے آشیانوں اور ٹھکانوں کی طرف چلے آتے ہیں اور مثل تاریکی کے اور ستاروں اور ان اعمال کے جو شب میں کئے جاتے ہیں مثل تہجّد کے۔

ف۲۲ اور اس کا نور کامل ہو جائے اور یہ ایّامِ بیض یعنی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخوں میں ہوتا ہے۔

السجدۃ ۱۳

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ السجدة بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

نہیں لاتے ۲۴ اور جب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے ۲۵ بلکہ کافر جھٹلا رہے

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیت کاملہ اور رہنمائی کے لیے ذریعہ بنایا گیا ہے، انہیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت واختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعتِ مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرح متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا۔ صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند ومحتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔

(فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم تحت آیۃ القمر اذا اتسق الخ مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی ص ۲۰۶، ۱۸/۸۴ ف ۲۲)

۲۳ یہ خطاب یا تو انسانوں کو ہے اس تقدیر پر معنٰی یہ ہیں کہ تمہیں حال کے بعد حال پیش آئے گا، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ موت کے شدائد واہوال، پھر مرنے کے بعد اٹھنا، پھر موقفِ حساب میں پیش ہونا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کے حالات میں تدریج ہے، ایک وقت دودھ پیتا بچّہ ہوتا ہے، پھر دودھ چھوٹتا ہے، پھر لڑکپن کا زمانہ آتا ہے، پھر جوان ہوتا ہے، پھر جوانی ڈھلتی ہے، پھر بوڑھا ہوتا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہے کہ آپ شبِ معراج ایک آسمان پر تشریف لے گئے، پھر دوسرے پر، اسی طرح درجہ بدرجہ، مرتبہ بمرتبہ، منازلِ قرب میں واصل ہوئے۔ بخاری شریف میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حال بیان فرمایا گیا ہے معنٰی یہ ہیں آپ کو مشرکین پر فتح وظفر حاصل ہوگی اور انجام بہت بہتر ہوگا، آپ کفّار کی سرکشی اور ان کی تکذیب سے غمگین نہ ہوں۔

۲۴ یعنی اب ایمان لانے میں کیا عذر ہے باوجود دلائل ظاہر ہونے کے کیوں ایمان نہیں لاتے۔

۲۵ مراد اس سے سجدۂ تلاوت ہے۔

شانِ نزول: جب سورۂ اقراء میں وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ نازل ہوا تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر سجدہ کیا مومنین نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور کفّارِ قریش نے سجدہ نہ کیا، ان کے اس فعل کی برائی میں یہ آیت نازل ہوئی کہ کفّار پر جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدۂ تلاوت نہیں کرتے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ سجدۂ تلاوت واجب ہے سننے والے پر اور حدیث سے ثابت ہے کہ پڑھنے والے سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں جن کو پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے، خواہ سننے والے نے سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

مسئلہ: سجدۂ تلاوت کے لئے بھی وہی شرطیں ہیں جو نماز کے لئے مثلِ طہارت اور قبلہ رو ہونے اور سترِ عورت وغیرہ کے۔

مسئلہ: سجدہ کے اوّل وآخر اللہ اکبر کہنا چاہئے۔

يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ اِلَّا

ہیں ۲۶ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اپنے جی میں رکھتے ہیں ۲۷ تو تم انھیں دردناک عذاب کی بشارت دو ۲۸ مگر

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ ع ۹

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے وہ ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا

ایاتها ۲۲ ۸۵ سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ ۲۷ رکوعها ۱

سورۂ بروج مکی ہے اس میں بائیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ قُتِلَ

قسم آسمان کی جس میں برج ہیں ۲ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے ۳ اور اس دن کی جو گواہ ہے ۴ اور اس دن کی جس

اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ وَّ

میں حاضر ہوتے ہیں ۵ کھائی والوں پر لعنت ہو ۶ اس بھڑکتی آگ والے جب وہ اس کے کناروں پر بیٹھے تھے ۷ اور

مسئلہ: امام نے آیتِ سجدہ پڑھی تو اس پر اور مقتدیوں پر اور جو شخص نماز میں نہ ہو اور سن لے اس پر سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ: سجدہ کی جتنی آیتیں پڑھی جائیں گی، اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے، اگر ایک ہی آیت ایک مجلس میں بار بار پڑھی گئی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوا۔ والتفصیل فی کتب الفقہ۔ (تفسیر احمدی)

۲۶ قرآن کو اور مرنے کے بعد اٹھنے کو۔

۲۷ کفر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب۔

۲۸ ان کے کفر و عناد پر۔

۱ سورۂ بروج مکیہ ہے، اس میں ایک رکوع، بائیس ۲۲ آیتیں، ایک سو نوّے ۱۹۰ کلمے، چار سو پینسٹھ ۴۶۵ حروف ہیں۔

۲ جن کی تعداد بارہ ہے اور ان میں عجائبِ حکمتِ الٰہی نمودار ہیں، آفتاب ماہتاب اور کواکب کی سیر ان میں معیّن اندازے پر ہے جس میں اختلاف نہیں ہوتا۔

۳ وہ روزِ قیامت ہے۔

۴ مراد اس سے روزِ جمعہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

۵ آدمی اور فرشتے۔ مراد اس سے روزِ عرفہ ہے۔

هُمۡ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ شُهُوۡدٌ ؕ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا

وہ خود گواہ ہیں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے ۸ؑ اور انھیں مسلمانوں کا کیا بُرا لگا یہی نہ کہ وہ ایمان لائے

ف۶ مروی ہے کہ پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا، جب اس کا جادوگر بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میرے پاس ایک لڑکا بھیج، جسے میں جادو سکھادوں، بادشاہ نے ایک لڑکا مقرر کردیا، وہ جادو سیکھنے لگا، راہ میں ایک راہب رہتا تھا، اس کے پاس بیٹھنے لگا اور اس کا کلام اس کے دلنشین ہوتا گیا، اب آتے جاتے اس نے راہب کی صحبت میں بیٹھنا مقرر کرلیا، ایک روز راستہ میں ایک مہیّب جانور مِلا، لڑکے نے ایک پتّھر ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی کہ یارب اگر راہب تجھے پیارا ہو تو میرے پتّھر سے اس جانور کو ہلاک کردے، وہ جانور اس کے پتّھر سے مرگیا، اس کے بعد لڑکا مستجاب الدعوۃ ہوا اور اس کی دعا سے کوڑھی اور اندھے اچھے ہونے لگے، بادشاہ کا ایک مصاحب نابینا ہوگیا تھا، وہ آیا لڑکے نے دعا کی وہ اچھا ہوگیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اور بادشاہ کے دربار میں پہنچا، اس نے کہا تجھے کس نے اچھا کیا، کہا میرے رب نے، بادشاہ نے کہا میرے سوا اور بھی کوئی رب ہے، یہ کہہ کر اس نے اس پر سختیاں شروع کیں، یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا پتا بتایا، لڑکے پر سختیاں کیں اور اس نے راہب کا پتہ بتایا، راہب پر سختیاں کیں اور اس سے کہا اپنا دِین ترک کر، اس نے انکار کیا تو اس کے سر پر آرا رکھ کر چِروادیا، پھر مصاحب کو بھی چِروادیا، پھر لڑکے کو حکم دیا کہ پہاڑ کی چوٹی سے گرادیا جائے، سپاہی اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے، اس نے دعا کی، پہاڑ میں زلزلہ آیا سب گر کر ہلاک ہوگئے، لڑکا صحیح وسلامت چلا آیا، بادشاہ نے کہا سپاہی کیا ہوئے، کہا سب کو خدا نے ہلاک کردیا، پھر بادشاہ نے لڑکے کو سمندر میں غرق کرنے کے لئے بھیجا، لڑکے نے دعا کی، کشتی ڈوب گئی، تمام شاہی آدمی ڈوب گئے، لڑکا صحیح وسلامت بادشاہ کے پاس آگیا، بادشاہ نے کہا وہ آدمی کیا ہوئے، کہا سب کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کردیا اور تو مجھے قتل کر ہی نہیں سکتا جب تک وہ کام نہ کرے جو میں بتاؤں، کہا وہ کیا؟ لڑکے نے کہا ایک میدان میں سب لوگوں کو جمع کر اور مجھے کھجور کے ڈھنڈ پر سولی دے، پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکال کر بسم اللہ رب الغلام کہہ کر مار، ایسا کرے گا تو مجھے قتل کرسکے گا، بادشاہ نے ایسا ہی کیا، تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا، اس نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور واصلِ بحق ہوگیا، یہ دیکھ کر تمام لوگ ایمان لے آئے اس سے بادشاہ کو اور زیادہ صدمہ ہوا اور اس نے ایک خندق کھدوائی اور اس میں آگ جلوائی اور حکم دیا جو دِین سے نہ پھرے، اسے اس آگ میں ڈال دو، لوگ ڈالے گئے، یہاں تک کہ ایک عورت آئی، اس کی گود میں بچّہ تھا، وہ ذرا جھجکی، بچّہ نے کہا اے ماں صبر کر، نہ جھجک تو سچّے دِین پر ہے، وہ بچّہ اور ماں بھی آگ میں ڈال دیئے گئے۔ یہ حدیث صحیح ہے مسلم نے اس کی تخریج کی، اس سے اولیاء کی کرامتیں ثابت ہوتی ہیں۔ آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

ف۷ کرسیاں بچھائے اور مسلمانوں کو آگ میں ڈال رہے تھے۔

بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِۙ۝۸ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی
اللہ عزت والے سب خوبیوں سراہے پر کہ اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ ہر چیز
كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌؕ۝۹ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ
پر گواہ ہے بے شک جنھوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو و۹ پھر توبہ نہ کی و۱۰
یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِؕ۝۱۰ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ
ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے و۱۱ اور ان کے لیے آگ کا عذاب و۱۲ بے شک جو ایمان لائے اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۬ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
اچھے کام کئے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں یہی بڑی
الْكَبِیْرُؕ۝۱۱ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌؕ۝۱۲ اِنَّهٗ هُوَ یُبْدِئُ وَ یُعِیْدُۚ۝۱۳ وَ هُوَ
کامیابی ہے بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے و۱۳ بے شک وہ پہلے کرے اور پھر کرے و۱۴ اور وہی ہے
الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُۙ۝۱۴ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُۙ۝۱۵ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُؕ۝۱۶ هَلْ اَتٰىكَ
بخشنے والا اپنے نیک بندوں پر پیارا عزت والے عرش کا مالک ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا کیا تمہارے پاس
حَدِیْثُ الْجُنُوْدِۙ۝۱۷ فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَؕ۝۱۸ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ تَكْذِیْبٍۙ۝۱۹ وَّ
لشکروں کی بات آئی و۱۵ وہ لشکر کون فرعون اور ثمود و۱۶ بلکہ و۱۷ کافر جھٹلانے میں ہیں و۱۸ اور

و۸ شاہی لوگ بادشاہ کے پاس آکر ایک دوسرے کے لئے گواہی دیتے تھے کہ انہوں نے تعمیلِ حکم میں کوتاہی نہیں کی، ایمانداروں کو آگ میں ڈال دیا۔ مروی ہے کہ جو مومن آگ میں ڈالے گئے، اللہ تعالیٰ نے انکے آگ میں پڑنے سے قبل ان کی روحیں قبض فرما کر انہیں نجات دی اور آگ نے خندق کے کناروں سے باہر نکل کر کنارے پر بیٹھے ہوئے کفّار کو جلا دیا۔

فائدہ: اس واقعہ میں مومنین کو صبر اور اہلِ مکّہ کی ایذا رسانیوں پر تحمّل کرنے کی ترغیب فرمائی گئی۔

و۹ آگ میں جلا کر۔

و۱۰ اور اپنے کفر سے باز نہ آئے۔

و۱۱ آخرت میں بدلہ ان کے کفر کا۔

و۱۲ دنیا میں کہ اسی آگ نے انہیں جلا ڈالا۔ یہ بدلہ ہے مسلمانوں کو آگ میں ڈالنے کا۔

و۱۳ جب وہ ظالموں کو عذاب میں پکڑے۔

ربع الحزب ۱۲

اللّٰهُ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ مُّحِیْطٌۚ۝۲۰ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌۙ۝۲۱ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۠۝۲۲ ع ۱ ۲۲ ۱۰

اللہ ان کے پیچھے سے انہیں گھیرے ہوئے ہے [19] بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے لوح محفوظ میں

ایاتہا ۱۷ | ۸٦ سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ ۳٦ | رکوعہا ۱

سورۃ الطارق مکی ہے اس میں سترہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا [1]

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِۙ۝۱ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُۙ۝۲ النَّجْمُ الثَّاقِبُۙ۝۳ اِنْ

آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی [2] اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارا کوئی جان

كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌؕ۝۴ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَؕ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ

نہیں جس پر نگہبان نہ ہو [3] تو چاہیے کہ آدمی غور کرے کہ کس چیز سے بنایا گیا [4] جست کرتے (اچھلتے ہوئے) پانی

[14] یعنی پہلے دنیا میں پیدا کرے، پھر قیامت میں اعمال کی جزا دینے کے لئے موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے۔

[15] جن کو کافر انبیاء علیہم السلام کے مقابل لائے۔

[16] جو اپنے کفر کے سبب ہلاک کئے گئے۔

[17] اے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی امّت کے۔

[18] آپ کو اور قرآنِ پاک کو جیسا کہ پہلے کافروں کا دستور تھا۔

[19] اس سے انہیں کوئی بچانے والا نہیں۔

[1] سورۃ الطارق مکّیہ ہے۔ اس میں ایک ا رکوع، سترہ ۱۷ آیتیں، اکسٹھ ٦۱ کلمے، دوسو انتالیس ۲۳۹ حرف ہیں۔

[2] یعنی ستارے کی جو رات کو چمکتا ہے۔

شانِ نزول: ایک شب سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ابوطالب کچھ ہدیہ لائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو تناول فرما رہے تھے، اس درمیان میں ایک تارا ٹوٹا اور تمام فضا آگ سے بھر گئی ابوطالب گھبرا کر کہنے لگے یہ کیا ہے، سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ ستارہ ہے، جس سے شیاطین مارے جاتے ہیں اور یہ قدرتِ الٰہی کی نشانیوں میں سے ہے، ابوطالب کو اس سے تعجّب ہوا اور یہ سورت نازل ہوئی۔

[3] اس کے رب کی طرف سے جو اس کے اعمال کی نگہبانی کرے اور اس کی نیکی بدی سب لکھ لے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ مراد اس سے فرشتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ، نگہبان سے مراد فرشتے ہیں، اور رہا یہ سوال کہ وہ کیا

دَافِقٍ ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ

سے وہ جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے و۶ بے شک اللہ اس کے واپس کر دینے پر و۷

لَقَادِرٌ ﴿۸﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ وَ السَّمَآءِ

قادر ہے جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہو گی و۸ تو آدمی کے پاس نہ کچھ زور ہو گا نہ کوئی مدد گار و۹

ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾

آسمان کی قسم جس سے مینہ اترتا ہے و۱۰ اور زمین کی جو اس سے کھلتی ہے و۱۱ بے شک قرآن ضرور فیصلہ کی بات ہے و۱۲

لکھتے ہیں؟ تو وہ اس نوشتے پر بندے کے چھوٹے بڑے اعمال لکھتے ہیں یہاں تک کہ اسے قیامت کے دن انسان کو کھول کر دکھایا جائے گا۔

(ملخصًا من التفسیر الکبیر۔الجزء الواحد والثلاثون،ص ۱۱۹)

و۴ تاکہ وہ جانے کہ اس کا پیدا کرنے والا اس کو بعدِ موت جزا کے لئے زندہ کرنے پر قادر ہے۔ پس اس کو روزِ جزا کے لئے عمل کرنا چاہیئے۔

و۵ یعنی مرد و عورت کے نطفوں سے، جو رحم میں مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔

و۶ یعنی مرد کی پشت سے اور عورت کے سینہ کے مقام سے۔ حضرت ابنِ عباس نے فرمایا سینہ کے اس مقام سے جہاں ہار پہنا جاتا ہے اور انہیں سے منقول ہے کہ عورت کی دونوں چھاتیوں کے درمیان سے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ منی انسان کے تمام اعضاء سے برآمد ہوتی ہے اور اس کا زیادہ حصّہ دماغ سے مرد کی پشت میں آتا ہے اور عورت کے بدن کے اگلے حصّہ کی بہت سی رگوں میں جو سینہ کے مقام پر ہیں نازل ہوتا ہے، اسی لئے ان دونوں مقاموں کا ذکر خصوصیّت سے فرمایا گیا۔

و۷ یعنی موت کے بعد زندگی کی طرف لوٹا دینے پر۔

و۸ چُھپی باتوں سے مراد عقائد اور نیّتیں اور وہ اعمال ہیں جن کو آدمی چُھپاتا ہے، روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ان سب کو ظاہر کر دے گا۔

و۹ یعنی جو آدمی منکرِ بعث ہے، نہ اس کو ایسی قوّت ہو گی جس سے عذاب کو روک سکے، نہ اس کا کوئی ایسا مددگار ہو گا جو اسے بچا سکے۔

و۱۰ جو ارضی پیداوار نباتات و اشجار کے لئے مثل باپ کے ہے۔

و۱۱ اور نباتات کے لئے، مثل ماں کے ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی عجیب نعمتیں ہیں اور ان میں قدرتِ الٰہی کے بے شمار آثار نمودار ہیں جن میں غور کرنے سے آدمی کو بعث بعد الموت کے بہت سے دلائل ملتے ہیں۔

وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿١٥﴾ وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾

اور کوئی ہنسی کی بات نہیں وسلا بے شک کافر اپنا سا داؤں چلتے ہیں وسلا اور میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں وہلا

ع ١٧ / ١١

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

تو تم کافروں کو ڈھیل دو ١٦ انھیں کچھ تھوڑی مہلت دو ١٧

آیاتها ١٩ — ٨٧ سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ ٨ — رکوعها ١

سورۃ الاعلیٰ مکی ہے اس میں اُنیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و١

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿١﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٢﴾ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿٣﴾

اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے و٢ جس نے بنا کر ٹھیک کیا و٣ اور جس نے اندازہ پر رکھ کر راہ دی و٤

و١٢ کہ حق و باطل میں فرق و امتیاز کر دیتا ہے۔

و١٣ جو نکمی اور بے کار ہو۔

و١٤ اور دینِ الٰہی کے مٹانے اور نورِ حق کو بجھانے اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچانے کے لئے طرح طرح کے داؤں کرتے ہیں۔

و١٥ جس کی انہیں خبر نہیں۔

و١٦ اے سیّدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

و١٧ چند روز کہ وہ عنقریب ہلاک کئے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بدر میں انہیں عذابِ الٰہی نے پکڑا۔ (وَنُسِخَ الْاِمْهَالُ بِاٰيَةِ السَّيْفِ)

و١ سورۃ الاعلیٰ مکیہ ہے، اس میں ایک ١ رکوع، انیس ١٩ آیتیں، بہتر ٧٢ کلمے، دوسوا کانوے ٢٩١ حرف ہیں۔

و٢ یعنی اس کا ذکر عظمت و احترام کے ساتھ کرو۔ حدیث میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے سجدہ میں داخل کرو یعنی سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہو۔ (ابوداؤد)

و٣ یعنی ہر چیز کی پیدائش ایسی مناسب فرمائی جو پیدا کرنے والے کے علم و حکمت پر دلالت کرتی ہے۔

و٤ یعنی امور کو ازل میں مقدر کیا اور اس کی طرف راہ دی، یا یہ معنی ہیں کہ روزیاں مقدر کیں اور ان کے طریقِ کسب کی راہ بتائی۔

وَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۪ۙ(۴) فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ؕ(۵) سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۙ(۶)

اور جس نے چارہ نکالا پھر اسے خشک سیاہ کر دیا اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے ۵

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا یَخْفٰى ؕ(۷) وَ نُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰى ۚۖ(۸)

مگر جو اللہ چاہے ۶ بے شک وہ جانتا ہے ہر کھلے اور چھپے کو اور ہم تمہارے لیے آسانی کا سامان کر دیں گے ۷

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ؕ(۹) سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ۙ(۱۰) وَ یَتَجَنَّبُهَا

تو تم نصیحت فرماؤ ۸ اگر نصیحت کام دے ۹ عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے ۱۰ اور اس ۱۱ سے وہ بڑا

الْاَشْقَى ۙ(۱۱) الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۚ(۱۲) ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰى ؕ(۱۳)

بد بخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا ۱۲ پھر نہ اس میں مرے ۱۳ اور نہ جیے ۱۴

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ(۱۴) وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ؕ(۱۵) بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ

بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا ۱۵ اور اپنے رب کا نام لے کر ۱۶ نماز پڑھی ۱۷ بلکہ تم جیتی دنیا کو ترجیح

۵ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت ہے کہ آپ کو حفظِ قرآن کی نعمت بے محنت عطا ہوئی اور یہ آپ کا معجزہ ہے کہ اتنی بڑی کتابِ عظیم بغیر محنت ومشقّت اور بغیر تکرار و دور کے آپ کو حفظ ہوگئی۔ (جمل)

۶ مفسّرین نے فرمایا کہ یہ استثناء واقع نہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ آپ کچھ بھولیں۔ (خازن)

۷ کہ وحی تمہیں بے محنت یاد رہے گی۔ مفسّرین کا ایک قول یہ ہے کہ آسانی کے سامان سے شریعتِ اسلام مراد ہے جو نہایت سہل و آسان ہے۔

۸ اس قرآنِ مجید سے۔

۹ اور کچھ لوگ اس سے منتفع ہوں۔

۱۰ اللہ تعالیٰ سے۔

۱۱ پند و نصیحت۔

۱۲ شانِ نزول: بعض مفسّرین نے فرمایا کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی۔

۱۳ کہ مر کر ہی عذاب سے چھوٹ سکے۔

۱۴ ایسا جینا جس سے کچھ بھی آرام پائے۔

۱۵ ایمان لا کر، یا یہ معنٰی ہیں کہ اس نماز کے لئے طہارت کی، اس تقدیر پر آیت سے نماز کے لئے وضو اور غسل ثابت ہوتا ہے۔ (تفسیر احمدی)

الدُّنْیَا ﴿۱۶﴾ وَ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ﴿۱۷﴾ اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ﴿۱۸﴾

دیتے ہو ؎۱۸ اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی بے شک یہ ؎۱۹ اگلے صحیفوں میں ہے ؎۲۰

صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی ﴿۱۹﴾

ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

ع ۱ ۱۹ ۱۲

اٰیاتھا ۲۶ ﴿۸۸ سُوْرَۃُ الْغَاشِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۶۸﴾ رکوعھا ۱

سورۃ الغاشیہ مکی ہے اس میں چھبیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ؎۱

ھَلْ اَتٰىکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ ﴿۱﴾ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ خَاشِعَۃٌ ﴿۲﴾ عَامِلَۃٌ

بے شک تمہارے پاس ؎۲ اس مصیبت کی خبر آئی جو چھا جائے گی ؎۳ کتنے منہ اس دن ذلیل ہوں گے کام کریں مشقت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس آیت کریمہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی۔

(صحیح ابن خزیمہ، الحدیث ۲۴۲۰، ج ۴، ص ۹۰)

؎۱۶ یعنی تکبیر افتتاح کہہ کر۔

؎۱۷ پنج گانہ۔

مسئلہ: اس آیت سے تکبیر افتتاح ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نماز کا جزو نہیں ہے کیونکہ نماز کا اس پر عطف کیا گیا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ افتتاح نماز کا اللہ تعالیٰ کے ہر نام سے جائز ہے اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ تزکّی سے صدقۂ فطر دینا اور رب کا نام لینے سے عیدگاہ کے راستہ میں تکبیریں کہنا اور نماز سے نمازِ عید مراد ہے۔

(تفسیر مدارک و احمدی)

؎۱۸ آخرت پر۔ اسی لئے وہ عمل نہیں کرتے جو وہاں کام آئیں۔

؎۱۹ یعنی ستھروں کا مراد کو پہنچنا اور آخرت کا بہتر ہونا۔

؎۲۰ جو قرآنِ کریم سے پہلے نازل ہوئے۔

؎۱ سورۂ غاشیہ مکّیہ ہے، اس میں ایک ارکوع، چھبّیس ۲۶ آیتیں، بانوے ۹۲ کلمے، تین سو اکیاسی ۳۸۱ حرف ہیں۔

؎۲ اے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

؎۳ خلق پر مراد اس سے قیامت ہے، جس کے شدائد و اہوال ہر چیز پر چھا جائیں گے۔

نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾ لَيْسَ لَهُمْ

جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں ۴ نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں ان کے لیے کچھ کھانا نہیں

طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَ لَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ

مگر آگ کے کانٹے ۵ کہ نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں ۶ کتنے ہی منہ اس دن چین میں

نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾

ہیں ۷ اپنی کوشش پر راضی ۸ بلند باغ میں کہ اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے

فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ

اس میں رواں چشمہ ہے اس میں بلند تخت ہیں اور چنے ہوئے کوزے ۹ اور

وقف لازم

نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ

برابر برابر بچھے ہوئے قالین اور پھیلی ہوئی چاندنیاں ۱۰ تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسا

خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وقفة وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وقفة وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وقفة وَ

بنایا گیا اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا ۱۱ اور پہاڑوں کو کیسے قائم کئے گئے اور

۴ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو دینِ اسلام پر نہ تھے، بت پرست تھے، یا کتابی کافر، مثل راہبوں اور پجاریوں کے، انہوں نے محنتیں بھی اٹھائیں، مشقّتیں بھی جھیلیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ جہنّم میں گئے۔

۵ عذاب طرح طرح کا ہوگا اور جو لوگ عذاب دیئے جائیں گے، ان کے بہت طبقے ہوں گے، بعض کو زقوم کھانے کو دیا جائے گا، بعض کو غسلین (دوزخیوں کی پیپ) بعض آگ کے کانٹے۔

۶ یعنی ان سے غذا کا نفع حاصل نہ ہوگا کیونکہ غذا کے دوہی فائدے ہیں، ایک یہ کہ بھوک کی تکلیف رفع کرے، دوسرے یہ کہ بدن کو فربہ کرے، یہ دونوں وصف جہنّمیوں کے کھانے میں نہیں بلکہ وہ شدید عذاب ہے۔

۷ عیش وخوشی میں اور نعمت و کرامت میں۔

۸ یعنی اس عمل وطاعت پر جو دنیا میں بجالائے تھے۔

۹ چشمے کے کناروں پر جن کے دیکھنے سے بھی لذّت حاصل ہو اور جب پینا چاہیں تو وہ بھرے ملیں۔

۱۰ اس سورت میں جنّت کی نعمتوں کا ذکر سن کر کفّار نے تعجّب کیا اور جھٹلایا تو اللہ تعالٰی انہیں اپنے عجائبِ صنعت میں نظر کرنے کی ہدایت فرماتا ہے تاکہ وہ سمجھیں کہ جس قادرِ حکیم نے دنیا میں ایسی عجیب وغریب چیزیں پیدا کی ہیں، اس کی قدرت سے جنّتی نعمتوں کا پیدا فرمانا کسی طرح قابلِ تعجّب ولائقِ انکار ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِلَى الۡاَرۡضِ كَيۡفَ سُطِحَتۡ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرۡ ۟ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسۡتَ عَلَيۡهِمۡ

زمین کو کیسے بچھائی گئی تو تم نصیحت سنا و۱۱ ۱۲ تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو تم کچھ ان پر کڑوڑا (ضامن)

بِمُصَيۡطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الۡعَذَابَ الۡاَكۡبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ

نہیں و۱۳ ہاں جو منہ پھیرے و۱۴ اور کفر کرے و۱۵ تو اسے اللہ بڑا عذاب دے گا و۱۶ بے شک

اِلَيۡنَاۤ اِيَابَهُمۡ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ ﴿۲۶﴾

ہماری ہی طرف ان کا پھرنا ہے و۱۷ پھر بے شک ہماری ہی طرف ان کا حساب ہے

النصف ع ۲۶ ۱۳

اٰیاتھا ۳۰ | ۸۹ سُوۡرَةُ الۡفَجۡرِ مَكِّيَّةٌ ۱۰ | رکوعھا ۱

سورۂ فجر مکی ہے اس میں تیس آیتیں ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

وَالۡفَجۡرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشۡرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ ﴿۳﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا يَسۡرِ ﴿۴﴾ هَلۡ فِىۡ

اس صبح کی قسم و۲ اور دس راتوں کی و۳ اور جفت اور طاق کی و۴ اور رات کی جب چل دے و۵ کیوں اس میں

و۱۱ بغیر ستون کے۔

و۱۲ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے دلائلِ قدرت بیان فرما کر۔

و۱۳ کہ جبر کرو۔(ہٰذہ الآیۃ نسخت بآیۃ القتال)

و۱۴ ایمان لانے سے۔

و۱۵ بعد نصیحت کے۔

و۱۶ آخرت میں کہ اسے جہنّم میں داخل کرے گا۔

و۱۷ بعد موت کے۔

و۱ سورۂ الفجر مکّیہ ہے، اس میں ایک ۱ رکوع، انتیس ۲۹ یا تیس ۳۰ آیتیں، ایک سو انتالیس ۱۳۹ کلمے، پانچ سو ستانوے ۵۹۷ حرف ہیں۔

و۲ مراد اس سے یا یکم محرم کی صبح ہے جس سے سال شروع ہوتا ہے، یا یکم ذی الحجّہ کی جس سے دس راتیں ملی ہوئی ہیں، یا عید الاضحٰی کی صبح۔ اور بعض مفسّرین نے فرمایا کہ مراد اس سے ہر دن کی صبح ہے کیونکہ وہ رات کے گذرنے اور روشنی کے ظاہر ہونے اور تمام جانداروں کے طلبِ رزق کے لئے منتشر ہونے کا وقت ہے اور یہ مُردوں کے قبروں

ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ

عقل مند کے لیے قسم ہوئی وٹ کیا تم نے نہ دیکھا وے تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیسا کیا وہ ارم حد سے

الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَ ثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ

زیادہ طول والے وٛ کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا و۹ اور ثمود جنھوں نے وادی میں و۱۰ پتھر کی چٹانیں

سے اٹھنے کے وقت کے ساتھ مشابہت ومناسبت رکھتا ہے۔

و۳ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مراد ان سے ذی الحجّہ کی پہلی دس راتیں ہیں کیونکہ یہ زمانہ اعمالِ حج میں مشغول ہونے کا زمانہ ہے اور حدیث شریف میں اس عشرہ کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ کی راتیں مراد ہیں یا محرّم کے پہلے عشرہ کی۔

و۴ ہر چیز کے یا ان راتوں کے یا نمازوں کے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جفت سے مراد خَلق اور طاق سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

و۵ یعنی گذرے۔ یہ پانچویں قَسم ہے عام رات کی، اس سے پہلے دس خاص راتوں کی قَسم ذکر فرمائی گئی۔ بعض مفسّرین فرماتے ہیں کہ اس سے خاص شبِ مزدلفہ مراد ہے جس میں بندگانِ خدا طاعتِ الٰہی کے لئے جمع ہوتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے شبِ قدر مراد ہے جس میں رحمت کا نزول ہوتا ہے اور جو کثرتِ ثواب کے لئے مخصوص ہے۔

و۶ یعنی یہ امور اربابِ عقل کے نزدیک ایسی عظمت رکھتے ہیں کہ خبروں کو ان کے ساتھ موکّد کرنا شایاں ہے کیونکہ یہ ایسے عجائب و دلائل پر مشتمل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی ربوبیّت پر دلالت کرتے ہیں اور جوابِ قَسم یہ ہے کہ کافر ضرور عذاب کئے جائیں گے، اس جواب پر اگلی آیتیں دلالت کرتی ہیں۔

و۷ اے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

و۸ جن کے قد بہت دراز تھے انہیں عادِ ارم اور عادِ اولیٰ کہتے ہیں، مقصود اس سے اہلِ مکّہ کو خوف دلانا ہے کہ عادِ اولیٰ جن کی عمریں بہت زیادہ اور قد بہت طویل اور نہایت قوی و توانا تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا تو یہ کافر اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں اور عذابِ الٰہی سے کیوں بے خوف ہیں۔

و۹ زور و قوّت اور طولِ قامت میں۔ عاد کے بیٹوں میں سے شدّاد بھی ہے جس نے دنیا پر بادشاہت کی اور تمام بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے اور اس نے جنّت کا ذکر سن کر براہِ سرکشی دنیا میں جنّت بنانی چاہی اور اس ارادہ سے ایک شہرِ عظیم بنایا، جس کے محل سونے، چاندی کی اینٹوں سے تعمیر کئے گئے اور زبرجد اور یاقوت کے ستون اس کی عمارتوں میں نصب ہوئے اور ایسے ہی فرش مکانوں اور رستوں میں بنائے گئے، سنگریزوں کی جگہ آبدار موتی بچھائے گئے، ہر

بِالْوَادِ ۝۹ وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۝۱۰ الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۝۱۱ فَاَكْثَرُوْا

کاٹیں ؎۱۱ اور فرعون کہ چومیخا کرتا (سخت سزائیں دیتا) ؎۱۲ جنھوں نے شہروں میں سرکشی کی ؎۱۳ پھر ان میں

فِیْهَا الْفَسَادَ ۝۱۲ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۳ اِنَّ رَبَّكَ

بہت فساد پھیلایا ؎۱۴ تو ان پر تمہارے رب نے عذاب، کا کوڑا بقوّت مارا بے شک تمہارے رب کی

لَبِالْمِرْصَادِ ۝۱۴ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ

نظر سے کچھ غائب نہیں لیکن آدمی تو جب اسے اس کا رب آزمائے کہ اس کو جاہ اور نعمت دے جب تو کہتا ہے

فَیَقُوْلُ رَبِّیْۤ اَكْرَمَنِ ۝۱۵ وَ اَمَّاۤ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَیْهِ رِزْقَهٗ فَیَقُوْلُ

میرے رب نے مجھے عزت دی اور اگر آزمائے اور اس کا رزق اس پر تنگ کرے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے خوار کیا یوں

رَبِّیْۤ اَهَانَنِ ۝۱۶ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ ۝۱۷ وَ لَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ

نہیں ؎۱۵ بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ؎۱۶ اور آپس میں ایک دوسرے کو

محل کے گرد جواہرات پر نہریں جاری کی گئیں، قسم قسم کے درخت حسنِ تزئین کے ساتھ لگائے گئے، جب یہ شہر مکمل ہوا تو شدّاد بادشاہ اپنے اعیانِ سلطنت کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا، جب ایک منزل فاصلہ باقی رہا تو آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی، جس سے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا، حضرت امیرِ معاویہ کے عہد میں حضرت عبداللہ بن قلابہ صحرائے عدن میں اپنے گمے ہوئے اونٹ کو تلاش کرتے ہوئے اس شہر میں پہنچے اور اس کی تمام زیب و زینت دیکھی اور کوئی رہنے بسنے والا نہ پایا، تھوڑے سے جواہرات وہاں سے لے کر چلے آئے، یہ خبر امیرِ معاویہ کو معلوم ہوئی، انہوں نے انہیں بلا کر حال دریافت کیا، انہوں نے تمام قصّہ سنایا تو امیرِ معاویہ نے کعب احبار کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا دنیا میں کوئی ایسا شہر ہے، انہوں نے فرمایا ہاں جس کا ذکر قرآنِ پاک میں بھی آیا ہے، یہ شہر شدّاد بن عاد نے بنایا تھا، وہ سب عذابِ الٰہی سے ہلاک ہوگئے ان میں سے کوئی باقی نہ رہا اور آپ کے زمانہ میں ایک مسلمان سرخ رنگ، کبود چشم، قصیر القامت جس کی ابرو، پر ایک تل ہوگا، اپنے اونٹ کی تلاش میں داخل ہوگا، پھر عبداللہ بن قلابہ کو دیکھ کر فرمایا بخدا وہ شخص یہی ہے۔

؎۱۰ یعنی وادی القریٰ میں۔

؎۱۱ اور مکان بنائے، انہیں اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہلاک کیا۔

؎۱۲ اس کو جس پر غضبناک ہوتا تھا۔ اب عاد و ثمود و فرعون ان سب کی نسبت ارشاد ہوتا۔

؎۱۳ اور معصیّت و گمراہی میں انتہا کو پہنچے اور عبدیّت کی حد سے گذر گئے۔

؎۱۴ کفر اور قتل اور ظلم کر کے۔

الْمِسْكِیْنِ ﴿۱۸﴾ وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾

مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو و۱۷ اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو و۱۸

كَلَّاۤ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾

ہاں ہاں جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائے و۱۹ اور تمہارے رب کا حکم آئے اور فرشتے قطار قطار

وَ جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ یَوْمَىٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾

اور اس دن جہنم لائی جائے و۲۰ اس دن آدمی سوچے گا و۲۱ اور اب اسے سوچنے کا وقت کہاں و۲۲

یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾ فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا

کہے گا ہائے کسی طرح میں نے جیتے جی نیکی آگے بھیجی ہوتی تو اس دن اس کا سا عذاب و۲۳ کوئی نہیں کرتا اور اس کا سا

یُوْثِقُ وَ ثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ

باندھنا کوئی نہیں باندھتا اے اطمینان والی جان و۲۴ اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے

و۱۵ یعنی عزّت و ذلّت دولت و فقر پر نہیں، یہ اس کی حکمت ہے کبھی دشمن کو دولت دیتا ہے، کبھی بندۂ مخلص کو فقر میں مبتلا کرتا ہے، عزّت و ذلّت طاعت و معصیّت پر ہے، کفّار اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

و۱۶ اور باوجود دولت مند ہونے کے ان کے ساتھ اچھے سلوک نہیں کرتے اور انہیں ان کے حقوق نہیں دیتے جن کے وہ وارث ہیں۔ مقاتل نے کہا کہ اُمیّہ بن خلف کے پاس قدامہ بن مظعون یتیم تھے، وہ انہیں انکا حق نہیں دیتا تھا۔

و۱۷ اور حلال و حرام کا امتیاز نہیں کرتے اور عورتوں اور بچّوں کو ورثہ نہیں دیتے، ان کے حصّے خود کھا جاتے ہو، جاہلیّت میں یہی دستور تھا۔

و۱۸ اس کو خرچ کرنا ہی نہیں چاہتے۔

و۱۹ اور اس پر پہاڑ اور عمارت کسی چیز کا نام و نشان نہ رہے۔

و۲۰ جہنّم کی ستّر ہزار باگیں ہوں گی، ہر باگ پر ستّر ہزار فرشتے جمع ہو کر اس کو کھینچیں گے اور وہ جوش و غضب میں ہوگی، یہاں تک کہ فرشتے اس کو عرش کے بائیں جانب لائیں گے، اس روز سب نفسی نفسی کہتے ہوں گے، سوائے حضورِ پُرنور حبیبِ خدا سیّدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے، کہ حضور یارب اُمّتی اُمّتی فرماتے ہوں گے، جہنّم حضور سے عرض کرے گی کہ اے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کا میرا کیا واسطہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھ پر حرام کیا ہے۔ (جمل)

و۲۱ اور اپنی تقصیر کو سمجھے گا۔

و۲۲ اس وقت کا سوچنا، سمجھنا کچھ بھی مفید نہیں۔

و۲۳ یعنی اللہ کا سا۔

رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ

ایاتہا ۲۰ — ۹۰ سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۳۵ — رکوعہا ۱

سورۂ بلد مکی ہے اس میں بیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا وا

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿١﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿٢﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿٣﴾

مجھے اس شہر کی قسم و۲ کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو و۳ اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿٤﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿٥﴾

کہ تم ہو و۴ بے شک ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا و۵ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہرگز اس پر کوئی قدرت نہیں پائے

يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿٦﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ﴿٧﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ

گا و۶ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال فنا کر دیا و۷ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے نہ دیکھا و۸ کیا ہم نے اس کی

و۲۴ جو ایمان و ایقان پر ثابت رہی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے حضور سرِ طاعت خم کرتی رہی، یہ مومن سے وقتِ موت کہا جائے گا جب دنیا سے اس کے سفر کرنے کا وقت آئے گا۔

وا سورۂ بلد مکیّہ ہے، اس میں ایک ا رکوع، بیس ۲۰ آیتیں، بیاسی ۸۲ کلمے، تین سو بیس ۳۲۰ حرف ہیں۔

و۲ یعنی مکّہ مکرّمہ کی۔

و۳ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکّہ مکرّمہ کو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رونق افروزی کی بدولت حاصل ہوئی۔

و۴ ایک قول یہ بھی ہے والد سے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولاد سے آپ کی امّت مراد ہے۔(حسینی)

و۵ کہ حمل میں ایک تنگ و تاریک مکان میں رہے، ولادت کے وقت تکلیف اٹھائے، دودھ پینے، دودھ چھوڑنے، کسبِ معاش اور حیات و موت کی مشقّتوں کو برداشت کرلے۔

و۶ یہ آیت ابوالاشد اسید بن کلدہ کے حق میں نازل ہوئی وہ نہایت قوی اور زور آور تھا اور اس کی طاقت کا یہ عالَم تھا کہ چمڑہ پاؤں کے نیچے دبالیتا تھا دس دس آدمی اس کو کھینچتے اور وہ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا مگر جتنا اس کے پاؤں کے نیچے ہوتا ہرگز نہ نکل سکتا۔ اور ایک یہ قول ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی معنیٰ یہ ہیں کہ یہ کافر

لَّهٗ عَیۡنَیۡنِ ۙ﴿۸﴾ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیۡنِ ۙ﴿۹﴾ وَ ہَدَیۡنٰہُ النَّجۡدَیۡنِ ﴿ۚ۱۰﴾ فَلَا اقۡتَحَمَ

دو آنکھیں نہ بنائیں ۹ اور زبان ۱۰ اور دو ہونٹ ۱۱ اور اسے دو اُبھری چیزوں کی راہ بتائی ۱۲ پھر بے تامل

الۡعَقَبَۃَ ﴿۫ۖ۱۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡعَقَبَۃُ ﴿ؕ۱۲﴾ فَکُّ رَقَبَۃٍ ﴿ۙ۱۳﴾ اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ

گھاٹی میں نہ کودا ۱۳ اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے ۱۴ کسی بندے کی گردن چھڑانا ۱۵ یا بھوک کے

مَسۡغَبَۃٍ ﴿ۙ۱۴﴾ یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَۃٍ ﴿ۙ۱۵﴾ اَوۡ مِسۡکِیۡنًا ذَا مَتۡرَبَۃٍ ﴿ؕ۱۶﴾ ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیۡنَ

دن کھانا دینا ۱۶ رشتہ دار یتیم کو یا خاک نشین مسکین کو ۱۷ پھر ہو ان سے جو ایمان لائے ۱۸

اپنی قوت پر مغرور مسلمانوں کو کمزور سمجھتا ہے کس گمان میں ہے اللہ قادرِ برحق کی قدرت کو نہیں جانتا۔ اس کے بعد اس کا مقولہ نقل فرمایا۔

۷ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت میں لوگوں کو رشوتیں دے دے کرتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آزار پہنچائیں۔

۸ یعنی کیا اس کا یہ گمان ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ اس سے نہیں سوال کرے گا کہ اس نے یہ مال کہاں سے حاصل کیا کس کام میں خرچ کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا ذکر فرماتا ہے تا کہ اس کو عبرت حاصل کرنے کا موقع ملے۔

۹ جن سے دیکھتا ہے۔

۱۰ جس سے بولتا ہے اور اپنے دل کی بات بیان میں لاتا ہے۔

۱۱ جن سے منہ کو بند کرتا ہے اور بات کرنے اور کھانے اور پینے اور پھونکنے میں ان سے کام لیتا ہے۔

۱۲ یعنی چھاتیوں کی کہ پیدا ہونے کے بعد ان سے دودھ پیتا اور غذا حاصل کرتا رہا، مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ظاہر و وافر ہیں ان کا شکر لازم۔

۱۳ یعنی اعمالِ صالحہ بجالا کر ان جلیل نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا، اس کو گھاٹی میں کودنے سے تعبیر فرمایا اس مناسبت سے کہ اس راہ میں چلنا نفس پر شاق ہے۔ (ابوالسعود)

۱۴ اور اس میں کودنا کیا۔ یعنی اس سے اس کے ظاہری معنیٰ مراد نہیں بلکہ اس کی تفسیر وہ ہے جو اگلی آیتوں میں ارشاد ہوتی ہے۔

۱۵ غلامی سے خواہ اس طرح ہو کہ کسی غلام کو آزاد کردے یا اس طرح کہ مکاتب کو اتنا مال دے جس سے وہ آزادی حاصل کرسکے یا کسی غلام کو آزاد کرانے میں مدد کرے یا کسی اسیر یا مدیون کے رہا کرانے میں اعانت کرے، اور یہ معنیٰ بھی ہوسکتے ہیں کہ اعمالِ صالحہ اختیار کرکے اپنی گردن عذابِ آخرت سے چھڑائے۔ (روح البیان)

اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَ

اور انھوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں ۱۹ اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں ۲۰ یہ دہنی طرف والے ہیں ۲۱ اور

ع ۲۰ ۱۵ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

جنھوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا وہ بائیں طرف والے ۲۲ ہیں اُن پر آگ ہے کہ اس میں ڈال کر اوپر سے بند کر دی گئی ۲۳

اٰیاتہا ۱۵ | ۹۱ سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ ۲۶ | رکوعها ۱

سورۂ شمس مکی ہے اس میں پندرہ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ

سورج اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے ۲ اور دن کی جب اسے چمکائے ۳ اور رات کی جب

۱۶ یعنی قحط و گرانی کے وقت کہ اس وقت مال نکالنا نفس پر بہت شاق اور اجرِ عظیم کا موجب ہوتا ہے۔

۱۷ جو نہایت تنگ دست اور درماندہ، نہ اس کے پاس اوڑھنے کو ہو، نہ بچھانے کو۔ حدیث شریف میں ہے یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنے والا جہاد میں سعی کرنے والے اور بے تکان شب بیداری کرنے والے اور مدام روزہ رکھنے والے کی مثل ہے۔

۱۸ یعنی یہ تمام عمل جب مقبول ہیں کہ عمل کرنے والا ایماندار ہو اور جب ہی اس کو کہا جائے گا کہ گھاٹی میں کودا اور اگر ایماندار نہیں تو کچھ نہیں سب عمل بے کار۔

۱۹ معصیتوں سے باز رہنے اور طاعتوں کے بجالانے اور ان مشقتوں کے برداشت کرنے پر جن میں مومن مبتلا ہو۔

۲۰ کہ مومنین ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و محبّت کا برتاؤ کریں۔

۲۱ جنہیں ان کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور عرش کے داہنے جانب سے جنّت میں داخل ہوں گے۔

۲۲ کہ انہیں ان کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور عرش کے بائیں جانب سے جہنّم میں داخل کئے جائیں گے۔

۲۳ کہ نہ اس میں باہر سے ہوا آسکے، نہ اندر سے دھواں باہر جاسکے۔

۱ سورۃ الشّمس مکّیہ ہے، اس میں ایک رکوع، پندرہ ۱۵ آیتیں، چوّن ۵۴ کلمے، دو سو سینتالیس ۲۴۷ حرف ہیں۔

۲ یعنی غروبِ آفتاب کے بعد طلوع کرے، یہ قمری مہینے کے پہلے پندرہ دن میں ہوتا ہے۔

۳ یعنی آفتاب کو خوب واضح کرے کیونکہ دن نورِ آفتاب کا نام ہے تو جتنا دن زیادہ روشن ہوگا اتنا ہی آفتاب کا

إِذَا يَغْشٰهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ﴿۵﴾ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ﴿۶﴾ وَنَفْسٍ

اسے چھپائے ؎۴ اور آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم اور جان کی اور اس کی

وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿۷﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ

جس نے اسے ٹھیک بنایا ؎۵ پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی ؎۶ بے شک مراد کو پہنچا یا جس نے اُسے ؎۷

زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ

ستھرا کیا ؎۸ اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا ثمود نے اپنی سرکشی سے جھٹلایا ؎۹ جب کہ اس کا سب سے

اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾

بدبخت ؎۱۰ اٹھ کھڑا ہوا تو ان سے اللہ کے رسول ؎۱۱ نے فرمایا اللہ کے ناقہ ؎۱۲ اور اس کی پینے کی باری سے بچو ؎۱۳

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

تو انھوں نے اسے جھٹلایا پھر ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں تو ان پر ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب ؎۱۴ تباہی ڈال

فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾ ع ۱ ۱۵ ۱۶

کر وہ بستی برابر کر دی ؎۱۵ اور اس کے پیچھا کرنے کا اُسے خوف نہیں ؎۱۶

ظہور زیادہ ہوگا کیونکہ اثر کی قوّت اور اس کا کمال مؤثر کے قوّت و کمال پر دلالت کرتا ہے یا یہ معنیٰ ہیں کہ جب دن دنیا کو یا زمین کو روشن کرے یا شب کی تاریکی کو دور کرے۔

؎۴ یعنی آفتاب کو اور آفاق ظلمت و تاریکی سے بھر جائیں یا یہ معنیٰ کہ جب رات دنیا کو چھپائے۔

؎۵ اور قوائے کثیرہ عطا فرمائے، نطق، سمع، بصر، فکر، خیال، علم، فہم سب کچھ عطا فرمایا۔

؎۶ خیر و شر اور طاعت و معصیّت سے اسے باخبر کر دیا اور نیک و بد بتا دیا۔

؎۷ یعنی نفس کو۔

؎۸ برائیوں سے۔

؎۹ اپنے رسول حضرت صالح علیہ السلام کو۔

؎۱۰ قدار بن سالف ان سب کی مرضی سے ناقہ کی کوچیں کاٹنے کے لئے۔

؎۱۱ حضرت صالح علیہ السلام۔

؎۱۲ کے درپے ہونے۔

؎۱۳ یعنی جو دن اس کے پینے کا مقرر ہے اس روز پانی میں تعرّض نہ کرو تا کہ تم پر عذاب نہ آئے۔

؎۱۴ یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب اور ناقہ کی کوچیں کاٹنے کے سبب۔

ایاتہا ۲۱ | ۹۲ سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ ۹ | رکوعہا ۱

سورۂ لیل مکی ہے اس میں اکیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿۱﴾ وَ النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿۲﴾ وَ مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰۤى ﴿۳﴾

اور رات کی قسم جب چھائے و۲ اور دن کی جب چمکے و۳ اور اس و۴ کی جس نے نر و مادہ بنائے و۵

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ﴿۵﴾ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿۶﴾

بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے و۶ تو وہ جس نے دیا و۷ اور پرہیز گاری کی و۸ اور سب سے اچھی کو سچ مانا و۹

و۱۵ اور سب کو ہلاک کر دیا، ان میں سے کوئی نہ بچا۔

و۱۶ جیسا بادشاہوں کو ہوتا ہے کیونکہ وہ مالکُ المُلک ہے جو چاہے کرے کسی کو مجالِ دم زدن نہیں۔ بعض مفسّرین نے اس کے معنٰی یہ بھی بیان کئے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کو ان میں سے کسی کا خوف نہیں کہ نزولِ عذاب کے بعد انہیں ایذا پہنچا سکے۔

و۱ سورۂ والیل مکّیہ ہے، اس میں ایک رکوع، اکیس ۲۱ آیتیں، اکہتّر ۷۱ کلمے، تین سو دس ۳۱۰ حرف ہیں۔

و۲ جہاں پر اپنی تاریکی سے، کہ وہ وقت ہے خَلق کے سکون کا ہر جاندار اپنے ٹھکانے پر آتا ہے اور حرکت واضطراب سے ساکن ہوتا ہے اور مقبولانِ حق صدقِ نیاز سے مشغولِ مناجات ہوتے ہیں۔

و۳ اور رات کے اندھیرے کو دور کرے کہ وہ وقت ہے سوتوں کے بیدار ہونے کا اور جانداروں کے حرکت کرنے کا اور طلبِ معاش میں مشغول ہونے کا۔

و۴ قادر، عظیم القدرت۔

و۵ ایک ہی پانی سے۔

و۶ یعنی تمہارے اعمال جدا گانہ ہیں، کوئی طاعت بجالا کر جنّت کے لئے عمل کرتا ہے، کوئی نافرمانی کر کے جہنّم کے لئے۔

و۷ اپنا مال راہِ خدا میں اور اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کیا۔

رسول اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال سے محبت کرتا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک وارث کے مال کے مقابلے میں اپنے مال سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ تو اس کے

فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰىؕ(۷) وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰىۙ(۸) وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰىۙ(۹)

تو بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے و۱۰ اور وہ جس نے بُخل کیا و۱۱ اور بے پرواہ بنا و۱۲ اور سب سے اچھی کو

فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰىؕ(۱۰) وَ مَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰىؕ(۱۱)

جھٹلایا و۱۳ تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے و۱۴ اور اس کا مال اُسے کام نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا و۱۵

اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰى٘ۖ(۱۲) وَ اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَ الْاُوْلٰى(۱۳) فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا

بے شک ہدایت فرمانا و۱۶ ہمارے ذمہ ہے اور بے شک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں تو میں تمہیں ڈراتا ہوں اُس

وارث کا مال ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من قدم من مالہ فھو لہ، الحدیث: ۶۴۴۲، ج۴، ص۲۳۰)

و۸ ممنوعات و محرمات سے بچا۔

و۹ یعنی ملّتِ اسلام کو۔

و۱۰ جنّت کے لئے اور اسے ایسی خصلت کی توفیق دیں گے جو اس کے لئے سببِ آسانی و راحت ہو اور وہ ایسے عمل کرے جن سے اس کا رب راضی ہو۔

و۱۱ اور مال نیک کاموں میں خرچ نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حق ادا نہ کئے۔

و۱۲ ثواب اور نعمتِ آخرت سے۔

و۱۳ یعنی ملّتِ اسلام کو۔

و۱۴ یعنی ایسی خصلت جو اس کے لئے دشواری و شدّت کا سبب ہو اور اسے جہنّم میں پہنچائے۔

شانِ نزول: یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُمیّہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن میں سے ایک حضرت صدیق اتقی ہیں اور دوسرا اُمیّہ اشقی۔ اُمیّہ ابنِ خلف حضرت بلال کو جو اس کی مِلک میں تھے دِین سے منحرف کرنے کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا۔ اور انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا ایک روز حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ اُمیّہ نے حضرت بلال کو گرم زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتّھر ان کے سینہ پر رکھے ہیں اور اس حال میں کلمۂ ایمان ان کی زبان پر جاری ہے، آپ نے اُمیّہ سے فرمایا اے بدنصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں اس نے کہا آپ کو اس کی تکلیف ناگوار ہو تو خرید لیجئے آپ نے گراں قیمت پر ان کو خرید کر آزاد کر دیا اس پر یہ سورت نازل ہوئی اس میں بیان فرمایا گیا کہ تمہاری کوششیں مختلف ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش اور اُمیّہ کی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضائے الٰہی کے طالب ہیں اُمیّہ حق کی دشمنی میں اندھا۔

تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِیْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ وَ سَیُجَنَّبُهَا

آگ سے جو بھڑک رہی ہے نہ جائے گا اس میں وکا۱ مگر بڑا بدبخت جس نے جھٹلایا و۱۸ اور منہ پھیرا و۱۹ اور بہت

الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ

اس سے دُور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو و۲۰ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں

تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَ لَسَوْفَ یَرْضٰى ﴿۲۱﴾ ع ۱ ۲۱ ۱۷

جس کا بدلہ دیا جائے و۲۱ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا و۲۲

و۱۵ مر کر گور میں جائے گا یا قعرِ جہنّم میں پہنچے گا۔

و۱۶ یعنی حق اور باطل کی راہوں کو واضح کر دینا اور حق پر دلائل قائم کرنا اور احکام بیان فرمانا۔

و۱۷ بطریقِ لزوم ودوام۔

و۱۸ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

و۱۹ ایمان سے۔

و۲۰ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یعنی اس کا خرچ کرنا ریا ونمائش سے پاک ہے۔

و۲۱ شانِ نزول: جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا تو کفّار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کیوں کیا؟ شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہوگا جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خریدا اور آزاد کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ان پر حضرت بلال وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت لوگوں کو ان کے اسلام کے سبب خرید کر آزاد کیا۔

ابو محمد حسین بن مسعود معالم تنزیل میں لکھتے ہیں:

اور سعید بن المسیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی کہ امیہ بن خلف نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بلال کے معاملہ میں اس وقت جب انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا بلال کو فروخت کرے گا؟ کہا: ہاں میں اسے نسطاس سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام جو دس ہزار دینار اور بہت سے لونڈی اور غلام اور چوپایوں کا مالک تھا کے بدلے بیچتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا تھا کہ نسطاس اسلام لے آئے اور اس کا مال اسی کا رہے، تو وہ نہ مانا تو حضرت ابوبکر نے اس کو مبغوض جانا، پھر جب امیہ نے کہا: بلال کو میں آپ کے غلام کے بدلے دیتا ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو غنیمت جانا اور نسطاس کو امیہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ تو مشرکین بولے، ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایسا صرف اس لئے کیا ہے کہ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ان پر کوئی احسان ہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ الخ یعنی اور اس پر کسی

ایاتھا ۱۱ ۹۳ سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ ۱۱ رکوعھا ۱

سورۂ ضحیٰ مکی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

چاشت کی قسم و۲ اور رات کی جب پردہ ڈالے و۳ کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بیشک پچھلی

کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ ۹۲/۱۷ تا ۲۱ دارالکتب العلمیہ ۴/۶۴۔ ۴۶۳)

و۲۲ اس نعمت وکرم سے جو اللہ تعالیٰ ان کو جنّت میں عطا فرمائے گا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں: حافظ خطیب بغدادی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ایک شخص آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اس سے بہتر کوئی نہیں پیدا فرمایا۔ قیامت کے دن لوگوں کے حق میں اس کی شفاعت انبیاء کرام کی طرح ہوگی۔ حضرت جابر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے فرمایا کہ کچھ زیادہ دیر نہ گزرتی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے (استقبال) کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ان سے بغلگیر ہوئے اور کچھ دیر تک ایک دوسرے سے مانوس ہوتے رہے۔ (ت)

(فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم ۳۰ سورۃ اللیل ۹۲ ف ۲۲ مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی ص ۳۰۶۔۳۰۷)

و۱ سورۂ والضحیٰ مکّیہ ہے، اس میں ایک ۱ رکوع، گیارہ ۱۱ آیتیں، چالیس ۴۰ کلمے، ایک سو بہتر ۱۷۲ حرف ہیں۔

شانِ نزول: ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفّار نے بطریقِ طعن کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور مکروہ جانا۔ اس پر والضحیٰ نازل ہوئی۔

و۲ جس وقت کہ آفتاب بلند ہو کیونکہ یہ وقت وہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلام سے مشرف کیا اور اسی وقت جادوگر سجدے میں گرے۔

مسئلہ: چاشت کی نماز سنّت ہے اور اس کا وقت آفتاب کے بلند ہونے سے قبل زوال تک ہے۔ امام صاحب کے نزدیک چاشت کی نماز دو رکعتیں ہیں یا چار ایک سلام کے ساتھ۔

(جامع الترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاء فی صلاۃ الضحیٰ، رقم ۴۷۵، ج ۲، ص ۱۹)

(الدرالمختار، کتاب الصلاہ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۶۳)

لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ﴿۴﴾ وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ﴿۵﴾ اَلَمْ یَجِدْكَ

تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے وی۴ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں وی۵ اتنا دے گا کہ تم راضی ہو

یَتِیْمًا فَاٰوٰی ﴿۶﴾ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ﴿۷﴾

جاؤ گے وی۶ کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی وی۷ اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی وی۸

بعض مفسّرین نے فرمایا ہے کہ ضُحٰی سے دن مراد ہے۔

وی۳ اور اس کی تاریکی عام ہوجائے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ چاشت سے مراد وہ چاشت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ چاشت سے اشارہ ہے نورِ جمالِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوئے عنبرین سے۔ (روح البیان)

وی۴ یعنی آخرت دنیا سے بہتر کیونکہ وہاں آپ کے لئے مقامِ محمود وحوضِ مورود وخیرِ موعود اور تمام انبیاء ورُسل پر تقدم اور آپ کی امّت کا تمام امّتوں پر گواہ ہونا اور آپ کی شفاعت سے مومنین کے مرتبے اور درجے بلند ہونا اور بے انتہا عزّتیں اور کرامتیں ہیں جو بیان میں نہیں آتیں۔ اور مفسّرین نے اس کے یہ معنٰی بھی بیان فرمائے ہیں کہ آنے والے احوال آپ کے لئے گذشتہ سے بہتر و برتر ہیں گویا کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزّت پر عزّت اور منصب پر منصب زیادہ فرمائے گا اور ساعت بساعت آپ کے مراتب ترقیوں میں رہیں گے۔

وی۵ دنیا وآخرت میں۔

وی۶ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ وعدۂ کریمہ ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دنیا میں عطا فرمائیں۔ کمالِ نفس اور علومِ اوّلین وآخرین اور ظہورِ امر اور اعلائے دِین اور وہ فتوحات جو عہدِ مبارک میں ہوئیں اور عہدِ صحابہ میں ہوئیں اور تاقیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق ومغارب میں پھیل جانا اور آپ کی امّت کا بہترینِ اُمَم ہونا اور آپ کے وہ کرامات وکمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزّت وتکریم کو بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعتِ عامّہ وخاصّہ اور مقامِ محمود وغیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں دستِ مبارک اٹھا کر امّت کے حق میں رو کر دعا فرمائی اور عرض کیا اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ، اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ محمّد (مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں جا کر دریافت کرو رونے کا کیا سبب ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ دانا ہے، جبریل نے حسبِ حکم حاضر ہوکر دریافت کیا سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تمام حال بتایا اور غمِ امّت کا اظہار فرمایا، جبریلِ امین نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ تیرے حبیب یہ فرماتے ہیں باوجود یہ کہ وہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا جاؤ اور میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امّت کے بارے میں عنقریب

راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے، حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک امّتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔

(تفسیر کبیر، سورۃ الضحٰی، تحت الایۃ ۵، ج ۱۱، ص ۱۹۴)

آیتِ کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیثِ شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہگارانِ امت بخش دیئے جائیں تو آیت و احادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت مقبول اور حسبِ مرضیِ مبارک گنہگار انِ امّت بخشے جائیں گے، سبحان اللہ کیا رتبۂ عُلیا ہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقرّبین تکلیفیں برداشت کرتے اور محنتیں اٹھاتے ہیں، وہ اس حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو راضی کرنے کے لئے عطا عام کرتا ہے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جو آپ کے ابتدائے حال سے آپ پر فرمائیں۔

قرطبی نے سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیۂ کریمہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس بات پر راضی ہوئے کہ ان کے اہل بیت میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، سورۃ الضحٰی، تحت الآیۃ: ۴، الجزئ ۲۰، ج ۱۰، ص ۶۸)

۷ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابھی والدۂ ماجدہ کے بطن میں تھے، حمل دو ماہ کا تھا، آپ کے والد صاحب نے مدینہ شریفہ میں وفات پائی اور نہ کچھ مال چھوڑا، نہ کوئی جگہ چھوڑی، آپ کی خدمت کے متکفل آپ کے دادا عبدالمطلب ہوئے، جب آپ کی عمر شریف چار یا چھ سال کی ہوئی تو والدہ صاحبہ نے بھی وفات پائی، جب عمر شریف آٹھ سال کی ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی وفات پائی، انہوں نے اپنی وفات سے پہلے اپنے فرزند ابوطالب کو جو آپ کے حقیقی چچا تھے آپ کی خدمت و نگرانی کی وصیّت کی ابوطالب آپ کی خدمت میں سرگرم رہے، یہاں تک کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوّت سے سرفراز فرمایا۔اس آیت کی تفسیر میں مفسّرین نے ایک معنٰی یہ بیان کئے ہیں کہ یتیم معنٰی یکتا و بے نظیر کے ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے درِّ یتیمہ۔اس تقدیر پر آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزّ و شرف میں یکتا و بے نظیر پایا اور آپ کو مقامِ قرب میں جگہ دی اور اپنی حفاظت میں آپ کے دشمنوں کے اندر آپ کی پرورش فرمائی اور آپ کو نبوّت و اصطفا و رسالت کے ساتھ مشرف کیا۔(خازن و جمل روح البیان)

۸ اور غیب کے اسرار آپ پر کھول دیئے اور علومِ ماکان و ما یکون عطا کئے، اپنی ذات و صفات کی معرفت میں سب سے بلند مرتبہ عنایت کیا۔مفسّرین نے ایک معنٰی اس آیت کے یہ بھی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا وارفتہ پایا کہ آپ اپنے نفس اور اپنے مراتب کی خبر بھی نہیں رکھتے تھے تو آپ کو آپ کے ذات و صفات اور مراتب و درجات کی معرفت عطا فرمائی۔

مسئلہ: انبیاء علیہ السلام سب معصوم ہوتے ہیں نبوّت سے قبل بھی، نبوّت سے بعد بھی اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے

وَ وَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰىؕ(۸) فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْؕ(۹) وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا

اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا ۹؎ تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو ۱۰؎ اور منگتا کو نہ جھڑکو ۱۱؎

ع ۱ ۱۱ ۱۸ تَنْهَرْؕ(۱۰) وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۠(۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو ۱۲؎

ایاتها ۸ ۹۴ سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ ۱۲ رکوعها ۱

سورۃ انشراح مکی ہے اس میں آٹھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱؎

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَۙ(۱) وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَۙ(۲) الَّذِیْۤ اَنْقَضَ

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا ۲؎ اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ

صفات کے ہمیشہ سے عارف ہوتے ہیں۔

۹؎ دولت، قناعت عطا فرما کر۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ تونگری کثرتِ مال سے حاصل نہیں ہوتی حقیقی تونگری نفس کا بے نیاز ہونا۔

۱۰؎ جیسا کہ اہلِ جاہلیّت کا طریقہ تھا کہ یتیموں کو دباتے اور ان پر زیادتی کرتے تھے۔ حدیث شریف میں سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے گھروں میں وہ بہت اچھا گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور وہ بہت برا گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ بُرا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

(الادب المفرد، باب خیر بیت بیت فیہ یتیم یحسن الیہ، رقم ۱۳۷، ص ۵۸)

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب حق الیتیم، رقم ۳۶۷۹، ج ۴، ص ۱۹۳)

۱۱؎ یا کچھ دے دو یا حسنِ اخلاق اور نرمی کے ساتھ عذر کر دو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سائل سے طالبِ علم مراد ہے اس کا اکرام کرنا چاہئے اور جو اس کی حاجت ہو اس کا پورا کرنا اور اس کے ساتھ ترش روئی و بدخُلقی نہ کرنا چاہئے۔

۱۲؎ نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمائیں اور وہ بھی جن کا حضور سے وعدہ فرمایا۔ نعمتوں کے ذکر کا اس لئے حکم فرمایا کہ نعمت کا بیان کرنا شکر گزاری ہے۔

۱؎ سورۂ الم نشرح مکیّہ ہے، اس میں ایک ۱ رکوع، آٹھ ۸ آیتیں، ستائیس ۲۷ کلمے، ایک سو تین ۱۰۳ حرف ہیں۔

۲؎ یعنی ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ اور وسیع کیا ہدایت و معرفت اور موعظت و نبوّت اور علم و حکمت کے لئے یہاں تک کہ عالمِ غیب و شہادت اس کی وسعت میں سما گئے اور علائقِ جسمانیہ، انوارِ روحانیہ کے لئے مانع نہ ہو سکے

ظَهْرَكَ ﴿۳﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ

توڑی تھی وٓ۳ اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا وٓ۴ تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے بے شک دشواری

ع ۱ / ۱۸ / ۱۹ يُسْرًا ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾

کے ساتھ آسانی ہے وٓ۵ تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں وٓ۶ محنت کرو وٓ۷ اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو وٓ۸

اور علومِ لدنّیہ و حِکَمِ الٰہیہ و معارفِ ربانیّہ و حقائقِ رحمانیہ سینۂ پاک میں جلوہ نما ہوئے۔ اور ظاہری شرحِ صدر بھی بار بار ہوا ابتدائے عمر شریف میں اور ابتدائے نزولِ وحی کے وقت اور شبِ معراج جیسا کہ احادیث میں آیا ہے، اس کی شکل یہ تھی کہ جبریلِ امین نے سینۂ پاک کو چاک کر کے قلبِ مبارک نکالا اور زریں طشت میں آبِ زمزم سے غسل دیا اور نور و حکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا۔

وٓ۳ اس بوجھ سے مراد یا وہ غم ہے جو آپ کو کفّار کے ایمان نہ لانے سے رہتا تھا یا امّت کے گناہوں کا غم جس میں قلبِ مبارک مشغول رہتا تھا، مراد یہ ہے کہ ہم نے آپ کو مقبول الشفاعت کر کے وہ بارِ غم دور کر دیا۔

وٓ۴ حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جبریل سے اس آیت کو دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں، منبروں پر، خطبوں میں۔ تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے ہر بات میں اس کی تصدیق کرے اور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے تو یہ سب بے کار وہ کافر ہی رہے گا۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند کیا ہر خطیب ہر تشہد پڑھنے والا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پکارتا ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام حاضرِ بارگاہ ہوئے اور عرض کی: آپ کا رب فرماتا ہے کیا تم جانتے ہو کہ میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، اللہ اعلم۔ ارشاد ہوا: اے محبوب میں نے تمہیں اپنی یادوں میں سے ایک یاد کیا کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بے شک اس نے میرا ذکر کیا۔
(ماخوذ من فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، نصف آخر ص ۱۴۵)

وٓ۵ یعنی جو شدّت و سختی کہ آپ کفّار کے مقابلے میں برداشت فرما رہے ہیں اس کے ساتھ ہی آسانی ہے کہ ہم آپ کو ان پر غلبہ عطا فرمائیں گے۔

وٓ۶ یعنی آخرت کی۔

ایاتھا ۸ ۹۵ سُوْرَۃُ التِّیْنِ مَکِّیَّۃٌ ۲۸ رکوعھا ۱

سورۂ تین مکی ہے اس میں آٹھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ولے

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ

انجیر کی قسم اور زیتون وٹ اور طور سینا وٹ اور اس امان والے شہر کی وٹ بیشک ہم نے

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۙ﴿۵﴾

آدمی کو اچھی صورت پر بنایا پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا وٹ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

وٗ کہ دعا بعدِ نماز مقبول ہوتی ہے، اس دعا سے مرادآخرِ نماز کی وہ دعا ہے جو نماز کے اندر ہو یا وہ دعا جو سلام کے بعد ہو، اس میں اختلاف ہے۔

تفسیر شریف جلالین میں ہے: فاذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب تعب فی الدعاء، والٰی ربک فارغب تضرع۔

جب تو نماز سے فارغ ہو تو دعا میں تعب اور مشقت کر اور اپنے رب کے سامنے تضرع وزاری بجالا۔

(جلالین کلاں ۹۴ سورۂ الم نشرح میں مذکور ہے ۷۔۸ مطبوعہ اصح المطابع دہلی ہند ۲/۵۰۲)

علمائے کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جمیع احوال میں ذکر الٰہی ودعا کی مداومت کرو۔

(انوار التنزیل المعروف بتفسیر البیضاوی آیہ مذکورہ کے تحت مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۲۰۴)

(تفسیر النسفی المعروف بتفسیر المدارک آیہ مذکورہ کے تحت مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۴۸)

وٛ اسی کے فضل کے طالب رہو اور اسی پر توکل کرو۔

وا سورۂ والتین مکّیہ ہے، اس میں ایک ا رکوع، آٹھ ۸ آیتیں، چونتیس ۳۴ کلمے، ایک سو پانچ ۱۰۵ حرف ہیں۔

وٹ انجیر نہایت عمدہ میوہ ہے جس میں فضلہ نہیں، سریع الہضم، کثیر النفع، ملیّن، محلّل، دافعِ ریگ، مُفتّحِ سدّہ، جگر، بدن کا فربہ کرنے والا، بلغم کو چھانٹنے والا۔ زیتون ایک مبارک درخت ہے اس کا تیل روشنی کے کام لایا جاتا ہے اور بجائے سالن کے بھی کھایا جاتا ہے۔ یہ وصف دنیا کے کسی تیل میں نہیں، اس کا درخت خشک پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے جن میں دہنیّت کا نام ونشان نہیں، بغیر خدمت کے پرورش پاتا ہے، ہزاروں برس رہتا ہے، ان چیزوں میں قدرتِ الٰہی کے آثار ظاہر ہیں۔

وٹ یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے مشرف فرمایا اور سینا اس جگہ کا نام ہے جہاں یہ پہاڑ واقع ہے یا بمعنی خوش منظر کے ہے جہاں کثرت سے پھل دار درخت ہوں۔

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ؕ﴿۶﴾ فَمَا یُکَذِّبُکَ

مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ انھیں بے حد ثواب ہے ۶ تو اب کیا چیز تجھے انصاف کے

بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۸﴾ ع

جھٹلانے پر باعث ہے ۷ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ۸

ع ۱/۸ ۲۰

ایاتہا ۱۹ ۹۶ سُوۡرَۃُ الۡعَلَقِ مَکِّیَّۃٌ ۱ رکوعہا ۱

سورۃ علق مکی ہے اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

ف۴ یعنی مکّہ مکرّمہ کی۔

ف۵ یعنی بڑھاپے کی طرف جب کہ بدن ضعیف، اعضاء ناکارہ، عقل ناقص، پشت خم، بال سفید ہوجاتے ہیں، جلد میں جھریاں پڑ جاتی ہیں، اپنے ضروریات انجام دینے میں مجبور ہوجاتا ہے یا یہ معنٰی ہیں کہ جب اس نے اچھی شکل وصورت کی شکر گذاری نہ کی اور نافرمانی پر جمارہا اور ایمان نہ لایا تو جہنّم کے اسفل ترین درکات کو ہم نے اس کا ٹھکانا کر دیا۔

مُفسّرِ شہیر حکیم الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان آیت نمبر 4 میں انسان کی اچّھی صورت اور جسمانی خوبیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد آیت نمبر 5 کے تحت فرماتے ہیں: یعنی انسان نے مذکورہ نعمتوں کی قدر نہ کی اور کُفر و بدعملی اختیار کی، تو ہم نے اسے جانوروں سے بدتر، کیڑوں مکوڑوں، (بلکہ) گندگیوں سے (بھی) کمتر کر دیا کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ کافِر (بظاہر انسان نظر آنے کے باوُجود) جانور سے بدتر ہے۔ اِلَخ

(نورالعرفان ص 987)

ف۶ اگرچہ ضعف پیری کے باعث وہ جوانی کی طرح کثیر طاعتیں بجا نہ لاسکیں اور ان کے عمل کم ہوجائیں لیکن کرمِ الٰہی سے انہیں وہی اجر ملے گا جو شباب اور قوّت کے زمانہ میں عمل کرنے سے ملتا تھا اور اتنے ہی عمل ان کے لکھے جائیں گے۔

ف۷ اس بیانِ قاطع و برہانِ ساطع کے بعد اے کافر۔

ف۸ اور تو اللہ تعالٰی کی یہ قدرتیں دیکھنے کے باوجود کیوں بعث وحساب وجزا کا انکار کرتا ہے۔

ف۱ سورۂ اقراء اس کو سورۂ علق بھی کہتے ہیں مکّیہ ہے، اس میں ایک ارکوع، انیس ۱۹ آیتیں، بانوے ۹۲ کلمے، دو سو اسّی ۲۸۰ حرف ہیں۔ اکثر مفسّرین کے نزدیک یہ سورت سب سے پہلے نازل ہوئی اور اس کی پہلی پانچ آیتیں مَالَمۡ یَعۡلَمۡ تک غارِ حرا میں نازل ہوئیں فرشتے نے آکر حضرت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ

پڑھو اپنے رب کے نام سے وٗ۲ جس نے پیدا کیا وٗ۳ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو وٗ۴ اور تمہارا رب ہی

الْاَكْرَمُۙ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ

سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا وٗ۵ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا وٗ۶ ہاں ہاں بے شک

الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤىۙ ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰىؕ ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰىؕ ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ

آدمی سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا وٗ۷ بیشک تمہارے رب ہی کی طرف پھرنا ہے وٗ۸ بھلا دیکھو تو

اِقْرَاْ یعنی پڑھیئے، فرمایا ہم پڑھے نہیں، اس نے سینہ سے لگا کر بہت زور سے دبایا، پھر چھوڑ کر اِقْرَاْ کہا آپ نے وہی جواب دیا، تین مرتبہ ایسا ہی ہوا پھر اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مَا لَمْ یَعْلَمْ تک پڑھا۔

آیتِ کریمہ کا ایک ایک لفظ ظاہر کررہا ہے کہ اسلام میں علم کی اہمیت کس درجہ ہے کہ ایک ہی مقام پر دوبار علم حاصل کرنے کا حکم دیا پھر اس احسان کا اظہار فرمایا کہ یہ اس کا کرم ہے اس نے انسان کو علم بھی عطا فرمایا اور لکھنا بھی سکھایا۔ علم حاصل کرنے کا حکم دینے کے بعد قرآن نے دیگر جگہ علم حاصل کرنے والوں اور اہلِ علم کی عظمت وفضیلت بیان فرمائی اور جہالت کی سخت مذمت بیان فرمائی صاف صاف الفاظ میں فرمادیا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے۔

وٗ۲ یعنی قراءت کی ابتداء ادباً اللہ تعالیٰ کے نام سے ہو۔ اس تقدیر پر آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ قراءت کی ابتداء بسم اللہ کے ساتھ مستحب ہے۔

وٗ۳ تمام خَلق کو۔

وٗ۴ دوبارہ پڑھنے کا حکم تاکید کے لئے ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دوبارہ قراءت کے حکم سے مراد یہ ہے کہ تبلیغ اور امّت کے تعلیم کے لئے پڑھیئے۔

وٗ۵ اس سے کتابت کی فضیلت ثابت ہوئی اور درحقیقت کتابت میں بڑے منافع ہیں، کتابت ہی سے علوم ضبط میں آتے ہیں گذرے ہوئے لوگوں کی خبریں اور ان کے احوال اور ان کے کلام محفوظ رہتے ہیں۔ کتابت نہ ہوتی تو دِین ودنیا کے کام قائم نہ رہ سکتے۔

وٗ۶ آدمی سے مراد یہاں حضرت آدم ہیں اور جو انہیں سکھایا اس سے مراد علمِ اسماء۔ اور ایک قول یہ ہے کہ انسان سے مراد یہاں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جمیع اشیاء کے علوم عطا فرمائے۔ (معالم وخازن)

اللہ تعالیٰ کے محبوب، دانائے غُیُوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ خُوشبُودار ہے۔

جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے ایسا علم عطا فرمائے گا جو وہ پہلے نہ جانتا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء (۴۵۵: احمد بن ابی الحواری) ج ۱۰ ص ۱۳ رقم الحدیث ۱۴۳۲۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

وٗ۷ یعنی غفلت کا سبب دنیا کی محبّت اور مال پر تکبر ہے۔ یہ آیتیں ابوجہل کے حق میں نازل ہوئیں اس کو کچھ مال

الَّذِیْ یَنْهٰىۙ(۹) عَبْدًا اِذَا صَلّٰىؕ(۱۰) اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤىۙ(۱۱) اَوْ اَمَرَ

جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے ۹؎ بھلا دیکھو تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا پرہیزگاری بتاتا

بِالتَّقْوٰىؕ(۱۲) اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰىؕ(۱۳) اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰىؕ(۱۴) كَلَّا

تو کیا خوب تھا بھلا دیکھو تو اگر جھٹلایا ۱۰؎ اور منہ پھیرا ۱۱؎ تو کیا حال ہوگا کیا نہ جانا ۱۲؎ کہ اللہ دیکھ رہا ہے ۱۳؎ ہاں ہاں اگر

ہاتھ آ گیا تھا تو اس نے لباس اور سواری اور کھانے پینے میں تکلّفات شروع کئے اور اس کا غرور و تکبر بہت بڑھ گیا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو حریص آسودہ نہیں ہوتے، ایک صاحب علم، دوسرا صاحب دنیا، مگر یہ دونوں برابر نہیں۔ صاحب علم اللہ (عزوجل) کی خوشنودی زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور صاحب دنیا سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی اور دوسرے کے لیے پ ۲۲، سورہ فاطر آیت ۲۸ تلاوت فرمائی۔

(سنن الدارمی، باب فی فضل العلم والعالم، الحدیث: ۳۳۲، ج ۱، ص ۱۰۸)

۸؎ یعنی انسان کو یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ اسے اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے تو سرکشی و طغیان اور غرور و تکبر کا انجام عذاب ہوگا۔

۹؎ شانِ نزول: یہ آیت بھی ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نماز پڑھنے سے منع کیا تھا اور لوگوں سے کہا تھا کہ اگر میں انہیں ایسا کرتا دیکھوں گا تو (معاذ اللہ) گردن پاؤں سے کچل ڈالوں گا اور چہرہ خاک میں ملا دوں گا، پھر وہ اسی ارادۂ فاسدہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نماز پڑھتے میں آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب پہنچ کر الٹے پاؤں پیچھے بھاگا، ہاتھ آگے بڑھائے ہوئے جیسے کوئی کسی مصیبت کو روکنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتا ہے، چہرہ کا رنگ اڑ گیا، اعضاء کانپنے لگے، لوگوں نے کہا کیا حال ہے، کہنے لگا میرے اور محمّد (مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے درمیان ایک خندق ہے جس میں آگ بھری ہوئی ہے اور دہشت ناک پرند بازو پھیلائے ہوئے ہیں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا عضو عضو جدا کر ڈالتے۔

مولا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طُلوعِ آفتاب کے وقت نَفْل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا جب وہ پڑھ چکا تو مسئلہ تعلیم فرما دیا۔

(تفسیر الکبیر، سورۃ العلق، تحت الآیۃ ۱۰، ۱۱، ج ۱۱، ص ۲۲۲ ملخصًا)

۱۰؎ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو۔

۱۱؎ ایمان لانے سے۔

۱۲؎ ابوجہل نے۔

۱۳؎ اس کے فعل کو۔ پس جزا دے گا۔

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ ﵃ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ﴿۱۵﴾ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْیَدْعُ

باز نہ آیا ۱۴ تو ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے ۱۵ کیسی پیشانی جھوٹی خطا کار اب پکارے اپنی مجلس کو ۱۶

نَادِیَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَ اسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ (السجدة) ع ۱/۱۹ ۲۱

ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں ۱۷ ہاں ہاں اس کی نہ سنو اور سجدہ کرو ۱۸ اور ہم سے قریب ہو جاؤ

ایاتہا ۵ ۹۷ سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّیَّةٌ ۲۵ رکوعہا ۱

سورۃ قدر مکی ہے اس میں پانچ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾ لَیْلَةُ

بے شک ہم نے اسے ۲ شب قدر میں اتارا ۳ اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر شب قدر

۱۴ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایذا اور آپ کی تکذیب سے۔

۱۵ اور اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔

۱۶ شانِ نزول: جب ابوجہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نماز سے منع کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو سختی سے جھڑک دیا اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے جھڑکتے ہیں خدا کی قسم میں آپ کے مقابل نوجوان سواروں اور پیدلوں سے اس جنگل کو بھر دوں گا، آپ جانتے ہیں کہ مکّہ مکرّمہ میں مجھ سے زیادہ بڑے جتھے اور مجلس والا کوئی نہیں ہے۔

۱۷ یعنی عذاب کے فرشتوں کو۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر وہ اپنی مجلس کو بلاتا تو فرشتے اس کو بالاعلان گرفتار کرتے۔

۱۸ یعنی نماز پڑھتے رہو۔

۱ سورۃ القدر مدنیّہ وبقولے مکّیہ ہے، اس میں ایک ۱ رکوع، پانچ ۵ آیتیں، تیس ۳۰ کلمے، ایک سو بارہ ۱۱۲ حرف ہیں۔

۲ یعنی قرآنِ مجید کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف یکبارگی۔

۳ شبِ قدر شرف و برکت والی رات ہے اس کو شبِ قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس شب میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی شرافت وقدر کے باعث اس کو شبِ قدر کہتے ہیں۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ چونکہ اس شب میں اعمالِ صالحہ منقول ہوتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں ان کی قدر کی جاتی ہے اس لئے اس کو شبِ قدر کہتے ہیں۔ احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ جس نے اس رات میں ایمان واخلاص کے

الْقَدْرِ ۙ۬ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہزار مہینوں سے بہتر ؏ اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں ؎۵ اپنے رب کے حکم سے

ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کی اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب فضل لیلۃ القدر، رقم ۲۰۱۴، ج ۱، ص ۶۶۰)

آدمی کو چاہیے کہ اس شب میں کثرت سے استغفار کرے اور رات عبادت میں گذارے سال بھر میں شبِ قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور روایاتِ کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں ہوتی ہے اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں۔ بعض علماء کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شبِ قدر ہوتی ہے یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اس رات کے فضائلِ عظیمہ اگلی آیتوں میں ارشاد فرمائے جاتے ہیں۔

؏ جو شبِ قدر سے خالی ہوں، اس ایک رات میں نیک عمل کرنا ہزار راتوں کے عمل سے بہتر ہے حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امم گذشتہ کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا، اس طرح اس نے ہزار مہینے گذارے تھے مسلمانوں کو اس سے تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شبِ قدر عطا فرمائی اور یہ آیت نازل کی کہ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر باب فضل لیلۃ القدر، الحدیث ۲۰۱۴ص ۱۵۷)

(تفسیر صاوی، ج ۶، ص ۲۳۹۹، پ ۳۰، القدر: ۳)

(اخرجہ ابن جریر عن طریق مجاہد) یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب پر کرم ہے کہ آپ کے امتی شبِ قدر کی ایک رات عبادت کریں تو ان کا ثوابِ پچھلی امّت کے ہزار ماہ عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہو۔

؎۵ زمین کی طرف اور جو بندہ کھڑا یا بیٹھا یادِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اس کو سلام کرتے ہیں اور اس کے حق میں یہ دعا و استغفار کرتے ہیں۔

روایت ہے کہ شبِ قدر میں سدرۃ المنتہٰی کے فرشتوں کی فوج حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سرداری میں زمین پر اترتی ہے اور ان کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں۔ ایک جھنڈا بیت المقدس کی چھت پر۔ اور ایک جھنڈا کعبہ معظّمہ کی چھت پر۔ اور ایک جھنڈا طور سیناء پر لہراتے ہیں اور پھر یہ فرشتے مسلمانوں کے گھروں میں تشریف لے جا کر ہر اس مومن مرد و عورت کو سلام کرتے ہیں جو عبادت میں مشغول ہوں۔ مگر جن گھروں میں بت یا تصویر یا کتا ہو یا جن مکانوں میں شرابی یا خنزیر کھانے والا یا غسل جنابت نہ کرنے والا، یا بلا وجہ شرعی اپنی رشتہ داری کو کاٹ دینے والا رہتا ہو، ان گھروں میں یہ فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(تفسیر صاوی، ج ۶، ص ۲۴۰۱، پ ۳۰، القدر: ۴)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان فرشتوں کی تعداد روئے زمین کی کنکریوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور یہ سب سلام و رحمت

معانقۃ ۱۸ الثلثۃ ع ۵ ۲۲

مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ قف هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾ ع

ہر کام کے لیے ۶ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک ۷

اٰیاتھا ۸ | (۹۸) سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ (۱۰۰) | رکوعھا ۱

سورۂ بینہ مدنی ہے اس میں آٹھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى

کتابی کافر ۲ اور مشرک ۳ اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس

تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ فِيْهَا كُتُبٌ

روشن دلیل نہ آئے ۴ وہ کون وہ اللہ کا رسول ۵ کہ پاک صحیفے پڑھتا ہے ۶ ان میں سیدھی باتیں لکھی ہیں ۷

لے کر نازل ہوتے ہیں۔

(تفسیر صاوی، ج۶، ص۲۴۰۱، پ۳۰، القدر: ۴)

۶ جو اللہ تعالیٰ نے اس سال کے لئے مقدر فرمایا۔

۷ بلاؤں اور آفتوں سے۔

۱ سورۂ لم یکن اس کو سورۂ بیّنہ بھی کہتے ہیں، جمہور کے نزدیک یہ سورت مدنیّہ ہے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت یہ ہے کہ مکّیہ ہے، اس سورت میں ایک ۱ رکوع، آٹھ ۸ آیتیں، چورانوے ۹۴ کلمے، تین سو ننانوے ۳۹۹ حرف ہیں۔

۲ یہود و نصاریٰ۔

۳ بت پرست۔

۴ یعنی سیّدِ انبیاء محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلوہ افروز ہوں کیونکہ حضورِ اقدس علیہ الصلٰوۃ والتسلیمات کی تشریف آوری سے پہلے یہ تمام یہی کہتے تھے کہ ہم اپنا دِین چھوڑنے والے نہیں جب تک کہ وہ نبیِ موعود تشریف فرما نہ ہوں جن کا ذکر توریت وانجیل میں ہے۔

۵ یعنی سیّدِ عالَم محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۶ یعنی قرآنِ مجید۔

۷ حق وعدل کی۔

قَیِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

اور پھوٹ نہ پڑی کتاب والوں میں مگر بعد اس کے کہ وہ روشن دلیل ف۸ ان کے پاس تشریف

الْبَیِّنَةُ ؕ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَ

لائے ف۹ اور ان لوگوں کو تو ف۱۰ یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ف۱۱

یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

ایک طرف کے ہوکر ف۱۲ اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے بے شک جتنے کافر ہیں

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ شَرُّ

کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں

الْبَرِیَّةِ ؕ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ خَیْرُ

بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر

الْبَرِیَّةِ ؕ﴿۷﴾ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ہیں ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ

خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۠﴿۸﴾ ع۱ ۸ ۲۲

رہیں اللہ ان سے راضی ف۱۳ اور وہ اس سے راضی ف۱۴ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے ف۱۵

ف۸ یعنی سیّدِ عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ف۹ مراد یہ ہے کہ پہلے سے تو سب اس پر متفق تھے کہ جب نبیِ موعود تشریف لائیں تو ہم ان پر ایمان لائیں گے لیکن جب وہ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلوہ افروز ہوئے تو بعض تو آپ پر ایمان لائے اور بعض نے حسداً وعناداً کفر اختیار کیا۔

ف۱۰ توریت وانجیل میں۔

ف۱۱ اخلاص کے ساتھ شرک ونفاق سے دور رہ کر۔

ف۱۲ یعنی تمام دینوں کو چھوڑ کر خالص اسلام کے متبع ہوکر۔

ف۱۳ اوران کے اطاعت واخلاص سے۔

کسی بزرگ (علیہ الرحمۃ) سے اس آیت کریمہ کی تفسیر پوچھی گئی۔
انہوں نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کو دیکھتے ہیں اپنے نفس کا احتساب کرتے ہیں اور اپنی آخرت کیلئے سامان اختیار کرتے ہیں۔

ایاتھا ۸ ۹۹ سُوْرَۃُ الزِّلْزَالِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۳ رکوعھا ۱

سورۂ زلزال مدنی ہے اس میں آٹھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲ وَ قَالَ

جب زمین تھرتھرا دی جائے ف۲ جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے ف۳ اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے ف۴ اور آدمی

الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝۵

کہے اسے کیا ہوا ف۵ اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی ف۶ اس لیے کہ تمہارے رب نے اسے حکم بھیجا ف

(فیضان احیاء العلوم ص ۸۳)

ف۱۴ اور اس کے کرم وعطا سے۔

ف۱۵ اور اس کی نافرمانی سے بچے۔

ف۱ سورۂ اذا زلزلت جس کو سورۂ زلزلہ بھی کہتے ہیں مکّیہ وبقولے مدنیّہ ہے۔ اس میں ایک ۱ رکوع، آٹھ ۸ آیتیں، پینتیس ۳۵ کلمے اور ایک سو انتالیس ۱۳۹ حرف ہیں۔

ف۲ قیامت قائم ہونے کے نزدیک یا روزِ قیامت۔

ف۳ اور زمین پر کوئی درخت، کوئی عمارت، کوئی پہاڑ باقی نہ رہے، ہر چیز ٹوٹ پھوٹ جائے۔

ف۴ یعنی خزانے اور مردے جو اس میں ہیں وہ سب نکل کر باہر آپڑیں۔

ف۵ کہ ایسی مضطرب ہوئی اور اتنا شدید زلزلہ آیا کہ جو کچھ اس کے اندر تھا سب باہر پھینک دیا۔

ف۶ اور جو نیکی بدی اس پر کی گئی سب بیان کرے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر مرد، عورت نے جو کچھ اس پر کیا اس کی گواہی دے گی، کہے گی فلاں روز یہ کیا، فلاں روز یہ۔ (ترمذی)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں، بلاشبہ اللہ عزوجل اس زمین کو زندہ، عقل مند اور بولنے والی بنا دے گا اور یہ پہچانے گی کہ اس پر بسنے والے کیا کیا عمل کرتے رہے ہیں؟ پھر یہ نیک لوگوں کے حق میں اور گناہ گاروں کے خلاف گواہی دے گی، رسول اللہ نے فرمایا:

بے شک قیامت کے دن زمین ہر اس عمل کے بارے میں بتائے گی جو اس پر کیا جاتا رہا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

اور بروزِ قیامت زمین کا بولنا ہمارے مذہب کے نزدیک بعید نہیں ہے کیونکہ ہمارے نزدیک زندگی کے لئے جسم کا ہونا ضروری نہیں، لہٰذا! اللہ عزوجل زمین کو اس کی شکل، خشکی اور تنگی پر باقی رکھتے ہوئے اسے زندگی اور بولنے کی قوت عطا فرمائے گا، اس سے مقصود یہ ہوگا کہ زمین نافرمانوں سے شکوہ کر سکے اور فرمانبرداروں کا شکریہ ادا کر سکے، چنانچہ یہ کہے گی کہ فلاں شخص نے

يَوۡمَئِذٍ يَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۙ لِّيُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ ؕ﴿۶﴾ فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ

اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے ۸ کئی راہ ہو کر ۹ تاکہ اپنا کیا ۱۰ دکھائے جائیں تو

ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ؕ﴿۷﴾ وَ مَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾ ع ۱ ۸ ۲۴

جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ برائی کرے اسے دیکھے گا ۱۱

مجھ پر نماز پڑھی، زکوٰۃ دی، روزے رکھے اور حج کیا جبکہ فلاں نے کفر کیا، زنا کیا، چوری کی، ظلم کیا۔۔۔۔حتّٰی کہ کافر (یہ سن کر) تمنا کرے گا کہ اسے جہنم میں پھینک دیا جائے۔

(التفسیر الکبیر۔الجزء الثانی والثلاثون،ص ۲۵۵)

۷ کہ اپنی خبریں بیان کرے اور عمل اس پر کئے گئے ہیں ان کی خبریں دے۔

۸ موقفِ حساب سے۔

۹ کوئی دہنی طرف سے ہو کر جنّت کی طرف جائے گا، کوئی بائیں جانب سے دوزخ کی طرف۔

۱۰ یعنی اپنے اعمال کی جزا۔

(ب) ایک بُزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنی مرحومہ پھوپھی جان کو خواب میں دیکھ کر حال دریافت کیا تو کہا، خیریت سے ہوں اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملا حتّٰی کہ اس مالیدہ کا ثواب بھی ملا جو میں نے ایک دن غریب کو کھلایا تھا۔

(شرح الصدور ص ۲۷۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اللہ عَزَّ وَجَلَّ کسی کی ذرّہ برابر نیکی کو بھی ضائع نہیں فرماتا بظاہر کیسی ہی معمولی چیز ہو اُسے راہِ خُدا عَزَّ وَجَلَّ میں پیش کرنے میں شرمانا نہیں چاہئے۔ اُمّ الْمُؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بار سائل کو ایک انگور کا دانہ عطا فرمایا۔ کسی دیکھنے والے نے تعجّب کا اظہار کیا تو فرمایا، اس (انگور) میں سے تو کئی ذرّے نکل سکتے ہیں جبکہ اللہ تبارَکَ وَتَعالٰی اس آیت میں یہ ارشاد فرماتا ہے۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحْبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، ایک شخص کسی راستے سے گزر رہا تھا کہ اسے شدید پیاس محسوس ہوئی تو اس نے قریب ہی ایک کنواں پایا وہ اس میں اترا اور پانی پی کر نکل آیا۔ اس نے وہاں ایک کتے کو دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ کھا رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ اسے بھی اتنی ہی پیاس لگی ہوگی جتنی مجھے لگی تھی۔ پھر وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر اسے اپنے منہ میں دبایا اور اوپر آیا اور وہ پانی کتے کو پلادیا۔ اللہ عزوجل کو اس کا یہ عمل پسند آیا اور اس کی مغفرت فرمادی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہمارے لئے چوپایوں میں بھی ثواب ہے؟ فرمایا، ہر جان والی چیز میں ثواب ہے۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب البر والاحسان، رقم ۵۴۵، ج ۱، ص ۳۷۸)

حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی

اٰیاتھا ۱۱ | ۱۰۰ سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۱۴ | رکوعھا ۱

سورۃ العادیات مکّی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں اور رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ

قسم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی ف۲ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر ف۳ پھر صبح ہوتے تاراج

نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾

کرتے ہیں ف۴ پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں ف۵ بے شک آدمی اپنے رب کا بڑا ناشکرا

اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جو مسلمان درخت لگائے یا فصل بوئے پھر اس میں سے جو پرندہ یا انسان کھائے تو وہ اسکی طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔

(مسلم، کتاب المساقات والمزارعۃ، باب فضل الغرس والمزارع، رقم ۱۵۵۳، ص ۸۴۰)

حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جو مسلمان درخت لگائے یا فصل بوئے پھر اس میں سے جو پرندہ یا انسان کھائے تو وہ اسکی طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔

(مسلم، کتاب المساقات والمزارعۃ، باب فضل الغرس والمزارع، رقم ۱۵۵۳، ص ۸۴۰)

ف۱۱ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر مومن و کافر کو روزِ قیامت اس کے نیک و بداعمال دکھائے جائیں گے مومن کو اس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کردی جائیں گی کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہوچکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب کیا جائے گا۔ محمّد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ کافر نے ذرّہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دنیا ہی میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہوگی۔ اس آیت میں ترغیب ہے کہ نیکی تھوڑی سی بھی کارآمد ہے اور ترہیب ہے کہ گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا ہے کہ پہلی آیت مومنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفّار کے۔

ف۱ سورۂ والعٰدیٰت بقولِ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکّیہ ہے، اور بقولِ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدنیّہ۔ اس میں ایک ۱ رکوع، گیارہ ۱۱ آیتیں، چالیس ۴۰ کلمے، ایک سو ترسٹھ ۱۶۳ حرف ہیں۔

ف۲ مراد ان سے غازیوں کے گھوڑے ہیں جو جہاد میں دوڑتے ہیں تو ان کے سینوں سے آوازیں نکلتی ہیں۔

وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۟ؕ ۷ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۟ؕ ۸

ہے و۵ اور بے شک وہ اس پر و۶ خود گواہ ہے اور بے شک وہ مال کی چاہت میں ضرور کرّا (تیز) ہے و۷ تو کیا نہیں جانتا

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۟ۙ ۹ وَ حُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۟ۙ ۱۰

جب اُٹھائے جائیں گے و۸ جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائے گی و۹ جو سینوں میں ہے

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۟ ۱۱ ع ۱ ۱۱ ۲۵

بے شک ان کے رب کو اُس دن و۱۰ ان کی سب خبر ہے و۱۱

ایاتھا ۱۱ | ۱۰۱ سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۰ | رکوعھا ۱

سورۃ القارعہ مکی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

و۳ جب پتھریلی زمین پر چلتے ہیں۔

و۴ دشمن کو۔

و۴ب ان گھوڑوں سے مراد، مفسرین کا اجماع ہے کہ مجاہدین اور غازیوں کے گھوڑے مراد ہیں جو خداوند قدوس کے دربار میں اس قدر محبوب و محترم ہیں کہ قرآن مجید میں حضرت حق جل مجدہ نے ان گھوڑوں بلکہ ان کی اداؤں کی قسم یاد فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ مجھے ان گھوڑوں کی قسم ہے جو جہاد میں دوڑتے ہوئے ہانپتے ہیں اور مجھے قسم ہے ان گھوڑوں کی جو پتھروں پر اپنے نعل والے کھُر مار کر رات کی تاریکی میں چنگاری نکال دیتے ہیں اور مجھے ان گھوڑوں کی قسم ہے جو صبح سویرے کفار پر حملہ کر دیتے ہیں اور مجھے قسم ہے ان گھوڑوں کی جو میدانِ جنگ میں دوڑ کر غبار اُڑاتے ہیں اور مجھے قسم ہے ان گھوڑوں کی جو کفار کے بیچ لشکر میں گھس جاتے ہیں۔

و۵ کہ اس کی نعمتوں سے منکر جاتا ہے۔

و۶ اپنے عمل سے۔

و۷ نہایت قوی و توانا ہے اور عبادت کے لئے کمزور۔

و۸ مردے۔

و۹ وہ حقیقت یا وہ نیکی و بدی۔

و۱۰ یعنی روزِ قیامت جو فیصلہ کا دن ہے۔

و۱۱ جیسی کہ ہمیشہ ہے تو انہیں اعمالِ نیک و بد کا بدلہ دے گا۔

اَلْقَارِعَةُ ۝۱ مَا الْقَارِعَةُ ۝۲ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳ یَوْمَ

دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی اور تو نے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی و۲ جس دن

یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝۴ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵

آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے و۳ اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی اون و۴

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝۷ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ

تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں و۵ وہ تو من مانتے عیش میں ہیں و۶ اور جس کی تولیں

مَوَازِیْنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ۝۹ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا هِیَهْ ۝۱۰ نَارٌ حَامِیَةٌ ۝۱۱ ع ۱/۱۱/۲۶

ہلکی پڑیں و۷ وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے و۸ اور تو نے کیا جانا کیا ہے نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی و۹

آیاتها ۸ ۱۰۲ سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ۱۶ رکوعها ۱

سورۂ تکاثر مکی ہے اس میں آٹھ آیتیں ہیں اس میں ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

و۱ سورۂ القارعہ مکّیہ ہے، اس میں ایک ۱ رکوع، ۱۱ گیارہ آیتیں، چھتیس ۳۶ کلمے، ایک سو باون ۱۵۲ حرف ہیں۔

و۲ مراد اس سے قیامت ہے جس کی ہول و ہیبت سے دل دہلیں گے۔ اور قارعہ قیامت کے ناموں سے ایک نام ہے۔

و۳ یعنی جس طرح پتنگے شعلے پر گرنے کے وقت منتشر ہوتے ہیں اور ان کے لئے کوئی ایک جہت معیّن نہیں ہوتی ہر ایک دوسرے کے خلافِ جہت سے جاتا ہے یہی حال روزِ قیامت خَلق کے انتشار کا ہوگا۔

و۴ جس کے اجزاء متفرق ہو کر اڑتے ہیں یہی حال قیامت کے ہول و دہشت سے پہاڑوں کا ہوگا۔

و۵ اور وزن دار عمل یعنی نیکیاں زیادہ ہوئیں۔

و۶ یعنی جنّت میں مومن کی نیکیاں اچھی صورت میں لا کر میزان میں رکھی جائیں گی تو اگر وہ غالب ہوئیں تو اس کے لئے جنّت ہے اور کافر کی برائیاں بدترین صورت میں لا کر میزان میں رکھی جائیں گی اور تول ہلکی پڑے گی کیونکہ کفّار کے اعمال باطل ہیں ان کا کچھ وزن نہیں تو انہیں جہنّم میں داخل کیا جائے گا۔

و۷ بسبب اس کے کہ وہ باطل کا اتباع کرتا تھا۔

و۸ یعنی اس کا مسکن آتشِ دوزخ ہے۔

و۹ جس میں انتہا کی سوزش و تیزی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا
تمہیں غافل رکھا ۲ مال کی زیادہ طلبی نے و۳ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا و۴ ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے و۵ پھر
سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ
ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے و۶ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے و۷ بیشک ضرور جہنم کو دیکھو گے و۸
لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ع ﴿۸﴾ ع ۱ ۸ ۲۷
پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہو گی و۹

آیاتہا ۳ ۔ ۱۰۳ سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ ۱۳ ۔ رکوعہا ۱

سورۃ عصر مکی ہے اس میں تین آیتیں ہیں ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

و۱ سورۂ تکاثر مکّیہ ہے، اس میں ایک ارکوع، آٹھ ۸ آیتیں، اٹھائیس ۲۸ کلمے، ایک سوبیس ۱۲۰ حرف ہیں۔

و۲ اللہ تعالیٰ کی طاعات سے۔

و۳ اس سے معلوم ہوا کہ کثرتِ مال کی حرص اور اس پر مفاخرت مذموم ہے اور اس میں مبتلا ہو کر آدمی سعادتِ اُخرویہ سے محروم رہ جاتا ہے۔

و۴ یعنی موت کے وقت تک حرص تمہارے دامن گیرِ خاطر رہی۔ حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مردے کے ساتھ تین ہوتے ہیں دو لوٹ آتے ہیں ایک اس کے ساتھ رہ جاتا ہے ایک مال ایک اس کے اہل واقارب ایک اس کا عمل ساتھ رہ جاتا ہے باقی دونوں واپس ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

و۵ نزع کے وقت اپنے اس حال کے نتیجۂ بد کو۔

و۶ قبروں میں۔

و۷ اور حرصِ مال میں مبتلا ہو کر آخرت سے غافل نہ ہوتے۔

و۸ مرنے کے بعد۔

و۹ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی تھیں صحت و فراغ و امن و عیش و مال وغیرہ جن سے دنیا میں لذّتیں اٹھاتے تھے پوچھا جائے گا یہ چیزیں کس کام میں خرچ کیں، ان کا کیا شکر ادا کیا۔ اور ترکِ شکر پر عذاب کیا جائے گا۔

(منہاج العابدین ص ۱۰۰)

یعنی بروزِ قیامت صحت اور فراغت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ حضرات مجاہد وقتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نعیم میں ہر وہ چیز

وَالْعَصْرِ ۙ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ ② اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اس زمانہ محبوب کی قسم ف۲ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے ف۳ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور

ع ۱ ۳ ۲۸ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③ ع

ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی ف۴ اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی ف۵

ایاتھا ۹ | ۱۰۴ سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۲ | رکوعھا ۱

سورۃ ہمزہ مکی ہے اس میں نو آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

داخل ہے جس سے لُطف اندوز ہوا جائے۔

ف۱ سورۂ والعصر جمہور کے نزدیک مکّیہ ہے، اس میں ایک ۱ رکوع، تین ۳ آیتیں، چودہ ۱۴ کلمے، اڑسٹھ ۶۸ حرف ہیں۔

ف۲ عصر زمانہ کو کہتے ہیں اور زمانہ چونکہ عجائبات پر مشتمل ہے اس میں احوال کا تغیّر و تبدّل ناظر کے لئے عبرت کا سبب ہوتا ہے اور یہ چیزیں خالقِ حکیم کی قدرت و حکمت اور اس کی واحدانیّت پر دلالت کرتی ہیں اس لئے ہوسکتا ہے کہ زمانہ کی قَسم مراد ہو، اور عصر اس وقت کو بھی کہتے ہیں جو غروب سے قبل ہوتا ہے، ہوسکتا ہے کہ خاسر کے حق میں اس وقت کی قَسم یاد فرمائی جائے جیسا کہ رابح کے حق میں ضُحٰی یعنی وقتِ چاشت کی قَسم ذکر فرمائی گئی، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عصر سے نمازِ عصر مراد ہوسکتی ہے جو دن کی عبادتوں میں سب سے پچھلی عبادت ہے اور سب سے لذیذ۔ وراجح تفسیر وہی ہے جو حضرت مترجم قدّس سرّہ نے اختیار فرمائی کہ زمانہ سے مخصوص زمانہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مراد ہے جو بڑی خیر و برکت کا زمانہ اور تمام زمانوں میں سب سے زیادہ فضیلت و شرف والا ہے اللہ تعالٰی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانۂ مبارک کی قَسم یاد فرمائی جیسا کہ لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مسکن و مکان کی قَسم یاد فرمائی ہے اور جیسا کہ لَعَمْرُكَ میں آپ کی عمر شریف کی قَسم یاد فرمائی اور اس میں شانِ محبوبیّت کا اظہار ہے۔

ف۳ کہ اس کی عمر جو اس کا راسُ المال ہے اور اصل پونجی ہے وہ ہر دم گھٹ رہی ہے۔

ف۴ یعنی ایمان و عملِ صالح کی۔

ف۵ ان تکلیفوں اور مشقّتوں پر جو دِین کی راہ میں پیش آئیں یہ لوگ بفضلِ الٰہی ٹوٹے میں نہیں ہیں کیونکہ انکی جتنی عمر گذری نیکی اور طاعت میں گذری تو وہ نفع پانے والے ہیں۔

ف۱ سورۂ ہُمَزہ مکّیہ ہے، اس میں ایک ۱ رکوع، نو ۹ آیتیں، تیس ۳۰ کلمے، ایک سو تیس ۱۳۰ حرف ہیں۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾

خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے وا۲ جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۫ۖ﴿۴﴾

کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا و۳ ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا و۴

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى

اور تو نے کیا جانا کیا ہے روندنے والی اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے و۵ وہ جو دلوں پر چڑھ

الْاَفْـِٕدَةِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ﴿۸﴾ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۠﴿۹﴾ ع ۱ ۹ ۲۹

جائے گی و۶ بے شک وہ ان پر بند کر دی جائے گی و۷ لمبے لمبے ستونوں میں و۸

و۲ یہ آیتیں ان کفّار کے حق میں نازل ہوئیں جو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر زبانِ طعن کھولتے تھے اور ان حضرات کی غیبت کرتے تھے مثل اخنس بن شریق و اُمیّہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ وغیرہم کے۔ اور حکم ہر غیبت کرنے والے کے لئے عام ہے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

معراج کی رات میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو اپنے ناخنوں سے اپنے چہرے نوچ رہی تھی مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبتیں کیا کرتے تھے۔

(رواہ ابوداود، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، رقم ۴۸۷۸، ج ۴، ص ۳۵۳ بلفظ لما خرج بقوم...الخ)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہ عنِ العُیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: آگ خشک لکڑیوں کو اتنی تیزی سے نہیں جلاتی جتنی تیزی سے غیبت بندے کی نیکیاں ختم کر دیتی ہے۔

(ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبۃ والنمیمۃ، باب الغیبۃ وذمھا، رقم ۵۴، ج ۴، ص ۳۵۶، مفھوماً)

و۳ مرنے نہ دے گا جو وہ مال کی محبّت میں مست ہے اور عملِ صالح کی طرف التفات نہیں کرتا۔

و۴ یعنی جہنّم کے اس درکہ میں جہاں آگ ہڈیاں پسلیاں توڑ ڈالے گی۔

و۵ اور کبھی سرد نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں ہے جہنّم کی آگ ہزار برس دھونکی گئی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس دھونکی گئی تا آنکہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس دھونکی گئی حتّٰی کہ سیاہ ہوگئی تو وہ سیاہ ہے اندھیری۔ (ترمذی)

و۶ یعنی ظاہرِ جسم کو بھی جلائے گی اور جسم کے اندر بھی پہنچے گی اور دلوں کو بھی جلائے گی دل ایسی چیز ہیں جن کو ذرا سی گرمی کی تاب نہیں تو جب آتشِ جہنّم کا ان پر استیلا ہوگا اور موت آئے گی نہیں تو کیا حال ہوگا۔ دلوں کو جلانا اس لئے ہے کہ وہ مقام ہیں کفر اور عقائدِ باطلہ و نیّاتِ فاسدہ کے۔

ایاتھا ۵ ۱۰۵ سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ ۱۹ رکوعھا ۱

سورۂ فیل مکی ہے اس میں پانچ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ؕ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا ف۲ کیا ان کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا

ف۷ یعنی آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

ف۸ یعنی دروازوں کی بندش آتشیں لوہے کے ستونوں سے مضبوط کر دی جائے گی کہ کبھی دروازہ نہ کھلے۔ بعض مفسّرین نے یہ معنٰی بیان کئے ہیں کہ دروازے بند کر کے آتشیں ستونوں سے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں گے۔

ف۱ سورۃ الفیل مکّیہ ہے، اس میں ایک ارکوع، پانچ ۵ آیتیں، بیس ۲۰ کلمے، چھیانوے ۹۶ حرف ہیں۔

ف۲ ہاتھی والوں سے مراد ابرہہ اور اس کا لشکر ہے، ابرہہ یمن وحبشہ کا بادشاہ تھا اس نے صنعاء میں ایک کنیسہ (عبادت خانہ) بنایا تھا اور چاہتا تھا کہ حج کرنے والے بجائے مکّہ مکرّمہ کے یہیں آئیں اور اسی کنیسہ کا طواف کریں عرب کے لوگوں کو یہ بات بہت شاق تھی، قبیلۂ بنی کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس کنیسہ میں قضائے حاجت کی اور اس کو نجاست سے آلودہ کر دیا اس پر ابرہہ کو بہت طیش آیا اور اس نے کعبہ کے ڈھانے کی قسم کھائی اور اس ارادے سے اپنا لشکر لے کر جس میں بہت سے ہاتھی تھے اور ان کا پیش رو ایک بڑا عظیم الجثّہ کوہ پیکر ہاتھی تھا جس کا نام محمود تھا ابرہہ نے مکّہ مکرّمہ کے قریب پہنچ کر اہلِ مکّہ کے جانور قید کر لئے ان میں دو سو اونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے عبدالمطلب ابرہہ کے پاس آئے تھے بہت جسیم و باشکوہ، ابرہہ نے ان کی تعظیم کی اور اپنے پاس بٹھایا اور مطلب دریافت کیا آپ نے فرمایا میرا مطلب یہ ہے کہ میرے اونٹ واپس کئے جائیں ابرہہ نے کہا مجھے بہت تعجّب ہوتا ہے کہ میں خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا ہوں اور وہ تمہارا تمہارے باپ دادا کا معظّم و محترم مقام ہے تم اس کے لئے تو کچھ نہیں کہتے اپنے اونٹوں کے لئے کہتے ہو آپ نے فرمایا میں اونٹوں ہی کا مالک ہوں انہی کے لئے کہتا ہوں اور کعبہ کا جو مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا ابرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیئے عبدالمطلب نے قریش کو حال سنایا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں میں پناہ گزین ہوں چنانچہ قریش نے ایسا ہی کیا اور عبدالمطلب نے دروازۂ کعبہ پر پہنچ کر بارگاہِ الٰہی میں کعبہ کی حفاظت کی دعا کی اور دعا سے فارغ ہو کر آپ اپنی قوم کی طرف چلے گئے ابرہہ نے صبح تڑکے اپنے لشکروں کو تیاری کا حکم دیا اور ہاتھیوں کو تیار کیا لیکن محمود ہاتھی نہ اٹھا اور کعبہ کی طرف نہ چلا جس طرف چلاتے تھے چلتا تھا جب کعبہ کی طرف اس کا رخ کرتے تھے بیٹھ جاتا تھا اللہ تعالٰی نے

تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ

اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں (فوجیں) بھیجیں ۳ کہ انھیں کنکر کے پتھروں سے مارتے ۴ تو انھیں

سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵ ع ۱

کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی (بھوسہ) ۵

ایاتھا ۴ | ۱۰۶ سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَّكِّيَّةٌ ۲۹ | رکوعھا ۱

سورۂ قریش مکی ہے اس میں چار آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝۱ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝۲ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ

اس لیے کہ قریش کو میل دلایا ۲ ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا (رغبت دلائی) تو انھیں چاہیے اس

چھوٹے چھوٹے پرندان پر بھیجے جو چھوٹے چھوٹے سنگریزے گراتے تھے جن سے وہ ہلاک ہوجاتے تھے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد الاول، عام الفیل وقصۃ ابرھۃ، ج1، ص164)

۳ جو سمندر کی جانب سے فوج آئیں ہر ایک کے پاس تین کنکریاں تھیں دو دونوں پاؤں میں ایک منقار میں۔

۴ جس پر وہ پرند سنگریزہ چھوڑتے وہ سنگریزہ اس کے خود کو توڑ کر سر سے نکل کر جسم کو چیر کر ہاتھی میں گذر کر زمین پر پہنچتا ہر سنگریزہ پر اس شخص کا نام لکھا تھا جو اس سنگریزہ سے ہلاک کیا گیا۔

۵ جس روز یہ واقعہ ہوا اسی سال اس واقعہ سے پچاس روز کے بعد سیّدِ عالم حبیبِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت ہوئی۔

۱ سورۃ القریش بقولِ اصح مکّیہ ہے، اس میں ایک رکوع، چار ۴ آیتیں، سترہ ۱۷ کلمے، تہتّر ۷۳ حرف ہیں۔

۲ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں ان میں سے ایک نعمتِ ظاہرہ یہ ہے کہ اس نے قریش کو ہر سال میں دو سفروں کی طرف رغبت دلائی ان کی محبّت ان میں ڈالی جاڑے کے موسم میں یمن کا سفر اور گرمی کے موسم میں شام کا، کہ قریش تجارت کے لئے ان موسموں میں یہ سفر کرتے تھے اور ہر جگہ کے لوگ انہیں اہلِ حرم کہتے تھے اور ان کی عزّت و حرمت کرتے تھے یہ امن کے ساتھ تجارتیں کرتے اور فائدے اٹھاتے اور مکّہ مکرّمہ میں اقامت کرنے کے لئے سرمایہ بہم پہنچاتے۔ جہاں نہ کھیتی ہے، نہ اور اسبابِ معاش، اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت ظاہر ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

هٰذَا الْبَیْتِۙ(۳) الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ﳔ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ۠(۴) ع ۱ ۴ ۳۱

گھر کے و۳ رب کی بندگی کریں جس نے اُنھیں بھوک میں و۴ کھانا دیا اور اُنھیں ایک بڑے خوف سے امان بخشی و۵

اٰیاتُها ۷ | ۱۰۷ سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ ۱۷ | رکوعها ۱

سورۂ ماعون مکی ہے اس میں سات آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِؕ(۱) فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَۙ(۲) وَ لَا

بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے و۲ پھر وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے و۳ اور

یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِؕ(۳) فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَۙ(۴) الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ

مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا و۴ تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی

صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَۙ(۵) الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَۙ(۶) وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۠(۷) ع ۱ ۷ ۳۲

نماز سے بھولے بیٹھے ہیں و۵ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں و۶ اور برتنے کی چیز و۷ مانگے نہیں دیتے و۸

و۳ یعنی کعبہ شریفہ کے۔

و۴ جس میں ان سفروں سے پہلے اپنے وطن میں کھیتی نہ ہونے کے باعث مبتلا تھے ان سفروں کے ذریعہ سے۔

و۵ بسببِ حرم شریف کے اور بسببِ اہلِ مکّہ ہونے کے کہ کوئی ان سے تعرّض نہیں کرتا باوجود یہ کہ اطراف و حوالی میں قتل و غارت ہوتے رہتے ہیں، قافلے لٹتے ہیں، مسافر مارے جاتے ہیں۔ یا یہ معنٰی ہیں کہ انہیں جذام سے امن دی کہ ان کے شہر میں انہیں کچھ جذام نہ ہوگا یا یہ مراد کہ سیّدِ عالم محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے انہیں خوفِ عظیم سے امان عطا فرمائی۔

و۱ سورۃ الماعون مکّیہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نصف مکّہ مکرّمہ میں نازل ہوئی عاص بن وائل کے بارے میں اور نصف مدینہ طیّبہ میں عبداللہ بن اُبَی سلول منافق کے حق میں۔ اس میں ایک رکوع، سات آیتیں، پچّیس کلمے، ایک سو پچّیس حرف ہیں۔

و۲ یعنی حساب و جزا کا انکار کرتا ہے باوجود دلائل واضح ہونے کے۔

شانِ نزول: یہ آیتیں عاص بن وائل سہمی یا ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں۔

و۳ اور اس پر شدّت و سختی کرتا ہے اور اس کا حق نہیں دیتا۔

ف۴ یعنی نہ خود دیتا ہے نہ دوسرے سے دلاتا ہے انتہا درجہ کا بخیل ہے۔

ف۵ مراد اس سے منافقین ہیں جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتے کیونکہ اس کے معتقد نہیں اور لوگوں کے سامنے نمازی بنتے ہیں اور اپنے آپ کو نمازی ظاہر کرتے ہیں اور دکھانے کے لئے اٹھ بیٹھ لیتے ہیں اور حقیقت میں نماز سے غافل ہیں۔

حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو نمازوں کو ان کا وقت گزار کر پڑھا کرتے ہوں گے۔(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوٰۃ، ص۱۹)

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: نماز سے بھولنے کی چند صورَتیں ہیں: کبھی نہ پڑھنا، پابندی سے نہ پڑھنا، صحیح وقت پر نہ پڑھنا، نماز صحیح طریقے سے ادا نہ کرنا، شوق سے نہ پڑھنا، سمجھ بوجھ کر ادا نہ کرنا، کَسل و سستی، بے پروائی سے پڑھنا۔(نور العرفان ص ۹۵۸)

حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن احمد ذَہبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: کہا گیا ہے کہ جہنّم میں ایک وادی ہے جس کا نام وَیل ہے، اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی گرمی سے پگھل جائیں اور یہ ان لوگوں کا ٹھکانہ ہے جو نَماز میں سُستی کرتے اور وَقت کے بعد قضاء کر کے پڑھتے ہیں مگر یہ کہ وہ اپنی کوتاہی پر نادِم ہوں اور بارگاہِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ میں توبہ کریں۔
(کتابُ الکبائر ص ۱۹)

ف۶ عبادتوں میں۔ آگے ان کے بُخل کا بیان فرمایا جاتا ہے۔

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے

قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت میں لے جانے کا حکم ہوگا، یہاں تک کہ جب وہ جنت کے قریب پہنچ کر اس کی خوشبو سونگھیں گے اور اس کے محلات اور اہلِ جنت کے لئے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی تیار کردہ نعمتیں دیکھ لیں گے، تو ندا دی جائے گی: انہیں لوٹا دو کیونکہ ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔ تو وہ ایسی حسرت لے کر لوٹیں گے جیسی اوّلین وآخرین نے نہ پائی ہوگی، پھر وہ عرض کریں گے: یارب عَزَّ وَجَلَّ! اگر تو وہ نعمتیں دکھانے سے پہلے ہی ہمیں جہنم میں داخل کر دیتا تو یہ ہم پر زیادہ آسان ہوتا۔ تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: بدبختو! میں نے ارادۃً تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے جب تم تنہائی میں ہوتے تو میرے ساتھ اعلانِ جنگ کرتے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو میری بارگاہ میں دوغلے پن سے حاضر ہوتے، نیز لوگوں کے دکھلاوے کے لئے عمل کرتے جبکہ تمہارے دلوں میں میری خاطر اس کے بالکل برعکس صورت ہوتی، لوگوں سے محبت کرتے اور مجھ سے محبت نہ کرتے، لوگوں کی عزت کرتے اور میری عزت نہ کرتے، لوگوں کے لئے عمل چھوڑ دیتے مگر میرے لئے برائی نہ چھوڑتے تھے، آج میں تمہیں اپنے ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عذاب کا مزہ بھی چکھاؤں گا۔
(المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۴۷۸، ج۴، ص ۱۳۵ ملخصًا)

ف۷ مثل سوئی و ہانڈی و پیالے کے۔

ف۸ مسئلہ: علماء نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ آدمی اپنے گھر میں ایسی چیزیں اپنی حاجت سے زیادہ رکھے جن کی ہمسایوں کو حاجت ہوتی ہے اور انہیں عاریۃً دیا کرے۔

ایاتہا ۳ ۱۰۸ سُوْرَۃُ الْکَوْثَرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۵ رکوعہا ۱

سورۃ کوثر مکی ہے اس میں تین آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں ف۲ تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو ف۳ اور قربانی کرو ف۴

ع ۱ ۳۳ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾ ع

بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے ف۵

ف۱ سورۃ الکوثر جمہور کے نزدیک مدنیّہ ہے، اس میں ایک رکوع، تین آیتیں، دس کلمے، بیالیس حرف ہیں۔

ف۲ اور فضائلِ کثیرہ عنایت کرکے تمام خَلق پر افضل کیا، حسنِ ظاہر بھی دیا، حسنِ باطن بھی، نسبِ عالی بھی، نبوّت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی، مقامِ محمود بھی، کثرتِ امّت بھی، اعدائے دِین پر غلبہ بھی، کثرتِ فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔

حضرت سیّدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو نیند کا ایک جھونکا سا آیا، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مسکراتے ہوئے سرِ انور اُٹھایا۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ کس وجہ سے مسکرائے؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر ابھی ایک آیت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: کیا تم جانتے ہو؟ کوثر کیا ہے؟ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بہتر جانتا ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس پر بہت برکت ہے، اس پر ایک حوض ہے جس پر میری امت آئے گی، اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب حجۃ من قال۔۔۔الخ، الحدیث ۸۹۴، ص ۲۱۴)

(بحوالہ لُبَابُ الْاِحْیَاء ص ۴۰۷)

ف۳ جس نے تمہیں عزّت وشرافت دی۔

ف۴ اس کے لئے اس کے نام پر، بخلاف بت پرستوں کے جو بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز سے نمازِ عید مراد ہے۔

ف۵ نہ آپ، کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، آپکی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کے متّبعین

اٰیاتہا ۶ ۱۰۹ سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ مَکِّیَّۃٌ ۱۸ رکوعہا ۱

سورۃ کافرون مکی ہے اس میں چھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ؎۱

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ(۱) لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَۙ(۲) وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ

تم فرماؤ اے کافرو! ؎۲ نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا

سے دنیا بھر جائے گی، آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا، قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے، بے نام ونشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔

شانِ نزول: جب سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفّار نے آپ کو ابتر یعنی منقطعُ النسل کہا اور یہ کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی ان کے بعد اب ان کا ذکر بھی نہ رہے گا یہ سب چرچا ختم ہوجائے گا۔ اس پر سورۂ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کفّار کی تکذیب کی اور ان کا بالغ ردفرمایا۔

؎۱ سورۃ الکافرون مکّیہ ہے، اس میں ایک رکوع، چھ آیتیں، چھبّیس کلمے، چورانوے حرف ہیں۔

شانِ نزول: قریش کی ایک جماعت نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے دِین کا اتباع کیجئے ہم آپ کے دِین کا اتباع کریں گے ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے، سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ غیر کو شریک کروں کہنے لگے تو آپ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق کردیں گے آپ کے معبود کی عبادت کریں گے، اس پر یہ سورۂ شریفہ نازل ہوئی اور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجدِ حرام میں تشریف لے گئے وہاں قریش کی وہ جماعت موجود تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور حضور کے اصحاب کے درپے ایذا ہوئے۔

؎۲ مخاطب یہاں مخصوص کافر ہیں جو علمِ الٰہی میں ایمان سے محروم ہیں۔

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 686 صَفحات پر مشتمل کتاب، کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب کے صَفْحَہ 59 پر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں: کافِر کو کافِر کہنا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض ہے۔صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: ایک یہ وَبا بھی پھیلی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ ہم تو کافِر کو بھی کافِر نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس کا خاتمہ کُفر پر ہوگا یہ بھی غَلَط ہے قرآنِ عظیم نے کافِر کو کافِر کہا اور کافِر کہنے کا حکم

اَعۡبُدُ ۟ۚ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۟ۙ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۟ؕ

ہوں اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں

ع ۱ ۲۴ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ۟ ۶

تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین ؂۳

ایاتہا ۳ | ۱۱۰ سُوۡرَۃُ النَّصۡرِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۱۴ | رکوعہا ۱

سورۃ النصر مدنی ہے اس میں تین آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ؂۱

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۟ۙ ۱ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے ؂۲ اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں ؂۳ تو اپنے رب

دیا۔(چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اے کافرو!(پ ۳۰ الکافرون ۱)

اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہو تمھیں کیا معلوم کہ اسلام پر مرے گا خاتمہ کا حال تو خدا جانے مگر شریعت نے کافر و مسلم میں امتیاز رکھا ہے۔

(بہارِ شریعت، جلد ۲، حصہ ۹، ص ۴۵۵)

؂۳ یعنی تمہارے لئے تمہارا کفر اور میرے لئے میری توحید اور میرا اخلاص اور مقصود اس سے تہدید ہے۔ وَھٰذِہٖ الاٰیَۃُ مَنۡسُوۡخَۃٌ بِاٰیَۃِ الۡقِتَالِ

؂۱ سورۂ نصر مدنیّہ ہے، اس میں ایک رکوع، تین ۳ آیتیں، سترہ ۱۷ کلمے، ستّر ۷۷ حرف ہیں۔

؂۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے دشمنوں کے مقابلے میں۔ اس سے یا عام فتوحاتِ اسلام مراد ہیں یا خاص فتحِ مکّہ۔

حضرت سیّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: جب حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھے میرے انتقال کی خبر دی گئی ہے۔(سنن الدارمی، المقدمۃ، باب فی وفاۃ النبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم، الحدیث ۷۹، ج ۱، ص ۵۱)

؂۳ جیسا کہ بعدِ فتحِ مکّہ ہوا کہ لوگ اقطارِ ارض سے شوقِ غلامی میں چلے آتے تھے اور شرفِ اسلام سے مشرف

اَفْوَاجًاۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۠﴿۳﴾ ع ۲۵

کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو وس بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے وہ

آیاتھا ۵ ۔ ۱۱۱ سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ ٦ ۔ رکوعھا ۱

سورۃ لہب مکی ہے اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ولے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا وٹ اُسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا وٹ

ہوتے تھے۔

وٹ امت کے لئے۔

وہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ کی بہت کثرت فرمائی۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں بمقامِ منیٰ نازل ہوئی اس کے بعد آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ نازل ہوئی اس کے نازل ہونے کے بعد اسّی ۸۰ روز سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا میں تشریف رکھی پھر آیۃ الکلالۃ نازل ہوئی اس کے بعد حضور پچاس روز تشریف فرما رہے پھر آیت وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ نازل ہوئی اس کے بعد حضور اکیس روز یا سات روز تشریف فرما رہے اس سورت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ نے سمجھ لیا تھا کہ دِین کامل اور تمام ہوگیا تو اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے، اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا چاہے دنیا میں رہے چاہے اس کی لقاء قبول فرمائے اس بندہ نے لقائے الٰہی اختیار کی، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آپ پر ہماری جانیں، ہمارے مال، ہمارے آباء، ہماری اولادیں سب قربان۔

ولے سورۂ ابی لہب مکّیہ ہے، اس میں ایک رکوع، پانچ ۵ آیتیں، بیس ۲۰ کلمے، ستّر ۷۷ حرف ہیں۔

شانِ نزول: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوہِ صفا پر عرب کے لوگوں کو دعوت دی ہر طرف سے لوگ آئے اور حضور نے ان سے اپنے صدق و امانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ اس پر ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا تھا کہ تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا؟ اس پر یہ سورت شریف نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے جواب دیا۔

كَسَبَ ﴿۲﴾ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿۳﴾ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿۴﴾

اب دھنستا ہے پٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جورو ف۴ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی

ع ۱ ۵ ۳۶ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ف۵

ایاتہا ۴ | ۱۱۲ سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ ۲۲ | رکوعھا ۱

سورۃ اخلاص مکی ہے اس میں چار آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

ف۲ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ ہے یہ عبدالمطلب کا بیٹا اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چچا تھا بہت ہی گورا خوبصورت آدمی تھا اسی لئے اس کی کنّیت ابولہب ہے اور اسی کنّیت سے وہ مشہور تھا۔ دونوں ہاتھوں سے مراد اس کی ذات ہے۔

ف۳ یعنی اس کی اولاد۔ مروی ہے کہ ابولہب نے جب پہلی آیت سنی تو کہنے لگا کہ جو کچھ میرے بھتیجے کہتے ہیں اگر سچ ہے تو میں اپنی جان کے لئے اپنے مال و اولاد کو فدیہ کر دوں گا، اس آیت میں اس کا رد فرمایا گیا کہ یہ خیال غلط ہے اس وقت کوئی چیز کام آنے والی نہیں۔

ف۴ اُمِّ جمیل بنتِ حرب بن اُمیّہ ابوسفیان کی بہن جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہایت عناد و عداوت رکھتی تھی اور باوجود یہ کہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنی سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے راستہ میں ڈالتی تا کہ حضور کو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔

ف۵ جس سے کانٹوں کا گٹھا باندھتی تھی، ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لئے ایک پتّھر پر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے بحکمِ الٰہی اس کے پیچھے سے اس گٹھے کو کھینچا وہ گرا اور رسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔

ف۱ سورۂ اخلاص مکّیہ وبقولے مدنیّہ ہے اس میں ایک رکوع، چار ۴ یا پانچ ۵ آیتیں، پندرہ ۱۵ کلمے، سینتالیس ۴۷ حرف ہیں۔ احادیث میں اس سورت کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اس کو تہائی قرآن کے برابر فرمایا گیا ہے یعنی تین مرتبہ اس کو پڑھا جائے تو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القران، باب فضل ۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۵۰۱۳، ۵۰۱۵، ج ۳، ص ۴۰۶، ۴۰۷)

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے ف۲ اللہ بے نیاز ہے ف۳ نہ اس کی کوئی اولاد ف۴ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ف۵

صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین...اِلخ، باب فضل قراءۃ قل ہواللہ احد...اِلخ، الحدیث: ۲۵۹۔(۸۱۱)، ص ۴۰۵

حضرتِ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رِوایَت ہے اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو ہر فرض نَماز کے بعد دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کیلئے اپنی رِضا اور مغفِرت لازِم فرمادے گا۔

(تَفسیر دُرِّمَنثور ج8 ص678)

حضرتِ سیِّدُ نا سعید بن مُسَیَّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے سورۃ اخلاص کو 10 بار پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنّت میں مَحَل بناتا ہے جس نے 20 بار پڑھا اس کے لئے دو مَحَل بناتا ہے جس نے 30 بار پڑھا اس کے لئے تین مَحَل بناتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اُس وَقت ہمارے بَہُت سے مَحَلّات ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فضل اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔

(سُنَنِ دارمی ج ۲ ص ۵۵۲ حدیث ۳۴۲۹)

ایک شخص نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اس سورت سے بہت محبّت ہے فرمایا اس کی محبّت تجھے جنّت میں داخل کرے گی۔ (ترمذی)

(بخاری، کتاب الاذان، باب الجمع بین السورتین فی الرکعۃ، رقم ۷۷۴، ج۱، ص ۲۷۳)

شانِ نزول: کفّارِ عرب نے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اللہ ربُّ العزّت وعزّ وعلا تبارک وتعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے سوال کئے کوئی کہتا تھا کہ اللہ کا نسب کیا ہے، کوئی کہتا تھا کہ وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا لوہے کا ہے یا لکڑی کا ہے کس چیز کا ہے؟ کسی نے کہا وہ کیا کھاتا ہے، کیا پیتا ہے، ربوبیّت اس نے کس سے ورثہ میں پائی اور اس کا کون وارث ہوگا؟ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنے ذات وصفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی اور جاہلانہ خیالات واوہام کی تاریکیوں کو جن میں وہ لوگ گرفتار تھے اپنی ذات وصفات کے انوار کے بیان سے مضمحل کردیا۔

ف۲ ربوبیّت والوہیّت میں صفاتِ عظمت وکمال کے ساتھ موصوف ہے، مثل ونظیر وشبیہ سے پاک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

ف۳ ہر چیز سے نہ کھائے، نہ پیئے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے۔

ف۴ کیونکہ کوئی اس کا مجانس نہیں۔

ع ۱ ۴ ۳۲

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی ۔ ف ۶

ایاتہا ۵ ۱۱۳ سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۲۰ رکوعہا ۱

سورۂ فلق مکی ہے اس میں پانچ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۔ ف ۱

ف ۵ کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے ۔

ف ۶ یعنی کوئی اس کا ہمتا و عدیل نہیں ۔ اس سورت کی چند آیتوں میں علمِ الٰہیات کے نفیس و اعلیٰ مطالب بیان فرمادیئے گئے ہیں جن کی تفصیلات سے کُتب خانے کے کُتب خانے لبریز ہوجائیں ۔

ف ۱ سورۂ فلق مدنیہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مکّیہ ہے وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ اس سورت میں ایک رکوع ، پانچ ۵ آیتیں ، تئیس ۲۳ کلمے ، چوہتر ۷۴ حرف ہیں ۔

شانِ نزول : یہ سورت اور سورۃ النّاس جو اس کے بعد ہے جو اس وقت نازل ہوئی جب کہ لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جادو کیا اور حضور کے جسمِ مبارک اور اعضاءِ ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا قلب و عقل و اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا چند روز کے بعد جبریل آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کوئیں میں ایک پتّھر کے نیچے داب دیا ہے ، حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علیِ مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے کنوئیں کا پانی نکالنے کے بعد پتّھر اٹھایا اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلّہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پُتلہ جس میں گیارہ سوئیاں چبھیں تھیں یہ سب سامان پتّھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں پانچ سورۂ فلق میں ہر ایک آیت کے پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کُھلتی جاتی تھی یہاں تک کہ سب گرہیں کُھل گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالکل تندرست ہوگئے ۔

مسئلہ : تعویذ اور عمل جس میں کوئی کلمۂ کفر یا شرک کا نہ ہو جائز ہے خاص کر وہ عمل جو آیاتِ قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہوں ۔ حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنتِ عمیس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جعفر کے بچّوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لئے عمل کروں حضور نے اجازت دی ۔ (ترمذی)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِۙ(۱) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَۙ(۲) وَ مِنْ
تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے ف۲ اس کی سب مخلوق کی شر سے ف۳
شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَۙ(۳) وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِۙ(۴)
اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب وہ ڈوبے ف۴ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں ف۵

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا، اے جابر! پڑھو۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا پڑھوں؟ فرمایا، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ پھر میں نے یہ دونوں پڑھیں تو فرمایا، ان دونوں کو پڑھا کرو کیونکہ تم ان کی مثل ہرگز نہ پڑھ سکو گے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب قراءۃ القرآن، رقم ۷۹۳، ج ۲، ص ۸۴)

حضرتِ سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے سورہ ھود اور سورہ یوسف کی آیتیں پڑھایئے۔ تو رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے عُقبہ بن عامر! تم قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ سے زیادہ اللہ عزوجل کو محبوب اور اس کے نزدیک زیادہ بلیغ کوئی سورت ہرگز نہیں پڑھ سکو گے اگر تم سے ہوسکے تو نماز میں یہ سورت پڑھنا نہ چھوڑو۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، رقم ۱۸۳۹، ج ۳، ص ۱۵۹)

ف۲ تعوّذ میں اللہ تعالیٰ کا اس وصف کے ساتھ ذکر اس لئے ہے اللہ تعالیٰ صبح پیدا کر کے شب کی تاریکی دور فرماتا ہے تو وہ قادر ہے کہ پناہ چاہنے والے کو جن حالات سے خوف ہے ان کو دور فرمائے نیز جس طرح شبِ تار میں آدمی طلوعِ صبح کا انتظار کرتا ہے ایسا ہی خائف امن و راحت کا منتظر رہتا ہے علاوہ بریں صبح اہلِ اضطرار و اضطراب کی دعاؤں کا اور ان کے قبول ہونے کا وقت ہے تو مراد یہ ہوئی کہ جس وقت اربابِ کرب وغم کو کشائش دی جاتی ہیں اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں میں اس وقت کے پیدا کرنے والے کی پناہ چاہتا ہوں، ایک قول یہ بھی ہے کہ فلق جہنّم میں ایک وادی ہے۔

ف۳ جاندار ہو یا بے جان مکلّف ہو یا غیرِ مکلف۔ بعض مفسّرین نے فرمایا ہے کہ مخلوق سے مراد خاص ابلیس ہے جس سے بدتر مخلوق میں کوئی نہیں اور جادو کے عمل اس کی اور اس کے اعوان ولشکروں کی مدد سے پورے ہوتے ہیں۔

ف۴ حضرت اُمُّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کی طرف نظر کر کے ان سے فرمایا اے عائشہ اللہ کی پناہ لو اس کے شر سے یہ اندھیری ڈالنے والا ہے جب ڈوبے۔ (ترمذی) یعنی آخرِ ماہ میں جب چاند چُھپ جائے تو جادو کے وہ عمل جو بیمار کرنے کے لئے ہیں اسی وقت میں کئے جاتے ہیں۔

ع ۱ ۵ ۲۸

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ع

اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے ف۶

اٰیاتھا ۶ ۱۱۴ سُوْرَۃُ النَّاسِ مَکِّیَّۃٌ ۲۱ رکوعھا ۱

سورۃ ناس مکی ہے اس میں چھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ف۲ سب لوگوں کا بادشاہ ف۳ سب لوگوں کا خدا ف۴

ف۵ یعنی جادوگر عورتیں جو ڈوروں میں گرہ لگا لگا کر ان میں جادو کے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتی ہیں جیسے کہ لبید کی لڑکیاں۔

مسئلہ: گنڈے بنانا اور ان پر گرہ لگانا آیاتِ قرآن یا اسماءِ الٰہیہ دم کرنا جائز ہے جمہور صحابہ و تابعین اسی پر ہیں اور حدیثِ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنھا میں ہے کہ جب حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضور معوّذات پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔

ف۶ حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زوالِ نعمت کی تمنّا کرے، یہاں حاسد سے یہود مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حسد کرتے تھے یا خاص لبید بن اعصم یہودی۔ حسد بدترین صفت ہے اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے سرزد ہوا اور زمین میں قابیل سے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا ڈالتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا ڈالتی ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور نماز مومن کا نور ہے اور روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، من قسم الاقوال، الحسد، الحدیث: ۷۴۳۵، الجزأ الثالث، ص ۱۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے حسد مت کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! تم آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا...الخ، الحدیث ۶۰۶۶، ج ۴، ص ۱۱۷)

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظن...الخ، الحدیث: ۲۵۶۳، ص ۱۳۸۶)

ف۱ سورۃ الناس بقولِ اصح مدنیہ ہے، اس میں ایک رکوع، چھ ۶ آیتیں، بیس ۲۰ کلمے، اناسی ۷۹ حرف ہیں۔

ف۲ سب کا خالق و مالک۔ ذکر میں انسانوں کی تخصیص ان کی تشریف کے لئے ہے کہ انہیں اشرف المخلوقات کیا۔

مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ۬ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾

اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے وٖ اور دبک رہے وٖ وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں

مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ٪﴿۶﴾ ع ۱ ۶ ۳۹

جن اور آدمی وے

وٖ ان کے کاموں کی تدبیر فرمانے والا۔

وٖ کہ الٰہ اور معبود ہونا اسی کے ساتھ خاص ہے۔

وٖ مراد اس سے شیطان ہے۔

وٖ یہ اس کی عادت ہی ہے کہ انسان جب غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان دبک رہتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔

وے یہ بیان ہے وسوسے ڈالنے والے شیطان کا کہ وہ جنّوں میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی جیسا شیاطین جن انسانوں کو وسوسے میں ڈالتے ہیں ایسے ہی شیاطین انس بھی ناصح بن کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں پھر اگر آدمی ان وسوسوں کو مانتا ہے تو اس کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے اور خوب گمراہ کرتے ہیں اگر اس سے متنفر ہوتا ہے تو ہٹ جاتے ہیں اور دبک رہتے ہیں۔ آدمی کو چاہئے کہ شیاطین جن کے شر سے بھی پناہ مانگے اور شیاطین انس کے شر سے بھی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شب کو جب بسترِ مبارک پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں دستِ مبارک جمع فرما کر ان میں دم کرتے اور سورۂ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد وَ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ اور قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاس پڑھ کر اپنے مبارک ہاتھوں کو سرِ مبارک سے لے کر تمام جسمِ اقدس پر پھیرتے جہاں تک دستِ مبارک پہنچ سکتے یہ عمل تین مرتبہ فرماتے۔

وَاللّٰہ تَعَالٰی اَعۡلَمُ بِمُرَادِہٖ وَاَسۡرَارِ کِتَابِہٖ وَاٰخِرُ دَعۡوَانَآ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَاَفۡضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَزۡکَی السَّلَامِ عَلٰی حَبِیۡبِہٖ وَسَیِّدِ اَنۡبِیَآئِہٖ وَرُسُلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحٰبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الۡحَمۡدُ اَنۡتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَنۡ فِیۡھِنَّ وَلَکَ الۡحَمۡدُ اَنۡتَ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَنۡ فِیۡھِنَّ وَلَکَ الۡحَمۡدُ اَنۡتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَنۡ فِیۡھِنَّ وَلَکَ الۡحَمۡدُ اَنۡتَ الۡحَقُّ وَقَوۡلُکَ الۡحَقُّ وَوَعۡدُکَ الۡحَقُّ وَلِقَاؤُکَ حَقٌّ وَّالۡجَنَّۃُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالنَّبِیُّوۡنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسۡلَمۡتُ وَلَکَ اٰمَنۡتُ وَعَلَیۡکَ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡکَ اَنَبۡتُ وَبِکَ خَاصَمۡتُ وَاِلَیۡکَ حَاکَمۡتُ فَاغۡفِرۡ لِیۡ مَا قَدَّمۡتُ وَمَا اَخَّرۡتُ وَمَا اَسۡرَرۡتُ وَمَا اَعۡلَنۡتُ وَمَا اَنۡتَ اَعۡلَمُ بِہٖ مِنِّیۡ اَنۡتَ الۡمُقَدِّمُ وَاَنۡتَ الۡمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ

ترجمہ: اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے لئے ہی تمام خوبیاں ہیں تو زمین وآسمان اور ان کے درمیان کی مخلوق کو قائم رکھنے والا ہے اور تیرے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں تو زمین وآسمان اور ان کے درمیان کی مخلوق کا نور ہے اور تیرے لئے تمام ستائشیں ہیں تو ہی زمین وآسمان اور ان کے درمیان کی مخلوق کا بادشاہ ہے اور تیرے لئے ہی تمام مدحتیں ہیں کہ تو حق ہے اور تیرا فرمان حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیری ملاقات حق ہے اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں اور قیامت حق ہے اے اللہ! میں مسلمان ہوا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری بارگاہ میں تائب ہوا اور تجھ ہی سے انصاف چاہا اور تجھے ہی حکم مانا لہذا تو مجھے بخش دے جو لغزشیں مجھ سے پہلے ہوئیں یا بعد میں ہوں گی اور جو میں نے چھپ کر کیا اور جن کو میں نے اعلانیہ کیا، تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

آج بتاریخ ۵ جمادی اولیٰ ۱۴۳۴ھ شب پیر بمطابق 17 مارچ 2013 اللہ عزوجل کے کرم خاتم المُرسَلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی رحمتوں اور مرشد کریم کے فیض اثر سے یہ عظیم کام مکمل ہوا اس میں جو خوبی دیکھیں میرے پیارے مرشد شیخ طریقت، امیر اَہلسنّت دامَتْ بَرَکاتُہم العالیہ کو دعائیں دیں اور اگر کہیں خامی پائیں تو اس حقیر فقیر بندہ پر تقصیر کی طرف رجوع کریں اور آگاہ فرما کر کرم فرمائیں۔

دعائے ختم القران

اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ

وَاجْعَلْهُ لِیْٓ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰھُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ

مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ

اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً

یَّارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ اٰمِیْنَ

ترجمہ: اے اللہ! میری قبر سے میری وحشت اور پریشانی کو دور فرما، خدایا قرآن عظیم کی برکت اور رحمت سے مجھے نواز دے۔ قرآن کو میرے لئے رہنما اور پیشوا بنا اور ساتھ ہی نور اور سبب ہدایت اور رحمت بنا، الٰہی! اس میں سے جو میں بھول گیا ہوں مجھے یاد دلا دے، اور اس میں سے جو میں نہیں جانتا وہ مجھ کو سکھا دے اور رات دن مجھے اس کی تلاوت نصیب فرما، اے سارے عالم کی پرورش کرنے والے! قیامت کے دن قرآن کریم کو میرے لئے دلیل بنا۔ آمین

رموز اوقاف قرآن مجید

○	جہاں بات پوری ہو جاتی ہے، وہاں چھوٹا سا دائرہ لگا دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول (ت) جو بصورت (ۃ) لکھی جاتی ہے۔ اور یہ وقف تام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہئے، اب (ۃ) تو نہیں لکھی جاتی۔ چھوٹا سا دائرہ ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کو آیت کہتے ہیں۔ دائرہ پر اگر کوئی اور علامت نہ ہو تو رک جائیں ورنہ علامت کے مطابق عمل کریں۔
م	یہ علامت وقف لازم کی ہے۔ اس پر ضرور ٹھہرنا چاہئے۔ اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے۔
ط	وقف مطلق کی علامت ہے۔ اس پر ٹھہرنا چاہئے۔ یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔
ج	وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔
ز	علامت وقف مجوز کی ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔
ص	علامت وقف مرخص کی ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہئے لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو اجازت ہے۔ معلوم رہے کہ (ص) پر ملا کر پڑھنا (ز) کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔
صلے	الوصل اولیٰ کا اختصار ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔
ق	قِیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے۔ یہاں ٹھہرنا نہیں چاہئے۔
صل	قَد یُوصَل کا مخفف ہے۔ یہاں ٹھہرا بھی جاتا ہے اور کبھی نہیں۔ بوقت ضرورت ٹھہر سکتے ہیں۔
قف	یہ لفظ قف ہے۔ جس کے معنی ہیں ٹھہر جاؤ۔ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے، جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔
سکتہ	سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں کسی قدر ٹھہر جانا چاہئے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔
وقفہ	لمبے سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہئے لیکن سانس نہ توڑیں۔ سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے، وقفہ میں زیادہ۔

لا	لا کے معنی نہیں کے ہیں۔ یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ آیت کے اوپر ہو تو اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ٹھہر جانا چاہئے بعض کے نزدیک نہیں ٹھہرنا چاہئے لیکن ٹھہرا جائے یا نہ ٹھہرا جائے اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔
ك	کذلک کا مخفف ہے، اس سے مراد ہے کہ جو رمز اس سے پہلی آیت میں آچکی ہے، اس کا حکم اس پر بھی ہے۔
∴ ∴	یہ تین نقاط والے دو وقف قریب قریب آتے ہیں۔ ان کو معانقہ کہتے ہیں کبھی اس کو مختصر کر کے (مع) لکھ دیتے ہیں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ایک پر ٹھہرنا چاہئے دوسرے پر نہیں۔ مثلاً سورۃ البقرہ: ۲

تفسیر قرآن خزائن العرفان مع افادات واضافات کی اہم خصوصیات

۱۔ توحید و رسالت کی حقیقی معرفت کے حصول۔

۲۔ محبت الٰہی عزوجل عشق رسول ﷺ کی شمع دل میں فروزاں کرے۔

۳۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام و اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دنیا میں تشریف آوری کے مقاصد اور انکے حالات و واقعات جاننے اور انکی تعظیم و عقیدت دل میں بڑھانے۔

۴۔ گزشتہ امتوں کے واقعات سے درس عبرت پانے

۵۔ عقائد و اعمال، عبادات و معاملات و اخلاقیات کی اصلاح

۶۔ بدعات حسنہ کی بہترین پہچان اور بدعات ضلالہ کا موثر و مدلل رد جاننے۔

۷۔ جنت میں لے جانے والے اعمال کی ترغیبات اور جہنم میں لے جانے والے اعمال سے بچنے کی نصیحتوں کے کثیر مدنی پھول حاصل کرنے

۸۔ انوار الحدیث سے قلوب کو جگمگانے۔

۹۔ شریعت و سنت کا علم حاصل کرنے

۱۰۔ زہد و تقویٰ

۱۱۔ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مقصد "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے" کا جذبہ پروان چڑھانے

۱۲۔ تبلیغ علم دین و ترویج سنت کے عظیم مقصد کے پانے کیلیے راہ خدا میں سفر کرنے کا ذہن پانے

کا بہترین و موثر ذریعہ بنام

تفسیر قرآن خزائن العرفان مع افادات واضافات کا مطالعہ فرمایئے اور ثواب کا عظیم خزانہ حاصل کیجیے۔

ناشر: بزم غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شاپ نمبر ۱

Shop # 1- L S. 4 Block No 10
Fedral B-Area Karachi.